

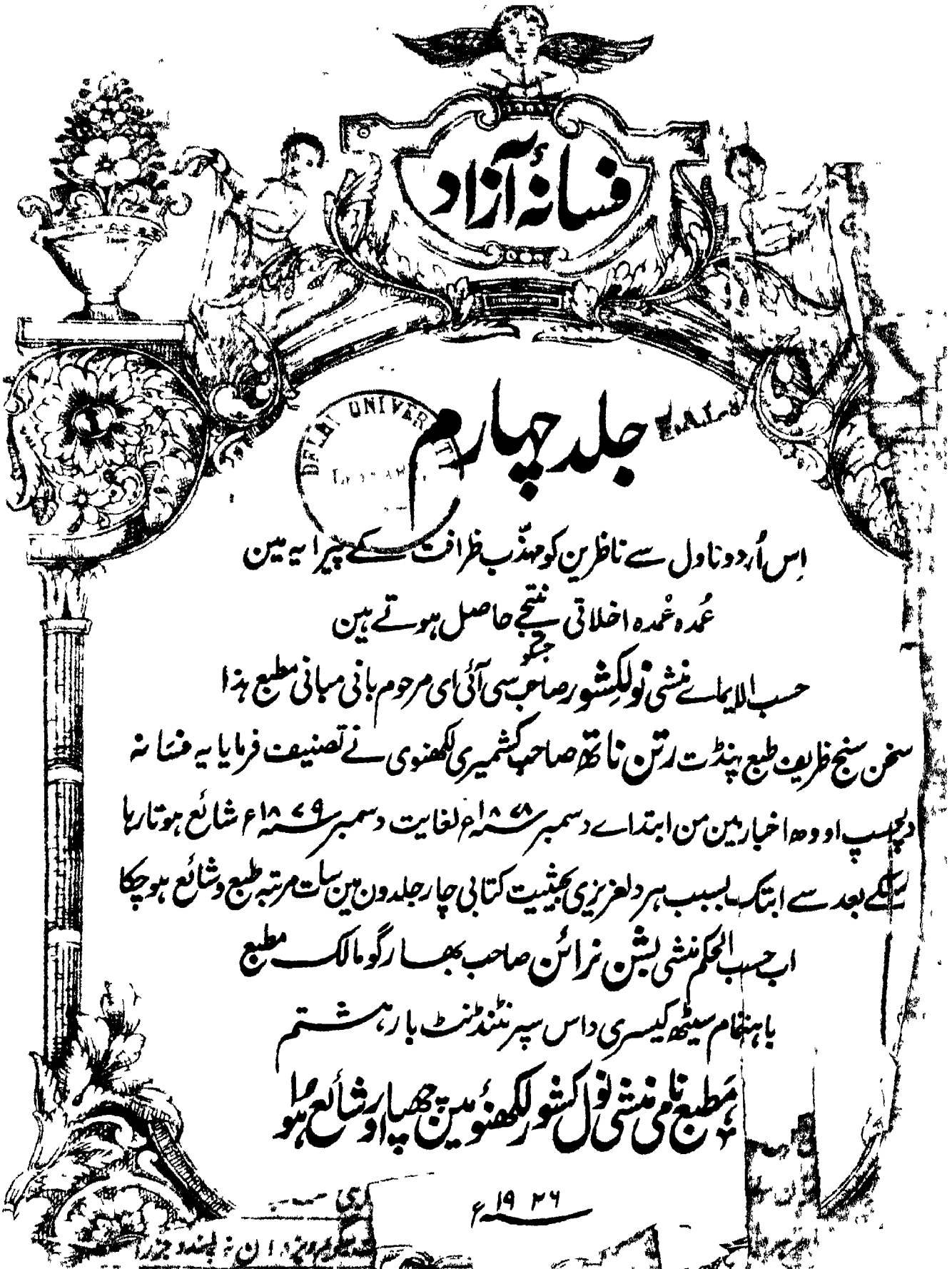
DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No. 0168.3 M.1 N.4

Ac. No. 13525 Date of release for loan 23.12.64

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of 0.5 nP. will be charged for each



فسانۂ آزاد

جلد چہارم

اِس اُردو ناول سے ناظرین کو مہذّب ظرافت کے پیرایہ مین
عُمدہ عُمدہ اخلاقی نتیجے حاصل ہوتے ہین
جسکو
حسب الایمائے منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مرحوم بانی مبانی مطبع ہذا
سخن سنج ظریف طبع پنڈت رتن ناتھ صاحب کشمیری لکھنوی نے تصنیف فرمایا یہ فسانہ
دلچسپ اودھ اخبار مین من ابتداے دسمبر ۱۸۷۸ء لغایت دسمبر ۱۸۷۹ء شائع ہوتا رہا
اسکے بعد سے ابتک بسبب ہر دلعزیزی بحیثیت کتابی چار جلدون مین سات مرتبہ طبع و شائع ہو چکا
اب حسب الحکم منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع
باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ بارہشتم
بمطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ مین چھپا اور شائع ہوا

۱۹۲۶ء

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

شہزادوں میں فرد ہیں۔

محمد مہدی۔ اُنکی نسبت ایک نواب زادی سے کہ از بس حسینہ و جمیلہ شیریں حرکات و رنگین ادا نوخیز عنبر موہیں غزالہ چشم چاند سی جسنے سُنا خوش ہوا کہ دولھا دولھن چندے آفتاب چندے مہتاب خدا نے اپنے ہاتھ سے جوڑی بنائی ہے۔ بنا اللہ بنی دونوں کی بن آئی ہے۔ اسکے بعد مہدی نے کہا کہ چونکہ آپ لوگ مرزا ہمایون فرہاد سے واقف ہین لہذا مجھے افسوس ہے کہ آپکو یہ خبر سُنکر سخت ملال ہوگا۔

آزاد اور خوجی دونون نے کہا حضرت جملہ معترضہ رہنے دیجیے اصل مطلب بیان فرمائیے کہا۔ ہمایون کی والدہ مسمّٰی شہزادی بیگم اور دُلھن کی ماں بڑی بیگم دونون نے منظور کر لیا رسمین ادا ہوئین دولھن کو ماتھے بٹھایا۔ بھوجایا طرفین سے جوڑے آئے اِدھر دُلھن اُدھر دولھا بشاش کہ چین کرین گے خوب مزے اُڑین گے۔

اب سُنیے کہ اِن دونون مین سچا عشق یہ اسپر قربان وہ اُسپر نثار دل و جان سے عاشق۔ ایک مرتبہ ہمایون فر نے بیگم صاحب کے باغبان سے سانٹھ گانٹھ کی۔ خوب یارانہ پیدا کیا۔ وہ شہزادے پہ مالی۔ انعام پیا نعام۔ اور بیشمار روپیہ دیا۔ نوبت بایں رسید کہ ایک روز ہمایون مالی بنکر شہزادہ بہادر گئے اور گلدستہ بیگم صاحب کی خدمت مین پیش کیا بیگم سمجھ گئین کہ کوئی عاشق زار و جان نثار شہزادہ عالی تبار ہے مُسکرا کر کہا یہ کون ہے مالی بولا حضور میرا بھانجا ہے گرد و نواح گئین کہ کوئی شہزادہ دورے ڈالنے آیا ہے الغرض دو چار روز کے بعد خط و کتابت شروع ہوگئی نامہ و پیام کی نوبت آئی ایک مرتبہ شہزادہ ہمایون غریق فلک شکوہ پر سوار ہو کر بیگم صاحب کی حویلی کے سامنے گئے اُسوقت باغ مین سب بچے میان چیل پہل مین مصروف تھین یہ تاک لگائے سب کو گھور رہے تھے بیگم کی نظر پڑی تو تنگ و متغیر ہو گیا۔ ٹاٹ بانی اوگی پائون سے نکل پڑی رزائی کاندھے سے سرک گئی مارے بدحواسی کے عجب حال تھا سر پیر کا ہوش نہ تھا۔

آزاد۔ ناعدہ ہے۔ نامحرم کی اِدھر اُدھر جا بیجا نظر پڑے تو خواہ مخواہ عورت عیب ہی جائیگی۔ اور پھر کنواری حیفہ۔

خوجی۔ لے ہے واللہ بس کچھ نہ پوچھو۔ مصر مین یہی حال ہوا ایک کنوان چھوکری جھروکے سے تاک جھانک کر رہی تھی اتفاق جو اُدھر سے گذرے تو چار آنکھین ہوتے ہی اُسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا چاہا کہ دروازہ بند کرے مگر دروازہ کی عوض آنکھین بند کر لین اس بے حواسی کے صدقے واللہ ہے عجب محض خداداد تھا بس جیسے بمبئی والی بیگم۔ نور کا عالم اور ہی کوئی مساکے چالیس بالیس اٹھائیس چوالیس برس کا۔ اور کیا۔

آزاد۔ (مسکرا کر) بس!!! ابھی پالنے کے قابل ہے۔

خوجی۔ اور نہین تو کیا اور صورت واہ وا ہے تو سانولی رنگت مگر نمکینی کی کان ہے۔ واہ طلعت کی جان ہے۔

آزاد۔ درین چہ شک۔ ہان جناب محمد مہدی صاحب) ہان پھر کیا ہوا آپ شہزادہ کا حال بیان کیجیے پورا حال فرمائیے۔

محمد مہدی۔ دُلھن کے ہان فسون پر فسین آنے لگین تمام شہر کی بیگمین شہزادیان نواب زادیان مخدرات کثرت سے جمع تھین ڈومنیان دور دور سے بلوائی گئین دولھن کا داغ خلق الاخلاق پر تھا جو جو ہمان بدل لگی مذاق

چل کرتی تھین۔ محبت دعوت کا دم بھرتی تھین آدھر دولھا کے ہان دعا چوکڑی مچی تھی طبلے پر تھاپ پڑتی تھی ارباب نشاط نے محفل رقص و سرود کو دو رونق دی تھی کہ یا یہ شاید مرزا ہمایون مرزے بنارس اور آگرہ اور جونپور اور مرزا پور اور دہلی اور لاہور اور جیپور دور دور سے خوش گلو گانیون اور ایان بلائی تھین جسنے کہا کہ خداوند فلان مقام پر ایک گانیوالی ہے اُس خوش گلو کو بغیر دیکھے سنے فوراً حکم ہوا کہ بلوالو۔

اب یہ کہ شادی کے روز وہ دھوم دھام اور وہ اژدہام تھا کہ بیان سے خارج ہے مگر عین گریال مین غلہ لگا۔

نوشہ سمند صرصر رنگ پر سوار ہو کر جاتا تھا کہ عین برات مین ایک شقی نے تلوار ہوا مین دیا اور سر تن سے جدا ہو گیا کھٹ سے الگ۔

آزاد۔ لے! آہ آہ! ہے ہے توبہ توبہ!!! معاذ اللہ خوجی (سر پیٹکر) افسوس صد افسوس ہائے ستم وائے ستم۔

آزاد۔ اسوقت بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اُفوہ ایسا سانحہ جگر دوز پہلے کبھی نہین سُنا تھا!! ع

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

آزاد اور خوجی دونون کی آنکھین اشکبار ہو گئین اور محمد مہدی بھی خوب روئے سن کلیر سانے وجہ گریہ و زاری دریافت کی۔ خوجی بیان کرنے ہی کو تھے کہ آزاد نے اشارہ سے منع کیا اُنھون نے کہا عجب بے سمجھے آدمی ہو جب ہم مردون کو اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے اس درجہ رنج ہوا تو عورتون اور خصوصاً کم سن کا کیا حال ہو گا۔

محمد مہدی۔ ابھی آپ نے سُنا کیا ہے اے جناب دُلھن لانے پر آئی مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی سر پر تاج ہر وقت آرائش سے مزین از سر تا پا فروشک پری وکور اف ہائے ہائے ستم ہو گیا۔

آزاد۔ للہ اب تذکرہ نہ کیجیے۔ کیون صاحب اسوقت اس بیچاری کا کیا حال ہو گا یہ نام آپکو معلوم ہے۔

بیگم صاحب کا کیا نام ہے لڑکی کس کی ہین کس محلہ مین مکان ہے۔

محمد مہدی۔ دُلھن کا نام تو نہین یاد مگر اسقدر جانتا ہون کہ بڑی بیگم کی صاحبزادی ہین شہر سے دو کوس پر مکان ہے۔

آزاد۔ (کان کھڑے کرکے) کیا! کسکی! کسکی صاحبزادی ہین

محمد مہدی۔ شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ایک بیگم صاحب رہتی ہین بڑی بیگم اُنکا نام ہے اور دو لڑکیان ہین ہین تو یتیان مگر لڑکیان ہی مشہور ہین دونون اسقدر خوبصورت ہین کہ بیان سے باہر صغر سنی کی حالت مین مین نے بھی اُن دونون پریمکو دیکھا تھا بچہ حور ہین۔ آفتاب مہتاب دونون گردہا للہ العظیم۔

آزاد۔ آپکو اُنکے مشاہدے کا کیونکر موقع ملا۔

محمد مہدی۔ بجرے پر دریا کی سیر کو جایا کرتی تھین دو بار مین نے بھی دیکھا غش آ گیا۔ اپنے ہوش مین نہ رہا۔

آزاد۔ (کانپتے ہوے) خدا خیر کرے ہوش اُڑ گئے یا خدا یہ کیا اسرار ہے۔ بجرون کا بھی ذکر کیا اور دو کنواری چھوکریان بھی ہین اور بڑی بیگم کا نام بھی آیا اور یہ بھی کہا کہ اصل مین یتیان ہین مگر لڑکیان مشہور ہین کچھ دال مین کالا ضرور ہے خواجہ صاحب کچھ سُنا۔

خوجی کیا عرض کرون پیر و مرشد میری عقل خود گم ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے۔ بھلا کیون حضرت کوئی بوڑھا آدمی بھی وہان تھا پیر مرد۔

محمد مہدی - ہان وہ اُن دونون صاحبزادیون سے بہت متصف ہے اور شل باقی لڑکیون کے سمجھتا ہے مگر آپ دونون صاحبون کے اصرار کا سبب نہ معلوم ہوا آپ اُن کو کیا جانین -

آزاد اور خوجی دونون کو شک کے عوض یقین تھا کہ حسن آرا بیگم اپنے قول سے پھر گئین - آزاد اپنے دل کو لاکھ ڈھارس دیتے تھے مگر بے سود یہ غزل ترجمان دل تھی -

ای دل بچشم زخم حوادث فگار شو
اے چشم از تراوش دل آبکار شو
ای خون بدیدہ در دگداز جگر فرست
اے دم بسینہ درد چراغ مزار شو
اے لب بنوحہ نالہ جانکاہ سازدہ
اے سر بقصہ خاک سر رہ گزار شو
اے خاک چرخ گر نتوان زد جاور اے
اے چرخ خاک گر نتوان شد غبار شو
اے نوبہار چون تن بسمل بخون غلط
اے روزگار چون شب بے ماہ تار شو
اے ماہتاب روے بسیلی کبود کن
اے آفتاب داغ دل روزگار شو
آہ این چہ سیل بود کہ مارا ز سر گذشت
تنہا ز سر نگو کہ ز دیوار و در گذشت

خوجی - استعارہ تشویش کی ضرورت نہین ہے خدا جانے کس کا ذکر کرتے ہین پہلے دریافت تو کر لیجیے مفصل حال تو سن لیجیے

آزاد - اب کچھ باقی ہی رہگیا ہو بڑی بیگم کا نام آہی گیا حسن آرا بیگم اور سپہر آرا بیگم کا نام نہین آیا - وہ بھی سن لیجیے گا -

خوجی - کیون نہ ہو اگر تکلف نہ فرمائی تو مہربانی کر کے پھر اس قصے کو یہان سے پھیر فرمائیے کہ اُس ڈھمن کا نام کیا ہے حسن آرا بیگم -

محمد مہدی - مجھے معلوم نہین مگر اُسکی ماں کا نام بڑی بیگم ہے مکان نہایت دلچسپ ہے دریا سامنے موجین ادھر اُدھر مرغزار پر بہار سبزے کی لہک اور چوطرفہ کی صفائی سے آنکھون کو وہ نور حاصل ہوتا تھا کہ مین عرض نہین کر سکتا سبحان اللہ سبحان اللہ - ؎

صفائی درو ے از فیض آبی
بساط در وے از مہر پیہ
نسیمش رنگ و بوے بست گلشن
صباحش آبروے ہفت کشور
نسیمش جان دم عیسیٰ فرح بخش
صباحش چون کف موسیٰ منور
صباحش دامنش از غازۂ حور
نسیمش بہاراز موج کوثر
دم صبحش ز مہر آئینہ در کف
نسیمش از بہاران حلہ در بر

خوجی - بھائی جان - چاہے کوئی مار ڈالے ہمین یقین نہ آئے گا کہ حسن آرا بیگم تمھارے خلاف ہو جائین اور اپنے قول سے پھر جائین ہمین حیرت یہ ہے کہ تمھارے دل مین ایسا خیال پیدا کیونکر ہوا -

آزاد - ہے تو ایسا ہی مگر عورت پھر عورت ہی ہے - کچھ اعتبار نہین -

خوجی بیچارا شاد ہوا - مطلب یہ کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین درست اور ہم نے جو ایکبار یہی کہا تو حضور ہم سے کیسے بگڑے تھے اور کیا کیا باتین سُنائی تھین - یاد ہین یا بھول گئے - بتاؤ -

مس مُیڈ اچنبھے سے تاڑ گئی کہ حضرت کو اپنی مطبوعہ

یاد آتی ہین گو وطن چھوٹے دہ سال باپ عزیز اقربا اور بنیا
کی جدائی کا سخت رنج تھا مگر عمداً اور قصداً اسکو اکر کہا آپ ہمین
رخصت کیجیے۔ جب ہمین سے یہ حال ہے تو وہان کا خدا حافظ
پھر بس دیکھ لیجیے بے مروتی کی تو کتنی۔

آزاد نے مس میڈا کے دست یمین مین ہاتھ دیکر کہا جانمن
تم اور یہ بدگمانی! واہ۔ جانتک تمپر نثار ہے مگر خیال آہی جاتا ہے
حسن آرا کی بدولت ہمنے سیر تو بہت کی مگر جان جوکھم۔ جانکے
ہر دم لالے پڑے ہوے تھے اگر برفستان بھیجدیے جاتے تو
کوئی بھی نہ پوچھتا کہ ؎

چرا تنہائی دشت آوردی	چنین چون سر بسر آوردہ دردے
چہ پیش آمد ترا در حال چونست	مگر صحرا نوردی از جنون ست

جدا چون کشتی از یاران بخوار	
چرائے نہ بچہ مجنون سر بہ کہسار	

یہ کہکر آزاد پاشاہ نے دل بہلانے کے لیے یون گفتگو کی
دل لگی بازدن کے چٹکلے بھی غضب کے ہوتے ہین۔ بذلہ سنج
کسی مقام پر چوکتے ہی نہین رنگین مزاجی اور ظریفانہ
طبع نعمت خداداد ہے ؎

بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن	
کہ لطف زندگانی ہے بدن مین جب تلک خون ہے	

میدان جنگ مین قلعہ قاچار کے پاس ہماری فوج کا پڑاؤ تھا
شبکو ہم نے ارمان نامے شہر مارا اور صبحکو لشکر آگے
بڑھا تلایہ غنیم کی کیفیت دریافت کرنے گیا تھا۔ اور ہم
لوگ مزے سے گپین اڑا رہے تھے علیقو پاشا اپنے خیمے سے
دوڑے آئے اور ہنستے ہوے ایک اخبار مجھے دیا مینے
پڑھا تو مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ گئے دل لگی بازدن

ست خدا کی پناہ پڑھتا ہون تو اشتہار مگر تمام دنیا کے اشتہارون
ست نرالا۔ مضمون سننے کے قابل ہے

	پڑیو چلہ

لندن اور قرب وجوار لندن کی جتنی حسینہ جمیلہ گلبدن پست
دبین نوخیز کم سن شوخ وبیباک چست وچالاک روشیزہ
چھوکریان ہین اُن سب کو مژدہ تازہ ونوید بے اندازہ
کہ ہمارے تھیٹر کے لیے ایک سو خوبصورت اور گانا
ونازک اندام کنواری لڑکیون کی ضرورت ہے
نوجوان مسون کو لازم ہوگا درخواستین بھیجین مگر ان شرطون کا
ضرور خیال رہے۔

۱۔ درخواست دینے والے کی عمر سترہ برس سے کم اور
بیس سال سے زیادہ نہو ع

	جوانی کی راتین مراد دنکے دن

۲۔ ایسی ویسی عورت درخواست نہ دے

۳۔ شوخی رگ رگ مین کوٹ کوٹ بھری ہو۔ بقول شاعر ؎

معمور ہون شوخی سے شرارت سے بھری ہون	
انسان نہ مجھے سمجھو مین جنت کی پری ہون	

اس شعر کے مصداق ہو۔ بلکہ اس سے بھی افزون۔

۴۔ نظر غلط انداز جادو کا کام کرے سحر بابل کو لوگ بھول جائین
کل تماشائی یہی سمجھین کہ یہ رشک پری بصد شان دلبری ہمین
پر نظر ڈال رہی ہے۔ ہمین کو رجھا رہی ہے۔

۵۔ خرام ناز کبک دری کو خجل کردے سرو گلشن دیکھے تو مارے
شرم کے گڑ جائے چال ایسی مستانہ ہو کہ ع

	نہ پیئے اور جھومتی جائے

مردون کو زندہ کرلے۔ ؎

بہر زمین کہ چو آب حیات بخرامد	دبان مردہ بزیر زمین بجنبد

۶۔ حیا ادب شرم منزلون دور رہے۔ بیباکی اُنکے نام کی قسم کھائے بالکل آزادہ منش اور بیباک روش ہو۔

۷۔ گردن فوارۂ نور ہو ع

گردنت صبح بہشت ست گر انصاف بود	

۸ گورے گورے گال شب کے وقت سطح چکنین جیسے اندھیری رات مین ماہ تابان۔ دونون رخسار تابان یوسف فریب ہون جو دیکھے بے اختیار جی چاہے کہ منھ چوم لے اور ہر فرد بشر کی زبان پر یہ شعر ہو۔ ؎

نگار خانہ صبح ست این نہ رخسار ست	نگاہ کن ورق سادہ چہ پرکار ست

۹۔ ادا کی یہ کیفیت ہو کہ ادا خود اسکی ادا پر دل وجان سے قربان ہو جائے ہر بات مین غمزۂ لاجوردیکا اظہار ہو۔ ؎

چشم گرازدور بجست نگرانست	تا غمزۂ خون ریز تو غارتگر جانست

۱۰۔ لگاوٹ بازی مین طاق ہو۔ مگر خالی خولی لگاوٹ ہان اسکا ذرا خیال رہے۔

۱۱۔ اسقدر لکھدینا ہوگا کہ بامرضی مہتمم تھیٹر نوکری نہ چھوڑسکیگی یعنین کہ ادھر اُدھر کے ایرے غیرے پچکلیان آکے لے اڑین۔

اس طرح کی شرطون پر یان ہمین درکار ہین اور مقصد یہ ہے کہ یورپ اور ایشیا دورہ اسکے ان تینون بڑا عظم کی سیر کرکے رنگین طبع امراکو ڈنون ہاتھون سے لوٹین جسوقت یہ شوخ وران بہشتی نژاد بنکر کے اسٹیج پر آئینگی اور بصد ادا کے بوقت تماشا دکھائینگی کیا دھوم ہوگی۔

اب سنئے کہ روز معہود کو تھیٹر کے دروازے پر ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے تماشا بین اس غرض سے جوق جوق جمع ہوئے کہ جل کے نوجوان سیم تنون کو گھورین

شعلۂ رُو غمزہ جان عنبر بو سے آنکھین سینکین۔ صافی مذاق	
آدمی دور مگر دیکھی دل لگی کے لیے۔ آئے۔ بے فکرے بگڑے	
دل بھی ہر گشت کرتے ہوے اسطرف آنکلے کہ اچھی بھی	
صورتین ہی دیکھنے مین آئینگی۔ اخبارون کے رپورٹر نسل اور	
نوٹ بک لے کے پہونچے تو کل خبر ہی ملی۔ مصورون کی بن	
آئی مرقع پیش نظر تھا ایک سے ایک بڑھکر حسینہ ایک سے	
ایک خوبرو اور قوس اور دوالغرض میلا جم گیا۔ اور کئی ہزار	
کنواری نوخیز کم سن ٹوٹ پڑین۔ سب نازک بدن اور غنچہ دہن	
سب زیبا اندام اور سیم تن۔ سب نازک نگاہ اور کج کلاہ	
سب خوروش غیرت مہر رشک ماہ۔ اکٹھی جوانی عنفوان	
شباب اُمنگون کے دن جوبن پھٹا پڑتا تھا۔	

ایک تو یون ہی حسن خداساز تھا اسپر بناؤ چناؤ نے اور بھی ستم ڈھایا۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ باہمی مقابلہ اور بن ٹھن کے آئین الغرض تھیٹر کی سڑک پر غنچہ کھلا ہوا تھا۔ اور شہر اور گرد و نواح کی کل حسینین جمع تھین اور سب نکھری ہوئین دور تک دورویہ پرستان ہی نظر آتا تھا۔ اندر کا اکھاڑا شرماتا تھا ؎

	مجمع ہے حسینو نکا یا کوئی مرقع ہے
	جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

نوجوان تماشا بینون کا عجب حال تھا نظر ناز کرتی ہوئی کل رخسار ہی پر جاتی تھی نگاہ اپنے طابع فرخ پر اترا تی تھی یہ خبر سنکر بڑے بڑے اُمرائے ذی الاقتدار اور شہزادگان عالی تبار تفریح طبع کے لیے اس مقام پر آئے جس دوشیزہ پر نظر پڑی یہی گمان ہوا کہ کوہ قاف سے پری اتری ہے یا جنت کی حور ہے عوام نے غل مچانا شروع کیا قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے بعض شریر آدمیون نے اُن پر یون سے پھبتیان

بھی شروع کردی۔ وہ چار شوخ و بیباک عورتون نے
ان بدمعاشون پر ہاتھ صاف کیا۔ آخر کار چار سو لیڈیون کو پولیس
والون نے ہزار خرابی اندر بلا کر بند کر دیا تاکہ عوام انکو
دق نکرین انمین سے اکثر منتخب کی گئین اور وہ چھوٹی ہوئی
عورتین تھیٹر مین نوکر رکھی گئی ہین۔ اخبار مین درج تھا کہ
دس آدمی اس کام کے لیے مقرر تھے کہ جن عورتون نے تھیٹر
مین بھرتی ہونے کی درخواست کی تھی اُن کا امتحان لین اور
دیکھین کہ شوخی اور چستی و چالاکی اور بیباکی اور رنگین ادائی
اور دلربائی اور حسن مین فرد ہین یا نہین۔

میڈا۔ جس جنے رجھایا ہوگا وہ ضرور مقرر کر دی گئی ہوگی
مگر دل لگی دیکھنے کے قابل تھی بڑا تماشا ہوگا۔

خوجی۔ اس مقام پر اگر اینجانب ہوتے تو واللہ تھیٹر و ٹیر سب
بالاے طاق رہتا اور سب کی سب بندے کے دم کے ساتھ
ہو جاتین۔

راوی۔ درین چہ شک مگر ہمہ تو سنا تھا کہ حضور بیدم کے
ہین۔ غرض کہ آپ بھی طرفہ رقم ہین ع

سب صورت لنگور فقط دم کی کسر ہے	

میان آزاد کو مجلہ اور باتون کے ایک گریہ بھی خوب یاد تھا کہ
روتے کو ہنسا دیتے گو خاتون یوسف لقامس میڈا کا دل
کسی قدر بھر آیا تھا مگر اس اشتہار کے مضمون کو حضرت
آزاد نے ایسی لطافت اور خوبی سے ادا کیا کہ وہ بت شیرین
حرکات مسرور و محظوظ ہو گئی خواجہ صاحب نے دیکھا۔ مین ہی
پھسڈی رہا جاتا ہون چونک کر کہا۔ آغاہ ۔۔۔۔۔۔
خوب یاد آیا۔ لاحول ولا قوۃ لاحول ولا قوۃ۔ توبہ توبہ۔
مین تو بھول ہی گیا تھا اور واللہ یاد ہوتا تو ہرگز ہرگز جہاز
پر سوار نہ ہوتا۔

میڈا۔ ہان! خیر اب اُتر جایئے جہاز روک لیا جائے۔

آزاد۔ ہان ہان اب بھی سویرا ہے حضرت۔ جایئے جایئے۔

خوجی۔ اس دفعہ کا ذکر نہین ہے۔ بھائی جان۔ جب مین
وہان سے سوار ہوتا تھا تب ہی بھول گیا ورنہ بمبئی سے روانہ
ہی نہوتا بے بدلہ لیے انتقام لیتا مگر مشتے کہ بعد از جنگ
یاد آید (پیشانی پر ہاتھ مار کر) بر کلہ خود باید زد۔ واللہ کھوپڑی
بھنا گئی۔

میڈا۔ انکی باتین پہیلیان ہوتی ہین معمہ کہتے ہین۔

آزاد۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا معلوم ہوتا ہے کسی نے ان کو
ٹھونکا ہے مگر انتقام لینا بہت جلد یاد آیا۔

خوجی۔ ایک دن کا ذکر ہے بندہ درگاہ ہولی کے دن بازار مین
نکلے اور شہر ہندوؤن کا۔ لوگون نے منع کیا کہ آج باہر نہ نکلیے
ورنہ رنگ پڑ جائیگا ہم اُس زمانے مین اُوبجی بنے ہوے تھے
واللہ بالکل گینڈا بنا ہوا تھا ہاتھی کی دم پکڑ لی تو مس نہ سکا
اور ہاتھی کمبخت دیو کا بچہ نہین دیو کا بھی دادا پیر۔ قین سے
بول کے چاہا کہ بھاگے مگر کیا مجال جسنے دیکھا عش عش
کرنے لگا کہ واہ بیٹھے۔

آزاد۔ این! پٹھے کاہے کے۔ ڈھانڈے نہین کہتے۔

خوجی۔ بس اب آپ دل لگی پر اُتر آئے ہوے تو خیر سمجھا گیا آپ سے
بندہ نہین عرض کرتا۔ سنو! میس میڈا۔ بس صاحب ہم
بازار مین آئے تو دیکھا ہر یونگ ہلڑ مچا ہوا ہر یک را بینی
آغشتہ گلاب بیست خراب ہر جنیدہ دار بر حماقت خود خندہ زن
میکند۔ اے کاش بجوش انہمہ فعال وحشیانہ و حرکات مجنونانہ
در ایام ہولی گلاب پاشی شدی چہ خوش بدے۔

خیزان گلپوش گلفام گلبدن پیش و پس اردو گرد نشیندو
ہریک در دست خویش قمقمہ گیرد۔ ؎

ہولی آمد بہار رشد پیدا	ہر طرف لالہ زار رشد پیدا
زعبیر و گلال و پچکاری	از رنگ بر روی یار رشد پیدا

میڈا۔ پکا دیوانہ ہے۔ کچے گھڑے کی چڑھی ہے۔

خوجی۔ خیر ساحب خلاصہ کلام یہ کہ مجھے اور شہزوری کا زعم اور یہ دعوی کہ نمرود کی کیا اصل و حقیقت تھی بس مین ہو کھائے اکڑتے برزتے پہونچا تو ایک مقام پر کیا دیکھتا ہون کہ کوئی سو آدمی کے قریب جمع اور رنگ اچھل رہا ہے میرے پاس بیش قبض اور قرابینچہ۔ اور تینچے بس کیا عرض کرون

آزاد۔ مگر قرولی نہ تھی۔ افسوس۔

خوجی۔ تا بھی بات نہ کاٹو۔ مین نے کہا یار دیکھ بھال کے جان مردون پر رنگ ڈالنا دل لگی نہین ہے۔ پہلے تو وہ لوگ ذرا گڑبڑا گئے اور مین ڈراتا ہوا آگے بڑھا مین نے کہا سمجھا جائیگا۔ ان سو کے سو کو ایک دم مین دکھاؤن تو سہی ایک پٹھان نے آگے بڑھکر کہا میان پہلوان تم سپاہی آدمی ہو اور گران ڈیل جوان۔

راوی۔ درین چہ شک۔ کیسے کچھ۔ دیکھیے ذرا گرینگا نہین ایسا ہو باز غفران کسی طرف سے صورت دکھا دین تو غضب ہو جائے۔

آزاد۔ خلاصہ یہ کہ آپ آگے بڑھے ماشاء اللہ کیون نہین۔

خوجی۔ خانصاحب نے کہا کہ آپ ہین آدمی سپاہی گران ڈیل جوان مسلح۔ ہتھیار بند۔ اگر آپ کو غصہ آگیا تو غضب ہو جائیگا مین نے ایک نہ مانی مین نے کہا سنو بھئی تم مسلمان ہو کے رنگ اچھالتے ہو انھون نے کہا۔ حضرت ہمارا ان لوگون کا چولی دامن کا ساتھ ہے بندہ پیتمبر بدل کے آگے بڑھا۔ بس حضرت دو لونڈون نے پچکاری تانی اور رنگ ڈال دیا اور اسی پٹھان نے پیچھے سے تان کے ایک جو نا دیا تو کھوپڑی پلپلی ہو گئی پھر کے جو دیکھتا ہون تو ڈبل جونا ڈھائی تلے کا۔ سمجھا ڈن بجھا ڈن۔ مسکرا کر آگے بڑھا۔

آزاد۔ این! جونا کھا کے آگے بڑھے۔ ماشاء اللہ!!!

میڈا۔ اور اس زمانے مین سپاہی بھی تھے اور مسلح بھی تھے تس پر جونا کھا کے چپکے ہو رہے۔ واہ ری جوانمردی۔

آزاد۔ چپکے ہو رہتے تو خیریت تھی۔ مسکرائے بھی۔

راوی۔ اور بات بھی دل لگی کی تھی مسکراتے نہ تو کیا روتے آدمی فہمیدہ ہین۔

خوجی۔ مین تو سپاہی ہون تلوار سے بات کرتا ہون جوتے سے کام نہین لیتا۔ جوتی خورے کوئی اور ہی ہون گے جی حضرت کجا تلوار کجا جوتی بیزار اور ہم مسلک صلح کل کے سالک ہین سب سے مل کے چلنا۔ ؎

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

مس کلیہ سائس وقت آرام کر رہی تھین خواب ناز سے بیدار ہوئین تو منھ دھو کر مس میڈا کے پاس آئین یہان قصے پڑ رہے تھے انسے بھی خواجہ بدیع الزمان صاحب کی پوری پوری سرگذشت بیان کی گئی اور خواجہ صاحب اپنی بہادری اور بایوش کاری کا حال سنکر بہت ہی خوش ہوتے تھے اس علم کے صدقے کہ باوصف واقفیت

فنون جنگ جوتا کھاکے خاموش ہو رہے چون تک نہ کی۔ ع

	این کار از تو آید و مرداں چنین کنند

خواجہ صاحب اس گفتگو کے بعد یہ شعر پڑھکر افیون گھولنے لگے۔

کھودیا حسن بہ کرنے ستم ایجاد دکھا	اڑگیا رنگ دھواں بنکے پریزاد دکھا

آزاد۔ ایک امیر الاعتبار کی دختر پری چہرہ پڑوس کے ایک لڑکے سے عالم طفلی مین کھیلا کرتی تھی اس لڑکے کے ماں باپ غریب آدمی تھے مگر شریف اور وضعدار جب لڑکی سن بلوغ کو پہونچی تو پڑوس کا لڑکا ڈورے ڈالنے لگا اور وہ بھی اسپر عاشق ہوگئی دونون شادی پر راضی ہوے ایکدن لڑکے نے اس پری پیکر سے کہا پیاری میرا قصد ہے کہ جب شادی ہو تو پہلے مہینے مین ہم اور تم خوب سفر کرین یہان سے پارس جائین وہان خوب گھومے اڑ آئین پھر وہان سے افرنجہ کی سیر کرین مصر کے منار دیکھین ہندوستان مین روضۂ تاج بی بی کی بڑی تعریف سنی ہے لگے ہاتھون وہ بھی دیکھ لین الغرض تمام دنیا کی سیاحی کر آئین۔ وہ حور شمائل چپ چاپ سنتی گئی جب یہ اولوالعزم لڑکا خاموش ہوا تو اسنے مسکراکر کہا جانمن سیر و سیاحت کرنے مین تو کچھ ہرج نہین سوال یہ ہے کہ تمھارے پاس اسقدر روپیہ بھی ہے کہ ساری خدائی کی سیر کروگے لڑکے نے کہا کہ جب ہمارے تمھارے شادی ہو جائیگی تو ہمین روپیہ کی کیا ضرورت رہیگی۔ لڑکی بولی۔ یہ سچ ہے مگر ابا کہتے ہین کہ مین اپنا روپیہ اور اپنی دولت تجھے اسوقت دونگا جب مرجاؤنگا انکی مین حیات مین اس ثروت کی مستحق نہین ہو سکتی یہ خبر سنکر لڑکے نے آہ سرد کھینچی اور کہا اچھا جان جان اگر یہ بات ہے تو پھر شادی بھی اسیدن ہوگی جب تمھارے ابا کو خدا کے واپس آئینگے بالفعل ملتوی رہے۔

لکھیرسا۔ ایک کسی مجسٹریٹ نے ایک گواہ سے پوچھا کہ مدعی کی ماں تمھارے سامنے روتی تھی یا نہین گواہ نے کہا جی ہان یا مین آنکھ سے روتی تھی۔ کانی عورت ہے مین نے دیکھا تھا کہ اسکی یا مین آنکھ سے آنسو جاری تھے اور دا مین گال لڑھک کر دامن کی خبر لاتے تھے مجسٹریٹ نے اسی بنا پر دعوی خارج کر دیا۔

خوجی ہمین کوئی بات بھلی ہی نہین معلوم ہوتی رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ جس شخص نے ہولی مین بے ضابطگی کی تھی اسکی قرار واقعی مرمت کرون واللہ اگر اسوقت یاد آتا تو ہرگز ہرگز جہاز پر سوار نہوتا۔ مگر مثنے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد۔

آزاد۔ اور فارسی عرصے سے نہین بولی یہ کیا۔

خوجی بابا مے من بسیع منکہ پارسی زبان نمیداند چہ داند کہ ہیچ ہم نمیداند۔

جو ایک فارسی داں ان سے کہا کہ اے محبو	ہوئی ہے بندش اشعار دہن تنگ تین
کہا یہ بعد تامل کہ دون جواب تجھے	جو میری بات کا لے یا تجھکو ہو یقین
جو چاہے یہ کہ کہے ہند کا زبان شعر	تو بہتر اسکے لیے ریختی کا ہے آئین
مگر یہ کہ کے وہ کیون شعر فارسی نا حق	ہمیشہ فارسی داں کا ہو مورد نفرین

آزاد۔ مکرر اخاطر کمین اور ابو الفیض فیضی فیاضی اور شیخ ابو الفضل اور آرزو اور نصیر اور غنیمت اور مرزا بیدل اور غالب دہلوی یہ ایسے شعراے گرانمایہ گذرے ہین کہ اپنی آپ ہی نظیر تھے ان کے کلام پر ایرانی بھی ایراد نہین کر سکتے مگر ہان ایرانی لاکھ گیا گذرا ہو پھر ایرانی ہے۔

رات کی آمد آمد اور پریون کی چہل

مغنی دگر نغمہ بر تار زن
گل از نغمۂ تر بدستار زن
بہ پروازش آن گل انشا تو لے
نگویم غم از دل دل از غم ربا ے
دل از خویش پردار و بر ساز زن
ہما از خویش گشتے برآواز نہ

ترپا بیگم کا پری خانہ کثرت حوران گل رخسار سے پر ستان کو شرماتا تھا اس کھاڑے کو راجہ اندر بھی دیکھتے تو عش عش کرنے لگتے بیچ مین دلھن مثل گل خندان - ادھر ادھر ہمجولیان - وہ چاند تو یہ ہالہ وہ بدر تو یہ نجوم بہار کی بدولت خوبرویان بناتی نہال کہین طاؤسان نر مزین پر و بال کہین شاخ گل پر عنادل رنگین مقال بلبلون کے چہچہے قمریون کے قہقہے - ہوائے گلشن جنون تاز نسیم طرب انگیز غالیہ ساز رندان مے آشام کے ہاتھ مین جام بادۂ شیراز اور بغل مین عروس طناز محو ناز محفل مین پریونکا جھرمٹ غنچہ کھلا ہوا کوئی خوبان فرخار پر طعنہ زن کوئی گلعذار کوئی گلبدن اف رے جوبن کوئی دلربائی مین طاق کوئی کج ادائی مین شہرۂ آفاق گاوٹ کے ہنگامے یا دعاشق آزاری مین استاد حشمت بموقوس اور دجانی بیگم خوشخو بذلہ گو آسمان جاہ ناوک نگاہ - نظیر بیگم کی سلگی مین لاکھ بناوٹ تھے الغرض جو تھی اپنے طرز مین بے نظیر تھی -

میانہا نازک و دل ہا توانا
زنادانی بکار خویش دانا
تبسم بسکہ در لبہا طبیعی ست
دہن ہا رشک گلہاے ربیعی ست
ادائے یک گلستان جلوہ شرمار
خرامی صد قیامت فتنہ در بار

زرنگین جلوہ ہا غارت گر ہوش
بہار بستر و نوروز آغوش

اب سنیے کہ ادھر ڈومنیون کا مجرا ہو رہا تھا ایک پرتکلف اور خوشنما کمرے مین وزیر ڈومنی ناچ رہی تھی وزیر حسن و جمال مین بے نظیر تھی ہر ادا دلربا و دلپذیر تھی تان جانستان چہرہ رشک مہر تابان - دوسرے کمرے مین ایک کمسن کافر کیش پرکالہ آتش ڈومنی شہزادی کا مجرا ہوتا تھا اسکے طرز رقص پر آسمان جاہ کے میان بہت رنجھے ہوے تھے -

آسمان جاہ - بیل ہم سے تو مانگنا - ہمارے مہمان کا تمپر دل آیا ہے اُسے طلب کرو تو مالا مال کردین - دامن طلب زر مراد سے بھر دین -

شہزادی - (زیر لب مسکراکر) بندگی - آپ کی عنایت -

جانی بیگم - باجھین کھل گئین کہ نواب زادے تک ان پر جان دیتے ہین اللہ رے تیرے ناز - اونہ! اونہ!!

آسمان جاہ - جان دین وہ جو انکی طرف دیکھ نہ سکین انکے دشمن جان دین یون کہو کہ اچھے شہزادون کا دل آیا ہے -

جانی بیگم - یہ اُلٹی بات ہے دل گیا کہ دل آیا ع

دل گیا ہاتھ سے لوگون نے کہا دل آیا

آسمان جاہ - بی فیضن جان تمکو تو اِس اجڑے ہوے شہر کی ڈومنیونکا گانا کاہے کو اچھا لگتا ہوگا -

جانی بیگم - انکے لیے دیہات کی میراثنین بلوا دو -

فیضن - ہان پھر دیہاتی تو ہم ہین بھا اسکا کہنا کیا اس فقرہ پر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ گھر بھر گونج اٹھا اور فیضن سخت شرمائی - جانی بیگم بولین - بس یہی بات تو ہمین اچھی نہین معلوم ہوتی ایک تو فیضن اتنی دیر کے بعد بولین اُسپر

بھی سب نے ملکر انکو چڑا ڈالا بوا کی لفظ پر اور بھی قہقہہ پڑا شہزادی بھی مسکرائین انکے بعد فیمن ڈومنی آئی۔

فیضن۔ اس ڈومنی کا کیا نام ہے۔ فن ہے۔

جانی بیگم۔ ہم گنوارن فیمن کہتے ہین تم شہر کی ہو فن کہو۔ بس گانون اور شہر مین یہی تو فرق ہے۔

فیمن۔ (فیضن کیطرف اشارہ کرکے) بیگم صاحب بڑی سیدھی ہین تین پانچ نہین جانتین۔ سادہ مزاج ہلکہ۔

جانی بیگم۔ اے ہے۔ کہین اب بیگم صاحبہ نہ کہدینا۔ بیگم کے نام سے چڑھتی ہین بیگم اور خانم دونون سے نفرت ہے فیمن مجرا کرنے لگی دو کم سن عورتین سارنگی بے تھین ایک طبلہ بجا رہی تھی ایک بجیرے کی جوڑی۔ اسکی خوش الحانی کی شہر مین دھوم تھی (بندھن دار باندھو سب کے مالنیان)۔ اسکو ایسی خوش الحانی سے ادا کیا کہ جس نے سنا بے اختیار تعریف کی اسکے بعد (نیارنگیلا بنی ری چھیلی) اسکو چھیڑا تو اور رنگ جم گیا۔ فیمن نے آسمان چاہ اور دلہن کی بہنون اور بھانجیون کا آنچل پکڑا۔ بچھا ورملے۔ لڑ لڑکے۔ بیل لی۔

گو فیمن بڑی خوش تھی مگر شہزادی سے زیادہ خوبرو نہ تھی۔ سبز گرنٹ کا پائجامہ پڑاقے دار گوٹ بناؤ چناؤ کرکے ٹھسے سے آئی تھین دروازے کے پاس سے دو رنگین مزاج چمن طبع نوجوان کان دھر کے چپکے چپکے سن رہے تھے اور ادھر شاہانے کی دھن مین کبھی فیمن کبھی شہزادی گا رہی تھی (بندھن دار باندھو سب کے مالنیان) غرضیا بیگم کے پدر بزرگوار نے قبلہ وکعبہ کے ہان فیمن بجوائی اور خدمتگار سے کہا دست بستہ عرض کرنا کہ برات چل چکی ہے حضور تشریف لائین دو مشعلچی اور چوبدار اور خدمتگار بھی بھیجے گئے کہار وردی سرخ بانات کی تھی پشت پر کلابتونی پٹکیان اور پریان بنی ہوئین پگڑیان چھجے دار چاندی کی مچھلیان لگی ہوئین آنین گھونگرو پڑے ہوے گلے مین چاندی کا ڈھولنا۔ ہاتھونمین چاندی کے کڑے شیردہان قبلہ وکعبہ کی ڈیوڑھی پر آئے خدمتگار نے عمدہ خانم کو پکارا

خدمتگار۔ ذری حضور کو اطلاع کردو کہ سواری بھیجی ہے اور عرض کیا ہے کہ قبلہ وکعبہ تشریف لائین۔ دیر نہین ہے۔

عمدہ خانم۔ اچھا حسینی یہ ڈیوڑھی کی لالٹین کیون گل ہوگئی

حسینی۔ جلاے دیتی ہون آج ہوا بڑی تیز چلتی ہے۔

عمدہ۔ اے تو اندر کے چراغ اور لالٹین نہ گل ہون۔ ہوا اسی نگوڑی لالٹین کو لگی۔ اسی کو گل بھی ہونا تھا۔

چوبدار۔ ذری جلدی سے اطلاع کردو جلدی ہے

خدمتگار۔ وہ تو حسینی لڑ رہی ہین اطلاع کون کرے۔

عمدہ۔ اے ہے تو یہ کیا جھنجھٹ مچائی ہے۔ اوئی پاچھ منھ برستا ہے اور! جاتے جاتے جاؤن یا گر پڑون بوکھلاہٹ کاہے کی ہے۔

خدمتگار۔ ہان صاحب جاتے جاتے جاؤ۔ گر پڑین تمھارے دشمن۔

حسینی۔ یہ گرینگی بھی تو گون سے۔

عمدہ خانم نے قبلہ وکعبہ کو اطلاع دی۔ بستر سے اٹھے عمامہ منگوایا۔ بر دیبائی زیب بر اور کپڑے پہنکر باہر رونق افروز ہوے چوبدار نے جھک کر آداب عرض کیا۔

قبلہ وکعبہ فیلین پر سوار ہوے صندوقچہ سامنے رکھا گیا

دستی روشن ہوئی جب دولھن کے مکان پر پہونچی تو علیحدہ کمرے مین بیٹھے باہر ناچ ہو رہا تھا وہ موقوف ہو گیا۔

چوبدار۔ لطف علی (خدمتگار) بھنڈی خانہ مین جاکے پیچوان تیار کرو۔ جلد لاؤ۔

لطف علی۔ ابھی ابھی لیجیے سب سامان بس ہے فقط آگ رکھنی باقی ہے لگے ہاتھون پیچوان لاتا ہون۔

چوبدار۔ دستی اور زیر انداز لیتے آنا۔ سمجھے۔

لطف علی ہان ہان صاحب سمجھے۔ سمجھے۔ گنوار نہین ہین کہ آپ ہمین سکھانے آگئے ہین۔ خوب سمجھے کی ایک ہی کہی۔

چوبدار۔ سوائے اپنی بڑائی کے دوسری بات نہین اور ہمکو اس سے ٹھہری نفرت۔ تو اب بنے تو کیونکر بنے۔

نواب۔ اب آپسمین لڑوگے یا کام کروگے۔ قبلہ و کعبہ اتنی دیر سے تشریف رکھتے ہین۔ پیچوان تک نہ آسکا

چوبدار۔ اس لطف علی کا قاعدہ ہے کہ جو کام اس سے مین کہتا ہون اسمین دیر لگاتا ہے اور کام چور نوالہ حاضر۔ باتین بہت بنانی آتی ہین۔

ان دونونمین بہت کم بنتی ہے چوبدار اپنی حکومت جتاتا تھا۔ خدمتگار اپنے تئین فرعون سمجھتا تھا۔ بنتی کیونکر دوسرا خدمتگار پیچوان لایا زیر انداز بچھایا۔ بندے کے کام کی عمدہ مثال تھی قبلہ و کعبہ نے خوش جان فرمائی دولھن کی ماں کو معلوم ہوا آپ قبلہ و کعبہ تشریف لائے ہین کشتی مین عطر کی شیشی اور الائچی اور بلوری ہشت پہل تشتری مین دو رخی چکنی ڈلی قاب مین مزین گلوریان لگائین جنمین چاندی کے ورق لپٹے تھے۔ زرد کاشانی مخمل کا کشتی پوش کلابتو کا کام کیا ہوا تھا۔ چنے ہوئے۔ بلاقن مہری کو بلایا کشتی دی وہ کشتی لیکر باہر گئی۔

بلاقن نے آداب عرض کرکے کہا بیگم صاحب نے آداب عرض کیا ہے اور یہ کشتی حضور کے لیے بھیجی ہے کشتی پوش اٹھایا قبلہ و کعبہ نے فرمایا ہماری طرف سے بیگم صاحب کو دعا کہدینا۔ مہری سلام کرکے اندر گئی ادھر قبلہ و کعبہ نے مزین گلوریان کھائین دھوان دھار مشکبار حقہ پیا۔

پرانے فشن کے متقی متشرع بزرگ اور ثقات سن حضور و مجتہد العصر کے پاس بکمال ادب بیٹھے تھے مگر نوجوانوں کے عیش مین خلل پڑا۔ انکا انکا رنگ مختلف۔ انکے اور خیالات انکی نوجوانی کی امنگ ادھر تو یہ کیفیت تھی ادھر ڈومنیون نے زنانخانے مین خوب دھما چوکڑی مچائی چل کی گرم بازاری تھی تو سب کی سب شوخ طبع رنگین مزاج اور نوعمر تھین مگر آسمان جان اور جانی بیگم کی شوخی ستم ڈھاتی تھی۔ فیضن بچاری کے سامنے جاتی تھی۔

بیگما بیگم۔ چوتھی کے دن ہم سویرے سے آئینگے۔

جانی بیگم۔ اس روز تیس چالیس طائفون کا ناچ ہوگا۔

نظیر بیگم۔ کشمیری نہین آتے۔ ہین انکی باتونمین بڑا لطف آتا ہے حشمت بہو۔ نوابصاحب کو زنانے مین ناچ کرانے کی چڑ ہے ڈومنیون تک مضائقہ نہین اور ہے بھی ایسا ہی۔

آسمان جان بیشرم ہین۔ یہ سب اپنے اپنے دل کے تعلق ہے جو عورت بدی پر آئے تو اسکی بات ہی اور ہے نہین تو شریف زادی کے لیے سب سے بڑا پردہ دل کا ہے۔

بیگما بیگم۔ تمھاری زبان نہ رکے گی۔

آسمان۔ انکو میری زبان ہی کی پڑی ہے آلے دن میری زبان ہی کو ٹوکا کرتی ہین۔ بہن اسکے معنی۔

جانی بیگم۔ اسے ہے اللہ انکی زبان کو نظر بد سے بچائے کالا دانہ منگواؤ۔ کالا دانہ۔ کہین نظر نہ لگ جاے۔

فیضن۔ شہزادی پڑا ل گیو کو ڈونارے گیت گاؤ۔

آسمان۔ (قہقہہ لگاکر) کیا گاؤ کیا گاؤ۔ گیت؟ اے واہے۔ گیت کنڈے والیان گاتی ہین۔

جانی۔ اور انکو ٹھمری پٹے غزل سے کیا مطلب نکما گاؤ کہروا ناچو جو یہ خوش ہون۔

شہزادی۔ بہت اچھا۔ گوریانے مارا برہ بان گوریانے مارا برہ بان (سسکارکر) کہروا ناچنا تو ہمارا کام نہین ہے مگر برہا کہو تو گاؤن۔

بیگما۔ چلو دل لگی تو ہو چکی اب کوئی غزل گاؤ۔

باعثِ وحشت ہوئی بے اعتنائی آپ کی
تکے چنوانے لگی ہے جبھی آپ کی

آسمان۔ اے ہے یہ تو بوڑھی غزل ہے۔

جانی۔ اور جوان غزل کیسی ہوتی ہے نئے نئے محاورے تراشتی ہو بہن۔ بوڑھی غزل!!!

مبارک محل۔ ہم بتائین یہ غزل یاد ہے۔

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگِ گلو باقی
پڑوں کو کھولے غلام جو ذبح کرتا ہے
کرے نہ جاے تڑپنے کی آرزو باقی

جو ایک رات بھی سویا وہ گل گلے مل کر
تو بھینی بھینی مہینون رہی ہے بو باقی

شہزادی نے یہ نادر اور دلربا غزل دل لگا کر گائی تو سمان بندھ گیا ہنسی مذاق غل غپاڑا آواز سے پھٹیان سب موقوف دل کے کانون سے سب نے غزل سنی اور داد دی شہزادی نے موقع وقت کو غنیمت سمجھ کر خوب بیل لی جسکا انچل پکڑا اُن سے علی قدر حیثیت کچھ نہ کچھ لیا اور خدا کے فضل سے سب شہزادیان امیرزادیان تھین ایک نے دوسرے کی دیکھا دیکھی خوب روپیہ لٹایا اور ڈومنیون نے بھرپور انعام پایا اتنے مین مغلانی کی چھوکری وزیرن ڈولی سے اتری اور آکر برات کا حال یون بیان کیا۔

وزیرن۔ اے حضور مین کیا عرض کرون خدا جھوٹ نہ بلائے کوئی پچاس ساٹھ تو ہاتھی ہونگے ہاتھی کیا بادشاہون کا فیل خانہ ہے اور باجے کی وہ دھوم کہ بیان سے باہر اور خلقت ایک پر سو سو آدمی ٹوٹے پڑتے ہین اسقدر کا جما جو آٹھونکے میلے مین بھی نہین ہوتا اور سنا ہے کہ چوک کے کمرے دس دس بیس بیس اشرفی کرایہ پر لوگون نے لیے ہین چھتین پٹی پڑتی ہین۔

بیگما۔ آج نواب صاحب دلی حوصلہ نکالین گے۔

جانی۔ کیسا کچھ۔ مگر دل کا حوصلہ تو کل رات کو نکلیگا کیون فریا بیگم۔

آسمان (قہقہہ لگاکر) میرے دل کی بات کہی۔

نظیر۔ ہان ہے تو یہی دل کا حوصلہ تو کل رات ہی کو نکلیگا۔ چاہے دُلھن سے پوچھ لو۔

جانی۔ (دُلھن کی پیشانی پر ہاتھ رکھکر) اے ذری سر اونچا کرو۔ اوئی۔ ایسی نگوڑی شرم بھی کیا۔

نظیر۔ اچھا جاہے جسطرح بیٹھو مگر اتنا بتا دو

کہ یہ بات ٹھیک ہے یا نہین - بس پھر چاہے سر کو اور جھکا دو
جانی - اخاہ یہ بھی نظر کرکے ہنس ہی رہی ہین - کیون نہین -
نوریہ ن - ہنستے ہی گھر بستے ہین ہنستے ہی گھر بستے ہین
بیوی اللہ کرے تمام عمر ہنسی خوشی سے بسر کرنا نصیب
ہو یہ انکا اقبال تھا کہ ایسے گھر گئین -
آسمان - واہ یہ اُس دولہا کا اقبال تھا کہ ایسی جورو
پائی -
جانی - جوڑی خوب ہے - وہ بھی گورے چٹے یہ بھی آگ
بھبھوکا وہ انکو دن رات گھورا کرینگے یہ اُن کو -
آسمان - تمھارے دولھا کیسے ہین بہن -
جانی - تمکو اس سے کیا - چاہے جیسے ہین اگر دولھا دولھا
بنائو تو ہم راضی ہین بولو بدلتی ہو دل بدل ہو جائے -
مبارک - خاصی بات ہے تم راضی ہو نہ -
جانی - ہان ہان - ہم تو تم تک سے دولھا بننے کو راضی
ہین مگر تمھارے میان کو ہم نے دیکھا نہین ہے -
آسمان - ہین - بتاؤن - ہین بتاؤن - اے وہی جو اکبری
دروازے کے نیچے نیچے بلھا کرتے ہین کبڑے کبڑے سے
وہ ہین نہین - اسپر بے اختیار قہقہہ پڑا اور مبارک
محل کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہو گیا - عورت
تھی تین اور نستعلیق یہ گفتگو بڑی بُری معلوم ہوئی
گو لاکھ ضبط کیا مگر چہرہ ترجمان دل تھا - آسمان جاہ
نے گلے لگایا -
آسمان - بہن ہمارا کہا سُنا معاف کرنا -
مبارک - نہ معاف کرونگی تو کرونگی کیا آخر
جانی - ایسی باتون سے آپسمین فساد ہو جاتا ہے
کسی اور کو کہتین تو وہ اُلٹ کے اس سے بڑھ کر کہتی
ہان ! کسی کو کہنا دل لگی نہین ہے -
آسمان - یہ لڑواتی ہین بہن - سچ کہتی ہون - یہ لڑواتی
ہین بڑی ایک ہو -
مبارک - تم دونون ایک سی ہو جیسی تم ویسی وہ نہ تم کم نہ
وہ کم مگر شرفون مین اور بہو بیٹیون مین بیٹھنے کے قابل
نہین ہو آگ لگ گئی زمانہ کو -
آسمان - (بات ٹالنے کے لیے) ؎

کرن نازدا پنین دے بستان جانی ہم | دماغ نازک من برنتابد تقاضارا
خیالش را بسلطے ہر اندازی بستم
پسندیدم بہ مستی مخمل خواب زلیخا را

مبارک - پڑھ لکھکر یہ باتین سیکھین واہ -
جانی - دیکھیے تو سہی - اب دل مین کٹ گئی ہونگی -
مبارک - یہ مین ایسیون سے بات نہین کرتی ہون -
آسمان - (ٹھنک کر) جتنا دبو اتنا اور دباتی ہین اور ہمکو
اپنی امارت دکھاتی ہین - تم بات نہین کرتین تو یہان
کس کو تمنا ہے رونی صورت بات کی اور رونے
لگین -
مبارک - مہری ہماری فنس منگواؤ ہم جائینگے -
بیگم صاحب کو خبر ہوئی تو اُنھون نے اصرار بلیغ کیا
اور مبارک محل کو سمجھا بجھا کر راضی کر دیا -
آسمان جاہ سے کان مین کہا کہ بیٹا اب انکو نہ چھیڑو
ورنہ ہمارے لیے بڑی بدنامی کا سبب ہو گا - آئندہ تمھین
اختیار ہے -

اُستانی جی کی کارستانی

اور عروس
پری پیکر ماہ سیما سپہر آرا کی رفع پریشانی

جانانِ مرا من بیارید
دین مردہ تنم باو سپارید
گر بوسہ زند برین لبانم
ار زندہ شوم عجب مدارید

الحمد للہ آج کس دھوم دھام سے عروس بہار کی سواری گلشن جہان مین آئی ہے کہ ملک روح فلک اور حور و قصور از قصور گلزار جنان سے تماشائی ہے نونہالان چمن جامے مین پھولے نہین سماتے ہین اپنے حسن خدا آفرین پر اتراتے ہین گلبن پر بلبل کی رنگین بیانی اور شاخسار پر مرغان خوش الحان کی غزلخوانی ادھر کبک دری کی مستانہ چال اُدھر طوطیان زمردین پر و بال عاشق شاد معشوقہ پریزاد سے ہم آغوش ہے نائے سوسیقار ترانہ فروش ہے کہین ساقی توبہ شکن طاؤس خرام کہین مریدان پیر مغان رندان می آشام قاضی و واعظ تک بے دھڑک شراب قندئ ہندوستان لنڈھاتے ہین اور یہ شعر پڑھکر حضرت خضر کو راہ پر لاتے ہین ؎

عیدست و نشاط و طرب و زمزمہ عام ست
می نوش مگو بر من اگر بادہ حرام ست

الٰہی یہ خوشۂ انگور ہے یا عقد ثریا۔ گلشن غیرت باغ نعیم اشجار رشک طوبیٰ۔ ؎

در سر ذرۂ ہر خاک ہوائے دگر ست
ان دہان سبزۂ نوخیز مگر تل ہاست

بہار کا جوش مضمون کے عنوان مسرت و امان سے نمودار ہے۔ سرخی سے عاشق سرخرو اور معشوق عنبر مو کی آرزوے دلی کا بر آنا آشکارا ہے۔ مرزا ہمایون فر کا سپہر آرا بیگم کو گلے لگانا۔ گو محالات کو ممکنات کر دکھانا ہے۔ کوئی سمجھینگے کہ یہ ایشیائی خیالات پوچ باد رہوا خرافات ہین مگر یہ غلط فہمی ہے سب واقعات ہین ناظرین فسانۂ آزاد کو مژدۂ تازہ اور نوید بے اندازہ ہو کہ شہزادۂ خاقان کلاہ ثریا جاہ کی دلی آرزو بر آئی اور عروس گلبدن کو خدا نے پیارے شہزادے کی صورت زیبا دکھائی ؎

بازبا طراف باغ آتش گل در گرفت | مرغ بر سم مغان زمزمہ از سر گرفت
دشت بیکبارہ طرح صفحۂ نہ ریخت | باد بر اطراف دشت صنعت آذر گرفت

گلبن افسردہ را روح بقالب دمید
سبزۂ پژمردہ را نامہ دیر بر گرفت

بار خدایا کیا اسرار ہے کہ عین فصل خزان مین جوش بہار ہے قالب بیجان مین از سر نو جان آئی مُردے نے صورت دکھائی۔ یہ یقین نہین آتا اور کیونکر یقین آئے حیرت سی حیرت ہے۔ مرزا ہمایون فرہاد نے زخم کاری کھایا جنازہ اُٹھا مقبرہ بنا اب انکا زندہ ہونا یعنی چہ۔ ساری خدائی مین مشعل آفتاب لیکر ڈھونڈھیے تو ایسا کوئی انسان نہ پائیے گا جسنے مردے کو قبر سے نکلتے دیکھا ہو یہ نیچر کے خلاف ہے حسب عقل و حسب عادت دونون طرح محال گو بعض ضعیف الاعتقاد آدمی یہ سمجھین کہ فقیر دنکی دعا سے مردہ جی اُٹھا سمجھا کرین ہم کب مانتے ہین۔ یہ سب ڈھکوسلا ہے ایسے اعتقاد

کو دور ہی سے سلام ہے مردونکا نئے سرے زندہ کو دنیا
یہ بس خدائے قادر ہی کا کام ہے خدا کی خدائی مین کون
دخل دے سکتا ہے اے تو یہ کیا مجال کیا طاقت ۔ ؎

گوان در بلاغت بسحبان رسید	نہ در کنہ بچون بسحبان رسید

شیشہ پتھر پر گر کے چکنا چور ہو جائے پھر لاکھ سر کو ٹیکو ممکن
نہین کہ تمام عالم مین کوئی اُسکو جوڑ سکے ۔ یہ شاید
ممکن بھی ہو مگر قبر شق ہو کر مردہ باہر نکلے اور زندہ ہو جائے

	این خیال ست و محال ست و جنون

چمن مین سبزہ و گلاب ہزار بار مُرجھائے اور ہزار بار
نشو و نما پائے دریا مین موج و گرداب بن بن کے مٹ مٹ
جائے مگر روح جب ایکبار تن سے نکلی پھر قالب مین آنا
محال ہے بعد مرگ زندہ ہو جانا مجنونانہ خیال ہے ۔ ؎

کسی یدازان جہان کہ پرسیم از و	کاحوال مسافران عالم چون شد

اب سنیے کہ عروس لفنگا سپہر آرا روز و شب شہزادے کی
یاد مین سرمست تھی جوش جنون سے تکیے چنتی تھی تمام
عالم اسکی آنکھو مین تیرہ و تار تھا ۔ تیر غم کلیجے کے پار تھا
دن کو نالہ و زاری رات کو اختر شماری ہر دم بیقراری رہتی
تھی شہزادے کی ابدی جدائی سے کو رو دن تکلیفین سہتی تھی
دل ملول تھا ہمجولیون کی فہمائش اور بھی آتش غم پر روغن کا
کام کرتی تھی ہر لحظہ دہر آن ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی
زبان حال و قال سے یہی اشعار ورد زبان تھے ۔ ؎

کیستم دل شکستہ غمزدہ	بیدلے خستہ ستم زدہ
برق بیطاقتی بجان زدہ	آتش غم بجان و مان زدہ
از گداز نفس تباب و تبے	در بیابان یاس تشنہ لبے
خس طوفانی محیط بلا	سر بسر گرد کاروان فنا

دردمندے جگر گداختہ | از غم و ہر زہرہ باختہ

	نہ ہمین نالہ و فغان بہ لبم
	من و جان آفرین کہ جان بلبم

ہمجولیان لاکھ لاکھ سمجھاتی تھین کہ ابتو جو ہوا سو ہوا جہانتک
ممکن ہو دل کو ڈھارس دو سمجھاؤ ۔

روح افزا ۔ سپہر آرا خدارا ایسا غضب نکرنا کہ اماجان
کی کمر ایک کو اس غم نے توڑ ڈالی رہی سہی اور بھی کمر ٹوٹ جائے

حسن آرا ۔ بہن یہ تو سوچو کہ دنیا مین وہ کون عورت ہے
کہ جسنے کبھی غم کی صورت نہین دیکھی جسکا کوئی عزیز کبھی مرا
نہ ہو تمھارے پڑوس ہی مین کیسے کیسے سانحے ہوے ابھی
کل ہی کی بات ہے اخبار مین کیا پڑھا تھا کہ دولھا دُلھن
کو لیکر ریل پر بیٹھا شادی کو دو ہی دن گذرے تھے کہ
ایک کمبخت سفاک نے دولھا کو تلوار سے شہید کیا دنیا
عیش کے لیے نہین ہے دنیا دار محن ہے الدنیا دار
الغرور والعبقی دار السرور ہے

	گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست
	ور خیر بدست ہم بہ تقصیر تو نیست
	تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی
	کین نیک و بد جہان القدیر تو نیست

سپہر ۔ باجی جان اب بکو زیادہ نہ چھیڑو ۔

حسن ۔ (اشکبار ہو کر) یا خدا ہمین اس مصیبت سے
رہائی دے اب ہم یہ غم کسی طرح نہین سہہ سکتے
یا جان جائے تو خوش ہون یا کسی طور سے یہ غم دل
سے جائے ورنہ اس زندگی سے موت ہی اچھی جسنے
ہمین ایسی مصیبت مین ڈالا ہے جس سے ایسے عاجز ہین

جسکے ہم نوحہ خوان ہین۔

سپہر۔ باجی دل اب کہان ہے اتو دلکی عوض غم ہے۔ ؎

دارم ولی اما چہ دل صد گونہ حرمان در بغل چشمے و خون در آستین اشکے و طوفان در بغل	

روح۔ یہ سچ۔ مگر دانشمندی کے یہی معنی ہین کہ وقت مصیبت انسان دلکو سنبھالے جسقدر تم پریشانی ظاہر کروگی اُسیقدر گھر بھر کا دل اُداس ہوگا محلے والونکو نیند حرام ہوجائیگی اپنے بیگانون کے عیش مین خلل واقع ہوگا ہم پر تو جو کچھ پڑی وہ پڑی۔ افتاد۔

سپہر آرا (زار زار روکر) بہن خاتون جنت کی قسم جو کچھ بھی میری سمجھ مین آتا ہو کہ تم کیا کہتی ہو مجھکو سمجھاتی ہو نہ کہ مین رونا پھوڑدون بہن۔ ؎

تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے	

مین خود جانتی ہون کہ رونے سے بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین کہ اپنی آنکھین کھوؤن مگر جب اپنے بس مین ہو نہ۔ جو شے امکان سے خارج ہو اُسکو کوئی کیا کرے۔

مغلانی۔ حضور سارا شہر روتا ہے۔ چھوٹے بڑے سب زار زار روتے ہین۔ اور جسوقت دولھا کی شکل یاد آتی ہے دل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے کل سنے میان کے یہان گئی تھی وہ ہین نہین منجھلے نواب کے پوتے اُنکی بیوی نے مجھ کو محلدار سے باتین کرتے ہوے دیکھکر اپنے پاس بلایا مین نے آداب عرض کیا بس آنسو اُنکی آنکھون سے جاری ہوگئے اور دیر تک رویا کین بیچاری کہنے لگین کہ اگر کوئی میرا عزیز بھی خدانہ کرے مرجاتا تو مجھے اسقدر ملال نہ ہوتا انکی چھوٹی بہن نے کہا جسدن برات نکلی تھی چھتون سے دیکھتی تھی واہ کس شان سے مرزا ہمایون فرہاد گھوڑے پر بیٹھے تھے ہاے شہزادے بادشاہی خاندان مین اُنسے زیادہ ذی وقعت اور کوئی شہزادہ نہ تھا۔

حسن آرا نے اشارہ سے مغلانی کو منع کیا کہ ایسی باتین نکرو اور سپہر آرا نے جو یہ تقریر سُنی تو ہمایون فر کی تصویر سامنے کھنچ گئی۔

مغلانی حسب ایماے حسن آرا خاموش ہوئی تو سپہر آرا نے کہا۔ ہان بی مغلانی تم نے پھر کیا کہا ان باتون سے ہمارے دل کو تسکین ہوتی ہے۔

حسن۔ نہین بہن۔ تسکین نہین ہوسکتی اور رنج بڑھ جائیگا ہاے مین تمکو کسطرح سمجھاؤن کہ ہمایون فر کو اب دل سے بھلادو مگر سمجھاؤن کسکو۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اُستانی جی ڈولی سے ڈیوڑھی مین اُترین اندر آئین بڑی بیگم صاحب سے ملین۔

بڑی۔ اُستانی جی اب کوئی تدبیر بتاؤ۔ سپہر آرا کا دل کیونکر بہلے مجھے یقین نہین کہ اسکی جان بچے اگر یہی بیل منڈھے قائم ہے تو دیکھ لینا بیچاری جلد مرجائیگی۔

اُستانی۔ اللہ نہ کرے خدا نہ کرے ع

مزن فال بد کاندرو حال بد	

مین نے وہ بات سُنی کہ آپ بھی خوش ہوجائین۔

بڑی۔ (آہ سرد بھرکر) اُستانی جی ہمین اُمید نہین کہ ایسی کوئی خبر سُنین۔ اُس بیچارے کا زندہ ہونا معلوم اور بغیر اسکے لڑکی تباہی زدی کا بچنا محال۔

اُستانی۔ آپ سُن تو لین پہلے مین کیا غافل تھی۔ مین

کئی فقیرون اور کئی مجذوبون سے پوچھ چکی ہون اور سب کی راے ہے کہ اگر سپہر آرا بیگم مرقد منورہ پر جائین تو ہمایون فر بہادر ضرور زندہ ہو جائین اب مین ایک نہ مانونگی اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے ایک بار کوشش تو کرو۔

بڑی۔ حسن آرا اور خورشید دولھا کو سمجھاؤ۔

اُستانی۔ مہری۔ عباسی۔ ذری جاکے حسن آرا بیگم کو بلا لاؤ

مہری۔ بہت خوب حضور۔ کہونگی اُستانی جی نے بلایا ہے۔

عباسی جاکے حسن آرا بیگم کو بلا لائی حسن آرا بیگم اُستانی جی کو بندگی کرکے ادب کے ساتھ بیٹھین اُنھون نے کہا کہ بیٹا تم خوب جانتی ہو کہ مین سست اعتقاد نہین ہون مین بے سمجھے بوجھے کوئی بات نہین کرتی۔ مین نے دنیا کا نشیب و فراز خوب دیکھا ہے تجربہ کار ہون تمھاری بہن کے خرمن عیش پر بجلی گری ہے اور تباہ کردیا کہ اللہ ساتوین دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اور اسی سبب سے گھر بھر روتا ہے۔ اب تمھارے ہانے ہنسی اور خوشی اور آرام اور طرب و نشاط کو چ کر گیا ہے گو ابھی تک نکاح نہین ہوا تھا اور سپہر آرا کی شادی ہو سکتی ہے مگر اسقدر جرأت کس مین ہے کہ اُس سے شادی کا ذکر کرے خیر اب سنو کہ پہلے میری بھی راے تھی کہ سپہر آرا بیگم ہمایون فر کی قبر پر جائین۔ مین بھی سوچتی تھی کہ یہ بات ہین اگر ایسا ہوتا تو فی صدی ستر آدمی مرکے زندہ ہو جاتے مگر مجھ سے دو چار ایسے لوگون نے کہا ہے کہ اب مجھے یقین آیا اور مین ایک نہ مانونگی اس بارہ مین ہرگز ہرگز دخل مدو اور خورشید دولھا کو مین سمجھا لونگی۔ میرا ذمہ ہے۔

حسن آرا۔ اُستانی جی مین تو ایسی پریشان ہون کہ زندگی وبال ہے آپکو اختیار ہے مگر سپہر آرا پھر وہان سے زندہ نہ آئیگی دل تو یون ہی بیجان ہے۔ رہی سہی جان اس خیال کے مندمل ہوگی اور ہمایون فر کا زندہ ہو جانا تو بے ادبی معاف سوائے دیوانون کے اور کسی کو باور نہ ہوگا۔

اُستانی۔ بیٹا تم اتنا نہین سمجھتین کہ مین کوئی دیوانی ہون

حسن۔ ہمایون فر کی مان اسکو کب جائز رکھین گی کہ اُنکے لڑکے کی قبر پر خون ہو اور ایک جان جائے۔

اُستانی۔ صاحبزادی مین اسوقت شہزادی بیگم ہی کے پاس سے آتی ہون وہ کہتی ہین اگر ایسا نہ ہوا تو مین اپنی جان دونگی اُنھون نے مجھے اسی لیے بھیجا ہے کہ تم جاکے میری طرف سے ہاتھ جوڑو اور خوشامد کرو کہ واسطے خدا کے سپہر آرا بیگم کو قلعہ مین لے جائین۔ عمر بھر بندۂ احسان رہونگی اب تم سمجھ کے جواب دو۔

حسن۔ اماں جان جانین اور آپ جانین دولھا بھائی سے بھی مشورہ کر لیجیے۔

اُستانی۔ اچھا بس تم جاؤ ہم خورشید دولھا کو سمجھائے لیتے ہین

حسن آرا بیگم رخصت ہوئین سپہر آرا بیگم نے پوچھا کیون بلایا تھا۔ کہا کچھ نہین یون ہی تمھارا حال پوچھتی تھین مین نے کہا رویا کرتی ہین کسی کا کہنا نہین مانتین۔ افسوس کیا کہین بیچاری نے دعا دی کہ اللہ انکی مصیبت اور کرے (آہ سرد) سپہر۔ ہان! یہ مصیبت جان کے ساتھ ہے دافع مت

حسن۔ بہن کیا کہون کیا۔

سپہر۔ یہ مجھسے پوچھتی ہو!!!

اس فقرے پر حسن آرا اور روح افزا بے اختیار رو دین اور سپہر آرا نے گردن نیچی کرلی۔ مغلانی نے آہستہ آہستہ سمجھایا کہ اگر آپ دونون اُنکے سامنے اسطرح روئینگی تو اُنکا کیا

انکو سمجھانا چاہیے یا انکے سامنے رونا چاہیے۔ مہری جا کے پانی لائی دونون نے منھ دھویا۔

آستانی جی نے نواب صاحب کو بلوایا اور بڑی بیگم کے سامنے انکو سمجھایا انھون نے کہا اگر اس تدبیر سے نقش مراد کرسی نشین اور تیر دعا بہدف اجابت قرین ہو تو فہو المراد چشم ما روشن دل ماشاد مگر قیاس اسکا مقتضی نہین آیندہ اختیار بدست مختار اور ہان خوب یاد آیا یہان سے تو سپہر آرا اس آرزو مین جائینگی اور وہان سے ناکام و نامراد آئینگی تو انکی زندگی کا خدا ہی حافظ ہے۔

آستانی۔ اول تو یہ آپنے بے سمجھے اور بلا ثبوت کہدیا کہ ناکام و نامراد آئینگی، اب مین کہتی ہون کہ ہرگز ہرگز ناکام و نامراد نہ آئینگی۔ اور یہ کیا فرض ہے کہ سپہر آرا سے صاف کہدیا جاوے۔

ن۔ بھلا کوئی بات بھی ہے۔ کیا وہ دودھ پیتی ہین صاف سمجھ جائینگی کہ ہمایون فر کی قبر ہے عجب نہین کہ قبر کے دیکھتے ہی خدانخواستہ جان نکلجائے اگر بچ بھی گئی تو اس صدمے سے زندگی اس سے دوچند زیادہ تلخ ہو جائیگی خوب سوچ لیجیے

من نگویم کہ این کن آن کن	مصلحت بین و کار آسان کن

آستانی۔ مین سپہر آرا کو سمجھادونگی۔ بس، مین کہدونگی کہ ایک دن کیلیے اس بزرگ کی قبر پر چلی چلو اس سے مُردے کی روح خوش ہوتی ہے۔

ن۔ اچھا پھر اگر آپ کو اصرار ہے تو کیا مضائقہ خدا کے لیے یہ نہ کہیئے گا کہ تمھارے چلنے سے ہمایون فرزندہ ہو جائینگے للہ ایسا نہ کہدینا۔ آستانی جی اٹھکر سپہر آرا کے پاس آئین۔ سپہر آرا نے حسرت سے انکی طرف دیکھا اور گردن نیچی کرکے رونے لگین۔ آستانی جی نے پیشانی نورانی کا بوسہ لیا اور کہا بیٹی خدا بہت جلد تمھاری مصیبت کو دور کریگا مگر اتنا بتاؤ کہ کل یا پرسون تمھون نے کوئی خواب بھی دیکھا تھا۔ انھین سپہر آرا نے آنسو پونچھکر آہستہ سے کہا جی ہان پرسون شب کو خواب دیکھا تھا کہ شہزادہ مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے جب مین شہزادے کے قریب گئی تو انکی زبان سے سنا

پس از گشتن بخوابم دیدہ نازم بدگمانی را	بخود پیچید کہ ہے ہے دی غلط کردم فلانی را

یہ شعر پڑھکر سپہر آرا کو غش آگیا اور دھم سے گر پڑی آستانی جی نے اپنے زانو پر انکا سر رکھا۔ مغلانیان مہربان خواصین دور سے آئین نخلۂ و گلاب عطر و عنبر لائین کوئی مٹی کو پانی سے تر کرکے ناک کے پاس لیجاتی تھی کوئی عطر سونگھاتی تھی تھوڑی دیر مین ہوش آیا آنکھین کھولدین اور آنکھین کھولتے ہی یہ شعر پڑھا ؎

پس از گشتن بخوابم دیدہ نازم بدگمانی را	بخود پیچید کہ ہے ہے دی غلط کردم فلانی را

سپہر۔ آستانی جی۔ اتنی حسرت رہگئی کہ اسکا جواب دیتے بنائی (پس از گشتن) یہ تہمت! مگر کس سے کہون۔ غیر ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

وہی دولھا کے کپڑے پہنے تھے۔ ہائے لو کو کسی طرح مجھے اُس کشتۂ ناز و ادا کی صورت تو دکھادو۔

آستانی۔ بیٹا۔ ہمارا کہنا مانو تو پھر دیکھو لطف یہ سب رنج و غم دور ہو جائے چشمکون مین سب درد دکھ جاتا رہے مگر جب مانو بھی۔ اگر کوئی رنجیدہ آدمی کوئی بات کہے تو اسکو پھر ماننا چاہیے

سپہر۔ اچھا اسکا جواب تو دیجیے کہ اس طعنے کا جواب کیا دون ؎

پس از گشتن بخوابم دید تازم بدگمانی را	بخود پیچید کہ ہے ہے دے غلط کردم فلانی را

آستانی۔ پھر وہی بات۔ کیا اتنا بھی نہ سمجھین یہ طعنہ نہین ہے جبھی کہتی ہون کہ ؎

ذی لیاقت ہزار ہو بابا
ابھی ناکردہ کار ہو بابا

یہ چھیڑ چھاڑ ہے۔ ہاے اتنا بھی نہ سمجھین۔

سپہر۔ (خوش ہوکر) کیا

اُستانی۔ اب یہ بتاؤ کہ دو چار روز ہماری راے پر چلوگی یا نہین اگر ہمارا کہنا مانو تو خیر ورنہ ہیکا رہے۔

سپہر۔ ایک بات کے سوا اور سب مان لین گے بس یہ نہ مانونگی کہ ضبط گریہ کردن۔ یہ میرے بس مین بھی نہین ہے۔ اور جو فرمائیے۔

اُستانی۔ اچھا ماما۔ خوب رولو جس مین دل کا بخار چھٹ جاے۔

سپہر۔ یون نہین جب دل بھر آتا ہے تو آنسو اُمنڈنے لگتے ہین ع

اے دادِ دل من لے دادِ دل من

اُستانی جی نے تھوڑی دیر تک سپہر آرا سے تخلیے مین ایسی باتین کین جس سے سپہر آرا بیگم کو کیقدر تشفی ہوئی اُستانی جی نے کہا بیٹا وہ تدبیر سوچی کہ تمھارے دل کی تمنا بر آے اگر خدا نے چاہا تو مین سرخرو ہونگی۔ ؎

اُسکا ہی کون جسکی مدد پر خدا نہو ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا نا خدا نہو

تم میری خاطر سے دو چار روز میری راے پر چلو پھر تم خود دیکھ لوگی کہ کیا بات حاصل ہوئی ہے اور رونے کو چاہے جسقدر روؤ مین منع نہین کرتی۔ تمکو اختیار ہے مین چار روز تک یہان سے کہین نہ جاؤنگی ہان ایک صلاح اور دیتی ہون ذرا دل کو مضبوط کرو تو کہون صبح کیوقت باغ سے پھول توڑو اور اپنے ہاتھ سے توڑے ہوے پھول ہمایون فر کی قبر پر چڑھاؤ اتنا کہنا مانو ادھر کلی چٹکے اُدھر پھول توڑو اور قبر پر چڑھاؤ دو یا ہار بنا کے اِدھر اُدھر رکھ دو تاکہ تمھارے ہاتھ کے پھولون سے اُس بیگناہ مقتول کی تربت معنبر رہے بڑی بیگم نے بمنجملہ اے قہر درویش برجان درویش سپہر آرا کا مقبرے پر جانا منظور کیا اور کیا کرتین مرتا کیا نہ کرتا نواب صاحب کی بھی کہتے ہی بن پڑی کہ اچھا اگر اُستانی جی اس بات کی ذمہ دار ہین تو بسم اللہ حسن آرا بیگم کی ایک نہ چلی اور باہم سب نے اتفاق رائے کرلیا کہ یہ حسرت بھی باقی نرہجاے اُستانی جی کی دور اندیشی اور حکمت عملی کا کیا کہنا سوچین کہ فتنہ اِس خیال سے سپہر آرا کو قبر پر لیجانا کہ ہمایون فرزندہ ہوجائینگے خلاف مصلحت ہے گو اُنکو یقین واثق تھا کہ ایسا ہی ہوگا مگر خیال کیا کہ سائین کے سو کھیل خدا جانے کیا اتفاق ہو لہذا دوسرے دن صبح کو سپہر آرا بیگم کو پالکی گاڑی پر بٹھا کر قلعہ معلی لے گئین حسن آرا بیگم اور روح افزا اور دو مغلانیان اور ایک مہری ہمراہ تھی جب گاڑی قلعہ معلی مین داخل ہوئی تو پردہ کرایا گیا سپہر آرا بیگم باغ فرح بخش مین گئین تو دل بھر آیا گو صبح کا سہانا سمان اور ہر برگ و بار نور افشان مگر مفارقت یار جانی دل پر نشتر کا کام کرتی تھی نالہ و زاری کبھی آہ سرد بھرتی تھی۔ ؎

بہ وقت صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم
نہادم روے بر روے گل از خویشتن رفتم

اُستانی۔ بیٹی بیبلی کی بھی کتنی نازک بو باس ہوتی ہے

سپہر۔ دل کی کلی نہ کھلی نہ کھلی۔

صد غنچہ بشگفت الا دل من اے دادِ دل من اے دادِ دل من

اُستانی۔ صبح کا سمان بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے اِس سے دماغ کو تازگی پہونچتی ہے۔ سامنے کے تختے مین کیسے کیسے گل

شاداب کھلے ہین آنسے آنکھونکو نور حاصل ہوگا۔

سپہر۔ اور جو عاشق پر ہی منظور نظر آنکھون کے نور کے ساتھ دشمنی کر گیا ہو۔ مانا کہ گل شاداب ہین۔ چمن سرسبز و سیراب ہین کہین ریحان ہے کہین شمیران۔ مگر ؎

خوش ست سرو ولیکن دل فراغ کجا ست
دل از گلے کہ تسلی شود بباغ کجا ست

کسی کی ہوا اسوقت گلستان گلشن باغ مین لائی مگر بجز اسکے کہ داغ کہن نئے ہوے اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ؎

بہ جوئے گلستان بگذشتم آرد ہوائے تو | دریای گلبن افتم و سیر مے کنم تو

آستانی۔ پھول توڑو۔ دیکھو اسوقت تمکو تسلی ہوگی جب اپنے ہاتھون سے اس کشتۂ ناز کی قبر پر پھول چڑھاؤگی۔

سپہر۔ آستانی جی مجھے خدا جانے اسوقت کیا کیا یاد آتا ہے مگر دل ہی دلمین روتی ہون۔ ہاے مجھ سے وعدہ تھا کہ نکاح کے بعد دو ہفتے تک باغ مین رہینگے اور وہان مسرت و طرب زندگی کے لطف اٹھائینگے مگر۔ ع۔

آن قوج بشکست و آن ساقی نماند

حسن۔ بہن۔ جہانتک ہوسکے ان باتونکو دل سے بہلاؤ

سپہر۔ کیا دل لگی ہے ان باتون کی یاد جان کے ساتھ ہے اور انکا مٹنا میری جان کی فنا پر موقوف ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی دل سے یاد نہ جائیگی۔ ؎

مرے تو نشۂ الفت اتر گیا عاشق | وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا

عاشقون کا دل بعد مرگ بھی مضطر رہتا ہے ؎

دل عاشق نمیگیرد تسلی بعد مردن ہم | شود گر کشتہ این سیماب بے آرام میباشد

روح۔ اللہ کسیکو یہ دن نہ دکھائے!!

مغلانی۔ بیگم صاحب سارا شہر روتا ہے چھوٹے بڑے سب

آستانی۔ اب تھوڑی دیر مین آفتاب کی کرن پھوٹیگی سویرے سویرے پھول توڑ لو تو اچھا ہے۔

سپہر آرا نے اپنے نازک نازک ہاتھون سے پھول توڑے اور دوپٹے مین رکھکر سب کے ساتھ مرقد منور کی طرف بحسرت چلی اور یہ کلمات زبان پر لائی۔ لوگو یہ اندھیر دیکھو دلھن دولھا کی قبر پر پھول لیے جاتی ہے۔ کون دلھن؟ وہ دلھن جسنے دولھا کی صورت بھی اچھی طرح نہین دیکھی تھی وہ دلھن بنی ہی نہ تھی کہ بیوہ ہوگئی وہ ناکام نامراد دلھن جسکی دلکی کلی کھلنے ہی کو تھی کہ صرصر کے جھونکون نے اسکو مرجھا دیا۔ ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

اتنے مین باغبان آیا جھک کر آداب بجا لایا۔ اور کئی ہار بدھیان طوق سب پھولونکے بنے ہوے ایک تشتری مین رکھکر سپہر آرا بیگم کو دیے اور ادب کے ساتھ ایک روش مین گردن جھکا کر کھڑا ہوا۔ سپہر آرا کے ادھر ادھر انکی دونو بہنین تھین پیچھے پیچھے منلا نیان اور مہری اور ایک طرف آستانی جی جریب ٹیکتی ہوئی جاتی تھین جب مرقد مطہر کے قریب پہونچین تو سپہر آرا کے دل کا عجب حال ہوا جسکا بیان حیطۂ تحریر سے خارج ہے اشک پریشان گل رخسار انور پر قطرہاے شبنم کی طرح چھلکنے لگے مگر انھون نے بہت ضبط کیا اور آنسو پونچھکر آگے بڑھین آستانی جی نے دعا دی۔ ؎

کز ین خاک ریحان و سنبل دمد
وگر گونہ گون لالہ و گل دمد

دفعۃً سپہر آرا کی نظر قبر پر پڑی تو دیکھا کہ وصلی خوش خط نشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی وسط مین رکھی ہوئی ہے تشتری رکھکر وصلی کو اٹھایا۔ پڑھا تو بشاش ہوگئی۔

سپہر۔ استانی جی یہ تو فال نیک ہے۔ وصلی مژدۂ وصل دیتی ہے یا خبر وصال اگر وصال ہو تو فہو المراد اور اگر وصل ہو تو دل ماشاد۔

استانی۔ اسمین کیا لکھا ہے۔ بٹیا مین پڑھ سکتی ہون

سپہر۔ مین خود پڑھے دیتا دون۔ سنیے۔ ؎

بیا بباغ و نقاب از رخ چمن برکش
دل عدو نہ اگر خون شود دو آذر کش
سخن بجیب غنا از نوا ے مطرب ریز
تتق بروے ہوا از نجر رحبر کش
نشاط در زر و گہر پاش شادمانی کن
جہان ستان و قلم رو کشاے و لشکر کش

استانی جی نے وصلی لیکر چوم لی اور کہا فتح ہے ادھر انکی زبان سے فتح فتح کی آواز نکلی ادھر مغلانیون نے (آمین آمین) کی صدا بلند کی۔ حسن آرا اور روح افزا نے وصلی کو بغور دیکھا۔ ادھر سپہر آرا نے قبر کی طرف خطاب کرکے یہ اشعار پڑھے۔ ؎

اے رہ نور و عالم بالا چگونہ
ما بے تو در غمیم تو بے ما چگونہ
از سایہ در غم تو سیہ پوش شد ہما
اے خفتہ در نشیمن عنقا چگونہ
زان پس کہ ما تو آب و ہوا ے جہان تنا
در روضۂ جہان بہ تماشا چگونہ
ما بیخودان بہ حلقۂ ماتم نشستہ ایم
از خویشتن بگوے کہ تنہا چگونہ
بے مطرب و ندیم و کنیزان ماہ روے
بے باغ و قلعہ و لب دریا چگونہ
اے بعد مرگ راتبہ خوار تو عالمے
پروانۂ چراغ مزار تو عالمے

اے شہزادۂ فرخ نہاد و عالی نژاد کجا وہ جلوس شاہانہ کجا یہ خاک کا کاشانہ۔ اٹھتی جوانی ہی مین داغ حسرت دے گئے۔ ؎

داغم ز روزگار کہ شہزادۂ برخورد
از خوبی و جوانی و فرخندہ گوہری

سب سے بڑھکر حسرت تو یہ ہے کہ قبر مین اکیلے ہین اور تنہائی کے عادی نہین۔ ہاے ہاے کیسے بیچین ہونگے مصاحبت نہ رفیق خویش نہ یگانہ اپنا نہ بیگانہ بڑی الجھن ہوتی ہوگی۔ جس شخص کو صبح و شام دن رات ہزارون آدمیون مین بیٹھنے کی عادت ہو اسکو دفعۃً یہ تنہائی ضرور کھلے گی۔

اتنے مین قبر کے کونے سے ایک پیر مرد نو دمیدہ نمودار ہوا۔ ریش مبارک بگلے کے پر کی سی سفید منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت گالون پر جھریان آنکھین گڑھے مین دھنسی ہوئین مگر باتیمہ پیرانہ سالی نور اور تقدس چہرہ سے نمودار تھا سپہر آرا اور حسن آرا اور روح افزا اور مغلانیان اور مہری ان سب کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا حسن آرا کو

حیرت تھی کہ یا اللہ قبر کے کونے سے یہ کیونکر نکلا اور باتی سب کو شک کی جگہ یقین تھا کہ کوئی فرشتہ ہے مگر استانی جی کے چہرے سے حیرت یا گھبراہٹ نہین معلوم ہوتی تھی فوراً ؎

پیر بہ آورد سر از جیب ناز
گشت بدلداری شان نکتہ ساز
مژدۂ صبح طرب آورد و گفت
رنگ تبسم بلب آورد و گفت
کاہی زدگان ستم روزگار
آئینہ رحمت پروردگار
شاد شو ند از غم دل دار ہند
دل شدگان داد ہو سہاد ہند
رحمت حق آسنہ دار شماست
وقت پذیرفتن یک یک دعاست
از غم گردون نہ پناہید نان
ہر چہ بخواہید بخواہید نان

پیسہر۔ اے پیر مرد ملکوتی صفات برگزیدۂ کائنات ہم کم سنین اول تو خائف ہوئین کہ یہ کون ہین اور گوشۂ قبر سے کیونکر آئے مگر پھر ہمارا شک دور ہو گیا ہمین پورا یقین ہے کہ آپ فرشتے ہین صرف دو سوالون کا جواب چاہتی ہون۔ اور بس۔

۱۔ میری ایسی مصیبت زدہ بھی کبھی دیکھی ہے۔ ع۔

دو شیزۂ کہ بیوہ کنندش بدختر ے

ہائے ہائے۔ ستم! ستم!

۲۔ اب اس زخم کے لیے کوئی مرہم کارگر ہے یا نہین؟

پیر مرد۔ مین چاہتا ہون کہ رنگین بیانی کے ساتھ تیرے سوالون کا جواب دون اسوقت تحریر طبع جوش زن ہے کسقدر مغرور کرتا ہے مرا فیض زبان۔

خامہ بل کرنے لگا شکل مزاج نوجوان
گھورتی ہے زلف مضمون شکل افعی بار بار
پوچھتی ہے کون دیکھے گا مرا حسن نہان
فکر کہتی ہے خیال پاک دامن کی قسم
مس کرے مجھکو تصور میں مجال اسکی کہان
مرحبا اے جوش صادق ہو کوئی دم آشنا
جندا اے شوق تو بہر خدا ہو مہربان
شوخیان دکھلا رہی ہے فکر رنگین کی بہار
کثرت گلہائے مضمون سے ہے سینہ بوستان

پیسہر۔ اے پیر مرد ملکوتی صفات بخت بختون جلی غمزدہ کو اسوقت رنگین بیانی اور شیوہ زبانی نہین جانی صاف صاف اور راست۔ است بلاکم و کاست بتا دیجیے کہ اب کوئی علاج ہے یا نہین اگر دوا دو اہے تو خیر رو پیٹ کے بیٹھ رہون اگر علاج پذیر ہے تو کوشش کرون بس اور کچھ نہین چاہتی۔

پیر مرد۔ دنیا مین کوئی درد لا دوا نہین ہے۔ ؎

ہر چیز کہ دل بدان گرا یہ
گر جہد کنی بدست آ یہ

مگر السعی منی والاتمام من اللہ

اے دخت گلفام و لارام گو تیری مصیبت اور شاہزادے کے قتل کا سانحہ بھی ایسا سخت و جانگزا ہے کہ سنگ دلون تک کے دل موم ہو جائین شقی القلب

آدمی بھی اس حادثۂ روح فرسا کا حال سُنکر ساون بھادون کی طرح اشکون کے تار باندھ دین مگر دنیا مین اس سے بڑھکر سانحے ہوے ہین چنانچہ بطور مشتے از خروارے قطرہ از بحر ناپیدا کنار چند مثالین دیتا ہون۔

گوش دل سے سُنو ایک شہر مینو سواد اور رو کش بہشت شداد مین ایک شاہ ذی جاہ دارا دربان فلک بارگاہ کمال عدل و انصاف کے ساتھ حکمران تھا اس خدیو سکندر مرتبت کی دختر پری پیکر کا ملقبیں منزلت نام تھا حُسن یوسف جمال مہین کا ادنی غلام تھا۔ ؎

اگر دیدے رُخ آن حور پیکر خلیل بت شکن میگشت آذر

ساری خدائی کے شہزادگان ذی کلاہ اسکے حُسن خداساز اور ناز و انداز کی توصیف سُنکر عاشق زار تھے نکاح کے لیے دل و جان سے تیار تھے۔

صدہا والیان ممالک تاج و تخت کو چھوڑ کر حکمرانی و بادشاہی سے منہ موڑ کر دیدے کے مشتاق تھے ہزارون بندۂ درم نا خریدہ دلا کھون عشاق تھے سب آرزومند کہ اس گل گلزار خوبی و غنچۂ شاخسار محبوبی کے بلبل ہون عقد نکاح مین لائین دل کی مسرت نکالین لطف اٹھائین اس بت سفاک نے سبکو ناوک نگاہ سے گھائل کیا سب کو اپنی طرف مائل کیا لیکن فرط غرور سے کسی کو خلوت یا جلوت مین بار نہ دیا سب کو نخچیر تیار المرتع۔ ؎

غرور حسن اجازت مگر نداد آ گل	کہ پرسشے کنی عندلیب شیدارا

ایک روز مرغان خوش الحان کی نازک آواز اور باد نوروزی کی غالیہ سازی نے صبحدم اس حور وش کو خواب ناز سے بیدار کیا بستر سے بصد نزاکت اٹھی۔ ؎

جاگی مُرغِ سحر کے غل سے اٹھی نگہت سی فرش گل سے

دیکھا کہ شاخ گل پر عنادل کا ہجوم ہے اور چمن مین مرغان خوشنوا کی دھوم ہے صریر صلصل بشمار۔ ع

بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

عنادل کی زمزمہ سنجی نے ایسا مست و مسرور کیا کہ جھومتی ہوئی بستر سے چلی خواصون سے پوچھا یہ بلبلین موئی متوالی ہو رہی ہین کیا انکی مستی اور جنون پرستی کے یہی دن ہین۔ ایک بیباک و آزمودہ کار نوجوان خواص نے کہا حضور اگر جان بخشی ہو تو لونڈی عرض کرے مگر خوف معلوم ہوتا ہے کہ مبادا جواب ناگوار طبع نازک ہو شہزادی نے درخواست منظور کی خواص نے تین بار قول کیا اور یون جواب دیا۔

قربان جاؤن لونڈی نے ہر قسم کی صحبت دیکھی بیکڑون کنوؤن کا پانی پیا ہے اور حسن و عشق کے امور سے واقف ہون ایک بھدیسل مثل ہے کہ جسکے گھر مین بیر کا درخت ہوگا وہان ڈھیلے ضرور آئینگے حضور حُسن خدا کی امانت ہے حسن کے ساتھ رحمدلی بھی چاہیے گل بیوفا ہین بلبل بیچاری فصل بہار مین سر پٹکا کرتی ہے دور غم سے نوحہ خوان ہے جوش جنون سے تنکے چنتی ہے سر دھنتی ہے مگر گوش گل تک اسکی رسائی نہین ہوتی ایسا ہی انسان کا بھی حال ہے۔

شہزادی سمجھ گئی کہ میری طرف اس خواص نے خطاب کیا فوراً حکم دیا کہ آج شہر مین منادی کردو کہ جو جو شہزادے میرے عاشق ہون

ہین سو اسیدم اس شہر سے نکلجائین ورنہ کل صبح کو بیرحم جلادون کے ہاتھ سے مقتول ہونگے یہ خبر پاتے ہی نام کے عاشق شہوت کے بندے ہوا ہوس کے پتلے فہم بدر ہوگئے مگر ایک عاشق صادق جو شہزادۂ عالم و عالمیان تھا اِس خبر سے خوش ہوا لوگون سے پوچھا یارو اگر آج ننگئے تو کل قتل ہونگے مگر قاتل کون ہے۔ جلاد کی کیا تاب و طاقت کہ شہزادون پر ہاتھ اٹھائے اور اُنکی گردن پر تلوار چلائے ہان اگر وہ بت سفاک قتل کرے تو گردن حاضر ہے لوگون نے کہا میان شہزادگی وزیرزادگی سب رکھی رہگئی کہین کسی اور خیال مین نہ رہنا کل صبح کو گردن ماری جائیگی دیدار جانان نصیب ہونا امر محال ہے شہزادہ کھلکھلا کر ہنسا اور ایک کاغذ پر ایک شعر لکھکر اُسنے اہل شہر کی خوشامد کی خدا را شہزادی تک کوئی یہ پرچہ پہونچادے ایک دل لگی باز مسخرے نے جو شہزادی کی ڈیوڑھی پر مقرر تھا کاغذ لے لیا اور اُس خواص سلیقہ شعار کو دیکر کہا کہ حضور کی خدمت مین پیش کردو کسنا ایک دیوانہ نے دیا ہے خواص نے وہ کاغذ اپنے پاس رکھا اور جب دیکھا کہ شہزادی کا مزاج بحال ہے تو وہ کاغذ پیش کرکے عرض کی کہ حضور یہ پرچہ شہر مین کسی دیوانے نے لکھکر حضور کی خدمت مین ملاحظے کے لیے پیش کیا ہے اگر مرضی مبارک ہو تو بسم اللہ ملاحظہ فرمائیے شہزادی نے وہ پرچہ لیا اور پڑھا تو یہ شعر لکھا تھا ۔ ؎

شاد باش ای دل کہ فردا روز بازار جزا	
مژدۂ تسلست گرچہ وعدۂ دیدار نیست	

شہزادی پڑھکر کمال مسرور و محظوظ ہوئی حکم دیا کہ اُس دیوانے کو حاضر کرو اسی دم شہزادہ حاضر کیا گیا۔

شہزادی ۔ دیوانے ۔ تیرا کہان مکان ہے ۔

شہزادہ ۔ بالفعل تو بے خانمان ہون ۔

شہزادی ۔ کہین جگہ ٹھور ہے یا نہ ہے ۔

شہزادہ ۔ ہان ایسی باتون سے جان کے دلمین جگہ ہے تو کیون نہ ہون ۔

شہزادی ۔ مگر دیوانے بڑی سودائی خبطی کا کون ٹھکانا ۔

شہزادہ ۔ سُنا نہین ۔ ع

دیوانہ بکار خویش ہشیار	

شہزادی ۔ باتون سے تاڑگئی کہ شاہزادہ عالی تبار اور عاشق زار ہے ترچھی چتون کرکے بصد ناز پوچھا ۔ ؎

کیا نام ہے اور وطن کدھر ہے	
ہے کونسا گل چمن کدھر ہے	

شہزادہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر یون جواب دیا ۔ ؎

گل ہون تو کوئی چمن بتاؤن	غربت زدہ کیا وطن بتاؤن
گھر بار سے کیا فقیر کو کام	
کیا لیجیے چھوڑے گاؤن کا نام	

خواصین بھی بخوبی سمجھ گئین کہ کسی بڑی سلطنت کا صاحب تاج ہے مگر عشق نے خانمان خراب کردیا ہے ۔

الغرض ۔ شہزادی زہرۂ تمثال کو اُس جادو جمال نے بٹھایا عقد کا وعدہ ہوا اور شہزادہ شب کو وہین رہا ۔ مقربان سلطانی نے حضور شاہ کی خدمتین اطلاع دی جہان پناہ ایک بات ضروری عرض کرنی ہے مگر کہتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے شہزادے کے محل معلی مین ایک اجنبی کا گذر ہوا اور وہ ابھی تک وہین ہے اگر باور نہ آئے تو حضور خود بنفس نفیس چلکر دیکھ لین چنانچہ بادشاہ نے حجرے مین جاکر دیکھا تو خبر سچ نکلی فوراً حکم دیا یہ شخص قتل کیا جاے اور شہزادی کی اسپر جان جاتی تھی

قدمون پر گر پڑی کہ واسطے خدا کے اسکو قتل نہ کرو اس کا
دامن لوث عصیان سے پاک ہے مگر بادشاہ نے ایک سنی
سنی بیگناہ قتل کیا گیا تو اسکا سر شہزادے کے پاس بھجوا دیا۔
ہے ہے۔ اس سفاکی پر خدا کی مار وہ بیچاری باکدامن
تمام عمر کے لیے سختی کے ساتھ قید کی گئی۔
اس سے بڑھکر ایک واقعہ جگر دوز سناؤن ایک راجپوت
بڑا کرار اجوان اور نامی پہلوان آزمودہ کار سپاہی اور جیوٹ
کا آدمی تھا ایک شب کو ڈاکوؤن نے اسکا گھر جو ایک گاؤن
مین تھا گھیر لیا دروازہ توڑ ڈالا اندر گھس گئے اسکی جورو نے
بڑی خوشامدیں کرین ڈاکوؤن سے نہ بھڑو مگر چھتری آدمی
تلوار کے مُنھ مرنا اپنا ایمان سمجھتے ہین اُسنے ایک نہ مانی اور
غضب یہ کہ اسکی بیوی کو وضع حمل ہوے دو ہی روز ہوے تھے
راجپوت نے ڈاکوؤن کا خوب مقابلہ کیا مگر وہ تیس یہ اکیلا۔
آخرکار زخمی ہو کر تیوڑا کے گرا۔ اسکی بیوی اپنے ننھے سے
بچے کو گود مین لگاے ہوے زار زار روتی تھی زخم ایسا کاری
لگا کہ راجپوت اُسیوقت راہی ملک بقا ہوا۔ ڈاکوؤن نے بکمال
سفاکی و بُزدلی عورت بیچاری پر بھی ہاتھ صاف کیا عورت گری
تو میان کی نعش بے کفن کے قریب۔ اسوقت اس مصیبت زدہ
کے کیا خیالات ہونگے شوہر مُردہ پڑا ہے دو دن کا لڑکا گود مین
اور خود شوہر کی لاش کے پہلو بہ پہلو سسک رہی تھی اور اس
معصوم بچے کی بیکسی پر حسرت سے نظر ڈالتی تھی کہ ہاے اب
اسکا کون ہے باپ مردہ پڑا ہے ماں نزع کی حالت مین۔ گھر مین
تیسرا آدمی نہین کہ اس دو دن کے بچے کی خبر لے واے
افسوس ہے۔ ہے !!!! اس روایت نے سب کو بیحد متاثر کر دیا
پیر مرد نے کہا بس تھوڑی دیر مین وہ عورت بھی بلک بلک کر مر گئی مگر مرتے دم تک

کبھی بچے کیطرف دیکھتی تھی اور کبھی شوہر کی لاش کیطرف اف تمہ

ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائین گے	
	کچھ نہ نیک و بد سوا لے جائین گے
کیا ہوے وہ بادشاہ نامور	
	کیا ہوے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہُوا اسکندر صاحب قران	
	کیا ہوا جمشید دارا اے جہان
کیا ہوے یوسفؑ عزیز دو جہان	
	کیا ہوے یعقوبؑ پیر ناتوان
چھوڑنا دنیا کا اِک دن ہے ضرور	
چار دن کو رنج ہو یا ہو سرور	

یہ کہکر اس پیر مرد نے استانی جی سے مصافحہ کیا اور
سپہر آرا کا ہاتھ لے کر اس پیر زن خوش سیرت کے سپرد
کیا اور رخصت ہُوا۔

استانی۔ بیٹا ذری آنکھین تھوڑی دیر کے لیے
بند کر لو۔

حسن۔ استانی جی یہ کون تھے۔ فرشتے ہین نہ۔

روح۔ چاہے تمکو یقین نہ آئے مگر ہم تو اُن کو فرشتے سے
بڑھکر سمجھتے ہین۔ چہرہ نورانی۔ باتین حقانی۔
خداترس۔

سپہر۔ وہ فرشتے ہون یا انسان مگر میرے بے تو اُنکی
تقریر نے مرہم زخم جگر کا کام کیا۔ افسوس ہے کہ
اسقدر جلد چلے گئے۔

مغلانی۔ کیسی تول تول کے باتین کرتے تھے کہ
واہ جی واہ

دوسری - جب ہماری سپہر آرا بیگم کے دل کو تشفی ہوئی تو فرقے سے بھی بڑھکر تھے - دیکھا کیا جلال چہرے سے برستا تھا - اُفوہ -

مہری - جلال تو جلال اور رعب کیا ہے -

سپہر آرا نے پھول ہاتھ مین لیے اور قبر کو کئی بار بوسہ دیکر کہا باجی جان مین اسکو متبرک سمجھکر بوسہ نہین دیتی ہون یہ تو پتھر ہے مگر مین نے اس سبب سے چوم لیا کہ رنج و غم کا بھاری پتھر مجھ سے نہ اُٹھ سکا اور پھر یہ بھی جانتی ہون کہ میرے پیارے شہزادے بہادر کی قبر ہے مین اسکو پھولون سے بساؤنگی اور عطر و گلاب کے قرابے کے قرابے اسپر لنڈھاؤنگی اور خوب رؤونگی - ؎

فوارہ دارا شک ز فرقم جہد بہ ہجر گم کردہ راہ چشم بہ شبہا گریستن	

یہ کہکر پھولون اور پھولون کے ہار سے قبر کو رشک گلستان کردیا - اور ان اشعار حسرت بار کو ترجمان دل بنایا ؎

شاہ سخن سرائے سخنور تو از راہ	
	در بزم عیش نوحہ سرا کرد روزگار
شاخی کہ بود موسم آتش کہ برد باد	
	از نخل عمر شاہ جدا کرد روزگار
مرگ اینچنین ترنج رخ نازک ندیدہ بود	
	کام اجل بدینسان روا کرد روزگار
شہزادہ خرد سال بدور از دیار پدر	
	شوخی بشاہزادہ چرا کرد روزگار
فرزند بادشاہ نشناسد مخالفش	
آغوش گور ہر چہ دلا کرد روزگار -	

آن سرو سایہ دار کہ بارش نبود کو وان نونہال شگفتہ کہ خارش نبود کو	

سپہر آرا نے اسکے بعد کہا - استانی جی چوطرفہ سناٹا ہی سناٹا نظر آتا ہے عالم ہو ہے - اداسی سی اداسی چھائی ہے - اسکے بعد کہا کہ آج ہم کھانا بھی یہین کھائینگے یہان سے جانے کو جی نہین چاہتا - تھوڑی دیر اور شہزادے کی قبر کو دیکھ لین گو وہ بیچارہ تہ خاک ہے مگر اُسکی خاک سے بھی ویسی ہی اُلفت ہے جیسی اُس سے تھی - استانی جی نے حکم دیا کہ ایک آدمی فوراً گھر پر بھیجا جائے ہم سب کے واسطے کھانا لائے - حکم پاتے ہی آدمی روانہ ہوا اور ادھر استانی جی سپہر آرا کے دل کو تسلی دینے لگین -

استانی - دیکھ لینا بیٹا شہزادہ ضرور اُٹھ کھڑا ہوگا -

سپہر - استانی جی ایسا آج تک کبھی ہوا ہی نہوگا -

استانی - جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش تنے ابھی دیکھا کیا ہے - میرا ذمہ آج کے ساتوین دن تم اور وہ ایک جگہ نہ بیٹھے ہو تو سہی جس بات کو تم جانتی ہی نہین ہو اُسمین دخل کیون دیتی ہو بھلا اگر ریل گاڑی تنے اپنی آنکھون نہ دیکھی ہوتی تو کبھی ہزار برس بھی یقین نہ آتا کہ بے گھوڑے بیل اونٹ ہاتھی کے سو سو گاڑیان صرف ہوا کے زور سے اُڑتی جاتی ہین اور جٹکیون مین منزلون طے کرجاتی ہین مینون کے راستے گھنٹون مین ملے ہوتے ہین یا اگر تار برقی کا حال کوئی تنے کہتا تو تم باور کرتین برسون کی راہ پر ایک دن مین خبر جاتی ہے لنڈھن کی خبر گھنٹون مین آتی ہے -

اُفوہ را سیطرح اور بہت سی باتین ہین فراشن کا حال سناہی ہوگا - مار ڈالو مگر وہ ہرگز حال نہ بتائین گے چاہے

اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جاے مین پوچھتی ہون آخر اسکا سبب کیا ہے وہ لوگ وہان کا حال کیون نہین بتاتے کرورون فرامشن ہین مگر جاہے کوئی قتل کر ڈالے ٹکے ٹکے کرے وہ ایک بات بھی بتا لیگے ہرگز ہرگز نہین بتاتے۔

بمبئی مین ایک خاتون عصمت آب روس سے آئی ہین۔ اُنکا نام میڈم بلومیسکی ہے۔ ایک روز شملہ مین دس پانچ فرنگنون اور فرنگیون کے ساتھ کہ بڑے بڑے اعزاز اور مشہور لوگ ہین یہ خاتون اُس باغمین مصروف گلگشت تھی ایک لیڈی نے کہا آپ اکثر کہا کرتی ہین کہ آپ عالمہ ہین اور غیب کی بات بتا سکتی ہین اور ہمالیہ پہاڑ کے لوگون سے روز آپ سے خط و کتابت ہے مگر کبھی کسی بات کا ثبوت نہ دیا جب جانین کہ ان امور کو ثابت کر دیجیے۔ میڈم موصوفہ نے کہا۔ مین کوئی شعبدہ باز تو ہون نہین مگر تمھاری خاطر سے کچھ دکھاؤنگی۔ ایک میم صاحب سے جو ان باتونکی قائل نہ تھین پوچھا کہ اگر کوئی شے تمسے کھو گئی ہو تو ہمین بتاؤ کہ کوئی چیز تمنے کسی کو دی ہو اور وہ پھر نہ ملی ہو یا تمھین یاد نہو کہ فلان کہان گئی تو مین بتا دونگی اور منگوا دونگی اُسنے کہا ہان ایک جگنو جسکو مین بہت عزیز رکھتی تھی ایک کرنل صاحب کی میم نے نمونہ کے طرپ پر مجھ سے لیا تھا مگر پھر مجھے یاد نہین کہ واپس ملایا نہین ملا اور وہ ولایت چلی گئین۔ روس کی معزز خاتون نے ایک کاغذ پر اپنا نام لکھا اور اُسکی پشت پر اُس لیڈی سے نام لکھوایا اور کہا کہ اسکو جیب مین رہنے دو آدھ گھنٹے کے بعد ایک روش مین جاکر اُس عورت سے کہا کہ سامنے والا پتا تو اُٹھا دو وہ جو پتا اُٹھانے گئی تو دیکھا وہی کاغذ ہے۔ اُٹھایا تو اُسمین جگنو موجود جو گم ہو گیا تھا باغمین جتنے انگریز اور جسقدر میمین تھین سب دنگ ہو گئین اور اس میم نے بیان کیا کہ سات برس سے اس جگنو کا پتا نہین تھا اب یہ کیا بات ہے۔

سپہر۔ اُستانی جی۔ اندھا جب پیاسے جب آنکھین پاے یون تو ایسے ایسے صدہا قصے پڑھ ڈالے مگر اپنی آنکھون دیکھین تو پتیاین ورنہ مصیبت تو پڑی ہی ہے مگر کتنے جلد شہزادے بہادر چل بسے۔

طرارہ بھرتے ہی پہونچا عدم مین سمندر کیا جانا کب نکلا ہے	

اُستانی۔ اب اسکا تو خیال ہی نہ کرو۔ یہ تو خیال ہی فضول ہے۔ اس سے واسطہ کیا بات ساری یہ ہے کہ جس امر کو انسان سمجھ نہین سکتا اس مین شک کرتا ہے اور جب شک ہوا تو اُسکو غلط تصور کرتا ہے۔

سپہر۔ آخر آپکا منشا کیا ہے۔ کچھ معلوم تو ہو۔ کیا آپ کے نزدیک یہ قبر اسیطرح بنی رہیگی اور ہمایون فرزندہ ہو جائینگے

اُستانی۔ زندہ ہو جائینگے کیا معنی۔ ان کو مردہ کون کہتا ہے اے وہ مرے ہی کب وہ زندہ ہین۔

سپہر آرا۔ ہان انکا نام تو ابتک زندہ ہے۔

زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند	

ہے ہے شہزادی بیگم کے نازونکا پالا کیسوون والا اس بھاری پتھر کے نیچے دبا پڑا ہے۔ جو فرش گل و فرش مخمل پر آرام کرنیکا عادی تھا وہ اب خاک پر بستر جما کر سو رہا ہے جو ہر وقت ہزارون آدمیون مین زندگی بسر کرتا تھا وہ اب دُنیا سے الگ تھلگ پڑا ہے۔ بوے گل کی باغ ہا نسے چل بسی اس خاکدان سے

عالم قدس کو سدھارے اب ہین عیش راحت آرام سے کیا سروکار ہے ؎

بے بار مقدم سے خاک ساغر لگائیے | شیشون کو تاک تاک کے پتھر لگائیے

راحت کی جا کہین بھی بنائی بجز عدم
ہر سو برنگ برق تپان ڈھونڈھتے پھرے

عین لطف کے دن محرمن تمہیت خاطر پر بجلی گری ۔ ؎

شب غم اور خاک نیرہ ہے | اے فلک کون یہ وتیرہ ہے

آستانی جی آپنے مجھپر بڑا احسان کیا یہان آنے سے میرے دل کو ایک طرح کی ڈھارس ہوئی اب مین روز نور کے تڑکے آیا کرونگی ۔

نزع مین سن لو وصیت عاشق محزون کی | پاس آؤ کیا تماشا دیکھتے ہو دور سے

اے جنون دست جنون مین ہو مری مٹی عزیز
باز آیا مین کفن سے غسل سے کافور سے

آستانی ۔ کیون حسن آرا بیگم ہم نے کیا کہا تھا انکو وہین لیچلو جان بابا ابھی تم تجربہ کار کیونکر ہو سکتی ہو ہے کہ نہین ۔

سپہر آرا ۔

سپہر ۔ آستانی جی ہم تو بس یہ جانتے ہین کہ ۔ ؎

دل لگانا عذاب ہوتا ہے | آدمی کیا خراب ہوتا ہے

خدا کسی کو غم فراق منے جدائی انسان کی دشمن ہے ۔

ہجر مین تڑپا ہونگی صورت سیماب کیا | دیکھنے کو تیرے لوٹا ہوگا مرا دل کیا کیا
غمکدہ بزم طرب ہوگی ترے آنے سے | کف افسوس ملینگے نہ جلا جل کیا کیا
نقش پا جو ہے مرا ہے وہ لہو کا چشمہ | خون رولاتی ہے مجھے وہ منزل کیا کیا

آستانی جی جب سپہر آرا بیگم کو لیکر گھر پر واپس آئین تو بڑی بیگم نے دیکھا کہ لڑکی اب سفر طول نہین جسقدر پیشتر تھی جناب باری کا شکریہ ادا کیا ۔

سپہر آرا نے کہا اماجان مین آج بڑی دیر تک شہزادے کی قبر کو پھولون سے آراستہ کیا کی سچ کہتی ہون اماجان قبر سے بھی دودھ پین برستا ہے آپ کو یقین نہ آئے تو چل کے دیکھ لیجیے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ آپ واز آئی اور اب آواز آئی اور ہان خوب یاد آیا ۔ قبر کے کونے سے ایک پیر مرد نمودار ہوا بوڑھا آدمی ہے بھون تک کے بال سفید ہوگئے ہین اور دانت سب کے سب چوپے کی نذر کر چکا ہے پہلے تو مین بہت ڈری مگر اسکا نورانی چہرہ دیکھکر خوف کافور ہو گیا اس نے دو رباعیان ایسی بیان کین کہ دل بھر آیا اور سوچتی رہی کہ دنیا مین آکے خوشی کی بات سے خوش ہونا یا ماتم مین رونا بیکار ہے ۔ خوش تو وہ ہو جو سمجھے کہ تمام عمر ہنسی خوشی مین بسر ہوگی اور ایسا کرور دنیا مین شاید ایک ہوگا جسنے کوئی غم نہ دیکھا ہوگا ۔

چون حاصل آدمی زبن جز دود | جز درد دل و کاہش جان نیست دگر
خرم دل آنکہ کینس زندہ بنود | واسودہ کسی کہ اوز اد از مادر

اور رویے وہ جو یہ سمجھے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور دنیا کے مصائب سہیگا رنج و غم دونون میرے نزدیک فضول ہین ۔

مجھے نہ اب رنج ہے اور نہ کبھی تمام عمر کسی امر کی خوشی ہوگی لازمۂ انسانی یہ ہے کہ خدا کو نہ بھولے وقت مصیبت تو اکثر زندگی اور لمحہ تک خدا کو یاد کرتے ہین مگر خدا ترسی کے یہ معنی ہین کہ آرام اور عیش اور فارغ البالی کے وقت اسکی یاد سے غافل نہو ورنہ پرستش خود غرضی ہے اور بس خدا کو ہر وقت حافظ و ناصر سمجھے

دریاے گنہ شد دل یارم پست | یارب چہ شود اگر مرا گیری دست
گر در نظرم آنچہ ترا باید نیست | اندر کرمت آنچہ مرا باید ہست

آستانی جی اس تقریر سے کمال محظوظ ہوئین اور بڑی بیگم کی باچھین کھل گئین کہ لڑکی اس دانشمند پیرزن کی بدولت راہ

راست پر آگئی ۔ روح افزا اور بہار النسا اور حسن آرا بھی دل ہی دل مین مقرر تھین کہ آرزوے دلی بر آئی جس بات کی ہرگز امید نہ تھی وہ ظہور پذیر ہوئی بہنین باہم چپکے چپکے باتین کرنے لگین ۔

بہار ۔ یہ استانی جی نے کیا گھول کے پلا دیا ۔ گئی کس حالت زار مین تھین کہ خدا دشمن کو بھی نہ نصیب کرے اور اب کیسی باتین کر رہی ہین استانی جی کا یہ احسان کبھی نہ بھولینگی ۔

حسن ۔ روح افزا بہن سے پوچھو کہ دو باتون مین ایسی کایا پلٹ ہوگئی اور ایک بوڑھا آدمی بھی قبر کی طرف سے آیا اُسنے بھی دو دو باتین بیان کین کہ میرے دل پر بڑا اثر ہوا اور پھر آرا بھی غور سے سُنا کی اور دو چار دفعہ اسیطرح گئین تو یقین ہے کہ غم دور ہو جاے استانی جی بڑی تجربہ کار عورت ہین

روح ۔ یہ سب انھین کے سبب سے اور انھین کی کوشش سے ہوا یا کچھ اور ۔ اور کیسی شیرین کلامی سے سمجھاتی تھین کہ جی خوش ہو جاتا تھا نصیحت کے معنی بھی یہی ہین ۔

بہار ۔ وہان روئی تو نہ تھی ۔ پھر آرا ۔

روح ۔ بہت روئین کہان تک ضبط کرتین ۔ قبر کو دیکھا تو دل بھر آیا ہم لوگون نے بہت سمجھایا مگر فہمایش کارگر نہ ہوئی پھر استانی جی نے سمجھایا اونچ نیچ دکھایا ۔ یہان سے مجھے ڈر تھا کہ مبادا کہین طبیعت نصیب اعدا زیادہ بیچین ہو جائے مگر اندر آئی تو دیکھا پہلے سے کسیقدر سکون ہے

حسن ۔ راہ مین بھی اچھی طرح سے باتین کین اور وعدہ کرتی آئی کہ اب رنج و غم کے پاس نہ جاؤنگی ۔ خوشی اور رنج دونون سے مجھے اب کچھ واسطہ نہین ہے خدا جانے اسپر کہان تک

بات تھی یا اب بھی ویسا ہی خیال رہیگا ۔

روح ۔ حضور وہان کا جانا اکسیر ہو گیا ۔

بہار ۔ روز سویرے سویرے وہان جایا کرین تو اچھا صبحکو جائین تو دس بجے چلی آئین ۔

حسن ۔ افوہ آج ذرا طبیعت خوش ہوئی ۔ نہین مین تو سمجھتی تھی کہ بن ہاتھ سے گئی اسکے بچنے کی کوئی امید نہ تھی دن رات کڑھا کرتی تھی ۔

سپہر آرا نے بڑی بیگم سے کہا ۔ اماں جان ہمین چاندنی دو عمدہ تشتریان بنوا دیجئے تو ہم انھین مین پھول توڑ توڑ کے رکھین اور جب دونون تشتریان بھر جائین تو پھولون سے قبر کو معطر کرون بڑی بیگم بولین بابا بنوانے کی کیا ضرورت ہے اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے کسی چیز کی کمی نہین ایک چھوڑ سو تشتریان لو سپہر آرا نے کہا اما جان ہم ایسی تشتری چاہتے ہین جو اچھوتی ہو ۔

بڑی بیگم نے فوراً حکم دیا کہ دو چاندنی اور دو گنگا جمنی تشتریان بنوائی جائین اور ایک آدمی مقرر ہو کہ سُنار سے بہت جلد بنوا لے اُسی روز بارہ بجے رات کو چار تشتریان آئین ۔

دوسرے روز نور کے تڑکے سپہر آرا اور حسن آرا اور بہار النسا نے نماز پڑھی اور استانی جی کے ساتھ گاڑی پر سوار ہو کر پھر قلعہ کی طرف گئین شب کو کسیقدر بارش ہوئی تھی اس سبب سے سردی اور بھی چمک گئی اور روشون مین ناز کے ساتھ پھرنے لگین ۔

حسن ۔ آج بڑی خنکی ہے ۔ کل رنجہ برسا تھا نا ۔

سپہر ۔ کل رات کو ؟ سچ ! ہمین معلوم ہی نہین ۔

بہار ۔ تم سو گئین تھین اور اُسوقت تمھاری آنکھ لگی تھی

اسوجہ سے مین نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔

مہری۔ اور حضور اسوقت غافل سو رہی تھین بہوین دیر سے اور یہان بھی بہت ٹھہری تھین بس تھکاوٹ کے مارے آنکھ لگ گئی۔

سپہر۔ جبھی آج سیلن بہت ہے اور ہوا کے سبب سے سردی اور چمک گئی۔ کیا دیر تک برسا تھا۔

حسن۔ اے نہین بھی کوئی پندرہ منٹ باندا بوندی ہوئی تھی

سپہر۔ مگر کتنا سہانا سمان ہے۔ اہاہا ہا۔ اور مرزا ہمایون فر کی قبر پر کیسا نور برس رہا ہے

کوکبہ بین وعلم وکوس و نائے	پرچم رقصندہ بہ فرق لوائے
حاجب سرہنگ دان پیش پیش	فوج روان از پس کشور کشائے
چشم قسم خوردہ برفتار پیل	گوش زخود رفتہ بہانگ درائے
بوکہ درین روز گراید بمن	شاہ عدو بند قلم و کشائے
آہ اینچہ پیل بود کہ مارا از سر گذشت	تہنا از سر کوہ زد یوار در گذشت

حسن۔ اب پھول تو توڑو بہن۔

سپہر۔ پھولونکو توڑکے بلبلونکا دل دکھاؤن۔ ؎

بگو اے عاشق صادق چرا گلہا نمی چینی	دل بلبل شکستی غنچہ را سر بستہ آوردی

بہار۔ بلبل کو گل کی کمی کیا ہے۔

حسن۔ یہ سب پھول ہی لگے ہین یا کچھ اور بلبل کو گلستان مین پھولون کی کمی ہو یہ عجب بات ہے ع۔

گلون کا قحط نہین بلبلونکا کال نہین

سپہر۔ جس گل کو دیکھتی ہون خندان ہے۔ مگر نہین ہے تو میرا غنچۂ دل۔ اسپر ہمیشہ اوس پڑی رہتی ہے۔ ؎

عشق ازچہ شگفتہ ما جرا نیست	رسوائی عشق بد بلا نیست

خدا وہ دن جلد دکھاے کہ مین اپنے پیارے شہزادے کو بغل مین لیکر عیش کرون اور بوس وکنار سے لطف زندگی حاصل ہو

چون گل بشگفت در گلستان	مرغان ہوا زنند دستان

سپہر آرا نے بہار النسا کے کانمین کہا اب اسوقت اسے غم کے اسقدر جنون کا زور ہے کہ اُستانی جی کا بھی مطلق خیال نہین کچھ پروا نہین کہ یہ ساتھ ہین یا نہین۔ بہار النسا بولی بہن دیر جو ہے تو جنونکی سی کیفیت ہے خدا جانے اسوقت انکے دلکی کیا حالت ہوگی مگر جہانتک ہو سکتا ہے سب مل کے سمجھاتی ہین۔

الغرض دو گھنٹے کے بعد سپہر آرا ہنسی خوشی گاڑی پر سوار ہوئی اور اُستانی جی سے کہا اب اسوقت کیا معلوم کیا سبب ہے کہ طبیعت آپ ہی آپ بحال ہوگئی۔ دونون بہنین خوش ہوئین کہ وہ پریشانی اسقدر عرصے کے بعد خدا خدا کرکے دور ہوئی استانی جی الحمدللہ کہکر گاڑی پر سوار ہوئین اور گھر چلی۔ راہ مین سپہر آرا بیگم نے بیقراری نہین ظاہر کی۔ مگر ؎

ہر جا گل و بلبلے بہم دید	دل غرقہ بخون ازان صنم دید

برسینۂ غنچہ داغ می سوخت
گل از جگر و دماغ می سوخت

برات کی تیاریان

ثریا بیگم کا مکان برات کے دن پریخانہ تھا۔ بڑے چھوٹے سے پریشان نکھر نکھر کے تمکمن تھین سب کو یہی خیال تھا کہ ہم کسی سے دب کے نرہین حسن و جمال نکھار سنگار جوبن مین سب سے بڑھ چڑھ کے ہون۔ چہل کی باتین ہوتی جاتی تھین آسمان جاہ کی شوخی و شرارت جانی بیگم کا چلبلاپن اور اچپلاہٹ مبارک محل کی نستعلیق گفتگو ڈومنیون کی

نازک آوازی اور گلے بازی اور بڑی مغلانی کے لطیفے اور مسخرون ہجویون کی چل سے عجب لطف تھا خوشی سر در و دیوارے برستی تھی۔ یون تو سب طرح ارتھین مگر آسمان جاہ اور جانی بیگم کا نمبر بڑھا ہوا تھا یہ سبکو بات بات مین جھپاتی تھین۔

بیگم۔ فراشون کو حکم دو کہ سارہ دری کو فرش مکلف اور چھاڑ کنول سے دلھن کی طرح سجائین کہ جگمگانے لگے۔ ہر کمرے اور دالان اور شہ نشین مین صاف شفاف چاندنیان بچھین اور اُنپر اُودی اور سبز غالیچے ہون ایسا نہو ہنسی ہو۔

مہری۔ اے حضور یہ سب انتظام تو کل ہی سے ہو گیا ہے۔

بیگم۔ ہان چلو خیر میرے حواس اسوقت ٹھکانے نہین ہین اتنا کر کرا کے کہین ہیٹی نہ ہو جاے کہ پھر لوگون کو ہنسی کا موقع ملے منجھلے آغا کو ذری باہر سے بلا لاؤ۔

مہری۔ حضور وہ تو اسوقت میرے فرشتے خان کی بھی نہ سنینگے جو کوئی بولتا ہے اسکو پھاڑ کھاتے ہین۔

بیگم۔ اچھا تم جا کے دیکھو سب انتظام ٹھیک ہے یا نہین

مہری۔ (باہر سے آکر) حضور سب سامان لیس ہے بارہ دری اسوقت دلھن بنی ہوئی ہے۔ فرش فروش سب چوکس۔ دریچون مین سوزنبان بھی ہین

بیگم۔ آبدارخانے والے سے کہو کہ مٹکے اور عظم اللہ خانی حقے اور ڈڑھ خمے اور پیچوان تیار رکھے۔ تمباکو کہان سے آیا ہے۔

مہری۔ حضور آغا صاحب نے حکم دیا تھا کہ دوسیر تمباکو محمد علی کی دوکان سے لے آؤ۔ اور پیچوان ناندون مین بھگو دیے گئے ہین گھڑے کورے جھجر صراحیان جھجرین سب تیار ہین۔ پانی کیو ڑے سے وہان بھی بسایا ہے

بیگم۔ تم اتنا جا کے کہدو کہ علے کے لیے پانچ مٹکے الگ بھروا رکھین۔

مغ۔ قربان جاؤن حضور اللہ رے خیال۔ اندر باہر ادنیٰ ادنیٰ باتون کا خیال ہے۔ واہ واہ۔

مہری۔ آغا صاحب نے سب باتون کا بندوبست کر لیا ہے۔

بیگم۔ اچھا لو گجراتی الائچیان چوگھرے کی اور دو رخی ڈلیان لیجاؤ۔ ان پر چاندی کے ورق لگے ہین۔ یہ الگ ہین۔ وہ ہار بھی لیتی جانا اور خدمت ہو سے عطر کے کنٹر نکلوا لو۔ باہر کسی کو حکم دو کہ شیشیون مین عطر بھرے اور شیشیون کے منھ پر منھری گوٹا باندھو کشتیون مین عطر اور ڈلی اور الائچی اور گلوریان لگی رہین۔

مہری نے باہر جا کر منتظمون کو کشتیان دین اور کہا بیگم صاحب فرماتی ہین کہ انمین عطریان سب تیار ہین۔ آغا صاحب بھلے اور بھلے آدمی تھے کہا۔ ہان ہان صاحب سنا سنا۔ بیگم صاحب سے کہو یا تو ہمکو انتظام کرنے دین یا خود ہی باہر چلی آوین آخر ہمکو کوئی گنوار سمجھی ہین کل سے انتظام کرتے کرتے ہم شل ہو گئے اور جب برات آنیکا وقت قریب آیا تو صلاح دینے لگین کہ یہ کرو وہ کرو۔ جا کے کہدو کہ باہر کا انتظام ہمارے تعلق ہے آپ کیون خواہ مخواہ دخل دیتی ہین آپ خاطر جمع رکھین ہم اپنے بندوبست کر لین گے۔

مہری نے بیگم صاحب کو اطلاع دی کہ آغا صاحب فرماتے ہین ہم سیکھے سکھائے ہین ہمکو کسی امر کے سکھانے کی ضرورت نہیں ہے اور حضور روشنی کا تو ایسا انتظام ہوا ہے کہ شہزادون کے ہان بھی نہین ہے جھاڑ کنول مردنگ بجاے دو شاخے

اسطرح روشن ہین کہ دن معلوم ہوتا ہے دریفت کی مسند بچھی ہے اشرفی بوٹی کا گاؤتکیہ اغل بغل دو اور مسند ہین ہین۔ زرد کاشانی مخمل کی داہنی طرف کسپر کارچوبی کام ہے بائین طرف سبز مخمل کی مسند قرینے کے ساتھ بچھی ہوئی ہے دوسری مہری نے بیان کیا کہ بارہ دری کے پھاٹک پر نوبت خانہ ہے اور نوبت خانہ پر کارچوبی جھول پڑی ہے کہین کنول اور گلاس کہین سبز اور سرخ ہانڈیان۔ جھاڑ بے خوشنمائی کے ساتھ لٹکے ہوے ہین اور سبز سرخ زنگاری اودے قمقمے بڑی بہار دکھاتے ہین اڈومنین اور دیہاتنین کھڑی ناچ رہی ہین شکل صورت تو اچھی ہے پوشاک بھی بری نہین مگر شین قاف درست نہین ہے بس اتنی کسر ہے۔ آسمان بی فیضن کو کسی طرح انکا تاج دکھا دو یہ بیچاری جب سے آئی ہین تڑپ رہی ہین کئی بار پوچھ چکی ہین کہ کوئی دیہاتن بھی ناچنے آئی ہے یا نہین۔

فیضن۔ ہم تو نا ہین پوچھا۔ جو چاہو لگاؤ۔

آسمان۔ (قہقہہ لگاکر) اور تو کیا لگائین۔ بس بے اختیار قہقہہ لگانے کو جی چاہتا ہے۔ (ہم تو نا ہین پوچھا۔)

جانی بیگم۔ بڑی دیر کے بعد بولی تھین مگر زبان سے لٹنا نہین ہے۔

حشمت بہو۔ آہستہ سے بڑے بوڑھون کے آگے تو زبان کو روکا کرو۔ ہمجولیون چاہے جیسی گفتگو کرلو کچھ بات نہین مگر بزرگون کا کچھ خیال رکھا کرو۔

آسمان۔ آپ بھی بولین۔ شان خدا۔ ان کو بڑا خیال رہتا ہے آئین وہان سے۔ نصیحت دینے۔ خود اور نصیحت دیگران را نصیحت۔

مبارک۔ جو بولے وہی دھرلی جائے بات کرنا دوبھر ہے

آسمان۔ دھرلی جاے" واہ بہن جواب تو اس کا ہم ضرور دیتے مگر مبارک محل بہن ہماری باتون سے خفا ہوجاتی ہین اور ہم سیدھی سادھی عورت۔

جانی۔ درین چہ شک۔ دہی تو سیدھی سادھی ہین ایک تم اور دوسری ہم باقی سب کی زبان اس فراٹے سے چلتی ہے جیسے ساون بھادون کے دنون مین پرنالے۔

فیضن۔ شہر والیان تو انکے آگے بول ہی نہین سکتین۔

جانی۔ اسلے شہر والیان اور دیہاتنین سب بچکتی ہین۔

آسمان۔ بی فیضن سے ہماری بھی کوردتی ہے۔

حشمت۔ کیا جانے دروازے پر کیسی روشنی ہے۔

مہری۔ دروازے پر؟ اے بیگم صاحب ہلے محلے بھر مین روشنی ہے۔ دیوالی معلوم ہوتی ہے جدھر نکلجاؤ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دھوپ پھیلی ہوئی ہے بارہ دری سے بازار تک دو رویہ کاٹھ کے لہریے دار کٹہرے پر گلاس روشن ہین فیضن بولین گلاسون مین کڑوا تیل جلایا ہے یا میٹھا۔ میٹھا تیل جلا کے کیا دیوالہ نکالنا ہے۔ کسی نے کہا تیل کہان ہمارے شہر مین تیل کے عوض پانی جلتا ہے۔ مہری مسکراکر بولی ناریل کا تیل ہے اور ہر موڑ پر برج بنے ہوے ہین ایسے چمکتے ہین کہ مین کیا بیان کرون سوئی گر پڑے تو کوس بھر سے دکھائی دے۔ دکانین بھی بہت سی آئی ہین تنبولی سرخ کپڑے پہنے ہوے ٹھسے کیساتھ دوکان پر بیٹھے ہین ہاتھ مین چاندی کا کٹورے تھالیون مین سفید عمدہ پان اور بیڑے صافی پر رکھے ہوے ایک تھالی مین چھوٹی الائچیان تھین ایک مین ڈلیان کتھ معطر بسا ہوا پھٹکری اور صفائی کے ساتھ گلوریان بنا رہا تھا تماش بین ڈٹے ہوئے گلوریان خرید رہے تھے دوکان کے سامنے لیمپ روشن تھا

ایک سمت ساقونکی دوکانین تھین چاری کا جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ دامن کی لگاوٹ بازی اور جمال بین پر ہزار دن غش تھے۔ ؎

وہ ترا حسن خداداد ہے ماشاءاللہ | تجھسے خورشید کو بھی حسن کا دعوی نہ ہوا

اونچی دکان پر پشت اور دیگچے رکھے ہوے۔ سامنے برنجی حقے اون پر نقش کیا ہوا۔ اُلٹی پین اور سلوار اور کلاتون کے بیچے ایک سمت ٹھاک منڈیان سلگ رہی ہین گبڑے دل دو نیردم لگاتے ہین لو آسمان کی خبر لاتی ہے بنگڑے لوٹے پڑتے ہین کسی نے کہا مصرعہ

بی بی ساقن دمون کی خیر ہے

کوئی بولا۔ دم برقرار آج تو سالجہان کے دم لگواؤ۔ آدمی چلمون پر تمباکو بجا رہے ہین بی ساقن کے سامنے پاندان رکھا ہے دوسری جانب صندوقچہ سپر اطلس کا غلاف نگیرہ ایک جانب شان کے ساتھ سوت کی ڈوریون سے تنا ہوا ہے پھولداری مین دھوان دھارا چڑھ رہے ہین غول غول دوکان پر آکے آتے ہین ایک ہم تو سالجہان پر مٹے ہوے ہین واللہ۔

دوسرے اور بندے بھدیان کے عاشق ہین سالجہان کی ایسی تیسی وہ نشے جمتے ہین کہ واہ ہی واہ۔

تیسرے۔ اور ہم تو بگر نگ دمی چقماق دم لگایا چاہتے ہوے کا چوتھا۔ نوسکھیے ہو بچہ۔ اے سالجہان مین وہ قدرت ہے کہ ایک دم لگاتے ہی ہوش و حواس ہوا ہو جائین بیانسے اور تا بہ کلکتے تک اسکی دھوم ہے نیپال کی ترائی مین اشرفیون کے مول بکتی ہے۔ ایک پانون رکاب مین اور دم لگاکے گھوڑے کی پیٹھ پر جاتے ہی جاتے لے اڑے ہی۔ ع

بسیار سفر باید تا بختہ شود خامے

دلھن کے دروازے پر میلہ جا ہوا تھا اور اسقدر چہل پہل کہ بیان سے باہر جو فرد بشر اسطرف سے گذرتا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ کشتِ زعفران مین ہو پنجا ہر سمت عیش و عشرت ہی نظر آتی تھی ہر طرف نشاط اور خوشی ہی جلوہ دکھاتی تھی ؎

در بہاراں جہاں عیش نشانے دارد | ہر گل ہر نخل کہ بینی رگ جانے دارد
غنچہ مشکین نفس نالہ خوش گلوے | انجمن مجمرۂ غالیہ دانے دارد
یا وجون نوسفران دسوم فرخ رقصد | آب چون نکتہ دران طبع روانے دارد

محلسرا کے اندر چہل ہو رہی ہے

آسمان۔ گو اللہ نے ہماری صورت بُری بنائی ہے مگر شکر ہے کہ ہم نے طبیعت بڑی مزیدار پائی ہے۔ بی فیضن اسوقت تاک جھون چڑھائے بیٹھی ہین مگر سے ڈر کے آئی ہو ہین یا صورت ایسی ہی جانی۔ انکا چپ ہی رہنا اچھا۔ بنائی یہ جاتی ہین خفیف ہین ہونا پڑتا ہے۔ مشکل تو یہ ہے۔

آسمان۔ تمھاری کون ہین۔ کیا کوئی دور دراز کا رشتہ قائم کیا تمھاری تو سالی ہین نا۔

حشمت۔ چہ خوش انکی سالی کیونکر ہو سکتی ہین انکی بہنوئی ہون تو ہون۔ کیون جانی بیگم

جانی۔ دل لگی کرتی ہو نہ بہنوئی نہ سالی یہ ہماری دوگانہ ہین ہو نا ہین۔ کیون۔

فیضن۔ (بگڑ کر) دوگانا کوئی اور ہوگی۔ گالیان نہ بکا کرو ہم نہ بولین نہ چالین کسی سے۔

اسپر بے اختیار کل شہزادیون کو ہنسی آئی بی فیضن سمجھین کہ دوگانہ گالی ہے بھی بد دماغ ہو گئین۔

حشمت۔ ہان آسمان جاہلون مین یہ بڑی بری عادت ہے کہ ہماری بی بی فیضن کو گالیان دیتی ہو۔ جاہل ہو

دیگا نہ ہون انکے دشمن جو انکی طرف دیکھ سکین اوہ بڑی وہ بن کے آئی ہین وہ بیچاری تو گردن جھکائے بیٹھی ہین اور تم چھیڑ خانی سے باز نہین آتین۔

آسمان لڑ دادو وہ تو سیدھی سادھی ہین شاید تمھارے بھرتون مین آبھی جائین مگر میرے اوپر فقرے چست کرنا قیامت ہے مجھسے بُری کوئی نہین یون تو مجھ سے زیادہ پاکباز پاک نظر پاک دامن ہونا ذری مشکل ہے مگر ان صفتون کے علاوہ مجھے اسکا بڑا خیال رہتا ہے کہ حیا کا دامن ہاتھ سے چھٹنے نپائے حیاداری مین آسمان جاہ سے سر بر ہو تا معلوم ثریا بیگم ازبراے خدا باتین کرو۔

جانی بیگم سے ایک بی نے کہا کیسی باتین کرتی ہو تمھاری طرح سے بک بک کیا کرین دلھن کی طرح بیٹھنا چاہیے یا چہل دل لگی کرنا۔ اچھی صلاح دیتی ہو۔ کیا ہنسواؤ گی ہمجولیون مین۔ کیا خاصی بات کہی اسوقت سے کہہ رہی ہو دُلھن تمھارا کہا مانتی بھی ہے کہ تم کہتی ہی ہو۔ یہی حیاداری ہے اس حیا کے صدقے (آہستہ سے) پھٹے سے منھ۔

حشمت۔ آسمان جاہ محفل کی رونق ہین جس محفل مین یہ نہون وہ بالکل سُونی معلوم ہو۔ انکے سبب سے خوب قہقہے بازی ہوتی ہے۔

آسمان۔ پھر یہ تو ہنسی ہے۔ محفل عاشق ہے تو ہین رہے ہونگے عاشق کو معشوق کی صورت سے تسلی اور تشفی ہوتی ہی ہے ہم سے مبارک محل ہین ناحق خفا ہو گئین۔ کوئی میل کرادے مبارک نہین ہین تم بڑی منھ پھٹ ہو۔ اور یہ عیب ہے۔

آسمان۔ اب صاف صاف کہون تو بُرا مانو اور میرے کون جھگڑا مول لے۔ ذری ذری سی بات مین چٹختی ہو۔ یہ کون بات ہے آپسمین ہنسی مذاق ہوا ہی کرتا ہے کسی کی نرم گرم بات سے بگڑنا کیا۔ ؎

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے | تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

فیضن بُرا مانین تو ہمین حیرت نہو۔ یہ بیچاری دیہات مین رہتی ہین تصباتی بولی تصباتی راہ و رسم جانین انکو بیہائی چہل سے کیا لگاؤ۔ مگر تم اتنی بڑی شہزادی ہو کے بات بات مین رو دیتی ہو۔ تعجب ہے۔ فیضن ان باتونکو نہ سمجھ سکین یہ بیچین۔ اور دل تو سیر اصاف ہے۔ مثل آئینہ مگر مین اپنی شوخ چشمون کو کیا کرون اور ہان حاضر جواب بھی ہون مگر جانی بیگم کی طرح زبان دراز نہین۔

جانی۔ (مسکراکر) اب سیری طرف جھکین ادھر عنایت ہوئی

حشمت۔ چوکھا لڑتی ہین۔ چوکھا۔ اف ری شوخی۔

آسمان جاہ نے کہا لڑکپن مین مین بالکل ایسی تھی اور بات کرنا نہین جانتی تھی مگر خدا بی ہمسائی کا بھلا کرے جنھون نے مجھے چاق چوبند کر دیا۔ ایک دن سہ پہر کو مین نہاکے کوٹھے پر بال سکھا رہی تھی سردی کے دن تھے دھوپ مین آکے بال سکھانے لگی بچہ تھا۔ کوئی ساکر کے بارھوان برس۔ بی بی ہمسائی نے مجھے دیکھا تب تک مجھے اتنے بات چیت نہین ہوتی تھی پہلے سعادت گنج مین انکی املاک تھی اب کچھ دن سے پڑوس مین آکے رہی ہین۔ پاس پڑوس مین رہنے سہنے سے میل ہو ہی جاتا ہے خیر مجھے جو انھون نے دیکھا تو سوچین کہ بھائی کے ساتھ کا ہو تو خوب بات ہے اکلا ایک چھوٹا بھائی ہے کوئی انیسون سال ہو بس دوسرے دن وہ ہمارے مکان آئین۔ امی جان سے ملین پھر آمد و رفت شروع ہو گئی تو رفتہ رفتہ انکی طرف سے شاطر پیغام لائی مگر امی جان نے کہا کہ ہمین اور تو کوئی عذر نہین ہے لڑکا پڑھا لکھا سعادتمند معقول

پسند ہو نہار لیکن ہمارے ہان غیر جگہ شادی آجتک کسی نے نہین کی
خیر آئی گئی بات ہوگئی مجھے ٹوہ کہ دیکھون لڑکا کیسا ہے۔ مین نے
مہری کی چھوکری سے جو میری بچپنی تھی کہا ہین کسی ترکیب سے
پڑوسن کا لڑکا دکھا دو۔ بس ایک دن کوئی دو گھڑی دن رہے
وہ دوڑی آئی اور میرے کان مین کہا بیوی چلیے وہ کھڑے
ہین مین دوڑ کے اوپر گئی کھڑکی مین چقین پڑی تھین مین نے
دیکھا تو کوئی انیس برس کا سن اٹھتی جوانی کے دن اور
ایسا کہ مین کیا کہون۔ انگریزی کپڑے پہنا دو تو بالکل ولایتی معلوم ہونگے
جانی۔ بال بھورے تھے یا سیاہ یہ بتاؤ پہلے۔
آسمان۔ بھورے نہین بالکل شبرنگ جھلکتے ہوے۔
جانی۔ خیر اور آنکھین۔
آسمان۔ آنکھین اور کان دیدہ نشنید (مسکرا کر) افسوس
کہ ان گوارنون مین بیٹی ہون آکے۔ مین نے کہا آنکھین
اور کان دیدہ نشنید۔ کوئی سمجھ دار ہی نہین۔
جانی۔ بس ایکدم سمجھدار ہو اور سمجھدار کی ہر جگہ خرابی اب
بات ختم کرو ہان تم نے وہ لڑکا دیکھا پھر۔
آسمان۔ بڑی دیر تک مین گھورا کی اور مین نے دعا مانگی کہ
یا خدا باجی جان کا دل پھر جائے اور اس نوجوان خوبرو کے
ساتھ ہماری شادی ہو تو عمر بھر ہنسی خوشی سے بسر کرین چہ پریشان
دراز قامت ہنس مکھ دیدار و جوان اور خوبصورتی کا حال
تو بیان ہی کر چکی ہون مہری کی چھوکری نے کان مین چپکے سے
کہا حضور یہ شعرین بھی کہتے ہین اور حکیم صاحب کے پاس
جاتے ہین شعر دن تک تو خیریت تھی جب حکیم صاحب
کا نام لیا تو مین کسی قدر چونکی۔ این یہ حکیم صاحب کی
دربارداری کیون کرتے ہین کیا خدانخواستہ کوئی عارضہ ہے
اسنے میری تشفی کی معلوم ہوا کہ وہان جاکے طب سیکھتے ہین
خیر ڈھارس ہوئی تھوڑی دیر مین وہ چوک کی طرف چلا گیا
اور مین تڑپتی رہی۔
جانی۔ لگی بڑی ہوتی ہے بہن۔ ہان
مبارک۔ اور تمھین شرم نہین آتی کہ صاف صاف سب
باتین کر رہی ہو کچا چٹھا بیان کر دیا۔ اے واہ۔ واہ واہ۔
جانی۔ تو کیا کہا کیا۔ یہی کہا نا کہ انکا جی چاہتا تھا کہ انکے
ساتھ شادی ہو پھر اسمین کون گناہ ہے یہ بھی کوئی عیب ہے
بھلا اور اپنے سن والیون مین بیان کیا تو کیا برا کیا تم تو
بوڑھیون کی سی بات کرتی ہو۔
آسمان جاہ نے اس تقریر کے بعد سلسلہ سخن یون شروع
کیا رات پہاڑ ہوگئی کاٹے نہ کٹی۔ کروٹین بدلا کی مگر اسکا
خیال دل سے نگیا ایک بجے کے وقت چاندنی نے کھیت
کیا ایسی نکھری ہوئی چاندنی کہ سوئی دور سے نظر آئے مہتاب
معشوقہ کی طرح منظر فلک سے جلوہ افگن ہو تو مین گھبرا کے
اٹھ بیٹھی مگر مفلس کی جوانی اور جاڑے کی چاندنی۔ چاندنی
جھٹکنے سے طبیعت تو خوش ہوگئی۔ مگر ایک ساعت کے لیے
میری چچازاد بہن نے جو میری کیفیت دیکھی تو پریشان ہو مین پلنگ
سے پلنگ لڑھکا کیون۔ کیون آسمان خیریت تو ہے آج کیا ہے کہ ادھر
سے ادھر ادھر سے ادھر کروٹین بدل رہی ہو مین نے کہا کچھ نہین۔ کیا
جانے کیا سبب ہے کہ آج نیند نہین آتی اور طبیعت بھی کسیقدر بےچین ہے
اتنا میرا کہنا تھا کہ انھون نے گھر بھر مین کھلبلی مچا دی
مغلانیون کو جگایا۔ پیش خدمتون کو آواز دی۔ یہان
تک کہ امی جان بھی اپنے کمرے سے آگئین اور بھوپھی
اماں بھی دوڑی آئین۔ خیر ہے۔ خیر ہے

کیسی طبیعت ہے بیٹا۔ کوئی ماتھے پر ہاتھ رکھکر کہتی تھی آپ کیسا جل رہا ہے۔ کوئی نبض پر ہاتھ رکھکر بولی خفیف خفیف تپ بھی ہے۔ کسی نے کہا ہان پنڈا ٹھنڈا ہے اب مین کس کہون کہ مجھے نہ بخار ہے نہ ماتھا جلتا ہے نہ کوئی عارضہ ہے کسی قسم کا مرض ہین عشق مین گرفتار ہون۔ امان جان نے فرمایا چوبدار کو حکم دو کہ میانہ نکلوائے اور مسجد کے پاس جو حکیم صاحب رہتے ہین اُنسے کہیے کہ بیگم صاحب نے بلایا ہے چلیے بڑا ضروری کام ہے مین لاکھ سمجھاتی ہون کہ اسکی کچھ ضرورت نہین مین اچھی ہون مگر گھر بھر ایک طرف کہ حکیم صاحب کو ضرور بلانا چاہیے میری ایک نے نہ سُنی مگر نہین نہین۔ ہان ہان کیا ہی کی مہری نے چوبدار کو حکم دیا۔ کہار دن نے میانہ اُٹھایا اور حکیم صاحب کے یہان داخل ہوگئے۔

حکیم صاحب آئے نبض دیکھی سمجھ گئے کہ لڑکی خاصی چنگی بھلی ہے مگر وہ وہ باتین کین کہ توبہ ہی بھلی۔ مین دل ہی دل مین بہت ہنسی۔ حکیم صاحب نے دو نسخے لکھے بلے چوڑے پانچ روپیہ دیے گئے بڑے اصرار سے قبول کیا گلوریان چبھین۔ الائچی کھائی عطر ملا۔ چلتے وقت فرمایا کہ خیر بیگم صاحب کی خاطر سے مین نے اسوقت پانچ روپیہ قبول کر لیے لیکن جس روز صاحبزادی کا غسل صحت ہوگا اُس روز لڑونگا حکیم صاحب تشریف لے گئے تو مین نے امی جان سے کہا کہ خدا کے لیے مجھ کو اس دوا سے بچاؤ۔ اللہ جانے کیا گھانس پھونس لکھ گئے ہونگے اور مین عنایت ایزدی سے چنگی ہون۔ مجھے کسیطرح کی شکایت نہین مین تو کہتی ہی تھی کہ حکیم صاحب کو ناحق بلاتی ہین مگر آپ نے نہ مانا۔ اب مجھے اس دوا سے معاف رکھیے امی جان نے کہا۔ اچھا اگر تمکو اسقدر خیال ہے تو نہ جانے دو۔ مطلب تو تمھاری صحت سے ہے فقط مہری کی چھوکری میرا لی حال جانتی ہے اور کسی کو نہین معلوم تھا دس بارہ روز تک مین ہر روز اسکو دیکھا کی اور بی ہمسائی نے بھی آنا جانا شروع کیا شادی تو اسکی ساتھ نہین ہوئی مگر بی ہمسائی نے ہمین برق کر دیا۔ ؎

	الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابی دل مین چلے آئین کلیجہ تھام کر وہ میری محفل مین

اس شعر کو آسمان جاہ نے نازک آوازی کے ساتھ آہستہ آہستہ ادا کیا تو سب نے تعریف کے پل باندھ دیے آسمان جاہ نے کہا بی شاہزادی کو سامنے بٹھا دو۔ بھاگا ئین تو ہمارے مقابلے مین جو آواز بھی نکل سکے۔

شہزادی مہ ناز کے ساتھ ہنسکر اسے حضور ہماری کیا طاقت ہے حضور کتنا نور کا گلا پایا ہے کہ واہ۔

آسمان۔ یقین نہین آتا۔ ع۔

	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

شہزادی۔ ایلو اور سنو۔ اللہ جانتا ہے مین تو خود ہی کہتی ہون کہ آواز حضور نے اچھی پائی ہے گلا پیارا ہے۔

آسمان۔ اچھا یہ غزل گاؤ مگر ذری دل لگا کے۔ ؎

آسکا ہی کون جسکی مدد پر خدا نہو	ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہو
اوج و حضیض لازم و ملزوم ہین یہان	کوئی بھلا بڑھا ہی کہ آخر گھٹا نہو
راحت فزا نہین ہے برائی مین تو یہان	سب کا بھلا ہو اور کسی کا بُرا نہو

شہزادی۔ یہ غزل تو آپکی زبانی سُنی اور جو کوئی غزل یاد ہو کہیے تو گاؤن۔ ؎

	تازہ ہے چمن حمد خدا سے دو جہان کا کچھ دخل نہین گلشن قدرت مین خزان کا

حشمت بہو۔ ہان بس یہی گاؤ۔ یہ ہمین بہت پسند ہے اسی مین تو یہ شعر ہے (دیکھو صدف جسم مین عالم دُر جان کا)
اب دولھا کے ہان کا ذکر کیجیے وہان دُلھن کے گھر سے زیادہ دھوم دھام تھی۔ نوجوان شہزادے اور نواب زادے جمع تھے۔ دولھا سے برابر والے دل لگی کر رہے تھے
ایک۔ ارے یار آج تو بے سرور جمائے جانا فضول ہے۔
دوسرا۔ نوشہ کو ایک جام ضرور پلا دینا چاہیے۔
تیسرا۔ خدا کے لیے اس مردار مینا بازار کی رہنے والی کا نام زبان پر نہ لاؤ عجب قطع کے آدمی ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔
دولھا۔ (آہستہ سے) یہ دونون پی کے آئے ہین۔
ایک۔ ارے میان خدا سے ڈرو پینے والے کی ایسی تیسی دوسرا بہو نھ میان پینے والے کو کچھ کہتے ہین۔
دولھا۔ ضرور پی کے آئے ہین۔ اور دونون کے دونون غین ہونگے یہ مردک جب پیتے ہین قسم کھا لیتے ہین کہ یا تو بیہوش ہو جائینگے یا گر پڑینگے۔ اے لعنت خدا اپنے منھ لاحول ولا قوۃ۔ آپ ہماری برات کے ساتھ نہ چلیے۔
ان صاحب نے کہا۔ آپ شراب کے لطف کیا جانیے مرزا نوشہ غالب سرور مین خوب کہ گئے ہین۔ ؎

بدست آنچہ بہندوستان کشند از قند	ہم از فرنگ بیار ند تا شند از شیراز

دیوانخانے مین ثقات مین بزرگ لوگ حضرت آدم کے حصہ بیٹھے تھے اور آصف الدولہ نصیر الدین حیدر کے وقت کی باتین کر رہے تھے۔ ایک مولانا صاحب بولے وہ زمانہ نہ وہ وقت ہے نہ وہ لوگ ہین بس خانہ نشینی اختیار کرنے ہمارے ایک پرانے آشنا تھے انکے پاس کبھی کبھی جایا کرتے تھے مگر اب کس کے پاس کیا جائین کوئی ملنے کے قابل ہی نہین ملاقات کسی سے کریں۔ (مولانا) حق ہے اور علم و فضل کی تو اب قدر ہی نہین لکھے پڑھے آدمی کو کوئی پوچھتا کاہے کو ہے نہ منطق کی قدر نہ علم ادب سے واسطہ نہ شعر شاعری کا چرچا۔ مین کیا عرض کروں خواجہ صاحب وہ لوگ نظر ہی نہین آتے یا الٰہی یہ کیا ہوا۔ یہ کیسی ہوا بندھی اور جناب آج کل وہ زمانہ ہے کہ ایک گالی کھاے مگر جواب نہ دے نجیبی اسی مین ہے ورنہ دوسرے روز عدالت کے کٹہرے مین کھڑا ہوگا (خواجہ) لابد۔ بیشک اصل بات ہے ایسا ہی ہے جناب والا بڑا نازک وقت آگیا ہے۔
ایک صاحب نے کہا اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ اُس زمانے مین دس بیس تیس چالیس کی عموماً نوکریان تھین مگر داری برکت ایک بھائی گھر مین نوکر ہے اور دس بھائی اسکے سبب سے کھانا کھاتے ہین بارہ دری مین ناچ ہو رہا تھا نوجوان اور رنگین طبع اور رنگیلے آدمی بارہ دری مین ڈٹے ہوے تھے۔ دولھا کے والد ماجد بزرگون کے پاس بیٹھے۔
اتنے مین دولھا کی ماں نے مہری بھیجی۔ مہری نے خدمتگار سے کہا کہ دولھا کو اندر بھیجو۔ میان سے کہدو کہ اندر سے کہلا بھیجا ہے کہ نوشہ کو اب بھیجیے۔ رات زیادہ آئی ہے نہانے کے لیے بلایا ہے۔ نوشہ معاً محل سرا مین چلے خدمتگار نے بلوری کا اکا دکھایا۔ دربان نے محل کا پردہ اٹھایا اندر داخل ہوے منڈھے کے چاروں طرف مقیشی بندھنوار بندھا ہوا تھا۔ آم اور امرود اور نارنگیان

لٹک رہی تھین نیچے ایک سوایک کوراگھڑا تھا شکے پاکیں ٹونٹی کا بدھنا رکھا تھا اور بدھنے مین جو لگے ہوے دولھا کی ماں نے باواز بلند کہا لڑکیون کو منع کردو کہ کوئی چھینکے دینکے نہین خبردار کوئی چھینکنے نہ پائے گھر بھر مین بچون کو منع کردیا کہ جسکو چھینک آتی ہو ضبط کرے اب دل لگی دیکھیے کہ اس ٹوکنے سے سب کو چھینک آنے لگی کسی نے ناک کو انگلی سے دبایا کوئی لپک کر باہر چلا گیا اور بیگم صاحب کا نادری حکم کہ خبردار کوئی چھینکیگا تو وہ جانے گا دولھا نے ننگی باندھی چوکی پر آئے بدن مین اٹنا ملا گیا۔ سر مین بین ڈالا۔ دولھا کی بہن سر پر پانی ڈالنے لگین دولھا۔ انوہ کتنا سرد پانی ہے اور ہوا بھی اسقدر تیز ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ ٹھٹھرا جاتا ہون۔

مغلانی۔ (بوڑھی) پھر حضور شادی کرنا کچھ دل لگی ہے

بیگم۔ (عزیز) اور نہین تو کیا۔ سردی کیا ہے اور ہوا کیا ہے جوڑی پانا دل لگی بازی ہے۔

دولھا۔ انوہ۔ قسم خدا کی آج بڑی ٹھٹھرن ہے۔

بیگم۔ (عزیز) دل مین تو خوش ہونگے۔ ظاہرداری بھی تو کتنی اور آج تمھین بھلا سردی لگے گی۔ توبہ توبہ۔

جب غسل سے فراغت پائی تو دولھا نے کھڑاؤن پہنی چادر اوڑھی کمرے مین آئے خواص کشتی مین خلعت لگا کر لائی دولھا نے کپڑے پہنے۔ مشروع کا پائجامہ انگرکھا جامدانی کا اسپر جامہ تامی کا بیش قیمت کارچوبی خلعت زیب برکیا سر پر دستار جیغہ کلغی لگائی گئی کلغی کے ارد گرد گوہر آبدار اور بیچ مین زمرد کا خوش رنگ نگینہ کمر مین شالی پٹکا دور دراز کشمیر کا بنا ہوا پگڑی پر پھولون کا سہرہ یاقوت زمرد کی پڑین لگی ہوئین۔ اسکے بعد دوشالہ سبز رنگ اوڑھا۔ ہاتھ مین سرخ ریشمی رومال۔

اِکے روشن ہوے ٹاٹ بانی چھندنے دار قیمتی بوٹ پہنا اور اندر سے تشریف لیچلے۔ مان بہنون اور خواصون نے کہا (بسم اللہ) نوشہ خوش خوش باہر تشریف لے گئے بیگم صاحب نے لڑکیون اور اعزہ سے کہا۔ اب چلنے کی تیاریان کرو برات تھوڑی دیر مین جانیوالی ہے۔

ہمکو پہلے سے پہونچ رہنا چاہیے مہری انسے جاکے کہو پہلے سواریان سوار ہولین پھر برات جاے اِدھر دولھا کی بہنین نواب بیگم اور خورشید بیگم اپنے اپنے کمرے مین گئین اور کہنے لگین خواصون کو حکم دیا کہ کپڑے لاؤ پائجامہ گرنٹ کا پیرہار۔ گوٹ کہنی دار۔ اسپر تھل ٹکے ہوے بیل بنی ہوئی گاج کا دوپٹا۔ بیچ مین فردی بوٹی کے ستارے کی چمک۔ انگوری بیل کی جھلک موتیو نکی کارچوبی بنت فوق البھڑک۔ بادلے کے آنچل بیش بہا نایاب خوشنما حسن دان آئینہ سامنے رکھا ہوا ہے چوٹی گندھی ہے شیشیان آئین عطر لگایا۔ پیش خدمتون نے صندوقچے سے زیور نچھایا۔ یہ تو نواب بیگم کے ٹھاٹھ تھے۔ خورشید بیگم نے فیروزی گرنٹ کا پائجامہ پہنا۔ کلیون پر چکن اور لوزات کی گوٹ لگی ہوئی گوٹ پر گوکھرو کی تحریر لاجواب بے نظیر دوپٹا ڈھاکے کی ململ کا پیازی رنگا ہوا ہلکا۔ انھون نے بھی زیور بیش قیمت سے جوبن کی آگ کو بھڑکایا اور طرہ اُسپر یہ کہ مت کرنیو الا عطر لگایا۔ خواصون مغلانیون پیش خدمتون مہرونِ اصیلون کو حکم ہوا کہ کپڑے بدلو۔

احمدی خانم نے پٹارہ دست بقچہ صندوقچہ ہر کاردان کے

سپرد کیا۔ انھون نے بنگی پر کھوا دونون بہنین بہفت آرایش سے مزین ہوکر آئین تو ایک ٹھٹھول بھولی نے کہا اٹھ! اٹھ! آج تو عالم ہی اور ہے۔ یہ فوق البھڑک لباس اور یہ عطر روح پرور کی بو باس۔

بیگم۔ (دولھا کی ماں) انسے کہو پہلے لڑکیون کے لیے سواریان بھیجین۔

مہری۔ (باہر جاکر) حضور صاحبزادیان سمدھیانے جانے کے لیے تیار ہین سواریان بھجوایئے۔ وہان ہماری کوئی سنتا ہی نہین نقار خانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

نواب۔ (دولھا کے باپ) سکھپال اور جھپان نکالو اور دروازہ پر لاکر لگاؤ۔ کہدو بہت جلد نکالین فوراً لائین

مہری۔ (اندر جاکر) حضور سواریان نکالی گئین چلیے

مہرین نے سکھپال اٹھایا۔ نواب بیگم ادائے دلربائی کے ساتھ سوار ہوئین انکے بعد جھپان آیا۔ چھوٹی بہن بصد ناز و کرشمہ متمکن ہوئین بسم اللہ کہکر کہار چلے۔

دائین بائین مہریان مشعلچیون کے ہاتھ مین دستیان کپیان آگے آگے خاص بردار سلیقہ شعار سپاہی اور خدمتگار پگڑیان سر خاصرخ گولہ دار مقیش کے پھندنے لٹکتے ہوئے جسطرح سواری مثل بادبہاری نکل گئی ہر کوچہ و برزن عطر کی نوباس سے بس گیا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ پرپونکا اڑن کھٹولا ہے مہریان چمکتی ہوئی بانکی تھین جوبن اور شوخی پر اترائی تھین اسکے بعد بیگم صاحب نے حکم دیا کہ اور اعزہ کے لیے فنس لگاؤ سواریان ہوئین۔ فنسون پر کمخواب زربفت سبز گرنٹ زنگاری اطلس کے چھٹکے۔ بنت لگی ہوئی مغلانیان پیش خدمتین ڈولین اور آبدارخانہ کی عورتین چوپلون پر سوار ہوئین فنسو کی بغل مین مہریون کے ہاتھ مین اکے اور انکے ایک بر قدم مہری فنس کا پایہ پکڑے ہوے ساتھ تھی دو دو چپراسی اور دو دو ہرکارے اور مشعلچی دستیان روشن کیے ہر فنس کے ساتھ چلے۔ اون اصیلون عبشون گرجنے کے لیے رتھ لگائے گئے بہت تیار ناگوری بیل سجے ہوے گلے مین گھونگرو پڑے ہوے ماتھا اور پانون مہندی سے اور سینگ سیندور سے رنگے ہوے دس پانچ پنجشاخے والے ساتھ ہوئے۔

بیگم۔ (مادر نوشہ) سب سوار ہوگئین اچھی طرح سے۔

مہری۔ ہان حضور۔ مہریان ادھر اُدھر ساتھ ہین۔

بیگم۔ لڑکیان تو اب پہونچ گئی ہونگی سمدھیانے۔

مہری۔ جی ہان سرکار۔ کمار سکھپال لے کے ہوا ہوے

بیگم۔ کپڑے نکالو۔ ہم بھی چلین اب دیر ہوتی ہے۔

گرنٹ کا آسمانی پائجامہ سلمہ کا ہلکا رنگا ہوا دامی دوپٹہ ہاتھون مین میرے کے سادے کڑے۔ کانون مین تین انتیان۔ فیروزہ و زمرد کی نگوٹیان پہنین فنس پر سوار ہوئین۔

اب سنیئے کہ نوشہ کے باہر آتے ہی ہم سنون عزیزون دوست احباب نے مذاق شروع کیا۔ حضرت آج تو آسمان پر دماغ ہے واہ آسمان کی ایک کہی یہ نہین کہتے کہ فلک الافلاک پر ہے اور کیون نہو۔ دلمن بھی عنایت ایزدی سے ایسی پائی ہے کہ لاکھون مین انتخاب کرورون مین لاجواب آپ تو اسطرح تعریف کرتے ہین کہ گویا دیکھ ہی آئے ہین تو کیا کچھ ڈر ہے۔ دولھا کیطرف مخاطب ہوکر کیون بھائی جان ہین ایک نظر دیکھنے دوگے۔ بولو بھئی۔ اللہ رے تیرے غرور اب اس وقت

بول چکے ذرا قطع شریف تو دیکھیے ماشاء اللہ ماشاء اللہ بھی
نہ ہنسواؤ خدا کے واسطے نہ ہنسواؤ - آج نوشہ بنے ہین کل
پیٹ بھر کے چھیڑ لینا - کل تو اور بھی زمین پر قدم فرکھین گے
کل الکا پتا کہان ملیگا - شام ہی سے داخل دفتر لاکھ بلاوا آتا
کون ہے - سر پھوڑا ڈالو سنتا کون ہے اسپر ایک صاحب
نے کہا - حضرت اب دل لگی ہو چکی آخر دل لگی کی کوئی
حد بھی ہوتی ہے - وہ تو بول نہین سکتے اور آپ چھیڑ خانی
سے باز نہین آتے - کل دل لگی مذاق کیجیے تو پھر سر دیکھیے
ہمارے نواب بھی وہ وہ فقرے چست کہین کہ سب
کے سب بند ہو جائین ماشاء اللہ الفاظ فقرہ باز
خوش مذاق ظریف لطیفہ گو بذلہ سنج کل کا دن بدلونا پھر
اب بیچارے کو کیون چھپاتے ہو - خواہ مخواہ -
دولھا سکرا سکرا خاموش ہو رہتا تھا - آدمی سمجھے
طبیعت دار جی چاہتا تھا کہ جواب دین مگر ادب مانع تھا
سوہلب کا خیال اجازت نہین دیتا تھا کہ جواب دین
دولھا کے پدر بزرگوار نے متھمون سے پوچھا کہ جلوس سب
آگیا یا کچھ باقی ہے دولھا کے والد ماجد بارہ دری کے
باہر جلوس دیکھنے آئے کہا کہان کہان کا جلوس آنا باقی
ہے - تاکید کرو - روتون ہرکارون چوبدارون کو
دوڑا دو - کہو صاحب اب دیر ہوتی ہے جلوس بھیجیے
ایک چوبدار نے عرض کیا کہ خداوند نواب تجمل علیخان بہادر
کے ہان سے ابھی ہاتھی نہین آئے حکم ہوا کہ انکے
داروغہ سے کہو فیلخانہ والون کو فوراً تاکید کرے - کل ہم
نواب صاحب کو خود لکھین گے -
اتنے مین نواب تجمل علیخان بصد زیب و تجمل مع رفقا
تشریف لائے -
نواب - (دولھا کے باپ سے) دش بخیر آداب عرض ہے
تجمل علیخان - تسلیم تسلیم - اب کیا دیر ہے حضرت
کے بجے -
ن - دیر فقط حضور ہی کی تھی اور کسکی دیر نہین ہے اور
آپکے ہان سے ہاتھی ابھی تک نہین آئے یہ ماجرا کیا ہے اور
اوپر سے آپ بھی ہمین کو للکارتے ہین معقول - شان خدا
تجمل - بجا - دونون موجود ہین - ہاتھی بھی اور پاٹھا بھی
ن - سبحان اللہ - ہاتھی اور پاٹھی کی ایک ہی کہی -
تجمل - لاحول ولا قوۃ - ہاتھی نہین ہتھنی سہی -
میرزا - (سہی) کی ایک ہی کہی - کہیے آپکی ہاتھی اچھی سہی
ہتھنی - آپ نے خریدا یا نہین خریدا -
تجمل - اب برات کی تیاری ہو حضرت -
میرزا - سب لیس ہے - دیکھیے کیسی برات نکلتی ہے -
پہلے دولھا کی بہنون کی سواریان پہونچین - پردہ کرایا گیا -
نواب بیگم اور خورشید بیگم آئین - دلھن کی بہنین تا درخانہ
پیشوائی کے لیے آئین - بہنی خوشی استقبال کیا -
حشمت بہو - اے ہے کسقدر پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہو -
خورشیدی - زمانہ ہی ایسا نازک آگیا ہے بہن -
حشمت - سچ ! اور تم تو اگلے دقتون کی ہو -
نواب بیگم - کیسی کچھ بوڑھی ہو گئین بیچاری اب -
حشمت - گھٹنون سے آپکی آمد آمد لگی - اب آتی ہین اب آتی ہین
بارے خدا خدا کر کے تشریف تو لائین ایک سجا سجایا
کمرہ انکے لیے تجویز کیا گیا تھا دونون بہنین جا کے
بیٹھین - پیش خدمتین خواصین وغیرہ آئین - کمرہ محو شگفت

سبز رنگا ہوا - فرش صاف - دری چاندنی غالیچہ چینی
سرخ چھت گیری - ادھر اودھر چاندی کی پلنگڑیان
حشمت بہوسے باتین ہوتی ہی تھین کہ کسی نے آہستہ
سے یہ شعر گاتے ہوے کمرے کے دروازہ پر ہاتھ مارا آواز
سے معلوم ہوا کہ کوئی کمسن اور خوش گلو عورت ہے۔

بہر دعاے وصل نمازین پڑھا کیے
امد سے چھکے بت مغرور کے لئے

اتنے مین آسمان جاہ کمرے کے اندر تشریف لائین اور
مسکراکر کہا بندگی - دولھا کی بہنون نے بندگی کا اٹھلاتے
ہوے جواب دیا اور پوچھا یہ آہستہ آہستہ کون گا رہی
تھین - آسمان جاہ کب بند رہنے والی تھین کہا۔
کیون - جسے گانا آتا ہے وہ ضرور گاے گا - اگر تمکو اسمین
دخل ہو تو کوئی ٹھمری سناؤ - اسوقت سننے کو جی چاہتا
ہے حشمت بہو نے اشارہ سے منع کیا اور آخرکار جھلاکر کہنے لگی
کہ تم بڑی بدتمیز ہو - نہ موقع دیکھو نہ محل - جو منھ مین آیا بک دیا
انکے پاس بھیجو - خاطر کرو - دولھا کی بہنین ہین - آسمان
جاہ نے کہا کیا خفا ہوگئین بہن - اللہ جانتا ہے مجھے
سچ مچ مین سے کہا تھا برا نہ ماننا بہن خدا را روٹھنا نہین
کہ آئی گئی میرے ماتھے جاے -
نواب بیگم نے ہنسکر جواب دیا - اے بہن روٹھنا منانا کیسا
اور تو نے کہا ہی کیا جو ہم خواہی نخواہی منھ چلائین حشمت
بہو کی طرف مخاطب ہوکر بولین - تمنے کاہے سے جانا بہن
کہ انکی باتون سے ہم برا مان گئے مگر بے ادبی معاف
اگر برا نہ ہو تو وہی شعر اسیطرح گائیے -
آسمان - یہ مین نے دولھا کے حسب حال کہا ہے -

	از باغ رخش بہار خارے
	بر برگ گلشن چمن نثارے

ایسی صورت زیبا پائی ہے کہ مین کیا کہون - اب جب
دولھا دیکھینگے تو رعب حسن سے بات کرنی مشکل ہوجائیگی
خورشیدی بیگم - دولھا کیا کم ہین اللہ کے فضل سے مردون
مین ایسا خوبصورت بھی کم ہوگا - اللہ نظر بد سے بچاے
آسمان - تو میان بیوی کیا چاند سورج کی جوڑی ہین ع

چندے خورشید چندے مہتاب

دولھا کو چاہیے کہ ایسی دلھن پاے تو دلسے
خدا کا شکریہ ادا کرے - اس سے بڑھکر اور کیا دولت ہوگی
روپیہ پیسا زر و زیور جواہرات سب اسکے آگے ہیچ ہے -
حسین بیوی بڑے خوش قسمت میان کو ملتی ہے -
نواب بیگم - (حشمت بہو سے) انکا نام کیا ہے -
حشمت - انکو نہین جانتی ہو - واہ - آسمان جاہ
نواب - کیا! آسمان جاہ! واہ - یہ تو مردانہ نام ہے
آسمان جاہ سلیمان جاہ کسی بیگم کا نام نہین سنا -
حشمت - اصل مین تو انکا نام نازک ادا بیگم ہے مگر انکو
یہی نام پسند ہے - انکی ہمجولیان سب انکو آسمان جاہ
کہتی ہین -
نواب - ماشاء اللہ بڑی خوش تقریر ہین -
آسمان - چشم بد دور - چشم بد دور - دیکھنا کہین نظر نہ لگجاے
خوش تقریر ہین خوبصورت ہین ا د ا

پر سون خدا سے دعا مانگی ہوگی جب جاکے کہین ایسی چاندسی
دلھن ملی - چاند مین داغ ہے انمین داغ نہین لاکھ
دو لاکھ مین ایک ہین - ع

کتنی پیاری ہے کہ ادا اُسپر خود لوٹ ہو جاے۔ ایسی ویسی تھوڑا ہی ہین۔

نواب۔ یہ تم کسکی تعریف کر رہی ہو۔ مین تو تمھاری تعریف کرتی تھی (مسکراکر) اپنے مُنھ آپ۔

آسمان۔ (خورشیدی بیگم کی طرف اشارہ کرکے) اور مین آنکی تعریف کرتی تھی کیا مین نہین اس لائق ہون اتنے مین ایک مہری نے کہا سمدھنین آگئین سواریان اُتر رہی ہین بڑی بیگم صاحب استقبال کو گئی ہین۔

دُلھن کی ماں نے دولھا کی ماں کی پیشوائی کی ایک کمرے مین بصد تعظیم و توقیر بٹھایا۔ پوچھا لڑکیان آگئین۔

احمدی خانم داروغہ بھنڈی خانہ نے کہا ہان حضور اس کمرے مین صاحبزادیان تشریف رکھتی ہین۔ کہا لڑکیون سے جاکے دریافت کرو کہ کچھ کہنا تو نہین ہے اس نے واپس آکر کہا حضور بڑی صاحبزادی نے فرمایا کہ مین کل رات کی تھکی ہون اور آج دن کو بھی سونے کی نوبت نہین آئی ذرا آرام کرون تو حاضر ہون مگر چھوٹی صاحبزادی نازک ادا بیگم صاحب سے باتین کر رہی ہین۔ دُلھن کی ماں بولی۔ واہ یہ نہ ہوگا کہ آن کے سو رہین اِنکو بلوا لیجیے۔ احمدی خانم بُلا لو۔ کہو یہان محفل مین آن کے بیٹھیے۔ آج گانا سُنیے ناچ دیکھیے ہنسنے بولنے کا دن ہے یا سو رہنے کا کل دنکو جسقدر جی چاہے سولین۔ محفل مین دو مسندین لگی ہوئی تھین اِیکطرف زرد کامدانی مخملی مسند اُسپر کارچوبی کام دوسری جانب سبز نواب بیگم اور خورشید بیگم چھم چھم کرتی ہوئی تشریف لائین حشمت بہو اور نازک ادا بیگم ہمراہ تھین اِن دونون نے دولھا کی بہنون کو مسند پر بٹھا دیا حکم ہوا کہ ڈومنیون کو بلاؤ۔ کہو ناچ شروع ہو محفل قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی۔ غنچہ کھلا ہوا تھا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ پریان قاف سے آئی ہین حوران جنت کی کیا حقیقت تھی۔ دُلھن کج کلاہ۔ خوش نگاہ۔ حشمت بہو شکین مین نازک ادا بیگم (یعنی آسمان جاہ) گلفام غیرت مہر و ماہ۔ جانی بیگم شگفتہ رو۔ مبارک محل پسندیدہ خو۔ بی فیضن سادہ مزاج مگر یہ سادگی بھی جوبن سے کم نتھی۔

اب دولھا کے ہان کا ذکر سُنیے مہتمان سلیقہ شعار نے برات معشوق کی طرح سجی سب کے آگے نشان فیل کوہ شکوہ پر پھریرا اڑ رہا ہے گویا زبان حال سے کہتا تھا کہ فتح و ظفر ہمرکاب نوشادتی ہی آب ہے نشان کے ہاتھی کے سامنے انار اور ہزارے چھٹ رہے تھے اور جابجا مہتابین روشن تھین۔ سفید مہتاب کے مقابل مین چاندنی گرد تھی۔ سُرخ مہتاب سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت احمر پیکر ہوا مین ملا دئے گئے ہین اور سبز مہتاب دیکھکر تماشائی کہتے تھے چاندنی کا سبزہ مین کہتے ہیں کرنا اِسے کہتے ہین۔ انگریزی باسے والونکی دھوم دور رویہ بازارون اور چھتون پر تماشایون کا ہجوم گھوڑے صرصر تک صبا رفتار عنیہ ہین دم ضیغم شکار تیز و سبک خیز۔ زیور سے از سر تا پا لدے ہوے۔ سائیس سلیقہ سے باگ لیے ہوے دو سپاہی اِدھر اُدھر ساتھ کلغی زیب سر طرارے بھرتے جاتے ہین تماشائی انگلیان اُٹھاتے ہین کوئی سرنگ کوئی مشکی کوئی نقرہ خنگ۔ لمعہ مشرق چشمک برق۔

گلگون فرسا عنبرین موے	دریا گہرا ن آتشین خوے
پیچیدہ ہوا بہ عنبرین دم	بے کردہ صبا بآہنین سم

گھوڑون اور ہوادار دن پر نواب زادے شہزادے
سوار کم سن مگر شوخ طبع ہمدار۔ ادھر فرس فرغام دوم نے
کنوتی بدلی اور انھون نے شہسوارونکی طرح ران پھیری مگائی
اسپر بھی شرارت کی تو مار کھائی چابک اٹھایا اور شاپ سے
بھایا۔ نوشہ کے سامنے شہنائی جنے سا گردن ہلائی واہ۔
میان غوتی کیون نہو۔ اپنے فن کے تم بھی یکتا ہو۔ لاجواب
بے ہمتا ہو۔ ایک ایک لفظ صاف سُنائی دیتا ہے۔
راگ اور راگنی کو اپنا کیے لیتا ہے۔ الغرض

گلگون تھا کسی کا بادر فتار	گلرنگ کسی کا تھا ہوادار
ہاتھی تھے تو بستیونکی دست تھی	گھوڑے تھی تو چابکی کی بات تھی

نشانونکے ہاتھی کے ساتھ ایک نواب صاحب منتظم تھے
اور اُنکے ہمراہ اُنکے کئی ہمن دوست احباب۔ باہم
دل لگی ہوتی جاتی تھی بات بات پر چھیڑ چھاڑ تھی۔
ایک۔ بھئی اچھی برات سجائی اور خوب آتشبازی بنائی اللہ
دو۔ حضرت آتشبازی کیا نوالی ہے یون کہیے کہ چاندی
گلوائی اور چاندی جلائی۔
ایک۔ انار تو آسمان کی خبر لاتا ہے۔ مگر دھوان آسمان کے
بھی پار ہو جاتا ہے محمود آتشباز اپنے فن کا یکتا ہے یہ آگی زبان
ہے یا پھلجھڑی چھوٹ رہی ہے۔ دو۔ آپ بھی واللہ دم چرخ
ایک ماشاءاللہ۔ نوشاہ کی برات مین دم چرکا کیا کام ہے ہو
تو اور ہم اسکے قائل ہین کہ گندھک کا پتا ہی نہین یہ بات
ہماری سمجھ مین نہ آئی کہ گندھک کیا ہوئی کچھ تو ہوئی شاباش
ہے محمود۔ میان محمود کی ہر سمت تعریف ہوتی
تھی۔ واہ بھئی محمود واہ۔ کیون نہو۔ سبحان اللہ
محمود دونو ہاتھون سے سلام کرتے جاتے تھے اور
باچھین کھلی جاتی تھین آرائش کے تحسنون کا وہ جوبن
کہ جسنے دیکھا عش عش کرنے لگا ایک ہاتھی ایسا نادر بنا
تھا کہ نقل کو اصل کر دکھایا تھا مہتھنی نے دھوکا کھایا۔
سونڈ سے سر کو سلایا جانور تو جانور بعض بعض تخت انسانون
کو مغالطہ دیتے تھے خصوصاً چاندو بازون کا تخت تو ایسا
بنایا تھا کہ چانڈو والونکو شرمایا۔ ایک چانڈو باز نے
جھلا کر کہا۔ اِن کھارون کو ہم سے عداوت ہے
یہان کسی کے لینے مین نہ دینے مین۔ مرددون نے
کیسی اوندھی اوندھی صورتین بنائی ہین۔ خدا ان سے
سمجھے ایک محفل کی تصویر از بس دلچسپ اور خوشنما تھی
فرش مکلف پر لوگ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین صدر مین مسند
بچھی ہے اور نوشاہ تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور سامنے
طائفے کا ناچ ہو رہا ہے سارنگی والے کے کاندھے
پر ہاتھ ہے۔ مہری ساتھ ہے نوجوانان رنگین مزاج
چوک کے کمرون کو تکتے جاتے تھے نشان کے ہاتھی
سے لیکر آخری ہاتھی تک برات کا اسقدر پھیلاؤ
تھا کہ کسی نے کم دیکھا ہوگا نوشہ بعبد کرّ و فر گلگون
زرین سُم پر سوار تھا چہرہ سے دبدبۂ خسروی
نمودار تھا۔

فرزانہ شہے فلک شکوہے	دانش منشے خرد پژوہے
لطفش بہ بہار شادمانی	قہرش بسمُوم مہربانے

اور شبدیز سبک خیز کی اٹکھیلیون کا حال کچھ نہ پوچھیے
جو لانیون پر تھا۔

بہشتی حور سا غرمے	بہ دوشے حُور گیسو دمے
سُبک خیزش خندہ زن بر نسیم	کہ در جنبش انگیزد از گل شمیم

ہم از باد صبے سبک خیز تر
ہم از نکہت گل دلاویز تر

در من بدلبری نگاہ
در عشق بہ بیدلے فسانہ
معنے وبہار دلفریبے
عشقے و جہان جہان شکیبے

ہر سمت عیش و طرب کا سامان ہر در و دیوار نور افشان جامہ دری کی بہار تھی عروس باغ پر نکھار نو بہار اور جوش جنون۔

سماسامان تو کا تو کلہ سپیدۂ صبح نمودار ہی ہونے کو تھا اور جو شے تھی درجۂ اعتدال پر ہوا مین نہ اسقدر برودت کہ انسان کھنگر بنجائے نہ اسقدر حرارت کہ انسان جھک جاے جو شے تھی اعتدال پر تھی چمنستان اور گلزار و بہار لالہ زار اور باغ و راغ سب پر جوبن تھا۔ ایک سے ایک بڑھکر

پیچھے ایک ہاتھی پر شہدون اور غربا کے لیے ایک شخص روپیہ لٹاتا آتا تھا اور شہدے غل مچاتے تھے کہ لالے او نواب تیرا باپ تو زر دیتا کرتا تھا تو سیندیٹ کرتا ہے مطلب یہ کہ نوشہ کے دادا نے ایک دفعہ اشرفیان لٹائی تھین یہ اسکا حوالہ دیا۔ صدہا شہدا ساتھ ایک ایک پر دنل دنل گرے پڑتے تھے اور جان پر کھیل کے باہم لڑتے تھے وہ شور کہ کان پڑی آواز کا سننا محال تھا۔ ابے ادھر ابے ادھر۔ او موذی۔ ابے تجھ سے اللہ سمجھے جو کچھ بچا لے جائے ادکنجوس۔ خیر دو لھا دلھن دعا مانگتے جاتے ہین کہ الٰہی کہین جلدی سے سویرا ہو اور سویرا ہوتے ہی شام ہو جائے۔ کہین لیلیٰ شب صورت دکھائے بغل گرم اور دل شاد ہو۔ گھر آباد ہو۔ ثریا بیگم ہاتھ آئین۔ نصیب جاگ جائین قمر طلعت معشوق ہو اور ہم ہون۔

طاؤس چمن بجلوہ سازی
بلبل ز جنون بشعلہ بازی
خضراے زمین شگفتہ گل گل
در سایۂ گل دمید سنبل
سنبل کف پاے سرو بستان
خلخال بپاے نوعروسان

گلبرگ چکاند چشمۂ نوش
فوارۂ غنچہ آتشین جوش

بوے گل خاطر آویز ہوا نغمۂ باغ مشک ریز۔ عاشق شاہ کی بغل مین معشوق پریزاد۔ خزان روپوش ہے۔ ہنگام نوشانوش ہے۔

خون در رگ لالہ جوش در جوش
ریحان و بنفشہ دوش بر دوش

ورسا در یا ز عنبر تر
صحرا صحرا ز مشک اذفر

یہ وہی ثریا بیگم ہین جو ابھی کل تک ادھر ادھر ماری ماری پھرتی تھین جنکا ساری خدائی مین ٹھکانا ہی نتھا بنا نہ پڑا۔ جنکو معلوم نتھا کہ کہان جائین اور کس کے پاس رہین اور کیونکر زندگی بسر کرین اور وہی ثریا بیگم آج اس ٹھسے سے دلھن بنکے بیٹھی ہین۔ اور اس کروفر سے انکی برات آئی ہے مفت کی مان بھی انکو ملی اور مفت کا باپ بھی انھون نے پایا اور مفت کی بہنین بھی ہاتھ

آئین - کبھی چند روز اچھی طرح سے ایک مقام پر نہین جمنے پاتین مزاج مین وحشت انتہاے زیادہ تھی اور جنون کے ہاتھ بک گئی تھین دو دن ایک مقام پر رہین مگر جنون کے آتے ہی وہ مقام بھی چھوڑا ۔ ؎

پھر چلے دامن صحرا کی طرف آئی بہار	
پھر ہوا جوش جنون دست و گریبان ہمسے	

کبھی اس درجہ عفت نے مزاج مین دخل پایا کہ حرمین کے دامن پر نماز پڑھین اور اچھے اچھے صلحا اُنکی پاکدامنی کی قسم کھائین اور کبھی وحشت نے یہ پٹی پڑھائی کہ زنان بازاری کی طرح رہنے لگی ۔ ؎

کیا خوب مزاج کا طریقہ ہے واہ	گہ خسرو گہے رہزن گم کردہ راہ
اے بندہ نواز یہ تلون کیسا	لاحول ولاقوۃ الا باللہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ عین صغر سنی کے عالم مین اس بت نادان کے خود مطلب والدین نے ایک پیر فرتوت کے ساتھ اسکی شادی کردی تھی صرف اس طمع سے کہ بوڑھا مالدار ہے آج مرا کل دوسرا دن مزے سے دولت ہمارے حصے مین آئیگی ۔ چین کرینگے ۔ بوڑھے میان نے شادی کے دوسرے ہی دن شہر چھوڑا اور بیوی سے کہہ گئے کہ مین جوانی کی فکر مین جاتا ہون خدا نے چاہا تو بہت جلد آؤنگا ۔ ثریا بیگم تو ایسا دولہا چاہتی تھین جیسے نواب صاحب ہین جوان خوش رو خوش وضع پیر مرد سے انھین لطف کیا آسے تو کہا اللہ کرے بہت جلد واپس آؤ مگر دل مین دعا مانگی کہ کل مرتے ہو تو آج ہی مرجاؤ خیر ایک تو یہ زمانہ تھا اسوقت بھی ثریا بیگم منحوم و طول تھی کہ بڈھا بہت جیا برس پھر جیتے رہے سو وہ بھی بجیا ئی سے پھر اسکی دولت ہماری ہوجائیگی اسکے بعد ثریا بیگم نے رنگ بدلا ۔ ثریا بیگم سے بی اللہ رکھی بھٹیاری ہوئین ۔ سرا مین رہنے لگین میان آزاد پر عاشق ہوکر نکاح کی خواستگار ہوئین کچھ عرصہ تک سرا مین رہین بعد ازان پھر رنگ بدلا ۔ آزاد کے فراق مین جوگن ہوگئین اس حالت مین بالکل یکہ و تنہا ۔ یک بینی و دوگوش سب سے الگ تھلگ رہنے لگین ۔ یہان ایک وحشی نے ایسا ناک مین دم کردیا کہ بھاگتے ہی بن پڑی اور استانی جی کے ہان رہنا شروع کیا ۔ استانی جی کی تعلیم و تلقین نے اِنکے پر بڑا اثر کیا مگر تھانہ دار کی لاگ ڈانٹ کے سبب سے اِس بیچاری کو یہان سے بھی بھاگنا پڑا اب شہر جان کا خطاب پایا ناظرین کو سلار و خدمتگار اور وہ روپیہ ایجنٹ یاد ہونگے ۔ وہان سے بھاگین ۔ جوگن اور ڈکیتون کے پالے پڑین یہان بیرن کے نام سے مشہور ہوئین پھر ایک پولیس انسپکٹر سے سابقہ پڑا آخر کار پادری صاحب کے ہان آئین اور مس پالین نام ہوا ۔

ان سب باتون کے بعد نواب ثریا بیگم شوخ کی شادی ایکایک وہی لاحترام و عالی مقام کے ساتھ قرار پائی اور وہ دلہن بنی سر جھکائے ہوے بیٹھی ہین اسدرے انقلاب یہ وہی اللہ رکھی ہین جو سرا مین بیحجاب رہتی اور شہر بھر کے چکر لگایا کرتی تھین اور جو آزاد کے عشق کا دم بھرتی تھین یہ وہی شہر جان ہین جو وہ ایجنٹ کے ہان سے شب کو بھاگی تھین یہ وہی جوگن ہے جو میدان بیابان مین بالکل اکیلی رہتی تھی اور جسکے بیان سے ہر سامع اور ہر قارئین کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے یہ وہی ثریا بیگم

آج جا کے سب سے گردن نیہڑا کے سر جھکا کے بیٹھی ہین لو
سامنے شہزادیان اور نواب زادیان اور امیر زادیان
چل کر رہی ہین ۔ نہ نواب صاحب شکار کا جاتے نہ
ثریا بیگم اس درجے کو پہونچتین ۔ ادھر نواب صاحب
گھوڑے پر سوار تزک و احتشام کے ساتھ آتے ہین
ادھر یہ دلہن بنی ہوئی آن بان سے بیٹھی دل مین دعا
مانگ رہی ہین ۔ ؎

وان زلف نے کھائے پیچ پر پیچ	طرفہ کلغی یہ بان تھا سر پیچ
آنچل ہوے وان نقاب عارض	سہرا ہوایان حجاب عارض
وان گل سے بہار پوستان تھی	آرائش تخت گل یہان تھی
بادل سے وہ وان گرج رہے تھے	یان دھوم سے باجے بج رہے تھے

الماس کے دان تھے جھاڑ فانوس
یان جلوہ فروش تخت طاؤس

ثریا بیگم کے دل مین طرح طرح کے خیالات آتے تھے یا خدا
کہین یہان کسی کو نہ معلوم ہو جاے کہ مس پالین ہے
یا خدا کوئی یہ نہ سن لے کہ سر امین اس نے بود و باش اختیار
کی تھی تو بڑی فضیحتی ہو ۔ یا الٰہی کسی کو کانون کان نہ معلوم
ہو کہ بھٹیاری اندر کی اسی کا نام ہے ۔ ہے ہے ایسا
نہو کوئی اس زمانے کی جان پہچان آجاے ۔ ہے ہے
مین تو پھر کسی مصرف ہی کی نرہون ۔ پھر تو کہین کی نرہون
ادھر کی رہون نہ ادھر کی رہون یا خدا مجھ کو بچاے
شادی ہو جاے پھر جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ۔

نازک ادا بیگم کی چھوٹی بہن مہر سیما جو اپنی سسرال
سے برات کے ٹھاٹھ دیکھکر آئین تو تعریف کے پل باندھ دیے
محفل مین آن کر کہا باجی جان ایسی برات واللہ کبھی آج
تک دیکھی نتھی ۔ محلہ ارجب ہمین فلس سے اترو اسنے آئی
تو ہاتھ جوڑنے لگی کہ مین بھی وہان سے جاکے برات دیکھا
آؤن سانڈنی سوار اتنے ہین کہ مین کیا کہون سب
سانڈنیون کے پانوٗ مین گھونگرو ۔ اور تلنگون کی کی کمپنیان
ہین کالی کالی وردیان جنسے دشمنون کا منھ کالا ہو
اونچی اونچی جھنڈیان جنسے براتیون کا بول بالا ہو
باجے والونکی بہت سی برادریان ہین اور لونڈے ٹٹو پر
وردیان پہنے بیٹھے ہین کڑم دھم کڑم دھم کر رہے ہین
آواز ڈھول و قرنا افوہ کان کے پردے پھٹے جاتے تھے
اور ایک نئی بات دیکھی کم سن کم سن بچون مزدور بچے
ہاتھ مین کنول ہین اور اسقدر کی تیز اور صاف
روشنی ہے کہ مین کیا کہون نظر نہین ٹھہرتی
تھی اور ہاتھیون پر شہر بھر کے شہزادے ہین ۔
شاید ہی کوئی آج نہ آسکا ہو ۔ ؎

بھالے والے بہت سجیلے جوان	برچھی بردار سب نکیلے جوان
ہاتھیون پر امیر یون سارے	جیسے فیل فلک پہ سیارے
امرا شاہزادے سب ہمراہ	جلوہ گر آئین اسطرح دلشاہ
جیسے گل بلبلون فوجین شاہ	شمع پر پروانون نثار دین واہ

حشمت ۔ تو بڑی دھوم سے برات آتی ہے کیون ۔
مہر سیما ۔ برات کیا ایک طلسمات کا سماں نظر
آتا ہے ۔
آسمان ۔ اور دولھا کیسا ہے ۔ پہلے یہ تو بتاؤ ہین ۔
مہر سیما ۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب ۔ ایسا خوبصورت
دولھا دیکھا نہ سنا ۔ سینہ جیسے شیر کا ۔ کمر چیتے کی سی ۔ آنکھ
بالکل ہرن کی سی ہزار دھزار مرد ونمین ایک سے ایک دیکھنے کا جوبن ہے

آسمان مجھ پھٹ اور سب کے سب اُنپر جان دینے لگیں
اُسپر فرمایشی قہقہہ پڑا حشمت آرا نے منع کیا کہا واسطے
خدا کے اب یہ باتین رہنے دو۔ دولھا کی ماں نہین سب
آگئی ہین اب ذری اِن باتون کو طے کر رکھو۔

آسمان۔ ایلو چہ خوش۔ اے بی تم تو بات کرتے زبان
کاٹتی ہو۔ واہ واصاحب ے جب کی سنہ ہے کہ خود
تمھارے کلیجے پر چوٹ لگے۔ اور بہنوئی کے گھر پڑ جاؤ تب
کی سنہ ہے جی دل لگی نہین ہے۔

حشمت۔ بڑی بے دھڑک اور منھ پھٹ ہو بہن جو منھ پر
آیا بک دیا اور جو مین ابھی کچھ کہون تو آپ بے مزا
ہون۔

آسمان۔ وجہ۔ بے مزا کیون ہونے لگے۔ ہم تو خدا
لگتی کہتے ہین۔ چاہے کسے باشد۔ صاف تو یہ ہے۔

حشمت ہونے بھجایا اور ہاتھ جوڑے کہ للہ اسوقت
نہ ہنساؤ کام کا وقت ہے پھر کل دن بھر ہنسا کرنا
کیا ہے۔ نازک ادا بیگم پولین اچھا خیر خاطر ہے تمھاری
تم بھی کیا یاد کروگی شیخی خوری میرے مزاج مین
نہین ہے۔ سچ کہتی ہون جو اپنی والی پر آئی تو ایک
کام نہ کرنے دونگی۔ اے سنو تو بہن۔ یہ خورشیدی بیگم
کو تو ہم نے آج دیکھا کیا صورت پائی ہے۔

حشمت ہونے کہا مین ہزارون بار دیکھ چکی ہون
دونون بہنین ایجی ہین۔ اور اُنکے بھائی کے حسن کی تو
شہر بھر مین تعریف ہے۔ جسکی زبان پر دیکھو اُنکی تعریف
ہے۔ نازک ادا بیگم نے گھڑیان کھا کر سب کو صلاح دی
کہ چلو اب چل کے محفل مین بیٹھیے سبکی آنکھ لگی ہوگی

نازک ادا۔ اسوقت ہم آپ سے نزاکت کرنے کے
خواہان آرایش کی کیا ضرورت ہے اللہ بہتر کرنے والا ہے
آپ سے کہ اِدھر رات دروازے کے قریب آئی اور اِدھر
دُلھن گر پڑی اور بیہوش ہو گئی۔ مغلانیان ماماین اصلیین
آ تو دو اجی خواصین اور بیگمات سب نے دُلھن کو گھیر لیا ارے
خیر تو ہے یہ ہوا کیا۔ کوئی پانی لائی پہنکھے دیے کسی نے
عطر۔ کسی نے مٹی پر پانی ڈال کے سنگھایا مگر ہوش
نہ آیا۔ دلھن کی ماں گھبرائی ہوئی اِدھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی
حشمت۔ اے یہ ہوا کیا آ جان۔ یہ ہوا کیا۔

نازک ادا۔ ایجی خاصی ایجی بھلی تھین۔ غش آگیا۔
نواب بیگم۔ کیا کبھی غش آجاتا تھا پہلے بھی آتا تھا۔

راوی یہ کس کو معلوم۔ پہلے یہ تو پوچھو کہ اسکے پہلے بھی
گھر مین کسی نے ثریا بیگم کو دیکھا تھا اپنے مطلب کے لیے
بیٹی بنائی کوئی اُنکے مزاج کا حال کیا جانے بہتیرا کہا
کہ نورآ بیگم صاحب بُلائے جائین۔

دُلھن کا شہید خنجر ناز شہزادہ جمشید فرجوان ملاز
کے مرقد منور و مطہر پر سر کھولے ہوے جاتا۔ دولھا
کا گلگون سندان جگر پر آنا اور عروس حور وش کو
گلے سے لگانا۔ ؎

گذشت عہد ہموم و روزہ یاد خنک
ز جان بہ تن دگر از تن بکان جا رکھا

اور آموزہ تو اسانی جی کی سی۔ یہ پیر زن آسمان
مین تھگلی لگاتی تو عجب کا مقام تھا اگلی دو بیتی کے
صدقے۔ مگر امبوکے لیے خضر تھین بار گزیدہ کو زہر مار
اور عاشق کو وصل معشوق ہم ساتھ ہے دولھن نہ ہوگی

فصاحت دلپذیر اور پند سودمند سے سپہر آرا بیگم کے قلب
کو حاصل ہوتی۔ فہر بھی کی رائے تھی کہ سپہر آرا بیچاری
تاب فراق نہ لائے گی سسک سسک کے فہزادے کی
یاد مین جان گنوا بیٹھیگی۔ کیسکو اس نوخیز امیرزادی کی زندگی
پر ترس آتا تھا۔ کونسی بڑی بیگم کی پیرانہ سالی پر رحم کھاتا
تھا۔ کسی کو اس پری پیکر کے حسن خداداد آفرین اور داد اے
دل نشین کا خیال تھا کسی کو اس رشک قمر کی بیقراری
اور اختر شماری کا قلق تھا۔ کوئی آٹھ آٹھ آنسو روتا
تھا۔ کوئی رو رو کے آنکھین کھوتا تھا۔ چھوٹے بڑے
پڑھے بے پڑھے سب کو یقین تھا کہ یہ بیچاری
مصیبت کی ماری اب کوئی دم کی مہمان ہے کسی
کی جرات نہین ہوتی تھی کہ سپہر آرا کو سمجھائے یا
تسکین دے ڈرتے ڈرتے اگر کسی نے تشفی دی بھی
تو وہ اور بھی زار زار روتی اور کہتی کہ کیا اب تمھاری
یہ مرضی ہے کہ مین دل کا بخار بھی نہ چھاتون اندر ہی
اندر گھٹ گھٹ کے مرون ہاے کیسے سنگ دل
لوگ ہین۔

نہ رونے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

لیکن واہ ری اُستانی جی بڑے کام کی عورت تھین
سپہر آرا تو کسی کے ڈھنگے خان کی بھی نہ سنتین۔ یہ کیسی
نہ تھین مگر مانا تو اُستانی جی کو۔ خدا جانے انھون نے
کیا افسون پھونک دیا کہ ہر ایک بات مان لی۔ واللہ اعلم
کیسا منتر پڑھا کہ انھین کا دم بھرنے لگین۔ جو کچھ حکم دیا اسپر
بخوشی عمل کرنے لگین۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ دو دن

برابر سپہر آرا بیگم قلعہ معلی تشریف لیگئین اور گلہائے نو شگفتہ اپنے
گورے گورے ہاتھون سے توڑ کر اپنے عاشق دلدادہ کی
قبر پر مچے۔ کبھی دریاے غم جوش پر آیا تو تربت عنبرین کو
جوے اشک اضطراب فروش سے تر کر دیا اور کبھی پیارے
پیارے ہاتھون سے قبر کو پھولون کی باس سے معطر کر دیا کبھی
جھک کر سنگ تربت کی سمت سے پیار سے بوسے لیے۔ کبھی فوراً اسے
آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعا مانگی کہ اے میرے خدا
بحق رسول آل رسول میرے شہزادے بہادر کی صورت دکھا دے
اور کچھ نہین تو مجھ نصیبون جلی کو اس سوختہ داغ مجبور کے کفن کی خوشبو ہی سنگھا دے
اے پاک پروردگار میری کمزور بیتاب خواب ہی مین اسکی صورت زیادہ دکھا

پیاسا ہون ساقیاے کوثر کا خم کی خیر
بھر دے خدا کی راہ مین کاسہ فقیر کا

کبھی آپ ہی آپ مسکراتی کبھی ہنس دیتی تھی۔ کبھی تبرکی
چٹ چٹ بلائین لیتی تھی۔ ایک آنکھ سے ہنستی ایک
آنکھ سے روتی تھی کبھی انتہا کی محفوظ کبھی کمال مغموم ہوتی
تھی اعزہ اقربا دنگ کہ یہ کیا ماجرا ہے کسی نے کہا داغ مین
مارے رنج کے خلل ہو جائیگا۔ کیسی رائے تھی کہ طائر
روح شکار شہباز اجل ہو جائیگا۔ تیسرے روز حسب معمول
اُستانی جی نے جو اس گم کردہ راہ کے دل کے ساتھ خضر
فرخ پے کا کام کرتی تھین۔ سپہر آرا اور انکی بہنونکو ساتھ
لیا گنبد پر سوار ہوئین اور دم کے دم مین داخل قلعہ معلی
نور کے تڑکے وہان پہونچین۔ ہری بھری شاخون پر طیور
ذی شعور غزلخوان۔ طاؤسان زمردین پر و بال صحن گلشن
مین رقصان۔ شمشاد پر قمری سرو پہ فاختہ دستک زن
گلبن پر گل گلون پر جوبن نسیم غالیہ بار سن سن چل رہی تھی

دایۂ بہار بوستان کو بتا لان چمن کو آہستہ آہستہ بنا رہی تھی۔ ؎

بہار دلبرِ من از گل نشانی کرد
بشاخِ نخل تمنا ثمر مبارک باد

سپہر آرا بیگم پائچے اٹھائے ہوے روشون کی سیر کر رہی تھین۔ گلون پر ہجوم عنادل دیکھکر ایک مقام پر کھڑی ہوگئین اور آستانی جی کی طرف مخاطب ہوکر کہا آستانی جی۔ ان بلبلون کی خوش قسمتی پر مجھ رشک آتا ہے اپنے اپنے معشوق کو بغل مین لیے کس مزے سے بیٹھی ہین ساری خدائی کے جھگڑون سے سروکار نہین۔ قید رنج سے آزاد۔ بغل مین معشوق حور نژاد پھر عاشق کا دل کیون نہ شاد ہو اور ایک ہم ہین اللہ نہ کرے کہ ایسا کوئی بھی نامراد ہو ؎

لگائے ٹھٹھ کھڑی ہے نامرادی
تمنائے دلی نکلے کدھر سے

مگر واہ مین تو اس کشتۂ خنجر فراق کی قائل ہون کہ مرتے دم تک اف بھی نہ کی۔ جانمردی اسے کہتے ہین اور استقلال اسکا نام ہے بلبلون کو دیکھو کسقدر دھوم مچاتی ہین ایک ذری سے درد مین انسان تڑپنے لگتا ہے نہ کہ زخم کھائے اور لب تک نہ ہلائے اور مرتے دم کلمہ زبان پر لائے اور جان آفرین کو جان شیرین سونپ کر اس اٹھتی جوانی مین اٹھ جائے۔ ؎

بات رکھی دل ناکام نے مرتے مرتے
لب پہ کچھ زیر شکایت آئی

آستانی جی نے کہا۔ بیٹا۔ دنیا اسی کا نام ہے بلبل کی طرح اور مستی ترانہ سنجی اور جنون پرستی بھی دو روزہ فصل خزان آئی اور اسکے غرور مین دل پر کچھ گرانی معلوم ہوئی تو دس دن چہچہا لینے کے کوئی بھی اس جہان فانی مین ایسا ہے جو سدا خوش ہی رہا ہو۔ کروڑون چہ مولیین تو ایک ایسا ڈھونڈھ نکالو جو ہمیشہ گل ہو وہان خار ہے۔ تو ہم غزان ہیں ہمارے ہے یہ سب انسان کے دل کے ساتھ ہو ورنہ کس کی خوشی اور کہان کا غم دونون یکسان ہین دونون کی زندگی حباب سے بھی زیادہ بے ثبات ہے۔ پس ہی تو بیچ کی بات ہے ہم دیکھتی ہو کہ ہر روش ہین گل خندان ہین ہر کیاری مین بلبلین شادمان ہین۔ ہر شاخ پر طیور چہچہہ زنان ہین کل دیکھو تو نہ گل ہوگا نہ بلبل۔ نہ جوش بہار نہ ترانۂ ہزار۔ خزان کا عمل ہوگا اور ہر خار سے بھی زیادہ خشک نظر آئیگی۔ سپہر آرا کے دل پر اس نصیحت نے بڑا اثر کیا اس گل نصائح کی نسیم روح افزا نے اسکے دل کے داغ کو معتبر کر دیا جب ذرا تشفی اور تسلی ہوئی۔ تو حسن آرا بیگم کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا باجی جان تم تو دعا کی قائل ہی نہین ہو ورنہ مین ہاتھ جوڑکے عرض کرتی کہ خدا سے پاک سے دولھا بھائی کے واپس آنے کی دعا مانگو۔ اب ہم آزاد نہ کہین گے۔ دولھا بھائی کہا کرینگے۔

حسن آرا نے دانتون کے تلے انگلی دبائی اور کہا ہاے خدارا اب ایسا نہ کہنا۔ ہین زمانہ کا حال دیکھتی جاتی ہو کہ فلک سے کیسے انگارے برس رہے ہین دم کا کیا بھروسا آج ہوے کل دوسرا دن۔ آزاد کو خدا صد و سی سال کی عمر عطا کرے جہان ہون خوش ہون اور جہان رہین خوش رہین۔

سپہر آرا نے بات ٹال کے تھوڑی دیر کے بعد پھر اسکا اعادہ کیا۔ مگر اکی اور طرح پر ظاہر کیا باجی جان ایسے مین

کر دو بھائی آجائین تو پھر اندر دل ذرا دور ہے۔ اللہ نے چاہا تو آجائین جاتے ہین صبح و شام داخل ہی ہوا چاہتے ہین سیا خدا جلد اصورت دکھا دے۔

حسن۔ آج ویسی ٹھنڈی نہین ہی جیسی کل سویرے تھی۔

سپہر۔ دن تو کل بھی ٹھنڈا تھا مگر آج ذرا کم ٹھنڈی ہے۔

حسن۔ کسیدن اماجان کو بھی لائینگے جو وہ منظور کرلین۔

سپہر۔ ہم کہدینگے۔ مین بڑا اصرار کرونگی کہ چلئے کل سویرے سویرے آجائین اور ٹھنڈے ہی ٹھنڈے یہان سے روانہ ہو جائین۔

اُستانی۔ کل نہین پرسون بعد اکبر ہے پرسون ساتھ لیتی آنا

سپہر۔ اُستانی۔ اگر مین یہین ہفتہ دو ہفتہ رہون تو کیسا۔

اُستانی۔ بیٹا تم ہو کس فکر مین جمعرات کے دن دیکھو تو اللہ نے چاہا کیا ہوتا ہے پرسون ہی تو جمعرات ہے۔ بس آج کا دن بھر اور کل کا دن۔ دو دن بات کرتے کٹتے ہین ہے کہ نہین۔

سپہر۔ خوشی کا تو ایک مہینا بھی کچھ نہین معلوم ہوتا مگر رنج کی ایک رات پہاڑ ہو جاتی ہے رنج کی ایک گھڑی کاٹے نہین کٹتی۔ اچھا دو دن یہ بھی سہی۔ شاید آپ ہی کا کہنا سچ نکلے۔ خدا سے۔

حسن۔ اُستانی جی جو کہین گی سمجھ بوجھ کے کہین گی۔ بے سمجھے بوجھے نہ فرمائینگی۔ شاید اللہ کو اس غم کے بعد خوشی دکھانی منظور ہو۔

سپہر آرا ایک کیاری مین جاکر پھول توڑنے لگی گلہائے نو دمیدہ کی بو باس سے مشام جان معطر ہو گیا تھا دو گنگا جمنی اچھوتی قسم کی ان دونون ہاتھون مین تھین ایک کشتی سبز سے پر رکھدی اور پھول توڑ توڑ کے دوسری مین رکھنے لگی۔ حسن آرا اور بہار النسا حسرت سے اس کو گلہائے صید مصائب و آلام پر نظر ڈالتی تھین روح افزا اور اُستانی جی علیحدہ باتین کر رہی تھین۔

جب سپہر آرا اپنے دست نازک سے پھول توڑ چکی تو اُستانی جی نے کہا چلے یہ پھول بچاؤ پھر اور توڑنا۔ جلدی کیا ہے۔ سپہر آرا تشتری لیکر قبر کی طرف چلی۔

حسن۔ آج پھولون مین بڑی خوشبو ہے۔ واہ واہ دل روح۔ مین اتنی دور کھڑی ہون مگر دماغ بس گیا۔

اُستانی۔ سویرے کا وقت ہے ہوا کے جھوکون سے خود خوشبو آتی ہے اور پھول بھی ابھی کے ٹوٹے ہوئے ہین۔

روح۔ انگریزی پھولون مین ذرا بھی خوشبو نہین آتی۔

حسن۔ مگر دیکھنے مین بھلے معلوم ہوتے ہین۔ خوشنما اور خوشرنگ۔

روح۔ جامی خربوزہ کس کام کا۔ خوشبو ہی نہوئی تو کیا

سپہر۔ پھول تو دو ایک روز ہنس بھی لیتے ہین۔ مگر جو کلیان بن کھلے مرجھا جاتی ہین اُنپر ہمین بڑی رقت آتی ہے۔

حسن۔ ہائے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

سپہر۔ بڑی رقت آئی ہے مگر یہ ہماری ہی حال کا نقشہ کھینچا ہے سچ

حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اُستانی۔ جو کھلے اُنھون نے کیا پایا۔ وہ بھی مرجھا ہی گئے اور جو نہین کھلے وہ بھی مرجھا گئے۔ بات تو جب تھی کہ پھول کھلتے تو پھر حشر تک نہ مرجھاتے۔ آج کھلے کل مرجھا گئے سوکھ گئے تو کیا ایسا ہی انسان کا حال ہے۔ مصرع

	منہ دل پرین کاخ خرم ہوا
دلا تا کے درین کاخ مجازی	کنی مانند طفلان تا کجا بازی

جن لوگون نے کبھی کوئی غم نہین دیکھا وہ بھی آخر مین جان کے تسلیم ہوے اور جن لوگون نے دیکھا وہ بھی ایکدن چل بسے

چو کرد آدم عمارت نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت

نسان یہ سمجھتا ہے کہ کبھی موت آئے ہی گی نہین - مکان بنوا تا ہے تو سوچے گا کہ خدا کرے ہزار برس تک اِسکی بنیاد ایسی ہی رہے کپڑے بنوائیگا تو ایسے جو برسون کی خبر لائین روپیہ صرف کرتے ہوے جان نکلتی ہے کہ ایسا نہو پھر اسی زر کے سبب سے محتاج ہون پریشانی مین زندگی بسر کرین لیکن یہ خبر ہی نہین - کہ ع

	سب ٹھاٹھ پڑا رہجائیگا جب لاد چلیگا بنجارا

سب سے اچھے وہ طیب النفس لوگ ہین جنکو رنج سے نج نہ غم سے غم ہوتا ہے - اِنسے زیادہ خوش اور کوئی نہین اور جن لوگون کو دنیا کی زیادہ فکر ہے اُن دنیا پرستون کو سب سے زیادہ رنج ہے سب سے اچھے وہ جو خدا کی راہ پر مٹے ہوے ہین ۔ ے

دنیا طلبا چہ گومیت رنجوری	عقبیٰ طلبا چہ گومیت مزدوری
مولیٰ طلبا کہ داغ مولیٰ دارد	در ہر دو جہان مظفر و منصوری

دوست اور دشمن دونون کیساتھ بلطف و نرمی پیش آنے کسی کا کبھی بُرا نہ چاہے - اپنے پرائے سب سے مل کے رہے اور کسی کا دل نہ دکھائے اس سے بڑھکر کوئی مذہب نہین ہے

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

جسوقت سپہر آرا بیگم اپنے پیارے ہاتھ مین کشتی لیکر قبر کیطرف اٹھلاتی ہوئی گئین اُنکے دل کا عجب حال تھا - کبھی سوچتی تھین کہ ہا خدا اِن اسوقت شہزادہ ہایون قبر کی طرف کے پاس کھڑی ہون وہ شہزادہ جسکو مین دل و جان سے عزیز رکھتی تھی جو میری روح سے زیادہ مجھے عزیز تھا جسکو مین پیار کرتی تھی جسنے مدتونکی کوشش کے بعد وہ سعید دن پایا کہ دولھا بنے ہوے شب عماری مناکر پر سوار دلھن کے ہان آتا تھا اگر خلعت کے عوض کفن پہنایا دلھن تاج کے عوض سر کھولے ہوے مرقد منور پر آئی - کہان بناؤ چناؤ کے ساتھ دلھن بنی سر جھکائے بیٹھی تھی کہان اُسکی نعش بے کفن پر آئی -

جس سے ملنے کی برسون سے آرزو تھی ہاے جنیہ الگ سر بیچ جدا خلعت سے خون کے شرابور ہے ہین دائین ہاتھ مین مہندی لگی ہوئی اور اُسی ہاتھ سے خون کا دریا روان ہوا آٹھ آٹھ آنسو رونا آئے یا نہ آئے - لوگو کہنے آجتک بھی دیکھا ہوگا کہ دلھن اپنے پیارے دولھا کی لاش کو دیکھ - شہزادہ بہادر خدا کیلئے کچھ تو جواب دو تم نہین کہتے مجھے قتل کر گئے مین نے نہ دروازہ کھولا تم مجھ سے اچھے ہو ہاے تمکین یہ بھی نہین معلوم کہ سپہر آرا کے دل پر کیا گذر رہی ہو - کون سپہر آرا - وہ سپہر آرا جسکے دیدار کے لیے تم ہایون مالی بنکر آئے تھے یاد ہے کہ تم نے ایک گلدستہ مجھے دیا تھا مین تو اسیدم سمجھ گئی کہ ہایون مالی نہین کوئی شہزادہ عاشق مزاج ہو کوئی ایسا فلک بارگاہ ثریا جاہ شہزادہ ہو جسکے تیر نگاہ نے میرے دل کو نخچیر کر دیا جسکے سر وقد نے مجھے فاختہ بنایا - وہ گل تو مین بلبل وہ شمع تو مین پروانہ - وہ مُشاد تو مین تری سار اور اُسکی قبر کے پاس مین تڑپی ہون - لوگو میرے دلکو کیا ہو گیا ہے ہو جو مجھ سے کبھی نہ ہو سکا آتا بھی کہتا کہ ہایون فرتھے داغ مفرقت دیجائینگے تجھے چھوڑکے جنت کو سدھارین گے تو مرجاتی کا نون سینہ مین آتش مشتعل ہے کہ جسکو ہم پیار کرتے تھے وہ

محمد وکی نسل مین ہو۔ عمان جنت اس سے بغل گرمین اور مین منہ تکتی رہجاؤن۔ واہ ہایون فرواہ شرط محبت یہی تھی۔ مصرعہ۔

جایئے بس خوب الفت آزمائی آپ کی	

کیون حضور کو مجھ سے اشارہ بازی اسی لیے ہوتی تھی کہ دغا دے جاؤگے۔ فیل کو دشکوہ پر سوار ہوکر اسی غرض سے آئے تھے کہ خون رولاؤگے عباسی کے ہاتھ اور زبانی پیام اسی سے بھیجتے تھے کہ ایک دن اپنی قبر پر بلاؤگے اگر مین تو اپنی سنگدلی اور سخت جانی کی قائل ہون کہ بجا رہ تک نہ آیا۔ کس کس صفت کو یاد کرکے مین روؤن رزم مین بہادر جنگ بزم مین اس سے بھی بڑھ چڑھکر ہے

تیغش آن برق کہ خون بارست	دستش آن ابر کہ زرافشان ست
ذات او عقل مجسم آمد	رائے او صائب و محکم آمد
نور قلبش زعلوم نافع	مہر جرات زجبینش سالع
سرور لشکر اہل اسلام	روح در پیکر اہل اسلام

ایسا شاہزادہ فریدون مرتبت دارا منزلت اور اسطرح دنیا سے اٹھ جائے۔ لوگو اتنا بتادو کہ دنیا مین انسان کے لیے وہ کون صفت ہے جو اس بیچارہ مین نتھی وہ کون نعمت ہے جس سے ہایون فر محروم تھا۔ اخلاق۔ فیاضی۔ سخاوت۔ ہمت۔ علم۔ فضل۔ حیا۔ وفا۔ ایک ہو تو اسکو روؤن۔ کس کس کو روؤن یا میرے پروردگار

چشم او بود حیا آلودہ	دل او بود وفا آلودہ

مگر اب وہ آنکھ ہمیشہ کے لیے بند ہوگئی ہان اسقدر البتہ کہونگی کہ حیا اب تک باقی ہے مجھے کیا ہوگیا۔ ہایون فر کو اور مین نے دیکھا بدبخت بیوفا کہون اف اف کرے

میرے استقلال اور ضبط کو خدا ہی جانتا ہے۔

یہ غم سے پٹی کہ بس نیلا کویا منھ کو	لہو یہ روئی کہ گلگلب کیا منھ کو
مگر نہ نالہ کیا شرم سے سیا منھ کو	
بہنے کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو	

رونے سے تو ناچار تھی۔ رونا تو ضبط نہو سکا اور کیونکر ضبط ہوتا جب دل کباب ہوجاے۔ تو بو کیون نہ بلند ہو۔ گرہنے کی لاش پر بے حجاب و برافگندہ نقاب گئی اور اس نعش بے کفن اس نعش خونین اس نعش گلگون کی سیکڑون بلائین لین۔

سہراب آرا فرط جنون سے یہ کہہ ہی تھی کہ دفعتہً ایک مرغ زمردین پر و بال گنبد مزار شہزادہ فرخ گہر پر آن بیٹھا اور چہکارنے لگا سہراب آرا نے اس طائر خوشرنگ کو دیکھکر یہ شعر پڑھا۔

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانے	طپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

اس شعر کو ایسی حسرت سے سہراب آرا نے ادا کیا۔ کہ استانی جی تک کی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے اور حسن آرا اور روح افزا تو ڈاڑھین مار مار کر روتی تھین سہارا لنسا سکنے کے عالم مین تھی روتی تھی نہ کچھ کہتی تھی سہراب آرا نے ہنسکر کہا واہ استانی جی واہ کہان تو مجھکو سمجھاتی تھین اور کہان خود رونے لگین۔

استانی جی کے دلپر اس تقریر کا ایسا اثر ہوا کہ سہراب آرا کو گلے لگا لیا۔ اور ایک گھنٹے تک سمجھایا کیا۔ سبزہ نو دمیدہ پر دونون بیٹھ گئین سہراب آرا سر جھکاے ہوے انکی نصیحت سنا کی۔

تھوڑی دیر کے بعد استانی جی نے حال یون صاف صاف بیان کیا۔

استانی۔ بیٹا جو وعدہ مین نے کیا اسکو پورا کرونگی۔

سپہر۔ استانی جی مین یہ کہتی ہون مجھے یاد نہین آتا۔

استانی۔ اب صاف صاف کہون یاد آئے یا نہ آئے بات نہ کاٹنا۔ آج کے دوسرے روز۔ توبہ۔ کل سے مطلب ہے۔ کل جایون فر تمھاری بغل مین نہ بیٹھے ہون تو سہی۔

سپہر۔ تمھارے منھ مین گھی شکر۔ خدا ہمچنین کند۔

محسن۔ کل بھی کچھ دور نہین ہے۔ جب اتنے دن تک صبر کیا۔ تو کل کون دور ہے۔ کل بھی آیا ہی داخل ہے۔

سپہر۔ باجی جان۔ کس موئی نگوڑی کو ذرا بھی یاد آتا ہو اور جو کل بھی کچھ ہو تو دل کے پرزے پرزے اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین گے انتظار کا بھی آخر ٹھکانا ہے۔ ؎

ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے	آنکھون کو میرے بار ہے خواب گران تلک

حسن۔ کیون استانی جی دیکھا مین کیا کہتی تھی آپ سے۔

سپہر۔ پھر مجھ سے کوفت نہ کھایا جائیگا۔ ابکی علیل ہوئی تو مرض کی جڑ ہی کھکھوا جائیگی۔ جالینوس بھی آئے تو جی چھوٹ جائے اور اس جھنجھٹ سے تو یہی بہتر ہے کہ موت آجائے۔

ہین اس قید الم سے رہائی ہوتی	شب ہجر انکی عوض مین ہی کٹی ہوتی

ایک بوڑھی مغلانی نے آن کے تسلی دی کہا اللہ لے جائے تو استانی جی کی بات صحیح نکلیگی۔ نمک کی قسم کھاکے کہتی ہون میرا دل گواہی دیتا ہے کہ شہزادہ بہادر حضور کو صورت خود دکھائینگے اور ہنسی خوشی شادی ہوگی۔ سپہر آرا نے مغلانی کیطرف دیکھکر یون جواب دیا اے بوا کہ تمھارا خیال ہے سست اعتقادی بھی تو کہتی ہے بھلا آج تک کسی نے یہ بھی سنا ہے کہ مردہ قبر توڑکے نکل آئے۔ توبہ۔ توبہ ایسے بھروسے مین آئیکی۔ یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ قبر کے پاس سے قہقہے کی آواز آئی من آرا کے کان کھڑے ہوے۔ روح افزا اور بہار النسا چمکین۔ استانی جی غور سے دیکھنے لگین مغلانیان متحیر کہ یہ قہقہہ کس نے لگایا۔ سپہر آرا نے مسکرا کر کہا یہ سناٹا کیسا پڑگیا۔ قبر سے آواز قہقہہ آئی یہی حیرت ہے نہ بس سنا نہین۔

ہمدم و کشتہ ہون تیغ نرگس غمزہ کا	ہر دہان زخم ہے یا خندۂ مستانہ ہے

قبر کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ کیون بندہ پرور خود تو ہنسے اور ہمین رولایئے۔ ہنس ہنس کر رولانا حضور ہی کا کام ہے۔ اس خندہ زنی کا جواب اب کیا دون۔

کوئی سامنے ہو تو کہون۔ دغابازون سے کیسا بس نہین چلتا۔ بیوفاؤن کا کوئی کیا کرے۔ اسوقت ہوا کے جھوکون سے سپہر آرا کی زلف پریشان اور بھی پریشان ہوئی جاتی ہے اور موے مشکبو شبرنگ گل رخسار کے بوسے لیتے تھے۔ ؎

کھولدی ہے زلف کس نے پھول سے رخسار پر	چھاگئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر

استانی جی نے سپہر آرا کو سیکڑون واسطے دلائے۔ ارے بہادر خدا تم ان باتون کا کل تک ذرا بھی خیال نہ کرو آج کا دن تو کسی شمار قطار مین نہین ہے کل شب کو تم یہان آؤ اگر جایون فر وہان جانے خلعت پہنے جیغہ پرپیچ زیب سر کئے ہوئے تو

ہماری صورت سے نفرت کرنا اور کبھی ہماری بات کا ذرا بھی یقین نہ کرنا۔ دس بجے کے وقت استانی جی ان سبکو لیکر روانہ ہوئین گھر مین آئین تو بڑی بیگم نے کہا آج سویرے ادھر تمھاری گاڑی روانہ ہوئی۔ ادھر مہری نے آنکر کہا حضور ایک شاہ جی آئے ہین دار و نہ صاحب فرماتے ہین کہ بڑے باکمال پہونچے ہوے فقیر ہین وہ تو ایسی باتین کہتے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادے اللہ کی عنایت سے زندہ ہین۔

استانی جی نے کہا۔ آمین۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو پہر آپ نے غور سے سُنا گو من آرا کی صحت مین فقرا وغیرہ کا اعتقاد جاتا رہا تھا مگر اہل اغرض مجنون مثل مشہور ہے غم والم نے انکو اس درجہ سراسیمہ کردیا تھا کہ شہزادے کی نسبت جو کچھ فردہ کوئی سُناتا فوراً باور کر لیتین لیکن ظاہر مین آہ سرد بھر کر خاموش ہو رہتی تھین بڑی بیگم نے فقیر کی اسقدر تعریف کی کہ استانی جی نے نہایت مشتاق ہو کر اصرار کیا کہ شاہ جی پھر بلوائے جائین انسے کہا جائے کہ پھر تکلیف کر کے تشریف لائیے بڑی بیگم نے کہا انکو تو مین نے خود بلایا ہے باہر ٹکے ہین استانی جی کے اصرار اور خواہش کے بموجب بڑی بیگم صاحب نے مہری کو حکم دیا کہ شاہ جی صاحب سے کہو کہ اگر تکلیف نہو تو ازراہ عنایت پردے تک تشریف لائین مہری نے ادب کے ساتھ عرض کیا حضور اگر تکلف نہو تو ذرا ڈیوڑھی تک چلے چلیے بڑی بیگم صاحب نے فرمایا ہے کہ شاہ صاحب سے جا کے کہو کہ صاحبزادی آگئی ہین وہ بھی اپنے کانون سے سُن لین۔ شاہ صاحب نے کھڑاؤن پہنے۔ تہ بند باندھا اور ڈیوڑھی پر آئے استانی جی اور بڑی بیگم اور سپہر آرا اور انکی بہنین اور میش خدمتین سب پردے کے اسطرف کھڑی تھین۔

استانی۔ شاہ صاحب آپکو اسوقت بڑی تکلیف ہوئی مگر ہم کیا کرین۔ ہم ایسی ہی مصیبت مین گرفتار ہین اللہ کسیکو یہ مصیبت نہ دکھائے یا خدا ساتوین دشمن کو بھی یہ دن نصیب نہو مگر اسمین انسان کا چارہ کیا ہے۔ ہان ایک بڑے کامل فقیر نے دعوی کیا ہے کہ کل کچھ خوشخبری سننے مین آئیگی۔ واللہ اعلم

شاہ صاحب کیفیت ایزدی ہین انسان کا کچھ بس نہین ہے۔

بے رضاے تو کسے برگ نہ جنبد نہ درخت	

خدا کی مرضی۔ ہر چہ مرضی مولی از ہمہ اولی۔

استانی۔ اب کچھ دعاے خیر ہمارے حق مین کیجیے۔

رومی مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند	
سبب بندگی حضرت درویشان ست	

شاہ۔ حقایق و معارف آگاہ شیخ سیف اللہ انار اللہ برہانہ نے خوب فرمایا ہے۔ سب ایک چیز ہے اور اضافت اسما ساقط ہے۔ التوحید اسقاط الاضافات نہ آسمان ہے نہ زمین ہے نہ مکان ہے نہ مکین۔ نہ نور ہے نہ ظلمت۔ نہ اندوہ ہے نہ کلفت۔ نہ رنج ہے نہ راحت نہ سیاہ ہے نہ سفید۔ نہ خوف ہے نہ امید نہ گھر ہے نہ بازار نہ یار ہے نہ اغیار۔ نہ دنیا ہے نہ آخرت نہ ذلت ہے نہ مغفرت نہ دوزخ ہے نہ بہشت۔ نہ غلمان ہے نہ حور نہ طوبی ہے نہ طوبہ۔ نہ زہر ہے نہ سلسبیل نہ کوثر نہ تسنیم سب وہم ہی وہم ہے وجود حقیقی نہین ہے

این ہم شادی کہ اندیشہ ایست	پیش این شادی و غم جز نقش نیست
صورت گلبن ز نقش از بہر تست	تا ازان صورت نمود معنی درست

نقشہاے کان درین حمام ہا ست	
از برون جامہ کن چون جامہاست	

خدا کی کہ حقیقت مین دخل دنیا چھوٹا منہ بڑی بات ہے، انسان کی یہ تاب طاقت! کیا مجال۔ خدا گو تمہارے مگر غضب ہی ہو اسی کنواری دوشیزۂ معصومہ پر خدا کا قہر نہین ہو سکتا دل گواہی دیتا ہے کہ مرزا ہمایون فرزندہ ہین اور کل شبکو ضرور نظر آینگے باوجود اسکے ہین یہ بات محال مطلق معلوم ہوتی ہے مگر انسان کیا اور اسکی فہم کیا مشت خاک۔ ذرہ بمقدار مضغۂ گوشت اتنا تو انسان کو معلوم ہی نہین کہ مین ہون کیا پھر خدا کے رموز کو بھلا کیا پہچانیگا

آستانی۔ آپ ابھی تو نہین رہینگے نا شاہ صاحب۔

شاہ۔ مین اُسوقت یہان سے رخصت ہونگا جب دولھا کے ہاتھ مین دلھن کا ہاتھ ہوگا۔ ہاے اُس دوشیزۂ معصومہ کا سہاگ کے عوض سوگ نصیب ہوا۔ مگر یہ سوگ نشین نہین یہ دلھن ہے۔ آگ کو خدا نے گلزار کر دیا۔ کبھی کسی نے سُنا ہے کہ آگ باغ ہو جاے۔ مگر خدا کی قدرت۔

شاہ صاحب نے اِس طرز کی باتین کین کہ اُنکے تقدس اور اُنکی بزرگی کا نقش بڑی بیگم کی لوح دل پر بخوبی مرتسم ہو گیا حسن آرا کی طرف دیکھکر کہا اگر کوئی شاہ صاحب کی بات کو باور نکریگا تو میری نظرون سے گر جائیگا۔ اور مین پھر کبھی کسی صورت دیکھنے کی روادار نہونگی۔ حسن آرا آپ جانے طبیعت درمعا سمجھ گئی کہ اِسی طرف اشارہ کیا۔ کہا اماں جان مجھ انکی باتون سے خود یقین اور کامل یقین ہو گیا ہے کہ شاہ صاحب خدا رسیدہ ہین۔ شاید انھین کی دعاے خیر سے ہماری مصیبت رفع ہو جاے۔ دنیا مین بہت سی باتین ایسی ہوئین ہین کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتین۔ عورتین تو ام کے عوض تین تین بچے جنی ہین کسی کے دو منھ کا لڑکا ہوا ہے کسیکے دو ناک کا بچہ پیدا ہوا ہے۔ خدا کی خدائی مین دم نہین مار سکتے جب بڑے بڑے مشہور فلسفی اور علما کی عقل دنگ ہے تو ہم کس شمار مین ہین۔

شاہ صاحب کی دعا کو خدا اثر قبول دے آمین۔

آستانی جی نے شاہ صاحب کی خدمت مین عرض کیا حضور خوب جانتے ہین کہ عیش و عشرت کا زمانہ دم کے دم مین ختم ہو جاتا ہے۔ اگر ایک ہفتے تک برابر ڈونیوں کا ناچ رہے اور رات دن دھما چوکڑی مچے تو بھی وقت معلوم ہو مگر رنج کی ایک گھڑی پہاڑ ہو جاتی ہے۔ صاحبزادی کو ان یا تو نکا کم یقین آتا ہے اور کیونکر آئے۔ دل تو صیاد ہے جب شہباز کے پنجے سے طائر دل رہائی پاے تب تو باور آئے۔ حضور اُنکو کچھ کمال دکھائین تاکہ یہ آپکا دم بھرنے لگین اور کل تک خوش رہین۔

شاہ صاحب نے کہا یہ کون بڑی بات ہے تھوڑے سے ماش منگوائیے۔ ماش آئے کچھ پڑھکر شاہ صاحب نے سب کے سامنے ایک چلو پانی لیکر ماش پر چھڑکا اور پھر کچھ پڑھکر زور سے زمین پر ماش پھینکے اور کہا آپ سب ہٹ جائین اس مقام کی زمین بہت جلد شق ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک گھنٹے مین زمین شق ہوئی اور ڈھیلے سو گز کے قریب اونچے ہو کر اِدھر اُدھر گرے۔

بڑی بیگم۔ اب اس سے بڑھکر کمال اور کیا ہوگا بھلا۔

پھر۔ اماں جان۔ اب میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ان کی دعاے خیر سے نقش مُراد کرسی نشین اور تیر دعا بہدف اجابت قرین ہوگا۔ اِس زور سے زمین کا شق ہونا انوکھی بات ہے جیسے زلزلہ سا آگیا یہ کیا بات تھی باجی جان۔

[illegible] - جسم مین بھی پھر جان آ گیا - اسقدر زمین پر
پہاڑ - تحیر مین مین تو حیا کا بھوت قائم ہے - اتنا تو سمجھو -
روح - جو قت مٹی اڑی مین دھک سے رہگئی - اللہ
اللہ کیون حسن آرا نے کیفیت دیکھی تھی -
حسن - جی ہان - مجھے خود حیرت ہے کہ یہ کیا اسرار ہے
خداوندا -
سپہر - اجو درویشونکے کمال کی قائل ہوئین - باجی جان
استانی - ہان ہان بٹیا اسمین شک کیا ہے - فقیر فقرا
کا کوئی بھی آج تک مقابلہ کرسکا ہے - یہ لوگ بادشاہی کی
کیا اصل و حقیقت سمجھتے ہین بادشاہی پر انکی گدائی کو شرف
عباسی - عقل نہین کام کرتی ہے - ماش پڑھکر پھینکے اور
زمین پھٹ کے مٹی چار و نطرف اچھل پڑی - یہ کیا ہوا - ایا
استانی - اور سب سمجھ چکے اب ایک تو باقی رہگئی ہے -
شاہ صاحب نے فرمایا ان باتون سے تحیر وہی ہون گے
جو فقراے کامل اور درویشان قدسی تاب کی عظمت اور
انکے تقدس سے واقف نہین ہین - ورنہ فقرا نے مُردون
کو زندہ کر دیا ہے - منزلون سے باہم باتین کرتے ہین
غیب کا حال بتا دیا ہے ؎

راست گویم بادشاہی در جہان پیدا شود	
نام او تیمور رخہ صاحبقران پیدا شود	

دو سو برس پیشتر ایک عارف باللہ ولی حق آگاہ نے
حکم لگایا تھا اور ویسا ہی ہوا - مشہور بات ہے -
اب سنیے کہ بڑی بیگم نے اپنے کل اعزا اقربا کو بلوایا اور
یہ فرحہ روح افزا سنایا کہ ایک درویش عارف آگاہ
کی برکت دعاے سحری و نیم شبی سے شہزادہ
جنت آرام گاہ زندہ ہوجائیگا اور ہنسی خوشی سپہر آرا کو عقد
نکاح مین لائیگا - بعض ضعیف الاعتقادون کو یقین آیا
کہ فقیر کامل اور خدا شناس کی دعا سے مُردے کا زندہ
ہونا محال نہین ممکن ہے - مگر جو لوگ عقل سلیم سے بہرہ
وافی رکھتے تھے انھون نے اس پیشین گوئی کو تسلیم نہین کیا
بڑی بیگم کو تو حق الیقین تھا کہ درویش کی دعا ضرور اثر
دکھائے گی دوسرے روز انھون نے خوب تیاریان کین
گھر بھر مین صرف حسن آرا کے چہرہ سے رنج نمودار تھا باقی سب
خوش و خرم کہ منھ مانگی مراد پائی حسن آرا کو خوف تھا کہ مبادا
سپہر آرا کی جان جاے ہمایون فر کے زندہ ہونے کی
انکو ذرا بھی امید نتھی مگر خیال یہ تھا کہ ایسا نہو اس پیرین
سپہر آرا کی جان کے لالے پڑین جاتی تو اس خوشی مین
ہے کہ شاہزادہ جمشید فرفریدون کمر کے ساتھ آئے گی اور
وہان سے نیم جان ہوکر آئے تو اور بھی ستم ہوجاے - ایسا ہو
تو یہی شعر خدانخواستہ صادق آئے ؎

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم	
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم	

ہاے وہ وقت خوب یاد ہے جب ہمارے ہان گانا
ہو رہا تھا اور دفعتہً گولا آکے لگا - اُف - ہاے - ہاے
شہزادہ کی روح زبان حال سے یہی کہتی ہوگی - ؎

تنم آن سیر زجان کشتہ با تیغ و کفن	
بدر خانۂ جلاد غمخوان رفتم	

حسن آرا کے ان خیالات سے کوئی واقف نتھا اور
نہ مارے خوف کے کوئی ظاہر کرسکتا تھا مگر دل ہی دلمین
کڑھتی تھین اور سپہر آرا پر حسرت سے نظر ڈالتی تھین -

مہری - تابین عباسی - اور سب آوش ہین مگر حسن آرا بیگم اداس سی معلوم ہوتی ہین کیا بات ہے -

عباسی - اللہ جانے - ہان اس روز سے زیادہ اداس ہین آج -

مغلانی - سوچتی ہونگی کہ دیکھئے اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ تو دور اندیش ہین نہ اللہ کو شاید کچھ اچھا ہی کرنا منظور ہو تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہو گئی اور جمعرات کو چار گھڑی دن رہے سے میلا جا - قلعہ معلی کے اندر صحن دلکش مین وہ بھیڑ بھڑکا کہ شانے سے شانہ چھلتا تھا ایک طرف تنبولیون کی دکانین آراستہ تنبولنین کم سن نوخاستہ پیارے پیارے ہاتھون سے عطر بارشکبو گلوریان بنا رہی ہین عاشق تنون کو لبھا رہی ہین چونا صبح کی جلا سے زیادہ سفید چکنی ڈلی خال عارض خوبان فرخار پر طعنہ زن جس سبز بخت نے ایک بیڑہ کھایا سرخرو ہو گیا - سولہ صنگار کیے ٹھٹے سے تخت پر متمکن ہے - بگڑے دل بیفکرے ڈٹے ہوے آوازے کس رہے ہین واہ بی منی واہ تمھارے ہی دم کا ظہورا ہے - (ظہورا) ایک سمت حلوائی ہی حلوائی - حلوا ئیونکی میٹھی میٹھی لبل چال اور وہ شیرین ادائی آگی دکان ہے یا شکرستان ہنگام توصیف زبان طوطی شکرخانہ بنجاے یوسف مصری دیکھے تو عشق جرائے - شیرین وہن شیرین کار شکر لب شکربار - ایک طرف مہرویان خورشید جلوہ عطر روح پرور کی شیشیان اور کنڑیے بیٹھی ہین - آگی یہ دکان مشکبار ہے یا ختن وتاتار ہے - دماغ روح نخلہ بیراہے اور آگے بڑھے -

مالنین آتھ دس بسنت کسن	پیاری پیاری دا غنے کے بن
گفتگو کتنی شستہ در شستہ	مگر ایک ایک کرنا سفتہ

گوندھتی ہے گھڑی ہوئی کوئی ہار
گیند بازی مین ہے کوئی سرشار

اور مزار نور کا تو عالم ہی اور تھا - جھاڑ اور قندیل سے ہر در و دیوار پر غضب کا جوبن تھا مزار کے دروازہ پر بہشت کا گمان ہوتا تھا -

حسن مین ذرہے باغ رضوان کا
باب نجم ہے یا گلستان کا

نور کے تڑکے سے چھڑکاؤ کا بندوبست ہوا تھا - نہرین کیوڑے اور گلاب سے چھلک رہی تھین - روشنین جھلک رہی تھین - جا بجا فوارے لطف خداداد دکھا رہے تھے نونہالان چمن اپنے اپنے جوبن پر اترا رہے تھے -

باغ تھا یا کہ تھا وہ باغ مراد	کھل گیا غنچۂ دل ناشاد
ہر گل تر سے آئی بوے امید	نغمۂ عندلیب نے دی نوید
پائی بو باس یار کی گل مین	زلف کی وضع دیکھی سنبل مین

سرو ہین مثل قامت خوبان
گل ہین رشک عذار محبوبان

جس تاریخ سے قلعۂ معلی کی تعمیر ہوئی یہ چہل پہل اسمین کبھی نہین ہوئی تھی جس سمت نظر جاتی تھی گل و غنچہ بہار و سبزۂ زار اور پری پیکر رشک قمر نوجوان خوبرو حور بین ہی دکھائی دیتی تھین - شام سے روشنی کا انتظام کما حقہ کیا گیا - سوئی گرتی تو دور سے نظر آتی - قلعہ کے پھاٹک کے سامنے صدا خوانچہ والے صدا دے رہے تھے - خریدار خصوصاً انبی سودا سے رہے تھے شہزادگان ذوی الاقتدار

کو اپنا گرد و پیش مدار المہام امرا و عمائد شہر اور حکام و اہل عملہ
حاضر جوق جوق تھے جو آنا تھا قلعہ معلی کا جو بن دیکھ کے عش عش
کرتا تھا۔

ایک۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ شہزادہ آج زندہ ہو جائیگا

دوسرا۔ درین چہ شک۔ اتنی بڑی بات کہین غلط ہوتی
ہے۔

تیسرا۔ اور ایسے زبردست اور کامل فقیر کی۔ جسکا آج ثانی نہین
ہے۔ جو حکم لگایا وہی ہوا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ
چوتھا۔ بندھیا چل پہاڑ کی چوٹی پر پرسون نیمکی پتیان
اُبال کر نمک کے ساتھ کھائی ہین قسم خدا کی سمین ذرا جھوٹ نہین
پانچوان۔ سلطان علی کی بہو تین دن تک خون تھوکا
کی پھر بید بھی آئے اور حکیم بھی آئے اور دنیا کے لوگ جمع
ہوے کچھ بھی نہ ہوا خون گھنٹے مین دو تین بار آتا ہی گیا
پس مین جا کے شاہ صاحب کو بلا لایا۔

بیٹھا۔ انھین شاہ صاحب کو جنھون نے یہ حکم لگایا ہے۔

دو۔ جی ہان۔ انھین کو۔ بس یہ گئے۔ ایک نظر اسکو دیکھا
کہا لڑکی جوان اور خوبصورت ہے۔ بھلا ایسا ہو سکتا ہے کہ
سب یہان سے ہٹ جائین صرف مین اور یہ رہین۔ لڑکی
کے باپ کو شاہ صاحب پر بڑا اعتقاد تھا کہا فوراً۔ ابھی اسیم
اتنے مین شاہ صاحب ہنسے اور کہا نہین کسی کے ہٹنے
کی ضرورت نہین ہے۔ خون اسکو نہین آتا اچھی ہے
لوگون نے کہا آمین آمین۔ خدا ایسا ہی کرے ازین چہ
بہتر۔ خدا نہ بخشین کند۔ اور حضور کی زبان سے نکلا ہے تو
ایسا ہی ہوگا۔ پس جناب شاہ صاحب نے ایکبار اسکے سر پر
دست شفقت رکھا وہ وقت ہے اور یہ وقت ہے جیسے خون نہین کیا

دو۔ ہائین۔ بھائی فقیر کا گھر بڑا۔ دو مہینے قبر مین رہا
اور فقیر نے قبر دیکھکر کہا یہ زندہ ہو۔ کھدواتے ہین تو مردے
نے آنکھین کھولدین۔

دو۔ میان فقر ہی سے دنیا قائم ہے بس اسکو یاد رکھو۔

ٹھٹھول۔ (قہقہہ لیکر) کیا بات کہی ہو بس لاکھ روپے
کی بات ہے۔ واہ حضرت واہ۔ آپ بھی یادگار رہین۔
سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

مسخرہ۔ ڈبیا مین بند کرنیکے قابل ہین۔ ایسے آدمی پیدا
کہان ہوتے ہین اور جو پیدا بھی ہوے تو اتنی عمر تک زندہ
نہین رہتے اور جو بے حیائی سے جیے بھی تو نکما جیے
برے حوال۔

ظریف۔ واقعی حضرت کیا نکتہ ارشاد کیا ہے۔ فقر ہی
سے دنیا قائم ہے واللہ واہ۔ کیون نہو۔ آپکی ذات
بھی غنیمت ہے۔ مولانا صاحب حضور کا دولت خانہ
کس بستی مین ہے۔ پیر مرشد۔

مولانا۔ (بگڑکر) جی ہان ہے تو کرسی مین کیسکے باپ
کا اجارہ ہے۔ کرسی کا رئیس ہون۔ پشت ہا پشت سے
یہین دولت خانہ ہے۔

اتنے مین خبر ہوئی کہ سپہر آرا بیگم غریب گھر سے روانہ ہوتے
والی ہین یوروپین جنٹلمین اور لیڈیان بھی سیر دیکھنے آئی
تھین ایک نواب صاحب نے جو منتظم تھے اُنکے واسطے شامیانہ
نصب کرادیا ایک میم صاحب نے منتظم سے ہمکلام ہو کر پوچھا کہ
میم۔ دل کیا آپ لوگ سمجھتا کہ اسمین (قبر) سے مردہ
جیتا ایسا ہونے سکتا۔ کبھی دیکھا ہے کہ مر کے جیے۔
منتظم۔ حضور خدا کی قدرت اور صاحب لوگون کا اقبال

سپہر کل بانوان اور خلیفون نے عقد کیا

میم۔ دل صاحب لوگ بڑا اقبال۔ مژدہ ہے۔

منتظم۔ ہان حضور بڑا اقبال ہے اور ایسا ہی اقبال ہے

میم۔ دل ہمارے باپ چچا ماموں سوے۔

منتظم۔ حضور یقین ہے کہ شہزادہ بھی آئے۔

ادھر یہ باتین ہوتی تھین اب اُدھر کا حال سنیئے۔

عروس پستہ لب خورشید غبب مہر سپہر آرا بیگم بھی اپنے کمرے مین گئین اور وہان دلھنون کی طرح گھر نا شروع کیا۔ مشاطگان نادرفن کی کارستانی سے جوبن اور بھی دوبالا ہوگیا خوبرویان فرخار چگل کا حسن انکے جمال تیرسوز کے مقابل مین گرد تھا ہاتھ مین رنگ حنا اور پور پور رچھلے۔ پوشاک گران بہا زیب تن زیور نے حسن خداساز کی آنچ پر روغن کا کام کیا زلف چلیپا کو ایسا سنوارا تھا کہ زاہد صد سالہ بھی دم بھرنے لگتا۔ ادل تو کم سن دوسرے اُمنگ کے دن۔ اٹھاجوبن غضب کا پھبن عنفوان شباب۔ جد شکین کا پیچ و تاب اور قیامت یہ کہ بوٹا سا قد اور اُسپر چھریرا پن ؎

جوبنون پر شباب اُمنگ کے دن	ستم انداز و ناز قہر کا سن
انکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز	دلربا بات بات کی انداز
سامری تاب کیا جو آنکھ ملائے	چشم ہا روت جنسے آنکھ چھپائے
خشمگین برق خرمن دل و جان	چتوئین رہزن متاع توان
سحر چسپر خدا وہ قامت ہے	ناز پیرو ردہ قیامت ہے

وہ جوبن تھا کہ زاہد بھی ڈورے ڈالے۔ ناز و ادا کے ساتھ پائینچے اُٹھاتی ہوئی کمرے سے اُتری تو بڑی بیگم صاحب نے فرمایا۔ لو بی اللہ نے دلی آرزو پوری کی وہ دیا ہے اب خدا نے چاہا تو خیر سے دلہن اور دولہا بھی آجائینگے

کہ اتنے مین انمون نے دیکھا کہ سہرا آرا نے اپنا جانا ادھر اُدھر یا شرما کر منہ کو کچھ ہنسی تو نہیں آرہی ہے یا اسی کی قبر کے پاس دفنائی جاؤنگی۔

بڑی بی۔ ماں صدقے۔ بیٹی اسوقت پشگونی کی باتین نکرو

سپہر۔ اماجان وہ وعدہ تو بخشدو۔ ہائین یہ کیا ہوا اللہ جانے کیا ہوگیا ہے۔ شاید اللہ کو کچھ اچھا ہی کرنا ہو آج ایک دفعہ اور نصیبا آزمالین۔ اماجان یہ آخری دیدار ہے پھر یہ ہے باجی جان چلتی ہین۔ بہار النسا بین کہا سنا معاف خدا کے لیے میرا ماتم نہ کرنا میری تصویر آبنوس کے صندوقچے مین ہے وہ دیکھ لیا کرنا جب تم سب مل کے ہنسو بولو تو میری تصویر بھی سامنے رکھ لیا کرو۔ اے ہے اماجان تم روتی کیون ہو۔ مینے اجل سے دوچار ہونے جاتی ہون اور تم چاہتی ہو کہ اپنی بہنون سے دلکی بات بھی نہ کہنے پاؤن جو ہی مرنی ہو تو غبار۔ دیکھ لگا کر کیسی باتین کرتی ہو سپہر آرا۔ واہ۔

روح۔ (روکر) بین جو ایسا ہی ہے تو نہ جاؤ۔ جاہی جو ہو

استانی۔ لے ہے واہ کیا اچھی بات سکھاتی ہو۔ واہ واہ

بڑی۔ حسن آرا۔ بیٹا بہن کو سمجھاؤ۔ ہم کیا کچھ ایسے قصاب ہین کہ جان بوجھ کے اتنی بڑی برابر کی لڑکی کو مار ڈالینگے

حسن۔ آا۔ ام۔ مجھے۔

استانی۔ ہچکی بندھ گئی روتے روتے اب مین کس کس کو سمجھاؤن۔

بڑی۔ یا اللہ یہ ہونا کیا ہے۔ حسن آرا۔ بیٹا ادھر دیکھو

حسن۔ اماجان۔ ہم ہین اب نہ گھبرائو۔

روح۔ کیا ہمارا نصیبا۔ لوگ کہتے تھے۔ اگی ہوئی بلا ہے

حسن۔ بان۔ بلا ہو چکی۔ یا پاک پروردگار ہماری بہت کی

پیشخدمتین - آمین آمین - اللہ آمین - خدا دعا مین برکت دے اللہ بڑا کریم ہے دم کے دم مین فقیر کنگال کو بادشاہ کردیتا ہے آمین یہ عدت ہے تیری کریمی کے صدقے -

اُستانی - اسکی مہر ہو جاے تو کون بڑی بات ہے -

دریاے کریمی مین ہین سو طرح کے جلوے
دیکھو صدف جسم مین عالم دُر جان کا

سپہر - اماجان اب ضبط محال ہے - انا تو ضرر کہونگی کہ میری قبر اسکی قبر کے پاس بنانا نہین - جبتک تم اپنے مُنھ سے نہ کہوگی تب تک مین باہر قدم نہ دھرون گی -

بڑی - بیٹا - اس خیال فاسد کو دل سے دور کرو کہا مانو

سپہر - اماجان - ہرگز ہرگز تو مانونگی نہین - اِس مین چاہے جو ہو -

بڑی - بھلا میری زبان سے یہ کلمہ نکلیگا ! لوگو اس کو کیا ہوا - ہاے اُسکے غم نے اِسکو سودائی کردیا ہاے ہاے ! -

سپہر - آپ فقط اسقدر قبول دین کہ اگر مین مرگئی تو میری قبر جاکر فرخی قبر کے پاس بنیگی -

بڑی (سر پیٹ کر) اے لوگو آخر غم اِسکو اب کون بھلاے اس غضب کو دیکھنا کہ ماں کے مُنھ سے کیا مقبولہ کراتی ہے - نا بیٹا میری زبان سے یہ کلمہ نہ نکلیگا

اُستانی - (تم فقط ہان کردو) اچھا اچھا کہدو - بس -

سپہر - اچھا وچھا مین نہین جانتی - جو مین کہون وہ کیجئے

اُستانی - (بڑی بیگم سے) پھر دلکو مضبوط کرکے کہدو وصیت

بڑی بیگم - اے ہے - ناہین - ہم سے نہ کہا جائیگا -

حسن آرا - سپہر آرا جو تم کہتی ہو وہی ہوگا جو خدا نخواستہ ایسی نوبت آئی اللہ وہ گھڑی نہ دکھائے - بس اب ہٹ نہ کرو - مین نے صاف صاف کہدیا - جیسا اماجان کا کہنا ویسا ہمارا کہنا - سپہر - کیون باجی تم اکیلی بہت گھبراؤگی

فنا ہے سب کے لیے تجھپہ کچھ نہین موقوف
یہ رشک ہے کہ اکیلا رہے گا تو باقی

اچھا ذرا کان مین کچھ سن لو - دو دو باتین کرلین -

حسن آرا بیگم نے بہن کا ہاتھ پکڑا اور علیحدہ لے گئین -

سپہر آرا نے گلے سے مل کر کہا - باجی جان از براے خدا تم میرے بعد مجھے دل سے بالکل بھلا دینا - مین سوچتی ہون کہ تمہارا دل کیونکر بھلے گا مگر میری ہی بھتی کھائے جو -

اسقدر سپہر آرا کہہ چکی تھی کہ حسن آرا زار زار رونے لگین بھتی کھانیکے لفظ پر اسکا دل ہاتھ سے جاتا رہا - بالکل بے قابو ہوگئی - سوچی کہ اللہ اللہ یہانسے تو کہکے جاتی ہے کہ اسکے دشمن مرنے جاتے ہین اور یا اینہہ یہ کہتی ہے کہ (ہماری بھتی کھائے) حضرات ناظرین کیسا نازک وقت ہے ہاے افسوس اسکے بعد سپہر آرا نے کہا - باجی جان آزاد کو ہماری طرف سے آداب عرض کردینا اور کہدینا کہ مرتے دم تک تمکو نہین بھولی بلکہ یہ شعر زبان پر تھا -

اِس عشق مین ہم تو ہین ندارد کوئی دم مین
اللہ سلامت رکھے انکو دو جہان مین

دونون بہنین خوب زور سے گلے ملین اور دونون آٹھ آٹھ آنسو روئین اسکے بعد روح افزا اور بہار النسا اور جہان آرا اور گیتی آرا اور کل مشیخدمتون اور مغلانیون وغیرہ سے علیحدہ علیحدہ ملی اتنے مین اُستانی جی نے کہا اب سوار

ہونا چاہیے۔ سپہر آرا نے چلتے وقت کہا اندرا سے خدا حافظ
کرے میں کنول ضرور جلایا کرنا۔ اسپر پھر کہا اسم بچا۔ اور
شیانی جی نے سپہر آرا کو سوار کرایا۔ ایک بگھی پر بڑی
بیگم اور سپہر آرا بانو حسن آرا اور روح افزا دوسری پر
چاند آرا بانو گیتی آرا اور دو اور بیگمات بعیت سات
تیسری پر بڑی بیگم اور بہار النسا اور خورشید تھا۔ چوتھی پر
شہزادی بیگم اور منا بیگم اور دو کم سن بیگمیں پیچھے مغلانیاں
وغیرہ آخر میں سوار بیگمیان بہانسے روانہ ہوئیں شیلی خانم
جیا ہی مہربان نوکر چاکر سب ساتھ تھے۔ اور گھوڑوں پر اور
ہرہ اور اقربا اپنے پیچھے بھیلی بلیسہ قلعہ معلی کے پھاٹک
پر سوار ہوئیں تو شاہ صاحب نے حکم دیا کہ لعل سمند گھوڑے
سوار ہو اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے میں داخل ہوں۔ شاہ
ہ صاحب کا حکم کیا بنزلہ وحی آسمانی تھا۔ بڑی بیگم نے حکم
کہ فوراً سمند سیاہ زانو حاضر ہو۔ سپہر آرا بیگم خلقی چہیہ بیان
ر شہزادہ آہیختہ گوش زرین لگام پر بصد ناز معشوقانہ خوش
دائی اور دلربائی کے ساتھ سوار ہوئیں قلعے میں
داخل ہوئیں تو گلگون فراغ نعل کوتاہ سم آہو شکار
یک دم کور و شون اور سبزے پر کر کڑا دیا۔ ؎

سبزہ و گل سمندرانان	سبز دقدمے ببرے جانان
انت زباد گمت دوست	چہچہ عشق مغز تا پوست
رخ زبہار بوے باغش	چہچہ وصال در دماغش
داد نسیم مژدہ یار	می کرد نشاط در دلش کار
یشد بروا میدہ یا ران	میرفت سرد شوق گویان
یاد بہار ہم عنانش	او زبوے گلزار ست بانش
راند فرس چو گام رانان	دیدہ سواد شہر جانان

اپل بیل اور نور و نور اور غل غلے کی جا سے تماشائیون
کی کثرت دیکھکر اس عروس خورشید طلعت کو امید ہوتی
تھی کہ جام دل شراب آرزو سے بھرا ہوگا۔ جون جون
گلگون آتش مزاج ہوا ہوا دگرماتا تھا اور ہی تیزی پر آتا تھا
اور سپہر آرا کی آتش شوق بھی بڑھتی جاتی تھی ؎

	می گشت بہر قدم دران راہ
	امید و راز و راہ کوتاہ

جب سپہر آرا قبر کے قریب آئی اور دیکھا کہ تربت
عنبر بن جگمگا رہی ہے تو آنکھونکو نور و نور حاصل ہوا ؎

	افروخت دو دیدۂ مرادش
	افزود سواد بر سوادش

تماشائیون نے نعرے پر نعرے بلند کیے اسقدر شور و
غل مچایا کہ آسمان سر پر اٹھایا۔ سپہر آرا نے قبر کے پاس
گھوڑا روک کر کہا۔ اب کیا حکم ہوتا ہے۔ خود جاگوگے یا ہمکو بھی
یہین سلاؤگے ہم ہر طرح راضی ہین اگر طالع بیدار نے
یاری اور مددگاری کی تو جاگ اٹھوگے ورنہ ہمین بھی بخت خفتہ
کی بدولت یہین سو رہونگی اور اسطرح سوؤنگی کہ پھر عمر بھر
نہ جاگونگی۔ قسم کھاؤنگی کہ حشر تک سوتی رہونگی۔
دل ماندہ پر درد ہی طرح مانیگا۔ یا تو موت آئے یا شہزادے
کا من عالم آشوب دیکھنے ہین آئے یا جان کا چھٹکارا ہو یا
وصل شہزادہ ہو۔
جاہون فرذرا آنکھ تو کھولو۔ دیکھو مشوقۂ سفر قیامت پشت دہن
سیہن پر خنجر دہن مرقد پر ناز کرتی ہوئی آئی ہے سنبل
مشک اندوہ سے تمہاری روح کا دماغ تازہ ہو جائے تو تمہارے
اس بیوفائی کے صدقے جو بے سبب روٹھ گئے تھے تمہیں خوش

پکار اٹھا دیکھنے کا ہاتھ دل کو نشانہ بنایا۔ خدا کے لیے ذرا آنکھ کھولو۔ دیکھو کیا سماں ہے قلعہ معلی ذرا نشان ہے نہ وہ چمن زار۔ اور نہ وہ سرسبز گھر بار جا بجا ندی کی بہار ہے کہیں گل خندان۔ کہیں ترانہ ہزار ہے ؎

پھر بھرا دامن صحرا کی طرف آئی بہار
پھر ہوا جوش جنون دست گریبان ہے

اتنے مین اسمانی بی اور بڑی بیگم اور انکی صاحبزادیان اور شہزادی بیگم اور کل بیگمات آئین۔ چار و نطرف مہربان پردہ کیے ہوے تین قبر سے دور تک آدمی ہٹا دیے گئے اور تین سمت قنات گھیری گئی۔ فرش بچھا۔ شاہ صاحب بلوائے گئے اسوقت تماشائیون کے اشتیاق اور جوش اور ولولے کی انتہا نہ تھی۔ الانتظار اشد من الموت کا نقشہ تھا ہر کہ مہ دست بدعا تھا کہ بار خدایا قبر شق ہو جاوے اور شاہزادہ سلیمان منزلت سکندر مرتبت صورت دکھائے۔ شاہ صاحب تشریف لائے اور یہ اشعار آبدار باواز بلند پڑھنے لگے۔

بے ترے حکم اے الہ العالمین
ایک تا ہل نہین سکتا کہین
خاک کے پتلے کو تو گویا کرے
قطرۂ ناچیز کو دریا کرے

مار کو دم مین گلستان تو کرے
مور کو دم مین سلیمان تو کرے

یہ سب تیری ہی قدرت کا کھیل ہے۔ لم یلد ولم یولد وہ الا خبر کہ تیرے کوئی ثانی نہین۔ تیری قدرت کی ہر شے گواہ ہے ؎

سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ
تیری قدرت سے تیری صنع گواہ

ہم لوگ تیرے احکام پر نہین چلتے ہم لوگ تیری خدائی مین شک کرتے ہین مگر تو گبر و ترسا تک کو رزق پہونچاتا ہے شرمندہ گنہگار پر تقصیر ہین ع۔

روز و شب بند مصیبت مین اسیر

ہم لوگون نے تجھ کو نہین پہچانا۔ تیری حقیقت کو نہین جانا۔ ؎

مغفرت پر ہے تیری سب کو ناز
تو نہیں دل غریبان ہے

اے مرے کارساز بندہ نواز
مرہم زخم سینہ پریشان ہے

یہ کہکر شاہ صاحب گر پڑے۔ دو ایک آدمی آنکے اٹھانے کو گئے مگر مریدون نے منع کیا اور کہا خبردار انکے قریب نہ آنا اسوقت اور ہی عالم ہے ادھر اس سمت سے پیکر نے گھوڑے پر سوار ہو کر قبر منور کا طواف کیا اور باواز بلند یون زمزمہ سنج ہوئی۔ سر کعبہ یہی ہے مجھے اسوقت ہر در و دیوار اور ہر برگ و بار سے شہزادے کی صورت نمایان نظر آتی ہے۔ ع

جدھر دیکھتی ہون ادھر تو ہی تو ہے

اتنی تو دید عشق کی تاثیر دیکھیے
جس سمت دیکھیے تری تصویر دیکھیے

افوہ۔ آج ہایون فر نے عجوبہ دکھایا۔ ہاے جان سچ کہتی ہون ہزارون ہایون فر نظر آتے ہین ایک دو نہین ہزارون۔

ہر سمت ہایون فر ہی ہایون فر ہین۔ اور کتنا سہانا سماں ہے یہ رات روز روشن پر غلبہ زنان ہے ؎

نوجوانان چمن استادہ ہین جا للک دست

نغمہ زا ہین نالہ ہاے عندلیب خوش بیان

ابر ہے اٹکھیلیان پر برق ہے بیتاب جان

چہچہے ہین طائران خوشنوا کے ہر زمان

ہے کہین بلف تمہین کسی بات سے

کوئی بینا در بغل کوئی سپر پاسبان

حسرتون سے آج نوخالی کوئی دم ہو گیا

کھولدے بند نقاب روے نبی بیان

شاہ صاحب اللہ اکبر کہکر اٹھ بیٹھے اور بہت زور سے قہقہہ لگا کر فرمایا لو مبارک فتح ہے فتح ہے۔ اتنا سننا تھا کہ تھوڑی ہی دیر مین شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک تمام شہر مین مختلف خبرین مشہور ہو گئین ایک محلے مین یہ گپ اڑی کہ ادھر سپہر آرا بیگم ہاتھی پر سوار ہو کر قلعے کے پھاٹک مین آئین اُدھر بجلی زور سے کوندی اور بجلی کے ساتھ شہزادہ آسمان سے گرا اور گرتے ہی اچک کر سپہر آرا کے ہاتھی پر سوار ہو رہا۔ اس جھوٹ مین کیا سچ۔ دوسرے محلے مین یار لوگون نے یہ بٹی سپہر آرا کو شاہ صاحب نے ایک اندارے مین ڈھکیل دیا تو اندارے کا پانی اُبلا اور اُسکے ساتھ ہی طوفان آگیا قلعے کی دیوارے دو ہاتھی پانی اونچا ہو اگر مجال کہ کوئی آدمی غرق ہو سکے جب طوفان فرو ہوا تو دیکھا کہ قبر پر ہمایون فر اور سپہر آرا مین میٹھی میٹھی باتین ہو رہی ہین واہ رے سچ مچے مرتے جاتے ہین جھوٹ کو کبھی بجا نہین آتا۔ ایک محلے مین فقرہ بازون نے یہ فقرہ چست کیا۔ شاہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنا سر کاٹ ڈالا اور پھر اسی حالت مین ایک بکرے کا سر کاٹا۔ اپنے دھڑ پر بکرے کا سر رکھا اور بکرے پر اپنا سر۔ دونون مین خوب لڑائی خوب ہی گتھم گتھا ہوا۔ دونون کے سر سے ایک شے زرد رنگ کی گرتی تھی جو نہایت ہی چمکیلی تھی۔ اسطرح کی چمک کہین کیا کہون بس کچھ پوچھو گوہر شب تاب سے بھی زیادہ چمکتی تھی۔

اس سے رفتہ رفتہ ڈھیر لگ گیا۔ اور اُس ڈھیر کو ایک ہاتھی نے کھا لیا۔ (راوی) ہمارا خدا وہ ہے جس نے تو سنا کہ مچھر نے نمرود کا دماغ نکال لیا (اس جھوٹ پر خدا کی مار) بس جناب جا کر شاہ صاحب کو پکڑ کر بھونا اور کباب کر ڈالا۔ اتنے مین جو دیکھتے ہین تو شاہ صاحب کے سر پر خاص انہین کا سر تھا جب کباب پک چکے تو شاہ صاحب نے ماش پڑھ کے پھینکے اور کباب کے ٹکڑے باہم ملکر آدمی بن گئے۔

اور وہ شہزادے ہین (واہ بھئی واہ تم سب سے بڑھ گئے یہ گپ تو اڑ رہی تھی۔ اب سنیے کہ چانڈو باز ونکی جو خبر ہوئی تو اُنھون نے اپنے طرز پر مشہور کیا۔

رامو۔ اے یاران۔ ہمایون فر۔ جی اُٹھے۔ میان دُنی۔ ابے جا۔ آیا وہان سے۔ ہونہہ۔ کیا دل لگی ہے رامو۔ بدتے ہو کچھ کچھ۔ آؤ بدلو۔ آئے بن آئے۔

دُنی۔ ہم بد کے پاس نہین کھڑے ہوتے اور تو کیا بدے گا۔

رامو۔ نکل جا اے سپہر لعنت (لعنت) آؤ بدو۔

دُنی۔ اچھا آؤ ایک ایک پونڈا بدتے ہین بمبئی کا پونڈا۔

رامو۔ واہ وا دوا نکلوا دیگا۔ چلا وہان سے ایک پونڈا بدتے ایک ایک پھانڈی بدو تو بات ہے۔

فقیرے۔ (پونڈا پھینکتے ہوے) اے میان اور کچھ بھی سنا بھی۔ شہزادے صاحب جی اُٹھے۔ قسم خدا کی۔

شہر بھر مین ہڑبڑ ہے اور لوگ دیکھ آئے ہین۔

رامو۔ ہم کہتے تھے تو کسی کو یقین ہی نہین آتا تھا۔ اب تو یقین آیا۔ کہتے ہین کہ ہم شہر خبرے ہین۔

نورا۔ (ٹھک لے کے) اجی خدا خدا کرو۔ کہین جی نہ اُٹھے ہون کیا دل لگی ہے سر سر بھر کھٹیان بدتے ہین

[illegible] کہ ہمارے [illegible] کل جائے اسکی
[illegible] نہیں مگر کہان کے کنوین کی مکھیان ہون۔
[illegible] بلاسے سیر بھر مکھیان ہی یاردن کے کھانے
[illegible] مگر یہ
[illegible] نہیں تو اسکو کوئی کیا کرے۔ ے بھلا وہم کی
دوا لقمان کے پاس نہین۔

رامو۔ شیخ جی کون باپ تمھارے آخر معلوم تو ہو۔

نورا۔ ابھی وہ مسجد مین پھونک ڈالتے ہین۔ وہ جو
تانے بانے ہین یا نہین۔ بوڑھے سے آدمی۔ وہ خود دیکھنے
آئے ہین کہتے ہین سہراب کو شاہ صاحب نے چاندو بلایا
پہلے ہی چھینٹے مین گر پڑی پھر انیم کھلائی پھر بلائی ہوش
ہو گئی پھر کچھ پڑھا اسکے بعد قبر پہ چاندو رکھ دیا۔ بس
چاندو کا رکھنا تھا کہ قبر شق ہو گئی۔ اور شاہزادہ ہمایون
فربہادر کفن پوش قبر سے نکلے۔

یہ تو سب کپ تھی حقیقت حال یہ ہے کہ جب خاتون
ماہ لقا سہراب بیگم گلگون فراخ نقل پر سوار ہو کر مرقد منور کے
ارد گرد اٹھلاتی تھین سامنے ایک روشنی نمودار ہوئی
اسطرح کا غدر سب کی نظر جھپک گئی بھیڑ چھنٹ گئی
تماشائی دور دیہ کھڑے ہوے راستہ چھوڑ دیا دیکھا کہ
ایک پیش قیمت اور صبا رفتار فیض شکار رشید یزعربی
اٹھکیلیان کرتا چلا آتا ہے نعرۂ خوشی بلند ہوا اور گلگون
سبک خیز قریب آیا تو لوگون نے شہزادہ کا غل مچایا تمام
تعلقہ معلی کے رنج اٹھا کسی نے کہا ہمارے ملک
کا شہزادہ وہ جاتا ہے کوئی بولا احسنت مرحبا سہراب آرا بیگم
[illegible] ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا دلہن کو بلاؤ۔ ادھر سہراب آرا
ادھر ہمایون فر گھوڑے سے اترے اور جوش مستی مین
دونون بیحجاب گلے ملے۔

اسوقت ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ جوڑی سدا برقرار رہے خدا
یہ چاند سورج کی جوڑی اسوقت تک قائم رہے جبتک شمس و قمر
جلوہ گر ہین جب لوگون نے شہزادہ کو اپنی آنکھون سے دیکھا تو
سخت استعجاب ہوا شاہ صاحب کی بڑی شہرت ہوئی لوگون نے
حکم دیا تھا کہ دو گھنٹے کامل تک شاہزادہ اور سہراب آرا باہم ہمکلام
ہون۔ تیسرا آدمی اُنسے نہ ملنے پائے۔ چنانچہ قلعہ معلی کی ایک
عمارت مین جو پہلے ہی سے آراستہ کر دیگئی تھی دونون عاشق و معشوق
بیٹھے۔ دو خواصین بہت کیلیے ہمراہ تھین آپس کی گفتگو سننے کے قابل ہے

سہراب۔ واہ بندہ پرور واہ ع

جلیے بس جو بے لفت آزمائی آپ کی	

اچھی عنایت کی تھی۔

شہزادہ۔ معقول۔ الٹی آپ شاکی ہون خدا جانے
کس کس سے شادی کا وعدہ کیا تھا آپ نے خمیازہ
اسکا ہمکو اٹھانا پڑا ہے۔

سہراب۔ اللہ نے تمھاری صورت دکھائی۔ ہم تو یہی سمجھے تھے
کہ کوئی دم مین خود بھی چل بسینگے۔ مگر زندگی تھی بچ گئے۔

شہزادہ۔ خدا کو اچھا ہی کرنا منظور تھا۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	

وہ وقت یاد ہے جب ہاتھی پر سوار ہو کر باغ کے پاس
گیا تھا اور تم مجھے دیکھکر بیقدر غمزہ ادائین اور لجائی تھین
کہ جسے اوسان خطا ہو گئے گورے گورے گالون
کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔

سپہر۔ ایک بات ہو تو بیان کرون یہان عشق کے جگر گوشے
برسون نصیل نہین ہوتے مگر خدا کا شکر ہے کہ ہم پانون نکلا

خدایا زہانے کہ بخشیدۂ
دمادم بجنبش گرایندہ ہے
فروماندگانم کہ نیروے دید
بہر پردہ دساز کس چرنوایست

بہنیروے جانے کہ بخشیدۂ
زساز تو حرفے سرایندہ ہے
خود اورا زمن حیرتے رودیہ
شنا سندۂ راز کس چرنوایست

سپہر آرا فرط طرب سے رونے لگی ہمایون فر نے آنسو پونچھے
اور بٹھایا گلے لگایا۔ پانی منگوایا۔ منہ دھویا۔

شہزادہ۔ اب آج تو رونے سے سروکار نہین ہے آج تو
خوشی کا دن ہے۔ عید سے زیادہ سعید یہ روز ہے

غنچۂ مشکین نفس دلالہ بخوش خوشبوے
بادر اراہ بخلوتکدۂ غنچہ چراست
سبزہ را نامیہ انداختہ باوے در سر
گریہ ہر خندہ شادی ست دلی ہر بہار

انجمن مجمرہ و غالیہ دانی دارد
گرنہ باشاہ گل راز نہانی دارد
برخود از ہمسری سرو گمانی دارد
نیز چون من مژۂ اشک فشانی دارد

سپہر آرا بیگم نے شہزادۂ مجسمہ مرتبت کے گلے مین پیار سے
ہاتھ ڈالکر کہا تمھین خدا کا واسطہ سچ سچ بتادو یہ کیا امر ہے
اور تو اور باجی جان کو سخت تعجب ہوگا اور
سچ کہون کل تک بلکہ آج شام تک میرا دل بھی نہین قبول کرتا تھا
کہ ایسا ہوگا اور کیونکر قبول کرتا۔ کوئی بات بھی ہے۔ آج تک
ایسا کبھی ہوا تھا کبھی نہین۔ دیکھا نہ سنا۔ مگر جتنا خدا نے
رُلایا تھا۔ اُس سے زیادہ ہنسایا بھی۔ اُسکی کریمی کے
قربان بڑا مسبب الاسباب ہے۔

شہزادہ۔ ابھی اِس ہنسی کا کیا بھروسا ہے ایسا نہو پھر رُلائے
سپہر۔ (سہم کر) ہے ہے۔ ہراے خدا کبھی ایسا کہ زبان سے نہ نکالو
اماجان تو ذری ذری سی بات مین تک کرتی تھین مین

اب اتنے ہی زیادہ کلی ہوگئی تھا ہی کہتی ہین کہ
مزین خال بہ کا دورہ حال بہ

شہزادہ (مسکراکر) جان جان خدا کرے ہی کہ خطا
جو بحث ہم مین تم مین اب ہوگی وہ پہلے نہوگی۔ کہو تم پھر
ہزار جان سے عاشق ہو اور مین تیپر مرتا ہون مگر اب تو
جان گنوا کے تمکو پایا اور تمھاری آس بالکل ٹوٹ گئی تھی
تمھارے نزدیک اس پیر و شاہ جی نے مردہ زندہ کردیا
خدا نے چاہا تو ہم اور تم اسطرح زندگی بسر کرین گے کہ آجتک
کسی میان بیوی کو ابتداے آفرینش سے نصیب نہوا ہوگا
سپہر۔ ہمارا کہنا مانو تو باغ مین چل کے رہین۔

شہزادہ۔ (مسکراکر) ہمارا کہا مانو تو ایک ہی کہو۔
سپہر۔ اللہ جانتا ہے مین تمھاری مرضی کے خلاف کوئی کام
نہین کرنا چاہتی ہون۔ جو کہو وہ دل و جان سے منظور
شہزادہ۔ سنو تو۔ یہ باتین تو کل تک کیا معنی برسون ہی ختم
ہونگی اور شاہ صاحب نے کچھ سمجھ ہی کر تمکو یہان قلعے
مین بھیجا ہے۔

سپہر۔ (شرماکر) اب بہت باتین نہ بناؤ بس۔
شہزادہ معقول باتین بنانے کی ایک ہی کہی۔ قصہ
خدا کی۔
شاہ صاحب بڑا مان جائینگے۔ تو پھر لینے کے دینے پڑینگے
اچھا دریافت کرلو۔
سپہر آرا۔ (جاکر) کیون بے شرم کرتے ہو۔
شہزادہ۔ ایک گنوارو کی بھدی نقل ہے کہ من جائے
موڑیا جائے۔
سپہر۔ چلیے۔ خیر ایسا ہی سہی یہ خصوصی باتین مجلس

شہزادہ۔ اچھا تم کسی چپڑاسی خدمت کو بھیجکر شاہ صاحب سے دریافت کرو اور دیکھو کیا کہتے ہین ہم سے زیادہ کوئی واقف نہوگا۔

سپہر۔ اچھا ہما استانی جی سے کیا بھیجتے ہین۔

سپہر آرا بیگم نے ایک مہری کو بلایا کہ استانی جی سے جاکے کہدو کہ شہزادہ بہادر نے سلام کہا ہے اور دریافت کیا ہے کہ ہمکو سب سے الگ تھلگ یہان بھیجدیا ہے اور ہمکو بھیجا تو فلمن کو کیون ساتھ بھیجا۔ مہری ہنستی ہوئی استانی جی کے پاس گئی مگر کہتے ہوے جھجکی۔ مغلانی سے کہا اسوقت شہزادے نے باتون باتون مین کہا کہ ہمکو تمکو جو شاہ صاحب نے یہان تنہا بھیجا ہے تو خالی خولی جوتون ہی کے لیے نہین بھیجا ہے سپہر آرا شرمائین جب شہزادہ نے اصرار کیا تو اُنھون نے کہا ہم اُٹھکے چلے جائین (حاشیہ پر) آخر شش دولھا نے مجھے بلایا کہا) استانی جی سے جاکر کہو کہ شاہ صاحب سے دریافت کرین مغلانی نے استانی جی سے صاف کہدیا استانی جی نے شاہ صاحب کو پرچہ پاس بلایا اور یون ہمکلام ہوئین۔

استانی۔ شہزادے ایک بات دریافت کرتے ہین وہ کہتے ہین۔ آگ اور پھوس کا ساتھ کیا اسکو ضرور سمجھین۔

شاہ صاحب نے کہدو کہ شاہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

نشین تا خوش از گردش ایام کہ صبر	گرچہ تلخست ولیکن بر شیرین دارد

یہ تو آج کل کے لیے ہے اور پرسون اور بات ہے۔ ؎

غنچہ بجوے برا چاک گریبان بازکرد	گریہ سبز خود نازد صبا نیز بدین

اسوقت باہم پیار اور محبت کی باتین کرین یہ گلوری بنائین اُنکو کھلائین وہ بڑے لگائین یہ کھائین تھوڑی دیر مین عزا کو سلام و عرایت کرنا ہوگا۔ آج تمام رات سونے نہائینگے شہزادہ فرخ بخت تمام عمر شادمانی اور کامرانی کیساتھ زندگی بسر کریگا۔ جاہ و جلال عظمت و اقبال کی روز بروز ترقی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ

نہی با تو تش فرخندہ آثار جہانگیری	خجستہ دولتش آمادہ اسباب جہانبانی
گرانی ہمتش طالع اقبال جمشیدی	جہانبان سندش رایہ اورنگ سلطانی
ہمش باطل کن ناگون سوانش در حوادثہا	ہمش با خویش دارد نگارنگ تازش در خداوندی
طرب در بزم عشرت پرورد حوران بزقاصی	کرم بر خوان فیضش خوانده مہمانرا بمہمانی

استانی۔ حضور اگر تکلیف نہو تو ایک پرچے پر آپ اپنے ہاتھ سے خود جواب لکھدین۔ بس اُنکی تشفی ہو جائیگی۔

شاہ۔ اچھا ایک فقرہ لکھو لگا دہ خود سمجھ جائینگے۔

استانی۔ مگر ایسا جامع ہو کہ دم نہ مار سکین۔

شاہ صاحب نے ایک کاغذ پر یہ فقرہ لکھدیا (التعجیل من الشیطان والتاخیر من الرحمٰن) سنا نہین ع

کہ تعجیل کار شیاطین بود

استانی جی نے مہری کو یہ پرچہ دیا وہ شہزادہ کے پاس گئی شہزادہ نے یہ فقرا پڑھا تو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

سپہر آرا نے دیکھا تو مارے ہنسی کے اُچھل پڑین۔

سپہر۔ اچھا جواب دیا ہین خوش میرا خدا خوش۔

شہزادہ۔ دلمین تو کہتی ہونگی کہ شاہ جی نے کیا غضب کیا مگر ظاہر مین خوشی دکھاتی ہین۔ دنیا مین کسقدر زمانہ سازی ہے کہ الامان۔

سپہر۔ واہ۔ یہ زمانہ سازی اور دغابازی مردون کیلئے مبارک رہے ہم اسکے قریب نہین پھٹکتے۔ زمانہ سازی۔

شہزادہ۔ بھلا قسم تو کھاؤ کہ شاہ صاحب کے جواب سے تم خوش ہوئین کھاؤ قسم دل مین کچھ زبان مین کچھ۔ ہونہہ۔

سپہر۔ یہ کیون یہ کیون۔ آخر کیا کچھ کسیکی چوری ہے۔

شہزادہ - بجا نہین ہے اجازت مانگ کر دو -

سپہر - مین یہ باتین کیا جانون تھا کبھی ایسی دلی تمنا بھی بر آنیکی صحبت ہی نہین رہی جو اسطرح کی باتین سکھائین مگر ہان سنا ہے کہ خورشید تھا مگر ان باتون سے بہت بعد تھین اور مین تو ابھی کل تک یہ بھی نہین جانتی تھی کہ چوٹی کیونکر گوندھی جاتی ہے ؎

کبھی چوٹی کی خبر تھی نہ تھا کنگھی کا خیال
بارہا آپکے ہی رہتے تھے مرے سر کے بال
خوف آتا تھا کہین آنسے جانے سے مجھے
فکر تھا یاد خبر تھی نہ بہانے سے مجھے

شہزادہ - بجا - مگر مین نے جب دیکھا بیان ہی جی ہوئی نہ تھین - جب نظر پڑی بناؤ چناؤ کے ساتھ اور سنتا تھا کہ حضور ہر دم چوٹی گنگھی سے لیس رہتی تھین - یہ آج آپکی زبانی معلوم ہوا کہ پوری حیران ہین -

سپہر - پوری حیران آپکے بان ہوتی ہونگی -

شہزادہ - یا الٰہی - آخر کچھ کہون بھی یا نہ کہون -

سپہر - مسکراکر ارے ست یا تو کچھ کہیے ہی نہین اور اگر کچھ کہیے تو فرض ہے کہ گالیان ہی دیجیے - صلواتین ہی سنائیے خیر بندہ نواز - اختیار ہے -

شہزادہ - آن - سپہر آرا تمہین امید تھی کہ مجھکو اس حالت مین دیکھو گی اور مجھ سے تم سے مذاق ہوگا اور ہم تم زانو بزانو بیٹھے ہونگے مگر خدا کی شان ہے ؎

صدقے اس بندہ نواز کیکے ترے مین جاؤن
باپ ماں ہوتے ہین کب ایسے خفیف و شفیق

سپہر - اللہ جانتا ہے مجھین تو تین وقت ہو گیا تھا کہ

اب مشرق تمہارے ہی صورت دیکھنے کو تھی - مگر خدا کی قدرت کل تک مجھ مین یہ کہنے کا بھی دم تمام تک باقی نہین آتا تھا کہ تمکو زندہ دیکھون گی -

دو گھنٹے کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ اب مرزا جہان گیر اور سپہر آرا یہان آئین اور سب کے پاس بیٹھکر باتین کرین - استانی جی نے کہا مین اسکا مطلب نہین سمجھی - ہمایون فر اور سپہر آرا یہان آئین یہان کے کیا معنی اور سب کے پاس بیٹھکر باتین کون کرے یہ سب باتین آپ صاف صاف بیان کر دین تو آپکے حکم کی تعمیل کیجاوے -

شاہ - دولھا اور دلہن اس مقام پر آن بیٹھین جہان انکے ماں باپ بہن اعزہ اقربا سب بیٹھے ہین اب آپ سمجھین !

پھر مین نے یہ کہا تھا کہ ہمایون فر اور سپہر آرا اسکے پاس بیٹھکر باتین کرین وہ سب کون ہین -

ان دونون کے اعزہ اب بھی اگر نہ سمجھو تو مجبوری ہے - مگر ایک گھنٹے کے عرصے مین اس حکم کی تعمیل کیجائے -

استانی - ایک گھنٹہ ! ابھی ابھی - دس منٹ مین -

شاہ - جو حکم دین فوراً بجالاؤ - ورنہ اچھا نہین ہے -

بڑی - شاہ جی یہ باتین نہ فرمائیے - ہمایون اور سپہر آرا ابھی حاضر ہوتی ہین - آپ کے فرمانے کی دیر تھی -

بڑی بیگم ایک تو یون ہی ضعیف الاعتقاد تھین - ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ تمام عمر سانحے ہی سانحے دیکھے اور ان سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ اس بوڑھی وقت مین داماد گیا اور کمسن لڑکی بیوہ ہو گئی گو کہ ابھی نہین ہوا تھا مگر بڑی بیگم لڑکی کو بیوہ سمجھتی تھین شاہ صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ ورنہ اچھا نہین ہے بس بڑی بیگم

کانپ اُٹھین شاہ صاحب کی کمال خوشامد کی اور قدموں پر سر رکھا ہاتھ جوڑے اور رو رو کر کہا شاہ صاحب احسان کر کے مٹانا اچھا نہین - جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن - لونڈی کو خدا عذر نہین ہے - بہار النسا نے بھی انکی راے سے اتفاق کیا مگر ہمایون فر کی والدہ اور اُنکی بہنین اس قسم کی باتین ظاہر نہین کرتی تھین اور اُستانی جی کی باتون سے اسطرح کا کوئی امر ظاہر ہوتا تھا حسن آرا بیگم کا عجب حال تھا خورشید لقا بیگم نے حسن آرا کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا بہن ذری دو دو باتین کرلین اسوقت ہم تم دونون ایک حالت مین ہین جیسی تم ویسی مین ہون تم دُلھن کی بہن مین دولھا کی بہن مگر ایک بات دیکھتی ہون کہو کہون کہو کہون

حسن - بہن اسوقت دماغ آسمان کے اوپر ہے اور کہون خود بات ہی ایسی ہوئی مگر سچ کہون انتہاے حیرت ہے -

خورشید لقا - ہان - بس یہی مین کہنا چاہتی تھی ایک بات سچ سچ کہنا - مگر تم قسم کھاؤ کہ سچ سچ اور صاف صاف

حسن - سنو بہن - مین تو قسم وسم کو نہین مانتی مگر ان مین اپنے ایمان سے کہتی ہون کہ مین سچ سچ اور صاف صاف کہدونگی -

خورشید - بس مین یہی چاہتی تھی - اب یہ بتاؤ کہ تمھین کچھ تعجب ہوا یا نہین - یہان اسوقت تم ہو یا مین ہون میرا بھائی ہے حقیقی بھائی اور تمھارا بہنوئی - تمھارا حقیقی بہن کا دولھا - نہ مین کوئی لفظ اُسکے خلاف کہونگی نہ تم کہوگی - بس - بھلا آج تک تم نے یہ بھی سنا تھا کہ مردہ جی اُٹھے

حسن - ہے ہے - مجھسے کہتی ہو - مردہ جی اُٹھے تو اور بات ہے کون مردہ جسکی قبر بن گئی ہو اور جسکو مرے ہوے

ہفتے گذر گئے ہون مین کیا کہون بہن بعض بات کہنے کے قابل نہین ہوتی ہے - بس گونگے کا معاملہ ہے - تم بتاؤ کہ تمنے اپنے بھائی کو دیکھا یا نہین مین نے تو ہمایون فر کو ابھی نہین دیکھا مین نہین کہہ سکتی کہ وہی ہمایون فر ہے یا کوئی اور ہے دیکھو مین نے صاف صاف بیان کردیا جیسی کہ ہمایون فر کی تمھین محبت ہے ویسی ہی مجھے بھی محبت ہے کہ نہین مگر تم اپنی آنکھون سے دیکھ لو تب ہمین یقین آئے -

خورشید - بہن مین سچ کہتی ہون مین نے بھائی کو بچپن دیکھا میرا وہی بھائی ہے - وہی ہمایون فر - وہی - وہی مگر تعجب سے بھی درجہ بڑھ گیا - سوچو تو ماجرا کیا ہے -

حسن - کیا کہون کچھ سمجھ مین نہین آتا یا اللہ کیا بات ہے

خورشید - بس ہمین پر ہماری عقل بھی کام نہین کرتی -

حسن - تم اچھی طرح کہہ سکتی ہو کہ ہمایون فر ہی ہین -

خورشید - اب مین کیونکر کہون - اور کیا کہون مجھے ہمایون فر ہی کی قسم ہے یہ میرا بھائی ہے اور دوسرا کوئی نہین ہے

حسن - کوئی بات تمنے دیکھی جس سے یہ کہتی ہو -

خورشید - ایک بات - ہزارون باتین دیکھین

حسن - بس ہمین اب تسلی ہوئی - گو مین نے ہمایون فر سے خود باتین کین مگر پھر بھی یقین نہین آتا ہے کہ وہی ہین -

خورشید لقا بیگم نے کہا بہن تم ہم سے کچھ نہ کہلواؤ - اسمین ایک بھید ہے - جسطرح فراموش کے لوگ کسی کو اپنا راز نہین بتاتے اسیطرح ہم بھی نہ بتائینگے - تو اب مرزا فراموش ہوگئے - لاکھ قسمین دین نہ بتایا نہ بتایا مگر اتنا کہے دیتی ہون کہ یہ ہمایون فر ہی ہین -

اب سنیئے کہ دور دور تک شہر مین اس خبر کی شہرت ہوئی اور شہر بھر مین چرچے ہون مین معلوم ہو گیا کہ فقیر کامل کی دعا سے خیر سے مرزا ہایون فرہاد زندہ ہو گئے سب انگشت حیرت بدندان تھے کہ یا باری تعالے یہ کیا اسرار ہے علماے اجل و فضلاے اکمل میدان فکر مین عقل کے گھوڑے دوڑاتے تھے مگر ذرا بھی سمجھ مین نہین آتا تھا کند و ہم کنگرۂ قصر عزا کی تک نہین پہونچتی تھی ۔ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

شان خدا کہکر سب خاموش ہو رہتے تھے ۔ عوام کو اتنا سے زیادہ حیرت تھی کہ یا خدا مردہ اتنے دن کے بعد کیونکر زندہ ہو گیا اکثر آدمیونکو یقین نہین آتا تھا کہ یہ خبر صحیح ہی ہے ہر آدمی بمجرد استماع خبر حیرت اثر قلعہ چلے گئے کہ مرزا ہایون فر بہادر کو اپنی آنکھون سے دیکھین اکثر ایسے بھی تھے جنھون نے یہ خبر سنکر قہقہہ لگایا اور کہا کہ کیا بھیڑیا انسان خلقت ہے جسنے جو کچھ کہدیا فوراً یقین آگیا ۔ اس خوش اعتقادی کے صدقے ۔ ع ۔

برین فہم و دانش بباید گریست

سست اعتقاد تو شاہ صاحب کا ایمان لائے تھے اچھے اچھے تربیت یافتہ اور صائب کہتے تھے کہ آج ہماری برسون کی ہٹ مٹ گئی اللہ اللہ اسقدر عرصے تک مرزا ہایون فر بہادر قبر مین رہین اور پھر زندہ موجود ڈاکٹرون اور طبیبون نے بعد امتحان کہدیا کہ جان مطلق باقی نہین ہے قبر مین دبا دیے گئے قبر بنی گئی اسپر مقبرہ ۔ بنا ۔ اور وہ اسپ سرخ رنگ پر سوار سامنے سے آن موجود ہوئے شان پروردگار ۔ شان پروردگار

اب سنیئے کہ روح افزا اور بہار النسا اور جہان آرا وغیرہ انتہا سے زیادہ خوش تھین مگر من آرا اگلی دانت کے لئے دہائے ہوے سکتے کے عالم مین کہ یا اللہ مین کیا دیکھ رہی ہون ۔ کیا سچ مچ یہ ہایون فر ہی ہین بڑی بیگم بار بار سجدے کرتی تھین ۔ پیچیدہ متین جامے مین پھولے نہین سماتی تھین مگر استعجاب سبکو تھا کہ یہ کیا برا عجبی ہے حیرت نہین تھی تو آستانی جی کو بادولھا کی طرف کی دو چار مخدرات کو شہزادی بیگم ہایون فر کی مادر مہربان کے چہرہ سے ذرا بھی حیرت نہین برستی تھی ۔ قس علی ہذا انکی بہن خورشید بیگم اور مہ لقا بیگم کے بشرے سے بھی استعجاب نہین ظاہر ہوتا تھا آپسمین انواع و اقسام کی باتین کرتی تھین ۔

خورشید ۔ (واہ) ہایون فر نے کتنے بار دھوکا دیا ۔

مہ لقا ۔ ہے ہے ۔ جب دشمنون کے ڈوبنے کی خبر آئی تھی (کانپ کر) یا اللہ وہ دن دشمن بلکہ ساتوین دشمن کو بھی نہ دکھاوے

مہری ۔ حضور غضب کا سناٹا تھا اس روز ہے ہے بڑی ۔ بیوی ۔ از برائے خدا اسوقت ایسی منحوس زبان سے نہ نکالو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا ۔ اب گذشتہ را صلوۃ ۔

حسن ۔ اماجان ۔ کیا ہایون فر ہی ہین ۔ ذری غور سے دیکھو بڑی ۔ اے لو اور سنو ۔ ابھی انکو اسمین شک ہے ۔ واہ لڑکی واہ ۔ بٹیا فقیر کا گھر بڑا ہے ۔ ابھی کل تو تم پیدا ہوئین اور آج بڑونکی باتونمین دخل دیکر معقولات دینے لگین ۔ یہ بھی کوئی بات ہے تمھارے آگے تو کوئی مرتبھی بھوڑ ڈالتا تو تم یہی بکے جاتین کہ ایسا نہین ہو سکتا اف آج جان مین جان آئی اب اللہ سے دعا ہے کہ مین بھی ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ لون ہمیں

کی زندگی ہے ایسے ایسے صدمے سہے کہ کمر ٹوٹ گئی۔ یا اللہ اب مجھے بلالے بس زندگی سے سیر ہو گئی ہون۔

عباسی۔ اے حضور ایسی بات نفرمایئے۔ جن آرا بیگم لاد پہر آرا بیگم کے تو لڑکے کھلایئے۔ حضور کا سایہ جب تک دونون پر قائم رہے اور حضور انکے پوتے پوتے دیکھین۔

پیشخدمتین (آ ین آین) کہتی جاتی تھین خورشید آرا بیگم بولین بہن (جن آرا کی طرف مخاطب ہوکر) اللہ نے جیسی مصیبت ہم پر ڈالی تھی آج تک کسی پر ویسی مصیبت نہین پڑی ہوگی اور جیسا کرم ہم پر کیا ایسا کرم بھی آج تک کسی پر نہین کیا ہوگا۔ اسکی کریمی کے صدقے بڑا کریم ہے جب دیتا ہے تو یو ہین دیتا ہے کسکو امید تھی کہ یہ دن دیکھینگے توبہ توبہ۔ مگر اسکی شان صدقے اپنے پاک پروردگار کے اسوقت جی چاہتا ہے کہ اسی جگہ پر شہر بھر کی ڈومنیان جمع ہون اور رات بھر ناچ دیکھین آج رت جگا کرین

مغلانی۔ کیا اسمین بھی کچھ کلام ہے حضور زاہا یون فرازیر زندگی پائین اور ہم رت جگا نہ کرین آج تو گھر گھر رت جگا ہوگا

بھری۔ اسمین کیا شک ہے۔ سارے شہر نے سوگ لیا تھا

بڑی۔ پھر وہی باتین شروع کین۔ مین کیونکر انکو سمجھاؤن کسی کا کہنا کوئی مانتا ہی نہین یہ عجب ان لوگونکی خاصیت ہے لاکھ سمجھاؤن سمجھتے ہی نہین۔ ع

مزن فال بد کاورد حال بد

ادھر باتین ہوتی تھین ادھر شاہ صاحب کے ارد گرد ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع تھے ہزارہا آدمیون کا ہجوم کوئی قد مونبر ٹوپی دکھتا تھا کوئی پاؤن چومتا تھا۔ کوئی دور سے دعائین دیتا تھا اور شاہ صاحب بڑے غرور کے ساتھ آواز بناکر یہ اشعار ادا کرتے تھے۔ ؎

اے خداوند کار ساز کریم	ملک و صانع و قدیم و حکیم
خیمہ بر پا کن سپہر بلند	آسمان ساز اور زمین بچھوند
نقش پرداز کارگاہ جہان	کاتب نسخۂ زمین و زمان
تو نے بر پا کئے ہین یہ افلاک	خاک کو تو نے دی ہے صورت پاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر	نخل مین شاخ شاخ مین ہے ثمر

ایک۔ سب حضور ہی کی دعا کی برکت ہے۔ شاہ صاحب

دوسرا۔ سچ۔ اسمین کسی کو شک ہے (رین چہ شک ست)

تیسرا۔ حضور نے ریاض بھی بڑا کیا ہے۔ برسون نیم کی پتیان کھا کھا کر بسر کی ہے پتیان ابالین اور نمک ملا کر کھالین۔

چوتھا۔ اے سبحان اللہ۔ بہت مشکل ہے۔ بہت مشکل ہے جب ایسے ہین تب ایسے ہین۔ یون مرنے کو تو کون نہ مرگیا کوئی بچ بھی جائیگا اسے توبہ کیا مجال۔ ایک دن سب مرین گے۔ ؎

کیا ہوا اسکندر صاحبقران	کیا ہوا جمشید دارا جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال	کیا ہوا وہ کر و فر وہ جاہ و مال

کیا ہوے یوسف عزیز دو جہان
کیا ہوے یعقوب پیر ناتوان

دنیا ایک دن چھوڑنی ہوگی یہ سب جانتے ہین مگر ہم لوگون کو ہمایون فر کے مرنے سے جو رنج ہوا تھا اسکا حال ناگفتہ بہ کیف انجام اچھا ہوا شب کو قلعہ معلی مین اس درجہ چہل پہل تھی کہ اچھے اچھے میلون مین نہین ہوتی ہے تمام دنیا کی نعمت موجود تھی۔ ہر قسم کی دکانین سجی بجائی ہر طرف تماشائی۔ زن و مرد بشاش کہ آج خدا نے دن دکھایا دولھا کو دلھن سے ملایا خوشی کے شادیانے بجتے تھے

چوک مین دُکاندار بٹھے دُکانین بجتے تھے مرزا ہایون فر سے شہر بھر خوش تھا کہ کل رعایا بادشاہ سمجھتی تھی انکی سخاوت انکی فیاضی انکی رحمدلی کا نقش سب کے لوح دل پر نقش تھا کہ گھر گھر جگا پھیلے کو مرزا ہمایون فرہاد رسپہر آرا کو ساتھ لیکر فٹن پر سوار ہوے اور اپنے گھر گئے۔ خورشید لقا بیگم اور مہ لقا بیگم اور شہزادی بیگم دونون نے بلائین لین شاہ صاحب کے حکم کے بموجب اس شب کو سپہر آرا اور ہایون فر الگ تھلگ رہے۔ صبح کو نکاح ہوا۔ شاہ صاحب نے کہدیا تھا کہ خبردار خبردار شرعی رسوم کے علاوہ اور کوئی رسم نہ کیجاے لہذا اُنکے حکم کی تعمیل کی گئی صبحکو چپ چپاتے نکاح ہوگیا۔ نکاح کے وقت حسن آرا اور بہار النسا اور روح افزا نے کئی بار دولھا کو چھیڑا اور ہایون فر بھی دل لگی سے باز نہین آئے نکاح کے بعد حسن آرا اور شہزادے سے میٹھی میٹھی باتین ہوا کین۔

شہزادہ۔ بعدمدت آج آرزو برآئی بہون کو مٹھے پڑھوپ کھائی مصیبت اُٹھائی تب جاکے آج شاہد تمنا سے ہم آغوش ہوا۔ ابتدا تو وہی تھی جب مین عاشق النسا بن کر آیا تھا۔ وہ دن بھی تمام عمر یاد رہیگا۔

حسن۔ جسوقت مہری تمھاری تصویر لائی ہنسے دانت کے تلے اُنگلی دبائی پاؤن کے تلے سے مٹی نکل گئی سپہر آرا بہت گھبرائین اور کہا باجی یہ تو بڑی بیڈھب ہوئی اب کیا کرین۔

شہزادہ۔ میری خوش نصیبی تھی کہ آنے تو خیر مگر شکر ہے کہ آپ سے بھی مل چکا ہون۔ اس سے بڑھکر خوش قسمتی کیا ہوگی کہ ایسی خوبصورت شریف زادی کو بن بیاہے گلے لگاؤن۔

حسن۔ (گردن نیچی کرکے) کیا ہوا۔ چھوٹے ہوکہ نہین۔

شہزادہ۔ اچھا اگر یہ ہے تو اب پھر ایکبار سہی۔

حسن۔ (شرماکر) اب یہ کافی ہین۔

اس فقرے پر روح افزا نے ہنس کر کہا۔ واہ ابھی باتین ہو رہی ہین سالی بنوئی تو مین دیکھتی ہون بہت بے تکلف ہین۔ سپہر آرا اسوقت کیسی گردن جھکائے بیٹھی ہوئی ہین گویا کچھ جانتی ہی نہین ایسی سیدھی بنی جاتی ہین۔

شہزادہ۔ انکو اسوقت بولنے کا منصب نہین ہے۔ ہم تو ان سے (حسن آرا کی طرف مخاطب ہوکر) باتین کرتے ہین ہان حضور تو آپ نے کیا فرمایا چھوٹا بنوئی جو سالی سے گلے ملے تو ہرج نہین ہے۔ پھر بسم اللہ تب تک تو سالی بنوئی کا کوئی ذکر ہی نتھا۔ اب ہم آپ کے خرد ہین اور سالی تو آدمی جورو ہوتی ہے۔

حسن۔ وہ کوئی اور ہوتی ہونگی تو کوئی ایسی جورو ڈھونڈھی ہوتی جسکی نہین شوخ اور چربانک اور بیباک ہون۔

شہزادہ۔ حضور کی شوخی کیا کم ہے۔ ہم تو آپکو بھی شوخ طبع سمجھتے ہین۔ رگ رگ مین شوخی بھری ہے۔

ے

خوبرو جتنے ہین دل لیتی ہے سب کی شوخی ہو مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی

حسن۔ خیر میری رگ رگ مین شوخی ہو یا نہو مگر تمھاری رگ رگ مین شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہے ایک دفعہ کیا دیکھتی ہون کہ پتنگ آکے مہتابی پر گرا۔ پڑھتی ہون تو ایک شعر ے۔

انصافستان صادقت اے دلستان نسم
اول کسیکہ بر تو فدا شد ز جان نسم

سمجھ گئی کہ ہونہار پوس کا نیطان ہوگا۔

شہزادہ۔ اب مجھ سے بھی گستاخی ہوگی۔ دیکھیے مین نے عرض کردیا۔ اب مانیے یا نہ مانیے۔ آپکو اختیار ہے۔ مگر پھر شکایت نہ کیجیے گا۔ ہان۔ ہایون فرنے حسن آرا سے کہا۔ قسم خدا کی میری جان جاتی تھی جسطرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اسطرح کوٹھا مجھے کھینچتا تھا۔ جب دیکھو کوٹھے ہی پر۔ دھوپ مین کوٹھے پر۔ گرمی مین کوٹھے پر سردی مین کوٹھے پر۔ مینھ برسے تو بھی کوٹھے سے جانے کو جی نہ چاہے شب کو خبنم ہی مین سو رہے مگر مہتابی کا سا منھ چھوڑا اور جو کسیدن قسمت نے یاوری کی اور تم دونون پر یونہین سے کوئی نظر آئی تو گویا کرورون روپیہ مل گیا۔ ایک دن سپہر آرا ہمارے رجھانے کے لیے اس بناؤ چناؤ کے ساتھ مہتابی پر آئین کہ جان نکل گئی جی چاہا اڑکے پہونچون مگر سٹپٹا کے رہ گیا اور حضور کی بھی ہپر نظر پڑتی تھی چاہے اب نہ کہیے۔

حسن۔ اہ اونہہ! ایسے ہی تو آپ بڑے حسین ہین۔ چشم بد دور۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ ذری آئینے مین صورت تو دیکھون واہ کیا قطع شریف ہے۔

شہزادہ۔ اگر بڑے ہین تو بہن کیون بیاہی آپ نے

حسن۔ تمھاری خوش نصیبی تم اور ایسی چاند سی بیوی پاؤ اور دیکھنا خدمت نکرو تو سہی۔ تمھاری تو قسمت کھلگئی۔ آپ اور باتین بنایئن شان خدا۔

روح۔ ہان سپہر آرا کے تو تلوؤنکو نہین پہونچتے۔

حسن۔ اس مین کیا شک ہے بہن سپہر آرا لاکھون مین لاجواب ہے اگر ایسی نہی نہین تو یہ تکلیفین کیون اٹھائین فرماتے نہین ہوا اوپر سے باتین بناتے ہو۔

شہزادہ۔ ہمارے بھائیون اور ہماری بہنون سے پوچھو تو ہم البتہ ہارا اور دلھن کا مقابلہ کرین۔

گیتی آرا۔ (قہقہہ لگاکر) اے ہے تو عورت ہی پیدا ہوے ہوتے مردوے کیون ہوے۔ داڑھی مونچھ لگا کر چلے ہین دلھن سے مقابلہ کرنے۔ واہ بندہ پرور واہ! اللہ جانتا ہے کہین اور کہوگے تو ہنسے جاؤگے اور پھر چلے ہین دلھن سے مقابلہ کرنے۔ کاہے مین دلھن سے مقابلہ کروگے۔

شہزادہ۔ اب جواب تو اسکا مین ضرور دیتا مگر تمھاری بہن چٹکیان لے رہی ہین۔

روح۔ جھوٹے ہو۔ جھوٹ بولتے ہو۔ اس بیچاری کا تو ہاتھ الگ ہے۔ یہ تمھین تراشتے ہو۔ کیون صاحب اس جھوٹ کے صدقے اس تہمت کے قربان۔

شہزادہ۔ تم سب تو اپنی بہن کی سی کہا چاہو۔ ہماری طرف کا کوئی ہوتا تو ہمارا جنبہ کرتا۔ اچھا تم دلھن ہی سے پوچھ لو۔

روح۔ سپہر آرا تمھین ہمارے سر کی قسم سچ سچ بتانا تمنے چٹکی لی تھی یا نہین۔ بولو صاف صاف اسمین چوری کاہے کی ہے نہ بتاؤگی تو ہمین رنج ہوگا۔ ہان کوئی بڑی بوڑھی تھوڑا ہی ہے بولو تمھین اللہ کی قسم جو نہ بتاؤ۔

شہزادہ۔ واہ بتا چکین۔ اے لو پھر چٹکی لی۔

سپہر آرا نے روح افزا کے کان مین کہا مجھ سے چاہے

جسکی قسم لوین نے پچلی دفعہ کھائی تو نہین لی مگر ہان شیطان دور سے اُنکو صورت دکھاتا ہو تو مین نہین جانتی۔

روح افزا بولی۔ اہا۔ جبھی چونک چونک اُٹھتے ہین مین بھی کہتی تھی یا خدا کیا سبب ہے۔ یہ آج معلوم ہوا لو صاحب اب تو ہماری بہن نے بھی آپ کو جھوٹا بنایا۔ اب تو ذرا شرماؤ۔ مگر بھیرلی منہ پر لوئی تو کیا کریگا کوئی بچیا کے بیسون برسے شہزادہ نے کہا یون تو یہان جتنی ہین سب شوخ و شنگ پری پیکر دلربا شیرین ادا حاضر جواب تیز طبیعت زبان دراز ہین مگر روح افزا بیگم سب سے بڑھ کے معلوم ہوتی ہین۔ ان کی باتین بڑی گرما گرم ہین آنداری شوخی سیماب کو شاید قرار نہین اور بے ادبی معاف ایک ایک بوٹی پھڑکتی ہے۔

ز چشم بد رخ خوبستہ را خدا حافظ

حسن آرا بیگم تو اسکو معیوب نہین سمجھتین۔ کہ بڑی سالی چھوٹے بہنوئی کے گلے لگے آپ اپنی کیفیت۔

روح۔ آپ ہین بڑے بھلے مانس۔ بس اور تو کیا کہون اور یہ تو مین آپ کی باتون ہی سے سمجھ گئی تھی۔

شہزادہ۔ کیا کہنا ہے۔ آپکی سمجھ کا کیا کہنا ہے۔ ؎

خوشا لطافت انداز ہ ادا فہمی
ترے نزاکت انداز مدعا دانی

روح۔ آپ اپنے نزدیک بڑے لفاظ اور لسان ہین لو ابھی ہم سب لحاظ کرتی ہین کہ جو کوئی اپنے گھر مین مہمان کے لیئے آئے اسکو کیا ستائین مگر یہ سب چرکے جاتے ہین۔

بہار۔ پھر کیا انکے لفاظ ہونے مین کسی کو شک بھی ہے۔

ہین لسان۔ تم دیکھو ہنسی دلگی سے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔

روح۔ تم تو ابھی ابھی آئی ہو۔ جو پہلے سے آئی ہوتین تو دیکھتین کہ کیا کیا باتین کر رہے تھے۔

شہزادہ۔ بھلا آپ کو یقین ہے کہ میرا سا سیدھا سادہ اور ایسی ویسی باتین کرے۔ توبہ۔ توبہ۔ کیا مجال۔ اِنکا جی چاہے سو کہلین۔

بہار۔ ایسے سیدھے سادے تو آپ نہین ہین۔ (ڈوپٹا سنبھال کر) آپ بھی بہت دور ہین۔ جی۔ (زلف عنبر بار پر ہاتھ پھیر کر)

حسن۔ (روح افزا کے کان مین) بہار النسا بہن اسوقت خوب نکھر کے بن ٹھن کے آئی ہین۔ خبط ہے ان کو۔

روح۔ تمنے دیکھا نہین پہلے دوپٹے کو دو چار بار سنبھالا پھر چوٹی کو درست کیا اور سنوارا پھر آئینے کے سامنے بیٹھین ان کو تو مرض ہے یہ۔ اسی جان تیر ٹوکتی رہتی ہین۔

بہار۔ کیا باتین ہوتی ہین چپکے چپکے۔ ہم بھی کچھ سنین میرا ہی ذکر ہوگا۔ یہ حسن آرا بڑی ایک ہین۔

حسن۔ (ہنستے ہوے) ہین آج آئینے کے پاس آپ کم بیٹھین۔

بہار۔ یہ مین تو سمجھ ہی گئی تھی۔

شہزادہ۔ اخاہ۔ بہار النسا بیگم ہین۔ برسون بعد دیکھا یاد ہے۔ جب ہم تم ساتھ کھیلا کرتے تھے یا بھول گئین

بہار۔ ہین تو سب یاد ہے۔ مگر شکر ہے کہ آپکو بھی یاد ہے ایک دن سیر ہوئی۔ مولوی صاحب نے ان کو تین شعر

برزبان یاد کرا ے اور مین بھی سنتی جاتی تھی۔ دوسرے دن جو مولوی صاحب نے پوچھا تو انکو شعرین یاد نہین نکلین اور مین پردے کے پاس سے سن رہی تھی۔ لڑکپن کا زمانہ تو تھا ہی مین نے وہین سے شعر پڑھ دیے۔ بس مولوی صاحب نے اِنکو بہت شرم دلائی۔ یاد ہے۔

شہزادہ۔ اس فقرہ بازی کا کیا جواب دون۔ بھلا وہ کون شعر تھے۔ جب آپ اسقدر ذہین ہین تو شعر ضرور یاد ہونگے۔

بہار۔ ہان ہان۔ عمر بھر یاد رہین گے آپ کی طرح ہمارا حافظہ خراب نہین ہے تم ہمیشہ سے اپنے حافظہ کی شکایت کرتے ہو

شہزادہ۔ دیکھیے در پردہ آپ نے مجھے جھوٹا بنایا اور مجھکو راحافظہ بنا شد۔ یہ در پردہ پھبتی آپ نے کہی۔ خیر اچھا شعر تو سُنا دیجیے آپکے حافظہ کی کیفیت تو دیکھ لون۔

بہار۔ ایلو ہمارے حافظے کی کیفیت اب دیکھینگے آپ سے

فکر معاویان جہے تمام دمے نہین	حیوان سمجھتے ہین ہمے اے دہ بشر نہین
کرتش کہ باغ دہر مین نیکی کا پھل کہان	دیکھو کہ شہر مین کبھی ہوتا ثمر نہین
انسان کہر ہے علم و ادب کہین سے آپ آیا	بے آبرو ہو آدمی کو علم گر نہین

ہین تینون یہی شعر ہین کہ نہین۔

شہزادہ۔ (مسکرا کر) بجا۔ کس نامعقول نے کبھی اور فقرے بھی ہون۔ آج ہی سُنے ہین ماشاء اللہ آپ بڑے فقرہ باز بھی ہوگئی ہین اور (اُردو) مین نے کبھی کسی سے پڑھی ہی نہین۔

بہار۔ اللہ رے جھوٹ۔ آف رے جھوٹ۔

روح۔ اسکے تو حضور بادشاہ ہین۔ ایک سچ تو خانے غلط ابھی کہتے تھے کہ سپہر آرا مجھے جنگلی لیتی ہین تمسین دیکر پوچھا تو سپہر آرا نے بالکل انکار کیا اب کسے جھگڑے کون۔ نور کے تڑکے

چون ازدم باد نوبہاری — گل برسر شاخہا ز دعاری
بردست صبا نگار بستند — بیرایۂ نوبہار بستند
دوران بہار رنگ و بو داد — گلدستہ بدست آرزو داد
سیراب دار مغز دانا — دوران چو مزاج دل توانا
گل کرد بہار عشق سازان — خورشید دماغ عشقبازان

سالیان شہزادہ فلک بارگاہ نوشاہ مہ کج کلاہ سے چہل کرتی تھین محبت کا دم بھرتی تھین کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا۔ شاہ صاحب کے حکم کے بموجب دولھا دلھن دونون ایک پالکی گاڈی مین سوار ہوے جسمین چار سمند ہوا برق کردار جتے ہوے تھے قطعی ممانعت تھی کہ رخصت کیوقت بھی کوئی رسم بجز رسم شرعی کے نہ ادا ہو۔ دولھا دلھن کی سواری کے ساتھ پچاس سپاہی اور بیس خاص بردار تھے بس باقی واللہ اللہ خیر صلاح شہزادے کے دو رفیق خاص مسلح گاڈیکے ہمراہ اِدھر اُدھر گھوڑون پر سوار ہمراہ ہوے اور دم کے دم مین فہرنگ کے محل مین سواری پہونچی۔ وہان بھی کوئی رسم ادا نہین ہوئی۔ شاہ صاحب نے کہدیا تھا کہ ایک ہفتے تک پرنس ہمایون فرہاد گھر کے باہر نہ آئین۔ گو شہزادہ نے کئی بار خواہش کی کہ اپنے احباب سے ملین مگر خورشید لقا بیگم نے بھائی کو نہ اُٹھنے دیا۔ کہا اگر تم باہر جاؤ گے تو مین ساتھ چلونگی مجبور ہو کر شہزادے نے احباب کے ملنے سے انکار کیا جنکو وہ سامان ہوے کہ چشم فلک نے آجتک نہ دیکھے ہونگے انکا مفصل حال معرض بیان مین آئیگا۔

خواجہ بدیعا بدیع

اخاہ حضور ہین۔ آیئے آیئے بعد مدت حضور کی زیارت ہوئی یہ آپ بوکھلائے ہوے کیون ہین کہیے۔ صورت ہی ایسی ہے درین چہ شک یہ تو ظاہر ہے قطع مبارک اس قابل ہے کہ

اور جہان تماشا گاہ ہو فوراً بھیجے اور ایک ایک تصویر دنیا بھر کے عجائب خانون مین رکھی جاے یہ حضور اب تک تھے کہان ناظرین کو یاد ہوگا کہ خواجہ بدیع الزمان کو ہمنے جہاز پر چھوڑا تھا خیر۔ خدا خدا کرکے مع الظفر داخل سوئز ہوا اسکندریہ مین آزاد پاشا مس میڈا کے اصرار سے ایک ہفتے تک مقیم رہے جس ہوٹل مین پہلے فروکش ہوے تھے وہین اب بھی ٹکے۔ خواجہ بدیع الزمان اکثر تے ہوے انکے پاس آئے اور کہا آزاد اب یہان ذرا ہمارے ٹھاٹھ دیکھے گا۔ پہلے تو لوگون سے دریافت کرکہ ہمنے کشتی نکالی تھی یا نہین مارا چارون شانے چت اٹھا اٹھاکے دے دے مارا اٹھایا اور دے پٹکا اور کسکو۔ اس پہلوان کو جو تمام مصر مین فرد تھا جسکا نام لیکر مصر کے پہلوانونکے اُستاد کان پکڑتے تھے میان سچ ہی تو ہے اور اُسکو دیکھو تو آنکھین کھلجائین کیسا بدن چور ہوتا ہے اُسکا قد چور ہے پہلے تو مجھے ریلتا ہوا اکھاڑے کے باہر لیگیا اور مین بھی جب چاپ چلا گیا بس بھائی پھر تو مین نے قدم جماکے جو ریلا دیا تو بول گیا۔ اب بھپتی ہونے لگی تو بڑے بڑے جوڑون مین بھپتی کم ہوتی ہے مگر وہ اُستاد اور مین جگت اُستاد اُسنے پیچ کیا مین نے توڑ کیا۔ وہ پشت پر آیا مین نے بتابتایا اُسنے دستی کھینچی مین بغلی ڈوبا۔ اُسنے ڈنڈا لگایا مین نے اچک کے کاٹ کھایا۔

راوی۔ سبحان اللہ۔ یہ سب سے بڑھکر پیچ ہے۔ آپنے اتنی تکلیف کیون گوارا کی۔ حضرت چپت دینے کی کیا ضرورت تھی۔ بھلا بیٹھے کو سنا کیون نہ شروع کردیا کاٹ کھانے کی بات پر آزاد اور مس کلپسا اور مس میڈا کو بڑی ہنسی آئی اور خواجہ صاحب بھی مسکراے کہ جو کارنمایان سرزد ہوے تھے انکے حالات سنکر یہ سب بشاش ہو رہے ہین اسکے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا بس جناب دو گھنٹے تک برابر کی لڑائی رہی۔ وہ کرارا ٹھگا کرنیل جوان گران ڈیل موٹا تازہ پچھتا۔ یہ بھپتی اور قد مین کیا بتاؤن کاہے سے تشبیہ دون۔ بس جیسے حسین آباد کا سنکھنڈا سو وہ بھی چوکھنڈا بن کے رہگیا ہے اسکا قد اس سے بھی نکلتا ہے اُسمین قوت اور یہان اُستادی کرتب مین نے اُسکو ہنیا ہنیا کے مار ڈالا جب اُسکا دم ٹوٹ گیا تو چرمر کوڈالا ہات ترے گیدی کی۔ بس جناب قلعہ جنگ کے بیچ پر مارا تو چارون شانے چت اور کوئی پچاس ہزار آدمی دیکھ رہا تھا تمام شہر مین مشہور تھا کہ ہند کا پہلوان آیا۔

آزاد نے کہا بھائی جان سنو اپنے منھ میان مٹھو بننے کی سند نہین ہے جب جانین کہ ہمارے سامنے ٹیخنی دو اور پہلے پہلوان کو بھی دیکھ لین کہ کیسا ہے تمھاری اُسکی جوڑ ہے یا نہین فرض کرو تمسے کم ہو ایا اٹھارہ بیس کا فرق ہو تم بیس ہو وہ اٹھارہ تو پھر دے مارنا کون بات ہے اسکی سند نہین خواجہ صاحب بگڑکر بولے کچھ عجب آدمی ہین آپ سارے بیان کہتے جاتے ہین پچھتا جوان گران ڈیل تھا یقین نہین آتا تو ہم اُسکو کیا کرین ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لیجئے اتنے مین ہوٹل کے دو ایک آدمی خوجی کے اردگرد جمع ہوکر انسے کہنے لگے

خوجی۔ کیون میان ہمنے ایک کشتی نکالی تھی یا نہین۔

مصری۔ واہ ہمارے ہوٹل کے بونے نے البتہ اٹھا کے دے پٹکا واہ چلے وہانسے کشتی نکال نے میان گدا کھاگئے اور باتین کرتے ہو۔

خوجی۔ او گیدی جھوٹ بولنا سور کھانا برابر ہے۔

مصری۔ ہاتھ پانون توڑکے دھر دونگا آپ اور کشتی

خوجی - جی ہان جی ہان ہم لڑکشتی ! کوئی آئے نہ نہین اب بھی بسم اللہ مین بند نہین ہون - دم ٹھونک کے بلواؤ اُس پہلوان کو -

اتنے مین بونا سامنے آن کھڑا ہوا اور آتے ہی چڑھانے لگا خواجہ صاحب بگڑ کھڑے ہوے آزاد کی طرف اشارہ کیا کہ یہی پہلوان ہے جسکی کشتی ہم نے نکالی تھی - آزاد بہت ہنسے کہا بس ٹائین ٹائین فش ہونے سے کشتی نکالی تو کیا کسی برابر والے سے کشتی نکالتے تو جانتے اسی پر اسقدر ناز تھا یا آنکھ کان سُنتے سُنتے تھک گئے یہان جو آن کے دیکھتے ہین تو وہی ڈھاک کے تین پات لاحول ولا قوۃ خواجہ صاحب نے گردن ہلا کر کہا کہنے اور کرنے مین فرق ہے جناب اگر حضور اُس سے ہاتھ پانون ٹائین تو ظاہر ہو جاے کہ لوہے کے ہاتھ پانون ہین اور میرے ہاتھ پانون فولاد کے ہین آپکی نرم نرم انگلیان اور نازک کلائیان دُکھنے لگین گی بونا خم ٹھونک کے سامنے آن کھڑا ہوا اور خواجہ صاحب پیترے بدل کے پہونچے آزاد پاشا اور مس کلیرسا اور مس مینڈا اور ہوٹل کے اکثر آدمی ان دونونکے گرد ٹھٹھ لگا کے کھڑے ہو گئے

خوجی - آؤ بچہ چٹا گنجیرو آج بھی گدا دونگا -

بونا - سمجھا خاک نہین آج تمھاری کھوپڑی ہے اور میرا جوتا

خوجی - ایسا گدا دونگا کہ یاد کرو - عمر بھر یاد رہے تو سہی -

بونا - انعام تو ملے ہی گا پھر ہمارا کیا ہرج ہے -

خوجی - انشاء اللہ وہ گدا دونگا کہ یاد کروگے - ع

من کہ باشم کہ بآن خاطر عاطر گذرم

بندہ نرا ملا ہی نہین ہے اسوقت -

اب سُنیئے کہ ادھر خواجہ صاحب ادھر بونا پہلوان دونون کندے تول تول کے رہجاتے تھے - خواجہ صاحب نے گھونسا تانا بونے نے مُنھ چڑھایا یہ چیخے اُسنے گدا مارنے کا قصد کیا - خوجی نے جھلا کر چپت جمائی بونے نے دھول لگائی - اور لطف یہ کہ دونو کی چاند گھٹی گھٹائی چکنی اس زور کی آواز آتی تھی کہ سُننے والون اور دیکھنے والونکا جی خوش ہو جاتا تھا -

مینڈا - خوب آواز آئی تڑاق - ہان ایک اور -

کلیرسا - اسوقت اسقدر ہنسی آتی ہے کہ بیان نہین کر سکتی

خوجی - جی ہان ہنسی آگئی جسکی کھوپڑی پر گذرتی ہے اُسکا جی ہی جانتا ہے

آزاد - ارے یار ذرا زور سے چپت بازی ہو -

خوجی - دیکھئے تو دم کے دم مین بیدم کیے دیتا ہون کہ نہین

آزاد - مگر یار اسکا قد تو بہت ہی پست ہے -

خوجی - ہاے افسوس - بھئی تم ابھی بالکل ناتجربہ کار ہو واللہ جو ذرا بھی تجربہ ہو بس اور تو کیا کہون ارے کمبخت اسکا قد چور ہے - جسطرح میرا بدن چور ہے -

راوی - کیا خوب آپکا بدن تو ضرور ہی چور ہے -

خوجی - یون دیکھنے مین تو کچھ نہین معلوم ہوتا مگر اکھاڑے مین چٹ اور لنگوٹ باندھ کے کھڑا ہوا پس پھر دیکھئے بدن کی کیا کیفیت ہوتی ہے تہ بہ تہ بالکل گینڈا بنا ہوا کوئی کہتا ہے دم کٹا بھینسا ہے کوئی کہتا ہے ہاتھی کا پاٹھا ہے کوئی کہتا ہے ناگوری بیل ہے کوئی کہتا ہے جمنا پاری بکرا ہے اور مین ادھر ادھر شانے کو دیکھتا پھرتا ہون کوئی دو جوتے بھی مارے تو کچھ پروا نہین تو وجہ کیا وجہ یہ کہ مستغنی ہون یہ جانتا ہون کہ کوئی بولا اور مین نے اٹھا کے دے مارا ذرا غصہ آیا انجر پنجر الگ کر دئے بھئی طاقت کا بھی کیا کہنا ہے

خواجہ صاحب نے کئی بار جھلا جھلا کر چپتیں لگائیں ایکبار اتفاق سے اُسکے ہاتھ مین اِنکی گردن آگئی اور اِس زور سے گردن پکڑی کہ خواجہ صاحب کے چھڑائے نہ چھوٹی بہت ہاتھ پاؤن مارے بہت کچھ زور لگائے مگر اُس نے دونون ہاتھون سے گردن پکڑلی اور لٹک گیا تو خوجی کسیقدر جھکے اُنکا جھکنا کہ اُس نے اور بھی زور سے مُکا دیا تو مُنھ کے بھل زمین پر دو تین پلٹے صحیح کرکے بونا بھاگا اور خواجہ صاحب اُسکی دم کے ساتھ۔ اُسنے جاتے کے ساتھ ہی دروازہ بند کرلیا خواجہ صاحب نے پٹخنی کھائی تو تماشائیون نے قہقہہ لگایا اور اتفاق سے مس کلیرسا نے تالیان بجائین۔ اے ہے بس اِنکے غصے کی کچھ نہ پوچھیے۔ آسمان سر پہ اُٹھالیا او گیدی بودے بزدل گیدی اگر شریف زادہ ہے تو آجا مقابلے پہ گیدی زمین پر گرا تو بھاک کھڑا ہوا۔

اودی۔ کیا گر پڑا!! اجی حضرت کون گر پڑا ہوش کی خیر آپنے پٹخنی کھائی یا اُسنے چہ خوش چرا نباشد۔

آزاد۔ (بناوٹ کی راہ سے) کسے میان آخر یہ ہوا کیا کون گرا کون جیتا ہم تو اِسطرف دیکھ رہے تھے معلوم نہین ہوا کہ کسنے دے مارا۔

خوجی۔ (اکڑکر) ایسی بات آپ کا بیکو دیکھنے لگے تھے انجر پنجر ڈھیلے کردیے گیدی کے مگر اِسکا قد چور ہے دیکھنے مین بونا ہے مگر باون گز سے کم اِسکا قد نہین ہے واللہ کشتی دیکھنے کے قابل تھی مین نے ایک نیا پیچ کیا تھا آج ہی چارلس شانے چت گرا اور اُسکے گرنے کے وقت ایسی آواز آئی کہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پھٹ پڑا آپنے سُنا ہی ہوگا

آزاد۔ وہ ہے کہان کیا کھوکے زمین مین دھنسا دیا آپنے

خوجی۔ نہین مردم آزاری سے فتر لون بھاگتا ہون ارقسم کی واللہ پورا نہین کیا ورنہ کیا میرے مقابلے مین ٹھہرتا توبہ توبہ ہاتھ پاؤن توڑکے چُور مُر کرڈالتا۔ مین وہ جن ہون گرتے ہی مین چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خم ٹھوک کے مُسکرتا اُٹھ کھڑا ہوا۔ نانی ہی تو مرگئی مردک کی۔ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

خون خشک ہوگیا۔ بس روتا ہوا بھاگا۔

آزاد۔ مگر خواجہ صاحب گرا تو وہ اور یہ آپکی پشت پر گرد کیون اتنی لگی ہے۔ اِسکا کیا سبب ہے۔

خوجی۔ ہان! مدغور کرکے ہمین پر ہم بھی قائل ہوگئے حضرت کلیرسا۔ بس اسیطرح اُس مرتبہ بھی مُنے بگشتی نکالی تھی۔

خوجی۔ سچ کہون اس مرتبہ مین اپنے زعم مین آپ ہارا اور پورا زور بھی تو نہین کیا مین نے۔ ورنہ لاش پھڑکتی ہوتی اور اب بھی۔ ع

چور جانے رہے کہ اندھیاری

مُیدا۔ بڑے شرم کی بات ہے ذرا سا بونا نہ گرایا گیا اُسسے

خوجی۔ (سر پیٹکر) جی چاہتا ہے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹون بس اور کچھ نہین غضب خدا کا کہتا جاتا ہون کہ اس گیدی کا قد چور ہے آخر میرا بدن چور ہے یا نہین اسوقت میرے تن پر انگرکھا یا دگا کچھ نہین ہے اسوقت ذرا میرے دھند دیکھیے گا اور ابھی کپڑے پہن لون تو پوری معلوم ہونے لگون جیسے مچھا ٹیبر بس یہی فرق سمجھو اگر آزاد دنگے تو رنج ہو جائیگا اوّل تو مین گرا نہین اُسنے مجھے نہین پچھاڑا اپنا لنگر مین اپنے آپ نہ اُٹھا سکا اپنے زعم مین آپ ہارا دوسرے اُسکا قد چور ہے باون گز مین مین اُسکا دھڑ رہتا ہی

لنکا کی فوج کا ہے چھوٹے سے چھوٹا وہان باون گز کا ہوتا ہے دوسرے روز آزاد ان دونون پہلوانون کو لیکر بازار خاص کی ایک کوٹھی سے باہر آتے تھے تو کیا دیکھتے ہین کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب افیون کی پنک مین اونگھتے ہوے چلے آتے ہین سامنے سے ساٹھ ستر دُنبے جاتے تھے دنبے والے نے پکارا ہٹو بچو وہ آپے مین ہون تو بھین وہان سُنتا کون ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دنبے سے دھکا لگا اور دھم سے سڑک پر آرہے گرتے ہی چونک کے غل مچایا او گیدی کوئی ہے لانا قرولی آج اِس بہروپیے کی جان اور اپنی جان ایک کردونگا خدا جانے اِسکو میرے ساتھ کیا عداوت پڑگئی آنکھ بھر بھر کر دیکھتے ہین تو دنبے گردنیے مین جمے ہوے تھے غراتے ہین کیا ہین اور سینے - واہ بے بہروپیے واہ اچھا گیدی - بھلا آج چڈا شتربان بنکے آئے ہین آج ہمارے مقابلہ کے لیے سانڈنیان لائے ہین - ابے یہان ہر وقت چوکنے رہتے ہین - مگر اُستاد یہ شتر غمزے اچھے نہین - کبھی عورت بنکے آئے ہکو رجھایا - خیر دو گھڑی بغل ہی گرم ہوئی سہی -

ایک دفعہ بزاز کی دوکان پر بھی آیا مگر اُس روز اور کچھ نہین تو مٹھائی کھانے مین آئی - آج یہ ہاتھ پاؤن توڑ ڈالنے سے کیا ملا - گھٹنے سب لہولہان ہوگئے - اچھا بچہ اب تو مین ہوشیار ہوگیا ہون - ابکی سمجھونگا - وہی مثل ہے یہ ہے

ابر کے اندر جو چھپے ہے نور و تاب
ہے وہ نورِ آفتاب و ماہتاب

راوی - سبحان اللہ حضرت سبحان اللہ کیا برجستہ شعر آپ نے پڑھدیا -

آزاد اور اُن دونون مہ وشان حور نژاد کو دیکھا تو بہت ہی خفیف ہوے - آزاد نے کہا کیا پھر ٹخنی کھائی اس لفظ پر بہت جھلائے - پھر کیا سنی - کیا کبھی اور بھی ٹخنی کھائی تھی آنغرض بہانسے کرایہ کی سواری پر آزاد نے ہوٹل کو پہونچایا

شادی کے ٹھاٹھ

نا ظورۂ ناہید تن گل پیرہن شکین مو پسندیدۂ خورشید بیگم پریخانے کے حال مین لکھا گیا تھا کہ برات کے وقت دُلھن کو غش آگیا اور گھر بھر مین کھل بلی پڑگئی - دُلھن کی ماں اللہ بدحواس - بہنین الگ پریشان - مہمان براتی دنگ کہ بیٹھے بٹھائے یہ کیا گل کھلا - مگر دلھن کے بیہوش ہونے کا سبب کسیکی سمجھ مین نہ آیا - مہمانون نے اُنکی ماں سے سبب دریافت کیا اور پوچھا کہ کیا کبھی غش آجاتا تھا - وہ بیچاری کیا کہے کہ خورشید بیگم کی صورت بھی کبھی پہلے نہین دیکھی تھی - نواب صاحب نے دُلھن کی کیفیت پر آگہی پائی تو اُنکی بھی طبیعت گھبرائی - اِس عروس طاؤس زیبِ صنم فریب پر جان جاتی تھی - ہزار جان سے اسکے گل رخسار پر عاشق تھے ہمسنون سے کہا یار و ذرا دریافت تو کرو - آخر یہ باعث کیا ہے غش کیون آیا کسی نے لخلخہ سونگھایا یا نہین - یا مارے بدحواسی کے ہاتھ پاؤن پھول گئے - تھوڑی دیر کے بعد مہریان نے اطلاع دی کہ دُلھن نے آنکھ کھولدی مگر ابھی تک گھبراہٹ اور بیچینی کم نہین ہوئی اور کہتی ہین کہ مارے گرمی کے خدا نخواستہ بدن پھکا جاتا ہے دو دو خواصین پنکھے جھل رہی ہین مگر گرمی ذرا کم نہین ہوتی - اور جسم سے شعلے نکل رہے ہین -

نواب صاحب نے اپنی مہری کو بلوایا اور سمجھایا کہ جاکے

خورشید بیگم سے کہو کہ دولھن کی دلجوئی کرین اور منھ پر پانی کے خوب چھینٹے دین اور اگر زیادہ ضرورت ہو تو ڈاکٹر صاحب کو بلوالون۔ مہری نے باہر آکر عرض کیا حضور اب ڈاکٹر کی کوئی ضرورت نہین ہے طبیعت بحال ہے مگر پسینے آرہے ہین اور پانی مانگتی ہین لیکن کوئی بات گھبرانے کی نہین ہے۔ فضل الٰہی ہے نواب صاحب کی جان مین جان آئی۔ بار بار طبیعت کا حال دریافت کرتے تھے پورے ایک گھنٹے مین دلھن اپنی اصلی حالت پر آئی ہجولیون نے دق کرنا شروع کیا کہ غش کا سبب کیا تھا۔ خصوصاً نازک ادا بیگم (آسمان جاہ) اور جانی بیگم نے ناک مین دم کردیا۔ صدہا اینڈے بینڈے سوال کئے

جانی بیگم۔ آخرش یہ غش کا سبب کیا تھا۔ ہمین یہ معلوم ہوا کہ کیون غش آیا۔ اللہ اللہ اب سمجھے۔ حسن کی یہ تاثیر ہے کہ ہنوز صورت دیکھی ہی نہین۔ ابھی باہر ہی ہین کہ انکو غش آگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دولھا پری چہرہ ہے اللہ رکھے۔

نازک ادا۔ اے نہین۔ کیا جانے اگلی پچھلی کون بات یاد آگئی

جانی بیگم۔ صورت سے تو خوشی برستی ہے۔ وہ ہنسی آئی یا ہلا پھر گردن جھکا دی۔ ایسی شرم بھی نگوڑی اجیرن ہوجاتی ہے ذری پھر ہنس دو۔ وہ ہنسین۔ ع

وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتی ہو

حشمت بہو۔ یہان تو پاؤن تلے سے مٹی نکل گئی۔ خون خشک ہوگیا کہ یہ کیا ہوا۔ ابھی خاصی بھلی چنگی بیٹھی تھی دیکھتے ہی دیکھتے بیہوش ہوگئی۔ بارے بخیر گذشت۔

مبارک محل۔ ان سے دمدمہ آن درمیان ایسا ہی ہے نواب کی لڑکی کا حال بھی ہوا تھا مگر وہ اور ہی بات ہے اور پھر وہ بیچاری۔ خدا نکرے وہ بات نتھی۔

جانی۔ ہم بتائین۔ ثریا بیگم بیچاری نتھی ہین ابھی۔ جب سنا کہ برات دروازے پر آئی تو سہم گئین کہ پرایا مرد دوا اور ہمارا میان بنے مگر اب اتنی دیر مین کچھ سوچ سمجھ کے نشفی ہوگئی

نازک ادا۔ سیر تو جب ہوتی کہ نکاح کے وقت دولھن کو غش آتا میان کو بناتے تو کہ واہ اچھے سبز قدم ہو۔

بیگم۔ (مادر عروس) اے یہ کون گفتگو ہے۔ بھلا۔ واہ۔

نازک ادا۔ جانی بیگم ذرا انکا نام بھی فہرست مین لکھ لو بہن بیگم بوڑھی عورت ایک تو قوت سامعہ سے بے بہرہ دوسرے نازک ادا رگ وپے سے واقف۔ جب نازک ادا یعنی آسمان جاہ نے اس پیرزن پر آوازہ کسا اور کھلی کھلی کہی تو وہ وہان سے ہٹ گئین سوچین کہ اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے۔ مغلانیان کھڑی سن رہی تھین کسی نے دانتونکے تلے انگلی دبائی کسی نے کہا بڑی ڈھیٹ ہین۔ برابر والیون مسنون ہجولیون مین جو چاہین کہ لین۔ یہ تو بڑے بوڑھون سے بھی نہین چوکتین حشمت بہو نے نازک ادا بیگم اور جانی بیگم کو سمجھایا کہ اب کہین نوشہ کے ساتھ پھکڑ نہ لڑنے لگنا اور ذری ہاتھا پائی دھینگا مشتی سے باز رہنا۔ ہمارے گھر کا یہ دستور نہین ہے۔ جانی بیگم نے ہاتھ پھیلا کر کہا۔ اے واہ ہے۔ بڑی بی تو بڑی چھوٹی بی بجان امد اس گھر مین نئی نئی گرگٹ کی عورتین نظر آتی ہین۔ گنوارن ہو کون دولھا گھر مین برات کے دن آئے اور سالیان بے چھیڑے رہین کوئی تمہاری ہی سی سالی سالیان ہوتی ہوگی ہمتو انگلیون پر گنگنی کا ناچ نچائین اور بے دھول لگائے تو رہا ہی نہ جائے ہاتھ پھڑک پھڑک کے چپت لگانے کو شتابی

مگر تم کہین دیہات کی ہو۔ لی نہ گنوار و پن کی۔ اور سنیئے کہ آج ہی کے دن تو سالی بہنوئی کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے وہ سالیون کو گھورتا ہے اور سالیان اُسکو۔

اب سُنیئے کہ گو محل سرا سے مہری پر مہری آتی ہے اور تشفی دیتی جاتی ہے کہ اب طبیعت خدا کے فضل سے روبراہ آئی ہے مگر نواب صاحب کو چین نہین آتا تھا اُنھون نے اپنے احباب سے کہدیا کہ جب تک ڈاکٹر صاحب نہ آئینگے اور اپنی آنکھ سے مریضہ کو نہ دیکھینگے تب تک مجھے تسلی نہوگی۔ چنانچہ تھوڑی دیر مین ڈاکٹر صاحب تشریف لائے تو ابصاحب نے اغزہ مین سے ایک صاحب کو سمجھادیا کہ ڈاکٹر صاحب سے کل حال بیان کردو۔ دُلھن کے پدر بزرگوار اور ایک بھائی نے پردہ کرایا۔ ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے نبض دیکھی حال پوچھا کہا گھبرانے کی بات نہین ہے فضل الٰہی ہے مریضہ کے اعزہ اقربا کی تسلی کے لیے نسخہ لکھدیا۔ مگر کسی کو انکے بیان سے تشفی نہوئی اور نہ دوا کی کچھ ضرورت تھی غش کا سبب ہی اور تھا ڈاکٹر صاحب کا محلسرا مین داخل ہونا تھا کہ دُلھن کی ہمجولیون نے دریچون چقون دروازون مختلف مقامون سے ڈاکٹر صاحب کو دیکھنا شروع کیا۔ شامت اعمال سے یہ صاحب سیاہ فام بھدے قطع تھے اور اسوقت کپڑے بھی عجیب طرح کے پہنے تھے اِن ٹھٹھول ہنسوڑ شوخ طبع نوجوانون نے ڈاکٹر صاحب پر آوازے کسنے شروع کیے۔

ایک۔ اے بوا ذری قطع تو دیکھو۔ آدمی کیا موا نوبت کا دھونسا ہے سونس ہے کہ آدمی ہے۔ اچھے بھد بھد کو بُلایا

دوسری۔ تو مذکیا چار آنے والا فرخ آبادی تربوز ہے

تیسری۔ نہیں تمباکو کا پنڈا ہے یا آدمی ہے ؎ نمونہ صدبھر کالا

اسکے آگو چراغ ما ندپڑجائے۔ کالے کے آگو چراغ نہین جلتا

چوتھی۔ آبنوس کا گندا ہے اُلٹا تو انگوٹھا۔

پانچوین۔ اور اس کالی کالی صورت پر یہ لال لال ٹوپی ماشاء اللہ سے کسقدر زیب دیتی ہے۔ آچھین آچھین۔

چھٹی۔ یہ دھوتیا پر شاد ہندوا بھلا کیا علاج کریگا۔

اے دو اجی ذری جاکے اُمی جان کو سمجھاؤ تو کہ اس لنگوڑے لنگور سے کیا علاج ہوگا۔ کوئی اچھا حکیم بلائین۔ اس جنگلی (وحشی) کی سمجھ مین کیا خاک آئیگا۔

ساتوین۔ کینڈا کتنا سڈول ہے۔ خیر سے ہاتھ پاؤن کیسے چھوٹے چھوٹے ہین ننھے ننھے۔ خدا کی مار ایسے موئے آدمی پر۔

آٹھوین۔ نوبت کے دھونسے کی اچھی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کرسی پر تمکن ہوئے۔ آدمی تھے سیدھے اور تازہ وارد اُردو زبان مین واجبی ہی واجبی لیاقت بیٹھتے ہی بے تکی اُڑائی۔

ڈاکٹر۔ دارود (درد) ہوتے۔ کون جگون (جگہ) ہوتے

راوی۔ یہ فقرہ سُنتے ہی سب بیگمات کھلکھلا کر ہنس پڑین اور اس زور سے قہقہہ لگایا کہ ڈاکٹر صاحب بھی چونک پڑے

خواص۔ نہین حکیم صاحب۔ وہ۔ ڈاکٹر صاحب درود رو تو نہین بتاتی ہین۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے بیہوش ہوگئین غش آگیا اللہ جانے کیا بات ہوئی۔

ڈاکٹر۔ گاش کیس کو بولتے (غش کسکو کہتے ہین)؟

خواص۔ حضور مین سمجھتی نہین۔ گانس کیا۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے۔

ڈاکٹر۔ گاش کیس کو بولتے۔ (غش کسکو کہتے ہین)؟

ڈاکٹر۔ تم لوگ تو بھائی گول مال کرنے مانگتا تم ہمارے کو بھالکی نہین دینے سکیگا۔ ہم جُبان دیکھے۔ جُبان جبان راوی۔ یہ اُدھر جبان جبان کہتے تھے اور اِدھر قہقہے پر قہقہہ پڑتا تھا۔ شوخ طبع نوجوانون کو ہنسنے کا اچھا موقع ملا۔ نازک ادا۔ اُوئی نوج ایسا حکیم ہو۔ ڈاکٹر کی دم بناہے۔

جانی بیگم۔ دنیا بھر کی باتین پوچھے گا۔ مگر نبض پر ہاتھ نہ رکھیگا اے بوا کہو نبض دیکھے۔ اچھے جانگلو کو پھانس لائے ہین۔

ڈاکٹر۔ نابج کیسا بات۔ ہم لوگ نابج دیکھنا نہین مانگتا جبان دکھائیگا جُبان جُبان۔ اس ماپھک (موافق) جب ڈاکٹر صاحب نے دیکھا (جُبان) کا لفظ کیسکی سمجھ مین نہین آتا تو مُنھ کھول کے زبان باہر نکالی۔ اِس پر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ ساری بارہ دری گونج اُٹھی۔

نازک ادا۔ مبارک قدم دیکھتی کیا ہے مُنھ مین خاک ڈھول جھونک دے۔

جانی۔ مُنھ کاہے کو گھنٹا بیگ کی گڑھیا ہے۔

حشمت بہو۔ مین بھی حیران تھی کہ یا اللہ یہ جُبان کون چیز ہے۔

نہ بھالو مُنھ کھولتا نہ جُبان دیکھتے۔ ذری ایک دفعہ پھر مُنھ کھولے تو مین پنکھے کی ڈنڈی حلق مین ڈالدون۔

ڈاکٹر۔ جب ماپھک ہم جُبان دکھایا۔ اِس ماپھک دیکھنا مانگتا مبارک محل۔ دیکھنا مانگتا۔ ہم ہنسنے مانگتا۔

ڈاکٹر۔ شاب مائی لوگ کھلی کرنا۔ جبان نہین دکھانے مانگتا۔

نازک ادا۔ اے زبان دکھا دو ثریا بیگم۔ کیا کچھ ہرج ہے۔

ثریا۔ (آہستہ سے) واہ اس نگوڑے نامحرم کو مین زبان دکھاؤن مجھ سے یہ نہ ہوسکیگا اِنسے کہو ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کھائین

ڈاکٹر۔ جبان کے دکھانے مین کون قباحت ہیگا تازک۔ تیرا سر قباحت ہیگا۔ تو سڑی ہیگا یا سودائی۔ اِن دونون مین کون ہیگا۔ (ہنسکر) اچھے موے گنوار کو علاج کے لیے بھیجا ہے۔ نوابصاحب سے کہو پہلے اسکے دماغ کا علاج کرین۔ جب سے آیا ہے جُبان ہی جُبان بکا رتا ہے۔

جُبان کے دکھانے مین کون قباحت ہیگا۔ گنوار کا ٹھہے موا۔

جانی۔ اے ہے بہن قباحت نہین۔ کباہت کہو۔ خالی کباہت ہی نہین۔ کباہت۔ مبارک قدم کہتی کیون نہین کہ زبان کیا دیکھوگے نبض دیکھو۔

مبارک قدم۔ اے حضور کس سے کہون۔ کوئی آدمی ہو تو اُس سے کہون۔

الغرض۔ دلھن کے باپ اور بھائی نے اصرار کیا کہ ثریا بیگم زبان دکھاوین مگر اُنھون نے نہ مانا نہ مانا۔ کہا چاہے اچھی ہون چاہے نہون ہرگز ہرگز زبان نہ دکھاؤنگی۔ جب زبان دیکھنی تو باقی کیا رہا۔ زبان دیکھی تو چہرہ پہلے دیکھا۔ اللہ اللہ کیا انقلاب ہے۔ وہی اللہ رکھی ہین جو بیحجاب کھلم کھلا سرا مین رہتی تھین جنمین اور بھٹیارنون مین ذرا فرق نتھا۔ جو آزاد کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہوکر تماشا دیکھنے جاتی تھین اور بڑی مطلق العنانی سے مردونمین جاکے بیٹھتی تھین وہی اللہ رکھی اب ثریا بیگم شوخ کے نام سے مشہور ہین اور دلھن بنی بیٹھی ہین وہی ثریا بیگم جو گلی کوچون مین ماری ماری پھرتی تھین اور وہی ثریا بیگم اب ڈاکٹر کو زبان نہین دکھاتین اللہ اللہ۔ الغرض بڑی حجت و تکرار کے بعد جناب ڈاکٹر صاحب نے ایک ہاتھ کی نبض دیکھی اور نوابصاحب سے کہا (نابج) تو اچھا ہے

نانج مین کیا بات ہے۔ سو نہین۔ کوچہ کوچہ دھیرج سے چلنے نا مگتے۔ کیا بات ہوا سین۔ سو نہین ہے۔ ہان جرمی جرمی سارا دھیرج رہے سو ہمپر سکریش لکتا۔ گوپال بابو کی دکان سے آئیگا۔ ایک شوخ مغلانی نے انکے بنانے کیلئے کہا۔ بابو شاہب نانج تو ایک ہی ہاتھ کا دیکھا ہم دونون ہاتھ کا نانج دیکھنے مانگتا۔ اسپر قہقہہ پڑا اور بابو صاحب نے یون جوابدیا ہلوگ نانج ایک ہاتھ کا دیکھکر شاپ بچار کرلین سکتا۔ دوسرے ہاتھ کا نانج ہم دیکھنے مانگتا نہین۔ ایک نانج کے بیچ مین سب بات مغلانی۔ (آہستہ سے) اللہ مجھے تجھ سے (مخاطب ہوکر) ہان حضور کیون نہین۔ یہ تو اپنا اپنا کمال ہے بعض حکیم صرف قارورہ دیکھ کے حال بتا دیتے ہین۔ بعض صورت دیکھکے ڈاکٹر۔ سو بات نہین۔ تمہارا حکیم لوگ کرور دیکھنے جانتا کیا ہم کرورے کے سو دو سو ٹکڑے کرتا۔ سب الگ الگ۔

مغلانی۔ جی ہان حضور بجا ہے۔ (آہستہ سے) تمہاری نانی کی آنکھ۔ اب نسخہ لکھیے جس مین جھٹ پٹ دوا آجاے۔ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا۔ مغلانی نے پانچ روپیہ دیے رخصت ہوے تو دلھن کی ماں نے میان کو بلایا۔ کہا یہ کسکو لائے تھے گھڑی گھڑی کہے جبان دکھاؤ جبان دکھاؤ۔ اور نبض کو کہے نانج ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ انھون نے کہا بڑی بری عادت ہے کہ ایک بھلا مانس تو علاج کرنے آیا۔ اور تم لوگون نے بنا ڈالا۔ اور شریف کے یہان اسطرح کی تمقہ بازی کیا معنی مین دل مین کٹ کٹ جاتا تھا۔ مگر اس وقت بجز خاموشی کے اور کیا موقع تھا۔ بنگالی آدمی اور تازہ وارد اردو کیا جانے بھلا وہ بولین۔ واہ ایک انوکھا یہی بنگالی ہے وہ جس بابو کو پہلے لائے تھے اس دن وہ بھی تو آخر بنگالی ہی ہے۔ پھر کسطرح نبض دیکھی۔ سب حال پوچھا۔ دل جوئی کی۔ آدمیت سے پیش آیا۔ نہ تو اس نے نانج کہا نہ "گول مال کیسا نہ "جبان" دیکھی۔ ثریا بیگم بولین چاہے سر پٹک کے مرجاتا مین ہرگز ہرگز زبان نہ دکھاتی۔ اس فقرے پر ناظرین کو ضرور ہنسی آئے گی جو گن کی حالت مین انھین کس نے نہین دیکھا۔ اللہ رکھی سے کون واقف نہین جب شبو جان بنی تھین جب کہان کی پردہ نشین تھین مگر آج ٹھاٹھ ہی اور ہین۔

ناظرین کو حیرت ہوگی کہ برات کے آتے ہی ثریا بیگم دفعتہً بیہوش کیون ہوگئین۔ اب سُنیے کہ ادھر دروازہ پر برات آئی ادھر ثریا بیگم نے دیکھا کہ مغلانی ادھیڑ عورت سے باتین کررہی ہے اس عورت کو انھون نے کسیقدر پہچانا مگر کچھ کچھ شک تھا۔

اتنے مین مغلانی نے کہا (تم اپنی ہی کہتی ہو مولا) ہماری نہین سنتین۔ مولا کا لفظ سننا تھا کہ انکے ہوش اڑ گئے۔ اور سرتاسر اسپر یہ ہوا کہ مولا نے ایک فقرہ اور چست کیا۔ کہا کوئی لاکھ پردون مین اپنے کو چھپائے ممکن نہین کہ بھانپ نہ لین سُنا نہین۔ ؎

جانتے ہین حال دل عاقل قیافہ دیکھکر	خط کا مضمون بھانپ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

ثریا بیگم کا رنگ فق ہوگیا۔ وجہ یہ کہ یہ عورت مولا ان سے بخوبی واقف تھی۔ انکے میکے مین برسون رہ چکی تھی اور یہ شعر اُسکو ورد زبان تھا۔ ہوش اڑ گئے کہ یہ کہان سے آگئی اُس عورت نے بھی کوسرا مین دیکھا تھا۔ سوچین کہ مبادا اسیر اکل حال سب سے کہدے تو بڑی ہی بیعزتی ہو

اِدھر کی رہون نہ اُدھر کی اِن خیالات نے انکو ایسا پریشان کیا کہ ہوش اُڑ گئے۔

مولا کو ثریا بیگم ہنسا کرتی تھین کہ تو ہر جائی ہے آج ایک کے پاس کل دوسرے کی بغل مین پرسون تیسرے سے ساٹھ گانٹھ اور آج وہی مولا انکو ایک نئے مقام پر دیکھتی ہین یہ وہی ثریا بیگم ہین جنکی ماں انکی دوسری شادی نہین منظور کرتی تھین اور اب دُلھن بنی بیٹھی ہین اور دروازے پر برات آئی ہے مولا نے اِنکو سراہین باہر دیکھا تھا اور اب اِسی مولا کے سامنے کہتی ہین کہ مین تو ہرگز ہرگز زبان نہ کھاتی آنکھ کے اشارہ سے مولا نے پوچھا یہان کیا ہے ثریا بیگم نے گردن پھیرلی کچھ جواب نہ دیا مگر وہ ایک شریر آواز سے کہنے لگی ایک لڑکی گودمین لیکر اُسکے ساتھ کھیلنے لگی اور باتون باتون مین درپردہ اِنکو ستانی تھی ہم کیسکو پہچانتے ہین ہم بخوبی جانتے ہین سراہین بھی دیکھا تھا محل مین دیکھا تھا بوڑھا میان تھا ان فقرون پر بیچارہ اتفاق سے ہنس پڑا تو مولا نے کہا۔ وہ ہنسی آئی وہ ہونٹھون پر ہنسی آئی وہ مسکراہین ہان ہنس دو ہنس دو ذرا ہنس دو دوسرا نام یاد ہے۔ اندر کی نام تھا ان فقرون نے ثریا بیگم کو نہایت ہی بیچین کردیا رنگ فق ہوگیا چہرے پر زردی چھائی مجولیون نے یہ کیفیت دیکھکر انکی ماں کو بلایا کہا ڈاکٹر کی دوا سے ایک ساعت کے لیے آرام ہوا تھا مگر اب پھر طبیعت کا وہی حال ہے دیکھو چہرہ کیسا اُتر گیا ہے اِنکی ماں کو تشویش ہوئی دولھا کی بہنون نے کہا ابھی حکیم کو بلواؤ ڈاکٹری دوا سے کچھ فائدہ نہین ہوا۔

ثریا بیگم۔ اماجان ہمارا جی چاہتا ہے کہ لیٹ رہین ذرا

بیگم۔ اچھا اچھا بیٹا کیا حرج ہے سو رہو ہنسی ہی بہین ہے۔

ثریا بیگم۔ اندھیرا ہو تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔

خورشید بیگم۔ ایک گھڑی بھر آنکھ لگے تو بھینی جاتی ہے بیٹھے بیٹھے یہ ہوا کیا اللہ۔ ڈاکٹر کو پھر بلاؤ۔ مگر ہوا جانکو کنوار نہ کہ آتے ہی کہے جہان دکھاؤ۔ ناچ نہ دکھاؤ شیطان کی پھٹکار موے گنوار پر فیض نہین دیکھتا زبان دیکھنے کو موجود الغرض سب کی راے ہوئی کہ حکیم صاحب بلوائے جائین اور ثریا بیگم تھوڑی دیر کے لیے آرام فرمائین۔ مولا سوچی کہ اب زیادہ چھیڑتی ہون تو دُلھن دشمن ہی ہو جائیگی۔ لہذا خاموش ہو رہی اور دُلھن نے آرام کیا کمرے کے دروازے بند ہوگئے حکم تھا کہ کوئی چون تک نکرے کچھ ایک گھڑی ہوئی ہونگی کہ آنکھ کھل گئی۔ کہا اب کچھ آرام ہے دُلھن کی ماں نے خدا کا شکر ادا کیا اور حکم دیا کہ کچھ روپیہ خیرات کیا جاوے بہت کچھ روپیہ تھا جو اُنپر تقسیم کیا گیا۔

اب سُنیے کہ دلھن کی علالت کا حال سُنکر برانی بہت گھبرائے مگر رسوم کا ادا کرنا فرض تھا بلشت آیا دولھا کے گھوڑے کے پانون کے نیچے پانی ڈالا گیا۔ نواب سنجر سطوت صاحب پشت توسن سے اُترے اور محفل مین مسند پر بصد طنطنہ و دبدبہ متمکن ہوے۔

دُلھن کے پدر بزرگوار نے بصرف زر کثیر طائفے بلوائے تھے۔ خوش گلو خوبرو۔ پاکیزہ خو۔ اب محفل رقص و سرود کا حال سُنیے۔ فرش مکلف دری چاندنی قالینچے صاف و شفاف بارہ دری دلھن کی طرح سجی سجائی۔ نوجوانون کی طبیعتین جولانیون پر ڈٹے بیٹھے ہین۔ کہ کوئی پری چہم محفل مین آئے آنکھین سینکنے کا موقع ملے۔

ساقیا آج تو چھکا دینا	کوئی جام جہان نما دینا
پرہو وہ جام عشرت خورشید	آبدوریز ساغر جمشید

ایک پرکالۂ آتش کافر کیش برق کردار نغز گفتار خوش الحان نوجوان حسینہ مچھم مچھم کرتی اٹھلاتی اور نزاکت کے ساتھ قدم دھرتی ہوئی محفل مین آئی - نوخیز جوانون نے منہ مانگی مراد پائی - ایک پیر فرتوت نے پوپلے منہ سے کہا (خدا خیر کرے) اسپر محفل بھر نے قہقہہ لگایا اور وہ پری وش ناز و ادا کے ساتھ زیر لب مسکرا کر بولی بوڑھے منہ مہاسے اس بوڑھاپے کی وقت مین بھی عاشق تن بننے کا شوق چرایا ہے آپ نے ہنسکر جواب دیا بیوی ہم بھی کسی زمانہ مین جوان تھے - ہمارے بھی چاہنے والے تھے اب بوڑھے ہوگئے تو کیا ہوا - ولولہ نہین دل تو وہی ہے ؎

پیری کہ دمِ زعشق زند بس غنیمت ست از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست	

اُسنے مسکرا کر کہا بجا - زبانی داخلہ تو ہی ہے - دنکو اونٹ نہ سوجھتا ہوگا گالون پر کہ ورون جھریان پڑی ہین منہ پچک مگر طبیعت رنگین مزیدار پائی ہے اللہ نظر بد سے بچائے پیر فرتوت - بس اسوقت کچھ نہ پوچھ تمکو دیکھتے ہی - ؎

ناوکِ عشق دل کے پار ہوا طائرِ ہوش تک شکار ہوا	

یہ آفت جان بلائے بے درمان ناچنے کھڑی ہوئی تو ستم ڈھایا ایسا ایسا چکر لگایا کہ نوجوانون اور رنگین طبع لوگون کے دل کو نخچیر تیر عشق بنایا ہنگام رقص دوپٹہ جو کبھی کبھی ہٹ جاتا تھا تو گوری گوری گردن قیامت بپا کرتی تھی تمام محفل اس حورِوش کا دم بھرتی تھی - نوجوان باہم آہستہ آہستہ اس گلبدن کے حسن و جمال کی تعریف اور جوش شوق کا اظہار کرتے تھے -

ایک - بے اختیار جی چاہتا ہے کہ گردن کو جا کے چوم لون -

دوسرا - اب یہ ہم سے بچ کے کہان جائیگی - اجی یاد رکھو ہمارے گھر کل ہی پر سون نہ پڑ جاے تو اپنا نام بدل ڈالون دیکھ لینا -

تیسرا - قسم خدا کی کتنی صورت زیبا پائی ہے کیا کہنا ہے مین تو اسکی غلامی کرنے کو حاضر ہون - دریافت تو کرو کہان سے آئی ہے - دیہاتن تو نہین معلوم ہوتی ہے شہر کی وضع سے معلوم ہوتا ہے -

چوتھا - شین قاف تو درست ہے اور وضع بھی اچھی ہے پانچوان - ہم سے پوچھو مراد آباد سے آئی ہے - تمام ہندوستان مین اسکی دھوم ہے - گانا - ناچنا بجانا ان سب مین فرد ہے -

آپ سُنیے کہ کئی نوجوان زادے اور کئی نوجوان اس نگار گلعذار پر لٹو ہوگئے اور جن صاحب نے بیڑا اٹھایا تھا کہ اس عروس نوخاستہ کو گھر ڈال لینگے وہ سب سے زیادہ لٹو تھے - اس معشوق گل پیرہن نے شاعر عدیم المثل مرزا محمد حسین متخلص بہ قتیل کی ایک ایسی بے نظیر غزل گائی کہ تمام محفل نے وجد کیا گردن ہلائی - ؎

غمِ عشق تو پایانے ندارد	چہ دردِ دست ایکہ درمانے ندارد
جنون را گو کہ سوے ما نیاید	کسے اینجا گریبانے ندارد
چہ داند رتبۂ خار مغیلان	سیہ روزے کہ دامانے ندارد
اثر در گریۂ مجنون مجوئید	کہ سیلی چشم گریانے ندارد
ز نقش کشتۂ ناز تو پیداست	چہ حیرتہا کہ پایانے ندارد
سوال بوسہ شاید داشت از تو	لبش می جنبد و جانے ندارد

مسلمانان سلامتش مگویید قتیل کافر ایمانے ندارد

اس غزل نے گل حاضرین وسامعین کو مست اور بیخود کردیا سب کی زبان پر بار بار یہ شعر آتا تھا اور انتہا سے زیادہ بیخود کرتا تھا۔ ؎

غم عشق تو پایانے ندارد	بجز درد است اینکہ درمانے ندارد

ایک صاحب کی آنکھون سے بے اختیار اشک جاری ہوگئے یہ وہی صاحب تھے کہ جنھون نے ٹھان لی تھی کہ گھر ڈال لینگے۔ اِنکے احباب نے سمجھایا کہ اِس گریہ وزاری اور اظہاری سے کیا مطلب نکلیگا یہ کوئی گھر گرہست یا کسی شریف کی بہو بیٹی تو ہے نہین کون مشکل بات ہے کل ہی شیا لڑاؤ۔ ہم درمیانی بنینگے مگر اسوقت تو خدا کے لیے آنسو نہ بہاؤ۔ ورنہ لوگ ہنسینگے اِنھون نے کہا بھائی جن آنکھونپہ اختیار ہے اچھا نہ روینگے پر کچھ آپ میرے دل کو بھی سمجھائیے میں دل کو کیا کرون۔ مین تو خود چاہتا ہون کہ اظہار راز دل نہ ہو مگر وہ کمبخت خود ظاہر کردے تو میرا کیا قصور ہے۔ ؎

دل میرود زدست صاحبدلان خدارا دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

حضرات ناظرین اس قسم کے جلسون سے یہ نتیجے پیدا ہوتے ہین اب اِنکا کہین ٹھکانا نہین۔ گھر بار چھوڑ دین تو عجب نہین مگر دنیا مین کوئی ملک کوئی بڑا اعظم ایسا نہین ہے جہان رقص سرود کی گرمی بازار نہو۔ وحشیون کے ملکون مین بھی ناچ رنگ کی گرم بازاری ہے۔ شائستہ قومون مین بھی اِسکا رواج ہے۔

اب سنیے کہ دو چار رنگین مزاج بہار طبع نوابون نے دو گھڑی کی دل لگی کے لیے دو ایک طائفہ لکھنو کے مین محفل مین اپنے پاس بلا کر بغل مین بٹھایا اور ان شیرین حرکات حسینون کے ساتھ میٹھی میٹھی باتین کرنے لگے۔

نواب۔ آپکے دماغ تو اب آسمان پر ہین جی۔ صاحب حسینہ۔ پھر۔ ہوا ہی چاہین۔ اللہ نے ہمین حسن ہی ایسا دیا ہے کہ تم ایسے ہزارون بلکہ تمسے اچھے اچھے نسری ٹیک کرتے ہین۔

نواب۔ کیون نہین۔ آپ ایسی ہی ہین۔ مگر غریبون کے ساتھ تو اتنی لن ترانی کی نہ کیا کیجیے۔

حسینہ۔ ہمکو لن ترانی زیبا ہے جو کہین بجا ہے ؎

بیجا نہین حسینون کی ہین لن ترانیان اے غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہے

لالہ۔ آپ فارسی زبان مین بھی برق معلوم ہوتی ہین۔

حسینہ۔ جی نہین مجھے کیا تمیز ہے آپ لوگون کی صحبت مین بیٹھکر کچھ شد بُد جاننے لگی ورنہ ہمین کیا آتا ہے ؎

جمال ہمنشین در من اثر کرد وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اکثر اصحاب نے اِنکی تعریف کی۔ ایک صاحب نے فرمایا یہ ہمارے شہر کی ناک ہین۔ دوسرے صاحب بولے اسمین شک نہین خلق مین طاق۔ خوش خوئی مین شہرۂ آفاق۔ علم موسیقی مین باکمال صاحب حسن و جمال۔ رنگین ادا وفا۔ طنسار۔ باغ وبہار۔ بذلہ سنج مرنجان مرنج۔ پہلے صاحب نے اِن کی تائید کی۔ اے حضرت دور دور تک شہرت ہے اِنکی۔ اب اس شہر مین جو کچھ ہین یہی ہین اگر شمع آفتاب

سے کروڑ ڈھونڈھے تو نظیر نہ پائے اسپر اکثر احباب نے قہقہہ لگایا اور داد دی کہ واہ حضرت یہ آپ ہی کا حصہ ہے نظیر کا لفظ کیا خوب لائے۔ انکا نظیر نام تھا۔ لہذا اس لطیفے کو لوگون نے پسند کیا اور مداح ہوے اس جلسے مین دو چار دیہاتی بھی بیٹھے تھے مُنے میان۔ چھٹن میان۔ حسین علی۔ گجراج سنگھ۔ ان کو نظیر کا پاس آکر بیٹھنا سخت ناگوار ہوا۔ چاہا کہ اعتراض کرین مگر کچھ دیر جرأت نہوئی آخر کار نہ رہا گیا اور باواز بلند یون فرمانے لگے۔

منے۔ واہ اچھا طریقہ شہر کا ہے۔ پتریا کو سامنے بٹھایا۔

چھٹن۔ شہر کے لوگون کا یہی قاعدہ ہے ہمارے دیہات مین اگر کوئی محفل کے بیچ مین بٹھائے تو سب بھائی بند اُٹھ جائین۔

گجراج سنگھ۔ پتریا بیٹھے کا ہے کو نیچی نہ کھائے۔

نواب۔ بجاہے حضور۔ شہر والے بڑے ہی بدتمیز ہوتے ہین۔

آغا۔ دیہاتیون کی لیاقت ہم بے چارے کہان سے لائین۔

لالہ۔ اور علم مجلس مین دیہاتی بھائی سے ہم لوگ کیونکر مقابلہ کرسکتے ہین۔ اے توبہ یہ وہ شائستہ تربیت یافتہ صحبت یافتہ۔ باتمیز لوگ۔ ہم شہر کے رہنے والے بدتمیز بدحقیقت۔

آغا۔ (مسکرا کر) یہ سب صاحب سوقت بہت بگڑے ہوے معلوم ہوتے ہین۔

گجراج۔ ہونہ! بگڑنے کی بات ہی ہے ہم لوگ اجت دار (عزت دار) ہینگے۔ شہر کے آدمی جاہین جو سمجھ لین ہم اُنکو کیا سمجھتے ہین۔

آغا۔ تو جناب آپ شہر کی محفل مین کیون تشریف لائے

گجراج۔ کاہے کا بلایا۔ ہم لوگ بن بلائے آئے۔

نواب۔ اچھا پھر اب قصور ہوا وہ ہوا آیندہ احتیاط رہیگی اِسوقت تو معاف فرمائیے۔ اب ایسی خطا نہوگی۔

آغا۔ اب آپ سب صاحب غصّہ کو تھوک دیجیے۔ اتنی مہربانی کیجیے اور اگر اسقدر سخت قصور ہوا ہے کہ معافی کے قابل نہین ہے تو بندہ حاضر ہے گردن ماریے پھانسی دیجیے۔

ان سب مین میان حسین علی ذرا فہمیدہ تھے گو ناگوار انکو بھی ہوا مگر اپنے ساتھیون کو سمجھایا کہ لڑنے جھگڑنے سے کیا واسطہ ہے جو ہوا وہ ہوا۔ گجراج سنگھ نے راے دی کہ سب کے سب اُٹھ کھڑے ہو چلدو مگر حسین نے سمجھایا کہ اس سے اور بھی ملال بڑھیگا اگر چلنا ہے تو دم بھر کے بعد اُٹھ جائینگے۔ ابھی بے موقع ہے۔ اضطراب کی کیا ضرورت جب یہ جھگڑا طے ہوگیا اور اس خوش الحان حسینہ نے دو ایک ٹھمریان ختم کین تو لوگون نے فرمائش کی کہ فارسی کی کوئی غزل پھر گاؤ۔ اور اُس ناطورۂ دل فریب نے خسرو کی یہ غزل شروع کی اور بہت خوش ادائی کے ساتھ گائی

ے بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی ہمچو دلبری پایندہ باشی

نواب۔ (گردن ہلاکر) کیا خوش آواز ہے سبحان اللہ حسینہ۔ بندگی کرکے م آج آواز کسیقدر خستہ ہے۔

لالہ۔ واہ۔ واہ۔ خستہ ہو یا نہو۔ آپ رنگ جما لیتی ہین۔

راوی۔ جب بزرگون نے لڑکون اور کم سنون کے سامنے بے دھڑک اِن بیواؤن سے گفتگو اور چل کی تو خود بھی بزرگون کے نقش قدم پر چلنے لگے اُنھون نے

آزادی اور مطلق العنانی کے ساتھ گفتگو کی کسی نے آوازہ کسا۔ کسی نے پھبتی کہی جب اُس نے یہ شعر گایا۔ ؎

جہان سوزی اگر در غمزہ آئی
شکر ریزی اگر در خندہ باشی

تو ایک کمسن نواب زادے نے جو پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہ تھا بآواز بلند کہا۔ واہ جان من کیون نہو یہ شعر تو ہمکو تمھاری طرف مخاطب ہو کر کہنا چاہیئے نہ کہ تم ہماری طرف مخاطب ہو کر کہو اور لطف یہ کہ ان صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی محفل مین بیٹھے تھے اور وہ کسیقدر لٹھ آدمی تھے ایک دل لگی باز من آدمی نے کہا شاباش میان صاحبزادے شاباش۔ باپ نے ماری پیدڑی اور بیٹا تیر انداز۔ ع

اگر پدر تواند پسر تمام کند

مگر اس ڈھیٹ اور بدتمیز لڑکے کو اب بھی شرم نہ آئی ذرا چتون پر میل نہین اس حسینہ سے یہ شعر پڑھا تو میان صاحبزادے نے پھر آوازہ کسا ؎

ز قید دو جہان آزادہ باشم | اگر تو ہمنشین بندہ باشی

آپ نے فرمایا۔ انشاء اللہ۔ ہم آج ہی سے ہمنشینی کی فکر مین ہین مصاحب بھیجتے ہین کہ کل مدارج طے کرے۔ انشاء اللہ۔

حسینہ۔ بہت خوب بے رئیسونکا کیا کہنا مگر بھول نجایئے گا۔

نواب زادہ۔ بھولنا کیسا۔ اب طبیعت آئی سو آئی۔ مگر تم بھی حتمی وعدہ کرو۔ ہم دل دیتے ہین تم قول ہی دو۔ ؎

زبان آپنے دی تھی کہ بوسہ کل دینگے | بھلا اب تو نہین اسمین گفتگو باقی

نواب صاحب نے جو صاحبزادے کی یہ کیفیت دیکھی تو مارے غصے کے فوراً اُٹھ کھڑے ہوے۔ صاحبزادے نے آہستہ سے کہا کہ خس کم جہان پاک، تمام محفل اس بدتمیز ناخلف کی اس حرکت ناشائستہ سے اُسکو بنظر حقارت دیکھنے لگی۔ سب نے کہا کہ ایسا گستاخ لڑکا ہمنے آجتک نہین دیکھا۔

طائفہ بدلا گیا۔ ایکی ایک پری چہم سمن رُو عنبرین موعجب ناز معشوقانہ سے محفل مین آئی اور آتے ہی بیٹھ گئی۔ پیچھے ساز مذے۔

نواب۔ این آکبی خیر۔ اے صاحب ناچیے گائیے۔

جواب۔ کل سے طبیعت بیمزہ ہے۔ دو ایک چیزین آپکی خاطر سے کیئے تو گا دون ایمان کی قسم طبیعت بیمزہ ہے

نواب۔ اچھا رنگ لائین۔ واہ واہ واہ۔

جواب۔ کچھ جھوٹ بولنے سے فائدہ ہے۔ کبھی آپکے مہمان ناچی نہین ہون۔

نواب۔ مزہ کرکرا کرادیا۔ تمھارے ناچ کی بہت تعریف سُنی ہے لوگون نے یہانتک مبالغہ کیا کہ جنسے سیکھتی ہین اُنکے بھی کان کاٹتی ہین۔

دو برس سے ناچ نہین دیکھا ہے تمھارا کمال اشتیاق ہے

جواب۔ میری بدقسمتی مگر سچ کہتی ہون کہ آج ناچنے کے قابل نہین ہون گائے دیتی ہون اسمین عذر نہین ہے۔

اُنھون نے پہلے ٹھمری شروع کردی ایک مصاحب نے اس نوجوان نواب زادے کے کانین کہا حضور یہی دیکھنے کے قابل ہے۔ حضرت نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ہمتو اسی کے چاہنے والے ہین جو بھی ہو تو بھولے سے آنکھ نہ ڈالین ؎

ہو نہین اس رشک ماہ کا بالا
اُس پری کا ہون چاہنے والا

کہ جو موسیٰ کو کوہ تمکین ہے
عیسیٰ آسمان تزئین ہے

جو عزیز دل زلیخا ہے
یوسف مصر حسن زیبا ہے

ہے وہ سرحلقۂ سمن رویان
ہو وہ سردار عنبرین مویان

سرور خیل گلرخان ہے وہ
بلبل بوستان جان ہو وہ

بادشاہ جہان حسن ہے وہ
یوسف کاروان حسن ہو وہ

الغرض محفل رقص و سرود مین گنبد تون گل پیرہنون نے ایسا رنگ جمایا کہ سب کو اپنا شیفتہ و شیدا بنایا۔ ہر سمت حسین و زہرہ جبین طائفے ٹھسّے سے بیٹھے تھے اور بارہ دری مین دو جگہ ناچ ہوتا ہے۔

چیدہ چیدہ وہ تھے بھرکے حسین
غیرت افزای حسن لعبت چین

نور کے طائفے نفیس نفیس
رشک فرای زہرہ برجیس

کتنی آراستہ وہ صحبت تھی
کس تکلف کی زیب و زینت تھی

تمام محفل مین مشک بو دھوان دھار تمباکو کی خوشبو بس گئی تھی پیچوانون کے بیش بہا جڑاؤ زیر انداز مغرق۔ دستیان جھلکتی تھین روشنی سے بارہ دری جگمگاتی تھی۔

نور بیز اسطرح سے فرشی جھاڑ
جیسے تابندہ طور کا تھا پہاڑ

طرفہ دیوار گیریون پہ بہار
دل شمس و قمر بھی جن پہ نثار

روشنی مین ہر ایک شمع لگن
آتش طور پر تھی چشمک زن

روبرو نور شمع کے اصلا
قمع مہتاب کو فروغ نہ تھا

روشنی بزم کی جو دیکھنے آئے
آتش طور رشک سے جلجائے

جب وہ گل رخ گا چکی تو ایک صاحب نے مذاق کی راہ سے کہا آپ کے گانے کی تعریف کرنا ہی فضول ہے آپ ایسا گاتی ہین کہ جو تعریف کرے وہ احمق۔ ایسا اچھا گلا ہے۔ وہ مسکرا کر بولی۔ تعریف کے قابل تو مین نہین ہون مگر آپ نے زبردستی ناحق تعریف کی مین کس قابل ہون۔ یہ آپ اپنی ہی تعریف کرتے ہین مگر یہ آپ کو کیا سوجھی کہ تعریف کرنیوالے کی شان مین احمق کا لفظ استعمال کیا یہ اپنے مُنھ آپ میان مٹھو بننا کیا معنی اسکے جواب مین فرمایا (آپکی حاضر جوابی دیکھنا چاہتا تھا) والا نہ اسکے کہنے کی کیا ضرورت تھی) اس (والا نہ) پر لوگون نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور یہ حضرت کسیقدر خفیف ہوے تو اس تیز طبیعت زبان دراز نے کہا۔ اچھا ہوا تم کو محفل مین بولنے کو کس نے کہا ہے بُولے اور بنائے گئے۔ ؎

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

خواہی نخواہی شخصیت جتانے سے انسان ذلیل ہوتا ہے اب اور کچھ فرمایئے ذری گھڑی بھر دل لگی تو ہے آپ کیا آئے گویا بھانڈ آگئے۔ آپ کے بغیر محفل سونی تھی اب تو کبھی محفل مین بولنے کا قصد نہ کروگے مگر بیجیا کی بلا دور بات کرنے کی تمیز نہین اور چلے ہین ہمکو چھپانے واہ۔ لاکھ بنو چہرہ کا رنگ اُڑا ہوا ہے۔

قبلہ دکعبہ محلسرا مین تشریف لے گئے۔ وہان پردہ کیا گیا۔ جہان دُلھن کا پلنگ تھا وہان تمکین جمے۔ خواص نے پیچوان لگایا اور جھک کر آداب عرض کیا چکنی ڈلی الائچی گلوریون کا خاصدان پیش کیا عطر کی شیشیان ادب کے ساتھ سامنے رکھین قبلہ وکعبہ آہستہ آہستہ حقہ پینے لگے بیگم۔ (دلھن کی ماں) آداب عرض ہے۔

قبلہ و کعبہ۔ بندگی۔ خدا تمکو مبارک کرے۔ اس کی اولاد دیکھو۔

بیگم۔ خدا آپکی دعا کو نا پذیرد اور آپکی برکت قدم سے ایسا ہی ہو۔ شکر ہے کہ اُس تقریب کی بدولت مجھے آپکی زیارت حاصل ہوئی۔ زہے نصیب۔

قبلہ و کعبہ۔ دُلھن سے دریافت کرون۔

بیگم۔ جی ہان۔ بسم اللہ۔ دریافت کیجیے اب رات تھوڑی ہے۔

قبلہ و کعبہ (دُلھن سے) واب بنجر سلوت جو مرزا سلیمان سلوت کے لڑکے ہین اُنسے تمھارا نکاح ہوگا تم اجازت دیتی ہو کہ مین تمھارا وکیل بنون تم نے مجھے اپنی طرف سے وکیل کیا۔

اسکے جواب مین آواز نہ آئی۔ دُلھن فرما کر خاموش ہو رہی قبلہ و کعبہ نے پھر پوچھا مگر صدا اے برنخاست

قبلہ و کعبہ۔ اجازت ہے مین وکالت کرون یا نہین

دُلھن۔ (گردن جھکا کر خاموش ہو رہی) جواب ندارد

بیگم۔ بیٹی آہستہ سے کہدو۔ سب کہتے ہین کیا بنی بات ہے۔

دُلھن۔ پھر گردن جھکا کر خاموش ہو رہی۔ جواب ندارد۔

قبلہ و کعبہ۔ (بیگم صاحب سے) اب آپ بھا دین وقت جاتا ہے۔

بیگم۔ مین تو کئی بار کہہ چکی اب کیا کرون۔ کہدو بیٹی

قبلہ و کعبہ۔ انکی ہمجولیون سے کہیے کہ سمجھائین رات بہت کم ہے۔

دُلھن کی ماں نے حشمت بہو سے کہا۔ تم سمجھاؤ بیٹی۔

حشمت بہو کان مین کہنے کو تھین کہ نازک ادا اور جانی بگڑتی ہوئی آئین نازک ادا نے کان مین کہدو بہن ورنہ لوگ سمجھینگے کہ اور سے وعدہ ہو گیا ہے یہ نہین پسند ہے

جانی بیگم نے کہا کیون سب کو دق کرتی ہو۔ جی تو چاہتا ہوگا کہ بے نکاح ہی چلدون مگر نخرون سے باز نہین آتی ہو

بڑی دیر کے بعد دُلھن نے سب کے اصرار سے نہایت ہی آہستہ سے کہا (ہون) دُلھن کی ماں بولین قبلہ و کعبہ نے سُنا انھون نے کہا نہین مطلق آواز نہین آئی۔ جس شہ نشین مین دُلھن کا پلنگ تھا اسمین کچھ عورتین بھری تھین سب دُلھن کو گھیرے ہوئے تھین۔ دُلھن کی ماں نے کہا بیوقوفی غل نہ مچاؤ تا کہ قبلہ و کعبہ لڑکی کی آواز سُن لین جب سب خاموش ہو گئین تو پھر نہایت آہستہ سے دُلھن نے (ہون) کہا کون دُلھن ثریا بیگم اور وہی ثریا بیگم جو امد رکھی کے نام سے مشہور تھین جو ہاتھی پر شاہ کے ساتھ اوٹنی پر سوار ہو کر شہر بھر کا چکر لگاتی تھین جسپر بگڑے دل آوازے کستے تھے جنکو ہر کس و ناکس چھیڑتا تھا جو جوگن ہو کر آزاد کے فراق مین زندگی بسر کر رہی تھین جو شیو جان کے نام سے رذیو ایجنٹ کے ہان رہین جنپر لوگون نے بٹرن کی تہمت لگائی جس پالین کا لقب پا کر یا ڈری صاحب کے بنگلے پر رہا کین۔ وہی ثریا بیگم اب قبالی نکاح کرتے ہوئے ثریا بیگم ہین یہ وہی ثریا بیگم شوخ ہین جو نواب بنجر سلوت صاحب کے ہمراہ ہاتھی پر سوار ہو کر جنگل مین شیر کے شکار کے لئے گئی تھین اور آج حضرت مجتہد العصر والزمان کے سامنے (ہون) کہنے سے انکار ہے الغرض جب ہون کی آواز آئی تو قبلہ و کعبہ نے دُلھن کی ماں سے دریافت کیا کہ کیسی آواز تھی۔ یا کسی اور سے دُلھن کی ماں نے

کہا حضور اُسی کی آواز ہے پھر مکرر پوچھا تو بھی تشفی نہوئی پھر اور عورتون سے شہادت طلب کی سبنے کہا واقعی دولھن کی آواز تھی۔ اسمین ذرا شک نہین۔ قاضی صاحب یہہ اسر کرکے جلسہ کے باہر تشریف لائے۔ یہان مفتی صاحب دولھا کی طرف سے وکالت کرنے کو آئے تھے۔ اس اثنا مین دولھا کے احباب نے نوابصاحب (دولھا) سے مذاق کرنا شروع کیا۔

ایک۔ میان سنتے ہو جسوقت تمسے پوچھا جاے کہ نکاح منظور ہے یا نہین تم گھنٹہ بھر تک جواب نہ دینا۔ خبردار خبردار۔

دوسرا۔ اور نہین تو کیا فوراً کہدینگے (ہان) ایسا نہین ہوسکتا۔

تیسرا۔ جب مفتی صاحب اصرار کرین اعزہ اقربا ہاتھ جوڑین تب بہت آہستہ سے کہنا (بہت خوب منظور۔

چوتھا۔ منظور کے بعد اتنا ضرور کہدینا کہ بدرجۂ مجبوری منظور ہے۔

دولھا۔ (آہستہ سے) یارو خدارا اسوقت نہ ہنساؤ۔

احباب۔ تو ہمکو اسقدر تشفی دیدو کہ اپنے تئین سب کے سامنے نہ ہنسوانا سمجھے۔ ایسا نہو تم فوراً منظور کرلو اور دلھن کی طرف والے خواہ مخواہ ہمکو ہنسین اور پھر جھینپنا پڑے۔

دولھا۔ (آہستہ سے) دولھا نہین بنے تھے مگر برات مین تو بہت سی دلھنین تھین۔ دولھا سے وہ بات چاہتے ہو جو دلھن کو کرنی چاہیے اچھا صاحب (مسکراکر) اگر یہ مرضی ہے تو دو گھنٹے مین منظور کرونگا۔

احباب۔ آپ ایک استاد ہین مفتی صاحب پورا سوال کرنے بھی نہ پائینگے کہ آپ گردن ہلا دینگے اور یہ برا۔

مفتی صاحب نے کہا مہر زیادہ حسب دستور دریافت کیا تو انھون نے کہا مہر زیادہ ہے۔ دولھن کے بھائی نے جو وہان موجود تھا کہا۔ اس سے کم نہ بندھیگا۔ جسقدر رمان کا مہر ہے اس سے کم نہوگا دولھا کے باپ نے فیصلہ کیا۔ کہا اس جھگڑے سے کیا فائدہ اُنسے کہو اور بڑھا دین وہ چار لاکھ کہتے ہین منظور۔ بلکہ چار لاکھ اور میری طرف سے بڑھا دین آٹھ لاکھ کردین شرفا مین مہر باندھنا شرع کی پابندی ہے۔ الغرض نکاح شروع ہوا۔ دلھن کی جانب سے قبلہ وکعبہ دولھا کی طرف سے مفتی صاحب دولھا سے دریافت کیا گیا تو انھون نے فکاح فوراً منظور کرلیا اور اُنکے احباب مسکراکر اُنکی طرف دیکھنے لگے بعد نکاح کشتیان آئین کسی مین دوشالہ رومال کسی مین بھاری بھاری ہار پلیٹون مین چکنی ڈلی الائچی۔ پان بلوری مشت پھل شیشیون مین عطر روح پرور کسی مین نقل اور مصری اور قند کے کوزے دولھا کے ایک دوست نے کہا مین کہا بس جاؤ بھی دلھن نے تو دو گھنٹے مین منظور کیا مگر حضور ایسے رنجے کہ ذرا بھی انکار نہ کیا اور اسقدر دیر تک سمجھا چکے تھے جب قبلہ وکعبہ رخصت ہونے لگے تو دولھا نے پانچ اشرفیان نذر دکھائین مفتی صاحب در قبلہ وکعبہ کو خلعت دیا گیا۔ حکم ہوا کہ کشتیان ساتھ بھیجدو دولھا نے ہاتھ چومے۔ اور لوگون نے مصافحہ کیا۔ فنس تک اکثر صاحب نے قبلہ وکعبہ سوار ہوے تو محفل مین پھر وہی دھما چوکڑی مچی سب طائفون نے ملکر مبارکباد گائی۔

شادیانہ غرض بجے اسدم	طائفون نے بھی جمع ہوکے بہم
بھیرون کے مرشین بادل شاد	گائی اس نوکی مبارکباد

ہوگئے رخصت اہل بزم تمام | بھر لیان بھر کے لیگئے انعام

اسکے بعد محلسرا سے تھالی جوڑ آیا۔ شربت آیا شربت پلائی کی اکیس اشرفیان دین۔ دلھن کیطرف کا خدمتگار جوڑے کے آیا تھا اُسنے پانچ اشرفیان پائین۔ پہلے پانچ اشرفیان لینے سے انکار کیا کہا۔ دوشالہ دلوائیے حضور مگر لوگون کے سمجھانے سے انعام قبول کیا دلھن کے لیے جھوٹا شربت بھیجا گیا۔ ادھر اہل محفل کو شربت پلایا گیا۔ ہار کی کشتیان آئین ادھر شربت پلایا گیا اُدھر ہار گلے مین ڈالا عطر لگایا چکنی ڈلی الائچی پان کھلایا۔ اتنے مین اندر سے آدمی آیا کہ دولھا کو بلایا ہے۔ دولھا بہانسے خوش خوش روانہ ہوا جب ڈیوڑھی مین پہونچے تو اُنکی بہنون نے آنچل ڈالا اور دولھا کو لیجا کر دلھن کے پاس مسند پر بٹھایا۔ ؎

ریت مسند ہوی جو دولھا دلھن | کچھ عجب وقت تھا عجب جوبن
وہ بساوٹ دلھن کی وہ بو باس | وہ مہک عطر کی وہ سوہا لباس
وہ لپٹ ہار پھول کی ہر سو | بھینی بھینی وہ مہدی کی خوشبو
وہ مبارک سلامت اور وہ رسوم | اور وہ میلر شنون کے گانیکی دھوم

گالیان سمدھنونکو دینا گاہ
نازغمزے سے بیل لینا گاہ

(نازک ادا سے) لائیے میری بچھاور تو لائیے۔ اور پھر پورا نیک دیوائیے۔ حضور یہی تو ہمارے جھگڑنے کا وقت ہے۔

ڈومنیون نے ریت رسم شروع کی۔

پہلے آرسی مصحف کی رسم ادا کی مصحف لائے آئینہ آیا بیچ مین رکھے گئے سر پر سُرخ دوشالہ ڈالا۔ نواب صاحب نے گھونگھٹ اُلٹا۔

نازک ادا۔ کہو بیوی مُنھ کھولو مین تمھارا غلام ہون۔

نواب۔ بیوی مُنھ کھولو مین تمھارے غلام کے غلام کا چوغلام ہون اُسپر فرمایشی قہقہہ پڑا اور نازک ادا نے دولھا کے چٹکی لیکر کہا۔ خوشامد کرو پھر وہی کہو۔

نواب۔ بیوی مین تمھارا زر خرید غلام ہون مُنھ تو کھولو حشمت بہو۔ جبتک ہاتھ نہ جوڑوگے مُنھ نہ کھولینگی۔

راوی۔ اللہ اللہ یہ وہی ثریا بیگم ہین جو برافگندہ نقاب وحجاب شکار کھیلنے گئی تھین۔ اور بنگالی بابوؤن کو ہنستی تھین آج یہ نخرے ہین کہ نواب سبز سطوت بہادر غلام بنتے ہین اور شنوائی ہی نہین ہوتی۔ اللہ اللہ کیا تجاہل ہے۔

مبارک محل۔ اوپر کے دل سے غلام بنتے ہو۔ دل سے کہو تو آنکھین کھولدین ورنہ گھنٹون تک ترسا کرو گے صاف صاف تو یہ ہے۔

نواب۔ یا الٰہی۔ اب اور کیونکر کہون۔ خطِ غلامی لکھے دیتا ہون۔ بیوی۔ خدارا ذرا جمال مبین دکھادو۔ آنکھین کھولدو۔

دولھا نے ایک دفعہ دل لگی دل لگی مین غل مچا دیا کہ وہ آنکھ کھولی سالیون نے کہا۔ جھوٹ کہتے ہو ہرگز آنکھ نہین کھولی کون کہتا ہے۔ آنکھ کھولی کہین کھولی نہو۔

ڈومنی (دولھن سے) مین واری اب آنکھین کھولیئے بیچارے غلام بنتے بنتے تھک گئے اب رحم کی جاہے مُنھ نہ تھکائیے آپ انکی طرف نہ دیکھین آپ فقط آنکھ کھولدین وہ آپکو دیکھین آپ چاہے نہ دیکھین۔

نازک ادا۔ واہ دولھا تو چاہے پیچھے دیکھے یہ پہلے ہی گھورلینگی

ڈومنی - مین واری آپ کھین کھولین اب کتنک ٹکٹکی لگائے

کس لیے دیکھے کسی کی طرف دیکھیے آپ آرسی کی طرف	

اتنے مین دُلھن نے ذرا آنکھ کھولی اور نواب صاحب چار آنکھین ہوتے ہی شرما کے گردن نیچی کر لی۔ آنکھ جھکا لی۔

نازک ادا - دل مین تو کہتے ہونگے کہ بیشک اسی قابل ہو کہ اسکے غلام بنین کیا جانے دُلھن نے میان کی صورت دیکھی یا نہین کیون شریا بیگم۔

دُلھن نے لجائے گردن اور بھی جھکا دی جواب کیا دیتی

دولھا - جی ہان دیکھی - پھر آپ فرمایئے - کچھ فرمایئے۔

نازک ادا - ایسے ڈھیٹ دولھا بھی نہین دیکھے ابھی ناحق دلھن نے آنکھین کھولین۔ جب قدمون پر ٹوپی رکھتے تب کھولتین۔

دولھا نے اکیس پان کا بیڑا کھایا پائجامے مین ایک ہاتھ سے ازار بند ڈالا دولھا نے ساس کو سلام کیا۔

ساس نے خلعت بیش بہا دیا اور گلبین ہوتو نکا ہار ڈالا اور نبات چنوانے کی رسم ادا ہوئی۔ ڈومنی نے کہا۔ حضور اب نوبات چنوائی جاے دُلھن کے شانے گھٹنے ہاتھ وغیرہ پر مصری کی چھوٹی چھوٹی ڈلیان رکھی گئین اور جھک جھک کے دولھا نے کھائین اسوقت نازک ادا کا خندہ شکر آمیز اور حشمت بہو کا تبسم نمک ریز لطف دیتا تھا عروس پاکیزہ رو عنبرین مو کے نبات چننے کے وقت ایک قسم کی گدگدی ظاہر کرتی تھی۔ سایان دولھا کو چھیڑ رہی تھین کسی نے چٹکی لی کسی نے گدی پر ہاتھ پھیرا یہ بچارے ادھر اُدھر دیکھ دیکھ کے رہجاتے۔

ڈومنیون نے (بنے کا دل بنی سے لاگا) گانا شروع کیا ایک شاخ سمن پستہ دہن ڈومنی نے دولھا کے ہاتھ مین موم کی گولی دی کہا بوجھو تو یہ کیا ہے۔ پہلے خاک نہ سمجھے مگر ہاتھ سے گولی دبائی تو مسکرا کر کہا موم ہے ڈومنیان بولین اللہ کرے دُلھن کی طرف سے دولھا کا دل موم ہو جائے۔ دُلھن کی مان اور بڑی بوڑھی عورتین ذرا دُلھن کے کمرے سے ادھر اُدھر گئین اور مجولیون نے چہل شروع کر دی

جانی بیگم - ایسی چربانک سالی بھی نہ دیکھی ہوگی۔

نواب - ایک چربانک ہو تو کہون - یہان تو جوبہ شوخ و شنگ ہے اور نازک ادا بیگم تو معاذ اللہ سوار کو گھوڑے پر سے اتار لین۔ زبان تو رکتی ہی نہین۔ زبان کیا کترنی ہے۔

نازک ادا - (بند گی کرکے) کیا تعریف کی ہے واہ واہ

جانی بیگم - کیا کچھ جھوٹ ہو تمھاری زبان کی مسلمانی کرنا چاہیے

نازک ادا - اور تم اپنی کھوزمانے بھر کی چھپتیبی مردے کو آنکھون مین پیے لیتی ہو۔ دولھا کو اسوقت سے گھور رہی ہو مبارک محل - جبھی ان دونون مین خوب بنتی ہے۔ وہ چربانک یہ چھپتیبی دونون اچھی ملین ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو	

نازک ادا - ایک ہوئی یاد رکھیے گا جی ہان۔

حشمت بہو - کیسی کھڑی بولی ہے جیسے مرد بول رہا ہے

نازک ادا - یہان اسوقت اتنی کھڑی ہین اور ایک سے ایک حسین کم سن جو ہے پری۔ مگر انکی نظر جب پڑتی ہے جانی بیگم ہی پر

جانی بیگم - پھر - پڑا ہی چاہے پہلے اپنی صورت تو دیکھو

شانِ خدا۔ آپ اور ہمارا مقابلہ کرین اے تیری قدرت
نازک ادا۔ یہ تو اپنی اپنی طبیعت ہے۔ ع

محبت مین سبھی یکسان ہین جس سے جسکی بن آئی

ہمارے چاہنے والون سے کوئی پوچھے تو حال معلوم ہو
تمھاری طرف کبھی تھوکین بھی نہین۔
مبارک محل۔ (دانت کے تلے انگلی دباکر) بس حد ہوگئی
ایک بوڑھی خانم صاحب نازک ادا بیگم اور جانی بیگم کی باتین
سنکر بولین۔ افوہ دونون کس غضب کی لڑکیان ہین تلے
تیس اوپر بیس اور دونون کیسی تڑپڑ تڑپڑ باتین کرتی ہین
میرے تو ہوش اڑگئے اسوقت نازک ادا نے آہستہ
سے کہا نہین اماجان ایسا نہ کہو یہ بیچاری کبھی کہین جاتی
ہین نہ آتی ہین (مبارک محل کی طرف مخاطب ہوکر) آپ
انکو بے نقط سناتی ہین خانم صاحب بے اختیار ہنس پڑین
اور کہا تم بڑی شوخ ہو کہین پر چپ نہین رہتین۔
جانی بیگم۔ جی ہان انکے دیدیکا پانی ڈھل گیا ہے۔
کہتی تو آپ انکو تھین اور وہ مبارک محل کو بناتی تھین
خانم۔ اور تم خود کیا کم ہو۔ خود را فضیحت دیگران را نصیحت
جیسی تم ویسی نازک ادا بیگم۔ دونون کلان ہو۔
آسمان جاہ۔ میرے دل کی کہی۔ کیا نکلی جاتی تھین
جانی۔ چلو بی تم بھی تو اس تعریف مین شریک ہو۔
آسمان۔ ہم تو ہین ہی۔ مگر تم کیسی نیک بنی جاتی تھین
جانی۔ اے گردن نیچی رکھو ذری۔ تھوڑی دیر گردن
جھکا کے نہین بیٹھا جاتا ہے۔ واہ دلھن بنی ہین۔
نازک ادا۔ ہان دیکھتی ہو کیسی تنی ہوئی بیٹھی
ہے۔

حشمت۔ تم بیٹھی رہو ثریا بیگم ان کو کہنے دو انکا مزاج
ہی ٹھٹھول ہے خاصی اچھی طرح تو بیٹھی ہو پھیرے کے وقت
نازک ادا۔ کل یہ خوب گا رہی تھین۔

نہین روزن جو تصویر مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

اس شعر کو ایک گھنٹہ تک گایا کین۔
جانی۔ گانا تو خیر۔ بناتی خوب ہین۔
نازک۔ اور ناچتے نہین دیکھا تمنے کوئی کتھک اسکے
مقابلہ مین کیا ناچے گا۔ کہو ایک گھنگرو بولے کہو دونون
بولین اور تلوار پر ایسا ناچتی ہین کہ بس کچھ نہ پوچھو۔
جانی۔ کیا معلوم کس سے تعلیم پائی سنا کوئی کتھک تھا اسنے
دل لگاکے ناچنا سکھایا ہے۔ نواب سنجر سلوت کی چاندی
ہے روز مفت کا ناچ دیکھینگے۔
نون نہ چٹکری اور رنگ چوکھا۔ اپنی اپنی قسمت ہے
خدا کی دین اسمین کسیکا کیا۔
حشمت بہو۔ اتنی بیحیائی زیبا نہین ہے ہنسی دل لگی کبھی
ایک موقع ہوتا ہے اور وہ بھی جیسی شریفون مین جائز ہے
یہ نہین کہ بے شرمی بدگمانی سے جو چاہا کہدیا۔ واہ
نازک۔ ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ وہ کونسا وقت
ہے جسوقت ہنسی دل لگی جائز ہوتی ہے برات کے دن ہنسنا
بولنا جائز ہوگا۔ کیون اب رہی یہ بات کہ کیسی
چہل ہو بیہودہ نہین ہونی چاہیے اسکا جواب یہ ہے کہ ہنسنے
اتنا کہا کہ دلھن ناچتی اچھا ہین پھر کیا کچھ جھوٹ ہے یہ
تو نہین ہم نے کہا کہ خدانخواستہ مجرے کو جاتی ہین
مین دلھن کی ماں نے دلھن سے کہا مین واری بیٹی اب

نہ ہو ل کھلوانا۔ ذری دیکھتا ہون رکھوا سوقت میرے ہاتھ پانون پھول گئے کہ یا پروردگار خیر کیجیو۔ بارے اسکی کریمی کے صدقے کہ بخیر گذشت۔ خلانی نے کہا حضور اب فضل الٰہی ہے اب آپ اسکا خیال نہ کرین اور کیا وہ نہین بہتیرین سلامتی سے سیانی ہین سمجھدار ہین بیگم صاحب ہنسکر کہا۔ نازک ادا بیگم کہان ہین اب تو شہ تو بہت دق نہ کرنا۔ وہ شوخ گلعذار بولی کہ اب سوقت ہم آپکی نہ سنینگے۔ پھر دلھن کی ماں دوسرے کمرے مین گئین تو نازک ادا نے ثریا بیگم کو پھر چھیڑنا شروع کیا اور یون تقریر کی۔

نازک ۔ دلھن مین سب باتین اچھی ہین شکل صورت اچھی نک سک سے درست۔ چہرے مہرے سے درست مگر ذرا ابھیل ہین بھیل نہ تین تو تورہ بندی تو انکے ہان ہوتی سکے ہان سے بنتے ہین۔ انکے ہان نہ بنتے مگر پلاؤ زردے کے لوازمے مین دام بھی خرچ ہوتے ہین اور وہ یہ خرچہ نہ چاہین چہرہ شاہی نہ نکلنے پائین دولھا کی طرف مخاطب ہوکر) تم فضول خرچ اور یہ جزرس نبھیگی کیونکر۔

دولھا۔ خیر مین اپنے پنٹ لونگا سمجھا جائیگا۔ آپ فکر نہ کیجیے۔ مین جزرس ہوی چاہتا تھا۔ اب خوش ہوئین۔

نازک ادا۔ (ہنسکر) سن لیا ہے نہ کہ دلھن گوری چٹی ہے مگر جب دیکھوگے تو قلعی کھل جائیگی معلوم ہوگی حقیقت

نواب۔ تمھارے کوسے پر سکل کتنی بھلی معلوم ہوتی ہی سبحان اللہ

نازک ادا۔ اے ہو۔ یہ گئے کہین ہمارے میان کے سامنے نہ کہنا

نواب۔ تم انکو کیا مانتی ہو۔ تم کسی کو کب ماننے لگین

نازک ۔ اب دیکھین یہ (دولھن کی طرف اشارہ کرکے) مجھکو مانتی ہین یا نہین دوہی دن مین ہمکو معلوم ہو جائیگا۔

نواب۔ جدھر دیکھتا ہون رنگین مزاج چمن طبع شوخ چشت ہی نظر آتی ہین پرستان مین بیٹھا ہون اور آپ تو سب سے بڑھکر حاضر جواب اور تیز طبیعت ہین۔ ؎

شوخ و رنگین مزاج باتین تہہ	
گرم و حاضر جواب فتنۂ دہہ	

حشمت۔ اگر انکی سی دو ایک اور ہوتین تو اسوقت بالکل بیحیائی کی باتین ہونے لگتین ذرا شرم چھو نہین گئی ہے آپ کو۔

مبارک۔ اچھا اسوقت کی معاف ہے۔ اسوقت جو چہل کرین میز بید مگر ہان یہ عورت کیا آگ بھبوکا ہین۔

نازک ادا۔ جانی بیگم دولھا خالی خولی بیٹھا رہے یہ کیا بات ہے۔

جانی۔ پھر تم کیا کرتی ہو۔ دولھا کوئی شرمیلا ہو تو چھیڑین وہ خود شمشیر برہنہ ہین (مسکراکر) خوش ہوگئے۔

نواب۔ خیر انصاف تو کیا ہم تو منصف مزاج کے قائل ہین

نازک ادا۔ یہ بات مین تو پہلے سمجھی تھی کہ ہر پھر کے جب نظر پڑتی ہو انھین پر پڑتی ہے۔ انکی سی تو کہا ہی چاہئے جانی۔ اب بار بار ایسی باتین کرنیسے کیا فائدہ۔

نازک۔ (مبارک محل کی ماں ہین) بہن چور گلی ذری نکل گئی ہے۔ جاکہ پائجامہ بدل ڈالو۔ کہا مانو۔

مبارک۔ مجھے بھی کوئی فیضن مقرر کیا ہے تم پہلے اپنی تو خبر لو

نازک۔ خوب یاد دلایا۔ یہ بی فیضن نہین نظر آتین کدھر جا پڑین اڑنچھو ہوگئین بی فلانی ذری دیکھو تو بی فیضن کدھر جا پڑین

جانی - اے ہے تم نے نہین سُنا وہ تو چپہ چپہ مین بات بگڑی ہوئی ہین اور شہر والیون کو مارہ مارہ سی باتین سُنا رہی ہین کہ یہ بڑی ڈھیٹ ہوتی ہین۔ نوشہ ہو یا کوئی ہو کسی غیر کے سامنے جانا کیا معنی لاکھ لاکھ کہا نہ آئین وہی تو ایک پردہ نشین ہین سا اور کیا کسی کو پردہ کا خیال ہے سب پر حرف رکھتی ہین۔

نازک - مجھے اس کا حال ہی نہین معلوم تھا کیونکر مین جاکے لاتی ہون نہ آئینگی تو کچھ سنینگی بھی مجھ سے۔

دولھا نے یہ تقریر سُنی تو اُنکو بھی شوق ہوا کہ فیضن کو دیکھین نازک ادا بیگم سے کہا آخر اُنمین کیا بات ہے جو باہر نہین آتین نوشہ سے بھی کوئی پردہ کرتا ہے۔ نازک ادا بیگم بولین تم اپنے مطلب کی بات کہا ہی چاہو۔ کیون نوشہ سے پردہ کیون نہین کرتی ہین کون کہتا ہے نوشہ سے پردہ نہین ہوتا اچھا دیکھو مین جاکے لیے آتی ہون۔

یہ کہکر نازک ادا بیگم اُس کمرے مین گئین جہان فیضن بیٹھی تھین

نازک - یہ یہان کیون بیٹھی ہو۔ یہان کیا آدمیون سے نفرت ہے۔ سب وہان بیٹھے ہین تم یہان گھس کے بیٹھی ہو واہ وا۔ یہ اچھی ادا ہے۔

فیضن - ہم نہ جاب دگھبراکر) مین نہ جاؤنگی۔

نازک - پھر گنوار پن کی لی نہ۔ ہم نہ جاب نہ جاب سوائے وہی گنوار پنے کے اور کوئی بات نہین۔

فیضن - اچھا پھر ہم تو نہ جائینگے۔ میرے قصیے مین جو سُنیگا وہ اُٹھا دیگا اور ہم کو سب مل کے ہنسینگے۔

نازک - تم کسیکو کاہے کو کہو۔ بس چپٹی ہوئی۔

فیضن - ہم جھوٹ نہ بولینگے نائکر ہونا اچھا نہین۔

اسکے بعد دولھا محل مین بلائے گئے اور اُدھر عورتون مین شربت پلائی شروع ہوئی ڈومنیون نے بھی خوب گا بجا لیا دین۔ اسطرف والی ہنستی اور قہقہے لگاتی تھین اُسطرف کی عورتین شرماتی تھین اتنے مین دولھا کی ماں نے سمدھن سے کہا اب دن زیادہ آگیا ہے دولھا کو بلوائیے اُسکے بعد حکم دیا کہ جہیز نکلے باورچی خانے کے داروغہ سے کہا گیا کہ کھانا تیار رہے۔ اُسنے کہلا بھیجا کہ بھوڑے کا کھانا سب تیار ہے صرف حکم کی دیر ہے۔ جوجو اسباب جہیز محل سرا سے نکلتا جاتا تھا دیوانجی کاغذ پر قلمبند کرتے جاتے تھے جب فہرست تیار ہوئی۔ تو دولھا کے باپ سے کہا پیر مرشد کسی داروغہ یا معتبر آدمی کو حکم ہو کہ فہرست مطابق کل اشیا کو جانچ لے داروغہ نے بمقابلہ فہرست کل سامان جانچ لیا۔ دولھا اندر آیا اور مسند پر دُلھن کے پاس بیٹھا دُلھن دل ہی دل مین کہتی تھی کہ یا خدا کہین وہ عورت پھر نہ آجاے۔ مثل مشہور ہے گھر کا بھیدی لنکا ڈھاے ادھر ہمجولیان دولھا سے چہل کرتی تھین اودھر دُلھن کے دل مین طرح طرح کے خیالات جاگزین تھے کبھی سوچتی تھی کہ آزاد جب روم سے واپس آئینگے تو خدا جانے اپنے دلمین کیا سمجھینگے۔ ساری کی کرائی محنت رائیگان کردی۔ اتنے دن تک جوگن بنی رہی اسکا حال آزاد کو بھلا کیونکر معلوم ہوگا مین اُسکے واپس آنیکی خبر کیونکر سنونگی۔ آزاد سے کون کہے گا کہ تیرے درد فراق مین اسقدر عرصے تک مصیبت جھیلی۔ اول تو روم سے واپس آکر حُسن آرا کے ساتھ شادی ہوگی مجھے پھر

کیون یاد کرنے لگے اور کبھی خیال آیا بھی تو انھین معلوم کیونکر ہوگا کہ کہان ہے یہ بات تو اُنکے وہم و گمان مین بھی نہوگی کہ اُن کا نواب سنجر سطوت کے ساتھ نکاح ہوا ہی سمجھینگے کہ بد وضع عورت تھی کہین نکل گئی۔ خیر وہ جو چاہے خیال کرین خدا کرے جہان ہون اچھے رہین اور خوش و خرم رہین دولھا کو کیا معلوم کہ دُلھن اسوقت کس فکر مین ہین آپ سُنیے کہ نازک ادا بیگم پھر اُس کمرے مین گئین جہان بی فیضن چھپی بیٹھی تھین اور اُنسے میٹھی میٹھی باتین کرنے لگین۔

نازک ادا۔ کیا اب عورتون سے بھی پردہ کرتی ہو بہن

فیضن۔ کیون کیا دولھا باہر ہے۔ اندر نہین آوا (آیا)

نازک۔ این! دولھا محفل مین گیا اب کوئی آدھ گھنٹے مین پھر آئیگا۔

فیضن۔ ہمسے کو دُکھن نا ہین تو چلو پھر چلین۔

نازک۔ اب تو ہم ذرا لیٹینگے۔ بالکل شل ہوگئے

فیضن۔ اب جب بارات (برات) بدا ہو جائے تب لیٹو۔

نازک۔ اچھا چلو پھر وہین چل کے بیٹھین یہان اکیلے مین آنکھ لگ جائے گی اے تم نے دولھا کی صورت بھی دیکھی ہے یا نہین۔

فیضن۔ ہان دیکھی کاہے نا ہین۔ گورے گورے ہین۔ ہین نہ۔

نازک۔ ہان سچ بتانا بہن تمھارے میان کیسے ہین گورے ہین یا سانولے سچ سچ بتاؤ تمھین پیار کرتے ہین تم سے محبت ہے۔

فیضن۔ (شرما کر) ایسے تیسے ہین اور کوئی کو کیا۔

نازک۔ ایسے تیسے ہین یہ تو تم اپنے مُنھ سے کہو مجھسے کیا سروکار اس مین آخر شرم کی کونسی بات ہو ہم اپنے میان کا حال بتادین ہمارے میان کا پھریرا بدن ہے بہت خوبصورت سُرخ و سفید آدمی ہین گورے چٹے۔ میانہ قد۔ چہرے پر ڈاڑھی نہین ہے صوفیانہ کپڑے پہنتے ہین وضع باکی ہے شوخ کہتے ہین تین سو روپیہ ماہواری کا وثیقہ ہے اور دکانون کا کرایہ کوئی ستر بہتر روپیہ ماہواری آتا ہے اور ہمارا ایک سو نوے روپیہ کا وثیقہ ہے ایک حویلی کو اُنھون نے گھر ڈال لیا ہے مگر وہ مالدار ہے اُسکے پاس بھی جائداد بھی مع زیور وغیرہ کے ملاکے کوئی پچیس چھبیس ہزار کے پیٹے مین ہے اور ہمارے میان ایکدم کی بھی ہماری جدائی نہین گوارا کرتے دل و جان سے ہمپر عاشق ہین بغیر ہمارے اُنکو ایک دم چین نہین۔

فیضن۔ اچھا پھر کہدیب چلو وہین چل کے بیٹھین۔

نازک۔ یہ بتاؤ کوئی تمھارے میان کو لیئے بھاگتا ہے آخر خوف کاہے کا ہے۔ آؤ۔ اچھا چلو دُلھن کے پاس چل کے بیٹھین۔

فیضن کو لیکر نازک ادا بیگم دلھن کے شہ نشین مین آئین چق اُٹھائی تو فیضن نے دولھا کو دیکھا اور دیکھتے ہی جھجک کے بھاگنے کو تھی کہ نازک ادا بیگم نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لے وہ کیا بھاگی تھین جب مین جانے بھی دون ایک تھین بڑی بیوقوف ہو فیضن نے ہاتھون سے چہرہ چھپا لیا تو جانی بیگم نازک ادا کی مدد کو اُٹھین دونون نے پکڑ کے چہرہ کھولدیا فیضن و بیا تین بہت کچھ ہاتھ پانون مارے مگر بے سود۔ آخرکار روہی اور لکے رونے پر کل شہر والیون نے قہقہہ لگایا دولھا بھی انکی بیقراری اور وحشت

دیکھکر ہنسنے لگا مگر چونکہ ساس اور کئی بوڑھی عورتین وہان بیٹھی تھین اس سبب سے رومال مُنہ کے پاس لیجاکر آہستہ آہستہ ہنسے مبارک محل بولین اے آخر اس وحشت کا کچھ ٹھکانا بھی ہے جسطرح سب بیٹھی ہین اسطرح تم بھی بیٹھو چھٹی ہوئی۔ تم کو اتنا پردے کا خیال کیون ہے فیضن کو بدرجہ مجبوری وہان بیٹھنا پڑا تو ہجو لبان چپکے چپکے آوازے کسنے لگین ایک نے کہا انکا گورا پنڈا ہے دوسری بولی تم شہر کی عورتین اُنکی سی تمیز کہان سے لاؤگی بات چیت کیسی درست ہے گفتگو شستہ بول چال صاف تیسری نے سکاکر کہا شین قاف درست بھی بولی اسوقت ہم سے پوچھتی تھین کہ ٹوٹا کسے کہتے ہین اور کئی رسمونکا نام لیا کہ وہ ریت نہین ہوئی ہمنے کہا ہمین نہین معلوم ہمنے ان رسمونکا کبھی نام ہی نہین سنا حشمت بہو نے فیضن سے کہا بہن ہمکو یہان آنے مین کیا عذر تھا آج کے دن بڑھکیسا لوگون دولھا کیا جانین کہ کون ہو اب جو اتنے نخرون کے بعد آئین تو ہم سب سے کہدیگے کہ یہ فلان شخص کی بیوی ہین اور فلان مقام مین رہتی ہین صاف صاف ہم سے کہدینگے نہین تو اچھی طرح شگفتہ ہوکے بیٹھو۔

فیضن۔ ہم کا اب جاے دُو۔ اب ہم جاب۔

نازک ادا۔ کہان اب جاب تنک بتاؤ۔ جاب کہان جانی بیگم۔ تم لاکھ بتاؤ تمسے گنواری بولی ہرگز ہرگز نہ بولی جائیگی وہ تو جسکی زبان ہے وہی خوب بول سکتا ہے۔

بیگم۔ (دولھا کی ماں) تو اس بیچاری کو تم سب کی سب کیون دق کرتی ہو خواہ مخواہ۔ اُسنے کیا قصور کیا ہے تمھارا نہ۔

حشمت بہو۔ آپسمین ہنستے ہین یہ بُرا تھوڑا ہی مانتی ہین

بیگم۔ اب رودین اس سے زیادہ بُرا اور کیا مانینگی۔

نازک ادا۔ جی نہین آنکھ مین درد ہے اور زکام ہے اس سے آنسو آگئے رونے والی نہین ہین۔

اب چلنے کی تیاریان ہونے لگین۔ حکم دیا گیا کہ سواری منگواؤ دُلھن کی ماں نہین ہمسائی اعزہ اقربا سب رونے لگین دُلھن کی ماں نے سمدھن سے کہا بہن لونڈی دیتی ہون اسپر مہربانی کی نظر رہے وہ بولین۔ واہ کیا کہتی ہو اولاد سے زیادہ ہے۔

جسطرح خورشیدی اور نواب بیگم کی محبت اور خاطر کرتی ہون اسیطرح اسکو عزیز رکھوگی تم نے ہمارا گھر آباد کیا ہے جیسی اور اولاد ویسی ہی میرے نزدیک یہ بھی ہے۔

شربت پلائی کے جسقدر روپے تھے انمین کچھ اور بڑھا کر سلام کے وقت ساس نے دولھا کو دئے تو نوشاہ نے دلھن کو گود مین اُٹھایا اور پکھپال پر سوار کیا۔

الغرض آکے جسگھڑی نوشاہ	نیچلا کو دمین اُٹھاکے دمادم
پھر تو ہر سو تھا جوش رقت کا	اور دلھن کو بھی رنج فرقت کا

باہر اندر چلو چلو کی دھوم دھوم
سمدھنون کا در محل پہ ہجوم

سمدھنین رخصت ہوئین جوش رقت کی یہ تاثیر تھی کہ دلھن بھی رونے لگی۔ گو گھر بھر سے انکو واسطہ نہ تھا جسکو ماں کہتی تھی اسکی کبھی صورت بھی نہین دیکھی تھی۔ جو باپ بنے تھے اُنسے مطلق رشتہ نہ تھا حشمت بہو کا نام بھی نہین سُنا تھا مگر وہ وقت ہی ایسا تھا کہ بے اختیار رونے لگین پکھپال دروازہ پر لگایا گیا تھا بارہ مہریان ساتھ ہوئین جھ ادھر جھ اُدھر سونے کی مچھلیان جھلکتی جاتی تھین فوق البھڑک پوشاکین ستم ڈھاتی تھین۔

برات رخصت ہوئی نوشہ خلعت پہنے ہوے

بشاش کہ چاندسی دلھن پائی ۔ ؎

زیب رخ موتیون کا وہ سہرا	آب صاف اُسکی پیدا تھا
روے مہر پہ ہجوم پروین ہے	باغ رُخ پر شگفتہ نسرین ہے
موتیون کا وہ گوشوارہ تھا	ہر گہر صبح کا ستارہ تھا

جیغہ الماس کا رلا قیمت ؎
اور سر پیچ کی تھی وہ زینت ؎

برات دُولھا کے گھر پر آئی عروس محافہ کہار دن کے کندھون پہ تھا ایک بکرا محافہ کے گرد پھرا کر تصدق کیا گیا بعد ازان کہاریان ۔ محافے کو اُٹھا کر زنانی ڈیوڑھی پر لیگئین ۔ دُولھا کی بہن آئین دلھن کے پاؤن محافے سے لگا کے طشت مین دودھ سے دھوئے اور کف پا مین ورق نقرہ لگائے دولھا نے عروس رنگین ادا گود مین اُٹھایا اور مسند پر لیجا کر بٹھایا ۔ دولھا باہر جانے کو تھے کہ ان کی بھاوج نے کہا ۔ ہائین کہان چلے ۔ دامن پر نماز پڑھنا ہوگی دولھا نے عروس کے دامن پر نماز پڑھی پھر شیر برنج آئی پہلے دلھن کے ہاتھ پر رکھکر دولھا کو کھلائی اِس شکر لب شیرین حرکات کے دست سیمین سے جو کھیر کھائی تو دماغ آسمان پر تھا کہ اللہ اللہ ایسی مہ پارہ بیوی ہاتھ آئی بھاوج ڈھکاتی تھی ادھر نوشہ نے مُنھ لپکایا اُدھر بھاوج نے ہاتھ ہٹایا تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی ۔ بعد ازان دولھا کے ہاتھ پر شیر برنج رکھی گئی اور دلھن سے کہا کھاؤ وہ شرمانے لگی دولھا کی بہنین دولھا کا ہاتھ عروس کے مُنھ تک لے گئین کھیر کھانیکو گویا سبھی ہو گیا شرم نے اجازت نہ دی کہ سب کے سامنے دولھا کے ہاتھ سے کھیر کھائے دولھا باہر آیا ۔ خورشیدی بیگم اور نواب بیگم اور دولھا کی بھاوج اور بہنین اور انکی ہمجولیان اور خواصین پیش خدمتین مغلانیان سب دلھن کو گھیر کر بیٹھین وہ شرمائی جاتی تھی یہ صورت دیکھنے کا انتہا سے زیادہ اشتیاق ظاہر کرتی تھین دلھن کے ساتھ کئی عورتین اسکے میکے سے آئی تھین بی بی مبارک نے کہا بیبیو گھبراتی کیون ہو دو چار روز مین اچھی طرح سے دیکھنا ان کو یہان خوش و خرم رہنا خدا نصیب کرے مگر اُنھون نے ایک نہ سُنی ۔ گھونگھٹ اٹھا اُٹھا کے دیکھنے لگین اور شرمیلی دلھن اور بھی شرماتی تھی ۔

دولھا کے احباب نے جنسے بے تکلفی تھی کہا حضرت مبارک ہو مگر سچ بتاؤ تمھاری طبیعت کے موافق دلھن ہے ۔

دولھا نے کہا بس مین اور کچھ نہین جانتا ۔ اسقدر کہہ سکتا ہون کہ خدا کا کمال شکر گزار ہون ۔ اسپر قہقہہ پڑا ۔

دولھا کے احباب نے کہا بھائی خدا کے لیے اس نگار شوخ کو بلوا دیجیے کل سمدھیانے قتیل کی غزل گائی تھی ۔ ؎

غم ہجر تو یا نے ندارد
چہ دروست این کہ درمانے ندارد

نواب صاحب نے کہا واہ ۔ اب بندہ اس پیر مین نہین پڑتا مجرد اور متاہل مین زمین و آسمان کا فرق ہے اور تجرید کے عالم مین بھی مقدس لوگ منہیات و معصیات سے بری رہتے ہین اور لوث معصیت سے اسکا دامن پاک رہتا ہے نہ کہ جب شادی ہوگئی ہو برس مین دو ایک دفعہ کسی تقریب مین ناچ ہو تو عجب نہین ورنہ اب بندہ درگاہ ان امور قبیحہ سے احتراز و اجتناب کرینگے ۔

احباب نے قہقہہ لگا کر کہا ۔ یہ کیجیے کہ اب آپ تائب ہوے

ستر چوہے کھاکے بلی حج کو چلین۔ نواب صاحب نے جواب دیا سانہین اتا ئب من الذنب کمن لاذنب لہ در توبہ باست اکثر شایستہ قومون مین یہ قاعدہ ہے کہ اگر مجرد اس قسم کے افعال کا مرتکب ہو تو چند ان برا نہین سمجھتے مگر متابل سے اس قسم کے حرکات سرزد ہون تو نظر حقارت سے دیکھا جائے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے اگر اس پر ہماری قوم کاربند ہو تو بہت سے گناہون سے بچین یہ عیاشی اور بدمعاشی ہی کا نتیجہ ہے کہ میان بیوی مین نہین بنتی اور انواع اقسام کے امراض مین ہلوگ گرفتار ہو جاتے ہین تم سب کو یقین نہین آتا ہے مگر دیکھ لینا ان مریض آدمیون کی صحبت سے اب ہمین نفرت ہے۔

آزاد کے واپس آنے کی خبر

اب سنیے کہ مرزا ہمایون فر بہادر جمشید مرتبت دارا منزلت کے زندہ ہوتے ہی شہزادی بیگم اور بڑی بیگم نے اپنے اپنے اعزہ و اقربا کو اس مژدہ طرب خیز اور نوید بہجت انگیز کی بذریعۂ تار برقی اطلاع دی جسنے سنا خوش ہوا کہ جس چیز کی مطلق امید نتھی وہ ظہور پذیر ہوئی بمبئی سے بیگم کے نام تار بھیجا گیا سنتے ہی باغ باغ ہو گئین۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد روانگی کے وقت بمبئی مین ایک مرزا صاحب کے ہان فروکش ہوئے تھے جنکی بیوی محسن آرا سمپر آرا کی بہن تھین ان بیگم صاحب کو میان آزاد سے ایک قسم کا عشق صادق تھا جب آزاد رخصت لیکر روانہ ہوئے تو انکا دل بھر آیا تھا اس شوخ شنگ برق کو ہلکا نغز گفتار نے جو ہمایون فر کے زندہ ہونے کا حال سنا تو جامے مین پھولی نہ سمائی۔ بار بار تار برقی پڑھوائی مرزا صاحب اسوقت کہین باہر گئے تھے۔ خواص نے ایک پڑوسی سے جو انگریزی خوان تھے تار کا کاغذ پڑھوایا۔ بیگم صاحب نے فوراً میان کو بلوایا اور چمک کر کہا۔ لو مبارک۔ ہمایون فر کے مرنے کی خبر غلط تھی۔ مرزا صاحب نے تار برقی خود پڑھی خوش تو ہوئے مگر دل کو تسکین نہین ہوتی تھی۔ سوچے کہ مرے کا زندہ ہونا بیچ ہے۔ یہ محض لغویات ہے کسی فقرہ باز نے بھیجدیا ہوگا مگر اسکی تحقیقات بخوبی ہو سکتی ہے۔

مرزا۔ خدا کرے سچی ہی ہو۔ مگر دل نہین مانتا۔

بیگم۔ یہ کاہے سے۔ یہ کاہے سے۔ کیا تعجب کی بات ہے

مرزا۔ اور نہین بھی ہے۔ کبھی ایسا سنا ہے۔ ہم بھی بہانے تار بھیجتے ہین دیکھین اسکا جواب کیا آتا ہے۔

بیگم۔ وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین تھی۔

مرزا۔ کسی فقرہ باز کی کارستانی ہے۔ کوئی بیفکرے ہین۔

بیگم۔ ایسے بیفکرے نہین ہوا کرتے جو روپیہ کا روپیہ صرف کرین اور بیوقوف بنین۔ تم چاہے مانو چاہے نہ مانو ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ بیشک مرزا ہمایون فر زندہ ہو گئے گو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی بات سے زیادہ اور کسی چیز کا انسان کو یقین نہین آ سکتا مگر یہ سوچتی ہون کہ آخر کسی کا سر پھر گیا تھا کہ خواہی نخواہی اپنا روپیہ خرچ کرتا اور بیوقوف بنتا اور خدا کی شان سے کیا بعید ہے وہ کون شے ہے جو خدا کی قدرت سے باہر ہے آگ کو گلزار کر دیا ہے مور ضعیف کو یہ طاقت دی کہ حضرت سلیمان کی دعوت کی ابا جان لڑکپن مین ہمین مناجات سکھاتے تھے ؎

بے ترے حکم اے آلہ العالمین ایک پتا ہل نہین سکتا کہین

تجھسے زمین و زمن و آسمان
تیری قدرت کی ہیں یہ گیہان

خاک کے پتلے کو تو گویا کرے
قطرۂ ناچیز کو دریا کرے

کُن کے کہنے سے کیا عالم بپا
اور جب چاہے اُسے کرے فنا

ذات تیری بیمثیل و بیمثال
پاک بے ہمتا قدیر و ذوالجلال

مرزا صاحب نے کہا ہان سچ تو کہتی ہو۔ خدا کی قدرت سے کوئی بات بعید نہین ہے وہ بڑا مسبب الاسباب ہے تم اتنے دن سے اسقدر مغموم و ملول تھین کہ تو بہی بھلی اور سچ کہون میری بہی روح روتی تھی کہ ہے یہ کیا ستم ہوگیا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آج یہ مژدہ سُننے مین آیا ایک بات اگر کہون تو تم کو شاید یقین نہ آئے مگر بے کہے رہا نہین جاتا یہان ایک روسی بیم رہتی تھین روس کے خاندان شاہی سے متعلق ہین بہت بوڑہی اور مقدس عورت ہین انکی نسبت مشہور ہوا تھا کہ معجزے دکھاتی ہین اور عیون باطن سے منزلون کی چیزین دیکھ سکتی ہین مجھے اسکا یقین نہین آیا ایک روز مین خود انکے پاس گیا مین نے کہا آپکی بڑی تعریف سُنی ہے کچھ عجائبات دکھایئے۔ مسکرائین۔ کہا مین شعبدہ باز نہین ہون۔ الغرض دس بارہ بار کہا اصرار کیا اور ایک روز ہاتھ جوڑ کر اور قدمبوس ٹوپی رکھ کر عرض کیا کہ آج یہ سر ہے اور آپ کا در ہے جبتک مجھے عجائبات نہ دکھایئے گا مین یہان سے نہ ٹلونگا انھون نے کہا اگر مین یہ باتین سب کو دکھاؤن تو لوگ بدظن ہو جائین اور سمجھین کہ یہ شعبدہ باز ہین مگر چونکہ تم نے اصرار کیا ہے لہذا مین مجبور ہوگئی اب تم بتاؤ کہ تمھارے اعزہ مین سے اس مہینے مین کسی نے انتقال کیا ہے مین نے کہا ہان مرزا ہادی بیگ

سنے کہا تمنے بہی انکو دیکھا تھا مین نے کہا ہان تصویر دیکھی ہے حکم دیا کہ آنکھ بند کرو مین نے آنکھ بند کر لی اور پھر کھولی تو دیکھتا ہون ایک کرسی پر مرزا ہادی یون فربہ اور تکمہ دار بیٹھے اٹھ گئے اور مین کانپ اٹھا کہ خدایا یہ کیا دیکھ رہا ہون جسطرح تصویر مین انکی شکل دیکھی تھی اُسیطرح کرسی پر بیٹھے تھے مجھے خائف دیکھکر ہنسے کہا اس خوف کا کیا سبب ہے مین خبیث نہین ہون پریت نہین ہون تمھارے ملک کا شہزادہ ہون پھر مجھسے خوف کرنا کیا سمجھے مین نے دست بستہ پوچھا خداوند کچھ فرمائین تو یہ کیا ماجرا ہے مسکرا کر فرمایا شانِ خدا۔

بیگم۔ ہمین یقین نہین آتا۔ یہ کب کی بات ہے۔

مرزا۔ اب یقین نہ آنے کا علاج ہی نہین بھلا جھوٹ بولنے سے مجھے کیا فائدہ ہوتا آخر اور مین تو خود کہتا ہون کہ کیسکو دنیا بھر مین اس بات کا یقین نہ آئیگا لیکن جس بات کو بچشم خود دیکھا اسکو کیونکر نہ باور کرون کوئی لاکھ شک کرے مین نہ مانونگا۔

بیگم۔ اچھا تار بھیج کے دریافت تو کرلو کہ یہ خبر سچ ہے یا نہین اگر سچ ہو تو بھلا تار کا جواب کبتک آجائیگا۔

مرزا۔ آج ہی یہ تار بھی اعجاز سے کم نہین ہے۔ شعر

دمبدم از عالم اجسام می رسد خبر
پیش دستی میکند در فیض انسان تار برق

یہ کہکر مرزا صاحب نے تار کا جواب لکھا اور دریافت فرمایا کہ یہ خبر سچ ہے یا غلط بیگم صاحب نے کہا اگر یہ خبر سچ ہے تو آج رت جگا کرینگی لکھنؤ سا شہر ہوتا تو ڈومنیان بلواتے گانا سُنتے۔ یہان کی ڈومنیون کو دور ہی سے سلام ہے۔ نہ زبان درست نہ قطع درست وہ بات کہان

مرزا صاحب نے کہا اسکی قسم تمہیں روز جو بن آتا ہا
اور یہی سبب ہو کہ مین تمہارا دم نا خریدہ غلام ہو گیا ہو ن
اور خدا کے فضل سے تم سب بہنین ایک سے ایک بڑھکر ہو
حسن آرا کے من و جمال کا کیا کہنا سپہر آرا کی شوخی و طراری
پیارالنسا کی بیجا ادائی و نزاکت روح افزا کی رنگین
بیانی اور حسن خدا داد کا کیا کہنا جو ہے نازک اندام
گلفام۔ مگر ہم کو سب مین تم ہی پسند ہو اور حسن آرا پر آزاد لٹو
ہین آزاد کا نام زبان پر آیا تو بیگم صاحب کے چہرہ کا رنگ
بدل گیا گورے گورے گالون کی سرخی اور بھی جھلکنے لگی
آہ سرد بھر کر کہا خدا جانے آزاد بیچارہ کہان ہوگا۔ رہا ایسا
سچا اور عالم و فاضل۔

مرزا۔ ایک بات کہون بجرانہ ماننا۔ کہون یا نہ کہون۔

بیگم۔ ہان ہان کہو۔ برا ماننا کیا سنی۔ کیا گا لیان دوگے۔

مرزا۔ اسکا کیا سبب ہو کہ جب آزاد کا نام آتا ہے تو تم
ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو کوئی وجہ ضرور ہے۔

بیگم۔ اس بدگمانی کے قربان جیسے مرد سے خود ہوتے
ہین ہر وقت ویسا ہی اور ون کو بھی سمجھتے ہین۔ ؎

نہ شایہ ہوس با خلق با کے	
کہ ہر با مداد ش شود بلبلے	

مرزا۔ نہین آخر سب اسکا کیا ہے آزاد مین کیا خصوصیت
ہے ہم بھی سنین۔

بیگم۔ خصوصیت یہ ہے کہ ہماری پیاری بہن کے جان ہین

مرزا۔ (مسکراکر) خیر یہان تک تو خیریت ہے کہ پیاری
کے جان ہین مگر۔

بیگم۔ دیکھی چتون سے باتین نہ بنا۔ اگر مگر رہنے دو۔

مرزا۔ پیاری بہن کے جان مین جان تک تو ہرج نہین۔

بیگم۔ (مسکراکر) بڑے بدگمان اور لطف یہ کہ بدگمان
بھی نہین مزاح ہی ہے دل لگی مذاق مین کسی سے نہین
اور کچھ نہین تو یہی سہی کہ آزاد کا نام لیکر ٹھنڈی سانسین
کیون بھرتی ہو۔

مرزا۔ نہین ہم نہ مانینگے تم لاکھ ٹالو۔

بیگم۔ چلو بس رہنے ہی دو یہ باتین پاجیون مین ہوتی ہین
شریفون مین انکا ذکر نہین ہوا کرتا۔ واہ واہ۔

مرزا۔ اخبار نہین تو آزاد کی بڑی تعریف چھپی ہے۔

بیگم۔ اور ہم سے ذکر بھی نہ کیا اچھی آئین تو ہم تم انکے ساتھ
ساتھ جائین۔ اے وہ برنا سوا نیمی ساتھ ہے یا کہین
مار ڈالا گیا۔

مرزا۔ اسکی تو بڑی تعریف چھپی ہو وہ بھی وہان لڑا۔

بیگم۔ واہ بس یقین آچکا ہین فینی مرغ کے برابر تو قد اور
لڑینگے رن کی زمین مین۔

مرزا۔ اخبار والا تو ایسا ہی لکھتا تھا اب تمہین یقین آئے
یا نہ آئے اسکو ہم کیا کرین۔ آزاد کا حال یہان ایک
اسٹرہین۔ انکو خوب معلوم ہے انکے پاس
روم کے اخبار آیا کرتے ہین۔

بیگم۔ خدا کے لیے انسے منگواؤ۔ اور ہین کچھ سناؤ۔

مرزا۔ پھر وہی بیتابی۔ پھر وہی بے چینی۔ اللہ
اللہ سبب کیا ہے آخر کچھ تو بتاؤ۔

شرصاحب کے ہان سے اخبار کا فیل آیا۔ مرزا صاحب نے
بیوی کو وہ تین مضمون سنائے کمال ضبط ہوئین کہا تم بھی

عجب بیفکرے ہو۔ اتنے دن ہو گئے اور ہمین ذرا اطلاع
ندی سے خدارا صاف صاف اور مفصل حال بتاؤ کہ آزاد
آجکل کہان ہین مرزا صاحب نے کہا یہ تو نہین معلوم
مگر سُنا کہ قید ہو گئے تھے پھر قید سے رہائی پائی وہان کو
کان کی ایک نوجوان عورت اُنپر عاشق ہوئی آزاد سے
خواہش نکاح ظاہر کی۔ انھون نے کہا ہم حسن آرا بیگم
سے وعدہ کر آئے ہین لہذا شادی قبول نہین کر سکتے
اسپر وہ آگ ہو گئی۔

بیگم۔ اکاد ایسا ہی خوشرو جوان ہے۔

مرزا۔ کیا تم بہت مل نکلی ہو صاحب۔

بیگم۔ (مسکراکر) عورتین تو ہوتی ہی چالاک ہین مگر مردون سے زیادہ بدگمان کوئی نہین۔

مرزا۔ آخر کسی غیر مرد کے حسن کی تعریف کرنا کیا معنی۔

با سایہ ترا نمی پسندم عشق ست و ہزار بدگمانی

مرزا صاحب نے اوکے دست رنگین کا بوسہ لینا چاہا۔ مگر بیگم صاحب نے پکڑکر ہاتھ جھٹک دیا اور کہا جو ایسی بدگمانی ہے تو خدا حافظ یہ بدگمانی تو دیوانہ پن ہے اب کوئی کسی کا نام تک زبان پہ لائے اے واہ اچھی بدگمانی ہے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دہان نے ڈیوڑھی مین آواز دی مہری باہر آئی اور ایک کاغذ تہلسرا مین لیگئی۔

مرزا۔ لو جواب آگیا مگر ہمین سخت تعجب ہے کہ اسقدر جلد جواب کیونکر آیا۔ یہ ماجرا کیا ہے۔

بیگم۔ اے ہے اب بات بات مین تعجب ہونے لگا۔

مہری۔ حضور دو رسید مانگتا ہے۔

مرزا۔ شکر خدا ہزار شکر کی جگہ بعض وقت کی بات اتفاق سچی ہو جاتی ہے کہ واہ۔

بیگم۔ سچ ہے نہ۔ بتاؤ خدا سا بتاؤ تو۔

مرزا۔ یہ وہان سے نہین آئی ہے۔ یہ تار برقی آزاد نے بھیجی ہے روم سے آئی ہے شکر خدا شکر خدا۔

بیگم۔ بیقرار ہو کے ہنسی مذاق کا یہ موقع نہین ہے۔ تمھین کلام اللہ شریف کی قسم سچ سچ بتاؤ۔

مرزا (سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم آزاد کے پاس سے آئی ہے کھا ہے کہ مین آج یہانسے روانہ ہوا۔

بیگم۔ تم انگریزی کیا جانو۔ ابھی کل تو شروع کی ہے کسی اور سے پڑھواؤ تو ہمین تشفی ہو۔ مہری۔ باقر کو دوا در کہو کہین سے پڑھوا لائے۔

مرزا۔ اب یہ بدگمانی نہین تو کیا ہے۔

بیگم۔ آپ کی بلا سے بدگمانی ہی سہی۔ بس۔

تھوڑی دیر کے بعد باقر نے مہری کو بلا کر کہا۔ کہدو کہ محمد آزاد نے روم سے تار دیا ہے کہ ہم یہان سے روانہ ہوئے راہ مین کہین قیام نہ کرینگے یہ سُنتے ہی بیگم صاحب کی باچھین کھل گئین کہا یا خدا اسیطرح سے وہانسے بھی تار آجائے تو خوب بات ہے دو دو خوشیان ہون۔

ادھر یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ مولانا [redacted] صاحب مرزا صاحب کے دولتخانے پر تشریف لائے مرزا صاحب کو اطلاع ہوئی کمرے مین آئے مصافحہ کیا مولانا صاحب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ بٹھایا۔

مولانا صاحب بعد مصافحہ یون زمزمہ سنج بیان ہوئے

الحمد للہ کہ آج حضرت مولانا محمد آزاد صاحب کا مزاج
روحِ خلائق ننگ و نام کے پاس آیا کہ مولانا ممدوح جو محض
بقصد اخذ خارشوبات اخروی یہ عازم روم ہوئے تھے مع الخیر
و العافیت روانہ وطن ہوئے ان صاحب نے مرزا سے روم
روم مین وہ نام حاصل کیا کہ ایک عالم مداح ہے
اور انکی شجاعت کے ساتھ ہی انکے حلم کی بھی لوگ بدرجہا
غایت توصیف کرتے ہین اور کیون نہ کرین ۔ ؎

انسان کو حلم فائدہ دیتا ہے	آئینہ عقل کو جلا دیتا ہے

دنیا مین جو عزت ہو تو عقبیٰ مین بخشے
یہ دونون جہان مین مرتبہ دیتا ہے

مرزا صاحب نے کہا جی ہان میرے پاس بھی تار آیا اکثر اخبار
آزاد کے مداح ہین اور وہ اسی تعریف کے قابل ہین
مولانا ۔ بدرجہ اتم جذب القلوب اور رطب اللسان ہین
مرزا ۔ انسان مین جو جو باتین ہونی چاہئین وہ سب
اس مین موجود ہین ۔
مولانا ۔ ملکوتی صفات آدمی ہے ۔ انسان کیا معنی ۔
مرزا ۔ بیشک بیشک فرشتہ صفت آدمی ہے ۔ ؎

جوہر تو مجھ مین تھے ملکوتی صفات کے
انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

مولانا ۔ ہم اس لفظ کو کسقدر زیادتی سمجھتے ہین ۔ اسکا
جو نعم[illegible]ست نہین ۔ انسان بنائے جا ہے ملک

چمہ بر بالائ سپہر بلند	آسمان ساز اور زمین پرند
نقش پرداز کارگاہ بدن	کاتب نسخۂ زمین و زمن

تو نے برپا کئے ہین یہ افلاک
خاک کو تو نے دی ہے صورت پاک

مرزا حضور کے واسطے سب ہیچ ہے ۔
مولانا ۔ کیون تکلیف فرمائیگا چندان حاضری نہین ہوتی
مرزا ۔ خیر پھر لاؤ (مولانا سے) اب کی آزاد پاشا سے کہا
جائے کہ ایک لکچر دین اس کام کے لئے موزون ہین اور
اس لکچر مین روم کے انتظام کی کیفیت بیان کرین کہ انتظام
سلطنت اور نظم و نسق مملکت قابل پسند ہے یا نہین سننے کے
لائق ہوگا ۔
مولانا ۔ ع ۔

باطل مست آنچہ مدعے گوید	

روس اگر بدنظمی دولت رفیعہ کا شاکی ہے تو غلط ہے انتظام
روم مین جائے دم زدن نہین ہے اب معلوم ہو جائے گا
مولانا عبدالقدوس صاحب رخصت ہوئے اور آدھ
گھنٹے کے بعد جواب تار آیا جسکے الفاظ درج ذیل ہین ۔
ہمایون فرزندہ ہین سپہر آرا نے بھی گویا از سر نو زندگی
پائی ۔ یہان سب کو حیرت ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے
تم کو مبارک ہو ۔
مرزا ۔ لو جواب باصواب آیا شکر خدا ہزار شکر خدا ۔
بیگم ۔ پڑھو تو پڑھو تو ۔ خبر صحیح تو ہے پہلے اتنا تو بتاؤ ۔
مرزا ۔ سن لو ۔ ہمایون فرزندہ ہوگئے ۔ آمین شک
نہین ہے سپہر آرا نے بھی گویا نئے سرے زندگی پائی خدا
نے سن لی یہان سب لوگون کو حیرت ہے کہ یہ کیونکر
زندہ ہوئے تم کو مبارک ۔
بیگم ۔ (خوش ہوکر) اللہ نے ہماری سن لی ۔
مرزا ۔ کیسی دعا ہے اثر نہین جاتی ہے ۔ ؎

تو گفتی ہر نفس کہ در رخ و تاب	دعائے کندین گنم مستجاب

بیگم - پھر تار بھیجو لکھو بیان جس نے وہ فرحتی دہ جانے مین پھیرے نہین سمایا - خدا تم سب کو مبارک کرے اور ہمایون فر کی تصویر کھینچوا کر ہمارے پاس بہت جلد بھیجدو - مگر دولھا بنے ہون - خلعت اور جیغہ اور سرپیچ سب ہو - ہم پھر انکو اس طرح دیکھنا چاہتے ہین -

مرزا صاحب نے ایک لائق انگریزی خوان سے تار کا مضمون لکھوایا اور اسیدم تار گھر بھیجا -

ادھر کی تو یہ کیفیت تھی اب ادھر کا حال سُنیئے کہ حسن آرا کے ہان آزاد کا تار آیا - پیر مرد نے چپکے سے تار کا حال سنایا تو اس مژدۂ طرب انگیز نے اسکے دل کے ساتھ وہ کیا جو نسیم سحری - غنچون کے ساتھ کرتی ہے اسکے علاوہ اور بھی دو چار مقامون پر تار آئے کہ آزاد پاشا روم سے بعد فتحیابی روانہ ہوے -

حسن آرا بیگم نے روح افزا کے کان مین کہا بہن روم سے تار آیا ہے اس مین لکھا ہے کہ آزاد پاشا قسطنطنیہ سے روانہ ہوے اور بہت جلد ہندوستان مین داخل ہونیوالے ہین روح افزا ان کو گلے لگا کر بولین مبارک ہو سپہر آرا کو بھی اطلاع دو کہ ہم جاکے ابا جان سے کہتے ہین کہ آزاد آئے داخل ہین -

تخت کی رات شہزادہ خلک منظر اور عروس پری پیکر کی ملاقات

بیاسائی آئین جسم تازہ کن — طراز بساط کرم تازہ کن
بہ پرویزنے دروے فرست — بہ بہرام انے سروے فرست
بہ دور پیاپے بہ پیاسے — بشور و مادم بفریاد سائے
نگہسادمان برابرش در آر — ہمی جرعہ اورخرامش در آر

یون تو عروس ماہ سما سپہر آرا کا جوبن سادگی مین بھی لطف خدا دکھاتا تھا مگر آج جوبن خود اس قمر رخسار کے جوبن کی بلائین لیتا ہے اور کیون نہو تخت کی رات ہے کون رات جو رشک لیلۃ القدر ہے اور غیرت لیلۃ المعراج ہے -

تبے دیدہ روشن کن دلفروز — زاجزاے خود سرمۂ چشم روز
بروشندلے مایہ اندوز بود — چنین شب مگر بہر یک روز بود
رخے جلوہ گر در پرند سیاہ — چو از مرد مک جوش نور نگاہ
نگویم شبے ماہ وشے دلبرے — خوراز زیور پیکرش گوہرے

کئی مشاطگان چابک دست و نادرہ فن اس غرض سے بصرف زر کثیر بلوائی گئی تھین کہ دلھن کو بہشت آرائش سے مزین کرین گیسوے عنبر بو اسطرح سنوارے تھے کہ کالی ناگن کو ڈستے تھے تو سم اژدہے سے نہ اتر تا خ زیبا دیکھکر حور ان جنت بوسہ لینے کی آرزو رکھتین اور ایک بوسہ شکر آمیز و جان پرور کی قیمت روضۂ رضوان لگاتین تاہم حسرت ہی لیکے جاتین اور یہ شعر زبان پر لاتین -

زان لب شکر بوسۂ غیب دگران شد
در طالع ما تلخی دشنام نوشتند

ہاتھون کی مہندی رنگین ادا معشوقون کا خون رُلاتی اور دست نازک کی نزاکت دیکھکر نازکی شرما جاتی - حنائی انگلیون مین بیش بہا انگوٹھیان اور گوری گوری کلائی مین کالی کالی چوڑیان اور جڑاؤ کڑے خیرہ ہان بیاے [redacted]ون بین بجلیان اور اتیان - زلف شبرنگ مین پیچ کی جھلک جیسے اندھیری رات مین کرتک شب تاب کی چمک - از سر تا پا جوش نور رشک پری غیرت حور قیامت فتنے بدوش بدوش - آفت جان غارت ہوش - نسرین بدن

نسترین بنا گوش ۔ ۵

الماس تراد غمزہ اش تیز	ہم دشنہ فسان و ہم نمک ریز
محبوبۂ ملک ناشکیبان	اعجوبۂ شہر دل فریبان
نازک بدنے چنانکہ دانی	در کردہ بگوش او گرانی
شیرین تنکے فریب صد کام	در سیتہ نہفتہ مغز بادام

در سنبلی نرگس سیاہش
صد میکدہ ریز ہر نگاہش

اس درجۂ نور حسن کا سوز و جمال عالم افروز تھا کہ آئینہ مین صورت زیبا اور چہرۂ رعنا دیکھکر ایک ہمن مشنیدت سے جو میکے سے ساتھ آئی تھی کہا۔ عمدہ خانم تمھین ایمان کی قسم سچ کہنا ایسی شکل و صورت تمنے کسی بیگم کی دیکھی ہی اسنے کہا واری جاؤن ہوی آنکھونکی قسم کھاکے کہتی ہون آنکھون سے زیادہ کوئی پیارا نہین ہوتا یون خوبصورت اور نام خدا کم سن تو حضور ہین ہی مگر سچ عرض کرتی ہون اسوقت عالم ہی اور ہے۔ شہزادہ بہادر (توبہ توبہ) سجدہ کرین عجب نہین ہے جسوقت حضور شیشین سے باہر کے دالان مین چل کے بیٹھینگے دیکھیگا عورتین کیا کہتی ہین۔

نگہ کے آگے جاند ماند ہے اور اس گورے گورے مکھڑے پر گیسوون نے اور بھی جوبن کی آگ کو بھڑکا دیا ہے اللہ نظر بد سے بچائے۔ مشاطہ اور خواصین بولین (آہین) پہر ہم کچھ غرور کی راہ سے نہین کہتے اللہ جانتا ہے آج ہمین اپنی صورت روز سے کہین اچھی نظر آتی ہی یا شاید آنکھین دھوکا دیتی ہون۔ خواص بولی حضور ہرگز نہین آج ان دونون نے اپنی کاریگری دکھادی ہی صبح سے انعام لینگے چاند مین داغ ہی حضور مین داغ نہین

پہر۔ آج وہ بھی بہت نکھر کے آئینگے ہے کہ نہین۔

خواص۔ ہان حضور اور وہ تو روز ہی نکھرے رہتے ہین۔

پہر۔ ماشاء اللہ سے خوش رو اور کھلے ٹھلے کے گبرو ہین۔

خواص۔ ہان اسمین کیا شک جو عورت دیکھتی ہی گھنٹون دیکھا کرتی ہے۔ اوّل تو شہزادے۔ شہزادگی کا رعب کہان جائے دوسرے قبول صورت تیسرے ابھی سبزہ آغاز بھی نہین۔ مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور ہاتھ پاؤن ماشاء اللہ سے اچھے ہین پھر آرام کتنا ہو کسی بات کی خدا کے فضل سے کمی نہین۔ فکر پاس پھٹکنے نہین پاتی اللہ کا دیا سب کچھ ہے حضور بعض بات کہنے کی نہین ہوتی وہ جو میرے مکان پاس پڑوس ڈومنی رہتی ہی وہ عجوبہ ابھی کم سن ہی کوئی برس پندرہ ایک کی ہوگی اک شہزادہ ہین ادھر امام باڑھ کے پاس رہتے ہین بھلا سا ہی نام ہی اسوقت بھولی جاتی ہون خیر وہ دوسو روپیہ مہینا دیتے تھے کہ رات کو ایک دفعہ تمھارا مجرا ہوگا مگر اسنے نہ مانا اتنا غرور ہے بڑی ٹن کی عورت ہو مگر جان انکو دیکھا بیقرار ہو ہو جاتی ہے اسوقت عجوبہ کا تن اور بدن سب نکل جاتا اور شہزادے کو چاہتی ہے دیکھے تو تعجب ہو کہ ایسی مغرور عورت اور اسقدر ریجھی ہوئی مگر حسن کا اثر ہے اگر مرزا ہمایون فر یاد فرمائین تو کوئی پاؤن سے آتا ہے دوسرے بھل گئے مگر انمین ایک یہی وصف ہو کہ بدوضع کے سائے سے بھاگتے ہین۔ یہ اٹھتی جوانی۔ یہ شباب یہ حسن اور اللہ کا دیا سب کچھ پاس زر و زیور املاک جواہرات اور پھر خود سر مگر مجال کیا کہ انکی صحبت مین کبھی ایسی ویسی کو کوئی دیکھ لے انھون نے شہزادی بیگم سے کہدیا تھا (اپنی جان سے کہ امان ہم اپنی دانی

اپنی رائے سے کرینگے) سو وہی ہوا اور ایسے میان کے لیے ایسی ہی بیوی چاہیئے تھی اللہ جوڑا برقرار رکھے بحق رسولؐ و آل رسولؐ۔

جب مشاطگان کامل فن سلیقہ شعار دلھن کو سنوار چکین اور سہرا بیگم چھم چھم کرتی ناز و ادا سے قدم دھرتی ہوئین اس کمرے مین تشریف لائین جہان انکی سسرال کی مخدرات بیٹھی تھین خورشیدی بیگم اور نواب بیگم نے جاوج کو ازسرتاپا دیکھا تو خوش ہوئین کہ بھائی نے اچھی بیوی پائی ایک شوخ طرح نوجوان نے کہا کہ اگر اندھیرے کمرے مین انکو اسوقت بٹھاؤ تو روشن ہوجاوے۔ چاہے کیسا ہی گھٹاٹوپ اندھیرا ہوئے انکا کھڑا اجالنے لگے۔ اور تاریکی زائل ہوجائے سہرا نے فرط حلم اور حیا سے گردن نیچی کرلی تو اس شوخ طبع نے کہا آج کوئی ہمایون فر کے دل سے پوچھے خورشیدی بیگم کے آنسو بھر آئے۔ کہا بہن بڑی بڑی مصیبتون کے بعد آج خدا نے یہ دن دکھایا ہے اسکی کسکو امید تھی مگر اللہ بڑا رحیم ہے اسکی کارسازی کے صدقے۔ ہماری بن لی جسطرح ہماری سنی اللہ کرے سب کی سن لے ساتوین دشمن کو وہ وقت نہ دکھائے۔ نواب بیگم نے اشارہ کیا کہ اب یہ باتین نہ کرو۔ ایک مغلانی بولی۔ جو ہوا وہ ہوا۔ انجام تو اچھا ہوا (انکو (دلھن کیطرف اشارہ کرکے) اس گھر مین آنا تھا۔ چرخ لاکھ بدی پر ہو جب خدا اپنی مدد پر ہے۔ تو وہ کیا کرسکتا ہے۔ شہزادی بیگم نے مہری کو حکم دیا کہ نواب دلھا (نواب بیگم کے میان) سے جاکے کہو کہ شاہ جی صاحب سے اسقدر دریافت کرلین کہ اگر آج ڈومنیان گائین تو کچھ حرج تو نہین ہو مہری نے باہر جاکر عرض کیا۔ نواب صاحب نے شاہ صاحب سے دریافت کیا۔ حکم ہوا کہ مطلق ضرورت نہین ہے ڈومنیون نے یہ خبر سنکر شاہ صاحب کو دل مین کوسا کہ اچھے آئے ہمارا ہی گلا کاٹا مگر ہمارا صبر ضرور پڑیگا۔ گانا بجانا چنانچہ موقوف ہوگیا۔ ڈومنیان اپنے اپنے گھر گئین کیا کرتین مجبور تھین۔ اب سنئے کہ ادھر چاندنی نے سبزے مین کمیت کیا اور مہتاب عالمتاب نے جلوہ جہان آرا دکھایا ادھر میان بیوی کے وصل کا وقت آیا۔ شہزادہ فلک منظر عطر جان پر ورسے بسے ہوئے۔ بحر جوش طغیانی پر تھا۔ مستی اور صنم پرستی کا حال کچھ نہ پوچھیے طبیعت کی امنگ اور دل کے ولولہ کی انتہا ہی نتھی بے پیئے نشہ جم گیا۔ بیخودی کا عالم تھا شوق کی افزونی کا کیا کہنا۔ تمام محلے مین جسم و لباس کی خوشبو سے روح پرور بلند تھی۔

الغرض۔ دلھن کو کمرے مین پلنگ پر بٹھایا۔ دولھا کی عزیز مسن عورتین ہمراہ گئی تھین۔ دولھا کو کم سن عورتون نے بہت چھیڑا تھا انمین دو چار دولھا کی عزیز تھین دو چار غیر تھین۔ دولھا سے ان کم سنون نے کہدیا تھا کہ ذری خبردار رہیئے گا ناک جھانک ضرور ہوگی۔ انھون نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے۔ شوق سے خوب دل کھول کے تاک جھانک کیجیے۔ دلھن کی ایک ہمجولی عروس کی والدہ سے اصرار کرکے ہمراہ عروس آئی تھی اس سے دولھا کی عزیزون نے دن بھر چہل کی وہ اکیلی یہ کئی گروہ بھی طبیعت کی تیز تھی مگر ان سب سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہوگیا ہان اگر جانی بیگم یا نازک ادا بیگم ساتھ جاتین تو ہزار مین بند نہوتین۔ جب دلھن کو مسن عورتون نے پلنگ پر بٹھایا تو دولھا کو بلوایا دلھن نے پانی پیئے کو مانگا دولھا نے پانی مانگا اور مسکراکر کہا

خدا کرے مین مثل بانی کے تمہے برتاؤ کرون دلمن کو اسپر ہنسی آئی مگر ہنسنے کا وہ کون موقع تھا ضبط کی۔ ؎

جب عقد کی انکے ساعت آئی | دو رشتون مین اک گرہ لگائی
بجلے وہ عروس و داماد | وہ شیر دل اور یہ پریزاد
حیرت نے آئینہ دکھایا | شربت دیدار نے پلایا
زلفین ہوئین چہرے کی بالین | نوبادہ نگاہین سحر آگین
جوڑی جو ملی بنے بنی کی | سنگت ہوئی راگ اگنی کی

زیبا تھا بنے بنی کا جوڑا
یکجا دولھا دلھن کو چھوڑا

ادھر تو شاہ کجکلاہ۔ اُدھر عروس خیرت ماہ۔ دولھا قمر رخسار دلھن گلعذار۔ وہ شیر دل شیر مرد۔ یہ نزاکت و حسن مین فرد۔ وہ سرو روان گلشن برنائی۔ یہ گلبن نو رستہ گلزار زیبائی۔ وہ سرو صنوبر خرام۔ یہ گلبدن گل اندام۔ وہ خورشید منظر شگفتہ رخسار یہ رشک قمر باغ دہار۔ یہ بیقرار و بیتاب ادھر مانع وصل شرم و حجاب ادھر لب پر محبت کی تقریر۔ ادھر جیا دامن گیر۔ اِدھر اصرار۔ اُدھر انکار ادھر شوق بوسہ سیراب۔ اُدھر ہول و اضطراب اور۔ ؎

اسطرف تو وفور خواہش دل | پردہ شرم تھا اُدھر حائل

شوق کہتا تھا اب حجاب ہو کیا
شرم مانع کہ اضطراب ہے کیا

شہزادہ۔ اب یہ حیا کیسی اور یہ حجاب کیسا۔ اور خوف کیسا

پسر۔ (دبا کر) کچھ خیر ہے۔ سیدھی سیدھی باتین کرو۔ میری جان کے دشمن ہوئے تھے وہ تو کہو ان شاہ صاحب کا خدا بھلا کرے اللہ کرے جو آرزو انکے دل مین ہو وہ پوری ہو جائے بڑے گاڑھے وقت آڑے آئے ورنہ ابتک خدا جانے ہمارا کیا حال ہوتا۔

شہزادہ۔ جان من۔ خدارا اس قسم کی گفتگو نہ کرنا مجھ سے اور تمھارے دونون کے لیے بُرا اور دونون کے حق مین مضر ہے اتنا یاد رکھنا۔

پسر۔ اچھا مانا۔ مگر کل سے باغ مین چل کے رہو۔

شہزادہ۔ اسمین کچھ قباحت نہین جو کہو حاضر ہون۔ اور خصوصاً اسوقت۔ تمھین اسوقت کی خصوصیت کیون کی پڑی۔

پسر۔ (شرما کر) اللہ جانے مین ایسی باتین نہین سمجھتی۔

شہزادہ۔ اے ہے سچ کہو۔ کیون نہین۔ مین خوب جانتا ہون کہ حضور بالکل ناسمجھ ہین۔ ہابون نامی تک سے تو باتین کر چکی ہو اور ہم سے کہتی ہو مین نہین سمجھتی۔ بجا۔

پسر (مسکرا کر) چہ خوش۔ ایک تو مجھنے احسان کیا اسکو ادا کرنا درکنار اور اُلٹے ہم کو شرماتے ہو اب احسان فراموش ہوئے یا نہین بندگی۔

شہزادہ۔ اور مہتابی پر سے گھورا کرتی تھین کیون صاحب۔

پسر (شہزادہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر) اچھا پھر کیون شادی کی۔ جانتے تو تھے کہ مہتابی پر سے گھورا کرتی ہے۔ کسی نے زبردستی کی تھی۔

شہزادہ۔ ہان ہمارے دل نے تو مجھے وہ خوب یاد ہے جب عاشق الناسا بیگم بنکر مین تمھارے ہان گیا تھا اور گلا لگا تھا

پسر۔ بھلا یہ کون بھلنسی تھی جی کیون صاحب آخر بتاؤ یہ کون بھلنسی تھی ایک تو شرماتے نہین اوپر سے ہنستے ہو۔ واہ واہ ماشاء اللہ۔

شہزادہ۔ اور وہ پنگ یاد ہے جسپر ایک شعر لکھا تھا۔
پہر۔ آرا۔ بھولتے کوئی اور ہونگے مگر اللہ جانتا ہے تمنے بڑی بڑی شرارتین کی تھین۔ اتنے بڑے شاہزادے اور ڈھائی کی باتین۔ یہی شعر تھا نہ۔ ؎

ازعاشقانِ صادقت اے دلستان منم
اوّل کسیکہ بر تو فدا شد ز جان منم

شہزادہ۔ ہاں (مسکراکر) خیر۔ پھران باتو نکا تو یہ نتیجہ نکلا کہ ہم تم آج اسوقت یہان بیٹھے ہین۔ اپنا مطلب تو حاصل ہوگیا ایک مرتبہ عباسی کو رشوت دیکر یہ شعر لکھ بھیجا تھا۔ ؎

برامید وعدۂ شب درمیان زلف او
روزگاری شد کہ روز از کیسۂ ما میرود

اُس بیوقوف نے بڑی بیگم صاحب کو دیدیا وہ کچھ سمجھی نہین خیر آئی گئی بات ہوگئی ورنہ بڑی رسوائی ہوتی۔ خدا نے بچا لیا۔
پہر۔ اخاہ۔ آپکو اسکا خیال ہے۔ خیر بڑی بات اتنے مین زلف عنبر بار کے رائحۂ مشکین نے دونون کو ایسا مست کیا کہ۔ ؎

دادند بدست یک دگر دست — گشتند بجام وصل سرمست
مژگان ہزار غمزہ آمیخت — ابرو ہزار عشق آویخت
شد دور دو آرزو بپا پے — ابرو و نگہ پیالہ و مے
فتراک ادب ز دست دل شد — یکران ہوس عنان گسل شد
ناہید بباہ شد ہم آغوش — گلدستہ صد ستارہ بر دوش
پیچند ہزار کرشمہ سازی — کردند دو غنچہ بوسہ بازی
گشتند بجلوہاے گستاخ — پیمودہ دو نخل شاخ در شاخ

بعد مدت یہ نوبت آئی۔ شب وصل نے صورت دکھائی۔ بنے نے بنی کو پیار کیا دولھا دلھن سے ملا۔ عروس زہرہ جبین زینت آغوش دین و دنیا کا غم فراموش ہو۔ شادمانی وکامرانی کا وقت ہے۔ ایک تو دولھا جوان گلبدن دوسرے عروس نوخیز شاخ سمن۔ ؎

اور سامان وہ قیامت کا	وہ نکھار اس پری کا آفت کا
وہ سہری پہ سیج پھولونکی	وہ شب عیش دل ملولونکی
وہ لبون سے لب ملے ہوش	گرم اُس منہ سے ہالۂ آغوش

الغرض۔ ؎

مسانہ ملا دلھن سے دولہ	صحبت ہوئی دخت رز سے دوآتشہ

شہزادہ رشک سنجر سکندر فرشاہد آرزو سے ہم آغوش ہوے اور عروس حور پیکر کی دل کی کلی کھلی تو میٹھی میٹھی باتین ہونے لگین
شہزادہ۔ ع۔

انچہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

پہر۔ مجھے بھی یہی حیرت ہے۔ یا خدا ایسا تو کبھی اور نہ ہوا ہوگا
شہزادہ۔ اب اسکا ذکر ہی نکرو (لب شیرین کا بوسہ لیکر) گذشتہ را صلوات۔ اب تو صنم عشرت سے ہمکنار ہین
مضیٰ ما مضیٰ۔
پہر (ہنسکر) تو اب مجھے ایک لغت بھی بیان رکھنا پڑا۔
شہزادہ۔ (ہنستے ہوے) مطلب یہ کہ جو ہوا وہ ہوا۔ مضےٰ ما مضےٰ۔
پہر۔ جسوقت مین گھوڑے پر سوار ہوکر کیکے مزار پر گئی ہون انوہ عجب حال دل تھا۔ مین کچھ بیان نہین کرسکتی ہون اور کان مین یہی آواز آتی تھی ؎

سوار تو سن ناز ست و بر خاکم گذر دارد
بیا ل اے آرزو چندان کہ دریابی کنارش را

شہزادہ - اُف اُف اصف - لاذبرائے خدا - آج کی شب تو ان باتو نکا ذکر نہ کرو کہو - یہ کیسا ستم ڈھاتی ہو خدا کا واسطہ خاموش رہو پچھلے کے وقت دونو نکی آنکھ لگ گئی

بر بستر لالہ مست خفتند | از نکہت گل فسانہ گفتند

یہ شب بھی یادگار تھی - روز عید سے زیادہ مسرت بار تھی بقول حضرت تجلی - ساغر لب تشنگان خار حرمان از فروغ کوکبش بادۂ فیض در جام - ملو ملیسان ارواح را در شگفتہ زار متابش چاشنی شیر و شکر در کام اس کلام کی مصداق تھی ؎

مہتاب تنگوفہ چمن خیز | ستارہ پیالۂ طرب ریز

نور کے تڑکے عروس رنگین ادا د مہ لقا سیہ آرا ؎

جاگی مرغ سحر کے غل سے | اٹھی نکہت سی فرش گل سے

دیکھا کہ سپیدۂ صبح نمودار ہونے کو ہے گھبرا کر اٹھی تو شہزادے کی آنکھ بھی کھل گئی - دلھن کو گلے لگایا لب شیرین و رخسار رنگین کے بوسے لیے - کچھ دیر تک ہم آغوشی و گرمجوشی رہی اسکے بعد ؎

چو ن از دم باد نو بہاری | گل بر سر شعلہ زد عماری
بر دست صبا نگار بستند | پیرایۂ نو بہار بستند
دوران بہار رنگ بو داد | گلدستہ بدست آرزو داد
سیراب ہوا چو مغز دانا | دوران چو مزاج دل تو اتا

دولھا زنانے مکان سے باہر آئے خدام باادب آداب بجالائے انکے تین دوست مرزا صاحب نواب رونق الدولہ اور نواب مبارک الدولہ بہادر تشریف لائے اور انکو دیکھکر

سکرائے گاڑی سے اترے صاحب سلامت ہوئی -

مبارک الدولہ - آج بندگی کا جواب کا ہیکو ملیگا بھلا شہزادہ ہے تو ایسا ہی ایسن کچھ شک نہین ہے -

رونق الدولہ - سکراتے ہوئے خانہ زاد بھی بہت جھک کے مجرا عرض کرتا ہے -

شہزادہ - دور باش - ادب - کوئی ہے کیکو نہ آنے دو

رونق الدولہ - یا الٰہی - ع

ہمارا نام سنکر ہاتھ دہ کا نو نپر دھرتے ہین

شہزادہ - ہمارا دماغ پریشان مت کرو صاحب - چلتے پھرتے نظر آؤ کل ہم پاسبانونکو موقوف کر دینگے ہر کس و ناکس کو آنے دیتے ہین ہمارا مرتبہ نہین پہچانتے سب کی شامت آگئی ہے دسکرا کر تم لوگون کو کس نے آنے دیا - خبردار آیندہ ایسی بے ادبی نہ ہونے پائے -

رونق الدولہ - حضور تو اسوقت سب کو برطرف کرنے والے معلوم ہوتے ہین حضور کے خانہ زاد غلام کے تلام کے چلام ہین -

شہزادہ - ہم خوشامد کی بات نہین سننا چاہتے - برطرف مرزا صاحب - کہئے حضور سرگذشت تو کہئے بغیر گذشت

شہزادہ - معقول ! سرگذشت کیسی - یار یہ رسم سخت خراب ہے کہ عورتین دق کرتی ہین - تاک جھانک بس ستم ہے واللہ عین کرپال مین غلہ لگانا جو مشہور ہے وہ یہی ہے اور سنئے دوا جی نے ناک مین دم کر دیا وہ جو ہمراہ تشریف لائی ہین - بی بی مبارک اور انکی ایک ہمجولی بھی آئی ہین مگر چندان شوخ نہین ہے - ارے یار یہ نازک ادا بیگم کون ہے

اسکی ٹوہ لگاؤ۔

رونق الدولہ۔ مین واقف ہون۔ انتہا کی شوخ طبع بڑی شمول ہے مگر پاکباز پاکدامن۔ عفیفہ۔ اس طبیعت کی عورت ہی نہین دیکھی پہلے سمجھے تھے دھوکا ہوا تھا کہ رنگین طبع ہین اور کسی قدر اوباتی مگر ع

خود غلط بود آنچہ ما پندا شتیم

ہماری رائے صحیح نہ تھی۔

شہزادہ۔ حضرت ہمین تعین نہین آتا۔ واللہ مین نہ مانونگا۔

مبارک الدولہ۔ لاحول ولا قوۃ اب آپکو ان امور کیطرف نہین متوجہ ہونا چاہیے اول تو کسیکی بہو بیٹی کا ذکر کرنا انسانیت کے خلاف ہے آپ شہزادے ہین آپ مین بادشاہون کی خو بو چاہیے دوسرے کسی عفیفہ پر خواہ مخواہ شک کرنا چہ معنی دارد اور اب تو حضور نے تائید ایزدی سے پیاری دلہن پائی ہے شہر مین کما معنی دور دور تک اپنی آپ ہی نظیر ہین اب ان خیالات سے درگذریے۔

شہزادہ۔ کہتے تو سچ ہو۔ انسان سے اس دنیاے دون مین اگر افعال نیک نہوسکین تو بدی کی طرف بھی تو نہ مائل ہو اور پھر گناہ بے لذت۔ نازک ادا کا ذکر کرکے اگر دل پھر کیطرف مائل ہوا اور نفس امارہ طبیعت پر غالب آیا تو بجز گناہ بے لذت کے اور کیا ہے خصوصاً ہمارے مزاج کے آدمی کو جو آجتک اس قسم کے گناہ سے بری ہے پھر زبانی داخلہ کرکے داخل معصیت ہونا یعنے چہ۔ حق یہ ہو جو لوگ صوم صلوٰۃ اور شرع کے پابند ہین وہ بہت خوش رہتے ہین اور جو حضرات افعال قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہین وہ ہی دنیا مین انواع و اقسام کی تکلیفین برداشت کرتے ہین کسیکا بدن پھوٹ نکلتا ہے کوئی مرض مبارک مین گرفتار ہوتا ہے کوئی عوام اللہ ہمیشہ کی نظرون سے گر جاتا ہے ہمنے آجتک نہین دیکھا کہ کسی وضعدار یا بچے مولوی یا عالم کو کسی نے نظر حقارت سے دیکھا ہو مگر خرابی یہ ہے کہ اب جو لوگ عیاشی کرتے ہین انکا مردون مین شمار ہے اور جو اس گناہ سے محترز ہین وہ بیچارے نظرون سے گرے ہوے ہین کوئی کہتا ہے ای حضرت پارسائی تو بخیر حقیقت یہ ہے کہ جامہ ندارم دامن ناز کجا آرم کوئی کہتا ہے یہ رونے پیٹنے آدمی انکو ان باتون سے کیا واسطہ یہ گھر مین ان بات گھسے رہتے ہین ہان یہ ضرور کہونگا کہ جو علی العوام اس سے کہہ دو ہون یا مسلمان بنتے زیادہ ہین انکو بھی لوگ پسند نہین کرتے اور قل اعوذ سے کہلاتے ہین نواب مبارک الدولہ بہادر گو خوش مزاج خوش مذاق خوش خو آدمی تھے مگر منہیات و معصیات سے اجتناب کرتے تھے انکی نصیحت نے شہزادے کے دل پر بڑا اثر کیا نواب صاحب نے سمجھایا کہ حضور جب خداوند کریم نے آپکو اسقدر مہ پارہ اور پری پیکر بیوی کا میان بنایا تو اور دنکو گھورنا اور گرہستونکی بہو بیٹیون پر عاشق ہونا اور ریجھنا کفران نعمت ہے۔ میان کو بیوی کا خیال چاہیے بیوی کو میان کا زید کبھی نہ چاہیگا کہ اسکی بیوی بکر سے آشنائی کرے خالد اگر سن پائے کہ اسکی جورو پر عمرو کی نظر بد پڑتی ہے تو عمرو کا دشمن ہو جائے جب مردون کے دلمین اسقدر خیال ہے کہ بیوی پاکدامن رہے تو وجہ کیا جو عورتون کے دلمین یہ خیال نہو کہ مرد پاکدامن نہ رہے جب مردونکو اسقدر شک ہے تو عورتونکو شک کیون نہ ہو ہمارے نزدیک جسقدر حق میان کو اپنی بیوی کا اسیقدر بیوی کو میان کا ہے پس وجہ کیا ہے کہ میان جو چاہے کرے اور بیوی اس سے مواخذہ نہ کرسکے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک مین مردون نے عورتونکو بدتر از بہائم سمجھ لیا ہے۔

میان عیاشی بدمعاشی زناکاری کرین اور بیوی ذرا چون نکریں

اور طرہ اُسپر یہ کہ جو کھلا مانس نہ لیسانہ کرے اور ایک ہی نیکبخت پر قانع رہے وہ زنان مغربی کہلاتا ہو۔ اگر میان بیوی کا عاشق دلدادہ اور بیوی میان کی عاشق زار ہو تو سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کس لطف کے ساتھ زندگی بسر ہو ہندوستان کے ادبار کا خاص سبب یہی ہو کہ میان اور بیومین جیسی اُلفت ہونی چاہیے ویسی ہونے نہین پاتی کیونکہ جسطرح میان کا قاعدہ ہو کہ زن نیک خوش سیرت و پارسا سے خوش ہوتا ہے اسیطرح بیوی بھی ایسے میان کی لونڈی ہو جاتی ہو جو عیاشی سے نفرت کرے یہ تو بندی چوٹین ہین چار بیویون کا حکم ہے۔ مانا۔ سلمٰا۔ مگر ساتھی اسکے یہ بھی تو شرع ہے کہ عدل کرو۔ جی۔ یہ تو سن لیا کہ چار بیویون تک حکم ہے مگر شرع ثانی نے چشم پوشی کی۔ میرے ایک آشنا ہین خدا یار خان تین شادیان کین تیسری جسکو حال مین بیاہ کے لائے اُسی کے ہان رہتے سہتے ہین۔ پہلی دو بیویون کی برسون صورت نہین دیکھتے۔ ایک روز مین نے اُنکو آڑے ہاتھون لیا صاف صاف کہتے ہی بن پڑی کہ بھائی جان وہ ابھی کم سن ہے اور نہایت خوبرو اور خوش وضع مین نے کہا اب آپ گنہگار ہوے عدل کہان رہا خدا کا یہ حکم نہین ہے اور حسن اور سن پر لحاظ نکرو بلکہ حکم یہ ہے کہ عدل کرو کیا آپ کی پہلی بیویان آپکی اس عزت سے خوش ہوئی ہونگی ہرگز نہین کیا کچھ نہ اُنکو رشک ہوا ہوگا اور ہا کار رشک بجا ہو اور خدا کے فضل سے وہ دونون صاحب اولاد ہین آپنے صرف نفس امارہ کے اغوا سے شادی کی اور بُرا کیا بہت بُرا کیا دنیا مین جنپر لطف اُٹھایئے گر عقبےٰ مین معلوم ہوگا وہان آپسے مواخذہ کیا جائیگا اور لینے کے دینے پڑینگے اور یون عیاشون کا تو ذکر ہی نہین

رندان باتون پر مطلق لحاظ نہین کرتے انکا تو یہ قول ہو ؎

زن نو کن اے دوست در ہر بہار	
کہ تقویم پارینہ ناید بکار	

اسکا کچھ جواب ہی نہین بجز سکوت کے۔

شہزادہ۔ حق ہے واقعی جسقدر خیال میان کو اپنی بیوی کی عفت کا ہوتا ہے اُسیقدر خیال بیوی کو ہوتا ہوگا کہ اُسکا میان ہر دیگی چمچہ نہو۔

رونق الدولہ۔ اجی حضور یہ سب باتین ہین۔ مرد پھر مرد ہے اور عورت پھر عورت ہے بیوی کو اس سے کیا واسطہ کھانا کپڑا لے پڑی رہے۔

مبارک الدولہ۔ اے لعنت خدا پر۔ لاحول ولا قوۃ ایسے آدمیون نے ہندوستان کو غارت کیا کہنے لگے مرد پھر مرد ہے اور عورت پھر عورت ہے۔ بجا۔ عورت کو تو بالکل جانور سمجھتے ہین بنی نوع انسان مین عورت داخل ہے یا نہین پہلے یہ بتایئے اگر داخل ہے تو آپ کو اسقدر آزادی آپ کی بیوی نے کیون دی کہ آپ تباہ ہو جائین۔

رونق الدولہ۔ بس بس سمجھ گئے تم بیشک زنان مغربی ہو

جسطرح بیکی بدی جاتی نہین	نیک کے دل مین بدی کی نہین
دیکھ رنگین ہے بدی کا بدثمر	نیکسے نیکی کا ہی پھل لے بخیر

رونق الدولہ۔ ایسے شعر وکے کسی مرد وہی کو پسند ہونگے واہیات خرافات مہمل بے معنی۔ از سر پا بیچ پا بالکل خبط شعر ہین

یہ سنکے وہ شوخ سکرا کے	بولی ملے چھاتی سے لگا کے
گھبین تو نہین فقط ہمین کا	محرم ہے تو سارے تن بدن کا
یہ کہکے لبون سے قند گھولے	سستی نے اونکے عذر کھولے
دان صبح صفاتی گل بدامان	پھولی مُنہ سر پہ شفق بان

مبارک الدولہ۔ نیکی کا شعر حضور کے خلاف ہے بدی کے اشعار ہون تو حضور خوش ہو جائین گلے لگایا اور بوسہ بازی ہوئی اور دھول دھپا ہوا۔ ان باتون سے خوش ہونگے ہمارے حضور رونق الدولہ بہادر نیکی کا ذکر نہ آنے پائے شہزادہ۔ اب تمام کرکے بندۂ درگاہ آرام کرینگے اور کوئی بارہ بجے خاصہ چنا جائے گا۔ کھانا کھاکے پھر سوئینگے۔

رونق الدولہ۔ خدا خیر کرے۔ کیا تمام شب جاگتے ہی رہو شہزادہ بنین بیان دودن کے تھکے ہوئے ہین اب آرام کرین یا نہ کرین۔ یا کوئی بیل مقرر کیا ہے۔ سہ پہر کو بس ایک گھنٹے سے زیادہ نہ سوؤنگا۔ زیادہ سونا بیشک بہت برا ہے

مبارک الدولہ۔ خدا کے لیے اب اسوقت نہ سونا یہ کیا بات ہے

اتنے مین کشمیری بھانڈ دروازے پر آئے اور مبارکباد گانے لگے سہ آرا کو وہ وقت یاد آیا جب بھانڈ لنکے دروازے پر آئے تھے اور غل مچا مچا کر ہمیشہ دلبر جان مبارک باشد گایا تھا اندر حسن آرا اور سہ آرا کا رنگ فق۔ باہر خاص بردار چوبدار خدمتگار دنگ کہ یا خدا لڑکا کسکے ہوا۔ حسن آرا اور سہ آرا کنواری لڑکیان بڑی بیگم بیوہ اور ایک دیرینہ روز۔ وہ وقت سہ آرا کو یاد آیا تو آزاد پاشا اور سہ آرا اور ہمایون فر کے مکان کا آگ سے جلنا اور انکا در بچے سے بے قابو ہوکے گرنا سب یاد آگیا اور اس ضمن مین آزاد پاشا بھی یاد آئے ادھر بھانڈ گاتے تھے۔ ادھر اس عروس زیبا خصائل کے دلمین طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔ مغلانیان۔ انا۔ خواصین محلسرا کی ڈیوڑھی مین آکر دروازے کے پاس سے چھپ چھپ کے دیکھتی تھین۔ مہربان بچے نکو گودمین لے لیکر باہر کھڑی تھین۔ بھانڈ مسخرا پن کر رہے تھے انکو خاطر خواہ انعام دیا گیا۔ ایک موٹے تازے بھانڈ نے کہا۔ قربان جاؤن آج تو کچھ ایسی رقم عنایت ہو کہ عمر بھر کھاؤن کوئی توڑا دلوائیے کہ مین بھی شادی کرون دوسرے بھانڈ نے پوچھا ابے بوڑھوتی وقت شادی کرکے کیا کریگا کہا۔ اجی جاؤ بھی تم لیا جانو چور کی جورو اور ثواب کا تو کہا اچھا تو پھر ہم بھی تمھارے پڑوس مین مکان لینگے۔ ایک بولا خداوند سرکار کے دربار سے نامحروم جائین تو تعجب کا مقام ہے۔ ایک ایک دوشالہ ہمارے وطن کا ہمکو دیجیے دعائین دیتے جائین۔ ؎

الٰہی در جہان باشی با قبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال	

خدمتگار کی شامت اعمال۔ ڈپٹ کر جوا دیا۔ بس اب جاؤ جو پانا تھا پاگئے اور تم لوگونکو تو کوئی دس ہزار بھی دے تو تم بے لڑے نہ جاؤ۔ اتنا کہنا تھا کہ سب کے سب بلبلا پڑے پھر کیا تھا اللہ دے بندہ لے۔

ایک۔ (توند مٹکا کر) یہ بے وقت کی پیدائش کا کہان سے بولا۔

دوسرا۔ (کریز مین تھا) اب فٹ فٹانے لگا۔ ہان زین چہ چہ۔

تیسرا۔ (آخاہ) اے میان یہ تو امامی بھٹیارے کا لڑکا ہے۔ بھئی خوب آدمی تھے انکے باپ مگر انکی ماں شیرین لے توبہ اے توبہ توبہ کر بندے عورت کیا تھی چڑیل تھی۔ چوتھا۔ اور یہ تو اپنے کو حسینی حلوا سوہن والے کا سالا بتاتے تھے۔

پانچوان۔ بھانجی خور صاحب سلام۔ سلام بڑے بھائی ادھر ادھر

چھٹا نقارہ یکبارگی بجا کر آئے ہین۔ ان بھی برطرف کرکے آئے ہین۔

خدا کے غضب سے ذرا دل ہی کانپے
چنانچہ کہ کے منھ کو ڈستے ہین سانپ

خدمتگاران نقارہ نے پھر بھی بھلایا اور گالیان دینے لگا۔ جسقدر یہ بھلاتا تھا اُسیقدر بھانڈ اور بھی فقرے چست کرتے تھے۔ ہٹ جا بھئی۔ چمکت نہ دے بیٹے۔ چوٹ کیا ہی چاہتا ہے۔ ارے میان سنگھاڑا لی کوٹھی سے کب آئے۔ یہان پاگل خانہ ہے، بارود کیا۔ کہین بسرا ہا تو نہین ہے جھونکنے تک خیریت ہے۔ کہین بگڑی نہ لے (اچک کر) آ کہی خیر۔ اللہ نے بچایا۔ بھئی منھ مین گولی لے ہے گرگٹ ہے گرگٹ۔ ہین تو بلکہ بڑکا بچہ معلوم ہوتا ہے مرزا ہایون فرماد انکے احباب گو یہان سے دور تھے مگر پھبتیون کی آواز بخوبی سن سکتے تھے اور قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے۔

مبارک الدولہ۔ کوئی آدمی اِنسے بھڑ پڑا ہے۔ اسی پر قہقہے ہین کی بوچھار ہو رہی ہے انکو تو بھڑکا چھتا سمجھنا چاہیئے۔ کچھ کہا اور شامت آئی۔

مرونق الدولہ۔ بڑے حاضر جواب ہوتے ہین۔ کسی مقام پر بند نہین رہتے۔

شہزادہ۔ سخرے کسی سے دبتے ہین اور خصوصاً بھانڈ توبہ ہی بھلی ہے انکو کچھ دو اکے رخصت کرو داروغہ صاحب کیون غل مچا رکھی ہے۔ بم چن لگا رکھی ہے۔

داروغہ صاحب تشریف لیگئے بھی دم آدمی تھل تھل داروغہ صاحب نے جاتے ہی کہا۔ یہ کیا ہے بھئی یہ کیا غل مچایا۔ انکا اسقدر کہنا تھا کہ بھانڈ نے کہا آیئے آیئے آیئے معقول یہ کیا ہوا۔ کیا ہولی آگئی۔ ایک اور بھی میر فیض علی آئے دوسرے نے کہا قاضی صاحب آگئے۔ اب ان کی (داروغہ کی طرف اشارہ کرکے) چھٹی ہمیشہ کے ساتھ ہمارا نکاح ہوگا۔

داروغہ۔ کیا بات کیا ہے۔ کیون فحش بکتے ہو۔ مطلب بتاؤ۔ فضول گوئی سے کیا فائدہ نکلتا ہے۔

بھانڈ۔ خداوند نعمت بات ساری یہ ہے کہ یہ بیچارہ ہمارے غلام کا لڑکا تباہ حال ہے اگر شہزادے کے ہان ممکن ہو تو چپکے کو نین اِسکا اسم کردیجیے۔ آپ یہان سو لبون آنے کے مالک ہین۔

دوسرا۔ نہین داروغہ جی۔ بھولے سے بھی ایسا نہ کیجیے گا۔

آدمی گھانس راستے مین یہ خود کھا جائے گا۔ یہ ایک ہی حضرت ہین۔ حرام خور کہین کا۔

تیسرا۔ اسکی استری کسی دھوبی کے ساتھ نکل گئی ہے داروغہ۔ میان قدرت ایک اشرفی لادو۔ بس صاحب اب تو چھٹکارہ ملیگا۔ جان عذاب مین کردی۔

بھانڈ۔ اللہ کرے آپ کے ہان آپ ہی کے برابر بیٹا ہو۔

سب بھانڈون نے ملکر کہا۔ آمین۔ آمین۔

شہزادے نے یہ لطیفہ سنا تو کمال محظوظ ہوئے اور سب مارے ہنسی کے لوٹنے لگے بیٹ مین بل پڑ گئے داروغہ صاحب بہت جھلائے کہا کھڑے کھڑے نکال دو اور سنئے اب ہمپر بھی آوازے کسنے لگے خبردار جو کبھی اس ڈیوڑھی پر قدم رکھا ہوگا بھانڈون نے اشرفی لی سلام کیا دعا دی اور چلتے پھرتے نظر آئے۔ خدمتگار نے ہزار سر پیٹے چلتے داروغہ کو

بھی سلے ہوئے ایک نشہ دو خمدہ جیب دار دوغہ جناب شہزادہ گردون مدار کے روبرو آئے تو دیکھا قہقہہ پڑ رہا ہے جیتے ہوئے کہا حضور مین تو گیا تھا فیصلہ کرنے وہ مجھے صلواتین سنانے لگے معاذ اللہ خدا اپنے بچائے کسیکی سنتے ہی نہین گالیان دو برا بھلا کہو۔ وہ سنتے کسکی ہین کان پر جون بھی تو نہین رینگتی وہان یہ نقشہ ہے لاحول ولاقوۃ۔ عجب قسم کے آدمی ہین۔ آدمی کیا مسخرون کے سردار ہین یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ ایک خدمتگار نے جھک کر عرض کیا خداوند نعمتی پورے غفورن آئی ہین حضور کے سلام کے لئے مبارک الدولہ نے کہا بلا لیجیے۔ دو گھڑی دل لگی ہوگی۔ ہمایون فر حمام گئے غفورن کو حکم ہوا ذرا تامل کرو جب حمام سے تشریف لائے تو پھر حکم دیا گیا کہ حاضر کرو۔ آئین اور سب کو سلام کرکے بیٹھین اور یہ بیٹھی ہی تھین کہ اور ایک نیکبخت حاضر ہوئین حضور لاڈلی آئی ہین فرمایا بلا لو۔ الغرض اس مژدہ طرب انگیز کا حال سنکر کل ارباب نشاط نے آنا شروع کیا تجویز ہوئی کہ شب کو بشرط اجازت شاہ صاحب خوب دھما چوکڑی مچے ہمایون فر نے کہا حضرت میرے بندہ دس گیارہ بجے سے زیادہ نہ بیٹھیگا ہان صبح کو جسوقت کہو آجاؤن۔

مبارک الدولہ۔ آپ ٹھیک گیارہ بجے یہانسے جائین اور چار بجے محل مین ہون ہن اسمین کسیطرح کی کسر ہونے پائے رونق الدولہ۔ جی ہان درست ہے اگر وہ چلے جائین گے تو آپ روک لینگے یہ بیچ میں بھلے کسی اور کو دیجیے گا۔ مبارک الدولہ۔ نہین آخر روک گئی سے فائدہ کیا ہوگا۔ اچھا بارہ گیارہ بجے جائین اور چار بجے آجائین گے

۱۱ بجے کے قبل گئے تو تم سزا اور اگر ۱ بجے کے بعد آئین تو ہم گنہگار دو گھڑی دن رہے تک شہزادہ ہمایون فر بہادر کے دولتکدے پر احباب اور مصاحبین و رفقاء و ارباب نشاط کا اسقدر ہجوم تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی گردو پیر سے جبکہ شاہ صاحب نے سنا کہ اسقدر ہجوم ہے فوراً حکم دیا کہ شہزادہ باہر نہ بیٹھے اور چونکہ پہلے ہی شاہ صاحب کی ممانعت تھی اور بلا اجازت شاہ صاحب شہزادہ باہر آنکر احباب مین بیٹھا لہذا وہ کسیقدر بد دماغ ہوگئے شہزادی بیگم نے ہزارون قسمین دین کہ بیٹا واسطے خدا کے باہر نہ جانا ورنہ مین اپنا سر پھوڑ ڈالونگی۔ دلمن کو سمجھایا کہ جب کمرے مین بیٹھین تم ہرگز نہ جانے دو اور قسمین دیدے کر بٹھانا۔ چنانچہ جب ہمایون فر محلسرا مین آئے اور کمرے مین جاکر بیٹھے سپہر آرا نے تخلیے مین کہا اگر میری اجازت کے بغیر باہر جاؤ تو مجھی کو روؤ شاہزادے نے بوسہ لیکر کہا۔ کیا مجال تم اتنی بڑی قسم دو اور مین نہ مانون یہ امر محال ہے۔ الغرض شہزادہ کو یہین بیٹھنا پڑا اور جاودان کی دل لگی اور کم سن اعزہ کی چہل سے دل بہل گیا۔ بارہ دری سے دوبارہ احباب نے بلوایا تو ہمایون فر نے کہلا بھیجا۔ ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	

انھون نے اسکے جواب مین یہ شعر لکھا۔ ؎

دیدار می نمائی و پہلو تہی کنی بازار خویش و آتش ما تیز میکنی	

تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ چلے گئے۔ شہزادہ نے ایک کرسی بچھوائی اور کہا کہ لالہ خشوقت راے سزا اور مرزا سلیم شاہ کو حکم دو کہ سامنے سے باتین کرین لالہ نے کہا

خداوند حضور تو بالا خانے پر ہین اور غلام تحت الثریٰ مین
اُنھون نے کہا۔ مطلب تو باتون سے ہے۔ اور وہ مطلب
حاصل ہے لالہ نے عرض کیا خداوند اسوقت تو غلام کو آزاد
کر دیجیے۔ دعوت گاہ جانا ہے۔
شہزادہ نے کہا کہ لالہ صاحب آپ تو غضب کرتے ہین
بھلا یہ وقت دعوت مین جانے کا ہی۔ مدعو آپ کسکے ہین
اور دعوت مین آپ کیا کھائینگے یہان ہی سب چیزین حاضر
ہو سکتی ہین۔ آپ اتنا فرمائین کہ دعوت مین آپ کیا
کھائینگے۔ آپ بتاتے کیون نہین۔
لالہ۔ حضور تو مالک ہین جو چاہین کہین مگر یہ لوگ جو خوشامد
خورے اور نیبو نچوڑ ہین انکا کہنا بڑا معلوم ہوتا ہے۔ بس
اب علم کی قسم بندہ درگاہ بلا اشتباہ کچھ عرض کرے
فضول محض ہے۔
شہزادہ۔ میان ان لوگونکی باتونپر نہ جاؤ تم یہ بتاؤ
کہ دعوت مین کھانا کیا ہوگا۔
لالہ خداوند۔ غلام حضور کا نمک پروردہ ہے۔
شہزادہ۔ ہو۔ پھر اس سے مطلب کیا۔ لاحول۔
لالہ۔ حضور مالک ہین اور میرا دعوت کا وقت جاتا ہے
اگر حکم دین تو غلام نہ جائے بس۔
شہزادہ۔ آپ جائیے۔ مگر اتنا تو معلوم ہو جائے کہ آپ
وہان کیا کھائینگے۔ ہم یہان ہی منگوا دین۔
لالہ۔ تو خداوند سنیئے۔ بڑا روپیہ صرف کرنا ہوگا۔
شہزادہ۔ آپ کی بلا سے ہم صرف کرینگے۔ آپ فرمائیے
لالہ۔ خداوند پہلے تو مہوے کی دارو ہوگی یا سونفی
چھ آنے بوتل کی کوئی پانچ آنے کی بوتل کوئی چھ آنے کی
اور خصوصاً ہم لوگ پوری بوتل یا آدھی بوتل پینے کے عادی
شہزادہ۔ اوّل مقدمہ چھ آنے کی بوتل اور کھانا۔
لالہ۔ خداوند۔ بس اسکا حال نہ پوچھئے قلیہ اور پوری اور
ترکاری اور سب سے بڑھکر یہ کہ دال دو طرح کی ہوگی کیونکہ
اور ارہر کی دال۔
شہزادہ۔ این! دو طرح کی دال! غلط بالکل غلط۔
لالہ۔ حضور صحیح عرض کرتا ہون۔ دال دو قسم قسم اول
کیوٹی۔ قسم دوم ارہر یہ دو دال برلے ماہل دعوت
ہر دو قسم حضور کی بدولت۔
شہزادہ۔ ہمین یقین نہین آتا۔ ارے میان تم لوگ نہین جانتے
دو قسم کی دال ہوتی ہے۔ تعجب ہے۔ کبھی ممکن نہین بالکل
جھوٹ بولتے ہو سراسر جھوٹ۔
لالہ۔ حضور کے قدمون کی قسم دو قسم کی۔
شہزادہ۔ تو دوالہ نکل جاتا ہوگا بھئی۔ لاحول ولا۔
لالہ۔ خداوند دوالے سے بدتر دو طرح کی دال کیوٹی
اور ماش کی یا ارہر کی اور چنے کی اور قلیہ۔ یہ اسپر
طرہ ہے۔
شہزادہ۔ بھلا گوشت کس طرح کا ہوتا ہے اُس کی بھی
تفصیل بیان کرو۔
لالہ۔ دال تو دو طرح کی ضرور ہوگی گوشت چاہے دو
طرح کا ہو یا ایک طرح کا ہووے۔ مگر قلیہ ضرور
بالضرور ہوگا بیشک ہوگا اسمین کچھ شک نہین۔
شہزادہ۔ اور دارو خوب پیتے ہونگے۔ ہے نہ۔
لالہ۔ حضور بس اب بے ادبی ہوتی ہے۔ اب خداوند
کچھ نہ کہوائین اب ہم لوگ بہ زبردستی کے کہہ سکتے ہین کہ خداوند

ے مالک۔

شہزادہ۔ اب آپ بہکنے لگے۔ ذرا سنبھل کے بات کرو

لالہ۔ خداوند دو طرح کی دال۔ دو طرح کی اور بلکن و بلکہ
بان حضور دو طرح کی اسمین کوئی شک نہین دال اور
دو طرح کی۔ طرح اوّل جسکو بزبان پارس ارہر گفتہ
و بزبان ہندی ماش آنرا۔ آنرا۔ آنرا ماش

شہزادہ۔ (مسکراکر) خوب فارسی بولتے ہو شاباش۔

لالہ۔ حضور ہماری زبان ہے۔ انشا رام دھورام۔ رقعات
لالہ خرسند رائے۔ دستور الصبیان از مصنفہ لالہ نوندھ رائے
دیوان لالہ نرم۔ یہ سب از بر حفظ زبان ہین اور یہ سب
زبان دان ہین انکی خاص زبان فارسی ہے اور
حضور کے سب نمک پروردہ ہین خداوند زبان فرس من
غلام کما ینبغی جانتا ہے۔ ؎

مرادلیست بگفتن آشنا کہ چندین بار	
بکعبہ بردم وبازش برہمن آوردم	

حضور لب و لہجہ کو دیکھین۔ آداب خداوند آداب۔

شہزادہ۔ بھئی لالہ تم واسطے ایک ہی شخص ہو۔ کیون نہو
مرد ہو۔ اور فارسی تو ایسی بولتے ہو کہ۔ باید و شاید مگر تم
لوگون مین سب دوائے مسلوم ہوتے ہین ارے
غضب دو طرح کی دال۔ دو طرح کی دال۔ اللہ اکبر
بڑے فضول خرچ ہو۔ اور سونفی پیتے ہو لاحول ولاقوۃ
استغفر اللہ۔

لالہ۔ خداوند ہم لوگ روز پیتے ہین روز۔

شہزادہ۔ بلا ناغہ؟ ہمین یقین نہین آتا۔ اور پیتے
بھی بلا ناغہ ہو غلط ہے بالکل بہتان۔

لالہ۔ حضور اور دو طرح کی دال ہوتی ہے ہر روز۔

شہزادہ۔ اور دونون مین تو بڑی بدعت ہوتی ہوگی۔

لالہ۔ خداوند داد و ستد کی اسوقت ادھیلا کی اسوقت
دونون جون۔ یہ جون اور وہ جون ؎

انچہ کردی تو مبن ہیچ بہ انسان نکند	
مرگ با جان نکند کفر بایمان نکند	

شہزادہ۔ فارسی تو آپ کی زبان ہی اور لب و لہجہ تو بالکل
مثل ایرانیون کے ہے۔ کیا کہنا آؤ لالہ ذرا فارسی تو بولو
اگر طبیعت حاضر ہو۔

لالہ۔ حضور والا عالم و عالمیان طبیعت خاکسار ہر دم حاضر است
مگر والا نہ طبیعتِ من کہ متلون بدے چون بدے کہ یک
آدھاے ثمرا اندرون حلق بذریعہ گلوے من
حاضر و جاری اندو آن در طبیعت نکھل بلکہ
ہی انداز دے ؎

مرا بارہا در حضر دیدہ	
ز جہل و چراگاہ پرسیدہ	

شہزادہ (قہقہہ لگاکر) آپ ہم کو بھی کچھ فارسی
پڑھایا کیجیے۔

لالہ۔ خداوند غلام حاضر ہے مگر محنت حضور کے تعلق
ہے اگر آپ محنت کرین تو بسم اللہ۔ الا ورنہ غلام
کو کیا عذر ہے۔

شہزادہ۔ بھلا کبھی پی کے بہکتے بھی ہو سچ سچ بتانا۔

لالہ۔ حضور عالم ایک روز لالا کی مہتاری کنکا بھر زیادہ
پلائے دہس بس پھر حضور دو دن تلک ہوش
اگرچہ آج بجا ہے مگر

مصاحب - حضور اب یہ پہلے ایسے نہین ہین۔
شہزادہ - جی ہان مین خود دیکھ رہا ہون اسوقت باتین کیسی گھل گھل کے کر رہے ہین - توبہ ہی بھلی۔
مصاحب - لالہ صاحب بھلا آج تو نہین پی ہے بھئی سچ کہنا۔
لالہ - نہ کہینگے سچ تو ہرگز ہرگز نہ کہین - چرا گویم کہ چہ کردم - اچہ کردم کردم - مگر کسیکا اجارہ اسمین نہین ہے - ازماست کہ بماست - بس انچہ کرد آن سگ کرد آن مرغ کہ بکرد - من نکردم۔
اب سنیئے کہ لوگون نے صاحب کلکٹر سے جاکے کہا کہ خداوند وہ شخص ہمایون فر نہین ہے مگر ہمایون فر بن بیٹھا ہے حضور اسکی کامل طور پر تحقیقات کرین تو قلعی کھلجاوے دو چار آدمیون نے کوتوال سے خبری کی تین چار آدمی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کے پاس گئے انسے جاکر جڑ دی کہ ہمایون فر بجادہ تو قبر مین سو رہے ہین حضور اس امر کی ضرور تحقیقات کرین لالہ اور شہزادہ مین جو گفتگو ہوئی اُسکا بھی چرچا جڑ دیا کوتوال اور پلیس صاحب یہ خبر سنکر صاحب کلکٹر کے بنگلے پر جانے کے لیئے تیار ہوے اور عزم کیا ادھر شاہ صاحب کو جو خبر ہوئی کہ شہزادہ جو کوٹھے پر سے بے دھڑک باتین کرتا ہے اور نیچے دو ایک آدمی مصاحبین مین سے کھڑے ہین تو آگ ہوگئے۔ فوراً ڈیوڑھی پر آکر اور کہا شہزادی بیگم سے کہو کہ مین ڈیوڑھی پر کھڑا ہون آپ ذرا پردے تک چلی آئین شہزادی بیگم گھبراکے اٹھین۔ لڑکیان خواصین اُستانی جی ساتھ آئین پردے کے پاس پہونچکر یون کہا
شہزادی - شاہ صاحب خیریت تو ہے کیون یاد کیا۔
اُستانی - آپ نے اسوقت خود کیون تکلیف فرمائی شاہ صاحب

شاہ صاحب - بہت بُرا ہونیوالا ہے - بہت ہی بُرا ہونے والا ہے۔
شہزادی بیگم - آہستہ سے، خدا نکرے آخر کیئے تو کیا سبب کیا ہے۔ دفعیئے کا کوئی طریقہ بھی ہے یا نہین۔
شاہ صاحب - ازماست کہ بماست - پس خود کردہ را چہ علاج۔
اُستانی - کیا حضور کے حکم کے خلاف کوئی بات ہوئی۔
شاہ صاحب - ایک بات سراسر خلاف بالکل خلاف افسوس۔
شہزادی - صاحب لوگون کے پاس جانے نہین دیا باہر سے بُلا لیا - باہر نہین جانے پائے - اب کون بات خلاف ہے۔
شاہ صاحب - بے دھڑک اور بے تکلف کوٹھے کے کمرے سے دروازے کے پاس کرسی بچھا کر باتین کر رہے ہین قاتل کے دوستونمین سے اگر کسی کو غلش باقی ہو تو ممکن ہے کہ کوئی داغ دے - بس اب زیادہ نہ مُنھ کھلواؤ اور اسکو سمجھا دو - ؎

من نگویم کہ این کن آن کن	مصلحت بین و کار آسان کن

فہمیدہ ہو کے بچے بنے جاتے ہین - توبہ توبہ مین کہان تک سمجھاؤن۔
شہزادی بیگم نے شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا - اُستانی جی نے بڑی تعریف کی - خواصون نے کہا - حضور ہی کی دعا سے ہمنے آج یہ دن دیکھا ورنہ امید کسکو تھی - توبہ توبہ شہزادی بیگم نے فوراً دونون بیٹیون کو حکم دیا کہ تم جاکے وہین بیٹھو اور کمرون کے سب دروازے بند کرو بیچ کے کمرے مین تم بھی بیٹھو اور ہمایون فر

تو بھی بیٹھا خورشید لقا بیگم اور مہ لقا بیگم سامنے بیٹھ گئین اور ادھر شاہ صاحب نے کہا مین چند باتین بتاتا ہون استانی جی قلمدان کھولین اور انھین کے مطابق کارروائی ایک۔ مرزا ہمایون فر ایک ہفتے تک ہرگز ہرگز باہر نہ نکلین دو۔ پھاٹک بند رہے صرف کھڑکی کھلی رہے اور ایک دربان اور ایک سپاہی تلوار لیکر ہر وقت کھڑکی پر حاضر رہنا چاہیے تین۔ بلا اطلاع کوئی شخص نہ آسکے اسمین چاہے جو ہو چار۔ اپنے قریب کے دو چار اعزہ اور شہزادے کے دو ایک احباب دلی کو اس سے مستثنے کر دیجیے تو مضائقہ نہین۔

پانچ۔ شہزادہ کوٹھے پر عمدہ سجے بجائے کمرہ مین محفوظ مقام پر رہین اور جو در دانے یا دریچے باہر کے رخ ہین وہ ہمیشہ بند رہین چھ۔ احاطے من ہر وقت دو سپاہیو نکا پہرا رہے۔ ایک باہر دوسرے مین دوسرا محلسرا کی پشت پر اور دونون مسلح رہین۔

سات۔ احاطے مین کم سے کم دس بارہ آدمی خاص بردار سپاہی خواص خدمتگار۔ چوبدار۔ یہ ہر دم لیس رہین۔ اور ٹہلا کرین۔

آٹھ۔ چھوٹے شاہزادے کا باہر ہی رہنا مصلحت ہے لڑکے ساتھ دو ایک اور مصاحب بھی رہین تو مضائقہ نہین مگر ایسا ویسا ایک ہفتہ تک نہ آنے پائے۔

نو۔ بذریعہ تحریر اگر کوئی صاحب مزاج ہمایون فر سے مزاج پرسی کرین تو مضائقہ نہین مگر ملاقات قطعی موقوف۔

دس۔ اگر بزرگون یا حاکمون مین کوئی آئے تو مجھ سے دریافت کر لیجیے پھر اجازت دیجیے لیکن ملاقات کوٹھے ہی پر سے ہوگی باہر تو کسی طرح آ ہی نہین سکتے۔

گیارہ۔ دلھن کو بطور خود سمجھا دیا جائے کہ شہزادے کو اٹھنے

ندین وہ لاکھ باہر جانے کی کوشش کرین مگر ہرگز نہ جانے پائین

بارہ۔ شہزادے کی جسقدر تصویرین ہین سب میرے حوالے ہون

تیرہ۔ شہزادے کا کھانا بغور دیکھ لیا جائے پہلے وہی کھانا گھر بھر کھائے پھر انکی بہنین بھاوج یا کوئی اور ہوشیار معتبر خادمہ کے ذریعہ سے جائے۔

شہزادی بیگم۔ بہت اچھا اسکے خلاف ہرگز ہرگز نہ ہوگا

شاہ صاحب۔ داتا تمھارا بھلا کریگا۔ مائی ہم شاہ جی فقیر آدمی شہزادے سے سروکار نہ شہزادی سے واسطہ اگر کہا مانو تو واہ واہ نہ مانو تم جانو تمھارا کام جانے اور اب ہم چلتے ہین

مرا دما نصیحت بود گفتیم ما	حوالت با خدا کردیم و رفتیم

استانی۔ نہین حضور ایسا نہ فرمایئے۔ ہم نہ جانے دینگے

شاہ صاحب۔ فقیر کو سیاحی سے کام ہے قیام وضع کے خلاف ہے

درویش روان رہے تو بہتر	
آب در یا بہے تو بہتر	

شہزادی بیگم۔ کچھ دن تک تو قیام کیجیے۔ آپ کا گھر ہے جبتک رہیے۔ آپ کے رہنے سے ہمارا فائدہ ہی ہے نقصان نہین ہے۔ مگر کچھ دن تو قیام فرمایئے۔

شاہ صاحب۔ تو ایک شرط سے وہ یہ کہ جو آپ کا باغ ہے اسمین ایک عمارت ہے اسکی چھت پر مین رہون مگر تنہا اور آپ مشہور کر دین کہ شاہ صاحب حج کو گئے ہین۔ اس مین مجھے عذر نہین ہے مگر مخفی رہے تو بہتر ہے۔

شہزادی بیگم سے گفتگو کر کے شاہ صاحب باہر آئے اور باغ مین رہنے لگے۔

اب سنیے کہ خورشید لقا اور مہ لقا بیگم نے شہزادے کے کمرے مین جا کر سب دروازے بند کر لیے اور یہ لطائف الحیل

سپہر آرا کو علیحدہ لے گئین اور یون گفتگو کی۔
خورشید لقا۔ تم ان کو باہر نہ جانے دینا شاہ صاحب خفا ہوتے ہین۔
سپہر۔ (شرماکر) اچھا۔ مگر جب کوئی میرا کہنا مانے بھی
خورشید۔ (مسکراکر) بجا۔ تم کہو تو۔ ضرور مانین گے دیکھ لینا۔
مہ لقا۔ اسے سب کہدو تو انکو بھی خیال رہے شاہ صاحب ابھی آئے تھے اُنھون نے کہا کہ اب مین ذمہ دار نہین ہون
سپہر۔ کیا۔ کس بات کا۔ کیا ابھی کچھ اور باقی ہے۔
مہ لقا۔ اللہ نہ کرے مگر وہ کہتے تھے کہ ہمایون فر کرسی بچھا کر باہر کے رخ کیون بیٹھے اور ایک بات اُنھون نے ایسی کہی کہ پانؤن تلے سے مٹی نکل گئی از براے خدا انکو دروازونکے پاس نہ جانے دیا کرو۔
سپہر۔ (آہستہ سے) وہ کیا بات ہے سچ سچ بتادیجے گا۔
خورشید۔ اُنھون نے کہا کہ شہزادے کے ابھی بہت دشمن ہین۔ ایسا نہو کوئی انکو دیکھ پائے اور گولی چلائے تو پھر
سپہر۔ غضب ہے۔ اُفوہ۔
مہ لقا۔ اب تو سمجھ گئین نا اب خدا کے لیے جسطرح ممکن ہو سمجھا دو۔ ورنہ۔ ہان۔
سپہر۔ بس اب مین۔ (مسکراکر) خاموش۔
خورشید۔ اٹھے بھی نہ دونگی۔ یہی کہنے کو تھین نا۔
سپہر۔ (گردن جھکاکر) افوہ۔ یا خدا اب کیا منظور ہے جو شہزادے سے خورشید لقا نے کہا دیکھو اللہ جانتا ہے جو تمنے ہمارا کہنا نہ مانا تو ہم ہیرے کی کنی کھاکے سو رہین گے تمکو گھر کیون کاٹے کھاتا ہو خاصی اچھی طرح یہان بیٹھو اٹھو ایک اشارہ بات کرتے تو جاتا ہے ایسا بھی دوستو لحاظ کیا خیال ہے جانتے تو ہو کہ سو دشمن ہین سو دوست ہین تم ہماری قسم کھاؤ تو ہم کو یقین آئیگا۔
شہزادہ۔ بہن کے سر کی قسم جو کہوگی اسکے خلاف کرونگا مہ لقا۔ بھائے سر پر ہاتھ رکھو تو ہمین یقین آجائے بس شہزادہ۔ تم خوب جانتی ہو کہ مجھے قسم کا اعتبار نہین مگر مین سچ کہتا ہون کہ یہان سے کہین جانے کا قصد نہ کرونگا۔
خورشید لقا اور مہ لقا بھاگ بھاگ کر چلی گئین اور سپہر آرا نے شہزادہ بلندارادہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر لب شیرین کا بوسہ لیا اور کہا کو بھائی ہو مگر۔ ع۔

	ہانی خواہیم ننگ و نام را

دیکھو شہزادے واسطہ خدا کا اب ہماری جان کے دشمن نہو۔ ہمایون فر نے بوسہ کا جواب دیکر کہا خدا کے لیے اصرار نکرو ایک ہفتہ کیا معنی دو ہفتہ تک شاہ صاحب کے حکم کا پابند رہونگا۔

نواب ثریا بیگم کی چوتھی

شب عروسی کو نگار قمر رخسار ثریا بیگم کا حسن خدا آفرین جمال یوسف پر خندہ زن تھا۔ دلھن کی جوانی اور مستی دولھا کی شاہد پرستی۔ اسکا شباب انکا اضطراب گو ثریا بیگم نواب صاحب کے ساتھ شکار کے لطف اُٹھا چکی تھین مگر خلوت مین لجائین۔ بات کرتے ہوے شرمائین۔ دولھا نے رخسار رنگین کا بوسہ شکر ریز لیا۔ بوس وکنار کی گرمی بازار تھی۔ دولھا دلھن پر ہزار جان سے عاشق دلھن دولھا پر نثار تھی۔ وہ عطر روح پرور مین بسے ہوے اور محرم کے بند کسے ہوے۔ ع

گہ پاے طرب بخاک بوسی	گہ مسند نشاط نو عروسی

ثریا بیگم جامے مین پھولے نہین سماتی تھی کہ کس درجے سے کس رتبے کو پہونچی ایسے گھر ضرار میرے والا تبار گردون مدار کی چاہتی بیوی بنی وہ اسپر ہزار جان سے عاشق یہ عذرا تو وہ وامق۔ دونون خوب دل کھول کے گلے ملے اور بوسہ بازی نے آتش جنون کو اور بھی بھڑکا دیا

بر پرده دل نگار بستند	در حجله بکید گر نشستند
ابرو بکنایه راز میگفت	مژگان باشاره ساز میگفت

ناهید بماه شد هم آغوش
گلدسته صد ستاره بر دوش

دولھن کا نقش مراد کرسی نشین ہوا۔ دولھا کا تیر دعا بہدف اجابت قرین ہوا۔ یہ شاد وہ بامراد۔ دلھن البیلی چھیلی چھبیلی مگر بوجوہ درچند انتہا کی شرمیلی۔ دولھا سرخرو فائز بمرام شیر دل۔ شیر اندام۔ دلھن کا جام دل بادۂ مراد سے لبریز۔ اور کاکل مشکین عنبر بار گل بیز۔ دولھا نے مسکرا کر کہا اللہ اللہ بعد مدت دل کی ہوس نکلی مراد بر آئی جس چیز کی برسون دعا مانگی وہ آج پائی۔ ٹھان لی تھی کہ یا تو شادی ہی نہ کرینگے یا اگر بیاہ کرینگے تو کسی برق کو دار حور یکہ پر نہم فریب دکش تر کو ع

معشوق بجیے تو پریزاد بجیے

اسکے بعد نواب صاحب نے بوسہ لیکر ؎

گفته قدمت مبارکم باد	خاک قدمت مبارکم باد
بنشین بنشین نشین از دست	جان و خرد و دل و تن از دست

بر جلوه گه مراد بنشین
چشم بنشان و شاد بنشین

تمام شب دولھا دلھن نے لطف بے پایان اٹھایا انکا خندہ خندہ شکر ریز و رنگین۔ ان کا تبسم زد و خورد شیرین و نون کمسن۔ ع۔

جدائی کی رات مین مراد ونکے دن

نواب۔ مین تو صورت دیکھتے ہی عاشق ہو گیا تھا سن سے جان نکل گئی۔ بھوک پیاس بند۔ آیہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھی کہ خدا نے ایسی صورت زیبا دکھائی ادھر تمنے آنکھ لڑائی پھر کیا تھا سمجھا کہ مار لیا ہے۔

ثریا بیگم۔ ہم نے آنکھ لڑائی۔ کیون نہین۔ ماشاء اللہ سے حضور ایسے ہی خوبصورت ہین۔ شان کردگار یہ مردوے اتنا جھوٹ کیون بولا کرتے ہین۔

نواب۔ بجا ہے۔ ہم لوگ ایسے ہی ہین۔ عورتین بڑی شایستہ ہوتی ہین۔ مگر یہ کیا سبب ہے کہ اناث مین مردون کی طرح آج تک دلی سننے مین نہین آیا۔

ثریا بیگم۔ ہان صحیح ہے۔ مگر نمرود اور شیطان اور شداد کی بہن بھی نہ کوئی سنی ہوگی۔ کوئی عورت ایسی تھی جس نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔

نواب۔ واہ یہ کیا۔ اس سے کیا مطلب۔ پیر پیغمبر بنی سب مرد ہی ہوے عورت کا کہین ذکر بھی نہین سنا اور پھر ناقص العقل ہونا تو ظاہر ہی ہے۔

ثریا بیگم۔ جتنے صلحا اور صدیق پیدا ہوے عورتون ہی کے بطن سے پیدا ہوے یا زمین سے یا آسمان سے آئے۔

نواب۔ ہاے اس ادا کے صدقے۔ قسم خدا کی میان کیا غلام بنایا ہے۔ یہ ادائے دلربا کھپ گئی ہے۔ خدا نظر بد سے بچاے۔

رات بھر دولھا دلھن کی آنکھ نہ جھپکی میٹھی میٹھی باتون اور مزیدار یون مین رات معلوم بھی نہوئی اور ادھر موذن نے

مسجد مین اللہ اکبر کی آواز بلند کی ۔ ہمسائے کے ہندو بھی گانا لگے ۔ دروازے پر حافظ جی مناجات پڑھنے مین مصروف ہوے شوالہ مین گھنٹے بجنے لگے چاک پر نوبتی نے دہل صبح بجایا مرغ نے کڑیوکون کی آواز لگائی ۔ چلیے ۔ ع

	پیدا ہوا سپیدۂ طلعت نشان صبح

مرغان چمن بہ نکتہ رانی ۔ لچھن برہمنان بہ پیہ خوانی
خون در رگ لالہ جوش در جوش ۔ ریحان ز بنفشہ دوش بر دوش
آب از لب جوی نغمہ پیوند ۔ بر سوسن دہ زبان زبان بند
از سبزۂ تر بچشم بینا ۔ مستانہ ہوا شکست مینا
گل را بکف نگار پیوند ۔ مشاطۂ صبح شد حنا بند
خضرائے زمین شگفتہ گل گل ۔ در سایۂ گل دمیدہ سنبل
نوکرد بہار عشق دیرین ۔ پیچیدہ صبا بشاخ شیرین

	گلبرگ چکاند چشمۂ نوش
	فوارۂ غنچہ آتشین جوش

نسیم سحری کے جھونکون نے دولھا کو بیدار کیا عروس زیبا شمائل بھی خواب ناز سے بیدار ہوئی ۔ نواب جم اقتدار دیوانخانہ مین آئے ۔ سپاہی خدمتگار مصاحب آداب بجالائے ۔ حکم ہوا حمامی سے دریافت کرو حمام تیار ہے عرض کیا بان خداوند تیار ہے نواب صاحب جلوخانے مین داخل ہوے خدمتگار نے حقہ پیش کیا ۔ حمامی مجرا بجالا مسکبودھوان دھار حقہ پیکر لنگی باندھی کھڑاؤن پہنکر تشریف لیچلے ۔ حمامی نے حمام کا پردہ اٹھایا حمام مین آئے ۔ حمامیون نے سر مبارک پر بین ڈالا سر دھلاکر کنگھی کی مشت مال کرنا شروع کیا ۔ لنگی باندھی اور کھیس اوڑھکر جلوخانے مین رونق افروز ہوے حکم دیا کپڑے لاؤ خواص نے دست خاصہ لاکے سامنے رکھا لباس فاخرہ زیب تن کیا اور دیوانخانے مین کرسی پر متمکن ہوے اعزۂ اقربا خالہ زاد بھائی چچا زاد بھائی احباب رفقا مصاحبین دائین بائین ارد گرد بیٹھے سلیقہ شعار خدمتگارون اور باتمیز ملازمون نے حقے پیش کئے ۔ گلوریون کا خاصدان آیا اور چہل ہونے لگی ۔

نواب مبارک الدولہ انکے چچازاد بھائی دلی دوست اور رازدار تھے انھون نے چھیڑنا شروع کیا ۔

مبارک الدولہ ۔ کہو بھائی سرگذشت بیان کرو شیر کہ بھیڑ ۔

نواب ۔ (مسکراکر) شیر بھیڑ کیسے ۔ بھیڑ کوئی اور ہوتے ہونگے ۔

مبارک الدولہ ۔ تم تو کہتے ہو سویرے سے کھانا نہین کھایا تھا کھٹی ڈکارین آتی ہین سورہضم کی شکایت تھی ۔

نواب ۔ ابی فاقہ ہو یا سورہضم ہو اس سے کیا واسطہ سنا نہین ۔ ع

	فاقہ ہو کہ پیاس ہو پھر شیر شیر ہے

مبارک الدولہ ۔ اونھ اونھ ! آج تو بہت اکڑ رہے ہین حضور ۔

نواب ۔ اور اکڑتے کب نہ تھے شیر دل مرد ہین کہ باتین

مبارک الدولہ ۔ اسکا حال خدا جانے ہمین کیا معلوم

نواب ۔ اے بارے اختیار جی چاہتا ہے کہ اس پری چہرہ کو بلواؤن جسنے وہ غضب کی غزل گائی تھی ۔ لائے ۔

سوال بوسہ شاہد داشت از تو	لبش می جنبد و جانے ندارد

مبارک الدولہ۔ کل کچھ رائے تھی آج کچھ ہے کل تو رونق الدولہ سے لڑتے تھے آج خود وہی کہنے لگے ماشاء اللہ۔

احباب مین جو آتا تھا نواب صاحب کو دیکھکر پہلے مسکراتا تھا اور اُسکے مسکرانے کے جواب مین یہ بھی مسکرا دیتے تھے آنکھ اور ابرو سے باتین ہوتی تھین۔ رونق الدولہ تو رنگین طبع آدمی تھے۔ اُنھون نے نواب صاحب کے ہاتھ جوڑے اور کہا بھائی خدا کے لیے اس کافر کو بلواؤ ارے بھئی آج چوتھی کے دن ناچ نہ دکھاؤ گے کچھ فرض ہے کہ جب کوئی طائفہ بلوایا جاے تو بدھی منشا رہو ارے صاحب گانا سُننے ناچ دیکھیے۔ دو گھڑی چہل کیجیے ہنسئے بولئے۔ مانتا ہون واللہ شادی کو ایک ہفتہ کیا معنی دو دن بھی نہین ہوے اور حضور ملا بن بیٹھے مگر یہ مولوی ہین ہمارے سامنے نہ چلنے پائے گا اور لوگون نے بھی انکی راے سے اتفاق کیا۔ یہانتک کہ دو ایک بے تکلف دوستون نے آدمی بھیجکر کئی طائفے بلوالے۔

اب سنئے بی بی مبارک دوا اور مغلانیان وغیرہ جو ساتھ آئی تھین دلھن کے پاس گئین مُنھ دھلوایا گلوری دی۔ شہ نشین مین شرما کر بیٹھی تو گھر بھر کی عورتون نے گھیر لیا۔ ہجولیون نے باہم اشارہ بازی کی خوب چہل ہوئی دوا کہتی جاتی تھی بیبی ذرا دم تو لینے دو دلھن کو سب نے گھیر لیا وہ بیچاری گھبرا رہی ہے۔

خورشیدی بیگم۔ اب کبتک شرمائینگی ہم بھی دیکھتے ہین۔

نواب بیگم۔ اور دو چار روز۔ بس تو گردن اور جھکالی

دوا جی۔ جو گردن نہ جھکائین تو آپ ہی سب ہنسین کہ کیسی ڈھیٹ ہے ذرا نہین شرماتی اور یون تنی ہوئی بیٹھی ہے

ہجولی۔ واہ کبھی نہ کہین۔ اچھی طرح سینہ تان کے بیٹھین

دوا۔ (مسکراکر) واہ بیوی اچھی تمیز سکھاتی ہو جسین سب کے سب مل کے دلھن کو ہنس ڈالین واہ ایسی سادی نہین ہین اتنے مین باجے کی آواز آئی۔ معلوم ہوا کہ دلھن کا بھائی آیا ہے روشن چوکی بجتی ہوئی۔ لوگ ادھر اُدھر ساتھ۔ بارہ دری متکمن ہوے چوبھا آگے لگایا گیا شربت قند پلایا گیا دلھن کے بھائی نے پانچ اشرفیان چوبے مین ڈالین دولھا کی ماں نے مہری کو حکم دیا کہ دولھا کو اندر بلالو۔ مہری چمکتی ہوئی باہر گئی تو نواب صاحب کے ہان بچا سون خواجہ سین پیش خدمتین مغلانیان دوا آتون اُستانی مہریان تھین مگر یہ مہری سب سے کم سن اور انتہا کی نمکین اور آہو چشم تھی اور چال اس غضب کی پائی تھی کہ طرز خرام سے دل پامال کرتی چلتی تھی یہ جو سینہ تان کر باہر گئی اور چمک چمک کر ملازمون سے باتین کرنے لگی تو گئی جوان عاشق تن رہے اور محفل سے اُٹھ کر اس طرف آئے مہری ایک طبیعت دار سیکڑون کو گھائل کر چکی تھی۔ چتونون سے تاڑ گئی کہ دل آیا ادائے دلربانے ایسا لبھایا کہ محفل سے دوڑے آئے پھر کیا تھا ایک ایک اوپر سب کی جان جاتی تھی کبھی دوپٹہ سنبھالتی تھی کبھی مسکراتی تھی کبھی دوپٹے کو ذرا کس لیا کبھی سینہ اُبھار دیا کبھی کسی آدمی کو گھرکنے لگی۔ کسیکو کو سار غدا کی مار ہوے۔ درگور اور سنو ہمسے اور چہل۔

کسی غیبانی مالزادی چھتیسی سے ایسی باتین کر۔ پاؤ بھر قیمہ ہو تو مُنھ درست ہو میان کا۔

ایک نواب صاحب نے بڑھکر کہا کیا ہے بی مہری صاحب کیون بگڑ رہی ہو کیا تو ہے۔ کیا کسی نے چھیڑا تھا۔ تبھی چوٹن کرکے جواب دیا۔ اے حضور یہان بادشاہ زادون کو منھ نہین اسے اچھے شہزادے صورت دیکھکر صل علی کہتے ہین۔ اور بندی کسی طرف آنکھ اٹھاکے نہین دیکھتی۔ یہ سوا چرکٹا آدمی چلا ہے ہم سے ہنسنے منھ بنوا جاکے پہلے دیکھ کر ابھی دل پر آجائے تو گمنی کا ناچ نچاؤن۔

نواب۔ تمھارا کیا نام ہے۔ مگر واللہ کسقدر شستہ تقریر ہے۔

مہری۔ (مسکراکر) بندگی حضور ہی سے امیرونکی صحبت رہی ہے۔

نواب۔ این! تم مردونکی صحبت مین رہی ہو یہ کہیے پھر چلو آج ہمارے ساتھ برا نہ ماننا۔ واسطے خدا کے۔

مہری۔ (گردن پھیرکر مسکراکر) حضور ہم اس قابل کہان کہ حضور کے ساتھ رہین۔ مگر ذری آہستہ آہستہ کہئے ایسا نہو محل مین کوئی اطلاع کردے تو حضور کی بیگم صاحب بدظن ہوجائین میری ٹکے کی اوقات ہے حضور۔

نواب۔ (ہنسکر) یہ تم اپنے منھ سے کہو۔ مین نہین کہہ سکتا ٹکے کی اوقات والی کو کیا کہتے ہین برا نہ ماننا۔

نواب صاحب کو انکی شوخی اور زیرلب مسکرانا اور انگلیان مٹکانا اور چمکنا ایسا پسند آیا کہ باتین ختم ہی نہین کین جب کچھ دیر تک دولھا نہ آئے تو انکی مان نے دوسری مہری بھیجی اس نے خدمتگار سے کہا۔ دولھا کو اندر بھیجدو حضور یاد کرتی ہین دولھا اندر تشریف لائے۔ بلنگ پر بیٹھے۔ دادی نے دلھن کا گھونگھٹ ہٹاکر کہا میان انکی مینڈیان کھولدو جب مینڈیان کھول چکے حکم ہوا سکپال نکالا جائے دلھن ابھی ابھی سوار ہوگی۔

دلھن سکپال پر سوار ہوئی۔ چار مہریان دو ادھر دو ادھر سرخ دوپٹے پھڑکاتی چراغون سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی تھین آگے آگے روشن چوکی باد بہاری جا بجتا ہوا پیچھے پیچھے سکپال سے اترین مان نے سر سے پانون تک بلائین لین تبھین آئین۔

اب انکے حمام کی تیاریان ہونے لگین۔ حمام مین پردہ ہوا پیش خدمت اور خواصین ساتھ گئین۔ حمامی باہر چلے گئے خواصون نے پہلے ابٹنا ملا۔ جونپور کی خوشبودار کھلی آئی پیشخدمت نے سر ملا خواص نے کنگھی کی سہتا سہتا گرم پانی ڈالا آہستہ آہستہ کھیسا کرنا شروع کیا اسکے بعد مین ملا۔ نہاکر جلو خانے مین آکے بیٹھین۔ مغلانیون نے چادر اور رومال سے بال خشک کئے پھر سر مین تیل ڈالا۔ آئینہ سامنے لگایا۔ خواص نے چوٹی گوندھی چمپکا چاندنی افشان لگائی از سرتا پا دھانی جوڑا پہنا دوپٹہ سبز کریب کا لچکا پٹا گوکھرو لگا ہوا چٹکی کی چمڑیان سبز گرنٹ کا پائجامہ مقیشی ازار بند پٹے کا موباف جوتا سبز کاشانی مخمل کا گھنگرو لگے ہوے زیور اور پھولونکا گہنا پہنایا۔ عطر سے بسایا چھم چھم کرتی آئین۔

اب دولھا کے ہان کا حال سنیے۔

بیگم (ماورنوشہ) دار وغہ سے دریافت کرو چاندی کی ترکاریان تیار ہین۔ اب چوتھی کھیلنے کا وقت آگیا۔

مہری۔ حضور عرض کرتا ہو کہ ہان تیار ہین سب لیس بیگم۔ منڈسی بھیجکر ترکاریان منگوالو اب دیر نہ کرو۔

مہری - خداوند ہر قسم کی ترکاریان موجود ہین حکم ہو
بینگن لون - باہر ٹوکرے کے ٹوکرے پڑے ہین -
بیگم - ہان لے آؤ - اور خوان پوش اور کشتیان سب
حاضر کرو -

ٹوکرون پر ٹوکرے آنے لگے - مالن کو حکم ہوا گھنا لائے
پھولکا گھنا لیکے مالن حاضر ہوئی - طرّہ - بدھی - طوق
بیج بند - جوشن - ہار - خواصون وغیرہ نے کشتیون
مین گھنا لگایا اور چاندی کی ترکاریان لگائین خوانون
مین رنگترے سنگترے - آڑو - کیلے - ان سب پر خوانچے
رکھے گئے - خوان پوش کسے گئے کشتیون پر کاشانی
مخمل کے سبز زرد سپید اودے فالسی کشتی پوش رکھے
جنپر کار چوبی کام بنا ہوا تھا -

اب دولھا کی بنین فنسون پر سوار ہو کر روانہ ہوئین
طرح طرح کے چھکے - کوئی چینی اطلس کا کوئی تامی کا
کوئی زربفت کا - کوئی کمخواب کا - مہریون نے دارونہ
کے حوالے کئے - انھون نے مزدورون کے سربراہ کار
کے سپرد کئے - کشتیان مہریون کے ہاتھ مین تھین
ارگن باجا - باد بہاری - روشن چوکی - تاشے
والے ساتھ ہوے -

ادھر دولھا گھوڑے پر سوار ہوا - دلھن کے مکان پر
پہونچے بارہ دری مین دولھا مسند پر بیٹھا - بھائی بند
اردوست دائین بائین خواصون نے پیچھا پن لگایا - طائفہ
گانا ناچ ہونے لگا -

مبارک الدّولہ - اوپلے اسی پر کاوش قاتل خونخوار
کو بلایا - قسم خدا کی میرا بس چلے تو اسکو ہرگز محفل مین نہ آنے
دون نوجوانون کو خراب کرتی ہے - دو گھڑی کی حکومت
بھی ہو جائے تو - سمجھے -

نواب - ہان ہان سمجھے دو گھڑی کی حکومت ہو جائے
تو شہر بدر کروا دو - اور آپ سے ہونا ہی کیا ہے واہ ری قسمت لالی
مبارک الدّولہ - اے ہے بھائی سن تو لو - دو گھڑی کی
حکومت ہو تو اسکو مارے غصے کے اپنے گھر ڈال لون -

رونق الدّولہ - کچھ نہ پوچھو جان و دل دونون حاضر ہین پر

دل و جان و دین و ایمان ہے جو لینا ہے صنم لیلو

آنکھ تو دیکھے سن و سال دیکھو - ابھی کوئی پندرھوان
برس ہوگا -

مرزا - چھلاوا ہے حضرت عورت کا ہیکو ہے جادو ہے -

پریزاد و پری رو و پری خو	غلط گفتم پری شرمندۂ او

اتنے مین اس بت سیم بدن نے مسکرا کر طبلچے کے کان
مین کچھ کہا تو گردن پھیرنے مین دوپٹا کسیقدر کھسکا اور ادھر
رونق الدّولہ نے اپنی چھاتی پر آہستہ سے ہاتھ مار کر کہا
ہائے قریب جو لوگ بیٹھے تھے وہ مسکرانے لگے -

اُنھون نے باآواز بلند کہا نیلوفت کیون قتل عام کر رہی ہے
واسطے خدا کے اسوقت ذرا ادا رہنے دو ورنہ مین ڈھیر
ہو جاؤن گا -

حسینہ - ایسے ہوتے میان تو اتنا سن نہ آنے پاتا -

رونق - تیغ نگاہ نے گھائل کر دیا ہے - یہی تو خرابی ہے کہ
تیر نیکش ہے جو ادھر سے اُدھر پار ہو جائے تو سبحان اللہ

ترے تیر نیکش کو کوئی میرے دل سے پوچھے یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

حسینہ (مسکرا کر) کوئی فرمائش کیجئے - غزل ٹھمری - ٹپہ

نازک۔ اے لو کیسا کچھ۔ یارانہ نہین وہ ہو۔ وہ بچارے کسی سے یارانہ نہین رکھتے۔ اپنے کام سے کام ہو۔ کم کھانا اور خوش رہنا۔ بس۔

دولھا۔ مین خوب واقف ہون۔ بھلا بتاؤ تو ان کا نام کیا ہے نام تو جانین کہ بڑی بے تکلف اور رنگین ہو۔

نازک۔ انکا نام۔ ہمارے میان کا نام! ادھر ادھر دیکھکر انکا نام سنجر سطوت ہے (مسکراکر)

دولھا۔ اخود۔ بس اب ہم ہار گئے۔ قسم خدا کی مین ہار گیا مبارک محل۔ انسے کوئی جیت ہی نہین سکتا زبان اسقدر کی چلتی ہو کہ شاید سلطانی شترخانے کی ساندنیان بھی نہ چلتی ہونگی۔ جب مردون سے ایسی بے تکلف ہین تو ہم لوگونکی اصل حقیقت ہی کیا ہے مجھے انکی باتون سے بڑی حیرت ہوتی ہے ایسی بیباکی نہین چاہئے۔

نازک ادا۔ اپنی اپنی طبیعت ہمین کسیکا اجارہ نہین ہے

دولھا۔ ہمتو آپ سے بہت خوش ہوے خدا کرے روز دو دو باتین ہوجایا کرین بڑی ہنس مکھ اور خلیق ہو۔ جب سب رسوم ہوچکین تو دولھا اور دلھن یکے بعد دیگرے روانہ ہوے۔ پردہ کرایا گیا۔ دولھا کی بہنین اور رشتہ دار سوار ہوئین۔ دولھا کے مکان پر داخل۔ یہان تھوڑی دیر تک گانا ہوا اسکے بعد نواب صاحب محلسرا مین تشریف لیگئے۔ ثریا بیگم نے کہا اوہ آج بہت تھکے۔

نواب۔ نازک ادا بیگم تو بڑی شوخ اور رنگین معلوم ہوتی ہین بعض بعض موقعون پر مین شرماجاتا تھا مگر وہ نہین شراتی تھین کچھ ٹھکانا ہے جو میری بیوی ایسی ہو تو دم بھر مجھسے نہ بنے غضب خدا کا غیر مرد سے اس بے تکلفی سے باتین کرنا تم ہے یا نہین شوخی بھی تو کہانتک۔

ثریا بیگم۔ مجھے خود حیرت ہو کہ کن لوگونمین رہی ہے۔

نواب۔ تم نے کبھی پہلے تو انکو کاہے کو دیکھا ہوگا۔

ثریا بیگم۔ توبہ توبہ۔ مفت کی مان بھی مل گئی اور مفت کی بہن بھی بن بیٹھین۔ اور میان بھی مل گئے۔

نواب۔ افوہ ایجاب وقبول کے وقت کسقدر غمزے اور نخرے کئے ہین کہ الامان۔ مارے ہنسی کے برا حال تھا۔ بی صاحب بولتی ہی نہین اور یہ کسیکو خبر ہی نہین کہ ہاتھی پر سوار ہوکر شکار کھیلنے گئی تھین اور مہینون بیحجاب ادھر ادھر گھوما کین۔

ثریا بیگم۔ مجھے خود ہنسی آتی تھی۔ مجھ اپنی بیتی پر ہنسی آتی ہو۔

نواب۔ اور مجھے کئی باتونپر ہنسی آتی تھی ایک تو یہ کہ تم بنتی اسقدر تھین۔ دوسرے یہ کہ تمھاری فرضی مان میرے ساتھ اسطرح پیش آتی تھین جیسے کوئی خاص اپنے داماد کے ساتھ پیش آتا ہے۔

ثریا بیگم۔ سنئے بندہ پرور۔ اب نازک ادا بیگم وہان جھانکنے نہ پائین گی یہ بھی یاد رہے۔ کس بحث کی نقطے سے گھور رہے تھے کیون صاحب۔

نواب۔ اس بہتان کے صدقے تم نے کیونکر دیکھ لیا۔

ثریا بیگم۔ کیون خدانخواستہ کم سوجھتا ہے کچھ ابھی تو اللہ کی عنایت سے روشنی بدستور ہے یہ خوب بات پوچھی۔

نواب۔ گردن جھکائے ہوے دلھن بنی تو بیٹھی تھین یہ کیونکر دیکھ لیا کہ مین گھور رہا تھا اور ایسی خوبصورت تو کچھ مین نہین اللہ اللہ۔

ثریا بیگم مجھسے جانی بیگم نے قسمین کھائین کہ کھو رہے تھے۔

نواب۔ ارے غضب تو اُن کی باتون کا تم کو یقین ہوگا ہمکو یقین نہین ہے۔ زمانے بھر کی شوخ طبیعت۔ وہ لڑواتی ہین۔

ثریا بیگم۔ سنئے اگر مین نے سن پایا کہ آپ نے کوئی گھر ڈالی یا نوکر رکھی یا ادھر اُدھر آوارگی کرنے لگے تو مجھسے ایک دم بھر نہ بنیگی۔ ہان یہ یاد رکھئے گا مین یہ نہین دیکھ سکتی۔

نواب۔ کیا مجال قسم خدا کی۔ کیا طاقت۔ ایسی بات ہے بھلا۔

ثریا۔ ایک جانی بیگم پر کیا فرض ہے حشمت بہو نے کہا مہریون نے کہا کیا کچھ چھپی ہوئی بات تھوڑا ہی ہے اور ہان خوب یاد آیا۔ بھول ہی گئی تھی کیون صاحب یہ رنگین پھکیا اور کھینچ مارنا کیا معنی انکی شوخی کا ذکر کرتے ہو اور اپنی شرارت کا حال نہین کہتے۔

نواب۔ جب اُسنے دق کیا تو مین بھی مجبور ہوگیا۔ پھر

ثریا بیگم۔ کسنے دق کیا۔ وہ بھلا بیچاری کیا دق کرتی تم کو تم مرد وہ عورت ذات بھلا کوئی بھی مقابلہ ہے۔

نواب۔ وہ سوا مرد ہے۔ مرد اُسکے سامنے پانی بھرتے ہین مردونکی کیا حقیقت ہے آخر مین بندہی ہوگیا تھا۔

ثریا بیگم۔ یہ اخبار اتنے رکھے ہین اور پڑھتے پڑھاتے ایک نہین ذرا دو گھڑی کوئی اخبار ہی سُناؤ وہ بڑا اخبار اٹھاؤ۔ نواب صاحب نے ایک بڑا اخبار اٹھایا۔ دو چار خبرین سنائین اسکے بعد ایک خبر پڑھکر ہنس دئے ثریا بیگم نے پوچھا ہنستے کیا ہو کہا اسمین ایک عجیب خبر درج ہے۔

ثریا بیگم نے اصرار کیا تو نواب صاحب نے یون سُنایا ؎

غنان کمین لویان شوخ شیرین چشم شہر آشوب	
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را	

ایہا الناظرین ایک بت سفاک ستمگر جو رپیشہ نے مار ڈالا عشق نے ایسا چرکا دیا کہ کہین کا نہ رکھا تڑپا دیا شبو جان نامی ایک گل پیرہن پر جان جاتی تھی۔ ہائے سونکی چڑیا پھنسی تھی مگر ہاتھ سے نکل گئی۔ پھُر سے اُڑا دی میرے خدا گار سلارو سے خدا سمجھے مجھے اس مرغے نے کہین کا نہ رکھا۔ سونکی چڑیا اڑا دی اور مین سون کھینچ کے رہ گیا یا خدا اگر میری سُن لے تو کیا کہنا ہے شبو جان پیاری اب کیونکر نظر آئے وہ گورے گورے گال اور وہ کالی کالی کیل وہ سفید سفید کلائیان اور حنائی ہاتھ۔ اس سلارو سے خدا سمجھے کہ بھرے دیکر ایسی پری کو جسکو مین شیشے مین اُتار چکا تھا بھگا دیا واضح ہو کہ شبو جان بصد آن بان ایک روز بوقت غسق دیجور راہ مین ملین قریب آئین تو دیکھا کہ ایک پری چہرہ سفید پوش اینڈتی ہوئی سامنے سے چلی آتی ہے اُسنے بگٹٹ گھورا مین نے اُسکو وہ میری جوانی اور کرارے ہاتھ پانون اور ورزش کے بدن ادھر بروئی پھاشت ہوگئی اور مین اُسکی جوانی اور برنائی خوبصورتی اور رعنائی پر ریجھا۔ غرض ہاتھ پکڑا۔ ہاتھ پکڑنا تھا اُسنے کہا کیا ایک دن ہاتھ دیتے ہو دوسرے دن چھوڑ دوگے مین نے کہا کیا مجال قول مردان دارد۔ بس ساتھ ہوئی میرا آدمی سلارو ساتھ نہین۔ سلارو۔ اس مردود کو سلارو ہی کہنا چاہیے وہ کمبخت ساتھ تھا۔ اسکو بُرا معلوم ہوا۔ بس گھر پر آکر مجھسے اور شبو جان سے نکاح ہوا۔ مین عرض نہین کر سکتا کہ حسن اور جمال کی

چھوکری ہو کوئی سا کر کے اُنیس برس کی یا تیرہ سولہ کی ہوگی سولہ سے زیادہ نتھی۔ سلارو نے پھکا دی یا بیچ ڈالی یا بہکا دیا اگر کوئی صاحب پتہ لگا دین تو احسان ہوگا۔

راقم آثم بندہ۔ وکیل سرکاری نزد پولیس اسٹیشن صاحب

ثریا بیگم یہ مضمون سنکر مسکرائی۔ مگر دل ہی دل مین ہنسی آئی کہ وکیل صاحب نے اچھی بے پر کی اُڑائی نواب صاحب اس حال سے واقف نتھے کہ شبو جان اُنکی بغل مین بیٹھی ہین ہنسکر کہا کوئی پاگل یا مسخرہ ہی۔ شبو جان خاموش ہورہین اسکے بعد نواب صاحب نے پھر قہقہہ لگایا اور بیگم صاحب کو مضمون سنایا۔ سنو صاحبو یہ شخص ایک مرتبہ یہ مضمون چھپوا چکا تھا اور بندہ خاموش رہا۔ آج میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ ابے نامعقول تو بھی جواب لکھ مین اپنا سر کھجلانے لگا پھر مجھ سے کہا کہ ابے جواب نہین لکھتا مین نے کہا مین ایسے پاجیون کے منھ نہین لگتا جب دوست نے اصرار کیا تو جانتے تو ہو کہ یہان عمر بھر جھاڑ جھونکا کئے۔ کچھ لکھے پڑھے تھوڑا ہی ہین اُسنے کہا ہم لکھ دیتے ہین ہم نے کہا بیش سو یہ جواب ہے۔

شبو جان انکی منکوحہ نتھی۔ اِسکی ہم قسم کھاتے ہین مگر اتنا ہم نے شبو جان ہی کی زبان سے سنا تھا کہ انھین کی خالہ ہین

ثریا بیگم۔ کھلکھلا کر ہنس پڑین، کسی بڑے مسخرے کا لکھا ہی

نواب۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ دونونکے دونون پاگل معلوم ہوتے ہین

ثریا بیگم۔ ہان آگے پڑھو تو آگے کیا لکھا ہے افوہ۔ توبہ

نواب۔ ہان آگے لکھا ہے (آپ فرماتے ہین کہ کس حسن و جمال کی چھوکری ہو واہ کبھی چھوکری بتلاتے ہو کبھی شبو جان کبھی بیوی۔ کبھی خالہ۔ اور ایک جگہ مجھے مرغ بنایا ہو ایسے چیخ بھی کیسنے نہ دیکھے ہونگے۔

ثریا بیگم۔ (ہنسکر) اللہ یہ کون شخص ہو کوئی مسخرا ہو کیا

نواب۔ نہین کوئی بڑا متین آدمی ہو سریش سنتی جاتی ہو مگر ابھی تک سخرے ہونہین شک ہے۔ سبحان اللہ یہ سخرا اسکا باپ سخر الدولہ خیر سنو۔ ٹوٹے ہوے مکان کو محل مقرر کیا۔ اور چھپر کا نام رکھا بنگلہ۔ اور پڑوس کے وہ ٹوٹے اصطبل کے گھوڑے بنائے واہ بے گدھے

ثریا بیگم۔ نواب صاحب نے نام پڑھا تو (سلارو) سلارو کی لفظ پر ثریا بیگم کو بے اختیار ہنسی آئی۔ اسقدر ہنسین کہ ضبط کرنا محال تھا۔ نواب صاحب نے کہا مضمون تو واقعی اس قابل ہے کہ جسقدر زیادہ ہنسی آئے کم ہے مگر سلارو نام تو اسقدر ہنسی کے لائق نہین۔

نواب صاحب اس حیرت مین تھے کہ سلارو نام سنکر یہ اسقدر کیون ہنسین اور وہان سلارو اور رنبو ایجنٹ دونون کی صورت نظرون تلے پھر گئی۔ کل باتین یاد آگئین ثریا بیگم کو ایک خیال آیا البتہ ہوا کہ ایسا نہو کہین نواب صاحب کو یہ سب باتین معلوم ہوجائین۔ انسے کل امور جہانتک مخفی رکھے جائین وہین تک اچھا ہے۔

نواب صاحب ایک مضمون کو غور سے پڑھنے لگے ثریا بیگم کی نظر جو اخبار پر پڑی تو اُنھون نے (آزاد) پڑھا۔

ثریا بیگم ذرا یہ اخبار مجھکو دینا ابھی دیدونگی۔ لاؤ ذری

نواب۔ ایک ضروری مضمون پڑھ رہا ہون ابھی دیتا ہون ٹھہر جاؤ

ثریا بیگم۔ اور ہم چھین لین تو۔ اچھا زور زور سے پڑھو ہم بھی سنین

نواب۔ تم کو اسکا حال کیا معلوم ہو۔ ایک شخص ہین آزاد۔

محمد آزاد۔

ثریا بیگم۔ کون آزاد ملے وہ تو نہین جسکو کسی بیگم نے کسی ملک کو بھیجا تھا۔

نواب۔ اُنھون نے ایک بڑی فتح پائی بڑی تعریف چھپی ہے

ثریا بیگم۔ سناؤ۔ اللہ کرے وہ سرخرو ہو کر آئین۔ آمین

نواب۔ تم اُنکو کہانسے جانتی ہو کیا کبھی دیکھا ہے۔

ثریا بیگم۔ واہ دیکھا کسی اور نے ہوگا اُنکو ہمنے تو اُنکا ذکر سنا ہے کہ سلاطین کے بڑے دوست ہین اور اسلئے گئے ہین کہ ترکون کا ہاتھ بٹائین اللہ ایسے باہمت مسلمان کو صدی سال کی عمر دے

نواب۔ اِسوقت جی خوش ہوگیا کہ تم اپنے مذہب مین پکی ہو آزاد کے لیے دل و جان سے دعا دو کہ وہ کامیاب ہو اسکے بعد نواب صاحب نے مضمون سنایا۔ ثریا بیگم بہت مسرور ہوئین گیارہ بجے تخلیہ ہوا۔

ہمایون فر کی نسبت شک

آب سُنیئے کہ مرزا ہمایون فرہاد کے دوبارہ زندہ ہو جانے کی خبر گھر گھر مشہور ہوئی۔ انگریزی اخبارونکے نامہ نگارون نے تار کے ذریعے سے اڈیٹرونکو اطلاعدی۔ اُردو اخبارون مین مختلف طرز کے بیان چھپے۔ ایک اخبار نے اِس کل معاملے کو خدا کی قدرت پر چھوڑا۔ لکھا کہ ہمارے ملک کے شہزادہ گردون مدار و جم اقتدار حضور پرنس ہمایون فرہاد کا دوبارہ زندہ ہونا اصلا مقام حیرت نہین خدا بڑا مسبب الاسباب ہے پس جو لوگ حیرت کرتے ہین وہ برسرغلط ہین۔ اُنھون نے خدا کی قدرت ابھی تک نہین پہچانی۔ ہمنے مرزا ہمایون فرہاد کو اس مرتبہ نہین دیکھا مگر ہزارون آدمیون نے شہادتین دین کہ وہی ہین یہانتک کہ اُنکی ماں نے اُنکو پہچانا اُن کی بہنون نے پہچانا۔ اُنکے احباب نے پہچانا اور حسب پابندی قواعد و اصول شرع متین نکاح بھی ہوگیا۔

مرزا ہمایون فر کا دوبارہ زندہ ہو جانا نئی نسل کے جوانون خصوصاً نیچریہ لوگونکو حیرت مین ڈالتا ہی۔ لیکن وہ لوگ اسقدر متعصب ہین کہ اس امر اہم کو خلاف نیچر سمجھکر کہتے ہین کہ ایسا ہو ہی نہین سکتا۔ حالانکہ بچشم خود کل امور دیکھ رہے ہین مگر تعصب سے خدا سمجھے۔

یہ ایک اڈیٹر صاحب نے رائے ظاہر کی۔ دوسرے اخبار کے اڈیٹر نے جو نیچری تھے اسکے خلاف یون لکھا آجکل جس اخبار کو کھولو جس پرچے کو دیکھو۔ جس صحیفے پر نظر ڈالو مرزا ہمایون فر کے دوبارہ زندہ ہونے کی خبر ضرور درج ہوگی ہم دیکھتے ہین کہ سارا زمانہ دیوانہ ہوگیا ہے اور سب کو فصد کی ضرورت ہے اگر گورنمنٹ ہمارا کہنا مانے تو ہم یہی صلاح دین کہ سب کو ایک سرے سے پاگل خانے بھیجدے۔ غضب خدا کا اچھے اچھے پڑھے لکھے اور تربیت یافتہ آدمیون کو یقین واثق ہے کہ واقعی ہمایون فر زندہ ہوگئے۔ استغفر اللہ اس ضعیف الاعتقادی کے صدقے یارو آخر کچھ عقل بھی رکھتے ہو۔ مرے بھی کہین زندہ ہوسکے ہین ہم جانتے ہین کہ نواب شہزادی بیگم نے اس معاملے مین بہت کچھ روپیہ صرف کرکے لوگو نکو یقین دلایا کہ مرزا ہمایون فر ہی ہین اور جب ماں نے اپنا بیٹا اور بہنون نے بھائی تسلیم کرلیا تو پھر کسی اور کو کیا پڑی ہے کہ انکار کرے اور کون نہین جانتا کہ نواب شہزادی بیگم خوشامد پسند شہزادی ہین۔ بس اُنکے خوف کے مارے کوئی چون نہین کر سکتا۔ ہان مین ہان

ملانے والونکو خدا سلامت رکھے اچھا فقرہ چست کیا۔
بھلا کوئی ذیعقل بھی اس بات کو تسلیم کریگا کہ ایک
درویش کی دعاے خیر اور برکت سے مردہ بھی اُٹھا قبر بدستور
بنی کی بنی ہی رہی اور مرزا ہمایون فرہاد رباہر موجود ہوگئے
جو لوگ اسکو باور کرین اُنسے زیادہ احمق کوئی نہین ہماری
سمجھ مین نہین آتا کہ یہ لوگ ان باتونکو کیونکر تسلیم کر لیتے
ہین ہمارے ملک کا ہونہار شہزادہ ہمایون فر بیچارہ تو چل بسا
اور اب اُسکا زندہ ہونا معلوم۔ یون کہنے کو جس کا جو
جی چاہے کہے۔ کوئی کیسکی زبان نہین روک سکتا۔

ہم چاہتے ہین کہ گورنمنٹ اس بارے مین کامل تحقیقات
کرے جن لوگونکو مرزا ہمایون فرہاد کی خدمت مین نیاز
حاصل تھا اُنسے دریافت کیا جائے وہی ہین یا کوئی اور
بہتر ہے کہ قبر کھودی جائے ابھی تک کفن میلا نہوا ہوگا دیکھا
جائے کہ قبر مین لاش ہی یا نہین بس ساری قلعی کھلجائیگی۔
ایک اور اخبار کے اڈیٹر نے یہ راے زنی کی۔

ہمنے ایک نامہ نگار کے ذریعے سے ایک عجیب
حیرت خیز خبر سنی ہے۔ جسکا ہمکو مطلق اعتبار نہین ہی
وہ لکھتے ہین کہ شہزادہ ہمایون فر جنکو ایک شقی القلب
سفاک نے نہایت بزدلی کیساتھ عین برات مین قتل کیا تھا
ایک شاہ صاحب کی دعا سے زندہ ہوگئے۔ شاہ صاحب کی نصیحت
اور حکم کے موافق نواب سپہر آرا شب کو بن ٹھن کے شہزادۂ
مبرور کی قبر پر گئین قلعہ معلی مین حضرت شاہ نور اللہ مرقدہ
کے قبر کے پاس جہان شہزادہ کا متھرہ بنا ہے گھوڑے
کی باگ روکی۔ اُسوقت قلعۂ معلی مین ہجوم عام اور بڑا
اژدحام تھا ہزارہا آدمی جمع ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوے
دور دور سے لوگ آئے تھے بعض کو یقین تھا کہ اس شب کا
نتیجہ یہ ہوگا کہ سپہر آرا بیگم خدانخواستہ خدانخواستہ
صدمۂ جانکاہ کی تاب نہ لاسکینگی اور انکے دشمنون کی جان
جائیگی مگر خدا کی شان شاہزادہ ہمان فرفرس باد رفتار
پر سوار سامنے سے نظر آئے۔ کئی آدمی گر پڑے اکثرون
کو غش آگیا اور بعض سکتے مین تھے کہ یا خدا ہم یہ کیا دیکھ رہے
ہین مگر اسمین کسیکو شک نہین کہ ہمایون فر ہی ہین ہمارے
نامہ نگار صاحب نے شہزادہ کو پاس سے بچشم خود دیکھا اور
وہ اسکی تصدیق کرتے ہین۔ لیکن با اینہمہ ہمین
یقین نہین آتا۔ ہمارا قصد ہے کہ خود جاکر دیکھین اور لوگون
سے پوچھین اور خود حضور مرزا ہمایون فر بہادر سے ملین
اور زبانی گفتگو کرین تاکہ یہ شکوک رفع کرین۔

ایک آزاد اخبار نے جسکی ملک مین بڑی وقعت
تھی یون راے ظاہر کی کہ آج ہم نے عجب طرح کی خبر
سنی۔ ہمارے نامہ نگار صاحب نے جو بڑے معتبر اور راستباز
سودی ہین۔ ایسی خبر لکھی کہ باوصف انکے تقدس کے
ہمین اِسکا یقین نہین آتا فرماتے ہین کہ شاہزادہ مرزا
ہمایون فر ایک فقیر خدا رسیدہ کی دعا سے زندہ ہوگئے اور
لطف یہ کہ قبر بدستور رہی اور شاہزادۂ محتشم الیہ قلعے کے پھاٹک
سے کمیت گھوڑے پر سوار ہوکر کڑکڑاتے ہوے تشریف لائے
ہم یہ سطرین لکھ رہے تھے کہ دو انگریزی اخبارونمین سے
اسی مضمون کے تار نظر آئے۔ ایک نے لکھا ہی کہ پرنس
مرزا ہمایون فر کی نسبت یہان مشہور ہی کہ وہ زندہ ہوے دوسرا
لکھتا ہے شہزادہ ہمایون فر جنکے قتل کا حال درج اخبار
ہوا تھا زندہ ہوگئے ہین اسمین کچھ راز ضرور ہی انکا زندہ ہونا معلوم ہوتا

تو کسی دشمن عقل ہی کو یقین آئیگا اور ایسے سست اعتقاد شاید دنیا مین دو ہی چار ہونگے ہمارے نزدیک اس معاملہ مین گورنمنٹ کو پوری پوری تحقیقات کرنی چاہیئے۔

اچھی دل لگی ہوئی۔ ہم نے اپنے معزز نامہ نگار کو لکھا ہے کہ اس معاملے مین جانتک پکی پکی خبرین سنین ہمین وقتاً فوقتاً مطلع کرتے رہین۔

ان سب سے زیادہ سخت رائے ایک اخبار نے ظاہر کی جسکا مطلب بطریق خلاصہ یہ ہے۔

ہمارے ایک معصر کی رائے ازبس صحیح ہے کہ سارا زمانہ پاگل ہوا جاتا ہے ہمکو بھی انھین لوگون کے زمرہ مین سمجھ لو آجکل ساری دنیا مین ہلڑ مچا ہوا ہے کہ شہزادہ ہمایون فرجی اُٹھے۔ افسوس ہے۔ ہمارے ملک کے ساتھ اس قسم کے ضعیف خیالات وہ کرتے ہین جو موت جان کے ساتھ کرتی ہے۔ اس ضعیف الاعتقادی نے ہندوستان کو کہین کا نہ رکھا چھینکنے کوئی کام نہ کرین بلی راستہ کاٹ جائے تو گھنٹون کھڑے رہین دو گدھے سڑک کے ادھر اُدھر ہون تو بیچ سے جانا گناہ ہے۔ اب یہ شگوفہ چھوڑا کہ مرزا ہمایون فرہادر جنکے قتل کی خبر ابھی کل ہی مشتہر ہو چکی ہو جیتے جاگتے ہین یہ شہزادہ ایسا ہوشیار اور فہمیدہ اور لائق اور خلیق تھا کہ اسکے قتل اور وفات کا سارے عالم نے رنج کیا دور دور تک لوگونکو کمال افسوس ہوا کہ ایسا خوبصورت اور نیک سیرت اور وضعدار شہزادہ اس بیرحمی سے قتل کیا جاے اسکی جوانی اور شہزادی بیگم کی بیرانہ سالی پر افسوس آتا تھا اگر مرزا ہمایون فرزندہ ہین تو ہمین خوشی کا مقام ہے کیونکر ہو سکتا ہے یا تو قتل کی خبر غلط یا زندہ ہونیکی خبر پوچ۔

ہمین معلوم نہین کہ اُنکے قاتل نے پھانسی پائی تھی یا نہین لیکن اگر اُسنے پھانسی پائی اور اب ہمایون فرزندہ ہوگئے تو کبھی یہ خبر ہمارے نزدیک اس قابل نہین کہ کوئی عقلمند آدمی اسپر لحاظ کرے بلکہ ہمارے نزدیک آپ سے بڑھکر بیوقوف نہین جو اسکا ذرا بھی یقین لاے گورنمنٹ پر فرض ہے کہ اس معاملہ مین باضابطہ تحقیقات کرے کہ کہین یہ کوئی شخص شہزادی بیگم کو بہکا کر ہمایون فرہین بیٹھا ہو ممکن ہو کہ یہ شخص جو اپنے کو ہمایون فر مشہور کرتا ہے شہزادہ کا ہمشکل ہے اب اسکو اچھا موقع ملا۔ شہزادی بیگم کی نصف جائداد کا مالک بن بیٹھا گورنمنٹ کو اس امر مین یہ انتظام کرنا چاہیے۔

ایک۔ جن لوگون سے مرزا ہمایون فر سے زیادہ میل جول تھا انکو بلا کر دریافت کرے کہ یہ وہی ہین یا کوئی اور۔ وہ لوگ انکا امتحان لین تخلیے مین جو باتین ہوتی تھین وہ دریافت کرین اگر ہمایون فر ہین تو بے شبہ سب باتین بتا دینگے اور امتحان مین پورے اُترینگے اگر ہمایون فر نہین ہین تو آئین بائین شائین بکنے لگینگے۔

دوسرا۔ جن حکام سے ملاقات تھی وہ بطور خود کل امور کو جانچین شہزادے سے ملین اور دیکھین کہ جسطرح ہمایون فر ملتے تھے اسیطرح ملتے ہین یا نہین۔

تیسرا۔ قبر فوراً کھدوائی جاے اور دیکھا جاے کہ ہمایون فر ہی کی لاش ہے یا کسی اور کی اس سے بڑا بھید کھلیگا۔

انگریزی اخبارون نے بھی ایسی ہی رائے ظاہر کی۔ حاکم ضلع نے انسپکٹر پولیس اور صاحب سٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ

پولیس کو بلایا اور تخلئے مین اُنسے یون گفتگو کی۔
کلکٹر - مرزا ہمایون فرازسرنو زندہ ہوگئے یہ کیا بات ہے
کپتان - خدا جانے یہ کیا ماجرا ہے اور سارا شہر کہتا ہے کہ وہی ہین ہمنے انکو کبھی دیکھا نہین - مین ابھی مقرر ہوکے آیا ہون۔
کلکٹر - ہمین سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ یقین کیونکر کرلیتے ہین
کپتان - حضور یقین تو ہم کو بھی ہے اور کیونکر نہو۔
کلکٹر - ایک اخبار نے راے دی ہو کہ قبر کھودی جائے اور اگر لاش موجود ہو تو ہم کل تک حکم دینگے - کہ قبر کھودی جاے
انسپکٹر - ہان کچھ تو حال ضرور ہی معلوم ہو جائیگا اچھی بات ہے
کلکٹر - دنیا بھر کے مگر ہم باور نہ کرینگے اور کیونکر باور کرین۔
انسپکٹر - آپ خود شہزادی بیگم تک چلے چلین تو بجان اللہ اُنسے بہت سی باتین کرنی ہین اور ہمایون فر بھی ملے
صاحب کلکٹر نے کہا ہم بلا اطلاع دئے ہوے چلتے ہین تاکہ دفعۃً انکے مکان پر پہونچ جائین اور فوراً شہزادے کو بلائین - الغرض حکام اور انسپکٹر گھوڑون پر سوار ہوے اور دن سے شہزادی بیگم کے مکان پر موجود - یورپین حکام کی صورت دیکھکر نوکر جاکر آدمی گھبرائے کہ خیر باشد اور سب سے بڑھکر خیال یہ ہوا کہ کوتوال صاحب کیون ساتھ ہین۔
مرزا ہمایون فر کے بھائی نے سب سے ہاتھ ملایا عزت کے ساتھ بٹھایا اور باتین کرنے لگے۔
صاحب - شہزادہ صاحب زندہ ہوگیا - آپکو مبارک ہو
بھائی - تسلیم - مین آپ کی ہمدردی کا کمال شکر ہو
صاحب - کہان ہو شہزادہ صاحب - آپ ہمارا اطلاع دین

بھائی - وہ تو محلسرا مین ہین مگر مین خود اطلاع کردونگا آپ تشریف رکھئے مین حاضر ہوتا ہون۔
زنانے مین خبر ہوئی تو شہزادی بیگم نے کہا ہم بلا حکم کے انکو اب باہر نہین بھیج سکتے پہلے شاہ صاحب سے اجازت لاؤ پھر انکو بھیجو - اسمین صاحب ہون یا کوئی ہون سپہر آرا کو جو خبر ہوئی تو شہزادے کا دامن پکڑکے بیٹھ گئی کہا بھلا تم جاؤ تو - چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جاے ہم نہ اُٹھنے دینگے تم باہر جانے کا نام زبان پر لاتے ہو ہمین وہم ہوتا ہے ازبراے خدا کچھ دن تو کہا تو شہزادہ بوسہ لیکر بولا بدل وجان اسوقت کیا معنی جسوقت کہو جاؤن کہو نجاؤن ایک ادنی سی بات کے لیے اسقدر اصرار کرین کرتی ہو دل وجان سے فرمانبردار ہون خدا کرے ہم دونون عیش وعشرت کے ساتھ زندگی بسر کرین۔
اب لیجیے کہ شاہ صاحب رنگ لائے اُنسے جو دریافت کیا گیا کہ مرزا ہمایون فر کی ملاقات کو صاحب کلکٹر آئے ہین جائین یا نہ جائین ملین یا نہ ملین تو صاف انکار ہرگز نہ ملین محلسرا سے باہر آئے اور ہین چل دیا - بذریعہ تحریر ملاقات ہو صاحب کلکٹر سے کہا گیا تو اُنھون نے گردن ہلائی کہا اچھا ہم کچھ لکھ دے آپ شاہزادے کو دین اور اسکا جواب لادین - شہزادی بیگم نے کہا ہان اسمین عذر نہین ہے مرزا ہمایون فر نے خط پڑھا اور اسکا جواب لکھا

My Dear Sir
Yes I am Prince Homa-
yun for Bahadur -
I dont know whethe

I was dead or alive, but I have come to know one thing that there are certain secret forces in nature bey and the good of the Europeans your sincerely mirza Homayun for-

صاحب کلکٹر نے پڑھا تو مسکرائے اور کپتان صاحب بھی ہنسے کلکٹر صاحب نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور ہمایون فر کی تحریر کا اس سے مقابلہ کیا تو یکسان - جب صاحب ممدوح بنگلے سے آئے تھے تو مرزا ہمایون فر کا ایک خط ساتھ لائے تھے دونون کو ملایا تو بالکل ایک اور لطف یہ کہ اس خط مین (beyond) لفظ تھا اور اس خط مین بھی - اور دونون مین (a) ملا -

کلکٹر - اب ہم کو شک نہین باقی ہے - بیشک وہی ہین -

کپتان - ہان خط تو بالکل ایک ہے اور beyond اسمین بھی (a) سے اسمین (a) سے ہے مگر ملاقات سے کیون انکار کیا -

انسپکٹر - شاہ صاحب کا حکم نہین ہی وہ فقیر جنے دعا دی تھی

کلکٹر - اسکا حکم مانتے ہین اور ہمارا حکم کوئی نہین مانتا -

کپتان - (مسکراکر) اچھا کیسے دور سے دیکھ سکتے ہین یا یہ بھی نہین -

شاہ صاحب سے دریافت کیا گیا فرمایا سایہ تک نہین دیکھ سکتے اسپر دونون حاکمون کو غصہ آیا مگر خاموش ہو رہے کچھ کہنے کا موقع تو تھا ہی نہین شاہ صاحب کو دل ہی دل مین بُرا بھلا کہا صاحب کلکٹر ہمایون فر کے بھائی کو علیحدہ لے گئے - پوچھا آپکو خوب معلوم ہے کہ یہ ہمایون فر ہی ہین کلکٹر صاحب نے مرزا ہمایون فر کے بھائی سے ایک گھنٹے کا مل تخلیے مین باتین کین اور خوب سمجھایا کہ آپ پھر جاکر غور و تعمق سے دیکھیے کہ وہی ہمایون فر ہین یا کوئی اور وہ لڑکا ہنسا اور ہنسکر بولا آپکو یقین ہی نہین آتا مین پردہ کرائے دیتا ہون - آپ خود چل کر گفتگو کر لیجیے - دونون حکام اسپر راضی ہوے لڑکے نے جاکر شہزادی بیگم سے کہا آپا جان پردہ ہو جاے تو وہ آکے دیکھ لین -

شہزادی بیگم - تا پہلے شاہ صاحب سے دریافت کر لو بٹیا - لڑکا - اسمین کیا ہرج ہے اما جان - یہ تو کوئی قباحت کی بات نہین ہی پھر گھڑی گھڑی شاہ صاحب کو کیون دق کرین آیندہ جو آپ کی راے ہو -

شہزادی بیگم - مہری - جلکے دریافت کر لو - ہماری طرف سے آداب عرض کرو - اور کہو پوچھتی ہین کہ صاحب لوگ اوپر جاکے دیکھ لین صرف یہی غرض ہے -

مہری - (تھوڑی دیر کے بعد) حضور فرمایا کہ شہزادے شہ نشین مین رہین چو طرفہ سے بند ہو - باتین کرنے مین ہرج نہین مگر چار آنکھین نہونے پائین -

شہزادی بیگم - جاؤ کہ دو - ہم اوپر بندوبست کیے دیتے ہین مرزا ہمایون فر سے جب شہزادی بیگم نے یہ سب بیان کیا تو کھلکھلا کر ہنس پڑے یہ کہکر شہزادی بیگم چلی گئین اور ادھر سپہر آرا نے ہزارون قسمین دین کہ واسطے خدا کے تم تلے نہ جانا مین تمہاری صورت انکو نہ دیکھنے دونگی -

اتنے مین دونون حکام مع انسپکٹر صاحب کے آئے دونو اب زادے ہمایون فر کے اعزہ ہمراہ تھے

کلکٹر۔ دل پرنس ہمایون فر یہ سب کیا بات ہے۔
شہزادہ۔ خدا کے کارخانے مین اِن باتون مین کسیکو دخل نہین اور جو دخل دے وہ کافر ہی خوب سمجھا ہے۔
کلکٹر۔ آپ وہی ہمایون فر ہین۔ یا کوئی اور شخص۔
شہزادہ۔ (مسکراکر) کیا خوب۔ ابتک شک ہی۔ ہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہ تھی مجبوری ہے۔
کلکٹر۔ ہم نے آپکو کچھ دیا تھا آپ نے پایا یا نہین۔
شاہزادے نے کہا۔ مجھے یاد نہین۔ کلکٹر صاحب نے کئی سوال کئے اور باہر آکر کپتان صاحب سے کہا کہ یہ ہرگز ہمایون فر نہین ہے ابھی حکم ہو کہ قبر کھودی جائے شہر بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ شہزادے کی قبر کھودی جائیگی۔ صاحب کلکٹر نے جو انسے باتین کین تو شک ہوا کہ ہمایون فر نہین ہین شہزادی بیگم اور بڑی بیگم اور حسن آرا نے یہ خبر سنی تو دھک سے رہ گئین اُستانی جی کو اس خبر کے سنتے ہی غش آگیا۔

عروس بُروتی

اسکندریہ مین آزاد پاشا کئی روز تک فروکش رہے وجہ یہ کہ ہیضے کے سبب سے جہازون کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی قطعی حکم تھا۔ کہ اسکندریہ سے بجز تاجرون کے کسیکا جہاز نہ جانے پائے اور وہ بھی اسی حالت مین جب ڈاکٹر سارٹیفکیٹ دے کہ اس جہاز کے جانیسے چندان نقصان متصور نہین ہی عدن سے بھی آمد و رفت بند تھی اسکندریہ اور عدن دونون مقامون پر ہیضے کی بڑی شکایت تھی آزاد پاشا بیچارے نے مجبور ہو کر یہان پر قیام کیا مگر سوچے کہ بغیر دلبستگی کے اس ملک بیگانہ مین دل نہ بہلیگا۔ اور دلبستگی کے لیے خوجی کافی تھے مس میڈا اور مس کلیرسا نے آزاد سے کہا کہ انکو کسیطرح بلانا چاہیے
آزاد۔ اجی خواجہ صاحب آپ تو یہانسے رہائی پاؤن تو مشکل ہے
خوجی۔ فکر بھیجو فکر بھیجو کہ بچ کے چلے آئے نا فکری نہ کرو
آزاد۔ مگر یار تم نے وہان نام نہ کیا۔ افسوس کی بات ہے
خوجی۔ بجا درست۔ ہونہہ! کہنے لگے تم نے نام نہین کیا۔ ہم نے نہین تو کیا تمنے نام کیا۔ حلوا خوردن را روئے باید۔ یہ مُنھ کھائے جو لائی۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست نہ ہر کہ موبتراشد قلندری داند

آزاد۔ سر منڈاتے ہی کہین اولے نہ پڑنے لگین۔
خوجی۔ مگر غرور کی ہر بار کیون لیتے ہین آپ نے کیا کیا آخر۔ کچھ معلوم تو ہو کون گڑھ فتح کیا۔ کون لڑائی لڑے۔ ہان یہ کیا کہ مس کلیرسا کو چومتے ہوے چلے گئے آپ تو مس کلیرسا اور مس میڈا اور پولینڈ کی شہزادی اور یہ اور وہ اور ان اور انپر عاشق ہوے اور یہان بندہ نواز معرکے لڑے۔ ؎

منم آن پیل دمان و منم آن شیر یلہ نام بہرام مرا و پدرم بوجبلہ

اصل افغانی ہون بابا۔ پھر مجھ سے لڑکے کوئی کیا کرے گا۔
آزاد۔ آپ نہین بُوا زعفران پہ عاشق ہوے تھے۔
میڈا۔ خواجہ بدیعا۔ اپنے ملک کے کچھ حالات تو ہم سے بیان کرو وہان کے رؤسا کیسے ہین ہمارا کیا حال

خوجی - رؤسا تباہ - امرا خراب - پریشان حال ان پڑھ - دہان کے شوق دنیا سے نرالے ہین - جنگ بازی کا شوق - طرح طرح کے پتنگ بنے - گول - دوپتا ماہی جال - مانگدار - بھیڑیا - طوقیہ - خربوزیہ - لنگوٹیہ - چپ - تکل - کنکیا - سفید - للپتا - کلپتا - دس دس اشرفی پیچ لڑایا - میدان پر میدان ہوگئے - یون ہفتہ وار میدان تو اکثر مقامات پر ہوتے ہین مگر بارہون ماس میدان کسی نے کم سنا ہوگا اور فی پیچ ایک ایک اشرفی پتنگ باز اپنے فن کے کامل بلکہ اکمل - کوئی ڈھیلم لڑانے کا استاد ہے کوئی گھسیٹ ایسی لڑاتا ہو کہ آجتک کسی نے نہ لڑائی ہو میان ولایتی کے جھنڈے گڑے ہوے ادھر پیچ پڑا ادھر غوطہ دیتے ہی کہا وہ کاٹا - لوٹنے والونکی چاندی تھی ایک ایک دن مین دس دس سیر لوٹی -

آزاد - کیون صاحب یہ بڑی خوبی کی بات ہے -

خوجی - ہے ہے - تم کیا جانو - تم تو کتاب کے کیڑے ہو تمکو ان باتون سے کیا واسطہ پیچ کہنا کبھی پتنگ لڑایا بھی ہو

آزاد - ہمنے پتنگ کی اتنی قسمین ہی نہین سنی تھین -

خوجی - واہ جاگلڑ ہو نہ بھلا پیٹیا جانتے ہو کسے کہتے ہین -

آزاد - ہان مثلاً تم پتنگ اڑا رہے ہو ہم ڈور توڑ لین اسی کا نام پیٹیا ہے - ہے کہ نہین - ہم تو جانتے ہین اسکو پیٹیا کہتے ہین کیون صاحب -

خوجی - واہ شاباش - اور بھپکا کسے کہتے ہین -

مَیڈا - ہان ہان تم اپنا کام کرو - اور وہانکے دو تمند کیا کرتے ہین کوئی اچھا کام بھی کرتے ہین یا نہین -

خوجی - ہان انیم اور چانڈو کثرت سے پیتے ہین - ؎

	کھودیا حسن مدک نے ستم ایجاد ون کا
	اُڑگیا رنگ دھوان بن کے پریزاد ون کا

آزاد - اور کبوتر بازی کا حال تو بیان کرو -

کلیرسا - مین سوچتی ہون کہ ہندوستان چل کے وہانکی مخدرات اور شریف زادیون سے رسم بڑھاؤن اور انکو پڑھاؤن

آزاد - تم چل کے اردو فارسی سیکھ لو اور پھر انکو پڑھاؤ

کلیرسا - ہم نے سنا ہے کہ ہندوستان کی عورتین بالکل جاہل ہوتی ہین اور شہزادیان تک تعلیم نہین پاتی ہین بڑے شرم کی بات ہے

آزاد - مگر مس حسن آرا کو دیکھو گی تو خوش ہو جاؤ گی -

کلیرسا - ہم تو بیشک خوش ہونگے مگر خدا جانے وہ ہم کو دیکھکر خوش ہوتی ہین یا نہین اسکا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے

مَیڈا - نہین امید نہین کہ ہم دونون کو دیکھکر حسن آرا خوش ہون وہ چاہتی ہوگی کہ آزاد کی بغل مین بجز اسکے اور کوئی نہو - جب ہم تمکو دیکھینگی تو انکو کمال رنج ہوگا -

کلیرسا - (تنک کر) کیا زری ہوش کی باتین کرنا -

مَیڈا - یہ کیون یہ کیون - اسقدر تنکتی کیون ہو -

کلیرسا - بغل مین آزاد کے تم ہوگی اور کسی پر کیون تہمت تراشتی ہو اسے ہان کہنے لگین جب ہم تمکو بغل مین دیکھین گی ہم سے واسطہ -

مَیڈا - اخاہ حسن آرا تو حسن آرا مین دیکھتی ہون تم کو بھی رقابت کی سوجھی - اچھا تو ہے چوگڈم ہو جائے -

کلیرسا - معاف کیجیے مین تمھاری طرح پھسل نہین پڑتی ہون

مَیڈا - چہ خوش - جب انھون نے کروڑون بار سر ٹیک کی تب مین نے قبول کی سو وہ بھی جب سن چکی کہ میدان

جنگ مین انھون نے نام کیا تھا ورنہ اُنمین ہے کیا۔ حسین نہ جوان نہ طاقت اور نہ تربیت یافتہ۔

خوجی۔ اور ہم۔ ہمکو کیا سمجھتی ہو آخر۔

ایڈا۔ تم بڑے حسین جوان ہو۔ اور تو اور گران ڈیل ماشاءاللہ۔

آزاد۔ ہم بھی کسی زمانے مین خواجہ صاحب ہی کے سے گران ڈیل اور شہ زور تھے مگر اب وہ بات کہان اب تو مرے ہوے بوڑھے آدمی ہین۔ ؎

مرا بچنین چہرہ گلفام بود	
بلور سینم از شوخی اندام بود	

خوجی (کندے تول کے) اجی ابھی کیا ہے ابھی شباب کے عالم مین ہماری کیفیت دیکھیے گا۔ جب عین جوانی کا عالم ہوگا۔

آزاد۔ کیون صاحب قبر مین عین جوانی کا عالم ہوگا نہ۔

خوجی۔ اجی کیا بکتے ہو۔ ابھی ہمین شادی کرنی ہے بھائی

ایڈا۔ تم مس کلیرسا کے ساتھ شادی کرلو۔

کلیرسا۔ آپ ہی کو مبارک رہین۔

ایڈا۔ تمھارا تو آزاد پاشا پر دانت ہے مین سمجھ گئی۔

خوجی۔ یہ تو نہین جانتے ہین قسم کھاکے کہتے ہین کہ اگر ہمارے ساتھ دوسرا خوبصورت جوان کوئی ہو تو ٹانگ کی راہ نکل جائین۔ ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد	
رویت ہمہ سال لالہ گون باد	

یہ شعر ہمارے ہی لیے کہا گیا تھا۔ ہم ایسے ہی ہین۔

آزاد۔ اب اسکندریہ مین آپکی شادی ہو تو خوب بات ہے ورنہ ہم تو دو دو بیاہین اور آپ اکیلے جائین اس سے لوگو نکو شک ہوگا کہ آزاد بالکل بھٹکا رزدے ہین وہان کسی نے نہین پوچھا۔

خوجی۔ اہا ہا ہا۔ واللہ یہ تو تم نے ایک ہی سنائی بیشک صحیح ہے۔ درین چہ شک۔ اب ہمین شادی کیضرورت واقع ہوئی ہے۔

آزاد۔ مگر کوئی خوبصورت جسپر سب کی نظر پڑے۔

خوجی۔ (آنکھین نیلی نیلی کرکے) اسکے کیا معنے حضرت

آزاد۔ مطلب یہ کہ انتہا سے زیادہ حسین و مہ جبین ہو پری بھی اسکے مقابلہ مین شرمائے حور بھی دیکھے تو جھیپ جائے

خوجی۔ اور جسمین حضور کو بھی گھوڑا گھاری کا موقع ملے درست ہے خداوند۔ چہ خوش چرا نباشد۔ کیا مجال خواجہ صاحب سمجھے کہ آزاد نے یہ کلمہ بدی کی راہ سے کہا بگڑ کر بولے۔ بابای من بدیع من راخوب خوب معلوم شد کہ من از شما التفات دارم والا شما از من نہ چہ شود سکہ گفتہ است۔ ؎

ہر کہ بعد از عاشق بر مزارش گل برد	
قتوی از من در بتان زور آفشانیس ہیں	

من فہمیدہ ام کہ اگر زوجۂ من بدیع خوبرو بدے چہ خوش بودے مگر شما زوجۂ من برائے خود خوبرو خواستی کہ گفتہ است ؎

نادان منم من روش کار ندانم	بر ہر کہ گندرحم سر از بار ندانم
بی خنجر و شمشیر نبود معتقد رحم	دلہای عزیزان بلغم افگار ندانم
دانم کہ ندانست و ندانم کہ غم من	خود کستر از انست کہ بسیار ندانم
پیمانہ بران رند حرامست کہ غالب	نور بخیودی اندازۂ گفتار ندانم

آزاد۔ کیون صاحب ہم سے اسقدر بدظن ہین۔

خوجی - اجی حضرت جلدی کے معاملے مین بندہ کسی سے یارانہ نہین رکھتا - ایسے یار پہ کوئی اور ہوتے ہونگے جی قبلہ ایسے یاران کہین اور ڈھونڈیے - ؎

اگر نیم ہے تو چشم دل سے کر تو نظر
زبان کا مرتبہ سعدی سے لیکے تا بہ حزین

آزاد - حزین کون تھے یار خوجے - واہ رے غضب -

خوجی - خدا کی مار اس بدبخت پر جو ہماری شان مین ایسا لفظ استعمال کرے اس سے خدا ہی سمجھے اور مین کچھ نہین کہہ سکتا -

بیڈا - کیا ہے خواجہ بدیع کیا ہوا - کیون بگڑ گئے -

خوجی - ہان دیکھو تم بھلی مانس اور شریف زادی ہو نہ ہمنے صاف صاف کہدیا کہ خواجہ بدیع اور یہ کم بخت تو خوجی کہتا ہے - ہمکو کیا تم نے خوجی کہا خدا کی عنایت سے تمھارے سامنے ہی اس پری پیکر نے خواجہ بدیع کہا جی حضور دل لگی نہین ہے - ؎

گمرہی خود منزل مقصود کی ہی رہنما
خضر ملجاتے ہین جنکو راستہ ملتا نہین

خواجہ صاحب نے مس کلیرسا سے پوشیدہ طور پر کہا واسطے خدا کے ہمارے لیے کوئی ایسی بیوی ڈھونڈھو جو جان ہندوستان ہو جسپر ساری خدائی کے شہزادے اور وضعدار لوگ جان دیتے ہون آزاد کا کھٹکا ہین بھی ہے اور نہین بھی ہے - وجہ یہ کہ رعنہ اندازی سے باز نہ آئینگے یہ ہم خوب سمجھے ہوے ہین اس شخص کی عادت مین داخل ہے کہ جو عورت ہمپر عاشق ہوگی اسکو بہکا لیگا اس سے تو ہمکو کسی قدر کھٹکا ہے اور یہ جو ہم نے کہا کہ ہمکو کھٹکا نہین ہے یہ اس سبب سے کہ جسوقت خواجہ صاحب یعنے اینجانب کے جمال انور کو بی صاحب دیکھینگی بس پھر آزاد کیا معنی آزاد کے باپ سے بھی کچھ نہوسکیگا مجھے دیکھکر اسوقت مارے حسد کے جل بھن کے خاک ہوگئے اور یہ شعر پڑھنے لگے - ؎

مرا ہمچنین چہرہ گلفام بود
بلور نیم از شوخے اندام بود

کلیرسا - آزاد تمھاری سی جوانی کہانسے لائین ہے کہنین -

خوجی - بس بس - خدا تم کو سلامت رکھے اور خدا کرے تم کو میرا سا شوہر ملے - اس سے زیادہ اور کیا دعا دون -

کلیرسا - کچھ سر تو نہین پھر گیا ہے اور سینے گا -

خوجی - ہاے غضب ابھی سے عورتین ہمکو برا سمجھنے لگین - مگر ایک بھی انوکھی عورت ہین جنھون نے یہ کلمہ کہا ورنہ جو دیکھتی تھی عش عش کرتی تھی ہاے جوانی اور حسن بھی کیا شے ہے مگر یہ سبب کیا کہ تم ہمکو دیکھکر نہ رکھین -

کلیرسا - اپنے اوپر سے تجھ ایسونکو صدقے کردون -

خوجی - اچھا ایک درخواست ہے جان بخشی ہو تو کہون -

راوی - اس جانبخشی پر ایکبار جوتے کھا چکے تھے مگر ابتک پڑائے جاتے ہین اور پھر جان بخشی کا لفظ زبان پر لائے -

کلیرسا - کہو مگر اینڈی بینڈی بات زبان سے نکالی تو تم جانوگے - جو منھ پر آیا بک دیا - واہ واہ -

خوجی - نہین ایک بات - کہون یا نہ کہون -

کلیرسا - کہو کہو - کس قسم کی بات ہے ہم بھی تو سنین -

خوجی - کچھ شادی بیاہ کا ذکر ہے -

کلیر سا۔ کہین شادیان تو نہین آئین ہین اور سنئے ہم اور شادی۔

خوجی۔ کیون کیا ہوا۔ آخر ہم مین کون بات نہین ہے کچھ معلوم ہو۔ اندھا ہون۔ کانا ہون۔ لولا ہون۔ لنگڑا ہون بدقطع ہون وہ کونسی بات ہے جو اینجانب مین نہین مگر تم سے کون کہے۔

کلیر سا۔ حلوا خوردن را روئے باید چلے ہین ہمارے ساتھ شادی کرنے۔

خوجی۔ آخر عورت مرد کی شادی باہم ہوتی ہے۔ مرد مرد یا عورت عورت کی ہوتی نہین۔

کلیر سا۔ خدا کی شان۔ ارے کچھ خبط ہے۔

خوجی۔ خبط! بجا۔ اب خبط کا حال مسون میمون ہندنیون مسلمانیون۔ مصرنون۔ ترکنون۔ عدن کی عورتون بمبئی کی مستورات ان سب سے جاکے پوچھ لو حال معلوم ہو کیا دل لگی ہے ہونھ! انکو دنیا بھر کی عورتون سے بڑھکر حسین شوہر کا خیال ہے تو جب خواجہ بدیع کہ تم ہی کو بیاہون۔

کلیر سا۔ کچھ سڑی ہوا ہے۔ خبطی سا معلوم ہوتا ہے۔

اتنے مین آزاد نے پوچھا کیا باتین ہو رہی ہین۔ آج مس کلیر سا اور میان بدیعا صاحب بہت کھل کھل کے باتین کر رہے ہین خدا خیر کرے۔ مس کلیر سا تم انکے بھیر مین نہ آنا یہ بڑے چالاک دی ہین یہ باتون باتون ہی مین عاشق کر لیتے ہین یہ انکی شیرین بیانی کا اثر ہے ؎

اثر بھانے کا پیارے ترے بیان مین ہے کسیکی آنکھ مین جادو تری زبان مین ہے

عجیب جادو بیان آدمی ہے۔ خوجی برے خیر اب تو تمنے اُنسے کہہ ہی دیا یہ واقف ہو گئین ورنہ آج ہی شادی ہوتی اور چین کرتے اب آج نہین کل سہی کل نہین پرسون سہی بے شادی کیے جاؤ نگا نہین درین چہ شک۔

کلیر سا۔ تو اپنے کو اس قابل سمجھے گئے شان خدا۔

خوجی۔ اس اُس قابل کے بھروسے نہ رہنا مین عجب جادو بیان آدمی ہون۔ اجی حضرت کسیکی آنکھ مین سحر ہے ہماری زبان مین سحر ہے آزاد نے تو بیان کیا ہی ہے یہ بے سمجھے بوجھے ایسا بیان نہ کرتے۔

خواجہ صاحب سحر بیان جادو زبان نے فرمایا کہ مس کلیر سا کو ہم اپنے عقد نکاح مین لائین اور مس مَیڈا آپ کی ہو کے رہین۔

آزاد۔ سنا۔ مس مَیڈا کا نام زبان پر نہ لانا۔

کلیر سا۔ اللہ اللہ۔ آپ کی مَیڈا ایسی پری بن کے آئی ہین۔

خوجی۔ اجی تم گھبراؤ نہین مجھے بھی تمغہ ملیگا یہ تبری جنگ مین نام برآوردہ ہین بندہ بحری مین نام کرے گا۔

آزاد۔ تو اپنے وقت کے ہم اور آپ سکندر ہین۔

خوجی۔ سکندر۔ سکندر۔ سکندر۔ کو ہم کیا سمجھتے ہین ؎

آنچہ در ظلمت سکندر آرزو کرد و نیافت در سواد خط آن توقیع مضمر یافتم

آزاد۔ تو اپنے وقت کے زعفران کی سی عورت ہو۔ تو ضرور بیاہ کرو

خوجی حضرت مس کلیر سا نے اگر منظوری نہ ظاہر کی تو پھر ہم کوئی اور ڈھونڈھ لینگے۔ مگر یہ انکی غلطی ہے عجب نہین کہ صبح و شام راہ راست پہ

آ جائین۔ خیر خدا حافظ و ناصر ہے۔ اگر خواستہ خدا ہے
تو کوئی پریوش حور پیکر نقل مین ہوگی۔ ؎

اگر دیدی رخ آن حور پیکر خلیل بت شکن میگشت آذر	

ہم نے ٹھان لی ہے کہ انوکھی بیوی کے ساتھ شادی
کرینگے جس عورت مین کوئی نئی بات ہو اسکو بیوی بناوین
تو سبحان اللہ۔ ورنہ بیکار فضول ہو ایسی ہو جسکی صورت
دیکھنے سے بھوک پیاس بند ہو جائے۔

آزاد پاشا اور کلیر سا اور مسٹر ہیوا کھانے گئے مگر
خواجہ صاحب بیوی کی تلاش مین علیحدہ تشریف لے گئے
راہ مین اتفاق سے آزاد کو انکے جان پہچان ملے
آزاد نے گاڑی روک کر کہا۔ تم یہان کہان۔ کہا حضور
حج کو گیا تھا۔ وہان سے ایک قدر دان یہان لے آیا
آزاد نے کہا خوجی بھی ہین ہین تمھارے دوست اسقدر
سنتا تھا کہ وہ بہت ہنسا اور آزاد سے اور اس سے
بڑی دیر تک سرگوشی ہو کر ایک بات ہوئی آزاد نے
مس ہیڈا اور کلیر سا کو بھی اطلاع دی۔ جب خواجہ صاحب
آئے تو انسے بیان کیا گیا کہ ایک نہایت خوبصورت عورت
تسخیر جان دیتی ہو ابھی دوشیزہ اور پانزدہ سالہ ہے
اور کل ہی شادی ہوگی انھون نے فوراً منظور کر لیا اور
دوسرے روز یہ دل لگی ہوئی کہ ظریفون کے استاد
میان آزاد نے مس کلیر سا اور مس ہیڈا کو گاڑی پر بٹھایا
اور کوچ بکس پر خواجہ بدیع الزمان صاحب جلوہ افگن ہوئے
راہ مین خواجہ صاحب نے کئی آدمیون کو بھی پر بٹھلا کر آواز
لگائی اور جا بیٹھا لا ہائیڈ پارک۔ آئی یو خوش ہٹ جاؤ

اپنے کو بھی اونٹوکی دم فاختہ بنا لیا غلبۂ ذکاوت اسے
کہتے ہین۔ ایک مقام پر ایک بہرا گاڑی کے سامنے
آ گیا۔ یہ غل مچایا ہی کئے اور گاڑی کلے پر پہونچ گئی
حضرت بہت ہی بگڑے۔ بھلا بے گیدی بھلا چاہی بنا کے
چھوڑونگا۔ جب اور کچھ بس نہ چلا تو آج جان دینے آیا
آزاد نے پوچھا کیا ہے خواجہ صاحب خیر تو ہے۔ کہا جی
حضرت آج میان بہروپئے نیا بھیس بدلکر آئے ہم گلا پھاڑ
پھاڑ کر غل مچا رہے ہین وہ مردک سنتا ہی نہین جب بندہ
سمجھے کہ ہو نہو بہروپیا ہی ہو۔ گاڑی کے سامنے آ جانے
سے کیا مطلب۔ ہم سے سنئے آپ سمجھے! بندہ
ایک کا یان چیتونون سے تاڑ گیا کہ آج پیچھے کے نیچے
کچلنے آیا ہے ادھر ادھر لپٹ جاتا گھوڑے زور مین تو جا ہی
تھے پھپا پاؤن کے پرخچے اڑا دیتا۔ اب پوچھیے فائدہ
وہ ہمسے سنئے۔ فائدہ یہ کہ ٹانگ یا پانون تو مانگے کا نہین
ہے دو چار دن یا دس پانچ روز یا تین چار ہفتے مین پانون
اچھا ہو جاتا اور یہ لوٹ پوٹ کے چنگا مگر ہماری گاڑی
پکڑ بجاتی۔ جی اب پوچھو کہ تم کو کیا فکر ہے ہلوگ بھی تو سوار
ہین اسکا جواب ہم سے سنئے سین تو چھوڑیان بنکے چھوٹ
جائین تم اور ہم۔ اچھا جسکی نظر پڑتی ہین پر پڑتی تمکو لوگ
خدمتگار سمجھتے۔ ہم رئیس کے دھوکے مین دھر لیے جاتے اور
بے بھاؤ کی پڑتین حضور تو اچھے رہتے ہمارے ماتھے
جاتی اللہ نے بچایا مگر مین بھی اتنی قدیلان بھونکتا کہ کبھی
کبھی تو یہ لوگ بھی یاد کرتے۔ جی۔ دل لگی ہو مگر۔ مصرع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

لگتے مین اتفاق سے دس بارہ ڈبے سامنے سے آئے

نے دیکھتے ہی گلا پھاڑ کے چلانا شروع کیا۔ او گیدی
من بدیع اندرین وقت بالائے کوچ بخش ست آن
نہ کہ تو من خواجہ بدیعا را از شترہائے خود بزیر انداز
بیاور از من مقابلہ (مقابلہ) کن۔

جب دُنبے قریب آئے تو حضرت بدیعا نے دُنبے والے
کو اس فلکی چتون سے دیکھا کہ گویا کھا ہی جائین گے
اُسکی اِلکی چار آنکھین ہوئین تو خواجہ صاحب اکڑ گئے
اِلکا نرالا کینڈا دیکھکر اسکو ہنسی آئی۔ انمین تاب کہان
کہ کوئی ہنسے اور یہ خاموش رہین آگ ہو گئے پہلے کو چمین
کو ڈانٹ بتائی۔ روک لے۔ روک لے بے۔ تو نہین
روکے گا (بگڑکر) ارے تو نہین روکے گا۔ کوئی ہے۔

آزاد۔ خداوند اب کیا مصیبت پڑی حضور۔ خیر تو ہے

خوجی۔ بس اس نامعقول سے کہو کہ باگ روکے مین
اس گستاخ بے ادب کو سزائے مناسب دے آؤن تو
بات کرون مرد ک میر اکینڈا دیکھکر ہنس دیا۔ کوئی مسخرہ
مقرر کیا ہے۔ کانا ہون اندھا ہون آخر ہے کیا بات

آزاد۔ کون تھا۔ کون خداوند۔ نام تو سنو نہین۔

خوجی۔ ابداہ چلتے کا نام گاڑی جانون کے اگر کہیں
کوئی نام بتا دون مجھے دیکھا تو ہنسے آپ۔ خون
آنکھ نہین اُتر آیا۔

آزاد۔ بھائی جان دیکھکر جی تو خوش ہوا ہو گا کہ کیا
خوش رو جوان ہے۔

خوجی۔ ارے یار سچ کہا۔ لاحول ولا قوۃ بھی سچ کہتے

آزاد۔ اب بتاؤ ہو گدے کہین جو مین نکالتا تو پھر۔

خوجی۔ پھر کیا۔ خون بے گناہ بگردن خواجہ بدیع الزمان

	روے سخن صفاہی بنا گوش گل گزد بانگ نظم نشاط نواے ہزار یا فت

آزاد۔ بعد مدت یہ شعر زبان پر آیا یہ حضور ہی ہین شاید

خوجی۔ (مسکراکر) تسلیم۔ اور آپ کے سر مبارک کی قسم ابھی
ابھی حسب حال موزون کہا ہے نہ کہئے گا۔ کیون قبلہ آزاد

آزاد۔ حسب حال ہونین تو کچھ شک نہین مگر قسم اپنے
سر ناپاک کی کھانا۔ معقول۔ ہمارا سرکدو مقرر کیا ہے
غالب کا یہ شعر ہے۔ ؎

در روزگار ما نتواند شمار یافت	خود روزگار انچہ درین روزگار یافت

یہ مطلع ہو ہات تیرے جھوٹے کی ایسی تیسی۔ شترے با نہین

خوجی۔ تو وارد ہو گیا ہو گا۔ صائب اور غنی کے کلام مین
کسقدر تو ارد تھا۔ پھر غالب کا اور ہمارا کلام ملا تو میرت کیا
ہے اور غنی کشمیری اور ملا غنیمت اور طغرا اور خسرو اور فیضی اور
آرزو اور متاخرین غالب اور بیدل بھی تو ہندی فارسی
دان شعر تھے ایک مشاعرہ مین مجھے یہ مطلع پڑھا تھا۔

لبکہ لبریست ز اندوہ تو سرتاپای من	نالہ میرود ہر خار بیابان را حنجر من

آزاد۔ جی ہان ہے۔ مطلع تو نہین مگر مقطع آپنے خوب فرمایا ہے

حسن بے پروا و مینیم غالب گواہ ناطق است	ہر بیمار کامل نفس من و آبکسان

خوجی۔ (دانت کے تلے انگلی دباکر) ۔ اف اف
لاحول ولا۔

آزاد۔ کیون جناب یہ تو آپکے باپ غالب دہلوی کا مقطع
ہے اور مطلع شاید آپ ہی کا ہو۔ بھلا اس سے فائدہ
کیا اور جو درمین کہین ایسی ہی بے پر کی اڑائی تذلیل ہو

خوجی۔ کیا۔ مجال۔ (سطح اکڑتا اینٹھتا چلتا ہے)

آزاد۔ مگر وہان کہین بیٹھ رہو تو جانا تمہارا خیال ہے

سب مین ذلیل و خوار ہوگا مجھے صاحب۔

خوجی۔ اجی ہان سمجھے کو تو ہم سب سمجھتے ہین مگر استاد ایک بات نہ سمجھے پوچھو وہ کیا۔ پوچھو۔ وہ یہ کہ آپ کیا بن کے چلتے ہین دوست۔ یا آقا۔ یا نوکر۔ یا مصاحب یا خانہ زاد۔

آزاد۔ بھئی مصاحب بنکے چلینگے مگر مساوی درجے کے

خوجی۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ نوکر کے ڈکرے مالک کے مالک بسے

تجھ نعرۂ غضب کی یہ صولت ہو گر نہین فیصل ہون بر و بحر کے باشندگان تمام

آزاد۔ مگر تم وہان قزلی کو میان ہی مین رکھنا ایسا نہو قزلی بات بات پر نکلے تو ستم ہی ہو جاے۔ کرتے ہو وہ وعدہ۔ کیون خواجہ صاحب۔

خوجی۔ نعرے کے کیا بجے ہین عین ہو یا الف اور آخر مین الف ہے یا عین الف ہوگا شاید رے الف نارا۔ اور بعض نون الف رے ہمزہ لکھتے ہین۔ مگر ملا جامی نے نون الف رے الف ہی باندھا ہے

آزاد۔ بجا۔ کیون جناب جامی کیون کہا جامی کے کیا معنے۔

خوجی۔ عجب کوڑھ مغز ہو۔ نا نون۔ گا نون۔ ٹھا نون کے معنی بھی کہین ہوا کرتے ہین۔ ظہر یا جان کی پیدائش بکاس یا جان کی تولگاہ۔ امروہہ جان کے برتن مشہور ہین۔ الٹی پور جان کے ہم چکلہ دار تھے۔ پیتے پور جان والد میرور کی نظامت تھی۔ سلون جان ہم وگھے والی پٹن کے کمیدان تھے ان کے نام بتائے ویسا ہی جامی ہے

آزاد۔ یہ کو معلوم ہی نتھا۔ تو جامی مہمل لفظ ہے۔

خوجی۔ ایک مہمل دوسرے بالکل مہمل بعض مہمل بعد بہمل

آزاد۔ جی۔ اور خواجہ بدیعا۔ یا خواجہ بدیع الزمان بھی

خوجی۔ ادھر ایک کلیہ بتادیا۔ یہ بھی مہمل در مہمل۔

اسپر آزاد کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

اتنے مین کوچبین نے گاڑی روک لی۔ خوجی گھبرا کر کوچ بکس سے اترے تو پایہ دان سے دامن اٹکا اور منھ کے بھل گرے مگر چوٹ کم آئی جلدی سے جھاڑ پونچھ اٹھ کھڑے ہوے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے آزاد اور ان دونون پر ہی پیکرون کو بے اختیار ہنسی آئی۔ خوجی نے پہلے تو لبون پر انگشت شہادت رکھکر آہستہ سے کہا چپ چپ مگر جب ان سب نے اور بھی زور زور سے ہنسنا شروع کیا تو خوجی سر پیٹنے لگا اور بہت ہی تیکھا ہوا۔

آزاد۔ دیکھو پھر وحشت کی لی اور جو دشمن والے دیکھتے ہون تو کیسی ہو۔ گرد وغیرہ پونچھو۔ ذرا آدمی بنو۔

لاحول ولا قوۃ۔

خوجی۔ ارے یار گرد و تو جھاڑ چکا مگر یہ تو بتاؤ کہ ہمکنے کہے ہین بھی واللہ یہ اس بہروپیے کا کام تھا۔ میرے دشمنون کی آنکھون مین خاک جھونک کے ٹانگ پکڑ کے کمسیٹ لیا اچھا شادی ہو لے پھر بیوی کی صلاح سے مردود کو نیچا دکھاؤن گا۔ ؎

ہنگ زدہ رخش پر ہو سوار	چلیون سوے میدان بے کارزار

آزاد اور وہ دونون پریان گاڑی سے اترین خوجی کی سسرال کے دروازہ پر آئے۔ خواجہ صاحب گاڑی کے اندر بیٹھے رہے۔ جب اندر سے انکے بلانے کو آدمی بھیجا گیا تو انھون نے کہا ان سے کہدو ؎

ستم عظم عشق تو ستم ستم	دل در طلب وصل تو بستم بستم
گر پند مرا عاشق بدنام کنی	منکر نتوان بود کہ ہستم ہستم

اُسنے اندر جاکے کہدیا کہ وہ تو کوئی نئی زبان بولتے ہین ہماری سمجھ مین نہین آتی آزاد نے ایک پرچہ پر یہ عبارت لکھی اور اسی آدمی سے کہا کہ یہ کاغذ جاکے دکھادو۔

"خوجی تم واقعی بلم پردار ہو۔ شریف نہین اور پاجی پن تو تمھارے بشرے سے ظاہر ہے۔ اے لعنت خدا مردک تو غیرت حور دور از قصور اس بحث سے آدمی بھیجے اور تو نہ آئے اگر نہ آئے تو حضور کی چپت گاہ پر ایک بال نہ رہیگا اور خود دشمن آن کے تم کو لیجائینگی۔ آزاد"

خواجہ صاحب دو لفظون پر آگ ہو گئے۔ ایک خوجی دوسرے پاجی۔ رقعہ چاک کرڈالا اور آدمی سے کہا۔

بے پردگی محشر رسوائی خویشم
در پردہ یک خلق تماشائی خویشم

آدمی پھر اپنا سا منھ لیکر واپس آیا۔ آزاد نے اندر سے ایک چپتی دیدی۔ بھدی۔ موئی تازی عورت بھی۔ اُسنے آؤ دیکھا نہ تاؤ گاڑی سے اُتارا اور گود مین اٹھاکر اندر لیچلی۔ خوجی سمجھے تھے کہ دشمن یہی ہے۔ اکڑتے ہی تھے کہ اُسنے گود مین اٹھالیا اور جھپ سے مکان کے اندر داخل ہو گئی۔ صحن مین خوجی کے پٹے پکڑ کر دے مارا اور اوپر سے دبانے لگی۔ آزاد کوٹھے پر سے کیفیت دیکھتے جاتے تھے کلیرسا سے ہنسی ضبط نہو سکی۔ اور مس مینڈا کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ خوجی نے بآواز بلند کہا اما جان معاف کرو۔ ایسی شادی پر خدا کی مار۔ تھوڑی دیر مین خدا کے چھوڑے نکبخت۔ شادی ہوتا تو درکنار

بسم اللہ ہی غلط ہو گئی۔

اتنے مین آزاد نے پوچھا کہا ہے بیبی آزاد کی آواز سنکر عورت الگ ہٹ گئی اور خوجہ نے یون جواب دیا۔

خوجی۔ کچھ نہین میان۔ اختلاط کی باتین ہوتی ہین کیون!۔

آزاد۔ کچھ نہین۔ اما جان کا لفظ کسی نے کہا تھا شاید۔

خوجی۔ واہ وا۔ یہان اور ہندوستانی کون ہے سوائے آپ کے فرمایئے۔

آزاد۔ اور آپ۔ آپ کیا خراسانی ہین یا بدخشانی۔

خوجی۔ بھائی جان (خاموش باش) ہزار بار کہدیا کہان کابلی باپ ترکی۔ مسلمان ہون۔ مگر ولایت زاد نہ کہ ہندی الاصل۔

آزاد۔ اچھا آکے دشمن کے پاس بیٹھیے۔ وہ کب سے گردن جھکائے بیٹھی ہے بیچاری اور آپ شناسائی نہین کرتے۔

خوجی۔ کیا دشمن۔ اور این مشکویست من دانستم کہ ہمین زوجۂ آیندۂ من بدعاست۔ اگرچہ دیر انقضاست دلا بشکر شکرین دچہرۂ خوش دیدار سنت جمالی فرخندہ است۔

آزاد۔ اجی یہ تو لونڈی ہے۔ اس سے کیا واسطہ صاحب یہان آیئے۔

خوجی اوپر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک کونے مین دو شالہ اوڑھے ہوئے دشمن بیٹھی ہے مگر گردن زمین دوز ہے۔ قریب جاکر بیٹھے۔ کلیرسا اور مینڈا اذرا فاصلے پر بیٹھین۔ خواجہ صاحب نے دون کی لینا شروع کی۔ مس کلیرسا صاحب پیارے ابا جان بارے کہا دات تھے۔ رضوی اور زیدی

اور انھوں مین بڑھے ہوے اور ایجان خاص مرا ہے
کابل کی صاحبزادی تھین انکے ہاتھ پانون اگر کچھ تین توڑ دیجاتین
راوی - تو عورت کیا چڑیل تھی ڈائن تھی -
خوجی - اچھے اچھے پہلوان نام سنتے سے کان پکڑتے
تھے یہ پنجے اور یہ چوڑی کلائی - اور سینہ شل سینہ شیر اور
کمر چیتے کی سی پتلی اور رنگ بالکل جیسے شلجم اور بھی پھیکا
اور آنکھین خونخوار - ایک دفعہ رات کو گھر مین چور آیا اور
مین ڈرا بھائی - مگر واہ ری اما جان - اگر زندہ ہون تو
خدا بخشے اگر خدانخواستہ جان بحق تسلیم ہوئین تو بھی خیر
راوی - سبحان اللہ ان کا حال نہین معلوم کہ زندہ ہین
یا روانہ باشد خیر اور یہ بھی خوب فرمایا کہ اگر زندہ ہین تو
خدا بخشے بہت ہی خاصے - ہان صاحب چور آیا -
خوجی - چور کی آہٹ پائی اور اسطرح پکین کہ جیسے بلائے
بے درمان جاتی ہے اُس نہین کو چیر غوطہ کیا -
آزاد کو یہ فقرہ سنکر اسقدر ہنسی آئی کہ فرش ہوگئے اور
خوجی نے بغور دیکھا کہ دلھن گو ہنسی ضبط کرتی تھی مگر بیتاب
تھی - سوچے کہ ہمسے کوئی بے ضابطگی عمل مین آئی ہے
مگر کچھ پروا نہین (اما جان کی تعریف تو ہوئی) فرمایا کہ بس
ادھر اُنھون نے چیر غوطہ کیا اُدھر چور غین بول گیا -
ہات تیرے کی مین نے پکار کے کہا اما جان جانے نہ پائے
مین بھی آن پہونچا اتنے مین ابا جان کی آنکھ کھلی پوچھا
کیا ہے مین نے کہا ہے کیا اما جان سے اور ایک چور سے
پکڑ ہو رہی ہی - سو چور کو انھون نے گرفتار کر لیا - اب مین
چاہتا ہون کہ گرفتار کرون - تو ابا کس اطمینان سے کہتے ہین
ابھی پڑے رہو سردی مین اُسنے ایک چور کو بیدم
کرکے قتل کر ڈالا ہوگا - مین جو جاکے دیکھتا ہون تو لاش
پھڑک رہی ہو تو جناب ہم ایسون کے لڑکے ہین -
آزاد - کچھ ایسے ہو - تب ایسے ہو - سورون کے سور
ہی ہو - تم ہین -
خوجی - (ہنسکر) تسلیم - مس کلیر سا اسوقت ہماری باتون پر
بہت ہنس رہی ہین - کیا پڑا پایا - ابھی ہم انکی نظرون
مین نہین جچتے -
آزاد - دلھن آج بہت ہنستی ہین ہنس کھ بیوی پائی
خوجی - اجی بڑی خرابی یہ ہے (سنبھل کر) اردو تو یہ کیا
سمجھی ہونگی مصر کی رہنے والی - اردو کیا جانین -
کیون صاحب -
آزاد - آپ بھی بس چوکا ہی رہے - ارے بیوقوف
اُردو سے انھین کیا تعلق یہ مصری بولتی ہین اور
کچھ کچھ ٹرکی -
خوجی - بڑی خرابی یہ ہے کہ یہان جس گلی کوچے مین
نکل جائیے سب کی نظر پڑا چاہے - اچھا - اور یہ ہوا
چاہین بدظن - ؎

باسایۂ ترا منے پسندم عشق ست و ہزار بدگمانی	

اسکو مین کیا کرون اگر ان کو سیر دکھانے ساتھ
نہ لے چلون تو نہین بنتی لے چلون تو نہین بنتی کہ مبادا
کسی پر بچھم کی نظر پڑے اور وہ گھور گھور کے دیکھے
یہ سمجھین کہ وجہ خاص ہے اور یہان فشار بگڑ جائے
اور اُس سے بڑھکر خرابی یہ ہے کہ مجھے گھورے بغیر کوئی جوان
یا ادھیڑ عورت رہے یہ ممکن نہین اب فرمایئے کیا کیا جاے کچھ

چار و ہے۔

آزاد۔ ہم بھاگینگے۔ ارے میاں خوجے۔ دوا تو توبہ دگالون پر تھپڑ لگاکر توبہ خواجہ صاحب وہ بھرو پیا بھی یاد ہے۔

خوجی۔ آپنے نہین سنا آج دنبے کی شکل بن کے آیا تھا اور پہلے گاڑی کے سامنے آکے ڈٹ گیا اب مین غل مچا رہا ہون ہائیٹ ہائیٹ۔ مگر وہ کسکی سنتا ہے تو بہ استغفار تو مطلب اسکا مین نے کہا نہ مطلب خاص یہی تھا کہ گاڑی کے تلے پانون کچل جائین اور ہکو دھرو دے کہ انھون نے میرے پانون زخمی کئے۔

آزاد۔ جی پڑی بدشگونی کے لیے اپنی ناک کٹوانا بھلا

خوجی۔ طبیعت۔ ایک مرتبہ ہمنے بھی ایسا ہی منصوبہ کیا تھا

آزاد۔ اوچھا۔ یعنے ناک کٹوانے کا منصوبہ کیا تھا۔

خوجی۔ ناصاحب مکھی ناک مین گھس گئی مین نے چاہا کہ بھاگ مین منھ جھونک دون جسمین وہین جل بھن کے مرجائے اسپر آزاد نے قہقہہ لگایا اور دلھن بھی ہنسین۔

آزاد۔ دلھن منھ بند کئے کیون بیٹھی ہین ناک کی تو خیر ہے۔

خوجی۔ کیا بکتے ہو میان مگر۔ اب مجھے بھی شک ہو گیا تم لوگ عمدہ زبان مین سمجھا دو بھائی۔

ناک تو دکھا دے۔

مس کلیر سانے دلھن کو سمجھایا سمجھنے کو تو سمجھی لیکن خدا جانے کس سبب سے دلھن نے تمام چہرے کو بڑی ہوشیاری سے ناک ذرا سی دکھا دی۔

خوجی۔ صدقے۔ صدقے اس خود بینی کے صدقے

آزاد۔ واہ دینا۔ قربان اس ناک کے۔ لوگون نے

اور دو ناک بات کہی تھی مگر خدا نے بچایا۔ ان لوگون کی آنکھ ہے آنکھ کے آگے ناک سوجھے کیا ناک۔ نکٹا جیا برے احوال۔ واد دو یار داد۔

آزاد۔ بھئی کہا کیا چلے کے ہین۔ ماشاہون واللہ واہ

خوجی۔ تسلیم۔ قدردانی شرط ہے۔ یار جی چاہتا ہے اس ناک کا ایک بوسہ لون تم دلوا دو بھائی جان خیر ہے۔

آزاد۔ اچھا جاؤ مگر صرف ناک کا بوسہ لینا۔ خبردار ہوشیار

خوجی۔ اور نہین تو کیا بیشک فقط ناک کو چوم لون گا۔ واللہ

دلھن نے پھر تمام چہرے کو چھپا کر ناک باہر نکالی۔

خوجے نے کہا مس میڈاو کلیر سا گفتن دہ کہ از سامنے سے ذرا اس سمت کو (ہٹیدہ روند) آزاد نے کہا او خوجا کیا ہے تم بوسہ لو۔ خواجہ صاحب نے چپکے سے دو بوسے لیے تو دلھن بھی ناک کے بوسے کی طالب ہوتی جیسے ہی انھون نے بڑھائی اسنے زور سے چمکت دی اور یہ تلملاتے ہوے پیچھے ہٹے۔

آزاد۔ اوبے ادب۔ این الاحول ولاقوۃ۔ توبہ توبہ

خوجی۔ ارے میان جاؤ بھی یہان ناک ہی کا صفایا ہو گیا تھا انکو بے ادبی سوجھی ہے اور سنئے۔

آزاد یار بسم اللہ تو غلط ہوئی پہلے تو گاڑی سے گرے وہ تو کہئے منھ ہاتھ اتفاق سے بچگیا ورنہ کہنی پر کھوپڑی پڑتی تو چٹا خا بولتا اور پھوٹے کی طرح کھل جاتی اور پہلا سابقہ جو اسنے پڑا تو ان بی صاحب نے ناک ہی تاکی خدا ہی خیر کرے۔ یار اچھے گھر بیاہ نہ دیا۔

آزاد۔ واہ یہی کہتے تھے کہ ہم بچے بنا رہے اور کایان مین

خوجی۔ کیون سریر۔ دلھن بوسہ لینا چاہتی ہو کیا انکار کرتی

دلھن بنانے - اول تو یہان کی زمین ہی کچھ ایسا گاڑھی
دلھن کیا بیوہ سی معلوم ہوتی ہے مگر خیر وہ بیوہ ہی سہی
باشد - کچھ تو لحاظ ہو - بوسے کے عوض چپت دے بیٹھی
آزاد - ایسے گاؤدی یہ غمزے ہین یہ نخرے
کہلاتے ہین - جی -
خوجی - (ہنسکر) واہ رے غمزے غمزے کیا ہین شتر غمزے ہین واہ
آزاد - کیون بھئی لڑائی پر جانے کا بھی اتفاق ہوا
تھا خواجہ صاحب -
خوجی - ہونھ ایکبھی کی ایک ہی کہی - مانتا ہون اُستاد
کیا ننھے بنے جاتے ہین - جانتے تھوڑا ہی ہین کہ کیدان
تھے شاہی مین گل چلے مشہور تھے اب بھی جو چاندماری
ہوئی ہم ہی بس رہے - اور دور کیون جاؤ دریاپار والی
جنگ مین اینجانب نے وہ نام پیدا کیا کہ کہو مصر مین دوسو
شادیان کرلون - جناب والا -
آزاد - مس میڈا ہنس رہی ہین - گویا تم جھوٹے ہو بالکل
خوجی - جناب والد مرحوم کو خدا بخشے - واللہ وہ گرتبا گئے
ہین کہ ہر مقام پر کام آتے ہین - کئی باتین بتا گئے ہین -
ایک تو یہ - جب کسی سے لڑائی ہو پہلا وار اپنا کرنا آہین
چاہے دیو ہی کیون نہو بات کرتے ہی چانٹا دینا ادھر
گفتگو شروع ہوئی اُدھر تمنے لپڑ دیا پھر وہ تو چپٹیلا ہو گیا
اب اسکا رعب نہوگا کہ ہاتھ چلائے - جیسے چھتا بیر -
آزاد - جی ہان آپ تو کئی جگہ اس نصیحت پر عمل کر چکے ہین
ایک تو بوا زعفران پر ہاتھ اٹھایا تھا - سچ کہنا
کتنی بے بھاؤ کی پڑی تھین - دوسرے زین نے ناک مین
دم کر دیا تھا چھینکتے چھینکتے ناک پچکنی کی چھاڑی بنگئی تھی اور الف

الدہ زینت النسا کے مکان کے پاس اُس کسان نے
اچھی خبر لی تھی کہ یہان کوس ٹٹوی کے کانجی ہوس لیے
جاتا تھا اور آخر مین بہروپئے نے خوب دق کیا اچھے
اچھے جھانسے دئے ان لوگونمین برتاؤ کرنے مین اپنے
والد بزرگوار کی نصیحت کو بھول گئے اس مین سے ایک
آدھ کو تو مات کرتے چانٹا دیتے تو ہم جانتے -
خوجی - اب مین اپنا سر پیٹ لون کیا کرون یار و
جس جس مقام پر اپنے حلم کے سبب سے ذلیل ہوا تھا اُن سب کا
ذکر کیا وہ تو کہئے خیریت ہوگئی کہ دلھن اُردو نہین سمجھتی
ورنہ نظرون سے گر جاتا -
اس فقرے سے آزاد مسکرائے اور دلھن ہنسنے لگی تو
خواجہ صاحب اکڑکر فرماتے کیا ہین - واہ رے مین اور
واہ ری میری قسمت دامنددہ ہنس کھرخندہ پیشانی بیوی
پائی ہو کہ جی خوش ہو گیا ہر دم ہنستی رہتی ہو اور بے وجہ سمجھتی
خاک نہین مگر ہنس دیتی ہو آزاد نے کہا اور لطف یہ کہ ہنستی
بھی ہو تو عین موقع پر جس مقام پر ہنسنا چاہئے وہان ہنستی ہے
یار بڑی طبیعت دار ہو اور نازک اندام گلفام خوجی اور بھی اکڑ گئے
کیون میان آزاد تمنے دلھن کو اچھی طرح دیکھا بھی ہو بھئی پہلے دیکھ لو
آنکھین دونون ہون مگر گاؤدیدہ نہوگا وُدیدہ معشوق سے ہین
نفرت -
آزاد - ایسی چھوٹی چھوٹی آنکھین جیسی ہاتھی کی ہوتی ہین
خوجی - بس یہی مین چاہتا ہون وہ معشوق کیا جسکی بڑی
بڑی آنکھین ہون - تعریف یہ ہو کہ ذرا ذرا سی آنکھین اور
ہنسنے کے وقت بالکل بند ہی ہو جائین مگر ہار گلا کیسا ہو
اسکی ہمکو بڑی فکر ہے -

آزاد۔ گلا کیا معنی۔ کیا ہندوستانین گانیکی تعلیم کے لئے حلق
خوجی۔ اے ہے سمجھے تو ہو ہی نہین مطلب یہ کہ دراز
گردن یا کوتاہ گردن ہو پہلے سمجھ لو پھر اعتراض جڑو۔
یہ نہین کہ کاتا اور لے دوڑی۔
آزاد۔ گردن اور سر اور دھڑ سب ایک ہو۔ گویا گردن ہی نہین
خوجی۔ یہ کیا۔ تو کیا کوتاہ گردن کی تعریف ہو یا دراز گردن کی
آزاد۔ پاگل ہو کون۔ ارے نامعقول کوتاہ گردن تنگ
پیشانی حسین عورت کی یہی نشانی۔ محاورات اور مثلین بھولگئے
خوجی۔ محاورے تو کوئی ہم سے سیکھے آپ کیا جانین مگر از برائے
خدا پاگل اور نامعقول ایسے ایسے لفظ زبان سے نہ نکالئے گا
جی ہان حضرت میری بیان کر کری ہوگی اور کیا وارث علی
خان بنکے پاس جاکے زانو سے زانو بھڑاکے بیٹھے ہین الگ
ہٹ۔ اور سنئے بیوی کیسکی پاس کوئی بیٹھے۔
آزاد۔ یہ ڈپٹ۔ اللہ اللہ۔ الگ ہٹ ہٹو بھی نہین ہٹ
کیون صاحب اپنی سسرال مین ہماری اتنی بے وقعتی
کرتے ہین آپ۔ اچھا خیر دیکھا جائے گا۔
خوجی۔ آپ تو دل لگی دل لگی مین برا مان جاتے ہین اور
ہماری عادت کمبخت ایسی خراب ہو کہ بے چھیل کئے رہتے
ہی نہین۔
آزاد۔ چلو ہوگا کچھ۔ بھئی ایک نئی بات دلھن مین دیکھی
پانون بڑے بڑے ہین کوئی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے
تو میرے پانون کے برابر ہونگے۔
خوجی۔ پھر تردد کا کوئی مقام ہے۔ اگر پانون بڑے نہوتے
تو معشوق مین حرف آتا۔ سنا نہین سر بڑا گھوڑا کا اور پانون
بڑا سردار کا۔

آزادی۔ بجا پانٹے پیدا ہوئے تھے کیا اچھا الٹ پھیر ہے۔
آزاد۔ اور قد و قامت کا حال ہی نہ پوچھئے تاڑ کے برابر
قد ہے آپ کو پاڑ باندھنے کی ضرورت ہوگی۔
خوجی۔ واللہ مجھے اسوقت معلوم ہوگیا کہ آپ بالکل بے تمیز
آدمی ہین اور شعر شاعری سے تو مطلق لگاؤ ہی نہین ہو
معشوق کی کیا تعریف ہو یہ تعریف معشوق کی نہین ہو کہ بوتا
ہو یا عورت بونی ہو جب سنیے گا تو سر و قامت رشک شمشاد سنا نہین

سب اسکو سر و باندھے ہین تو اسکو تاڑ باندھ بوسے کی گر ہوس ہو تو گرد اسکے پاڑ باندھ

مین دیکھتا ہون کہ دلھن مین جسقدر حسن کی باتین ہین
سب کو آپ عیب سمجھتے ہین۔ ع۔

برین عقل و دانش بباید گریست

آزاد۔ اچھا یہ کون سا معشوق پن ہو کہ چہرے کی طرف
نظر ڈالی۔ اور خواہ مخواہ بوسے لینے کو جی چاہا۔ فرمائیے
سچ کہون میری طبیعت تو ڈانوان ڈول ہوگئی تھی کلیر سا
کو تو مین نے بہانے اسطرف بھیجا اور اس عروس
شکر لب کو کئی بار چوما اور اس نے بھی بوسے لئے۔
خوجی۔ (بگڑ کر) کیا قسم خدا کی قرولی لیکے ابھی ابھی مردود
کا کام تمام کرونگا۔ یہ گرہست کو ہرجائی پن کیسا۔
آزاد۔ سن تو لو۔ سن تو لو۔
خوجی۔ (تیکھے ہوکے) اجی بس سن چکے اسوقت رگ
حمیت جوش زن ہو۔ ایسی ویسی کی ایسی تیسی چھتیسی
اور کیسی دبکی بیٹھی ہین گویا کچھ جانتی ہی نہین ہین
صورت سے نفرت ہوگئی۔
آزاد۔ اب جہان دانہین وہان فرہاد کون کرے کوئی ہنسے

سمجھائین بھائی پہلے اسکو دھوکا تھا کہ آزاد ہی شادی کرینگے اب معلوم ہوا کہ ایک اور صاحب کو دیدے پھر اسکا کیا قصور تھا۔

خوجی۔ تو بندہ نواز یہ قبل نکاح خوبسیدن کا گردانتا چہ معنی دارد۔ آپ نے کہا من بوسم چومتا ہون مین انھون نے کہا بوس چوم تو۔ کہین بھی آجتک سنا ہے کہ نکاح ہوا ہی نہین اور بوسہ بازی ہونے لگی۔

آزاد۔ ہر لکھے دہر رسے۔ بس یہ اسکا گرہے۔ دگر ہیچ۔

خوجی۔ اب آپ سے رنج ہو یا نہو۔ دونون خدا کے فضل سے یہان موجود ہین۔ ایک بولینڈ کی شہزادی تین ہوئین ایک اللہ رکھی چار۔ ایک حسن آرا بیگم سب کی سرتاج پانچ پانچ ہین۔ کچھ ٹھکانا ہے اور پھر بھی اسپر توجہ ہے۔ ؎

زشتر لے نگذشتم بہ محفلے نہ رسیدم
کہ در دلم نگذشتی بخاطرم نہ رسیدی

خیر تو جناب سنئے نوٹ کا روپیہ آپ کے اس خادم کے پاس بھی ہے اور ہر مزجی بھائی کی کوٹھی مین بھی بہت کچھ پیدا کیا۔ یہان سے ہندوستان تک بندہ مع اپنے قبائل کے جا سکتا ہے۔ جی کچھ حضور کا دست نگر یا زر خرید غلام یا خانہ زاد نہین ہون۔ اور نہ محتاج ہون۔ اب آپ تو جائین بندہ انسے دو دو باتین کرلے پھر شادی کی رائے بھیجدیجائیگی

آزاد بسم اللہ کہکر اٹھنے ہی کو تھے کہ دلھن نے پائون سے دامن دبالیا۔

آزاد۔ اب بتاؤ۔ اٹھنے نہین دیتین۔ اب مین کیا کرون۔

خوجی۔ (ڈپٹکر) چھوڑدو۔ چھوڑدو۔ اجی چھوڑدو۔

آزاد۔ چھوڑدو۔ صاحب۔ دیکھو تمھارے میان خفا ہوتے ہین۔

خوجی۔ حاشا بندہ میان دیان نہین بنتا ہم تو شگفتہ خاطر آدمی ہین۔ اس بے اعتدالی کو یہان کب جائز رکھنے والے ہین

آزاد۔ لے یار ایک دفعہ بھی اگر اسکی رسیلی نشیلی انکھڑیان دیکھ لو تو غلامی کرنے لگو۔ بہت بڑھ بڑھ کے باتین نہ بناؤ باقی رہی بے اعتدالی بھی انسان ہی تو ہے اچھی صورت پر کون نہین ریجھتا۔ ؎

فصل گل مین ہاتھ سے جاتا رہا اپنا مزاج
جوش سودا یا عشق بے اعتدالی ہوگیا

خوجی۔ تم سے بے طور اختلاط کرتی ہین یہ معاملہ کیا ہے۔

آزاد ہنسنے لگے اور دلھن نے بھی قہقہہ لگایا۔

تب تو خوجی گھبرائے کہ ابتک تو مسکراتی ہی تھی اب قہقہہ بازی بھی شروع کردی ایسا نہو رفتہ رفتہ پاپوش کاری کرنے لگین آزاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند غلام کا قصور معاف ہو۔ خانہ زاد آزاد کا قصور نہین۔ آپ کی انکی شادی ہو جائے۔ بس پھر اگر بندہ آنکھ اٹھا کے دیکھے تو گنہگار۔ قابل دار سزاوار۔ خواجہ صاحب اکڑ کر بولے اچھا منظور۔ اسمین عذر نہین مگر اتنا سمجھا دینا کہ یہ بڑے کرمے خان ہین۔ ناک پر مکھی بھی نہین بیٹھنے دیتے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ خواجہ صاحب نے قرولی میان سے نکالی اور ایک کونے کی طرف جھپٹ کے گھٹنا ٹیک کر بیٹھے۔ نگاہ کونے سے لڑی ہوئی اور زبان سے بکتے جاتے ہین نکل تو موذی نکل اگر مرد ہے تو نکل موذی۔

خواجہ صاحب نے دلھن کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا سنو جی صاحب ہم ہین نامی آدمی۔ موذی ہم سے سیانا سودیوانہ ہمارے ساتھ چلتی ہو تو دو شرطین ہین۔

ایک یہ کہ کسی غیر مرد نامحرم کو صورت نہ دکھانا نہ کہ بوسہ بازی۔ معاذاللہ۔ معاذاللہ۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بندہ خدا کے فضل سے خوبصورت کہ گران ڈیل جوان ہو اور خیر حسین تو نہیں کہہ سکتا (مسکرا کر) مگر اللہ نے ایسی صورت دی ہے کہ ہندوستان سے روم تک دوسرا اس شکل و صورت کا نہیں نظر آیا تو جو کوئی عورت دیکھتی ہے پہروں گھورا کرتی ہے۔ ٹکٹکی بندھ جاتی ہے۔ اسمین تم ٹھہرے ناواقف اور عورت ذات سوتیاڈاہ بڑی ہوتی ہے ایسا نہو کہ تم بدظن ہو جاؤ یا کسی عورت سے لڑ پڑو۔ دو باتین یاد رکھئے گا۔ بھائی آزاد ذرا انکو اپنی زبان مین سمجھا دو یار چے۔ آزاد نے ٹوٹی پھوٹی زبانمین کچھ کہا اسکے بعد مس کلیرسا اور مس میڈا باغ مین جا کر ٹہلنے لگین اور آزاد نے میان بیوی کے تخلئے کی فکر کی اور کہا خواجہ صاحب آپ اگر ذرا باہر چلے جاتے تو مین سمجھا دون۔ ایک منٹ کے لیے۔ خوجی بولے جی درست بس بس۔ یہ بھرے لونڈ و نکو دیجیے گا آپ ایسے جھوکرے میری جیب مین پڑے ہین اور سنئے کیا آپ نے مقرر کیا ہے۔ یہ فقرے کسی گنوار سے چلئے۔ اب تم جاؤ ہم اُنسے دو باتین کرلین۔ مگر قاضی مفتی کوئی تو آئے۔ یہ شادی کیسی۔ نکاح تو ہوئے۔ یا بے نکاح ہی۔ آزاد نے کہا اسقدر بدگمانی پر خدا کی مار ذرا باہر چلے جاؤ۔ اچھا چلو ہم بھی چلتے ہین انکی لونڈیان اور خادمہ اور مشاطہ آن کے بناؤ چناؤ کرکے انکو بٹھائین پھر آپ آئیے اگر کچھ بدگمانی ہو مین تمھارے ساتھ ہی چلتا ہون اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت دون خواجہ صاحب نے یہ بات پسند کی۔ آزاد کو لیکر باہر آئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت نے آن کے خواجہ صاحب سے کہا آپ چلئے اور یہ صاحب (آزاد) باغ مین سیر کرین جو جے کمرے مین داخل ہو کر پلنگ پر دلھن کے پاس بیٹھے۔ خادمہ پلنگ کے پاس کھڑی تھی۔ اس کو اشارہ کرکے کہا باہر چلی جا۔ سب دروازے بند کرلے دلھن سے کہا جان من خدارا اب تو برقع اُٹھاؤ للہ اسقدر نہ ترساؤ زیادہ ترسانا اچھا نہین۔

طالب نظارہ ام پردہ برافگن زرخ
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

صدا سے برخاست۔ یہ سمجھے کہ دلھن ہے شرمیلی پھر کہا جان جان اب حیا و شرم کو بالاے طاق رکھو۔ خدا کے لئے صورت زیبا دکھاؤ ع۔

نہ چھپاؤ نہ چھپاؤ رخ تابان ہم سے

دلھن گردن جھکائے ہوئے چپ چاپ بیٹھی رہی خواجہ صاحب اور آگے کھسک کے بیٹھے اور فرمایا کہ نور چشمی لخت جگری عزیزی للہ اسوقت شرم کو بھون کھاؤ۔ ذرا چہرۂ زیبا کی جھلک دکھاؤ۔ کیون ترساتی ہو اے کب تک ترسائے رکھیو جی۔ کب تک ترسائے رکھیو جی۔ دو منٹ تک خواجہ صاحب نے علم موسیقی کا خون کیا اپنے نزدیک گویا رجھاتے تھے اے تری قدرت جب یون بھی دلھن نے نہ مانا تو برقع کیطرف ہاتھ لیگئے اسنے انکا ہاتھ پکڑا تو اب میان کے چھوڑائے نہین چھوٹتا دھر دھر کے زور کر رہے ہین مگر ہاتھ گویا دیو کے ہاتھ مین آگیا اب خوشامد کی باتین کرینگے چھوڑ دو پیاری بھلا کسی غریب کے ہاتھ توڑنے سے کیا ملیگا اور یہ تم خوب جانتی ہو کہ مین تو تمسے کبھی زور نہ کرونگا نہین

یہ مجھ سے نہ ہو سکیگا پھر خواہ مخواہ کسیکے کون دق کرتی ہیسا
کچھ نہین پکڑ لیگا مگر تمھارے ننھے ننھے ملائم ملائم ہاتھ دُکھنے لگینگے

خود گلا کاٹون اگر خنجر عنایت کیجیے ؛
دیکھیے دکھ جائیگی نازک کلائی آپ کی

دلھن نے ہاتھ چھوڑ دیا تو انکی جان مین جان آئی دل مین
سوچے کہ دلھن کیا دیوزاد ہے یہ تو بھرکس نکال دیگی مگر اسقدر
فائدہ ہوگا کہ لوگ فسہ زور اور پہلوان کہنے لگینگے یہ کیا کم ہے
آہستہ کہا کیون پیاری ہمارا قصور تو بتاؤ۔ پھر ہمین ترساتی
کیون ہو حیا ہو چکی اب حیا کب تک رہیگی۔ آخر حیا کی
بھی کچھ انتہا ہے یا نہین لے بس برقع اُٹھاؤ۔ ؎

برقع ز عارض برفگن یک صبحدم تا دیدان
گر در فراش صبح را خورشید تابان در بغل

دیکھو تو کیسے کیسے شعر پڑھ رہا ہون اب بھی نہین رکھتین
لاحول ولا قوۃ۔ بھئی اس ملک کے عجیب عجیب رنگ ہین معاذ اللہ
کا مقام ہے۔ توبہ کر بندے۔ توبہ کر بندے۔ برقع کے پاس
ہاتھ لیجانے ہی کو تھے کہ روح فنا ہوگئی۔ جلدی سے ہاتھ ہٹا
لیا۔ سر پر رکھکر کہا پیاری آخر ماجرا کیا ہے مُنھ سے بولو سر سے
کھیلو بت کیطرح چپ چاپ بیٹھی ہو مگر مین اس نازک کمری کا
قائل ہون کتنی ذراسی کمر ہی ہوا کے جھونکے سے لچکنے لگے تعریف محال ہے

دیوان مین خالی ہی جگہ چھوڑ دی ہم نے
مضمون یہ باندھا تری نازک کمری کا

جی کڑا کرکے خوجی نے برقع ہی پر سے بوسہ لے لیا۔ بوسہ
لیا تھا کہ اسدے اور بندہ لے۔ خوجی پلنگ کے نیچے
اور دلھن اُنکی چھاتی پر چھاپ بیٹھی اور دو تھپڑ اِدھر اُدھر لگائے
مگر چھپلاتے ہوے۔ انکا اتنے ہی مین کام تمام ہوگیا۔ جب

دلھن نے انکو چھوڑا تو لیٹے ہی لیٹے شیخ سعدی کا قول زبان پر لائے

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز | کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد
عاشقان کشتگان معشوق اند | بر نیاید ز کشتگان آواز

دلھن پھر پلنگ پر جا بیٹھی یہ بھی اٹھے۔ کہا۔ جانی ایک
بوسہ کے عوض تو تم نے کچوکر نکال ڈالا اب کی بوسہ کی جرأت
کی تو جان کے لالے پڑ جائینگے۔ ایسی بیوی سے درگذرے
مگر اب تو سنگ آمد سخت آمد۔ پھر جی کڑا کرکے پلنگ پر بیٹھے
مگر ذرا ٹھٹک کے قدمون پر ٹوپی رکھدی اور کہا اب جان اور
عزت اور آبرو اور توقیر سب تمھارے ہاتھ ہے۔ مین نے
کمیدانی کی ہے رسالداری کی ہے گڑھیان فتح کی ہین میدان
لڑا ہوا ہون معرکہ دیکھے ہین۔ بہروپیون کو جھانسے دیے
ہین اس فقرے پر دلھن بے اختیار ہنس دی۔ خوجی بشاش
کہ مار لیا ہے فرمایا۔ وہ ہنسی آئی ناک پر آئی۔ مُنھ پر آئی
لب پر آئی۔ آخر کھلکھلا کر ہنس ہی دین کیون نہ جان من
لے اس بات پر گلے لگ جاؤ۔ دلھن نے ہاتھ پھیلائے
خوجی گلے ملے تو دلھن نے اس زور سے دبا دیا کہ قین بول
گئے۔ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ دیکھو چوٹ آ جائیگی۔ ناحق اپنی نازک
کلائیون کی دشمن ہوئی ہو۔ دیکھو دیکھو چوٹ نہ آ جائے مین
راوی۔ دل ہی جانتا ہوگا بیچ جی۔ چھٹی کا دودھ یاد آگیا
ہوگا۔ اور کہتے کس مزے سے ہین کہ (تم کو چوٹ
آ جائے گی) اچھے گھر بیاہ دیا۔ ایسی دلھن بھی کسی
نے کم دیکھی ہوگی پہلے ہاتھ پکڑ لیا تو
میان کے کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑی
پھر اُٹھا کے دے مارا۔ اب کی گلے ملے تو
پسلیان چور ہوگئین۔ اچھی نازک اندام بیوی مین

خواجہ صاحب اپنی بدقسمتی پر زار زار روتے تھے کہ بیوی پائی بھی تو اسدرجہ بدمزاج کہ ہاتھ نہین لگانے دیتی بولتے ہین تو جواب مدارد ہاتھ پڑھلاتے ہین تو وہ گدا دیتی ہے ہاتھا پائی مین وہ اُستے ہیں۔ پنجے کلائی مین جو کس انکی دال نہین گلنے پائی اور وہ وار پر وار کرتی جاتی ہی دوبارہ پہنچی بتائی ایک مرتبہ ہاتھ مروڑ ڈالا وہ تو بسم اللہ ہی غلط ہوئی تھی پہلے ہی ناک پر چکت دی وہ تو کہئے خدا نے ناک بچائی ورنہ جہانین نکو بنتے کہ بیوی کے پاتے ہی ناک گنوائی۔ خواجہ صاحب سوچے کہ جان پر کھیل کر ایک دفعہ اور کوشش کرون بہت ہوگا مار ڈالے گی اور کیا کریگی اُٹھ کھڑے ہوے کپڑے اُتارے۔ لنگوٹ کسا اور پیرا بدل کر کھڑے ہوے پہلے بیوی کو سمجھا دیا سنو جی صاحب ہم ایک شاہزادے ہین اور معشوق مزاج نازک کے دھنی بات کے دھنی سو ناک پہ مکھی بیٹھے قلم تراش سے ناک ہی اُڑا دون سمجھین۔ ابتک مین دل لگی کرتا تھا تم عورت مین مرد اور عورت بھی کیسی کہ نازک بدن نازک اندام نازنین

راوی۔ آپکا دل ہی جانتا ہوگا کہ کیسی نازک بدن ہین

خوجی۔ اگر آپ کی ذرا تم نے گستاخی کی تو آگ ہو جاؤنگا

راوی۔ اس ڈانٹ ڈپٹ کے صدقے آگ ہو جایئے گا تو کیا کیجیے گا۔ جل بھن کے خاک ہو جایئے گا۔ اب ہم کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شامت آگئی ہے ایک دفعہ بھرکس نکل چکا ہے اب کی جان کی خیریت نہین نظر آتی ہمیان چلچلا رہی ہین ایسا نہو ہاتھ پاؤن توڑ کے دھر دے۔

خوجی۔ تم نازک عورت اور مین مرد بھی کیسا گران ڈیل بنوٹیا۔ بنکیت۔ لڑتیا۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ہوٹل کے ایک پہلوان کو دے مارا تو چار دن تک نہ اُٹھ چست۔

راوی۔ اے سبحان اللہ۔ کیون نہو رستم زمان حضور کے گران ڈیل ہونے مین کیا شک ہی۔ آدمی کیا دیو زاد ہو اللہ ری کلائی اور اسف رے سینہ فراخ۔

خوجی۔ اب مین پیرا بدل کے کھڑا ہوا بس اب اگر ذرا بے ادبی کی بات ہوئی تو تم ہو جائیگا پھر یا تم ہی نہین یا بندہ ہی نہین۔ یون تو موم ہون مگر غصے کے وقت معاذ اللہ فولاد میرے آگے موم سے بدتر تو وجہ کیا۔ جو گر جتا ہے وہ برستا نہین لے اب برقع اُٹھا دو برقع اُٹھا دو گھونگھٹ اُلٹو۔ ورنہ خیر نہین ہی۔ یہ کہین اونچا نہین سنتی (تالیان بجا کر) سنتی ہو۔ برقع اُٹھا دو (اشارہ سے برقع برقع نقاب اُلٹو۔ ے

پیمبر مین نہین یوسف ہون جانی
رہے موسی سے تیری لن ترانی

واللہ مجھے رحم آتا ہے شب عروسی اور یہ باتین بی بی آخر کچھ تو منھ سے بولو۔ منھ سے نہ بولو۔ اشارے ہی سے باتین کرو۔ یا الٰہی یہ شرم اجیرن ہو گئی۔ حیا بھی تو کتنی۔ گنوارین کی شرم سے ہم عاجز آگئے۔ ع

بیٹھ جاؤ خود حیا اُٹھ جائیگی

اب مجھے اور بھی غصہ آیا۔ ایک بار اور سمجھائے دیتا ہون۔

خواجہ صاحب بکا کیے دہان شنوائی ہی نہوئی آدمی بھلے تو تھے ہی بگڑ کر کہا اب سنبھل اور سمجھ کر قضا کا سامنا ہے۔ یہ نیچہ بدیع پیرا جل ہے۔ ع

نیام تیغ قضائے مبرم قلب ہی قاتل کی آمین کا

یہ کہکر خواجہ صاحب نے پھر پینترا بدلا اور اکڑ کر کھڑے ہوے مگر کمندے تول تول کے رہ جاتے تھے جرأت نہین ہوتی تھی کہ ہاتھ بڑھائین چوٹ کھائے ہوے تھے نہ آخرکار جان پر کھیل ہی گئے اور جھپٹ کر دلھن کی گردن مین حلقوم باندھا حلقوم باندھنا تھا کہ دلھن نے ایک ہاتھ سے حلقوم کا توڑ کیا اور دوسرے ہاتھ سے ان کی گردن لی۔ اب خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع ترپ رہے ہین۔ دانت پیستے ہین مگر بے سود گردن نہ چھوٹی نہ چھوٹی تو جھلا کر کاٹ کھایا۔ کاٹنا تھا کہ اسنے زور سے ایک تھپڑ دیا اور خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع سابق کیدان دنگے والی پلٹن کا منھ پھر گیا۔ دانت کٹکٹا کے رہ گئے چاہا تو دلھن نے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور گردن اب تک پھنسی ہی ہے۔ مجبور ہوکے کوسنے لگے خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین۔ اللہ کرے بواسیر ان کا اور تیرا مقابلہ ہو جائے خدا اسکے دونون ہاتھ ٹوٹ کے گر پڑین ہاے اسوقت اگر خداوند کریم ایک سنٹ کے لیے زور عطا کرے تو سرمہ بنا ڈالون اس مردودنی کا۔ (کیا خوب) مردودنی کی ایک ہی کہی۔ یہ (مرد کی) ایسی ہی ہے۔ غل مچا کر کہا چھوڑ دے بس کہہ دیا ہے چھوڑ دے۔ ہاے قدرتی نہ ہوئی ورنہ دکھا دیتا۔ مگر افسوس قدرتی کرے کے باہر رہ گئی دلھن نے انکو چھوڑ دیا تو ترپ کر باہر نکل آئے۔

اب سنیے کہ مس کلیرا اور میڈا ایک دروازے کی دراڑون سے کل کیفیت دیکھ رہی تھین۔ جب خواجہ صاحب باہر نکلے تو انھون نے یون گفتگو کی۔

آزاد۔ مبارک باشد۔ کہیے دلھن خوبصورت ہے یا نہین رہو خوش قسمت۔ واہ اُستاد کیا کہنا ہے۔

خوجی۔ خدا کرے آپ بھی ایسے خوش قسمت ہون آمین آمین

آزاد۔ کیا اسے بھی کیا بد قطع ہے ہم نے تو بڑی تعریف سنی تھی مگر تم کچھ افسردہ ہو کے آئے ہو اسکا کیا سبب ہے

خوجی۔ بھائی جان وہان تو خوجداری ہوگئی عورت کیا دیونی ہے یہ تو بواسیر ان کی جوڑیدار ہے۔ واللہ کچومر نکل گیا انتہا کی بدمزاج ہے چکت دی دے مارا پٹخیان پسلیان چور کر ڈالین بیدم کر دیا۔ لاحول ولاقوۃ دلھن کیا ڈائن ہے۔

آزاد۔ تم خاموش ہو رہے ارے میان مرد کیسے ہو۔

خوجی۔ وہ آپ ایسے چار پر بھاری ہے۔ اُسے عورت نہ سمجھے گا۔

آزاد۔ آپ تو ہین پاگل۔ بھئی یہ اس ملک کا رواج ہے کہ شب عروس مین پہلے دو گھنٹے تک میان کو مارتی ہین یہ چپتین لگاتی ہین۔ کاٹ کھاتی ہین۔ پھر میان باہر آتا ہے اور پھر جاتا ہے۔

خوجی۔ تو بھائی صاحب تو جرأت نہین ہوتی۔ وہان تو پٹاڈکی کی نوبت آگئی اور مین مروت کے سبب سے بول نہ سکون۔ مروت کا گھر خراب۔

آزاد۔ تو شب عروسی کیا دیو گڈھ کی لڑائی تھی جس کا مادھو رام نے انشا مین ذکر کیا ہے۔ بھئی میان کی رسم ہوا ہے لاحول ولا۔

خوجی۔ جی مین تو آیا تھا کہ اُٹھا کے دے ماروں مگر عورت کے منھ کون لگے۔

آزاد- لاحول- آپ نے اچھا کیا اور وہ تو نازک عورت ہے۔

خوجی (اپنے دلمین) نازک تو جیسی ہین ہم ہی جانتے ہین خدا کی مار اس نزاکت پر یہ چرمر کرڈالا۔ ان کی اوسنے سی ادا اور یہان جان پر صدمہ۔

آزاد- اچھا اب بسم اللہ کرکے پھر جایئے جاؤ میان خواجہ صاحب بفحوائے قم درویش پر جان درویش جانے کے لیے مستعد ہوے مگر آزاد پاشا سے کہا کہ اگر شرائط مندرجہ ذیل مین کوئی شرط آپ کو منظور نہو تو اطلاع دیجئے اور جبتک آپ یہ شرطین پوری نہ کرینگے تب تک ہم نہ جائینگے۔

اول- اگر ہم سے باتین نہ کین تو ہم مار بیٹھینگے بس سمجھ صاحب

دوم- اور اگر ہمارا ہاتھ مروڑ ڈالا تو ہم کو سنا شروع کردینگے

سوم- اگر کوئی بات ہماری شان کے خلاف ہوئی تو ہم دشمن ہی ہو جائینگے۔

چہارم- جو اس مرتبہ لپاڈگی کی تو پٹنی بتائینگے چاہے چوٹ آئے

پنجم- برقع ہمارے جاتے ہی اُلٹ دے۔ گھونگھٹ سے ہمین نفرت ہے۔

(۱) ضرور آپ بھی اتنے ہوے۔ اے تری قدرت۔

(۲) خوب سمجھے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ خاک نہ سمجھے

(۳) بس یہ تو ہم سمجھے ہی تھے۔ اور آپ ہین کس مصرع کے

(۴) آپ کیا اور آپ کی شان کیا۔

(۵) اے ہے۔ آپ دشمن ہو جائینگے۔ خدا ہی خیر کرے آپ سے دشمنی پیدا کرکے دلمن رہیگی کہان۔ رہنا دریا مین اور گرسے بیر۔ آپ دشمن ہو جائینگے تو آپ کی کھوپڑی کا خدا حافظ ہے۔

(۶) اتنے ہو لے پہلے بیس دفعہ تو پٹ کرچکے مگر ہیسا کی بلا دفعہ بڑی پٹنی بتانے والے آئے بواز عفران نے اتنی بے بھاؤ کی لگائین کہ یہ چیت گاہ کے پھوسرے اڑ گئے مگر اس بے سری کے صدقے ابتک وہی دم دوم ہین۔

(۷) چوٹ کیون نہ آئیگی آپ کے ہاتھ بھی تو فولاد کے بنے ہوے ہین پھونک مارے تو بہتر لڑھکیان کھائیے چلے ہین پٹنی بتانے شان خدا۔

(۸) وہ برقع اُلٹین یا نہ اُلٹین تم ٹاٹ تو اُلٹ دو بے ٹاٹ اُلٹے فائدہ معلوم۔ اچھے گھر بیاہ دیا ہے بچہ۔ دیکھو تو سہی۔

(۹) کیسی کچھ۔ پھر نفرت ہے تو خود اُلٹ دو مرد ہو کہ عورت۔

آزاد نے کہا انمین کوئی شرط سخت نہین مگر ان شرمیلی دلھن پہلی شب کو اپنے آپ کیون برقع اُلٹنے لگی۔ آپ جاتے ہی برقع اُلٹ دیجیے گا اگر پاک دامن ہوگی تو آنکھین نیچی کرلے گی۔ ورنہ کوسیگی۔ گالیان دیگی بُرا بھلا کہیگی اور یہی شرافت کا ثبوت ہے کہ گالیان نہ دے چپ چاپ سُن لے۔

آزاد- شب عروسی کیا جنگ کریا ہے۔ معاذ اللہ۔

خوجی- حضرت مین ہی ایسا کرارا آدمی ہون کہ اتنی بختیان سہین ورنہ دوسرا تو ہوتا چین بول جاتا دل لگی نہین ہے اسکے لیے چاہیے کہ کوئی بڑا دل کا مضبوط آدمی ہو اس زور سے ہاتھ مروڑے کہ روح پر صدمہ ہوا مگر واہ رے مین آنسو ڈبڈبا آئے مگر پی گیا ذرا اُف تک نہ کی وہی خم دوم تیور تک نہ میلے ہوے دل مین تو

سمجھ گئی ہو گی کہ آدمی بڑا مضبوط ہے اور مین نے باتون باتون مین یہ بھی کہہ دیا تھا کہ مین رستم کی اولاد سے ہون دلمین کا تب اُٹھی ہو گی لیکن معشوق مزاج وہ بھی ہے ظاہر مین گو یا سنا ہی نہین مگر یار کسیقدر اونچا سنتی ہے

آزاد۔ تو پھر کیا ہے چین کرو۔ بیوی بھی ملی تو بہشتی۔

خوجی۔ (مسکراکر) دیکھین اب کی کیسی گذرتی ہے مین کی فیصلہ ہی کرد و نگا ادھر یا ادھر بس۔ یا تو وہی نہین یا ہم ہی نہین۔

آزاد۔ کیا کیا۔ سچ مچ فوجداری ہی پر آمادہ ہو۔ بھائی خدارا کہین ہمکو نہ دھرواد ینا پردیس کا معاملہ ہے اپنا دلمن بھی نہین کہ کسی سے کچھ کہہ سکین اور چاہے جو ہو قردلی ہرگز ہرگز آپ کے ساتھ نہین جا سکتی۔

خوجی۔ اچھا یہان ہاتھ کیا کم ہین۔ قردلی مرد کے لیے ہے جب عورت سے مقابلہ ہے۔ تو قردلی کی کیا ضرورت ہے ہاتھ کیا کم ہین قردلی سے۔ قربان جاؤن اپنے استاد کے۔ مین کیا کچھ اُس سے کم ہون۔

آزاد۔ تو فقط میٹھی میٹھی باتون سے سنگر لو۔ بس۔

خوجی۔ اسمین تو اینجانب برق ہین۔ بھائی ہان۔ اسمین کوئی ہمارا مقابلہ کیا کریگا۔ بھلا۔ شیرین زبان۔ شیرین بیان۔ شیرین ادا اور شیرین حرکات جی حضرت جب کوئی بولے بھی۔ وہ تو بات ہی نہین کرتی باتین کرتے جانا لگاتی ہے اسکو ہم کیا کرین یہانیز ہم بھی قائل ہو گئے

آزاد۔ اب کی جاکے میٹھی میٹھی باتین کرو۔ پاؤن دابو ہاتھ جوڑو۔ پھر دیکھیے کیسی مطیع ہو جاتی ہین اب دیر ہوتی ہے جائیے۔ خواجہ صاحب کہے ہین تشریف لیجئے۔ پھر کپڑے اتار کے جب دہانے بھاگ کے باہر نکل آئے تھے تو کپڑے پہن لئے تھے اب پھر کپڑے اتارے صرف لنگی پہنے رہے اور بیتیرا بدکر سامنے آن کھڑے ہوے دلمن ہنسی تو ان کی جان مین جان آئی۔ خود بھی قہقہہ لگایا اور اکڑ گئے پلنگ پر جاکر بیٹھے اور پاؤن دبانے لگے۔ خوش ہین کہ دھن اور رات پڑی

خوجی۔ اوہو ہو۔ دیکھو جو لطف میل مین ہے وہ بگاڑ مین کہان ہے لطف تو یہی ہے کہ میان بیوی مل جل کے رہین۔ یک جان دو قالب۔ یہ اُسپر عاشق وہ اسپر فدا۔ وہ گل تو یہ بلبل وہ شمشاد تو یہ قمری۔ وہ لیلی تو یہ مجنون۔ شیرین تو یہ فرہاد۔

دلمن۔ (آہستہ سے) ہمکو چھوڑ کے تو نہ چلے جاؤ گے۔

خوجی۔ (چونک کر) ارے! یہ تو اُردو بول لیتی ہین جی۔ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے۔ جان من (شانہ ہلاکر) بولو جانی۔ اُردو بولتی ہو۔ اوہو ہو ہو۔ پھر تو خوب گذریگی جی خوش ہو گیا خدا سلامت رکھے۔ واہ اللہ میان واہ کیا بیوی ملی ہے اس زبان کے صدقے۔ ہان کیا پوچھتی تھین۔

دلمن۔ ہمیردتی تو نہ کروگے۔ تم پردیسی ہو۔ پردیسیون کا کون ٹھکانا۔ مسافر پنچھی ہے آج یہان کل وہان پرسون سمندر پار

مسافر سے کرنا ہے کوئی بھی پیت	مثل ہے کہ جوگی ہوے کسکے میت

خوجی۔ یا خدا تیری کریمی کے صدقے کیسی زباندان بیوی ملی ہے

دلمن۔ زباندانی ہم کیا جانین میان مگر ہان ٹوٹی پھوٹی زبان ہے۔

خوجی۔ سمجھے۔ اور ٹوٹی پھوٹی زبان اور میان اور پردیسی اور یہ شعر خوانی۔ اس سے بڑھکر اور زباندانی کسکو کہتے ہین اسقدر کیا کم ہے کافی ہے۔

دلمن۔ یہان کچھ نہ پوچھو کس مصیبت سے یہان آئے ہم کو ایک

بھشتی بہکا کر پیچھے لئے جاتا تھا پارے خدا لغد اکرکے یہ دن نصیب ہوا کہ حضور کی زیارت کی۔

خوجی۔ جانِ من اب تک تم ہمسے صاف صاف نہ بولین۔ اتنی دیر تک دق کیون کیا۔ اسمین تمھارا فائدہ کیا تھا خواہ مخواہ کسی بھلے آدمی کو دق کرنے سے فائدہ۔

دلھن تمھارے ساتھی آزاد نے جیسا ہم کو سمجھایا ہم نے تم سے ویسا ہی برتاؤ کیا۔

خوجی۔ واللہ۔ اچھا آزاد۔ ٹھہر جاؤ بچہ سمجھا جائے گا۔ چڈا گلیجر و جاتے کہان ہو۔ دیکھو تو کیسا بدلہ لیتا ہون عمر بھر یاد ہی کرو خواجہ صاحب نے اپنی ٹوپی اُنکے قدمون پر رکھ دی اور کہا بیوی اب تو یہ سمجھو کہ میان نہین خدمتگار ہی خواص ہی درم ناخریدہ غلام ہے خانہ زاد ہے۔ بندہ بے زر ہے ملازم خاص ہی۔ مگر کبتک جبتک ہماری ہو کے رہو۔ ادھر حضور نے گردن کشی کی ادھر بندۂ درگاہ بگڑ کھڑے ہوے بس پھر کسیکے یار نہین مجھ سے بڑھکر ذی مروت کوئی نہین ہی مگر مجھ سے بڑھکر شریر بھی کوئی نہین ہی دونون باتین مجھ مین ہین شرارت تو رگ رگ مین کھٹ کھٹ کر بھری ہی اور مروت بھی اسقدر ہی کہ جسکا حساب نہین۔ خواجہ بدیلعاے کہا کرتی تھی کہ ارے خوجے ایک طرف سے تونے دودھ پیا اسمین زہر تھا دوسری طرف سے دودھ پیا اسمین آب نبات تھا ایک سمت سے طیش اور غیظ دوسری سمت سے غیظ و غضب کر مل کے چلا دو ستی ظاہر کی تو غلام کے تلام کا چولام اور اگر کسی نے بل کی لی تو مجھ سے زیادہ پاجی کوئی نہین ماشاء اللہ ماشاء اللہ حضور اپنی تعریف آپنے آپ کرتے جاتے ہین بلبۂ ذکاوت اسکو کہتے ہین زندہ باش پائندہ باش شاباش شاباش اب آج سے ہم آپکو پاجی کہکے پکارینگے۔ بُرا نہ مانیے گا بیشک اور خیر اللہ بلا رب تم پاجی ہو

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے

دلھن نے خواجہ صاحب کی دلجوئی کی کہا مین تم کو بجا اپنے بڑے ابا کے سمجھتی ہون جو اس مین ذرا فرق ہو تو ناک کٹوا ڈالو۔ مجھے کچھ عذر نہو گا۔

خوجی۔ کسکی ناک۔ تمھاری یا خوجی کی ہو چالاک سیدر

خوجی۔ دیکھو تو بس لطف اسمین ہی اور نہین تو کیا۔ تم ہمپر عاشق ہم تمھارے شمع رخسار پر پروانہ۔ ہی لطف اسی مین یا نہین اور جو تم ہم سے خفا ہو مین ہم تمسے تو تم الگ تھلگ بھلا بیٹھی رہو ہم الگ۔ تم اُدھر پڑی بڑا رہی ہو۔ ہم اُدھر کسیکی زبان چلی کسی کا ہاتھ چلا۔ تم نے کوسنا شروع کیا ہمنے دو ایک لپوٹے لگا دیے تم رو رو کے پانی پی پی کے کوسنے لگین ہم نے لڑانا شروع کیا تم اور کچھ کہین بکنے دو چار اور لگا دین چلئے اللہ خیر صلاح اب تو خواجہ صاحب شیر ہو گئے۔ فرمایا کہ مجھمین کئی ہنر ہین۔ ایک تو آجتک سیکڑون پہلوانون سے لڑا ہمیشہ کشتیان نکالین دوسرے قرولی چلانا مجھ سے بڑھکے ساری خدائی مین کوئی نہین جانتا تیسرے گھوڑے پر ایسا سوار ہوتا ہون کہ بایدو شاید۔ ایسی ران پٹری اچھا شہسوار نہین جا سکتا۔ چوتھے فارسی ہم خوب لکھتے ہین اور خوب بولتے ہین کیا کہین وہ کانسل جو ہمان متعین تھے وہ تو چلے ہی گئے ورنہ ہم اُنسے ملتے پانچوان ہنر یہ ہے کہ انیم کھانے مین بند نہین چاہے جسقدر دیدو چانڈو کے جتنے کہو چھینٹے لگا دون۔ مدک کے دم لگا دون چرس کی لو آسمان تک پہونچا دون۔

دلھن۔ تمھارے پہلوان ہونیمین شک نہین اور

سیاہی آدمی ہو۔

خوجی۔ اسی بات پر نقاب ہٹا دو اب تو بے تکلف ہو گئے۔

دلھن۔ تم تو ہاری مانتے ہو۔ جیتی اپنی ہی سی کے جاتے ہو کسی اور کی بھی سنو گے یا اپنی ہی کہو گے کل سے ہاری موچھ مین درد ہے اس سے کپڑا منھ پر رکھا ہے جسمین ہلا نہ لگے بڑا درد ہوتا ہے۔

خوجی۔ کاہے مین درد ہے۔ کیا کہا۔

دلھن۔ اے موچھ تو کہا کانون کی ٹھیٹھیان نکال مردوے ادئی۔

خوجی۔ موچھ کیا۔ موچھ کیسی۔ (متحیر ہوکر) یہ بکتی کیا ہو۔

دلھن۔ (قہقہہ لگاکر) اے چنے دور موے خدا کی شان یہ منھ کھائے چولائی ہو نھ! کہنے لگے کیا بکتی ہو۔ یکتا تو خود ہے۔ مونڈی کاٹے۔

خوجی۔ اے تو بیوی۔ آخر یہ موچھ کیسی کہتی ہو۔ کہتا تو کہتا سنتا سڑی ہو جاتا ہے۔ عورت ہو یا مرد ہو۔ خدا جانے تم موچھ کسے کہتی ہو۔

دلھن۔ (خوجی کی موچھ پکڑ کے) اسے کہتے ہین یہ موچھ نہین ہے

خوجی۔ بڑی دل لگی باز ہو۔ اللہ جانتا ہے۔ مین بھی سوچتا تھا کہ کیا کہتی ہین۔ موچھ۔ چلو اب دل لگی ہو چکی نقاب اٹھاؤ مین صدقے گھونگھٹ الٹو۔

دلھن۔ اللہ جانتا ہے۔ میری موچھ مین درد ہے انکو یقین ہی نہین آتا یہ تو دیکھو لو میان ۔ع۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

خوجی۔ موچھ۔ کل کو کہو گی میری داڑھی بڑھ گئی ہے۔

دلھن۔ قسم کلام اللہ کی یہ دیکھو اب یقین آیا یا نہین

خواجہ بدیع الزمان غور کرکے دیکھتے ہین تو ذرا ذرا سی موچھین پھر غور کرکے دیکھا تو گھبرائے۔ پوچھا آخر بتاؤ تو جان من یہ موچھ کیا معنے وہ بولی کیا معنے کے کیا معنے اللہ کی شان اسمین تم کو اصرار کیا ہے۔ صورت شکل کی اچھی ہون ناک سک سے درست ہون۔ کم سن ہون پھر تیز طبیعت ہون طاقتور ہون تمسے کسی سے کشتی ہو مین اٹھا کے دے مارون۔ خوجے چونک کر بولے (این! کیا) مجھسے اور کسی مرد سے کشتی ہو تو تم اٹھا کے دے مارو۔ ایسی جورو سے ہندہ درگذرا۔ خیر دل لگی رہنے دو۔ آخر بتاؤ تو یہ موچھ کیسی ہے۔

دلھن۔ جو بات کسی عورت مین نہو وہ مجھ مین موجود ہے

خوجی۔ تیرے خدا کی مار پیاری۔ بھلا عورت کو موچھ سے کیا واسطہ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ۔ے

اتنا وہ سرنگون ہو کہ سب ڈر گئے ہین دانت جبڑے پہ لبسکہ ٹھوکر دن کی نت پڑی ہے مار

دلھن۔ اب مین شعر و یر کو کہہ نہین جانتی مگر اتنا جانتی ہون کہ تم بالکل گدھے ہو ہمارے ملک کی جتنی عورتین ہین سب کے موچھ ہوتی ہے بے موچھ کی کوئی عورت نہین ہوتی

خوجی۔ آپکی ایسی تیسی پیاری۔ کیا الو مقرر کیا ہے۔

راوی۔ اے سبحان اللہ۔ ایسی تیسی کے بعد پیاری کے لفظ نے وہ لطف دیا ہے کہ باید و شاید (تیرے خدا کی مار پیاری) اور آپ کی ایسی تیسی پیاری۔ آپکی بھی ایسی تیسی جناب خواجہ صاحب آپ پر خدا کی مار حضور بدیا صاحب۔

دلھن۔ اے ہے تم تو بالکل اناڑی ہو سب عورتین تمنے دیکھین کہانے یہ موئی بازاری عورتین بھی کسی گنتی مین ہین۔ اے مگر گرستون ہو دن

بٹیو نکو دیکھو۔ ذرا ذرا سی موچھ سب کے ہے۔

خوجی۔ واہ ہے یہ عورتین کیا پھینیان ہین۔ بندۂ درگاہ درگذرے۔ بس بیچ پی ہزار نعمت پائی صاحب جی ہان۔

دلھن۔ اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون کہ اس عمر مین بڑھا خوشرو جوان پہی شمائل ہماری نظر سے نہین گذرا جو دیکھا ہو تو سامنے والی خوجی کی آنکھ کیطرف اشارہ کرکے دونون دیدے پٹم ہو جائین۔

خوجی۔ (مسکراکر) مین کس لائق ہون ہان کسی زمانے مین تھا

دلھن۔ قسم کھاکے کہتی ہون کہ اس اتنی عمر مین کوئی ایسی قبول صورت عورت نہین دیکھی۔ نہین دیکھی۔ میان اللہ تم کو دو چار برس اور زندہ رکھے۔

خوجی۔ آخر تمھاری کیا عمر ہوگی ابھی تو ماشاء اللہ جوان جہان ہو اٹھتی جوانی ہے ابھی سے اتنی تجربہ کار کیونکر ہوگئین۔

دلھن۔ واہ۔ اے شادی ہوتی تو تم ایسے لڑکے کھیلتے ہوتے۔

خوجی۔ واہ سب غلط۔ آخر آپ کا سن شریف کیا ہے۔

دلھن۔ اے یہی کوئی چالیس بیالیس پینتالیس چھیالیس

خوجی۔ (قہقہہ لگاکر) صاحبزادی ہم سے اور سن۔ واہ۔ اے پچاس برس کے تو میرے پوتے موجود ہین اور خدانہ جھوٹ بلائے تو کم از کم درمیش از میش میرا سن کوئی باون ترپن سے کم نہ ہوگا۔ میرے آگے کی لڑکی ہوا بھی۔ ع۔

اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو	

میرے چھوٹے بھائی کی پوتی تمھاری دادی جان سے بڑی ہوگی اور وہ بھی چھوٹا بھائی۔ ؎

برادر کی یہی ہے نیک بختی	سہے پیش برادر وقت سختی
سلف سے عالمون نے اے خوشا	کہا ہے قوت بازو برادر

دلھن۔ اتنی دیر سے بیٹھے باتین بنا رہے ہو اتنا نہین ہوتا کہ ذری بوسہ تو لین گویا جھک جائینگے بس بس محبت دیکھلی جائیے بس خوب الفت آزمائی آپ کی

آپ اس قابل نہین ہین کہ آپ سے الفت کرے یاد لگائے

خوجی۔ میرے زہے قسمت زہے نصیب کہ حضور طالب بوسہ ہوئین مین تو سمجھا تھا کہ بوسہ مجھے نصیب نہ ہوگا بارے شکر ہے کہ خود حضور نے طلب کیا۔ ورنہ۔ ؎

یک بوسہ ہرگز م لب سیمین برے نداد	
گویا نہال عاشقے ما برے نداد	

دلھن۔ اچھا اسی بات پر بوسہ لیلو۔ مگر بس ایک بوسہ

خوجی۔ برقع ہٹاؤ تو لطف بوسہ حاصل ہو ورنہ کیا فائدہ اس سے۔

دلھن۔ نہ۔ حجاب بھی کوئی شے ہے ماموئی بھیا ئی ہی کے ہاتھ بک گئے ہو۔ اوئی بھیا ئی بھی تو کتنی ہو خیر!

خوجی۔ اچھا تو برقع ہی پر سہی (دو تین بوسے لیکر) ؎

برقع ز عارض بر فلک یکصبحدم تا جاودان	
گردد فراش صبح را خورشید تابان در بغل	

یہ شعر ہرطرح کے جواب مین کہونگا اور روٹھ جاؤنگا۔

دلھن۔ اوئی سچ کہنا تو گویا معشوق تم ہو تم عورت ہو اور ہم مرد۔ اس مشوق مزاجی کو آگ لگے اللہ کرے

خوجی۔ دو باتین ہین دونون کا جواب دیجیے۔

(۱) تم مجھے مل کے رہنا چاہتی ہو یا بگاڑ کرکے۔

(۲) یہ موچھین سچ مچ کی ہین یا مصنوعی۔ اور بنائی ہوئی ہین۔

دلھن نے کہا اچھا خیر تم بھی کیا یاد کروگے برقع اٹھائے ڈالتی ہون مگر اسوقت سے تم اپنے کو میرا غلام سمجھو۔ تمھاری شرطین تو مین سن چکی ہون۔ اب تم میری شرطین سنو۔ لیکن اگر ایک شرط کے بھی خلاف عمل درآمد کیا تو مین بگڑ ہی جاؤنگی۔ اور تمھاری بوٹیان نوچ نوچ کھاؤنگی خواجہ صاحب نے برقع پر ہاتھ پھیر کر مسکراتے ہوے جواب دیا جان من تمھارے لئے جان و مال سب حاضر ہے یہ کیا بات ہے جو حکم ہو فوراً بجالاؤن اب شرطین بتایئے بدل و جان منظور ہین یہی شرط کروگی کہ کسی عورت کو نظر بد سے نہ دیکھنا۔ سو اگر نظر بد سے پری تک بھی نظر پڑے تو آنکھین تلوؤن کے تلے مل ڈالنا ایسی سہ پارہ کے ہوتے ساتے پھر کسی ایسی ویسی پر نظر ڈالون کیا مجال ہے

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ رہے اے دوست شناسا تیرا

دوسری شرط یہ ہوگی کہ کسی سے کشتی نہ لڑون تم کو خوف ہوگا کہ شاید کبھی ہاتھ پاؤن پر ضرب آئے۔ اس خیال پر مجھے بڑی ہنسی آتی ہے جان من تمھارا میان لڑکپن سے کشتی لڑتا آتا ہے۔ باپ پہلوان۔ دادا پہلوان پردادا مشہور آدمی اور مورث اعلیٰ رستم کا نام تو سب نے سنا ہے۔ ہندوستان مین پہلوانون نے ہمارا نام سنا اور کان پکڑ لیے جو مقابلہ کو آیا اس نے نیچا دیکھا ایکر تیہ کا ذکر ہے کہ بنھور کے میلے مین ایک پہلوان آیا۔ شیدی بڑا شہدگنڈا بنا ہوا پنجاب کا نامی گرامی پہلوان اسنے کہا ہم کشتی لڑینگے مگر اس شرط پر کہ کوئی ہمارا ہی ساگرد ڈیل ڈنڈیل اور قد کاٹ ہو اسقدر لحیم و شحیم اور ہٹیل آدمی کہان ملتا نوکون نے ہم سے آن کے کہا۔ ہم نے کہا اچھا سمجھا جائیگا۔ اپنے کل پٹھون کو لیکر ہم اس طرف سے نکلے جہان وہ ٹکا تھا آتے مجھے ٹوکا۔ کہو بھئی پہلوان کہانکی تیاریان ہین مین نے کہا بھائی پہلوانی ہم کیا جانین ایک دنی سے ادنی ہین بولا چاہے جو ہو اگر پہلوان ہو تو پھر آؤ۔ دو دو باتین ہو جائین مین نے کہا باتین تو ہو ہی رہی ہین کہنے لگا کہ یہ زبانی داخلہ یا ہم اوپر ہون یا تم۔ یا تم آسمان دیکھو یا ہم کو دکھاؤ۔ جسکو خدا نے وہ لے بس پھر ہم کب چوکنے والے ہین۔ ہم نے کہا بھائی سنو ہے

کرتے جون کو وہ نہین ہمتو سخن مین سبقت
پردہ کچھ ہم سے سنیگا جو کہیگا ہمسے

ہم کسیکو ٹوک کے نہین لڑتے۔ ہان تم نے ٹوکا اب ہم موجود ہین۔ مصرعہ۔

جب ٹوکتے ہین غیظ تب آتا ہے نہیں کو

مگر یاد رکھو تم ہم سے لڑوگے نہین۔ اسنے کہا تمھے لڑین اور تمھارے باپ سے لڑین۔ بس قبلہ۔

راوی۔ چ خوش بیوی کو قبلہ بنایا۔ ہو خلف الرشید۔

خوجی۔ بس قبلہ جناب والد مرحوم کا لفظ جو اس گستاخ کی زبان پر آیا تو بندہ آگ ہوگیا۔ مین نے کہا آؤ بسم اللہ پھر تو مجھسے اور اُس سے زبان لی۔

شیدی۔ ابی ابی کشتی ہو۔ اکھاڑا کھدوایا جاوے۔

خوجی۔ کسکا اکھاڑا ہیین بالو پر ہوا دھر یا اُدھر۔

شیدی۔ اچھا یون ہی سہی آؤ چٹنی کر ڈالونگا۔ بچہ۔

خوجی۔ ابے گیدی چونچ سنبھال مرد آدمیون مین اس قسم کی باتین مطلق جائز نہین ہین دل کا حوصلہ نکال لو نہ آگے

شیدی۔ اچھا آؤ۔ اسنے برسون کا تمھارا ریاض

خاک مین ملا دون گا۔

خوجی۔ تو بھائی جان جسکو خدا دے وہ بے بنی بنائی بات بگاڑے

شیدی۔ ہان ہان بنی بنائی بات تو ہے مگر دیکھ لینا انجر پنجر ڈھیلے کر دونگا دا کڑکر، پہلوان ہون بھٹر نہین ہون

بس مجھے غصہ آیا باندھ کے چٹ لنگوٹ مستعد اب دریا کے گھاٹ پر دو تین کرور آدمیون کی بھیڑ ہو گئی تھی اسیوقت کو توال نے ٹکٹر لگا دیے اور روپیہ اٹھ آنے چار آنے ٹکٹ باندھ دیا۔ اور بندہ اور شیدی اکھاڑے مین اُترے جیسے ہی مین نے کپڑے اتارے اور علی کا نام لے کر تین ڈنڈ پیلے۔ بس حضرت شیدی کانپنے لگا جیب کترے تو کیا کرے۔ مین نے خم ٹھونک کے کہا بسم اللہ۔

شیدی۔ ہم نہ لڑینگے صاحب۔ ہم کو انکار ہے اس سے صاحب۔ دل کشتی ضرور ہوگا تم سمجھائے کوتوال صاحب کو توال۔ خداوند اس شیدی نے انکو خود ٹوکا تھا۔ صاحب۔ دل اکھاڑے کے باہر تم نہ جانے پائیگا آج بے لڑے۔

شیدی۔ خداوند اسکا بدن چوہے۔ پہلے مین سمجھا کہ میری جوڑ ہے مگر اب میرے حواس جاتے رہے ہوش ٹھکانے نہین ہین مین نہ لڑونگا۔

خوجی۔ دیکھو پہلوانی کرتے ہو مگر پہلوان کا کینڈا تک نہین پہچانتے کہ پہلوان کیسے ہوتے ہین واہ حضرت واہ

جوانمردان دہ چیپ انداز سخن آمد
بمین میدان ہمین چوگان ہمین گو

پھر ایک گھنٹے تک کوتوال اور صاحب کہا کئے وہ نہ لڑا نہ لڑا۔ ہم وہ ہین۔

دلھن نے کہا اب تم نے اپنے دل سے گھر کے ایک بات بنائی ہم ان دونون شرطون مین سے ایک شرط بھی نہین کرتے ہماری شرطین یہ ہین۔

پہلی شرط۔ افیم کھانا قطعاً چھوڑ دو۔ بالکل۔

خوجی۔ لیں اب دونون شرط کی ضرورت نہین افیم چھوڑ دی اور میری پہلی ہی شرط مین حضور نے فیصلہ کر دیا اور شرطین خدا جانے کسقدر سخت ہونگی خدا کے لیے اس شرط کو جانے دو۔ واسطے خدا کے کوئی اور شرط اسکے عوض تجویز کر دو دلھن۔ اچھا دوسری شرط سنو۔ ہندوستان مین جب مکان لو۔ کسی بہروپیے کے پڑوس لو۔ ورنہ ہم ایکدن تمھارے ساتھ نہ رہین گے۔

اسقدر سننا تھا کہ خوجی آگ ہو گئے اور لگے بوکھلاہٹ کے اُردو کے عوض فارسی بولنے لگے۔ نابابای من بسیج۔ مکان ما قریب بودوباش خنص وصورت تغیر باشد ہرگز نباشد بپرسی کہ چرا نباشد۔ گفتم کہ ازین وجہ نباشد کہ مکان ما لائق شہد گان نیست۔ فہم کردی ارے غضب من ونزد بہروپیا نم چرا نم۔ ہرگز نخانم۔ ع

من کہ باشم کہ برآن خاطر عاطر گذرم

اسوقت چلو بھر خون خشک ہو گیا بہروپیے کی تو صورت سے مجھے نفرت ہے۔ دو شرطین بیان کین دونون جان کی دشمن لاحول ولا قوۃ۔ بس اب شادی اور خانہ آبادی معلوم۔ مین سمجھا تھا کہ خدا کو کچھ بہتری منظور ہے اب سمجھ گیا کہ خانہ بربادی کی ٹھکر ہے اسمیان کو کوئی نہلا۔ ساری دنیا مین ہمین دھوبڑھ گلا ہے

ہر بلائے کز آسمان آید	گر بہ بہروپیے نشیند جا شد

برزمین نارسیدہ می پرسد خانۂ انوری کجا باشد	

دلھن۔ فارسی تو خوب بولتے ہو میان مگر صورت تغیر ہم نہ سمجھے۔

خوجی۔ (اکڑکر) ہونھ کیا تعریف کی ہے کہنے لگیں فارسی تو خوب بولتے ہو میان۔ یہ نہ کہا کہ ایرانیون کو مات کردیا۔ فارسی تو خوب بولتے ہو میان واہ۔ مگر خیر۔ تعریف تو کی آنا دکمبخت تو تعصب کے سبب سے اسقدر بھی تعریف نہین کرتا (صورت تغیر) کا لفظ ایرانیون کا محاورہ ہے شیرازی بہروپیے کو صورت تغیر کہتے ہین۔

دلھن نے کہا جان من۔ از برائے خدا سچ سچ بتاؤ کہ شادی کے بعد تو ہمارے باپ سے بدلا نہ لوگے۔ جب تم داماد اور وہ تمھارے خسر ہوے تو پھر نا چاقی نہونی چاہیے۔ مل جل کے کام کرو۔ یہ نہین کہ وہ تمھارے دشمن ہون تم انکے۔ خوجی نے تشفی دی۔ کہا کیا مجال اور اگر وہ اُن دامادون مین ہین جن ملعونون کی نسبت یہ شعر چسپان اور صادق ہے۔ ؎

کیون نہ بر سین فلک سے انگارے بیٹی دے کر داماد کو مارے	

راوی۔ معقول۔ یہ حضور ہی کا کلام ہوگا۔ داماد کتنا فصیح لفظ ہے وہ تو آپکا کینڈا اچھا ہی نہین رہتا واللہ فرد ہو

خوجی۔ اگر اس شعر کے مصداق ہین تو خیر ورنہ بندہ تو انکا دماد ہے قدیم ہے اور اب فردی بزرگی کا واسطہ ٹھہرا اتنا سمجھ لیجیے۔ بس۔

دلھن نے کہا۔ اچھا ہم اب نقاب اٹھاتے ہین مگر سنبھلے ہوے ایسا ہو کہ چہرہ کی ضیا اور نور موفور اور حسن گلو سوز دیکھکر آنکھین خیرہ ہو جائین اور دم سے گر پڑو۔

خوجی۔ واہ یہان کروڑون بہروپان دیکھ ڈالی ہین۔ جی

دلھن۔ کروڑون تو پھر ہم کو کا ہیکو پسند کروگے مگر خوب یاد رکھنا صورت دیکھتے ہی تڑپنے لگوگے۔ اگر ہوش و حواس قائم رہین تو ناک ناک بدتے ہین۔ چاہے بدلو

خوجی۔ واہ ہماری ناک کٹی تو تمھارا اور ہمارا دونون کا نقصان ہے اور تمھاری کٹی تو دونون کا زیان۔

دلھن۔ نہین تو پھر مین صورت نہ دکھاؤنگی نہ دکھاؤنگی

خوجی۔ اچھا صاحب بدلی۔ ناک ناک بدلی۔ ادھر یا ادھر

دلھن نے کہا خیر بدلی تو بدلی۔ یون ہی سہی۔ اب مین برقع اٹھاؤن یہ کہکر دلھن نے نقاب کو اُلٹ دیا اور خوجی چیخ کے گر پڑے اٹھے اور پھر گرے اور سگ پاسوختہ کی طرح ادھر ادھر گھبرائے ہوئے پھرنے لگے مگر یا تو اُن وقت سے پڑتے تھے اسقدر غل مچایا کہ آسمان سر پر اٹھایا۔ اس وحشت کے صدقے یا خدا بچاے اگر اس منحوس کی صورت آج بعد مدت دیکھی اوگیدی دروازہ پر ہاتھ مار کر۔ ہاے در دازہ بھی بند ہے۔ اوگیدی خدا تجھ سے سمجھے نامعقول راوی۔ جھوٹے کی ایسی تیسی۔ بڑے فارسی دان بنے ہین

دلھن۔ تم بہروپیے کے نام سے اسقدر چونکتے کیون ہو۔

خوجی۔ یہ نہ پوچھو۔ ہم کو بمبئی کے ایک بہروپیے سے نسبت دق کیا تھا بہروپیے کے نام سے مجھے کامل نفرت ہے اور خصوصاً اس بمبئی والے بہروپیے نامعقول کے نام سے۔

دلھن۔ کون کون بمبئی کا بہروپیا۔ کونسا بہروپیا۔

خوجی۔ ارے صاحب وہ بڑا نامی گرامی بہروپیا ہے

دلھن - اے ہے تم وہی خوجی تو نہین ہو مسخرے جو آزاد کے ساتھ بمبئی مین آئے تھے اور ایک بہروپئے کو بھانسا دیئے تھے - کئی روپئے کا پارسل اپنے نام لکھکر بھیجدیا -

خوجی - ارے ! افوہ - ہم اسقدر مشہور ہوے ہین - مگر اسوقت قسمنے ہمین قتل ہی کرڈالا - کہین کا نہ رکھا - آگ ہوگیا ہون آگ - مصرعہ -

پانی چھڑکا تو آگ ہو جاؤن گا

دلھن - کاہے سے مین نے تو ایک بات کہی -

خوجی - خوجی کس بھکیے کا نام ہے - خوجی خوجی - اور خوجے کے باپ دونون کی ایسی تیسی - ہمارا نام جناب خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع ہے - خوبے کہین اور رہتے ہونگے اور یہ تم نے کیا کہا کہ مسخرے ہو مسخری تو خود ہوگی - ہم ظراف بذلہ سنج لطیفہ گو ہین مسخرے کی دم مین رسا مردک کی - مگر تو بتا کہ ہمارے جل دینے کا حال تمھین کیونکر معلوم ہوا -

دلھن - وہ میرے باپ ہین اب تمھارے خسر ہوے -

خوجی - (اچھل کر) ہو ہو ہو - جی خوش ہوگیا - ہاتھ پیر گئے - ہی کی کوئی چچا بنا کے چھوڑتا ہے مین نے سسرا بنکے چھوڑا

بریں مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسائش جان ماست

فکر ہے کہ اسکے خسر تو ہوے - ہان جان من - آزلو پاشا روم کے وزیر جنگ کا مصاحب مین ہی ہون مین پر پوٹ سکر یٹری ہون -

دلھن - خیر تو اب اور شرطین تو سن لو -

خوجی - یہ شرطاب مجکو منظور ہے کہ مین کسی بہروپئے کے پڑوس مین رہون مگر انکا ادراک کرنا محال ہے یہ ہم سے نہو سکیگا ہو سکے گا -

دلھن - اچھا ایک شرط اور ہے - جس جہاز پر بہت سے کمھار سوار ہون اسی جہاز پر ہم تم بھی جائین -

خوجی - ارے غضب خدا جانے - کمھار کی صورت سے نفرت ہے ہان اگر کمھارون کے ہان نہال ہو تو کیا مضائقہ وہ بھی آکے سسرے نہین ادھر بہروپیا ادھر کمھار - یہ تو سب ہوا اب آپ ذرا تو صورت زیبا دکھائین - خدا کی مار اس خرنامشخص پر (دوسرے دروازے پر ہاتھ مارکر) ارے یہ بھی بند ہے - یا خدا کس غضب مین جان پڑی ہے (تیسرے دروازہ پر ہاتھ مارکر) افوہ یہ بھی بند ہے اب مین بھاگون کدھر سے آزاد آزاد (غیشے کی راہ سے) آزاد آزاد پاشا - مس کلیرسا - مس ہیڈا - پولینڈکی شہزادی ارے زہین مرزا صاحب - ارے کوئی ہے ہرمزجی - سب مرگئے ہائے گاڑھے وقت کسی نے مدد نہ دی ہے

اسکا ہے کون جسکی مدد پر خدا نہین
ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہین

جب خدا ہی من بدیع بدبخت کا نہین تو کون ہو - (زور سے) یا خدا میری سن - خدا سے کیونکر اس کمبخت پلید نے سب دروازے بند کرلئے -

راوی - اس بوکھلاہٹ کے صدقے -

خوجی - اس مصیبت مین کبھی نہین پڑا تھا - افتاد - ہاے افسوس (سر پیٹ کر) یاران این چہ غدر مرا این چہ شد کہ درین چاہ نابکار وعمیق گرفتار شد - افسوس میکنم یاران من نالہ کہ بسیار افسوس دارم اے کوئی اس

بیگس کی بجائے دولھن کیطرف مخاطب ہوکر) اچھا آج پھر تم
ہی نہین یا ہم ہی نہین دونو نہین ایک نہین اوگیدی
تو دلھن نہین - گیدی ہے اور جورو روز کی تب نہوتی
تو اُٹھا کے دے مارتا -

گیدی - اچھا صاحب ہم گیدی ہی سہی آگے فرمایئے -

خوجی - ایسی صورت خدا کسیکو نہ دکھائے یہ کون بھلنسی ہے -

گیدی کیجے حضرت پہلے تو ناک کٹوایئے سامنے آیئے -

خوجی - دور دور سے باتین کرو دور دور سے -

گیدی - دور سے نہین مین ناک کاٹونگا ہم سے آپ سے
شرط ہے پہلے ناک کٹوایئے - پھر اُس پارسل کے
روپئے لایئے کیا باپ کا مال سمجھکر اپنے نام لفافہ لکھوالیا
اب دائین ہاتھ سے روپیہ لاؤ اور ناک سامنے کرو تو
چھری تیز کرکے اڑا لون -

خوجی لگ رہو بس مین بھلا آدمی ہون - جی الگ الگ
ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب حضور خواجہ بدیع الزمان
صاحب بدیع (بدیعا) آزاد کے ساتھ بمبئی مین داخل
ہوے تو ایک بہروپیے نے انکی ناک مین دم کر دیا پہلے
عورت کا بھیس بدلکر آیا سر مین انھون نے سیٹی بجائی
انکو ایسا غچا دیا کہ چکمے مین آگئے آخر کار نوبت بایں جا
رسید کہ وہ اونکو گود مین اٹھاکے لے بھاگا اسکے قبل
انکی اونکی گفتگو سُننے کے قابل تھی - ناظرین کی تفریح
کے لیے اس پیاری پیاری تقریر کا کسیقدر حصہ نذر
کیا جاتا ہے -

عورت - اصد جانتا ہے کتنے وجیہ جوان ہو اور خدا
پاک کی قسم کیا ہاتھ پاؤن پائے ہین مگر داڑھی منڈوا ڈالو

خوجی - (آکر کر) ابھی کیا ہے جوانی مین دیکھنا -

عورت - ڈیل ڈول کتنا پیارا ہے اور نک سک سے
کتنے درست ہین آپ کہ ماشاء اللہ - جی خوش ہوگیا مگر
داڑھی منڈوا ڈالو -

خوجی - (دونو بازو دونکو پھڑکا کر) اور جو مین درزش
کردن تو شیدی لنڈھور کو لڑا دون -

عورت - ذری کان تو پھٹپھٹا ڈالو - شاباش ہے -

خوجی - ایک بات کہون بُرا تو نہ مانوگی - سچ بتانا -

عورت - جو بُرا مانونگی تو ذرا کھوپڑی سلادونگی -

خوجی - (ہاتھ جوڑکر) جان من جان بخشی ہو تو کہون -

عورت - کیا کسی بھٹیاری یا کسی بھٹیارے کی جان
لوگے اے ہان -

خوجی - کہون کہ ڈالون - اچھا مگر خون معاف ہو جاے

عورت - (چپت لگاکر) ابے خون کیسا بھکوے
خون لایا ہے -

خوجی - یہ دھول دھپا شریفون مین کہان جائز ہے بھلا

عورت - شریف بچہ موے کو کون نگوڑی سمجھتی ہے (ٹوپی
پھینک کر ایک اور چپت جمائی چٹاخ) آنکھین کیا نیلی پیلی
کرتا ہے پھوڑ دون دونون دیدے -

راوی - واہ - واللہ اچھی آنکھ پھوڑی آنکھ لڑائی خدا
چشم زخم حوادث سے بچائے - جسم بھر مین اسنے دیدہ و
دانستہ انھین آنکھ ہی پر نشتر مارنا چاہا عورت کیا آنکھ پھوڑ ڈالیگی

خوجی - اب ہمارا مطلب تو اس جھنجھٹ مین خبط ہوا جاتا ہے
یہ بتاؤ کچھ مانگین تو دیا دو -

عورت ہان کیون نہین (کان پکڑکر ایک لپڑ مار اور

دوسرا ادھر کیا معنے بولتے ہین آپ پریشان ہوتے ہین
خوجی - ہم یہ مانگتے ہین - ہمارے ساتھ شادی کرلو -
تمھارے ساتھ شادی کرنے کو جی چاہتا ہے ! -
جب اُسنے بیاہ کا اقرار کرلیا تو خوجے کو جھپ سے گود
مین اُٹھالیا اور بغل مین دباکر لیچلی - خوجے بہت ہی چلائے
لاکھ ہاتھ پانون مارے ہزار زور کئے مگر اسنے جو دبایا
تو اسطرح لیچلی جیسے کوئی چڑی مارجانور دن کو پھڑپھڑاتے
ہوے لے چلے اب سارا زمانہ دیکھ رہا ہے کہ خوجی پھڑکتے
ہوے چلے جاتے ہین اور وہ کشیدہ قامت عورت چھم چھم
کرتی اور پھرتی کے ساتھ قدم دھرتی یہ گئی وہ گئی ایکبار
خوجے بھاگ نکلنے کو تھے مگر اسنے پھر جپٹ غوطہ کیا - خوجی بولے
چھوڑتی ہی یا نہین اُسنے کہا ہم شریفون کی بہو بیٹیان ایک
سر موڑ نہین - میان کو چھوڑنا کیا معنے - خوجے سر پیٹنے لگے کہ
ابھی سے میان کیونکر ہوے - ارے یار کیا شہر فسلہ ہے ایک
ڈائن بھلے مانس کو لے ڈالتی ہے اور کوئی بیچ بچاؤ تک
نہین کرتا یارو خدا کے لیے بچاؤ للہ بچاؤ - لیکن واہ رے
مین داڑھی بچا ہی لی بڑی دیر کے بعد اسنے انکو چھوڑا تھا
اسکے بعد دوسرے روز سپاہی بنکر آیا خوجی کو ٹھائی کی
چاٹ دیکر بزاز کی دکان پر بٹھایا اور انکی ضمانت دیکر ان
کو دکان پر گرو رکھکر لمبا ہوا - یہ جو تھوڑی دیر کے بعد اٹھنے
لگے تو بزاز نے للکارا - آخر انکے نام پر رقعہ آیا دہات قصبہ
کیون کہا گیا نہ بچا دیکھا ایکی بھر بچا نسا تب کی بیوی بن کے
چھپیا دیا - ایکی میان بن کے بچا دیا) اُس بہروپے سے موا جب
صاحب سخت ڈرتے تھے کہ ہر دم ہر لحظہ اُسکا نام زبان
پر آتا تھا خدا کھلا ہوا اور اُنھون نے غل مچانا شروع کیا کہ

بھلا بے گیدی ابے بھلا ابے بہروپے بھلا - اچھا بچہ
سمجھا جائیگا - یہانتک کہ پہلے ایک بار حضور خواجہ صاحب
درخت کے سائے مین آرام فرماتے تھے اتفاق سے
چیل نے بیٹ کردی تو جھلاکر درخت کیطرف نظر ڈالی
اور باآواز بلند کہا بھلا بے گیدی بھلا آج چیل بن کے آیا
آپ سنئے کہ وہی بہروپیا ایک رئیس نامدار کے ساتھ حج کے
لئے گیا تھا - بعد زیارت حرمین الشریفین رئیس موصوف مصر
کی سیر کیلئے آئے بہروپیا بھی ساتھ تھا آزاد پاشا سے اثنائے
راہ مین جس ہندیسے ملاقات ہوئی - (جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے)
وہ بہروپیا ہی تھا - آزاد نے اس سے فرمائش کی کہ
یہان خوجے کو چکادو تو جانین - چنانچہ یہ راے قرار پائی
کہ بہروپیا عورت کا بھیس بدلکر ایک کمرے مین بیٹھے اور خوجے
سے کہین کہ تمھاری شادی کے لیے ایک پری پیکر دوشیزہ
تجویز کیگئی ہے - خواجہ صاحب عقل کے دشمن تو تھے ہی فوراً
شادی کرنے پر آمادہ ہوے یہان آئے تو دیکھا کہ موچھ
اور داڑھی والی بیوی ہے جب سر اربلیغ کے بعد دلہن نے
برقع اُٹھایا تو بہروپے کی صورت دیکھکر خوجے کانپ اٹھے
اور بوکھلائے ہوے کمرے مین دوڑنے لگے بہروپے نے
دو اقرار کئے تھے کہ اگر برقع اٹھنے کے بعد خوجی گھبرا جائین
تو بہروپے کی ناک کاٹ ڈالین اور اگر گھبرا جائین تو بہروپیا
انکی ناک اڑالے اب اُسنے ناک اڑانے کی فکر کی اور یہ
بھی کہا کہ ہمین چکادے کے آئے تھے اب پارسل کے
روپے گئے - ورنہ مرمت کیجائیگی - خواجہ صاحب بوکھلان
نوچنے لگے کہ کس مصیبت مین جان پڑی -
بہروپیا - دائین ہاتھ مین روپیہ لیا دبکے ایک بات کہکر

ادھر لائیے بندہ جا قبض کر رہا ہے۔

خوجی۔ جا بیجا نہ سے نکالو گے تو بس بگڑ ہی جائیگی

بہروپیا۔ اور بنی کب تھی۔ تاک ادھر لاؤ۔ آج نکلے تو کھلاؤ گے ہم اسی مین خوش ہین کہ خوجے جیا برے احوال۔

خوجی۔ (تھپڑ کا اشارہ کرکے) خوجے کی ایسی تیسی تو کی

بہروپیا۔ بیش باد۔ ناک بھی بڑی۔ ہات ترے کی

خوجی۔ او گیدی الگ رہنا۔ بس الگ ہی رہنا کہہ دیا ہے ہان کیا دل لگی ہے ہونہہ! بڑے وہ بنکے آئے ہین ابھی آپ میرے غصے سے واقف نہین ہین۔

بہروپیا۔ مین خوب واقف ہون کم زور مار کھانیکی نشانی

خوجی۔ ہم کمزور ہین۔ یا خدا اسوقت کرے پر بجلی گرے اور ہم دونون جل بھن کے خاک ہو جائین آزاد دروازے سے جھانک کر اے آزاد۔ نہ بول کمبخت۔ مس کلیرسا صاحب اجی مس مینڈا کوئی ہے۔ واہ سب کے سب مارے پڑے ہین اچھی دلھن دکھائی۔

بہروپیا۔ اب بتاؤ وہ پارسل وا۔ لدو پے دوگے یا نہین

خوجی۔ کیسے روپے اور کسکی پارسل۔ آیا وہان سے بہروپیا۔ پھر مجھ سے آپ سے پکڑ ہوگی۔ بس اور اس سے بڑھکر کیا ہوگا ناحق بن ناحق ہاتھ پاؤن توڑکے دھر دونگا

خوجی۔ کیا (مسکراکر) ماشاء اللہ چلے جاکے ہوٹل والونسے تو دریافت کرو کہ کس جوانمرد کی کیساتھ مصر کے پہلوانونکو اٹھاکے دے مارا چارون شانے چت۔

بہروپیا۔ اچھا پھر اب تمھاری قضا آئی ہے۔ مجھسے لڑائی جھگڑا مین۔ خواہ مخواہ ناحق ہاتھ پاؤن کے دشمن ہوتے ہو۔

خوجی۔ سچ کہنا ہون ابھی میرا غصہ تم نے نہین دیکھا ہے۔

راوی۔ کیونکر دیکھتے اسوقت یہ کہان تھے جب بواز عمران پر اپنے غصہ اتارا تھا۔ جب کھار کی مرمت کی تھی۔ جب کسان کو کانجی ہوس لے گئے تھے۔ غرض کہ بہروپیے کی خیر کچھ نہین نظر آتی ہے۔ خوجے کے ہاتھ سے اسکی قضا آئی ہے۔

بہروپیا۔ اب ایک دفعہ پوچھکر پھر ہاتھ سے خبر لونگا۔

خوجی۔ اور مین قولی سے بات کا جواب دونگا۔ گیدی

بہروپیا۔ ہم سے تم سے کیا اقرار تھا ناک ناک بدی تھی۔ نہ ناک تراش کے چیلون کو دینگے۔ چیل چلو چیل چلو۔ اندھے بچے والی چیل چلو۔ حضور کی ناک اور چیل کی چونچ۔

خواجہ صاحب سوچے کہ اب اس سے چھٹکارا محال ہے اول تو کرارا آدمی۔ دوسرے گران ڈیل تیسرے شہزور چوتھے جوان۔ یہ پستہ قامت ضعیف البنہ۔ دبلے پتلے ہاتھ پانون۔ ماشہ بھر کے آدمی۔ کوئی پھونک مارے تو پتانے لگین۔ مگر تنکے پن کے سبب سے دب کے رہنا محال تھا۔ آخرکار بہروپیے سے یہ لجاجت پیش آئے۔

خوجی۔ بھائی جان پردیس مین ہم کو تم کو مل جلکے رہنا چاہیے۔ مگر خدا جانے تم کیسے ہندوستانی ہو کہ ہندوستانی کا ساتھ نہین دیتے۔

بہروپیا۔ پارسل کا روپیہ دائین ہاتھ سے ڈالدو تو خیر۔

خوجی۔ اجی لاحول تم بھی کیا باتین کرتے ہو۔ اے توبہ۔ ؎

	حساب دوستان در دل گردہ بیوفا مجھے

کوئی بوجھے تو کیا بوجھے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

پارسل کا ذکر کیسا۔ بزاز کی دکان پر بھی تو حضور کیطرف سے کچھ پوچ آئے تھے کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے چلو فراغت ہوئی بہروپیا۔ اچھا تو وعدہ تو پورا کرو ناک تو کاٹنے دو۔

خوجی۔ واہ بھلا مجھ غریب آدمی کی ناک کاٹنے سے فائدہ ناک چھوڑ چاہے دونون کان کاٹ ڈالو۔ مگر ہمارا جوبن کم نہ ہوگا۔

راوی۔ ہم جانتے ہین ناک کاٹنے سے اور دوبالا ہو جائے گا۔

اتنے مین آزاد پاشا نے دروازے پر آواز دی جناب خواجہ صاحب اور خوجے کفن پھاڑ چیخ اٹھے خوش آمدی خوش آمدی بیا برادرم بیا۔ ع۔

بیا برادر آؤ رے بھائی

بہروپیے نے دروازہ کھولدیا۔ مس کلیر سانے آتے ہی قہقہہ لگایا۔

آزاد۔ کہئے حضرت شادی مبارک ہو۔ یار آج ہماری دعوت کرو۔

خوجی۔ زہر کھلاؤ اور دعوت مانگو یہ جو ہمنے آپ کی حمایت کی کروڑون مصیبتون سے بچایا۔ لاکھون خطرون مین جان پڑی اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ نے ہمکو ذلیل کیا مس روز دل افروز کے روبرو ہمکو کیا جانے کیا کیا کہا اور ہزارہا باتین سنائین مگر ہم خاموش ہو رہے اب اسوقت یہ گل کھلا۔ بس قسم خدا کی۔ خیر۔

مانیارا ن چشم یاری داشتیم	آخر دغا بود آنچہ ما پنداشتیم

ایک تو اس مرد معقول پسند نے بھرکس نکال ڈالا اوپر سے اس دھوکے مین کہ عورت ہو اسکے منھ کون لگے کوئی پہلوان ہو تو تم ٹھوک کے لڑو ان مگدلون سے لڑنا چھوٹی بات ہے یہان تو یہ خیال تھا اور وہان وہ اودھی فکر مین تھا اب ہم یا مصر مین نوکری کرینگے یا پھر روم واپس چلے جائینگے وہانکے لوگ قدردان ہین دن بھر مین اگر دو چار شعر بھی کہ لین تو کھانے بھر کو بہت ہین روپیہ شعر سے تو کم ملیگا نہین ان اشعار نے ہمین ایک اشرفی دلوائی تھی۔

بی بی کند دکھن من خامہ روائی	سرد ست ہوا آتش بید رد بجائی
باید کہ صراحی بود و لبستن صہبا	تا ناطقہ را دی دہد و ادہ وفائی
عید ست دم صبح و جہانی تماشا	ماؤ کف خاکستر و آئینہ روائی

خیر اس انسان کچھ کھو ہی کے سیکھتا ہے۔ ہم بھی کھو کے سیکھے اب تمام عالم مین کسی کا بھروسا نہ رہا۔ دنیا ہے اپنا مطلب افسوس صد افسوس۔ اب خموشیدن بہ از خروشیدن کے سلک کا سالک ہونا لازم ہے۔ ؎

نفس با سوزد مسازست امروز	خموشی مخبر رازست امروز

کلیر سانے کہا یہ مٹھائی اور دعوت نہ دینے کی باتین ہین اڑن گھائیان کسی اور کو بتانا۔ ہم بے دعوت لئے نہ رہینگے۔ ایسی بیوی پائی جلسہ اور دعوت ندارد۔

خوجی نے کہا۔ ہان صاحب آپکو کیا یہان ہڈی پسلی کا فیصلہ ہو گیا تھا ان کو دل لگی سوجھتی ہے۔ خدا کرے جیسی بیوی ہم نے پائی ویسا ہی شوہر تم پاؤ بس اب اس سے بڑھکر اور دعا کیا دون ؎

بد نہ بودے زیر گردون گر کوئی بیوی سنے	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مس جیمنا نے مسکراکر خوجی کو سلام کیا۔ حضرت نے جھلاکر کہا بس بس سلام رہنے دین حضور دور ہی سے سلام ہے لیکے دھرواد یا اور اوپر سے سلام کرتی ہین ایسے سلام سے در گذرے اور مین اسوقت ایسا پاگل بنگیا کہ کچھ نہ پوچھو اتنا بھی نہ سوچا کہ مصر کی عورت اردو کیونکر بول سکتی ہے۔ لیکن بیوی پانے کا شوق آنکھوپر پٹی بندھ گئی آخرکار اُلو بنے وہ تو کہیے بڑی خیر گذری ورنہ ناک ہی گئی تھی اور پارسل کے روپے الگ دینے پڑتے خدا نے بڑی خیر کی

خواجہ صاحب سے لاکھ لاکھ کہا مگر اُنھون نے قسم کھائی کہ باہر چہ بادا باد۔ چاہے جو ہو ہم آزاد کی صورت نہ دیکھینگے ہمین ایک قسم کی نفرت ہوگئی۔ ہندوستان سے اتنی دور کے فاصلے پر آئے راہ مین ہماری وجہ سے دل لگی رہی راستے بھر بتاتے ہوے آئے ونیشیا کو انسے ملادیا۔ مس روز کے ہان ہمارے قدم کی برکت سے چہل پہل رہی سفر کے خطرون سے ہماری دعاے نیم شبی و سحری نے بچایا۔ پولینڈ کی شہزادی کے ہان ہم کام آئے ورنہ قید مین پڑے پڑے آنکھین مانگتے ہوتے میان ان سب باتون کا انجام یہ ہوا کہ ہمین پرچکے چلنے لگے اور اس بدبخت نالائق سخت بہروپیے سے مڈھ بھیڑ کرائی بھاذاللہ خیر

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز	

سمجھا جائیگا ع

چلے جاتے رہے کہ اندھیاری	

یارب مرے خامے کو زبان دے	سنسار ہزار داستان دے
پانچ انگلیون مین ہے حرف زن ہر	یعنی کہ مطیع پنجتن ہر
ختم اسپہ ہوئی سخن پرستی	کرتا ہو زبان کی پیش دستی

الغرض آزاد پاشا ان دونون حمدان جنت کو لیکر ہوٹل گئے مگر خوجے نے انکا ساتھ نہ دیا۔ گھنٹون آزاد سمجھایا کئے مس کلیرسانے خوشامد کی ٹیڈا بہ جاجت پیش آئین لیکن انھون نے ایک کا کہا نہ مانا۔ بہروپئے نے کہا اب ہم تم دونون اکیلے رہ گئے ہین چلو جان ہمارے نواب صاحب لٹکے ہین ہمین چل کے رہو۔

خواجہ صاحب بہروپئے کے ساتھ روانہ ہوے اور کہا کہ اب تمھارے ساتھ ہین چاہے بناؤ چاہے بگاڑدو۔

چالا

چوتھی کے دن نواب جمرا قتدار نے وہ لطف اُٹھائے کہ جی خوش ہوگیا نازک ادا بیگم کی شوخی اور اچپلا ہٹ جانی بیگم کی لفاظی اور چلبلا پن حشمت بہو کی نازک ادائی اور دلربائی مبارک محل کی نستعلیق باتین الغرض جدھر نگاہ جاتی تھی کہ سن حسین ہی نظر آتی تھین نازک ادا کی چلبلی باتون نے ان کو لبھالیا۔

ثریا بیگم بھی کسیقدر کھٹکین کہ میان کی نظر اس شوخ بیباک چست و چالاک پر بےطور پڑ رہی ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت ہاتھ سے جاتی رہے اور دل قابو مین نہ رہے شب کو نواب صاحب نے انکے چھیڑنے کے لیے کئی بار نازک ادا کی تعریف کی اور ثریا بیگم جھلانے لگی۔

نواب۔ نازک ادا بیگم کی ادا نے ہمین مار ڈالا۔ ادا خود اُسکی ادا پر لوٹ پوٹ ہے۔ اور آنکھ تو ایسی نشیلی رسیلی پائی ہے کہ ہاے ہاے۔

ثریا بیگم۔ عجب بیہودہ باتین ہین تمھاری خدا جانے کن لوگون مین تمنے تعلیم پائی ہے نازک ادا کی ایسی تیسی

نواب - تم ناحق تنکی ہوتی ہو - مین تو صرف اسکے حسن کی تعریف کرتا ہون -

ثریا بیگم - اسے تو کوئی ڈھونڈھ کے ایسی ہی کی ہوتی اور نہین -

نواب - تمھارے یہان کبھی کبھی آیا جایا کرتی ہین -

ثریا بیگم - مجھے اس گھر کا حال کیونکر معلوم ہو مگر جو تمھارے یہی لچھن ہین تو خدا حافظ ہے آج سے یہ باتین شروع ہوگئین -

نواب - مین تو ہزار جان سے فدا ہو گیا ہون - ؎

کافر غارتگر ایمان من
دلبر من جان من جانان من

ثریا بیگم - اور جانی بیگم پر بھی تو بار بار نظر پڑتی تھی -

نواب - وہ بھی پرکالۂ آتش ہے چندے آفتاب چندے مہتاب -

ثریا بیگم - ہان سچ ہے - گھر کی مرغی دال برابر - ابھی دوسرا ہی دن ہے اور یہ حال ہے - سچ ہے مرد سے ہرگز نہ چوکا - اسی سے کہلا ستے ہین خراب تو مین آن کے پھنس ہی گئی - مگر مجھے وہی محبت ہے جو پہلے تھی تمھاری محبت - البتہ جاتی رہی -

نواب - دل لگی تو ہو چکی - قسم کھا کے کہتا ہون جو تمھارے مقابل مین کوئی بھی جچتی ہو - کوئی جچتی ہی نہین خدا گواہ ہے نواب صاحب کا منشا اس چھیڑ چھاڑ سے یہ تھا کہ دیکھین کی دل لگی ہو مگر جب انھون نے دیکھا کہ اپنا مطلب ہی فوت ہوا جاتا ہے تو کان پکڑے کہ اب ایسی دل لگی نہ کرینگے اور دلھن کے رخسار چوم کر یون کہا کہ تم نے کیا تعریف کی بڑی دانشمند ہو کر ذرا سی بات پر روٹھ گئین - بھلا اگر میرے دشمن بدی ہوتی تو تمھارے سامنے انکی تعریف کرتا - کہ تو یہ مجھے کوئی پاگل مقرر کیا ہے کیا - اے واہ سبحان اللہ مطلب نکلنے پر تھا کہ دو گھڑی کی دل لگی ہو تم ذرا انکو - مین ذرا چھیڑون تمھارے روٹھنے منانے مین بھی تو ایک لطف ہے مگر تم کچھ اور ہی سمجھین میرے ہوش اڑ گئے - خوب یاد رکھنا کہ جبتک میری اور تمھاری زندگی ہے کسی اور عورت کو نظر بھر کے نہ دیکھونگا اگر دیکھون تو شریعت مین

ثریا بیگم - وہ عورت کیا جو اپنے شوہر کے سوا کسی نامحرم کو بری نظر دیکھے اور وہ مرد کیا جو اپنی بیوی کے سوا پرائی بہو بیٹی پر نظر ڈالے اور سچ سچ تو یہ ہے کہ میان بیوی جب ہی خوش رہینگے کہ یہ اسپر فدا ہو وہ اسپر شیدا نہین تو دل نہ ملیگا - بس صاف صاف یہ ہے -

نواب - بس یہی ہماری بھی رائے ہے اور جو لوگ دس دس شادیان کرتے ہین - دو جورو - چھ بیسوائین گھر پڑی ہون انکو ہم اچھا نہین سمجھتے ہزار دو نہین شاید دو ایک ایسے ہون تو ہون ورنہ عدل کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اور زبانی ظلم اور غصے کے کہنے کو سبھی کہتے ہین اور کرتا کوئی بھی نہین -

ثریا بیگم - جو نازک ادا جانی بیگم کی سی عورت کے ساتھ اب تم شادی کرو تو پھر ہین کا ہے کو پھر پھر جدل کہان ہے

نواب - اے توبہ - کیا کہتی ہو تم لاکھون کروڑون مین انتخاب ہو -

ثریا بیگم - مگر تمنے تو اس طرح انکی تعریف کی کہ مین سمجھی دل ہی قابو مین نہین ہے - خدا ہی خیر کرے -

نواب - فقط مذاق تھا - ورنہ کہان تم کہان وہ کوئی مقابلہ ہے

اول تو حسن مین فرق پھر حسن مین فرق ۔ خالی خولی شوخی ہوئی تو کیا ۔

ثریا بیگم ۔ اب مجھے بناؤ نہ بہت ۔ خالی خولی شوخی! کیا بےقلع ہین وہ تو حسین اور خوبرو نہین ہین بہت چل نہ نکلو۔

اب سنیے کہ صبح کو دلھن کے یہان سے مہری آئی آن کر بیٹھی آداب بجا لائی ۔ عرض کیا ۔ دولھا میان نے کہہ دیجیے آج بڑی سالی کے ہان آئین اور دلھن کو بلایا ہے پہلا چالا ہے ۔ بیگم صاحب مادر نوخہ نے پوچھا انکے یہان مین آئین یا حشمت بہو کے ہان کہا حضور یہان مین بلایا ہی حضور دلھن کو اسیوقت اجازت دین ۔

بیگم ۔ اچھا ۔ تمھارے ہان وہ لڑکی تو بڑی ہی غضب کی ہی نازک کسی سے دبتی ہی نہین ۔ کسی بات مین بند نہین اکثر تیز طبیعت بھی لڑکیان دیکھین وہ سب سے نرالی ہے ۔

مہری ۔ (مسکراکر) حضور طرح طرح کی طبیعتین ہوتی ہین ۔

بیگم ۔ ایسی طبیعت بھی کیا کچھ تو شرم یا حیا کا خیال ہو ۔

مہری ۔ حضور بیگم صاحب نے بھی کئی بار سمجھایا ۔ حشمت بہو کو خود بھی برا معلوم ہوا مگر وہ سمجھتی ہی نہین مگر ہی کیا کہ باتین ہی ایسی ہین ۔ کوئی جا بیجا بات نہین سننے مین آئی آجتک ہان یون جو کوئی دیکھے تو یہی سمجھے کہ ۔

بیگم ۔ وہ خالی باتین ہی انکو کیا کم ہین اوہ ۔

خورشیدی ۔ اجان ہمارے تو ہوش اڑگئے اور اس بیچاری لیلیٰ کو بات بات پر بناتی تھین اسکو تو رلا ہی چھوڑا

نواب بیگم ۔ وہ باتین ہی گنوادین کی ہی کرتی تھی ۔

بیگم ۔ اے واہ ۔ وہ لاکھ گنوار دہی سہی باتین کرے پھر اس سے کیا ۔ انکو تو نہ بنانا چاہیے تھا ۔ اور پھر جو اپنے ہان آئے اسکی خاطر کرنی چاہیے انسان کو یا اس سے اسقدر کی دل لگی کرے کہ وہ پھر کبھی آنے کا نام زبان پر نہ لائے

خورشیدی ۔ ہان یہ سچ ہے مگر ہم کو انکی وضع سے ۔ (آہستہ سے) معلوم ہوتا ہے دوبلے دانتون (نیک نہین ہین آگے خدا جانے ۔

بیگم ۔ یہ نہ کہو بیٹا ۔ ابھی تمنے دیکھا کیا ہے ۔

نواب ۔ (اشارہ کرکے) کہا انکی مہری بیٹھی ہے اسکے سامنے کچھ نہ کہو ۔

خورشیدی ۔ (آہستہ سے) ہم نے تو بہت ہی آہستہ سے کہا

نواب ۔ دلھن کے کان مین) تم بُرا نہ ماننا ۔ ہم لوگ آپسمین ہنستے ہین اور کیا ہم جانتے نہین ہین کہ نازک ادا پاکدامن عورت ہین ۔

دلھن ۔ (شرماکر آہستہ سے) جیسا کوئی ہوگا اسکو ویسا سب کہینگے ۔ اس مین برا ماننے کی کون بات ہے اور مین کیون برا مانونگی ۔

راوی ۔ ناظرین کو خوب معلوم ہے کہ نواب صاحب نے جو نازک ادا پر چاہ سے نظر ڈالی تو ثریا بیگم کو برا معلوم ہوا کہا ہمارے ہوتے سامنے کسی اور پر نگاہ پڑے ۔ ستم ہی نہین بس خورشیدی بیگم اور نواب بیگم اور ساس کے کہنے کا بُرا نہ مانا اور اصل مین دیکھیے تو برا کیون نہ مانتین ۔ نام کی بہن بن بیٹھی تھین ورنہ ثریا بیگم ۔ اللہ رکھی جو گن شبو جان مس پالین کو نازک ادا اور جانی بیگم سے کیا واسطہ کچھ نہین پھر بُرا ماننے کا کیا سبب ۔

الغرض دلھن کی ساس نے حکم دیا کہ دار وغہ سے کہو

باجے والے باد بہاری والے روشن چوکی والے سب حاضر ہون۔ خلانیان پیش خدمتین خواصین تیار ہون سکھپال لگایا جاے۔ فوراً تعمیل حکم ہوئی۔ سواری نکلے سے چلی شہر یا بیگم دم کے دم مین سیکے مین داخل ہوئین یہان مکان پہلے ہی سے آراستہ سجایا تھا گنگا جمنی پلنگ کونے مین بچھا ہوا بغل مین چاندی کی پلنگڑی عنبر و نفیس بہ نفیس پردے پڑے ہوے۔

شام کو دولھا چلا۔ صوفیانہ مگر بیش بہا لباس زیب تن ہوا۔ لطافت پوشاک خارج از بیان ہی عطر کی خوشبو سے تمام محلہ بس گیا۔ اور مصاحبون نے حسن و جمال اور جامہ زیبی اور ریاست اور شان و شوکت اور اخلاق کی تعریف کے پل باندھ دیے۔

ببر علی۔ حضور اسوقت ایران کے شہزادے معلوم ہوتے ہین۔

نور خان۔ اسمین کیا شک ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہزادہ کسی سلطنت کا ولیعہد مسند لگائے بیٹھا ہے اللہ ہر بلا سے محفوظ رکھے۔

عیدو۔ حقتعالے کرے کسی ملک کی بادشاہی ملے۔

اے قدت ہمچون صنوبر دے رخت چون نیم ہے
دارو درد ے کہ داری در میان لام ہے

اس شعر پر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ میان عید و جمیب گئے اور رفقا مین تو ایک دوسرے سے لاگ ڈانٹ ہوتی ہی ہے سب نے ہنسنا شروع کیا اور آوازے کسنے لگے۔

ایک۔ واہ میان عید و واہ اچھی بے تکی ہانک لگائی

دوسرا۔ حضور کو یہ بتانا ہی کیا فرض تھا۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

تیسرا۔ مگر کتنا موزون شعر میان عید کو یاد آیا۔ وے رخت چون مری کی کتنی کی رخ اور لیے سے مشابہت بھی تو ہے بولین گے ضرور چاہے آئے جائے خاک نہین چوتھا۔ زبان کی چل کو کیا کرین اور پہلے مصرع کے بعد ع

دارد دردی کہ داری در میان لام ہے

کسی قدر چسپتان ہے رعید و کیطرف مخاطب ہو کر اب بھی بالکل۔ گاف۔ دال۔ ہے ہی رہے۔

پانچوان۔ اوہ۔ واللہ ہنستے ہنستے انسان لوٹ لوٹ جاے آدمی تو آدمی گدھون تک کو ہنسی آے انکی باتو پر مرد خدا شعر پڑھنا ہی کیا فرض تھا خواہ مخواہ اپنے کو ہنسوانا کیا فرض ہے اگر حضور کی تعریف کرنے کا شوق تھا تو یون کہا ہوتا۔

مداح چون تو لی نسزد غیر چون منے	نازم شکوہ خویش بلندست شان تو
باید دماغ بہر شنیدن ثنا بس	بوی گل ست نغمۂ نا توان تو
حاشا کہ در گمان گندانی نظیر من	یکتا دری بدور تو گردیدہ آن تو
اے بخت تو بسبزی عمر تو در خوشی	آن نو بہار و این چمن بیخزان تو

ہموارہ باد در دے زمین جلوہ گاہ تو
پیوستہ باد خنگ فلک زیر ران تو

رفقا۔ آمین آمین۔ ثم آمین۔ یارب العالمین ع

این دعا از من و از خلق خدا آمین باد

خدا ہمچنین کند۔ اب میان عید کی آنکھین کھلی ہونگی کہ ہان شعر شاعری اسے کہتے ہین جی حضرت امدنیسن آپ نے شعر پڑھا تھا۔

چہ خوش گفت ست کالی داس در شذ
بونکل بونکل لٹل اسٹار

مصاحب - خداوند نظر بد سے حضور کو خدا بچائے اس وقت سچ مچ اور آن بان ہی نرالی ہے جورت دیکھے تو ہزار جان سے عاشق ہو جائے ذرا فرق اس مین نہین شیر مرد ایسے ہی ہوتے ہین ریاست چہرے سے نمودار ہے - جرأت آنکھون سے آشکار - مروت بشرے سے عیان - سخاوت بات بات سے نمایان ایک رفیق بولا - پیر مرشد واسطے خدا کے ذرا آج چوک کیطرف سے چلیے گا قربان جاؤن آج ہی دن ہے کہ ہمارے حضور پر نور چوک کی جانب سے چلین - ذرا ادھر ادھر کمرون سے احسنت و مرحبا کی آواز تو بلند ہو -

نواب - بیکار ہے - جسکی بیوی ہو اُسکو ان باتون مین نہ پڑنا چاہیے -

رفیق - اے حضور یہ تو ریاست کا تمغہ ہے خداوند -

دوسرا - کیا شک ہے رئیس اور ریاست اسی کے معنے ہین

تیسرا - حضور یہ تو غریب مفلس آدمیون کے لیے ہے کہ ایک بیوی سے زیادہ نہو - دوسری بیوی کو کھلائیگا خاک مگر امرا کا تو یہ جوہر ہے - ایک ہو یا دس ہون اور بادشاہ بادشاہون کے آٹھ آٹھ نو نو سے زیادہ محل ہوتے ہین - ایک دو کی کون کہے ایک دو کس شمار قطار مین ہین بھلا - جسکو خدا نے دیا ہوتا ہے وہی اس قابل سمجھا جاتا ہے ہر کوئی تھوڑا ہی ایسا ہوتا ہے - ع -

لائق افسر بنا شد ہر سرے

چوتھا - ارے بھئی تم لوگ خاک نہین سمجھتے - بالکل عقل سے بے بہرہ ہو رئیس لوگ کہین چوک کے کمرے تاکا کرتے ہین - جسکو آنا ہو گھر پر حاضر ہو در بدر مارے مارے پھرنے سے کیا مطلب نکلنا ہے -

پانچوان - حق یہ ہے کہ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے -

راوی - سبحان اللہ - مگر عیب کرنا فرض ہے - کیا خوب بھرے دے رہے ہین ریاست کے یہی معنی ہین کہ بدمعاش اوباش عیاش بدوضع خدائی خوار ہو - غریب بیچارہ کیا کھا کے بدمعاشی کریگا لاحول ولا قوۃ اسکی کیا ہستی ہے یہ جوہر امیرزادون ہی کا ہے اور تو خیر حضور کی صحبت مین شاعر کیسے کیسے گرانمایہ بیٹھے ہین ایک سے ایک بڑھ چڑھکر ہے اپنے وقت کا فیضی اور خاقانی اور عرفی اور عسجدی ہی ہین

عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے

اے سبحان اللہ تقطیع سے یہ مصرع کسقدر درست ہے ماشاء اللہ ماشاء اللہ -

الغرض نواب صاحب کو ایسا چنگ پر چڑھایا کہ چوک ہی سے لیگئے - مگر نواب صاحب نے گردن جو نیچی کی تو چوک بھر مین کسی کمرے کیطرف نہ دیکھا اسپر صاحبون نے حاشئے چڑھائے اے حضور از براے خدا ایک نظر تو دیکھ لیجیے - للہ ایک نظر دیکھیے تو سہی کیا کٹاؤ ہو رہا ہے حضرت یوسف کے حسن کا فقط شہرہ ہی شہرہ سنتے ہین مگر حضور کا جمال مبین آنکھون سے دیکھ لیا - اگلم زد فرزد - خدا اس سے اور زیادہ دولت حسن عطا کرے آمین عنایت خدا سے آج اس حسن کا جوان اس شہر مین تو نہین ہے ساری خدائی کا حال کون جانے مگر اس شہر مین تو واقعی کوئی جوان حضور کے حسن کو نہین پہنچتا

مردانہ حسن یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر ببر کچھار سے چلا آتا ہے دوسرا بولا مگر اس وضع کے پاس کو دیکھئے گا ذرا سر نیچا اٹھایا۔ یہ نہین کہ بد معاشون کی طرح تکتے چلین کبھی ادھر اور کبھی ادھر کیا مجال۔ ع

جسکے رتبے ہین سوا اُسکو سوا مشکل ہے

نواب صاحب دلین سوچتے جاتے تھے کہ ان بدوضع بدتمیز خوشامد خورون کے ہاتھ سے چھٹکارا محال ہے یہ تباہ ہی کرڈالینگے۔ انکے پھندے مین پھنسے اور داخل جہنم ہوئے ہم نے ٹھان لی ہے کہ تادم زیست کسی عورت کو نظر بد سے نہ دیکھینگے یون ہنسی دل لگی مذاق کی اور بات ہے مگر بدی کے قریب نہ جائینگے اور یہ بدبخت ہین چنگ پر چڑھاتے ہین اگر یہی صحبت ہے تو خدا ہی حافظ ہے اسنے بچنا معلوم۔ ؎

گر ہمین مکتب ست و ایین طا
رطفلان تمام خواہد شد

سسرال مین پہونچے باہر دیوانخانے مین بیٹھے ناچ شروع ہوا اور مصاحبون نے ادھر خداوند نعمت ادھر ارباب نشاط نے تعریف کے پل باندھ دیے ہمارے خداوند خوب سمجھتے ہین کوئی علم ایسا نہین جس سے آگاہ نہون ہر فن کے استاد ہین اور اس علم موسیقی کے تو کامل استاد ہین دوسرے نے کہا مگر یہ بھی اپنے فن کی کامل ہین ایسی خوش آواز اب دوسری شہر مین نہین ہے اگر شاہی زمانہ ہوتا تو لاکھون روپے پیدا کرلیتین اداب بھی ہمارے حضور کے قدردان جوہر شناس بہت ہین مگر پھر بھی کم ہین ہولی کی تو کوئی پھیکا ہے بیجون حضور ہولی کی فرمائش کرون۔

نواب۔ جو جی چاہے۔ اختیار ہے گانے دو۔

رفیق۔ حضور فرماتے ہین یہ جو ادا کرینگی رنگ جمائینگی مگر ہولی ہو تو اور بھی اچھا۔ ہولی رنگ بھری بنی بن آئی ہے چاترنار۔

نواب۔ ہمنے یہ نہین کہا تھا۔ تم لوگ ذلیل کراوگے ہمین۔

رفیق۔ کیا مجال پیر و مرشد۔ کیا طاقت اے توبہ توبہ حضور کا نمک کھاتے ہین نمک خوار نمک پر در قدیم۔ ؎

قدیمان خود ابیفزا ے قدر
کہ ہرگز نیاید زپیر دہ غدر

ہم غلامون سے اور یہ امید خداوند مدسر جاتا رہے نمک کا ضرور پاس رہیگا اور یہ تو حضور دو گھڑی ہنسنے بولنے کا وقت ہی ہے۔ ؎

غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

نواب۔ (چپکے سے) دریافت کرو کہ گانے مین کتنا عرصہ ہے ہم جلد جانا چاہتے ہین طبیعت پر پریشان ہے

رفیق۔ حضور کھانا تیار ہے اور خدانخواستہ نصیب اعدا دور از حال مزاج بے لطف کیون ہو آج سویرے سے کچھ طبع مبارک بے لطف سی تھی۔

اتنے مین دو طوائفین خانے مین تشریف لے گئے بیغیرت نے خاصہ چنا طعام خوش جان کرنے لگے بعد سلامی نے ایک بھاری طشت جسمین کوئی گوا دا ایک بیش بہا تحفہ تھا مین کو دیا۔ اشرفیان دین نے گو

دلھن دولھا کمرے مین گئے۔

دوسرے روز ثریا بیگم نے اصرار بلیغ کیا کہ اپنے گاؤن پر چل کے رہو ہم شہر مین رہنا نہین چاہتے۔ نواب صاحب تو اُنپر جان و دل سے عاشق تھے ہی فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اب کچھ روز تک انکو گوشۂ عزلت مین رہنے دیجیے آیندہ انکا ذکر کیا جائیگا۔

ریل کی سواری اور جنٹلمین

ایک دودھ پیتا بچہ تک جانتا ہے کہ ریل کی سواری سے زیادہ اور کسی سواری مین آرام نہین ہے مگر اکثر حضرات جو وحشت کے ہاتھ بک گئے ہین اس آرام سے محروم رہتے ہین کوئی لاکھ سمجھائے وہ سُنتے کسکی ہین جو بات ذہن مین سمائی وہ سمائی دھن کے پکے انھین لوگونکو کہتے ہین حال مین دو صاحبون نے لکھنؤ سے بریلی تک سفر کیا دونون ہندو۔ ایک نئی روشنی والے۔ دوسرے پُرانے فشن کے آدمی اب سُنیے کہ ساڑھے چھ بجے شام کو بریلی کی ریل جانیکا وقت ہو۔ نئی روشنی والے جنٹلمین سوا چھ بجے روانہ ہوے سات منٹ مین اسٹیشن پر پہونچے گاڑی درجہ اول کی پلیٹ فارم کیطرف لپکے اور رپ رپ کرتے ہوے اسٹیشن مین داخل ہوے فوراً دوسرے درجہ کا ٹکٹ لیا اسباب رکھا اور پلیٹ فارم پر چرٹ پیتے ہوے ٹہلنے لگے اِدھر اُدھر دیکھتے ہین تو انکے دقیانوسی خیالات والے دوست کا پتہ نہین ٹہلتے ٹہلتے ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ حضرت درجہ سوم کے کمرہ کے ساتھ ٹھیکے باہر کھڑے ہوے ہین ایک ہاتھ مین بیگ دوسرے مین گٹھری بغل مین ایک پوٹلی دوسری بغل مین لکڑی اور کھڑاؤن اس مقام پر وہ ریل پیل ہے کہ الامان ہر فرد بشر چاہتا ہے کہ مین ہی سب سے پہلے پہونچ جاؤن یہ بھی اس ہجوم اور طوفان بے تمیزی مین جبکہ کھڑے ہین نئی روشنی والے دوست نے کہا آیئے فرمایا بند ہے۔ انھون نے برقنداز کو اشارہ کیا کہ انکو نکل آنے دو۔ اُسنے فوراً دروازہ کھولدیا۔ ہانپتے ہوے آئے

جنٹلمین۔ کیا درجہ سوم کا ٹکٹ لیا ہے لاحول ولاقوۃ

دقیانوسی۔ بھئی درجہ سوم کے ٹکٹ مین دام نہین صرف ہوتے۔

جنٹلمین۔ لاحول ولاقوۃ۔ فرق کیا ہے چھ آنے کا فرق بھی کوئی فرق ہی تیسرے درجہ کا ایک روپیہ چودہ آنہ محصول ہے دوسرے کا دو روپیہ چار آنہ۔ اللہ اللہ خیر صلاح مگر آرام کتنا ہے۔

دقیانوسی۔ کیا کہئے ہم چوک گئے۔ جو یہ معلوم ہوتا تو پہلے ہی لے لیتے مگر استاد تونے اچھا رنگ جمایا ہے سب سے یارانہ ہے اور سنئے ہم کانسٹبل کو تین ڈبل رشوت کے دیتے رہے ایک نہ سنی آنکھین نیلی پیلی کرکے ڈپٹ دیا اور تمھارے ایک اشارہ سے جٹ دروازہ کھولدیا۔ ہم کو بھی تو یہ گُر بتاؤ۔ اب باتین نہ کرو ہم کسی درجے مین جاکے بیٹھے جاتے ہین ورنہ ریل بک جائیگی۔

جنٹلمین۔ ابھی تو پہلی گھنٹی بھی نہین ہوئی ہے اور آپ چل کے ہمارے ساتھ بیٹھیے کچھ پروا نہین ہے۔

دقیانوسی۔ نا صاحب دھروانے کی فکر ہے کیا ٹکٹ لیا تیسرے درجہ کا بیٹھین دوسرے درجے مین کھلائے تو فوراً جھلانے بھیجے جائین۔ ایسے دوسرے درجے سے ہم درگذرے قبلہ۔ کم کھائے غم نہ کھائے۔

جنٹلمین۔ تم چل کے بیٹھو تو۔ اچھا تم اپنا ٹکٹ ہمین

دے دو اور ہم اپنا ٹکٹ تم کو دین۔ بس اب تسلی ہوئی
الغرض دقیانوسی خیالات والے نے اپنا ٹکٹ
انکو دیا اور انکا ٹکٹ خود لیا۔ اب انکے دوست مارے دہشت
کے جلدی کر رہے ہین کہ ریل مین بیٹھ جاؤ ایسا نہو ہمین
ٹاپتے رہ جائین ٹکٹ کلکٹر آیا تو جنٹلمین نے ایک چونی
اور ایک دوانی دے دی اور ٹکٹ کی پشت پر لکھوا لیا
حضرت دقیانوسی جو گھبرا کے ریل مین بیٹھنے لگے تو
پوٹلی بغل سے کھسک کر پلیٹ فارم پر آ رہی قلی نے
خیر خواہی دکھانے کی غرض سے معاً اٹھا دی بوکھلائے
ہوے تو تھے ہی ریل مین آن کے بیٹھے اور اسباب کا
لطف یہ کہ جبتک پلیٹ فارم پر کھڑے رہے گٹھری اور
بیگ اور لکڑی اور پوٹلی کوئی شے ریل پر نہین رکھی اور سوار
بھی ہوے تو سب سامان کے ساتھ اس دہشت کے صدقے
پوٹلی تک کھسک پڑی جب درجے مین جا کے اطمینان سے
بیٹھے تو دور کی سوجھی جس قلی نے پوٹلی اٹھائی تھی اسکی تلاش
ہوئی اتفاق سے اسکا پتہ نہ لگا۔ اب انکو اور بھی دہشت نے گھیرا
کہ خدا جانے جا رہا کوری تھا۔ کون تھا غرضکہ پوٹلی ملی تو کیا ہوا
انکے معرفت کی نتھی جنٹلمین نے کہا چلو خوب شد۔ ہماری چاندی ہے
اس پوٹلی مین حلوا سوہن تھا۔ ریل چلی تو دقیانوسی خیالات
والے نے غل مچایا۔ جے کالی جی کی۔ اسپر کئی آدمی ہنس پڑے
اور انکے دوست نے کہا کہ اگر کہنا ہی تھا تو آہستہ سے کہا ہوتا
کفن پھاڑ کے چیخ کیون اٹھے۔ خیر جس جس مقام پر ریل ٹھہرتی
اور گارڈ یا ڈرائیور نظر آتا وہان حضور جھک کر سلام ضرور کرتے
اب سنئے کہ جنٹلمین کے پاس سب سامان لیس تھا مٹی
کی کوری صراحی مین پانی کمل مین دو سیر برف کھانے
کے لیے دال موٹھ۔ مٹھائی انار عمدہ عمدہ تو اگر دقیانوسی
کا منہ سل گیا تھا ریل پر کھانا گناہ ہوا ایک اسٹیشن پر پہونچے
تو معلوم ہوا کہ یہان آدھ گھنٹہ ریل ٹھہرتی ہے جب پچ
منٹ رہے تو حضرت دقیانوسی پلیٹ فارم پر گئے برہمن سے
پانی لیا منہ دھویا مگر جوتا اتار کے پانی پینے ہی کو تھے
کہ سیٹی ہوئی بوکھلا کے دوڑے تو ایک کھمبے سے ٹکر لگی
جو ندھیا کے گرے مگر قہر درویش بر جان درویش پھر اٹھے
ریل چلنے ہی کو تھی کہ یہ درجے مین بیٹھ گئے مگر جوتیان تمام
آب سنئے کہ پیاسے کے پیاسے رہے اور جوتا الگ غائب
خلہ ہوا۔ جنٹلمین جس مقام پر جاتے ہین انکی تعظیم ہوتی
ہے جو شے مانگتے ہین فوراً ملتی ہے مگر انکو کوئی
نہین پوچھتا۔

دقیانوسی نے ٹکٹ کو ایک بٹوے مین رکھا تھا اور
کئی بار گرہین دیکر چادر مین باندھا۔ جنٹلمین نے نمبر دیکھ لیا
اور اپنی بیگ مین ٹکٹ رکھ لیا جب بریلی پہونچے بڑی
دل لگی ہوئی۔ جوتہ ندارد تھا۔ اب ریل سے اترین تو کیونکر
نئی مصیبت پڑی جنٹلمین نے ایک قلی کو بلایا اس
کا جوتا ان صاحب نے پہنا۔ اب دونون دوستون مین
گفتگو ہونے لگی۔

جنٹلمین۔ اسوقت ڈھائی بجے ہین رات کے وقت
کسی کو خواہ مخواہ کیون جگاؤ گے یہین سو رہو
صبح کو چلے جانا۔

دقیانوسی۔ یہان کہان۔ باہر مسافر خانے مین ناچلے

جنٹلمین۔ مسافر خانے مین چرکٹے گھسیارے گراس کٹ
رہتے ہین ہم ایسین رہینگے جنٹلمین ویٹنگ روم۔

یہ کہکر جنٹلمین اُس کمرے مین داخل ہوے چپڑاسی نے سلام کیا اور ادب کے ساتھ کھڑا ہوا قلی اسباب لائے چپڑاسی نے کوچ پر بستر بچھایا اسباب لگایا۔ اُنھون نے فوراً لمونیڈ کا ایک گلاس برف ڈالکر پیا۔ خوب آرام سے اُس بیچ سجائے کمرے مین سوئے سویرے اٹھے وہین غسل کیا کپڑے بدلے۔ آدمی نے جو تہ صاف کیا گاڑی منگوائی مزے سے سوار ہوے اور جہان جانا تھا وہان گئے دقیانوسی خیالات کے ذات شریف بھی ملے پوچھا کیسی گذری کہا اِسکے پر سوار ہو کر سیرا پہونچے وہان ایک چھوٹی بڑی کوٹھری ملی چارپائی موجود نہ تھی۔ مسافرون کی کثرت سے سب رکی گئی تھین اور ہمارے پاس فرش ندارد ناچار چادر بچھائی اور بیگ دبا کر بیٹھے اوگھا کے رات کو کتون نے ناک مین دم کردیا ایسی مصیبت کبھی نہین پڑی تھی خدا خدا کرکے کہین سویرا ہوا آپ غور کا مقام ہے کہ جنٹلمین نے اپنی تجربہ کاری کے سبب سے ریل کی سواری کے بے بہا فوائد حاصل کئے مگر دقیانوسی خیالات والا بیچارہ اس سواری مین بھی مصیبت سے نہ بچا۔ از ماست کہ برماست کی مثل صادق آتی ہے۔ حلوا سوہن گیا گذرا جو تہ غائب ہوا بھوکے پیاسے رہے رات آنکھون مین کٹی اب فرمائیے۔ اس فشن کے آدمی ریل کو کیونکر اچھا کہین۔ مگر ع

	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بریلی سے دونون صاحب روانہ ہوے۔ اس مرتبہ جنٹلمین نے کوٹ پتلون شرٹ کالر کے علاوہ ٹوپی بھی انگریزی ہیٹ زیب سر کی ریل پر پہونچے تو گھڑی جیب سے نکال کر وقت دیکھا معلوم ہوا ابھی پندرہ منٹ باقی ہین جنٹلمن نے اپنے دوست سے کہا اس مرتبہ تم خود ویٹنگ روم مین جاکر بیٹھو تاکہ تمھاری عجلت جاتی رہے مین بھی دو تین منٹ مین ٹکٹ خرید کر آتا ہون یہ صاحب آپ جانئے ناواقف محض جنٹلمین کے کمرے کے عوض لیڈیون کے کمرے مین گھس گئے آیا نے کہا کچھ خیر تو ہے کہان دندناتے ہوے چلے آئے میان باہر چلو۔ آپ حضرت چکرائے جاکے کرسی پر ڈٹ ہی تو گئے آیا اور بھی آگ ہوگئی۔ اے میان کیسکی سنتے بھی ہو واہ اے لو اس کان سے سنا اس کان سے اڑا دیا۔

دقیانوسی۔ ہمارا بستر کوچ پر لگا دو اور چرٹ لاؤ۔

آیا۔ پاگل ہے کون یہ بیبیانہ کمرہ ہے۔ تم یہان کہان آئے۔

دقیانوسی۔ ہوٹل والا سے بولکر لیمونیڈ ہمارے واسطے جلد لائے۔

آیا۔ کچھ گھانس تو نہین کھا گیا ہے۔ اے یہ ہے کون ہولا خبطہ میان کچہری کے آئے ہو کیا۔

دقیانوسی۔ غسل خانہ کدھر ہے۔

پانی لاؤ۔ ہم غسل کرین گے۔

آیا۔ این! اچھے پگلے سے پالا پڑا۔ کوئی میم صاحب جو آئینگی تو پھر آٹے دال کا حال معلوم ہوگا۔ لالہ۔

دقیانوسی۔ بولا کو ہوٹل والے سے کہ میٹھا پانی لائے اور برف۔

آیا۔ آگ لگے ایسے سڑی کو موا دیوانہ۔ لالہ یہ میم صاحبون کا کمرا ہے۔ تم باہر جاؤ نہین جانے کیا آفت آنیوالی ہے

مین ترس کھاتی ہون اور تم سر پر چڑھے جاتے ہو۔

دقیانوسی۔ دل ہمارا جو تہ صاف کردو۔ برش لے آؤ جلد

راوی۔ جو جو باتین دیکھی اور سنی تھین سب کا حکم دیا آیا جو بکتی تھی اس سے کچھ واسطہ نہین یہ اپنی ہی کہے جاتے تھے آیا۔ یا اللہ اچھے سے پالا پڑا بے کی ہانک لگا لے ہی جاتا ہے اب مین چپراسی کو بلاتی ہون۔

دقیانوسی۔ بیشک بلاؤ۔ بولو صاحب یا ہم تم کہان بھاگ گئے

آیا۔ (ہنسکر) بے اختیار ہنسی نکل گئی۔ اب خر جاتے ہو یا صاحب کو بلاؤن پھر مین توبہ۔ اللہ۔

دقیانوسی۔ صاحب کو بلاؤ۔ بولو ٹکٹ لے کے آؤ۔ اور اس روم مین بیٹھو۔

راوی۔ اپنے مطلب کی خوب سمجھے گویا انکے دوست جنٹلمین کیطرف کا اشارہ کیا تھا۔

آیا۔ ٹکٹ نہین تمھارے واسطے ریل کی ریل رکے آ گئی۔ گھر کی مرغی اور باسی ساگ۔ صاحب سے بولو صاحب سے بولو۔ لایا ہے وہان سے۔

اتنے مین مس وائنر ہیم آئین۔ دیکھا کہ بیذات شریف کرسی پر ڈٹے ہوئے ہین۔ آیا نے غل مچا کر کہا۔ اٹھو لو اٹھو چلو دیکھو میم صاحب آئی ہوئی ہین۔ آپنے میم صاحب کو دیکھا تو کھڑے ہوگئے بتی پتی بھول گئے مگر کمرے کے باہر نہین نکلتے۔ اب دو اور میمین آئین اور حضور ڈٹے ہوئے ہین جنٹلمین کو جو خبر ہوئی تو دروازہ پر آن کر کہا جی حضور یہ زنانے کمرے مین کیون گھس گئے اب خدارا باہر آؤ ورنہ ایسا نہ ہو پٹ جاؤ۔ اگر حضور کی یہی حرکتین ہین تو خدا ہی حافظ ہو۔ معقول بھائی ذرا عقل سے کام لو بالکل ہی نہ بنو

دقیانوسی۔ کتب خانہ مین ٹھیرون مین نارنا گھر مین نا فرنین ہم نے ہر مقام پر دیکھا ہے کہ لیڈیان اور جنٹلمین برابر ساتھ بیٹھتے ہین اور علی ہذا القیاس۔ دعوتون مین ہمین کوئی عذر نہین کہ یہ کمرہ خالی کردین مگر وجہ کیا۔

جنٹلمین۔ آپ تو ہین پاگل۔ ع۔

	بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

خدا کے لئے باہر آؤ۔ یہ دونون معزز خاتونین باہر کھڑی ہین۔

دقیانوسی۔ (کھڑے ہوکر) جان عذاب مین کردی آخر سبب تو بتاؤ۔

راوی۔ دیکھئے سب معلوم ہوا جاتا ہے۔

اتنے مین اسٹیشن ماسٹر آیا۔ میم نے یون کہا۔

میم۔ لیڈیون کے کمرے مین یہ میلا کچیلا بدتمیز نیٹو بیٹھا ہے اسکا دوست اسکو سمجھاتا ہے مگر یہ نہین مانتا۔

اسٹیشن ماسٹر۔ تم کون ہے اس کمرے مین لیڈیون کے کیا مانگتا ہے۔

دقیانوسی۔ ہم جنٹلمین ہے اور اس کمرے مین ٹھہرنا مانگتا ہے۔

اسٹیشن ماسٹر۔ (خفا ہوکر) باہر آؤ چلو باہر۔ ایکدم سے

دقیانوسی۔ (جھلا کر باہر آئے) ہم صاحب سے رپوٹ کرے گا۔

اسٹیشن ماسٹر۔ تم پاگل ہے۔ میم لوگ کے کمرہ مین جانا کیا بات۔

دقیانوسی۔ تو ہم کیا قلی ہے یا چمار ہے ہم بھی آج سے جنٹلمین ہاے جنٹلمین (اسٹیشن ماسٹر سے انگریزی مین) مین انکو لے

جاتا ہون انکے دماغ مین کسیقدر خلل ہے۔

دقیانوسی دوست کو لیکر جنٹلمین ریل مین آنے بیٹھے بھانے لگے۔ یار تم تو آمد کی لینے لگے۔ اسوقت خدا نے بچا لیا ورنہ ایسی بے بھاؤ کی پڑتین کرا دیتی تو کرتے بڑے بڑے اسٹیشن پر دو درجے ہوتے ہین ایک کمرہ لیڈیون کے لئے اسمین مرد بیٹھ نہین سکتا۔ دوسرا کمرہ جنٹلمینون کے لیے اسمین عورتین نہین جاتین ابھی ہمارے نقش قدم پر چلو پانچ کی نہ لو۔ ہم بھی ابتدا مین بڑی زکین اُٹھا چکے ہین جب جا کے پکے ہوے بسیار سفر باید ہم نے چاہا تھا کہ ٹوپی بھی انگریزی دیا کرین اور دیتے بھی تھے مگر ایکی اتار ڈالی پوچھے وجہ۔ دوسرے درجے مین دو کمرے ہندوستانیون کے لیے ہین اور دو کمرے یوروپین کے لیے اب ہم کس مین بیٹھین اگر انگریزون کے کمرہ مین بیٹھتے ہین تو وہ بیٹھنے نہ دینگے کہ تم ہندوستانی ہو انگریزی کپڑے پہننے سے انگریز ہونا معلوم اور ہندوستانیون کے کمرہ مین بیٹھنے سے بدیسی ہو جائیگی اسوجہ سے ٹوپی بدل ڈالی چالین یاد رکھین اور انگریزی کپڑے پہنے اور انگریزی بولنے کی لیاقت نہوئی تو بھی بڑا سیکڑون بھیتیان ہوتی ہین ؎

رسے گل کاغذ گل تر ہو نہین جاتا	
علمی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا	
جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے	
ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہین کہتے	

دقیانوسی۔ تو آپنے آج اچھا دھرا دیا ہوتا تو مجھے کیا معلوم تھا کہ لیڈیون کا کمرہ الگ ہوتا ہے اور مردونکا کمرہ الگ ہے۔ اب سیکھ گئے آیندہ سے احتیاط رہیگی۔

جنٹلمین۔ اور گارڈ اور ڈرائیور کو جھک جھک کے سلام بھی کیا کرو کیونکہ کبھی نہ کبھی کام ہی آجائینگے۔

دقیانوسی۔ نہین اب تو اچھون اچھون کو سلام نکروںگا اب تو کایا پلٹ ہی ہوگئی۔ اب کیون صاحب جب ٹکٹ لینے جائینگے تب کیا کرینگے ریل پیل مزحد ہوگی وہان کون جانے گا کہ جنٹلمین ہین یا نہین۔

جنٹلمین۔ لاحول ولاقوۃ۔ ہم تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لیوین ہی کیون

دقیانوسی۔ ہان ٹھیک ہے۔ اچھا پھر چاہے جو ہو۔ جان پر کھیل کے دوسرے ہی درجے کا ٹکٹ لیا کرینگے بلا سے ادھر یا اُدھر راوی۔ ادھر ادھر کے بھروسے بھی نہ رہیے گا اگر اسیطرح جان پر کھیل گئے تو ایک روز چار ابرو کا صفایا ہو جائیگا۔

جنٹلمین۔ اب کہین ایسی غلطی نہ کرنا کہ لیڈیون کے کمرون مین دھس جاؤ جنٹلمین بنکے پٹے یا ذلیل ہوئے تو کیا۔ مگر یہ لباس تو بدلو۔

دقیانوسی خیالات والے کو راستے مین گرمی جو معلوم ہوئی تو پہلے انگرکھا اتار کے پھینکا۔ پھر پائجامہ نکال ڈالا اور لیٹے انکے دوست جنٹلمین کی آنکھ لگ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد جاگے تو دیکھتے ہین کہ حضرت بالکل خوش غلاف ہین یہ کیا دھوتی اور کرتا باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

جنٹلمین۔ اے بیوقوف تو نرا دقیانوس پرشاد ہی رہا سر مونڈا ہم تو کہتے ہین کوٹ پتلون پہن اور تو دھوتی پہن کے سو یا ہے

دقیانوسی۔ مارے گرمی کے بُرا حال ہے آپکو کوٹ پتلون کی پڑی ہے ہم ایسی جنٹلمینی سے درگذرے۔ بلی بخشے چوہا لنڈورا ہی ہو کر جیے گا۔ چہ خوش چرا نباشد۔

جنٹلمن نے کہا اول تو آپ ننگے بیٹھے ہین آپکو جنٹلمین کون سمجھے۔ دھوتی اور کرتا پہن کے بیٹھنا نگا ہی بیٹھنا کہلاتا ہے دوسرے جنٹلمینیت کا سامان نہین ہمارا بستر دیکھو کیسا صاف ستھرا ہے اوڑھنے بچھانے دونو کا سامان لیس۔ برف نفاست سے ساتھ ہے سوڈا کی ٹھنڈی ٹھنڈی بوتلین لگی ہوئی ہین تیسرے خوشگوار خوش ذائقہ مٹھائی ساتھ نمکین چیزین پاس۔ مزے دار پڑے موجود ہین بیگ مین۔ چار آنے دائی دیا سلائی مستعد تمہارے پاس ایک میلا کچیلا بیگ ایک گٹھری۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح پھر تمھین کوئی جنٹلمین کیونکر سمجھے اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے میلے کچیلے پھٹے پھٹے کپڑے پہن کے آئے بستر تک ساتھ نہین اور اسپر طرہ یہ کہ لنگوٹی باندھ کے بیٹھے دقیانوسی خیالات والے بوڑھے اپنا اپنا خیال ہر ہم کالا بانٹ کا کوٹ اور اسقدر دبیز گرم پتلون اور سب کم علم نہین ہر جائین ایسے جنٹلمین بننے کو دور ہی سے سلام ہے

نگار نازک ادا حسن آرا کی بیتابی

فرزانہ کو دفتر جنون خواند | از جادو عشق این فسون خواند

نگار شوخ و شنگ رشک پری خان فرنگ نازک ادا حسن آرا بیگم جو بادِ صبا کیطرح سحر خیز تھین نور کے تڑکے فرش گل سے اٹھین پیش خدمت نے کیوڑے کے بید پانی سے منھ دھولایا تھوڑی دیر کے بعد انھون نے نماز صبح پڑھی مگر بہار النسا اور روح افزا لورگیتی آرا ابھی تک آرام ہی کر رہی تھین حسن آرا انکے پلنگ کے قریب جاکر بہنو نکو جگانے لگین اے بہار النسا بہن اب اٹھو دیکھو تو کتنا دن چڑھا ہے تم ابھی تک آرام ہی مین ہو آج یہ ماجرا کیا ہے جیسے کوئی گھوڑے بیچ کے سوتا ہے اٹھنے کا نام ہی نہین لیتین اور روح افزا بہن کا ہین ان کی تو آتا ہے

روز تو منھ اندھیرے کھٹ سے اٹھ بیٹھتی تھین آج خبر ہی نہین ہوتین پیاری بولی حضور رات بڑی دیر تک باتین ہوا کین سرکار تو سو رہین مگر بہار النسا بیگم نے جو ایک کہانی شروع کر دی تو دو بجا دئے حسن آرا نے کہا۔ اخاہ جبھی سب کے سب چادرین تانے پڑی ہین کاہیکی کہانی کہی تھی۔

پیاری کہانی کا حال کہنے لگی

حضور۔ گل باصنوبر چہ کرد۔ بہت بڑی کہانی ہے مگر دو تین جگہ بڑے بڑے ذکر آئے تو مین ڈرنے لگی۔ اور مجھے ڈرتے ہوے دیکھکر گیتی آرا بیگم نے اور بھی ڈرانا شروع کر دیا انکے نزدیک تو دو گھڑی کی دل لگی تھی۔ مگر میری جان پر بنی پسینون خون خشک ہوگیا جانپر عاشق اور معشوق کا حال بیان کیا وہان البتہ جی لگتا تھا۔

حسن آرا بہت ہنسین اخاہ۔ ابھی سے عاشقی معشوقی کا حال بھلا لگنے لگا۔ بڑھ کے خدا جانے کیا کریگی ایک ہی چمٹی ہوگی۔ تیری چتون ہی کہے دیتی ہے کہ بڑھ کے غضب کی ہوگی۔

پیاری نے گردن نیچی کرکے یہ مصرع پڑھا ع

آج فتنہ ہون کوئی دن مین قیامت ہوگی

بوڑھی غلانی نے کہا وہ تو تمہارے لچھن ہی کہے دیتے ہین ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ میان نگوڑے کی ناک مین دم کر دیگی۔ آنکھین کیسی نچتی رہتی ہین۔ اور بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے۔

اتنے مین حسن آرا بیگم نے بہار النسا کو زبردستی جگایا وہ انگڑائی لے کر جھک جھک پڑتی تھین مگر پھر اٹھا اٹھا کے بٹھاتی تھین بارے اٹھین آنکھین ملتی ہوئی بولین

تو یہ جگانے کی آخر اسقدر جلدی کیا تھی کل رات کو ہم نے تو اپنے حساب رت جگا کیا اور یہ خواہی نخواہی صبح کو جگانے لگیں اور کل خود دو گھڑی رات گئے ہی سو رہیں۔

حسن آرا۔ ہمکو چاہے چار بجے کے بعد سونے دو۔ اللہ جانتا ہے نماز کے وقت نہ اٹھیں تو سو روپیہ ہارتی ہوں نماز قضا ہونا کیا معنے آجتک کبھی قضا نہیں ہوئی ہے۔

بہار النسا۔ اب بہت بڑھ بڑھ کے باتیں نہ بناؤ پرسوں کیا ہوا تھا پرسوں کے بجے اٹھی تھیں سارے میں دھوم پھیل گئی تھی کہ نہیں۔

حسن۔ (ہنسکر) واہ یہ بھی خبر ہے کہ منھ ہاتھ دھو کے اچھی طرح فارغ وضو کرکے نماز پڑھ کے پھر سو رہی تھی چاہے بی مغلانی سے پوچھ لو۔

مغلانی۔ ہاں ہاں بیگم صاحب مجھے اچھی طرح سے یاد ہے

بہار۔ یہ بولیں تمکو بڑھیا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے

مغلانی۔ اللہ گواہ ہے حضور بہت سویرے اٹھی تھیں اور فارغ ہو کر نماز پڑھی گلوری کھائی۔ پھر افشردہ پیا۔ (بلکہ) میں نے ٹوکا بھی تھا کہ۔

حسن۔ صبح کا وقت ہے خنکی کا اسوقت نہ پیجئے ہے کہ نہیں۔

بہار (مسکراکر) تو اسی کو کہنے دیا ہوتا۔ تم بیچ میں کیوں کود پڑیں خواہی نخواہی۔ اے ان دونوں کو تو جگاؤ گیتی آرا اور روح افزا بھی بیدار ہوئیں پلنگ سے اٹھیں روح افزا کی آنکھیں جھکی پڑتی تھیں گیتی آرا جمائی ہوئی چلتی تھی۔ ان تینوں بہنوں نے علٰحدہ علٰحدہ نماز ادا کی اور چاروں بہنیں کمرے کے دروازے کھول کر نونہالان چمن کا جوبن لوٹنے لگیں۔

روح افزا۔ اسوقت باغ جوبن پر ہے اور ہوا سے بھی بہشت کی لپٹیں آتی ہیں اور یہی باغ ہے کہ آن دنوں میں سونا نظر آتا ہے۔

بہار۔ اے ہے مکان کاٹے کھاتا تھا۔ مگر اب سکا ذکر ہی کرو۔ انجام تو بخیر ہوا اب حسن آرا کی بھی شادی ہو جائے تو بس کوئی فکر نہیں

اتنے میں پیاری نے چونک کر کہا ہاں خوب یاد آیا۔ میں یہ تو کہنا بھول ہی گئی تھی رات کو میں نے انھیں خواب میں دیکھا وہ جو آتے نہیں تھے۔ وہ گورے گورے ہیں نہیں وہ جو حسن آرا کو بہت چاہتے تھے۔ حسن آرا نے کہا کیا واہیات خرافات بکتی جاتی ہے چاہتے ہونگے تجھکو (مسکراکر) اور نہیں اچھا ہاں کیا خواب میں دیکھا پیاری نے تھوڑی دیر یاد کرکے آزاد کا نام لیا اور خواب کا حال بیان کرنیکو تھی ہی کہ مہری نے آن کے کہا۔ حضور جلدی چلیے۔ سرکار بلا رہی ہیں۔ یہ سنتے ہی حسن آرا بڑی بیگم کی خدمت میں حاضر ہوئی آداب بجالائی بڑی بیگم نے کہا بیٹا استانی جی کے ہمراہ ذری تھوڑی دور جانا ہے کھڑے کھڑے ہو آؤ چاہے فٹن پر جاؤ چاہے بگھی پر۔

حسن۔ بہت خوب مگر جانا کہاں ہوگا اماں جان۔

بڑی بیگم شہری مسجد میں ایک درویش رہتے ہیں بہت خدا رسیدہ ہیں بڑے باکمال انسے دو باتیں دریافت کرنی ہیں۔

حسن۔ تو اماں جان آپ خود تکلیف کریں یا فقط استانی جی کو بھیجدیں میرا جانا بہت معیوب ہے ایسے مقام پر بڑی بوڑھی جائے تو خیر ہرج نہیں بھلا شاہ جی کا

سن شریف کیا ہوگا۔

مہری - اے حضور ابھی گبھرو جوان ہین بہت بھاگا ہے بائیس برس کا سن ہوگا اور چہرے سے اسقدر کا نور برستا ہے کہ مین کیا عرض کرون بڑے رسیدہ ہین

حسن - اماجان ہمارا جی تو نہین چاہتا آپ ہی جائینگے

بڑی بیگم - تم بیٹھ جاؤ تو مین کہون بھلا کوئی چاہے گا کہ اولاد بڑھاپے کی راہ چلے سپاہی چاہتا ہے کہ میرا لڑکا بھرے بڑھ کے بہادر ہو۔ مولوی دعا مانگتے ہین کہ یہ اسقدر پڑھ لکھ جائے کہ کوئی اس سے مقابلہ ہی نہ کرسکے بھلا مین بے سمجھے بوجھے بے پوچھے گچھے تم کو وہان بھیجدیتی کیسی نادانی کی باتین کرتی ہو پھر اسثانی ہی تمھارے ساتھ ہی ہین مغلانیان مہربان گھر کی دس پانچ عورتین سب ہمراہ ہونگی تمھین ڈر کاہے کا ہوسنا ہے کہ شاہ جی غیب دان ہین غیب کی باتین بتاتے ہین اُنسے دو باتین پوچھنی ہین ایک یہ کہ آزاد زندہ ہین۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان مین آئینگے یا نہین۔

اتنا سننا تھا کہ حسن آرا کے چہرے کی رنگت بدل گئی گو ضعیف الاعتقادی سے منزلون بھاگتی تھی۔ مگر دل مین سوچی کہ اچھا پوچھ لو چل کے۔ اپنا ہرج ہی کیا ہے کہا بہت خوب مین جاؤنگی۔ کپڑے بدل کے ابھی آتی ہون پیش خدمتون نے گیسوے عنبر بو سلوائے لباس فاخرہ و گرانبہا زیب تن کیا اور بھگت کے نکلین تو یہ معلوم ہوا کہ زمین پر دوسرا آفتاب خیابان ہوگیا۔ ؎

خوبین سنگے کرشمہ کوتے	ہم خنجر و ہم تبک فرستے

بھارا لنساء در مدح افزا و گیتی آرا و حسن آرا

نے یہ خبر سنی تو حسن آرا کو کوٹھے پر بلوایا پوچھا کہان کی تیاریان ہین بولین کہا اماجان ایک کام کہتی ہین میرا دل تو نہین بھرتا مگر اماجان اصرار کرتی ہین کہ ضرور یا لضرور جاؤ۔

گیتی آرا - تم بن پھلیان بجھواتی ہو بھیجتی کہان ہین

حسن - کوئی درویش مسجد مین رہتے ہین انکے پاس بھیجتی ہین

روح افزا - کیا مطلب کیا ہے۔ یہ اماجان کو ہو کیا گیا آخر۔ کم سن لڑکیان کہین اسطرح سے ماری ماری پھرتی ہین تم ہرگز ہرگز نہ جاؤ۔

حسن - اب جیسی رائے ہو آپ جاکے اماجان سے کہئے

روح افزا - مین ابھی ابھی جاتی ہون۔ وہان یہ کیا بات ہے یہ کہکر روح افزا گیتی آرا کو لیکر بڑی بیگم کے پاس گئی کہا اماجان کچھ خیر ہے حسن آرا بیگم کو کہان بھیجتی ہین آپ یہ سن و سال یہ حسن و جمال دوشیزہ کنواری کو راہ پنڈا ایسی حالت مین کہین یون بھیجتا ہے کوئی آیندہ اختیار ہے آپ کو مین صلاح نہ دونگی۔

بڑی بیگم کے مزاج مین سب سے زیادہ دخیل روح افزا ہی تھین گیتی آرا ابھی دبے دانتون ہان مین ہان ملاتی ہین بڑی بیگم نے روح افزا سے کہا۔ آج کل کی لڑکیان سمجھتی ہین کہ ہم سے بڑھکر کوئی نہین ہے بڑی بوڑھیان تو کسی گنتی ہی مین نہین ہین اور ہم کو موت نہین آتی۔ آنکھ بند کرلین تو یہ سب کو مکر دکھین مجھ نصیبون جلی نے کچھ تو سوچا ہے اور ڈر کاہے کا ہے یہ نہین سمجھتی۔

روح افزا - آپ جانین آپکا کام جانے ہم کو کیا واسطہ

بڑی بیگم - اچھا تو پھر زبان نہ دی پھیلی کرو تو دل

گیتی آرا - اماجان کسی سے پوچھ لیجے ایسی تو ہر جگہ نہیں ہے
بڑی بیگم - مین دیکھتی ہون یہ سب کی سب تجھے
عقل سکھانے کا دم دعوے رکھتی ہین جو ہے وہ اپنے کو تو بڑا
ہی سمجھتی ہے -
روح افزا - (اٹھکر) آپ سے کے کون ہم سے تو
بے ادبی نہوگی -
گیتی آرا - اچھا پھر تم اسقدر اصرار کیون کرتی ہو جانے دو
آستانی جی تو ساتھ ہین ہی - اتنی عورتین ساتھ ہین اور
وہ درویش بھی جانے بوجھے اور نیک اور بوڑھے ہونگے
بس پھر کیا ڈر ہے جانے دو -
بڑی بیگم کو جو سمجھائی وہ سمجھائی بہار النسا وغیرہ نے لاکھ
لاکھ سمجھایا مگر انھون نے اپنی رائے قائم ہی رکھی اور حسن آرا
کو جانے پر آمادہ ہی ہو گئی تھی آستانی جی اور دو بوڑھی مغلانیان
اور مہریان ساتھ گئین سواری کے ہمراہ چار خاص برادر اور
دو سپاہی تھے مسجد کے دروازہ پر پردہ کرایا گیا شاہ جی کے
پاس جو لوگ بیٹھے تھے وہ تھوڑی دیر کے لیے باہر آئے
حسن آرا بیگم ناز و ادا سے چلین - اور شاہ صاحب سے
چار آنکھین ہوئین تو درویشی سے منھ موڑا عشق سے ناتا جوڑا

در باب کہ حال عشق اینست	اینست کمال عشق اینست
چون عشق علم کشد بعیوق	آتش زن عاشقست و معشوق
چون آتش عشق بر فروزد	پروانہ و شمع ہر دو سوزد
در عشق چنین کراست یارا	این نشہ بما شقان گوارا
ہندست و ہزار عالم عشق	ہندست جہان جہان غم عشق

حسن آرا پر اسوقت واقعی عالم تھا لڑکپن سے اس روز تک
کبھی اسقدر جوبن پر نہتی اٹھلا کے جو ادھر گئی تو نظر لڑتے ہی شاہ
صاحب کا تقدس اڑنچھو ہو گیا - ؎

زان غمزہ کہ در خرام کردہ	صد زلزلہ فتنہ دام کردہ
ہر جا نگسے ستارگی کرد	خون در جگر نظارگی کرد

درویش کا بے اختیار جی چاہا کہ اٹھکے گل رخسار کے
بوسے لے مگر رعب حسن اور پاس وضع نے اجازت
نہ دی دزدیدہ نگاہ اس گل گلزار خوبی و عندلیب شکر خسار
محبوبی پر نظر ڈالتا تھا زہد اور تقوے کے خرمن کو برق
عشق نے صاف جلا دیا - ؎

پنجہ زد عشقش بباس پارسائی پارہ شد	
طاعت صد سالہ اش تاراج یک نظارہ شد	

دل کو دونون ہاتھون سے تھام کر اس مہوش سراپا
ناز سے ہمکلام ہوئے -
شاہ صاحب - بیٹی! تیرے اوپر خدا نخواستہ کیا
مصیبت پڑی ہے جو تو اس سن مین میرے پاس دوڑی آئی
حسن آرا عشق و حسن کامیابی و ناکامی کا جھگڑا پڑا ہے
درویش (سرد دل پر درد آہ سرد بھر کر) ؎

در عشق بجز گداختن نیست	این سوختنست و ساختن نیست

حسن آرا - (رنگ فق ہو گیا) ہائے غضب شاہ صاحب
یہ کیا فرمایا -
شاہ صاحب - (نہایت جوش و خروش کے ساتھ)

چون بقاصد نسپرم پیغام را	رشک نگزارد کہ گویم نام را
گشتہ در تاریکی روزم نہان	کو چراغے تا بجویم شام را
آن نیم باید کہ چون ریزم بجام	روزے در گردش آرد جام را
از دل تست آنچہ بر من میرود	می شناسم سختی ایام را
ما کجا و گوچہ سودا در سرست	ذرہ ہائے آفتاب آشام را

رحمت عام ست دائم خاص را	بشارت خاص ست ہر دم عام را

حسن آرا۔ مین صدقے میرے شاہ صاحب صاف صاف بتادیجیے۔

راوی۔ اِس فقرے نے شاہ صاحب کو اور بھی بیتاب کردیا (مین صدقے میرے شاہ صاحب) ہاے تم شاہ صاحب اِسوقت اُستانی جی کو دل ہی دلمین کوستے تھے کہ مالک دیرینہ روز کہان سے آئی۔ اگر خلوت ہوتی تو اظہار مطلب کرتا۔ قدموسی سر دھرتا اسکے سامنے کہتا ہون تو پریوش خفا ہوتی ہے نہین کہتا تو دل نہین مانتا لہذا یہ باعی ترجمان دل کی اور روتے روتے آہستہ سے پڑھی۔

خلوت مین نہین ہے یار کیونکر ملیے	جلوت مین تہین ہے اغیار کیونکر ملیے
رونے نے تو کھویا خواب کا بھی آنا	دریا حائل ہے یار کیونکر ملیے

استانی جی نے شاہ صاحب سے کہا مجھے تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہے شاہ صاحب نے صاف صاف کہہ دیا کہ اگر تخلیے مین تم سے باتین کرونگا تو پھر اس صاحبزادی سے بھی خلوت ہی مین باتین کرنی پڑینگی اور گو مجھے اِس مین اصلا عذر نہین ہے مگر شاید یہ لڑکی سمجھے۔

حسن آرا نے گردن جھکائی استانی جی بھی مطلب سمجھ گئین اور مغلانیان باہم اشارہ کرنے لگین۔

شاہ صاحب۔ صاحبزادی عشق کے جھگڑون مین نہ پڑنا خبردار۔

حسن آرا۔ اب تو جو ہوا وہ ہوا۔ جو مین پوچھون وہ بتا دیجیے۔

شاہ صاحب۔ (مسکراکر) تم وہ سوال کروگی افسوس صد افسوس۔

حسن۔ (گھبراکر) ہاے ہاے۔ تمھاری زبان سے جب سُنا افسوس ہی کا لفظ سننے مین آیا خدارا بتاؤ کیا حال ہے۔

شاہ صاحب۔ (باآواز بلند خوش الحانی کے ساتھ ہے)

لب شیرین تو جان نمک ست	دہنکہ گفتم ہزبان نمک ست
در نہاد نمک از رشک لبت	ہست شوری کہ فغان نمک ست
اے شدہ لطف و عنایت ہمہ ناز	ناز در عہد تو کان نمک ست
شور ہا صرف فغانم گردید	نمک از حسرتیان نمک ست

حسن آرا۔ استانی جی اب چلیے ہماری سمجھ مین کوئی بات نہین آتی۔

شاہ صاحب۔ اچھا صاف بتادون پوچھنا شروع کرو

حسن آرا۔ آزاد کہان ہین خط آیا تھا کہ روانہ ہوتا ہون

شاہ صاحب۔ روانہ ہوے ہین مگر علیل ہین آنکھ بند کرلے

راوی۔ حسن آرا نے آنکھ بند کرلی اور تھوڑی دیر کے بعد شاہ صاحب کے حکم کے مطابق کھولدی۔

شاہ صاحب۔ کچھ دیکھا کوئی شے نظر آئی یا نہین

حسن۔ ہان آزاد کی صورت جسطرح پہلے ملے تھے اسی لباس مین اسوقت بھی مین نے انکو دیکھا۔

شاہ صاحب۔ طبیعت ناساز ہے اور ایک عورت سے نکاح ہوگیا ہے اور وہ بدوضع عورت ہے آنسے اور اُسکے پہلے شوہر سے لڑائی ہونیوالی ہے جسکا نتیجہ بہت خراب ہے۔

صاحبدل ست و نامور عشقم	بہمان خوش نکرد و آخر بہ
آخر بہ ایں نمک دادہ دہنان	خوش نکرد و اور اس مین تو کوئی شک نہین کہ آزاد کو تم نہین دیکھ سکتین

ہان ایک بات ہے وہ خلوت مین کہنے کی ہے اگر سب ہٹ جائین تو بیان کرون۔

حسن آرا نے کہا یا اُستانی جی میرے پاس بیٹھی رہین یا مغلانی یا سامنے سے سب ہٹ جائین مگر دور نہ جائین

الغرض کل عورتین سامنے سے ہٹ گئین اور شاہ صاحب نے یون کہنا شروع کیا۔

شاہ صاحب۔ پیاری ایک آزاد نہین ہزار آزاد تمھارے دام محبت مین اسیر ہو جائینگے اور مین تو خط غلامی لکھے دیتا ہون۔

حسن آرا۔ (متحیر ہوکر) شاہ صاحب ہائین۔

شاہ صاحب۔ (کانپ کر) نہین نہین جان من واسطے خدا کے خفا نہو یاد رکھو مین شاہزادہ ہون فقط تمھارے عشق مین یہانتک آیا اور خدا نے مجھے تمھارا چہرۂ زیبا دکھایا۔ مین نے تمھارے حسن خداداد کا بہت کچھ شہرہ سُنا تھا اور جیسا سُنا تھا اُس سے دوچند پایا۔

حسن آرا۔ تو آپ میرے عاشق زار نکلے یہ کہئے۔

شاہ صاحب۔ میری شکل میری صورت میری گفتگو سے شہزادگی پائی جاتی ہی یا نہین آزاد مین کیا ہی آزادہین کمان

حسن آرا۔ بس خبردار اب ایسا ذکر نہ کرنا تم فقیر نہین ہو۔

شاہ صاحب۔ اچھا جان جان یاد رکھنا کہ کسی فقیر نے کچھ کہا تھا۔

روے مقصود کہ تا ہان بدعای طلبند	ببیش بندگی حضرت درویشان ست

حسن آرا کی آنکھین پرنم ہو گئین اور درویش کو کوستی ہوئی چلین۔

اُستانی جی۔ کیا چلوگی۔ دونون باتین پوچھ لین۔

حسن آرا۔ اللہ کرے اسکا جنازہ نکلے۔ موا اٹھگ زمانے بھر کا۔ اٹھائی گیرا۔ درویش بنا ہے۔

درویش نے حسن آرا کے غیظ و غضب کا حال دیکھکر بد دعا دی اور کہا اگر آج کے آٹھوین روز تو خبر بد نہ سنے تو فقیری چھوڑ دون۔ قدم درویشان رد بلا۔ فقیر کا بڑا گھر ہے۔ فقیرون سے بگاڑ کر آجتک کوئی بھی بھلا ہے۔ رہے دریا مین اور مگر سے بیر۔

حسن آرا کمال سراسیمگی گاڑی پر سوار ہوئی اور درد غم سے ضبط گریہ نہ کر سکی۔ اُستانی جی نے بہت سمجھایا مگر فہمایش نے اُسوقت اصلا اثر نہ دکھلایا۔ درویش کا اس بیتابی کے ساتھ بد دعا دینا ستم تھا۔ بہزار خرابی گاڑی پر پہونچی

حسن آرا مکان مین گئین تو بڑی بیگم نے حیرت کے ساتھ کہا کیون یہ آنکھین لہو کی بوٹیان کیون ہو گئین خیر تو ہے۔

حسن آرا۔ ہاے آزاد اور وای آزاد۔ اماجان۔

بڑی بیگم۔ کچھ کہو تو بیٹا۔ کیا کہا کیا سُنا خیریت ہی یا نہین

حسن آرا۔ طوفانِ الم سینہ مین جوش زن ہے اب کیا کرون۔

بڑی بیگم۔ اُستانی جی۔ بہن تم ہی بتاؤ۔ یہ کیا ماجرا ہے

اُستانی جی۔ ساری خدائی کا بدذات۔ لوگون کے پہچاننے کے لئے فقیر بن بیٹھے ہے آج اللہ نے بڑی خیر کی عجب زمانہ آگیا ہے۔

بڑی بیگم۔ بی مغلانی ذری ادھر آنا۔ کانین مجھے مفصل حال بتاؤ۔

حسن آرا۔ لوگو یہ دن ہے یا رات تاریکی سی تاریکی ہے

شد ہر کہ گاہی ہم بے خانمان شد ہمچو من
باہر کہ نشستم دمی چون خویش محزون کردمش

ہمین آج یقین ہو گیا کہ ہماری جان جائیگی وصل جانان کی نوبت نہ آئیگی کاش کہ صورت ہی دیکھ لیتی وہ بھی نصیب مین نہین مغلانی نے بڑی بیگم سے سارا حال یون بیان کیا حضور وہ تو کوئی خدا اچھا معلوم ہوتا ہے اُسنے تو ایسی ایسی باتین کین کہ میرا دل چاہا کہ مُنھ پکڑ کے نوچ لون صاحبزادی پر بُری نظر ڈالتا تھا۔

بڑی بیگم۔ ایں۔ ! آسمان سے انگارے کیون نہین برسے

حسن آرا۔ اتا جان اُسنے چلتے وقت ہمین بد دعا دی

بڑی بیگم۔ چار کے کوسے کہین ڈانگر مرتا ہے۔ لے مُنھ دھو ڈالو بیٹا۔

اُستانی جی۔ ایسے تُچ بنکی بات کا بُرا ماننا کیا۔ مگر ہان بڑا دھوکا ہو گیا اس سے کوئی انکار نہ کریگا جو ہمین پہلے ذرا بھی معلوم ہو تو ہرگز ہرگز نہ جائین۔ خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا اور مجھے تعجب ہے کہ تم ایسی فہمیدہ ہو کر روتی ہو۔ ابھی کل تک تو لڑتی تھین کہ دعا کیا چیز ہے۔ دعا بے اثر ہو اور آج بد دعا کا اس درجہ خیال ہے۔ ع۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

بہار النسا۔ اُستانی جی آپ نے خوب بات کہی مجھ سے چھین لے گئین۔

روح افزا۔ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ چھوٹی چھوٹی لڑکیون کا ایسی جگہ جانا مصلحت کے خلاف ہے مگر اما جان خفا ہونے لگین تو مین بھی چپکی ہو رہی اور کیا کر سکتی ایسے خدا بہت دیکھے ہین ہر کوئی خدا رسیدہ ہی بنجائے تو دنیا مین کوئی ایسا ویسا کا ہیکو باقی رہے۔

بڑی بیگم۔ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے

استانی جی۔ مگر کان پکڑے کہ آج سے بے سمجھے بوجھے ایسی جگہ نہ جاؤنگی میری روح پر صدمہ ہے اسوقت لیکن بخیر گذشت ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے بہت ٹھیک ہے۔ ؎

چو از قومی یکے بد اتشی کرد | نہ کہ را ننگ و نام اندنہد ہا

گیتی آرا۔ ہم اور وہ تو ہنستے تھے کہ عورتین جنون کی سجد کالے پہاڑ درگاہ مین جاتی ہین مگر یہ خبر ہی نتھی کہ ہم سے خود ہی ایسی بیوقوفی ہو گی عورتون کی بڑی عبادت یہی ہے کہ گھر کی چار دیواری مین ٹکی سے رہین۔

روح افزا۔ سر پیٹتی رہی مگر اما جان کی ضد تو جانتی ہی ہو ایک نہ سنی بلکہ اور خفا ہونے لگین پھر مین کیا کرتی۔

حسن آرا۔ نہین بہن عشق کے جھگڑے ایسے ہی ہوتے ہین یہ گتھی کسیکے سلجھائے سلجھنے والی نہین ہے عاشقی و معشوقی کیا کچھ ہنسی ٹھٹھا ہے۔ ؎

از فروغ عشق جان تابندہ است | جسم عالم زین حرارت زندہ است
عشق فردوسی حصارش خار خار | ظاہرش دے باطنش باشد بہار
صورتش زہرست و معنی مصلحت | شعلۂ آبستن صد رنگ گل
عشق بارانی سحابش جملہ دل | عشق طوفانی حبابش جملہ کل

در بشر ایمان و کفر و این و آن
شعلۂ دود چراغ عشق دان

اُستانی جی۔ حسن آرا بیگم۔ مین کہتی ہون یہ تعین ہو کیا گیا ہے آخر تم اور بد دعا کا استدلال کرو اور دون کو ہنستی تھین اب تم اپنی کہو۔

حسن۔ اُستانی جی خاتون جنت کی قسم کھا کے کہتی ہون بد دعا نے مجھے نہین رُلایا مطلب میرا یہ کہ مین اس سبب سے نہین روئی کہ دعاے بد کا خدا نا کردہ کچھ اثر ہوگا مگر جو کوئی آزاد کو بُرا کہتا ہے تو مجھسے سُنا نہین جاتا۔ بس بات ساری یہ ہے مین سچ کہتی ہون اُستانی جی مجھے یاد ہی سی ہو گئی ہے مین سوچا کرتی تھی کہ اگر آزاد کی صورت اللہ نے نہ دکھائی تو مین کیا کرونگی یا اُنکے ساتھ نکاح ہو یا موت آئے

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہی
بجلی ہی کاش آئے مرے آشیان تلک

اُستانی۔ جبتک روم مین آزاد تھے تب تک ہمارا دل بھی بے قابو تھا۔ مگر اب تو روانہ ہو چکے۔ تاریخی آگیا اب کیون اسقدر تشویش ہی۔ بیکار جان ہلکان کر رکھی ہی ؎

وہ بھی آیا نہ آئے آپ مین ہم
اِسکو کہتے ہین انتہاے فراق

یہ شعر تمھارے حسب حال ہے۔

حسن۔ اُستانی جی اب دل ایسا ضعیف ہو گیا ہے کہ مین کچھ عرض نہین کر سکتی ذری سا صدمہ جگر کو پاش پاش کر دیتا ہے شاید غم ہی سہنے کے لیے پیدا ہوئی تھی دیکھئے اب آیندہ کیا ہوتا ہے اب تو غم ہی سہا۔ ؎

ہون مین وہ بلبل کہ مثل طائر قبلہ نما
قفس مین بھی نہ پھیرا خانۂ صیاد سے

اُستانی۔ کیون حسن آرا۔ ایک بات کہین بُرا تو نہ مانوگی

حسن۔ آپ کو اُستانی جی مین مثل اپنی ماں کے سمجھتی ہون۔

اُستانی۔ وہ بات یہ ہے کہ تم اس صفائی کے ساتھ آزاد اور نکاح کے لفظ زبان پر کیونکر لا سکتی ہو بڑی بیگم صاحب کے سامنے ہمارے سامنے اور عورتون کے سامنے اِس طرح صاف صاف باتین کرتی ہو کہ ہمین بڑا تعجب ہوتا ہی ابھی تم کہہ رہی تھین کہ عشق کے جھگڑے ایسے ہوتے ہین

حسن۔ اُستانی جی اب تو آپ کہ از سرگذشت کا نقشہ ہے بس جب سارے زمانے مین مشہور ہو گیا کہ آزاد کو حسن آرا نے روم مین بھیجا ہی تو پھر اب گھونگھٹ کیسا۔

آزاد کی یاد نے حسن آرا کو انتہاے زیادہ بیقرار کر دیا کوٹھے پر جا کر سو رہین۔ ہری پنکھا جھلنے لگی۔ ادھر سامنے کے کمرے مین روح افزا اور گیتی آرا نے ایک مغلانی سے جو حسن آرا بیگم کے ہمراہی مین گئی تھی مفصل حال پوچھا تو اُسنے یون کہا۔ اے حضور وہ تو چھٹا ہوا شہدا معلوم ہوتا ہی۔ اسد اُس سے بچائے ابھی کوئی بیس بائیس برس کا سن ہوگا ہاتھ پانون اچھے ہین اور بڑا گورا چٹا ہے۔ شنجرفی بدن۔ چہرے پر خون برستا ہے تمدد باندھے تھا اور صندلی رنگا ہوا کرتا پہنے تھا آستینون دار۔ ڈھیلی ڈھیلی آستین اور کرتا گھٹنون تک تھا۔ سر پر مانگ۔ پٹیان جمی ہوئی۔ بالون مین حنا کا تیل پڑا ہوا۔ اور موتیے کے عطر سے بسے ہوے صاحبزادی کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے مین سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھی۔ مین چتونون سے تاڑ گئی کہ یہان کی نیت بُری ہی گھور گھور کے دیکھنے لگا موا اور یہ چھپی جائین اور حضور بعضی بات کہنے کی نہین ہوتی یہ اُسوقت بنی ٹھنی بھی بہت تھین ایسا جوبن تھا کہ مین کیا عرض کرون۔

روح افزا۔ اور مین نے منع کیا جیسے یہ سامنے آئین چھوٹتے ہی مین نے کہا اخاہ عطر مین کپڑے ڈوبے

ہوے ہین جاتی درویش کے پاس ہو اور بناؤ یہ مگر سنتا کون ہے۔

گیتی آرا۔ مین نے بھی تو کہا تھا جن آرا نے کچھ سنا ہی نہین

مہری۔ حضور جب وہ گھورنے لگا مین تو کانپ گئی۔

گیتی آرا۔ چلو اب کسی کے سامنے زبان پر نہ لانا

روح افزا۔ یہ اماجان کی ساری غلطی ہے اسکو کوئی کیا کرے

مہری۔ کہیے صاحبزادی یہ بیٹا۔ بیٹی اور نیت۔

گیتی آرا۔ پھر یہ اُٹھکے چلی کیون نہ آئین۔ بیٹھنا ہی کیا فرض تھا۔

مہری۔ ایک دفعہ اُنکی ٹھڈی پر ہاتھ بجاکر کہا بیٹی گردن اونچی کرکے بیٹھو۔ میری روح لرزتی تھی کہ اللہ خیر کرے یہ خدا پیچھے کھسک کر بیٹھین پیچھے کھسکنا تھا کہ وہ ہوا ذری آگے کو بڑھا اتنے مین بیگم صاحب کے زانو سے زانو بھڑا کے بیٹھ گئے تو۔ جھیپکر۔

اب مین کیا کہون۔ خدا غارت کرے مونڈی کاٹے کو۔ اے مجھی کو گھورنے لگا۔

گیتی آرا۔ ضرور اس مین کیا شک ہے۔ تمپر ضرور نظر پڑی ہوگی۔

روح افزا۔ اے لو کیسی کچھ۔ یہ کیا کسی سے کم ہین توبہ توبہ

مہری۔ بس حضور کہنے لگا کہ جو کچھ پوچھنا ہے تخلیے مین چل کے پوچھ لو۔ حسن آرا بیگم اب اسکا کیا جواب دین اُسپر اُستانی جی بولین چلو مین خلوت مین چلتی ہون جو کہنا ہو مجھ سے کہو۔ وہ اسپر کیون راضی ہوتا اور اللہ جانے جادو کردیا یا سحر کردیا کیا کردیا کہ حسن آرا بیگم نے ہم سب سے کہا ذرا تم تھوڑی دور ہو جاؤ تو مین یہان ہی سے پوچھ لون۔ اُستانی جی ذرا پیچھے ہٹ بیٹھین مگر پیٹھ پھیر کے مین حضور آنکھ لڑائے رہی اُنھون نے آزاد کا حال پوچھا تو واہی تباہی بکنے لگا اور اخیر مین بولا تکو آزاد کی فکر اور پروا کیا ہے ایک آزاد فرض کیا ہے ہزار آزاد دم کا کل مشکین کے اسیر ہو جائینگے اگر آزاد نہ آئین تو ہم موجود ہین اتنا کہنا تھا کہ میری روح لرزنے لگی اور انکا رنگ فق ہوگیا پھر کہنے لگا مین شرمندہ ہون تقصیر نہین ہون یہ اُٹھ کھڑی ہوئین تو بددعا دی اور کہا اللہ نے چاہا تو آزاد کی صورت کبھی نہ دیکھو گی یہ گاڑی پر آتے ہی رونے لگین پھر اُس گھڑی سے اور ابتک ہچکی بند نہین ہوئی۔

روح افزا۔ توبہ۔ خدا سمجھے ایسے ایسے موذیون کے یہ قصے ہین یا ہیر وپے۔

آب سُنئے کہ حسن آرا بیگم جو عین اضطراب و بیقراری مین سوئین تو خواب پریشان دیکھنے لگین آزاد کی یاد مین تو آرام کیا ہی تھا ہی باتین خواب مین کر نظر آئین دیکھا کہ آزاد ایک تو سن عقاب ہیبت پر سوار لب جوئے کھڑے ہین حسن آرا نے قریب جاکر کہا اجی حضرت مزاج شریف دریون مکالمہ ہونے لگا۔

آزاد۔ (چونک کر) حسن آرا۔ حسن آرا۔

حسن آرا۔ آپ گھوڑے سے اُتریگا بھی یا نہین۔

آزاد۔ حسن آرا۔ یا آپکی مین خواب دیکھ رہا ہون کیا ہے

گرچہ شاطر بود خروس بگیر	چہ زند پیش باز رین چنگ

یہ بوستان کا شعر نہین گلستان کا شعر ہے۔ بوستان کا وزن یہی اور ہے فعولن فعولن فعولن فعولن ہے

منم کہ نالہ بہر خان گشن آموزم | بہ دی خاک بہ بسمل طپیدن آموزم
زبسکہ دشمن جان دل خودم غرضم | بجائی تازہ بآن چشم برفن آموزم
عجب مدار ز بیتابی من شیدا | کہ طرز کشتن خود را بہ قیس آموزم
قتیل از خم آن نشتر نگاہ مدام | کشودن رگ جان را بگردن آموزم

حسن۔ جی تو چاہتا ہے کہ لب لعل شیرین کا بوسہ لون مگر سوچتی ہون کہ تمھارے ہونٹھ اس شرف کے قابل ہین یا نہین

آزاد۔ (مسکراکر) اللہ اللہ آپ کو شرمے ہونٹھ دھولو۔ ہمارے لب وہ لب ہین جنکے بوسے کی حوران جنت کو آرزو ہی

حسن آرا۔ ہان یہ گویا آپ کو بڑے فخر کا مقام ہے اور یہان اگر حور سامنے سے نکل جائے تو ناگوار گذرے حور بھی کوئی شے ہی

آزاد۔ ہمارے مرنے کے بعد کیا کرنے آئی ہو مگر خیر شکر ہے اسقدر توفیق تو ہوئی کہ بعد مرگ مرقد پر آئین۔ ع

سر مزار بے سر لالہ زار آمد | طپیدن دل پر خون ناگوار آمد

نشد چو عمر دم مرگم کفیل گور و کفن
دل ستم زدہ نالان ز کوے یار آمد

حسن آرا۔ دیکھو آزاد ایسی باتین کروگے تو میں روٹھ جاؤنگی۔

آزاد۔ یہ فقرہ بازی رہنے دو۔ تم جاکے جوان فقیرون سے تخلیے مین باتین کرو آزاد کی فکر کیون ہوگی۔

حسن آرا۔ ہائے (زور سے) ہائے آزاد یہ بدگمانی۔

آزاد۔ بس دیکھی تیری کایلی اور باون پڑے اجاڑ مین ابتک تمھارے خیالات کا ادب کرتا تھا مگر بس دیکھ لیا ع

من فدائے این تمکین کز ادب بگزرد او
نیست صید بسمل را رخصت طپیدن ہا

حسن۔ اتنا تو پوچھا ہوتا کہ تمھارا حال کیسا ہے

آزاد۔ مجھ سے تو دریافت کیا ہوتا کہ تجھپر کیسی گذری ع

چہ پرسی از متاع حال چونست | مگر صحرانوردی از جنون ست

جدا چون گشتی از یاران غمخوار
چرائی ہمچو مجنون سر بہ کہسار

حسن آرا۔ تو گھوڑے سے اترو۔ تم آسمان پر ہم زمین پر آزاد بسم اللہ کہکر گھوڑے سے اترے مگر گھوڑے سے اترتے ہی کیا دیکھتی ہین کہ وہ اونٹ بنگیا۔

آزادی۔ واہ رے شتر غمزے۔ اب کہین میان آزاد نہ بلبلانے لگین۔

خیر۔ آزاد نے کہا پیاری حسن آرا مین نے تمھارے حکم سے سر کٹایا ہے گو اس دنیا مین اسقدر خوش قسمت نتھا کہ بغل گرم ہوتی مگر یہ خوشی کیا کم ہے کہ بہشت مین تم ہم آغوش ہوگی (حسن) آزاد مین خواب دیکھ رہی ہون اچھا تم سے مجھ سے پہلے پہلے کہان ملاقات ہوئی تھی مین نے کیا کہا تھا تم نے کیا کہا تھا۔

آزاد۔ ارے استحان پہلے بھی استحان لیا تھا اور اب بھی لیتی ہو اس مصرع کا دوسرا مصرع موزون کرنے کا حکم تھا۔ ع

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما

مین نے جواب دیا تھا وہ فرمائیے اور شہسوار کا مصرع بھی مجھے یاد ہے۔

حسن آرا۔ تم ہی بتاؤ یہ سوال مجھ سے ہے یا تم سے

آزاد۔ شہسوار نے کہا تھا۔

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
پرسشدہ از جوہر دل جام ما

مین نے اُسپر اعتراض جمایا۔ مین نے کہا شراب کو شعرائے گرانمایہ اور فصحاے بلند پایہ نے جوہر روح بامدھا ہے جوہر دل یا محاورہ ہے۔ چنانچہ لسان الغیب حافظ شیراز کا شعر بھی بطریق مثال پڑھا تھا۔ ؎

بدہ ساقی آن جوہر روح را
دواے دل ریش مجروح را

اور پھر مین نے اس مصرع پر دوسرا مصرع یون لگایا ہے

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

حسن آرا۔ ہان صحیح ہے بھلا مردے کو کہین حافظہ بھی ہوتا ہے تم جھوٹ کہتے ہو کہ مین نے سر کٹایا اور یہ اور وہ یہ سب میرے چھیڑنے کی باتین ہین۔

آزاد۔ مُردے کہین بولا بھی کرتے ہین اچھا بتاؤ ہمسے کون تاریخ پوچھی تھی کسکی شادی کی تاریخ پوچھی تھی تم نے۔

حسن آرا۔ پیر نابالغ۔ بارہ سو چھیانوے مدد اسکے ہاتھ ہے

آزاد۔ وہ وقت مجھے خوب یاد ہے جب پردہ گر پڑا تھا اور سپہر آرا دم کے دم مین چک دمک کر ایک ہی دفعہ مین نظر سے اوجھل ہوگئین مگر حضور ذرا استعلیق پن سے بھاگی تھین سپہر آرا نے جھلا کر کہا۔ اے اللہ کرے اس ہوا کو آگ لگے اُسپر پٹکی پڑے اور مین نے یہ شعر بھی پڑھا تھا

کسکا حجاب کسکی حیا اور کہان کی شرم
پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھایئے

تم دونون کھڑی ہوئی تھین۔ ہاے دیکھتے ہی دل ہاتھ سے جاتا رہا اپنے لگا حواس بجا نہ تھے بھوک پیاس بند ہوگئی مگر مجھے تعجب ہوا کہ بہو بیٹیون مین اس آزادی کے ساتھ میری رسائی کو نکر ہوئی ملاح نے مجھے بڑی مدد دی ورنہ مین کچھ نہ کر سکتا ظاہر مین تو جھڑکتے تھے کہ یہ کیا کچھ گڑبڑ یا گڈون کا بیاہ ہے ذرا جلد بازی نہ کرنا میان گبرو مگر دل مین خوش تھے کہ مطلب برآری ہوگی اور اشارے سے کہتے جاتے تھے کہ ہان خبردار جو چوکے یہی موقع ہے ہم بھی شیر ہوگئے۔

حسن۔ ہمایون کا حال بتاؤ۔ زندہ ہین یا مرگئے۔

راوی۔ اب بہکنے لگین اب خدا ہی خیر کرے۔

آزاد۔ بس ایک پہاڑ نظر آیا مگر حسن آرا میری جان تمھارے ہی بدولت نکلی۔ از ماست کہ بر ماست۔ اب کیا کیا جائے کمال افسوس کا مقام ہے عین اُٹھتی جوانی مین مین عنفوان شباب مین مین نے قضا کی اور تم نے اف تک نہ کی افسوس۔ ؎

بخونم دست و تیغ آلودہ جانان
بدگموزان وکیل بی زبانان
چگویم در سپاس بیکسی ہا
زہی نامہربان مہربانان

دم مردن چو رشکم تنگ گیرد
فراخے ہاے عیش سخت جانان

حسن آرا۔ اب مجھ سے صاف صاف کہدو کہ تم ہو کیسے دنیا مین ہو یا نہین ہو اگر ہو تو خدارا اب کہین نہ جاؤ اور نہین ہو تو صاف صاف بتاؤ مین بھی وہین آؤ جہان تم ہو۔

آزاد۔ حسن آرا گو یہ خواب ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ مین مر گیا پلونا کی لڑائی مین مین نے ایک گولی کھائی اور اس گولی نے جانبری نہ کی

بر لب زہرہ نوا پرداز
نمک غیر از فغان نمی خواہم

حسن آرا نے بہ لجاجت و منت و سماجت کہا کہ بس اب مین صرف ایک بوسے کی طالب ہون اگر مرضی اور راے ہو تو میری تمنا کا خون اپنی گردن پر نہ لو مجھے ہنسی خوشی بوسے لینے دو ورنہ اختیار ہے۔ بوسہ لینے دوگے تو جان شیرین تلخی کے ساتھ نہ نکلیگی مرتے وقت آرام ملے گا نہ دوگے تو تلخ کامی سے مرونگی میری زندگی محال ہی جیتی بچون معلوم مگر وقت نزع اور دم واپسین میرا خوش کرنا تمھارے ہاتھ ہے

آزاد کا دل بھر آیا۔ آہ سرد کھینچکر کچھ کہنے کو تھے مگر فرط غم سے زبان بند ہوگئی حسن آرا نے بیتاب ہوکر گل رخسار اور چاہ ذقن اور چشم و ابرو کے کئی بوسے متواتر لیے اور چونکہ آنکھون سے اشک اضطراب فروش اُمڈے آتے تھے آزاد کے دامن اور لباس اور رخ و ابرو پر قطرہ ہاے اشک ٹپ ٹپ گرتے جاتے تھے آزاد نے جب اس نگار رنگین ادا کی بیقراری اور بیقراری دیکھی تو بوسے لینے کو منع نہ کیا۔

حسن۔ تم اسی کو بڑا احسان سمجھتے ہوگے کہ مین جو بوسے لے رہی ہون تو تم خاموش کھڑے ہو جھٹک نہین دیتے مگر مین یہ سوچتی ہون کہ ملے تو دم واپسین۔ دیدار بھی نصیب ہوا تو آخری وقت۔

تپ ہجر سے حال تغیر ہوا جو وصال ہوا تو زوال ہوا
نہ تو مین ہی رہا نہ مرض رہا ہوئی عیسیٰ کے دست شفا کی قسم

آزاد۔ غنیمت جانو اور شکر بجا لاؤ کہ بوسے تو نصیب ہوگئے۔

حسن۔ (متواتر بوسے لیکر) آہی یہ اسوقت مین ہوں کہان

آزاد۔ اسوقت بڑی خوش قسمت خوش نصیب خوش طالع ہو۔

حسن۔ خوش نصیب تب اپنے کو تب سمجھون جب مرلو بر آئے

فارغ بہ تجلی نشو و شائق دیدار | پرواز بہتاب تسلی نتوان کرد

آزاد۔ اللہ اللہ کسقدر نخیلان تمھارے سب سے مین بے اٹھائین

حسن۔ اور ہم نے جو رنج سہے وہ کسی شمار قطار ہی مین نہین

آزاد۔ کیا تم بھی کسی جنگ پر گئی تھین تمھاری جان بھی معرض خطر مین تھی تم کو بھی کسی نے قید کیا تھا۔ تم بھی بہادرون پر گولیان کھا کھا کے مجروح ہوئی تھین۔ تم اپنی چاردیواری مین مزے سے بیٹھی ہو تم درویش کے پاس جاؤ تم کو اس سے کیا واسطہ کہ آزاد کون ہے اور کہان ہو مرے چاہے جیے۔

حسن۔ ہماری تباہی کا حال ناگفتہ بہ ہے مگر تم سے جب کوئی بیان کرے تب تو سنو اور جب سنو تب تو کوئی بیان کرے یہان تو آہ بھی اچھی طرح نہین نکل سکتی تھی ضعف کی بھی کوئی حد ہے الامان الامان۔

کب پہونچی آہ ضعف سے گوش بتان تلک
سو جا ٹھہر کے سینے سے آئی زبان تلک

آزاد۔ اب بندہ وہ آزاد ہی نہین تم نے بیوفائی کی

حسن۔ ہاے ہاے۔ ایسی تو نے کیطرح آنکھین بدل لین ہے

ہم بھی گشتہ تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

آزاد۔ حسن آرا اگر تم کو ذرا بھی میری محبت ہوتی تو

حسن۔ (گریہ و زاری کرکے) بس آزاد بس خدارا اب کچھ نہ کہو۔ تمکو میری محبت کا اسقدر رشک ہے کہ تم سمجھتے ہو مجھے ذرا بھی تمھارا پیار نہین ہاے کس سے کہون آفرین نہین کہتے کہ اب تک تمھارے نام پر یون ہی بیٹھی ہون۔

ہم ازل سے انتظار یار مین سوتے نہین | آفرین کہتے ہمارے دیدۂ بیدار کو

آزاد۔ میدان جنگ ہر سمت توپ و تفنگ۔ دکو سرکرد تیر شب کو ہنگام ستیز رن کی زمین خون سے لالہ زار۔ گولونکی بارش گولیون کی بوچھار سفر کی بیقراری۔ اتوا ب اژدر دہانکی شرباری گھوڑے گولیان کھا کھا کے ہنہناتے تھے طاؤس طناز کی چہل پل دکھاتے تھے۔ آبدار تلوارونکی چمک۔ لیس دار وردیون کی جھلک اور تیر آزما شمشیر بہادر ہاتھ مین لئے حسن آرا کا حکم بجا لاتا تھا زخم پر زخم کھاتا مگر غنیم کو پشت نہین دکھاتا تھا۔ بڑھ بڑھ کے ہاتھ لگاتا تھا۔ ؎

معرکہ پڑتے ہی اٹھ جائینگے غیرون کے قدم
جب سمجھنا ہو سمجھ لین سر میدان ہم سے

یہ شعر میرے حسب حال تھا مگر افسوس صد افسوس کہ جسکے واسطے یہ سب پاپڑ بیلے وہی اپنا نہ ہوا شوی طالع و ادبرنا

زجوش آتش غم شعلہ افشان شد چراغ من
خدایا بر دلم زخمے کہ خون گردید داغ من

حسن۔ آزاد۔ جو میرے امکان مین تھا اس سے مین نے بھی دریغ نہین کیا۔ آزاد مین بھی دو بار تیرے سبب جان کھو چکی تھی اعزہ اقربا سب مایوس ہو چکے تھے یہانتک کہ تجہیز و تکفین کی تیاریان ہونے لگین مگر مجھے تو یہ دن دیکھنا تھا کہ آزاد سا مہربان آزاد سا عاشق مجھے بیوفا کہے۔ خیر۔ اسمین کسی کا کیا چارہ ہے جو کچھ خدا نے دکھایا وہ دیکھا اب اور جو کچھ دکھائیگا وہ دیکھونگی جسطرح مین نے ابتک بسر کی خدا دشمن کو بھی نہ نصیب کرے۔ ؎

کس طرح کٹتی ہین راتین کس طرح کٹتے ہین دن
میری حالت گر وہ بدخو دیکھتا دو ناصبور

آزاد۔ چلو اب تو جھگڑا ہی نہ رہا۔ اتو فراغت ہی ہو گئی

حسن۔ ہے ہے مین یہ یقین سمجھتی رہون ہائے کس سے حال دل کہون۔ دلدار دلبر تو میری صورت ہی سے بیزار رہے اب کہانتک ماجرائے دل بیان کرون طاقت گویائی نے صاف جواب دیا۔ ؎

چلتی نہین زبان بھی اب اسکی کیا کرے
آتا ہے ہر سخن پہ ترے ناتوان کو غش

آزاد۔ لیلی و مجنون شیرین و فرہاد کی طرح ہمارے تمہارے عشق کا حال بھی زبان زد خلائق ہوگا مگر تمہاری بیوفائی اور کج ادائی سے ہمارا نام خود بدنام ہوگا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا

ہوا جو کچھ کہ ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

حسن۔ دل سوختون کو جلانے سے کیا فائدہ ہے آزاد

آزاد۔ خود ہی دل جلاؤ اور خود ہی دل سوختہ بنو۔ واہ

حسن۔ اگر ہم نے جلایا ہو تو خدا ہم کو جلائے بس اب کیا۔ قبر مین بھی یہ خیال در دانگیز بیٹھی نیند نہ سونے دیگا کہ آزاد نے ہمین بیوفا کہا۔ ؎

درد نے رنج والم نے غم تنہائی نے
قبر مین بھی انھین دو چار نے سونے نہ دیا

آزاد۔ ہائے اگر زندہ ہوتا۔ یا خدا ایک دن کے لیے بھی زندگی دیتا تو وصیت کر جاتا کہ مجرد عشق سے منزلون دور رہنا اس کا آغاز خراب انجام انتہا سے زیادہ خراب اور اول مین انسان دل کو ڈھارس دیتا ہے کہ صنم مراد سے ہم آغوش ہونگے مگر یہ خیر صلاح ہے صرف خیال ہی خیال ہے۔ ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے آخر مشکلہا

یہ سنکر حسن آرا نے فرط اشتیاق و دفور بیتابی و جوش بیخودی سے آزاد کو بے دھڑک چھاتی سے لگایا اور بوسہ لینے ہی کو تھی کہ آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ بستر اور تکیہ اشکوں سے تر ہے روتے روتے یہ غزل آہستہ آہستہ لیٹے ہی لیٹے پڑھنے لگی

آنکھین دکھلا کے مجھے پارنے سونے نہ دیا
رات اُس فتنۂ بیدار نے سونے نہ دیا
اپنی آنکھون کھٹکتا رہا کانٹے کی طرح
مجکو اس میرے تن زار نے سونے نہ دیا
طور پر برق کے مانند مین تڑپا شب ہجر
ایکدم حسرت دیدار نے سونے نہ دیا
یاد دلوا کے مجھے یار تری آنکھون کی
باغ مین نرگس بیمار نے سونے نہ دیا
مکھ و ابرو و مژگان نے ترے کامش کی
تیر نے برچھی نے تلوار نے سونے نہ دیا
خواب مین بھی نہوا اُس ماہ کا تا وصل نصیب
اسلئے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا
موت بھی ہجر کی شب سوتی رہی عیسی بھی
ایک مجکو دل بیمار نے سونے نہ دیا
اُسکی آنکھون کے تصور نے اڑا دی مری نیند
اپنے بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

مغلانی - حضور کیا طبیعت خدانخواستہ ابھی بے لطف ہے

حسن - نہین - کیون طبیعت وہ طبیعت نہین ہے جو بے لطف ہو یہ بیمیا طبیعتین ہین ورنہ اتنک مرض تو مرض مرض کی جڑ ہی نہاتی رہتی - ؎

مین نرغے مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھے دان پہنچا نہ سکا
وہ آ نہ سکا مین جا نہ سکا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

مغلانی - لونڈی کی طبیعت گھبراتی ہے اور انجمن ہوتی ہے

حسن - بس میری بھی یہی کیفیت ہے بعینہ یہی حال ہے

مہری - سرکار منھ دھو ڈالین تو ذری طبیعت ہلکی ہو جائے -

حسن - کیسا منھ اور کسکی طبیعت اُلٹی ہو گئی - ؎

قبر مین جنکو نہ سونا تھا سُلایا اُن کو
یہ سنے مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

اتنے مین روح افزا اور گیتی آرا کو خبر ہوئی کہ حسن آرا بیگم بیدار ہوئی ہین دونون کمرے مین آئین دیکھا تو آنکھین پرنم اور خون کبوتر کی سی سرخ گھبرائین کہ یہ کیا ماجرا ہے روح افزا نے پیشانی پہ ہاتھ رکھا - گیتی آرا نے مہری کو حکم دیا پنکھا جھلو -

روح - بہن سونے سے ذرا ذرا طبیعت تو ہلکی ہوئی ہو گی خود جاگین یا کسی نے جگا دیا - کتنی دیر ہوئی -

حسن - گلے لگاتے ہی آنکھ کھٹ سے کھل گئی ہائے ہائے -

روح - کیسا گلے لگاتے ہی - کسکو گلے لگاتی تھین -

حسن - بڑے شکوے بڑی شکایتین - بے حد گلے کیا کہون کیا نہ کہون -

یاد اگر آتا نہین تو ہی شب فرقت مین آ
اے اجل تو نے بھی کیا مجکو بھلایا یاد سے

روح - مجھے وحشت ہوتی ہے یہ تم کیا کہہ رہی ہو -

حسن - تمھین وحشت مجھے جنون - مجنون

اور وحشی کا ساتھ کیا دونون قریب قریب ایک سے
مگر یا اللہ مین نے کیا کیا جو اسقدر بد دماغ پایا۔
گیتی آرا۔ حسن آرا یہ بہکی کیون ہو نصیب دشمنان
ہذیان کی سی کیفیت ہے ہوش کی سی باتین کرو بہن
اُٹھ بیٹھو منھ اچھی طرح سے دھو ڈالو۔
حسن۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلاؤ تو جی مین جی آئے
روح۔ مہری۔ جا کے تھوڑا سا جواہر مہرہ شربت
انارین مین ملا کر لے آؤ برف ڈال کے مگر کیوڑہ الگ لانا
مہری نے حکم کی تعمیل کی دار وغہ سے جواہر مہرہ شربت
کیوڑہ لیا برف ڈالی چاندی کے کٹورہ مین شربت
لائی کیوڑہ اور آب شیرین ملایا جب کیوڑا خوب ٹھنڈا
ہوا تو رومال سے اُٹھا کر حسن آرا کو پلایا
حسن۔ دل کو ذرا تسکین ہوئی ورنہ قلب کا عجب
حال تھا۔
روح۔ اب منھ بھی دھو ڈالو لگے ہاتھ لو لا دو
پانی۔
حسن۔ (منھ دھو کر) آنکھین اس طرح جل رہی
تھین جیسے تنور۔ پنکھا زور زور سے جھلو جس مین
خوب ٹھنڈک ہو۔
روح۔ اب تم لیٹ رہو اور لیٹے ہی لیٹے باتین
کرو۔
حسن۔ کسی پہلو چین ہی آئے جب لیٹے کون اور
باتین کیا کرون جب دل ہی قابو مین نہین تو
لیٹنے سے کیا آرام ہوگا۔

یار نام خدا ہے کشتی مین

یا خدا آج یار بیڑا ہے

کہین جہاز کے داخل ہونے کی خبر سنون
تو جی اُٹھون۔
روح۔ سنو گی سنو گی۔ تار آ ہی گیا ہے پھر گھبراہٹ
کا ہیکی ہے۔ بیڑا پار ہی ہو جائیگا۔ اللہ بڑا مسبب الاسباب ہے
گیتی۔ ہم بھی تھے سونے سے ذری چین ملے گا آرام
ہوگا۔ مگر ویسی کی ویسی ہی ہو حسن آرا دل کو ڈھارس
دو خدا کے لیے ذرا دل کو مضبوط رکھو ایسی فہمیدہ ہو کے یہ باتین
بہار النسا اور بڑی بیگم نے جو سنا کہ جواہر مہرہ اور شربت انار
اور برف اور کیوڑہ کی اور ضرورت ہے تو گھبرائین
بہار النسا جھپٹ کر کوٹھے پر گئین پیچھے پیچھے بڑی بیگم بھی
جریب ٹیکتی ہوئی پہونچین کو حسن آرا کو شربت پینے سے
کسیقدر سکون ہوا تھا مگر پھر بے چین تھی بہار النسا
نے پیشانی اور سر پہ ہاتھ رکھا اور پٹگڑی پہ بیٹھکر
یون ہمکلام ہوئین۔
بہار۔ کیون طبیعت کیسی ہے کچھ حال تو کہو۔
حسن۔ قلب پر گرمی سی معلوم ہوتی تھی مگر جب سے
انار کا شربت کیوڑہ اور پانی اور برف ملا کے پیا تب سے
کسیقدر سکون ہے اور جواہر مہرہ بھی تھا۔
بڑی بیگم۔ (بیٹھکر) آخر یہ قلب پر گرمی کیون ہو آپکی بات
کا برا نہ مانو مجھ کو گئی ہو کہ بد وضع آدمی ہو۔ بس پھر کیا۔
حسن۔ نہین اماجان مجھے ایک خواب دیکھا ہے جسنے مجھین
بہت ہی پریشان کر دیا۔ مین لیٹی لیٹی خدا جانے کیا سوچ
رہی ہون اماجان کے قدمون کی قسم بڑی کوشش
کرتی ہون کہ طبیعت بہلاؤن مگر نہین بہلتی اب کیا علاج کرون

بڑی بیگم۔ کوئی کتاب پڑھو۔ دو گھڑی سیر باغ کو جاؤ۔ چوڑی تیار کرا کے ہوا کھا آؤ۔ شطرنج کھیلو گنجیفہ کھیلو یہی ترکیبین دل بہلانے کی ہین۔

روح افزا۔ ہم بتائین نازک ادا کو بلوا لیجیے تو خوب بات ہے۔

بڑی بیگم تشفی دے کے چلی گئین۔ ادھر فنس اور دو سپاہی لیکر دو مہریان نازک ادا بیگم کے ہان پہونچین انھون نے پیغام کہا فنس پر سوار کرایا۔ اور روانہ ہوئین کھٹ سے فنس داخل۔

یہ وہی نازک ادا بیگم ہین جنھون نے ثریا بیگم کے میان نواب سنجر صولت کو انگلیون پر نچایا اور فیضن کو بنایا تھا نازک ادا بیگم فنس سے اُترین اُترتے ہی پوچھا روح افزا ہین کہان ہین روح افزا سے ادا نے بہت بنتی تھی کوٹھے پر آئین۔

نازک۔ آج بیوقت کی طلبی کیسی ہے صاحب کیا حکم ہے

روح۔ برسون ٹسکل ہی نہین دکھاتی ہو۔ واہ ری مروت

نازک۔ ہم کچھ دن سے مرزا صاحب کے ہان تھے انکی لڑکی کا نکاح تھا کئی دن تک جشن رہا وہان۔ اب چھٹی ہوئی جا کے۔

روح۔ مرزا صاحب کون اے وہ بوڑھی والے کے بھائی۔

نازک۔ ہان ہان وہی دیہے کے پاس مکان ہے انکا

گیتی۔ انکی لڑکی کہان ہے حشمت ہو کی تو شادی ہوگئی ہے انکی لڑکی کو کسی ہے۔ شاید ہو۔

نازک۔ انھون نے اپنی لڑکی ثریا بیگم اپنی چچی کے گود بھائی تھی۔ تو لڑکی کو یہ وہان سے لے آئین۔

روح۔ سن کیا ہے۔ ہو گی کوئی تیرہ چودہ برس کی۔

نازک۔ نہین ہین۔ خاصی سیانی ہے۔ حسن آرا سے دو ایک برس بڑی ہی ہو گی بلکہ تین چار برس بڑی ہو تو عجب نہین۔ حسن آرا کیون کیسی ہو تم۔

حسن۔ (آہستہ سے) اچھی ہون۔ آپ کا مزاج شریف

نازک۔ شکر ہے ہین۔ دعا کرتے ہین۔ مبارک ہو ہین

حسن۔ ہان بزرگون کی دعا سے سہر آرا بچ گئی خدا اُسکا سہاگ قائم اور برقرار رکھے۔ آمین۔ آمین۔ آمین

نازک۔ مگر اللہ بہتر جانتا ہے کسیکی سمجھ ہی مین نہین آیا کہ یہ کیا ہوا۔ ایسا آج تک کبھی ہوا ہی نتھا کسی نے سنا ہی نتھا۔ چلو جو ہوا اچھا ہوا۔ مگر درویش کی تو ہندی معتقد نہین۔ ؎

اُس بوریا نشین کا دلا مین مرید ہون جسکے ریاض زہد مین بوے ریا نہو

حسن۔ کیا معلوم کون فقیر اچھا ہے کون بُرا ہے ہم کو تو فقیرون اور درویشون کا ذرا عقیدہ نہین دل کی صفائی سے بڑھکر کوئی زہد نہین اور اُسکا حاصل ہونا دل لگی نہین ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

نازک۔ آخر تم اسوقت ہو کیسی لے روح افزا اجتاؤ تو سہی کیسی ہین کیسی۔ اسوقت کچھ سست سی معلوم ہوتی ہین

روح۔ ہان کچھ طبیعت سست ہے تم ذرا دل بہلاؤ۔

نازک۔ دیکھو دو ایک شعر سناتی ہین ؎

بتے دارم از اہل دل رسم گرفتہ رگ غمزہ از نیش مژگان کشودہ	بشوئی دل از خون نشستن ہم گرفتہ سر فتنہ در زلف پر خم گرفتہ

برخسارہ رنگ گلستان ربودہ | ہنگام عرض جہنم گرفتہ
افسون ماندۂ کار عیسے نمودہ
پیری بودہ و جام از جم گرفتہ

حسن۔ ہمکو تو اپنے بخت واژگون سے شکایت ہے شعر بھی ویسے ہی یاد ہین۔ جو بات ہوئی پوری ہے اپنی ناکامی کے صدمے افسوس صد افسوس۔ ؎

موت مانگون تو بہے آرزوے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا بہے پایاب مجھے
میری ایذا کے لیے مرہمین جلن آتی ہے
کاٹنے دوڑتی ہے ماہی بے آب مجھے

نازک۔ آخر اسکا سبب کیا ہی۔ ہماری سمجھ مین کچھ نہین آتا اور روح افزا کے کان مین، کیا کہین گھائل ہوئی ہین کسی کے تیر نگہ نے زخمی کردیا مگر کھلم کھلا اسکا اظہار کیا اگر وہ بھی راضی ہے تو نکاح کردو اگر نہین راضی ہی تو مجبوری ذلیس بات ساری یہ ہی اور اسطرح علانیہ اظہار کرنا تو اچھی بات نہین ہے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ حسن آرا نے یہ شعر پڑھا ؎

ابرا شکبار و ما خجل از ناگریستن | مدارو تفاوت آب شدن تا گریستن

نازک ادا نے حسن آرا کے قریب جاکر کہا بہن یہ بڑی بری بات ہے جو کچھ ہو دلمین نہ رکھو ہمجولیون سے کہو مجھے مطلع کردو ع

درمان ہے کہ درد لا دوا ہے

اگر لا دوا ہے تو دلکو مضبوط کرو شریفون مین یہ باتین کب جائز ہین ہم نے آجتک کسی شریف زادی کا یہ چال ہی نہین سنا کیا انوکھی تمھین کنواری ہو مین نہ کہتی مگر مجھے ڈر کا ہیکا۔ مین تو کہون اپنے باپ سے۔ مانو تو واہ واہ نہ مانو تو واہ واہ۔ ہمارا کام صلاح دینا ہی جاہے عمل کرو چاہے نہ کرو۔ اور تم تو اللہ کی عنایت سے پڑھی لکھی ہو فہمیدہ ہو تم سے ان باتون کا سرزد ہونا تعجب کی بات ہی اٹھو بیٹھو باتین کرو۔ واہ واہ واہ۔

نازک ادا نے حسن آرا کو خوب لڑے ہاتھون لیا پہلے تو کچھ دیر تک حسن آرا ٹالتی گئی مگر آخر کار مجبور ہو کر جواب دیا۔

حسن۔ (بے پروائی کے ساتھ) ؎

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان
ما نمیخواہیم ننگ و نام را

نازک۔ یہ باتین کچھ دیوان حافظ ہی کی اچھی معلوم ہوتی ہین کالے پانی کی بھی لسان الغیب نے تعریف کی تھی پھر پینا شروع کرو۔ ؎

بیار بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ ؎

مرید ان رو بسوئے کعبہ چون آریم چون
رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

اب کیا کوئی کہے کو نہ مانیگا کہ حافظ یون ہی لکھ گئے۔

حسن۔ مین بحث کرنا نہین چاہتی۔ ؎

جنونی کو کہ از قید خرد بیرون کشم پارا
کنم زنجیر پای خویشتن دامان صحرا را

نازک۔ تم بحث کرنہین سکتین بحث کیا کروگی بھلا۔

حسن۔ اچھا یون ہی سہی۔ ؎

من و انکار زمی این چہ حکایت باشد
غالبا این قدر عقل کفایت باشد

نازک۔ یہ بھی بات ہے اس سے پرہیز کرو بہن
حسن۔ (افسردگی کے ساتھ) ؎

عشق نے غالبؔ نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

ہوش وحواس ٹھکانے نہیں ہین۔
نازک۔ ہوش کی دوا کرو بھلے مانس کے ہان پیدا ہوکے ایسی باتین کب زیبا ہین ایک انوکھی یہی توہین بس۔
حسن۔ اور دل دکھتا ہے ان باتون سے فائدہ
روح۔ نازک ادا کے کان مین۔ سخت بات نہ کہو بہن۔
نازک۔ یہ کیون۔ یہ کیون۔ ہم تو کہین گے باپ سے۔

باصاف دل مجادلہ باخویش دشمنی ست
ہرکو کشد بر آئینہ خنجر بخود کشد

روح۔ مجادلہ کیسا۔ تسلی دینی چاہیے۔ صفا ہونا چاہیے۔
نازک۔ اے توبہن تسلی کس بات کی دون۔
گیتی۔ چلو باغ کی سیر کرین۔ اٹھو حسن آرا۔
حسن۔ دور ہی سے سلام ہے ہم اب کہین نہ جائینگے
گیتی آرا نے اشارے سے کہا کہ تم جو کہتی ہو وہی کیے جانا۔ نازک ادا نے کچھ سوال کرنا شروع کیے
نازک ادا۔ نکاح تم سے ہوگیا ہے یا ابھی نہین ہوا
حسن۔ ابھی نہین۔ کسکا نکاح۔ ہاے افسوس ؎

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

مگر کوئی کیا جانتا ہے کہ انجام کیا ہوگا۔
نازک۔ یہی معلوم ہو تو پھر کیا ہے۔
حسن۔ بات ٹالنے کے لیے ؎

بایدے ہر آئینہ پرہیز گفتہ اند
آنے دروغ مصلحت آمیز گفتہ اند

لفظے ہم از حکایت شیرین شمردہ اند
آن قصہ شکر کہ بہ پرویز گفتہ اند

خون دختین بکو تو کز دیدۂ ماست
مردم ترا برائے چہ خونریز گفتہ اند

بشگفتہ تو از یاد تو گوئی دروغ بود
از نوبہار انچہ بہ پائیز گفتہ اند

غالبؔ ترا بہ پیر مسلمان شمردہ اند
آنے دروغ مصلحت آمیز گفتہ اند

نازک۔ ہان خیر۔ شعر پڑھو۔ باتین کرو۔ ہنسو بولو
حسن۔ ہنسو بولو۔ بولنے مین کیا ہرج ہے مگر ہنسے کون
گیتی۔ ہنسو تم اور روئین تمہارے دشمن۔
حسن۔ (آہستہ سے) ؎

دو چیز تیرہ عقل ست دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ہمارے لیے مصلحت یہی ہے کہ اب اسوقت سے سکوت اختیار کرین۔
نازک۔ واہ وا کیا اچھی مصلحت ہے ؎

مشکل ہوز بس کلام میرا ایدل
آسان کہنے کی کرتے ہین فرمائش

سُن سُن کے اے سخنوران کامل
گویم مشکل وگرنہ نگویم مشکل

یہ رباعی حضرت غالب دہلوی کی ہے۔
حسن۔ ہمین معلوم ہے مگر۔ گویم مشکل وگرنگویم مشکل۔۔ یہ مصرع اچھا ہے اور خوب آیا رباعی کا چوتھا مصرع جان رباعی ہے۔

نازک ادا۔ گو ہم مشکل ہو گر نہ گویم مشکل تمھارے حسن حال ہے۔

حسن۔ ہم کو ہر طرح کی مشکل ہی مشکل ہے۔

اِتنے مین اُستانی جی اوپر آئین۔ کہا تمنے کچھ سنا آج غضب ہو گیا صاحب نے جو حکم دیا تھا کہ مرزا ہمایون فر کی لاش کھود ی جائے اُسکی نسبت آج سخت تاکید کی گئی۔ اُدھر مزدور قبر کی طرف چلے اِدھر ہمایون فر بھاگ گئے اب اُنکا پتا ہی نہین ہے مگر سپہر آرا نے کہلا بھیجا تھا کہ کچھ فکر نہ کرنا۔

اِتنے مین ملاح یعنی پیر مرد نے آن کے کہا۔ حسن آرا بیگم ذرا فال تو دیکھو سپہر آرا بہت گھبرا رہی ہین گو ہونا کچھ نہین ہے مگر تشویش تو ہوگی۔ روح افزا بولی یہ فال کی فائل کب ہین۔ فال اُس کو دکھلاؤ جو فال کی معتقد ہو۔

حسن۔ (اُستانی جی سے آہستہ آہستہ یہ بات کیا ہے۔

اُستانی۔ گھبراؤ نہین سپہر آرا نے مجھ سے کہدیا ہے۔

حسن۔ اللہ اللہ۔ اب ہم ایسے غیر ہو گئے کہ ہم سے کچھ بیان ہی نہ کیا جائیگا خیر۔

اُستانی۔ اے نہین صاحبزادی مگر ؎

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشد آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

حسن۔ ہمایون فر کہان چلدیے اور کیون گئے

اُستانی۔ یہی تو بھید نہین کھلتا۔ یہی تو راز سربستہ ہے

حسن۔ مگر قبر کا کھدنا تو غضب ہے۔ ہماری سمجھ مین ابھی تک یہ بات نہین آئی کہ یہ موت کیسی تھی اور یہ زندگی کیسی اور دوبارہ زندہ ہونا کیا معنے۔

اُستانی۔ اخاہ اس بھید مین تو پڑو ؎

کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا

حسن۔ نہین اُستانی جی صاف صاف بتاؤ یہ کیا بات ہے۔

اُستانی۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔

حسن۔ ہم نے آج ایسا پریشان خواب دیکھا کہ خدا نہ کسی کو دکھائے ہوش اُڑے ہوے تھے۔ اور آپ نے یہ خبر اور آن کے سُنائی۔ مین مہری کو سپہر آرا کے یہان بھیجے دیتی ہون۔

اُستانی۔ وہان چوکی پہرا ہے کوئی جانے ہی نہین پاتا۔

حسن۔ یا اللہ گھر سے کیسکو بھیجو۔ عسکری بھائی کو بلاؤ کہو خدارا ذری چلے آؤ۔

محمد عسکری نے جو خبر پائی کہ حسن آرا بیگم بلاتی ہین تو کھل کے ریشہ خطمی ہو گئے کپڑے پہنکر برآمد ہوے وہی گلبدن کا ڈھیلے پائینچون کا پائجامہ۔ شربتی کا چنا ہوا انگرکھا گول چوگوشیہ ٹوپی۔ سرخ نری کا بوٹ بکسوے دار عطر مین بسے ہوے تسبیح ہاتھ مین پیچھے خدمتگار تشریف لائے پہلے بڑی بیگم سے محمد عسکری کو بہار النسا نے اوپر ہی بلایا جو پردہ کرنی تھین وہ سب ہٹ گئین بہار النسا یون ہم کلام ہوئین۔

بہار النسا۔ مرزا ہمایون فر کے ہان کا کچھ حال سنا۔

محمد عسکری۔ (مسکراکر) ہان ہان شہر بھر مین مشہور ہے مہری۔ لیجیے یہین نہ سنے۔ کہنے نہین سُنا جاتے ہین عسکری۔ مگر تشویش کی بات نہین ہے۔

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

بہار النسا۔ جب مرد ہو نہ۔ حسن آرا کو کون سمجھا سکتا ہے صبح سے رونے کا تار باندھ دیا ہے اور خدا جانے کیا بکتی جاتی ہے۔

محمد عسکری۔ نہین ماشاء اللہ سمجھدہ ہین سمجھانے سے سمجھنا کیا معنی وہ خود ہی سمجھتی ہونگی۔ ہمارے سمجھانے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔

بہار۔ حسن آرا دیکھو عسکری کیا کہتے ہین۔

حسن۔ آپنے انھین میرے دکھڑے کے لیے بلایا ہے یا ہمایون فر کا حال پوچھنے کے واسطے۔

عسکری۔ وہان کا حال کیا پوچھتی ہو بہن۔ خیر صلاح ہے۔

حسن۔ خیر صلاح۔ یہ نگوڑے دس دس پہرے کیون بیٹھے ہین۔

عسکری۔ کون کہتا ہے۔ پہرا ہے نہ وہرا ہے فقط بات یہ ہے کہ آجکل گھر سے باہر نہین نکلتے دن رات محل ہی مین رہتے ہین اور نہ کوئی وہان جانے پاتا ہے اسی سبب سے لوگون نے مشہور کردیا کہ بھاگ گئے ورنہ کوئی بھاگا وہاگا نہین سب گپ ہے۔

حسن۔ یہ ملاقات کا دروازہ کیون بند کردیا۔

عسکری۔ سمجھے ہوئے ہین صدمہ سا صدمہ اٹھایا۔

حسن۔ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے۔ بھلا ہم جائین تو بلائے پائین یا جانے بھی نہ پائین ہم سے تو شک نہین ہے۔

عسکری۔ پہلے دو سپاہی فنس کا چھکا اٹھائینگے پھر پہریان آن کے دیکھینگی پھر مغلانی پہچانینگی پھر ڈیوڑھی مین گذر ہوگا ہمایون فر سے بات نہ کرسکوگی۔ ہان ہن سے ملو تو ملو

مرزا صاحب تو اندھیرے مین بیٹھے ہین۔

حسن۔ اندھیرے مین بیٹھنے کا کیا سبب ہے بھلا۔ ہونہہ!

عسکری۔ شاہ صاحب کی رائے جو آنکا حکم ہو کس کا اجارہ ہے

حسن۔ اچھا آپ جاکے خبر لائیے اور سپہر آرا کے پاس ہمارا پیغام پہونچائیے۔ مین رقعہ لکھے دیتی ہون۔

یہ کہکر حسن آرا بیگم نے رقعہ لکھا۔

پیاری بہن شہزادہ بہادر کی صحت مزاج سے اطلاع دیا کرو تم تو وہان جاکے ہم سب کو بھول بیٹھین اور اسقدر بھولین کہ کبھی یاد نہین کرتین مین آؤن تو ممکن ہے پہچانین نہین شہزادی بیگم اپنی ساس کی خدمت مین ہمارے طرف سے بندگی عرض کردو اور شہزادی سے کہو کہ کسیوقت شب کو بندگاڈی مین بہانکے آؤ کیا پاؤن کی مہندی گھس جائے گی ہے

یہ عبث کہتے ہو موقع تھا اور گھات تھی	مہندی پانو نہین تھی آپکے ہر بات تھی
کج ادائی کے سوا اور کوئی بات تھی	دنکو آسکتے نہ تھے آپ تو یہ بات تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی	

یہ خط لکھکر محمد عسکری کو دیا ادھر وہ روانہ ہوے ادھر پیاری دوڑتی ہوئی آئی کہا حضور یہ خط ایک لڑکا بازار مین لیے جاتا تھا مین چھین لائی اُنھون نے خط پڑھا و ہو ہذا ہے

ما نامہ بر بگل نہ فرستیم	باشد کہ صبا بود رساند

جان آزاد۔ آہنگ گرم شوق نے خطاب و القاب سب بھلا دیا طول مقال شوق و انتہار مبالغہ سے گذر کر نفس مطلب کہے دیتا ہون کہ میرے آہنگ شوق کی آبرو اب خدا کے ہاتھ ہے میری شمشیر خارا شگاف اور تیغ خونخوار غلاف سے جو ہوسکیگا وہ میری بسالت و شجاعت کے گواہ ہونگے غنیم کا فتح کرلینا تو ہمت مردانہ کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین۔ ہان فتح الباب

دل حسیناں ذرا ٹیڑھی کمر ہے جب مین نے تمھارے
دل پر فتح پائی تو روسیہ کیا بھاگے ہین تین چار دن مین
بمبئی سے شمال نظر روان ہوگا اور میرا جہاز بہت جلد قسطنطنیہ
کے قریب لنگر انداز ہوگا شکست و فتح کا حال خدا جانے
اِسوقت بجز اظہار رسالت ہر رگ و پے مین موج زن ہے جوش
و خروش کی انتہا نہین مجھے خوب معلوم ہے کہ تم راتونکو
مجھے یاد کرکے چونک چونک پڑتی ہوگی میری تصویر ہر دم
تمھارے روبرو رہتی ہوگی لطف صحبت آنکھونمین پھر جاتا ہوگا
اور بعض اوقات تم دیوانونکی طرح سر پٹکتی ہوگی مگر میرے استقلال
کو دیکھو کہ محبوب مطلوب کے حکم کی تعمیل کے لیے مین نے
کیا کیا گوارا کیا ایک اشارے کی دیر تھی کہ لڑکی کا جانا
فوراً منظور کرلیا سرباز دن اور سچے عاشقون کا یہی کام ہے
ورنہ عشق خام ہے اور عاشق برائے نام۔ پیاری سپہر آرا
بھلا تمکو کیا سمجھاتی ہونگی وہ تمکو بات بات پر ٹلنے دیگی کہ ایسا
عشق تھا تو شہر بدر کیون کیا مگر تم مستقل رہو اور وضع اہل
آبرو داسی کی مقتضی ہو کہ دل کو تشفی دو تم دونون پیاری
بہنون کو میری وجہ سے بڑا صدمہ پہونچا اگر مجھ سے ملاقات
ہوتی تو تم کیون مضطر و پریشان ششدر حیران ہوتین لیکن
ابتو جو ہوا وہ ہوا کچھ دن کلیجے پر پتھر رکھو مین روم داخل
ہوتے ہی خط پر خط بھیجونگا۔ ہماری ایک ملاح مانوان زن
اودھ اخبار ضرور پڑھا کرو۔ اسمین جنگ کا پورا پورا ذکر اشارات
پاتا ہے راہ مین بخار نے ناک مین دم کردیا تھا اب خدا کے
فضل سے صحیح و سالم ہون۔ بیان کو جی راہ مین خوب
خوب تماشے دکھاتے ہین۔ ایسا سخرہ بھی کم ہوگا خیر
بارے زندہ صحبت باقی ہے تو پھر ملینگے ورنہ جسدن

لیلیٰ اور مجنون فرہاد اور شیرین کا کلاح ہوگا اُسی دن ہم تم
بھی وداع دلمن ہینگے۔ خدا حافظ ابھی سے اپنی روانگی کا
تار بھیجونگا۔ آزاد محبتہ جان

اس خط کے پڑھتے ہی حسن آرا کی آتش جنون مشتعل
ہوگئی اور بیقراری سے اسقدر روئین اسقدر روئین کہ الامان

گریان شد و ملخ تلخ بگریست	
بے گریۂ تلخ در جہان کیست	

روح۔ پیاری یہ کسکا خط لائی اِسوقت کس نے
دیا تھا۔

پیاری۔ حضور ایک لونڈا وہی بہشتی کا لڑکا بازار سے لایا
تھا خانصاحب نے اُس سے یہ کاغذ چھین لیا یہ مجھے دیا کہ
اسکو سونگھو دیکھو عطر کی خوشبو آتی ہے۔ بس مین لے کے
دوڑکے یہان چلی آئی۔ وہ غل ہی مچاتے رہے۔

روح۔ مہری۔ خانصاحب سے جاکے پوچھو یہ خط کسکا ہے

مہری۔ (باہر جاکر) خانصاحب۔ خانصاحب۔ اے
خانصاحب۔

خانصاحب۔ بی عباسی خانمین۔ آج تو عجب جوبن ہے

مہری۔ اے آگ لگے تیرے جوبن پر۔ جب دیکھو جوئے
کو جوبنون ہی کی پڑی رہتی ہے۔ چلئے جوبن کی فکر چلے
بھاڑ مین کو ہوگی تم کون ہو ادھر آؤ ابھی ابھی حاضر ہو

خان۔ حاضر ہوا سرکار۔ حکم۔ حضور خانم صاحب۔

عباسی۔ (مسکراکر) تو مرتے وقت بھی دل لگی باتین نہین
چھوڑے گا۔ مرنے دے تجھ کو جوبن ہی کی فکر ہے۔

خان۔ اب حکم تو فرمایئے کہ دل و جان سے جاؤن

عباسی۔ یہ خط تو لے جاکر دیدو۔ جوبن کل بھی

کوئی رونا ہے کوئی اداس بیٹھا ہے یہ ہے کیا ماجرا۔

خان۔ کیا کیا۔ رونا دھونا کیا معنی۔ کیا ہوا کیا۔

مہری۔ اوپر سے کہتے ہو کیا ہوا کیا بڑے کا سر ہوا ایک ایک کے دو دو ہوے یہ خط کہان سے لائے ہو کیا جانے کیا لکھا ہوا ہے اُسمین حسن آرا بیگم پڑھتے ہی رو دین اور سب کے سب اداس ہین۔

خان۔ کیا کہتی ہو عباسی۔ خط کیسا مین نے کون خط دیا

عباسی۔ اے پیاری یہان سے لیکے گئی اور حسن آرا بیگم کو دیا کہ دیکھیے خط سے کیسا بسا ہے یہ خط۔ وہ لے کے پڑھنے لگین۔

خان۔ پیاری کو ہم نے کون خط دیا تھا بلاؤ تو۔

عباسی۔ اب ہم کیا جانین وہی کہتی ہو۔ ہمین کیا معلوم

خان۔ اخاہ۔ مین سمجھا۔ بہشتی والا لونڈا لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین کے پیاری کو دیا۔ وہ لے کے بھاگ گئی

عباسی۔ معاذ اللہ خط کیا ماتم نامہ ہے دشمنون کے لیے

خان۔ ارے لونڈے۔ اوبختادہ خط تو کہان سے لایا تھا سچ سچ بتا دینا۔ کہان پڑا پایا۔

لونڈا۔ ایک آدمی نے پنساری کی دکان پر کپورا لیا تھا دو پیسے کا۔ پانی مین ملایا اور پی گیا۔ کپورے کے آبخورے پر یہ کاغذ تھا مین نے اُٹھا لیا کون کیا کچھ چوری کا ہے۔

عباسی نے جاکے کہا حضور پنساری کی دکان کے پاس کاغذ پڑا تھا وہین سے اُٹھا لایا۔ وہ خانصاحب نے چھین کے اُسکے حوالے کر دیا۔

حسن۔ اس تحقیقات کی کیا ضرورت ہے۔ ع

دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ	

تنگدستی کے ساتھ جیے بس یہی بڑی نعمت ہے۔ ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو	ہمہ خندان بدند تو گریان
آنچنان زی کہ بعد مردن تو	ہمہ گریان بوند تو خندان

نازک ادا۔ پھر پڑھنا بہن کیا رباعی کہی ہے۔

حسن۔ کیا کہون بہن۔ دل ہی سرد ہے مجھے یہ شعر محبوب یاد ہین ہاے کسطرح بگڑ بگڑ کر طعنے دیے تھے اور یہ اشعار زبان پر لائے۔

چہ پیش آمد ترا دحال چون ست	مگر صحرا نوردی از جنون ست
جدا چون گشتی از یاران غمخوار	چرا ئی ہمچو مجنون سر بکہسار

ہے ہے (رو کر) بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔

نازک۔ کیا خواب دیکھا کیا۔ اچھا ہم سے حال تو بیان کرو سرے سے کہو کیا دیکھا۔ آزاد کس حالت مین تھے۔

حسن۔ کہنے لگے میدان جنگ اور توپ و تفنگ اور معرکۂ رستخیز اور ہنگامۂ ستیز کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

یہ شعر روز پڑھا کرتے تھے۔

نازک۔ تو خواب کو تم مانتی ہو۔ خواب ہے کیا۔

روح۔ واہیات خدا جانے یہان کتنے خواب دیکھ ڈالے اس سے ہوتا کیا ہے خرافات ہے۔

حسن آرا کی طبیعت اُلجھنے لگی بار بار یہ شعر پڑھتی تھی ؎

مانامہ بہر گل نوشتم	باشد کہ صبا بیارد و ساند

اتنے مین روح افزا نے بات ٹالنے کے لیے نازکرا سے مخاطب ہوکر
سے دریافت کیا کہ تم کو فقیرونکا عقیدہ ہے یا نہین اور نازکرا نے
سے کہا کہ بات ٹالدو۔

روح۔ پہلے حسن آرا اپنی رائے دین پھر ہم بیان کرینگے

حسن آرا نے کہا مین اسوقت اپنی رائے نہین ظاہر کرسکتی
مگر مختصر طور پر البتہ کہونگی۔ یہن بات ساری یہ ہو کہ مردوے
ظاہر آباد و باطن خراب ہوتے ہین جو فروش گندم نما۔
یہ جتنے فقیر اور مجذوب اور باکمال اور رسیدہ بنتے
ہین سب ایسے ہی ہین جو لوگ رسیدہ ہین وہ اپنے کو ظاہر
نہین کرتے رسیدہ سے کیا مطلب۔ مطلب یہ کہ نیک کام
کرتے ہین بدی سے محترز رہتے ہین۔ مگر انکو اس سے
کیا واسطہ کہ لوگ انکو اپنے مکان پر جمع کرین۔ مجھے حیرت ہو
کہ یہ لوگ ضعیف الاعتقادی کے بندے کیونکر ہو جاتے
ہین کہ سن نوخیز لڑکیان اور درویشون سے لڑکا مانگین
لڑکے کہین فقیرونکی دعاؤن سے پیدا ہوا کرتے ہین
اے توبہ جو طریقہ جناب باری نے مقرر کیا ہے اُسکے خلاف
لڑکا ہو سکتا ہے نہ لڑکی۔ جو فقیر یہ دعوی کرتے ہین کہ انکی
دعا سے لڑکا پیدا ہو جائیگا انسے بڑھکر مکار کوئی نہین ہے

شداید سے مکائد سے دغا سے خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ان رنگے سیارون سے خدا کی پناہ۔

ابھی کوئی چار پانچ برس ہوے کہ ایک فقیر الٰہی والی
گلی مین آن کے ٹکا۔

روح۔ ہندو تھا یا مسلمان دونون مذہبون کے
فقیر ہوے۔

حسن۔ وہان ایک سنار رہتی تھی کوئی چھبیس ستائیس
برس کا سن تھا میان سے اُس سے روز جھگڑا رہتا تھا ایکدن
وہ فقیر کے پاس گئی۔ جاکے حال بیان کیا فقیر نے دیکھا
تو جوان عورت میان سے ناراض۔ زیور سے لدی ہوئی
اور خوش قطع چپکے سے کہا کہ مائی کوئی پھول من مین لو
اُنھون نے کہا۔ اچھا لیا۔ فقیر کچھ دیر تک غور کرکے بولا
رنگ کا پھول ہو۔ واہ این گل دیگر شگفت۔ یہ نیا گل کھلا
سبز پھول آجتک نہین سنا تھا۔

روح۔ بس لوگ جسے گدے بازی کہتے ہین وہی ہے۔
رمال کیا ہین نجومی کیا ہین۔ وہ اُنسے بڑھے ہوئے۔

حسن۔ ہم جب کبھی سنتے ہین کہ کم سن شریف زادیان فقیرون
سے ملتی ہین تو آنکھ نہین محون اترآتا ہو۔ جسن وہ بدبلا ہو
کہ چاہے کیسا ہی پارسا ہو حسین عورت پر نظر پڑیگی۔
دل اور حسن مین عجب قسم کی قوت مقناطیسی ہے ؎

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

کوئی مرد دنیا مین ایسا نہین جو حلف اُٹھائے کہ حسین
عورت کو دیکھکر اُسکے دلمین بدی کا خیال نہ آئیگا۔

روح۔ اے توبہ کرو بہن۔ خدا خدا کرو۔

بہار۔ عورتون کیطرف سے تو ہم حلف اُٹھاتے ہین۔

نازک۔ اور خصوصاً وہ عورتین جو ہر دم بنی ٹھنی رہتی ہین جنکے
تیس پینتیس سے تجاوز کر جائین۔ مگر معلوم بارہ ہی برس
کی عمر تک ہی کی طرف تو ہم یہی قسم کھاتے ہین تم ہی تو ہیر سے ابھی بارہ ہی برس کی
بہار۔ نہ بارہ سہی تیرہ سہی۔ ابھی میرا سن ہی کیا ہے۔

نازک۔ اسے ہے کیا تنکی بنی جاتی ہین۔ ؎

خدا تجھ سا دامان دراز نہ کرے
تم کے تو بھی ہوتا ہل خدا دے تو کیا کرے

بہار۔ دیکھا جاتی ہو یا نہین۔ ضرور جاتی ہوگی۔
نازک۔ جو جسکا مذہب ہے اُسکی وہ پابندی کرتا ہے
ہندنیان گوتی گنگا جمنا جاتی ہین کہ گناہ دُھل جائین۔
جاتی ہین یا نہین شوالہ مین جاتی ہین یا نہین جاتین۔
میمون کو دیکھو کر جا گھر ہر اتار کر پوجتی ہین پھر ہم بھی گئے
تو کیا ہرج ہوا پر وہ دل کا ہے۔
بہار۔ یہ سب کہنے کی باتین ہین۔ دل کا پردہ تو ہے ہی
مگر بُری صحبت سے بچنا چاہیے۔ ۵

با بد بنشین و باطل بگذاز	در دام افتی اگر خوری اندوہ

اسی سبب سے بڑی عورتون کو گھر مین نہین آنے دیتے
بھلے مانس کے ہان ایسی ویسی نہین آنے پاتین۔
اِتنے مین ایک مغلانی نے آکر کہا بڑی سرکار مزاج
کا حال دریافت کرتی ہین فرماتی ہین کہ جو جی چاہے اور طبیعت
بحال ہو تو دو گھڑی کیلے یہان آجائین۔ روح افزا نے
کہا اب اسوقت طبیعت خدا کے فضل سے روبراہ ہے
باتین کر رہی ہین اماجان سے کہدو کہ اللہ کے فضل سے
اب اچھی ہین مغلانی نے جاکے بڑی بیگم سے کہا تو انکے
دل کو دھچکا سا ہوئی نازک ادا بیگم بڑی دیر سے
بیٹھی تھین مگر تعجب کا مقام ہے کہ اچنک مذاق اور
چہل کا کوئی کلمہ زبان سے نہین نکلا آخر کار نہ رہا گیا
اور یون ہمکلام ہوئین۔
روح۔ ہمارے دو چار سوالون کا جواب دینے والا
کوئی ہے اتو نہین تو یہان کوئی نہین ہے۔

حسن۔ اب خدا جانے کیسے سوال ہین۔ کچھ معلوم ہو۔
روح۔ پہلا سوال یہ ہو کہ اگر ہم تمھاری آنکھ پھوڑین تم
راضی ہو یا ناک کاٹین تو خوش ہو۔ مطلب یہ ہو کہ ترجیح کس
کو دو اسکو یا اسکو۔
حسن۔ واہ واہ کیا سوال کیا ہے۔ ہونہہ!۔
پیاری۔ نہ ناک کٹانا اچھا نہ آنکھ پھوڑوانا ہم تو کان کٹوانے
پر راضی ہو جاوین۔
روح۔ جب وہ مانے بھی۔ وہ کہتا ہے کہ یا ناک کاٹونگا یا
آنکھ پھوڑونگا اور وہ زبردستی کرتا ہے تو ان دونون
مین کسکو ترجیح دو۔
پیاری۔ جو آنکھ ہی نہ رہی تو پھر کام کون کرے گا۔
بہار۔ اور جو ناک کٹ گئی تو پھر کیا ہوگا۔
پیاری۔ تو پھر مکٹا جیا بُرے احوال۔ ناک کٹی بھارک
کان کٹے سلامت۔
حسن۔ مین کہتی تھی کہ کس قسم کا سوال ہوگا۔
نازک۔ اور دوسرا سوال یہ ہو کہ شنابو کی بڑی بہن گلابو
کے لڑکا پیدا ہوا عیدو۔ عیدو نے بقریدی کیسا تم شادی
کی اور بقریدی شنابو کی مان تو بقریدی کا نواسا گلابو کا کون ہوا۔
حسن۔ جو اس سوال کا جواب دے وہ پہلے اپنی فصد کھلوائے
دیوانگی کی علامت ہو یہ سوال بھی اور جواب بھی پاگل پنا ہے
بہار۔ یہ کیا گلابو شنابو کی باتین کرتی ہو کوئی اور ذکر
چھیڑو تم نے کبھی کسی فقیر سے کوئی بات پوچھی تھی کبھی سابقہ
پڑا ہے یا نہین۔
نازک۔ ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ بار بار فقیر کی
تفتیش ہوتی ہو۔ ہمارے فہم شریف نے دیان فقیر تھے

کہان ملتی ہین ہمکی تو اور باتین ہین ۔ تحیرون سے کیا
مطلب ہان یہ کہو کہ محلدار جہاکش ہوئی یا مغلانیان ہین سے
نوکر رکھین اور شہدی ہڑدنگی مہرانون سے سابقہ پڑا یا پاس
پڑوس کی گرگیان عورتون کے مزاج مین دخیل ہوئین
انھین باتون سے طبیعت رنگین ہوجاتی ہو اور جان بوجھ کر
عورتون نے شہدی بن جیسے شوخے مین سہاگے اُڑا ۔

حسن ۔ جو وضعدار لوگ ہین وہ ان سب باتونکا بندوبست
کرلیتے ہین اور جو لوگ خود بدوضع مردوے ہین اُنکو شکایت
کا موقع نہین ہم کہتے ہین مردوے خود تو منہیات و معصیات سے
اجتناب نہین کرتے ہین اور عورتونکو ناقص العقل کہتے
ہین کوئی کہتا ہے ۔

ع	بہ کید زن بود دانا گرفتار	
ع	زنان را کید ہاے بس عظیم ست	

مگر عورتون کا حصہ ہو اب اُنسے کوئی پوچھے کہ دنیا مین
جتنے گناہ ہوے تمھاری ذات سے ہوے یا عورتونکی ذات سے
مرد فیصدی بانوے گنہگار تو عورتین فی ہزار دو ۔ ع

	بُبین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مگر کسی کا منہ کوئی رد کتا ہے ۔

بہار ۔ ہم مردون سے بہت خلاف ہو گئی ہو ۔

حسن ۔ وہ اسقابل ہین جب ہمکو بُرا کہینگے تو بُرا سنینگے بھی ہے

دہن خویش بدشنام میالا صاحب	گین ذرہ قلب بہر کس کہ وہی باز دہد

وہ ہمکو جھوٹ متہم کرتے ہین مگر ہم سچ کہتے ہین ہے

بدہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سُنے	یہ کبسکی صدا جیسی کہا ویسی سنے

اب سنئے کہ محمد عسکری جسکو حسن آرا بیگم نے مرزا ہادی کے
ہان بھیجا تھا اور سپہر آرا کے نام خط لکھدیا تھا واپس آکے حسن آرا سے

بیتاب ہو کر پوچھا بیبی صاحب نے سپہر آرا کا خط دیا
بیبی پیاری باجی جان کو میرا سلام پہنچے ۔ باجی تم ہرگز
نہ گھبراؤ جو کچھ ہوا سو ہوا ۔ گھر کے سپاہی سب سپہر پر بیٹھے ہین
جہین کوئی ایسا ویسا نہ آنے پائے بس اسمین ڈر کا کونسا
مقام ہے آپ سے کسی نے جھوٹ کہدیا ہو پہلے صاحب کی رائے
ہوئی تھی کہ قہر کھودیجاے مگر پھر لوگون کے کہنے سننے سے راضی
ہوگئے کہ اب قہر کھدوانے سے کیا ملیگا اُنکو یقین ہوگیا کہ مرزا
ہادی یون فریبی ہین مگر اب پھر لوگون نے پھیر دیا ہین نے آپکا
خط اُنکو دکھایا تھا پڑھکر بہت ہنسے کہا میر لیلاقت سے اسقدر کہدو
کہ مین ہی عاشق الفسا ہون جو گلے مل چکا ہون مین نے کہا بڑی
بہن کو مین ایسا نہین لکھ سکتی مگر اُنھون نے قسم دے دیکر لکھوایا
معاف کیجیے گا کہتے ہین کہ وہ شعر بھی لکھدو جو تنگ ہو لکھا تھا ہے

از عاشقان صادق اے دلستان نہ	اول کسیکہ سر تو فدا شد ز جان نہ

اما جان کا مزاج کیسا ہو اُنسے کہدیجیے گا کہ ہر روز دو دفعہ
آدمی آیا کرے یہ کس نے بہکا دیا کہ کسیکے آنے جانے کا حکم نہین ہے
باجی جان آج ہم نے ایک اخبار مین ایسی بات دیکھی کہ اگر
لکھون تو پھڑک جاؤ مٹھائی تو لو تو بتائین ہم نے پڑھا کہ آزاد
نے روم مین بڑی نیکنامی حاصل کی پلونا کوئی مقام ہو وہان بڑی
بھاری جنگ ہوئی تھی اس جنگ مین آزاد نے وہ کارنمایان کیا کہ آج
ساری خدائی مین کسی سے سرزد نہین ہوا ۔ لاکھون آدمیون کے
مقابل مین صفین توڑ کر مردانہ وار قلعے سے نکل آئے اور کئی ہزار
آدمیون کی جانین بچائین پہلی کارگذاری تو یہ تھی کہ جب جہاز
ڈوبنے لگا اُنھون نے ستر آدمیونکو چھوٹی چھوٹی کشتیون پر اُتار دیا اور
اکیاردہ عورتونکی جان بچانے کیلیے دو رنگ پیر کے گئے اخبار والا لکھتا
ہے کہ اُنکا نام سونے پانی سے لکھنا چاہیے یہ ایسے کارگزار سورما اور

بہادر ہین، دوسری کا دعوای سنوگی تو پھر تک جاؤگی کہ ہم
کی ایک بڑی جمگھ حسن و جمال کی روس و روم مین معلوم ہی ہے اُسپر
عاشق ہوئی اور اُسنے چاہا کہ اُسکو عقد نکاح مین لائین
مگر اُنھون نے صاف انکار کیا تمھارا نام لیا کہ ہم اُنسے فسادی
کا قرار کرآئے ہین اور سادہ عورت کرور پتی ہے ۔ ع

این کار از تو آید و مرداں چنین کنند

پھر ایک جنگ مین معدودے چند سپاہیون سے روسیون
کے لشکر جرار کو ایسی شکست دی کہ بھاگتے راستہ نہ ملا ۔
وہ بھی تم کو مبارکباد دیتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا وہ
دن جلد دکھائے کہ آزاد یہان داخل ہو جائین اب قصد ہی کہ
جس مکان مین پہلے رہتے تھے وہی جہانے مکان کے سامنے
ہی اُسی مین اُترائین گو صاحب لوگ نہین مانتے ہین کہتے ہین وہ مکان
منحوس ہی ہین بفضلہ اچھی ہون آپ ذرا اندیشہ نہ کیجے روح افزا
بہن بہار النسا بہن کیتی آرا بہن کیخدمت مین بندگی پیاری کو
دو ایک دن کے لیے یہان ہی بھیجدیجیے ۔ سپہر آرا ۔

یہ خط پڑھکر حسن آرا کو کسیقدر تشفی ہوئی پانی منگوا کے
منھ دھویا نماز پڑھی خدا کا شکریہ ادا کیا ۔ بہنون کو ساتھ
لیکر باغ مین آئین اور مصروف گلگشت چمن ہوئین
روح ۔ کیا ٹھنڈی ہوا ہی جی چاہتا ہی اسی چبوترے پر سوئین
حسن ۔ آج رات کو یہین سوینگے ہم سب ۔
نازک ۔ اب ہم جائینگے بہن ۔ دیر ہوئی ہے ۔
حسن ۔ یہ کون رات کو یہین رہو تمھارے میان اجازت
دے دینگے ۔

حسن آرا بیگم کی بیقراری

نازک آرا بیگم نے باغ مین ذرا ایک ایسی مذاق اور دل لگی کی

باتین کہین کہ روح افزا کھلکھلا کر ہنسی بہن تا تون بنت کی
قسم ہم آج تمھین نہ جانے دینگے اور جو چلی جاؤگی تو ہمین بڑا
رنج ہوگا ۔ ناحق جھگڑے فساد سے کیا فائدہ ۔ نازک آرا نے مسکرا کر
جواب دیا اے واہ اچھا جھگڑا ہے چاہے میان کو دم بھر کی
جدائی ناگوار گذرتی ہو رات بھر یہین رہون تو اکلوتے نند کے
اُنکے دشمن تڑپا کرین اور مجھ سے خوش نہ ہو سکیگا کہ ایسے میان کا
دل دکھاؤن جو مجھپر پروانہ ہے آپ اپنی محبت نہ کر رکھین
تمھارے سے میان نہین ہین کہ مہینون میان کی صورت ہی نہ دیکھین
الغرض اُس چہل کے بعد نازک آرا بیگم شب باش ہوئین
اور ناچ ہونے لگا ۔ نازک آرا بیگم ہنسوڑ تو تھین ہی سوچین
کہ کسی نہ کسی طور پر حسن آرا کو ہنسانا چاہیے کہ سا بہن
ایک لالہ کا لکھا ہوا فارسی خط تمکو سنائین تو لوٹ لوٹ جاؤ
ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ جائین ۔ ایک شخص کا باپ مرگیا اُسکے
لالہ صاحب تعزیت نامہ لکھنے بیٹھے ۔ سوچے عنوان شعر کے بغیر
سونا رہیگا آؤ بھی کوئی شعر بھی درج کردین سوچتے سوچتے یہ شعر یاد آیا
شتر بے مہار کیطرح قلم اُٹھایا اور ریگستان قرطاس مین شتر غمزہ
کرتے ہوئے بلبلانے لگے لکھتے تو ہین دوست کے باپکا تعزیت نامہ اور سرخی

نزان نیستر سید کہ دوزخ جائے او	وائے گر پاشد ہمی امروز اندر دوزخ او

ماشاء اللہ کیا دعائے خیر دی ہی سیدھا دوزخ بھیجدیا اور خالی
دوزخ ہی نہین تھا دوزخ ۔ اس دعا کے صدقے کوئی لکھتا ہی انار اللہ
برہانہ کوئی کہتا ہی نور اللہ مرقدہ ۔ ترتبش عنبرین باد ۔ خدا بیش جلد مرحلو
طاب ثراہ برد اللہ مضجعہ انھون نے پرانے ڈھرے کو چھوڑا کہان
کا جھگڑا ۔ طبیعت جدت پسند ہے ۔ ایجاد ضرور ہو ۔ ع

طرز دگران وداع کردم	طرز دگر اختراع کردم

اسے کیون نہو شاباش اُنکے دوست نے خط پڑھکر بڑی دعائین

دی ہونگی کہ ابا جان کو لالہ صاحب نے جنم دا صل کیا۔
حسن۔ اور بہادری کتنی ظاہر کی ہے۔ دلی نیشر
نازک۔ یہ تو شعر لکھا۔ اسکے بعد القاب سنو۔ یہی ہاں
خدائی سے انوکھا القاب کیا لکھتے ہین۔

دوست صاحب سراپا پوست صاحب۔ بندہ ہمدرد
صاحب مشفق پدر بزرگوار خود بعمر ہفتاد و یک سال روانہ عالم جاودانی
شدہ پس از مذکران راداغ حسرت دہندہ بہ بکینٹھ سدھارندہ

اس القاب کے سنتے ہی حسن آرا اور روح افزا کھلکھلا کر
ہنس پڑین اسقدر ہنسین کہ بیتاب ہوگئین پیٹ مین بل
پڑ پڑ گئے۔

حسن۔ دوست صاحب نے پھڑکا دیا اور سراپا پوست صاحب
اس سے بڑھ گیا اس کو جوڑ جوڑ کے صدقے کہ بندہ ہمدرد دوست
صاحب یہ صاحب دوست کی طرف ضمیر جو وہ کس کے بندہ ہمدرد دوست
کے اور دعائے تو تم ہی ڈھایا۔ گو انکے دوست کا باپ
مرگیا تاہم یہ تعزیت نامہ پڑھکر بے اختیار ہنس دیے ہونگے مگر جلدی
مرجانے کی دعا نہین دی۔ بعمر ہفتاد و یکسال روانہ عالم
جاودانی شومئی قسمت ہے ہوا۔

روح۔ اور یہ تو کہا ہی تھا کہ پس از مذکران راداغ حسرت
دہندہ بہ بکینٹھ .. .. اسکے آگے کیا لکھا تھا۔

نازک۔ سدھارندہ۔ یعنی سدھارین ہندے اکثر بولتے
ہین۔ مگر یہ مصدر اچھا بنایا۔ سدھاریدن سدھارنا۔

حسن۔ وہ سمجھے ہونگے کہ ایک دن مرنے سب۔ کوئی جنت
کے پودے تو بڑے گا نہین پھر صاف صاف کیون نہ لکھدیا مرگیا
بھی کچھ ایسی کم نہین ہے اکہتر برس کا سن کچھ کم نہین ہوتا ہے زیادہ
جی کے کوئی کیا کرے گا سکندر اب جہان سے گیا سب کہی دل آزار

بھی کہہ سکے کہ بہت جیتے ہین لطف نہین۔

نازک۔ یہ تو القاب تھا اب آداب سنئے۔ اسکا طرز بھی
ساری خدائی سے نرالا ہے۔ لکھتے ہین۔ بعد ادائے
مراسم تعزیت کہ خدا یان عمر ہر کسے نصیب کند بعمر ہفتاد
و یکسالہ پدر ہر کس بشر کہ تو اگر بود در تہیدست بجنت رود
و بعد ادائے مراسم ماتم پرسی کہ لازمۂ بشری نہ از دل بلکہ حسب
رواجست آنکہ کمونو تو اس فقرے کو پھر پڑھکر سناؤن۔

حسن۔ بس خدارا اب ایسے فقرے نہ سناؤ ورنہ ملے
ہنسی کے بہت برا حال ہوگا خدا کی مار ایسی فارسی لکھنے پر اور
فارسی کیا معنے اردو لکھتے تو اس سے بھی بدتر ہوتی۔
وہ تو دعا مانگتا تھا کسی کا باپ مرے اور تعزیت نامہ لکھے
روح۔ ہماری سمجھ مین کچھ کچھ مطلب آیا۔ پھر کہو ہین
نازک۔ اسکے معنی یہ کہ تعزیت کا خط خدا سب کے پاس
بھجوائے اور اکہتر برس کی عمر جتنے امیر بوڑھے ہین بہشت
کی راہ لین اور ماتم پرسی فقط حسب رواج ملک کرتے ہین
کچھ ضروری اور لابدی امر نہین ہے عقل کا دشمن تھا اور اسمین
ذری بال برابر بھی جھوٹ یا مبالغہ نہین ہے مین نے خود پڑھا
تھا ابا کے پاس وہ بیچارہ۔ خط لایا تھا۔ کہا دیکھیے فلانے
ایسے بے تکے بھی دنیا مین موجود ہین۔

تعزیت نامہ مین مسخرہ پن دستیاب ہوگا۔

اسکے بعد نازک ادا بیگم نے خط کا مضمون سنایا وہ القاب
اور آداب دونون سے بڑھا تھا۔ فارسی لکھتے لکھتے اب اردو کا
خون کرنے لگے دیکھو نا۔ بعد رحلت افروفات والد آپ کے
اسقدر نازک ادا بیگم نے کہا تھا کہ حسن آرا اور روح افزا نے
زور سے قہقہہ لگایا اور ہنستے ہنستے گل خسار اور بھی سرخ ہو گئے

سرخ ہو گئے والدہ آپکے اس جملے نے پھر رلا دیا بیتاب کر دیا۔

حسن۔ خدا جانے لالہ کا باپ جیتا تھا یا بھر بھتا دیکھا ل روائہ جنت شد کا نقشہ تھا اگر زندہ ہو تو یہ لفظ ضرور دکھا دینا چاہیے۔

روح۔ خوش تو بہت ہون کہ اچھے ہونہار صاحبزادے ہین

نازک۔ خبر وحشت اثر وفات والدہ آپکے بذریعہ اخبارات وخطوطات سنکر کمال ملال بالاجمال لاحق حال این ذرۂ بیمثال خاندان کے آل وعیال از نیپال تا بھوپال تال ہوا

راوی۔ اس تک بندی کے صدقے۔ خط کیا چیز ن والو کی بانی ہو۔ مگر ہم تو اسکے قائل ہین کہ قافیے کیا ڈھونڈ ڈھونڈ کے نکالے ہین اس طبیعت داری کے قربان۔ واہ اُستاد کیا کہتا ہے۔ ساری خدائی سے کینڈا نرالا ہو مگر خطوطات کی ایک ہی کہی۔ یہ بھی داخل حماقت ہو قلمات تو ڈھیلے اور مرد مات اسکا مقابلہ نہین کر سکتے قافیے کے لیے بھوپال تال اور نیپال کا لانا مقدم تھا یہ نینی تال کو کیون چھوڑ دیا۔ واہ لالہ وہی بڑے لال کیون نہ ہو۔

حسن خطوطات خطوط کی جمع الجمع بنائی ہو دور کی سوجھی

نازک۔ اس فقرے کے بعد آپنے یہ برجستہ شعر لکھدیا ؎

برفت از جہان لالہ جیونامدار	شتابی بہ بگنیٹھ گشتہ فرار

راوی۔ کیا کیا مفرد ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی بڑا کڑا وارنٹ جاری ہوا تھا۔ وہ بھی سوچے کہ برٹش عملداری مین جہان جاؤنگا پکڑا آؤنگا کیسی دور کا سپاہی مارون کہ آرنٹ وارنٹ سب رکھا ہی رہے اور قصور فہمین وارنٹ لے جانے کی کسے جرأت ہو گی۔ ہان اگر ایسا تم خط لالہ صاحب کمر بہت چست باندھتے تو مقام عجب تھا۔

نازک۔ لالہ کے بعد جیو کے لفظ نے کیا لطف دکھایا ہی اسکے بعد اور فارسی شعر لکھے مگر سب برمحل برجستہ اور با معنی اور مضمون خیز

این چہ شد این چہ شد کنشتہ شتاب	لالہ عمر شصت و یازدہم
چون ازین تہنیت شدم آگاہ	بود تاریخ خوب او نہم
سینہ کوبیدم و بر رخ زدم	چون شنیدم کہ بود وی ہم
مردمانان بگو بہ بخشایش	خالق جن و انس دیو و آدم
بہر تاریخ فکر کردم من	گفت ہاتف بگو کہ تم تم تم
چون نمودم دوبارہ من تم تم	شدہ تاریخ فوت لالہ تم

روح۔ پاگل تھا کون۔

حسن۔ پہلے شعر مین این چہ شد این چہ شد کی تکرار کیا مزہ دیتی ہو۔ قند مکرر سے بھی شیرین بیانی کی حلاوت بڑھ گئی اور لالہ کی اضافت نور علی نور۔

روح۔ کوبیدم کیا معنی۔ مصدر کوفتن ہے کوبیدن۔

حسن۔ ہم تو سمجھے تھے کہ فارسی بھول گئین مگر ہمین یاد ہی آمد نامہ بھر حفظ ہے اور تو اور یہ لالہ ناچنے لگے کیون کیا بیچ مین انسان تھرکنے لگتا ہے اور مردمانان اچھی جمع بنائی۔

نازک۔ ایرانیون کے باپ کو بھی کبھی نہ سوجھی ہو گی ہن اور مصرعہ۔

	خالق جن و انس دیو و آدم

(ہنسکر) اللہ جانتا ہے مجھسے ہنسی نہین ضبط ہو سکتی۔ قافیے کے لیے آدم کو آدم کر دیا ہے بے دم کا گدھا ہی اف اس آدم نے مار ڈالا۔

حسن۔ اور۔ مصرعہ

	ایک مصرع کی بڑھ گئی ہو دم

روح - ہان - وہ تو منشا یہ تھا کہ جن عالم ہی ہو یا کوئی
ہو آدم بھی ہو کوئی بات رہ نجاے - قافیے سے کیا کام
حسن - اور یہ قم قم قم چہ معنی دارد - کہین خود نام بدنام کرنا
ہاتف بچارے کا - اور دوبارہ قم قم سے کیا واسطہ یہ فقرہ
(والدم) والے جملے سے بھی بڑھ گیا -
نازک - گم کی اچھی کہی اور تاریخ کیا صاف ہے -
روح - جھٹ پٹ کہی - مورخ بھی اچھے اور شاعر بھی -
اسکے بعد یہ عبارت لکھی - بدر بجان برابر سنو نصیحت سنو
(اسکو سنو نہ پڑھیے گا سنو پڑھیے) دنیا مین ملک الموت کا کسی
نے مقابلہ نہین کیا -
راوی - نئی بات بنائی - آجتک کسیکو معلوم ہی نتھی -
لالہ - ملک الموت جم راج ہین موت کے مالک یعنی بادشاہ
راوی - اے سبحان اللہ - یہ معنی نئے ایجاد کیے ملک کے معنی
بادشاہ - یعنی موت کے بادشاہ - ابتک جو لوگ سمجھے تھے
کہ موت کے فرشتے کو ملک الموت کہتے ہین وہ غلط خیال تھا
لالہ یہ بادشاہ ہم رعایا - اگر اچانک کسی نے مثل چکلہ داروں
سے مقابلہ کیا تو رانڈ ڈالا گیا - جسطرح ہندوستان جانور لڑتے
تھے اب رانڈے گئے تو بندر ان ہو گئے -
ایک شخص جسکا نام عالمون تھا ملک عرب مین دعوی
فرمایا کہ ہم مرنے کو ٹال بخوبی کرینگے -
راوی - اس ترکیب کے صدقے اور دعوی فرمایا ماشاء اللہ
لالہ - سو خدا کو برا معلوم ہوا - ملک الموت کو حکم مار ڈالنے کا
اِس شخص کے ہوا اور آ ہوا -
راوی - مار ڈالنے کا اُس شخص کے ہوا اور آ ہوا - ہم تو سمجھے
تھے یہ صاحب فارسی ہی اچھی لکھتے ہین مگر اب معلوم ہوا کہ
اردو کے بھی اُستاد بے بدل ہین اور تحقیق کا درجہ تو بہت
بڑھا ہوا نازک ادا بیگم کی نفاظی اور طراری کے صدقے روتون
اور فقرہ دلون کا دل بہلانا اِنکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا
باتون باتون مین وہ رنگ باندھا کہ حسن آرا بیگم قہقہہ پر قہقہہ
لگانے لگین -
نازک - ابھی کیا - اور سنو - لکھتے ہین (از انجاکہ مین نے
خبر خلاف مسرت اثر زبانی ان لوگونکے سنی جو صم بکم ہین جو
منھ سے بولتا اور فرق دان سے کھیلنا نہین جانتے لہذا
شک ہوا اور شک بیشک ہوا کہ مبادا الفولے مالا یدرک کلہ یہ
خبر غلط کی اشتہار ہوئی ہو لہذا دریافت کرتا ہون اور
لکھے دیتا ہون کہ اگر احیانا غلط ہو تو خدا کرے والد
آپ کے نہ مرے ہون)
حسن (قہقہہ لگا کر) پھر والد کے بعد ضمیر متکلم لائے
روح - اور مسرت اثر کے پہلے خلاف کا لفظ کتنا موزون
ہے وحشت اثر نہ لکھا - خلاف مسرت اثر یعنی ایسی خبر جس کا
اثر مسرت کے خلاف ہے - جو سوچتی ہے نئی ہی سوجھتی
ہے -
نازک - اور اسکا مطلب بھی کچھ سمجھین زبانی اُن لوگونکے
جو صم بکم ہین الخ - وہ کون لوگ ہین حسن آرا بتا بیگی -
روح - ہماری سمجھ مین تو یہ نگوڑا فقرہ نہ آیا -
حسن - (جو منھ سے بولتا نہ فر فر ان سے کھیلتا) تو ہم
سمجھ گئے یعنی منھ سے بولتے ہین نہ سر سے کھیلتے ہین - اچھا
وہ کون لوگ ہین اللہ عقل کام نہین کرتی اور صم بکم بھی ہین
(غور کرکے) ہماری سمجھ مین نہین آتا پھر پورا فقرا پڑھیے
شاید ذہن لڑ جائے -

نازک (فقرہ مکرر پڑھکر) جب جانین کہ سمجھ جاؤ بہن
حسن - یہ بجواے مالا یدرک کلہ سمجھ مین نہین آیا
نازک - اے ہے - تم اس بھیر مین پڑی ہو یہ تو کیسی سمجھ مین بھی نہ آئیگا اور ہم بھی نہ سمجھے یہ بتاؤ صم بکم کون لوگ ہین جو نہ منھ سے بولتے ہین نہ فرقان سے کھیلتے ہین
حسن - اب سمجھ گئی - کسی دوست کا خط گیا ہوگا حروف سے مراد ہے (ہنسکر) یہ تو ہدرچاچ کے مضمون سے بھی بڑھ گیا -
نازک - ہان اخبار سے مطلب ہے وہ ایک ہی بات ہے اسکے بعد (لکھے دیتا ہون) اُسنے خط کو اور بھی درست کردیا اپنے حساب لکھنے بیٹھے تھے اور دعا مانگتے ہین کہ خدا کرے اگر غلط ہو تو وہ نہ مرے ہون - اُف (دو منٹ تک ہنسکر) اُف تڑپا دیا - اگر خبر غلط ہو تو اللہ کرے وہ نہ مرے ہون پھر یہ شعر لکھے سب شعر برمحل اور برجستہ - ؎

دل خراب از مطلب آیت باش	چو زود رفتن من پیش نیم گشتہ شکار
دلم چو چنگ زنخا شکستہ در خلوت	غمم چو چشت یوسف دریدہ از بازار
گل حیات من از بسکہ ہست پژمردہ	اجل نمیزند از ننگ بر سر دیوار
ز دوستان منافق چنان امید مدار	کہ پیش روزی الماس سنگ دیوار
اگر کرشمہ و ناز و کرشمہ ہمہ ہیچ	نہ آفرین ز لبم بشنوند نے نفرین

حسن - جو شعر یاد آیا فوراً لکھدیا - شعر سے مطلب ہے -
روح - اور نہین تو کیا مطلب -
نازک - ان اشعار کے بعد خوب بات بنکی فرماتے ہین بندہ درگاہ خیر خواہ بلا اشتباہ نے وفات والدہ آپکی تاریخ موزون کی ہے اگر زندہ ہون اور زندہ در گور تو فہو المراد کیونکہ انکے مرنیکا اسقدر رنج نہوگا جسقدر اس تاریخ کے بیکار جانے کا لہذا اگر صبح شام مرنے والے ہون تو بھی خیر کیونکہ ابھی اس سن کے روز باقی ہین فرصت یا رسال تک ایک کا مداخلہ ہو سکتا ہے اس سے اطلاع ضرور دینا اگر وہ زندہ ہون اور خاندان سامی کے بیچ مین کوئی اور مرا ہو یا عنقریب مرنے والا ہو تو بھی میری محنت رائگان نہ جائیگی نام والدہ آپکے کا بدل کر نام اسکا درج ہو جائے گا -

حسن آرا اور روح افزا اور نازک ادا اور بہار النساء اور گیتی آرا نے اس زور سے کھلکھلا کر قہقہہ لگایا کہ نیچے تک آواز گئی اور بڑی بیگم کمال مسرور ہوئین -

حسن - اپنی تاریخ کی بڑی فکر ہے انکی جان کی فکر نہین
روح - جان کی فکر کیسی وہ تو مناتے ہین کہ مرین -
نازک - اور کیا جسمین تاریخ بیکار نہ جانے پائے -
حسن - مردہ بہشت مین جائے یا دوزخ مین انکو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے - تاریخ کسی نہ کسی کے کام آجائے -
نازک - ہان گھر بھر مین کوئی اور مرتا ہو یا مرگیا ہو اسکے کام آجائے اس ہمدردی کو تو دیکھیے - شیطان کی پھٹکار اس عقل پر اور نگوڑی کون تاریخ ہے جسپر اسقدر اترائے ہین کہ ایک نہ ایک مرہی جائے - ؎

نہ فارسی نہ عربی نہ ترکی	نہ تال کی نہ سم کی نہ سُر کی
یہ تاریخ کہی ہے کسی نُر کی	حویلی علی نقی خان بہادر کی

تمنے یہ روایت نہین سنی ہی کیا - کسی شاعر سے نواب علی نقی خان بہادر نے فرمائش کی کہ ہمارے مکان کے بنکی تاریخ کہدو اسنے یہ تاریخ کہی (حویلی علی نقی خان بہادر کی) انشاء اللہ خان انشا نے جو تاریخ دیکھی تو تین مصرع اور موزون کیے اور یہ کہی ہے ؎

کہ تال کی نہ سم کی نہ سُر کی	فارسی نہ عربی نہ ترکی

گیتی - بہت دن سے کینہ نہین کھیلا - کیون بہن لاؤ تم

حسن۔ اب وہ شوق ہی نہین رہا۔ وہ ولولہ ہی نہین ؎

زیور ہین نہ دستار کے قابل ہین سر کے
مثل گل بازی نہ ادھر کے نہ اُدھر کے

نازک۔ ہان اب وہ شوق کہان بوڑھی ہوئین ناگاہ پر جھریان پڑگئین۔ کیا کرین بیچاری۔ مجبور ہین کوئی ایک دس برس کا سن تو ہوگا اماجان۔

حسن۔ (مسکراکر) ہان اسمین کیا شک ہے بیشک

نازک۔ مگر دانت بدستور قائم ہین۔ ہیون دانت گن لو۔ یہ عجیب بات ہے اللہ بال بھی ابھی تک سفید نہین ہوے یکا بال ایک نہین نظر آتا۔ یہ کمال ہے۔

گیتی۔ تم تو انکی بیٹی کے برابر ہوگی نازک ادا۔

نازک۔ بیٹی۔ اے پردتی کے برابر۔ ایک سو دس برس کا انکا سن اور چودھوین مین ہم۔ ہمارا چودھوان سال۔

روح۔ اوہ! اوہ! یہ کم سنی۔ دو برس اور گھٹا کے بارہ ہی برس کی نہ بن جاؤ یہ تو اپنے میان کے سامنے کھو جاکے جسمین قدر کرین بارہ برس کی بنو بلکہ گیارہ ہی برس کی۔ ؎

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن | جوانی کی راتین مراد دنکے دن

تمنے اسمین بھی دو تین سال کم کردے۔

نازک۔ ہمارے میان ہماری ہر حال مین قدر کرینگے شب ماہ مین روح افزا کو گیند کھیلنے کا بے اختیار جی چاہا حسن آرا سے کہا بہن آؤ گیند کھیلین اسوقت چاندنی خوب نکھری ہوئی ہے۔

حسن۔ رات کے وقت ان باتون کا خیال نہ کیجیے۔

روح۔ یہ کیون پیڑان صاف مین کہین تنکا تک تو پڑا نہین ہے کہ کوئے کا تو وہان خوف ہو تا ہو جاتا کھانس بھوس ہو۔

حسن۔ ہم تو اب لیٹینگے۔ لیٹے لیٹے باتین کرینگے بس

روح۔ تم آؤ نازک ادا۔ ہم تم باجی جان گیتی آرا بہن سب مل کے دو گھڑی دل بہلائین۔

حسن۔ واہ۔ دل بہلانے کا کیا عمدہ طریقہ ہے اور دل وہ بہلائے جسکا دل بہلنے کی حالت مین ہو۔ یہان تو عیش عشرت خوشی نام ننگ سب سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ؎

از نکوئی نشان نمیخواہم | خویش را بدگمان نمیخواہم
زیست با ذوق مرگ خوش بودے | دل اگر رفت جان نمیخواہم
تنگ دستان زغصۂ تنگ اند | بزم غنیا گران نمیخواہم
با دۂ من مدام خون دل ست | ارغوان ارغوان نمیخواہم
کس نمی نالد از فسانۂ من | در دل درمیان نمیخواہم
دوستان زینہا غم نخورند | شادی دشمنان نمیخواہم

آتش اندر نہاد من زدہ اند
لالہ وار غوان نمی خواہم

ہاے مین باغ مین کیا کرنے آئی۔ مفت مین بیٹھے بٹھائے مصیبت تازہ اُٹھائی۔ افسوس۔ ؎

بے گلعذار آکے گلستان مین کیا کیا
ہان یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا

نازک۔ پھر شیطان نظر آیا۔ خدا ہی خیر کرے۔

حسن۔ بہن میرا دل تو تنور کی طرح بھبک رہا ہے!

نازک۔ یہ کاہے سے۔ جب آرام کے آنے کی خبر پائی تو پھر اب دل تنور کی طرح کیون بھبک رہا ہے اب تم شیطان بنائو کہ خدا نے یہون دکھا!

کہ ایسا طرب انگیز فزدہ سنا - رنج و غم سے اب کیا سروکار ہے

حسن - ہاے مجھے خواب کی باتین سب یاد ہین اف کس غصے کے ساتھ کہا ہے کہ تم جاکے فقیرون یا درویشون کے پاس بیٹھو ہم کو ان امورے کیا تعلق ہی تمکو کیا پڑی ہو توپ و تفنگ کے مورچے پر تو ہم سینہ سپر ہین مگر جو تمنے ہمارے ساتھ کیا وہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی نہ کرتا ہوگا ہے

آنچہ کردی تو بمن ہیچ بانسان نکند
مرگ باجان نہ کند کفر باہان نکند

ہاے غضب میری نسبت یہ بدگمانی - بس ہی تم ہے

روح - حسن آرا تمھاری عقل کو یہ ہو کیا گیا ہے -

نازک - تم تو کبھی خواب واب کو مانتی ہی نہ تھین یہ اب عقل کو کیا ہو گیا - تم تو کہتی تھین کہ خواب کوئی شے نہین ہے اور سچ بھی یون ہی ہے - انسان خدا جانے کیسے کیسے خواب پریشان دیکھتا ہے مگر فہمیدہ آدمی اسکا خیال تھوڑا ہی کرتے ہین اے توبہ - مثل نہین سنی ہے کہ خواب و خیال -

روح - ایک دفعہ خود انھون نے ہی ایسا بے سروپا خواب دیکھا کہ جسکی انتہا نہین کبھی دریا کبھی پہاڑ اور کبھی جھیل اور کبھی مردہ اور کبھی زندہ -

حسن - دنیا کے بھی کیا کارخانے ہین عقل کام نہین کرتی

ہوتا ہی تہہ و بالے تھے آسمان سفید	اڑتا ہی رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

مغلانی - حضور حکم ہو تو سرکار کو کہانی سناؤن -

حسن - کہانی اسکو سناؤ جسکے ہوش ٹھکانے ہون

نازک - دیکھو حسن آرا انھین باتون سے انسان کا نام بدنام ہو جاتا ہی اور ہم ہارمی ہوتے جیتی کسکی سنتی ہی نہین ہو

کوئی شعر پڑھو -

حسن - (ہاے سرد بھر کر) ؎

کے شعر تراانگیزد خاطر کہ حزین باشد	
یک نکتہ درین معنی گفتم کہ ہمین باشد	

عشق کا گھر خراب ہو کہین کا نہ رکھا - ہاے ؎

نمیگویم کہ تو نامردی اے عشق	ولیکن بوالعجب بیدردی اے عشق
بجان من بلا آوردی اے عشق	جہازم را تباہی کردی اے عشق

ترا من ناخدا انگاشتہ بودم

زجورت جان من بر لب رسیدہ	جگر خون گشتہ از مژگان چکیدہ
برون کار من از دست رسیدہ	دلت دادم مسلمان نو ادیدہ

نہ کافر ما جرا دانستہ بودم

نازک - حسن آرا ان باتون سے کیا ملیگا مفت مین آنکھین کھو بیٹھے کیا فائدہ سمجھو تو خیر ورنہ تم کو اختیار ہے ہم کیا کرین -

حسن - ترکستان و مازندران اور شاہان عالیشان و دہان سنجر و غزل رسلان اور بقراط و سقراط اور سعدی و خاقانی و عسجدی و نظامی گنجوی اور طاہر وحید اور امرار القیس اور متنبی یہ سب عشق کے بندے تھے کوئی بھی ایسا ہے جو عشق سے بری ہو - کوئی نہین -

نازک - پھر اس سے مطلب معقول - اچھی بے تکی ہے

حسن - بے تکی نہین بہن انصاف کرو کہ اگلا خواب مین بھی ملا تو روکھے پن کے ساتھ بالکل خشکی مزاج مین چیتون تیکھی آنکھین خون کیوتر - ؎

بخواب دیدہ شبے خویش را بتصویر من	
ستیزہ خواب در آمد بگاہ از در من	

نازک - تار کا آنا صاف خبر دیتا ہے کہ آئے داخل ہین

حسن - ہاے یہ پیچ - مگر - ؎

نوید وصل دیم میدہد ستارہ شناس
نکردہ ژرف نگاہے مگر دد اختر بین

اتنے مین مرزا ہمایون فرہاد کا خط آیا -

پیاری - (حسن آرا سے) حضور یہ خط آیا ہے -

حسن - (چونک کر) کیا ڈاک پر آیا ہے - یا خدا آزاد کا خط ہو - دیکھون این! مہر تو ہے ہی نہین - کسنے دیا ہے -

پیاری - سرکار - ایک چوبدار لایا ہے اور اسکے ساتھ ایک آدمی اور بھی ہے - کہا کہ خاص حسن آرا بیگم کے ہاتھ مین خط دینا -

حسن - (خط لیکر) این! یہ خط تو ہمایون فر کا ہے -

پیاری - ہان حضور دہین سے آیا ہے ایک چوبدار ہے ایک خواص -

حسن آرا نے خط کھولا اور پڑھا -

حسن آرا بیگم کو ہمایون فر کا خادمانہ سلام پہونچے - زیارت تو محال ہے - شوق طالع - مگر المکتوب نصف الملاقات ہی سہی مجھپر جو جو سختیان گذرین میرا خدا ہی خوب جانتا ہے مگر خود کردہ را چہ علاج - از ماست کہ بر ماست ؎

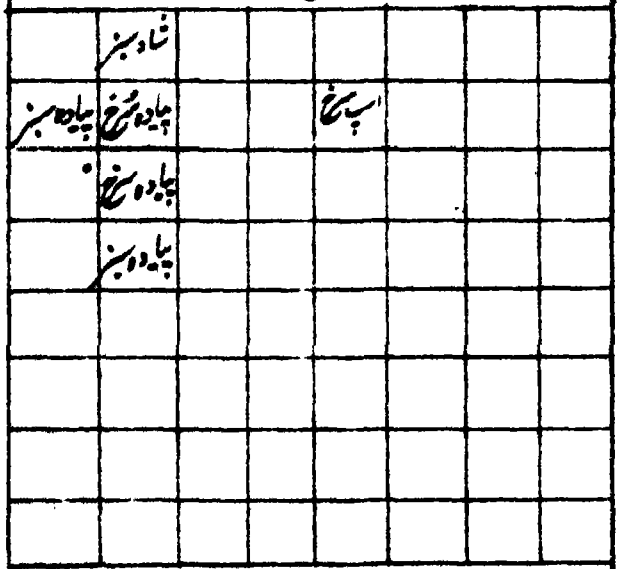
شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان نکلا
قیس تصویر کے پردے مین بھی عریان نکلا

خیر ماضی ما مضی - ع -

کہان تلک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

آپ کی چھوٹی ہمشیرہ جان بیبی چاہتی ہین خیر و عافیت ہین خوش و خرم و شاد - مسرور و مطمئن مگر ابھی کچھ دن تک ہین کسی سے مل نہین سکتا صرف پہر رات میرے پاس رہتی ہین اور کبھی کبھی نہین بھی آجاتی ہین بس - باقی اللہ اللہ خیر صلا - کہانا بھی بیٹھے بیٹھے ہی اکثر کیا کرتا ہے - پہر آرا اور لقا بیگم سے شطرنج ہوا کرتی ہے ایک نقشہ حل طلب آپکے پاس بھیجتا ہون جب جانون کہ غور کر کے حل کر دیجیے

سرخ



سبز

سرخ پہلے چلے اور سات چال مین مات کرے -

حسن - سات چال مین! یہ نیا نقشہ -

نازک - شطرنج منگوا لو - غور کرو - شاید نکل آئے -

حسن - جو نقشہ صحیح ہے تو نہ نکلنا کیا معنی اور جو نقشہ ہی غلط ہے تو مجبوری ہے مگر سات چال کا نقشہ آج تک نہین سنا -

نازک - (روح افزا کے کان مین) یہ خط آنا اسوقت اکسیر ہو گیا -

حسن - شطرنج لے آؤ پیاری - چاندی کی مہرون کی - روح - خدا سبب لاتا ہے - دیکھو اسوقت ان کی کیا کیفیت تھی اب یہ بے غور کیے نہ رہینگی اور دیکھ لینا

نکال ہی چھوڑینگی۔

حسن۔ پہلے مرجبہ بھی انھون نے ایک نقشہ بھیجا تھا۔ ہم نے حل کردیا۔ اب دیکھیے انکی عزت رہتی یا نہین۔

حسن آرا بیگم تو ادھر شطرنج کے نقشے پر غور کر رہی تھین اُدھر ہمجولیون مین باہم چہل ہوتی تھی۔

روح۔ باجی جان آپ کے بال ہوا سے بکھر جاتے ہین۔

بہار۔ تمھاری بلا سے بکھرنے دو۔ تمکو ہمارے بالون سے کیا واسطہ۔ اپنے بالونکی فکر کرو۔ کیا کچھ چڑھ نکال لی ہے ہم ایسی باتون سے نہین چڑھتے۔

لیتی۔ آج گیسو اچھی طرح سنوارے نہین گئے۔

روح۔ ذرا تردد مین تھین نہ۔ یہی سبب ہے۔ بس۔

بہار۔ کیا اسوقت سب کی سب ایک ہو گئین۔

نازک۔ تمھارے میان بڑے خوش قسمت ہین بہن۔ سہرہ بنا وُ چناؤ کے ساتھ رہتی ہو۔ ؎

خدا جانے یہ آرایش کرینگی تتل کس کس کو
فلک ہوتا ہے شانہ آئینے کو یاد کرتے ہین

بہار۔ ہماری آرائش کیا۔ آرائش تم لوگونکی ہے جو ماشاءاللہ سے جوان جہان ہو۔ ہم کس شمار مین ہین بھلا مگر۔ ؎

مرا ہمچنین چہرہ گلفام بود
بلور پنہ از خوبی اندام بود

حسن۔ اب تم لوگ باتین نہ کرو ہم نقشہ حل کر رہے ہین۔

روح۔ اچھا چلو اُس طرف چلین۔

نازک ادا نے کہا کیون حسن آرا ہمارے فرزند تمکو اور سہر آرا کو دونون کو دیکھا تھا۔ اسکا کیا سبب ہے کہ تم کو پسند نہ کیا سہر آرا کو پسند کیا۔ حسن مین سن مین جوبن مین ادا مین آن مین کسی بات مین تم اُنسے کم نہین ہو پھر اسکا کیا سبب ہے کہ سہر آرا ہی پر رہے۔

روح۔ طبیعت دل۔ اور اُنسے تو کچھ بھی نہین سکتے تھے۔

نازک۔ چاہے بُرا مانو چاہے بھلا۔ ہم اتنا ضرور کہینگے کہ ہم نے آجتک کسی بھلے مانس کی لڑکی کو کسی مرد کے پیچھے ایسا گرویدہ نہین دیکھا جیسا حسن آرا کو دیکھا۔ تو اپنے آپ ہی سے گذر گئین بالکل کچھ مجھے ہنسی آتی ہے اور کچھ رنج ہوتا ہے دلھن وہ جو گھنٹون ایجاب و قبول مین شرمائے قبلہ و کعبہ ہون یا مفتی سوال کرتے تھک جاتے ہین اور وہ جواب نہ دے نہ کہ ماں باپ کو اسکے طاق پر اور اپنا میان اپنے آپ ڈھونڈھ نکالے اور طرہ یہ کہ روم کی لڑائی پر بھیجدے لے واہ۔ اب ہم اپنے میان کو سیاٹوکی ہو کھلائینگے۔ کہان کا جھگڑا کہدونگی میان چند روز کے لیے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ سیاٹو کے پہاڑ پر دو ہزار جانورون کا شکار کرو اور پھر جنگل جا کے شیر مارو اور شیر افگن خان کا خطاب پاؤ تب تو ہم بیوی نہین ورنہ ہم سے کوئی واسطہ نہین پھر ہم اپنا نام نورجہان بدل دینگے۔

اسپر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا۔ یہ سب ہمجولیان ہنس ہی رہی تھین کہ بڑی بیگم صاحب جریب ٹیکتی ہوئی باغ مین آئین دیکھا کہ یہان قہقہے پڑ رہے ہین سخت متحیر ہوئین کہ یا خدا یہ کیا اسرار ہے ابھی تو خبر آئی تھی کہ حسن آرا کے دشمن تنکے چننے لگے اور یہان آئی تو قہقہون کی آوازین آتی ہین بڑی۔ عباسی حسن آرا کہان ہین۔ اب کیسی ہین۔

عباسی۔ فضل الٰہی ہے۔ بیٹی شطرنج کھیل رہی ہین

بڑی۔ کس سے اور دوسری کون ہین روح افزا۔
عباسی۔ نہین حضور آپ ہی آپ۔ اور کوئی نہین ہے
بڑی۔ اے واہ کہین اکیلے اکیلے بھی شطرنج کھیلی جاتی ہے
روح۔ دا گے بڑھکر کیون نہین کھیلی جاتی۔ اماجان تشریف
وہی بیٹی نکال رہی ہین اُسوقت جنون کا زور تھا مگر جب
سے مرزا ہمایون فر کا خط آیا تب سے ذرا اطمینان
سے بیٹھی ہین۔
بڑی۔ اللہ اطمینان ہی رکھے کیا جانے اس لڑکی کو
کیا ہوتا ہے کبھی ایک ہفتے تک صحیح نہین رہتی ہے مجھے
اسکی طرف سے بڑا اندیشہ ہے۔

حسن۔ اماں جان مدتین جلی ہون مجھے کوئی ڈر نہین ہے

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست	

بڑی۔ تم گھبراؤ نہ بیٹا۔ اللہ فضل کریگا اور تمھاری آرزو
بر آئیگی کیا اسکی کریمی سے کچھ بعید ہے۔ کون جانتا تھا
کہ آزاد میدان جنگ سے بخیر و خوبی واپس آئینگے۔
کسکو معلوم تھا کہ وہ تمغے لٹکائینگے مگر خدا کی شان۔
تو بیٹا اسکی کریمی سے کچھ بعید نہین ہے۔
حسن۔ اماں جان ذری غور کرنے دیجیے۔
روح۔ ہان اماں جان اب انکو نہ چھیڑیے۔
کیتی۔ اب آپ جائین یہ اچھی ہین۔
نازک۔ ہان ہان۔ ہم آپسمین ہنس بول رہی ہین اور
حسن آرا کا مزاج بہت اچھا ہے ؎

مثنت بنازطبیبان نیازمند مباد	وجود نازکت آزردہ گزند مباد

ہمین دعا طلبم خدو تب زارد پاک	بہیچ عارضہ خشن تو دردمند مباد

روح افزا اور بڑی بیگم محلسرا مین گئین تو اس بوڑھی عورت
نے روح افزا سے کہا بیٹا ہم نے کل رات کو خواب مین دیکھا
تھا کہ ایک سانپ حسن آرا بیگم کی چارپائی کے نیچے پھنکار رہا
بھر رہا ہے قریب تھا کہ حسن آرا چارپائی کے نیچے ہاتھ لٹکا
کے دیکھین کہ کون جانور ہے اتنے مین ایک مورپلا نظر آیا
حسن آرا کا ہاتھ لٹکانا تھا کہ سانپ بڑھا اور ہاتھ مین کاٹنے
ہی کو تھا کہ طاؤس رنگین پر و بال نے جھپٹ کر سانپ
کو شکار کیا۔
روح۔ اماں جان یہ تو خواب ہی خواب ہے۔ سچا اور صاف
بڑی۔ کل خواب دیکھا آج اسکی صداقت ہوئی۔
روح۔ مور تو سانپ کا دشمن ہے سانپ کی مور کے آگے
نہین چلتی۔ خدا کے بھی کیا کارخانے ہین۔
بڑی۔ بس سمجھ گئی کہ حسن آرا کے دشمن کسی مصیبت
مین مبتلا ہونے والے ہین مگر خدا کا شکر ہے کہ سانپ
کیلیے مور بھی موجود ہے جو مرضی خدا۔ ؎

گاہے خود را برابر چون دیگ	گہ چو یوسف فتادہ در چہ دیگ

میدانندت چنانکہ میخواہندت	کار تو بہ جہد ست صدرہ دیدی

تم فارسی پڑھی ہو اور مین ان پڑھ ہون
روح۔ تو اماجان اب تو آئی ہوئی ٹل گئی۔
بڑی۔ ہان شکر ہے خدا کا۔ جیسی بہ ٹلی اللہ کرے
سب کی مصیبت اسیطرح دور ہو جائے دشمن بھی کبھی
ایسا روز سیہ نہ دیکھے۔
روح۔ اماجان سنتے ہین کہ آزاد کے ساتھ کوئی عورت
اور بھی آتی ہے یہ بڑی ہوئی اماجان۔

بڑی۔ منکوحہ ہے کہ غیر منکوحہ یہ بتاؤ ہمین۔
روح۔ اس سے کیا واسطہ دونون یکسان ہیاڈا برابر ہے۔
بڑی۔ ایک شخص کے چار محل تھے۔ ایک منکوحہ تین غیر منکوحہ ایک روز اسنے ایک غیر منکوحہ سے پوچھا کیون بیوی تمکو کون فصل پسند ہے اسنے کہا فصل سردی کی سب سے اچھی ہے۔
میان۔ سردی کی فصل مین کیا بات ہے۔
بیوی۔ کھانے کا لطف پینے کا لطف پہننے کا لطف گرما گرم بستر مین آرام سے سو رہے ہین معشوق سے بغل گرم ہے۔ شراب خواری غرض کہ ہر قسم کا لطف حاصل ہوتا ہے
میان دوسری بیوی کے ہان گئے پوچھا بیوی تمکو کون فصل پسند ہے کہا میان سب سے گرمی کی فصل اچھی ہے۔ خسخانہ ہے برف آب ہے پنکھا چل رہا ہے ٹھنڈے ٹھنڈے حقے پی رہے ہین۔ پھولون ہارون کی خوشبو آرہی ہے چین ہی چین لکھا ہے۔
تیسری کے ہان گیا۔ وہان بھی یہی پوچھا۔
میان۔ کیون بیوی سب سے بہتر کونسی فصل ہے۔
بیوی۔ میان فصل ہے اور برسات کی باغ مین بیٹھے ہین بھنبھر بس رہا ہے جھما جھم۔ کوئل کوک رہی ہے بارم بار سامنے ہرے بھرے درخت لہلہا رہے ہین زمرد سے پتے مزہ دکھا رہے ہین گلابیان چنی ہوئی ہین شراب برابر لنڈھائی جاتی ہے۔ معشوق پریزاد پہلو مین بھری لگی ہوئی ہے کوئی ساون گاتا ہے کوئی ملہار اڑا رہا ہے۔
اسکے بعد میان منکوحہ بیوی کے پاس آئے۔
بیوی۔ اخاہا۔ آج بعد مدت کہان بھول پڑے۔
میان۔ ایک بات پوچھنے آئے ہین۔ فصل کون اچھی
بیوی۔ کیا فصل کیسی کیا کوئی پہیلی ہے
میان۔ تینون فصلون مین تمکو کون فصل سب سے زیادہ پسند ہے سردی کہ گرمی کہ برسات یا کوئی نہین یا سب
بیوی۔ میان فصل روپے کی سب سے اچھی۔ بے زر عشق مین مین اگر زر نہین تو سردی گرمی برسات تینون فصلین بیکار ہین سردی مین مارے جاڑے کے اینٹھ جائینگے گرمی مین لون کے تھپیڑے بھلسا دینگے برسات مین چھپر ہزار جگہ سے ٹپک رہا ہے مقدم چار پیسے ہین سو فصل روپے کی سب سے اچھی۔ ورنہ خیر صلاح ہے سے

خواجہ بدیع مبرور	
ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پر ز مے طامات تا بچند و خرافات تا بکے	

کچھ دن تک تو آزاد پاشا مصر مین اسطرح رہے جسطرح اور مسافر رہتے ہین مگر جب کانسل کو انکے آنے کا حال معلوم ہوا اپنے اٹاچی کو کہ ہندی تھے ہوٹل بھیجا اور کہا اسنے کہو یہان آئین اور ہمارے مہمان رہین اٹاچی نے ہوٹل مین آکر آزاد سے ملاقات کی اور بہت تپاک ظاہر کیا۔
اٹاچی۔ مجھے کانسل نے آپ کے پاس بھیجا ہے اسکو سخت شکایت ہے کہ آپ یہان اور ہم سے نہ ملین۔
جس بسالت اور شجاعت سے آپنے میدان جنگ مین کارنمایان کیے اسکا شہرہ دور دور تک ہوا ایسا ناواقف کوئی ہوگا جو آزاد پاشا کے نام نامی سے واقف نہو

جو اخبار آتا ہے اُسمین آپ کا ذکر ضرور ہوتا ہوگا
آپ کے ساتھ مسخرہ کون ہے وہ بونا خوجی۔
آزاد۔ (مسکراکر) خواجہ صاحب کیطرف اشارہ کیا جیسا
خوجی۔ جی وہ مسخرے اور بونے کوئی اور ہونگے اور خوجی
خدا جانے کس بھکوے کا نام ہے ہم جناب غفران مآب خواجہ
بدیع الزمان بدیع خوش مذاق لطیفہ گو مسخرے کے
پڑوس نہین رہتے اور بونے کی ایک ہی کہی۔ ہاے مین
کس سے کہون کہ میرا بدن چور ہے۔ بونا لائے دہانسے
ہونہ!۔
آزاد۔ خواجہ صاحب کا ذکر مذکور بھی اخبار مین پڑھا ہوگا
کانسل۔ جی ہان۔ انکی بڑی دھوم ہے۔ مگر ایک مقام
پر تو واقعی اُنھون نے کارنمایان کیا۔ خواجہ صاحب کا ذکر
مذکور کانسل صاحب سے بھی رہا ہے۔
راوی۔ آزاد اور اٹاچی دونون نے خواجہ صاحب کے ساتھ
لفظ ذکر مذکور جو کہا تو حضرت بہت بگڑے سمجھے کہ خواجہ
مذکور کہا بگڑ کر فرماتے کیا ہین۔
خوجی۔ خواجہ مذکور! خواجہ مذکور کوئی اور ہونگے ہم خواجہ
موصوف ہین اور خواجہ ممدوح کہو خواجہ صاحب
محتشم الیہ کہو خواجہ مذکور تو نفرو تکو کہتے ہین۔
آزاد۔ گستاخی ہوئی مذکور نہین خواجہ میر درسی بس!
خوجی۔ ہان یہ ہوا۔ خواجہ صاحب میر درسی تک خیریت ہے
راوی۔ جی اسمین کیا شک ہے۔ میر درسی صاف صاف
مرحوم و مغفور رہی۔ کہان کا جھگڑا مذکور البتہ خلاف
شان ہے۔
اٹاچی۔ آپ کا دولت خانہ کس شہر مین جناب خواجہ صاحب

میر درسی مین قرار ست نہین ہے حضور میر درسی کی
خوجی۔ جناب بندے کا دولتخانہ آدھ کے بیچ مین ہے
راوی۔ بہت ہی خاصے۔ کرسی نہین گویا تونسی۔
کانسل۔ مجھے اس وقت سخت حیرت ہے کہ اتنے نشے تھے
تو آپ کے ہاتھ پاؤن یہ جنگ مین آپ کس برتے پر شریک
ہوے تھے۔
خوجی (مسکراکر) یہی تو کہتا ہون حضرت کہ بندۂ درگاہ کا بدن
چور ہے۔ دیکھیے ذرا ہاتھ ملائیے۔ ہین فولاد کی انگلیان
یا نہین ہر رگ وپے مین فولاد کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور
اگر ابھی زور کرون تو آپ کی ایک دو انگلی توڑکے رکھدون
اٹاچی کو غصہ آیا کہرا ہوا آدمی اور ہماری انگلیان
توڑنے کا زعم جھلا کر انگلیان ذرا کڑی کین تو خواجہ بدیع
میر درسی کی جان پر بن آئی اور چیخ کر کہا او گیدی
اتنی فرد لیسان بھوکو گا کر یا دکرے گا۔ آزاد
ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے اٹاچی سے کچھ دیر
تک گفتگو ہوئی۔
آزاد نے وعدہ کیا کہ شام کو ضرور حاضر ہونگا۔
اٹاچی رخصت ہوے۔
خوجی۔ یہ آپ کی عجیب عادت ہے کہ اغیار نابکار کے سامنے
اتنے بڑے لائق اور سورما اور میرے دوست کی ہجو کرتے ہو
اور جو ہاتھ ٹوٹ جاتا تو کیسی ٹھرتی مین بھلے مروت کے
بولا نہ چاہون ورنہ میان کی سٹی بٹی بھول جاتی۔
آزاد۔ یہ حضور ہر مقام پر مروت کو کیون دخل دیتے ہین
ایسی مروت کیا جس سے خواہ مخواہ جوتیان کھائے۔
کئی مقام پر آپ بے کئی مقام پر آپ نے جوتیان کھائین

کئی مقام تو چل دیے مگر روت نہ چھوڑی چھوڑی ایک ایک
اس روت کے ہدولت کہین کا بھی ہوس نہ بھیجے جائے۔

خوجی۔ دشکرا کرا اے میان دل ہی تو ہے چونک کر
کیا کہا کیا کہا۔ جوتیان کہان بنائے گئے کس مردک نے
جوتیان کہائین اور کس مردک نے لگائین۔

راوی۔ این! خواجہ سبرور دمردود کی نسبت گستاخانہ
کہا خبردار خواجہ سبرور اور جوتیان اور کفش کاری۔

آزاد۔ کیون خواجہ صاحب۔ جب ان سب نے ہمارا
حال سنا تو کیا حسن آرا نے نہ سنا ہوگا۔

خوجی۔ ضرور بالضرور سب آج کے آٹھوین دن شادی لو
مگر استاد ورا دو ایک روز بمبئی مین ضرور رہنا۔ وہ شوخ
اسوقت نظر کے سامنے ہے۔ ؎

گر بہ سنبل کدۂ روضۂ رضوان رفتم	
ہوس زلف ترا سلسلہ جنبان رفتم	

آزاد۔ گھبرا کے شعر پڑھ ہی دیا خواجہ سبرور نے بھائی اگر
حسن آرا بیگم ہمارے حالات اخبار مین پڑھتی گئی ہین تو
سبحان اللہ سبحان اللہ۔

خوجی۔ اجی گھبراتے کہون ہو بھائی جان۔ ؎

ہر نفس روے بہ ازنامہ خوش ست	بادہ بدہ نرجہ موجہ خوش ست
نغمہ چوبی ہوش ز سرے برد	رہ زدن مطرب ازین رہ خوش ست
ہر کہ ز چہ آب کشد سبز و تر است	سبزہ کہ روید بلب جو خوش ست

خواجہ صاحب نے بڑی خوشی ظاہر کی کہ کانسل اور اناجی
صرف آزاد ہی سے نہین واقف ہین بلکہ اینجانب کا نام بھی
بخوبی جانتے ہین فرمایا کہ کیون بھائی آزاد تجھے جان جوکھم کی

تو نتیجہ معقول نکلا۔ حسن آرا سی حسین و مہ جبین بیوی پائی
ہم نے جو جان لڑادی تو کیا پایا۔

آزاد۔ یار تم بھی ایک پریا کے ساتھ شادی کرلو۔ اب راستے
مین تو ہم کہین ٹھہرینگے نہین۔ یہین سے تجویز کرلو۔ ادھر
ہندوستان پہونچے ادھر کھٹ سے شادی ہوگئی مگر
کوئی اچھی سی تجویز دو۔

خوجی۔ سوچو۔ پھر۔ سن سال زیادہ نہو۔ اور شکل صورت
اچھی ہو بس ہم تو صرف اسقدر چاہتے ہین۔ دو باتین ہون

آزاد۔ حسن آرا کے مکان کے پاس ایک درزی رہتا ہے
اسکی بیوی بس کچھ نہ پوچھو۔ رنگت تو سانولی ہے مگر ایسی نمکین
کہ مین کیا کہون اور ابھی کم سن بہت ہو کوئی
چالیس بیالیس۔

راوی۔ بس۔ اسقدر کم سن کے ساتھ تو خواجہ صاحب
سبرور شادی نہ کرینگے۔ ہمین یقین نہین ہے۔

آزاد۔ اور درزی دن رات زمین کا گز بنا رہتا ہے

خوجی۔ کیا خوب مگر یکسوئی نہین حاصل ہوئی۔ ؎

اس شوخ کے کوچے مین نہ جایا کرو حجام	
پھٹ جائینگے اوزار کسی روز تمہارے	

آزاد۔ خیر اجی صلح جنگ کو بالاے طاق رکھو۔ اس
درزن کی فکر کرو۔ اور لطف یہ کہ گھر مین دو میان بیوی
بس اللہ اللہ خیر صلاح سو بیوی کو تو آپ پیتائیے اور
میان کو جہنم واصل کیجیے۔

خوجی۔ بھلا ٹیڈا مین اور اسمین کیا فرق ہے۔

آزاد۔ یہ اُنسے دو چار برس کم سن ہین یہ سرخ و سفید ہین
وہ گیہین ہے بس اتنا فرق ہے اور کچھ نہین۔

خوجی - اسم شریف انکا کیا ہے مسلمان ہے نا۔
آزاد - اور نہین تو کیا ہندنی کے ساتھ شادی کروگے
عجب بیوقوف آدمی ہو۔ نام شتاب جان ہے۔
خوجی - گر پکی پوڑھی بات تو ہمرے پہلے۔
آزاد - آپ کو اس سے کیا واسطہ۔ کچھ تو سمجھ کے ہم نے کہا ہے۔ ہمارے پاس انکا خط آیا تھا کہ خواجہ صاحب اگر منظور کرین تو ہمین حاضر ہون۔
خوجی - ہان - بس اب ہم قائل ہوگئے بس انشاء اللہ آج کے آٹھوین روز شتاب جان ہماری بغل مین ہنگی نام کتنا پیارا ہے۔
آزاد - شام کو کانسل سے مل کے چلے چلو آج ہی۔
خوجی - اجی کہان کا کانسل ہمکو شتاب جان کی پڑی ہے یا ہمارے سامنے خط لکھ کے بھیجدو مضمون ہم بتائینگے۔
آزاد - (قلم دوات کاغذ لیکر) بتاتے جاؤ۔
خواجہ صاحب نے شتاب جان کے نام آزاد سے خط لکھوایا۔
مشفق و مہربان بی بی شتاب جان سلمہ الرحمن۔
بعد ملاقات جسمانی و زیارت روحانی کہ مافوق آن نباشد از نگاہ ملاحظہ کنند کہ از برادر صاحب مکرمی ام جناب غفران مآب خواجہ بدیع الزمان بدیع کہ ازبس لائق ملاقات و افزونی محبت شدند ملاقی شدہ گفتگوے شد ہم گفتم کہ نے جمیلے و حسینے و بہتر از یوسف لقاے قوم۔
درزی کی فارسی کیا ہے بتانا نہین۔ درزی کی فارسی لاحول ولا قوۃ بتائیے گا نہین۔ حجام نائی شیرینی فروش حلوائی تردہ فروش۔ ترکاری والا تمباکو فروش تمباکو

شیرفروش گھوسی۔ پارچہ والی گلی بزاز عطر بیچنے والا گوش صاف کان میلیا۔ گل فروش مالی۔ کل فروش مالن زمانے بھر کی فارسی یاد ہو درزی کی فارسی بھول گیا اچھا گورا لونگا یوسف لقاے قوم آن کہ جامہ قطع کردہ بر بالاے زبان و مردمان دیگان چہ یکساد و چہ دو سالہ راست برقصے کندبرا برادر تیارست آن خواجہ بدیعا کہ در میدان برائے جنگ و اپنے پارہ

کوکبہ بین و علم و کوس و ناے	پرچم رقصندہ بفرق لوائے
حاجب سرہنگ دان پیش پیش	فوج روان از پس کشور کشائے
چشم قسم خوردہ بہ رفتار پیل	گوش ز خود رفتہ بہانگ درائے
آنکہ درین دائرہ لاجورد	پنج زر خسرو خاور گرفت

آن خواجہ صاحب بدیع مبرد را برائے عقد شتاب کردہ اند امید دارم کہ از تاریخ نکاح خواجۂ مبرد و آن جان جان عشق من اطلاع شود و چونک کہ خیاط خیاط۔
درزی کو خیاط کہتے ہین خوب یاد آیا۔ گاذر و صوبی خیاط درزی اور ہمین شعر بھی اسکا یاد ہے بے تامل شعر پڑھ دیا بس

	خیاط زمانہ بے تکلف
	بر قد تو دوخت جامۂ فتح

ہان صاحب لکھیے۔ آن خواجہ بدیعا کہ از حسن و جمال ورے بورے یوسفی مات و ہان تنگش رشک جیحون و فرات ۔ ے ۔

یسم تن خوش لقا و گل رخسار	یوسف عصر ست و باغ و بہار
خواجۂ خواجگان بدیع الدین	گل باغ لیاقت و ایثار
وقت رزم آن کہ شیر دل باشد	وقت بزم آنکہ او بود شرمسار

خواجہ صاحب رسالہ دار بدہ۔
دوسرا مصرع موزون نہوا کہا کچھ چھوڑ دو۔

[illegible] صاحب [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

شادی بلو کا گلفام مبارک ہووے
عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے

اسکے بعد خواجہ صاحب نے خط پھر سنا اور یون ہدایت کی

خوجی - دسادا املل ادا املل - اسکے کیا معنے سمجھے -

آزاد - یعنے پہلے پہل یا ابتدا ابتدا مین کیون نہ کہوگے

خوجی - (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش - شاباش - اچھا خط کو ختم کرو آخر مین لکھدو - راقم آثم آزاد پاشا - آقم سین سے لکھنا -

آزاد - مین تو تمسے لکھ گیا اب بنا دون -

خوجی - نہایت بد املا ہو - اب کہین املا الف سے نہ لکھ جانا عین میم الف لام - املا کی املا ہے -

آزاد - بجا ارشاد ہوا عین میم الف لام تو عمال ہوگیا

خوجی - وہ .. .. ..لاحول ولاقوۃ نہین عین میم الف عملا -

اب سنیے کہ خط لکھ کے تیار ہوا اور بھیجدیا گیا اور خواجہ صاحب کمال مسرت کے ساتھ ادھر ادھر کبوتین اڑانے لگے - مس میڈا سے جاکے کہا اب ہماری خوشامد کیجیے آجکے آٹھوین روز ہمارے یہان آپ کی دعوت ہوگی عمدہ سے عمدہ قسم کی برانڈی تجویز کر رکھیے بی شتاب جان کے ہاتھ پلوائینگا -

میڈا - شتاب جان کون - تمھاری بہن کا نام ہے -

خوجی - این ا توبہ - شتاب جان سے مجھے شادی ہونے والی ہے آپنے مجھے کیا سمجھا کدھر جان جانے نام کرو تو کٹوتر و تو پھر نکاح ہوگا اب مین سرخرو ہوا ہون اسوقت جامے مین پھولے نہین سماتا ابھی آزاد نے کہا کہ انکے کئی خطوط انکے نام آچکے ہین -

شنیدم چو آزاد من این سخن
کہ شادی نہ گنجید در پیرہن

میڈا - کیا سن ہوگا بیوہ تو نہین ہین -

خوجی - خدا نہ کرے درزی زندہ ہے ابھی - بیوہ یعنی چہ

میڈا - کیا میان والی ہے - ماشاء اللہ اور آپ اسکے ساتھ نکاح کرینگے اور میان کہان جائیگا - سن کیا ہے

خوجی - ابھی کیا سن ہے - کل کی لڑکی ہے کوئی بیالیس برس کی انتہا چوالیس سال - بس پینتالیس ہو شاید -

راوی - بس پچاس کے پیٹے مین ہین عین عنفوان شباب

میڈا - پینتالیس ہی برس کی ہے - کیا پاوگے اسے

خوجی - (منسکر) ہکو تو اپنی قسمت پر ناز ہے -

میڈا - بھلا شکل صورت کیسی ہے - بدقطع تو نہین ہے

خوجی - آزاد سے پوچھ لو چندے آفتاب چندے ماہتاب مین تو آزاد کو دعائین دیتا ہون جسکی بدولت خواجہ صاحب مسرور کو شتاب جان ملی - بس - واہ - خواجہ مسرور کیون نہو -

تا گل سبز و ریحان ریابان جو بند
تا کف و موجہ و گرداب بہ دریا بینند

آزاد فرخ نہاد مع خوجی و مسرور شان پرزاد روانہ بخش بمبئی ہوئے

آمد آشفتہ بخوابم بجے آن بیخبرا | بروی مہر فزاد بنگہ صبر گداز

صبح چو شب برآمد غزالان خاور	رو بہ شب تیرہ کرد سحر دلاور
چہ پرستیرہ نگار کہ دارد دلکش	کہ شب پرستار خلوت خاک بیت بار
خواب نے زلف یار دارد والی آں	خواب نے آئینہ صورت اوئی دار

خواب را شب ہمہ شب دیدہ چاپیدیم
کہ بروئیم دریں واقعہ را ساختہ باز

ایک شب کو آزاد فرخ نہاد بادل شاد دس بجے کے بعد بستر استراحت پر گئے معشوقہ پریزاد یاد آئی شوق وصل نے گدگدایا سوچے کہ بعد خرابی بصرہ یہاں تک خدا لایا۔ میدان کانفذ مین کوس نصرت بجایا۔ غنیم کو نیچا دکھایا۔ عروس آرزو سے دوچار ہوے۔ شاہد مراد سے ہمکنار ہوے اب انشاء اللہ مع الخیر داخل منزل مقصود ہونگے رنج کے بعد راحت پائینگے خوشیان منائینگے اسی خیال مین آنکھ لگ گئی تو خواب مین حسن آرا نے صورت زیبا دکھائی بوس وکنار کی نوبت آئی۔ معشوق سراپا ناز شوخ طناز کا جوبن خوبان طراز پر غمزہ زن تھا آہا یہ جادو تھا یا جوبن تھا ؎

بت دلربا نعبتے دلفریب	بلائے قرار و عدوئے شکیب
زسر تا بپا باغ آراستہ	شگفتہ در و ا نچہ دل خواستہ
گلش مشک سا سنبلش گلعذار	مہ شام پرور شب صبح پوش
قیامت صنوبر بہ چہر آفتاب	دو ہندو بہ یغما دو جادو بخواب

سیہ نرگس او زستی خراب
دو آہو بہ چنگال شیران بخواب

صبح کو آنکھ کھلی تو خوش خوش بستر سے اٹھے دیکھا خواجہ بلیغ الزمان صاحب بدیع پنکھ مین پڑے ہین آہستہ سے جگایا وہ دونون نے ملکر نماز صبح پڑھی۔ بعد فراغ نماز تھوڑی دیر آزاد مین باتین ہونے لگین آزاد نے کہا خواجہ

شب کو ہم نے خواب دیکھا کہ ہم ایک بیچ سہاگہ کے مین نازک پلنگڑی پر بصد ناز و ادا لیٹی ہین ہمارا بانکا ہاتھ مین ہاتھ دیئے دست بسین ہو۔ بوسہ بازی ہوتی جاتی ہے معشوقہ پریوش کبھی لجاتی کبھی مسکراتی ہو اسوقت حسن آرا پر عجب عالم تھا۔ عیب سے ایزد پاک نے غلمان بہشت کو خلق فرمایا اور ہمارا کو آشکار کیا حسن آرا کی سی دخت گلفام حور پیکر رشک قمر خلق نہین ہوئی۔ جمال دلربا کے مقابل مین بجلی و شیرین کا جمال دلفریب گرد۔ اور حسن گلرو سمنرو عالم افروز کی خجلت سے رنگ مہر منیر زرد۔ ہنگام تقریر منہ سے پھول جھڑتے تھے ؎

	میدہد گفتار تو جان کشتہ زار ترا
	اظہرا خاصیت عیسیٰ ست گفتار ترا

خواجہ صاحب نے یہ تقریر سنکر منہ بنایا۔ اور فرمایا ع

	بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

آخر ابھی بچے ہی ہو نہ۔ اول تو دن کے وقت خواب کا بیان کرنا غلطی ہے۔ مسافر گمراہ ہو جاتا ہے دوسری غلطی یہ سرزد ہوئی کہ آپ نے شعر غلط پڑھا ع۔

	میدہد گفتار تو جان کشتہ زار ترا

غلط ہے یون کہیے ع۔

	میدہد گفتار تو جان کشتہ زار ترا

میدہد کیا معنی۔ میدہد کہیئے۔ تیسری غلطی آپ نے یہ کی کہ حسن آرا کی بیجا تعریف مین انتہا سے زیادہ مبالغہ کیا خلق مین خلق نہین ہوئی گواہ کون کہتا ہے نہین ہوئی کیا آفتاب جان سے بڑھکے ہین۔

شتاب جان کا اور ان کا ہونا بھی اسی طرح ساتھ
کہنا گویا زبانی عمل لیتا ہے۔

آزاد سکرائے۔ خواجہ صاحب کا شکر ہوا۔ کیا کوئی
غلطی ہو گئی۔ ایک بندہ خیال رہیگا۔ بیشک شتاب جان
حسن و جمال مین اپنی آپ ہی نظیر ہین۔

ہوٹل والون نے خواجہ صاحب سے کہا اگر ہماری جانی
بیوی کو دیکھ لو تو غش آجائے اور کوئی چھ مہینے سے اینجانب
پر آسیب پری پیکر کی نظر پڑتی تھی اب انشاء اللہ لطف آئیگا
گمان کا جھگڑا۔ اسکی دعا مستجاب الدعوات نے سن لی
تجھے نصیب زہے بخت ایسی قسمت کہان تھی مگر سراپا سانچے
کا ڈھلا ہوا ہے۔ اب آزاد کے سامنے تھوڑا ہی آنے دونگا
تلایا۔ ہرگز نہین۔ ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کیا مجال
استغفر اللہ استغفر اللہ ہر لیست محال مگر وہ دردی
بڑا بدنصیب آدمی ہے فاقے ہوتے ہین ؎ سحر

ہر سحر شیر و تر از تیرہ ستام	فاقہ یہ فاقہ کشید ے مدام

یہ کیفیت ہے دس روپیہ ماہواری مقرر کرآیا ہون
بجال غضب کی ہے لی شتاب جان پر جان جاتی ہے
چنون مین لگاوٹ ہے غضب مرگان کی جھلک پھر ویسی ہے
دل چین ہے اسکی چین جبین ابرو کی لچک پھر ویسی ہے

وہ چنچی نازک سی ناک اسکا اور بھرے بھرے وہ رخسارے
صورت پہ امنگ جوانی کی چہرے پہ دمک پھر ویسی ہے۔
وہ سرخ لاکھ سے ہونٹ غضب اور اودی وہ مسی کی دھڑی
دانت موتی کی لڑی ہنسنے مین چمک پھر ویسی ہے۔
ہر آن ہو اسکے آن نئی اور ساتھ ادا سب ویسی ہے
ہے ناز کرشمہ اور عشوہ غمزے کی نمک پھر ویسی ہے۔

گئیڈا۔ تم سے بات چیت بھی ہوئی تھی یاد ہی نہین دیکھا
زادی۔ دیکھا کس نالائق نے بات چیت کیسی صورت آشنا
بھی نہین ہین اور خدا جانے شتاب جان کوئی ہو بھی یا نہین
خوجی۔ جی ہان۔ مین کئی بار گفتگو کر چکا ہون۔ باتین کیا کرتی
ہر لبون سے قند گھولتی ہے شیرین زبان شیرین بیان ہے

نہ عاشق ہے فقط اسکا دم نظارہ میرن جو
کہ آئینے کی صورت آپ وہ سہ پارہ حیران ہو

اور رنگین بھی ہین چشم بد دور۔ جی کبھی کبھی بادہ گلرنگ
کا بھی شغل رہتا ہے یہ بات نہین ہے کہ روکھی پھیکی ہون جب
مس کلیرسا آئین تو اُنسے بھی کہدینا آپ کو اپنے ہاتھ سے جام
پلائے خدا وہ دن تو دکھائے ؎

دہن اُس گل کا چٹکتا ہے برنگ غنچہ
پی کے جب وہ مئے گلرنگ مزہ لیتا ہے

ہائے اسوقت یاد آگئین ایک چھریسی کلیجے پر پھر گئی
وائے ستم ہائے ستم کیا غضب ہو گیا۔ یا خدا تو اُس گلبدن
کی صورت دکھا۔ ورنہ فراق یار مین مر جاؤنگا۔

ہوٹل کے آدمیون نے جو میان خوجی کو اسقدر خوش دیکھا
دیکھا تو متحیر ہو کر سوال کرنے لگے۔ ایک نے کہا آج کیا
پایا جو اُچک رہے ہو۔ دوسرا بولا۔ خیر باشد خواجہ صاحب
یہ اسوقت اسقدر خوش کیون ہو تیسرے نے کہا معلوم ہوتا
ہے کسی کا ترکہ ملا ہے کوئی دولتمند رشتہ دار لاوارث مر گیا
تار آیا ہے ہم کو نہ بھول جانا صاحب۔

خواجہ صاحب اکڑے جاتے تھے کہ ہم بھی اس قابل ہوے
خوجی۔ آج وہ خوشخبری سنی ہے کہ جامے مین پھولے نہین سماتا
فانسامان۔ کہئے تو سہی۔ کچھ ہم بھی تو سنین حضرت

خوجی - ہاں بھائی مگر میں نے تو سنا ہے کہ تو لڑا ہوا۔
خانسامان - ہاں شکر ہے کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے کہا
خوجی - ہاں - ہاں سے تیرے نے ہمکو لکھا ہے کہ خدا کی عنایت
سے فرزند نرینہ عطا فرمایا مبارکباد بالنون والصاد۔
آزاد - خدا کی عنایت تو ہے ہی یہ کہو کہ بڑے سینکی
سے لڑکا ہوا۔ پوچھئے آپ نے ہندوستان کب چھوڑا تھا
خوجی - کب کیا معنی - کوئی دو برس ہوئے ہونگے۔
خانسامان - این - چہ خوش - اور لڑکا اب ہوا۔
خوجی - ارے دانت کے تلے انگلی دبا کر، افوہ۔
آزاد - زبان سے لعنا نہیں ہے - دو برس کے بعد بیٹا
ہوا آپ کے ہاں اے لعنت خدا - پٹے سے منہ چلے ہاں
سے وہ بن کے۔
خوجی - اچھا اب تو ایک ہو تو نی ہوئی سو ہوئی پھر اب
اسکے اعادہ کی کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اُلو بناتے ہو
بھائی صاحب اصل بات یہ ہے خانسامان جی کہ ایک شاہ جہان
نامی شریف زادی پر ہماری جان جاتی تھی اب آج اُسنے
ہمکو خط لکھا کہ شادی منظور ہے تو آؤ بس کچھ نہ پوچھو کہ دل
کا کیا حال ہے مارے خوشی کے بند چٹ چٹ
ٹوٹ گئے۔ ؎

عنقائے قاف قدر تو واقع ہوا گرفت زو ماند بیضۂ کہ درین آشیان نہاد

جب مس کلیر سا ہوا کھا کے آئین تو میڈا نے اُسنے
حال بیان کیا انکو بھی خنگونہ ہاتھ آیا خواجہ صاحب کو
بلایا کہا مبارک باشد یہ خوشخبری تو ہم سے کہی ہی نہیں آپنے
ہمیں نے سنا ہے کہ نہایت حسین ہے خواجہ صاحب اکڑ کر بولے

آدا خود لوٹ ہے اسکی ادا پر

اس روز آزاد پاشا نے جہاز کا نیا بیت کیا اور بڑے
دھوم سے مہمانوں پر یوں اور خواجہ صاحب کے جہاز پر سوار
ہوئے - سوار ہونے کے وقت خوجی نے آواز تنبورہ کا
شروع کیا ؎

اے طالع نا کشتی سر اب جا رہی ہے	شتابو کی تمنا میں مجھے دل لگا رہی ہے
گر جھوڑا پیس ہو کے خواجہ کے گھر گئے تو	شتابو کہیں بھی میرا کل سے تلا رہی ہے

بدیع بیان نہ گھر لوٹ وہ سہرا لیکے آئی ہے

جو لوگ اُدھر دیکھتے تھے وہ انکی بے تکی ہانک سنکر کھلکھلا کر
ہنس پڑے - صبح کا سہانا سماں - ساحل بحر میلوں فرحت
آواز اسقدر گونجی اور خوجی ایسے محظوظ ہوئے کہ دیر تک کو ہن
ہا ہا کر گاتے ہی گئے - یقین واثق تھا کہ بھیرو باوے کی رسم
شروع ہو گئی ہوگی - تان سین گو رین اور نا ہوگا آزاد نے شہ دے
کے اور چنگ پر چڑھایا - جون جون انکی تعریف
ہوتی تھی اور اکڑتے جاتے تھے۔
آزاد نے بار بار پیٹھ پر چپک دی تو گلا پھاڑ پھاڑ کے چیخنے
لگے (شتابو کی تمنا میں مجھے دل لگا رہی ہے)
اب سنئے کہ ایک ٹھاکر صاحب جو بغرض تجارت اکثر لوگ
سفر بحری کر چکے تھے خوجی کو دیکھکر سمجھے کہ یہ کوئی بڑے
باکمال عارف باللہ ہیں آؤ دیکھا نہ تاؤ قدمو پر ٹوپی رکھدی
اور کہا سائیں جی دعائے خیر دو خواجہ صاحب نے بھی اکڑ کے
بہت زور سے ایک لگائی دگر میرو ڈا ویسی ہو کے خواجہ نے
لگے لڑنے شتابو کے پیچھے جی بیکل سے تلا رہی ٹھاکر صاحب کانپ
اٹھے پھر کیا آزاد نے ہنسی بہت دیر تک اڑائی

بھروسہ جگر دستہ ہاتھ کنا۔ ٹھاکر کو اور بھی یقین ہو گیا
کہ یہ دلی حق آگاہ ہین۔
ٹھاکر۔ سائین صاحب جاتے حق مین دعاے خیر دیجے
خاکسار ہون۔
خوجی۔ (ٹھاکر کے سر پر ہاتھ پھیر کر) خوش رہو بابا ہے

فقیر انہ آئے صدا کر چلے	
میان خوش رہو ہم دعا کر چلے	

ٹھاکر۔ آپ کس شہر مین بود و باش کرتے ہین سائین صاحب
خوجی۔ ع

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست	

حق حق۔
ٹھاکر۔ (کانپ کر) اب مجھے اُمید ہے کہ بیڑا پار ہو جائیگا
خوجی۔ بیڑا پار کردگار۔ مدد۔ مدد حق۔ ے

ندیم جگر کود روز کباب	کہ میگفت گوینده بار باب
دریغا کہ بودم بے روزگار	برو یدگل و بشگفد لالہ زار

بیے تیر و دے ماہ فاروے بہشت	
بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت	

اللہ باقی۔ من کل فانی۔ اللہ بس باقی ہوس ے

چو دی رفت فردا نیاید بدست	
حساب از ہمین یک نفس کن کہ ہست	

جہاز کا لنگر کھولا گیا تو خوجی نے بہت زور سے کہا بیڑا پار بیڑا پار یا خدا یا پادۂ عرفان مین سرشار گنہگار شرمسار یا یا یک پروردگار شتاب جان گل رخسار خواجہ رنگین بیان بدیع الزمان سے ہمکنار) جہاز اسطرح روان ہوا ے

جسطرح سے برق بجھکر پار چلے	جسطرح سے نغمے کی صدا تار چلے

چند گھنٹے مین کیا دیکھتے ہین کہ نیچے سطح آب نظر آتا ہے اور اوپر
چرخ لاجوردی۔ ادھر ادھر جہانتک کنارہ سر پر فلک زرنگار
باد نوروزی مشک افشان و غالیہ ریز روح افزا ہوا سے عطر
بیز تھوڑے تھوڑے پر رنگ جہاز کے کان مین کوس خضر کی
صدا آتی تھی اور خوجی کو چہار طرف فرشی مشوق صورت دکھلاتی
تھی مرکز خاک سے مثلثات افلاک تک عالم نور تھا۔ رنج و غم
جہازیون کے دلون سے اسطرح دور تھا جیسے شرق سے
غرب یا بنگی سے بدی۔ آزاد مسرور و شاد بغل مین
مس میڈا صنم پری زاد سامنے کلیرسا نگار حور نژاد خوش گپی
کیلیے خواجہ بدیع الزمان شاعر نغز گفتار ضیا بیگم کے عاشق
میڈا کی کج ادائی کلیرسا کی دلربائی۔ یہ باغ و بہار
وہ خورشید نثار ایک ناوک نگاہ دوسری کجکلاہ
یہ شگفتہ رو۔ وہ قوس ابرو اُسکی زلف چلیپا عطر گستر
اُسکا طرۂ تابدار روح پرور ے

بہم متاب و گرسنبل پریشان را	
یکے مساز بقتلم دو نا مسلمان را	

میڈا۔ (چہل کے لیے) کلیرسا بہن دیکھو ہم سے ان باتون
مین نہ بنگی اللہ جانتا ہے بگڑ جائیگی بس مین کل سے دیکھ رہی
ہون کہ تم انکو (آزاد کیطرف اشارہ کرکے) بے طور گھور
رہی ہو کچھ ہم سے بڑھکر ہو ذری آئینے مین اپنی صورت تو دیکھو
کلیرسا۔ (مسکراکر) چہ خوش۔ اس بدگمانی کے صدقے
اسے بہن ہم وہ ہین۔ جن پہ ایک عالم کی نظر پڑتی ہے
تمھارے آزاد بیچارے کیا ہین۔
میڈا۔ یہ باتین سنی ہوئی ہین نا ایسے ہین کہ تمھاری نیت
ڈانوان ڈول ہو گئی۔

کلیرسا۔ اب تو تم صاف صاف کہنے لگیں کہ نہیں
آتی مگر ہم ہمارے فہم کے گڑھے جاتے ہیں واہ اچھا نہ
مینڈا۔ بجا نہ مانا بین۔ آزاد کیطرف کوئی بنتی سے
دیکھے تو ہمارا دل بیقرار ہو یا نہ تحسین انصاف سے کہدو
اب انصاف تمہارے ہی ہاتھ ہے۔

کلیرسا۔ اب صاف صاف کہواتی ہو۔ کیون چاہے یہ
بجا مانین چاہے بھلا مانین پہلے حضرت ہی نے نظر یہ
ڈالی بیٹھے تو ہین پوچھ نہ لو۔

آزاد۔ خوب اب مجھ سے لڑوانے کا ارادہ ہے کیا
خوجی۔ کر تو کر نہین تو خدا کے غضب سے ڈر۔

کلیرسا۔ اچھا انسے پوچھ لو نا۔ کیون بندہ پرور آپنے
کئی بار اظہار محبت کیا تھا یا نہین۔ مین نے کہا تھا یا نہین
کہ مینڈا ہم سے بدظن ہو جائینگی۔

مینڈا۔ چلو بس اب بڑھ بڑھ کے باتین نہ بناؤ۔

کلیرسا۔ عشق بھی کیا چیز ہے مرد سے تو اپنی گون سے
عاشق ہوتے ہین مگر عورتین چونڈیا ہی جاتی ہین
عجب کارخانہ ہے۔

آزاد۔ تو کیا ہم مس مینڈا پر گون سے عاشق ہوئے ہین

خوجی۔ استاد تم بڑے گون گیرے ہو تحسین ہمین
خوب جانتے ہین اپنے مطلب سے تو کہین پر چوکتے
ہی نہین وہ بے بدل استاد ہو۔

آزاد۔ اب یہان لڑاؤ گے تو جاؤ سے ڈھکیل ہی دونگا

خوجی۔ دیکھا نہین ہو کسی کو دکھڑے تو ل کر ہاتھ
دھوا نون تو ہین ہی نہین۔ ہو بڑے سرنگ بنے ہین لگا
اتنے مین ایک ملاح نے کہا لو گو ہوشیار۔ صاحبو خبردار

آندھی آتی ہے طوفان کی آمد ہے۔ صورتی نے
کہا گھبراؤ نہین زور کا طوفان نہین ہے ہلکا سا ہوا گا
خبر کے سنتے ہی اکثرون کے ہوش اڑ گئے اور بشیر تھرانے
لگے مگر خواجہ صاحب کی بیقراری سب سے بڑھی ہوئی تھی
چلانے لگے ارے دہائی ہو لوگو دہائی ہو۔ باران آئی ہو
دہائی ہو باران۔ دہائی ہے غمگساران۔ جان کی دہائی ہے
کی دہائی۔ سمندر کی دہائی۔ ہائے شتاب جان ہائے
شتاب جان۔ اری میری پیاری شتاب دعا مانگ۔

آخری نقرہ کہکر ایک مرتبہ اکڑ کر آزاد کی طرف دیکھا
آزاد انکی فطرت سے واقف تھے نہ رہ گئے کہ نقرے کی
داد چاہتے ہین کہا لے سبحان اللہ شتاب جان کیلئے فقرہ
کیا خوب ضلع جگت سے تو کہین چوکتے ہی نہین کبھی۔

خوجی۔ تسلیم۔ یہ تو کوئی تعریف نہوئی۔ بندہ نواز آپ
اس فن کے نقاد اس علم کے مسلم الثبوت استاد ہین جی
کوئی برابری کرے تو بھلا۔

آزاد۔ اور لطف یہ کہ ایسے نازک وقت مین بھی نہین چوکے

خوجی۔ یا خدا میری سن لے۔ مین رکوع و سجود و قیام و قعود
صوم و صلوٰۃ روزہ و دعا کا پابند۔ فقیر کامل عالم و فاضل
علامہ با عمل فیلسوف اور دقائق ہون مستجاب الدعوات
ہون۔ برگزیدۂ کائنات اشرف المخلوقات ہون انسان کا
انسان حلم مین۔ وقت نبرد شیر مرد۔ دم صلح بالکل سرد
اے یار و خدا کو یاد کرو۔ رد و کد اسکی درگاہ سے دعائے خیر
مانگو کہ خواجہ بدیع الزمان بچ جائے اور شتاب جان کے
بیاہ ہو اور جم کر بیاہ ہو خوب روئے ہے

گفت کہ چشم است اشکے بیار	زبان لذت نعت بیار

کبھی عمر ضائع یہ افسوس و حیف	
کہ فرصت عزیزست و الوقت سیف	

یاباری تعالےٰ میری مدد کر اور مجھے بچا لے خداوندا۔ رہا دی۔ اچھی دعا مانگی اور سب چاہے غرقاب ہو جائین مگر حضور بچ نکلین۔ شتاب جان کے ساتھ شادی کرنی ہے آزاد۔ خواجہ صاحب یہ کیا سبب ہے کہ آپ صرف اپنے تئین دعاے خیر مانگتے ہین اور بیچارہ لکا بھی تو خیال رکھیے جناب خوجی۔ میان امین ایک لم ہے۔ بندہ مستجاب الدعوات جو دعا مانگونگا وہ قبول ہو جائیگی اگر سب کے لیے دعا مانگون تو سب بچ جائین مگر ایک خرابی ہے کہ اللہ میان کا ہر احسان ہوگا اور ہم پائے پٹے مین کیون پانون ڈالین فرمائیے ہم سے تو نہ ہو سکیگا بندہ بدور۔

اتنے مین آندھی کی آمد آمد ہوئی مس کلیر سا تو میان رستخیز دیکھے ہوئے تھین۔ ذرا ہراس یا تشویش نہ تھی بلکہ جس رخ سے آندھی اٹھتی تھی اُسکو دیکھا کین۔ میڈا گویا کی دغیرہ تو سپاہی زادی تھی مگر اس نازک اندام کے دلمین کسیقدر خوف جاگزین تھا۔ آزاد استقلال کے ساتھ جہاز کے کپتان سے باتین کر رہے تھے مگر خواجہ صاحب کے ہوش اڑے ہوے کہ یا خدا اگر جہاز ڈوبا اور ساتھ ہی خود بدولت بھی غرق بحر فنا ہوے تو شتاب جان کیا کریگی سب سے زیادہ انھین کو زندگی عزیز تھی سوچے کہ چاہے مرجائین مگر اپنا اسلان جسن رہے۔ فوراً انھون کی ڈبیائی اور خوب کس کے کمر مین باندھکر کہا لو یارو۔ ہم تو تیار ہین اب چاہے آندھی آئے چاہے بگولا۔ چاہے طوفان بلکہ طوفان کا باپ آئے تو کیا مضائقہ ہے۔ چنانچہ کوٹ کلیجے سے لگا لیا بس ع۔

ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم	

ڈوبین بھی تو اطمین کے ساتھ ع۔

ہم تو ڈوبینگے مگر یار کو لے ڈوبینگے	

تنہائی سے یہان طبیعت کو نفور ہے۔ اکیلے ڈوبے تو کیا فرمائیے۔ ڈوبین تو دو ایک کے ساتھ۔ جاذو والے انکی عقل پر ہنستے تھے کہ اگر ڈوبنے کا خیال ہے تو انھیم کیا بچا لے گی ایک ڈبیا نہین کھیت کا کھیت لے بیٹھے تو کیا ہوتا ہے بعض آدمی کسیقدر بدحواس تھے اور جو بدحواس نہ تھے وہ بھی کچھ کچھ منتشر تھے کہ واللہ اعلم طوفان کیا گل کھلائے مگر خواجہ صاحب تان لگا رہے تھے ؎ اے ملاح لگا کشتی مرا محبوب جاناں ہے ۔ شتابی کی تمنا مین مرا دل تلملاتا ہے ۔ بھروسا ان نہ گھبراؤ وہ سہارے کے آتا ہے ۔ بے نکی ہانک سنکر آزاد نے کہا خواجہ صاحب آپ تو بیوقت کی شہنائی بجاتے ہین پہلے تو خوب روئے چلائے اور اب تان لگانے اور اُپج کی لینے لگے ماشاء اللہ کیا عقل ہے۔ یہ گانے کا وقت ہے بھلا۔

الغرض اس مرتبہ کے سفر مین بادشمر نے ہراس کا موقع نہ دیا ایک مرتبہ طوفان کی آمد آمد تھی مگر فرو ہو گیا۔

خواجہ صاحب ٹھاکر کو راہ مین اُتو بناتے ہوے مزے سے آتے تھے اور قہقہے پر قہقہے پڑتے جاتے تھے۔ آزاد نے خوجی کے کان مین کہا۔ اُستاد آتے ہوے مس ٹیشیا یعنی مسز اپلیٹن کے سبب سے راستہ کتاب جلتے ہوے ٹھاکر کے سبب سے دل بہلیگا۔ ٹھاکر صاحب بار بار خواجہ صاحب عارف باللہ سے مختلف امور دریافت کرتے تھے اور میان مین

تھیٹر کا حال بنے ہوے کل اور کا اور شتاب جواب دیتے تھے

ٹھاکر۔ سائین جی جمعہ کے دن سفر کرنا کیسا ہے آپکے نزدیک۔

خوجی۔ سعد جمعہ کو روز آدینہ کہتے ہین نیک دن ہے۔

ٹھاکر۔ اور جمعرات کے دن سفر کیسا۔

خوجی۔ اچھا جمعرات سعد اکبر ہے۔ ؎

ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن
تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی

آزاد۔ ٹھاکر صاحب آپ کب سے سفر کر رہے ہین ہوے کوئی دس برس۔

ٹھاکر۔ ایسا کہ جب سعادت علیخان تخت نشین ہوے ہمارا سن کوئی چودہ برس کا تھا تب سے ہم سفر کرتے ہین اور ہر سال سفر مین رہتے ہین۔

آزاد۔ تو آپ اودھ کے رہنے والے ہین مگر اتنا سن آپ کا نہین معلوم ہوتا کہ سعادت علیخان کے وقت جلوس آپ چودہ برس کے ہون۔ چودہ برس کے سن سے آپ سفر کرتے ہین اور اب تک ضعیف الاعتقاد بنے رہے

ٹھاکر۔ سنیچر کے دن آپ سفر کرکے دیکھ لین صاحب

خوجی۔ انسے اس بارے مین گفتگو ہی نہ کرو یہ ملحد ہین خدا کو نہین مانتے انکا بابا آدم ہی نرالا ہے۔ ؎

از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار ندانم مسافرم

آزاد۔ بھلا اودھ آپنے کب چھوڑا تھا۔ وہان کی کوئی تازہ خبر بھی معلوم ہے۔ آپکے اعزہ اقربا کہان رہتے ہین۔

خوجی۔ ان باتون کا تمکو جواب دینا ہے ہاں سنو ہر کس کو بہر سنا جات مقامی گفتری کہ یہ اشعار پڑھا کرو۔ ؎

دریغا کہ بگذشت عمر عزیز — بجز اہ کہ گشت این دم چند نیز
گذشت آنچہ در ناصوابی گذشت — وزین نیز در نایابی گذشت
کنون وقت تخم ست اگر پروری — گر امید واری کہ خرمن بری
بشہر قیامت مرو تنگدست — کہ در وے چیزے ندارد بہ حسرت گشت

اگر خشم عقل ست تدبیر کن
کنون کن کہ حسرت نہ خوری دمبدم

ٹھاکر۔ مین تو ابھی لکھنؤ کا آزاد کیطرف مخاطب ہوکر اودھ چھوڑے ہوے کوئی تین مہینے کئی روز ہوے۔ تازہ خبر یہ ہے کہ ایک بیگم صاحب نے اپنے عاشق کو حکم دیا کہ اگر شادی کرنا چاہتے ہو تو روم جاؤ اور وہان اپنے مذہب والون کی طرف سے خوب لڑو لڑ بھڑ کے جب اپس آؤ گے تمھارے ساتھ نکاح ہو جائیگا۔ لوگ اسکے عاشق کی تو تعریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ معشوق کا حکم پاتے ہی چلا گیا مگر بیگم کی نسبت اکثرون کی راے ہے کہ عورت اچھی نہین ہے۔ وہ بیگم شاعرہ بھی ہین چنانچہ انکے نام سے ایک غزل مشہور ہے جسکو ارباب نشاط محفلون اور جلسون مین اکثر گایا کرتے ہین۔ ؎

جو عندلیب ہو قید قفس مین زار رہے — غضب کی بات ہے پھر گل مین خار رہے
ہزارون پھر گئے تیغ غم کی باڑ سے — ہمارا ایک جان بکف تمھارا جو دو چار رہے
ہماری آہ جگر سوز سے قیامت تک — فلک کا سینہ بے مہر داغدار رہے
عجب ہے چرخ کا چکر کہ سر زمین پھی — قرار سے نہ پیادہ نہ شہسوار رہے
ہمارے بر پائی کے فیض حشر سے — جواب بھی جو اٹھے تو بھی شرمسار رہے
اٹھے کبھی خوشی سے نہ جین سے جیتے — قدم قدم پہ گرے ضعف سے نزار رہے

مزا اس [illegible] کا [illegible] کے [illegible] ہے

[illegible] ہے کہ [illegible] ہین [illegible]

خدا کرے کہ ہمیشہ وہ ہمکنار رہے

آزاد نے آہ سرد بھر کر کہا ٹھاکر صاحب شاعرہ ہونے مین کچھ فرق نہین ہے کہ فاحشہ ضرور ہو اکثر حورتین ہندوستان مین ایسی گذر گئی ہین جو پڑھی لکھی تھین۔ اور اب بھی اکثر ایسی عورتین موجود ہین کہ اگر طبع ہوئی وہ شعر کہنے لگی اسمین قباحت ہی کیا ہے۔ زیب النسا کیسی عفیفہ و پاکدامن عورت تھی وہ شعر بھی کہتی تھی ؎

ملا ہے ہر شاعران نادیدہ | غلطی را بخود پسندیدہ

سرو را قد یاری می گویند
سرو چوبے ست ناتراشیدہ

لکھنؤ کی ایک شاعرہ آتش زبان کا مطلع سنیے ؎

سینے کو چمن بنا کے ہمنے ہم
گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم

ایک شاعر کا مطلع کس دھوم کا ہے ؎

سر مرا کاٹکے قاتل نے کہا
پھل لگا ہے آج نخل دار مین

مگر بات یہ ہے کہ آج کل شریف زادیان نو لکھنے پڑھنے سے بھاگتی ہین انکو شوق آرائش و تراش خراش ہے دن بھر بنی ٹھنی رہین۔ ہر دم مانگ چوٹی مین گرفتار پڑھے انکی بیزار اور بیسوا ؤن نے اپنی قدر کے لیے لکھنا پڑھنا شروع کیا تاکہ آمد مین انکی اور بھی قدر ہو وہ شاعر ہین مشہور۔ بعض بعض خود شعر کہتی ہین بعض بعض اوروں سے کہوا کر اپنے نام سے مشہور کرتی ہین۔

اسی سبب سے شعر و دیوان اجرا کرنے لگین۔ اور اس بیگم بیچاری نے جو اپنے عاشق کو روم بھیجا اور شرط کر لی تو کیا گناہ کیا۔ جمعیت اسلام اسی کی مقتضی تھی۔

ٹھاکر نے کہا ہان ہاں ہندی بھی یہی رسم ہے مگر بعض آدمی خصوصاً بوڑھے اسکے خلاف ہین سنا ہے کہ وہ بہنین ہین دو لڑکیان یہ اصفہ جو روم گئے ہین انکا نام آزاد ہے انکی حسن آرا بیگم منسوب ہونے والی ہین۔

ایک شخص محمد عسکری نامے اس بیگم کے عزیز و نہین ہین انکا بھی بڑی بہن پر دانت تھا چنانچہ انھون نے مشہور کر دیا ہے کہ آزاد نے روم مین ایک نیچ قوم عورت کے ساتھ شادی کر لی جسوقت حسن آرا نے یہ خبر اخبار مین پڑھی دھک سے رہ گئی اور اسقدر رنج ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ لوگ سمجھے کہ مر گئین ٹھاکر اسقدر بیان کر چکا تھا کہ مرنے کے لفظ پر آزاد کی زبان سے (خدا نہ کرے خدا نہ کرے) یہ کلمات نکل گئے ٹھاکر صاحب چکرائے کہ انکو حسن آرا سے کیا واسطہ پوچھا کیا آپ بھی دھوکے مین مسکرا کر جواب دیا ہان کچھ کچھ۔

ٹھاکر نے بیان کیا کہ حسن آرا ہزار جان سے آزاد پر عاشق ہین یہانتک کہ انکی شادی کی خبر سنکر مارے قلق کے زندہ در گور تھین آزاد نے پھر (خدا نہ کرے) کہکر آہ سرد کھینچی اور دل مین سوچے کہ خدا ہی خیر کرے جو آتا ہے ایک تازہ مصیبت کی خبر سناتا ہے۔ پہلے سنا سپہر آرا کے بیان نے قضا کی سب سنتے ہین کہ حسن آرا علیل ہو گئی ہین محمد عسکری نے بگڑے دل پیدا ہوے مگر خیر بہت گذری تھوڑی مصیبت اور باقی ہے۔ خوجی نے انکے کان مین کہا۔ میان۔ اب دل کا ذکر ہی نہ کرو کوئی کچھ کیگا کوئی کچھ خدا پر چھوڑ دو بس

اسمین سب قدرتین ہین۔ جہاز پر دل بہلاؤ تماکو پیتا ہے اسکو بناؤ۔ بس۔

خوجی۔ ٹھاکر۔ سنو بچا ہماری نصیحتین گوش ہوش سے سنو ایک تو یہ کہ سفر روز کرو مگر تین بجے سے آگے ۲ بجے اُٹھے اور چار پانچ کوس نکل گئے۔ دوسرے سفر اور خواب مین بڑا فرق ہے۔ بعد المشرقین۔ ؎

شبے خوابم اندر بیابان قید
فرو بست پای دیدن ز صید
شتر بانے آمد بھول و ستیز
زمام شتر بر سرم زد کہ خیز
مگر دل نہادی بمردن زبس
کہ بری نہ خیزی بہانگ جرس
مرا ہم چو تو خواب خوش در سرست
لیکن بیابان پیش اندر رست

خنک ہوشیاران فرخندہ بخت
کہ پیش از اجل زین بسازند رخت

دوسری نصیحت یہ ہے کہ ایک بیوی سے زیادہ کے ساتھ شادی نہ کرنا اور اگر دوسری بدبخت ایزدی سے مرجائے تو مجبوری ہو تو دوسری کا خیال دلمین نہ لانا تیسری نصیحت یہ ہے کہ رات کو دو گھنٹے تک ٹھنڈے پانی مین کھڑے رہکر یاد خدا کرنا اسمین چاہے مرجاؤ مگر منھ نہ موڑنا گرمی سردی برسات تینون فصلون مین اسکا خیال رہے ورنہ پھر پچھتاؤ گے اور یہ اشعار زبان پر لاؤ گے۔ ؎

دریغا کہ فصل جوانی برفت
بلہو و لعب زندگانی برفت
دریغا چنان روح پرور زمان
کہ بگذشت برما چو برق طپان

چوتھی نصیحت یہ ہے کہ عمدہ غذا اور عمدہ پوشاک سے پرہیز رکھنا کھانے کو جو کی روٹی پینے کو اونٹا یا ہوا پانی

دسترخوان پر بڑا ہو خواہ فرخانی دونو کہکر اکڑ گئے اور آزاد کی طرف غرور کی نظر سے دیکھا۔ آزاد نے کہا واہ شاہ صاحب بانی اور باقر خانی کا خوب قافیہ ملایا فرمایا یہ چلکے ہین۔ غذاے لذیذ اور پوشاک نفیس دنیا پرستون کے لیے ہے نہ کہ فقرا کے لیے۔ ؎

رسودای آن پوشم و این خورم
نہ پردا ختم تا غم دین خورم

خواجہ صاحب نے آزاد سے دریافت کیا کہ (جہاز کسوقت بر میمون مقام داخل شوند) آزاد بولے حضرت اب ترکی نہ بولیے اردو ہی مین ہم کج مج زبانون سے باتین کیجیے یہ میمون مقام چہ معنی دارد۔

خوجی بہت ہنسے اور یون سمجھانے لگے۔ برادر میمون مقام کا لفظ نہین سمجھے تو باز چہ خواہی فہمید۔ آزاد نے کہا برادر کے بعد میمون نہ کہا ہوتا دیکھیے ایک ہوئی یاد رکھیے گا اب ہماری زبان سے بھی کوئی جا بیجا کلمہ نکلا تو برا نہ مانیے گا۔ خیر۔ خواجہ میمون مقام کے معنی تو بتاؤ۔ فرمایا میمون مقام مرکب ہے ساتھ دو لفظون میمون اور مقام کے۔ میمون کے معنی بندر (بروزن چندر) اور مقام کے معنی جگہ۔ جگہ کو عربی مین گاہ کہتے ہین۔ میمون پہلے اور مقام اسکے بعد دونون پھر مرکب ہوے تو ملکر میمون مقام لفظ قرار پایا۔ یعنی بندرگاہ یعنی وہ جگہ جہان بندر رہے۔ آزاد۔ میمون کے معنی بندر۔ سلمنا ہم کو معلوم ہے مگر بندر کے بعد یہ کہنا کیا فرض تھا کہ بندر بروزن چندر۔ خیر اسکو بھی جانے دو مقام کے معنی کی کیا ضرورت تھی

اس لفظ سے کون واقف نہین ہر اور ہر جگہ کی عربی بتانا کیا فرض تھا اور میون معلم کیون کہا۔ بندرگاہ ہی کیون نہ فرمایا۔

خوجی۔ عام فہم الفاظ ہماری زبان سے نہ نکلینگے۔

آزاد۔ سب کہا بہت پڑھے لکھے آدمی ہین۔ آپ سبحان اللہ خوجی۔ سبحان اللہ سہی۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے عام فہم الفاظ زبان سے نکلین تو زبان کاٹ ڈالون پڑھا جن ہون اور ہماری طبیعت تو وقت پسند واقع ہی۔ جب شعر پڑھا دقت تعلق سے

شاہ ہستی مطلق کی کمر ہے عالم
لوگ کہتے ہین کہ ہے پر ہمین منظور نہین

اب اسمین ہم کیا کرین۔ فرمایئے اور شعر سنیے اس سے بھی ڈبل معنی سمجھ مین آئین تو میرا ذمہ۔ جن صاحب کو دھوئی ہو وہ کہکر دیکھ لین۔ ؎

بوسہ کیسا ہی غنیمت ہے
کہ نہ سمجھے وہ لذت دشنام

اتنے مین ملاحون نے کہا اب بمبئی سامنے سے نظر آتی ہے سنتے ہی خوجی کی باچھین کھل گئین چلا کر کہا یار وذرا دیکھنا بی شتاب جان کی فنس تو نہین آئی ہے کرم بخش نامے مہری ساتھ ہوگی اطلس کا چھٹکا ہو اور کمارونکی پگڑیان دوری رنگی ہوئی ہون مچھلیان مزور لٹک رہی ہونگی۔ بی شتاب جان ہوت۔ اے شتاب جان صاحب آزاد پاشا۔ آواز آئی۔ اے یار آواز آئی خدا کا واسطہ بتادو بی شتاب جان۔ اے کرم بخش۔ مہری مہری کیا بہری ہے۔

لوگون نے سمجھایا کہ صاحب ابھی بندرگاہ تو آنے دیجیے بی شتاب جان اور کرم بخش یہان سے کیونکر سن لینگی کہا اجی ہٹو بھی۔ تم کیا جانو کبھی کسی پر دل آیا ہو تو سمجھو اے نادان عشق کے کان دو کوس تک کی خبر لاتے ہین اور کون کوس کڑی منزل کے کوس کیا شتاب جان نے آواز نہ سنی ہوگی۔ واہ بھلا کوئی بات ہے مگر جواب کیون نہ دیا یہ پوچھو۔ اسمین ایک لم ہے پوچھو وہ کیا۔ وہ یہ کہ۔ ع

معشوق ہین نہین اگر اتنی بھی نہو

اگر آواز کے ساتھ ہی آواز کا جواب دین تو بندے کی نظرون سے گر جائین۔ مزہ جب ہے کہ ہم بوکھلائے ہوئے ادھر ادھر ڈھونڈھتے اور آوازین دیتے ہون کہ بی شتاب جان صاحب۔ اجی بی صاحب اور وہ بنجیری مین پیچھے سے ایک دھول جمائین اور ہنسکر کہین۔ ارے مونڈی کاٹا آنکھون کا اندھا نام مین سکھ غل مچاتا پھرتا ہے شتاب جان۔ شتاب جان۔ اے بی صاحب تیری بی کو کیا کہون۔ موئی کہین چرخا کاتتی ہوگی۔ اور ہم دھول کھا کر عمداً کہین کہ دیکھیے سرکار ابکی دھول لگائی تو خیر جواب دھول لگائی نہ تو بگڑ جائیگی۔ بس کہدیا ہے اور وہ جھلا کر ایک اور جمائین کہ اینچا نیچ کی ٹوپی گھوڑے پر جا کے گرے اور ساتھ ہی اس گھٹی ہوئی کھوپڑی پر تڑاتڑ دو چار اور جماؤ تب ہنسکر کہون۔ جان من خدا گواہ ہے اسوقت پیٹ بھرا ہے ورنہ مارے بھوک کے آنیتین قل ہو اللہ پڑھ رہی تھین سفر اور پردیس مین ایسی چاند تارہ سی یارہ کہان ملتی جو بے دھڑک دھول پر دھول جاتی اور ابھی کیا ہے پیاری ذرا تہ دل ہو کے بیٹھین تو پھر دو ایک جوتے

ضرور لگانا۔ ہان وہ پاپوش کہان سے لیوگے بیچین رہتی ہے۔

آزاد۔ بالفعل کیچے تو خاکسار ہی لگا دے جی۔

خوجی۔ (مسکراکر) اے نہین حضرت آپکو تکلیف ہوگی

آزاد۔ واللہ کس مردود کو اپنے حساب تکلیف ہو۔ دو جوتون مین آپ اس درجے کو پہونچ جائین کہ پھر عمر بھر آرام سے سوئیے۔ ع۔

نے غم و درد نے غم کا لالا

یا کیچے فقط سونکھا ہی دون گو تکلیف ہو کچھ پروا نہین اسکا کہان تک خیال کروگا۔

خوجی۔ میان پہلے منہ دھو آؤ۔ دل لگی نہین ہے ان کمبختون کے سہلانے کے لیے پریون کے ہاتھ چاہیین نہ کہ تم ایسے دیو زادون کے۔

آزاد۔ خدا کرے جسوقت شتاب جان آپ پر پاپوش صاف کرین اسوقت ہم بھی ہون۔ کہتے جائین کہ ہماری خاطر سے ایک اور۔ پھر پڑے ایکی رپٹک چاٹ گئی ماکی خوب چٹاخ سے آواز آئی ہان ذرا ایک اور۔ اور ذرا اور ایک آواز جائے۔ ؎

ناصح کے سر پہ لیکے جائی جوتا خوب	پھر ہاتھ مل رہین کہ ابھی پڑی نہین

اتنے مین ساحل پر نظر آیا تو خواجہ صاحب نے غل مچایا شتاب جان صاحب جی حضور کا غلام فرزندانہ آداب عرض اسقدر کہہ چکے تھے کہ لوگون نے قہقہہ لگایا۔ اور خوجی متحیر ہوے کہ یہ کیا اسرار ہے۔ آزاد سے پوچھا کہ اس خندۂ بے محل کا کیا سبب ہے۔ آزاد بولے آپ کی حماقت اسکا سبب ہے۔ گدھا ہین محمد کرتے ہو اور اوپر سے ہم سے پوچھتے ہو کہ کیا ہنسی ہے۔ خواجہ صاحب نے طیش کھاکر پھر وہی فقرہ سنایا۔ اسی حضور غلام فرزندانہ آداب عرض کرتا ہے۔

آزاد۔ تو آپ شتاب جان کے صاحبزادے فرزند دلبند ہین؟

خوجی۔ یہ کاہے سے۔ صاحبزادے ہین یا مہمان ہین شوہر نہین

آزاد۔ پھر یہ فرزندانہ آداب کیسا ہوتا ہے، جورو کو کوئی فرزندانہ آداب عرض کرتا ہے۔ تو آپ کی بیوی کیسا حضرت کی والدۂ شریفہ ٹھہرین۔

خوجی۔ (گاؤ پر تھپڑ لگاکر) اررر رررر غضب ہوگیا بڑبڑا ہوا واللہ ستم ہوگیا۔ سخت مصیبت مین گرفتار ہوگئے ایسے ضعیف ہوے کہ توبہ ہی بھلی۔ اے ہر خفت سی خفت ہے مگر جرمانے کی زبان پھسل گئی لیکن تشفی یہ ہوکہ بدحواسی کے وقت ایسا کلمہ زبان سے نکلا اور وہ بھی اپنی پیاری شتاب جان کی نسبت۔ جی۔ پھر دریں چہ مضائقہ باشد اب تو صاف صاف فنس نظر آتی ہے۔ وہ دیکھیے ہوا سے زلف درہم و برہم ہوئی جاتی ہے۔ ؎

سمجھ کر چھیڑ او مشاطہ اسکی زلف پرخم کو خدا کے واسطے برہم نہ کر اسباب عالم کو

وہ مہری سامنے ڈولی لیکر کھڑی ہے اخاہ اب تو بی کرشن بھی باڑھ پر ہین۔ سرو قامت رشک خمشاد ہے اس حور کردار کی مہری بھی پری زاد ہے۔ وہ ہنسی کا ہو ہو۔ دُرد دندان نے مارڈالا کیا پیارے دانت ہین۔

چمک لعل بدخشان کی مٹا دے ترے ہونٹون پہ ایسا رنگ پان ہے

یاران مژدہ باد کہ عروس مانوس من دلنگار گلعذار من

وصیۂ من بی شتاب جان دامت حسنہ از جھڑوکہ زر نگار برای ہیچند دمیگوید۔ ؎

یار نام خدا ہے کشتی مین
آخدا آج پار بیڑا ہے

آزاد۔ بارے بھر مین پرستہ شعر آج ہی سنا جب حال خوجی۔ درست۔ اور وہ شعر جو کانسل کے نام ہم نے لکھا تھا۔ ؎

اے جناب بادشاہی راست بربالائے تو
مصرع ثانی حذف شد والائے تو

آزاد۔ مگر ایک بچا پھر کھایا۔ پہلے شتاب جان کو اپنی نادر مہربان بنایا۔ ابکی ایک ایسا کلمہ کہا کہ پھر مہیب جاوے زبان سے نہا ہی نہین۔

خوجی۔ کیا طاقت۔ ہم نے کیا کہا تھا۔ یہی کہا تھا نہ کہ عروس من دلگار من وصبیۂ من بی شتاب جان۔ پھر کیا عروس نہین یا صبیہ نہین ہے۔

آزاد۔ اے لعنت خدا ملے کم بخت صبیہ عربی مین لڑکی کو کہتے ہین لے اب سر پیٹو کبھی مان بنا تا ہے کبھی لڑکی اور پھر اوپر سے غراتا ہے۔

خوجی۔ (سر پیٹ کر) زبان تراش ڈالنے کے قابل ہے لیکن خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط۔

آزاد یار وہ دیکھو سامنے کپتان کا بجرا نظر آیا یہی ہماری شتاب جان ہین۔ کیا صورت ہے۔ ؎

چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو
گوش نازک ہین گل ترغنچۂ گل ناک ہے
جلوہ گر خال سیہ ہے روئے آتشناک پر
چشمۂ خورشید مین زنگی مگر تیراک ہے

اتنے مین جہاز لنگر انداز ہوا اور لوگ اترنے لگے خواجہ صاحب دور ہی سے فرضی شتاب جان کو ڈھونڈھنے لگے۔ کرم بخش او کرم بخش اب خدا کے واسطے یہ چونچلے رہنے دے۔ کمبخت معلوم ہے آپ مخبر باز ہین مگر اب کب تک ترسا دیگی۔ لاحول ولا قوۃ مین نے ایک دن اس مہری سے دل لگی کی تھی بس تب سے منھ چڑھ گئی۔ ؎

خواجہ با بندۂ پری رخسار — چون در آید بباز می وخندہ
چہ عجب گو چو خواجہ حکم کند
دین کشد بار ناز چون بندہ

آزاد اس کلیسا اور مس میڈا کو لیکر خشکی پر آئے اسباب اتارا گیا اتنے مین مرزا صاحب نے دوڑ کر آزاد کو گلے لگایا۔ آزاد کمال مسرور ہوئے خوجی سے مصافحہ ہوا مگر ان دونون پری پیکرون کو دیکھکر کسی قدر حیرت ہوئی۔ آہستہ سے پوچھا یہ دو ماہرو معشوق کہان سے لائے ہو کیا پرستان کی پریان ہین۔ مسکرا کر جواب دیا ہان۔ کہونگا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ خواجہ بدیع الزمان کفن پھاڑ کے بول اٹھے ادھر ادھر شتاب جان ادھر مہربان۔ کرم بخش او کرم بخش کرم پھوڑ کم بختی کے نشان میان خواجہ بدیع الزمان تیری تلاش مین سرگرم ہین اور تو بتاتی ہے۔ جان جان۔

مرزا۔ کس کو پکارتے ہو جناب خواجہ صاحب مین بلا لون خود بڑھتے ہوئے آئے۔ آپ ہین کیا بیچارے۔ وہ

مال ہی اور ہے ایسا مایل کہ کبھی آپ کے فرشتون نے بھی دیکھا ہوگا شتاب جان (ریشہ خطمی ہوکر) کیون کیا پیارا نام ہے۔

مرزا۔ کیا بیاہ لائے کوئی پری چہرہ مگر استاد۔ نام تو ہندوستان کا ہے۔ ذرا دکھا تو دو۔ نظر سے خوش گذرے

آزاد۔ گھر مین تو خیریت ہے۔ بیگم صاحب کا مزاج تو اچھا ہے۔ اور سب خیر و عافیت ہے زمین ہے یا بچھڑ ادگئی

مرزا۔ ہے نوکر ہے۔ گھر مین بہمہ وجوہ خیریت ہے۔

راوی۔ کوئی آزاد ہی کے دل سے پوچھے۔ مطلب تو اس معشوق شوخ کی خیریت دریافت کرنے سے تھا مگر پھیر بچار کے پوچھا گھر مین خیریت ہے بیگم صاحب کا مزاج اچھا ہے زمین نوکر ہے یا نہین۔

بجا ارشاد ہوا زمین سے آپ کو سروکار۔ آپ اپنی طرار سالی کا ذکر خیر کیجیے۔

آزاد۔ بیگم صاحب سے ہم بہت جھوٹے بنے مگر اتفاق شکایت تو ضرور کرتی ہونگی۔ خدارا لڑوا نہ دیجیے گا۔ آپ دل لگی باز آدمی ہین آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے ہمین

مرزا۔ ہمایون فر کا حال کچھ سنا آپ نے۔ ہاے۔ ہاے

آزاد۔ افسوس۔ سخت افسوس ہوا۔ سپہر آرا کے غم وار کا حال ناگفتہ بہ مگر اسکے ساتھ ہی گھر بھر کی بری حالت ہوئی ہوگی۔

مرزا۔ درین چہ شک یہ تو قاعدے کی بات ہے۔ ؎

چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

مگر مژدہ باد کہ زندہ ہین۔ بندہ پرسون دہانے آیا

آزاد کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ مرنا اور زندہ ہونا کیا چہ ماجرا تمام دریافت کیا کہ بعد گرفتار ہونا کیا معنی آپ سچ سچ فرمایئے کہ مرزا ہمایون فر کا کیا حال ہے۔ مرزا صاحب نے کہا یہ ایک مطول طویل قصہ ہے۔ خلاصہ عرض کر دیا کہ سپہر آرا کا شہزادے کے ساتھ نکاح ہوگیا اور اب وہ خوش و خرم و لطف شادی حاصل کر رہے ہین۔ اب اس ذکر کو جانے دیجیے اور اپنا حال کہیے۔ بہت سے اخبار مین آپ کا حال نظر سے گذرا شاباش بھائی۔ ع۔

این کار از تو آید و مرداں چنین کنند

خصوصاً پلونا کی آخری جنگ مین تو تمنے بڑا نام کیا مین نے وہ مضمون پڑھ کے بیگم صاحب کو سنائے تھے۔ بہت خوش ہوئین یہ نوید مسرت خیز سنکر آزاد کی باچھین کھل گئین۔

اتنے مین خواجہ صاحب نے جو ابتک افیم گھولنے کے سبب سے خاموش تھے چسکی لگا کر غل مچایا دشتاب جان پیاری۔ مین تیرے واری جلدی سے آری صورت دکھاری۔ آنسو مین جاری عقل ہے عاری۔ مین تیرے واری صورت دکھاری۔ یہ کج ادائی۔ واہ۔

کج ہے مژگان یار بھی ہم سے
بس اسی خار نے ہمین مارا

جان من جس بستر پر تم سوئی تھین اسکو ہر روز صبح تمام سونگھ لیا کرتا ہون اور اسی کی خوشبو پر زندگی کا دارومدار ہے

رخسار وہ رکھ کے سو گیا تھا
گل تکیون کو روز سونگھتا ہون

تیری بو کسی مین پائی	سارے پھولون کو سونگھتا ہون

مرزا صاحب نے کہا آخر یہ ماجرا کیا ہے جناب خواجہ صاحب ع

چون بیاید بسنوز خر باشد

کا نقشہ ہے ساری خدائی کی سیر کر آئے مگر عقل سے بے بہرہ ہی رہے۔ شتاب جان کون ہے کہان ہے یہ آپ کو کیا ہو گیا۔ سفر سے رہی سہی عقل اور بھی فنو ہو گئی ماشاء اللہ اگر آپ عاشق صادق ہین تو فریاد کیسی۔ ؎

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
وہان غیر سے وہ مثل نے فریاد کرتے ہین

خواجہ صاحب نے ٹیکھے ہو کر جواب دیا۔ جی ہان کہنے اور کرنے مین زمین آسمان کا فرق ہے جناب والا کہنا سب جانتے ہین مگر کرنا مشکل ہے اور شعر خوانی مجھ سے کیئے ایسی ہی ایسے دو کرور شعر پڑھ دون۔

مرزا۔ دو کرور تو خیر دس کرور برس تک بھی آپ سے نہ پڑھے جائینگے۔ آپ دو ہی چار شعر فرمائین بسم اللہ خوجی۔ بسم اللہ تو بسم اللہ ہی سہی سنتے جائیے اور گنتے جائیے۔ ؎

یہی کہہ کہ کے ہجر یار مین فریاد کرتے ہین
وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین
اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اڑنے کی تب آزاد کرتے ہین
رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا جامۂ فولاد کرتے ہین
صفت ہوتی ہے جانان جس غزل مین تیسری کی
تو ہم ہر بیت پر آنکھون سے اپنی صاد کرتے ہین
جنون غیری ہمین ہین کی یہ اسکے قد موزون نے
سوا ال اب قمریون سے طوق کا استناد کرتے ہین

نہین ہے دردمند عشق کو کچھ کام نالون سے
وہان زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین
جو وہ سوتے ہین سو جاتا ہے گویا فتنۂ محشر
جہان جاگے قیامت خلق پر بیداد کرتے ہین

اسقدر شعر جو اس بحر مین پڑھ دیے تو خواجہ صاحب اکڑ کے بولے اب بھی نہ کوئی شرمائے تو اندھیر ہے اور قسم شتاب جان کے فرقدان مبارک کی کہ دو کرور پورے دو کرور شعر اسی بحر مین نہ پڑھکر سناؤن تو خواجہ بیع نام بدل دو یہ کیا بات ہے قول مردان جان دارد۔ ہان اور سنیے ؎

نہین ہم غفل سے رہتے ہین غافل اک دم ہر دم
جو بت کو بھول جاتے ہین خدا کو یاد کرتے ہین

آزاد۔ اسوقت تو مرزا صاحب کو آپ نے خوب آڑے ہاتھون لیا مانتا ہون استاد اللہ اللہ ہزار دن ہی شعر یاد ہین۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا حافظہ ہے۔ مگر ایک مثل اسوقت غلط ہوئی جاتی ہے۔

مرزا۔ (ہنسکر) جی ہان۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔

خوجی۔ کھیانی بلی کھمبا نوچے۔ اب جب قائل ہوے تو متلین یاد آئین جب سب طرف سے ہارے چلے نان پاسے۔ میان کوئی ایک شعر پڑھے تو ہم دس کرور شعر پڑھین جانتے ہو کہان کے رہنے والے ہین بمبئی والونکو ہاسم کیا سمجھتے ہین۔

اب سنیے کہ ایک عورت نے خواجہ صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر اشارے سے انکو اپنے قریب بلایا۔ خواجہ صاحب گو خوب جانتے تھے کہ شتاب جان کو کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا تھا مگر دشمن عقل مجسم حماقت ساحل بحر سے پکار رہے ہین اور فرضی

مہری کا نام بی کریم بخش رکھدیا اس عورت نے جو بلایا تو باچھین کھل گئین ۔

خوجی ۔ قریب جاکر ہمارے دماغ عرش برین پر ہین ۔

عورت ۔ اے در موے ۔ انکا دماغ ! رہین جھونپڑی مین خواب دیکھین محلون کا کہان ہی تیرا دماغ ۔ مونڈی کاٹا آیا وہانسے دماغ لیکر ۔ بڑا دماغ دار بنا ہے ۔ اب بول کچھ لایا بھی ہے یا خالی خولی بحث جتاتا ہی بے زر عشق مین مین لا جو کچھ لایا ہو دے دے ۔

خوجی ۔ اون ۔ لایا ہو ۔ لایا کیا ہو ۔ تم اپنا نام تو بتاؤ

عورت ۔ دوھپ جماکر ، مونڈی کاٹا ۔ نام بتا و نام بتاؤ

خوجی ۔ این ! قسم بارہ گنڈے کی اب کی دھپ لگائی تو لگائی جو کہین ابکی ہاتھ اُٹھایا تو بہت ہی بیڈھب ہوگی

اے واہ اور سینے گا گلہری رنگ لائی ۔

عورت ۔ دوسری دھپ جماکر ، بیڈھب کیا تیرا سر ہوگی

آزاد ۔ اے یار یہ کیا ماجرا ہے ۔ بے بھاؤ کی پڑنے لگین

آستاد اب کوئی دم کے دم مین کھوپڑی گنجی ہو جائیگی ہان ایک اور

خوجی ۔ ابی عاشقی معشوقی کے یہی مزے ہین بھائی جان

عاشقان کشتگان معشوق اند	ابر بنا بد زکشتگان آواز

عورت ۔ اب ترکی نہ بولو ۔ سیدھی طرح سے جو کچھ لائے ہو ہمارے ہاتھ رکھدو نہین بہت بری ٹھہرگی ۔ عاشق بنے ہین اندھے تھے دینے لینے کا نام نہین ایسے عشق کا کیا کہون اور ایسے عاشق کی دھان گدون ابدون جہان پانی پینے کو نہ ملے اب تا ہی یا تین بتا ہی

خوجی ۔ یا الٰہی ۔ آپ اپنا نام تو آہستہ سے بتا دیجیے ۔

عورت ۔ اے ہے کیا ننھے بچے جاتے ہین یا تو دو کوس سے غل مچایا تھا شتاب جان شتاب جان یا ایسے ننگے ہو گئے خدا کی سنوار شیطان کی پھٹکار تجھ ایسے سو دانی پر مصنوعی شتاب جان خواجہ صاحب کی گت بنائی ۔ خوجی ریشہ خطمی ہوے جاتے تھے جامے مین پھولے نہین سماتے تھے آزاد سے کہا کیون حضرت سچ کہیے گا اب تو آپ ہمارے قائل ہوے دیکھیے اپنجانب کی شناخت کیسی ہی بمبئی سے تا بہ لندن (تک) ایسی خوبصورت عورت نہین دکھا دیجیے تو جانین ۔ کیا طاقت ۔ کیا حسن ہے صدقے ذرا مسکرا دو جان من ہے

حق نمک چگونہ فراموش میشود	داغ مرا بخندہ نمک سود کردہ

مین تو اس شوخ کی چال ہی سے سمجھ گیا ۔ آزاد نے کہا بارک اللہ قریب کے بیے دور بھی کیا خوب خواجہ صاحب نے ۔ مسکرکر فرمایا یار اب تو تمھین ہماری بات کا یقین آیا ۔ ہے مستانہ چال یا نہین خرام ناز اسے کہتے ہین ۔ ؎

سرو من برخاست وز قدش قیامت شد پدید	غیر آن قامت کہ من دیدم قیامت را کدید

ادھر خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا اُدھر اُس عورت نے ایک اور دھپ جمائی ۔ مونڈی کاٹے شاعر کا بچہ بنا ہی دکان پکڑ کے) چل گھر ۔ برسون ہوے منھ ہی نہین دکھاتا اسی منھ سے غل مچاتا تھا شتاب جان شتاب جان ۔ خواجہ صاحب کی کھوپڑی پر ابکی اس زناٹے سے چپت پڑی کہ الکا دل ہی جانتا ہوگا یا ابکی جاند ۔ جھلا کر کہا ۔ بس اب زیادہ ہاتھی پاؤں نہ کرنا ورنہ جاکے ابا جان کے سامنے فریاد کرونگا کہ دیکھو ابا شتاب جان ہمکو چٹ پٹ مار بیٹھتی ہین واہ کیا مفت کا پایا ہے ۔ جیسے کوئی بے وارثا ہے

مرزا ۔ یہ آپ کی منکوحہ ہین یا صرف رسم ملاقات ہے

شتاب جان۔ میرے اگلے بزرگون کے مراسم چلے آتے ہین
مرزا۔ تو تم اور یہ بھائی بہن ہوے نہ رشتہ قائم ہوا۔
خوجی۔ ذرا سنبھل کے فرمایئے گا مین آپ کا بڑا لحاظ کرتا ہون
شتاب۔ اے تو کچھ جھوٹ بھی ہو آخر آپ میرے ہین کون
(ڈھول لگا کر) بول مونڈی کاٹے بول (چٹکی لیکر) آخر
آپ کون ہین ہمارے بتایئے تو چلا وہان سے بڑا وہ بن کے
روٹی نہ کپڑا سینت مینت کا بھترا۔
خوجی۔ لوبی صاحب نکاح تو ہوے۔ ذرا چھری کے تلے دم لو
شتاب۔ (جوتا نکال کر) اللہ کرے تجھپر آسمان پھٹ پڑے
معشوق سے کوئی اس قسم کی باتین بھی کرتا ہی۔ چھری کے
تلے دم لو۔ یہ معشوقون سے کلام ہوتا ہے (جوتا دکھا کر) دون
لگاؤن بے بھاؤ کی۔
خوجی۔ (ذرا پیچھے ہٹ کر) کیا مضائقہ۔ حاضر ہون ہے

عاشقان کشتگان معشوق را	
برنیاید ز کشتگان آواز	

بس یہ شعر در زبان خواجہ بدیع الزمان ہے۔
شتاب۔ خیر دل لگی تو ہو چکی۔ اب یہ بتاؤ کہ خیریت سے
رہے۔ خدا نے آج ہمین یہ دن دکھایا کہ تم سے ملایا۔
ہزار شکر صد ہزار شکر۔
خوجی۔ تھے میدان جنگ مین مگر دل تمھاری طرف تھا۔
آزاد۔ ہر روز یاد کرتے تھے بیچارے۔ بڑی محبت ہے۔
اتنے مین مرزا صاحب نے کہا کہ آزاد پاشا اور سپاہ کو
اور وہ دوسری پری پیکر گاڑی پر سوار ہو گئین اب
تشریف لیجیے خوجی بولے اب بدولت جان جان پاک کے
کہان جاؤنگا۔ آپ چلیے مین بھی حاضر ہوتا ہون

راستہ خوب یاد ہے ہم کہین بھولنے والی اسامی ہین۔
راوی۔ اے توبہ آپ اور راستہ بھولین۔ کیا طاقت خدا
جانے وہ کون ذات شریف تھے جو حوض مین گر پڑے تھے
جنکو کانسٹبل نے رگید اتھا جانا کہین تھا پہونچے کہین اور
حوض ہی مین اچھار موزون کیے تھے۔

پلا ساقیا مالوے کی افیم	کہ ہے شوق گلگشت باغ نعیم
پیاسا کئی دن کا ہون ساقیا	جھلک آب اسود کی جھٹ پٹ دکھا
کرم کر فقیرون پر مائی ڈیر	مین قربان جاؤن ذرا کم سیر

اور خدا جانے مرزا صاحب کے مکان کے دھوکے مین
افیمی کے ہان کون گھسا جاتا تھا۔
الغرض وہ سب تو اُدھر روانہ ہوے ادھر فرضی شتاب جان
ناز سے حضرت خواجہ بدیع کو ہمراہ لیکر چلمن گاڑی پر
سوار کرایا اور اپنے گھر کی راہ لی۔
خواجہ صاحب خوش وخرم کہ دل لگی دل لگی مین معشوقہ ہاتھ آئی
یہ عورت ادھیڑ تھی کوئی اڑتیس برس کا سن۔
کسیقدر نمکین۔ دراز قد مگر گران ڈیل۔ بچہ فیل۔
خوجی ایسے دس کو بغل مین دبا لیتی۔ گھر پہونچی تو شتاب جان
نے کہا۔ کچھ کھانے کو کیوایئے۔
خوجی۔ چہ خوش اب رنگ لائی گہری بسم اللہ ہی غلط ہوئی
مین سپاہی آدمی۔ میرے پاس بجز ڈھال تلوار چھری کٹار
کے اور کیا ہے یا تمنے سو وہ مین کسی کو دے نہین سکتا
آزاد کے صندوق مین ہین۔
شتاب۔ کمائی کرنے گئے تھے وہان سے کیا لائے۔ تمنے
لیکے جاؤن تلوار سے اپنی گردن ماردون چھری بھونک
کے مرجاؤن۔ نکھٹو چھری تلوار سے کہین پیٹ بھرتا ہے

خوجی ۔ یہ دل لگی باتین نہین اچھی ۔ برسون کے بھوکے ہین کچھ کھلواؤ کچھ پلواؤ ۔ پھر جب ہم رسالداری کرینگے تو تم کو بھی دینگے گھبراہٹ کاہے کی ہے ۔

شتاب ۔ اچھا تو ایک کام کرو ۔ ہمین ایک کاغذ پر اسقدر لکھ دو کہ شتاب جان خوجی کی بیوی ہے ۔ یا ہمارے نام خط لکھو اور اُسمین جو روپیہ کہو ۔ بس پھر ہم تم سے کچھ نہ مانگین گے ۔

خوجی ۔ تو مطلب یہ ہے کہ سیفدی پر سیاہی پھیر دون چشم ما روشن دل ما شاد ۔ ازین چہ بہتر ۔ خانۂ احسان آباد بالنون والصاد ۔ لاؤ کاغذ قلم دوات (لکھنے لگے)

خط دوستی نمط بنام شتاب جان مشفق مہربان زوجہ زود جگان سرور شوہران دلآشنائے خویشان نور اللہ مرقدہٗ بعد بوسہ بوسہ شوق ملاقات و کنار کنار اشتیاق تحصیل لقا با بقا من میگویم کہ بری گویہ کما قال السعدی ؎

تب تو اہل دل کی خوشبوسے معطر ہو دماغ	
جستجو مثل صبا جب دربدر پیدا کردن	

راوی ۔ نئی بات معلوم ہوئی ۔ شیخ مبارک نہاد اردو شعر بھی خوب کہتے تھے ۔ خوجی نہوتے تو یہ بات کسکو معلوم ہوتی خیر اب خواجہ صاحب کے خط کا بقیہ سنیے ۔

جان شوہران و روح روان خویشان خویش و سرور دل خواجۂ دلرسیش مالک ملک آن بان سارے معشوقون کے بدن کی جان نور چشمی لخت جگری شتاب جانصاحب ہوت اس ہوت کے جواب مین اگر ازراہ مذاق دھوت یا دوت دوت نہ کہے تو ہمارا ہی خون پیے ۔ جگر گوشۂ من بدیع چگویم کہ برمن چا گذرتی ہے ۔ آزاد کہتے ہین کہ خواجہ تکو شتاب جان عزیز نہین رکھتین حال جنگ چہ شروع خواہ داد ۔ داد از دست غفلت و ادبار مین نے دو بڑے کام کیے وہ تم سن ہی چکی ہوگی ۔ ایک یہ کہ دس ہزار کی ناک کاٹ ڈالی ۔ دس ہزار کون ۔ زندے نہین سنکے زندے تو کوئی بھی نہین ڈرتا ۔ مردے البتہ خون معلوم ہوتا ہے زندونے تو مین بولا بھی نہین مگر ادھر غنیم کی فوج نے شکست پائی اُدھر بندۂ درگاہ قرولی چھری قرابینچہ پتھر کلا شیر پنجے اور میدان مین گھٹ سے داخل جسکو دیکھا کہ سسک رہا ہے اُس سے پھٹک کے چلا اور جسکو دیکھا کہ بالکل سرد ہوگیا ہے اُسکی ناک اڑادی نکالا پتھر کلا اور ناک گھٹ سے الگ کی قرولی اور کان کتر لیے ۔ بات تیرے کی ۔ جبتک میدان گرم تھا تب تک تو تمہارا سعادتمند آدمی خواجہ بدیعا ادھر اُدھر چھپ کے بیٹھتا تھا کبھی پیڑ پر چڑھ گیا ۔ کبھی پھنگی پر ہوا کبھی اس شاخ پر کبھی اس شاخ پر ۔ چوطرفہ پھدکتا پھرتا تھا ۔ واہ رے مین لڑائی کا نام آیا اور بندہ بھاگ کھڑا ہوا تو وجہ کیا مردون مین کبھی کوئی مردہ زندہ آدمی سے مقابلہ ہی نہ کریگا مردہ جو مردے سے بھڑے زندے کی ناک کاٹ لینا کون بڑی بات ہے جب جانین کہ کوئی مردے کی ناک کاٹ لے یہ کام تمہارے ہی سعادتمند آدمی خواجہ بدیع سے ہوا ۔ ایک مرتبہ بڑی مصیبت پڑی ۔ ترک اور روسی دونون کا قاعدہ ہے کہ لڑ بھڑ کے کٹ مرنا جانتے ہین مگر بعد فتح مردون کے قتل کی فکر ہی نہین ۔ سپاہی وہ جو مردے کو بے حقیقت کردے ہان صاحب بس جنگ کے ختم ہوتے ہی سب اپنے اپنے دھندے لگے مگر سپاہی کو زیر فلک چین کہان ہم بھیگی بلی بنے ہوے ایک اونچے درخت پر بیٹھے تھے کہ بھئی کسیکے پھٹے مین ناحق مین کون پانون ڈالے ۔ درخت سے

اتنے مین حسب معمول بندوق لی پندرہ ہزار کے کان کاٹ لیے
یہ ایک ادنی سی بات تھی - باین ہاتھ کا کرتب بس دو مرتبہ
ہونے لگے تب تو مین ڈرا ... ... وہ ..... لاحول
ڈرنا کیا معنی ہم سپاہی زادے کہین ڈرا کرتے ہین - اک فرسا
جھجک سی ہوئی بدل کے پیترا مین نے پوچھا - چہ میگوئی
ایک بولا آب - دوسرے نے کہا شراب - آپ جسنے کہا تھا
اُسکو پانی پلایا - شراب جسنے مانگی تھی اُسکو شراب پلوائی
دونون گر پڑے - ان دونون کو بندے نے چھوڑ دیا باقی
اور سب کے کان کاٹ ڈالے ناکین جڑے اُڑا لین اور
سینے بڑی کوشش اس بات کی تھی کہ قلعے سے باہر نکلون
یہ عین سپاہی پن ہے - مین سوچتا تھا کہ اگر قلعے کے باہر آیا تو
مبادا فی النار ہون - ذرا سی گولی اچھے ڈھوکے ڈھوکو
گرا دیتی ہے - مین ڈھوسے ذرا زیادہ ہون میرے لیے گولہ
کافی تھا مین سوچتا تھا کہ یا خدا اگر فی النار ہوا تو اپنی جگر گوشہ
عزیزی شتاب جان معشوق شوہران سے کیونکر ملونگا اور سنو
گلی کوچون گانون میدان کے لونڈے لاڑیے صورت دیکھتے
ہی دور سے سلام کرتے اور میری سواری کے ساتھ رہتے تھے

وہی اثر ہے جنون کا اب تک وہی ہے لڑکون کو اب بھی کاوش
کہ میری مٹی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

وہان جس شہر مین جاتا تھا شہر بھر کی کمسن عورتین آرزو
رکھتی تھین کہ کسیطرح ایک نظر ہم کو دیکھ لے مگر ہم کب دیکھنے
والے تھے بھلا - اے توبہ - ہان ایک زن حسین و خوشجمال
ہمشکل جان جانان نسخہ تپ دق خاتون شتاب جان کی ہمشکل
ہم صورت سے البتہ نظر لڑائی مگر صورت کا اثر وہ مخاطب
نہوئی کئی بار دروازے پر سر ٹکرا آئے -

درد سر کی یہ دوا ہمکو ملی سر تری جو کھٹ سے ٹکراتے ہین ہم

پھر تو یہ کیفیت تھی کہ وہ گھر سے نکلی اور ہم سائے کیطرح
پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیے پھر جناب گالیان بھی دین اور پتھر بھی
کھائے اور دُرے بھی مارے مگر خواجہ بدیعا نے پیچھا نہ چھوڑا
نہ چھوڑا ایسے ڈٹے رہے کہ بس کچھ نہ پوچھو جہان کسی نے
کہا کمیدانصاحب آگئے بس گالیان دینے لگین -

لیا جس نے ہمارا نام مارا بے گنہ اُسکو نشان جسنے بتایا بس وہ تیر بنکا نشانہ ہے

غرض کہ جنگ مین ہم نے بڑا نام کیا آزاد پاشا آئے وہان
سے بڑے سپاہی بنکے قسم ہے شتاب جان کے سر مبارک
کی یہ صرف اس خواجہ بدیع ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے کہ پاشا
اور نامی گرامی بن بیٹھے یہ تو جانتے بھی تھے کہ جنگ کرنا کیونکر
مار مار کے مین نے اصول سکھائے - اب ذرا مسکرا دو خط پڑھکر
ذری تبسم ناز بھی چاہیے -

تبسم تم نہ فرمایا تو ہوتا	ذرا بجلی کو تڑپایا تو ہوتا

اب آداب بجا لاتا ہون - جیونگا تو پھر ملونگا سانڈے
نال بے امیان - یادش بخیر - سونے کی صراحی شیشے کا پیالہ
پیتا کیون نہین سانڈے نال بے میرا ماہرو ڈھولا -
باقی اللہ اللہ خیر صلاح - ماخیر و شما بسلامت -
راقم الدعا خواجہ بدیعا -

مرسلہ فی الہوطل الاسکندریۃ الملک المصر
راوی - اے سبحان اللہ عربی خوان بھی حضور ہین
ماشاء اللہ صرف و نحو مین کیا خوب دخل ہے ہوطل ہوٹل
کی عربی ہے -

جب خواجہ صاحب یہ خط لکھ چکے تو آواز بلند اپنی جگر گوشہ شتاب جان کو سنایا۔ اور اکڑ اکڑ کہنے لگے کیون جان من سچ کہنا کیا کیا فقرے لکھے ہین سہان سباہی ہی سباہی نہین ہون منشی بے بسل ہون تمھاری شان مین وہ غزل کہو کہ کیہ کلیجہ جاؤ اور طرز لعینہ ایسا ہوگا مگر اس سے رنگ اچھا۔ ؎

ابر مین لب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے
ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہوا
مینہ برستا ہے تو بجلی بھی چمکتی ہے ضرور
تو تو اک روز مرے رونے پہ خندان نہوا
نظر آیا نہ کبھی یار کی تلوار مین گھاٹ
غسل میت کا ہمارے کبھی سامان نہوا
ہجر مین کون سے عاشق کے تو کام آئی
اے اجل ایک ہمین پر ترا احسان نہوا

اب سنیے کہ شتاب جان کے مکان پر ایک فارسی خوان بھی بیٹھا تھا مگر وہ آدمی پھٹے کپڑے پہنے ہوے بوچا کان ندارد۔ خط سنکر خوجی کیطرف مخاطب ہوا۔

بوچا۔ آپ کا دولت خانہ کہان ہے سلام علیک۔

خوجی۔ آپ کو کیا واسطہ۔ سپاہیون کو ٹوکتا ہے۔ ابے ہم کہین رہتے ہین تو اپنی کہ اور اگر لڑنے کا دعوی ہو تو لے قرابین اور میدان کر۔

بوچا۔ ہم تو علمی بحث کرتے ہین اور تم سے لڑکے کون مگو بنے ذرا ذرا سے ہاتھ پاؤن۔ بیٹر کے برابر قد۔

خوجی۔ ہونہہ! بیٹر کے برابر قدارے نادان یہ چوہر بدن ہین

بوچا۔ ابے جا چوتے آیا وہان سے چوہر بدن ہے۔

راوی۔ خوجی بھلا کب کسی کی سننے والے تھے بہت ہی بگڑے اور اگر شتاب جان نہ روکتین تو بوچے کو مار ہی ڈالتے۔ غرض اب صلاح ہوئی کہ علمی بحث ہو۔

خواجہ صاحب نے کہا کہ ہمکو آجتک کسی نے دھکا نہین تھا اول اول انھون نے ٹوکا ہم بے بحث کیے نہ رہینگے بوچے نے کہا خط از سر نو پڑہیے تو عرض کرون۔ خوجی پڑہتے جاتے تھے اور وہ ٹوکتا جاتا تھا۔

خوجی۔ جان شوہران۔

بوچا۔ ہو ہو۔ واہ رے بے حمیت شوہر۔ اچھا شوہر ہے۔ جان شوہران یعنی کئی شوہر ہین ایسے شوہر پر خدا کی مار۔

خوجی۔ (ارے کہکر شوہران کا الف نون کاٹ ڈالا) روح روان خویشان خویش۔

بوچا۔ خویشان یعنی داماد دن سے مطلب ہو اور خویشان کے بعد خویش کا لفظ کتنا موزون ہے۔

خوجی۔ نہایت ہی غصے سے (اکڑ کے) یہ بھی اعتراض ہو فوراً اٹھ جائیگا۔ نور چشمی لخت جگری۔

بوچا۔ لعنت خدا عشق کو نور چشمی اور لخت جگری صاحبزادی ہین آپکی

خوجی۔ یہ بھی بالکل بے تکا اعتراض ہو معشوق کو اگر لخت جگر کہا تو کیا نقصان ہے اور نور چشم تو وہ ہے ہی۔ ہوت

بوچا۔ شتاب جان چاہے دھوت دھوت نہ کہین ہم تو ہوت دھوت کہے دیتے ہین۔ واہ اچھا معشوق ہے جسکو آپ ہوت کرکے پکارتے ہین اور خواہش یہ ہے کہ وہ اسکے جواب مین دھوت کہے۔ واہ رے بے تکے۔

خوجی۔ جگر گوشہ۔

بوچا۔ جگر گوشہ لڑکے کو کہتے ہین۔

یا چھوٹی بہن کو معشوق کو نہیں کھا کرتے ۔ خوجی خیر آپ کی بلا سے ۔ ؎

من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش ۔ ہر کسے آن دروند عاقبت کار کہ کشت

بوچا ۔ اور چا گذرتی ہے اِس فقرے نے تو خطرین جان ڈالی ۔ ایک ترکی لفظ بھی ملا لیا ہوتا ۔ بہت چوکے ۔

خوجی شرح خواہد داد ۔ داد داد از دست غفلت داد داد ۔

بوچا ۔ دہشت ۔ بالکل بے تکا ہے ۔ اِسکے معنی کیا ہوے اور ہم کو تو اِس فقرے نے پھڑکا دیا کہ جب کائی مُردوں کی ناک کاٹی زندے سے بحث کرنا اور لڑنا فضول ہی وہ تو سب کر سکتے ہین بات یہ ہے کہ مُردون کا مقابلہ کرے ۔ ورنہ سپاہی پن نہین ۔ واللہ کتنے بہادر سپاہی ہو ۔ اور طرہ یہ کہ اگر کوئی سسک رہا ہی تو بھی حضرت اُسکے قریب پھٹکے دور ہی دور رہے شاباش بیان شاباش شتاب جان کو اچھلے

خواجہ صاحب نے بڑی نادانی یہ کی کہ جو سسک رہا تھا اُسکے قریب نہین گئے ۔ اِس خوف کو ملاحظہ فرمائیے ڈرے کہ مبادا کاٹ کھائے یا چکت لگائے اور یقین کیسے ہے کہ حضور مُردون سے نہ ڈرے ہون ۔

شتاب جان نے کہا اور تو خیر مگر کیون بیان یہ پھڑکا اور بندوق سے ناک کیونکر کاٹ ڈالی جاتی ہی اِسپر خواجہ بیچارے بہت بگڑے جواب دینے مین بند تو تھے نہین کہا تم تو ان باتون کو کیا جانو ۔ تم آرائش اور سنگار جانو یہ باتین وہ سمجھ سکتا ہے جو عقل سے بہرہ رکھتا ہو ۔ ؎

اِس تمنا مین ہم افسوس ہوے خونابہ فشاں
تیرے ہاتھون سے مگر چاک گریباں ہوتا

پھر وہ عورت بولی تم کبھی جیان بنتے ہو کبھی سعادتمند آدمی

مجھے خوف ہی کہ ایسا نہو تم عدالت مین بھی میرے لڑکے بچاؤ تو پھر مجکو شرمانا پڑے اِسپر خوجی نے طیش کھا کر اپنے حساب لطیفہ کہا فرمایا واہ لڑکے کی ایک ہی کہی ۔ عدالت تک نوبت آئی تو ہم تمھارے باپ بن جائینگے ۔ گھر بھر لوٹنے لگا شتاب جان اور بوچا اور کل گھر کی یہ کیفیت تھی کہ سب کے سب لوٹ لوٹ گئے ۔ واہ خواجہ صاحب واہ ۔ زبان سے کہنا نہین بیوی کے باپ بننے پر تیار ہو گئے اِس عقل کے قربان اور کس مزے سے کہتے ہین ۔ لڑکے نہین ہم باپ بنجائینگے ۔ ماشاء اللہ مگر سپہ گری کا ثبوت اچھا دیا کہ لڑائی کا نام آیا اور بندہ بھاگ کھڑا ہوا اور اُسپر طرہ یہ کہ (مرد ہین نہ) واہ اچھے مرد ہین کیا کہنا ۔

الغرض شتاب جان نے اُسنے خط لے لیا ۔

اب ادھر کا ذکر سُنیے کہ آزاد خوش خوش مرزا صاحب کے مکان پر داخل ہوے اور زین نے بیوی کو اطلاع دی کہ آزاد آگئے ۔

آزاد فرخ نہاد بمبئی سے روانہ اور عازم ملک جانانہ ہوے

کہان ہی تو لے ساقی تیز ہوش ۔ کہ مانند مے مجکو آیا ہے جوش
پلا جلد اک جام کوثر مجھے ۔ خراب شراب ہی کر مجھے
وہ ذوق آفسا لذت افزا شراب ۔ کہ تسنیم ہو شرم سے جسکے آب
وہ مے مشتری جسکے ہین سرفروش ۔ وہ مے جسکا صدیق ساغر بدوش
وہ مے جسکی قلقل ہے اے صلوٰۃ ۔ بجز صراحی ادا ہے صلوٰۃ
وہ مے جسکی نکہت نسیم بہشت ۔ وہ مے جسکی نلخی نعیم بہشت
وہ مے جسکی کلفت صفائے سحر ۔ وہ مے جسکی قلقل دعائے سحر
وہ مے جسکی بو جان صاحبدلان ۔ وہ مے جسکا رنگ آتش مقبلان
وہ مے جس سے مومن زبان تر کرین

وہ ہے جس سے پیر کافر کرین

نگار طناز و سراپا ناز غیرین حرکات اور رنگین اندازین
بمبئی کے مرزا صاحب کی چاہتی بیوی نے جو آزاد فرخنہاد
کی آمد آمد کی خبر پائی تو جامے مین پھولی نہ سمائی۔ لونڈیسے
کہا زمین مدت کے بعد آرزو بر آئی۔ پیاری بہن کے پیارے
کے آنے کی خبر پائی۔ اس مژدۂ طرب انگیز نے میری روح
کے ساتھ وہ کیا جو باد بہاری غنچۂ گل کے ساتھ کرتی ہے ؎

برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسائش جان ماست

زمین بولی قربان جاؤن حضور۔ یہ تو قاعدہ ہی کہ جب
کسی عزیز کی آمد آمد ہوتی ہی تو دل بشاش ہو جاتا ہی نہ کہ
آزاد سا عزیز۔ یاد ہے جب چلتے چلتے گاڑی پر سے اتر کر
حضور کے کان مین کچھ آہستہ سے کہا تھا یاد ہے نا۔
یہ فقرے سنکر بیگم صاحب لجائین اور تنک کر بولین نہ مین
اللہ جانتا ہے جو مجھے محبت نہوتی تو مین اسوقت تیری آنکھین
ملوے کے تلے مل ڈالتی اور جان کی ہی دین پہونچا دیتی
موئی تسلسل خام پارہ۔ ٹکے کی اوقات۔ اس کائنات پر پھولی
ہوئی ہے۔ اور ہمارے سامنے مسکرا مسکرا کر اور آنکھین مٹکا کر
باتین کرتی ہے۔ زمین گردن نیچی کر کے بولی مکار جو مین نے
بڑے مرزا صاحب سے ذری بھی ذکر کیا ہو تو اللہ مجھے
جنت نصیب نہو۔ اور صاف صاف کہواؤ گی تو مین ضرور
نہونگی کہ گاڑی سے اتر کر آزاد نے کان مین بات کہنے کے
بہانے سے حضور کے گال چوم لیے تھے حضور بڑا جبلا ہین
جب لونڈی کہین ادھر اُدھر کسی ایرے غیرے پچکیلے سے
کہتی پھرے کیا مجال کہ تک زبان پر لائی ہون قدمون تلے

ڈالئے۔ ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔
بیگم صاحب تلملا مین آکر موئی اذھی تجکو دورے
یہی سوجھا ہوگا کہ گال چوم رہے ہین۔ وہ کانپین کچھ کہنے کو
تھے مگر مارے گھبراہٹ کے رخسار پر ہونٹھ جم گئے۔ زمین نے
قہقہہ لگا کر جواب دیا۔ سرکار تو غضب ڈھاتی ہین چلیے خیر
ایسا ہی سہی۔ مگر لونڈی نے انکو حضور سے باتین کرتے تو
ضرور دیکھا۔ آہستہ آہستہ مسکرا مسکرا کر باتین ہوتی تھین
بیگم صاحب سمجھ گئین کہ زمین راز دان ہی کہا سنو زمین
صاف صاف یہ ہے کہ مجھے حسن آرا سے عشق ہی وہ مجھپر عاشق
اور مین اُسپر عاشق ہون اور اسکو آزاد سے دلی عشق ہی
پھر بتاؤ مجھے آزاد سے الفت ہو یا نہو۔ ؎

پیار انہین پیاری کا ہی پیار ا
رہے اُسکا ہو کس طرح گوارا

اُس روز آزاد نے چلتے چلتے بوسہ لیا تھا مگر صدق دلی
اور صفاے دل سے اب تم چاہے جو معنی لگاؤ۔ اللہ گواہ ہی کہ
میری نیت بد نہین ہی اور مین سچ کہتی ہون نیت بد ہو بھی
تو نہین ہو سکتی چھوٹی بہن کا دولھا غضب ہی کہ اُسپر نیت ڈگمگا
ہو بیٹیون کی یہ خو نہین ہے اور لاکھ دو لاکھ مین دو چار ایسی
ہوئین تو کیا۔ نیک اندر بد و بد اندر نیک مشہور ہے مگر یہ عشق
خدا اس سے بچاے یہ موہنی رنگ ہی۔ پارسائی کی پارسائی گئی
مین ملائی۔ امراؤ کے خرمن امارت پر اسنے بجلی گرائی۔
یون ہی دل بھی آتا ہے اور انسان کو حیوان سے بہتر بناتا ہی
یہ کہکر بیگم پھر تازہ دم ہو اٹھین۔ خواص کو حکم دیا کہ بہن
کی صندوقچی لائے۔ اُس مین سے آزاد کی تصویر نکالی
تصویر تو لا ہی چاہتی تھی۔ ؎

نازسے خانۂ قدرت نے کہا واہ رے مین
اور تصویر یہ بول اُٹھی کہ اللہ رے مین

تصویر دیکھتے ہی عشق نے اثر دکھایا اور جنون نے زور کیا اب ساری چوکڑیان بھول گئین نہ یہ یاد رہا کہ چھوٹی بہن سے نکاح کا وعدہ ہو اہے نہ یہ خیال رہا کہ پیاری کا پیارا ہے تصویر کو زمین اور خواص کے سامنے چوم لیا زمین نے خواص کیطرف اور خواص نے زمین کیطرف حیرت کے ساتھ دیکھا۔ مگر دونون سلیقہ شعار تھین مثل پیکر تصویر خاموش ہو رہین ؎

دھوم ہے خسرو اقلیم جنون آتا ہے | فوج غم ساتھ ہے آمادۂ خون آتا ہے
خلل انداز صف صبر و سکون آتا ہے | صاحب لشکر نیرنگ و فسون آتا ہے

قابل دید تماشا حشم و جاہ کا ہے
داخلہ تخت گہ دل مین شہنشاہ کا ہے

وہ فلک قدر شہنشاہ زمن کون ہے عشق | تیغ زن تیر فگن قلعہ شکن کون ہے عشق
رستم معرکۂ رنج و محن کون ہے عشق | مالک ملک دل و جان و بدن کون ہے عشق

گرد مین ہے دوش کی جہانداری دیکھو
حضرت عشق کی آتی ہے سواری دیکھو

کیا جلوس اسکی سواری کا دکھاتا ہے بہار
فیل آفت کے جلو مین ہے تمکر ہوار
آگے آگے غل نالۂ خورشید نثار
گرد فشان اسکا پھریرا کہ دھواں آسا تبار
دل جو ٹوٹے ہین نقیب آہ کے ہرکارے ہین
آبلے سینۂ عشاق کے نقارے ہین

بیگم صاحب اس تصویر جوان ماہرو پر ایسی ریجھین کہ حیا سے منھ موڑا۔ بے تہی سے ناتا جوڑا۔ بار بار تصویر چومتے لگین۔ زمین اور خواص کبھی ندبیر سے آنکو کوٹے پر لیگئین اور ایک کوچ پر لٹایا۔ ایک نے پنکھا جھلا دوسری نے عطر سنگھایا۔

بیگم۔ ہین غش آیا ہو تو عطر نخلہ سنگھاؤ گرمی دماغ پر چڑھ گئی ہو تو پنکھا جھلو۔ یہ دونون علاج اسوقت بیکار ہین

زمین۔ حضور خدارا دل کو قابو مین رکھیے واسطے کبریا کے

بیگم۔ زمین یہان تم رہو اور یہ خواص بس اور کوئی نہ آنے پائے ریل کے آنے کا وقت تو ابھی دور ہے۔

خواص۔ سرکار اسوقت ذری آرام کر لین تو خوب بات ہے۔

زمین۔ ہان حضور ایک ذرا سو رہیے تو یہ سب خلش دور ہو جاے۔ بڑی شرم کی بات ہی حضور مجھے کہنا زیبا نہین ہی چھوٹا منھ بڑی بات۔ مگر بے کہے رہا بھی تو نہین جاتا۔ یہ جو خرابی ہے۔

بیگم۔ دروازے بند کردو۔ جو وہ آئین تو کہدینا کہ طبیعت نصیب اعدا یون ہی سی بے لطف ہوگئی تھی اب ذرا آنکھ لگی ہے جگایئے نہین۔ اور جو آزاد ساتھ ہون تو انسے بھی یہی کہدینا۔ یہ حال کسی پر کھل جاے تو حقارت کی نظر سے ہمین دیکھے۔

خواص۔ خبر تو آزاد کے آنے کی کل سے ہے۔ آج مزدہ آئینگے۔ اور آج سویرے سے میری بائین آنکھ پھڑک رہی ہی

زمین۔ اللہ اللہ کیا دیدہ دلیل ہی۔ انکی بائین آنکھ پھڑک رہی تھی تم کیا اور تمھاری بائین آنکھ کیا۔

بیگم۔ آنکھ پھڑکتی تو ہماری بائین آنکھ پھڑکتی۔ تم سے کیا سروکار بالکل پھوہڑ ہی رہی اور میرے دل کو خدا جانے

اسوقت میٹھے بٹھائے کیا ہوگیا۔ کس سے کہون اور کہان جاؤن۔ کہون تو اپنے کو ہنسواؤن اور بھاگ کے جاؤن تو کہان جاؤن۔

خواص۔ اے حضور عشق تو میری گھٹی مین پڑا تھا آزاد کو مین نے دیکھا ہے۔ ابھی اٹھتی کوپل ہے سین بھبکتی ہین اور حسن تو اللہ نے تین حصے انکو دیا ہے ایک حصے مین ساری خدائی ہو مگر میری مجال کیا کہ دل کا حال زبان تک لائے لونڈی کہین سرکار کے منھ چڑھ سکتی ہے۔

زمین۔ اخاہ انکے جوہر تو اب کھلے اور اس بیحیائی پر خدا کی سنوار کہ سرکار کے سامنے بے ادبی کرتی ہے۔

خواص۔ جوانی مین بندی نے بھی سیکڑون ہی گھر گھائے ہین اس شہر مین جتنے گھونگھرو والے ہین وہ سب مجھے جانتے ہین مگر لگاوٹ کی اور انگ۔ فقط باتون کا مزہ ہے بیگم۔ اللہ گواہ ہو تمھاری باتون سے میرا جی جلتا تھا مگر خیر آخر مین تمنے بگڑی ہوئی بات بنائی۔ ورنہ تم ہو بیٹیون مین رکھنے کے قابل نہ تھین۔

زمین۔ اے بوا تمھارے میان کہان ہین۔ ہین بھی یا نہین۔

خواص۔ موا کل موا۔ تنبا کو کا پنڈا خدا جانے کہان جلا گیا زمین کھا گئی کہ آسمان کھا گیا۔

اتنے مین بیگم صاحب کی آنکھ لگ گئی تو زمین نے خواص سے کہا آج تو تمنے ایسی باتین کین جو کبھی پہلے نہین کی تھین اور مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ اتنی جلد تم بے تکلف کیونکر ہوگئین اور بے تکلف بھی کس سے جسکا نمک کھاتی ہو ہم نے آجتک ایسی منھ پھٹ عورت نہ دیکھی نہ سنی خواص نے کہا تم یہ باتین کیا جانو۔ کیا ہم سے زیادہ نمک حلال ہو مین نے دیکھا کہ سرکار کا دل اسوقت ہیطور آیا ہے اگر انکی سی کہتی ہون تو برا اور جو انکو سنبھالتی نہین ہون تو برا۔ ہر طرح خرابی ہے مین نے وہ بات کہی جو انکے دل پر اثر کرے مگر پھر ویسی ہی بدل گئی بات کرنے کیلیے سلیقہ چاہیے۔ تم سوچو تو کہ بڑے مرزا صاحب کے سامنے بھی انکی خدانخواستہ یہی کیفیت رہی تو کیا ہوگا۔ ایک تو میان بیوی مین دشمنی ہو جائیگی۔ دوسرے آزاد صاحب یہان نہ آنے پائینگے تیسرے خرابی یہ ہو کہ پھر سرکار اپنے میکے نہ جانے پائین۔ خدا ہی خیر کرے مین کہتی ہون ابھی سے تو یہ حال ہے اور جو آزاد کی انکی چار آنکھین ہون کیا ستم ہو جاے کسی نہ کسیطرح سرکار کو سمجھانا چاہیے۔

زمین (بہت آہستہ سے) اس باری بھی انکی یہی کیفیت تھی مگر ایسی خود رفتہ نہین ہوگئی تھین جیسی اب ہین ابکی تو بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔

خواص۔ میرا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے مین کیا کہون یہ ہونا کیا ہے۔ یارب یہ تو بڑی بری ہوئی۔

زمین۔ میان سمجھینگے بیوی بدراہ ہوگئین پاس پڑوس کی عورتین طعنے دینگی۔ گھر مین دن رات تکرار رہے گی کچھ گل کھلنے والا ہے بہن۔ ہمارا مالک ہے امید رحم و فضل کرے اپنا۔

خواص۔ آمین۔ ہم تو جانتے ہین ذری آرام کرنے سے طبیعت کا رنگ بدل جائیگا اور جو نہ بدلا تو قیامت کا سامنا ہوگا۔

اتنے مین مرزا صاحب اور آزاد پاشا دروازے پر

گاڑی سے اُترے۔ خدمتگار نے جھک کر آزاد کو آداب عرض کیا اسباب لیا۔ دونون جیب لیسیب کرے مین آکر بیٹھے مرزا صاحب محلسرے مین تشریف لائے مہری سے پوچھا تمھاری بیگم صاحب کہان ہین۔ اس نے کہا حضور کمرے مین ہین۔ یہ اوپر تشریف لے گئے۔ دیکھا دروازے خوجی کی آنکھ کی طرح بند ہین۔ ایک دروازے پر ہاتھ مارا۔

زمین نے قریب آکر کہا حضور غل نہ مچائین سرکار کی طبیعت نصیب دشمنان کچھ یون ہی سی بے لطف ہوگئی ہے اب ذری آنکھ لگی ہے سونے دیجیے۔

مرزا۔ دروازہ تو کھولو خیر ہے۔

زمین۔ جی ہان حضور فضل الٰہی ہے۔ مگر ابھی سوئی ہین۔

مرزا۔ تو طبیعت ہے کیسی۔ خدانخواستہ بخار کی آمد تو نہین ہے۔ دروازہ کھولدو مین نبض تو دیکھ لون۔

زمین۔ بہت خوب مگر گھڑی بڑ ہوگا اور آنکھ کھل جائیگی۔

مرزا۔ اچھا جانے دو۔ جب بیدار ہون تو مجکو بلوا لینا اور کہدینا کہ محمد آزاد بخیریت آگئے۔ باہر بیٹھے ہین۔

زمین۔ خیریت سے تو آئے۔ میری طرف سے بندگی کہدیجیے گا۔

مرزا۔ (مسکراکر) بہت اچھا جگانا نہین۔ سونے دو۔

زمین۔ بہت خوب بیدار ہونگی تو عرض کردونگی۔

مرزا صاحب باہر تشریف لائے۔ کہا گھر مین سوتی ہین اور طبیعت بھی کسیقدر ناساز ہے مین نے زمین سے کہدیا۔

آزاد سمجھے کہ بیگم صاحب نے بے اعتنائی کی شاید کوئی امر طبع نازک کو ناگوار گذرا۔ بڑی دیر تک اسی فکر مین غلطان پیچان رہے کہ یا الٰہی یہ کیا سبب ہے کہ ہم سے ملنے سے انکار کیا انکو تنک کی عوض یقین تھا کہ مرزا صاحب نے بات بنائی۔ بیوی کو ہمارے آنے کی خبر سنائی۔ تو ملنے سے اُنھون نے انکار کیا طبیعت بے چین ہوگئی اور یہ اشعار زبان پر لائے۔

بلبلان گر نہ مرا بار سخن باید داد	فرصت یکدمہ آہے بچمن باید داد
مسکنے در قدم سرو سمن باید داد	قرش خاری پے آسائش تن باید داد
پے غریبم نفسی با دو سخن باید داد	بعد ازین گوش بر افسانۂ من باید داد

کہ من از تازہ گلی تازہ حکایت دارم
از وفائے کہ در نومیت خکایت دارم

آپ سنئے کہ ایک چپراسی نے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوکر مرزا صاحب کو سلام کیا۔ اور ایک لفافہ دیا لفافہ کھولا چٹھی کا مضمون یہ تھا آج بتاریخ۔

ساڑھے چھ بجے آپ صاحب رجسٹرار یونیورسٹی کے دفتر مین آئیے مشورہ کرنا ہے۔

مرزا۔ بھئی اسوقت تو جانے کو جی نہین چاہتا۔ بعد مدت ایک دوست آئے ہین اُنکی تواضع کرنا لازم ہے ورنہ وہ کہینگے کہ اچھے میزبان کے مہمان ہوئے۔

آزاد۔ استغفراللہ۔ آپ جائیے۔ مین ابھی کئی روز تک مہمان رہونگا۔ آپ جائیے کوئی کام ہوگا شاید۔

الغرض مرزا صاحب نے گاڑی تیار ہونے کا حکم دیا اور سوار ہوکے رجسٹرار کے دفتر گئے۔ ادھر آزاد پاشا کے پاس زمین آئی جھک کے سلام کیا۔

آزاد۔ کہو زمین۔ اچھی رہین اور سب خیر وعافیت ہے۔

زمین۔ حضور کی جان ومال کو دعا دیتی ہون۔

حضور تو اچھے رہے ۔ اسوقت جیسے کروڑون روپے ملگئے جبسون حضور یہان سے گئے تھے ہماری سرکار کا عجیب حال تھا۔

آزاد ۔ بیگم صاحب کا مزاج شریف ۔ کیا ابھی آرام ہی مین ہین ۔

زرین ۔ جی نہین حضور کو بلاتی ہین اور بڑے مرزا صاحب کو

آزاد ۔ مرزا صاحب تو ابھی گاڑی پر سوار ہو کر کسی صاحب کی ملاقات کو گئے ہین ۔ بیگم صاحب سے کہو کہ اگر تنہا آنے کی ہین اجازت دین ۔ تو ہم حاضر ہون ۔ ورنہ خیر ۔

زرین نے جاکے بیگم صاحب سے کہا ۔ وہ بولین مین ڈیوڑھی سے سن رہی تھی جاکے کہہ اگر ہزار بار آپ کو غرض ہو تو حاضر ہو کے سلام کر جائیے ۔ ورنہ کچھ ضرورت نہین ۔ یہ کہکر بیگم صاحب اوپر کمرے مین تمکمن ہوئین ۔

ادھر زرین نے آزاد سے پیغام کہا تو حضرت سکرائے کہا ۔ چلو صاحب ہین غرض ہی تب تو چلتے ہین کوٹھے پر تشریف لائے ۔ کمرے مین قدم رکھتے ہی خواصی نے کہا حضور وہین تشریف رکھین کرسی آتی ہے ۔

آزاد ۔ یا الٰہی ۔ خدا خیر کرے ابتو خواصین اور مشٹنڈیان تک للکارنے لگین ۔ خیر صاحب جو چاہو کرو اس ظلم کی انتہا ہی نہین (کرسی پر بیٹھکر) سرکار کہان ہین ۔

زرین ذری بیٹھیے ۔ تہ دل ہو جیے ۔ ذری زیور تو نہین لین ۔ آرام مین تھین ۔ ابھی حمام کیا کپڑے بدلے جاتے ہین ۔

کرسی پر بیٹھکر آزاد پاشا لون ہمکلام ہوئے

آزاد ۔ بیگم صاحب کی خدمت مین آداب عرض ہے ۔

بیگم ۔ بندگی ۔ آپ کو جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے ۔ مجھے اور کئی ضروری کام ہین آج سخت عدیم الفرصت ہون زیادہ دیر تک بک بک کی مہلت نہین

آزاد ۔ اللہ اللہ ۔ اللہ اللہ ۔

ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر اے تری قدرت ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانون پر دھرتے ہین

غلام صرف سلام کو حاضر ہوا ہے ۔

بیگم ۔ تو سلام ہو چکا ۔ اب ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کھائیے ۔

آزاد ۔ مزاج شریف ۔ آج تو حضور کا مزاج آپ ہی کی زلف چلیپا کی طرح پریشان ہی خدا خیر کرے آخر کس جرم مین بندہ مورد عتاب ہوا ۔ نکردہ گناہ غریبون پر یہ ظلم روا نہین

بیگم ۔ ناکردہ گناہ ! بجا ! ایسے ناکردہ گناہ دو ایک اور ہون تو باک نیجائے آپ ناکردہ گناہ ہین بس زبان نہ کھلوائیے

آزاد ۔ اچھا صاحب گنہگار ہین ۔ معاف کیجیے

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو	ہر کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو

من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو

بیگم ۔ غضب خدا کا ایک خط تک بھیجنا قسم تھا ۔ اسطرح کوئی اپنے اعزہ اقربا کو تڑپاتا ہے اور اب آنکے گرمجوشی دکھاتے ہو ۔ چھوٹے ہو ۔ عزیز ہو ۔ کیا کہون کوئی اور ہوتا بتا دیتی ۔

آزاد ۔ آپ خطا پوش و عطا پاش ہین قصور معاف فرمائیے بیشک گناہ تو ہوا ۔ مگر مین سوچا کر

خط بھیجکر منت مین محبت بڑھانی کیا فائدہ واللہ اعلم زندہ و سلامت پھر آؤن - اس سے بہتر ہے کہ ایسی فکر کرون کہ انکے دل سے بھول ہی جاؤن اگر حیات مستعار باقی ہی اور زیارت نصیب ہوئی تو چٹکیون مین گناہ معاف کرا لونگا - ورنہ یا قسمت یا نصیب یا بخت -

اس فقرے نے بیگم صاحب کے دل پر بڑا اثر کیا غصہ مبدل بہ محبت ہوا - زمین کو نیچے بھیجا کہ حقہ بھر لاؤ خواص کو حکم دیا - پان بناؤ - میدان خالی پاکر آہستہ سے چق اٹھائی - آزاد کو صورت زیبا دکھائی - آنکھین ہوئین چار + دل مین آیا پیار - معاً چق ڈالدی - اور یون باتین کین -

بیگم - وہ کہان گئے ہین - تمھارے ساتھ ہی آئے تھے -

آزاد - جی ہان کسی صاحب نے انکو اسوقت بلایا ہے -

بیگم - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہان نہین ہین تو ابھی آپکو نہ بلواتی ذرا توقف کرتی - انکے ساتھ ہی آتے -

آزاد - (آہستہ سے) خدا نے مجھے خوب موقع دیا شکر ہے -

بیگم - (چین بجبین ہوکر) کیا کہا کیا کہا - ہان ذری پھر فرمایئے - موقع کیسا - یہ آپنے کیا کہا مین ذرا سنون تو کس چیز کا موقع ملا -

آزاد - یہ چق اٹھنا تھا نور کا بکا نظر آیا -

چلون سے ہے حسن کیا نمودار
یون چھانتے ہین صفائے رخسار

بیگم - واہ چق کا اٹھنا کیسا - ہوا سے ذرا سی ہٹ گئی ہین انکی اجازت نہین ہی کہ کسیکو منھ دکھائین -

آزاد - اللہ اکبر - اب ہم ایسے غیر ہو گئے -

اب یہ صورت ہی کہ ای پردہ نشین
تجھسے احباب چھپاتے ہین مجھے

اتنے مین بیگم صاحب نے چق اٹھا کر کہا کہ لے آؤ - یہان بیٹھو - آزاد نے جو بے حجاب صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا اس روز بلا کا نکھار تھا -

دیکھکر نور جبین داغ مہ تابان کا
چشم حیران سے آئینہ سوا حیران ہی
دل عاشق کی طرح پیر فلک قربان ہی
حسن کہتے ہین جسے جسم وہ ہی یہ جان ہی
سحر ہے قہر ہے آفت ہی نظارہ انکا
غضب آشوب قیامت ہی نظارہ انکا
پیاری پیاری وہ پری چاند سے وہ خسارے
حور جنت کے بھی ہو دینگے نہ عارض ایسے
چین پیشانی یہ کیا لطف دکھاتی ہی کہ واہ
جو ہر اس آئینے مین وہ ہے کہ سبحان اللہ

آزاد - (ادب کے ساتھ قریب بیٹھکر) یہ آج ہمارے قتل کے لیے اسقدر نکھری ہو - کیون تمھارا مارا کبھی پانی بھی نہ مانگ سکے -

بیگم - کچھ خیر ہے - ہوش کی دوا کرو صاحب - واہ یہ کیا گفتگو ہے - شریف زادون کی صحبت بھی کبھی رہی ہے -

آزاد - مجھ سے گناہ پر گناہ سرزد ہوتا جاتا ہے -

بیگم - حسن آرا کے نام تمنے کوئی خط بھیجا تھا - مجھے لکھا ہے کہ جسدن آپکا خط پہنچے فوراً تار پر اطلاع دینا اور ہماری طرف سے بہت پوچھنا -

آزاد - خالی خولی پوچھنے کیلئے لکھا ہے یا یہ بھی لکھا ہے

کہ ہماری طرف سے گلے لگانا بوسہ لینا۔ خیر ؎

پوچھی ہو خبر مریض غم کی
کیا بات ہے اس کے دم کی

بجلی تری خو خیون کے آگے
اے آہ شرر فشان نہ چمکی

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

میرا خدا اور ہین کہ اس سفر نے بالکل توڑ دیا مگر دل کو اس خیال سے البتہ تقویت ہے کہ حسن آرا کی صورت زیبا سے آنکھونکو نور حاصل ہوگا۔ ہم تو بندۂ عشق بتان ہین۔

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ تر یا جوان ہو

بیگم۔ یہ باتین سب سنی ہوئی ہین۔ چلے ہم خوب تحقیقات کر لینگے۔ تم عاشق مزاج جوان پھرا اس پردیس مین کوئی کیا جانے کہ آزاد پاشا کی شادی ہوئی یا نہین کسی سے کچھ وعدہ ہوا ہے یا نہین ہوا ہو مردون کا اعتبار کیا

آزاد۔ یہ بدگمانی۔ مگر افسوس ہو کہ حضور نے بکمال شوق وصلی بغرض وصال بھیجی تھی اور امتحان بھی لیا تھا کہ اسکی نیت میری چاہ مین ڈانوان ڈول تو نہین ہے لیکن خاکسار کیطرف سے کشش ہوئی اور کشش سے آپ کی کوشش بیکار گئی تب حضور نے بات بنائی۔

بیگم۔ (لجاکر) اے لو اور سنو۔ واہ واہ۔ یہ تو فقط امتحان تھا کہ حسن آرا سے عشق صادق ہے یا نہین۔

آزاد۔ تریا چرتر اسے کہتے ہین ؎

یہ عذر امتحان جب دل کیساتھ آیا

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

بیگم۔ اب تو تم بہت بڑھ بڑھ کے باتین کرنے لگے۔ چلتر باز کوئی اور ہوتی ہونگی۔ چلتر باز سمجھتے ہو تو ہمارے خاندان مین کیون شادی کی فکر کی کہتے ہوئے شرم نہین آتی۔

آزاد۔ خیر اس جھگڑے کو جانے دو۔ یہ بتاؤ کہ اب ہمارے ساتھ چلنے کا قصد ہے یا نہین۔

بیگم۔ نہین یہ دستور ہمارے ہان کا نہین ہے صاحب بہنوئی کے ساتھ جوان جوان سالیان سفر نہین کرتین وقت پر انکے ساتھ مین آؤن جاؤن گی۔ اے ہان خوب یاد آیا وہ موا ٹاخوجی کہان گیا جیتا ہے کہ جل بسا۔

آزاد۔ واہ چل بسنے کی ایک ہی کہی۔ وہ تو قسم کھاکے آیا ہے کہ مرنے کا نام زبان پر نہ لائیگا۔

بیگم۔ لڑائی پر بھی مسخرہ پن کرتا تھا۔ یا وہان مارے ڈر کے ادھر ادھر چھپ رہتا تھا۔ بڑا سڑی ہے۔

آزاد۔ بات بات پر بہروپیا یاد آتا تھا۔ بات ہوئی اور غل مچانے لگا۔ بہروپیا آیا بہروپیا آیا۔ مصر مین سامنے سے دُبنے آتے تھے اور خود بدولت انہون کی بھیڑ مین جھومتے جاتے تھے اتفاق سے دُبنون کے ریلے مین متھ کے بھل گرے تو کفن پھاڑ کر چیخ اٹھے۔ بھلا بے بھلا دگیدی۔ بات ترے بہروپے کی ایسی تیسی۔ نہ ہوئی قرولی ورنہ بھونک دیتا تو دھوان اُس پار جاتا۔

بیگم صاحب اس فقرہ پر بہت ہنسین۔

آزاد نے کہا۔ از براے خدا تم جاکے پردہین بیٹھو صاحب تمھاری تو ہر ایک ادا مارے ڈالتی ہے۔ بیشتر تو اسقدر شوخ نہ تھین یہ اس مرتبہ کس کامل فن

مشاطہ نے لگاوٹ بازی سکھا دی۔ خدا را چق کے اندر بیٹھو۔ جوبن الگ پھٹا پڑتا ہے اور آن اسپر اور بھی مارے ڈالتی ہے۔ ع۔

آج فتنہ ہو کوئی دن مین قیامت ہوگی

بیگم صاحب للہ اب تو ایک۔ ب دس ہ دو۔ بیگم صاحب نے کہا اے ہوش کی دوا کر مردوے۔ ہیجے کر ہیجے (ہنسکر) ابھی تو تمھارے الف بے پڑھنے کے دن ہین۔ کیون صاحب پیٹ سے پاؤن نکالے معلوم ہوتا ہے روم کی آب و ہوا بہت راس آئی۔

آزاد۔ اللہ اللہ اس دفعہ تو خود سر جھکا دیتی تھین ہمین اجازت کی ضرورت ہی نہین رہتی تھی اب کی یہ انکار جب نگاہ اشارت آشنا نہ تھی۔

بیگم۔ تسلیم کیون صاحب یہی آپ کی پارسائی ہے بندگی۔

آزاد۔ اچھا تم ہی انصاف کرو کہ پارسائی کے خلاف کونسی بات میری زبان سے نکلی صرف ایک امرد کچھ ایسا تھا کہ خلاف طبع گذرتا مگر دفعۃً ایسی بات کہدی کہ میرا دل خود مجھ پر نفرین کرنے لگا۔ اوا اس کا نام ہے۔ ؎

کیا سخن ساز ہے وہ سحر بیان — فقرے فقرے سے ظرافت ہے عیان
جب ہے جو مصلحتاً غنچہ دہان — لاکھون انداز ہون آئین پنہان

من گفتار تبسم اسکا
شرح اسکی ہے تکلم اسکا

اسقدر کہہ چکے تھے کہ وہ شوخ سراپا ناز ست طناز اٹھکر اٹھکیان کرتی ہوئی دوسرے کمرے کیطرف چلی انھون نے جو یہ کیفیت دیکھی تو چاہا کہ جھپٹ کے ہاتھ پکڑ لین اٹھے ہی تھے کہ وہ شوخ بے مہر ہرن کی چھل بل دکھاکے دم کے دم مین نظر سے اوجھل ہوگئی اور یہ منھ ہی دیکھتے رہے۔

استہ مین خواص نے اس کمرے سے آن کر کہا سرکار کہتی ہین کہ حضور اب چل کے باہر ہی تشریف رکھین۔

مرزا صاحب بھی آتے ہونگے اب زیادہ دیر تک یہان بیٹھنے کا موقع نہین ہے بات وہ کرے جسمین حرف نہ آنے پائے آزاد چپ چاپ اٹھے مگر دل کہتا تھا کہ اب یہان سے کہان جاؤگے نقش پا کی طرح جم جاؤ۔ ؎

پہلو یار سے اٹھنے کو تو اٹھے لیکن
درد کی طرح اٹھے گر پڑے آنسو کیطرح

بہزار خرابی باہر تشریف لائے خدمتگار نے حقہ بھر دیا پلنگ پر لیٹے لیٹے حقہ پیتے اور سوچتے جاتے تھے کہ آزاد تم سے آج بڑی نوحرکت سرزد ہوئی اگر مرزا صاحب دیکھ لیتے تو اپنے دلمین کیا کہتے۔ ہاے افسوس۔ یا خدا مین وہی آزاد ہون یا کوئی اور حسن آرا کی بہن کو نظر بد سے دیکھنا غضب ہے یا نہین مگر عشق کو کیا کرون۔ ؎

عشق بیطرح ستاتا ہی خدا خیر کرے — بحر الفت مین ڈباتا ہی خدا خیر کرے
غیر عالم نظر آتا ہی خدا خیر کرے — دل بیتاب اٹھاتا ہی خدا خیر کرے

کھیرے ہے حسرت و غم دیکھئے کیا ہوتا ہے
زلف بن اب تو ہن ہم دیکھیے کیا ہوتا ہے

اب یہان زیادہ توقف کرنا غلطی ہی۔ خدا کرے حسن آرا کے مکان پر آج کے چوتھے روز داخل ہو جاؤن۔ آمین ؎

اے چارہ گر آ چک کہ دم چارہ گری ہی
مین جان سے مرتا ہون تجھے کیا خبری ہی

ایک دفعہ ہی خیال آیا کہ اگر یہ شوخ بے وفا حسن آرا کو کیا چٹھا کھو بیٹھے تو ستم ہی ہو جائے کل کی کرائی محنت اکارت ہو جائے اور منہ سی جو ہو وہ بالائے طاق اللہ اللہ ایک وہ وقت تھا کہ مس مُیڈا کی سی حسین سحر بین نے خود شادی کی درخواست کی اور ہم نے قطعی انکار کر دیا۔ مصیبتیں جھیلیں سختیاں برداشت کیں اور ایک آج کا دن ہو گرہست عورت حسن آرا کی بڑی بہن اتنے بڑے شفیق مرزا صاحب کی بیوی اور ہماری یہ نیت۔ یا خدا اسو فتیر انفس ہزاروں باتیں سنا رہا ہے۔ مگر حسن شہر آشوب وزاہد فریب کا کیا علاج کروں ؎

اللہ رے دل کی ہرزہ تازی	یہ اور محبت مجازی
ہندی صنم آفت جہان ہیں	سو گند بہ پیر مجازی
ہے رشتۂ جان پہ زخم نشتر	اے تغمۂ یاس دل نوازی
اس چشم کا محو ہوں شب و روز	دیکھو تو مری زمانہ سازی
سینے میں اک آگ لگ رہی ہے	بھائی کسے میری جانگدازی

مجبور وہ ہائے دل کا جانا
اللہ رے اسکی ترکتازی

اللہ رکھی سے دل ملا مگر دامن لوث عصیان سے پاک رہا حالانکہ وہ مطلق العنان آزادہ روش بیباک عورت تھی مگر ہم صاف رہے۔ پھر حسن آرا کے ساتھ اسقدر عرصے تک رہنے کا اتفاق ہوا اور اسکے علاوہ اور بھی حوران سیم بدن تھیں مگر آزاد گناہ سے بسر ہی رہا۔ پھر دنیا سے بے تکلفانہ ملاقات ہوئی پاکی کے ساتھ قس علی ہذا زینت النسا اور اختر النسا سے اسطرح ملا جسطرح شاید دنیا میں کوئی عورت نامحرم سے ملی ہوگی۔ لیکن عنایت ایزدی سے کسی مقام پر قدم لغزش نہ ہوئی۔ اس مرتبہ بھی میں اسقدر گستاخ نہیں ہوا تھا مگر ابکی خدا جانے کیا ہو گیا۔

اس بار آنکھوں سے اظہار دل کرتا تھا صرف چشم و ابرو کے اشارے سے تا کسی پر یہ نہ کھلنے پائے کہ ان کا بیگم صاحب پر دل آیا ہے ؎

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا

مگر اس دفعہ تو بالکل نڈر ہی ہو گیا۔ کچھ کسی کا خوف ہی نہیں رہا خدا خدا کر کے میدان جنگ سے بہادر تو آیا۔ اب کوئی بات ایسی سرزد ہو جس سے مورد عتاب ہوں تو ستم ہے یا نہیں۔ جذب دل کی تاثیر تو دیکھ لی خدا نے ہماری سن لی۔ ؎

ہوئی تاثیر آہ و زاری کی	رہگئی بات بیقراری کی
مبتلائے شب فراق ہوئے	ضد سے ہم تیرہ روزگاری کی

تیری ابرو کی یاد میں ہم نے
تا خن غم سے دلفگاری کی

آزاد نے ٹھان لی کہ اب بیگم صاحب سے چار آنکھیں نہ کریں گے اس زن پارسا کا جھپٹے بھاگ جانا اس امر پر دال ہے کہ وہ نظر حقارت سے دیکھنے لگی ورنہ وہ اور اسقدر بے مہری۔

حسن آرا پھر یاد آئیں۔ اور انتہا سے زیادہ شوق چرایا کہ جسطرح ممکن ہو پرنگا کے پہونچیں ؎

پھر محبت میں مزا آنا ہے	کیوں نہ کھائیں ہم غم بھانا ہے

پھر کھجاتی ہے پتلی دیکھو
سیم تن کو نسا ٹھہرا تا ہے

ادائے کشمکش شوق کہ پھر
دل کہین کھینچے لیے جاتا ہے

عشق کی زمزمہ سنجی ہے ہے
ولولہ ناک مین دم لاتا ہے

ہے غم پردہ نشین جو ناصح
پھر زبان کھولتے شرماتا ہے

پھر جنون دیوانہ بجز دشت کا
خار تلوے مرے سہلاتا ہے

لیٹے ہوے آہستہ شعر پڑھ رہے تھے کہ زمین دروازے پر آئی کہا حضور سرکار نے یہ پرچہ دیا ہے کہا ہی اسکو پڑھ لیجیے پڑھا تو ذیل کی عبارت نظر سے گذری۔

آزاد دولھا کو آنکی بڑی سالی کا سلام۔ ابھی ابھی مین نے زمین کی زبانی سنا ہے کہ حضور کے ہمراہ دو فرنگنین آئی ہین دونون کم سن ہین۔ دونون ناوک نگاہ دونون رشک مہر و ماہ دونون خوش انداز دونون سست و طناز۔ ؎

پری زاد و پری رو و پری خو
غلط گفتم پری شرمندۂ او

آپ کی جوانی اور طبیعت کی رنگینی مجھ سے چھپی ہوئی نہین ہے اللہ کی عنایت سے حضور عاشق مزاج آدمی ہین اور آگ پھوس کا ساتھ کیا جب اتنے بڑے سفر مین گھر بار چھوڑکر آپ کے ہمراہ آئین تو ظاہر ہے کہ نڈر اور بیباک ہین۔

یہ تو میرے دل کو شک کی جگہ یقین ہے کہ وہ لاکھ حجابین ہون مگر حسن آرا کے تلوون تک کو نہ پہنچینگی۔

وہ چشم سیاہ تو نہ ہوگی
وہ شوخ نگاہ تو نہو گی

پامال روش جہان نہوگا
وہ گرمی گفتگو نہو گی

وہ فتنہ فزا چلن نہو گا
ہر بات مین بانکپن نہو گا

ویسی تو نہوگی عشق بازی
ویسی تو نہوگی طرحداری

ویسی تو نہوگی جامہ زیبی
ویسی تو نہوگی دلفریبی

کیا انکے بھی ویسے ہی ہین گیسو
خمدار و سیاہ و عنبرین مو

اگر واقعی تمنے ان دونون کے ساتھ شادی کرلی ہے تو بڑا ستم ڈھایا پھر امید نہ رکھنا کہ حسن آرا تمکو منھ لگائین ساری کی کرائی محنت تمنے خاک مین ملادی اور اگر شادی نہین کی تو یہان کیا کرنے لائے اگر کسی اور بات کا شوق تھا تو بمبئی تو اس پیشے کے لیے بدنام ہے یہین سے دو چار لے گئے ہوتے۔ شرم نہین آئی شرم چہ آئی ست کہ پیش مردان آید۔ اب حسن آرا کو برا معلوم ہو تو جاے دار دده نہ کہینگی کہ ہم آتش فراق مین جلین اور تم دو سوتون کو ساتھ لے کے آؤ۔ ؎

کیا قہر ہے کیونکر نہ اٹھے درد جگر مین

میری تو بغل خالی اور آپ ورکے بر مین

اک آن بھی مجھ سے نہ ہو آٹھ پہر مین

گھر چھوڑکے اپنا رہو یون اور کے گھر مین

سنتے ہین شب و روز تمھین بزم دگر مین

کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر مین

ہر روز تو اے مہر درخشان ہو کہین اور
ہر رات تو اے شمع شبستان ہو کہین اور

اگر وہ دونون بصورت مسین یا اڈھیڑ یا اوسط درجہ کی

خوبرو ہوتین تو کسی کو یقین نہ آتا کہ آزاد اُنے تعصب سے لکھا ہے
مگر ستم تو یہ ہے کہ دونون نوعمر ہین۔ دونون سیم بدن
گلرخسا نظریف طبع باغ و بہار ہین۔

حسن کلہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر
مین بھی حاضر ہون تمھین نور کا دعوی ہی اگر

تم اور غسرون کو ساتھ لاؤ۔ دو دو کو ایکدم سے بیاہ لو اگر
تمھاری طرح حسن آرا بھی ابتک شادی کر لیتین تو پھر آپ
کیا بنا لیتے۔ غضب خدا۔ تمکو اسقدر بھی خیال نہ رہا کہ حسن آرا
کے دل پر کیا اثر ہوگا۔ تمھارے ہزارون چاہنے والے
ہین تو اسکے گاہک بھی اچھے اچھے شہزادے ہین
وہ بھی زبان حال و قال سے کہینگی ؎

پھر تم ہی تو دلبر نہین اے یار جہان مین

تم سے بھی زیادہ ہین طرحدار جہانمین

باقی ہین ابھی دل کے طلبگار جہان مین

اس جنس کی ہی گرمی بازار جہانمین

نکلینگے بہت آپ کے اغیار جہان مین

میرے بھی ہزارون ہین خریدار جہانمین

معشوق مجھے گر تمھین عشاق بہت ہین
یہ یاد رہے میرے بھی مشتاق بہت ہین

اب صاف یہ ہے کہ وہ دونون لولیان فرنگ دشان
شوخ و شنگ ہمین دکھا دو۔ انکی بات چیت رنگ ڈھنگ
سے ہم تاڑ جائینگے کہ تم سے التفات خاص ہی یا نہین اگر
سستی ہون کہ یا اللہ آخر پھر انکو اتنی دور سے لائے کیون ہو
کیا سچ مچ سوداگری کی فکر ہے۔ کیون تمھیں سوجھی اچھی
محنت کا نتیجہ یہ تھا دل لگانے کی یہی سزا ہی کہ عاشق
کے دل کو زخمی کرے۔ ؎

یون دل شکن عاشق جان باز ہوے
ان بوالہوسون سے کبھی دمساز نہو ے

تم مردون کی بات کا ٹھکانا کیا۔ آج کچھ کل کچھ
کبھی نیک کبھی بد کبھی دوست کبھی دشمن۔ ؎

حسینون کی کیا بات کا اعتبار
کدھر تھی طبیعت کدھر ہو گئی

غرض کہ مین نے جو لکھا ہی اسکو بغور پڑھیے اور میری
تشفی فرمائیے کہ وہ دونون کس غرض سے ساتھ آئی ہین
آخر وجہ کیا دو کم سن خوبصورت عورتین مرد اجنبی پر اسطرح
کے ساتھ کیون آنے لگین اسکا جواب ابھی دیجیے
ورنہ سمجھ لیا جائیگا۔ ؎

کانٹون مین نہو اگرا الجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

مین نے ٹھان لی ہے کہ حسن آرا کو آپکے اس آزادانہ
حال سے اطلاع دون کہ اب وہ آزاد نہین ہین۔
اب دو دو بغل مین دبی ہین اور تیسری کی فکر ہے
اب بھو بھیون پر نظر پڑ گئی ہین مگر جبتک میری تشفی
نہوے گی کہ تمھارا دامن لوث سے پاک ہے تب تک
یہ خیال دل سے دور نہ ہوگا اور اگر تشفی نہ دے سکے
تو پچھتاؤگے۔ ؎

پھر دیر نہ بڑی ہوگی پچھتاؤگے آزاد
اپنے کئے کی تم بھی سزا پاؤگے آزاد

یہ خط پڑھکر آزاد نے زمین پر نظر ڈالی کہا کیون
زمین تم ادھر کی نظر اور ادھر کی ادھر لگاتی ہو

ہم باہم لڑا دیتی ہو یہ باتیں اچھی نہیں۔ انمین انسان ذلیل ہو جاتا ہے تم نے بیگم صاحب سے کیا جاکے کہدیا تم کو انمین آتی ہم سے تو پوچھ لیا ہوتا مرزا صاحب سے تو دیانت کیا ہوتا۔ قلم دوات کاغذ لاؤ۔

زرین۔ اے حضور تو میرا اسمین کیا قصور۔ مجھسے جو سرکار نے پوچھا مین نے بیان کر دیا اسمین بندی نے کیا گناہ کیا۔

آزاد۔ خیر جو ہوا وہ ہوا اگر تم سے کہنے یہ بڑ دی۔

زرین۔ کوئی اور بھی ساتھ کیا تھا۔ بس آپ ہی اکیلے تھے۔

آزاد۔ خدمتگار تھے۔ ہان یہ انھین کی شرارت ہے۔

زرین۔ بیگم صاحب بڑی خفا ہین حضور۔ اسوقت بہت بگڑی ہوئی ہین اور کسی سے بولتی ہین نہ چالتی ہین بڑے غصے مین یہ خط لکھا تھا۔ اب اسکا جواب ذری بڑی نرمی سے لکھیئے گا۔

آزاد۔ مصرعہ۔

کہ آہن بہ آہن تواں کرد نرم

نرمی کیسی۔ ملائمت کے کیا معنی۔ ہمین سکھاتی ہو۔

آزاد نے قلم دوات کاغذ لیکر جواب خط یون لکھا۔

اے گل گلستانِ رعنائی	تو بہار ریاض زیبائی
اے مہ آسمان حسن و جمال	بے نظیر جہان وہم و خیال
اے بت روبہر نہ نہاوہ	در کفِ کافری نیفتادہ

اے تغافل شعار بے پروا
حال معلوم تجھکو کیا میرا

بیگم صاحب کی خدمت مین تسلیمات عرض کرتا ہون حضور کا نامہ گلہ ریز و شکایت آمیز غلام کی نظر سے گذرا اس بدگمانی کے قربان۔ آپ مجھ سے پوچھتی ہین کہ انمین معشوقون مین کوئی ایسی بھی ہے جو حسن آرا کا مقابلہ کرے آپ فرماتی ہین۔ ؎

وہ فتنہ فرا چلن نہ ہوگا
ہر بات مین بانکپن نہ ہوگا

سنئے حضور حسن آرا بیگم حسن آرا ہی ہو۔ کجا وہ کجا یہ ؎

وہ غمزہ فتنہ گر نہین ہین	وہ ناز نہین ہین پر نہین ہین

ویسی تو شرارتین نہین ہین
وہ گرمیٔ شارتین نہین ہین

حسن آرا کا طرۂ عنبرین اور دست نگارین اور کمر نازک اور ناز دلربایانہ اور انداز معشوقانہ جسوقت یاد آتا ہے دل قابو مین نہین رہتا اور تم بدگمانی کی باتین کرتی ہو بیگم صاحب آپکو شاید یقین نہ آئیگا مگر مین صحیح عرض کرتا ہون کہ اکثر مقامات پر ایسی ایسی حوردش نوعمر شوخ و شنگ دشمن زہد کافر کیش پریان رکھیین ہین کہ اگر حسن آرا سچا عشق نہوتا تو مین ہندوستان مین آنے کا نام نہ لیتا مگر افسوس ہے کہ میری کل محنت رائگان گئی مین حسن آرا کی محبت کے سبب سے ایسے ایسے مقامات مین گیا جہان جان کے لالے پڑے تھے جہان فیصدی ننانوے دم کے دم مین چنے کیطرح بھن گئے مگر مین نے اف تک نہ کی یہ حسن آرا کی محبت اور اس بت رعنا جمال کے عشق کا جذبہ تھا جو مجھے ان ہائل مقامون مین شیر دل کر دیتا تھا ہزارون تخیلات اس خیال سے آرام معلوم ہوتے تھے کہ یہ مشقت جھیل کر دی آرزو پوری ہوگی خدا اور خدا کا رسول آگاہ ہے جن جن جنگلون اور ایسے دق

میدانون اور سنسان ہولناک پہاڑون پر مین گیا کوئی کہ
گیا ہوگا ہفتون دامن کوہ کی ایک تیرہ و تار کوٹھری مین قید
رہا جہان انسان کیا کسی جاندار کی صورت نظر نہین آتی
تھی اور دن رات مین دو روٹیان اور ایک جام آب
ملتا تھا ہفتون ایک عمیق اور مہیب اندھیرے کی کوٹھیون
مین قید رہا اور یہ سب اس جرم کی پاداش مین کہ ایک
نازآفرین یاسمن بدن پری مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی
اور مین انکار کرتا تھا کہ حسن آرا کو کیا منھ دکھاؤنگا اپنے
دل زار کا حال کس سے کہون۔ کہون سب کچھ جب کوئی
سُننے والا بھی ہو۔ ؎

سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشکافم اگر طاقتِ دیدن داری

یہ دونون مخدرات نوخیز جو میرے ساتھ مین انکا مین
رہین منت بیکران اور مرہون عنایت بے پایان ہون
انھون نے جان بچائی ہے گاڑھے وقت مین آڑے آئین
ورنہ ہندوستان واپس آنا کس بدبخت کو نصیب ہوتا

امید روز وصل تھی کس بدنصیب کو
قسمت اُلٹ گئی مرے بخت سیاہ کی

بایں ہمہ حضور کا عتاب۔ یہ خفگی۔ یہ ناکامی۔ جو
کام ہوا الٰہی تیرے ہواتم سے کیا شکایت کرون۔ ع

تقدیر سے گلہ ہے بتون سے گلہ نہین

ازبرائے خدا کہین حسن آرا کو نہ لکھ بھیجنا اور اگر یہی چاہتی
ہو کہ مین جان دون تو صاف صاف کہدو اس نازک دماغ
کو کیون بد دماغ کروگی مین تو سمجھتا تھا کہ بعد فتح و ظفر
عروس زرین کمر پری پیکر سے ہم آغوش ہونگا بادۂ

مسرت ساغر دل مین چھلک رہا ہوگا۔ شاہد شنگرف کے لب
لعل کے بوسے نصیب ہونگے اسی کی چاہ نے کہ دروان
کنوئین جھنکوائے۔ اسی کے وصل کے لیے مین بن گھوما

نقش غم تست سر نوشتم ہا	جز مہر تو نیست سرنوشتم
سرتاسر سینہ داغ داغم	عشقت نگذاشت باغ باغم
عمریست کہ انتظار بودم	صبر دل و دین بکار بردم

گر رہ بودم بروے خویشم
از ہمرہی تو کے شوم سیر

اس بت جادو جمال لیلی تمثال سے کوئی جاکے تمنا تو
کہدو کہ تیرا شیدا جان کف میدان رستخیز مین گیا اور
مردانہ وار لڑ بھڑ کر کے وہ نام پیدا کیا جو تجھ سی پری مہ جبین
چار بالش دلبری کے شوہر کے شایان شان ہو۔ ازبرائے
خدا کوئی پیغام پہونچا۔ ؎

وہ کہ زدست بردہ این دل ناتوان من
پیش ستم کمی برد سوختہ نیم جان من
باد کہ پیش میروی خیز کہ پیش میرمت
چون کہ رسی باو رسان بندگی از زبان من

اب زیادہ کیا لکھون۔ طبیعت بے چین ہے مگر قدر کیا
بر جان درویش۔ ع۔

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

یہ خط لکھکر زمین کو دیا اور کہا جواب لاؤ۔ زمین خط
لیکر گئی تو بیگم صاحب نے آنکھون سے لگایا اور پڑھکر
زمین سے کہا جاکے کہدو۔ کل جواب ملیگا۔ آزاد نے کہا
اسقدر جاکے کہدو۔ ؎

شرمگین آنکھ سے تم نامہ لگاتی کیون ہو

خاک میں نام کو دشمن کے ملاتی کیون ہو

اتنے مین آزاد کی آنکھ جھپک گئی تو خواب دیکھا کہ ایک حسین نازنین رشک لیلی غیرت شیرین سر بالین کھڑی کہہ رہی ہے کہ اے آزاد پاک نہاد عالی نژاد کچھ ہماری بھی خبر ہے ہمانا کہ حسن آرا بہت سیمین غبغب دہن ہے۔ یہ دونون پریان رگ جان پر نشتر زن ہین۔ لیکن کی بیگم کی اچپلاہٹ تو ٹھلتی ہی اللہ رکھی پر جان جاتی ہو مگر آخر ہم بھی تو کمسن گلبدن نوخیز خوبرو ہین۔ چہرہ مہرہ صاف نک سک سے درست عضو عضو سانچے مین ڈھلا ہوا چندے آفتاب چندے ماہتاب یا تو حسن آرا کے سوا اور کسیکو عقد نکاح مین نہ لاؤ یا ہم سب کے ساتھ شادی کرو۔ یہ سنونے کا کہ ان دونون فرنگنون کو بیا ہو اور ہم کو ترساؤ۔ سمجھے مین کون ہون اسقدر اس پر کہ آتش نے کہا تھا کہ آزاد خواب ہی مین ہم کلام ہوے اور بڑی دیر تک باتین رہین۔

آزاد۔ کوئی نظر کے سامنے ہو تو پہچانون تم سرہانے کھڑی ہو۔

عورت۔ اللہ اللہ اب ہماری آواز سے کان بالکل آشنا ہین شان خدا اور اس غرور کے صدقے کہ ذرا سر اٹھا کر دیکھنے کی قسم کھائی ہے واے قسمت سچ ہے مردوے بڑے بے مروت ہوتے ہین اور ہم باایمہ بے مروتی تمہارے اوپر فدا ہین مگر یا اللہ ہم سے ایسی کون خطا سرزد ہوئی۔ ؎

کیا ایسی بنی مجھ پہ کہ پامال جفا ہون۔

تم اتنے بگڑ جاؤ مین اسپر بھی بنا ہون
تم چھوڑ دو یون اور مین پابند وفا ہون

تمہے نہون آزردہ مین گو جی سے خفا ہون
یہ چاہیے مجکو بھی کہ اب اور کو چاہون
ایسی کسی معشوقہ دلجو پہ فدا ہون
ہر دم جو سو عاشق مضطر نگران ہو
فکر ستم اسکے دل نازک پہ گران ہو

آزاد۔ خدا کے لیے اپنا نام تو بتاؤ۔ باتون سے محبت کی بو آتی ہے دلمین سوز و گداز پایا جاتا ہے۔

عورت۔ آزاد۔ ذری تو سوچ تو خدا کے لیے ہم سے ہمارا نام نہ پوچھو۔ خود ہی بتا دو کہ یہ نام ہے اور ذری گلے سے لگ جاؤ۔ واسطے خدا کے۔

آزاد۔ جان من۔ بے سمجھے بوجھے کسی کو دل دینا ہمارا شیوہ نہین۔

عورت۔ پھر جان من کیون بنایا اس خطاب کا کیا سبب ہے۔

آزاد۔ یا الٰہی آواز تو سنی ہے مگر اسوقت ذہن نہین پڑتا

عورت۔ آزاد ہماری بہن تمہارے دیکھنے کو تڑپ رہی ہین۔

آزاد۔ بی صاحب آپ تو پہیلیان بجھوا رہی ہین۔

اتنا سنا تھا کہ وہ زن خوبرو رونے لگی اور اسکے تکیے پر جو سے اشک جاری تھی۔ ؎

از ہر مژہ اشک آشنے میریخت بہر گل ز سینے
میکرد خروش بچو دانہ میریخت سرشک دانہ دانہ
گریان شدو تلخ تلخ بگریست
بے گریہ تلخ در جہان کیست

آزاد نے اصرار کیا کہ اپنے نام سے مجھے شاد کام کرو

عورت۔ میرا نام ۔ ۔ ۔ زینت النسا۔
آزاد۔ بسترے اٹھکر۔ زینت النسا زینت النسا
مجھے معاف کرنا انوہ ۔ اسوقت میرا دل بھر آیا۔
اختری بہن تو اچھی ہین۔
زینت ۔ اللہ کا شکر ہے ہر روز تمھاری یاد مین رویا کرتی
ہون۔ جب سے تم گئے تمھارا حال معلوم ہی نہین ہوا پھر نہین بتا
کہ تم کہان ہو تمھاری بے مروتی پر افسوس
آتا ہے کہ دو خط بھیجکر رہ لیے۔ خیر جہان رہو خوش رہو
زینت النسا تمکو بہت یاد کرتی ہے اور حسن آرا نے بھی
بلایا ہے چلو تو سواری موجود ہے ڈولی لیتی آئی ہون مگر
ایسا ہو زینت النسا کو شک ہو۔ یہ سمجھ لو۔
معشوق شیرین ادا ماہ لقا زینت النسا بیگم جھپٹ کر
گلے لپٹ گئی اور کہا آزاد اب میرے حال پر رحم کرو
مین تمکو اپنا منھ دکھا چکی ہون اب کسی نامحرم کو کیسا
دکھاؤن مگر تم ایسے بیمروت ہو کہ خدا کی پناہ اے غضب خدا
کا تمھین خوف خدا بھی نہین ریل پر کیسی کیسی میٹھی میٹھی باتین
کرتے آئے کیسی کیسی لگاوٹ کی باتین کین کہ درم ناخریدہ
غلام کر لیا۔ کبھی ہنس ہنس کے باتین کرنا۔ کبھی سچے عشق کا
دم بھرنا۔ کبھی ہاتھ جوڑے۔ کبھی شراب اور سوڈا
پلانے کا شوق کبھی ہاتھ کی گلوری کھانے
کا ذوق ہم لاکھ انکار کرتے تھے کہ عیسائی ہو گئے ہو کیا
شراب سے نفرت کلی ہے مگر آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے
اور ایک آج کا دن ہے کہ شنوائی ہی نہین ہوتی
لے خدا کے لیے منھ سے بولو۔ گھنٹے بھر سے گلے پھاڑ رہے
ہین آپ خبر ہی نہین ہوتے۔ آزاد نے کہا سنو جی

پھر آزاد صاحب ہم سے اللہ تمھاری ہین سے وعدہ ہو گیا
ہے کہ نکاح کر چکے اب تم خود ہی انصاف کرو کہ تمکو ہمسے
کیا رشتہ ہو۔ چھوٹی سالی ہو ہین یا نہین۔ پھر آزاد نے کہا

سلام کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر باد گشتہ باشد

علیقوم پاشا سے اور آزاد سے جنگ ہوئی تو زینت النسا
نے کہا ہماری بہتی کھائے جو آپسین لڑے۔
اتنے مین آزاد نے دیکھا کہ اختر النسا زینت النسا کے
سرہانے کھڑی رو رہی ہو پوچھا خیر باشد۔ کہا تمھارے فراق
مین میری بہن نے جان دی اور تم کو خبر ہی نہین ہے
بہن کہان گئین یہ جگر خراش خبر سنتے ہی آزاد کا دل ایسا
الجھا کہ آنکھ کھل گئی۔ تو دیکھا کہ زینت النسا نہ انکی بیشمار
غنچہ دہان نقط پلنگ اور مرزا صاحب کا مکان عالیشان
خواب کی حالت یاد کر کے بہت روئے یہانتک کہ ہچکی
بندھ گئی۔ ؎

بیٹھے بیٹھے انھین کیا جانے کیا یاد آیا

طرح طرح کے خیالات سے آزاد کا دل بھر آیا
اور گو لاکھ ضبط کیا مگر آنکھین بے اختیار پرنم ہو گئین جو
جو کسی کام کے لیے باہر آئی تھی یہ حال دیکھکر اندر دوڑی
گئی۔
بیگم صاحب سے کہا۔ حضور وہ تو نصیب دشمنان برا
حال کر رہے ہین آنکھون سے آنسو اس طرح ٹپ ٹپ
گر رہے ہین جیسے ساون بھادو کی جھڑی لگی۔ کیا جانے
اسوقت انکے دل پر کیا گذر رہی ہو۔ ذری آپ چل کے
پردے کے پاس سے دیکھین تو۔

بیگم صاحب بیقرار ہو کر چھم چھم کرتی ہوئی چلین تو زمین نے کہا حضور پازیب اُتار ڈالین۔ اِسکی آواز سے بیدار ہو جائینگے۔ بیگم صاحب نے پازیب آتاری اور آہستہ آہستہ ڈیوڑھی مین آئین۔ دربان کو زمین نے اشارے سے ہٹا دیا۔ پردے کے پاس کھڑی ہوئین تو دیکھا آزاد کی دائین کنپٹی میز پر ہے اور ہاتھ میز پر رکھکر رو رہے ہین۔ آنسو ہین کہ امنڈے ہی چلے آتے ہین تھمتے ہی نہین۔ بیگم صاحب کا دل یہ حال زار دیکھکر بھر آیا سمجھین کہ میری تحریر آزاد کو ناگوار گذری۔ آہستہ سے پکارا آزاد آزاد۔ آزاد۔ مگر صدا بر نخاست۔

زمین ۔ (آزاد کے قریب جا) حضور دیکھیے کون سامنے کھڑا ہے۔ اِدھر ملاحظہ فرمائیے۔ یا الٰہی۔ سرکار دوعالم کے پاس آگئین ذری اِدھر تو نگاہ کیجیے۔

رادی ۔ آزاد نے گردن نہ اُٹھائی۔ بدستور رویا کیے۔

بیگم ۔ آزاد جو روئے تو ہمین کو ہے ہے کرے۔

زمین ۔ اے ہے بیوی ایسی قسم نہ کھائیے حضور اب تو رونا موقوف کیجیے۔ مہری ذری پانی تو لاؤ ٹھنڈا ٹھنڈا۔

بیگم ۔ ہان صراحی اٹھا لا۔ منھ پر چھینٹے دو منھ پر۔

زمین ۔ حضور کیا غضب کر رہے ہین۔ کچھ کسی کی خبر بھی ہے۔ وہ سامنے کون کھڑا ہے ذری ملاحظہ تو کیجیے۔

بیگم ۔ ہمین روئے ہین گورین گاڑے جو ادھر نہ دیکھے۔

آزاد ۔ (بیگم صاحب کی طرف رخ کرکے) ارشاد۔

بیگم ۔ روتے تم ہو اور وسواس یہان مجھے ہو تلبے

آزاد ۔ نہین آپ کو وسواس نہو۔ خدا جانے اسوقت مجھے کیا یاد آیا آپ تشویش نہ کرین فضل الٰہی ہے۔

بیگم ۔ خیر دل ہی تو ہے۔ مگر اب تو منھ دھو ڈالو۔

آزاد ۔ جی ہان پانی منگوایئے مگر اب آپ کو تکلیف ہوتی ہے آپ تشریف لے جایئے مین اچھا ہون آپ کا حق کیون تکلیف کرتی ہین۔ بہت دل نہ دکھایئے۔

بیگم ۔ اب جو چلے رہنے دو۔ منھ دھو ڈالو۔

زمین نے آن کے کہا رو رہے ہین۔ پانون تلے سے مٹی نکل گئی۔ اپنے خود مین نہین رہی کہ اللہ یہ کیا اسرار ہے اے آپ دیکھتی ہون تو سچ مچ رو ہی رہے ہین۔ واہ میان واہ مردوے ہو کے آنسو بہاتے ہو تمسے چھوکریان اچھی یہ تم لڑائی مین کیا کرتے تھے رن کے میدان مین الامان یا دواجی نہین یاد آئی تھین مردوے اور رونا لے واہ

آزاد ۔ جلاؤ اور کہو کہ خبردار دھوان نہ نکلنے پائے۔

بیگم ۔ ایلو کیا خوب۔ جلانے کی ایک ہی کہی۔ جلاتے تم ہو یا ہم ایک چھوڑ دو دو دہان سے لائے اور اوپر سے باتین بناتے ہو منھ دکھانے کے قابل نہین رکھا اپنے کو۔

کیون جی یہی شرط محبت تھی مین نے جب سنا دل مسوس کے رہگئی حسن آرا بیچاری نے فقط اُڑتی ہی خبر پائی تھی کہ آزاد نے کسی عورت کو بیاہ لیا تو سنتے ہی چہرہ زرد اور رنگ فق ہو گیا بچھاڑین کھائین اللہ کی امان پیرون کا سایہ دعائین مانگتے مانگتے زبان تھک گئی ایک دو اللہ کی بندی ہو ایک تم ہو کہ جوڑی کی جوڑی ساتھ لائے اور اوپر سے کہتے ہین۔ جلاؤ جلاؤ تمھین شرم بھی نہین

آتی۔

آزاد۔ کیا ٹیڑھی کھیر ہے۔ نہ کھاتے بنے نہ چھوڑتے بنے ہم سمجھتے ہین کہ حضور کی عنایت سے شاید حسن آرا تک رسائی بھی نہ ہوگی پروانہ جل بھن کے معشوق ہی مین پیوست ہوجاتا ہے مگر یہان جل بھن کے خاک بھی ہو جائین۔ تاہم وصل معشوق نصیب نہ ہوگا ؎

آگ مین کود کے پروانہ جو بیہوش ہوا
جسکی الفت مین جلا اُس سے ہم آغوش ہوا

مگر یہان چھرون اور کوئلین درستے ہوئے گئے تو اب از درد ہان کی شرارا فشانی سے مطلق نہ ڈرے اور نتیجہ کیا ہوا بدگمانی۔ پریشانی۔ جگت ہنسائی۔ بدنامی ؎

حال بسمل سے زیادہ ہے پریشان اپنا
مثل گل چاک ہے ہر وقت گریبان اپنا
اب ہے نرگس سے سوا دیدۂ حیران اپنا
جسم داغون سے سراپا ہے گلستان اپنا

اور آپ پوچھتی ہین کہ بیقراری کا سبب کیا ہے۔

یہ کہکر آزاد کی آنکھین پھر اشکبار ہوئین اور گو بیگم صاحب نے دور سے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر آنسو نہ تھمے۔ زین نے قریب جاکر منھ پر آب سرد کے چھینٹے دیے تو منھ چھپا لیا۔ یہ سوچتے تھے یا خدا حسن آرا جب سنیگی کہ دو خوبصورت قمر طلعت نوجوان دوشیزہ ساتھ ہین تو اپنے دل مین کیا سمجھیگی اور بیگم صاحب کا ایک فقرہ اور بھی انکو شاق گذرا جب انھون نے کہا کہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے تو بیگم صاحب بولین جسکے لیے ہے اسکے لیے ہے ہم کو کیا۔ تمھارے دونون میٹھے یہ کیفیت دیکھکر بیگم صاحب سے نہ رہا گیا زین کو حکم دیا کہ بارہ دری سے ڈیوڑھی مین لاؤ۔ زین نے قدمون پر سر رکھکر کہا خداوند بیگم صاحب ڈیوڑھی مین بلاتی ہین اس ڈیوڑھی پر کوئی نہین ہے بارہ دری مین آمد و رفت عام کا دوسرا راستہ ہے حضور ضرور تشریف لائین ورنہ بے پردہ ہی چلی آئینگی بیگم صاحب نے زین سے کہا حضور آئین اسطرف کوئی نہین ہے۔ پردہ ڈال دیا۔ قنات گھروا دی بیگم صاحب نے آن کر انکی پیشانی پر ہاتھ رکھا زین کو حکم دیا کہ جاکے خوب سرد پانی لے آ۔ زین کو اس بہانے سے بھیجا اور قریب تھا کہ پیشانی نورانی کا بوسہ لین کہ تسلے مین محلدار سامنے آن کھڑی ہوئی۔

بیگم صاحب نے جھلاکر کہا کھڑی منھ کیا تکتی ہو۔ پنکھا لاؤ۔ محلدار کا جانا تھا کہ حسین انور کو بسنتی رومال سے پوچھکر بوسہ لیا تو آزاد نے ہاتھ جوڑکر یون گفتگو کی۔

خدا کے لیے مجھے آزاد کردو۔ یہ کیا غضب کرتی ہو سب کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کبھی تو وہ عتاب کبھی یہ عنایت عجب مزاج پایا ہے ؎

چشم امید کبھی ہے نگہ یاس کبھی
مرہم ریش کبھی سودۂ الماس کبھی

بیگم۔ بجا ہے۔ اسوقت ہالۂ آغوش کی زینت ہوگئی ان پیارے پیارے ہونٹون سے بوسہ لیا اور آپ ابھی تک خفا ہی ہین۔

آزاد۔ نوازش عنایت مہربانی۔ خانۂ احسان آباد

بیگم۔ یہ ہر گھڑی تو رونا اچھا نہین۔ آخر بتاؤ تو یہ دونون کون ہین یہ معاب تک نہ کھلا کہ یہ کون ہین اور حضور کے ہمراہ کیون آئی ہین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے

آزاد۔ ضرور بالضرور۔ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔
بیگم۔ اچھا تو پھر صاف صاف کیون نہین بتا دیتے بولو۔
آزاد۔ (مسکرا کر) بیاہتا بیوی ہین دونون۔ اور کیا کہون
بیگم۔ اچھا صاحب بیاہتا بیوی نہین دونون آپکی نہین سہی اب خوش ہوے حضور یا اب بھی کوئی جھگڑا ہے برسون بعد آئے تو ایک کانٹا ساتھ لے کے۔ توبہ ایسا نصیب کہان تھا کہ دو گھڑی ہنستے بولتے مورچہ تو بھئی ہی ہے مین اسپر خاک ڈالون اور چپکی ہو رہون تو حسن آرا کیا کہیگی کہ واہ بہن تم نے ہمکو لکھا بھی نہین اور سلامتی سے دو دو کھیپ کی کھیپ لائے ہوتے دو مین کیا فائدہ ہوگا۔
آزاد۔ دیکھتی جایئے آپ دل لگی کرتی ہین اور بندہ خاموش ہے پھر اب میری بھی زبان کھلیگی۔
بیگم۔ تو ہماری تمھاری برابری ہے۔ تم تم ہی ہو ہم ہم ہی ہین زبان کھول کے کیا کروگے بیچا کے بیسون بسوے۔
آزاد۔ دو ہوئین حضور۔ اب ہم بھی چھیڑ چلے کیسا خوب۔ ع۔

تم کہو اور سنا کرے کوئی

کیا ہمارے منھ مین زبان ہی نہین۔
بیگم۔ آپ کی آنکھ ایسی جادو بھری ہو تو بسم اللہ کہے پھر کیا۔
آزاد۔ کیا کہون بجز اسکے کہ۔

زندگانی کا مزہ عشق مین کھو بیٹھے ہین اپنی کشتی اسی دریا مین ڈبو بیٹھے ہین

تقدیر سے اور آزاد سے جنگ ہو رہی ہے دیکھین کون فتحیاب ہوتا ہے۔ جنگ دو سر دارد۔ شاید میری تقدیر تمھاری ہی صورت بنکر آئی ہے۔ خیر۔ تم ہی سے نپٹ لینگے۔
بیگم۔ مطلب کی بات کیسی چبا جاتے ہین۔ ایک ہی استاد ہو۔
آزاد۔ کیا خوب یہ تو مجھکو کہنا چاہیے تھا صاحب۔ ع

منھ بناتے ہین جو بوسہ مانگو بات مطلب کی چبا جاتے ہین

بیگم۔ آپ ہین کیا مال کہ ہمین آپ کی پروا ہو۔ یہ کہو کہ تمھارے رونے پر رحم کیا۔ ہم نے کرم کیا ورنہ ایسے ایسون سے بات کرنا وضع کے خلاف ہے۔ جی حضرت راوی۔ اس مرتبہ تو حضور اور بھی شگفتہ ہو گئین۔ چشم بد دور بھلا یہ کونسی شرافت ہے۔ غور تو کیجیے۔
آزاد۔ ہزار بات کی ایک بات یہ ہے کہ اگر میری بیکسی پر رحم کرو تو اسقدر صاف بتا دو کہ حسن آرا کو کیا لکھو گی۔
بیگم۔ اللہ جانتا ہے اگر ہمکو اسقدر معلوم ہو جاے کہ یہ دونون کس غرض سے آئی ہین تو ہم خاموش ہو رہین
آزاد۔ بہتر۔ ان دونکو یہان بلا لاؤن۔
بیگم۔ اونکو آنے دو۔ آنسے صلاح لیکے جو اب دونگی۔
آزاد۔ (مسکرا کر) خیر تو ہم مین اور انمین کچھ فرق سمجھتی ہو مین تو تم کو اور حسن آرا کو ایک نظر سے دیکھتا ہون۔
بیگم۔ (شرماتی ہوئی) سمجھو۔ اپنی۔ بس اب مین کچھ کہہ بیٹھونگی۔ بڑے بے شرم ہو۔ چھٹے ہوے بے حیا۔

اتنے مین خادمہ نے آن کر کہا کہ بڑے مرزا صاحب آگئے بیگم صاحب جھپٹ کر کوٹھے پر ہو رہین۔ آزاد باغ مین آن کر میٹ رہے۔

مرزا صاحب گاڑی سے اترے

آزاد۔ مصرعہ۔

طاقتِ مہمان نداشت خانۂ مہمان گذاشت

مرزا۔ آپنے حمام کیا یا نہین بڑی دیر ہوگئی ہے۔ حضرت جسطرف جاتا ہون۔ صلاح آدمی گاڑی روک روک کے حضور کے حالات استفسار کرتے ہین۔ کئی انگریزی پرچے اور پونا کے مجسٹریٹ کے نام تار دیا گیا ہے وہ آپ کی ملاقات کے بہت شائق ہین اور یہان کے ایک چیف جسٹس نے صاحب جسٹس ارسے کہدیا تھا کہ اگر آزاد پاشا کے آنے کی خبر سنو تو ہمین ضرور اطلاع دینا۔ کل شام کو سب صاحب آپ سے ٹون ہال مین ملنا چاہتے ہین۔ چنانچہ دو روز انگریزی اخبارون کے اڈیٹرون نے بھی مجھ سے دریافت کیا مین نے کہا آپ نوٹس دے دین کہ کل ٹھنڈے وقت ٹون ہال مین ملاقات ہوگی۔

ہان صاحب یہ تو فرمائیے کہ دونون پریان کون ہین یہ تو ہم جانتے ہین حسن آرا سے بھی خوبصورت ہین

آزاد۔ واہ۔ اچھی قدردانی کی۔ حسن آرا کی سی آن کہان سے لائینگی۔ وہ ادا ہی اور ہے۔ آپنے شاید حسن آرا کو دیکھا نہین ہے

واعظ ہمارے سامنے کرتا ہے وصف حور
شاید کہ اسنے جلوہ دکھایا نہین ہنوز

وہ جادو بھری نگاہ کہا۔ آنکھ کیا سحر بار ہے

ناوک انداز جدھر دیدۂ جانان ہونگے
نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجان ہونگے

مرزا۔ حضرت ایک تو انمین سے کسی اور ملک کی معلوم ہوتی ہین وہ جو سیہ چشم ہین اور جنکے رخ انور کا زلف شب رنگ نے اور بھی جوبن دوبالا کر دیا ہے۔ وہ فرنگ کی نہین ہین۔

آزاد۔ ایک تو روس کی ہین۔ دوسری کوہ قاف کی پری۔

مرزا۔ یہ کہان مل گئین شادی ہو چکی ہے نہ۔ یا جڑا کیا حسن آرا سینگی تو کیا کیسگی۔ آخر ملین سطرح۔

آزاد۔ ہوٹل مین ہم ٹھہرے تھے۔ وہان یہ بھی آیا کرتی تھی۔ کوہ قاف کی پری سے ایک دن آنکھین لڑین دوسرے روز کمرے مین دروازے کے پاس کھڑی ہین اتفاق سے مین بھی وہین پر کھڑا تھا مگر مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ یہ پری اسقدر قریب ہے کہ دفعۃً سے

پردے سے ایک آواز خوش آئی
جسنے چپ سی مجھ کو لگائی

وصف کی اسکی تاب کہان ہے
رنگ بیان کی لال زبان ہے

کیا کہون اسکی سحر بیانی
لفظ کئی اور لاکھ معانی

چھیڑ کی باتین جادو مائل
جس سے مسخر ہو ہی گیا دل

پردہ اٹھایا شوق نہان نے
منھ کو چھپایا تاب توان نے

چلمن اٹھا کے دو ہین گرائی
ایک جھلک سی اپنی دکھائی

آواز خوش کان مین آتے ہی مین تاڑ گیا کہ ہو نہو وہی پری پیکر حور وش پرکالۂ آتش ہے اور ویسے ہی دماغ مین اسطرح کی خوشبو آئی کہ مست ہو گیا صبح تک غرق خاک ہوگئی

اِس شوخ نے دروازہ کھولا اور صاف بند کرلیا۔ ہائے اُس شوخی کے صدقے جھلک دکھائی اور صورت چھپائی ہے

کیا کہون عالم اُسکی جھلک کا	رنگ اُڈے ہے مہر فلک کا
جون نظر آئی وہ ہین نہان تھی	کیسی بجلی برق طپان تھی
زلف مسلسل سلسلہ جنبان	حلقہ کاکل یا دُر دندان
تیغ شکاری خنجش ابرو	چشم کی گردش شوخی آہو
بسکہ وہ شکل پردہ نشین ہے	دل سے زبان تک آئی نہین ہے
گرچہ مرا ہر موے زبان ہو	تو بھی سراپا وہ نہ بیان ہو

الغرض رفتہ رفتہ نوبت باینجا رسید کہ شب ماہ مین ہم اور وہ نازنین ہاتھ مین ہاتھ دیے سیر کرتے تھے اس روش مین کرسیون پر بیٹھے۔ اُس روش مین ٹہلے۔

ادھر مرزا صاحب اور آزاد مین یہ گفتگو ہوتی ہی تھی ادھر خواجہ صاحب کو پٹھان پٹی پڑھا رہا تھا کہ شتاب جان بیوہ ہین انکے ساتھ شادی کرکے کیون مفت مین الو بنوگے

برسبیل تذکرہ یہ کہانی جان کی شروع کی۔ جان نامی ایک شخص جانورون کی بولی خوب سمجھتا تھا آپ جانیے دنیا تو بیوقوفون سے خالی نہین ہے دو چار اُلو کی دم فاختہ ہاتھ جوڑنے لگے کہ یارہم کو جانورون کی بولی سکھا دو۔ مگر جان نے کہا خبردار پھر نہ ایسا کہنا۔ اسمین ہماری جان کا خطرہ ہے۔ معاف ہی کیجیے تو بہتر ہے۔ تمھارا فائدہ کرون اور اپنی جان دون بھلا یہ کون دانائی ہے آخرکار جب ساری دنیا کی سیر کرلی اور دیکھا کہ اس علم سے کچھ وصول نہین تو گھر واپس آئے جب سب جگہ سے ہارے تو آئے نا ن پارے۔

اپنی بہن سے انھون نے کہا کہ برسون اِدھر اُدھر مارا مارا پھرا اب تھک گیا۔ جی چاہتا ہے کہ شادی کرکے گھر ہی پر رہون کہین آؤن نجاؤن۔

بہن۔ خدا تمھاری آرزو بر لائے مگر بھائی واسطے خدا کے بیوہ کے ساتھ شادی نہ کرنا۔ ورنہ پچھتاؤگے۔ ؎

رہ راست برو اگرچہ دور ست	
زن بیوہ مکن اگرچہ حور ست	

جان۔ یہ کیون۔ مین نے بعض بعض بیوہ ایسی دیکھین ہین جو کنواریون سے اچھی ہین حسینہ و جمیلہ خوب رو و خوش ابرو اور زرد ار بھی ہین

بہن۔ بھائی تم یہ باتین کیا جانو۔ بیوہ کا دل موسم تابستان کے آفتاب کا سا ہوتا ہے۔ نہ گرمی نہ روشنی۔ جیسی حور ہوئی۔ ویسا ہی اسکا اثر ہو اگر دوشیزہ کا دل موسم تابستان کے آفتاب کا سا ہوتا ہو گرمی کی گرمی روشنی کی روشنی اور اہتزاز نسیم سحری کے وقت بھینی بھینی خوشبو آتی ہے۔

جان۔ اچھی بہن اب لو مین رخصت ہوتا ہون۔

بہن۔ خدا حافظ ہے جایئے۔ مگر جو کچھ مین نے کہا ہے وہ بھول نہ جانا اور نہ یاد رکھو بہت پچھتاؤگے۔

خیر۔ بہن سے رخصت ہوکر حضرت روانہ ہوے اور ایک شہر مین جہان انکے اور اعزہ اقربا رہتے تھے شادی کی فکر مین بود و باش اختیار کی رفتہ رفتہ اکثر کنواری لڑکیون اور بیوہ عورتون سے ملے اور منتخب کرنے لگے۔

اب سنیے کہ جب دوشیزہ لیڈیون کی صحبت مین ہوتے تھے تو اُنکی بھولی بھولی باتین اور خلقی ادا اور صلبی

بانکپن پر عش عش کرتے تھے اور جب بیوہ عورتوں کی صحبت
مین نشست و برخاست کا اتفاق ہوتا تھا تو انکی اشارت
آشنا نگاہ اور بے حجابی سے ملنا اور چہل اور مذاق دل کو
گدگداتا تھا۔ سوچے کہ یا خدا کنواری سے شادی کرون
یا کسی بیوہ کو بیاہ لون۔ کنواریان بی رنگین ادا بانکی ترچھی
اور حسین ہین اور بیوہ بی شیرین بیان نازک میان
اندام حسین ہین۔

آخر کار ایک صنم دل فریب طاؤس زیب بیوہ پر
ایسے مفتون ہوے کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور اُسی
بت بے پیر کا کلمہ پڑھنے لگے اور نوبت بانجا رسید کہ اسکو
اپنے گھر لے آئے اور شادی کرلی۔

میان۔ بیوی دیکھو اب مل جل کے رہنا۔ ہان۔

بیوی۔ میان تم پر سے قربان جاؤن۔ دل سے تمھارا
پیار ہے۔

میان۔ خدا کرے ہم تم مزے اور لطف سے زندگی
بسر کرین۔

بیوی۔ تمھاری سی ہو کے رہونگی۔

میان۔ ایسی ہی بیوی مین چاہتا تھا دل مین ہمنے
ہم کو ڈرا دیا تھا کہ خبردار بیوہ کے ساتھ شادی نہ کرنا
مگر یہ بیوہ دل و جان سے ہم پر قربان اور عاشق زار ہے

بیوی۔ تم کبھی اپنے دلمین یہ خیال نہ کرنا کہ مین تم سے
زیادہ دنیا مین کسی اور کا کہنا مانونگی ایسا نہین ہوسکتا

اب سنیے کہ ادھر یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر گھر کی
مرغیون نے آ بسین کہا۔ آج ہمین فاقہ ہے۔

بطخ۔ ہمارے مالک ہمین بالکل بھول گئے۔ افسوس ہے
مرغی۔ مین مگر ہمان کون کی بانگ دونگی تاکہ انھین
یاد آ جائے۔

بطخ۔ تم بانگ دو۔ تمھارے بانگ دینے سے انکو شک
ہوگا مین خود بانگ دونگا۔ پھر فاقہ نہ رہیگا۔

یہ گفتگو سُنکر جان بہت ہنسے۔ خادمہ کو حکم دیا کہ مرغیون
اور جانورون کو کھلاوے۔

بیوی۔ کیا ہنسے میان۔ آخر ہنسی کس بات پر آئی

میان۔ تم کو اس سے کیا مطلب ہو تم اپنا کام کرو۔

بیوی بس جاؤ معلوم ہوگیا کہ تمھین ہمارا ذرا بھی پیار
نہین ہے۔ یہ بھی کوئی بڑی بات ہے ذرا بتا دو تو کیا
ہو جائے گا۔

میان۔ اگر بتا دونگا کہ کیون ہنسا تو میری جان جائیگی

بیوی۔ چاہے جو ہو مجھے بتا دو ضرور۔ اگر میرا پیار ہو
تو ضرور بتا دو۔ ورنہ مین سمجھونگی کہ تم میرے دشمن ہو پیار
میان نہین ہو۔

راوی۔ اسدری محبت۔ میان کا قول ہے کہ اگرچہ بتا دونگا
تو جان جائیگی۔ بیوی کہتی ہے کچھ پروا نہین۔ چاہے جان
جائے مگر مجھے معلوم تو ہو کہ ہنسے کیون تھے۔

اسپر ہمین ایک مثل یاد آئی کہ ایک شخص نے بیوہ سے
اقرار کیا کہ مین تمھارے ساتھ شادی کرونگا شادی کے لیے
ایک روز مقرر ہوا مگر دونون مین بحث ہونے لگی۔
مرد۔ مین سامنے والے گرجا مین شادی کرونگا۔
بیوہ۔ واہ مین ہرگز نہ مانونگی۔ سات بار اُس گرجا مین
میری شادی ہوئی ہے اور مین قسم کھا کے کہتی ہون کہ
سات ہی بار اور اُسی گرجا مین بیاہی جاؤنگی جب تو

وہ چراغ بالہوے کہ اسے گھر بیاد دیا۔ کہا۔ بی معاف جوسات بار اور شادی کرنے کا شوق چرایا ہے تو غلام کو معاف ہی رکھیے بلی بچتے چوہا لنڈورا ہی بھلا گا خیر الغرض میان نے مجبور ہو کر کہا۔

میان۔ اگر میری زندگی کی خواہان ہو تو کفن منگوا رکھو کیونکہ ادھر از سر بستہ کھلا اُدھر جان گئی۔

بیوی۔ اچھا (آدمی کو حکم دے کر) کفن جا کے لے آؤ۔

راوی۔ اس بے تکلفی اور بے ساختہ پن کے صدقے جھٹ سے کفن بھی منگوا لیا اور اصرار کے ساتھ کہا میان کفن پہن کے ہم کو بتا دو کہ ہنسے کس بات پر تھے

میان۔ اچھا میں ذرا آخری پرستش کر لوں اب مرتا تو ہوں ہی یاد خدا تو کر لوں (یہ کہکر یاد خدا میں مصروف ہوا ہے۔

اب سنیے کہ ایک مرغ نے اتفاق سے ایک دانہ پایا اور کھٹکنے لگا۔ مرغی نے قریب آن کر پوچھا یہ کیا ہے تمنے زمین پر کیا پڑا پایا۔ مرغ نے جھلا کر کہا۔ تجھے اس سے کیا واسطہ۔ یہ سمجھے امید نہ رکھنا کہ میں ہر ایک بات خواہ مخواہ تجھ سے بیان کرتا پھرونگا۔ میں اپنے مالک کا سا پاگل نہیں ہوں کہ اپنی ظالم جورو کے سبب سے اپنی جان دے رہا ہے۔ جان نے جو یہ سُنا تو کفن پھاڑ کے چیخ اٹھا اور بیدے کر اپنی بدبخت بیوی پر رسید کر کے کہا اے ظالم عورت۔

کیا تو مجھے ایسا بیوقوف سمجھتی ہے کہ تو ذرا سی بات کے لیے میری جان لے اور میں چپ چاپ زندگی سے ہاتھ دھوؤں مجھے بہن کی نصیحت یاد ہے کہ بیوہ کے ساتھ کبھی شادی نہ کرنا۔

خوجی۔ یار یہ تو نے بُری سنائی۔ مگر شتاب جان کے بیوہ ہونے کا ثبوت کیا ہے اس سن میں تو بیوہ ہوتے کسیکو سنا نہیں۔

پٹھان۔ انکا کیا سن ہے آپ کے نزدیک۔ آپ انکو کوئی بچہ سمجھتے ہیں کیا آخر آپ کے نزدیک انکی کیا عمر ہوگی۔

خوجی۔ ابھی کیا عمر ہوگی بہت ہوں پینتیس چھتیس۔

پٹھان۔ پینتیس چھتیس نہ سہی سینتیس اڑتیس سہی۔

خوجی۔ پھر اس سن میں بیوہ ہونا کیا معنی۔ لے یار تم عورتوں کی باتیں نہیں جانتے یہ اپنی قدر بڑھانے کیلیے کہدیتی ہیں کہ ہم تو بیوہ ہیں یعنی اپنی خوبصورتی ظاہر کرتی ہیں کہ تمھارے پہلے اور بھی ہم پر رجھ چکے ہیں تم ہی اکیلے نہیں ہو۔

پٹھان۔ (مسکرا کر) اور اکثر عورتیں سن بھی زیادہ بتاتی ہیں اسکا کیا سبب جناب خواجہ صاحب بہادر۔

خوجی۔ ہونھہ اب سب گر ایک ہی دن میں گھول کر پلا دوں۔

پٹھان۔ (قدم لیکر) خدا کے لیے استاد بتا دو۔ آخر پھر شاگرد ادھورا رہجائیگا تو کون بدنام ہوگا۔

خوجی۔ سن اس سے زیادہ بتاتی ہیں کہ لوگ تجربہ کار سمجھیں اور حرمت کریں۔

پٹھان۔ سبحان اللہ واہ استاد کیا کہنا ہے اور صحیح بھی یوں ہی ہے اگر عورت اپنے کو کم سن بتائے تو کوئی شادی

کاہے کو کرے کوئی پاگل ہے کہ پندرہ سولہ برس والی کے ساتھ شادی کریگا۔ ہان چالیس کی ہو پچاس کی ہو تو کیا مضائقہ۔ اب یہ دیکھیے کہ بی شتاب جان صاحب کے ساتھ شادی کرنے کا قصد ہے یا ہین ایسا نہو کہ جھانسا دیجیے اور شادی نہ کیجیے مگر یاد رکھو استاد اگر نہ بیاہا تو بہت پچھتاؤگے اور عمر بھر یاد کروگے کہ ہان کسی شاگرد نے صلاح دی تھی۔

حوجی۔ بھئی شاگرد تو لڑکے کے بجاے ہوتا ہے تو اگر شتاب جان کے ساتھ مین نے نکاح پڑھوایا تو وہ تمھاری والدہ کے بجاے ہوئین۔

پٹھان۔ یہ پیچھے سمجھا جائیگا پہلے منظوری تو ظاہر کیجیے۔

حوجی۔ اچھا صاحب منظور۔ خدا جانے میری صورت مین کونسی بات ہے جو کم سن گلبدن گلعذار ایک نظر مجھے دیکھ لیتی ہے ریجھ جاتی ہے اور جان ودل سے کوشش کرتی ہو کہ یہ گبھرو گران ڈیل جوان ہمارا میان بنے اور یہان شنوائی ہی نہین کرتے کہ کہتی کیا ہے مصر مین ہزارون عورتین عاشق ہوئین اور کون عورتین شہزادیان اور نوابزادیان اور بڑی بڑی عالی خاندان جی ایسی دیسی نہین اور حور کی بچیان بچہ حور دور از تصور مگر یہان نظر اٹھاکر دیکھا ہو تو قسم لو۔ ؎

صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری
کثرت دود سے سیاہ شعلۂ شمع خاوری

اتنے مین بی شتاب جان صاحب تشریف لائین۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خدا کرکے بچاے آفاری نزاکت نازک بدن نازک ادا نازک اندام معشوق ہے اللہ رے نازکی۔ چوٹی کے بوجھ سے کمر لچک گئی۔ ؎

میان ہست کمرہم ولیکن ندارد میان چیزے
خجالت میکشم از بسکہ تہمت بر کمر بستم

شتاب جان نے کہا آپ سے تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہے اگر جی چاہے اور گران نہ گذرے تو ذرا اس طرف چلیے خواجہ صاحب مسکراکر بولے اللہ کی شان خدا کی قدرت ہو کہ معشوق تک ہم سے اصرار کرین اور ہاتھ جوڑین کہ حضور ذرا تخلیے مین چلین کچھ کہنا ہے۔

خواجہ صاحب تخلیے مین تشریف لاکے شتاب جان کے قریب بیٹھے اور ہنسکر کہا ارشاد۔ جو حکم ہو بجا لاؤن من بدیعا کو اگر توپ کے مہرے پر بھیجدو تو ابھی جاؤن۔ ابھی وہ تو کہو تمھارے سبب سے خاموش ہون ورنہ ابتک دس پانچ کو قتل کرچکا ہوتا۔

بائین ہاتھ کا کرتب ہے۔ یہ کہکر خواجہ صاحب جھپٹ کر دروازے کے باہر گئے اتفاق سے ایک گاڑی والا گاتا ہوا گاڑی آہستہ آہستہ ہانکتا چلا جاتا تھا حضرت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اسکی طرف مخاطب ہوکر گالیان دینے لگے۔ او گیدی۔ قابو جی۔ بھلا خبردار جو آج سے یہ بے ادبی کی۔ نامعقول جانتا نہین ہم کون ہین یہ بے ادبی۔ ہمارے مکان کی طرف سے گاتے ہوے نکلنا کیا معنی۔ ہم بھی کوئی رعایا ہین اور پھر ایک نازک ادا رنگین قبا حسن کی کان شتاب جان کا مکان۔ برگ گل کی بو پھن چھن کے دماغ مین آئے تو سرگرانی ہو جاے۔ کلیون کا چٹکنا گوش

نازک کو از بس گران گذرتا ہے ۔ ؎

اگر بہ چہرۂ گل پاکند ارد نجب می سازد
شکست رنگ گل چون رنزہاے شیشہ بالیں را

یہ تو نازکی کا حال ہے اور تو گیدی گاڑی گڑگڑاتا ہوا ادھر سے نکلا ۔ گاڑی والا پہلے تو گھبرایا کہ یہ ماجرا کیا ہے گاڑی روک کے خوجی کیطرف گھورنے لگا مگر جب خان صاحب نے اشارے سے کہا کہ یہ پاگل سودائی ہین تو مسکرانے لگا ۔ مسکرانا تھا کہ خواجہ صاحب آگ ہوگئے جھپٹ کے گاڑی کے پاس پہونچے اور قریب تھا کہ لکڑی جمائین کہ ۔ اتنے مین ایک رہرو نے لپکے دونون ہاتھ پکڑ لیے ۔ اب خوجی سپٹا رہے ہین اور وہ چھوڑتا نہین اور بھی جھلائے ۔

خوجی بس کہدیا ۔ خیر اسی مین ہے کہ ہمارا ہاتھ چھوڑ دو ورنہ بہت پچھتاؤگے مین جو بگڑ دنگا تو ایک پلٹن کے منائے بھی نہ مانونگا پھر اکھڑ پنجر ڈھیلے کر دونگا ۔

رہرو ۔ ہاتھ تو رستم کے چھوڑائے بھی نہین چھوٹتا ۔

خوجی ۔ لاؤ تو میری قرولی ۔ لاؤ تو پتھر کلا میرا ۔

رہرو ۔ لاؤ تو میرا جوتا لاؤ تو میرا ڈھائی تلے والا چرواہا لاؤ تو زیر پائی اور گرگابی ۔

خوجی ۔ (آہستہ سے) شریفون مین ایسی ہی گفتگو ہوتی ہے جناب ۔

رہرو ۔ شریفون سے نہین تم ایسے پاجیون سے گفتگو ہوتی ہے شریف آپ کے قبلہ گاہ بھی تھے کہ آپ شریف بنے ہین ۔

خوجی ۔ اچھا ہاتھ چھوڑ دو ۔ ورنہ اتنی قرولیان بھونکا کیا دکرے گا تمام عمر ۔ قسم کھا کے کہتا ہون میرا بدن چور ہے اگر اسوقت کپڑے اتارون تو کیا پلٹن کی پلٹن بھک کھڑی ہو ۔ کیا مجال ہے جو کوئی سامنا کر سکے ۔

رہرو نے جو دیکھا کہ شیخی بگھارنے لگے تو ہاتھ کو اور بھی مروڑنا شروع کیا ۔ خوجی کی جان پر بن آئی مگر کرین کیا سب سے زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ شتاب جان کہین ایسی حالت مین نہ دیکھ لین تو پھر بالکل نظرون سے گر جائین ۔

الغرض اور تماشائی جمع ہوے ۔ لوگون نے پوچھا کیا ہے ۔

خو ۔ ہم شاہی کے کمیدان ہین جی اور ہے کیا ۔

تماشائی ۔ پھر اس سے مطلب سوقت جھگڑے کیون کھڑے ہین آپ ۔

رہرو ۔ صاحب یہ گاڑی والا بیچارہ گاتا ہوا چلا جاتا تھا حضرت نے گالیان دینی شروع کین کہ گاتا کیون ہے

خوجی ۔ ہمارے دولت خانے کی طرف سے گانا جاتا تھا ہم نے روک دیا ۔

تماشائی ۔ اے صاحب آپ منع کرنے والے کون ۔ آپ کچھ خدائی فوجدار ہین خلق خدا کے منع کرنے والے آپ کون ہین ۔

خوجی ۔ چھوڑ دو جی ۔

رہرو نے خواجہ صاحب کے ہاتھ چھوڑ دیے ۔

جھاڑ پونچھ کے اندر گئے ۔ شتاب جان سے کہا مین بات پیچھے کرتا ہون قرولی پہلے بھونکتا ہون ۔ مردک رہرو

گاتا ہوا جاتا تھا جاتے کے ساتھ ہی مین نے پکڑ کے پٹے اتنی چپتین لگائین کہ بھرتا ہی بنا دیا۔ دو چار حمایتی آئے انکا بھی بھرکس نکالا۔ ہلات تیرے کی۔ آگ برستی ہو میرے منھ سے مگر مین دیکھتا ہون کہ تم میرے قتل کی پوری پوری فکر کر رہی ہو ابکی اور بھی نکھر کے آئین اسوقت اور بھی جوبن ہے غضب کا پھبن ہے۔ ستم کا جوبن ہے اور اس چال نے مجھے مار ڈالا تڑپا دیا۔ اب زندگی محال ہے۔ ہاے کیا چال ہے۔ ؎

پیشتر زانکہ دہر خامہ بدستش استاد الف قامت او مشق قیامت میکرد

اب یہ بتاؤ بی شتاب جان صاحب کہ جس نیکبخت بدنصیب سے پہلے تمھاری شادی ہوئی تھی وہ اب کہان ہین اور کس قماش کے آدمی تھے اور تم سے اس سے جدائی کا کیا سبب ہوا۔ شتاب جان نے کہا یہ تو مین سب عرض کرونگی پہلے یہ فرمایئے کہ اس موے کو نیکبخت کہا تو بدنصیب کیون کہا جو نیک بخت ہے تو بدنصیب کیونکر ہو سکتا ہے۔ خوجی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ جان جان قسم خدا کی میری باتین جواہرات مین تولنے کے قابل ہین نیک بخت اس سبب سے کہا کہ آپ کی سی ماہرو شاہد رعنا جمال پائی اور بغل گرمائی اور بدبخت اس سبب سے کہا کہ یا وہ مر گیا یا تم نے اسکو نکال باہر کیا یا وہ کسی اور پر ریجھا جو ہر طرح بدبخت ہوا۔ اگر مر گیا تو جوان مرگ ہوا۔ کیونکہ ابھی تمھارا ہی کیا سن ہے جو اس کا پین کچھ ہو گا۔ اور اگر تم نے نکال دیا تو وہ مردود ہوا اور اگر کسی اور پر ریجھا تو یاد رکھنا مغفرت نہوگی کہا تم کہا وہ۔ ؎

از بس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی

شتاب جان نے کہا۔ پہلے میری شادی ایک بڑے خوش رو جوان کے ساتھ ہوئی تھی۔ جسکی نظر اس پر پڑی وہ ریجھ گیا ہاتھ پاؤن خوب صورت اور سانچے کے ڈھلے ہوے گول بدن چہرہ نورانی۔ شنجرفی رنگ خون برستا تھا۔ آنکھین مست خواب۔ ؎

در عہد جمال تو نگیرند ز گل آب عکس تو بہر آب کہ افتاد گلاب ست

اور زیب و آرائش نے اور بھی جوبن کو دوبالا کر دیا۔ ؎

صد شکل خوب چرخ کشیدہ خراب ساخت تا صورتے بسان تو اے آفتاب ساخت

خوجی۔ بی شتاب جان صاحب کا خدا گواہ ہے۔ بندہ آپ کے ساتھ شادی ضرور کریگا۔ آپ تو فارسی دان ہین۔ ازین بہ بتر واہ واہ۔

شتاب جان۔ اور حاضر جواب ایسا تھا کہ ادھر بات کی اُدھر غزل کی غزل موزون کر ڈالی۔ بڑا تیز طبیعت۔

خوجی۔ یہ بات تو اپنجاب مین بھی ہے۔ دس ہزار شعر ایک منٹ مین کہہ دون پورے دس ہزار ایک کم نہ دو زیادہ اور خدا میرا گواہ ہے۔ آنکھین میری نرگسی ہین۔ رنگ میرا بھی سرخ ہے ہاتھ پاؤن میرے بھی سانچے کے ڈھلے ہین اور بمبئی بھر مین

مشہور ہو گیا کہ شتاب جان کے ساتھ خواجہ بدیع الزمان کی شادی ہونے والی ہے ؎

اُس پر یوش سے لگاتے ہین مجھے
لوگ دیوانہ بناتے ہین مجھے

خواجہ صاحب نے دل مین ٹھان لی کہ شتاب جان کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ ورنہ جگت ہنسائی ہوگی کہ آزاد تو مزے مزے بیاہ لائے اور ایک حسینہ سے یہان شپّہ لگایا اور بدیع پاشا جیسے گئے ویسے ہی آئے۔ ہنسنے والے دنیا مین بہت ہین۔ پھبتیان ہونگی کہ۔ ؎

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چون بیاید ہنوز خر باشد

شتاب جان لگاوٹ کی باتین کرتی ہی تھی۔ سوچے کہ موقع اچھا ہے جب خوجی نے معشوقہ کو یقین دلایا کہ آپ سے نکاح کرنے پر حضرت تلے ہوئے ہین تو شتاب جان نے چند شرطین پیش کین۔

شتاب جان۔ خواجہ صاحب اسمین شک نہین کہ آپ سا دولھا ملنا مشکل ہے۔ اول تو جوان جہان گبھرو۔ ابھی مسین بھیگتی ہین۔ دوسرے آدمی کیا شیر معلوم ہوتے ہو سینہ فراخ کلائی چوڑی۔ کمر نازک۔ پھر سپاہی آدمی ہو اور میرے وطن کی عورتین سپاہیون کی عاشق زار ہین اسکے علاوہ شاعر ہو۔ مگر ذرا مزاج کے جھلے ہو بس اتنی خرابی ہے۔

خوجی۔ اگر اطاعت کروگی۔ مطیع ہو کے رہوگی تو ہم موم دل ہو جائینگے اور جو کہیں ہم سے لڑو گی تو ہمارا مزاج بیشک جھلا ہے۔

شتاب جان۔ میسا ن مین لونڈی ہو کے رہونگی مجھے کیا واسطہ۔

خوجی۔ ازین چہ بہتر خدمت سے عظمت ہے حضرت سلامت۔

شتاب جان۔ مگر یہ بتاؤ کہ رہوگے کہان مین بمبئی مین رہونگی یا گرونواح بمبئی مین۔ یہ نہوگا کہ تمھارے ساتھ ملکون ملکون ماری ماری پھرون۔

خوجی۔ اجی مین تمھارا ساتھ دینے کو آمادہ ہون جہنم تک تو جان من تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگا بس انتہا ہوگئی۔

شتاب جان۔ اللہ کرے تیری زبان جل جاے اور سنو موے کی باتین۔ جہنم مین جاتو۔ بالکل پھوہڑ ہی رہا۔ یہ تو بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔

خوجی۔ تم جہان رہوگی وہان مین بھی رہونگا۔ مگر۔

شتاب جان۔ اگر مگر مین نہین جانتی۔ ایک تو تمکو افیم نہ کھانے دونگی تم نے افیم کھائی اور مین نے کسی بہانے سے زہر کھلا دیا۔

خوجی۔ اچھا نہ کھائینگے۔ پینگے۔ کچھ فرض ہے کہ افیم کھائین ہی افیم نہ کھائی۔ پی سہی۔ چھٹی ہوئی۔

شتاب جان۔ کھانے دونگی نہ پینے دونگی۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ نوکری ضرور کرو بغیر نوکری کیے گذارا نہین ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ میرے عزیز دوست رشتہ دار جو آتے ہین یہ سب بدستور آیا کرینگے۔

خوجی - چہ خوش - ان بدمعاشون کو ہرگز نہ آنے دونگا
الغرض بعد خرابی بسیار راے قرار پائی کہ شتاب جان
کے ساتھ نکاح ہو جاے مگر خواجہ صاحب نے جو انکے رنگ
ڈھنگ دیکھے تو کھٹکے اور طرہ یہ کہ دوسرے روز وہ
انکو ایک قصبے مین لیگئی جو بمبئی سے کئی اسٹیشن کے
فاصلے پر تھا - وہان آزاد نہ مرزا صاحب سنہ اپنا نہ بیگانہ
خویش نہ بیگانہ - شتاب جان دشمن خانصاحب سیدھی
بات نہین کرتے - جان عذاب مین شتاب جان
کے ہاتھ جوڑکر عرض کرتے ہین تو وہ ٹھوکر لگاتی
ہے -

خوجی - مین تو دل لگی کرتا تھا - شادی کیسی - اور بیاہ کیسا
چھ اوپر ساٹھ برس کا میرا سن ہے - اب مین شادی
کیا کرون - ایک پاؤن قبر مین لٹکائے بیٹھا ہون - تم
ابھی اللہ کی عنایت سے جوان ہو - تمکو سیکڑون
خوبرو جوان مل جائینگے عجب طبیعت تمنے پائی ہے میرے
منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت خواہ مخواہ کے لیے نکاح کرکے
عمر بھر غم کی آگ مین جلنا اس سے کیا فائدہ ہے -

شتاب جان نے یہ قصہ سنکر کہا - تم کو اس سے
مطلب کیا بوڑھے ہو یا جوان اسکی مجھے فکر ہونا چاہیے
جب میرا تم پر دل آیا اور تم نے مجھے پرچک دی اور
مجھ سے کہا کہ شادی منظور ہے پھر اب انکار کرنا کیا معنی
اچھے ہو تو میرے اور برے ہو تو میرے - اب تو مین
سارے زمانے سے کہہ چکی کہ شادی ہوگی خواجہ بیع صاحب
ہمارے دولھا بنینگے - اب مجھے کیون ذلیل کرتے
سب مین ہنسی ہوگی -

خواجہ صاحب سوچے کہ بہت برے پھنسے - پردیس
شہر بیگانہ - ایک آدمی سے بھی ملاقات نہین -
مفلس ٹکا پاس نہین - اور یہ شادی پر تلی ہوئی ہے
اپنی عقل پر خواجہ صاحب نے کمال افسوس کیا اور ایک گوشے
مین جاکر آزاد پاشا کے نام یہ خط لکھا -

محمد آزاد پاشا ثاقوت بازوے برادر ان میرے بڑے
بھائی اور بزرگ یہ خط غور سے ملاحظہ فرمائین سلامت بعد
گریہ گریہ سلام وافتک اشک بندگی کے حال زارمین
بدیں ماجرا برطرازی کہ عشق مین شتاب جان کے جان
کھونا کام ہے - ع

کارے کہ نکو نشد نکو شد

کہ نہ شد - میری آنکھ سے اب غفلت کا پردہ اٹھ گیا مین
کچھ اوپر ساٹھ برس کا ہونگا - اس سن شریف مین زوجۂ
ثانیہ کا خیال غلط در غلط اور سراسر غیر واجبی ہے
شتاب جان جسپر برسون سے جان دیتا ہون اب
مجھ پر خود عاشق ہے اور جسطرح پر جسم زار اس بدیع
کا چور ہے اسیطرح شکل صورت بھی چور ہے مجھے کوئی دیکھے
تو سمجھے ہڈیان تک گل گئی ہین مگر آپ خوب جانتے ہین
کہ انھین دبلے پتلے ہاتھ پاؤن پر مین نے مصر
کے ایک نامی گرامی پہلوان کو لڑا دیا اور انھین
ظاہری ننھے ننھے ہاتھ پاؤن پر ایک دیوانی
حبشن سے بوازعفران کی پتھر اور لاتین
سہین اور اف تک نہ کی - دوسرا
ہوتا تو کچھ مرنکل جاتا - اسی طرح میری
شکل مین یہ بات حاصل ہے کہ گو ڈھول کے

اندر پول ہے مگر جو دیکھتا ہی عاشق ہو جاتا ہی مرد عورت دونون - یہ عجیب بات ہے مین بعض اوقات خود متحیر ہوتا ہون کہ یہ کیا اسرار ہے مگر کوئی بات سمجھ مین نہین آئی خیر - اب دلی خواہش یہ ہے کہ یہان سے نجات پاؤن اور بھاگ جاؤن - تم بغور بمطالعۂ نوازش نامۂ ہذا خرچ کثیر اور فوج بھیجو کہ خواجہ بدیع صاحب کیمدان کو ہم لوگ لینے آئے ہین - بس سب باتین طے ہو جائین ورنہ موت کا سامنا ہے - ؎

ہین مرگ وصال سے بھی خوش ہون دل جان سے اسقدر ہے بیزار	

سوچا تھا کہ اگر شادی نہ ہوگی تو لوگ ہنسینگے کہ آزاد دو ساتھ لائے اور ایک کو ہندوستان مین بیاہا اور خواجہ بدیع باوصف لیاقت وصباحت و لڑنے بھڑنے روم کے موچی کا موچی ہی رہا - اگر فوج آجائیگی تو شتاب جان خائف ہو کر مجھے چھوڑ دینگی اور اگر زبردستی نکاح پڑھوالیا گیا پھر مین زندہ نہ رہونگا وہ تو سب سے کڑی شرط یہ کرتی ہین کہ افیم بالکل ترک کردو - اور نوکری کرلو افیم کا ترک کرنا معلوم اس شرط کے صاف یہ معنی ہوے کہ جان دے دو - زندگی سے ہاتھ دھو شادی کے پھیر مین مرجاؤ - اور جان ہے تو جہان ہے - اب رہی نوکری - اس سے طبیعت نفور - یہان تو لڑکپن سے فقرہ بازونکی صحبت مین رہے گپ اڑانا باتین بنانا چانڈو پینا اور پلانا افیم کی چسکی لگانا یہ ہمارا کام ہے ہم سے نوکری تو نہ ہوگی - اور بالفرض ٹھہری واجبی ہی واجبی اسلا تلک نہین درست ہے - حساب کتاب سے کبھی واسطہ ہی نہین رکھا - پھر اب نوکری کسکی کرین - سرکاری نوکری کی تلاش ہی فضول ہے - انسان بچپن سالانہ ہوا اور انھون نے کہا تشریف لیجائیے اور یہان بچپن اور دس بیس برس کے ہین بلکہ دو ایک اس سے بھی بڑے ہی ہونگے - کم نہ ہونگے - خیر جناب والا نوکری کا تو یہ حال ہے ہم تو بس اسی مصرف کے ہین کہ کسی نواب زادے کی صحبت مین رہین اور اگر اس کے مزاج مین بو ریاست نہو تو ہم رئیس گر بن جائین - اور ایسا بگاڑ رئیس انکو بنا دین کہ وہ بھی یاد کرے چانڈو کا سامان ہم سے تیار کرالو - افیم ایسی عمدہ پلائین کہ عمر بھر یاد کرے - جس محفل مین جاے ہم مصاحب بنے ہوے ساتھ ساتھ ہون - باقی رہا یہ کہ ہم محرری کرین یا جمع خرچ لکھین یا مختار بن بیٹھین یہ خیر صلاح ہے جسکو اپنا کام غارت کرنا ہو وہ ہمارے تعلق کرے پس اندرین صورت اگر ذرا اسقدر عنایت کرو کہ ہمکو یہان سے چھٹکارا دلوا دو تو بڑی عنایت ہوگی - ؎

چشمۂ فیض سے کچھ اب تو اشارہ ہو جاے نام ہو آپکا اور کام ہمارا ہو جاے	

جواب کا منتظر ہون مس میڈ اکو سلام مس کلیر سا کو بندگی - مرزا صاحب مجھکو یہان پھنسا کے چلے گئے اچھا پھانسا دیا بیگم صاحب کی خدمت مین بندگی عرض کر دینا - اب خط کا اختتام ہے اور دوپہر کا وقت اسکے بعد شام ہے ؎

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

امیدوار مغفرت ایزد منان بندۂ خواجہ بدیع الزمان المتخلص بہ بدیع نوگرفتار عشق شتاب جان ہے

کیا جانی تھی جان بے حکایت
یون داغ عدو کا شکر لے دل

کیون موت دم سخن نہ آئی
بے شرم تجھے جلن نہ آئی

گلشن مین جو خاک مین ہوا پھر
بلبل طرف چمن نہ آئی

ہر چند بخواہم کہ از من آزردہ شدہ معتوب شوم والا آن شوخ چنان ربود از من دل کہ خود ہم دلبر و دلدارست و از نگاہ برادرانہ آن شوخ مارا امید بیہودہ ہے

ہے مجھ پہ نگاہ لطف منظور
کیا خوب نظر ہے چشم بد دور

خدا جانے تم لوگ مجھے خاک مین ملانے ہو مین نے کیا قصور کیا رہ گیا۔ تمہاری طرف سے لڑا بھڑا تھا۔ اسا تھ دیا۔ وقت بے وقت کام آیا صلاح دی مشورہ دیا۔ اور اب وہی آزاد مجھے فنا کیے دیتا ہے اور خاک مین ملائے دیتا ہے۔ ؎

مین تم کو نہین مرے رولانے سے حصول
تو بان نہین مرے جلانے سے حصول
مین خرمۂ گل نہ آب باران بہار
ظالم مرے خاک مین ملانے سے حصول

فقط۔ حررہ ایضاً یعنی خواجہ بدیع الزمان بدیع یہ خط لکھکر شتاب جان کو دیا اور کہا خدارا کسیطرح سے آزاد پاشا کے پاس جلد پہونچاؤ۔ ان سے آخری صلاح لیتا ہون۔

شتاب جان۔ آخری صلاح کیسی ہوتی ہی کیا مرتے ہو۔

خوجی۔ پہلے تم کو بیاہ تو لین۔ ابھی مرنے کا زبان پر نام نہ لاؤ تم بیکار ہمین کوستی ہو۔ ابھی تو تمہارے ساتھ شادی کرنی ہے۔

شتاب جان۔ پھر کسی سے کہنے سننے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔

خوجی۔ شادی بیاہ کوئی خالجی کا گھر نہین ہی۔ ذرا اس بارے مین انسان کو سوچ سمجھ لینا چاہیے نشیب و فراز اور نیچ۔ دنیا مین شادی سے بڑھکر اور کیا ہے۔ یہ بڑا نازک معاملہ ہے بے سمجھے بوجھے شادی کر لینا عقل کے خلاف ہے یہ تو تم خود ہی جانتی ہو کہ سالہا سال سے تمہارا عاشق زار ہون فقط اسقدر البتہ دریافت کرنا ہے کہ تمہاری شرطون کو کہانتک منظور کرون بس اور کچھ نہین۔

شتاب جان۔ جاؤ ہم نے بلا شرط شادی منظور کرلی۔

خوجی۔ ازین چہ بہتر۔ اچھا منظور۔ دل سے منظور ہے۔ مگر خدا کے لیے یہ خط تو بھیجدو۔

شتاب جان نے خط لیکر ڈاک کے ذریعے سے روانہ کر دیا اور خوجی سے کہا کہ یہان تم اپنے کو خواجہ پاشا یا بدیع پاشا مشہور کرو تاکہ میری وقعت ہو۔

خواجہ صاحب نے جھلا کر کہا۔ معقول۔ مشہور کر دیا معنی۔ کیا کچھ غلط بات ہے۔ ہم پاشا ہمارا باپ پاشا۔ پدر بر پدر پاشا۔ مشہور کرنا کیا معنی

مسیح پاشا تو ہمکو حضرت سلطان سے خطاب ملا تھا۔ یہ سلطانی خطاب کوئی ہم سے چھین سکتا ہے بھلا۔ اور ابھی تو ہمکو یہان آئے عرصہ نہین ہوا۔ دو چار روز مین دیکھنا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور کتنے آدمی ہماری زیارت کو آتے ہین۔

اب سنیئے کہ خانصاحب خاص مالوے کے باشندے تھے انھون نے جو خوجی کو افیم کا شائق پایا تو مالوے کی نہایت عمدہ عمدہ افیم بلائی۔ دو دن مین خواجہ صاحب جرعہ جرعہ کرکے اسقدر پی گئے جسقدر چار دن مین بھی نہ پیتے۔ سفر مین اُنکی صحت مین بہت بڑا فتور پڑا تھا اور اس مقام کی آب و ہوا بھی نہ راس آئی۔ طرہ اسپر یہ ہوا کہ افیم چوگنی استعمال کرنے لگے اور غذا مین قلت ہوئی۔ دو ہی دن مین چرم ہوگئے خان صاحب سے افیم پیتے ہوے یون گفتگو کی۔

خوجی۔ صاحب واللہ دوسرا اتنی افیم پیتا تو بول جاتا کیا مجال ہو کہ اس شہر مین کوئی مقابلہ کرسکے اور اس شہر پر کیا موقوف ہے جہان کہے مقابلہ کے لیے آمادہ ہوجاؤن کوئی تولہ بھر پیے تو مین سیر بھر پی جاؤن اور افیون کا گھولنا تو ہمارے سوا اور کوئی جانتا ہی نہین۔

خانصاحب۔ مگر استاد آج کچھ الجھے الجھے بہت ڈھیلے نظر آتے ہین۔

خوجی۔ ہان بھائی۔ آج تو ہمین کچھ بُرے آثار نظر آتے ہین۔

خان۔ ہم جانتے ہین کہ تمنے افیم بہت پی لی ہے۔

خوجی۔ واہ۔ ایسا کہین کہیے گا بھی نہین۔ حضرت۔ آپ بھی آجائین اور بندۂ درگاہ بھی بیٹھے ہین مقابلہ کیجیے

خواجہ صاحب شام تک اور بھی ضعف سے ضعیف ہوگئے مگر مالوے کی پُرانی افیم کا ذائقہ جو چکھا تو چھوڑ نیکو جی نہ چاہا خانصاحب سے سُن چکے تھے کہ بارہ برس کی پُرانی افیم ہے دو دن مین سوا پاؤ افیم پی گئے اور اسکے علاوہ دس تولے چانڈو اڑایا۔ شام کو پینک مین موجین لینے لگے تو شتاب جان نے دق کرنا شروع کیا۔

شتاب۔ اے خواجہ صاحب۔ خواجہ صاحب این! اے واہ ہے۔

خوجی۔ (چشم نیم باز سے) ہون ہون۔ سونے دو۔

شتاب۔ اے آگ لگے تیرے سونے پر مردوے کب تک سوتا رہے گا سونے کی بھی کوئی انتہا ہے۔ اوئی۔

خوجی۔ (ذرا کروٹ لیکر) ؎

قاتل جفا سے باز نہ آیا وفا سے ہم فتراک مین جو سر ہی تو جان ہے رکاب مین

شتاب۔ بھلا خیر ہم تو مجھے تھے خبر آگئی (ہنسکر)

خان۔ کہتی کس سے ہو۔ وہ ہین کہان۔ وہ پہونچے خدا گنج۔

شتاب۔ اے! ایلو پھر پینک مین آیا ابھی تو زندہ ہوگیا تھا اے یہ تو دم چور سا معلوم ہوتا ہے۔

خان۔ (کان کے قریب جاکر) خواجہ صاحب ؎

کھو دیا حسن مدک نے ستم ایجادون کا

اُڑگیا رنگ دھوان ہین کے پریزادون کا

خوجی - (آہستہ سے سر کھجلاکر) یار ذرا سونے دو بھائی

شتاب - (چپت جماکر) میرے ہان پینک والوں کا کام نہین ہی

خوجی - ہم تو اس درسے نہ ہٹینگے نہ ہٹینگے ؎

پھر کوئی صنم پسند آئے مجھ کو | کوئی ماہ لقا جلوہ دکھائے مجھکو
بسمل نے دکھائی ہین انھیری راتین | وہ دن اللہ پھر دکھائے مجھکو

شتاب - ہم دم چور یا نہین - اس پینک کو خدا غارت کرے جسنے ہزارون کی جان لی - اللہ کرے افیم کے کھیتون مین آگ لگے -

خان - خواجہ صاحب - شتاب جان بہت پی گئے ہین یہ ایسا نہو آج چل بسین تو غضب ہی ہو جاے -

شتاب - اے کسی تدبیر سے موے کو شہر بدر کرو -

خان - خواجہ صاحب - اجی خواجہ صاحب - این بولتے ہی نہین - بولو صاحب -

شتاب - ہے ہے پانون تلے کی مٹی نکل گئی اب کیا کرون -

خان - مرزا صاحب کو بلوائیے جنھون نے یہ بلا پیچھے لگائی -

خواجہ بدیع الزمان کی کیفیت دگرگون ہوگئی فوراً حکیم صاحب بلوائے گئے نبض دیکھکر کہا کسی قسم کا سم استعمال مین آیا ہے - اور ضعف اسقدر بڑھ گیا ہے کہ مرض غالب اور طبیعت مغلوب ہوگئی ہے - خانصاحب نے عرض کیا کہ حکیم صاحب مہربانی کرکے کوئی ایسی دوا دیجیے جس سے انکی طبیعت ذرا ٹھہرے تو ہم اگے اعزہ کو تار کے ذریعے سے مطلع کرین -

حکیم صاحب نے پھر نبض دیکھی کل حالات دریافت کیے اور بسم اللہ کہکر نسخہ لکھا اور کہا ابھی پلا دو -

یہ کہکر حکیم صاحب تشریف لے گئے اور شتاب جان ازبس سراسیمہ ہوئین - ؎

ساقیا اب ناز بیجا کس لیے | پین ابر دے محابا کس لیے
بے مزہ ہی شکر افشانی تری | بے نمک ہی سرکہ پیشانی تری
لے تنک ظرف اسقدر بدخو ہنو | دل ہوا کھٹا ترش ابرو ہنو
بے نیازی کا سبب بے مزاج | کیا رہی ہی ہمکو تری احتیاج
کام کیا اب ساغر سرشار سے | بادہ کش ہون جام چشم یار سے

دیکھ دور ساغر مل کی بہار
پھر گئی آنکھون کے آگے چشم یار

آزاد فرخ نہاد نے مرزا صاحب سے ان دونون جادو نگاہ پریون کے ملنے کا حال بیان کیا اور صاف صاف کہدیا کہ مس کلیرسا کے ساتھ شادی کا ذکر بھی نہین آیا ہان کوہ قاف کی پری سے البتہ عہد و پیمان ہوا ہے - اس شوخ پرفن کا احسان میری گردن پر ہے تادم واپسین اسکا احسان نہ بھولونگا بارمنت سے سر نہین اٹھا سکتا - اول تو مین خود ہی اُسپر فریفتہ تھا اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ محبوب گل رخسار مجھ سے لگاوٹ کی باتین کرنے لگی - ؎

کیا کہون پرسش نگاہ کرم
چشم سے غمزہ دا دخواہ ستم

لب جان بخش چارہ جو کیا کیا | الفت آلودہ گفتگو کیا کیا
شادیان دلکو ہمکناری کی | ہائے باتین وہ دوستدار کی کیا
دیکھ اُس لب کی گوہر افشانی | ہو گیا آب امیر نیسانی

مگر مرزا صاحب از برائے خدا آپ بیگم صاحب کو سمجھا دیجے کہ حسن آرا کو بھی اس امر کی اطلاع نہ دین۔

مرزا صاحب نے انکی تشفی کی اور کہا آپ چلیے تو وہ بد و گفتگو ہو جائے یہ کہکر مرزا صاحب آزاد کو لیکر محل سرا مین تشریف لائے بیگم صاحب جھٹ کے کوٹھری مین چلی گئین اور یون باتین ہونے لگین۔

مرزا۔ آزاد بیٹا کو مبارکباد دو کہ صحیح سلامت واپس آ گئے۔ خوشیان مناؤ کہ خدا نے یہ دن دکھایا۔

بیگم۔ خدا انکو صد و سی سال کی عمر عطا کرے۔ آمین

مرزا۔ بڑے بڑے ریاض کے بعد ہندوستان واپس آئے ہین۔

بیگم۔ اگر سچے دل سے ریاض کیا ہے تو اللہ اسکا اجر دیگا

مرزا۔ اگر سچے دل سے کیا معنی کیا اسمین کچھ شک بھی ہے۔

آزاد۔ حضرت اس مرتبہ ہم سے خفا ہین۔ حالانکہ میرا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ صرف حسن آرا کی خاطر سے یہ زحمتین اُٹھائین اور پھر یہ بھی سوچا کہ۔ ع۔

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

ایک تو اس محبوب مطلوب کی خاطر ہو گی دوسرے برادرانہ دینی کی مدد۔

مرزا۔ محمد آزاد صاحب یہ دو تحفے حضور کے لیے لائے ہین۔

آزاد۔ (مسکرا کر) ایک اپنے لیے ایک اپنے دوست مرزا صاحب کے لیے۔

بیگم (بہت تیکھی ہو کر) اور تم سے اُمید کیا ہے کانٹے بو

میرے حق مین۔ مین نے ایسا ہی گناہ کیا ہے۔ دو تین اور نہ اُنکے واسطے لیتے آئے کہتے ہوئے شرم نہین آتی پھٹے سے منھ۔

مرزا۔ یہ چاہین بگڑین ہم تو خوش ہوئے کہ ایسا نادر تحفہ ہمارے واسطے لائے۔ پھر اب مین مکان تجویز دون۔

بیگم۔ پھونک دون مکان و کان کو۔ انسے اور اُسکے کیا تھی کس صفائی کے ساتھ کہتے ہین۔ ایک اپنے لیے ایک اپنے دوست کے لیے۔

مرزا۔ اچھا صاحب ہم کو دکھا دو اسمین کیا عیب ہے

بیگم۔ خیر ہنسی تو ہو چکی اب بتاؤ مین کیا کرون حسن آرا کو نہ لکھون تو نہین بنتی۔ لکھون تو نہین بنتی۔ گو مگو کا معاملہ ہے تم جاکے اُن دونو کو دیکھو کہ کس وضع کس قطع کی عورتین ہین۔

آزاد۔ آپ اسوقت ہمارے ساتھ چلیے۔ اور وہان تھوڑی دیر بیٹھیے بلکہ دونون کو اپنے ساتھ ہی لیتے آیئے۔

بیگم۔ نہین نہین۔ یہان انکا کچھ کام نہین ہے۔ اور سنو ہم اپنی بہن کی سوت کو اپنے ہان بلائین۔

مرزا۔ آخر آزاد کا بھی تو کچھ خیال ہے یا نہین ہے۔

بیگم۔ مین دیکھتی ہون تم باتون ہی باتون مین رہبر گئے۔

آزاد۔ بھابھی صاحب کچھ پوچھیے نہ۔ راستے بھر کلیجا پکا دیا کہ خدا کے لئے اِنکے ہمراہ ہوٹل چلو از برائے خدا ہوٹل چلو اور تم ابھی اچھی طرح صورت نہین دیکھی ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد	

مرزا۔ اب یہ لڑکا آئینگے۔ آپ کی دو گھڑی کی دل لگی ہے اور یہان دو تین روز تک کھٹ پٹ کی گرمی بازار رہیگی

مرزا صاحب سے زین نے کہا حضور کوئی مولویصاحب آپکو باہر بلاتے ہین۔ مرزا صاحب باہر تشریف لائے آزاد تو کھڑے ہوے مگر بہانے سے حقہ اُٹھا لیا اور پھر ذرا بیٹھ گئے اور آہستہ سے یہ اشعار پڑھے ؎

تمکو یہ طور یہ انداز کہان آتے تھے	ستم حادثہ پرداز کہان آتے تھے
ایسے دمسا فسونساز کہان آتے تھے	اسقدر مہر فزا ناز کہان آتے تھے

چشم فتان کو خیال نگہ ناز نہ تھا
غمزہ مانند مرے اشک کے غمازنہ تھا

بیگم صاحب نے جھپ دکھا کر کہا۔ بس ہی تم مین عیب ہے وہ چلے گئے اور تم ڈٹے بیٹھے ہو۔ آزاد نے حقہ لیا اور پیتے ہوے چلے۔ باہر آئے تو مرزا صاحب نے کہا جناب مولانا محمد آزاد صاحب آپ ہی ہین۔ جناب حافظ امان الحق صاحب سے مصافحہ کیجیے آزاد نے حافظ جی صاحب سے مصافحہ کیا اور گفتگو ہونے لگی۔

حافظ صاحب۔ عرصہ دراز سے مشتاق زیارت تھا آج کے روز سعید یہ سعادت نصیب ہوئی اب حضور کا یہان کب تک قیام ہے۔

آزاد۔ جناب دو چار روز کے بعد عزم رواںگی وطن ہے

حافظ۔ جو کارنمایان آپ سے سرزد ہوے انکا تمام اہل اسلام کو شاکر ہونا لازم ہے۔ ہم لوگ اخبارات کے ذریعہ سے آپ کے حالات فتح وظفر دیکھتے تھے۔ عرض نہین کرسکتا کہ طبیعت کسقدر محظوظ و شاد ہوتی تھی۔

آزاد۔ مین نے کوشش کی کہ اپنا فرض ادا کرون اگر ادا کیا تو کسی پر احسان نہین اور اگر جیتا آتا تو افتاد طبع یا اپنی پست ہمتی سے اسکے ادا کرنے مین قاصر رہا تو افسوس ہی کیا ہے منی والاتام من اللہ

حافظ۔ فرض ادا کرنے مین صرف کوشش ہی کرنا مشکل ہے جس شخص کے دلمین یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنا فرض ادا کرے وہ داخل حسنات ہوچکا اور خصوصاً اس ذمہ داری کا فرض ادا کرنا ہر ایک شخص کے امکان مین نہین ہے آپنے اپنے علو ہمت اور حمیت سے ثابت کردیا کہ اسلام کے سچے خیر خواہ اور سچے دوست ہین۔ ؎

جزاک اللہ فی الدارین خیرا	حاک اللہ من شر النوائب

آزاد۔ قصہ ہے کہ مولانا محمد عبدالقدوس صاحب اور مولانا محمد الہر صاحب وغیرہ بزرگون سے لکھنؤ مین اُس مرتبہ شرف ملازمت حاصل ہوا تھا۔

حافظ۔ اس خاکسار کو انھین بزرگان مقدس نے آپکے پاس بھیجا ہے کہ کل شام کو اگر تکلیف نہو تو بلدۂ بمبئی کے ٹون ہال مین ضرور تشریف لائیے۔

مرزا۔ پہلے یہ راے قرار پائی تھی مگر ابھی صاحب رجسٹرار یونیورسٹی کا خط آیا کہ پرسون جلسہ منعقد ہوگا۔

حافظ۔ بہتر ہے۔ کل علماے بمبئی بسروچشم آئینگے اور اہل اسلام جوق جوق جمع ہونگے انکے علاوہ پارسی اور یوروپین اور ہنود اور ہر مذہب وملت کے لوگ آزاد سے مشہور جنرل کو دیکھنے آئینگے۔ آج کل تمام عالم مین آزاد کا ڈنکا بج رہا ہے اللھم زد فزد۔ اکثر اصحاب نے فکر کی ہے کہ عربی مین آپ کیلیے قصیدے تصنیف کرین۔ اس روز قاضی صاحب قبلہ سپاج کرینگے۔

آزاد۔ (ہنسی کو ضبط کرکے) یہ انکی نوازش ہے ورنہ من آنم

کہ میں دانم بندہ اس قابل کہاں کہ علما و فضلا اسپاج کرین مگر خدا کی دین - میرا دین و ایمان یہ ہے کہ برادران قوم سے خصوصاً اور بنی نوع انسان سے عموماً ہمدردی کے ساتھ پیش آؤن جبتک اپنی قوم کی اعانت نہ کرون تب تک صبر و تشکیب محال ہے۔

بے شاہد و بادہ صبر توبہ توبہ	اس عمر میں دل پہ جبر توبہ توبہ
ایام شباب اور دلجوسائی	
فصل گل و جوش ابر توبہ توبہ	

حافظ - بندہ اب رخصت ہوتا ہے پرسون انشاء اللہ ضرور ملونگا - آج درس و تدریس کے سبب سے نہ قاضی صاحب قبلہ کو دم زدن کی مہلت ہی اور نہ جناب مفتی صاحب کو - مولانا عبدالقدوس صاحب نے مسہل لیے ہین ورنہ سب صاحب بالضرور آتے۔

آزاد - یہ توجہ اور عنایت کیا کم ہے - خانۂ احسان آباد

حافظ - رخصت ہوتا ہون (استادہ ہوکر) تسلیمات عرض ہے۔

آزاد - (ادب کے ساتھ) تسلیم فی امان اللہ۔

مرزا صاحب نے آزاد سے کہا کہ نصف بیبی آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے اور سب کے سب یہان اتبک آ گئے ہوتے مگر مین نے آج کا دن خود ٹال دیا کہ دو دن تو آرام کر لیجیے پرسون انشاء اللہ شام کو سب صاحبون سے ملیے گا - بہت خوش ہونگے۔

حافظ جی رخصت ہوے تو آزاد اور مرزا صاحب نے کھانا کھایا تھوڑی دیر آرام کیا - دو گھڑی دن رہے دونون صاحب فٹن پر سوار ہو کر ہوٹل مین آئے آزاد پاشنا کمرے مین گئے تو مس میڈا نے فرط محبت سے بوسہ لیا مس کلیرسا نے خوش خوش ہاتھ ملایا - آزاد سے شکایت کی کہ واہ اجنبی شہر مین اتنی دیر تک خبر ہی نہین لی - بہن ہی سے یہ حال ہے تو اپنے وطن پہونچکر تو شاید بالکل بھول ہی جاؤگے جب آزاد نے مرزا صاحب کی تشریف آوری کا حال بیان کیا اور کہا کہ حسن آرا کے بہنوئی ہین کلیرسا اور میڈا دونون مسکرائین کہا اچھا ہم حمام کر کے کپڑے بدلین تو آپ سے بخوشی ملین - آزاد نے باہر آن کر برآمدے مین کرسیان بچھوائین اور کہا کہ بعد حمام ملاقات ہوگی - آدھ گھنٹے کے بعد دروازہ کھلا اور یہ دونون بلوائے گئے آزاد نے مس میڈا کیطرف اشارہ کر کے کہا (مس میڈا اور مرزا صاحب) مس میڈا ہاتھ بڑھانے ہی کو تھین کہ مصافحہ کرین مگر مرزا صاحب ان رسوم سے ناواقف - چوبگابنے کھڑے رہے تو آزاد نے اشارے سے کہا کہ مصافحہ کرو - حضرت نے ہاتھ ملایا - اسکے بعد اسی طرح مس کلیرسا سے مصافحہ ہوا - دونون پریان نکھر کے بیٹھی تھین ایک بت گلعذار - دوسری نغز گفتار - ایک پری تمثال - دوسری جادو جمال اسکا حسن دلاویز - اسکا جمال مہرانگیز - رخسارے گل تو زلف سنبل سراپا چمن ماہ فریب یاسمین بدن - انکی نوخاستگی اور آراستگی دیکھکر مرزا صاحب دنگ ہوگئے کلیرسا پر نظر ڈالتے ہین تو پریزاد - میڈا کو دیکھتے ہین تو رشک خوبان نوشاد - ایک رو کش پری دوسری غیرت بتان آزری زلف چلیپا سے روح افزا خوشبو چلی آتی ہے جس سے روح کا مشام معطر ہوا جاتا ہے آہی یہ زلف عنبر بار ہے یا مشکتاتار ہے یا طرۂ تابدار ہے یا رایحۂ نسیم بہار ہے - کلیرسا کے تبسم نازنے مرزا صاحب کے

زخم جگر پر جراحت کا کام کیا۔ اس بسم کے مصداق ہے

چون لب لعل تو تشریف تبسم بخشد
داغ را بر ہنہ سازم کہ نمک پوش کند

اور میڈا کے گلوے مصفا پر جو نظر پڑی تو مثل آئینہ حیران ہو گئے۔ ؎

روان اندر گلویش از صفا آب | چو تار پر نیان از گوہر ناب

مرزا۔ یہ صاحب کوئی ایسی زبان سمجھ سکتی ہین جسمین ہم گفتگو کرین۔

آزاد۔ فرانسیسی شاید سمجھتی ہون۔ کچھ پوچھیے۔

آزاد تاڑ گئے کہ مرزا صاحب کا دل آگیا سوچے کہ کہ اب لیتہ بیگم صاحب کے سامنے انکے چھیڑنے کا موقع ملا۔ انکی نظر اُنسے چھپی نہ رہیگی وہ چالاک و تیز مزاج ہین یہ سیدھے سادھے مسلمان۔ ہمکو خوب موقع ہاتھ آیا کہ انکو آڑے ہاتھون لین اور بیگم صاحب کو پرچک دین اب سنیے کہ میڈا نے سادگی سے مرزا صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرانسیسی مین تقریر کرنا شروع کی۔

میڈا۔ ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوے اسم شریف۔

مرزا۔ (بغلین جھانک کے جھیپ گئے) کیا فرمایا۔

آزاد۔ (فرانسیسی زبان مین) جواب دیجیے مرزا صاحب

مرزا۔ (دونون کی طرف دیکھکر اردو مین) جی ارشاد۔

آزاد۔ (پھر فرانسیسی مین) جواب دو صاحب باتین کرتے

مرزا صاحب نے اردو مین آزاد سے کہا یار کیون ذلیل کرتے ہو مین یہ گٹ پٹ کیا سمجھون۔ عجب طرح کے دگلی باز آدمی ہو اردو بولو فارسی مین گفتگو کرو۔

آزاد نے مسکرا کر مس میڈا سے کہا یہ فرانسیسی نہین سمجھ سکتے اُسوقت مس میڈا نے اسطرح ادا سے دلربا کے ساتھ مخاطب کیا کہ آزاد کا بے اختیار جی چاہا کہ لب لعل اور عارض گلگون کو بوسے لین مگر کلیر سا اور مرزا صاحب کیوجہ سے بھرے تھے ایک دفعہ ہی کر چکاتی ہوئی کرسی سے اُٹھین تو مرزا صاحب نے آزاد کی طرف دیکھکر آہستہ سے کہا۔ ؎

لبسکہ باریک ترازموے میانست اورا
بر کمر بار کمر بند گران ست اورا

آزاد۔ کوہ قاف کی مس میڈا یہی ہین کچھ سمجھے حضور۔

مرزا۔ (گھبراکر) معافی چاہتا ہون مجھے بالکل خیال نہ تھا

الغرض تھوڑی دیر کے بعد آزاد اور مرزا صاحب ان دونون پریون کو سوار کر کے گھر لے چلے۔

مرزا۔ میرا خدا اورمین کہ بدی کی راہ سے نظر نہین ڈالی اگر بدی کی نیت دل مین ہو خدا جنت نہ نصیب کرے کفار کے ساتھ حشر ہو۔ گناہگاری تا بہ کے۔ کچھ زاد راہ کی بھی فکر چاہیئے۔ ؎

مومن شوق گناہگاری کبتک | اے تیرہ درون سیاہ کاری کبتک

مان اپنے خدا کو باز آ ہر خدا ئر
اے دشمن دین بتون سے یاری کبتک

آزاد۔ بیگم صاحب ان دونون حور نژاد رشک خوبان نوشاد کو دیکھکر بہت افسردہ دل اور کبیدہ خاطر معلوم ہوتی ہین۔

مرزا۔ ہان کچھ بندۂ درگاہ سے بھی کھٹکی ہوئی ہین۔

آزاد۔ مین انکی چتونون ہی سے تاڑ گیا تھا بھائی جان

مرزا۔ مگر قسم ہے خدا کی کلیر سا کی سی بانکی عورت آج تک نہین دیکھی۔ سبحان اللہ قتل عام کر دیگی۔

آزاد اور اسمین تو شک نہین - بلا کی صورت پائی ہے ؎

کشیدہ قامتے چون تازہ شمشاد | بہ آزادی غلامش سرو آزاد
دو لعلش از تبسم در شکر ریز | دہانش در تکلم شکر آمیز

بخندہ از ثریا نوری ریخت
تمک از پستۂ پُر شوری ریخت

لب لعل برگ گل چشم مست ساغر مل - تازہ و نازک اندام نسترن عذار گلفام - خدا جانے کس خوش نصیب کی زیب آغوش و زینت کنار ہوگی - چاند سا مکھڑا ہے واللہ

چشم چون نرگسے کہ خفتہ بود | فتنہ در خواب و نفتہ بود
تنگ چشمے ز تنگ چشمی دور | ہمہ سروان ز خاک داد از نور

آب گل خاک رہ پرستانش
گل کمر بند زیر دستانش

مرزا - آپ تو تعریفین کر کر کے اور بھی طبیعت کو پریشان کیے دیتے ہین مین کیا اندھا ہون - مین تو دیکھ رہا ہون نزع کی حالت مین ہو اور انسان دیکھے تو ملک الموت سے لڑ پڑے بجلی سے بھی زیادہ شوخ و شنگ اور گرما گرم ہے دل کی آنکھون مین اُس بت جادو جمال کے دیکھنے سے نور آئے اور زلف عنبر بار دماغ روح کو معطر کر دے مگر ہاے ؎

بجل از لطف نگاہت بدو بادام نیم
وز لب لعل تو شرمندۂ دشنام نیم

اب سنیے کہ بیگم صاحب نے آئینے مین اپنی صورت دیکھی تو ان دونون محبوبان گلرخسار سمن عذار کے حسن دلاویز کے مقابل مین رنگ جتا نظر نہ آیا - فوراً مشاطۂ آزمودہ کار کو بلوایا اور کہا آج تمھاری مشاطگی کا کمال ہمین دیکھنا منظور ہے - دریچے کے سوراخون سے اِن دونون پریوکو دیکھو اور پھر ہماری صورت پر نظر ڈالو - اگر اس طرح پر سنوارو کہ انکے سامنے چہرہ ماند نظر آئے تو موتیون اور اشرفیون سے دامن بھر دونگی زمین - اے حضور کوئی مشاطہ ہوتی ہے یہ مشاطہ گرہین ابھی دو ہی مہینے تو لکھنؤ چھوڑے ہوے کربلا کی زیارت کو جاتی تھین لون جو لگی تو ماندی ہو گئین - یہ نواب آبادی الزمانی بیگم اور نواب محبوب محل کے ہان نوکر تھین ایک تو حضور کی صورت یون ہی ماشاء اللہ سے ایسی ہے کہ لاکھ دو لاکھ مین ایک ہین آپ اور پھر مشاطہ ایسی جو لکھنؤ کی ناک ہے سونے پر سہاگہ -

مشاطہ - قربان جاؤن سرکار - نواب جاہت علیخان بہادر کی چھوٹی صاحبزادی کی صورت ایک تو کالی کلوٹی دوسرے اُسپر چیچک کے داغ اور باپ ماں کوئی نہین روپیہ ایرے غیرے پچکلیان مل کے چکھ گئے ایک مہینے لونڈی خدمت مین رہی - پھر اس طرح کا نور چہرے پر برسنے لگا کہ مرزا حیدر علی بیگ کے لڑکے نے دو لاکھ کا مہر نکاح کے وقت لکھ دیا - اور تسپر لونڈی نے کوئی بڑی تندہی نہین کی تھی اور حضور تو یون ان دونون سے بڑی نہین ہین مگر ہان جھوٹ بولنا اور سور کھانا برابر ہے جسکا نمک کھائینگے اُس سے جھوٹ کبھی نہ بولینگے کس زندگی کے لیے - بات یہ ہے کہ یہ دونون ابھی دن سن مین بہت کم ہین اور مسکرا کر - اچھوتی -

زمین - (ہنسکر) یہ ایک ہی کہی - اچھوتی! ہونھ!

مشاطہ - بس حضور جو تازگی چہرے پر بارہ برس کے

رسن مین ہوتی ہے وہ اٹھارہ برس کے سن مین نہین ہوتی
مگر ہان بعضی عورتون کی بلا کی کاٹی ہوتی ہے۔ لڑکی اور جان
بہنین معلوم ہوتی ہین۔ سو سرکار امین اگر حضور سے
بڑھ کے کوئی بات ہو تو یہی ہے کہ ابھی کنوار پنے کے دن ہین
زمین۔ اور کوئی چاہے لاکھ بناؤ چناؤ کرے وہ بات نہین
حاصل ہو سکتی وہ تو بات ہی اور ہے نہ۔ جو بات اللہ
نے پیدا کی وہ بات بندہ بھلا کیا کر سکے گا۔ کس
برتے پر تتا پانی۔

مشاطہ۔ بہن۔ اللہ کا دوسرا تو یہ تو یہ دنیا کے پردے
پر کون ہے مگر اُسی خدائے پاک کی قسم کھا کے کہتی ہون حضور
(ناک پر مٹی لگا کر اور کان پکڑ کر) بڑے بول کا سر نیچا
تو یہ کر کے کہتی ہون کہ وہی بات نہ پیدا ہو تو ناک
کٹوا ڈالون اور پھر اس پیشہ کا نام نہ لون چاہے
لکھ رکھیے۔

بیگم۔ اچھا باتین تو بنت بناتی ہو چکنی چپڑی۔ دیکھین
جو کچھ کہا وہ کہا نک کر دکھاتی ہو۔

مشاطہ۔ حضور۔ ع۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

بسم اللہ شعبدہ باز تو جھوٹ موٹ کا باغ لگا دیتے ہین
مگر دم بھر کے لیے۔ اور لونڈی وہ گل بوٹے دکھائے جنکو
خزان کا خوف نہین ہر دم شاداب مگر نواب صاحب کو
خدا سلامت رکھے جم جم جیین آنے انعام لونگی۔ ہان
زمین۔ اے حضور ہی انعام دینے کے لیے کیا کم ہین
اور مرزا صاحب تو دیکھتے ہی خوش ہو جائینگے۔ ایک بازی
نواب قدسیہ محل نے خوش ہو کے ہین اپنے خاص
پہننے کا نیا جوڑا دیا ہین جو پہن کے احمد کے ابا کے سامنے
گئی تو سلامین کرنے لگے اور اسقدر خوش ہوئے کہ
مین کیا کہون۔

بیگم۔ اب باتونمین تو دیر ہوتی ہے اور۔

زمین۔ تو حضور کمرے مین تشریف لیچلین۔ چلو بہن۔

مشاطہ۔ بسم اللہ بہن کیا عذر ہے یہ دونون کہان سے
آئی ہین۔ کیا کوئی انکو باہر سے لایا ہے۔ نئی پوشاک
ہے۔

زمین۔ یہ مرزا صاحب کے ایک دوست کے ساتھ
آئی ہین۔

مشاطہ۔ ایسی ایسیون کو مرزا صاحب کو نہ دکھایا کیجیے
حضور (مسکرا کر) اتنی لونڈی کی عرض لیجیے حضور تو خود
دانا بینا ہین۔

بیگم۔ (ہنسکر) یہ کاہے سے تم نے کہا۔ وہ ایک نہین
دس کو گھڑ ڈالین۔ ہم سے بڑھ کر کسیکی خاطر
ہو سکتی ہے۔

مشاطہ جادو خیال کی کارستانی و چابکدستی سے بیگم
صاحب کا حسن خدا آفرین اسوقت جمال یوسف پر
چشمک زن تھا آئینے مین صورت زیبا دیکھی تو سر مین نخوت
کی ہوا بھر گئی سوچی کہ اللہ ری مین۔ اپنے بھولے پن
کے صدقے آجتک اپنے جوبن سے خبردار ہی نہ تھی
ایڑی چوٹی پر ایسی ایسی ہزارون کو قربان کر دون مگر
سے چھت پر اسطرح جھومتی ہوئی آئین جیسے طاؤس چمن
ابر کے دن صحن گلشن پر رقص کرتا ہے عطر مین اسقدر
بسی ہوئی تھین کہ دور تک محلہ محلہ عطار بن گیا تھا

پیشخدمت کو حکم دیا جس کمرے مین ان پریون سے ملاقات ہوگی اسکو خوب معطر کرو۔ پھولونکی سیج بچھی۔ عطر کے کنستر کھولدئے گئے طرح طرح کے ولایتی پردے دروازون پر لٹک رہے تھے جب سب انتظام لیس ہوگیا خواص نے عرض کیا حضور اب بلوائیے سب سامان درست ہے ہر شے قرینے کے ساتھ رکھی ہے۔ دنیا کی ہر نعمت موجود ہے۔

بیگم۔ آج البتہ تمنے ہمین خوش کردیا بھرپور انعام دونگی۔

مشاطہ۔ حضور اس سے زیادہ انعام اور کیا ملیگا کہ سرکار خوش ہوگئین اور انعام تو روز ہی پایا کرتے ہین مگر آج لونڈی نے وہ ریاض کیا ہے کہ اگر کسی صاحب ملک کی بادشاہ بیگم کی خدمت کرتی تو پشتہا پشت کے لیے جاگیرین لجاتین۔

بیگم۔ اب آج کے دن تو خاموش رہو کل سمجھا جائیگا۔

مشاطہ۔ (بندگی کرکے) اللہ وہ دن دکھائے کہ صاحبزادہ گود مین کھیلتا ہو اور گھر مین ہم سب خوشیان منائین کہ اللہ کے فضل سے بیٹا ہوا۔

راوی۔ مشاطہ نے تو اپنے حساب بیگم صاحب کے خوش کرنے کے لیے دعا دی تھی مگر وہ کیسقدر بد دماغ ہوگئین انکی خواہش تھی کہ ابھی دو چار برس اولاد نہو تو اچھا۔ مگر کسی سے یہ راے ظاہر نہین کی تھی کہ ہجو لیان ہنسینگی اور طعنے دینگی کہ واہ۔ ایک تم ہی انوکھی عورت ہو۔ جوبن کا اتنا خیال دیوانپن ہے۔ لوگ تو اور دعا مانگتے ہین کہ اللہ بیٹا دکھائے اور تم الٹی دعا مانگتی ہو کہ ابھی دو چار برس بیٹا نہو۔ جوبن برقرار رہے۔

خیر۔ (مین نے آکر کہا۔ سرکار وہ دونون تو اردو کا ایک حرف بھی نہین سمجھ سکتین۔ بڑے حضور نے کسی صاحب لوگ کے ہان سے ایک میم بلوائی ہے۔ آیا ہو کسی صاحب کی انگریزن آیا وہ بولی سمجھا ئیگی مگر سرکار اف ری چتی اور طرہ یہ کہ ذرا نہین جھجکتی ہین۔ بڑے حضور بھی بیٹھے ہین اور وہ جو آئے ہین وہ بھی بیٹھے ہین وہ بھلا خیر ساتھ ہی لائے ہین۔ اسطرح تنی ہوئی بیٹھی ہین سینے کو ابھار کے کہ مین کیا کہون ملکون ملکون کا پانی پیا ہے ناہنجارون کنوؤن کا جو پانی پیے وہ بے حجاب کیونکر نہ ہو جاے اب دیکھیے یہان آن کے باتین کرتی ہین۔ کیا کہتی سنتی ہین۔

زمین۔ حضور وہ بات نہین ہو جو سرکار سمجھتی تھین۔ بڑے حضور کی دو نونین سے ایک پر بھی نظر نہین پڑتی اور پھر چاہے نظر پڑتی بھی ہو اب تو دشمنون کی آنکھون مین خاک اسوقت جو سچ مچ کی پری بھی آئے تو نظرون سے گرجاے اب یہ دونون آئینگی نا کھسل جائے گا۔

بیگم۔ دونون بڑے آئینے آمنے سامنے لگا دو۔ اور اس تصویر پر خلاف چڑھا دو اور خاصدان مین گلوریان بہت سی تیار رہین چاندی سونے کے ورق ان پر لپٹے ہون مگر گلوری کھانا یہ کیا جانین۔ یہ تو بسکٹ اڑاتی ہونگی بس جو انگریزون کی غذا ہے۔ ہان خوب یاد آیا انکے واسطے کالے پانی کی فکر کی ہے یا نہین۔

مشاطہ۔ (ہنسکر) کیا کالے پانی بھیجدیجیے گا۔

بیگم۔ (مسکراکر) ہان جو انکی نیت بری ہوئی تو بھیجنا کرنا پڑیگا۔ ذری تم بھی غور سے دیکھنا انکی نظر تو کسی اور سے نہین پڑتی ہے۔

مشاطہ۔ حضور لونڈی تو پہلے ہی عرض کر چکی کہ ایسی خوبصورت اور بیباک بن بیاہی لڑکیون کا آنا جانا اچھا نہین۔ آیندہ حضور کو اختیار ہے۔

بیگم۔ مین اس غم کا تو تا نہین پالتی۔ اُنکو اختیار ہے جاکے کہو کہ آئین مگر پہلے اُنکو بلا لاؤ جو کچھ کہنا سننا ہو کہدین جسمین پیچھے نہ ٹوکین کہ یہ نہین تھا وہ نہین تھا کہو ذری حضور یہانتک آجایئے۔

زین نے جاکے دونون پریون کو بہت جھک کے سلام کیا اور مرزا صاحب سے کہا حضور گھر مین ذرا بلاتی ہین۔ مرزا صاحب زنانخانے مین آئے بیگم صاحب کو دیکھا تو آنکھین کھل گئین از سر تا پا نظر ڈالی علٰحدہ کمرے مین لیجا کر گل رخسار کا بوسہ لیا۔ مگر بیگم صاحب جھپٹ کر باہر چلی آئین کہا بس بس۔ اب یہ احتلاط اور ٹھنڈی گرمیان رہنے دیجیے مین سب دیکھ رہی تھی۔ مجھ سے اڑکے کہان جایئے گا وہ جو دایئن ہاتھ کو بانکی سی بیٹھی ہے اُس پر بے طور حضور کی نظر پڑتی ہے۔ گھڑا ل لو۔ کہو مشرف با سلام ہو جاے نکاح کر لو۔ ولایت محل نام رکھنا۔ ظاہرداری کے لیے ہم سے پیار اور دل مین اور ون سے لگاؤ۔ خیر اچھا ہی سہی۔

مرزا صاحب نے مسکراکر کہا۔ کچھ خیر ہے۔ ہوش مین رہو۔ خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین جوان صالح ہون اور یون دیکھنے کے لیے اچھی چیز پر کسکی نظر نہین پڑتی مگر آج تم اپنی تو کہو جادو کر دیا خدا کے لیے ذرا بات تو سن لو۔ بیگم صاحب تنک کر بولین۔ جی بس باتین رہنے دیجیے سنی ہوئی ہین سب باتین کیا ہم کو دیوانہ مقرر کیا ہے۔ ع۔

رخ میری طرف نظر کمین اور

اچھا اب انصاف کے تو یہ معنی ہین کہ ہمارا اور انکا اپنے دل مین مقابلہ کرو اور پھر دیکھو کسیقدر فرق ہے کسوٹی پر اچھا بُرا معلوم ہو جاتا ہے۔

مرزا۔ تم اُڑتی چڑیان پکڑنے لگین مین دیکھتا ہون بے سبب بدگمانی۔

بیگم۔ چلو تم کو کیا۔ تم کو تو سونے کی چڑیا ہاتھ لگی۔

مرزا۔ اس بدگمانی کا کیا ٹھکانا ہے بھلا۔ تم تو اپنے سائے سے بھڑکنے لگین آخر اس دم تک کبھی تم نے کسی سے ہماری شکایت سنی۔ کبھی سنا کہ فلان عورت پر نظر بد ڈالی پھر اسقدر خفگی اور بدگمانی کا کیا سبب ہے۔

بیگم۔ سنی تو نہین مگر آنکھون دیکھی۔ ع۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

سنتی تو بیشک یقین نہ آتا مگر اب تو آنکھون دیکھ چکی آزاد نے بیٹھے بٹھلائے نیا روگ لگایا۔

مرزا۔ اب تو تم ترساتی ہو اور بیکار ترساتی ہو مجھے دیر ہوتی ہے۔

بیگم۔ مین تو اسطرح ترساؤن جسطرح بے رحم انا لڑکے کو دودھ کے لیے ترساتی ہے ابھی دیکھو تو سہی۔

مرزا۔ (قہقہہ لگاکر) کتنی سیدھی سادی ہو۔ تو یہ کسی اور کے سامنے کہتین تو مجھے سخت شرمانا اور چھپنا پڑتا یہ تم کو سوجھی کیا دھپر قہقہہ لگاکر) لاحول ولا قوۃ۔

بیگم۔ ابھی نہین۔ کسیکو آنے دو پھر دل لگی ہوگی

دیکھو تو سہی ہمارے سامنے کسی پر نظر بد ڈالنا۔

مرزا۔ اب دیر ہوتی ہے صاحب۔ تم بیٹھو میں جاکے بھائی کو لاتا ہوں۔

بیگم۔ ہاں دیر کیوں نہ ہوتی ہوگی۔ گھورنے کے لیے دیر ہوتی ہوگی۔

مرزا صاحب نے کہا میں جاتا ہوں تم خواہ مخواہ جھگڑا کرتی ہو بیگم صاحب نے ہاتھ پکڑ کے کہا۔ فرش کی نشست تو ہوگی نہیں کرسیوں کی نشست ہوگی اور جو کچھ کہنا ہو کہدو۔ کوئی بات اُنکے خلاف نہ ہونے پائے۔ مرزا صاحب نے کہا سب ٹھیک ہے یہ کہکر باہر آئے اور آزاد سے کہا تشریف لیجیے

اتنے میں ولایتی آیا جو فرانسیسی اور اُردو سمجھتی تھی آئی اور سب ملکر زنانے مکان میں آئے۔

بیگم صاحب نے پڑوس کی ایک رئیس زادی افتخار النسا بیگم کو بلایا اور ایک پارسی لیڈی کو جب آزاد اور مرزا صاحب کو آتے ہوئے دیکھا تو افتخار النسا بیگم ہٹ گئیں کمرے میں بیگم صاحب بناؤ چناؤ کرکے شہزادی بنی ہوئی بیٹھی تھیں ان دونوں دوشیزگان حور طلعت نے سُنکر اترانے ہاتھ ملایا اور قریب بٹھایں بیگم صاحب نے گھبرا کے آیا سے بھی مصافحہ کیا اُنھوں نے ان حور ان بہشتی کے حسن اور سراپا وضع پر نظر ڈالی اُنھوں نے بیگم صاحب کے جمال اور ہندوستانی لباس کو غور سے دیکھا بیگم صاحب اپنے دلمیں سوچیں کہ میں لاکھ بنی ٹھنی مگر ان دونوں پریوں کے مقابل میں ٹھہر نہیں سکتی۔ انکی یک یک ادا ناز آفرین ہے سانچے کا ڈھلا ہوا چاہ زنخدان دیکھا تو صل علی کہنے لگیں اور سچ مچ صرف ایک ذقن حسین پر تمام عالم کی حسینہ نثار ہو جائیں تو میز بیڈا ہو جائیں

تو زہے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ؎

من آن روز از سلامت دست شستم ۔ کہ آن چاہ زنخدان آفریند

لطافت ہائے عالم جمع کردند	
چو آن چاہ زنخدان آفریند	

اور یہ دونوں نازنینان عالم فریب طاؤس بیگم صاحب کی وضع اور پوشاک غور سے دیکھتی تھیں انکا گلنار طلس کا پاجامہ جھلک رہا تھا۔ عطر کی فتنہ انگیز ی ستم تھی۔ کپڑوں کی جگمگاہٹ دیکھکر نظر جھپکی جاتی تھی بسیں پھول اور جھمکے کو دیکھکر مس کلیرسا نے آہستہ سے میڈا سے کہا یہ کتنا پیارا زیور ہے میڈا۔ ان دونوں زیوروں سے حسن دوبالا ہو گیا ہے۔ کلیرسا۔ جو یہ زیور مس میڈا کے سر کے زیب ہوں تو پھر آزاد حسن آرا کو بھی بھول جاویں۔ ذرا مس میڈا اپنے سر پر لگاؤ تو۔

کلیرسا۔ کیوں آزاد۔ ایک روز میڈا کو از سرتا پا ہندوستانی کپڑے پہناؤ۔ زیور اور لباس سب ہندوستانی ہو۔ اِس پوشاک میں بھی بڑی خوبصورت نظر آئینگی۔

میڈا۔ اچھا ہم تم دونوں پہنیں کون اچھی معلوم ہوتی ہے۔

کلیرسا۔ (آیا سے) بیگم صاحب سے کہو کل آپ ہماری پوشاک پہنیں اور ہم آپ کی وضع اختیار کریں۔ آپ ہم کو اپنا جوڑا دیں۔

آیا۔ (اُردو میں) اس ماپک بولتا کہ کل ہم لوگ دونوں ادل بدل کپڑا کریں گا۔ تم ہمارا ہم تمارے کا۔

بیگم کیا بولیں یہ بولی تو ہمارے جد کی سمجھ میں بھی

نہ آئے کی۔

مرین۔ کیا جانے کیا کیا کہتی ہین ادل بدل کیسا ہی بولی ہے۔

افتخار النسا بیگم پردے مین سے خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین ادھر آزاد مسکرائے ادھر بیگم صاحب کو ہنسی آئی۔ آزاد نے مس کلیرسا کا مطلب سمجھا دیا۔

بیگم۔ (آیا سے) کہدیجے کہ ہم بہت خوشی سے آپ کا لباس پہننگے اور ہمارا جوڑا جو آپ نے پسند کیا (مسکراکر) خیر۔ آپکو مبارک ہو۔

آیا۔ (فرانسیسی مین) بیگم صاحب کہتی ہین کہ ہم نے منظور کیا۔

کلیرسا۔ کہدو کہ ہم آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوے مگر افسوس ہے کہ نہ ہم آپ کی زبان جانتے ہین نہ آپ ہماری زبان سے واقف۔

آیا۔ مس صاحب بولنے مانگتا کہ جبان کسی کا بھی ٹیک نہین ہے اور دیکھ کے بہت دل اچھا ہونے سکا دوست کے ساتھ۔

بیگم۔ اے کیا اول جلول باتین کر رہی ہین۔ تم خود کیون نہین سمجھاتے۔

آزاد۔ واہ چپ چاپ بیٹھے ہوئے ہین۔

میڈا۔ بیگم صاحب فارسی عربی پڑھی ہین یا نہین۔ انگریزی انکو پڑھائیے۔ ہم اگر بمبئی مین رہتے تو ضرور سکھاتے مگر مرزا صاحب تو خود ہی نہین جانتے۔

آیا۔ دوسرا مس صاحب کہتا بیگم صاحب کو انگریزی جبان سکھانی ٹھیک بات ہو ہم بمبئی مین رہیگا تو سب سکھانے سکتا

آزاد۔ کہتی ہین کہ اگر مین بمبئی مین رہتی تو انگریزی ضرور سکھا دیتی اور پوچھتی ہین کہ فارسی عربی پڑھی ہین۔

بیگم۔ کہدو کہ اردو اچھی طرح جانتی ہین خط پڑھ لیتی ہین لکھ لیتی ہین کہین میری ہیٹی نہ کرنا۔ یہ نہ کہدینا کہ کچھ جانتی ہی نہین ہین۔ کہدو فارسی بھی پڑھی ہین مگر عربی کی لیاقت کم ہے۔

آزاد۔ ہان پڑھی لکھی تربیت یافتہ ہین کئی زبانین جانتی ہین۔

کلیرسا۔ بیگم صاحب سے کہیے کہ مہربانی کرکے کچھ گائین آیا۔ مس کلیرسا آپ سے گجل گانے کہتا ہے۔

بیگم۔ کیا۔ غزل گانا۔ مین سمجھی نہین کیا کہا۔ آزاد تو ایسے چپ ہو رہتے ہین کہ توبہ ہی بھلی۔ کیا بیگم گانے کی فرمائش کی ہین گانا کیا جانون۔

آزاد۔ اسکے ملک مین کوئی عورت ایسی نہین جو گا نہ سکتی ہو اگر کوئی عورت علم موسیقی سے بے بہرہ ہو تو اُسکی شادی وقت سے ہوتی ہے۔ ہر ملکے وہر رسمے۔

کلیرسا۔ کیا باتین ہو رہی ہین۔ کیا بیگم صاحب کو گانے مین عذر ہے۔

آزاد۔ ہم لوگون مین بہت شاذ و نادر کوئی عورت گاتی ہے اور جو گاتی ہو اُسکو رواج کے مطابق لوگ ہنستے ہین

میڈا۔ ہم ہندوستانی گانا سننا چاہتے ہین۔

آزاد۔ ڈومنیان بلوائی گئی ہین۔ آج شب کو جلسہ ہوگا گانا سنیئے مگر گرہست عورتین اس طرح پر نہین گا سکتی ہین۔ بیگم صاحب نے مرزا صاحب کے کان مین کہا آزاد والی کونسی ہین اور آپ کے لیے

کسکو لائے ہین۔ کہا دونون مین سے جو ہم کو پسند ہو تم کو
اِس سے کیا مطلب اب بتاؤ تم خوبصورت معلوم ہوتی ہو
یا وہ۔ ایان سے کہنا۔ بیگم صاحب نے کہا بات یہ ہے کہ یہ
دونون ابھی کنواری ہین۔ بن بیاہی لڑکی اس عمر مین ضرور
اچھی معلوم ہوگی اور خصوصاً جب اسقدر سنگار کیا ہو۔ مین
ایک بات پر بڑی دیر سے غور کر رہی ہون کہ نہ بگاڑ ہو نہ بیٹھا
نہ کرن بھول نہ بادلا نہ مچلی اور پھر بھی ایسی نفیس پوشاک
ہے کہ اسکی صفائی اور نفاست کی قسم کھانی چاہیے
آزاد نے کہا انکے طرز معاشرت کا حال ہم سے پوچھو
تراش خراش بناؤ چناؤ کنگھی چوٹی کی فکر مین یہانکی خاتونون
سے زیادہ غلطان پیچان رہتی ہین سہان سواے پائجامے
ڈوپٹے کرتی رضائی دولائی ۔ ۔ ۔ کے اور کیا ہے مگر دولت
کے ملکو نمین ہر روز پچاس پچاس طرح کے فشن ایجاد ہوتے
ہین اور اخبارون کے ذریعہ سے اشاعت پاتے ہین۔
وضع اور قطع اور تراش خراش کے بہت سے اخبار
ہین جنمین خاص یہی باتین درج ہوتی ہین درزیون اور
درزنون کی آمدنی کا حال نہ پوچھو۔ انکی دکانون پر اژدحام
عام ہوتا ہے۔ دو تین گھڑی دن رہے پری پیکر رشک
قمر لیڈیان نکھر نکھر کر دوکانون اور کوٹھیون مین جلوہ فگن
ہوتی ہین جو شے پسند آتی ہے خریدلی قیمت دریافت کرنا
پوچھنا کہ اسکے دام کیا ہین سیکھا ہی نہین بعض بعض فشن
تو واقعی دل کو اسطرح لبھاتے ہین کہ بیان سے باہر بعض
بعض کھیل ایسے ہین کہ انکی پوشاک دنیا سے نرالی ہے جسوقت
کسی جلسے یا معرکے مین لیڈیان ناچنے کھڑی ہوتی ہین اسوقت
انکی ادا اور چھب دیکھے تو ہندوستان کے انداز و کرشمہ کو
بھول جایئے اسوقت یہ پریان ننگے سے سینہ صافی تک
بالکل برہنہ رہتی ہین۔ اسمین چاہے امیرزادی ہو چاہے
شہزادی چاہے غریب سینے کے پاس سے اکثر مہین بہار نسی
پوشاک ہوتی ہے اور مردونکے ساتھ ناچتی ہین اگر کسی مرد نے
اٹھکر کسی لیڈی سے کہا کہ آپ میرے ساتھ ناچیے تو اسپر فرض
ہے کہ مرد کو ساتھ لیکر رقص کرے ہان اگر پہلے ہی سے اقرار
ہو گیا ہو کہ ہم تمھارے ساتھ ناچینگے تو انکار کیا جا سکتا ہے
اگر بیان بیوی کسی جلسے مین ہون تو پہلے وہ دونون رقص
کرینگے پھر اگر بیوی کا جی چاہا تو کسی اور جنٹلمین کیساتھ ناچے
اور اگر بیان کو خواہش ہوئی تو کسی لیڈی کیساتھ رقص کرے
بیگم۔ ادئی۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ بھلا
تم ان دونون مین سے کیسکے ساتھ ناچو تو دیکھین اور
ساتھ مل مل کے کیونکر ناچتے ہین۔ ایک کے بعد دوسرا
ایک ناچ چکا پھر دوسرا ناچے گا۔ پہلے مرد ناچتا ہے
کہ عورت۔
آزاد۔ دونون ساتھ ناچتے ہین۔ ایک کی کمر دوسرے کا ہاتھ
بیگم۔ (نہین ایسی دوانی نہین ہین) واہ پرائے
مرد کے ساتھ کمر مین ہاتھ ڈال کے ناچنا کیا معنی
کیا اڑاتے ہین۔
مرزا۔ نہین نہین صحیح کہتے ہین۔ اپنے اپنے ہان کا رسم
ہے۔
آزاد۔ اچھا مین خاموش رہونگا تم آپا کے ذریعہ سے
خود دریافت کرو۔ آپ یون پوچھیے کہ تم دونون مین
سے کسی نے آزاد کے ساتھ ناچا ہے۔
بیگم صاحب نے آپا سے کہا ان سے پوچھو کہ آپ

دونونمین سے کسی کے ساتھ آزاد ناچے بھی ہین مُیڈا نے کہا۔ اِنکو تو ناچنا آتا ہی نہین۔ ایک فرانسیسی افسر قسطنطنیہ مین آکر کچھ دن رہا تھا وہ البتہ رقص کا اُستاد تھا بیگم صاحب کو اب یقین آیا کہ وہی یہ خاتونین مردون کے ساتھ ناچتی ہین پوچھا کیا ہاتھ مین ہاتھ دیکر ناچتی ہو۔ اُسپر مس کلیرسا نے ادائے شیرین کے ساتھ اُٹھکر آزاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور بانکپن سے بصد شوخی رقص کرنے لگین اول نوخیز مراد دن کے دن۔ دوسرے جوش و مستی جوانی کی امنگ تیسرے طبیعت رنگین پائی تھی چوتھے ناز آفرینی کی اُستاد۔ سینہ صافی اُبھار کر ناچنا اور آزاد کا شرمانا اُسوقت عجب بہار دیتا تھا۔

بیگم۔ (تبسم کرکر) اللہ جانتا ہے مین تو انکی قائل ہوگئی نامحرم کے ساتھ کس لطف سے ناچ رہی ہین اور مردوے کو دیکھو چہرہ کا رنگ فق ہوا جاتا ہو۔

مرزا۔ ہر ملکے دہر رسمے۔ اسمین کسی کا اجارہ نہین ہے

بیگم۔ مگر آزاد کو ناچنا واچنا خاک نہین آتا۔

آزاد۔ اور سُنیے۔ مین ناچنا کیا جانون میرے ملک کی رسم نہین۔ بیگم صاحب نے مس مُیڈا اور مس کلیرسا سے کئی سوال کیے اور بیسون ترکیبون سے کل حالات دریافت کیے جب انکو معلوم ہوا کہ مس مُیڈا کی بدولت آزاد نے قید سے رہائی پائی اور انھین کی مدد سے اسقدر روپیہ ملا کہ فوج مین بھرتی ہوسکے تو نہایت مسرور ہوئین مگر ایک بات دریافت کرنا باقی رہگئی۔

بیگم۔ آپ نے ہمارے آزاد کو جو مدد دی خدا آپ کو اُسکا اجر دے۔

مُیڈا۔ مین نے اپنر کوئی احسان نہین کیا۔ مجھے انسے دلی عشق ہے یہانتک کہ اگر یہ میرے ساتھ شادی کرلین تو مین انکا ساتھ نہ چھوڑون۔

بیگم۔ آفرین ہی صد آفرین۔ مگر یہ تو بتایئے کہ یہ دوسری جو آپ کے ہمراہ ہین انکو آزاد سے کس قسم کا تعلق ہے انسے تو شادی بیاہ کا تعلق نہین ہے یا یہ بھی شادی ہی کے لیے آئی ہین۔

مُیڈا۔ جی نہین۔ انکے سامنے نہ کہیئے گا۔ جب مین موجود ہون تو مین کیونکر پسند کرونگی کہ میرے علاوہ کوئی اور انکی محبوبہ کہلائے ہمارے ملک مین دو چار شادیون کا رواج نہین۔ ایک مرد ایک عورت۔ ہم عرصے تک فرانس مین رہے اور وہان ہی کی رسوم کی زیادہ پابندی کرتے ہین اس امر سے آپ اطمینان رکھین۔ مگر ہان حسن آرا کے ساتھ کرنا تو اپنر فرض ہی اسمین اصلا شک نہین۔

بیگم صاحب کو ڈھارس ہوئی کہ مس کلیرسا سے آزاد کی شادی نہوگی۔ باقی رہین مس مُیڈا انکے حالات ہمدردی سنکر بیگم صاحب خود دعائین دیتی تھین کہ انکے سبب سے آزاد نے یہ درجہ حاصل کیا ورنہ فوج کی افسری کیونکر مل سکتی۔

بیگم صاحب کے چہرے کی تازگی و شگفتگی دیکھکر آزاد نے مرزا صاحب سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی بیگم صاحب کا شک رفع ہوگیا۔

اتنے مین مس مُیڈا نے افتخار النسا بیگم کی جھلک دیکھی یہ پردے کل باتین سن رہی تھین مگر آزاد اور مرزا صاحب کے باعث فریک صحبت نہین ہوئی تھین مُیڈا نے کہا

ابھی مین نے اس پردہ مین کسی لڈی کی صورت دیکھی کیا اس ملک مین عورتین بھی عورتون سے پردہ کرتی ہین - آیا نے جب اسکا ترجمہ سنایا تو بیگم صاحب بہت ہنسین مرزا صاحب سے کہا اب تم انکو لیکے جاؤ باہر بیٹھیو - تو افتخار النسا بیگم یہان آئین آزاد اور مرزا صاحب باہر تشریف لائے اور بیگم صاحب چھم چھم کرتی ہوئی برآمد ہوئین پارسی لیڈی کے مس میڈا اور کلیرسا سے ہاتھ ملایا اور باہم چہل اور مذاق ہونے لگا -

اب سنیے کہ بارہ دری مین مرزا صاحب نے اپنے عشق کا حال ظاہر کیا اور آہ سرد دل پر درد بھر کر کہا - بھائی صاحب آپنے ہمکو کہین کا نہ رکھا - دین کا نہ دنیا کا - مس کلیرسا کے ناوک نگاہ نے دل پر نشتر کا کام کیا لاکھ چاہتا ہون کہ بات کو ٹال دون مگر دل ہے کہ اُمنڈا آتا ہے - ؎

دوستو عشق نہفتہ نے ستایا ہی مجھے	آتش شوق نہانی نے جلایا ہی مجھے
کیا کہون کیا غم پنہان نے دکھایا ہی مجھے	ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے

چہرۂ زیبا سے پردہ نہ اُٹھاؤن کب تک
گو غم پردہ نشین ہی پہ چھپاؤن کب تک

خرابی یہ ہے کہ اگر ذرا راز کھلجائے تو پہلے گھر مین جھگڑا پیدا ہو صنم عابد فریب کا ملنا دوسرا مقدمہ ہے مگر یہ جھگڑا پہلے ہی شروع ہو جائے اور صبر کرون تو تاب کے صبر کی کچھ حد بھی ہے - ؎

ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کیجیے صبر اگر صبر کی غایت ہووے

مین اکثر احباب سے کہتا تھا کہ عشق ہی کیا بلا تو وہ کیا کسی پر عاشق ہوا ہوتا تو جانتا - مگر اب معلوم ہوا کہ عشق کسے کہتے ہین ایک حبیب سے ہنسکر مین نے کہا تھا - یار برا نہ مانو تو ایک بات کہون - یہ عشق سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے اُسنے آہ سرد کھینچکر کہا - ؎

رویا کرینگے آپ بھی پہرون اسیطرح
اٹکا کہین جو آپکا دل بھی مری طرح

اگر مس کلیرسا پر اظہار عشق کرون تو خوف ہی کہ مبادا اُنکے طبع نازک پر گران گذرے کبیدہ ہو جائین بیگم صاحب سے شکایت کردین - ہم عاشقی کا دم بھرین جان نذر کرین وہ اُلٹا رسوا کردین - ؎

مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا
مین نے تم سے کیا کیا اور تمنے مجھ سے کیا کیا

آزاد - سُنیے مرزا صاحب - اصلیت یہ ہے کہ یہ بت تند خوے بلاے جان انسان عدوے شکیب ملائک فریب بڑی بانکی عورت ہے اور ابھی آپ کو اُنکا حال اچھی طرح نہین معلوم ہوا ہے - یہ تو سوا مرد ہین - زن شیر افگن یہ وہ جری عورت ہے جو پشت فرس ضیغم شکار پر سوار ہو کر میدان جنگ مین آئی تھی گھوڑا ہوا سے باتین کرتا تھا اور یہ میدان رستخیز مین ہرن کی سی چھل بل دکھا رہی تھی - حیرت تھی کہ یا الٰہی میدان کارزار اور یہ عروس نسترن عذار - !

تو سن فلک شکوہ تیز خرام اور یہ معشوقہ گلفام گل اندام جسوقت ختلی آہو شکم کو کڑکڑاتی ہوئی میدان مین آئی ناظرین انگشت حیرت بدندان تھے خاص شاہ کی سواری کا تو سن ہوا نہا دتھا زمین پر

قدم رکھتا ہی نتھا ؎

از نعل او پرند زمین و زگام او کوتاہ	تر آہنگ او آنکہ زمین را بلیسد لوخاکی غضب
یاد بہاری خرامش او نارد و جولان کبش او	صحرا ورد پیش او چون مہر پیش او بعجب
آہو بمن مرغام بر کیوان فشش خورشید فر	خاک اول دستان مگر روئین تم آہن غضب

آباد ہر آن بادیہ میمون ہمایون
خوش گام چو خیزد دم دررہ انجام چو دلدل

اُسوقت آپ اِس ناز آفرین کو دیکھتے تو ہوش اُڑ جاتے مرزا صاحب نے اِس زن شیر افگن کی جرأت اور آزاد کے مقابلہ کا حال اخبار وطن دیکھا تھا متحیر ہو کر کہا ارے یہ وہی ہین چہ خوش یہ تو مجھے معلوم ہی نتھا۔ یہ راز آج کھلا۔ اب اور بھی مرمٹے۔ رہی سہی آرزو کا بھی خون ہوگیا۔ پھر بھلا ہم ایسون کو یہ کیا مال سمجھینگی۔ توبہ توبہ۔ فکر ہی کرنا فضول ہی۔ لاحول ولاقوۃ اب اور ذکر سنیے ؎

معشوقی ہی آپ کی نرالی	یہ تمنے نئی طرح نکالی
ہر ناز و ادا ستمگری ہے	عاشق کشی آہ دلبری ہے

درپیش یہی ہو مگر سبھی کو
چاہے کوئی کاہے کو کسی کو

اب اِس خیال خام سے بندہ درگذرا۔ اب عشق کا نام لون تو گنہگار

اتنے مین اندر سے ایک مہری نے آکر کہا حضور ذری آپ کو گھر مین بلاتی ہین۔ مرزا صاحب نے پوچھا خیر تو ہے۔ کہا ہان حضور کھڑے کھڑے ذری چلے آیئے۔ مرزا صاحب تشریف لائے بیگم صاحب ایک شہ نشین مین تنہا بیٹھی تھین وہان اُنکو بلایا اور مسکراکر یون مخاطب کیا۔

بیگم۔ کون پسند کی تم نے دونون ابھی تاکتی ہین۔

مرزا۔ ہم نے باہم نے وہ پسند کی جو ان دونون سے بڑھکر ہے۔

بیگم۔ اوئی غضب۔ کیا کوئی اور بھی ان کے ساتھ ہین۔

مرزا۔ ہان اُسی پرہمارا دل آیا ہے۔ بلا کی عورت ہے

بیگم۔ ہے کہان۔ یہان ہی ہے یا یہان سے کہین دور ہے۔

مرزا۔ یہ کیا سامنے بیٹھی ہے (بوسہ لیکر) یہی ہے۔

بیگم۔ (مسکراکر) اب حسن آرا کے نام تار بھیجدو کہ آزاد خیریت سے آگئے۔ خوشیان مناؤ۔ ایک ہفتے مین آئے داخل ہین۔

مرزا۔ اچھا ابھی بھیجتا ہون مگر تمھاری تشفی ہوئی یا نہین۔

بیگم۔ بے تشفی ہوے کبھی منظور بھی نہ کرتی حسن آرا ہماری دشمن نہین ہے۔ مین نے باتون ہی باتون مین سب حال پوچھ لیا۔

مرزا۔ تو مین تار بھیجے دیتا ہون اور آزاد سے کہتا ہون کہ ایک خط بھی لکھ بھیجین تاکہ حسن آرا کو یقین کامل ہوجائے ذرا شک نہ رہے۔

بیگم۔ مینڈا اُنکے ساتھ جائینگی اور وہ ہماری سوت یہان رہیگی (مسکراکر) چلو اچھا ہے ہرج ہی کیا ہے

آزاد نے جو یہ مژدۂ بہجت خیز سنا تو باچھین کھل گئین فوراً تار لکھکر مرزا صاحب کے نام سے

بھیجا اور حسن آرا کے لیے یہ غزل لکھنے لگے ؎

اے جلوۂ برق خانمان سوز
اے شعلۂ آتش جہان سوز

اے طعنہ زن فسون نگاہان
اے موجد قتل بیگناہان

اے مہر عروج کج ادائی
اے ماہ بروج بے وفائی

اے نقش و نگار مسکن حسن
اے تازہ بہار گلشن حسن

اے نورس بوستان خوبی
ہے تجھ پہ نثار جان محبی

اے جادو پرفن فسون ساز
بازی دہ عاشقان دمساز

اے باعث قطع دست موسیٰ
اے غیرت دلبر زلیخا

اے دارو درد بیقراران
اے مرہم زخم دلفگاران

اے موجب آہ و زاری دل
اے باعث بیقراری دل

اے حوصلہ سوز چارہ سازان
آتش زن آرزو گدازان

اے محرم و محرم تمنا
اے ہمدم و ہمدم مسیحا

جان آزاد۔ تمہارا عاشق جان باز میدان سے تیز سے واپس آگیا۔ مگر کسطرح اسطرح جیسے شیر ببر کچھار سے نکل کر ڈکارتا ہوا شکار کرتا ہے اور جھومتا ہوا پھر کچھار کی راہ لیتا ہے۔ جو کوئی پوچھتا تھا کہ میان جوان ہندوستان چھوڑ کے اس سفر دور و دراز کی زحمت کیون سہی تو یہ شعر زبان پر لاتا تھا۔ ؎

آنکھ آفت جان سے لڑائی
اک ترچھی نظر کی برچھی کھائی

میدان جنگ مین اکثر تم یاد آئین یاد آنے کے یہ معنی نہین کہ تمہارا خیال دل مین جاگزین ہوا ہو۔ وہ تو رگ و پے مین پیوست ہے مطلب یہ ہے کہ اکثر اوقات تمہاری یاد بیقرار و بیتاب کردیتی تھی اور یہ اشعار

ترجمان دل تھے ؎

جلوۂ بزم عشرت و رونق خانہ ہائے ہائے
ازمزمہ و ترنم و رقص ترانہ ہائے ہائے

ساقی و مطرب و مے وہ وصل شبانہ ہائے ہائے
گردش چرخ حیف حیف دور زمانہ ہائے ہائے

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

مین سوچتا تھا کہ یا خدا ہنسے بولے تو دو ہی دن اور مفارقت برسون۔ اور طرہ یہ کہ اس مفارقت کی انتہا ہی نہین ہر سمت آگ ہی برس رہی ہے دو دن چین سے گذرے تو جدائی نے کہین کا نہ رکھا۔ عداوت! ؎

گرچہ کئی برس کے بعد رات ہوا وصال یار
ہمدم و ہمنشین رہے ہمنفس اور ہمکنار

لیک نہ دل کو چین تھا اور نہ جان کو قرار
جس سے کہ ڈر رہے تھے ہم وہ ہی ہوا آل کار

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

کئی مقام پر خدا نے جان بچائی۔ مرتے مرتے بچا تو پون اور برف و توپون کے دھوئین سے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان کے نیچے ایک اور آسمان بن گیا ہے۔ رن کی صورت خدا نہ کسی کو دکھائے۔ مگر ان سب مقامون پر جب مجھے یاد آتا تھا کہ حسن آرا بیگم کا وصل اس مصیبت و پریشانی کا نتیجہ ہوگا تو باچھین کھل جاتی تھین۔ کہ اگر جان کے لالے پڑے ایک گولی نے کام تمام کردیا تو خیر اور کچھ نہین یہ تو لوگ کہینگے کہ برادران دینی کے لیے

اپنی جان دی اور اگر جان بچ گئی تو۔ سبحان اللہ حسن آرا ہین اور ہم ہین۔ ؎

کلی ہر بار نئی طرز ملاقات مین بات	بذلہ آمیز بیان حرف حکایات مین بات
ہر روش آکے کرے ایجاد انداز نئی	ہر سخن مین سخن نغز ہو ہر بات مین بات

اتنے مین گنگو دن شب تھا اور تیغ الماس بار۔ دنیا سے واسطہ نہ مایہ۔ اسے روکا۔ راہ مین ایک بڑی سخت پری سے مڈبھیڑ ہوگئی اور اُسے واقعی اسقدر مدد دی کہ آزاد نہ ہوتی تو مین کسی مصرف کا نہ رہتا۔ عجب پیاری اور دلربا بات او پر بیچیدہ ہے۔ ؎

پری زاد پری رو پری خو	غلط گفتم پری شرمندۂ او

تمھاری بہن اُنکی ملاقات سے بہت خوش ہوئین اور تم تو اُسکے قدم لوگی کہ تمھارے آزاد کی جان بچائی مگر جان من ہم تو تمھاری بدگمانی اور خوش اعتقادی کے قائل ہوگئے سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایک ذرا سی بات کے سنتے ہی یقین کر لیا کہ آزاد ہم کو بھول گئے اور یہان پہاڑ اور دریا اور موت کے مُنھ مین کود نے کو مستعد واہ۔ فسکایت سی شکایت ہے۔ ؎

سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری	سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

مگر خیر شکایتون کا دفتر تو وقت ملاقات کھلیگا۔

سپہر آرا کی شادی مبارک ہوئین نے ایک اندوہناک حال جسوقت سُنا تھا کچھ بیان نہین کر سکتا کیا حال تھا بہت رویا مگر پھر خود ہی دل کو سمجھایا کہ نادان رونا کس کو ہے کیا تو حشر تک کا ٹھیکہ لیکے آیا ہے۔ ؎

	باران رخشان کو کیا دے سرشت
	کیا تم روانہ سوے ملک عدم نہوگے

اگر روپیسے کچھ فائدہ ہو تو خبر پہ آرزو بھی نکال لے ؎

	عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال
	صد سال می تواں بتمنا گریستن

جہان آرا بہن اور ملکہ آرا بہن کی خدمت مین بندگی حضور بڑی بیگم کو اگر یاد ہون تو جھک کر آداب کہدینا یہ خط لکھکر آزاد نے روانہ کیا۔ ادھر بیگم صاحب نے مرزا صاحب کو بلوایا اور یون باتین کرنے لگین۔

بیگم صاحب نے اپنے پیارے شوہر سے بصد ادا ے ناز آفرین نہایت شیرینی کے ساتھ گفتگو شروع کی۔

مرزا صاحب ایک تو یون ہی اپنی بیوی کو دل سے چاہتے تھے دوسرے اُسپر طرہ یہ ہوا کہ مشاطہ سحر کار نے جوبن کو رشک حسن پری کر دکھایا۔

بیگم۔ اُف فوہ۔ آج اللہ نے منھ مانگی مراد دی اُسکی کریم کے صدقے اسوقت جی بہت خوش ہے۔ ایک تو آزاد کے آنے کی خوشی۔ دوسرے وہ جو کھٹکا تھا کہ ان دونون سے جو کم ہے وہ بھی اب جاتا رہا دونون نیک ہین بیچاریان۔

مرزا۔ آج ڈومنون کا گانا تو سُنا دو۔

بیگم۔ اے ہم رت جگا کرنے والے ہین مین نے تو سویرے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رت جگا ضرور کرونگی اس سے بڑھکر اور خوشی کیا ہوگی۔

مرزا۔ تمھین اختیار ہے تار تو ہمنے بھیجدیا بڑی بیگم کے نام اور آزاد نے حسن آرا کو خط بھیجا ہے کہ ہم بمبئی داخل ہوگئے

بیگم صاحب نے اُسی روز سے رتجگے کی تیاریان کین
بیچ کو اعزہ کو بلوایا۔ کسی کے ہان سے ماش تیل صدقے
کے لیے آیا۔ کسی نے پیسے بھیجے۔ کسی کے ہان سے صدقے
کے روپے خاصدان مین لگا کر آئے عمدہ خانم خواص
کو حکم دیا کہ جاکے سب عزیزونکو بلا لاؤ وہ سب رشتہ دارون
کے ہان گئی۔ کہا آج رتجگا ہے آپ کو بلایا ہے چار
گھڑی دن چڑھے مٹھائیان لے لیکے سب آ بہن
جمع ہونے لگی۔ داروغہ کو حکم دیا کہ میدانی سکر
اندر بھیجدو۔ کل سامان باورچیخانے مین بھیجا گیا۔
مالن بلوائی گئی۔ سہرہ لانے کا حکم ہوا۔ نہایت نادر سہرا
بنا کر لائی۔ ایک لڑکرن کی بقیش کے پھندنے لگے
ہوے سہرے کا سرا کارچوبی بنا ہوا۔
ادھر گلگلے پکنا شروع ہوے اور گھر کی عورتون نے
اللہ میان کی سلامتی گائی۔ مع پروار سلامت
سلامت باشد۔ آزاد سلامت سلامت
باشد۔
بیگم۔ آج کا دن اللہ نے بڑی بڑی منتون کے
بعد دکھایا۔
ہمجولی۔ ہین کہان۔ کسی پردے اردے یا کھڑکی
یا روشندان سے دیکھ سکتے ہین۔ سنا لڑائی پر
گئے تھے۔ وہان بزن بول کے آئے ہین۔
بیگم۔ تصویر دیکھوگی یا سچ مچ کی صورت۔
ہمجولی۔ سچ مچ کی صورت ہو تو اور بھی اچھا۔
بیگم۔ تو بلوالون۔ سامنے نکلوگی انکے۔
ہمجولی۔ اولی اور سنو۔ جان نہ پہچان بڑی
خالہ جی سلام۔
بیگم۔ اچھا آؤ۔ ہم دکھادین۔ زبین ذرا سی انکے کان مین
جاکے کہدو کہ باغ مین آزاد کو لیکے نہلین تو دیکھا دون
زبین نے باہر جاکر مرزا صاحب کے کان مین آہستہ
سے کہا۔ حضور انکو لیکر ذری باغ مین چہل قدمی کرین
دو چار صاحب دیکھنے والی ہین۔
مرزا۔ حضرت آیئے باغ مین ذرا گلگشت کرین۔
آزاد۔ کیون زبین نے کچھ آپ کے کان مین کہا
ہے بیشک۔
مرزا۔ (مسکراکر) ہو بڑے خوش قسمت استاد۔
راوی۔ آپ ایسے سادہ لوحون کی سلامتی مقدم
ہے۔
آزاد۔ بتایئے تو آخر ماجرا کیا ہے۔ باغ مین
بیجا کر کیا ہوگا۔
مرزا۔ دو ایک رنگین طبع آپکو دیکھنا چاہتی ہین۔
آزاد۔ بسم اللہ مگر خالی خولی دیکھنے سے بندہ درگاہ کی
تشفی نہ ہوگی اسقدر آپ مہربانی کرکے کہلا بھیجین۔
مرزا۔ اسکے کیا معنی۔ بدنیتی ابتک نہ گئی خداوند۔
آزاد۔ نہین حضرت بدنیتی نہین رونمائی چاہیے۔

قانع بہ تجلی نشود شائق دیدار	
پروانہ بہتاب تسلی نتوان کرد	

آزاد فرخ نہاد مرزا صاحب کے ساتھ باغ مین آئے
تو وہ شوخ طبع بیگم صاحب دیکھکر بولین۔ بہن تمہارے
بہنوئی تو چشم بد دور ہزارمین ایک ہین۔ جبھی دو دو انکے
ساتھ چلی آئین مین بھی کہتی تھی اللہ یہ کیا باعث ہے

اب بھید کھلگیا کہ خوش رو اور بڑے ہنس مکھ آدمی معلوم ہوتے ہین تمسے تو گھر کا رشتہ بھی ہوگا۔ بیگم صاحب نے دبے دانتون کہا۔ ہان گھر کا رشتہ ہی ہے۔ آزاد بھی دزدیدہ نگاہ دیکھتے تھے مگر دروازے کی بلندی کے سبب سے اچھی طرح صورت نہین دکھائی دیتی تھی۔

اب سنیے کہ مس کلیرسا اور مس مینڈا اور آیا اور پارسی لیڈی مین ہندوستان کی رسوم کی نسبت باتین ہوئی تھین اور اکثر امور کا ذکر سنکر ان دونو کو حیرت ہوتی تھی۔ کبھی کبھی بیگمات کی پوشاک کی نسبت بھی اظہار کرتی تھین۔

اتنے مین آزاد نے ان دونون کو باغ مین بلوایا اور کلیرسا کو دیکھتے ہی مرزا صاحب یہ اشعار زبان پر لائے

کج دار و مریز کب تلک یون	اس جام مین بھر شراب گلگون
پھر لب سے مے اسے لگا دے	ساغر کئی متصل پلا دے
ساقی ہین یہ روز ہائے گشت	ہے غیرت باغ ہر بہ و دشت
اب دور فلک سے دل ہوا شاد	ہے نام حمل کا مہر آباد
ہین جلوہ نو بہار کے دن	بستی بادہ خوار کے دن
تزئین سمن کے ہین یہ ایام	گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
کیا رنگ چمن بہار پر ہے	عالم گل و لالہ زار پر ہے
آیا ہے نظر جو سرو بستان	شمشاد کھڑا ہے سخت حیران
اور دیکھ کے جلوہ ہائے شمشاد	پابند طرب ہی سرو آزاد
ہے وجد فزا نوائے بلبل	قربان ترانہ ہائے بلبل

دلکش ہے غضب صدائے قمری	
کیا چیز ہے ہائے ہائے قمری	

غلام کو خوب دھا چوکڑی مچی تمام شب دو دنیان گاتی رہین چار بجے رات کو منہ ہاتھ دھو کر داروغہ کو حکم دیا کہ سینی مین گلگلے لگاؤ اور پلیٹ مین چاول اور بالائی کے رحم رکھو اور چوسک بنا کر قاب مین رکھو اور اسکو گھی سے بھر دو۔ محلدار نے چوسک بنائی اور نارنگے کی چار قیانین بنا کر چوسک مین رکھین اور گھی سے لبالب بھر دیا۔ ایک پلیٹ مین سہرہ اور پھول رکھے گئے اور ایک پلیٹ مین نذر کے پانچ روپے کشتی مین کل اشیاء قرینے کے ساتھ رکھی گئین اور اس پر کشتی پوش خوان مین سینی رکھکر مہری کو دیگئی نفسین لگائی گئین۔

سواریان صبح ہوتے ہوتے مسجد مین داخل ہوئین۔

مس کلیرسا اور مس مینڈا فٹن پر سوار تھین آزاد اور مرزا صاحب سامنے بیٹھے تھے۔

کلیرسا۔ اس ملک کی عورتون کی نسبت ہماری رائے غلط تھی۔

آزاد۔ کس امر مین۔ حسن و جمال مین یا عقل و فہم مین۔

کلیرسا۔ ہم سنتے تھے کہ ہندوستان کی عورتین بالکل جاہل اور ان پڑھ ہوتی ہین اور شکل و صورت بھی اچھی نہین ہوتی مگر ہم نے مرزا صاحب کی بیوی اور انکی بیگم صاحب اور دو تین اور عورتون کو جو دیکھا تو سرخ و سفید پایا۔

آزاد۔ شرفا کی عورتین بہت فہمیدہ ہوتی ہین مگر ہان یورپ کی لیڈیون کی طرح تربیت یافتہ نہین ہوتین پڑھی لکھی بہت کم ہین اور جو پڑھی لکھی کہلاتی ہین وہ بھی واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتی ہین۔

کلیرسا۔ مرزا صاحب کی بیگم صاحب سے ہم بہت خوش ہوے۔

مرزا۔ وہ بھی آپ سے بہت خوش ہین تعریف کرتی تھین۔

کلیرسا۔ خندہ پیشانی۔ فہمیدہ۔ ذی لیاقت۔

مرزا۔ ہان۔ خدا کا شکر ہے۔ خوبصورت بیوی بڑے خوش قسمتو کو ملتی ہے۔ اس سے بڑھ کے خوش نصیبی اور کیا ہوگی۔ ؎

زن نیک و خوش سیرت و پارسا | کند مرد درویش را پادشا

مئیڈا۔ (کسیقدر لجا کر) اگر یہ بات صحیح ہو تو ہمارے نزدیک آزاد سے زیادہ خوش نصیب دنیا مین کوئی نہ ہوگا۔

آزاد۔ (قہقہہ لگا کر) اسمین تو شک نہین۔

مرزا۔ اور لطف یہ کہ فضل خدا سے دونون جمیلہ۔

کلیرسا۔ بیگم صاحب نے مجھ سے کہا کہ جس بے تکلفی سے آپ دونون اسقدر دور و دراز کے سفر مین آئی ہین اسقدر بے تکلفی ہمارے ملک کی عورتون سے محال ہے مگر مجھے حیرت ہے کہ مرزا صاحب ہماری تقریر کیونکر سمجھے۔

آزاد۔ اشارے سے اور آدمی تیز فہم ہین ہی۔

اتنے مین فٹن مسجد مین داخل ہوئی اور فنسین سامنے سے نمودار ہوئین۔ دستیان روشن۔ روشن چوکی بجتی ہوئی ملا اذان کہہ رہا تھا۔ جب اذان سے فراغت کی تو مہریون نے کہا مولویصاحب آپ باہر تشریف لیجایئے۔ زنانی سواریان اترینگی مولویصاحب خوش ہوگئے باجھین کھل گئین حجرے مین آکے بیٹھے۔

عورتین اترین طاق مین سہرا باندھا گیا۔ چوک روشن کی اور اللہ میان کا طاق گلگلون سے سجایا گیا چار بتیان لال اور سبز روشن کین۔

بیگم۔ اسے کیون بین۔ یہ دونون بیمین بھلا کیا سمجھتی ہونگی۔

خانم۔ سمجھتی بوجھتی کیا ہونگی بھلا۔ یہ کہو کہ اپنے دل مین ہنستی ہونگی۔ انھون نے یہ باتین کہان دیکھی ہونگی۔

آیا۔ اور نہین کا ہنسنے کا بات ہین۔ اپنا بات اپنا رسم اپنا ملک ہنسنے کا بات نہین کچھ۔

کلیرسا۔ کیا کہتی ہین۔ ہماری نسبت کچھ گفتگو ہو رہی ہے۔

آیا۔ ہان کہتی ہین کہ آپ پنے دلمین ہنستی ہونگی۔

کلیرسا۔ نہین سمجھا دو کہ ہم لوگونمین بھی ایسی رسمین اکثر ہوتی ہین اسمین ہنسنے کی کوئی بات نہین ہے۔

بیگم۔ (آیا سے) کہو کہ آپ کو بھی ہماری خوشی مین شریک ہونا لازم ہے آپ دونون مل کے ناچین مگر گھر پر جاکر۔

خانم۔ یہ کیون۔ گھر پر کیا فرض ہے۔ یہان کیا ہرج ہے۔

بیگم۔ مولویصاحب سے پوچھ لو انکے ناگوار تو نہ گذرے گا

مولویصاحب نے کہا یہان تو مین پسند نہین کرتا مگر ہان زنیون سے اترکر وہ جو صحن ہے وہان اگر یہ رقص کرین تو کچھ مضائقہ نہین وہ مقام بالکل علیحدہ ہے۔

مس مئیڈا اور مس کلیرسا کو بیگم صاحب اپنے ساتھ اس مکان مین لیگئین اور وہان ایک عمدہ مقام پر ان دونون حور عابد فریب نے بلن ڈانس کا شروع کیا

مرزا۔ دونون علم موسیقی کی استاد ہین ایک رشک سیکسا

تو دوسری بار پیدا نہ ہوا۔ کیا نور کا گلا پایا ہے جس طرح گل باد نسیم سے کھل جاتا ہے اُسی طرح میرا غنچۂ دل اس صورت دلکش سے کھل گیا۔ تال سم سُر سے کتنی درست ہیں اسوقت کا سماں بھی خوب ہے۔ روح افزا پھول ہر سمت بار آور درخت۔ ہر بھری شاخیں جھوم رہی ہیں۔ ارے یار جو کہیں ان دونوں کو ہندوستانی گانا سکھایا جاوے تو اور بھی زیادہ لطف ہو۔

آزاد۔ ان دونوں میں کلیر سا خوب گاتی ہیں۔ تمام روس میں اس بت جادو نگاہ کی خوش آوازی کی دھوم ہے اور رقص میں مینڈا اچھی ہیں۔ ان دونوں نے تعلیم پائی ہے۔

مرزا۔ مگر یہ سب کچھ ہے۔ اس بیچاری کو سمجھاؤ تو کہ اپنی زندگی مفت میں کیوں تباہ کرتی ہے۔

ساقی نے سرخ راگ گان ہے	خم بھرے کہ چشم خونفشان ہے
یکبارگی آ گئی خموشی	بدمستی شوق سرگران ہے
کس پردہ نشین نے تیز دیکھا	اس جوش پہ راز دل نہان ہے

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

آزاد۔ واللہ مجھے حیرت ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو انگریزی علم موسیقی کو پسند نہیں کرتے بندہ تو دل و جان سے عاشق ہے۔

مرزا۔ اجی جانے گانے کو بُرا کہے وہ کافر۔

آزاد۔ یہ کیا کفر کی باتیں زبان سے نکالتے ہو دسکرا کر

مرزا۔ واہ کفر کیسا اور ایمان کیسا۔ ؎

سن اے مومن یہ ایماں ہے ہمارا
نہ کہنا کفر پھر عشق بتاں کو

بڑی دیر تک رقص و سرود کی محفل آراستہ رہی بیگمات نے بھی کہا ہے کو اس قسم کا ناچ دیکھا تھا۔ ان دونوں بہتان فرنگ کے رقص نے کمال سرور و محظوظ کیا۔

بیگم۔ عجب طرح کا ناچ ہے۔ بھاؤ بتانے سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔

خانم۔ ہم نے تو آج ہی دیکھا۔ بہن پہلے پہل۔

رہین۔ جب مرد کے ساتھ ناچتی ہیں تو یوں خالی خولی ناچنا انکے نزدیک کون بات ہے۔ ہمکو تو یہ ناچ نہیں بھاتا

مہری۔ اپنی اپنی پسند ہے۔ کسی کو کوئی ناچ پسند آتا ہے کسی کو کوئی ناچ مگر ناچ واچ تو ایک طرف انکی جوانی کی امنگ اور چست لباس اور خوبی البتہ اس قابل ہے کہ بادشاہ وزیر تک انکا دم بھرنے لگے اور کیسا ہی پرہیزگار کیوں نہ ہو انکا لوہا مان جائے۔

رقص کے بعد مس کلیر سانے بیگم صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور مسجد کے صحن میں آئین یہاں سب عورتوں نے سجدے کیے طاق کی بلائیں لیں سہرے کی بلائیں لیں خواص نے طاق سے سات گلگلے اُٹھا کے پلیٹ میں رکھ لیے اور بیگم صاحب نے نذر کے پانچ روپے رکھدیے اور حکم دیا کہ چلنے کی تیاریاں ہوں۔

خواص۔ مولوی صاحب چراغی کے روپے رکھے ہیں۔

مہری۔ اب آیئے ہم جاتے ہیں سب دیکھ بھال لیجیے عورتیں سوار ہوئیں آزاد اور مرزا صاحب مس مینڈا اور کلیر سا پھر حسب سابق فٹن پر سوار ہو کر چلیں

مرزا۔ آزاد صد شکر کہ اب دیہ نہیں بھتی ہیں۔ مگر

آزاد - چپ ہو صاحب - شاید تار جائین - دل کو سمجھا
مرزا - بجا - دل ہی قابو مین ہوتا تو پھر کیا تھا - ؎

تا صبح ناوان یہ دانا نہین — دلکو سمجھاؤن مین سودائی نہین
کس قہر پر امید وصل اب — طاقت صبر و شکیبائی نہین
دعوئ حسن جہان سوز اسقدر — پھر کہوگے تم مین ہرجائی نہین

گر نہین ملتے ملونگا تیسرے سے
کیون تمھے کیا پاس رسوائی نہین

اب سنیے ٹھیک جسوقت میان آزاد حسن آرا کے نام خط لکھ رہے تھے حسن آرا انکو خواب مین دیکھ رہی تھین بیدار ہوئین تو شوق نے گدگدایا اور خط لکھنے بیٹھین - ؎

سد حیف سینہ سوز فغان کا اگر نہو
یا ن جان پر بنی ترے دلمین اثر نہو

پیارے آزاد - جب سے گیو موری سُدھ ہی نہ لیہی کیسو
کٹھن کٹھور کسی نے آجتک معشوق سے یہ بے اعتنائی
یہ بے وفائی نکی ہوگی - ؎

کوئی بھی اسطرح جلاتا ہے — کوئی بھی اسقدر ستاتا ہے
کوئی بھی اتنا بھول جاتا ہے — یہی رہ رہ کے جی مین آتا ہے

مین بھی پروا تری ذرا نہ کرون
ہون تو عاشق مرے وفا نہ کرون

وہ جو ہم ہے تیری مہ پارہ — شوخ جیسے نجوم سیارہ
وہ بھی ہوتی چلی ہے آوارہ — تازہ تازہ ہوئی شوق نظارہ

مژہ سے شوخیان ٹپکتی ہین ؎
آنکھین زہر خط بھیجتی ہین کہ

مین اخبار و عین پڑھ چکی ہون کہ حضور ایک سیم تن مس کو ہمراہ لائے ہین مبارک ہو - آپ کو وہ مبارک آپ کو آپ مبارک اسوقت مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک سیم بدن سمن عذار دلآرامی مس باغ و بہار حضور کی زینت کنار ہی اور گلزار پر فضا مین حضور اس پہ کاہ آتش فیسا تھ اٹکھیلیان کر رہے ہین اور حسن خوب چھائی ہوئی ہے جو اشعار مین نے تمھاری زبانی لب دریا والی بارہ دری مین سُنے تھے وہ یاد آئے اور خواب مین مین نے دیکھا کہ تم اُسکے لب شیرین کے بوسے لیکر وہی شعر پڑھ رہے ہو - ؎

کیا کیا ہی مچا رہا ہے دھوم — آتا ہے مدام جھوم جھوم اب
چل سوے چمن بہار دیکھین — سیر گل و لالہ زار دیکھین
بیٹھین لب آب جو پہ اکدم — پی جائین سبو سبو پہ اکدم
شاید اسطرح چین آئے — جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے
پائے دل بیقرار تسکین — مسرور ذرا ہو جان غمگین

اترین چمن سمن کے ہین یہ ایام
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام

مین نے دور سے کہا - جلاؤ - جلاؤ - اچھا آزاد ع

تو بھی ٹھنڈا رہے جی کے جلانیوالے

تم نے اِدھر اُدھر دیکھکر لوگون سے پوچھا یہ مصرع کس نے پڑھا مین نے ایک جھاڑی مین چھپ کر یہ شعر پڑھ دیا - ؎

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

جسوقت مین سوئی تھی مجھے تمھارا اور اس گلعذار مس کا نہ دل سے خیال تھا اور اُسی خیال مین غلطان پیچان ہو کر آنکھ لگ گئی قاعدہ ہے کہ جس چیز کا زیادہ خیال ہوتا ہے اُسی کو انسان خواب مین دیکھتا ہے مگر خواب مین بھی مجھ سے یہ نہ دیکھا گیا کہ غیر تمھارے

ہم آغوش ہو اور مین کہتی ہون سے

یہ سوا شربت دیدار کا چارہ نہین | جز نظر تار رہ دل صد پارہ نہین
تیر مژگان مین ہون کیسی ہی آڑ لارہ نہین | کیا کہون تاب نہین طاقت نظارہ نہین

کیونکہ بہ سے ہوے تجھ سے تمھارے دیکھون
کیونکہ ان آنکھون سے غیر کے اشارے دیکھون

چھوڑ دنیا تجھین چھوڑ دیا تم کو مجھے | دل سے کھونا تھا اس انداز ستم کو مجھے
چھوڑ دینا تھا جفاے پیہم کو مجھے | فست کر دیا تھا اندوہ و الم کو مجھے

قابل ترک تھی خوے ستم آرا نہ کہ مین
لائق مہر تھی یہ رنجش بیجا نہ کہ مین

مگر خدا کی شان - خیر ظالم کبھی خیر و عافیت سے تو اطلاع دیا کر اور سچ تو یون ہے کہ بالکل قطع محبت ہی کر دو تو اور اچھا ہے سے

سب سے گذرے تو کسی کا بھی گذارا کیون ہو
گر پڑے چشم سے جو اس سے اشارہ کیونکر ہو

خدا حافظ و ناصر ہے جہان رہو خوش رہو - سے

تا نہ صبر مین نہ اثر اضطراب مین
بیچارگی سے جان پڑی ہے عذاب مین

اور اس خواب نے اور بھی حسرت کی آگ کو بھڑکا دیا - سے

شب وصل اسکے تغافل کی شکایت نہ ہوئی
تلخی مرگ ہے آنکھون مین شکر خواب نہین

خدا جانے یہ خط حضور کی نظر سے گذریگا بھی یا نہین مگر جب دل بھر آیا تو مجبور ہو کے خط لکھا کہ ذرا دل ہی بہلیگا ہاے افسوس تم اور مجھے مہینون خط نہ لکھو اور غم و اندوہ کو بلا کے مجھے آتش غم مین جلاؤ - سے

امتحان کے لیے جا کب تک | التفات ستم نما کب تک
غیر سے ہے یہ وفا تو کہو | ہے ارادہ جفا کا کب تک

تمکو خو ہو گئی جفا کی
ہر گذر کیجیے بھلا کب تک

اسی خط پر اکتفا کرنی ہون سمجھتی تھی کہ اب سرخرو ہو کر ولایت سے واپس آتے ہین لطف صحبت اٹھیگا مگر سے

صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری
کثرت دود سے سیاہ شعلۂ شمع خاوری

خدا جانے اس عشق کی بدولت ہماری قسمت مین کیا لکھا ہے اور کیا ہونا ہے - ہر چہ باداباد - سے

الغرض ہے چمن عشق عجب آفت خیز
ہدتون ہمکو رہا اسکی ہوا سے پرہیز

آخر کار ہوئی بوے گل شوق جو تیز
رنگ الفت نے جمایا نہ رہی راہ گریز

گل نہ پھولا نہ رہے اور کسی کام کے ہم
بندۂ عشق ہوے ایک گل اندام کے ہم

آخر سوچ تو کہ بے جوڑ سے وعدے کرکے کیسی طوطا چشمی تمکو کب زیبا تھی - اب اگر اس پر کالہ آتش کے ساتھ شادی ہو گئی ہے تو میری زندگی تمنے تلخ کر دی - مین لونڈی بن کے رہون یہ انہونی بات ہے اول تو مجھے رہ رہ کے یہ خیال آتا ہے کہ آزاد ہم سے نکاح کا اقرار کرکے سوم جائین اور وہان خوبصورت سی عورت پسند کرکے شادی کر لین اور کلیجے سے اڑائین - سے

ما زیاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

اسی خیال مین دن رات غلطان پیچان رہتی کہ یا آخر آزاد کی طبیعت اس قدر کیون بدل گئی - اس

کایا پلٹ کا خدا ہی حافظ ہے سچ ہے۔ ؎

حسینونکی کیا بات کا اعتبار | اِدھر کی طبیعت اُدھر ہو گئی

اگر تم مجکو اور آسکو برا بھی سمجھو اور عدل بھی کرو تو بھی یہ خیال میرے دل سے نہ جائیگا کہ تم نے مجھ سے اسقدر اظہار محبت کرکے مجھے پھندے مین پھنسا لیا اور پھر اور دن سے دل ملایا ؎

اول تو را بدام خویش آوردی | صد گونہ وفا دمہر پیش آوردی
چون دانستی کہ دل گرفتار تو شد | بیگانگی تمام پیش آوردی

آزاد جو محبت تم کو ہم سے پیشتر تھی اُسی کی قسم ہے آخر تم ہم سے اسقدر خلاف کیون ہو گئے ہو خیر وہ تو جو ہوا سو ہوا ایک بات یاد رکھو جب تک مجکو تسلی نہ ہوگی اور ہم کو بخوبی ثابت نہ ہو جائیگا کہ تم نے دوسری شادی نہین کر لی تب تک اسطرف آنیکا قصد نہ کرنا۔ مین نے تمھین روم اس غرض سے بھیجا تھا کہ تم نام نیک حاصل کرکے آؤگے مگر تم نے وہ نام حاصل کیا کہ دل ہی جانتا ہے۔ واہ واہ بس دیکھ لیا ہے مین نے بے سمجھے بوجھے دل دیا اور اب عمر بھر رنج اور غم سہونگی۔ اِس عشق کو خدا غارت کرے۔ ؎

یہ وہ موتی ہے کہ ترسی ہے جسکی طبیعت ابر | آبرو کھوکے ہو خاک پہ غلطان یہ نہ ہو
یہ وہ یاقوت ہے لعل جو خون آہن | یہ وہ الماس ہے ٹوٹے ہو جس سے کہ نگین

آتش اس لعل کی گر آب مین پیدا ہو جائے
دفعۃً جل کے گہر سیپ مین جو نا ہو جائے

یہ وہ بدنام ہے جسکا کہ صبح کو نام
شام تک کھائے غم و غصہ خدا ہی جانے

اُسکے اوصاف کا یونے جو دہن سے کوئی کام
شمع کیطرح زبان منہ مین جلے وقت کلام

اس پتنگے سے زمانے کے جگر جلتے ہین
گو پریزاد بہت دور ہین پر جلتے ہین

سپہر آرا بیچاری بھولے پن کے سبب سے کہتی ہے باجی جان یہ سچ نہین ہے سب جھوٹ ہو لوگ ناحق لڑوانے کے لیے گپین اُڑاتے ہین مگر مین اُس سے کیا کہون کہ مین اخبار دن مین صاف صاف پڑھ چکی ہون۔ خیر ع۔

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

رقعہ

شب چو آمد ماہ بر بام ما
خندہ زد بر صبح رو خن شام ما

یہ خط لکھکر پیرو کو دیا اور کہا اپنے ہاتھ سے ریل کے ڈاکخانہ مین جاکے ڈال آؤ۔ خبردار گم ہوگا تو عمر بھر نہ بولونگی رجسٹری کراکے بھیجنا یہ خط حسن آرا بیگم نے اپنی بہن کے پاس بمبئی بھیجا کہ انکی روانگی کا تار آیا ہے۔ بمبئی مین اگر تم سے لین تو یہ خط دیکے جواب اپنے سامنے لکھوا لینا۔ اسکے علاوہ بہن کو اور بھی اکثر باتین لکھین۔

اب سنیے کہ ادھر خط گیا اُدھر دربان نے ڈیوڑھی مین آواز دی۔ عباسی ذرا یہان آؤ عباسی باہر گئی۔

دربان۔ یہ تار آیا ہے۔ اندر اطلاع کردو۔

عباسی۔ تار! تو پڑھیگا کون۔ کسی انگریزی نویس کو بلا لو۔

دربان۔ تم جاکے گھر مین کہہ دو پہلے۔

عباسی - (اندر جاکر) حضور ایک چپڑاسی تار لایا ہے
روح - کہان سے تار آیا ہے - اللہ کرے سب خیر و عافیت
سے ہون - اس نگوڑے تار کا نام سنتے ہی میرا کلیجہ دھڑ
دھڑ کرنے لگتا ہے پوچھ کہان سے آیا ہے -
تار کا نام سنکر - حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا
سب بیقرار اور متوحش ہوگئین پیچھے چلی آئین -
حسن - تار کے نام سے کانپ جاتی ہون اللہ رحم کرے
روح - عباسی کیا مرگئی موئی چڑیل - اے عباسی -
عباسی - (ڈیوڑھی سے) آئی حضور آئی (دربان سے)
پوچھتی ہین تار کہان سے آیا ہے کچھ معلوم ہے -
دربان - ارے میان تار کہان سے آیا میان جوان
چپڑاسی - اب ے ہین کیا معلوم دستخط کردو چلے جائین
اب دیر ہوتی ہے صاحب خفا ہونے لگتے ہین کہ کہان
تھے -
دربان - (ایک لڑکے کیطرف مخاطب ہوکر) خوب آئے
جناب آپ ذری یہ تار تو پڑھ دیجیے گا -
راوی - اتنے مین عباسی مع تار کے اندر گئی کہا حضور
یہ تو اسکو معلوم نہین مگر تار سے آئی ہون -
مغلانی - ارے یہ تو کاغذ ہے حضور تار کہان ہے -
عباسی - اور سنو اسی کو تار بولتے ہین صاحب -
حسن (ارے عجلت اور وحشت کے لفافے کو چیر کر
لفافہ تو لال ہے اور خط کا کاغذ سفید چکنا -
عباسی - حضور کسی کے ہان شادی بیاہ ضرور ہے
یا چاہے ختنہ ہو یا لڑکا پیدا ہوا ہو - دربان سے کہتا
ہے کہ انگریزی دانین کو بلا لائے اب سنیے کہ یہان جو اردو

خط پڑھنے آئے تو تار مارو - عباسی غائب - پکا ارادہ
لے آئی -
دربان - حافظجی کے لڑکے اسوقت خوب لگے ہین
پڑھو تو بھائی کہان سے تار آیا ہے -
بہن - بمبیا فرام بمبئی - یعنے بمبئی سے یہ تار آیا ہے -
عباسی - کس کے نام بھیجا ہے اور کس نے بھیجا ہے -
بہن - بمبئی سے آیا ہے - اب مضمون یہ ہے کہ آزاد پاشا
داخل بمبئی ہوے اور یہان فروکش ہین اور علا رہ بمبئی
کیطرف سے انکی خدمت مین ایک ایڈریس دیا جائیگا
اور ایک ہفتے مین روانہ ہونگے - یہ بڑی خوشی کی بات
ہے آزاد پاشا خوش و خرم اور صحیح و سالم ہین - عباسی
دوڑتی ہوئی اندر آئی - کہا حضور مبارک ہو آپ کی بہن
کا تار بمبئی سے آیا ہے - لکھا ہے کہ آزاد پاشا سفر کرکے یہان
آئے ہین اور اللہ کے فضل سے خوش ہین - اب وہ
ایک ہفتے مین روانہ ہونگے -
من آرا بیگم اس مژدۂ روح افزا کے سنتے ہی اسقدر
مسرور ہوئین کہ باوصف کوشش اخفا ضبط نہ کرسکین
بے اختیار ہنس پڑین مگر فوراً ضبط کیا -
روح - لو بہن مبارک ہو آج ہمنے کہا ہی تھا کہ کوئی
نہ کوئی خوشخبری ضرور سنینگے سویرے اٹھنے کے ساتھ ہی
بائین آنکھ پھڑکنے لگی - اماجان سے کہا وہ بولین
اللہ نے چاہا تو کوئی اچھی خبر آئیگی -
عباسی - افوہ - راتون کو اٹھ اٹھ کے روز ہاتھ
اٹھا اٹھا کے دعائین مانگین - بارے اللہ نے سن تو لی
غریب کی -

مخلائی - غریبون کا خدا فریادرس ہے۔
بہاسی - سنا بڑے خوبصورت گبھرو ہین - خدا
بہارک کرے۔
جسطرح غنچہ گل ہو بہ نسیم سے کھلجاتا ہے اسیطرح
حسن آرا بیگم کا دل اس نوید مسرت خیز سے شگفتہ ہو گیا
روح افزا سے کہا بہن ہم نے ناحق یہ خط بھیجا خدا کرے
بہن نہ دکھائین مگر ہم کو اس بات کا بڑا کھٹکا ہے کہ آزاد
اپنے ساتھ ایک پریکمال مشتری خصال دوشیزہ حسینہ کو
کیون لائے۔ آگ اور پھوس کا ساتھ کیا ایسا پایا ہوگا ہم
مردون مین کسی کو نہین دیکھتے۔ اگر شادی کر لی ہے تو
چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے بندی عمر بھر بن بیاہی
ہی رہیگی اور جو شادی نہین ہوئی ہے تو ہم کو یہ تو بتا دین
کہ ساتھ کیون لائے۔ بارے خیر صحیح وسلامت آگئے وہ
بھی سرخرو ہوے اور اللہ نے ہمین بھی سرخرو کیا۔
اب تک آزاد کا راسخ قول تھا میرے ذرا سے اشارے
پر ہین ہندوستان وطن۔ اعزہ۔ اقربا۔ احباب چھوڑکر
غربت اختیار کی اور غربت کیسی۔ ہر دم جنگ ادھر
توپ اُدھر تفنگ۔ ؎

صبر خیال وخواب زمانہ	مشغلہ خواب وخواب فسانہ
عیش وطن اندوہ غریبان	دست جنون سے چاک گریبان
آنکھون سے وحشت سر اٹھائے	شوق منیلان تلوے کھجائے
سیر گلستان سے خفقان ہو	دیکھ کے جھولون شک لڑان ہو

مصیبت تو جاتے سے بڑی اُٹھائی مگر آخر ہین قدم
رکھنے گئے ثابت قدم رہنا غازی کا گھر نہین ہے

واہ آزاد واہ!
روح - بہن - یہ کاہے سے ثابت ہوا کہ کسی فرنگن کو
روس سے ضرور لائے ہین۔ کیا اپنی آنکھون سے دیکھ
آئی ہو۔ سنی سنائی کہتی ہو نہ پھر ع -

خفتیدہ کے بود مانند دیدہ

سُننے اور دیکھنے مین زمین وآسمان کا فرق ہے۔
حسن - بہن ایک نہین دس اخبار دنین پڑھ چکی اب کیونکر
یقین نہ آئے۔ ایک اخبار مین پڑھتی تو کہتی کہ غلط۔
دو مین یہ خبر درج ہوتی تو سمجھتی کہ جھوٹ ہے جب کوڑی بھر
اخبار و نہین ہو تو کوئی کیونکر شک کرے۔
آئندہ ۱۹ اللہ اعلم بالصواب۔
روح - سچ کہتی ہو حسن آرا بالکل غلط سراسر جھوٹ ہے
حسن - اللہ کرے جھوٹ اور بے بنیاد خبر ہو - آمین -
بہار - وہ خبر بھی تو اخبار ہی مین درج ہوئی تھی کہ آزاد نے
سائبن گھوڑا ل لی شاید اسیطرح یہ بھی کسی نے چھپوا دی
ہو اسکا ثبوت کیا ہے بھلا۔
حسن - ہم تو آزاد کو مرہم زخم دل اور چارہ گر مرض غم
سمجھتے تھے مگر وہ نمک پاش جراحت نکلے۔ ع -

تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے!

ہے جستجو یار مین سی رہ عدم	اے شوق دیکھیے کہ رہے دم کہان تلک
تاثیر کو بھی آگئی موت اسکے ہاتھ مین	کھایا کرون امید ترسم کہان تلک
اس زندگی سے سیر دم آیا ہو ناک مین	
آخر تحمل قلق وغم کہان تلک	

جب روم مین تھے تو جان کے لالے پڑے تھے یا
آگے کیا جانے کس میدان بلغار مین مورچے پر لڑ رہا ہوگا۔

یا خدا کس دشت جنون انگیز مین برسر پکار ہوگا - اللہ اعلم کس کس مصیبتون مین گرفتار ہوگا - کس کس خطر سے دوچار ہوگا - سوچتی تھی کہ مجھے کیا سوجھی بیٹھے بٹھائے اُس گلبدن جوان رعنا کو اجل کے مُنہ مین کیون بھیجا پری رسوائی اور جگت ہنسائی ہوگی - اب جو خدا خدا کرکے واپس آئے تو سمجھتی تھی کہ آب رفتہ جوبن آیا بچھڑے ہوے کو خدا نے ملایا مگر گل کے پہلو مین خار کیا خزانے پر مار کنجہ دار یہ کیا خدا جانے وصل ہویا نہو - ؎

وصل جانان گمان سو ہے خیال	
ہم ہین مایوس امیدوار ہے دل	

روح - تو بیٹی سے حال دریافت کر و فلک آزاد کو سب حال کب کا معلوم ہوگیا ہوگا - جب فرد کشی ہی دہان ہین تو کیا اُنپر یہ حال مخفی رہ سکتا ہے - ہرگز نہین -

حسن - ہمارا تو دل قابو مین نہین وہ آخر خط بھیجین ہی گی آپ ہی سب کچا چٹھا لکھ بھیجین گی - ہے کہ نہین -

روح - نہین - تم خود دریافت کرو بہن کے نام لکھو -

حسن - اچھا اگر شادی کر ہی لی ہے تو یہان پھر کس مُنہ سے آئینگے بھلا اور اگر شادی نہین کی ہی تو بیشک آئینگے گرداب مین کالا کالا ضرور ہے - مین لاکھ دل کو ڈھارس دون وہ خود ہی آئینگے اور نہ بلائین گے ؎

نہ بلائینگے وہ نہ آئینگے	
جوش لبیک و مرحبا کبتک	

بہار - اچھا تو اس جھنجھٹ سے تو یہی اچھا کہ خط لکھ بھیجو -

حسن - بہت خوب - پھر دری قلمدان لے آؤ -

حسن آرا بیگم نے آزاد کے نام ذیل کا مختصر مضمون خط پھر اُسی دم لکھا - وہ یہ ہے ؎

کھولیو ساقی مُنہ کو سبو کے	پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
جام شراب احمر بھر دے	چشم بھر آئی ساغر بھر دے
چپ ہو شور آواز کسی کی	آہ فلک انداز کسی کی
شور فگن ہو بانگ تنظلم	صور شکن ہو بانگ تظلم
غور سے سن فریاد شکش	جلد کہین دے داد شکش
مست شراب غم کی خبر لے	سینہ کباب غم کی خبر لے
بادہ رشک و چشم پیالہ	ہاؤ ہو ستانہ ہے نالہ

شرع غم مین حال دگر ہے	
بادۂ الفت زہر اثر ہے	

جسطرح زہاد صد سالہ اس طمع سے دنیا کی لذتون کو ترک کرکے یاد خدا مین مصروف ہوتے ہین کہ اس زہد و تقوی کے صلے مین خدا انکو جنت اور حور و قصور اور شراب طہور اور نظارۂ سلسبیل و کوثر عطا کرے گا اسیطرح تم معرکۂ جنگ مین اس طمع سے سر کے بھل گئے کہ بعد فتح حسن بہار کے ساتھ نکاح ہوگا جسطرح زاہد عبادت کی سختیونکو عین راحت سمجھکر برداشت کرتا ہے اسیطرح تم نے جنگ کی مصیبتون کو آسائش سمجھکر برداشت کیا یہ شعر گویا تمھارے حسب حال تھا - ؎

گر دون نہ خت جانی مین داغ دمن ہنوز	
تا دم کہ ہر دو بر سر اتمان ہنوز	

گر تم وہ زاہد ہو جو سو برس تک عبادت مین رہنے کے بعد مرتے دم افعال قبیحہ کا مرتکب ہو تو بھی اطاعت سالکہ

بالکل تاراج کردیتا ہے میری حالت اب اس مسافر کی سی ہے کہ منزل پر پہنچکر سنے کہ جانا مشرق تھا اور وہ گمراہ مغرب چلا آیا دن بھر کی محنت رائگان گئی اور دل پارہ پارہ ہوگیا خدا نہ کرے کہ میری سی مصیبت کسی پر پڑے ۔ ؎

یا سب نہان مبلد کہ جنبد بنام من
آنرا کہ روزگار دلے شاد مان دہد

مگر اب بھی اسی ظالم ستم ایجاد آزادہ الانژاد کا دم بھرتی ہون اور دل سے دعا کرتی ہون کہ یارب وہ جہان رہے خوش رہے مین تو اس غم مین جان دونگی مگر میری شربت صرف اس سبب سے ہمیشہ عنبرین رہیگی کہ ایک غنچہ دہن کی یاد اور فراق مین مری تمکو عروس نو مبارک ہو اگر شادی نہ کی ہو تو میری خاطر سے یہ ارمان بھی دل سے نکال لو جب ایک سمن عذار شعلہ رو موجود ہے جس کو اسقدر مسافت بعید اور راہ دور و دراز سے ساتھ لائے تو پھر دل کا ولولہ کیون رہجاے ۔ ؎

مرا کہ بادہ ندارم ز روزگار چہ حظ
ترا کہ ہست دنیا شامی از بہار چہ حظ

میرے دل کی دوا ہوگئی اور مرض کی جڑ تک کھودی گئی درد دل کی دوا دو ہین ۔ شربت دیدار ۔ یا شربت اجل ہر سمت سے مایوسی ہی مایوسی نمودار ہو تو درد دل کا دفعیہ معلوم مگر یہ مایوسی گو درد دل کا دفعیہ نہ کرسکے دل کے ساتھ تو اکسیر کا کام کرتی ہے یعنی دل ہی نہین رہتا تو دوا کی کیا ضرورت ہو ۔ ؎

یا ہم ز جان گزائی خواہش نجات داد
حد مرا بداغ دوا کرد روزگار ما

عشق سے خدا سمجھے اس خانہ خراب کا یہی متجسسہ آخری ہے ۔ ؎

عشق کے زہر سے ہو طوطیو کا سبز بدن
عوض تبقہہ ہر کبک ہو گرم خیزون
تاج کے بوجھ سے ہدہد کی جھکی ہو گردن
ابتغالبق ایام سے یا بند محن

فاختہ ہی نہین کچھ دیتی ہو کوکی صدا
ہے کبوتر کی بھی آواز مین یا ہو کی صدا

موج سبزہ ہو کہ تلوار ہو اس گلشن مین
رخت گل خون سے گلنار ہو اس گلشن مین
نیزگیا موت کا بازار ہو اس گلشن مین
جعفری جعفر طیار ہو اس گلشن مین

پتے پتے کو کمی خنجر بران سے نہین
جو انار ایمن ہو کم گنج شہیدان سے نہین

مگر پہلے تو عشق نے عقل کی آنکھون پر پٹی باندھ دی اور جب کام تمام ہوگیا تو اب یہ سمجھ آئی مگر اب کیا ہوتا ہے ۔ اب ہر دم لب پر آہ سرد ہے مین ہون اور دل پر درد ہے مین

نالہ جب کرتی ہون اک آگ لگا دیتی ہون
پر نسرین فلک دم مین جلا دیتی ہون

روح ۔ اب بہت سخت نہ لکھنا ورنہ اس بیچارے کا بھی یہی حال ہوگا جو تمہارا حال ہے ۔ نرم الفاظ لکھو بہن ۔

بہار ۔ اسنے زیادہ بیچین وہ ہونگے کہ اسقدر مصیبتین سہ کے پھر بھی عروس آرزو سے ہمکنار اور مہ پارہ مستمکوش سے ہم آغوش نہوے ۔

حسن ۔ اب اسوقت تو جو زبان قلم پر آیا وہ لکھ ڈالا

روح ۔ ہمکو سنا دینا پھر خط روانہ کرنا ۔

حسن ۔ بہت اچھا ۔ صاف لکھا ہے ۔ ہر چہ باداباد ۔

یہ کہکر حسن آرا بیگم نے پھر سلسلۂ تحریر شروع کیا

اگر تم کو یہ خیال ہے کہ ہم جوان رعنا جمال ہین تو ہمکو بھی غرور ہے کہ ہم بھی پری تمثال ہین۔ ؎

تمکو جو ہو یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہین
ہمکو بھی ہے خیال کہ ہم لاجواب ہین

مگر فرق اسقدر ہے کہ تمپر جو کبھی اُسکے بس مین آگئے اور ہم تمھارے نام پر بیٹھے ہین اگر فرشتہ بھی نظر بد ڈالے تو آنکھین مل ڈالون تم ہر دیکی بچھے ہو۔ تم سے اب اختلاط کرنا وضع کے خلاف ہے۔

نہ شاید ہوس با سخن باگلے
کہ ہر بامداد ش بود بلبلے

خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اگر نظر بد کا خوف نہو تو اس لولی شیرین کار و تند رفتار (گھر کی ٹیکی باسی ساگ) کی تصویر کا خاکہ تو بھیجدو مین دیکھون تو کونسی ایسی جادو ادا ہے جسپر آپکا دل پھسل پڑا۔ ذرا مین اپنی صورت سے مقابلہ تو کرلون ؎

ہم سے بہتر کوئی محبوب خدا کی قدرت
ہم بھی ہین اور وہ خوش اسلوب خدا کی قدرت
وصل کا نہین پر غوب خدا کی قدرت
ہم سے یہ جانبت غوب خدا کی قدرت
پانون کل تک تھے کچھ آج سر رخسار ہین
چھوٹے منہ کو بڑی باتین سزاوار نہین

ہمارا بھی خدا حافظ ہے۔ خدا کے ہاتھ بڑے بڑے ہین تمھارے سبب سے ہمارے گلستان عیش پر ابر غم چھایا یا مہر مصیبت گہن مین آیا۔ ؎

ابر آفت مین پھنسے خیر جو پھٹنا تھا ہوا
کوچہ عشق کبھی منزل آرام کجا
پھر جنون جوش پہ وحشت کی ترقی ہے ہوا
میرے ہونے پہ ہین کیون کہ یہ تعزیر مین کیا
تنکے ہم کرتا ہے گھبرا کے اب اپنے سر سے
کوئی کہدیجیو یہ جاتا ہے دل اسنے کیا

میرے لڑکپن کی تصویر مین سے بھولپن پر ہنستا ہون

پاس موجود ہے ذری اُس تصویر سے اپنے معشوق نازکی صورت ملا کر شرمائیے میری تصویر خورشید ہے تو وہ سہاونا اور تاریکی کا مقابلہ کیا۔ جب تم سے آنکھ لڑی تھا ایسا بخت یار تھا مگر مین بدنصیب تھی۔ مین نے کڑی اُٹھائی تم نے ولایت زابوی پائی۔ اچھے بھلے دل کو مین نے بیٹھے بٹھائے کہین کا نہ رکھا۔ کلیجہ پک گیا۔ اب کہین جاؤن تو بسمل کی طرح پریشان اور مثل گل خون در جگر از زیست سے تنگ ہون اور کیونکر نہون۔ سوت سے کوئی بھی خوش ہوئی ہے۔ ؎

رقیبا از آتش عشقش من ہیچ نمیسوزم
نمیسوزی تو از نزدیک و من از دور میسوزم

ایک دو نہین۔ دس بارہ اخبارون مین پڑھ چکی کہ محمد پاشا سلمہ روم سے کوہ قاف کی ایک پری کو ہمراہ لائے ہین۔ ایک ہی اخبار مین پڑھتی تو کہتی کہ شاید جھوٹ کا پتلا بنایا ہے مگر سب کے سب تو کاذب اور دروغگو نہین ہو سکتے یا سب کو آپ سے ایسی عداوت ہوگئی کہ طوفان باندھا۔ وہان بھی تم کو معشوقون ہی سے پالا پڑا ہے۔ ؎

جس سے رغبت ہو وہی شے وہ عطا کرتا ہے
منہ شکر خورے کو شکر سے خدا کرتا ہے

اب چلئے اور اپنے دل کا مقابلہ کرو۔ یہان حیرانی و سرگردانی وہان وصال یار جانی۔ یہان دلمین خلش خار غم۔ وہان بغل مین معشوق برق دم۔ یہان ہجوم یاس و نامرادی۔ وہان خوشوقتی و شادی۔ یہان قلق و بیقراری۔ وہان بس و کنار اور شوہ با زنی

یہان آہ شعلہ بار - وہان زیب آغوش صنم شیرین کار ؎

یان دل مین بھری اُمید دیدار	وان دل مین رقیب کے وہ رخسار
یان چشم کو خواہش نظارہ	وان غیر سے دمبدم اشارہ
وان بزم مین راگ ہو رہا ہو	یان نالون کا تار بندھ گیا ہو
وہ غیر کے ساتھ شب گذارے	یان نیند نہ آے غم کے مارے
وان وسعت خوابگاہ گلزار	یان اپنے نصیب بستر خار
وان زانو غیر تکیۂ سر	یان نیچے دھرا ہو سر کے پتھر
بوسون کے مزے عدو اُٹھائین	ہم جان سے تلخ کام جائین
وہ مے کا سبو پیا کرین وان	ہم دل کا لہو پیا کرین یان
آنکو ہو سرور ہم کو ہو غم	ہو عید اُنھین ہمین محرم

وہ چین سے کاٹین اپنی اوقات
یان دل کو ہو اضطراب دن رات

وہ دن مجھے خوب یاد ہے کہ جب میں نے ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ آزاد نے ایک پاجی کی جورو کے ساتھ شادی کر لی۔ اتنا روئی اتنا روئی کہ آنکھین لہو کی بوٹیان بن گئین۔ کہین پاجی کی جورو اسی خام پارہ سے تو مراد نہین ہے جو آجکل آپ کی زینت کنار ہے۔ اُسنے میرا جی جلایا ہے اور مجھے کہین کا نہین رکھا اس خیال نے مجھے خون رُلایا تھا کہ آزاد نے ایک کمینی عورت کو گھر ڈال لیا ایسی بیچین ہوئی کہ دل بھر آیا اور اتنی ضعیف ہو گئی کہ سانس تک رک رک کے چلنے لگی اور اتا جان اور باجی اور سپہر آرا گھر کا گھر مُردہ اور بیدم سمجھ کر رونے لگا وہی رنج کا سامنا اس خبر کے پڑھنے سے ہوا ؎

پھر داغ کہن ہے تازہ و تر	پھر زخم جگر ہنسے ہے گل پر
پھر چشم ہے گوہفشان و خونبار	پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار
پھر دیدۂ تر ہی وقف دامان	پھر ہاتھ ہے مائل گریبان
پھر ناوک درد دل شکن ہی	پھر سینے کا زخم خندہ زن ہی
پھر داغ جنون سے سر پہ گل	پھر نالہ ہے ہم نوائے بلبل
پھر ہی وہی پیچ و تاب دل کو	پھر ہی وہی اضطراب دل کو
پھر ہی وہی سنگ در وہی سر	پھر سر ہی وہی وہی ہے پتھر
پھر ہم دم و ہمنفس ہوئی آہ	دمساز ہے نالۂ سحرگاہ
گستاخ ہے آہ خون چکان پھر	
منھ لگنے لگی ہے کچھ فغان پھر	

اب ہزار بات کی ایک بات ہے کہ یا تو صفائی کر دیا ادھر آنیکا رُخ نہ کرو۔ ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔ ؎

کانٹون مین نہ ہو اگر اُلجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

حسن آرا جگر فگار و غم زدہ

یہ خط لکھکر رُوح افزا اور بہار النسا وغیرہ کو سُنایا۔ گھر کی پٹی باسی ساگ اسپر قہقہہ پڑا اور تصویر کے لیے خاکے کی لفظ کو سب نے پسند کیا۔

روح - اور تو سب اچھا ہے مگر ذرا سخت باتین لکھی ہین اور جو یہ خبر جھوٹ ہوئی تو اُنکو کسقدر رنج ہوگا۔

حسن - اب جو لکھنا تھا وہ لکھا۔ پیاری کسی معتبر آدمی کو دے کے خط بھی ریل کے ڈاکخانہ مین ڈال آئے۔

روح - اچھا پھر اب بھیجدو سمجھا جائیگا۔

حسن آرا بیگم نے بڑی بیگم سے پوچھا اتا جان اگر آپ کی صلاح ہو ہم سپہر آرا کو آج بلوائین اور اُنکو لکھ بھیجین کہ خوشی کا تار آیا ہے۔

بڑی بیگم نے کہا اچھا۔ اسپر بہار النسا مسکرا کر

بولی (پھیری منہ پر لوئی تو کیا کریگا کوئی) حسن آرا سپہر آرا کے نام خط لکھنے بیٹھیں۔

اب ادھر کا حال سنیے

آزاد پاشا نے بمبئی مین سب سے پہلے ذیل کا لکچر دیا۔ وہو ہذا ؎

اے تماشائیان بزم سخن — وے مسیحا زمان نادر فن
اے گرانمایگان عالم حرف — خوش نشینان این بساط شگرف
ہر یکے صدر بزم بارگہے — شمع خلوت سرائے کارگہے
ہر یکے پیش تاز قافلۂ — ہر یکے کتخدائے مرحلۂ
اے بشغل وکالت آمادہ — داد غمخواریِ جہان دادہ
اے شگرفان عالم انصاف — بسفارت رسیدہ از اطراف
اے سخن را طراز جاعن دادہ — صفحہ را ساز گلستان دادہ
عطر پُر مغز گیتی افشانان — پہلوانان پہلوی دانان
اے رئیسان این سواد عظیم — وے فراہم شدہ ز ہفت اقلیم

اے گرامی فنان رخنہ گو
نغز دریاکشان عربدہ جو

یا ایہا الساسعین۔ آج کا مبارک دن میری سوانح عمری کی تاریخ مین یادگار رہیگا کہ مجھ ایسے ذرۂ بیمقدار اور ناچیز آدمی کی خاطر سے اسوقت ایسے ایسے علماے اجل اور فضلاے اکمل دانش پژوہان بالغ فن۔ امراے غریب نواز مربع نشینان چار بالش امارت اور ہر طبقے کے اصحاب اعلی الالباب یہان رونق افروز ہوے آپ سب طیب النفس اور کامل خرد اور ہمدرد بزرگون کی جسقدر زیادہ توصیف کرون کم ہے۔ سفلہ منش اور پست ہمت آدمی دوسرون کی ترقی جاہ دیکھکر آتش حسد مین جلتے ہین مگر جو بزرگوار دل بدرد اور عالیہمت اور نیک نیت رکھتے ہین وہ غریب الوطنون سے بلطف پیش آتے ہین اور جن لوگون کو باحمیت سمجھتے ہین انکی ترقی مناصب کے لیے دعا مانگتے ہین۔

لے صاحبان ہمایون فطرت و بزرگان والاہمت آپکا خادم خانہ برباد جسکا نام آزاد ہے اسوقت صدق دلسے عرض کرتا ہے کہ ؎

گر در طلب دوست بود پاے تو سست — غمگین مشو
در خود باشی بہ جست و جو چابک دست — مغرور مشو
اخلاص بہ نسبت ست و نسبت ازلی ست — چون شنبہ و مہر
گر جذبہ قوی فتاد و پیوند درست — بیخود بے رو

ان چار مصرعون پر ہمپیر زادہ ہمچران کا عمل ہے۔

میری نسبت کوتہ اندیشون نے بہت بہت تہمتین تراشین اور کم ظرفون نے بڑے بڑے جوڑ مارے مگر مین نے جادۂ نیکی سے باہر قدم نہ رکھا اور دائرۂ اعتدال سے تجاوز نہ کیا (آفرین آفرین صد آفرین) ہمکہ روم دروس کی نسبت مجھے بالفعل بطریق خلاصہ اسقدر عرض کرنا ہے کہ گو ظاہرا سلطنت عثمانیہ نے ایک قسم کی شکست پائی مگر یہ شکست باعث تشئید بناے مملکت ہوئی ؏

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

زین رنگ کہ در گلشن احباب دمیدہ — بژمردہ گل دلالہ شاداب دمیدہ
در کلبۂ اقبال ترقی خواہان — گر مہر فروزنشست مہتاب دمید

مگر افسوس صد افسوس کہ دولت رفیعہ روم کے ارکین و اعیان اعلی کا دامن لوث تعصب و بغض و حسد سے

پاک نہین ہے (افسوس صد ہزار افسوس) رُدم کی رعایا رُدم کے جرار اور جانباز سپاہی معرکۂ رستخیز مین جان بکف جاتے تھے اور قسم کھاتے تھے اور قرآن اُٹھاتے تھے کہ غنیم کو پشت نہ دکھائینگے (بارک اللہ) مارینگے اور مرجائینگے (خدا اجر دے) چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا جسوقت غازیان دین اللہ اکبر کہکر شمشیر الماس بارد خارا شگاف ہاتھ مین لیکر بزن بزن اور فاقتلوا فاقتلوا کہتے ہوے میدان مین جاتے تھے جرات اُنکی بلائین لیتی تھی (شاباش) بسالت دل سے دعائین دیتی تھی جوانمری صدقے ہوئی جاتی تھی ادھر للکارا اور کوچ کا حکم ہوا ادھر ۔ ؎

بولی یہ تیغ دم سر اعدا پہ لون گی مین
برش پکاری تو یہ ٹھہرنے نہ دونگی مین

رُدم کے سپاہیونکی جرات یادگار تاریخ رہیگی ایک ایک سپاہی کو زعم تھا کہ غنیم کے ہزار ہزار کو کاٹ کے مرونگا۔ اگر رُدم کی سپاہ جرار کی طرح افسران عساکر سلطان بھی ثابت قدم اور خیر طلب اور حبیب وطن ہوتے تو یہ گلشن مینو سواد دست تطاول خزان سے مصئون اور محفوظ رہتا جسوقت کرنا کی کرنا و قرنا و غرنا کی آواز رن کی زمین پر بلند ہوتی تھی رُدم کے دل سوز اور جیوٹ کے سپاہی اس طرح بڑھتے تھے جیسے شیر کچھار سے شکار کے لیے جاتا ہے اور اجل سے ایسی ہنسی خوشی سے دوچار ہوتے تھے جیسے عاشق زار سمن عذار معشوق سے ہمکنار ہو۔ برابر ان مبارزان جان نثار کی زبان سے یہی صدا آتی تھی کہ ہان برادران شیر دل بڑھے ہوے۔ ہان غازیان بلند حوصلہ چلے ہوے اس میدان مین جان کام آئے تو سمجھو کہ زندہ ہو گئے یہ موت نہین خلد علیین کا زینہ ہے۔ ادھر قفس عنصری سے مرغ روح نے پرواز کیا اُدھر رضوان نے استقبال کرکے باغ نعیم کی ہوا کھلائی۔ ادھر گردن تن سے جدا ہوئی اُدھر حور دن نے صورت زیبا دکھائی ادھر سلسبیل و کوثر کی لہرون نے روح تازہ از سر نو بخشی۔ برسون کی عبادت کا فاصلہ نہین ہے یہ اس میدان بلا خیز وحشت انگیز مین ایک دن کام کرنے کا صلہ ہے۔ جن لوگون نے ہزار دن بار طوف کعبہ کیا ہے اور جو سفر دور دراز سے صد بار مرتبہ حج عتبات عالیات سے مشرف ہوے ہین اُنکے لیے بھی وہ درجہ نہین جو ان برادران دینی کے لیے درجہ ہے جنھون نے اس سرزمین مین حفاظت ملک و حمیت اسلام کی نظر سے جان دی۔ تمھارے جسم کا ایک ایک قطرۂ خون جو اس جنگ مین بہیگا حشر کے دن ہزار ہزار دریاے رحمت ہوگا۔ یہ سپہر سرمہ رنگ ان سوادالوجہ فی الدارین اور سوادالقلب فی العقبیٰ دشمنون کا منھ کالا کریگا جو دست تعدی ہمپر دراز کرتے ہین مگر ہمارا خدا ہماری بانگ تظلم خوب سُنتا ہے۔ تمھاری تجہیز و تکفین کے لیے گو کافور و عنبر اور عود و مشک اذفر نہین مگر یاد رکھو کہ جس مقام پر تمھارا پسینا بھی گرا ہے وہ زمین کا چپہ تاتار پر رشک زن ہوگا اور تمھاری نعش بے کفن سے منزلون تک زمین اسطرح بس جائیگی جیسے شاہی باغون کے تختۂ گل سے دماغ بس جاتا ہے گو تم کئی دن پلک پر پلک نہین مار سکتے ہو مگر حشر کے دن تک ایسی میٹھی نیند سوؤگے کہ تیرہ باطنون کی طرح فشار قبر معلوم ہی نہوگا کہ کہتے کسے ہین۔ تمھاری خاک سے گلہاے روح افزا اُگینگے اور تمھاری تربتون پر ہمیشہ ہما کا سایہ چتر بنا رہیگا۔ دنیا گذشتنی اور گزاشتنی ہے۔ ؎

ہیچ ست ہمین نود کہن را | بر ہیچ مپیچ خویشتن را
ہر چرخ منازہر نعیمش | بر صبح مپیچ دیر نسیمش
سیلاب غم ست در سرورش | طوفان بلا ست در تنورش
اینجا شجرے نشد برومند | کش باد فنا ز پائے نفگند
ہر رنگ فناست پردہ پشتگان | سیمرغ بقا بجو ازین قاف
ہر چند مقام دلپذیر ست | زین مرحلہ کوچ ناگزیر ست

تو آبلہ پائے وکاروان تیز
برخیز ازین کریوہ برخیز

پھر کس دن کے لیے اٹھا رکھو گے۔ کیا حشر تک زندہ ہی رہو گے (ہرگز نہین ہرگز نہین) سلطان گیتی دادر فخر خاقان زمان ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی حضرت قدر قدرت سلطان عبدالحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ و دولتہ نے جو سلوک بمقتضاے آئین جہانداری و قوانین شہریاری تمپر مرعی کیے ہین انکا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اس ملک اور اس سلطنت کو غنیم کی یورش سے محفوظ رکھو جب شاہ گیتی ستان حکمران ہو اور سپاہی شیر ژیان ہو اور خدا نگہبان ہو تو پھر کوئی کیا کر سکتا ہے ہان جوانان روئین تن ثابت قدم رہنا۔ قلعہ شکن عسکر شکن نصرت اثر فیروزہ منصور عدو بند۔ یہ تمہارے خطاب ہین (بیشک و بلاشبہ) ایک در گیر و محکم گیر یا تو اس معرکہ نبرد مین آئے ہی نہوتے اور اب جو آئے ہو تو مستقل مزاج اور ثابت قدم رہو ورنہ ادھر کے رہو گے نہ اُدھر کے۔ ؎

گہ دین مین تھا لقب یگانہ اپنا۔ تھے بت سے خفا
گہ ہے ضمونکو ہمنے جانا اپنا۔ اللہ ری خطا

سب دیر و حرم کی خاک چھانی مومن۔ کیا خاک کمین

دیکھا تو کہین نہین ٹھکانا اپنا۔ جی بیٹھ گیا

اسکے مصداق ہو گئے (ہرگز نہین ہرگز نہین) جسوقت یہ نصیحت ترکون کے گوش گزار ہوتی تھی خون جوش مین آتا تھا اور قدم آگے بڑھ جاتا تھا۔ مگر افسران فوج نے بڑا دھوکا دیا رشوتین اُنھون نے لین سہل انگاریان اور بے پروائیان اُنھون نے کین۔ حسد نے اِنکے دلمین جگہ پائی۔ کینے نے اُنکے سینے کو مسکن بنایا افسوس کا مقام ہے (ہزاران ہزار افسوس) جسوقت ایک معصوم بچہ سیزدہ سالہ جو اپنے باپ کی چوری سے بھاگ کر چلا آیا تھا اور زخمیون کی خدمت کے لئے ہمہ تن مصروف تھا مارا گیا اسوقت تمام اہل فوج اور جزو یا کل از خرد تا بزرگ از اعلیٰ تا ادنے سب اشکبار ہو گئے۔ ؎

آشوب قیامت از جہان خاست | لشیون ز زمین و آسمان خاست
از ناتم شان جہان بجوشید | صد فتنہ ز مان زمان بجوشید
غم سوخت دروں دون یگان را | ماتم کدہ شد جہان جہان را
بگرفت فلک ستارہ باری | بنشست جہان بسوگواری

اس معصوم بچے سے سب کو محبت تھی۔ اب حضرات سامعین مقابلہ کرین کہ ایک بچۂ رومی تو یون جان لڑاتے اور افسر یون کا ندھی دین۔ ؎

یہ کہکے لی نیام سے تیغ شرر افشان | شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان | دہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان

ثابت ہوا کہ چہرۂ خورشید کٹ گیا
غل تھا کہ فوج روس کا دفتر الٹ گیا

(نعرۂ جوش و خروش بلند ہوا)

ہماری الماس بار تلوار اور سیف لنگر وار جس طرف چمک

جاتی تھی صفون کی صفین کاٹ آتی تھی - جدھر گئی بجلی گرائی دم کے دم مین اِدھر آئی - اُدھر آئی - یہ چکی وہ سر کے دو ٹکڑے کر دیے - یہ اُنکی وہ عدو کو لقمہ کیا - خون کے شرانے اسطرح بہ رہے تھے کہ الامان الامان - ؎

جس صف پہ چمک گئی گمسان کر آئی | جمعیت اعدا کو پریشان کر آئی
لشکر کے زرہ پوشونکو بیجان کر آئی | چارآئنہ والونکو بھی حیران کر آئی

نکلی وہ اجل بنکے جو شمشیر کی صورت
ایک ایک کا منھ تکتا تھا تصویر کی صورت

مین نے جو کچھ کیا میرا خدا جانتا ہے یا مین جانتا ہون اپنے منھ میان مٹھو بننا اپنی وضع کے خلاف ہے - ؎

کس منھ سے کہون لائق تحسین ہونین | کیا لطف جو گل کہے کہ رنگین ہونین

ہوتی ہے حلاوت سخن خود ظاہر
کہتی ہے کہین شکر کہ شیرین ہون مین

روسیون کے جوش و خروش کی بھی مین تعریف کرتا ہون مگر جو لوگ کل معاملات سے واقف ہین وہ ضرور مجھسے اتفاق کرینگے کہ روسیون کا اور ہمارا کوئی مقابلہ نہ تھا وجہ یہ کہ اُنکے پاس فوج کثیر تھی - ہماری اور اُنکی فوج کا مقابلہ نہین ہو سکتا اُنکا ملک زیادہ - رقبہ زیادہ - آمدنی زیادہ - لوگ زیادہ پھر وہ آمادۂ جنگ ہو گئے تھے - ہم غافل وہ آٹھون گانٹھ کمیت اسپر طرہ یہ ہوا کہ ہمارے ہاتھ پانون ہمارے دشمن ہو گئے مانٹی نگرو جو بڑا سرحدی ملک ہے ہمارے بالکل خلاف ہے سرویا جانی دشمن بلغارستان عدوے مہیب - ہرزی گووینا خون کا پیاسا (توبہ الامان الامان) جرمن بغلی گھونسا (خدا سمجھے) آسٹریا ہمارے کمال خلاف ہے -

اُس طرف ساری خدائی تھی اِدھر کچھ بھی نہین

باایںہمہ ترکون نے وہ کیا جو روسیون سے نہو سکا - ترک تلوار کے بڑے دھنی ہین جب دست بدست جنگ ہوئی چھکے چھوڑا دیئے - ؎

ناگن سی گئی فوج کو سمار کر آئی | جو جو تھی لب نہر نہین فی النار کر آئی
ساحر کو فنا مست کو ہشیار کر آئی | جس موذی نے لی بل کی اُسے مار کر آئی

سرسبز تھی لاکھون مین یہ اقبال تھا اُسکا
تھا جسم کبود اور دہن لال تھا اُسکا

شہباز سی نظر دین جسے تول کے آئی | اکدم مین دہن ظالمونکو رول کے آئی
غل ہونے لگا پیچھے جس غول کے آئی | نو مرگ فجاۃ دہن کھول کے آئی

خونریزیٔ اعدا کا بس عہدہ تھا اُسی کو
بے ذبح کیے اب یہ نہ چھوڑیگی کسی کو

پلونا کی جنگ مین جس استقلال اور ثابت قدمی اور جوانمردی سے ترکون نے مقابلہ کیا شاید ساری خدائی مین اس جرات کے ساتھ کوئی نہ لڑیگا - اگر کوئی صاحب اُسوقت وہان ہوتے تو ترکون کی بسالت دیکھکر عش عش کرنے لگتے مگر فنا سب کے لیے ہے اور کوئی قوم ایسی نہین جسنے ہمیشہ فتح و ظفر ہی پائی ہو - اچھے اچھے سپہ سالار اور بڑے نامی نامی شہید پیوند خاک ہوئے ؎

افسوس جہان سے وہ مت کیا کیا نہ گئے | اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے

تھا کون سا نخل جسنے دیکھی نہ خزان
وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

کل افسران روم مین جنرل عثمان پاشا البتہ سب سے زیادہ قابل قدر ہین جنھون نے جان نذر کر دینے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا اور سب سے زیادہ تر دغا سلیمان پاشا نے کھیلی محمد علی پاشا کا دامن بھی توشہ سازش سے پاک نہین ہے مگر

واہ ری سپاہ روم - پیادون نے البتہ کار نمایان کیا۔
آفرین شاباش شاباش، ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

مین اُس عفیفہ خاتون بلقیس مرتبت عالی منزلت کا تہدل سے شاکر ہون جسکے ایما سے مین روم جاکر شریک جنگ ہوا اور اس شرکت سے داخل حسنات ہوا گو اس ملک کی رسوم و قواعد کے مطابق کوئی دوشیزہ عفت مآب کسی نامحرم سے یہ نہین کہہ سکتی کہ مین تمھارے ساتھ مشرائط چند در چند شادی کرونگی اور کوئی ایسی ہو بھی تو اُسکی جگت ہنسائی اور رسوائی ہو مگر صاف ظاہر ہے کہ اُس عفیفہ نے ایسی شرائط نیک پر مجھے بھیجا تھا جسکو سُنکر سچے مسلمانون اور برادران دین کو خوش ہونا چاہیے مجھسے یہ اقرار کیا تھا کہ تم روم جاکر اُس ملک مین برادران دینی کی طرف سے شریک جنگ ہو تو مین تمھارے ساتھ نکاح پر راضی ہو جاؤن گی (حمیت - حمیت - شاباش) ؎

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

(اُس عفیفہ کے قدم دھو دھو کے پینے چاہئین) اسکے بعد ایک آواز آئی (یہ وہ عفیفہ ہی جسکے دامن پر حوران بہشتی نماز پڑھین) دوسری آواز آئی (حمیت دینی اسکا نام ہے اور خُب قوم اسے کہتے ہین) تیسری آواز آئی (آفرین باد برین ہمت باین) سچ عرض کرتا ہون کہ جن بلاخیز مقامات مین مین کبھی مضطرب و مضطرب ہوتا تھا صرف اس اُمید سے کہ ایسی بیوی ملیگی مجھے کمال تقویت ہوتی تھی اور جب کبھی مین زخم کھاتا تو یہ شعر یاد آتا ؎

دوکہ زد دست میرد این دل ناتوان من	
پیش منم کہ می برد سوخت نہم جان من	
باد کہ پیش میروی خیز کہ پیش میرمت	
چونکہ رسی باو رسان بندگی از زبان من	

اس دوشیزہ جادو اور پری تمثال یوسف جمال کی تعریف میرے امکان سے خارج ہی - انتہا یہ کہ اسکے ایک اشارے نے مجھے مجبور کیا کہ روم جاؤن اور سوچا کہ جب یہ کمسن نوعمر خاتون جسمین اسلام کی دلدادہ ہی تو وہ بر حال اُس مرد کے جو برادران دینی کی مدد سے عاجز اور قاصر رہے اور اگر اُسکی یاد اور اُسکے حکم کی تعمیل اور اُسکے وصال کا شوق نہ لگ گیا تو شاید اسقدر کارہائے نمایان مجھسے وقوع مین نہ آتے جسقدر اب وقوع مین آئے - یہ سب اُسی رنگین ادا کی سحر بیانی کا اثر ہے جسکی تعریف حیز امکان اور احاطۂ تحریر سے باہر ہے - اگر کوئی اس تعریف کا شمہ ادا بھی کرسکتا ہی تو وہ مین ہون جسکے دل پر اثر پہونچا ہی اور جسکا دل انتہا سے زیادہ شکر گذار ہے - ؎

مداح چون توئی نسزد غیر چون منی	لازم شکوہ خویش بلند ستان تو
باید دماغ بہر شنیدن ثنا گوش و بس	بوسے گل ست زمزمہ ناتوان تو
ہم بندہ از تو خوشدل و ہم خواجہ سرفراز	تو میزبان دلی جہان میہمان تو
ہم سبزہ از تو خرم و ہم گل شگفتہ روے تو باغبان دروے زمین بوستان تو	

لطف یہ کہ ادھر ترک حسن آرا بیگم کو دعائین دیتے تھے اُدھر دوسری اخبار برابر اُسکی مدحت سرائی مین رطب اللسان تھے چنانچہ مختلف اخبارون کا ترجمہ بطور خلاصہ عرض کرتا ہون -

۱- ہمنے سنا ہی کہ ہندوستان کی ایک امیرزادی نے جو ابھی بالکل نوعمر اور دوشیزہ ہین ایک رئیس زادے سے جو انہیں رشکھے ہوئے تھے یہ شرط کرکے روم بھیجا کہ روسیون کی فوج مین بھرتی ہو کر نام کرن

تو اُنکے ساتھ شادی کرینگی خدا کرے ہماری روس کی لیڈیان بھی اسطرح حب وطن کا لحاظ کرین مگر افسوس ہی کہ وہ فرقہ نیلسٹ کی حامی ہین اور گورنمنٹ کی مدد کے عوض دشمنی پر آمادہ ہین۔

۲۔ روم کی لیڈیان تک دست بدعا ہین کہ ترک ظفریاب ہون اور محبت اسلام کا بحر ثا پیدا کنار اسقدر موج زن ہے کہ اسکی لہر ہندوستان تک پہونچی۔ چنانچہ آزاد نامے ایک جنرل کو کسی مین بیاہی بیگم نے اس غرض سے رُوم کے ملک مین شریک ہونے کی صلاح دی کہ بعد واپسی نکاح کرینگی

۳۔ جو لیڈیان گورنمنٹ کی دشمن ہین اُنکو اس خبر کے سننے سے شرم آنی چاہیے کہ ہندوستان تک کی بیگمین دعا مانگتی اور سعی بلیغ کرتی ہین کہ جسطرح ممکن ہو ترک فتح پائین برعکس اسکے ہمارے ملک کی امیرزادیان باغیون اور مفسدون کو مدد دیتی ہین۔

۱۔ خدا کرے آپس ہی مین چخ چلے اور روس تباہ ہو جائے۔

۲۔ آمین۔ فرقہ نیلسٹ ہی بدلا لیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

۳۔ حسن آرا بیگم کا نام متبرک اس قابل ہے کہ آب زمزم سے مُنھ دھوکر اِس نام کو زبان پر لائے۔

۴۔ اور روس روسیہ کی نسبت ان باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھر ہی مین پھوٹ ہے اور ازل سے اسکی نسبت یہی لکھا ہے کہ گو چاہے جسقدر عظمت حاصل ہو جائے انجام خراب ہی ہے ؎

بہ آب زمزمہ و کوثر سفید تو ان کرد گلیم بخت کسے را کہ با فتند سیاہ	

اس مقام پر میری یہ خواہش نہین ہے کہ مین اپنی مصیبتون اور پریشانیون کا حال بیان کرکے آپ لوگون کو رنجیدہ اور ملول کرون مجھپر جو کچھ گذری مین نے کمال استقلال اور غایت ثابت قدمی سے نوائب سخت کو برداشت کیا۔ اُن تک کی ہو تو خدا سمجھے اوائل سفر مین ہمارا جہاز جیاڈینز جزیرہ پیرم کے قریب غرق ہو گیا اس جہاز کے غرقاب ہونیکے وقت جو کچھ مین نے کیا وہ تمام عالم پر روشن ہے مین اپنے آپ اُسکا تذکرہ کرنا نہین چاہتا مگر ایک اخبار مین جو اسی شہر مین طبع ہوتا ہے کسی نامہ نگار نے اسکا حال من وعن لکھا ہے اور وہ اخبار یہ ہے۔

اخبار نکالکر آزاد نے کہا۔ اگر کوئی صاحب یہ اخبار پڑھکر حاضرین جلسہ کو سنائین تو خاکسار رہین منت بیکران ہوگا۔

ایک قاضی صاحب نے اخبار لیکر پڑھنا شروع کیا وہ ہذا۔

سفر بحری محمد آزاد سلمہ اللہ تعالےٰ

زاہد جو ہین بھنین ہی طاعت پہ گھمنڈ	اہل دینار رکھتے ہین دولت پہ گھمنڈ
واقف ہین اطاعت سے نہ دولت سے جو ہے اُنکو اگر تو تیری رحمت پہ گھمنڈ	

جو لوگ خدا کی رحمت پر ناز کرتے ہین وہ دولت کو فانی اور طاعت کو خوشامد سمجھتے ہین اور امور خیر کے انجام دینے پر ہر دم تلے رہتے ہین چنانچہ ہندوستان کے ایک باحمیت اہل اسلام عالی نژاد آزاد نام جو سلطنت مقدس روم کے عازم تھے اور جنھون نے ٹھان لی تھی کہ اسلام کے نام پر خون بہائینگے بمبئی مین جہاز مینی ڈینس پر سوار ہو کر خدا کا نام لے کر روانہ ہو گئے اور حامیان دین متین نے اُسوقت زبان حال و قال سے یہ شعر پڑھا۔ ؎

بہ سفر رفتنت مبارک باد بہ سلامت روی و باز آئی	

یہ مرد خدا اولی حق آگاہ عارف باسم محض بقصد اوخاد
ثواب اخروی عازم استنبول ہوا ہے ع

آفرین باد بریں ہمت مردانۂ تو

اصل حال یہ ہے کہ آزادنامے ایک جوان خوش رو زیبا شمائل
رعنا جمال یوسف خصال کی حسن اتفاق سے ایک عفیفہ نازنین
کے حسن دلفریب اور عارض بہار آفرین پر نظر پڑی تو ہزار جان سے
عاشق ہوگیا اور صاف صاف کہدیا کہ جان من تمپر جان جاتی
ہے اُس بت شیرین حرکات نے لگاوٹ کی کہ
انکا دل قابو سے جاتا ہی رہا اور کلمہ پڑھنے لگے ادا
نے دیوانہ کردیا۔ ؎

لازم یہ ادا و ناز سہنا ہی نہ تھا | اور اُسکی طرف دیکھکے ہنسا ہی نہ تھا
اظہار کیا کہ چاہتے ہین تجھکو
کہہ بیٹھے ہم اُس سے جو کہ کہنا ہی نہ تھا

اس لڑکی لڑنے کا نتیجہ انکے حق مین ایک معنی کرکے برا ہوا
بیچارہ اس پھیر مین رہ گیا ہی کہ بعد حصول فتح ہندوستان
واپس آئے تو اس معشوق ملائک فریب کو عقد نکاح مین
لائے حسن بھی کیا بلا ہے۔ ؎

اے جمالت بتاراج نظرہا گستاخ | وے خرامت تو بپامال سرہا گستاخ
داغ شوق تو بہ آرایش دلہا سرگرم | زخم تیغ تو بہ گلگشت جگرہا گستاخ
ناز دلہای نزارش چہ محابا باشد
سر زلفت کہ بہ پیچد بہ کمرہا گستاخ

دیدہ باید کہ شب حاملہ فراچہ زاید مگر اس نیکبخت نوعمر خاتون
کی نیکی اور پاس حمیت اسلام کی قسم کھانی چاہیئے اور اس شیر دل
دوست اسلام کی جوانمردی اور جانبازی کی جسقدر تعریف
کیجئے کمی نرسید۔ جو مسلمان حضرت قدر قدرت سلطان بن
سلطان ابن سلطان خلیفۃ الرحمانی حضرت عبدالحمید خانین
غازی خلد اللہ ملکہ وضاعف قدرہ کی افواج خلفر امواج کی
اعانت کو اُٹھ کھڑا ہو اُسکی تعظیم بھی کافۂ اسلام جمہور مسلمین پر فرض
عین ہی۔ عادل باذل حامی دین ظہیر المذہب ؎

اے ذات تو جامع صفت عدل و کرم را | اے بر شرف ذات تو اجماع امم را
حقا کہ ز اسم تو عیانست کہ در شرع | فرزانہ وزیری شہ بطحا و حرم را
در عہد تو از گوش بدل راہ نیابد | آوازۂ اسکندر و افسانۂ جم را
گر حرف وقار تو فرا آب نویسند | از موج بہ طوفان تبدان گردد قلم را
اے در روش موکب عزم تو بہ شبگیر | پرویں بپرن سجدہ سر انگشت علم را

معذورم اگر نام تو در بحر نگنجد
در کوزہ چسان جای دہم دجلہ و یم را

جسوقت جہاز غرق ہونے لگا سب کو یہ فکر تھی کہ اپنی اپنی
جان بچائین مگر آزاد کو یہ فکر تھی کہ چاہے اُسکی جان جاتی رہے
مگر اور کسی پر آنچ نہ آنے پائے۔ (آفرین۔ آفرین صد آفرین)
گلستان سعدی کی حکایت منظومہ مین جس مرد خدا کا ذکر ہے
اسکے بھی آزاد نے کان کاٹے اور اُس سے بھی گوے سبقت
لے گئے ؎

جوانے پاکباز و پاک زادے بود | کہ با پاکیزہ روئی در گردادے بود
چنین خواندم کہ در دریاے اعظم | بگرداب بے در افتادند باہم
چو ملاح آمدش تا دست گیرد | مبادا کاندران حالت بمیرد
ہمین گفت از میان موج تشویر | مرا بگذار و دست یار من گیر
درین گفتن جہانی پر دلے شفت | نشنیدندش کہ جان میداد و میگفت

حدیث عشق زان بطال می نوشش
کہ در سختی کند یارے فراموشش

اُس شخص نے تو اپنے دوست کی نسبت اسقدر محبت

ظاہر کی تھی مگر آزاد نے ان لوگون کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی جنکو کبھی پیشتر نہین دیکھا تھا (ہمدردی اسکو کہتے ہین) اس شخص نے ساٹھ ستر آدمیون کو لائیف بوٹ پر سوار کرایا اور انکی جان بچائی ورنہ وہ گھبرا کر ڈوب گئے تھے۔

اب سنیے کہ ایک بوٹ مین سے ایک ولائتی صاحب نے جو فوج کے لفٹنٹ تھے لڑھکنی کھائی آزاد نے ساتھ ہی کود کر انکو سمندر سے نکالا اور اس کوشش وکشش مین خود بہر گئے (افسوس صد افسوس) اور اسی حالت مین جزیرہ پیرم مین داخل ہوئے (شکر خدا) حضور سلطان نے جو رعایا کے سچے خیر خواہ ہین اس خبر کو سنکر آزاد کی بڑی تعریف کی اور اس سے ثابت ہے کہ حضور محتشم الیہ جزو امور تک پر نظر ڈالتے ہین۔

اس پر ایک مفتی صاحب نے بآواز بلند مدحت حضرت سلطان مین یہ اشعار عظمت بار پڑھکر حاضرین کو سنائے۔

محیط بخشش و دریا کفت و ابر نوال	قمر لوے و فلک خرگہ و ستارہ سپاہ
ز خاک رہگذرش سرمہ آرزو بینون	بر آستان درش سجدہ آبرو بجباہ
جواد و نگفتہ کہ ان خسرو ان بردے سر پر	حدیث فقر و فنا لا الہ الا اللہ

طرب بطبع تو شامل چو رنگ بارخ گل
بقاز خصم تو زائل چو خندہ از لب چاہ

اسکے بعد آزاد پاشا نے یون بیان کیا۔

ایہا السامعین۔ روم کا انتظام ملک اور طرز تمدن ہمارے ویسا نہین پایا جیسا یورپ کے شائستہ ملکون مین ہونا چاہیے طرز معاشرت یہان کے طرز معاشرت سے بدرجہا بہتر ہے وہان کے مسلمان کوٹ پتلون جاکٹ سترٹ زیب بدن کرتے ہین فرق صرف اسقدر ہے کہ انکی ٹوپی سرخ یا سیاہ ہوتی ہے جسکو ترکی ٹوپی بولتے ہین اور جو اس ملک کے پیروان نیچر کے سرون پر نظر آتی ہے (قہوہ) ترک نہایت خوش رو جوان ہوتے ہین مثل انگریزون کے سرخ و سفید۔ عورتین بھی انتہا کی حسینہ و جمیلہ ہین اور طرفہ یہ کہ سیہ چشم و عنبر بین ہو۔ ایک دختر گلفام پری کردار اور نژاد کچھ دن بھیس بدل کر فوج کے ساتھ رہی اسکے دل لگی تھی کہ رومیون کو ہر طرح مدد دے مگر اسکے باپ نے حیلہ چھپوا دیا اور فوج سے اسکو بلا لیا۔ شوخ برق وش نا البتہ کہتی ہوئی میدان کارزار مین جاتی تھی جب ترکون کو معلوم ہوا کہ یہ ایک شریف خوش باش کی دختر نیک اختر ہے تو اور بھی زیادہ بجرأت جوش زن ہوا کہ یہ لڑکی اس جرأت کو کام مین لائے اور ہم مرد منہ تاکتے رہجائین پس پھر اسوقت ترکون کی صفین درہم برہم شیرزن کے بھگا دینے کا دم رکھتی تھین ؎

ہتھیار اپکتے ہوے اور برق ہے تازی	دیندار و خوش اطوار و فادار و غازی
ترکی و قریشی و حسینی، حجازی	زوراور و دلشکر شکن و صفدر و غازی

جب آنکھ ملائین تو دلیرون کو بھگا دین
قبضے پہ رکھین ہاتھ تو شیرون کو بھگا دین

حضرات سامعین۔ میری کل کامیابی اور سرخ روئی ایک دوشیزہ بلقیس مرتبت کے سبب سے ہوئی اگر وہ مدد نہ دیتی تو صنم آرزو سے ہم آغوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اعانت نہ کرتی تو شاہد تمنا سے ہمکنار ہونا مشکل ہوجاتا کیا آپ بزرگون نے اُس پری کردار تندرو رفتار کا نام سُنا ہے (ہان سُنا ہے سنا ہے حسن آرا بیگم) حضرات سامعین یہ پیارا نام حسن آرا بیگم وہ نام ہے جسکو مین دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون۔ ؎

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

مگر جس دوشیزہ کا مین نے اسوقت حوالہ دیا وہ اور ہی ہے اُسکے ذریعہ سے مین نے فوج مین عہدۂ جریلہ پایا۔ اُسکے ذریعے سے مین اس قابل ہوا کہ رسالے کی افسری کے عہدے کا سامان بہم پہونچایا اُسی کے ذریعہ اس لائق ہوا کہ ترکون کو مدد دون۔ پلونا کی جنگ مین جو کچھ بسالت و شجاعت مین نے ظاہر کی وہ اُسی کے بحر عنایت کی ایک لہر ہے اُس دوشیزہ سمن عذار کبک رفتار۔ رشک حور و پری افشان جبین دلبری کا نام مس میڈا ہے۔

سامعین نے یہ نام سنکر بآواز بلند دعا مانگی کہ خدا اِس زن نیک سیرت کو فائز بمرام کرے اور اُسکا ساغر دل بادۂ نشاط سے بھرے۔

۱۔ جو نیک مرد ہین اُنکی مصیبت کے وقت نیک مرد اور نیک بیبیان اُنکے کام آتی ہین۔

۲۔ خدا کرے یہ دوشیزہ پری جمال مشرف باسلام ہو (سب نے ملکر آمین آمین کی صدا بلند کی)

۳۔ آزاد پاشا کو لازم تھا کہ اُس زن خوش سیرت کو یہان لاتے تاکہ ہم اُسکے دیدار سے دلی مسرت حاصل کرتے

۴۔ جو نیک بیبیان ہین وہ نیک مردون کو وقت ضرورت جان سے اُٹھکر مدد دیتی ہین اور جو نیک مرد ہین وہ امور احسن پر تلے رہتے ہین۔ ؎

مردان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند

آزاد نے پھر سلسلۂ سخن شروع کیا اور کہا حضرات سامعین مین نے اسوجہ سے اُس نیک عورت کا ذکر چھیڑا کہ اگر آپ صاحبون کے دلون مین میری طرف سے کوئی شک ہو تو اُسکو رفع کر دین۔ (ہر گز شک نہین ہر کہ شک آمد کافر گردد)

اُس نیک بی بی نے مجھے اس طرح سے مدد دی تھی کہ مین اُسکا عقد نکاح مین لاؤن۔ (کچھ مضائقہ نہین اگر عدل کرے تو چار نکاح تک جائز ہین) مین نے کئی بار انکار کیا اور کہا کہ مین حسن آرا بیگم سے جسکی ایک ادا سے دلربا کا عاشق زار ہون اور جسکی ترچھی نظر نے مجھے گھائل کر دیا اقرار کر آیا ہون اب اگر یہان سے شادی کر کے جاؤن تو وہ اپنے دل مین کیا سوچیگی اسپر اُس دوشیزہ جادو ادا نے مجھے قید کرا دیا۔ آخر کار خود بر سر رحم آئی۔ ؎

جنگ جو رنج کلہان صلح و صفا نیز کنند	غنچہ ساز ند دل و کار صبا نیز کنند

قید سے رہائی اُسی کی بدولت نصیب ہوئی۔ اسکے بعد اُس نے وزیر ملک سے میری سفارش کی۔ روم مین اسوقت طوائف الملوکی کا ڈنکا بج رہا تھا اور یہ ہر ملک کا قاعدہ ہے کہ جہان کہین کم کہین زیادہ ذرا سے شک پر لوگ قید کر لیے جاتے تھے۔ سلطان مراد آفندی اور سلطان عبد المجید خان فردوس آرامگاہ کا جو لوگ جنبہ کرتے تھے اُنکی بڑی جستجو تھی اگر مس میڈا مدد نہ دیتی تو افسری کا عہدہ فوج سلطانی مین مجھے نصیب نہ ہوتا۔

حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ بڑے پابند صوم و صلوٰۃ غازی روزہ دار متقی۔ متشرع شب زندہ دار عادل بادشاہ ہین انکی عظمت و جبروت کے جھنڈے گڑے ہین اور بڑا دبدبہ و طنطنہ ہے ؎

شدہ برز شہ زرخش بر مثال تیز تر	ستر ہنگ شہ بر ستم دستان برابر ست
بدخواہ را ز اشتلم خار خار خوف	دل در خراش سینہ بہ پیکان برابر ست
کیوان نہ دیدہ کہ بود دیدبان بام	گفتی کہ بام کاخ بکیوان برابر ست
جستم ز آفتاب پرستان نشانہ گفت	گفتند مہ بہر در خشان برابر ست

ہم کعبہ برزمین بود و ہم سر سر شاہ
تا اہتمام نیر رخشان بہ بذل نور

در شہر و باغ و کوہ و بیابان برابر ست
در شہر و باغ و کوہ و بیابان برابر ست

بادا بقاے شہ کہ بفر فروغ بخت
دیہیم شہ بہ نیر رخشان برابر ست

حضور سلطان نے حتی الوسع کوشش بلیغ کی کہ روم فتح و نصرت حاصل کرے اور میدان جنگ مین اُسی سلطنت کا وہ پلہ بھاری رہے مگر دو چار افسران فوجی کے بغض و حسد اور باہمی عناد نے سب کوششین بیکار کر دین (افسوس صد افسوس) بیشک وہ افسر اس قابل ہین کہ بعد تحقیقات سخت سزا پائین رومی اور ایسے طامع افسوس رومی پیارے اس بسالت سے لڑے کہ سوارون کے رخ چھوٹ چھوٹ گئے اور افسران نے صرف اسوجہ سے کہ فلان افسر کی بدنامی ہو رومیون سے ساز کر لیا۔ (ستم ستم۔ ہاے ستم واے ستم)

کیا شرم کی بات نہین ہے کہ ایسے معرکہ مین روم کے افسران فوجی اسقدر پست ہمتی ظاہر کرین کہ رومیون سے رشوتین لیلین (شرم شرم) بیشک شرم کی بات ہے۔

گر ننگ اندر بود و بد و اندر ننگ۔ ؎

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

اگر ہمارے جنٹون کے میجرون اور کرنیلون اور جنرلون نے وہی نمکحلالی اور ثابت قدمی اور مستقل مزاجی ظاہر کی ہوتی اور اُسی نیکدلی اور یکدلی اور جان نثاری سے لڑے ہوتے جسطرح اور ادنی درجے کے سپاہیون نے جان لڑائی تو ہمارے جھنڈے کا پھریرا آج آنردے ڈینوب پر اُڑتا ہوتا مگر ؎

ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

خیر۔ معنی ما معنی۔ رنج والم۔ شادی وغم۔ شکست وظفر تو ام ہین ایک روز وہ تھا کہ روم ہی روم تمام مشرقی حصہ یورپ اور مغربی حصہ ایشا اور ہسپانیہ وغیرہ مقامات مین نظر آتا تھا اور ایک آج کا دن ہے مگر پھر بھی اس سلطنت کی نسبت جو کچھ گپ بازاری مشہور ہے اور جسقدر گھٹا کر لوگ اسکا نام لیتے ہین وہ بہتان اور تعصب ہے روم کو صرف لائق منتظمون کی ضرورت ہے اگر روم کے ارکین سلطنت طرز تمدن سے واقفیت حاصل کرین تو اب بھی روم اپنی اصلی حالت پر آسکتا ہے۔

ٹرکی کو چند امور کی ضرورت اشد ہے۔

۱۔ فرمانروا ے ملک مدبر اکمل ہو۔ مستقل مزاج۔ مردم شناس۔ منتظم جری۔ دور اندیش۔ غیر متعصب اور انگلستان کی صلاح کا پیرو۔

۲۔ وزرا اعلے درجہ کے ناظم۔ طرز تمدن سے واقف رعایا کے خیر خواہ۔ ملک کے خیر طلب۔ ہر دل عزیز سلطان کے مطیع اور بہی خواہ

۳۔ محکمون کے افسر کسی کا جنبہ نہ کرین۔

۴۔ افسران فوجی مین باہم خصومت نہو اور ٹرکی کے علاوہ اور ممالک یورپ کے مدارس حرب مین تعلیم پائین۔

۵۔ مال کا کام ان افسرون کے تعلق رہے جو کفایت شعاری کے اصول سے واقف ہون اور بڑی کوشش کیجاے کہ خزانہ عامرہ کی آمدنی عمدہ طرز پر صرف ہو۔ یہ نہین کہ ہزارون کی جگہ لاکھون اُڑا دیے اور لاکھون کے عوض کروڑون۔

۶۔ رشوت ستانی کی سزا نہایت سخت قرار پائے۔ روم مین رشوت کا دروازہ باز ہے اور اسی سبب سے اکثر امور کا انتظام بعنوان شائستہ نہین ہو سکتا۔ کبتک رشوت لینے والونکے ساتھ رعایت

بجائیگی اول مقدمہ یہی ہے کہ باب رشوت ستانی مسدود ہو۔ بیشک بیشک) اگر رشوت کا دروازہ کھلا نہ ہوتا تو روسی اسطرح نسانی کے ساتھ درّاتے ہوے شبکا گھاٹی پر نہ جم جاتے بیشک اسطرف کے جنرل فوج سلطانی نے جان بوجھکر اغماض کیا رسیون کا نام ہوا کہ ایسے جری ہین کہ شبکا گھاٹی پر درّاتے ہوے داخل ہوگئے اور ترکون کی بدنامی ہوئی کہ ذرا روک نہ سکے۔ ہم کسکے سامنے سر پھوڑین کہ ہماری سپاہ اعدا کی اس فوج کو جو شبکا پر دندناتی تھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی مگر دنیا بھر مین یہ مشہور ہوا کہ روسیون نے بڑی جرأت کی افسوس صد افسوس۔

۷۔ ماتحت ملکون سے معاہدہ پختگی کے ساتھ کیا جائے مثلاً مانٹی نیگرو سرویہ۔ بلگیریا۔ رومانیا وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ انگلستان کو روم اپنا دلی دوست سمجھے۔

اگر ان امور کے مطابق ٹرکی کارروائی کرے تو سبحان اللہ حضرات سامعین۔ فرانس وہ ملک ہے جسکے ادنے ادنے آدمی جنگی عزت و توقیر پر جان دیتے ہین۔ نپولین بونا پارٹ جو اپنی آپ ہی نظیر تھا جسنے یورپ مین غرب سے شرق تک کوس ظفر بجایا اُس فرانس نے ذرا سی غلطی کے سبب سے شکست پائی۔ اور جرمن نے نیچا دکھایا۔ کیا گھوڑے پر سے شہسوار نہین گرتا۔ کیا پیراک آج تک کوئی نہین ڈوبا۔ کیا اچھے اچھے پہلوانون نے کبھی کشتی نہین کھائی کیا کوئی دعوی کرکے کہہ سکتا ہے کہ اگر نلسن زندہ رہتا تو کبھی شکست ہی نہ کھاتا اگر دریاے سلج پر پورد کے ہاتھی آگ کے شعلون سے نہ بھڑکتے تو کیا سکندر اعظم فتح بھی پاتا۔ نپولین اور ڈنگٹن کا مقابلہ کیجیے۔ مگر اتفاق وقت ایک ذرا سے سپاہی نے اتنے بڑے آزمودہ کار جنرل کے چھکے چھڑا دیئے بارہا تجربہ ہوا ہے کہ ع۔

	پیادے غالب آتے ہین سوار پشت توسن پر

شیواجی ایک دکنی مرہٹا تھا جسکی بمقابلہ سلاطین دہلی کوئی وقعت نہ تھی مگر عالمگیر سے بادشاہ ثریا جاہ کی ناک مین دم کر دیا کیا اس سے عالمگیر کی سبکی ہوئی۔ یا سیواجی کا مرتبہ بادشاہ سے بڑھ گیا۔ ہرگز نہین عالمگیر پھر عالمگیر تھا اور سیواجی باوجیہہ اقتدار پھر لونڈا ہی تھا مانا کہ بعض ممالک کے مقابل مین روم کی اب وہ سطوت و حشمت نہین جو کچھ سال پیشتر تھی مگر ہاتھی لٹے گا تو کہان تک لٹے گا۔ روم گو زمانہ حال مین کسی قدر دب گیا مگر اب بھی اُسکی پُرانی طاقت عود کر سکتی ہے اگر منتظم اور اعیان دولت کارگزار اور لائق ہوے تو عود کریگی اور ضرور عود کریگی۔ ع

	باچشم کم مبین من ظاہر ذلیل را عیب از غلاف کہنہ چہ بیغ اصیل را

اے برادران باحمیت اس شکست سے ہمارے تمہارے دل چھوٹے اور حوصلے پست نہونے چاہئین۔ ہمت مردان مرد خدا۔

اُس عروس عربہ جو کے لطف و کرم کا مجھے تہ دل سے ممنون و شاکر ہونا چاہیے جسنے مجھے موقع دیا کہ مین رُوم کی حالت پر نگاہ ژرف ڈالون اور جو کچھ ہو سکے مدد دون اور رومیون کے کام آؤن بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس شکر لب کی توصیف مین مدح سرا ہون۔

عنادل گل بُنے تو گلعذار انند	اسیر دام بلاے تو دل شکار انند
غبار راہ وفاے تو شہسوار انند	غلام نرگس مست تو تاجدار انند
	خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

میرا سا عاشق جانباز اور اُسکی سی معشوقہ طناز و غماز کوئی ہو تو بتاؤ ہم اسمین فرد وہ اُسمین فرد دونون اپنی آپ ہی نظیر ہین عدیم المثیل - لاثانی - بے عدیل - کجا قیس کجا آزاد وہ شاگرد ہین اُستاد - ؎

اک جوان ہون بالم خو کردہ	شور وحشت کا نمک پروردہ
حکم بے ربط وہ ملک جنون	افسر داغ بسر چون مجنون
کیا کیا اگر یہ کیا کچھ نہ کیا	نہ رہا مرتبہ اُسکا نہ رہا
قیس کو اس سے بھلا کیا نسبت	ایک شاہ ایک گدا کیا نسبت
ذرے کو مہر سے کیا رتبہ ہے	کچھ بھی ذرے کا بھلا رتبہ ہے
قیس اک طفل دبستان جنون	اور مین اُستاد زباندان جنون

حضرت سامعین - روس کی ایک پری چہر خاتون میرے مقابلہ کے لیے میدان مین آئی اور پیغام بھیجا کہ یکہ و تنہا مجھسے آنکے مقابلہ کیجیے - سوچا کہ اگر مین نے اُس لولی دلفریب و گلرخسار کو زیر کیا تو ناموری کیا خاک ہوگی (قہقہہ) سب یہی کہینگے کہ عورت پر شیر تھے اور اگر اتفاق سے وہ غالب آگئی اور مجھکو مغلوب کردیا - (بڑے زور کا قہقہہ) تو بڑی ہی کرکری ہوگی مگر مجبور ہوکر جانا ہی پڑا اُس یکہ تاز میدان خوبی و فارس مضمار محبوبی کو دیکھا تو تیر نگاہ دل کے پار ہوا - زن کافر کیش نے مومن سے کلمہ پڑھوالیا - فرس فلک سیر پر اسطرح ران پڑی جمے بیٹھی تھی کہ شہسوار کی کیا حقیقت ہے - ؎

شکر بنے چابکے چتے دلبرے	بھر آہو بکمینہ تند شیرے
گل بے آفت با درخزانی	بہار تازہ بر شاخ جوانی
بیک بزم ازارم صد درکشادہ	بدو رخ ماہ را دو زخ نہادہ
برادہم زین ہند رستم نہادست	بے خوردن نشیند کبقبادست
شبے گر گنج بخشی را دہد داد	کلاہ کبر قارون را بر دباد

سخن گوید مُراد مرجان برآید	ز تند شمشیر شیراز جان برآید

سراپا دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا وہ تلوار کا وار کرتی تھی اور مین بوسے سے جواب دیتا تھا وہ جھلا کر شمشیر و پیکر تول کے جھپٹتی تھی اور مین گورے گورے گال چوم لیتا تھا - (فرمائشی قہقہہ)

۱- اپنے مطلب مین سپاہی کہین چوکنے والے ہین - تو یہ -
۲- عورت کی تلوار کا جواب بوسۂ رخسار ہی تھا -
۳- اس معشوقہ پری تمثال کی تصویر دیکھنے کے لائق ہوگی -
۴- شاید مس کلیر سا کا ذکر ہے - مین نے لندن کے اخبارون اور یہان کے دو ایک رد اخبارون مین ذکر خیر پڑھا تھا -
۵- ایسا واقعہ بھی کم ہوا ہوگا - بلکہ شاید نہوا ہو -

آزاد نے کہا نتیجہ بد یہ ہوا کہ وہ بت مہر سیما مجھے گرفتار کرلیگی اور وزیر جنگ سے حکم دلادیا کہ سیبیریا کے برفستان مین انکو بھیجدو چنانچہ سو سوارون کی حفاظت سے بھیجا گیا -

مین سوچا کہ دس پانچ بوسون کے عوض مفت ہم نے آزادی ہاتھ سے دی - اب بھلا لڑکی کو ہمسے کیا فائدہ پہونچیگا - اے کاش کسی بڑی لڑائی مین کام آتے - جان جاتی تو خیر - اب تو اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے	

جسوقت سو سوارانِ روس کی حراست مین چلا ہون عرض نہین کرسکتا کہ کیا کیفیت تھی جینے سے عار موت کا طلبگار جان بار تھی - اُس بت سنگدل کو میرے حال پر ذرا رحم نہ آیا ؎

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہ شد	یان جان پر بنے ترے دل مین اثر نہ شد
دیکھین غم دروغ نہ پہ کبتک نظر نہ شد	میرا شگاف سینہ ترا چاک در نہ شد

اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو — ڈرتا ہون مین نزول بلا بیشتر نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون — گر دہم جان نثاری پیغامبر نہو
معشوق وعدے سے زاہد مفلس کو یاس ہے — قطع تعلقات کس اُمید پر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ — مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
سودا تھا مجھکو گرمی بازار عشق کا — اُسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو

اب یہ ہے آہ تاب گسل ہر جفا کے ساتھ
جب جان سے گذر گئے پھر درگذر نہو

ایک بار مین نے اُس گلبدن ناوک نگاہ سے مکالمہ بھی کیا تھا وہ سننے کے قابل ہے وہو ہذا۔

آزاد۔ حضور دو چار بوسون کے عوض یہ ستم۔

گلبدن۔ دو چار بوسون کے عوض دو چار ہزار کی جان لیجاتی ہے عاشق بنے تھے تو اب خمیازہ کھینچو۔ عشق دل لگی نہین ہے۔

آزاد۔ حضور دو بوسون کے عوض دو سو لے لین۔

گلبدن۔ اب بھی شرارت سے باز نہین آتا۔ اچھا۔

آزاد۔ اب تو جرم ہوا مگر رحم دلی بھی لازمۂ انسانی ہے۔ انسان سے جرم ہوا ہی کرتا ہے۔ خدا تو معاف کر ہی دیتا ہے ورنہ ع

عاشق کی سزا جو یہ چھٹتی ہو ؎

مشکین زلفون سے مشکین کر اوے — کالے ناگون سے مجھکو ڈسواوے
شمشیر سے قتل ہو جو منظور — ابرو کے اشارے سے کر دو چور

زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو
اپنے دل تنگ مین جگہ دو

گلبدن۔ (شوخی کے ساتھ) جب برفستان مین بھیجونگی تب ان ٹھنڈی گرمیون کا حال معلوم ہوگا۔ ہائے رخسار تابان کے بوسے اور تم لو۔ شان خدا لے تیری قدرت۔ ؎

بت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

آزاد۔ خدا سے اسکی شکایت ہو تو می نہ بید تمھارے رخسار تابان کیون اسقدر عابد فریب بنائے۔ مگر ہم بھی تو چشم بد دور مہ رو جوان ہین۔

گلبدن۔ چشم بد دور۔ مہ رو ہونے مین آپ کے کیا شک ہے۔

آزاد۔ مین ایک پری تمثال لیلیٰ جمال کا عاشق زار ہون اور وہ بھی دل و جان سے مجھپر ریجھی ہوئی ہے۔ اب تو واسطے خدا کے میرا قصور معاف کر دو۔ مجھے اپنی جان جانے کا خوف نہین ہے مگر صرف اسقدر خیال ہے کہ اُس معشوق سیم بدن کا کیا حال ہوگا۔ ہے ہے۔

گلبدن۔ انکو سامنے سے لیجاؤ۔ بس۔

الغرض دو تین دن مین دریاے ڈینوب کے پار ہوا مگر خدا کی شان صبح کو آنکھ کھولتا ہون تو نہ لشکر نہ وہ دریا ایک کوہ فلک شکوہ کی چوٹی پر محمد آزاد ایک نازک اور بیش بہا پلنگڑی پر آرام کر رہے ہین۔ ع

سبحان اللہ شان تیری۔

وہ رات عمر بھر نہ بھولونگا عجب شب تھی۔

لیلۃ القدر لیلۃ البدر۔ ؎

شبے خوش ہمچو صبح زندگانی — نشاط افزا چو ایام جوانی
سواد طرہ اش خجلت دہ حور — بیاض عارضش نور تجلی
نسیمش جعد سنبل شانہ کردہ — ہوایش اشک شبنم دانہ کردہ

وہان بھی وہی پیش آیا ایک روز دو روز تو ہم ذرا ذرا خوش رہے ایک پری ایک قلعہ کوہ کی ملکہ تھی۔ ایسی حسین و جمیلہ کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی ہوگی اور شنید کے کانون نے کبھی نہ سنی ہوگی چندے آفتاب چندے مہتاب مگر اُس حسینہ نے بھی شادی کا پیغام کیا۔ مجھے منظور کیا۔ دوسرے دن مجھے ایک ہیبت ناک مقام مین قید کر دیا۔ ؎

لاش پر آنیکی شہرت شب غم دیتے ہین	اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
دھیان آتا ہی ترے منھ مین زبان لینی کا	جی ہم اے شوخ پے سیر علم دیتے ہین
کر دیا خانۂ اغیار ہو ساک خراب	داد دینے کی مرے دیدۂ نم دیتے ہین
مر گئے رشک سے ہم تو کہ وہ دشمن کو خطا	خط ترسائی پر اعجاز رقم دیتے ہین
دم نہ لے اے اثر آہ کہ معلوم ہوا	جن پہ دم دیتے ہین ہم وہ ہمین دم دیتے ہین

کیا دوا سے ہو تری رنجش ہر دم کا علاج
چارہ گر کیون مجھے اب نیم بہم دیتے ہین

مجھے اس شہزادی نے پہاڑ کے ایسے مقام مین قید کیا کہ مین بیان نہین کر سکتا۔ کتے ہوے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین توپ کے مہرے پر جانا آسان ہی مگر اُس وحشت کدہ مین ایکدم بھر بھی ٹھہرنا عذاب جان ہے۔ خدا دشمن کو بھی اس قید تنہائی سے بری ہی رکھے۔

مین دو ہفتے کامل اُس مقام تیرہ و تار وحشت زا مین یکہ و تنہا رہا۔ ایک عجب طرح کی گلی صراحی مین پانی آتا تھا اور چینی کے پیالے ہین دو روٹیان اسوقت دو روٹیان اُسوقت بس۔ اللہ اللہ خیر صلاح اس قید خانہ مین جو بھیر گذری خدا کسی کو نصیب نہ کرے خیال کیجیے کہ دو ہفتے تک انسان کی صورت نہین دیکھی (الامان - الامان) ایک آدمی جو کھانا لانے پر مقرر تھا ایک دشمن ان کے ذریعے سے پیالا لٹکا دیتا تھا اور صراحی پانی کی بھری ہوئی مجھے ملتی تھی۔ ایک روز صبح شام دونون وقت وہ بندۂ خدا روٹی لانا بھول گیا۔ قہر درویش بر جان درویش۔ تن بتقدیر خاموش ہو رہا۔ دوسرے روز روشندان کی راہ سے اُسنے کہا۔ اے مرد مصیبت زدہ کل میرا باپ سخت علیل بلکہ جان بلب تھا اِس سبب سے مین تیرا کھانا نہ لا سکا معاف کرنا۔ مین نے دونون روٹیان پیالے سے نکالین تو دیکھا کہ بھنے ہوے گوشت کے بھی دو ٹکڑے رکھے ہین۔

اُسنے کہا اے شخص آج شہزادی کی چوری سے مین تیرے واسطے گوشت بھی لایا ہون مین نے اُسکا شکریہ ادا کیا۔ گوشت کے ساتھ روٹیان کھائین پانی پیا تو مینداسقدر غالب ہوئی کہ سو گیا خواب مین مینے دیکھا ایک جنگ مین ترکون کو شکست ہوئی ہی اور جنرل کوئی بھی اُس موقع پر فوج کو ذرا مدد یا اعانت یا ہدایت نہین کرتا۔ مین خواب ہی مین جھلایا اور غل مچایا کہ او افسر دو واسطے خدا کے دل مضبوط رکھو اور جہان تک ممکن ہو سکے کوشش کرو کہ ترکون کو فتح حاصل ہو اس حالت مین میری آنکھ کھل گئی گو بندہ خواب کی تعبیر کا قائل نہین مگر دل پر بڑا اثر اثر اس خواب کا ہوا۔ پھر آنکھ لگ گئی تو حسن آرا بیگم نظر آئین مگر شاکی بلکہ کمال شاکی کہ آزاد نے خط تک نہ بھیجا۔ آخر کار میرے ایک رفیق ندیم نے جسکا نام خواجہ بدیع الزمان ہی اپنی جان پر کھیل کر میرا پتہ لگایا اور پتہ لگاتے لگاتے میرے پاس آیا پہاڑ کی ایک گھاٹی مین غار تھا اسی مین مجھے محبوس کیا تھا۔ دروازہ باہر سے بند۔ اس مقام پر پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان جاتے ہوے کانپتا اور رخ کسار آزاد آپ سب صاحبون کا خادم اُسی وحشت زا مین دو ہفتے تک رہا خیر خواجہ صاحب نے آکر دروازہ سے پرے ہٹا مارا اور خدا جانے

کس ترکیب سے اِس متحنی ضعیف ابجشہ نے دروازہ کھولا اور قصر کوہ مین جو قعر دوزخ پر طعنہ زن تھا آیا۔ مین ضعف کے مارے ایک گوشے مین پڑا ہوا انکھین بانگ رہا تھا۔ خواجہ صاحب نے قریب آکر مجھے دیکھا مگر تاریکی کے سبب سے اُنکو کچھ نظر نہ آیا۔ جب تھوڑی دیر مین تاریکی کے عادی ہوگئے تو آہستہ سے مجھے جگایا مین سمجھا کہ شہزادی نے رحم کھاکر مجھے بلوایا ہے۔ اب سنئے کہ خواجہ صاحب کی آواز نہین پہچانتا۔ وہ لاکھ کہتے ہین کہ مین خواجہ بدیع۔ مگر میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ خواجہ بدیع کس شخص کا نام ہے اِس بدحواسی کو ملاحظہ فرمایئے (ہوا ہی چاہے) اب خواجہ صاحب جو میرے قریب آئے تو معطر و معنبر۔ انکو مین نے کبھی عطر لگائے دیکھا ہی نہ تھا۔ ذرا گمان نہ تھا کہ خواجہ صاحب آئے ہین۔ اب وہ باتین کرنے لگے۔

خو۔ بھائی آزاد۔ ارے میان تم مجھے بالکل بھول گئے۔

آزاد۔ شہزادی نے بھیجا ہے پیغام کیا کہا ہے۔

خو۔ ارے میان مین ہون۔ خواجہ بدیع تمھارا دوست۔

آزاد۔ روسی زبان ہم نہین سمجھتے۔ ہمسے فرانسیسی بان مین گفتگو کرو صاحب۔ فرنچ ہم بول لیتے ہین۔

خو۔ افسوس صد افسوس۔ آزاد اے بھائی مین تمھارا خادم ہون خواجہ بدیع الزمان۔ تمھارا خادم خاص۔

آزاد۔ شہزادی کے خادم خاص ہو یا عام ہو۔ مطلب کہو۔

خو۔ مطلب یہ کہ مس میڈ انے تمھارے پاس بھیجا ہے۔

آزاد۔ (چونک کر) خوجی۔ افوہ مجھے یہ اسوقت کیا ہوگیا خواجہ صاحب۔ آپ یہان۔ افوہ۔ شکر خدا صد ہزار شکر خدا۔

خو۔ مین نے ٹھان لی تھی کہ جسطرح ممکن ہوگا جاؤنگا اور ضرور جاؤنگا۔ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجائے جان کی پروا نہین جب آزادی نہین تو جان کیا مال ہے۔ شہزادی سے ملا تو تمھاری بڑی تعریف کی ہے اور بہت کچھ سمجھایا۔ ؎

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم	برائے یار فروشی دکان نمی باید

مین نے خواجہ صاحب سے بیان کیا کہ یہ شہزادی بیچپر عاشق ہے اور اُسنے مجھ سے شادی کا پیغام کیا تھا۔ مگر جب مین نے منظور نہین کیا تو سخت بدماغ ہوگئی اور نوبت بایںجا رسید کہ مجھے یہان قید کردیا۔

خوجی نے اُسوقت بڑے غور کے بعد اِس کا جواب دیا۔ یہ سچ ہے۔ ؎

سخن دان پرور دہ پیر کہن	بمیرد شد انکہ بگوید سخن

خو۔ آپ نے بہت بُرا کیا اور محض لڑکپن کیا۔

آزاد۔ مجھسے تو یہ نہین ہوسکتا تھا کہ مین جس آرام سے شادی کا اقرار کرکے ایسا احسان فراموش اور دروغگو ہوجاؤن کہ دوسری کرلون اور اُسکو جلاؤن یہ ہمسے نہین ہوسکتا ؎

نشاید ہوس باختن با کسے	کہ ہر با مدادش شود بلبلے

مرد عورت دونون کے لیے صادق آتا ہے۔

خو۔ صاحبزادے مصلحت وقت بھی تو کوئی شے ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن	کہ جا ہا سپہر بایدانداختن

آزاد۔ خیر۔ وہ تو جو ہوا سو ہوا۔ اب کیا ممکن ہے۔

خو۔ شادی کرلو۔ رہو سہو۔ گھر گھاٹ سے تو واقف ہو۔

آزاد۔ ایسا نہو کہ اُسکی محبت مین آجاؤن اور پھر اُس قول و قرار کا

مطلق خیال نہ رہے جو حسن آرا سے ہوا ہے۔

خو۔ آپ ہین دیوانے۔ یہان جان کے لالے پڑے ہین۔

آزاد۔ خیر پھر جو رائے ہو۔ مین اپنی رائے کے مطابق کام کرنا نہین چاہتا خدا کی عنایت پر بھروسہ ہے اور تمھاری صلاح پر۔

خو۔ اب چار پانچ شعر پڑھیئے۔ ہم ایک فال دیکھتے ہین دیوان حافظ نہین ہے تو نہین سہی۔

آزاد۔ بہت خوب ایک شعر تو غالب کا سنئے۔ ؎

آنچہ در مبدء فیاض بود آن نست	گل چیدا نا شدہ از شاخ بدامان نست

اور دوسرا شعر مومن خان دہلوی کا سناتا ہون۔ ؎

آسمان فتنہ کچھ ایسا نہین لے اہل جہان کوئی باقی نہین رہنے کا امان ہونے تک

تیسرا شعر خدائے سخن میر انیس کا سنئے۔ ؎

خیبر کا در اکھاڑ لے وہ جل شانہ ٹکڑا نمک سے کھائے جو نان شعیر کا

اور چوتھا شعر شایان کا ملاحظہ فرمایئے۔ ؎

آنکھین رکھتی تھین پریزاد سے در پردہ ناز دل کو تھا غیرت شمشاد سے در پردہ ساز

پانچوان شعر حضرت یادگار کی یادگار ہے۔ ؎

اٹھنون سے ترے چہرے کو ضیا دلوائی مسی اور پان سے دانتون نے تجلی پائی

خو۔ آنچہ در مبدء فیاض بود آن نست۔ فال نیک ہے نہایت عمدہ شگون۔ دو شعر ذرا بیڈھب پڑھے تھے۔ مگر تیسرے شعر نے جان ڈال دی۔ چوتھا شعر حسب حال اور دال بر نیک فال ست کہ از پریزادان ساز بود۔ و در عیش و عشرت باز بودہ۔ پانچوان اشعار از ہر ہمہ شعرا ملیح و خوب و نرم و فصیح ست۔ یعنی۔ ؎

اٹھنون سے ترے چہرے کو ضیا دلوائی مسی اور پان سے دانتون نے تجلی پائی

فال نیک ہے۔ ہم جا کے سفارش کرین اور شادی ہو جائے

الغرض باانہمہ دوسری بار کنوین مین قید کیا (الامان۔ الامان۔ الحفیظ یہ قید اور بھی سخت تھی مگر قہ درویش بہ جان درویش چہ کردہ شود) خیر کچھ دن اس کنوین مین بھی بسر کی صرف ایکبار دن بھر مین کنوین سے باہر آتے تھے۔

یا کسی روز دو بار۔ پھر دن رات اسی اندازے مین۔ یہ انداز نئے طرز سے بنایا گیا تھا اور خاص اسی غرض سے کہ مصیبت زدہ آدمی اسمین قید کیے جائین اس تذکرے کے بیان مین کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ بالفعل میدان جنگ کے حالات سنئے ایکبار ایک لق و دق میدان مین ختلی خرام و تیز گام اشہب ابلق برشکار پر سوار کمال سراسیمگی کے ساتھ یکہ و تنہا جاتا تھا قدم قدم پر رد رح فنا تھی کہ میادار دسیون کی فوج لمجائے یا کسی درندے سے دوچار ہون سوچتا تھا کہ بار خدا جاؤن تو کدھر جاؤن اور راستہ پوچھون تو کس سے۔ (توبہ توبہ) خیر بقول شخصے جدھر سینگ سمائے اُدھر چلا۔ تھوڑی دیر مین اجل نے صورت دکھائی۔ حضرت ملک الموت مزاج پرسی کیلیے آئے۔ دفعۃً پچیس تیس روسی سوار نظر آئے (الامان الامان۔ ارے غضب) اور لطف یہ کہ ہم اور وہ آمنے سامنے (اُف اُف۔ توبہ توبہ اب جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ بھاگون تو وہ تیس مین یکہ و تنہا بیک بینی و دو گوش مین بھاگنا تو فیصلہ تھا۔ ایک سوار نے معاً گولی چلائی

داہنی - خدا نے بچایا - گھوڑے کو اشارے سے پھیر کر ایک سوار کو تلا ہوا ہاتھ سر دہی کا دیتا ہون تو پشت تو سے زمین پر - لاش پھڑکنے لگی ان لوگون نے پھر گولی چلائی مگر خدا نے مجھے پھر محفوظ رکھا - مین نے پھر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا تو دو کو زخمی کیا - پھرتی سے گھوڑا بڑھا کر چاہتا تھا کہ ایک اور شقی کے دو ٹکڑے کر دون مگر خود ہی زخمی ہو گیا - ع

جب ٹوکتے ہین غیظ تب آتا ہی شیر کو

زخم کھاتے ہی آگ ہو گیا - بیخوف و خطر کمیت خوش خرام کو آگے بڑھا کر تین سوارون کا چشم زدن مین کام تمام کر دیا - روسیون کے بیڑے مین دنادن کی آواز گئی تو معاً اسّی سوار اور بھیجے - ادھر ایک آزاد نیجان اُدھر اسّی جوان (واہ رے شیر) حضرات سامعین اسوقت مجھے حسن آرا بیگم یاد آئین سوچا کہ یا خدا مرتا تو ہون ہی اب زیست کی اُمید انتہا کی بیوقوفی ہی اگر اسوقت وہ گلبدن میری حالت اور بسالت اور مایوسی دیکھ لے تو گویا جی اُٹھون - ہنوز اسّی سوارون کی جماعت مجھ تک آنے نہین پائی تھی کہ روس کے چند سوارون نے اپنے ساتھیون کو زخمی اور بسمل اور مردہ دیکھکر گھوڑے بڑھائے اور جھلا کے وار کرنے پر آمادہ ہو گئے مین بھی اشعار رجز پڑھ پڑھ کر تلا ہوا تھا - ع

سر تیغ من خون شیران خورد | ہمان گرز مغز دلیران خورد
چو تیغ من از کینہ آید برون | کند ہفت کشور چو دریاے خون
ز خندہ آید بدین داوری | کہ پشیم توآئی و جنگ آوری

خدا بڑا مسبب الاسباب ہی اسکی کریمی کے صدقے - ادھر اسّی سوارون کا پرا دور سے نمودار ہوا اور روسی جو مجھ سے لڑ رہے تھے سمجھے کہ کمک آ گئی - ایسے چوندھیائے کہ بھاگنے راہ نہ ملی ہتھیار بھی پھینک بھاگنے نہ پایا تھا کہ کئی روسیون نے بارھہ ماری اور مین لڑھک کر آخر کار اسقدر زخمی ہوا کہ گھوڑے پر نہ بیٹھ سکا اور چوندھیا کر گر اسکے پھر اُسوقت کا حال مطلق نہین معلوم ہے مگر روس کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ جسوقت مین گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا اور روسی ہمارے سر ہانے پر کھڑے ہو کر یون مکالمہ کرنے لگے -

ایک افسر - کیا مر گیا یا جان ابھی باقی ہے -

دوسرا - سینے پر اور قلب پر ہاتھ رکھکر دیکھو -

تیسرا - مگر بڑا جیالا جوان تھا - شاباش

چوتھا - ناک کاٹ لو - یہ مردود اسی قابل ہے -

حاضرین نے یہ فقرے سن کر کمال افسوس کیا اور ایک عالم بیہوشی رونے لگا کہرام مچا ہوا تھا -

پانچوان - ہمارے نزدیک اسکا قتل ضروری ہے - زندہ چھوڑنا بُرا فعی را کشتن و بیخ اش را نگاہداشتن کار خردمندان نیست ہوذی کا فنا ہی کرنا مصلحت ہے -

چھٹا - آؤ اسکے زخمون پر چرکے دین -

ساتوان - بھلا اگر بیڑے مین لیچلین تو کیسا -

آٹھوان - اجی یہین فیصلہ کر دو اور سر کاٹ کے لیچلو -

ایک شقی نے کہا کہ نہین چاہیے جو ہو اسکو اسی دم قتل کر دو - اور اسکا سر کاٹ کر لیچلو - یہ کہکر اُسنے تلوار سونتی اور قریب تھا کہ گردن پر پھیر دے (حاضرین فرط بیقراری و غم و غصہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور الامان کے نعرے بلند ہونے لگے اسپر ایک اجمل نے کہا مرے ہوے کو مارنا - پٹے ہوے کو مٹانا گرے ہوے کو ٹھوکر لگانا آئین شجاعت سے بعید ہے - الغرض بیڑے مین مجھے لیگئے اور دسوین روز مین اس

قابل ہوا کہ چہل تنی کردن مین روسیون کا اس امر مین شکر خاص ادا کرتا ہون کہ میرے علاج مین وہی ہمدردی ظاہر کی جو خاص ہوک ظاہر کرتے - (آفرین آفرین) مین اگر زخمی ہو کر گر نہ پڑتا تو جان ہی جاتی - میدان نبرد مین میرے قدم آج تک ڈگمگانے نہین پائے - ؎

ہم رہینگے امتحانِ عشق مین ثابت قدم
ہار جانا دل کا ننگِ ہمت مردانہ ہے

اب سنئے کہ ایک ٹاپو مین قید کیا گیا مگر ہمت نہ ٹوٹ گئی کہ ستم ہی ہو گیا اب بھلا بھاگنے کا کون راستہ ہی - اب بھاگ کے جائینگے کیونکر - مگر ایک سوار نے مدد دی شب کو دو بجے کے وقت وہ میرے پاس آیا مجھسے کہا اب موقع ہے اسوقت سب سپاہی اور سوار میٹھی نیند سو رہے ہین صرف ایک پہرے والا جاگتا تھا - مین نے معاً پنجہ سر کیا اور پہرے والیکو اسی مقام پر ٹھنڈا کیا پنجے کی آواز سنکر دو چار آدمی بیدار ہوے دو تین نے غل مچایا - ترک آگئے ترک آگئے مین نے روسی زبان مین کہا - یار دیہ تو دل لگی تھی برا تنے ہی مین ڈھے گئے اور جو سچ مچ ترک آہی جائینگے تو بھاگتے راہ نہ ملیگی ان سبکو یقین ہو گیا کہ مذاق ہی مذاق ہی ادھر وہ سوئے اُدھر آزاد پاشا ایک توسن خوشخرام پر سوار ہو کر چلے اور گھوڑا دریا مین ڈالدیا بسم اللہ الرحمن الرحیم او ہم بادپا دریا مین اٹکھیلیان کرتا ہوا جانے لگا اتفاق سے دس پندرہ قدم جاکے گھوڑا اہنسلیا اور اپنے سائے سے آپ بھڑکا عضب کا سامنا تھا شب تیرہ و تار - رہوار با در فتار - عدد بر سر پر خاش یہ سب تو تھا ہی رعد کے گرجنے کی آواز آئی - الٰہی خیر ؎

ہر بلائے کز آسمان آید گرچہ بر دیگرے قضا باشد

بر زمین نارسیدہ می پرسد خانۂ انوری کجا باشد

حضرات سامعین میری مصیبت پر غور کیجیے -

سمندر کی طرف مخاطب ہو کر مین نے جوش جنون مین خدا جانے کیا کیا کہا - او ظالم او بیرحم سمندر - یاد رکھ کہ حسن آرا کا عاشق تیرا مہمان ہی مجھے کیا معلوم تھا کہ پیوند خاک ہونیکے عوض اس دریاے قہار مین مقبرہ بنے گا - عاشق زار کو آرزو ہی رہجائیگی کہ تہِ خاک جائے - مگر اس عشق کی تھاہ کسیکو بھی نہین پائی ہی - لے کاش کہین مزار بنتا تو حسن آرا کبھی دو پھول تو چڑھاتین - فاتحہ تو پڑھنے آتین - کبھی تو یہ شعر ہمارے حسب حال بھی ہوتا - ؎

جو آئے تربت عاشق پہ ناز کہتا ہی حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوے

مین کس دلی مسرت سے چلا تھا اور سوچتا جاتا تھا کہ قفس کے پنجے سے چھوٹا - اجل کے منہ سے نکلا اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ لاکھون حسرتون کا خون ہو گا - ہزارون آرزو مین خاک مین ملجائینگی نہ ان بلا سے نجات پائی تو اس گرداب بلا مین آن پھنسے - ؎

کام نہین جز ناکامی آب کے بدلے خون آشامی
موجۂ دریا اشک دمادم آہ و فغان و نالہ پیہم
کاوش تازہ پیہم جی کو نزع کی حالت ہر دم جی کو
سخت مشوش ہون کیا کیجے دل کو تسلی کیونکر دیجے
ضعف دل اپنا زور جتاوے نیند کے بدلے غش آوے
ولولہ طاقت شور قیامت رات کٹی جون روز قیامت
دل کے قلق سے دشت نوردی نقش قدم سے صحرا گردی

ورد نہان نے پیر نکالا
عمر ابد نے مار ہی ڈالا

ایک مرتبہ اس زور سے رعد کی آواز آئی کہ مین سمجھا آسمان پھٹ پڑیگا۔

بجلی چمک رہی تھی فرس بیقرار تھا	

اسپر بھی فلک بیمہر کو چین نہ آیا (شاعرانہ خیالات مین معاف فرمائیے گا آزاد) باد مخالف نے چلنا شروع کیا اور گھوڑا اسقدر بیقرار کہ الامان۔

حاضرین اف ری مصیبت۔ اللہ اللہ۔ وہ تنہائی اور وہ دریائے قہار وہ تاریکی شب اور پردیس بجلی اور رعد ادھر باد مخالف توبہ آزاد خدا آپکو اجر دے

ایک۔ آمین آمین۔ باحمیت ایسے ہی ہوتے ہین

دوسرا۔ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو۔ صد آفرین۔

تیسرا۔ اس شخص کے قدم دھو دھو کے پیے تو جا دارد۔

چوتھا۔ درین چہ شک ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند	

آج تیرا طوطی بولتا ہے مرحبا آزاد مرحبا۔

اس سے بڑھکر ستم یہ ہوا کہ موسلا دھار مینھ برسنے لگا آسمان سے بارش اور دریا مین موجون کی جولانی۔ گھوڑا دس دس ہاتھ اچھلتا تھا اور مین نہ کبھی پیشتر اس گھوڑے پر سوار ہوا تھا نہ کبھی اس دریا کی صورت سے آشنا تھا اف ری مصیبت خلاصہ یہ کہ میری بدبختی کو اسپر بھی چین نہ آیا۔ بجلی اس زور سے چمکی کہ گھوڑا قابو سے جاتا رہا۔ اگلے پاؤن سے گھڑا ہو کر بائین طرف جو پھرا تو آسن جمانا محال ہو گیا اور اچھل کر دریا مین ہو رہا۔

اس فقرے اور جگر دوز سانحے نے کل حاضرین کو اٹھا آنسو رلایا جسے دیکھو گریہ کنان اشک ریز۔ اس سے بڑھکر مصیبت اور کیا ہوگی۔ انتہائے مصائب اسیکا نام ہے۔

ایک۔ (رو کر) قیامت کبریٰ کا سامنا تھا۔ افسوس۔

دوسرا۔ بڑا جگر دوز خرد سوز سانحہ نادیدنی ہے۔

تیسرا۔ اس بیکسی اور بے بسی کو دیکھیے۔ الامان۔ الامان۔

چوتھا۔ سننے سے تو ہم لوگون کا یہ حال ہوتا ہے وائے بر ان کس کہ جسپر خود سب مصیبتین بیتین۔ اف فوہ۔ بس ستم ہے۔

پانچوان۔ بیکسی سی بیکسی تھی۔ خدا دشمن کو بھی اس مصیبت سے محفوظ رکھے۔ عدوے جانی کو ایسا روز بد نہ دکھاے۔

آزاد۔ بس کچھ عرض نہین کر سکتا کہ دلپر کیا بنی تھی۔ ؎

ہر دم لب پر جان حزین تھی	ہر آن آہ باز پسین تھی
شور فغان تہید قیامت	داغ جنون خورشید قیامت
گریہ شور آمیز تلاطم	آب وہ آئینۂ قلزم
دیکھے جدھر کو چشم بھر آوے	آنکھ مین آنسو خون نظر آوے

اول تو زخمی بیمار خستہ جان۔ نہ تاب توان۔ اتنے دن کا علیل جسم مین نام کو طاقت نہین اسپر ستم یہ کہ مینھ مین بھیگا اور چرکے پر چرکا یہ دیا کہ گھوڑے سے گرا۔ ؎

سانس دکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے	اور چرکا دیا جلادنے جاتے جاتے

مرتا کیا نہ کرتا۔ ناچار پیرنے لگا۔ مگر چڑھاؤ کا ٹنا دل لگی نہین ہے اور وہ بھی کس حالت مین دو ہاتھ لگاتا ہون تو بیس قدم پیچھے جاتا ہون جسقدر زور کرتا ہون اُسی قدر موج کے تھپیڑے دور لیے جاتے ہین جس طرح خس و خاشاک اِدھر اُدھر نالون مین بہا بہا پھرتا ہے وہ میری کیفیت تھی۔ (سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین) کئی بار کوشش کی کہ ساحل تک آؤن مگر موجہاے دریا کے تھپیڑے پھر بیس قدم پیچھے ہٹا دیتے ہین ؎

حسرت پہ اُس مسافر بیکس کی رُویئے
جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

خدا خدا کر کے ساحل کے قریب آیا تو غش آ گیا اور عین بیہوشی مین گر پڑا۔ دیر کے بعد آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہون کہ دریا پایابی کر رہا ہے پانؤن کی اُنگلیان پانی مین ہین اور کبھی کبھی دریا لہرین مارتا ہوا پانؤن اور نصف ٹانگ تک آن کر پھر حسرت آہ سرد واپس جاتا ہے۔ آنکھ کھلی تو سر بانے پر ایک دیسی سوار نظر آیا۔ ارے (لاحول ولا قوۃ) ہوش اُڑ گئے مگر غور کر کے دیکھا تو وہی گھوڑا۔ اصیل گھوڑے کا کیا کہنا۔ ہزار خرابی اُٹھا۔ گھوڑے کی پیٹھ ٹھوکی تو ہنہنانے لگا۔ مین نے کہا شاباش غازی مرد۔ کیون نہو۔ قہر درویش بر جان درویش جسطرح ممکن ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ ایک مصیبت ہو تو بیان کرون خیر۔ ؎

ہوا جو کچھ سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

خواجہ بدیع الزمان نے میرا بڑا ساتھ دیا۔ یہ محض ایک افیونی ہے مگر پرلے سرے کا مسخرہ۔ عدالت مین ایکبار پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے پس اُسنے وہ وہ مسخرہ پن کی باتین کین کہ الامان۔

عدالت۔ تمھارا کیا نام ہے جی۔

خو۔ ہکو سب لوگ ماشاء اللہ خان کہتے ہین صاحب۔

عدالت۔ ماشاء اللہ خان۔ نیا نام ہے اور باپ کا نام

خو۔ ہمارے باپ کا نام استغفر اللہ خان بہادر ہے۔

عدالت۔ دادا کا نام بھی کوئی ایسا ہی ہوگا۔

خو۔ نعوذ باللہ خان بہادر بندے کے جد امجد کا نام تھا۔

عدالت۔ (ہنسکر) اور پردادا کا نام کیا تھا۔

خو۔ پردادا کا نام ثم باللہ خان بہادر ولد انشاء اللہ خان بہادر۔ بنت عیاذ اللہ خان بہادر تھا۔

بنت کی لفظ پر اور بھی قہقہہ پڑا۔ صاحب جج اور وکلا اور فریقین اور حاضرین سب بہ آواز بلند ہنس پڑے تو خواجہ صاحب نے کہا ہمارے مورث اعلیٰ کا نام سبحان اللہ خان تھا پھر کہا نہین نہین مین نے غلطی کی۔ مورث اعلےٰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ خان تھے اور انکے بھائی کا نام لعنت اللہ خان تھا۔

وکیل۔ پاگل خانے مین بھی رہنے کا اتفاق ہوا تھا۔

خو۔ قرولی ہوتی تو جواب باصواب دیتا۔

وکیل۔ (عدالت سے) حضور اس پاگل کی سند نہین۔

خو۔ خاصے ہو بھئی۔ واہ جانگلو۔ چرا نباشد ؎

بلبل یاں کے خوش بیانی سیکھے | انداز فغان مجھسے فغانی سیکھے

رونا مری آنکھون سے کرے حاصل ابر
دریا مرے اشکون سے روانی سیکھے

حاضرین اس مسخرے کی گفتگو پر بہت ہنسے۔ بڑے بڑے متین علما تک مسکرانے لگے۔

آزاد نے کہا۔ حضرات سامعین مجھے وہ وقت خوب یاد ہے جب استنبول سے رومیونکی فوج نصرت موج جنگی سامان اور اتواپ اژدر دہان اور بانگپیل درآن بان کے ساتھ میدان نبرد کیطرف چلی۔ روم کے فوجی آدمی قابل دید ہین وجیہ سکرائے۔ ڈنڈ پیل۔ پہلوان۔ رویئن تن بانکے سیم بدن۔ نہایت حسین و خوش رو جرائت کے نہنگ بحر آشام رنگین مزاج مگر تند خو۔ بہادر طبع مگر وقت دغا شیر ژیان

اور پیل دمان کی حقیقت نہ سمجھین - جسے دیکھو زرق برق بحر بسالت مین غرق وردی زیب تن - گل اندام گلبدن گھوڑے اٹھکیلیان کرتے جاتے تھے تمام شہر فوج کے دیکھنے کے لیے جمع تھا - چھتون پر تل رکھنے کی جگہ نہ تھی شہر بھر کے زن و مرد امیر و غریب اوسط درجے کے لوگ رئیس زادیان عمائد رؤسا عوام دکانون اور چھتون پر ٹھٹھ لگائے ڈٹے کھڑے تھے ایک خاتون زیبا اندام گلفام نے اپنے کسی عاشق زار کو دیکھکر رومال ہلایا کسی نے ہاتھ سے اشارہ کیا - عورتین پردے سے دعا مانگتی تھین کہ خدا ان نوجوانون او ان تجربہ کار سپہ سالارون کو سرفراز کرکے واپس لائے -

۱- یا خدا سلطنت عثمانیہ کی عظمت حشر تک برقرار رہے -

۲- یا خدا یہ جتنے جاتے ہین سب کامیابی کے ساتھ کارروائی کرین اقبال قدم قدم پر انکے ساتھ ہو -

۳- اور نصرت و فیروزی انکی غلامی کا دم بھرے -

۴- بوڑھون اور جوانون کا خدا حافظ ہے -

۵- انشاء اللہ معرکہ پڑا تو انکی جرأت دیکھنا -

۶- فتح فتح (نعرۂ خوشی) - فتح - (جوش و خروش) ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

ترکون کے حسن پر روس کی لیڈیان اسقدر ریجھی تھین کہ بس آنکھون ہی آنکھون مین پیے لیتی تھین جیسا کہ عورتین کہتی ہین جن ترکی افسرون اور سوارون کو رسی قید کرکے لیگئے تھے جب انکو بعد جنگ رہا کر دیا اور وہ عازم وطن ہوے تو ریل کے اسٹیشن پر صدہا جوان جوان عورتین ہی عورتین جمع تھین - اکثرون نے انکی مفارقت کے رنج مین بے اختیار آنسو بہاے اور اکثر مچل گئین کہ ہم انکے ساتھ روم جائینگے روسی اسوقت اسقدر خفیف ہوے ایسا چھپے اور دلین کٹ کٹ گئے کہ بیان سے باہر - سو سوا سو نوجوان خاتون گھر نکر کے آئین اور ترکون سے لڑ لڑا کر مچلی جاتی ہین کہ ہم انھین کے ہمراہ جائینگے - اللہ اللہ رے حسن - گرہست بود بیٹیان اپنے آپے مین نہین رہین - سچ ہے ع -

سعدیا روز ازل حسن بہ ترکان دادند ؎

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

جب ہماری فوج صدر بازار یعنی چوک مین پہونچی تو ترکی خاتونون نے جھروکون سے گل افشانی کی - ایک صنم صندلی رنگ شوخ و شنگ نے تاک کر میری طرف پھول پھینکا مین نے ہاتھ سے روک کر پھول کو چوم کر بٹن مین لگا لیا اس مقام پر ذرا فوج رک گئی اور جھروکے سے آواز آئی ؎

سروے از ناز جلوہ گر کن — بر مالغلط کے نظر کن
اے خرمن گل کہ بیخبر امی — بر سوختہ خرمنے نظر کن
غافل بگذر کہ سوخت جانم — از آتش آہ من حذر کن
پروانہ نیم کہ سوزم اے شمع — با سوختہ یک شبے بسر کن
امشب درم در آے چون صبح — شام سیہ مرا سحر کن

چون دست نمیدہد وصالت
دست من و دامن قیامت

مجھے آجتک نہین معلوم ہوا کہ وہ خاتون کون تھی الغرض ترکون کا جوش و خروش عام تھا مگر بعض افسرون نے جنپر باب عالی کو کامل بھروسا تھا ایسی کورنکی کی کہ جسقدر زیادہ افسوس کرین کم ہے - ایک ایک فرزند

دوازدہ وسیزدہ سالہ جو فوج کے ساتھ گیا اُسنے جان شیرین
رُدم کے نام پر قربان کرنیکا عزم بالجزم کرلیا مگر دو چار افسران
اعلےٰ اور اُنکے ماتحت افسرون نے ستم ڈھایا - اگر ہم بھی
اُنھین کیطرح رہتے تو رنج و مصائب کا ہے کو سہتے -
مگر دم سے سچا عشق ہے - ؎

گر دل مین اثر نہ تیرے غم کا ہوتا	کاہیکو یہ لوٹتا تڑپتا ہوتا
کیسی آرام سے گذرتی اوقات	
اے کاش کہ میرا دل بھی تجھسا ہوتا	

میدان جنگ مین ترکون کے جرس فلک شگاف
اور کوس گردون خروش کی آواز دور تک جاتی تھی اور فوجی
باجا تو اسقدر جوش دلاتا تھا کہ بیان سے باہر - آدمی تو آدمی
گھوڑے تک مست ہوجاتے تھے اِدھر رُدم کا لشکر جرار اُدھر
روسیون کی فوج آزمودہ کار - اِدھر کا سنگ برنگ شیر - اُدھر
باشی بروق جانباز و دلیر - سپہ سالار نے ایکبار ہم سب کو
مخاطب کرکے حوصلہ بڑھانے کے لیے چند کلمات کہے جنکو
مین نے پنسل سے کاغذ پر لکھ لیا تھا اور وہ فقرے یہ ہین - اے
غازیان باوفا مردان خدا ہمارا لشکر فیروزی پیکر نصرت ارز
دریاے ناپیدا کنار کیطرح اس جوش و خروش سے جاتا ہے
کہ ہمارا ہی دل جانتا ہے دل گواہی دیتا ہے کہ ہمارا
ایک ایک نیزہ روسیون کے کلیجے کے پار ہوگا تو وجہ
کیا - دل مین کچھ ایسا ہی ولولہ ہے جس کو ہم بیان
نہین کرسکتے - حضرت سلطان المعظم کے
کلمات مہر انگیز نے ہم سب کو درم ناخریدہ غلام کرلیا
ہے اور جو باتین حضور ظل سبحانی نے فرمائین اُنسے ہم
بھی خوب واقف ہین - ہمارا دل اِن باتون کے
مزے لے رہا ہے خدا حضرت سلطان المعظم کو ہمیشہ نہین
باآبرو کردے - ؎

بادشاہے کہ پایگاہش را	برتر از چرخ سائبان بستند
بر فلک بخت نوجوانش را	بہ ظفر عقد جاودان بستند
رہروان قوافل جبروت	ہودج قدر او گران بستند
سائبان قضاے دولت را	
از مکان تا بہ لامکان بستند	

اے مردان جنگ جو و غازیان باصدق صفا اگر استقلال و
صبر کو کام مین لاؤ تو غنیم روسیہ کو دم کے دم مین تباہ و
خوار کردو اور جو دور اندیش و آخر بین ہین وہ ہمیشہ ایسے امور خیر
مین جان دینا ذریعہ مغفرت سمجھتے ہین جب خدا نے
تمھین ایسا گردون مدار و جم اقتدار بادشاہ دیا ہے جو اپنی آپ
ہی نظیر ہے - ایک مقام مین دونون لشکر آمنے سامنے مورچہ
باندھکر منتظر ہین کہ غنیم کیطرف سے گولی چلے تو ہم جواب دین
آخر کار روسی گولہ اندازان کی توپون پر متیان پڑین
اور گولہ چلا ہی تھا کہ طرفین سے آگ برسنے لگی ؎

دو لشکر چو دریاے آتش دمان	کشادند باز از کمین ہا کمان
دگر بار در کارزار آمدند	بشیر افگنی در شکار آمدند
درا اے جگر تاب دفریاد و زنگ	
ز سر مغزی برد و از روی رنگ	

ایک شبانہ روز یہی کیفیت رہی اور ہزارون نوجوان
زخمی اور مقتول ہوے - اُدھر دس کی لاشین پھڑک رہی ہین
اُدھر بیس زخمی کراہتے ہین کوئی تڑپتا ہے کہین مردہ پڑا ہے -
آدھی رات کو دست بدست جنگ شروع ہوئی طرفین کے
سپاہیون نے شجاعت کی داد دی - اُسوقت آپکے خادم نے

للکارا کہ اور دیسان ناہنجار خبردار اور۔ ؎

یہ کہکے لی نیام سے تیغ شررفشان | شعلے نے اعذر کہا بجلی نے اللامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان | دہشت سے تھرتھرا گیا میرخ آسمان

ثابت ہوا کہ چہرۂ مہتاب کٹ گیا
غل تھا کہ فوج روس کا دفتر الٹ گیا

حاضرین۔ شاباش آزاد۔ شاباش۔ آفرین باد۔

قاضی۔ ایسے مومنون کیلیے خلد علیین مین جگہ ہی۔

مرزا۔ حق ہی۔ دنیا مین عزت عقبیٰ مین مرتبۂ اعلیٰ۔

مفتی۔ تہ دل سے ان صاحب کیلیے دعا نکلتی ہی۔

حاضرین۔ خدا اس شخص کی دلی آرزو بر لائے۔ آمین

آزاد۔ جسکی طرف گھٹنا ٹیک کر شمشیر دو پیکر چمکائی چوندھیا دیا معلوم ہی نہوا کہ کب چمکی اور کب گلے پر آئی۔ ؎

اُترے گلے سے جسکے اُسی کو خبر نہو
کاٹے گلے ہزار کے اور خون مین تر نہو

یہ کہکر آزاد پاشا نے نیام زرین سے وہ تیغ دو دم لنگر دار محرابی خارا شگاف نکالی اور چمکائی۔ تو لوگون نے اُٹھ اُٹھکر تلوار کو چوم چوم لیا اور کہا کہ یہ تلوار اسی قابل ہی کہ غنیم اسکے گلے لگائین۔

اس جنگ مین کوہ قاف کی اُس دخت شکر لب کا خط مینے پایا جسکا مطلب یہ تھا۔

پیارے آزاد آجکل اخبارات میری روح کی غذا ہین میری آنکھین تمھارے نام کو فوراً تلاش کر لیتی ہین۔ او ظالم او ستمگر خط تو بھیجا کر یہان جان پر بن آئی ہی اور تمنے وہان کوچ اختیار کیا ہی کہ الامان۔ بھلا حضور ہی انصاف کرین کہ جب عاشق میدان جنگ مین ہو اور خیر و عافیت کی خبر معشوق کو نہ ملے تو زندگی تلخ ہو یا نہو۔ تمھاری یہ بیوفائی افسوس صد افسوس تمسے یہ امید نہ تھی۔ ؎

یون تو منہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سبکو
جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے

حضرات سامعین۔ مس میڈ اپر مین کچھ اسوجہ سے نہین رہی تھا کہ وہ سمن سینہ و صبح عارض ہے بلکہ اسکے لا تعد غیر محدود احسان کے بار سے میری گردن نہین اُٹھ سکتی یون تو خدا کے فضل سے جس مقام پر گیا اچھی اچھی سم ساق شعلہ رو بدمان ہزار جان سے عاشق ہو گئین ایک مقام پر وہ صورت دیکھنے مین آئی کہ مین کیا عرض کرون دہن تنگ مرکز دائرۂ عیش۔

زنخدان سیب سیمین۔ زلف دراز مکند سبز بن ابرو سیہ تاب۔ مژگان گران خواب۔ چال وہ مستانہ کہ کبکی کے ہوش اُڑائے۔ ؎

بہر چمن قد موزون او خرام کند
ز طوق فاختگان سرو چشم دام کند

مجھے دیکھا تو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ مگر کچ ادائی کے ساتھ سوچا کہ جاتا ہون تو خوف ہے واللہ اعلم کس کی بہو کس کی بیٹی ہی۔ کوئی مرد اسکا کوئی عزیز دیکھ لے۔

نامحرم کے ساتھ باتین کرتے ہوے دیکھکر دل مین شک ہو مگر نہ رہا گیا حکم کی تعمیل ہوئی۔ آنکھین صہبائے حسن سے گلرنگ جیسے ہی مین گیا۔ اپنی زبان مین کچھ پوچھا مینے اشارے سے کہا مین نہین سمجھا تو وہ رنگین ادا معشوقہ فرانسیسی زبان بولنے لگی۔

معشوقہ۔ تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور کہان جاتے ہو۔

مین - مین ہندوستان کا رہنے والا ہون اور روم جاتا ہون اسوقت تمھارے جمال مہین نے مجھے بالکل فریفتہ کرلیا -

معشوقہ - رہ رہ! - اس جنگ نبرد کے وقت مین!!!

مین - ہان اگر زندگی ہی تو خیر ورنہ یا قسمت یا نصیب -

معشوقہ - ہم نہ جانے دینگے - تم نے ہمارے یہان چوری کی ہے -

مین - (متحیر ہوکر) کیا! چوری!! سپاہی اور چور!!!

معشوقہ - بیشک تمنے ایک چیز ہمسے چرالی ہے -

مین - جان من تمکو دھوکا ہوا ہے - مین اور چوری -

معشوقہ - اگر دھوکا تھا بھی تو اب یقین ہوگیا -

مین - خوبرو ظالم تو ہوتے ہی ہین مگر تم اظلم ہو - تمھین جس خدا نے ایسی پیاری پیاری صورت دی ہے وہی خدا تمکو دل بھی ایسا دے کہ میرے اوپر رحم کرنے لگو -

معشوقہ - تمھاری دعا خدا نے قبول کرلی - اچھے -

مین - شکر خدا - مگر ایک درخواست ہے -

معشوقہ - مین نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تمنے چوری کی اور اب صاف صاف کہتی ہون کہ تو میرے جسم سے میرا دل چرالے گیا -

مین - اللہ اللہ خوبرو اور سرو قامت اور گلعذار تو ہو ہی ماشاء اللہ ظریف اور شوخ بھی ہو - اب التماس قبول کرو اور ایک بوسہ لینے دو -

معشوقہ - (مسکراکر) بڑے جلد باز ہو - کیا مفت کے رخسار پائے ہین ان رخسارون کے بوسہ لینے کے لیئے بڑا نصیب چاہیے -

مین - خدا جانتا ہے اسوقت بڑی مایوسی ہوگی - ہان

بس یہ سمجھ لو کہ درد دل کا علاج اسوقت بوسہ ہی ہے -

معشوقہ - مین بے غور کیے ہوے کسی مریض کا علاج نہین کرتی -

مین - لے ہی تو ہم سمجھ گئے کہ یہ درد لاعلاج ہے - ؎

درمانین مرے طبیب کو غور ہے آج	معلوم ہوا مزاج بے طور ہے آج
اس حال مین کل تلک تو جینا معلوم	آج آؤ کہ زندگی مری اور ہے آج

معشوقہ - دیکھو خوب یاد رکھو کہ جسقدر لگاوٹ تم اسوقت کررہے ہو اُسی قدر میرا دل قابو سے جاتا ہے - سنو مین ایک امیرزادی ہون والدین نے قضا کی اور دولت کثیر چھوڑکر مرے - مین سوچتی تھی کہ کسی غیر ملک کے باشندے کے ساتھ شادی کرلون اور اُسی کے ہمراہ اُسکے وطن مین جاکر رہون اب آج خدا نے تمھاری صورت دکھائی -

مین سمجھ گیا کہ آثار اچھے نہین ہین - اب اسنے بے طور لگاوٹ بازی کرنا شروع کی ہے - خیر مگر حسن دلاویز ستم تھا - وہ جو ہین کہ مین کیا عرض کرون -

معشوقہ - اب یہ بتاؤ کہ ہماری خواہش پوری ہوگی یا نہین -

مین - ابھی ذرا کسی قدر غور کے بعد کہونگا -

معشوقہ - (چھری نکالکر) اور بدبخت پھر تونے لگاوٹ کی باتین کیون کین - اب تو ہے اور مری چھری ہے -

مین - (گردن جھکاکر) سر حاضر ہے - مگر دل پرایا ہے اسپر آپ کا قبضہ نہین ہوسکتا -

معشوقہ - (جھلاکر) کوئی ہے - اسکو جانے نہ دینا -

بس دو حبشی آئے بڑے خنگے موٹے تازے - اغل بغل بیٹھے اور وہ معشوقہ قہر جمال بد دماغ ہوکر چلی گئی

اب مین سوچتا ہون کہ گناہ بے لذت اسی کو کہتے ہین اگر زلف چلیپا چھوتا اور سانپ ڈستے تو اپنے جرم پر متفعل ہوتا اگر لعل لب کا بوسہ لیتا اور ہیرے کی کنی کھلاتی تو بھی کچھ لطف حاصل ہوتا بوس وکنار کی نوبت آتی اور اس گناہ کے عوض شاہد اجل سے ہم آغوش ہوتا تو بھی سوچتا کہ جرم کی سزا ہے مگر کر تو ڈر اور نہ کر تو خدا کے غضب سے ڈر۔ خاموش۔ قہر درویش بر جان درویش۔ یہ رباعی یاد آئی۔ ؎

اے خواجۂ خواجگان دم خشم و عتاب	کیا تاب کہ دے سکے کوئی تجھکو جواب
گر جرم کا میرے وزن کرنا ٹھہرا انصاف سے کر اپنے کرم کا بھی حساب	

اپنی حالت زار دیکھکر بے اختیار رونا آنے لگا۔ ؎

ہین خونفشانیان عبث اے چشم اشکبار	گر کام دل بگریہ میسر شدے زیار
صد سال میتوان بتمنا گریستن	
بیفرہ ہای روز ہین کن مہ تو نسے خون	عمرے بگریہ ہای ہوس صرف شد کنون
عمرے بتازہ باید دہر جا گریستن	

نالۂ دل شگاف و نعرۂ تاب گسل نے افراد کھایا دلبن خوف خبر آئی اور یون ہمکلام ہوئی۔

معشوقہ۔ مجھے تم بڑے بیوقوف نظر آتے ہو غضب خدا کا جس شخص کو ایسی جمیلہ جوان عورت ملے اور جو ثروت و دولت لیکر اُسکے ساتھ چلدے وہ شادی سے انکار کرے۔

مین نے لجاجت اور منت سماجت سے کہا کہ مین غریب الوطن آدمی ہون۔ مجھے دولت و ثروت جاہ و حشم سے مطلق سروکار نہین خدا نے مجھے بہت کچھ دولت عطا کی ہے اور میری شادی بھی ہوگئی ہے مین حسن آرا بیگم سے اقرار کرکے آیا ہون کہ بعد واپسی شادی کرونگا۔ اب مین کسی اور پر نظر نہ ڈالونگا۔ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے بیشمار نے بھی سمجھایا کہ جس شخص کو آپ سے اسقدر انکار ہے اُس سے اصرار کرنا کیا معنی۔ خدا خدا کرکے وہان سے چھٹکارا پایا۔

حاضرین۔ حسن آرا کے ساتھ تمنے سچی محبت کا اظہار کیا۔ آفرین ہے۔ بیگم صاحبہ کو بھی تمھارا شکر گذار ہونا لازم ہے۔

مرزا۔ بیشک۔ بیشک۔ شکر گذار ہونا چاہیے۔

ایسی ایسی عابد فریب خاتونین خود درخواست کرین اور حسن آرا کے خیال سے یہ اُنکی طرف نظر اٹھاکر نہ دیکھین سبحان اللہ۔ ؎

گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی ست دست مشاطہ چہ با حسن خداداد کند	

مرزا۔ بڑا نام نیک حاصل کیا چشم بددور۔

حاضرین۔ ہر مسلمان انکو اپنا سچا دوست سمجھتا ہے۔

مرزا۔ درین چہ شک۔ اسمین ذرا مبالغہ نہین۔

حاضرین۔ حسن آرا بیگم بڑی خوش نصیب ہین۔

آزاد۔ حضرات میرے دل اور دماغ سے کوئی جانفشانی کا حال پوچھے میرے پانون سے کوئی آبلے کا لطف سنے۔ جب جاکے یہ دن خدا نے نصیب کیا۔ ورنہ مین تھا اور آہ شرربار اور یاس کے اشعار۔ ؎

جذب دل نے در آزمانا چھوڑدے	پائے نازک کا ستانا چھوڑدے
جان سے جاتی ہین کیا کیا حسرتین کاش وہ دل مین بھی آنا چھوڑدے	
گوش نازک پر کسیکے رحم کر	جوش افغان غل مچانا چھوڑدے
داغ سے میرے جہنم کو شال	تو بھی واعظ دل جلانا چھوڑدے

ہون وہ مجنون گر مین نہ انہین لے جان | فصل گل گلشن مین آنا چھوڑ دے
سب پہ حرف آزر و کا خون ہوا | رنگ پان کو منہ لگانا چھوڑ دے

آہ میری کب دعاے نوح تھی
چشم تر طوفان اُٹھانا چھوڑ دے

الغرض اُس بت سیم بدن کے ذہن مین بات آگئی اور مجھے رہا کر دیا - ایک مصیبت ہو تو بیان کرون - ہزارون مصیبتون مین گرفتار ہوا تھا - بارے خدا کا شکر ہے کہ نصیب پھر آئے اور خوشی کے دن دکھائے مین اکثر اپنے دل کو ڈھارس دیتا تھا کہ - ؎

دلا چند باشی زغم در خمار | سرا زجیب مستی چو عشرت برآر
حیات ابد جو بمیخانہ رو | کہ بخشند شراب کہن جان نو

بگیر آب از زمزم و کن وضو
چو دست امانت دہی باسبو

ہان مجھے راہ مین ایک قصور البتہ ہوا تھا کہ جب ہمارا جہاز غرق ہوگیا اور مین پیرتا ہوا جزیرۂ پیرم مین پہونچا تو اُس وقت وہ سردی کھائے ہوے تھا کہ خارج از بیان ہے - ٹھٹھر رہا تھا - ایک شخص نے شراب دی اور مین نے پی لی - اُس شراب کا نام جمیگارم ہے -

ایک - کچھ ہرج نہین بطریق دوا بدرجۂ مجبوری جائز ہے -

دوسرا - عدم واقفیت مین پی لی - معاف ہے -

تیسرا - بادر تو یہ باز ست -

آزاد - مین جھوٹ نہین بولونگا مین نے شراب سمجھکر پی بھوکے پیاسے نہین پی بلکہ جان بوجھکر پی مگر وقت واپسی پھر مین توبہ کی - مفتی اسمٰعیل آفندی گواہ ہین عین کانسل فرانس کی کوٹھی کے سامنے مسجد ہے وہان توبہ کی تھی -

قاضی - بس - التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ -

مرزا - جی ہان - اور سرقت ہی علاج تھا -

آزاد - بے شبہہ - واقعی اگر دخت رز کو اُسوقت منہ نہ لگاتا تو جان پر بن آتی - مین نے بدرجۂ مجبوری و بحالت مایوسی پی لی -

بیا ساقی آن ہمدم جان بیار | کہ در سراست اختلاط خمار
بمن وہ کہ ہستم ہوا خواہ می | چو جام بود چشم در راہ می
ازان می رساند آنکہ کیف بلند | در افگند افلاک را در کمند

سر دگر زند لاف افسون گری
کہ پیوستہ در شیشہ دارد پری

خیر اگر گناہ ہے تو حضرت لسان الغیب حافظ شیراز بچا لینگے اسپر فرمایشی قہقہہ پڑا -

ا - اچھے کو مرشد بنایا سچ ہے - ؎

بامریدان رو بسوے کعبہ چون آرے چون
رو بسوے خانۂ خمار دار و پیر ما

حضرات سامعین - ایک خط جو محبوب شیرین ادا حسن آرا بیگم نے اپنی ہمشیرۂ مکرمہ کے نام بھیجا تھا وہ آپکے سامنے پڑھنے کو جی چاہتا ہے اس سے اس گلفام نازک اندام کے دل کی کیفیت صاف معلوم ہو جائیگی -

میری پیاری بہن خدا کرے ہمیشہ خوش رہو - اللہ وہ دن دکھائے کہ ہم تم ایک دسترخوان پر کھانا کھائین باہم چہل ہنسی مذاق ہو آمین - اب ذرا میرا درد دل سنو - یہان ایک جوان ماہرو قوس ابرو پریزاد آزاد فرخ نہاد آیا تھا - جوان نیک طینت اور پاکباز اور نامی گرامی شعرا کے ساتھ دمساز ہین - اصرار کیا کہ نکاح ہو - ساعت سعید کو بیاہ ہو -

میری زبان سے نکل گیا کہ روم جایئے مسلمانونکو دیسیون کے حملے سے بچایئے نام کرکے آؤ اور تمغے لٹکاؤ تو کیا مضائقہ وہ ایک ٹن کا آدمی - فوراً منظور کرلیا اور مجھے اطلاع بھی نہ دی اور چل کھڑا ہوا - اب فراق مارے ڈالتا ہے دل قابو مین نہین - تم خوب جانتی ہو کہ مین ابھی ناکردہ کار ہون ع

عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیے

یہان جگر پاش پاش ہوگیا اور ابھی بسم اللہ ہی ہے ؎

الایا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

وہ بمبئی ہی کی راہ سے روم جائینگے - تم سرویہ ہوٹل مین پتہ لگاکر انکو دولھا بھائی کے ذریعے سے بلواؤ اور میرا خط پڑھوا دو - اتنا ضرور کہنا کہ کیا مروت اسی کی مقتضی تھی کہ مجھ شہید خنجر کشتۂ تیغ وفا کو تڑپاؤ - ؎

میدانم ترا در دل چہ افتاد
کہ دادی صحبت دیرینہ برباد

اُن کی تصویر شناخت کے لیے بھیجی ہون میرا حال اللہ ہی جانتا ہے - ؎

بیماریٔ عشق لادوا ہے — اس بلغ کی اور ہی ہوا ہے
کچھ روگ جو دے پڑے خلش ہو — درمان کے لیے دوا دوش ہو
آخر یہ تو جی سے اپنے ہے تنگ — ایسا نہو اور لائے کچھ رنگ
مجنون ہو اگر تو فصد لیجے — سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجے

کریا دکھین چہ ذقن کو
کودے نہ کنون مین بادلی ہو

پھر آزار و زر طفے دیتی ہے کہ ایسی ہی محبت چھٹ بڑی تھی تو بھیجا یون مگر دل گواہی دیتا ہے کہ آزاد سرخ رو آئیگا - حسن آرا -

اب مین سب صاحبون سے رخصت ہوتا ہون اور جناب باری سے دعا مانگتا ہون کہ سلطنت رفیعۂ روم کو عرقی روز افزون نصیب اور اہل روم تشئید مبانے مواخات مین زیادہ ساعی بالخیر ہون - آمین -

سامعین و حاضرین نے اس زور سے تالیان بجائین کہ کمرہ گونج اُٹھا جب جلسہ برخاست ہوا تو اکثر علما و فضلا آزاد کے پاس آئے اور کمال تپاک اور محبت کیساتھ ہمکلام ہوئے -

قاضی - سبحان اللہ - سبحان اللہ کیا خوب تقریر کی ہے -

آزاد - تسلیم - تقریر تو بخیر یہ سب آپ کی مہمان پروری اور ذرہ نوازی ہے - کل انا ر تیر شح بافیہ

مفتی - صاحب سیف اور صاحب قلم - دونون باتین حاصل ہونا آسان امر نہین ہے - یہ خدا کی دین ہے -

محدث - حضور سلطان المعظم نے بھی آپکی قدر کی - بہت مغتنم بادشاہ ہین ہوا السلطان اکبر السلطان مالک الارض والسمار ودخن عباد احقرون قابلون للعدم والفنار ما دینا شکر - عشر الوف احسانہ بساعۃ من الساعات -

آزاد - (مرزا صاحب) حضرت ان صاحب کا نام لکھ لیجئے -

مرزا - (مسکراکر) بہت خوب درج رجسٹر ہین -

آزاد - اس عشق نے ہمین خدا جانے کیا کیا دکھایا ہے ؎

ین عشق ندانم ز کجا خاست | اگر مہر رگ ریشام بلا خاست
یک جان و ہزار برق اندوہ | کاہے چہ کند با تشین کوہ
اے فتنہ چہ استا ستی کمینم | وے خرچ چہ داری از کمینم
ر قتل منت چہ لشکر ست این | آئین کدام کشور ست این

اے کوکب بخت سوختم دا ے
بر آبلۂ جگر بہ بخشا ے

قاضی - جناب باری نے آپ کی ذات مجمع صفات مین قابلیت اور علمیت اور شجاعت اور مروت کوٹ کوٹ کر بھردی ہے - چشم بد دور آپ کا دل صفا منزل آئینہ ہے - آپ نے ہم لوگون کو رہین منت اور مرہون عنایت فرمایا اور آج کی تقریر سے ہم لوگ اور بھی محظوظ و مبتہج ہوے خدا آپ کو اجر نیک دے - آمین -

آزاد - بزرگون کی دعاے خیر سے دل کی ایک آرزو تو بر آئی اسی طرح شاید خدا کے فضل و کرم سے اور امیدین بھی پوری ہون -

قاضی - بیشک آپ کی آرزوے دلی بر آئیگی -

آزاد فرخ نہاد کی آمد آمد کی تمام بمبئی مین دھوم مچگئی - اس شب کو بمبئی کے رئیس اعظم پارسی نے جسکے فرزند دلبند کو آزاد نے ڈوبنے سے بچایا تھا - ان کو باصرار و انکسار تمام مدعو کیا - مکان دلہن کی طرح سجایا گیا تھا - جب آزاد اس رئیس کے دولت خانۂ طرب کاشانہ مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ دفور نور چراغان اور جھاڑ کنول ہانڈی کی روشنی سے چکا چوند کا عالم ہے آنکھ نہین ٹھہرتی جدھر نگاہ جاتی ہے حوران بہشتی ہی نظر آتی ہین وہ جھمکڑا کہ پریان شرمائین - لعبتان چین رشک کھائین - ہو دیون اور پارسیونکی

مہ وشان زرین کمر کے جھمگٹے نے ستم ڈھایا - کوئی سامری فریب - کوئی دشمن صبر و شکیب - سیم ساق شہرۂ آفاق - سمن سینہ غمزہ زن نسرین بدن پستہ دہن - ؎

ہر نگارے بستان تازہ بہار | ہمہ در دستہا گرفتہ نگار
لب لعل چو لالہ در بستان | خندہ شان چون بہار خوشتان
دست و ساعد پر از علاقہ زر | گردن و گوش پر ز لو لو تر
در کشیدند مرغ دار نوا | در کشیدند مرغ راز ہوا
بردہ آواز شان ز رود فریب | ہم ز ماہی و ہم ز ماہ شکیب
یک جہان پر نگار نورانی | تیز رو چون خیال روحانی

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب اول مرتبہ آزاد بمبئی سے عازم روم ہوئے تھے اس عالی مرتبت پارسی نے دعوت کی تھی وہی سمان انکی نظرون تلے آج بھی پھر گیا - وہی پریون کا دنگل وہی چہل پہل - وہی پریون کے جمگھٹے - وہی معشوقون کے جھمکڑے - کوئی اٹھکھیلیان کرتی تھی کوئی ناز و ادا سے قدم دھرتی تھی - کوئی فرط مستی سے ہچکولیون کو چومتی تھی کوئی صحن مین ابر کی طرح جھومتی تھی ؎

رخ آراستہ دستہا ز رنگار | بشادی دو دیدہ نماز ہر کنار
مغانہ مے لعل بر داشتہ | بیاد مغان گردن افراشتہ
ہمہ کارشان شوخی و دلبری | گہ افسانہ گوئی گہ افسونگری
جز افسون چراغی نیفروختند | جز افسانہ چیزے نیاموختند

فرو ہشتہ گیسو شکن در شکن
یکے پاے کوب و دگر دست زن

اب سنئے کہ ان حوران زاہد فریب مین ایک صنم عربدہ جو تند خو نیرنگ کار دان ہوش - عدوے صبر آفت کوش

موجد رسم کج ادائی افشان جبین خود نمائی - سبحان ملار اعلیٰ کے ہوش اُڑانے والی نسیم باغ وجاہت شمیم طرۂ صباحت پیشانی نورانی سے بارقۂ حسن درخشان مطلع جبین سے نور جمال مثل شعاع مہر منیر تابان رشک عرایس ہندوستان - ردکش حسینان جہان - خرد سوز طاؤس زیب چمن افروز عابد فریب -

فرماندہ خیل کامیابان	پیشانی اوزنجت تاربان
او سرور خیل وخیل رایان	بر درگہ او کلاہ سایان

جن ناظرین نے فسانۂ آزاد جلد اول کو غور سے پڑھا ہے وہ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ غیرت لعبتان نوشاد صنم پریزاد کون ہے یہ نظیر بیگم ہین جنکی تاریخ ہم حوالہ قلم کر چکے ہین - یہ پری دخت شیرین حرکات ناز وادا اور انداز روح افزا کے ساتھ آزاد کیطرف آئی مسکراتی ہوئی ہاتھ ملایا اور بصد محبت وادا یون ہمکلام ہوئی -

نظیر - کیہے حضرت چچا نا دل سے بھلا دیا -

آزاد - واہ دل مین جسکی جگہ ہو اُسکو کوئی بھول سکتا ہے - ؎

شب چو در بزم حدیث از رُخ خوب تو گذشت	
شمع پیش از ہمہ انگشت شہادت بر داشت	

نظیر - (زیر لب مسکرا کر) آپنے تو سکندر اور دارا اور اچھے اچھے نامی سپہ سالارون کو مات کر دیا - روم مین وہ نام کیا کہ ساری خدائی آپ سے واقف ہے مگر یہ شعر آپ نے اسوقت موزون نہ پڑھا - تاہم معاف کیے دیتی ہون -

آزاد - موزون نہین تو کیا ناموزون ہے - شان خدا

نظیر - جی ہان بیشک ناموزون ہی - اسوقت مجھے دیکھکر آپکا یہ شعر پڑھنا ایک قسم کی لگاوٹ ظاہر کرنا ہوا اور یہ ستم ہے -

آزاد - (شرماکر) خیر قصور ہوا - انسان -

نظیر - حسن آرا بیگم سے رسل و رسائل کا سلسلہ جاری ہی -

آزاد - جی ہان - کیہے آپ کا نکاح کسی کے ساتھ ہوا -

نظیر - ابھی کسی نوجوان خوبرو کی قسمت نہین کھلی

آزاد - واللہ سچ ہی - ایسی مہ جبین نازنین دیکھی نہ سنی -

نظیر - کسی قلعے کی جنگ مین آپ اشہب عقاب طلعت کی پشت پر سوار ہوکر دریا کی طرف جاتے تھے اور سواران جرار ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھے - یہ تصویر میرے پاس ہے - جسوقت یہ تصویر لندن کے تصویر دار اخبار مین میری نظر سے گذری اور مین نے اپنی ہمجولیون کو دکھائی سب کی سب عش عش کرنے لگین - ؎

کوہ پیکر مرکے صرصر تگی ہامون گذار	
نعرہ خنگی آہنی سُم اشہب عنبر غبار	
پشت و پیشانی و دنبال و سر و ساق و سمش	
کوتہ و پہن و دراز و نرم و سخت و استوار	

ایک ہمجولی نے سب کے سامنے آپ کی تصویر ملائک فریب کو چوم لیا - ؎

عجب ہے کھینچی مصور نے کس طرح تصویر	
کہ شوخیون سے تو اک رنگ پر رہی کیونکر	

آزاد - وہ بی صاحب اگر اسوقت یہان ہون تو ذرا ملاقات کرا دیجیے - واقعی مجھکو اُن سے ایک قسم کی محبت ہو گئی ہے -

نظیر - وہ اور اسوقت یہان نہون - سبحان اللہ -

آزاد - سن کیا ہے - ہونگی صافی طبع رنگین مزاج -

نظیر۔ ہماری ہم سن ہو۔ مگر بڑی چلبلی اور شوخ طبع۔
آزاد۔ پھر اگر معانقہ نہ ہو تو ملاقات ہو جائے۔
نظیر بیگم نے خادمہ کو حکم دیا اور وہ جا کے ایک پرکالہ آتش دو شیزہ لالہ رخ بے نظیر آفاق نازک کمر نازک بدن نازک اندام کو ساتھ لائی نظیر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا آزاد بلاتے ہین۔
آزاد۔ مزاج شریف حضور کا۔
نظیر۔ لے ہے تیری شرم۔ تصویر چومنے مین شرم نہ تھی اب حیا پھٹ پڑی ہے۔
یہودن۔ (کجاکر) واہ وا۔ کیسی تصویر۔
آزاد۔ حضور کے چہرے سے ثابت ہوتا ہے کہ رنگ فق ہے اور رخ گلرنگ پر عرق مثل شبنم نمودار ہو گیا ہے۔
نظیر۔ چور کہین چھپا تھوڑا ہی رہتا ہے۔
یہودن۔ (شرماکر) واہ کسی کو لیے مرتی ہو۔
آزاد۔ سرکار قصور معاف۔ اور نہین تو ایک نظر تو ادھر دیکھ لیجیے۔ ہم تو فقط ایک نظر کے سائل ہین۔
نظیر۔ انصاف تو اسی کا مقتضی ہے کہ جب کاغذی تصویر کو چوم لیا تو اصل کے بھی بوسے لین۔
یہودن۔ تم خود کیون نہین بوسے لیتین۔
آزاد۔ واہ انکو کیا اسمین عذر بھی ہے کچھ۔
نظیر۔ (مسکراکر) جی بجا ارشاد ہوا۔
آزاد۔ اللہ اللہ اب ہم ایسے گئے گذرے۔
نظیر۔ اب کیا معنی۔ اس لگاوٹ بازی کے صدقے۔
آزاد۔ اچھا انھین کو سمجھاؤ۔
نظیر۔ یہ کہنے سے نہ مانینگی۔ اللہ جانتا ہے تصویر دیکھتے دیکھتے ایسی مست ہو گئین جیسے بھونرا کلیون کا رس چوس چوس کر مست ہو جاتا ہے۔ اور تڑسے بوسہ لے لیا۔
یہودن۔ خدا سے ڈرو نظیر بیگم توبہ توبہ
آزاد۔ خیر صاحب نہ سہی اب ہم بھی نہ کہینگے۔ ؎

کالے دسین جو زلف تمھاری اگر چھوئین	
تو اب تمھارے سر کی قسم کھائے جاتے ہین	

نظیر۔ وہان کون غور تین آپ پر عاشق ہوئی تھین سنا کوئی بادشاہزادی عاشق تھی۔ عشق بھی کیا بدبلا ہے۔ ؎

شاہنشہ بے ہنر دعشق ست	
سلطان خرابہ گرد عشق ست	

آزاد۔ جس جوان رعنا شمائل کو خدا نے صورت زیبا دی ہے اسپر سب صورتین رجھینگی۔
یہودن اور نظیر بیگم تنک تنگ کر اداے معشوقانہ کے ساتھ چہل کرنے لگین۔ آزاد کا مطلب دونون طرح حاصل تھا۔
یہودن۔ اس چلبلے پن کا ایک روز خمیازہ اٹھاؤگے
نظیر۔ تمھارے طرحے یہان کوئی مردون کی تصویرین نہین چوم لیا کرتا ہے شرم نہین آتی۔ باتین بناتی ہو۔
یہودن۔ تمنے خود تصویر چومی ہوگی۔
آزاد۔ جسنے تصویر کا بوسہ لیا وہ اصل کا بوسہ لیتے ہوئے کیون شرمائے مجھے برا نہ معلوم ہوگا۔
یہودن۔ لے چہ خوش کیون نہین۔ بجا۔
آزاد۔ اس شوخی کے صدقے۔

خوبرو جتنے ہین دل لیتی ہے سب کی شوخی	

ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی

نظیر - پلونا کی لڑائی کا حال بیان کیجیے -

ہیودن - ہان ہم مشتاق ہین کہ آپ کی زبان خاص سے پلونا کی جنگ کا حال سنین -

آزاد - مجھے کوئی عذر نہین - مگر اس زبان مین کہ سب کی سمجھ مین آئے چھوٹے بڑے سب سمجھ سکین -

نظیر - اردو مین کہو مگر عربی نہ چھانٹیے گا -

آزاد نے جنگ پلونا کا حال یون بیان کیا

روسیون نے پلونا کے قلعہ کو ہر چہار طرف سے محصور کر لیا تھا اور یورپین ٹرکی کے قریب قریب کل سپاہ روس جو اس جانب تھی اسی مقام پر سور دلخ سے زیادہ مجتمع ہوگئی اب ٹرکی بھاگین تو کدھر سے بھاگین - سفر کی راہ بند ہے - کوچہ گریز مسدود - قلعہ دشمن بے شمار - ترکی بہت کم - سامان رسد قلعہ مین واجبی ہی واجبی گولہ بھی واجبی ہی سا - بارود ناقص - فوج شل تھکی ماندی - روسی برق دم تازہ دم فوج - بارود گولہ سامان رسد سب لیس - رجمنٹ پر رجمنٹ جوق جوق اُمڈی آتی ہے - کام پر کام ٹوٹا پڑتا ہے - جسوقت -

وہ شام الم اور وہ صحرا کی سیاہی
ترکون کی پریشانی و اندوہ و تباہی

یاد آتی ہے خون رلاتی ہے - یا الٰہی یہ ہوگا کیا جسطرح بھیڑ بھو جا بھاڑ مین چنے بھون ڈالتا ہے اسطرح غنیم کے گولے پلونا کی فوج کو بھون کر رکھدینگے - افسوس کا مقام تھا - ؎

نہ جنگ کا سامان نہ کچھ فوج اِدھر ہے
لُٹ جانے کا بھی خوف ہے شبخون کا بھی ڈر ہے

صرف توکل بخدا - زار روس تار پر تار بھیجتا جاتا تھا کہ جسقدر لشکر ہو سب پلونا کی سمت روانہ کیا جائے - پلونا کلید خزانہ فتح ہے جو راستے ترکون کی فوج کے آنے کے تھے وہ سب روسیون نے مسدود کر دیئے پس جب یہ خبر پائی فوراً ولایتی مکر سے نکالی اور گھوڑے کی پیٹھ پر تھا بس بزن بزن کی آواز ہر بن مو سے آتی تھی - ایک مقام پر ٹوکے گئے وہان خدا نے بچایا - بندہ صرصر راہوار پر سوار ہو کر معرکۂ نبرد مین ڈپٹا اُسوقت کی کیفیت قابل دید تھی - گھوڑے ہم لوگون کی رانون کے تلے سے نکلے جاتے تھے - یہ چھل بل یہ تیزی - ؎

دیکھی نہین کسی نے یہ نرمی شتاب مین
ہے جسکے زین صاف یہ تحمل ہی خواب مین

ہماری اتوار برق بار - اُنکی بندوقین دوزخ شرار - سوقت تلوار چمکی ہے پرے کے پرے صاف تھے - روسی سرع -

بس تیغ کے چمکتے ہی معدوم ہو گئے

کوئی دار خالی نہ گیا - دو کے چار کیے اور ایک کے دو - ؎

ڈھالون پہ سوارون کی وہ صمصام نہ ٹھہری
بجلی سی میان سپہ شام نہ ٹھہری
زیر زرہ جسم بد انجام نہ ٹھہری
اللہ ری روانی کہ تہ دام نہ ٹھہری
دریا کو بھی اس طرح کا چالاک نہ دیکھا
ایسا کبھی مچھلی کو بھی پیراک نہ دیکھا
گرتی تھی پیاپے صف اعدا پہ جو شمشیر
نیزے نہ اُٹھاتے تھے سر اپنا کسی تدبیر
دہشت سے کمانین تھین خمیدہ صفت پیر

پر حملے تھے ہر چند پہ اُڑ سکتے نہ تھے تیر
سب پوش جو ڈھالین عقب دوش ہوئی تھین
تلوارین بھی جوہر سے زرہ پوش ہوئی تھین

اس مہم کا سر کرنا بڑا مشکل تھا مگر پلونا ابھی کہان - ہنوز دہلی دور ست کا نقشہ تھا - وہان سے ڈبل کوچ کیا - تھکے ماندے بے آب و دانہ ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا ادھر اُدھر سوار بھیجے کہ کوئی گانؤن ہو تو رسد کا سامان بہم پہونچے یہان اس فکر مین تھے کہ دفعتہً ایسی خبر پائی جسنے ہوش اُڑا دیے سنا پلونا کی جانب سے گرد اُٹھی ہے اور روسیونکا رسالہ چلا آتا ہے - فوراً کل ہوا - گو سب کے سب بالکل شل تھے مگر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مقابلہ کیا - ہماری فوج کی دو کمپنیان پہلے آگے بڑھین - پھر کچھ فاصلے پر دو کمپنیان اور تھین اسکے بعد خلص فوج کی بارہ کمپنیان ہمنے فقط ایک فوج کو بڑھایا اور باقی کامون کو آراستہ کرکے نشیب مین چھپا دیا تاکہ روسی صرف اسی قدر آدمی دیکھین اور وہ کمینگاہ سے قلع قمع کرین - جب جنگ کی نوبت آئی تب روسی سمجھے کہ دھوکا ہوا مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا نقشہ تھا - آخر کار روسیون نے ٹھان لی کہ جان پر کھیل جائین - ؎

وقت ضرورت چو نماند گریز
دست بگیرد سر شمشیر تیز

ایک نامہ نگار جو قلعۂ فلک شکوہ سے جنگ کی کیفیت دیکھ رہے تھے یون رقم طراز ہین (مین نے اٹرلو کی جنگ مین لڑا) فرانس اور روس کی لڑائی مین شریک حرب تھا جنگ قریبہ مین مین نے تمغے پائے - روس اور اسکی مختلف جنگون مین شریک حال تھا اور بڑا سمر اور سن رسیدہ آدمی ہون لڑکپن سے جنگ ہی کے میدانون مین پرورش پائی تھی اور آپ سے صاحبونکو تعجب ہوگا کہ مین معرکۂ نبرد ہی مین پیدا ہوا تھا - کوئی شائستۂ ملک دنیا کے پردے پر ایسا نہین جسکے قواعد سے ہم واقف نہین - مگر ترکون کے سے تلوار کے دھنی اور روسیون کے سے مستقل دیکھے نہ سُنے - آزاد نے ایک سپہ سالار روم نے جو اپنے وقت کا اسکندر اعظم جولیس سیزر - ٹاملی اور نپولین ہے وہ شجاعت ظاہر کی کہ سبحان اللہ اسکی توصیف مین زبان قاصر ہے - ؎

بلبل سے کبھی وصف گل تر نہین ممکن | آئینے سے واصاف سکندر نہین ممکن
ذرے سے ثنائے شہ خاور نہین ممکن
جبرئیل سے تعریف پیمبر نہین ممکن

ترک شل ہو گئے تھے مگر بایں ہمہ انکا ہاتھ نہین رُکتا تھا اور روسی گو شل نہین ہوئے تھے لیکن دیر تک لڑنے بھڑنے کے سبب سے پریشان تھے طرفین سے گولی چل رہی تھی اور میدان جنگ گرم تھا آخر کار روسی بھاگ کھڑے ہوئے اور آزاد پاشا نے حکم دیا کہ (تعاقب کرو)

الغرض بعد خرابی بصرہ ہم لوگ داخل پلونا ہوئے

نظیر - ابھی تو باہر ہی لڑائی ہو رہی تھی -

آزاد اور نہین تو کیا -

نظیر - جب تم لوگ فوج لیکر پہونچے تو بڑی خوشی ہوئی ہوگی -

آزاد - جان مین جان آئی - کوس فتح بجنے لگا -

نظیر - کتنے ایک آدمیون سے تم داخل ہوئے تھے -

آزاد - اُسوقت اسدرجہ مسرت تھی کہ کچھ نہین سوجھتا تھا پھر ہزارکی سو روسی گرفتار کر لیے تھے مگر اسلحہ چھین چھین کر

سب کو آزاد کر دیا۔

یہودن۔ سنا ہے یہودیوں پر روسی بڑا ظلم کرتے ہین۔

آزاد۔ ہان۔ بعض بعض مقامات پر۔

یہودن۔ خدا ظالمون سے سمجھے گا اور سزا دیگا۔

نظیر۔ سچ کہنا ہن۔ اب صاف صاف کہدو۔ تمکو آزاد سے محبت ہی یا نہین۔ لگی لپٹی کی سند نہین راست راست کہدو۔

یہودن۔ اگر تم صاف صاف بیان کردو تو ہم بھی کہدین۔

نظیر۔ ہم سے کیا واسطہ۔

یہودن۔ واسطہ نہین تو جب ہی اُس بار شادی کرنے کا خود ہی پیغام کیا تھا۔ ہم سے اڑتی ہو۔

آزاد۔ اللہ اللہ یہ تو واقف کار معلوم ہوتی ہین۔

نظیر۔ دیوانی ہن۔ اور سنو۔ اسوقت کہان ہو۔

آزاد۔ یہی تلوار جنگ مین ہمارے پاس تھی۔ ؎

سر پر سوار کے تو کبھی بہ بغل مین تھی	
گہ گردن سمند بہ گاہے کفل مین تھی	

جسوقت آزاد نے پلونا کی جنگ کا حال بیان کیا کہ سیڈیان جو اُردو سمجھ سکتی تھین آزاد کی حالت نازک اور جوانمردی اور بانکپن پر عش عش کرتی تھین اُنھون نے بیان کیا کہ روسیون نے ہر سمت سے کوچۂ گریز بند کرکے اونچے مورچون سے قلعۂ معلی کی دیوارون پر گولے مارنا شروع کیے جسقدر توپین لاتا اُنکے امکانمین تھا سب اسی قلعہ کے گرداگرد لگادین اور اسطرح کی آواز گونجتی تھی کہ الامان والحذر ترکون نے ٹھان لی کہ جان پر کھیل جائینگے مگر یہ نہوگا کہ قلعہ ہماری موجودگی مین ہاتھ سے جاتا رہے۔ سپہ سالار عساکر سلطانی کا بھرسہا تھا سپاہ تو ہر مقام پر جان بکف جاتی ہی تھی اگر اس قلعہ مین بھی ویسے ہی افسر ہوتے جیسے غیکا وغیرہ مقام مین تھے تو پلونا کا بھی محلج فتح ہو جاتا مگر اس قلعہ کا سپہ سالار غازی باحمیت خدا ترس جنگ آزما انتہا کا جری شیر دل مستقل مزاج آدمی تھا مجھ سے مین اُسوقت جبکہ غنیم کی دھرتی دھمک اور بجلی کڑک توپون کے گولون نے دیوارونکو چاردن طرف چلنی کر دیا یہ تقریر کی۔

جنرل۔ آزاد تمھاری جرأت پر مجھے کامل بھروسا ہے۔

مین۔ بیشک ہونا چاہیے اور ضرور ہونا چاہیے۔

جنرل۔ اب تمھاری کیا صلاح ہی۔ بھاگنا محال اور دور از حال۔ مقابلہ ضرور ہے مگر بیکار۔ محض بے سود۔ ہمت ہارنا اور فوج اور سامان عدو ے روسیہ کے حوالے کر دینا بزدلی کی دلیل اور ننگ ترک ہی۔

آزاد۔ چاہے جو ہو۔ جب دیکھیے کہ اب آخری وقت ہے تلوار مین سوت کے قلعہ سے نکل پڑیے۔ ہر چہ باد انباد

جنرل۔ بس ہماری بھی یہی راے ہی دیہ کہکر جنرل نے ایک کاغذ پر آزاد کو نہایت عمدہ سرٹیفکٹ لکھدیا اور حضرت سلطان سے سفارش کی کہ اس شخص کے ساتھ سلطنت عثمانیہ جو سلوک کرے تھوڑا ہے۔

بس جب یہ کیفیت ہوئی کہ گولیان نہین رہین۔ گولون کا قحط ہو گیا رسد ندارد۔ دیوارین برائے نام رہ گئین فوج بیدل ہو گئی اور اُدھر سے گولے اور بھی سرگرمی اور تیزی کے ساتھ آنے لگے تو جنرل نے حکم دیا کہ سب مرنے اور جان دینے کے لیے آمادہ ہو جائین۔ اُسوقت اس طرح جوش و خروش تھا کہ خارج از بیان ہی۔ وہ نعرے بلند ہوتے تھے

کہ الامان الامان - الحذر - جو تھا جہان بکف مستعد آمادہ سے

آمادہ جان دسینے پہ چھوٹے بڑے ہوئے
تلوارین ٹیک ٹیک کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے

نیام سے شمشیر بدوش نکال نکال کر بیادے پیدل اور سوار پشت توسن پر پھاٹک کی راہ سے اسطرح چلے جسطرح طوفان سخت و عظیم مین سمندر کا پانی اُمڈا چلا آتا ہی - ایک سپاہی نے بڑھ کر آواز دی مرنیوالے کو کون روکتا ہی دوسرے نے کہا شیرونکو کون ٹوکتا ہے ادھر ہماری فوج کا بھڑبھڑا کے قلعہ کے باہر آتا تھا کہ روسیون کے چھکے چھوٹ گئے اُنکو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ترکی جانکو ہتھیلی پر رکھکر اس جوش کے ساتھ بیخوف نکل پڑینگے - جس جانب سے ہماری سپاہ جرار نکلی اُس طرف کے روسیونکا تو واقعی قلع قمع ہی ہوگیا مگر تازہ دم فوج نے آنکر اُنکا بدلہ لیا - جنرل گرفتار ہوگئے - سخت مجروح ہوئے تھے خاکسار نے ہزار ہا روسیونکو تہ تیغ کیا اور تنے چند مردان کاری کے ساتھ نکلوہ بچ آیا ورنہ خدا جانے اُسوقت ہڈیان کہان ہوتین -

اسکے بعد محفل رقص و سرود آراستہ ہوئی - آزاد نے رقص دیکھا - طعام لذیذ نوش جان کیا اور تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئے -

دوسرے روز ایک جلسے مین اکثر حکام یورپ مین نے آنسے ملاقات کی اور انکی تندرستی کا جام پیا کئی جلیل القدر حاکم اُنکی شجاعت و واقعیت فنون جنگ کی توصیف مین عذب البیان ہوئے -

اب سُنیے کہ ادھر میان آزاد نے روانگی کی تیاری کی اُدھر حسن آرا بیگم کا خط دن سے موجود - بیگم صاحبہ نے پڑھا تو مرزا صاحب کو بلوایا اور کہا آزاد کو پڑھ کر سنا دو - آزاد نے اُسکے جواب مین بیگم صاحب کی یون تشفی کی سُنیئے حضور یہ تو آپکو کامل یقین ہوگیا کہ یہ دونون امیرزادیان اور اُن کی عورتین ہین اب اس امر کا ثبوت کہ یورپین جنکی قوم کی یہ ہین اُنکی توقیر و عزت کرینگے یا نہین - مرزا صاحب سے دریافت کر لیجیے کہ آج کے جلسے مین سب شرکا مغز افسر تھے کوئی جج - کوئی چیف جسٹس کوئی بیرسٹر کوئی سکرٹری - کوئی کمشنر اور انکی لیڈیان بھی ساتھ تھین پوچھیے ان دونون خاتون سے کسطرح بے تکلفی اور تپاک سے گفتگو کرتی تھین - ذرا غور کر لیجیے حسن آرا اس بارہ مین جسقدر مجھ سے ملول ہون اُسیقدر اُنکی محبت کا اظہار ہی - وہ نہین چاہتین کہ مجھے کسی ادنیٰ شوخ کی کنار مین دیکھین مگر آپ اُنکی تسلی کیجیے -

بیگم - مفت چہ خوش کچھ مٹھائی کھلوائیے تو کیا مضائقہ ہی -

آزاد - جان تک حاضر ہے - مگر سفارش کیجیے -

بیگم - مین اسی وقت جواب لکھے بھیجتی ہون -

آزاد - تسلیم خانۂ احسان آباد -

آزاد نے کہا لائیے مین مسودہ لکھ دون آپ نقل کر لیجیے گا یہ کہکر جواب خط منجانب بیگم صاحب یون لکھا -

میری پیاری بہن خوش رہو - تمھارے دو خط تا بڑ توڑ آئے - ؎

مسترنامہ اچون بر کشادم | گہے بر دیدہ گہ بر سر نہادم

آزاد کے ساتھ دو دوشیزہ ولایت زادی ہین دونون حسین اور شوخ اور ظریف اور سیم ساق مگر تمھاری رائے غلط ہی تم آزاد کی طرف سے شک نکال ڈالو وہ جوان صالح ہے ایک دوشیزہ کا نام مس مینڈا ہے ؎

فرعون بت شداد نمرت نمرود و قارون میان خواجہ
بدیع الزمان صاحب بدیع دگلے والی پلٹن کے رسالدار
اشہیر یہ خوجی مارے ہوے کے اسقدر افیم گھولکر پی گئے
کہ جانکے لالے پڑے افیم ہی کی پینک مین پڑے پڑے
اشعار آبدار موزون کرتے جاتے تھے ذہن کا بخار اکھلا تھا
اور طبیعت حاضر ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا سے
اڑا۔ حضرت بدیع کا نتیجہ طبع نا مبارک ملاحظہ ہو۔ ؎

اے ساقی مشک رنگ و شب فام — دے بھر کے افیم ناب کا جام
جبتک ہی بدن مین جان باقی — پٹکا نہ مجھ مین افیم ساقی
یہ چنیا بیگم کا عاشق زار — یعنے خواجہ بدیع بیمار
برسون سے ترس رہا ہی ساقی — رہجاے نہ آرزو یہ باقی
ساقی قدح افیم دیدے — اور اسمین ملا کے نیم دیدے
نشے کے پینکے خوب بڑھ جائین — اور کڑوے کریلے نیم چڑھ جائین
نشے مین جو کہنے بیٹھون اشعار — پینک کا ہو دیو مجھ پہ اسوار
کاغذ کا ورق سیاہ ہو جائے — دشمن میرا تباہ ہو جائے
سطرین ہون مشک ناف خوبان — اور روکش کاکل حسینان
ہر لفظ بنے حبش کی دوشیزہ — اور خواجہ بدیع شوہر آن
ہر لفظ ہو خال روے معشوق — بل روکش رنگ یوے معشوق
ساقی چینی کی پیالیان لا — آب اسود کا جلوہ دکھلا
ہونٹھون پہ جان آگئی ہے — بیہوشی آج چھاگئی ہے
بندہ کوئی دم کا میہمان ہی — خوبی کا تری جہان بیان ہی
کر رحم پلا افیم چینی — نازت بکشم کہ نازنینی
ہونٹھون پہ آگئی مری جان — رنجم مفرا بامداد ان
تو بیخبر اور مین ہون رنجور — اس ملک کا کیا یہی ہی دستور
ہی میری دعا کہ خالق کون — برسائے تری دکا نپر ہن

جم جم جیسے ساقی عمدہ مال — زندہ رہے حشر تک بہ اقبال
جبتک ہین فلک پہ ماہ و خورشید — ساقی کی دکان ہو قابل دید
مجمع رہے دان افیمیون کا — دل باغ دل چمونٹی مکھیون کا
بیمار کی موت بد بلا ہے — بس اسکی افیم ہی دوا ہے
مرجاؤنگا گر ندیگا افیون — سوگند بذات پاک بیچون
بیماری ہی افیم جان دل ہے — بیماری ہی افیم تیرے تل سے
بیداد ندیگا کیا مری داد — ہے قول نسیم لائق صاد
بیماری کا جو اپنی ہو بیمار — رنج اُسپہ ہو کسطرح گوارا
بیہمات نہین کوئی مددگار — ہونٹھون پہ ہے جان خستہ فگار
خیر ابتو جان پر بنی ہے — بیماری مرگ دل لگی ہے
دو ایک منٹ مین ای مری یار — ہو جاؤنگا مین اجل سے دوچار
ہے نزع کا وقت و ادریغا — اب یاد خدا کرو بدیعا
ہر شاخ مین ہی شگوفہ کاری — ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے وہ دو زبان سے یکسر — حمد حق و مدحت پیمبر
پنج انگلیون مین یہ حرف زن ہے — یعنی کہ مطیع پنجتن ہے

شتاب جان۔ اسوقت تو کرو رون شعر سنا دیے۔
خو۔ طبیعت بدیع کا مزے کے نالے سے کم نہین۔
شتاب جان۔ کیا سچ مچ مرنے کا وقت آگیا۔ اللہ خیر کرے۔
خو۔ ہاے میری جوانی پر اجل کو رحم نہین آتا۔ ہاے میرے عنفوان شباب پر ملک الموت ترس نہین کھاتا۔
شتاب۔ ابھی برسین ساٹھ ایک کا سن ہوگا۔
خو۔ ساٹھ برس کی عمر بھی کوئی بڑی عمر ہوئی۔ ؎

ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد — زمانہ ندید و زمانش نجورد

یہ شعر دادا جان کے مرنے کے بعد ہماری پردادی نے بصد حسرت پڑھا تھا ہمارے خاندان مین ہزار برس سے کوئی کم مرا ہی نہین۔

خواجہ صاحب کا دماغ دائرۂ صحت سے متجاوز ہوا تو بہکی بہکی باتین کرنے لگے اور جو گفتگو کسی قدر سمجھ کے بھی کرتے تھے وہ بھی کسی کی سمجھ مین نہین آتی تھی۔ کیونکہ اردگرد سب اجنبی ہی تھے۔

خو۔ ہرمزجی بھائی۔ ذرا مصر کے پہلوان کو بلاؤ۔

شتاب۔ مصر کے پہلوان کون آپ کہان ہین۔

خان۔ دماغ پر بخرے چڑھ گئے۔ سرسام ہوگیا ہے۔

شتاب۔ خانصاحب اب انکی فکر کچھ کرنا چاہیے ایسا نہو پولیس کے آدمی ہمکو گرفتار کر لیجائین۔ کہان کا موا پریت کی طرح آن کے چمٹا ہنسی ہنسی مین ہستوا ہوگیا۔

خان۔ خواجہ صاحب کی ذرا نبض تو دیکھ بی بی۔

شتاب۔ مین عورت ذات نبض کیا دیکھ سکون۔

خو۔ (آہستہ سے)۔

بلا ساقیا مالوے کی افیم	کہ ہے شوق گلگشت باغ نعیم
کرم کر حقیرون پہ مائی ڈیر	مین قربان جاؤن ذرا کم ہیر
پیاسا کئی دنکا ہون ساقیا	جھلک آب اسود کی مجھکو دکھا
نہ مطربٹ ساغر نہ مینا نہ چنگ	نہ چانڈو نہ افیون نہ گانجا نہ بھنگ
جلالے دم واپسین ای کریم	سرھانے یہ کہہ قم باذن الافیم
نہ تاخیر کر ساقی مشک رنگ	پلا جام افیون ابھی بید رنگ
دم پنیک و عیش بے رنج و غم	پڑھون یہ کلام فصیح عجم
کریما ترحم بحال سقیم	کہ ہستم اسیر کمند افیم

چو پیکے مرے سنہ مین افیون ناب	تو کم ہو ذرا جوشش اضطراب
پھر و خم بہ بازار مین بید مشک	وہ ٹھنڈی ہوا اور وہ ٹھنڈی سڑک
سخیان افیون بری خورند	افیمان نبات و شکری خورند
نگہدار ما را ز راہ خطا	خطا در گذار و بدہ افیم ما

ندا ریم غیر از تو فریاد رس
بہ دد جام افیون ز باقی ہوس

یہ جوانی کے زمانہ کا کلام ہے۔ ہاے افیم وے افیم

شتاب۔ ارے بدبخت افیم ہی نے تو یہ درگت کی اور افیم ہی کو پکار رہا ہے خدا اس افیم موئی سے سمجھے۔

خو۔ شتاب جان از برائے خدا افیم کو برا نہ کہو۔

خان۔ خواجہ صاحب خدا خدا کرو۔ اللہ کو یاد کرو بھائی۔

خو۔ بھائی جان رہ بہروپیا اپکی موت لیکر آیا۔

خان۔ پھر وہی بہکی ہوئی بات کی۔ بہروپیا کیسا ہوتا ہے۔

خو۔ بہ بلا۔ کبھی مولانا بن کے آیا۔ کبھی چیلی۔ مگر ابکی اس بہروپیے نے ہمین کہین کا نہ رکھا۔ اچھا اگر چنگا ہوا تو قرولی سے خبر لونگا۔

شتاب۔ (آہستہ سے) ابھی چنگے ہونے کی اُمید باقی ہے۔

خان۔ اب جنازے پر قرولی سے خبر لینگے۔

خو۔ ارے یارو تو پین پھرو۔

مارو گولے دن دن دن
بولے رن بھئی بولے رن

خان۔ بی بی اب سرسام کی زیادتی ہے۔ اُن کو کہین

چل کے پھینکدینا چاہیے یا کہو تو تھانے پر رپورٹ لکھوادوں۔
شتاب۔ میرے تو ہاتھ پانوں پھول گئے۔
خو۔ (آہستہ سے) بھائی آزاد۔ ذرا سی افیم دیدو۔
شتاب۔ ارے کم بخت اللہ کو یاد کر۔ مر رہا ہے موے۔
خو۔ اور موے پر سو درے (رو کر) ارے یاران گرد اگرد من بہ یع ازمن بشنو کہ من مردے رسالدارو کمیدان بودم وجنگ روم وروس اندر کارے کردم۔

زنعل سمندان دران کہن دشت زمین آسمان گشتہ شش و ہشت

راوی۔ اچھی اصلاح دی۔ اور مصرع کو موزون کردیا۔
شتاب۔ ذرا حبشن کو جاکے بلالاؤ۔ میرے خان صاحب۔
خان۔ مگر تمکو اس مُردے کے پاس تنہا کیونکر چھوڑدون۔
شتاب۔ ہماری فکر نہ کرو۔ رحیمن ہمارے پاس بیٹھی ہے تم لپک کر بلالاؤ۔
خانصاحب جاکے حبشن کو بلالائے تو دیکھا خواجہ صاحب بالکل بہکی ہوئی باتین کر رہے ہین۔ جن کا سر پیر ہی نہین۔
خو۔ یکھی کیون لڑائی تھی۔ اور جو ہم چابک سید کرین
خان۔ یکھی لڑچکی اب تو ملک الموت سے لڑائی ہے۔
خو۔ اچھا افیم سے لڑائی ہی۔ کوئی ہی الا افیم۔

خراب و سیہ مست و تر دامنم بدہ او پیم او پیم او پیم

حبشن۔ انکی حالت غیر ہے۔ اب ڈاکٹر کو دکھاؤ ہمارے ساتھ ایک ڈاکٹر گئے ہین تم لوگ پردہ کرو تو دکھادون پردہ کرایا گیا ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔
ڈاکٹر۔ زبان دکھاؤ زبان (زور سے) زبان۔
خو۔ ہم کسی کو زبان نہین دکھاتے ہم کمیدان ہین۔
ڈاکٹر۔ (منھ کے پاس ہاتھ لیجاکر) زبان زبان۔
خو۔ (منھ بند کرکے) دفان دفان دفان

سخے دور شو مرد گیدی خرے الگ ہٹ مرے پاس سے تو پرے

ڈاکٹر۔ کیا سودائی ہی۔ خلل دماغ ہے نا۔
حبشن۔ میان ان سے کوئی واقف ہی نہین ہی۔ آج پہلے پہل یہان نازل ہوے۔ افیم معتاد سے چوگنی مارے ہوکے کے کھا گئے۔
خان۔ اب بی بی رسے بدحواسی کی باتین بک رہے ہین۔
ڈاکٹر۔ کچھ علاج والج بھی ہوا یا راہ خدا ہی پر ہین۔
خان۔ جی پہلے حکیم صاحب کا علاج ہوا اس سے فائدے کیصورت نظر نہ آئی تو ڈاکٹر صاحب کا علاج ہوا اب دوا پیتے ہی نہین۔
ڈاکٹر۔ ایک طرف سے آپ منھ کھولین ایک طرف سے مین۔
خان۔ تکلیف ہوگی انکو اس سے کچھ فائدہ ہے
ڈاکٹر۔ ہان ہان صاحب ہے۔ کیون نہین زبان دیکھونگا۔
خو۔ صبح کا سہانا سمان ہی۔ اور بدیع سخندان ہی۔

بدیعا بس اب روک اپنی زبان دم صبح ہوتا ہے پینک کا دھیان

ڈاکٹر نے زبردستی منھ کھولکر زبان دیکھی اور خانصاحب نے دل لگی بازی کی نظر سے تھوڑی سی بیت منھ مین ڈال دی تو خواجہ صاحب بہت ہی جھلائے۔ ادگیدی خرہے اوبہروپیے۔ بھلا بچہ۔ بھلا۔ بیماری مین ڈاکٹر بن کے آیا اور یہان سب ٹھہرے اجنبی۔ ؎

خدا کی قسم شکر کر شکر کر
نزدلی سے خالی ہی میری کمر
قرابیچہ پاس ہوتا اگر
توگج کرے مین بھونک دیتا مگر

جو پینک مین ہوتا نہ مین بے خبر
تو بجھتے کیصورت اُڑا دیتا سر

تھو تھو۔ لاحول ولا۔ ارے اب پانی تو دے۔

خان۔ کیا ہوا خواجہ صاحب بہادر جھلاتے کیون ہو۔

خو۔ اجی یہ گیدی بہروپیا عجب بدذات آدمی ہی۔

خان۔ اسوقت آپ کیسے ہین جناب۔

خو۔ ہونھ۔ زندہ درگور۔ ؎

از حالتم میرس نہ زندہ نہ مردہ ام
خود من گلوے خویش بدشنہ فشردہ ام

ڈاکٹر۔ خیر سے حضور شاعر بھی ہین۔

شتاب۔ (پردے سے) ڈاکٹر صاحب اسکو کوئی دوا جھٹ پٹ دیجئے۔ کہین یہ یہان سے دفان بھی ہو موا۔

ڈاکٹر۔ مین نے نسخہ لکھدیا ہے۔ سامنے کے دواخانہ سے منگوادیجئے جلد فائدہ بخشیگا۔ بشرطیکہ پرہیز کرین۔

شتاب۔ پرہیز نہ کریگا تو اٹھا غفیل بھی ہو جائیگا۔

خو۔ یاخدا ذرا طاقت دے تو ان سب کے نرد لی بھونک دون۔

شتاب۔ مرمونڈی کاٹے۔ اور سنو۔

خواجہ صاحب نے جو (مرمونڈی کاٹے) کا لفظ سنا تو آگ بھبوکا ہوگئے اور صدہا بے نقط سنائین اور بڑی دیر تک اپنی تعریف کیا کیے۔ بھلا کر کہا (ہماری شان یہ کلمہ اور زبان شتاب جان۔ بس ہم سمجھ گئے کہ یہ زن کج عقل ناقص رائے ہیچکارہ است)۔ ؎

زنان را کید ہا ے بس عظیم ست
ز کید زن شود دانا گرفتار

مین اگر اپنے کارنامون کا شمار کرون تو طومار ہو جائے لہذا بقولے دانۂ از انبار دقطرۂ از بحار زخروارے مشتے نمونہ از خروارے سنیے۔

۱۔ شاہی مین سالداری و کمیدانی اینجانب نے کی

۲۔ لڑکپن مین فیل نشین تھے۔ امیر۔ کبیر۔

۳۔ چار معلم عربی فارسی اردو اور علوم سکھانے کے لیے تھے ایک شاعر ایک بنوٹیا ایک بنکیت ایک کشتی گیر ایک قوال ایک شہسوار ایک کل چلا تنے ادب آموزان

۴۔ اور والد ماجد ایسے متمول تھے کہ۔ ؎

ہمہ اسباب شاہی حاصل او
نماند آرزوے در دل او

فلک در خیلش از جوزا کمر بند
ظفر با بندگیش سخت پیوند

۵۔ ہم نے جو لڑائی لڑی ترکیب کے ساتھ جہان ذرا بھی خوف دیکھا پھٹک رہے اور ذرا غنیم نے بھاگنے کا ارادہ کیا چڑھ دوڑے بھاگتون کے آگے اور مارتون کے پیچھے۔

۶۔ اقلیم کے استاد۔ اس فن مین ہماری قسم کھاتے ہین لوگ۔

۷۔ کبھی آجتک سچ نہ بولے مگر کیسکو معلوم بھی نہین ہوا کہ یہ کاذب ہے۔ جب دروغ گوئی کی اسطرح پر کہ گویا سچ مچ اور واقعی بیان ہی۔ ؎

راستی موجب رضاے خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اس کا ہم نے بطلان کیا۔ اس کلام کو ہم نے بالکل ہی باطل کر دیا۔

۸۔ بات بات پر قسم کھائی اور ہمیشہ غلط۔ تمام عمر اس شعر پر دار و مدار رہا۔ ؎

سیدھے مکان پر سے چھری کو جائیے
قرآن بات بات پہ جھوٹا اٹھائیے

۹۔ روم مین وہ وہ لڑائیان دیکھین اور ایسے ایسے محاربات عظیم مین شریک ہوے کہ الامان الامان مگر اس دانائی کے صدقے کہ میدانمین کبھی گئے ہی نہین کبھی سخت پر بیٹھے تماشا دیکھا کیے کبھی دور کسی ٹیلے پر بیٹھے سیر دیکھ رہے ہین اور یہ شعار ورد زبان ہین۔ ؎

ہین وہ ہون سوختہ قسمت کہ کرے خرچ کفن
مشعل برق مرے دود جگر سے روشن
داغ گر آتش سوزان ہی تو سینہ گلخن
کاش جل کر کہین برباد ہو خاکستر تن
چند سوزم ز غم و چند گدازم یارب
محنت ناساز و بدل سوز چہ سازم یارب
سوزش غم نے کیا بسکہ عناصر مین فتور

جانے خون شعلۂ سرکش ہی رگون مین مستور
مجھ سے پروانہ کرے اہم نفسی کیا معذور
گرم ہنگامہ سمندر کا نہو میرے حضور
برق گو جلوہ فروشد من محزون چہ کنم
خرمنے بود مرا سوختم اکنون چہ کنم

اور روم مین بیمار و رنجور تو تھا ہی نہین یمین فصل بہار اور جوانی تھی صدہا اوصاف سے مملو ہون۔

ڈاکٹر صاحب نے دوا پلائی اور کہا ایک ایک گھنٹے کے بعد پیے جائیے گا دو دنمین خواجہ صاحب کو آرام حاصل ہوا۔ قضیٰ شتاب جان گھر چھوڑ کر چلی گئی تھین۔ حبشن نے انکی خدمت کی اور ڈاکٹر نے جم کے علاج کیا سات آٹھ دن مین اسقدر طاقت آگئی کہ چلنے پھرنے لگے آزاد کا مطلق پتہ نہ معلوم ہوا شتاب جان بھی غائب غلہ بمبئی دور۔ یا الٰہی اب جائین تو کہان جائین اور کرین تو کیا کرین۔ حبشن نے کہا اب آپ اپنا سبیھتا کیجئے اور بسے ہو جیے۔ بمبئی واپس جانا بیکار ہی اور شتاب جان ہی کون۔ تمکو مرزا صاحب اور آزاد نے دھوکا ہی دھوکا دیا تھا۔

خواجہ صاحب کو سخت افسوس ہوا کہ آزاد پاشا کے ساتھ اسقدر عرصۂ دراز تک ریاض اور جان جوکھم کر کے آخر کار یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستان مین لاکے ہمین چھوڑ گئے ایک گوشے مین جاکر خوب روئے اور پانی سے آنسو پونچھکر حبشن سے باتین کرنے لگے تاکہ غم غلط ہو حبشن نے ان سے کئی سوال کیے۔

خو۔ قسمت کہان سے ہمین کہان لائی۔

حبشن۔ آپکا گھونسلا کس جھاڑی مین ہی۔ حضرت

خو- ہمارا دولتخانہ صوبۂ خورستان مین ہی۔
حبشن- کون صوبہ خورستان- یہ کس نگوڑے چوپٹ آباد کا نام لیا خورستان کس ویرانے مین ہی۔
خو- ہونھہ! جانو سب ملک انکے دیکھے بھالے ہین سے ہم ملکون ملکونکی ہوا کھا آئے ہین خورستان ایک صوبہ ہی درمیان شکرقند اور جلیبستانکے متصل دریاے بتاشا
حبشن- شکرقند تو آج تلک کسی ملک کا نام نہین سنا تھا انوکھے انوکھے ملکونکے نام لے رہے ہو۔
خو- شکرقند! ہونھہ- سمرقند کا چھوٹا بھائی ہی۔
حبشن- وہان آپ کس محلے کی خاک چھانا کرتے تھے۔
خو- حلوا پور مین شیرین بلغ کے پاس دولتخانہ ہے۔
حبشن- آپکا مکان بھی خیر سے میٹھے محلے مین ہی۔
خو- مکان کسی اور کا ہوگا- ہم دولتخانہ مین رہتے ہین کام کسی اور کا ہوتا ہوگا- ہم اپنے نام کو اپنا اسم شریف کہتے ہین مگر اسوقت تمھاری شبرنگ صورت آبنوسی پر ایک پھبتی سوجھی ہی سچ کہنا حبشی حلوا سوہن کی کتنی ہوئی ہے۔ بی بی استو ہمکو شتاب جان کے فراق نے مار ڈالا ورنہ ہم کسی نمانے مین بذلہ سنجی کے اُستاد تھے۔ ؎

عشق نے بدیعا نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

راوی- اور یہ خبر ہی نہین کہ بدیع کا ع تقطیع مین گر جانا ہی خالی بدیا ہوجاتا ہی میان بدیا بھی بچھیا کے تاؤ ہی رہے ہے۔
حبشن- آپ شعر بھی کہہ لیتے ہین- بڑی خوبیونکے آدمی ہین حضور مگر قد کیا خوب پایا ہی۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ

خو- ہان ہین تو ہم بڑی خوبیونکے آدمی- اور شعر کی تو نہ کہو بڑے شیرین کلام اُستاد کی جوتیان سیدھیان کی ہین- میان حلاوت لکھنوی کا نام سُنا ہوگا- جی اور تو نہین جانتا اُستاد تھے تو کہدیتا کہ بلاتشبیہ شیطان سے زیادہ مشہور ہین- اُنھین کی بیعت لایا۔
حبشن- جو جیسا ہوتا ہی اُسکو ویسا ہی مل جاتا ہی شکر خورے کو شکر اور موذی کو ٹکر- تم شکر پر جان دیتے ہو تو وہ میان حلاوت قند پر مرتے ہونگے۔
خو- قند اور شکر تو ہماری زبان مین ہی مگر جانی۔ ؎

خواہش قند کی ہی نہ خواہان شکر کے ہین
چسکے پڑے ہوے تری میٹھی نظر کے ہین

حبشن- اللہ اللہ میرے عاشق نہین ہین آپ چہ خوش
خو- یہ کیون- ہمین پہچانا- ہم کون ہین۔
حبشن- خدا جانے- مگر آدمی تو نہین معلوم ہوتے۔ ذری الگ ہٹ کر بیٹھیے ایسا نہو پینک مین آنکر لڑھک جائیے (مسکراکر) کہین مجھپر گرو تو میری ہڈی پسلی ہی ٹوٹ جائے۔
راوی- درین چہ شک- تم خود ہی ہٹ بیٹھو- خوجی سا بھدا سنڈا گر پڑے تو تمھاری خیر کہان بھلا ہاتھ پانون سب چکنا چور ہو جائین۔
خو- اتو آپ غمزے کی لینے لگین- زہے نصیب۔

ہین سچ سمجھا حبشی دیکھ کے حلوا سوہن
جلوہ دکھلاتی ہی شاید شب وصلت میری

حبشن- چکنی چپڑی باتین بناتے ہین- یہ نہین ہوتا کہ دو پیسے کی کھٹیان لیکر ہمین کھلائین۔

خو۔ اچھا فقرہ دیا بے شربت دل کھٹیان کھلاؤن۔ تم جھانسا دیکر چل دو اور مین اُستاد کا یہ شعر پڑھتا جلیبیون کی طرح پیچ و تاب کھاتا رہجاؤن۔ ؎

کھٹیان وہ کھاکے رانکو فقرے سے ٹل گئے
افسوس مفلسی مین مرے دو ڈبل گئے

حبشن عمر بھر محلات مین رہی تھی۔ اُردو کے محاورون سے واقف شین قاف سے درست دو ایک شعر جو سُنے تو انکی شیرین بانی کی قائل ہوگئی باصرار کہا کہ اپنا کلام سُنائیے یہ میٹھے میٹھے شعر بڑا مزہ دے رہے ہین۔

خواجہ صاحب نے فرمایا ہم جب پڑھتے ہین قدردان کے سامنے پڑھتے ہین تمنے قدردانی کی تمھارے سامنے ضرور پڑھینگے مگر پہلے جناب استادی منبع فصاحت و مجمع بلاغت پستہ دہن گل رو شکر لب۔ قند کلام۔ تبانشابیان۔ رشک حافظ حلوائی۔ غیرت نورانان بائی حضرت حلاوت صاحب کے کلام شیرین فرجام تبرکاً پڑھ لون پھر اس عاصی پُرمعاصی حقیر فقیر کے اشعار عذوبت بار کا مزہ چکھیئے جناب اُستاد فرماتے ہین۔ ؎

رحم اے یار کر تو ہم پہ گنہگار نہین
کیا تری کاکل پیچان کا کیا نظارہ
میری جلاب کو گلقند عجب ہو تیار
بوی پیچ جو مرے گل کے لب شیرین کے
کیون نہ مین بھائی ہوئی منگی ایکی
کیون عشاق ہین چیونٹیونکی صورت گرد
آپکی وہ ابرو مین وہ ہے ایدل
لب شیرین کی تری یوسف مصری کی طرح

ہم بھی اے غیرت شیرین ہین فرہاد نہین
کیسواسطے بل کھاتے ہین ہزار نہین
ڈالون شکر خورے تری ہوی یار نہین
قند گھلائین شکر خورد کی منقار نہین
جابجا ہوتے ہین مولود جو زردار نہین
بدے گوئنکے ہو شکر تری دیوار نہین
ہو عوض آبکے شربت نہین تلوار نہین
دو مہینے چار طرف مصر کا بازار نہین

کیون نہ باتون مین حلاوت ہو صفاہان کی سی
صاف مصری کا مزا ہو تری گفتار نہین

خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع عقل کے پُتلے تو تھے ہی سمجھے کہ یہ حبشن سمجھ گئی۔ اپنے اُستاد میان حلاوت کے اشعار عذوبت بار اور کلام شیرین کی چاشنی سے مشوقہ کے دل و دماغ کو سرور موفور بخشا حبشن ایک ایک شعر پر کھلکھلا کھلکھلا کر داد دیتی تھی۔

حبشن۔ تم تو بڑا دور دراز سفر کر آئے ہو۔

خو۔ ایک سفر۔ پنجاب۔ اور اودھ۔ اور پورب۔ اور پچھاؤن۔ اور بمبئی۔ اور مصر۔ اور عدن۔ اور روم۔ اور روس کی سرحد اور فرانس ہمنے کیا نہین دیکھا اور جس جس مقام پر گئے وہان ہمارے حسن کی تاثیر نے عورتونکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ یہ حسن ہمین دو بھر ہو گیا جان عذاب مین ہے کہ یا الٰہی کیا کرون۔

یوا زعفران نامی ایک عورت ہم پر اسقدر فریفتہ ہوئی کہ پکڑکے پٹے دے جوتا دے جوتا مار کر اُڑا دیا اور ہماری جرأت کو دیکھو کہ اُف تک نہ کی۔ کان پر جون تک نہ رینگی۔

حبشن۔ ہمکو یقین کیونکر آئے۔ باتین تو سب بناتے ہین بھلا جب جانین کہ سر جھکاؤ اور ہم دو چار لگائین پھر دیکھین کیونکر اُف نہین کرتے۔

خو۔ ہان ہم حاضر ہین مگر عشق کا وہ درجہ تو ہو اور آج افیم بھی یون ہی سی پی ہو۔ صرف برائے نام جب نشے مین اور پینک کے مزے لوٹین تب البتہ آزماؤ۔ ہم مرد میدان ہین۔

استمان کو بہ کاری میں ہین ثابت قدم
جنتیان جسدم لگا کر چاہے جانان دیکھے

حبشن - ای ہی پھر نگوڑی افیم کا نام لیا - توبہ توبہ
خو - افیم ہماری گھٹی مین پڑی ہی بی صاحب -
حبشن - مرتے مرتے بچے اور ابتک افیم ہی افیم کہے جاتے ہو دوسرا ہوتا تو افیم کا نام زبان پر نہ لاتا یہ نوبت پہونچی کہ اُٹھنے بیٹھنے مین دقت ہوتی ہے
خو - تمکو اسکے مزے کیا معلوم ہون بڑے بڑے فقرا جب کمال ریاضت کرتے ہین تب جاکر کہین وہ درجہ حاصل ہوتا ہے جسکو بیخودی کہتے ہین - ؎

بندۂ عشق تبارم بخدا
بخدا کار ندارم بخدا

وہی درجہ ہمکو بلا ریاضت افیم کی پینک مین حاصل ہوتا ہی پھر ایسی شی کو ہم بھلا کیونکر چھوڑین اور لطف یہ کہ نفس پر افیم ہمیشہ جبر کرتا ہی چنانچہ مین اکثر جگہ پٹا اکثر مقامون مین جوتیان کھائین کبھی کوئی کا بخی ہوس لیگیا - کبھی کسی نے دل لگی دل لگی مین کھوپڑی پلپلی کردی - مگر انکسار مزاج نے اجازت ندی کہ جواب ترکی بترکی دون اسکو بھی جانے دیجئے افیم مین یہ کتنا بڑا افائدہ ہی کہ شب زندہ دار ہوجاتا ہی صبح کیوقت ذرا آنکھ جھپکی تو جھپکی رات بھر نیند نہین آتی
حبشن نے کمال افسوس کیا اور کہا کہ اگر یہی حال ہے تو دیکھ لینا اکدن اسی پھیر مین جان دوگے مجھے تمھاری خیر نظر نہین آتی -
خواجہ صاحب گو بیماری کے سبب سے سخت پریشان ہوگئے تھے مگر چانڈوخانے مین بیٹھنے کا چسکا اور پھر یہ بھی خیال تھا کہ اب جاندیدہ ہوگئے ہین چل کر ذرا چانڈوخانے مین سیر و سیاحت کا حال تو دیکھین - ڈولی منگوا کر سوار ہوئے اور چٹ چانڈوخانے مین داخل - لوگون نے انپر نظر ڈالی - تو متحیر کہ یہ نئے پنچھی کون پھنسے -
خو - سلام علیکم یاران - سلام علیکم برادران -
امامی - مالیکم بھائی - مالیکم - آؤ کہان سے آنا ہوا -
خو - ذرا مکنے دو پھر کہون - مگر مین بیٹھ نہین سکتا -
دو برس لڑائی پر خستہ ہوگیا - جب دیکھو مورچہ بندی سر و سازو سامان سے لیس - مرمٹے - مگر وہ نام کیا کہ ساری دُنیا مین مشہور ہوئے اور قسم جناب والا کی روح کی شیطان بھی ایسا مشہور سنا ہوگا جیسا بندہ نے نام کیا یہ سب اُسکی کرنی ہی -
امامی - لڑائی کیسی - اب اس زمانے مین خانہ جنگیون تک کا ذکر تو سُننے مین نہین آتا - لڑائی کیسی -
خو - تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے بیٹھے کیا جانو -
قادر - (چانڈو کی نگالی چھوڑکر) کیا روم روس کی لڑائی سے آتے ہو کیا - اور تو کوئی لڑائی نہین سُنی - ہان ایران والے اور توران والے سے مورچہ بندی ہوگئی تھی -
خو - تم کیا جانو روم روس کی لڑائی کا حال -
امامی (مسکراکر) اجی حضرت یہ نہ کہیے انکو ساری خُدائی کا حال معلوم رہتا ہی انسے کوئی بات چھپی ہوئی نہین ہی -
قادر - روم والے نے روس کے بادشاہ سے کہا کہ جسطرح تمھارا چچا ہمکو خراج دیتا تھا اُسی طرح تم بھی دیا کرو مگر اُس نے نہ مانا - اسی بات پر تکرار ہوئی تو روم کے شہنشاہ نے کہا اچھا اپنے چچا کے مقبرے مین چلو اور پوچھو دیکھو کیا آواز آتی ہے بس صاحب

سننے کی بات ہو کہ وہان چانڈو کا چھیڑا اڑنے لگے) بس جناب روس والے نے کہا ہم نہ بھگے تو اسبات پر تکرار ہوئی روم کے شہنشاہ کے پاس حضرت سلیمان کی انگشتری تھی اور وہ اُنھون نے کسی فرشتے یا موکل کی مدد سے ہوا پر بھیجی تو صدہا جن حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ روس مین ہر چہار طرف آگ لگادو تو روس کی چار دیواری جلنے لگی۔ روس والے نے سب زیردنکو جمع کرکے کہا کہ آگ بجھاؤ تو سوا کروڑ سقے مشکین بھر بھر کے پانی لیے کھڑے تھے اور مشکین اتنی اتنی بڑی کہ دو لاکھ من پانی جنمین آئے۔

خو۔ کیون صاحب یہ آپ سے کسنے کہا ہے۔

امامی۔ اجی یہ نہ پوچھو۔ انسے فرشتے سب کہہ جاتے ہین۔

قادر۔ بس صاحب سُننے کی بات ہو کہ سوا دو کروڑ مشکین جنمین نی مشک دو لاکھ من پانی تھا ملک کے چارون کونون پر پڑتی تھین مگر آگ بھڑکتی جاتی تھی تو بادشاہ نے حکم دیا کہ دو کروڑ لاکھ سقے کام کرین اور مشکو مین چھتیس چھتیس کروڑ من پانی ہو۔

خو۔ او گیدی کیون اسقدر جھوٹ بولتا ہے۔

شبراتی۔ میان سُننے دو بھائی۔ عجب آدمی ہو۔

خو۔ مرد خدا مین تو سُنتے سُنتے پاگل ہو گیا۔

قادر۔ اجی آپ لکھنؤ کے ہین آدمی ان ملکونکا حال کیا جانین روم و روس مازندران توران انوپ شہر کا حال ہم سے سُنیئے۔

امامی۔ وہانکے لوگ بھی دیو ہوتے ہین دیو۔

قادر۔ روس کے بادشاہ کی غذا کا حال سنو تو چکرا جاؤ سویرے مُنھ اندھیرے چھ بکرونکی یخنی۔ چار بکرون کے کباب دس مُرغ کا پلاؤ اور دو موربلے ترکیب کے ساتھ کھاتے ہین اور نو بجے کے وقت تو مُرغ کا شوربہ اور دس سیر ٹھنڈا پانی۔ بارہ بجے جواہرات کا شربت۔ کبھی کبھی ساتھ من۔ چار بجے دو بچے بکرے دو بچے ہرن دو بچے کبوتر جنگلی شام کو شراب کا ایک پیپہ اور پھر رات گئے گوشت کا ایک چھکڑا۔

امامی۔ جب تو طاقتین ہوتی ہین کہ سو سو آدمیونکو ایک آدمی مار ڈالتا ہو ہندوستان کا آدمی کیا کھاکے لڑیگا۔

شبراتی۔ ہندوستانیمین اگر ہاضمے کی طاقت کچھ ہو بھی تو چاندی کے سبب سے والا نہ سب کے سب مرجاتے۔

قادر۔ اسمین کیا کلام ہو بھائی صاحب۔ درین چہ شک

امامی۔ سُنا ہاتھی سے تنہا مقابلہ کرتے ہین۔ روس والے۔

قادر۔ ہمسے سُنو۔ دس ہاتھی ہون اور ایک روسی دسونکو مار ڈالیگا۔ ہاتھی کی مستک پر گھونسا مارا اور وہ چنگھاڑکے بیٹھ گیا بیٹھا اور مر گیا۔

خو۔ روس جانے کا کبھی اتفاق ہوا ہے آپ کو۔

قادر۔ اجی ہم گھر بیٹھے ساری دنیا کی سیر کر رہے ہین۔

امامی۔ حضرت انکو سب باتین یون ہی معلوم ہین۔

خو۔ یارون ہم کس سے کہین ابھی جنگ کے میدان سے آتے ہین ہمنے تو وہان ہاتھی دیکھے ہی نہین۔

قادر۔ روم والون نے جب آگ لگادی تو گیارہ برس گیارہ مہینے گیارہ دن گیارہ گھنٹے گیارہ منٹ گیارہ سکنڈ گیارہ پل جلاکی اب جاکے پرسون ذری ذری آگ بجھی ہے نہین تو عجب نقشہ تھا کہ تمام ملک جل رہا ہو اور روم والے جب رات کو سوتے ہین تو ہر مکان مین دو دیون کا پہرہ رہتا ہے۔ جو

ایکدن بھی روم مین رہے گا اُسکے پاس دیو ضرور آئے گا اور سایہ اُس پر رکھے گا۔

خو۔ اُف فوہ۔ سر پیٹنے کو جی چاہتا ہی۔ ارے یار واس جھوٹ پر خدا کی مار۔ ہم برسون رہے ایک دیو بھی نہین آیا۔

قادر۔ آپکی تو صورت ہی کہے دیتی ہی کہ آپ روم ضرور گئے ہین خدا جھوٹ نہ بلائے تو گھر کے باہر قدم نہین آیا۔

خو۔ بھلا روم کی دارالسلطنت کا نام کیا ہے۔

قادر۔ مرزبان دس کوس اِدھر دس کوس اُدھر پہاڑ ہی

مرزبان شہر ہی اِس آن کا اے یار مرے دیکھے انسان تو فرشتہ بھی معاشق عشق کرے

راوی۔ یہ خوجی کے بھی چچا پیدا ہوئے خواجہ صاحب تو محقق بنکر گئے تھے مگر قادر نے چکرا دیا۔ خواجہ صاحب سمجھے تھے کہ سب کو بند کر دینگے اور چانڈو خانے مین انکا طوطی بولنے لگے گا۔ مگر یہان جو آئے تو دیکھا کہ یار لوگ زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہین۔

خو۔ مرزبان نام کا تو کوئی شہر ہی نہین۔

قادر۔ اجی تم کیا جانو۔ مرزبان وہ شہر ہی جہان اجنّہ اور پریان پہاڑ پر رہتی ہین اور دس کوس کے فاصلے پر آدم زاد اور پہاڑ پر وہان بادل روئی کے گالونکی طرح چشمونمین پانی پی پی کے آسمان پر جاتے ہین اور آسمانکے رہنے والونکو پانی پلاتے ہین۔

خو۔ تو وہ روم جسکا حال آپ کہتے ہین اور ہوگا اور جس روم سے مین آتا ہون وہ اور ہے۔

قادر۔ روم کے مُلک مین عجب رتین ہاتھی پر خوب سوار ہوتی ہین اور ہاتھیونکے جنگلونمین جاکر اُنکا شکار کرتی ہین اور مرد۔ دن رات گھر مین رہتے ہین مگر ایسے جری ہین کہ ایک ترک دس شیرون کو بھگا دے۔ تین برس کے ایک بچے نے ایک شیرنی کو کھیل کھیل مین ایک پتھر مارا تو شیرنی کا مُنھ اکٹ گیا اور مَر گئی۔

خو۔ یا خدا ان لوگونکو سیدھے ڈھرّے لگا۔

قادر۔ اچھا بتاؤ روم کے بادشاہ کا کیا نام ہی۔

خو۔ ہم سے پوچھتے ہو۔ شانِ خدا۔

قادر۔ ہان ہان آپ سے پوچھتے ہین۔ بتلیئے۔

خو۔ سُلطان عبدالحمید خان بہادر غازی۔

قادر۔ (ہنسکر) واہ وا۔ بس بس۔ آپ خاک نہین جانتے

امامی۔ پھر یہ کیا کہتے ہین کہ ہم روم سے آتے ہین۔

قادر۔ بھلا لڑائی کا انجام کیا ہوا یہی بتائیے۔

خو۔ پلونا کی جنگ مین سپہ سالار ترک قید ہوگیا قلعہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اور روسیون نے فتح پائی۔

قادر۔ کیا کہتا ہی بدبخت۔ خبردار جو اب ایسا کہا ہوگا تو اتنے پوتڑین ماروںگا کہ بھُس ہی نکل جائیگا۔

نواب۔ جمین آتا ہی کہ اسوقت انکی مرمت کردون۔

امامی۔ ہمارے بادشاہ کے حقمین بُری بات نکالنا کیا معنی بدخواہ بے ادب آدمی۔ بچہ یہان ایسی باتین کروگے تو پٹ جاؤگے اور سُننے اچھے ملے۔

خو۔ سُنو صاحب ہم شاہی کے کمیدان ہین اور۔

قادر۔ اب زیادہ بولوگے تو اُٹھکر کچومر ہی نکال دونگا ہم سے بڑھ کر روم کا حال تو جانتا ہے۔

نواب - روم کا بادشاہ بڑا بادشاہ ہے۔

نفس زخمی تو گلدستہ بند نگینی | گہ زدی تو آئینہ دار حیرانی
لب تو زندہ کن معجز مسیحائی | رخ تو جلوہ دہ شوکت سلیمانی
بہ صحفہ از خم تیغ تو گر کشد نقشے | چو نامہ شق شود از خوف بیکرانی
فلک گہ چاہ تو مستکف پیرست | زدرز دشب کفش سجدہ سلیمانی
بگردسم سمند تو بستے دارد | سر کہ ناز کند سرمہ صفاہانی
سپہر بارگہا روزگار مرتبتا | کہ از تو یافتہ جنس کرم فراوانی
براوج قصر جلالت بہ نیمہ رہ نرسد | خیال انوری و سعی فکر خاقانی

بذوق نعمت خوانت چنان حریص افتاد
کہ در دہان صدف کرد آب دندانی

خو- جناب آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہین۔ قادر- قسم خدا کی اگر ذرا بوے تو بینگی نہین۔ نہ امامی۔ اب تم بے پٹے نہ جاؤگے کیا

خو- (دلمین) اگر روم مین ہوتے تو ہر مزبی کے آدمیوں سے پٹواتا اور درخت مین بندھوا کر ڈنڈے کھلواتا۔ مگر ؎

با ہمین مردمان بباید ساخت
چہ توان کرد مردمان این اند

چہ کردہ شود۔ کیا کیا جائے۔ بجز سکوت کا ل۔

شبراتی۔ یہ ہین کہانگے۔ قبر سے نکل بھاگا ہے کیا۔ صورت تو دیکھو مردے کی سی۔

خواجہ صاحب کو سب نے ملکر ایسا ڈپٹا ایسا ڈپٹا کہ گیدی اور قردلی اور قرابینچہ اور کمیدانی اور دگلے والی پلٹن سب بھول گئے گئے تو بڑے زعم مین تھے کہ جاکے چانڈوخانے مین یون ڈینگ ہانکین گے اور جماندیدہ بنکر روم اور روس کے معرکے کا مرقع کھینچ دینگے مگر وہان لینے کے دینے پڑے اندادم بڑا دھپہ ہے اور سکوت ہی مصلحت وقت سمجھے چانڈو کے چھینٹے پی کر لمبے ہوئے اثناے راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ بہت سے آدمی ایک مقام پر کھڑے باتین کر رہے ہین حضرت بھی جھک پڑے کوشش کی بھیڑ کاٹ کر درائے ہوئے جائین مگر ذرا سے آدمی ننھے ننھے ہاتھ پانوٗن۔ بیماری نے اور بھی مردہ کر دیا تھا۔ جسطرف چلے لوگون نے دھکا دیا لڑھکنی کھاکے دس قدم پر ہو رہے ادھر اُدھر دیکھا تو کوئی جان پہچان نہین۔ جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑے ہوئے بچیا کی بلا دور آخر کار بڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک گران ڈیل پہلوان بیٹھا ہے اور لوگ اسکی تعریف کر رہے ہین کہ واہ اُستاد کیا کشتی نکالی ہے اپنے سے دونے کو نیچا دکھایا۔

خواجہ صاحب نے اپنے ڈیل پر بھی نظر ڈالی اور پہلوانی کے زعم مین چلے مصافحہ کرنے۔

خو- (ہاتھ بڑھاکر) یا اللہ ہو بھئی پہلوان۔

پہلوان (متعجب ہوکر) سلام بھائی جان۔

خو- ہم اسوقت اس قدر خوش ہین کہ بس شیشہ خلعتی ہو گئے واللہ اب اس سے زیادہ اور خوشی کیا ہوگی کہ ہمنے اپنے ایک جوڑیدار کو پایا اور تمتو ہمارے بدن ہی سے سمجھ گئے ہوگے کہ ہمارا ساتھی پہلوان ہے۔

راوی- جی ہان کیون نہین وہ تو آپ کا کینڈا ہی نہین چھپا رہتا ہے جو دیکھتا ہے دور سے پہچان جاتا ہے کہ پہلوان آرہا ہے۔

پہلوان- تم کہانکے پہلوان ہو۔ بھائی صاحب

خوجی - یار کیا بتائین اپنے ساتھیون مین اب ایک نہین نظر آتا شیدی سالمین شیدی للہ ھور کے ساتھ کے لڑے ہوے ہین - اب کوئی پہلوان جنچتا ہی نہین -

پہلوان - مگر کیا کاٹھی ہے اور ہاتھ پانون کیسے سڈول ہین کہ واہ وا -

خوجی - میان بڑے ریاض کیے ہین اور تسپر میرا بدن چور ہے اور میرا قد بھی چور ہے -

پہلوان - (ہنسکر) اُستاد کچھ ہمکو بھی بتاؤ -

خوجی - (اکڑکر) واللہ تم خود اُستاد ہو - ہماری صورت دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ یہ اُستاد بے بدل ہے -

اتنے مین پہلوان کے ایک شاگرد نے جسکا سن پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہ تھا خوجی کے قد و قامت پر نظر ڈالکر اُستاد سے کہا بھلا اسکے کینڈے سے کوئی بات لڑنے پن کی ظاہر ہوتی ہے اگر کہیے تو ابھی ابھی گدا دون خواجہ صاحب آگ ہوگئے اور لڑکے کو دو ایک باتین سُنائین تو اُسنے آڈ دیکھا نہ تاؤ گردن پکڑکر آنٹی دی تو خواجہ صاحب دھڑسے زمین پر گر پڑے اور اُدھر فرمائشی قہقہہ پڑا پہلوان نے لڑکے کو ڈانٹا اور خواجہ صاحب کو تو تھمبو کر کے سمجھایا کہ آپ بڑے ہین اس لونڈے کے منہ نہ لگئے -

خوجی - اللہ کو ہی لونڈا سمجھکر چھوڑ دیا گیدی کو -

پہلوان - اسمین کیا شک ہے - یہ ہے کیا مال -

خوجی - کوئی اُستاد اور برابر والا ہوتا تو دکھلا دیتا -

پہلوان - برابر والا بولتا ہی کاہے کو -

خوجی - اور بولتا تو اسوقت لاش بھی پھڑکتی ہوتی - اور اس لونڈے کو تو چڑمڑ ہی کر ڈالتا -

پہلوان - آپ نے کس اُستاد سے کشتی سیکھی ہے -

خوجی - (گھبراکر) ہمنے اپنی والدہ سے کشتی سیکھی ہے -

راوی - اے سبحان اللہ - اسپر اور بھی قہقہہ پڑا اور اس مرتبہ پہلوان بھی ہنس دیا -

۱ - کیا وہ بھی پہلوان تھین - کیون اُستاد -

۲ - اُنکو کسنے کشتی سکھائی تھی - والد نے آپکے -

۳ - انکو زبان سے لڑنا ہی نہین ہے -

خوجی - اسمین ہنسی کی کونسی بات ہے ہمنے اپنی ذات سے (منہ پر تھپڑ لگاکر) آئے لاحول ولاقوۃ - کیا گدھے بنے ہین جناب والا کشتی سیکھی ہے - توبہ توبہ - اسیطرح کبھی کبھی کشتی کے وقت بھی اپنے زعم مین آپ گر پڑتا ہون تم کہان رہتے ہو پہلوان -

پہلوان - ہم آج کل نواب ذوالفقار علیخان کے یہان ہین - تین رُوپے روز دیتے ہین اور ایک بکرا آٹھ سیر دودھ دو سیر گھی اس وقت دو سیر اُس وقت اور ایک روپیہ رُوز کا تیل بندھا ہے -

خوجی - (چونک کر) ذوالفقار علیخان ! -

پہلوان - جی ہان - جنکو بٹیر دن کا بڑا شوق ہے -

خوجی - اخاہ بھلا وہان چانڈو کا بھی شغل رہتا ہے -

پہلوان - کچھ نہ پوچھیے خداوند دن رات -

خوجی - بھلا وہان میتا بیگ بھی ہین -

پہلوان - ہان ہین آپ کیونکر جان گئے -

خوجی - اور میر صاحب بھی ہین پیر دبی ہین -

پہلوان - جی ہان میر صاحب اور میتا بیگ اور پیر تو مصاحب ہین اور کسی کا نام نہ لیجیے - یا علی

بھی کوئی ہین کیا آپ وہان ہو آئے ہین۔

خوجی۔ یاد علی ہمارے وقت مین نہ تھے۔ ہمارے وقت مین شجاعت علی سنے میان اچھے مرزا۔ چھٹن میر آغا مبارک قدم لونڈی یہ لوگ تھے۔

پہلوان۔ آپ کا کیا نام ہے آپ کیا دربار مین تھے۔

خوجی۔ بھلا صف شکن علیخان بیٹے کا ذکر بھی سنا ہے۔

پہلوان۔ (قہقہہ لگاکر) اخاہ تو یہ کہیے آپ کل باتونسے واقف ہین۔ صف شکن علیخان کو تو اب تک روتے ہین لوگ۔ اور قبر بھی بنی ہوئی ہے اور وہان کوئی خوجی خوجی بھی سنا بڑے ہنسوڑ آدمی ہین وہ وہان متخرد ہین نوکر تھے۔

خوجی۔ آزاد نامے بھی کوئی صاحب وہان تھے۔

پہلوان۔ جی ہان وہ جو سانڈنی لیگئے ہین مگر سنا وہ تو کسی ملک مین لڑائی سر کر رہے ہین نواب صاحب سے ایک روز کسی نے کہا تھا کہ آزاد اور خوجی دونون لڑائی پر گئے ہین تو لوگون نے تعین تہین کیا کہ خوجی فہمی آدمی بھلا مسخرہ ہین کیونکر گئے ہونگے مگر پھر مسخرہ ہین اور چاند دبا کیا کیے انکو جنگ اور مورچے سے کیا واسطہ۔ مگر آزاد تو دور دور تک مشہور ہین۔

خوجی۔ یہ مرزا کمبخت کہتا ہوگا کہ خوجی فہمی آدمی ہی اسکو جنگ سے کیا واسطہ۔ اچھا گیدی تجکو دربار سے پھر نکلوا دون تو سہی ایک دفعہ نکلوا چکا ہون گیدی کو شاعر کے بچے ہی سنے ہین۔

نواب کی چاہ دیکھیے گا	مرزا کا نباہ دیکھیے گا
بچونسے کھرے کھوٹے سمجھ لون	انشاء اللہ دیکھیے گا
کوئی غور سے ہین بناہین	انشاء اللہ دیکھیے گا
انہون کی ہم مین بان سے نکلی	تقصیر و گناہ دیکھیے گا

مرزا کی اوج امید کا رنگ
سبحان اللہ دیکھیے گا

مین بھی شعر کہکر نواب صاحب کو سناؤنگا۔

پہلوان۔ مین جو شہر کے قریب پہونچا تو ایک قبر نظر آئی پڑھتا ہون تو یہ لکھا تھا۔

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

مزار پر انوار مقبول بارگاہ لم یزلی دلی حق آگاہ عارف باللہ حضرت صف شکن علی شاہ برد اللہ مضجعہ وانا تو اللہ برہانہ۔

پختہ مکان کی طرح سے ہے فکر گور بھی
انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے

رہتا ہی آدمی کا نشان اس جہان مین
بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہدار کین دور چشم است کہ در بر گرفتۂ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

خوجی۔ (ہنسکر) یہ سب ہمارے وقت کی باتین ہین۔ ایسا بنا یا نواب صاحب کو کہ یاد کرینگے۔ آپکے ساتھ ہم بھی چلینگے یا اگر تم دیر مین جاؤ تو ہم چلدین۔

پہلوان۔ مین تو آج ہی ریل پر جاؤنگا۔

خوجی۔ بھائی ہمکو ضرور ساتھ لیتے چلو۔

پہلوان۔ چلیے بسر و چشم۔ میرا تہین ہرج ہی کیا ہے۔

خوجی۔ ہم اپنا کرایہ دینگے اور چلے چلینگے۔

من و تو ہر دو خواہیم تاشیم	بندۂ بارگاہ سلطانیم
من زخدمت دمے نیاسودم	گاہ بیگاہ در سفر بودم

پہلوان - ہمکو نواب صاحب نے صرف دو دن کی اجازت دی تھی کل اور آج - کل یہان داخل ہوئے آج دنگل مین کسی نکالی اور شام کی ریل پر چلدینگے مزے سے ہمارے ساتھ مرزا سیتا بیگ بھی ہین -

خوجی - واللہ - ہو ہو ہو - بڑی خوشی ہوئی -

الغرض شام کو پہلوان کے ساتھ خواجہ بدیع صاحب ریل کے اسٹیشن پر آئے - پہلوان نے کہا وہ دیکھئے مرزا صاحب کھڑے ہین جاکر مل لیجیے - خواجہ آہستہ آہستہ گئے اور پیچھے سے مرزا سیتا بیگ کی آنکھین بند کرلین -

مرزا - کون ہی بھئی (ہاتھ ٹٹول کر) کوئی مساۃ ہین کیا - کمبخت کہون سے گلے کا ہار ہوئی ہے -

پہلوان - بھلا بوجھ جایئے تو جانین -

مرزا - کچھ سمجھ مین نہین آتا - مگر ہین کوئی مساۃ -

خوجی - بھلا گیدی بھلا - ابھی سے بھول گیا - کیون -

مرزا - (ہاتھ چھوڑکر) اخاہ - خواجہ صاحب ہین -

کہو بھئی خوجی اچھے تو رہے یار پیچھے -

خوجی - خوجی کہین اور رہتے ہونگے اب وہ خوجی نہین ہین ہمین جناب مولانا خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع کہا کرو -

مرزا - ارے کمبخت بنگلگیر تو ہو - اللہ اللہ -

خوجی - سرکار کیسے ہین - مگر ہمین خیر و عافیت ہے -

دواجی تو ابھی جیتی جاگتی ہونگی -

مرزا - وہ عاقبت کے بورے بٹورینگی - سرکار فضل الٰہی سے اچھے ہین بیگم صاحب پر کچھ آسیب تھا مگر اب ذرا ذرا تخفیف ہے - کہو تمنے تو خوب نام پیدا کیا -

خوجی - نام ! ارے ہم مجرے تھے میجر خواجہ سنا ہوگا -

مرزا - سرکار کو اس لڑائی کے زمانے مین اخبار سے بہت شوق تھا آزاد کا ذکر ہر روز نظر سے گذرتا تھا اور آپ کا حال پڑھتے تھے - آزاد کو تو سب جانتے ہین بڑے گل چلے قدر انداز لائق فائق عالم فاضل شاعر سپاہی خوبصورت جوان ہین مگر تمھارا حال جب سے پڑھا تب سے سرکار کو اخبار دنکا اعتبار جاتا رہا ہر دو اجی روز کہا کرتی تھین کہ مواخوجی ہا ہن کیونکر بچ گیا - ایمی تم تو نمی سمندر کی صورت دیکھکر اسکا پتہ کیون نہ بھٹ گیا تم فقرہ باز آدمی نشہ پانی سے کام جنگ سے تمکو کیا واسطہ -

خوجی - اب اسکا حال تو اُن لوگون سے پوچھو جو مورچون پر ہمارے شریک تھے - تم مزے سے بیٹھے بیٹھے - ماما بچنا اڑایا کیے تمکو ان باتون سے کیا سروکار وہان اگر ہمارا ساتھ دیتے تو جانتے کہ بڑے مردوے ہو - مگر بھائی نشون مین نشہ شراب کا ادھر کوس جنگ بجا اور سپاہی مستعد کارزار ہوے اُدھر یار دن نے گلابی سامنے رکھی اور چسکی لگائی -

شراب اندے ایسی ہی ساقی	کہ جس سے غم رہے مطلق نہ باقی
گلابی رکھدے لاکر دمبے پاس	کہ ہو دو وطن بننے کی جسمین بو باس

سناؤن ابتدا سے پھر وہ قصہ
کہ فی الواقع یہی میرا ہے قصہ

مرزا - اب سرکار کے سامنے نہ کہنا کہ شراب پی تھی ورنہ دربار سے کھڑے کھڑے نکال دیے جاؤگے بچہ -

خوجی۔ اب تو سرکار کے باپ کے نکاسے بھی نہین نکل سکتے۔

مرزا۔ ایک مرتبہ تو خبر کے کاغذ مین لکھا آیا تھا کہ خوجی نے شادی کرلی ہے۔

خوجی۔ ارے یار اسکا حال نہ پوچھو۔ اپنے حسن و جمال کا حال تو ہمکو باہر جاکے معلوم ہوا جس ملک جس شہر جس ٹاپو پر نکل گیا کروڑون عورتین ہمپر عاشق ہوگئین اور ایک سے ایک پری پیکر۔ خصوصاً ایک کمسن گلعذار برق کردار نے تو مجھے کہین کا نہ رکھا۔ ؎

اب آپ شمع پہ جی اپنا فدا رہتا ہے
اپنے پہلو مین وہ گل صبح و مسا رہتا ہے
اسکی باتون مین دل اپنا لگا رہتا ہے
غیر کے نام سے جی اپنا ہٹا رہتا ہے

صبح کو وہ کسی جانب نہ ذرا دیکھتی تھی
جاے آئینہ مرے منھ کو سدا دیکھتی تھی

مصر کے ملک مین تھا عشق کا شہرہ یہ صنم
انگلیان اٹھتی تھین ہم تم جو نکلتے تھے بہم
عشق بازی کی مری کھاتے تھے عشاق قسم
جان دیتا تھا وفا پر مرے سارا عالم
بند سب رستے ہو جاتے تھے بازار دنگے
ہوش اڑ جاتے تھے یوسف کے خریدار دنگے

مرزا۔ اخاہ۔ آپ تو واللہ بڑے شاعر ہوگئے ہین۔

خوجی۔ ہوگئے ہین کیا معنی! اور شاعری بھی کیا کھیل ہے۔ ؎

خواجہ بہ فصاحت و بلاغت
گویا سلمان ساوجی ہے

مرزا۔ تو آپ کے حسن پر کل عورتین مرتی تھین ماشاء اللہ ایسا ہی حسن و جمال ہے۔ بجا۔

اب دیکھیے سرکار کے سامنے چلکر خواجہ صاحب کیا سامان باندھتے ہین واللہ بالجملہ ہزار داستان ہون طوطی ہندوستان ہون بات سے صداے قلقل آواز سے خندۂ گل ثابت ہو۔ اہو ہو۔ قسم خدا کی ایک قصر دلکش و سطح مین سواران ترک کے ساتھ دو ہفتے رہنے کا اتفاق ہوا۔ اسمین ایک بارہ دری خدا جانے کسوقت کی بنی ہوئی تھی چوطرفہ انہار آبدار اور سبزہ زار پُربہار (یہ سب فقرے یاد کیے ہوئے تھے) ایک روز بعد حصول فتح جو اینجانب کا اسطرف گذر ہوا تو بارہ دری کو دیکھکر عش عش کرنے لگا اور کوئی گھڑی دن رہے کا وقت تھا اور بارہ دری نور سے معمور ؎

صاف شفاف سجل نور کی وہ بارہ دری

قصر قیصر کہون رفعت مین دیا کوہ مری
ہو دے ششدر کہین بھولے سے جو آنکھ پڑی
دیدۂ ماہ مین تھی تاب سے خیرہ نظری
ٹھاٹھ سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
ماہر دیر یون کے جھرمٹ سے پریخانہ تھا

بس حضرت حیرت ہوئی کہ میدان جنگ اور یہ شیخ شنگ مرزا۔ بھئی خوجی واللہ تم تو اس عرصے مین بلا کے رنگین طبع ظلیق اللسان ہو آئے ہو۔ اللہ اللہ اب تو خوجی ہی نہین رہے۔

خوجی۔ بھائی جان مورچے پر میرا جیالا پن دیکھتے تو دنگ ہو جاتے خیر پہلے اس معرکہ کا حال تو سنو۔ بس حضرت غور کرکے دیکھا تو نور کا عالم۔

دلکش اک حسن خداداد ہے اس گلرو کا

ہے اسی پیکر بلقیس پہ عالم شیدا
طشت از بام ہوا حسن کا اسکے شہرا
جابجا در و حرم مین ہے اسی کا چرچا

پیر گردون سے کہان دیکھا ہو اسکا نی
خاک بوسر ہو اگر دیکھ لے خاکہ مانی

اژدہا چوٹی ہر کافر ہر بلا ہر جادو
کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا گیسو
دام دلکش ہین بلا کے دو پریشان گیسو
ہو گئی صید شکاران حرم کے آہو

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائے یہ غزال
آہو چشم کو ہے زلف کا خال اک جنجال

بس حضرت اُسپر میرے علاوہ پچاس ٹرکی افسر بھی عاشق ہوئے اور سات فرنگی - رائے یہ قرار پائی کہ جس سے وہ پری راضی ہووے وہ اُسکو عقد نکاح مین لائے - ایک روز سب کے سب بن ٹھن کر آئے مگر اُس شوخ کی نظر آپ کے خادم پر ہی پڑتی تھی -
مرزا - اے کیون نہین - ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہوگی -
خوجی - سُنئے آؤ دکھانہ تاؤ - معاً اٹھلاتی ہوئی آئی اور میرا ہاتھ لیکر اپنے سینے پر رکھ لیا -
مرزا - این ! واہ رے خوش نصیب تمھین واللہ -
خوجی - اب سنئے کہ بغض کی آگ اُن سب کے دلون مین بھڑکی کہا ہم نہ مانینگے - جو شخص اس پری کے مطبوع طبع ہو وہ کل رقیبون سے لڑے بھنے کہا خیر - ؎

جتنا کوئی ہمارا دشمن ہو گا
اتنا طبع رسا کا جوبن ہو گا
گلگیر صفت جو سر بھی کاٹینگے عدو
نام اپنا مثال شمع روشن ہو گا

بھنے کہا منظور - ہم جوانمرد ہین ع

ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے

دس ٹرکی اور چار یوروپین افسرون کو نیچا دکھایا -
جب کئی افسرونکو ایسی چوٹین لگائین کہ بلبلانے لگے خون بہ نکلا - اور تڑپ تڑپ گئے خون نکلنا کیا معنی - لے توبہ بس پھر تو اورون کے بھی کان ہوے اور بری ہکولی بولتے تو سب کے سب وہ بنجاتے -
مرزا - واجبی بات ہے مجبور تھے -
خوجی - اب دربار کے رنگ ڈھنگ کا حال کہو -
مرزا - تمھین سب کو چلکر ٹھیک بناؤگے اور تو سب خیر مگر جھمن نے وہ چغلخوری پر کمر باندھی ہے کہ یا الٰہی توبہ -
خوجی - کہو مرزا تو اچھے ہین نا ور بیگ -
مرزا - ہان مگر آتے جاتے ہم ہین - ایک رانی کے مختار ہو گئے ہین راوی چین لکھتا ہے اب مزے مین ہین -
خوجی - چپڑی اور دو دو - مبارک قدم کا کیا حال ہے -
مرزا - چھوٹی بیگم کے مزاج مین بہت دخیل ہے مگر جھمن کی دشمن -
خوجی - یاد ہے جب مرزا نا در بیگ اور جھمن مین چخ چلی تھی -
مرزا - اجی صدہا خدمتگار پچاسون خاص بردار - کئی خواص اس شخص نے موقوف کرائے نان بائی کا لونڈا ہی مرزا بنگئے - مرزا بنگئے اصل مغل - جھمن تو کہا کرتا ہے کہ ع -

اصل بداز خطا خطا نہ کند

خوجی - ایک دن مبارک قدم نے کہا کہ اس موے ابنی مرزا کو شہر بدر کر دو - تو آپ تڑاکر بولے کہ واہ بیگم صاحب ہونگی تو اپنے گھر کی سارے شہر سے انکو کیا علاقہ ہے وہ ابھی کل آئین یہان اس گھر مین برسون سے رہتے ہین عمر بسر کردی - جیسے نواب ویسی بیگم -
مرزا - لے ہے اُسدن تو سب مصاحبون نے چوطرفہ سے للکارا تھا اور مرزا کی جان عذاب مین تھی - کسینے کہا - ابے او نکھرام تو اور بیگم صاحب کو بُرا کہے - چھوٹا منھ بڑی بات

حضور کے کے کو دُلگتا ہے اب نا معقول اسی پر تو وہ
ڈنل قافیہ اڑاتا تھا ؎

افیون کی لم مین پانسے نکلے | تو قیر و گناہ دیکھیے گا

مرزا کی ایچ ایم کا رنگ
سبحان اللہ دیکھیے گا

خوجی - یاد ہین شعر - ہمکو تو پوری غزل ازبر ہی - مگر بھائی سر گشت
بھی بلا کا ڈینگیا ہے - اسقدر گپ اڑاتا ہے کہ الامان الامان
ہم اسکندریہ گئے روم گئے - فرانس مین رہے رومانیا کے
رئیس دیکھے مصر کے امرا سے سابقہ رہا مگر استاد ایسے بھولے
بھالے سیدھے سادے رئیس نہین دیکھے - غضب خدا کا
ایک بدمعاش نے جو کہدیا کہ مرزا کے رہنے سے فرشتے کل
اعمال کو پھونک کر خاک سیاہ کر دینگے تو کامل یقین ہو گیا - اب
کوئی لاکھ سمجھائے وہ سُنتے کسکی ہین -

مرزا - اور فرشتونکے خوش کرنیکے لیے برہمن جاپ کر رہے
ہین دوسری طرف قرآن خوانی ہو رہی ہے - ہزار ہا لمپ
اور کنول روشن ہین اور محفل رقص آراستہ ہے اور کہتے جاتے
ہین کہ ہان بھی سارنگی چھڑتی جائے - ؎

جبتک کہ نہ دل کی بیکلی جائے
اودائرے والے گت چلی جائے

اور نواب صاحب برابر کہتے جاتے ہین کہ خبردار انمی
والینر کے ادھر نہ آنے پائے - آئے اور پیٹو اس کالی بلا سے
اللہ بچائے اور لوگون نے کہنا شروع کیا کہ خدا وند اگر خدانخواستہ
خدانخواستہ مرزا صاحب ہوتے تو فرشتے وہ دُند مچاتے کہ الامان
الحذر - اسوقت خدا جانے کیا ہو گیا ہوتا -

خوجی - سچ یار مرزا نے خط خوب لکھا تھا - ؎

حقوق خدمت صد سالہ ہیچ است
بکشورے کہ در وکوہ کان خدا و مہر اہ

اور القاب انمچیون کے پشت پناہ لکھا تھا -

اس بیماری کے عالم مین ہنسنے وہ وہ شعر کہے کہ واہی وا -

مرزا - بھلا نادر بیگ کے مقابل کے ہین -

خوجی - اجی وہ کیا جانے شاعری کس چڑیا کا نام ہے ؎

در بہشت آئی نظر جب تو یہ عاشق نے کہا
نشہ افیون کا بڑھا ہے یہ عمارت میری

مرزا - واہ ہے افیم کا رنگ نہ چھوڑا -

خوجی - اور سنئے لاکھون اسقدر ؎

کیون نہ سڑک مین رہے گرد ہر اک افیونی
ڈھیر کٹون کا زمین پر ہے کہ تربت میری

اور جو شعر ہے غدوبت مین تر تبر -

کہتا ہی خوانچہ فرنی کا تو زردے کا طباق
ورق نقرہ سے کرے کوئی زینت میری

اور نزاکت کا شعر سنئے گا - بس نزاکت کا خاتمہ ہے - ؎

ٹوٹ سکتا نہین افسوس بتا شا مجھسے
بڑھگئی کھا کے سٹھائی یہ نزاکت میری

اور مصری کی بنیا کی تعریف مین ایک نادر شعر موزون
ہو گیا ہے سنوگے تو مزہ پاؤگے - ؎

مصری کی بنیا چلے صنم پیجئے افیم
ہو جا کھلف کمیت وہان فیشکر کے ہین

مرزا - (ہنسکر) آپکے ذہن کا بغارا کھلا ہوا ہے -

خوجی - بھائی جان یہ لنڈ کی دین ہے کسی کا اجارہ نہین ہے

مرزا - مگر پہلے تو آپ ایسے شعر نہین کہتے تھے -

خوجی - ہاے افسوس - الحمد للہ تم پر تاثیر صحبت کا اثر ہے

کمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

بس اسقدر یاد رکھو اور ہم بڑے تجربہ کی باتین کرتے ہین حضرت - جی میتا بیگ نے کہا مینے مرزا کا خط بزبان یاد کر لیا ہے - مگر خوب لکھا ہے اُسنے کیا لکھا کسی سے لکھوایا ہوگا - افیمیون کی پشت پناہ دام فتنہ - لاکھ سکھایا بتایا مگر تم ونڈے ہی رہے تمھارے جد امجد تک کی توہین نے انکھین دکھی ہین اس پیرانہ سالی مین تمنے ہمین دربار سے نکلوایا اچھا خیر - مگر دیکھو تو کیسا نچاتا ہون کہ عمر بھر یاد کرو - ایک بدمعاش نے زٹل قافیہ اڑایا اور تمکو اُلو بنایا کہ پہلی کو فرشتے آن کر تمھارا گھر خاک سیاہ کر دینگے اور تمکو عقل کہان کہ جھوٹے سچے مین تمیز کر سکو بیوقوف تنا بھی نہین سمجھتا کہ فرشتون کو گھر جلانے سے کیا واسطہ مگر ایک شیطان نے چوٹی پڑھائی تو انکھین بند ہوگئین ذرا تو دل مین غور کرو کہ ساری خدائی مین کہین بھی ایسا امر صیر ہوا ہے - مفت خورون نے میری بیخ کنی کے لیے یہ ہوا باندھی اور آپ تو دشمن عقل ہین ہی اے افسوس سے

گو سالۂ ما پیر شد و گاؤ نشد

ہمکو کیا ایک در بند - ہزار در کھلے - یہان نہین اور کہین سہی ؎

اگر تم نہین تو اور بت مہ جبین سہی
ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہین سہی

اب تو بندہ آپ کے ہان آنے سے رہا - مگر کسی کا دل دکھانا نہین اچھا ہوتا ع

اے رشک قمر دل کا جلانا نہین اچھا

گر صد ہزار لعل گہر میدہی چہ سود | دل را شکستہ، نہ کہ گوہر شکستہ

دریا مین رہکر مگرمچھ سے بیر - ادھیان بادش بخیر -

خوجی - اجی اس جھگڑے کو چولھے مین ڈالو مفت کا بکھیڑا نکالا ہے - اب یہ تو بتاؤ کہ ہمسے نواب صاحب خوش ہونگے یا نہین - تم پر چک دینا اور ہم تم یک جان دو قالب بنکر رہینگے -

مرزا - درین چہ شک - مین کہونگا خداوندیہ اب سب مصاحبون کے سر تاج ہوے اور حضور کا ملک ملک انھون نے نام کیا کہ فلان نواب صاحب بہادر کے رفیق ہین سرکار بڑی قدر کرینگے - تم دیکھو تو سہی ایسی بات ہے بھلا - مگر ذرا تم اپنے کو لیے رہنا -

خوجی - کون - مین ؟ مین تو ایسا بنون کہ لوگ دنگ ہو جائین اور جانے کے ساتھ ہی فوراً ایک لکچر دون -

جب گھنٹی بجی اور ٹکٹ بٹ چکے اور مسافر چلے تو پہلوان اور مرزا میتا بیگ کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ صاحب بھی پلیٹ فارم پر آئے اور پہلوان کیطرح حضرت خود بھی اکڑتے جاتے تھے - ریل کے دو چار اہلکارون نے انکی برزخ مبارک دیکھکر آوازے کسے - اور پھبتیان کہنا شروع کین -

۱ - کیا کینڈا ہے استاد واہ کیون نہو -

۲ - آدمی کیا گینڈا بنا ہوا ہے ماشاء اللہ کیا ہاتھ پانون ہین - سبحان اللہ سبحان اللہ - کیون صاحب کتنی ڈنڈ آپ پیل سکتے ہین - اُستاد ہین صاحب -

خوجی - اجی حضرت بیماری نے توڑ دیا ورنہ مین تو ایک پوری ریل پر لد کے جاتا تھا

اہلکار - اسمین کیا شک ہے - ایک ایک ران دو دو من کی ہے -

خوجی - قسم کھاکے عرض کرتا ہون اب آدھا نہین رہا -

اہلکار یہ سب آپکے شاگرد ہونگے -

خوجی - یہ پہلوان ہمارے اکھاڑے کے خلیفہ ہین اور باقی سب شاگرد ہین اور یہ لونڈا اکھاڑے کا پٹھا ہے - سب ملاکے ہمارے چالیس بیالیس ہزار آدمی شاگرد ہونگے کم نہ ہونگے

اہلکار - دور دور سے لوگ شاگردی کرنے آتے ہونگے -

خوجی - (مسکراکر) دور دور سے - اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ ہندوستان سے لے کے تا بہ بمبئی اور کلکتہ اور جزیرہ پیرم اور عدن اور مصر اور اسکندریہ اور مالٹا اور پارس اور روم اور رومانیا اور روس تک میرے شاگرد ہین لاکھون کے قریب -

راوی - (ہندوستان سے لے کے) سبحان اللہ کیا محاورہ ہے اور (روس تک) اس سے بھی بڑھگیا -

خوجی - مصر مین ایسا ہوا کہ ہزارون آدمیون کی بھیڑ نظر پڑنے لگی ایک دو نہین ہزارون ہی تھے - بس ایک پہلوان کی شامت آئی ایک میلے مین ہمکو ٹوک بیٹھا ٹوکنا تھا کہ بندہ بھی چٹ لنگوٹ کس کے سامنے آن موجود کہدیا کہ ہم بھی حاضر ہین - تھوڑی دیر تک تو باتین ہوا کین - لکھو کھا آدمی جمع -

پہلوان - ہم مصر کے پہلوان اور تم ہندوستان کے

ہم - بھائی ہم تو پہلوان نہین ایک ادنی سے شاگرد ہین -

پہلوان - واہ ہم تمھارے کینڈے سے سمجھ گئے ہم سا چھا پھر تم سمجھو - ہم تو اپنی زبان سے نہ کہین گے -

پہلوان - اُستاد ہم سے تم سے ہوگی ضرور کرکے ہان -

ہم - مستعد ہین - آیئے - بسم اللہ -

پہلوان - اُستاد اسطرح پنجنی بتاؤن کہ یاد کرو - بس مین نے کچھ کہا نہ سنا اُسی دم جُٹ گیا اور پیچ ہونے لگی پھر خوب خوب پیچ ہوئے - اُسکے مصری پیچ - ہمارے ہندوستانی داؤن - ے

سلسلہ کشتی پیچ کا نہ مین چھوڑونگا | مرتے دم تک نہ مین اس فن کو کبھی چھوڑونگا

تھوڑی دیر مین اُٹھاکے مین نے دے مارا -

اتنے مین دوسری گھنٹی ہوئی - خواجہ صاحب ایسے بوکھلائے کہ زنانے درجے مین دھنس پڑے - لینا لینا دُو دو بک الگ الگ دروازہ سے لگا اب درجۂ اول مین گھس پڑے صاحب نے ڈانٹ بتائی وہانسے بھاگے تو اب مرزا صاحب کا پتا نہ پہلوان کا - مرزا صاحب - مرزا صاحب - ارے یار پہلوان ہوت - او پہلوان سلاحول ولا قوۃ - ارے یار مرگئے ہا ہا اس بہروپیے نے جھانسا دیا ہوگا - واللہ خوب سمجھا - اتنے مین مرزا صاحب نے پکار کر بلایا اور ریل پر اپنے پاس بٹھایا - خواجہ صاحب نے ریل پر سوار ہوکر جناب باری کا شکر ادا کیا - صحیح سلامت بعد طی منازل و قطع مراحل جان بچاکر مع الخیر و عافیت داخل منزل مقصود ہوے - پہلوان نے کہا بھائیصاحب ابھی یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آپ بخیریت داخل ہوگئے - خواجہ صاحب

نے کہا۔ جی ہان یہ تو کہیے گا آپ لوگون سے خدا کی پناہ
اب داخل منزل مقصود ہونا اور کسے کہتے ہین کیا آپ کی یہ
نیت ہو کہ راہ مین ٹانگ توڑکے دھر دیجئے یا اندھیرے اُجالے
مین کہین سنگسار کیجیے گا نہین آپکی تقریر سے صاف مترشح
ہوتا ہے کہ آپ دشمنی پر آمادہ ہین۔ پہلوان نے کہا بھلا ایسی
بات ہے۔ آپ اور ہم خواجۂ تاش ہین آپکے سر پھوٹنے یا
ٹانگ توڑنے سے ہمین کیا ملجائیگا۔ مرزا سمیتا بیگ نے
چھیڑنے کے لیے اور بھی پر چک دی۔

خواجہ صاحب تھکے ماندے بہت تھے سوئے تو عین
منزل مقصود مین آنکھ کھلی شام کے وقت مع مرزا سمیتا
بیگ و پہلوان نواب صاحب کے ہان داخل ہوئے دیکھا
کہ دربار مین حوالی موالی سب جمع ہین

خوجی۔ آداب عرض ہے پیر و مرشد (پیتیرا بدل کر)

نواب۔ (متحیر ہوکر) اخاہ خوجی ہین آؤ آؤ بھئی آؤ۔

خوجی۔ (پھر آداب عرض کرکے) حاضر ہون خداوند۔ (قدم
بوسکر) الحمدللہ کہ یہ سعادت ابدی پھر مجھے نصیب ہوئی۔

غفور۔ خوجی میان سلام۔

خوجی۔ سلام بھائی۔ مگر ہمکو خوجی میان مت کہنا اب ہم
فوج کے افسر ہین بدیع پاشا۔

جھمن۔ آپ بادشاہ ہون یا وزیر ہمارے تو خوجی ہی ہو

خوجی۔ ہان بھائی یہ تو یہی ہے۔ خداوند حضور کے نمک کی
قسم ملکون ملکون اس دربار کا نام کیا۔

نواب۔ شاباش خوجی۔ شاباش ہمنے اکثر اخبارون مین
تمھاری تعریف پڑھی اور بہت محظوظ ہوئے۔

خوجی۔ (سلام کرکے) خداوند غلام کس لائق ہے۔ مگر یہ

یہ کیا شعر پڑھا کہ تمھارا غلام ہون	تا کجا ہ و منصب و فروت بھی نہین

دوا جی۔ اخاہ خوجی میان آئے ہین اچھے رہے بیٹا۔

خوجی۔ بندگی دوا جی۔ ذری چھوٹی سرکار سے کہدیجیے کہ
خواجہ بدیع پاشا حاضر ہے اور آداب عرض کرتا ہے۔

دوا۔ اچھا مین تو تمکو روز پوچھا کرتی تھی۔

نواب۔ اور انکا نام بھی سنا۔ اب خوجی میان نہ کہا کرو
اب انکو روم سے خطاب ملا ہے۔ بدیع پاشا۔

دوا۔ یہ تو مجھے نہ یاد رہے گا۔ کون بدیع پاشاہ

خوجی۔ دوا جی تم کہدینا کہ حضور کا غلام خواجہ بدیع حاضر ہے
اور آداب عرض کرتا ہے۔

جھمن۔ ارے یار تو سمندر مین جہاز پر کیونکر سوار ہوا۔

خوجی۔ ہونھ! یہ سمندر مین جہاز پر کیونکر سوار ہوا۔
مورچون پر جرنلون اور سپہ سالارون اور کرنلون
اور میجرون سے بھڑ بھڑ پڑے ہین اور مارتے مارتے
مارتے بڑے بڑے کرارے اور تجربہ کار افسرون کا
ناک مین دم کر دیا ہے پلونا کی جنگ مین خداوند دس لاکھ
آدمی ایک طرف اور ستر سوارون کے ساتھ غلام دوسری طرف
پھر یہ ملاحظہ فرمایئے کہ چودہ دن برابر مقابلہ کیا اور چھکے
چھڑا چھڑا دیے۔

جھمن۔ ارے اسقدر جھوٹ!!! ادھر دس لاکھ ادھر ستر
بھلا کوئی بات ہے۔

خوجی۔ تم کیا جانو۔ لونڈے۔ بچے گھر سے باہر نہین نکلے
وہان ہوتے تو ادسان خطا ہو جاتے بچہ۔

نواب۔ بھئی۔ آمین تو شک نہین تمنے بڑا جیالا پن کیا
خبردار آج سے انکو کوئی خوجی نہ کہے۔ بدیع پاشا کے لقب سے

پکارے جائین۔

خوجی (سلام کرکے) آداب حضور۔ جمعن گیدی چھتنوز نے منھ کی کھائی نہ آخر۔ خداوند ریسون کی صحبت مین ایسے مردود کا گذر افسوس کا مقام ہے۔ اب تو حاضر ہوا ہون۔ دیکھیے گا کیا کیا باتین عرض کرتا ہون خداوند جس طرح زار روس رہتے ہین اسطرح حضور کا طرز معاشرت ہو تو سہی۔

نواب۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ خانۂ احسان آباد۔ رادی۔ اب چین ہی چین لکھتا ہے۔ واہ خواجہ صاحب واہ۔ بلی کی قسمت سے چھینکا ٹوٹا۔ اب کیا پوچھتے ہو۔ چپڑی اور دو دو۔ نواب تو درم ناخریدہ غلام ہو گئے۔

نواب۔ کیون صاحب بھلا ہندوستان کے باہر بھی کوئی ہمکو جانتا ہے۔ سچ سچ بتانا بھائی۔

خوجی۔ خداوند جہان جہان غلام گیا حضور کا نام بادشاہون سے زیادہ مشہور ہو گیا۔

خوجی کے احباب اور محلے کے لوگ اور دربار کے آدمی جوق جوق جمع ہوے اور خوجی پیترے بدل بدل کر ڈینگ اڑانے لگے۔ بنظر احتیاط خواجہ صاحب نے ایک نامی گرامی اخبار مین ایک اشتہار درج کرایا جسکا منشا یہ تھا کہ اگر آزاد پاشا کی نظر انور سے یہ اشتہار گذرے تو اپنے رفیق قدیم خواجہ بدیع کو بلوالین اور پتہ بھی درج کر دیا۔ یہ اشتہار کسی لائق شاعر کا تصنیف کیا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے اپنے نام سے اخبار دنین درج کرا دیا۔

فرسٹ کلاس جنٹلمین اور ہندوستان کی ضعیف الاعتقادی

ان بزرگوار کا ذکر خیر دفعتاً جلد ثانی مین کیا ہے اور غالباً ہمارے ناظرین باتمکین فرسٹ کلاس جنٹلمین کے نام سے خوب واقف ہونگے یہ وہی صاحب ہین جنھون نے ہندوستانی وضع ترک کرکے جاکٹ پتلون ڈاٹا تھا کچھ دنون تو انکے مزاج مین وحشت نے بہت دخل پایا آخر کار بہلے فرسٹ کلاس جنٹلمین نے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرکے وہ وضع اختیار کی جسمین نہ انگریز ہنسین اور نہ ہندوستانی یہ پھبتی کہین۔ ؎

جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہ کن بگڑا
چلا جب چال کو ہنس کی اُسکا چلن بگڑا

انھون نے دل مین ٹھان لی کہ ہندوستان کی ضعیف الاعتقادی کی بیخ کنی کرین یہ صاحب جھاڑ پھونک جادو ٹونے سحر بھوت پریت چڑیل ٹوٹکے وغیرہ امور کے قائل نہ تھے کوشش بلیغ کی کہ جو مکار رنگے سیار بنکر سست اعتقاد آدمیون کو بہکاتے اور اُنسے کچھ لے مرتے ہین اور جنکے مکر سے ہندوستان کی ایک حصہ خلقت تباہ ہے اُنکو نیچا دکھائین اور اُنکے مکر کی ترقی کے مانع ہون۔ ایک روز اُنھون نے اپنے فشن کے دو چار آدمیون سے مشورہ کیا اور انسے اس کام مین مدد چاہی تین چار دوستون نے بیڑا اٹھا لیا کہ جہانتک ممکن ہوگا مدد دینگے۔

میر۔ ہم آجتک ان باتون کے قائل ہی نہوے۔

لالہ۔ پڑھا لکھا آدمی ان باتون کو کبھی نہ مانیگا۔

ٹھاکر۔ پرانے فشن کے لوگون کے سامنے کہو تو لڑ پڑین۔

شیخ۔ وہ تو معاذ اللہ اسی کو دین و ایمان سمجھتے ہین۔

لالہ۔ وہ لوگ تو قسمین کھاتے ہین کہ ہمنے اپنی آنکھون سے بھوت پریت دیکھے ہین۔

شیخ - حضرت یہان تک یقین ہے کہ مُردے زندہ ہوجاتے ہین -

جنٹلمین - ہزاردن گپین لوگ اُڑاتے ہین مگر سب بے اصل - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک صاحب منے میان تاے جو عالمون کی صحبت مین عرصۂ دراز تک بیٹھے تھے تشریف لائے انھون نے جو یہ تقریر سنی تو بحث کرنے لگے - کہا واہ صاحب واہ دنیا مین آپ کسی چیز کو مانتے ہین یا کسی چیز کو مانتے ہی نہین - جادو کے آپ قائل نہین ٹونے کو آپ ہیچ سمجھتے ہین ٹوٹکون کو آپ بے اثر بتاتے ہین - ابھی آپ نے عامل نہین دیکھے ہین - قسم خدا کی اگر دوستی کا خیال نہوتا تو آج شب کو کوئی خبیث بھیجدیتا - پھر آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوتا -

جنٹلمین - آپ دوستی کا خیال نہ کیجیے اور کچھ ضرور دکھایئے

منے - اب آپ سے حجت کون کرے اسیطرح ہمارے محلے مین ایک حجتی رہتے تھے وہ بھی بنکار اکرتے تھے کہ دیو کی کیا حقیقت ہے اور جن کیا مال ہے اور پریت کو ہم کیا سمجھتے ہین ایکدن بندے نے اُنکو چپیڑ غٹو کیا - جب منے دیکھا کہ ہاری مانتے ہین نہ جیتی تو کئی بار سمجھایا کہ بھائی ہمسے حجت نہ کیا کرو ورنہ ایکدن زک پاؤگے اور منھ کی کھاؤگے یہ کوچہ بڑا نازک ہے مگر سنتے کسکی تھے ہوا کے گھوڑون پہ سوار - منے ایک عامل سے کہا کہ اِس شخص کو نیچا دکھانا لازم آیا اُنھون نے کہا بھائی صاحب ہم تو اچھے اچھے کڑے خان کو بلوانے والے لوگ ہین وہ بچارے کس کھیت کی مولی ہین اسپر منے نے کہا کہ کوئی ہلکا سا کرتب دکھایئے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے انھون نے کہا آج شب کو انکی چارپائی الٹ دیجائیگی جتنی مرتبہ چارپائی پر سوئینگے اتنی ہی مرتبہ چارپائی اُلٹ دیجائیگی اور ٹھنی بھر ٹھنی کھائینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بڑے گجر دم میرے پاس وہ دوڑے آئے ہاتھ جوڑکر کہا بھائی صاحب خدا کے لیے میرا پیچھا چھڑایئے منے نے جو کچھ کہا جھک مارا -

مرزا - کس مردود کو ذرا بھی اسبات کا یقین آیا ہو -

لالہ - پڑھا لکھا آدمی کہین ایسی بات بیان کرتا ہے -

شیخ - ایسی ایسی بے سر و پا کہانیان بہت سی سُنی ہین -

جنٹلمین - اجی توبہ توبہ - یہ ڈھکوسلے ہم کب مانتے ہین -

منے - اور تو نہین لالہ جی کو کہیے آج ناچ نچاؤن -

جنٹلمین - ضرور - سَو کام ہزار کام لاکھ کام چھوڑکے -

لالہ - اور جو اثر نہوا تو مین جرمانہ بھی لونگا - آپ سے -

منے - منظور - مگر پھر شکایت نہ کیجیے گا - چارپائی مکان پر ہوگی مگر آپ گھوڑے پر اوندھے پڑے ہونگے -

اسکے بعد منے نے کہا - ایک مرتبہ کانکر آباد مین ہم ایک مجذوبہ کے پاس گئے مجھے دیکھتے ہی ہنسی اور کہا - آئے آئے لالے والے کچھ نہین خالی خولی فتح چاہتے ہین - مین نے ہاتھ جوڑے اور قدمون پر ٹوپی رکھکر عرض کیا کہ اگر فتح ہوجائے تو آدھا مال تمھارا کہا اپنی بہن سے نہ بگاڑنا - جا کل خوش خوش آئیگا ترکے کا مقدمہ تھا ادھر گھر پر آیا اُدھر سنا کہ چونتیس ہزار روپیہ ہمارے چچا نے گھر پر بھیجدیے ہین - بس جناب منے ٹھان لی کہ سترہ ہزار مجذوبہ کو دونگا مگر یارون نے سمجھایا کہ کچھ سڑی ہوے ہو بھلا کوئی اسقدر روپیہ ایسی ویسی دیوانی کو دیتا ہے

لالہ صاحب اور شیخ جی کے سے حضرات نے خوب بھرے دیئے اور روپیہ تو آپ جانتے ہین ہر دل عزیز چیز ہے ہم بھی سوچے کہ کیسی مجذوبہ اور کہان کا اقرار

سب روپیہ ہضم کرلیا۔ اُسکو خبر ہوئی تو کہا اچھا کہدیا اسمیں سے دس روپے تیرے ہین باقی سب ہمارے ہین بس جناب چوتھے روز آگ لگی محلے والون نے سب روپیہ لوٹ لیا دس روپیہ لیکر ہم شاہ جہان پور گئے تھے وہ تو ہمارے ہاتھ آئے باقی سب صفایا ہوگیا اب ہم کیونکر نہ مانین۔

اتنے مین ایک صاحب اور تشریف لائے اور یہ گفتگو سنکر اُنھون نے مُنے کا ساتھ دیا اور وہ دلندیزی گپ اُڑائی کہ الامان۔ کہا آپ لوگ تو بے سمجھے بوجھے راے دے دیتے ہین۔ ابھی صاحبزادے ہین نا آپ ہمنے یہان تک دیکھا ہے کہ ایک شہید مرد کے طاق کے پاس سیکڑون گھوڑے کھڑے ہین اور ہر گھوڑے پر ایک آدمی سوار ہے مگر سوارون اور گھوڑون دونون کے سر ندارد۔ بس گھوڑے اور سوار سب طاق کے اندر داخل ہوتے گئے۔

جنٹلمین۔ بس زبراے خدا خاموش رہو اتنی دری گپ۔

شیخ۔ بس انھین حضرات نے تو یہ گپین اڑا رکھی ہین۔

لالہ۔ اور ہم تو اُن لوگون کے قائل ہین جو ان خبرون کو تسلیم کرلیتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ۔

جنٹلمین۔ کیون میان منے تم نے کوئی چڑیل بھی دیکھی ہے۔

منے۔ حضرت اب آپ سے کون کہے۔ آپ لوگ ہاری مانتے ہین نہ جیتی۔

بڑی دیر تک یہ بحث ہوا کی۔ آخر کار جب جلسہ برخاست ہوا تو جنٹلمین نے منے کو بلایا اور کہا اگر تم کوئی عامل بلا لاؤ اور وہ ہمکو کامل ثبوت دے تو ہم بھی ان چیزون کے قائل ہوجائین۔

منے میان نے کہا بس اب آپ اس بارے مین ہمسے کچھ نہ کہین۔ مین سمجھ لونگا۔ اس خوبصورتی سے کل باتین دکھلاے کہ آپ کو حیرت ہوجائے۔ ہمارے وہان ایک عامل رہتا ہے اس فن کا نقاد ہے۔ اس سے مین کہونگا۔ اور کل شام کو ساتھ لاؤن گا۔

دوسرے روز شام کو منے میان ایک عامل کو ساتھ لائے۔ میانہ قد خوبصورت۔ مرغولہ مو۔ دراز گیسو۔ خوش پوش۔ از سر تا پا معنبر و معطر۔

جنٹلمین۔ آیئے۔ (منے میان سے) آپ ہی ہین۔

منے۔ جی ہان۔ جناب مولوی محمد برکت علی صاحب۔

جنٹلمین۔ آپ کو مین نے ایک سبب خاص سے تکلیف دی عامل۔ مین سُن چکا ہون۔ عرض کرون حضرت یہ کوئی شعبدہ تو ہی نہین مگر آپ رئیس ہین اور دریافت کرنا چاہتے ہین تو لازم آیا کہ آپ کو نج کے طور پر اسقدر سمجھا دون کہ ان باتون مین کسی قدر خطر اور ضرر بھی ہے بالفعل ایک ادنی سی بات عرض کرتا ہون۔ ایک صاحب ہین برمٹ کے داروغہ ہندو ہین انھون نے ایک چپراسی کی جورو اپنے گھر ڈال لی اور وہ چپراسی رنج مین مرگیا اور مرنے کے بعد وہ خبیث ہوگیا اور داروغہ کو ستانے لگا عورت نہایت حسین اور خوبصورت ہے۔ داروغہ کی یہ کیفیت کہ دن رات تپ شدید۔ طبیبون اور ڈاکٹرون اور بیدون کا علاج ہوا مگر بیکار محض نوبت بایںجا رسید کہ شب کو چارپائی اوندھا دی کبھی اُنکے سرہانے پر بیان بولتی تھین کبھی بستر پر چوہون کی قطار نظر آتی ہے اور ہر روز خواب مین اُنسے کہتا تھا کہ تجھکو مار ڈالونگا۔

جنٹلمین - کیون صاحب یہ آپ کو یقین ہے کہ خلل دماغ نہین ہے -

عامل - کیسا خلل دماغ حضرت سنتے جایئے - بس قبلہ مجھسے رجوع لایئے - مینے عمل کے زور سے اسکو زیر کیا اب اگر آپ اجازت دین تو داروغہ صاحب اور اُس عورت کو بلاؤن اور آپ کے سامنے عمل کرون -

جنٹلمین - ضرور بلوایئے - مین کمال مشتاق ہون -

عامل - منے میان بلالو - گاڑی پر ہین دونون

جنٹلمین - کیا آپ ہمراہ لیتے آئے ہین - پھر بلوایئے پردہ کرلیا گیا - داروغہ صاحب آئے - لحیم و شحیم اور گران ڈیل کشیدہ قامت جوان - چالیس برس کا سن -

پیچھے پیچھے ایک عورت بوٹا ساقد - سرخ و سفید نازک اندام - پاکیزہ رو -

جنٹلمین نے دیکھا تو جی خوش ہوگیا

عامل - یون آن کر بیٹھو - شرماتی کیا ہو صاحب -

عورت - (آہستہ سے) یہ کسکا مکان ہے -

عامل - ہمارے ایک دوست ہین انکی کوٹھی ہے -

جنٹلمین - داروغہ صاحب آپ ہی ہین - کون ٹھاکر ہین آپ -

داروغہ - ہمتو سُنار ہین صاحب بنارس کے رہنے والے -

جنٹلمین - آپ اب بھی بُرے بُرے خواب دیکھتے ہین -

داروغہ - جی ہان - مگر اب جب سے مولوی صاحب کی مہربانی ہوئی ہے بُرے خواب کم دیکھنے مین آتے ہین -

جنٹلمین - پہلے کس قسم کے خواب آپ دیکھتے تھے -

داروغہ - آدھی رات کو دس بارہ بلیان لڑتی ہوئی سرہانے پر آتی تھین اور جب مین اُٹھ بیٹھتا تھا تو کبھی گینڈا بنکر ڈراتی تھین - کبھی کتا بنکر اور رات کو میرے کان مین کوئی شخص یہ اشعار ہمیشہ پڑھا کرتا تھا - ؎

بنایا آتش غم نے مجھے چراغ مزار	مزار یار پہ مجکو جلایا آخر کار
فلک بگریہ درآید ز شکباری من	زمین بلرزہ درآید ز بیقراری من

اور دوسرے تیسرے سرہانے پر یہ شعر لکھا نظر آتا - ؎

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھے واں ہمنے پیغام دیا
وہ آ نہ سکا مین جا نہ سکا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

اور جب نہانے بیٹھون تو پانی کھولنے لگتا کیسا ہی تازہ اور ٹھنڈا پانی ہو مینے ہاتھ لگایا اور آگ ہوگیا -

جنٹلمین - یہ کہیے تو آپ بڑی مصیبت مین پھنسے تھے -

عورت - مین جی جب سے انکے گھر مین آئی بہت ہی مصیبت مین ہون کھانا کھاتی ہون تو پچتا نہین - پانی پیتی ہون تو معلوم ہوتا ہے کانٹے سے چبھتے ہین تالو جلنے لگتا ہے -

داروغہ - اچھا اب رات جاتی ہے -

عامل - آپ پاک صاف ہین اسوقت -

جنٹلمین - جی ہان ابھی حمام سے آیا ہون -

عامل نے عورت کو اپنے قریب بٹھایا اور داروغہ صاحب سامنے بیٹھے - جنٹلمین نے بھی ایک کونے مین جگہ لی اور عامل نے دھونی جلا بے تکی ہانک لگائی - ع

ایہا المشغول فی فکر البیان ؎

ایہا المطرود عن باب الہدا	تا کجا شربت بنالید از خدا
چند آمیزی باین ناسوتیان	ہائے دھوئے گوے چون لاہوتیان
زخمہ برساز جگر زن از خروش	تا بیاید نور عرفانت بجوش
عاشقان را خود مذاق دیگرست	وجد و ذوق و اشتیاق دیگرست

چند باشی در پے فکر معاش — شست خاکے ریز بر فرق تلاش
ایہا المصروف فی لوث الریا — پند افشا گوش کن بگذر ربا
اے فقیہ بادیپا بوالفضول — چند گوئی از فروع و از اصول
نیست در بند اخذ و جر مدام — خویشتن را کردی آماج ملام
از پے جلب منافع چہل سال — گشتہ از اہل و غل چشمے بال
مرشدت شیطان فگند این سو سبو — درس تا گوئی میان مدرسہ
از شرائع وز ہدایہ اے فقیہ — چند باشی ضرب شیطان را شبیہ
صاف زین عمامۂ تحت الحنک — بیحکد یکسر ریاے بے نمک
زین عبائے صوف کشتی مسخرہ — بینمائی در نظر چون شیرہ
لست یا خفاش من اہل الوقار — لا تری شمسا و لا ضوء النہار

یہ کہکر عامل صاحب نے اور بھی بے تکی ہانک لگائی اور جھوم جھوم کر کہنا شروع کیا۔ دھونی میری جلتی ہے۔ جلتی ہے۔ اُلجتی ہے۔ دھونی میری جلتی ہے۔ کھڑی مونچھین اور چڑھی داڑھی لمبے بالون والا ہے درجہ میرا اعلےٰ ہے۔

داروغہ کی یہ کیفیت تھی کہ کانپ رہے تھے عامل نے کچھ بڑبڑا کر داروغہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو وہ دشمن عقل جھومنے لگا۔

عامل۔ آپ کون صاحب ہین۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی اس وقت۔

داروغہ۔ ہم دتیا اس اُدھے ہین۔ ترمینی پور کے رہنے والے۔

عامل اس بچارے نے آپ کا کیا قصور کیا تھا۔

داروغہ۔ (قہقہہ لگاکر) جسپر ہمارا دل آیا تھا اُس سے اُسنے میل جول بڑھایا۔ اب ہم اسکو مار ڈالینگے اسنے ہمین بڑا دکھ پہونچایا ہے یہ ہمارا دشمن ہم اسکے دشمن۔

عامل۔ جو کہیے بھینٹ آپ کو دلوادین مگر اسکو چھوڑ دیجیے

اوجھا۔ اُسنے انگور کی ٹٹی مین بیٹھکر ایک اچھا سے وعدہ کیا کہ اگر ہمکو وہ عامل نہ ستائے تو ہم اُسکے نام پر پچاس بامھنون کو کھلائینگے سو مہینے تین دن تک اسکو دق نہین کیا مگر اسنے وعدہ پورا نہ کیا۔

عامل۔ یہ اس عورت کو بھی چھوڑیگا اور بامھنون کو بھی کھلائیگا اب تم اسکو چھوڑ دو۔

اوجھا۔ اچھا تمھارے کہنے سے چھوڑے دیتے ہین مگر وعدہ دس دن مین پورا نہ ہوا تو بڑا اِستم ہوجائیگا اور پھر مین اسکو مارہی ڈالونگا۔

یہ کہکر داروغہ گر پڑا اور عامل نے کچھ پڑھکر کہا۔ اُٹھ حکم معبود سے حضرت فوراً اٹھ بیٹھے اور یہ اشعار زبان پر لائے ؎

اے کہ گستردی بسان عنکبوت — دام تلبیس از پے تحصیل قوت
تا کجا دیو دہستیت بستنی است — این زمان صید گیری اندکی است
بس بگمہا طعمہات گردیدہ است — دل ضعیفان از تو رنجیدہ است
تا کجا این سعی بیجا بہر صید — این تکبر تا کجا این مکر و شید
تا کجا باشی میان مزبلہ — بہر شیطان در درون کن ہو قلہ

قل ہو اللہ احد آغاز کن
ذکر الا اللہ را دمساز کن

عامل۔ یہ ایک حافظ ہین بڑے عالم انسے بڑی مدد ملیگی۔

جنٹلمین۔ یہ اِن دونون کو داروغہ جی کے سر شریف پر آپ نے بلوایا ہے یا از خود آگئے۔

عامل۔ (ہنسکر) خود کہین آیا کرتے ہین۔ یہ لوگ بادشاہ و وزیر کی نہین پروا کرتے۔ التجا کی ہی تب آئے ہین اب انکی زبانی سنیئے۔

عامل - حافظ صاحب آداب عرض ہے - اِسوقت کی تکلیف معاف فرمائیے گا -

حافظ - اب آپ بہت پریشان کرنے لگے اور مین مارے مروت کے کچھ بولتا نہین ہون -

عامل - اس بیچارے کا حال تو ہمکو کچھ بتلایئے اس سے کیا قصور سرزد ہوا -

حافظ - اُنھون نے ایک شخص کی منکوحہ بی بی کو بدنیتی سے اپنے گھر مین رکھا دتتامل نامے اوجھا اوسپر عاشق تھا اُسکو برا معلوم ہوا تب سے یہ بخار مین پڑے ہین اور اُس عورت کا میان الگ انپر جادو کر رہا ہے -

عامل - پھر اب اِسکا کچھ دفع دخل کیجیے تو احسان ہے -

حافظ - ایک بکرا تو اپنے ہندو ؤنکے قاعدہ کے موافق دیبی پر قربان کرکے مالن کو دے دے اور ہنون کی بجد مین منت مانے اور اس عورت کو ترک کردے -

عامل - آپ اپنا دست شفقت اِس بیچارے کے سر پر رکھین تو اُسکی مخلصی ہو -

داروغہ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو ضعیف الاعتقاد دل نے نعرہ مارا اور باہم کہنے لگے کہ چونکہ حافظ جی صاحب نے اس بیچارے ستم رسیدہ کے سر پر دست شفقت پھیرا لہذا امید ہے کہ اب دتتامل کے جرم سے محفوظ رہے -

اتنے مین حافظ جی نے عورت کیطرف مخاطب ہوکر کہا تمنے بہتون کو گھائل کیا ہی مُردے تک تمھارے جادو سے نہ بچے - اب تم یہ بتاؤ کہ یہ شخص تمکو پسند ہے یا نہین -

عورت نے شرماکر کہا کہ اوجھا ہمین ہر روز رات کو خواب مین ستاتا ہی اور ہمکو اپنا میان بالکل پسند نہین ہے -

ہم انھین کے پاس رہنا چاہتے ہین یہ کہکر عورت کی آنکھون سے اشک جاری ہوے حافظ جی نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھے - ؎

پے تعظیم اشک سطرح آہ سر اُٹھتی ہی	کہ جیسے قطرۂ افشانی سے گرد اٹھتی ہی
گرد ستم کی ہر تار نفس مین پڑگئی جس سے	یہ کیسی ہوک ہر دم اِس مین درد اٹھتی ہی

حافظ - اب بندہ رخصت ہوتا ہی - خدا حافظ و ناصر -

عامل - یہ دیر آمدن و شتاب رفتن کیا معنی - ؎

گاہی گاہی جو ادھر آپ کرم کرتے ہین	وہ بھی ٹھہر جاتے ہین ذرا دم کرتے ہین

حافظ - ایک سر و ہزار سودا - ایک انار و صد بیمار -

عامل - اگر کچھ کھایئے تو بے تکلف فرما دیجیے کہ آپ کے قابل یہان کچھ بھی نہین ہے - ع

	برگ سبز ست تحفہ درویش

حافظ - ہماری غذا رنج و بلا - ؎

درویش بلانوش بلا چیٹ ہی میان دست	پینک مین جو آدمی ہین ایسے بلا چیٹ

افیمی کو مسل کر کرین افیون کا گولہ

اتنے مین داروغہ پھر گر پڑا اور جب عامل نے اُٹھ حکم معبود سے کہکر ران پر ہاتھ مارا تو گھبڑا کر اُٹھ بیٹھے - سست اعتقاد آدمیون کو شگوفہ ہاتھ آیا عامل کی بڑی قدردانی اور عظمت کی مگر جنٹلمین دل ہی دل مین ہنس رہے تھے کہ عجب بھیڑیا دھسان خلقت ہے نہ کہین حافظ جی نہ کہین دتتامل اوجھے کا پتا ہی - داروغہ صاحب ہی کبھی حافظ بنجاتے ہین کبھی دتتامل بنجاتے ہین مگر جھلا کے ذہن مین یہ بات جگہ گئی ہی کہ عامل نے عمل کے زور سے داروغہ افیون کے سر پر دتتامل اوجھے کو جو برسون ہوے مرگیا تھا بلالیا اور پھر حافظ جی کو عالم با عمل ہین داروغہ کے سر پر بلوا کر خوبصورتی کے ساتھ کل امور پوشیدہ کی تحقیقات کرلی اب طرح طرح کی باتین ہونے لگین

ایک - وتتامل دوجے ہمارے گانوں سے کوس بھر کے فاصلے پر ترمبنی پور مین رہتا تھا - لال بخار کے عارضے مین گرا کہ پھر طبیعت نہ سنبھل سکی آٹھ دس برس کا عرصہ ہوا مر گیا اب وہ اس عورت کے سر پر بولا اور حافظ جی کے کلام سے بھی اسکی تصدیق ہوئی -

دوسرا - ان ادجھونسے ناراین اپنی پناہ مین رکھے -

تیسرا - ہم توان عاملون کے قائل ہو گئے برسون کے گڑے مردے اکھاڑتے ہین -

چوتھا - جسوقت بلایا اُسی وقت آئے اور جسوقت رخصت کیا کان دبائے چلے گئے -

پانچوان - عامل اچھا ہو تو سب باتین صاف صاف معلوم ہو جائین اور بعضے کٹھ ملا جانتے ہین خاک نہین مگر اپنے تئین مشہور بہت کر دیتے ہین -

جنٹلمین نے داروغہ اور انکی معشوقہ رعنا جمال کو علیحدہ لیجاکر باتین کین پوچھا کہ سچ کہیے گا اسوقت آپکی کیا کیفیت ہوتی ہے - داروغہ صاحب کچھ کہنے کو تھے مگر عورت نے بیشقدمی کی اور تیزی کے ساتھ کہا مع

	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

خود آزما تجیے عامل تو بہت بڑے شخص ہین مین ادنے سی عورت ہون کہیے تو دو باتین دکھاؤن کہ آپکے آئے ہوے حواس غائب ہو جائین - جنٹلمین نے ہاتھ جوڑ کر جوابدیا صاحب اسکی کوشش کرنیکی کیا ضرورت ہے میرے حواس تو آپکی صورت دیکھتے ہی اُڑ گئے - تعجب ہے آپکو ابتک یقین نہین آتا کہ میرا ایمان مجھپر جادو کر رہا ہے اور اُسی کے جادو سے اُنکی یہ کیفیت ہو رہی ہے کہ دن رات بخار مین پڑے رہتے ہین اور رات کو بُرے بُرے خواب دیکھتے ہین تھوڑی دیر کے بعد ان سب کو رخصت کیا اور صحبت احباب مین عامل و داروغہ افیون کا خوب خاکہ اڑایا - منے میان سر پیٹنے لگے کہ اب بھی آپ سب صاحبونکو یقین نہ آئے تو ستم ہے -

اب سنیئے کہ جنٹلمین کو اسبات کی ٹوہ ہوئی کہ اس قسم کے شعبدہ بازون فریبردازون مکارون عیارون رمنگے سیارون کی کارستانیون اور عیاریون کی تحقیقات کامل کرین ہر روز انکے مکان پر دس پانچ آدمی اِس قسم کی خبرین لاتے تھے کہ آج فلان شخص کی لڑکی پر جن آئے کل فلان شخص کے بیٹے پر کوئی پیر آنیوالے ہین پرسون ایک تہ خانے مین سے رن کی آوازین آتی تھین - فلان مکان پر ایک گوشے سے دس سر کا ایک دیو نکلا جو دو سو مسافرون کو کھا گیا یہ ہر مقام پر جاکر خود تحقیقات کرتے مگر خیر سے کسی امر کی ذرا بھی صداقت نہ پاتے -

اب سنیئے کہ جنٹلمین کو ایک مرتبہ کسی عزیز کی بارات مین شریک ہونیکا اتفاق پڑا تو کیا دیکھتے ہین کہ دولھا کی مان نے کم سے کم پندرہ بار تاکید کی کہ خبردار کوئی چھینکے نہین - ناکونکو قابو مین رکھو جسوقت دولھا کو کپڑے اور خلعت پہنا نیکا وقت آیا اتفاق سے ایک شخص نے چھینک دیا - اسپر اسقدر جھگڑا ہوا کہ الامان والحذر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچا رسید کہ وہ بیچارہ اُٹھکر چلا گیا - اب سنیئے کہ ایک تخت پر دو لڑکے باہم بیت بازی کر رہے تھے ایک نے یہ شعر پڑھا - ؎

	اٹھے ہین خفتگان خاک عدم سے چونک چونک
	موج نسیم کوے یار آج تو تیری باس سے

دوسرے نے تھوڑی دیر مین یہ شعر پڑھا - ؎

اکر باندھے ہوے چلنے پہ یان سب یار بیٹھے ہین
بہت آگے گئے باقی جو ہین تیار بیٹھے ہین

اسپر دولھا کے ایک بزرگ نے جو پرانے فشن کے تھے کہا لڑکو بیت بازی موقوف کرو بس اب خاموش رہو مگر لڑکے کب ماننے والے تھے وہ سنتے کسکی ہین ایک لڑکے نے اس خیال سے کہ بات نہو جاؤن یہ بیت پڑھی - ؎

دیکھتے ہی اسے کچھ جی جو بھر آیا اللہ
ہم بھی کیا رو دئے ہین کل بلبل بستان سے لپٹ

بزرگ - تو نہ مانیگا بے - ہزار بار کہدیا کہ بیت بازی موقوف کردو یہ کسکا لڑکا ہے جی -

لڑکا - واہ ہم بات لین اپنے اوپر - خاموش کیون رہین -

بزرگ - بھلا ابکی کوئی بیت پڑھو تو -

لڑکا - لے کی چاہیے نہ - ؎

ٹٹ پونجئے بساطی کی کیا ہی بساط یار
سو داگرون کی ناک مین دم ہی بساط سی

اُدھر اُس نادان لڑکے نے یہ شعر پڑھا - اُدھر بزرگ جھلائے لوگون نے سمجھایا اور فہمائش کی کہ آپ معمر ہوکر بچے سے لڑتے ہین - یہ زیبا نہین -

بزرگ - بچہ بے ادبی کرے اُسکو کوئی کچھ نہ کہیگا -

لوگ - جناب قبلہ وہ بیت بازی کر رہے ہین -

بزرگ - اس سعید وقت مین رنج اور رونے اور ٹٹ پونجئے بساطی کا کیا ذکر ہی - یہ بدشگونی ہی یا نہین -

لوگ - لاحول ولا قوۃ - یہ نئی بات سنی -

بزرگ - ہمارے یہان یہ باتین جائز نہین رکھی جاتین -

لوگ - اچھا تو پھر جن جن باتون کو لوگ منحوس سمجھتے ہین اُن سب سے کنارہ کیجیے -

بزرگ - بیشک - ہم اپنے فرزند کی برات مین کبھی ایسی بات جائز نہ رکھینگے - خوشی کے شعر پڑھین تو ہرج نہین -

چمن مین جا جہان بے ثبات ہے جانے نلوت ہمر
اگر ایسے مین آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

اسطرحکے شعر پڑھین تو بسم اللہ -

لوگ - قبلہ - بھلا آپکے نزدیک کانے کا سامنے آنا کیسا -

بزرگ - (گھبراکر) اس سے کیا مطلب - اس سے کیا مطلب

لوگ - اس سے بڑے بڑے مطلب ہین -

بزرگ - آپ سب صاحب بالکل بدتمیز ہین -

لوگ - بدتمیز نہین - آپکے چھوٹے بھائیصاحب کا ایک کونا آباد دوسرا چوپٹ آباد ہے -

بزرگ - (بہت جھلاکر) آپ لوگ کیدکا دل کیون دکھاتے ہین -

لوگ - دل نہین دکھاتے ہم کہتے ہین کہ اگر آپکے بھائیصاحب سامنے آئین تو ایسا نہو کہ بدشگونی جلوہ دکھائے جسوقت نوشہ گھوڑے پر سوار ہو اُنسے کہیے گا کہ سامنے نہ آئین ورنہ ذلیل ہونگے

۱ - اس مین کیا شک ہے صاحب -

۲ - کانے سے بڑھکر اور کیا چیز نحس ہے -

۳ - کانے کی بدذاتیان دل مین کرو تم یقین -
آیا ہی قرآن مین کان من الکافرین

۴ مگر واللہ کانا بڑا اثر پر ہوتا ہے -

الغرض جسوقت نوشہ کے سوار ہونیکا وقت آیا لوگون نے جو تاک مین بیٹھے تھے حضرت واحد العین کی خبر لی -

۱ - قبلہ آپ ذرا باہر جاکے برات کا انتظام کرین -

۲ - اور بہتر ہو کہ آپ برات کے پہلے ہی جائین -

۳ - مگر خدا کے لیے برات کے پہلے جاکے سمدھیونکے
وہان نہ گھس بیٹھیے گا ورنہ ذلیل ہو جایئے گا -
۴ - چلیے جناب باہر چلیے - اب سوچنے آپ کیا ہین -
۵ - کیا نوشہ کو گود مین اُٹھانے کا شوق ہے
۶ - ارے توبہ - کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا -
بارے ہزار خرابی کاٹنے کو باہر لائے اور کہا کہ آپ برات
کا انتظام کیجیے جب انکو ٹال چکے تو نوشہ سے کہا کہ چلیے نوشہ
خود بڑے شکی آدمی تھے دس قدم گئے ہونگے کہ ایک عورت
نظر آئی فوراً واپس - اب کوئی کہتا ہی - پان کھالو - کوئی کہتا ہی
پانی پی لو - نوشہ بیٹھے پان کھایا جوتا اُتارا - پھر چلے - ایکی نادری
حکم تھا کہ بہانے گھوڑی تک خبردار کسی عورت کی صورت نظر نہ آئے -
آدمی - خبردار - کوئی ادھر اُدھر غل بغل بھی نہو -
دوسرا - بھولا دیکھتے رہنا - خبردار کوئی عورت نہ آنے پائے
بزرگ - یہ نام کیون لیا - اِسکی کیا ضرورت تھی -
الغرض اِس مرتبہ خیریت سے گذری نوشہ گھوڑے پر سوار
ہوا برات چلی - چلتے چلتے کہین اتفاق سے نشان کے
ہاتھی کے سامنے تھوڑی دور پر ایک بلی راستہ کاٹ گئی
جو صاحب سب کے آگے انتظام کرتے جاتے تھے اُنھون نے
فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی روکے اور دو چار معمر آدمیون کو
بلاکر مشورہ کیا -
نندلال - بلی سامنے سے راستہ کاٹ گئی
دیبی دین - براتون مین یہ باتین نہین دیکھی جاتی ہین
نندلال - واہ صاحب - براتون مین نہین تو کیا
جنازون مین دیکھی جاتی ہین -
رام پرشاد - آے تو جبتک کوئی برات اِدھر سے نہ جائے
تب تک برات یہین کھڑی رہے اور یہ ہو نہین سکتا -
نندلال - بس یہ ہو سکتا ہے کہ راستہ بدل دیا جائے -
رام پرشاد - ہان دوسری سڑک سے چلیے بس یہی ٹھیک ہی
برات دوسری جانب سے چلی تو جنٹلمین نے کہا کیون
صاحب اگر خدانخواستہ اُدھر سے بھی بلی آئے تو پھر کیا
کارروائی کیجائے -
ایک صاحب نے فرمایا اجی اب اسکا ذکر ہی نہ کیجیے -

	مزن فال بد کادر وحال بد

الغرض بعد وقت برات دُلھن کے مکان پر پہونچی اور
جنٹلمین کو شگوفہ ہاتھ آیا -
اسکے بعد کسی شخص نے انسے کہا کہ ایک رئیس زادی پر
فلان محلے مین آسیب آتا ہی سننے مین آیا ہی کہ چاندنی رات
مین نکھر کر مہتابی پر گئی تھین اور کئی ہمجولیان ساتھ تھین
اتفاق سے وہان بے ادبی کی بس اُسی وقت سے تپ مین مبتلا
ہو گئین اور اب یہ کیفیت ہی کہ ہر جمعرات کو شب کے وقت ہاتھ پانون
اینٹھنے لگتے ہین اور وہ وہ شعر پڑھتی ہین کہ مین کیا بیان
کرون ایک دن پوری میزان عربی سُنا گئین - تو وہ کیا
پڑھتی ہین پڑھنے والا تو کوئی اور ہے پرسون مین بھی گیا تھا
میرے دوست ایک عامل مجکو لے گئے تھے کہ تم بھی
کچھ مدد دو - پوچھا مزاج اقدس - اگر کسی شے کی خواہش
ہو تو حاضر کرین - اس کے جواب مین کھلکھلاکر
اشعار پڑھے - ؎

جرعۂ مے بیار از اشفاق	تا مسیحا نا شود دمانم چاق
داشد خاطرم اگر طلبی	ہم فیضی رسانیم بمذاق
ما بیا بم بسان خم در جوش	مدح را این قیود باشد شاق

از حقیقت لے مبن بکشای | یا ببر سوے منزل عشاق
با دل و جان کنون ہمنوا ہم | ہمدم مظہر بان شوم بوثاق
رحم فرما بیا برائے خدا | می پسندم دگر بدر دفراق

لوحۂ سینہ ام مصفا کن
ہم بشویش زلوث بی اغراق

حضرت میرے تو ہوش اُڑ گئے - بالکل اہل ایران کے لہجے مین شعر پڑھے سب کے سب دنگ ہو گئے -

اتنے مین ایک عامل نے کہا کیا آپ جام صراحی اور نغمہ ودف کے بھی شایق ہین بس اتنا کہنا تھا کہ سرہانے پر جو پیالی رکھی تھی اُٹھالی اور خادمہ کو حکم دیا کہ اِسکو دُھولا جب مہری نے پیالی دھو کر دی تو کچھ پڑھا اور کہا لے شراب طہور - تھوڑی سی خود پی اور باقی ماندہ مین کچھ مجھے پلائی کچھ اور عاملون کو - پیتے ہی نشہ چڑھ گیا - پھر مین کیا عرض کرون کہ کیا کیا لطف اُٹھائے ہین - ؎

شراب کہنہ کہ روشن گردان من ست
مصاحب من و پیر من و جوان من ست

مین نے کہا - کہیے حضرت - شراب طہور کے لطف اڑا رہے ہین آپ بہت ہنسے اور سر سے دوپٹا ہٹا کے کہا - ؎

ارد سے بہشت زد نجیابان دگر کمند
آمد زمان مستی و روی کش نزند

عامل - آپکی خدمت مین اس سے کیا خطا ہوئی ہے -

شہید - مین شہید مرد ہون - میرے طاق پر اسنے بے ادبی کی تھی مجھے سخت غیظ آیا - اِس دخت نازنین چہرہ پر اب مین عاشق ہون مگر آہ سرد بھرتا ہون کہ اِسکو میرے سبب سے تکلیف پہونچی ہے - لیکن مجبوری ہے - ؎

دام آہی کہ بود جملہ صفاقش آتش
تخم تبخالہ فرو ریخت بدل دانہ اشک
بادرش ہمہ شب بستر شعلہ دودش آتش
بار درگشت بجائے خمر آتش آتش

شعلہ طور تجلی بودم سینہ گرم
کہ کنون سر کشد از جملہ حیا تشش آتش

جنٹلمین - آپکی یہی تیسی - سوائے گپ کے دوسری بات نہین

شیخ - مین سچ عرض کرتا ہون جناب -

جنٹلمین - اجی بس اب گپ نہ اُڑاؤ بہت -

اتنے مین ایک مہاجن آیا - جنٹلمین نے پوچھا کہیے حضرت کوئی تازہ خبر - کہا آج کل تو یہی خبر مشہور ہے کہ نواب خورشید علی کی صاحبزادی بہت ماندی ہین -

جنٹلمین - کیا بخار آتا ہے عارضہ کیا ہے -

مہاجن - اصل مین اُنکو بیماری دیماری تو ہے نہین پر کوئی شہید مرد آتے ہین -

جنٹلمین - آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ بیماری نہین ہے -

مہاجن - سارا شہر کہتا ہی کیا کوئی چھپی ہوئی بات ہی -

جنٹلمین - کسوقت شہید مرد آتے ہین - کوئی دن مقرر ہی -

مہاجن - ہان جمعرات اور سوموار کو آتے ہین اور سنا ہی کہ دُود دُود گز اُچھل اُچھل پڑتی ہین اور باپ چچا سُسر سب کے سب روکتے ہین تو روکے نہین رُکتین - کوئی پھیر ہو آپ لوگ تو کاہیکو مانینگے سنتے ہین کہ رات کو عطر لگا کے کہین گئی تھین - راستے مین شہید مرد کا طاق ملا وہان اتفاق سے کہارون نے کاندھا بدلا اور لاعلمی مین انھون نے ٹھوکر دیا اور اُسیدم آٹھون کہارون اور دو مشعلچیون اور سپاہیون اور دو مہرلون نے جو ہمراہ تھے ٹھوکر کھائی اور منھ کے بھل زمین پر آرہے -

جنٹلمین - دیکھیے شیخ صاحب کسقدر اختلاف بیانی ہوتی ہے
شیخ - مگر جناب اصل بات مین تو اختلاف نہین ہے -
جنٹلمین - ہان لیکن جبتک کوئی معتبر آدمی نہ کہے تب تک ہمین یقین نہ آئیگا -
شیخ - درست ہے ہم سب تو غیر معتبر چور ہین -
اتنے مین احاطے کے اندر ایک پالکی آئی اور ایک بستہ قامت خوبرو سفید پوش اُسپر سے اُترے - خدمتگار نے کہا حکیم صاحب تشریف لائے ہین حکیم صاحب آئے صاحب سلامت مزاج پرسی ہوئی -
جنٹلمین - کہان سے تشریف لاتے ہین آپ -
حکیم - مرزا خورشید علی صاحب کے یہان گیا تھا انکی چھوٹی صاحبزادی کی کسیقدر طبیعت ناساز ہے -
جنٹلمین - ہمنے تو سنا ہے کہ آسیب کا پھیر ہے مگر ایسے ہی ویسے لوگون کی زبانی سننے مین آیا ہے -
حکیم - لاحول ولاقوۃ - محض لچر چیز ہے خفقان کا عارضہ ہے دماغ صحیح نہین ہے قلب پر گرمی آگئی ہے -
الغرض جنٹلمین وہان سے روانہ ہوے -
ایک روز ایک شخص نے انسے آن کر کہا کہ ایک فقیر ایک عورت کو یہ فقرہ دیکر بہکائے لیے جاتا ہے کہ تیرا زیور چوگنا کر دونگا - آج ریل پر سوار ہو کر دونون بھاگنے والے ہین -
جنٹلمین نے اُسکو ساتھ لیا اور فقیر کے پھانسنے کی نیت سے ریل پر آن دونون کے قریب بیٹھے جب منزل مقصود پر باباجی اور زن رعنا جمال اسٹیشن پر اترے تو چھاچھم کی آواز اور اُس بت یوسف لقا کے حسن گلوسوز و ناز نے کل حاضرین کو محو و بیدار کر دیا - اتفاق سے آزاد پاشا بھی اسٹیشن پر روانگی کی غرض سے آئے تھے - اُس فقیر اور اُس عروس نازآفرین کو دیکھکر جنٹلمین کے قریب آگئے اور یون مکالمہ شروع ہوا -
آزاد - مجھے آپکی خدمت مین نیاز نہین حاصل ہے مگر مین چاہتا ہون کہ آپ سے مجھسے ملاقات ہو مجھے آپسے کچھ دریافت کرنا ہے -
جنٹلمین - (ہاتھ ملاکر) مین آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوا -
آزاد - آپنے انگریزی کی تعلیم کہان تک پائی ہے -
جنٹلمین - مین حال مین انگلستان سے آتا ہون تین برس تک وہان مین نے انگریزی کے علاوہ بہت سے علوم کی تعلیم پائی ہے -
آزاد - اب آپ یہان کس عہدے پر ممتاز ہین -
جنٹلمین - مین بیرسٹری کرتا ہون اور کچھ ریاست بھی ہے -
آزاد - جناب یہ تو تمہید تھی مگر مطلب سعدی دیگر ست کچھ دریافت کیا چاہتا ہون لیکن خوف ہے کہ مبادا آپکا دماغ ہو جائین -
جنٹلمین - جی نہین آپ فرمائین مین سمجھ گیا ہون -
آزاد - اس نوجوان لیڈی سے آپکو کیا تعلق ہے -
جنٹلمین - مطلق نہین اب آپ پوچھیے گا کہ ساتھ کیونکر ہوا اگر فرصت ہو تو سنئے طول طویل قصہ ہے -
آزاد - آپ فرمائین مجھے سخت حیرت ہے کہ ایسی حسینہ پری پیکر برق وش اور اس بے تکلفی سے ایسے فقیر کے ساتھ جو خود نوجوان ہے اسکا رہنا کچھ ٹھیک بات نہین ہے -
جنٹلمین - آپ انکے حالات سے مطلق واقف نہین ہین -

آزاد - جی کیونکر واقف ہون مگر ہی کچھ دال مین کالا کالا ہ

جنٹلمین - یہ عورت گر مستن ہی آپنے اچھی طرح سے اسے دیکھا نہین - اسطرحکی خوبصورت اور پری چہرہ ہی کہ مین تعریف نہین کرسکتا - اللہ رے حسن - ؎

رہے تو گل ولب تو قند ست | گلقند علاج دردمند ست

اگر تمام دنیا کے معشوق ایک مقام پر جمع ہون تو مجھکو کامل یقین ہی کہ یہ حسینہ سب سے بڑھچڑھکر ہے لیلی و شیرین کا تو نام ہی سنا ہے لیکن اسکے خداداد حسن کے مقابل مین مینے یورپ تک مین کوئی عورت نہین دیکھی - ؎

گل رخسار پہ گلہای چمن صدقے ہون | لب پہ لاکھ لعل بدخشان صدقے ہون
وہ چمک دانتون مین ہی در عدن صدقے ہون | دیکھکر حور و پری بھی ہمتن صدقے ہون

قد موزون اگر اس گل کا نظر آجائے
سرو گلزار مین پیارے ابھی شرماجائے

وہ جبین صاف کہ آئینہ ہو جس سے حیران | جلوہ حسن پہ ہو نیر تابان کا گمان
ہین وہ ابرو کہ خجل جس سے ہو تیغ قصاب | بیت ابرو کو ہلالی کا نہ ہو نخچیر دیوان

اس پر یزاد سے پھر کوئی کنارہ نہ کرے
بجز اسکا کوئی دنیا مین گوارہ نہ کرے

مینے ایک روز دیکھا کہ یہ چھم چھم کرتی ہوئی ایک مندر سے نکلی اور ایک خادمہ اسکے ساتھ تھی متحیر ہوا کہ یا خدا اسقدر حسن اور ایسی خوبرو ایسی پری جمال ایسی کان حسن ایسی صبیح و وجیہ اور اس مطلق العنانی سے ایک مہری کے ساتھ باہر آتی جاتی ہی زیور سے آراستہ و پیراستہ - خوشنما اور بیش بہا ساری زیب تن کیے ہوے - سمجھا کہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی - تھوڑی دیر کیا دیکھتا ہون کہ چھما چھم کرتی ہوئی ایک بنیا مین داخل ہوئی - مین بھی پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ ساتھ گیا جھٹپٹا وقت تھا دیکھا کہ بنیا کی ایک روش مین صاف ستھری چٹائی بچھی ہی اور اسکے ایک کونے مین مرگ چھالا یعنی ہرن کی کھال پر ایک فقیر صندلی کپڑے پہنے ہوے بیٹھا جاپ کر رہا ہی کمسن سرخ و سفید - کشیدہ قامت - ہاتھ پانون اچھے - چپ چاپ بیٹھا دیکھتا رہا -

آزاد - اب وہان کوئی اور بھی ہی یا وہی دونون -

جنٹلمین - وہی دونون - جاپ کرکے اس عورت سے مسکراکر کچھ کہا - فقیر نے قہقہہ لگایا - مین اسقدر دیکھ رہا تھا کہ مزے مزے کی باتین ہو رہی ہین -

آزاد - لاحول ولا قوۃ - ہان جناب - پھر -

جنٹلمین - شاہ جی اٹھی کچھ آرد توڑے عورت کو دیے اسنے آنکھون سے لگائے اور کھائے اتنے مین ایک باغبان یا مجاور دیکھکر سلام کیا مینے اشارے سے بلایا اور یون گفتگو کی -

مین - یہ شاہ جی کیسے جانے آنے سے برا تو نہین مانتے ہین

مالی - اسوقت اگر کوئی جائے تو سراپ دے بیٹھین -

مین - سراپ کیا مین اس لفظ کے معنی نہین جانتا -

مالی - مطلب یہ کہ باباجی جب برا مانتے ہین تو بری دعا دیتے ہین اسوقت ایک مائی بیٹھی ہین اور انسے باباجی بہت خوش ہین -

مین - یہ کوئی بوڑھی عورت ہین نہ -

مالی - (ہنسکر) صاحب بات یہ ہی کہ یہان جوان بوڑھی اودھیر سب عمر کی عورتین آتی ہین باباجی کو ان باتون سے کوئی واسطہ نہین -

مین - باباجی کا سن کیا ہوگا - کوئی تیتیس برس -

مالی - ہونگے کوئی بائیس چوبیس برس کے -

مین - اور عورت کی عمر کیا ہوگی - یہ آئی کیون ہین -

مالی - کوئی انیس بیس برس کی ہوگی - آئی اسلیے ہین کہ انکے میان

نے کسی کو گھر مین ڈال لیا ہو اور یہ انکو ناگوار تو باباجی کے پاس
ائی ہین کہ اُسکا دل اُس عورت کیطرف سے پھر جائے۔
مین۔ بھلا باباجی مین اتنی قدرت ہے۔
مالی۔ صاحب یہ کون کہے۔ ہی نہین تو لوگ آتے کیونکر ہین۔
مین۔ ہان یہ تو بتاؤ کہ یہان آنیکو کون کون ہے۔
مالی۔ صاحب مرد کم آتے ہین عورتین بہت آتی ہین۔
مین۔ ہم تو سمجھے ہی تھے۔ بھلا ہم بھی ملین۔
مین نے مالی سے کہا بھئی تم ہمکو ان باباجی کا مفصل
حال بتاؤ تمھاری تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ کہنے کو ہو
مگر کہتے ہوئے جھجکتے ہو۔
مالی نے کہا حضور یہ باغ ایک زمیندار کا ہے اُنکے ہان باباجی
بہت آتے جاتے ہین اور وہ اُنکو بہت مانتے ہین۔ سیر بھر
گوشت اور آدھ سیر گھی اور تین پاؤ آٹا اور ڈیڑھ پاؤ چاول
اور آدھ سیر دودھ اور ایک آنے روز کی بالائی اُنکے واسطے
مقرر ہے اور جو میوہ چاہین کھائین زمیندار ان کے لڑکا
نہین ہوتا تھا ہزارون گنڈے تعویذ کیے مگر لڑکا نہوا۔
باباجی نے چار مہینے پڑھ پڑھکر پانی دیا تو حمل ہا لڑکا ہوا
تب سے باباجی پجنے لگے خلاصہ یہ کہ آج اِس عورت کو باباجی
ایک پہاڑ پر لیے جاتے ہین یہانسے دو تین کوس پر ہے۔
پہاڑ کیا ایک ٹیلا ہے مگر کالے پہاڑ کے نام سے مشہور ہے
وہان جاکر اِسکا گہنا دونا کر دینگے۔
آزاد۔ واللہ تو یہ کہیے کہ باباجی بہت بڑھے ہوئے ہین۔
جنٹلمین۔ مین اسی لیے انکے ساتھ ساتھ چپکے سے آیا ہون
کہ انکو دھر دادون آپکو اگر فرصت ہو تو مدد دیجیے۔
آزاد۔ حضرت فرصت تو عنقا ہے مگر ضرور مدد دونگا۔

الغرض آزاد اور جنٹلمین دونون نے ٹھان لی کہ فقیر کو گرفتار کرین
ادھر وہ کامنی ناز و ادا سے کمر لچکاتی دل ناظرین خرام مستانہ
سے پامال کرتی باہر آئی۔ باباجی نے گاڑی کرایہ کی۔ ادھر
آزاد اور جنٹلمین بھی بگھی پر سوار ہو کر ساتھ ساتھ چلے۔ باباجی
اِس ماہرو کو لیکر ایک سرا مین فروکش ہوے یہ دونون بھی وہین
اترے۔ صبح کو منھ اندھیرے باباجی نے کالے پہاڑ جانیکی تیاری کی
معشوق جمیلہ و حسینہ کے لیے فٹنس منگوائی۔ خود پیادہ پا پیچھے
پیچھے آزاد اور اُنکے دوست بھیس بدل کر ساتھ ہوئے کالے
پہاڑ پر باباجی نے اشنان کیا اور پوجا پر بیٹھے آزاد اور اُنکے
حبیب صادق ایک گوشے سے کل کیفیت دیکھ رہے تھے
وہ پری بھی بصد شان دلبری برافگندہ نقاب اس فرحناک
ٹیلے پر مصروف خرام ناز تھی آزاد نے کہا حضرت بجا فرماتے
تھے واقعی کیا صورت زیبا پائی ہے۔ صل علی صل علی۔ بڑھی
دیر تک یہ دونون اِس رشک نگار ارمنی کو گھورا کیے۔
اتنے مین اُسکی نظر آزاد پر پڑی تو خلقی شوخی اور جبلی شرارت
سے منھ چڑایا اور فٹنس کے قریب منھ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔ آزاد
مسکرا کر رہگئے اللہ ری شوخی اور اُف رے چلبلا پن دم کے دم مین
تن تنکے جوبن دکھانے لگی وہ نکھار کہ حور جنت بھی دیکھے تو قدم لے
اتنے مین انار البرق کہتی ہوئی آزاد کے قریب آنکر آزمتا پا انپر نظر
ڈالی اِسوقت آزاد کے دل کا عجب حال تھا۔ ؎

چشم بد دور وہ آنکھین ہین نگاہ دلچار	برق سی ٹوٹ پڑی خرمن دل پر اکبار
صبر باقی نہ رہا دل مین نہ قابو نہ قرار	آہ سوزان ہوئی سینہ مین پہان آتشبار

سرنگون بیٹھے تھے فوارۂ مژگان اُٹھے
دونون آنکھون سے غضب اشک کے طوفان اُٹھے

قد جو بوٹا سا تھا کی اُسنے قیامت برپا | سرو رفتار نے کی حشر کی آفت برپا

شوخیون سے بھی عجب گرم شرارت پیدا | ہوا سے بجائے خود حرکت پیدا
نکہت زلف سے کم مرتبۂ مشک ہوا
شرم سے نافہ مین آہو کے ہو خشک ہوا

درویش کچھ بڑبڑا کر اُٹھے تو آزاد اور جنٹلمین ادھر ادھر عمداً وقصداً کھسک گئے۔

باباجی نے لکڑیان جمع کرکے ایک مقام پر رکھین اور روشن کرکے ایک برنجی تیلی مین اس گلبدن کا کل زیور رکھا اور حکم دیا کہ قنس مین بیٹھکر آنکھین بند کرکے جاپ کرے۔

وہ تو سادہ غریب کیا جانے | اس مزور کو کیونکہ پہچانے

وہ تو اُدھر جاپ مین مصروف ہوئی اِدھر اُس مکار نابکار نے کونڈی مین بھنگ رگڑی اور اسمین تھوڑا دھتورہ ملا دیا اور ایک کورے سکورے مین بھر کر قنس کے پاس جاکر کہا۔ مائی یہ پیالہ پی لے۔ اُس عروس زیبا شمائل نے پوچھا اسمین کیا ہے۔ باباجی نے کہا یہ شیو کی بوٹی ہے مائی۔ جو پیے وہ تینون لوک کی سیر کرنے لگے۔ عورت تو باباجی کے کمال کی قائل تھی فوراً سکورا لیا اور پی گئی پیتے ہی نشے نے وہ زور باندھا کہ الامان اور نشے کے ساتھ ہی دھتورے نے رہے سہے حواس اور بھی غائب کر دیے بیہوش ہوکر قنس مین گر پڑی ادھر باباجی نے زیور کو کپڑے مین باندھکر اوپر سے صندلی رنگا ہوا دوپٹا اوڑھا قنس کے کھارونکو پہلے ہی رخصت کر دیا تھا۔ ایکمرتبہ جھانک کر دیکھا تو عورت کو قنس مین بیہوش دیکھکر کہا۔ مائی جی اب شام تک یہان پرمیشر کی یاد مین رہو یہ کہکر باباجی نے گردن قنس کے اندر ڈالی اور آزاد اور جنٹلمین قیاس سے تاڑ گئے کہ بوسہ بازی کا شوق چرایا ہے جیسے ہی اس مزور روسیاہ نے قنس بند کرکے جنگل کی طرف جانا چاہا آزاد ایکطرف سے جھپٹے اور جنٹلمین نے دوسری جانب سے گھیر لیا اور باباجی گرفتار ہوگئے۔

باباجی۔ بچہ سنت سادھونکے دک کیے سے کیا ملیگا۔

آزاد۔ اب تو ہمنے آپ سے باکمال فقیر کے قدم لیے۔

جنٹلمین۔ اب تینون لوکون کی سیر دیکھیے گا۔

باباجی۔ بچہ میرے سے تمھارے کو کیا واسطہ ہے

آزاد۔ ہمکو کچھ سکھائیے۔ آپ تو ایک ایک کے دو دو کرتے ہین۔ اس زیور مین کچھ یار دن کا بھی حصہ ہے

جنٹلمین۔ اب بیٹھیے یہان پر ورنہ ہم دو تم اکیلے۔

آزاد۔ بے ایمان اِس کامنی نازک بدن کو بیجان چھوڑکر حضور بھاگے کہان جاتے تھے۔ جی۔

جنٹلمین۔ رکھ زیور اُتار چادر اور بیٹھ سامنے۔

باباجی۔ بچہ دیکھو اب سنت کے منھ سے کچھ بُری دعا نکلیگی بابا رمتے جوگی ہرکا بھجن کیا۔ موج آئی جہان گئے۔ موج آئی جہان رہے اور تم دونون ڈاکو ہمارے کو روکتے ہو۔

آزاد۔ اب خیریت اسی مین ہے کہ زیور رکھدو۔

جنٹلمین۔ حضرت آپ تو اُنکی خبر لیجیے اور مین اُس بیچاری کو دیکھتا ہون جو بے بسی کی حالت مین بیہوش پڑی ہے۔

آزاد نے اُس مکار بدوضع کا ہاتھ پکڑکر ایک جھٹکا دیا تو منھ کے بھل گرا اور بُرا بھلا کہنے لگا۔ زیور اُنسے چھینا گیا اور زانو بزانو بٹھایا۔

اِدھر جنٹلمین نے قنس کھولی اور کوٹ کے دامن سے پنکھا جھلا۔ سامنے کے چشمہ سار سے اُس درویش کے لوٹے مین پانی لائے اور زن نسرین دہن کے منھ پر خوب چھینٹے دیے اور پھر دیر تک پنکھا جھلا۔ اتنے مین ایک آدمی بڑا سا لٹھ لیے ہوئے نمودار ہوا

آزاد - تم کون ہو - او جوان - کون ہو تم -
جوان - گاؤن کا چوکیدار ہون صاحب یہ کیا ہے -
آزاد - یہی چوکیداری کرتے ہو یہان وارد ات ہو گئی تم کو خبر ہی نہین دیکھو وہ عورت پالکی مین بیہوش پڑی ہے -
چوکیدار - آہا - اے وہی باباجی ہین ایکبار اور یہان یہی واردات ہوئی کوئی سادھو کسی عورت کو یہان لے آئے اور کہا کہ چاندی کا گہنا سب سونے کا گہنا بنا دونگا - بس یہان لاکے کیا جانے کیا پلا دیا اور لے دے کے چلدیا -
باباجی - وہ کوئی سادھو نہو گا بابا - کوئی چانڈال ہو گا -
آزاد - اس برتن مین کل زیور رکھکر عورت کو قفس مین بٹا دیا اور کہا مالا جپتی جا اور بھنگ مین دھتورہ ملا کے پلا دیا وہ بیہوش ہو گئی -
چوکیدار - بس گئے چودہ برس کے لیے - ہم جا کے تھانے پر رپٹ بولتے ہین کہ باباجی پکڑے گئے ہین -
چوکیدار نے اپنے ایک بھائی کو آزاد کے قریب بٹھایا اور کہا کہ باباجی کی خبرداری رکھنا اور خود تھانے کی راہ لی - ادھر متواتر چھینٹے دینے اور پنکھا جھلنے سے عورت کو کسیقدر ہوش آیا - مگر ایک دم کے لیے ہوش آیا اور پھر غوطہ کھایا -
جنٹلمین - اب طبیعت کیسی ہے (آہستہ سے شانہ ہلا کر) اب کیسی ہین آپ کچھ کچھ فرق ہے نا -
عورت - آنکھین بند مگر گردن کے اشارے سے - ہان
آزاد - ایک کام کرو قفس اسی درخت کے سایہ مین لٹکے رکھو - یہ سایہ دار ہے ذرا ٹھنڈک رہیگی -
باباجی کی گردن پکڑی اور کہا قفس اٹھاؤ - ایکطرف آگے

باباجی پیچھے [illegible] جنٹلمین اور چوکیدار - سائے مین قفس آئی تو آزاد نے اُس محبوب کے رخ رعنا سے زلف چلیپا ہٹائی اور کہا منہ پر خوب زور سے پنکھا جھلو اس سے اسقدر ہوش آیا کہ ایک دفعہ آنکھین کھول دین اور اشارے سے بتا یا بڑی گرمی معلوم ہوتی ہے -

خدا تربیت نادان را رسن تو کسے	ستم کرے تو بھی ہو قابل خلاوند تو کسے

جنٹلمین - حضرت یہ عروس دلربا اس قابل ہے کہ تربیت پائے اور کسی ذی لیاقت اور فہمیدہ کی پیاری بیوی ہو -
آزاد - شادی تو اسکی ہو گئی ہو گی کیون شاہ جی -
باباجی - ہمتو نہین جانتے بچہ - سادھو کو کیا کام -
جنٹلمین - اگر شادی نہوئی ہو گی تو ہم شادی کر لینگے اگر ہاتھ نہ آئی تو برسون نہین تو مہینون تک ضرور دل بیچین رہیگا - خدا میری دعا کو اثر دے مگر اپنی دعا ہمیشہ بے اثر ہی پائی - ؎

تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین	بیچارگی سے جان بڑی کس عذاب مین

تپ دل نے سینہ کو گلخن بنا دیا - ؎

	شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیون ہو
	گر ہو دلسوز مرے مجکو جلاتے کیون ہو

اتنے مین اُس سرمایۂ نازنینی غیرت لعبتان چینی نے آنکھ کھولدی اس جادو بھری نگاہ سے آزاد اور جنٹلمین کو دیکھا کہ دونون کا دل ہاتھ سے جاتا رہا - ؎

کیا کہون پرسش نگاہ کرم	چشم سے غمزہ داد خواہ ستم

عروس - (متحیر ہو کر) مجھے یہان کون لایا -
آزاد - یاد کیجیے - کچھ یاد ہے - یہ کون مقام ہے -

عروس - (اِدھر اُدھر نظر کرکے) یہ تو کوئی بن ہے -
آزاد - یہان آپ کیسکے ساتھ آئی تھین - یاد ہے ؟ -
عروس - ہم تو کیسکے ساتھ نہین آئے تھے ہم کیون آنے لگے ایسے بنون مین ہم بہو بیٹیون کو ان جنگلون سے کیا واسطہ ہے
آزاد - کسی باباجی کے ساتھ آئی تھین سوچ لیجیے -
عروس - (چونکر) یہان یہان ہمین کچھ بلا کے بیہوش کر دیا
آزاد - مجکو سب معلوم ہے - اب مزاج کیسا ہے -
عروس - طاقت نہین ہے اور گرمی بہت لگتی ہے -
آزاد - آپکی یہ کیفیت دیکھکر یہان سب کو تردد تھا -

اُس نازنین مہ جبین کی گوہر افشانی اور سحر بیانی نے ان دونون کو اور بھی نچیر تیر الفت بنا دیا ؎

حرف منہ سے جو اُسکے نکلے پڑین	ایک شیشے سے لاکھ پھول جھڑین
دیکھ اس لب کی گوہر افشانی	ہو گیا آب ابر نیسانی
حال پوچھا جو ناتوانی کا	بڑھ گیا زور سخت جانی کا
سب جان بخش چارہ جو کیا کیا	اُلفت آلودہ گفتگو کیا کیا
پوچھنا اب مزاج کیسا ہے	غش یہ پھر تمکو آج کیسا ہے
دیکھو کس کس کا ہے بُرا احوال	یہ بنایا ہے تمنے کیا احوال
شادیٔ دل زدہ ہمکناری کی	ہائے یاتین وہ دوستداری کی

یہ اشعار آزاد اور جنٹلمین اور اس ماہرو کے حسب حال تھے آزاد کا مزاج دریافت کرنا جنٹلمین کا دم عشق بھرنا اور اُس کافر عابد فریب کی جادو بیانی و جادو طرازی ستم ڈھاتی تھی -

آزاد - پانی پیجیے گا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی منگواؤن -
عروس - پیتی تو - مگر دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہے - سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے - جب اُس سادھو نے بے ایمانی کی تو اب کسکا بھروسا کرون - تم کسی ہندو کے ہاتھ پانی منگواؤ اور اپنے سامنے پلاؤ تو پی لون - اسوقت بڑی پیاس لگی ہے -
آزاد - اجی بانچون انگلیان برابر نہین ہوتین اور تمھاری خدمت کے لیے تو جان فرخار و قلج حاضر ہو جائین - ؎

شمع پر کچھ نہین ہے تون کہ سارے ظالم	پانی آگے ترے اے عربدہ جو تیرے ہین

عروس - اس کمبخت کو کیا کہون جو مجھ مردہ کرکے چھوڑ کر چل دیا -
آزاد - چل کہان دیتا - یہ سامنے بیٹھا ہے - بندۂ گرفتار کر لیا - اب کہین جانے بھی پائیگا -
عروس - تمھے اسکی فقیری پر مین اسکی صورت نہین دیکھنی چاہتی - اُفوہ ! اتنا بڑا بے ایمان -
باباجی - مائی جی - سنتون سادھوؤن کو بُرا کہنا اچھا نہین کیا جانے کس روپ مین کون ہو اور چاہ تو مائی پہلے تیرے ہی طرف سے ہوئی تھی اب تم پریت نہین کروگی سو ہی اچھا - کسینے کہا ہے بابا (آزاد کی طرف مخاطب ہوکر) - ؎

چلو اب چین سے آرام کرو جان بچی	
	اب کسی اور سے پیغام کرو جان بچی
اور پیدا کوئی گلفام کرو جان بچی	
	اُسی کے عشق مین اب نام کرو جان بچی
	تم کرو مجھ سے گریز اور مین کرون تم سے نباہ
	اجی لا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ

آزاد - اخاہ - باباجی تو بڑے عاشق تن بگڑے دل معلوم ہوتے ہین - یہ کہیے پورے مکار پکے مردود - شعر شاعری مین برق ہین اور خیر سے اشعار بھی دو اسوخت کے یاد ہین -

عروس - اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم دونون کون ہو -
آزاد - ہم سب بتا دینگے - اب آپ فکر کم کیجیے -
عروس - ہمارے سامان سینگے تو کیا کرینگے -

پولیس والونکو خبر ہوئی تو معاً دوڑ پڑے باباجی کو آن کر دبوچا گرفتار کیا - آزاد اور جنٹلمین - دونون چوکیدار - باباجی اور پولیس والے روانہ ہوئے - اثنائے راہ مین تھانہ دار نے کہا - یہ باباجی اشتہاری مجرم ہین پارسال بھی اسی مقام پر ایک جوان عورت کو بیہوش کرکے اسکا زیور لیگیا تھا اور باندے مین ایک شخص کے ہان ٹکے اسکو اپنا چیلا بنایا - سات روز تک اسکے ہان رہے آٹھوین روز شب کو مال و اسباب لیکر چلدیے تو اب تک آتے ہی ہین - مگر وہ بھیڑیا دھسان خلقت ہے کہ الامان الامان - ایک دفعہ انکا حلیہ لکھکر آیا تھا - دوسری مرتبہ پھر اشتہار چھپا تیسری دفعہ پھر خبر آئی کہ ایک فقیر نے جسکی یہ شکل یہ صورت یہ قد و قامت ہے فلان مقام پر ایک لودھے کے ہان آگ لگادی اور اسکی جورو کو کہ ازبس جمیلہ و خوبرو ہے مع زیور کے بھگا لیگیا اور کئی ہزار کے تمسک بھی اڑا دیے یہ لودھا ہاجنی کرتا تھا اب آج پکڑے گئے -

آزاد - لیکن ضعیف الاعتقاد آدمیون کو ان حضرت کیطرف سے عقیدہ کم نہوگا وہ انکو خدا رسیدہ اور عارف باللہ ہی سمجھینگے سچ ہے -

شعاعے سے مکائد سے بلا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

تھانہ دار - کانپور سے دو کوس پر پوردہ ہے عین لب دریا ایک فقیر کٹیر مین پڑا ہے - ارد گرد پیپل اور برگد کے درخت ہین اس دلچسپ مقام پر ایک مرتبہ مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا ایک چوری کی تحقیقات کے لیے گیا تھا مینے زمیندار سے کہا کہ اگر بندوبست کردو تو مین آج یہین قیام کرون اسنے ایک چھولداری نصب کرادی تو مینے بڑے بڑے تماشے دیکھے وہ فقیر بڑا ڈیل جوان ہے - سرخ و سفید - بابا کاپریشر داس نام ہے بڑھا لکھا خاک نہین - گو کچھ کچھ جانتا ہے وہ بھی برائے نام مگر دور دور تک لوگ اسکے کمال کے قائل ہین پہلے ایک لالہ صاحب آئے ٹٹو سے اُتر کر فقیر کے قدمون پر گر پڑے اور دو روپے نذر کے دکھائے اور کچھ مکھو پرا پان قند مصری کے کوزے نذر کیے -

فقیر - مین نے اپنے آدمی سے آج صبح کو کہدیا تھا کہ لالہ صاحب آتے ہین سو آپ سچ مچ آہی گئے -

لالہ - بلہاری - مہراج چکر ورتی راج کر رہے ہو -

فقیر - فقیر کا بڑا گھر ہے ایک چکلہ دار نے ہمسے زبان بلائی تھی تو ہمنے فارسی اور عربی اور انگریزی اور پنجابی اور ہندوستانی اور بنگلے مین اُسکو جواب دیا - اُسنے کہا تم کیا پاکھنڈ کرکے یہان بیٹھا ہے ہمنے کہا بابا آجکے تیسرے روز پاکھنڈ نہ رہیگا سو بابا اُسکی کرنی تیسرے روز اُسپر زمیندار نے چڑھائی کی اور قید کرلیا -

لالہ - بان مہراج - فقیرون نہین تو برتھوی کیونکر تھمی ہے -

فارسی والا لکھتا ہے کہ ؎

رموے مقصود کہ شایان بدعا طلبیند	اسبش بندگی حضرت درویشان ہست

ہم تو انکی باتون ہی سے سمجھ گئے تھے کہ لالہ فارسی دانستی جی ہی داجی جانتے ہین - خیر شام کو سنا کہ لالہ صاحب اپنے کسی دشمن کے قتل کی فکر مین ہین اور باباجی سے تین سو روپے کا اقرار ہوا ہے کہ اگر دو مہینے مین منتر کے زور سے اُسکو نہ مار ڈالون تو فقیری چھوڑ دون لالہ صاحب شام کو روانہ ہوئے تو دو عورتین آئین ایک جو ان کوئی پندرہ سولہ برس کا سن دوسری بوڑھی - ان دونون نے باباجی کا بڑا شکریہ ادا کیا وجہ یہ کہ اُس بوڑھی عورت کا لڑکا بعارضۂ تپ دق سام

سخت علیل ہوگیا تھا بوڑھیا اُن پڑھ جاہل اُنکے پاس دوڑی آئی اور روئی ہاتھ جوڑے فقیر نے حسب معمول جاپ کی رکھ دیدی اور کہا کچھ کھلا دینا کچھ ادھر اُدھر لگا دینا عورت نے آدھی ہی رکھ چٹنی بیدرانی معالج تھی۔ صبح کو لڑکے نے آنکھ کھولی تپ کم ہوئی۔ عورت نے بیدکی محنت اور علاج کا تو مطلق خیال نہ کیا مگر یہ بات دل مین جم گئی کہ باباجی کی چٹکی اور دعا سے لڑکا اچھا ہوا فقیر نے بوڑھی کی خوبصورت لڑکی کے گورے گورے رخسار و نپر نبت پدری سے ہاتھ پھیرا اور کہا لڑکی تو مجھے مثل اپنی باپ چچا کے سمجھنا یہ دونون گئین تو اور عورتون کا ایک غول آیا انمین کئی عورتین تھین۔ مگر باباجی کی نظر ایک عروس عنبرین زلف زرین قبا آفتاب جلوہ ہی پر پڑتی تھی اور یہ سرشت باباجی کی نظاروبازی اور آنکھونکے اشارون اور توجہ خاص سے سمجھی جاتی تھی کہ بجولیان بنا ئینگی اور طعنے دینگی کہ اتنے بڑے پاکدامن باباجی زاہد و عابد بھی تجھپر ریجھ ہی گئے یہ پریزاد معشوقہ واقعی کا حسن و جمال تھی۔

دو لعلش زنبسم در شکر ریز	دو ہالش در تکلم شکر آمیز
بخندہ از شر یا نوری ریخیت	تمک از پستہ بر شور میر یخت
کشیدہ قامتے چون نارِ شمشاد	بہ آزادی غلامش سرو آزاد

ناصیۂ انور سے فروغ کوکب جمال نمایان تھا اور جبین مبین سے نور شمس کمال عیان۔ باباجی نے لاکھ ضبط کیا مگر نہ رہا گیا کہا مائی تو کسکی کنیا ہی اور تیرا بیاہ ہوا ہے یا نہین تو مہارانی ہوگی ہاتھ دیکھون اس پر سپر عنائی نے لجاتے ہوئے بہت نازک برمھایا باباجی نے ہاتھ مین ہاتھ لیا اور کہا بیٹی تو بہت اچھے گھر جائیگی اور بڑی عمر ہے اور تو راج کریگی۔ مین یہ سب سر دیکھ رہا تھا ایک شوخ و بے تکلف اُس غول مین سے بول اٹھی باباجی تمھاری نظر بڑی تو اسی پر پڑی۔ ہم اتنی بیٹھی ہین ایک سے بھی مخاطب نہوے آتا کہنا تھا کہ باباجی بہت خفا ہوے اور جلال مین آکر ہزارون بے تکی باتین کہین۔

الغرض وہ ناظورۂ مشتری خصال اُس سیاہ قلب مزدور کے دام تزویر سے محفوظ رہی۔

جنٹلمین نے اس ضلع مین ایک روز وہانکے علما و کملا اور لائق فائق آدمیونکے روبرو لکچر دیا جسکا خلاصہ درج ذیل ہے

اے اہل ہند اب تو اٹھو خوب سو چکے	پیدا کیا تھا تمنے جو کچھ سب تو کھو چکے
اب کیا رہا ہی جسپہ تغافل یہان تلک	دنیا مین نیم وحشی و جاہل تو ہو چکے

حضرات سامعین بڑے افسوس کا مقام کہ ہمارے ملک کا ادبار ہمارے قول فعل حرکات و سکنات چال ڈھال اور ہر قسم کی ترقی ملکی و قومی و علمی مین سد باب ہی اگر شعاع آفتاب لیکر بھی ڈھونڈھیے تو ساری خدائی مین ایسی ضعیف الاعتقاد قوم نہ پائیگا جیسی ہندوستان مین بستی ہی۔ ہندو اور مسلمان دونون اس سے بری نہین۔ اس کے کئی اسباب ہین۔

۱۔ عورتون کا جہل۔ افسوس کی بات ہی کہ ہمارے وطن مالوف کی نسوان پڑھی لکھی نہین ہوتین اور اُنکی جہالت ہماری ترقی کے ساتھ وہ کرتی ہے جو سانپ کا زہر انسان کی جان کے ساتھ کرتا ہی گنوار اُنکی عورتین تو خیر یہ کہکر بری ہو جائینگی کہ ہمارے میان باپ بھائی گانون کے مرد خود ہی اَن پڑھ ہوتے ہین تا بہ نسوان چہ رسد مگر جو اصحاب تربیت یافتگی اور لیاقت کا دم بھرتے ہین وہ اس جرم سے ہرگز ہرگز بری نہین ہو سکتے کہ اپنی مخدرات کو علم کی نعمت سے محروم رکھتے ہین۔ لڑکا ابتدا ابتدا مین عورتون ہی پر پرورش اور تربیت پاتا ہے اور پر ظاہر ہی کہ اگر مان تربیت یافتہ ہو تو لڑکا بھی بچپن ہی کی حالت سے اپنی لائق اور پڑھی لکھی مان کی تربیت یافتگی سے فیض پائیگا اگر ابتدائل مین لڑکا کسی گنوارن سے

سپرد ہو تو بجز اسکے کہ گنواری بولنے مین طاق ہو جاے اور کچھ نہ سیکھیگا ادب تمیز سلیقہ وہی عورتین سکھا سکتی ہین جو خود سلیقہ شعار اور باادب ہین - ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ذی لیاقت اور تربیت یافتہ میان اور غیر تربیت یافتہ جاہل بیوی مین محبت کیونکر ہوتی ہے -

راوی - جنٹلمین کے اس فقرے پر حاضرین مین سے ایک جاہل مطلق نے کہا (آپ اپنی جورو کو پڑھایئے مگر اوروں کو نہ ہدایت دیجئے) اسپر ایک شخص اُس جاہل کیطرف مخاطب ہو کر بولا (بیٹھے بیٹھے لکچر سننے دیجئے) اور جنٹلمین نے یون کہنا شروع کیا -

حضرات سامعین - اثنائے لکچر مین ایک بزرگ نے جھلا کر ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی جورو کو پڑھایئے مگر اوروں کو گمراہ نہ کیجئے - اسکے جواب مین مین دست بستہ عرض کرتا ہون کہ مینے ایسا کیا ہے اور تربیت یافتہ بیوی میرے نزدیک میان کے آرام و آسائش مزید کا باعث ہوتی ہے - علم شریف اہمل شی اگر میان بیوی دونون پڑھے لکھے ہون تو محبت باہمی کو ترقی حاصل ہو مگر اس ملک مین شیطان نے یہ بیڑا پڑھا دی ہے کہ ادھر عورت پڑھ لکھ سکی اور اُدھر اُسنے نامحرمونکے نام عشقیہ خطوط لکھنے شروع کیے حیف صد حیف کہ اس خیال خام و ہیچ کا ڈر ہوا جسکی فی الواقعی اصلیت نہین ہے ہم لوگونکے دلون مین ایسی جگہ کر لی ہے کہ الامان - الامان - یہ کہنا کہ عورتین بعد تحصیل علم یا زبان سے قدر دیدہ و دلیر دبیبا ہو جائینگی کہ غیر مردونکے نام عشقیہ مراسلت جاری کر دینگی علم و فضل پر حرف رکھنا اور روز روشن کو شب دیجور کہنا ہے - نیکنامی و بدنامی کا ایک مشہور مسئلہ ہے - ممکن ہے کہ تربیت یافتہ عورتون مین بھی کسیکی طبیعت بوجوہ چند و چند مائل بہ بدی ہو - کیونکہ کوئی فرد بشر بھی عقل سلیم سے بہرہ دافی ہے یہ نہین کہہ سکتا کہ حرف شناس ہونے یا کچھ پڑھ لینے سے انسان ہر حالت مین بالکل نیکنام ہی ہو جاتا ہے مگر پھر یہ قائم کرنا کہ تربیت و تعلیم عورتون کی طبیعتونکو بدکردگی محض غلط و بے سود کہانی ہے - یہ ہمارا ہی قصور ہے کہ ہم اپنی عورتونکو تربیت و تعلیم کی نعمت عظمیٰ سے بے نصیب رکھتے ہین اور اسکا نتیجہ قبیح یہ مستحق ہوتا ہے کہ وہ بچونکی پرورش اُنکو عوارض سے محفوظ رکھنے عمدہ عمدہ باتین سکھانے کی قابل نہین ہوتین - ان پڑھ عورتون سے یہ امید رکھنا کہ وہ ہمین وقت ضرورت اہم امور مین مشورہ دینے کے لائق ہونگی انتہا کی حماقت ہے اور ظاہر ہے کہ وہ میان جنکی بیویان بے مشورہ امور مین مشورہ معقول دینے کی لیاقت رکھتی ہین بڑے خوش نصیب لوگ ہین -

راوی - اسپر ایک صاحب نے کہا (ایسے ہی ایسے خیر خواہ ہندوستان مین دو چار اور ہون تو ملک ستیاناس ہو جائے)

جنٹلمین - افسوس صد افسوس آپ ہی سے بزرگوار ونکے خواب غفلت سے چونکانے کے لیے ان لکچرونکی ضرورت ہوا کرتی ہے -

سامع - بیشک آپکی رائے قابل صاد و داد ہے -

دوسرا - واقعی ہمارے ادبار کا بہت بڑا باعث یہی ہے کہ اس ملک کی عورتین غیر تربیت یافتہ ہوتی ہین -

تیسرا - مسلمانونکی پرانی کتابون سے ثابت ہے کہ پڑھی لکھی خاتونکی سلف مین بڑی قدر و منزلت تھی -

چوتھا - ہنود کے ہان بھی اکثر رشیون اور منیون کی مخدرات تربیت یافتہ ہوتی تھین چنانچہ لیلاوتی اور مکنی بی مشہور ہین -

جنٹلمین - مگر زمانے اور ادبار نے ہمین یہ گمراہ کیا کہ عورتون کی تربیت یا تعلیم کو ہم معیوب سمجھنے لگے گو سرکار کوشش ہو فور کر رہی ہے تاہم لوگ ذرا توجہ نہین کرتے اس سے زیادہ ادبار اور کیا ہوگا مگر ؎

غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را

انشاء اللہ ایک روز فائز المرام ہونگے -

حاضرین - انشاء اللہ جو ید یابندہ -

ہر چیز کہ دل بزان گراید | گر مدت کنی بدست آید

جھنگلین - ہم اُس روز جامے مین پھولے نہ سمائین جب ہم سنین کہ مسلمان شریف زادیان اخلاق کی چھوٹی چھوٹی کتابون کا مطالعہ کرتی ہین اور وقت کا ایک حصّہ اسی مین صرف کرتی ہین یا ہندو دون کی نوجوان عورتین اخلاق کے عمدہ عمدہ رسالون سے اپنے دلون کو نورنبخشتی ہین - مگر ہنوز دہلی دور ست عورتون کو چاہے ناقص العقل کہو چاہے مورد طعن بناؤ حقیقت حال یہ ہی کہ یہ سب مردون ہی کا قصور ہی اگر مخدرات ہندوستان تربیت یافتہ ہون تو ضعیف الاعتقادی نصف رہ جاے -

۲ - دوسرا سبب خاص ترقی ضعیف الاعتقادی ہندوستان کا یہ ہی کہ بچونکو لڑکپن ہی سے وہ وہ باتین سکھائی جاتی ہین جنسے بڑھکر بھی فضول خوف اُنکے دلون مین جاگزین رہتا ہے - لڑکا ذرا رویا اور اُسکی مان نے کہا وہ آیا ارے چپ چپ پکڑلیجائیگا کبھی اندھیرے سے ڈراتی ہین کبھی طرح طرح کی بولیان بولتی ہین اور دل مین خوش ہوتی ہین کہ بچہ سہم کے خاموش ہو رہا - مگر یہ نہین سمجھتین کہ اُسکے حق مین سم کی خاصیت رکھتا ہی -

۳ - سبب ضعیف الاعتقادی کی ترقی کا یہ ہی کہ جو جس نے گپ اڑائی اُسکو آمنا وصدقنا تسلیم کرلیا - فقرہ باز لوگ غضب کے ہوتے ہین - ایک روز اپنے ایک دوست کے مکان پر بیٹھے تو دو چار صاحبونکی زبانی اسطرح باتین سنین کہ دل ہی دل مین ہنسی آئی - ایک پنڈت بھڑی - دوسرا گانون کا ٹھاکر زمیندار - تیسرا اہیر - چوتھا ڈفالی -

زمیندار - مہراج بھلا ہاتھ دیکھنے سے عمر کا حال بتا سکتے ہو

بھڑی - کاہے نا ہین ہاتھ کی لکیر دنین سب لکھا ہے -

ڈفالی - (اپنا ہاتھ بڑھاکر) بھلا بتاؤ تو -

بھڑی - (ہاتھ دیکھکر) ستر برس بعد مرت ہے -

ڈفالی - میرا چھیالیسوان سال ہی تو کے برس اور رہین -

زمیندار - یہ نہ بتائینگے اتنا بتادیا کہ ستر برس کے سن تک تمھاری موت نہین ہے - ابھی چوبیس برس تک بے جوکھم ہے پھر چاہے ستر ہوین مین مرو چاہے بہتر کے ہوکے - چاہے اسی برس کے ہوکے -

اہیر - ہمرا بیاہ کب تک ہوییے مہراج -

بھڑی - (ہاتھ دیکھکر) دو ئی مہینے کے لگ بھگ -

راوی - اتفاق سے اِسکی شادی کو سوا مہینا باقی تھا بس یقین کامل ہوگیا کہ یہ بھڑی بڑا باکمال ہے اب تو زمیندار صاحب اور بھی خاطر کرنے لگے -

زمیندار - ڈپٹی صاحب کے ہان ہمارا ایک مقدمہ ہے پرشن تو دیکھو مہراج کہ جان ہے یا نہین جو جیت جائین تو کچھ کھلائین -

بھڑی - کوئی پھول من مین لیؤ اور رنگ بتلے دو -

زمیندار - ہان - اچھا ایک پھول لیا ہے -

بھڑی - دُبدھا نہ کرنا - بس ایک ہی بار لو -

زمیندار - ہان - ہان لیا - سفید رنگ کا پھول لیا -

بھڑی - (پوتھی کھول کے اور بڑبڑ کرکے) اچھا ہے -

زمیندار - (خوش ہوکر) جیت جائینگے بھلا -

بھڑی - بیچ کھیت - اس جیتو کہ سینک کھڑی رہے -

زمیندار - بس اب ہمکو یقین ہوگیا - مگر پرسون ڈپٹی صاحب بہت خفا ہوے تھے - کہ تم اسکول مین دو کتابین پڑھکر سکو دھمکاتا ہے اور قانون سکھاتا ہے -

بھڑی - کل ٹھنڈے ہوجائینگے - کردو پاس نہ آئے -

اہیر - مہاراج برکھا نا ہین ہوت ہے - ہے کچھ اپاؤ -
بھڈری - دس دن آسن مار کے بیٹھاؤن تو جل تھل ہو جائے
اہیر - واہ مہراج سب کا جلاے لیو -
بھڈری ٹھاکر کہین تو ہی سامنے والے مندر مین بیٹھون
زمیندار - بیٹھے بیٹھے سے کہہ دینگے سیدھا دے جایا کریگا اور
ایک آدمی خدمت کو رہیگا جو بارش ہو تو جی اُٹھون -
بھڈری - ایک سمان مین جل کا نام کہین نہین اور پرانی
سب بیا کل ہین رحیم مین تھا - بس جب دیکھا کہ مینھ کا کہین
پتا نہین اور اکال کے لچھن ہین تو ایک مہاجن نے ہمسے کہا
کہ مہراج کچھ بچو گ کرو - سو ہم بس بستر اٹھاے کے مرگ چھالا
اور مالا کی جاپ کرنے لگے اور دھوپ کے کہ مین پرتھوی ہر کو
پھونک دونگی - اور ہم جو پیڑ کے چھاے مین بیٹھے تو اٹھنا نہین
جانے - لوگون نے کہا مہراج چلکے تر دا ہے مین جاپ کر و ہمنے کہا
اب چھیڑ و مت دو دن اور ایک رات جاپ کیا پھر ایسی برکھا
ہوئی کہ سو کوس تک جل تھل تالاب ندی سب بھر گیا
اور دریا وُ ایسا چڑھا کہ چوگنا پاٹ ہو گیا -
اہیر - تو تو آج ہی سے لگا لگا دیو وُ -
زمیندار - آپ آج ہی سے فکر کیجیے - اگر کہین پانی برس
جاے تو پھر کیا کہنا ہے -
بھڈری - دیکھ لینا مہراج - آج بیٹھا دو دن پتون اور
مینھ برسنے لگے یہ کون بات ہے -

قصہ مختصر بھڈری نے سب مین مشہور کر دیا کہ مینھ
برسانے کی غرض سے بیٹھے ہین - اب بیچ کو سی لوگ چلے آتے ہین اور
مہراج بچ رہے ہین رات کو یہ شخص دس بجے سے صبح تک مزے
سے وندنا تا تھا اور صبح کو کہتا تھا کہ رات دن بلک نہین جھپکا تا

اور جھلا اُسکو باور کرتے تھے اتفاق سے چوتھے روز فی الحقیقت
ہوئی برسات کے دن تو تھے ہی مینھ کا برسنا تھا کہ لوگ کے
دلون مین اور بھی عقیدہ جگیا اور تب سے بھڈری جسطرف
نکل جاتا تھا لوگ بڑی تعظیم سے پیش آتے تھے -

جنٹلمین اسقدر کہہ چکے تھے کہ پرانے فشن کے ایک
بزرگوار جو یہ خیالات سنکر جھلا رہے تھے بگڑ اُٹھے اور ایستادہ
ہو کر باواز بلند کہا اگر ان سب باتون کا ثبوت نہ دو دن تو آج
سے پنڈت نہ کہیے - نام بدل ڈالون -
جنٹلمین - کیا آپ اِسکا ثبوت دے سکتے ہین کہ فلان
شخص نے مینھ برسا دیا -
پنڈت - فلان شخص نہین - ہم خود برسا سکتے ہین -
جنٹلمین - آپ فارسی خوان بھی ہین -
پنڈت - جی ہان مین پٹواری ہون - شاہی مین پنچانے
مین نوکر تھا -
جنٹلمین - اگر ان کل امور کا ثبوت آپ دین تو ہمپر
بڑا احسان ہو گا -
پنڈت - سنو صاحب تم لوگ اچھے بُرے نیکی بدی شیطان
دیوتا ایک کے بھی قائل نہین اور ہم حوالہ دیا چاہین کتب قدیم کا
ہمارے یہان لکھا ہے کہ کسی زمانے مین دو دو ہزار برس کی عمر ہوتی
تھی اور اب پاپ کے سبب سے اسقدر تنزلی ہوئی کہ اوسط زندگی
تیس چالیس بھی نہین پھر اب پانی زیادہ ہین یا پہلے تھے -

ہزار و صد و سیزدہ سالہ گرد	زمانہ ندید شش زمانہ بخورد

یہ رستم کی مان نے کہا تھا ایکہزار ایکسو تیرہ برس کا ہو کر مرا اور
اسکے نزدیک ابھی تک بچہ ہی تھا - تو جس زمانے مین پانی زیادہ ہو
اُس زمانے مین اگر ہم پرانی باتین کہین تو کون مانتا ہے

جنٹلمین - آپ کی تقریر کا نتیجہ دماغ حاصل ہی نہین معلوم ہوتا۔
پنڈت - ہم اگر سچے ہین تو جلتا بلتا تو ہاتھ پر رکھدو ہمارے ہاتھ کو ذرا جو کھونہ پہونچیگی - یہ فقط منتر کا زور ہے -
جنٹلمین - حضرات اس مین نہین چاہتا کہ کسی صاحب سے خاص اس مقام پر بحث ہونے لگے - ہان اگر ان صاحب کو دعویٰ ہے تو کسی رُوز لکچر دین اور لوگونکو جمع کرکے سب کے سامنے مینھ برسائین
ایک - آپ اپنا لکچر ختم کیجیے انسے کیا مطلب -
دوسرا - اور یہ امر واب مناظرہ کے بھی خلاف ہے -
جنٹلمین نے سلسلۂ سخن یون جاری کیا - ؎

سخن درست بگویم نمی توانم دید	کہ سیخ زند حریفان من نظارہ کنم

جسوقت ہم دیکھتے ہین کہ اور قومین ہمسے گوے سبقت لیجاتی ہین اور ہم روز بروز پست خیالات کے سبب سے تحت الثریٰ کو پہونچتے جاتے ہین ایک خاص باعث اس دربار کا یہ بھی ہے کہ شگون اور بدشگونی فال بد اور فال نیک کے ہلوگت دل سے قائل ہین ہنوز مین ساعت دیکھے بغیر کوئی باہر قدم نہین رکھتا ایک مرتبہ ہمارے دوست کے پاس صاحب مہتمم بندوبست کا ڈاکٹ آیا کہ عرضی تمھاری مورخۂ فلان تاریخ نظر سے گذری تمکو تکلیف ہوتا ہے کہ یکم تک حاضر ہو تو بہتر روپیہ ماہواری کی سند کلکٹری تمکو عطا کیجائے - اب سنئے کہ یکم کو دو روز باقی تھے اور چھ گھنٹے کا راستہ مگر ساعت تیسری تاریخ کی - پھر اُسنے لاکھ لاکھ سر پٹکا مگر جا نہ سکا - اسیطرح ایک سوداگر نامی کے ایجنٹ نے کلکتہ سے تار بھیجا کہ یہان کئی علاقے نصف قیمت پر بہت جلد بکنے والے ہین آپ اس تار کے دیکھتے ہی روانہ ہون لاکھون کا نفع ہوگا مگر ساعت نہ نکلی اس سبب سے وہ بیچارہ نہ جاسکا اور پھر اُسنے افسوس کے ساتھ سنا کہ اُسکے علاقے کے متصل ہی کسی علاقے کو کروڑون کے مول بک گئے - گھڑی بھر مین گھر جلے اور ڈھائی گھڑی کی بھدرا -

اسکے علاوہ اور بھی اکثر باتون مین نحوست اور سعادتکا خیال کامل رکھا جاتا ہی گھوڑا خریدا جائیگا تو سیکڑون شقونکے بعد فلان عیب کا گھوڑا سوار کو مار ڈالتا ہے اور فلان عیب کے گھوڑے سے مالک کی بیوی مرجاتی ہی اور فلان عیب کے گھوڑے سے دیوالہ نکلجاتا ہی مگر اُسکی ذرا بھی اصلیت نہین بھلا گھوڑے کے عیب کو انسان کی زندگی اور معاملات تجارت سے کیا واسطہ - ہان اگر کاٹ کھاتا ہو یا سوار کو جمنے نہ دیتا ہو تو البتہ اس قسم کے گھوڑے کا خریدنا یا اسپر سوار ہونا غلطی ہے - ستارونکے اثر کو انسان کے معاملات مین ہم لوگون نے اسقدر دخل دیدیا ہے کہ الامان - الامان - ایک دقیانوسی کے سوال -
دقیانوسی - بھلا صاحب لوگ ان باتونکو نہین مانتے -
جنٹلمین - مطلق نہین - بالکل ذرا بھی نہین -
دقیانوسی - اور ہمنے اپنی آنکھونسے دیکھا کہ جہان گھوڑے کو منحوس پایا فوراً گولی ماردی - کہا دل ایسا گھوڑا منحوس -
جنٹلمین - یہ آپ کی غلطی ہے -
دقیانوسی - واہ آپکے کہنے سے نہ ذرا سی انگریزی پڑھی اور بس پدرم سلطان بود - ؎

آدمی را بچشم حال نگر	از خیال پری دوی بگذر

جنٹلمین - مین عرض کرون سبب اسکا یہ -
دقیانوسی - اچھا تو اُسنے گولی کیا سمجھکر ماری -
جنٹلمین - تو عرض تو کرتا ہون بندہ نواز آپ جب کہنے بھی دین -
دقیانوسی - آپ اگر اسکا جواب دین تو شاگرد ہوجاؤن -

جنٹلمین - گھوڑ دوڑ مین گھوڑا گرا ٹانگ ٹوٹ گئی صاحب نے گھوڑ دنکے ڈاکٹر کو بلوا کر دریافت کیا ہوگا کہ اسکا علاج ہے یا نہین دقیانوسی - نہ کسی کو بلوایا نہ کچھ جی -

جنٹلمین - اچھا صاحب خود واقف ہوگا کہ اب ٹانگ اچھی نہین ہوسکتی - سوچا کہ تین ٹانگ کا گھوڑا کس مصرف کا گولی ماردی -

دقیانوسی - واہ یہ سبب نہ تھا -

حاضرین - بیشک یہی سبب ہوگا -

جنٹلمین - خیر اس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے - اب سنیئے کہ چوراہے پر صدقہ رکھنا بھی ایک بہت بڑی بھاری غلطی ہے اور اکثر لوگونکو شک کی جگہ یقین ہے کہ بعض عورتون پر شہزادے جن - سید - پیر آتے ہین جمعرات کے دن ڈومنیان بلائی جاتی ہین اور وہ سر پر کھیلتے ہین اور گھنٹون تک چھو چھار ہا کرتی ہے مگر اصل مین دیکھیے تو سب بچر - ہزار ہا آدمی اسکے قائل ہین اب دربار کا کیا علاج ہے بجز اسکے کہ زمانے پر چھوڑ دے لیکچر ختم ہوا - دو چار دن بعد ایک روز جنٹلمین کسی گانون کیطرف جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر واقع تھا نکلگئے تو کیا دیکھتے ہین کہ پچاس ساٹھ عورتین ملکر گاتی ہوئی کھیتون کیطرف جارہی ہین -

جنٹلمین - (ایک مسافر سے) کیا آنکے ہان آج کوئی تقریب ہے -

مسافر - جی نہین حضرت - چری کو نکلی ہین -

جنٹلمین - کیا چری اور چرائی کیسی -

مسافر - حضور جن دنونمین ہوا خراب ہوتی ہے یا پانی وانی نہین برستا تو عورتین چری کو نکلتی ہین اور گاتی جاتی ہین کہ -

کالی لوٹ سے بچار نہونا ہین برست کہار	

چالیس چالیس پچاس پچاس کا غول نکلتا ہے کھیتونمین پہنچکر جلے کپڑے جا کے پوجا کرتی ہین مالن پوجا کراتی ہے - اسکے بعد بھونری سینک کے گڑ کے ساتھ کھاتی ہین - انکو یقین واثق ہے کہ اس تدبیر سے ضرور بارش ہوگی مگر یہ سب ڈھکوسلا ہے - جو عورتین چری کو جاتی ہین وہ ادھر ادھر سے پیسے مانگتی ہین اور جو کچھ ملتا ہے اسمین کچھ تو مالن کو دیا جاتا ہے اور کچھ بھونریون اور گڑ مین صرف ہوتا ہے -

جنٹلمین نے دیکھا کہ ان عورتون نے پوریان اور پوے تلے اور تباشے منگائے اور ایک بکرا منگوایا وہ دیبی کے نام پر قربان کیا قربانی کے بعد بکرا پکایا گیا - جو گوشت نہین کھاتی تھین انھون نے پوریان کھائین - باقی نے گوشت اور پوری -

جنٹلمین نے کہا انمین اکثر کمسنین بھی ہین - بھلا کمسنون اور بوڑھون کے خیالات مین کچھ فرق ہوگا یا نہین مسافر نے کہا حضور ایک بات پیدا کرلی ہے اور انمین جیسے خیال بوڑھی عورتون کے ویسے ہی جوانون کے ہین -

جنٹلمین - انسے جو شکایت کرے وہ گدھا - انکی عقل کتنی یہ سمجھتی ہین کہ اگر دیبی کی خوشامد کرین تو شاید خوش ہوکر مینھ برسا دے یا مصیبت دور کردے گانون کی رہنے والیان ان پڑھ اعزا اقربا پاس پڑوس رہنے کے باشندے سب جاہل عقل کا نام کو سون نہین فہم کا منزلون پتا نہین اردگرد کس لطف کے ساتھ مل مل کے گاتی ہین سب کی سب سفید کپڑے پہنکر پاک صاف ہوکے بن ٹھن کے آئی ہین اب اسوقت انکے قریب کوئی فکر نہین آسکتی یہ سب سے بری اور محفوظ ہین -

مسافر نے کہا جن دنونمین مینھ نہین برستا لونڈے لاڑے بھی

خوب غل مچاتے ہین۔

پر سو رام چھڑاکے سے	بڑھیا مر گئی فاقے سے

جنٹلمین۔ یہ فقرہ بھی سنا ہے۔

ایک شخص نے جنٹلمین سے کہا۔ وہ آپکے ساتھ انگریزی لباس پہنے ہوے اسٹیشن پر کھڑے تھے اُنکو آپ نے پہچانا جنٹلمین نے کہا جی نہین۔ مین نے اُنسے نام دریافت کیا تو عبداللہ نام بتایا اور مجھسے اسقدر کہا کہ مین مصر سے آتا ہون اور اپنے وطن جاتا ہون۔ وہ اُسوقت سوار ہی ہونے کو تھے کہ یہ خبر سُنکر رک رہے اُسنے کہا حضرت وہ بڑے شخص تھے مجھسے آج صبح کو ایک پنساری نے کہا کہ چودھری صاحب مین انکو جانتا ہون وہ جو اسٹیشن پر ساتھ تھے

جنٹلمین۔ کیا بتایا کیا۔ تم تو پہیلیان بجھواتے ہو۔

چودھری۔ آزاد پاشا ہین۔

جنٹلمین۔ اہاہاہا۔ دیکھا مین کہتا ہی تھا کہ ہون نہ ہون آزاد ہون۔ اُنکی تصویر کئی اخبارون مین دیکھی ہے۔

چودھری۔ اور مجھے معلوم ہو تو بے دعوت کیے ہرگز نہ جانے دون مگر خیر اتفاق بہت بڑے نامی آدمی ہین۔

جنٹلمین۔ مجھسے ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی مگر خیر مین نے اُنسے ثریا بیگم کا کل حال بیان کر دیا۔ مجھے کیا معلوم کہ یہ آزاد ہین اور وہ بھی کھود کھود پوچھنے لگے۔

چودھری۔ ثریا بیگم کون وہی جو نواب سنجر صولت کو منسوب ہین۔

جنٹلمین۔ جی ہان وہ آزاد کے نام پر جان دیتی ہین۔

چودھری۔ تو ایسا ہو کہ سنجر صولت سے جھگڑا ہو جائے۔

جنٹلمین۔ جی نہین اب وہ معاملہ ہی۔ مجھے خوب یاد ہی جسوقت مین نے اُسکے حسن کا حال بیان کیا اور سراپا کھینچا تو آزاد نے آہ سرد کھینچکر شعر پڑھے تھے اور وہ شعر مین نے لکھ بھی لیے ہین۔

خدمتگار سے کوٹ منگوایا اور یہ اشعار سُنائے۔

دورۂ صدر و در گرفت آہ جگر خراش من	گشت مقام جبرئیل مسکن و بود و باش من
حضرت عشق ہر دم می نشوی برای چہ	آہ کجا شدی تو لے مرشد خیال فاش من
نکہت جام باد دہ چیست غیر نسیم روح	ناز کنان شام جان موجب انتعاش من
بگذر و از نجا خرام میل صنم پرستی آہ	کیست بجز خیال دوست آذر تراش من

دوش بحسرتم مسیح گفت شعاع آفتاب
ہست جلال سطوتش باعث ارتعاش من

اور یہ کہکر کسیقدر آبدیدہ بھی ہوے مینے یہ بھی کہا کہ آزاد پر جان و دل سے عاشق ہی اور آزاد کے نام پر جوگن ہو گئی تھی۔ سب چپ چاپ سنا کیے۔ ہمین اطلاع بھی نہین دی مگر ہمارے اُنکے خیالات بالکل ایک ہین ذرا فرق نہین۔

چودھری۔ جی ہان۔ آپ ہندو دون مین کافر و مسلمانون مین دونون بے دین۔ آپسے کیون نہ اتفاق رائے ہو۔

کبوتر با کبوتر باز با باز	کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

نماز پڑھتے بھی کبھی انکو دیکھا۔

جنٹلمین۔ دو دن ساتھ رہا تین بار ہمارے سامنے نماز پڑھی۔

چودھری۔ لوگون کے دکھانے کے لیے۔

جنٹلمین۔ ضعیف الاعتقادی کے تو وہ جانی دشمن ہین۔

چودھری۔ دماغ خشک ہو گا بس یہی سبب ہے۔

جنٹلمین۔ تم مسلمان ہو کے اگر چیچک کے دفعیہ کے لیے ٹاکن بلاؤ یا ہم ہندو ہو کر عشرے کے دن شربت پلائین تو

فسانہ کیا کہیگا یا ہنود کے مذہب پر قائم رہیگا مسلمانون کے
مذہب پر یہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کے کیا معنی - تعالی کے
لیکن جو عمل یقین غرض کہ اچھا بھلا نسادے گئے اب شکایت کرونگا
جنٹلین کو معلوم تھا کہ آزاد پاشا بمبئی مین مرزا صاحب کے
مکان پر مقیم ہین - انھون نے فوراً خط لکھا کہ آپکے دوست
اور عزیز آزاد پاشا سے مجھے ملاقات ہوئی مگر افسوس ہے کہ
انھون نے اپنا نام مجھسے مخفی کیا - آپ براہ عنایت انکے
پتہ سے مجھے اطلاع دین -

چودھری صاحب نے کہا جب آزاد ایک نواب صاحب
کی سرکار مین تھے تو مجھسے بڑی ملاقات تھی مگر تب یہ بات
حاصل نہین تھی اب اسقدر نام برآوردہ اور مشہور ہوے ہین
کہ تمام ہندوستان انسے واقف ہے ہم ایسونکو کب پوچھتے ہین
ایک روز نواب صاحب کے ہان دور چلا تو معاذ اللہ مجھے
اسقدر نشہ تیز ہوا کہ الامان - دوسرے روز آزاد سے
ملاقات ہوئی تو کان مین یہ شعر پڑھا - ؎

رخصت از بہر تفرج بدر صومعہ گش	انیقدر معتکف خانہ رخمار مشو

بس مین چپکا ہو رہا ع

کا ٹو تو لہو نہین بدن مین	

الغرض جنٹلمین نے اپنی عمر کا ایک حصہ اسی مین صرف کیا کہ
ضعیف الاعتقادون کو تلقین کرین اور مکارون اور عیارون
کی مکاری اور دام تزویر سے بچائین - ہندوستان کے مختلف
حصون مین سیر کے لیے گئے اور جو کچھ تجربہ حاصل ہوا وقتاً
فوقتاً اخبارون کے ذریعے سے اسکو اشاعت دی اردو مین
مختلف رسالے چھپوا کر شائع کیے اور ہزارون آدمیونکو
چاہ ضلالت سے نکالا - ابتدا ابتدا مین لوگونکو انسے بہت کم ہمدردی

تھی کیونکہ یہ جاکٹ پتلون ڈانٹ کر غرور کے ساتھ پھرا کرتے
تھے مگر جب سے انگریزی لباس کے ساتھ انھون نے انگریزی
خیالات تعلیم بھی ظاہر کیے تب سے انکی بڑی قدر ہونے
لگی اور عوام انسے بدرجۂ غایت خوش ہوے - ثریا بیگم کے
بیان سے آزاد کے دلون پر انھون نے سانپ لٹائے

معشوقۂ نسرین بدن نا ظورہ پستہ دہن ناز آفرین -
نازک اندام پولینڈ کی شاہزادی گلفام کی حسرت دیشانی -
اور صدہا بیگناہون کی مصیبت دیرینانی ؎

دل لگانا بہت آساں ہے پہ دشوار نباہ	عیش آغاز مین انجام کو ہے نالہ و آہ
دایم نہار نہین رہتا ہے قابو واللہ	صبر و ہوش و خرد و عشق مین ہیں تین گواہ

	عدد عشق سے جب تنگ کا ہے لفظ عیان
	معنی تنگ ہین مشہور عیان راچہ بیان

خوبرو گر نظر آئین تو نہ ہین مجھ بیتاب	اور اگر بات کرین ہے نہ حسینونکو تاب
جاے ہو تو پھر کوچہ بہانان سے شتاب	عشق انگیز کبھی پاس نہ رکھے اسباب

	ہو مرتفع جو حسینون کا تو کرے فی النار
	عاشقانہ نہ پڑھے بھول کے شعر و اشعار

اغید زہرہ تمثال شیرین جمال نورس نہال گلزار خوبی
و گل سرسبز بوستان محبوبی فرخندہ خو عنبرین مو یعنی پولینڈ کی
نوخیز شہزادی تازہ رو کہسار فلک شکوہ و عظمت بارے دامن
کوہ کے لالہ زار پر بہار کا مشاہدہ کرتی تھی - نور کا تڑکا - صبح کا
سہانا سماں - پنجرون مین مرغان خوشنوا غزہ نخوان ہمکدیگر
جہان آفرین مین رطب اللسان و غدہا البیان ہر سمت طیور
خوش آہنگ کی ترانہ سنجی بلند تھی ہر طرف مسرت و نشاط
افزا لہر و نشاط پھولونکی مست کرنیوالی بوے فرحت فصل
گل اور موسم دلکش ؎

چشم نرگس میں عشق کی ہر دم دیکھ بہار — ہے کہ تھی ہر شاخ پہ فغان ہزار
سبزۂ خط خ خطان تاتو طوبیٰ شجار — خضر کے دل کو بہا لیگئی موج انہار

شور گلبانگ ہوا صاف صدائے قلقل
دل بلبل پہ ادھر شور نمک خندۂ گل

پچاس ساٹھ ماہر نو عمر گلبدن خادمہ خوش سلیقہ ادھر ادھر لڑکے والوں کے بٹھا دی تھین کہ ذرا اشارہ ہو تو خدمت بجالائین نہین سولہ سنگار کرکے روشون مین ادب کے ساتھ استادہ شہزادی پاکیزہ مشرب مہر سیما کبھی مرغان جادو نوا کے خوشنما پنجرونکے قریب جاکر چہکارکے خوش ہوتی تھی کبھی سبزۂ نو دمیدہ کی لہک سے آنکھ نکو ذوق بخشتی تھی پھولونکی بھینی بھینی بو باس پر یہ طرہ ہوا کہ پندرہ بیس حسین عورتین زرق برق لباس زیب بدن کیے ہوے ہاتھون مین دستبو اور عطر لیے ہوے ہوا کے رخ کھڑی تھین اور جھونکے کے ساتھ بہشت کی لپٹین آتی تھین۔ ؎

بھینی بھینی وہ ہوا اور چمن کی وہ بہا — اور گلونکی وہ شگوفونکی وہ ایک سمت قطار
ہو نسیم سحری جسپہ دل جانسے نثار — نور کی برستھی روشن تھا وہ سارا کہسار

تھے جنگیرون مین کہین ہار کہین گلدستے
تھے کہین جام بلورین کہین کنٹرمے کے

مہوش ناوک گاہ شہزادی کج کلاہ چلبلے پن کے ساتھ قصر صحنچے مین آئین آرام کرسی پر جو ازبس بیش بہا خوشنما تھی متمکن ہوئین اور ایک خادمۂ جمیلہ سے باتین کرنے لگین۔

شہزادی۔ آج بدلی اور گھٹانے کہسار کو ایسا پر فضا کردیا ہے کہ سبحان اللہ سامنے دیکھو مورپلے کس مستی کے ساتھ مصروف رقص ہین۔

خادمہ۔ حضور ابر پر بھی دل وجان سے عاشق ہین۔

شہزادی۔ چکور شعلے پر۔ بلبل گل پر۔ پروانہ شمع پر اور خادمس پر بھاری پر جان دیتا ہے اکثر کتابون مین اسکا ذکر دیکھا ہے۔

خادمہ۔ اپنے اپنے معشوق کو سب چاہتے ہین انسان ہو یا حیوان۔

شہزادی۔ تم بھی کسی پر عاشق ہو کسی پر دل ہے یا نہین۔

خادمہ۔ (گردن نیو ہڑاکر) حضور سے مین بے ادبی نہین کرسکتی ہون۔

شہزادی۔ کئی دن سے دیکھتی ہون کہ ذرا اٹھلاکے چلتی ہو۔

اتنے مین دوسری خادمہ آگئی جسکا لڑی نام تھا شہزادی اسکی طرف مخاطب ہوکر بولی۔ لڑی سچ کہنا۔ چندروز سے انکے مزاج مین ذرا البیلا پن آتا جاتا ہے یا نہین۔ لڑی سکر آکر خاموش ہو رہی مگر جب دیکھا کہ سرکار اسوقت چہل ہی پر آمادہ ہین تو بے دانتون کہا حضور اب اٹھتی جوانی ہے نہ۔ اتبو البیلے پن کے انکے دن ہی ہین یہ البیلی نہونگی تو کون ہوگا۔ ؎

جان عشاق یہ شوخی تری آفت ہوگی — اتبو فتنہ ہے کوئی دن مین قیامت ہوگی

ایک وہ دن تھا کہ اٹھلانا اور چمکنا اور سنورنا جانتی ہی نہ تھین اور اب تو ہر دم ناز کی مین گرفتار رہتی ہین جب دیکھو بنی ٹھنی کسی سے آنکھ لڑی ہے بے اسکے یہ بات پیدا نہین ہوسکتی۔ ؎

واقف رمز کنایہ نہ مری جان تھی تو — سیدھی الٹی نہ سمجھتی تھی تو نادان تھی تو

اور اب خیر سے ہم ایسے بیس کو راستہ بتائین۔

شہزادی۔ (خادمہ سے) کیون اب تو قلعی کھل گئی۔

خادمہ۔ حضور یہ اپنی بیتی سنا رہی ہین اور کیا کہون۔

شہزادی۔ دل دے تو ایسے کو جو دلدار ہو۔ جو احسان مانے مگر لاکھ دلدار ہو مسافر سے محبت کرنا اور مسافر پر مرنا بڑی غلطی ہے کبھی جھوٹے سے مسافر و نسے بات بھی نہ کرے (آبدیدہ ہوکر) آن کا کون ٹھکانا۔

لزی - حضور از برائے خدا اسطرف خیال ہی نہ کیجئے
شہزادی - لزی - بھلا تمکو یقین ہو کہ کسی دم بھی مین اس مسافر کو بھولتی ہون جسکے سبب سے میرا دل بنجیر تیر الم ہے ؎

صد شعلہ جنون ریخیت با شفتہ سرما | از دیدہ سر جان کہ بخون جگر ما

ایک وہ دن تھا کہ اُس جوان عنا کے دکھانے کی غرض سے دن بھر مین سو جوڑے بدلتی تھی کہ شاید کوئی چھب کوئی ادا اُسکو بھائے شاید کسی ڈھب سے سونے کی چڑیا ہاتھ آئے ہر دم بناؤ سنگار کے پیچھے دیوانی بنی رہتی تھی کہ اگر یہ جوان زیبا شمائل وجیہ و کم عمر عاشق ہو جاے تو مزے مزے زندگی بسر ہو مگر ؎

یہ حسرت ہی رہی کس کس مزے سے زندگی کٹتی | اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

خادمہ - یہ کار ایک آپ ہی نہین حضور سارا زمانہ رُوتا ہے ؎

یہان جنت کی فضا سبزہ بیگانہ ہے | باغ عالم مین اسی گل کا اب افسانہ ہے

لزی - بھلا کسی اخبار مین بھی حضور نے اُنکا حال کچھ پڑھا -
شہزادی - ہان اسقدر معلوم ہوا کہ بندرگاہ بمبئی مین خیر و عافیت سے داخل ہو گئے مگر ایک خط تک نہ بھیجا ہاے ستم ہے کس نا آشنا کو دل دیا چار دن کی چاندنی تھی کبھی اُنکا روٹھنا ہمارا منانا کبھی ہمارا روٹھنا اُنکا منانا ؎

عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ مین ہے | کہان ملاپ مین وہ بات جو بگاڑ مین ہے

مگر - ع -

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

لزی - حضور اگر پتا معلوم ہو تو آپ ہی کوئی خط بھیجیے -
شہزادی - واہ جواب کے انتظار مین اور بھی جان کھوؤن -
لزی - ایسی بات نہین ہے - جواب آئے اور پھر آئے -
خادمہ - خدا تمھاری زبان مین برکت دے -
شہزادی - خط بھیجنے کو بھیجون مگر انتظار جواب سے بدتر ہوگا اور جبتک جواب آئیگا مثل ماہی بے آب تڑپتی رہونگی اور کل جو کوشش کرتی ہون وہ الٹی ہی پڑتی ہے - ؎

موت مانگون تو ہر آرزو خواب مجھے | ڈوبنے جاؤن تو دریا بھی نہ یاب مجھے

لزی - اچھا حضور اپنے نام سے خط نہ بھیجین - مین اپنی طرف سے لکھون اور بھیجون اسمین آپکا حال شرح و بسط کے ساتھ درج کردون -
شہزادی - ہان اُسمین سبکی یا در توہین بھی نہین ہے -
لزی - تو مجھے اب اجازت ہو نہ - مین طول طویل خط لکھونگی -

ادھر یہ باتین ہو رہی تھین - ادھر کوہسار پر قصر ارفع کے قریب ایک نیا گل کھلا - دو سوار مسافر کی صورت بنائے ہوئے آئے ایک ایرانی کپڑے پہنے تھا دوسرا روسی - گھوڑون پر سے اترے گھوڑے درخت کی شاخون سے باندھے - ایرانی نے زین پوش سبزے پر بچھایا اور روسی ایک درخت کے تنے پر بیٹھا ایرانی نے مالن سے فارسی زبان مین کہا کہ ہمین تھوڑا پانی پلاؤ اسوقت ہم بہت پیاسے ہین - وہ اُنکی بولی نہین سمجھی - جوش جوانی کے غرور سے چتون تیکھی کر کے شوخی کے ساتھ دوسری روش مین چلی گئی تو روسی نے اپنی زبان مین سمجھا دیا کہ نیکبخت پیاسے ہین انکو پانی لا کے پلا دے - مالن اٹھلاتی ہوئی چلی - ایک قیمتی گلاس مین آب سرد لائی - ایرانی نے پانی پیا اور عجمی لہجے مین یہ غزل گانے لگے -

اے عشق قطع کردہ رہ سلسبیل را | از ما سلام شوق رسان جبرئیل را
پیوستہ آہوان حرم یاد می کنند | آن اولین زمان بنای خلیل را
نازم بقدرت تو کہ حیران نمودہ است | عقل و قیاس و وہم و خیال و دلیل را
لعنت بجاے چشمۂ آبحیات باد | از ما دعاے خیر رسد سلسبیل را

از زیر دست ہیچ زبردست کندہ شد
نشنیدہ اید قصۂ اصحاب فیل را

اس نغمۂ بیدی کی آواز جو محل مین گئی تو شہزادی بلقیس و قا
نے متحیر ہوکر ایک کنیز باتمیز سے پوچھا یہ کون ہی۔ کچھ عجب طرح
کا گانا ہی لونڈی نے خدام سے دریافت کیا اُنھون نے دست
بستہ عرض کیا سرکار دو سوار مسافر آئے ہین کہتے ہین کہ ہملوگ
بہت تھکے ماندے اور شل ہین اگر اجازت ہو تو یہان دم بھر آرام
کرین اور سہریان مانگتے ہین۔ شہزادی عالی ہمت نے
جھروکے سے اُنکو دیکھا کہا شکل صورت وضع قطع سے شاندار
اور رئیس معلوم ہوتے ہین اُنکے آرام کے لیے کل سامان
مہیا کردو۔ اسی دم بمجرد استماع حکم خدام باادب نے سامان
راحت مہیا کر دیا۔

ایک چلبلی اور شوخ طبع غنچہ دہن مالن روسی جوان خوش اندام
گلفام فراخ سینہ بالابلند پر ایسی رنجھی کہ بار بار اسکے قریب سے
چمک چمک کر جانے لگی۔ روسی سمجھ گیا کہ یہ زن نازنین مہ جبین
میرے گل رخسار تابان پر مثل بلبل عاشق ہی ایک دفعہ اشارے سے
بلایا اور ایک گھنی جھاڑی مین جو خس و خاشاک سے پاک
اور نہایت صاف ستھری تھی ہری ہری دوب پر بیٹھ کر
بے غل و غش ہمکلام ہوا۔

روسی۔ تم کسکی نوکر ہو اور یہ پہاڑ پر کسکی عالیشان عمارت
ہی عجب دلچسپ مقام ہی۔ جی چاہتا ہی کہ تمام عمر یہین رہون۔

نازنین۔ اب کسی دروقت باتین کرونگی ہماری سرکار دیکھینگی
تو بدظن ہوجائینگی اور تمھارے لیے بھی اچھا نہین ہی۔

روسی۔ آپکی سرکار کا سن شریف کیا ہی۔ ہین رنگین مزاج
چمن طبع یا بالکل روکھی پھیکی ہی ہین۔

نازنین۔ دیکھو سرکار کی نسبت کچھ نہ کہنا ہمین جو چاہے سو کہو۔

روسی۔ تم اسوقت وحشت کی کیون لیتی ہو۔ دو سو عورتین کام
کرنے کے لیے حاضر ہین تمھاری پکار ہوگی نہین اور یہ مقام
گنجان اور سایہ دار ہی کسی کو کانون کان خبر تو ہوگی نہین کہ
یہ کیا باتین کر رہی ہین۔

نازنین۔ مسافر سے محبت کرنا اپنے دل کو دکھانا ہی۔ ہماری
سرکار اب پچھتاتی ہین کہ یہ کیا کیا مگر تیر از کمان جستہ کا معاملہ ہی۔

روسی۔ کیا اُنکا بھی کسی پر دل آیا ہی ہمسے اُنکا حال تو بیان کرو
یہ ہین کون۔ کیسکے ساتھ شادی ہوئی ہے یا بن بیاہی ہین۔

نازنین۔ شادی برائے نام ہوئی ہی جسکے ساتھ شادی ہوئی ہی
وہ مفقود الخبر ہین اور اگر یہان کوئی شخص اُسکا نام زبان پر لائے
تو روسی جاسوس گرفتار کرلیجائین آزاد پاشا کا نام سنا ہوگا
ایسا خوبصورت جوان بھی نہین دیکھنے مین آیا بس کلیجہ سا اُسکو
میدان جنگ سے گرفتار کرلائین اور وزیر جنگ نے حکم دیدیا کہ
سیر یا بھیجدو۔ دریا کے اس پار آئے ہی تھے کہ شہزادی
نے انکو گرفتار کرلیا اور کچھ دن کے بعد اُنسے شادی ہوئی۔

روسی۔ ہان! ہمکو اس معاملہ کی خبر ہی نہین ہوئی۔

نازنین۔ سارے زمانے بھر مین مشہور ہی۔ بس جب۔

روسی۔ (بات کاٹکر) ہوگا کچھ ہمکو اس جھگڑے سے کیا سرکار
اب یہ بتاؤ کہ اگر ہم ساتھ لیجائین تو چلو یا نہ چلو۔

نازنین۔ ہم تو شہزادی کے خانہ زاد ہین۔ ہان اگر تم یہ اقرار
کرلو کہ یہانسے باہر نہ جاؤگے تو ہمین کچھ عذر نہین ہے۔

روسی۔ اور کھائینگے کیا۔ اگر نوکری ہوجائے تو ہرج ہی کیا ہے۔

نازنین۔ اسکی مین مدار ہون جسدن شادی ہوئی اسیدن
سے تمھارا اسم ہوگیا۔ کھانا سرکاری لباس سرکاری مکان
سرکاری خرچ ضروری ملا کریگا۔

روسی۔ واہ پھر کیا پوچھنا ہی تمھاری سی دلبر ہمخوابہ اور یہ آرام

پھر اگر چھوڑ کے چلے جائین تو ہمسے زیادہ بیوقوف اور کون ہے
نازنین - ایسا نہو کہ قول بھول جاؤ جسطرح آزاد پاشا
بھاگ نکلے اسی طرح تم بھی بھاگ جاؤ تو مفت مین ہماری جگ ہنسائی
اور جگت ہنسائی ہو اور تمام عمر ہمکو اس رنج مین جلاؤ۔
روسی - قول جان کے ساتھ ہی۔ اقرار کرکے بھولتے کوئی دن
ہونگے اور تم خود ہی غور کرو کہ ہمارا اسمین کیا نقصان ہی۔
نازنین - سچ کہون جسوقت سے مینے تمکو دیکھا ہی ہزار جان عاشق
زار ہون - جان جاتی ہی مین اسوقت جانپر کھیل کے آئی ہون۔
روسی - دل کو دل سے راہ ہی۔ یون تو یہان پر خانہ ہے
ایک سے ایک بڑھکر آفت جان بلائے بیدرمان مگر تمھاری
ادا اور حسن وصفا اور شوخی نے دل کو بے قابو کردیا۔
یہ مژدۂ بہجت خیز سنکر نازنین ہزار جین سے باغ باغ ہوگئی۔ ؎
بلبل کو طیرب نہو ہر گز بفصل گل — غنچون کو شگفت مین ہوتی ہی بہ دم
تمری کو نہیل سرو کی تہی نہو خوشی — آہو کو یہ سرور نہوئے بوقت رم

حضرات ناظرین - ساری خدائی پر روشن ہی کہ روسی
جاسوس بڑا کے آدمی - غضب کے پتلے انتہا کے شریر اور عالی دماغ
ہوتے ہین اور وضع اور لب و لہجہ بدلنے مین تو انسے گوے سبقت
لیجانا امر محال ہی اس فن کے بادشاہ ہین یہ روسی ذات شریف
واللہ اعلم کون ہین مگر ہم انکی چالاکی کے قائل ہین کہ کس
خوبصورتی سے آزاد کے معاملات مین بے غرضی ظاہر کر رہے
ہین - نازنین نے ذکر چھیڑا ابھی تو کسیقدر حال سنکر بات ٹال
دی گو یا بالکل واسطہ ہی نہین اور اس لگاوٹ بازی کے سمجھتے
کہ زن زہر جبین کو باتون باتون مین اپنے بس مین کر ہی لیا۔
اب سنئے کہ انسے بحث و بیز کرکے اس زن عابد فریب نے ٹھان لی
کہ شہزادی سے اسکا ذکر نہ کرے۔ مگر سوچی کہ پہلے انکے
حال سے آگاہی ہو پھر تذکرہ کرون پوچھا تم کہان کے رہنے والے ہو
اور پیشہ کیا کہتے ہو روسی نے کہا مین وارسا کے کالج کا پروفیسر ہون
یہان اس غرض سے سرکاری طور پر بھیجا گیا ہون کہ پہاڑیون پر
علمی تحقیقات کرون مین علم حیاتی کا عالم ہون پوچھا یہ مسلمان
تمھارے ساتھ کیون آیا کہا یہ بھی بڑا عالم اجل ہی نازنین نے اصرار
کیا کہ انسے کہو اسیطرح پھر گائین - میری سمجھ مین تو نہین آتا مگر آواز
بڑی پیاری ہی - یہ کہکر نازنین دفعتہً اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اب
دیر ہوتی ہے ہمین جانے دو - روسی نے اصرار کیا کہ گانا سن تو
تو جاؤ کہا دور ہی سے سنینگے یہ کہکر سمن پوش چلنے ہی کو تھی کہ
روسی نے لب لعل شکر خا کا ایک بوسہ لیا اور جھاڑی کے باہر آئے -
جھاڑی کے باہر دونون آئے تو دیکھا کہ تین عورتین چھپی ہوئی
کھڑی ہین - روسی تو چلا گیا مگر یہ نازنین مارے شرم کے کٹ گئی
اسطرح عرق عرق ہو گئی جیسے ورق گل پر قطرہ ہاے شبنم
جھلکتے ہین ان تینون عجوبون نے چہل کرنا اور چہبتیان کہنا
شروع کین

ایک - (رُوز) اب چھپ چھپ کے جھاڑیونکی سیر ہونے لگی -
نازنین نے فرط غیرت سے گردن نیچی کرلی - اور خاموش ہو رہی -
دوسری - (مینرم) بہن یہ تمھارے بھائی ہونگے جنکے ساتھ
جھاڑی سے نکلی ہو - یا رشتے کے اور عزیز ہین -
نازنین (پیشانی نورانی عرق آگین ہوگئی) -
تیسری - (روسی) جوانی بھی کیا مست موسم ہے -
نازنین - (آنکھین نیچی کرکے آہ سرد کھینچی) -
لوسی - اب کہین اسکے ساتھ بھاگ نہ جانا بہن -
روز - مگر ہم تو انکی نظر کے قایل ہوگئے کیا پریزاد اور
خوش رو کشیدہ قامت جوان ڈھونڈھکے نکالا ہے -

لوسی - اسمین کیا شک ہی کوئی سو پچاس مین ایک ہونا ہی یہ ہزار دو ہزار مین فرد ہی - سرو قد - رعنا جمال - وجیہ خوش رو نازنین - یا آگہی جو کوئی بھلا مانس راستہ پوچھے تو بتلانے مین عیب ہے کچھ تم جیسی آپ ہو ویسا ہی سب کو سمجھتی ہو اور ہمین یہ کاٹ پھانس اور یہ باتین نہین آتین - تم بھی مجبور ہم بھی ناچار -

لوسی - یہ باتین سب سنی ہوئی ہین - تمھارا دل سچ مچ ضرور آیا ہے تم لاکھ کہو ہم ایک نہ مانینگے - تمکو اس سے دلی محبت ہے -

نازنین - (تنگ کر شوخی کے ساتھ) -

ہان جی ہان غیر سے کی ہمنے محبت تمھین سے اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت سے تمھین کیا

تم کون ہو - ہمنے خوب کیا - اپنے فعل سے ہم مختار ہین -

لوسی - اب تمھین شرم کہان - اب تو بیحیا ہو گئین -

ان چار دن مین تھوڑی دیر تک چہل ہوا کی شام کو جب نے عروس سرمایۂ نازنینی - روکش مہوشان چینی بنا پنپاؤ کرکے ایوان فلک تو امان سے برآمد ہوئی تو کل مہ پیش خدمتین لباس فاخرہ زیب بدن کرکے دور دیہ کھڑی ہوئین اور وہ بصد آن بان دلبری اٹھلا اٹھلا کے سبزہ و روش چمن مین مصروف خرام ناز ہے ؎

گشتہ قمری خیال سرو خاک آشیان شدہ ہر جا سایہ افتد بر زمین از قد رعنائش

لچکتی ہوئی نازک کمر اور کج کلاہ زیب سر ؎

ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے من قبلہ راست کردم بر طرف بچکلاہے

اس ناز و انداز و ادا سے چمن روح افزا مین اٹھکیلیان کرتی تھی کہ دفعۃً وہ جوان رعنا سامنے نظر آیا ایک بالا بلند آفتاب جبین شوخ چشم روئین تن شیر دل صف شکن - دوسرا ایرانیونکے لباس سے

آراستہ جوان خوبرو نوساختہ حسن گلوسوز پرنگاہ نہین ٹھہرتی تھی ؎

ہیچکس را نبود بر رخ تو تاب نظر مگر آئینہ کہ در اول پولاد بود

پولینڈ کی شہزادی یہ پوشیدہ بین کی ان دونون سے تقابل پر نظر پڑی مگر اتفاق سے غرور حسن چار آنکھین ہونے دین دیکھا بھی تو کنکھیون سے اسطرح کہ انکے فرشتے خان کو بھی خبر ہونے پائے تو سمجھی تھین کہ کوئی ایسے ویسے مسافر ہونگے مگر جب انکی شکل صورت قد و گل رخسار چال [illegible] وضع و لباس پر نظر ڈالی تو سمجھی کہ رئیس زادے ہین ایک خادمہ سے کہا ہم سمجھے تھے کہ ایسے ویسے ٹٹ پونجیے ہونگے مگر یہ بیشک جنٹلمین ہین -

وہ دونون آہستہ آہستہ ادھر ادھر سیر کرتے ہوئے دور نکل گئے تو باہم یون مکالمہ و چسپ کرنے لگے -

ایرانی - اہا - خدا کی قسم - یہ تو سچ مچ کی پری ہی - گوش صفا کوش کے موتیون سے جون کی عجب کیفیت ہے ؎

اخر بہ شجر مانہ بنا گوش تو گوہر یا شبنم افتادہ بہ برگ سمن است این

روسی - اسکا خیال ہی نہ کرو کیونکہ جس کام کے لیے بھیجے گئے ہو وہ غت ربود ہو جائے گا - ہان اسمین شک نہین کہ وہ صورت زیبا پائی ہی اور وہ دلربائی و کج ادائی ہی کہ بیان سے باہر - پر یہ زادی - پر یزاد - جب ہی تو اسنے آزاد کو گھائل کیا - ؎

کماندار تو بہ تیغ غمزہ کشتہ نشد ہمین سرمۂ حسن تو با خداست بست

ایرانی - پھر اب ہو گا کیا - ہمسے تو اپنا فرض نہ ادا کیا جائیگا مجھے اس شوخ پرفن کے غمزے نے قتل کر ڈالا - ؎

چشم اجل از دور بحسرت نگر است تا غمزہ خونریز تو غارتگر جانست

روسی - حسن و جمال کی تعریف تو برسون سے سنتے تھے مگر یہ نہین معلوم تھا کہ اسقدر ملائک فریب حسن پایا ہے خدا نے آپ اپنے ہاتھ سے بنایا ہی - آزاد جب ہی پھسل پڑے

بھلا ایسی حسینہ پاکے کوئی بیوقوف ہی کہ چھوڑ دے ہم تو نوکری چھوڑ دین وطن چھوڑ دین - اعزا و اقربا چھوڑ دین دین چھوڑ دین دنیا چھوڑ دین مگر ایسی گلرنگ معشوقۂ سیم بدن کو ہاتھ سے دینا انسان کا کام تو نہین ہے - اللہ رے جمال باکمال - ایک نظر بھر کر دیکھا اور جان جاتی رہی -

روسی اور ایرانی اس ناظورۂ ماہ سیما عروس رنگین ادا کے نکھار اور جوبن پر تہ دل سے عاشق زار تھے اور دونون اپنے اپنے دل مین سوچتے تھے کہ خدا کرے ہمپر رہے -

اثنائے تقریر مین روسی نے کہا اب ہم اور آپ اس بات کا تصفیہ کر لین کہ اگر نیت ڈانوان ڈول ہوئی اور نوکری ترک کرکے اس بت سفاک کی غلامی اختیار کی تو کسکی قسمت کھلیگی -

ایرانی - جو زبردست ہو - یہ زبردستی کا معاملہ ہے -

روسی - خیر تو معلوم ہوگیا نہ کہ آپکی طبیعت مین فساد ہے - صلح آپ نہین چاہتے - اچھا کیا مضائقہ ہے - ہرچہ باداباد اگر جنگ کے عزم ہین تو بسم اللہ ہم یون بھی حاضر ہین اور ع

اگر مزاج مین شروان نہین تو جان بھی نہین

ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا -

ایرانی - ہم فیصلہ کر دین - وہ جو کم سن اور خوبصورت خادمہ جھاڑی مین تمسے باتین کر رہی تھی اُسکے ساتھ تم شادی کر لو اور اس شہزادی کے ساتھ ہماری شادی ہو -

روسی - بجا اسمین کیا شک ہے حضور ایسے ہی ہین -

ایرانی - ورنہ پھوٹ مین نہ تمکو کچھ ملیگا نہ ہمکو - وہی مثل ہوگی کہ - ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

جب دونون سیر کرکے واپس آئے تو باہم صلاح ہوئی کہ چلکر ملاقات کرنی چاہیے - ایک خادمہ سے کہا - شہزادی کو اطلاع دو کہ وہ دونون آپکی ملاقات کو حاضر ہوے ہین - شہزادی نے اجازت دی - یہ دونون صاحب تشریف لیگئے - ٹوپیان اُتار کے سلام کیا - شہزادی نے نازک آوازی کے ساتھ کہا -

آپ کہان کے عازم ہین تو ایرانی روسی زبان مین جواب دینے کو تھا ہی مگر یہ سوچکر کہ قلعی کھل جائیگی فوراً زبان بند کر لی اور روسی سے باتین ہونے لگین -

روسی نے کہا حضور مین وارسا کا پروفیسر علم حیاتیات ہون مجھے گورنمنٹ نے بھیجا ہے کہ اس پہاڑ پر تحقیقات علمی کرون حضور کے نام بھی سرکاری طور پر خط آیا ہوگا کہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو خدام ذوی الاحترام سے مدد دلوائیے گا - حضور کی ذرہ نوازی کا ممنون ہون -

شہزادی - یہ دوسرے صاحب کہان کے ہین - ایشیا کے ؟ -

روسی - حضور یہ میرے ساتھ کھودنے کا کام کرتے ہین - یہ کوئی افسر نہین ہین - یہ ایک ذلیل اوقات آدمی ہین - ایران سے بھاگ کر لندن آئے - وہان سے جرمن - وہان اب وارسا مین میرے ساتھ ہو لیے -

ایرانی اصل مین ایرانی تو تھا ہی نہین روسی نے اسکے خلاف جو دو ایک جلی کٹی کہین تو دل ہی دل مین جلگیا - مگر بولنے کا موقع تو تھا ہی نہین - بولتے تو شہزادی معاً کھٹک جاتی کہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے - شہزادی نے روسی کو اجازت دی کہ کرسی پر بیٹھین - مگر ایرانی بیچارے کو کھڑا ہی رہنا پڑا

شہزادی - اب روم و روس مین کیا ہو رہا ہے -

روسی - سلاطین یورپ مکر فیصلہ کرنے والے ہین -

شہزادی - ایک شخص آزاد تھا روم کیطرف سے آیا تھا - اُسکی تصویر بھی ہمارے پاس ہے - پہلے سنا روسیون نے گرفتار کرلیا تھا پھر معلوم ہوا کہ ہندوستان مین داخل ہوا -

روسی - (تجاہل عارفانہ) آزاد ہمنے تو نام بھی نہین سُنا آزاد کس ملک کا رہنے والا تھا (فارسی زبان مین ایرانی سے تم جانتے ہو)

ایرانی - مین فقط اسقدر جانتا ہون کہ حضرت بڑی ذات شریف ہین کس مزے سے آپ کرسی پر ڈٹے بیٹھے ہین -

رُوسی - (یہ بھی نہین جانتے) آزاد کا کچھ پتا دیجیے -

شہزادی - مجھے اسوقت سخت حیرت ہے - آزاد سے زیادہ مشہور تو اس کل جنگ روم و روس مین کوئی نہ تھا -

ایرانی - ایک شخص کا ذکر ہمنے سنا ہے کہ ہندوستان سے آیا تھا اور تلوار کی لڑائی لڑتا تھا - اُسکی تلوار پر یہ شعر لکھا تھا ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے	

روسی - اخاہ تو تمہین جھنون نے پلونا کی جنگ مین نام کیا تھا آزاد پاشا کہیے تو ہم سمجھین -

ایرانی - آزاد پاشا کو مین خوب جانتا ہون - ایک دن دریا کے کنارے وہ اور ہم بیٹھے پہاڑ کے جوبن لوٹ رہے تھے اور بادۂ احمر کا دور چل رہا تھا یہ جو مست ہوے تو جھوم جھوم کر شعر پڑھنے لگے - ؎

میرود خندہ بسامان بہاران زدہ	خون گل ریختہ وی بگلستان زدہ
شور سودائے تو نازم کہ بگل می بخشد	چاک ازپیرہ دل سرد گریبان زدہ
آہ از بزم وصال تو کہ ہر سو آرد	نشتر از زیر زمین بینا برگ جان زدہ
اندرین تیرہ شب انبے پرہ دزدان خفتہ است	کی رود شمن بطرفگاہ حریفان زدہ
آہ ازان نالہ کہ تا شب اثرے باز نداد	ہمہ آہنگی مرغان سحر خوان زدہ
چمن از حسرتیان اثر جلوہ نیست	گل شبنم زدہ باشد لب خندان زدہ

رہی اور ایرانی مین کہی ہوئی تو تھی ہی - فوراً اردو زبان مین ترجمہ کرکے شہزادی گلعذار کو سنایا - وہ شہید خنجر ناز آزاد کا حال سنتے ہی اسطرح کھل گئی جیسے غنچہ باد نوروزی کے اہتزاز سے ہو جاتا ہی فوراً کرسی منگواکر ایرانی کو اشارے سے حکم دیا کہ بیٹھو اور یون ہمکلام ہوے -

شہزادی - تمسے کب ملاقات ہوئی تھی -

ایرانی - مجھے انسے دوستی اس سبب سے پیدا ہوئی کہ وہ فارسی خوب بولتے ہین اسی باعث سے باہم اتفاق ہوگیا -

شہزادی - تم تو روسی زبان بھی اچھی طرح بول سکتے ہو -

ایرانی - ہان حضور کچھ کچھ (زبان بگاڑکے)

شہزادی - اب آزاد پاشا کہان ہین -

ایرانی - ہندوستان مین داخل ہوگئے - ٹاپو مین جب وہ گرفتار ہوکر لائے گئے تو میری ہی مدد سے رہائی پائی - دو بجے رات کے مینے کہا کہ اب موقع ہی وہ مستعد تو تھے ہی اور رات ایسی اندھیری کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے اور ایک تمنچہ لادیا - بیڑے بھر مین فقط ایک پہرے والا جاگتا تھا جب وہ ذرا اونگھنے لگا تو آزاد نے اُسی کا تمنچہ لیکر سر کیا - وہ تو گولی کھاکے دھڑسے گرا اور گرتے ہی اتنا چیخا اور ادھر آزاد گھوڑے پر سوار ہوے مگر تمنچے کی آواز سے دو چار آدمی جاگ اٹھے کیا ہے کیا ہے یہ آواز کہانسے آئی مینے کہا ابھی سے یہ حال ہے اگر ترک سچ مچ آجائینگے تو شاید تم لوگونکے ہاتھ پاؤن ہی پھول جائینگے وہ لوگ مجھسے یہ دل لگی کرتے ہین پھر بدستور سو رہے میری آواز پر انکو پہرے والے کا دھوکا ہوا سمجھے کہ دل لگی مین اسنے بادہ ہوائی فیر داغ دی -

شہزادی - اور آزاد اب کہان ہین - روانہ ہوے -

ایرانی - عرض کرتا ہون - آزاد نے گھوڑا آہستہ آہستہ بڑھایا اور دریا مین تو سن باد پیما ڈال دیا -

شہزادی - (گھبراکر) حفاظت سے کنارے پہونچ گئے -

ایرانی - حضور یہ بڑا طول طویل قصہ ہے - اب سنئے کہ ادھر تو آزاد کا گھوڑا دریا مین آیا اُدھر آسمان پر ایک زبردست گھٹا چھائی کہ الامان الامان - ؎

تہ و بر شور و سیہ مست کہسار آمد	نی کشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

شہزادی - یہ کون بیان ہے جو ہم سمجھے ہی نہین اُسکا بیان کیا -

رومی - بس انمین یہی تو جنون اور خبط ہے

ایرانی - بس حضور میرا تو کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا -

رومی - بات ہی ایسی تھی - دریا کا وسطہ اور اندھیری رات -

ایرانی - اور دریا کا پاٹ مین کیا بیان کرون -

شہزادی (آبدیدہ ہوکر) غصہ طور پر کہا -

شہزادی تم طلعت اپنے عاشق خورشید جمال کی مصیبت کا حال سنکر کمال مضطرب بیقرار ہوئی - آنکھین پرنم - دل صید رنج و غم چاہتی تھی کہ کسیطرح انجام کا حال سنون کہ آخر کار کیا ہوا مگر بہت ضبط کیا تاہم آنسو نکل ہی پڑے ایرانی نے رومی اور رومی نے ایرانی کیطرف نظر کی اور دل مین دونون خوش ہوے کہ جس کام کے لیے آئے تھے وہ انشاءاللہ بہت جلد پورا ہو جائیگا ہمین کامل یقین ہے -

ایرانی نے سلسلہ سخن پھر شروع کیا اور کہا - گھوڑا قدم قدم پر بھڑکتا اور جھجکتا تھا مگر یہ ران ٹپری جمائے شہسوار دن کیطرح بیٹھے ہی رہے انکے دل پر بھی سخت صدمہ تھا مگر قہر درویش بر جان درویش چلتے چلتے ایک دفعہ بجلی چمکی اور فرس تند خو ادبی

بیقرار ہوا - تھوڑی دیر مین برق جہندہ نے یہ ستم ڈھایا کہ گھوڑا تڑپ کر ران کے تلے نکل گیا اور آزاد نے غوطہ کھایا -

یہ فقرہ سنکر شہزادی کا جسم نازک کانپنے لگا - اور دم کے دم مین بیہوش ہو گئی - پچاس ساٹھ پیش خدمتین دوڑ پڑین گلنہ سنگھایا - بہت تدبیرین کین جب ہوش آیا تو شہزادی نے ایرانی کو بلایا اور آہستہ آہستہ یون پوچھا -

شہزادی - انجام بخیر ہوا -

ایرانی - جی ہان حضور آپ مطمئن رہون -

شہزادی - ہاے تم کیا جانو مین اس جوان سہی قد پر جان دیتی ہون جس دن مجھسے جدا ہوا ہے - مجھسے زیادہ بیقرار تھا - ؎

چھوڑ کر مجکو تڑپتا وہ سدھارا گھر کو	حال میرا مرے بیرحم سے دیکھا نہ گیا

خیر جہان باد آباد - جان انجام کیا ہوا - اسوقت دل رنج والم کا نشانہ ہو گیا جو شے نظر آتی ہے تیر دو دنار - ؎

یہ داغ ہے خورشید لب بام نہین ہے	خونبار ہی عاشق شفق شام نہین ہے
جبتک نہ جگون جان کو آرام نہین ہے	پروانہ ہون جلنے کے سوا کام نہین ہے
ہر فصل مین بس داغ محبت کا مزہ ہے	اس نخل کا میوہ تو کبھی خام نہین ہے
وہ بلبل نالان ہین کہ نالون سے ہمارے	گلسان چمن دہر مین گلرام نہین ہے
اللہ رے اس ترک پریرو کی محبت	کچھ جان کا ہوش اور نہ دل کا کام نہین ہے

ایرانی - پھر وہ دریا بہر آئے بیہوش ہو گئے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ دریا پانون چوم رہا ہے اور وہ فرس گلگون نژاد ہوا ہنہنا سرہانے کھڑا ہے -

شہزادی - بڑا اصیل گھوڑا ہے -

ایرانی - آپمین کیا فرق ہی - کچھ دیر بعد گھوڑے کو چمکار اسوار ہوے مگر یہ مشکل [redacted] خدا خدا کرکے اس مصیبت سے نجات ملی

شہزادی - مین چاہتی ہون کہ تم عمر بھر یہین رہو

ایرانی - مین تو خانہ بدوش آدمی ہون

شہزادی - تمنے ہمارے آزاد کے ساتھ بڑا سلوک کیا اس احسان کا شکریہ بھلا کون ادا کرسکتا ہے اُنکے ساتھ دو دو شہزادیان بھی ہین اور اُن دونون کے سبب سے آزاد باسانی دیر میں جان بچاکر جاسکے مجھسے تو پہلے شادی ہی سے انکار کیا تھا -

حسن آرا کوئی ہین اُنسے وعدہ کرکے آئے تھے اور اتنی تعریفین کیا کرتے تھے کہ کوئی سمجھے دنیا مین بس اُس سے زیادہ کوئی حسینہ ہی نہین اور مجھے اپنے حسن پر ناز - ایک دن مین نے بھی بھلا کے کہا کہ یہ تعریفین کسی ایسی ویسی کو سناؤ - مین تو سمجھتی ہون کہ دنیا کے پردے پر مجھسے زیادہ حسین کوئی ہے ہی نہین اور تم حسن آرا کے حسن کو سب پر فوق دیتے ہو - ؎

دل حزین کرہ فکر کا جواب ہوا	تری گلی سے پھر کر دلال لیکے چلے

مگر سوچتی ہون کہ کجا ہندوستان کجا روس کا یہ حصہ کجا مین کجا آسمان - اب آزاد یہان کیا کرنے آئینگے اور مین جاؤن تو کیونکر جاؤن شاید کبھی ایسا زمانہ بھی آئے کہ آزاد سے ہمکنار ہون - ؎

	نکل جائیگی سب کجی آسمان کی
	کبھی تو پھرے گا زمانہ ہمارا

دل کے دینے مین سیکڑون کھیڑے ہین جہان کسی بت سفاک پر دل آیا بس عشق نے ستم ڈھایا غضب کا سامنا ہوتا ہے -

دیکھ سوانگ نئے نئے تماشا لائے	اور کچھ سوانگ نئے دیکھنے ہون باقی ہے

سو وقت جو کچھ میرے دلپہ گذرتی ہی مین جانتی ہون یا میرا دل جانتا ہی نے اس صورت اور اس شکل کا جوان کہان پاؤن گی -

یہ ایک بوڑھی خادمہ بولی حضور آپکی بات کی تردید کرنا تو داخل بے ادبی ہی مگر اُس شخص کا ذکر ہی کیا جو چھوڑ کر چلدیا - وہ تو مس کلیرسا اور مس میڈاک کے پیچھے تھے اور حضور انکی جدائی مین آٹھ آٹھ آنسو روتی تھین - شہزادی مہ طلعت نے کہا سنو یا تنگ کرنا صحیح نادان [redacted] یا لائے وہ کسی نے ہین ایسا کہیں

ایرانی - کلیرسا نے کیا مدد آزاد کو دی -

شہزادی - کلیرسا ہی تو یہان سے نکال لیگئی - ورنہ روسی زبان بولنا آزاد کیا جانین - مجھے تو اسی سے یہ باتین پیت ہوئی تھی - استنبول سے مس کلیرسا نے ایک خط میرے نام بھیجا تھا اگر پڑھو تو سنگواؤن -

ایرانی - (دبیز نمی کے ساتھ) اچھا منگوایئے -

خادمہ - (خط دیکر) حضور بہت پوشیدہ خط ہے -

ایرانی نے خط پڑھا تو نفس مطلب یہ تھا -

میری سب سے زیادہ معزز اور پیاری شہزادی -

تمھارا عاشق زار و گلعذار شجاعت کا نہنگ بحر آشام آزاد تمکو نام بڑی بڑی سختیون اور مصیبتونکے بعد خدا خدا کرکے استنبول مین داخل ہوا راہ مین میرے سبب سے جان بچی ورنہ روسی زبان مین جواب دیتے نہین اور مار ڈالے جاتے آزاد دن رات تمھاری جدائی مین گریہ وزاری کیا کرتے ہین پرسون روانہ ہندوستان ہونگے -

یہان کے اخبار دنیا مین آپکی نسبت مختلف روایتین مشہور ہوئی ہین جنکے سننے اور پڑھنے سے آزاد کا دل بھر آیا اور دو تین بار دھارین مار مار کر روئے - آپلوگ دونون مین کسی پر ہرگز بھروسا

نہ کیجے گا اور بہت سمجھ بوجھکر چلیے گا نہایت نازک معاملہ ہوگیا ہے - میری بھی بڑی تلاش ہے -

مس کلیرسا

ایرانی نے غور و تعمق سے خط پڑھا اور رخصت ہوا - جب روسی اور ایرانی ملے تو دونون نے بڑی خوشی سے ہاتھ ملایا اور اس درجہ محظوظ ہوئے کہ خوب زور سے قہقہہ لگایا -

روسی - کہو کیا کارگذاری کی - ہے معاملہ چوکس -

ایرانی - یار لوگ کہین چوکنے والے ہین -

روسی - مین تو اسوقت بڑی دور نکل گیا تھا - ثبوت کی کوئی ضرورت نہین ہے - کامل ثبوت موجود ہے -

ایرانی - کلیرسا کا خط پڑھکر آتا ہون اسوقت -

روسی - مس کلیرسا!!! مس کلیرسا کا خط

ایرانی - ہان ہان - مس کلیرسا کا خط یہ لیجیے -

روسی - (خط پڑھکر) افوہ اس چھوکری نے فرقہ نہلسٹ کے بھی کان کاٹے - سخت حیرت ہے کہ روسی لیڈر یان اسقدر بیباک ہوتی جاتی ہین اور کوئی ذرا روک ٹوک نہین کرتا اس کام کا انجام بہت خراب ہوگا -

ایرانی - بس اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ دوشیزہ شریف زادیان رئیس زادیان اور ٹیشن تک دوڑی امن کہ ٹرکی قیدی چور ہا ہو کے اپنے وطن جاتے ہین اُنکے ساتھ جاتین بڑے شرم کی بات ہے -

روسی - ابھی کل کی بات ہے کہ مس کلیرسا کی سارے روس مین دھوم مچی تھی کہ واہ ری خاتون عالی ہمت - اس ذرا سی لڑکی نے اچھے اچھے مردون اور جنرلون کے کان کاٹے کہ مین سرکہ رستخیز مین فرس عقاب طلعت پر سوار ہو کر میدان پر جاتی اور اس آن بان کے ساتھ غنیم سے مقابلہ کرتی ہر ایسی بڑی خطرناک اور نازک اندام اور یہ ہمت مردانہ - آج [redacted] مین کہ مس کلیرسا کو آنا پاشا بھگا لیگئے - اے لعنت خدا - توبہ توبہ - کیا روس مین آزاد جوان رعنا دگلفام نہین ملتا تھا -

روسی - اب زیادہ انتظار اچھا نہین سبکو بلوالو -

ایرانی - ہان بس ایک ذرا سا اشارہ کافی ہے -

روسی - ہم جانتے ہین بہتر ہے کہ سویرے منہ اندھیرے سپاہ لیکر لیا جاے شہزادی کے پاس بھی کیسقدر فوج ہے - اور یہ بُرا -

ایرانی - لاحول ولاقوہ وہ فوج کاہے مین ہے -

اسیدم ان دونون آزمودہ کار روسی افسرون نے اس فوج کے جنرل کے نام خط بھیجا جو اس کہسار کے دامن پُر بہار سے آدھ کوس پر ایک کمینگاہ مین خیمہ زن تھی اور خود آرام کیا -

اب ادھر کا حال سُنیے کہ شہزادی عالی جاہ دلکج کلاہ تمام شب بیقرار و مضطر رہی - دم بھر چین نہین - پیش خدمتین خواصین سب مضطرب کہ سرکار کی طبیعت آج نصیب اعدا دائرہ اعتدال سے متجاوز اور جدائی مین انتہا سے زیادہ رنجور و بدحواس ہے - وہ بانوے قوس ابرو کبھی کروٹین بدلتی تھی - کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی اور بصد حسرت و یاس ایک ایک سے پوچھتی تھی کہ مین آزاد کو کہان پاؤن کدھر ڈھونڈھنے جاؤن -

ڈھونڈھے اُسے گل رعنا کو کہان جائین	آداب اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤ نہین
دھوکا گذرانہ ادھر جی سے گذر جائین نہین	عشق بازی مین بھلا نام تو کر جاؤ نہین

شمع و گل کورپہ شاید وہ چڑھانے آئے
پینے رونے جنازے کو اُٹھانے آئے

جوش جنون مین کبھی سر دے پٹکتی تھی کبھی دل کو تھام کر اٹھتی تھی اور پھر حسرت کے ساتھ بیٹھ جاتی تھی لب خشک

یہ شعر پڑھ کر تب ہجر کا بگڑنا اور کلیجے کا ہاتھون اچھلنا مسلم تھا۔ تھوڑی دیر جنبش کیا تو دس منٹ کے بعد پھاڑین کھائین صبر و شکیب منزلون دور تھا۔ ؎

جان کا دھیان نہ اصلا قلق رسوائی	وحشت دل نے بنایا تھا عجب سودائی

حد سے یان تک متجاوز ہوئی بے پروائی
کوئی سمجھائے نہین خاک دہان شنوائی

خادمہ۔ سرکار جو شدنی تھا وہ ہوا۔ اب حضور دشمنون کا برا حال کیون کرتی ہین اگر آزاد سچے ہین تو آئین اور بیچ کھیت آئین اور اگر سچے نہین ہین تو ایسے آدمی سے دل لگانا ہی فضول ہے اپنا تو یہ قول ہے سرکار۔

شہزادی۔ ہمین کسیکی نصیحت اسوقت پسند نہین آتی۔

خادمہ۔ حضور ذرا نیند کا دھیان کیجیے۔

شہزادی۔ توبہ۔ توبہ۔ کسکی نیند یہان کلیجے پر سانپ لوٹ رہے ہین۔ آنسو ہین کہ امڈے آتے ہین۔ دل قابو مین نہین۔ نیند کیسی۔

خادمہ۔ ہان ہان آہین کیا فرق ہے مگر ڈھارس دیجیے۔

شہزادی۔ اب بے آزاد کے دیکھے ڈھارس ہونا معلوم۔

خادمہ۔ کیسی خوش رہتی تھین۔ اس اُفتاد کا حال کیا معلوم تھا۔

شہزادی۔ کون جانتا تھا کہ تقدیر پلٹے کھائیگی۔

خادمہ۔ رنج سا رنج ہے۔ الٰہی توبہ۔ مگر اسکا علاج کیا۔

شہزادی۔ اسکا علاج بہت سہل ہے چٹکیون مین فیصلہ ہو سکتا ہے پھر تم سب سر پیٹتی ہوئی رو گی اور ہمین یاد کرو گی دیوار و نسے سر ٹکراؤ گی اور سارے زمانے مین مشہور ہو گا کہ۔ ؎

جان پر کھیل گئی جا مرا راہی آہ	طپش ہین تھا نہ کچھ رات کو اپنا بس

خادمہ۔ اے حضور آپ یہ کیا زبان سے نکالتی ہین۔

دوسری۔ اُن ہمارے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔

تیسری۔ ڈاکٹر صاحب کو بلواؤ ایسا نہو دماغ کی طرف اثر صعود کر ین۔ اب حضور کے کہنے سننے مین نہ جاؤ ڈاکٹر کو بھیجدو۔

ایک طبیب حاذق جو خاص شہزادی کی سرکار عظمت آثار مین نوکر تھے بلوائے گئے مگر کوئی عارضہ ہو تو سمجھ مین آئے۔

ڈاکٹر۔ زبان کسیقدر خشک ہے۔

شہزادی۔ زبان خشک ہے اور دل قابو مین نہین اور نیند آتی ہی نہین لاکھ لاکھ کوشش کرتی ہون مگر آنکھ نہین جھپکتی۔

ڈاکٹر۔ ہمارے نزدیک دل پر کوئی صدمہ پہونچا ہے۔

خادمہ۔ حضور مین سب عرض کرون گی۔

دوسری۔ بات ساری یہ ہے کہ آج کسی مسافر کا خیال آگیا پس سب بیساختہ رو رہی ہین اور ذرا دم بھر بھی چین نہین آتا۔

ڈاکٹر۔ اخاہ یہ سبب ہے اب تو جہانتک ممکن ہو اس امر کا خیال ہی نہ کیجیے گویا ایک بات ہوئی ہی نہین۔

شہزادی۔ آپ بھی بچون کی سی باتین کرتے ہین ڈاکٹر صاحب اول تو آزاد کی ایک ایک ادا پر ہزار جان سے عاشق ہون اُسکی جدائی مین دل کہانتک کڑھے بھلا ممکن ہے یہ اُسکو بھی جانے دو۔ میرے سن و سال اور حسن و جمال پر نظر ڈالو یہ عنفوان شباب۔ بھلا سردی کی راتین تنہائی مین کیونکر کاٹون اب اگر آزاد کے ساتھ شادی نہوئی ہوتی تو خیر کسی اور کی تلاش کرتی اب تو بجز اسکے کہ دن رات اِسی غم مین گھلون اور کیا ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر یہ گرما گرم فقرے سُنکر خاموش ہو گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے اِسکا کچھ جواب نہ دیا۔ کہا مین نیند کی

دوا ابھی تیار کرکے بھیجے دیتا ہون ۔ اُس دوا کے استعمال سے آنکھ لگ گئی اب کوئی گھڑی بھر رات باقی تھی ۔ یہ بانوے مہ لقا خواب نازمین تھی اور اُدھر مخالف اپنی گھات مین تھے ہنوز سپیدۂ مطلعت نشان صبح پیدا بھی نہونے پایا تھا کہ روسی اور ایرانی یعنی وہی دونون روسی جاسوس فوج کے استقبال اور صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھانیکے لیے کمسار سے چلے ۔

اثنائے راہ مین فوج سے مڈھ بھیڑ ہوئی ۔ کرنل نے ہاتھ ملایا اور ایک درخت کے پاس لیجاکر ان دونون سے بیچ کے طور پر گفتگو کی ۔

کرنل ۔ تمام عالم کے اخبار روسیون کی بے رحمی کی شاکی ہین اور بڑے زور شور اور شد و مد سے لکھتے ہین کہ روس کی لیڈیونکی بیباکی ۔ اور مطلق العنانی اگر ایسی ہی رہی تو روسیونکو چلّو بھر پانی مین ڈوب مرنا چاہیے ۔

روسی ۔ مس کلیر ساہی کے تو یہ سب کانٹے بوئے ہین ۔

کرنل ۔ یہ تو سارے عالم مین مشہور ہے مگر ثبوت بھی ہم پہونچا ہے ۔ شہزادی کا کیا حال ہے ۔ سُنا نہایت زہرہ جبین مہ طلعت عورت ہے ۔

ایرانی ۔ دیکھنے سے بھوک پیاس بند ہو جاے اور آپ دیکھ لیجیگا ممکن نہین کہ اُسکا بال بیکا ہو ۔ عجب حسن دلاویز ہے ۔

جمال جہانگیر مین بے عدیل ۔ نہایت حسین اور نہایت جمیل
قد ناز کا سرو دلجوے غلام ۔ نسیم چمن پائمال خرام
وہ گیسوے مشکین وہ مشکین کمند ۔ جمال مبین مین پری سے دوچند
لب لعل حلوائے قوت روان ۔ دم خندہ گلہاے رنگین فشان
وہ دست حنائی چو برگ چنار ۔ کف دست پر لالۂ تر نثار
وہ چہرہ بہارین ہوا آتشین ۔ وہ خال اُسپہ مشکین ہوا عنبرین
وہ لوح شکم صبح اُمید ہے ۔ نہین ناف وہ مرکز دلکشی
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا ۔ وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا
وہ پنجہ کہ ہو جس سے خون بہار ۔ کیا اُسے مرجان کا پنجہ نگار

کرنل ۔ مین دیکھتا ہون کہ اُسنے تمکو بھی گھائل کر دیا ۔

ایرانی ۔ وہ ایسی ہی ناوک نگاہ ہے ۔

کرنل ۔ (روسی سے) کیا حضور بھی کشتۂ ناز ہین ۔

روسی ۔ اور کیا آپ بچ جائینگے ۔ خیر ۔

کپتان ۔ مین نے اُس خوبرو نوساختہ کی تصویر دیکھی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا ۔ واللہ اس قابل ہے کہ ہر دم اُس بُت کا سجدہ کرے ۔ کوئی چار مہینے ہوئے جب مین نے تصویر دیکھی تھی ۔ دیکھتے ہی ؎

اسیر دوز نجیر گیسو ہوا ۔ قتیل دو شمشیر ابرو ہوا
اُٹھا عشق کا مست شکار ۔ کیا صید آرام و صبر و قرار
مٹا عیش و راحت اُٹھا رنج و درد ۔ ہوا دیدہ خونبار و رخسار زرد
کیا چشم فتان نے ایسا فسون ۔ ہوا دیکھتے ہی مین مست جنون
جگر خون و دل زخمی و سینہ چاک ۔ نفس شعلہ افشان و جان سوزناک
دل و دیدہ و فکر و وہم و گمان ۔ بنے سب خیال صنم کے مکان
ہوا خسرو عشق جب جنگ کش ۔ ہزیمت گزین ہو گیا شاہ ہوش
ہوا ورطۂ بحر غم مین غریق ۔ ہوئی آتش سوز دل مین حریق

کرنل ۔ ہم دیکھتے ہین کہ اُسنے سب پر جادو کر دیا ہے ۔

ایرانی ۔ مگر آزاد کا نام لیا اور اُسکی آنکھین اشکبار ہو گئین ۔

کپتان ۔ پھر آزاد ہے بھی ایسا ہی خوبصورت جوان ۔

کرنل ۔ ہزار دو ہزار مین فرد ۔ شیر دل ۔ شیر مرد ۔

ایرانی ۔ مین کچھ بیان نہین کر سکتا کہ کسقدر نازک اندام اور رنگین ادا ہے خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ رخ انور کی

جھلک سے نظر خیرہ ہوتی تھی۔ اللہ رے اور اُف رے حسن خدا آفرین۔ ع۔

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اب سنئے کہ اس گفتگو کے بعد فوج کے آدمی روانہ ہوے اور ایکسو پچاس سوارون نے اس صنم عشوہ گر نازک کمر کا دیوان سپہر توامان چارون طرف سے محصور کر لیا۔ خدام شہزادی نے جو یہ حال دیکھا تو ہاتھ پانون پھول گئے۔ مگر اللہ رے رعب اتنی کسی مین جرأت نہ تھی کہ اپنی خاتون ملقبیں منزلت کو خواب ناز سے بیدار کرین۔ کرنل نے اپنا اشہب آہو شکار بڑھایا اور ایک سپاہی سے جو پہرے رہا تھا کہا شہزادی کو اطلاع دو کہ روس کے سوارون نے گھیر لیا ہے۔ سپاہی نے کہا مین ابھی ابھی خبر کئے دیتا ہون۔ تیس چالیس پیش خدمتین جو سراسیمگی کے ساتھ باہر دوڑی آئی تھین یہ خبر سنکر اور بھی زیادہ سراسیمہ و مضطرب حال ہوئین کرنل نے انکی طرف مخاطب ہوکر فوجی افسرون کی طرح غرور کے ساتھ ڈپٹ کے حکم دیا کیا کھڑی دیکھتی ہو۔ جاکے ابھی اطلاع کرو۔ انمین کٹونا نے ایک نوخیز پیش خدمت نے بانکی ادا سے تنک کر کہا۔ "یہ دھمکیان کسی ایسی ویسونکو دو جاکے ہم اُنکے نوکر ہین جنکے باپ کے دربار مین تم ایسون کی اطلاع نہین ہوتی تھی"

کرنل۔ کیا! ہم سرکاری افسر فوجی ہین۔

کٹو۔ ہوا کرو حضور آرام مین ہین۔

کرنل۔ کیا جگا نہین سکتی ہو۔

کٹو۔ آپ اسوقت ہین کہان۔ اتنا نہین جانتے کہ کسکے دربار مین آئے ہو۔ یہ بادشاہ کی لڑکی شہزادی ہین۔ تم ایسے ہزارون یہان ٹھوکرین کھایا کرتے ہین۔

کرنل۔ دیکھو ٹکے کی تمھاری اوقات اور۔

سپاہی۔ (پہرے والا) یہان غل نہ مچاؤ سرکار آرام مین ہین۔

اس فقرے پر کرنل کے ساتھیونکو بے اختیار ہنسی آئی کہ اتنے بڑے عہدہ دار فوجی اور اسطرح ڈپٹے جاتے ہین پیش خدمت نے للکارا کہ تم ایسے یہان پھٹکنے نہین پاتے حضور آرام مین ہین۔ سپاہی نے ڈانٹ بتائی کہ غل نہ مچاؤ سرکار کی نیند مین خلل آئیگا۔ کرنل نے چاہا کہ پہریدار کو سزا دے مگر کپتان اور ایرانی نے سمجھایا کہ گو اب مثل قیدی کے ہون مگر پھر بھی شہزادی ہے۔ بادشاہ کی اولاد کا ادب کرنا چاہیئے اور یون تو تمھارے پاس اتنے آدمی ہین چاہے مکان کھود کر پھینک دو۔ کس نمی پرسد۔

کرنل۔ اللہ رے رعب حسن۔ واللہ کوئی یہ نہین کہتا کہ اس بے ادب پہرے والے کو کھود کر دفن کر دو۔ جو صلاح دیتا ہے یہی صلاح دیتا ہے کہ جانے ہی دو۔ شہزادی ہے۔ حسن اسے کہتے ہین۔

ایرانی۔ ابھی تو آپنے شہر ہی سُنا ہے دیکھا کہان ہے۔ ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جب اُس رخ تابان پر نظر پڑے تب دیکھئے گا ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہینگے۔

وہ عروس طاؤس زیب گھڑی بھر رات رہے دوا کے زور سے سوئی تھی۔ تمام شب کی بیقراری۔ گریہ وزاری۔ اخر شماری آہ سرد دل پُر درد چشم گریان و سینہ بریان انتہا کی مصیبت و پریشانی مین رات کٹی تھی اب نیند ہوائی تو گویا گھوڑے بیچکر سوئین اور گوکل محل معلی کو سپاہ نے محصور کر لیا تھا تاہم کسی مشیخیدمت یا ملازم یا اہلکار کو اسقدر جرأت نہ تھی کہ جگانے کی کوشش کرتا۔ کوئی سات بجے کے بعد آنکھ کھلی مگر کروٹ بدلکر پھر سو رہی آپسمین پیش خدمتین باتین

کرنے لگین کہ یا الٰہی یہ ہونا کیا ہی جو شہزادی اس ناز و نعم سے پالی گئی ہو اور جو اس دل و دماغ کی ہو وہ قید کی سختی کیونکر برداشت کرگی۔ خدا جانے کیا حکم ہو۔ یہان یہ مثل ہی بادشاہون کی حکومت کرتی تھین۔ آجتک تو شہزادی پن کی بو دماغ سے نہین گئی۔ اب یہ کیا ہوگا کچھ سمجھ مین نہین آتا۔

۱ یہ آخر شہ ماجرا کیا ہے۔ قصور بھی تو معلوم ہو۔

۲ قصور صاف ہی۔ وہی آزاد کا جھگڑا ہے۔

۳ لے ہے تو اب کیا اُمید ہے ہائے ہائے۔

۴ ہمارا تو دل گواہی دیتا ہے کہ کچھ بھی نہو گا۔

۵ اُنکا رعب دیکھ لینا کہ سب پر چھا جائیگا۔

۶ بڑی خرابی یہ ہے کہ مس کلیرسا کا نام انتہا سے زیادہ مشہور ہوگیا ہی اگر آزاد اور مس کلیرسا اور حضور سب گرفتار ہوتے تو اور بات تھی مگر اسمین تو یہ خرابی ہے کہ وہ دونون تو نکلکر نکلے باقی رہین یہ سب کی خفگی انھین پر اُماری جائیگی۔

۷۔ اب خدا مالک ہی۔ حضور کو اب اطلاع کردو۔

اتنے مین شہزادی قمر طلعت از خود خواب ناز سے بیدار ہوئی طشت زمردین مین پیش خدمتین عرق گلاب بصرہ لائین جسکی بو باس سے تمام محل معطر ہوگیا اس گلبدن نے منھ دھویا لباس گران بہا زیب بدن کیا۔

اتنے مین ایک خواص نے بڑھکر دست بستہ عرض کیا سرکار بڑا غضب ہوگیا اب اللہ کے ہاتھ عزت ہے۔ بس وہی عزت کا بچانے والا ہے۔

شہزادی۔ (متحیر ہوکر) ہم سمجھے نہین کیا ہوا۔

خواص۔ حضور چوطرفہ سے محل گھرا ہوا ہے۔

شہزادی۔ کیا! گھرا ہوا ہے۔

خادمہ۔ اور دو چار افسر فوجی سامنے گھوڑون پر سوار کھڑے ہین پہلے تو ڈانٹ ڈپٹ بتائی کہ اطلاع دو اور چنین و چنان مگر اب خاموش ہین۔

شہزادی۔ (کمال استقلال کے ساتھ) سچ۔

انہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

یہ مصیبت بھی جھیلونگی۔

خادمہ۔ حضور اب کیا کیا جائیگا۔

شہزادی۔ کچھ گھبرانے کی بات نہین ہے۔

اُس مہوش زرین کمر نے دروازونکے شیشون کی راہ سے دیکھا تو سوارون کی وردیان چمکتی نظر آئین۔ (دھر آن کرنیل اور کپتان اور روسی اور ایرانی پر نگاہ پڑی تو کف افسوس ملنے لگی کہ ہائے بڑا دھوکا ہوا۔ یہ دونون جاسوس بنکر آئے تھے مین نے اسے کچا چھٹا کہدیا۔

اتنے مین کرنیل نے پیغام بھیجا کہ اب خواب ناز سے بیدار ہوئین یا نہین۔ شہزادی نے کہا کہدو خاموش رہین۔ خواص نے باہر جاکر کہا۔ بیدار تو ہوئین مگر حکم دیا ہے کہ کہدو خاموش رہین۔ دوسری خواص کو حکم دیا کہ ایک آدمی آئے اور جو کچھ عرض کرنا ہو عرض کرے۔

کرنل گھوڑے سے اترے اور محل معلی مین آئے تو آنکھین کھل گئین۔

کرنل۔ (خواص سے) یہ تو بادشاہونکے بھی ٹھاٹھ نہین ہوتے

خواص۔ اور بادشاہ ہوتے کیسے ہین۔

کرنل۔ جسطرف نظر جاتی ہے نور کا عالم ہے۔

از فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

آگے بڑھے تو دیکھا کہ شہزادی جادو جمال مہ لقا زہرہ تمثال شیرین ادا بصد ناز برنائی و انداز رعنائی متمکن ہی

وہ جلوہ کہ دانا بھی دیوانہ ہو | وہ چہرہ کہ دل جس پہ پروانہ ہو
بشر اسکی صورت پہ قربان ہو | ملک دیکھکر اُسکو حیران ہو
وہ عشوہ ستم اور وہ غمزہ بلا | غضب کا کرشمہ بلا کی ادا
رہے دیکھکر اُسکا حسن و جمال | بجا صبر و دانش کہان تک بجال
یہ جادو ہی یا شوخی و دلبری | یہ فتنہ ہے یا اُسکی جلوہ گری

شہزادی نے آنکھ اُٹھاکر نظر ڈالی تو کرنل کی آنکھ جھپک گئی۔

شہزادی۔ مطلب بیان کرو۔

خواص۔ مطلب کہو مگر اختصار کے ساتھ۔ حضور کی طبیعت نصیب اعدا نا ساز ہے۔

کرنل۔ (کانپتے ہوے) بندگی۔ بیچارگی۔ حکم حاکم مرگ مفاجات اور اگر مین۔ نصیب میرے۔

شہزادی۔ کیا یہ ہے کون۔ کوئی دیوانہ ہے کون۔

کرنل۔ حضور حکم حاکم مرگ مفاجات۔

خواص۔ این! اے ہوش کی دوا کر مردوے۔

کرنل۔ مجھے یہان آنکر افسوس ہوا کہ مین کیون آیا۔

خادمہ۔ تمسے صاف صاف کہدیا گیا کہ خبردار زیادہ گوئی سے یہان کام نہ لینا۔ مطلب سے مطلب رکھنا۔ اور تمنے بک بک لگائی ہے۔

شہزادی۔ اسکے دماغ مین خلل ضرور ہے۔

کرنل۔ مجھے صیغۂ جنگ سے حکم ہوا ہی۔ لہذا حاضر ہوا۔

شہزادی۔ کس امر کا حکم ہوا ہی۔ اس سے دریافت کرو۔

خادمہ۔ لے حضور کس سے دریافت کرین۔ کوئی آدمی ہو تو اُس سے دریافت کرین۔ یہ تو وحشی ہی۔ سوا دیوانہ۔

کرنل۔ دیوانہ تو نہین تھا مگر اب تو ضرور دیوانہ ہون ؎

دیوانہ اک پری کی ہی رکھتی ہو مجھے | زندان سے تنگ تر ہی یہ وحشت سرا مجھے

شہزادی۔ ہان کیا حکم دیا ہے۔

کرنل۔ حکم ہی کہ اس قلعہ کو محصور کرکے رپورٹ کرون کہ مس گلیرسا اور حضور کی سازش سے آزاد کیونکر بھاگ گئے۔

شہزادی۔ اچھا بس رخصت جو حکم تمھارے نام ہے اُسکی تعمیل کرو۔

کرنل۔ حضور قسم کھاکے کہتا ہون کہ اسوقت دلکی کچھ عجیب ہی حالت ہی آزاد کے ساتھ اب مجھے آپ سے زیادہ ہمدردی ہی۔ بڑا جری اور شجاع آدمی ہے۔ ؎

یلان سپہ سینہ و شیر چنگ | ہوے آکے میدان مین جب گرم جنگ
اُٹھایا جو گرز گران سناں کو | کیا ریزہ ریزہ صف جنگ کو
اٹھا اژدہاے کمند رسا | ہوے صید شیران دشت دغا

لاکھون آدمیون کی بھیڑ دل بادل ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوے تھے مگر آزاد کو سب مین فرد پایا یہ کسی سے دب کر نہ رہا۔ ؎

کہین مثل اسفندیار جوان | تہ خاک و خون اژدہاے ژیان
دکھاے عجب پہلوانی کے جوش | اڑے دیکھکر پہلوانون کے ہوش
بیان کیا کرون جرات آزادی کی | کہ ہمت دلیرون کی برباد کی
چلائی جو شمشیر گردن فشان | کیا پارہ پارہ تن پُر دلان

کرنل نے اس ناظورۂ حسین کے خوش کرنیکے لیے آزاد پاشا کی تعریف کے پل باندھ دیے۔ شہزادی آفتاب جبین بکمال شوق کرنل کی باتین سنا کی۔ آخر مین کہا بیشک آزاد ایسا ہی شیر مرد ہے۔ وہ نام کیا کہ ساری دنیا مین مشہور ہوگیا۔

کرنل۔ حضور اب آرام سے رہین اور مجھے خادم سمجھین۔

شہزادی۔ تم سب کتنے آدمی ہو۔

کرنل۔ ہم سب ملاکے دوسو آدمی ہین۔

شہزادی۔ دوسو آدمی ہین افسر کتنے ہین۔

کرنل - بیش - بہت عجلت کے ساتھ ہم لوگ بھیجے گئے -
شہزادی - (خواص سے) اوئن کو بلاکے حکم دو کہ سب کے لیے کھانے کا بندوبست کروین - ہر روز کے واسطے ٹھیک وقت پر شاہی باورچی خانے سے کھانا جایا کرے -
کرنل - حضور تو وہ فکر کرتی ہین کہ ہملوگونکی جان ہی پر بن آے اور ہم کسی امر مین حضور کے حکم کی تعمیل کے خلاف نہین ہین
شہزادی - آزاد کا کیا حال سنا - ہندوستان پہونچے ؟
کرنل - حضور مس کلیر سا اور مس میڈا کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین داخل ہوے - وہان انکی بڑی قدر و منزلت کیگئی اور کیون نہ قدر ہوتی ہر دل عزیز آدمی ہی - دنیا کا کوئی فن ایسا نہین جسمین وہ طاق نہو - ؎

تمامی کمالات مین طاق ہے	بہت پر دل و چابک و چاق ہی
فن شاعری مین طلیق اللسان	عبارت پناہ و شرافت نشان

شہزادی - اچھا اب آپ اپنا بندوبست کیجئے -
کرنل صاحب رخصت ہوکر باہر آئے - کل محل اور اسکے اردگرد مکانون کو دیکھا جابجا پہرے تعینات کیے اور خیمے مین تشریف لیگئے کپتان اور رانی اور روسی سب نے ملکر کرنل سے کھود کھود کر پوچھا کہ کیا باتین ہوئین کہا حضرت ہم اپنے فرائض منصبی کو نہین ادا کر سکتے اللہ رے جمال حسن اسکا نام ہی - آزاد بڑا خوش نصیب آدمی ہی کہ ایسی خاتون پری وش اسپر دل و جان سے عاشق ہو گئی -
خواصین پیش خدمتین کنیزان خانہ زاد خدام باادب جو پیشتر فوج کی آمد اور گھسار کے محصور ہونے سے نیچے کیطرح گرد انقباض مین تھے کرنل کی اطاعت و فرمان برداری اور خادمانہ تقریر سے باغ باغ ہو گئے دو گھنٹے مین محل معلی اور اردگرد کی عمارات عالیشان اور پہاڑ کے وہ حصے جنمین شہزادی ثریا جاہ فلک بارگاہ کے متوسل رہتے تھے روسی فوج کے پہرے سے محفوظ کیے گئے اور سوار مختلف مقامونپر خیمہ زن ہوے دوسرے روز افسران نے باہم مشورہ کیا - گو کل افسران فوج اس مہ طلعت ملائک فریب کی ناوک نگاہ کے گھائل تھے مگر مجلس شوریٰ مین آخری راے یہی قرار پائی کہ شہزادی کی نسبت صاف صاف امور سے صیغہ جنگ کو اطلاع دینی چاہیے لیکن ان لوگون نے اسقدر البتہ کوشش کی کہ شہزادی کے ساتھ اور بیگناہ خاتونون اور عورتونکو بھی مجرم قرار دیا - سہ پہر کو حسب ضابطہ تحقیقات کی تو شہزادی نے کمال بانکپن اور غرور کے ساتھ یہ اظہار لکھوائے - کچھ دن کا عرصہ ہوا کہ ایک نوجوان خوبرو کمسن تربیت یافتہ خورشید لقا شیر دل اسطرف گذرا - مجھسے چار آنکھین ہوئین تو سخت متحیر ہوئی کہ یا خدا یہ کس ملک کا رہنے والا ہی - زحسانِ یمان کی رعنائی نے یورپین کے حسن و جمال کو تازہ کر دیا - و در خسار گلاب کے پھول سے زیادہ شاداب تھے آنکھین اسطرح کی جادو بھری کہ دیکھتے ہی انسان قتل ہو جاے - ؎

نہ جوہر ست کہ شمشیر را در آغوش ست	زہیبت نگہش تیغ ہم زرہ پوش ست

سر اور منہ کے بال شبرنگ - سبزہ آغاز جوان طناز وضع کچھ انگریزی کچھ ترکی مین نے خادمونکو اشارہ کیا کہ اسکو میرے روبرو حاضر کرو چنانچہ بمجرد استماع حکم کی تعمیل کیگئی قریب آیا تو مین نے دیکھا کہ چہرے سے ریاست اور ایک قسم کا غرور برستا ہی مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ آزاد پاشا ملک روس کا جانی دشمن ہی شخص ہی اگر یہ معلوم ہوتا تو باوصف عشق مین گرفتار کرکے گورنمنٹ مین پیش کر دیتی - اس سے مین نے اسکا حال پوچھا تو اسنے کچھ اور ہی بیان کیا - مین سمجھی فرانسیسی ہی - فرانسیسی زبان ایسی اچھی بولتا ہی کہ خاص زبان معلوم ہوتا ہی اور مجھے بیان

بھی کیا کہ مین رسالے کا لفٹنٹ ہون اور فرانسیسی فوج کا افسر
میشن - دس بارہ دن تک وہ اس ایوان شاہی مین رہا
جدا زان در پردہ شادی کا پیغام کیا گیا -
یک دن مین اُس جوان گل پیرہن کے ساتھ کھانا کھا رہی
تھی تو مین نے عمداً چھیڑا اور پوچھا کیون لفٹنٹ تم تو کہتے ہو ہم بڑے
سیاح ہین ہندوستان اور چین اور انگلستان اور فرانس اور
روم روس سب ملکون کی سیر کی ہی ایمان سے کہنا تمھارے
نزدیک کس ملک کی عورتین سب سے زیادہ حسین ہین مسکرا کر جواب دیا
کہ بناؤ چناؤ تراش خراش مین فرانس کی لیڈیونکے مقابلے مین
ساری خدائی کی عورتین گرد ہین مگر حسن جسکا نام ہی وہ کوہ
قاف والیونپر ختم ہی - جارجیا اور سرکیشیا کی عورتین واقعی سچ مچ
کی پریان ہین اور انکی بانکی ٹوپیان اُنکے جوبن کی آگ کو اور بھی
بھڑکائے ہین مگر جس خوبصورتی سے فرانس کی وضعدار عورتین
اظہار حسن کرتی ہین وہ دنیا کے پردے پر کہین نہین ہی - لگاوٹ
مین انسے کوئی سبقت نہین لیجا سکتا انکی ادائین ستم ہین انکی
ادا کی نشتر فروش چٹکیان دل کو بے قابو بلکہ رگ جان کی
مضطر کرنیوالی ہین جو ہی شیرین حرکات رنگین ادا - ایک غمزے
مین صفونکی صفین تلپٹ کر دین - غمزہ کیا پیغام اجل ہی -

چشم جانان زدور بحسرت نگرانست	تا غمزۂ خونریز تو غارتگر جان ست

اگر کوہ قاف کی حور نژاد معشوقین اس لگاوٹ بازی مین طاق
ہو جائین تو ساری خدائی کی بادشاہی کر لین یہ حسن خیز ملک
صنم زاہد فریب کی کان ہی جسپر نظر پڑتی ہی از سر تا پا مجسم حسن ہی
فرشتے اُنکے دہن پر نماز پڑھنے کی آرزو کرین تو می زیبد -

ملائک در نماز شبہ رخسار خوبت آیۃ الکرسی	ہمی خوانند دمیگفتند خسار چنین باید

اور ہندوستان کی عورتین ناز آفرین ہین - انکا حسن گندم گون

آدم فریب ہی بلکہ فرشتون تک کو لبھائے - اسکے علاوہ وسط ایشیا
کے بعض ملک بھی حسن کے لیے مشہور آفاق ہین مثلاً نوشاد
خلخ - فرغار سیہ چشمان - کشمیر - چرکل - آذر - ان ملکونکے خوبان
پری پیکر اس قابل ہین کہ برسون انکا سجدہ کرے بعض بعض
انمین سے واقعی قیامت کبریٰ سے دوش بدوش ہین -

جلوۂ آن سرو قامت دیدہ ام	یا بچشم خود قیامت دیدہ ام

مین نے مسکرا کر کہا بھلا جتنی حسین عورتین تمنے دیکھین
ان سب مین ترجیح کسکو دیتے ہو - ہنسکر جواب دیا -

آفاقہا گردیدام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

مین تو اسکی ناوک نظر کی کشتہ تھی ہی یہ سنکر اسقدر مسرور ہوئی کہ جامے
مین پھولے نہ سمائی - اب مجھسے اور اُس سے چہل اور پیار کی
باتین ہونے لگین مینے کہا لفٹنٹ سچ کہتی ہون مین نے بھی
بڑے بڑے سفر کیے ہین اور اچھے اچھے خوبرو جوان عنا
میری نظر سے گذرے ہین مگر جو بات تم مین پائی وہ کسی مین
نہ پائی سرو قد بالا بلند فراخ سینہ گل رخسار بلکہ گل بھی
تمھارا رخسار تابان دیکھ عرق عرق ہو جائے -

بجمال شاہد گل نبمارخ نکورا	کہ بآب شبنم شوید زعذار رنگ و بورا

اسپر وہ صنم گلفام بولا پھر اگر یہی سمجھتی ہو تو بسم اللہ جب میان بیوی
راضی تو کیا کریگا قاضی - ہمارا تمھارا دل ملگیا اب ہمین کسیکا کیا اجارہ
ہمین نے کہا یون نہین یہ دل کا سودا کوئی اوٹھاؤ چولھا نہین ہے
پہلے اس بات کا ثبوت دو کہ تم بھی مجھپر اسی قدر ریجھے ہو اور خالی
خولی زبانی داخلے سے کچھ نہوگا - میرے دل پر اسبات کا نقش
ترسم کر دو تو مین مانون - لفٹنٹ نے کہا جان من چاہے
قتل کر ڈالو مگر اسبات کا ثبوت نہ مانگو اتنا نہین سوچتی ہو کہ
تمھارے عزیز و اقربا نوکری سب چھوڑ کے حضور کے در دولت پر آستانہ بوسی

کے لیے حاضر ہوا۔

جز آستان تو ام در جہان پناہے نیست
سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

اگر قتل کرنا منظور ہے تو ایک اشارہ کافی ہے خنجر اور شمشیر کی ضرورت نہیں۔ فقط ایک اشارہ بس ہے ؎

عاشق کا قتل ہو جو منظور
ابرو کے اشارے سے کر دو چور

مین نے پوچھا کہ یہان آنے کے پہلے تمھین میرے حسن کا حال کیونکر معلوم ہوا کہا تمھارے نام کی تمام عالم مین دھوم ہے کون نہین جانتا کہ پولینڈ کی شہزادی جمال و حسن مین بے نظیر ہے ہزار دن بار آپکی تصویر مین دیکھین اور کلیجا تھام تھام کر رہگیا مگر ایک دن نہ رہا گیا۔ لاکھ ضبط کیا۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا اب تمھارے بس مین ہون۔ اس دلاویز تقریر نے مجھے اور بھی فریفتہ کر لیا اور اب مجھے یقین واثق ہو گیا کہ یہ نوجوان لفٹنٹ میرا عاشق زار ہے اب صاف صاف باتین ہونگین تو اسنے کہا مین چند شرطون کے بغیر شادی نہ کرونگا اور چونکہ مین خود بھی بلا شرائط شادی کرنے پر راضی نہ تھی مین نے منظور کیا کہ پہلے تم اپنی شرطون سے مجھے اطلاع دو پھر مین اپنی شرطین پیش کرون اسکی شرطین یہ تھین۔

۱۔ مین بڑا بدگمان آدمی ہون کسی نوجوان بادجیہ آدمی سے ہنسنے بولنے ملنے جلنے کی اجازت نہ دونگا۔ ہان بوڑھا یا بدصورت آدمی ہو مضائقہ نہین۔ یا بالکل قریب کے رشتہ دار جیسے حقیقی بھائی۔ خالہ زاد بھائی۔ چچازاد بھائی۔ بس اور کوئی نہین اور اگر کسی رعنا شمائل کے ساتھ چل کرتے دیکھا تو سمجھ لیجائیگا ؎

با سایہ ترا نمے پسندم | عشق ست و ہزار بدگمانی

۲۔ اگر کسی روز بھی میری طبیعت اپنے سے خلاف پاؤ تو ناخوش نہ سمجھنا۔ مین چاہے مرجاؤن مگر قول مردان جان دادن گو۔ ؎

بان نینگلے کے طول خم پیچ عشاق | صورت پاک بنارس کا زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب بانکپن کہ پریوں حاق | حسن کشمیر ہے مشہور بیان آفاق

چشم پنجاب گردہلی کی شوخی کی گات
جسم لاہور کا اور قامت و قد ہے گجرات

زبان زد خاص و عام ہے مگر آج سے اگر کسی ماہرو کیطرف نظر اٹھا کے دیکھون تو قابل دار۔

۳۔ نوکرون چاکرون مین بروضع نہ بھرتی ہون۔

۴۔ اگر سیر و سیاحت کو جی چاہے تو ہم تم دونون ساتھ ساتھ سفر کرین۔

۵۔ اپنے اعزا و اقربا کو سمجھا دینا کہ اب یہ ہمارا میان اور ہم انکی بیوی ہین۔ وہ بھی اسی طرح پیش آئین جسطرح اس رشتے کے عزیز سے پیش آنا چاہیے۔

۶۔ پانچ کوس تک بدمعاش کو نہ بسنے دینا۔

۷۔ اگر ہم کسی مہ جبین نوخیز سے چل کرین تو تم بدگمان نہونا کیونکہ ہمارا مزاج ہی اس قسم کا واقع ہوا ہے۔

مین نے یہ شرطین سنکر کہا کہ سب کے پہلے تو میری شرط یہ ہے کہ شادی کے بعد تم کسی خوبصورت عورت سے چاہے خانہ ہی کیون نہو چار آنکھین کر کے باتین ہی نہ کرو اور تمھاری سب شرطین منظور رہین۔ مگر ساتوین شرط ہزار برس تک منظور کرونگی۔ الغرض شادی ہوئی شب عروسی کو مجھے معلوم ہوا کہ لفٹنٹ میرا عاشق زار اس دن میرے جوبن پر بھی عاشق تھا جو دیکھتا تھا وہی کہتا تھا۔ ؎

عید کا چاند ہی یا ہو نہ ہو پیدا
صبح صادق ہے شب کی یا نہ ہو

افق مطلع انوار ہے یا جلوہ ما
یہ مہ و مہر کا نور اُسکے مقابل ہیچ

حرف تقدیر نظر آتے ہے پیشانی
آپ کے رشک سے ہے آئینہ پانی پانی

چشم بینا ہے نہ ہو گی کسی کی ایسی
آنکھ مجنوں کی ہے مینا تو ہے بتلی لیلی

یہ خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی
ماہ دو ہفتہ گہن مین ہے کہ ہے وہ پہلی

یار ستانہین تیلی کا تماشا ہے آج
یا کہ پرتو کو ہوئی عرش بریں پر معراج

گرچہ چند روز کے بعد ہمارے باغ الفت مین نفاق کی خزان کے آثار نمودار ہوئے اور لفٹنٹ سے ہمین اسقدر دکھ پہنچا یا کہ جہ مجبوری ہمنے اُسکو قید کروایا کئی روز تک میری یہ کیفیت تھی کہ دن رات سوائے تڑپنے کے اور کوئی کام نہین مثل ماہی بے آب بیقرار رہتی تھی روز عورتون مرد انکو بھیجون اور وہ جاجا کے اپنی طرف سے بجھائین کہ بہت بُرا کرتے ہو پچھتاؤ گے ایسی معشوق طناز پاکے اسقدر بدنصیب ہو سب کے سب بجھاتے تھے مگر بے سود ذرا اثر نہین ہوتا تھا آخر کار ایک عورت سے کہا کہ اب انکی طرف سے ہمارا دل پھر گیا وہ اگر پری اور حور جنت بنکر بھی آئین تو ہم نہ مخاطب ہون یہ فقرہ سنکر یہ معلوم ہوا کہ تیر کلیجے کے پار کر دیا سوچی کہ تیرا غرور اسی غرور نے توڑا۔ اللہ اللہ رے استقلال پھر چین یہ آرام یہ عیش اور یہ بے پروائی اور بھی زیادہ صدمہ ہوا اور روز و شب اُسکی یاد مین کڑھا کی

پھر اُجڑے ہوئے یک بخت کے پاس آہ
دولت صبر تحمل ہوئی غربت مین تباہ

لوٹی کشور دل لشکر غم نے ناگاہ
درد و غم نے دل ناشاد سے پیدا کی راہ

بہ گیا خون جگر آنکھ سے دریا ہو کر
جان بھی تن سے ہوا ہو گئی شعلہ ہو کر

مینے جھلاکے تختی کے ساتھ سزا دی مگر جسقدر تختی اُسے نہین اُٹھائی اس سے زیادہ زیادہ مجھے برداشت کرنی پڑی ایک تو اپنا رنج و غم بالاے طرہ یہ کہ معشوق کے صدمے کا صدمہ خون جگر کھا کھا کر رہجاتی تھی۔ ایکدن کسی نے مجھسے کہا حضور تو خود اپنے آپ کو کڑھاتی ہین۔ اگر ایسا ہی عشق ہو تو ایکدن قید خانے مین اُنکے دیکھنے کو خود چلی جایئے مجھے بھی یہ راے پسند آئی۔ دوسرے دن بن ٹھن کے گئی تو دیکھتے ہی رونے لگا۔ بس مینے بے اختیار گلے لگا لیا۔ ؎

پھر وہی حسن وہی لطف وہی عیش و نعم
راحت جان مری آتے ہی بس آیا آرام

خلوت انجمن بہر اور بند خلص و علم
نہ ملاقات نہ دربار نہ مجرا نہ سلام

شکر صد شکر کہ پھر آئی گلستان مین بہار
دیدۂ دہر مین پھر اشک چکا صورت خار

اب کی اسطرح کی الفت ہوئی کہ بالکل یک جان دو قالب دم بھر اگر جدائی ہو تو طبیعت بیچین ہو جاے۔ اب مجھے یقین و واثق ہو گیا کہ تمام عمر عیش و طرب مین کٹیگی۔ اب صلاح ہوئی کہ ان زخمیونکی تیمارداری کے لیے بچارڈ اکٹر اپنی طرف سے بھیجین اور گورنمنٹ مین درخواست دین ضرور منظور ہو جائیگی درخواست لکھی مگر بھیجنے کی نوبت نہ آئی اب سب مین یہان مشہور ہو گیا کہ اس جوان ماہرو اور شہزادی مین انتہا کی الفت و محبت ہے۔ ؎

فرط سے چاہ کے اک جان دو قالب گویا
دونون مطلوب تھے اور دونون تھے طالب گویا

ایک روز للی نامے خادمہ نے مجھسے آنکر یون کہا۔
للی حضور ایک بات سُنی ہے جو جان بخشی ہو عرض کرون۔
شہزادی۔ ایسی کونسی بات ہے کیا کوئی گالی دوگی۔
للی۔ اے حضور لونڈی کی کیا مجال۔ توبہ۔ توبہ۔
شہزادی۔ اچھا بیان کرو۔ اب ہم کمال مشتاق ہین۔
للی۔ حضور ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ فرانسیسی نہین ترکی افسر ہین اور

آزاد پاشا انکا نام ہی۔ یہ قید روس سے بھاگ آئے ہین۔
شہزادی۔ کیا کہتی ہے یہ کس حاسد نے بیان کیا۔
للی حضور یہی کا ایک سپاہی ہے وہ کہتا تھا۔
شہزادی۔ اس سپاہی کو ابھی ابھی دم حاضر کرو یہان۔
للی۔ حضور اُسکو کسی حیلے سے بُلوالین اور سُن لین۔
شہزادی۔ تم خود جاکر حکم دو کہ سرکار نے ابھی یاد کیا ہے۔
للی جاکے ایک سپاہی کو بُلا لائی۔ شہزادی نے خشمگین ہوکر کہا تو کیا طوفان باندھا کرتا ہے للی سے تو نے لفٹنٹ کی نسبت کیا کہا تھا کل۔
سپاہی حضور کل نہین آج کہا تھا کہ یہ آزاد پاشا ہین۔
شہزادی۔ آزاد پاشا ہین اور فرانسیسی نہین ہین۔
سپاہی۔ سرکار اگر آزاد نہون تو قتل کا حکم صادر ہو۔ مین تو انکو کئی بار دیکھ چکا ہون بڑے نامی ترکی جنرل ہین
اِس سپاہی نے مجھے ایک تصویر لاکے دکھائی جسپر فرانسیسی اور روسی زبان مین لکھا تھا جنرل آزاد پاشا سپہ سالار فوج ترک واقع آن روے دریاے ڈینوب۔ تصویر جو دیکھتی ہون تو لفٹنٹ سے بالکل مشابہ ہوش اُڑ گئے۔ حواس باختہ۔ روح پر صدمہ۔ یا الٰہی اب کیا ہوگا۔ اس شخص کے ساتھ تو شادی بھی ہوگئی اب ہو کیا سکتا ہی اگر گرفتار کرادیا تو مین تمام عمر رنج وغم سہونگی دوسری شادی کی قسم کھائی ہی اور اگر کسی سے ذکر نہ کرون تو دل نہین مانتا۔ قہر درویش برجان درویش۔ مجبوری کا عالم تھا۔ سوچی کہ یا خدا اب کس سے صلاح لون۔ سپاہی کو دھمکایا کہ خبردار زبان سے نہ نکالنا۔
اتنے مین لفٹنٹ نے آنکر طعنے دینے شروع کیے کہ واہ بس یہی الفت کا دم بھرتی تھین اتنی دیر تک ہماری خبر ہی نہ لی۔ مینے کہا ذرا آنکھ جھپک گئی تھی۔ پاس بٹھا کر ادھر کی باتین کرنے لگی مجھے تو ڈر تھی۔ مینے باتون باتون مین کچھ اشارہ و بات کرلیا جب کبھی ترکونکی شکست کا ذکر کرون رنگ روغن بدجاے اور جب روسیون کی ظفر کا ذکر کرون تو چہرے پر اُداسی چھاے جسمین تاڑ گئی کہ یہ بیشک روسی ہی۔ ہاتھ ملکر رہ گئی مگر اب کیا ہوسکتا تھا مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا نقشہ تھا۔ اُسکے دن شب کو باغ مین ٹہلتے ٹہلتے مینے پوچھا تمنے آزاد پاشا کو بھی دیکھا ہی۔ پہلے تو جواب دینے مین ذرا جھجکا کر پھر بے دھڑک کہا ہان استنبول مین دیکھا تھا۔ مینے کہا جو کہین وہ گرفتار ہو تو مین ہزارون روپیہ خیرات کرون۔ ہمارے ملک کا بہت بڑا دشمن ہے یہ کہکر مینے اُسکے چہرے کی طرف نظر ڈالی تو معاً تاڑ گئی کہ آزاد بیشک یہی ہی۔ پھر اسی امر کی نسبت مینے اس سے سوالات کیے
شہزادی۔ سُنتے ہین آزاد بہت خوبصورت آدمی ہے۔
لفٹنٹ۔ ہان خوبصورت نوجوان آدمی ہی آزاد پاشا۔
شہزادی۔ عورتین تو اُسکو دیکھکر ضرور ریجھ جائین۔
لفٹنٹ۔ تمکو اسوقت آزاد کیون یاد آیا۔ اسکا نام زبان پر لاتی ہو وہ صبح شام گرفتار ہی ہوا چاہتے ہین۔
شہزادی۔ خدا کرے قید ہو جائے مین جو سُن لون کہ دس کوس کے فاصلے پر بھی یہانسے آزاد کسی جگہ مقیم ہین تو خدا کو گواہ کرکے کہتی ہون فوراً صدہا آدمی دوڑادون اور مشتہر کردون کہ جو شخص اُسکو زندہ لائیگا وہ انعام کثیر مع جاگیر پائیگا اور جو اُسکا سر لائیگا وہ صرف انعام کثیر کا مستحق ہوگا۔
لفٹنٹ۔ اگر زندہ آپکے روبرو آیا تو آپ ضرور ریجھ جائینگی اور اگر مُردے کا سر آیا تو خیر۔ وہ تو مجبوری کا عالم ہی۔
شہزادی یہ سمجھتے کوئی اور ہونگے ہم ایسے ایسے لوگون

پر نہین رکھتے جو ہمارے ملک کے رہنے والے ہین۔ اُنکے لئے تیغ دوسم ہے مگر جنے جو آزاد کی تصویر دیکھی تو معلوم ہوا کہ ابھی بہت کم ہین آدمی ہین۔

لفٹنٹ۔ (چونک کر) تصویر کہان دیکھی۔

شہزادی۔ لندن کے اسٹریٹ لندن نیوز اور گرافک ہین۔

لفٹنٹ۔ کسی دل لگی باز نے مجھاپ دی ہوگی

مین نے تصویر منگوا کر آزاد کو دکھائی تو دیکھتے ہی رنگ فق ہوگیا۔

شہزادی۔ یہ آزادہی کی شبیہ ہے یا اور کسیکی کیون صاحب

لفٹنٹ۔ ہان۔ (گھبرا کر) دیکھون۔

شہزادی۔ صورت ملتی ہی یا نہین ملتی ہے۔ یہ بتاؤ۔

لفٹنٹ۔ (پریشان ہوکر) کس سے۔ کس سے۔

شہزادی۔ آزاد سے اور اس تصویر سے مشابہت ہے یا نہین۔

لفٹنٹ۔ (شرما کر) دیکھون۔ گر۔ گر۔

شہزادی۔ اب اسمین اگر گر کا ہے کی ہر۔ صاف صاف بات ہے۔

لفٹنٹ۔ قدمون پر گر کر۔ ؎

زندان مین جو زندہ بھبنا ہو	اپنے دل تنگ مین جگہ دو

مین نے کہا آزاد تمنے نرد دت کھیلی۔ اب ہمکو تمنے کہین کا نہ رکھا۔ اگر تمکو بچاتی ہون تو دل نہین مانتا اور گورنمنٹ کو اطلاع دیتی ہون تو بھی دل گوارا نہین کرتا حیرت مین ہون کہ کیا کرون کیا نکرون اور تمنے ابتک ذرا اطلاع نہ دی اسکے چوتھے پانچوین روز آزاد کو دو لیڈیان ساتھ لیکر چمپت ہوئین مجھے چکما دیا اور اُدھر دیسی فوج کے سواردن نے بھی اُنکو گھیر لیا اب مجھے نہین معلوم کہ آزاد کہان ہین۔

اس اظہار کی نقل کرنیل نے مع اپنی راے اور کل امور متعلقہ اور سر کلیرسا کے خط کے وزیر جنگ کے پاس بھیجدی وزیر جنگ نے حکم دیا کہ شہزادی ابھی زیر نگرانی فوج رہین ایک افسر اعلی کو تحقیقات کامل کے لیے بھیجدیا ان حضرت نے آتے ہی آسمان سر پر اُٹھایا۔ دریاے نیوا کے کنارے پر ایک قصبہ واقع تھا اُسکے متمول مہاجن کی گرفتاری کا حکم جاری کردیا بیچارے کو خبر ہوئی تو سخت متحیر کہ یا خدا یہ کیا آفت آئی ہے مین تو بجز لین دین کے اور کسی سے واسطہ ہی نہین رکھتا۔ جنرل نے میرے نام گرفتاری کا حکم کیون جاری کردیا۔ اُسکی بیوی نے علحدہ لیجاکر یون بیان کیا۔

بیوی۔ تمکو اسکا حال نہین معلوم ہے مین سمجھ گئی

میان۔ مجھکو تو پولیٹکل معاملات سے سروکار ہی نہین تھا

بیوی۔ اصلیت یہ ہے کہ اللہ نے اس جنرل کے پڑوس ایک مکان لیا تھا اور اسمین بود و باش اختیار کی اس بدبخت کی مجھپر نظر پڑی تھی مگر مجھے اسکی خوبو چال ڈھال سے نفرت تھی۔ مین نے شادی سے انکار کیا بس آگ ہوگیا دو بار گھر جلادیا ایک مرتبہ ڈاکوؤنکے ذریعے سے چوری کرادی اور اب برسونکے بعد یہ بدلا لیا

میان۔ کیا اندھیر ہے۔ مین گورنمنٹ مین کل امور پیش کرونگا

بیوی۔ میرے پاس اُسکا خط موجود ہے۔

یہ کہکر بیوی نے میان کو خط دیا جو سترہ برس کا لکھا ہوا تھا پڑھا تو عبارت ذیل درج تھی۔

او ظلم کی ڈھانے والی بچھپر تو نے وہ کیا جو موت جان کے ساتھ کرتی ہے میرا دل تجھپر آیا ہے اور میری جان جاتی ہے تیرا اٹھلا اٹھلا کے باغ مین چلنا دل کو پائمال کرتا ہے مہینون سے تیرے

دیدار کی زیارت کے لیے گرجا جاتا ہون اور گھنٹون تیرا رخ اور گھورا کرتا ہون۔ مگر افسوس تو وہ ظالم شقی القلب ہے کہ ذرا رحم نہین کرتی مین سچ کہتا ہون کہ غلام بنکر رہونگا اور مثل خادمونکے خدمت بجالاونگا اس مہاجن مین کونسی خوبی ہے صرف سود پر اوسکا دارومدار ہے۔ یورپ کی لیڈیان فوجی افسرون کی عاشق زار ہوتی ہین اور ہمیشہ فوج والون ہی سے شادی کرنا پسند کرتی ہین مگر تو وہ انوکھی عورت ہے کہ مہاجن کو مجھ ایسے مشہور سپہ سالار پر فوقیت اور ترجیح دیتی ہے۔

مین جسوقت سنتا ہون کہ وہ مہاجن دو دو دن آنکر تیرے یہان رہتا ہے اور تو بناؤ چناؤ کرکے اُسکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر چاندنی راتون کو دو دو کوس میٹھی میٹھی باتین کرتی ٹہلجاتی ہے تو کلیجہ پر سانپ لوٹتا ہے اور درد جگر تڑپا دیتا ہے ؎

کیا قہر ہو کہ نہ اُٹھے درد جگر مین	میری تو نبض خالی اور آپ دردی مین
اک آن بھی مجھسے نہ ملو آٹھ پہر مین	مگر چھوڑکے اپنا رہو یون در کے گھر مین
سنتا ہون شب و روز تھین نرم گرم مین	کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر مین
ہر روز تو ای مہر درخشان ہو کہین اور	ہر رات تو ای شمع شبستان ہے کہین اور

خود دل تیرا خدا ہو اُسکو جلاتی ہو غضب ڈھاتی ہو۔ ہائے قیامت کا سامنا ہو۔ بھوت بھوت کے رونا آتا ہو۔ درد دل کی چمک کا حال کیسکو کیا معلوم ہے ہمسے بولنا کیسا آنکھ اٹھاکر ہمارے طرف دیکھنے تک کی قسم کھائی ہو۔ بیرحی اور انتہا کی بیوفائی ہو اس مہاجن کی قسمت مین کہان سے لاؤن۔ اچھی اچھی امیرزادیان تمنا رکھتی ہین کہ مین ذرا اُنسے ہنسکر بات کرون جس سوسائٹی مین سنو میرا ہی چرچا ہو جس محفل مین جاؤ میرا ہی تذکرہ ہو سینٹ پیٹرسبرگ سے شہر مین ہزارون خاتونین میرے حسن پر عاشق ہین مگر خدا جانے اللہ نے تجھے کیسا انوکھا دل دیا ہو کہ جو بات ہو نرالی ہو جو ادا ہو نئی ہو اب مجھکو

اور کیا چارہ ہے کہ زہر کھاکے مرجاؤن یا اپنے تئین تیغ ستم سے خوب جانتا ہون کہ اس قصے کی تہہ مین میری جان تک نہ جائیگی مگر جس معشوق کو ہم چاہین جسکی دلبری عاشقی اور دلستانی پر اور کچھ بے غیرتی سے رنڈ بڑھاے اور ہمکو آتش غم مین جلائے تو صد مرتبہ نہو

رشک کیونکر نہو ای یار ذرا منصف ہو	اپنے کو غیر صنم غیر کرا بنا مجھ
بات مجھسے نہ کرو غیر سے ہنسکر بولو	آتش غم مین جلاؤ مجھین خود چین کرو
رشک سے کیون نہ جلے جیتی کافرمین اے	محفل غیر ہو جب فرش گزشتا ہے

اور اگر یہی سرد مہری ہو تو خیر۔ اس مہاجن کی ذرسی راہ مجھ لینے فوجی آدمیونسے مقابلہ کرنا دیا مین رکھا کیا ہے۔ مہاجن نے جو یہ خط پڑھا تو آگ ہوگیا اپنے لڑکے کو بلاکر خط دیا اور کہا مجسٹریٹ کے سامنے پیش کردینا اور خوب لڑنا دولت خدا کے فضل سے کافی ہو۔ یہ کہکر کے مہاجن بیوی سے ملا دونون گلے لپٹ لپٹ خوب روئے۔ اس عرصہ مین کانسٹبلون نے کئی بار غل مچایا کہ ہمین فوراً گرفتار کرنیکا حکم ہو۔ مہاجن گریہ وزاری کرتا ہوا باہر آیا اور کمال ذلت وخواری کے ساتھ سپاہی ڈھکیلتے ہوے اس مغرور اور بیگناہ ساہوکار کو لے چلے۔

اب سُنئے کہ ادہر ساہوکار بیچارہ حوالات مین بھیجا گیا اُدہر مکان پر پہرہ بیٹھ گیا اور پولیس کے آدمیون نے نصف سے زیادہ دولت لوٹ لی اس اندھیر کو دیکھیے مہاجن کے لڑکے نے مجسٹریٹ کے سامنے وہ خط مع عرضی کے پیش کیا تو اہلکارون نے حسب ایماے حاکم خط بدل دیا اصل خط کو جعل کے جرم مین ماخوذ کرکے چھ برس قید سخت کی سزا دی۔ مہاجن کے ساتھ بڑی سختی کی گئی اس سے کہا گیا کہ اپنی جورو کو چھوڑ دے جس سپہ سالار نے تجھے ماخوذ کیا ہے وہ اُس سے شادی کریگا اور اپنی دولت کا نصف حصہ داخل کرا دیگا

سیبریا کون دائم الحبس ہووے وہ سیبیریا ہے کہاں ہے کیا
اذ حد ہے۔ مین پولینڈ کی شہزادی سے واقف ہی نہین۔ آزاد
کا میں نام ہی نہین سُنا۔ مجھے اس امر سے مطلق واقفیت
نہین کہ وہ کون ہے کب گرفتار ہوا کب بھاگا شہزادی سے
اس سے کیا تعلق تھا اور مجھے بیگنا جہنم کو بھیجے دیتے ہو مگر
سُنتا کون ہے۔ اب وہی باتین تھین۔ یا تو بیوی سے کنارہ
کش ہو نصف دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور یا تو تمام عمر سیبیریا
کے برفستان مین زندگی بسر کرے۔ اُسنے کہا دولت نصف نہین
چاہے سب کی سب جھین لو عذر نہین مگر جیتے جی بیوی کی جُدائی
تو ہرگز نہ دیکھی جائیگی لوگون نے سمجھایا کہ کچھ سودائی ہو
اب وہ تمھاری بیوی کہان ہے تم سیبیریا مین ہوگے اور وہ تمھارے
رقیب کی بغل مین۔ اسپر ساہوکار زار زار رویا اور رگ حمیت
جوش زن ہوئی مگر یا بجولان جائے ماندن نہ پائے رفتن۔
اُسیوقت اُسکو یہ خوشخبری بھی سُنائی گئی کہ اُسکے لڑکے نے جعل
کی علت مین قید سخت کی سزا پائی۔ اس خبر سے اور بھی
دل بھر آیا اور اسقدر رویا کہ بالکل دیوانہ ہو گیا۔
اُسی روز حکم دیا گیا کہ اس شخص کی نسبت یہ جرم سخت سنگین
من کل الوجوہ ثابت ہو گیا اور صدہا معزز معزز لیڈیون اور معتبر
معتبر جنٹلمینون کی شہادت کامل درگواہی کافی ہو پہنچی کہ اسکی
سازش سے آزاد پاشا جسکو گورنمنٹ روس نے قید کر سیبیریا
بھیجا تھا اثنائے راہ مین رہا کر دیا گیا۔ گورنمنٹ موصوف کو
مناسب ہوا کہ ایسے بدخواہ ملک کو سخت ترین سزا دے تاکہ
اور دنکو عبرت ہو اور پھر کسی بدنفس کو جرأت نہ پڑے کہ اس
شرارت اور نمک حرامی کا مرتکب ہو۔ لہذا حکم ہوا کہ سیبیریا
سرد ترین سے سب سے بدتر مقام مین یہ شخص قید کیا جاے
کھانے پینے کو ترسایا جائے اور اس سے وہ کام لئے جائین
جو اس سے ادا نہو سکین۔ گورنمنٹ نے اس معاملے مین کامل
غور کر لیا ہے اور بعد تحقیقات نہایت ملایمت اور رحمدلی کے
ساتھ یہ سزا دی ہے اسکا جرم اس لایق تھا کہ ایسی سخت سزا دیجاے
جس سے بڑھکر اور کوئی سزا نہو مگر یہ گورنمنٹ کی نہایت
رحمدلی اور مہربانی ہے کہ اسکو یہ سزا دیگئی۔
یہ حکم اُس مہاجن کو سُنایا گیا۔ مہاجن کو سنتے ہی غش آگیا
اور بڑی دیر تک بیہوش پڑا رہا۔
روس کے حکام شقی القلب نے اُس ستم رسیدہ و مصیبت زدہ
ساہوکار کو غش کی حالت مین دیکھکر انتہا سے زیادہ خوشی
ظاہر کی اور اُسکے بے بس لڑکے اور بیکس جورو کو اس واقعہ
ہولناک سے بفرط مسرت اطلاع دی۔ لڑکا جسوقت قیدخانے
مین اُس کے باپ کو ناکردہ گناہ صرف حسد اور بغض کے
سبب سے اسقدر سخت ترین سزا دیگئی تو آٹھ آٹھ آنسو رویا اور
دو دن تک ہر دم اُسکی آنکھونسے اشک جاری رہے۔
مہاجن کی جورو کو خبر ہوئی تو بیجان ہو گئی۔ ع۔

کالو تو لہو نہین بدن مین	

لڑکا قیدخانے مین شوہر پر آسمان پھٹ پڑا خود تنہا
بیکس بینی و دو گوش۔ پولیس والے نصف دولت جُرمانہ لیکے
جو لوگ حفاظت کے لیے مقرر ہوئے تھے وہی ڈاکو نکلے۔ ع

	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

حکام دشمن جانی سب کی یہی نیت تھی کہ اس ساہوکار کے
گھر مین کوئی باقی نہ رہے اور ہم کل دہیہ اور جایداد لوٹ
کھائین علاوہ برین اُس عرصے مین دو ایک صاحب ڈورے
ڈالنے بھی آئے مگر اس پاک دامن عورت نے

شیشۂ عصمت کو سنگ وساوس شیطانی سے بچایا۔

اب سُنیئے کہ جس شخص نے سب سے پہلے آنکر اس بیچاری مصیبت کی ماری سے اُسکی شوہر کی قید سخت کے حکم سے اطلاع دی اُسنے مسکرا کر اور ہنسکر کہا۔ لے اب سزا کو پہونچی کیا ہوا آگے آیا۔ اب بھی اگر اس جنرل کے ساتھ رضی ہو جاؤ تو بہتر۔ تمھارے میان تو اب حشر تک تمکو صورت نہ دکھائینگے۔ اُنکے نام حکم ہوا ہے کہ چونکہ تمنے آزاد پاشا سے نامی جنرل غنیم کو قید سے رہائی دینے مین مدد دی لہذا گورنمنٹ روس تمکو تمام عمر کے لیے سیبریا کے بدترین مقامون مین قید کرتی ہے۔ اسکے علاوہ اب بچہ جی کو غضب کی بھی بڑی بھی ملیگی درمحنت اسقدر لیجائیگی کہ کلیجہ منھ کو آئے تمھارا لڑکا تو اب جیتا نہ بچیگا۔ اُسکو تو مردون مین خیال کرلو ان فقرون نے اُس کردہ گناہ عورت کے جگر پر برچھی کی نوک کا کام کیا اور گویا برچھی جگر کے پار ہوگئی اور کسی نے اُس زخم پر نمک چھڑکا تمام عالم تیرہ تار نظر آنا تھا گلے مین کانٹے پڑ گئے۔ آنکھون سے طوفان اشک جاری ہوا ہاتھ پاؤن سرد سکتے کا عالم کیا ہی بیٹھے بٹھائے ہمپر یہ کیا مصیبت آئی کسی کے لینے مین نہ دینے مین۔ میان کے نام دائم الحبس کا حکم بیٹا تین سال کے لیے قید مین اس تباہی مین ساری خدائی مین اسوقت ہمارا کوئی نہین ہے کئی بار اپنے اعزا کا نام لیا کہ فلان شخص کو بلا دو مگر پہرے والون نے صاف جواب دیا اور کہا ہمین حکم ہے کہ اگر اس راستے سے کوئی چلے تو گولی مار دو۔ عزیز کیسے دس پانچ اعزا و اقربا جو مدد کو آئے بھی تھے مگر پہرے والون نے دور ہی سے للکارا اور بندوق چھتیا کے ڈرایا کہ آگے بڑھے تو دھوان اُس پار ہوگا صرف یہ عورت اور ایک اسی لڑکی اور دو خادمہ عورتین گھر مین باقی اللہ اللہ خیر صلا اور دروازے پر ڈبل پہرا اور پہرے والے چھٹے ہوئے گرگے جنکی ہر وقت یہی نیت رہتی تھی کہ اگر ساہوکار کی جورو راضی ہو تو اُسکو چپکے سے بھگا لیجائین انمین سے بعض بعض نے الفاظ نا ملائم سے بھی مخاطب کیا مگر وہ بیچاری کیا کرتی۔ مجبور تھی اپنے بچی کو دن رات چھاتی سے لگا کر زار زار رویا کرتی تھی۔

شدت گریہ ہے افشوں کی فراوانی ہے	کشتی چرخ فلک کشتی طوفانی ہے
شوق دل مستعد سلسلہ جنبانی ہے	آہ پر درد کہ زنجیر پریشانی ہے
حلقے آنکھون مین نہین ضعف کی تصویر ہین ہین جسم لاغر مین رگین جتنی ہین زنجیر ہین ہین	

زبان اور گلو اور تالو خشک۔ چہرے پر مردنی چھائی۔ دل مورد الم۔ گرفتہ غم۔ سوچتی تھی کہ یا الٰہی اس بیچارے لڑکے پر قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی۔ ماں کی تنہائی۔ باپ کی جدائی۔ اپنی پریشانی۔ ہائے افسوس وائے افسوس اور اُسکا باپ مصیبت مین ہوگا کہ لڑکا مفت قید خانے مین بھیجا گیا خود تمام عمر کے لیے محبوس ہوئے جورو چھوٹی لڑکے بالے چھٹے۔

دولت جہنم مین گئی یا خدا اگر ایکی مصیبت دور ہو جائے تو مین سب سے بڑھکر نہلسٹ ہو جاؤن یا خدا۔ وے جسدن سے پیدا ہوئے ان جابرون کی سختیان سہتے سہتے کلیجہ پک گیا لڑکپن مین بعض قومی لٹیرون نے باپ کی جمع لوٹ لی۔ اب میان اور بیٹے اور گھر تباہی آئی انکے جور و تعدی کے سبب سے ایک دن بھی چین سے نہ گذرا۔ ۵

کیا پوچھتے ہو عمر کٹی کس طرح اپنی جز درد نہ دیکھا کبھی اس بیس برس مین

پہرے والون نے بیقراری دیکھ کر کہا اب بھی جنرل کا

کہا ان کو نہین تو زبردستی لیجائینگے ۔
اس جبر و ظلم پر بھی اُن شقی القلب سفاکون کو تسلی نہوئی حکم دیا گیا کہ عورت کو بھی حاضر کرو جس درجے مین مہاجن قید تھا اُسکے پاس کے درجے مین عورت بھی قید کی گئی ۔ لوہے کی سلاخون کی راہ سے ساہوکار نے اپنی مصیبت زدہ بیوی اور اُس عفیفہ غمزدہ نے اپنے میان کو دیکھا اور کہا بس بسکین اسقدر رہو کہ ہم تم ایک ہی جگہ رہینگے ۔ یہ کہکر دونون پھوٹ پھوٹ کر خوب روئے مگر دلون کو اسقدر ڈھارس ضرور تھی کہ گو رانڈ صدمے سہین لیکن جدائی تو نہوگی لڑکے کی مفارقت ابدی کا سخت قلق تھا مگر اس سے کوئی چارہ بھی نہ تھا تھوڑی دیر مین ایک افسر آیا اور میان بیوی کو قریب دیکھکر آگ ہوگیا کہا یہ کیا اندھیر ہو ۔ ان دونون کو علحدہ علحدہ قید کرو اور اگر ایک مغرب بھیجا جائے تو دوسرے کو مشرق بھیجو ۔ منزلون کا فرق رہے سپاہیون نے اُس پاکدامن شریف زادی کو زبردستی اُٹھایا اور جب وہ مچلنے لگی تو ایک بیرحم ظالم نے اس زور سے لات ماری کہ وہ نازونعم پروردہ امیرزادی گر پڑی اُسپر ساہوکار کو اس درجہ طیش آیا کہ مارے غصے کے زنجیر توڑکر دوڑا مگر جاتا کہان لوہے کی سلاخون سے ٹکرایا اور اسقدر خون بہا کہ گر پڑا عورت ہاتھ جوڑکر یہی کہتی جاتی تھی کہ چاہے جسقدر سخت سزا دو مگر خدارا خدا کو جدا نہ کرو ۔ سپاہی کشان کشان لیگئے ۔ اِدھر ساہوکار نے سب کی لاعلمی مین دم کے دم مین دم توڑا اور دنیاے دون سے ہمیشہ کے لیے منھ موڑا اُدھر سوا دو بجہ سپاہی اس نازنین کو اس بدعت کے ساتھ لیے جاتے تھے اور ادھر زبان حال سے یہ کہتی تھی کہ ۔ ؎

کہو برق وش سے کہ آرام سے جاتا ہے

جنازے پر ہمارے ابر رحمت شامیانہ ہے

جب اس نازپروردہ کو اس سردمہری کے ساتھ یہ اظلم خونخوار ایک علحدہ قید خانے مین لیگئے تو وہان پھر کہا کہ اب بھی سویرا ہے اگر ان لے تو تیرے شوہر کے ساتھ بھی عایت کرین اور تو نے خود تو وہ تکلیف اُٹھائی کہ شاید پھر کبھی سسرا نام بھی زبان پر نہ لائے ۔
اتنے مین ایک آدمی دوڑا آیا اور بہت ہنسکر کہا اور بھی کچھ سُنا ۔ انکے میان تو سر ٹکرا کر مر گئے ۔ سر پھٹ گیا بھیجا نکل پڑا اور جو مدھیا سے گرا مگر کسی نے فکر بھی نہ کی بس ایک مرتبہ پہرے والے نے دیکھا تو کہا ارے یہ تو مردہ پڑا ہے جاکے دیکھتے ہین بالکل سرد ۔ ہاتھ پانون سب ٹھنڈے ڈاکٹر نے آکر دیکھا ۔ کہا مر گیا ۔ یہ فقرہ سنتے ہی اُس عورت کی آنکھون سے سُرخ سُرخ آنسو جاری ہوگئے ۔ ؎

اشک خون سے اے جنون نسبت ہے کیا اکسیر کو
کر دیا دم مین طلائی آہنی زنجیر کو

کانون مین طرح طرح کی آوازین آنے لگین کبھی آواز آئی کہ جیسے اسکا لڑکا سامنے کھڑا کہہ رہا ہے کہ اماں جان ابا کو کہان بھیجدیا ہاے ابا ۔ کیا غضب کیا ۔ اتنا بڑا امیر روی مہاجن اور اس تیرہ و تار کوٹھری مین دم توڑے اور نعش بے کفن کے اردگرد کوئی نہ پھٹکے واہ وا جسکے پاس کروڑون کی جائداد ہو وہ کفن تک کو ترسے کبھی کان مین آواز آئی کہ وہی مہاجن مہرورہیوی کی طرف مخاطب ہوکر کہتا ہے ۔ ؎

او مسیحا نہ خبر لی تو نے
دو بیمار تھا مرے مر ہی گیا

آنکھون مین اندھیرا چھا یا ہوا تھا اور کلیجہ ہاتھون اُچھل ہا تھا دلوانی کیطرح ادہر سے ادہر جاتی تھی مگر پہرے والے قہقہہ لگاتے تھے۔

۱- بن داسون کا ناچ دیکھا۔

۲- اب رنڈاپے مین زندگی بسر کرنا فضول ہے۔

۳- وہ جنرل اب بھی موجود ہے۔ کہو تو پیغام بھیجین۔

۴- اجی ابھی کیا ہے۔ صبح شام لڑکے کی بھی خبر آتی ہوگی۔ ابھی تو میان بی کا سانحہ دیکھا ہے۔

۵- تم ہمارے ساتھ شادی کرلو تو بیوی بھیجین۔

۶- بڑی ضدی عورت ہے۔ اسکو ایسی جگہ قتل کرے جہان پانی نہ ملے۔

۷- جسطرح انکے میان کی جان گئی کسیکو کانون کان خبر ہی نہین کہ کیا ہوا کیا نہین ہوا۔ مرگیا۔ مرجائے۔

۸- اجی بلکہ اور جہنم مین جائے کچھ مطلب ہے۔

۹- کہو بی صاحب اب کیا سوچ ہے۔ میان کو توجت کیا۔ اب کسکی فکر ہے۔ اب بچو کو مار ڈالو۔ ایک ہم ہی باقی ہین۔

اس غمزدہ دل شکستہ کا حال تو یہان چھوڑا اب سنئے کہ ایک اور افسر فوجی جو پولینڈ کی شہزادی نسرین بدن کے معاملات کی تحقیقات کے لیے بھیجے گئے تھے انھون نے دیکھا کہ جنرل نے توبرنو کا بقیہ بل آج نکالا ہین پھندی سے جاتے ہین انکو یاد آیا کہ انکے قصبے مین انھون نے ایک بساطی کے باپ کی قبر کھدواڈالی تھی۔ بساطی نے استغاثہ کیا تو انکو جرمانہ بسگین دینا پڑا اور اس روز سے یہ اور وہ جانی دشمن ہوگئے ایکمرتبہ لاگ ڈانٹ مین اُسنے انکو قید بھی کرادیا تھا یہ موقع پاکر انھون نے اُسکے پھانسنے کی فکر کی اور اُس قصبے کے مجسٹریٹ کو لکھا کہ چونکہ فلان بساطی پر جرم ثابت ہوگیا ہے کہ آزاد پاشا قیدی کو اُس شخص نے پولینڈ کی شہزادی سے سازش کرکے بھگادیا تھا لہذا حسب الحکم کمیشن اطلاع دیجاتی ہے کہ پولیس کی حراست مین اُسکو فوراً روانہ کیجیے

مجسٹریٹ نے بساطی کے ان دو ورٹھیوں جب اُسکے دروازے پر سپاہی پہونچے تو اُسکو باہر بلایا اور کہا۔

سپاہی۔ چلو تمھاری گرفتاری کا حکم آیا ہے چلو ساتھ۔

بساطی۔ کیا! گرفتاری! گرفتاری کیسی صاحب؟۔

سپاہی۔ گرفتاری کیسی! ہونہہ! قیدیونکو بھگا بھگا دیا اور کہتا ہے گرفتاری کیسی کیا ننھے ہین۔

بساطی۔ کیسے قیدی عجب دل لگی کے آدمی ہین۔

سپاہی۔ کچھ گھاس تو نہین کھا گیا ہے چل ساتھ۔

بساطی۔ صاحب مجھے قیدیون سے کیا سروکار ہے مین تو بساطی ہون صبح سے شام تک شہر بھر کے صدقے ہوا شام کو چار پیسے ملے تو روٹیان چلین۔ قیدیونکو مین کیا جانون۔

سپاہی۔ آزاد پاشا اپنے باپ کو سازش کرکے اسنے ملک کے غنیم کو رشوت کی طمع سے بھگادیا۔

بساطی۔ (متحیر ہوکر) کون پاشا کون۔ آپکو دھوکہ ہوا ہے کسی اور کی طلبی ہوگی مجھے لڑائی کا حال بھی اچھی طرح نہین معلوم ہے۔ رہائی اور قید کیسی۔

سپاہی۔ ہمارے نام یہ حکم ہے کہ تمکو گرفتار کرکے فوراً لیجائین

بساطی۔ سرکاری آدمی سے کون بولے۔ تم دس ہم اکیلے۔

سپاہی۔ (ٹھہر مار کر) چل آگے بڑھ۔ کہنے لگا۔ تم دس ہم اکیلے تم ہزار ہو تو کیا پروا ہے جانتے ہو سرکارنی پولیس کے آدمی ہین۔ گورنمنٹ روس کی پولیس کے آدمی ہین۔

بساطی۔ اچھا بہت غریب آدمی ایک بساطی ہین مگر دیکھ لینا کہ تمھاری اسکا بدلا لینگے۔ بس ہماری آہ کا اثر دیکھ۔

سپاہی ۔ دیکھا مدعا چھپ نہ لگا کر بس چلا چل ۔ ابکی بولا تو ابھی جگہ ٹھیر ہو جائیگا ۔ سوائے وہی فضول تقریر کے دوسری بات نہین ۔

دو آدمیون نے اِدھر اُدھر ہاتھ پکڑے اور ایک آدمی نے بازو لیا اور دھکے دیتے ہوئے چلے ۔ بساطی متحیر کہ یہ کیا آفت آگئی خدا جانے کسکے دھوکے مین مجھے لیے چلتے ہین ۔ بساطی دس قدم بھی نہ گیا ہوگا کہ ایک عورت نے آواز دی اور پکار کر روتے ہوئے کہا اے کہان چلے ذری یہان تو آؤ ۔ گھر مین کیا قیامت بپا ہوگئی سپاہی عمد اٹھہر گئے تو زن مذکور قریب آکر کہا استقاط حمل ہوگیا اور بہت بیچین ہین بساطی کے ہوش اُڑ گئے سپاہیونسے بصد عجز کہا از برائے خدا مجھ بیگناہ کو چھوڑ دو ۔

سپاہی ۔ کاہے کو چھوڑ دین ۔ جو ملک کے دشمن کا ساتھ دے اسکو چھوڑنا چاہیے یا قتل کرنا چاہیے چلے چلو ۔

بساطی ۔ بھائی بار بار ہاتھ جوڑ کر میرے ہان آج صبح سے طبیعت بیچین تھی ۔ اب اسوقت یہ خبر بد سنی ۔ مجھے کیون تباہ کرتے ہو

سپاہی ۔ چلو خوب ہوا ایسے موذیونکی یہی حالت ہوتی ہے ہم ایک نہ سنینگے اور زیادہ بولوگے تو سزا دینگے ۔

الغرض یہ بیرحم سپاہی اس بساطی کو کشان کشان زبردستی لیگئے اور اُسیدن پولینڈ کی شہزادی کے کسار کیطرف روانہ کیا بیچارہ ادھ مرا ہو گیا تھا ہر دم اسی خیال مین تھا کہ بیوی کا خدا جانے کیا حال ہوگا ۔ واللہ اعلم کسینے ایسے نازک وقت مین مدد بھی دی ہو ۔ یا نہ دی ہو ہر دم سوچتا تھا کہ یا خدا مجھسے کونسی خطا سرزد ہوئی جسپر وہ مصیبت بلا کسار مین پہونچا اور اُس شقی افسر سے آنکھین دوچار ہوئین تو سر پیٹ لیا ۔ کہا ہائے ستم مین یہی سوچتا تھا کہ دشمن جانی کے سبب سے اس مصیبت بیحد مین گرفتار ہوا یہان آیا اور اس کافر ستمگر کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ انھین حضرت کی کارستانی ہے ۔ اچھا اب تو پھنسے ہی ہین لیکن اگر اب بھی کبھی موقع ملا تو زندہ نہ چھوڑونگا ۔ اور بے جان لیے نہ رہونگا ۔

افسر ۔ اب موقع قبر مین ملیگا ۔

بساطی ۔ ہان پھر اب تو تمھارے بس مین ہین ہی ۔

افسر ۔ (سپاہیونسے) یہ شخص بڑا بدمعاش ہے اسکی بڑی حفاظت رکھنا ۔ دُہری دُہری زنجیر مین ہاتھون پاؤن مین ہون ۔

سپاہی ۔ خداوند ہم تو بخطر راست اسکے ساتھ آئے ہین چلتے وقت اسکے گھر مین اسقاط حمل ہو گیا تھا مگر ہمنے اسکو اجازت نہ دی کہ گھر تک ہو آئے اور راہ مین اسطرح لائے ہین جیسے کوئی جانی دشمن کو لاتا ہے اور راستے بھر مین حضور کو گالیان دیتا آیا راوی ۔ اِس جھوٹ مین کیا سچ ۔ راستے بھر گالیان دیتا آیا کوئی پوچھے اسکو معلوم کہان تھا کہ کس کے حکم سے گرفتار ہوا اور کہان جاتا ہے ۔

افسر ۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ یہ مردود ہمارے ہتے چڑھا ۔

بساطی ۔ کیا کسی بیکس پر ظلم ڈھانا اچھا تھوڑا ہی ہوتا ہے اسکا نتیجہ ضرور نکلیگا ایک نہ ایک دن ۔

افسر ۔ مین تو تمکو اسطرح قتل کرونگا کہ بوٹیان نوچ نوچ کر چیلون کوون کو دون اور کھڑ اچنوا دون اور قبر پر جوتے لگاؤن

بساطی ۔ بیش باد ۔ ؎

خدا ہی اس چپ کی داد دیگا کہ تربتین روندی ڈالتے ہین
اجل کے مارے ہوئے کسی سے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

افسر ۔ سب سپاہیونکے نام حکم جاری ہوا کہ اسکو آج دانہ پانی کچھ نہ ملے اگر بھوکا ہو تو بھوکون مرے اور اگر پیاسا ہو تو پیاسون مرے ۔

بساطی ۔ اسی سے تیرا باجی بن صاف ظاہر ہوتا ہے ۔ ؎

نہ تو دانہ ہو قفس مین نہ تو پانی ہو | کیون جی صیاد اسیر کی ہمانی ہو

افسر۔ اسقدر روؤگے کہ عمر بھر یاد رکھوگے جگر کے ٹکڑے آنکھو نکلے
ہوے نہ گرین تو نام نہ رکھنا جگر کے ٹکڑے !!!۔

بساطی۔ پھر بھی کچھ پروا نہین ہے۔ ؎

دامن گل کر دیا ہو دامن کہسار کو | ابر کیسے آکے ہے ابر برسانے کا رنگ

اے یہ درد دل یہ غم جدائی یہ بیعزتی مجھسے نہ سہی جائیگی اس سے
تو اگر موت ہی آجائے تو بہتر ہی۔ اس کاوش سے تو مجھو ٹون ؎

چاہا بہت دلے نہ ہوا ہجر یار مین | محبوب کیا اجل بھی نہین اختیار مین

افسر۔ مین تو تیرے خون کا پیاسا تھا۔ یہ موقع میرے ہاتھ آیا
ہزار غیمت سمجھا فوراً حکم دیا کہ اس بساطی والے کو بھی پھانسو
کئی بار مردود زک دے چکا ہو۔ واللہ سپاہیو اسکے خون کا پیاسا ہون

بساطی۔ یہان خون بھی خشک ہو گیا ہے۔ خون کجا۔

دل سوختونکے تن مین نہین خون بجز آتش
سرکٹ کے نہ خون شمع کا گلگیر سے ٹپکے

افسر۔ مین اس خبر سے بہت خوش ہوا کہ جسوقت سرکاری
سپاہیون نے اس ناہنجار کو گرفتار کیا اُسوقت اسپر ایک
اور بھی کوہ مصیبت گرا تھا۔ خوب ہوا۔

راوی۔ ایسے بدنفس ملعونون پر خدا کی مار۔ انکا نفس امارہ
نفس مطمئنہ پر غالب ہے اور یہ بالکل شیطان مجسم ہین۔ انسان
کے زمرے سے انکو خارج سمجھنا چاہیے۔ ؎

اے نفس پلید آدمی بن
کتے مین ولی کی خصلتین ہین

بساطی نے کہا یہ وقت غریبون پر ظلم ڈھانے کا نہین
ہے اسیوقت اپنے ملک کیطرف سے جان لڑا دو۔
بساطی کی نسبت حکم ہوا کہ چھ برس قید سخت بھگتے اور
ہر مہینے کے آخری ہفتے قید تنہائی دیجائے۔ باقی سات دن
قید تنہائی اور باقی قید بامشقت۔ اگر کوئی شخص ملازم یا غیر ملازم
سرکاری بساطی کے گھر کے حال سے اسکو اطلاع دے یا کسی
قسم کی رعایت اُسکے ساتھ ظاہر کرے یا اس امر کی کوشش
کرے کہ بساطی کو قید خانے کی سختی کم معلوم ہو تو وہ دس برس قید
کی سزا پائیگا بساطی کو کسی ایسے قید خانے مین بھیجین جو اُسکے
مکان سے کم سے کم دو کوس کے فاصلے پر ہو۔
بساطی بیچارہ اُسی روز قید خانے بھیجا گیا۔ کیا بدنظمی ہے
الامان۔ الامان۔ جسکو چاہا تباہ کر دیا۔ اب اس عروس
ماہرو کی مصیبت و پریشانی کا حال سُنئے۔
پولینڈ کی ماہرو شہزادی کے عارض رخشان پر فرط غم سے
زردی چھا گئی۔ دل کا کنول کمھلانے لگا۔ روس کے اظلم
افسرون نے کئی بار چاہا کہ اس گلبدن کے نقد عصمت کو
محک امتحان پر کسین مگر رعب حسن سے کسیکی جرأت نہ پڑی اکثر
افسر فوجی دردیان ڈاٹے آلات حرب لٹکائے بن ٹھن کے آتے اور
سج دھج دکھاتے تھے مگر آزاد کے مقابلے مین ایک بھی نہین جچتا تھا ؎

ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر | لاکھ شکلین دلکو دکھلاتے ہین ہم

شہزادی ان افسران روس کی چیرہ دستی سے تنگ آگئی تھی کہ میرے
حسن بلاخیز نے انکو مبتلائے عشق کر لیا۔ گو وہ وقت بناؤ چناؤ
کا نہ تھا مگر انکے رجھانے اور قتل عام کرنیکے لیے طوعاً و کرہاً بن ٹھن
کے لاتی تھی کہ اس سے اور کچھ فائدہ نہین تو اسقدر تو مطلب نکلیگا
کہ حسن و لغریب کے رعب سے کسیقدر کم تعدی کا خیال دلمین جاگزین ہو
ایک روز یہ رشک حور و ورا تصور رستم کا نکھار کر مسج نشین
چار بالش آرا تھی کہ رسالے کے ایک کپتان نے جو حسن و جمال مین
اپنی آپ ہی نظیر تھا خواص سے کہا ذرا ہماری اطلاع کر دیجئے سرکاری

پیغام سُنا تا ہے خواص نے شہزادی کی خدمت ہا یون مین عرض کیا حکم ہو ابلاؤ۔ کپتان جنگی وردی پہنے رپ پ کرتا ہوا آیا تو دیکھا کہ شہزادی کا چہرۂ انور بن گیجا نہ رشک زن ہے اور از سر تا پا نور کا عالم ہے۔ ادائے معشوقانہ نے ستم ڈھایا۔ ناوک چشمون جگر کے پار ہو گیا چشم خونریز نے کہین کا نہ رکھا۔

کپتان حضور دریافت کیا گیا ہے کہ حضور کو کسیطرح کی تکلیف تو نہین ہے ابھی حضور کی نسبت کوئی خاص حکم نہین آیا ہے۔

ارے ظالمو۔ از براے خدا بیگناہون کا خون کیون گردن پر لیتے ہو اس مہاجن کی جان لی اُسکی بے شرمیوی کو مثل ماہی بے آب تڑپایا۔

کپتان ۔غلام کو اس معاملے مین دخل نہین ہے حضور۔

شہزادی ۔ اُنکی آہ خالی نہ جائیگی یہ ظلم اف !۔

چال ایسی چل زمین مین ٹھوکر نہ کھائے	ایسین کیا ظالم تجھے جانا نہین

کپتان حضور ہمارے جنرل سے اور اس ساہوکار سے دلی عداوت تھی اس سبب سے اُسکو گرفتار کر لیا ہے اور اُسکا گھر بھر تباہ کر دیا گیا۔ سپاہی اور فوج کے آدمیونسے دشمنی پیدا کرنا عقل کے خلاف ہے رہنا دریا مین اور گرے بیر اور ایک اس مہاجن پر کیا فرض ہے ایسے ایسے ہزار ہا آدمی ناکردہ گناہ سزا پائینگے اب تو ہماری پس مین ہین

شہزادی ۔ ہاے آزاد دل لگانیکی ابھی سزا دی۔ افسوس۔

کپتان حضور اب اونکا نام ہی زبان پر نہ لائیے۔

شہزادی واہ اُسکا بھولنا میرے دل کی فنا پر موقوف ہو۔

کپتان ۔ تو اُسکے بار بار یاد کرنے سے بجز غم کے اور کیا نتیجہ ہی حضور اور کسی بات مین دل بہلائین دنیا مین ایک سے ایک خوبرو جوان موجود ہی اچھے اچھے شہزادے امیرزادے جنگی جوانی بھی پڑتی ہی چہرہ دیکھتے ہی انسان دنگ ہو جائے کہ اللہ اللہ خدا نے ایسی ایسی صورتین بھی پیدا کی ہین صل علی اصل علی آزاد کا بار بار تذکرہ کرنے سے حضور کے دل رنج اور بھی مستولی ہو جائیگا۔

شہزادی ۔اس رنج مین جو لطف ہی وہ کسی خوشی مین نہین ہی۔

اے غم دلدار سینہ سے نہ جا	ہجر مین دل تجھسے بہلاتے ہین ہم

اتنے مین ایک خواص نے آکر بیان کیا حضور کچھ اور بھی سُنا یہ تو بڑا اندھیر کر رہے ہین۔ یہانسے تین کوس پر وہ نہین رہتی تھین دونون کے میان کھیتی کرتے ہین۔ ایک سپاہی سے اور ایک بہن کے میان سے آپسمین عداوت تھی بس سپاہی نے کھیت مین جاکے اُسکو گرفتار کر لیا اور کہتا ہی کہ آزاد پاشا کے بھگا دینے مین تو بھی شریک تھا۔ وہ ناکہ طرح پر بری ہونیکا ثبوت دیتا ہی مگر اُسکی کوئی سُنتا ہی نہین شہزادی نے کہا اس ظلم کا نتیجہ بُرا ہوگا جب ہی تو نہلسٹ کے فرقے کو اسقدر زور ہوتا جاتا ہی دوسری خواص بولی حضور اس اٹھوارے مین دو سو ستر آدمی مختلف حصونسے پکڑ آئے ہین اور سب پر یہی شک ہے کہ اونکی سازش سے آزاد پاشا رہا ہوے تھے۔ انمین ہر ایک میل فاصلے کے رہنے والے ہین اور تین حصے سے زیادہ آدمی اس پہاڑ کا نام بھی نہین جانتے آدھون نے آزاد کا نام تک نہین سُنا مگر مجرم قرار دیے گئے دو عورتین اسطرح زار زار روتی ہین کہ سُننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین ایک انمین سے دریاے ادبی کے کنارے کی رہنے والی ہی اور کہتی ہی کہ یورپین روس مین آنیکا کبھی اتفاق ہی نہین ہوا تھا پولیس کی لاگ ڈانٹ کے سبب سے یہ تہمت تراشی گئی آزاد پاشا کی سازش مین یہ بھی شریک ہی

کپتان نے ڈرتے ڈرتے قدم بڑھا کر شہزادی کے دست نازک مین ایک کاغذ دیا اور بصد عجز کہا کہ حضور اس عرضی کو ملاحظہ کرلین

شہزادی نے عرضی لی اور پڑھی مضمون یہ تھا۔

حضور شہزادی بلقیس منزلت۔ جو شخص جان بکف حاضر ہو کر

عرض حال کرے اسکی جان بخشی فرمائیں شہزادی اور شایان دبدبہ جہانداری ہو اور جبکہ حضور کا ساتھ ہوا اور خادم کا سا غلام ہو تو اور بھی زیادہ ترحم چاہیے حضور کی سطوت و عظمت و دبدبہ و طنطنہ کی ربع مسکون مین دھوم مچی ہو اور کیون نہو ؎

درامیری جم و کے بود افزون بشکوہ	گلشن خندہ برآرایش افسر دارد
پنجمین چرخ دگر نیست مقام مریخ	کان چو ہر سنگ کنون جاے برین در دارد
مہر دیدی کہ چسان دانہ شبنم چیند	پنجمین روز جہان تخم ستم بردارد
بسکہ در عالم دارائی دکشور گیری	در رزش قتل عدو شادی دیگر دارد
بیقرار ست چنان آہن تیغش کہ مگر	خار در پیرہن خویش ز جوہر دارد
تو سنش راست چالے کہ بہنگام خرام	عرق افشانی اور یزش اختر دارد
از تو جز داد نخواہم کہ در آئین ددا د	انچنین کار نہ پاداش کیفر دارد

مین نہزادسا کا باشندہ ہون ۔ والد بزرگوار کو سر کا خطاب حاصل تھا ۔ انکی وفات کے بعد وہ خطاب مجھے ملا والد مبرور فوج بحری کے افسر تھے جنگ قرم مین کئی تمغے حاصل کیے میرا بڑا بھائی ترکستان مین عہدہ جلیلہ پر ممتاز تھا عم بزرگوار نے تمام عمر سفارت کی دو مین فوج رسالہ روس کا کپتان ہون عمر چوبیس سال کی روپیہ میرے پاس کثرت سے ہے شکل و صورت کا حال ظاہر ہی ۔ اک نظر اٹھا کے ملاحظہ کر لیجیے ۔ باقی رہا تعلیم اسکا حال یہ ہو کہ مین روسی فرانسیسی کی اور جرمنی چار زبانین جانتا ہون اور اور علوم مین خدا کے فضل سے طاق ہون ۔ مصوری مین آج تمام روس مین میری شہرت ہی ہو

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

اس لگاوٹ بازی نے خط پڑھکر پھاڑ ڈالا اور زیر لب مسکرا کر کہا ۔ کچھ خیر ہو ۔ تم یہان جس کام کے لیے آئے ہو اسکی فکر کرو ان باتون سے تمکو کیا واسطہ اور اگر پھر یہ بے ادبی کی تو پچھتاؤ گے یہ کہکر نہایت تیکھی نظر سے کپتان کو از سر تا پا دیکھا تو بیچارا کانپنے لگا ۔

چشم جادو اور بھی قتل کیے ڈالتی ہو کیا آنکھ ہے
جلائے آگنے اپنے دم مین سو سو ڈالے ہین
تری آنکھون نے ہے شکوہ مسیح ابن مریم کو

شہزادی ۔ کوئی تدبیر ایسی بھی ہو کہ مین اس بلاے بیج سکون

کپتان ۔ رہا جو کر یہان ہو مین احسانات کا ذمہ دار ہون ۔ اگر میری راے پر کل معاملات چھوڑ دیے جائین تو خطرے سے محفوظ رہیے ۔

شہزادی ۔ تم کس شہر کے باشندے ہو آوٹ کے ؟

کپتان ۔ ہان حضور ۔ ڈیوک جیروف کی بھانجی سے میری شادی ہونے کو تھی ۔ مگر وہ بیچاری مرگئی اخبار مین چھپ گیا ہے ۔

شہزادی ۔ تمنے کس کس ملک کی حسین عورتین دیکھی ہین ۔

کپتان ۔ اف ری لگاوٹ ۔ کپتان سمجھتے ہونگے کہ اب سونے کی چڑیا ہاتھ آگئی ۔ شہزادی ہیچی ۔ مگر اللہ اللہ خیر صلاح

کپتان ۔ صدہا عورتین ایسی ایسی حسین دیکھی ہین کہ دنیا مین نظیر نہین رکھتین مگر وہ سب ایکطرف اور حضور ایک طرف ؎

سارے کیطرح وہ تری پاؤن پہ گر پڑی	اے حور جنکی کہ مجھے رو برو کرین

مگر اب تو اسقدر حکم ہو جائے کہ عرضی پر لحاظ کیا جائیگا ۔ تو میرا دل بے قابو ہو مگر وعدہ چاہتا ہون اگر زبان مبارک سے اسقدر کہدیجیے کہ دیکھا جائیگا تو بھی روح خوش ہو جائے اب تو اگر بیچ کی پری بھی سامنے آئے تو اسکی طرف رخ نہ کرون اور وجہ کیا جس پری کی صورت دیکھکر پرانکے ہوش اڑین اسکو چھوڑ کر کسی اور کو کیون دل دون ۔ حورین جنکی دید کی تمنا مین مرتی ہونگی ۔

تو قدم جس جا رکھے آنکھین بچھائین خوبرو	حلقہ چشم پری حلقہ ہے خلخال کا

ڈیوک کی دختر گلفام و شکریب پر جان دیتا تھا۔ اس سانحہ جگر دوز و روح فرسا نے مجھے نیجان کر دیا۔ دو برس کامل دیوانون کی سی کیفیت رہی اب خدا خدا کر کے ذرا دل قابو مین آیا تھا کہ پھر چرکا کھایا۔ اب اس مصیبت مین گرفتار ہون کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے گو علم عشق کا عالم ہون برسون کرد جھیلی ہون اسمین کوئی ہمسے کیا مقابلہ کرے گا۔ ؎

	عالم ہون علم عشق کا مین کرنہ ہمسری
	اے عندلیب تو ہے بڑھی بوستان تلک

مگر پھر بھی دل کا حال خدا ہی جانتا ہے کہ عشقبازی مین کیا گذرتی ہے۔ شہزادی تمنے میری جان پر ستم کیا۔ ؎

	بامن لے شوخ چہ بیداد نمایان کردی
	خانۂ عاشق جانباز چہ ویران کردی

ساری خدائی کے معشوقون کو اگر تصویر پر تو بر دکھائی جائے تو خدا کی قسم کبھی حسن کا دعوی کیا معنی نام تک زبان پر نہ لائین۔ یہ احسن صحیح خدا اُسی کو دیتا ہے جو محبوب خدا ہے۔ اللہ جمیل و یحب الجمال ترکون کا قول صحیح ہے۔ یہ جوانی اور شباب اور اسپر آب و تاب سبحان اللہ۔ ؎

	باعث غیرت خوبان جہانی امروز
	ناز کن ناز کہ اے شوخ جوانی امروز

شہزادی کی لگاوٹ بازی کام کر گئی۔ کپتان تو پہلے ہی سے کشتۂ ناوک نگاہ تھا۔ اس معشوقۂ رشک لیلی کی لگاوٹ دیکھکر جامے مین پھولا نہ سمایا اور اس درجہ مفتون ہوا کہ واقعی اگر وہ حکم دیتی کہ سمندر مین کود پڑو تو دریغ نہ کرتا۔ کپتان نے کہا کہ اب اگر حکم ہو تو قریب کی کرسی پر بیٹھون۔ شہزادی نے خواص کو اشارہ کیا۔ اسنے ایک کرسی ذرا فاصلے پر بچھادی اور کپتان کو بیٹھنے کی اجازت دیگئی۔

کپتان۔ ع۔

	شکر نعمتہاے تو چند انکہ نعمتہاے تو

خواص۔ چھ آدمی اور پکڑ آئے ہین وہ سب بگیر یا کے باشندے ہین اور سب بیگناہ۔

شہزادی۔ طوائف الملوکی کی کیفیت ہے۔ اللہ رے ظلم۔ اب سنئے کہ دوسرے ہی دن حکم نادری آیا کہ پولینڈ کی شہزادی کی کل املاک ایک دن کے اندر ہی اندر مسمار کر دو اور ایک مینار بنوا کر اُسپر شہزادی کی تصویر ہو اور یہ فقرے لکھے ہون اس شہزادی نے جسکی تصویر ہے اپنے ملک کے ساتھ دشمنی کی اور ترکی افسر کو جو ہمارے ملک کا بیاسا ہے اپنے ہان پناہ دی اور اُسکے ساتھ شادی کر لی لہذا اس مینار پر یہ کندہ کیا جائے کہ جسکی نظر پڑے وہ ایسی بدخواہ ملک عورتون کو نظر حقارت سے دیکھے) اسکے علاوہ اور بھی کئی حکم تھے۔

۱۔ شہزادی کی کل خواصین گرفتار کر لیجائین۔

۲۔ دس کوس تک کی عورتین اور مردون کی تحقیقات ہو اور جسپر ذرا بھی شک ہو اُسکو سزا دیجائے۔

۳۔ شہزادی کی جایداد کل ضبط کر لیجائے۔

۴ مس کلیرسا کی نسبت تمام روس مین تحقیقات ہو کہ کہان ہے۔ واقعی آزاد کے ساتھ چلی گئی جیسا سب مین مشہور ہے یا کسی نے گپ اُڑادی ہے۔

۵۔ جو لوگ مس کلیرسا کی جان پہچان عزیز رشتہ دار دوست ہون سب کو ذرا شک مین بھی سخت سزا دیجائے۔

۶۔ پولینڈ کی شہزادی کے لئے ایک مقام تجویز کیا گیا ہے جو بالکل مضر صحت ہے بالفعل اُسکو میدان جنگ مین بحضور زار پیش کرو

کپتان نے یہ خبر پائی تو زار زار رونے لگا اور اسی حالت مین شہزادی کے پاس گیا اُسکو گریہ وزاری کرتے دیکھکر شہزادی سمجھ گئی کہ کچھ دال مین کالا کالا ہی۔

شہزادی۔ کیون کیون خیر تو ہے۔ حواس ٹھکانے کرو۔

کپتان۔ حواس اور ہوش دونون خیر باد کہہ گئے۔

وادر ا امید گاہا من کہ اندر عمر خویش
سختی و بیہری از گردون فراوان دیدہ ام
آن اسیر تیرہ روزم کہ عمرے در جہان
آفتاب از روزن دیوار زندان دیدہ ام
ہر نفس پیچید زو حشت دود سودا در سرم
بسکہ در شہہای غم خواب پریشان دیدہ ام
در پریشانی بدان مانم کہ گوئی پیش ازین
خویش را سرگشتہ در کوہ و بیابان دیدہ ام
وہم مسئولی ست بر من دین چرا نبود کہ من
خود چہ نومیدی ز گرد شہای دوران دیدہ ام
لاغرم زانسان کہ ہر گہ موج بیتابی زدہ است
دل ز پہلو چون می از مینا نمایان دیدہ ام

شہزادی۔ (آہ سرد بھر کر) مین سمجھ گئی کہ۔

کپتان۔ مجھے (رو کر) اسوقت (بہت رو کر)۔

شہزادی۔ دل دھڑک رہا ہی۔ یا خدا کیا عیش و عشرت اسیدم تک کا تھا۔ یہ آزاد اسی لیے دل لایا تھا کہ دہرے دہرے رنج سہون۔ ہی ہی غضب ہو گیا اب صاف صاف بتاؤ۔

کپتان۔ جاتی (جھجک کر) معاف کرنا۔ یہ لفظ بیساختہ میری زبان سے نکلگیا۔ تمھاری نسبت سخت حکم آیا ہی۔

شہزادی۔ ہان ابھر کوئی جادہ بھی ہی (آہ سرد بھر کر) ہاے

اکثر نے ان باپ نے پالا تھا اور کس کس طرح مین دعا مانگتی تھی کہ یا خدا بڑھکے مین لاکھون مین ایک ہون۔

وہ بمن اے رازق برنا و پیر
حسن و جمالی کہ بود دلپذیر
یوسف اقبال بخوابم رسان
بچو زلیخا بہ شبابم رسان
پس ز تو خواہم کہ جوانم کنی
رونق خوبان جہانم کنی

مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ جوانی اور حسن ہی آفت ڈھائیگا۔ (آنسو پونچھکر) دل لگانے کی خوب سزا پائی۔ آزاد ارے کہین سے تو صورت دکھا ظالم۔ ؎

خلوت مین تیرے بار نہ جلوت مین مجکو ہاے
ہائین جو دل مین بھر رہی ہین سو کہان کہون

کپتان۔ ایک تدبیر ہے اگر مانو اور منظور کرو۔

شہزادی۔ (آہ سرد بھر کر) اب بھی نہ منظور کرونگی۔

یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواص نے آکر عرض کیا۔ حضور دو افسر آئے ہین کہتے ہین کہ آپکی نسبت جو حکم آیا ہی وہ سُن لیجیے اور یہ محلسرا خالی کیجیے۔ شہزادی کو سُنتے ہی سکتے کی سی کیفیت ہوئی۔ کہا کمبخت اسوقت میری طبیعت ناساز ہے اور میرے حواس ٹھکانے نہین ہین۔ اگر ذرا تامل کرین تو احسان ہے ورنہ اختیار بدست مختار۔

ہے ہے ابھی کل کی بات ہی کہ اس والا گوہر اور عظمت مآب شہزادی کی ادنی خواصون نے روسی کرنل کو ڈانٹ بتائی تھی اور آج وہ خود کہتی ہی کہ (اگر ذرا تامل کرو تو احسان ہی آیندہ اختیار بدست مختار) زمانے کا بھی کیا انقلاب ہے۔ اسوقت شہزادی کے دل کا عجب حال تھا۔ دیوانی کیطرح کبھی اُٹھتی اور کمرے چاک کرتی تھی کبھی دیوارون سے سر ٹکراتی تھی جی چاہتا تھا کہ خوب زور سے رو دے مگر پھر سوچتی تھی کہ یا فسران فوج اپنے دلون مین

کیا کینگے کپتان دفور الم سے بولتا تھا نہ چالتا تھا شہزادی نے خواصون کو حکم دیا کہ تنہیں سے نفیس بے بہا جوڑا نکالو اور کل جواہرات حاضر کرو۔ دو گھنٹے مین لباس قیمتی اور زیور و جواہرات سے آراستہ ہو کر دلہن بنکر ایک قیمتی کرسی پر بصد شان امارت متمکن ہوئی اور حکم دیا کہ دونون کو بلاؤ دونون روی جنمین ایک افسر اور دوسرا اُسکا اتاچی تھا آئے اور اس گوہر شاہوار دریاے حسن و آذر دہر شہر قستان جمال حیرت انگیز کو دیکھا تو۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

افسر۔ (کانپتے ہوے) مین جو کچھ کہنے آیا تھا سب بھول گیا۔

اتاچی۔ (آہستہ سے) افسوس صد افسوس اس کان حسن جان حسن روح روان حسن کے نام اور یہ حکم نادری مجبوری ہے۔

شہزادی۔ جو کچھ میرے اعمال مین لکھا گیا ہے اُس سے مجھے بھی اطلاع دو کیا حکم کیا ہے۔ پھانسی کا حکم ہے۔ قتل کا حکم ہے ہاے آزاد۔ ارے کافر تیرے ہی سبب سے میری جان پر بن آئی اور تیرا کہین پتا ہی نہین۔

بجرم عشق تو ام می کشند غوغائیست	
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست	

اب مجھے صاف صاف بتا دو کہ مین اپنے قتل کی اپنے آپ تیاری کرون یہ حکم زار روس نے دیا ہے یا ڈریر صیغہ جنگ نے یا کمیشن نے ذرا مین خود بھی وہ حکم دیکھنا چاہتی ہون۔

لاؤ تو قتل نامہ ذرا مین بھی دیکھ لون	
کس کس کی مُہر ہے سر محضر لگی ہوئی	

افسر۔ قتل یا پھانسی کا خدا نخواستہ ذکر ہی نہین ہے۔

شہزادی۔ وہ جو کچھ ہو گا قتل اور پھانسی دونون سے بڑھ چڑھ کر ہو گا کم نہو گا۔ پھر اب جو کچھ ہو۔ ہر چہ باد آباد۔

افسر۔ اب آزاد کا نام بھی زبان پر نہ لائیے۔

اتاچی۔ ہان۔ ورنہ شاید اس سے زیادہ مصیبت پڑے۔

شہزادی۔ جب عزت گئی۔ نام مٹا۔ دولت پاس نہ رہی سزا پائی قید ہوئی۔ جان کے لالے پڑے تو اب اس سے بڑھکر اور کیا ہو گا۔

اتاچی۔ شاید برسر رحم آئین۔ ہمارے نام حکم ہے کہ آپکو بحضور زار لیجائین اب آپکو یہان سے وہان چلنا ہو گا۔

شہزادی۔ جو کچھ حکم ہو۔ اب تو برائے بس مین ہون۔

اتاچی۔ آپکی پیش خدمتین سب گرفتار ہونگی۔

شہزادی۔ افسوس کرے کوئی دھرا جائے کوئی گیہون کے ساتھ گھُن بھی پس جاتا ہے۔ ان بیچاریون کی کیا خطا ہے مگر حکم حاکم۔

اتاچی۔ آپ کا کل مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔

شہزادی۔ جب مین خود ہی ضبطی مین ہون تو مال و اسباب کیا تھے ہے۔ مال جائے اسکا غم نہین۔ مین قتل کیجاؤن نہ مگر ان بیچارون نے میری خدمت کر کے پھل پایا اور خدا جانے کیا کیا حکم جاری ہون۔

افسر۔ مس کلیرسا کی نسبت بھی سخت حکم آیا ہے اُنکے اعزا و اقربا سب گرفتار کیے جاتے ہین اور سب سزا پائینگے۔

شہزادی۔ آزاد کی چاہ نے ایک مجھی کو کنوین نہ جھکوائے بلکہ بہت سے گھر گھائل کیے خدا جانے کون کون کہان تباہ ہو گا

اک مین ہی دل جلا ہون تو کافی ہے آب تیغ	
کیونکر بجھے گی آگ یہ گھر گھر لگی ہوئی	

عشق بلاخیز نے اِس گل رخسار کو یہ روز بد دکھایا عشق بھی بلاے بے درمان ہے اسکے پھندے مین جو پھنسا وہ

کہین کا نہ رہا۔ ۵

مثلِ عشق کی جانب جو ہری ہو جاوے | جو چنے پھول شہادت کا مجھے وہ پھلے
سر کو جانبا جھکا دیتے ہین خنجر کے تلے | کبھی خنجر کبھی تلوار سر کٹتے ہین گلے

شوق کامل کی جو تائید ہوا کرتی ہے
روز قربانیون مین عید ہوا کرتی ہے

یہ وہ تیر کہ سینے سے گذر جاتا ہی | یہ وہ خنجر ہو کہ تا ناف اُتر جاتا ہی
پاؤن رکھتا ہی جہان اُس نے مین جاتا ہے | آنکھ کھلتے ہی یہان نور نظر جاتا ہی

سرفرازون کو بھی سرسام ہے سر دھنتے ہین
غافل اس بھاڑ مین دانون کی طرح بھنتے ہین

شہزادی نے کہا خیر بھرتن یہ تقدیر جو کچھ مصیبت بڑے بھگتونگی اب کوئی چارہ نہین۔ مگر مجھے کسطرح بیچلوگے بے عزتی کے ساتھ یا عزت سے گو اب یہ پوچھنا ہی فضول ہی مگر تاہم اسقدر خیال ہی کہ چاہے اور جو کچھ حکم ہو۔ اس بیغیرتی سے محفوظ رہون کہ کل کو چون بازارون مین ادنی ادنی آدمیون کے سامنے ذلت و خواری ہو افسرون نے تسلی دی اور کہا اسکا تو آپ کبھی خیال ہی نہ کرین۔

الغرض اسی روز شام کو شہزادی کمسار کو خیرباد کہکر فوج کی حراست مین بادیدۂ پرستعد روانگی ہوئی۔ کل اسباب شاہی اور عمارات عالیشان اور باغ دلکشا در جواہرات در و زیور سرکار مین ضبط ہو گیا۔ مشیخ متین خواصین سب گرفتار اور زیر حراست ایک کہرام مچا ہوا تھا شہزادی کی یہ کیفیت کہ ہر شے پر حسرت کی نظر ڈالتی تھی مگر فرط الم سے اشک تک خشک ہو گئے۔ بس کبھی اتنا تو کہتی تھی کہ ہماری تقدیر جسکو باعث آرام سمجھے تھے وہی دشمن نکلا

کیا جانتے تھے جامۂ گل مین ہیگا خار | سمجھے تھے جسکو یار وہ نکلا ستم شعار
آئینہ ہو گیا ہین شمشیر آبدار | بزم طرب مین رکھکے قدم دل اُنکا

بیار کی قضا ہو تو اکسیر کیا کرے
تقدیر جب ہو بد کوئی تدبیر کیا کرے

مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ نتیجہ کیا نکلیگا۔ سو اخدا کوئی عیب ثانی کا دعوی کر نہین سکتا۔ افوہ۔ اُس روز مین کسقدر محظوظ تھی جب آزاد سے ہمکنار ہوئی مارے خوشی کے جامہ مین پھولے نہین سماتی تھی مگر جسکو گل سمجھی تھی وہ کانٹے کیطرح پہلو مین چبھا جسکی زلف چلیپا کا عشق تھا اُسی نے زنجیر پہنائی۔ اللہ اللہ کتنا نیچا دیکھا۔ کچھ ٹھکانا ہو کہان میرا وہ غرور اور کہان یہ حال بس کہ آزاد سے نظر کا لڑنا غضب ہو گیا دیکھتے ہی سحر کر دیا۔ ۵

جادو کیا کہ تمنے اُڑائے ہمارے ہوش
افسون کیا کہ عشق کا پیدا ہوا یہ جوش

خواصون کی گریہ و زاری کا حال کچھ نہ پوچھیے۔ غل مچا مچا کر کبھی فوج والون کو کوستی تھین کبھی اپنے طالع واژگون پر افسوس کرتی تھین۔

۱۔ یا خدا ہمنے کیا گناہ کیا تھا کہ یہ دن دیکھا۔

۲۔ ہے ہے ہماری بادشاہزادی دریون گرفتار مصائب ہو۔ جو ابتک اس ٹھاٹھ اس ناز و نعمت اس آن بان سے رہی وہ اب قیدیون مین شمار کیجائے۔ حیف صد حیف۔

۳۔ یا الٰہی یہ کیا ہوتا ہی۔ دنیا سے الگ تھلگ ایک گوشے مین بیٹھے تھے مگر بخت بد نے اتنی بھی اجازت نہ دی۔

۴۔ اب آخر ش چلنا کہان ہوگا۔

۵۔ جہان ہماری نحوست مین لیجائے اگر ہم سب کو پھانسی دو اور ہماری بادشاہزادی بچ جائے تو ہمین انکار نہین۔

شہزادی۔ میرے غرور کی یہی سزا تھی۔ ۵

سرکشی بندۂ عاجز کو بہت بیجا ہے | اک کفِ خاک کو اتنا کو رتبہ کیا ہے

ایک کا ایک سر پر کوہ غم آ پڑا | ہوئے فرعون یہان اُسکے لیے موسیٰ ہوا

کبر کس کس کے لیے باعث تذلیل ہوا
مورد طعن تکبر سے عزازیل ہوا

خواص - حضور غرور تو چھو نہین گیا تھا -

دوسری - اب اسکا ذکر ہی کیا ہے جو ہونا تھا سو ہوا اور جو ہونا ہوگا وہ اب ہوگا - اللہ کرے سب بلا ہمپر آجائے مگر ہماری سرکار پھر بدستور اسیطرح چین کرین -

شہزادی کل خواصون سے رخصت ہوئی اور سب سے بخندہ پیشانی ملی گو دل پر جو گذرتی تھی اُسکا حال ظاہر ہی مگر دل کو بہت مضبوط کیا اور مستعد ہوگئی کہ جو کچھ سزا دیجائیگی برداشت کرونگی - اُف کا کلمہ زبان سے نہ نکالونگی خواصین اپنی شہزادی کی ابدی مفارقت کے وقت غش مین آگئین اور شہزادی کا دل باوصف ضبط بھر آیا جسوقت خواصین اپنی مہربان شہزادی اور شہزادی اپنے پیارے مسکن سے جدا ہوئی ہر سمت سے سسکی برستی تھی روسی افسر خود زار زار روتے تھے شہزادی نے تو دل کو مضبوط کر ہی لیا تھا - ذرا اُف تک نہ کی مگر چلتے وقت جبکہ کہرام کی آواز کانون مین آئی تو آنکھون مین اندھیرا چھا گیا - بڑی دور تک خواصون کی شیون بکا کی آواز آیا کی یہ آواز شہزادی کے دل پر تیر سے زیادہ اثر کرتی تھی - فوج پیچھے پھر کر دیکھتی جاتی تھی اور کل حاضرین اس گوہر کان امارت و شہریاری کی حالت پر افسوس کرتے تھے آٹھ میل تک ہر مقام پر ہزارہا آدمیون کا غول ٹھٹ کے ٹھٹ جمع دس میل کے سفر کے بعد فوج کا پڑاؤ پڑا - شہزادی کے لیے ایک نہایت خوشنما اور بیش قیمت چھولداری نصب ہوئی جب تین چار گھنٹے گذر گئے تو کپتان اُنکی چھولداری مین آیا - اور یون ہمکلام ہوا -

کپتان - اگر اجازت ہو تو حاضر ہون کچھ کہنا ہے -

شہزادی - ہونہ! اب اجازت کیسکی اب تو قیدی ہون اور تمھارے بس مین ہون - وہ دن اب کہان نصیب ہونگے -

کپتان - شہزادی اب بھی سویرا ہے -

شہزادی - اب کیا ہو سکتا ہے - فقط اسقدر خیال ہے کہ دیکھین قید کی سزا دیجاتی ہے یا موت کی - اگر قید ہوئی تو مر جاؤنگی اور اگر پھانسی دیگئی تو جان جائیگی مگر مجھے قید سے پھانسی پسند ہے -

کپتان - قید اور پھانسی دونون سے بہتر ہے کہ بھاگ چلین

شہزادی - واہ کہین ایسے ایسے قیدی بھاگ سکتے ہین بھلا

کپتان - اچھا اس سے تمکو کیا واسطہ - ہم بچا لینگے -

شہزادی - اگر کسیطرح ان موذیون سے چھٹکارا ملے تو کیا پوچھنا ہے چین ہی چین لکھتا ہے - لیکن یہ ایسے غافل کیون ہونے لگے -

کپتان - آپ فقط اسقدر فرمائین کہ بھاگ چلنا منظور ہے یا نہین - اگر منظور ہو تو بسم اللہ مگر مین اپنی جان پر کھیل جاؤنگا اور اُسکا انعام بھی لونگا -

شہزادی - انعام دینے کے قابل تو اب نہین ہون - مگر

کپتان - اگر مگر کی ضرورت نہین جو انعام مانگون وہ پاؤن

شہزادی - منظور - مگر ایک امر مستثنیٰ ہے باقی سب منظور -

کپتان - واہ میری جان معرض خطر مین ہو تو مستثنیٰ امر مین کیون ماننے لگا صاف صاف یہ ہے - اچھا آپ کیا سمجھین

شہزادی - کپتان - اسوقت مجھسے کچھ نہ پوچھو رونے لگی

کپتان - (آنسو پوچھکر) کیون گھبرائی ہو -

شہزادی نے بدحواس ہوکر کپتان کے زانو پر سر رکھدیا اور لپٹ کر

سقدر زار روئی کہ الامان کپتان دلمین خوش ہو گیا کہ اس
از مین عنبر ہو کو اب پھندہ مین لے آیا اسپر برابر پوچھتے جاتے
شہزادی - ہاے اب کیا ہوگا - (بیچکی) خدا جانے کس کسکی
جوتیان کھانی ہین کس کس کی گالیان سُننی ہین (بیچکی) یا خدا
اسیدم موت آجائے -
کپتان - خدا نکرے خدا نکرے مین نے تمکو سیدھا ڈھرا بتا دیا
اب کیون اسقدر پریشان ہوتی ہو -
شہزادی - (کپتان کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر) ہے ہے یہ کیا ہوا
کپتان - (بوسۂ عارض لیکر) پیاری خدارا اسطرح نہ روؤ
ورنہ سچ کہتا ہون کہ میرا دم ہی ٹوٹ جائیگا -
شہزادی - مین تو نہ روؤن مگر جب دل بھی مانے ہاے آزاد
کے پاس کسکو بھیجون - وہ ہو تو شاید بیڑا پار ہو جاے - مگر

کون بھر دہر ایسا کہ ہانتک جائے	جسطرح ہو اُسے سمجھا کر یہانتک لائے
ہاے لکھون تو نظر اور ہی عالم آئے	جسکا جانے کو کہون ہا مجھے بتلائے
مرغ ہو بیٹھ کر ٹوٹے ہوئے پر کسطرح	چھپ ہے چاہ مین قاصد بھی کہے کیطرح

کپتان - یہ تو خیال خام ہے کہ آزاد کمک کو آئین -
شہزادی - اگر میری دل کے حال پر اُسکو آگہی ہو تو ضرور آئے
کپتان - جان جان - اُنکو تمسے محبت تھی کب -
شہزادی - واہ محبت تو ایسی ہی جسکا حق ہو وہ مجھ فریفتہ مین
اُسپر مفتون اور واقعی اُسکا حسن ہی ایسا ہی - ؎

رخ کی شبیہ کو کس سکو پیاری نہوے	مہر یہ چرخ کی کب آنکھ کو تارے نہوے

کپتان - خیر اب آزادی یاد کو دل سے بھلا دو مطلب سے مطلب
ہے اگر یہ شرط کرلو کہ بعد رہائی میری پیاری بیوی اور میرے آغوش
کی زینت بنوگی تو مجھے جان جوکھم کرنے مین بھی عذر نہین -
شہزادی نے کپتان سے کہا کہ مجھے اس شرط کے منظور کرنے مین
بھی کوئی عذر نہین ہے کیونکہ مین اگر قید ہون تو اس امر کی سراسر
میری بے عزتی ہو اگر میرے نام حکم ہو کہ فلان مقام کے قید خانے
مین محبوس کیجائی تو مین خوشی سے قید خانے مین ہون اور وہان
کسیکو اپنی صورت نہ دکھاؤن لیکن مین سوچتی ہون کہ اگر تمھارے
ذریعے سے رہا بھی ہوئی تو انجام کیا ہوگا - گرفتار ہونگی اور شاید
اس سے زیادہ ذلت ہو - کپتان نے تشفی دی اور کہا مین فرقہ
نہلسٹ کا ایک سرغنہ ہون - مجھے کون سا سکتا ہے -
کپتان - تو اب قول سے نہ پھرنا - ہان -
شہزادی - کیا مجال - اگر تیرے ذریعے سے رہائی ہو تو
بیشک بیوی بنکر رہون - اب تم اسکی فکر کرو -
کپتان - تو یون تھوڑا ہی رہائی ہو جائیگی -
شہزادی - اسکا مطلب مین سمجھی بڑے شرم کی بات ہی -
کپتان - نہین نہین - میرا اور منشا نہین ہے - مطلب یہ کہ
پہلے زار کے پاس جاکر دیکھو کہ کیا حکم ہوتا ہے اگر قید یا سزا کا
حکم ہو تو مین اُسوقت سمجھ لونگا -
یہ کہکر کپتان نے اُس گل نو دمیدۂ گلزار حسن کے رخسار
دلنواز کا بوسہ لیا اور رخصت ہوا -
اب سُنئے کہ سپاہی اور افسر باہم طرح طرح کی باتین کرتے تھے
اور شہزادی بیچاری چپ چاپ سُنتی جاتی تھی -
سپاہی - حضور چھ سو آدمی پر ظلم کیا گیا ہی -
افسر - اجی ابھی ایسے ایسے خدا جانے کتنے سو ہونگے -
سپاہی - کئی عورتین پکڑ آئین کئی مہاجنون کا سرکاری حاکمون
نے روپیہ لوٹ لوٹ لیا اور جنسے زراجون کی وہ عمر بھر کو تباہ ہوا
دس کوٹھیون مین تو مین اپنے ہاتھون آگ لگا آیا ہون -
افسر - ہمارا ایک پٹیت تھا - وہ بھی مہاجن ہے -

سپاہی ۔ حکم ہو تو پکڑ لاؤں ۔ یہ کون بات ہے ۔
افسر ۔ مگر وہ یہان سے تین ہی کوس کے فاصلے پر ہو اگر اسوقت کوئی بھیجا جائے تو فوراً پکڑ آئے ۔

سپاہی نے وردی ڈانٹی ۔ بیس جوان ساتھ لیے اور اُس مہاجن کے بھائی کو پکڑ لایا ۔ کہا حضور چور حاضر ہے مگر وہ ملا اُسکا بھائی ملا افسر نے کہا کیون بچہ رشوت کا ۔ روپیہ لیکر ہضم کر گئے اور جب مانگا تو بتے بتائے ۔ تمھارے بھائی نے اور تمنے اور وہ جو تمھارے بڑے باپ بنے ہین سب نے ملکر سرکاری کام مین ہمسے بددلی اور روپیہ غائب غلہ ۔ اب بتاؤ کیا سزا دون اُسنے کہا صاحب مجھسے واسطہ ۔ باپ اور بھائی نے جو کیا وہ اُنکے ساتھ گیا مجھے آپ کیون دق کرتے ہین وہ دونون مر گئے برسون کی بات ہے اور اگر حکم ہو تو لادون جو وعدہ کیا ہوا اسکا دوچند بلکہ سہ چند ۔ کپتان نے اسکی بیوی کے نام ایک خط لکھوایا اور جسقدر رجی چاہا لکھوالیا ۔ وہ خط دیتے ہی روپیہ سپاہیون کے حوالے کیا گیا ۔ جب روپیہ آگیا تو کپتان نے کہا اچھا چکھا ہوا دیکھا اسطرح غبن دیتے ہین ۔ روپیہ کا روپیہ لیا اور اب سزا کی سزا دینگے حکم ہوا کہ انکو گرفتار کرو ۔ وہ مصیبت کا مارا شب کو دہین گرفتار کیا گیا ۔

اسکے بعد ایک عورت نے آنکر کرنیل سے کہا کہ مجھے مجھے وطن سے یہان پکڑوا بلوایا اور اب پھر پیٹ بھر کھانا بھی نہین دیتا ہی اور میری گود مین یہ معصوم بچہ کھیلتا ہے ۔ کپتان نے نہایت رحمدلی سے حکم دیا کہ اسکے بچے کو ہمارے سامنے اِس کنوین مین پھینک دو جس آدمی کیطرف اشارہ کیا تھا اُس شقی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً لڑکے کو ایک کنوین مین ڈھکیل دیا ۔

راوی ۔ اللہ ری نا خدا ترسی ۔

عورت ۔ (کنوین کیطرف جاکر) ارے میرے معصوم بچے ۔
سپاہی ۔ (جھڑک کر) ادھر جائیگی تو تو بھی کنوین مین ہوگی ۔
افسر ۔ اِسکو مارو ۔ اور یہان سے لیجاؤ ۔
عورت ۔ (رو کر) یا خدا اسکے بال بچونکو بھی اسیطرح کوئی زبردستی آدمی قتل کرکے بوٹیان چیلونکو دے ۔
افسر ۔ اسکی زبان داغ دو ۔ ابھی ابھی داغو ۔

شہزادی سے نہ رہا گیا کانپتی ہوئی پہرہ والے سے کہا از براے خدا میری طرف سے کہدو کہ بس اب اسکو زیادہ نہ ستاؤ ۔ سویرے کوچ ہوا اسیطرح کئی دن کے سفر کے بعد زار روس کی قیامگاہ تک پہونچے ۔ افسران فوج نے شہزادی کے کل حالات مفصل سے زار کو اطلاع دی حکم ہوا کہ روبرو بلواؤ شہزادی اُسی آن بان سے آئی جسطرح ان بان سے شہزادیونکو جانا چاہیے وہی ٹھاٹھ وہی عظمت وصولت ۔

شہزادی ۔ ادب کے ساتھ سر جھکا کر پھر تن کے کھڑی ہوئی
زار ۔ یہ کسکی پوشاک ہے ۔
شہزادی ۔ یہ خاص شہزادیان پولینڈ کی پوشاک ہی
زار ۔ تمھارے پاس اسقدر بے بہا پوشاک کیونکر رہی کیونکہ افسران فوجی کے نام حکم تھا کہ کل اسباب چھین لو ۔
شہزادی ۔ میرا رعب حُسن اور پھر یہ جانتے ہین کہ بادشاہ کی بیٹی ہی ۔ شہزادی ہے ۔
زار ۔ شہزادی تو ہو مگر شہزادیونکی سی خو بو نہین ہی ۔
شہزادی ۔ خیر نہین سہی ۔ اب تو قیدی ہین ۔
زار ۔ تمسے بڑی بڑی بات سرزد ہوئی ۔
شہزادی ۔ مگر اب صرف اسقدر عرض ہے کہ ۔
زار ۔ اب بتاؤ کہ تمھارے ساتھ کسطرح سلوک کیا جائے

شہزادی۔ جس طرح بادشاہون کے ساتھ سلوک کرتے ہین
زار۔ افسوس ہے کہ تمنے اپنے ملک کا نام بدکیا۔ ؎

چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نہ می بینی کہ گاؤے در علف زار	بیالاید بہ سم گاوان دہ را

اگر تکو بری کردین تو سب کو جرأت ہو کہ گورنمنٹ کے مخالفون کو
مدد دین۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ صرف اغوائے شیطانی کے سبب سے
تم اسقدر چوندھیا گئین کہ روس کی عزت اور نام اور عظمت کا ذرا
خیال نہ رہا تمھین یہ کہتے ہوے شرم نہین آتی کہ بادشاہ کی لڑکی ہون
شہزادی نے گردن نیچی کرکے یون جواب دیا حضور عشق نے
مجھے کہین کا نہ رکھا۔ مین خود سوچتی ہون کہ مجھسے یہ کیا حرکت سرزد
ہوئی مگر مشکل کہ بعد از جنگ یاد آید۔ برکلہ خود بابرزد مین چوندھیا
گئی تھی۔ عشق نے مجھے بالکل اندھا کردیا تھا۔ ؎

یہ وہ موتی ہے لڑی جسکی طبیعت اسپر	آبرو کھوکے ہوا خاک غلطان وہ شہر
یہ وہ یاقوت ہے لڑوا ئے جو خون آٹھ پہر	یہ وہ الماس ہے سو ٹکڑے ہو جس سے کہ جگر
آتش اس لعل کی گر آب مین پیدا ہو جاے	
دفعتہً جلکے گہر سیپ مین چونا ہو جاے	
یہ وہ بدنام ہے لے اسکا اگر صبح کو نام	شام تک کھائے غم و غصہ غذا ہو ے حرام
اسکے اوصاف کا لیوے جو دہن سے کوئی نام	شمع کیطرح زبان منھ مین جلے وقت کلام
اس پتنگے سے زمانے مین جگر جلتے ہین	
گو پریزاد بہت دور ہین پر جلتے ہین	

عشق نے مجھے کہین کا نہ رکھا۔ اب میری التماس فقط اسقدر
ہے کہ جسطرح ہو پھانسی قید قتل جو سزا تجویز کی جاے دیجاے مگر یہ نہو کہ کوئی
میرے باپ دادا کو جو پولینڈ کے حکمران تھے یہ سب سے بڑا کہے
کہ فلان بادشاہ کی بیٹی یا پوتی اسقدر ذلیل ہوئی کہ سڑک کوٹ
رہی ہے۔ ایسی نوبت آئے کہ قلی و کارگیر اور دوکاندار اور بازاری

اگر می مجھے گالیان دین یا میری توہین کرین حضور کو صدمہ نہ
تہمتاً شاہ بنایا ہے اور مین بھی والی ملک کے سلسلے سے
ہون لہذا حضور کو اسقدر خیال تو ضرور رکھنا چاہیئے۔
زار نے تامل کے بعد کہا مجھے تمھاری حالت پر سخت افسوس ہے
لیکن ملک کے لیئے سیاست بھی ضروری امر ہے مین بلا غور و فکر
کوئی راے نہ دونگا۔ آزاد پاشا ٹرکی کا بڑا نامی سپاہی ہے کئی
جنگون مین اُسنے روسیونکو شکست دی اور اُسکی گرفتاری ہمارے
حق مین اکسیر کی خاصیت رکھتی تھی تمنے اُس سے شادی کرکے
اپنے ملک کو ذلیل و خوار اور رہا کرکے گورنمنٹ کو دشمن جانی
بنایا اور اوھر سر کلیرسا نے جسپر مجھے ناز تھا وہ لغو حرکت
کی کہ روسیونکو شرمانا چاہیئے یہ کہکر افسران فوجی کو حکم دیا کہ
اس شہزادی کو کسی عمدہ مکان مین قید رکھنا۔

شہزادی کی حفاظت اور حراست کے لیے پچاس کاسک اور
سو پولیس کے کانسٹبل اور دو فوجی افسر مقرر ہوے جنمین اس
کنسٹبلین موکا عاشق زار کپتان دلفگار افسر دسرغنہ تھا۔
جب اس لالہ عذار نے یہ خبر فرحت اثر سنی کہ میرا عاشق میری
حراست کے لیے مقرر ہوا ہے تو جناب باری کی درگاہ مین شکریہ ادا
کیا اور یقین کامل ہوا کہ وہ کسی نہ کسی تدبیر سے مجکو رہائی دیگا اور جو ذلت
و خواری افسران فوج کے سبب سے ہونیوالی ہے اس سے مجھے محفوظ رکھیگا۔
اُس روز کپتان نے اپنی معشوقہ یعنی کو صورت نہین دکھائی یہ
انتہا سے زیادہ بیقرار و نعل در آتش تھی کہ بارخدایا یہ کیا ماجرا ہے مین نے
شوری و بین بے نمکی کجا دہ زور فور اور عشق کی گرمی بازار کجا یہ سرد
مہری کہ پورے بائیس گھنٹے تک خبر ہی نہ لی ادھر جھانکا تک نہین دلمین
خلک پیدا ہوا کہ شاید اسوقت جوش مستی سے چوندھیا کر زبان سے کہدیا
کہ مدد دونگا اور ہم تم دونون مزے سے زندگی بسر کرینگے اور اب

دماغ کی گرمی چھٹ گئی ہو اور سوچا ہو کہ اگر سازش کر کے مجھے
رہا کیا تو پھر صید ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ الغرض اس سرد مہری سے شہزادی
کی رہی سہی امید بھی منقطع ہوگئی اس حالت یاس و نومیدی مین
اُس گلرخسار نے آزاد کو یاد کیا اور دیوانہ وار مضطرب حال
ہوکر آپ ہی آپ کہنے لگی واہ آزاد۔ واہ تم و ان مہ
حسن آرا بیگم سے مصروف بوس و کنار اور ہم یہان شاہد
اجل سے ہم آغوش ہونے کی تیاریان کرین۔ ۵

تم وہان غیر کے ہاتھ سے پیو جام شراب	آتش غم سے یہان اپنا کلیجہ ہو کباب
تم کرو خواب گہ ناز مین آرام سے خواب	خاک اڑاتے پھرین ہم دشت مصیبت مین خراب
خندہ و عیش تمھین گریہ و ماتم ہمکو	ہر مہینے ہو تمھین عید محرم ہمکو

اتنے مین ایک شخص نے آکر کہا۔ آپکے واسطے یہ حکم ہوا ہے
ملاحظہ فرمائیے۔ شہزادی کے ہوش و حواس فقرہ ہوگئے۔ ہاتھ پانون
تھر تھر کانپنے لگے کہ یا خدا کیا جانے کیا حکم ہوا ہے بڑی دیر تک جرأت
نہین ہوئی کہ حکم پڑھے۔ جو شخص لایا تھا اُس سے عاجزی کے ساتھ کہا
ذرا تامل کرو میرے حواس ٹھکانے ہولین تو مین پڑھون۔
اب سُنیئے کہ جس مکان مین شہزادی مقید تھی اسمین دو دروازے
تھے چھت پر دو کمرے۔ وہ دونون اُنکے قیام کے لیے آراستہ کر دیئے
گئے تھے کھڑکیون کی راہ سے شہزادی دریا کی روانی دیکھ دیکھکر
اپنے کہسار کے آبشارونکو یاد کرتی تھی کہ دفعتہً کپتان گھوڑے
پر سوار سامنے سے نظر پڑا تو جان مین جان آئی۔ اُنکے مکان
قیام کے چارونطرف ہر وقت دو دو کاسک اور چار چار کانسٹبلونکا
پہرا رہتا تھا پھاٹک پر چار کاسک اور دس کانسٹبل۔ مکان کے
حصۂ زیرین مین دو جوان شمشیر برہنہ اور بھری ہوئی بندوق لیے
ٹہلتے رہتے تھے چھت پر چار کاسک مسلح اور احاطۂ مکان کے باہر
بیس کانسٹبل مختلف مقامون پر تعینات تھے شہزادی سوچی
کہ یا الٰہی اگر کپتان نے کوشش رہائی بھی کی تو مین جاؤنگی کدھر
سے مگر کپتان کو دیکھکر کسیقدر تسلی و تشفی ضرور ہوئی۔ اور اس
ڈھارس سے اتنی جرأت ہوئی کہ وہ کاغذ کھولا اور حکم آخری پڑھا
جسمین یہ باتین لکھی تھین۔

۱۔ پولینڈ کی شہزادی کی نسبت یہ جرم بخوبی ثابت ہو گیا کہ
اُسکے ذریعہ سے روس کے دشمن ٹرکی کا ایک افسر فوجی جسکا
نام آزاد ہے کچھ عرصے تک امن مین رہا۔

۲۔ پولینڈ کی شہزادی نے اُس افسر کو دیدہ و دانستہ
اپنے ہان جگہ دی اور گو اُسکے علم و یقین مین تھا کہ یہ شخص
مجرم ہے تاہم اُسکے ساتھ خفیہ طور پر شادی کر لی۔

۳۔ پولینڈ کی شہزادی نے ایسے شخص یعنی اُسی آزاد کو جو قید ہو کر
بجراست سیاہ روس سیبیریا بھیجا جاتا تھا اپنے سپاہیونکے ذریعے
سے دھوکہ دیکر پکڑوا بلایا اور اسکو اپنے ہان آرام دیکر اُسکے
ساتھ شادی کر لی اور پھر جب دیکھا کہ اُسکی جان معرض خطر مین
ہے تو اُسکو کافی مدد دیکر دریا کے پار بآسایش روانہ کر دیا۔

۴۔ پولینڈ کی شہزادی کی شادی جائز طور پر نہین ہوئی اور
نہ آزاد پاشا شادی کرنے پر راضی تھا مگر جب اُسنے دیکھا کہ اس
عورت بدوضع کی خواہش پوری کرنے سے جان بچیگی تو مجبور
ہوگیا۔ لہذا اس عورت نے باوصف دعوائے شہزادگی
خلاف شرع کام کیا اور منہیات و معصیات سے باز نہ رہی۔

۵۔ پولینڈ کی شہزادی نے مس کلیرسا کو بھگایا اور اُسکو آزاد
کے ساتھ روانہ ہندوستان کیا اور ان دونون کی جان کی
حفاظت کے لیے اپنے آدمی ساتھ کر دیے تاکہ وہ روسی
فوج سے اُسی زبان مین باتین کرین اور اگر کسی کو شک بھی ہو
تو ان لوگون کے سبب سے وہ شک رفع ہو جائے۔

لہذا حکم ہوا کہ پولینڈ کی شہزادی کا کل مال اسباب جائداد وملکیت ضبط اور خاص پولینڈ مین تمام عمر کے لیے مقام لوسن کے مشہور کالے جیلخانے مین قید کیجائین اور اُنسے کیقدر سخت اور ذلیل کام لیا جائے۔

جو کمرہ اُنکے لیے مقرر ہوا اُسمین بجز سقے اور باورچی کے اور کوئی نہ جانے پائے۔ دو وقت کھانا دیا جائے اور وہ کمرہ اسطرح کا ہوگا کہ قد آدم تک پتھر کی دیوارین ہون اُسکے بعد لوہے کی جالی سلاخین تاکہ دنیا مین کسیکو نہ دیکھ سکین۔

یہ حکم قضا تسلیم پڑھکر رنگ فق ہوگیا۔ وہ آدمی حکم دکھاکر رخصت ہوا اور تھوڑی دیر مین شہزادی کی جو مارے بدحواسی کے زمین پر پڑی ہوئی چپکے چپکے رو رہی تھی کسیکے پانون کی آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو کپتان۔ کپتان نے آتے ہی اُس دل شکستہ غمزدہ کو زمین سے اُٹھایا اور گود مین لیکر مسہری پر لٹایا۔

شہزادی۔ وہان اسطرح کون مسہری پر لٹائیگا۔ (رو کر)

کپتان۔ (آہستہ سے) وہان کہان۔ کیا مجال۔ ای توبہ۔

شہزادی۔ (زار زار روکر) وہان تو انسان کی صورت بھی نظر نہ آئیگی۔ پولیس کا کالا جیلخانہ۔ ہے ہے آزاد کے عشق نے یہ گت کی اور سچ پوچھو تو وہ ابتدا ہی سے گریز کرتا تھا۔

کپتان۔ (بہت آہستہ سے) تھوڑی سی پر انڈی لایا ہون

شہزادی۔ (ہاتھ جوڑکر) کل تو جیلخانے مین جگی پیس رہی ہونگی۔ یہ ناز و نعم کی باتین اب کیسی۔ اب مجھے آج ہی سے زمین پر لیٹنے کی عادت ڈالنے دو۔

راوی۔ یہ کہکر شہزادی مسہری سے اُترکر زمین پر لیٹ رہی۔

کپتان۔ پیاری یہ کیسی باتین ہائین اُٹھو (اُٹھاکر پھر مسہری پر لٹایا) تم جو وعدہ کیا تھا وہ ضرور پورا کرونگا اطمینان رکھو۔

شہزادی۔ کپتان اسوقت ساری خدائی مین سوائے تمھارے اور کوئی نظر نہین آتا اور اگر مین سچ مچ جگی جسکی امید نہین تو تمھاری لونڈی ہوکے رہونگی۔

کپتان۔ لونڈی ہوکے۔ واہ یہ کہو کہ مین البتہ تمھارا غلام ہوکے رہونگا۔

شہزادی۔ کجا وہ عیش۔ کجا یہ روز بد وہ کون عیش ہے جس سے مین محروم رہی بادشاہی کا سامان اسباب جہانداری حاصل تھا۔ اور آزاد کے ساتھ تو دو تین دن اِس لطف سے بسر ہوے کہ دل ہی جانتا ہے ہاے۔

مجھسے تنہائی مین کہتے تھے گلے مل ملکے	مین ہون اور تم ہو اب ارمان نکالو دل کے

مگر مصرعہ۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

کپتان۔ مینے پوری پوری فکر کرلی ہے۔ کانون کان کسی کو خبر ہی نہو اور ہم تم چلدین۔ پھر کیسکی کیا مجال ہے کہ ڈھونڈھ نکالے فرانس مین چلکر رہین انگلستان چلے چلین جرمن مین بود و باش اختیار کرین۔ روم مین قیام کرین خدائی بھر پڑی ہے۔ ہر مقام پر کوئی مواخذہ کرسکتا ہے بھلا مینے اس ترکیب سے نکال لیجاونگا کہ پہرے والون کے فرشتے خان کو بھی خبر نہونے پائیگی میرا ایک دوست ہے چوری اور ڈکیتی مین طاق اُسے سیکڑون فن یاد ہین اور ان فنون کی کنہ سے ایسا واقف ہے کہ کوئی کیا اُسکا مقابلہ کریگا اُسنے آج آنیکا وعدہ کیا تھا مگر سویرے سے منتظر ہون ابتک نہ آیا۔

شہزادی۔ تم خود چلے گئے ہوتے اب چلے جاؤ۔

چاہ بیاسے تک نہین آتا کبھی	دوڑکر جاتا ہے پیاسا چاہ پر

کپتان۔ مین اسدرجہ مضطرو دلگیر ہون کہ حواس بجا نہین

شہزادی۔ بات ہی ایسی ہے۔ میرا حال دیکھا ہی ہوگا۔

کپتان - اوٹھو سب کھا کرین - ہوتا کیا ہی اگر کوئی ہمارے مقابلے کو آئے تو منھ کی کھائے اچھے اچھے شجاعونکے ہاتھون سے ہتھیار گر پڑین - تم ذرا نہ گھبراؤ -

شہزادی - خدا نے اسوقت تمکو بھیجا نہین تو ساری خدائی مین میرا کون تھا کوئی نہین - اُسکی کریمی کے صدقے خیر آزاد نے تو دل کو نشانۂ تیر غم بنایا ہے -

کپتان - یا اکہی بار بار وہی ذکر -

ذکر رقیب عاشق شیدا کے سامنے	اچھی نہین یہ آپ کی تقریر دیکھیے

شہزادی - اب ایسا نہو کہ یہ باتین ہی ہوتی رہین اور وقت ہاتھ سے جاتا رہے - پھر خدا جانے کس کس کی سختیان سہنی پڑے اگر میری رہائی چاہتے ہو اور خواہش ہو کہ ہم تم یکنار ہون تو فکر سے ہرگز نہ چوکو - ورنہ -

ٹھہری نہ ٹھہری وصل کی تدبیر دیکھیے	کیا شعبدہ کری فلک پیر دیکھیے

روز اسی فکر مین رہی کہ شاید آج بچون شاید خبر آئے کہ مین بری ہوگئی مگر انتظار ہی انتظار رہا - ہر روز نئی ہی خبر سننے مین آئی اور وہ جو جیتے جی انسان کو مار ڈالے -

ہزار بار قیامت گذر گئی ہمپر	مگر ہنوز شب انتظار باقی ہی

کپتان - یہ کہے کہہ دیا کہ کل ہی سے اِس حکم کی تعمیل ہو گی -

شہزادی - قیاس مقتضی ہی - اب آخر کبتک تساہل کو کام مین لائینگے اتنے بڑے قیدی کے نام حکم ہوا اور فوراً اُسکی تعمیل ہوئی کہین برسون لگائے جاتے ہین -

کپتان ابھی ذیر جنگ کی رائے زار نے لی ہی یہ حکم مجاز شہنشاہ ہی - مگر آخری حکم نہین ہی - اب مجھے اجازت ہو تو جاؤن ورنہ پہرے والے دیکھین سوچینگے کہ شاید سازش کر رہے ہین اور کل راز سربستہ کھل جائیگا - اچھا - اب اسقدر حکم ہو جائے کہ لب شیرین کا بوسہ لون -

شہزادی - ابھی موقع نہین ہی تمھین بوسے کی سوجھتی ہی یہان جان پر بنی ہی - جب اس خرخشے سے بچین تو پھر تمھین اختیار ہی -

کپتان - واہ اچھا خشک جواب دیا - ؎

طالب وصل سے تم آج بھی جھگڑا لائے	
پھر وہی کل کیطرح وعدۂ فردا لائے	

یہ کہکر کپتان نے ایک بوسہ لیا اور رخصت ہو کر باہر آیا تو ایک کاسک نے کہا حضور روس مین ایک بیگناہ بھی نہ بچیگا ہم لوگ تو خبر کے لیے بدنام تھے ہی مگر افسوس ہی کہ افسرون نے ہمارے بھی کان کاٹے - اسوقت فقط اس شہر مین ایکسو تیس مہاجن گرفتار ہین اور اُنسے زبردستی کیجاتی ہی کہ جسقدر روپیہ زر و زیور جواہر ہی سب لاکے جمع کرو ورنہ تم قید کیے جاؤ گے اور مال و اسباب سرکار مین ضبط ہو جائیگا - اٹھتر ساہوکار ہمارے پاس قید کر کے بھیجے گئے ہین کسی پر کوئی جرم قائم کر دیا - کسی پر کوئی - اس کس مپرسی کا کیا ٹھکانا ہی صدہا عورتین تباہی کے گرداب مین ہین - گورنمنٹ کچھ شنوائی نہین کرتی - افسوس تو یہ ہی - کپتان نے کہا - اِس حالت جنگ مین ایسا ہی ہوا کرتا ہے -

کاسک - واہ سارا مُلک خاک مین ملجائے اسی سبب سے تو نہلسٹ کے فرقے کو فروغ حاصل ہی اور سبب کیا ہی آخر -

کپتان - اسی باعث سے روس بدنام ہو گیا ہی -

کاسک - اور حضور ستم ہے کہ نہین - شہزادی اور آدمیون کو مدد دے - کلیسا اور آزاد کے ساتھ نکل جائے اور مین یہ بھی سُن چکا ہون کہ کئی افسر کوشش کر رہے ہین

کہ اس شہزادی کو قید خانے سے نکال لیجائین اور مزے سے شادی کرین۔

کپتان ۔ (آگے بڑھکر) پہرے پر ضرور رہنا۔

کاسک ۔ حضور خوب چوکس رہتا ہون۔

کپتان صاحب کے پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ یہ بیڈھب ہوئی یہ کاسک باتون باتون مین سب کچھ کہ گیا ایسا نہو جاکر کہین جڑدے تو لینے کے دینے پڑین اور دھر لیے جائین ۔

دیر گیسوے بتان مین خطر سودا ہے
اور کچھ سوا نگ نہ اے دل یہ تماشا لائے

اتفاق سے یہ تقریر کاسک کی شہزادی نے بھی سنی۔ گویا پاؤن کے تلے سے زمین نکل گئی اور سوچنے لگی کہ شاید یہ کاسک میری اسکی تقریر کان دھر کے سن رہا ہوگا۔ جب ہی اسکو معلوم ہوا ورنہ یہ اسنے کیا سمجھ کر کہا کہ بعض افسر شہزادی کی رہائی کی فکر مین ہین۔ پھر مایوسی نے صورت دکھائی اور طائر دل حسرت و حرمان کا شکار ہوا۔ ۔

بھرا ہے حسرتون سے جسقدر دل اس زمانے مین
کبھی درہم نہ اتنے ہونگے قارون کے خزانے مین

پھر دل کو سمجھایا کہ اس قید سے رہائی اور چھٹکارا پانا امر محال ہے کپتان آدمی جوان اور رنگین طبع ہے خوبصورت اور سنبل مو شہزادی نوخیز دیکھکر ایسی باتین شروع کردین جس سے مین بھی لگاوٹ کرنے لگی جب عشق کیا تو اب خیال سزا کیا جو ہونا ہو وہ ہو سمجھا جائیگا۔ ۔

محیط عشق مین انسان مشت خاک تو کیا
پہاڑ ہو تو وہ گھل گھل کے کنکڑی ہو جائے

کپتان کو اپنی غلطی کا حال دوسرے روز معلوم ہوا جب خام کو افسر اعلی نے شکایت کی سرکاری چٹھی بھیجی کہ شہزادی کو اب تک جیلخانے کیون نہ لیگئے اگر سکریٹری صیغۂ جنگ کے پاس اطلاع بھیجی جائے تو کیسی ہو۔ تمکو لازم ہے کہ بمجرد رسید خط ہذا شہزادی کو قید خانے لیجاؤ۔ مگر اسقدر رعایت کیجائے کہ قید خانے تک سواری پر بھیجی جائین اور دہان عام قیدیون کے سے کپڑے نہ پہنائے جائین بلکہ سلسلۂ خاندان شاہی کا کسیقدر لحاظ رہے۔ یہ حکم پڑھتے ہی کپتان کے ہوش اڑ گئے اور کانپنے لگا۔ سوچا کہ اب کیا منہ لیکر شہزادی کے سامنے جاؤن ایک لفٹنٹ کو بلا کر حکم دیا کہ یہ کام تم اپنے تعلق کر لو۔ لفٹنٹ نے جاکر شہزادی کو اس سانحۂ ہوش ربا سے اطلاع دی۔

لفٹنٹ ۔ اب آپ قید خانے چلین۔ آج ہی کا حکم تھا۔

شہزادی ۔ کیا! قید خانے۔ تم کون افسر ہو۔

لفٹنٹ مین لفٹنٹ ہون۔ مجھے میرے کپتان نے جو اس حراست کے افسر مین بھیجا ہے سواری تیار ہے تشریف لیچلیے۔ مگر آپ کے ساتھ رعایت کیجائیگی کہ جو کپڑے عام قیدی پہنتے ہین وہ آپکو نہ پہنائے جائینگے سارے ملک کو آپ کی قید کا افسوس ہے اور ایک آپ پر کیا فرض ہے بہت سے بندگان خدا ناکردہ گناہ صید الم ہوئے شہزادی کو یقین کامل ہو گیا کہ کپتان نے صرف دھوکا ہی دھوکا دیا تھا دل ہی دل مین سخت افسوس کیا اور سوچنے لگی کہ بیوفا سے وعدے کا ثمرہ یہی ہوتا ہے۔ ۔

بیوفاؤنسے محبت کا نتیجہ ہے یہی
شوخ چشمونسے مودت کا نتیجہ ہے یہی
بیوفا لوگونسے الفت کا نتیجہ ہے یہی
کج ادا ؤنسے مروت کا نتیجہ ہے یہی
ظلم عاشق پہ یہی طرز وفا ہوتی ہے

کیون یہی چاہنے والونکی سزا ہوتی ہے

شہزادی - اچھا چلیے - قیدی کو بھلا کیا عذر ہے - مگر -

راوی - مگر کہکر غش آگیا اور گر پڑی -

لفٹنٹ - ہان ہان ! کوئی ہے - کانسٹبل -

کانسٹبل نے آنکر مدد دی اور جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو لفٹنٹ نے سمجھایا کہ ابھی اپیل کا موقع ہے آج نہین برس بھر مین دو برس مین - کیا ہمیشہ روس مین یہی اندھیر رہیگا -

شہزادی بادل محزون اُٹھی اور زندان کے چلنے کو تیار ہوئی - کہا اے فلک پیر تجھ بیگناہ کو یہ دن دکھایا - مین اِس قابل تھی کہ کسی فرمانروائے ثریاجاہ کجکلاہ کی زینت آغوش ہوتی کسی خاقان جم مرتبت فریدون فر کے محل کی رونق ہوتی مجھے زندان بلا مین بھیجنا ستم ڈھانا ہے اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی وہ پری پیکر جانانہ سیم بدن بیتابانہ کوٹھے سے اوتری - ؎

اثر آتش سودا سے دوا جلتی ہے | تیرے بیمار کی صورت سے شفا جلتی ہے
مین جہنم مین جلون یارہ جلون انکو کیا | داغطونے بھی طبیعت مری کیا جلتی ہے
شب فرقت مین بھلا ساتھ مرا کیا دیگی | شمع کو دیکھتا ہون تا بکجا جلتی ہے
سوز دل سے ہوئی ہے آگ بھی پانی پانی | ٹھنڈی ٹھنڈی سی آہونسے ہوا جلتی ہے
خون عشاق کا جاتا نہین بالا بالا | برف سے پالے مین یہ سیال جنس جلتی ہے
عشق نے آبو کیا اور ہی عالم پیدا | زندگی تنگ ہے صورت سے فضا جلتی ہے
آتش عشق نے دا کی آگ لگا رکھی ہے | دل جلتا ہے مرا اور روح جدا جلتی ہے

سوز دل کا تو کبھی حال نہین سنتا ہے
جان کیسی مری اے ناشنوا جلتی ہے

ایک دن وہ تھا کہ دس دس مشاطگان مہر لقا زلفین بنانے کے لیے نوکر تھین اور لوگ کہتے تھے کہ ؎

یہ خود بین ہو کہ دن دن بھر خود آرائی مین رہتے ہو
بسر ہو جاتے ہین دو دو پہر زلفین بنانے مین

خدا جانے یہ کسکی چاہ نے مجھے کنوین جھکائے دل لگتے ہی موت سامنے سے نظر آئی - اس سفاکی کے صدقے کہ دل تو چھین لیا اور قضا کو پیچھے لگا دیا - ؎

قیامت ہے کسیکو پیار کرنا اس زمانے مین
قضا کا سا منار کھا ہوا ہے دل لگانے مین

گاڑی پر سوار ہو کر شہزادی روانہ ہوئی - سو کاسک اور دو سو کانسٹبل اور ایک لفٹنٹ اور دو اور افسر ہمراہ تھے جب بازار مین پہونچے تو ہزارہا تماشائی ادہر اُدہر جوق جوق جمع ہو گئے - کاسکون کو دل لگی سوجھی تو لوگونکو گرفتار کرنا شروع کیا ایک بیوہ ضعیفہ نے شہزادی کو اس حالت مین دیکھکر کہا ہائے ہائے ارے لوگو یہ بادشاہ کی اولاد ہے شہزادی ہے - اسکو کیون مفت مین قید کیے دیتے ہو - ارے ظالمو ذرا خدا سے ڈرو کچھ خوف خدا بھی ہے یا نہین -

کاسک - تو کون ہے بڑھیا -

ضعیفہ - بیتا مین سو برس سے اس ملک مین رہتی ہون

کاسک - اِس شہزادی کی کون ہے -

ضعیفہ - کوئی بھی نہین - پولینڈ مین میرا بھی مکان تھا وارسا مین رہتی تھی اب تو روسیون کے ظلم سے وہان سے نکالی گئی -

کاسک - اسکو بھی گرفتار کرو چلے ساتھ - تو بھی سیمین شریک ہے کیا بڑھ بڑھکر باتین بناتی ہے -

ضعیفہ - چل ہٹ مجھے ہاتھ لگایا ہو گا تو تو جانیگی -

ارادی ضعیفہ بیوہ عقل سے خارج تھی۔ کاسکون نے گرفتار کرکے کمیشن کے حکام اعلیٰ کے سپرد کردیا اور انھون نے چار پانچ روز کے بعد منجملہ اور بیگناہون کے اس بڈھیا کو بھی قید کی سزا دی۔ اِس زمہریر کو دیکھیے اور آگے چلیے تو ایک شخص نوجوان نے جھک کر بڑے غور سے شہزادی پر نظر ڈالی دس کانسٹبلون نے سنگینون سے اُسکو اسقدر زخمی کیا کہ معاً دم توڑا۔ اور دس قدم چلے تھے کہ ایک مرد خوبرو نے شہزادی کو اِس حالت زار مین دیکھکر آہ سرد بھری اور اِسکی مصیبت پر۔ رحم کھاکے روسی زبان مین ایک شعر پڑھا جسکا مطلب بالکل اِس بیت کے مطابق ہی۔ ؎

نکل جائیگی سب کجی روسیون کی
کبھی تو پھرے گا زمانہ ہمارا

لفٹنٹ نے فوراً اسکو روک لیا اور کہا تم اپنے کو اب قیدی سمجھو۔ ہمکو تم باغی معلوم ہوتے ہو۔ اس حیرت زدہ نے کہا کہ حضور اسوقت میرا دل بھر آیا اور مین سچ کہتا ہون کہ آپ لوگ اسقدر بدعت کرتے ہین کہ توبہ ہی بھلی مگر۔ ع

غریبون کا خدا فریادرس ہے

لفٹنٹ نے دس کانسٹبلون کو تھانے سے بلوایا اور اس آدمی کو زیر حراست حکام تحقیقات کے پاس بھجوایا اور لکھا کہ یہ باغی شہزادی کو دیکھکر ایک مرتبہ کوچمین کیطرف جھپٹا۔ مگر اسکا وار خالی گیا۔ دوسری مرتبہ میری گھوڑے کی طرف حملہ کیا اور قریب تھا کہ تلوار چلائے مگر فوراً پکڑ لیا گیا حکام نے حسب معمول بلا تحقیقات سزاے موت کا فتویٰ دیا اور دو روز کے اندر وہ ناکردہ گناہ عالم فانی سے پدرود کر گیا

اتنے مین قیدخانے پر گاڑی داخل ہوئی شہزادی نے قیدخانے کی صورت دیکھکر آنکھین بند کرلین مگر سوچی کہ اتنوا ہی مین رہنا ہے تاکے خوف کھاؤنگی۔ شاید صبح شام جان ہی نکلجائے فلک ناہنجار نے ستایا ہی تو کیا ہوا۔ شاید خدا قیدخانے ہی کی ہوا راس لائے۔ اگر آج ہی جان جائے تو غربت کی غربت بچے اور گویا جی مین جی آئے۔ ؎

نے لیگی ہمکو پیار سے آغوش مین نہین	کیا غم عدو جو چرخ بدلغال ہوگیا

شہزادی گاڑی سے اُتری اور محبس کی طرف آہستہ آہستہ چلی۔ خدا یہ وقت بدکسی کو نہ دکھائے۔ اب آنسوؤن کا تار بندھا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانس آتی تھی۔

لفٹنٹ۔ آپ کے لیے اس کمرے مین خیر کچھ بستر سا بچھا دیا گیا ہے گو حکم تو نہین ہے مگر شہزادی ہین آپ اسکا ہمکو بھی پاس چاہیے۔

شہزادی۔ شہزادی کون ہی بھئی۔ مگر اب تو جیسے اور قیدی ہین ویسی ہی مین بھی ہون۔

لفٹنٹ۔ آپ کے لیے یہ لباس تجویز کیا گیا ہے۔

شہزادی۔ (آہ بھرکر) ؎

تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس	یہ وہ جامہ ہی کہ جسکا نہین سیدھا الٹا

ایک کمرے مین جو کل قیدخانے مین ممتاز تھا شہزادی لائی گئین۔ لفٹنٹ نے کہا۔ کئی دن کے سفر نے آپکو ہراسہا اور بھی مضمحل کردیا لفٹنٹ اور سپاہی اور کاسک اور کانسٹبل تھوڑے عرصہ کے بعد روانہ ہوئے جیلر نے آکر کہا آپکے لیے مین خاص جیلر مقرر ہوا ہون اور میری ماتحت پچاس سپاہی ہین اور دس کاسک مگر خوب یاد رکھیے کہ مین آپکا خادم ہون آپکا جو جی چاہے وہ کھائیے اور فرمائش کیجیے اور جب جی چاہے آرام فرمائیے کچھ دن کے بعد مین آپکو اسقدر اجازت دونگا کہ آپ میرے ساتھ

اس باغ مین ٹہلین حضور مجھے نہین جانتی ہین مگر میرا باپ نکن نامے آپ کے ہان دربان تھا۔

شہزادی۔ ارے تو نکن کا لڑکا ہی۔ وہ تو ابھی رہی ہا ل ہی مین جیلر۔ ہان حضور مین نکن کا لڑکا ہون اور حضور کا غلام بلکہ خانہ زاد۔

شہزادی۔ یہ بھی میری خوش نصیبی کی بات ہے۔

رادی۔ خدا نہ کرے کہ کسی پر مصیبت پڑے جس شخص کا باپ شہزادی کے ادنی دربانون اور غلامون مین تھا وہ اب شہزادی سے کہتا ہے کہ (کچھ دن بعد مین آپکو اسقدر اجازت دونگا کہ آپ باغ مین ٹہلین) اور مزا یہ کہ (میرے ساتھ) اللہ رے انقلاب نکن دربان نے بجز سلام کے شہزادی سے بات بھی نہ کی ہوگی اور اسی نکن کا لڑکا اب شہزادی کی نگرانی کے لیے مقرر ہوا ہو چاہے جس قسم کی تکلیف پہونچائے اور چاہے جو اذیت دے جسکا سلام شہزادی نہین لیتی تھی اُسکا لڑکا کہتا ہی کہ مین تمکو فلان امر کی اجازت دونگا۔ اب سنیے کہ دوسرے روز نکن کی لڑکی جو اپنے بھائی کے ساتھ رہتی تھی شہزادی کے پاس پہنچکے سے گئی اور ادب کے ساتھ عرض کیا کہ مین نکن کی بیٹی ہون ایک مرتبہ حضور کے ملک مین اپنے باپ کے پاس گئی تھی اور دو مہینے تک وہان رہی تھی مگر حضور کے سلام تک نوبت نہ آئی۔ اس فقرے نے شہزادی کو رُلایا۔ ہاے ستم۔ اُف رے انقلاب نکن کی لڑکی نے روس کے افسرون کی بدعت کا حال بیان کیا اور حضور میری ایک ہمسائی پر ایکبار تہمت لگائی گئی کہ پولیٹکل مفسد یا بردازی مین شریک ہی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اُسکا چچازاد بھائی مفسد تھا اور وہ بیچاری بالکل بے قصور مگر اسکو دو برس کی قید کا حکم ہوا اور اسنے قید خانے مین اتنی مصیبتین جھیلین کہ ناگفتہ بہ

وہ جسوقت اپنے جیلخانے کا حال بیان کرتی تھی بے اختیار آنسو نکل آتے تھے اور کہتے کہتے اس بیچاری کو غش آجاتا تھا تین برس کے بعد وہ بیچاری رہا کیگئی۔ سزا دو برس کی دیگئی تھی مگر سال بھر اور قید خانہ بھگتنا اور کوئی نہین پوچھتا کہ یہ کیا اندھیر ہی جب اپنے باپ کے پاس آئی اور رہائی پائی تو دس دن بھی اچھی طرح نہ رہنے پائی تھی کہ پولیس کے سپاہی اسکی تلاش مین پروانۂ اجل لیے ہوے آن پہونچے اور گرفتار کرکے لے گئے آخر زردی رنگی کہ اے کاش اس مصیبت زدی کا جرم تو معلوم ہو مگر اس آخر زردی کا خون ہوا اور وہ جلاوطن کردیگئی اور اس قید خانے مین حاکمونکا قاعدہ ہی کہ قیدیون کو پٹواتے ہین اور بعض کو برچھی کی نوک سے زخمی کرکے اسپر نمک چھڑکتے ہین ان کل باتون کے مقابلے مین تو حضور بہت محفوظ ہین آرخنجل مین بہت سی شریف زادیان قید ہین۔ ہزارونکی راہ سے شریفونکی عورتونکو ذرا سی خطا اور ذرا سے شک مین گرفتار کرلائے اور چھوڑ دیا اور کہدیا کہ اگر اس ضلع سے باہر گئی تو تو جانیگی میرے چچا نے بیان کیا تھا کہ ایک دفعہ وہ جو وہان گئے تو ایک عورت نے انسے اپنا حال زار یون کہا۔ مین ایک شریف کی لڑکی ہون۔ اُڈسا کے دارالتعلم مین کچھ طلبا نے فساد کیا تھا۔ جسکے جرم مین اُنکی ماں بہنین بھی پکڑی گئین۔ چند روز کا عرصہ ہوا کہ اس سلطنت مین ایک حکم نسبت قطع ریش یا ڈاڑھیون کے صادر ہوا تھا جسکی وجہ سے ہزارون بیچارون کی ڈاڑھیان اُڑگئین جو لوگ عزت دار ہین اُنکو کس اپنی ڈاڑھیون کے واسطے دنیا پڑا علی ہذا القیاس ایک قسم کے کوٹ پہننے کی ممانعت ہوئی تو یہ کیفیت تھی کہ درزی گلی کوچون مین مقراض لیے کھڑے رہتے تھے اور جسکے کوٹ کا دامن متعدا منظور شدہ سے زیادہ دیکھا فوراً اسکی قطع برید کردی۔ یہانتک جو ہمنے کیفیت ظلم بدعت سلطنت و حکام

روس کی تحریر کی ہے وہ خاص باشندگان روس کی نسبت ہے
ممالک مفتوحہ کا جسکی رعایا سے کوئی تعلق قومی مذہبی حکام و
بادشاہ کو نہین ہے اُس سے بدتر حال ہے اور اُنپر تو جو
ظلم از جانب روس ہوتا ہے وہ قابل بیان نہین ۔
جسدن سے قبضۂ روس پولینڈ پر ہوا اُس دن سے حکم شاہی
کے بموجب کل اسکول و دارالعلم بند کردیے گئے تاکہ رعایا تعلیم نہ
حاصل کرسکے ۔ سولھوین صدی مین پولینڈ مین سات دارالعلم تھے
اب صرف دو رہگئے اور وہ بھی اُس جزو مین جو بہ قبضہ آسٹریا ہی
پولینڈ کے باشندونکو اپنی زبان اصلی مین گفتگو کرنیکی سخت
ممانعت ہے اُنکو حکم شاہی ہے کہ اپنے گھر مین روزمرہ گفتگو زبان روسی مین
کیا کرین اگر کوئی باشندہ پولینڈ اپنی زبان مین گفتگو کرنیکے جرم مین
ماخوذ ہوتا ہے تو اُسپر سزاے سنگین ہوتی ہے جسوقت تک اُنکے پاس
کوئی جائداد اور مال باقی رہتا ہے اسوقت تک اُنپر جرمانہ اسقدر
سنگین کیا جاتا ہے کہ وہ آخرکار بالکل فقیر ہوجاتے ہین اور تب قید کرکے
برفستان سیبیریا کو روانہ کردیے جاتے ہین جو لوگ سوا اپنی دیسی
زبان کے دوسری زبان سے بالکل ماہر نہین ہین اُنپر اس حکم کی کیا
سختیان گذرتی ہونگی وہی خوب سمجھ سکتے ہین جو کسی دوسری زبان سے
خود واقف نہین ہین اکثر مورخون کا قول ہے کہ حساب سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس صدے مین کمسے کم قریب دس لاکھ باشندگان
پولینڈ روس کے جبر و ظلم کی وجہ سے ضائع و ہلاک ہوئے ہین ۔
یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ جیلر نے دوڑکر اپنی بہن سے کہا
بھاگو ۔ وہ آگئے ۔ یہ سُنتے ہی وہ بدحواس ہوکے بھاگی اور
شہزادی دروازے کیطرف دیکھنے لگی کہ کون آتا ہے ۔
اتنے مین کپتان ریپ کرتا ہوا آیا ۔ پہلے جیلر کو دھمکایا کہ تو
اسوقت دوڑکے کیون یہان آیا تھا اور دھمکاکر نظربند کردیا ۔
شہزادی سے کہا ۔ آج شب کو مطلق نہ سونا بین بارہ بجے
آکے تمکو نکال لیجاؤنگا ۔
شہزادی نے کہا تم ایسے جھوٹ بولنے والے آدمیون
کی باتون کا ہمین یقین نہین آتا ۔ اب ہم جسطرح ہین اسی
طرح زندگی کے دن پورے کرلینگے ۔
کپتان قدمون پر گر پڑا اور کہا جان من ایسی بات ہے
بھلا مجھے دھوکا ہوگیا اور اسی سبب سے مین تمسے مل
نہ سکا مگر آج اس خوبصورتی سے لیچلون کہ کانون کان
کسی کو خبر بھی نہ ہو ایسی بات ہے بھلا ۔
یہ کہکر کپتان رخصت ہوا اور صبح کو جیلر نے وہ کمرہ
خالی پایا تو گورنمنٹ مین رپورٹ کی برسون تحقیقات رہی
اور ہزارون آدمی بیگناہ مورد عتاب ہوے مگر شہزادی اور
کپتان کا حال کسکو نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئے ۔ ع

آرسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔

اب جیلخانے کے محافظون پر آفت آئی ۔
درباینون کی شامت آئی ۔ ایک ایک سے سخت
بازپرس ہونے لگی سب حیران کہ یا الٰہی شہزادی کیونکر
نکل گئی اور کدھر سے جیلخانے کے باہر گئی ۔ عرصۂ دراز کے
بعد معلوم ہوا کہ شہزادی کپتان کے ساتھ امریکا مین مزے
سے زندگی بسر کرتی ہے ۔

دلبران بالا بلند و گیسو کمند کی جادو طرازی اور نواب صاحب کے دربار مین میان آزاد کی تعظیم و تکریم اور خوجی کی فقرہ بازی ۵

بہار گاہ ہو مطرب بہار گلستان ہو
ہر رنگ گل جسے اب کہیے رشک خندان ہو
بہار باغ مین کیا کیا کھلا ہی گل
سیاہی ہر مین پھرے توسے کی صورت
یہ مین مین بات جو کیجے تو نغمہ بلبل ہو
کہ یہ ہے آئینہ سے صاف تر زمین چمن
نسیم جانب گلشن چلی یہ کہتی ہوئی
زبان حال سکھتی ہو موج نکہت گل
یہ جگہ نہین ہو کہ گردش ہو چشم نرگس کی

بیا کہ بیوسانی کہ جوش باران ہی
بہار عیش ہے ہندوستان گلستان ہی
شگفتہ غنچہ منقار عندلیبان ہی
مراد دل عقب آنرو شتابان ہے
اب ان زمین یہ فیض بہار بستان ہی
کہ اس سبزہ نارستہ تک یان ہی
اگر ہو آتش نمرود دم مین بستان ہی
اب اندون یہ ہجوم گل گلستان ہی
جو کیجے بے حرکت ہو یہ مین بستان ہی

کہان تلک بھرے دامن مین پھول بد گلچین
چمن مین خرمن گل سکے تا گریبان ہے

ہر بہ نیستان بسالت ضیغم بیشہ شجاعت دلیرون کی جان و روح معزز و ممدوح حضرت آزاد کو شوق جرا یا کہ یاران قدیم اور محبان صمیم مہ وشان زرین کمر اور معشوقان پری پیکر جنسے کبھی یاد اللہ تھی ان سب سے ملتے ہوے چلین ذرا حسن آرا بیگم کو اور بھی اشتیاق ہو ۔

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

سب سے پہلے زینت النسا اور اختر النسا کے میکے کی راہ لی جب اس قصبے مین پہونچے تو ایک مقام دیکھ کر خواجہ بدیع الزمان بدیع یاد آئے اور آپ ہی آپ بے اختیار ہنسنے لگے ۔ ایک گاڑی پر کچھ سواریان تھین انمین سے ایک کمسن شوخ نازنین نے قہقہہ مار کر کہا ای واہ رے انسان مین حواس بھی جو اس نے ہنسنے کیا ۔ واہ رے مردے شکل صورت تو اچھی ہو بیدار آدمی ہو مگر دماغ کی طرف نگرمی ضرور

چڑھ گئی ہو ۔ آزاد آواز سے تاڑ گئے کہ کوئی نوخیز خوبرو طرار ہی اور زندہ دل رنگین طبع آدمی تو تھے ہی آہستہ سے کہا کہ جب ایسی ایسی پیاری صورتین نظر آئین تو انسان کے ہوش حواس کیونکر ٹھکانے رہین ۔ خدا اس حسن و لاویز کو دن دونی رات چوگنی ترقی دے ۔ آمین ۔ وہ نگار گل خسار تنک کر بولی ۔ اے ایہ تو دیکھنے ہی کو دیوانہ معلوم ہوتا تھا اپنے مطلب کا پورا پکا نکلا ۔ سچ ہی ع ۔

دیوانہ بکار خویش ہشیار

اور اسنے ہمارا حسن کہان سے دیکھ لیا ۔

آزاد ۔ اس پردے سے چھن چھن کر نور آتا ہی ۔

نہین روزن جو تصویر ارمین پردا نہین بگو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین

معشوق ۔ کیون میان بہیم ۔ وضع تحسین کیون بھائی ۔ آزاد ۔ ہائے آدھا بٹیر اللہ نے تمکو وہ صورت دی ہی کہ کروڑ دو کروڑ مین ایک ہو مگر اس شکل صورت پر لمبے لمبے مشکبو بال ہون پٹیان جمی ہون بالون مین سو طرہ روپیہ والا تیل پڑا ہو باریک شربتی کا انگرکھا ہو ۔ تین کرتوئی کا ۔ صراحی بنی ہو کرتا چھوٹ چھوٹ کے نکلے ۔ شربتی کے انگرکھے اور جالی لوٹے کرتے سے گورے گورے ڈنڈ شجرف کے سے نظر آئین ۔ چست گھٹنا ہو ایک اشرفی کا ٹاٹ بافی بوٹ زیب پا ہو اور جو کامدانی کی پیاری صدری پہن لو تو اہو ہو ۔ اس بدلی مین جو بن تم ڈھالے ۔ عطر سے از سر تا پا بسے ہو ۔ کہیے مصاحب رفقا حضور خداوند پیر و مرشد قبلہ عالم سرکار کہتے ہوے آہستہ آہستہ ہمراہ رکاب ہون ۔ خدمتگارون رکابیون کے ہاتھ مین کابکین اور بٹیرین ہون جیوقت

ہمیشہ مغلوب کرتے رہے ہان مجھی دل لگی جہل مذاق ہوتی ہے
بند نہین سودہ بھی دورہی دورہے حسن آرا کیم سے جو وعدہ
کیا تھا اسپر ابتک قائم ہین ایک ایک مہینہ اور ایک ایک
ایک ناز آفرین نظر سے گذری مگر دل نے یہی گواہی دی کہ حسن آرا
سے بڑھکر کوئی خوبصورت تدرو رفتار گل خسار غنچہ دہن سیم بدن
نہین ہی۔ تیز طبیعت مرطلعت اور انتہا کی طرار وحاضر جواب ہے
فتنہ بنا کے مانی نے چاہی جو اسکی داد | تصویر بول اٹھی مرحاضر جواب کی

ظہوران۔ تو اب آنا ہو تو آیئے۔ اب شام ہوتی ہی۔
آزاد۔ نہین الگ ہی الگ چلنا اچھا ہی۔ کیا ضرور ہی کوئی
اعتراض کرے کوئی برا بھلا کہے خواہ مخواہ کی بدنامی سے کیا فائدہ
ظہوران۔ حضور پر تو زینت النسا خدا نخواستہ جان دیتی تھین
اور دن رات کہا کرتی تھین کہ یا خدا کسیطرح آزاد کا دل
حسن آرا کی طرف سے پھر جائے۔
آزاد۔ وہ تو انکی باتون سے مترشح ہوتا تھا۔ الغرض زینت النسا کا
میکہ وہان سے چند ہی قدم کے فاصلے پر تھا ادھر پہلی ادھر آزاد کی
پالکی پہونچی ظہوران نے اندر جاکر زینت النسا کی چچی کو اطلاع دی
کہ آزاد آئے ہین یہ سنکر ہو کر کہا اللہ اللہ آزاد آئے ہین فوراً بلاؤ
آزاد۔ بندگی عرض کرتا ہون اللہ آپکی ہی ہین اسقدر بوڑھی ہوگئین
چچی۔ بیٹا اب ہماری جوانی کے دن تھوڑے ہی ہین تم کہو خیر عافیت
کے ساتھ آئے۔ آنکھین تمھارے دیکھنے کو ترس گئین۔
آزاد۔ جی ہان سین پیت آیا دونون صاحبزادے کو بلوایئے
اور زینت النسا کی بھی شادی ہوگئی ہی۔
چچی۔ ہان اللہ دین نہین بھی انگریزی بول لیتی ہی تیری کا
خیال تھا اسلئے [illegible]
اور [illegible]

ایک دو اکثر دن ساتھ ہی اور اوپر سے کوئی پلاؤ یا پھر دونون
کی اوسط پر بھاتی ہو غرض دو تر ہین۔ اور اختری کو پیار کرتا
اور زینت النسا کے میان اسکول مین بڑھاتے ہین دونون طلب
ہو اور اخبارون سے بھی انکو کچھ نہ کچھ مل رہتا ہی غرض کہ دونون باپ
خوش ہین اور اچھے گھر گئی ہین۔ زینت اور دن رات یاد کیا کرتی تھی
کہ یا اللہ آزاد کبتک آئینگے اور اخبارون مین اکثر تمھارا ذکر پڑھتے ہین آپا
تمھارے دن نہین خوش ہوتی تھین کہ آج فلان لڑائی مین آزاد نے فتح پائی کہ
فلان قلعہ مار کر دیا آج ادھر یورش کی کل اسقدر روسیون کو زک دی۔
آزاد۔ جناب قبلہ کی وفات کا سخت رنج ہوا۔ گو سے
عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال | صد سال مختان بہ تمنا گریستن

راوی۔ بہت جلد یاد آیا کہ اس بڈھے کی تعزیت کے لیے
کوئی کلمہ زبان سے نکالین۔ انکو زینت النسا اور اختر النسا کے
حالات سے یہ کہان فارغ تھی کہ ادھر مخاطب ہوتے۔ بات خبر لی اچھی
چچی۔ ہان وہ تو اچھے گئے مگر مجھے کہین کا نہ رکھا۔
آزاد۔ اتفاق بھلا انکی شادیان انکے سامنے ہوئی تھین
چچی۔ دونون کی شادیان کرکے مرے۔ کوئی چھ مہینے کے بعد
اتنے مین ظہوران نے کہا اے اب انکے بلانے کو آدمی بھیجو
اور کل کب سے آئے ہین۔ ابتک تو بہنے دس بھیجے کیے ہوتے
مگر تم سب کے سب چپ چاپ بیٹھے ہو۔ آدمی بھیجو بھری بھیجو
گئی پہلے اسنے زینت النسا کی سسرال مین جاکر چپکے سے
کہا بی صاحب وہ آئے ہین جنکے ساتھ بوتا ہا تھا نہین جا
کہین بڑی دور کا سفر تھا وہ ہین نہین کو رہے گو سے
جوان بہت خوبصورت ہین وہ آئے ہین۔ کہا ہے
کہ اپنے ساتھ ہی لاؤ اور دونون بہنون کو بلوا ہے
زینت النسا نے کہا کون آیا ہے [illegible]

زینت النسا نے جو آزاد کی خبر سُنی تو مہری سے کہا بوا آزاد آئے ہین اُسنے کہا بی بی مین اپنی آنکھون دیکھ آئی ہون ڈاکٹر صاحب کے ہان بھی جاتی ہون۔

زینت النسا نے فوراً کپڑے پہنے اور ایک آیا ساتھ لیکر میکے کی طرف چلی۔ مکان کے اندر قدم رکھتے ہی غل مچا کر کہا ہیلو آزاد گرایوننگ اِدھر سے آزاد اُدھر سے وہ پریزاد شوخی کے ساتھ جھپٹی اور ہاتھ ملا کر یون ہمکلام ہوئی

زینت النسا۔ واہ۔ واہ۔ بے مروتون کے بادشاہ اور بیوفاؤن کے سردار ایسے ہی ہوتے ہین۔ کیون صاحب جب سے گئے ایک پُرزہ تک بھیجنے کی قسم کھائی۔

آزاد۔ یہ تو فرمائیے کہ یہ پوشاک کب سے زیب بدن ہوئی۔

زینت۔ جب سے شادی کی۔ اُنکا خوش کرنا ہمارا فرض ہو ہم اُنکی خوشی کے خواہان۔ وہ ہماری خوشی کے جو یان دسو روپیہ ماہواری اسکول سے پاتے ہین اور اخبارون مین مدد دیتے ہین اسوقت مجھے لاکھون روپیے ملگئے۔

آزاد۔ (آہستہ سے) زینت النسا خدا گواہ ہے میری روح اِسوقت مسرور ہے کہ ایک تو تمکو دیکھا اور خوش وخرم دیکھا دوسرے مین نے یہ مژدۂ روح پرور سُنا کہ تمھارے میان پڑھے لکھے اور ذی استعداد آدمی ہین اور سب سے زیادہ خوشی یہ ہو کہ تمسے بنتی ہو۔ خوب یاد رکھنا میان اور بیوی مین جسقدر محبت و الفت ہو اُسی قدر لطف زندگانی ہو ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ جن میان بیوی مین اتفاق نہین وہ باہم خوش کیونکر رہ سکتے ہین میان بگڑے ہوئے ہین۔ بیوی مُنھ بھلائے ہوے ہین۔ وہ شریف اور رذیل تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ مین کچھ تو فرق ہونا چاہیئے۔ میان بیوی پر عاشق ہو اور بیوی میان پر نثار تو سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

زینت۔ اب کہو حسن آرا تو جامے مین پھولے نہ سماتی ہونگی

آزاد۔ اب مجھے کیا معلوم۔ مگر یقین تو ہے۔

زینت۔ آزاد حسن آرا سے بڑھکر کوئی خوش قسمت ہو تو بتاؤ آج تمنے وہ نام پیدا کیا ہے کہ باید و شاید۔

واضح ہو کہ زینت النسا اور اختر النسا اُن عیسائی خاندانون مین تھین جنھون نے عہد شاہی مین لکھنؤ کی بود و باش اختیار کی تھی اور سرکار عظمت مدار سے اُنکی بسر اوقات کے لیے سرمایہ کافی دیا جاتا تھا اُنکے ہان کی عورتون کے دو نام ہوتے تھے ایک مسلمانی دوسرا عیسائی عورتین اکثر سایہ اور میمونکی پوشاک پہنتی گھر سے باہر نکلنا معیوب سمجھا جاتا تھا بعض بعض جو باہر جاتی تھین وہ خاندان مین مشہور تھین کہ انکا دین ذلیل ہو مگر خاندان کے مردون کو اختیار تھا کہ جسکے ہان چاہین زنانے مین چلے جائین اختر النسا اور زینت النسا کو باہر جانے کی روک ٹوک نہین تھی مگر اپنے اپنون کے سامنے بے جھجک بازارون مین پھرنا اِنکو بھی ناپسند تھا۔ ہان دور دراز کے سفر یا ریل کی سواری مین بے نقاب جاتی تھین۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ زینت النسا کے حسن مبین اور جمال عابد فریب پر آزاد ہزار جان سے عاشق تھے اور اِس عروس سراپا ناز کہ آزاد سے اِسقدر عشق تھا کہ دم بھر کی جدائی بھی شاق گذرتی تھی۔ آزاد نے دل لگی دل لگی مین کبھی کبھی اُس پری چہرہ کو خسارہ جرم بھی لئے تھے مگر اُس زمانے مین اِن دونون کی شادی نہین ہوئی تھی اور زینت النسا سمجھتی تھی کہ اب نہین تو اور چند روز مین شاہد مراد سے ضرور ہم آغوش ہونگی۔ آزاد کی بوسہ بازی کو خلاف حمیت تھی کہ بدی کی راہ سے نہ تھی۔ باہم روشنی مین ٹہلتے ہوے کبھی کبھی رخسار گلرنگ

کا بوسہ لے لیتے تھے اور جب زینت النسا تک ہو کر بڑا بھلا کہتی
دشنام کے ہاتھ جوڑتے اور اپنے دل مین سخت خفیف ہوتے تھے
مہینون ایسا ہوا تھا کہ آدھی آدھی رات تک باغ مین بیٹھے
کہانیان کہہ رہے ہین مگر ممکن کیا کہ دونون مین کسی کی نیت بھی
ڈانوان ڈول ہو کیا مجال ابھی آزاد نے زینت النسا کی بات
چیت اور برتاؤ مین کسی قدر فرق پایا اور ظاہر ہو کہ جب شادی
ہو گئی تو اب آزاد کے ساتھ اُس لطف سے کیونکر پیش آسکتی
تھین ۔ تاہم محبت مین ذرا کمی نہ تھی ۔ خیر ۔

اتنے مین اختر النسا بھی آئین مگر انکی وضع مین میم پن بہت
کم تھا آتے ہی کہا مبارک ۔

آزاد نے بکمال فصاحت و بلاغت میان اور بیوی کے
باہمی اتحاد و موافقت کی نسبت یون تقریر کی ۔

دنیا مین اِس سے زیادہ اور کوئی نعمت نہین ہو کہ
نیک سیرت اور پاکدامن اور تربیت یافتہ حسینہ جمیلہ خوبرو بیوی ملے
ہندؤن کا قول ہو کہ جن خوش نصیب خوش قسمت آدمیون نے
اِس جنم مین سونا دان کیا ہوتا ہو اُنکو اُس جنم مین چاندی سی بیوی
ملتی ہو اور حق یون ہے کہ بری بیکر گلرخسار بیوی باعث آسائش
تن ہوتی ہو مگر ساتھ ہی اُسکے حسن باطنی کی دولت سے بھی
مالامال ہو ۔ انسان جاہے کیسے ہی غم و فکر مین ہو ممکن نہین کہ تربیت
یافتہ فہمیدہ اور حسین بیوی اُسکے غم کو دفع نہ کردے میصر مین
مجھے واپس آتے ہی کچھ روز تک اِس محلے مین قیام کرنے کا
اتفاق ہوا جہان یوروپین رہتے ہین پڑوس مین ایک جرمنی کا
مکان تھا ۔ میان کا سن تیس برس کا بیوی جو تیسوین مین
ایکدن اُس جرمنی کے افسر نے خفا ہو کر کہا کہ ہم تمھین موقوف
کر دینگے ۔ جرمنی کو یہ کلمہ سخت شاق گذرا اور گھر مین آیا ملول و

غمین آتے ہی بستر پر کمال افسوس لیٹ رہا اُسکی بیوی نے کہ
طبع سلیم سے بہرہ وافی اور معدن عقل خداداد اور ذہنی فراست سے مالا
کیا کہ میان اسوقت خلاف معمول جو فرسے آکر اس حسرت کے
ساتھ لیٹ رہے اسکا کوئی سبب خاص ضرور ہو ۔ پہلے بھی کنایہ
طبیعت بے لطف ہو گئی ہو ۔ میان کے قریب جا کر بیٹھی تو عقل
سے دریافت کیا کہ اِس امر کا باعث علالت طبع نہین کچھ اور
ہی ہوگا ۔ فوراً باغبان کو حکم دیا کہ تازہ تازہ گلہاے سبز توڑ کر
گلدستہ بنائے کئی گلدستہ سرہانے پر رکھے اور خود بن ٹھن کر لباس
بیش بہا زیب بدن کر کے قریب آن بیٹھی بھولون کی بھینی بھینی مہک
نے اُنکے دماغ کے ساتھ وہ کیا جو کحل الجواہر آنکھ کے ساتھ کرتا ہے
آنکھ کھولی تو دیکھا کہ سرہانے عروس زمین نگار زہرہ جبین بصد
شان دلربائی ٹھسکے کے ساتھ متمکن ہو ۔ کل فکر و غم بھول گئے
اپنی پیاری بیوی سے بکمال طرب یون ہمکلام ہوے ۔

میان ۔ اِن گلدستون کی بوے عنبر بار نے میری دل کے
ساتھ اسوقت وہ کیا جو مارگزیدہ کے ساتھ تریاق کرتا ہی مگر اُس سے
زیادہ لطف تمھارے رخسار کے نظارے سے حاصل ہوا
اِدھر گلدستون کی نکہت روح افزا سے نسیم عنبر آلود ہی ۔ اُدھر
رخسار انور کی چمک دمک سے دل کو تازگی حاصل ہوتی ہی کہ

دل من داند و من دانم و داند دل من

بیوی ۔ اگر جی چاہے تو اُٹھ کر چمن کی سیر کرو ۔

میان ۔ تمھارا سراپا کیا کم چمن سے ہے ؎

قد سرو ہی رخسار ہی گل آنکھین ہین نرگس سا	رفتار مین عالم ہی تری سرو رواں کا

الغرض اِن دونون میان بیوی کا مکالمہ دلآویز سنکر مین انتہا
سے زیادہ خوش ہوا کہ میان بیوی مین محبت ہو تو ایسی ہو ۔
وہ میان کیا جو بیوی کا عاشق زار نہو ۔ وہ بیوی کیا جو میان پر

نہ دل سے نثار ہو۔

ایک مرتبہ بسنت کے دنون مین حسب اتفاق ایک گانون مین گذر ہوا تو کیا دیکھتا ہون کہ عورتین سولہ سنگار کرکے اٹکھیلیان کر رہی ہین اور سب کی سب زرد پوش بسنت کا لطف جیسا اِس گانون مین دیکھا تماشا ہی رہی۔ کہ اچھے اچھے شہرون مین اُسکی نصف کیفیت حاصل ہو اور واقعی ہندوستان کا بسنت ہوتا ہی ایسا ہی کہ جسقدر زیادہ تعریف کیجیے می زیبد کسی نے خوب کہا ہی چند البستی پوش ہولی بازان ہند کہ زعفران زار کشمیر یک گلستان رنگ باختہ اوست و گلستان کاہل دحسرت آب رنگ اوست برچہرۂ زنان صد چمن رنگین ساختہ و سمین تنان دست بکیمیا سازی کشودہ۔ برسر ہم آب طلا ریختہ و صراحی گردنان مشکبو برنگرخ آب آلود کمد گیر گلاب بیدار یہا شیدہ و چنین ہنگام رنگ آمیزی فانوس اگر ہم رنگ شعلۂ شمع نشود بمقراض گلگیر بدنی ست چادر مہتاب اگر بہ رنگ زعفران رنگین نہ نماید بہ پنجۂ مہر دریدنی ست زبان برگ گل در وصف گلال لال ست و گرچہ گوید داغ غنچہ بشمیم عنبر لبریز ست و گرچہ بوید۔ باغ از راستۂ فوارہا چندین ہزار پچکاری سامان کردہ صحرا از غبار راہ ہولی بازان عبیر بدامان بستہ صفحۂ خاک از سودہ مطلق کاغذ زر افشان دور ساغر باگردش چشم محبوبان در چشمک زدن موج می بابروی خوبان باشارۂ ابرو در سخن شاہین ترازوی می فروشان بابروے بتان ہم پلۂ حباب بادۂ با صفاے چہرۂ گلعذاران کلہ بکلہ ہر سو از ہجوم ساغر شکوفہ زار لیست نمایان و ہر طرف از انگشت ساغر کشان ہاراے باطلوع نشان و نوامان۔

اب سُنیے کہ ادھر تو آزاد پاشا جوش مین یہ پڑھ رہے تھے ادھر دونون مہوشان سہی قد نازک بدن باہم چپکے چپکے باتین کرتی ہوئی مسکراتی جاتی تھین جب آزاد نے یہ کیفیت دیکھی تو ذرا خاموش ہو رہے

زینت النسا نے کہا۔ ہان ہان آپ فرمائیے آپ کیون خاموش ہین آزاد بولے تم دونون کے مسکرانے سے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مذاق کی بات ہے اختر النسا نے مسکراتے ہوئے شوخی کے ساتھ جواب دیا آپ اسوقت ہین کہان۔ ذکر بسنت کا اور تعریف ہولی کی بسنت کے شعر پڑھے ہوتے تو خیر مضائقہ نہ تھا۔

ہی جلوۂ تن سے درد دیوار بسنتی	پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی

آزاد۔ دل مین بہت ہی شرمائے۔

زینت۔ ہان خیر یہ جوش کی بات تھی اب مطلب کہیے۔

اختر۔ اللہ جانتا ہی کہ آپ کی اِس تقریر کا بہت بڑا اثر ہوگا۔

زینت۔ اول خود لائق دوسرے تجربہ کار آدمی۔

آزاد۔ میرا منشا صرف یہ ہے کہ میان بیوی مین جسقدر زیادہ الفت اور محبت ہوگی اسیقدر زیادہ آسائش و آرام سے رہینگے ورنہ اگر اور جوتی پیزار اور لڑائی جھگڑے مین بڑی بڑی خرابیان ہوتی ہین جنسے خدا بچائے۔

دلبر لالہ رخسار سیم اندام زیبا خرام مہر سپہر حسن و صفا زینت النسا بیگم نے کہا آزاد بہت صحیح کہتے ہو واقعی میان بیوی کو باہم اسطرح زندگی بسر کرنی چاہیے کہ ایک جان دو قالب ہون ہمارے نزدیک اِس سے زیادہ لطف و آسایش اور کسی امر مین نہین ہی دنیا ہو اور پیاری بیوی ہو عفیفہ پاکدامن حسینہ گلبدن مگر ایسی بیویان بڑی خوش نصیب آدمیونکو ملتی ہین لیکن مردون مین بھی بعض بعض ایسے بے حمیت ظالم ہوتے ہین کہ خدا کی پناہ۔ اِن بدوضع آدمیون کو گھر مین چین ہی نہین پڑتا۔ بازاری عورتین چاہے کیسی ہی بدقطع بدشکل بدصورت چیچک رو ہون اور بیوی چاہے چاند کا ٹکڑا ہو مگر اپنی بدنصیبی کو کیا کرین بیوی دشمن اور چڑیل نظر آتی ہی اور وہ بیسوا بازاری عورت حور معلوم ہوتی ہی اِس

او بار کو کوئی کیا کہے اور سچ یون ہو کہ اگر مرد نیک دل اور تعلیم یافتہ ہو تو بیوی مطیع ہو جاوے اور لونڈی بنکر رہے ورنہ عورت بیچاری کیا کر سکتی ہو۔ بڑی بڑائی یہ ہے کہ محض شیطان کے ور غلانے سے لوگ ایک بیوی پر قادر نہین رہتے دو دو چار چار شادیان کر لیتے ہین یہ رسم اہل اسلام مین بھی جاری ہو اور بعض ہنود مین بھی مگر سو مین شاید ایک ہی ایسا ہوتا ہوگا جو سب بیویون سے برابر عدل کر سکے مرد و اچھے فرشتہ بنکر کیون نہ رہے ہم نہ مانینگے کہ سب بیویون سے اسکو مساوی محبت ہوگی جب چار بیویان ہوئین تو سن اور شکل صورت اور لگاوٹ مین چارون مختلفہ ہونگی۔ اب فرض کرو کہ ایک بیوی پانزدہ سالہ اور شیرین کلام نازک اندام کرشمہ ساز جادو طراز بلورین ذقن پستہ دہن ہو اور باقی بیویون مین کوئی مُسن ہے کوئی بد قطع کوئی بدصورت۔ ساری خدائی ایکطرف ہو جائے مین نہ مانونگی کہ جسقدر اُس دلبر عشوہ فروش آفت ہوش سے میان کو لطف ہوگا اُسقدر کسی اور سے ہو۔ ۵

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا	سب سے بیگانہ ہی اے دوست شنا سا تیرا

آزاد یہ تقریر سنکر از بس محظوظ ہوے۔ کہا زینت النسا اسوقت جو خوشی مجھے حاصل ہوئی ہو اُسکا اظہار محال ہو شکر ہو کہ تنے پڑھا لکھا خوش لیاقت اور عالم میان پایا اس سے ہمکو بڑی خوشی ہوئی یہ اُنھین کی صحبت کا اثر ہو کہ اب تم چشم بد دور اسقدر فہیم اور خوش بیان ہو۔ اختر النسا کے پہلے میان کا حال سُنکر البتہ ہمین لمال افسوس ہوا تھا مگر اب تم کہتی ہو کہ اُنکے میان کی عادت بھی اچھی ہو اور اُن دونون مین بنی ہوئی بھی ہو۔ تم دونون جیسی نیک اور خوش اخلاق اور پاکباز اور حسین تھین ویسے ہی زیرک اور تربیت یافتہ میان بھی پائے۔

اختری بولی اُس موے سے خدا سمجھے مجھے کہون کا نہین رکھا تھا جب تین مہینے تک میری خبر ہی نہ لی تو مجبور ہو کر مین نے ایک خط بھیجا۔ ۵

اے چارہ گر مریض بتیاب	اے نور فزائے چشم بیخواب
مرہم نہ زخمہاے عاشق	درد عاشق دوا اے عاشق
اے نبض شناس جان مضطر	ناسور زدائے دیدۂ تر
اے مایۂ لطف زندگانی	جان بخشِ وفاے جاودانی
دھیان آپ کا اندنون کدھر ہو	کچھ حال کبھی مرے خبر ہے
اک آگ سی لگ رہی ہو تن مین	شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
کیا عضو گدازیان کہون مین	انگشت نماے شمع ہون مین
بیمار ہون اور قریب مُردن	ہر دم ہو عذاب جان سپردن

اسکے بعد نشر مین بہت کچھ لکھا تھا مگر جواب ندارد۔ زندگی تلخ ہو گئی تھی۔ جان کے لالے پڑے۔ ایسی ہی حالت مین عورتین اور خصوصاً نوعمر عورتین آوارہ ہو جاتی ہین آخر کوئی صدے کہان تک سہے۔ ۵

اس زندگی سے میرا دم آیا ہو ناک مین	آخر تحمل قلق و غم کہان تلک

مین ضبط کرتی اور میان کے جیتے جی رنڈاپے مین زندگی بسر کرتی مگر جب ضبط نہو سکا اور دل ہاتھ سے جاتا رہا تو مجبور ہو کر لکھنا پڑا کہ ادبیر حم ظالم بے حیتی کہان تک اب دل کو اپنے قابو مین نہین پاتی ہون ورنہ شکایت نہ کرتی ۵

قابو مین نہین ہو دل کم حوصلہ اپنا	اس جور پہ جب کرتے ہین مجھ سے گلہ اپنا

آزاد پاشا چھ کہتے ہی کو تھے کہ زینت النسا نے اُنکی تعریف کے پُل باندھ دیے۔ آزاد اللہ جانتا ہے تنے وہ نام پیدا کیا ہے کہ ہمارا ہی دل جانتا ہے اخبارون مین تمھاری تعریف پڑھ پڑھکر وہ بہت ہی خوش ہوتے تھے کہ اس

ہندی مسلمان نے بسالت و دلیری سے وہ نام پیدا کیا کہ آج
روم سکون مین اسکا ہمسر و نظیر نہین ہی پہلے جو پیغام شادی آیا
اور رفتہ رفتہ سب باتین ٹھیک ہوگئین تو اُنسے جاکر کسی نے کہدیا
کہ وہ آزاد پر دل و جان سے عاشق ہی اور مشہور ہی کہ آزاد کی
بھیپ کر اسٹرس ہی دو چار روز تک اُنکو شک رہا اور شادی ملتوی
تہمت ترے عشق کی لگادی مجھپر کردی مری جان حرام دی مجھپر

نے دن کو قرار اور نہ ہو رات کو خواب
دل نے مرے ہائے کیا بنا دی مجھپر

مین سوچی کہ اگر اسی طرح بدنام ہوئی تو خدا ہی حافظ ہی
ہمارے جب اُنکو یقین ہوگیا کہ دشمنون نے تہمت تراشی ہی
تو گھر جاہین جاکے شادی ہوئی۔

اختر۔ خدا لگتی کہنا آزاد۔ اُنکو تمسے عشق تھا یا نہین۔

زینت۔ اب اس سے کیا مطلب۔ اسکا ذکر ہی بیکار ہی
کبھی بھولے سے بھی زبان پر نہ لانا۔

آزاد پاشا نے ایک خوش نصیب آدمی کا ذکر کیا جو اپنی
بیوی پر دل و جان سے فدا تھا اور جسکی پیاری بیوی اپنے میان
کی جدائی بھی گوارا نہین کرتی تھی۔ میان اور بیوی سچے
عاشق و معشوق کیطرح ہر دم ایکہی مقام پر لطف و مسرت
کے ساتھ رہتے اگر میان کو احیاناً کسی وقت ایسے ضروری
کام کے لیے جانا ہوتا جسمین بیوی کی چند روزہ یا تھوڑی
دیر کی مفارقت سے اجتناب محال تھا تو اُدھر یہ ادھر
وہ تڑپتے اور جب تک مل نہ لیتے مثل ماہی بے آب
مضطر و بیقرار و طپان رہتے۔ اُنکے گھر مین ہر دم خوشی ہی کے
شادیانے بجتے تھے کسی وقت کسی گھڑی اُنکو ملول و افسردہ
خاطر نہ پایا میان نے بیوی کو دیکھا تو غم و فکر منزلون دور
ہوگئی۔ بیوی نے میان کو دیکھا اور دل کا کنول کھل گیا اگر کوئی
ہجولی دل لگی مین آکر کہتی کہ بہن آج تمھاری میان فلان
عورت سے ہنس رہے تھے تو کبھی باور نہ کرتی۔

زینت افسانے کہا۔ ایسے میان بیوی کا کیا کہنا اور
ایک نگوڑے ظالم مردوے ہوتے ہین جو بیوی کے
ہوتے ساتھی کیا جانے کیا کیا ظلم ڈھاتے ہین۔

آزاد۔ اگر بیوی بھی خوش سلیقہ ہو تو میان ہاتھ سے نہ جاتے ہین

اختر۔ واہ ہم تو مان چکے شہدے بچے لقے میان سے اللہ
نہ کرے کہ کسی بھلے مانس کو پالا پڑے بڑی خرابی ہوتی ہی

زینت۔ ہان اچھا یہ تو خوش سلیقہ ہین پھر انکے میان انکے بس
مین کیون نہ آئے۔ جسکے مزاج مین پاجی پن ہو اس سے
بھلے مانس سے کبھی نہ نبیگی۔ میان تو آدھی رات تک چندو
پیا جاہین بیوی گھر مین پڑے پڑے تارے گنین میان
صبح سے جائین تو ایک بجے گھر مین آئین اور وہ بھی کسی روز
آئے کسی روز نہ آئے۔ بیوی بچاری چھپر کھٹ پر پڑی ہوئی
تنہا بیک بینی دو گوش کیا جانے کیا سوچ رہی ہی اور بعض
آدمی جنکے مزاج مین کمینہ پن ہی اونکا قاعدہ ہے کہ بات ہوئی
اور بیوی کو مار بیٹھے ایسے شوہر سے تو بیوہ ہونا اچھا بھلے مانسون
کی بہو بیٹیان بھلا مار دھاڑ کی عادی کیونکر ہون۔

اختر۔ یہ تو دھنیے جولاہے کوری چمارون کی باتین ہین

زینت۔ نہین بہن جو لوگ شریف کہلاتے ہین انمین ایسے
موجود ہین کہ بات ہوئی اور تھپڑ دیا۔ موتی سی آبرو اُتار لی

آزاد۔ ایسے مردون سے عورت کبھی خوش نہ رہیگی۔

اختر۔ اے چولھے کی جڑ مین جائین ایسے مرد جب ہی تو کنوین
مین کود پڑتی ہین۔ زہر کھاکے سو رہتی ہین۔ افیم کھاکے جان

دیدیتی ہین اور آخر کہین کیا بیچاریان۔

آزاد۔ جس گھر مین میان بیوی مین نہ بنیگی اُسکو ہمیشہ تباہی بی بی اوگے میان بیوی مین کیون نہ بنے وجہ کیا۔

زینت۔ اُفوہ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک ہڑونگی عورت جسکا کوئی برس اٹھارہ ایک کا سن ہوگا اپنے میان کو ذراسی بات پر ہاتھ پھیلا پھیلا اور اُنگلیان مٹکا مٹکا کر کوس رہی تھی مین نے جو کھڑکی کھولی تو دیکھا میان صحن مین چپ چاپ کھڑا ہے اور بیوی چھت پر سے ہزارون صلواتین سُنا رہی ہے اور اسطرح سے کوستی ہے کہ کوئی دشمن کو بھی نہ کوسے گا اللہ کرے تیرا جنازہ نکلے موے تیری قبر بنے۔ کتے کی موت بھونک بھونک کے جان دے۔ مرتے وقت کوئی تیری قبر پہ تھوکے

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔ دونون بدنصیب اور کم بخت۔

اختر۔ ایسی بیوی کا مُنہ لیکے جھلس دے۔

زینت۔ میرے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

آزاد۔ اور رونگٹے کھڑے ہونے کی تو بات ہی تھی بیچاری سمجھ مین نہین آتا اور پھر ایسے میان اور بیوی مین باہم میل جول کیونکر ہو جاتا ہے۔

اختر۔ اللہ جانے۔ خدا بُرے سے بالا نہ ڈالے بڑی مصیبت پڑجاتی ہے کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتی۔

زینت۔ اے بس ادھر تو کوس رہی تھی اُدھر میان باہر چلدیا تو لہرا لہرا کر گانے لگی۔ گویا کوئی بات ہی نہین ہوئی تھی تانین لینے لگی۔ ؎

غیر دن پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا	میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دیکھ اپنا حال از رنجم ہوا قیاس	تھا ساز گار طالع ناساز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے	

مومن کا حال کار کا آغاز دیکھنا

اختر النسا اور زینت النسا اور آزاد اور ڈومنی سب ملکر خانہ باغ کی سیر کو چلے یہ وہ مقام ہے جہان آزاد فرخ نہاد ان دونون مہوشان چنبت وچالاک مشکین فتراک کے ساتھ شب کو گھنٹون چہلین کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی جوش طرب بوسے کی بھی ٹھہر جاتی تھی۔ مگر باینہمہ ان دونون کے شیشۂ پاکدامنی پر سنگ بدنامی صادر نہین ہوا تھا چلتے چلتے ایک روش مین آزاد نے زینت النسا کا پیارا پیارا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور اختر النسا اور ظہورن سے دور ایک مقام پر لیجا کر کہا۔ زینت النسا سچ کہنا یہ درخت یاد ہے۔

زینت۔ اب ان باتون کو جانے دو لڑکپن کی باتین ہین۔

آزاد۔ مگر بخدا ہم تمھاری پاکدامنی کی قسم کھاتے ہین۔ راوی سب سے پہلے اُسی مقام پر آزاد نے اُس بدیع الجمال کے رخسار رعنا کا بوسہ تر لیا تھا۔

زینت۔ آزاد اب تمکو ان باتون کا ذکر کرنا زیبا ہے۔

آزاد۔ ہان ہے تو ایسا ہی مگر۔ ؎

دل آزردہ کہتا ہے نہ بولون پر لب لیکن	جب آنکھین چار ہوتی ہین موت آہی جاتی ہے

زینت۔ (قہقہہ لگا کر) اے ہے مین کہتی ہون تمکو ہو کیا گیا ہے کیسے بے تکے شعر پڑھتے ہو۔ بھلا اسوقت اس شعر کے پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ماشاء اللہ چشم بددور مین بھی شعر پڑھ دون۔ ؎

نسیم گل مین ہے تاثیر معجز عیسیٰ	
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار	

اب فرمائیے ہمنے اچھا شعر پڑھا یا آپ نے۔

آزاد ۔ اچھی ہوگا بھی ۔ یہ بتاؤ کہ تمھارے میان خوبصورت آدمی ہین ۔ بد قطع تو نہین ہین چاہے جیسے ہون لطف کے ساتھ نباہ ہو ۔

آزاد نے نہایت ہمدردی کے ساتھ زینت النسا کو انواع و اقسام کی نصیحتین کین اور خوب ذہن نشین کیا کہ جہان تک ممکن ہو میان کی اطاعت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا ۔

آزاد ۔ اب کہین اطاعت سے یہ نہ سمجھ لینا کہ صبح اٹھکر میان کے قدم نے یا میان کو معاذ اللہ خدا کے برابر سمجھے ۔

زینت ۔ اسمین بھی کوئی عیب نہین ہو ۔

آزاد ۔ شایستگی کے خلاف ہو ۔ یورپ کی قومون مین جتنے میان ہین اُن سب کا قاعدہ ہے کہ بیوی کی آسائش کو اپنی آسائش پر مقدم تصور کرتے ہین اور یہان قضیہ بالعکس ہے

زینت ۔ اسمین مین اتفاق نہ کرونگی ۔

آزاد ۔ وجہ جو آسائش یورپ کی عورتونکو حاصل ہو وہ ہندوستان کی عورتون کو کہان نصیب ہے ۔ دھوپ مین اگر میان بیوی ساتھ چلتے ہون تو میان بیوی کو چھتری لگائیگا

زینت ۔ یہ تو بیوی پر کوئی احسان نہین ہو ۔

آزاد ۔ یہ احسان فراموشی کی بات ہے ۔

زینت ۔ احسان کیا ہو اسمین ۔ میان نے چھتری لگائی تو بیوی پر احسان کیا کیا چھتری اس غرض سے لگائی کہ گل رخسار آفتاب کی تمازت سے سیاہ نہو جاے گا لون کی رعنائی اور گورا پن نہ جانے پائے ۔

(مسکرا کر) کیا خوب ۔

یہان مہاجنون جوہریون مین دیکھو عورتین دس دس بارہ بارہ ہزار کا زیور پہن کر نکلتی ہین اور میان لنگوٹا لگائے دکان پر کھٹیان مارا کرتے ہین ۔

آزاد ۔ مگر چاہے دس ہزار چاہے دس لاکھ کا بھی زیور ہو پاؤن مین جوتا نہوگا یہ کون انسانیت ہے ۔

زینت ۔ ؎

زیور ہین نہ دستار کے نے زیب ہین سر کے	
مثل گل بازی نہ ادھر کے نہ ادھر کے	

اختر ۔ آزاد تمھارا اسقدر نام ہوا کہ تمام ہندوستان مین مشہور ہوا ۔ باینہمہ تم ابھی بعض باتون مین بدستور سابق ہی ہنسی مذاق جہل کرتے ہو ۔

آزاد ۔ یہ کیا کوئی جیستان ہے ۔

اختر ۔ جب ظہورن کی گاڑی ملی تو عین سرراہ تمنے جہل کرنا شروع کیا ۔ بھلا جو کوئی دیکھ لیتا تو کسقدر شرم کی بات تھی ۔

آزاد ۔ ان تھا کون اگر کوئی ہو بھی تو ابنا قول دشمنون پر ہے ؎

بتون کو جو دیکھا نہ کیا ہمارا	خدا کی خدائی تماشا ہمارا

اگر بتون کو دیکھا تو ہرج ہی کیا ہوا ۔ آنکھونکو نور ہی حاصل ہوا اور بات ساری یہ ہو کہ دل صاف ہونا چاہیے ؎

تو پاک باش برا و مدار از کس باک	
زنند جامۂ ناپاک گاذران بر سنگ	

اختر ۔ واہ ۔ یہ باتین کتابون ہی مین اچھی معلوم ہوتی ہین ہمنے ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ آزاد پاشا عین جنگ کی حالت مین صرف اغواے شیطان سے ایک گلرخسار دوشیزہ زیبا اندام کے ساتھ چلدیے اور اُسکو عقد نکاح مین لائے جسنے سُنا تسے خلاف ہوگیا حسن آرا بیگم نے جسوقت یہ خبر پائی

مسکرا کر ایک بھولی سے کہا بہن یہ سب جھوٹی باتین ہین آزاد اور کسی کے تیر نگہ کا گھائل ہو؟ کیا مجال جو میرا عاشق ہو وہ دنیا مین کسی کا عاشق نہین ہو سکتا۔ ؎

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست تنلسا تیرا

ہان اگر ساری خدائی کی پریان اُسکی عاشق ہون تو عجب نہین جبتک ہمین نہین دیکھا تھا تب تک چاہے جسپر آزاد عاشق ہوتے مگر جن پر پہلے عاشق ہوئے تھے وہ سب ہماری طرف مخاطب ہو کر کہینگی۔ ؎

کیستی اے کہ دل تنگ کسے جاے تو شد
سر و من فاختہ سرو دل آراے تو شد

مگر جب محمد عسکری کی شرارت سے حسن آرا نے ایک اخبار مین پڑھا کہ آزاد نے ایک مائیس کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی۔ تو بیہوش ہو گئین اور اسقدر صدمہ ہوا کہ لوگ سمجھے خدانخواستہ جان پر بنگئی۔ بارے بخیر گذشت۔

زینت النسا اور اختر النسا نے ہندی عورتون کا جنبہ کیا اور آزاد نے یورپین لیڈیون کی طرفداری کی انھون بیان کیا کہ ہمارے ملک کی شریف زادیونکی جو حالت ہے اُسکا الزام ہم مردون ہی کی گردن پر ہی ہمنے اپنے ملک کی مخدرات کو بالکل ذلیل کر رکھا ہی۔ اُنکو قریب بہائم کے سمجھتے ہین پڑھنے لکھنے تحصیل علم حساب کتاب مطالعہ کتب سے اُنکو کوئی حق ہی نہین۔ اگر کسی نے کہا بھی کہ تعلیم نسوان کے بیشمار فائدون سے ہم لوگ ناواقف ہین اور ملک کے ادبار کا ایک سبب خاص یہ بھی ہی تو بگڑ کے جواب دیا کہ واہ عورتون کو پڑھا کے کیا سرکار دربار مین اُنسے نوکری کرانی ہی۔ آپ اپنے ہان کی عورتون کو پڑھایئے آپ کو تعلیم نسوان مبارک رہے سب سے بڑھکر فائدہ تو ماشاء اللہ اسمین یہی ہی کہ ادھر بی صاحب نے شد بد و حرف سیکھے اُدھر کاغذ کے گھوڑے دوڑنے لگے یہ خیال ان لوگون کے دلون مین جم گیا ہی کہ عورتون کو تعلیم دینا انکے واسطے کانٹے بونا ہی وہ تو علانیہ پکارتے پھرتے ہین کہ جس کسی کو اپنے ناموس مین بٹا لگانا ہو وہ عورتون کو پڑھائے مطلب یہ کہ پڑھنا ناموس کا دشمن ہی یون بی صاحب ڈھول لیکے ٹھمریان گائین گلے وار خوش آواز رنگین مزاج بیباک ہون مگر تربیت کا نام آیا اور چراغ پا ہوئے۔ ؎

برین عقل و دانش بباید گریست

اب اُنکو کوئی لاکھ سمجھائے اُنکے ذہن مین جو بات جمی ہی وہ رفع نہو گی اُنکو معلوم ہی نہین کہ اسکے فوائد کیا ہین۔ ہنود کی اکثر قومون مین یہ قاعدہ ہی کہ دن بھر میان بیوی ایک جگہ نہین رہتے صبح سے دس گیارہ بجے رات تک بیوی میان کی صورت دیکھتی ہی نہ میان بیوی کے جمال کا نظارہ کر سکتے ہین۔ چکوا چکوی کی سی کیفیت ہے کہ۔ ؎

دن بھر تو الگ تھلگ رہی وہ | بارہ بجے رات سے ملے وہ

اب بتایئے بیوی کو میان اور میان کو بیوی کی کیا محبت خاک۔ اور سنیے بہو اور سسرے مین پردہ ہر وقت گھونگھٹ سمجھاتے ہین کہ یار وہ کیا اندھیر ہی۔ اس پردے پر خدا کی مار یہ جنون ہی یا پردہ مگر سنتا کون ہی اور لطف یہ کہ چاہے کرورون روپیہ پاس ہون ممکن نہین کہ عورتون کے لئے تکلف کا فرش بچھا ہو یا کمرہ سجا سجایا ہو۔ وہی مٹی اور گوبر۔ گو بعض بعض اقوام ہنود مین یہ رسم جاری نہین ہی مگر کثرت سے ایسی

قومین ہین ہمارے اہل اسلام مین تکلف اور بناوٹ کا زیادہ خیال ہے لیکن تربیت اور تہذیب اور شائستگی مین دونون قریب قریب یکسان ہین یورپ کی لیڈیون کا کیا کہنا زمین و آسمان کا فرق ہی۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہان اسقدر ہم ضرور کہینگے کہ ہندوؤنکی عورتونکو خیالات مذہبی اور ضعیف الاعتقادی کے سبب سے اپنے میان کی اطاعت کا بہت خیال رہتا ہے۔

اختر۔ مگر یہ ہمین معلوم ہی نہ تھا کہ دن کے وقت میان بیوی جدا رہتے ہین۔ یہ گنوارون مین ہو تو شاید ہو

نہورن۔ نہین حضور ہمارے مکان کے دہان ایک دور رہتے ہین۔ مہاجنی کرتے ہین سو ہمکو ایکبارگی بلایا تھا بجرا تھا۔ بس جیسے ہی اُنکی بہو کے میان باہر سے آئے وہ چارپائی سے اُتر کر زمین پر بیٹھ گئی اور حضور یقین مانیے گا کم سے کم کوئی پندرہ سولہ ہزار کے زیور سے گوندنی کیطرح لدی ہوئی تھی۔

زینت۔ واہ اچھا پردہ ہی پردہ کیا ہو گنوار پنا ہی۔

آزاد۔ اسمین کیا شک ہے یہ گویا بڑے سلیقے کی بات کی

اختر۔ اُنکے ہان کی تمیز یہی ہے۔

آزاد۔ اگر تمکو کوئی کہے اختر النسا کہ میان کے سامنے گھونگھٹ کرکے جاؤ اور کبھی چارپائی پر نہ بیٹھو۔ تو منظور کروگی یا نہین

اختر۔ ہاں۔ واہ واہ یہان تو اچھا ردیواری مین بھی قید نہ رہا جائے۔ گھونگھٹ کیسا۔

آزاد۔ حسن آرا اسوقت یاد آگئین۔ ؎

اسرار ہے یار تیرے عاشق و معشوق دونون ہین

اگر فتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

اختر۔ ہندوؤن مین عورت کی دوسری شادی ہوتی ہی آزاد۔ شاستر جو اُنکا ہے اُسکی رو سے تو جائز ہی مگر شریفون مین اب بیوہ کی دوسری شادی ناجائز قرار پاگئی ہی ہان نچلے درجون مین میان کے حین حیات بیوی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کرسکتی ہی۔ باہم کچھ ذرا یون ہی جھگڑا ہوا اور میان بیوی کو چھوڑ بیٹھا بیوی نے میان کو چھوڑ دیا۔ انھون نے کسی اور مرد کو بیاہ لیا انھون نے جسکے ساتھ چاہا بیاہ کر لیا۔

سچی محبت اُسی حالت مین ہوگی جب میان بیوی دونون کے دل ملین اسمین ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی یا شودر یا عالی خاندان کسے باشد۔ ع

کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

اختر۔ نہین ہے کیون نہین نہونا۔ کیا معنے شریف زادون مین اسقدر فحش نہوگا جسقدر نیچ قومون مین ہوتا ہی۔

آزاد۔ ہان۔ مگر شریف زادے کے کیا معنی۔ یہ کہو کہ اوسط درجے کے لوگون مین البتہ ہر امر کا خیال رہتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ میان بیوی ربط ضبط اور میل جول کے ساتھ رہین تو بجان اللہ ورنہ کہین لینے نہین جانا ہے بزرگون نے جو جو قاعدے شادی بیاہ کے مقرر کیئے وہ ہر طرح انسب ہین مگر ہم انکا برتاؤ ہی نکرین تو اسمین ہمارا قصور ہے بیشک ہمارا قصور ہی ؎

ہر چہ ہست از قامت ناشاد ما ست | ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست

شب کو آزاد پاشا نے ایک سجے سجائے کمرے مین آرام کیا سویرے دونون گلبدنون نے پھر انکے ساتھ نسیم سحری کے لطف اٹھائے مزے مزے کی باتین کین تھوڑی دیر مین نہورن نے زینت النسا کا حال اُنسے بیان کیا۔ آپ کو انکا بھلا حال بھی کچھ معلوم ہی جسے

سے آپ گئے اُس دن سے اللہ جانتا ہی آنکھین لہو کی بوندیان
رنگین دن رات آپ ہی کی صورت نظرون مین رہتی تھی سمندر
کی کیا اصل حقیقت ہے اُنکے اشکون کے سامنے بحر ابیدا
کنار کی بھی حقیقت نہ تھی۔ ۵

بجا ہی طعنہ گر ابر بہار پر مارے | یہ چشمہ وہ ہی سمندر کو دھار پر مارے

اس عرصے مین کئی نواب زادے اور کئی عیسائی اُنکے حسن و
جمال کا شہرہ سنکر آئے کہ پیغام شادی کرین اور دو ایک معاشون
نے یہ بھی چاہا کہ باتون باتون مین اُنکو نکال لیجائین مگر اللہ ری
حیا۔ اُنسے بات تک تو کی نہین۔ ایک نواب نے دو تین
عورتین سکھا پڑھا کے بھیجین اور اُنھون نے وہ وہ سبز باغ
دکھائے کہ مین خود چکر آگئی مگر اُنھون نے ہر مقام پر اپنے دامن کو
پاک رکھا۔ یہ بہت مشکل ہی۔ دو ایک امیرزادون کو دکھا بھی دیا
اور کہا حضور پر اُنکی جان جاتی ہی مگر اُنھون نے کہا کہ مین
اُسکے ساتھ شادی نہ کرونگی جسکی دو دو تین تین بیویان ہین مین تو
ایسا چاہتی ہون جو علاوہ حسن ظاہری کے حسن باطنی کی
دولت سے بھی مالا مال ہو۔

زینت النسا نے گردن جھکا کر کہا آزاد خیر وہ جو کچھ ہوا
اچھا ہی ہوا اگر افوۂ شہر کے مردون اور شہر کی عورتون سے
خدا محفوظ رکھے۔

میرے پاس ایک عورت آئی تھی اسطرح کی میٹھی میٹھی باتین
کرے کہ مین کیا بیان کرون۔ مین اُس سے بہت خوش
ہوئی۔ میری بڑی اطاعت کرتی تھی اور کبھی آجتک ایک حبہ
کا سوال نہ کیا۔ ایک مرتبہ مین نے پاجامہ کرتی دوپٹا نواد یا
تو سلام کرکے لیا آنکھون سے لگایا دعائین دین اور کہا حضور
اس عنایت کے عوض مین لونڈی بھی جانتک قربان کردیگی

بعد دوسرے روز آکر خوش خوش میرے قریب بیٹھی۔ کہا
حضور نے مجھے کل جوڑا عطا کیا تھا مین نے بھی جوڑے کے
جواب مین حضور کے لیے جوڑا تجویز کیا ہی مین پہلے تو سادگی کے
سبب سے کچھ سمجھی نہین کہ یہ کہتی کیا ہی تو اُنسے صاف صاف کہا حضور
ہمارے محلے مین ایک نواب صاحب رہتے ہین فیل نشین اُنکے
صاحبزادے کا سن کوئی انیس برس کا ہوگا مین عرض نہین
کرسکتی کہ کیا جوبن ہے اور ماشاء اللہ سے سبزہ آغاز ہی مسین
بھیگتی ہین اور رنگت کی یہ کیفیت جیسے کندن دمک رہا ہی چہرے
سے خون برستا ہی اور خوش پوشی دن مین پانچ پوشاکین بدلتا ہی
ہر دم عطر سے بسا ہوا اور حضور ابھی پارسال تک کالج مین پڑھتے
تھے ہر مہینے کتابین انعام مین پائین اور شاعر بھی ہی اگر حضور
ایکبار دیکھ لین تو پھر جی نہ چاہے کہ کسی اور کے ساتھ شادی ہو
مین سوچی کہ آزاد تو اب حسن آرا کے میان ہوہی گئے ہین اُنسے
ہاتھ دھو شاید یہ بچ نکلتی ہو اگر ایسا ہی خوبصورت سبزہ
آغاز جوان طناز ہی تو برائی کیا ہی عیسائی ہو یا مسلمان۔ ہمکو
شادی سے مطلب ہے ہمین یہ فکر نہین ہی کہ کسی مسلمانکو عیسائی کرکے
اُسکے ساتھ شادی کرین مین کچھ نیم راضی ہوئی وہ تاڑگئی کہ جبکہ آپ گئے
چوتھے دن مجھسے کہا ذری چلکر کوٹھے پر باغ اور سبزے کا لطف
دیکھئے۔ دو گھڑی جی بہلے۔ مین جو کوٹھے پر گئی تھوڑی ہی دیر
کے بعد میری طرف مخاطب ہوکر کہا حضور وہ دیکھیے اُسی شہزادے
کی سواری مثل باد بہاری آرہی ہی اب اسوقت غور سے دیکھیے
کہ کسقدر جوبن ہی اور ذرا دبدبہ و طنطنہ بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔
قریب ہی تھا کہ زینت النسا اُس قمر خسار کی زینت آغوش
ہو اور شادی ہوکر تمام عمر کے لیے مصیبت مین پڑے کہ مجھسے بھی
انھون نے اتفاقیہ ذکر کیا مین نے جو اُس نوزاد بدر کو دیکھا تو عش عش

کرنے لگی۔ وہ صورت زیبا کہ ملائک بجدے کرین گرد و سرے
روز دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہر بھر مین اُس سے بڑھکر قہبہ
اور کوئی نہین ہے تین تو بیسوائین نوکر اور چار محل مین دیر
دو منکوحہ بیویون کو طلاق دی خرچ کی یہ کیفیت کہ ہزار کی مرغی
دس ہزار کا خرچ صحبت مین شہدے لقے لیے ہر دم جمع ع

	لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل

دن رات چانڈو بازی اور مدک بازی کا شغل رہتا ہے اور
افیم گھلتی اور چرس کے دم لگتے ہین۔ ۵

کھود یا حسن مدک نے تمرا ایجاد دنکا	اُڑ گیا رنگ ہوا ان پنکے پر زادو نکا

اگر مین نے ادھر اُدھر تحقیقات نہ کی ہوتی تو غضب ہی ہو جا
جسطرح وہ سب محلون مین بڑی ہوئی زندگی کے دن بسر
کرتی ہین اسیطرح اِنکا بھی حال ہوتا۔
دو روز یہان رہ کر آزاد رخصت ہوے چلتے وقت زینت النسا
نے پوچھا ہان خوب یاد آیا وہ موا بونا افیمی کہان ہے آزاد نے
کہا اُسنے روم اور میدان جنگ مین بڑی مدد دی مگر اتنا بڑا
خبطی بھی نہین دیکھنے مین آیا اب خدا جانے کہان ہے یہان تک
ساتھ تھا۔ اختری اور زینت النسا سے رخصت ہونے کے
وقت انھون نے اقرار کیا کہ خط کتابت کا سلسلہ جاری رکھینگے
اور شادی کے بعد اُن دونون کو مع اُنکے شوہرونکے بلوائینگے
زینت۔ ایسا نہو کہ بھول جاؤ۔ بڑی شکایت ہو گی۔
آزاد۔ کیا مجال بھولتے کوئی اور ہونگے یہان تم دونون
کی یاد سے ہر دم دلکو خوش رکھتے ہین۔ اب احتیاط ناصر ہے
ان دونون بہنون سے رخصت ہو کر ریل کے اسٹیشن پر آئے
اور تین گھنٹے مین اُس مقام پر پہونچے جہان ہوٹل مین مس
لیٹلڈ اور کلیرسا کو چھوڑ آئے تھے۔ ان دونون مہوشان بدیع الجمال کو

ہمراہ لیکر پھر سفر کیا تو ایک مقام پر آزاد کچھ پڑھ کر ایسے بے اختیار
ہو گئے کہ ہنسی ضبط نہ کر سکے ذیل کی سطرین نظر سے گذرین ۵

شور شد از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

مزار پر انوار مقبول بارگاہ ملک یزدانی حق آگاہ عارف اللہ حضرت
صف شکن علی شاہ برد اللہ مضجعہ و انار اللہ برہانہ۔ ۵

پختہ مکان کیطرح سے ہے فکر گور بھی	انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے
رہتا ہے آدمی کا نشان اس جہان مین	بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے
اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہدار	کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتۂ
	حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

حضرات ناظرین میان صف شکن علی شاہ سے خوب واقف
ہین فسانۂ آزاد جلد اول مین اس نوکھے ٹیر کا ذکر خیر درج ہے
کہ مصاحبون نے بھڑے دے دے کر نواب صاحب کو
خوب تیار کیا اور صف شکن علی شاہ کی اس درجہ تعریف کی
کہ انسان تک سے بڑھا دیا۔
۱۔ اے حضور وہ تو عربی سمجھ سکتا تھا۔
۲۔ حضور غلام نے اُسکو وظیفہ پڑھتے دیکھا ہے۔
۳۔ اجی ہر روز صبح شام ڈنڈ پیلتا تھا۔
۴۔ پابند صوم و صلوۃ بھی تھا جناب والا۔
۵۔ حضور سے اب ذکر کرتا ہون کہ دس پانچ مرتبہ مین نے
افیم پلادی مگر ذرا نشہ نہوا۔ ہان آنکھ ضرور البتہ لال ہو گئی تھین۔
ایسے مرشد بھلے سے حق حق کی آواز کا بک سے آیا کرتی
تھی حضور کو نہنے کئی بار جگا کے سنوا دیا تھا۔
۷۔ حضور ایک خوبی ہو تو عرض کرون۔
نواب۔ مجھے تو اُس سے عشق ہو گیا تھا جی۔ مین اُسکی
ایک ایک ادا پر جان دیتا تھا وہ نکیلی چونچ وہ بیتابی سے

کا کن بجگنا بچھتی کھائی اور دوڑ گیا۔ سیکڑون حرکون مین لڑ
گر کور آیا،، ۔ دو جنجین ہوئین اور حریف دم دبا کر بھاگا۔
ہ تیسر خداوند منجھولا ہی جنور تھا کیا شان ہے اسکی قربان
قربان اہو ہو بلا کا کس بل تھا۔

نواب ۔ (آہ سرد) ۔ ؎

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

نواب کے دربار دربار کی تصویر آزاد کی نظرون کے سامنے
تھی ان دونون لعبتان سہی قدسے تذکرہ کیا تو اور
بھی قہقہے پڑے۔

جب شہر مین پہونچے تو آزاد کو شوق چرایا کہ جسطرح ممکن ہو
نواب صاحب اور اونکے رفقاسے ضرور ملین مس ٹیڈا اور
مس کلیرسا کو ہوٹل مین چھوڑا اور گاڑی کر کے نواب صاحب کے
دولتخانہ پر آئے ادھر گاڑی سے اترے ادھر خدمتگارون
دربانون سپاہیون خواصون نے غل مچایا کہ خداوند محمد آزاد پاشا
تشریف لائے ہین حضور آزاد صاحب آگئے۔ پیر و مرشد آزاد آئے
ہین۔ میان خوجی ہوت لو تمھارے آقا آگئے۔ نواب صاحب
رفقا صاحبین احباب سب کے سب گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے
تو دیکھا کہ آزاد پاشا رپ رپ کرتے ہوئے ترکی فوجی وردی
ڈانٹے چلے آتے ہین نواب صاحب نے جھپٹ کر مصافحہ کیا اور
گلے لپٹ گئے اور یون ہمکلام ہوئے۔

نواب ۔ بھائی جان آنکھین تمھین ڈھونڈھتی تھین۔

آزاد ۔ بحمداللہ کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی۔

نواب ۔ (ا) ۔ اب یہ باتین نہ کرنا۔ واللہ صاحب ضلع اور
صاحب کمشنر تک تمھاری ملاقات کے شائق ہین۔

مصاحب ۔ بڑا انعام کیا ہے اللہ کرورون آدمی ایک اور
حضور ایک طرف سینہ سپر جان بکف لڑے۔

خوجی ۔ غلام بھی آداب عرض کرتا ہے۔

آزاد ۔ (ہاتھ ملاکر) ول خواجہ بدیع الزمان۔

نواب ۔ کیا خواجہ کون ! بدیع الزمان ۔! بدیع الزمان
کب سے ہوا۔ خوجی کہیئے صاحب ۔ بدیع الزمان ۔!۔

خو ۔ حضور یہان خدا جانے کون کون ملک دیکھ آئے ہین۔

نواب ۔ سنا آپ نے تین تین کرور آدمیون سے تن تنہا
مقابلہ کیا بھئی مسیتا بیگ بلا کا آدمی ہے۔

مسیتا بیگ ۔ خداوند اللہ کی دین ہے۔

غفور ۔ میان اچھے رہے۔ ہمسے ابھی دو اجی ذکہا

نواب ۔ ارے بھئی گنگا جمنی حقہ بھر لاؤ آپکے واسطے۔
آزاد پاشا کو ایسا ویسا نہ سمجھنا میان مسیتا بیگ انکی تعریف
کمشنر تک کی زبان سے سنی اور سنا آپنے شہنشاہ روس
سے بھی ملاقات ہوئی مگر جب وہ ملنے آئے تو آپ اپنی کرسی
ہی پر بیٹھے رہے بھائی جان اب تمنے وہ درجہ حاصل
کیا ہے کہ ہم اگر حضور کہین تو ہمارا فخر ہے کجا شہنشاہ روس
کجا ہم۔

خو ۔ خداوند مورچے پر انکو حضور دیکھتے تو عش عش کر جاتے
جیسے شیر کچھار مین ڈکارتا ہے ؎

بلبل بیدل بہ بانگ گل دربند قبا	در دل شوریدہ پنہان دہ پنہان کس مست

آزاد ۔ سبحان اللہ بعد مدت آپ کی زبان سے برجستہ شعر سنا

نواب ۔ (ہنسکر) مردود ہمیشہ گدھا ہی بنا رہیگا۔

خو ۔ خداوند اب بندہ وہ خوجی نہین ہے۔

نواب ۔ ابے تو تا معقول اس بے محل خوشامد کی کیا

ضرورت تھی بدل ہے یہان کیا سرو کار ہے۔
خو۔ خیر حضور مالک ہین جو چاہے سو کہین۔
نواب۔ کیون جناب انھون نے کوئی کشتی نکالی تھی۔
آزاد۔ میرے سامنے تو دو چار نہین دو چار ہزار پر دھیائے البتہ گئے تھے اور ایک بونے تک نے انکو اٹھا کے دے مارا اٹھا عورتون نے گدے دیئے تو گز گز بھر زمین سے نیچے گرے۔
مصاحب۔ (قہقہہ لگاکر) واہ بھئی خوجی واہ
رفقا۔ (ہنسکر) سوقت تو بھبھاڑا پھوٹ گیا۔
آزاد۔ کیا یہ گپ اڑاتے تھے کہ میرے کشتیان نکالین
مسیتا۔ اے حضور جب سے آئے ہین ناک مین دم کردیا گیدی نے بات ہوئی اور نکالون قرولی۔ دون ایک دے ماردن اٹھا کے۔ بچھولے بٹیر کے برابر تو قد اور اُسپر یہ خم دم۔
نواب۔ برسون تو کہتے تھے کہ مصر مین ہمنے آزاد کے برابر کے ایک پہلوان کو دم بھر مین آسمان دکھایا۔
آزاد۔ گھر کی مرغی اور باسی ساگ۔ آسمان دکھایا ایک بونے تک نے گردن ناپی اور اٹھا کے دے مارا۔ چلے وہان سے دون کی لینے۔
نواب۔ اجی یہ ہمیشہ کا جوتی خورہ ہے۔
مصاحبین۔ (قہقہہ لگاکر) بجا ہے جناب اسمین ذرا شک نہین۔
اتنے مین نواب صاحب کے ہان ایک منشی صاحب تشریف لائے۔
نواب۔ منشی صاحب آپ کو پہچانا۔

منشی۔ اخاہ۔ حضور جنرل محمد آزاد پاشا صاحب ہین زبان پہ بارخدایا یہ کسکا نام آیا کہ میری نطق نے بوسے مری زبان کے لیے
حضور بڑا نام پیدا کیا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔
آزاد۔ جناب مین کس لائق ہون۔ من آنم کہ من دانم
نواب۔ اجی کمشنر صاحب انکے مداح ہین بس اب اور اس سے زیادہ اعزاز کیا ہوگا بھئی میرے تو فخر ہین
منشی۔ درین چہ شک۔ بیشک فخر قوم ہین۔
خو۔ اجی جناب میدان کارزار مین آپ دیکھتے تو عش عش کرجاتے گھوڑا دبایا اور لاکھ آدمیون کے برے مین کڑکڑاتے ہوے دن سے موجود۔
منشی۔ آپ نے بھی بڑا ساتھ دیا خواجہ صاحب مگر آپکی بہادری کا کہین ذکر نہین سُنتے مین آیا ہے۔
خو۔ آپ ایسے گیدیون کو مین کیا سمجھتا ہون۔ سچ تو یہ کارنمایان کیے ہین کہ باید وشاید قرولی ہاتھ مین لی اور صفون کی صفین صاف کردین۔
منشی۔ اب کہیے اب تو آپ نواب صاحب کے ہان بنے ہین نا
خو۔ آگ ہوکر بنے ہونگے آپ بنتے کوئی اور ہین۔ منشا کیا معنی کوئی نفرہ مقرر کیا ہے اب گیدی۔
نواب۔ بگڑ گئے حضور۔ بگڑ گئے میان گیدی خر پیر مرشدیون پوچھنا چاہیئے تھا کہ اب تو آپ نواب صاحب بہادر کے ہان پھر اسی عہدے پہ ممتاز ہوے نا۔ یہ سب بالاے طاق پوچھا تو کیا پوچھا کہ آپ بہین بنے ہین نا۔
منشی۔ اچھا جناب معاف فرمائیے۔ اب یہ بتائیے کہ آپ کی تنخواہ کیا رکھی۔

خو۔ قسم ہے حضور کے قدمون کی ملکون ملکون گیا اور ہزارہا قسم کے آدمی دیکھے مگر آجتک اس فشن کا بدتمیز دیکھنے مین نہین آیا محض بدسلیقہ مردک پوچھتا ہے کہ آپکی تنخواہ کیا رہگئی ہے صحبت یافتہ لوگ یون پوچھتے ہین کہ اب آپکو کچھ ترقی ہوئی یا نہین۔ ؎

منت از غلامانش ای شوخ برفتن	چہ اگشتہ بامن زار دشمن

آزاد۔ واقعی جو باتین خواجہ صاحب نے دیکھی ہین وہ کسی اور کو کہان نصیب ہوئین۔ ع

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

اور خواجہ صاحب یہ آپنے بیان کیا تھا کہ مسز وزآپ کی عاشق زار تھین جناب ایک پری انپر فریفتہ ہوگئی تھی۔

خو۔ ایک پری اہو نہ ایک پری ایون نہین کہتے ہر مقام پر یہان دل و جان سے عاشق ہوجاتی تھین ایک سے ایک بڑھکر پری چہرہ برقدم خوش کردار تدرو رفتار۔ ؎

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام	قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

سب سے پہلے تو ہم پر بوا رعفہ (ارے) لاحول (منھ پر تھپیڑ لگاکر) لاحول ولا قوۃ۔

آزاد۔ (قہقہہ لگاکر) ہان ہان بوا زعفران کہو کہو۔ ؎

کیا لطف جو غیر پر وہ کھولے	جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے

خو۔ (ہاتھ جوڑکر) واسطے خدا کے معاف کرو واللہ نہ کہو ہے ہے غضب ہوگیا۔ یہ ہمنے کیا کیا۔

نواب۔ جناب آزاد صاحب۔ اگر آپنے اس امر کو مخفی رکھا تو واللہ بڑا دریغ ہوگا (ہاتھ باندھکر) مین بھی دست بستہ عرض کرتا ہون اب فرمائیے میرا زیادہ خیال ہے یا اس گیدی کا خواجہ صاحب نے کل حاضرین کو مخاطب کرکے جنگ کے حالات کا یون سمان باندھا۔ کہا جس روز آزاد قلعہ اور پریوانا کے قلعہ مین تھے اس روز کی کارروائی دیکھنے کے قابل تھی قلعہ مذکور پانچ طرف سے محصور تھا۔

مصاحب۔ جی چار طرف سے محصور ہونا تو مشہور ہے پانچوان کون طرف آپ نے پیدا کیا۔ جو بات کہو گے وہی انوکھی۔

خو۔ تم ہو گدھے کسی نے بات کی اور تمنے کاٹ دی یون نہین دون۔ دون نہین یون ایک طرف دریا تھا اور خشکی بھی تھی اگر جنوب کے سمت دریا ہی سے محصور کرتے تو فوج قلعہ خشکی سے نکلجاتی اور اگر صرف خشکی سے قبضہ ہوتا تو ترکی سمت سے نکل بھاگتی یہ خرابی تھی مگر تم ایسے گھکھون کو اسکا کیا حال معلوم کبھی جنگ پر گئے ہو کبھی توپ کی صورت دیکھی ہو کبھی معرکہ تک تو دیکھا نہو گا اور چلے ہین ہانکنے بڑے گرمیل کے بچے بنکر کیسے خوب کہلے ہے ؎

سب گرمی نفس کی ہین اعضا گدازیان	دیکھو نہ زندگی ہے سراپا زبان شمع

راوی۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ عین موقع پر شعر پڑھدیا

خو۔ بس قبلہ و کعبہ اب کہین تو کیا کرین ہاتھ پانون پھولے ہوے کہ یا الٰہی کیا ہونا ہے اب۔ جائین تو کدھر سے اور بھاگین تو کدھر سے نواب۔ واقعی وقت تو بڑا نازک تھا۔

آزاد۔ جناب نازک کیا جان کے لالے پڑے تھے۔

خو۔ اور روسیون کی یہ کیفیت کہ گولے برسا رہے تھے اور ہر طرف سے آگ برس رہی تھی۔ سب ترکی گھبرائے ہوے کہ یا الٰہی اب ہمکو کیا کرنا ہے ؎

مجھیہ عاشق ہی نہین کچھ ظالم	صبر آخر کرے وفا کب تک

پس آزاد پاشا نے مجھ سے کہا کہ بھائی جان اب کیا سوچتے ہو مدد دوگے یا نکلجاؤگے۔ مین آگ بھبھوکا ہوگیا کہا نکلجانا کیا معنی ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	آن منم کاندر میان خاک و خون بینی مرا

آزاد نے کہا پھر نکل نہ جانا۔ مین نے کہا بسم اللہ چل کر دیکھ تو۔

اب اتنے مین قلعہ کی دیوار مین جابجا توپین لگ گئین اور چاروں طرف سے گولے برسنے لگے۔ بس آزاد یا شانے سب فوج محصور سے کہدیا کہ اب قلعہ کی دیوار توڑکر ہلوگ نکلنے والے ہین یہ کہکر مجھ سے کہا کہ تم سب کے مقدمۃ الجیش ہو اور بندہ مسلح ہوکر مختلی عربی نژاد ہوا نہاد پر سوار ہوا تو گھوڑے کی یہ کیفیت کہ اڑتا ہوا جاتا تھا اس مقام پر یہ حال تھا کہ ع۔

بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

قلعہ کے باہر میری شمشیر خوش غلاف جو چمکی تو دو لاکھ رومیون کو تہ تیغ کیا۔ دو لاکھ پورے دو لاکھ۔

رفیق۔ اس جھوٹ پر خدا کی مار۔ ارے کمبخت کیون لطف سخن کھوتا ہو اور سب بیچ کہا مگر یہان پر آکر منھ کے بل گرپڑا۔ لعنت خدا!

نواب۔ واللہ مجھے ابتک لطف آتا تھا مگر اس نے دو لاکھ آدمیونکا ذکر کرکے کل لطف خاک مین ملادیا۔

خو۔ اچھا آزاد سے پوچھیے بیٹھے تو ہین سامنے۔

نواب۔ حضرت بیچ بیچ کیجیے گا اور آپ بیچ بیچ تو ضرور ہی کیجیے گا جھوٹ بولنے سے آپ اینکو کیا واسطہ۔ بس فقط اتنا کیجیے گا کہ یہ واقعات کہان تک صحیح ہین۔

آزاد۔ جناب والا۔ بلونا کا جو کچھ حال بیان کیا وہ تو سب صحیح ہو مگر دو لاکھ آدمیونکا تہ تیغ کرنا یہ میان خواجہ صاحب کا طغیان زبان ہو اور صاف یہ ہو کہ بلونا کی تو انھون نے صورت بھی نہین دیکھی آجتک یہ تو اُن دنونمین خاص قسطنطنیہ مین تھے۔

اسپر بڑا فرمائشی قہقہہ پڑا اور آواز دیر تک گونجا کی بیگم صاحب نے قہقہے کی آواز سنی تو مہری کو بلا کر کہا جا کر دیکھنا تو یہ قہقہہ کیسا پڑا اسوقت۔

مہری۔ اے حضور وہ آئے ہین وہ بیٹھے خوبصورت سے آدمی

بیگم۔ اوئی تو تو پہیلیان بجھواتی ہے۔

مہری۔ سرکار وہ آئے نہین تھے گورے گورے سے آدمی

بیگم۔ غفورن۔ ذری باہر دریافت کرو کہ یہ قہقہہ کس بات پر پڑا۔

غفورن۔ مین عرض کرون حضور نے ابھی شاید نہین سنا وہ آئے ہین میان آزاد حضور نے تو چقون مین سے انکو دیکھا ہو۔

بیگم۔ اخاہ آزاد آئے یہ مواخوجی جھوٹ ہی بکتا تھا کہ آزاد اب یہان نہ آئینگے۔ جاکے خیر و عافیت تو دریافت کرو ہماری طرف سے نہ پوچھنا۔ ہان کہین ایسی بات نہ کرنا۔

غفورن۔ واہ حضور کوئی دیوانی ہون کیا (باہر سے آکر) حضور صحیح سلامتی سے آئے۔ مجھسے پوچھنے لگے غفورن ابھی تو بیبی مین نے جھک کر سلام کیا اور کہا ہان حضور۔ ابھی بیبی دعا دیتی ہون۔ حضور باخیریت سے آئے کہا ہان۔

بیگم۔ ہمین بڑی خوشی ہوئی۔ نواب کہتے تھے کہ آزاد نے اس ملک مین بڑا نام کیا۔ توپ کے منھ لڑے۔ تم نے کبھی توپ دیکھی ہو غفورن۔

غفورن۔ اے اوئی اللہ نہ دکھائے حضور۔

مہری۔ ہمنے دیکھی ہے سرکار اور ہم تو روز ہی دیکھتے ہین

بیگم۔ توپ دیکھی ہو۔ تمھارے میان کسی فرقے مین سوارون کے سائیس ہونگے۔ توپ نہین ایک وہ دیکھی ہے۔

مہری۔ حضور یہ سامنے توپ ہی لگی ہو یا کچھ اور۔

راوی۔ انکے مکان مین منجملہ اور خواصون کے ایک خواص تھی رحیمن نامے سب خواصون اور محل کی عورتون سے موٹی تازی۔ مہری نے جو اسکی طرف اشارہ کیا بیگم صاحب اور غفورن اور خواصین کھلکھلا کر ہنس پڑین۔

رحیمن۔ کیا پڑا پایا بہن غفورن۔

غفورن - آج ایک نئی بات دیکھنے مین آئی ہے بہین رحیمن - بکو بھی دکھاؤ - آپ ہی آپ لطف اٹھانا کیا معنی ہم بھی دیکھین کوئی مٹھائی ہے یا کھلونا ہے کیا ہے کیا -

غفورن - توپ کی توپ اور عورت کی عورت -

رحیمن - (سمجھ گئی) تمھین لوگون نے تو ملکر ہمین اتنا ڈبلا کر دیا -

بیگم - اے آگ لگے تیرے اس جھوٹ کو اب اور کیا موٹی ہوتی پھول کے کپا تو ہوگئی ہے -

رحیمن - اے ہے سرکار نے اندھیر ہی کر دیا - کل کا نتا تو مین ہوگئی یہ کہتی ہین موٹی اور پھول کے کپا ہوئی ہے - ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

بیگم - یہ قہقہہ کس بات پر پڑا تھا غفورن -

غفورن - حضور وہ نگوڑا افیمی دون کی لے رہا تھا کہ مین نے یہ کیا اور وہ کیا - اتنے مین نواب صاحب نے پوچھا - کیون آزاد صاحب یہ بچ کہتا ہے - انھون نے کہا یہ بان تھے کہان اس شہر کے قلعہ کی صورت تک دیکھی نہین یون ڈینگ ہانکتا اور بات ہے بس خوجی تو دانت پیس کے رہ گئے اور ادھر سب کے سب ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے

بیگم - آزاد ویسے ہی ہین یا کچھ جھٹک گئے -

غفورن - وہ تو اور بھی سرخ و سفید ہوکے آئے ہین

مہری - مگر خوجی کو وہان کی آب و ہوا بھی راس آئی

غفورن - حضور لڑائی کے وقت نگی زمین کا کیا حال رہا ہوگا

بیگم - اے ہے آدمی کانپتے ہونگے کہ ایسا ہونا کیا ہے بڑے سورما کا کام ہے کہ وہان قدم جما سکے - اللہ بچائے -

غفورن - آزاد کے دل جگرے کو تو دیکھیے ابھی نام خدا کل کے بچے ہین مگر دل وہ شیر کا کہ واہ بھی واہ -

مہری - حضور سنتے ہین دو شیرون سے انھون نے مقابلہ کیا -

غفورن - کیا کچھ جھوٹ بھی ہو اور دونون کو مارا

بیگم - ہان - افوہ - تمنے بھی کوئی شیر دیکھا ہے -

غفورن - ہان حضور بہتیرے - ایک تو شیرنی دیکھی ہے جو نوابصاحب کے کٹہرے مین بند رہتی تھی اور ایک شیر باغ مین دیکھا تھا اسکے لئے مکان بنا تھا اور بڑی حفاظت رہتی تھی مگر حضور دیکھنے مین تو گھوڑے سے چھوٹا جانور اور جو ذرا ابھرے تو انسان کے اوسان خطا ہو جائین - ہاتھی کو ایک تھپڑ مین زمین دکھاتا ہے ادھر تھپیڑ دیا ادھر کان پکڑ کے زمین پر بٹھا دیا اتنے بڑے جانور کا ڈھکوسلا ہے پتا نہین لگتا آدمی کس گنتی مین ہے آزاد ہی کی طاقت تھی کہ دو دو شیرون کو مار ڈالا - اف ری جوانمردی خوجی نے دیکھا کہ یار لوگ رنگ نہین جمنے دیتے سوچے کہ آزاد جب تک نہین آئے تھے تب تک تو خیر بعض بعض آدمی ان بھی لیتے تھے مگر جب سے یہ آئے کوئی سمجھتا ہی نہین کہ بک کیا رہا ہے اور لطف یہ کہ مین تو آزاد کی تعریف کرتا ہون اور یہ ذات شریف میرے ہی دشمن ہوے جاتے ہین موقع پا کر آزاد کے قدمون پر ٹوپی رکھدی اور کہا برسون تمھارا ساتھ دیا ہے دو دو باتین سن لو -

آزاد - فرمائیے فرمائیے - آپ تو کانون مین کھسیٹتے ہین -

خو - اب زمانہ سازی تو رہنے دو -

آزاد - مین آپکا مطلب سمجھ گیا مگر کہان تک ضبط کرون -

خو - اس دربار مین میرے ذلیل کرنے سے اگر کچھ پائیے تو اختیار ہے آپ کو -

آزاد - لاحول ولاقوۃ آپ بزرگ ہین -

خو۔ سریٹ کی بے افسوس عمر ساتھ دیا۔ جان لڑادی اور اب اس دربار مین جہان رزق کا سہارا ہی آپ ہمکو آنے بناتے ہین تاکہ روٹیون سے جائین۔

آزاد۔ بھئی اچھا اب تمھاری ہی سی کہینگے۔

خو۔ مجھے رنگ تو باندھنے دو ذرا۔

آزاد۔ آپ رنگ جمائین بندہ تائید کریگا۔

خواجہ صاحب کا چہرہ گلنار ہوگیا نہایت ہی بشاش کہ اب گپ کے پل باندھ دونگا اور جب آزاد کی کمک ہوئی پھر کیا پوچھنا ہے نواب صاحب نے مسکرا کر کہا خوجی بھئی یہ کیا سرگوشی ہو رہی ہی کچھ راز و نیاز کی باتین ہوتی ہین

خو۔ خداوند ملکی معاملات پر بحث ہو رہی تھی۔

نواب۔ کیا! ملکی معاملات کیسے!۔

خو۔ حضور میری راے ہے کہ اس ملک مین بھی ملک نواز بلند کیطرح نہرین جاری ہونی چاہئین اور آزاد پاشا کی راے ہی کہ نہرون کے ذریعہ سے آب پاشی تو ممکن ہی مگر آب و ہوا خراب ہی مسیتا۔ اخاہ تو یہ کہیے آپ شہر کے اندیشے مین دبلے ہین

خو۔ تم کو کھے یہ باتین کیا جانو پہلے اتنا تو بتاؤ کہ ایک بارش مین کتنی توپین ہوتی ہین۔ چلے وہان سے جالینوس کی دم بنکے

نواب۔ ہم دیکھتے ہین گو سرڈی ہی مگر باتین ٹھکانے کی کرتا ہی

آزاد۔ تو ان امور مین تو واقعی انکو دخل ہے۔

غفور۔ حضور انکو بڑی بڑی باتین معلوم ہوئی ہین۔

آزاد۔ صاحب سفر بھی تو اسقدر و دور دراز کا کیا تھا کجا ہندوستان کجا روم خیال تو کیجیے مگر جائے تو کچھ سیکھ آئے

خو۔ اور کیا۔ اور نہ کہ ہم ایسے عالم و فاضل۔ ۵

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ — حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

مصاحبین۔ زور سے قہقہہ لگا کر ہوا دو اس علمیت کا پورا پورا ثبوت دیا۔

ایک۔ ارے میان قرآن شریف یاد نہین۔

دوسرا۔ ہان واللہ خوب سوجھی۔ ایک ایک بات پر ایک ایک آیت پڑھ دیا کرو ناواقف آدمی سمجھین کہ بڑا عالم فاضل ہی۔

تیسرا۔ جی باہر جانے سے دو چار باتین جاننے لگے ہین بس چوتھا۔ واہ اب آپ دیکھیے اسی اٹھواری مین انشاء اللہ پنساری کی دکان کھولا چاہتے ہین ہلدی کی گرہ تو پاس ہی ہے

میر صاحب۔ کیون خواجہ صاحب پہاڑ تو آپ نے کثرت سے دیکھے ہونگے۔

خو۔ ایک دو۔ کرورون۔ مگر جو لطف وہان ہی اس سے زیادہ لطف اور کہین نہین ہو سکتا۔ بلندی کی یہ کیفیت کہ آسمان سے باتین کرتے ہین۔

نواب۔ بھلا آسمان وہان سے کسقدر دور ہوتا ہی۔

خو۔ حضور کوئی ایک دن کی راہ۔ ہی مگر زینہ کجا۔

نواب۔ اور کیون صاحب وہان سے تو بخوبی معلوم ہوتا ہوگا کہ مینھ کس جگہ سے آتا ہے۔

خو۔ خداوند پہاڑ کی چوٹی پر مین تھا اور مینھ نیچے برس رہا تھا یہ ایک ہی دفعہ نہین دیکھا بلکہ صدہا بار ہم اوپر سے دیکھ رہے ہین کہ نیچے مینھ برستا ہے اور جہان ہم ہین وہان کچھ بھی نہین

نواب۔ کیون صاحب یہ سچ ہی عجیب بات ہے بھئی۔

آزاد۔ جی ہان پہاڑ کے نیچے بارش ہوئی اور ہم پہاڑ پر سے دیکھ رہے ہین۔

مسیتا۔ اور یہ جو مشہور ہی کہ بادل تالابون مین پانی پیتے ہین

خو۔ یہ تم ایسے گدھون مین مشہور ہوگا۔

نواب - (سسکار کر) بدلا نکلنے کا اچھا موقع ملا ہے۔
مسیقتا - خداوند تمام زمانے مین مشہور ہو کہ بادل پانی پی پی کے اُڑتا ہے تو اُسکے بدون سے پانی گرتا ہے۔
نواب بھئی یہ تجربہ کار لوگ ہین جو بیان کرین وہ صحیح ہی۔
خو - اور خداوند دریا کے مخزن ہمنے دیکھے۔
نواب - (زبان دبا کر) مخزن؟ دریا کا مخزن؟۔
خو - ہان خداوند جہان سے دریا نکلتا ہی عجب مقام ہوتا ہی دریاے ڈینوب کا نام آپ نے سنا ہی ہوگا۔ اتنا بڑا دریا ہے کہ سمندر اسکے مقابلے مین شرما جائے اور مخزن جو جاکے دیکھا تو ہوش اُڑ گئے۔ حضور اتنا بڑا زخار دریا اور ایک رئیس کے دیوان خانہ کے احاطے سے نکلا ہے۔
میر صاحب - این! ہمین یقین نہین آتا سب غلط ہی۔
خو - یہ لوگ واللہ کنوین کے مینڈک ہین۔
نواب - مکان کے احاطے سے - جیسے یہ ہمارے مکان کا احاطہ۔
خو - بلکہ اس سے بھی چھوٹا۔ حضور خدا کی خدائی ہی اسمین بندے کو کیا دخل ہے بیچارے کو۔ ہاے توبہ - ؎

ای برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم	وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر	ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

اور خداوند ہمنے ایک مقام پر دیکھا کہ جسقدر شہر ہی سب پانی ہی بسا ہوا اور صرف ایک قطار ایک صف اسی مین دکانین اُسی مین مکان اُسی مین کوٹھیان اُسی مین محل اور ایوان سب اُسمین اور دریا کے اُس پار باغ امیر اور غریب سب دریا کی روانی کے مزے اُٹھاتے ہین اور سامنے باغ لہلہاتے ہین اور دوسری سمت جنگل اور فضا اور خداوند استنبول مین ایک جانور نغانہ ہی۔
میر صاحب - تمکو تو دھوکے سے کہنے اُنمین ہنسنین کرنا
خو - بس ان جانگلوؤن کو اور کچھ نہین آتا۔
نواب - اجی تم اپنا مطلب کہو اس جانور خانے مین کوئی نئی بات تھی۔
خو - خداوند ایک تو ہمنے بھینسا دیکھا بھینسا کیا ہاتھی کا پاٹھا تھا اور ناک کے اوپر ایک سینگ۔ یہ ارنا بھینسے سے بڑا ہوتا ہے۔ نہایت قوی ہیکل جانور۔ بڑا گران ڈیل اور طاقتور اتفاق سے جس مکان مین بند تھا اُسکی سلاخون مین سے تین سلاخین ٹوٹ گئین اور وہ جناب سمٹ سمٹا کے نکلا تو معاذ اللہ کا مقام ہی بس کچھ نہ پوچھو ہوش اُڑ گئے دو ہزار آدمی گدبد ایک کے اوپر دوسرا اور دس پر سو اسطرح گرے کہ بیہوش کوئی چار پانچ سو آدمی زخمی ہوئے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منھ ٹوٹا کسی کا سر پھوٹا اور چوبیس آدمی جان سے گئے۔ جب مین نے یہ کیفیت دیکھی تو سوچا کہ اگر تم بھی بھاگتے ہو تو بڑی ہنسی ہوگی۔ لوگ کہینگے کہ یہ کمیدانی کیا کرتے تھے۔ ذرا سے ارنے بھینسے کو دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے گو ہزارون آدمی بھاگے مگر انمین اور ہم مین فرق تھا نہ خیر قبلہ بس ایکدفعہ جھپٹ کے جو جاتا ہون تو گردن ہاتھ مین آئی بس بائین ہاتھ سے گردن دبائی اور دہلیج کے بیٹھ گیا پھر لاکھ لاکھ زور مارے اُسنے بہت تڑپا۔ مگر کیا مجال ہمسے نبٹ لیا مین نے جھٹ پٹ ڈالا ذرا گردن ہلائی اور بیچ دہلیج جتنے آدمی کھڑے دور سے تماشا دیکھ رہے تھے سب دنگ ہو گئے کہ واہ رے پہلوان اور چوطرفہ سے تعریفین ہونے لگین۔
۱ - آدمی کا ہے کو ہے دیو کا بچہ ہے۔
۲ - شیر بچہ ہے۔ شیر بچہ۔ کمال کیا ہی۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ

۳ - بھائی پہلوان بے قتل کیے نہ چھوڑنا ۔
۴ - وہ کب چھوڑنے والے ہین اور ہو ہوا ایک جھوٹی بتا ۔
۵ - اللہ اللہ - اتنا سا آدمی اور اس ڈھوکے ڈھوکے دبائے ہوئے ہے شاباش شاباش ۔ ع

	این کار از تو آید و مردان چنین کنند

جب ہین نے دیکھا کہ حریف کا دم ٹوٹ گیا تو باواز بلند للکارا ؎

کب اپنے منہ سے عاشق شکوہ بیداد کرتی ہین	وہان غیرے ہم تمسے فریاد کرتی ہین
رحم کرتا ہون جسم کاٹ تیری تیغ ابرو کا	گریبان چاک اپنا جامۂ فولاد کرتی ہین
جو بیچ ہی نہین سکتے حکم جنبش ایک دم کو	تو بس ہم وہی کرتی ہین جو آپ ارشاد کرتی ہین
جسے یہ ذبح کرتی ہین نہین پھر دیکھتے اسکو	یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتی ہین

بس کہکر مین نے گردن چھوڑدی اور کہا بھلا ہست تو کیا مجال سٹپٹا کے رہگیا ۔ چاہا کہ اٹھے مگر ہمس تک سکا ۔ میری طرف دیکھا اور آنکھین بند کرلین لوگون نے اسقدر غل مچایا کہ توبہی بھلی وہ شور اٹھا

۱ - ارے او پہلوان کیون سب کی جان کا خواہان ہوا ہی ۔
۲ - بھائی جان جہان اسقدر احسان کیا ہی اتنا اور احسان کر کہ جسطرح ممکن ہو اس بلا کو کٹہرے ہی مین ڈالدے ۔
۳ - ذرا بپھرے تو ستم بپا کرڈالے ۔
۴ - ابکی ایسا نہو کہ اغنین میان کو ہضم کرجائے ۔

بس اتنا سننا تھا کہ مین نے ایک تھپڑ لگایا ۔ چوندھیا کے تڑسے گرا ۔

مسیتا - اسکے کیا معنی ۔ تڑسے گرا ۔ آپ کے خوف کے مارے لیٹا تو تھا ہی پھر لیٹے لیٹے کیونکر گر پڑا ۔

خو - واہی ہو ۔ بس حضور مین نے کان پکڑا تو اسطرح ساتھ ہوا جیسے بکری ۔ اسی کٹہرے مین پھر بند کردیا ۔

نواب - کیون صاحب سچ ہی یہ روایت ۔

آزاد - مین اسوقت موجود نہ تھا ۔ شاید سچ ہی ہو ۔

میر صاحب - بس بس قلمی کھلگی غضب خدا کا جھوٹ بھی تو کتنا گردن دبائی اور ہمنے نہ دیا ۔ اس کفر پر تو جی چاہتا ہی کہ اٹھاکے گدادون کو دس گز زمین مین گرمجائے نامعقول گینڈے سے تو بچے لڑیگا پہلے ہمسے تو ہاتھ ملائیے بڑے پہلوان بنے ہین ۔

خو - قسم ہے خدا کی جو ابکی کوئی کلمہ زبان سے نکلا تو اتنی قرولیان بھونکونگا کہ عمر بھر یاد کریگا ۔ تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہے یہ سوکھی ہڈیان لوہے کی سلاخین ہین ۔

نوابصاحب نے آزاد سے دریافت کیا کہ گو آپ اسوقت وہان نہون مگر یہ تو فرمائیے کہ اتنے بڑے جانور سے انسان ضعیف البنیان مقابلہ کرسکتا ہے بھلا ۔

آزاد تو خوجی سے وعدہ کرچکے تھے انکار نگ پھیکا نہونے دینگے انھون نے کہا نواب صاحب بات یہ ہی کہ بعض آدمیونکو ملکہ حاصل ہی کہ ادھر جانور کو دیکھا اُدھر اسکی گردن پکڑی اور رشتہ رگ کو اس ترکیب سے دبایا کہ پھر جانور کسی مصرف کا نہ رہی اگر خواجہ صاحب کو بھی یہ ترکیب معلوم ہو اور یہ بات سچ ہو تو استعجاب کا مقام نہین

نواب - بس اب ہمکو یقین آگیا ۔

مسیتا - ہان خداوند کیا عجب ہے ۔ ہوا ایسا ہی ہو ۔

رفیق - صاحب یونہی ہی کہیے ۔ جب حضور کے ذہن مین ایک بات آگئی تو آپ کس کھیت کی مولی ہین ۔

مصاحب - حق ہی یہی بات ہے بھائی جان یہی بات ہے ۔

میر صاحب - اور جب ایک بات کی لم بھی دریافت ہوگئی تو پھر اسمین انکار کرنا کیا معنی ۔

نواب - کیون صاحب جنگ مین تو آپنے خوب نام پیدا کیا ہو یہ بتائیے کہ آپکے ہاتھ سے کسقدر آدمیونکا خون ہوا ہوگا ۔

خو۔ غلام سے پوچھیے۔ انھون نے کل ملاکر کم سے کم دو کرور آدمیون کو تہ تیغ کیا ہوگا۔

نواب۔ دو کرور شاباش شاباش۔

خو۔ جب تو روم اور شام اور تورا ان اور لتان اور ابی سینا اور جرمنی اور آسٹریا اور انگلستان اور فرانس مین انکا نام ہوا ہو

نواب صاحب نے کہا۔ افوہ۔ خوجی کو کتنے ملکون کے نام یاد ہین۔

آزاد۔ نوابصاحب اب انکو وہ خوجی نہ سمجھیے۔

خو۔ خداوند مین نے ایک دریا پر خدا کو گواہ کرکے کہا ہون وہ کام کیا کہ ساری خدائی عش عش کرگئی صرف تن تنہا مین اور ہزارون آدمیون کا مقابلہ کیا۔

نواب۔ لاحول ولاقوۃ سب غلط محض غلط۔

مسیتا۔ حضور تین حصے جھوٹ اور ایک حصۂ صحیح۔

میر صاحب۔ ہم تو کہتے ہین سب ڈینگ ہے۔

رفیق۔ اور نہین تو کیا۔ یہ مضحکۂ گوشت بلکہ مشت استخوان اور دعوی یہ کہ کرورون آدمیون سے مقابلہ کرین۔

آزاد۔ نوابصاحب اس بات کی تو ہم بھی گواہی دیتے ہین اس جنگ مین مین شریک نہ تھا مگر مین نے اخبار مین انکی تعریف دیکھی تھی اور وہ اخبار میرے پاس موجود ہو۔

منشی۔ اتفاق۔ خواجہ بدیع الزمان آپ ہی ہین مین نے ایک اردو اخبار مین اسکا ترجمہ دیکھا تھا۔

نواب۔ تو اب ہمکو یقین آگیا جب جنرل آزاد صاحب نے کہا اور جب دوسرے صاحب نے گواہی دی تو صحیح ہو۔

آزاد۔ وہ موقع ہی ایسا تھا۔

خو۔ یہ امو قع ہی ایسا تھا بجا ارشاد ہوا۔

آزاد نہین نہین ہمنے تو واقعی کارنمایان کیا مگر موقع ایسا اچھا ملا کہ اگر دس کرور بھی ہوتے تو انکے ہاتھ پانون پھول جاتے یہ آپ کا کام تھا۔

خو۔ ان ہاتھ پانون پر سب کچھ کیا اور پھر نلوہ نکل آئے اور طرہ یہ کہ ہر مقام پر خوبان مہ جبین عاشق زار اور یہان فراق یار اور ہجر کے صدمے غضب ہین۔ ؎

بحر مین اس گل کے ہر گل کا گریبان چاک ہے	چشم نرگس مین ہر آنسو قطرۂ شبنم نہین
یار کی صورت کو ضمان دیکھکر کہنے لگا	سچ تو کہو یہ آدمی بھی رستم کم نہین

حضور ہم بھی دوسرے رستم ہند ہی ہین۔ واللہ۔

آزاد۔ کچھ اور بھی تمنے بیان کیا یا نہین خواجہ صاحب

خو۔ حضور نے قطعی ممانعت کردی تھی۔

نواب۔ کیا کیا۔ کیا ہمسے کچھ چوری کی بات ہے۔

آزاد۔ پیر و مرشد صف شکن علی شاہ دہان ملے تھے۔

نواب۔ (بہ آواز بلند) واہ۔ لو صاحبو سنو۔ ارے میرا صف شکن علی شاہ۔

مصاحبین۔ (بآواز بلند) جزاک اللہ جزاک اللہ واہ رے صف شکن علی شاہ۔

خو۔ خداوند اس ڈانٹ ڈپٹ کا بٹیر بھی کم دیکھا ہوگا۔

نواب۔ دیکھا ہی نہین کم کیسا۔

مصاحبین۔ حق ہو حق ہو۔ واللہ بہت صحیح ہو۔

نواب۔ ارے میان غفور ذرا گھر مین اطلاع کردو کہ صف شکن علی شاہ بخیریت ہین معرکۂ دار و گیر مین انکو لوگ دیکھ آئے ہین۔

غفور۔ سرکار یہ کسنے کہا۔ یہ خوشخبری کسنے سنائی۔

نواب - ہمارے مہربان دوست آزاد پاشا نے۔
غفور - ڈیوڑھی پر آیا۔ خدمتگار و رہان چپراسی خواص سب یہان نواب کی سادگی پر کھلکھلا کھلکھلا کر ہنس رہے تھے۔
خدمتگار - ایسا اُلو کا پٹھا بھی کہین نہ دیکھا ہوگا۔
غفور - دیکھتے ہو۔ نرا پاگل ہی۔ واللہ نرا پاگل۔
چپراسی - ابھی دیکھیے تو کیا کیا حاشیے چڑھائے جائینگے۔
خواص - اسمین کیا شک ہے میان۔ ابھی جنگ مین شریک کیے جائینگے غفور نے مہری کو بلایا اور کہا جاکے اندر کہدو کہ سرکار نے فرمایا ہے کہ ہمارے صف شکن علی شاہ بخریت ہین اور روم کی جنگ مین لوگون نے اُنکو دیکھا تھا۔ مہری نے اندر جاکر ہنستے ہنستے کہا۔ سرکار مبارک ہو بڑی خوشی کی خبر غفور کی زبانی سُننے مین آئی ہی۔ حضور نے کہلا بھیجا ہی کہ ہمارے صف شکن علی شاہ مسکراکر روم کی لڑائی مین مین معتبر لوگون نے دیکھا ہی بیگم صاحب نے سنتے ہی قہقہہ لگایا اور کہا ان موؤن نے پھر نواب کو اُنگلیون پر نچانا شروع کیا جاکے کہدو کہ ذری اُنکو یہان بھیجدے کہ بیگم صاحب کھڑے کھڑے بلاتی ہین۔

نواب صاحب کو اطلاع ہوئی آزاد کیطرف مخاطب ہوکر رخصت کے طالب ہوے۔ کہا ابھی کوئی کچی دو گھڑی مین حاضر ہوتا ہون۔

آزاد بسم اللہ آپ تشریف لیجایئے۔ سرکار نے یاد کیا ہی خاکسار کیطرف سے آداب عرض کردیجئے گا۔ نواب صاحب اُٹھے مگر اُٹھتے ہی پھر بیٹھ گئے اور کچھ سوچ کر کہا حضرت جانیکو تو مین جاتا ہون مگر وہ دریافت کرینگی کہ مفصل حالات بیان کرو تو مین کیا کہونگا کچھ حال تو بیان فرمایئے۔

مسیتا حضور اسمین حال کیا پوچھتے ہین سرکار جنگ کوئی مُنہ تاکنے دل لگی دیکھنے تو جاتا نہین ہے سوائے اسکے کہ لڑے اور مارے اور مرے بس اور عجب نہین کہ جنگ کا حال سُن سُنکر دل مین جوش پیدا ہوا ہو۔

نواب - بھئی کیا بات کہی ہی بس یہی بات ہی۔

خو - حق ہی پیر مرشد۔ اسوقت مسیتا بیگ کو خوب سوجھی

مسیتا - اسوقت کیا معنی ہمیشہ ہی خوب سوجھتی ہی۔

آزاد - خواجہ صاحب سے اِسکا حال دریافت کیجئے خوب واقف ہین۔

خو - ساتھ تو بیچ پوچھئے تو میرا ہی اُنکا بہت رہا۔ ان کی انگریزی وضع سے بہت چکراتے تھے۔

نواب - بھلا کسی مورچے پر گئے تھے یا نہین۔ دور ہی سے دعا دیا کیے۔

خو - خداوند غلام جو عرض کریگا کسی کو باور نہ آئیگا اور یہ آپ کے پاجی مصاحب مجھے جھوٹا بنائینگے اور مین جھلا اُنکا اور مفت کی ٹھائین ٹھائین ہوگی۔

نواب - کیا مجال۔ خدا کی قسم اب تم میرے رفیق خاص ہوے تمنے جو تجربہ حاصل کیا ہی بھلا دوسرا تمھارا مقابلہ کرسکتا ہے

خو - یہ حضور کے اقبال کا اثر ہی خداوندا ورنہ من آنم کہ من دانم کا نقشہ ہی۔ ارذل خلائق ہیچمیرز ہیچمدان نالائق رذل خلائق مردود مطرود نامعقول ہون۔

مین کیا کہون کہ کون ہون سو دالقول درد | جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

حضور بات یہ ہوئی کہ غلام لب چشمہ سارا ایک پیالی مین آہستہ آہستہ افیم گھول رہا تھا کہ بس درخت کیطرف جو نظر کرتا ہون تو نور کا عالم

یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے یا خدا یہ کیا اسرار ہے غور کرکے دیکھا تو روشنی پہلے تو مین سمجھا کہ چنار کا درخت ہے مگر دم کے دم مین ہمارے حضور صف شکن پھرے آن کر ہاتھ پر بیٹھ گئے۔

نواب ۔ شکر خدا ہزار شکر خدا ۔ بڑے خوش ہوے ہونگے۔

خو ۔ حضور جیسے کرور دن روپیہ مل گیا دنیا بھر کی اقلیم کے مالک بن بیٹھے حضور کا حال بیان کیا ۔ یہان کا ذکر چھیڑا سرکار کی بیقراری اور فراق مین نصیب اعدا گریہ زاری کا حال کہا ۔ بس حضور پھر تو یہ کیفیت تھی کہ کسی لڑائی مین غنیم جم ہی نہ سکے جنگ ہوئی اور روسیون نے توپون پر بتی لگائی اور ادھر میرے شیر نے کیل ٹھونک دی۔

نواب ۔ این آ ہا ہا ۔ واللہ ای میری صف شکن علی شاہ مسیتا ۔ خداوند جانور کیا جادو ہے ۔ سحر ہے یہ کالہ آکش ہے

خو ۔ بھلا اسکو کوئی ٹہیر کہ سکتا ہے اور جانور آپ خود ہین ایسا ثقیل اور سخت اور ناملائم لفظ انکی شان مین آپ استعمال کرتے ہین ۔ نامعقول !۔

نواب ۔ مسیتا بیگ اگر تمکو اچھی طرح رہنا ہو تو رہو ورنہ اپنے گھر کا راستہ لو ۔ اسکے کیا معنی آج کو صف شکن کو جانور بنایا کل کو مجھے جانور کہوگے ۔ مصاحب ہو کہ آقا ہو ۔

مصاحب ۔ خداوند بجا ارشاد ہوا یہ نرے چھوہڑ ہین ۔

مسیتا ۔ حضور ۔ یون تو ۔ مگر

حضور ۔ اچھا تو اب خاموش ہی رہیے صاحب قصور ہوا

خو ۔ نہین حضور کمالات کا حال سن چکے مگر تب بھی اپنی ہی سی کہے جائینگے ۔ دوسرا اگر اسوقت جانور کہتا تو گلٹھے چیر کے دھر دیتا مردک کے ۔ نہوئی قرولی ۔

راوی ۔ واہ خواجہ بدلیا واہ ۔ اس فن کے تو بادشاہ ہو جس مصاحب کو چاہو بات کی بات مین نکلوا دو کمال حاصل ہے نواب صاحب آپ اسوقت خوجی کا جامہ پہنے ہوے ہین ایک مسیتا بیگ پر کیا فرض ہے جسکو کہ نکلوا دین گرواہ رہے صف شکن اللہ رے تیری جرأت خواجہ صاحب نے ایک جنگ دریائی کا حال یون بیان کیا خداوند نعمت خشکی مین تو سب کوئی لڑسکتے ہین مگر تری مین لڑنا البتہ کارے دارد ۔ سو حضور تری کی جنگ مین صف شکن اور بھی سب سے بڑھکر رہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چھوٹا سا دریا تھا اسطرف ہم اُس طرف غنیم لب دریا مورچہ بندی ہوگئی اور گولیان چلنے لگین دھنا دھن خداوند مین کیا دیکھتا ہون کہ صف شکن موجود آتے ہی دیکھا آؤ نہ تاؤ ایک کنکڑی لیکے کچھ پڑھ کر اس زور سے پھینکی کہ ایک توپ پھٹ گئی اور ہزار ٹکڑے ہو گئے ۔

نواب ۔ این ! واہ واہ ۔ کیا کہنا ہے ۔ مصرعہ

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

مسیتا ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ۔ خداوند غور کا مقام ہے کہ ایک ذرا سی کنکڑی کا کن کے دانے کے برابر اور توپ کے بہتر ٹکڑے کر دیئے ۔

مصاحب ۔ کیا پوچھنا ہے ۔ اللہ ری کنکڑی ۔

مسیتا ۔ کنکڑی نہین تھی وہ ۔ وہ خدا جانے کیا تھا ۔

خو ۔ ہونہہ ۔ کنکڑی ! ۔ اب سنیے کہ دوسری کنکڑی جو پڑھ کے پھینکی تو ایک اور توپ پھٹی اور بہتر ٹکڑے اور کوئی تین چار ہزار آدمی مجروح اور مقتول ہوے ۔

نواب ۔ اس کنکڑی کو ملاحظہ فرمایئے گا ۔ کیا بلا کی کنکڑی ہے این واہ ! ۔ اللہ اللہ ! دو سو ٹکڑے توپ کے اور چار ہزار روسی مجروح اور مقتول خدا کی شان ہے واہ ری میری صف شکن اللہ نے

تیری قدرت کی۔

خو۔ خداوند جو وہ توپین اڑادی گئین اور جتنے آدمی بیٹھے تھے سب تر بھر ہو گئے۔ کچھ پوچھئے نہ حضور آجتک کسی کی سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا ہوا۔ اگر ایک گولہ بھی پڑا ہوتا تو لوگ سمجھتے کہ شاید اُس گولے مین کچھ سامان کچھ مصالح ہی ایسا تھا مگر ذرا سی کنکڑی تو کسی کو معلوم نہین ہوئی۔

نواب۔ اور کیونکر معلوم ہو ماش کے دانے کے برابر کنکری معلوم کسے ہو مگر بلا کی کنکری تھی کہ توپ کو اڑا دیا اور دو ہزار گھوڑے گرا دئے اور ہزار ہا آدمیونکی جان لی۔ اللہ ری کنکری کی کمال جادو ہو کہ کنکری ہو۔ واہ بھئی کوئی جاکے ذرا صف شکن کی کاپک تو لاؤ۔

اتنے مین پھرہری نے آکر کہا حضور بڑا ضروری کام ہے ابھی بلایا ہو نوابصاحب خوجی کو لیکر زنان خانے چلے خوجی کی آنکھو نمین دوہری پٹی باندھی گئی۔ نوابصاحب نے انکو حکم دیا کہ پہلے ڈیوڑھی مین ٹھہرے رہو مین بیگم صاحب سے دریافت کرون تو بلاؤن جیسے ہی اندر قدم رکھا بیگم صاحب نے قہقہہ لگایا

نواب۔ ایک تمہر کیا فرض ہو سارا زمانہ آج خوش ہو۔

راوی۔ خوب سمجھے۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست	

بیگم۔ صف شکن علی شاہ اب کہان ہین۔

نواب۔ واللہ مجھے یہ حال معلوم ہی نہ تھا کہ جنگ و جدال مین بھی برق ہین مین تو سمجھتا تھا کہ صرف خانہ جنگیون ہی مین اُستاد ہے مگر اُسنے تو جاکے توپون مین کیلین ٹھوک ٹھوک دین۔ اللہ اللہ خدا جانے یہ سب سیکھا کس سے ہے۔

بیگم۔ یہ خدا کی دین ہو سیکھنے سے کہین ایسی باتین آتی ہین

نواب۔ واللہ سچ کہتی ہو بیگم صاحب سچ ہی پیاری اسوقت تم سے جی خوش ہو گیا! اے غضب خدا کا کجا توپ کجا کیل۔ کجا صف شکن۔ خیال تو کرو۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

بیگم۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو صف شکن کو ہزار پردون مین چھپا کے رکھتی۔ کبھی ہوا بھی نہ دیتی مگر اب تو جو ہوا سو ہوا۔

ہان خوب یاد آیا سنو وہ تو ابھی جیتے جاگتے ہین اور تمنے انکا مزار بنوا دیا یہ کیا۔

نواب۔ واللہ خوب یاد دلایا بیش از مرگ واویلا۔

بیگم۔ یہ تو صریح کوسنا ہوا کسی بیچارے کو۔

نواب۔ کوسنے کے علاوہ اسمین اور فیہ بھی ہو۔ فرضکہ دو سیر کرتے ہوے اسیطرف آنکلے اور پڑھے لکھے تو مین ہی نظر پڑگئی کہ مزار پر انوار میان صف شکن علی شاہ تو اسوقت کہینگے کہ ماشاء اللہ یہ لوگ میری موت ہی کے خواہان تھے کیا جھپاک سے قبر بنوا دی ہو اس سے بہتر یہی ہو کہ کھڑا اڑا لون ورنہ بُری ہوگی نوابصاحب نے بیگم صاحب سے کہا۔ ہمارا پُرانا رفیق خواجہ بدیع الزمان جسکو ہملوگ خوجی خوجی کہتے ہین جنگ کے میدانمین صف شکن سے ملا تھا اگر اجازت دو تو یہان بُلالون پھر اسکی زبان سے انکا حال سنو۔ دیکھو تو کہتا کیا ہو۔

بیگم۔ اوئی جہنم مین جائے موا۔ اور سنو اس نیمی کو گھر کے اندر لائینگے واہ ہم ایسا حال سننے سے درگذرے۔

نواب سُن تو لو۔ اول تو بوڑھا پیٹ مین آنت نہ منھ مین دانت دوسرے معتبر تیسرے دوہری دوہری پٹی بندھی ہو۔ اچھا ڈیوڑھی سے کہے۔

بیگم۔ ہان اسکا مضائقہ نہین۔ مگر مین ان موئے لنگارون خصوصاً خوردون کے نام سے جلتی ہون انھین کی صحبت مین ان باڑونکو بھیجئے

نواب۔ این! ماشاء اللہ۔ ۵

بزم آنند کی غیر سبب را چہ علاج | ماگذ تیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

خو - خداوند غلام حاضر ہی -

بیگم - این! کیا ڈیوڑھی مین بٹھا آئے تھے -

خواجہ - ہوا تھا مین تو سمجھی کہ کنوئین مین سے کوئی بولا -

بیگم - اے موا ابھی ہر دم پینک مین رہا جاتا ہے -

نواب - خواجہ صاحب کیا سو گئے (رے میان خوجی -

دربان - خواجہ صاحب خواجہ صاحب دیکھو سرکار کیا فرماتی ہین

خو - (چونک کر) جی پیر و مرشد - حکم خداوند عالم -

بیگم - دیکھا اللہ جانتا ہی اونگ رہا تھا موا مین تو کہتی ہی تھی کہ اونگتا ہی - وہ تو ہر دم پینک ہی مین رہتا ہی -

نواب - بھئی ذری صف شکن علی شاہ کا حال تو کہہ چلو

خو - خداوند تو اب آنکھین تو کھلوا دیجئے -

بیگم - کیا کتیا کے پلے کی طرح آنکھین ہی ابھی نہین کھلی ہین -

نواب - پہلے حالات بیان کرو - ذرا توپ والا ذکر خیر چھیڑو یہان کسی کو یقین ہی نہین آتا ہی -

خو - خداوند یہ وہی مثل ہوئی - ؎

یوسف نہین ہی یا کنعین جسپہ ہنگیان | کاٹین گلے نگاہ جو سو سو گلو کرین

اور حضور یقین کیونکر آئے بھلا یقین آنے کی بھی کوئی بات ہی جبتک اپنی آنکھون سے نہ دیکھینگے کبھی نہ مانینگے -

نواب - تو بھئی ہمنے کیونکر مان لیا - اتنا تو سوچو -

خو حضور اللہ نے سرکار کو چشم بینا دی ہی آپ سمجھین تو کون سمجھے خداوند کسی شاعر نے خوب کہا ہے - ؎

آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی | اس سے بھی آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوتی

تو حضور کا دل تو مثال آئینہ ہی خداوند کیفیت یہ ہوئی کہ دریا کے دونو طرف آمنے سامنے گھوڑ چڑھی توپین اور سپاہی بندوقین چھتیائے ہوے گولیان چلا رہے تھے بس صف شکن نے ایک کنکری اٹھا کر خدا جانے کیا افسون پھونک دیا کہ ادھر کنکری پھینکی ادھر توپ کے دو سو ٹکڑی اور ہر ٹکڑے نے سو سو روسیونکی جان ماری -

بیگم - اس جھوٹ کو آگ لگے افیم پی پی کے نگوڑونکو کیا کیا سوجھتی ہی بیٹھے بیٹھے ایک کنکری سے توپ کے سو ٹکڑے ہو گئے اوئی خدا کا ڈر ہی نہین -

نواب - انھین یقین ہی نہین آتا تو اسکو کوئی کیا کرے -

بیگم - (جھلا کر) چلو بس خاموش رہو - کاہے کا یقین آئے ذرا سا موا بٹیرا اور کنکری سے اسنے توپ کے دو سو ٹکڑے کر ڈالے اللہ جانتا ہی تم اپنی فصد کھلواؤ جراح کو بلاؤ کہو ہفت اندام کی فصد کھولو

نواب - اب خدا جانے ہمین جنون ہی یا تھین -

خو - خداوند بحث سے کیا فائدہ - عورتون کی سمجھ مین یہ باتین نہ آئینگی حضور وہ بیچاری کیا جانین -

بیگم - محبوبن دربان سے کہو اس نگوڑی خوشامد خور کو جوتے مار کے نکال دو خبردار جو کبھی اسکو ڈیوڑھی مین آنے دیا -

خو - سرکار تو خفا ہی ہوتی ہین ناحق بن ناحق -

بیگم - ناحق بن ناحق! مین کہین آج اسکو قتل نکر ڈالون ارے دربان محبوبن کھڑی سنتی کیا ہی -

محبوبن - حسینی اور حسینی نے اس مونڈی کاٹے کے کان توڑے کان پکڑ کے تھپڑ مارتا ہوا لیجا اور سنو یہ بھی تنے ہوے -

خو - بس بس - دیکھو کان وان کی دل لگی اچھی نہین -

محبوبن - (چپت لگا کر) اب چلتا ہے یا مچلتا ہی -

خو - (ٹوپی زمین سے اٹھا کر) اچھا اگر آج جیتی بچ جائے تو جب ہی کہنا - ابھی ایک تھپڑ دون تو دم نکلجاے -

اتنا ہی کہنا تھا کہ دوسری مہری نے بھی کان پکڑ کے میان خوجی کو

خوب چپتایا۔ یہ آگ بھبوکا ہو گئے۔ مگر سوچے کہ نواب صاحب نے تو آج اسقدر اعزاز بخشا ہو اگر سب لوگون پر کھل جائیگا کہ محبوبن کی جوتیان کھائین تو بات بیڈھب ہو گی اس سے بہتر یہ ہے کہ خاموش ہو رہو جھاڑ پونچھ کے باہر آئے۔ برف کا پانی پیا۔ ٹھنڈے ہوے گلوری چبھی اور لیٹ رہے۔

اب ادھر کا حال سُنیے کہ بیگم صاحب نے خوب ہی آڑے ہاتھون لیا اور دانت پیس پیس کر کہا۔ ذرا سوچو تو کہ تم کو ہو کیا گیا ہو۔ کہان پیر کہان توپ۔ کہان جنگ۔ خدا جھوٹ نہ بلائے تو بلی کھا گئی ہو یا انھین دو زخمی مصاحبون مین سے کسی نے نکال کے بیچ لیا ہو گا اور انکو پٹی پڑھا دی کہ وہ توسف تسکن علی شاہ تھے اور بہنتے تھے اور نماز پڑھتے تھے یہ کیسطرح یہانسے نکالے جائین تو گھر کا انتظام ہو ورنہ اللہ اللہ خیر صلاح ہو۔ آخر تم کسی اپنے دوست سے تو پوچھو دیکھو اور لوگون کی کیا راے ہے۔

ایک مولوی کو تو بلوایا تھا پھر اُسنے کیا کہا۔ اُسنے یہی کہا کہ جنون ہو گیا ہو۔ خود بنتے ہو کہ مجھے بناتے ہو۔ پیر اور عالم اخاصے بھلے چنگے پڑھے لکھے گورے چٹے آدمی مگر ان مصاحبون پر آسمان پھٹ پڑے اُنھون نے کہین کا نہ رکھا۔

نواب۔ خدا کے لئے ان میرے مصاحبون کو نہ کوسو جاہے مجھے بُرا بھلا کہو مگر ان بیچارے جان نثارون کی نسبت تو ایسی باتین زبان سے نہ نکالو۔

بیگم۔ اللہ موے مفت خورون سے بھی اور کیا کہون۔

نواب۔ ازبراے خدا ذرا آہستہ آہستہ کہو کہین وہ سُن نہ لین تو بھڑ بھڑا کے اُٹھ جائین پھر مین اکیلا کھیان ہی مارا کرون۔

بیگم۔ ہی ہو ایسے بڑے کھرے ہین ای تم تو جوتیان مار کے نکالو تو جون نہ کرین گے۔ ذرا اس ڈرکو تو دیکھو ہے ہے کوئی سُن نہ لے۔ جو بھڑ بھڑا کے نکلجائینگے تو کیا ہو گا۔ اللہ کرے کل جاتے ہون تو آج ہی جائین اللہ کہین اُنکو یہان سے دفان تو کرے۔

مہری۔ (آہستہ سے) حضور تو چوک گئین ذری سی موے خوجی کی کہانی تو سُنی ہو تی۔ اور جو ذری آپ ہان ہان کرتی جائین تو زمین اور آسمان کے قلابے ملا دے۔

بیگم۔ اچھا اُسکو بلاؤ تو ذری اُسکو وصف تسکن کا کچا چٹھا کہ سنائے مگر جھوٹ بولا اور مین آگ بھبوکا ہو گئی۔

نواب۔ یا الٰہی یہ تمسے کس نے کہدیا کہ خواہی نخواہی جھوٹ ہی بولیگا اتنے دن سے رفاقت کرتا ہی کبھی آج تک جھوٹ نہین بولا اب ہی جھوٹ بولنے لگے گا اور آخر اتنا تو سمجھو کہ جھوٹ بولنے سے اسکو مل کیا جائیگا۔

بیگم۔ اچھا بلاؤ۔ مین سُنون تو وصف تسکن نے کیا کیا سامان کیے

مہری نے باہر جاکر خوجی کو بُلایا۔ خواجہ صاحب جھلائے ہوے چھپر کھٹ پر دراز تھے کہا جاکے کہدو اب ہم وہ خوجی نہین ہین جو پہلے تھے۔ آنے والے اور جانے والے اور بُلانے والے اور بلوانے والے اور بھیجنے والے اور بھجوانے والے سب کو سمجھ کہتا ہون مہری نے جھلا کر داروغہ کو کہا۔ تم کھڑی دیکھتے کیا ہو داروغہ جی اُٹھ کے جہنم واصل نہین کرتے موے کو داروغہ نے قریب آکر آہستہ سے کہا خبردار اب انکی شان مین ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا ورنہ حضور بد دماغ ہو جائینگے اب تو جو کچھ ہین یہی ہین۔ مہری نے خوشامد کر کے کہا۔ اے خواجہ صاحب سرکار یاد کرتی ہین۔ اور تم نہین چلتے اور حضور بھی بُلا رہے ہین۔ لوگون نے سمجھایا۔ داروغہ نے خوشامد کی آزاد نے فہمائش کی پیارے بہزار خرابی خواجہ صاحب ڈیوڑھی مین آئے۔

مہری حضور خواجہ صاحب ڈیوڑھی مین تشریف رکھتے ہین

خو۔ آداب عرض کرتا ہون سرکار اب کیا پھر کچھ مہربانی کی نظر غریب کے حال پر ہوگی یا بھی کچھ انعام باقی ہو تو اور مل جائے

بیگم۔ اگر ذرا بھی جھوٹ بولیگا تو تجھ بیگا صف شکن کا حال بیان کر گر سچا سچا۔ ذرا جھوٹ کا نام نہو خبردار۔

خو۔ واہ ری قسمت ہندوستان سے بمبئی گئے وہان سبکے سب حضور حضور کرتے تھے۔ عورتین عاشق مرد غلام۔ مصر مین ہزارہا عورتین کمربستہ حاضر ترکی مین کوہ قاف کی پریان نقد جان دیکر نثار۔ تقریر صورت نگاہ چتون۔ سبد مین جادو بھرا جس نے دیکھا دنگ ہو گیا۔ ؎

دم بھر کجا ہی جسے سنتے ہی تقریر یہ | دیکھے تو جی ہی نکلجائے نگہ تیر یہ ہو
دیکھتے رہتے ہین ہم خوب کیشان اکثر | تیغ مین پڑ گئے اس زلف کے بعیر یہ ہی
قتل ہو گا کوئی اس تیغ سے یہ لکھا ہو | جوہر تیغ نہین ہی خط تقدیر یہ ہو

مسرور زنانے ایک نہوش ہزار ادا پر ہزارون دل عاشق تھی مگر۔

لگا دل اس بت نا آشنا سے | عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے
جب کبھی اسکی یاد مین نیند آتی ہی رات بھر عمدہ عمدہ خواب دیکھا کرتا ہون اور جو زلف کی یاد مین آنکھ لگی تو پھر کچھ نہ پوچھو۔ ؎
خواب مین اک نور آتا ہی نظر | یاد مین تیری جو سو جاتے ہین ہم

بیگم۔ اب بتاؤ ہو یکا فیصلہ ہوا یا نہین۔ بھلا کہو اس جھگڑے سے ہمین کیا واسطہ۔ مطلب کی ایک بات نہ کہی وہی تباہی کہنے لگا

خو۔ حضور ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ پہاڑ کے اوپر تو روسی اور نیچے ہماری فوج اور ہمکو معلوم نہین کہ روسی موجود ہین ہمنے حکم دیا کہ توپ مین گولہ بھرو اور توپ داغو۔ سپاہیون اور سوارون نے وردیان اتارین اور کھانے پینے کی فکر مین ہونے لگین اب سب بیفکری کے ساتھ انتظام کر رہے ہین۔

اتنے مین حضور ایک سوار نے چونک کر کہا روسی روسی۔ پہاڑ پر روسی ہی۔ بڑے بھر مین ہلچل مچ گیا سب کی نظرین پہاڑ کی چوٹی کی طرف۔ دو چار آدمیون نے کہا بھئی عجب دل لگی باز آدمی ہین خواہ مخواہ ڈرانا۔ روسی یہان کہان وہ بار گردوری ہو چکی ہی۔ پہاڑ بالکل صاف ہے اور روسی آتے تو کہان سے آتے کوئی راہ بھی کھلی ہی یا وہ ادھر اُدھر سے کود پڑتے پھر سب کے سب اپنے کامون مین مصروف ہوے۔ مین ایک ندی کے پاس بیٹھا افیم گھول رہا تھا۔

بیگم۔ ہنسکر وہ تو گھٹی مین پڑی تھی افیم کہان چھوٹتی۔

مہری۔ مرتے دم بھی یہ افیم ہی افیم پکارا کریگا۔ اف ری لت مجبون۔ حضور انکو تو مین نے کئی بار ی سویرے آگ کے ٹھیکرے کے پاس پڑا ہوا دیکھا ہی۔ دست پناہ ایک ہاتھ مین اور چلم دوسرے ہاتھ مین۔ تو اکہین۔ اور تمبا کو کہین۔

مہری۔ اور باتین کیسی تول تول کے کرتے ہین کہ کوئی جانے پڑے وہ ہین۔

خو۔ باتون مین اور کام مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔

بیگم۔ اچھا ہان ہان سچ تو ہی۔ تم اپنی کہانی شروع کرو۔

خو۔ مین مزے مزے افیم گھول رہا تھا اور افسر اور سوار اور پیادے سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے کہ پہاڑ پر سے تالیون کی آواز آئی این! یا الٰہی! یہ تالیان کس نے بجائین سب کے سب پھر غور سے دیکھنے لگے مین پیالی لبون تک لے ہی گیا تھا کہ اوپر سے روسیون نے باڑھ ماری کوئی چار سو بندوقین ایک ہی دفعہ سر ہوئین اور آدھے آدمی مجروح اور مقتول ہوے مگر واہ رے مین خدا گواہ ہی پیالی ہاتھ سے نہ چھوٹی۔ اب سنیئے کہ فوراً صف شکن علی شاہ موجود اور میرے ہاتھ پر بیٹھکر چونچا افیم سے تر کیا اور زور سے چونچ کھولی تو دھتاری پہاڑ تک کی خبر لائے

اور پہاڑ جو پھٹا تو ارادھون اور لطف یہ ادھر کا ایک آدمی ضائع نہین ہوا۔ بس مین نے صف شکن کا منھ چوم لیا بیٹر کیا ہو جانے وہ کون نایاب شے ہے۔ ؎

تیغش آن ابر گہربار است	دستش آن ابر کہ زر افشانست
ذاتِ او عقل مجسم آمد	رائے او صائب و محکم آمد
نور قلبش ز علوم نافع	مہر جرات ز جبینش ساطع
باطنش از زہد تیغم ظاہر	دانشش از گل نیا طاہر
دست ہمت بہ زر آلودہ ازان	کہ بجز زر نبود جود عیان
ورنہ او کے سر دنیا دارد	روے دل جانب عقبیٰ دارد
وعدہ اش صادق و عہدش واثق	زین ہمہ ہست زیادہ لائق
سیم و زر بخشد و منت نہ نہد	مزد بے رنج و مشقت بدہد
صد و سی سال سلامت باشد	ہر دم افزونی دولت باشد
دخل اغراق بہ تقریرم نیست	یک قلم شبہہ بہ تحریرم نیست

اب ہم کیا دیکھتے ہین کہ ہزار ہا روسی مرے پڑے ہوا ہی بندوقین اور بارود اور گولی اور گولا اور سامان اور رسد سب تباہ کجا پہاڑ کجا چوٹی۔ کجا دامن کوہ۔ ایک قطرہ آبلہ اعلم کیا بات تھی۔ کچھ سمجھ مین نہین آتی اور لطف یہ کہ انسے جو ہاتھ جوڑ کر دریافت کیا تو مسکرا کر خاموش ہو رہے مین نے پوچھا کہ اگر تمکو کوئی روسی کبھی گرفتار کر لیجاے تو تم کیا کرو ہنسکر برجستہ جواب دیا ؎

ہین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد	کب گرفتار قفس مرغ نظر آتا ہے

بیگم صف شکن باین کس زبان مین کرتے ہین کسی زبان مین نا خو۔ حضور ایک زبان ہو تو مین عرض کرون۔ اردو فارسی عربی ترکی انگریزی دلندیزی اور۔

بیگم۔ (قہقہہ لگاکر) انگریزی تو انگریزی مگر دلندیزی مین بھی بول سکتے ہین یہ کس ملک کی زبان ہے شاید اسیطرف کوئی ملک ہو گا روس کے آس پاس۔

خو۔ اب حضور سے کون کہے۔ ؎

مٹ گیا جب مین تو ای مہر نظر آیا مجھے	دست خم گشتہ مرا ابر دنظر آیا مجھے

نواب۔ اب یقین آیا کہ اب بھی نہین یقین آیا۔ اف ری بدگمانی راوی۔ اب بھی بیگم صاحب کو یقین نہین آتا تعجب ہے بیگم۔ چلو بس چپکے بیٹھے رہو۔ خدا گواہ ہے مجھے رنج ہوتا ہے کہ ان حرام خورون کے پاس بیٹھ بیٹھ کے تمھین ہو کیا گیا ہے۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ کس سے کہون یا اللہ۔

نواب۔ ہاے افسوس غضب کا سامنا ہے۔ ہے ہے آخر یہ سب کے سب تمسے جھوٹ کیون بولینگے۔ خوجی کو مین کچھ انعام دیدیتا ہون یا کوئی جاگیر لکھدی ہے اُس کے نام کہ بیگم صاحب کو جھوٹی کہانی سُنایا کرو۔

خو۔ خداوند اگر اسمین ذرا بھی شک ہو تو خدا مجھے غارت کرے جھوٹ بات کبھی زبان سے نہ نکلیگی چاہے کوئی مار ڈالے مگر بولونگا سچ ہی۔ بیگم صاحب نے کہا ایمان سے کہنا کبھی مورچے پر جانے کا بھی آج تک اتفاق ہوا تھا کہ جھوٹ موٹ فقرہ ہی سُنایا کرتا ہے۔ خواجہ اسپر بہت ہنسے فرمایا حضور مالک ہین آقا ہین جو چاہین فرمالین مگر غلام نے جو بات اپنی آنکھون دیکھی وہ عرض کی اسمین اگر فرق ہو تو پھانسی کا حکم دیدیجئے ایک بوڑھی بوڑھی سنلانی جو ضعیف الاعتقاد دون تھی خوجی کی کہانی سنکر بولی سرکار اسمین آپ کو تعجب ہی کیا ہے یہ کون بڑی بات ہے ہمارے محلے مین ایک کتا رہتا تھا بہت بڑا کتا۔ کالا بالکل کالا لڑکے بالے محلے کے لونڈے چھوکرے بان تو مین یہ سب اسکو جانتے تھے لڑکے کان پکڑا کرتے تھے مارتے تھے دق کرتے تھے مگر وہ ذرا چون نہین کرتا تھا ایکدن پڑوس کی ایک چوکیدار نی اسکو زور سے ڈھیلا مار

تو کانسے خون بہنے لگا اٹھا اور آنکھین نیلی پیلی کرکے بھونکنے لگا
چوکیدار نے پھر چاہا کہ ڈھیلا مارے مگر ایک جوگی نے اسکا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بس کیون جان کا دشمن ہوا ہی بابا یہ کتا نہین ہے
اے اسی رات کو چوکیدار نے خواب دیکھا کہ کتا اسکے پاس آیا اور
بولا بنا زخم دکھا کر کہا (یا تو ہی نہین یا ہم ہی نہین) سویرے چوکیدار
اٹھا تو اسنے پاس پڑوس والون سے خواب کا ذکر کیا اب
محلے بھر مین ڈھونڈ مارا کہین کتے کا پتہ ہی نہین دوپہر کو
چوکیدار کنوئین پر پانی بھرنے گیا پانی دیکھتے ہی بھونکنے لگا
پیگم - بیچ ! ہی ہی - کتے سے تو ہم بھی بہت ڈرتے ہین -
پھر ہی حضور اللہ بچائے اس بلا سے - ہی ہی دشمن کے بھی
نہ کتا کاٹے تو بہتری جبھی - اسطرح کی موت کسی کو نہو یا خداوندا
مغلانی - حضور کتے کے بھیس مین کیا جانے کون ہوتا ہی -

اے نفس پلید آدمی بن | کتے مین ولی کی خصلتین ہین

بس شہر مین تلاش کی کتا کہین نہ ملا اور دو دن مین چوکیدار
کی عجب حالت ہوگئی باباجی بلوائے گئے ہندو تھا بیراگی اسنے
آن کر کہا بچہ ہمنے تو دیکھتے ہی کہدیا تھا کہ کیا جانے کون ہی
پھر لاکھ لاکھ علاج کیا نہ اچھا ہونا تھا نہوا - چوتھے روز
تڑپ تڑپ اور بھونک بھونک کے مر گیا -
نواب - آپ اسکو کیا کہوگی - اب بھی صف شکن کے کمال
کو نہ مانوگی - یہ تو بات ہی دہر کہ قاضی ہکو بہت سمجھایا کیے مین سمجھی
بیگم - ہان ایسی باتین تو ہمنے بھی سنی ہین مگر -
خو - اگر مگر کی گنجایش نہین حضور غلام چشم دید کہتا ہی -

ہم نہین سمجھون جو اتنا کار عشاق جانفشانی ہے

اور ایک روایت اور سنیے اسکا بھی شاید آپ کو یقین آئے
میری سر پر آنکر بیٹھ گئے اور کہا روسیونکی فوج جمین دھنس پڑو

ہوش اڑ گئے کہتا ہون صاحب ہو کہان میری جان جائیگی آپ
کے نزدیک دل لگی ہی وہ سنتے کسکی ہین کہا چلو تم اور آدھی
رات اور گھٹا چھائی ہوئی مجبور جانا پڑا - مگر مجھ سے کہدیا تھا
کہ خبردار کسی آدمی کو چھو نہ جانا ممکن نہین کہ کوئی فرد بشر تمکو
دیکھ سکے - چلا اور حضور سر پر جمے بیٹھے ہین بس جناب والا پہونچے
وہ ہزارہا آدمی فوج ہی تھی دل جمع کوئی گاہی - کوئی بجا تا ہی
کوئی سوتا ہی کوئی منھ ہاتھ دھوتا ہی - مگر ہم سب کو دیکھتے ہین -
ہین کوئی نہین دیکھتا - بس صف شکن شاہ اصطبل کیطرف چلے
اور پھدک پھدک کے ہر ایک گھوڑی کی گردن پر بیٹھنے لگے
جسپر بیٹھے دھم سے گرا جسپر بیٹھے تڑ سے زمین پر لوٹنے لگا مین نے
کہا آپ تو میرے سر پر ہین نہین اگر کوئی دیکھ لے تو مین کیا کرون
مین تو بے موت مرا کہا خاموش رہو نہ بولو حضور باور کیجئے سات
ہزار گھوڑی اسیدم دھم دھم کرکے لوٹ گئے واہ ری صفائی اور کمال

اُسکی فتار کے جو لکھے وصف | کیا مری طبع کی روانی ہے
سر کٹا مینگے شمع سان افسوس | گر یہی اپنی بے زبانی ہے

پس پھر آن کے بیٹھے اور چپ چاپ چلے آئے - ایک مقام پر
کسی روسی کو میری چاپ معلوم ہوئی کہا کون ہمنے جواب نہین
دیا تو صف شکن نے آہستہ سے کہا جواب دینا تھوڑی دیر کے بعد
کہا پیچھے سے جاکے ایک دھپ جماؤ دھپ پڑتے ہی ہوش
اڑ گئے کون ہی - ادھر دیکھا کون ہی بھئی ادھر دیکھا کون ہی بھئی -
تب تو چکرایا اور مجھے زعم اور ایک دھپ دی -

دکھاؤن حسرت دیدار آئے اور رشک در پردہ

گل نرگس سے کردون بند دیوارون کے روزن کو

جب وہان سے دور پہونچ گئے تو بڑی ہنسی ہوئی اور باہم
ہمسے اور شاہ صاحب سے باتین ہوئی لگین - بڑے لطف کے آدمی ہین

شاہ صاحب - کہو آج کی دل لگی دیکھی کتنے سوار بیکار ہوئے

ہم - حضور پورے سات ہزار ایک کم نہ ایک زیادہ -

شاہ - اور باایں ہمہ کہ آج کل سفر کی سختی سے بہت ضعیف ہوں

ناتوانی نے بنایا طائر کرکت مجھے	صید دہ ہوں جسپہ صیاد دنکا بھی قابو نہیں

ہم - خداوند آپ کا بایان قدم لینے کو جی چاہتا ہے -

شاہ - خاموش ہو تم سیر دیکھتے جاؤ اور کچھ کہو سنو نہیں چلتے چلتے جب تھک جاؤ ہم سے کہدو -

ہم - واہ آپ سے کیون کہون - آپ کیا کہینگے بھلا -

شاہ - یہی مطلب ہے کہ اگر تھک جاؤ تو ہم اُتر جائین جسمین کم تھکو -

ہم - رقعہ لگا کر مٹھی بھر کے آپ اور دعوی یہ کہ اس بوجھ سے ہم تھک جائین گے شان خدا آپ کیا اور آپ کا بوجھ کیا -

بس اتنا میرا کہنا تھا کہ خدا جانے اور کیا جادو کیا سحر کیا افسون پڑھ کر پھونکا کہ میرا قدم اٹھنا محال ہو گیا آپ قدم اٹھاتا ہون تو چلنا دوبھر - یا الٰہی کیا کیا جائے - کہا حضور اب تو بہت ہی تھک گیا ایک قدم چلنا محال ہے فوراً پھر سوار اُڑ گئے تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے دس بیس کروڑ من بوجھ تھا وہ اُتر گیا -

شاہ - کہو بڑے بول کا سر نیچا -

ہم - بان صاحب بڑے بول کا سر نیچا - ہزار دفعہ کہین -

نواب - واللہ مجھے اسقدر باتین نہین معلوم تھین یہ تو نئی نئی باتین معلوم ہوتی جاتی ہین واہ رے صف شکن -

خو - غلام نے عرض کیا تھا کہ -

ذات او عقل مجسم آمد	رائے او صائب و محکم آمد

نواب - واللہ یہ تو کرامت کا درجہ ہے -

خو - حضور خدا جانے کس بھیس مین ہے - اب سنیئے صاحب ایک ہندو بیراگی وہان بھی ملا تھا درخت کی شاخ پر انکو دیکھکر سجدہ کیا جسطرح تونکے سامنے سجدہ کرتا ہے مین نے کہا واہ اب تو جانور دنکا سجدہ کرنے لگے تم - کہا جانور تم خود ہو اسکو جو جانور کہے آپ جانور ہے - یہ خدا جانے کون ہے تم اندھے ہو کیا جانو انکی عظمت کا حال کوئی ہمسے پوچھے -

نواب - اللہ اللہ یعنی فقر اُنکی عظمت کے قائل ہین -

خو - بس حضور ایک مرتبہ ہی چلتے چلتے چوبخ سے ٹھوکے اٹھا لیا -

نواب - این ! ارے میان صف شکن نے میرے صف شکن نے شاباش شاباش واہ رے صف شکن واہ - اہو ہو ہو -

خو - خداوند مین دھکے سے رہگیا اور اُسدن سے پھر تم کا لفظ مین نے نہین استعمال کیا حضور کے تصدق جو کچھ غلام نے دیکھ ڈالا کسی نے کاہیکو دیکھا ہوگا - حور تین دیکھین تو پریان - بیگم - گھر کی پٹکلی دربا سی ساگ - پریان نہین وہ دیکھین -

خو - حضور - خیر -

نواب - ذرا سنبھلے ہوئے خوجی ورنہ بگڑ ہی جاؤنگا -

خو - کیا مجال غلام کی - کیا طاقت خادم کی مگر حضور یکو جو کوئی جھوٹا کہتا ہے تو ہم جلکر خاک ہو جاتے ہین -

بیگم صاحب کو نواب صاحب کی تقریر اور سادگی اور خوجی کی بے سروپا کہانی سے نفرت ہو گئی - اُسوقت تو کچھ نہ کہا بلکہ عمداً اور قصداً صف شکن کی تعریف کی مگر ٹھان لی کہ آج شب کو تخلیے مین آڑے ہاتھون لونگی نواب صاحب جو خوش خوش باہر آئے خوجی سے کہا شاباش واللہ تمنے ایسا سمان باندھ دیا کہ اب بیگم صاحب کو عمر بھر شک نہوگا اور صف شکن کی باتین یاد کر کر عش عش کرینگی

خو - حضور یہ تو سب واقعات چشم دید غلام نے بیان کئے ہین

نواب - درین چہ شک یہی تو ستم ہے کہ سچی باتون کو وہ بناوٹ

سمجھتی ہین مگر اسوقت وہ بخود ہو گئین اب شک نہ کرینگی
خو۔ مین نہین سمجھتا کہ غلام سے کیون اسقدر ناراض ہین
نواب۔ ناراض نہین ہون مطلب یہ کہ اب اس بات کو تو سوائے
بڑھے لکھے اور تجربہ کار آدمی کے اور کوئی سمجھ نہین سکتا
اور بھئی مین سوچتا ہون کہ آخر کوئی جھوٹ کیون بولے گا
جھوٹ بولنے مین کسی کو فائدہ ہی کیا ہے۔
خو۔ (اچک کر) ای سبحان اللہ اعجاز۔ اعجاز۔ خداوند کیا
بات حضور نے پیدا کی ہے۔ میرا دل مزے لوٹ رہا ہے۔
واقعی کوئی جھوٹ کیون بولیگا۔ ایک تو جھوٹا کہلائے۔
دوسرے کوئی اسکی بات کو سچ نہ سمجھے مسخرے بیحیثیون مین
بے آبرو۔ اور فائدہ خیر صلاح۔
راوی۔ ہمارا بھی صاد ہے۔ واقعی حضور کو خوب ہی سوجھی
لو صاحب جھوٹ دنیا سے کوچ کر گیا حضور نے فتوی دیدیا
کہ جھوٹ کوئی کاہے کو بولیگا۔
نواب۔ بھئی ہم انسان کو خوب پہچانتے ہین۔ آدمی کا پہچاننا
کوئی ہمسے سیکھے ایک نظر مین کھرا کھوٹا پہچان لینگے۔ نگردد کو
ہمنے بھی نہین پہچانا ایک تمکو دوسرے صف شکن کو۔ واللہ
اس مقام پر ہم بھی چوک گئے۔
خو۔ خداوند مین نہ مانونگا حضور کی نظر بڑی باریک ہے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

راوی۔ اور کچھ مطلب ہو یا نہو۔ نظر کا لفظ تو شعر مین موجود ہے
خواجہ صاحب سے حضور اس درجہ محظوظ ہوے کہ ہاتھ مین ہاتھ
دیکر باہر آئے۔ مصاحبون اور رفیقون نے جو اسقدر بے تکلفی دیکھی
تو جل مرے اور باہم اشارے ہونے لگے مصاحبین نے سر قدمبوسی
کی نواب صاحب خوجی کا ہاتھ پکڑے ہوے خانہ باغ مین چہل قدمی کرینگے
ادھر آپسمین سرگوشی ہونے لگی۔
مسیتا۔ دین! ارے میان خوجی نے تو جادو کر دیا یار وہ
غفور۔ میان یہ باہر کسی ملک سے سیکھ آئے ہین جادو۔
مسیتا۔ تجربہ کار ہو گیا نا۔ اب اسکا رنگ جم گیا۔
غفور۔ کیسا کچھ۔ بس اب سوطون آنے کے مالک ہین خوجی
مرزا۔ ارے میان۔ ہاتھ مین ہاتھ دیکر نکلے۔ گویا لنگوٹیے یار
ہین واہ واہ ری قسمت مگر آخر یہ خوش کس بات پر ہوے۔
مصاحب انکو ابھی تک یہی نہین معلوم ہوا بتائیے صاحب
مسیتا۔ میان عجب کوڑھ مغز ہو کہنے لگے خوش کس بات پر ہوے
صف شکن کی تعریف کے پل باندھ دیے۔ اب لاکھ رنگ پھیکا کرنا
چاہین ممکن نہین۔ اسکا رنگ تو خوب جما جمایا ہے۔
مصاحب۔ بھائی جان ہمکو بھی ایسا موقع ملتا تو ہمارا رنگ
بھی جم جاتا۔ وہ تو ولایت ہو آئے۔ جو جھوٹ سچ کہدین سرکار
کو تہ دل سے یقین آجائیگا ہم کیا جھوٹ بولین اور واللہ صف شکن
ہی کے پھیر مین آزاد بھی دھنسی اور اور اسباب لیکر فوجکر ہوے
تھے اور اسی پھیر مین خوجی بھی بھیجے گئے تھے اور وہی دونون
اب پھر موجود ہین اور یہ قدر افزائی ہے کہ خوجی اور نواب صاحب
پارچے بنے ہوے باغ مین گلگشت کر رہے ہین۔
مرزا۔ اسوقت خوجی کا دماغ چوتھے آسمان پر ہوگا حضرت۔
مصاحب۔ اجی بلکہ اور اسکے بھی پار۔ ساتوین آسمان پر۔
غفور۔ مین باغ مین گیا تھا۔ نواب صاحب مونڈھے پر بیٹھے
ہین اور خوجی تپائی پر اور خاص سرکار کی گڑگڑی خوجی پی رہے
ہین۔ رحیم بخش بیٹھا پلا رہا ہے۔ یہ وہی خوجی ہین یا کوئی اور۔
مرزا۔ ارے میان خوجی کو خدمتگار حقہ لیے پلا رہا ہے۔!
غفور۔ چلکر دیکھ لیجے نا۔ بس جادو کر دیا۔ نہین آجتک

کبھی سرکار نے اُنکے ہاتھ مین ہاتھ کیون نہ دیا آج تک کبھی اپنا خاص حقہ یا خاصدہی خوجی ہین جو چلمین بھرا کرتے تھے یا کوئی اور ہین مگر جادو کا زور۔ جادو برحق ہی کرنے والا کافر سب مین زیادہ یہی بنائے جاتے تھے مگر سخر الدولہ بھی آج مصاحب الدولہ بن بیٹھے۔

مصاحب۔ خوجی کو سب کے سب ملکر مبارکباد دو اور انسے دعوت معقول لو کہ اب اس سے بڑھ کر کون رتبہ ہی کہ سرکار کے دلی دوست لنگوٹیے یار ہوگئے کل تک بات بات مین للکارے جاتے تھے آج نخلیے کی صحبت مین حقے پی رہے ہین واللہ واللہ جو میری سمجھ مین بھی آتا ہو کہ یہ بات کیا ہی۔ خوجی سے کون ایسی بات بن پڑی کون کارنمایان سرزد ہوا جس سے اسقدر اعزاز حاصل کیا۔ خدا کی دین ہی۔ واللہ بس اس مقام پر عقل کام نہین کرتی۔

اتنے مین نواب صاحب خوجی کو لیے ہوے دربار مین آئے مصاحب اُٹھ کھڑے ہوے۔ سروقد تعظیم کی۔ خواجہ صاحب کو سرکار نے قریب بٹھایا اور آزاد سے کہا۔ جنرل صاحب آپکی صحبت اکسیر کی خاصیت رکھتی ہی۔ خواجہ صاحب تو عالم بے بدل ہوگئے آزاد۔ یہ سب آپکے طفیل مین انھون نے سیکھا ہوگا مین کس لائق ہون۔ من آنم کہ من دانم۔ اور میری صحبت تو چند ہی روز ہوئی انکو۔ برسون سے تو آپکی شاگردی کر رہے ہین

نواب۔ واہ آپ تو خواجہ صاحب میرے اُستاد ہین جناب۔

مسیتا۔ نہین خداوند خوجی کی حضور کے مقابل مین کیا اصل حقیقت ہی بھلا اے لاحول ولا قوۃ۔ خواجہ صاحب بھی کوئی چیز ہین۔

نواب۔ (جھڑک کر) کیا بکتا ہی۔ تم لوگ جل مرتے ہو جب ہم خوجی کی تعریف کرتے ہین اور تم اُسکے مقابل مین ہیچ ہو۔

مصاحب۔ بجا ہی خداوند۔ یہ مسیتا بیگ تو ہمیشہ کے حاسد ہین

مرزا۔ لیجئے بُرے سرے کے حاسد۔ انکے کاٹے کا منتر ہی نہین

رفیق۔ آخر خواجہ صاحب بیچارے نے انکا کیا بگاڑا ہے یہ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ انکا باپ مارا ہی کوئی ضرر پہونچایا ہی پھر یہ کیون اسقدر خلاف ہین۔

نواب۔ مجھ سے سنو صاحب مجھ سے سُنو۔ بغض للہ۔ اب کہیئے

مصاحبین۔ سبحان اللہ خداوند واللہ بس یہی بات ہی۔ بغض للہ۔

خو۔ اب حضور اسکا خیال نہ کرین۔ جو چاہین کہ لین ؎

زخاک آفریدت خداوند پاک	پسر ای بندہ افتادگی کن چو خاک

بھئی غفور ذرا سا پانی پینگے جلدی لاؤ۔

نواب۔ ٹھنڈا پانی لاؤ جناب خواجہ صاحب کے واسطے خدمتگار صراحی کا جھلا آب سرد لایا۔ چاندی کے آبخورے مین پانی دیا۔ رومال لیکے کھڑا رہا۔ خواجہ صاحب نے پانی پیا۔ خدا کا شکر کیا۔ نواب صاحب نے خاصدان سے دو گلوریان نکال کر اپنے دست مبارک سے خوجی کو دین۔ بندگی کرکے گلوریان لین اور چبھین۔

مرزا۔ اور مین نے مسیتا بیگ سے ہزار بار کہا کہ بھئی تم کسی کو دیکھ کے جلے کیون مرتے ہو۔ کوئی تمھارا حصہ نہین چھین لیجاتا پھر خواہ مخواہ کے لئے ایک تو اپنی طبیعت کو ہلکان کرتے ہو دوسرے ذلیل ہوتے ہو۔

نواب۔ مجھے اسوقت اُسکا کلام سخت ناگوار گذرا۔

مصاحب۔ حضور وہ بات ہی ایسی پھوہڑپنے کی کی ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب ست	گل ست سعدی و در چشم دشمنان خار است

خوجی کے کرورون ہنر سے چشم پوشی کرکے خوشامد کی ایک بات کہ اُٹھے اور جاتے ہین کہ اس دربار مین خوشامدخورون کی دال نہین گلتی۔

نواب نامدار اور آزاد اور خواجہ صاحب مین تھوڑی دیر کے لیے تخلیہ ہوا جسمین نوابصاحب نے آزاد سے کہا کہ جس طرح یورپ کے رؤسا رہتے ہین اور جو جو امور اُنکی ناموری کے باعث ہوئے ہین اُنسے آپ ہمین اطلاع دیجئے تاکہ ہم بھی اُنکے نقش قدم پر چلین سبب اسکا یہ تھا کہ آزاد نے باتون باتون مین یورپ کے رؤسا اولوالعزم کی بڑی تعریف کی اور ایکبار یہ بھی کہا تھا کہ یورپ کے رئیسونکی صحبت مین اچھے اچھے لوگ بنتے ہین ؎

ہمنشین تو از تو بہ باید	تا تر اعقل دین بیفزاید

آزاد۔ اگر آپ اُنکے نقش قدم پر چلین تو سبحان اللہ۔

نواب۔ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مین یورپ کے رؤسا کی تقلید نہ چھوڑونگا مگر مجھے دستور العمل لکھدیجئے۔

آزاد۔ اول تو آپکی صحبت مین چاندوباز۔ مدکیے۔ چرسیے گنجیڑی بھنگیڑے۔ اس کثرت سے ہین کہ مین جانتا ہون شاید ہی کوئی اس سے خالی ہو۔ یہ بات شایان شان ریاست نہین

نواب۔ خواجہ صاحب کے سوا اور کیسے سب کو نکال دون۔

آزاد۔ انکو نکال دیجئے چاہے رہنے دیجئے۔ مگر اسقدر حکم ضرور دیدیجئے کہ حضور کے سامنے عین دربار مین نہ چانڈو کے چھینٹے اُڑائین نہ مدک کے دم لگائین اور نہ افیم گھولین نادری حکم دیدیجئے کہ اب دربار مین اسکا جرچہ نہ رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ خوشامدخورے جو آپ کو بھرے دے دے کر اور جھوٹی تعریفین کرکرکے خوش کرتے ہین انکو ایکبار جھڑک دیجئے اور بے ادبی معاف انکی خوشامد سے اظہار مسرت نہ کیجئے

نواب۔ آپ صحیح فرماتے ہین واللہ آپکی بات میرے دل مین بیٹھ گئی یہ مردود بھرے دیدے کر مجھے بٹائے دیتے ہین۔

آزاد۔ ایک عام بات بھی آپنے کہی اور جو طرفہ سے اعجاز اعجاز کی آوازین آنے لگین یہ کیا لغو حرکت ہے۔

نواب۔ بھئی باوا جان کی روح پاک کی قسم کیا بات کہی ہے۔

آزاد۔ آپ کو خدا نے اسقدر دولت دی ہے یہ اسواسطے نہین ہے کہ آپ چانڈوبازون اور خوشامدخورون اور نالائق بدمعاش آدمیون مین ضائع کرین۔ اسکا نتیجہ یہ نکالیے کہ ساری دنیا مین نہین تو ہندوستان مین تو آپکا نام ہو۔ خیرات خانے قائم کیجئے اسپتال بنوائیے طلبا کے لیے وظیفے مقرر فرمائیے علما و فضلا کی قدردانی کیجئے۔ مین نے کبھی آپ کے دربار مین کسی عالم کسی فاضل کسی اہل منطقی فلسفی نثار شاعر فارسی دان عربی خوان کو نہین دیکھا سوائے انھین فقرہ باز بدمعاشون کے جو کھائین اور غرائین۔

نواب۔ آج ہی سے اُنکی صحبت ترک۔ اب کل سے آپ ذی استعداد اور ذی لیاقت آدمیون کو اس دربار مین دیکھئے گا۔

آزاد۔ طرز معاشرت بھی بدل دیجئے آپ دنکو گیارہ بجے سو کے اُٹھتے ہین تو وجہ کیا۔ وجہ یہ کہ جب دو بجے آپ بستر پر گئے تو تڑکے آنکھ کیونکر کھلے گیارہ بجے اُٹھ کے آپ مُنھ دھوکر چانڈو کا شغل کرتے ہین اُسکے بعد فقرہ باز دنیے جمع ہوتے ہین وہ بے ادبی معاف کہکہاتے ہین اور آپ سے روپیہ اینٹھنے کے لئے صدہا فکرین کرتے ہین دو تین بجے صبح کا کھانا آپکو نصیب ہوتا ہے پھر آرام کرتے ہین شام کے اِدھر اُٹھنا قسم ہے۔ پھر نشہ بازی ہونے لگی داستان گو آیا اُس نے داستان چھیڑی۔ کوئی دو بجے کھانا کھایا اور تین بجے سو رہے اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ دنیا مین کون کام عمدہ آپسے سرزد ہوتا ہے افسوس ہے

نواب۔ بیچ ہی مین آگاہ ہران لوگون نے مجھے تباہ کردیا۔ ؎

ہر کہ شاہ آن کند کہ او گوید	عیب باشد کہ جز نکو گوید

آزاد - سو برس تڑکے گردم اٹھیے - رفع حوائج ضروری کے بعد حمام کیجئے اور ورزش کا ہر روز شغل رکھیے - اسکے بعد گھوڑے ہاتھی کبھی فن کی سواری پر ہوا کھانے جائیے ہوا خوری کے بعد مطالعۂ اخبارات کیجئے - بعد ازان طعام نوش جان فرمائیے علما فضلا ظرفا آپ کی صحبت مین ہون - بذلہ سنجون لطیفہ گو اور خوش مزاج مذہبون کی گفتگو اور لطائف و مطائبات سے دل بہلائیے کوئی کتاب ملاحظہ مین لائیے دو گھڑی آرام کیجئے چار بجے سے پھر دربار مین آئیے - ضروری کامون کو دیکھیے کاغذات بھیجئے انتظام خانہ داری کیجئے - شام کی پھر ہوا کھانے جائیے -

نواب - خدا کی قسم کیا باتین بتائین - بس آج سے اسی کے مطابق کاربند ہونگا - اچھا اور شب کو کیا کیا جائے -

آزاد - شب کو آٹھ یا نو بجے کے وقت محلسرا مین تشریف لیجائیے -

نواب - بہتر ہے کل ہی سے لیجئے ایک ایک حرف تعمیل نہو تو سمجھئے گا کہ بڑا جھوٹا آدمی ہے -

تو - حضور مجھے تو برسون اس دربار مین ہو گئے جب سرکار نے کسی بات کی ٹھان لی پھر جاے زمین اور آسمان ایکطرف ہو جائے آپ اسکے خلاف نہ کرینگے مین تو برسون سے یہی دیکھتا آیا ہون

ہر چیز کہ دل بآن گراید	گر جہد کنی بدست آید

یہ تو سب انسان کی طبیعت کے متعلق ہے -

آزاد - ہان ایک اور ضروری امر بھی ذہن نشین رہے - ایک اشتہار دیدیجئے کہ جو کوئی انگریزی خوان کسی عمدہ اور مفید انگریزی کتاب کا اردو مین ترجمہ کرے اسکو بشرط پسند قرار قیمتی انعام دیا جائیگا - بڑا نام ہوا اور ہندوستان کے باشندے آپ کے ہم وطن دون مین دعائین دین گے اس فیاضی کے جلد دین خدا کی دولت کی دن دونی رات چوگنی ترقی کرے -

نواب - مجھے کسی امر مین عذر نہین - خواجہ صاحب آپ جرنیل آزاد صاحب سے کل امور دریافت کر کے قلمبند کر لیجئے اور مجھے وقتاً فوقتاً یاد دلاتے جائیے مین کل ہی سے انپر کاربند ہونگا

اب سنیے کہ نواب صاحب اور خوجی اور آزاد پاشا کا تخلیے مین گفتگو کرنا جھوٹے سے بڑے تک کل مصاحبون کو ایسا شاق گذرا کہ آتش حسد مین جل مرے -

مسیتا - آج تو واللہ ہے کہ اپنا خون پی کے رہگیا یار -

مرزا - دیکھتے ہو کسطرح جھڑک دیا معاذ اللہ معاذ اللہ -

مسیتا - جھڑک کیا دیا بس کچھ نہ پوچھو - مین عمداً خاموش ہو گیا ورنہ بیڈھب ہو جاتی - کسی نے اپنی عزت نہین بچی ہے -

مرزا - اور اب تخلیہ ہو رہا ہے - خوجی نے سب کو بلٹایا -

مسیتا - کوئی لاکھ کہے ہم نہ مانینگے - بیشک جادو کر دیا -

غفور - میان اسمین کیا شک ہے جادو نہین تو اور ہے کیا -

مصاحب - واللہ جو ہماری سمجھ مین کچھ بھی آیا ہو کہ یہ کیا بات ہے خوجی ایک ذلیل آدمی مسخرہ - ایا نک درست نہین چانڈو باز - افیمی بدوضع شہدا - اسپر یہ نظر عنایت اور ہمکو گون پر یہ عتاب خدا کی شان ہے -

رفیق - اور طرہ یہ کہ ایسے بدمعاش کو زنانے مین بلوایا -

غفور - جی نہین - ڈیوڑھی مین پردے کے پاس کھڑی تھی اور آنکھون مین دوہری دوہری پٹی بندھی تھی -

رفیق - اجی کیا کہتے ہو - اُلّو کا گوشت نواب کو نہ کھلا دیا ہو تو ناک کٹوا ڈالون ان لوگون نے ملکر اُلّو کا گوشت کھلا دیا ہے جب ہی تو اُلّو بن گئے ورنہ اُلّو بن کی باتین کیون کرتے اب انسے کہو کون

مسیتا بیگ کہکے بہت خوش ہوئے کہ اب کسی دوسرے کو جرأت

ہو گی لاحول ولاقوہ۔

دوسرا۔ اب تو کچھ دن خوجی نامعقول کی خوشامد کرنی پڑیگی

مسیتا۔ ہماری بیزار اُس گرگے باجی کی خوشامد کرتی ہے

رفیق۔ پھر نکالے جاؤگے۔ یہان رہنا ہو تو خوجی کو باپ بناؤ اور ابا جان کہو ورنہ پھٹکنے تو پاؤگے نہین۔

دوسرا۔ اور نہین کیا رہنا دریا مین اور مگرسے بیر۔

مرزا۔ دو چار دن رنگ ڈھنگ دیکھ کے ہم تو یہان کا آنا جانا ترک کر دینگے بچشم کی خوشامد بھلا ہمسے ہوسکیگی ہرگز نہین ایسی نوکری سے درگذرے۔

مسیتا۔ کون بچشم ہمچشم کون۔ آپ کے ہمچشم ہونگے۔ ہم تو خوجی کو ایک ذلیل آدمی سمجھتے ہین۔

غفور۔ ارے صاحب اب تو وہ سب کے افسر ہین اور ہم تو گرگڑی بلا چکے ہم تو جیسے اُنھین کے تابعدار ہین آپ لوگ اُنکو مانین یا نہ مانین۔ ہمارے تو آقا ہین جیسے سرکار ویسے خوجی اور یہ وہی خوجی ہین جنکو ہم جھڑک دیا کرتے تھے۔

مرزا۔ سو برس بعد گھورے کے بھی دن پھرتے ہین بھائی جان یہ کسی کے وہم و گمان مین بھی تھا کہ خوجی سا ذلیل آدمی اور اُسکو سرکار اس تپاک سے اپنے پاس بٹھائینگے مگر اب آنکھون دیکھ رہے ہین۔ یہی دنیا کے انقلاب ہین۔ آزاد تو خیر خود رئیس زادے باکمال لائق فائق آدمی ہین اُنکا ہم کوئی کسی امر مین مقابلہ نہین کرسکتے مگر یہ بدبخت خوجی تو خانہ بدوش ہے نہ اِدھر ہے نہ اُدھر ہے نہ یہ بلا کدھر ہے۔

نواب صاحب باہر تشریف لائے تو اس قطع سے کہ حضور کے دست مبارک مین چھوٹی سی ناریل گرگڑی گنگا جمنی اور خواجہ صاحب کش لئے ہوئے ہین دیکھتے ہی رفقا جل مرے اور دنگ ہو گئے کہ اللہ اللہ سرکار کے اقبال سے گرگڑی اور یہ دنی تمباکو نہین بنا ہوا دم لگا رہا ہے۔ خواجہ صاحب مسند کا گاؤ تکیہ لگا کر بڑے خورد کے ساتھ بیٹھے مصاحبین و رفقا دم بخود کوئی چون نہین کرتا سب کی نظر خوجی پر ہے۔ ایک بے تکلف مصاحب نے سکوت کا طلسم توڑا۔

بے تکلف۔ خداوند آج کتنا بہار کا دن ہے اور کیسی بھینی بھینی خوشبو چمن سے آرہی ہے ساون رہو ابھی معتدل ہے زیادہ نہ گرم

نواب۔ ہان آج کا دن اسی قابل ہے کہ منطقی بحث ہو۔

راوی۔ بہت ہی خوب اب تو مصاحب اور بھی چکرائے

مصاحب۔ خیر اوند آج کا دن تو گانا سننے کے لیے موزون ہے

نواب۔ ہان اگر سوز خوانی ہو تو کیا مضائقہ مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ کوئی عالم آن کر بحث علمی چھیڑے۔ خواجہ صاحب آپ علمی بحث کیجئے

مسیتا۔ (اپنے دل مین) انکے باپ نے بھی کبھی علمی بحث کی تھی

مرزا۔ (ر) خوجی اور علمی بحث شان خدا۔!!!!

رفیق۔ خداوند خواجہ صاحب کی لیاقت مین کیا شک ہے گو

نواب۔ اگر مگر کیا معنی۔ اگر مگر اسمین کیا کیا جناب خواجہ صاحب کی علمیت مین آپ کو شک ہے۔

خو۔ مین کچھ سوال کرون۔ آپ جواب دین۔ آپ پوچھین مین بتاؤن۔

رفیق۔ کس علم کی بحث کیجئے گا علم کا نام تو معلوم ہو۔

خو۔ ہان علم کا نام ہو کون کون علم آپ جانتے ہین ہم علم جالوجی (حیوانوجی) مین بحث کرتے ہین علم جالوجی کا موضوع کیا ہے۔

رفیق۔ جی موضوع۔ موضوع کیا۔ اور یہ علم کا نام لیا آپ نے

مصاحب۔ کیون خواہ مخواہ کی بحث کرتے ہو صاحب لاحول

دوسرا۔ صریح جانتے ہین کہ خواجہ صاحب علم تشریح مین گرگ کی بحث

سے باز نہ آئینگے تھا۔ اسکا مقابلہ کیا۔ اُنکی تقریر تو آپ کی سمجھ مین نہین آتی۔

تیسرا۔ خبط کو کیا کرین۔ پڑھے نہ لکھے اور بحث کو موجود۔

ہمگانہ کوئی جہانمین ہمسا غافیل	مین اپنے فن مین آج ہم بھی کامل
سچ یہ ہے کہ ہم مین اسکے مصداق	لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل

چوتھا۔ جی ہان یہ کوئی نئی بات تھوڑا ہی ہے انکا ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ دخل در معقولات ضرور دینگے بدن مین ذرا نام کو بھی طاقت نہین مگر خم ٹھوک کے لڑنے کو تیار مگانے مین ذرا معلومات نہین مگر تان سین کی کسی نے تعریف کی اور حضرت بگڑ کھڑے ہوئے۔

پانچوان۔ جناب خواجہ صاحب سُنا کہ دریا مین جہازون کے ڈبو دینے کے بھی آلے انگریزون نے نکالے ہین۔

کیون صاحب معاذ اللہ۔ یہ تو خدائی کرنے لگے۔

خو۔ تارپیڈو اُس کے نام ہے دو جہاز ہمارے سامنے غرقاب کیے گئے۔ پانی کے اندر ہی اندر تارپیڈو چھوڑا جاتا ہے بس جیسے جہاز کے نیچے پہونچا ویسے ہی پھٹا پھر جناب ہے خدا کی پناہ جہاز کے پرخچے پرخچے اُڑ جاتے ہین۔ گرد و ٹکڑے۔

مسیتا۔ اور کیون صاحب۔ یہ بم کا گولا کتنی دور کا توڑ کرتا ہے۔

خو۔ بم کے گولے کئی قسم کے ہوتے ہین۔ آپ کس قسم کا حال دریافت فرماتے ہین۔ بتلاؤ تو جرداً تاکہ ویسا ہی جواب عرض کیا جائے۔

مصاحبین (دل مین خوب ہنسے کہ بتلاؤ تو جرداً کی یہان کیا ضرورت تھی۔

مسیتا۔ یہی بم کے گولے۔ یہی جناب خوجی یہی۔

خو۔ بہت ہی خوب۔ ماشاء اللہ۔ اچھی یہی یہی۔ واہ۔

نواب۔ کیون خواجہ صاحب جنگ کے وقت انسان کے دل کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ ہر طرف سے موت ہی موت نظر آتی ہوگی۔ توبہ توبہ واللہ بڑے بہادرون کا کام ہے سینہ سپر ہونا خالہ جی کا گھر نہین۔

مرزا۔ مین عرض کرون حضور لڑائی کے میدان مین آگر ذرا

نواب خاموش ہو صاحب تمسے کون پوچھتا ہے کبھی بندوق کی صورت بھی دیکھی ہے یا لڑائی کا حال ہی عرض کرنے چلے ہو گویا ہمیشہ لڑائیون ہی مین رہے ہین۔

خو۔ جناب والا میدان جنگ مین جان کا ذرا بھی خوف نہین معلوم ہوتا مصرعہ۔

	نامرد بھی ہو تو مرد ہو جاے

یہ ابھی موزون ہوا ہے مصرعہ برجستہ۔

نواب۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ع

	نامرد بھی ہو تو مرد ہو جاے

مسیتا۔ جی ہان حضور یہ گلزار نسیم کی مثنوی کا شعر ہے۔

نواب۔ آپ کا سر۔ اول تو شعر نہین مصرع ہے دوسرے نسیم کی مثنوی کے اشعار اور اس مصرع کے وزن مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مصاحبین۔ بجا ارشاد ہوا ہے حضور وزن مین اختلاف ہے۔

آزاد۔ بجا وہ بحر کجا یہ بحر۔ کوئی تعلق ہی نہین۔ ؎

بحر جنون کڑی نہ پڑے لو	دیوانے کا پانون رمیان تو
ذرے کا بھی چمکے گا ستارا	قائم جو زمین و آسمان ہے
کس بحر مین ہو نسیم بولو	آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

اور انکا مصرع ہے۔ ع

	نامرد بھی ہو تو مرد ہو جاے

نواب۔ گلزار نسیم کی بحر مفتصب مکفوف ہے فاعلاتن فاعلاتن

فاعلن اور اسکا مصرع بحر طویل ہو۔ مفاعیلن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلات۔

قریب تھا کہ آزاد بے اختیار ہو کر ہنس دین مگر بہت ضبط کیا اور
مصاحبون نے اعجاز اعجاز کا وہ غل مچایا کہ کان پڑی آواز کا سنتا
محال تھا نواب صاحب بہت خوش کہ سبکو اُلو بنایا منقضب اور مکعب
ن اور فاعلاتن فاعلاتن فاعلن کہا اور سب کو انگلیون پر نچایا
خواجہ صاحب نے پھر تقریر شروع کی اور کہا نواب صاحب آپکو یقین نہ آئیگا
صحیح عرض کرتا ہون کہ ادھر فوجی باجا اور ادھر ڈولہ
جوش و خروش کا سمندر اُمنڈنے لگا۔

نواب۔ واہ دل کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ بزن بزن ہو۔ نا۔
خو۔ خداوند کیسا ہی بزدل ہو ممکن نہین کہ تلوار سونتے فوج کے
قلب مین نہ دہنس جائے تلوار برہنہ ہاتھ مین لی اور چمکائی اور
دل بڑھا پھر اگر دو کرور گولے بھی سر پر آئین تو کیا ممکن ہو
کہ آدمی ہٹ جائے اے لاحول۔ ع۔

	دل کو مرے آفرین وہ جوڈھا سوڈھا

اور آزاد کی جرأت کا حال۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔
خواجہ صاحب نے موقع پاکر آزاد پاشا کی تعریف کے پل باندھ دیے
پلونا کی جنگ مین جو کارنمایان آزاد سے سرزد ہوے تھے انکا تذکرہ
کر ہی رہے تھے کہ ایک خدمتگار نے آکر سلام کیا اور کہا خداوند باہر
ایک صاحب آئے ہین ٹم ٹم پر سوار ہین۔ کہا نواب صاحب کو ہمارا
سلام دو کہین اُنسے کچھ کہنا ہو۔ نواب صاحب نے کہا خواجہ صاحب
آپ تکلیف کرکے ازراہ عنایت دریافت کیجئے کہ کون صاحب ہین
خو۔ جی بڑے غرور کے ساتھ اُٹھے کہا مین ابھی دریافت کیے
لاتا ہون یہ کون بات ہے باہر جاکر صاحب کو سلام کیا معلوم ہوا
کہ صاحب ضلع نے انسپکٹر پولیس کو بھیجا ہو کہ دریافت کرو۔

روم کے نامی گرامی جنرل آزاد پاشا آئے ہین اور آپ ہی کے ان
فروکش ہین یا کہین اور۔ خواجہ صاحب کمال مسرور ہوکے
خو۔ جی ہان۔ جنرل آزاد پاشا آئے ہین اور اُنکے نفشت خواجہ
ید لیع پاشا بھی آئے ہین۔ دونون یہان فروکش ہین۔
انسپکٹر۔ ہم اور کسی کو نہین پوچھتا ہم آزاد کو پوچھتا ہو۔ گھوڑے
سے اوتر کر اندر گئے دل نواب صاحب آپکا مزاج اچھا صاحب
نے ہمین بھیجا ہو کہ جنرل آزاد پاشا کو جسنے پلونا کی لڑائی مین علم کیا
وہ آپ کے ہان ٹکا ہو یا کسی اور کے ہان صاحب اُس سے ملے گا
نواب۔ بھلا اسقدر نامی گرامی رئیس کو اسکا کر جیسا کہ مین
ہون چھوڑ کر کوئی نامی گرامی مسلمان کہین اور بھی ٹک سکتا ہو
کیا طاقت۔ آزاد پاشا میرے مہمان ہین۔
انسپکٹر۔ دل تو صاحب اُس سے ملنے والا ہو آج۔ اگر اسکو فرصت
ہو تو اچھا۔ نہین اور روز جب منظور ہو۔
خو۔ مین اُنسے دریافت کرے ابھی ابھی لکھ بھیجونگا۔
انسپکٹر۔ تو آپ سیدھا صاحب کو لکھے ہم نگلے پر نہین ہوگا۔
انسپکٹر صاحب رخصت ہوکر روانہ ہوے تو سیتا بیگ جو خواجہ صاحب
کے دشمن اور رقیب تھے کہا۔ کیون حضرت اسکے معنی ہماری سمجھ مین
نہین آئے کہ آزاد صاحب سے اسی وقت کیون دریافت کرلیا ایک
عہدہ دار کو ایک حاکم نے اسقدر فاصلے سے بھیجا ہو اور اسکو اپنے خیال
دیا یہ کون دانشمندی ہو خواجہ صاحب نے نظر غیظ سے اُنکو دیکھا اور
کہا تمسے ہزار بار منع کر دیا ہو کہ اس بارہ مین نہ بولا کرو تم نہین سنتے
تم تو ہو دشمن عقل۔ ہم چاہتے ہین کہ جنرل آزاد پاشا جب
کسی حاکم سے ملین تو برابری کے دعوی سے ملین اسوقت جنگی
وردی یہ نہین پہنے ہین کل جسوقت فوجی وردی ڈانٹ
کے صاحب ضلع سے ملینگے سردقد تعظیم کرے گا۔

نواب - اب سمجھے یا اب بھی گدھے ہی بنے ہو خواجہ صاحب کو تو لتے چلے ہین پہلے اتنے تو ہو وہ تمی ہوئی بات کرتے ہین ادھر یا اُدھر - ۵

سخن پرور دپیر مرد کہن	بمیندیشد انگہ بگوید سخن

واللہ کیا معقول بات سوجی کہ ابھی جی دریافت کرکے لکھ بھیجونگا - اگر اسوقت کہدیتے آزاد یہ کیا بیٹھے ہین تو بہت ہی بُرا تھا - لہذا سوچ سمجھ کے کہا کہ دریافت کر کے اطلاع دیجائیگی -

خو - مین سوچا کہ یورپین انگریز کوئی ہو یا اسکاچ ہو آئرش ہو یا پولش ہو یا آسٹرین یا جرمنی یا فرانسیسی یا ڈچ یا امریکن ہو جب اُنسے ملے جھک کے ملے کہ یہ بھی کوئی ایسے ویسے آدمی نہین بڑے مستعد اور معزز جنرل ہین وردی ڈٹی ہو - تمغے لٹکتے ہون چمکتے ہون تب البتہ لطف ہے ورنہ کیا اور حضور دیکھ لیجیے گا کہ یہ جہان مانیگے انکی قدر ہوگی

پرطاؤس اوراق صاحب دیدم	گفتم این منزلت از قدر تو نیست بیش
گفت خاموش کہ ہرکس کہ جمالے دارد	ہرکجا پای نہد دست بدارند ش پیش

نواب - مگر واہ بھائی آزاد صاحب واہ - وہ نام پیدا کیا کہ حاسد جل مرے رقیبون کے سینے آتش بغض سے جل رہے ہین مگر شکر ہے کہ محسود خلائق ہوے حاسد تو نہین -

نوابصاحب نے انگریزی خوان کلرک سے اسیوقت خط لکھوا کر صاحب کے پاس بھیجا جسکی عبارت یہ تھی -

پیارے صاحب (ڈیر سر) اسوقت انسپکٹر پولیس مسٹر چارلیس جنکو آپنے میرے پاس بھیجا تھا مجھسے ملے - جنرل آزاد پاشا میری کوٹھی پر مقیم ہین اور ابھی دو ایک روز رہینگے وہ بخوشی آپسے ملنا چاہتے ہین اور دریافت کرتے ہین کہ آپ خود تشریف لائینگے یا وہ آپ کے بنگلے پر آپ سے ملین - آپکا سچا دوست الخ

خط لیکر سانڈنی سوار کو بھیجا اور اِدھر خاصہ چُنا گیا - نوابصاحب آزاد خوجی اور کل رفقا کھانے بیٹھے -

خو - مین ایک چھوٹی سی چیز ہون مگر شہزادون تک کو مروا سکتی ہون بتاؤ مین کون ہون اسکا کوئی صاحب جواب دین -

نواب - کیا کوئی پہیلی ہے - پیشتر ہمکو اسکا ملکہ تھا اب سب بھول بھال گئے خیال ہی نہین کہ چیستان کہتے کسکو ہین

خو - میری دُم میرے جسم سے دہ ہاتھ بطویل ہے مین کیا ہون

مسیتا - (آہستہ سے) جانگلو آدمی تو ہو نہین پھر بن جانگلو ہو -

خو - وہ کون چڑیا ہے جسکے پانون نہین اور نہ بازو ہوتے ہین نہ زمین پر رہتی ہے نہ ہوا مین مگر انسان کا گوشت اُسکی روزمرہ غذا ہے -

نواب - یہ کون مشکل بات ہے - ۵

نہ بر آسمان و نہ زیر زمین	ہمیشہ خورد گوشت آدمی

خو - اچھا ایک اور سنیئے - جب مین بھڑ بھڑا کے جاتا ہون تو کل جم غفیر منتشر ہو جاتی ہے عقلا فوراً پہچان لیتے ہین مگر مسیتا بیگ کے سے الو احمق مُنھ ہی دیکھتے رہجاتے ہین -

مسیتا - (زہرخندہ کرکے) تسلیم مجھی مثال دی واہ واہ صاحب واہ

خواجہ صاحب نے پہلے تو میٹھی میٹھی چیزون پر ہاتھ مارا اور جب سیر ہوے تو نوابصاحب سے کہا خداوند ہوبرٹ پاشا کے یہان ایک اور افسر فوج بحری تھا - ہربرٹ پاشا اسکی نسبت بیان کرتے تھے کہ جنگ بحری مین جب یکبارگی توپ اور ڈچ سے بمبھیر ہوئی تو نشان امیر البحر کے ہاتھ مین تھا مگر قرائن سے ایسا معلوم ہوا کہ غنیم فتح پا جائیگا - امیر البحر نے کہا کہ اگر کوئی شخص اور جہاز دشمن کو جو جانب چپقلش سے تھا اس طرف سے آئے تو آج فتح نصیب ہو ورنہ

فتح وظفر کی صورت دیکھنا غیر ممکن ہی بارہ ملاح کو پڑہا اور اُنکے ساتھ ہی ایک پانزدہ سالہ لڑکا بھی کود پڑا۔

نواب۔ سمندر مین! ارے میان افوہ ۔! بڑی سورماہین خو۔ خداوند اُنسے بڑھ کر جری ہونا امر محال ہی۔

نواب۔ سچ ہی۔ دریا چہ جاے شک ست۔ اب کوئی اُنکے مقابلہ کا کاہے کو ہے۔ بس یہی یہ ہین اور اب کون ہی۔ خویس حضور امیر البحر نے ملاحون سے کہا کہ اس لڑکے کو روک لو اور یون سوال وجواب باہمی ہونے لگے۔

سوال۔ تم ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدایش بھلا مفت مین کیون اپنی جان معرض خطر مین ڈالتے ہو۔

جواب۔ واہ میرے ملک پر اگر میری جان قربان ہو جاے تو کیا مضائقہ ہی یہ کہکر وہ لڑکا پیرتا ہوا چلا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

نواب۔ خواجہ صاحب کوئی ایسی فکر کیجیے کہ ہمارا آپ کا یارانہ ہمیشہ اسی طرح قائم رہے یکجان دو قالب۔

خو۔ بھئی سنو یار شاطر چاہیے نہ بار خاطر ہمکو یار کی یاری سی غرض ہی اگر صاحب سلامت رکھنا منظور ہو فہو المراد۔ ورنہ آپ اپنے گھر خوش بندہ اپنے گھر خوش چشم ما روشن دل ماشاد۔

نواب۔ یار تم تو ذرا سی بات مین بگڑ کھڑے ہوتے ہو۔

خو۔ صاف تو یہ ہی کہ جو تجربہ ہمکو حاصل ہوا ہی اسپر ہمکو ناز ہے بھئی۔ چاہے بُرا مانو چاہے بھلا۔

نواب۔ ہان! یہ کیا فرق ہی مگر بات تو سن لو۔

خو۔ حضرت سُنیے آپ خوب جانتے ہین کہ عالم آدمی مستغنی ہوتا ہی اور میری استغنا سے بھی آپ خوب واقف ہین مجھے دنیا مین کسی سے دب کے چلنا شاق گذرتا ہی اور وجہ کیا کہ ہم کسی سے دب نکلین جب طمع ہمارے مزاج مین چھو نہین گئی۔ لالچ سے منزلون بھاگتے ہین۔ حرص کے قریب نہین جاتے پھر ہمارے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور امیر اور غریب اور مفلس سب یکسان

ہر کرکس بدہر نیم نانے دارد	وز بہر نشست آشیانے دارد
نے خادم کس نہ دنہ مخدوم کسے	گو شادبزی کہ خوش جہانے دارد

عالم آدمی کی سب کہین قدر ہے بمبئی مین ہماری قدر ہوئی

راوی۔ یہین کیا فرق ہی۔ بہروپیے نے آپ کی گت بنائی زمین اور اُسکے دیور نے آپ کو الو بنایا۔ کانسٹبل نے آپکو حوض مین ڈھکیلا۔ اس سے زیادہ قدر بمبئی مین کیا ہوتی۔

خو۔ مصر مین وہ اعزاز ہوا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

راوی۔ یہین بھی معلوم ہی۔ بہروپیے نے یہان بھی ناک مین دم کر دیا تھا اتنی چپتین لگائین کہ کھوپڑی پیلی ہو گئی بونے نے دوسری مرتبہ پٹخنی بتائی۔ یہ سب قدر افزائی ہی تھی یا کچھ اور

خو۔ استنبول اور قسطنطنیہ مین تو وہ قدر افزائی ہوئی کہ زمانہ واقف ہی۔

راوی۔ زمانہ واقف ہو یا نہو ہم تو آپ کی قبر تک سے واقف ہین۔

خو۔ حضور نواب صاحب اس بے ادبی کو آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ میستا بیگ نالائق آپ کے سامنے چانڈو کے دم لگا رہا ہے۔ واہ رے دربار واہ رے رعب۔

نواب۔ کوئی ہی اس نالائق بدتمیز کو نکال دو یہان سے مصاحبین۔ حضور تو آج کچھ بے طور خفا ہین اسکا قصور کیا ہی اس دربار مین تو روز اسکا شغل ہوا کرتا تھا آج بھی اسنے چانڈو پیا تو کیا گناہ کیا۔

نواب۔ کیا بکتے ہو۔ چانڈو کا شغل ہمارے یہان کبھی نہین ہوا

خو۔ ہمین یہان آتے ہوے اتنے دن ہوے ہمنے کبھی نہین دیکھا

اور بھلے مانس شریف زادے بھلا چانڈو کا شغل کیون کرنے لگے یہ تو شرفا کا کام نہین ہی۔

لکھو یا حسن کے ستم ایجادون کا	اڑگیا رنگ دھوان بنکے پریزادون کا

مرزا۔ تم تو غضب کرتے ہو خوجی۔ زمانہ بھر کے نشہ باز افیمی چانڈو باز کوئی نشہ نہین چھوٹا۔ اور اب آئے ہین وہان سے بڑھ بڑھ کے باتین بنانے ذرا سرکار نے مُنہ لگایا کہ زمین پر قدم ہی نہین۔

خو۔ اوگیدی غفور انکی گردن مین ہاتھ دے۔

نواب۔ غفور ان سب بدمعاشون کو نکال باہر کرو۔ خبردار جو آج سے کوئی یہان آنے پایا اگر ذرا اس طرف کا رخ بھی کرین کھڑے کھڑے چُنوا دو۔

مصاحبین۔ استادہ ہو کر خداوند بس اب کوئی فقرہ کلمہ نہ فرمایئے گا ہم لوگون نے اپنی عزت نہین بیچی ہی نوکری کر بے عزت نہونگے ہمکو کوئی پاجی یا چمار آپنے مقرر کیا ہی۔

نواب۔ آگ بھبھوکا ہو کر نکالو ان سب کو ابھی ابھی نکالدو۔ خواجہ صاحب شہ پاکر اُٹھے اور ایک کتار الیکر مسیتا بیگ پر جا یا۔ رفقا تو جھلانے اور بھرائے ہوے تھے ہی مسیتا بیگ نے کتار اچھین کر خوجی کو ایک چانٹا دیا تو ورا کے گری انکا گرنا تھا کہ دو رفیقون نے انکو اور بھی ٹھیک بنایا۔

اتنے مین سپاہی آگئے انھون نے مسیتا بیگ اور ایک رفیق کو گرفتار کر لیا اور باقی سب کے سب چلدیئے۔ خواجہ صاحب جھاڑ پونچھ کے اُٹھے اور اُٹھتے ہی انتظام کرنے لگے مسیتا بیگ کو اس درخت کے ٹہنے مین باندھ دے اور دو سو چابک لگا اور اس پوانچی کو جو رنگ کر بہت کھا کے پھولا ہی۔ نمکحرام بے ایمان اپنے آقا کے دوستون سے لڑتا ہی بدن مین کیڑے نہ پڑین تو سہی

الغرض مسیتا بیگ اور دیوانچی سقدر پٹے کہ بھرکس نکل گیا اور سپاہیونکے نام حکم ہو گیا کہ بلا اجازت کوئی مہمان آنے پائے

اتنے مین میان آزاد نے آکر کہا کہ ہم صاحب ضلع کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے عرصے تک جنگ کا ذکر رہا اور سب صاحب اپنی جبلی لیاقت اور خلق سے مداح تھے۔ کوئی میل انگریز تھے اور گیارہ میمین۔ یہ لوگ تو اخبار کے کمال شائق ہوتے ہین جنگ کا حال اور جنرلون کا نام سب کو حفظ تھا۔

نواب۔ حضرت آج سے ہمنے آپ کی صلاح کے مطابق چلنا شروع کیا۔

آزاد۔ وہ حوالی موالی سب کہان فرو ہو گئے۔

خو۔ سب کو شہر بدر کر دیا۔ اب کوئی پھٹکنے نہین پائیگا۔ نادری حکم ہو گیا ہی کہ کوئی نہ آنے پائے۔

نواب۔ اب ہم حکام سے ملا کرینگے اور کوشش کرینگے کہ ہر ایک قسم کی کمیٹی مین شریک ہون وہی تباہی آدمیون کی صحبت مین اب بیٹھین تو مردود۔ بہت وقت ضائع کیا اب کان پکڑے خیر گذشتہ را صلوات آیندہ را احتیاط۔

آزاد۔ اب کتب کا مطالعہ شروع کر دیجیے۔ اخلاق جلالی اخلاق ناصری۔ کیمیای سعادت۔ دُرۂ نادرہ۔ اکبر نامہ۔ تزک جہانگیری۔ دیوان سعدی۔ دیوان خاقانی وغیرہ۔

نواب۔ بالفرض میرا پچیسوان سال ہی ابھی مجھے پڑھنے لکھنے کا بہت موقع ہی اور مجھے کرنا ہی کیا ہی۔ دولت موجود ہی خدا کے فضل سے چاہے تمام عمر پڑھون۔

آزاد۔ خدا توفیق دے۔ آمین آمین ثم آمین۔

خو۔ بس آج سے حضور علما ہی کی صحبت رکھین ایسا نہو کہ اسوقت تو سب کچھ اقرار کر لیجیے اور کل سے پھر رای بدل جائے

اب کی مستقل رہیے۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔
نواب۔ انھین باتون سے تو ہمارے ملک کے رئیس تباہ ہین چانڈو مدک چرس گانجا بھنگ افیم شراب کی کثرت عیاشی کثرت ازدواج صحبت بد رفقا کی شرارت خوشامد خورونکا ہجوم ایک بات ہو تو کہون مگر خدا نے چاہا تو یہ باتین نام کو نہ دیکھیے گا خو۔ انشاء اللہ ہمت مردان مرد خدا۔ سنا نہین ؎

بانگ برزد کہ ہان بگو چہ کسی	باکہ داری چو باد ہم نفسی
چہ کسی وچہ نام خواندت	وز کدامی مقام خواندت

راوی۔ پھر وحشت کی بی۔ کیون نہو۔
آزاد۔ اب صبح کو بندے کا کوچ ہو۔ مجھے بدل اجازت دیجیے
نواب۔ واللہ ایسی جلدی۔ دو چار روز تو اور رہو صاحب
آزاد۔ اب تو ہندوستان مین ہون۔ انشاء اللہ اکثر ملاقات ہوا کریگی اور حاضر ہوا کرونگا۔

آزاد پاشا نے دستور العمل طرز معاشرت کی نسبت ایک مختصر رسالہ لکھکر نواب صاحب کو دیا اور شام ہی کو رخصت ہو کر ہوٹل مین مس کلیر سا اور مس مینڈا کے پاس گیین اڑا کر شب کو وہان آرام کیا اور سویرے مع ان مہوشان پری تمثال کی بسواری ریل روانہ ہوئے اور داخل منزل مقصود ہو کر اُن دونون جادو جمال کو ہوٹل مین اُتارا اور انتظام ضروری کر کے سیر گشت کو چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک مقام پر چند سفید پوش وضعدار تشریف زا ہین چوک کی ایک چھت پر بیٹھے ہین اتنے مین ایک خدمتگار نے آن کر کہا حضور اگر تکلیف نہو تو ذرا چھت تک آئیے میان کو حضور سے کچھ عرض کرنا ہو۔ آزاد نے کہا بہتر چھت پر جو گئے تو ان سفید پوش وضعدارون مین ایک صاحب کو بالکل اپنا ہمشکل پایا اُنھون نے سر دقد تعظیم کر کے انسے ہاتھ ملایا اور مصافحہ کرتے ہی کہا

آیئے ہم آپ تخلیے مین کچھ باتین کرین۔ آزاد کا ہاتھ پکڑ کر علیحدہ لیگئے اور یون مکالمہ ہونے لگا۔
وضعدار۔ آپنے اپنی شکل آئینہ مین ہزار بار دیکھی ہو گی
آزاد۔ مسکرا کر۔ ہان۔ اور اسوقت تو بغیر آئینہ کے اپنی شکل دیکھ رہا ہون۔
وضعدار۔ مین نے آپکو آج تک کبھی نہین دیکھا مگر قیاس سے جانتا ہون کہ آپ محمد آزاد صاحب ہین اور لطف یہ کہ خاکسار کا نام بھی آزاد مرزا ہی۔
آزاد۔ کیا خوب ہمشکل و ہمنام۔ مگر آپنے مجھے کیونکر پہچان لیا
مرزا۔ مین نے آپکی تصویرین دیکھی ہین۔ اور اپنی تصویر کے دھوکے سے خرید لایا ہون۔
آزاد۔ بیحد شاد ہوا اسوقت آپکی ملاقات سے کمال مسرت ہو
مرزا۔ اور ابھی اور مسرور ہو جیے گا بھلا تریا بیگم کو بھی آپ جانتے ہین۔
آزاد۔ متحیر ہو کر۔ جی ہان۔ اللہ۔
مرزا۔ جی ہان۔ اللہ رکھی۔ تریا بیگم۔ نواب تریا بیگم
آزاد۔ آپ کو اونکا حال معلوم ہی۔
مرزا۔ فضل الٰہی ہی۔ آپکے دھوکے مین اُنکے ہان پہونچا تھا اُنکو دھوکا ہوا کہ یہی آزاد ہین۔ تھیٹر مین ملی تھین دور سے دیکھتے ہی لونڈی بھیجی داروغہ آیا کہ بیگم صاحب آپکا نام پوچھتی ہین مین نے کہا آزاد مرزا۔ یقین واثق ہو گیا کہ وہی آزاد ہی مجھے زبردستی اپنے گھر لیگئین اور شکایت کے دفتر کھولے بس بس جاؤ دیکھ لیا ہم ہجر کے صدمے سے تڑپین اور تم ادھر اُدھر مزے اور لطف اُٹھاؤ۔ واہ کیا انصاف ہی۔ ؎

ما زیاران چشم یاری داشتیم	خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

ہین خاموش ہو رہا۔ عذر کیا کہ مجھے معاف فرمائیے گا۔
آزاد۔ اب کہان ہین۔ آپ نے تو اِسوقت وہ بات بتائی کہ جی خوش ہوگیا۔ اُفوہ۔ اللہ رکھی نے بھی ہماری ساتھ خیر مقصی مرزا۔ اب تو آپکے امکان مین نہین ہی کہ اُنسے مل سکیے اتبو ایک نواب صاحب کے ساتھ انکا نکاح ہوگیا ہی۔ نواب منجر سطوت صاحب
آزاد۔ آپ کو وہ کس حیثیت مین ملی تھین۔
مرزا۔ ایک محل عالیشان بیس روپیہ ماہواری کرایہ پر لیا تھا ڈیوڑھی پر دمہراد ہر پھر ا ہر دم۔ دو دو جوان تعینات۔ دروازے پر گھنٹی اور گھنٹہ دکڑی جوڑی یا بوگھوڑی دیر فنس۔ کہار چوبدار۔ خاص بردار مہریان خواصین محلدار پیشخدمتین۔ مغلانیان۔ باورچی۔ مامائین۔ باغبان دس بارہ کمرے دلھن کی طرح آراستہ۔ فرش مکلف بچھا ہوا وہ ٹھاٹھ کہ باید و شاید۔
آزاد۔ ہمین حیرت ہوتی ہی واللہ یہ سب آیا کہان سے
مرزا۔ خدائی دین۔ دم مین فقیر کو امیر اور امیر کو فقیر کر دیتا ہی۔ ادنیٰ ادنیٰ محتاجون کو بیم و زر سے مالا مال کر دینا اسکے نزدیک کون بات ہی اور یہ تو انشاء اللہ خاندانی امیرزادی ہین مگر اب واقعی چین کرتی ہین۔
آزاد۔ مجھیر تو جان دیتی تھی۔ مگر مین مجبور تھا۔
مرزا۔ آپ کے لیے تو وہ جوگن ہوگئی تھی نہینون جوگن بنی رہی اور اس طرح کی سختیان اُنپر ہوئین کہ اللہ کسی کو نہ دکھائی مگر وہ آزاد کا نام پاکبازی کے ساتھ لیتی رہی۔
آزاد۔ کیا اب دور سے بھی دیدار نصیب نہو نگے۔
مرزا۔ ہرگز نہین مجھے تو اُنکا حال مفصل پیچھے معلوم ہوا پہلے تو ایک معتبر عورت نے بیان کیا لڑکپن سے کل تک کا حال سُن لیجے جب بڈھے کے ساتھ شادی ہوئی تب بھی پاکدامن رہی اور گو سو برس کا میان بایا تھا مگر نیت کبھی ڈانوان ڈول نہین ہوئی نہ کسی نامحرم کی صورت دیکھی درکمال تو یہ کیا کہ سرامین رہکر پاک رہی۔ آفرین ہی۔
آزاد۔ سرانک کا حال تو مجھے بھی معلوم ہی۔
مرزا۔ بعد ازان جوگن بنین۔ وہان ایک مالدار جوہری کا لڑکا سرٹیک ٹیک کر مر گیا مگر اُسکا دامن بے لوث ہی اُبھر ایک اُستانی جی کے ہان جاکے رہین وہان تھانہ دار نے ناک مین دم کر دیا۔ مگر وہان بھی گو جان کے لالے پڑے تھے تاہم نیکی سے مُنھ نہ موڑا۔ اللہ رے خیال پاکدامنی سچ ہی ہے

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

اسکے بعد ایک وکیل کے ہان رہنے کا اتفاق ہوا وکیل صاحب عاشق زار ہوگئے۔ اچھی شے کے تو سب گاہک ہوتے ہین اور پھر ایسی شے کے۔ جوانی کا عالم جوبن قیامت ڈھاتا ہی وضع قطع مین فرد۔ خوبصورتی مین یگانہ آفاق مگر یہان سے بھی نکوہ نکلی۔
آزاد۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اتنے مقامون پر جانے اور رہنے کا کیا سبب ہوا۔
مرزا۔ یہ طول طویل قصہ ہے پھر کہدونگا مگر اُسکی پاکدامنی کی واللہ قسم کھانی چاہیے وہان سے ایک جنگل مین کسی اکو کے ہاتھ لگی۔ اُسنے سونے کی چڑیا کر خوشی کے شادیانے بجائے مگر اُسکو دھوکا دیکر چل دی راہ مین ایک تھانہ دار نے گرفتار کیا دو دن تک اُسکے بس مین رہی تیسرے دن اسکے پنجے سے چھوٹی تو اُسی نیکی اور عصمت کے ساتھ۔
آزاد۔ واللہ بے اختیار جی چاہتا ہی کہ ملون اور باتین کرون

مرزا۔ سبحان اللہ عورت کیا ہی سجدے کے قابل ہی (توبہ توبہ)

آزاد۔ مگر آپ کو پوری تاریخ یاد ہی۔ مانتا ہون واللہ۔

مرزا۔ یہان سے پھر ایک پادری کے ہان گئی وہان پڑھنا لکھنا سیکھا مگر خدا جانے کس سبب سے وہانسے بھی بھاگ آئی۔

آزاد۔ حضرت مکان اور مقام اور شہر کا پتا بتایئے۔

مرزا۔ کاغذ لاکر۔ یہ پتا لکھا ہی۔ جایئے مگر ملاقات محال ہی کوشش کیجئے شاید کوئی فکر کارگر ہو جائے۔ مگر امید نہین

مرزا نے ثریا بیگم کا کچا چٹھا کہہ سنایا اور کہا کہ عرصہ دراز تک اس بیچاری دخت گلفام صید مصائب و آلام کو تمھارا ہی نام ورد زبان تھا اور یہی کہتی تھی کہ گو اب شادی ہونا تو غیر ممکن ہی مگر مین صرف اسقدر چاہتی ہون کہ جہانتک ممکن ہو سکے آزاد کا نام لیے بیٹھی رہون اور افعال نیک سے اپنے ملک کی نیک بیبیون کو فائدہ پہونچاؤن۔ بڑی بڑی مصیبتون مین پڑی۔ بڑی بڑی تکلیفات اٹھائین۔ مگر اف تک نہ کی افسوس ہی کہ آپ کو ابتک اس بیچاری کے حال سے اطلاع ہی نہوئی۔

آزاد۔ اسوقت میرا دل بھر آیا۔ واللہ وہ واقعی عجب عفیفہ و عصمت مآب رئیس زادی ہی۔ ؎

زن نیک و خوش سیر تو پارسا	کند مرد درویش را بادشا

مرزا۔ مین تو بالکل چکمے ہی چکمے مین گیا تھا۔ مگر بعد کو جب مین نے ایک معتبر آدمی سے انکے حالات سنے تب البتہ کمال افسوس ہوا۔ کہ ایسی عفیفہ اور یہ مصیبت بڑی افسوس صد افسوس اور حسن آرا بیگم کا حال تو آپکو معلوم ہی ہوتا رہتا ہوگا آج کل طبیعت داری بڑھی ہوئی ہی۔

آزاد۔ جی حسن آرا بیگم مین سمجھا۔

مرزا۔ کیا خوب مجھے آتے ہین آپ واہ اور یہ کیا معمولی خدائی مین تو حسن آرا کا نام مشہور ہی۔ اچھا نتے ہی نہین روم کسکے کہنے سے گئے تھے۔ جنگ کے میدان مین کس کو یاد کرکے برا حال کرتے تھے۔ مس میڈا سے شادی کا پہلے کیون انکار کیا تھا گویا ہمکو خبر ہی نہین یا ہم کسی گاؤن مین رہتے ہین۔

آزاد۔ حسن آرا کا نام تو سنا ہے مگر۔

مرزا۔ اجی حضرت عقل کے ناخون لیجیے۔

آنکھین عاشق کو نہ تو اے گل عناد دکھلا پتلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یہ شعر کس کے ہاتھ کا لکھا ہوا چوک مین کتب فروش حاجی نور محمد صاحب کی دکان پر ہی۔

آزاد۔ اس شعر کو حسن آرا سے کیا تعلق ہو سبحان اللہ

مرزا۔ ایک نواب صاحب نے کسی اخبار مین ایک مصرع چھپوایا تھا۔ مصرع

بجلی گری فلک سے زمین پر یہ غل ہوا

اور مشتہر کیا کہ اسکا دوسرا مصرعہ موزون کیجیے۔

آزاد۔ پہلا مصرع ہے اسکے معنی کیا۔ ع

بجلی گری فلک سے زمین پر یہ غل ہوا

مرزا۔ خیر ایک صاحب نے غلبۂ ذکاوت سے اسکا مصرعہ ثانی یہ موزون کیا ؎

بجلی گری فلک سے زمین پر یہ غل ہوا	شمع حیات اہل جہان آج گل ہوا

آزاد۔ واہ وا۔ ایک مصرع لغو دوسرا مصرع اس سے بدتر

مرزا۔ حسن آرا نے اسکا جواب لکھا تھا کہ شمع گل ہوا خلاف محاورہ صرف نحو ہی۔ شمع مذکر نہین مونث ہی اور گل ہوا مذکر لہذا مصرعہ بالکل لغو ہو گیا۔

آزاد - یہ کوئی حسن آرا کی تعریف نہین ہی۔
مرزا - دل مین تو خوش ہو گئے ہونگے استاد۔ یون چاہے زبان سے نہ کہو خدا کی شان آپ اور ہمسے اڑین۔
آزاد - آپ حسن آرا سے واقف ہی نہین اس امیرزادی کی لیاقت اور ذکاوت وذہانت اسقدر بڑھی ہوئی ہو کہ اس لغو مصرع پر اعتراض کرنے سے اُسکو فخر کا باعث نہین ایک شاعر نے مشاعرے مین غزل پڑھتے پڑھتے یہ شعر پڑھا

بیس کر آسیۂ چرخ یہ کہتی ہو مجھے	مین بے دانہ یہ چنا ہو کوئی نادانو نہین

وہان ایک استاد بھی پچاس ساٹھ شاگرد لئے ہوے بیٹھے تھے اُنھون نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ یہ شعر آپکے حصہ کا ہو ذرا پھر فرمائیے۔ اُنھون نے پھر پڑھا ہنسکر کہا شعر گفتن چہ ضرور۔ آسیۂ چرخ کیا معنی۔ آسیاے چرخ کہو آسیا کا مخفف آس ہی جیسے آسمان یعنی مانند آس آسمان چکی کی صورت ہوتا ہی۔ حافظ نے کہا ہے۔ ؎

مزرع سبز فلک دیدم و داس نو	یاد م کشتہ خود آمد وہنگام درد

آسیا کہو یا آس اُسکا مخفف کہو۔ یہ آسیۂ کیا معنی۔ اور مصرع ثانی بھی غلط ہی۔ مین نے دانہ یہ چنا ہو کوئی نادانو نہین نادانون مین دانہ کیونکر چنا۔ نادانون مین جب چنوگے کسی دان ہی کو چنوگے اِدھر اُنھون نے یہ اعتراض کیا اُدھر ایک شخص نے کہا اعتراض کرنا سب جانتے ہین۔ آپ نے اسوقت حافظ کا شعر بالکل غلط پڑھا ہی۔ اُس اُس غزل بھر مین کہین نہین ہی مہ نو کو آس یعنی چکی سے کیا واسطہ کوئی پنہاری کا لونڈا کہے تو مضائقہ نہین۔ حافظ نے یون کہا ہی۔ ؎

مزرع سبز فلک دیدم و داس نو	یاد م از کشتہ خود آمد ہنگام درد

اُستاد کا مُنھ اتنا سا ہو گیا تب لوگون نے کہا کہ آپکو اعتراض کرنا ہی کیا فرض تھا۔ آپ اتنے بڑے اُستاد آپکو تو لازم تھا کہ اگر آپکا کوئی شاگرد اعتراض کرتا تو آپ اُسکو للکارتے نہ کہ خود معترض ہون۔ اُستادی آپ نے بٹادی۔
مرزا - اب فرمائیے ثریا بیگم سے پہلے ملیے گا یا حسن آرا سے
آزاد - ایک ذرا سیر کرتے ہوے جائینگے اور حسن آرا سے ملنے کے لیے تو بقول شخصے جوے شیر لائے۔ اب بھی کچھ تعجب ہے۔ دل اُنکا جان اُنکی تن اُنکا روح اُنکی ہم کس مین ہین جو کچھ ہے وقف ہے۔

آزاد نے ثریا بیگم کا پتا پھر مفصل پوچھا نواب سبز سطوت کا نام ایک کاغذ پر لکھا اور آزاد مرزا کے اصرار سے اُنکے ساتھ کھانا کھایا اور رخصت ہوے۔ اثناے راہ مین حسن اتفاق سے انکو وہ چانڈو باز ملا جو اللہ رکھی کے پاس سرا مین اکثر آیا جایا کرتا تھا جھک کر آداب بجا لایا اور یون ہمکلام ہوا۔
چانڈو باز - آپ نے اللہ رکھی کا بھی کچھ حال سُنا ہے۔ وہ تو اب بیگم ہو گئین اب بڑے ٹھاٹھ ہین۔ مین کئی بار گیا مگر بڑی مشکلون سے اُن تک پیغام بھیج سکا وہان پرندہ تو پر نہین مار سکتا اب فرمائیے کیا شغل ہی۔ ہمنے سُنا آپ تو کرنیل ہو گئے اور بڑی بڑی لڑائیان سر کین۔
آزاد - بھئی ہمین ٹھیک ٹھیک پتا بتاؤ تو ہم جائین۔
چانڈو باز - آپ آج یا کل روانہ ہون پرسون اُسی شہر مین بندہ بھی ہو گا جہان آپ ہونگے وہان آپ کو ڈھونڈ نکالونگا۔
آزاد - اگر سچا وعدہ کرو تو نہال کردون مین پرسون موتل مین جاؤنگا دو تین موتل اس شہر مین ہونگے تم سب مین تلاش کرنا۔ دو میمین بھی میرے ساتھ ہین۔ مگر ضرور ملنا۔
چانڈو باز نے اُنسے ساری سرگذشت بیان کی اور کہا تمھاری

برس بھر تک جوگن ہوکے رہی اور شادی کے وقت تک بالکل پاکبازی کے ساتھ بسر کی۔

آزاد فرخ نہاد اور مہ وش پریزاد ثریا بیگم سے نامہ و پیغام

میان آزاد فرخ نہاد ان دونون تدرو رفتار گلعذار باغ و بہار خاتونون کو ہمراہ لیکر بصد طاؤس زیب عابد فریب پری چہرہ ثریا بیگم کی تلاش مین روانہ اور آزاد مرزا کے اشتیاق دلدادگی سے آزردہ مند نظارۂ جمال جانانہ ہوے۔ اللہ رکھی کی عفت و عصمت نے اُنکے دل مین جگہ کرلی اور جب اُنھون نے معتبر ذریعے سے سُنا کہ انکا نام لے لے کر تڑپتی رہتی تھی تو اور بھی ہزار جان سے عاشق ہوگئے۔ آزاد نے مرزا سے پتہ تو پوچھ ہی لیا تھا اسی پتہ سے معشوقۂ مطلوبہ کو ڈھونڈھنے نکلے اثنائے راہ مین مس کلیرسا نے ہندوستان کی مخدرات عصمت سمات اور خواتین عفت مآب کی نسبت اُنسے چند سوال کیے۔

(۱) کیا شادی کے قبل عورت مرد اور مرد عورت کو نہین دیکھ سکتا آزاد نے کہا اس ملک مین یہ رسم ہو کہ لڑکے اور لڑکی کی شادی ماں باپ کی راے پر ہوتی ہو اگر لڑکا کوئی عذر کرے تو بیحیا سمجھا جاتا ہو اور کنواری لڑکی تو کوئی کلمہ زبان پر لا ہی نہین سکتی اگر والدین کی راے کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالے تو کل اپنے قوم مین سخت بدنام ہو جائے کہ کنوار پنے ہی کی دونمین اس لڑکی کی یہ مجال دم مین کہ ماں باپ سے لڑتی ہو غضب خدا کا دوشیزہ اور یون کھلم کھلا تکرار کرے۔ عورتین طعنے دین کہ نوج کسی شریف کی بہو بیٹی ہو کیا دیدہ دلیل ہو بہو بیٹی کے یہ معنی ہین کہ بیحیائی کا لفظ تک زبان پر نہ آئے نہ کہ یون ماں باپ چچا چچی کے سامنے بے جھجک صاف صاف بکے اور ابھی کیا ہو یہی تو تیرہ صدی کا بھاؤ ہو اہل اسلام مین تو خیر اکثر رشتہ دار دن اور اعزا ہی مین

شادی ہوتی ہو اور اگر میان نے بیوی کو اور بیوی نے میان کو نہ بھی دیکھا ہو تو دونون کے ماں باپ اور قریب کے عزیزون نے تو ضرور ہی دیکھا ہوگا گر ہندؤن مین تو ہم ہی انکا باوا آدم ہی نرالا ہو۔ میان راس کماری مین بیوی نیلگو مین بیوی کنگ مین۔ میان اٹک مین جسدن تک بھوری پھیری جاتی ہو اُسدن تک ان دونون کو نہین معلوم کہ کیسا جوڑا پایا یہان دلہین دعا مانگتے ہین کہ یا الٰہی بیوی سہ باری وش غیرت حور بہشتی ہو۔ خدا کری چار آنکھین ہوتے ہی نور کا بکا نظر آئے بلکہ آنکھ بھی جھپک جائے بلا خیر کی نگاہ رخ انور کی جھلک کی تاب نہ آئے دعا تو مانگتے ہین کہ چار آنکھین ہونے ہی پر ہو اور وہ ہو مگر دل مین یہ سوچتے جاتے ہین کہ خدا جانے چار آنکھین ہونگی یا تین ہی آنکھین ہونگی ورا دھر دلہن کی آرزو یا رب میان کلے تھلے کے گبھرو جوان نک سک سے درست پڑھے لکھے آدمی ہون بھولیان دیکھ کے عش عش کرنے لگین کہ واہ کیا خوبصورت مرد ہے۔ بڑی خوش قسمت ہو بہن۔

کلیرسا۔ میان بیوی مین باہم محبت کیونکر ہوتی ہو۔ پھر ممکن ہی نہین۔

آزاد۔ اب آپ سے تو ہزار بار کہہ چکے کہ ہندو عورت کو اپنے میان کی جسقدر محبت ہوتی ہو وہ اور کسی قوم مین نہ پاؤگی ساری خدائی مین۔ شاید ہی کہین اور ہو۔ انکو سکھایا جاتا ہو کہ تم اپنے میان کے حکم کو معاذ اللہ خدا کے حکم پر ترجیح دو اور ہندؤن مین برہمن پنڈت لوگ مذہبی کتابون کا خلاصہ کرکے اخلاق کی باتون کو ایک مقام پر جمع کرتے ہین اور مختلف تقریبون مین انکا ذکر کیا جاتا ہو اسکو کتھا کہتے ہین

کلیرسا۔ بھلا ہندؤن مسلمانون مین بیوہ کی شادی جائز ہی
آزاد۔ شریف زادون مین یہ رسم نہین ہی۔ چاہے بارہ برس
کی بیوہ لڑکی ہو جسنے میان کی صورت بھی اچھی طرح نہ دیکھی ہو
اگر وہ بیوہ ہو جاے تو ممکن نہین کہ تمام عمر اسکی شادی ہو سکے
اور ہندؤن مین تو اس بیچاری کی مٹی ہی خراب ہے۔ بھاگنون
مین بیٹھنا بھی بعض اوقات ناجایز ہی۔
نہ کھانا اچھا کھائے نہ کپڑا اچھا پہنے۔ بہت سی تقریبین ایسی
ہین جنمین وہ بیچاری بیٹھنے بھی نہین پاتی ہین۔
کلیرسا۔ اچھا ہم دونون اس بارے مین کوشش کرین
کہ اس ملک کی عورتین ادبار کی حالت سے بری ہو جائین
جسطرح مشن کی عورتین ادھر اُدھر پڑھانے جاتی ہین
اسی طرح ہم بھی جایا کرینگے اور رفتہ رفتہ اُنکے دلونپر اس
امر کا نقش منقوش کرینگے کہ ہندوستان کی لیڈیان طرز معاشرت
نہین جانتین۔
مئیڈا۔ تمنے تو بیان کیا تھا کہ اکثر بڑے بڑے شہرون مین
مشن کی عورتین نواب زادون اور امیرون اور بنگالیون
اور ہندوستانیون کے یہان جاتی ہین۔
آزاد۔ ہان برابر سوئی کا کام سکھاتی ہین اور انگریزی
پڑھاتی ہین حساب سکھاتی ہین۔
مئیڈا۔ ہم دونون کی دلی خواہش ہی کہ اپنی ہندوستانی بہنونکو
یہ سب باتین سکھائین۔ جن رسمونکا تمنے ابھی ذکر کیا اُنکا
حال سُنکر ہمین افسوس ہوتا ہی۔
آزاد۔ اچھا پھر تم دونون بھی اسی طرح جایا کرنا۔
جب آزاد پاشا اُس شہر مین داخل ہوے جہان ثریا بیگم
رہتی تھین تو اُن دونون گلبدنونکو ہوٹل مین لیجاکر ضروری انتظام

کے بعد معشوقہ مطلوبہ کی تلاش مین چلے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک
دلکشا باغ مین چند سفید پوش ایک رئیس کی صحبت مین بیٹھے
گپین اُڑا رہے ہین سوچے کہ ان لوگون سے شاید پتہ لگے۔ انمین
رئیس نے جو آزاد کو دیکھا تو مصاحبون سے کہا اس شخص کو ہمنے
کہین دیکھا ہی۔ مصاحبون نے بھی آزاد پر غور سے نظر ڈالی۔
نواب۔ ضرور کہین دیکھا ہی۔ مگر اسوقت یاد نہین آتا کہ کہان
دیکھا ہی۔ جسقدر غور کرتا ہون اُسی قدر اُلجھن ہوتی ہی اور گتھی
نہین سلجھتی۔
مصاحب۔ خداوندہون نہون آزاد پاشا ہون جنکی
تصویر اُسدن اخبار مین حضور نے دیکھی تھی۔ چھوٹے
صاحب نے تصویر دکھائی تھی وہی ہونگے۔
نواب۔ ہان سچ کہا یہ وہی باحمیت مسلمان ہی جو وطن اور
یار دوست سب چھوڑکے روم گیا تھا۔ اِنکو بلانا چاہیے
بھئی یہ قدر و منزلت کے قابل ہین۔
ایک مصاحب نے جاکے اونسے کہا جناب نواب صاحب
آپکو یاد فرماتے ہین اگر تکلیف نہو تو مہربانی کرکے کوٹھے تک
تشریف لیجیے بے تکلفی کی صحبت ہی آزاد نے فوراً منظور کرلیا
اِدھر مصاحبون نے باہم گفتگو کی کہ ایسا نہو یہ صاحب برسے
متقی متشرع ہون تو اُنکے آنے سے صحبت درہم و برہم ہو جائے
اسپر ایک رفیق نے یون کہا۔
رفیق جس شخص نے یہانسے فرانس اور روم اور روس کا سفر کیا اور
انگریزی خوان ہی وہ ایسی صحبت کو درہم و برہم کریگا کیا مجال
مصاحب۔ اچھا تو باتون باتون مین اِنکو ٹٹولتا ہون
رفیق۔ چٹکیون مین یہ کون بڑی بات ہے۔
ادھر آزاد پاشا چھت پر آئے ادھر نواب قمر رکاب نے سر قدم

تعظیم کی پھر مصاحبین اور رفقا بھلا کس شمار قطار مین سب اُٹھا کھڑے ہوے۔ نواب صاحب نے مصافحہ کیا اور اپنے قریب جگہ دی

نواب :- واللہ کمال اشتیاق قدمبوسی تھا کمال اشتیاق رفقا۔ حق ہو قسم خدا کی حق ہو۔ واللہ کمال مشتاق تھے

نواب۔ شکر ہو کہ آپ ایسے باحمیت بزرگوار کی زیارت ہوئی آزاد۔ ان کلمات کو مین آپ کی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون۔ مین نے اپنا فرض ادا کیا بیشک یہ امر مجھپر فرض عین تھا اور وہ فرض خدا کے فضل سے ادا کر دیا گیا

نواب :- اخبار دن مین آپ کی جرأت و شجاعت کا حال پڑھ پڑھکر لوگون کو وہ دلی مسرت حاصل ہوتی تھی کہ ہا رائی دل جانتا ہو۔ خدا کرے اہل اسلام ایسے ہی اولوالعزم و عالی منزلت ہون

	این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

اب فرمائیے اسوقت آپ کی کیا تواضع کرون۔

مصاحب۔ حضور کوئی ایسی شے جنڈیل صاحب کو پلوائیے جس سے روح کو تازگی آئے اور طبیعت خوش ہو جائے اور بدن گرما جائے وہ شے حضور بھی جانتے ہین اور مین بھی جانتا ہون۔

خانصاحب۔ خداوند مجھے پارسال برفان ہو گیا دو مہینے ڈاکٹر کا علاج ہوا خاک فائدہ نہ کیا بیس دن تک حکیم صاحب نے تخمۂ شبث بنایا اور بھی عارضہ بڑھ گیا۔ پڑوس مین ایک بیدراج رہتے ہین انھون نے کہا ہم دو دن مین اچھا کرتے ہین۔ دس دن انکا علاج رہا تو انھون نے وہ گرم دوائین دین کہ توبہ ہی بھلی۔ سونٹھ اور کالی مرچ اور فہد اور قرنفل آخر کار ایک دوست نے کہا بھئی تم سبکا علاج چھوڑ دو جو علم کہین وہ کرو بس حضور صبح شام برانڈی پلائی دو بھٹا نک

شام کو دو چھٹانک صبح کو اس سے یہ کیفیت ہوئی کہ چوتھے روز بندہ خاصہ ہٹا کٹا ہو گیا۔

نواب۔ واللہ برانڈی در برفان! کیا شان خدا ہو۔

دیوانجی۔ سرکار ذیابیطس کے لیے تو برانڈی اکسیر ہی چاہو جسقدر دیتے جائیے جتنی زیادہ پیے اُسیقدر زیادہ فائدہ اگر بوتل بھر ختم کر جاے تو مرض منزلون دور ہو۔

راوی۔ بجا جو ہر دم مخمور رہو تو مرض کی جڑ ہی کھو جائے

خانصاحب۔ اور خداوند آنکھون دیکھی کہتا ہون کہ شاہی مین ناظم مردان علی خان کے کمپو کے ساتھ خیر آباد مین رہنے کا اتفاق ہوا ایک سوار کو مرگی آتی تھی صدہا علاج کیے مرض نہ گیا آخر کار ایک شخص نے کمیدان سے کہا حضور حکم دین تو ایک دوا بتاؤن اور دعوی کر کے کہتا ہون کہ کل ہی مرگی نہ رہے۔

کمیدان صاحب نے کہا۔ ازین چہ بہتر نیکی در پوچھ بوجھ بسم اللہ بتائیے۔ کہا خداوند دو چھٹانک شراب دیجئے اور اُسمین اسکا دونا پانی ملائیے مگر شراب دو آتشہ ہو اگر ایکدن کے استعمال مین فائدہ نہو تو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔ کمیدان نے کہا ہم اپنی زبان سے اجازت نہ دینگے کہ مسلمان کو شراب پلائی جائے لیکن۔ بس لیکن کہہ کے رہ گئے۔ لوگ سمجھ گئے کہ حضور کا بھی نشا ہو۔ اُسی دن شام کو شراب اور پانی پلایا۔ دوسرے روز عارضے کا کہین پتا ہی نہ تھا۔

نواب۔ اللہ۔ اللہ۔ یہ وصف ہین اسکے مگر حرام ہو۔

مصاحب۔ حضور گنواروں یا جیون نے اسکو بدنام کر دیا ہو

مکن بدنام کند اہل خرد را غلط	بلکہ مے میشود از صحبت نادان بدنام

آزاد۔ درجۂ اعتدال سے تجاوز کیا اور گیا گذرا۔
نواب۔ بھلا حرام اور حلال کی نسبت کیا رائے ہے۔
آزاد۔ مذہب اسلام کی رو سے تو حرام مطلق ہے۔
نواب۔ بھلا کیوں صاحب۔ وہان کیا حال ہے۔
آزاد۔ مسلمان اور عیسائی برابر ایک میز اور ایک دسترخوان پر کھاتے ہین۔ فرق نہین۔ یہ صرف ملک ہندوستان کی دیکھا دیکھی قاعدہ نکالا ہے کہ بالکل مغائرت کا برتاؤ ہو۔ مگر ہان خوک کا لحم اگر میز پر ہو تو مسلمان اُس کمرے مین نہ بیٹھے گا
نواب۔ اور بادۂ گلگون اسکا بھی پرہیز ہے یا نہین۔
آزاد۔ نیک اندر بد و بد اندر نیک۔ علما اسکے قریب نہین جاتے۔ مگر بعض بعض امرا دون مین اسکا شغل ہے اور شاہ ایران تو برابر جام بہ جام لنڈھاتے ہین۔ ؎

چون دانستم کہ عدوی دین ست باللہ بخورم خون عدو را کہ رواست	

مصاحب۔ حضور ایک عالم کا مقولہ ہے کہ شراب لوٹنی جائز ہے۔
آزاد۔ ہرگز نہین وہ عالم نہین گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے

دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے توبہ خناور ہزار توبہ خناور	

مصاحب۔ حضور کو کبھی اتفاق ہوا ہے (دبے دانتون)
آزاد۔ (مسکرا کر) مجھے! ہونہہ!! کیا مین مسلمان نہین ہون
نواب۔ تو ضرور ہوا ہے اتفاق۔ یہ بھی کیا خوب جواب دیا ہے۔
مصاحب۔ خداوند اگر حکم ہو تو جنڈیل صاحب کے واسطے منگوایا جاے ضرور اس رنگ مین ہین اور آج ہوا بھی خنک ہے۔

اتنے مین ایک مصاحب جنکو اور رفقا نے سکھا پڑھا کر بھیجا تھا کہ چغہ اور عمامہ اور شرعی پائجامہ پہنکر آئے جناب مولانا صاحب یون تشریف لائے۔ اتفاقاً حضور مزاج انور نواب صاحب بھی بڑے تپاک سے پیش آئے۔ اور رفیقون نے بھی تعظیم و تکریم کی آزاد سمجھے کہ یہ کوئی بڑے مقدس بزرگ ہین مگر وہ اصل مین منچلے اور خوشامد خورے رفیقون کے تھے اور صرف اس نظر سے کہ اِنکے تقدس کا خیال کرکے شاید آزاد پر حکمہ چل جائے اِنکو مولوی بنا کے لائے تھے۔
نواب۔ مزاج اقدس جناب مولانا صاحب۔
مولانا۔ الحمدللہ۔ بندہ ام تا زندہ ام۔ پشاور جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ ؎

ہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم برای یار فروشی دکان نمی باید	

نواب۔ مین تو آپ کو بزرگ سمجھتا ہون دوست تو برابر والے کو کہتے ہین۔
مولانا۔ آپ کی سعادت آپ کی بزرگی۔ آپ کی ریاست
مصاحب۔ مولانا صاحب حضور کس فرقے مین ہین اثنا عشری یا سنت جماعت۔
مولانا۔ اس جھگڑے سے کیا مطلب۔
مصاحب۔ حضور کا دم بھی غنیمت ہے۔ ہان خوب یاد آیا حضور ابھی یہان ذکر ہو رہا تھا کہ شراب جائز ہے یا ناجائز ہے
مولانا۔ یہ سوال تو متعلق بہ نیت و دل ہے۔ اگر تمھارا قلب صاف نہین تو ہزار بار حج کرو اور دو سو ہزار بار خیرات کرو اور روزہ نماز پڑھو کچھ نہین لیکن مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ جو کہے صدق دل سے

خدا اور رسول کے احکام کو دل سے بجا لائے تو کبھی بند و بلا میں گرفتار نہو۔ آزاد پاشا سمجھ گئے کہ محفل کی محفل شرابی ہے ہندو مسلمان سب اسمین ایکسی تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔ اور یہ عقلمند انکو یہ فکر کہ محبوب مطلوب کا پتہ ملے۔ ادھر اُدھر کی باتین کرکے کہا حضرت ہمنے تو اس سفر مین ہر قسم کے آدمی دیکھے متشرع ایسے ایسے کہ شرع کے ایک ایک حرف کے پابند جان جاتی رہی مگر کیا مجال کہ نماز قضا ہو۔ دیکھ رہے ہین کہ غنیم کی فوج کلے پر آگئی مگر جانماز بچھا کے مصروف عبادت ہوئے ممکن کیا کہ نماز کا وقت ٹلجائے اور ایسے آدمیون سے بھی صحبت رہی ہے کہ نماز کے قریب نہین پھٹکتے انکو روزہ و نماز سے اصلا سروکار نہین ایسے لوگ بھی دیکھے ہین کہ انتہا سے زیادہ احکام شریعت کے پابند اور اُسکے برعکس ایسون سے بھی سابقہ رہا ہے جو بعث و نشر اور یوم الحساب اور قیامت اور آخرت کے قائل نہین ہم سب صحبتون مین رہے ہین۔ کسی صحبت سے پرہیز نہین۔ آپ لوگ مزے سے شوق کرین۔ بندی کا کچھ خیال نہ کیجیے۔

نواب۔ بھئی صحبت یافتہ آدمی کا کیا کہنا واللہ آزاد صاحب آپ مشک ہین۔ بندرہ لحافون مین مشک کو لپیٹ کے اور بند کرکے لیجاؤ وہ اپنی خوشبو ضرور دیگا۔

مصاحبین۔ حق ہے خداوند کیا مثال دی ہے سبحان اللہ رقعا۔ واقعی کیا خوب فرمایا ہے مشک اور بارہ لحاف راوی۔ اور جو بندرہ لحاف ہون۔ تو کیسا خوشبو آئے نہ آئے آزاد۔ میرا تو مطلق خیال ہی نہ کیجیے مین خود اس شغل مین تھا نواب۔ اللہ بھی چھوڑ کیون دیا۔ صاحب یہ تو اکسیر ہے اب آپ کو سکھانا تو حکمت بہ لقمان آموختن ہے مگر جس قدر ہمین استقدر فوائد ہون کہ یرقان کی مزمن اور نزلے کی دافع اور قلب کی مسکن ہو اُسکا ترک کرنا کیا معنے۔

مصاحب۔ خداوند غلام کے نانا جان حکیم مرزا محمد علی صاحب مبرور کے بیٹے تھے منجھلے بیٹے۔ اُنکا قول تھا کہ بھائی جان۔

رفیق۔ ایک ذرا ٹھہرے ہوئے استاد آپکے والد کسکے بیٹے تھے

مصاحب۔ اجی دل لگی رہنے دو صاحب جب دیکھو دل لگی جب دیکھو مذاق ہر گھڑی کی چھیڑ خانی اچھی نہین تو حضور بس انکا قول تھا کہ بیٹا اسکو کبھی نہ چھوڑنا۔ مگر دوا کے طور پر۔ بس اسی نواب صاحب نے خوش ہو کر کہا بھئی۔ ؎

جب ملے دو دل مخل پھر کون ہے بیٹھ جاؤ خود حیا اُٹھ جائیگی	

مصاحبون نے آوازہ سبحان اللہ بلند کیا۔ ای حضور سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اعجاز۔ اعجاز پیر و مرشد۔ واللہ اعجاز کیا شعر پڑھ دیا ہے واہ رے پڑھنے

جب ہوے دو دل تو پھر کون ہے بیٹھو صاحب آپ ہی اُٹھ جائیگی	

راوی۔ اہو ہو ہو۔ واہ رے پڑھنے۔ واہ رے پڑھنے والے۔ اصلاح واہ رے شعر کی مٹی خراب کرنے والے۔ واہ رے گوکھے نواب صاحب نے خیر موزون شعر تو پڑھا تھا مصاحبون نے غلبۂ ذکاوت سے اصلاح بھی دے دی۔ ع۔

جب ہوے دو دل تو پھر کون ہے

اور لطف یہ کہ غیر موزون مصرع کو جو سکتا ہوتا تھا وہ ایک لفظ گھٹا بڑھا کر موزون کر دیا اور دوسرا شوخی سے مملو ہے۔ ع۔

بیٹھو صاحب آپ ہی اُٹھ جائیگی

اِس بیساختہ پن کے صدقے مصرعہ۔

عالم اُسے کہتے ہین بیساختہ پن نکلے

اتنے مین ایک رفیق اُٹھ کر نیچے گئے اور وہان سے سامان طرب لائے تین بوتلین۔ ایک اکشا نمبرون کی دوسری ہوسکی تیسری شیمپین۔ دس ٹمبلر۔ بارہ گلاس۔ ایک درجن سوڈا کی بوتل۔ ایک بوتل پکنے اپ۔ ؎

برق چشمک زن زطرف کوہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

دوسرا۔ واہ اُستاد بے پیئے ہی چڑھ گئی لگے جھومنے۔

مصاحب۔ اجی یہان ہر دم کے کھڑکی کی چڑھی ہتی ہے ؎

پیون شراب اگر خم بھی دیکھون دو چار | یہ ایک بوتل تو یک ساغر و سبو کیا ہی

راوی۔ چلتے چلتے مرزا نوشہ غالب مبرور کو اصلاح دے ہی دی۔

نواب۔ فرمائیے حضرت برانڈی یا نرم چارہ بھی برانڈی لنڈھائیے

آزاد۔ مجھسے ارشاد ہو اقبلہ مجھے معاف رکھیے حضرت۔

نواب۔ معاف ایک کوڑی نہوگی اجی ہان جناب۔

مصاحب۔ سبحان اللہ شراب کے لیے کوڑی بھی کیا خوب

راوی۔ کیا! شراب کے لیے کوڑی! یہ لطیفہ ہماری سمجھ مین نہین آیا اور سمجھے نوابصاحب بھی نہین مگر مسکرا دیے۔ گویا بہت بڑا لطیفہ بولے تھے۔

آزاد۔ مین صحیح عرض کرتا ہون۔ مین نے اِس سے توبہ کی ہی مجھے بدل آزاد کیجیے۔ مین ہرگز اسکا استعمال نہین کرسکتا آپ شوق کیجیے۔

نوابصاحب نے کہا آپ کی خوشی۔ مگر ایک بات کہون تو آپ بُرا مان جائینگے۔ یہ فرمائیے کہ کسی مقام یا کسی موقع پر جیگارم پینے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔

آزاد۔ (مسکراکر) وہ موقع ہی اور تھا حضرت۔

مصاحب۔ اللہ ری یادداشت کچھ ٹھکانا ہی۔ اللہ اللہ

دوسرا۔ جو بات ہی بے نظیر اور لاجواب ہی۔ اللہ لاجواب ؎

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی
پاپوش مین لگائی کرن آفتاب کی

راوی۔ ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ کیا خوب تعریف کی ہی۔

تیسرا۔ خیال تو کیجیے کیا خوب گرفت کی ہی۔

چوتھا۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ اب جنڈیل صاحب کو شریک ہونا پڑا۔

آزاد۔ نوابصاحب سچ کہیے گا وہ موقع اور تھا یا نہین۔

نواب۔ حضرت ہان تھا تو جان جوکھم کا موقع۔ مگر ہم اصرار نہ کرینگے وجہ یہ کہ یہ فعل فی نفسہ بد ہی اور خلاف شرع اگر زبان اور صحبت اور لطف اسکو کیا کرین۔ اب یہ کیا ضرور ہے کہ ہم ڈوبے تو اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبین کسی مسلمان کو ہم گمراہ کیون کردین خود داخل معصیت ہون اور اُسکو اپنے ساتھ عذاب مین گرفتار کریں بھلا یہ کون سی مصلحت کی بات ہے ہمتو آزاد پاشا کی تندرستی کا جام پیتے ہین۔

اتنے مین خدمتگار سلیقہ شعار نے ٹمبلر مین برانڈی لنڈھائی۔ اور سوڈا کی بوتل دن سے کھولکر ملائی اور پڑز کے چند قطرے لاکر حضور کو دیے نوابصاحب نے چسکی لگائی اور شعر پڑھا۔ ؎

شراب ایک ہے لنڈن کی ہو کہ کوئی ترکی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

رہتا۔ اور کہتا سچا اور صحیح کلام ہو۔

آزاد۔ مین اس بات سے خوش ہوا کہ آپ سوڈا ملا کے پیتے ہین۔ جب پیئے بادۂ ممزوج۔ مگر گنوردل اور ناواقف لوگ خالی شراب کا استعمال کرتے ہین۔ یہ بالکل ہر لاابالی ہو مصاحب۔ اس صحبت مین ایسا نہین ہوسکتا جو شے ہو اصول سے اور ممکن کیا کہ کوئی بیقاعدہ ہوجائے کیا مجال سب اپنے اپنے درجے اور قاعدے کے مطابق۔

مصاحبون نے بھی علی قدر مراتب رم اولڈ ہوسکی برانڈی پائی گردد کے سوا اور سب نے سادے پانی کے ساتھ پی اور پی پی کر بلبل ہزار داستان کی طرح چہکنے لگے۔

ایک۔ واللہ اب ہوش آیا۔ جان مین جان آئی۔

دوسرا۔ کیسی کچوا سوقت اگر نہ ملے تو غضب ہی ہوجائے

تیسرا بقوی دماغ۔ مفرح قلب مسکن دافع تشنگی اور لطف یہ کہ پی کر اگر شاعر ہو تو شعر اچھے نکلینگے نثار ہو تو مقفے مسجع لکھیگا۔ عالم ہے تو علمیت کو زور ہوگا۔

چوتھا۔ مگر اعتدال کے ساتھ رہے تو معتدل رہو ورنہ قلب کو حرارت ہو۔ دماغ کو پریشان کرے۔ جان عذاب مین ہوجائے اور صبح کو جب اٹھے تب دردسر درد کمر درد اعضا۔ پریشان حال۔ پریشان روزگار

پراگندہ روزی پراگندہ دل	

خانصاحب۔ خداوندا یکبار نیپال کی ترائی مین چلنے کا اتفاق ہوا۔ چودہ آدمی ہمراہ تھے۔ وہان جنگل مین شہد کثرت سے ہے۔ اور شہد کی مکھیونکی عجب خاصیت کہ جاہے جس عضو بدن پر بیٹھین ممکن نہین کہ درد نہونے لگے وہان کے باشندون سے پوچھا کیون بھئی اسکا کچھ علاج بھی ہو کہا اگر ایک بار درد شروع ہوا تو پھر تمام عمر رہیگا۔ گیارہ مہینے اچھے اور ایک مہینے علیل۔ جس مہینے مین درد شروع ہوا اُس مہینے مین ضرور عود کریگا لیکن اگر پہلے سے اسکا علاج کرے تو بڑا فائدہ ہو۔ پوچھا وہ کیا۔ کہا شراب کے ساتھ فلان بوٹی کا استعمال کرے اُن چودہ آدمیون مین دس ہندو تھے اور چار مسلمان دس ہندؤن مین آٹھ برہمن۔ وہ تو شراب چھو نہین سکتے۔ بگرد نے کہا کہ ہمکو شراب پینا گون ہے عمر بھر کا درد اور کرب گون نہین اور باقی دو کایستھ تھے انکو چارہ ملا اور چار مسلمانون مین ایک بندہ۔ باقی تین اور۔ وہ تینون تو گالیان دینے لگے۔ ای توبہ کیا مجال اگر جھینپ پڑجاے تو بدن کٹوا ڈالین۔ مگر بندے نے آزمائی۔ حضور یقین کیجیے ہم مزے مین رہے اور وہ سب کے سب ابتک جھیکتے ہین۔

نواب۔ واللہ بھئی واقعی اسکے فائدے بڑے بڑے ہین مگر ہے کیا حرام ہو اگر حلال ہوتی تو کیا کہنا تھا۔

رند۔ خداوند اب تو سب حلال ہو۔ کسکا حرام۔ بھلا شراب کو حرام کیون کیا اس سبب سے کہ اسکے افعال حرام ہین یہ بذات خود حرام نہین ہو۔

جب بادۂ تیز نے زور دکھایا تو مصاحبین نے طبیعت دکھانے لگے

۱۔ جام منھ سے لگا کر نصف پی گئے اور یون چہکے۔ ؎

می خورم و مخالفان بچپ در راست	گویند مخور بادہ کہ دین را عداست
چون دانستم کہ مرعدد دین ست	بااللہ خورم خون عدو را کہ رواست

۲۔ واہ بس۔ ہمسے سنو۔ (چسکی لگا کر)۔ ؎

ہر کجا حرف شراب ارغوانی میرود	از دہان خضر آب زندگانی میرود

۳۴۔ نواب صاحب سنئیے جنرل آزاد صاحب۔ ؎

گر بے نخوری طعنہ مزن مستان را | گر تو بدہی توبہ دہم یزدان را
تو فخر بدان کنی کہ من می نخورم | صد کار کنی کہ مے غلام ست آن را

مصاحبین۔ واہ واہ۔ کیا برجستہ فرمایا ہی۔ یہ طبع زاد حضور کی ہے

نواب۔ راکڑکر، اجی اب اس سے کیا مطلب۔

مصاحب۔ خداوند غلام ایک نہ مانیگا۔ بیشک اور بے شبہہ حضور ہی کا کلام الملوک کلیم الملوک ہی۔

راوی۔ اہو ہو عربی دانی کا بھی زعم ہے۔

دوسرا۔ قابلیت عالم بالا معلوم شد۔ بس حضرت بس۔

آزاد۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔

مصاحب۔ جی جناب اسوقت زبان قابو مین نہین

یارو میری خطا معاف کرو مین نشے مین ہون
شیشے مین مے ہے مے مین نشہ مین نشے مین ہون

نواب۔ نشے کی بات ندارد۔ ہوش کی دوا ہوش کی دوا

مصاحب۔ راہستہ آہستہ، ہوش کی دوا ہوش کی دوا۔

خانصاحب۔ خداوند یرقان کی دوا۔ دردسر کی دوا تپ کی دوا۔ ہیضے کی دوا۔ اسہال کی دوا پیچش کی دوا۔ بواسیر کی دوا۔ دمے کی دوا۔ بس انتہا ہو کہ موت کی دوا۔

دیوانجی۔ موت کی دوا مُردہ کو دیدی ہے۔ مرجا نہین

آزاد۔ چڑھی تو سب کو ہی مگر دیوانجی بہت دور چلے گئے ہین

نواب۔ آج صحبت مین یہ بے لطفی ہوئی۔ ورنہ اور کبھی نہین ہوتی ہی۔ خبردار سب کے سب خاموش بس کہدیا ہے۔

دیوانجی۔ خامو۔ خا۔ خاموش نواب صاحب کیطرف مخاطب ہوکر، اُٹھائی گیرا۔ دور ہو یہان سے کہتا ہو کہ گالیان بکو کیا ہم پاجی نہین ہین۔

بمن۔ اجی تم پاجی تمھارے باپ پاجی تمھارا دادا پاجی

بدھو۔ سب پاجی جو یہان ہی وہ پاجی اور جو نہین وہ پاجی اسپر ایک مصاحب بگڑ کھڑے ہوئے خداوند اسکے کیا معنی جو یہان ہی وہ پاجی اور جو نہین ہی وہ پاجی جناب والا بھی یہان نہین ہین۔ انکو اس پاجی نے پاجی بنایا خون آنکھون مین اُتر آیا ہی۔ کیون بے پاجی جناب والا کو پاجی کہتا ہے۔

نواب۔ (نشے مین) لاحول ولاقوۃ۔ سچ ہی۔ ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است | بلکہ می شود از صحبت نادان بدنام

ہمنے بھی تو آخر پی ہی اور جناب جنرل صاحب اللہ انھین نابکارون نے مجھے مطعون کیا ورنہ مین بدنام نہوتا۔

آزاد۔ ہان پھر صحبت تو اپنے سے اچھے اور لائق کی چاہیئے

نواب۔ مجھے ایک عورت نے نصیحت کی تھی جناب۔ لیکن مین سمجھا نہین۔ اے صاحب ایک برق دم زن جمیلہ نے ایک روز وہ جھپک دکھائی۔ مین ہزار جان سے عاشق ہوگیا۔ وہ بوٹا سا قد دیکھو کہ کیا عرض کرون۔ ؎

سرو را با قد دلجوی تو بودی نسبت | گر نگل عارض و غنچہ دہانی میداشت

جب نوابصاحب نے دیکھا کہ آزاد سے مشہور آدمی کی سامنے محفل اور صحبت کی کرکری ہوتی ہی تو رمضانی خانصاحب کو بلاکر کہا بھائی دیوانجی اور بمن اور اس لالہ بدھو کو یہانسے کسی حیلہ کسی بہانے سے لیجاؤ اور اوپر نہ آنے دو یہ مہمان بالکل اجنبی ہین انکی موجودگی مین محفل کی بدنامی بُری بات ہی۔ رمضانی خان نے دیوانجی کے کان مین کہا

حضرت ذرا اِدھر آیئے کچھ کہنا ہے۔

دیوانجی۔ علم قسم اگر تنگ گستاخی ہماری شان مین کرہیو
ہمسے تمسے اُس ہوئی کہ شب و روز پا بوس پیزار کی۔
نوابصاحب سُنت ہو سُنو۔ ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیانی	

نمیدانم کہ من۔ شراب۔
مرادی۔ چلے بہکے۔ اب ہوش فقر دہو گئے۔ واہ۔

یہ دختر رز حرامزادی مردار	
مینا بازار کی ہے رہنے والی	

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔ جناب ہمنے انگریزون اور فرانسیسیون اور مختلف یوروپین قومون کی صحبتین دیکھی ہین مگر یہ بات کہین دیکھنے مین نہین آئی اسوقت عمدہ عمدہ باتین ہوتین شعر شاعری کا چرچا۔ یا پولیٹکل اُمور یعنی معاملات ملکی کا ذکر ہوتا۔ لطیفے ہوتے۔ یہ نہین کہ دیوانجی لگ بک ہے ہین اور لالہ صاحب الگ پی کے بہک رہے ہین اور خانصاحب اپنے آپے سے باہر ہین معاذاللہ۔

اتنے مین ایک مصاحب نے کہا۔ کیون حضور رسات اور دس ہزار اور پچاس ہزار دو لاکھ ترسٹہ آنے کے ہوئے۔ مگر بات خاص یہ ہے کہ جان جان ہو اور مان مان ہو۔

نواب۔ کوئی ہو ان سب کو جو بدمست ہو گئے ہین نکال دو اسی وقت اسی دم نکال دو۔ ہرگز نہ ٹھہرنے دو۔

لالہ۔ ابھی نکال دو سب کو (نشے مین چور) سب کو اور سب کے پہلے اس مردود کو رمضان خان پر تیپ لگا کر رمضان خان پٹھان آدمی تیپ پڑتے ہی آگ ہو گئے اور بگڑ کے پنے دو چار دھپین زور زور سے لگا بیٹھا۔ اسپر دو چار ادھر دو چار اُدھر سے اُٹھے اور پٹا پٹی ہونے لگی آزاد نے نوابصاحب سے کہا خاکسار تو اب رخصت ہوتا ہو۔ نوابصاحب نے انکا ہاتھ پکڑ لیا اور غل مچا کر سپاہیون کو حکم دیا کہ سب کو نکال دو حکم پاتے ہی سپاہیون نے تعمیل کی اتنے مین نواب صاحب آزاد کو لیکر وہان سے باغ مین آئے اور باہم مکالمہ ہونے لگا۔

نواب۔ شیخ سعدی کا قول ہمین تہ دل سے پسند آتا ہو۔

خوے بد در طبیعتے کہ نشست	نہ رود جز بوقت مرگ از دست

ایک مہ وش زرین مرنے وہ نصیحت کی تھی کہ اگر ہم آدمی ہوتے تو تمام عمر آسایش کے ساتھ بسر کرتے مگر ان مصاحبون سے خدا سمجھے ہمین پھر گھیر گھار کے پھندے مین پھانس لیا اب دیکھیے کہ گو ہزار مرتبہ خواہش ہوئی کہ انسے کنارہ کش ہون انکو موقوف کر دون۔ مگر انکے بس مین آگئے ہین۔

آزاد۔ تو جناب نواب صاحب ایسے ادنی ادنی نوکرونکا اسقدر منہ چڑھانا ہرگز مصلحت نہین ہے۔ عقل کبھی گوارا ہی نہ دیگی کہ ایسے آدمیون کو آپ صحبت مین بلائین اور اس بے تکلفی سے آپ صحبت گرمائین۔ ع

با بدنشین و باش بیگانہ او	در دام افتی اگر خوری دانہ او
تیر از رہ راستی کمان آید دیر	بنگر کہ چگونہ جست از خانہ او

نواب۔ بھائی صاحب یہی باتین اُس عورت نے سمجھائی تھین

آزاد۔ آخر وہ کون عورت تھی اور آپ سے کیا تعلق تھا۔

نواب حضرت عرض کیا نہ کہ ایکروز مسافرانہ طور پر ایک باغ مین بیٹھا مجمع یاران بے تکلف اور احباب ہمدرد سنج دوست آشنا

اقارب چہل پہل۔ مذاق دل لگی سب چمک رہے تھے اور چھپے کر رہے تھے ایک نغز گفتار۔ گلعذار۔ تدرو رفتار کم سن عورت سفید دلائی اوڑھے جگمگتی ہوئی اُدھر سے نکلی گو وضع بالکل سادی تھی اور زر و جواہر سے بھی آراستہ نہ تھی مگر اسکی سادگی ہی مین وہ جوبن تھا کہ کچھ نہ پوچھیے۔ ؎

حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنین نہین زیور ہی سادگی تری رخسار کے لیے	

اُسکا اِس مستانہ چال سے جانا ستم ہو گیا۔ دو چار بگڑے دلون نے بہ لطائف الحیل اُسکو بلایا۔ وہ بے تکلفی کے ساتھ آن کر بیٹھی تو مجھ سے گفتگو ہونے لگی۔

ببن۔ مسند پر پاس آن کر بیٹھو صاحب۔ وہان کہان بیٹھ گئین۔

وہ۔ (قریب بیٹھکر) ہمین اسمین کیا عذر ہی جہان کہیے۔

ببن۔ آپ کا اسم شریف بی صاحب۔

وہ جضور میرے نام سے کیا کام مجھے اللہ رکھی کہتے ہین

راوی یہ نام نواب صاحب کی زبانی سنکر آزاد کے کان کھڑے ہوے مگر ابھی کچھ نہ بولے چپ چاپ سُنتے ہی گئے

ببن۔ اسوقت آپ کے آنے سے بڑی دلبستگی ہوئی ہی

وہ۔ آپ سب صاحبون کی عنایت۔ آپ رئیس ہین

بس جناب اتنے مین ایک مصاحب نے کہا حضور نوابصاحب غلام انکو جانتا ہی یہ تو بڑی عالی خاندان ہین اُس پر کالۂ آتش نے اِسطرح گھور کے دیکھا کہ اُنکے ہوش اُڑ گئے اور مین دھر دھر کے پوچھتا ہون کہ ان بی صاحب کا جو کچھ حال ہو بیان کرو وہ ایسا عجب حسن مین آگیا کہ بولتا ہی نہین سکتہ کا عالم اور مصاحبون مین دو چار مخبوط الحواس بھی تھے وہ بگڑ بگڑ کے ہماری شکایت کرنے لگے واہ بھئی کیا زمانہ ہی۔ یہ زن بازاری مسند پر نوابصاحب کے پاس بیٹھے اور ہم شریف زادے جوتون پر جگہ پائین۔ شان خدا واہ ہم اپنی کس سے کہین اللہ مرحوم چکلیدار تھے جسکا چاہا بھتا سا سر آدیا۔ ڈنکا سامنے بجتا تھا۔ کڑم دھم کڑم دھم۔ آتی ہی سواری شیران شیر کی۔ انھین آنکھون نے بھی دیکھا کہ دور دیہ فراشی سلام ہوتے جاتے تھے اور انھین آنکھون اب یہ بھی دیکھ رہے ہین۔

اور اب اسوقت اگر بولو تو للکارے ہی جاؤ بچہ جی

اجی ہم بولین ہی کیون کہ خواہ مخواہ کو للکارے جائین زمانے کا انقلاب اسی کا نام ہے۔ اگر اکبر بادشاہ کا وقت ہوتا تو بیسون کے پاس عالم فاضل شاعر بیٹھے ہوتے اب انگریزی دان آدمیون اور بنگالی بابوؤن کی صحبت نوشت و خواند ہی کا چرچا ہی۔ مگر اس طرف اللہ کے فضل سے سناٹا ہے۔ ع

بیکسی ہم تو ادھر ہین کہ جدھر کچھ بھی نہین	

الغرض اب سنیے کہ ایک مصاحب نے جو بی اللہ رکھی کے خلاف مزاج ایک بات کہی تو مجھے سخت رنج ہوا۔ مین نے اُسکو نکلوا دیا اور وہ باہر جاکے مجھے گالیان دینے لگا۔ لوگونے پوچھتا ہون یہ غل کیا ہی تو وہ کہتے ہین خداوندا ایک سید کی بیوی نے انتقال کیا ہی۔ کفن کا بندوبست اُس سے نہین ہو سکتا حضور کچھ کفالت کرین ہمنے حکم دیا کہ دس روپیہ دلوا دو اُن حضرت نے دس روپیہ تو لے اڑے اور ہمکو گالیان کھلوائین وہ زور سے بھلا بُرا کہنے لگا اور ہمسے آنکر کہا کہ خداوندا وہ تو لاکھون دعائین دیتا چلا گیا مگر گئی اور غریب شریف زادی حضور کا نام سنکر حاضر ہوئے ہین۔ ہم تو

بنے ہوئے تھے ہی حکم دیا کہ سو روپیہ دلوا دو وہ سو بھی اُن لوگون نے اُڑائے اور ہمین بیوقوف بنایا۔

آزاد۔ اللہ اللہ! ایسے نمک حرام خدا اُنسے پناہ مین رکھے

نواب۔ سُنتے جائیے جناب اللہ رکھی کو وہ رفیق باہر سے گالیان دے رہا تھا اور وہ بیچاری کہہ رہی تھی کہ حضور دیکھیے مجھے گالیان دیتا ہے مگر میری عقل پر ایسے پتھر پڑے کہ مجھے ذرا نہ سوجھی مین نے لاکھ جتن کیے ہزار ہا قسمین دین کہ اللہ رکھی تم یہان سے چلو مگر اُس زن پاکدامن نے انکار ہی کیا اور کہا یہ تو ممکن ہی نہین۔ اُسنے کہا کہ تمھاری صحبت پاجیونکے لائق ہو نہ کہ بھلے مانسون کے۔

جب مین نے اصرار سے پوچھا کہ آخر یہ تو بتاؤ کہ تمھین اُسقدر رنج کاہے کو ہے آبدیدہ ہو کر بولین حضور آپ تو اسوقت نشے مین غین ہین۔ ہزار باتین اُس مصاحب نگوڑی نے مجھے سُنائین اور آپ نے ایک نہ سُنی کہ کیا بک رہا ہے۔ یہ بازاری عورت اور میسو اور سترچو ہے کھا کے بلی حج کو چلی خیر جانے کیا کیا کہا مگر آپ خاموش بیٹھے رہے اور آنکھین اشکبار تھین یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مین نے صحبت مین تخلیہ کیا اور منھ دھلوایا اور پھر اصرار سے پوچھا کہ تم اس جوانی مین اسقدر پریشان حال کیون ہو تم سی عورت کے ہزارہا گاہک ہین رو کے یون جواب دیا حضور یہ سب قسمت کے کھیل ہین ہماری کی بیچارا زندگی نگوڑی کسی کی نہو یہ سب اپنی کرتوتون ہوا ماں باپ نے اندھے کنوین مین ڈھکیل دیا ایک بوڑھے کھبٹ کے ساتھ بیاہ کیا۔ آپ تو جبین اُڑا یا کیے ہمین تو بھاڑ مین جھونک گئے بوڑھے میان شادی کرتے ہی بھاگ کے دوسرے شہر اور رہے ہم سر شام سے اکیلے روپیٹ کے سو رہتے تھے دن کو بیقراری رات کو اختر شماری اور ہر دم گریہ وزاری ہمارا چودہ برس کا سن اُنکے حلوا کھانے کے دن۔ آج گئے کل دوسرا دن۔ ایک ایک ہڈی بدن کی گن لیجے منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت اُنکی صورت سے مجھے نفرت تھی مگر ایک ہی دفعہ عمر بھر مین موے کو دیکھا تھا بس پھر دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹ جائین ایک دفعہ بمنے خط بھیجا تو اُسکے جواب مین بہت کچھ للو پتو تو تھمپو آوجھگ مگر سب زبانی داخلہ بارے اتنا غنیمت ہوئے تو ہماری اماں نے بڑا جشن کیا ہمنے کہا اب ہمین کسی جوان بھلے مانس کے ساتھ بیاہ دو۔ وہ راضی ہو گئین۔ ہمارے پڑوس مین ایک مولوی صاحب رہتے تھے۔ کوئی اسی روپیہ مہینے کا وثیقہ ہے۔ اور انکا لڑکا مین جانون کوئی بیس برس کا ہوگا اسکول مین ماسٹر ہے۔ سو روپیہ مہینا پاتا ہے اور پڑھا لکھا آدمی چال چلن اچھا خندہ پیشانی۔ ناک سک سے درست دستان خوش تقریر۔ مکان کوئی دس بارہ ہزار کا اور اُس لڑکے کو ابھی خوب سجا سجایا تھا آدمی خوش سلیقہ ہے بڑی باتیز اُنکے باپ مولوی ہین۔ اور دُور دُور سے اُنکے پاس پڑھنے کے لیے آدمی آتے جاتے ہین عورتین سب سلیقہ و الیان اور ملنسار۔ تین چار دفعہ مجھسے اور اُس سے آنکھ لڑی تھی۔ ایکدفعہ اُسنے کئی مہری بھیجی اور کہلا بھیجا کہ ہم اپنے والد سے کہین جو تم راضی ہو مین سوچی کہ غضب ہو جائیگا جو کہین کھل گیا کہ نکاح کے پہلے ہی سے بات چیت تھی اور پیغام آتے جاتے تھے اور مہریون کی زبانی معاملے بھگتتے تھے تو لوگ طوفان باندھینگے اِس سے مین چپکی ہو رہی مگر اماں سے کسی نے کہدیا کہ خبردار لڑکی کو اب نہ بیاہنا بیوہ کا بھلے مانسون مین بیاہ نہین ہوا کرتا۔ کہا رون

جولاہون دھنیون مین ہو تو ہو تمھین شرم نہ آئیگی کہ ایک کے ساتھ پہلے بیاہا۔ اب دوسری سے نکاح ہو۔ واہ خاندان مین بٹا لگاؤ گی جسمین ہفتاد پشت تک کا نام بدہو۔ کہین ایسا بھی ہوا ہے جلا آجتک کسی بھلے مانس کی بیوہ کی شادی ہوئی ہو خدائی بھر مین وجھٹ بدل گئین اب کوئی سوچو کہ ہمتو دنرات چلین بھکین مرین کھپین۔ جوانی مفت برباد ہوجاے اور وہ کہین کہ بھلمنسی کا خیال ہے یا نہین واہ اچھی بھلمنسی ہو۔ ٹیکی پڑے ایسی بھلمنسی نگوڑی پر ہم درگذری۔ اسی برس مین تو ایک رات کو گھر سے نکل بھاگی لیکن اُسدن سے آجتک جیسی پاک پیدا ہوئی تھی ویسی ہی ہون آج اوس آدمی نے جو ہزارون باتین سُنائین اور کہا کہ یہ ٹکے کی عورت ہے یہ بیسوا ہو یہ ایسی اور ویسی اور کیا جانے کیا کیا کہا۔ تو میرا دل بھر آیا عمر بھر مین ایک تو اس مولوی صاحب کے لڑکے سے آنکھ لڑائی الغرض بڑی پاکباز ہو۔

اللہ رکھی کا نام سُنکر آزاد نے بے پروائی سے باتین کرنا شروع کین گو یا کچھ جانتے ہی نہ تھے مگر دل مین سوچے کہ واہ ری اللہ رکھی جہان جاؤ اس نام سے لوگ واقف ہین کچھ دیر بعد پوچھا اللہ رکھی کی شکل صورت کا حال تو بتائیے۔ فرمایا جسم قریب گدازگدرایا ہوا رنگ ملیح۔ سبز۔ آنکھین بھوری بال میمون کے سے۔ قد چھوٹا۔ کمر پتلی۔

آزاد سمجھ گئے کہ سُنی سُنائی کہتے ہین مگر جو باتین انھون نے بیان کین کہ ضعیف آدمی کے ساتھ شادی ہوئی تھی اور محلے کے ایک خوبرو پر جان جاتی تھی یہ سب پتے پتے کی باتین تھین اتنے مین نواب صاحب نے کسقدر اور شغل کیا تو اُسی چبوترے پر لیٹ گئے ایک مصاحب نے آکر میان آزاد کو سلام کیا اور کہا خدا سلامت رکھے حضور نے ہمکو نہین پہچانا مگر ہمنے پہچان لیا۔ آزاد نے اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور ایک روش مین چبوترے سے علیحدہ لیگئے

آزاد۔ مجھے نہین یاد ہو کہ آپ سے کہان ملاقات ہوئی تھی

مصاحب۔ کسی ہاتھی پر سوار ہوکر کہین گئے تھے جہان راستے مین صف شکن کی قبر ملی تھی۔ بندہ بھی ہاتھی پر سوار تھا یاد کیجئے

آزاد۔ کچھ سمجھ مین نہ آیا حضرت کوئی اور پتہ دیجیے۔

مصاحب۔ خیر اسکو جانے ہی دیجیے یہ فرمائیے کہ ثریا بیگم سے ملنے کا عزم ہے یا نہین۔ اگر عزم ہو تو ہمسے پوچھیے۔ یہ بالکل جھوٹے ہین کہ مجھ سے یون ملاقات ہوئی ہو۔ یہ فقرے انھون نے جو بیان کیے سب لغو۔ وہ اور ایک نواب ہین جنکے ہان صف شکن بٹیر تھا۔ انسے اور اللہ رکھی سے بات چیت ہوئی تھی ایک سال تک اُنکی صحبت مین ایسا ویسا رفیق جانے بھی نہین پایا تھا۔ مگر پھر وہی رنگ رلیان۔

آزاد۔ اللہ رکھی اب ہین کہان پہلے تو ہمین یہ بتائیے

مصاحب۔ اب تو نواب نجم سطوت صاحب کی بیوی ہین

آزاد۔ پھر ملاقات کیونکر ہو۔ رنگ ڈھنگ بتائیے۔

مصاحب۔ حضور! ہان پرندہ پر نہین مار سکتا۔ مجال کیا کوئی چون تو کرلے اے تو بکسی کی طاقت ہی نہین مگر ایسی دلی عورت بھی کم دیکھی ہوگی اور ہمارے سرکار تو جھوٹون کے بادشاہ ہین ایکدن دو بجے رات کو مجھے جگایا خود بدولت اس سامنے والی جھٹ پر تھے اور بندہ پھاٹک کے پاس دراز تھا۔ اُٹھو اُٹھو یا الٰہی خیر ہو یا الٰہی۔ خیر ہے فرمایا کہ ہمنے ایک غزل لکھی ہو ضرور سُنو اُٹھے کہا فرمائیے خداوندا تو آپ نے غزل پڑھی ؎

جسم وہ حیران جہان آئینۂ ادراک ہے

چاندنی اُس ماہ کی اُتری ہوئی پوشاک ہے
دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے
دامن پاک مہ کنعان کو دیکھو چاک ہے
چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون پر سرو
گوش نازک مین گل ترغنچۂ گل تاک ہے
جلوہ گر خال سیہ ہے روے آتشناک پر
چشمۂ خورشید مین زنگی گرتیراک ہے
وادیِ دل مین سمجھکر پانوں رکھنا اے جنون
ہر بگولے مین نہاں گردش افلاک ہے
جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
تو سبک جانان سمند عمر سے چالاک ہے
رو دیا بہزاد بھی تصویر میری کھینچکر
صورت مژگان عاشق موقلم نمناک ہے
اس جہان تنگ کو کہیے نہ کیون وحشت سرا
جس سحر کو دیکھیے اسکا گریبان چاک ہے

چپ اب کہون تو کیا کہون اور مین یہ غزل رسالدار فقیر محمد خان گویا کی زبانی سُن چکا تھا۔ ؎

مے کشی مین مجھسے آزردہ ہو اے دست نار
دور ساغر مجکو گویا گردش افلاک ہے

آزاد پاشا کو شک کی جگہ رشک ہو گیا کہ اس شخص کے ذریعے سے شاہد مُراد سے ہم آغوش ہونگے اور جب اُسنے بیان کیا کہ فلان مقام کے تھانہ دار نے مجھسے اُس جوگن کا حال بیان کیا تھا کہ باوصف خوشامد و اصرار اور باوجود دھکوں وہ راہ پر نہ آئی اور ایکبار کنوئین مین ایک پانوں لٹکاکر اسنے کہا کہ اگر ذرا قریب آئے تو مین کود ہی پڑونگی تو

آزاد کا دل بھر آیا اور آہ سرد کھینچکر کہا۔
آزاد۔ حضرت ہم اسے اسقدر پاکدامن نہین سمجھتے تھے
مصاحب۔ حضور کو مین سرا مین دیکھ چکا ہون۔ یاد ہو جب اونٹ بھڑکا تھا اور سو رہے تھے اور جب چانڈو باز کی نسبت آپ مین اور اللہ رکھی مین کچھ مکت بٹ ہو گئی تھی
آزاد۔ اخاہ آپ تو واقفکار معلوم ہوتے ہین۔
مصاحب۔ مجھسے اکثر لوگ آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور مین آپ کی تعریفین سُن سُن کے دل ہی دل مین خوش ہوتا تھا کہ بحمد اللہ ہمارے کرمفرما ایسے ہوے۔ ؎

زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند

اسی طرح حضور کا نام بھی روشن رہیگا۔
آزاد۔ پھر جوگن ہونے کے بعد بھی کبھی دیکھا تھا۔
مصاحب۔ نہین خداوند۔ مگر ایک جوڑی والی جو نواب سنجر سطوت کے ہان آتی جاتی ہے اُسکا بیان ہے کہ ایسی حسین سیر چشم خوش سلیقہ اور پارسا عورت دیکھنے ہی مین نہین آئی سارے شہر مین شہرہ ہے
آزاد۔ مین بھی دور دور سے سنتا آیا ہون۔
مصاحب۔ اور جوگن بننے کی باتین ایک جوہری بچہ سے سُنوا دونگا۔
آزاد۔ کیا اس زمانے مین وہان جاتے آتے تھے۔
مصاحب۔ جی ہان حضور اُنھون نے بھی بہت پاپڑ بیلے مگر بے سود۔ محض بیکار۔ اسکو کسی نے پہچانا ہی نہین ہے

آزاد اور مصاحب مین وعدہ ہوا کہ کل کل اُمور طے ہو جائین اور کسی نہ کسی ذریعے سے ثریا بیگم کے پاس پیغام بھیجین۔ آزاد رخصت ہوئے ہوٹل مین گئے تو دیکھا کہ مجسم وحشت مصدر حماقت خواجہ بدیع الزمان علیہ الرحمۃ والغفران ایک کرسی پر بڑے دھڑلے سے متمکن ہین اور وہ گپین اڑا رہے ہین کہ اللہ اللہ دونون پریان سامنے بناؤ چناؤ کر کے بیٹھی ہین کھلکھلاتی جاتی ہین اور حضرت بدیعا جھوٹ کے پل باندھ رہے ہین آزاد آ کر مین کھڑے ہو کر ساری کیفیت سُن رہے تھے تقریر سے معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب اُسی وقت نازل ہوئے تھے۔

کلیرسا۔ تم اپنی بیوی سے ملے بڑی خوش ہوئی ہونگی۔

خو۔ جی ہان محلے مین پہونچتے ہی مارے خوشی کے لوگون نے تالیان بجائین۔ لونڈون نے ڈھیلے مارے غل مچا کہ آئے بھئی آئے۔ اب کوئی گلہ ملتا ہے۔ کوئی محبت کے مارے اٹھا اٹھا کے دے دے مارتا ہے۔ کوئی چمٹ جاتا ہے اور ہر فرد بشر مداح ہے کہ واہ خواجہ بدیع صاحب کیا کہنا ہے واللہ ردم مین وہ نام کیا کہ جھنڈے گاڑ دیے۔ روسیون سے خوب خوب لڑے گھر مین جو خبر ہوئی بیگم صاحب جامے کے باہر۔ لونڈی آتی ہے میان سلام۔ میان بندگی حضور اب کب تک ترسائیے گا چلیے بیگم صاحب بڑی دیر سے منتظر ہین چلتا ہون صاحب چلتا ہون۔ کیونکر چلون جب یہ اتنے بھوت چھوڑین بھی اب کوئی کہتا ہے ہمارے گھر چلیے آپ کے تشریف لیچلنے سے ہمارا اعزاز ہے۔ کوئی کہتا ہے چلکر غریبخانہ پر ایک چلم تمباکو پی لیجیے بس پھر چلے جائیگا۔ ایک اِدھر گھسیٹتا ہے ایک اُدھر۔ اور یہان جان عذاب مین ہے۔

مئیڈا۔ گھر کا حال بیان کرو وہان کیا باتین ہوئین

خو۔ دہلیز تک بیوی ننگے پاؤن اسطرح دوڑی آئین کہ ہانپ گئین

مئیڈا۔ پاؤن ننگے۔ کیا تمہارے گھر مین جوتا نہین پہنتے

خو۔ ہاے ہاے اجی پہنتے کیون نہین جوتا تو ہاتھ مین تھا

مئیڈا۔ ہاتھ سے اور جوتے سے کیا واسطہ۔ پاؤن مین جوتا پہنا جاتا ہے آپ کی بیوی ہاتھون مین پہنتی ہین۔

خو۔ آپ اس مزاق کو سمجھی ہی نہین [illegible] کوہ قاف کی رہنے والی ہین۔ یہ باتین کیا جانین [illegible]

	تمنے دیکھے ہی نہین نازو نزاکت والے

مئیڈا۔ ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا تو آخر کچھ کہو گے بھی

خو۔ اجی صاحب پاؤنسے جوتیان نکالکر ہاتھ مین لیکین کہ میان دہلیز پر قدم رکھین اور دل لگی دل لگی مین ہم کھوڑی سہلائین

مئیڈا۔ کیا یہ بھی رسم ہے کہ بیوی جوتیان لگائے

خو۔ یہ سب نازو ادا اینجانب نے سکھائی تھی ادھر ہم گھر مین گھسے اُدھر اُنھون نے پاپوش کاری کی۔ اب ہم چھپین تو کہان چھپین۔ اتنا بڑا قد کوئی بونا یا متوسط قد کا آدمی ہوتا پتہ قامت ہو تو اِدھر اُدھر چھپ رہے ہم چھپین تو کہان چھپین کوئی جگہ ہی نہین

کلیرسا۔ (ہنسکر)۔ افوہ۔ اور سچ بھی ہے قد کیا تاڑ کا تاڑ ہے

مئیڈا۔ کیا تمہاری بیوی بھی تمہاری ہی سی دراز قد ہین

خو۔ اُسکے سراپا کا حال نہ پوچھیے چندے آفتاب چندے مہتاب سرگول اور کنپٹی چوڑی۔

راوی۔ چہ معنی دارد کہ کنپٹی کی تعریف خوجی ہی کا حصہ ہے

خو۔ اور آنکھین ہاتھی کی سی ذرا ذرا سی برائے نام

راوی۔ یہ عین حسن کی علامت ہے چشم بد دور خدا عین الکمال کے اثر سے بچاے بھلا دیکھتی ہین یا نہین آپکی تو آنکھ کا تارا ہے

خو۔ اور بال ملائم جیسے حلوائے بے دود اور سفید جیسے بگلے کا پر

میڈا۔ اے ہے۔ یہ اپنی والدہ کی تعریف کر رہی ہو کیا۔
خو۔ خیر آپ خاتون ہین جو چاہین کہ لین۔ مگر دوسرا کہے کیا مجال۔ ایسا ہو نہین سکتا کبھی ایسا ہو نہین سکتا اور آپ تو مالک ہین جا ہے ذبح کر ڈالیے۔ ؎

عاشقان کشتگان معشوق اند	بر نیاید زکشتگان آواز

ادھر بالوں مین موتی پروئے ہوئے بس یہی معلوم ہوتا ہی کہ موتیون کی لڑی ہی اور ناک اور کان سرخ رخسار کندن کے رنگ کیطرح دمکتے ہوئے روے او لب قند بلکہ شکر قند۔ ؎

روے تو گل و لب تو قند ست	گل قند علاج دردمند ست

مجھ سے کہا اتنے عرصے کے بعد آئے کیا لائے مین نے کہا نام نیک۔ تمغہ مجیدی تمغہ دکھایا تو کھل گئین۔ کہا ہمارے پاس آج کل بانٹ نہ تھے ترکاری لینے مین بڑی دقت ہوتی تھی اب اس سے ترکاری تولا کرینگے۔

میڈا۔ (ہنسکر) کیا پتھر کا تمغہ ہی۔ کیا خوب قدر کی ہو واہ کلیرسا۔ (قہقہہ لگاکر) یہ نئی بات سنی۔ اور تمغہ مجیدی تمکو کب ملا
خو۔ واہ۔ واہ کہین ایسا کہنا بھی نہین۔ اور سنیے گا باقی رہا یہ امر کہ۔ انھون نے تمغے کی یہ قدر کی سنو صاحب بات یہ ہو کہ ہمارے ملک مین عورتونکی جو باتین ہین وہ ہمنے زوجہ کو نہین سکھائین ہمنے تو اپنے مذاق کے موافق انکو باتین سکھائین تو اب ایسی بھولی ہین کہ بس کچھ نہ پوچھو۔ اور یہان کی عورتین بڑی

ہو بسکہ ہر اک انکی اشارہ مین نشان اور	کرتی ہین محبت تو گذرتا ہی گمان اور

مین نے جسوقت اپنی بہادریون کا حال بیان کیا فوراً میری پیٹھ ٹھوکی اور کہا شاباش برخوردار ع

عمرت دراز باد کہ انعم غنیمت ست	

(رادمی انکو یہ کہنے کا منصب ہی تھا۔

اتنے مین آزاد پاشا چکے سے آگے بڑھے اور کہا آداب عرض ہی
خو۔ ہیو آزاد۔ ہیو ڈی بوڈوسہ۔
آزاد۔ اخاہ آج تو خواجہ صاحب امیرانہ پوشاک پہنے ہین
خو۔ بھائی جان وہ رنگ جماکہ بابد شاید اب خوجی ہی خوجی ہین اور سب تو صاحب کی صورت دیکھ کے بغلین جھانکتے ہین اور ایجانب چاق۔ گئے اور ہاتھ ملایا اور گفتگو کرنے لگے۔
آزاد۔ بھلا فرانسیسی بھی بولتے ہو۔
خو۔ اسوقت ان دونون پر یون سے چھل کر رہے تھے۔
آزاد۔ بھائی ایک کام کے لیے یہان ٹھہر گئے ہین۔
خو۔ جو حکم ہو بسر وچشم بجا لاؤن۔ ؎

من نگویم کہ این کن آن کن	مصلحت بین و کار آسان کن

آزاد۔ اللہ رکھی نامے ایک عورت جنکا اصلی نام ثریا بیگم ہے کئی سال تک میری صدمۂ ہجر مین جوگن بنے مین زندگی بسر کی اور اب برسون کے انتظار کے بعد ایک نواب کے ساتھ کہ وجیہ و خوبرو ہین شادی کر لی اب صرف اسقدر چاہتا ہون کہ ایکبار اس صنم شوخ سے مل لون۔ بس۔
خو۔ ہمسے سنو۔ اور ہم یہان آکے کیا کرتے ہین۔ انکی ساری داستان ہم سن چکے کہ سرامین رہتی تھی اور وہان سے یہان آئی اور خیر بات کو اب کون بڑھائے ثریا بیگم اب نواب بحر معلوت کے محل مین ہین اور انکی تعریف شہر بھر مین ہوتی ہو ایک ذریعہ انسے ملنے کا تھا وہ بھی مسدود ہو گیا۔ اگر نواب صاحب سے کہیے تو معاذ اللہ ستم ہو جائے مگر خیر رفتہ رفتہ سمجھا جائیگا۔
آزاد۔ ایک شخص نے وعدہ کیا ہی کہ چوڑیوالی کو دیدے پیغام بھیجینگے آپ کی سفارش
خو۔ شاباش۔ واللہ۔ بس یہی طریقے ہین۔
یہ باتین ہوتی تھین کہ صاحب انکو ڈھونڈتے ہوئے آئے مس کلیرسا اور میڈا دوسرے کمرے مین چلی گئین اور صاحب مع چوڑیوالی کو آئے

مصاحب - ے حضور یہ حاضر ہین جو کہنا سننا ہو کہہ سن لیجے
آزاد - شکل وصورت تو اچھی ہی - شاید سیرت بھی اچھی ہو -
چوڑی والی - (پان کی پیک تھوک کر) ہماری شکل صورت سے آپ کو کیا واسطہ اسکی فکر ہمارے میان کو ہو گی -
آزاد - واللہ انکے ذریعے سے مشکل آسان ہو جائیگی
خو - ہان آدمی لسّان ہین اور تقریر پُر شوخ -
چوڑی - اے ہے یہ اِن نے خوجی کو یہان کون لایا اپنے آپ چھٹن کے ساتھ ٹال رکھی تھی - اِس لکڑ ہارے کا یہان کیا کام
آزاد - این اِداہ ہے - یہ لکڑ ہارے ہین -
چوڑی - لکڑ ہارے کے سر پر کیا دو سینگ ہوتے ہین کچھ اور لکڑ ہارے کیسے ہوتے ہین جیسے جوتا بیچا وہ موچی ہی جیسے لکڑی بیچی وہ لکڑ ہارا ہو گیا یہ یہان شریف بنتے ہونگے -
خو - خوبصورت آدمی چاہے گالیان دے لے ہم سا بی لوگ کہین بُرا مانا کرتے ہین - کیا مجال اِن شیرین لبون کی صدقے ؎

کتنے خیرین ہین تیرے لب کہ قریب	گالیان کھا کے بے مزا نہوا

اور پھر اُسکے ساتھ یہ بھی ہو کہ ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

آزاد - خیر صاحب یہ باتین تو ہوا ہی کرینگی - اب یہ بتاؤ کہ ہمارے بھی کام آؤ گی - اگر کوئی کام نکلے تو کہین ورنہ بیکار ہی
چوڑی - (گلوری چبا کر) یا الٰہی ہم تو سمجھے تھے کہ یا خدا کیا کہینگے - کہین میان ریجھے تو نہین کہ گھر ڈالنے کی فکر کی ہو میان سنو بات یہ ہو کہ آپ کا تو دہان گذر نہین ہو سکتا - مگر ہان جو بات کہیے مین اُنکے کان تک پہونچا دونگی -
آزاد - بس تم اسقدر کہدینا کہ آزاد نامی کوئی کے ہین اُنھون نے سلام کہا ہے اور کچھ نہ کہنا اِسکا جو جواب دین اُسس سے ہمکو مطلع کیجیے - مگر جلد صبح شام -
چوڑی - آزاد آپ کا نام ہی یا کسی اور کا نام ہی -
آزاد - ہان ہان کسی اور کے نام اور پیغام سے مجھے کیا واسطہ
چوڑی - کیا کبھی کی ملاقات ہے - واسطے خدا کے آپ اُنکو بدنام نہ کیجیے گا وہ یہان بڑی نیکنام ہین -
آزاد - مجھسے اُنسے ملاقات ہے مگر پاک تماشا اُنکی خو سے خود ہی معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ بڑی نیک طبیعت اور دل کی پاک صاف ہین
چوڑی - اے ہم خوب جانتے ہین حضور - مگر نواب جان دیتے ہین - ذرا خدانخواستہ پانو نہین کانٹا چبھا اور گھبرا اٹھے -
آزاد - صورت ہی ایسی پائی ہی - ایک نواب صاحب پر کیا فرض ہی جو دیکھے گا ہزار جان سے عاشق ہو جائیگا سراپا سانچے کا ڈھلا ہی جو عضو بدن ہی چومنے کے قابل ہی مگر سب سے زیادہ اُسکی پاکدامنی دل پر اثر کرتی ہی -
چوڑی والی کو آزاد نے اپنی تصویر دی اور وہ رخصت ہو کر چوڑی کے ٹوکرے مین تصویر رکھکر بخط راست نواب سنجر سطوت بہادر کے دولت کدہ کو پہونچی محلسرا مین گئی معلوم ہوا کہ نواب ثریا بیگم کوٹھے کے کمرے سے سیر دریا کر رہی ہین -
چوڑی - حضور بندگی عرض کرتی ہون -
ثریا بیگم - کہو کوئی عمدہ شے لائی ہو - یا خالی خولی آئی ہو
چوڑی - وہ شے لائی ہون جسے دیکھ کے آپ عش عش کرنے لگین -
ثریا - وہ کون شے ہے ذری دیکھین تو -
چوڑی - جی حضور انعام بھر پور لونگی آج -
ثریا - ہماری سمجھ مین نہین آتا کیا جانے کون شے ہی -
چوڑی - ذری صبر کیجیے اور تخلیہ کر دیجیے -

مغلانی - کچھ خیر ہو - کیا کوئی ہاتھی گھوڑا بغل مین دبا لائی ہو جواہرات کی پوٹریا لے آئی ہو کہ کسی کے سامنے نہ دوگی کچھ معلوم تو ہو - ای واہ -

چوڑی - سرکار اتنا کہنا مانین ان سبکو ذری ہٹا دین آنکھون سے پیاری کوئی شے نہین ہو - ان آنکھون ہی کی قسم کھاکے کہتی ہون کہ سب کے سامنے دکھانے کی نہین ہو -

ثریا - اچھا بی مغلانی ہٹ جاؤ - ہٹ جاؤ - مہربانی ذرا ہٹ جاؤ -

چوڑی - سرکار ذری اس چوڑی کو ملاحظہ کرین تصویر دیکھیے

ثریا - تصویر لیکر - کیا (چونک کے) سچ بتانا کہان پائی

چوڑی - پہلے یہ فرمائیے کہ یہ کون صاحب ہین اور آپ سے کبھی کی یاد اللہ کبھی کی جان پہچان بھی ہو یا نہین خوب غور سے دیکھیے

ثریا - بس یہ نہ پوچھو - یہ بتاؤ تمنے یہ تصویر کہان پائی -

چوڑی - حضور ایک عورت کے پاس تھی - وہ صبح بشام اس تصویر کو چوم لیا کرتی تھی مین نے جو دیکھی تو مجھسے نہ رہا گیا اور حضور مین نے چوری کی - مگر حضور کے پسند ہو تو مذہبی کیا جانے کس بیدرد جوان کی تصویر ہو -

چوڑی والی نے ہاتھ جوڑ کر کہا بیگم صاحب جنکی یہ تصویر ہو وہ اگر آج اس شہر مین آجائین تو کیسا اور اگر آپکے سامنے لے آؤن تو کیا انعام پاؤن - ثریا بیگم سمجھ گئین کہ آزاد اسکو لے مین اور جنگ سے واپس آئے - خدا کا شکر ادا کیا اور کہا حسین مین اس بارے مین اور کچھ گفتگو کرنا نہین چاہتی بجز اسکے اگر وہ صحیح سلامت آئے تو اللہ خوش رکھے اور اُنکی دلکی مرادین بر آئین لڑکپن مین ہم اور وہ ایک ہی جگہ مہینون کھیلا کیے ہین اسی سبب ہمکو اُنسے اُسی قدر الفت ہو جسقدر کسیکو اپنے بھائی سے ہوتی ہو

حسین - حضور یہ تصویر اُنھین نے مجھے دی تھی اور کہا اگر موقع ہو تو ہم بھی ایک نظر دیکھ لین - ورنہ خیر کیا چارہ ہو -

ثریا - کہدینا کہ آزاد تمھاری لیے دل سے دعا نکلتی ہو مگر اب پچھلی باتون کو جانے دو - اب ہم پرائے بس مین ہین اور گو نے کو اچھی طرح دن دہاڑے دل کھول کے مل سکتے ہین مگر بدنامی ہو بھلے مانس کی بہو بیٹی کو یہ باتین نہین لازم ہین مانا کہ اپنا دل پاک صاف ہونا چاہیے مگر دنیا کو تو نہین معلوم پھر مفت بدنام ہونا کون سی عقلمندی ہو اور کہین نواب صاحب کو معلوم ہو گیا تو اُنکا دل کسقدر دکھیگا -

حسین - حضور ایک دفعہ کھڑا تو دکھا دیجیے -

ثریا - ارے چپ چپ - کہین ایسا کہنا بھی نہ اب -

حسین - حضور ان آنکھون کی قسم ترس رہے ہین

ثریا - چاہے جو ہو - مین نے بھی برسون ریاض کیا ہو مگر جو بات اللہ کو منظور تھی وہ ہوئی اور اسی مین کچھ بہتری ہو گی - ہم یہ چاہینگے کہ اپنے دل کو دکھائین - ہو ہو ایسا ہو سکتا ہو - یہ تصویر یہین چھوڑ جاؤ چاہے - مین اسے چھپا کے رکھونگی

حسین - تو حضور کیا کہدون - صاف ٹکا سا جواب -

ثریا - نہین تم سمجھا کے کہدو کہ تمھارے آنے سے بہت خوشی ہوئی اُسکا حال خدا ہی جانتا ہو مگر یہان تمھارا آنا معلوم اور مین کہین جانے سے رہی اور پھر اگر آنکھ بھر کر دیکھا بھی تو کیا ہان اگر بازار کیطرف سے نکلین تو مین دیکھ لونگی وہ چاہین کہ اب مجھے دیکھ سکین یہ امر محال ہو رادی - یہ وہی للہ رکھی ہین جو سر مین چکتی ہوئی نکلتی تھین جو چور بنکر کھلم کھلا میدان مین رہین - آج پردے اور حیا کا اسقدر خیال ناظرین خود سمجھ سکتے ہین کہ اسقدر آزادی کے بعد اسقدر حیا و شرم کتنی مشکل بات ہو - مگر اس خاتون پر خدا کی اس درجہ مہربانی ہو چوڑی والی نے آزاد سے جاکر ساری داستان بیان کی تو ثریا بیگم کی

پاکدامنی پر گھنٹون عش عش کیا کیے اور جب کنیز مین جیون نے یہ مژدہ سنایا کہ اتنا کہا ہو کہ شادی کے دن ہم حسن آرا بیگم کے ہان ضرور جائینگے تو آزاد کی باچھین کھل گئین چوڑی والی نے کہا گھنٹون آپ کو دعائین دین اور کئی بار کہا کہ گو دیکھنے کو ترستی ہون مگر وضع کے خلاف کوئی کام کرون یہ امر محال ہی۔

آزاد پاشا کی توصیف بسالت اور حسن آرا کی آتش شوق کی تیزی

اب دختر نازک ادا اور معشوقۂ رنگین قبا حسن آرا بیگم کا ذکر خیر سنیئے کہ جب بمبئی کی شوخ و شنگ بیگم یعنی انکی ہمشیرہ مہربان نے آزاد فرخ مہر کے داخل ہندوستان ہونے کا مژدہ تار برقی اور خط کے ذریعے سے سنایا تھا اُنکے دل کی عجب کیفیت تھی شوق دیدار و چند اشتیاق وصل جانان دن دونی رات چوگنی ترقی پر تھا۔ ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

ہمجولیان آنکر مبارکباد دیتی تھین۔ بوڑھی مغلانیان بلائین لیکر کہتی تھین اللہ وہ سُبھ گھڑی نیک ساعت جلد دکھائے کہ آزاد پاشا سر التکائے گھوڑے پر سوار دروازے پر کھڑے ہون خوشی کے شادیانے بجین مخلین سجین حسن آرا دل ہی دل مین خوش کہ اللہ نے چاہا تو اسی مہینے مین شاہد آرزو سے ہم آغوش ہون پہلے دو ہی تین اخبار ملاحظہ انور سے گذرے تھے اب اخبارونکی ڈاک بیٹھی ہوئی تھی اور کوئی دن خالی نہین جاتا تھا کہ آزاد کی نسبت کوئی خبر یا تعریف یا مضمون یا رائے اخبار مین نظر سے نہ گذرے اس رستم ثانی کی بسالت اور شجاعت کا حال پڑھ پڑھکر جامے مین پھولی نہین سماتی تھی کہ جو دلی مراد تھی وہ بر آئی خدا پاک نے دعائے سحری و نیم شبی سُن لی۔ ایکدن سویرے سے ہمجولیونکی سوا یان آنا شروع ہوئین آزاد کی واپسی کا مژدہ بہجت خیز سُنکر فرط طرب سے دوڑی آئین ہنسی دل لگی چہل ہونے لگی۔

نازک ادا۔ بہن مبارک۔ مین نے آزاد پاشا کی تصویر دیکھی ہی بہار۔ آزاد پاشا وہ کون ہین یہ تو نام ہی نیا سُنا۔

نازک ۔ ہی ہی۔ سچ کہنا تمنے سُنا ہو یا نہ سُنا ہو مگر حسن آرا کی تو ورد زبان ہوگا کیون بہن حسن آرا کیطرف مخاطب ہوکر ہی ہی ہی اسقدر شرماتی کیون ہو۔

مغلانی۔ (بوڑھی) اے حضور آپکے مُنہ سے کہلوایا چاہتی ہین وہ بیچاری کیا جانین آزاد پاشا کون ہین تمہارا مین تو کیا کرین شرم کی بات ہی ہے

نازک ۔ اے ہی (مُنہ بناکر) وہ بیچاری کیا جانین وہ کچھ جانتی ہی نہین ایک تم تنہی ہو دوسری وہ تنہی ہین۔

گیتی۔ تم اپنے میان کا حال سب سے بتاتی پھرتی ہو۔ ؟

نازک۔ کیون کیا کچھ چوری ہی۔ میان ہمارے حال کون بتائے گا آپ بھی ہمارے یہان کا کچھ حال جلتی ہین دیکھو گیتی آرا بہن ان باتونمین ہم سے لگے نہ بنیگی۔ کسی کے میان سے تمکو کیا سروکار ہی بھلا۔

گیتی۔ (شرماکر بڑی مُنہ پھٹ ہو بہن یہ بیحیائی کی باتین تمھین کو نبتا رہین بنسی مذاق اور شے ہی اور یہ تو مون کیطرح بیہودہ بکنا اور شے ہے

نازک۔ حسن آرا ذری یہ کاغذ تو دیکھو (تصویر دیکر) نازک ادا بیگم نے ایک بہت بڑا لفافہ حسن آرا کو دیا حسن آرا جو کھولتی ہین تو آزاد کی تصویر جسمین نازک ادا کہ تصویر ہی کو گلے لگائین مگر لحاظ مانع ہوا۔ بتوزہ تصویر بھیجی جاتی ہی اور نہایت اچھی طرح محبوب مطلوب کے جمال مبین اور رخ رنگین پر نظر ڈالی جاتی ہی مسکرا کر تصویر رکھدی تو نازک ادا بیگم بولین دیکھا وہ تو آنکھ ہی نہین جھپکتی۔ خوشی ضبط نہ کرسکین ہنس پڑین ناآخر تصویر کو چوم کر اُس شوخ بیحجاب نے کہا کیا شان خدا ہی ایسے ایسے گبھرو جوان پیدا کیے ہین کہ تصویر دیکھکر جی چاہتا ہی اسی کاغذ کو گلے سے لگائے رہو۔ مسکرکر بعض بیگمات اور پیش خدمتونکو جو وہان اسوقت موجود تھین سخت حیرت ہوئی کہ ہا اللہ کیسی شریف زادی ہی بہو بیٹیونکی یہ تقریر ہی نہین سُنی کہ

نامحرم کی تصویر دیکھکر بوسے اور خندی سانس بھر کر کہے کہ واہ کیا گبھرو جوان ہی۔ جو خاتمین اور خواصین اُنکے مزاج اور خوبی سے واقف تھین اُنکو اس کلام سے ذرا بھی حیرت نہین ہوئی وہ خوب جانتی تھین کہ نازک ادا کی زبان کسی مقام پر نہین رکتی مگر دل کی صاف ہین اور نیت کی درست۔

نازک۔ اللہ کرے ہمارے میان بھی ایسے ہی سبزہ آغاز ہو جائین جہان آرا۔ کیا تمکو اپنے میان پسند نہین ہین کبھی تو وہ تعریفین کرتی تھی کہ یوسف ثانی ہین۔ لاکھ پچاس ہزار مین ایک اور کبھی اسقدر گھٹا دیتی ہو اسی اُس روز تعریف کے پل باندھ دیئے تھے۔

نازک۔ ہاے ہاے تم تو بالکل گنوار ہی رہین بس بہن انکے خوبصورت ہونیمین کوئی شک بھی ہی مگر حسن آرا کے سامنے اپنے میان کی تعریف کیون کرین۔ اُنکو دیکھو تو گھنٹون گھورا کرو ابھی تمنے حسین دیکھے کہان ہین

تمنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

اتنے مین ایک مہری نے آکر کہا حضور ایک آدمی بمبئی سے آیا ہے وہ کہتا ہی وہان جس گلی کوچے مین نکل جاؤ ہر طرف آزاد ہی آزاد کی دھوم ہی اور وہ تو کہتا ہی کہ ولایت مین وہ بادشاہ ہو گئے تھے بڑے مرزا صاحب یہ باتین ہو رہی ہین اُسکے پاس ایک اخبار مین اُنکی تصویر بھی ہی ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے ہین آدمیون سے مقابلہ کر رہے ہین اور خون جسم سے بہ رہا ہے۔

بہار النسا نے کہا بڑے مرزا صاحب سے جاکے تصویر مانگ لاؤ کہنا ابھی بھیجدینگے مہری جاکے تصویر لائی تو ارد گرد ہجوم ہو گیا اور تصویر دیکھی تو عش عش کرنے لگین اور باہم طرح طرح کی باتین ہونے لگین۔

نازک۔ ہان اسوقت تو یہی بنا ہوا ہی حسن آرا خدا گواہ ہے تم بڑی خوش نصیب ہو گھنٹا ٹیک کے تلوار لگا رہا ہی اس مردے کے دل گردے کو تو دیکھو کیسا ہی اللہ اکبر زبان کا خون نہین ہوتا روح افزا۔ اور چہرے سے جلال برستا ہی۔

بہار۔ تین تین آدمیون سے لڑنا اور جان بچانا۔ افوہ بڑے سورما کا کام ہی اور ادھر پانی سا کیا ہی۔ آزاد کے ہاتھ مین بھی ہی اور اس سپاہی کے ہاتھ مین بھی کسی شے کا دھوان سا ہی نازک عقل بڑی کہ بھئی دھوان نہین یہ خون بہ رہا ہی بہار۔ ہان سچ کہا۔ یہ خون بہتا جاتا ہی اور لڑتے جاتے ہین مہری۔ اے حضور اس ورق کو الٹ کر دیکھیے تو کیسی تلوار چل رہی ہی اور کیا گھمسان لڑائی ہو رہی ہی کہ توبہ ہی بھلی اس تصویر مین آزاد پاشا گھوڑے سے اُتر کر تین روسیون سے تن تنہا مقابلہ کر رہے تھے ایک روسی کو مجروح کر دیا تھا گردن مین دم باقی تھا وہ اپنی گھات مین تھے یہ اپنی گھات مین آزاد نے گھٹنا ٹیک کے ایک روسی کو پالٹ کا ہاتھ دیا تھا اور وہ اس ضرب شمشیر کو بچا نہ سکا تھا دوسرا ورق اُلٹا تو کیا دیکھتی ہین صدہا سوارونکی تصویرین ہین سب کے سب دست بدست لڑکے کٹ کٹ گئے کچھ مرے پڑے ہین کچھ سسک رہے ہین کچھ ایڑیان رگڑ رہے ہین چند آدمی مجروح ہین مگر ایسا ایک بھی نظر نہین آتا جو صحیح و سالم ہو تصویر دیکھتے دیکھتے ایک مغلانی نے چلا کر کہا۔ اے ہے سرکار دیکھیے یہ آزاد پاشا بڑے ہوے ہین آزاد لڑ بھڑ کے اسقدر مجروح ہوے تھے کہ جنبش کی طاقت نہ تھی یہ وہ مقام ہی جہان آزاد پاشا مس کلیرسا کے عاشق زار سے لڑ کر زخمی ہوے تھے اور یہ وہ جنگ ہی جسمین ہزارہا بندگان خدا روسی اور ترک دونون تلوار کے زخم سے جان بحق تسلیم ہوے تھے اور زخمیونکے برابر زخمی اور مردون کے برابر مردے اور لاشون کے اوپر لاشین پڑی تھین ترک اور روسی دونون ڈھیر۔ اس جنگ مین ایک آدمی محفوظ نہین رہا تھا

اِس جنگ مین آزاد کو اسقدر بیکسی کے ساتھ زمین پر پڑے ہوے دیکھکر اکثر خاتونون کی آنکھین اشکبار ہوگئین اور حسن آرا کی پاس سے تصویر ہٹا کر یون گفتگو کرنے لگین۔

نازک۔ اللہ جانتا ہو دل بھر آیا کیون بہن اسوقت انکی کیا کیفیت ہوگی قلب تھکانے ہوگا اور قلب کیا وہ بیہوش ہین۔

بہار۔ میری آنکھون سے تو آنسو ٹپک پڑے بڑے ریاضون کے بعد حسن آرا نے آزاد کو۔ خیر ہا۔

گیتی۔ افوہ۔ یہ رن کی زمین ایسی ہوتی ہو۔

مغلانی۔ بیوی مجھسے سنو مجھپر تو سب تباہیان پڑچکی ہین جس سن مین کیا نہین دیکھا۔ کوئی برس چوبیس ایک کا سن ہوگا کہ مین اپنے چچا اور بھائی اور مان کی ساتھ پنجاب سے آئی تھی اور میری چھوٹی بہن بھی ساتھ تھی چار پانچ منزل کرکے ایکدن بیٹھے وقت سرا مین آن کر ٹکے تب تک ریل ریل تو جاری ہوئی ہی نہ تھی بس رات کو سنا کہ یہان لڑائی ہونیوالی ہی ہوش اڑگئے۔ ہمارے چچا بوڑھے آدمی۔ بھائی بچہ بہن چھوٹی اماجان رونے لگین کہ یہان گولی چلیگی تو ہم کیا کرینگے مگر اللہ کو بچانا منظور تھا وہان کا زمیندار گاؤن والون مکان وکان چھوڑکے چلا گیا تھا بھٹیاری زمیندار کے ایک خالی مکان مین ٹھکئی اور ہم سبکو بھی ساتھ لیتی گئی پھر حضور مین کیا عرض کرون مین نے تو یہ باتین کبھی دیکھی بھی نہ تھین دونون طرف گولا چلتا تھا۔ دھنا دھن اور پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ آدمی اسطرح گرتے تھے جیسے ہوا کے جھوکون سے پت جھاڑ مین زور زور بتیان گرجاتی ہین۔

نازک۔ بہن مین غور کرکے دیکھ رہی ہون کہ صف کی صف مین کوئی ایسا نہین جو صحیح وسالم ہو کیا جانے کتنی جوان جان عورتین بیوہ ہوگئی ہونگی کتنی ماؤنکے لال اس مقام بمعرکہ پڑے ہونگے کتنے آدمیونکی آرزوئین خاک مین ملگئی ہونگی اور یہ سب کے سب تلوار ہی سے مرے ہین کیون بی مغلانی مغلانی۔ جی ہان حضور دیکھیے نا یہ سب تلوارین ہین یا بچھوے اور گھوڑے الگ مکڑی ہین معلوم ہوتا ہی سوار گھوڑون سے آرآر کے پڑے ہین بہار۔ نہین نہین جب سوار گر گئے تو گھوڑے بھی الگ ہوگئے ادھر گھوڑے بھی تو زخمی پڑے ہوئے ہین اور یہ دیکھو سوار اور گھوڑا دونون گرے ہین مگر آزاد کے پاس کئی زخمی اور بھی ہین۔

گیتی۔ حسن آرا۔ آزاد اس قابل ہین کہ انپر سے قربان ہوجائے دیکھو کیسی کیسی مصیبتون سے بیچارہ دوچار ہوا۔ وہ تو کہو اللہ کو عزت رکھنی تھی نہین تو اس لڑائی سے بچنا کیا ہنسی ٹھٹھا ہی اور ایک اس لڑائی پر کیا فرض ہے کیا جانے کہان کہان کن کن مصیبتون مین گرفتار ہوے ہونگے۔

نازک۔ حسن آرا بہن قدم دھو دھو کے پیئن۔

بہار۔ جان جوکھم سی جان جوکھم ہو۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ توپ کے مُہرے پر چلے گئے تلوار کی آنچ سے ذرا نہ ڈرے۔

روح حسن آرا کے دل کا حال اسوقت سوا ہمارے اور کوئی جانتا ہی نہین بھلا کوئی جانتا ہو تو بتائے مین چتون سے تاڑ گئی

نازک ادا۔ (آہستہ سے) ہم بتائین انکی دلی آرزو یہ ہوگی کہ سامنے والی مہتابی پر پلنگ بچھا ہو۔ اُسپر پھولون کی سیج ہون اور عطر کی لپٹین آتی ہون اور یہ ہون اور آزاد ہون

روح۔ کیون حسن آرا یہ سچ کہتی ہین۔

حسن۔ انکی باتین تو ایسی ہی ہوتی ہین پلنگ ہو اور مسہری ہو پھولون کی باس ہو اور عطر ہو اور نازک ادا بیگم ہون (اور مسکرا کر) اب کیا کہون۔

نازک۔ نہین کہو کہو۔ کہ ڈالو ہم بُرا نہ مانین گے۔

روح - کہے کون بھڑکے چھتے کو چھیڑنا کونسی دانائی کی بات ہے
کوئی ایک کہے تم سو سناؤ - پھر کیون کوئی کہنے لگا -
نازک - خوش الحانی اور نازک آوازی کے ساتھ گاتی ہوئی

ثانی ترا کوئی نہین حسن و جمال مین	سورج کے قبضے مین ہے کرن جال و مال مین
خال سیاہ جو دیکھین تو ہون خجل	ٹھہرین نہ پتلیان کبھی چشم غزال مین
آنکھون مین چھا رہا ہی کس انسان کا خیال	آتے نہین فرشتے بھی اپنے خیال مین
چلنے مین پایا رے آتی ہی یہ صدا	نسبت نہین سرو کو کچھ چال ڈھال مین
دھڑکا شب وصال کا دل سے نجائیگا	ہو جائیگا وصال ہمارا وصال مین
تھا دل مین بوسہ لب جانانہ کا مگر	کانٹے سے پڑ گئے ہین زبان سوال مین

بہار - کیا پیارا اگلا یا ہی اور غزل بھی وہ جن کی نکالتی ہین جو سب مین زیادہ چھٹی ہوئی ہو - اب آج رات کو نہ جاؤ تو ڈومنیو نکو بلوائین بھلا حیدری کے مقابل مین گاؤ تو -
نازک - اے واہ کل کو کہو گی کہ حیدری کے مقابل مین ناچو - بہتو فقط شوقیہ گاتے ہین - باقی اس سے کچھ یہ مطلب تھوڑا ہی ہی کہ ڈومنیون سے مقابلہ کرین -
ادھر اُدھر دو ایک صفحے اُلٹے تو پھر آزاد پاشا موجود -
نازک - این ابیہ تو ہر ورق مین موجود ہین حسن آرا تمھین ہماری قسم اس تصویر کو ضرور دیکھنا - نہ دیکھے تو ہماری بھتی کھائے -
حسن - اے واہ یہ اچھا اصرار ہی -
نازک - تو تمھارا ہرج ہی کیا ہے -
بہار - اب قسمین دیتی ہین دیکھ لو اک نظر -
حسن - (تصویر دیکھ کر) لو بس اب تو تمھاری خوشی ہوئی -
بہار - چلو بس تمھارا کیا ہرج ہوا - گھوڑی پر سوار ہین اور چابک ایک ہاتھ مین ہی اور یہ خدا جانے کیا شے ہی بندوق تو نہین ہی کوئی دہین کی شے ہے -
گیتی - اسوقت اور ہی رعب معلوم ہوتا ہی افسر ہین اور سب سوار انکے ماتحت ہین - جب ہی سب کے آگے آگے ان کا گھوڑا ہی -
مغلانی - لا اور سنو - اے حضور افسر ہوتے تو اسقدر نام کہان سے ہوتا - اور کسیکا کیون نہ اسقدر نام ہوا - سب مین مشہور ہین آزاد پاشا -
نازک - یہی معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا اب اُڑا اب اُڑا -
گیتی - اے کسی سے کہو یہ تو بڑھکے سنائے معلوم تو ہو یہ کیا لکھا ہی کیسی لڑائی کا کچھ بیان ضرور ہوگا - مگر انگریزی یہان کون پڑھا ہی -
حسن - (آہستہ سے) باجی جان عسکری بھائی سے کہو کسی انگریزی خوان سے پڑھوالین اور اسکا ترجمہ اُردو مین لکھ لین بس مین پڑھ کے سب کو سنا دونگی -
نازک - آخر انھون نے یہ بات پیدا کی نا - انکے تو دل سے لگی ہی - مہری کو بھیجدو باہر داروغہ سے کہے اسکا ترجمہ کرالاؤ مگر جلدی سے آجانا -
مہری - اخبار لیکر باہر گئی داروغہ صاحب کو دیکر حکم سے اطلاعدی داروغہ اسیوقت ایک انگریزی خوان کے پاس گیا اور اُنکو ایک روپیہ دیکر ترجمہ کرالایا حسن آرا نے نازک داکیکم کو دیا اور انھون نے یون پڑھکر سنایا اس جنگ مین آزاد پاشا اور ایک جوان روسی لفٹنٹ سے بڑی سخت تلوار چلی - دو بار ایک روسی کا وار خالی گیا اور ایک مرتبہ اُسنے چوٹ ایسی بچائی کہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے -
بہار - وہ روسی کہان ہی - تصویر مین نہین معلوم ہوتا -
مغلانی - شاید آگے اسکا کچھ حال لکھا ہو ابھی تک تو کچھ نہین لکھا ہی غور کرنے سے شاید تصویر مین بھی معلوم ہو جاے -
نازک - سنتی جاؤ - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اُس روسی کو ایک خاتون روس نے بھیجا تھا اور یہ اقرار کر لیا تھا کہ اگر

ترکون کے خون سے ہاتھ رنگین کرکے آئیگا تو فوراً تیرے ساتھ شادی کرلونگی یہ لفٹنٹ اِس قدر خوش جمال پر جان دیتا تھا اسقدر اشارہ پاتا تھا کہ فوراً فوج مین بھرتی ہوکے میدان جنگ مین گیا۔

بہار۔ افوہ۔ تو آزاد کی اور انکی ایک حالت تھی۔

نازک۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

مغلانی۔ جب ہی وہ بھی خوب دل کھول کے لڑا ہے۔

گیتی۔ اسکے بھی دل سے لگی تھی نہ مگر یہ کیونکر معلوم ہوگیا۔ کہ خوب دل کھول کے لڑا۔ دل تو گواہی دیتا ہے کہ جو شخص اِس طرح پر جائے گا اور بیڑا اُٹھاکے آئیگا وہ جان لڑا دیگا۔

نازک۔ آگے تو سب لکھا ہے نہ سنو اور دوسرا لفٹنٹ ترکی جو اُس نوجوان روسی کا مقابلہ کرتا تھا وہ بھی بعینہٖ اسیصورت سے آیا تھا کہ ہندوستان کی کسی امیرزادی نے جو حسن و جمال مین بے نظیر ہے اس سے کہا تھا کہ اگر تم روم کی جنگ مین شریک ہوکر نام پیدا کرو اور رومیون کو نیچا دکھاؤ تو مین تمھارے ساتھ شادی کرلون اور طرہ یہ کہ ان دونو کو یہ بات معلوم تھی کہ ہمارا فریق ایک دوشیزۂ جادو جمال سے وعدہ کرکے آیا ہے۔

بہار۔ چلو حسن آرا کے حسن کی تعریف لندن تک مین تو چھپ گئی۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔

نازک۔ اور مین بھی اسی قابل جسقدر تعریف کرو زیب دے۔ لاکھ دو لاکھ مین ایک ہے۔

گیتی۔ مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ دونون ایک ہی طرح کے ملے۔

روح۔ وہ بھی شادی کی فکر مین یہ بھی شادی کی فکر مین

بہار۔ اُسوقت دونون کے دلون مین جوش ہوگا۔

نازک۔ کیسا کچھ۔ مگر ہماری حسن آرا ہی کا جوش غالب رہا

بہار۔ اسمین کیا شک ہے ظاہری ایک بات ہے۔

نازک جسکو جتنا شوق ہوا اتنا ہی جوش ہوگا۔ کسینے خوب کہا ہے

نہین روزن جو قصر یار مین پر وا نہین ہم کو
نگاہِ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

لوہے اور فولاد تک کی دیوار مین تو شوق کی نگاہ رخنہ کرتی ہے نہ کہ اپنے جسم کی اذیت وہ تو کوئی شے ہی نہین۔ اب سُنیئے کہ ادھر تو نازک ادا اور بہار النسا باتین کرنے لگین اُدھر حسن آرا نے چپکے سے اخبار کھولا اور پڑھنے لگین جب اُنکی نظر پڑی تو اُسنے قہقہہ لگایا اور اُسی کے ساتھ اور سب نے قہقہہ لگایا تو حسن آرا شرما گئین۔

نازک۔ یہ بیتابی ہے۔ اللہ ری بیتابی دل۔ اوہو ہو۔ روح اللہ رے شوق۔ اُف ری جلد بازی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔

گیتی۔ پھر جسکا دل جسپر آتا ہے اُسکا تو یہی حال ہوتا ہے یہ تو بنی بنائی بات ہے۔ اسمین کہنا سُننا کیا۔

حسن۔ مین خدا جانے کیا پڑھتی تھی۔

نازک۔ خدا جانے یا ہم جانین۔ خدا ابھی کچھ جانتا ہے۔

حسن۔ ہماری خلاف جو کہیگا وہ خود ہی ہنسا جائیگا۔

با صاف دلان مجادلہ با خویش دشمنی ست
ہر کو کشد بر آئنہ خنجر بخود کشد

ہم تو صاف دل پاکدامن پاکباز پاک باطن ہین ہمسے کوئی لڑکے کیا کریگا تم ایک نہین ہزار کہو ہم کو فرمانے سے کیا واسطہ۔

نازک۔ اوہو یہ تو ہنسی ہنسی ہی مین رو دین۔

بہار - ہان اسوقت کچھ مزاج درہم و برہم ہو۔
حسن - بار بار چھیڑنے کی کیا ضرورت ہو انکا قاعدہ ہو کہ کسی کو خواہی نخواہی چھیڑتی ہین اور جو کوئی بولے تو ڈھیٹ کہلائے نہ بولے تو بیوقوف نے - لوگ ہنسین -

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

نازک - اسپر تو غالب نے خوب کہا ہے - ؎

ہو بسکہ کلام میرا مشکل تو دل | اسمین سن اے سخنوران کامل
آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

یہ غالب کی رباعی ہے سمجھین حسن آرا بیگم رہنسکر اسوقت خفا اس سبب سے ہوئین کہ انکے پڑھنے اور مطالعے مین کیون ہرج ہوا نہ روح ٹوکتین نہ کوئی دیکھتا نہ انکا ہرج ہوتا مگر تجھے مفت مین کیون مطعون کیا کہے کون خطاب مجھسے ہون اُلٹی گنگا بہاتی ہو - اے واہ بہن واہ -

بڑی دیر تک سب بجولیان تصویرین دیکھاکین اور جب ترجمے مین یہ فقرہ نظر سے گذرا کہ آخرکار آزاد باشاتے بادۂ بند حسن آرا کا نام لیکر جان پر کھیل کے سر دہی کے ہاتھ لگائے اور رسی لفٹنٹ نے اپنی معشوقہ مطلوبہ بس کلیر سا کو یاد کرکے تلوار کے جواب مین اُدھر سے چوٹ کی مگر آزاد کا ہاتھ بھرپور پڑا اور رسی لفٹنٹ کا سر تن سے جدا ہو گیا۔

حسن - (افسوس کرکے) ہاے ہاے یہ بری سنائی۔

مغلانی - پھر یہ تو ہنسی ہے - جنگ دو سر دارد -

بہار - اس میم کے دل پر سانپ لوٹنے لگے ہونگے -

گیتی - اس تصویر مین نہین معلوم ہوتا کہ کہان پر ہو۔

مغلانی - (غور کرکے) اخاہ مین جانتی ہون یہ ہونگے آزاد کے سامنے اسطرف یہ لاش جو پڑی ہو - یہی ہے۔

حسن - ہان یہی ہوگی - یہ دھڑ ہو بیچاری کا اور یہ سر ہے۔

نازک - اُس میم کو چاہیے تھا کہ اپنے ہاتھ سے دفنا تی اگر بیموت عورت ہے تو اسوقت کسی اور کی بغل مین ہوگی اور اگر باوفا ہے اور عشق سچا تھا تو اُسکی قبر ہی کو اپنا میان سمجھیگی -

گیتی - (غور سے دیکھکر) کیون بہن جب اُس میم نے اپنے عاشق زار کی لاش اس تصویر مین دیکھی ہوگی تو ہو کیا جانے دل کا کیا حال ہوا ہوگا -

بہار - اب اس خیال کو دل سے بھلا دو - رنج ہوتا ہے۔

نازک - جب ہم تمکو سننے سے رنج ہوتا ہے تو جنکو بیچاری پر گذری ہے اُسکے دل کا کیا حال ہوتا ہوگا - اللہ سب مصیبتون سے بچائے ؎

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہے | بجلی ہی کاش آئے مری آشیان تلک

اتنے مین ایک مہری نے آکر عرض کیا سرکار پڑوس مین نوابصاحب کے ہان پادری صاحب کی میم آئی ہین وہ جو لڑکیونکو پڑھاتی ہین اور کبھی پر چڑھکر آتی ہین - اگر حکم ہو تو انکو بلا لین وہ سب پڑھکر فرفر سنا دینگی بہار النسا اور نازک دا کو بھی کی صلاح پسند آئی - فوراً حکم دیا کہ جاکے اپنے ساتھ ہی لے آؤ خوب تدبیر بتائی - مہری نے جاکے نوابصاحب کے ہان بیگم صاحب سے عرض کیا انھون نے مس پرسی سے کہا بسم اللہ سی دہلنے رخصت ہو کر مہری کے ساتھ یہان آئین بیگمات نے ازسرتا پا نظر ڈالی تپاک کے ساتھ کرسی پر بٹھایا اٹھارہ انیس برس کا سن سرخ و سفید اور نگینی لیے ہوئے - گیسوئے عنبر بو شب رنگ - آنکھین رسیلی - ہوٹا سا قد - لباس صاف اور خوشنما - باہم یون مکالمہ ہونے لگا

بہار - بڑی تکلیف ہوئی میم صاحب - آپ اردو سمجھتی ہین

آیا حضور مس لا فارسی پڑھ لیتی ہین اور اُردو خوب بولتی ہین
اُردو مین تو مس بابا نے امتحان ہی دیا ہی اور انعام پایا تھا۔
مس۔ ہم اُردو بولتے ہین اور ہم اِسی ملک مین پیدا ہوئے
کلکتہ مین ہمارا مان باپ تھا۔ دونون وہین مرگیا۔
بہار۔ ذری اِس اخبار کا مطلب تو سمجھاتی جائیے
گیتی۔ جہان آزاد پاشا کا ذکر ہو وہ مقام سُنائیے گا۔
مس۔ دل آپ لوگ آزاد پاشا کو جانتا ہی گا۔
گیتی۔ جی ہان ہم خوب جانتے ہین اور وہ اب عنقریب
آنیوالا ہے کیا آپ آزاد پاشا کو جانتی ہین۔
مس دل۔ ہندوستان مین تو بیگم صاحب ایسا کوئی نہین ہی
جو اُنکو نہ جانتا ہو جو کام اُنھون نے کیا وہ اِس اتنی بڑی جنگ
مین کسی سے نہین ہوا۔ بڑا جانباز آدمی ہی۔ اُسنے بڑا نام
پیدا کیا۔ بڑی بڑی لڑائی مین اُسنے کمانڈ لیا جو افسر کہ درجہ مین
کرنل سے چھوٹا ہو وہ کمانڈ نہین لے سکتا۔ ہان میجر لے سکتا اور
یہ فقط ایک لفٹنٹ ہی تھا اور بیس جگہ کمانڈ لیا اور جس
جنگ مین گیا نام کیا۔ لیڈی لوگ آزاد کا تصویر بڑے
شوق سے خریدتا ہی۔ فرانس مین آزاد کا بڑا بڑا تصویر بھی اتنے
دام کو بکا کہ ہندوستان کے ایک سو روپیے کے برابر اور جو تصویر
بڑے آدمی کی لیڈی لوگ نے نہوایا وہ بڑے دام کا ہی اور
مس لوگ جنکا شادی نہین ہوا وہ دو چار ہمسے کہتا تھا کہ آزاد
آئے تو اُسکے ساتھ شادی کا ڈھنگ ڈالے اور بڑے بڑے
افسرونکی لڑکیونکو دل سے لگی ہی کہ آزاد کے ساتھ شادی ہو
کوئی لیڈی اس اسٹیشن مین ایسی نہین جو آزاد کے نام سے
واقف نہو یا جسنے آزاد کی تصویر نہ دیکھی ہو۔
بہار۔ آزاد کی شادی کسی اور کے ساتھ کیونکر ہو سکتی ہے
مس۔ ہان بیشک وہ تو ایک بیگم سے اقرار کر گئے تھے اب
اگر اور کسی کے ساتھ شادی ہو تو بدنامی کی صورت ہی یا
نہین ہمنے تو سب سے کہدیا ہے کہ یہ بات مشکل ہے۔
بہار۔ اور یہ تو سب مین مشہور ہو گیا ہو گا۔
مس۔ بیشک (حسن آرا کیطرف) یہ کون ہین آپکی۔
بہار۔ یہ ہماری چھوٹی بہن ہین اُنکی شادی ابھی نہین ہوئی ہی
مس۔ ہمنے اسطرحکی خوبصورت ہندوستان کی سیر مین کوئی
عورت آج تلک نہین دیکھی۔ بہت اچھی شکل اور رنگ
ایسا ہے کہ صاحب لوگونکی میمون کا کم ہو گا اگر جو آپ اُنکو
انگریزی کپڑے پہنائیے تو اِس اسٹیشن مین شاید دو ہی
ایک ایسا ہو میم جو برابری کرے۔
بہار۔ حسن آرا بیگم مس صاحب نے تمھاری بڑی تعریف کی
مس۔ دل۔ کیا حسن آرا بیگم۔ اسی نام کی ایک بیگم نے
تو آزاد کو وہان بھیجا ہی۔ آپ اُسکو جانتی ہین کوئی۔
نازک۔ وہ بیگم صاحب یہی پر کالہ آتش ہین۔
حسن آرا بیگم۔
مس۔ او۔ ہم بہت خوش ہین کہ ہمنے آپ کو دیکھا
بیگم صاحب۔
حسن۔ آپکی عنایت۔ مین تو اپنے کو اِس قابل نہین سمجھتی
ہون تعریف کے لایق آزاد پاشا البتہ ہین جنھون نے
ایسے ایسے کارنمایان کیے کہ تمام دنیا اُنکی مداح ہی۔
نازک۔ لے اب یاد رکھنا۔ آزاد کا نام لیا اور تعریف کی
مس۔ دل۔ ایمین کون ڈر ہی یا حیا کا بات کون ہی۔
نازک۔ میم صاحب آپ تو گانا بھی جانتی ہونگی
یا نہین۔

مس ہمکو گانا برسون سکھایا جاتا ہی۔ ہم گرجا مین گاتے ہین اور گھر مین گاتے ہین اور جب کھانا ہوتا ہی تب گاتے ہین آپ بھی گانا جانتی ہین۔ کوئی غزل ہمکو سنائین آپ۔

نازک۔ میم صاحب ہمکو گانا سکھایا نہین جاتا بلکہ جو عورت دھول پر گائے اسکو حرف رکھتے ہین ہمنے تو فقط شوقیہ گانا سیکھا چوری سے گاتے ہین کہ ہمجولیون کے سوا اور کوئی سُن نہ لے

گو ہم قفس مین جانے سے بستان تلک	آزار کر رنگ چہرہ گیا پر زبان تلک
کب پہونچی تا قفس سے گلشن صدا تلک	سو جا تھہر کے سینہ ہی آئی زبان تلک
عالم ہون عشق کا مین کر رہی ہون	اے عندلیب تو ہی پڑھی بوستان تلک
اس مست کے ہین گیسو دنکے سلسلے مین ہم	ساقی مرید جسکا ہی پیر مغان تلک
فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہی	بجلی ہی کاش آئی مری آشیان تلک
اس درجہ فرط ضعف سے ہم پیچھے رہ گئے	پہونچی نہ آہ بھی جرس کارواں تلک

سو بار آگے موت بھی فرقت مین پھر گئی
برگشتگی نصیب کی کہیے کہان تلک

اب آپ کچھ سنائیے۔ گر ہمارا گانا نہ آپکی سمجھ مین آیا ہوگا اور آپ کو اسمین کچھ لطف حاصل ہوگا۔ مگر آپکا گانا ہمکو تو پسند ہی اور جسکا جی چاہے جو کہے۔ ہماری مکان کے سامنے گرجا ہے اتوار کے دن وہان صاحب لوگ اور میمین جمع ہوتی ہین ہمین تو ہزار کام چھوڑ کے اُنکا گانا سُنتی ہون۔

بہار۔ اچھا ابھی تو بیٹھی ہین پہلے اخبار سُن لو۔

مس۔ اخبار لیکر اسمین آزاد کا بہت ذکر ہی لکھا ہی کہ [illegible] پاشا نے ترکون کے ساتھ بڑا احسان کیا۔ گو ترکون کی جوانمردی اور جرات مین شک نہین مگر آزاد پاشا کی [illegible] کارنمایان سر زد ہوئی کہ تمام عالم کے دل پر نقش جم گیا کہ بڑے بہادر جنرل ہین آزاد پاشا نے ان مقامون پر دلیرانہ کارروائی کی ہی جہان کسی فرد بشر سے ادنی سا کام بھی نہو سکتا۔ آزاد نے ایک قلعہ کو غنیم کے حملے سے اسطرح بچایا کہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہی۔ گو اس افسر کا درجہ فقط ہی کا تھا تاہم فوج قلیل لیکر قلعہ سے ایسے وقت مین باہر آیا جب غنیم کی سپاہ چار طرف سے قلعہ کو محصور کیے ہوئے تھی۔

بہار۔ کیا! اللہ! تین طرف سے سپاہی قلعہ کو گھیرے تھے اور یہ قلعہ کے باہر نکل آئے۔ افوہ یا اللہ انکا دل کاہے کا بنا ہوا ہے۔

گیتی۔ جب تو اسقدر شہرت پائی کہ جو ہی آزاد ہی آزاد پکارتا ہی سوا ے آزاد کے اور بھی کسیکا نام سنا۔

مس۔ ہمنے عین لڑائی کے دنون مین انکا حال پڑھا تھا اور کلب گھر اور کتب خانے مین صاحب لوگ اور لیڈیان روز اسی لئے جاتی تھین کہ آزاد کا تذکرہ پڑھین۔ مغلانی۔ آگے پڑھیے۔ جب باہر آئے تو کیا دیکھا۔

بہار۔ فوج سے لڑائی ہوتی ہوگی۔ میدان مین جہان لڑائی ہوتی ہو اور کیا دیکھتے سوا ے گولی بارود کے اور کیا ہے۔

مس پرسی نے بیان کیا کہ آزاد پاشا کے عشق مین کئی عالی خاندان خاتونین اور کئی مشہور مشہور شہزادیان جو اچھے اچھون کیطرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتی تھین ایسی بیخود ہو گئین کہ ننگ و ناموس کا اصلا خیال نہ رہا۔

نازک ادا بیگم بولین۔ جی ہان یہ حسن ایسی ہی شے ہے۔ ضبط کرنا بہت مشکل ہی حسن و عشق کی جھگڑے مین انسان پڑا اور گیا گذرا پھر مفر کی صورت نہین

اور حسن تو واقعی بلاے بیدرمان ہے۔

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

مس برسی نے پولینڈ شہزادی کا حال بیان کیا کہ اس جادو جمال دوشیزہ مشتہری خصال نے کئی معزز نوجوانون کو صرف اس جرم مین قید کر لیا تھا کہ اس کی عاشقی کا دم بھرتے تھے جہان اسقدر معلوم ہوا کہ رئیس یا امیرزادہ ہمپر عاشق ہے فوراً اسکی تخریب کی فکر کی دو تو انکی لگاوٹ سے سمجھے کہ اب شاہد آرزو سے ہمکنار ہوئے مگر دیکھا تو مصیبت سے دوچار ہوئے کوئی ایسا نہین جو عاشق ہونے کے بعد ذلیل ہو کے اس آستان سے نکلوایا نہ گیا ہو۔

نازک بان پھر عشق کے معنی ہی یہ ہین اور معشوقی نام اسی کا ہے کہ عاشق کی ذلت و مایوسی مین کوئی دقیقہ نہ باقی رکھے۔

مرگیا ہو نہین وہ کہتا ہی کیا ہی کچھ فریب	دم سمجھتا ہی وہ اسکو ہائے مجھمین دم نہین
اسنے کہہ سے نکلوایا ہمین اچھا کیا	جو نہ جنت سے نکالا جائے وہ آدم نہین

مس۔ اُس شاہزادی نے آزاد کو بڑی ترکیبون سے اپنے ہان پکڑ بلوایا تھا یہ سوتے کے سوتے رہے اور انکے ساتھ کے سوروسی جوان کاسک جوان نگرانی کے لیے تعینات تھے وہ غافل ہی پڑے رہے اور شاہزادی کے سپاہی آزاد کو اس آسانی سے اور خوبصورتی کے ساتھ اٹھالے گئے کہ کسی کو کانون کان خبر ہی نہ ہوئی۔

نازک۔ آزاد کو دیکھا بھی تھا یا نام ہی سن سن کے عاشق ہوگئین۔ ایسا بھی اکثر ہوا ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

مس۔ نہین دیکھا نہین تھا نام سُنا تھا اور تصویر دار اخبارون مین اونکی صورت اور جوانی دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئی پس جسوقت آزاد اسکے روبرو گئے انکی ناوک نگاہ نے اس پیرو کے دلپر وہ اثر کیا کہ بیان سے باہر شدہ شدہ انسے باتون باتون مین پیغام شادی اپنی ہی زبان سے کہا آزاد نے انکار کیا کہ مین تو ایک ہندوستان کی حسینہ نازنین سے اقرار کرکے آیا ہون یہان شادی کرنا کیا معنی اس مغرور سرکش بت پندار کو یہ تاب کہان کہ شادی کا لفظ زبان پر لائے اور مردانکار کرے اور وہ بد دماغ نہ ہو فوراً ایک ایسے تیرہ وتار غار کو ہمتان مین بند کیا جہان آدمی کا نام تک عنقا تھا صبح کو کھانا بھیجا جاتا تھا اور وہ بھی کھانے کے قابل نہین دو ہفتہ تک آزاد پاشا اس بھیانک مقام مین جہان انسان کیا کسی پرند و درند تک کا گذر نہ تھا قید رہے حسن آرا بیگم کو لمین غور کرنا چاہیے کہ وہ انکا کیسا سچا اور پکا عاشق ہی

نازک۔ اسمین کیا فرق ہے۔ مگر طرفین سے عشق ہے خالی خولی انھون ہی نے سچا عشق نہین ظاہر کیا بلکہ انکا عشق بھی صادق ہی وہ مرد ہین انھون نے جنگ مین نام کیا۔ یہ عورت ہین انھون نے اپنی چاردیواری مین اظہار عشق صادق کیا۔

بہار۔ حسن آرا سچ کہنا یہ حال سُن سنکے دل کیا خوش ہوا ہوگا

حسن۔ باجی یہ کوئی تعجب کی بات ہو تو کہو۔ اسمین تعجب ہی کیا ہے مگر وہ دن یاد کرو جب تم ہمکو بیحیا اور بے شرم بناتی تھین

بہار۔ چلو اب اسکا ذکر جانے ہی دو۔ رنج ہوتا ہے۔

نازک۔ آزاد کی صورت کیا دیکھی کہ ہزار جان سے آپکی بہن عاشق ہوگئین مگر پھر ایک طرف اور یہہ ایک طرف۔

دام کاکل دکھا دیا کس نے	مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے

خم ابرو دکھا دیا کس نے	کجہ دل گرا دیا کس نے

حسن۔ ملئے جب دو کہ تم خود تعریف نہ کرنی ہو۔

بہار۔ واہ یہ تو کہتی ہین کہ اللہ اللہ خدا نے ایسے گھر و جوان بھی بنائے ہین یہ تو کوئی بات چھپاتی ہی نہین ایسی صاف گو ہین اس صفائی کے صدقہ۔

نازک۔ کیا جھوٹ ہے آزاد کو جو دیکھیگا گھنٹون تعریف کریگا فرق بس اتنا ہے کہ ہمنے زبان سے کہدیا تم لوگ صاف دل تو ہو نہین تم زبان سے نہین کہتے اور ہمارا قلب آئینہ ہو رہا ہے

حسن آرا کو شہزادی کے حالات اسقدر دلچسپ معلوم ہوئے کہ جس پری سے خود فرمائش کی۔ انھون نے کہا۔ ایک روز شہزادی جو حسن و جمال مین بیمثل ہے لباس گران بہا زیب بدن کرکے قید خانہ کیطرف گئی۔ قید خانہ کیا تھا پہاڑ کے ایک غار عمیق کو جسمین روشنی کا نام تک نہ تھا خاص اسی لئے اپنے طرز ظالمانہ سے مظلومون کے لئے قید خانہ بنایا تھا ادھر قیدی اسمین داخل ہوا ادھر آہنی دروازہ بند کردیا اور تین تین سپر کے قفل ڈالدئے اور کبھی بے قفل ہی بند کر دیا۔

حسن۔ اُف رکانپ کر) ہے ہے وہان زندگی کیونکر انسان بسر کرسکتا ہے۔

نازک۔ جب پڑی تو کیا کرے کچھ اپنا بس ہے۔

بہار۔ نہ آدمی نہ آدم زاد نہ بولنے والا نہ چالنے والا نہ کوئی ہمدرد نہ کوئی ہمراز یہان ایک دن بات چیت نکرے تو معاذ اللہ تو بہی بھلی ہے ایکدن کیا گھنٹہ بھر نہ بولے تو کھانا نہ ہضم

مغلانی۔ بڑی بڑی سختیان بیچارے نے اٹھائی ہین۔

گیتی۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا سختی سی سختی ہے

مس۔ بس غار کیطرف جاکے اس سوراخ کے پاس کھڑی ہوئی

جدہر سے کھانا دیا جاتا ہے اُسدن عمدا۔

حسن۔ (آپ کا قطع کلام ہوتا ہے)۔ کیا کھانا روشندان سے دیا جاتا تھا۔

مس۔ اور نہین تو کیا۔ یہی تو بڑی سختی تھی۔

مغلانی۔ ہے ہے عورت کیا پتھر کے دل کی عورت تھی

گیتی۔ اللہ سمجھے ایسی موئی عورت سے توبہ توبہ۔

مغلانی۔ پھر آزاد نے بات مان لی۔ یا نہین مانی۔

مس۔ اس غار کے پاس جوجا کے کھڑی ہوئین اور کپڑون کی بو باس اور دلائتی عطر کی خوشبو جو آئی تو آزاد کا دماغ معطر ہوگیا۔

نازک۔ اور ابھی تک یہ نہ سمجھے ہونگے کہ اُسی معشوقہ جفا جو کی زلف عنبر بار کی لپٹین آتی ہین۔ کیا وقت تھا توبہ توبہ ؎

آج ایسی جو تو معطر ہے	زلف کھولی ہے کسکے کس نے

مس۔ آزاد کو کیا معلوم مگر اسوقت خوشبو نے انھین مست کردیا۔

نازک۔ وہ سمجھتے بھی تو کیا کرتے یہی سوچتے کہ ایک نگاہ مین تو اُس حالت مین پہونچا الٰہی خدا جانے کیا قہر ہو ؎

دلربایا نہ دگر بر سر ناز آمدۂ	از دل ما چہ بجا ماند کہ باز آمدۂ

حسن آرا نے شہزادی کو دل ہی دل مین خوب کوسا مگر کوئی لفظ زبا نپر نہ لائی۔ مس نے کہا بس جسوقت خوشبو نے آزاد کو مست کیا اس سرمایۂ نازنینی نے ایک کنیز باتمیز کو جو خوبروئی مین اور دلربائی مین عدیم المثیل تھی آزاد کے پاس بھیجا انھون نے بارہ چودہ روز کے بعد جو مجلس کی صورت دیکھی تو بہت ہی خوش ہوئے سمجھے کہ شاید اس ستمگر جفا جو کا دل نرم ہوا ہو اور یہ زن خوشخو خوبرو پیغام لائی ہو مگر جب

نے حال کہا تو آہ سرد بھر کر رہ گئے۔

مغاد باش ایدل کہ فردا روز بازار جزا
مژدۂ قتل ست گرچہ وعدۂ دیدار نیست

کنیز اگر آپنے ابکی پھر انکار کیا تو بہت ہی پچھتایئے گا۔

آزاد۔ واہ ری قسمت کیا اچھا پیغام لائی ہو۔

کنیز۔ میان تمھارا سام دو بھی نہین دیکھا۔ ایسی خوبصورت اور شیرہ ملتی ہے جو لاکھون مین انتخاب ہو خود درخواست کرتی ہے۔ بھلا اس صورت کی کوئی دیکھی ہے۔

آزاد جسکو ہنسنے دل دیا ہے۔ ہمین وہی بھاتی ہے ؎

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے امید و شناسا تیرا

کنیز تک پھر اچھا اسطرح کبتک زندگی بسر کروگے اگر یہ امید ہو کہ اس غار مین پڑے پڑے مجائے تو خیر بھگتا کرو نہین تو آدمی بنو اور چل کے ایسی پیاری دلھن کی بغل مین بیٹھو

آزاد۔ یہان تو تپ ہجر نے آگ لگا دی ہے از سر تا پا پھونک دیا ہے اور تم کو مزید اریون کی سوجھتی ہے، ہم مین تم مین زمین آسمان کا فرق ہے۔

لگا دی آگ تاروں نے فلک پر
فرشتونکی زبان پر الامان ہے

کنیز ہای ہای ہم کیونکر اسکو سمجھائین دوسرا ہوتا سر کے بھل جاتا اور خاکپا کو توتیائے چشم بناتا مگر انکی باتین دنیا سے نرالی ہین

آزاد۔ اچھا تم جاکے اسقدر کہدو کہ دو دو باتین کرنیکی جارہی ہین بلا کر اس سے دو باتین تو کرلو

یہ کہتے ہین کہ گویا خوش بیان ہی

کنیز۔ اچھا یہ مانا مگر انکے سامنے ذرا ایسی بہکی بہکی باتین نہ کرنا وہ باتین کرنا کہ جسسے دل نرم ہو جائے ہمنے ایسا مرد دیکھا ہی نہین کہ ایسی پری کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرے مگر اپنی طبیعت۔ اپنا دل۔

مس پوسی نے بیان کیا کہ شہزادی بیتاب ہو کر اس غار تار مین آزاد سے ملی اور سمجھایا کہ اے مرد خوبرو تو ناحق اپنا دشمن ہوا ہے جس پری سے وعدۂ شادی ہے وہ اب خواب مین بھی نظر نہ آئیگی اسکی صورت دیکھنے کو ترسیگا اور یاد رکھ کہ ابھی تک مین برسر خشم نہین ہون۔

حسن۔ اللہ سمجھے برسر خشم نہ ہونے پر یہ حال تھا۔

مغلانی اور جو ہوتی تو کیا جانے کیا غضب ڈھاتی۔

گیتی۔ اف رے ظلم معلوم ہوتا ہے کہ کسی ڈکیٹ کے یہان پیدا ہوئی تھی اور بچپنے ہی سے اسکو ظلم کرنا سکھایا گیا تھا۔

مغلانی ہے تو ایسا ہی کوئی مفہ جلسے کہ اور اب کیا کروگی۔

حسن یہ برسر خشم نہین برسر رحم تھین آگ لگے ایسے رحم کو بھاڑ۔ تو اگر یہ حال تھا تو سیکڑون کو کھڑے کھڑے چنوا دیا ہوگا۔

حسن۔ بان باتون سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

مس۔ آزاد نے کہا۔ ع

مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان

اگر برسر خشم ہو تو کیا۔ اور اگر رحم کرو تو کیا اب اس سے بڑھ کر اور کیا ایذا ہو نچاؤگی۔ بھلا بس اب دل پکا ہو گیا چاہے جان جائے اور چاہے تکلیف ہو۔

حسن (آہ سرد بھر کر خاموش ہو گئی)

مس اسپر بھی اُسنے سمجھایا کہ ایسوان تو اپنی جان کا اپنے آپ دشمن ہوا ہے اگر حسین آرا کا نام زبان پر لایا تو کنوئین مین قید کرونگی آئندہ تجھے اختیار ہے۔

حسن (آہ سرد بھر کر رونے لگی)

نازک۔ ہائین ہائین! حسن آرا کچھ خیر تو ہے؟

گیتی - لے یہ تو پچھلی باتین ہین ان باتونسے کیا واسطہ ہے
مغلانی - اب تو آنا و صحیح وسلامت ہنسی خوشی واپس
آئے اب رونا دھونا خواہ مخواہ منحوس بات -
حسن - (مس سے) مجھے نہین معلوم تھا کہ یہ سختیان سہین
مس - ابھی تم نے سنا کیا ہے ہین - اس سے زیادہ -
بہار - چلو انجام تو اللہ نے بخیر کیا - بس یہی ہزار بات
کی ایک بات ہے - کہ انجام بخیر ہو جسکا انجام بخیر ہو وہی بات
یکی انکا انجام اللہ کے فضل سے اچھا ہوا کہ لڑ بھڑ کے نام کرکے واپس آئے
اتنے مین سپہر آرا کے یہان سے ایک مغلانی آئی دروازے
پر ڈولی لگائی گئی بی مغلانی پردا کرا کے اترین اور بخط درست
حسن آرا بیگم کے پاس آئین یہان دیکھا تو میم صاحب بیٹھین
ہین سب کو ادب کے ساتھ سلام کیا اور فرش کے ایک
کونے پر بیٹھین حسن آرا نے پوچھا کہو وہان خیر صلاح ہے
کہا - جی ہان خیریت ہے دور دز سے بڑے حضور کو کھانسی
اور زکام نے اسقدر کا پریشان کیا تھا کہ توبہ ہی بھلی - بلغم
کے مارے چھاتی بالکل جکڑ گئی تھی گھر بھر سر پر اٹھا لیا رات
رات بھر جاگتے ہی گذری اور کل کی رات تو آنکھون ہی مین
کٹی - ہمارے خداخدا کرکے گورے ڈاکٹر کے علاج سے ذرا ذرا
طبیعت بحال ہوئی تو جان بچی اور اُن کا قاعدہ ہے کہ
ذری اگر خدانخواستہ پاؤن مین پھانس بھی چبھی تو
بس پھر کسی کو دم نہین لینے دیتے - پوچھا سپہر آرا بیگم تو
اچھی ہین - مغلانی نے کہا جی ہان حضور اللہ کی عنایت
سے خوش و خرم ہین ایک بات کہلا بھیجی ہے تاکید کر دی ہے
کہ یا تو باجی جان کے کان مین کہنا یا روح افزا بیگم سے
اور تیسرے کے کان مین بھنک نہ پڑنے پائے حسن آرا
نے بیقرار ہوکر دریافت کیا کہ انتشار کی تو کوئی بات
نہین ہے کہا جی نہین - انتشار کیسا کچھ جلدی نہین ہے
کہدون گی ایسی ہی ویسی بات ہے حسن آرا اور روح افزا
دونون بیتاب ہوکر کمرے مین گئین اور تخلیے مین مغلانی
کو بلایا اور استفسار حال کیا مغلانی بولی حضور
نواب صاحب نے کل آن کر سپہر آرا بیگم سے ایک
نئی بات کہی رات کو جب ہوا کھاکے آئے تو بیگم
صاحب سے فرمایا کہ آزاد پاشا کے آنے کی خبر بہت گرم
ہے مگر ہمنے یہ بھی سنا ہے کہ انھین کی شکل و صورت کا
ایک آدمی یہان ہے اور اسکا نام بھی آزاد مرزا ہے آزاد
اور مرزا ایک ہی ہے اور صورت قد و قامت چال ڈھال
سب مین بعینہ ایک - فرق اتنا ہے کہ آزاد پاشا انگریزی
کپڑے پہنتے ہین اور وہ شرعی حامدانی چکن کے کپڑے
پہنتے ہین اور کوئی بیگم ہین انپر آزاد لڑکپن مین عاشق
تھے - ثریا بیگم نام ہے ان کے ہان آزاد مرزا آزاد
کے دھوکے مین جا چکے ہین تو اب ایسا نہ ہو کہ یہان
بھی وہ ایسا رنگ جمانا چاہین آزاد مرزا ایک دفعہ
کالے پانی جا چکے ہین وہان سے اس طرح سے بھاگ آئے
کہ کسیکو کانون کان خبر ہی نہوئی اور اب کھلے بندون سرکار
رہتے ہین پولیس والے ذرا سنکے تک نہین ثریا بیگم کے ہان اس شخص نے
چوری بھی کرادی تھی یہان ہرگز ہرگز نہ آنے پائے ذرا بہت
حفاظت رکھنے کا مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ وہان اٹھارہ
اٹھارہ پہرے ہین بھلا کسی کی دال کیونکر گل سکتی ہے ثریا بیگم
کے ہان تو سنا کہ وہ بن بلائے نہین گئے تھے - شاید مکان
کے دروازے یا کسی تماشے مین آزاد مرزا پر نظر پڑی

تو سمجھین کہ آزاد ہی ہین فوراً داروغہ کو بلایا اور اشارے سے کہا کہ فلان شخص جو سامنے بیٹھا ہے اس سے جا کے نام دریافت کرو مگر اس خوبصورتی سے کہ کسی اور کو نہ معلوم ہونے پائے اور نہ وہ بُرا مانے۔

داروغہ نے واپس آکر کہا کہ حضور انکا نام آزاد ہے اور مغل ہین۔ بس ثریا بیگم نے کہا فوراً جاؤ اور کہو ایک بیگم صاحب نے پیغام بھیجا ہے کہ اسوقت آپ ذرا کھڑے کھڑے دو دو باتین سُن جائین انکا کونسا حرج تھا انھون نے بخوشی منظور کیا جب بیگم صاحب کے پاس آئے تو کھل کھل کے مزے مزے کی باتین ہونے لگین مگر پھر شاید کھل گیا کہ آزاد نہین ہین اور دوسری بات یہ کہی ہے کہ آزاد پاشا کے پاس دو عورتین ولایت سے آئی ہین دونون کنواری اور بڑی حسین اور صاحب جمال ہین اسکی ٹوہ لگانا چاہیئے کہ یہ دونون کون ہین اور انکے ہمراہ ولایت سے کیون آئین جوان مرد اور جوان عورت کا ساتھ کیا اور پھر جب شتہ ہونا تا ہو نہ کبھی کی جان پہچان پردیس پرائے ملک سے کیونکر ساتھ چلی آئین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔ آخرش وجہ کیا کہ اتنی حسین عورتین اسقدر فاصلے سے ایک اجلی کے ساتھ دور دراز ملک مین آئین ایسا ہو سکتا ہے کہین۔ کوئی نہ کوئی فیہ اس مین ضرور ہے، اسپر حسن آرا بولی تم انسے کہدینا کہ اطمینان رکھین بس اتنا کہدینا مغلانی نے کہا بہت خوب مین عرض کر دونگی کہ بیگم صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ اس بارے مین کچھ فکر نہ کرین اطمینان رکھین ہم نے سب باتین دریافت کر لی ہین اس مین کچھ اندیشہ نہین ہے مگر حضور بجائے خود دریافت بھی کر لین حسن آرا نے کہا بھلا تمھارے کہنے کی بات ہے بے دریافت کئے بھی کہین ایسا ہو سکتا ہے ہمنے سب باتون کو تحقیقات کر لیا ہے اتنے مین میم صاحب نے ورق الٹتے الٹتے کہا۔ اپنی گل دیگر شگفت ہم تو شہزادی کا ذکر کر رہے تھے یہان دو اور کی تصویر چھپی ہے۔ مس مینڈا اور مس کلیرسا پہ مس مینڈا ہین اور یہ مس کلیرسا۔ یہ فقرہ سنکر سبکی سب جھک پڑین اور اُون دونون پریون کو دیکھکر عش عش کرنے لگین مس نے کہا ایک انمین سے کوہ قاف کی پری ہے مس مینڈا یہ بانکی عورت اور دوسری روسی خاتون مس کلیرسا مغلانی نے یہہ بھی بیان کیا کہ مرزا ہمایون فرہاد آزاد کے استقبال کے لئے بمبئی جانے والے تھے مگر صاحب نے منع کیا کہ یہان جب آئینگے مل لینا۔

حسن۔ اب باہر ہوا خوری کے لئے جاتے ہین

مغلانی۔ جی ہان حضور برابر جاتے آتے ہین۔

حسن۔ صاحب لوگ جسطرح پہلے آتے تھے اب بھی آتے ہین یا نہین وہی چہل پہل رہتی ہے یا محلسرا سے باہر نہین نکلتے

مغلانی۔ نہین حضور باہر نشست رہتی ہے مگر ایسا عشق ہے کہ پورے ایک گھنٹے جھکر باہر نہین بیٹھتے دو گھڑی بیٹھے اور اندر چلے آئے پھر چاہے ایک ہی منٹ مین باہر چلے جائین مگر بیوی کو ضرور دیکھ جائین گے اسقدر کا عشق ہے۔

بہار۔ بہت ہنسے جاتے ہونگے گھر مین! کہ نہین۔

مغلانی۔ حضور بھاوجین بہت ہنسا کرتی ہین اور وہ بیچارے شرما کے خاموش ہو جاتے ہین اور صحیح بات ہے انکو ویسا جیسا عشق ہے ہم جانتے ہین کسی رئیس کو بیوی کا عشق نہوگا۔

حسن۔ اچھی بات ہے اس مین بُرائی کیا ہے بھلا

مغلانی۔ کچھ نہین یہ تو ہونا ہی چاہیئے۔

بہار۔ جو میان بیوی مین اسقدر محبت ہو تو کیا کہنا۔

نازک۔ جیسی ہمسے اور ہمارے میان سے محبت ہے کہ ادھر انھون نے کوئی بات کی اور مین نے کاٹ کھایا۔ وہ بھی ہر عاشق مین اوپر قربان دونون یک جان دو قالب بہار تم سے اگر نہ بنے تو خدانخواستہ میان کی تو جان ہی نصیب اعدا عذاب مین پڑے۔ تم کسی سے دبنے والی تو ہو نہین میان ہون یا کوئی ہو۔

نازک۔ سوار کو گھوڑے سے اتارون تو سہی۔

گیتی۔ زبان کیا مقراض ولائتی ہے رکتی ہی نہین کہین۔

نازک۔ بہن اللہ جانتا ہے ہمارے میان ہمسے بہت خوش ہین مگر دن بھر چھیڑا کرتے ہین۔ انکے مزاج مین چہل بہت ہے اور ہمکو جہل سے عشق وہ بھی زندہ دل اور ہم بھی۔ ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

جہان۔ انکے سامنے اور مردونکی تعریف کرتی ہوگی خوش تو بہت ہوتے ہونگے کہ ایسی بیوی ملی۔

نازک۔ خدا کرے کوئی آزاد کی سوانح عمری لکھے۔

حسن۔ تم کیون نہین لکھتی ہو۔ اللہ نے لیاقت دی ہے۔ پڑھی لکھی ہو۔ طبیعت دار ہو۔ رنگین مزاج ہو تم اگر سوانحعمری لکھو بہن تو آزاد اور بھی مشہور ہو جائین۔

نازک۔ اب آزاد کی نقل مین جب بیٹھوگی تب لکھین گے۔

مغلانی۔ (مسکراکر) بیگم صاحب بھی ماشاءاللہ کتنی صاف ہین

بہار۔ لو۔ اسنے بڑھکر اور بھی صاف گو کوئی ہوگا۔

نازک۔ غرضیکہ برسون سے یہ فکر تھی کہ یا اللہ کسی طرح آزاد کی صورت دکھا تاکہ ادھر وہ رخ رو ہو ادھر ہماری بہن سرخرو ہو۔ کوئی کہتا تھا کہ حسن آرا بڑی ظالم معلوم ہوتی ہین۔ کوئی کہتا تھا ہائے غضب اس جوان رعنا کی آنکھون نے جان لی بیٹھے بٹھائے مبتلائے بلا کیا۔

بہار۔ ادی تو جس طرح ہم اس شاہزادی کو برا کہتے ہین اسی طرح لوگ انکو کہتے ہونگے رائے ہماری تو یہی تھی اور پھر آرا بیگم آئے دن بہن کو طعنے دیا کرتی تھین کہ باجی تم نے غضب کیا۔

حسن۔ چلئے انجام تو اللہ نے بخیر کیا ہزار غنیمت ہے۔

نازک۔ سبکی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ حسن آرا بڑی ظالم ہین۔

حسن۔ اور ظلم کی تو بات ہی تھی مگر اللہ کو اچھا کرنا منظور تھا کہ آزاد نے ساری خدائی مین نام کیا اور ہم سرخرو ہوئے

بہار۔ اسکے پہلے انکو جانتا کون تھا۔ اب البتہ اُن کو تم سے شادی کرنے مین اس قدر فخر نہین ہے جس قدر تم کو فخر کی جگہ ہے۔

حسن (ہنسکر) اے واہ باجی آپ بھی خوب باتین کرتی ہین اور سنئے اے واہ یہ اچھی بات ہے ہمین کیا فخر ہے بھلا

نازک۔ اے تمھین فخر یہ ہے کہ ایسے جوان رعنا اور نامی افسر کی بیوی بنوگی یہ کوئی فخر ہی نہین ہے اور اس سے بڑھکر فخر کیا ہوگا بھلا۔

مغلانی۔ تو حضور مین آداب عرض کرتی ہون۔

حسن۔ اچھا یہ خط لیتی جاؤ اور جو مینے کہا وہ سمجھا کے کہدینا

اتنے مین بلاقن مہری باہر سے ایک اخبار لائی اور حسن آرا بیگم کی چوری سے بہار النسا کو دیکر کہا حضور عسکری میان یہ کاغذ لائے ہین کہتے ہین کہ خبر کا کاغذ ہے حسن آرا بیگم کو دید و وہ پڑھکے بہت خوش ہونگی بہار النسا نے بلاقن اخبار

لے لیا اور روح افزا اور گفتی آرا کو بلا کر یہہ گفتگو کی۔

بہار۔ عسکری نے یہہ اخبار بھیجوایا ہے اور کہلا بھیجا ہے کہ حسن آرا کو دیدو وہ پڑھ کے خوش ہوگی اور نہین معلوم نہین اسمین کیا ہے۔

روح۔ نہین نہین باجی جان کہین ایسا غضب بھی نکرنا

گیتی۔ عسکری کے ہتکھنڈنے تو ہمین نفرت ہوگئی ہے

بہار۔ ہان اُس بار تو جان ہی خدا نخواستہ لی تھی۔

روح۔ بھلا پھر ایسے کی بات کا کون ٹھکانا ہے۔

گیتی۔ پہلے کسی سے سب اخبار پڑھوالو۔ پھر دو۔

بہار۔ تو کیا عسکری ایسا بد ہے کہ جان بوجھ کے پھر غلطی کرے اور اب اس سے اسکو ملیگا کیا خاک۔

روح۔ اس نیم کو بلوا کے ادھر اودھر پڑھوالو جو کوئی ایسی ویسی بات ہو تو الگ کر دینہین تو کیا ہرج ہے

مس پرسی بلوائی گئین۔ بہار النسا نے کہا میم صاحب اس اخبار کو سرسری نظر سے ذری دیکھ جائیے کہ اسمین کہین پر غلطی تو نہین ہے۔ میرا مطلب یہ کہ کہین آزاد کے خلاف تو نہین لکھا ہے۔

مس (پڑھکر) جی نہین۔ اسمین تو آزاد کی بڑی تعریف کی ہے

بہار۔ ذری غور سے پڑھو۔

گیتی آرا۔ ہان میم صاحب۔ ایسا نہ ہو کوئی اینڈی بینڈی بات ہو۔

مس۔ ہمارے ذمے پر آپ ان کو پڑھا دین۔ بس

بہار۔ بلاؤ ذری حسن آرا کو یہین بلالو۔

حسن۔ مستانہ چال کے ساتھ آئین اور مسکرا کر پوچھا باجی یہ آج کیا سرگوشی ہو رہی ہے کیا کوئی نیا گل کھلا ہے

یہہ سرگوشی بیوجہ نہین ہے جسے دیکھو کانا پھوسی کر رہا ہے۔

بہار۔ یہ اخبار آیا ہے۔ پڑھو۔ خوش تو نہ ہوگی۔

حسن۔ (اخبار لیکر دلی شوق کیساتھ پڑھنا شروع کیا۔

اخبار کا مضمون جسمین آزاد ہی آزاد کا ذکر درج ذیل ہے۔

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
وہان غیر سے ہم مثل نے فریاد کرتے ہین
یہی کہہ کہہ کے ہجر یار مین فریاد کرتے ہین
وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین
اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اڑنے کی تب آزاد کرتے ہین
جو ہم وہ مصحف رخ دیکھکر فریاد کرتے ہین
تو کافر ہنسکے کیا کہتا ہے قرآن یاد کرتے ہین
کسی کا ذکر کوچہ کا جو اکثر دھیان رہتا ہے
تو سوتے مین بھی سیر گلشن شداد کرتے ہین
رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا جامۂ فولاد کرتے ہین
جو یہ سچ ہے نہین بے حکم جنبش ایک ذرے کو
تو بس ہم وہ ہی کرتے ہین جو آپ ارشاد کرتے ہین
یہین کو طوق منت کا وہ مہر وہنکے کہتا ہے
مہ کنعان کے زندان کو ہم آباد کرتے ہین

مازک۔ اللہ کتنے شعر اثر مین بھرے ہوئے ہین یہ تو گانے کے قابل ہین گاکر۔

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
وہان غیر سے ہم مثل نے فریاد کرتے ہین

بہار۔ مین تو انکے گلے پر عاشق ہون اللہ جانتا ہے

نازک۔ تمھارے عشق سے کیا بھلا ہوگا خدا کرے آزاد
ہمارے گلے پر عاشق ہو جائین پھر حسن آرا سے اور
جسے روز لڑائی ہوا کرے۔
حسن (مسکراکر) بڑی کہنے والی ہو تو یہ تو بہ۔
نہار۔ یہ تھین آج معلوم ہوا۔ یہ تو آزاد کے سامنے کہین
نازک۔ دیکھنا کیسی دلگی ہوتی ہے۔ شرما شرما کے رہجائین
تو جب ہی کہنا مین چوکنے والی نہون نہین۔
اسکے بعد حسن آرا نے مضمون پڑہنا شروع کیا وہ ہذا
ہندیون کو نوید بشارت کہ ہمارے وطن مالوف وما نوس
ہندوستان جنت نشان کا ایک ہمدرد نوجوان محمد آزاد
نامے محض اس غرض سے روم گیا تھا کہ ترکون کا ہاتھ
بٹائے اور جنگ روس وروم مین ترکون کا شریک حال ہو کر
داخل حسنات ہو ہندوستان مین یہ صاحب اپنے کمال کو
ظاہر نہین کرتے تھے لوگ انکو سمجھتے تھے کہ یہ بادہ خوار
اور رند عالم سوز قلندر مشرب آدمی ہین مگر انکی لیاقت اور
قابلیت اور علمیت کے سب مداح ومعترف تھے ایک تبر ایک زاہد
نے انسے کسی مسئلہ علمی مین گفتگو کی تو انکی منطقی تقریر سن کر
دنگ ہوگیا۔ پھر شرع کی نسبت کچھ گفتگو ہوئی اسمین بھی
آزاد نے اعلیٰ درجہ کی واقفیت ظاہر کی۔ مگر عند التذکرہ
یکبارگی زاہد نے کہا کہ باوصف علمیت آپکے مزاج مین تواضع
اور فروتنی نہین ہے یہہ کیا وجہ۔ برجستہ جواب دیا ؎

تواضع چاہتے ہو زاہد کیا بادہ خوار دنسے
کہین جھکتے بھی دیکھا ہے بھلا شیشہ کی گردن کو

زاہد نے کہا یہ صرف زبانی داخلہ ہے یا واقعی کہا زبانی
نہین واقعی امر ہے پوچھا کیا آپ اسکو شرع کے خلاف
نہین سمجھتے بے جھجک کہا ؎

گر پیار سے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

زاہد کو سخت استعجاب ہوا۔ آزاد نے کہا میری زیست
میری موت سب معشوق کے ہاتھ ہے۔ اگر زندہ رکھنا چاہے
تو عذر نہین اگر مار ڈالے تو شکایت نہین۔

مثل فنا ہے غیر کے ہاتھون مری بہار
سرسبز گرچہ ہون چمن روزگار مین

جب آزاد نے اتنے دو گھنٹے کامل گفتگو کی تب یہ سمجھے
کہ آزاد باکمال آدمی ہے اب اس کو درجۂ اعلیٰ حاصل
ہوگا اور اسکو شعار ودثار صوفیون کا ہے۔

جام جم رکھدے طاق کسرے پر
میرا اچھو شراب سے بھر دے

زاہد نے دریافت کیا کہ کسی ولی اقتدی کی بیعت لائے
ہو کہا اس سوال کا جواب نہ دینگے۔ ع

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

آزاد فرخ نہاد کا چہرہ اس امر کا شاہد ہے کہ وہ معقول
بندۂ خدا ہے۔ اسکا جمیل ومحب الجمال۔ رخ انور سے نور
برستا ہے ؎

ہے ترے رخ سے آفتاب خجل
کف پا سے ہے ماہتاب خجل
جام پر ہنس رہا ہے ساغر لب
چشم مے گون سے ہے شراب خجل
ہنستے مین جب وہ دانت دیکھ لئے
ہوگیا گوہر خوشاب خجل
دیکھتے ہی عرق عرق ہو جائے آگے اُس گل کے ہو گلاب خجل

بہار۔ کیا سچ ہے حسن آرا سے تو آنکھون ہی نہین دیکھا۔
نازک۔ اب دیکھ لینا۔ اسی مہینے مین دیکھ لوگی بہن۔
مغلانی۔ اللہ وہ دن دکھائے آمین آمین۔
نازک۔ پھر حسن آرا کے دماغ کا ہے کو ملینگے مگر ان مین کوئی بات ہے جو انمین نہین۔ وہ بھی حسین خوبصورت ماہرو زیبا اندام بلور مین ذقن ہین یہ بھی حسن مین بےنظیر نسرین بدن غنچہ دہن سیم تن کروڑون مین ایک ہین وہ لاجواب یہ لاکھون مین انتخاب اون پر صدہا عورتین اور پریان عاشق ہوئین اور انپر یہ شعر صادق آتا ہے۔ ؎

سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر
صید کیا صیاد بند ہتے ہین ترے فتراک مین

انکو دیکھ کر کوئی کہیگا کہ یہ کیا حسین جوان ہے تو ؎

انکی صورت دیکھ کر رضوان یہ کہنے لگا
سچ تو ہے یہ آدمی بھی حور سے کچھ کم نہین

یہ بھی عالی خاندان معالی دودمان ہین ان کے چہرے سے اگر شان ریاست عیان ہے تو ان کے بشرے سے بھی شاہزادگی کے آثار نمایان ہین۔ وہ راتون کو فرط عشق سے تڑپ تڑپ کر یہ شعر زبان پر لاتے ہون گے۔

تڑپتا ہون مثال برق یاد یار جانی ہے
مجھے ابر شب ہجران بلائے آسمانی ہے

یہ دن رات اس بیت کو ورد زبان کرتی ہونگی

بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے

نازک ادا نے حسن آرا سے اخبار لیکر پڑھنا شروع کیا آزاد باشا جوان وجیہ وصبیح جوان رعنا خوش قطع خوش پوش سرخ وسفید طاقتور دراز قامت فراخ پیشانی ذی علم ذی استعداد شاعر غرا اشعار بے ہمتا ہونے کے علاوہ فنون سپہ گری سے بھی خوب واقف ہین بانک پٹا کشتی لکڑی نیوٹ کوئی فن ایسا نہین جو انکو نہ آتا ہو اور بڑے ظریف اور بذلہ سنج آدمی ہین ایک روز اوبجی بنے ہوے ایک دریا کے کنارے کھڑے موجون کا لطف اٹھا رہے تھے کہ دوکان طناز و سراپا انداز محبوبان یوسف لقا و رنگین ادا پر نظر پڑی اور آنکھ پڑتے ہی عاشق زار ہو گئے اس روز تو وہانسے تڑپتے ہوئے روانہ ہوئے مگر جسوقت زلف عنبر بار یاد آتی تھی سانپ کلیجے پر لوٹنے لگتا تھا ؎

صندلی رنگ کسی کا ہے جو یاد آجاتا
درد سر اور بھی صندل سے سوا ہوتا ہے

دوسرے روز پھر یہ وہین پہونچے اتفاق سے ان تبان عربدہ کی ان پر نظر پڑی تو دو بہنین جن مین ایک کا نام حسن آرا دوسری کا نلک آرا ہے آپس مین یون گفتگو کرنے لگین۔
بہار۔ حسن آرا تو ٹھیک لکھا ہے مگر سپہر آرا کا نام فلک آرا اچھا رکھا۔ یہ اخبار رہنے دینا سپہر آرا کو دکھا دینگے۔
نازک۔ لو حسن آرا اب ہندوستان بھر مین مشہور ہو گئین۔
بہار۔ پھر اسمین چڑھانیکی کیا بات ہے۔
نازک۔ تم کو کسی اور کی تقریر مین دخل دینا کیا فرض ہے خواہی نخواہی چھیڑ کے لڑتی ہے یہ عورت اور جوا بکی کچھ کہون تو کیسی ہو صاحب۔
بہار۔ آپ دل کھول کے کہئے منع کس نے کیا ہے
نازک۔ اب سنو ایک کا نام حسن آرا دوسری کا فلک آرا

حسن - بہن ذری سامنے تو دیکھو وہ دریا کے کنارے

فلک - باجی مین گھنٹہ بھر سے دیکھ رہی ہون کیا صورت ہے۔

حسن - چپ چپ - ایسا نہ ہو کوئی سن لے۔

دیوار گوش دارد آہستہ لب یکجنبان

دیکھو سرے پانک نور کا عالم ہے تصویر کھینچی ہوئی ہے سانچے مین ڈھلا ہوا ہے۔

فلک - باجی ایسا آدمی تو نہین دیکھنے مین آیا ؎

وصف اُس عارض وگیسو کے کرون کیا واللہ
روز روشن ہے اگر وہ تو شب تار ہے یہ

حسن - اوسا سیطرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے۔

فلک - باجی اسنے کسی روز ہم تم کو دیکھ لیا ہے اب ذری اس طرح بے نقاب نہ نکلا کرو۔ زمانہ بُرا اور لوگ بد۔

حسن - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان دغا ہمارا دل لے لیگا۔

نہ تھے ہم پیش ازین آگاہ حال عشقبازی سے
نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے

فلک - (کھڑکی کھولکر) باجی وہ تو اسطرف دیکھ رہا ہے۔

حسن - لے ہے کیسی نادان ہے ارے کھڑکی نہ کھولنا۔

فلک - مین نے تو کھولدی (بند کرکے) کیون کیا کچھ ڈر پڑا ہے۔ ؎

تو پاک باش برادر مدار ازکس باک
زنند جامۂ ناپاک گاہ زان برسنگ

حسن - بہن تم تو سمجھتی نہین ہو یہ باتین پس پڑھتے ہی مین ابھی معلوم ہوتی ہین۔

اتنے مین وہ جوان دغا کسی نگار فریب آکر باواز بلند
لحن داؤدی اشعار فارسی اس طرح گانے ہوئے پڑھنے
لگا تو یہ دونون بہنین کمال شوق سے سننے لگین ؎

درد دلم کہ پیش تو افسانہ بیش نیست
جز تم ستارہ را مژہ خون چکان دہد
رنجد زسیر باغ مگر در خیال دوست
از جوش لالہ خاک زخم نشان دہد
چون دلستان رہد بہ بغداد کہ بود
کام دلے کہ ہست ندانم چہ سان دہد
چون خود زناز کی رقم صنع بر نتافت
سعی نظر چگونہ بجسم زان میان دہد
خشنود م از سپہر نداند مگر کسے
کو دل چو من بدلبر نامہربان دہد
رنگ از گل ست وسایہ زنخل و نوا زمرغ
ہر جا بہار ہر چہ بود در خور آن دہد

حسن - اس مین غلط بیانی بہت ہے یہ غزل نہین پڑھی تھی۔

بہار - پھر کون غزل تھی یاد ہے تمھین۔

حسن - ہان ہان - خوب یاد ہے پہلا شعر یہ تھا۔

از عاشقان صادقت اے دلستان منم
اول کسے کہ بر تو فدا شد زجان منم

نہین نہین یہ تو اور شعر ہے ہمین غزل خود یاد نہین آتی۔

گیتی - اور سپہر آرا نے کھڑکی سچ مچ کھولی تھی۔

حسن - ہم دونون گھوڑون پر سوار دریا کی طرف

جاتے تھے کہ بیرون پر سوار ہوکے ہوا کھاتین۔ بیچ راہ مین نظر پڑی پہلے تو تعجب کیا کہ گھوڑے کی سواری کیسی مگر دوسرے تیسرے روز معلوم ہوا کہ ہندوستان بھر سے ان دونون کی خوبو نہین ملتی۔

نازک۔ اے ہان کبھی عورت کو بھی گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھا ہے۔

حسن۔ مرہٹون کے ملک کی طرف سب سوار ہوتی ہین۔

نازک۔ اچھا ہوگا سنو تو۔ ؎

ہر صبح باد صبح برغان شاخسار
سرمستی شمیم و نشان نغمان دہد

یہ غزل سنکر وہ دونون بہنین مست ہوگئین۔

حسن۔ اے ہے کیا جھوٹ فضول لکھا ہے۔

نازک۔ اے بہن اتنا نہین سوچتی ہو کہ تمھارے گھر کی بات لکھی ہے اسقدر بھی لکھا تو بہت لکھا۔

نازک ادا نے لیقہ مضمون سنایا آخر کار ایک روز اُس جوان رعنا کے طالع فرخ نے یاری کی اور بخت بیدار نے مددگاری کہ اُن بعستان چینی سرمایۂ نازنینی نے اسکو بلایا اور بہ لطف پیش آئین بڑی بہن نے یاتین کین۔

حسن۔ بڑے بے جھجک آدمی ہو جی۔ ماشاء اللہ۔

آزاد۔ (آہ سرد) دل پر درد سے بھر کر۔

غم عشق تو با یارے ندارد — چہ در دست اینکہ درمانے ندارد
جنون را گو کہ سوی ما نیاید — کسی اینجا گریبانے ندارد
اثر در گریۂ مجنون مجوئید — کہ لیلےٰ چشم گریانے ندارد

چہ داند رتبۂ خار مغیلان

سیہ روزے کہ دامانے ندارد

دس بارہ روز کی آمد و رفت مین دونون کا دل مل گیا اور دونون نے پاک بازی کے ساتھ کہا کہ بشرائط چند در چند شادی ہو۔ آخر کار اس عفت مآب بیگم نے یہ بات تجویز کی کہ آزاد۔ روم جائین اور وہان سے نیکنامی حاصل کرکے اور غنیم کو شکست دیکے واپس آئین تو شادی ہو۔ وہ تو عاشق صادق تھا ہی فوراً اس رائے کو منظور کرلیا۔

اسکے بعد اخبار نویس نے آزاد کی کل کارروائیان اور کارنمائیان اور سختیون کو اس طرح پر ادا کیا تھا کہ جنے سنا پھڑک اٹھا اور حسن آرا کے دل کا اسوقت عجب حال تھا اور جب درد والم اور مصائب و سختی کا حال حسن آرا نے سنا تو آنکھین اشکبار اور وحشت کی سی حالت ہوگئی۔

الحذر جوش جنون سلسلہ جنبان پھر ہے
الامان خاطر ناشاد پریشان پھر ہے
دامن وادی وحشت مرا دامان پھر ہے
جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے
ہیچ اشکون سے نظر آتی ہے زنجیر مجھے
ہیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

اُن روائیتون اور اخبارون نے حسن آرا کو آزاد فرخ نہاد کا اور بھی عاشق بنا دیا۔ ایک تو یون ہی عشق صادق تھا اور یہ بیان اسپر طرہ ہوئے۔ جیسے سونے پر سہاگہ۔ اب اور بھی شوق کی آگ بھڑکی کہ یا خدا جلد اس یوسف جمال کی صورت دکھا ایک ایک

دن کی جدائی سخت گذرتی تھی دل کو ڈھارس دیتی تھی کہ

غم مخور حافظ بہ تلخی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

حسن آرا بیگم دو روز تک اسی اُدھیڑبن مین رہین کہ آزاد سے خط و کتابت شروع ہو اور اصرار کر کے گھسین کہ دم سے بعد خرابی بصرہ واپس آئے تو اب اِدھر اُدھر مٹرگشت کرتے ہو سیدھا راستہ آؤ تو ہم تم دونون عنم آرزو سے ہم آغوش ہون اس مصیبت اور پریشانی طرفین کے بعد شاہد مدعا جلوہ دکھائے اور لطف صحبت نصیب ہو آخر کار جب عاشق زار اور محبوب مطلوب کا پتا نہ ملا تو اپنی ہمشیرہ مہربان کے نام بمبئی خط روانہ کیا اور لکھا کہ باجی از برائے خدا بتاؤ تو کہ اب وہان سے کہان چلدئے آئے ہین تو یہ ترسانا کیا معنی۔ خط لکھ کر بھیجا ہی تھا کہ ایک مہری دوڑتی ہوئی آئی اور کہا حضور بمبئی سے شمس النسا بیگم صاحبہ تشریف لائی ہین اور ممتاز دولہ (نواب صاحب بھی آئے ہین) ابھی گاڑیان دروازے پر لگائی گئین۔ پردہ کرایا گیا ہے۔

حسن آرا اور اورون کو سخت تعجب ہوا۔

کہ اتنے مین بہار النسا نے آواز دی تو شمس النسا بھی آگئین۔ بمبئی کی شوخ و شنگ بیگم صاحب گاڑی سے اُتر کر چھپا چھپ کرتی ہوئی اندر تشریف لائین دو مغلانیان دو پیش خدمتین ایک محلدار دو مہریان جلو مین ہمراہ تھین جاتے ہی بہار النسا سے ملین بڑی بیگم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئین۔ وہ انکو دیکھکر نہایت ہی پیار سے دعائین دینے لگین حسن آرا اور روح افزا اور گیتی آرا کو مٹے سے اُتارین۔

شمس النسا بیگم بہنون سے بغلگیر ہو ملین اور تھوڑی دیر تک بڑی بیگم کے پاس بیٹھکر اِدھر اُدھر کی باتین کین بڑی بیگم نے دو بار مہری بھیجی کہ ممتاز دولہ کو بلا لاؤ۔ کہو مجھے صورت دکھا جائین پھر چاہے دن بھر اپنے یارون دوستون کے پاس رہین۔ دوسری بار مہری نے آنکر کہا حضور تشریف لائے ہین حسن آرا وغیرہ لحاظ کے سبب سے اٹھ گئین اور اوپر کمرون مین انکی نشست ہوئی۔

نازک۔ بہار النسا بہن تمنے ہمسے انکے آنے کا ذکر بھی نہ کیا کبھی کچھ تذکرہ ہی اس بارے مین نہین آیا۔

بہار لو اور سنو۔ کچھ سان گمان ہو تب تو کہین۔

حسن لے باجی تو دفعۃً پہونچ گئین اور ہمنے ابھی آپکے نام وہ اکانہ خط بھیجا۔ ہمین کیا معلوم تھا کہ یہین موجود ہین۔

شمس۔ پرسون بیٹھے بیٹھے تم سب مجھے دیکھنے کو جی چاہا۔ بس مین نے بلا کے کہا اب جسطرح ممکن ہو چلو تین دن کا راستہ ہی یہ بھی موا کوئی بڑا سفر ہے انکے بھی دل مین کچھ آگئی اسباب بندھنے لگا۔ ریل پر سوار ہوے اور گھنٹے سے یہان آن موجود ہوے

مغلانی حضور ریل کیا اڑن کھٹولا ہے پرندونکو بھی انسان نے مات کیا اس ریل کے سبب سے۔ آگو سنا کرتے تھے کہ انسان پنچھی ہے مگر اب آنکھون دیکھا کہان بمبئی کہان یہ شہر پرسون چلین آج پہونچ گئین واہ ری ریل۔

گیتی۔ کچھ لائی ہو بمبئی سے یا خالی خولی آئی ہو۔

شمس کہتی جاتی ہون کہ بیٹھے بیٹھے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

نازک۔ ایسوا سلے کسیکو اطلاع نہین دی

گیتی۔ اور کیا کہ جسمین کوئی فرمائش نہ کرنے پائے۔

شمس۔ اب سہی جو کچھ کہو منگوا دین ایک خط بھیجنے کی تکلیف ہے

دو پیسے کا خرچ ہے اب وہ دو پیسے بھی خرچ نہین ہوتے
جیسے یہ نگوڑا پیسے والا لفافہ چاہے۔
نازک تو پیلیے لفافہ پر آپ ہی خط لکھتی ہونگی۔
شمس۔ بہن ہمنے تمھین اچھی طرح پہچانا نہین۔ شاید۔
گیتی۔ لے یہ آسمان جاہ ہین انکو اور نہ پہچانو!!!
نازک۔ کاہیکو پہچاننے لگین غریبونکو۔ اب تو بمبئی کی ہوا
کھائی ہے نہ ورنہ برسون ساتھ کھیلا ہے۔
شمس۔ آسمان جاہ۔ یہ تو مردانہ نام ہے۔
حسن۔ یہ تو سوا مرد ہین مردسے کیا کچھ کم ہین یہ۔
شمس۔ اخاہ۔ اب مین سمجھی یہ نازک ادا ہین انوہ برسون
بعد دیکھا ہن۔ کہو وہ بیر والا مکان یاد ہے۔
نازک۔ (ہنسکر ہان) وہ بھلا بھولنے والا ہے۔
شمس۔ اب آجکل جعفری خانم کہان ہین بہن۔
نازک۔ انکا ذکر نہ کرو۔ بس ناگفتہ بہ۔ وہ تو ایسی خراب تکلین
کہ خدا نکرے کسی کی بہو بیٹی ایسی نکلے میان سے آئے دن
جوتی پیزار ہوتی تھی ساس کی ناک مین دم کر دیا محلے بھر
سے جھگڑا انکے خالو ابا کے لحاظ سے کوئی بولتا نہ تھا سب
طرح دیجاتے تھے۔
بہار۔ آزاد تو تمھارے وہان کوئی چار پانچ روز ٹکے رہے تھے
شمس نہین تو وہ اٹھوارسے زیادہ بمبئی مین رہے جس طرف
گلی کوچہ بازار کی طرف سے نکل جاتے تھے انگلیان اٹھتی تھین
کہ وہ آزاد پاشا جاتے ہین پارسیون نے انکی دعوت کی
تھی اسدن کئی من پھول اُنپر پڑے۔ پارسیون کی عورتین
رنگ برنگ قیمتی ساریان اور بیش بہا پوشاک پہن کر
اُن پر پھولون کی برکھا کرتی تھین۔ صاحب لوگون نے بھی انکی
دعوت کی بمبئی کے مولویون نے اُنکو بلوایا اور بڑی تعظیم اور
تپاک سے اُنکی خاطر اور مہمانداری کی اور اتنی تعریفین ہوئین
کہ وہ سنتے سنتے تھک گئے۔
نازک۔ اللہ ری نازکی۔ کوئی ہماری تعریف کرے تو ہم
عمر بھر سنتے سنتے نہ تھکین وہ ایک ہی دو دن مین تھک گئے
عورتون سے بھی زیادہ نزاکت ہے۔
حسن۔ تمھاری تعریف تو ایک زمانہ کرتا ہے حسن کی تقریر کی
نازک۔ آپ بھی بولین۔ ماشاء اللہ خیر اور تمھاری۔
حسن آرا بیگم کسی بہانے اُٹھ کر دوسرے کمرے مین گئین تو
بہار النسا تاڑ گئین کہ تخلیے مین آزاد کا حال پوچھنے والی ہین
باتون باتون مین شمس النسا سے کہا جاؤ وہان حسن آرا
سے باتین کرو۔ شاید کچھ پوچھنا بچھنا ہو شمس النسا اُس کمرے
مین جاکے حسن آرا کے پاس بیٹھین حسن آرا نے کہا باجی
سچ کہنا تمھاری کیا رائے ہے شمس النسا تو آزاد کا دم
بھرتی ہی تھی کہا ہن جس کی قسم کہو اُسکی قسم کھاؤن یہ جوڑی
اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے تمھارے لئے ایسا ہی میان
چاہیئے جو تمھاری طرح حسن مین لاکھون مین ایک ہو تو علم
مین بھی کوئی اسکا مقابلہ نہ کرسکے جس طرح ہمجولیون مین
تم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ پڑھی لکھی
ہو اسی طرح مردون مین وہ ہین اُن کے مقابلہ کا
کون ہے۔ اس شہر کی بیگمون مین تم سے زیادہ تربیت
کس نے پائی ہے کسی نے نہین اور ایک اس شہر پر فرض
کیا ہے مین تو جانتی ہون ملک مین تم جتنا پڑھی ہو
ہندوؤن اور مسلمانون مین کوئی لڑکی نہ پڑھی ہوگی
ایسا ہی اُن کا بھی حال ہے۔ پھر جیسے وہ پاکباز ہین

ویسی پاکدامن تم بھی ہو۔

حسن۔ یہ تو بتایئے باجی جان کہ وہ رنڈی اُنکے ساتھ کیسی ہے۔

شمس۔ لے ہے اُسکا ہرگز ہرگز خیال نہ کرنا۔

حسن۔ آخرش یہ تو معلوم ہو کہ اُنکے ساتھ وہ کیون آئین۔

شمس۔ پہلے تو مین بھی کھٹکتی تھی۔ مین سچ کہون مجھے بھی شک ہوا کہ ایسی کمسن اور اسقدر خوبصورت طرحدار اور بانکی بن بیاہی چھوکریان ان کے ساتھ وہان سے کیونکر آگئین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے مگر جب مین نے خوب دریافت کرلیا اور اُن دونون کو بلوایا انسے باتین کین۔ کئی دن انکو اپنے ہان رکھا تب میرا شک بالکل جاتا رہا تم بھی دیکھو تو جی خوش ہو جائے ایسی حسین ہین ایک سے ایک بڑھی ہوئی۔ ایک تو آزاد کی عاشق زار ہے اُس نے آزاد سے پیغام شادی اپنے آپ کیا مگر اُنھون نے صاف ٹکا سا جواب دیا کہ حسن آرا سے وعدہ کر کے آیا ہون اب بھلا تمھارے ساتھ کیونکر شادی کر سکتا ہون بس وہ آگ بھبوکا ہوگئی۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ تار بھیجوا دیا۔

حسن۔ باجی جان سچ کہنا ہے عاشق صادق یا نہین۔

شمس۔ لے لو اور سنو ہمسے پوچھتی ہو اسمین شک ہی کیا ہے

حسن۔ جہان جہان گیا۔ ہر مقام کی شاہزادیان اور رئیس زادیان عاشق ہوگئین ان سے انکار ہی کیا۔ اور ہمارا ہی نام لیا۔

شمس۔ سالیسے ہی سے تو دل لگا تا ہے ورنہ وہ کس کام کا جو ہر ویگی رچا ہوا آج اس کو بیاہا کل اُس کو عقد

مین لایا۔ ؎

نشاید ہوس باختن با کسے کہ ہر با مدادش بود سلسلے

حسن۔ اچھا تو کچھ معلوم ہوا کہ آخر پھر کیا ہوا قید خانہ سے کیونکر بچے۔

شمس۔ اسی نے بچایا اُنسے اسنے کہا کہ اب مین تم کو اس زندان بلا سے رہائی دلوائے دیتی ہون بس رہا ہوگئے اور پھر انسے کہا کہ کیون بڑی ہوئے ہو اب بھی مان جاؤ ورنہ پچھتاؤگے اسکے بعد آزاد کو فوج مین افسری کا عہدہ دلوا دیا۔ اب آزاد چکر مین آئے بغیر روپیہ کے وہان کیا کر سکتے تھے بڑی مصیبت مین پڑے آخرکار وہی جا کے روپیہ لائی اور دست بستہ انسے کہا کہ مین تمپر مرتی ہون اور تم مسلمان ہو۔ تمھارے یہان چار شادیان تک جائز ہین مجھے بھی اپنی لونڈی بناؤ آزاد کو اسبات سے نفرت کلی۔ مگر مجبور ہو کر منظور ہی کرنا

حسن۔ تو کیا شادی ہوگئی ہے۔ کیا نکاح ہوگیا ہے۔

شمس۔ ابھی نہین وہ مجھسے کہتی تھی کہ اگر حسن آرا بیگم اجازت دین تو شادی ہو ورنہ ہم اصرار نہ کرینگے بڑی صاف طینت اور نیک نیت ہے۔

حسن۔ یہ تو ٹیڑھی کھیر ہے ہتو نچا ہینگے کہ اس مصیبت کے بعد آزاد کو کسی اور کی بغل مین دیکھین۔

شمس۔ مجبوری ہے اُس نے بھی کارنمایان کیا ہی نوکری اُس نے دلوائی۔ اگر آزاد فوج مین بھرتی نہ ہوتے تو آج پاشا کا خطاب کسکو ملتا۔

حسن۔ یہ تو سچ کہتی ہین آپ۔ ہے تو ایسا ہی۔

شمس۔ اچھا اگر وہ روپیہ سے مدد نکرتی تو کیا ہوتا۔
حسن۔ بیشک یہ تمغے کون لگاتا اور نام کون کرتا۔
شمس۔ بس پھر اب تم کو سوچنا چاہیئے کہ تم سے کچھ کم اس کا حق نہین ہے اس بارے مین زیادہ اصرار کرنا نادانی ہے اور خبردار اب تو کہا خیر کہا اب کسی کے سامنے زبان سے نہ نکالنا۔ خبردار۔ خبردار۔
حسن۔ اے توبہ اسی سے تو مین یہان چلی آئی یہ باتین کسی کے سامنے کہنے کی ہین۔ بھلا مجھے تو یہ بھی نہین لازم ہے کہ آپ یا بہار النسا کے سامنے کہون مگر۔

	کرہاے تو مارا کرد گستاخ

شمس۔ آزاد اب آیا چاہتے ہین۔ کیا صورت زیبا اور سراپا سانچے کا ڈھلا ہے کہ تعریف نہین ہوسکتی۔
حسن (مسکراکر) ع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست
شمس سو وہ دونون سایہ کیطرح انکے ساتھ ساتھ رہتی تھین۔
حسن۔ اس عجبی ملک مین جائین کہان اور ہان یہ تو بتایئے زبان کون بولتی ہین۔ ہماری آپ کی سمجھ مین انکی بولی کا ہیکو آئیگی۔
شمس۔ توبہ توبہ۔ وہی گٹ پٹ کیا کرتی ہین بس
حسن۔ دولھا بھائی سے تو نبتی ہوگی۔
شمس۔ بڑی موافقت ہی۔ شکر و شیر۔ دونون ایک۔
حسن۔ وہ کیا کہتے ہین۔ ان دونون کی نسبت کیا رائے ہے
شمس۔ وہ تو آزاد کے بھائی بنے ہین جو ہین آزاد ہین۔
حسن۔ اماجان سے بھی ذری تعریف کردیجئے گا جسمین وہ اور بھی زیادہ خوش ہون کہ حسن آرا کی رائے غلط نہین نکلی
شمس۔ مین بخوبی کہدونگی اور تمھارے دولھا بھائی نے خود ہی کہدیا ہوگا بھلا وہ کب چوکنے والے ہین۔

ادھر یہ باتین ہوتی تھین اُدھر نازک ادا بیگم کو شوق چرایا کہ کوئی غزل گائین اور دو گھڑی دل بہلائین بہار النسا بیگم انکے گانے پر عاشق تھین انھون نے اور بھی پرچک دی اور اس شوخ رنگین مزاج نے یہ غزل خوش الحانی سے گانا شروع کی

غلطیدن من در میخانہ ضرورست	بزلکھت نے لغزش مستانہ ضرورست
مشتی گہر از اشک فشاندیم بمستی	یعنی عوض جرم جریمانہ ضرورست
تا نشنہ دہ بالا شودم بہر تفرج	لیسیدن دردِ تہ پیمانہ ضرورست
اے آنکہ گے یک دو حرد فم نوشتی	
یاد آوری ربط قد پیمانہ ضرورست	

شمس النسا بیگم نے جو یہ خوش آوازی سنی تو بیقرار ہوگئین کہا یہ کون ڈومنی آئی ہے کیا گلا پایا ہے۔ ذری اسکو یہان بلا لو
حسن۔ اے باجی بہار النسا ہن ذری اس ڈومنی کو بھیجدو۔
نازک۔ بہت خوب سرکار حاضر ہوئی ابھی ابھی آئی۔
شمس۔ یہہ تو نازک ادا بیگم نے جواب دیا۔ ڈومنی کہان ہے۔
حسن (مسکراکر) اے بہن ڈومنی کو یہان بھیجو اودھر ذری۔
نازک۔ وہ بڑی ڈیسٹ ڈومنی ہے کسی کی سنتی ہی نہین۔
شمس۔ منھ لگائی ڈومنی ہوگی بہن جب ہی نہین سنتی بہن۔
نازک (پھر بدستور گانا شروع کیا)

چون بادیہ قیس تہی ماند در آنجا	
وحشت زدۂ چون من دیوانہ ضرورست	

شمس۔ اے ہے تمنے بھی کیسا بہکا دیا۔ مین بھی سچ مچ گوئی ڈومنی ہی ہے۔ یہ تو نازک ادا مین خوب گانے لگی ہین
نازک۔ ہمکو ڈومنی بنایا ہے آپ نے یاد رکھئے گا

می خورون و خوش زیستن و بشگفتن
اینہا ہمہ در مشرب رندانہ فرد رست

شمس۔ اللہ جانتا ہے خوب گاتی ہو۔
اب سنئے کہ اُنھون نے جو جوش مین آکر گانا شروع کیا تو نیچے تک آواز گئی۔ بڑی بیگم صاحبہ کے پاس اُسوقت انکے اعزہ مین سے کلثوم النسا نامے ایک بیگم صاحب بیٹھی تھین۔ یہ بیگم صاحب گانے کی ازبس شائق تھین۔ بڑی بیگم صاحب سے معاً فرمائش کر بیٹھین کہ اس ڈومنی کو بلاؤ مگر بے ساز کے گانا ادھورا ہوتا ہے۔
بڑی بیگم (مہری سے) کیا کوئی ڈومنی آئی ہے یہان بلا لو۔
مہری۔ (مسکراکر) حضور ڈومنی یہان کہان ہے۔ یہان تو کوئی ڈومنی وومنی نہین آئی اور نہ گانے کی آواز آتی ہے۔
بڑی بی۔ مین نے بھی گانے کی آواز نہین سنی ڈومنی آتی تو مجھے بھی ضرور اطلاع ہو جاتی اور تمھین گانے کی آواز آسمان سے آئی۔
کلثوم۔ لے واہ۔ ایسی بات ہے۔ جلا ٹھہر جاؤ۔
مہری۔ حضور کہین پڑوس سے آئی ہوگی آواز۔
کلثوم۔ کچھ۔ ٹرن ہے کیا۔ صاف کوٹھے پر ڈومنی گاتی تھی۔
بڑی۔ اچھا کوٹھے پر ڈومنی ہو تو بلا لو جا کے۔ کہو بلاتی ہین۔
مہری۔ بہت اچھا حضور۔ مگر آتی تو جاتی کدھر ہے۔
مہری تو خوب واقف تھی کہ نازک ادا بیگم تا نہین اُڑا رہی ہین جلدی جلدی کوٹھے پر جانے لگی کہ ادھر نازک ادا نے پھر بے تکلفی سے گانا شروع کیا۔ ؎

جشن خانہ با اقبال مبارک باشد
ثروت و حشمت و اجلال مبارک باشد

کلثوم اب آواز آئی کہ اب بھی نہین سنائی دیا۔
بڑی۔ ہان سچ تو ہے لطیفن دیکھو تو کون ہے۔
لطیفن حضور مہری گئی ہے بیشک کوئی گا رہا ہے۔
کلثوم۔ کوئی اصاف ڈومنی کی آواز ہے اور شہری کی ہے۔
مہری جو چھت پر پہونچی تو زینے سے اشارہ کرنا شروع کیا کہ خاموش رہو۔ اب دہین سے انگشت شہادت ہونٹھون پر رکھکر اشارہ کرتی ہے کہ چپ رہو۔ مگر یہان سب کی سب ہنس رہی ہین۔ کیسے آئین! اگری چڑھ گئی کیا۔ کوئی بولی آسیب ہے۔ اب اس زینے کی طرف سے ذرا بوجھ کے جانا جب قریب آئی جھلا کر کہا حضور خاموش رہنے اشارے کئے جاتی ہون کوئی سنتا ہی نہین بڑی بیگم صاحبہ کے پاس کلثوم بیگم بیٹھی ہین وہ جو وہان رہتی ہین چھٹے کے پاس
نازک۔ (دانتون کے تلے انگلی دباکر) ارے۔
بہار۔ اُنھون نے سنا تو نہین اب نہ گاؤ۔
مہری۔ لے حضور آدھے گھنٹے تک بحث رہی جب آپنے گانا موقوف کیا تو مین نے کہا مجھے تو گانے کی آواز نہین آتی وہ خفا ہونے لگین کہ واہ ڈومنی گا رہی ہے مجھے کچھ تو ہنسی آئی اور کچھ دل مین شرم تھی۔
نازک ادا بیگم کو سخت رنج ہوا۔ بہار النسا سے یہ جو آئی ہین انکا ہمکو بڑا لحاظ ہے اب از برائے خدا کسی طرح بات ٹالو جو انکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ گاتی تھین تو غضب ہی بپا ہوگا گانا سننے کی بڑی شوقین ہین مگر جہان بہو بیٹی مین کسی نے گانا سیکھا بس آگ ہو جاتی ہین۔
اتنے مین لطیفن نے آکر کہا چلئے بلا رہی ہین وہ آئی ہین چھتر لی

کلثوم النسا بیگم کہن آپکا گانا سن لیا ہے اب رٹ لگائی ہے کہ انکو بلالو۔ مگر انکو یہ نہین معلوم ہے کہ آپ گاتی تھین وہ تو ڈومنی سمجھی ہوئی ہین۔

بہار النسا نے کہا کہ روح افزا کو بھیجدو یہ سمجھکے بات ٹال دینگی روح افزا مہری کے ساتھ گئی۔

بڑی۔ بیٹا کوئی ڈومنی بلوائی ہے۔ یہ گانا کون گاتا تھا۔

روح۔ امان جان بغیر آپکے حکم کے ڈومنی کبھی بھی آئی ہے۔

بڑی۔ ہان وہی مین نے کہا۔ اچھا پھر یہ گانا کون ہے۔

روح۔ یہی منلانی کی چھوکری۔ اور وہ جو برسون چھٹن کی بہن آئی تھی ابھی ابھی اپنے گھر گئی وہ چھٹن سے بھی اچھا گاتی ہی کلثوم نے ہے ناحق جانے دیا مین تو بیچین ہوگئی تھی سنکر۔

بڑی۔ لہذا اسی لئے بلایا تھا۔ جاؤ بہنون کے پاس۔

روح افزا خوش خوش آئین کل باتین کہنے کو تھین کہ گیتی آرا نے کہا ہم پیچھے کے پاس سے سب سن رہے تھے آپکے کہنے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔

مصنوعی مرزا ہمایون فر

سپہر آرا بیگم نے اپنی بہن سے کمرے مین علیحدہ باتین کین اور کہا باجی جان میری سمجھ مین آجتک خود نہین آیا کہ یہ کیا اسرار ہے اور کیا ہوا اور تین چار دن سے راتون کو بڑے بڑے خواب دیکھتی ہون کبھی دیکھتی ہون کہ خدانخواستہ گھر مین کئی جنازے آئے ہین۔ کبھی دیکھتی ہون کہ امان جان کو نصیب اعدا لوگ زبردستی جلا رہے ہین بس یہ خواب پریشان دیکھ دیکھ کے چونک پڑتی ہون۔ کئی دن سے دو تین فرنگی روز آتے ہین۔ کوئی تحریر دیکھتا ہے کوئی باتین کرتا ہے کوئی پوچھتا ہے کہ فلان سال جسے آپ سے کہان ملاقات ہوئی تھی۔

اب کل کا دن اس امر کے فیصلہ کا قرار پایا ہے کہ قبر کھودی جائے یا نہ کھودی جائے حسن آرا کو یہ خبر سنکر بڑا رنج ہوا کہ ابھی تک وہ جھگڑا باقی ہے۔ سپہر آرا سے پوچھا۔ سچ کہنا تم کو بھی کچھ شک ہوا یا نہین۔ وہ مسکرا کے بولی باجی جان مجھے بے اختیار ہنسی آتی ہے شک کا ہے کا اور مین نے تو خیر دور سے دیکھا انکی امان انکی بہنین انکی کھلائیان دائیان کسی کو تو دہوکا ہوتا۔ اب تو باہر آنے جانے کی اسقدر روک ٹوک نہین ہے جیسی پہلی تھی۔ کہتے تھے کہ اگر آپ بلائین تو کسی روز چلا جاؤن امان جان سے کہکر بلوا لیجئے۔

حسن آرا اسیوقت بڑی بیگم کے پاس گئین اور کہا امان جان اب تو شہزادے دولھا باہر نکلتے ہین کل بلوائیے نہ اس روز سے آجتک آتے ہی آتے رہگئے اسی دم بڑی بیگم نے مہری بھیجی اب سنئے کہ حسن آرا اور سپہر آرا اور گیتی آرا اور جہان آرا اور روح افزا اور بہار النسا اور شمس النسا اور دو تین اور ہمجولیان مہتابی پر ٹھنڈی ہوائین کھا رہی تھین کہ مہری بیتابی کے ساتھ دوڑتی ہوئی آئی اور ہانپتے ہوئے یون کہنے لگی۔

مہری۔ اے حضور۔ اُف۔ مارے۔

روح۔ خیریت ہے یہ اسقدر دوڑ کے کیون آئی نصیبین

مہری۔ حضور مجھے بڑی بیگم صاحب نے وہان اس وقت بھیجا تھا سمدھیانے۔ سو مین نے وہان دیکھا کہ بہت سے آدمی جمع تھے سنا کہ صاحب لوگون نے سرکار سے لکھوا منگایا کہ مجھ سے کہا نہین جاتا حضور۔

روح۔ کہو تو کیا لکھوا منگایا ہے۔ آئین!۔ اب چپ ہے اور یہان دل بے قرار ہوگیا۔

مہری۔ حضور میری زبان سے وہ لفظ نہین نکلتا ہین۔
حسن۔ سہر آرا کے بان سے آتی ہو نہ پھر وہان جماؤ کیسا۔
مہری۔ اس قدر کا جماؤ ہے کہ عرض نہین کرسکتی۔
سپہر۔ کلیجہ دہل گیا ہے اور یہ کم بخت نہین بتاتی۔ دور ہو میرے سامنے سے۔ اسکی صورت سے مجھے ہمیشہ سے نفرت ہے کیا آگ لگ گئی کوئی جل مرا۔ ڈوب گیا۔ زمین پھٹ گئی مکان ڈھے گیا آخر ہوا کیا بتانے مین کیا تامل ہے۔
مہری۔ حضور سنا کہ تحقیقات جو کی گئی تو شہزادے ہمایون فر نہین نکلے سو اب صاحب لوگ جمع ہوئے ہین اور گھر بھر مین کھل بلی مچی ہوئی ہے۔
حسن (رنگ فق ہوگیا اور مثل پیکر تصویر خاموش۔
روح۔ (چہرے پر ہوائیان اڑی ہوئین ملاحظہ کرکے۔
بہار۔ سکتے کا عالم۔ سکوت۔ مہر بر لب۔
گیتی۔ سب کے چہرے کی طرف حیرت کی نظر سے دیکھ رہی تھی۔
جہان۔ باجی جان یہ کیا غضب کی بات کہہ رہی ہے۔
بہار۔ میرے تو حواس ہی ٹھکانے نہین رہے ہین۔
سپہر۔ اماں جان سے کہو آدمی بھیجین دریافت کرین کہ کیا بات ہوئی۔ مگر تم لوگ ذرا دل کو مضبوط رکھو از برائے خدا پریشان نہ ہو۔ نہین تو مہر ابہت برا حال ہو جائیگا۔
مغلانی (گھبرائی ہوئی آکر) حضور کچھ سنا۔ افوہ۔ ہے ہے۔
حسن۔ اماں جان کو خبر ہوئی یا نہین۔ اُنسے تو کوئی کہدو۔
مغلانی۔ وہ کب کی سن چکی ہین۔ نواب عظمت علی خان اور آغا صاحب اور چھوٹے مرزا صاحب کو بلوایا ہے اور عسکری میان انکی (سہر آرا کی طرف اشارہ کرکے) سسرال دوڑے گئے ہین۔

اتنے مین ایک ساماں آن کر کل حال بیان کیا۔
ساما۔ حضور مین بھی وہین سے آتی ہون۔
روح۔ ہان یہ کیا بات ہے کچھ ڈر تو نہین ہے۔
ساما حضور ہوا یہ کہ آج دس دن سے ہر روز صاحب لوگ اور مجسٹر کیا جانے کیا عہدہ ہے وہ اور انکے افسر ہوتے ہین وہ اور کئی ایک آیا کرتے تھے۔ سو اب وہ لوگ کہتے ہین کہ یہ مردا ہمایون فر نہین ہین اور اب قبر کھود کے جائے گی۔
روح۔ ہمین اسکا حال کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ سہر آرا آخر اس معاملے نے اتنا طول کھینچا اور تم کانون مین تیل ہی ڈالے بیٹھی رہین سپہر۔ نہین بعضی بات تو زبان سے نکالی نہین جاتی بس سارا پھیر یہ ہے کہ کہون تو مان ماری جائے نہ کہون تو باپ کتا کھائے گو مگو کا معاملہ ہے۔ مگر گھبرانے کی کوئی بات نہین۔
حسن۔ مجھے بڑی تسلی ہوتی ہے کہ جب سہر آرا خود والا کلمہ زبان سے نکالے اور ذرا بھی پریشان نہو تو سمجھ لو کہ اسمین گھبرائے کی بات نہین ہے۔
روح۔ سہر آرا ذرا ادھر آنا ہمین تم سے کچھ کہنا ہے۔ روح افزا نے تسمین دے کر پوچھا کہ صحیح صحیح حال بتاؤ اب جب سارے زمانے مین ایک بات مشہور ہوگئی تو اسکا مخفی رکھنا کیا معنی سہر آرا بولین بہن۔ کئی دن سے اسکا ہاڑ تھا کہ ہمایون فر یہ نہین ہین اور وہ ہر روز اسم پڑھواتے تھے اور بھوکون کو کھانا کھلواتے تھے دو دو سو بھوکے کھانا کھاتے تھے اور جس نے جو کہدیا وہ مان لیا کسی نے کہا ایک ہندو فقیر بڑا باکمال ہے اُسی کو بلا بھیجا اور مجھ سے آنکر کہا کہ اِس فقیر کا ایک تو کمال یہ ہے کہ زمین سے چار چار انگل دنچا ہو جاتا ہے بیٹھے بیٹھے چار انگل زمین سے اونچا

ہوا اور کسی چیز کا سہارا نہین - مین نے کہا اچھا پھر اس سے مطلب
تب مجھے قسمین دیکر کہا لوگون کو ہمارے ہمایون فر ہونے
مین شک ہے اسی سبب سے ہندو مسلمان جو ملے اور جو کہدے
ہمین انکار نہین -

روح - تمنے اتنا تو پوچھا ہوتا کہ تم کو تمھارے ہمایون فر ہونے مین
شک نہین ہے - یہ تو پوچھنا تھا کہ لوگ شک کیون کرتے
ہین -

سپہر - شک کیون کرتے ہین - یہ تو اچھی بات آپ نے
کہی - اے ہن تم ہو کہان ہمایون فر گھوڑے سے
گرے زخم ایسا لگا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے
اُسی دم روح پرواز کر گئی -

روح - اچھا تو لوگون کو اسکی تحقیقات کی کیون فکر ہے
وہ تو جو ہوا سو ہوا - یہ لوگ بیکار کیون خواہی نخواہی
کسی کے پھٹے مین پاؤن ڈالتے ہین اور سرکار کو اس
سے کیا واسطہ ہے -

سپہر - جس شخص نے ہمایون فر بیچارے بیگناہ کو قتل کیا تھا
اُسکو پھانسی دیجائے تو کس بنیاد پر - پھر سرکار کو یہی خیال
ہے نہ کہ ایسا نہ ہو کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا روپیہ کی طمع
سے ہمایون فر بن بیٹھے -

روح - تمھاری باتونسے پایا جاتا ہے کہ تم کو خود شک ہے -

سپہر - اب تو جو ہے سو ہے - مگر بہن تمھین ایمان کی قسم کسی
سے ذرا بھی ذکر نہ کرنا - مین سچ کہتی ہون مین نے ابھی
تک باجی جان سے بھی ذکر نہین کیا ہے - شہزادی بیگم اور
خورشید النسا اور قمر النسا سب کو معلوم ہے اور بھی کئی
آدمی جانتے ہین -

روح - یہ بھید ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ ماجرا کیا ہے
سپہر - بس اب جانے دو - یہ گفتگو ہی نکرو - اور صبح شام
تو سب کھل ہی جائیگا - جب سرکار دربار تک بات
پہونچی پھر بھلا کیا ہو سکتا ہے باجی جان سے ابھی تذکرہ نہ کیجیگا
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک لونڈی نے آن کر کہا
عسکری میان آئے ہین - بڑی بیگم صاحب نے حکم دیا
ہے کہ جاکے بہار النسا بیگم کو بلا لاؤ - بہار النسا اور
گیتی آرا دونون گئین -

بہار - عسکری بتاؤ تو یہ کیا ماجرا ہے بھائی -

عسکری - اصل مین حکام کو تو پہلے ہی سے شک تھا اور
ایک اُنپر کیا فرض ہے زمانہ بھر کو شک تھا کہ بعد وفات
ظہیر نو اُسی حیثیت مین پیدائش ہو اس کے کیا معنی آخر کار
وہ حاکم جو ہمایون فر کے بڑے دوست تھے باہر سے آئے
ایک تو برہما بدل دیے گئے تھے وہ آئے اور ایک پہاڑ بر
تھے - اُنھون نے جو ان سے باتین کین تو صاف کھل
گیا کہ ہمایون فر نہین ہین -

بہار - ہان - اتنے کسی کی زبانی سنا ہے یا خود وہین سے آتے ہو

عسکری - ابھی سیدھا وہین سے تو چلا آتا ہون -

بڑی - اچھا پھر اب وہ بھی قبولتے ہین کہ مین ہمایون فر نہین ہون

عسکری - وہ تو ابھی تک خاموش ہین مسکرا مسکرا کر رہجاتے ہین

بڑی - آخر شہزادی بیگم کیا کہتی ہین یہ حال کیا ہے اس
سن مین آجتک ایسی بات سننے مین نہین آئی تھی - سو
اب آنکھون دیکھ رہی ہین - یا الٰہی ہمارے ہی لیے یہ
سب باتین تھین -

عسکری - کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مرنے کے بعد جی جانا کیسا

اور اس کا پالیٹ کے کیا معنی کچھ عجب گو مگو کا نقشہ ہے۔

بڑی۔ مین نے آغا صاحب اور چھوٹے مرزا اور عظمت علی خان کو بلوایا ہے کہ جا کے دیکھو تو یہ کیا گورکھ دھندا ہو رہا ہے

عسکری۔ نواب عظمت علی خان تو ملے تھے وہ بھی حیرتین ہین کہ یا خدا یہ کیا ہو رہا ہے کسی کی سمجھ مین نہین آتا اور کیونکر سمجھ مین آئے کہتے تھے کہ مجھے بلایا تھا مگر مین جانتا ہون کہ کسی لئے بلایا ہوگا سو مین بے کہے ہوئے نہ گیا۔

بڑی۔ اب کیا انکے واسطے ہوگا جو یہ ہمایون فر نہ ٹھہرے۔

عسکری۔ ہوگا کیا سزا ہوگی۔ بڑی مصیبت ہوگی۔

بڑی۔ سپہر آرا بیچاری کو زمانے کی گردش ایکدم چین نہین دیتی ذرا مہلت نہین ملتی۔

اب مرزا ہمایون فر مصنوعی کا مفصل حال سنئے دو پور وبین جو انکے دلی دوست تھے جنکا حال پیشتر درج ہو چکا ہے وہ بلوائے گئے ایک میجر ڈاڈو سٹر مسٹر رائٹ دونون صاحب ضلع اور انکے دو اسسٹنٹون کو لیکر مرزا ہمایون فر کے مکان پر آئے شہزادے نے تپاک سے ہاتھ ملایا مگر بجز اپنے شہر کے حکام کے اور کسیکو نہین پہچانا اور پہچانتے کیونکر کبھی دیکھا ہو تو پہچانین۔

میجر ڈاڈ نے یون گفتگو شروع کی۔

میجر۔ اس مرتبہ پونے دو برس کے بعد ہم آپسے ملا۔

شہزادہ (گھبرا کر) جی ہان عرصہ ہو گیا ابکی۔

میجر۔ آپنے شاید ہمکو پہچانا نہین ہمارا نام یاد ہے۔

شہزادہ۔ اسقدر یاد آتا ہے کہ آپکو کہین دیکھا ہے۔

میجر۔ (حکام کی طرف اشارہ کرکے) شہزادہ صاحب ہمین بھولگیا

صاحب ضلع۔ آپ سے تو بہت بڑی ملاقات تھی۔ اردو بھی تو آپنے شہزادے صاحب سے ہی سیکھی ہے مگر تعجب ہے کہ آپ کو بھول گیا۔

شہزادہ۔ میری طبیعت آجکل نادرست ہے۔

برایٹ۔ دل شہزادہ ہمکو پہچانا یا نہین پہچانا۔

شہزادہ۔ غور سے دیکھ کر مجھے آجکل ذرا کم نظر آتا ہے۔

میجر۔ آپ کے سننے کا طاقت تو کم نہین ہوا۔

صاحب ضلع۔ ہان سن تو سکتا ہے آپ۔ تو جو دوست برسون آپکے پاس رہا اور جس سے اتنے برس یارانہ تھا اسکو آپ بھول گئے اور اسکی آواز تک نہین سن سکتے ہم اب آپسے صاف صاف کہتے ہین کہ آپکی نسبت پوری پوری تحقیقات ہوگی۔ ایک تو آپنے سبکو یہ دہوکا دیا کہ مرزا ہمایون فرزندہ ہو گئے جس کے کچھ معنی نہین اور پھر آپ لاکھون روپیہ کی جائداد پر قابض ہو بیٹھے اور ہم خوب جانتے ہین کہ آپنے بے ایمانی کیا۔

شہزادہ۔ بے سمجھے بوجھے ایسے کلمے ہماری نسبت آپکو زبان سے نہ نکالنے چاہئین

صاحب۔ سچ ہے۔ اگر مرزا ہمایون فر ہوتے تو ہمسے برابر کی ملاقات کرتے اور گو ہم سوچے کہ اس بات مین ہم دخل ندین مگر ہم کیونکر دخل ندین۔ مرزا ہمایون فر مار ڈالا گیا پھر زندہ کیونکر ہو سکتا ہے اسکا چھوٹا بھائی اسکا جانشین ہوگا آپ کوئی چیز نہین ہے۔

میجر۔ ہمین بڑا تعجب ہوا اور دنیا مین کسی کو یقین نہین آتا کہ انیس صدی مین کوئی مردہ جی اٹھے اور فقیر کی دعا سے زندہ ہو جائے

صاحب (ہمایون فر کے برادر خورد سے) شہزادی بیگم صاحب کو ہماری طرف سے جھک کر سلام کرے اور بولے کہ ہم کچھ کہنا چاہتے ہین پردہ ہو جائے۔

مرزا ہمایون فر مرحوم برادر اللہ مضجعہ کے چھوٹے بھائی تھے

[illegible] جاکر اپنی والدہ سے کہا کہ صاحب ضلع آئے ہین اور
[illegible] کھل گئی وہ آپ سے گفتگو کرنے والے ہین پردہ ہو جائے
مگر امان کہو گی کیا۔ وہ تو بھائی کے گرفتار کرنے کی نیت سے
ہین۔ اور کہتے ہین کہ آپنے بے ایمانی کی اور آپ سزا پائینگے
اب تو صاف صاف کہے بغیر بات نہ بنیگی اور صاف کہنے
مین کوئی ہرج بھی نہین ہے۔ مگر دو چار بزرگون سے بھی
صلاح لے لیجئے۔ شہزادی بیگم نے نواب عظمت علی خان بہادر
مرزا نادر حسین بیگ اور شہزادۂ گرامی قدر کو بلوایا اور انسے
رائے لی کہ اب کیا کرنا چاہیے معاملہ طول کھینچ گیا اور نازک
ہو گیا عظمت علیخان نے کہا آپ خوب جانتی ہین کہ مین آپ کا
بھی رشتہ دار ہون اور آپ کے سدھیانے سے بھی مجھے قرابت
قریبہ ہے لیکن مین صلاح کیا دون مجھے تو آجتک خود ہی نہین معلوم
کہ یہ اسرار کیا ہے۔ مرزا ہمایون فر قتل کیے گئے۔ اسمین شک
نہین ہو سکتا۔ ہلوگون نے اپنی آنکھون دیکھا چونکہ ایکبار انکے
ڈوب جانے کی خبر مشہور ہوئی تھی اور پھر دوسرے تیسرے
روز زندہ جیتے جاگتے آئے تو اس مرتبہ بھی لوگون نے یقین
کر لیا کہ وہ ابھی تک زندہ ہی ہین لیکن دلسے کسی کو یقین نہ تھا
دس پانچ بوڑھی عورتون یا ضعیف الاعتقاد مردونکو شاید پورا
پورا یقین آگیا ہوگا مگر فی صدی دو چار کو اور جب ہم شہزادے
کو دیکھتے ہین اور باتین کرتے ہین تو شک کی جگہ یقین ہوتا ہی
کہ وہی ہین عقل کام نہین کرتی ہم صلاح کیا دین اور صاحب
ضلع سے کیا کہین آپ مفصل حال بتایئے تو کچھ رائے زنی کا
موقع ہو شہزادۂ گرامی قدر نے بھی اُنکی تائید کی کہا کہ جو بات
اسوقت صاحب نے کہی ہے اُس سے ہمکو خود اتفاق ہے ہم
کہین تو کیا کہین۔ ہمایون فر بیچارے کو خدا بخشے وہ جنت آشیان
فردوس مکان ہین اب زندہ ہونا کیا معنی۔

اتنے مین خبر ہوئی کہ بڑی بیگم صاحب کے داماد مرزا صاحب
بمبئی سے آئے ہین اور بڑی بیگم نے انکو بھیجا ہے شہزادی بیگم
نے کہا پردہ تو ہی ہے بلا لو نا مرزا صاحب بھی تشریف لائے
حاضرین سے بغلگیر ہوئے کرسی سے مصافحہ کیا بیٹھے۔

مرزا۔ حضرت انوکھی بات انسان کو حیرت مین ڈالتی ہے
شہزادۂ ہمایون فر کے زندہ ہونیکا دنیا مین کسی ذی عقل کو
بھی یقین آئیگا۔ ہان اگر برات کے دن کسی اور کو گھوڑے پر
بٹھا دیا تھا تو وہ اور بات ہے مگر اسکا بھی خدائی بھر مین کسی
کو یقین نہ آئیگا اس بھید کو خدا ہی جانتا ہے ہماری سمجھ مین تو
کچھ نہین آتا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ معاذ اللہ۔

شہزادی۔ بیٹا مجھسے کچھ کہا نہین جاتا رو رو کر ہر طرح کی تباہی ہے

مرزا۔ آپ اس موقع پر ذرا استقلال رکھین۔

شہزادی۔ ہے ہے دیکھتے ہو کہ مین کس طرح ہمایون فر کے مرنیکا
حال سنتی ہون اور ذرا اُف نہین کرتی مین نے تو کلیجہ پر پتھر رکھ لیا ہے

عظمت علیخان پھر اب کچھ مشورے کا نتیجہ بھی نکلنا چاہیئے

مرزا۔ اب کوئی بات تو مخفی رہ نہین سکتی۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا	

نادر حسین کیا خوب بات آپنے فرمائی ہے۔ اب پوشیدہ اور
مخفی رکھنا فضول ہے اور اس سے مطلب کیا نکلے گا۔

شہزادی پھر صاف ہی صاف کہدیا جائے نا اچھا یون ہی سہی

اتنے مین صاحب ضلع نے پھر کہلا بھیجا کہ اب ہم زیادہ وقت
نہین دیسکتے اور جسقدر زیادہ توقف ہوتا ہے اُسیقدر ہمکو زیادہ
شک گذرتا ہے مجبور ہو کر شہزادی بیگم نے صاحب موصوف کو محلسرا مین بلا
صاحب۔ ہم سلام عرض کرتا ہے شہزادی صاحبہ۔

شہزادی - زندہ رہو برخوردار (اوپے دا تون)

صاحب - آپ انکو ہمایون فر ہی سمجھتی ہین اور آپ کو یقین ہی کہ یہ وہی ہین ہم چاہتے ہین کہ برات کے دن جو لوگ خاص اس بات کے مہتمم تھے کہ شاہزادے کو خلعت پہنائین اور نوشہ کے گھوڑے کے ہمراہ ہین انکو بلائیے اُن سے علٰحدہ علٰحدہ کل حال دریافت کیا جائیگا۔

شہزادی - ایک تو انکا خدمتگار تھا رحیم بخش۔ دوسرے باپ کے وقت کا خواص۔ پیر خان۔ یہ دونون گھوڑے کے ساتھ ساتھ تھے اور ایک سپاہی تھا اسکا نام مجھے نہین معلوم اور گھر مین خلعت پہنایا گیا جب باہر گئے تو مرزا اسمٰعیل القدر اور مرزا دارا مرتبت اور منجھلے نواب ساتھ تھے صاحب ضلع نے ان سب کے نام لکھ لئے اور پوچھا کہ انمین سے یہان کوئی حاضر ہے۔ کہا گیا کہ مرزا اسمٰعیل القدر اور چھوٹے نواب موجود ہین۔

عظمت علیخان بہادر منجھلے نواب کہلاتے تھے صاحب نے اور سب کے نام طلبی کے خطوط بھیجے اور مرزا اسمٰعیل القدر کو علٰحدہ کمرے مین لے گئے اور میجر ڈاڈ۔ مسٹر رائٹ اور نواب حشام الدولہ کے مواجہہ مین مرزا اسمٰعیل القدر سے سوال کئے۔

صاحب - آپنے دیکھا تھا کہ برات کے دن گھوڑے پر کونسا تھا

مرزا - بخوبی تمام و کمال۔ مرزا ہمایون فر بہادر میرے سامنے سوار ہوئے تو میرے کانمین مذاق کی ایک بات کہی مین نے کہا اب اسوقت نوشہ بنے ہو ایسی بات نکرو کہ خواہ مخواہ ہنسی آئے۔ بس خاموش ہو رہے۔

صاحب - آپ شہزادے سے وہ بات پوچھئے جو انھون نے آپکے کانمین کہی تھی اور خود ایک کاغذ پر لکھدیجئے اور پھر اُنسے کہئے کہ وہ بھی علٰحدہ کاغذ پر لکھدین۔

مرزا اسمٰعیل القدر بہادر نے ایک کاغذ پر پنسل سے لکھدیا اور صاحب ضلع نے اُس کاغذ کو اپنی پاکٹ مین رکھا اب شہزادے کو بلوا کر اُنسے جو کہتے ہین تو وہ آئین بائین شائین بتانے لگے

صاحب - آپکو یاد ہونا چاہیئے ابھی کل کا بات ہے۔

شہزادہ - صاحب میرے ہوش حواس ٹھکانے نہین ہین۔

صاحب - اچھا تو آپ پھر تشریف لیجائیے ہلوگ یہان تحقیقات کرینگے (مرزا صاحب سے) دل شہزادی صاحب آپنے کسی کو چھری لگاتے یا تلوار مارتے دیکھا تھا کہ کسی شخص نے مرزا ہمایون فر کو چھری بھونکی۔

مرزا - جی نہین مگر جیسے ہمایون فر گھوڑے پر لڑکھڑائے اور مین دوڑ پڑا میرے جانے تک وہ گر چکے تھے اور گرتے ہی مُردہ ہو گئے

صاحب - آپکو یقین ہے کہ وہ ہمایون فر ہی تھے۔ آپنے زخم لگنے کے بعد بھی اُنکو اچھی طرح پہچانا تھا کہ ہمایون فر ہین۔

مرزا - بیشک بہت اچھی طرح اسمین ذرا شک نہین ہو سکتا

صاحب - تو آپکو خوب یقین ہے کہ گھوڑے پر مرزا ہمایون فر ہی سوار تھے اور زخم بھی اُنھون ہی نے کھایا اور وہ مر بھی گئے اسمین کوئی شک نہین ہے۔

مرزا - جو شک کرے وہ میرے نزدیک عقلمند نہین ہزارون نے دیکھا یا ایک دو نے مرزا ہمایون فر کا زخم کھانا اور لڑکھڑانا اور گرنا اور جان دینا ہزارہا آدمیون نے اپنی آنکھون سے دیکھا

صاحب - یہ جو مرزا ہمایون فر بنے ہین۔ یہ کون ہین آپ جانتے ہین

مرزا - یہانپر ہماری عقل چکر مین ہے۔ حیرت ہوتی ہے۔

صاحب - ہمایون فر ہین یا نہین ہین۔ آپ کی رائے کیا ہے

مرزا - ہرگز نہین ہمایون فر کیسے۔ وہ بیچارے قبر مین میٹھی نیند سو رہے ہین یہ سب بناوٹ ہے۔ خدا جانے یہ کون شخص ہے اور اس مین کیا بھید ہے۔

صاحب ضلع نے اسکے بعد مرزا دارا مرتبت کو بلوایا اور معافی کیکے کہنے آپ کو اسوقت بڑی تکلیف دی آپ معاف فرمائیے۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ خاہزادی بیگم صاحبہ نے کیا سمجھکر سب مین مشہور کردیا کہ یہ مرزا ہمایون فرہین چونکہ آپ بھی برات کے مہتمم تھے اور شہزادہ صاحب نے اور شاہزادونکے شمول مین آپکا بھی نام لیا اس سبب سے آپکو تکلیف دی آپسے گواہی لی جائیگی جو کچھ آپ کو معلوم ہو وہ آپ بتائین۔

دارا مرتبت۔ مجھے تو برات کا کل حال معلوم ہے جو سوال کیجیے اُسکا جواب دون جہانتک مین واقف ہون جواب شافی دینے مین دریغ نہ کرون گا۔

صاحب۔ مرزا ہمایون فرہاد کہان ہین اسوقت۔

دارا۔ اسوقت اسی کوٹھی مین ہین مجھسے ابھی ملاقات ہوئی تھی

صاحب۔ تو برات کے دن جان کس کی گئی اور کون زخمی ہوا۔

دارا مرتبت۔ آپ سمجھتے نہین۔ اصلیت یہ ہے کہ برات کی تیاری کے وقت ایک مخبر نے آنکر خبر دی کہ مرزا ہمایون فر کا ایک جانی دشمن جو اُنکے خون کا پیاسا ہے انکے قتل کی فکر مین ہے اور چاہے کرور پر دو نین ہون وہ بے قتل کئے نہ رہیگا۔ صلاح ہوئی کہ گھوڑے پر سوار کراکے لیچلنا مصلحت کے خلاف ہے اور پھر خبر آئی کہ وہ خنجر کو تیز کرچکا ہے اور کئی آدمیون نے بیان کیا تو یہہ رائے قرار پائی کہ یہانسے دولھن کے مکان تک ایک فٹن مین سوار ہوکر جائین اور وہ بند رہے پردہ پڑا رہے اور سپاہی مسلح ساتھ ہون کسی کو کیا معلوم ہوگا چنانچہ گھوڑے پر ایک شخص کو خلعت پہناکر بٹھایا اور سہرا اُسکے چہرہ پر اسطرح پر لٹکایا کہ منہ نظر ہی نہین آتا تھا۔ برات چلی کوکسی کو کیا معلوم کہ ہمایون فرہین یا کوئی اور ہے اور گھوڑے کے ارد گرد ہم ہی سب لوگ تھے کسی کو کانون کان خبر بھی نہ ہوئی۔

صاحب۔ دل یہ نیا بات سنا۔ یہ تو دوسری بات ہے۔ میجر مگر یہ کیا سبب ہے کہ شہزادہ اپنے دوست لوگ کو بھول گیا

دارا۔ صاحب اُنکے حواس آجتک ٹھکانے نہین ہین۔

صاحب۔ اچھا جب گھوڑے پر ہمایون فر کی عوض دوسرا آدمی سوار ہوا تو آپ وہان تھا یا کہین اور اُسوقت چلا گیا تھا۔

دارا۔ مین ڈیوڑھی مین کھڑا تھا جس مین کوئی آنے نپائے

صاحب۔ اور جب گھوڑا برات مین چلا تب آپ ساتھ تھا۔

دارا۔ کچھ لوگون کو جنسے پردہ تھا سوار کرادیا۔ کوئی گھوڑے پر کوئی ہاتھی پر کوئی تامدان پر کوئی کہین کوئی کہین اور ہم تین چار آدمی گھوڑے کے ساتھ تھے اور جس نفس مین ہمایون فر تھے اُسکی حفاظت اور نگرانی کا بڑا اہتمام کیا تھا۔

صاحب۔ اگر کوئی شخص آپسے کہے کہ اس گھوڑے پر ہمایون فر ہی تھے تو آپکو یقین آئیگا یا نہین آپکے سامنے تو کوئی اجنبی خلعت پہنکر سوار ہوا نہین تھا۔ آپ صرف ڈیوڑھی مین کھڑے تھے

دارا۔ مجھے تو ہرگز یقین نہ آئے گا مین نے اُس آدمی کو بیشک نہین دیکھا۔ مگر یہ سب باتین میرے علم و یقین مین ہوئی تھین اور مین خود شریک مشورہ تھا۔

میجر شہزادہ صاحب ایک بات غور کے قابل ہے۔ شاید مرزا ہمایون فر کے دوستون نے صرف اس خبر کے مشتہر کرنے کی غرض سے ایسا کہدیا ہو کہ اب ہمایون فر گھوڑے پر نہین ہین تاکہ جو سنے اُسکو یقین آجائے کہ گھوڑے پر ایک شخص دولھا بنا ہوا سوار ہے اسکا قتل کرنا بیکار ہے۔ وہ تو ہمایون فر ہی نہین اسکے قتل کرنے سے کیا ملیگا اور اس تدبیر سے ہمایون فر بچ جائے شاید وہ لوگ یہ امر سوچے ہون۔ آپکی کیا رائے ہے

دارا - بیشک مقتول ہمایون فرد تھا ہرگز نہ تھا۔

صاحب - اچھا تو آپ کے ذریعہ سے بالکل نئی بات معلوم ہوئی - اب ہم نواب عظمت علی خان کو بلاتا ہے۔

نواب عظمت علیخان بہادر عرف منجھلے نواب تشریف لائے

صاحب نے حسب معمول انسے کہا کہ آپکی گواہی لیجائے گی جو بات آپنے اپنی آنکھ سے دیکھی ہے اُسکو بیان کر دیجئے اور جو بات بچشم نہ دیکھی ہو اُسکی نسبت کہدیجئے کہ فلان شخص کی زبانی سنی سنائی کہتے ہین یا اگر کسی خاص آدمی کا نام نہ یاد ہو تو یون کہدیجئے کہ لوگون نے ایسا کہا تھا ہم آپ سے یہ پوچھتے ہین کہ مرزا ہمایون فر جسوقت گھوڑے پر سوار ہوئے اسوقت آپ موجود تھے یا نہین نواب صاحب نے کہا سنئے صاحب جو جو سوال کرنے ہون لکھ دیجئے مین اُن سب کے جواب لکھدون گا۔

صاحب نے یہ بات بہت پسند کی اور یہ سوال لکھوائے

۱ - مرزا ہمایون فر کو آپ پہچانتے ہین یا نہین۔

۲ - برات کے دن آپکے سامنے گھوڑے پر سوار ہوئے یا نہین۔

۳ - یہ صاحب جو اب ہمایون فر بنے ہین کون ہین۔

۴ - مرزا ہمایون فر کے قتل کیوقت آپ کہان تھے۔

۵ - آپنے انکو مردہ پایا یا کچھ کچھ جان باقی تھی۔

۶ - جسوقت ہمایون فر گھوڑے پر سوار تھے آپ ان کی صورت اچھی طرح دیکھ سکتے تھے یا نہین اور دیکھ سکتے تھے تو آپ کو شک تو نہ تھا۔

نواب صاحب نے ان چھ سوالونکے جواب یون لکھے

۱ - مین ہمایون فر کو بخوبی تمام وکمال پہچانتا ہون۔

۲ - برات کے روز میرے سامنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔

۳ - میری خود سمجھ سے خارج ہے کہ کون صاحب ہین۔

۴ - مین گھوڑے کے قریب تھا مگر دیکھتا اور طرف تھا۔

۵ - بالکل سرد ڈاکٹر نے میرے سامنے کہا کہ اب ذرا جان باقی نہین ہے - گرتے ہی جان نکل گئی ادھر گرے ادھر ٹھنڈے ہو گئے۔

۶ - مین نے انکی صورت دیکھی اور بخوبی پہچانا کہ یہ ہی ہین وجہ کیا کہ مین ہمایون فر کو نہ پہچان سکتا صورت صاف نظر آتی تھی

صاحب - دل تو آپنے ہمایون فر کو دولھا بننے کی حالت مین قتل ہو کر گرتے دیکھا اور وہ گرے تو پھر بھی پہچانا کہ یہ مرزا ہمایون فر ہین

نواب - بیشک اسمین تو کسیطرح کا شک ہو ہی نہین سکتا۔

میجر - بھلا نواب آپ سچ کہئے ہمسے بالکل صاف کہئے کہ یہ کون شخص ہے اور اسکو شہزادی بیگم نے کیونکر ہمایون فر سمجھ لیا یہ کیا بات ہے۔

نواب - جناب میجر صاحب مین صحیح عرض کرتا ہون کہ مجھے خود حیرت ہے مین کیا جواب دون مگر اسقدر البتہ خیال ہے کہ سپہر آرا کے ساتھ نکاح ہوا ہے خدا اس بیچارے کی عزت رکھے اور یون تو جو ہوا وہ ہوا۔

صاحب - اچھا تو آپکے نزدیک ہمایون فر زندہ نہین ہین

نواب - جناب اسمین تو کسی کو حجت اور انکار کا موقع ہی نہین ملسکتا۔ ہزارون آدمیون نے ہمایون فر کی لاش دیکھی اور شہر مین کہرام مچگیا مگر خدا جانے کیا ترکیب کر گئے ان سب نے مل مل کر ایک فرضی اور مصنوعی ہمایون فر قائم کر دیئے اسکا کچھ سر پیر ہی نہین۔ لاحول ولاقوۃ بھی عجیب زمانہ ہے۔

انکے بعد میان رحیم بخش کا اظہار لیا گیا۔ اُنھون نے بیان کیا کہ (حضور مالک ہین) اور جو ہوا سو ہوا اب حضور خدا کے کا

دوسرا کوئی نہین کہ جان کوئی مقابلہ کرسکے اُس کا مقابلہ کون کرے اور جون کرے سو تباہ ہو جائے اور اسکی کریمی وہی جانے آج اٹھارہ اٹھارہ برس سے نمک کھاتے ہین مگر نمکحرام نہین کہلاتے۔ بس بات ساری اتنی ہے کہ نمک حلال ہین صاحب اور شہزادے تو ایسے گئے کہ بس ہملوگ دل مسوس کر رہ گئے کچھ کرتے دھرتے ہی بنی نہین۔ صاحب نے کہا تمسے اتنا بڑا قصہ نہین پوچھتے شہزادہ کہا سب حال بتاؤ رحیم بخش بولے۔ حضور حال حوال کیا عرض کرون۔ حال حوال سب یہ ہے کہ مرے مرے سے دو ہاتھی پر سوار جب برات ذرا دور نکل گئی تو بازار مین کسی نے اپنر سر دی کا ہاتھ چھوڑا۔ ہملوگ سب دیکھتے ہی رہے اب ہمین کیا معلوم تھا خداوند کہ کیا ہونے والا ہے۔

صاحب۔ تمنے ہمایون فربہادر کی لاش دیکھی تھی۔

رحیم بخش (روکر) ہان خداوند دیکھی کیون نہین تھی

صاحب تمنے خوب پہچانا کہ وہی تھے یا کوئی اور۔

رحیم بخش۔ حضور وہی تھے ہمارے مالک ہمارے شاہزادے

صاحب کوئی کوئی کہتا ہے کہ انکی جگہ پر اور کوئی تھا۔

رحیم بخش۔ حضور غلام کی سمجھ مین نہین آیا کہ کیا کہا۔

احتشام الدولہ۔ صاحب فرماتے ہین کہ بعض لوگون نے ایسا بیان کیا ہے کہ مرزا ہمایون فر گھوڑے پر سوار نہ تھے انکی عوض کسی اور کو بٹھا دیا تھا۔

رحیم حضور یہ کون کہتا ہے مفہر تو ہمارے کہے۔

صاحب جب ہمایون فر گرے سب کے پہلے ان کو کسنے روکا اور گرنے کے بعد کسقدر دیر تک زندہ رہے۔

رحیم حضور ہمین ایک دفعہ ہی گرے تو سنبھالنا مشکل ہوگیا اور جب ہملوگون نے دیکھا تو خون جاری تھا اور جان جاتی رہی تھی بس گرتے ہی دم نکل گیا زخم بہت گہرا تھا اور چھری دور تک پیر گئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب آئے انھون نے دیکھا کہ جان باقی ہے یا نہین کہا سرد ہے (اب اسمین کیا ہے) چار پانچ منٹ ہوئے کہ یہ مرگئے (روکر) حضور گھر پلٹ گیا۔ شہر تباہ ہوگیا اب کون رئیس ہے شہر مین

اسکے بعد پیر خان بلوائے گئے اور انکے اظہارات قلمبند ہوگئے انھون نے قتل کا حال اسطرح بیان کیا مین گھوڑے کے پاس ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ جب گھوڑا سنہری مسجد کے پاس پہونچا تو میرے ایک دوست نے مجھسے کہا کہ اگر کوئی سبیل پاس ہو تو جاکے پانی پی آؤن مین اس سے باتین کرتا ہی تھا کہ ادھر یہہ حادثہ ہوا اور مین نے اسوقت ہمایون فربہادر کو دیکھا جب وہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور خون برابر جاری تھا اور ڈاکٹر صاحب نے سینے پر ہاتھ رکھکر کہا اب بالکل ٹھنڈا ہے۔ بس حضور کہرام مچ گیا۔

صاحب۔ گھوڑے پر سوار تھے شہزادے یا ہاتھی پر

پیر خان۔ حضور گھوڑے پر سوار تھے وہ تو بڑے شہسوار تھے۔ کیسا ہی شریر گھوڑا ہو قابو مین لے آتے تھے۔

لوگون نے کہا کہ ہاتھی پر سوار ہوجئے فرمایا نہین ہم گھوڑے ہی پر سوار ہونگے۔ مگر رہے نام اللہ کا۔

الغرض سب کے اظہار لیکر صاحب ضلع اور میجر ڈاڈ اور مسٹر رایٹ اور نواب احتشام الدولہ بہادر نے باہم مشورہ کیا تو ان چارون مین رایٹ صاحب اور نواب صاحب نے شہزادۂ دارا مرتبہ کے بیان پر غور کرنے کی صلاح دی۔ مگر میجر ڈاڈ اور صاحب ضلع نے

شہزادی۔ بھائی فیروز خسرو کا سگے کیا کا پتا ہے۔
انتظام الدولہ۔ سچ ہے ہتو ہمایون فر کے عزیز رشتہ دار دوست بھائی ہین۔ فیروز خسرو کا حال بس ناگفتہ بہ۔
شہزادی۔ مین بے اختیار تڑپ کے قفس سے کود پڑی اور دوڑ کے دیوانی کی طرح کبھی ادھر گئی کبھی ادھر گئی۔ اتنے مین لوگ ہٹ گئے اور مجھے جگہ دی۔ بس مین نے ہنوز اچھی طرح لاش کو دیکھا بھی نہ تھا کہ تیور کھا کے گر پڑی اور غش آگیا ہائے اگر اسیدم مرجاتی تو کیا بات تھی یہ دن کیون دیکھتی مگر رسی مضبوط تھی جان کیونکر جاتی۔
صاحب۔ کسی کا اختیار کا بات نہین۔ کسی کے ہاتھ کا بات نہین۔
شہزادی۔ ہان اختیاری امر ہوتا تو یہ کیون ہونے پاتا بس اب آگے اور کیا کہون اتنی ہی دیر مین گلے مین کانٹے پڑ گئے تالو خشک ہو گیا۔
عظمت۔ ہان بہتر ہے کہ اختصار کے ساتھ یہ حال مصیبت بیان ہو۔
شہزادی۔ بس اب اور کیا کہون۔ ہمایون فر اب کہان ہے مقبرہ بھی بن گیا اور اتنے دن بھی ہو گئے۔ اب ہمایون فر کی ہڈیان بھی نہ باقی ہونگی۔ ہائے ان ری میری بھیا کس طرح استقلال کے ساتھ باتین کرتی ہون۔
صاحب۔ بیگم صاحبہ دل بہت مضبوط رکھنا۔
شہزادی۔ اب اور کیا مضبوط ہو گا دل تو فولاد ہو گیا۔
صاحب۔ اور کیا ہو سکتا ہے۔ خدا کا بات آدمی کیا ہے۔
شہزادی۔ تو اب تو مجھسے کچھ اور نہین پوچھتا ہے۔
صاحب۔ اب یہ پوچھنا ہے کہ یہ کون ہمایون فر کا سال ہے

(۱) یہ کون ہے جو ہمایون فر اپنے کو کہتا ہے۔
(۲) آپکو دھوکا دیا یا آپ نے اسکو اجازت دی۔
(۳) آپکا چھوٹا لڑکا کا حق محروم رہیگا اور آپکے بعد آدھے کا وہ اور آدھے کا یہ مالک ہو جائیگا اور یہ بڑی بات۔
شہزادی۔ ان تینون باتون کا جواب با صواب سنئے۔
(۱) یہ ہمایون فر نہین ہے۔ مگر اس سے کم بھی نہین ہے۔
(۲) ہم نے اسکو آپ اجازت دی۔ اس نے کسی کو دھوکا نہین دیا مین نے خود کہا کہ تم اپنے کو ہمایون فر کہو مگر لوگون سے ابھی میل جول کم رکھو جمعین دفعۃً سب پہچان نہ لین کہ ہمایون فر نہین ہے۔
(۳) چھوٹا لڑکا محروم نہین ہو سکتا۔ اسکا اور سکا دونون کا حق ہے آپ لوگ اس بات سے اطمینان رکھین
صاحب۔ دل۔ حضور بیگم صاحب ہمکو بڑا تسلی ہوا۔ مگر کامل طور پر ہم ابھی نہین سمجھا کہ۔ یہ کون شخص ہین۔
بیگم۔ اب صاف صاف سنئے میرے تین لڑکے تھے اور دو لڑکیان۔ پانچ اولادین۔ ہمایون فر کا بڑا بھائی سات برس کے سن مین گم ہو گیا۔ زمانے بھر مین تلاش ہوئی کہین پتا نہ ملا۔ مجبور ہو کر رہگئی کہ اب کیا ہوتا ہے سمجھی کہ کوئی بہکا کے لے گیا۔ برسون اسیکا غم رہا۔ وہ لڑکا ہمالیہ کے پہاڑ پر کسی فقیر کے ساتھ رہنے لگا۔
ایک روز جبکہ وہ فقیر کسی ضرورت سے یمنی تال آیا تو اسکو بھی ساتھ لے آیا اور اسکول مین بھرتی کیا چند سال کے بعد اسنے ایک اخبار مین اپنے بھائی کے قتل کا حال پڑھا۔

بھائی تھا جو شش خون کہان جائے

بس وہان سے چل کھڑا ہوا۔ یہان آیا تو رات کیوقت ایک

سے ملا جو اسکا کو کا ہے۔ کو کا نے اس کو نہین پہچانا مگر وہ پہچان گیا۔ باتون باتون مین اپنا نام لیکر پوچھا بھلا اس کو بھی جانتے ہو اگر وہ تمھارے سامنے آئے تو پہچان سکو یا نہین کو کا نے غور کرکے دیکھا تو ؎

صورت وہی رنگ رو وہی ہے
لہجہ وہی گفتگو وہی ہے

کوئی فرق نہین گلے لگایا اور مجھسے آن کر پوشیدہ بیان کیا اس کے بعد ہم سب کی یہ رائے ہوئی کہ اسی کو ہمایون فر مشہور کرین اور اسمین کئی راز کی باتین تھین جسسے سرکار کو کوئی سروکار نہین مگر سوچی کہ اسطرح دفعۃً مشہور کردینا اچھا نہین لہذا اس مین بڑا اہتمام کیا گیا اور اب شادی بھی ہوگئی اور اتنے دنکے بعد آپ لوگون کو معلوم ہوا۔

صاحب۔ ہم بہت خوش ہین بیگم صاحب اب آپ اُن کو ہمایون فر سمجھین اور اُس ہمایون فر کو بھول جائین۔

شہزادی۔ اب مجھے اجازت ہو تو جاکے سو جاؤن اسوقت میرا دل بھر آیا اور میرے حواس برجا نہین ہین۔

صاحب۔ ہم بھی آداب سلام عرض کرتا ہے۔

باہر آکر صاحب ضلع نے میجر ڈاڈا در مسٹر رایٹ سے کل حال بیان کیا ان دونون کو یقین واثق ہو گیا کہ یہ بیان حلفیہ کذب سے معرّا ہے مگر بنظر مصلحت خود انھنے دریافت کرنا پڑا اور لازم آیا کہ اُس فقیر کو جہان یہ برسون رہے تھے بلوائین اور جس اسکول مین شہزادہ پڑھتا تھا اُس کے ماسٹرون اور پرنسپل سے دریافت کرین اور شہزادی بیگم کے اعزہ کا اظہار لین کہ آیا کوئی لڑکا کھو گیا تھا یا نہین شہزادے کو بلاکر صاحب ضلع علٰحدہ لے گئے اور کہا اب ہمکو بخوبی معلوم ہوا کہ آپ مرزا ہمایون فر ہی ہین مگر حیرت ہے کہ آپ مرکر کس طرح زندہ ہوگئے شہزادے نے کہا آپ میرا امتحان لیتے ہین امان جان نے آپ سے کہدیا ہوگا کہ اصل حال کیا ہے۔ مین ہرگز ہمایون فر نہین ہون۔ ہمایون فر میرے چھوٹے بھائی کا نام ہے۔ اس بیچارے کی آنسو جاری ہوگئے زندگی نے (آنسو پوچھکر) وفا ہی نہ کی۔ افسوس۔

تحقیقات ضروری کے بعد صاحب ضلع مع اور حکام کے رخصت ہوئے اور ادھر بمبئی والے مرزا صاحب شمس النسا بیگم کے شوہر اپنی سسرال آئے کہ یہان سبکو کل امور سے مطلع کرین بڑی بیگم کے پاس جاکر اُنھون نے کل حشم وید حالات بیان کیے۔

مرزا۔ لیجئے راز سربستہ کھل گیا۔ صاف صاف۔

بڑی۔ ہمایون فر کی نسبت کیا سُنا سُنایا سب ٹھیک ہے

مرزا۔ کیفیت یہ ہے کہ صاحب لوگ آئے اُنھون نے ایک ایک کا اظہار لیا کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ بیان کیا۔ آخر کار یہ رائے قرار پائی کہ شہزادی بیگم صاحب کے اظہار لئے جائین

بڑی۔ لے ہے کیا دربار مین بلائی گئی تھین۔ کیا کچہری مین جانا پڑا۔ یہ زمانہ جو چاہے دکھلائے۔ میرے رونگٹے اسوقت کھڑے ہوگئے۔

مرزا۔ جی نہین خود صاحب آئے تھے اور پردہ کراکے اظہار لیے

بڑی۔ یہ اظہار کاہیکے تھے کہ ہمایون فر ہین یا کوئی اور۔

مرزا۔ جی ہان کئی سوال کیے قتل ہوئے یا نہین آپ کو اس شخص نے دھوکا دیا یا آپ خود دھوکے مین آگئین اُنھون نے کہا یہ تو ہمایون فر کسی طرح سے نہین ہین۔

حسن۔ ارے۔ اصاف صاف بیان کردیا۔ اب کیا ہوگا۔

روح۔ میری کچھ عقل ہی نہین کام کرتی کہ یہ ہے کیا ماجرا۔ بہار (پردے کے پاس) سب مفصل حال بیان کرو۔

مرزا۔ جی ہان کہتا ہون۔ صاحب لوگون نے سکے اظہار قلمبند کرلئے اور بڑی بیگم کے اظہار بڑی خوشی سے لکھے اور پوچھا کہ اگر یہ ہمایون فر نہین تو آپ نے مثل ہمایون فر کے اس کو کیون اجازت دی اُنھون نے کہا صاحب اصل یہ ہے۔ کہ جب ہمایون فر کے قتل کا حال اخبار دنمین چھپا تو ان کے بڑے بھائی نے جو کئی برس سے مفرور تھے نینی تال یا خدا جانے کہان دیکھا اور بھائی کے حادثہ کا حال سن کر خون جوش زن ہوا تو وہان سے سیدھے بخط راست یہان آئے۔

مغلانی۔ اتفاہ حضور مین کبھی جب وہ بچہ بھاگا ہے تو مین شہزادی بیگم صاحب ہی کے ہان نوکر تھی۔ اُس دن کیسا کہرام مچا تھا کہ مین کیا عرض کرون اور اُسکو کئی برس مین ہوئین۔ بڑی۔ خدا کا شکر ہے کہ شاہزادہ ہے اور وہی بات اس مین بھی ہے جو ہمایون فر مین تھی ورنہ کوئی ایسا ویسا ہوتا تو اسوقت ہاتھ مل کے رہجاتی۔ سپہر آرا کو اللہ نے بچایا۔

حسن آرا بیگم اور اُنکی بہنین اور نازک ادا بیگم یہ سب ایک مقام پر اس مراہم کی نسبت گفتگو کرنے لگین سپہر آرا نے کہا ہین منع کردیا تھا کہ خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا اور اُن کی بھی تاکید تھی اسی سبب سے تو مین کہین آتی جاتی نہ تھی اور نہ وہ گھر کے باہر نکلتے تھے۔ مگر۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

ایسی باتین کہین پوشیدہ رہسکتی ہین آخرکار بات کھل گئی مگر مجھے اب چندان اسکا خیال نہین۔ ہان ہمایون فر بیچارہ جسوقت یاد آتا ہے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتے ہین مگر اچھی طرح آ نہین کرسکتی۔ نازک ادا بیگم نے کہا۔ صحیح ہے اُنت کیونکر کرسکو صاحب عالم کی بغل مین بیٹھکر ہمایون فر کو یاد کرو یہ تمھین کب زیبا ہے اتو جو ہوا وہ ہوا مگر خیر پھر بھی ہم تو یہی کہینگے کہ نتیجہ اچھا ہوا تمھارے حق مین انجام بخیر ہوا ہان ہمایون فر بیچارے کی جان مفت مین گئی۔ یہ بڑا سانحہ ہے مگر اسمین تمھارا کیا قصور یہ تو شدنی امر تھا تم شہزادے کے ساتھ ہی بیاہی گئین وہی حسب نسب۔ نجیب الطرفین شریف الجانبین اولاد شاہ حسن وجمال وجاہت۔ قدوقامت شگفتہ روئی۔ لیاقت تمیز سلیقے مین ہمایون فر سے کم نہین یہ تو سوچو کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا ہوتا وہ حالت سوچو کہ گھر بھر کی زندگی تمھارے سبب سے تلخ ہوجاتی اور تم تو خدانخواستہ بیس ناگفتہ بہ سپہر آرا بولی تمام عمر گرداب مین رہتی اور موج غم کے تھپیڑے ادھر سے اِدھر اُدھر سے اِدھر تہ و بالا کردیتے مگر خواستہ خدا نہ تھا کہ کسی معصومہ کو بیوجہ مصیبت مین گرفتار کرے۔ اب خدا نے وہ فکر کی کہ ہمایون فر کا نام اچھی طرح زبان پر نہین لاسکتی خوف ہے کہ مبادا جو سنے وہ بیجا کہنے لگے۔ ؎

خوف کے لیے نہین نام کہ سن لے کوئی ناحق ہی دلمین تمھین ہم یاد کیا کرتے ہین

جب کبھی یاد آجاتا ہے علحدہ جاکے روآتی ہون اس کے سوا اور کیا چارہ ہے یہ تو آپس مین یہان اس بے تکلفی سے کہہ رہی ہون نہین کسی اور کے سامنے بھلا اسطرح کہونکر صفائی کے ساتھ بیان کرسکتی اور اُنکے روبرو تو کبھی آنکھ پرنمی یا ابرو پہ میل ہی نہین آنے دیتی اُدھر جاکے اِدھر جاکے ٹھنڈی سانس کھینچی اور پھر دلکو تسکین دی گذشتہ را صلوٰۃ۔

نام لکھ لکھکر ترا وصلی پہ روزہ ہجر مین یون دلکو بہلاتے ہین ہم

نازک۔ اب ان باتون سے بھلا فائدہ کیا ہوگا۔

حسن یہ تو فی کیونکر ثابت ہوگی۔ کہو جو تمھارے دل مین ہے وہ دل ہی من رکھو۔ اسکا اظہار لینے پہ۔ دس کے منہ بات پڑی اور چلو زمانے بھر مین مشہور ہوگئی۔

گیتی۔ جوان آدمی کے مرنیکا تو غیر غیر کو رنج ہوتا ہے نہ کہ اپنون کو ہمایون فر کی وفات کا سوگ سارے زمانے کو ہے کوئی ایسا نہین جس کو ان کے مرنے سے قلق نہوا ہو مگر اسکا چارہ کیا اور جس شے مین مجبوری ہے جس مین بس نہین چلتا اُس مین بجز سکوت کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

سپہر۔ بہن کہتی ہون کہ اب تک درد فراق نے مجھے مار ڈالا ہوتا مگر ابتو اُف تک زبان پر نہین لاسکتی کس منہ سے کہون اور کہون تو کیا کہون۔ کچھ کہون بھی تو کہہ نہین سکتی۔

حسن۔ یہ تو ہم سننا بھی نہین چاہتے کہ تم کچھ کہو مین پوچھتی ہون کہ تم کچھ کہنا ہی کیون چاہو باقی رہا غم و الم کس کا عزیز نہین مرا ہے۔ اور کون نہین مرے گا۔ دنیا مرے گی۔ ہان اگر یہ بات ہوتی تو البتہ تمھارا رنج کرنا بجا تھا۔ اب ظاہر کرنا اپنے کو مطعون کرنا ہے۔

سپہر۔ سچ کہتی ہون باجی جان مگر قسم لو جو اسوقت کے سوا اور کبھی یہ باتین زبا پر لائی ہون۔ کیا مجھے آپ نادان سمجھی ہین۔

نازک۔ ایسے مقام پہ سب نادان ہوجاتے ہین اب ان باتون کو جانے دو۔ ہم کچھ پڑھین وہ سنو۔ مگر شرط یہ کہ دل کے کانون سے سنو۔

سلامی دیکھ تو ہے رنگ آسمان کیسا	غم حسین مین بنتا ہے سب جہان کیسا
اسپر فوج عدو سر کھلے پریشان حال	چلا ہے شام کو زہرا کا کاروان کیسا

خدا سے شرم نہ کی ظالمون نے واویلا پہ نبی کا کر دیا برباد دودمان کیسا

	امام کہتے تھے اعدا سے دیکھو بن پانی
	بلک رہا ہے مرا طفل نیم جان کیسا

نازک ادا بیگم نے اس اس نازک ادائی سے ان اشعار کو ادا کیا کہ سب بے اختیار رونے لگین اور کئی منٹ تک آنسو کے تار روکے نہ رک سکے۔

نازک۔ ہے ہے۔ کسی روز بہت سناؤنگی کہ تم سب پھڑک پھڑک جاؤ۔ آجتو اسوقت خراش کے سبب سے ذرا گلا صاف نہین ہے۔

بہار۔ تم جب پڑھو گی خوب پڑھو گی۔

حسن۔ اسوقت اسقدر دل بھر آیا کہ بیان سے باہر ہے۔

سپہر۔ ہان باجی۔ اللہ جانتا ہے میرے قلب کا عجیب حال ہے

نازک۔ مین گھنٹون رویا کرتی ہون گھر پر۔

	گویا کو یہ کہین کہ ہمارا ہے یہ محب
	ہو روز حشر اتنی عنایت حسین کی

حسن۔ اتنا پوچھنا بھول گئی کہ اب تو کسی بات کا ڈر نہین ہے۔

سپہر۔ کچھ نہین باجی جان اب ڈر اور خوف نہین۔

شمس النسا بیگم اور روح افزا اور سپہر آرا اور حسن آرا سب سے علٰحدہ ایک کمرے مین جاکر آزاد کی نسبت گفتگو کرنے لگین شمس النسا سے سپہر آرا نے کھود کھود کر کل باتین پوچھین تو اُنھون نے یون بیان کیا۔ ہن بات ساری یہ ہے کہ وہ دل و جان سے اپنپر فدا ہین اور یہ اُن کی خوش قسمتی ہے مین نے جو آزاد کو دیکھا تو خدا کو گواہ کرکے کہتی ہون لیسا جی خوش ہوا کہ بیان نہین کرسکتی ہون نیک سیرت سے درست۔ نوخیز جوان۔ رعنا خائل زیبا خصائل

پسندیدہ کردار۔ وجیہ۔ شگفتہ رو۔ خوش تقریر اور خاطر اُن کا حال تو حسن آرا سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے جتنے دن وہ بمبئی مین رہے میری روح کو فرحت حاصل ہوتی ہی اور میرا جی چاہتا تھا کہ مین اُن کو کسی طرح وہان سے جانے نہ دون مگر زیادہ اصرار کیونکر کرسکتی تھی۔

حسن۔ سپہر آرا کا بھی کبھی ذکر کرتے تھے انکو بہت یاد کرتے ہونگے۔ جب ہمنے کہا تھا کہ تم جاکے روم مین نام پیدا کرو اور جنگ مین شریک ہو تو سپہر آرا نے ہمسے مخالفت ظاہر کی اور بڑی دیر تک رو رو کر اصرار کیا کہ باجی جان جسطرح ممکن ہو ہماری خاطر سے اس اصرار سے درگذرو انتوہ بڑا رولائی تھین مگر مین نے ایک نہ سنی۔ ایک بات نمانی۔

سپہر۔ واہ بڑا کام کیا تھا بڑی ہین آپ کہنا تو نچاہیئے مگر نہ مانئے تو کہون (دیکھے دانتون) شرم تو نہین آتی۔

روح۔ ہان کیا تو تمنے ظلم ہی تھا بہن۔ کہان لڑائی کمبخت کہان گولی بارود اور کہان میان آزاد یہ تم کو سوجھی کیا اوکھی

حسن۔ اب الضاف کرو بہن اگر ہم اسقدر اصرار کرکے نہ بھیجتے تو آزاد کو کون جانتا۔ دنیا مین کوئی اتنا بھی تو نہین سمجھتا تھا کہ آزاد ہین کون۔

سپہر۔ تو اتنے ہی کے لئے آپ کو یہ کرنا پڑا کہ اُن کو میدان جنگ مین بھیجا اور مورچے پر جانے کا فتویٰ لگایا۔

حسن۔ لے ہے یہ اتنے ہی کے لئے ہوا۔

گیتی۔ اتنا تو ہم بھی کہین گے کہ اگر آزاد روم نجاتے تو کبھی اتنا نام نہ ہوتا اور لوگ طعنے دیتے کہ غیر جگہ بھی شادی کی تو گمنام آدمی کے ساتھ۔

حسن۔ اور اب۔ اب بھی کوئی کہہ سکیگا۔

سپہر۔ اب کون کہہ سکتا ہے۔ اب اُن سے زیادہ نیکنام اور کون ہے تو ہر طرف آزاد ہی آزاد کا نام ہے۔ وہ بھی بڑی تعریف کرتے ہین۔ کئی اخبار پڑھ کر ہم کو سُنائے اور یہانتک لکھا کہ ہم کو فخر کا مقام ہے کہ وہ ہمارے ساڑھو ہون ایسے ہم زلف کا ہمکو بیشک فخر ہے۔

روح۔ بھلا اتنا بڑا شہزادہ کبھی اپنی زبان سے ایسا کہتا

حسن۔ پھر آپ ہی سمجھین۔ اب بتاؤ۔ آزاد کو ہمارا شکرگذار ہونا چاہیئے یا ہمکو اُنکا۔ یہ نام سب ہمارے سبب سے ہوا۔

روح۔ اسمین تو شک نہین مگر جان جو کھم تو تھی وہ تو کہو خدا نے بچا لیا اور جو خدانا کردہ کچھ اونچ نیچ ہوتی تو لوگ کیا کہتے

آپ سنئے کہ صاحب ضلع نے کامل تحقیقات کرکے شہزادی بیگم کو اطلاع دی کہ گورنمنٹ کو اب اسمین اصلا شک نہین کہ یہ ہمایون فر کے بڑے بھائی ہین اب سرکار کو اُن سے یا آپ سے کسی قسم کا مواخذہ نہین ہے۔

صاحب عالم نے اپنے طرز پر گھر کا انتظام کیا اور دوسرے روز حسب الطلب اپنی سسرال آئے بڑی بیگم نے لڑکیون کو بلا کر سمجھا اور سکھا دیا تھا کہ خبردار کوئی کلمہ اس قسم کا زبان پر نہ لانا جس سے غم یا رنج ثابت ہو اور ہمایون فر کا مطلق ذکر ہی نہ ہو ورنہ ان کے دل پر بڑا شاق گذریگا اور بھائی کے غم کا زخم از سر نو تازہ ہو جائے گا۔

حسن آرا نے سپہر آرا کو علٰحدہ کیجا کر سمجھا دیا تو وہ بولین باجی تمھارے نزدیک تو آج یہ نئی بات ہے اور یہان اتنے دن رہتے سہتے گذرے اب خیال ہی قریب نہین آنے پاتا۔ تم مجھے سکھاتی کیا ہو۔ جب صاحب عالم کی سواری بڑی بیگم کے در دولت پر پہونچی اعزہ نے

باہر کوٹھی مین بٹھایا۔ تواضع تکریم کی کلسرین خبر آئی بڑی بیگم صاحب نے اندر بلوایا۔ مگر جس خوشی اور تپاک سے داماد عروس کے گھر مین جاتا ہے اور جس شوخی اور پیار کے ساتھ سالیان دلگی مذاق اور جہل کرتی ہین اُسکا کہین پتا ہی نہ تھا۔ شاہزادے نے بڑی بیگم کو جھک کر سلام کیا اور قریب جاکر بیٹھے ادھر اُدھر سے سالیان تاک جھانک کرنے لگین۔ مگر کسی قدر افسردگی کے ساتھ ہمایون فر کی تصویر سامنے کھنچ گئی۔ حسن آرا کا دل بھر آیا۔ ہر در و دیوار سے مرزا ہمایون فر ہی کی صورت نظر آتی تھی۔ روح افزا بار بار بہنوئی پر نظر ڈالتی اور دل ہی دلمین کہتی تھی کہ اللہ اللہ اسقدر مشابہت بالکل ہمایون فر ہی ہین ذرا فرق نہین۔ گیتی آرا کی آنکھین فرط الم سے پُرنم ہو گئین مگر نیچی نظرون سے زمین کی طرف دیکھنے لگی تاکہ مبادا بہنین انکو روتے ہوے دیکھین تو ان کی آنکھون سے بھی آنسو جاری ہو جائین۔ بہار النسا نے جو ہمایون فر کے ساتھ بچپن مین کھیلی ہوئی تھین انکو غور سے دیکھا تو حسن آرا کے کان مین کہا۔ بہن انکو تو مین جانتی ہون اے یہ صاحب عالم ہین جب مین اور ہمایون فر بچپنے مین کھیلتے تھے تو یہ ہم دونون سے الگ الگ رہتے تھے ان کی مان شاہزادی بیگم کہا کرتی تھین کہ ہمایون فر کی سب سے نبتی ہو مگر اسنے کیسی طبیعت پائی ہو کہ کسی برابر والے سے میل نہین ہے

حسن۔ پھر تم پردہ کیون کرتی ہو۔ سامنے کیون نہین ہوتی ہو۔

بہار۔ لے واہ۔ مان نہ مان مین تیرا مہمان وہی مثل ہوئی۔

گیتی۔ (آنسو ضبط کرکے) لے بہن بہار آرا کہان ہین۔

حسن۔ وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی تصویرین دیکھ رہی ہین۔

گیتی۔ چلو انھین کے پاس چلکے بیٹھین۔ انکو اکیلا نہ چھوڑ دو۔

حسن۔ آپکی بھی کیا باتین ہین وہ تو اُف نہین کرتی اور وجہ کیا آپ خواہی نخواہی چھیڑتی ہین جس مین ملول ہوتی ہون تو ہو جائین۔

بہار۔ ہان تنے یہ میرے دلکی بات کہی۔ گھڑی گھڑی یہ کہنے سے کیا مطلب نکلتا ہے۔ اب تو پرانی بات ہوگئی اسس کو دلسے بھلانا چاہیے یا بار بار اُسی کا ذکر کرنا چاہیئے۔

گیتی۔ میرا اسوقت بی اختیار دل بھر آیا افوہ۔ توبہ۔

روح۔ ایسا نہ ہو وہ اپنے دلمین بُرا مانین کہ یہان کیا آیا کہ شہر خموشان مین آیا کوئی بولتا ہے نہ چالتا ہی امی جان بھی خاموش بیٹھی ہین اور ہم سب الگ بیٹھے ہین۔

حسن۔ بہار النسا ہن کو ذرا دیر کے لئے جانا چاہیے بتایئے آخر اسمین عیب کی کونسی بات ہے اور آج کوئی غیر تو یہان ہے ہی نہین کہ ہنسیگا۔ ایک نازک ادا تھین سو وہ بھی اب نہین ہین۔ اتان جان بھا ماننے سے رہین۔

روح۔ ہان ہان۔ باجی جاؤ۔ سچ تو کہتی ہین۔

گیتی۔ لے ہان ہم ہی سب ہین یہان یا کوئی غیر ہے جو دس گھر مین جاکے ہنسیگا۔ پھر جانے مین کیا چوری ہے تم کو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ آج برات کا دن ہے اور دولھا گھر مین آیا ہے برات کے دن دولھا سے پردہ کرنا کیا معنی۔ بہار النسا نے کہا اچھا اگر تم سبکی یہی رائے ہے تو کیا مضائقہ پہلے تو آئینہ کے پاس گئین اور کئی منٹ تک اپنی صورت دیکھا کین حسن آرا اور روح افزا اور گیتی آرا سب لنے واقف تھین کہ دن رات نکھرنے کے سوا انکو اور کوئی کام ہی نہین آئینہ مین صورت دیکھی تو پسند آئی پانی منگوا کے مُنھ دھویا۔ پھر بنا ؤ چنا ؤ کیا۔ اب ڈوپٹے

کے بدلنے کی فکر ہوئی مغلانی سے کہا یہ ڈوپٹہ نہ بہنین گے دوسرا لاؤ اسپر روح افزا چھڑکا کر بولین لے باجی از برائے خدا اس خبط سے درگذر دلوا دو اس ڈوپٹے مین ہوا کیا ہے خاصہ اچھا ڈوپٹہ ہے۔ مگر آپ سے کہے کون حسن آرا اور گیتی آرا نے قہقہہ لگایا تو صاحب عالم نے ادھر نظر ڈالی اور خوش ہوئے کہ مگر سونا نہین ہے قہقہے کی آوازین آتی ہین گوطرح طرح کے خیالات نے انکو ازبس ملول کر دیا تھا اور انکا دل بھی قابو مین نہ تھا مگر گھر سے عہد کر کے آئے تھے کہ انتہا سے زیادہ ضبط کرونگا اتنے مین ڈوپٹہ بدل کر اور دولھن بنکر بہار النسا چھم چھم کرتی ہوئی کمرے سے نکلین صاحب عالم نے دیکھا تو ؎

پائجامہ گلابی اطلس کا	عطر جس مین لگا ہوا خس کا

نظر غلط انداز سے کئی بار دیکھا تو اس عروس نازنین کا جمال مبین بہت بھایا اور پسند آیا۔ بڑی بیگم کے بشرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ انکو بہار النسا کا اس بے تکلفی سے باہر آنا بُرا معلوم ہوا۔ بہار النسا نے صاحب عالم کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ پہچانا یہ دنگ کہا آہی یہ پری پیکر مجھے کیونکر جانتی ہے غور کر کے دیکھا کہا جی نہین مین نے نہین پہچانا لاکھ سوچتا اور غور کرتا ہون کہ کہان دیکھا تھا کب دیکھا تھا مگر ذہن نہین لڑتا اور مین تو جانتا ہون کہ دھوکا ہی دھوکا ہے بہار النسا نے مسکرا کر کہا (بجا ہے) اتنے مین بڑی بیگم بولین سچ تو کہتے ہین بیٹا تمنے انکو کہان دیکھا ہوگا بھلا یہ پہچانین تو کیونکر پہچانین۔ بہار النسا بولین آمّی جان یہ جا ہے بھول گئے ہون ہم تو نہین ہوئے ہین ابھی تک انگلی مین نشان باقی ہے یہ آپ ہی کی عنایت ہے اب بھی نہین یاد صاحب عالم نے غور کر کے کہا۔ ہان ہان سچ کہا۔ انوہ برسون کی بات ہے

مین نے اب بخوبی پہچان لیا۔ بہار النسا بیگم اور [illegible] ساتھ کھیلا کرتی تھین۔ کچھ ٹھکانا ہے کتنا عرصہ ہوا۔

بہار النسا گو دگی سے پاک اور نیت کی صاف تھین مگر انکے مزاج مین غرور حسن نے بہت دخل پایا تھا اور جسوقت اپنی پسند و مرضی کے موافق بناؤ چناؤ کرتی تھین اُسوقت حسن سونے اور ادائے رنگین کے اظہار کا کمال شوق چرّاتا تھا اور یہی جی مین آتا تھا کہ کوئی دیکھے اور تعریف کرے صاحب عالم شہزادۂ قمر طلعت کے کھانے کے لئے کوئی ادا باقی نہ رکھی گو مارے شرم کے ذرا چار آنکھین کرتے ہوئے لحاظ آتا تھا مگر نظر غلط انداز ہی ستم ڈھاتی تھی۔

بہار النسا۔ ہماری بہن جیسے انکے بہان گئی بالکل دُبلی ہو گئی

شہزادہ (مسکرا کر) جی درست ہے آپ تو ایسا ہی کہا چاہین

بہار۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے۔ نہین دُبلی ہوئی ہے۔

شہزادہ۔ خدا خدا کیجئے صاحب دُبلا ہونا کیا معنی۔

بہار۔ اچھا سہرا جو کہدین وہ صحیح ہے بس۔

شہزادہ۔ وہ تو خواہ نخواہ اپنی بہنونکی سی کہینگی۔

بہار۔ یہ کاہے سے معلوم ہوا وہ تو سسرال کا دم بھرتی ہے

شہزادہ۔ واہ یہ باتین ہین اجی خدانخواستہ آپ نے کیا دبلا پن دیکھا اور یون تو قاعدہ ہی ہوتا ہے کہ سسرال والے خواہ مخواہ مورد طعن ہوتے ہین۔

بہار۔ تو ہم سسرال والون مین نہین ہین جی۔

شہزادہ۔ کوئی اور بھی کہتا ہے یا آپ ہی کی رائے ہے۔

بہار۔ کو تم لوگون کس برتے پر ہو ہماری بہن کا جو حال ہم کو معلوم ہے تم کو معلوم ہو سکتا ہے کبھی پہلے دیکھا تھا پھر بھلا ہم سے بحث کیا معنی۔

بڑی بیگم تو تھوڑی دور پر ایک اور بوڑھی عورت سے آہستہ آہستہ باتین کرنے لگین اور ادھر انکو باتین کرنے کا موقع ملا جیسے بہار النسا نے یہ فقرہ کہا (پھر ہمسے محبت کیا معنی) ویسے ہی کمرے سے آواز آئی (گدھا بن کیونکر ثابت ہو) یہ گرما گرم فقرہ سنتے ہی بہار النسا ہنس پڑی اور کمرے سے بھی کئی کم سنون کے قہقہے کی آواز آئی اور صاحب عالم منھ پر رومال رکھکر مسکرائے اور اسقدر جھینپے اور شرمائے کہ بیان سے باہر۔

شہزادہ۔ جس نے ہمین گدھے کا خطاب دیا ہے اسکی صورت تک سے ناواقف ہین شوخی اور بے تکلفی تو اسی کی مقتضی ہے کہ رخ انور کی جھلک دکھا دین۔

آواز۔ پھر گدھے پن کی لینے لگے ایک نشد دو شد۔

شہزادہ (بہار النسا سے) یہ کون ہین بڑی گرما گرم بڑی تیز بڑی مقرر بے تکلف معلوم ہوتی ہین۔

آواز۔ بہر آرا کہتی ہین ہمکو انکی باتو پر ہنسی آتی ہے۔

شہزادہ۔ یہ گھو گھٹ کیا معنے اے صاحب خاموش۔

آواز۔ ما غا اللہ ما غا اللہ۔ بس خبردار۔ زبان سے بھی ان میان کو لگنا نہین ہے کتنے کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہے۔

شہزادہ۔ آپ کا سا ظرف اور لسان تو کوئی شاذ ہی ہوگا ناظرین شاید سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کون شوخ بیباک اس بے حجابی اور لگاوٹ بازی اور زبان درازی سے گفتگو کرتی تھی حسن آرا کی یہ تقریر نہین انکی شوخی بھی لنتعلیق ہے۔

بہر آرا یہ کلمہ صاحب عالم کے حق مین بھلا کیونکر زبا پر لاتی اور روح افزا گو مزاج کی تیز ہین مگر اسقدر بے جھجک نہین گیتی آرا کے زبان آور ہونے مین شک نہین لیکن اسقدر شوخ نہین ہے۔ یہ نازک ادا بیگم ہین۔ جانے کو تو گھر گئین مگر رہا نہ گیا دوسرے روز واپس۔ آج آئین تو سنا کہ صاحب عالم تشریف رکھتے ہین۔ یہ بھلا بے آزادہ کسے پھبتی کسے کب رہنے والی تھین حسن آرا نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر انھون نے ایک کی نہ سنی اور موقع پاکر تڑ سے بول ہی اٹھین۔

اب سنیئے کہ جب نازک ادا اور صاحب عالم مین سوال وجواب ہونے لگے تو روح افزا نے کہا چاہے جو ہو مین تو تمھارا نام بتا دونگی خدا جانے وہ کیا سمجھین۔

نازک۔ اخاہ۔ کیا چوری پڑی ہے مجھے ہونہہ۔!

روح۔ اللہ جانتا ہے ہم نام لے دینگے جسمین تمھارے سبب کوئی اور تو مفت مین بدنام نہ ہو۔

نازک۔ اے روح افزا ہمن کہتی تو تم ہو اور نام سب کا بدہوگا کہو تو اپنا نام لیکر کہو یہ تمھارے سبب سے کوئی اپنے کو کاہے کو بدنام کرنے لگا۔

روح۔ ہمارا نام تو نازک ادا بیگم ہے بہن۔

شہزادہ۔ اخاہ۔ یہ کہیئے۔ نواب آسمان جاہ تشریف فرما ہین۔ حسن (ہنسکر آہستہ سے) انکے نام سے کون نہین واقف ہے

روح۔ اب بولو۔ بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی تھین۔

گیتی۔ اچھی دھری گئین۔ اسوقت روح افزا نے بڑا کام کیا

شہزادہ۔ جب ہی مین سوچتا تھا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے یہ کون شوخ و شنگ بیگم صاحب ہین چٹاخ پٹاخ زبان ہے کہ فراٹے بھرتی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ نازک ادا بیگم صاحب تشریف رکھتی ہین۔ مزاج شریف۔

نازک۔ روح افزا دیکھو اسے جانتا ہے تم کسی کا نام مفت مین لیکر لڑائی مول لیتی ہو اور پھر ہم اگر۔

روح۔ وہ تو گفتگو ہی سے پہچان گئے ہونگے۔
شہزادہ۔ آپکے کہنے کی ذرا ضرورت نہین ہے مین انسے خوب واقف ہون ماشاء اللہ بڑی گویا ہین اور مجھے تو اسوقت کمال مسرور کیا اسقدر تعریف کی کہ میری زبان اُسکے شکریہ سے قاصر ہے (مسکراکر) تسلیم عرض ہے۔
نازک۔ اب کیا کچھ اور سننے کا قصد ہے۔
شہزادہ۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا کہیگے گا۔
نازک۔ پھر اب سننے کو جی چاہتا ہو تو ویسا ہی کہدو۔
شہزادہ آپسے جیتنا یا عہدہ برآ ہونا یہ تو محال ہے۔
نازک۔ سوال مین آنکے بے سنے جانا کیا معنی۔
شہزادہ۔ اسمین کیا شک ہے۔ پھر سنا تو چاہئین آپ۔
بہار۔ مین تو دنگ ہوگئی۔ کہ یا اللہ یہ کون ہے کیا بیڈھرک کہہ اُٹھین پھر جب آواز سنی تو پہچان گئی کہ سوائے نازک ادا بیگم کے اور کون ہوگا۔
نازک۔ مین نے سنا ہے آپ تو خوب نکھر سنورکے گئی ہین۔
بہار النسا (جھیپ کر) اب تمسے کون (شرما گئین۔)
نازک۔ ہان ہان۔ کہو کہو۔ کون۔ کیکے رگھئین۔ بس آخر جب دلمین چور نہین ہے تو شرمائین کیون۔ یہان سبکی سب ہنس رہی ہین کہ بہار النسا بیگم نے تو بنے ٹھنے ہوئے قدم نہین اٹھایا
بہار۔ اچھا پھر تم کو کاہے سے رشک ہوتا ہے۔
شہزادہ۔ جلی آیئے نا مضائقہ کیا ہے۔
نازک۔ اللہ اللہ ابتو وہی مثل ہوئی کہ ہو نچادیتے ہی ہاتھ پکڑ لیا۔ انھین سے باتین کیجئے۔ بس اگر ہوس ست ہین قدر بس ست
شہزادہ۔ خیر خوشی آپکی مگر ہمکو رنج ہوگا کہ ایک ذرا سی بات مین انکار کیا۔ جیسے وہان بیٹھی ہین آپ ویسے یہان بیٹھے

نازک۔ پھر وہی۔ اب کہوگے صلواتین سناتی ہو۔
شہزادہ۔ وہی کے بعد کہئے تاوہی گدھا بن ہمارا۔
خیر اب گدھے ہین یا جو کچھ ہین مروت کے یہی معنی ہین۔ کہ اتنے ستانے کے بعد یہان تشریف لائے۔

زقدر دشوکت سلطان نگشت چیزے کم ز التفات بہ مہمان سرائے دہقانی

روح افزا نے نازک ادا کو چھیڑنا شروع کیا اور چونکہ سب ہمجولیان روح افزا ہی کی طرف تھین اس سبب سے نازک ادا کی دال نہ گلی۔
روح۔ بھرائے دماغ کیونکر ملین جب شہر بھر کے شہزادون اور نوابونکی زبانپر انکا نام رہتا ہے تو جسقدر غرور کرین بجا ہے۔
نازک۔ اے تم کاہیکو رشک کرتی ہو۔
روح۔ انکے کہنے کا اسوقت کوئی بُرا نہ مانتا۔
گیتی۔ ہان اسوقت سب کو برطرف کرکے آئی ہین۔
اس فقرہ پر بڑا قہقہہ پڑا اور سبکی سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑین مگر ایک دیہاتن جو دو تین دن سے یہان ٹکی تھی اسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ قہقہہ کس بات پر پڑا سادگی کے ساتھ گیتی آرا سے سبب دریافت کیا تو وہ ہنس کر بولین اے لو انکو ابھی یہی نہین معلوم کہ یہ ہنسی کاہے کی ہے۔
نازک۔ کون۔ بی شکورن۔ یہ بیچاری بھلا کیا سمجھین۔
روح (کشمیری بھاڈ) نقل کیا کرتے ہین کہ ایک رئیس کے دماغ پر گرمی جو چڑھ گئی تو سویرے اُٹھتے ہی جو ملتا ہے اسکو پھاڑ کھاتے ہین خدمت گار نے جھک کے سلام کیا اور وہ چراغ پا ہوئے۔
شکورن۔ کیا ہوے۔ کیا ہوے۔ چراغ۔ کیا۔!

نازک - اب تم تو بہن اشارہ باتین کرتی ہو ہوا بھی اچھی
شہزادے کی نکی سمجھ مین بھی نہین آتین - کھڑی مروانی بولی -
روح - مطلب یہ کہ جسنے بات کی اُسکو بھاڑ کھایا - خواص
نے آئی بندگی حضور تو توڑا بگڑ کر کہا - تم برطرف - مصاحون
نے فراشی سلام کیا - بولے تم بھی برطرف اسیطرح سبکو برطرف
کرتے کرتے یہانتک نوبت پہونچی کہ اپنی جورو تک کو برطرف کر دیا
مشکوران - یہ کسکو برطرف کرکے آئی ہین اسکے جورو کہان -
روح - واہ - کیا یہ مرد ہی نہین ہین اے یہ تو سو امرد ہین -
نازک - اے بہار النسا بہن کچھ باتین کرو - خالی خولی بیچاے
بیٹھے کھان مار رہے ہین نہ کچھ بولین نہ چالین اور کچھ نہین تو
چرخا ہی کہین سے منگوا دو - کاتا ہی کرین -
شہزادہ - اب آخر پردے سے گفتگو کب تک ہوا کرے گی
باہر آیئے روبرو دو بدو گفتگو ہو -

اے بتو کل تو ہے اللہ کو منھ دکھلانا
آج منھ ہم کو دکھاؤ گے تو احسان ہوگا

نازک - بے صبری - اب سوال کیا ہے تو مراد پا چکے

بے سوال صبر کے دولت اگر پیدا کردن
مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کردن

شہزادہ - واہ بتو نکی درگاہ سے سائل کہین محروم جاتے ہین

جو چاہے سو مانگ آکش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

اور تیون پر یہان ایمان لائے ہوئے ہین -
نازک - مجھے تو کچھ بڑے لسان بڑے زبان آور معلوم ہوتے
ہین - اتنک یون ہی بھیگی بلی بنے ہوئے بیٹھے تھے مگر اب معلوم
ہوا کہ پیٹ مین گن بھرے ہوئے ہین مگر واہ ری ادا ؎

کھب گئی دلمین یہ کس خنجر مژگان کی ادا
دل تڑپتا ہے جدا ٹکڑے جگر ہوتا ہے -

روح (دانتون کے تلے انگلی دبا کر) ہائین !
گیتی - (متحیر ہو کر) بس حد ہو گئی !!! ارے توبہ !
شہزادہ - صاحب ہم آپسے ہارے - بیشک ہار گئے -
روح - انوہ یہ انسے اسقدر بے جھجھک کہا کیونکر گیا -
نازک - اسکی سند نہین کہ ہاری ہاری پکارنے لگے - جب
جانین کہ اسکے جواب مین کوئی ایسا ہی بھڑکتا ہوا شعر کہو ؎

ہمدمو کشتہ ہون مینے نرگس بیمار کا | ہے ہمان خم پریان خندۂ مستانہ ہو

سیگڑون شعر یاد ہین ؎

پاس ادب رہا ہے جنون مین بھی اسقدر
آتا ہون سجدے کرتا ترے آستان تلک
فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہے
بجلی ہی کاش آئے مرے آشیان تلک
اس مہ کے وصف مین یہ ہوا مرتبہ بلند
پہونچی مری غزل کی زمین آسمان تلک
رکھین ادب سے پاؤن نہ ہم تیری راہ مین
باہر جب آپسے ہون تو پہونچین وہان تلک
کب پہونچی آہ ضعف سے گوش جہان تلک
سو جا ٹھہر کے سینے سے آئی وہان تلک

روح - اسوقت گانے پر کچھ مہربانی کی -
بہار - اب تو تم نے صاحب عالم کو بند کر دیا -
نازک - ابھی تو خاموش بیٹھے ہین -
اتنے مین صاحب عالم کو آزاد پاشا یاد آئے تو اُن کی
توصیف مین عرصہ دراز تک رطب اللسان رہے -

شہزادہ حسن آرا بیگم تو صحیح سلامت ہین۔

بہار۔ ہان خیر و عافیت سے ہین آپ کے اس استفسار اور پرسش کا شکریہ ادا کرتی ہین کہ آپکو اسقدر خیال رہا۔

شہزادہ۔ اب تو انشاء اللہ جشن مسرت ہوگا۔

بہار۔ انشاء اللہ۔ اب کچھ تھوڑی ہی کسر باقی ہے۔

شہزادہ۔ سنا ہے دور تک آگئے ہین مگر چشم بد دور خوب نام پیدا کیا جہان سنو انھین کا چرچا اور جس کو دیکھو انھین کی تعریف کرتا ہے ایک جلیل القدر انگریز کی زبان سے ہمنے بڑی توصیف سنی وہ مجھسے کہنے لگے کہ ہندوستان کے اکثر مشہور انگریزی اخبارون مین ہمنے آزاد کی تعریف پڑھی اور ولایت کے اہل پرچون مین انکی جرأت و لیاقت کا حال درج پایا ایسے نیکنام ہین۔

بہار۔ انکے سب دوست ہین کوئی نام کو دشمن نہین۔

شہزادہ۔ ایسے شخص کے سب دوست ہوتے ہین اور اسی سبب سے وہ اور بھی زیادہ مشہور ہوتا ہے ؎

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم برائے یار فروشی دکان نمی باید

نازک۔ کسی اخبار مین آزاد کی تصویر بھی دیکھی ہے۔

شہزادہ۔ کسی اخبار مین کیا معنی۔ کیا کوئی ایسا اخبار بھی ہے جسمین انکی تصویر نہو اور ہمارے البم مین تو کئی تصویرین ہین۔

نازک۔ بھلا حسن آرا بیگم کی تصویر بھی کہین دیکھی۔

شہزادہ (ہنسکر) اب اسکا جواب وہ خود دینگی۔

بہار۔ تم اپنی تصویر بھجواؤ تو کیا مضایقہ ہے بہن۔

نازک۔ ہماری تصویر تو اس لائق نہ ہوگی کہ کوئی دیکھے روح افزا کو اللہ نے وہ صورت دی ہے کہ۔

اسقدر کہا تھا کہ روح افزا نے جھلا کر ہاتھ منہ پکڑ لیا اور نازک ادا (کہ) کہکر خاموش ہوگئین اور ہنسنے لگین۔

روح۔ اے تو تم کاہیکو بدنام کرتی ہو۔

نازک۔ تمھاری تو اور تعریف ہوتی ہے برا کیون مانتی ہو۔

گیتی۔ اس قابل ہون تو برا مانین۔ ہان تم البتہ اس لائق ہو کہ سب کے پاس تمھاری تصویر رہے۔

روح۔ اور ہمکو جانتا ہی کون ہے تم البتہ شیطان سے زیادہ مشہور ہو۔

بہار۔ نازک ادا کی زبان ولایتی مقراض سے کم نہین۔

شہزادہ ہان کیا اچھی مثال دی ہے آپ نے۔

نازک۔ آپکو بھی ہماری زبان آئی۔ شان خدا۔

صاحب عالم کچھ دیر کے بعد باہر دیوانخانے مین تشریف لائے یہان بڑی بیگم کے اعزہ نے تعظیم و تکریم کے ساتھ بٹھایا اور انکے سفر و سیر و سیاحت کا حال دریافت کیا انھون نے کہا خدا جانے کیا بات ہوئی کہ ہمنے وطن کو ترک کرکے کوہستان پر رہنا اختیار کیا۔ عابد علی شاہ درویش نے وہان ہمکو پڑھایا منطق اور ریاضی اور علم ادب اور فقہ اور طب اور صرف و نحو مین خدا کے فضل اور استاد شفیق کی توجہ سے برق ہوگیا تو اسکول مین جاکر انگریزی پڑھی۔ اگر خدا روپیہ دے اور عقل دے۔ تو سال مین کم سے کم چار مہینے پہاڑ پر ضرور رہے از سر نو جان آتی ہے خدا داد لطف حاصل ہوتا ہے۔

این سبزہ و این چشمۂ و این لالہ و این گل آن شوخ ندارد کہ بگلشن در آید

نواب۔ آپ کو نہین۔

شہزادہ۔ فرمایئے فرمایئے آپکو کہکے آپ رہ گئے۔ ہان

فرمائیے نا۔

نواب۔ کیا مطلب ہے اب ان باتون کا ذکر ہی کیا ہو اجو کچھ ہونا تھا خدا آپکی زندگی مین برکت دے اور صد وسی سال عمر آپکو عطا کرے ہمارے سر تاج اور نور عین ہین آپ۔

شہزادہ۔ مین نے اس سانحہ جگر دوز کا حال ایک اخبار مین پڑھا تھا کو گھر سے دل بھیکا پڑگیا تھا مگر بھائی کی محبت جو تن زن ہوئی اور بڑی دیر تک مثل ماہی بے آب تڑپتا رہا کسی سے مین نے کچھ کہا نہ سنا دل ہی دل مین کڑھتا رہا یار دوست آشنا احباب سب متحیر کہ یا خدا آج ان کو بیٹھے بٹھائے کیا ہوا۔ کسی نے کہا دماغ مین خلل ہوگیا ہے کوئی سمجھا ایک ساعت کا جنون ہے کسی نے تشخیص کی کہ کوئی عارضہ ہے الغرض سب نے عقل کے گھوڑے دوڑائے مگر کوئی یہ نہ سمجھا کہ درد دل کیا ہے۔ بس بآواز بلند بھائی کا نام لیکر اتنا البتہ کہا کہ اب مجھے کوئی تمنا نہین ہے بجز اسکے کہ اپنی مادر ضعیفہ کو تسکین دون اور مزار پر سر پھوڑ دون

کنون نماند تمنا و گر امیر شوم	
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم	

نواب۔ ہائے افسوس اسکی جوانی مفت برباد گئی ہائے ہائے

رفیق۔ خداوند باغ مین تشریف لیچلئے وہان فرحت ہے۔

نواب۔ ہان چلئے سب صاحب وہین چلکر بیٹھین اب دل کو بہلانا چاہیئے۔ خدا کی خدائی مین کسی کو دخل نہین مشیت ایزدی کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ بس۔

رفیق۔ حضور ایسے سانحے ہوتے ہین کہ مین کیا عرض کرون

نواب۔ اسی کا نام دنیا ہے اور دنیا کسے کہتے ہین۔

تفریح طبع کے لئے باغ مین گئے اور بات ٹالنے کی غرض سے نواب صاحب نے شعر خوانی شروع کی۔ ؎

تراسمند کہ ہر دڑ نہ یکا کیونکر عزم	تمام عرصۂ ہر سکو تنگ میدان ہے
قدم قدم چلی وہ تو سب لگے کہنے	کبھی نظر سے ہی پنہان کبھی نمایان ہے
ٹھہا نہین ہی یہ ہو جہ آسمانپہ ہلال	بتاؤن کیا کہ منجم کی عقل حیران ہے
تمر سمند ذرا کر دہان جو ماری ٹاپ	نشان نعل کا دن آجتک نمایان ہے
ہر ایک سب سمجھتا ہی اپنی زلیت اسے	ترا کمیت تو حیون کو آب حیون ہے
کہون غزال تے باد پا کو مین کیونکر	کہ اسکے سامنے ہیچ رم غزالان ہے
پھر آئے ہلدہ ایسا ہی بے سکون مین	کہ اسکا عکس جہان تحاد مین نمایان ہے
کہون مین شب کو فیل سیہ پیکر شب قدر	اور اُسپہ ہودج زرین مہ خشان ہے

یہ تیز رو ہے کہ پل مین نگہ سے غائب ہو	
اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے	

شہزادہ۔ ع اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے انگریز چرخ کے قائل نہین وہ اسکو مد نظر بتاتے ہین اور ہم لوگ آسمان کے قائل ہین۔

رفیق۔ خداوندان لوگون کی نہ کہیئے۔ وہ تو سوائے عقل کے بس اور شے کے قائل ہی نہین۔

نواب۔ اچھا اسمین تو عیب نہین عقل تو مقدم ہے مگر ہان حکم خدا مین عقل دوڑاتا اور جو شے انسان ضعیف البنیان کی فہم سے خارج ہو اُس کو باور نہ کرنا یہ البتہ قیامت ہے۔ ؎

معقول اسکا جو نہین معقول خود نہین	
حکم خدا مین دخل نہین ہے دلیل کا	

رفیق۔ کیا خوب فرمایا ہے حضور نے اور سرکار سنتے ہین کہ یہ جو سمندر مین جوار بھاٹا آتا ہے اسکے بھی لوگ قائل نہین ہین

شہزادہ - اسکے کیا معنی - جوار بھاٹا آتا ہے اور اسکے قائل نہین یہ نئی بات ہی وہ یہ کہتے ہین کہ قمر اور شمس ان دونون کی کشش سے جوار بھاٹا آتا ہے قمر چونکہ کرۂ شمس کی نسبت زمین سے قریب ہے اس سبب سے اسکی کشش کا زیادہ اثر پہونچتا ہے یہی اسکے اسباب خاص ہین -

نواب - ماشاء اللہ علوم انگریزی مین بھی دخل ہے -

رفیق - خداوند شہزادگی چھوڑکے علم حاصل کرنے کی کوشش کی ہے -

نواب - اسمین کیا فرق ہی - اسی طرح علم حاصل ہوتا ہے -

شہزادہ - جناب علم تو دریاے زخار بلکہ بحر ناپیدا کنار ہے -

نواب - یہ سچ مگر کوئی زیادہ جانتا ہے کوئی کم کوئی بالکل ناواقف ہے اُسکو علم سے کوئی واسطہ ہی نہین اسقدر فرق ہے -

سامعین کے دلونپر صاحب عالم کی علمیت اور قابلیت کا نقشہ منقوش ہوگیا پہلے سب کو گمان تھا کہ اونمین اور مرزا ہمایون فرہاد مین زمین و آسمان کا فرق ہوگا مگر یہ خیال دور ہوگیا - مرزا صاحب اور شہزادے مین کبھی کی ملاقات اور جان پہچان نہ تھی نواب حشمت علیخان نے اُن دونون مین ملاقات کرائی - اور یون تعریف کی

حشمت علیخان - (مرزا صاحب کیطرف اشارہ کرکے) آپسے ابھی ملاقات نہین ہوئی - آپ کے ہم زلف ہین لنگلگیر ہوجیئے آپ خورد ہین انکے -

شہزادہ - (ایستادہ ہوکر) مجھے آپکی خدمت مین نیاز نہین حاصل ہے

مرزا - (لنگلگیر ہوکر) جی ہان - مجھے بھی کبھی نیاز نہین حاصل ہوا تھا - آپکی تعریف بہت سنی ہے اور اسوقت آپکی تقریر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ واقعی عالم اور ذی لیاقت ہین -

شہزادہ - جناب یہ سب آپ اپنی ہی تعریف کرتے ہین کل اثار تیرہ شبہا فیہ - ورنہ من آنم کہ من دانم - آپ کا قیام بمبئی مین رہتا ہے -

مرزا - جی ہان کئی سال سے بمبئی ہی مین قیام ہے -

شہزادہ - آپسے تو حضرت آزاد پاشا سے ملاقات ہوئی ہوگی

مرزا - جی ہان جب روانہ ہوئے تھے تب بھی اسی جانب سے گئے تھے اور آتے ہوئے بھی - اور دوسرا تو کوئی راستہ ہی نہین ہے

شہزادہ - ملاقات مین آپنے اُنکو کیسا پایا بے نظیر -

مرزا - سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے جواب کا ہیکو رکھتے ہین فرد ہین - کوئی علم - کوئی فن - کوئی امر ایسا نہین جس مین طاق نہون - اور بڑے مذاق کے آدمی ہین شکل و صورت سبحان اللہ سبحان اللہ نہایت وجیہ اور خوبرو جوان رعنا ہین -

شہزادہ - جنگ کے حالات اُنکی زبان سے کمال دلچسپ معلوم ہوتے ہونگے -

مرزا - کئی لکچر دیے بمبئی کے لوگون نے اُنکی بڑی قدر کی اور اسکے تو وہ ہر آئینہ مستحق ہین - ہنگام تقریر منھ سے پھول جھڑتے ہین - بڑے گویا اور زبان آور آدمی ہین -

شہزادہ - سنا ہے انکے ساتھ دو فرنگنین آئی ہین یہ صحیح ہے -

مرزا - ایک روسی لیڈی ہے - دوسری کوہ قاف کی پری

شہزادہ - اسمین کچھ لم تو نہین ہے اور سنا ہے دونون جوان ہین

مرزا - نوخیز - دوشیزہ حسین - نازنین - مہ جبین اور شوخ

شہزادہ - وہ بھی آپ ہی کے ہان فروکش ہوئی تھین یا کہین اور -

مرزا - وہ ہوٹل مین فروکش ہوئی تھین مگر ہمنے اُنکی دعوت کی تھی - اردو بالکل نہین سمجھتین ایک میم کو بلوایا تھا اُس کے

نہیں سے کچھ کو مطلب کچھ ہین آتا تھا۔
شہزادہ۔ یہان تو خبر گرم تھی کہ ایک کے ساتھ عقد ہوگیا ہے مگر کسی کو اس امر کا یقین نہین آتا تھا اب آپکو مفصل حال معلوم ہوگا۔
مرزا۔ حضرت ان دونون نے انکی جان بچائی اور اگر یہ دونون نہوتین تو آزاد کا اسقدر نام بھی نہوتا دل تو یہ مفلس اور روپے کے بغیر کام چلنا معلوم بے زر عشق ٹین ٹین دوسرے اکثر امورین انھین دونونکی مدد کی خاص ضرورت تھی۔ اب مکلسر کا حال سنئے کہ شمس النسا بیگم جو عرصے کے بعد خواب ناز سے بیدار ہوئین اور سب ہمجولیون مین آئین اور معلوم ہوا کہ صاحب عالم عرصہ دراز تک بڑی بیگم کے پاس بیٹھکر باہر گئے ہین تو انکو بڑا رنج ہوا کہ کسی نے بھی نہ جگایا مغلانیون پر خفا ہوئین۔ مہریون پر جھلائین۔ حسن آرا اور روح افزا سے بگڑکر کہا۔ اے بہن واہ سبحان اللہ ذرا جگایا تک نہ گیا
روح۔ تو سوکا ہیکو رہی تھین کسی کو کیا پڑی تھی کہ جگاتا پھرتا۔ بمبئی سے یہانتک تو اشتیاق مین آئین اور یہان جان بوجھ کے سورہین تو سانس ڈکار تک نہ لی۔
حسن۔ اور ہمکو کچھ خیال بھی نہ رہا کہ باجی بیمین ہین۔ ورنہ ضرور جگاتی۔
روح۔ کوئی دن کو سوتے ہی کیون۔ رات سونے کے لئے خدا نے بنائی ہے یا دن۔
شمس۔ یہ ایک تو شرماتی نہین۔ دوسرے اوپر سے ہمکو باتین سناتی ہین۔
روح۔ جاکے سورہین مجھے یاد تھا۔ مگر مین نے کہا سونے دو دن کا سونا بڑا منحوس ہوتا ہے ہین۔
بڑی۔ کیا ہے۔ کیا منحوس ہوتا ہے۔ نحوست کیسی۔
حسن۔ اب بتاؤ کسکی زبان سے نحوست کا نام نکلا اور انکے کان کھڑے ہوئے۔ یا الٰہی بڑا شک امان جان کے مزاج مین ہے۔
روح۔ امان جان دن کا سونا لوگ کہتے ہین منحوس ہوتا ہے۔
بڑی۔ لوگ کہتے ہین کیا معنی۔ کیا تم نہین جانتی ہو۔
شمس۔ امان جان میری طبیعت ذری یون ہی سی بے لطف تھی تو دو گھڑی کے لئے سورہی۔
بڑی۔ بیٹا دو گھڑی سونے کی آج عادت ڈالی کل دوپہر سوؤگی پرسون دن بھر سوتی ہی رہوگی۔ سونا نہوا بیماری ہوگئی خدانخواستہ۔
روح۔ جتنی دیر تک صاحب عالم بیٹھے رہے یہ سویا کین انکو ہوش بھی نہین کہ وہ کب آئے اور کب گئے اور جو مین کہتی ہون تو خفا ہوتی ہین۔
بڑی۔ بری بات ہے۔ سونے کے لئے رات کیا کم ہے۔
شمس۔ (آہستہ سے) (روح افزا کی طرف) اچھا اسوقت تو ہم قائل ہوگئے اب کبھی اور موقع کیا نہ ملیگا۔ ایسی کہون کہ یاد ہی کرو۔
بہار۔ تو یہ جھگڑا کیون کرتی ہو۔ ابھی تو باہر ہی بیٹھے ہین۔ تھوڑی دیر مین آئینگے۔ دیکھ لینا۔ اب تو تم یہان رہنے کے لئے آئی ہی ہو۔ کیا آج ہی بھاگی جاتی ہو۔
نازک۔ تم تو کہا ہی جاؤ۔ روبرو اور دو بدو باتین کرچکی ہو نا
شمس۔ کیا کیا۔ کیا بہار النسا بہن سامنے ہوئین۔
روح۔ پھر کیا کچھ ہرج ہے آپ تو کہتی تھین کہ بمبئی مین

ہم ہوا کھایا کرتے ہین۔ وہان اسقدر پردہ نہین ہے اور اب ایسی باتین کرنے لگین۔

حسن۔ ہان اسمین ہرج ہی کیا ہے کیا کوئی غیر ہین۔

شمس۔ اور آج ہی تو وہ دولھا بنکر آئے ہین۔ پھر دولھا کے سامنے ہونا تو شہر مین جائز ہے اور خصوصًا پہلے دن کچھ چھیڑ چھاڑ بھی ہوئی تھی یا نہین۔

شمس النسا بیگم نے بڑی بیگم سے باصرار کہا کہ امان جان ضرور بلوایئے اتفاق سے آنکھ لگ گئی اور اُن سب نے شرارت کی ہمکو اطلاع تک نہ کی اور میری نیند ایسی ہلکی ہے کہ ذری آہٹ ہوئی اور نیند اُچاٹ اگر ذرا قریب آکر نام ہی لے دیتین تو مین جاگ اُٹھتی۔ مگر سب نے ایکا کرلیا کہ اس کو نہ جگانا بڑی بیگم نے مہری باہر بھیجی کہ جاکر دریافت کرآؤ کہ صاحب عالم کیا کرتے ہین مہری نے آکر عرض کیا حضور گنجیفہ کھیل رہے ہین اور درق ہوتا ہے دور دیہہ پتا پڑا گیا ہے۔

شمس۔ تو بھلا گنجیفہ چھوڑ کر کیون آنے لگے۔

روح۔ اب تو اسوقت نہین جلدی کیا ہے اور تھوڑی دیر سہی

نازک۔ جب جانین کہ اتنون مین کوئی انکے ساتھ گنجیفہ کھیلے

روح۔ سوائے تمہارے اور کون کھیل سکتا ہے بہن۔

نازک۔ مجھسے گنجیفہ ہو تو دونون ہاتھ سے لوٹ لون۔

روح۔ وہ بھی کوئی کچے نہین ہونگے کہ کوئی اُنسے لوٹ لے

نازک۔ اچھا پھر کوئی انکو اس بات پر راضی کرے۔

گیتی۔ اسمین کسی کے کہنے سننے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تم کو اس مین حجا نہین کہ نامحرم کے ساتھ گنجیفہ کھیلو تو انکو کیا شرم ہے

حسن۔ اور اُنسے کیا کچھ بعید بھی ہے اُنسے کچھ بعید نہین ہے۔

مہری۔ حضور باہر سب کہتے ہین کہ جو باتین شہزادون مین ہونی چاہئین۔ وہ ان مین سب عاملی ہین۔ شکل و صورت تو شہزادون کی سی ہے۔ بڑی بڑی دور کا سفر کرآئے ہین۔

نازک۔ اے سہر آرا تم اپنے میان کا کچھ حال نہین بتاتی ہو

سپہر۔ اے بہن پہلے تم بتاؤ تو پھر ہم بھی کچھ کہین تم بڑی ہو بڑون ہی کا متبع چھوٹے بھی کرتے ہین۔

روح۔ تو کیا انکو اسمین کچھ عذر بھی ہے۔

نازک۔ جو پوچھو وہ بیان کرین۔ اللہ جانتا ہے بہن اسوقت اتنا جی خوش ہوا ہے کہ بیان نہین کرسکتی ہون خدا جوڑی قائم رکھے۔ افوہ سہر آرا ہمکو تمہارا دل سے پیار ہے۔

گنجیفے مین بڑی دیر لگی رہی۔ نواب احتشام الدولہ اور نواب عظمت علی خان ایک طرف۔ صاحب عالم اور مرزا صاحب ایک طرف اور تیسرے میان مذاق یہ صاحب بڑے بامذاق آدمی تھے۔ نقل محفل ظریف طبع۔ بذلہ سنج۔ لطیفہ گو حاضر جواب۔ بیان مرنج مرنجان پہلے دور مین سب نے پتے اُٹھائے تقسیم کرنا میان مذاق کے گلے پڑا اور اس سے انکو نفرت کلی۔ بہت ہی جھلائے۔

مذاق۔ (سر پیٹ کر) واللہ اوس پڑگئی۔ بڑا شگون ہے جو سب کے پہلے تقسیم کرتا ہو واللہ ہی ہارتا ہے یہ بندہ ہی ٹکی چوٹین ہین۔

مرزا۔ یہ نئی بات سنی۔ مگر ہان القاسم محرم

مذاق۔ بندہ پرور ایک تصویر کی صورت دکھائی دے تو کچھ جرمانہ دون۔ میرے ہاتھ تو اس قابل ہین کہ تراش ڈالے جائین

مرزا (احتشام الدولہ سے) تراشون حضرت۔

(احتشام الدولہ۔ بسم اللہ سہ عدد لکیر کھینچ کر)

مرزا۔ لیجئے چنگ کا دہلا تو اغا ہے دیکھئے گا۔

مذاق۔ ارے! تو صاحب چنگ ترشی رہے خلال برسی

احتشام۔ ہمارے لئے تو اچھا شگون ہوا لنجنے کا خالی خانہ

(میان مذاق کی طرف کھسکا کر) حضرت کچھ لائیے۔ میان مذاق نے پہلے چار تپے دئے۔ تو شمشیر کا چوا۔ تاج کا دوا۔ چنگ کا اٹھا۔ اور برات کا دہلا۔ بہت خوش ہوئے اور ان چاروں پر تپے رکھکر کہا۔ یہی ہوا۔ ادھر بھی دوسرے تپے تقسیم کئے تو چنگ کا پنجا۔ چھکا۔ تماش کا چوا۔ اور شمشیر کا اکا بہت ہی خوش ہوئے۔

مذاق۔ یہ ہاتھ چومنے کے قابل ہین (ہاتھ چوم کر)

مرزا۔ لاحول ولا قوۃ کیا روپے خدوے تپے دیے ہین۔

مذاق۔ قبلہ۔ بندہ تو یون ہین کھیلتا ہے چاروں میر۔ چاروں وزیر۔ اپنے بنے لیتے ہین تو برات کا میر۔

مرزا۔ اُن پہلے ہی ہاتھ میر وزیر آنے لگے۔ لاحول ولا۔

احتشام۔ بُری ہوئی۔ ابکی صفا یا ہوگا۔ انشاء اللہ۔

مرزا۔ انشاء اللہ۔ آمین آمین ابکی تاج کی نادری مذاق نے (پتہ کھولکر) شکر ہے خدا وند اشکر ہے تیرا۔ برات کا میر اور چنگ کا میر۔ ابکی پھر کچھ ہونا چاروں میر (پتا کھولکر برات کا اکا۔ کچھ پروا نہین۔ ٹیپ اوڑا دو نگا ادھر دونون فریق کا رنگ فق اور میان مذاق کی باچھین کھلی ہوئین ہو تھا چایا تو مرزا صاحب اور احتشام الدولہ بہادر۔ اور عظمت علیخان اور صاحب عالم اور کل حاضرین نے آواز بلند قہقہہ لگایا اور اُچھل پڑے۔ آفتاب۔ آفتاب تپے ملائیے اور پھر سے بانٹئے۔

مذاق۔ واہ اسکی سند نہین۔ پہلے سے شرط نہین ہوئی تھی۔

احتشام۔ کیسی شرط۔ ہوش کی دوا کرو۔ شرط لائے وہان سے۔

مذاق۔ اجی حضرت اب ہتو وا للہ روند نگے اور تپے نہ دینگے نہ دینگے۔ غضب خدا کا برات کا میر اور اکا مع ٹیپ زبردست کی اور چنگ کا میر۔ بھلا ہم کیونکر تپے آپ کے حوالے کردین۔ کیا مجال۔

عظمت علی خان۔ اب تپے ملاتے ہو یا روتے ہو روؤ۔

مذاق۔ (سر پیٹ کر) دل رو رہا ہے مجھ آفتاب اور مجھ چنگ کے میر کے۔ اسپر ٹیپ اُڑانا اور مجھ برات کے میر اور اکے کے سب ملاکے ہوئے چھ چھ بارہ اور چھ اٹھارہ تو ہین ہو گئے جی اب فرمائیے ہین کیونکر آپکے حوالے کردون۔

الغرض بعد وقت گنجیفہ از سر نو تقسیم ہوا تو آفتاب پھر میان مذاق ہی کے پاس آیا اور یہ اُچھل پڑے۔

مذاق۔ وہ مارا۔ آفتاب آیا ہے سورج کنڈ مین۔

احتشام۔ کیا مچھیڑے کھلائے ہین جب دیکھو تمہارے ہی پاس موجود رہتا ہے۔ پالو کرلیا ہے آفتاب کو بھی ہے

مذاق۔ حضرت آفتاب مذاق پسند ہے روشن دلون کے پاس آفتاب جاتا ہے نہ کہ ایسے دلیونکے پاس ؎

تیرہ دل کی بزم مین جام شراب آتا نہین
جانب ظلمات ہرگز آفتاب آتا نہین

مرزا۔ تو سہی جو اسی کے سبب سخو ست بازی بھی ہین ہو۔

مذاق۔ اب آپ پانی پی پی کے کوسیئے بندہ تو یون ہی کھیلتا ہے۔

احتشام۔ بھئی بازی ذرا نہین آتی۔ خم۔ رکھو خم۔

مذاق۔ تو سہی جو خم سٹر جائے۔ ایک ورق عودہ نہ نکلے۔

عظمت۔ لایئے ابھی دست ہم لینگے۔ چار دن میر۔ چار دن وزیر۔

مذاق۔ دو اوپر کی بازی کے دوے اور دو دہلے نیچے کی بازی کے۔

عظمت۔ ابھی پتے دکھاؤن تو دہل جائین میان مذاق

مذاق۔ آپ بھی عجب قماش کے آدمی ہین مگر ہمارے سر تاج ہین آپ۔

گنجیفہ تقسیم ہو چکا تو میان مذاق نے کہا یارو تین خم رکھے ہین اور دعوے کرکے کہتا ہون کہ بارہ میر اور بارہ وزیر اس مین نکلینگے ایک کم نہ ایک زیادہ۔ تینون خم اعلے سے اعلے ہون تو سہی۔

مرزا۔ بارہ تو درق اور چوبیس پتے۔ بہت ہی خاصے۔

احتشام۔ جی ہان بارہ میر اور بارہ وزیر گھر کی ٹپکی باسکٹ

مذاق۔ میان میرے درق انڈے دیتے ہین اب بتایئے

عظمت۔ بھلا ایک بات پوچھین بتاؤگے۔ یہ خم کسکے نام کے ہین۔

مذاق۔ حضرت یہ خم اسکے نام کا ہے جو۔

(ایک درق دیکھکر) سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ تاج کا دہلا نکلا (دوسرا) پتا نہ بتاؤنگا (تیسرا درق) سبحان اللہ ایک سے ایک بڑھکر (چوتھا پتا) خیر نظر بد کے لئے۔ لو دیکھو شمشیر کا نہلا ہے۔

شہزادہ۔ اللہ اللہ۔ شمشیر کا نہلا ایسا گیا گذرا کہ نظر بد کے واسطے ہے تو معلوم ہوتا ہے اور سب میر ہی میر ہین۔

عظمت۔ اجی صاحب معاف کیجیے اور وہ میر ہوتی جاتے وزیر ہون سب سوخت ہونگے ٹیپ لئے بغیر نہ رہینگے نہین اور عقل سے کام لینا جانتے نہین بس فراغت ہوئی ادھر ٹیپ کی ادھر سوخت۔

مذاق۔ چاہے جو کچھ ہو۔ بزن ٹیپے کہ کفرستان بلرزد

شہزادہ۔ زبردست زیردست سب کی ٹیپ بے سمجھے بوجھے جائز ہے۔

مذاق۔ جی خداوند۔ غلام کے ہان سب جائز ہے۔

تاج ست زر سفید و شمشیر است غلام	
جنگ ست ہزار رنج و برات ست قماش	

مرزا۔ ابھی الف بے ہی پڑھتے ہین۔ آپ لاحول ولاقوۃ

عظمت۔ اور وہ خیر سے یاد نہین۔ بار بار نوک زبان کرتے ہین۔

مذاق۔ جی حضرت بسم اللہ آفتاب برآمد۔ ہمراہ غلام

عظمت۔ کیون صاحب ہم ایک پتا آفتاب سے اٹھانا چاہتے ہین۔

مذاق۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ دو دو چہرہ شاہی حوالے کیجیے

عظمت۔ یہ اسپیڈ ہے۔ یار۔ ہم نا نینگے۔

مذاق۔ وہ آپ نا نینگے تو ہم کب نا نینگے۔ پتا نہین اٹھانے پائیگا حضرت اور اگر اٹھایئے تو دو دو چہرۂ شاہی ادھر حوالہ کیجیے۔ ورنہ اللہ اللہ۔ خیر صلاح۔

عظمت۔ اجی مین دل لگی کرتا تھا کیسے پتے۔

کھیل شروع ہوا۔ پہلا دور۔ اب سنئے کہ میان مذاق خوش ہوئے کہ آفتاب کے پتے لیکر تڑسے سر کر دیا۔

مذاق۔ قماش کا سر جوے سے آیا ہون ٹیپ نہ دونگا۔

مرزا۔ (میرے ٹہوکا کر) لیجئے خداوند لیجئے۔ بسم اللہ۔

مذاق۔ کھیل چکے بھی کیا سوچ رہے ہو۔ اللہ رکھی سستی۔

مرزا۔ (تاج کا سر کرکے) حضرت آپ کے یکلو سب سوخت ہوگئے (قہقہہ لگاکر صاحب عالم کیطرف) ہاتھ لائیے گا۔ دوسو یکلو سوخت کردئے۔ یون گنجفہ کھیلتے ہین۔

مذاق۔ (دانتونکے تلے اُنگلی دباکر) ارے!

عظمت۔ ہمنے تو کہا ہی تھا بھائی کہ وہ انکے پاس اگر گنجفہ بھر چلا جائے تو انکے بنائے کیا بنایا جائیگا۔ خاک دہی ڈھاک کے تین پات۔

احتشام۔ بہت اُچھل کود مچائی تھی اب بولو بات تیرے کی۔

مذاق۔ اُف مار ڈالا ظالم۔ بالکل مرہی مٹے واللہ۔

مرزا۔ دوسو یکلو سوخت ہوے۔ لائیے خرچ مین۔

احتشام۔ کاہیکے یکلو تھے بھی جنگ کے ہونگے۔

مذاق۔ دیکھیے جنگ کا میر۔ گھوڑیا۔ اکا۔ دوا۔ تیا۔ چوا۔ پنجا۔ یہ تو ایک بازی کے ہین اب اور لیجئے برات کا میر گھوڑیا اکا دوا۔ گیارہ اکلو سوخت ہوگئے۔

مرزا۔ گیارہ کا ہیکو نوسو خت۔

مذاق۔ خدا ان لوگون کے گنجیفے سے سمجھے جنھون نے کوس کوس کے یکلو سوخت کئے۔ واللہ کمال رنج ہوا اگر خیر دیکھو تو سہی۔

عظمت۔ اور ہم اشارے سے کہتے جاتے تھے کہ جنگ اُدھر ندارد ہی اکا دوا کچھ دید و نہ مانا اب بھگتو ؎

انچہ دانا کند کند ناداں	
لیک بعد از خرابیٔ بسیار	

بس اتنا سا فرق ہے۔

احتشام۔ مین تو ایسا ہی گنجفہ کھیلتا ہون۔ اس مین چاہے کوئی کھیلے چاہے نہ کھیلے۔

عظمت۔ بس ہان بات بات پر یہی فقرہ تھا۔

مرزا ایسی ترکیب کیجئے۔ کہ انکو تکو بھی نہ پہونچے۔

پہلی بانٹ مین میان مذاق نے چھ پتے پائے مگر ایک نادری چڑھی اور ایک چور چلگیا۔ اس سبب سے پورے تیسو ورق ہاتھ سے گئے اور چونسٹھ روپے جیب سے نکالنے پڑے اسوقت میان مذاق نے بڑا مذاق کیا آدمی بڑے متول اور سیر چشم تھے مگر دل لگی بازار اور ظرافت چونسٹھ روپے جو گرہ سے گئے تو گنجفے کو اُٹھا اُٹھا کے پٹک پٹک مارا۔

احتشام۔ حضرت ہم تو ایسا گنجفہ کھیلتے ہین چاہے کوئی کھیلے چاہے نہ کھیلے ہم تو ایسا گنجفہ کھیلتے ہین شرماؤ شرماؤ اب۔

مرزا۔ اور اتنا بھونڈا چکما کھا گئے۔ سُرخ کا اکا نہ روکا گیا۔

عظمت۔ اجی نہین کہتے کہ بدے ہوئے گنجفہ مین نادری کیسی

مذاق۔ ایں اُف اُف۔ واللہ دونون نے ملکر لوٹا یا مجھ سیدھے سادھے آدمی کو افوہ۔

شہزادہ۔ یکلو سے کے یکلو سوخت ہوئے اور نو نو۔ اور ورق مین نادری چڑھی اور سُرخ کا اکا نہ روکا گیا۔

عظمت۔ اور ابھی مُکر رہے تھے کہ مین تو چھیانوے پتے پورے یاد رکھتا ہون کیا مجال کہ ذرا بھول جاؤن۔

احتشام۔ کیا غل مچایا تھا ایک دو تین بوجھ کو لاچھین

مذاق۔ حضرت اچھا ہوا بدا ہوا گنجفہ نہ تھا۔

احتشام۔ رودو۔ رودو۔ بس اتنے ہی ہین۔

رفیق۔ حضور مین اسوقت سے بیٹھا دیکھ رہا ہون کہ دو چار سو بیضا بطگیان اس گنجفے مین ہوئین اور کوئی پوچھتا نہین کہ ہو کیا رہا ہے۔

مذاق۔ مجھسے کوئی لیگا کیا مین اور دون۔

اتنے مین ایک بوڑھے رئیس جو بڑے شوقین اور گنجیفہ چوسر مین برق تھے آئے۔ عظمت علی خان اور حشام الدولہ اور صاحب عالم نے انکو حکم بدا اور میان مذاق اور مرزا صاحب نے بھی منظور کیا۔

حشام۔ قبلہ کعبہ بدا ہوا گنجیفہ ہے ورق ہو رہے تھے۔

عظمت۔ انکے پاس چھپتے آئے مرخ کا اکا اتنا بڑا نامی اور بادی چوراسنے نہ روکا گیا اور پتا چل گیا اور ایک نادری چڑھی تو وہ چھکے چھپہ رفو چکر ہو گئے۔

مذاق۔ اور مین نے اُسیوقت کہا کہ بدے ہوئے گنجفے مین نادری کیسی مگر سب کے سب ملگئے اور میرا گلا کاٹا اور مجھ سے پتے چھین لئے۔

رئیس۔ غلط کارروائی ہوئی۔ ورق مین نادری کیسی۔

مذاق۔ بندگی عرض ہی۔ آداب نواب صاحب۔ سنئے۔

عظمت۔ تمنے اُسوقت کیون نہ منع کیا جی مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد پہلے تو خاموش ہو رہے۔

حشام۔ اور نو یکلو سوخت ہوے قماش کے چھ اور برات کے تین۔ یہ کھیلینگے کیا۔

رئیس۔ (مذاق سے) کیون صاحب سہی ہے یہ۔

مذاق۔ جی ہان مگر بدا ہوا تھوڑا ہی تھا۔ چون مین ایک کے سوا اور یکلو سوخت ہی نہین ہو سکتے یہ لئے مرتے ہین۔

رئیس۔ ہان بدا ہو انہین ہوگا۔ سچ کہا۔

عظمت۔ کہا اتھا اللہ بدا ہوا تھا۔ اسمین فرق نہین۔

رئیس۔ ہمکو نہین یقین آتا۔ اگر بدا ہوا ہوتا تو نادری سوار کیسی اور یکلو سب کے سب کیونکر سوخت ہو گئے۔

عظمت۔ یہ چکما کھا گئے تو ان سے ورق لئے جائین۔ یا نہین۔

مذاق۔ کیون جھوٹ بولتے ہو۔ خدا کے غضب سے ڈرو۔

رئیس۔ ایسا چکما کوئی نہین کھا سکتا کوئی گنوار مقرر کیا ہے۔

شہزادہ۔ تو یہ چونسٹھ روپے کی رقم گئی داخل سمجھین۔

رئیس۔ کیا دو دو روپیہ پتا تھا۔ اور اول تو ہماری سمجھ مین ایسا آتا ہے کہ آپ دونون ملگئے تھے۔

مذاق۔ سبحان اللہ حضور بس کیا بات کہی۔ میرے دلکی یا دونون مین اشارہ ہوتے جاتے تھے اور باتین بھی ہوتی تھین انکو یہ دریافت کرنا تھا کہ مرخ کا وزیر کدھر ہے تو پوچھتے ہین کہو بھئی مرخ رو ہو۔ وہ بولے آجکل کے روسیاہ اپنا منھ رنگا کرتے ہین۔

رئیس۔ اسکا نام گنجیفہ نہین ہے ہم تو نہ کھیلین گے۔

مذاق۔ اور نہ مین دونگا۔ اسکا نام گنگفہ ہے۔

شہزادہ۔ لیجئے حضرت تڑکا ہو گیا۔ مفت مین ہاتھ تھکائے اور ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اچھا صاحب نصفی پر معاملہ کیجئے بلا سے۔

عظمت۔ منظور۔ کچھ تو ہاتھ گرمائین۔ کیون صاحب

مرزا۔ اچھا جب آپ سبکو منظور ہے تو ہمین کیا عذر ہے۔

حشام۔ مگر نقدہ وحرمتہ۔ نقدی ملے نقدی۔

رئیس - بس اب تو ہمین پورا الیقین ہو گیا کہ لٹن ہے۔

مذاق - قبلہ وکعبہ یہ سب کے سب ایسٹیے ہین۔

رئیس - تمھارے نام ڈگری دیدی لو فتح ہے۔

عظمت - واہ ہم اپیل کرینگے۔ آپ ان دونون سے رشوت کھائیے۔

رئیس - (ہنسکر) معقول اب کہین ہم جرمانہ نہ کردین۔

مذاق - اسطرح کے ایسٹیے تو خداوند کہین نہ ہونگے۔

رئیس - کیا نصفی پر راضی ہو گئے تھے جلدی سے۔

مذاق - جی ہان یہ تو چہارم پر راضی ہو جاتے۔

عظمت - اچھی ڈگری دی۔ ڈگری کے بھروسے نہ بھولیے گا چونٹھر روپے گن دیجئے۔ ابھی ابھی۔

رئیس - این! ابھی ابھی تو نصفی پر راضی تھے۔

مذاق - جی ہان اس تماش کے لوگ ہین خدا کے واسطے ذرا تو ٹھہراؤ۔ نام سنئے۔ نواب عظمت علی خان بہادر نواب احتشام الدولہ بہادر ماشاء اللہ اور فضل یہ کہ کملی ڈال کے لوٹ لین۔

گنجفہ ختم ہونے کے بعد بڑی دیر تک دل لگی اور ٹھٹھا مین ٹھائین رہی۔ بعد ازان صاحب عالم شہزادۂ عالی مرتبت دارا اوربان فریدون حشم زنانے مین تشریف لے گئے شمس النسا بیگم نے چق سے بغور دیکھا۔ کہا بہن نہایت خوبصورت آدمی ہین ماشاء اللہ چشم بد دور۔

نازک - بھلا کیون شمس النسا بہن تم انکے ساتھ شادی کرلو بڈھا سا۔ برا نہ ماننا۔ کیا ہرج ہی کیا ہے۔

شمس - بڑی بے شرم اور بیحیا ہو۔ تم تو خدا جانے کسکی صحبت مین رہی ہو۔ بھلا یہ کیا باتین کرتی ہو۔

نازک - صورت شکل اچھی۔ ہاتھ پاؤن اچھے خوبصورت

آئی ہے گلزار خلد باغ جنان	چمن مین پھرتی رہے جبتلک نسیم بہار
بگوش دل سنین جبتک سخن کو صاحب فہم	صدف مین قطرۂ نیسان ہو در شہوار
رباب چنگ و دف نے ہون تاکہ بزم سخن	پیالہ اور صراحی ہو مے ہو اور میخوار
نسیم عیش سے خندان ہو دوست گل کی روش	
چمن مین عمر کی انکے رہے ہمیشہ بہار	
یہ مین نے انکو دعا دی ہے صاحب عالم	

شہزادہ - جی حضور ارشاد۔ نازک ادا بیگم ہین۔

روح - انکا نام تو مین دیکھتی ہون زبان زد خاص و عام ہو گیا ہے اور اس بے تکلفی سے پکارتے ہین کہ گویا برسون کی جان پہچان ہے۔

نازک - صاحب عالم اسوقت کچھ گاؤ ورنہ جانتے ہو سسرال مین بیٹھے ہو اور سالیان سب شوخ اور ہنس چھٹ ہین۔

بہار - ہنس چھٹ کیا مار پیٹ کی نوبت آئیگی۔

شکورن - (بہار النسا کے کان مین) یہ تو بہن بڑی ڈھیٹ ہے۔

بہار - لے ہے از برائے خدا چپ ہو بہن انکو نہ چھیڑنا بہن یہ پھر کسی کی مان کی نہین ہین۔ اتنی مین ایک تو ان سے مقابلہ کر نہین سکتی تم بیچاری کس مین ہو بھلا۔

شکورن - ہم تو یہی مارے بولان ہین لے ہان۔

نازک - بے زبانون کو بھی ہمارے لئے زبان آنے لگی۔

کاٹنے دوڑتی ہے ماہی بے آب مجھے

صاحب عالم کو انکی مذاق انگیز باتین اور لب و لہجہ اس قدر پسند آیا کہ کمال محظوظ ہوئے۔

اتنے مین پیاری چھوکری خاصدان مین پان لیکر حاضر ہوئی اور ایک مہری حقہ بھر کر لائی۔ صاحب عالم پان کھاتے ہین تو کھتا ہی کھتا اور ایک بنا ہوا تمبا کو جس سے انکو قطعی نفرت نورًا پان پھینک دئے اور مُنھ دھوکر ٹھنڈا پانی پیا حقہ پیا تو منھ مین ریت ہی ریت بھر گئی۔

شہزادہ۔ بہت خوب۔ پان مین چونے کی عوض کتھا اور الائچی اور مصالح کے عوض تمباکو ملاحقہ مین ریت اس گھر کی یہی ریت ہوگی۔ کیا مضائقہ۔ ہم بھی کسی کو ایسے ہی پان کھلوائینگے۔ تو جس نے لڑکپن سے کھایا ہو اسکے استعمال مین کیا عذر ہو سکتا ہے۔

نازک۔ اس بھروسے نہ بھولنا ہماری بہن بڑی نازک مزاج اور دماغ دار ہین تم بیچارے کیا ہو۔

شہزادہ۔ اسکا بدلہ تو ہم ضرور لینگے ابھی سے کہدیا ہے۔

حسن۔ (مسکراکر) لے تو کس سے بدلا لوگے صاحب۔

شہزادہ جس پر بس چلے۔ قسم خدا کی مارے ریت کے منھ کا عجب حال ہوگیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔

الغرض ایک شب و روز لطف اور ہنسی خوشی کے ساتھ بسر کرکے صاحب عالم مع سپہر آرا کے اپنے گھر گئے اور وہ گھر جو بیچارے فرخ کے قتل کے سبب سے ماتم کدہ بنگیا تھا پھر اپنی اصلی شادمانی و کامرانی پر آگیا۔ صاحب عالم سسرال والون سے واقف ہوئے یہان سب سے ملاقات ہوگئی۔ مرزا صاحب سے ملے بڑی بیگم کے اعزہ نے انکو دیکھا اور دونون گھر بدستور چہل پہل اور خوشی ہونے لگی۔

پری پیکران لنسرین بدن کی عبرت ناک کہانی اور رفاہ عام مین آزاد کی جانفشانی

ساقیا آج تو جھکا دینا	کوئی جام جہان نما دینا
پر بہ وہ جام فیرت خورشید	آمد و ریز ساغر جمشید
ساقیا دیر مجھے شراب سخن	تجھکو دکھلاؤن آب و تاب سخن
جلد اے ساقی نسترن طلعت	دیر کوئی جام بادۂ الفت
چاہتا ہی جو مجکو راحت دے	تو مجھے اتنی اب اجازت دے
تم سے شیشونمین آب برخ بھرون	صبح سے شام تک شراب پیون
ساقیا اب نہ تو تامل کر	جلد بدمست نشۂ مل کر
ساقیا جلد دے شراب کا جام	دیر سے منتظر ہین مے آشام

ساقیا دیر کا نہین یہ مقام
مے دیدار کا کوئی دے جام

آزاد فرخ نہاد پاکیزہ مشرب عالی نژاد وہان سے ہمہ شوق ہوکر روانہ اور سر کے بھل عازم نگارستان جانانہ ہوئے نگار قمر سیما مس کلیرسا اور محبوب رنگین ادا مس میڈا سے میٹھی میٹھی باتین ہوتی جاتی تھین۔ دل سے لگی تھی کہ پر لگاکر حسن آرا کے خانۂ طرب کاشانہ پر پہونچین اور نظارۂ جمال بیمثل معشوقۂ مشتری خصال سے آنکھون کو نور موفور بخشین۔ ہر اسٹیشن پر ان دونون شاہدان برق عذار و گل رخسار کی انوکھی پوشاک اور حسن پاک مشاہدہ کرکے ناظرین و حاضرین دنگ ہو جاتے تھے اکثر بے تکلف آدمیون نے آزاد پاشا سے باتون باتون مین دریافت کیا کہ یہ کس ملک کا لباس ہے انھون نے اخلاق کے ساتھ راست راست بے کم و کاست کہدیا کہ ایک کوہ قاف کے امیرزادے کی صاحبزادی ہین دوسری روس کی خاتون اور یہ پوشاک خاص انکے ملک کی امیرزادیان زیب بدن کرتی ہین۔

اثنائے راہ مین ایک اسٹیشن پر صاحب مجسٹریٹ ضلع کی نظر آزاد پر پڑی۔ وضع اور قطع سے مشین دیکھکر خواہش ہوئی کہ انسے ملین۔ پہلے سوچے کہ اجنبی آدمی مسافر کبھی کی جان نہ پہچان۔ شاید انکو اسوقت کی ملاقات پسند خاطر نہ ہو مگر جرأت کرکے درجۂ اول کے قریب جاکر کہا اگر مضائقہ نہ ہو تو اپنے نام سے مجھے مطلع فرمائیے۔ آزاد نے بکمال خلق پاکٹ سے کارڈ نکالکر دیا کارڈ پر آزاد پاشا پڑھتے ہی صاحب مجسٹریٹ نے بڑے تپاک کے ساتھ ہاتھ ملایا اور کہا آپ اسوقت کس شہر کے عازم ہین مین آپکو نجانے دونگا مین اپنے کو بڑا خوش نصیب اور بیدار بخت تصور کرتا ہون کہ آپ ایسے مشہور جنرل سے ملاقات ہوئی جو کارنمایان آپسے سرزد ہوے اور جو نام آپ نے پیدا کیا وہ ترکی تاریخ مین یاد رہیگا۔ اب آپ پلیٹ فارم پر تشریف لائین مین آپ کو جانے نہ دونگا دو تین روز تک آپ میرے مدعو ہون۔ اس اسٹیشن مین سب لیڈیان اور جنٹلمین آپ کی ملاقات کو منتظمات سے سمجھین گے مین نے کریفک اور لندن نیوز مین آپ کی تصویرین دیکھی ہین مگر اسوقت کچھ خیال نہین تھا جب کارڈ دیکھا تو فوراً یاد آیا کہ یہ وہی جنرل ہین آزاد پاشا کہ ازلس ذی اخلاق اور یار باش آدمی تھے سوچے کہ رد دعوت خلاف عقل اور انتہا کی بیمروتی ہے۔ جب ایک جنٹلمین نے اس محبت سے تواضع فرمائی اسکی دلشکنی خلاف اصول انسانیت ہے۔ ؎

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم	
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو	

پوچھا اسم مبارک مجھے دعوت کے قبول کرنے مین عذر نہین مگر بہت ضروری کام درپیش ہے اور میرے ساتھ لیڈیان ہین۔ صاحب مجسٹریٹ نے کہا لیڈیان میرے ہان بھی ہین اس سے آپ اطمینان رکھئے کارڈ دیکر کہا اب آپ غالباً خود دعوت رد نکرینگے آزاد نے کارد لیا تو اسپر یہ نام لکھا تھا (کرنل اڈورڈ ایپلٹن) ایپلٹن کا نام پڑھتے ہی گلے لگا لیا اور کہا معاف کیجئے گا۔ ہمارے ملک مین فرط محبت سے گلے ملتے ہین۔ ایپلٹن سے مجھ سے اسقدر یارانہ ہے کہ میرا ہی دل جانتا ہے وہ اور مین اور مسٹر ایپلٹن جنکو مین ابتک کبھی کبھی دنیشیا کہتا ہون ہم سب ایک جہاز جنی ڈیشن پر بمبئی سے روانہ ہوئے تھے اور پھر جنگ کے میدان مین بھی میرا انکا ساتھ ہوا۔ اب تو اگر آپ نہ بھی دعوت کرینگے تو زبردستی دعوت لون۔

یہ کہکر آزاد نے مس کلیرسا اور مس میڈا کو اس امر سے مطلع کیا اور اسباب وہین اوتروالیا فٹن پر سوار ہوکر کرنل موصوف کی کوٹھی پر گئے مسٹر ایپلٹن یعنی صاحب مجسٹریٹ کی میم صاحب ان دونون پری رخون سے ملین آزاد سے مصافحہ کیا بڑے تپاک سے بٹھایا اور انکی سکونت کیلئے کئی کمرے آراستہ کردئے مسٹر ایپلٹن اور مس پیکر نے جو ان کے ہان ملاقات کے لئے آئی تھین آزاد پاشا کی بڑی تعریف کی میڈا اور کلیرسا کا بھی دونون نے شکریہ ادا کیا کہ آزاد کی جان بچائی اور خود مصیبت اٹھاکر انکو غنیم کے پنجے سے چھوڑایا۔

آزاد۔ نلسن نے جنگ ٹرفلگر مین جو فقرہ کہا تھا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ۔

جب لوگون نے جہاز پر انتہا سے زیادہ اُسکی تعریف کی تو نلسن نے کہا (انگلستان کو اُمید واثق ہے کہ ہر شخص اپنا کام فرض سمجھکر انجام دیگا) مطلب یہ کہ مین نے کوئی ایسا کارنمایان نہین کیا۔ جو کسی نے نہ کیا ہو۔ یہی فقرہ ہر کارروائی مین سراہا دی تھا۔

مس۔ یہ سچ ہے مگر ایسے آدمی بھی تو بہت ہین جو اپنا فرض نہین ادا کرتے۔ کرنے اور کہنے مین زمین اور آسمان کا فرق ہی

مس۔ تمنے وہ نام پیدا کیا کہ اب ساری دنیا مین تم مشہور ہو گئے کلیرسا۔ ہینک ٹانلی اور ہینبال اور اسکندر اعظم اور نپولین اور ویلنگٹن کی فہرست مین انکا نام بھی لکھا جائیگا۔

میڈا۔ بلونا کی جنگ کے علاوہ ہر لڑائی مین انکی مردانہ کارروائی قابل قدر تھی۔

مس۔ (آزاد سے) مین اچھی طرح نہین سمجھی کہ کیا کہا۔

آزاد۔ جو آپ نے کہا وہی یہ بھی فرمائی تھین مس کلیرسا

مس۔ تمنے فرانسیسی زبان کہان سیکھی تھی۔ فرانس مین۔

آزاد۔ مین نے جو کچھ سیکھا ہے اسی ملک ہند مین سیکھا ہی۔

کرنل۔ آزاد پاشا تو کئی زبانین بول سکتے ہین۔

آزاد۔ جی ہان ٹوٹی پھوٹی بول سکتا ہون۔

کرنل۔ ہمنے السٹر ٹیڈ لندن نیوز مین وہ حال پڑھا تھا جب آپ ایک ٹاپ مین گرفتار اور مجبور ہو گئے تھے اور وہان سے آپ روانہ ہو گئے ہین۔ افوہ وہ گھٹا کا چھانا اور گھوڑے کا سنسنانا اور اُدھر بجلی ادھر خرمن برق وش کا چمکنا اور اندھیری گھٹا ٹوپ رات الامان الامان مگر

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

یہ ہر ایک کا کام نہ تھا۔

مس۔ اور وہ بھی یاد ہی کہ تن تنہا زینہ لگا کر آزاد قلعے کی دیوار پر چڑھ گئے تھے اور صدہا آدمیون کو اس کیلے نے بھگا دیا تھا۔

مس کلیرسا اور میڈا کی انکے میزبان مسٹر ایلپٹن نے بڑی خاطر کی اور عرصے تک مہمان اور میزبان مین شائستہ طور پر ہنسی اور مذاق ہوتا رہا تین چار گھڑی بن رہی آزاد پاشا مس سیڈا اور مس کلیرسا اور میزبان مہربان سے رخصت لیکر شہر کی سیر کو گئے۔ آج آزاد بعینہ اُس وضع سے اس شہر مین مٹر گشت کر رہے ہین جسطرح روم جانے کے قبل سیر کیا کرتے تھے چلتے چلتے ایک باغ مین پہونچے جو نہایت تفریح کا مقام تھا باغ کی ایک روش مین کرسی پر متمکن ہوئے دفعتہ انکے کان مین یہ آواز آئی۔

چلے ہم اے جنون جب فصل گل مین سیر گلشن کا
عوض پھولونکے پتھر سے بھرا گلچین نے دامن کو
سمجھکر چاند ہمنے یار تیرے روے روشن کو
کہا ہالے کو ہالہ اور مہ نو طوق گردن کو
جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کر دون مین دلکو
لڑاؤن دوست سے اپنے مین اس پہلو کے دشمن کو
کروں آہن تو منھ کو ڈھانپ کر وہ توسن کہتا ہے
ہوا سے کچھ نہین ہے لو چراغ زیر دامن کو
تو اضع چاہتے ہو زاہد دیکھا بادہ خوارون سے
کہین جھکتے بھی دیکھا ہے بھلا شیشے کی گردن کو
صفت پوچھی جو ہمنے اُس مسی و سرخی لب کی
صبا نے رکھدیا گلبرگ تر پر برگ سوسن کو

اے جی۔ اے جی۔ برگ سوسن کو۔

چلے ہم ایکجون جب نصل گل مین سیر گلشن کو

آزاد کے کان کھڑے ہوے کہ یا خدا یہ کون خوش گلو نازنین اس کمن ہاربدی سے غزل گا رہی ہی غزل کیا گا رہی ہی قیامت ڈہا رہی ہے۔

لتے مین ایک کھڑکی کھلی اور ایک صورت زیبا نظر آئی نگار تمر رخسار باغ دبہار سرو قد سامنے کھڑی ہوئی مگر اتفاق سے اُسکی نظر انپر نہین پڑی اُس خوش گلو عنبر مو معشوقہ طرحدار نے یہ شعر خوش الحانی کے ساتھ ادا کیا۔ ؎

اس قدر گلکاریان کی ہین تری تلوار نے
زخمونسے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالاے سر

ابروے خمدار پر دست رنگین رکھکر اُس بت بیدار نے کسی ہمجولی کو پکارا تو آزاد یہ شعر زبان پر لائے۔ ؎

ہاتھ رکھتا ہے وہ بت اپنی بھوؤنپر اسطرح
جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

اس صنم عربدہ جو نے آواز سنتے ہی انپر نظر ڈالی اور چشم نیم باز کی طرح دریچہ نصف بند کر لیا۔ دوپٹے کو جو ہوا نے اُڑا دیا تو نصف دریچہ کے ادھر نصف اُدھر

صنم۔ (لفاظی کے ساتھ) اُو۔ دوپٹے۔ خبردار۔

آزاد۔ اللہ رے غضب۔ دوپٹے پر بھی غصہ آتا ہے۔

صنم۔ این! یہ کون بولا لوگو دیکھو تو اس باغ مین سیب ہے یا مرگھٹ کا مردہ بولا۔ اللہ خیر کرے۔

ہمجولی۔ اے کہان بہن۔ ہان ہان۔ اوئی مین تو ڈر گئی۔

صنم۔ (دریچہ کھولکر) لاحول ولا (ہنسکر) شیطان تک تو کھڑے کھڑے بھاگ جائے یہ بیچارہ کس مین ہے۔

آزاد۔ اللہ اللہ۔ مین تو سمجھا کہ محمل ناز سے لیلی نکل آئی

صنم۔ (پھر کھڑکی آدھی بند کرکے) اخاہ۔ بڑے لسان ہین

آزاد۔ یا الٰہی یہ آدم زاد ہین۔ یا خوبان نوشاد۔

صنم۔ قاف کی پریان ہین جنت کی حورین۔

آزاد۔ (اکڑکر) ہمپر اسوقت قیامت کا عالم ہے۔

صنم۔ (قہقہہ لگاکر) اے صدقہ۔ اس عالم کا کیا کہنا نیان۔

ہمجولی۔ (ہنسکر) اپنے منہ آپ میان مٹھو۔ بنی جی بھیجو۔

صنم۔ اپنی راہ لگو۔ اس خیال خام سے درگذرو۔ کیون بھٹکتے ہو۔

آزاد۔ بھٹکتے کوئی اور ہونگے ہم تو داخل منزل مقصود ہو گئے۔

کوچۂ عشق کی راہین کوئی جسے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

ہمجولی۔ اس خبط مین بہتیرے پلٹ گئے ہین۔

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

صنم۔ منزل مقصود مین داخل ہونا دل لگی نہین ہی ہنوز۔ دہلی دور ست۔ اس خیال خام سے درگذرو۔

آزاد۔ ہم تو اس میزبانی کے قائل ہین۔ مہمان تحت الثری مین میزبان فلک الافلاک پر۔ آپ سوار۔ مین پیدل بھلا کیونکر بنے غریبون پر کرم کرنا چاہیے۔

غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
کہ ہر کسی بکمند لیب شیدا را

صنم۔ از برائے خدا اب یہان سے بوریا بدھنا اوٹھاؤ قصہ سمیٹا لو اور چلتا دھندا کرو۔ ورنہ تم جانو تمھارا

کام جانے۔ ؎

سمجھانے سے تا ہین سو بیکار	
اب مان نہ مان تو ہے مختار	

آزاد۔ اچھا خدارا اس قدر بتا دو کہ خود مختار ہو یا۔
صنم۔ ہم اور خود مختار نہین۔ سبحان اللہ خود مختار۔ خود فروش مگر اس مین ایک بجوگ پڑا ہے۔ ہان اگر جسمانی طاقت پر دعوی ہو اور لڑنے بھڑنے مین بند نہ ہو۔ تو ٹھہرے رہو۔
آزاد۔ اتنی اجازت تو دو کہ قریب سے دو دو باتین کرلین
صنم۔ وہ کام کیون کرین جسمین طرفین کا ضرر ہو۔
ہمجولی۔ اے آنے دو بہن۔ آخر یہ بھی بندۂ خدا ہین۔
آزاد۔ ایک شعر یاد آیا ہے سنیے گا۔

اے بتو تم کو اگر بندہ نوازی آتی	
بخدا گھر مین تمھارے ہی خدائی آتی	

ہمجولی آزاد پر پہلے ہی سے ریجھی ہوئی تھی اور اُس صنم گلبدن کا بھی اس جوان رعنا شمائل پر دل آیا تھا بڑی سفارش کی کہ بہن بلوا لو کیا ہوا مرد آدمی قطع صورت اچھی۔ ریاست کے آثار چہرے سے نمودار ہین۔
صنم۔ خدا خیر کرے آہی خیر دل پر تیر نظر کام کر گیا۔
ہمجولی۔ ہے تو ایسا ہی۔ بھلا تم ہی ایمان سے کہو اس شکل و صورت ہاتھ پاؤن کا جوان کبھی بھی نظر سے گذرا ہے کبھی بھی دیکھا ہے۔
صنم۔ ہے تو خوبصورت مگر اللہ جانے چور ہے اُچکا ہے کون بلے کون نہین ہے ایسے کو بلانا اور صحبت گرمانا خالی از خطر نہین۔
ہمجولی (ادا و لربائی کے ساتھ ہاتھ کے اشارے سے بلا کر)۔ چلے آؤ۔
آزاد خوش و خرم بادل شاد فوراً کوٹھے پر گئے اور ان دونون مہ وشون کو دیکھکر بدرجۂ غایت محظوظ ہوئے۔
صنم۔ (دوپٹہ سنبھالکر) واہ بہن واہ۔ نامحرم کو یہان بلوالیا۔ تمھاری بھی کیا باتین ہین۔
آزاد۔ اس دوپٹے کے صدقہ اور اس ادا کے قربان ؎

گرا دی یار نے بجلی ڈوپٹے کی کنارے سے	
جھڑی منھ کی دکھا دین بھی نئی شکباریان سے	

ہمجولی۔ سچ کہنا بہن۔ منھ سے پھول جھڑتے ہین۔
آزاد۔ اس قدر دانی کے قربان۔

پھر یہ دل شیفتۂ زلف پریشان ہوگا۔	
پھر مرا جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا	

صنم۔ بہن مسجد مین اذان ہو رہی ہے نماز پڑھ لو۔
ہمجولی۔ تم چلو ہم بھی آتے ہین۔ اسوقت اللہ نے دل کی آرزو پوری کی۔

مرادین دل کی برآئین ہمارا حوصلہ نکلے	

صنم۔ قریب آکے بیٹھو اور یاد خدا کرو۔ ؎

یہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار	
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے	

آزاد۔ ذرا مہربانی کرکے وہ پنکھا اُٹھا دیجیے تو بیٹھے بیٹھے جھلین۔
ہمجولی۔ (پنکھیا کو نہایت زور کرکے اٹھایا) موئی پنکھیا کیا پہاڑ ہے ہاتھ دُکھنے لگے ہاتھ ہلا کر۔
آزاد۔ اللہ رے نازکی۔ آن ری نزاکت اللہ اللہ

ہمجولی۔ ہان گویا آپکے نزدیک دلگی ہے ایسے جیسے جوہی کے پھول کی پنکھڑی تو اٹھتی نہین پنکھا کون اٹھائے۔

آزاد۔ بہت لن ترانی کی نہ لیجئے۔

ہمجولی۔ (تیوری چڑہاکر) بس ان ترچھیان سنانے سے ہمارا دل پُرزے ہوتا ہے اور سنئے ایسے ہی آپ پر ہم کچھے ہین کہ ظاہرداری کے لئے نزاکت کا اظہار کرین۔

آزاد۔ یہہ موباف قرمزی اس وقت ستم ڈہا رہا ہے۔

	موباف مُرخ کیون نہ ہو گیسوے یارمین
	شبخون لیتے ہین شہہائے تارمین

صنم۔ (گاتے ہوئے) نہایت خوش گلوئی کے ساتھ۔

	موباف ہی کناری کا زلف نگارمین
	یا برق کوندتی ہے یہ ابر بہارمین

جی ابر بہارمین ؎

	موباف ہی کناری کا ابر بہارمین

دیکھئے ہمنے بھی ویسا ہی شعر پڑھ دیا وہی موباف کا ذکر اس مین بھی ہے۔ نہ کہو گی بہن۔

آزاد پاشا سے اس مہ وش عنبرین مو نے کہا (اس مقام کو خوف وخطرہ سے خالی نہ سمجھنا۔ یا سر نہین یا تم نہین ہو اور اگر سپاہی آدمی ہو تو تم خود تاڑ لوگے مگر ایک بات یاد رکھنا کہ اس صنم عربدہ جو کو بھولے سے بھی ہاتھ نہ لگانا ورنہ پچھتاؤگے) آزاد نے جو یہ تقریر سنی تو کسی قدر چکر مین آئے کہ ہندوستان سے تا باقصائے روم ہو آئے اور کسی نے ذرا چون تک نہ کی بال تک بیکا نہین ہوا اور یہان اسطرح کی دھمکی دیجاتی ہے کہ الامان الحذر یہ رنگین طبیعت صاف دل پاک باطن صافی مذاق آدمی۔ انکو فساد و عناد اور افعال بد سے کیا سروکار یہ تو صرف چھیڑ چھاڑ اور دل لگی مذاق کے آدمی تھے یہان جو یہ گرما گرم باتین سنین کہ سر ہے تو تم نہین اور تم ہو تو سر نہین سخت چکرائے سوچے کہ اگر یہ سنکر یہانسے بھاگ جاتے ہین تو یہ دونون نازنینین دلمین ہنسینگی کہ واہ یہ ڈنڑا اور تین کانے سچ ہی ہاتھی کے کھانیکے دانت اور دکھانے کے اور اگر گل کھلگیا کہ آزاد مارے ڈر کے بھاگ کھڑے ہوئے تو بڑی ہنسی ہوگی اور بدنامی مزید برآن اور اگر ٹھہر جائین تو آثار بُرے نظر آتے ہین۔ باتون باتون مین اُس نگار جادو جمال سے پوچھا آخر بتاؤ تو یہہ سر کیا ہی یہہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک اور بت پندار رشک لعبتان ارخان فرخار معشوقۂ رسمن عذار چھما چھم کرتی ہوئی آئی ؎

زچین طرہ برساق نگارین	بچشم عنبرین خلخال یادآمد

بڑے ٹھسے سے آکر فرش مکلف پر جلوہ افگن ہوئی صنم اور ہمجولی سے میٹھی میٹھی باتین ہونے لگین۔ آزاد نے از سر تا پا نظر ڈالی نور کا عالم۔ آفت کا جوبن۔ بلا کا حسن قیامت کی پھبن اور اُسپر سجاوٹ اور لگاوٹ جیسے سونے پر سہاگہ ہاتھون اور پانونکی منہدی اور بھی ستم ڈہاتی تھی۔ زلف چلیپا فتنہ ساز نرگس پرفن کرشمہ طراز ہر عضو بدن نگین از سر تا پا سیمین۔

صنم۔ کہو بہن شیرین کیسی گذری۔ خیر و عافیت تو ہے۔

شیرین۔ صورت دیکھتے ہی رعب حسن مین آگئے اور مین نے خوب ترچھیان سنائین پھر جہان ایک دفعہ رعب جھایا بس مار لیا۔

ہمجولی۔ اور یہ تو کل کہتی تھین کہ شیرین کی محبت اب اُنکو روز بروز بہت کم ہوتی جاتی ہی۔

شیرین۔ میٹھے میٹھے کہنا اور بات ہی کوئی منہ پر کہے تو جانین

صنم۔ ادئی کیا کوئی تونچانہ یا کوئی دمامہ لیکے آئی ہو۔
شیرین۔ تھوری چڑھاکر، مین تمھارے ہتکھنڈے سن چکی ہون۔ تم اُن کا جی ٹٹولنے گئی تھین اُنھون نے مجھسے رتی رتی حال کہدیا ہے۔
صنم۔ اچھا دیکھو ملین تو کیسا آڑے ہاتھون لیتی ہون۔
ہمجولی۔ آج آتے ہی ہونگے مگر بڑے خلیق اور ملنسار آدمی ہین۔
شیرین۔ اے بہن یہ کون صاحب ہین (آزاد کیطرف اشارہ کرکے)
صنم۔ تمھارے ہی فراق مین دور سے آئے ہین بیچارے۔ ہمنے انکی خاطر کی بٹھایا۔ گلوری کھلائی۔ حقہ پلایا اب تم جانو یہ جانین۔
شیرین۔ ہمارے فراق مین تو کوئی کاہیکو آنے لگا۔ ہان تمھارے حسن کی شہرت سنکر آئے ہون تو کیا عجب ہے ہزارون ہی آیا کرتے ہین۔
صنم۔ اچھا انھین سے نہ پوچھ لو۔ کیون میان ادھر کہان آنکلے آزاد۔ تبونکی بندگی کیلئے۔ تبون کا کلمہ پڑھتے ہین۔
شیرین۔ ماشاء اللہ آدمی لسان اور مقرر معلوم ہوتے ہین مگر نظر بیڈھب ہی نگاہ کہے دیتی ہے کہ دل صاف نہین ہی۔
آزاد۔ ایک نظر غلط انداز و عاقبت سوز نے تو خرمن صبر پر بجلی گرائی اب تقریر کیا جانے کیا ستم ڈھائیگی بے اختیار جی چاہتا ہے کہ سجدہ کرون اور قدمون اور خاک پاکو توتیائے چشم بناؤن دل ہاتھ سے جاتا رہا ؎

بنے کہ بر دو لم را کفِ نگارینش
خمیر مایۂ صبح ست ساق سیمینش

شیرین۔ (مسکراکر) خیر سے رنگین مزاج اور موزون طبع بھی ہین اب یہ بتاؤ کہ کسکے مشتری ہو سودا کرنا منظور ہی یا سودائے خام ہے۔
آزاد۔ ہم پختہ مغزون کو کہین سودائے خام ہوتا ہے نقد دل لیجئے اور زلف کا بوسہ دیجئے۔ ع

اے جنون خوب ہے اس سودے مین مُرا اپنا

یہان تو اس خیال پر تلے رہتے ہین۔
یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ ایک اور ناظورۂ مطلعت قمر پیکر نوخیز و نوخاستہ ایک بوڑھی عورت کے ساتھ آئی صنم اور شیرین سے گلے ملی اور ہمجولی سے بوسہ بازی ہونے لگی اتفاق سے آزاد پر نظر پڑی تو اس جوان مشین اور مہ جبین کو دیکھکر عش عش کرنے لگی۔
ناظورہ۔ اے بہن آج یہ نئی نئی صورت کہان سے دیکھنے مین آئی۔
صنم۔ تمھارا نام سن کے بڑی دور سے آئے ہین اور تمھارے مہمان ہین۔ انکی خاطر کرو۔ آدمی رنگین معلوم ہوتے ہین مگر شہر والونکی باتین کیا جانین۔
آزاد نے مسکراکر صنم کی طرف نظر ڈالی اور ؎

ہنسکے کہنے لگا وہ برق عذار | واقعی سچ ہی اے قمر رخسار
گو بھلا ہین غریب و بیچارہ | غمزدہ ہرزہ گرد آوارہ

شہر والون کی بات کیا جانون
اُنکا سا التفات کیا جانون

ناظورہ۔ بہن کم سن ہون تو کیا ہوا سچ کہتی ہون ایسے مردون سے ارتباط بڑہانے مین ضرر ہی ضرر ہے اِنکی چتون تو دیکھو یہ کیسی اور کا ہے عاشق زار | اے الفت کا اُسکی ہے سرشار
آزاد۔ دل ہی تو ہے وعدہ کرنا آسان مگر ایفا مشکل ہے اور

وہ لوگ ہی ہین جو ایک مرتبہ کے وعدے مین جان دین مگر وعدہ خلافی نہ کرین۔ ہان ؎

مجھ سے فرقت زدہ سے چشم وصال ۔۔۔ محض بے سود ہے کمال خیال

اس قدر فقرہ سنا تھا کہ شیرین جو ہزار جان سے آزاد کے گل رخسار کی بلبل تھی بیتاب ہوئی ضبط نہ کر سکی اور یہ اشعار حسرت آمیز زبان پر لائی۔

اے ظالم یہ کیا ستاتا ہے ۔۔۔ کیون غریبون پہ قہر ڈھاتا ہی
سن تو ادب بے مروت او دزدید ۔۔۔ تیغ الفت سے ہمکو کرکے شہید
اور کی عاشقی جتاتا ہے
کیون ہمین خاک مین ملاتا ہی

صنم۔ ہائین ہائین بہن اسقدر جامے سے باہر نہ ہو جاؤ۔

شیرین۔ پھر تمنے اسکو یہان کیون بلایا یہ سب کانٹے تمھارے ہی بوے ہوئے ہین۔ خیر صاحب ہمپر ظلم ڈھاؤ صنم دلربا شیرین حرکات نے آہ سرد بھر کر آزاد سے کہا۔

جان من۔ جسوقت تمھارے رخسار تابان پر نظر پڑی دل ہاتھ سے جاتا رہا سمجھی کہ بخت برگشتہ نے یاوری کی تمام عمر شربت وصل سے شیرین کام رہونگی۔ ؎

گل خوشی سے پھولے ہین نخل گلستان مین نہال
مژدہ باد اے دل زار آمد جانانہ ہے

ہمجولی۔ اور وہ تمکو چٹکیون مین اڑاتے ہین۔ وہ ادھر رخ ہی نہین کرتے خدا جانے کس کامنی پر دل آیا ہے۔

صنم۔ اے تو ظالم یہان کیا کرنے آیا۔ خواہی نخواہی ہمارا دل دکھایا اور مفت مین ہمکو رنج دیا۔ ہائے کوئی ایسا کرتا ہی۔ اگر سچ مچ کسی اور کا عشق ہی تو صاف صاف بتا دو

آزاد۔ ہان ہے تو ایسا ہی۔ ؎

دو ستو عشق نہفتہ نے ستایا ہی مجھے ۔۔۔ آتش خوبی نہانی نے جلایا ہی مجھے
کیا کہون کیا غم پنہانی نے دکھایا ہی مجھے ۔۔۔ ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے
چہرۂ زار سے پردہ نہ اٹھاؤن کبتک
گو غم پردہ نشین ہے پہ چھپاؤن کبتک

صنم۔ ع۔ تو بھی ٹھنڈا نر ہے۔ جی کے جلانے والے

ہمجولی۔ تم تو کونسے لگین۔ بہن پانی پی لو (مسکراکر)

صنم۔ کوسون نہ تو کیا کرون۔ جی بھر آیا ہے۔

کیون کہ خالی نہ کرون جی کہ بھرا آتا ہے
بیش چلتی جو نہین غصہ چلا آتا ہے

ہمجولی۔ اور تم تو بیخبر مین غزل گاتی تھین مین نے ہی تمکو دکھایا کہ بہن دیکھو وہ کون مرد نامحرم کھڑا ہی۔

صنم۔ یہ کانٹے تمھارے ہی بوئے ہوئے ہین اور اوپر سے بڑے غرور کے ساتھ کہتی ہین ہمین نے دکھایا تھا۔ کوئی جانے کوئی بڑا کارنمایان کیا اور اللہ جانتا ہے بہن ہمین جیسا اس جوان نوخاستہ کا پیارا ہے اسقدر حسن آرا کو اپنے آزاد کا نہ ہوگا۔

راوی۔ یہ فقرہ سنکر آزاد کا چہرہ گلنار ہو گیا۔

ناظورہ۔ اے ہان خوب یاد آیا۔ آزاد تو یہان نئے ہوے ہین شہر بھر مین دھوم مچی ہے کہ آزاد یہان کسی فرنگی کے یہان ٹکے ہین۔

آزاد۔ آزاد! آزاد کیا معنی کیا کسی کا نام ہے۔

ہمجولی۔ (متحیر ہوکر) اوئی اے تمنے آزاد کا نام نہین سنا۔

صنم۔ برسون سے انکا نام مشہور ہے۔ گلی گلی لوگ جانتے ہین جسکی آزاد اور آزاد لیلی مجنون شیرین فرہاد سے کم نہین

شیرین۔ (مسکرا کر) اے تو ہمارا نام کیون بار بار لیتی ہو۔
صنم۔ تمھارے میسون فربا دہین ایک دو تھوڑا ہی ہین۔
آزاد۔ حسن آرا کا نام تو ہمنے سنا ہی آزاد کا نام نہین سنا تھا کیا حسن آرا کے عاشق کا نام آزاد ہی ہے۔
صنم۔ جی ہان۔ ایک وہ خوش قسمت عورت ہے اور ایک ہم ہین کہ کوئی آرزو آجتک نہ برآئی دل کی دل ہی مین رہی

نہ ربط اُس سے نہ یاری آسمان سے
جفا بہر عدو لاؤن کہان سے
یہ حالت ہی تو کیا حاصل بیان سے
کہون کچھ اور کچھ نکلے زبان سے
قیامت تو دم آئی فغان سے
جہان لیکر چلے ہین ہم جہان سے
شب وصل آ بچا عذر نزاکت
بجا ہی پر نہ مجھ سے نیمجان سے
بُرا ہے عشق کا انجام یارب
بچانا فتنۂ آخر زمان سے

نہ بجلی جلوہ فرما ہے نہ صیاد
نکلکر کیا کرین ہم آشیان سے

آزاد نے دیکھا کہ صنم دلربا در رنگین ادا واقعی پروانہ شمع جمال ہی تو علیحدہ لیجاکر یون مکالمہ ولاویز کیا۔
آزاد۔ مین نے تو اپنا حال صاف صاف تم سے کہدیا۔
صنم۔ یہ سچ مگر جب اپنا دل بھی قبول کرے صاحب۔
آزاد۔ میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ یہان تم سب پریان اس مطلق العنانی اور آزادی کے ساتھ کیونکر رہتی ہو۔
صنم۔ اسکا حال ہم ابھی نہ بتائینگے۔ پہلے دلکو ڈھارس دو۔ دل تو قابو مین ہی نہین ہی سوال وجواب کا دماغ کجا
آزاد۔ اور لطف یہ کہ جسپر نظر پڑتی ہی نوخاستہ۔ خوبرو۔ نسرین بدن۔ غنچہ دہن۔ کمسن اور آزاد۔
صنم۔ تم یہہ بتاؤ کہ کس کے ناوک نگاہ کے گھائل ہو۔
آزاد۔ کوئی ایسی ہی جو دور از قیاس ہے جس نے ہمین گھائل کردیا۔ اور جب زبان دی تو ل ہارے پھر بیوفائی اپنی وضع کے خلاف ہی۔ اس مین ہرچہ باد اباد۔
صنم۔ تو تمھاری طرف سے ہاتھ دھو رکھین۔ بس۔

گریہ و آہ بے اثر دونون
کشتی مری تباہ نہ کی

آزاد نے تھوڑی دیر کے بعد ناظورۂ مہر سیما سے باتون باتون مین پوچھا کہ یہ کیا اسرار ہے یہ مکان ہے یا پرستان ہے اور تم سب کون ہو خدارا کچھ بتاؤ تو۔ ناظورۂ مہ لقا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ کہا ہمارا حال زار قابل بیان نہین۔ ؎

اقلیدِ سینہ کو بیون سے ہاتھ تھک گئے
پیتنگلے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

آزاد اور اس سیم بدن سے دیر تک گفتگو رہی اور آزاد کی باتون سے وہ گلعذار اس قدر خوش ہوئی کہ کل حال بیان کرنے پر آمادہ ہوگئی لیکن اسکی ہمجولی نے اشارے سے منع کیا تو بدرجۂ مجبوری وہ آفتاب جبین بات ٹالنے لگی۔
آزاد۔ تم تینون بہن ہو یا نہین۔
ناظورہ۔ ہم مین کسی مین باہم رشتہ نہین ہی۔
آزاد۔ اچھا اتنا تو بتاؤ گھر گرہست ہو یا نہین۔
ناظورہ۔ (مسکراکر) آپ کے اس سوال کے صدقے۔

لگے منھ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیان صاحب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

آزاد۔ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی۔

ناظورہ - ہم تو سب کچھ کہا سنا تے۔ مگر ہماری ہمجولی ہمکو اشارہ کرتی جاتی ہے۔ باغ مین چلو تو تنہائی اور اطمینان مین کل راز سے تمین واقف کردین مگر اس بات کی قسم کھالو کہ چاہے جان جاتی رہے مگر کسی اور سے بیان نہ کرینگے۔

آزاد - افسوس کہ تم ہمارے مزاج سے واقف نہین ہو۔

ناظورہ - بے جانے بوجھے کوئی کیونکر واقف ہو۔

آزاد اور وہ معشوقہ پریزاد کسی بہانے سے باغ مین جاکر گلگشت چمن کرنے لگے جب انکو خوب معلوم ہوگیا کہ باغ مین ہمارے سوا اور کوئی نہین ہی۔ تو کہا ؎

فغان کیا دم بھی لینا پارہ ہائے دل اُڑاتا ہی
کہون کیا درد پنہان کی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی
سُنا اُس نے مرا نالہ اثر بھی کچھ ہوا شاید
کہ دشمن کہہ گیا بیفائدہ کیون غل مچاتا ہی
پری لوٹے ہی انگارون پہ دوزخ مین پڑین حورین
تمھارا حُسن عالم سوز کس کس کو جلاتا ہے
گران خوابی وہی ہی بخت خوابیدہ کی اے ظالم
مرا شور فغان کاہیکو سوتون کو جگاتا ہے
گرائے اشک پُرتاثیر کیون خلوت مین اے آنکھو
کوئی یون خاک مین ایسے گہر کو بھی ملاتا ہے
کبھی کی پھر گئین آنکھین فرشتے بھی نظر آئے
تمھارا منھ دکھانا دیکھئے کیا کیا دکھاتا ہے
مین ایسا ہون کہ دوگا مجھکو طعنہ بیوفائی کا
بگڑتا گر نہین دشمن سے کیون باتین بناتا ہے

آزاد نے کہا وہ دونون تو گانے مین مشغول ہین اب یہان کسی کے آنیکا خوف نہین وعدہ وفا کیجئے اور اس بھید سے ہمین اطلاع دیجئے۔

ناظورہ - یہ بڑا خراب مقام ہے اور یہان سبکی سب اسی قسم کی رہتی ہین ایک بوڑھی مکارہ کندن نامے برسون سے یہی پیشہ کرتی ہی خدا جانے اس نے کتنے گھر تباہ کیے اگر مجھسے پوچھو کہ تیرے ماں باپ کہان ہین تو مین کیا جواب دون۔ مجھ سے کندن نے فقط اتنا کہا ہے کہ کسی گانون سے مجھے پکڑ لائی تھی میرے ماں باپ نے بڑی تلاش کی مگر اُسنے مجھے گھر سے نکلنے نہ دیا میرا سن اُسوقت چار پانچ برس کا تھا جب یہ مجھے گھر سے بھگا لائی تھی۔

آزاد - لاحول ولاقوۃ تو یہان سب ایسی ہی جمع ہین۔

ناظورہ - یہ جو میری ہمجولی ہین کسی بڑے آدمی کی بیٹی ہین انکے یہان لین دین ہوتا تھا۔ کندن بھی انکے یہان آنے جانے لگی اور اُن سب سے اس طرح کی ساٹھ گانٹھ کی کہ عورتین دوسرے تیسرے اسکو بلانے لگین انکو کیا معلوم تھا کہ کندن کے یہ ہتکھنڈے ہین۔

آزاد - توبہ توبہ۔ مگر اُس بڑھیا کندن کو ہمنے نہین دیکھا۔

ناظورہ - کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے مین آتی ہونگی۔

آزاد - توبہ توبہ۔ مگر اُس بڑھیا کندن سے ہم ملکر کچھ معاملہ کرین

ناظورہ - اے لو۔ یہ ایک ہی کہی نیکی اور پوچھ پوچھ اسی پر تو اُنکی روٹیان ہین وہ تو اور خوش ہونگی۔

آزاد - بھلا لون تو کس قسم کی باتین کرون۔

ناظورہ - وہ تمکو اسکا موقع ہی نہ دینگی کہ تم کچھ کہو جو کچھ کہنا ہوگا وہ خود کہہ چلینگی۔ لیکن جو تمسے پوچھین

کہ تم یہان کیونکر آئے تو تم کیا کہوگے۔

آزاد۔ مین کہدونگا کہ تمہارا نام سن کے یہان آیا تھا۔

ناظورۂ سرو قامت نے آبدیدہ ہوکر کہا میان ایک مصیبت ہو تو کہین بادی النظر مین جو ہمین دیکھتا ہے سمجھتا ہے کہ یہ بڑی خوش نصیب ہین۔ پہننے کے لئے عمدہ سے عمدہ پوشاک گران بہا۔ کھانے پینے کے لئے غذیہ لذیذ نفیس رہنے کے لئے فرح بخش اور عالیشان عمارتین سیر کے لئے باغ فرحت افتما دلگی مذاق کے لئے بولیان ایک سے ایک پری پیکر رنگین ادا دل بستگی کے لئے جوانان طناز مہ طلعت سراپا انداز ہر دم دلگی درچہل ہر وقت ہنسی مذاق۔

صبح تو جام سے گذرتی ہی | شب دلارام سے گذرتی ہی

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گذرتی ہے

اور جب دیکھو بدن سے بوے عطر و عنبر آئے زلف سے مشک تتار اور عنبر سارا کی خوشبو اور مہک چلی آتی ہی تو ؎

آنکھولی ہے کنے کا کل مشکین یہ اے صبا
آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

مگر دل وحشت کدہ ہے۔ دلکو خوشی اور چین نہین ہی۔ بڑی خوش نصیب وہ بیبیان ہین جو ایک میان کے ساتھ تمام عمر بسر کرتی ہین۔

مگر ہم دوزخی عورتون کے ایسے نصیب کہان اس کندن بدبخت بڑھیا کو خدا غارت کرے جتنے ہمین کہین کا نہ رکھا اور یہان جتنی دیکھتے ہو سب ایسی ہی ہین ایک سے ایک بڑھکر سب کے دل روتے ہین۔ یہان سوائے ایک کے ایسی کوئی نہین ہی۔ جو اس زندگی سے خوش ہو ؎

قابل ستم کے چرخ نہ مین خاکسار تھا
پیا عبث کہ آپ ہی مشت غبار تھا

اتنے مین صنم خوش گلو نے لہرا لہرا کر کوٹھے سے گانا شروع کیا۔

ہر جنبش مژگان سے ہی قتل زمانہ | کیا تیز ہی خنجر تری بیداد گری کا
اٹھا ہی یہ کسکے رخ پر نور سے پردہ | خورشید مین عالم ہی چراغ سحری کا
اندر کا کھاڑا ہی چمن موسم گل مین | ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہی پری کا

یاد آئی مجھے اپنے دم بازپسین کی
دم ٹوٹتے دیکھا جو چراغ سحری کا

آزاد۔ واقعی اجنبی آدمی تو یہی سمجھے کہ یہ یہان ہر دم خوش و خرم رہتی ہین۔ انکو کسی طرح کا تردد اور فکر نہین ہی کوئی گاتی ہی۔ کوئی بجاتی ہی۔ کوئی کھلکھلاتی ہے۔ کوئی تالیان بجاتی ہی جب دیکھو ٹھٹھے اور چہلے۔ مگر تمہارے بیان سے معلوم ہوا کہ معاملہ برعکس ہے۔

ناظورہ۔ اے میان ہزارون آدمی سے بات چیت ہی مگر ہمارے ساتھ شادی کرنے کو کوئی پیاتا ہی نہین اول تو اُس کندن مردار سے ڈرتے ہین۔ دوسرے صاحب عظمت آدمی ہمسے نفرت کرتے ہین۔ شہدے لچے کی بات کا اعتبار کیا وہ ایک نے نکاح کا وعدہ کیا بھی تو ایفا نہ ہوا۔

کس سے کس سے مین جا بجا نہ ملا | پر کہین دل کا مدعا نہ ملا
دلربا سیکڑون ملے لیکن | کوئی معشوق باوفا نہ ملا

یہ کہکر ناظورۂ دلفریب کی آنکھ سے بے اختیار آنسو نکل پڑے اور عرصہ تک روتی رہی۔ آزاد نے کہ ازلی رحم دل آدمی تھے

رومال سے اشک پریشان پونچھکر کہا یا کہ دل کو ڈھارس دیکر اسکی آنکھون سے بدستور جوے اشک جاری ہی ہے

بھرے آتے ہین آنسو آنکھ مین لے یار کیا باعث
نکلتے ہین صدف سے گوہر شہوار کیا باعث
نہ وہ شوخی کی باتین ہین نہ وہ گرمی طبیعت مین
لبون پر دمبدم ہے آہ آتشبار کیا باعث
نظر آتا ہی تیرہ روز گل خسار کیا باعث
پریشان اذنون ہین کیسو ے خمدار کیا باعث

ناظورہ۔ اسکی رحمت اگر ہمکو گناہون سے پاک کرڈالے تو اسکی کریمی ہی۔ ورنہ ہم تو آلودہ ہین ہی۔

آزاد۔ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اسپر شاکر رہو۔

ناظورہ۔ خدا کی رحمت تو بڑی ہی۔ اور اسکو فضل کرتے دیر نہین لگتی مگر اپنے گناہون کو جب دیکھتے ہین تو دل گواہی نہین دیتا کہ ہمکو بہشت نصیب ہو۔

صنم نازک ادا کو معلوم ہوگیا کہ ناظورۂ گلبدن نے اس جوان رعنا سے یہان کا کچا چٹھا بیان کردیا۔ کوٹھے سے باغین آئی اور آزاد سے کہا کہ آپ کوئی بڑے فقرے باز معلوم ہوتے ہین صاحب۔ دم دیکے سارا حال دریافت کرلیا۔ ہمپر فقرہ تیز کرتے تو ہم جانتے کہ آپ بڑے فقرے باز آدمی ہین۔

آزاد نے کہا مجھے بڑا خلجان تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ باغ آراستہ مکان عالیشان۔ فرش مکلف کمرے سجے سجائے شیشہ آلات قمقمے پریان جھل کے لئے مستعد۔ ایک سے ایک نازک بدن پستہ دہن۔ سرو قامت۔ ماہ طلعت۔ خدمت کے لئے مہریان خواصین۔ زیور بیش بہا۔ زیب بدن آفت کا جوبن اور یہ مطلق العنانی سخت حیرت تھی کہ یا خدا یہ کسکا مکان ہی اور یہ کیسا سامان ہی پھر خدا خدا کرکے حیرت کا طلسم ٹوٹا

یہ تو اپنی سرگذشت کہہ چکی ہین اب آپ اپنا حال کہیے

صنم۔ یہ تو ہین کچی پکی۔ پختہ مغز نہین ہم اپنا درد دل آپکو سنائین تو بجز اسکے کہ آپ سن لین اور چلے جائین اور کیا نتیجہ ہی۔ خاک

آزاد۔ خیر اب اسکا حال تو خدا ہی جانتا ہے۔

صنم۔ خدا تو سب کچھ جانتا ہی میان لیکن ہمنے جسکی تابعداری کی اور جس کے ہاتھ ہم بک گئے ہین اگر اسپر کھل گیا کہ ہمنے اس بھید سے کسی غیر آدمی کو اطلاع دی ہے تو ستم ہی ہو جائیگا۔

آزاد۔ شریف زادون کا یہ شیوہ نہین کہ کسی کا راز افشان کرین اور مجھے اس سے ملیگا کیا مگر آپ کو مجھ اجنبی کی باتون کا کیونکر اعتبار ہو۔ بہرکیف اگر اعتبار کے قابل ہو تو کہو۔

صنم۔ ہمارا کچھ فائدہ ہو یا اس قید خانہ سے چھٹکارا ہو تو بیشک کہین ورنہ بیکار ہے۔

آزاد۔ مین تو اپنی طرف سے ضرور کوشش کرونگا۔

صنم۔ تم مردونکی بات کا اعتبار کرنا بیوقوفی ہی۔

آزاد۔ واہ کیا پانچون انگلیان برابر ہوتی ہین۔

صنم۔ میان ہمارا کیا حال پوچھتے ہو۔ ہمین اپنا حال خود ہی نہین معلوم۔ خدا جانے کہ ہندو کے یہان جنم لیا۔ یا مسلمان کے گھر پیدا ہوے ع آنکھ کھلنے بھی نپائی تھی کہ صیاد آیا۔ بس اتنا جانتی ہون کہ مجھے لڑکپن ہی کے زمانے مین کسی نے ماں باپ سے جدا کیا مگر قسم لو جو (آبدیدہ ہوکر) مجھے کسی نے چھاتھ بھی دی ہو کہ ماں کون تھی اور باپ کون تھا۔ اور مین کہان پیدا ہوئی۔ اکثر خیال آتا ہی کہ اس مکان کی مالک ایک بوڑھی عورت ہی۔ اس بڑھیا کے کاٹیکا منتر نہین۔ ایکدن کے لئے بھی کہین جائے تو محلے والے عزت دار آدمی کا سا بٹھین اسکا یہی پیشہ ہی کہ جس طرح ممکن ہو کم سن اور خوبصورت

لڑکیون کو پھسلا کر بگڑلائے سارا زمانہ اسکے ہتھکنڈون سے واقف ہی مگر کسی سے آجتک ذرا بھی بندوبست نہین ہوسکا اچھے اچھے مہاجن جنکے ہان لاکھون کا لین دین اور بیوپار ہی اسکے مکان پر سری ٹیک کرتے ہین اور بڑے بڑے متمول شریف زادے اسکا دم بھرتے ہین شہزادون تک کے پاس اسکا گذر ہے مگر ہمنے اسکو روز بروز فروغ ہی حاصل کرتے دیکھا سنتے تھے کہ نتیجہ کار بد کا بُرا ہوتا ہے مگر اس کار بد مین جس سے زیادہ بُرا اور کوئی کام نہوگا اس مکارہ نے خوب روپیہ جمع کیا اور اسقدر نام کیا کہ دور دور تک مشہور ہوئی۔

آزاد۔ تم سبکی سب ملکر بھاگ کیون نہین جاتین۔

صنم۔ بھاگ جائین تو پھر کھائین کیا۔ یہ تو سوچو۔

آزاد۔ اللہ اکبر اس نایک دیرینہ روز نے اپنی مکاری اور زور سے اسقدر تم سبکو بیوقوف بنا رکھا ہے۔

صنم۔ بیوقوف نہین یہ بات صحیح ہے کھانے بھر کا سہارا ہو تو آج چل دین مگر جب سہارا ہو نہ۔ روٹی کپڑا کون دیگا۔

آزاد۔ (ہاتھ ٹیک کر) افوہ تمھاری آنکھ پر غفلت کی پٹی باندھ دی ہے۔ تم اتنا نہین سوچتین کہ تمھاری بدولت تو اسقدر روپیہ پیدا کیا اور تم کھانے کو محتاج رہو گی بھلا واہ واہ جو پسند ہو اُسکے ساتھ شادی کر لو اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرو۔

صنم۔ یہ سچ۔ مگر اسکا رعب مارے ڈالتا ہے۔

آزاد۔ اُن لے رعب یہ بڑھیا بھی دیکھنے کے قابل ہی۔

صنم۔ اسطرح کی میٹھی میٹھی باتین کرگئی کہ تم بھی اُسکا کلمہ پڑھ گئے سیکڑون گرگے ایسے یاد ہین کہ آدمی بس مین آجائے۔

آزاد۔ اگر مجھے اجازت دو تو مین کوشش کرون۔

صنم دلربا اور ناطورہ رنگین ادا دونون نے بڑی لجاجت اور منت سے کہا کہ اپکا بڑا احسان ہوگا ہماری زندگی تلخ ہے دل تو ہمین ہر روز گالیان دیتی اور بُرا بھلا کہتی ہے اور ہمارے ماں باپ کو کوسا کرتی ہے۔ گو جنے انکو آنکھون سے نہین دیکھا مگر خون کا جوش کہان جائے۔ اِس فقرہ سے آزاد بھی آبدیدہ ہوگئے۔ اور اُنھون نے ٹھان لی۔ کہ صاحب ضلع کو جن کے یہان وہ مہمان تھے فوراً اس حال کی اطلاع دینگے اور اُنسے التجا کرینگے کہ اس ضعیفہ مکارہ کو سخت سزا دین۔

اتنے مین ہمجولی نے آنکر کہا۔ آہستہ آہستہ باتین کرو وہ آگئی ہے وہ دونون آزاد سے رخصت ہوکر مکان مین گئین اور ہمجولی سے کہا کہ تم آنکر کندن سے کہنا کہ کوئی نواب صاحب دروازے پر کھڑے آپکو پوچھ رہے ہین۔ آزاد کو تو پہلے ہی سے کھا پڑھا دیا تھا مکان مین گئین تو کندن نے کہا کہ بیٹا آج ایک اور شکار کیا مگر ابھی ہم بتائینگے نہین یہ دونون اوپر کے دلے خوشی ظاہر کرنے لگین۔ اتنے مین ہمجولی دوڑی آئی اور کندن کو باہر جاکر کہا۔ اماں جان کوئی نواب صاحب آئے ہین اور آپسے ملنا چاہتے ہین کندن نے ان تینون کو حکم دیا کہ کوٹھڑی پر جاؤ اور مہری کو بھیجکر انکو بلوایا۔ آزاد داخل ہوئے۔

کندن۔ تم کسکے پاس آئے ہو اور کیا کام ہے۔

آزاد۔ مین خاص آپکے پاس آیا ہون۔ اور کام۔

کندن۔ اچھا بیٹھو۔ آجکل بے فصل کی بارش سے بڑی تکلیف ہوتی ہے اچھی وہ فصل کہ ہر شئے قرنیے کے موافق ہو برسات ہو تو مینہہ برسے نہ اتنا کہ کھیت طغیانی کے سبب سے بہ جائین اور نہ اسقدر کم کہ لوگ پانی کو ترسین سردی کے موسم مین سردی خوب ہو اور گرمی مین گرمی لون چلنے کے دن

ہون تو لون چلے اور تے گرین - مگر جہان کوئی بات بے فصل ہوئی اور بیماری پیدا ہو گئی -

آزاد - جی ہان اسمین کیا شک ہی - قاعدے کی بات ہی

کندن - اور بیٹا ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ آدمی بڑائی سے بچے اور نیکی کرے جو نیک کام کریگا وہی اچھا رہیگا ؎

مرد آخر بین مبارک بندہ بیست	

انسان کو اسقدر یاد رکھنا چاہیے کہ ایکدن اسکو اللہ کو منھ دکھانا ہی جنے پیدا کیا ہی بد آدمی کس منھ سے منھ دکھائیگا -

آزاد - کیا خوب بات آپنے کہی ہے واقعی ایسا ہی ہے -

کندن - مین نے تمام عمر اسی مین صرف کی کہ لاوارث بچون اور یتیمون اور بن ماں باپ کے لڑکونکی پرورش کرون انکو کھلاؤن پلاؤن اچھی اچھی باتین سکھاؤن خدا مجھے اسکا اجر عطا کرے تو واہ واہ ورنہ اور کچھ فائدہ نہ سہی اسقدر فائدہ تو ہی کہ ان بیکسون اور بے بسونکی میری ذات سے پرورش ہوئی

آزاد - خدا ضرور اجر دیگا (دل مین) اگر دوزخ اور بہشت اور سزا جزا صحیح ہی تو انشاء اللہ سب سے پہلے جہنم مین جائیگی انکو اور خدا اجر عطا کرے !!! ماشاء اللہ -

کندن - تمنے میرا نام کہان اور کس سے سنا تھا -

آزاد - آپ کے اخلاق کی خوشبو دور تک بلند ہی -

کندن - واہ مین تو کبھی کسی سے اپنی تعریف ہی نہین بیان کرتی

ثنائے خود بخود گفتن نشاید مرد دانا را	

جو لڑکیان مین پالتی ہون انکو بالکل مثل اپنے خاص جگر گوشہ بیٹیون کے سمجھتی ہون ممکن کیا کہ ذرا فرق ہو اور جب دیکھا کہ وہ سیانی ہوئین فوراً کسی اچھے گھر انکو بیاہ دیا - مگر خوب دیکھ بھال کے جانچ پرتال کے اور بیٹا ہمنے ایک بات فرنگیون سے سیکھی ہی پوچھو وہ کیا وہ یہ کہ جب شادی ہو مرد اور عورت کی رضامندی سے -

آزاد - سبحان اللہ شادی کے معنی ہی یہ ہین -

کندن - تمھاری عمر خدا دراز کرے دیکھو جو کام انسان کرے عقل کی روسے کرے ہر پہلو کو دیکھ بھال کے -

آزاد - بغیر اسکے میان بیوی مین کماحقہ محبت ہی نہین ہوسکتی اور یون مجبوری کی تو بات ہی اور ہے -

کندن - سچ ہے میرا یہ قاعدہ ہی کہ جس شخص کو پڑھا لکھا اور چال چلن کا اچھا سمجھتی ہون اسکے علاوہ اور کسی ایسے ویسے کے ساتھ نہین بیاہتی اور لڑکی سے پوچھ لیتی ہون کہ بیٹا اگر تم کو پسند ہو تو اچھا نہین کچھ زبردستی نہین ہی -

یہ کہکر مہری کو اشارہ کیا آزاد نے اشارہ کرتے تو دیکھا مگر انکی سمجھ مین نہ آیا کہ اسکے کیا معنی ہین مہری فوراً کوٹھے پر گئی اور تھوڑی ہی دیر مین کوٹھے سے گانے کی آواز آنے لگی

پھر یہ آنکھون مین ارے لعل عنبرین کا ساتھ	کہ موج اشک ہوئی اپنی آستین کا ساتھ
بکھری چوٹی یہ کسکی تھی جسکے دھوئے مین	جگر کو کاٹ گیا شانہ یاسمین کا ساتھ
ہلا کر زلف نہین کسنے کی تھی بوسے پر	کہ پھر گیا مری چھاتی پہ نہین کا ساتھ

کندن - مین نے ان سبکو گانا بھی سکھایا ہی گو یہان اسکا رواج نہین - مگر اسمین ہرج ہی کیا ہی - علم موسیقی ایک بہت بڑا علم ہی

آزاد - تمام دنیا مین عورتون کو گانا سکھایا جاتا ہی -

کندن - ہان بس ایک اسی ملک مین نہین ہے اور سب جگہ کی عورتین کم وبیش گا سکتی ہین -

آزاد - یہ تو تین کی آواز معلوم ہوتی ہی - مگر ایک ان سب مین خوش گلو ہی - اسکی گلے بازی اور نازک آواز کے ہم بھی قائل ہین اور یون تو سب ہی خوش آواز ہین -

کندن۔ ایک تو انکا دل بہلتا ہے دوسرے دوسنے اسکا دل بہلے اور چیز اچھی۔ اسمین کچھ بُرائی نہین ہے۔

آزاد۔ مگر تعلیم بھی ہوئی ہے یا نہین۔ کچھ آپ نے پڑھایا بھی ہی یا نہین عورتون کو کسیقدر حرف آشنا بھی ہونا چاہیئے

کندن۔ دیکھو بلواتی ہون مگر بیٹا نیک نیتی عجب شے ہے

آزاد۔ آپ کیا فرماتی ہین مین آپ کی باتون ہی سے سمجھ گیا کہ آپ نیک نیت اور نیک مزاج ہین۔

اس ٹھگونکی بڑہیا نے سب سے پہلے صنم جادو جمال کو بلوایا وہ شرماتی اور سجاتی اور گردن نیو بڑاتی ہوئی آئی اور صنیفہ کے قریب اسطرح گردن جھکا کے بیٹھی جیسے نئی شرمیلی دُلھن

کندن بہت خوش ہوئی کہ اس صنم کو جس طرح غیر مرد کے سامنے بیٹھنا سکھایا تھا اسی طرح نازک ادائی اور حیا کے ساتھ بیٹھی اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ آزاد سے گھنٹون چہل ہو چکی ہے

آزاد۔ اے صاحب سر اونچا کرکے بیٹھو۔ یہ کیا بات ہی۔

کندن۔ (مسکراکر) بیٹا اچھی طرح بیٹھو سر اٹھاکر۔

آزاد۔ جس طرح آدمی کی نشست ہی اس طرح بیٹھنا چاہیئے

کندن۔ ہماری سب لڑکیان شرمیلی اور حیا پرور ہین۔

آزاد۔ یہ آپ اوپر کیا گا رہی تھین ہم بھی کچھ سنین۔

کندن۔ نور۔ وہی۔ غزل گاؤ بیٹا گاؤ۔

نور۔ (گردن اور نیچی کرکے آہستہ) اماں جان ہمین شرم آتی ہی

کندن۔ کہتی ہی ہمین شرم آتی ہی۔ شرم کی کیا بات ہی غزل ہماری خاطر سے گاؤ۔

کیون نہ وہ پردہ نشین پھر مجھے سمرن مارے مین نے تھے پھول کبھی جانب چلمن مارے

نور۔ (آہستہ سے کندن کے کان مین) اماں جان نہین گایا جائیگا

آزاد۔ یہ نئی بات ہی۔

اجی چشم جادو پہ اتنا گھمنڈ اجی سر اونچا کرا دھر دیکھنا نسیم حرم اس زلف مین ہو تو آ شب مہ مین کہتا ہی وہ ماہ سی	لب لعل و گیسو پہ اتنا گھمنڈ اسی چشم و ابرو پہ اتنا گھمنڈ نکر اپنی خوشبو پہ اتنا گھمنڈ رکابی سے اس رو پہ اتنا گھمنڈ
اکڑتا ہے کیا دیکھ دیکھ آئینہ حسین گر چہ ہے تو پہ اتنا گھمنڈ	

کندن۔ لو انھون نے گا کے سنا دیا اب تم کچھ کہو۔

مہری۔ کیئے حضور یا آپی سرکار آپ تو چاہتی ہین کہ پردے اور نقاب سے کام ہی نہ رکھین۔ دل کا پردہ کیا کم ہے مگر یہ مارے کا حفاظ اور شرم کے اور بھی زیادہ پردہ کیا کرتی ہین اے بیوی گردن اونچی کرو۔ معلوم ہے اللہ کے فضل و کرم سے خوبصورت ہو۔ ذرا اچھی طرح بیٹھو جسدن عروس بنوگی اُسدن البتہ اس طرح بیٹھنا تو کچھ مضائقہ نہین ہی۔

کندن۔ ہان بات تو یہی ہے اس مین کیا فرق ہی۔

آزاد۔ الحمدللہ ذرا گردن تو اٹھائی۔

بات سب ٹھیک ٹھاک ہے یہ ابھی کچھ سوال و جواب باقی ہے

کندن۔ (ہنسکر) اب تم جانو یہ جانین۔

آزاد۔ اے صاحب ادھر دیکھیئے یا آہی۔ (دل مین) اللہ رے زور۔ ابھی گھڑی بھی نہین ہوئی کہ باغ مین اٹھکھیلیان کر رہی تھین اور اب یہہ پردہ اور شرم و حجاب ہے شان خدا۔

کندن۔ اب تو از براے خدا گردن اونچی کرو۔

آزاد۔ اے صاحب بُرا بھلا کہہ لو۔

گالی سہی ادا ہی جانِ جہان سہی یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

صنم - امان جان اب ہم یہان سے جاتے ہین اجازت دیجئے۔

آزاد - اب دل قابو سے جاتا رہا۔

آفرین تجکو اے دل بے صبر آ پھنسا یا مجھے کہان تو نے

کندن نے چٹکی لیکر اشارہ کیا کہ کچھ بولو اتنا عرصہ ہوا اب کچھ باتین کرو جسمین انکا دل بھی خوش ہو۔

صنم - (نقاب ذرا ہٹا کر) امان جان حیا مانع ہے۔

آزاد - اس حیا کے صدقہ - اللہ ری حیا۔

عشق تا خام ست باشد لبتہ ناموس ننگ پختہ مغزان جنون را کے چہ زنجیر و چہ بست

کندن - کچھ جواب دو بیٹا یہ کیا بات ہے واہ۔

صنم - امان جان کسکو جواب دون جان نہ پہچان۔

کندن - ان امور مین آٹھون گانٹھ کیت - کسی بہانے سے اٹھ گئی - اسکے اٹھتے ہی صنم نے بھی بناوٹ کے ساتھ چاہا کہ چلی جائے اسپر کندن نے ڈانٹ بتائی۔

ہائین ہائین! اسکے کیا معنی۔

بھلے مانس ہین یا کوئی نیچ قوم - شریف زادون سے خوف یعنی چہ بیٹھو یہ چاہے یا جنون لے ہان - حیا بھی تو کتنی - صنم عریدہ جو شرما کر ادا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

مہری پنکھا جھلنے لگی - ادھر کندن نظر سے غائب ہوئی ادھر مہری بھی بہانہ کرکے چنپت۔

آزاد - اللہ اللہ - یہ بوڑھیا تو ایک ہی کائیان ہے۔

صنم - (بہت آہستہ سے) ابھی دیکھتے جاؤ۔

آزاد - اسکے کاٹے کا منتر نہین یہ وہ افعی ہے۔

صنم - اب یہ اپنے نزدیک تمکو عمر بھر کے لیے غلام بنائے لیتی ہی اور جو ہمنے پہلے سے اسکا حال بیان نہ کر دیا ہوتا تو تم بھی جنگ پر چڑھ جاتے۔

آزاد - بھلا یہ کیا وجہ ہی کہ تم انکے سامنے شرمایا کین۔

صنم - ہمکو جو سکھایا ہے وہ ہم کرتے ہین کیا کرین!!

آزاد - ہان مجبوری ہی اسمین کیا شک مگر اُن دونونکو کیون نہ بلایا - تمھین کو سب کے پہلے یاد کیا۔

صنم - لے ہے ابھی دیکھتے جاؤ - سبکو بلائینگی۔

آزاد - مین تو اسکی باتون سے دنگ - لے توبہ۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

اتنے مین مہری پان اور الائچی اور عطر لیکر آئی۔

آزاد نے کہا بی مہری صاحب یہ کیا اندھیر ہی آدمی دی سے بولتا ہے یا نہین - مہری تیکھی ہو کر بولی - اے یہ کیا ماجرا ہے واہ - اور سنو - کیا چپ پیر کا روزہ ہے دیکھو تو کیسے قبول صورت گبھرو ہین - ابتو مسکرائین ذری گردن اُٹھا کے تو دیکھ لو اب ہمسے تو بہت نہ اڑو اللہ جھوٹ نہ بلائے تو بات چیت تک نوبت آئی ہوگی اور ہمارے سامنے گھونگھٹ کی لیتی ہین - یا الٰہی صنم نے بہت آہستہ سے کہا مہری ہمکو چھیڑو گی تو ہم امان جان سے کہدینگے۔

راوی - اللہ رے تیرا بھولا پن - اس الڑھ پن کے صدقے

آزاد - ذری گردن تک اونچی نہین کرتین بولنا چالنا کسکا تو بنتی ہین اور یا اپنی اماجان کا خوف ہے۔

مہری - واہ واہ حضور واہ - بھلا یہ کہاں سے جان پڑا کہ بنتی ہین یا امان جان کے ڈر سے نہین بولتین اور یہ نہین ہوسکتا کہ خود دل ہی کی شرم اور آنکھون کی حیا کے سبب سے اسقدر سجاتی ہون -

آزاد - واہ آنکھین کہے دیتی ہین کہ نیت بدی کی طرف مائل ہے -

صنم - (تیوری چڑھاکر) خدا کی سنوار جھوٹے پر -

مہری - (قہقہہ لگاکر) شاباش بس یہ اسی بات کی منتظر تھین اور مین تو سمجھی ہی بیٹھی تھی کہ جب یہ زبان کھولینگی پھر بند ہی کرکے چھوڑینگی - سو ویسا ہی ہوا -

صنم - ہمین بھی کوئی گنوار مقرر کیا ہے کیا -

آزاد - واللہ اسوقت انکا تیکھی ہوکر تیوری چڑھانا عجب لطف دیتا ہی انکے جوہر تو اب کھلے - ہم تو سمجھے تھے کہ بالکل کچھ جانتی ہی نہین ہین - آزاد - یہ کہان چلی گئین انکو بلوائیے صاحب - ع طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت معقول رہا -

مہری - حضور انکا قاعدہ ہے کہ اگر دو دل ملجاتے ہین تو پھر نکاح پڑھوا دیتی ہین - مگر مرد قاعدے سے چلے بھلا نش ہو - شریف ہو چار پیسہ پیدا کرتا ہو آپ پر تو کچھ بہت ہی مہربان نظر آتی ہین کہ دو باتین ہوتے ہی اٹھ گئین ورنہ مہینون آزمائش ہوا کرتی ہے اور آپکی شکل و صورت اور وضع ہی سے ماشاء اللہ برستا ہے کہ آپ رئیس ہین -

صنم - واہ اچھی بھیتی کہی تو - بیشک یاست برستی ہی اتنے مین مہری نے آزاد سے پوچھا کیون میان

حسن آرا بیگم کے عاشق میان آزاد کو بھی تمنے دیکھا ہے حسن آرا بیگم کو تو ہم دیکھ چکے ہین انکے یہان ایک چھوکری نوکر ہے پیاری اسکی آنکھین اٹھین تو ہمارا لبو اہوا - وہان ہم نے حسن آرا کو دیکھا تو دنگ ہوگئی - وہ نورانی صورت پائی ہی اور گالون پر وہ رعنائی ہی کہ مین کیا عرض کرون جب ایسے معشوق نے آزاد کو پسند کیا تو بس اب اس مین شک نہین ہوسکتا کہ کرور دو کرور مین فرد ہے - ورنہ حسن آرا کبھی نہ رجھتین وہ تو ویسا حسین ہوگا ویسا ہی مغرور ہوگا

بیجا نہین حسینون کی ہین لن ترانیان
لائے غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہے

آجکل تو یہان بہت خبر گرم ہے کہ آزاد آنے والے ہین اور کوئی کہتا ہے کہ داخل ہوگئے - خدا جانے کیا سچ ہے کیا جھوٹ ہی مگر جو آئین تو ہزارون ہی آدمی انکے دیکھنے کو جائین کیونکہ زمانہ بھر مین انکا نام روشن ہی -

آزاد - بھلا حسن آرا خود بھی ویسی ہی حسین ہین جیسے آزاد ہین دونون مین زیادہ خوبصورت کون ہی - یہ کہ وہ

مہری - اب بے میان مین کیا جانون انکو مین نے دیکھا نہین حسن آرا بیگم کو البتہ دیکھا ہے ان کے حسین ہونے مین کوئی شک نہین کرسکتا -

صنم - حسن آرا بیگم کے احسن کا حال تو جب معلوم ہو کہ مقابل مین ہون اور یون نام لکھجانا اور بات ہے -

آزاد - اے ہے کیا الڑھ پن ہی - اب کسی حسین کے حسن کا حال سننا اچھا نہین معلوم ہوتا انکے سامنے کسی کی تعریف ہی نہ کرو کہ فلان شخص حسین ہے -

صنم - پھر کیا جھوٹ بھی ہی (آہستہ آہستہ)

اش پر آنکی شہرت شب غم دیتے ہین
اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
دھیان آتا ہے ترے منھ مین زبان لینے کا
جی ہم اے شوخ پنے سیر عدم دیتے ہین
کر دیا خانۂ اغیار ہو ناک خراب
داور دونے کی مرے دیدۂ نم دیتے ہین
دم نہ لے اے اثر آہ کہ معلوم ہوا
جن پہ دم دیتے ہین ہم وہ ہمین دم دیتے ہین

آزاد۔ مین تو انکی آواز پر عاشق ہون واللہ

صنم۔ خدا کی شان آپ کیا اور آپکی قدر دانی کیا۔

آزاد۔ بجا ہے دلمین تو خوش ہوئی ہونگی۔ کیون مہری

مہری۔ اب یہ آپ جانین اور وہ جانین ہم سے کیا

اتنے مین آزاد پاشا نے مہری سے تخلئے مین پوچھا کہ یہ تینون لڑکیان انکی چھوکریان انکی لڑکیان ہین یا انھون نے مول لی ہین مہری مسکرا کر بولی کہ حضور نے مجھے پہچانا یا نہین بندگی اور مین حضور کو چٹکیون مین پہچان گئی جب حضور دو ایک بار ثریا بیگم کے ہان آئے تھے اور اُن کے بوڑھے میان کا خط لائے تھے انکے ہان مین ہی اسوقت تھی اور ایکدفعہ انکی فنس ٹھسے سے جا رہی تھی اور لونڈی فنس کا کونا پکڑے ساتھ تھی جب بھی حضور کو دیکھا تھا اب یاد آیا آزاد متحیر ہو کر مہری کیطرف دیکھنے لگے۔ کہا ہان بیشک اب یاد آیا کہ تم وہی مہری ہو کہو معلوم ہے کہ اب وہ کہان ہین مہری مسکرائی حضور اب وہ وہان ہین جہان پرندہ پر نہین مار سکتا مگر کچھ انعام دیجئے تو دکھا دون مگر دور ہی دور سے بات چیت ہوگی اور وہ تو آزاد کے لئے جوگن ہو گئی تھین

اگا تو بڑا فسانہ ہے کہان تو وہ ٹھاٹھ تھے کہان سرا مین
جا کے قیام کیا اور پھر جو طبیعت نے پلٹا کھایا تو جوگن
ہو گئین۔ آزاد نے کہا۔
در بتخانۂ عشق بتان اور آپ اے مومن
یہ حضرت آگئی اکبار کیا طبع مقدس پر

کجا سرا۔ کجا جوگن۔ یہ نئی بات ہے انکی عشق بازی کا حال اگر مشہور ہو تو لوگ سخت متحیر ہون کبھی جڑ بھی چھنگی ہا تو بیگم صاحب کے مزاج ہی نہین ملتے تھے یا طبیعت نے پلٹا کھایا کہ سرا مین بھٹیاری بن کے رہین۔ اللہ رکھی نام رکھا اور یہ سب ایک طرف جوگن کا بھیس بدلا۔

مہری۔ آزاد نے سیکڑون کو گھائل کر دیا حضور۔

آزاد۔ خدا جانے اس مین کیا بات ہے ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا۔ مگر جسے پیا چاہے وہی سہاگن۔ کیا سانورا کیا گورا رے۔

مہری۔ حضور کوئی بات تو ضرور ہو گی۔ مگر سچ کہتی ہون حضور نے بھی وہ صورت پائی ہے کہ لاکھون مین ایک کروڑون مین دو۔

آزاد۔ اگر ثریا بیگم کو دکھا دو تو انعام دون اور بھرپور انعام دون مگر ہم نے ایک جگہ خبر پائی تھی کہ وہ آجتک نیکی کے ساتھ رہا کی اور آخر کار جب آزاد نے بالکل خبر ہی نہ لی اور حسن آرا کے ساتھ عقد ہونے کی خبر سنی تو کسی نواب صاحب سے عقد کر لیا اب ہان سے نکلنا محال ہے

مہری۔ حضور آزاد نے بھی بُرا کیا جو اپنے پر جان دے اسکے ساتھ اسقدر بیرحمی سے پیش آنا نچاہیئے۔

آزاد۔ ہمنے سنا ہے کہ وہ اسوجہ سے ملتفت نہ ہوے کہ اس

زمانے مین یہ اندھیر نگری کے نام سے مشہور تھین اللہ بھلی کرے
کے ساتھ نکاح کرنا وضعدار کب گوارا کرینگے۔
مہری۔ خیر تو سرکار اگر کچھ دلوائین تو بیڑا اُٹھاتی ہون
کہ ایک نظر اچھی طرح دکھادونگی۔ اسی ہفتہ مین آزمایئے
آزاد۔ منظور۔ مگر بے ایمانی کی سند نہین ہے۔
مہری۔ کیا مجال انعام پیچھے دیجئے گا پہلے ایک کوڑی
تہ دیجئے گا۔
آزاد۔ ہان اسکا مضائقہ نہین مگر کبتک جلد دکھاؤ۔
مہری نے آزاد سے یہان کا کچا چٹھا کہا میان یہ
عورت جتنی اوپر ہے اتنی ہی نیچے ہے اسکے کاٹے کا منتر
نہین یہ وہ افعی ہی اسکا کاٹا منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے
لہر تک نہ آئے۔ ایسا زہر چڑھتا ہے۔ باتین تو اسطرح
کی کرینگی کہ کوئی جانے انسے بڑھکر نیک دنیا مین کوئی
عورت نہ ہوگی اور جس سے کہینگی یہی کہینگی کہ مین اپنی بیٹیونکو
پردہ درد نہین سکھاتی۔ پردہ دل کا ہے۔ اگر عورت بدہے
تو سات پردونسے نکلجائیگی اور اگر نیک ہی تو لاکھ بیحجاب
ہو لاکھ گھونگھٹ سے واسطہ نرکھے ممکن نہین کہ اسکی عصمت
مین فرق پڑے اور باتین کرنے مین ایسی برق ہے کہ
توبہ ہی بھلی۔ دنیا بھر چکمے مین آجائے مگر اسکے ہتھکنڈون
سے خدا بچائے۔ اللہ نہ کرے کہ کوئی بھلا مانس اسکے ہتے
چڑھے اب آج ایک اور غریب شریف کو بہکایا ہی یہان
ایک مرد آدمی رہتے ہین انکی ایک لڑکی ہی کوئی پانچ
چھ برس کا سن ہوگا اور کوئی اولاد نہین میان اندھے
بیوی بیچاری سلائی سے اپنا اور گھر بھر کا پیٹ
پالتی ہے۔ سو میان سلائی مین ایسے کون چھپن ٹکے

ملتے ہین اور پھر اسمین زمانے مین لگتے تو ہین۔ یہان ان کے
یہان آنا جانا شروع کیا۔
آزاد۔ بھلا انکا مکان ہم دیکھ سکتے ہین۔
مہری۔ جی ہان۔ یہ کیا سامنے ہے۔ وہ کھپریل۔
آزاد۔ ہائے ہائے پڑوس ہی مکان ہی۔ گئی گذری۔
مہری۔ اب کیا یہ چھوڑتی تھوڑا ہی ہین۔
آزاد۔ اور یہ جتنی یہان ہین سب اسی فشن کی ہونگی
مہری۔ کسی کو چورالائی ہین کسی کو مول لیا ہی کچھ پوچھئے نہ
آزاد۔ تو کیا وہ عورت بھی اپنی لڑکی کو بیچے گی۔
مہری۔ اس سے آج کہا کہ ہمین یہ لڑکی بڑی پیاری معلوم
ہوتی ہی اور وہ بیشک بڑی قبول صورت ہے بڑھکے
قیامت ہوگی۔ اسکی مان سے دو ایک باتین ایسی
کہین کہ وہ مان گئی روپیہ تو بڑی چیز ہے بے زری
انسان کو کہین کا نہین رکھتی۔ اس سے کہا ہم اس کو گود
بٹھائینگے اور اپنی لڑکی بنائینگے۔ اسمین تمھاری مصیبت بھی دو
ہوجائیگی اور لڑکی ٹھکانے رہیگی اور دروازہ سے در دا
ملا ہی دنہین چاہے ہزار بار اپنے بچے کو دیکھ لو کوئی مشکل بات نہین ہی
آزاد۔ اچھا گہرا چکما دیا اور نیت کچھ اور ہی ہے۔
مہری۔ نیت کا حال ظاہر ہی ہے تو برس کی سوچتی ہین۔
آزاد۔ اب اسوقت ٹال کے کیون چلی گئی اور اس تندخو
کو کیون بلوالیا۔
مہری۔ اب وہ بن ٹھن کے بناؤ چناؤ کرکے آئینگی اور خود
اسکے ساتھ آکے لگاوٹ کی باتین کریگی۔
اتنے مین کسی نے سیٹی بجائی اور مہری فوراً ادھر چلی گئی
تھوڑی ہی دیر مین کندن آئی کہا۔ این! یہان تم اکیلے

ہے پھر تو یہ تو یہ مہمان کرنا مہمان نوازی کے خلاف ہے
گر لڑکون کو کیا کرون اس درجہ شرمیلی اور حیادار ہین کہ
جبکی صورت مہری کو پکار کر کہلے انکو بلاؤ۔ کہو یہان آنکے
بیٹھین۔ واہ یہ کیا بات ہی۔ جیسے کوئی کاٹے کھاتا ہے اسپر
وہ صنم عنبر موجھم چھم کرتی ہوئی آئی۔ دیکھتے ہی آزاد کے
ہوش اُڑ گئے اس مرتبہ غضب کا نکھار تھا ؎

ہر چند ہیں ترکان ستمگر سے جو مقتول زمانہ	کیا تیز ہی خنجر تری بیداد کریگا

زلف چلیپا پریشان اور عنبر فشان آزاد مست ہوگئے ؎

کھولی ہی کس نے کاکل مشکین یہ اے صبا	آتی ہی بو دماغ مین مشک تتار کی

زلف کا بھرا تھا اور بھی ستم ڈھاتا تھا از سر تا پا جوبن ہی جوبن تھا
وہ سنگار اور بناؤ چناؤ کہ زاہد صد سالہ تک کی نیت
ڈانوان ڈول ہوجائے ؎

وہ ابرو سے خمدار مثل مہ نو	وہ رخسار ہی ماہ کامل کیصورت

آزاد اپنے دلمین سوچے کہ یہ صورت اور یہ سینہ حسن اور
یہ طریقہ اے کاش یہ قمر رخسار کسی شریف زادے امیر زادے
کی جاہتی بیوی ہوتی اور عصمت اور عفت کے ساتھ زندگی
بسر کرتی۔ ٹھان لی کہ صاحب ضلع کو اس مقام پر کسی تدبیر
سے ضرور لائینگے اور التجا کرینگے کہ ازبرائے خدا
اس زن مکارہ و دلالہ کے ظلم سے ان پریون کو بچاؤ اور
تہذیب کی اشاعت مین ساعی ہو۔

کندن نے آکر صنم سے لقا کے ہاتھ مین پنکھا دی اور کہا
(ماری جیو ڈلائے جوبنیا) صنم نے اس چوتالے کو بڑی
خوش گلوئی سے ادا کیا اور آزاد کو یہ سمان ایسا بھایا
کہ وجد کرنے لگے۔ بیچ مین صنم ماہ طلعت کالبدر فی النجوم اور
اُدھر خوبرو اور کم سن پریون کا ہجوم بارش کا تار لگا ہوا
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین اور گھنگھور گھٹائین اور اس لطف
مین صنم مہر سیما کا تانین لینا اور بھی ستم ڈھاتا تھا۔

برق چشمک زن زطرف کوہساران میرسد	
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد	

کندن۔ اگر کسی شئے کی ضرورت ہو تو بیان کردو۔
آزاد۔ اسوقت دل وہ مزے لوٹ رہا ہی کہ بیان سے باہر ہے
کندن۔ میرے ہان صفائی اور بیباکی اور نیکی سے کام لیا جاتا ہی
آزاد۔ آپکے کہنے کی اصلا حاجت نہین ہی۔
کندن۔ یہ جتنی ہین سب باتمیز باسلیقہ شعور دار ہین۔
آزاد۔ انکے شوہر بھی انمین کے سے ہون تو بات ہے۔

غالب ان سیمین تنون کے واسطے	
چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے	

کندن۔ اس مین کسی کے سکھانیکی ضرورت نہین ہی مین
انکے لئے وہ لوگ منتخب کرونگی جو خدائی مین فرد ہون
انکو کھلایا پلایا پرورش کی گانا سکھایا۔ اب اپنے ظلم کیونکر
گوارا کرونگی۔
آزاد۔ اور تو اور مگر انکو تو آپ نے واقعی اسوقت۔
کندن۔ مین سمجھی۔ اپنا اپنا دل ہی اب دو چار روز یہان رہین
اگر انکی طبیعت گوارا کرے تو انکے ساتھ آپ کا نکاح ہوجائے
مہری۔ ہان حضور مگر شرطین تو وہ دیجئے آپ۔
کندن۔ خبردار بیچ مین نہ بول اٹھنا اب سمجھی۔
مہری۔ ہان حضور مجھ سے خطا ہوئی۔
آزاد۔ پھر اب تو شرطین بیان ہی فرما دیجئے۔
کندن۔ اطمینان کے ساتھ بیان کرونگی۔
آزاد۔ (صنم سے) تم نے تو ہمین وہم ناخریدہ غلام بنا لیا

صنم۔ (جواب مدارد) خاموشی اختیار کی۔
آزاد۔ اب ان سے کیا کوئی بات کرے۔

گوارا نہین ہے جنھین بات کرنا	
سنین گے وہ کاہے کو قصہ ہمارا	

کندن۔ لے ہان۔ یہ تم مین کیا عیب ہی۔ باتین کرو بیٹا۔
صنم۔ اماں جان کوئی بات ہو تو کیا مضائقہ اور یون خواہی نخواہی ایک نامحرم سے باتین کرنا بھلا کوئی دانائی ہے۔
کندن۔ اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون۔ یہ سب کی سب بڑی شرمیلی ہین۔
صنم۔ اسوقت پتونکی شبنم سے معلوم ہوتا ہے کہ نونہالان چمن نے موتیون کے ہار پہنے ہین عہد وس بہار کا جوبن قابل دید ہے۔
آزاد۔ اللہ اللہ۔ یا وہ سکوت و بیزبانی یا یہ رنگین بیانی اور بھی ستم ڈھایا اور آتش عشق کو بھڑکایا۔

عشق ست بہ ملک بے نیازی	سلطان حقیقے و مجازے
آن شعلہ کہ سر کشد بتاراج	عشقست کہ می نہد بسر تاج

یہ کہکر آزاد نے کندن سے رخصت چاہی اور کہا کہ آج معاف فرمایئے کل تک انشاء اللہ تعالی حاضر ہونگا اور اگر ابکی آیا تو یہین مقیم رہونگا۔ مگر تنہا آؤن یا دو ایک احباب بذلہ سنج کے ساتھ
کندن نے بہت اصرار کیا کہ اسقدر جلد پھر جانا اور حضور تناول نکرنا خلاف عقل ہی۔ آپ یہان قیام کیجیے اور کھانا کھاکے جایئے مگر آزاد نے کہا اسوقت تو بدل اجازت دیجیے کیونکہ بڑا ضروری کام ہی۔ کل انشاء اللہ حاضر باتین ہونگی۔
یہان آزاد نے ہنوز باغ کے باہر قدم نہین رکھا تھا کہ

پھری دوڑی آئی اور کہا حضور کو ہماری بی بی بلاتی ہین جا کہدو ذری کھڑے ہو جائین۔ آزاد بی بی کندن کے حسب الطلب گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ ناظورۂ عابد فریب اور صنم دلربا اور خوبرو ہیجولی کے علاوہ ایک اور طاؤس زیب عذرے و صبر شکیب نوجوان غیرت حوران جنان بصد شان برنائی و انداز دلربائی بی کندن کے پاس متمکن ہین۔
یہ رشک لیلی ان سب سے نکیلی سجیلی۔ حسن و جمال مین وہ چند شوخی اور آن بان مین بدر جہا زیادہ تھی۔
کندن۔ یہ ایک جگہ گئی ہوئی تھین ابھی ڈولی اوجری ہے مین نے کہا تم کو ذری دکھا دون کہ میرا گھر بچون کا ستان ہی ہے
آزاد۔ اسمین تو شک نہین۔ واقعی پری خانہ ہے۔
کندن۔ اور لطف یہ کہ بدی قریب نہین آنے پاتی۔
راوی۔ ماشاء اللہ۔ ایسی نیکی پر خدا کی مار۔
آزاد۔ بیشک بدی کا یہان ذکر ہی کیا ہے۔
کندن۔ سب سے مل جل کے چلنا کسی کا دل نہ دکھانا یہ میرا شعار ہے مجھے آجتک کسی نے کسی سے لڑتے بھڑتے ہی نہ دیکھا ہوگا۔
آزاد۔ یہ جادو جمال بت پندار واقعی۔
کندن۔ لے ہے تم تو لگے کھلی کھلی کہنے۔
راوی۔ اس فقرے پر مہ پارہ نے جس کا نام نور رکھا گیا تھا لجا کر گردن نیو ہڑائی اور کندن کی طرف اشارہ کیا کہ ہم جاتے ہین۔
کندن۔ بیٹھو بیٹھو (آزاد کی طرف) بیٹا یہ لوگ ہنسی دل لگی کیا جانین۔ گھر گرست ہو بیٹیان پھر کہین آئین نہ جائین۔

مہری حضور کوئی دو برس کے بعد باہر نکلی ہین۔
آزاد۔ بیشک نہین آپ کے ہان کا قرینہ ہمین بہت پسند آیا (دل مین) تو آزاد جو ڈر باہی نہ پھوک دون۔
کندن۔ بولو۔ بیٹا منھ سے کچھ بولو۔ دیکھو ایک مرد آدمی بیٹھے ہین اور تم بولتی ہو نہ چالتی ہو۔ یہ کیا بات ہی واہ۔
نور۔ (گردن جھکا کر) کیا آپ ہی آپ بکون۔
کندن۔ ہان یہ بھی ٹھیک ہی وہ تمھاری طرف مخاطب ہو کر بات چیت کرین تو بولو۔ یا یون ہی آپ ہی آپ۔ لیجیے اتو صاحب آپ ہی کا قصور ٹھہرا۔
آزاد۔ بھلا سنئے تو مہمان نوازی بھی کوئی شے ہے یا نہین
کندن۔ ہان یہ بھی صحیح ہی۔ اب بتاؤ بیٹا۔
نور۔ اماں جان ہمتو سب کے مہمان ہین ہماری جگہ سب کے دل مین ہی ہم اور کسی کی میزبانی کرین یہ اَن ہونی بات ہی ہماری میزبانی جور و جفا۔ ہماری تواضع بیوفائی اور کج ادائی اس مین ہم ماشاء اللہ سے طاق ہین۔
کندن۔ اب فرمائیے حضرت۔ جواب پایا!۔
آزاد۔ وہ جواب دندان شکن پایا۔ کہ لاجواب ہو گیا۔
نور۔ نہین اگر ابھی تشفی نہ ہوئی ہو تو کچھ اور فرمائیے۔
آزاد۔ واقعی انکی تواضع جور و جفا اور بیوفائی و کج ادائی ہی۔ درین چہ شک۔ خیر صاحب ہم مورد عتاب ہی ہون۔
نور۔ چہ خوش مورد عتاب ہونیکے لئے بھی بڑی قسمت درکار ہی اپنی لذت یہان بھی نہ چھوڑی۔ کوئی اتنا خوش نصیب ہو تو لے پہلے کہ ہم اسپر عتاب کرین۔
راوی۔ میان آزاد گو بڑے مقرر اور لسان تھے۔ مگر اس نیز طبیعت اور زبان دراز حاضر جواب بت گلرخسار کے سامنے سٹی بٹی بھول گئے۔
کندن۔ اب کچھ فرمائیے یہ خاموش رہنا کیا معنی۔
نور۔ اماں جان آپ کی تعلیم ایسی ویسی نہین ہے کہ ہم بند رہین۔
صنم۔ تم بند کیون رہنے لگین۔ مگر میان کی قلعی کھل گئی۔
کندن۔ اے صاحب کچھ تو فرمائیے۔

کچھ تو کہئے کہ لوگ کہتے ہین آج غالب غزل سرا نہوا

آزاد۔ آپ شعر بھی کہتی ہین یہ کہیئے۔
نور۔ (قہقہہ لگا کر) لے وا۔ ایسے گھبرائے۔ غالب کا تخلص موجود ہے اور پوچھتے ہین (آپ شعر بھی کہتی ہین)
صنم۔ آدمی ہین حواس ہی حواس تو ہین اور ہے کیا۔
آزاد۔ درین چہ شک۔
صنم۔ درین چہ شک درین چہ شک۔ بس اب اور کچھ نہین سوجھتی
نور۔ ہم جو گردن جھکائے گریہ مسکین بنے بیٹھے تھے تو حضرت بہت شیر تھے مگر اب ہوش اُڑے ہوئے ہین۔ جو اس غالب غلط
صنم۔ تم پر رجھے ہوئے ہین بہن۔ دیکھتی ہو کن انکھیون سے گھور رہے ہین۔
نور۔ لے ہٹو بھی۔ ع۔ ایڑی چوٹی پہ موئے دیو کو قربان کردن
آزاد۔ اللہ اللہ اب ہم ایسے گئے گذرے ہوئے۔
نور۔ اچھا آپ اپنے نزدیک سمجھے کیا ہین اپنے کو۔
کندن۔ یہ نہ کہو یہ ہم ہرگز نہ مانینگے ہنسی دل لگی اور بات ہی مگر یہ بھی لاکھ دو لاکھ مین دیدار دو جوان اور ایک ہی ہین آنکھین نشیلی ہین۔
نور۔ اب اماں جان کل تک تعریف کیا کرین گی۔

آزاد۔ پھر جو تعریف کے قابل ہوتا ہو اسکی تعریف ہوتی ہو
نور۔ اوہ! اوہ! گھر کی مٹکی باسی ساگ۔
آزاد۔ رشک ہوتا ہوگا کہ انکی تعریف کیون کی۔
نور ہم تعریف سے مستغنی ہین۔ البہ راستائش پسندی آید۔
کندن۔ یہ تو خوب کہی۔ اب اسکا جواب دیجئے۔
رادی۔ واہ ری ٹھگون کی بڑھیا تو بھی موقع موقع پر خوب داد دیتی جاتی ہو۔ داد کیا دیتی ہے مول بڑھاتی ہو۔
آزاد۔ نہین اصلیت بس اتنی ہی ہے کہ تعریف سے دلمین رشک پیدا ہوا۔ خیر صاحب اپنی اپنی سمجھ۔
نور۔ بھلا خیر آپ اس قابل ہوئے تو کہ آپ کے حسن سے لوگون کے دلونمین رشک پیدا ہونے لگا۔
کندن۔ (صنم سے) بڑی دیر سے تمنے انکو کچھ سنایا نہین بیٹا۔
صنم۔ ہم کیا کچھ انکے نوکر ہین۔ امان جان واہ۔
آزاد۔ دست بستہ۔ ازبرائے خدا کوئی پھڑکتی ہوئی غزل گاؤ اور اگر آپکی عنایت ہو کندن صاحب تو ان سب کو حکم دیجئے کہ ملکر گائین۔
صنم (آہستہ سے) حکم! ماشاء اللہ!! ہونہہ!!!
ناظورہ۔ حکم تو بادشاہ وزیر کا نہ مانینگے ہم لوگ۔
ہمجولی کے آدمی دکے پیر شدی۔ ابھی سے حکم چلانے لگے
صنم۔ جی ہان۔ اب اسی بات پر جو کوئی گائے۔
کندن۔ اچھا حکم کیا تو کیا گناہ کیا کتنی ڈھیٹ لڑکیان ہین کہ ناک پر مکھی بیٹھنے نہین دیتین۔ کچھ ٹھکانا ہی۔
صنم۔ (نور سے) اچھا بہن آؤ مل کے غزل گائین۔

اے رشک تمہ دل کا جلانا نہین اچھا
ہم سے تو یہ ہرگز تمہارا نہین اچھا

نور۔ واہ امان جان نے بھی بڑھی غزل نکالی ڈھونڈھ

کے (اس فقرے پر بڑا قہقہہ پڑا) پڑوس سے بی ہمسائی آواز سنکر کوٹھے پر آئین۔ کہا آج کیا یہ قہقہے پڑ رہے ہین۔
نور بولی بی ہمسائی یہان روز یہی چہچہے اور یہی قہقہے ہین دن عید رات شب برات اسکے بعد صنم اور نور نے ملکر یہ غزل گانا شروع کی۔

گیا یار آفت پڑی اس سحر پر — اُداسی برسنے لگی بام و در پر
بنا بھری دنکو اک آہ ٹھنڈی — قیامت ہوئی یان دل نوحہ گر پر
مرے جھار دن گلشن کو آتش لگی ہی — نظر کیا پڑے خاک گلہائے تر پر
کوئی دیو تھا یا کہ جن تھا وہ کافر — مجھے غصہ آتا ہی پچھلے پہر پر
پریزاد تھی اک شب وصل اسکو — اُڑا لیگئی چٹ بٹھا اپنے بر پر
مزے خوب لوٹوگی کیون شیخ صاحب — ملینگے بہشت برین مین اگر پر
پڑے اڑتی پھرتے جون کالا کوا — گھڑی اس شجر پر گھڑی اس شجر پر

دیا نامہ سید انشا تو اس نے
دو ہتڑ جڑا اک سر نامہ پر پر

آزاد۔ اخاہ۔ انشاء اللہ خان ہین۔
نور۔ ماشاء اللہ۔ لے سبحان اللہ سبحان اللہ (قہقہہ)
صنم۔ (آہستہ آہستہ)

پھبن اکڑ چھب نگاہ سج دھج جمال طرز خرام آٹھون
نہ ہو دین اُس بت کے گرپجاری تو کیون ہو میلے کا نام آٹھون
دہن زنخدان لب دہان رخ جبین و نمک تبسم
سکھاتے ہین اس پری کو کافر یہ ملکے سب قتل عام آٹھون
ادا و ناز و حجاب غمزہ کرشمے شوخی حیا تغافل
تمھاری چتون کے آگے آگے یہ کرتے ہین اہتمام آٹھون
شکیب و صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام و راحت
تمھاری الفت مین کھو کے بیٹھا ہون۔

یہ مصرع ناتمام ہی رہا تھا کہ کسی شخص نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا کھولو۔ انسپکٹر صاحب دروازے پر کھڑے ہین۔

بی بی کندن نے دروازے پر جاکر کہا کون صاحب ہین

آواز۔ انسپکٹر صاحب آئے ہین۔ دروازہ کھول دو۔

کندن۔ اے تو یہان کس کے پاس تشریف لائے ہین۔

آواز۔ کندن کٹنی کے ہان آئے ہین یہی مکان ہے یا اور۔

دوسری۔ آواز۔ ہان ہان جی یہی ہے۔ ہمسے پوچھو۔

کندن۔ اچھا کھولتے ہین۔ بجوبن ذری قفل کھولدینا۔

آواز۔ یہ اکھیڑ ڈال کے۔ بہت ہے شیشری۔

ادھر کندن پولیس والون سے باتین کرتی تھین ادھر آزاد اور صنم اور ناظرہ اور ہمجولی اور نور جھپٹ کے باغ مین چلے گئے اور وہان کے مکان کی طرف کا دروازہ بند کردیا۔

آزاد۔ خدارا بتاؤ تو یہ ماجرا کیا ہی۔

صنم۔ دوڑ آئی ہے میان۔ دروازہ بند کرنے سے کیا ہوگا زنجیر بھی چڑھادیا اللہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اس گھر سے نکلکر بھاگین۔

نور۔ ایکدم یہان کا رہنا گوارا نہین ہوتا ہی ہمین مگر۔

آزاد۔ کسی کے ساتھ شادی کیون نہین کرلیتین۔

نور۔ اے ہی یہ کیا غضب کرتے ہو آہستہ آہستہ بولو۔

آزاد۔ آخر یہ دوڑ کیون آئی ہے ہم تو سنین۔

صنم۔ کل ایک بھلے مانس آئے تھے اُن کے پاس ایک گھڑی سونیکی۔ زنجیر سونیکی۔ ایک بیگ اور پانچ اشرفیان اور کچھ روپے تھے یہ بھاپ گئین انھون نے اُس کو شراب پلائی اور گھڑی اور زنجیر اور روپے اور اشرفیان اور کپڑے تک بیہوشی مین اُتار لئے اور صبح کو کہا کہ اگر تڑا ؤگے تو پولیس والون کو بلالون گی۔ وہ عزت دار سیدھا سادھا آدمی تھا جپ چپاتے چلا گیا اور انسپکٹر سے کہا کہ کل رات کو یہ معاملہ ہوا۔

ہمجولی۔ انسپکٹر سے اُس سے دوستی تھی نہین تو رہان بھی نہ جاتا۔

صنم۔ پس انسپکٹر نے ایک برقنداز بھیجا اُسکو اُنھون نے بُرا بھلا کہا تو تکار کیا اب وہ دوڑے کے آئے ہین۔

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ ہتکھنڈے ہین۔

نور۔ کچھ نہ پوچھئے کہ جان کس عذاب مین ہی۔

آزاد۔ توبہ توبہ۔ ہوا ہی چاہیئے۔

نور۔ اب خدا جانے کس کس کا نام بدکرینگی کیا آگ لگائینگی۔

صنم۔ بہن انسپکٹر و انسپکٹر سے دبنے والی نہین ہین۔

نور۔ توبہ توبہ۔ وہ نہین دبینگی صاحب تک سے یہ انسپکٹر لئے پھرتی ہین دبے اُنکی جوتی۔ بیجیا کی بلا دور۔

صنم۔ چپ رہو چپ رہو ذری سنو تو کیا ہو رہا ہی۔

دروازے کے پاس سے سب نے کان لگاکر سنا تو معلوم ہوا کہ بی بی کندن پولیس والون سے بحث کر رہی ہین تم میرے گھر بھر کی تلاشی لو مگر یاد رکھنا کل ہی تو بات کرون گی مجھے اکیلی عورت سمجھ کے دھمکا لیا ہے مین عدالت چڑھونگی واہ لینا ایک نہ دینا دو۔ مین صاحب سے کہونگی کہ اسکی نیت خراب ہے یہ رعایا کو دق کرتا ہے اور پرائی بہو بیٹی کو تاکتا ہے۔

صنم۔ سنتی ہو کیسا ڈپٹ رہی ہین تھانہ دار کو۔

نوکر۔ چپ چپ ایسا نہو۔ ادھر بھڑ بھڑ اکر آ جائین۔
اب سنئے کہ بی کندن نے مسافر کو کوسنا شروع کیا اللہ کرے اِس اٹھوارے مین اُسکا دم ٹوٹے اُسکا جنازہ نکلے اُسکی کھٹیا مچھاتی نکلے موے نے آنکے میری جان عذاب مین کردی۔ مین نے تو غریب مسافر سمجھ کے ٹکایا وہ موا الٹا لے پڑتا ہے۔

مسافر۔ انسپکٹر صاحب اس عورت نے سیکڑو ں کا مال مارا ہی۔

کانسٹبل۔ اجی حضور یہ پہلے غلام حسین کے پل پر رہتی تھین وہان ایک اہیرن کی لڑکی کو پھسلا کر گھر لائی اور اسی دن مکان بدل دیا۔ اہیر نے تھانے پر رپٹ لکھوائی۔ ہم جو جاتے ہین تو مکان مین قفل پڑا ہوا۔ بہت تلاش کی پتا نہ ملا۔ پھر دو مہینے کے بعد ہی وہ چھوکری ندارد۔ خدا جانے کسی کے ہاتھ بیچ ڈالی یا مر گئی یا کیا ہوا۔

کندن۔ ہان ہان بیچ ڈالی ہم بردہ فروش تو ہین ہی۔

انسپکٹر۔ کیون حضرت جب آپکو معلوم تھا کہ یہ اسطرح کی بدکردار ہی پھر آپنے اسکو منھ کیون لگایا۔ اور اِسکے ہان ٹکے کیون

مسافر۔ شامتِ اعمال۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ دو ڈھائی سو پر پانی پھر گیا اچھے اُلو بنے۔ مگر شکر ہے کہ مار نہین ڈالا۔

کندن۔ جی اور کیا ہزار شکر بھیجیے کہ قتل نہین ہوئے۔

انسپکٹر۔ تو ذرا نہین شرماتی مردار۔

کندن۔ کیا! مردار!! اللہ گواہ ہے کہ۔

انسپکٹر۔ کسی اور بھروسے نہ بھولنا خبردار مار ہی ڈالون گا ہان اور سنئے بس خیریت اسی مین ہی کہ یہان سے اُٹھ جاؤ اور اسکا مال انکے حوالہ کردو۔

کندن۔ مار ڈالو چاہے گھول کے پی جاؤ۔

کانسٹبل۔ ہان مار ڈالو چاہے کھا جاؤ۔ مگر یہ اپنی ماتھین نہ چھوڑین گی اور ہم نہین جانتے کہ جان بوجھ کر لوگ کیون پھنس جاتے ہین۔

انسپکٹر۔ شامت اعمال بقول انکے۔ اور کیا کہین۔

کندن۔ تو اب یہ ٹھائین ٹھائین کبتک رہیگی۔

مسافر۔ خوش ہوئے آپ یہ ٹھائین ٹھائین ہی۔

ایک کانسٹبل نے کہا حضور مین نے اسے اب پہچانا۔ یہ بڑی کلان ہے اپنے باپ کا نام حلیم اللہ لکھوایا۔

دو مہینے کے بعد فوجداری کی گواہی مین باپ کا نام سلیم اللہ بتایا۔ ابکی شاید فہیم اللہ لکھوائے۔ اس فقرے پر بڑی ہنسی ہوئی اور خوب قہقہے پڑے۔

انسپکٹر تمھارے باپ کا کیا نام ہے۔

کندن۔ رحیم اللہ۔ دادا کا نام رحیم اللہ بھائی کا نام کریم اللہ

انسپکٹر۔ یہ یون نہ مانینگی۔ اسکو کوتوالی دکھاؤ۔

کندن۔ مجھے کیا اکیلا سمجھے ہو۔ ابھی اپنے داماد کو بلاؤن تو آنکھین کھلجائین۔

مہری۔ باغ سے بلا لاؤن انکو۔

اتنا کہنا تھا کہ میان آزاد کے ہوش اُڑ گئے اور اُنھون نے زنجیر کو پھر دیکھا کہ بند ہے یا نہین۔ صنم دلفریب اور ناظورۂ طاؤس زیبتے ہنسکر کہا۔ لو داماد ی مبارک ہو مگر ساس ایسی پائی ہی کہ شہر بھر مین اتنے زیادہ مشہور عورت نہوگی

آزاد۔ اس مردار کو سوجھی کیا لاحول ولاقوۃ۔

مہری۔ (دروازے کے پاس سے) کھولئے۔

آزاد۔ (آہستہ سے) خدا کی مار تجھ پر اور تیری ہفتاد پشت پر

مہری۔ کھولئے حضور آپکی ساس بلاتی ہین۔

کندن - ای بیٹا ذری ادھر آ مرد کیصورت دیکھکر ڈرتا ہے
یہ لوگ اس قدر کا جبر نکرین مین توکین کی نہ رہی۔
انسپکٹر - اخاہ امرد کیصورت دیکھکر شاید اسقدر جبر نکرین
لیکا تو ساتھ ہی - ہم سرکاری آدمی پولیس کے لوگ اور
تمھارے داماد سے دب جائین اب بتاؤ انکی جمع ملیگی یا نہین
کندن ایک کانسٹبل کو علیحدہ لیگئی اور کہا مین سوتت
انسپکٹر صاحب کو ستر روپیہ دیتی ہون بشرطیکہ وہ معاملے
کو طول ندین اگر تمھارے ذریعے سے یہ بات حاصل ہو
جائے تو دس روپیہ تم کو بھی دونگی۔
جب انسپکٹر پولیس نے دیکھا کہ یہ مکارہ معت مین دقت
سنائع کرتی ہی تو ٹھان لی کہ اسکو کو توالی دکھائین آدھ
گھنٹے کا بل تحقیقات کرکے اپنے ساتھ لیگئے پہلے تو وہ
مکارہ بہت رنگ لائی - مگر پولیس والون سے ایک نہ چلی
ع زندان کو چلی مچل مچل کر - چلتے وقت ان معشوقون
کے کان مین کہا کہ اس مرد کو جانے ندینا اور نہ مہمانی کا
کوئی دقیقہ اٹھا رکھنا - یہ کہکر وہ تو اُدھر پولیس والون کے
ساتھ گئی اور ادھر آزاد اور اُن اصنام گلفام کو آزادی
کے ساتھ باتین کرنے کا موقع ملا۔
آزاد - بڑی بلا سوتت ٹلی عورت کیا ہی سچ مچ بلا ہے۔
صنم - آپ کو ابھی اس سے سابقہ کہان پڑا ہے۔
آزاد - مین تو اتنے ہی عرصہ مین گھبرا اٹھا۔
ناظورہ - ابھی انکے ہتکھنڈے اچھی طرح آپنے دیکھے کہان۔
مہری - سونا جانے کسے - اور آدمی جانے بسے۔
صنم - ابھی یہ سمجھنا کہ بلا ٹل گئی ہم سب باندھے جائینگے
آزاد - ہان یہ تو ابھی ہوگی نہ - اور اس شرارت کو دیکھو
کہ مجھے انسپکٹر سے مقابلہ کرنے کے لئے بلاتی تھی۔
خدا کی سنوار توبہ توبہ۔
صنم - لنکر گذار تو ہوتے نہین کہ داماد کا خطاب دیا
آزاد - واہ الٰہی ساس سے بندہ درگذرا۔
صنم - انکی گلی سے کوئی بے لٹے نہین جا سکتا۔
آزاد - ہمارا خدا ہی حافظ ہے۔

تری گلی مین ہم اسطرح سے ہین آئے ہوئے
شکار ہو کوئی جس طرح چوٹ کھائے ہوئے

صنم - ایک عورت کو انھون نے زہر دلوایا تھا۔
آزاد - (اپنے دل مین) انشاء اللہ جو دہ برس کے لئے بھجوایا
ہو تو سہی غضب خدا کا اگر ایسی دو تین اور ہون تو شہر کا
خدا حافظ و نگہبان ہے۔
ناظورہ - پڑوسن سے کوئی جاکے اتنا کہدے کہ تم اپنی لڑکی
کو کیون ستیاناس کرتی ہو - جو کچھ روکھا سوکھا اللہ نے
دیا ہے وہ کھاؤ اور پڑی رہو۔
مہری - ہان اور کیا ایسے پلاؤ سے دال دلیا ہی اچھا
صنم - تم جاکے بلا لاؤ تو یہ سمجھا دین حیلے سے۔
مہری جاکے پڑوسن کو بلا لائی - آزاد نے کہا تمھاری
ہمسائی کو تو برقنداز لیگئے - اب یہ مکان ہمارے سپرد کر گئی ہین
پڑوسن نے ہنسکر کہا میان انکو برقنداز لیجاکر کیا کرینگے آج
گئی ہین کل چھوٹ آئینگی اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھوڑا ہی ہے
اتنے مین ایک آدمی نے دروازے پر ہاتھ مارا - مہری نے دروازہ
کھولا تو ایک مردمن دشین نمودار ہوے - پوچھا بی کندن کہان
ہین مہری نے کہا انکو تھانے کے لوگ کشان کشان لیگئے پوچھا کہ
جرم کیا تھا اللہ اعلم - پوچھا کتنی دیر ہوئی کہا آدھا گھنٹہ مردمن نے

کہا۔ ایک تھے دو خدا ہمن انکو اطلاع دینے آیا تھا کہ جس امیر کی لڑکی انھون نے بیچی ہے اُس نے اپنی لڑکی کو ڈھونڈھ نکالا اب وہ لڑکی صاف بیان کرتی ہے کہ کندن کٹنی نے مجھے نشہ پلا دیا تھا اور اس کے سوا ایک اور مقدمہ ابھی انپر دائر ہونے والا ہے۔

صنم۔ ایک سر سے اتنے مقدمے۔ ایک دو تین۔

پیر۔ فضل بھی تو ایک سر سے ہزارون ایسے ہین۔

ناظورہ۔ ہر روز ایک نیا پنچھی پھانستی ہین مت نیا۔

پیر۔ بس اب پیمانہ لبریز ہوگیا۔ اب چھلکیگا۔

صنم۔ واہ روز یہی سنتے ہین کہ پیمانہ لبریز ہوگیا۔

پیر۔ اب موقع پاکے تم سب کے سب کہین چل کیون نہین دیتی ہو اب اسوقت تو وہ نہین ہے۔

صنم۔ جائین تو کہان جائین۔ بڑے سوچے کہان جائین

آزاد۔ اللہ رے رعب لبراسی اتفاق کو ہم لوگ قسمت اور اسی کا نام اقبال ہے۔

پیر۔ جی ہان حضرت آپ تو نئے آئے ہین مجھے دو برس ہوگئے یہ عورت خدا جانے کتنے گھر تباہ کر چکی ہے۔ مگر کس کی پر سد پولیس مین بھی گرفتار ہوئی مجسٹریٹی بھی گئی سب کچھ ہوا مگر ابھی پائی نپائی۔ نپائی نپائی۔ کچھ عجب جال ہی

آزاد۔ اور یہ اسقدر خوبصورت عورتین ہو کر ادھر اُدھر کسی سے شیفتہ ہوکے چل بھی نہین دیتین مجھے یہ حیرت ہے

مہری۔ اچھا آپ دونون صاحب اپنا ذمہ کرلین۔

پیر۔ مین تو یہانتک کہتا ہون کہ انھین سے جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے کسی شرافت کے ساتھ نکاح پڑھوا دونگا سرے سے دوکی جبر کرینگی۔

پیر۔ ہان آزاد ہمیں پیر مرد کو لیکر باغ مین آئے اور بہت سے مین باتین کرنے لگے تو اس شہر کی اکثر پوشیدہ باتین انکو معلوم ہوئین جو اکثر آدمیون کو نہین معلوم تھین۔

پیر مرد۔ حضرت آپ ان لوگون سے نہین واقف ہین۔

آزاد۔ میری کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ کیا اسرار ہے۔

پیر مرد۔ جناب اس شہر مین دو نامی کٹنیان ہین ایک کی دوسری ظہورن ان دونون کے سبب سے شہر والون کی ناک مین دم ہے۔

آزاد۔ سرکار کی طرف سے اسکا انتظام ہونا چاہیئے۔

پیر مرد۔ یہی تو خرابی ہی کہ کوئی کہنے والا نہین ہے۔

آزاد۔ فدا کسار عرض کریگا اگر یہ سب صاف صاف بیان کرین اور صاحب کی صورت دیکھکر انکے دلون مین خوف پیدا ہو تو اسکا انتظام فوراً ہوسکتا ہے۔

پیر مرد۔ ان سب کو بلوا کر سکھا پڑھا دیجئے۔

مہری نے صنم دلفریب اور ناظورۂ طاؤس زیب اور ہنجولی اور رشیدہ لقا کو بلوایا اور آزاد نے سمجھانا شروع کیا

آزاد۔ اگر تم سب صاحب ضلع کے سامنے ہو تو ہم صاحب ضلع سے کہکر تم کو اس مکارہ کے پنجے سے رہائی دلوا دین۔

ناظورہ۔ انمین چہ بہتر ہینگے اور پوچھ پوچھ۔

صنم۔ ہم سب پتے بتا ینگے انکا ایک فعل تھوڑا ہی ہے کئی تو لڑکیان انھون نے بیچ ڈالین اور کئی لڑکیان چرا چرا لائین۔

پیر مرد۔ تم کو کل کارروائی معلوم ہو اور انکے سامنے بتا دو صاحب کے سامنے۔ ایسا نہو کہ وہان کچھ کا کچھ بکو۔

آزاد۔ نہین یہ سب اشارا اللہ بتا دینگی۔

مہری۔ اور ایک بات جو مجھے معلوم ہو وہ کسیکو نہین معلوم ہے

پھچوڑہ کیا پرسون وہ کو ایک برس بھر کی لڑکی خدا جانے
کہان سے لائن تھن اسکے لئے ایک انا تو کر رکھی ہی اور بچ والی
سڑھی ہوئے والونکے بچھواڑے ایک مکان لے دیا ہے یہ
حال کھلا کہ وہ کس بیچاری کا بچہ ہے اور کہانسے انکے ہاتھ آئی
آزاد۔ پولیس کے ذریعے سے اسکی تحقیقات چٹکیون مین ہو جائیگی۔
پیر مرد۔ ہان کیا شک ہی مگر کچھ ٹھکانا ہی الامان الامان۔
خدا جانے کہان کہان پہونچتی ہی اور کس کس کو چکمے دیتی ہے۔
ماظورہ۔ ہم جسوقت اپنا حال بیان کرینگے اسوقت ان کے
ہتکنڈے کھلجائین گے اور انکو کون نہین جانتا۔

اتنے مین کسی شخص نے دروازہ پر آواز دی مہری نے پوچھا
کون۔ کہا ہم ہین ممن۔ پوچھا اور کون ہے۔ کہا ہم ہین اور
گلباز۔ مہری نے کہا اسوقت تو بیوی یہان نہین ہین اور
آپکے آنے کا موقع ہے۔ باغ کی طرف سے آیئے تو بات چیت
ہو۔ آزاد سے مہری نے کہا کہ یہ دونون اس شہر کے بڑے
نامی چور ہین۔ شاید آج کسی کے ہان چوری کرنے کا ارادہ
ہے آپ لوگ مکان مین آجایئے۔ باغ مین ان سے بات چیت
کرلونگی۔ باغ کا دروازہ کھولا تو وہ دونون چور ممن اور
گلباز ڈھاٹے باندھے ہوئے آئے۔

ممن۔ کیا کندن آج گھر مین نہین ہین کبتک آئینگی۔
مہری۔ میان وہ تو بڑی مصیبت مین ہین پولیس کے
لوگ انکو زبردستی ساتھ لے گئے۔
ممن۔ ارے! افواہ مین گجا۔ خیر مگر ہم تو آج اور ہی منصوبے
مین آئے تھے وہ جو بہاجن گلی مین نکڑ پر رہتے ہین انکی
ہوا بہت سے آئی ہے۔
مہری۔ جی ہان میرا جانا ہوا ہے۔ بہت سا روپیہ لائی ہے

گلباز۔ کندن سے ہمنے کہدیا تھا کہ آج شب کو یہان
بیٹھک ہوگی مگر وہ خود غائب ہین اور آج خوب موقع تھا
مہری۔ کل سہی پرسون سہی جلدی کیا ہے۔
گلباز۔ واہ کل پرسون کی ایک ہی کہی کارِ امروز را بہ فردا مگذار
مہری۔ پھر مین کیونکر کہون مین مجبور ہون۔
گلباز۔ مہاجن گنگا گیا ہے۔ نہان ہے دہان۔ پرسون
تک آجائیگا۔
ممن۔ لاحول ولا قوۃ۔

بہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیدا ست	

گلباز۔ بڑی بری خبر سنائی مہری اور آج ہم سب
سامان سے لیس ہین۔
مہری۔ اچھا کل پر رکھئے۔ آج تو کچھ نہین ہوسکتا۔
گلباز۔ جارپائی پر دراز ہوکر۔

مادرچہ خیالیم فلک درچہ خیال	کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال

مہری بیٹھیے مین حقہ بھر لاؤن۔ ابھی لاتی ہون۔
گلباز۔ سناٹا ہوگیا مہری۔

سبحان اللہ خدائے بیچون	
از چون وچرائے عقل بیرون	

گلباز نے کہا ہمنے کئی آدمیون سے کہدیا تھا کہ بارہ بجے
کے وقت کندن کے مکان پر آنا وہ کہینگے کہ عجب لغو آدمی
ہے مگر آخر اس کا کیا سبب ہی کہ کندن نہ ہون تو ہم اپنی
کارروائی سے غافل رہین۔
ممن۔ اچھا آؤ ایک بار چکر تو لگا ئین۔
گلباز۔ اجی اس فضول چکر سے کیا فائدہ۔ بیکار ہے۔
ممن۔ تمہری حقہ پلاؤ تو ابھی راہ لین۔ کل کندن کے مقدمہ مین

پیروی کرنا پڑیگی۔ پرحون تک انشاء اللہ ہاتھ کرنا ہیگا۔
گلباز۔ ٹھیک کہین ہو اور ایک آدمی اس مکان مین پہلے
سے جو مہاجن والے مکان کے پڑوس مین خالی ہی۔
ممن۔ ایکمرتبہ اور ہم اسی مہاجن کے ہان چوری کرچکے ہین
اتنے مین باغ کے دروازے کی طرف سیٹی کی آواز آئی گلباز
نے کہا لو وہ آگئے ارے میان کون ہی دلبر کسی شخص نے دروازے
پر ہاتھ مارا گلباز نے آگے بڑھکے دروازہ کھولا۔
دلبر۔ بس اب دیر نکرو وقت جاتا ہے بھائی۔
درویش۔ قدم درویشان رو بلا۔ مدریے کہان ہین۔
مہری۔ حقہ بھرا رکھا ہے لیجئے۔ ابھی دم بھی نہین کھایا ہے۔
گلباز۔ ارے یار آج تو معاملہ جچ گیا۔
دلبر۔ این الاحول ولا قوۃ۔ دولاکھ روپیہ نقد رکھا ہوا ہے
اس مین اگر ایک کم ہو تو کچھ جرمانہ دون پورا دولاکھ گنا ہوا۔
ممن۔ اچھا تو کہین بھاگا جاتا ہے۔
دلبر۔ یہہ کیا فرض ہی کہ کندن ضروری ہو۔
ممن۔ بھائی جان ایک کندن کے نہونے سے کہین یار لوگ
چوکتے ہین اور بھی کئی سبب ہین۔
دلبر۔ ایسے معاملے مین اور اسقدر تساہل۔
ممن۔ یہ سارا فتور گلباز کا ہے چنڈوخانے مین پڑے
چھینٹے اوڑا کئے اور سارا کھیل بگاڑ دیا ہے۔
دلبر۔ آجتک اس معاملہ مین ایسے لونڈے نہین بنے تھے۔
درویش۔ وہ یاد ہی کہ جب ظہورن کی گلی مین چھری چلی تھی
دلبر۔ انوہ۔ اسدن تو مجھے اسقدر غصہ تھا کہ الامان بدن تمر تمر
کانپ رہا تھا۔ ہوا یہ سنتے ہو بھائی گلباز ارے میان تم تو
مرشد آباد چلے گئے تھے اور یہان ظہورن نے ہمین

اطلاع دی کہ سلطان مرزا نے انتقال کیا۔ سلطان مرزا
کے محلے مین سب موٹے روپے والے اور سب بڑے
آدمی اور سلطان مرزا کے وہ سب عاشق اور سلطان مرزا
کے خادم بھرتے تھے اب کسی چور یا ڈاکو کو جرأت کیونکر
ہو کہ انکے محلے مین جائے۔
ممن۔ اے تو بڑا بانی کار اس فن کا تھا۔
دلبر۔ بس حضرت ہوا یہ کہ ادھر سلطان مرزا مرے ادھر
ظہورن نے ہمین اور میان الماس کو بلوایا۔ وہ تو علیل
تھے جانسکے ہم اور محمد و بانکے دو آدمی ظہورن کے ہان گئے
ظہورن نے کہا اب کیا دیکھتے ہو۔ اتنے گھر ہین گھالو اب سلطان مرزا
تو ہین نہین جنکا ڈر ہو۔ خیر ایک دن مقرر ہوا اسدن ہم
لوگ سب وقت پر ظہورن کے ہان پہونچے۔
اب سنئے کہ جسطرح جاتے ہین۔ جاگ۔ کوئی مناجات
پڑھ رہا ہے کوئی گا رہا ہے۔ کوئی کھنکارتا ہے محلے بھر مین
جاگ یا الٰہی یہ کیسا محلہ ہے ان نامعقولون کو نیند بھی
نہین آتی کوئی گھر ایسا نہین جہان روشنی اور جاگ نہ ہو
ممن کسی نے پہلے سے محلہ والون کو اطلاع دے دی ہوگی۔
دلبر۔ جی ہان سنتے تو جائیے۔ پیچھے کھلا نہ۔
ممن۔ ظہورن سے تو کب یہ امید ہوسکتی تھی۔
دلبر۔ ظہورن کے یہان پہونچے تو اس سے حال بیان کیا اسنے
کہا مجھے خود شک ہوا ہے میرے ہان جو ماما نوکر ہے اس دوار
کے ہتکھنڈے ہین۔ ہوا یہ کہ جسوقت ہم لوگون نے ظہورن کے
دروازے پر آواز دی ماما جو پہلے ہی سے محلہ والون سے گٹھی
ہوئی تھی اس نے پڑوس کے مکان مین کنکری پھینکی اور اس
پڑوسی نے دوسرے مکان مین اسطرح محلے بھر مین اطلاع ہوگئی

[illegible] ہائے یہ غضب ہوگیا بھوس [illegible] ہا
علاج خالی ہوگی۔

دلبر۔ یاد وہ ماتو بڑی نمک حلال تھی وہ سلطان مرزا
کی نوکر تھی۔ اُسنے محلہ والون سے کہا کہ میان تو مرتے
مرگئے مگر محلہ مین کسی کو ضرر نہین پہونچایا اور مین اب ایسی
پاجی ہوگئی کہ جان بوجھکے اطلاع نہ دون۔ بس جناب
جب وہ قولی تو ایک شخص نے جھلاکے چھری سے مار ڈالا۔

ممن۔ خوب کیا واللہ بہت ہی خوب کیا ایسا ہی کرنا تھا۔

دلبر۔ بس پھر اس محلہ مین ہملوگون نے قصد نہین کیا۔
درویش جس کو رحم آئے وہ ہمارے نزدیک چور نہین۔

ممن۔ ہان واللہ حق ہے درین چہ شک۔

پیر مرد نے آزاد پاشا سے پوچھا کہ آپ کا اسم مبارک
کیا ہی انھون نے اس سوال کا جواب ٹال کر کہا۔ اگر آپ
ازراہ ہمدردی میرے شریک ہوکر اس قسم کی عورت
مکارہ کا پتا لگایئے تو کمال شاکر و ممنون ہونگا۔

پیر مرد۔ مین نے عرض کیا نہ کہ یہان دو عورتین اس قسم کی ہین
کندن اور ظہورن۔ کندن کے ہتکھنڈے یہ ہین کہ وہ ادھر
اُدھر سے معصومہ چھوکریون کو ڈھونڈھکر اُنکو بُرا کام سکھاتی ہی
اور ظہورن بہو بیٹیون مین زیادہ گھستی ہے۔

آزاد۔ جن جن لڑکیون کو اُنھون نے اُنکے ماں باپ کی
جوری سے بیچ لیا ہی اور جن جن کو اپنے ہان چوراکے لے
آئی ہین اُن سب کا پتا لگایئے۔

نہری۔ میان اور تو اور اِن سب مین یہ (ناظورہ) کیطرف
مخاطب ہوکر) ایسی سیدھی اور پاکدامن لڑکی ہوتی کہ جسکا
حق ہی مگر بس اب کیا کہون۔

ناظورہ۔ سب سے زیادہ ظلم اُنھون نے ایک گھوسی پر کیا
ہی اُسکی لڑلی بڑی خوبصورت تھی کوئی برسین چھ سات
ایک کی جب ہوئی تو اُنھون نے اس گھوسی سے دودھ لینا
شروع کیا۔ صبح و شام گھوسن دودھ دے جایا کرتی تھی اُن
دونون کو ایسا گانٹھا کہ اُنکے بس مین آگئے ایکمرتبہ گھوسی
کو دس روپیہ دیئے اور بنارس کسی کام کے لئے بھیجا اور
آنے جانے کا خرچہ بھی دیا۔ گھوسن روز آیا کرتی تھی
اور اُسکی لڑکی بھی ایسی ہل گئی تھی بس جب گھوسی کو کئی دن
ہوئے تو ایکدن گھوسن کو کھیر کے ساتھ خدا جانے کیا کھلا دیا
اور اُسکی لڑکی کو کھیر کھلائی۔ جب دونون مان بیٹیان بیہوش
ہوگئین تو دو آدمی اُنکے گھر پہنچکر لڑکی کو اُسی حالت مین
اُٹھا لیا گھوسن گھر مین اکیلی بیہوش پڑی رہی۔ سویرے
جب اُسکے ہان گاہک دودھ لینے گئے تو سناٹا دس بجے
بارہ بجے تب تو محلہ والونکو شک گذرا اور دیوار پھاندکے
دیکھتے ہین تو مری پڑی ہی تھانہ مین خبر ہوئی مگر پتا نہ لگا
اور آجتک پتا نہین ملا ہے۔ جب گھوسی باہر سے آیا
تو جورو کی نسبت سُنا کہ مرگئی اور لڑکی ندارد۔

آزاد۔ اُفوہ بڑا ظلم کرتی ہے۔ خدا اس سے سمجھے

پیر مرد۔ اجی جناب لیکے ایسے خدا جانے کسقدر ظلم کیے ہونگے

نہری۔ مجھسے اُنکی کوئی بات چھپی ہوئی نہین ہی۔

آزاد۔ پھر ایک فہرست تیار کرون ہین سو دو سو۔

نہری۔ این سو دو سو!! اے حضور روز ایک نئی بات
پیدا ہوتی ہی یہ کیا کسی سے ڈرتی ہین اور ہزار باتونکی
بات تو یہ ہی کہ جب خدا سے نہین ڈرا انسان تو پھر کس سے ڈرے

آزاد۔ اب وہ گھوسن کی لڑکی کہان ہے زندہ ہے۔

پیر مرد - اسکا حال تو ہم کو بھی معلوم ہی ہے سن دعن -
مہری - جی ہان زندہ ہی خاصی جیتی جاگتی موجود ہی -
پیر مرد - اگر آپ دیکھئے تو بس جانئے کہ حور کی بچی ہی -
مہری - ایکدن خود وہ یہان آئی تھی مین نے جو دیکھا تو پہچانا
اب کوئی سولہ سترہ برس کی ہوگی جوان ہے -
پیر مرد - گاتی خوب ہی نہایت خوش گلو اور نازک آواز -
مہری - بس بی بی نے جو دیکھا کہ مہری نے اُسکو پہچانا نہین
تو پوچھا کہو انکو کبھی دیکھا تھا یا نہین مین نے کہا حضور یاد نہین
آتا اس پر اُس سے کہا ہماری مہری کو تو کوئی ٹھمری ٹپا
دادرا سناؤ بس وہ گانے لگی -

تم دیوج آپ کی زلف چلیپا کے نرالے ہین
نہ نافہ ہین نہ زنجیرین نہ سنبل ہین نہ کالے ہین
سنہری کنگے کا موبات وہ زلفون مین ڈالے ہین
مگر جکڑے ہوئے سونے کی زنجیر دنمین کالے ہین
تھاری چشم مژگان کے کرشمے دیکھے بھالے ہین
لئے دو مست ہاتھی بیچ مین یہ برچھے والے ہین
نہین پہنے وہ کالی چوڑیان گورنی کلائی مین
مرے ڈسنے کے خاطر آستین مین سانپ پالے ہین
کیا ہی قاصد دنکے آتے ہی عشاق کو دنون
جواب خط ہین یہ یا گور کے گھر کے قبالے ہین

بس یہ غزل اسطرح پر گائی کہ مین کیا عرض کرون -
ناظورہ - مین بھی اُس دن تھی جب وہ گا رہی تھی اور
تمنے سنا کہ وہ گوسن کی چھوکری ہی تو تمھین بڑا تعجب
ہوا ہے بڑی خوبصورت ایسی کہ دیدہ نہ شنید -
آزاد - غضب کرتی ہی کمبخت - افوہ - یہ ظلم -

ناظورہ - ابھی تک آپنے ان بیغون کا حال نہین بیان کیا
مہری - جی ہان سچ کہتی ہین اسمین ذرا شک نہ کیجئے گا -
صنم - ہماری داستان الگ الگ سن لیجئے تو ایک پورا
قصہ ہوجائے بس سننے ہی کے قابل ہے -
مہری - دیکھئے اب بندوبست ہوا جاتا ہی اور ایسا بندوبست
ہوکہ وہ بھی یاد کرین کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا -

آزاد پاشا یہ سب امور طے کرکے ناظورہ دلربا اور ان سب
پریرخون سے رخصت ہوکر صاحب ضلع کی کوٹھی پر آئے تو
پہلے اپنے کمرے مین گئے اور منھ ہاتھ دھوکر کپڑے بدلکر
اُس ہال مین تشریف لیگئے جہان صاحب ضلع مع اپنی میم کے
اپنے معزز مہمانون کے ساتھ ڈنر کھانے کے لئے میز کے اِرد
گرد کرسیان بچھائے بیٹھے تھے ہنوز کھانا اچھی طرح چنا بھی
نہین گیا تھا کہ میان آزاد کمرے مین داخل ہوئے اور
اُنکو دیکھکر سب نے ملکر قہقہہ لگایا -

میم صاحب (صاحب ضلع کی) ہیلو! آپکے یہان اب شام ہوئی
راوی - آزاد پاشا اقرار کرگئے تھے کہ شام کو آجاؤنگا -
آزاد - (خفیف ہوکر) مجھے اتفاق سے دیر ہوگئی -
کلیرسا - (گھڑی کھولکر) آپکے یہان آٹھ پر دس منٹ جاکے
شام ہوتی ہی (گھڑی دکھاکر) ملاحظہ فرمایئے -
آزاد - ایک تو مین خود ہی منفعل ہون دوسرے آپ اور
شرمندہ کرتی ہین مین نے کئی بار جاہا کہ آٹھون مگر کامیاب نہوسکا
میئیڈا - (مسکراکر) خیر اکوئی ایسی دلچسپ جگہ تھی -
صاحب - بڑی دیر سے آپکا انتظار تھا - خدا خدا کرکے
اب آپ آئے آنکھین آپکو ڈھونڈھتی تھین -
آزاد - مین آپ سے مفصل حال عرض کرونگا -

میئڈا۔ اس شہر مین کبھی پہلے بھی آنیکا اتفاق ہوا تھا۔
آزاد۔ ہان یون ہی سرسری طور پر آیا تھا۔
میئڈا۔ کسی سے شادی کا اقرار تو نہین ہوا تھا۔
راوی۔ اس سوال پر بڑا قہقہہ پڑا اور آزاد بھر خفیف ہوئے
صاحب۔ ہان ڈر ہونے سے تو ہم سبکو یہی شک ہوا تھا
کلیرسا۔ (مسکراکر) کچھ بات تو ضرور مرتا ہی۔
میئڈا۔ ہماری تشخیص بھلا کہین بیکار نکلی ہے۔
آزاد۔ جی ہان سب کے سب ملکے جس کو چاہین بنالین۔
صاحب۔ جبتک آپ اسقدر دیر کی وجہ کافی نہ بتائینگے۔ ممکن نہین کہ صفائی ہو کوئین تو چار شادیان تک جائز ہین
کلیرسا۔ انکے بشرطیکہ تو صاف پایا جاتا ہی کہ ہی کچھ ایسا ہی۔
میم۔ کیون صاحب کچھ تو بیان کیجئے آپ کیون خاموش ہین
آزاد۔ اب مین کیا بیان کرون۔ یہان تو سب قیافہ شناس ہی بیٹھے ہین کوئی بشرطیکہ تاڑ جاتا ہی کوئی چہرے پہچان لیتا ہی
میئڈا۔ مگر معلوم ہوتا ہی وہان کھانا نہین ملا۔ کیون۔
کلیرسا۔ (ہنسکر) ہان جبھی کھانے کے وقت آگئے۔
آزاد۔ اِسوقت مین جہان تھا وہان خدا کسیکو نہ لیجائے
صاحب۔ اسکے کیا معنی وہ ایسا کون مقام ہے۔
میم۔ شاید کسی قبرستان کی طرف سے آتے ہین۔
آزاد۔ جی نہین پھر عرض کرون گا کمال افسوس ہی۔
کلیرسا۔ کیون کیون خیر باشد کوئی باعث ایسی تو نہین ہے جس سے تشویش ہی یا تو ذکر ہی نہ کرنا تھا یا اب کہا ہے تو بھر اچھی طرح کہو۔
میم۔ اچھا جلدی کیا ہی مگر ہم جانتے ہین زیادہ تشویش کی بات نہوگی شاید ورنہ تو رلیسے نہ رہتے۔

آزاد۔ جی نہین سمجھیا یہان آنون مین کوئی اس سے تعلق نہین رکھتا عوام کی نسبت ایک بات دیکھنے مین آئی۔
میم۔ اگر کوئی کسی پر جبر کرتا تھا تو پولیس والون کا قصور ہے اور انکو (شوہر کیطرف اشارہ کرکے) خبر کا بندوبست اچھی طرح کرنا چاہیے
آزاد۔ ہان انھین سے کہون گا۔
میم۔ آپ بڑے ہمدرد آدمی معلوم ہوتے ہین۔
آزاد۔ کھانا کھانے کے بعد قصہ چھیڑونگا۔
میم۔ سننے کے قابل ہی یا نہین اگر سننے کے قابل ہی تو ابھی سہی ورنہ کل سویرے بلکہ اُسکے سننے کی ضرورت نہین۔
صاحب۔ مین سمجھ گیا اس شہر مین قمار بازی گرم بازاری ہی جواری کسی بازار مین ایک دوسرے کی خواری کررہے ہونگے
آزاد۔ نہین حضرت وہ اور ہی معاملہ ہے۔
کلیرسا۔ جس شہر مین جاتے ہین ایک نہ ایک بات کا انتظام ضرور کرآتے ہین دنیا بھر کے ساتھ انکو ہمدردی ہی۔
صاحب۔ ہمدردی ہی کے جوش مین تو ٹرکی پہونچے تھے۔
کلیرسا۔ اس مین کیا فرق ہی مگر خدا ہمدردونکا ہمیشہ دوست رہتا ہے دیکھئے انکی محنت کیسی ٹھکانے لگائی۔
آزاد پاشا نے کہا مجھے آپ سبکے ساتھ کھانے مین مطلق انکار نہین ہی مگر بات یہ ہی کہ مین شراب کے استعمال کرنے سے محترز ہون۔ روم مین اور سلمانون کی طرح مین بھی عیسائیون کے ساتھ کھاتا تھا مگر یہ سامنے والی بوتلین اُٹھوا دیجئے میم صاحب اور صاحب ضلع نے فوراً حکم دیا کہ یہ بوتلین اُٹھا دو۔ مس کلیر نے مسکراکر کہا اگر شراب پیکر ان برتنون کو نہ چھوئین آپ کھائین تو کیا ہرج ہے آزاد نے کہا اسمین ہمین عذر نہین ہی بسم اللہ۔

میئڈا۔ ٹرکی مین لوگ اسقدر پرہیز نہین کرتے۔
آزاد۔ ہان وہان ذرا آزادی زیادہ ہے۔
میئڈا۔ وہان بھی گو اہل اسلام شراب نہین پیتے لیکن اگر ٹیبل پر رکھی ہو تو اُنکو اس ٹیبل پر کھانیسے عذر نہو گا۔
آزاد۔ حقیقت حال یہ ہی کہ یہ سب باتین مذہب پر زیادہ اور رواج پر کم منحصر ہین۔ سور اور شراب دونون سے شرع کے پابند ضرور پرہیز کرینگے اور اگر مسلمان ہین تو اُنکو ضرور پرہیز کرنا چاہیئے
صاحب۔ اچھا شرع مین تو یہ حکم ہی نہ کہ تم شراب نہ پیو اور سور کا گوشت نکھاؤ مگر ٹیبل پر رکھنے سے کیون پرہیز ہی۔
آزاد۔ جس مین انتہا سے زیادہ نفرت ظاہر ہو۔
صاحب۔ ہان یہ صحیح ہی اسکو مزید احتیاط کہتے ہین۔
جب سب کھانا چنا گیا آزاد پاشانے پرند جانورونکی بڑی تعریف کی اور کہا کہ بکری کے گوشت پر ہم پرندون کے گوشت کو ترجیح دیتے ہین صاحب ضلع اور میم صاحب نے عمداً شراب کے استعمال سے پرہیز کیا لیکن مس میئڈا نے صرف آزاد کے چھیڑنے کے لئے اصرار کیا کہ آپ تو ان سے علٰحدہ بیٹھے ہین اس مین کیا مضائقہ چندان قباحت نہین۔
صاحب۔ نہین فرض ہی کیا ہی مین شام کو کسی قدر اسکاچ ہوسکی پینے کا عادی ہون لیکن کھانا کھانے کے بعد سہی
میم۔ بیشک جلدی کیا ہی۔
جب ڈنر سے فراغت پائی تو مہمان اور میزبان ایک خوشنما کمرے مین بیٹھکر باتین کرنے لگے۔
آزاد۔ اب آپ میری خاطر سے ہوسکی استعمال کیجیے۔
صاحب۔ دل اب ہم آپ سبکی تندرستی کا جام پینگے
میم۔ (خانسامان کو حکم دیکر) وہ دونون بوتلین لاؤ۔

صاحب۔ مین آپ سبکی تندرستی کا جام پیتا ہون۔
ان نوجوان لیڈیون مین اگر شامپین کوئی نہین تو کیا ہرج ہو
آزاد۔ جی ہان منگوایئے وہ تو غذا کو ہضم کرنیوالی شے ہے۔
صاحب۔ اسمین نشہ نہین ہوتا۔ اگر آپ بھی پئین تو۔
آزاد۔ (ہنسکر) جی بس معاف فرمایئے۔

کردم ز شراب ناب توبہ

کلیرسا۔ بھلا آپ کہہ سکتے ہین کہ آپنے کبھی نہین پی ہے۔
آزاد۔ مین نے اسکا استعمال کرتا تھا مگر اب ترک کر دی
میم۔ اچھا کیا کیونکہ آپکے ہم مذہب حرف رکھتے اور مردانا ایسا فعل کیون کرے جس سے اپنے اوپر حرف آئے۔
میئڈا۔ ہم نے سنا ہی کہ آپ رم تک نہین چھوڑتے۔
آزاد۔ (مسکراکر) بھابی سن چکی ہو نہ رم نے تو ایکبار واقعی میری جان بچائی تھی جمیکا رم کو عمر بھر نہ بھولون گا مگر وہ اور موقع تھا یہ اور موقع ہے۔
صاحب۔ وہ کون موقع تھا اور اب کیا بات ہی۔
کلیرسا۔ اُسوقت اگر جمیکا رم نہ ملتی تو بڑی بُری حالت ہوجاتی۔ سردی کا وقت ہوا سرد اور سمندر کا پیرنا۔
آزاد۔ جسوقت ہمارا جہاز جنی ڈبیس ڈوبا ہی اور لائف بوٹ سے ہمارا ایک دوست گرا تو فوراً ساتھ ہی مین بھی کودا پھر وہان سے مجھے بوٹ نہ ملا۔
میم۔ اب مین سمجھ گئی جزیرۂ پیرم کے پاس کا ذکر ہے۔
صاحب۔ اخاہ۔ یاد آیا۔ ملاح نے جمیکا رم دی تھی۔
تھوڑی دیر کے بعد میم صاحب نے مس میئڈا اور مس کلیرسا سے فرمائش کی کہ ہم پیانو بجاتے ہین تم دونون ہمارے ساتھ گاؤ
میم صاحب علم موسیقی مین اپنی آپ نظیر تھین۔

مس کلیرسا۔ اور مس مینڈا نے انکے ساتھ گانا شروع کیا۔ اور صاحب بھی شریک ہوئے جب آزاد پاشا سے اصرار بلیغ کیا تو بدرجۂ مجبوری انھون نے بھی شرکت کی مگر انھون نے صاف صاف بیان کردیا کہ مجھے اس فن مین مہارت نہین ہی لیکن آزردنِ دل دستان جہل است اسکے بعد انسے فرمائش کی گئی کہ اردو کی کوئی غزل گائین آزاد پاشا نے کہا حضرت مجھے تو کوئی عذر نہین مگر اس ملک مین متین آدمی اسکو اچھا نہین سمجھتے۔

صاحب۔ توبہ توبہ آپ سوقت عذر کرتے جسوقت یہان مولوی لوگ بیٹھے ہوتے یہان آپکو ہنسنے والا کون ہے

آزاد۔ مگر آپ کو اسمین لطف کیا حاصل ہوگا۔

میم۔ نہین ہم پسند کرتے ہین مگر جو سمجھ مین آئے۔

صاحب۔ اور سمجھ مین بہت کم آتا ہے آپ گائین تو

آزاد پاشا نے بہت عذر کیا اور کہا کہ اول تو مجھے اسمین چندان دخل نہین دوسرے دخل ہوتا بھی تو غزلین اور ہندی فارسی کی چیزین کچھ ہندوستانیون ہی کی صحبت مین خوب لطف دیتی ہین ورنہ مجھے عذر نہین لیکن آپکو لطف حاصل نہ ہوگا اور میری طبیعت کو کلفت ہوجائیگی صاحب نے ایک عذر نہ مانا اور آزاد کو مجبور ہوکر گانا پڑا۔

جذبِ دل زور آزمانا چھوڑ دے	پاے نازک کا ستانا چھوڑ دے
جان ہی جاتی ہین کیا کیا حسرتین	کاش وہ بھی دلمین آنا چھوڑ دے
گوش نازک پر کسی کے رحم کر	جوشِ افغانِ محل مچانا چھوڑ دے
داغ سے میرے جہنم کو مثال	تو بھی واعظ دل جلانا چھوڑ دے
پردگی کچھ صدمی اے پردہ نشین	کھل کے مل لیں منھ چھپانا چھوڑ دے

ہون وہ مجنون کہ نہین ہوش ہون	فصلِ گل گلشن مین آنا چھوڑ دے
آہ میری کب دعائے نوح تھی	چشمِ تر طوفان اٹھانا چھوڑ دے
گر ہے مومن روزۂ وصلِ بتان	تو غمِ فرقت مین کھانا چھوڑ دے

میم۔ اچھا۔

صاحب۔ ہم کچھ کچھ سمجھے وہ جہنم کا شعر اچھا ہے۔

آزاد۔ خوب کہا ہے جناب۔

داغ سے میرے جہنم کو مثال	
تو بھی واعظ دل جلانا چھوڑ دے	

فرانسیسی مین مطلب سمجھا کر لیعنے میرے دل کے داغ کو واعظ جہنم سے مثال دیتا ہی اور مجھے افسوس ہوتا ہی کہ کس سے مقابلہ کیا۔ کجا داغِ دل کجا جہنم بھلا جہنم کو میرے داغ دل سے کیا نسبت مطلب یہ کہ میرے دل کا داغ جہنم کو مات کرتا ہے جہنم کی کیا اصل وحقیقت ہی۔

میئڈا۔ ہر ملک کی شاعری کا مذاق جدا گانہ ہی۔

صاحب۔ جیسے ملک کے خیالات ہونگے ویسی ہی شاعری ہوگی۔

آزاد۔ عرب کی شاعری مین اونٹونکا بہت ذکر ہے۔

صاحب۔ دل اور کچھ آپکی زبان سے سننے کو جی چاہتا ہی

آزاد۔ سبحان اللہ اب سوچتا ہون کہ کیا سناؤن۔

توبہ ہی کہ ہم عشق تو نکا کرینگے	وہ کرتے ہین اب جو نہ کیا تھا نکرینگے
ٹھہری ہی کہ ٹھہرائینگے زنجیر پنے کو	پر برہمی زلف کا سودا نہ کرینگے
اندیشۂ فرقان مین اگر خون کیا جو	نشہ سے علاجِ دلِ دیوانہ کرینگے
تشبیہ لب دیتے ہین لہاے بتان سے	مرجائینگے پر منت عیسیٰ نہ کرینگے
پھر جائے نہ تا چشمِ صنم آنکھ کے آگے	سیرِ چمن نرگس شہلا نہ کرینگے

صاحب - اسمین کچھ نہین سمجھے مگر کانون کو اچھا معلوم ہوا۔
کلیرسا - کجا روس کجا ہندوستان اور ہم۔
میتڈا - کجا کوہ قاف اور جارجیا اور روم کجا ہم اور یہ ملک کبھی خواب وخیال مین بھی نہین تھا کہ اس ملک مین آئینگے
آزاد - اتفاق مگر اب ان باتون کا خیال دل سے جانے دیجئے ورنہ مفت مین تکلیف اور پریشانی ہوگی۔
کلیرسا - ہان اب خیال کرنا ہی بیکار ہی۔
اسکے بعد جو کچھ تقریر ہوئی اس مین ان پریون کے دلکی افسردگی پائی گئی آزاد نے لاکھ لطیفے کہے۔ فقرے بازی کی۔ مذاق کی باتین کین مگر انقباض خاطر کو دور نہ کرسکے جب دس بجے تو سب اپنے اپنے کمرون مین گئے۔

دوسرے روز آزاد پاشا صاحب ضلع سے ملے فجر پڑھکے ہی گجردم روانہ ہوئے تو بی بی کندن کے مکان پر دم لیا اور مہری سے کہا کہ اگر تمھارے امکان مین ہو تو ثریا بیگم کو دکھلا دو۔ یہہ کہکر انھون نے جیب سے دو اشرفیان نکالین اور کہا بی مہری صاحب نذر مین ازبرائے خدا جسطرح ممکن ہو دکھا دو۔
مہری - حضور اب وہ ثریا بیگم تو ہین نہین۔
آزاد - خدا گواہ ہی فقط ایک نظر بھر کر دیکھنا چاہتا ہون۔
مہری - یہ ممکن ہی اور آج ہی انشاء اللہ شام کو۔
آزاد - اچھا مگر ہمکو یہ بتاؤ کہ کہان ملین یہان ہی۔
مہری - جی ہان یہان سے مین آپکو لیچلونگی۔
آزاد - خدا تم کو سلامت رکھے بڑا کام نکلے گا۔
مہری - اے میان مین لونڈی ہون جیسے تب لونڈی تھی ویسی اب ہون تب بھی تمھارا ہی نمک کھاتی تھی اب بھی۔
آزاد - اچھا اتنا بتادو کہ کس ترکیب سے ملونگا۔
مہری - دنیا مین کسی کو نہین معلوم بجز میرے۔ بات یہ ہے کہ لڑکپن سے وہ ایک فقیر کی معتقد ہین اور نواب صاحب انکے میان نے اجازت دیدی ہی کہ جب اُن کا جی چاہے قفس پر سوار ہوکر جلوس کے ساتھ وہان جائین شاہ جی کا حسن خدا جھوٹ نہ بلوائے کوئی دوسو برس کا ہوگا۔
آزاد - اخاہ تو بڑے مقدس آدمی ہین۔
مہری - ایمین کیا شک ہی حضور اور جو کہدیتے ہین وہی ہوتا ہے کیا مجال جو فرق پڑے۔ یہ خدا نے زبان کو تاثیر دی ہی۔
راوی - آزاد ان باتون کے کب قائل تھے مگر مہری کے خوش کرنے اور بنانے کی نظر سے کہا۔ ہان صاحب فقیر ہین نہین تو دنیا کیونکر قائم ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ درویش سے ہمکو کیا واسطہ ہم ثریا بیگم کو کیونکر دیکھین گے۔
مہری - مین شاہ جی کو ایک اور جگہ بہانے بھیجدونگی۔ آپ شاہ جی کی جگہ جاکے بیٹھ جائیے گا اور آپ کو اسوقت اپنا آقا کہونگی۔ ثریا بیگم کا قاعدہ ہی کہ وہ اس درویش سے ملتے ہی نذر دکھاتی ہین اور شاہ جی پیشانی کا بوسہ لیتے ہین مگر جبتک نذر دکھاکر بوسہ نہین لیا جاتا تبتک آنکھین بند رکھتی ہین
آزاد یہ مژدہ سُنکر کمال خوش وخرسند ہوئے۔
مہری - اتنے انعام مین میرا پیٹ نہین بھرتا۔
آزاد - اجی ہم تمکو ایسا خوش کردین کہ تم بھی یاد کرو۔
مہری - (سلام کرکے) بندگی حضور ہی کا دیا کھاتی ہون۔
آزاد - خدا کی قسم وہ ترکیب سوجھی ہی تم کو کہ باید وشاید کسی کے فرشتہ خان کو بھی نہ سوجھتی۔

مہری - اب آپ یہان ٹھہرین اور مجھے اجازت دین تو مین اسوقت سے جاکر بندوبست کرون اور شام کو ضرور لیچلون -
آزاد - بڑا احسان ہوگا - واللہ عمر بھر نہ بھولون گا -
مہری - لے حضور یہ آپ کیا کہتے ہین -
آزاد - سات مہری بس تسے کیا کہین بس دل ہی جانتا ہے واللہ ایسی پاکدامن عورت نہین دیکھی اور میرے اوپر تو دل و جان سے عاشق ہی - مگر اتفاق -
مہری حضور ایکدن آپ کا بہت ذکر کرتی تھین -
آزاد - کہا نہ آپسے کہ ایسی طرحدار حاضر جواب خوبرو اور عفیفہ عورت بھی نہین دیکھی اسکی عفت کی قسم کھانی چاہیئے پاکدامنی ہو تو ایسی خدا اسکو ہمیشہ خوش و خرم رکھے -
مہری - جوگن ہوگئی تھین - ہائے ہائے سب عیش و راحت سے ہاتھ دہو بیٹھین یہ بہت مشکل ہے حضور اور مشکل کیا معنی ہم تو جانتے ہین کسی کے امکان مین بھی نہین ہی -
آزاد - تو اچھا اب ہم رخصت ہوتے ہین -
مہری - آپ بیٹھین حقہ پیتے جایئے گلوری کھایئے اور حضور پہ دونون اشرفیان لیتے جایئے مین لونڈی ہون حضور کی -
آزاد - قسم خدا کی مین اور انعام دونگا اور خوش کردونگا -
مہری - اے ہی حضور سمجھے ہی نہین انعام تو دیجئے ہی گا ہمین کیا کچھ شک بھی ہی مگر مین اسکو پھیرے دیتی ہون کہ آپکو شاید دلمین شک ہو کہ کہین مہری لیکے چل نہ دین -
آزاد - ! ! اے لاحول - واہ واہ واہ صاحب واہ لے اب رخصت شام کو ملینگے -

اُس روز دو گھڑی دن رہے آزاد فرخ نہاد معشوقہ پریزاد کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونے کے لئے دوستو کی ملاقات کے بہانے سے بی کندن کے مکان کی طرف چلے طبیعت بشاش چہرہ گلنار - رگون مین خون کے عوض شوق دیدار دوڑ رہا تھا گو کبھی کبھی یہ خیال انکو کسیقدر افسردہ دل کردیتا تھا کہ مبادا روبراہ نلائے مطلب اصلی فوت ہوجائے خوبئے تقدیر صنم پری پیکر سے ملنے کی اجازت ندے مگر دل یہی گواہی دیتا تھا کہ اس شوخ سیم بدن کو آج نظر بھر ضرور دیکھون گا جسنے میری بدولت برسون مصیبتین جھیلین اور میرا نام لیلے کر بنون مین جا جاکے رویا کی سوچتے تھے کیا خدا میری بے اعتنائی سے کہین بد دماغ تو نہین ہوگئی عورت ہی بات کی دھنی اگر ایکمرتبہ بھی عمر بھر مین زبانسے نہین کا لفظ نکلجائے تو پھر ممکن کیا کہ کوئی ہان کہوائے گو دعا کے چندان قائل نہ تھے مگر اسوقت وفور شوق اور فرط جنون اور مسرت قلب و فرحت دل اور امید بیم نے باہم ملکر کایا پلٹ کردی اور دست بدعا ہوا - کہ یا خدا جاہے دیدار جانان نصیب نہ ہو مگر یہ خبر نہ سنون کہ نگر یا بیگم مجھ سے ناراض ہی اُسکے آئینۂ دل صفا منزل پر کدورت نہ آئی ہو اور مجھ سے اس سے پھر صفائی نہو یا خدا تو مسبب الاسباب ہی میری دعا قبول کر -

حضرت ناظرین یہ وہی آزاد ہین جو دعا کے کبھی قائل ہی نہین ہوئے تھے اور یہ وہی آزاد دو آبہ امید و بیم مین جو پڑے تو وہ سارے خیالات دلسے کالعدم ہوگئے اور اب آسمان کیطرف مخاطب ہوکر خدا سے کھڑے دعا مانگ رہے ہین طبیعت کا عجب نقشہ ہی گھڑی مین کچھ گھڑی مین کچھ رنگ بدلتا ہی رہتا ہی مگر ایسے وقت انسان کی طبیعت اور اسکے خیالات کی سند نہین مایوسی یا دفور طرب یا فرط اشتیاق کے وقت جو خیالات دلمین

جگہ پائین اپر بھروسہ کرنا عین خطا ہے خوف اور ڈر وغیرہ سے انسان کچھ کا کچھ کہنے لگتا ہے خلاصہ کلام یہ کہ آزاد کا یہ فعل انکی تلون طبع پر مبنی نہین ہوسکتا انسان کی طبیعت کا خاصہ ہی کہ ایسے نازک وقتون مین بدل جاتی ہے۔

الغرض آزاد کے دل مین طرح طرح کے خیالات نے جگہ پائی تھی اور دل ہی دل مین سوچتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور یون بولینگے اور یہ کہینگے کبھی خیال آتا تھا کہ اگر وہ کچھ گفتگو کرین گی تو ہم بھی جواب دینگے ورنہ سکوت اور کبھی کہتے تھے کہ وہ چاہے مخاطب ہون یا نہون ہمتو ضرور سجدہ کرینگے چاہے کفری کیون نہو ایک مرتبہ ذہن مین یہ بات آئی کہ ایسی ملاقات اور اس دید و اوید سے کیا فائدہ وصال ہو تو اچھی طرح دل کھول کے ہو ورنہ برلے نام وصال ہوا تو پھر کیا

	موت جب نزدیک آئی پھر ملے اُس سے تو کیا
	فائدہ گر وہ ہوا تو یہہ زیان ہو جائے گا

ثریا بیگم کی چھب اور ادا انکے دل مین کھب گئی اور پرانی صحبتو کا نقشہ آنکھونکے سامنے پھرنے لگا وہ سفید دلائی اور وہ نازک کلائی وہ گل رخسار اور وہ دست حنائی وہ شوخی وہ بیباکی وہ چپتی وہ چالاکی وہ جوانی کی امنگ اور وہ ترنگ سب باتین یاد آگئین تو آنکھین اشکبار ہوئین اور اشک مچل مچلکر رخسار پر لوٹنے لگے گو انھون نے ضبط کیا مگر جب دل بھر آتا ہی پھر کوئی لاکھ سمجھائے ضبط کرنا محال ہوجاتا ہی ایک گوشے مین جہان بستی کا نام و نشان بھی نہ تھا کھنڈل کے جی چاہے خوب دل کھول کے رو

	دامن گل کر دیا ہے دامن کہسار کو
	ابر بیکسی آکے ہم سے اشک برسانیکا ننگ

اس حالت پریشانی و حیرانی مین آزاد اس مکارہ کے گھر پہونچے دروازے پر ہاتھ مارا مہری نے دروازہ کھولا اور یون مکالمہ کیا۔

مہری۔ لیجئے مبارک ہو سب معاملہ چوکس ہے۔

آزاد۔ الحمدللہ پھر جہان تم وہان کس بات کی کمی ہے۔

مہری۔ یہ سب حضور کے اقبال کی بدولت ہی مین کہین ہون

آزاد تم سے آج ملاقات ہوئی بھی ہمارا ذکر تو نہین آیا ہمسے انکے دل کا حال تو کہو کہ ہمسے خلاف تو نہین ہین۔

مہری۔ خلاف! ہونہہ اے حضور ابتک روتی ہین۔

آزاد۔ شکر ہے کہ ہماری طرف سے کدورت نہین ہے۔

مہری۔ جی نہین بالکل صاف اللہ جانتا ہی اکثر یہ فرمایا۔ کہ ہائے جب آزاد سنینگے کہ اُسنے ایک امیر آدمی کے ساتھ نکاح کرلیا تو اپنے دل مین کیا کہینگے۔

آزاد۔ (آبدیدہ ہوکر) اللہ ری محبت شدید۔

مہری۔ اور جہان آپ کا نام یا آپکا ذکر یا آپکا خیال آیا گھنٹون رویا کرتی ہین مگر اسکا حال میرے سوا اور کسیکو معلوم بھی نہین ہی یا انکی ایک ہمجولی ہین مولائی بیگم انپر سب روشن ہے بس۔

آزاد۔ آج ہماری نسبت کیا کیا باتین انسے ہوئین۔

مہری۔ سرکار بھلا آج مین آپکا ذکر درمیان مین لاتی خدا جانے آپکی چال پسند آئے یا نہ آئے۔ اب انکو اسبات کا بڑا خیال ہی کہ جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن عفت کے خلاف کوئی شخص ایک کلمہ بھی زبان پر لانے تک کا موقع نپائے مین نے آج عمداً قصداً دیدہ و دانستہ آپکے ذکر کی چھانھ ہی نہون دی

آزاد۔ خوب کیا۔ واللہ بڑی دور اندیش اور دانا ہو۔

مہری۔ حضور امیرزادون اور شاہزادون ہی کے یہان عمر تیر کی ہی پہنچے شہزادیونکی غلامی کی ہی مین کیا کوئی گنواری ہون

آزاد۔ مہری خدا کی قسم ایکدن وہ تھا کہ ادھر سے پیام آتے تھے اور ادھر سے صاف جواب۔ قطعی انکار شنوائی ہی نہین ہوتی اور ایک دن آج ہے کہ ملاقات کے لئے تڑپ رہے ہین اور درد فراق مارے ڈالتا ہے۔

کاہش جان ہی لب پہ ہائے فرق	کس بلا مین ہی مبتلائے فراق
کوئی دوزخ اسے پہونچتی ہے	نہ کسیکو خدا دکھائے فراق
کھا گیا غم ترا کلیجے کو	دل مرا ہوگیا غذائے فراق
مستعد گرمین دون جلانے کو	اے مرے آہ شعلہ زائے فراق
دل بھی بیگانہ ہوگیا مجھ سے	مین ہوا جیسے آشنائے فراق

شام سے آزاد پاشا مہری کے ساتھ ساتھ گئے تو ایک لق ودق میدانمین املی کے درخت کے قریب ایک اونچا چبوترہ نظر آیا وہان انکو بٹھاکر مہری نے کہا آپ ٹھہرین مین ابھی آتی ہون اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آنکر انکو ایک مکان مین لیگئی جس کے چارون طرف سناٹا اور ویرانہ تھا۔

مہری۔ (آزاد) آپ اس مقام پر بیٹھئے وہ اب آتی ہی ہونگی جسوقت وہ آنکھ بند کرکے قریب آئین آپ فوراً اپنی پہ بوسہ دیجئے گا اور جب وہ نذر دکھائین تو لیلیجئے گا پھر آپ مین ان مین خود ہی باتین ہون گی۔

آزاد نے یہ سب امور کان دھرکے سنے اور کہا کہ ان کے مطابق عمل مین لاؤن گا اسکے بعد مہری نے انکو تہمد بندھوادی اور انھون نے باندھی اور جس مقام پر مہری نے بتایا تھا وہان جا بیٹھے

آزاد۔ سنو تو ایسا نہ ہو کہ مجھے دیکھکر ڈر جائین۔

مہری۔ لے حضور بھلا کوئی بات بھی ہی۔

آزاد۔ خیر۔ ع۔ ہرچہ باداباد۔ ماکشتی در آب انداختیم

مہری۔ تو سہی کہ بے اختیار ہو کر ملین۔ عاشق زارین

آزاد۔ یہ سچ مگر شاید کسی قسم کا خوف طاری ہو۔

مہری۔ یہ ہمارا فرمہ ہی اور خوف کس بات کا ہی۔

آزاد۔ یہ نہ کہو۔ برسونکے بعد دیکھینگی شاید ڈر جائین۔

مہری جسے انسان برسون بعد دیکھتا ہی اُس سے ڈر جاتا ہی

آزاد۔ تم سمجھین نہین مطلب کہ وہ تو درویش سے ملنے آتی ہین اور جب آنکھ کھولینگی تو شاہ جی کا پتا بھی نہ پائینگی۔ ہماری صورت نظر آئیگی شاید دفعتًا ایک شخص کے دیکھنے سے سہم جائینگی

مہری۔ جی نہین دلکی مضبوط ہین۔ ایسا نہین ہوسکتا۔

آزاد۔ یہ نہ کہو مہری۔ مگر خیر اب تو جو ہو سو ہو۔

مہری اے حضور وہ بنون جنگلون مین پھرآئی ہین۔

آزاد۔ لاکھ پھری ہون پھر عورت ہی تو ہین آخر۔

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ مکان کے قریب کسی شخص نے گانا شروع کیا

دلیل کاروان بانگ جرس ہی گواہ درد دل اک نالہ بس ہی

بت ظالم نہین سنتا کسی کی	غریبونکا خدا فریادرس ہے
رکھو تیار توشہ آخرت کا	سفر درپیش واں کا ہر نفس ہی
گلستان عیش باغ بلبلان ہو	ہمین تو یارب قفس ہی
عبث ہی آرزو دنیائے دنی کی	تراب الارض باقی ہوس ہی

آزاد۔ یہ اسوقت اس ویرانہین کون آن کے گاتا ہی۔

مہری۔ یہ ثریا بیگم کے عاشق ہین۔ خبر پائی ہوگی کہ آج یہان آنے والی ہین ایک سودائی ہی دن بھر یہی بکا کرتا ہے۔ ع۔ غریبون کا خدا فریادرس ہی ایک فقیر نے اس سے کہا کہ تیری مغفرت اسی شعر سے ہوگی۔

آزاد۔ نواب صاحب کو اسکا حال معلوم ہی یا نہین۔

مہری۔ سارے شہر بھر کو معلوم ہی۔ بڑی آدمی ہی دماغ مین خلل ہوگیا ہی دن رات یہی بکا کرتا ہے اور کوئی کام نہین

آزاد۔ اسنے ثریا بیگم کو کس زمانے مین دیکھا تھا۔
مہری۔ شادی کے بعد اتفاق سے وہ کوٹے پر کھڑی تھین اس نے دیکھ لیا لوگون نے یون ہی مشہور کیا ہی۔
آزاد۔ اچھے اچھے بغیکرے یہان بھی جمع ہوئے ہین۔
مہری۔ جب یہان آتی ہین یہ دروازے کے سامنے بیٹھ کے گایا کرتا ہی اسکا باپ کمسریٹ کا گماشتہ تھا۔ مگر یہ سودائی ہو گیا
آزاد۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ ثریا بیگم کے ساتھ کون کون ہوگا
مہری۔ دو ایک مہریان ہونگی۔ مولائی بیگم ہونگی اور شاید کوئی مغلانی ہو۔ اور دس بارہ سپاہی خاص بردار ہونگے۔ چار پانچ دستیان روشن ہونگی۔
آزاد۔ مہریان اندر ساتھ آئینگی یا باہر ہی رہینگی۔
مہری۔ ساتھ ساتھ ہونگی مگر اس کمرہ مین کوئی نہین آسکتا پرندہ تک پر نہین مار سکتا انسانکی کیا مجال ہے
آزاد۔ نذر دکھانے کے بعد پھر وہ کیا کرتی ہین۔
مہری۔ بیٹھتی ہین۔ شاہ جی دعا دیتے ہین۔ جو کچھ کہنا سننا ہوتا ہی وہ عرض کرتی ہین شاہ جی کچھ حکم دیتے ہین۔
اتنے مین کہار دنکی آواز دور سے معلوم ہوئی اور دستیون کی روشنی نظر آئی۔ مہری نے کہا لے اب مستعد ہو رہیئے۔ سواری آن پہونچی۔ یہ کہکر شاہ جی کی بوڑھی خادمہ کو بلا لائی اور کہا سواری آتی ہی خبردار ہو۔
اتنے مین اسی عاشق جن بگڑے دل نے یہ شعر گا کر ادا کیا۔
آتی ہی چمن مین مرے گلرو کی سواری بلے باجہا خاک اڑانا نہین اچھا
آزاد۔ بیشک سواری آگئی۔ اچھا شعر پڑھا۔
مہری۔ حضور یہ بہت پڑھے لکھے آدمی ہین۔
آزاد۔ ہان مین اتنی ہی دیر مین سمجھ گیا۔

راوی۔ عاشق جن نے پھر ایک شعر نکالا۔

آیا جواب نامہ بر از مرگ تب کھلا	تھی دیر اسلیے مرے خط کے جواب کی
فقط نامے نے جبھی جو بکی دا	تصویر بول اٹھی مرے خط جواب کی
کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل	دیکھینگے میرے سامنے فردِ حساب کی

مہری۔ اب جون جون سواری آگے بڑھیگی یہ کلبلانے لگین گے
آزاد۔ طبیعت ہی تو ہی مگر ضرر پہونچانے پر تو نہین آمادہ ہین
مہری۔ جی نہین دعائین دیتا ہی نفس کے ساتھ ساتھ جاتا ہے مگر دور دور قریب نہین جاتا الگ ہی الگ ٹھپکا ہوا۔
راوی۔ جب سواری قریب آئی تو وہ غل مچایا کہ الامان۔

رنگ اڑ جائے سبھی کاتبے عرجن سے	گر تری تصویر کھدین لاکھ تصویرون کے بیچ
مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم	عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیرون کے بیچ

اتنے مین سواری دروازے پر آن پہونچی آزاد کا دل دھک دھک کرتا تھا کچھ تو اس بات کی خوشی کہ یار جانی کا دیدار نصیب ہوگا اور کچھ اسبات کا خیال کہ طبع نازک پر گران نہ گذرے
آزاد۔ مہری دیکھو نفس سے اتر ین یا نہین۔
مہری۔ یہان ابھی باغ مین جائینگی وہان سب کی سب بیٹھین گی ہنسین بولینگی سیر کرین گی پھر کہین یہان آئینگی
آزاد۔ اور جو ابھی پہلے یہان ہی آجائین۔
خادمہ۔ نہین بیٹا۔ یہان بے اطلاع کیسے آئینگی۔
آزاد۔ کیا اطلاع کرکے آتی ہین۔ بڑی درگاہ ہے۔
خادمہ۔ ہین! اسکی عظمت سے تم ابھی تک ناواقف ہی ہے اے یہان وزیر بادشاہونکی اطلاع ہوتی ہی۔
آزاد۔ اللہ ری عظمت سچ ہی فقیر کا گھر بڑا ہے۔
خادمہ۔ اور کوئی شاہ جی سے جا کر آنکھین کرکے تھوڑا ہی

باتین کرسکتا ہے اے تو بہ۔ اتنی کسکی مجال ہی۔
آزاد۔ عورتین آتی ہین یا مرد بھی آتے ہین۔
خادمہ۔ (مسکراکر) اب جو یہ آئی ہین یہ عورت ہین یا مرد ہین اور انکا سن تو کوئی دوسو برس سے کم نہ ہوگا۔
آزاد۔ اللہ اللہ۔ تو مین جانتا ہون اتنے زیادہ بوڑھا آدمی اب اس شہر مین کوئی نہین ہوگا۔ دوسو برس!!!
خادمہ۔ شہر اے تمام ملک مین تو کوئی ہوگا نہین۔
اتنے مین مہری نے آن کر کہا حضور مولائی بیگم بھی ہین اور سبکی سب باغمین ٹہل رہی ہین۔ چلکے دیوار کے پاس کھڑے ہوکر آڑ مین سے دیکھئے۔ کیسی چہل ہو رہی ہے۔
آزاد۔ ڈر معلوم ہوتا ہی کہ کہین دیکھ نہ لین۔
خادمہ۔ اے ہان کیا ضرور ہی۔ خواہی نخواہی بنی بنائی بات بگڑ جائے اس سے کیا فائدہ۔ اور دیکھنے کو جلدی کیا ہی دو بدو گفتگو ہو ہی گی۔
آزاد۔ ہان یہی ہم بھی سوچتے ہین۔ جانے دو۔
مہری۔ خدائے پاک کی قسم حضور جو ذرا کسی کو معلوم بھی ہو مگر آپ خدا جانے کیا سوچتے ہین ہماری خاطر سے چلے چلیے۔
آزاد۔ یا الٰہی۔ اول تو خود اشتیاق ہی کہ جسطرح ممکن ہو اس بت سمن عذار دلنواز کو دیکھون مگر اس طرح نہین دیکھنا چاہتا کہ بقول انکے بنا بنایا معاملہ خراب ہو جائے۔
خادمہ۔ جانے بھی دیجئے اس سے کیا فائدہ ہے۔
آزاد۔ فائدہ برائے نام اور نقصان بہت۔
آزاد پاشا سے آخرکار نہ رہا گیا اور مہری کے ساتھ دیوار کے پاس جاکر آڑ مین کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ پانچ سات عورتین سر کھولے ہوئے گلگشت چمن مین مصروف ہین مگر ثریا بیگم کو انھون نے نہین پہچانا۔
آزاد۔ بی مہری کی ثریا بیگم کون سی ہین۔
مہری۔ ثریا بیگم وہ مولائی بیگم کے دائین ہاتھ پر ہین۔
آزاد۔ بہت ہی خوب۔ مولائی بیگم کو مین کیا جانون۔
مہری۔ وہ دیکھئے اس طرف آئین یہ آئین۔
آزاد۔ مین نے ابھی نہین پہچانا دور کی شے کم نظر آتی ہی
مہری۔ اے نہین ابھی آپکی عمر ہی کیا ہے۔
آزاد۔ مین اسی سبب سے عینک لگاتا ہون۔
مہری۔ کل کے لڑکے اور عینک اے یہ کیا آئی ہین۔
آزاد۔ یہ (انگلی کے اشارے سے) ابتک ہمنے نہین پہچانا اتنا دیکھ رہا ہون کہ پانچ ساتھ عورتین ہین بس۔
مہری۔ ہمکو تو سبکی صورت صاف نظر آتی ہی۔
آزاد۔ ہائے ہائے ہائے اس ہنسی نے ستم ڈھایا خدا کی قسم یاد آگئی صورت نہین دیکھی مگر ہنسی کی آواز آئی۔
مہری۔ ہان ہمین بھی آئی اے ہے جو ذرا بھی انکو معلوم ہو جائے کہ آزاد کھڑے دیکھ رہے ہین تو انوہ خدا جانے دل کا کیا حال ہوگا۔
آزاد۔ پکارون۔ بے اختیار جی چاہتا ہے کہ پکارون
مہری۔ اتنے تو نہین ہین آپ۔
اتنے مین دیوار کے قریب وہ سب کی سب آئین اور بیٹھکر باتین کرنے لگین۔
ثریا بیگم اے مولا ذری ادھر تو آنا۔
مولا۔ حضور حاضر ہوئی۔ ذری پانی پلون
مولائی۔ مولا سے کہو ذری گائین تو۔

ممولا۔ حضور آج تو طبیعت ذری سست ہو
خواص۔ انکی طبیعت گانے کے وقت روز سست ہوجاتی ہو
ممولا۔ اچھا تمین گاؤ۔ کیا تم نہین گاتی ہو۔
خواص۔ ہمکو گانا آتا تو ضرور گاتے۔
مہری۔ (ثریا بیگم کی) ممولا مین یہ بری عادت ہی جب دیکھو نخرے ہی کیا کرتی ہین۔ خاصی چاندنی چھٹکی ہی۔
ثریا بیگم۔ اگر ممولا اسوقت نخرے کی لینگی تو سزا پائینگی۔
مہری۔ ضرور حضور یہ اسی قابل ہین۔
ممولا۔ یہ سب کی سب ہماری دشمن ہین۔
ثریا۔ درین چہ شک۔ اس مین کیا فرق ہی۔
ممولا۔ جب ہوتا ہے تب یہ ہماری بیخ کنی کی فکر مین رہتی ہی۔
ثریا۔ جی ہان۔ آپ ایسی ہی ہین۔
ممولا۔ اچھا پھر آج حضور کی بھی خوشی کر دونگی۔
مہری۔ (اسطرح پھر ٹیپ دار آواز سے گاؤ کہ محلہ بھر گونج جائے
ثریا۔ محلہ! محلہ یہان کہان۔ بس شاہ جی ہین۔
ممولا۔ ایسا گاؤن کہ بستی بھر مین آواز جائے۔
اتنے مین عاشق تن نے پیش قدمی کرکے گانا شروع کیا۔

پیمبر مین نہین عاشق ہون جانی
رہے موئے سے تیری لن ترانی

ثریا۔ اے اس موے کو ابتک موت نہین آئی۔
ممولا۔ یہ عاقبت کے بوریئے بٹورے گا۔
ثریا۔ اسکو کون موا کہدیا کرتا ہے اسکا نام مجھے معلوم ہوجائے تو جہان کا ہے وہین پہونچا دون۔
شاہ جی سے کہونگی کہ اسکو موت آئے۔
مولائی۔ اے واہ کا ہے کو موت آئے بیچارے کو۔
مہری۔ مگر آواز اچھی ہی اور گانا بہت خوب ہی۔
ثریا۔ اے آگ لگے موے کی آواز کو۔
ممولا۔ حضور کہتی آپ اسکو ہین اور چھپتی ہین ہون۔
ثریا۔ (قہقہہ لگاکر) این ا۔ واہ ہی۔
ممولا۔ میری زبان پھسل گئی مطلب یہ کہ مجکو برا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی سڑی سودائی ہے اور کسی کو ضرر نہین پہونچاتا ہے۔
مہری۔ ہان آہین تو شک نہین ہی۔ ہے تو ایسا ہی
آزاد۔ (مہری سے) خوب گھل گھل کے باتین ہو رہی ہین۔
مہری۔ ذری آہستہ آہستہ کہئے ایسا نہو سن لین۔
آب سنئے کہ برق و باران نے اپنا رنگ ایسا جمایا کہ الامان آزاد اور مہری بھاگ کر دالان مین آئے اور ثریا بیگم اور مولائی بیگم ممولا مہریان خواص سب کی سب ادھر ادھر دوڑنے لگین کہ یا الٰہی اب کہان جائین۔ اسپر ایک خبردار نے عرض کیا کہ حضور سامنے کا بنگلہ خالی کر دیا گیا ہی وہان بیٹھئے اور یہ سب اس بنگلے کی طرف گئین۔
ثریا۔ ہمین اسوقت مارے گھبراہٹ کے کچھ یاد ہی نرہا۔
مولائی۔ اے مین خود بھول گئی اور ہزار ہی بار اس بنگلہ مین آکے بیٹھے مگر مجھ نے اسوقت ساری چوکڑی بھلادی
مہری۔ اور مین سمجھی تمی کہ آپ نہانا چاہتی ہین۔
ثریا۔ لو اور سنو کیا نہانے کا وقت نکالا ہے۔
ممولا۔ انکی یہی بے تکی باتین ہین۔ رات کا وقت اتنی ٹھنڈک یون ہی ٹھٹھر رہے ہین انکو نہانے کی سوجھتی ہی
مہری۔ حضور مین سمجھی شاید اس وقت جی چاہتا ہو۔

ثریا۔ اس وقت تو کھانے کو جی چاہتا ہے۔
مہری۔ شاہ جی کے یہان سے کچھ لاؤن۔ مگر فقیرون کے پاس کیا ہوگا دال روٹی بھی نہ ہوگی شاید۔
ثریا۔ اچھا کسیکو بھیجو تو۔ کہو جو کچھ ہو بھیج دین۔
مولائی۔ ہان اور کچھ نہ سہی تبرک ہی سہی۔
ثریا۔ واہ انکا تبرک کوئی پائے کہان۔
مہری۔ دیکھیے مین جاکے لئے آتی ہون جو کچھ ہو۔
مولائی۔ دیکھو مہری ایسا نہ ہو کہ تم وہان کوئی بے تکی بات کہو جو وین وہ لے آؤ۔ جب فقیر کے پاس جاؤ تو اپنے عقیدہ کا چندان خیال ان خفیف باتون مین نہ رکھو اور جاؤ نہین۔
مہری۔ حضور مین کیا کوئی نادان ہون جو کوئی بات شاہ صاحب کے خلاف کرونگی جو وین وہی تبرک ہی۔
یہ کہکر مہری نے ڈوپٹے کو لپیٹ لپاٹ کے اوپر سے ایک ٹوکری کا پردہ اوڑھا دوسری مہری نے مشعلچی کو حکم دیا کہ مشعل روشن کر دوستی آگے آگے دونون مہریان پیچھے پیچھے دروازے پر آئین اور آواز دی یہان آزاد اور شاہ جی کی خادمہ اور مہری سمجھین کہ بیگم صاحب آگئین آزاد اس مقام پر جاکر بیٹھے جہان شاہ صاحب بیٹھتے تھے خادمہ نے چھتری لگاکر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ مہریان ہین۔
خادمہ۔ آؤ آؤ۔ کیا بیگم صاحب باغ ہی مین ہین۔
مہری۔ جی ہان مگر ایک کام کے لئے شاہ صاحب کے پاس بھیجا ہے یہ بتاؤ کہ اس وقت کچھ کھانے کو بھی ہی ہو تو دو۔
خادمہ۔ شاہ جی تو اس وقت وظیفہ پڑھ رہے ہین۔
مہری۔ اے ہے تو تمھین دو۔ کچھ ہے کہ نہین ہی۔
خادمہ کیسی باتین کرتی ہو بہن۔ نہونا کیا معنی اللہ کا دیا سب کچھ ہی مگر ہان جو شاہ جی کی غذا ہے وہ ہی۔
مہری۔ اور اسوقت پلاؤ اور باقرخوانی کی کسکو خواہش ہی
خادمہ۔ چار موٹی روٹیان ہین اور ایک پیالہ مسور کی دال کا اور ایک صاحب سے کل شاہ صاحب نے فرمایش کی تھی وہ ایک پیالے مین سالن لائے ہین گوشت اور بھنڈی یہ شاہ صاحب کی اکثر فرمایش ہوا کرتی ہی۔
مہری لاؤ لاؤ جلدی لاؤ۔ ازین چہ بہتر۔
خادمہ نے چار دن روٹیان اور مسور کی دال اٹھا دی اور گوشت کا پیالہ حوالہ کیا اور چھتری دی تاکہ مینہ کے سبب سے خراب نہ ہو جائے یہ سب لے کر دونون مہریان ہان پہونچین۔ ثریا بیگم نے کہا۔ کہو بیٹا کہ بیٹی۔
مہری۔ حضور فقیرونکے ہان سے بھلا کوئی خالی ہاتھ آتا ہے سب کچھ ہی یہ لیجیے موٹے موٹے ٹکڑے ہین
مولائی۔ (ہنسکر) اچھا پھر اسوقت تو ہزار غنیمت ہین۔ فقیر کے ہان کی تو ہین جو پہونچے ہوئے ہین۔
مہری۔ اور یہ مسور کی دال کا پیالہ لیجئے حضور۔
ثریا۔ (ہنسکر) خیر کچھ لے تو آئی ہو خالی تو نہین آئین اسوقت یہ روٹی دال ہی ہزار غنیمت ہی۔
مہری۔ اور حضور بھنڈی اور گوشت لیجیے۔
ثریا۔ گوشت واہ پھر کیا ہے۔ چپڑی اور دو دو۔
مہری۔ ہاتھ جوڑ کر بیگم صاحب ایک عرض ہی۔
ثریا۔ کیا! کہو کہو۔ تمھاری باتونسے ہمین الجھن ہوتی ہی
مہری۔ حضور جب ہم کھانا لیکے آتے تھے تو دیکھا کہ باغ کے دروازہ پر ایک بیس بیگناہ بیچارہ بکا دبکا یا کھڑا بھیگ رہا ہے۔

ثریا۔ پھر تنے وہی پاجی پنے کی لی نہ۔ چلو ہٹو سامنے سے
مولائی۔ بہن خدارا اتنی اجازت دو کہ جہان سپاہی بیٹھے ہین وہان وہ بدبخت بھی بیٹھنے پائے دیکھو وہ بیچارہ بیشک بیگناہ ہے۔ واجب الرحم۔
ثریا۔ پھر مجھسے کیا کہتی ہو تم خود حکم کیون نہین دیتین۔
مولائی۔ اچھا۔ مولا۔ جاکے سپاہیون سے کہدو کہ اسکو بلا کے بٹھالین مینھ موسلا دھار برس رہا ہی اور ہوا بڑی تیز ہی
ثریا۔ بڑی ہمدرد ہین ہماری بہن کسی کی بیکسی نہین دیکھ سکتین افوہ اور ہمکو ظالم بیرحم کہتی ہین۔
مولا نے سپاہیون کو حکم دیا اور انھون نے فوراً اس سودائی کو بلا لیا یہان آکر محفوظ جگہ جو پائی تو حضرت نے تان لگائی

پس فنا ہین گردون ستائیگا پھر کیا	ہے ہوے کو یہ ظالم مٹائیگا پھر کیا
ضعیف نالون کا بلا نہین سکتا	یہ جاکے عرش کا پایہ ہلائیگا پھر کیا
شریک جو نہوا ایکدم کو پھولونمین	وہ پھولون کے لحد کے اُٹھائیگا پھر کیا
خدا کو مانو بسمل کو اپنے ذبح کرو	ترائے سیر یہ تمکو دکھائیگا پھر کیا
کہو مقدور تقدیر سے کہ خیر تو ہے	بگاڑ کر مرا چہرہ بنائیگا پھر کیا
پس فنا ہین گردون ستائیگا پھر کیا	

ثریا۔ دیکھا نہ۔ یہ کمبخت بے مل مچائے کبھی نرہے گا۔
مولائی۔ بس یہی تو اسمین سخت عیب ہے۔ واہ رے سٹری
ثریا۔ سٹری نہین اپنے مطلب کا بڑا پکا ہے۔

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند	اللہ ہوشیار دہی ہی جو ست بر

مولا۔ بالکل بیٹھ گیا ہوگا مگر خم دم ابھی وہی ہی۔
ثریا۔ ہان ہان کوئی نہین۔ بھیا کی بلا دور۔
مولائی۔ مگر غزل بھی ڈھونڈھ کے اپنے ہی مطلب کی کہی ہی

انصاف شرط ہی بہن ہان۔
ثریا۔ کیا کہتی ہو کمبخت بدنام کرتا پھرتا ہے۔
مولائی۔ ہان ہی تو برا۔ مگر کون نہین جانتا کہ سٹری سودائی ہی۔ تم کو اس سے کیا واسطہ ہی۔
ثریا۔ اب یہ مینھ کب تک برسا کریگا۔ نہ شاہ جی سے ملے نہ کوئی کام ہوا اس بنگلے مین پڑے ہوے ہین۔
مولائی۔ حضور یہ مینھ تو عالمگیر ہے دیر تک برسا کرے گا۔
ثریا۔ کچھ پہرون کا حساب ہی کہ اتنے پہر برسے تو سو کوس کے گھیرے مین برسیگا اور اتنے دن برسے تو پچاس کوس تک سی گا
مولا۔ ابتو یہ بارہ بجے سے ادھر نہین کھلتا۔
مولائی۔ ہاتھ دھونے کو پانی لاؤ تو شاہ جی کے تبرک بہتے پڑین۔ اب آنتین قل ہو اللہ پڑھتی ہین
مہری نے پانی دیا دونون نے ہاتھ دھویا اور کھانے بیٹھین۔ اسوقت دہان مسور کی دال اور روٹی پلاؤ اور ترکسی کباب کو مات کرتی تھی اور بھنڈی اور گوشت کا کیا پوچھنا مالی نے انعام لینے کے لئے کیتھے کی چٹنی تیار کرا کے مہری کے ہاتھ بھجوائی اسوقت اس چٹنی نے وہ لطف دیا کہ کوئی ثریا بیگم کی زبان سے سنے۔
مولائی۔ بانبان نے انعام کا کام کیا ہی اسوقت کیون بہن
ثریا۔ اسمین تو شک نہین جبتک مدت نہو کھانیکا لطف کیا ہی
مہری۔ حضور جیسے ہی اسنے خبر پائی کہ شاہ جی کے ہان سے کھانا آتا ہی فوراً کیتھا توڑ لایا اور چٹنی بنوا کے پیش کی۔
ثریا۔ پانچ روپیہ انعام کے دیدو۔ کیا کچھ میوہ باغ مین نہین ہی میوہ ہو تو کہوڑالی لگائے اتنا بڑا باغ اور میوہ ندارد
مہری۔ حضور سب کچھ ہین نہین تو ابتک لے دیا ہوتا

بھلا وہ چوکنے والا تھا۔ ایک پھل نہین پکا ہے۔
اب سنئے کہ ادھر تو یہ چہل پہل تھی اُدھر آزاد پاشا قہقہے لگا رہے تھے۔ دروازے پر جب کسی کے آنے کی آہٹ ہوئی اور مہریون نے پکارا اور مشعل والے نے روشنی دکھائی تو یہ سمجھے کہ محبوب مطلوب کی آمد آمد ہے مگر وہان معلوم ہوا کہ بیگم صاحب کے لئے موتی موٹی روٹیان اور دال مسور جاتی ہے جب مہریان چلی گئین تو آزاد بہت ہنسے اور تھوڑی دیر تک بڑی دل لگی رہی۔

خادمہ۔ بھوک بھی کیا بُری شے ہے اب ہوتے مسور کی دال انکو تورمے سے زیادہ مزہ دیتی ہوگی۔

آزاد۔ یہ تو بنی بنائی بات ہی اسمین کیا فرق ہی۔

خادمہ۔ اور مین نے گوشت اور بھنڈی بھی اٹھادی تھی

مہری۔ مولائی بیگم بڑی نفیس کھانے والی ہین۔

آزاد۔ مولائی بیگم ہون چاہے بادشاہ بیگم بھوک کے وقت سب یکسان ہین اگر بھوک کیوقت کھانا ملے تو پھر ہی بھلی ہی

مہری۔ ہان ہی تو ایسا ہی خدا جانے وہ بیچارہ سودائی کہان بھٹکتا ہوگا اگر آج یہ سامان نہ ہوتا تو ہم ضرور بلوا لیتے۔

خادمہ۔ بُلوالو۔ پھر جب انکے آنیکا وقت ہوگا سمجھ لیا جائیگا۔

آزاد۔ نہین ایسی کوئی بات کیون کرو کہ جسمین ملال ہو۔

ہمارے آگے بھلا شکوہ و شکایت کیا	خدانخواستہ ایسی کیون ٹال کرین

اتنے مین اسنے پھر ہانک لگائی اور یہانتک آواز آئی

ویران ہی خانہ جلوۂ حیرت طراز کا	آئینہ دیکھتا ہی منھ آئینہ ساز کا
زندہ ہی فن کردو مجھے دستور کہ اب	محتاج کون ہو اجل بے نیاز کا
ہی فکر کہ اب اسے کس سے مال ہے	ہی محرم آہ قاعدہ انشاے راز کا
گستاخ مے فتنہ محشر جگائینگے	خواب عدم مین ہین گر خواب ناز کا
گر گشن خلیل جلادے تو کیا عجب	شعلہ ہمارے سوز سمندر گداز کا
نادان دلکو مرگ کا اب تک یقین نہین	اللہ کیا گمان تھا عمر دراز کا

آزاد۔ ایک تو خوش گلو ہی دوسرے غزل اعلیٰ درجے کی مہری حضور مین نے عرض کیا نہ پڑھا لکھا آدمی ہے۔

خادمہ۔ مگر پڑھنے لکھنے پر تھپڑ پڑگئے کہ سودائی ہوگیا جب خدا خدا کرکے میعاد تھما اور چاندنی نکھری تو ثریا بیگم نے سرکار بھیجی کہ شاہ جی صاحب کو اطلاع دو اور دریافت کرو کہ اگر اجازت دین تو ہم انسے ملین مہری نے خادمہ سے دریافت کیا اسنے کہا بسم اللہ تشریف لائین ثریا بیگم دو مہریون کو لیکر پردہ کراکے چلین مکان کے اندر تشریف لائین تو خادمہ سے کہا پوچھ لو اگر اجازت ہو آؤن۔ خادمہ نے کہا پوچھنے کی کیا حاجت ہو آیئے آپ ہی کا گھر ہی اور ثریا بیگم پردہ مین حضرات ناظرین کیا نازک مقام ہی وہ ثریا بیگم جو آزاد کی عاشق زار اور رنگے گل خسار پر مثل بلبل فریفتہ تھین اسسے اور آزاد سے بعد مدت اب چار آنکھین ہونے والی ہین مگر کس طرز پر شاہ جی بنے ہوئے ہین اور وہ اللہ رکھی جو سر امین رہتی تھی پردہ نشین ثریا بیگم اور نواب سنجر سطوت بہادر کی بیوی منکوحہ نہ یہ آزاد نہ وہ اللہ رکھی آزاد دل ہی دل مین کہتے ہین کہ یا خدا اب انتظار یا رستم ڈھاتا ہے ؎

اے چارہ گر آجلد دم چارہ گری ہے ۔ مین جانتے جاتا ہون تجھے بخیری ہے

اور انکو معلوم ہی نہین کہ اسوقت کس سے چار آنکھین ہونیوالی ہین اتنے مین ثریا بیگم نے آنکھین بند کین خادمہ نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور شاہ جی کے پاس گئین آزاد نے جو اُس ملایک فریب بت ہمہ زیب صبح جبین آن نازنین کو دیکھا تو دل کا

عجب حال ہوا جب یہ مہ پارہ رنگین قبا قریب آئی تو آزاد نے اسکی پیشانی نورانی پر ہاتھ رکھکر بوسہ لیا ثریا بیگم کو سخت حیرت ہوئی کہ اور روز تو شاہ صاحب جبین پر بوسہ لیتے تھے آج ہاتھ رکھکر چومنا کیا معنی آنکھ کھولی تو اس مرد زیبا اندام شیرین کلام فراخ سینہ شیر دل جوان عنا پر نظر پڑی جس کے ساتھ مہینون ایک مقام پر رہی تھین جس سے چہل ورزاق ہوا کرتا تھا جسکی اٹنی پر بیٹھکر ہفتون تھیٹر کا تماشا دیکھا کی تھین جس سے زبردستی شادی کرنا چاہتی تھین جسکا دل وجان سے عشق تھا جس کی ایک ایک ادا دل مین کھب گئی تھی جس کے عشق نے انکو رسوا کر دیا تھا اور جس کے عشق مین جوگن بن بیٹھی تھین پہلے تو کسی قدر ٹھٹھکین اور سمجھین کہ آنکھون نے دھوکا دیا مگر قریب سے غور کر کے دیکھا تو شک دور ہو گیا۔

فرط مسرت سے آزاد کی زبان بند اور آنکھین پُرنم ہو گئین لاکھ کوشش کی کہ حرف مطلب زبان پر لائین اور مدعائے دلی کہہ سنائین مگر زبان کھولنا محال ہو گیا۔

آتشی نالۂ اخگر فشان دے	فغان شعلہ ریز و خونچکان دے
عنایت کر مجھے آتش زبانی	کہ لب تک لا سکون زہنا نی

دے اتنی گرمی طرز تکلم
کہ ہو غرق عرق برق تبسم

دونون نے تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کو پیار اور حسرت کی نظر سے دیکھا مگر جرأت نہ ہوئی کہ ہمکلام ہون آخر کار ثریا بیگم کی چشم نرگسی سے اشک اضطراب فرش پر ٹپ ٹپ گرنے لگے اور قریب تھا کہ آزاد دل کو سنبھالکر آنسو پونچھین کہ معشوقۂ غنچہ دہن دبان سے بصد یاس وحسرت روانہ ہوئی

خادمہ حضور ذری ٹھہرین آنسو تو خشک ہونے دین۔

ثریا۔ (اشارے سے) ہم سے کوئی بات نہ کرو۔

خادمہ۔ بیگم صاحب ذرا ٹھہر جایئے۔ از برائے خدا۔

مہری۔ حضور لونڈی کی ایک عرض سن لیجئے۔

ثریا بیگم کچھ کہنے کو تھین مگر زبان گویا کسی نے پکڑ لی تھی

ممولا۔ بیگم صاحب کیون اسقدر کی جلدی آج کیون کی

ثریا۔ (یون ہی) نہایت آہستہ سے۔

ممولا۔ خیریت تو ہے مجھے تو الجھن سی ہونے لگی۔

خادمہ۔ نہین الجھن کی کوئی بات نہین ہے

ممولا۔ یہ سچ مگر نصیب اعدا رونے کا کیا سبب ہی۔

خادمہ۔ دھونی جل رہی تھی شاہ جی کو تو دھوین کا خیال نہین اور یہ دھوین کو برداشت نکر سکین آنسو آنے لگے

الغرض ثریا بیگم باغ مین آئین۔ تو مولائی بیگم سے اکھڑی اکھڑی باتین کین اور بستر پر لیٹین تو نیند آ گئی۔

ثریا بیگم اس درجہ ملول و افسردہ خاطر تھین کہ اچھی طرح بات کرنا دوبھر ہو گیا تھا۔

مولائی بیگم نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سمجھین کہ شاہ صاحب نے کوئی کلمۂ بد انکے حق مین کہا ہو گا جس سے اسقدر پریشان حال ہین پہلے مہریون سے دریافت کیا انھون نے کہا حضور ہمکو نہین معلوم ہمتو زینے پر کھڑے تھے بیگم صاحب لے گئین اور خلاف معمول اٹنے یا کون چلی آئین۔ راستے مین بولین نہ چالین مگر ٹھنڈی سانسین بھرتی آتی تھین۔ مولائی بیگم نے یہ حال سنکر ثریا بیگم کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے کمرے مین لے گئین۔

مولائی - بتاؤ تو بہن یہ ماجرا کیا ہی ہمارے دل مین ہول ہوتا ہے کیون خوف خوف آئین نصیب اعدا ملال کا چہرہ بنا کے - یہ بے سبب نہین ہی -

ثریا - کچھ نہین بہن سبب کیسا طبیعت ہی تو ہے -

مولائی - یہ سچ مگر خوشی اور رنج کے لئے کوئی سبب بھی تو ہوتا ہے بے سبب ہنسنا اور بے سبب رونا تو دیوانون کا کام ہے جن کے دماغ مین خلل ہو -

ثریا - بہن ہمسے اسوقت کچھ نہ پوچھو کہ سبب کیا ہی -

مولائی - واہ بھلا ہمسے سبب دریافت کئے بغیر رہا کیونکر جائیگا - آخرش کچھ بتاؤ - خاتون جنت کی قسم ہمین الجھن ہوتی ہی -

ثریا - بہن ایک طول طویل کہانی ہی شیطان کی آنت سے بھی بڑی

مولائی - اچھا کچھ کتر بیوت کرکے مختصر طور پر کہدو -

ثریا - ان عمر بھر کے جھگڑونکو کوئی کہانتک مختصر کرے

مولائی - اچھا بہن نہ بتاؤ مفت مین ہماری جان عذاب مین ڈالی

ثریا - بہن بات ساری یہ ہی کہ اسوقت شاہ جی تک نے ہمسے چال کی اور جو کچھ ہمنے اسوقت دیکھا اس کے دیکھنے کی برسون سے تمنا تھی - مگر اب آنکھین بھیر بھیر کے دیکھنے کے سوا اور کیا ہی - خیر اب تو جو ہوا سو ہوا -

مولائی - کیا - آزاد ملگئے کیا گلے مین ہاتھ ڈالکر -

ثریا - چپ چپ - ع دیوار گوش دارد آہستہ تر بخوان

مولائی - اچھا کہو تو یہ آزاد کہانسے آگئے ہمین بھی دکھلادو

ثریا - لے بہن مین آنکھین بند کرکے گئی تو خلاف معمول کے شاہ جی نے پیشانی پر ہاتھ رکھکر بوسہ لیا مین پہلے ہی کھٹکی کہ یا خدا یہ کیا ماجرا ہی - آنکھ کھولی تو آہ سرد بھر کر کہنے ہی سامنا تھا دونون کی زبان بند ہوئی بس اسوقت سے اتنے آنسو نکلے کہ آنکھ پر سمندر کا دھوکا ہوتا ہی -

کہو ابر بہار سے آئے	دیکھے ہے جوش دیدۂ تر کا

مولائی - ہم کسطرح سے دیکھین بہت جی بھر بھر اتا ہے -

ثریا - مولا کو بھیج کے اس مہری کو بلوالو -

مولا کو حکم ہوا کہ جاکے مہری کو شاہ جی کہان سے بلالاؤ مولا نے چھتری لگائی بارانی اوڑھی اور شاہ صاحب کے ہان جاکر مہری سے کہا چلو تم کو بیگم صاحب بلاتی ہین - آزاد سمجھے کہ شاید ہمین کوئی بات آگئی ہو کیا عجب کہ نقش مراد کرسی نشین ہو - مہری سے کہا - خدارا ایسی سفارش کرنا جو تیر بہدف ہو مہری مسکراکر بولی حضور دیکھئے تو سہی یہ طلبی کچھ نتیجہ ضرور دیگی یہ کہکر مہری مولا کے ساتھ بیگم صاحب کے پاس گئی - تو مولائی بیگم نے تخلیے مین اس سے کہا کہ جس طرح بن پڑے ہمین آزاد کی صورت دکھادو مہری نے کہا ابھی فوراً اسی دم چلئے جب مولائی بیگم نے جانے کا قصد کیا تو ثریا بیگم نے انکا ہاتھ پکڑلیا اور کہا تم وہان جاتی ہو اور ہمین حسد ہوتا ہے مگر خبردار خبردار میری طرف سے کوئی پیغام نہ کہنا - مہری نے آزاد کو معًا اطلاع دی کہ مولائی بیگم کمال اشتیاق تم سے ملنے آتی ہین - مگر بیگم صاحب نے کہدیا ہی کہ خبردار میرا ذکر نہ آنے دینا جب مولائی بیگم مثل برق دمکتی چمکتی ہوئی آزاد کے سامنے آئین اور چار آنکھین ہوئین تو انکس جوان رعنا شمائل کی صورت زیبا دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئین اور چونکہ یہ بھی کم عمر اور مہ جبین اور نہایت نازنین تھین آزاد نے بھی غور سے انپر نظر ڈالی -

مولائی ۔ شاہ جی ہم غریبوں کے وطن کی طرف کہان سے آنا ہوا
آزاد ۔ سیاحون کے قیام کا کیا ٹھکانا ۔ ہم لوگ تو کبھی ہین
مولائی ۔ بھلا کبھی اور بھی پشیتر اس طرف آئے تھے ۔
آزاد ۔ آنا جانا کیسا ہمتو کبھی اپنے آپ ہی مین نہین آتے

نہ آئے آپ مین ہم یار پھر گیا آکر نہ مزاج اپنا یہ خود رفتگی پسند ہو
ہم فقیرون کو کہین آنے جانے سے کیا سروکار اٹھ کھڑے ہوئے
جدھر مرج ہوئی چلے دن کو سفر رات کو یاد الٰہی کھانا ملگیا
تو کھالیا نہ ملا پروانہ کی ہان غم ہی تو ایک وہ یہ کہ یار کو پائین

آتش غم سے تیرے اے شعلہ رو — شمع سان تو جلے جاتے ہین ہم
مر گئے تھے آہ کس خوش چشم پر — آہو ونکی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
اپنا غمخوار اب تو تم سمجھو ہمین — مدتونسے یار غم کھاتے ہین ہم
جب نہ آئے لائین اس عیسیٰ دمی کا — ای اجل کیا تجکو ترساتے ہین ہم
در کچھ حاصل نہین پر نام کو — عاشقونمین تیرے کہلاتے ہین ہم
ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر — لاکھ شکلین دل کو دکھلاتے ہین ہم

مولائی ۔ شاہ جی بُرا نہ مانئے گا ۔ تمین چوٹ کھائی ہے
آزاد ۔ جس دل مین عشق نہین وہ دل ہی نہین ۔ ہماری آہ
گرم ترجمان دل ہی اک آگ سی لگی ہوئی ہی بھبھک ہا ہون

جلتی ہی نالون سے برق اشکون سے نے دل قرار
رعد کی چھاتی پھٹے وہ آہ بے تابانہ ہے

مولائی ۔ سنو شاہ جی آپ کی فقیری ہم خوب جانتے ہین ۔
آزاد ۔ ہم اپنے کو خود ہی نہین جانتے کون ہین اور کہانسے
آئے اور کہان جائین گے اتنا البتہ جانتے ہین کہ فراق یار
نے بقدر ناتوان کر دیا کہ لب وصل مین زبان تک سے اظہار مطلب محال ہی

چلتی نہین زبان بھی اب اس کی کیا کرے
آتا ہے ہر سخن پہ ترے ناتوان کو غش ۔

گو دل سے یاد جانان کا بھلانا بھی محال ہے مگر اسوقت
تو دل کا عجب حال ہی ۔ پھر جنون سر پہ سوار ہوا پھر
وحشت نے نہانی کی ۔

ہاتھ پھر وحشت نے دوڑائے گریبان کی طرف
پھر مجھے جانا پڑا کوہ و بیابان کی طرف
پھر بہار آئی عمل رخسار یاد آنے لگے ۔
مثل بلبل اڑ چلا دل پھر گلستان کی طرف
پھر کسی کا چاند سا مکھڑا مجھے یاد آگیا
دیکھتا ہون رات بھر پھر ماہ تابان کی طرف
اے جنون پھر ہمکو وہ خوش چشم یاد آنے لگا
روتے ہین پھر دیکھ کر چشم غزالان کی طرف

مولائی ۔ آپ کے سبب سے جو جو انھون نے کیا اور
جدائی کا جسقدر رنج سہا وہ دوسرے سے نہ ہوسکتا
مگر تم مرد بے مروت ہوتے ہو ۔
مولائی بیگم تو ان بنے ہوئے شاہ جی سے خوب واقف
تھین ۔ تھوڑی دیر کے بعد مسکرا کر کہا ۔ شاہ صاحب یہ
سب کانٹے آپ ہی کے بوئے ہوئے ہین اگر خدا مجھے
دو گھڑی کے لئے بادشاہت دے دے تو مین آپ کو سیر
دکھاؤن اور اب آپ درویش بنکر یہان تشریف
لائے ہین ۔ فقیر کے معنی کیا ۔
فاقہ قناعت ۔ یاری خدا اور ریاض ۔ ان چار لفظون
آپنے کیا حاصل کیا ۔ فاقہ کشی کی کیفیت آپ کے ہاتھ
پاؤن سے ظاہر ہے ۔ قناعت ہوتی تو روم کیون
جاتے ۔ یاری خدا بخیر ۔ ریاض کا حال معلوم ۔ آپ فقیر
کاہے سے ہوگئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص

تھوڑی دیر کے لئے کسی کے کہنے کو فقیر بن بیٹھا ہو۔

آزاد۔ (مسکراکر) اور کوئی تو خیر اس پھندے مین پھنسے یا نہ پھنسے مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس جال سے نہ بچینگی۔ بے ادبی معاف۔

مولائی۔ (تنک کر) وہ کوئی اور ہی ہوتی ہونگی آپکو ایسی ہی عورتون سے سابقہ پڑا ہوگا۔

آزاد۔ اچھا آپ پردۂ عصمت سے باہر کیون آئین۔

مولائی۔ پردۂ عصمت کے باہر ہمارا دشمن نکلے۔

آزاد۔ اللہ رے تیرے حسن گلوسوز۔

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

مولائی۔ اللہ اللہ۔ اُن کے غرور حسن اور حسین ہوتے تو شاید زمین پر قدم نہ رکھتے۔ اس شکل وصورت پر یہ ناز ہے۔ شان خدا۔ میان جنکو خدا نے حسن کی دولت دی ہے وہ زبان سے نہین نکالتے ہین۔ اتنی دیر سے ہم یہان آئے ہین کبھی ہماری زبان سے بھی حسن کی تعریف سنی ہے (ہنسکر)

آزاد۔ (مسکراکر) بجا ارشاد ہو احسین جو ہوتے ہین وہ ایک جگہ آسن جماکے بیٹھ جاتے ہین۔ پھر ساری خدائی انکی زیارت کو آتی ہے اور وہ فرط غرور حسن سے بات تک نہین کرتے۔

مولائی۔ خدا خدا کرو۔ میان۔ یہ غرور اللہ کو بُرا معلوم ہوتا ہی۔

آزاد۔ جو مقبول بندگان خدا ہین اُن کو آپ خدا کے رموز سکھانے آئی ہین۔ شان خدا۔

خاصان خدا خدا بناشند
لیکن ز خدا جدا بناشند

مولائی۔ یہ بتائیے کہ آپ نے جو اُس بیچاری کو خواہ مخواہ دق کیا اور اس کی آسائش مین خلل ڈالا اسکی کیا سزا دی جائے۔

آزاد۔ دیکھو خبردار فقیرون سے زبان نہ ملانا۔

مولائی۔ (جھیپ کر) زبان ملانے کا حال۔ بس۔ ذری سنبھلے ہوئے زبان کو روکئے شاہ جی صاحب

آزاد۔ مین نے انکو کیا دق کیا انھون نے مجھے خود پریشان کر دیا۔

باغ جہانمین آہ بہار آئی لاکھ بار
ظالم تو قتل کرکے ابھی تو نہ کر نجا

وہ نخل ہون صبا کہ لایا نہ خم ہنوز
مین تو پڑا ہون پڑا خاک پر ہنوز

آخر ترے فراق مین میرا ہوا یہ حال
دیکھا نہ شام ہجر نے روئے سحر ہنوز

مگر صبر کئے بیٹھے ہین۔ دیکھین صبر کیا مزہ دکھاتا ہی۔

صبر کا کرنا دلا بیچارا نہین۔
دیکھ تو ہوتا ہے کیا گھبرا نہین

مولائی۔ اب کیا خاک ہونا ہی لاکھ صبر کرو تو کیا۔

آزاد۔ ایسی خشک خبر تو نہ سناؤ از برائے خدا۔

مولائی۔ اتو آپ یہ پاپڑ بیلئے۔ بس ہو چکا۔

آزاد۔ بیگم صاحب۔ جھانسے بازی تو آپسے چلنے کی نہین صاف صاف تو یہ ہی کہ ہم فقط دو دو باتین کرنا چاہتے ہین

مولائی۔ واہ جب چار آنکھین ہوئین تب تو دو دو باتین کہین نہین اب کیا۔ اور دو باتین ہوئین بھی تو نتیجہ کیا اب انکو اپنی پاکدامنی کا خیال ہی کہ مبادا انکے میان سے

کوئی کچھ کا کچھ لگائے۔
آزاد۔ اچھا ایک نظر آنکھ بھر کے دیکھ ہی لون۔
مولائی۔ اب یہ ممکن نہین تم اس خیال سے درگذرو کیون مفت مین اپنی جان کو ہلکان کروگے۔
آزاد۔ (آبدیدہ ہوکر) مجھے تو چندان خیال بھی نہ تھا مگر ہندوستان مین مشہور ہوا ہے کہ وہ میرے واسطے خاک چھانتی پھری۔ اور لاکھ پاپڑ بیلے مگر میرا پتہ نملا۔
مولائی۔ اچھا یہ انکی بیتونی۔ آپ بھی تو مجبور رہین۔
آزاد۔ مانا۔ مگر صورت تو دکھا دو ذرا۔
مولائی۔ یہ بھی ناممکن ہی اب اس پھیر مین کیون پڑتے ہو
آزاد۔ تو بالکل ہاتھ دھو ڈالین افسوس اچھا چلیے باغ مین چلکر ذرا دور ہی سے دلکے پھپھولے پھوڑین
مولائی۔ واہ۔ واہ۔ جب باغ مین ہون ہی۔
آزاد نے بلجاجت وسماجت دست بستہ عرض کیا کہ آپ میری طرف سے جاکر فقط اسقدر کہدیجئے کہ برسون میری یاد مین آپنے اپنی زندگی تلخ کی اب برائے خدا ذرا تو ترس کھاؤ
مولائی بیگم نے کہا تم اسوقت ہاری مانتے ہو نہ جیتی۔ کوئی لاکھ کہے وہ ایک نامینگی۔ مگر خیر تم اسقدر اصرار کرتے ہو تو جاتی ہون جہان تک زبان مدد دیگی مین اپنی طرف سے دریغ نہ کرونگی۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔
یہ کہکر مولائی بیگم اٹھین اور بسم اللہ کہکر چلین باغ مین جاکر ثریا بیگم سے یون گفتگو کی۔
مولائی۔ بہن اللہ جانتا ہے کتنا خوشرو جوان ہے۔ ہزار مین ایک۔
ثریا۔ دیکھو مولائی بیگم ہمسے بنے گی نہین پھر تم کو کیا

مولائی۔ اخاہ۔ اور تسپر اب کچھ واسطہ ہی نہین ہی
ثریا۔ کچھ باتین بھی ہوئین مقرر تو بڑے ہین۔
مولائی۔ شاہ جی بنکے بیٹھے تھے۔ پہلے تو بڑی فقیری کی لی مگر مین نے فقیری وقیری چٹکیون مین مٹا دی تب تو کھل پڑے۔
ثریا۔ ہمارا ذکر بھی آیا تھا۔ کچھ کہتے تھے۔
مولائی۔ لے تو تمھارے سوا اور کسی کا ذکر بھی تھا۔
ثریا۔ کیا بہتنے یہ کہدیا کہ تم ہمارے ساتھ آئی ہو۔
مولائی۔ جاتے ہی۔ پہلے تو مین نے پوچھا شاہ جی صاحب کہان سے آنا ہوا لگے آئین بائین شائین اوڑانے تب تو مین نے آڑے ہاتھون لیا۔ بس۔ فقیری آپکی دیکھ لی۔ ہوش کی دوا کیجئے۔
ثریا۔ فقیری! شرچوہے کھاکے بلی حج کو چلی۔
مولائی۔ کہا کیا کرون ایک پری نے دیوانہ کردیا۔
ثریا۔ بہنے تو بات تک نہین کی مگر سچ کہون آنے کو تو فوراً چلی آئی لیکن قدم نہین اٹھتا تھا واللہ۔
مولائی۔ کیونکر قدم اٹھتا خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا مگر بہن جو کہین انکے ساتھ شادی ہوتی تو کیا کہنا تھا
ثریا۔ دیکھو چھیڑ خانی نہین اچھی۔ ہان ہم نے کہدیا ہی۔
مولائی۔ چھیڑ خانی کیسی کیا کچھ جھوٹ بھی ہے۔
ثریا۔ لے بہن ہمنے انکے لئے بڑے بڑے پاپڑ بیلے (آہ سرد بھر کر) بن بن اور جنگل جنگل پھری۔ شہرون شہرون ہنڈی۔ مگر انجام کچھ نہین ایک وہ دن تھا کہ ہمارے دروازے پر یہ پڑے رہتے تھے

اور مسی ٹھیک کرتے تھے اور قفس کے ساتھ ساتھ دوڑتے تھے اور آج ہم انکی طرف رخ نہین کرتے اور ایک دن وہ بھی تھا کہ ہم ہاتھ جوڑتے تھے اور یہ ہماری سنتے ہی نہ تھے اس انقلاب کو تو دیکھو۔ ہائے ستم یہ کیا ہوگیا۔ تم تو بہن مفت مین بکواتی ہو۔

مولائی۔ آخر مجھ سے سب حال تو کہو۔

ثریا۔ بہن کہہ تو دیا کہ تمام عمر کی کہانی کہان تک بیان کرون۔

مولائی۔ اب یہ بتاؤ ہمارا کہنا اسوقت مانوگی۔

ثریا۔ تمھارا کہنا کچھ معلوم تو ہو کیا کہوگی۔

مولائی۔ پہلے قول دو پھر کہینگے۔ یون نہین۔

ثریا۔ واہ بے سمجھے بوجھے کون قول دے صاحب

مولائی۔ ہماری آنی خاطر بھی نکروگی بہن۔ خیر

ثریا۔ اب کیا جانے تم کیا اول جلول بات کہو۔

مولائی۔ بیگم کوئی ایسی بات نہ کہینگے جس سے نقصان ہو

ثریا۔ جو بات تمھارے دلمین ہو وہ میرے ناخنون پر ہے

مولائی۔ اخاہ کیا کہنا آپ ایسی ہی ہین۔

ثریا۔ اچھا اور سب باتین مانینگے سوا ایک بات کے

مولائی۔ وہ ایک بات کون سی ہی۔ ہم سُن تو لین

ثریا جسطرح تم چھپاتی ہو اسیطرح ہم بھی چھپاتے ہین۔

مولائی۔ (مسکراکر) یہ خوب بات ہی ہم جو کہینگے تم کہدوگی کہ بس یہی بات منظور نہین ہی پھر بتلگی کیونکر۔

ثریا۔ اس خیال خام سے درگذرو بس یہان سے چلنا ہی بہتر ہے۔

مولائی۔ اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون رو رہا ہی اور دست بستہ مجھسے کہا کہ جس طرح ممکن ہو مجھسے ملادو مین یہ بھی نہین چاہتا کہ باتین کرون مگر اتنا چاہتا ہون کہ نظر بھر کر دیکھ لون۔

ثریا۔ کیا مجال خواب تک مین صورت نہ دکھاؤن۔

مولائی۔ خواب مین صورت دکھانا تمھارے امکان مین نہین ہی۔

ثریا۔ معلوم ہوتا ہے تمھاری بڑی خوشامد کی ہے۔

مولائی۔ رو رو کے ہاتھ جوڑ جوڑکے۔ اور مجھے ترس آتا تھا۔ مین ایسی ہون تو اچھی طرح جاکے لون سانچ مین آنچ کیا بھدیسل مثل ہے مگر کتنی سچی ہے

ثریا۔ یہ تو سب جانتے ہین۔ کہ۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک زنند جامۂ ناپاک گاذران برسنگ	

مگر بہن دنیا تو یہ نہین سمجھتی۔

مولائی۔ اے بہن تو دنیا سے ہمین کیا کام دُنیا! دنیا!!

ثریا۔ جب کوئی اور بات تھی اور ابھی اور بات ہی۔

مولائی۔ یہان ایسا کون آتا جاتا ہے خواہی نخواہی ٹوکا ہے کاہے اے چل کے ذرا دیکھو تو اس کا ارمان تو نکل جائے۔

ثریا۔ (گردن ہلاکر) اب کیا واسطہ رہا۔

مولائی۔ بڑی بے رحم۔ بڑی بیوفا۔ بڑی ظالم ہو بہن

ثریا۔ خیر آپکی بلا سے ظالم ہو رحم ہی سہی۔

عاشق دلگیر نے پھر ہانک لگائی	
مرا دلی ست پس کو چہ گرفتاری تنگی دہن دوست خاطر دارم	کشادہ روئے تراز شاہدان بازاری چو چشم باز نجو لیشم رسد زبیاری

زلولیان شکرخا کوئی ازمن جوے — نشاط عیش و دولت جگر خواے
چو زلف جوہر میتم بود دیر پشانی — چو چشم نازنیکو کیشم رسد زہیاے
نہ جوش خون دل از قدر گریہ تہست — چرا نباشد مہ از تاب چہر گلناے

شدان کہ ہمقدمان راز من غباے بود
زرفتگان بگذشتم بہ تیز رفتاے

ثریا۔ اسکو پھر موت آئی بڑا ناک مین دم کردیا ہی۔
مولائی۔ مفت کی بدنامی ہمنے آجتک یہ سنا ہی نہین
ثریا لے اب چلوگی بھی یا نہین کیا دھی دیکے بیٹھوگی۔
مولائی۔ ہمتو تب تک چلین گے جب تک تم ہمارا کہنا نہ مانوگی۔ کیا بڑی حیادار بنی ہین سترچو ہے کھاکے بلی حج کو چلی۔
ثریا۔ سنو مولائی بیگم آخر ہر امر کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ہوتا ہی۔ اسکا نتیجہ تم کیا سوچی ہو۔ گو مین تمھاری خاطر سے چلی بھی تو نتیجہ کیا۔
مولائی۔ نتیجہ یہہ کہ اسکے دل کو سرور حاصل ہوگا۔
ثریا۔ جب ہمارے دل کو سرور نہین حاصل ہوا تو کسی اور کے دل کو ہوا تو کیا۔ اور نہین ہوا تو کیا۔
مولائی۔ اچھا ایک غزل گاؤ تو پھر چلے چلین۔
ثریا۔ درست۔ ادھر سے مین گاؤن ادھر سے وہ گائین

جو نہان تھا وہی ہر سو عیان ہی — کہئے لن ترانی اب کہان ہی
ہر اپا ماہ کا تجھپر گمان ہے — زمین قدمونکے نیچے آسمان ہی
کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو — رنگ شمع ہر اک استخوان ہی
ٹپکتا ہی ہمارا خون اُس سے — تری تلوار قاتل گلفشان ہی

گیا ہے کوچۂ کاکل مین اب دل
مسلمان مار دہندوستان ہے

جو نہان تھا وہی ہر سو عیان ہے

مولائی۔ لے اب اٹھو بہن بس اب ہم نہ مانینگے۔
ثریا۔ این۔ کچھ خیر ہے۔ واہ۔ اور سنو۔
مولائی۔ اور سنو دونکے بھر دے نرہنا ہین مین قول ہار آئی ہون۔ قول جان کے ساتھ ہے۔
ثریا۔ اچھا قول ہی۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔
مولائی۔ کیسا خوبرو جوان ہی بھوک پیاس دیکھنے سے بند ہوجائے اور وہ بیچارہ فقیر بن کے آیا ہے اور گڑگڑا رہا ہی۔

کس سے دون اس صنم کو مین تشبیہ
کب خدائی مین اسکا ثانی ہے

اور تڑپ تڑپ کے تمکو یاد کرتا ہے مگر وہ ظالم ہو تم کو جو سمائی بس وہ سمائی۔ پھر کسیکی مان کی نہین ہو وہ فریاد کرتا ہی تم خبر بھی نہین ہوتین۔ اور خدا جانتا ہے کہ ذرا اُف تک نہین کرتا۔

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
زبان غیر سے ہم مثل نے فریاد کرتے ہین
یہی کہہ کہہ کے ہجر یار مین فریاد کرتے ہین
وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین
اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اڑنے کی تب آزاد کرتے ہین

مولا۔ حضور اب رات آتی ہے کہ جاتی ہے۔
مہری۔ اب کوئی بارہ کا عمل ہوگا مین جانتی ہون۔
مولا۔ نہین تم تو اندھیر ہی مچائے دیتی ہو بارہ نہین بیس کا عمل ہو۔ کوئی دس بجے ہون گے۔

ثریا۔ سری پوچھو تو کے بچے ہونگے اسوقت۔
سپاہی۔ حضور دس اب بجین گے۔ نو بج گئے۔
ثریا۔ سواریان نکلواؤ لے اب چلو بہن۔ بس۔
مولائی۔ اچھا مین شاہ جی صاحب سے تول آؤن۔
ثریا۔ (مسکراکر) خیر لگی کیا بری ہوئی ہے۔
مولائی۔ چلئے آپ کی بلاسے ہم عالم نہین ہین۔
ثریا۔ خدا نہ کرے۔ آپ کے دشمن ظالم ہون۔ آپ بڑی فیاض ہین۔
مولائی۔ کیون پھر یہہ چھیڑ خانی۔ فیاض نہ ہوتین تو اسوقت ایک سودائی کیون ساتھ ہوتا اور ایک مظلوم بدبخت فقیر کیون بنکے آتا۔ اب شرمائین۔
ثریا۔ (شرماکر) نامحرم سے بڑبڑ باتین کرنا تم ہی ایسون کا کام ہی جان نہ پہچان بڑی خالہ جی سلام۔
مولائی۔ وہ جھینپا تو صورت ہی سے برستا ہی۔
ثریا۔ اسمین کیا شک ہی۔ تم کہتی ہی ایسا ہو۔
مولائی۔ ایک سڑی سودائی فنس کا کونا لئے ساتھ ساتھ جاتا ہے دوسرے نے فقیر کا بھیس بدلا۔
ثریا۔ تم جاکے سمجھا دو کہ اب کسی اور سے دل لگاؤ یہانسے پھر مانگ کی صدا آتی ہی۔ شاہ جی صاحب۔
مولائی بیگم نے کہا بہن ہم جھوٹے نہ بنینگے۔ جاکے اسقدر کہہ آؤنگی کہ مین نے لاکھ لاکھ سمجھایا خوشامد کی۔ ہاتھ جوڑے۔ ہر طرح سے فہمائش کی مگر وہ نہین مانتین۔ اب اسکو ہم کیا کرین۔
ثریا۔ مین نے کہا نہ تھا۔ تمھارے تو دل سے لگی ہے
مولائی۔ خیر صاحب وہ دل سے لگی ہی۔ بس۔
ثریا۔ ہنسی جاؤگی۔ لوگ نام رکھین گے۔
مولائی۔ چلو تمھاری بلاسے نام رکھنے دو۔
ثریا۔ صاف صاف کہدینا کہ اب ملنا بجز رسوائی اور رنج کے کوئی اور نتیجہ نہ دیگا۔ اس سے اب فائدہ ہی کیا ہے ملنے سے پچھلی باتین یاد آئین۔ خواہ مخواہ کو رنج ہوگا مفت مین رنج مول لینا بیٹھے بٹھائے ناحق جان کو عذاب مین ڈالنا کس خدا نے کہا ہے
مولائی۔ آپ مجھے سبق پڑھائین نہین۔
ثریا۔ تم پھوہڑ ہو اس سبب سے مین کہتی ہون۔
مولائی۔ ہان مین پھوہڑ ہون ہی۔ تمھاری سی تراری کہان سے لاؤن بہن۔ خیر ہم پھوہڑ ہی سہی مگر آج سے تمسے بھی نفرت ہوگئی۔
ثریا۔ ہان نامحرم کے پاس جاؤن۔ جیا کو بھون کھاؤن تمھاری طرح سے بدنامی سے نہ ڈرون جب تم خوش ہو۔
مولائی۔ چلو بس جیا کا نام نہ لینا ہمارے سامنے۔
ثریا۔ تمھارے سامنے جیا کا نام لینا ہی فضول ہی۔
مولائی۔ ایسی بڑی جیادار ہوتین تو اب میری زبان سے کچھ جا بیجا نکلنے والا ہے)
ثریا۔ کہہ ڈالو دل کا ارمان تو نکل جائیگا۔
مولائی بیگم مسکراتی ہوئی آزاد کے پاس گئین وہ سمجھے کہ شاید خوشخبری سنانے آتی ہونگی مگر ان کی صورت پر نظر ڈالی تو پژمردہ ہوگئے۔ کہا معلوم ہوتا ہے آپ کی ذکاوت نے کام نہ کیا افسوس صد افسوس۔

تمام لکھ لکھ کر ترا وصلی پہ ہم	ہجر مین یون دلکو بہلاتے ہین ہم

میدانون مین انکو یاد کیا۔ مورچون پر ان کو یاد کیا
لڑائی کے وقت انکو یاد کیا۔ انکی یاد ہر دم رہتی
تھی اور یہہ کہکر دل کو بہلا لیتے تھے کہ ایک دن
انشاء اللہ دیکھ لینگے مگر۔

بھئی گیا حالت جدائی مین
دل کی حالت کباب کی سی ہے

مولائی بیگم بصد حسرت آزادے رخصت ہو کر
اور باغ مین آن کر کہا ہن آج سے ہماری تمھاری
محبت مین کسی قدر فرق آگیا کیا اگر اس غمزدے سے
ذری بل لیتین تو کیا ہرج تھا اس کی خاطر سے نہین
تو ہماری خاطر سے جلتین مگر خیر وقت نہین رہ جاتا
ہے۔ اب تو کبھی دعوی کرکے یہ کہنے کی جرأت
نہ ہوگی کہ جو ثریا بیگم سے کہین گے وہ
مان لینگی۔

مولا نے بھی انھین کی تائید کی اور کہا حضور
ہماری مجال کیا کہ سرکار کی باتون مین دخل دین
مگر اسکا تڑپنا دیکھکر ترس آتا تھا اور اب بھی
کیا گیا ہے اب سہی۔

ثریا بیگم نے کہا۔ اے یہ ماجرا کیا ہے ہماری کچھ
سمجھ مین نہین آتا جو ہے اسی کی سی کہتا ہے۔ تم
سب کو اُسنے کچھ چٹا دیا ہے۔

مولا۔ ہان سرکار رشوت دی ہے۔ اس مین کیا
شک ہے۔ ایسے ہی تو بڑے امیر وہ ہین اور ہم
ایسے ہی تو سب منگے ہین۔ حضور اگر ایک بار
اسکا تڑپنا دیکھ لین تو رشوت دشوت کا حال

سلوم ہو جائے۔ اس وقت کی خطا معاف ہو۔
لونڈی کے حضور دل پر چوٹ لگی ہے۔

مولائی۔ اسنے بڑھکر ظالم ستمگر ہو فانا خدا تجھے
کوئی نہ ہوگا۔ جب مین رخصت ہوئی تو ذکر کیجیے
کہا آپ از برائے رسول و خدا اتنا کہدیجے گا
کہ (رباعی)

بت ظالم نہین سنتا کسی کی
غریبون کا خدا فریادرس ہے

ثریا۔ ایسے ایسے شعر ہمکو بھی بہت یاد ہین۔ یہ
اسی موقع کے شعر ہین جب عشق کا زور ہوتا ہی
اور یہان عشق کی گرماگرمی کجا یہان تو سرد بازاری
ہے۔ گرہستون اور بہو بیٹیون مین عشق کا کیا
ذکر ہے۔

عشق کا حال ہیوا جانین
ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

مولائی۔ وہ تو سودائی ہوے۔ ابھی دیکھیے
اور کتنے بے گناہون کے سر جاتی ہے۔ خدا جانے
کتنون کا خون اپنے سر لیتی ہین۔ اس ظلم سے خدا
سمجھے۔ بس اور تو کیا کہون۔

ثریا۔ ٹھنڈا پانی لاؤ انکے لئے۔ اب پانی پیکے
کوسو ہین اور تھوڑی دیر مین گالیان بھی دینے
لگو گی آخر تمکو کیا میٹھا ہے اس مین۔ ہم نہین
مانتے تم کو کیا۔

مولائی۔ بھلا پچھلی باتین تم کو کچھ یاد ہین یا نہین

ثریا۔ ایک دن مین نہا کر بال سکھا رہی تھی

تو مجھے دیکھکر پہلے تو مذاق کی باتین کرنے لگے پھر یہ شعر پڑھا۔

کھول دی ہے زلف کس نے پھول سے رخسار پر
چھا گئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر

مجھے وہ وقت خوب یاد ہے۔ دل بھر آیا مگر میر اسمین کوئی قصور نہین ہی بہن۔ تم ناحق برا مانتی ہو لیکن اب یہ باغ کاٹے کھاتا ہے اس شخص نے بڑے بڑے ہین دکھ پہونچائے ہین۔ اور دل و جگر کو اس قدر چھلنی کر دیا کہ جسکا حد و حساب ہی نہین۔

اسقدر گلکاریان کی ہین تری تلوار نے
زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالائے سر

پھر اب چلنا ہے تو چلے ہی چلو۔ یہان بیٹھنا اور درد دل کو چمکانا ہے۔

مہری۔ قنسین لگانے کا حکم دو اب یہان ایک دم بھی بیٹھنا گوارا نہین ہی۔

مہری۔ تہور خان۔ تہور خان۔ کہارون سے کہو قنسین لگائین اور مشعلچیون کو حکم دو دستی روشن کرین اب پانی بھی تھم گیا ہے۔

مولائی بیگم۔ ہم آج ناحق انکے ساتھ یہان آئے مگر خیر

سودائی نے جو سواری کی تیاری کی آواز سنی تو یہ بھی کیل کانٹے سے لیس ہوئے اور ہانک لگائی۔

مین وہ ہون پروانہ دیوانہ گر محفل مین جاؤن
خانۂ فانوس سے آئین نکل طفلان شمع

سپاہی۔ بس اب بوند پڑنا تھم گیا ہے۔ اپنا راستہ لو کہار۔ چونس کے ساتھ ساتھ چلین تو مرمت کر دو

سودائی۔ بھائی ہمتو کسی سے بولتے ہین نہ چالتے ہین اول تو مین ناتوان ضعیف کم طاقت۔ دوسرے لڑنے بھڑنے والا آدمی نہین تیسرے لڑون کس سے پیار کے کتے تک سے تو محبت ہے۔ لڑنا کیسا رات رات بھر نیند کسی کمبخت ہی کو آتی ہوگی۔

ہم ازل سے انتظار یار مین سوتے نہین
آنسو مین کہیئے ہمارے دیدۂ بیدار پر

سپاہی۔ لے اپنی راہ لو۔ نہین یہان سے پٹ کے جاؤگے۔

سودائی۔ وہ ہمکو ہزار دن مار پیٹ لین۔ ہم ان تک نہ کرین گے۔

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

عشق کے معنی ہی یہ ہین کہ چرکے پر چرکا کھائے اور تیور پر بل نہ آئے۔ میل تک نہ آنے پائے اور ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ ایک بار جاہے فیصلہ ہی کر دین اور روز کا قتل کرنا کیا معنی پر دہان باندھ کے کسی نے بھی آج تک طائر کو بسمل کیا ہے۔

پرون کو کھول دے ظالم جو قتل کرتا ہے
کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی

قنسین لگائی گئین۔ مولائی بیگم اور ثریا بیگم قنسون پر سوار ہوئین۔ دستیان ادھر اُدھر روشن سپاہی خاص بردار ساتھ مہریان ہمراہ سواری روانہ ہوئی تو آزاد نے مکان کی دیوار سے سواری پر نظر ڈالی اس قدر دل بھر آیا کہ آنکھین پرنم ہوگئین۔ مہری

سے کہا بس اب اسوقت دل کی عجب حالت ہے رونا بھی نہین آتا ہے۔

مہری۔ چلئے حضور۔ یہ حسرت تو نہین رہی کہ صورت نہین دیکھی۔ آنکھ بھر کے دیکھ تو لیا۔

آزاد۔ ہین خدا جانے کیا ہوگیا کہ ایک آواز تک نہ نکلی۔ افسوس صد افسوس۔ ارے یہ وہی ثریا بیگم اور اللہ رکھی تھی مگر واہ ری پاکدامنی صدقے اس عفت کے۔ جی خوش ہوگیا۔ شادی کرنے کے بعد میان کا استقدر خیال ہونا اور ایسے شخص سے نہ بولنا جسپر جان جاتی تھی اور جس کو دل سے پیار کرتی تھی یہ ہر ایک شخص کا کام نہین ہی یہ اُس کے رعب حسن اور پاکدامنی ہی کا خیال تھا کہ خوف طاری ہوگیا اور اظہار حال سے قاصر رہا۔

گم گشتہ بکوی تو نہ دل بلکہ خبر ہم
در لرزہ ز خوے تو نہ دم بلکہ اثر ہم
یارب چہ بلائے کہ دم عرض تمنا
اجزائے نفس نی خزد از بیم تو در ہم

اب رخصت ہوتے ہین مگر اسوقت جائین تو کہان جائین کوئی گیارہ کا عمل ہوگا اگر شاہ جی جرانہ مانین تو یہین شب کو پڑے رہین صبح چلے جاوینگے۔

آزاد پاشا ایک چارپائی پر شاہ صاحب ہی کے ہان لیٹ رہے تلخکامی کے سبب اچھی طرح نیند نہین آئی اور اشعار ذیل کو ترجمان دل کیا۔

داغ تخم گویا نم لذت سم از من پرس
محو تند خو با نم حیرت رم از من پرس
موجے از شر البستم سخنی از کبا بستم
سوز من ہم از جوے سوز من ہم از من پرس
نیست با غنود نہا برگ پرکشود نہا
از عدم برون آمد سعی آدم از من پرس
بوسہ از لبا نم دہ عمر خضر از من خواہ
جام می بہ پیشم نہ عشرت جم از من پرس
تیغ غمزہ با غیار انچہ کرد میدانی
خنجر تغافل را تیزئی دم از من پرس

مہری۔ حضور اب سو رہیے۔ بہت رات آئی۔

آزاد۔ ہان اب کل شام کو اس شہر سے چلے جائینگے ممولا رہے ہی۔ اتنی جلد۔ کیون حضور کس سبب سے

آزاد۔ مہری۔ اب ہمارا یہان دل نہین بہلتا۔

باغبان کونسی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجکو قد یار سا بوٹا دکھلا

اللہ ری عظمت کس درجے سے کس درجے کو پہونچین کجا اللہ رکھی بھٹیاری۔ کجا نواب ثریا بیگم زوجہ حضرت نواب سنجر سطوت صاحب بہادر۔ کجا وہ کھاٹین کجا یہ ٹاٹین زمین و آسمان کا فرق ہی۔

لازم بہ صنم خانہ کہ شاہان جہان جوئے
ہم بر در آن خانہ گذارند قدم را

صبح کو آزاد پاشا نے منہ ہاتھ دھو کر نماز پڑھی اور صاحب ضلع کی کوٹھی کی راہ لی۔

اب سنئے کہ مس کلیرسا اور مس میڈ نے یہان باہم یہ مشورہ کیا تھا کہ اگر آزاد آئین تو اُن سے صاف صاف کہدین کہ ہم دونون کا نشا اب شادی کرنیکا نہین ہی

اب اس بی ٹھان لی ہے کہ جسطرح ممکن ہو ہندوستان کی عورتون کو فائدہ پہونچائین دونون نے ٹھان لی تھی کہ شادی نہ کرین اُردو۔ فارسی۔ ناگری۔ پڑھکر ہند کی عورتون کے فائدہ پہونچانے مین ساعی ہون اور انکو عمدہ عمدہ باتین سکھائین۔

میئڈا۔ بہن جب اپنا شہر چھوڑا۔ عزیز چھوڑے گھر بار چھوڑا۔ بدنامی ہوئی تو پھر یہان آنکے شادی کرنا کیا معنی بس خدا بھی خوش اور دنیا بھی خوش اور اپنی بہنون کا فائدہ الگ۔ اسمین کبھی کوئی نام نہ رکھے گا۔

کلیرسا۔ ہم راضی اور ہمارا خدا راضی۔

مس کلیرسا اور مس میئڈا نے تو یہ ٹھان لی تھی اور آزاد اس فکر مین تھے کہ حسن آرا کسی ترکیب سے مس میئڈا کو پہلے ہی سے دیکھ لین اور کسی تیز طبیعت عورت کی زبانی اس عروس مشتری روسیاہ طبع کے احسان کا حال جو میری گردن پر ہی حسن آرا سن لے تو خوب بات ہے جب یہ صاحب صنلع کے بان پہونچے تو مس میئڈا اور کلیرسا دونون نے آڑے ہاتھون لیا۔

میئڈا۔ بس بس جاؤ دیکھ لیا اگر یہی بے اعتنائی ہے تو خدا ہی حافظ ہی صبح گئے دوسری صبح کو آئے آثار بُرے ہین۔ اب وہ نظر نہین ہی۔

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہین چلتی ہی جب تقدیر پھرتی ہی

کلیرسا۔ کیون بندہ نواز یہ تلون کیسا۔

آزاد۔ ما آنہی پہلے سُن لو پھر کچھ کہو۔

میئڈا۔ بس بس معلوم ہوگیا۔ مگر ہم ایسا نہین سمجھتے تھے کہ خواہ مخواہ یہان لاکے ہم سے ایسے پھر جاؤگے خیر صاحب

آزاد۔ (ہاتھ جوڑکر) حضور یکطرفہ ڈگری کیا معنی۔

کلیرسا۔ آخر آپ اتنی دیر تک تھے کہان۔

میئڈا۔ ایسے غائب ہوے کہ پتا ہی نہین۔ آپکے جوہر تو یہان آنکے کھلے۔ ہم نے تو اب تک بہت کچھ ضبط کیا مگر ضبط نہ کرسکے۔

آزاد۔ آخر تم کو شک کیا ہوتا ہے۔ یہ تو معلوم ہو۔

میئڈا۔ شک! شک!! ہمین شک نہین ہمین یقین ہوتا ہی

کلیرسا۔ اب تم دونون لڑلو تو ہم باتین کرین۔

میئڈا۔ کیا خوب چہ خوش چرا نہ باشد۔ ہم لڑین اور آپ سیر دیکھین۔

کلیرسا۔ خواہ مخواہ لڑائی ہو اہی چاہے جب دو دن کا غوطہ لگاؤگے تو خواہی نخواہی جھگڑا ہوگا۔

میئڈا۔ اتنا نہ سوچے کہ پردیس مین اجنبی آدمی کے بان اکیلا چھوڑکے مین کہان جاتا ہون ابتدا اچھی نہین ہوئی ہی۔

آزاد۔ کیا مجال جواب کبھی ایسی خطا ہو۔

کلیرسا۔ اچھا اب اطمینان کے وقت کل حال بیان کیجیے گا۔

آزاد۔ ہمتو مس میئڈا کے حسن کے عاشق زار ہین۔ انکی خفگی سے روح لرزنے لگی ہی۔ اگر ایسی کوئی اور صورت نظر سے گذرے یہ امر محال ہی۔

صورت گر نقاش چین رو صورت یار م ببین
یا صورتے کش اینچنین یا ترک کن صورتگری

میئڈا۔ ہم کو تو بہن ایک سہارا بھی ہے آزاد کا۔

کلیرسا۔ ہان کیسا کچھ۔ مگر یہ نہ کہو جوینده یا بنده۔
میئڈا۔ وقت ہی ہی نہ جوینده یا بنده سچ مگر تلاش مین
وقت تو ہوتی ہی اور یہان تو اسکی ضرورت ہی نہین
کلیرسا۔ پہلے تو اس ملک کی زبان سیکھنی چاہیئے۔
میئڈا۔ اے بہن آزاد تو کہتے تھے کہ اس ملک کی زبان
سیکھنا بہت آسان ہی جتنی جلد اردو کو انسان سیکھ
سکتا ہی اور کسی زبان کو نہین سیکھ سکتا۔
کلیرسا۔ بس پھر کیا۔ جبتک ہم اردو نہ جانینگے تب تک
کوئی ہمکو نہ مانیگا۔ جس ملک کی عورتون کی تربیت ہم اپنے
تعلق کرین اسکی زبان کا جاننا ضروری ہی۔
میئڈا۔ پھر مصمم قصد ہی نہ۔ ایسا نہو کہ نکل جاؤ۔
کلیرسا۔ ایسی بات ہی بھلا۔ نکل جانا کیا معنی۔ جو کچھ
کہا ہی سوچ سمجھ کے کہا ہی۔ اور سنو تو۔ کیا تمکو یہ یقین بھی
تھا کہ مین اب شادی کرونگی۔ ہائے ہائے۔ بہن سب
باتین جانتی ہو اور پھر نادان بنی جاتی ہو۔
حضرات ناظرین فسانۂ آزاد کی جلد ثانی مین ملاحظہ
کیا ہوگا کہ جب آزاد پاشا کی گرفتاری کی خبر مشتہر
ہوئی یعنے جب مس کلیرسا کے لب لعل کے بوسون پر آزاد
پاشا سیبریا کے برفستان بھیجے جاتے تھے اور اثنائے راہ
مین پولینڈ کی شہزادی نے کہ پیشتر سے دل دادہ
اور فریفتہ حسن وجمال تھی انکو گرفتار کرلیا تو یہ خبر دور
دور تک مشہور ہوئی اور مس میئڈا سنکر فرط بیقراری
سے میدان جنگ کی طرف اس امر کی تحقیقات کے
لیے گئین کہ آزاد کو کس نے گرفتار کیا۔ اور ایک مقام پر
انھون نے دیکھا کہ کلیرسا ایک قبر کے ارد گرد سر پیٹتی
کے ساتھ پھرتی اور بار بار اسکو چومتی ہین۔ یہ قبر اُس
بیچارے نوجوان روسی لفٹننٹ کی تھی جس کو میان
آزاد نے ایک جنگ عظیم مین قتل کیا تھا اور جسپر کلیرسا
دل وجان سے عاشق تھین۔
میئڈا۔ ہان بہن کہتی تو سچ ہو۔ مجھے خوب یاد آیا۔
کلیرسا۔ جان پر صدمہ روح پر صدمہ تھا اف تو مجھے
اسوقت اسکی صورت اور اسکی باتین یاد آگئین ہی ہی
میرے اوپر جان دیتا تھا۔ ہا۔ اب وہی آزاد اس کا
قاتل ہی جس کے ساتھ ہم ہندوستان اتنی دور آئے۔
میئڈا۔ اب ان باتون کا خیال کرنا ہی فضول ہی
کلیرسا۔ ہان سچ کہتی ہو بہن۔ اب اس سے کیا فائدہ
جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا۔ اسکی زندگی ہی اس قدر تھی
میئڈا۔ اسکے علاوہ بہن کلیرسا یہ تو سوچو کہ سپاہی کے
لیے تلوار کے منھ مرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کیا کچھ کم تھا۔
آزاد پاشا نے فریا بیگم کی ملاقات اور اپنی ناکامی و
حسرت کا حال ان گلبدنون سے مطلق نہ بیان کیا صرف کندن
کے بان کے جانیکا تذکرہ کیا اور کہا کہ صاحب ضلع سے
ہم اس بارہ مین آج ضرور بالضرور گفتگو کرین گے۔
یہ کہکر آزاد صاحب ضلع کے کمرے مین گئے اور یہان
ان دونون سیمبر معشوقون مین باتین ہونے لگین۔
کلیرسا۔ سب سے پہلے اس امر پر لکچر دئے جائین۔
میئڈا۔ ابھی کسی سے اپنا منشا ظاہر ہی نہ کرو۔
کلیرسا۔ ہان۔ اچھا پہلے زبان سیکھ لین پھر سمجھا جائیگا
مگر آزاد کو تو اطلاع دیجائے۔ انکی اطلاع کے بغیر کوئی
کارروائی کیونکر ہوسکتی ہی۔

میئڈا۔ ہان اُنسے تو ضرور ہی کہا جائے گا سب۔
کلیرسا۔ مگر وہ یہ ضرور سمجھین گے کہ مین جو ایک روز اُنسے نہین ملا تو اُنھون نے یون دل کا بغض نکالا۔
میئڈا۔ اے نہین بہن۔ ہمتو سمجھا لینگے اُن کو۔
کلیرسا۔ اچھا تو آج تو اُن سے ذکر بھی نہ کرو۔
میئڈا۔ یہ مانا آج نہین کل سہی۔ کل نہین پرسون سہی
کلیرسا۔ اُردو اُنھین سے پڑھنا سیکھو۔ اُنسے بڑھکر سکھانے والا اور کوئی نہ ملے گا۔ فرانسیسی زبان خوب جانتے ہین۔
میئڈا۔ ہان یہ تو سکھائین ہی گے۔ اگر پہلے ہی سے یہ معلوم ہوتا تو اس عرصے مین ان سے بہت کچھ سیکھ گئے ہوتے۔
کلیرسا۔ تب تک یہ سوجھی کہان تھی مگر ہم بہت خوش ہین کہ یہان کا آنا بے سود نہوا۔ کوئی نہ کوئی مطلب ہی نکلا ورنہ دل گھبراجاتا اور شاید سخت پریشانی ہوتی۔
میئڈا۔ ہم جسوقت آزاد سے کہینگے کہ ہم نے شادی کرنیکا خیال بدل دیا اُس وقت وہ نہایت ہی خوش ہونگے۔
کلیرسا۔ پہلے تو وہ یہی سمجھین گے کہ آنکی ایک روز کی بے اعتنائی نے یہ کانٹے بوئے۔ پھر رفتہ رفتہ شاید یہ خیال دور ہو جائے۔
میئڈا۔ ہان۔ اور آج اسوقت ذرا گرما گرم باتین بھی دو ایک سنا دی ہین۔ اس سے اور بھی خیال ہو تو عجب نہین مگر ہونے دو ہمارا اس مین ہرج ہی کیا ہے ہم آنکو صاف صاف یقین دلا دینگے کہ اِسکا ہم کو ذرا بھی خیال نہین صرف طبیعت کی بات ہے معًا یہ خیال آیا کہ جب وطن اور عزیز اقارب سب کو چھوڑا تو اب وہ کام کرنا چاہیے جس مین سب خوش ہون اور نام نیک حاصل ہو

دو گھنٹے کے بعد جب آزاد پاشا صاحب صنلع اور آنکی بیم صاحب سے ملکر ان گلبدنون کے کمرے مین آئے تو مس میئڈا نے تھوڑی دیر کے بعد ذکر چھیڑا۔
میئڈا۔ اب یہ بتاؤ کہ اسطرح بے تکین کے ساتھ کہان کہان گھوما کروگے اور کس کس سے ملوگے اور حسن آرا کے پاس کب جاؤگے روم مین نیکنامی حاصل کرکے واپس آئے ہو تو اب اقرار اور قول کے موافق نکاح پڑھوالو جھگڑا گیا۔ اِدھر اُدھر بیوجہ دوڑ دھوپ کی کیا ضرورت ہی۔ وہ بھی اپنے دل مین سوچتی ہونگی کہ عجب تماش کے آدمی سے سابقہ پڑا۔
آزاد۔ بس اب یہانسے انشاء اللہ دہین قیام ہوگا اب اور کہین نہ جاؤنگا۔ سید حاسن آرا کے مکان پر۔
میئڈا۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہوتا ہے۔ ہمتو ہر طرح تابع احکام ہین مگر بات وہ کرو جس مین سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے اور کوئی عمدہ نتیجہ نکلے۔
آزاد۔ اس سے کیا مطلب۔ تمھارے لئے حکم کیا۔ تم دل وجان کے ساتھ ہو۔ تم دل تو وہ جان وہ جان تو تم دل۔ دونون یکسان۔ اور مین تو تمھارا اسقدر شکر گذار ہون کہ

اگر ہر موے من گردد زبانے ؎
زتو ادا نم بہر یک داستانے
نیارم گو ہر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسان تو گفتن

میئڈا۔ واہ شکر گزاری کی کون بات ہے بھلا ہمنے

جو کچھ آپکے ساتھ رعایت کی وہ اپنے عشق کے سبب سے کی اسمین آپ پر احسان یعنی چہ۔ ہان اگر ہمارا مطلب متعلق نہ ہوتا تو اور بات تھی۔

آزاد۔ بہیئت مجموعی ہمکو آپ کا شاکر ہونا پڑضرور ہے۔

میئڈا۔ مین آج بیٹھے بیٹھے سوچی۔ کہ ایک مرد کی اگر دو شادیان ہون تو وہ باہم مل جل کے رہ سکتی ہین یا نہین۔ سوچتے سوچتے میرے ذہن مین یہ بات آئی کہ ایک معشوق اور دو عاشق کچھ ٹھیک نہین مین یہ نہین چاہتی کہ حسن آرا کی رقیب بنون۔

آزاد۔ (گھبراکر) مس کچھ خیر ہے۔ رقابت کیسی۔ وہ بہت شائستہ اور تربیت یافتہ لیڈی ہے اور تم بھی فضل خدا سے کوئی نادان نہین ہو۔ پڑھی لکھی اور فہمیدہ ہو۔

میئڈا۔ ہمارا دل نہین گواہی دیتا کہ ہم اُنسے اچھی طرح مل سکین لہذا ہم صاف صاف کہے دیتے ہین کہ جو اقرار ہم مین تم مین ہوا تھا اُسکو اب بھلا دو۔ اب اُسکا مطلق خیال نہ کرو۔

آزاد۔ (چہرہ زرد ہوگیا) مس کلیرسا کچھ سنتی ہو اس تقریر پریشان سے میرے ہوش اڑتے ہین۔ یہ کہتی کیا ہین۔

میئڈا۔ سنو آزاد مین ایمان سے کہتی ہون اور تم اُسکو باور کرو کہ مجھے تم سے مطلق ملال نہین ہے۔ مین سچ کہتی ہون یہ جو مین نے اپنا عزم بدلا یہ ملال کے سبب سے نہین ہی اور تم خوب جانتے ہو کہ مجھکو تم سے ملال کا کوئی سبب بھی نہین۔

آزاد۔ مین اسوقت کھویا ہوا ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ تم کو اسوقت ہوا کیا ہی اور تم کیون ایسی باتین کرتی ہو

میئڈا۔ رفتہ رفتہ سب سمجھ جاؤگے مجھے خبط نہین ہوا ہی آزاد مین سچ کہتی ہون مین نے کچھ سمجھ کے اپنا خیال بدلا ہے ہان اسمین ایک بات ہی تم شاید یہی سمجھے ہوگے اور اگر ایسا سمجھتے ہو تو تمھاری عقل پر استعجاب ہی شاید تمھین یہ گمان ہو کہ میئڈا اب کسی اور سے شادی کرنے والی ہی مگر یہ خیال خام اور محض اتہام ہے ہونگی تمھارے ہی ساتھ مگر مثل بہن کے۔

آزاد۔ آہ۔ دیکھو کیسی باتین کرتی ہو اول جلول۔

میئڈا۔ سچ کہتی ہون بھائی۔ اب مین تمھاری بہن ہون تم زیادہ اصرار نہ کرو۔ ممکن نہین کہ ایک میان کی دو بیویان ہون اور وہ دونون کو مساوی سمجھے۔

آزاد۔ اب اسوقت ہم تم سے اس بارہ مین گفتگو نکرینگے تمھاری بہکی ہوئی باتونسے ہمین خوف معلوم ہوتا ہی خدا جانے تم اسوقت ہو کہان۔ کیون مس کلیرسا ہی کہ نہین۔

کلیرسا۔ اصلیت یہ ہی کہ اُنسے مجھ سے اس بارے مین بڑی دیر سے بات چیت بحث گفتگو ہو رہی ہی اور مین تمکو یقین دلاتی ہون کہ یہ تم سے مطلق ناراض یا ناخوش نہین ہین۔

آزاد۔ اس سے تو مجھے تشفی نہین ہوتی کہ یہ مجھ سے ناراض نہین ہین۔

کلیرسا۔ پھر کس چیز سے تشفی ہوگی۔ ناراض ہون تب

آزاد۔ یہ جو کچھ اس وقت کہہ ہی ہین وہ نہ کہین بس

میئڈا۔ واہ اسمین تمھارا کیا ہرج ہی مطلق نہین۔

آزاد۔ ہمارا سراسر ہرج ہی، ہمارا نہین اور کسکا ہرج ہے

میئڈا۔ ہان اگر یہ ہرج ہی کہ مین ایک نوعمر اور خوبصورت اور رعنا شائل خاتون ہون اگر میری شادی ہو تو

تم لطف حاصل کرو اور زبان حال و قال سے یہ شعر پڑھو

اے صنم بند قبا را باز کن
شوق را افزاید از پہلوی تو

اگر وساوس شیطانی نے تم کو میری اس تقریر سے ناخوش کیا اور تم یہ سمجھے کہ لطف بوس و کنار جاتا ہے تو اس کا بھی جواب میرے پاس ہے اور وہ جواب یہ کہ حسن را بھی فضل خدا سے خوبصورت اور گلبدن ہین اور ابھی نوخیز کل کی لڑکی - جیسی مین ویسی وہ -

آزاد (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) تم اسوقت کہان ہو -

میڈا - (مسکراکر) ہم اسوقت ہندوستان مین ہین

آزاد - اور یہ تم کو خوب معلوم ہی کہ اس وقت تمھارے ہوش ٹھکانے ہین - ذرا سوچ سمجھکر جواب دو -

مین بے تکا جواب نہین جانتا -

میڈا - ہمارے ہوش و حواس ہمیشہ ٹھکانے رہتے ہین ہمارے ہوش ٹھکانے ہین مگر تم اپنی کہو کہ تمھارے ہوش ٹھکانے ہین یا نہین - وہ ایسی کون سی بے ہوشی کی بات کی جس سے تم ہمین بے ہوش سمجھے -

آزاد - تمھاری باتین اس وقت ہمین ان لوگون کی سی نہین معلوم ہوتین جنکا دماغ صحیح ہوتا ہے - خیر کسی ڈاکٹر کی خوشامد کرنا پڑے گی خدا ہی خیر کرے مدت بعد پلٹا کھایا -

میڈا - اچھا ایک بات کا جواب دو ہمین - فقط ایک بات -

آزاد (میڈا کیطرف سے مسکراتے ہوئے منھ پھیرکے)

صبر وحشت اثر نہو جائے
کہین صحرا بھی گھر نہو جائے

رشک پیغام ہی عنان کش دل
نامہ بر راہبر نہو جائے

ہجر پردہ نشین مین مرتے ہین
زندگی پردہ در نہ ہو جائے

میر تغییر رنگ کو مت دیکھ
تجکو اپنی نظر نہ ہو جائے

اے قیامت نہ آئیو جب تک
وہ مری گور پر نہ ہو جائے

میڈا - این! اب انصاف سے کہو دماغ تمھارا صحیح نہین ہی یا ہمارا -

آزاد - (پھر مسکراکر منھ پھیرکے) -

مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزر وہ گر نہ ہو جائے -

میڈا - بہن کلیرسا - یہ انکو ہوا کیا ہے - (ہنستے ہوئے) سچ کہو انکے دماغ مین خلل ہی یا ہمارے دماغ مین منھ پھیرکے واہی تباہی بک رہے ہین -

کلیرسا - (ہنسکر) اب وہ تمسے ناخوش ہو گئے ہین بہن

میڈا - اے واہ - بھلا بھائی بہن کی ناخوشی کیسی بھلا

آزاد - (مچلاکر) کیا واہیات باتین ہین -

میڈا - بھائی خفا نہو - مین چھوٹی بہن ہون تمھاری

کلیرسا - اچھی دل لگی ہو رہی ہی - دونون اچھے ملے

آزاد - ناحق ہمین دق اور پریشان کرتی ہین تو بہ

میڈا - ہم اور تمھین دق کرین - اپنے بڑے بھائی کو!!!

آزاد - قسم کھاکے کہتا ہون مجھے اس وقت تمھاری باتین اس قدر بری معلوم ہوئین جسکا بیان نہین - ازبرائے خدا اسوقت یہ گفتگو ترک کرو -

کلیرسا - ہمکو بھی پیدا ہوتی ہو گی اور یہ مانتی نہین

میئڈا۔ (مسکراکر) کیا ہارن کیا کچھ خبر ہی۔ اور سنو کہنے لگے مانتی نہین۔ اچھا تمین بتاؤ بھائی ہوکے جس شخص کو بہن کی محبت نہو اُسکو لوگ کیا سمجھین گے۔

کلیرسا۔ ہم اس امر مین اپنی رائے نہ دینگے بہن۔

آزاد۔ واسطے خدا کے انکو سمجھاؤ صاحب۔ للہ سمجھاؤ

میئڈا۔ میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ کوئی مجھے سمجھائیگا وہ کونسی بات ہی جو مجھے کوئی سمجھائیگا۔ مین ناسمجھ ہوگئی یا دودھ پیتی ہون۔

آزاد۔ یہ تو دودھ پینے کی بات نہین ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کے دماغ کا کچھ ٹھیک ہی۔ گھڑی مین تولہ گھڑی مین ماشہ۔ ابھی تک خاصی اچھی باتین کر رہی تھین۔

میئڈا۔ قہقہہ لگاکر اور تھوڑی دیر مین مُنھ پھیر لینگے ہوگا

آزاد۔ ہان اگر ویسی ہی باتین کروگی تو خواہی نخواہی یہ

میئڈا۔ اب آج اتنے رخصت ہو اور یہان سے چلو۔

آزاد۔ نا صاحب جبتک ڈاکٹر نہ کہدینگے کہ اب دماغ صحیح ہی تب تک ہم ایک نہ مانینگے کہین آئینگے نہ جائینگے بس

کلیرسا۔ اب باتین تو حشر تک ختم ہونگی اور صاف یہ ہی کہ ہمین اُلجھن ہوتی ہی بے سبب بیکار جھگڑا کرنیسے کیا فائدہ ہی۔

آزاد۔ پھر انھین سے کہو جو بیٹھے بیٹھے نخرے اُٹھاتی ہین۔

میئڈا۔ وہ اور ہم دونون اس بات مین متفق ہین۔

آزاد۔ اخاہ مین اب سمجھا۔ یہ مس میئڈا اس تقریر سے در پردہ ہمارا امتحان لیتی ہین کہ دیکھون آزاد کو حسن آرا ہی سے محبت ہی یا مجھ سے بھی کچھ الفت ہی۔

میئڈا۔ خوب سمجھے۔ اب البتہ آپ نے ملم دریافت کرلی

آزاد۔ جو مجھے پہلے سے معلوم ہو تو مین بھی چکما چلون

ہین رکھائی کرتا اور کتابان پڑھ تو سچ ہی کہ جو محبت ایک بیوی سے ہوگی وہی دوسری بیوی سے بھی ضرور ہو یہ امر محال ہی۔

میئڈا۔ بہت خوب اب یاد آیا تو کیا بہت ہی چوکے آزاد۔ مس میئڈا تمھاری رائے صحیح ہے۔ واقعی دو دو بیویون مین پھر وہ لطف نہین رہتا ہی جو سب سے زیادہ مطبوع طبع ہوگی اُسی کو میان پیار بھی زیادہ کرے گا۔

میئڈا۔ نہین صاحب ہم یہ نہ مانینگے۔ انسان کو کونسی آنکھ پیاری ہوتی ہی۔ دونون۔ اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تمھاری داہنی آنکھ پھوٹے یا بائین۔ تو کیا جواب دوگے وہ یہی کہیگا کہ پھوٹے تمھاری اور ہماری دونون برقرار رہین۔ یہی کہیگا یا کچھ اور کہے گا۔ بس۔

آزاد اور مس میئڈا مین دیر تک نوک جھونک کی باتین ہوا کین۔ کلیرسا دونون کے لطیفونکی داد دیتی جاتی تھی۔ اتنے مین صاحب ضلع کی میم صاحب نے ان دونون معشوقان رعنا کو بلوایا۔ تنہائی مین آزاد غور کرنے لگے کہ یا خدا میئڈا نے آج یہ کیسی بے تکی بات کی کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی۔ میئڈا اور اس قسم کی باتین کرین سخت حیرت کا مقام ہے۔ پہلے شک ہوا کہ کسی نے بہکایا ہوگا پھر سوچے کہ یہان ملنے کا کس سے اتفاق ہوتا ہی جو کوئی بہکائے پاتا الغرض بہت غلطان پیچان رہے اور جب مختلف اقسام کے خیالات سے دل گھبرایا تو جی بہلانے کے لئے اشعار پڑھنے شروع کئے۔

کیون ہی چونبا بہ نوشی باد خواری آپکی
کس لئے ہی پیچ و تابی غلط شماری آپکی

کیون رم جانانہ کی بدلی ہی خود رفتگی
کس لئے خونخوار ہوئی ہی بیقراری آپکی

تکلف سازِ دم ناہید نغمہ کیا ہوا
آشنا سے ہوگئی بیگانگی جاتی رہی
بوئے گل کو سونگھکر کسکی کو آتی ہے یاد
عشق مہ وین چھپے ہوئین تو کس لئے

کیون گذرتی ہے فلک آہ و زاری آپکی
ہوگئی کس آشتی دشمن سے یاری آپکی
خاک اڑتی کیون لگی بادِ بہاری آپکی
جون کتان شب ہر قبا تکڑی ہے ساری آپکی

مجکو حیران دیکھکر حیران رہجاتے ہو کیون
ایسی محو یاس ہے امید واری آپکی

کلیرسا۔ (باہر سے آکر) کس زبان کے شعر ہین۔ اردو۔
آزاد۔ ہان۔ مگر یہ تمھین کیونکر معلوم ہوگیا کہ شعر ہین یہ۔
کلیرسا۔ اب کیا اسقدر بھی نہین معلوم ہوسکتا ہی۔
مینڈا۔ ان شعرونکا مطلب کیا ہی۔ فرانسیسی مین ترجمہ کرو آزاد نے ان اشعار کا ترجمہ کیا تو ان دونون شاہدان حور پیکر کو بڑی ہنسی آئی مینڈا نے ادائے معشوقانہ سے کہا ارے کیا شاعری ہی مطلب نہ معنی ایک مصرعے کو دوسرے مصرعے سے کوئی مناسبت ہی نہین اردو کی شاعری بس ایسی ہی ہوتی ہی۔ فارسی مین تو اچھے اچھے خیالات ظاہر کئے جاتے ہین بس کلیرسا نے بھی انکی تائید کی۔
مینڈا اور کلیرسا نے دل مین ٹھان لی کہ تمام عمر ہندوستان ہی مین بسر کرین اردو زبان سیکھکر اس ملک کی شریف زادیون کو عمدہ عمدہ باتین سکھائین شام کو آزاد پاشا ان دونون پریون کو ساتھ لیکر بسواری ریل یہان سے روانہ ہوئے۔

میان آزاد داخل شہر معشوقہ پریزاد ہوئے

آزاد فرخ نہاد مع اُن دونون مہوشان پریزاد کے اُس شہر مینو سواد رشک بہشت شداد مین شام کے وقت داخل ہوئے۔ جہان شاہد نازک بدن سیم تن گلگون قبا حسن آرا بیگم کا پریخانہ عشرت کاشانہ تھا معشوقہ شگفتہ رو کلیرسا اور ناظورہ مشکین بو مس مینڈا کو لیکر ہوٹل مین فروکش ہوئے۔ وہ شب اون کے نزدیک غیرت شب قدر اور رشک لیلۃ البدر تھی۔

رخشندہ شبی چو ماہِ شب خیز
پیمانہ مہ ز نور لبریز

در راہبری چو دیدبان
در پردہ دری چو مہ بنیان

از جوش طرب زمانہ سیماب
پا تا بسر زمین زہتاب

مہ گشتہ بصد فروغ جاوید
آئینہ نمائے روی خورشید

فرخندہ وے خجستہ حالے
اورنگ زمانہ اعتدالے

بات بات پر آزاد کی باچھین کھلی جاتی تھین مسرت دل کی کیفیت کے اظہار مین زبان قلم لال ہے نشاط و انبساط کی گرمی بازار کا بیان محال ہی دماغ کنگرۂ عرش پر تھا۔ اللہ اللہ آج خدا نے وہ دن دکھلایا کہ بعد قطع منازل منزل مقصود پر پہونچے ہند سے قیصرے روس اور مرز بوم روم سے مع الخیر ہندوستان واپس آئے مدت کے بعد جناب باری نے شاہد آرزو کی صورت دکھائی اور مُنھ مانگی مراد پائی۔ کجا روم کجا ہندوستان کجا رن کی زمین اور جنگ کا میدان کجا حسن آرا کا صنم خانہ تازہ کن مشام جان۔ سرور بخش روح روان اور ان تبان سیمین ساق یگانۂ آفاق کی میٹھی میٹھی باتین اور دلربائی کی خداداد گھاتین سمند طرب پر مہمیز کا کام کرتی تھین دونون سیماب طبع خاتونین ان کی سچی محبت کا دم بھرتی تھین

کلیرسا کے گیسوے غالیہ بار سے نسرین ونسترن کی خوشبو آتی تھی تو مینڈا کی زلف عنبر بیز سوری دسمن کو شرماتی تھی یہ سرمست خوبی محو ناز۔ وہ نرگسی چشم سراپا انداز یہ گلرخ سیمبر وہ غنچہ دہن حور پیکر۔

خونین نگہان کرشمہ کوشان	ہم خنجر وہم نمک فروشان
دل دزدیری وشان سرمست	در کاوش سینہ ہا سبکدست

ان دونون نے وفور محبت سے آزاد کو چھیڑنا شروع کیا

کلیرسا۔ آج بھلا آزاد پاشا کے دماغ کا ہے کو ملینگے۔ آج تو فلک الافلاک پر دماغ ہونگے۔ اور کیون نہو ایک بت مہ جبین ناز آفرین بلائے جان عاشق حزین سے ہم آغوش ہونے کی امید ہے۔

مینڈا۔ دیکھتی نہین ہو بہن کیسی باچھین کھلی جاتی ہین بات کی نہین اور باچھین کھل گئین۔ اور بات بھی ایسی ہی ہے ایسا یوسف لقا گلگون قبا جوان رعنا کبھی ایسی فینسی کو پیارا نکریگا۔ جو دوشیزہ عربدہ جو کرور دو کرور مین انتخاب ہو اور جس کا حسن لاجواب ہو اُسکا چاہنے والا بھی ایسا ہی شیر مرد جوان خوبرو ہونا چاہیئے حسن آرا کے حسن گلگوں اور نور عالم افروز کی عمدہ تعریف یہ ہے کہ اسنے صنم فریب نوجوان انپر اسقدر ریجھے کہ جان بکف معرکۂ دار وگیر مین گئے

کلیرسا۔ اس مین تو شک نہین بہن کرورون مین فرد ہوگی

الفاغ رخش بہار خارے	بر برگ گلش چمن نثارے
بتخانۂ ہند چشم مستش	ہندی صنمان صنم پرستش

مینڈا۔ اسوقت مارے خوشی کے بات کرنا بھی انکو دوبھر ہے پس یہی جی چاہتا ہوگا کہ اُسیدم اوس پری پیکر کو نہایت آغوش کرین اور یہ شوق و انتظار اور رنجی ستم ڈھاتا ہے اور آتش عشق کو بھڑکاتا ہے۔

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

آزاد۔ محب صنعے مین جان ہے۔ آخر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اس وقت کمال مسرت ہے۔ بولون تو ہنسا جاؤن نہ بولون تو آوازے کسے جائین۔

کلیرسا۔ آپ کہیئے گا کیا اسمین کچھ جھوٹ بھی ہے کہ آج جو خوشی نہین ہے۔ دنیا مین کسیکو کم ہوگی۔ جس معشوق کی خاطر سے خدائی بھر کی خاک چھانی۔ اتنی سختیان جھیلین جان کو ہتیلی پر رکھکر ہنگامۂ رستخیز مین گئے آگ مین بھاند پڑے اب اُسکے وصل کے مزے لوٹنے کا وقت آیا۔

مینڈا۔ ہمتو اُنکے حسن وزافزون کے تب اور بھی قائل ہوگئے جب پولینڈ کی گلرخسار شہزادی نے انسے ملجاجت وخوشامت شادی کی درخواست کی اور طرہ یہ کہ اپنے زعم مین نکاح پڑھوالیا مگر انہون نے وہان عرصے تک قیام نہ کیا ایفاے وعدہ کا خیال ہو تو اتنا ہو۔

آزاد۔ قول مردان جان دارد۔ وہ انسان کیا جسکو اپنے قول کا خیال نہو اور آزاد ونکو سب سے زیادہ ایفاے وعدہ کا خیال رہتا ہے دنیا مین اُنکے نزدیک اس سے زیادہ پابندی اور ہو ہی نہین سکتی کسی شاعر نے آزاد ونکی تعریف مین کہا ہے۔

ہم آزاد ونکے دلکو شوق آسایش پسندی ہو۔
وہان کچھ دیر تک ٹھہرے جہان ٹھنڈی ہوا پائی

مگر ہماری آزادی اُسکی مقتضی نہین کہ آلسی اور آسایش پسند ہون یون تو ہر ایک شخص آزاد ونکر کاہلی کا پتلا ہو سکتا ہے۔ ملگیا تو کھالیا نہ ملا تو آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی ہین

اگر اسوقت مس میڈا کی کل باتون نے ہمارا مزہ کرکرا کردیا۔

میڈا۔ لے یہ وہ کونسی باتین ہین جنسے انکا مزہ کرکرا ہوگیا ہمتو سنین۔ ابھی۔ کیا ہی ابھی دیکھئے کیسے کیسے نگ بدلتے ہین آزاد۔ آپ ہی ظلم کرو۔ اور آپ ہی شکایت کرو امید دیکے مایوس کرنا کیا معنی۔ یا تو امید ہی نہ دی ہوتی یا اب جا کہا ہی پورا وہ کرو اور خدا گواہ ہی کہ تمھارا خیال محض غلط ہی اور بالکل خلاف اصلیت۔ تم خود ہی انصاف کرو کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ تمھاری سی خاتون جادو جمال ہاتھ آئیگی اوس سے تم بے اعتنائی کی باتین کرو تو اسکے دل کا کیا حال ہوگا اس نزاکت وطلعت اور اس قد وقامت نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہی۔

تیرے قد پہ تہ کیون نہ نیسگری	قمری یا رشک روے لیلےٰ ہی
آنکھین نرگس ہین رخ ہی گل قد سرو	تو تو اے گل چمن سراپا ہے

میڈا۔ اب ان باتون کو تو جانے دو انسے بجز رنج کے اور کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ خاک اتم دلمین سوچو تو کہ ابھی کل کی بات ہی ہمارے منانے پر تم روٹھے جاتے تھے قید بھگتی مگر شادی کا اقرار نہ کیا نہ کیا اور تمھاری رائے بہت صحیح تھی جب حسن آلے اقرار کرکے آئے تو مجھپر یا اثنائے راہ مین کسی اور محبوب سے دل لگانا انکے دل کو دکھانا ہے اور اُن کو دیدہ ودانستہ رنج پہونچانا۔ مگر ہمتو تمان ہندی ہی کو ظالم اور جفا جو سمجھتے تھے تم اُنسے بھی بڑھ گئین۔

آنی تو جفائین کرنہ اوبت	آخر مین بندۂ خدا ہون

ہمتو سمجھے تھے کہ تم دلدار ہو تمھارے سبب سے زندگی لطف کے ساتھ بسر ہوگی مگر تم تو ظالم اور سفاک نکلین جس سے امید کرم ہو وہی برسر عتاب ہی۔

کتا ہی مسیح جنکو جان بخش	ان ہونٹھون نے آہ ہمکو مارا

کلیرسا۔ کیون آزاد پاشا اس ملک مین بھی عورتین میمبئی کیطرح پردہ کرتی ہین یا باہر نکل سکتی ہین۔

آزاد۔ ای توبہ۔ یہان بھی پردے کی رسم ہی حسن آرا بیگم لڑکپن مین دکھن کیطرف رہی تھین انکے ہان پردے کا خیال کم تھا مگر اب وہان بھی یہان ہی کی سی کیفیت ہی ہر ملکے دہر رسمے۔ یہ باتین ہوتی تھین کہ ہوٹل کے ایک ملازم نے آزاد پاشا کو ایک کارڈ دیا جسپر البرٹ بلیٹس کا نام چھپا ہوا تھا آزاد کمرے کے باہر آئے تو دیکھا ایک جوان لیڈی اور ایک نوعمر جنٹلمین ٹہل رہے ہین جنٹلمین نے فوراً مصافحہ کیا اور میم صاحب نے بھی بڑھکر ہاتھ ملایا اور آزاد ان دونون کو لے کر کمرے مین آئے تو مس کلیرسا اور مس میڈا سے بھی مصافحہ ہوا جنٹلمین کرسی پر بیٹھتے ہی یون ہمکلام ہوے۔

جنٹلمین۔ (آزاد کیطرف مخاطب ہوکر) آپ آزاد پاشا ہین (اور کلیرسا کیطرف اشارہ کرکے) یہ لیڈی پولینڈ کی نہین چوکا مس کلیرسا ہین اور (میڈا کیطرف خطاب کرکے) آپ مس میڈا ہین۔ کوہ قاف کی رہنے والی۔

آزاد۔ یہ سب نگ کر یا خدا کہ اس اجنبی آدمی کو جسکو ہمنے کبھی نہین دیکھا تھا یہ کیونکر معلوم ہوگیا اور اُس نے ہم سب کا نام کس طرح بتا دیا۔

آزاد۔ بیشک آپکی رائے صحیح ہے مگر مین متحیر ہوا کہ آپکو اسکا علم کیونکر ہوا مجھے یاد نہین آتا کہ کبھی پیشتر آپسے مجھسے ملاقات ہوئی ہو اور یہ دونون لیڈیان تو کبھی اس ملک مین آئی بھی نہین پھر آپنے اسقدر صحت کے ساتھ کیونکر نام بتا دیے

جنٹلمین مسٹر آزاد تم وہ آدمی نہین ہو کہ کوئی تمہیں پہچانے تم کو دور سے دیکھے اور پہچان لے کہ یہ وہی سپہ سالار ہی جس نے روم اور اسکی جنگ عظیم مین کارنمایان کئے اور مرہٹے پرنسیپ کے چھکے چھوڑا دئے تھے مس کلیرسا کے نام سے کون واقف نہین ہی انھون نے تم سے خانہ جنگی کی تھی گو میدان کارزار مین تمھارے انکے تلوار چلی مگر وہ ایک قسم کی خانہ جنگی ہی تھی اور مس میڈا کو کون نہین جانتا وہ کون پڑہا لکھا آدمی ہی جسنے آزاد کی تصویر مختلف اخبارون مین نہین دیکھی - کوئی آدمی ایسا نہین جو آزاد کو نہ جانتا ہو جنگ کے دنون مین دنیا مین آزاد ہی کا نام ورد زبان تھا ہندو مسلمان یورپین سب دست بدعا تھے کہ خدا کرے آزاد پاشا کامیاب سرخرو ہون مس کلیرسا اور میڈا کی نسبت خبر گرم تھی کہ آزاد پاشا کے ہمراہ آتی ہین اور مین نے یہان دو ہی لیڈیان دیکھین مس کلیرسا کی صورت اور وضع اور قطع سے سمجھ گیا کہ روس کی لیڈی انھون نے اس جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا تھا یہی ہونگی اور مس میڈا کے شمائل اور وضع سے بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ کوہ قاف کی رہنے والی ہین اور مس میڈا انھین کا نام ہی اپنی بیوی کیطرف اشارہ کرکے انکو بھی کمال اشتیاق تھا کہ آزاد پاشا اور ان دونون مسون کو دیکھین -

میم - اور آپ اس امر کے سننے سے خوش ہونگے کہ مین حسن آرا اور سہر آرا اور روح افزا بیگم سے خوب واقف ہون اور انکے ہان میری آمد و رفت بھی ہی -

آزاد - (نہایت خوش ہوکر) ہان مجھے اسوقت بیشک کمال مسرت ہوئی - آپ نے دیکھا ہوگا کہ حسن آرا کیسی تیز طبیعت اور شائستہ نواب زادی ہین - اس ملک مین شاید ہی کوئی ہو مین واقعی اسوقت بہت محظوظ ہون کہ آپ سے اُنسے جان پہچان اور ربط ضبط ہی -

میم مسٹر آزاد بلا شاہم ٹھیک کہتے ہین کہ ہم نے یہانکی بیگمون مین ایسی پڑھی لکھی فہمیدہ اور سنجیدہ کوئی نہین دیکھی اور اکثر امور مین انکی باتین اور بیگمون کی باتون سے مختلف ہین مین نے انسے کہدیا ہی کہ بہن تم بڑی خوش نصیب ہو کہ آزاد سے تمھارا عقد ہونیوالا ہی اور وہ خود اس رائے سے اتفاق کرتی اور اپنے کو بڑا خوش نصیب سمجھتی ہین -

آزاد - آپ کی قدر دانی اور انکی مہربانی ہی -

میم - کل اخبار جو ہم کو مل سکے ہم نے انکو سنائے اور رو رو کر رہتا ہے اور انکا گھر بھر آپ سے خوش اور آپکا منتظر ہے

میم صاحب نے تھوڑی دیر گفتگو کرکے میڈا سے کہا ہم نے سنا تھا کہ حسن آرا کے ساتھ نکاح ہو کر پھر آزاد پاشا کی اور آپکی بھی شادی ہوگی -

میڈا - شرما کر - جی نہین (گردن نیوڑھا کر) غلط ہی -

میم ہم نے کئی اخبارون مین پڑھا اور گرافک اخبار لندن مین آپکی تصویر بھی دیکھی تھی - ہم نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ مس میڈا ہین -

جنٹلمین سان سب کی تصویرین نظرونکے روبرو تھین -

آزاد - جی ہان - مین تو اس قابل نہین ہون مگر -

میم - اور آپ بیشک اس قابل ہین - کہ شعرا آپ کی تعریف مین رطب اللسان ہون اور نثار آپ کی تعریف کے پل باندھ دین -

آزاد - مین نے اپنا فرض ادا کیا اور جو شخص اپنا فرض ادا کرتا ہی وہ تعریف کا چنداں مستحق نہین - کیون کہ

تو اُسکا فرض ہی تھا اُس نے کر دیا۔

حضٹلمین۔ بھائی صاحب فیصدی ایسے کتنے آدمی ہین جو فرض ادا کرنے کو سعادت سمجھتے اور فرض واجب ادا کرتے ہین

میم۔ جو شخص اپنا فرض ادا کرے وہ بیشک بڑی تعریف کا مستحق ہے آپنے وہ کارنمایان کیا کہ تاریخ مین عزت کیساتھ یادگار رہیگا اور مورخ مدت العمر آپکا نام اعزاز کے ساتھ زبان پر لائینگے

کلیرسا۔ آپ روم و روس کی جنگ کے وقت کہان تھین۔

میم۔ ہم دونون اُسی ملک مین تھے اور آزاد پاشا کے حالات بہت غور سے پڑھا کرتے تھے۔

حسن آرا بیگم کے ہان مین اکثر جاتی ہون اور جب جاتی ہون تب آزاد پاشا کا ذکر خیر ضرور رہتا ہے جسبدن حسن آرا کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ آزاد پاشا ایک جزیرے مین گرفتار ہوگئے تھے اور بڑی جرأت اور وقت کام کے بعد وہان سے چلے تو دریا کی طغیانی اور برق باران وغیرہ آفات آسمانی نے اُنکو سخت پریشان کر دیا تو رونے لگین اور گو مین نے بہت سمجھایا مگر اُن کے دل کا عجب حال تھا۔

آزاد۔ خدا نے وہ سب مصیبتین دور کر دین۔

غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را

اس شعر نے ہم کو دھارس دی اور آخرالامر خدا نے یہ دن دکھایا کہ یہان تک عزت اور نام اور خیریت کے ساتھ پہونچ گئے آیندہ جو کچھ ہو۔

میم۔ مین کل صبح کو ضرور حسن آرا بیگم سے ملونگی۔

آزاد۔ ضرور بالضرور ملئے اور کہیئے کہ آپکا جان نثار اب شہر رشک فرخارین مع الخیر داخل ہوا ہے خوشی کے شادیانے بجایئے

میم۔ بیشک کہونگی سنتے ہی فرط طرب سے آنسو جاری ہو جائینگے اُنکو آپ سے عشق صادق ہے دل و جان سے آپ پر نثار رہین۔

آزاد۔ اسمین کیا شک بھی ہو سکتا ہے اور یہ محبت طرفین سے ہے جسقدر ہمکو اُنسے عشق ہے اسیقدر اُنکو ہم سے عشق ہے۔

حضٹلمین۔ ہم جانتے ہین انھین اسوقت اطلاع دینی چاہیے

آزاد پاشا نے اپنے دلمین خدا کا شکریہ ادا کیا کہ اس میم سے ملاقات ہوئی اور چونکہ اُنکو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ حسن آرا سے اُن سے بیباک ہے لہذا اور بھی مسرور تھے خصوصاً اس خیال نے اُن کے دل کو کمال فرحت بخشی تھی کہ یہ میم صاحب آزاد کی کارروائیون اور جرأت کے کارنامون سے بخوبی واقف تھین اور آزاد کو اچھا سمجھتی تھین۔

کلیرسا۔ آپ نے فرانسیسی زبان کیونکر سیکھی۔

میم۔ مین فرانس ہی مین پیدا ہوئی اور وہان ہی مین نے تعلیم پائی چودہ سال کے سن تک مین فرانس ہی مین رہی پھر دو برس اس ملک مین رہی پھر ایک سال کے لئے انگلستان گئی۔ مگر علالت کی وجہ سے چار سال تک قیام رہا۔ پھر ایک سال فرانس مین رہی۔

کلیرسا۔ جب ہی آپ اسقدر صاف فرانسیسی بول لیتی ہین۔

میڈا۔ ہم لوگون نے تعلیم پائی تھی مگر خاص فرانس مین نہین

کلیرسا۔ ہان اور کیا صرف اسی لئے یہ زبان سیکھی کہ تعلیم خام نہ رہجائے اور آپ تو خاص فرانسیس ہی مین رہی تھین

آزاد۔ (حضٹلمین سے) آپ نے تو انگلستان مین یہ زبان حاصل کی ہوگی۔

حضٹلمین۔ جی ہان۔ مگر مین بھی کئی سال تک فرانس مین رہا ہون۔

میم - (کلیرسا) آپ روسی زبان مین کچھ گائیے تو - ہم کو لطف حاصل ہو -

جنٹلمین - بہت فرق نہین ہی - کچھ یون ہی سا فرق ہی -

کلیرسا - ہم نے انگلستان کی کئی لیڈیون اور جنٹلمینون کی زبانی سنا ہے بیشک کم فرق ہی -

اتنے مین میان آزاد نے دونون مہمانون سے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو اسوقت ہمارے ہی ساتھ ماحضر تناول فرمایئے

میم - بہت خوشی سے - ہمکو ذرا عذر نہین ہی -

صاحب - ہم بڑے خوش قسمت ہین کہ اسوقت آزاد پاشا اور مس کلیرسا اور مس میڈا کے ساتھ کھانے مین شریک ہون

آزاد - یہی ہمکو بھی کہنا چاہیئے - مضمون واحد ہی -

میم - ہم سچ کہتے ہین آزاد پاشا واقعی ہمکو اس شرکت سے بڑی مسرت حاصل ہوگی کیونکہ برسون سے آپکا نام سنتے آئے ہین

کلیرسا - ہم آپکی تندرستی کا جام شامپین پینگے -

میم - (بہت خوش ہوکر) علے ہذا القیاس -

اسکے بعد ہوٹل کے ملازمان سلیقہ شعار نے متصل کے کمرے مین میز پر نہایت قرینے اور خوش نمائی سے پلیٹین چنین گلاس اور کرسٹل لگائے جا بجا چند بوتلین رکھین - گلدستون سے میز کو آراستہ کیا - لمپ روشن کئے اور آزاد پاشا کو اطلاع دی کہ حضور سب سامان لیس ہی آزاد اُن سب کو لیکر کھانیکے کمرے مین گئے اور فرط طرب سے اسقدر خوش ہوئے کہ حد و پایان نہین - اسوقت وہ سوچتے تھے کہ معشوق پری تمثال کے شہر مین بعد طے منازل و صعوبت سفر وارد ہوا اور اس خاتون صافی مذاق کے ساتھ کھانے مین شریک ہون جو ناظورۂ بہرۂ جبین حسن آرا بیگم سے خوب واقف ہین اور جو حسن آرا کو ہماری کارگزاری اور نبرد آزمائی کے مضامین بصد فرحت پڑھکر سناتی تھین تو جامے مین پھولے نہین سماتے تھے اور دل مین سوچتے تھے کہ آج منہ مانگی مراد پائی اب ایام فرقت دور اور روز وصل قریب ہی -

شد وعدۂ نوبہار نزدیک	شد سنبل بہ برگ و بار نزدیک
دریافت کہ مختش سر آمد	اقبال دگر زدر در آمد
شد عیش بد بہ غم نوردان	شد قرعہ بکام عیش گردان

گردون امید گرم تر کرد
صد اختر شوق در گذر کرد

کھانیکے وقت باہم لطف و طرب کی باتین ہونے لگین

میم - آزاد پاشا کے سبب سے حسن آرا بیگم کا بھی نام ہوگیا

دیوانۂ حسن او بہر کوے	افسانۂ عشق او بہر سوے

در آرزوئش شستہ شاہان
جان برکف دست و وصل خوبان

آزاد - انھین کے سبب سے ہمنے نام حاصل کیا ہے -

کلیرسا - اسمین تو شک نہین - مگر تم نے اپنی جان کو بھی تو کچھ نہین سمجھا جب جاکے اسقدر نام حاصل کیا -

میڈا - انھون نے وہ کام کیا جو کسی اور سے کم ہوگا -

میم - پھر اُسکا صلہ بھی تو پایا جہان جاتے ہین قدر و منزلت ہوتی ہی ہندوستان مین کون ہی جو انکو نہین جانتا -

جنٹلمین - اور آج پر کیا فرض ہی - برسون تک انکا نام نیکی کے ساتھ یادگار رہیگا - روم اور روس اور جرمن اور انگلستان اور ہندوستان اور امریکہ ساری خدائی مین آزاد پاشا مشہور ہین -

آزاد - یہ خدا کی دین ہی ورنہ مین ایک ذرہ بیمقدار

کیا کر سکتا تھا۔ لاحول ولا قوۃ۔ میرے امکان مین کیا تھا عشق کا مزہ بھی ہے کہ پہلے مصیبت و پریشانی پھر کامرانی و شادمانی ہو۔

عشق برخوردار سے چاہون کہ پھل ہووے نصیب
پہلے آہ و اشک سے تخم و ثمر پیدا کرون

اور یون تو اس عشق کے جھگڑون مین این جانب مدت سے پڑے ہین کچھ آج پہلا ہی دن یار دم کا جانا پہلی ہی منزل نہ تھی۔

آجکل سے ہی نہین ملک جنون زیر نگین
اس قلم دین ہے مدت سے اجارہ اپنا

جنٹلمین۔ کل میم صاحب آپ کا ذکر خیر کرینگی اور ہم کھانا کھانے کے بعد اسی وقت لکھے بھیجتے ہین کہ آزاد یا شاد داخل ہو گئے۔

آزاد۔ آپکی نوازش۔ آپکی مہربانی۔ ابھی تک یقین نہین آتا کہ کسی روز حسن آرا سے وصل بھی ہوگا کبھی کبھی تو جی خوش ہوتا ہی کہ خدا نے چاہا تو اب وصل کے دن قریب ہین مگر چونکہ مدتون سے ناکامی نصیب ہوتی ہے لہذا طبیعت گھڑی گھڑی پلٹا کھاتی ہی۔

گفتگو کرتے ہین وصل یار کی
پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم

الغرض جب تک دیدار یار سے مسرور نہون تب تک بیقراری کی حد نہین۔

میم۔ کیون مسٹر آزاد آپ حسن آرا بیگم کو کیسے جانتے ہین

آزاد۔ بس ملاقات ہونیکے چند ہی روز بعد روم گیا۔

میم۔ ہان حسن آرا ہم سے کہتی تھین کہ نئے طرز کی شادی ہے

آزاد۔ بہت صحیح کہتی تھین کیا اس مین شک بھی ہے

میم۔ اسکے کیا معنی۔ کیا عام قاعدہ کچھ اور ہے۔

آزاد۔ عام قاعدہ یہ ہی کہ میان بیوی کی صورت نہ دیکھے اور بیوی نے میان کی شکل نہ دیکھی ہو۔

میم۔ اے یہ تو ہندؤن کے ہان کا قاعدہ ہی۔

آزاد۔ جی نہین میم صاحب ہندو مسلمان سب کا قاعدہ ہی

جنٹلمین۔ آپ لوگ کس طرح منظور کر لیتا ہی کہ میان نے بیوی کو نہین دیکھا۔ بیوی میان سے نہین واقف اور شادی ہو گئی۔

آزاد۔ یہ بڑے عیب کی بات ہی کہ کنواری لڑکی کو کوئی نامحرم دیکھے خصوصاً شرفا مین جہان پردہ ضرور ہی اور یہ آزادی کہان کہ مرد اور عورت باہم بولتے چالتے باتین کرتے ہین۔ یہ انکی خوبو سے واقف وہ انکی چال ڈھال پر آگاہ ہو جائین۔ یہ کہان۔

جنٹلمین۔ اور جو لڑکی کو پسند نہ تو بھی شادی ہو جائے

آزاد۔ اہل اسلام مین ایجاب و قبول کی رسم جاری ہی دلہن سے دریافت کر لیتے ہین مگر یہ دریافت کرنا صرف برائے نام ہی کوئی دلہن ایسی بیشرم نہین جو انکار کرے کیا مجال۔ اور ہنود کے بیان یہ قاعدہ ہی کہ سنسکرت مین دولھا دلہن دونون کو کہنا پڑتا ہی کہ آج سے ہم میان بیوی ہوے اور ہمارے یہ یہ فرایض ہین مگر چونکہ اس بان سے دونون واقف نہین لہذا کسیکی بھی سمجھ مین نہین آتا ہی کہ کیا بیان ہو رہا ہی۔

جنٹلمین۔ (ہنسکر) یہ تو ایک کھیل ہی صاحب۔

میم۔ آپ تربیت یافتہ لوگ ان باتونکو کیون روا رکھتے ہین

کلیرسا۔ ہمین بھی سخت حیرت ہی۔ مگر ہر ملکے وہر رسمے
میم۔ ایسی رسم بھی کیا۔ آپ لوگونکو اسکی پابندی نکرنی چاہئے
یہ ان لوگون کے لئے ہی جو پرانے فشن کے ہین۔
جنٹلمین۔ (میم سے) اسیوقت ایک خط لکھکر بھیجدو۔
میم۔ ابھی کھانے سے فراغت ہوئی اور خط لکھا
آزاد۔ انگریزی مین لکھیگے گا تو وہ پڑھ نہین سکینگی۔
میم۔ واہ واہ آپ دو برس کے بعد آئے اور ہمکو سکھانے لگے
انگریزی نہین رومن سہی انگریزی حروف ہونگے اور اردو عبارت
آزاد۔ (خوش ہوکر) ہان۔ تو اب ترقی کی ہی۔
میم۔ روز بروز ترقی کرتی جائینگی۔ اسمین مطلق شک نہین
آزاد۔ خدا ہمچنین کند۔ ازین چہ بہتر۔ اس سے کیا بہتر ہے
میم۔ اسوقت تمھین ہر در و دیوار سے وہی نظر آتی ہونگی
آزاد۔ (اسوقت! اسوقت کیا معنی ہر وقت۔

یہ اک تیرا جلوہ صنم چار سو ہی	نظر جسطرف کیجئے تو ہی تو ہی
یہ کس مست کے آنکی آرزو ہی	کہ دست دعا آج دست سبو ہی
گلستان مین جاکر ہر اک گل کو دیکھا	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو
مری اس اسیری کے صدقے تہائی	ترا حلقۂ زلف عوق گلو ہے
نہوگا کوئی مجھ سا محو تصور	جدھر دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہی
کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤنکی	سحر سے ہی شام تک گفتگو ہی
ملادے لب جام کو لب سے ساقی	چمن ہی ہوا سر بسر آب جو ہی

نہین ہی سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

میم۔ ہم کو معاف کیجیے گا مس میڈا ہم نے آپ سے وہ بات سوال کیا تھا جسکا ہمکو افسوس ہی اب ہم ایسا بھونڈا سوال نہ کرین گے۔

جنٹلمین۔ ہان صحیح ہی۔ مگر ہم نے کئی اخبار مین پڑہا تھا
میڈا۔ بالکل غلط ہی۔ اسکی ذرا اصلیت نہین۔
جنٹلمین۔ کیون مسٹر آزاد آپ سچ سچ بتائیے۔
راوی۔ گومگو کا معاملہ تھا آزاد نے یون کہا۔
آزاد۔ جناب یہ معاملہ۔ (پانی پینے لگے)۔
میم۔ (بات ٹالنے کے لئے) پلو نامین بڑا کام کیا۔
آزاد۔ وہ سب حسن آرا بیگم کے حکم کی تعمیل تھی۔
میم۔ یہ بھی تو آسان بات نہین ہی۔
جنٹلمین۔ بہت مشکل بات ہی اور حق یہ ہے کہ انھون نے ساری خدائی مین نام کر دیا۔
میڈا۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔
کلیرسا۔ ہمکو دیکھیے کہان تو انکی جان کے دشمن تھے کہان اب انکے ساتھ یہانتک چلے آئے۔ کجا روس کجا ہندوستان۔ مگر اتفاق۔
میم۔ انکی جان کا کوئی دشمن نہین ہوسکتا۔
اتنے مین کمرے کے باہر سے آواز آئی (بھلا رے گیدی بھلا۔ خبردار ابھی (اطلاع دے ورنہ اتنی قرولیان بھوکونگا کہ یاد ہی تو کرے گا) آزاد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے صاحب اور میم صاحب متحیر کہ یہ کس بات پر ہنسے۔
میڈا اور کلیرسا تاڑ گئین کہ یہ وہی خوجی ہونگے۔
آزاد۔ (خانسامان سے) دیکھو یہ کسکی آواز تھی۔
خانسامان۔ (باہر جاکر) کون غل مچاتا تھا۔
خوجی۔ غل مچاتا تھا! گویا ہم نفرے ہین آزاد پاشا سے کہدو کہ خواجۂ خواجگان حضور خواجۂ بدیع الزمان صاحب بدیع تشریف لائے ہین ابھی اسی دم

اطلاع دو۔

خالنسامان۔ بہت اچھا تو آپ ذرا دم بھر ٹھہرین

خوجی۔ او گیدی ہم کوئی نفرا نہین ہی۔ ہم روم شام کوہ قاف سب کہین پھر آیا ہی۔

خالنسامان۔ لے تو صاحب ابھی کھانیکی میز پر بیٹھے ہین

خوجی۔ دل تم اطلاع دو جاکے۔

خالنسامان۔ اچھا۔ مگر آپ تو عربی بولتے ہین اور بندہ جاہل آدمی۔ تو صحبت مین بیٹھتا ہون مگر عربی خاک تو نہین ہون۔

خوجی۔ جاکے کہدو خواجہ صاحب آئے ہین۔

خالنسامان۔ (کمرے مین جاکر) کوئی خواجہ صاحب آئے ہین۔

آزاد۔ بلالو۔ بلالو (ہنسکے) یہ صاحب بھی میرے ہمراہ روم گئے تھے دیکھنے کے قابل آدمی ہین۔

خوجی۔ (باہر ہی سے) ہن خواجہ بدیعا ہستم۔ بابلے من

آزاد۔ (مسکراکر) خاموش اے گیدی خر۔

خوجی۔ توصیف خویش نہ کہ من میکنی۔ من چہ قابل شما خود توصیف یعنی خودستائی کردی۔

چون باد دم از بہار میزد گہ بر گل و گہ بخار میزد	

راوی۔ چہ خوش چرانبا شد۔ بعد مدت خوجی کی بے تکی ہانک سنی۔ اور شعر کیسا برجستہ دموزون پڑھکر سنا دیا ہے۔ اہو ہو ہو۔

آزاد۔ اینچہ بک بک میکنی۔ خرگیدی خاموش باش

خوجی۔ اندرون این عمارت سر خود پیدا کنم یا نہ

آزاد سع۔ تو بردن درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

خوجی۔ افوہ۔ واللہ۔ بہ دہان خود خوردم۔ لے ہی راوی یعنی مُنہ کی کھائی۔ اس فارسیت کے صدقے

آزاد۔ بیا بیا۔ مگر از حرکات مجنونانہ احتراز کن۔

راوی۔ جب اسقدر یوروپین کو دیکھا تو ذرا جھجھے اور مس کلیرسا اور ریڈ اسے ہاتھ ملایا۔

کلیرسا۔ آپ اتنے دن تک کہان تھے خواجہ بدی

خوجی۔ اوّل تو بندہ خواجہ بدی نہین بدیع کہیئے۔

کلیرسا۔ ہم اس زبان سے واقف نہین ہین صاحب

خوجی۔ یہ جو بڑے زباندان بنے ہین میان آزاد۔ انکو ہم کیا سمجھتے ہین بھلا یہ کیا ہین مقابلہ تو کرلین۔

آزاد۔ اے یار خدا کے لئے ہمارا رنگ پھیکا نکرو (لارڈ وغیرہ)

خوجی۔ (اکڑکر) ہان اب البتہ خاموش رہین گے۔

آزاد۔ حضور کی مہربانی کیون سب کے سامنے شرماؤ گے

خوجی۔ کہیئے اب کیا رنگ ڈھنگ ہے۔

آزاد۔ بدستور وہی حال وہی کیفیت

از نالۂ عاشقانۂ من گل کرد جنون بروزگارم افروخت بلا بکیسۂ من زین شعلۂ غم کہ سربلند است	حسرت کدہ ایست خانۂ من آتش زدہ عشق در بہارم آتشکدہ کرد سینۂ من چون شعلۂ شرارہ ام سپند است

ہر شب ز تپش بصد تب و تاب تا روز بر آتشم ز مہتاب	

خوجی۔ برادر این مس چہ نام داری با بائے من

آزاد۔ اب آپ تو کل عمر یہی مجادلے رہین ختم کرو گے

خوجی۔ نہ بابا من در شما گفتگوے الفاظ سادہ چنین۔

وجہان گفتگو کردی کہ نہی نہ کہ نہی - ایں و بس -

ہر آنکہ زاد نباچار باید ش نوشید
زجام دہر مے کل من علیہا فان

آزاد - کیا برجستہ شعر پڑھا ہی عجب جونگا ہو -

جھکے رہنے سے گردون کے بھی گردن کی ظاہر ہی
سمجھتا ہون خم شمشیر مین تسلیم دشمن کو

جیسا شعر آپ نے پڑھا ایسا ہی ہم نے پڑھا -

خوجی - واہ ری قدردانی - بڑے زباندان بنے ہین

آزاد - ہی ہین - کیا اس مین شک بھی ہی -

خوجی - آپ اس باتون سے کچھ فائدہ نہ ہوگا -

آزاد - اس باتون سے !!! بہت خوب - آپ بھی علماؤن مین ہین اور آپ کے بھائی بڑے شعراؤن مین تھے اور آپ کے والد پنشن خوار امرا مین تھے -

خوجی - خیر صاحب آپکی داڑھی بڑی سہی بس اب یہ کہو کہ حسن آرا کو بھی خبر ہوئی یا نہین - نہوئی ہو تو بندہ پہونچے

آزاد - کھانے سے فراغت ہوے تو باہم مشورہ کرین -

خوجی - واللہ مجھ پیر فرتوت سے زیادہ اس کام کے قابل اور کسیکو بناؤگے - مین بڑے کام کا آدمی ہون -

آزاد - اسمین کیا شک ہی - بھائی جان - بیشک ہو -

اثنائے گفتگو مین میم صاحب نے کہا کہ حسن آرا بیگم نے کئی بار ایک بونے کا ذکر کیا تھا اور وہ کہتی تھین کہ آزاد کے ہمراہ ایک مسخرہ بونا گیا ہے شاید آپ نے کئی خطون مین اس بونے کا ذکر کیا تھا - مین جانتی ہون یہ وہی ہین ہی قد و قامت وہی مسخرہ پن وہی باتین - آزاد بہت ہنسے اور خوجی کیطرف دیکھکر کہا جی ہان یہ وہی مسخرے ہین

اس شخص کے سبب سے راہ مین بڑی دل لگی رہی اور بعض مقامون پر اس نے ہمین مدد بھی بہت دی - نہایت معقول آدمی ہی مگر جھکی مغرور - یاوہ گو - اور مجنون اور بات بات پر لڑ پڑتا ہی - ذرا کسی سے بات ہوئی اور یہ ہشت مشت پر آمادہ ہوگئے - بدن مین طاقت برائے نام بھی نہین - نتیجہ ظاہر ہے مگر یہ بے لڑے نرہین گے - یہ انمین عجب عادت ہی اور جو کوئی سمجھائے تو اس سے اُلجھ پڑین - اسی سبب سے کوئی اُنسے بولتا نہین مگر بڑے تماشے کے آدمی ہین -

خواجہ صاحب انگریزی خاک نہین سمجھتے تھے مگر باتون مین اسقدر تاڑگئے کہ اینجانب ہی کا ذکر خیر ہے - خونخوار ہوکر آزاد سے یون مخاطب ہوے -

خوجی - سنو میان - خواجہ بدیع ہفت زبان ہی - وہ کونسی زبان ہی جس سے یہ واقف نہین - فرمایئے - عربی فارسی ترکی اُردو فرانسیسی سب مین عبور انگریزی زبان کا بادشاہ - مین سمجھ گیا کہ تم ازبسکہ شریر ہو فلہذا میرے باجی اور بندہ کسی را بکدام وجہ بدمردنہ گفتند و بس

آزاد - تم کو تو ہے جنون - تم سے واسطہ کیا - تمھارا - ذکر کس نے کیا - آپ بھی سمجھتے ہین کہ ہمارا ذکر کیا جاتا ہی شان خدا - ہونھہ !!!

خوجی - ان بھڑون مین لونڈے آتے ہونگے جی -

کلیسا - کیا خواجہ کچھ خفا ہوکے گفتگو کرتے ہین اسوقت میڈم - ہان معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہی - کیون خواجہ بدی تم اسوقت ناراض کیون ہو اسقدر - آخر بوجہ نہین کوئی نہ کوئی سبب تو ضرور ہی -

خوجی صاحب بات یہ ہے کہ ہمارا کہنا انھون نے آج تک نہ مانا۔ نہ مانا۔ اور ہم اُنکے دوست جان نثار ٹھہرے۔

میم۔ (مسکراکر) بیشک یہ بڑا مسخرہ ہی۔ جیسا اخبار والے نے لکھا تھا ویسا ہی اسکی قطع و ضع بات چیت سب سے منہ اپنا بوستا ہی اور قد تو ماشاء اللہ ان ہاتھ پانو پر یہ زعم! اشان خدا

خوجی۔ اب سمجھن ہوتی ہی۔ واللہ خفقان ہوتا ہے آپ کھانے سے فراغت پائین تو کیا مضایقہ پھر ہم اور آپ باہم گوشی کرکے فیصلہ کرینگے۔ اسوقت جھگڑا کرنا مناسب نہین مگر جلد فراغت کیجیے ورنہ رات جاتی ہی۔

کھانے سے فراغت پاکر جنٹلمین اور میم صاحب ان سب سے رخصت ہوئے اور کہا کہ ہم اسیدم حسن آرا بیگم کو اس نوید مسرت خیز کی اطلاع دیتے ہین۔ آپ مطمئن رہین۔ آزاد پاشا نے ان دونونکی نوازش و عنایت کا شکریہ ادا کیا انکے جانے کے بعد میڈانے آزاد کو مبارکباد دی کہ جس شہر جس قصبے جس مقام پر جاتے ہو تم کو سب جانتے ہین تم سے کوئی ناواقف نہین۔ ایسا نام کسی نے کم پیدا کیا ہوگا کلیر سا بھی انکی ہمصفیر ہوئی اور کہا واقعی حسن آرا کے سبب سے یہ اور اُنکے سبب سے حسن آرا سقدر مشہور ہین کہ دنیا مین ہر فرد بشر جو ذرا بھی پڑھا لکھا ہی ان دونون کو خوب جانتا ہی اور ہندوستان اور روم اور روس مین تو لکھے پڑھے اور ان پڑھ کوئی ناواقف نہین۔ یہ خدا کی دین ہی۔

ادھر تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اب حسن آرا کے ہان کا حال سنیئے وہ گل پیرہن غنچہ دہن گھڑی بھر دن رہے بناؤ چناؤ کرکے ہمجولیون اور بہنون کے ساتھ چھت پر اٹھلا رہی تھی اور باہم ہنسی خوشی مذاق کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔

نظیر۔ کہین کہین اسیوقت دلہن کو دکھاتے ہین تنقیح بھولی ہی نہ اس وقت معشوقون کا حسن دوبالا ہو جاتا ہی اگر اسوقت آزاد آجائین تو کیا کہنا۔

حسن۔ تمھارے مُنھ مین گھی شکر۔

بہار۔ لے اب آگئے ہی داخل ہین آج نہین کل کل نہین پرسون اب دنون کی بات ہی ہفتون کی بات نہین ہی

روح۔ جب برسون چٹکیون مین کٹ گئے تو دن تو بات کرتے معلوم نہونگے اور ہمارا دل گواہی دیتا ہی کہ آزاد صبح شام داخل ہوا چاہتے ہین۔ اگر اسمین فرق ہو تو جب ہی کہنا

حسن۔ عجب کیا ہی۔ آخر ہندوستان مین آگئے اور جائینگے کہان سوا اس شہر کے اور کہان جائینگے۔

جانی۔ انکا تو یہی جی چاہتا ہوگا کہ دن رات آزاد انکے پہلو سے جدا نہ ہون۔ بس وہ ہون اور یہ ہون۔ دیکھین تو آزاد کی شکل صورت کیسی ہی جو یہ اسقدر ریجھی ہین انکے مذاق اور انکی پسند تو دیکھین مگر دل ہی کہتا ہے کہ آزاد کردارون جوانون مین فرد ہونگے۔

نظیر۔ حسن آرا کی سی نزاکت اور انکا سا حسن بھی کسی مین کم ہے۔ آدمی کیا پھول پان ہی۔ نازکی خود ان کی نزاکت کی قسم کھاتی ہی۔

حسن۔ آپ اپنی تعریف رہنے دین۔ ہم اچھے ہین یا بُرے آپ نظر عنایت ہی رکھین۔ جانی بیگم کی صحبت مین تین بہت سیکھ گئی ہو گیا۔

جانی۔ (آگ بھبوکا ہوکر) دیکھو حسن آرا ہزار بار کہدیا ہمارے مُنھ نہ لگو چہ خوش اب جانی بیگم ضرب المثل ہوگئی گویا۔

نظیر۔ سچ کہتی ہو حسن آرا۔ انکی صحبت ایسی ہی ہی۔ جو کوئی

انکو سمجھائے تو الٹی آنتین گلے پڑین ہمکو یہ نہ چھیڑا کرین تو گویا انھون نے ہمکو بن داموں مول لے لیا اب اس سے بڑھکر اور بدنامی کیا ہوگی کہ آئے دن ہمجولیان طعنے دیتی ہین کہ جانی بیگم کی صحبت مین رہتی ہی نہ۔

جانی۔ (تنگ کر) اب کچھ تم سنوگی سمجھین۔ ہان ہمجولیان کیا طعنے دیتی ہین۔ ذری ہم بھی تو سنین یہ طعنے دیتی ہین کہ جانی بیگم کی صحبت مین خراب ہوگئین اے ہی۔ کیا تمھی بیچاری ہین کہتے شرم نہین آتی۔ خدا کی شان ہماری صحبت مین اور یہ خراب ہون۔ تم روکھی پھیکی گنوارین ہماری قدر بھلا کیا جانو۔ دو دن پاس بیٹھو تو آدمیت سیکھ جاؤ۔ بہن۔

بہار۔ اسوقت تو جانی بیگم نے بہت ضبط کیا نہین تو خدا کی پناہ نظیر بیگم نے واقعی بہت بُری بات کہی تھی مگر جانی بیگم نہین بُرا مانو تو کہون۔ تم اسوقت ذری دب بھی گئین کیا جانے اسکا کیا سبب ہی۔

جانی۔ مین اور ان ایسیون سے دب کے چلون نثر رابہ مین کیا بیچاری! پرائے گھر مین بیٹھی ہون اس سے خاموش ہوگئی ورنہ بخدا نہین انکو اس زبان درازی کا مزا چکھا دیتی۔

روح۔ لے تو اسقدر تنکتی کیا ہو بہن صحبت تو ان کو تمھاری رہی ہی اس مین کیا کچھ شک بھی ہی۔

جانی (مسکراکر) اور مجھے رونا کاہیکا ہے۔ یہی تو بُرا معلوم ہوتا ہی کہ میری صحبت کی بیٹھنے والی۔ آنکھون کی دیکھنے والی بلکی بنی رہے۔

حسن۔ اللہ۔ یہ جھگڑا سارا اس بات کا تھا۔

روح۔ لے لو۔ چہ خوش۔ یہ معلوم ہی نہ تھا۔

حسن۔ سچ تو کہتی ہین انکی صحبت اور سیدھی ایسی رہین

نظیر۔ انکی صحبت سے اور بنا دین رکھے (کان پکڑکے) اتنے مین ایک مہری نے آکر بہار النسا کا نام کہا اور دونون آہستہ آہستہ باتین کرنے لگین۔ تھوڑی دیر کے بعد بہار النسا بولین (تو آپین چوریکی کون بات ہی) اچھی طرح کیون نہین کہتی ہو اب سبکو اشتیاق ہوا کہ کیا بات ہی اور نہایت اصرار کے ساتھ پوچھنے لگین تو مہری نے یون بیان کیا۔ ای حضور نیک قدم کے ہوٹل مین نوکر ہین مین عسکری خانم کے ہان سے آتی تھی اونہون نے کہا چلو اُنسے بھی ملتی آؤن۔ وہان مین نے نرگسین دیکھین دونون جوان اور اسقدر کی قبول صورت کہ مین کیا عرض کرون چندے آفتاب چندی مہتاب بس حضور مین نے نیک قدم کے ابا سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا کیا معلوم کون ہین مگر انکے ساتھ ایک مسلمان بھی ہین سو مسلمان اس سے جان پڑے کہ بہ مہری اور کاہانی سے انکو پرہیز ہی مگر وضع سے بالکل صاحب لوگ جان پڑتے ہین ویسے ہی گورے چٹے ویسی ہی وضع وہی کپڑے اور سادہ دونون ہمین انگریزی بولنا نہین جانتے ہین۔

روح۔ لو بہن مبارک آؤ اور داخل ہوگئے۔

گیتی۔ ہو تم آزاد ہی ہون تمھارا بھی دل گواہی دیتا ہو۔

بہار۔ ذری بڑے میان کو بلانا۔ پیر مرد کو۔

مہری۔ اور حضور بڑے خوبصورت جوان ہین۔ ہلو گوگی زبان اچھی طرح بولتے ہین جب مین نے نماز پڑھتے دیکھا تو بڑا تعجب ہوا اگر نیکقدم کی بانی معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہین عیسائی نہین ہین

بہار۔ مین جاکے امان جان سے کہتی ہون کہ آزاد داخل ہوگئے بہار النسا نے بڑی بیگم سے کہا۔ امان جان مبارک ہو بچھڑے ہوئے آگئے اب جشن کیجئے مہری کہتی ہی کہ ہوٹل مین ٹکے ہین بڑی بیگم بولین کہان ٹکے ہین۔ اڈل گیا ہے پر بڑا قہقہہ پڑا اور بہار النسا

نے کہا ہان انگریزون کی سرائے مین ٹکے ہین جہان صاحب لوگ اُترتے اور کھاتے پیتے ہین۔

بڑی بیگم بہت خوش ہوئین۔ اُسیوقت محمد عسکری کو بلوایا اور حکم دیا کہ وہان جاکے دیکھ آئے ہین یا نہین۔ محمد عسکری گاڑی پر سوار ہوکر ہوٹل گئے۔ اِدھر مغلانی نے حسن آرا بیگم کو ایک خط دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

مائی ڈیر حسن آرا۔ اسوقت تم کو مژدہ سناتی ہون جس کی تم برسون سے بکمال اشتیاق مشتاق ہو۔ مگر اس نوید مسانی کے عوض مین تم سے ایک دعوت کل ہی لونگی۔ آج ہم نے پھر پائی کہ پارسیون کے ہوٹل مین ولیڈیان اور ایک جنٹلمین فروکش ہین۔ شام کو ہم گئے تو دور ہی سے صورت پہچان گئے بتاؤ کون تھے وہ جنٹلمین آزاد پاشا ہین اور وہ دونون لیڈیان وہ ہین جنکو تم خوب جانتی ہو۔ ایک مس میڈاکوہ قاف کی پری دوسری مس کلیرسا۔ روس کی خاتون مجھسے اور آزاد سے خوب باتین ہوئین۔ خدا کو گواہ کرکے کہتی ہون اور تم خوب جانتی ہو کہ مین قسم کھانیکی عادی نہین ہون کہ اس اتنے بڑے شہر مین کوئی جنٹلمین ایسا نہین جو خوبصورتی اور رعنائی اور برنائی اور قوت مین اُسکا نقطۂ مقابل ہو باتین کرتے ہوئے مُنھ سے پھول جھڑتے ہین۔ ہر دل عزیز آدمی ہے الغرض آج میرا جی خوش ہوگیا کہ آزاد پاشا کی نسبت جو کچھ کہا اور پڑھا تھا اُس سے بھی بڑھکر چڑھکر پایا۔ کل لونگی اور کھانا تمھارے ہی ساتھ کھاونگی جب مین نے آزاد کو اطلاع دی کہ حسن آرا سے مین واقف ہون تو بہت خوش ہوئے۔

یہ خط پڑھکر حسن آرا نے بہار النسا کو سنایا اور یہ اشعار زبان پر لائی

گیا ہی کوچۂ کاکل مین اپنا دل	مسلمان دار دہندوستان ہی
سنے جو پھر نہ جاگے تا قیامت	ہمارے عشق کی وہ داستان ہی
تجھے کہتا ہون سن اے دخت دل	وہان لیجا جہان وہ دلستان ہی
	ادا و ناز غمزہ سے ہے آتا
	مرے یوسف کے ہمرہ کاروان ہی

جانی اسوقت تو باچھین کھلی جاتی ہین۔ کیون نہو۔ نظیر۔ بات ہی ایسی ہی۔ برسونکے بعد آزاد کے آنیکی خبر سنی۔ روح۔ اللہ نے بڑی نعمتون سے یہ دن دکھایا نہ جانے کس کس نے اسکے لئے دعا مانگی جب یہ دن نصیب ہوا کہ آج آزاد کے آنیکی خوشخبری سنی اس سے بڑھکر خوشی اور کیا ہوگی۔ بہار۔ آہین کیا شک ہی بہن۔ گو لاکھ خوش تھے کہ آزاد نے یہ کیا وہ کیا۔ مگر پھر دل یہ کہتا تھا کہ سائین کے سو کھیل۔ بارے اللہ کو اچھا ہی کرنا منظور تھا۔

روح۔ اے بہن۔ کون ٹھکانا تھا۔ دور از حال ذرا سی گولی چنے کے برابر اچھے ڈھوئے کے ڈھوئے کو دم کے دم مین کہین کا نہین رکھتی۔ مگر جیلو جو ہوا۔ اللہ نے ان دونون کو سرخرو کیا اب نکاح ہوا اور انکی جوڑی برقرار رہے۔

اتنے مین مغلانی نے بہر آرا کو جو خواب ناز مین تھین جگایا اُنکے آتے ہی مبارک سلامت کی آوازین چوطرفہ سے آنے لگین قرط عرب سے بہر آرا کی آنکھین اشکبار ہوگئین حسن آرا سے کچھ کہنے کو تھین مگر زبان نے مدد ندی تھوڑی دیر کے بعد سنبھلکر کہا باجی جان شکر ہے کہ آزاد پاشا کی خیر و عافیت سے آنے کی خبر سنی بہر آرا بیگم نے کہا ذری کسیکو بھیجکر آسمان جاہ کو تو بلوا لو اور حسن آرا نے مہری کو حکم دیا فنس نکلواؤ اور تم اور نیک قدم کی ماں فنس کے ساتھ ہولون دو سپاہی لے لو اور مشعلچی اور جانے نا دک ادا بیگم سے کہو کہ (آہستہ سے) آزاد داخل ہوئے

ہین۔ چلیے بلایا ہے۔
روح۔ اُنکی ساس کا مزاج جانتی ہو وہ نہ بھیجینگی اسوقت پھر بلانے سے کیا فائدہ۔ اور بات گنوانا ہے۔
گیتی۔ بہار النسا ہن کا نام لین تو بھیجدین۔
بہار۔ ہان نازک ادا کی ساس ہمپر ذری کیسقدر مہربان ہین مگر یہ کچھ فرض تھوڑا ہی ہے کہ اسوقت بھیج ہی دین۔
حسن۔ اُنکے بغیر یہان سونا ہی ایک ہی کونا آباد ہی۔
جانی۔ کیا کہا۔ ذری پھر تو کہنا۔ پھر وہی چھیڑ خانی۔
الغرض مہری حکم بجالائی۔ نازک ادا بیگم کی ساس نے پہلے ناک بھون چڑھائی اور کہا بھلا اب یہ کون وقت ہی مگر جب اُنھون نے دیکھا کہ نازک ادا اُنکے بغیر جانیکو تیار ہوئین تو کہا اچھا چلی جاؤ مگر گل ضرور آجانا یہ نفس پر سوار ہوکر نہ چل محل سرا حسن آرا ہوئین اور اُترتے ہی مبارک مبارک کہتی ہوئی کوٹھے پر گئین
نازک۔ حسن آرا کہان ہین آؤ ہن گلے ملین۔
حسن۔ یہ آج تو کچھ بہت ہی خوش خوش آتی ہین۔
نازک۔ چہ خوش۔ خوب۔ بہت ہی خوب۔ کہو بچھڑے ہوئے ملے اسیطرح اللہ کرے ہمارے میان بھی شکار سے واپس آئین
حسن۔ کیا شکار کھیلنے گئے ہین۔ یہ کب گئے ہین۔
نازک۔ لے کوئی اٹھوارہ ہوا ہوگا اور شکار ہی کا ہے کا شیر دن کا شکار مگر وہ بڑے گل چلے ہین۔
جانی۔ وہ ٹیٹون کی آڑ مین شکار کھیلنے والے اسامی ہین
نازک۔ اخاہ جانی بیگم بھی ہین۔ اب تو حسن آرا کی بغل گرم ہوگی ہین۔ اب اُنکے دماغ کاہے کو ملنے لگے۔
جانی۔ انکے دماغ یون نہین ملتے تھے اتنا اور بھی نہ ملینگے
حسن آرا اللہ جانتا ہی اس وقت تمھارے بشرے سے خوشی برستی ہی کسی سے کچھ نہ کہو۔ مگر تمھارے چہرے خوشی کے آثار نمایان ہین۔
نازک۔ اسوقت آزاد پاشا نظر دن کے سامنے پھر رہے ہین

دیکھکر کون تری چہرے کو حیران نہ ہو — آنکھ لگنے نہ دیگی تری رنگین جوبن کی دکان
جب مین سمجھا کہ یہ ہی سایۂ گیسوئے دراز —
پھر مجھے کچھ غم طول شب ہجران نہوا
ہم وہ بلبل ہین قفس ہی مین رہے ساری عمر
گذرا اپنا تو کبھی سوئے گلستان نہوا
اس تمنا مین ہم افسوس ہوئے سودائی
تیرے ہاتھون سے مگر چاک گریبان نہوا
جب تلک باندھے نہ خورشید رخونکے مضمون
مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہ ہوا
ابر مین کب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے
ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہ ہوا
کوئی بت تیرے سوا اے بت کافر نہ خدا
قبلۂ دین نہ ہوا کعبۂ ایمان نہوا

بہار۔ مین اسکے گلے پر عاشق ہون۔ ہان ہان ہن اور کوئی غزل شروع کرو۔ کوئی عمدہ سی غزل کہو۔
نازک۔ اچھا ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پلاؤ تو گائین
حسن۔ ایک نہین دس۔ بلکہ کنوان کا کنوان پی جایئے
نازک۔ (پانی پی کر) آج جسقدر ہم خوش ہین اُسی قدر حسن آرا بھی خوش ہوگی بڑی خوشی ہوئی بہار النسا بہن آزاد۔ بیچارے آگئے۔ چلو بہت اچھا ہوا۔
نازک ادا بیگم نے آہستہ آہستہ یہ شعر بہ لحن داؤدی ادا کیے دلبستگی سی ہی کسی لیکن دو تا کیساتھ۔ پالا پڑا ہی ہمکو خدا کس بلا کیساتھ

ناخدا کرین گے اب سے دعا ہجر یار کی	
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ	
یارب وصال یار مین کیونکر ہو زندگی	
نکلی ہی جان جاتی ہے ہر ہر ادا کے ساتھ	
ہر دم عرق عرق نگہ بے حجاب ہے	
کہنے نگاہ گرم سے دیکھا حیا کے ساتھ	
دست جنون سے میر اگر بیان سجھ لیا	
الجھا ہے اسنے شوق سے بند قبا کے ساتھ	
مومن وہی غزل پڑھو شب جس سے بزم مین	
آتی تھی لب پہ جان زہ وجد ادا کے ساتھ	

جانی - تمھاری ساس تو نہین کچھ رولا لائی تھین -

نازک - مین نے جیسے ہی یہ خبر سنی جھٹ پٹ کپڑے بدل مغلانی کو ساتھ لے فٹن پر سوار ہوئی جب دیکھا کہ جانی ہی ہی تو کہا اچھا جاؤ کل چلی آنا -

گیتی - حسن آرا بیگم نے بڑی خوشی سے اسوقت بلوایا تھا -

نازک - آزاد آنکر ٹکے کہان ہین - خیر کیونکر ہوئی -

بہار - مہری نے آنکر کہا اور پھر میم صاحب کی چٹھی آئی -

اتنے مین محمد عسکری بڑی بیگم کے پاس آئے اور آزاد کی ملاقات کا حال یون بیان کیا - لیکن ہوٹل گیا تھا پہلے تو مین نے دو تدرو رفتار گلرخسار مین دیکھین تو ان ابھی نوعمر ہین وہ ایک صاحب کے ساتھ ہوٹل کے ایک چمن مین جہل قدمی کر رہے تھے مین نے خانسامان سے پوچھا کہ محمد آزاد نامے کوئی یہان فروکش ہین - اسنے کہا جی ہان وہ کیا ٹہل رہے ہین مجھے سخت تعجب ہوا کہ محمد آزاد نام اور یہ لباس جرأت نہوئی کہ آگے بڑھکر ان سے ہمکلام ہون اتنے مین خانسامان نے اُنسے کہا کہ حضور کی ملاقات کو ایک صاحب آئے ہین وہ فوراً میرے قریب آئے اور السلام علیکم کہکر مجھسے مصافحہ کیا - اب مین حیران کہ یا الٰہی اُنسے کہون تو کیا کہون اور وہ مجھسے کئی سوال کر بیٹھے - آپکا اسم مبارک آپ کہانسے تشریف لائے ہین خاکسار کو کس غرض سے ممنون فرمایا مین نے کہا جناب کا نام سنکر صرف زیارت کے لئے آیا ہون - کرسیان منگوائین خود بھی بیٹھے مجھے بھی بٹھلایا اور یون گفتگو ہوئی -

آزاد - دولت خانہ آپکا اسی شہر مین ہی یا کہین باہر ہین - جناب ابتو کئی دن سے یہین قیام رہتا ہی -

آزاد - مجھے پیشتر بھی آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا ہین - پیشتر مجھے کبھی آپ کی زیارت نہین نصیب ہوئی تھی لیکن آپ شہرۂ آفاق ہین یگانۂ دہر - آپکی زیارت ہماری سعادت ہی -

آزاد - اپنے شہر کے متعلق آپ کوئی نئی بات نہین جانتے ہین - یہان ہر گلی کوچے مین حسن آرا بیگم کا فسانہ خاص و عام کے ورد زبان ہی غالباً آپنے بھی اُن بیگم صاحب کا نام سنا ہوگا

آزاد - (مسکراکر) دنیا مین ہزارون خدا کے بندے پڑے ہین

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین	
ہزارون بت ہین یان ہندوستان مین	

ہین - بہت اچھا پھر یہی کہدونگا -

آزاد - غور سے نظر کرکے اب آپ پہیلیان تو بجھوائیے نہین صاف صاف بیان فرمائیے کہ آپ خود آئے ہین یا آپ کو کسی نے بھیجا ہے -

ہین - حضرت صاف تو یہ ہی کہ بڑی بیگم صاحب نے مجھے بھیجا ہی

الحمد للہ کہ خدا نے یہ دن تو دکھایا تمام ہندوستان کو اسی دن کی آرزو تھی غالباً اب تک وہان سب کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ آپ تشریف لائے ہین۔

آزاد۔ حسن آرا بیگم۔ جنکا مین نے نام لیا انسے آپ صرف اتنا ہی کہدیجئے گا کہ تمھارا نام لے کر خاموش ہو رہے۔

مین۔ بہت خوب مجھے تو بڑی بیگم صاحب نے بھیجا ہے۔

آزاد۔ آپ بڑی بیگم صاحب سے میری خیر عافیت کہدیجیے گا اور یہ بھی کہدیجئے گا کہ آپ بزرگون کی دعائے خیر سے بندہ واپس آیا صعوبت سفر اور زحمت جنگ کا حال گفتنی ہے مگر اب وہ باتین تقویم پارینہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتین

مین۔ کمال اشتیاق حضور کی زیارت کا تھا۔

آزاد۔ آپکی عنایت۔ مگر اسم شریف آپ نے نہ بتایا۔

مین۔ خاکسار کو محمد عسکری کہتے ہین۔

آزاد۔ بڑی بیگم سے کچھ قرابت ہی۔

مین۔ (کسی قدر شرماکر) جی ہان کچھ ہے۔

آزاد۔ (ہنسکر) اس مین شرمانے کی کیا بات ہی حضرت

مین۔ جی کچھ نہین۔ یہ تو ہوا ہی کرتا ہی۔

آزاد۔ آپ اسقدر دانا بینا ہو کر شرماتے ہین۔

حسن آرا بیگم کو نازک ادا بیگم نے بلطائف الحیل مہتابی پر بلایا اور کہا بہن ہم نے تم کو تنخلیے مین اس لئے بلایا کہ اپنے طور پر کچھ پوشیدہ باتین کرین اور تم کو سکھائین کہ معشوق پن کسے کہتے ہین۔ گو اسمین تو شک ہی نہین کہ تمھاری ایک ایک ادا سے معشوق پن برستا ہی معشوق پن کوئی تم سے سیکھے مگر پھر بھی تجربہ اور شے ہی حسن آرا مسکراکر بولی بہن سچ کہتی ہو میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ آپ کہتی کیا ہین معشوق پن کیسا اور تجربہ کیسا۔ یہ چیز مین بھی سکھانے سے آتی ہین بھلا۔

نازک۔ کیا تجربہ کوئی چیز ہی نہین ہی۔

حسن۔ خدا جانے کس بات کا تجربہ ہین۔؟

نازک۔ بیان ہی کیونکر باتین کرنی چاہئین اس بات کا تجربہ۔

حسن۔ ہان پھر اسکا تجربہ ہمین ابھی کیونکر ہو رفتہ رفتہ معلوم ہو جائیگا مگر جبکہ ہم اور وہ دونون دل سے ایک دوسرے کے شیدا ہین تو پھر تجربہ ہو یا نہو۔ ہمارا عشق رنگ جماہی لیگا۔

نازک۔ بہن اسکے بھید کو تم کیا سمجھو گی۔ یہ از دنیا زکی باتین ہین میان سے اسطرح پیش آؤ۔ اور ایسی معشوق پن کی گھاتو نکالو کہ وہ خود دادِ دین۔ اگر میان ادھر ہی کا دل للچائے تو ممکن کیا کہ کوئی مرد ادھر ادھر آشنائی کرتا پھرے۔

حسن۔ آپکی باتین ہی انوکھی ہین ہم دونون تو لیلیٰ مجنون شیرین فرہاد ہین بہن ہم مین آپ سمین ان باتونکا برتاؤ کیسا

ع۔ گر نغمہ کند و رنکند دل نفریبد۔ یہان تو بات اور ہی ہی

نازک۔ اچھا اب دیکھین جو بات اور ولولہ آج ہی وہ کبتک بدستور رہتا ہی۔ اگر سچا عشق ہی تو تمام عمر رہیگا ورنہ سان سال

حسن۔ اب اسکا حال تو خدا ہی کو معلوم ہی۔ مگر ہم اسوقت ایسی باتین کرنا نہین چاہتے کچھ اور ذکر چھیڑیئے۔

نازک۔ کوئی غزل گائین ایسی کہ تم بھی پھڑک جاؤ۔

وعدے کی جو ساعت دمِ کشتن ہی ہمارا

جو دوست ہمارا ہی وہ دشمن ہے ہمارا	
آغشتہ بخون دست کو تو پوچھتے ہین وہ	
اُلٹے کفِ جلاد مین دامن ہے ہمارا	

گو حسن آرا بیگم ضعیف الاعتقاد نہین مگر ان دونون

شعر ون نے انکو کسیقدر بیقرار کر دیا۔ کہا بہن گاؤ تو خوشی کی غزل گاؤ۔ خوشی کے دن سب خوشی ہی کی باتین اچھی معلوم ہوتی ہین۔

نازک۔ تاڑ گئی اور یہ شعر زبان پر لائی۔

چشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئے گا
عطر نکہت مین گل نرگس بساتی ہے بہار
غنچہ ہائے آرزوئے مومن اب کھلنے کو ہین
خیر مقدم گلشن ایمان مین آتی ہی بہار

وصل جانان کی دعا کرتے ہو شکر خدا
حضرت مومن تمھین دعوی مین ہے ہنوز

حسن۔ آپ چلکر وہین نہ بیٹھین یہان کیا ہی۔

نازک۔ ہان اچھا دیکھو تو جانی بیگم کو اسوقت کیسا آڑے ہاتھون لیتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے کسی سے پالا پڑا تھا

نازک ادا یہ کہکر تو اس فکر مین تھین اور اُدھر جانی بیگم نے اُنپر پہلے ہی آوازہ کسا۔ مین کہتی ہون یہ نازک ادا کہان چٹیلے پن کے ساتھ حسن آرا کو لے کر چلدین۔

بہن اسکے پھسلانے مین نہ جانا۔ یہ بڑی ایک ہین۔ یہ لاکھ کہین تم اپنی ہی کرنا سن لیا کہ آزاد پاشا آئے ہین اور یہ تو جانتی ہی ہین کہ مرد خوشامد ہین۔ اب حسن آرا نے محبت بڑھاتی ہین۔ دیکھو حسن آرا یہ اچھی بات نہین ہی۔ پھر رفتہ رفتہ سوتیا ڈاہ نہ پیدا ہو جائے)۔

بہار (ہنسکر) دونون اچھی ملین کوئی کسی سے کم نہین گیتی ابھی وہ ذری چپ ہین۔ مگر کچھ کہا ہی چاہتی ہین

روح۔ دونون شمشیر برہنہ ہین۔ چپ دپ کوئی بھی نہین ہی مگر یہ مہتابی پر کیا کرنے گئی تھین۔

اب سُنئے بڑی بیگم صاحب جو بیٹ ٹیکتی ہوئی چھت پر تشریف لائین ضعیف الاعتقاد تو پرلے سرے کی تھین کبھی خواب اور کبھی منت ماننے اور آنکھ پھڑکنے کا ذکر چھیڑا

بڑی۔ مین نے تو کل ہی کہدیا تھا کہ کوئی خوشخبری سننے مین آئیگی میری بائین آنکھ برسون سے پھڑک رہی تھی۔

روح۔ اماجان ابتو سب ہی کہینگے۔ اور آپنے کل سے کہا تھا کہ خوشخبری سننے مین آئیگی ہم نے تو آج ہی سنا۔

مغلانی (خوشامد سے) مجھسے فرمایا تھا حضور۔

روح۔ یہ بولین جھوٹون کی سردار۔ تم سے اماجان نے کہا تھا اچھا ہم سے کیون نہین کہا۔

بہار۔ تم بڑی بے ادب ہو۔ جو مُنھ پر آیا بک اُٹھین۔

روح۔ اماجان (ہاتھ جوڑکے) ہماری آنکھ نہین پھڑکتی کبھی۔ آخر یہ آپکو بتایا کس نے ہے۔ اس سے ہوتا کیا ہی۔

بڑی۔ بابا ابھی ناتجربہ کار ہو تم کیا جانو۔

مغلانی۔ حضور نے آج صبح کو ایک کوے سے باتین کی تھین

بڑی۔ یہ ان باتونکو کیا جانین انکے سامنے کہنا ہی فضول ہے مین تو سویرے جب اُٹھتی ہون ہوا کا رخ دیکھتی ہوئی۔

حسن۔ (مذاق کی راہ سے) اماجان ہمین بھی بتا دیجئے۔

بہار۔ خاہ انکو بھی زبان آئی ہمکو تو ان باتون کا عقیدہ ضرور ہی اور ہین نہین تو اتنے آدمی کیون مانتے ہین۔

حسن۔ یہ روح افزا بہن کو خدا جانے کس نے کہدیا کہ ذرا کوئی بات نہین مانتی اور ہنستی ہین۔

بڑی۔ (مسکراکر) تم سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہو۔

بہار۔ یہ میرے دل کی بات کہی اماجان۔ کوئی پوچھے تم کون بہت مانتی ہو جو روح افزا کو للکارتی ہو خواہی نخواہی

حسن۔ اماجان یہ لڑواتی ہین مین کہا نہین مانتی۔
بڑی۔ مین نے کل خواب دیکھا تھا کہ ایک آدمی۔ مگر نہ
کہونگی ان لڑکیون کو یقین تو آوے ہی گا نہین۔
بہار کہے کیے۔ اماجان۔ ان لوگون کو یقین نہ آوے
چاہیے۔ مجھے تو آپ خوب جانتی ہین۔ جب خواب دیکھا
کوئی نہ کوئی بات ہوئی ضرور۔
بہار النسا نے کرورون قسمین دین تو مجبور ہوکر بڑی بیگم
نے خواب کا حال یون بیان کیا۔ کہا دو بجے کا وقت ہوگا
جب میری آنکھ لگی تو مین کیا دیکھتی ہون کہ ایک آدمی
کوئی اٹھارہ بیس برس کا سن ہوگا نہایت قبول صورت خوبرو
ہزار دو ہزار مین دیدار و جوان سبزہ آغاز دروازے پر آنکے
کھڑا ہوا۔ کہا حضور اب تو انعام دلوا دیجیے۔
بہار۔ ہان اماجان بیشک صحیح ہی آپکا خواب ہمیشہ سچا نکلتا
ہی اب بھی انکو یقین نہ آئے تو کوئی کیا کرے۔
بڑی۔ بس مین نے کہا صاحبزادے کس بات کا انعام
مانگتے ہو۔ مسکراکر کہا۔ واہ حضور ملکون ملکون کا سفر کیا جان
ہتیلی پر لیکر سارے زمانے کی خاک چھانی اور اب انعام کے
وقت حضور فرماتی ہین کہ کاہے کا انعام۔ انصاف
کیجیے اور میرا انعام مجھے دیجیے۔
روح۔ یہ تو صاف صاف خواب ہی۔ وہ جوان آزاد
ہونگے اور انعام مین حسن آرا کو مانگتے ہونگے۔ ہم اگر خود
ایسا خواب دیکھین اماجان تو ہم کو ضرور یقین ہوجائے
کہ خواب کا اثر ہوتا ہی۔
حسن۔ (آہستہ سے) ہمتو اگر خواب دیکھین بھی اور وہ سچا
بھی نکلے تو ہمین یقین نہ آئے کہ خواب کا اثر ہوتا ہے۔

روح۔ ہی تو ایسا ہی یہ سب خواب و خیال ہی۔
بہار۔ چلو چپ رہو۔ ہان اماجان پھر کیا باتین ہوئین
بڑی۔ بس مین نے اسکو چاندی اور سونا اور گلاب کا پھول
ایک ہرن دیا۔ اور کہا اب یہ امانت تمھارے سپرد ہے۔
روح۔ یہ چاندی سونا گلاب اور ہرن کا کون محل ہی
بڑی۔ بیٹا ابھی تم کیا جانو چاندی سے مطلب یہ کہ کندن
چاندی سا چمکتا اور سونا اس لیئے کہ کندن سا دمکتا ہی
اور گلاب کا پھول ظاہر ہے۔ اللہ نے انکو کھڑا بھی ایسا
ہی دیا ہی اور ہرن آنکھون سے مراد ہے۔
بڑی بیگم صاحب تو اپنے خواب کا ذکر کرتی ہی تھین کہ
اتنے مین قفس سے ایک اور ضعیفہ اترین اور انھون نے
آتے ہی مبارکباد کہکر اپنی کہانی یون شروع کی اماجی
بیگم کیطرف مخاطب ہوکر۔ بہن جسوقت تمھارے ہان سے
پھری گئی مین آرام مین تھی اسنے مجھے جگا دیا تو اسوقت
مین اسپر بہت جھلائی مگر اس نے وہ خبر سنائی کہ غصہ فرو
ہوگیا مین اسوقت خواب دیکھ رہی تھی کہ جیسے بہت بڑا
پہاڑ ہی اور اسکی چوٹی پر ایک آدمی کھڑا ہی اور اسکو کوئی
ڈھکیل رہا ہی وہ زور کرکے رک جاتا ہی مگر ایک شخص کمر
باندھے مستعد ہی کہ اس بیچارے کو زمین پر گرادے اور پہاڑ
کے دامن مین حسن آرا کھڑی ہی اور وہ آدمی حسن آرا کا نام
لے کر کہہ رہا ہی کہ خبردار مجھسے نہ بولنا مین نے حسن آرا کے
حکم کی تعمیل کی ہی۔ مگر دوسرا شخص ایک نہین سنتا کہتا ہے یا تو
پہاڑ سے اتر جاؤ یا ابھی ابھی اس زور سے اٹھا کے پھینکونگا کہ دھڑ
سے نیچے گروگے اور وہ اسکے جواب مین کہتا ہی کہ حسن آرا نے
ہمین حکم دیا ہی کہ تو جاکے آسمان کا تارا لا مین اب دیتہ

لگاکے تار اڑتا ملاؤن تو جہان تھا جلا جلاؤن۔
بڑی۔ دیکھو سنو روح افزا کہان ہین۔ کچھ سنا بیٹا۔
روح۔ ہان اماجان سن رہی ہون سب سنتی جاتی ہون
بہار۔ کیا اب بھی تم کو خواب کا یقین نہ آئیگا۔
گیتی۔ سچ کہون مجھے تو کچھ کچھ یقین آتا چلا ہی۔
حسن۔ (مسکراکر) کہا غلک یقین نہ آئیگا بہن۔
بڑی۔ ہان بہن پھر کیا دیکھا آنکھ تو نہین کھل گئی۔
بیگما بیگم۔ (بوڑھی کا نام) ابھی نہین بس پھر مین نے دیکھا کہ وہ آدمی زینہ لگانے لگا تو اس بیرحم دوسرے شخص نے زینہ کھینچ لیا اور وہ بیچارہ گر پڑا۔ مگر پھر سنبھلا اور ایسا مارا کہ اس شخص کا دم پھولنے لگا۔ حسن آرا نے قہقہہ لگایا۔ اور وہ بھی زینے پر چڑھ کر آسمان پر گیا۔ آسمان پر تھگلی لگائی تو نظرون سے غائب ہوگیا اور حسن آرا نصیب دشمنان رونے لگی کچھ دیر کے بعد آسمان سے وہ اترا اور ایک بڑا سا تارا ہاتھ مین لایا پہاڑ پر اوتر کر وہ اس نکر مین تھا کہ حسن آرا کے پاس جائے کہ بس اتنے مین مہری نے آواز دی اور آنکھ کھل گئی۔
جب بڑی بیگم اور بیگما بیگم دونون ضعیفہ خاتون چلی گئین تو حسن آرا اور روح افزا اور سپہر آرا بہت ہنسین اور بہار النسا اور گیتی آرا سے مزے مزے کی نوک جھوک ہونے لگی
حسن۔ ہنسنے اور اماجان سے خوب بنتی ہے۔
روح۔ بنا ہی چاہیے۔ یہ ایک خواب کا حال بیان کرین تو وہ دن افوہ کتنا بڑا ہوا عقیدہ ہی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔
بہار۔ تمھارا تو بابا آدم ہی نرالا ہے۔ تم تو کسی کو مانتی ہی نہین۔ تم دونون کی ایک رائے ہے۔ بھلا انکو جھوٹ بولنے سے کیا ملتا۔
گیتی۔ کیا تعجب کیا ہی۔ شاید دیکھا ہو خواب۔
بہار۔ آخر تم کبھی خواب دیکھتی ہو یا نہین پھر اگر انھون نے ایسا خواب دیکھا تو کون تعجب کی بات ہے۔
حسن۔ افوہ۔ باجی اللہ جانتا ہے بیگما بیگم نے اسوقت ایسی برجستہ کہی کہ مین دنگ ہوگئی۔ مین جانتی ہون شاید گھر ہی سے سوچتی آئی ہونگی۔ اور بے سوچے کہی تو اس فن مین ان کو کمال حاصل ہے۔
گیتی۔ اس بات مین ہم تم سے اتفاق نکرینگے حسن آرا
بہار۔ تم اتفاق کرو یا نہ کرو وہ کب مانتی ہین۔ وہ تو جو سمائی سو سمائی۔ بس اب وہ بات دل سے نہ نکلے گی۔
اتنے مین ایک مغلانی نے آنکے ان سب کی طرف مخاطب ہوکر کہا حضور بڑی بیگم دریافت کرتی ہین کہ آپ کو کسیکو معلوم ہے ثریا بیگم کون ہین اور کہان رہتی ہین۔ ناز ادا اور جانی بیگم بولین۔ ہان ہان ہمین معلوم ہے نواب سنجر سطوت کے ساتھ انکا نکاح ہوا ہی رہتی تو یہین ہین مگر کچھ دن سے اپنے مہمان کے ساتھ باہر گئی ہین مگر آنے والی ہین صبح شام داخل ہوا چاہتی ہین۔ مغلانی جواب لے گئی ادھر ناز ادا نے حسن آرا کے کان مین ثریا بیگم کا حال کہا اور برات کے دن وہ یہان آئینگی اس شب کو حسن آرا بیگم اس درجہ مسرور و محظوظ تھین جس کا حد و بیان نہین۔
حسن آرا بیگم سپہر آرا کے پلنگ کے قریب ایک مسہری پر لیٹین مگر نیند اڑ نچھو۔ مارے خوشی کے پلک کا جھپکانا بھی محال تھا۔ ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر کروٹین بدلتی

تھین بیم صاحب کا خط کا ہیکو تھا بشارت رسان تھا۔
سوچتی تھین کہ مجھے یہ حال پہلے سے معلوم ہوتا تو خدا جانے
کیا کیا کہتی اور کیا کیا پیغام بھیجتی اب تک جواب بھی آگیا
ہوتا لیکن اگر ہماری پیغامبر بنکے جاتین تو اُنسے پیغام کب ادا ہوتا

ایک ایک ادا سو سو دیتی ہے جواب اسکی
کیونکر لب قاصد سے پیغام ادا ہوتا۔

اتفاق سے سپہر آرا کی آنکھ کھلی تو دیکھا حسن آرا بیگم
مسہری پر بیٹھی ہین۔ کہا باجی جان اتنی رات آئی آپ کو
نیند نہین آتی۔ مسکرا کر جواب دیا آج نیند کو ہم نے
بھلا دیا اسوقت خدا جانے کسکی یاد ہی۔
سپہر۔ لے ماندی ہو جاؤ گی باجی کوئی دو تو بجے ہونگے
حسن نیند نہین آتی حضرت عشق بھی عجب چیز ہین جب
فراق تھا تو در دہجر کے سبب سونا نصیب نہ ہوا اب امید
وصل ہی تو خوشی کے مارے آنکھ نہین جھپکتی۔
سپہر۔ یہ تو بنی بنائی بات ہی اسوقت بھی ایک قسم کی بیقراری
اور بے چینی ضرور ہوگی مگر یہ بیچینی ہزار ہزار آرام سے اچھی ہے

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

حسن۔ کیون بہن جسوقت مہری نے آنکے کہا تھا کہ آزاد
تو چلدئے اور یہ خط دے گئے ہین اُسوقت کو یاد کرو دل
کا کیا حال تھا۔ طبیعت دگرگون ہوئی جاتی تھی ایک
زمانہ تھا کہ دل آنا اور کسی پر مرنا جانتی بھی نہ تھی اور یکایک
آزاد نے ایسا افسون پڑھ کے بھونکا کہ دل بے ہاتھ سے
جاتا رہا۔ جب تک دل نہین آیا تھا تب تک الڑھپنے کے
دن تھے مگر جب عشق کی آگ سینے مین بھڑکی تب معلوم ہوا
کہ عشق کسے کہتے ہین۔

نہ تھے ہم پیش ازین آگاہ حال عشقبازی سے
نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے

سپہر۔ کہو خدا کو اچھا ہی کرنا تھا نہین تو معاذ اللہ اگر
خدانا کردہ آزاد کے پانون مین ذرا بھی کانٹا چبھتا
تو بڑی رسوائی ہوتی۔
حسن۔ اسمین کیا شک ہے۔ مگر بہن گو اسوقت تو تم ہم سے
بہت خفا تھین لیکن سچ پوچھو تو آزاد کو ہم نے آزاد پا خانا یا
سپہر۔ ہان اسمین کون کلام ہے۔ مگر باجی جان انکی دوسری
مطمعۂ مس میڈلنے بھی بڑا کام کیا انکا احسان آزاد کی
گردن پر بھی ہے اور تمھاری گردن پر بھی اگر وہ اسوقت مدد
نہ کرتین تو آزاد فوج مین بھرتی ہونے کی حسرت ہی لے کے
چلے آتے اور یا تو پھر صورت ہی نہ دکھاتے۔
حسن۔ نہین معلوم بیم صاحب کیونکر ہوٹل مین وقت پر
پہونچ گئین۔
سپہر۔ انکو ٹوہ تھی نہ وہ بڑی ٹوہی ہین۔
حسن۔ کیا جانے ہماری نسبت انھون نے آزاد سے کیا کہا ہوگا
سپہر۔ اپنی تعریف کی ہوگی اور عشق و درد ہجر کا حال اس
خوبصورتی سے بیان کیا ہوگا کہ جس کا حق ہے۔ ایک تو
اُن کی طبیعت خود رنگین ہے دوسرے اُنکے ہان
بے دیکھے بھالے اور بلا عشق کامل کے شادی ہی
نہین ہوتی۔ تیسرے تم سے اس قدر محبت کرتی ہین
جو تمنے آزاد کی بہادری اور حسن کی ہمیشہ تعریف کیا
کرتی ہین۔ پھر اُنھون نے آپ کی وکالت کیون
نہ کی ہوگی۔

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم
برائے یار فروشے دوکان نمی یابد

حسن۔ ہان خوب یاد آیا۔ اماجان نے ثریا بیگم کا حال کیون دریافت کیا تھا۔ ایک مس میٹڈا ہو تو خیر مین دیکھتی ہون کہ ہر شہر مین کوئی نہ کوئی مہ پارہ پڑ بچہرہ آزاد کی دل دادہ وشیفتہ ہے اور اگر ان سب پر وہ بھی ریجھے ہین تو خدا ہی حافظ ہے پھر ہم سے نہ نبھیگی

نہ شاید ہوس باختن با کسے
کہ ہر با مداد ش بود بلبلے

سپہر۔ اب تو یہ بدگمانی ہے۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس بھی نہ تھی۔ یہ کاہے سے معلوم ہوا کہ ثریا بیگم بھی ان پر ریجھی ہوئی ہین۔

حسن۔ دریافت کا ہیکو کیا تھا پھر آخر۔ اور سنو تو وہ اللہ رکھی کہان ہے۔ اسکا پتا نہ لگا کہ وہ کہان چلدی

سپہر۔ باجی جان اگر برا نمایئے تو کہون۔ اس سے تو ہم کو بھی ہمدردی تھی اسکی باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ آزاد پر جان نثار کرنے کو مستعد ہے۔

حسن۔ تم کسی ترکیب سے کل سویرے اماجان سے پوچھنا کہ اماجان جس وقت بیگما بیگم آئی تھین آپ نے ثریا بیگم کا حال کیون دریافت کیا تھا۔

سپہر۔ ای باجی دور کیون جاؤ۔ نازک ادا بیگم سے پوچھ لو انکو سارا حال معلوم ہے کہتی نہ تھین کہ نواب سنجر سلوت سے انکا نکاح ہوا ہے۔ سویرے ہم انھین سے پوچھ لین گے۔

حسن۔ بات یہ ہے کہ میٹڈا نے تو احسان کیا ہے۔ اُسکو تو آزاد جس قدر چاہین اور پیار کرین بجا ہے مگر ادر کا نام ہمارے سامنے نہ لین۔

سپہر آرا کو اللہ رکھی کا حال خوب معلوم تھا کہ آزاد کی روانگی کے بعد وہ جوگن ہوگئی اور ٹھان لی ہے کہ جب تک آزاد واپس آئینگے اسی حالت مین رہیگی سوچین کہ اگر حسن آرا کو اس حال سے اطلاع دیتی ہون تو یہ اور کھٹکینگی کہ مبادا اُس نوجوان خوبرو کی وفاداری اور عشق کی کیفیت اور اس درجہ محویت آزاد کے دلمین کوئی اور خیال پیدا کرے اور مس میٹڈا کے علاوہ اُس کو بھی عقد نکاح مین لائین حسن آرا سے کہا سچ کہتی ہو۔

حسن۔ میٹڈا کے ساتھ شادی کا جو اقرار کیا اس مین تو مجبوری تھی اور اس مین ہمین بھی شکوہ سنجی کی گنجائش نہین ہے۔ کیونکہ میٹڈا کی عنایت اور رعایت کے بغیر کوئی کام نہ چلتا۔ مگر یہ ممکن نہین کہ آزاد ہمارے عاشق زار و وفادار ہو کر ایسی ویسی پر نظر ڈالین یہ ہمارا خیال خام تھا سچ ہے ع

عشق سست و ہزار بدگمانی

مگر ہم اپنی پسند اور اپنی شناخت پر جس قدر ناز کرین بجا ہے۔ ع

معشوق نہ بیچے تو پریزاد نہ بیچے

آزاد وہ آئینہ طلعت جوان رعنا ہے جسپر ہندوستان سے اقصائے روم و روس تک اچھی اچھی زاہد فریب حورین دیکھتے ہی ہزار جان سے شیدا ہوگئین۔

زیوسفیش بہفت خرگاہ | صد تیغ و ترنج بر کف ماہ

صد صبح بہار در جبینش
صد دستہ چمن در آستینش

سپہر۔ جو عورت دیکھتی ہوگی اللہ گواہ یہی کہتی ہوگی کہ یا خدا یہ جوان شیر اندام و گلفام کس خوش نصیب خاتون کے رخ طالع کا زیب آغوش ہوگا۔

حسن۔ پولینڈ کی شہزادی صرف تصویر پر تنویر دیکھکر اسقدر ریجھ گئی واقعی اپنے وقت کا یوسف ہے۔ اب اسمین ذرا شک نہین رہا جو نمرہ خوش روح کے ساتھ کرتا ہے وہ آزاد کا نظارۂ جمال انسان کی آنکھ کے ساتھ کرتا ہے چسن بھی بلائے بے درمان ہے۔ ؎

حسن آمد و بر جہان صلا زد
عشق آمد و صد در بلا زد

نی فن قریب ناگہانے
نی عشق بلائے آسمانی

حرف شب عاشقان دراز است
فسانۂ عشق جانگداز است

عشق ست سر سبز کشادہ
معشوق پیالہ عشق بادہ

سپہر۔ اب آج رات کو آپ کو نیند نہ آئیگی۔

حسن۔ اب رات ہے کہان۔ کوئی دم مین سپیدۂ صبح نمودار ہوا چاہتا ہے۔ ہم سنا کرتے تھے بہن کہ عاشقون کی رات کاٹے نہین کٹتی مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ مژدۂ وصل بھی شب ہجر سے کم نہین اکثر راتون کو جب آزاد یاد آتے تھے اور مین بیقرار ہو جاتی تھی سوچا کرتی تھی کہ یا خدا جس شب کو آزاد کے مع الخیر واپس آنے کا مژدہ بہجت خیز سنینگے کس مزے کی نیند آئے گی جیسے کوئی گھوڑے بیچ کے سوتا ہے۔ آج خدا نے یہ خوشخبری سنائی تو نیند نے ہوا بتائی۔ ؎

آن شوخ جہان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

ایک دفعہ مجھسے کسی قدر روٹھ گئے تھے تو مین نے سسکار کر کہا بندہ پرور یہ بے اعتنائی اور کج ادائی خدا کی شان۔ آپ بھی اتنے ہوے کہ ہم مہر و الطاف سے پیش آئین۔ اور آپ روٹھین۔ اُس کے جواب مین کہا شان خدا اب ہم ایسے گئے گذرے ہوے۔

سپہر۔ لسان اور مقرر تو پرلے سرے کے ہین۔

حسن۔ اسمین کیا فرق ہے باتین بھی ویسی ہی اور لگاوٹ بازی بھی ویسی ہی۔ اور دلربائی اور شان اور آن بان سب دل چھین لینے مین طاق ہین ایک سے ایک بڑھکر اور مین بالکل ناآزمودہ کار۔ ؎

اب تلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ
کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہو اور کوئی ادائے دلخواہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ
میتوان برد بہر شیوہ دل آسان از من

سپہر۔ افوہ واقعی جب مہری نے آن کے کہا تھا کہ چلے گئے تو مجھے اسقدر کا قلق ہوا تھا کہ دل ہی جانتا ہے۔

حسن۔ مگر میرے استقلال طبع کی نہ تعریف کروگی کیون سچ کہنا بہن تم نے لاکھ سمجھایا اور ہزارون دلیلون سے منت سے سماجت سے کہا مگر مین نے ایک نہ سُنی۔

اتنے مین نازک ادا بیگم کی آنکھ کھل گئی۔ کہا بھئی اللہ یہ کیا بک بک لگائی ہے پچھلے سے بکتے بکتے یہ

وقت آیا۔ زبان کیا کترنی ہے۔ دلالت کی مقراض ہے کہ رکتی ہی نہین۔

حسن۔ تم تو ایسا سوئین کہ کل تک اُٹھنے کا نام ہی نہ لیتین اب سویرے جو آنکھ کھلی تو یہ نخرے!۔

نازک۔ تم کو آج بھلا کہان نیند آتی۔

حسن۔ پھر یہ تو ہی ہے۔ آج بھلا سونیکا کون موقع تھا۔

نازک۔ مجھے بڑی ہنسی آتی تھی جب مین سنتی تھی کہ حسن آرا راتون کو خدانخواستہ رویا کرتی ہین۔

حسن۔ کسی پر دل آیا ہوتا تو قدر رو عافیت معلوم ہوجاتی

رویا کرین گے آپ بھی پہر دن اسی طرح
اٹکا کہین جو آپ کا دل بھی مری طرح

سپہر۔ ہے تو سچ بہن۔ دل آنا ستم ہے بخدا۔

حسن۔ پھر بھلا آپ کے ہنسنے کی کون بات ہے دل ہی تو ہے جب ہجر یار نے ستایا تو خواہی نخواہی آنسو آنکھون سے جاری ہوجائینگے۔

نازک۔ چلو اب تو خداوند کریم نے تمھاری سُن لی۔

حسن۔ شکر ہے اُس کا مستجاب الدعوات نے ہماری دعا قبول کرلی اور آزاد کو بھی سرخرو کیا۔ ورنہ کئی بار مین یون ہی سی امید رہی تھی اُسوقت ہمارا دل بے قابو ہوگیا۔

نازک۔ ہوا ہی چاہیے۔ یہ تو قاعدہ ہے بہن۔

سپہر۔ بارے بخیر گذشت خدا نے سن لی۔

حسن۔ اُسدن البتہ ہمارا دل بہت مغموم ہوا۔ تھا جب ہم نے سُنا تھا کہ ایک عورت کے ساتھ آزاد نے نکاح پڑھوالیا۔

سپہر۔ مگر وہ تو طوفان اوٹھایا اور مجھے بالکل یقین نہین تھا کہ آزاد روم مین جاکر کسی ایسی ویسی کیطرف طبیعت مائل کرے۔

نازک۔ اے توبہ یہ ان ہونی بات تھی منزلون کیا معنی بلکہ برسون کی راہ طے کرکے دور دراز ملک مین جائے اس سے یہ امید کیونکر ہوسکتی ہے کہ وہان جاکے کسی اور پر ریجھے جو لوگ اس قطع کے ہوتے ہین وہ اتنی دور نہین جایا کرتے۔

حسن۔ مگر اس وقت خدا جانے ہمارے دل کو کیا ہوا کہ بے اختیار رونا آگیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ مردنی چہرے پر چھاگئی۔

سپہر۔ اُس دن تو باجی جان خاتون جنت کی قسم بڑا غضب ہوگیا تھا ڈاکٹرون اور حکیمون تک کی نبضین ڈھیلی ہوگئین۔ اچھے اچھون کے رُخ چھوٹ گئے مگر خدا نے بڑی کریمی کی۔

نازک۔ تب تک ہم سے تم سے اسقدر ربط نہین تھا مگر ہم نے سنا تھا کہ حسن آرا بیگم کی طبیعت درجۂ اعتدال سے متجاوز ہے اور پھر سننے مین آیا کہ ڈاکٹرون نے خدانخواستہ جواب دے دیا۔

حسن۔ جواب تو دے ہی دیا تھا ان طبیب مؤون نے صاف کہدیا تھا کہ اب نہ بچینگی۔ مگر ڈاکٹرون نے آن کے مسیحائی کی اور ہمین جلالیا۔ خدا جانے کون عرق دیدیا عرق کیا آب حیات تھا پہلے دس قطرے پانی کے ساتھ پئے پھر آدھ گھنٹے کے بعد دس قطرے اور استعمال کئے خدا کی عنایت سے آنکھین کھول دین سب کی جان

مین جان آئی۔ رونا پیٹنا شروع ہو گیا تھا۔
نازک۔ دیکھین آزاد پاشا سے کیسی باتین ہوتی ہین۔
حسن۔ اللہ جانتا ہے اگر اُن کی تقریر سن لو تو برسون نہ بھولو۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ منھ سے پھول جھڑتے ہین۔
نازک۔ اللہ۔ اللہ۔ اور ہمارے میان کی تقریر سنو تو یہ معلوم ہو کہ باغ کے باغ منھ سے جھڑ رہے ہین۔
حسن۔ واہ آزاد کا تکلم تبسم اور کج ادائی و دلربائی خدا جانتا ہے بہن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ہزارون مین ایک دیدار و جوان ہے۔ اچھا اپنے میان کا اور ہمارے آزاد کا ایک دن مقابلہ کرو۔
نازک۔ اچھا جو خوبصورت ہو وہ دوسرے کی بیوی کو چھین لے۔
حسن۔ واہ بہن مطلب یہ کہ ہم سے سوتیا ڈاہ پیدا کروگی پھر صاف صاف یہی کیون نہین کہدیتین کہ آزاد پر ہمارا بھی دل آیا ہے۔
نازک۔ اچھا خیر یون ہی سہی کیا مضائقہ ہے۔
حسن۔ اب نیند آتی ہے۔ ارادہ ہے کہ نماز پڑھ کے ذری سو رہون ورنہ طبیعت بہت بیچین رہیگی۔
نازک۔ اچھا اب بہن نماز پڑھو اور سو رہو۔
دوسرے روز ساری خدائی مین مشہور ہو گیا کہ بسبب بسالت و ہمدردی کے تابندہ اختر مشرقستان جمعیت وحب الوطنی کے مہر منور آزاد فرخ نہاد مع الخیر والعافیت بعد حصول فتح و فیروزی نام کر کے روم سے واپس آئے صبح سے بارہ بجے تک ہوٹل مین وہ اژدحام عام تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی تھالی اُچھالی جاتی تو سر ہی سر جاتی۔ شہر بھر کے لوگ جمع ہتا ھا لگا ہوا تھا جس نے سنا فرط اشتیاق سے سر کے بھل گیا۔ مس میڈ اور کلیرسا خوش و خرم کہ آزاد کے ہموطن اُنسے ہمدردی کا اظہار کرتے ہین اور انکی دلی محبت کا دم بھرتے ہین۔ مونو جوش سے اکثر آدمیون نے آزاد کے قدم لیے اور بڑھ بڑھ کے تعریفین کرنے لگے کہ واہ رے سورمان مردان مرد شیر دل کیا کہنا ہے ع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ یہ تمھارا ہی کام تھا بھائی جان۔
حافظ۔ آج جدھر جاؤ آزاد ہی آزاد کا چرچا ہے۔
شیخ۔ ہوا ہی چاہے برسون کے بعد خدا نے یہ دن دکھایا۔ بچھڑے ہوؤن کو ہم سے ملایا ہے حسن آزاد کی تصویرین دیکھ دیکھ کر دل کو ڈھارس دیتے تھے اسکو آج روبرو دیکھ رہے ہین اس سے زیادہ خوشی اور کیا ہوگی۔
سید۔ اجی کیسی خوشی اشادی مرگ دو ایک ہو جائے تو عجب نہین خوشی کیا شے ہے یہ شخص اس قابل ہے کہ اسکے پانون دھو دھو کے پیئے۔
جماعت۔ (متفق اللفظ ہو کر) اسمین کچھ شک بھی ہے
آزاد۔ آپ سب صاحبون کی ہمدردی کا شکریہ۔ مگر مینے تو صرف اپنا فرض ادا کیا اور وہ بھی خالی از طمع نہین ایک تو یہ خیال تھا کہ حسن آرا بیگم محفوظ ہو گئی اور اس کارگزاری کے جلد وطن اُنسے ہم آغوشی نصیب ہوگی دوسرا خیال یہ تھا کہ برادران دینی اور ملک کے کام آؤنگا جو عین ذریعہ مغفرت سمجھا گیا ہے۔ ان دونون خیالون نے مجھے اور بھی پرجوش کر دی۔
حافظ۔ دولاکھ خیال ہون جب دل مضبوط نہین

کچھ نہین ہوسکتا پہلے دل تو ایسا مضبوط کرے اور اسکے استقلال۔ کچھ ٹھکانا ہے۔ استقلال کی بھی کوئی حد ہے۔ یہ آزاد ہی کا کام تھا۔

سعید۔ درین چہ شک تب تو آج طوطی بولتا ہے۔

ایک۔ اسوقت کوئی حسن آرا بیگم کے دل سے پوچھے

دوسرا۔ میرے دل کی بات کہی۔ واللہ سچ ہے۔

تیسرا۔ حضرت ہم کو تو امید نہین تھی کہ آزاد پاشا زندہ آئینگے۔ ہم تو مایوس ہوگئے تھے۔ مگر خدا کی کریمی کے صدقے کہ یہ روز سعید دیکھا۔

چوتھا۔ اسرا قبال کو دیکھئے کہ جس جنگ مین شریک ہوئے فتح ہی پائی جس سے مقابلہ کیا اُس کو نیچا ہی دکھایا کبھی کسی سے دب کے نہ رہے آج تک

حاک اللہ عن شر النوائب	جزاک اللہ فی الدارین خیرا

پانچوان۔ بھائی صاحب اس شکل و صورت کا آدمی ہر دل عزیز ہی ہوتا ہے۔ آدمی کیا پری ہے جس ہے اور صورت دیکھئے تو شریف جوانمرد اور خوبرو۔

زلف کو دیکھ کے سنبل ہے پریشان کیسا

	اسکا مُنھ دیکھ کے آئینہ ہے حیران کیسا
تم کو لے قافلہ والو مہ کنعان کی قسم	
	میرے یوسف کا ہے یہ چاہ زنخدان کیسا
قامت سرو پہ ہے ناز تجھے اے قمری	
	دیکھ تو ہے یہ مرا سرو خرامان کیسا

مینڈا۔ (مسکراکر) یہ بھی ہم کو خواجہ کا بھائی معلوم ہوتا ہے کلیسا۔ (زیر لب تبسم کرکے) بھائی! بڑا بھائی کہو۔

آزاد۔ کہان تو باتین کر رہے تھے کہان ایسے مزے مین آئے کہ گانے لگے۔ بیشک خوجی کا بڑا بھائی ہے خواجہ صاحب اس وقت آرام کر رہے ہین۔ (ہوٹل والے سے) ذرا انکو جگا تو دو۔

اتنے مین خواجہ صاحب آنکھین ملتے ہوئے برآمد ہوئے اور جم غفیر دیکھکر بآواز بلند للکارے۔ این!! این جماعت پرور چرا این مردم سازش برائے بہر جنگ گوده بوده یا اندچہ آزاد۔ اجی حضرت تسلیم۔ واسطے خدا کے ترکی نہ بولو۔

خوجی۔ (مسکراکر) حضرت ہم تو فارسی الاصل ہین۔

مینڈا۔ خواجہ صاحب آپ کی جوڑ کے ایک اور بزرگوار بھی یہان موجود ہین۔ اب تک آپ بے نظیر تھے اب آپ کا جواب بھی ملگیا۔

اتنے مین وہ مسخرالدولہ خواجہ بدلیا کا بھائی پھر ہانک لگانے لگا اور خواجہ صاحب بھی چکرائے کہ من چہ فش ام برادر کلان من بسیار فش است۔

مسخرہ۔ ایک پیسے بلکہ ایک جھنجھی کوڑی سے لیکر کروڑ روپیہ تک کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ آزاد کا سا جوان نہ ہوا اور نہ ہوگا اور نہ ہے۔

ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اسکی	راست قامت ہے کج ادا ہی وہ

آزاد۔ افوہ۔ واللہ بالکل خوجی ہی ہین۔ قد و قامت بھی ویسا ہی بات چیت بھی ویسی ہی ہے شکل و صورت بھی مشابہ اور برجستہ شعر تو ایسا پڑھا کہ خود خوجی جھیپ گئے ہونگے

مینڈا۔ (رومال لب پر رکھکر مسکراتی ہوئی) ان کو چھپاؤ انکو دکھاؤ انکو چھپاؤ انکو دکھاؤ۔ ذرا فرق نہین۔

مسخرہ۔ حضور مس صاحب بہادر سینے گا۔

چراغ زیر دامن کیون نہی ہو	ڈوپٹا منھ سے سرکایا تو ہوتا

خوجی - یہ کوئی مسخرہ ہی کون - اور تو اور یہ عورتون پر آوازہ کسنا کیا معنی - کچھ بیدماغ تو نہین ہوا ہے -

مسخرہ - کوئی ہم سے بڑھ کے دیکھ لے بڑا مرد ہوا ہو آجائے

خوجی - (کتارا تول کر) کیا کیا - برس پڑون -

مسخرہ - جا اپنا کام کر - جو گرجتا ہے وہ برستا نہین -

خوجی - بچہ تمھاری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہے -

مسخرہ - ماشہ بھر کا آدمی - پونے کے برابر قد اور چلا ہے ہمسے بڑانے - خدا کی شان - اسوقت فقط محمد آزاد کا لحاظ ہے ورنہ جہان کے تھے دین پہونچا دیتا - اکڑنا وکڑنا سب بھول جاتے -

خوجی - کوئی ہے لانا تو چنڈو کی نگالی لے آیئے -

مسخرہ - گئے کہان ہین جو تم بلاتے ہو - ہم تو جہان کھڑے تھے وہین ہین شیر کہین ہٹا کرتے ہین - جے سو جے - ڈنڈے سو ڈنڈے - اب تو ہاتھی اور مکنا مست ہاتھی بھی آئے تو ہٹنا معلوم -

خوجی - (کر کسکے) قضا کھیل رہی تیری مین اسکو کیا کرون اب جو کچھ کہنا سننا ہو کہہ سن لو - تھوڑی دیر مین لاش پھڑکتی ہوگی - اتنا یاد رکھنا مین ایک نہ مانونگا -

کیا گرم ہے خون میرا پڑے سیکڑون چھالے
پیدا ہوئی ظالم تیری تلوار مین گرمی

مسخرہ - مین بھی ایک نہ مانونگا ڈنا سو ڈنا بس -

گر نو بیم خزان دل مین نہ امید بہار
پھر تو نخل نا امیدی مین ثمر پیدا کردن -

راوی - بہت ہی خاصے اچھے ملے - دونون بے تکے - تین جنگلمین اکیلا ہی مجھے جانے دو خوب لڑیگی جو بل بیٹھینگے دونون اچھے ملے - جواب ترکی بہ ترکی کوئی کم نہین

خوجی - تیرے ننھے ننھے ہاتھ پاؤن پر رحم آتا ہے -

یاد آیا مرا تن پر داغ | اُسنے جب ڈالہ زار کو دیکھا

مسخرہ ننھے ننھے ہاتھ پاؤن کے بھروسے نہ بھولنا نہین تو

بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھو تو کہو
رخ گلرنگ یہ ہے زلف گرہ گیر یہ ہے

راوی - اچھی جوڑ بھڑکی - ہمرنگ کی دون ہی -

آزاد - آپ دونون صاحب کیون لڑے مرتے ہین - خواہی نہ خواہی دونون کے چہرے سے شرافت برستی ہی مگر خدا جانے اس جنگ گری اور باجی پن کی باتون سے کیا ملتا ہے -

مسخرہ - ذری زبان سنبھالے ہوئے حضرت اسکو باجی بنائیے مگر بندے کیطرف خطاب نفرمایئے گا سمجھے -

خوجی - اس باجی کو ہزار بار باجی کہیے - مگر بھلے مانسون کو اس مین شامل نہ کیجئے - باجی کوئی اور ہوتے ہونگے ہوٹل مین جتنے کھڑے تھے سبکو شگوفہ ہاتھ آیا اور بڑے شوق سے ان دونون بونے کو بہ باجہ پہلوانونکی کشتی دیکھنے کے منتظر تھے کہ اب چلی اور اب چلی - یار لوگ آپ جانیے ایک ہی فقرہ باز آوازہ کسنے لگے تاکہ دونون جھلائین اور آپس مین خوب دھول دھپا ہو -

ایک - بھئی ہم تو اُن کی طرف ہین (خوجی کیجانب)

دوسرا - ہم بھی - یہ اُنسے کہین سکت دار ہین -

تیسرا - کون واہ کہین ہون نہ اُنمین ان مین بیس اور سولہ کا فرق ہے جاہے بدلو لو کیا کیا بدتے ہو -

چوتھا - اجی انسے کیا کہتے ہو ہم سے بدو ہمارے ہاتھ پر بدتے ہین (مسخرے کیطرف) ایک پیسے تا بہ سو تلک مار و ہاتھ

خوجی۔ جس کا دن پہر غالب ہو وہ اسکے ہاتھ پر بدھے اور جو کچھ مگر نبانا چاہے وہ ہمارے ہاتھ پر کچھ اشارہ کر دیا کرے

مسخرہ۔ ایک لپوٹے مین بول جائے تو سہی۔ بات کرتے کرتے پکڑ لاؤن اور چٹکی بجاتے چت کر دون۔ یون یون (چٹکی بجا کر)

خوجی۔ نا۔ اتنی دیر خواجہ بدیعا نہ لگائین گے۔

مسخرہ۔ تم تو بڑے ہوگے گھورے پر اتنی دیر مین۔ تم اور مقابلہ مردان جنگی کرو۔ یہ منہ کھائے چولائی ایک انگلی سے وہ پیچ باندھون کہ سڑنے لگو۔ ؎

لیا جس نے ہمارا نام مارا بیکنہ اُس کو
نشان جس نے بتایا بس وہ تیرون کا نشانہ تھا

آزاد۔ بڑھ گئے خواجہ صاحب۔ یہ آپ سے بڑھ گئے اب کوئی برجستہ شعر فرمایئے تو عزت رہے ورنہ اسی دم ڈوب گئی۔ جی حضرت دل لگی نہین ہے۔

خوجی۔ اجی اس سے اچھا شعر اور حسب حال۔

تڑپا نہ تہ خنجر مین ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا
تھا پاس ادب جو قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مسخرہ۔ لنگ کسکر جنگ کے لئے امادہ ہوگیا) او بے ادب خوجی کٹارہ رکھکر دیکھ تیری قضا آگئی ہے۔

مسخرہ۔ معلوم ہوجائیگا کسکی قضا آئی ہے۔ ذرا سامنے آؤ تو ایک جھڑپ مین زمان مین سر کھونس دون بس ایک ہی جھڑپ مین جی

خوجی اور مسخر الدولہ دونون کے سر پر جنون سوار ہوا۔ اور دونون نے ٹھان لی کہ ضرور کشتی کرینگے یہ سمجھے تھے کہ مسخرہ کیا مال ہے۔ جھٹ ہی اٹھا کے دے ماردن گا۔ وہ کہتے تھے ایسے ایسے بونگے نیچا دکھانا کون بات ہے اشارہ مین لڑا دون اور چرمر کر ڈالون اسکی اصل حقیقت کیا تھی مین خواجہ بدیع الزمان پہلوان خم ٹھونک کے آگے بڑھے۔

خوجی۔ خم ٹھونک کر۔ اب بھی کہا مان۔ نہ لڑ۔

مسخرہ۔ (ڈنڈ پیل کر) یا علی مدد دے مدد کن خدایا۔

خوجی۔ آؤ خواجہ بدیعا تم بھی دس ڈنڈ کر لو۔

مسخرہ۔ بس اب ڈنڈ مکدر رہنے دو اور آنکر جمیٹ جاؤ ہمت مردان مدد خدا۔ قدم در دیشان رد بلا

بال سا آنکھون مین کھٹکا کیا میری شب ہجر
یاد موے کر یارنے سونے نہ دیا۔
جلد تلوار اٹھائی مرے سر پر رکھکر
سایۂ تیغ مین بھی یارنے سونے نہ دیا
ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین منہ دکھلاتے
خیر گذری جو غم یارنے سونے نہ دیا
قبر مین جنکو نہ سونا تھا سلایا ان کو +
پر مجھے چرخ ستمگارنے سونے نہ دیا

خوجی۔ اب اس وقت شعر شاعری سے کیا واسطہ آزاد۔ جاؤ بھی شاعری مین تو تم بالکل دب گئے

خوجی۔ کون واہ خوب سمجھے حضور۔ اے حضرت

خلاقی مضمون کا ہے سب کو دعوے
کھلجائے جو چندے مین زبان بند کرون

خواجہ صاحب شعر پڑھنے مین مصروف تھے کہ اتنے مین مسخرے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً لڑ پڑا اور گردن مین ہاتھ دیکر قریب تھا کہ زمین پر دے پٹکے مگر خواجہ صاحب سنبھلے

اور جھلا کے مسخرے کی گردن مین ہاتھ ڈال کے کہا یہ پنجۂ قضا دست اجل ہی۔ اب تمین ڈھیر ہوگے یہین کی مٹی بدی تھی تمھے) انکی گردن زور سے ہلا کر کہا کہ یہان بس اب تم کو ہم مرحوم کہین گے۔ تم مرے مین داخل ہوئے

خوجی۔ (دانت پیس کے جھٹکا دیکر) اور لے گا۔

مسخرہ۔ (گدا جما کر) لے اور لے گا اور لے۔

خوجی (گھونسا دیکر) اور ایک لیتا جا اور ایک اور۔

مسخرہ (دانت کٹکٹا کر) آج تجھے جیتا نہ چھوڑنے کا۔

خوجی۔ ہوش کی دوا کر۔ دیکھو ہاتھ ٹوٹا تو نالش کروگے کشتی مین ہاتھا پائی کیسی بدتمیز بے شعور۔

راوی۔ سچ تو ہے کشتی مین ہاتھا پائی سے کیا واسطہ

مسخرہ۔ ہان۔ ہاتھ ٹوٹا تو نالش کروگے۔ اپنی بڑھیا کو بلالا و کوئی لاش پر رونے والا تو ہو تمھاری۔

خوجی۔ جھلا کر) یا تو قتل ہی کرینگے یا قتل ہون گے۔

مسخرہ۔ اور ہم قتل ہی کرکے چھوڑین گے۔

اتنے مین خواجہ صاحب نے ایک آنٹی بتائی تو مسخرا گرا مگر پٹ اور خواجہ صاحب بھی اُس سے الگ مُنھ کے پھل زمین پر آرہے۔ اب نہ یہ اٹھتے ہین نہ وہ۔ دوسری بار خواجہ صاحب نے مسخرے کو ٹہنی بتائی اور نیچے پکڑ لائے تو مسخرے نے فوراً انکی گردن دبائی۔ اب ادھر خوجی تڑپ رہے ہین اُدھر مسخرہ نیچے دبا ہوا ہے نہ وہ انکی گردن چھوڑتا ہی نہ یہ اُس کو چھوڑتے ہین دونون اپنے اپنے داؤن گھات کر رہے ہین۔

مسخرہ۔ مار ڈال مگر ہین گردن نہ چھوڑون گا۔

خوجی۔ تو گردن مڑور ڈال مگر مین ادھر مڑ کے چھوڑونگا گردن چاہے مڑ ڈا ہو جاے مگر مین ڈالون گا۔

مسخرہ۔ گردن زور سے دبا کر) اب بتاؤ بچہ جی۔

خوجی۔ (خوب دبا کر) اُسکا جواب وہ ہی سمجھا اُسکا جواب۔ تھا ہاے گردن گئی گئی گردن۔ موت کا سامنا ہے۔

مسخرہ۔ اے مرا۔ جان گئی لیلیان چرچر بول رہی ہین۔

خوجی۔ ہر چہ باداباد جو کچھ ہو سو ہو کچھ پروا نہین ہی۔

مسخرہ۔ یہان کسکو پروا ہے کوئی رونیوالا بھی نہین ہے۔

اتنے مین خوجی نے گردن چھڑائی اُدھر مسخرہ مُنھ کا نکل بھاگا اور خوب تالیان بجین۔ دونون سمجھتے تھے کہ ہم شہر مین۔

خوجی۔ (اپنی گردن دبا کر) افوہ واللہ مین ہی ایسا بیجیا تھا کہ گردن بچ گئی ورنہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی۔ واہ رے ہم

مسخرہ۔ اور ہم کس سے کہین میرا ہی ساپا جی تھا کہ اتنی دیر تک برداشت کی ورنہ دوسرا اب تک کب کا بول چکا ہوتا اب یار لوگون نے پھر فقرے چست کئے اور دونون کو تیار کرنا شروع کیا ایک صاحب بولے بھئی ہم تو انکے دم کے قائل ہین۔ دوسرے نے کہا واہ۔ اگر کچھی آدھ گھڑی اور کشتی رہتی تو وہ مار لیتا تیسرے نے کہا۔ اچھا پھر ابکی سہی۔ کیا کسیکا دم تھوڑا ہی ٹوٹا ہے۔

یار لوگ تو انکو تیار کراتے مگر اون مین دم نہ تھا آدھ گھنٹے تک دونون ہانپا کئے مگر زبان چلی جاتی تھی اور اپنے مُنھ میان مٹھو بنے سے دونون نہین چوکتے تھے۔

خوجی۔ اک ذرا اور دیر ہوتی تو پھر دل لگی دیکھتے۔

مسخرہ۔ ہان بیشک دل لگی دیکھنے کا جب ہی موقع تھا

خوجی۔ خدا کا شکر کرو بچ گئے ورنہ مُنھ بگاڑ دیتا۔

مسخرہ۔ اب تم اس فکر مین ہو کہ مین پھر اٹھون۔

خوجی - کہون بڑیان چلاتی ہین - اٹھون پھر
مسخرہ - میرے گیلے تپلے ہاتھ پانون پر نہ جاؤ -

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

فقرہ بازون نے دیکھا کہ پھر لڑائی کے قابل ہوئے تو فقرے چپت کرنا شروع کیئے -

ایک - خواجہ صاحب مین تو دم ہی نہین باقی ہے -
دوسرا - واہ اُن کا بدن چور ہے -
تیسرا - اچھا پھر تم انکے ہاتھ پر بدو ہم انکے ہاتھ پر بدتے ہین دیکھا نہین تھا کس ترکیب سے پکڑ لائے تھے ہاتھ لاتے ہی پکڑ لائے تھے اک ذرا دیر اور ٹھہرتے نا تو دم ہی نکل جاتا چوتھا - ہم تو انکے قائل ہین اتنی دیر تک گردن دبی رہی مگر ذرا چون تک نہ کی - اُف تک نہین - وہی تیور وہی خم دم پانچوان - واہ تعریف انکی کر و چٹکی بجاتے پکڑ لائے -
خوجی - یہ بات - اجی ہم نے مصر تک کے پہلوانون کو تو نیچا ہی دکھایا یہ بیچارے کس کھیت کی مولی ہین جو دیکھتا ہے عاشق ہو جاتا تھا -

دم بھر ٹک جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
دیکھے تو جی ہی نکل جائے نگہ تیر یہ ہے -
قتل ہونگا مین ترے ہاتھ سے یہ لکھا ہے
ہر بُنِ ہر نیخ نہین ہے خط تقدیر یہ ہے -
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
پیچ مین آئینے اس زلف کے تعبیر یہ ہے
خط ہوا اشک روان پنجۂ مژگان قاصد
چشم گریان ترے مضمون کی تاثیر یہ ہے

آزاد - آپ زیادہ بکھیڑا نہ بڑھاؤ قصہ مختصر کرو -
مسخرہ حضور مین بے نیچا دکھائے نر ہونگا -
خوجی - (بڑھکر) آؤ دکھاؤ نیچا (ہاتھا پائی ہونے لگی)
مسخرہ - ابے تو گردن تو چھوڑ گردن چھوڑ دے ہماری
خوجی - اس دفعہ تم نے گردن پکڑی تھی اب کی ہمارا دانون ہے
مسخرہ - تھپڑ لگا کر - ایک (دوسرا گن کر) دو -
خوجی - چپت دے کے - تین تین -
مسخرہ - (گدے پر گدا جما کر) چار پانچ -
فقرہ باز - سو تک گن جاؤ یون ہی - ہان پانچ ہوئین -
دوسرا - ارے یار بڑا غضب ہے ایسے ایسے جوان اور پانچ ہی تک گنگے رہ گئے - ہان چھ کی آواز آئے چھ کی -
خوجی - جھلا کر چپت دی) چھ - چھ اور نہین تو بڑی دیر سے لوگ مشتاق تھے کہ چھ کی آواز نہین آتی اور میرے دل مین بھی خلش تھی آخر کار خدا خدا کر

یا دشمنان سے نہ آنکھون مین مرے نیند آئی
آہون کو خلش خار نے سونے نہ دیا

اس مرتبہ وہ گھما سان لڑائی ہوئی اور اسقدر گدا چلا کہ دونون بیدم ہو کے گر پڑے اور رونے لگے
خوجی - بابائے من بدیع آزاد - بندہ مرونی قریب -
مسخرہ - اُف بے موت مرے - آئے تھے تو آزاد پاشا کو دیکھنے یہان اس مسخرے سے چمٹ پڑے لاحول ولا قوۃ -
خوجی - آزاد بھائی ہمارا مزا کسی پوست کے کھیت کے قریب نہوانا -
مسخرہ - آزاد پاشا سلامت - ذرا ہماری بھی سنیئے ہماری

قبر شاہ نصیح کے تکیے مین بنوائی جائے جہان ہمارے والد ماجد خواجہ بلیغ الزمان دفن ہین۔

خوجی۔ (چونک کر) کون کون۔ انکے والد کا کیا نام تھا۔

آزاد۔ خواجہ بلیغ الزمان کہتے ہین۔ آپکے نام سے ملتا ہی

خوجی۔ (گریہ وزاری کرکے) بھائی ہمین پہچانا۔ مین خواجہ بدیع الزمان ہون۔ مگر ہماری تمھاری یون ہی بدی ہوئی تھی۔

مسخرالدولہ نے جو انکا نام سنا سر پیٹ لیا کہا بھائی یہ کیا غضب ہوا۔ ارے کیا ستم کیا قیامت کا سامنا ہے ہاے افسوس واے افسوس حقیقی بھائی حقیقی بھائی کو مارے اور قتل کر ڈالے۔ افوہ غضب کا سامنا ہے۔

آزاد پاشا نے کہا ہم تو تعجب مین تھے کہ خوجی کی انکی صورت اس قدر کیونکر ملتی ہے وہی ہاتھ پانون وہی قد وقامت بالکل ایک اور باتین بھی ویسی ہی گفتگو بھی ویسی ہی۔ کسی امر مین ذرا فرق نہین بعینہ ایک سے آپ کا کیا اسم مبارک ہے اُس نے کہا بندے کو خواجہ رئیس الزمان کہتے ہین۔

آزاد۔ یہ کہتے تھے کیا معنی۔ کہتے ہین یا کہتے تھے۔

مسخرہ کہتے تھے۔ اب تو ہم مردون مین شامل ہین نہ۔

آزاد۔ تو حضرت آپ مُردون مین شامل۔ ہم تو مردون مین شامل نہین ہین جو لوگ آپکو خواجہ رئیس الزمان کہتے ہین وہ تو مرے نہین ہین۔

مسخرہ۔ جناب اس وقت ہوش بر جا نہین واللہ۔

خوجی۔ ارے بھائی ہوش کجا حواس کجا۔ دو دو رنج ایک تو یہ کہ اپنی جان گئی۔ دوسرے یہ کہ بڑا بھائی ہمارے ہاتھ سے قتل کیا جاتا ہے اور کیا جانے کیا کا کیا معنی قتل کر ہی ڈالا۔ بھائی صاحب آپ بزرگ ہین خطا معاف قصور معاف کیجیے۔

مسخرہ۔ بھائی ہمارے ہان تو ہوتی ہی آئی ہے۔

خوجی۔ ہاے کیا بات ہے۔ یہ پرانے زخم ہین۔

مسخرہ اپنے بڑے بھائی خواجہ لطیف الزمان کو ہم نے قتل کیا اور والد مرحوم کو اونھون نے مار ڈالا تھا یہ کوئی نئی بات تھوڑا ہی ہے۔

آزاد۔ کیا آپ کے بڑے بھائی آپ ہی کے ہاتھ سے مقتول ہوے تھے۔

مسخرہ۔ جی ہان حضرت مین ایسا ہی بدبخت ہون۔ بڑے بھائی کو قتل کیا۔ چھوٹے بھائی کے ہاتھ سے مقتول ہوا اب تجہیز وتکفین کی فکر کیجیے۔

اتنے مین خواجہ بدیع الزمان صاحب اوٹھکر خواجہ بلیغ الزمان صاحب سے ملے اور کہا بھائی اب ہم تم دونون بڑے خواجہ صاحب کے پاس جاتے ہین اور جناب مرحوم سے ملینگے۔ اور اب کیا کہون مگر یہ سنا ہے کہ مرتے وقت ذرا انسان کو ہنس دینا چاہیے تاکہ لوگ کہین ہنستے ہنستے مرا۔

منگر کہ دل خواجہ بدیع پرخون شد	
منگر کہ ازین سراے فانی بچون شد	
صبح بدست بود و افیون بدہان	
با پیک اجل خندہ زنان بیرون شد	

آزاد۔ حضرت یہ مطلع کس قدر موزون کرکے آپ نے پڑھا ہے ع منگر کہ دل خواجہ بدیع پرخون شد

سبحان اللہ سبحان اللہ خواجہ بدیع اس مصرع
مین عین لطف کی بات ہے۔
خوجی۔ بڑے بھائی۔ ہائے تم سے تو کچھ کہنے بھی نہ پائے
بھائی جان ہمارا کلام تو تم نے سنا ہی نہین۔ میرا ہی
کلام ہے۔ دیکھئے فخر خاندان ہوا یا نہین۔ اباجان پر
گئے تھے ہی نہین۔ بھائیون مین سب جاہل۔ آپ نے
ذری صحبت پائی ہے۔ بس۔ شاعر کوئی نہین بندے
نے یہ کمال بھی حاصل کیا کشتی مین بھی برق ہوا۔ روم
تک ہو آیا۔ روس تک دیکھا۔ مین تو اس قابل ہون
کہ مجھے ڈبیا مین بند کر رکھے۔ واللہ۔
اتنے مین خواجہ رئیس الزمان بھی کلبلا کے اُٹھے
اور دونون بھائی گلے ملکے روئے۔ رئیس الزمان نے
کہا بیٹا تم مجھ سے کوئی بیس برس چھوٹے ہو تم نے اپنے
باپ کو اچھی طرح نہین دیکھا تھا بڑی خوبیون کے آدمی
تھے۔ ہم کو روز دکان پر لے جایا کرتے تھے۔
آزاد۔ کاہے کی دکان تھی حضرت پرچون کی۔
رئیس الزمان۔ جی ٹال تھی۔ لکڑیان بیچتے تھے۔
خوجی۔ خ ام وش۔ بس ک وت لازم شد۔
رئیس۔ کچھ دن کیون مین صاحب لوگون کے ہان خانسامانی
آزاد۔ برادر خرد آپ ہی پر بیتی ہوئی۔ آپ خر آپ
کے برادر بجان برابر۔
خوجی۔ ار برادر خرخ ام وش باش مردک۔
خوجی۔ قلمی خاندان بدیع کشاید۔ پدر مرحوم مرده
ادون خیر ذکر شان نموده۔
آزاد۔ بس حضرت علمی حل گئی قابلیت عالم بالا معلوم شد

ابا جان خانسامان اور حضور بدیع الزمان!!!
خوجی۔ (سر پیٹ کر) ہائے افسوس۔ یار وکیا غضب
کی بات ہے۔ یہ اتنا بڑا تجربہ کار اور صاف صاف
بک اُٹھا۔ افسوس۔
اتنے مین خواجہ بدیع الزمان اور خواجہ رئیس الزمان مین
چخ چلنے لگی۔ بڑے اور چھوٹے بھائی کی گفتگو سننے کے قابل ہے
خوجی۔ آپ نے اسوقت وہ بات کی کہ اگر جناب والد زندہ
ہوتے تو اُسیدم آپکو طلاق دے دیتے۔ وہ حرکت ناشائستہ
آپ سے سرزد ہوئی۔
مسخرہ۔ اور تم اتنے بڑے ناخلف ہو کہ جیتے جی باپ کو تم نے
عاق کر دیا تھا۔ وہ ضریر اور چھنٹے ہوئے آدمی ہو
خوجی۔ آپ تو گدھے ہین منھ پر کہنا تو خوشامد کرنا ہے۔
مسخرہ۔ ہم گدھے ہین یا وہ گدھے تھے جنھون نے تم ایسے
گدھون کو پیدا کیا۔ انکو گدھا کہو تو مے زیبد۔
خوجی۔ اچھا پنچایت سے پوچھو کون گدھا ہے۔
آزاد۔ حضرت آپ دونون کے دونون گدھے ہین۔
خوجی۔ چلو بس فیصلہ ہو گیا۔ اور ہم دونون پر کیا فرض
ہے ہمارا خاندان کا خاندان گدھون سے بھرا ہے
کچھ ایک ہی گدھا تھوڑا ہی ہے۔
آزاد۔ خیر ع۔ این خانہ تمام آفتابست۔
اس تو تو مین مین کے بعد خواجہ صاحب اپنے بڑے
بھائی کے ساتھ شہر کی سیر کو گئے اور آزاد سے وعدہ
کر گئے کہ حسن آرا بیگم کے گھر ضرور جائینگے۔ ادھر اُدھر
گشت کر کے حسن آرا بیگم کے محل سہ تو امان مین داخل
ہوئے پیر مرد بیٹھے حقہ پی رہے تھے۔

خوجی۔ سلام علیکم۔ پہچانا۔ ایسے جلد بھول گئے۔
پیر مرد۔ وعلیکم السّلام مین نے آپ کو نہین پہچانا۔
خوجی۔ تم کیا پہچانوگے۔ تمھاری آنکھون مین تو چربی چھائی ہوئی ہے۔ تم بھلا ہمین کیا پہچانوگے۔
پیر مرد۔ کیا! آپ تو کچھ عجب مخبوط الحواس معلوم ہوتے ہین یہ وجہ کیا کہ جان نہ پہچان خواہ مخواہ کے لئے دس باتین سنا دین۔
خوجی۔ ابی ہم تو سنائین بادشاہ کو تو کیا مال ہی گیدی
پیر مرد۔ این! ہوش مین اپنے ہے یا نہین یہ بکتا کیا ہے تو
خوجی۔ کوئی ہے محلسرا مین حسن آرا بیگم کو اطلاع دو کہ مسافر آئے ہین۔ مہمانی کرو ہماری۔
پیر مرد۔ اخاہ (استادہ ہوکر) اخاہ خواجہ صاحب تو نہین ہین آپ۔ معاف فرمائیگا۔ حضرت آیئے لپٹ لیجئے
خوجی۔ بھلا بے جانے بوجھے کوئی بھی کسیکو کچھ کہتا ہے۔
پیر مرد۔ آپ تشریف رکھین مین خود جاکے اطلاع کردون خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آپ اور ہمارے آقائے نامدار اور عزیز میان آزاد صاحب خیر و عافیت سے واپس آئے۔ آدمی کو حکم دیا کہ حقہ بھروا دو۔ اور آپکے سامنے لگاؤ بندہ ابھی حاضر ہوا یہ کہکر پیر مرد خوش خوش اندر گئے اور باواز بلند کہا او صاحب ع تپس ماندے کا پیش خیمہ آیا۔
خوجی داخل ہوگئے جسنے سنا انتہا سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی کہ خوجی آئے ہین حسن آرا بیگم اور سپہر آرا اور روح افزا اور نازک ادا باغ کیطرف کے کمرے مین کھڑکیون اور چلمنون سے خوجی کو دیکھنے لگین۔ جانی بیگم اور گیتی آرا اور روح افزا بھی آئین۔

خواجہ صاحب قبلہ خدا سے خوش قطع تو تھے ہی کہ دیکھکر سب کی سب ہنس دین۔
نازک۔ اہو ہو کیا گران ڈیل سڈول جوان ہے۔
جانی۔ شانے کیسے بھرے ہین اور ہاتھ پانون کتنے خوبصورت ہین اور قد خیر سے کتنا موزون پایا ہے۔
نازک۔ ارے ادھر موے خوجی۔ ادھر سے خوجی۔
خوجی۔ (حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھکر) کون ہے بھئی۔
نازک۔ (ہنسکر) اِدھر دیکھ موے کچھ خدا کا قہر نازل ہوا اِدھر دیکھ آنکھین ہی پھوٹین جو اُدھر دیکھے۔
جانی۔ اللہ جانتا ہے ایسا عجیب غریب آدمی نہین دیکھنے مین آیا۔ اونٹ کی تو کوئی کل شاید درست بھی ہو۔ اسکی کوئی کل درست نہین ہنسی آتی ہے۔
خوجی اِدھر اُدھر دیکھتے کہ یا خدا یہ آواز کہان سے آتی ہے۔ اتنے مین پیر مرد آگئے۔
خوجی۔ حضرت اس مکان کی عجب خاصیت ہے کچھ
پیر مرد۔ کیا کیا اس مکان مین کوئی نئی بات آپنے دیکھی
خوجی۔ آوازین آتی ہین۔ مین بیٹھا ہوا تھا ایک آواز آئی پھر دوسری آواز آئی تھپّے کی آواز آئی۔ کسی نے میرا نام لے کر پکارا۔ مجکو برا بھلا کہا۔
پیر مرد۔ آپ کیا فرماتے ہین ہم نے تو آج تک کوئی بات اس قسم کی کبھی نہین پیدا ہوئے۔ بڑے ہوئے رہے ہے ہین۔
خوجی۔ تو اسکے معنی یہ کہ مین غلط کہتا ہون۔
پیر مرد۔ جی نہین مین استعجاب ظاہر کرتا ہون کہ یہ آواز کدھر سے آئی۔ شاید کوئی بھوت پریت ہو کیا عجب ہے

خوجی۔ (کمرے ہوکر) اہا ہا ہا۔ واللہ خوب یاد آیا خوب ہی یاد آیا بھئی ہو نہو وہی مردک ہو۔ یہان بھی بھیجا کیا۔

پیر مرد۔ کون۔ کیا کوئی جن یا آسیب آپکو ستاتا ہے۔

خوجی۔ واہ کیا سمجھا ہون۔ بھلا گیدی بھلا۔

راوی۔ حضرت ناظرین غالبًا سمجھ ہی گئے ہونگے۔

خوجی۔ اچھا گیدی آج اتنی قرولیان بھوکی ہون کہ تو بھی یاد کرے ہمسے بھڑنے کا مزا آج چکھ لے۔

پیر مرد۔ حضرت کچھ بتایئے تو کون ہے۔ مجھے کچھ اور شک ہوتا ہے

خوجی۔ واہ شک کے کیا معنی اور آپ ہین کون شک کے کرنیوالے صریح وہ ہمکو ہزار بار چکمے دے چکا اور آپ اُلٹا ہمین کو الو بناتے ہین۔ ارے صاحب یہ ایک بہروپیہ ہے ناک مین مردود نے دم کردیا۔ واللہ ناک مین دم کردیا۔ اتنک ہم اکیلے تھے اب دہوے ہم اور بھائی جان وہ خواجہ رئیس الزمان ہم خواجہ بدیع الزمان اور دونونکے کیدکے پہلوانی برستی ہے

پیر مرد۔ جسے ہم آنکے بیٹھے ہین ہم نے کوئی آواز نہین سنی۔

خوجی۔ آپ تو مجھے کچھ سودائی سے معلوم ہوتے ہین۔

پیر مرد۔ اچھا صاحب اپنے بھائی سے پوچھئے دیکھئے یہ کیا کہتے ہین

خوجی۔ ہائے افسوس ارے صاحب وہ تو افیم کی پینک مین غلطان ہین اور یہان مارے خوشی کے نیند حرام ہے۔

پیر مرد۔ خیر اب ان باتون کو جانے دیجئے اب کچھ روم کا ذکر چھیڑیے بڑا غضب ہوا مگر خدا کا ہر حال مین شاکر و صابر رہنا چاہیے انچہ مرضی مولے از ہمہ اولے۔

خوجی۔ آپکو روم روس کی پڑی ہے اور یہان کچھ اور ہی خیال ہے حسن آرا بیگم سے اطلاع کردی آپنے اب رخصت (اُٹھکر چلے) رخصت (پھر واپس ہوے) اوہو خوب یاد آیا ہماری جانب سے آداب عرض کردیجئے اور کہیئے کہ بندہ حاضر ہوا ہے اور خیریت سے سب کے سب آ گئے

جب پہلوانون کے استاد رفیق بالتحقیق آزاد حضرت خواجہ بدیعا صاحب کو معلوم ہوا کہ یہ آواز کوٹھے پر سے جاتے ہین تو دلمین بہت ہی خوش ہوے اور فرط طرب سے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو دو دو باتین عرض کرون حسن آرا نے کمرے پر سے کہا کیا مضایقہ ہے فرمایئے۔

خوجی۔ یا خدا شکر ہے۔ ہزار شکر خدا کہ حضور خاتون بلقیس مرتبت حسن آرا بیگم کی آواز کان مین آئی۔

برین مژدہ گر جان فشانم روا ست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست

پیر مرد۔ آپ کو کوئی امر اگر تخلیے مین کہنا ہے تو فکر کیجائے

خوجی۔ خوشی گلوگیر ہے صاحب۔ اللہ رے مبارک دن حسن۔ اب یہ بتایئے کہ خیر و عافیت سے تو آنا ہوا۔

خوجی۔ ہان آئے تو خیر و عافیت ہی سے مگر۔

معشوق اور بھی ہین بتا دے جہان مین
کرتا ہے کون ظلم کسی پر تری طرح

بارے خیر گذشت۔ انچہ گذشت۔

کہہ رہا ہے کون کس سے بے شکیبائی ملا
مجکو قسمت سے نصیحت گر بھی سودائی ملا

ایک تو آزاد پرلے سرے کے آزاد دوسرے اُن کے معشوق پریزاد نے یہ پٹی پڑھائی کہ جنگ مین جاکر نام کرو تو بات ہے چلیے سونے مین سہاگا۔ اسوقت حسن آرا بیگم کے دل سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا حالت ہے۔

ہو نہ بیتاب او تمھاری آج ناز کرتی ہے بیقراری آج

اڑگیا خاک پر غبار اپنا ہوگئی خاک خاکساری آج
نزع ہے اور روز وعدۂ وصل ہے بہر طور دم شماری آج

تیرے آتے ہی دم مین دم آیا +
ہوگئی یاس امیدواری آج

حسن - آزاد پاشا کا راستہ تمھارے سبب سے اچھی طرح کٹگیا ہوگا
خوجی حضور آزاد کے حسن نے انکے ساتھ ہمیشہ بدی کی
جس ملک اور جس شہر مین گئے اچھی اچھی شہزادیان ہزار
جان سے عاشق ہوگئین - اور یولینڈ کی شہزادی کا حال
تو بس ناگفتہ بہ - اسقدر روتی تھین اس قدر گریہ و
زاری کرتی تھین کہ الامان الامان -

عدو نے دیکھے کہان اشک چشم گریان سُرخ
نہ آستین ہے نہ رومال ہے نہ دامان سُرخ

حضور ایک روز آزاد کو قید کر دیا اور قید بھی ایسے
مقام پر جہان آدمی کیا پرندہ پر نہین مار سکتا - ؎

وحشت دل نے کیا ہے یہ بیابان پیدا!
سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا

پندرہ دن اُسی غار کوہ مین بیچارے کو رہنا پڑا - ہائے افسوس
حسن (آبدیدہ ہوکر) ہمکو اُسوقت دعائین دیتے ہونگے -
خوجی - قسم خدا کی انکو یہی خیال تھا کہ یا خدا حسن آرا اپنے
دلمین یہ نہ سمجھین کہ آزاد دغا دے گیا -
حسن - ہائے افسوس - اللہ ری محبت -
نازک - خاتون جنت کی قسم دل بھر آیا -
سپہر - پندرہ دن تک پہاڑ کے غار مین قید رہے !!!
خوجی - اسپر بھی چین نہ آیا - ایک اندارے مین قید
کیا اور اندارا جنگل کے اندر -

حسن - (روکر) جی چاہتا ہے کسی ترکیب سے اسوقت آجاؤن
خوجی - ایک مرتبہ اندارے سے آزاد نے یہ شعر پڑھا تھا -

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

جب مین نے کہا بھائی اب بھی اُس کافر سے صلح کر لو
ورنہ مفر محال ہے - تو فوراً یہ شعر پڑھا -

ہے صلح عدو بے حظ تھی جنگ غلط فہمی -
جینا ہی تو آفت ہے مرتا تو بھلا ہوتا

اور حضور اس طرح کی حسین شہزادی کہ خدا گواہ ہے مین
نے آج تک ایسا حسن گلوسوز دیکھا ہی نہین - جوانی
اور حسن اُمڈا پڑتا تھا خدا کی قسم مگر حسن آرا بیگم کے خیال
سے ذرا توجہ ہی نہ کی -
خواجہ بدیع الزمان نے اس حسرت کے ساتھ آزاد کے
مصائب کا حال بیان کیا کہ جس نے سنا رو دیا اور حسن آرا
بیگم کے دل کی تو عجیب ہی کیفیت تھی -
نازک - ہم تو سمجھے تھے کہ یہ مواسخرہ نرا پاگل ہے مگر ع

خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

جانی - اسطرح پر حال بیان کیا اور ایسی حسرت کی باتین
کہین اور اسقدر کا رنج دیا ہے کہ توبہ ہی بھلی - حسن آرا
آزاد کی لونڈی بن کے رہنا بھی تمھارے لیے فخر کا مقام ہے
حسن - مین خود جانتی ہون بہن تم کیا کہتی ہو -
سپہر - اللہ اللہ مین جبوقت سوچتی ہون کہ اندارون
اور بادلیون اور کنوون اور غارون اور پہاڑون مین
پندرہ پندرہ دن اکیلے رہے تو کلیجہ مُنھ کو آتا ہے -
خوجی - حضور اُس شہزادی کو کسیطرح چین نہ تھا - ہجر

کے دنون مین تڑپنا اور وصل مین آیندہ مفارقت کا رونا ہائے ستم۔

نے تاب ہجر مین ہے نہ آرام وصل مین
کمبخت دل کو چین نہین ہے کسی طرح

نازک۔ بھلا کوئی دن ایسا بھی تھا کہ اس سفاک ظالم کو ترس آیا ہو اُسنے رحم کیا ہو۔ ہائے افسوس۔

خوجی۔ جس روز اُس بت خونخوار نے آزاد کی نسبت حکم دیا تھا کہ یہ اندارے مین جاکر قید رہین اور وہان قیدیون کی طرح زندگی بسر کرین اوس دن سر سے پاتک سُرخ پوشاک پہن کر آئی تھی۔

ہوا ہون عشق مین گل پیرہن کے لازم ہے
مرا کفن بھی ہو چون جامۂ شہیدان سُرخ

نازک۔ اے ہے یہ تو سب سنا مگر کسیدن رحم بھی آیا تھا۔

خوجی۔ مین نے جاکے آزاد کو خوب سمجھایا کہ واسطے خدا کے عقل سے کام لو دشمن عقل نہ بنو۔ یہ دشت پرخار ہے یہان قدم قدم پر خوف ہے۔

پیہر۔ انکو لازم تھا کہ شہزادی کا کہنا مان لیتے۔

نازک۔ خدا جانے اُس مین کیا بجوگ پڑگیا ہوگا۔

خوجی۔ بجوگ کیا معنی! آزاد یہی کہتے تھے کہ مین تو اسدم شادی کرلون مگر خرابی یہ ہے کہ مین وعدہ خلاف کے پاس نہین کھڑا ہوتا مجکو ایسے آدمی سے کلی نفرت ہے وعدے کے خلاف عمل مین لائے۔

حسن۔ اسرے خیال یفائے وعدہ بھی تو مشکل بات ہے۔

خوجی۔ جسوقت آزاد کا سامنا ہوتا تھا وہ خونخوار مردم آزار بجب نگاہ قہر سے دیکھتی تھی۔ آنکھون سے خون ٹپکتا تھا

چین جبین بلا و نگاہ غضب ستم
کرتی ہے قتل اوس بت خونخوار کیطرح

پیہر۔ یہ تو پولینڈ کی شہزادی کا ذکر ہے۔

خوجی۔ جی ہان۔ یہ انھین کی عنایت کا ذکر ہے۔

نازک۔ وہان تو خواجہ صاحب ہی بیچارے کام آئے تھے

خوجی۔ حضور بعضی بات کی نہین جاتی بس گونگو کا نقشہ ہے کہے تو کوئی باور نکرے اور نہ کہے تو مصیبت کا سامنا ہے

پیر مرد۔ نہ کہنا کیا معنی ضرور کہیے سب مشتاق ہین۔

خوجی۔ اصل حال یہ ہے کہ وہ شہزادی مجھپر عاشق تھی۔

حسن۔ گھر کی ٹیکی اور باسی ساگ موا الو کہین کا۔

نازک۔ عاشق ہو یا نہو۔ انکی بیٹی کے برابر تو ضرور ہوگی

خوجی۔ کیا! اب یہ تو گالیان بکتا ہے۔ اور حضور کو اختیار ہے مگر خدا ہی خوب جانتا ہے کہ مجھپر کون کون پریوش تدرو دختار عاشق ہوگئی تھی۔ نیک و بد کی گنتی نہین۔ سارے ملک کی خاتونین ایکدم سے عاشق ہوگئین۔ مگر شہزادی سے تو مین نے لگاوٹ بازی خود ہی نہ کی۔ ہان ایک دفعہ سے جو شہزادی کی بڑی منھ چڑھی اور انتہا کی حسینہ تھی اُس سے عشق کا اظہار کیا۔ گو مارے غم کے دل اس لائق نہ تھا مگر

دل قابل محبت جانان نہین رہا
وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہین رہا
ٹھنڈا ہی گر مجوشی فصر گی سے جی
ایسا اثر کہ نالۂ افغان نہین رہا
کرتے ہین اپنے زخم جگر کو رفو بہم اب
کچھ بھی خیال جنبش مژگان نہین رہا
کیا اچھے ہوگئے کہ بھلونے بڑے ہوئے
یارون کو فکر چارۂ درمان نہین رہا
ہر لحظہ مہر جلوہ دیتے ہین چشم پوشیان
آئینۂ ارادۂ حیران نہین رہا

دل قابل محبت جانان نہین رہا

پیہر۔ یہ تو شعر خوانی کا موقع نہین ہے۔ یہان تو مطلب سے

مطلب کہئے۔ آزاد پاشا نے جو کچھ لکھا تھا سچ لکھا تھا۔
خوجی نے حقیر پی کر اپنی توصیف مین اپنی لیاقت اور جوانمردی کا حال سطرح بیان کیا اور حالات تو آپ نے سنے ہی ہونگے مگر ایک امر خاص کی نسبت مجھے کچھ کہنے دیجئے ایسا حال بیان کرونگا کہ بھڑک بھڑک جائیگا اب ملاحظہ فرمائیے کہ سامنے دریا اور دریائے زخار جس کا اور نہ چھور پاٹ کا پتا ہی نہین۔ سامنے دریا موجزن اور ادھر اُدھر جنگل منزلون کی راہ پر جنگل ہی جنگل نظر آتا تھا اور دونون لشکر آمنے سامنے پرے جمائے ہوئے کھڑے ہین۔ ادھر سے بھی جنگی باجا بجا اُدھر سے آواز دہل آئی۔
حسن۔ اور آزاد کہان تھے اور تم کہان تھے۔
خوجی۔ مین تو خاص قلعے مین تھا۔ قلعہ معلی اور آزاد سمند وغا پسند پر سوار میدان کارزار مین جوانمردی کے ساتھ کارنمایان کر رہے تھے۔ ادھر گھوڑا کڑکڑایا اُدھر ہو رہے۔ کل سپہ سالارون مین بس وہی وہ نظر آتے تھے گو اور بھی جنرل تھے مگر آزاد کے حسن و جمال اور فن جنگ کے کمال کو کوئی نہین پہونچتا تھا اچھے اچھے خوشرو سپاہی انکی طرف دیکھ دیکھ کر تعریفین اور عش عش کرتے تھے اور اوسوقت کی یہ تصویر ہے۔
راوی۔ یہ تصویر مہری اندر لیگئی اور وہان کمال شوق سے سب کی سب تصویر پر گر پڑین اور مہری کے ہاتھ سے چھین لینے کی کوشش کی۔
پیر مرد۔ دیکھو دیکھو یہ کیا چھینا جھپٹی ہو رہی ہے
خوجی۔ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔
پیر مرد۔ خدا کو دیکھا نہین مگر عقل سے تو پہچانا۔
خوجی۔ لے تو صاحب آخر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ سبکی سب تصویر کی چھینا جھپٹی کر رہی ہین۔ حضور نے اس خوبی سے کل امور بیان کئے کہ تصویر دیکھنے کا سبکو تہ دل سے شوق ہوا۔
پیر مرد۔ اپنے تئین آپ حضور کہتے ہین۔ بہت ہی خوب
خوجی۔ یہ تصویر ملاحظہ فرمائیے تو پھر ہم کچھ اور بیان کرین
اب سنئے کہ تصویر حسن آرا بیگم نے چھین لی اور کہا اگر دیکھنا ہے تو آدمیت سے دیکھو ورنہ تصویر پھٹ جائے گی اور کسی کے دیکھنے مین نہ آئیگی۔ اس سے مطلب کیا نکلیگا
نازک۔ جو تصویر ہے ایک نئے طرز کی اور ہر تصویر سے بانکپن برستا ہے۔ یہ بات خدا نے آزادہی کے لئے پیدا کی ہے پھر دیکھو باجی جان اور بھی کئی ہین مگر جو رعب انکے چہرے پر ہے وہ کسی اور کے چہرے پر نہین۔
نازک۔ اس مین کیا فرق بھی ہے۔ ع

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

وہ تو ہم جب ہی سمجھے تھے جب ہم نے سنا تھا کہ آزاد نامے ایک باحمیت مسلمان روانہ روم ہوئے ہین
خوجی۔ حضور ان کی تعریف انسان کی زبان سے محال ہے۔
نازک۔ بھلا لڑائی کے دن بھی سپاہی اور افسر نماز پڑھتے تھے یا نہین۔ اُس وقت کوئی کم پڑھتا ہوگا۔
خوجی۔ سچ کہون بعض بعض پاشا اس قدر پابند نماز ہین جاہے کوئی توپ کے مہرے پر اُڑا دے وہ بے نماز پڑھے ایک قدم آگے نہ بڑھتے۔ اور

اور یہان تو رند مشرب آدمی۔

ما ہمیم و پیہ مستی ہر روزہ ہمان	نہ شب جمعہ شناسیم نہ ماہ رمضان
مستیم را نبود مطرب و ساقی درکار	مستیم را نبود نغمہ و صہبا سامان
مستیم را نہ بود نامہ سیاہی فرجام	مستیم را نبود بادہ پرستی عنوان
مستم امانہ ازان بادہ کہ آید در جنگ	مستم امانہ ازان بادہ کہ سازد حیران

للہ الشکر کہ در ساغر من ریختہ اند
مے بے رنگ و مے خانۂ بے نام و نشان

نازک۔ کسی لڑائی مین آزاد کی فوج دب بھی رہی تھی۔

خوجی۔ کیا مجال ہے تو یہ کبھی ایسا کہنا بھی نہین۔

سپہر۔ تو کیا ہر لڑائی مین روسیون کو زک دی۔

خوجی۔ حضور ہر لڑائی مین زک دی۔ اور زک کیسی کہ معاذ اللہ تو یہ ہی بھلی۔ جوتے چھوڑ چھوڑ کے بھاگے۔ بڑے مرد میدان ہین جنکا نام آزاد ہے۔

خواجہ بدیع الزمان صاحب نے کئی بار اس حسرت سے آزاد کے مصائب شدید کا حال بیان کیا کہ جس نے سنا بے اختیار رو دیا کبھی کبھی اُنکی جوانمردی اور بہادری کا ذکر بھی کرتے تھے اتنے مین میم صاحب آگئین۔ انھون نے حسن آرا سے مصافحہ کرکے روح افزا کیطرف مخاطب ہو کر کہا مبارک ہو سچ کہنا سب سے پہلے ہمین نے اطلاع دی تھی نہ۔

روح۔ واہ یہان وہ وہ شہر خبرے جمع رہتے ہین کہ شہر بھر مین کسی کے فرشتے خان کو کانون کان تک معلوم بھی نہو اور یہان خبر ہو جائے۔

میم۔ کیا سچ مچ۔ ہماری اطلاع کے پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی۔

روح۔ ہان ہان۔ ایک آدمی نے آنکے کہا کہ آج ہوٹل مین دو میمین اور ایک صاحب آنکے ٹکے ہین۔ مگر صاحب بہت اچھی اُردو بولتے ہین۔ ہم نے عقل سے پہچان لیا کہ آزاد ہی ہون گے۔

میم۔ اور آنے کی خبر تو تھی ہی پہلے سے۔

روح۔ اب یہ بتایئے کہ آپ سے کیا کیا باتین ہوئین۔

میم۔ ہمین ایک نئی بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ مس میڈا آزاد کے ساتھ شادی نہ کرینگی۔ اور یہ پکی خبر ہے آج حسن۔ واہ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔

بہار۔ آپکو کیونکر معلوم ہوا میم صاحب۔

میم۔ مین نے ان دونون سے خود پوچھا تھا کہ اب تو حسن آرا کے بعد مس میڈا کے ساتھ آزاد کی شادی ہوگی۔ اُسنے معاً جواب دیا کہ (نہ) مین نے اپنے دل سے یہ خیال دور کر دیا ہے

حسن۔ ایمین کچھ (فی) ضرور ہے اس قدر عشق تھا کہ بیان سے باہر۔ اور اب یہ کیفیت۔ دفعۃً رائے بدلنا کیا معنی۔ کوئی سبب خاص ضرور ہوگا۔

میم۔ طبیعت ہی تو ہے۔ مگر ایمین ذرا شک نہ سمجھنا واقعی وہ اب ہرگز شادی نکرینگی۔ تم کو خوش ہونا چاہیے کہ آزاد کی تم ہی اکیلی بیوی ہوگی۔ سوت کسیکو بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ہان تو اسکا رواج ہی نہین۔ مگر ہم نے کئی سوتین دیکھی ہین۔ ایک شخص کی تین بیبیان اور ایک ہی مکان مین تینون رہتی تھین روز جوتا چلتا تھا جب دیکھو جوتی نکلا گالی گلوچ بھکڑ ہو رہا ہے اور تینون مین جسوقت لڑائی ہوتی تھی اُسوقت تگدم دیکھنے کی بہار تھی۔

روح۔ یہ پاجو نکا ذکر ہے۔ شریفون مین کہین جوتا چلا کرتا ہے بھلا کیا مجال۔ شریف زادیان برداشت کرتی ہین۔

نازک - اب اس گفتگو سے کیا مطلب آزاد کا حال سنو۔
میم - ہم نے تو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آزاد پاشا ہین۔
روح - تو دو خوشخبریان آپ نے آج آنکے سنائین ایک تو کہ آزاد آئے۔ اور دوسری میڈلے سے شادی نہوگی۔
حسن - ہم کو اس سے کوئی خوشی نہین ہوئی۔ کیونکہ میڈلا اور ہم بہنونکی طرح زندگی بسر کرتے۔ یہ تو ممکن ہی نہین کہ آزاد نے کسی ایسی ویسی سے اتنا بڑا اقرار کرلیا ہو۔
میڈلا کی قابلیت مین کون شک کرسکتا ہے اسکے علاوہ آزاد نے اِس قدر نام اُسی کے سبب سے پیدا کیا۔ اُسی نے اُنکو آزاد پاشا بنا دیا۔
مغلانی - حضور اسدن بھی یہی کہہ رہی تھین اور آج بھی حضور نے یہی فرمایا۔ مین اسکا مطلب نہ سمجھی۔ اس چھوکری نے کیا مدد دی یہ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔
حسن - جب یہ وہان داخل ہوے تو اُنکو کوئی بھی نہین جانتا تھا مس میڈلا انپر عاشق ہوئین شادی کا پیغام کیا۔ مگر اُنھون نے صاف انکار کردیا۔ اور کہا کہ ہم ہندوستان مین وعدہ کرآئے ہین۔ ایفاے وعدہ ضرور ہے۔ اور مقدم ہے۔ اسپر میڈلا نے کہہ سن کے وزیرون کو ایسی پٹی پڑھائی کہ آزاد کو قید کرلیا۔
مغلانی - اوئی ایسے عشق کو آگ لگے جس کو چاہے اُس کو قید کرائے یہ اُلٹی بات سُننے مین آئی عجب موئی بے حیا عورت ہے۔
جانی - اور ابھی تک تو اسکے احسان کا کوئی بھی ذکر نہین آزاد پر آخر اُسکا کیا احسان ہے یہی کہ جیلخانے بھیجدیا۔
حسن - سن لو جب جیل خانے مین کئی دن تک ہے تو رحم آیا جاکے ملین۔ آزاد سے قول و قرار لیا۔ سفائش کی چھوڑا یا۔
سپہرآرا نے کہا باجی جان آزاد لکھا کرتے تھے کہ خوجی کے سبب دل بہلتا رہتا ہے اسکو اسوقت بنانا چاہیئے
جانی بیگم کی رگ رگ مین شوخی بھری تھی انکو سب سے بہتر ترکیب سوجھی۔ کہا۔ ایک بات ہمین سوجھی ہے۔ ابھی ہم سب پر ظاہر نہین کرینگے مگر بہن بہار النسا اگر اجازت دین تو اسی دم خوجی الو بن جائے۔
بہار۔ اچھا ابھی اِن سے کسی سے نہ کہو ہم سے کہدو۔
جانی۔ کان مین آہستہ سے کچھ دیر تک گفتگو کی۔
بہار۔ کیا ہرج کیا ہے۔ بوڑھا ہی تو ہے۔ اتنی برس کا۔
جانی۔ بس جب آپ نے حکم دیدیا ہے تو ہمین کیا چوری ہے
حسن۔ آخر کچھ کہو تو باجی جان ہم سے کہنے مین کچھ چوری ہے
بہار۔ جانی بیگم اجازت دین تو کہدون۔
جانی۔ جی نہین کسی سے نہ کہو۔ اب مین تو جاتی ہون اور آپ مجھے سب سامان لیس کردیجئے۔
یہ کہکر جانی بیگم اُٹھکے دوسرے کمرے مین گئین اور بہار النسا بھی وہان سے چلی گئین یہان ان سب کو حیرت کہ یا خدا کون ترکیب سوجھی ہے۔ کہ کفر کے کلمے کی طرح کسی سے بیان کرتے ہوئے ڈرتی ہین۔ اپنی اپنی عقل کے موافق سب نے فکر کی۔
نازک۔ ہم سمجھ گئے افیمی آدمی ہے۔ اسکی ڈبیا چرانیکی فکر کی ہوگی۔ افیمی کے پاس سے افیم گئی اور وہ مراد حاصل ہے
روح۔ یہ بات نہین اسمین چوری کیا تھی۔
مغلانی نہین حضور اتنی شے کے لیے اُٹھکے اسقدر دور نجاتین

حسن - یہ بہار النسا بیگم نے کیا کہا کہ بوڑھا آدمی تو ہے ہی لیتی - اسمین کچھ فی ضرور ہے - مگل جائیگا -

مغلانی - مین جاکے خبر تو لاؤن کہ کیا ہو رہا ہے -

اتنے مین بہار النسا بیگم نے آکے کہا - چلو باغ مین چلکر بیٹھین اس بنگلے مین ہم سب بیٹھین گے اور اُس کے نیچے خوجی اس تجویز کے مطابق باغ کے دلکش بنگلے مین جاکے سب بیٹھین - خواجہ صاحب اور انکے بھائی خواجہ رئیس الزمان صاحب اور پیر مرد بنگلے کے سامنے ایک دری مین مونڈھون پر بیٹھے - اور دونون بھائیون مین گفتگو ہونے لگی -

خوجی - کیون برادر بابائے من ہدیعا - سچ کہنا اپنے خاندان مین ہم نے بھی کیسا نام روشن کیا ہے - کیون رئیس - کاہے مین نام روشن کیا معلوم تو ہو -

خوجی - ہان ! یہ فرمایئے - روم گئے - روس گئے - اور رئیس - پھر اس سے کیا ہوتا ہے - سُنا نہین -

خر عیسےٰ اگر بہ مکہ رود + چون بیاید ہنوز خر باشد	

ایک شخص دلی مین بارہ برس رہے مگر بھاڑ ہی جھونکا کیے -

خوجی - اے ہم فخر و افتخار قوم ہین -

یادگار زمانہ ہین ہم لوگ یادرکھو فسانہ ہین ہم لوگ	

تم بڑے بھائی ہو - مگر بزرگی بعقل ست نہ بسال تو نگری بدل ست نہ بمال - یہ نہین سُنا -

نازک - یہ دونون بھائی بھائی ہین یا دشمن دشمن -

حسن - دونون یکسان - قد و قامت شکل و یانہ پن سب مین ایک ہی سے ہین - یہ دونون جہان ہون وہان جی نہ گھبرائے -

مہری - (خوجی سے) کیون میان تم باپ بیٹے ہو -

خوجی - نہین باپ بیٹے نہین سالے بہنوئی ہین -

اس فقرے پر خواجہ رئیس الزمان صاحب نے اپنا پیٹ لیا اور کہا - بس بس - روم روس ہو آئے مگر یا قسمت نہ آئی بھلا یہ کون مذاق ہے - افسوس -

اتنے مین ایک مہری نے پیر مرد کو اشارے سے بلایا اور کہا آپ اور خوجی کے بھائی ذری دیر کے لئے یہان سے چلے جایئے یہان پردہ ہوگا - خوجی کو بیٹھے رہنے دیجئے خواجہ رئیس الزمان اور پیر مرد باغ کے باہر کوٹھی مین آکر بیٹھے - حسن آرا اور اُنکی ہمجولیون نے کہا - یہ دونون ہٹا دیے گئے اب کوئی گل ضرور کھلیگا -

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک جوان گھبرو اوپچی بنا ہوا سامنے سے اینڈتا اکڑتا چلا آتا ہے - بالکل نوعمر سبزے کا نام نہین - گورے گورے گال - اور مستانہ چال گھٹنا چست فالسائی گرنٹ کا چوڑی دار - جالی نوٹ کا کرتا اُسپر شربتی کا انگرکھا کٹاؤ کا - سر پر بانکی پگیا گلابی رنگی ہوئی ہاتھ مین کٹار -

حسن - یہ کون ہے اللہ - اے بی مغلانی ذری دریافت تو کرنا

روح - این ایہ کسکا لونڈا ہے برس پندرہ سولہ ایک کا سپہر - (قہقہہ لگاکر) افوہ - باجی جان بھیجا تو بھلا

حسن - (ہنسکر) اے ! افوہ بڑا دھوکا دیا -

روح - افوہ مین اب بھیجا نی -

نازک - یہ کون ہے کون - مگر سچ تو یہ ہے کہ پیار کرنے اور منھ

پوجنے کے قابل ہے۔ بوٹا سا قد اور ایسا خوبصورت
گھبرو تو دیکھا نہ سنا۔ ابھی بالکل کم سن ہے۔
حسن۔ بھلا اگر ملے تو چوم لو یا نہین۔ (شرما کر)
نازک۔ اخاہ ہمارے لئے آپکو بھی زبان آئی۔
روح۔ اے بہن یہ جانی بیگم ہین۔
نازک (زور سے قہقہہ لگا کر) سچ مچ۔ اخاہ۔ اُف
بیشک بڑا دھوکا دیا۔ افوہ۔!!!
پیہر۔ مین تو پہلے سمجھی ہی نہ تھی کچھ۔
اتنے مین وہ لونڈا گھبرو خوجی کے قریب آیا تو یہ چکرائے
کہ اس باغ مین اسکا گذر کیونکر ہوا اور طرہ یہ کہ اُنکے پیچھے
پیچھے بہار النسا بیگم جیسے ہی خوجی نے بہار النسا پر نظر ڈالی انھون
نے غل مچا کر کہا۔ اوئی۔ اے کون مرد نامحرم باغ مین آگیا
خواجہ صاحب دھوبی عورت۔ اے اسکو کسیطرح یہانسے نکالو
ایک مہری جو ان کے ساتھ تھی اُس نے بھی یہی کہا اور
خواجہ صاحب اس جوان رعنا سے یون ہمکلام ہوئے۔
خوجی۔ سنو بھئی جوان ہم تم دونون سپاہی پیشہ ہین۔
جوان۔ دہشت سے۔ (اکڑتے ہوئے آگے بڑھا)
خوجی (آگے بڑھکر) اجی حضرت آخر آپ کون صاحب
ہین پرائے زنانے مین گھسے جاتے ہو یہ ماجرا کیا ہے۔
جوان۔ قضا کا نوحہ خوان ہے۔ کیا شامت آئی ہے۔
خوجی۔ سنئے بندہ پرور ہم اور آپ دونون ایک ہی پیشے
کے آدمی ہین اور دونون ہم سن اور کم سن۔
جوان۔ اگر ابکی بولوگے تو ہم بیشک کٹار مارین گے۔ ہم
حسن آرا بیگم کے عاشق زار ہین اور اُنکے دام محبت مین گرفتار
سنا ہے کہ آزاد نامے ایک عیار مکار یہان آنکر حسن آرا
کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والا ہے اسی کے انسداد
کے لئے آئے ہین۔
خوجی۔ آزاد کے مقابلے مین آپ ایک ادنی لونڈے ہین
اور اس خیال خام سے درگذریے وہ بڑا صاحب سیف سورما
تلوار یا ہے اور آپ ابھی بچے اور صاحبزادے ہین۔
خواجہ صاحب بہت چکرائے۔ سوچے کہ اگر اس سے بھڑا
پڑتا ہون تو جان جائیگی اسکے پاس کٹار ہے اور یہان
قرولی منزلون دور اور اگر خاموش رہتا ہون تو یہ سب خاتونین
مجھے عورت سے بدتر سمجھین گی۔ تو تھمبو کر کے سمجھایا کہ بھئی
گھبرو دو باتین سن لو تو آگے بڑھو۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین
کہ اس نے بہار النسا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ ابھی اسیدم
حسن آرا بیگم کو بلاؤ ورنہ کٹار مار دونگا۔
خوجی۔ ہائین! ہائین!! این عورت وشما مرد باہائے من
جوان۔ کیون تیری ہڈیان چلچلاتی ہین اے بوڑھے۔
خوجی۔ کیا آپ مجھ سے زیادہ جوان ہین۔ آپ ہین کیا
جوان۔ اچھا پھر پہنے تمھارا ہی کام تمام کرون ایک پہرے
والے کو تو شہید کر آیا ہون اب تمھاری باری ہے۔
خوجی۔ (پیترے بدلکر) ہم کسی سے دبنے والے نہین ہین
راوی۔ خواجہ صاحب پیترے بدلتے اور برتے تو
جاتے تھے مگر دو باتون سے غافل نہ تھے۔ ایک
تو پیچھے ہٹتے جاتے تھے دوسرے بھاگنے کا راستہ تجویز
رہے تھے۔
جوان۔ آج ہی کا دن تیری قضا کا تھا۔
خوجی (پیچھے ہٹ کر) دیکھا نہین ہی کسیکو۔ کیا مجال
جوان۔ کوئی سپاہی ہو تو اُس سے مقابلہ کیا جائے تم

تم الیون سے کیا مقابلہ کرون - مگر جھلایا ہوا ہون اچھا لے ایک چرکا - (ہاتھ بڑھاکر) لے بچ سنبھل -

خوجی - چونک پیچھے ہٹے تو گھبراکے گرے اور گرتے ہی آواز دی - او برادر بابائے من بدیعا اندر خواب کنار قرولی بیار - این گیدی بر سر پیکار و من بدیعا از زار

اب تو سبکو معلوم ہی ہوگیا تھا کہ جانی بیگم مرد کے بھیس مین آئی ہین یون ہی سب کی سب بے اختیار ہو ہو ہنس رہی تھین مگر ان کے گرنے سے وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ الامان الامان -

اب خواجہ صاحب کی سنیئے کہ گرے تو اٹھتے نہین - جوان - بس اسی برتے پر بھولا تھا - اے پھٹکار -

خوجی - من بدیع وگلے والی پلٹن کا رسالدار مگر

مردی نہ بود فتادہ را پائے زدن
گر دست فتادۂ بگیرے مردے

اتنے مین کئی مہریان اور مغلانیان اور محلدارا و ر آتون اور دوا اور یہ اور وہ ادھر ادھر سے جمع ہوگئین اور دو ایک نے لاعلمی مین بڑی بیگم کو بھی اطلاع دی اور پہرے پر یہ مشہور ہوگیا کہ ایک سپاہی مسلح ہوکر خدا جانے کس ترکیب سے باغ مین گھس گیا وہان خوجی کو تو زخمی کیا اب اور بیگمات مین گیا ہے پہرے کے جوان اور کئی آدمی ان کے ساتھ بے تحاشا دوڑ پڑے تو خواصون نے روکا کہ تم اپنا کام کرو یہ آپس کی چہل ہو رہی ہے اسکا خیال نہ کرنا چاہیئے - بڑی بیگم کو بھی تسکین دی گئی کہ لڑکیان آپس مین بول ہنس رہی ہین آپ گھبرائین نہین -

اب سنئے کہ خواجہ صاحب تو چارون شانے چت پڑے ہوے آنکھین کھول کھول کر اُس جوان رعنا کو دیکھتے جاتے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے اسیکو ملک الموت کی صورت مین بھیجا ہے - مگر ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم اور وہ جوان زیبا شمائل رعنا خصائل برابر یہی کہہ رہا تھا کہ یہ اُنکے ذریات سے ہین جب سند ہے کہ آزاد کو ڈپٹ لون تکن کیا کہ ہماری نسل مین حسن آرا نہون -

خوجی - واللہ مین اسوقت اپنے زعم مین اپنے آپ با مہری - آمین کون کلام ہے میان - ایسا ہی ہوا -

خوجی - اور اب بھی اگر اُٹھون تو قیامت بپا کردون مہری - اے نہین آپ کے دشمن اُٹھین -

مغلانی - ایسی آرام کی جگہ پاکر کوئی چھوڑتا ہے -

خواص - مگر گرے بھی تو اس زور سے کہ زمین ہلگئی -

دوا - ای مین سمجھی کہ بھونچال آگیا - ماشاءاللہ جوان بھی تو گران ڈیل ہین - زمین کا کلیجہ تک دہل گیا اب جسوقت اٹھین گے زمین اور بھی دب جائیگی -

خوجی - اسوقت گانے کو جی چاہتا ہے -

عرق را دانۂ یاقوت احمر ساخت خسارتش
بیائے جوہری حسن مرصع را تماشا کن

مغلانی - اب ایسے آرام ہی کے وقت نہ گاؤگے تو پھر کب گاؤگے -

جوان - کل ہم دریافت کرلین کہ آزاد ٹکے کہان ہین تو وہین پہونچین - اسیدم جاؤن اور للکارون اور ڈانٹ بتاؤن -

خوجی - واہ گھر کی مُرغی اور باسی ساگ

جوان۔ کیا! کیا آزاد ہم سے بڑھکر تلوار رہے ہین۔
خوجی۔ بہتون کا ارمان نکل گیا صورت دیکھتا تو رستم بھاگ جاتا۔
جوان۔ اچھا پھر کل سہی۔ دیکھو تو ہوتا کیا ہے۔
خوجی (کروٹ بدلکر) کل بھی کچھہ دور نہین ہے۔
جوان۔ (کنارہ دکھاکر) یہ کروٹ بدلنا کیا معنی چت سو اور سینے ایسے مزے مین آئے۔ اوپچی کلے پر کھڑا ہے اور انکو آرام و آسائش کی سوجھتی ہے۔ کیا بے تکلف آدمی ہین
خوجی۔ دیکھو بی مغلانی اسوقت ناحق کا خون ہماری گردن پر ہوگا۔ سچ کہتا ہون۔ اس وقت ایک آدھ کا خون ہو ا ہی چاہتا ہے۔
مغلانی۔ لے چخے دو رموے بڑبڑاکے گر پڑا۔ مردوے کی صورت دیکھتے ہی۔ او۔ چلا ہے باتین بنانے۔
مہری۔ نوج کوئی ایسا مردوا ہو۔ صورت مردونکی سیرت عورتون کی۔
جوان۔ اس پر کیا فرض ہے جس کو ہم ڈانٹ دین گے وہ رعب مین آجائے گا۔
خوجی۔ اب کل معلوم ہوگا کل ساری تلعی کھل جائیگی میان صاحب مین تو خیر اسوقت اپنے زعم مین اپنے آپ مُنھ کے بھل گر پڑا۔
رادی۔ ہم بھی گواہ ہین۔ وجہ یہ کہ حضور ہر بار اپنے زعم مین گر پڑا کرتے ہین۔ یہ کمال طاقت ہے غنیم کو دیکھنا اور چارون شانے چت۔
مغلانی۔ لے تو اب اٹھوگے بھی یا ہمین ذبح کرائے جاؤگے
خوجی۔ ع۔ ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را۔

رادی بس یہ عمدہ اصول ہے انھین کے مطابق کاربند ہوجیے جب سب نے زور زور سے قہقہہ لگانے شروع کئے اور بہار النسا اوس جوان عنا کا ہاتھ پکڑکر لیگئین تو خوجی مارے غصے کے اُٹھے اور خدا حافظ کہکر چلے دلمین سوچتے جاتے تھے کہ آزاد سے جاکے کہونگا کہ حسن آرا کے ایک اور چاہنے والے پیدا ہوئے ہین۔ جیسے ہی چشمے کیطرف سے ہوٹل کی راہ لی۔ ایک کاغذ نظر سے گذرا اور اُسکو پڑھنے لگے۔

اس بہکانے اور پھسلانے کی تجارت سے ملک کی معصوم دخترون کو جو اپنے مان باپ کو بخوبی پہچاننے کی قابلیت سے معذور تھین۔ ایسا فروغ ہوا کہ بی کندن کھلے بندون اپنے افسون و فسانہ کے رواج مین کامیاب ہوئین اور باغبان ہوس کار کی آمد و رفت روزمرہ اور داد و دہش اور دوسری طرف پولیس کی سازش میل جول رفاقت کیمپنی کیتا دلی اور اطمینان نے اسکو ایسا اندھا بنایا کہ وہ اصلاً و مطلقاً اپنے افعال قبیحہ اور کردار ذمیمہ کی تہ پر قادر نہوسکی اور سمجھتی تھی کہ یہ گرم بازاری اسکے پیشہ کے روبرو ترقی پذیر ہوگی اور اُسکے دام تزویر مین ایک نہ ایک الو پھنستا ہی رہیگا گھڑی دو مین مرلیا جائیگی

گیدیون کے قبلہ گاہ۔ پدیون کے پشت پناہ گادیونکی جان بلکہ روح روان۔ دیوار حماقت کے پشتبان چھٹے پہلوان میان خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع۔ (آنجہانی) غرق بحر نادانی نہایت حیرانی اور غایت پریشانی سے دل ہی دلمین۔ اس جوان عنا شمائل زیبا خصائل کو بُرا بھلا کہتے پھرتے اور تیزی کے ساتھ قدم دھرتے۔ ٹھنڈی سانسین بھرتے شہ گام جانے لگے اور

چونکہ ماشاءاللہ ڈنڈپیل جوان اور کامل فن پہلوان تھے یہ کیفیت ہوئی کہ دس قدم چلے اور تیورانے لگے اللہ ہی طاقت اول تو لپتہ قامت۔ ماشہ بھر کا قد۔ دوسرے قطع شریف ازبس موزون اونٹ کیطرح کوئی کنڈ مستانہین اوسپر طرہ یہ کہ مدت کے بعد ایک چوبی قرولی جو کسی استاد نجانے پیرو کو بطریق نذر دی تھی زیب دست تھی مثل مشہور ہے۔ اوچھے کے گھر تیتر باہر بندھے کے بھیتر۔ کبھی دائین ہاتھ مین لی بازار والونکی طرف دیکھکر چمکائی کبھی بائین ہاتھ مین لی اور اکڑ کے چلنے لگے اب زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ دماغ فلک افلاک پر ہے۔ اللہ ری نخوت! اور کیون نہو۔ خدا نے حسن دیا تو گلوسوز۔ نور عطا کیا تو عالم افروز۔ ایک تو گران ڈیل جوان۔ دوسرے فن سپہ گری مین طاق کشتی کے پہلوان بانک پٹے۔ بانے بنوٹ مین مشاق۔ خانہ جنگی مین شہرۂ آفاق اور سب صفتون سے یہ بڑھکر صفت جناب باری نے عطا کی تھی کہ میدان جنگ مین بھاگتون کے مقدمۃ الجیش سپہ سالار نامدار بنتے تھے۔ کوئی اور بھاگے یا نہ بھاگے یہ سب کے پہلے میدان چھوڑنے کی فکر کرتے تھے۔ اللہ ری بہادری بازار مین اس عجیب الخلقت پر جبکی نظر پڑتی بے اختیار ہنس دیتا تھا کہ واہ ماشاءاللہ کیا قطع ہے اور اس بونے پن پر اکڑنا اور اینڈنا اور تن تن کر چلنا اور شہ گام جانا اور مصنوعی قرولی سے بھیڑ کو ہٹانا اور بھی لطف دیتا تھا فقرہ باز آپ جانئے زمانے بھر کے بے فکرے اون کو شگوفہ ہاتھ آیا جس گلی کوچے کیطرف سے خوجی نکلجاتے تھے لوگ انگلیان اٹھاتے تھے اور بچتیون کے چھترے چلے جاتے تھے۔

۱۔ ذری سنبھلے ہوئے حضرت۔ دیکھئے کہین ٹھوکر نہ کھائیے گا
۲۔ آدمی کیا پیگو کا ناگھن ہے۔
۳۔ ہم کو تو چنڈول معلوم ہوتا ہے۔ (قہقہہ لگاکر)
۴۔ کلجگ کے باون اوتار کی ذریات مین سے ہے۔
۵۔ اکڑتے تو بہت جاتے ہو کہین ایسا نہو کہ کوئی چپت دے قرولی ورولی چھین لے۔
۶۔ ہاتھ پانون ماشاءاللہ کتنے سڈول ہین۔
۷۔ ارے میان جھمن ذری ادھر تو دیکھو۔ یہ بھیڑے کے بھٹ سے نکالے گئے ہین سنا ابھی تک آدمی کی بولی نہین بول سکتے۔ ادھر ادھر واہ ہے

خواجہ صاحب کے ہاتھ تو بعد مدت قرولی آئی تھی اور برسون کی دعائے سحری ونیم شبی کے بعد منھ مانگی مراد پائی تھی فرط غرور سے کسی ایسے ویسے کی فقرہ بازی اور زباندرازی کا خیال ہی نہ تھا۔ اور کیون ہوتا پیل دمان کہین موروضعیف کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

اتفاق سے خوجی کو اس ہوٹل کا خانسامان اثنائے راہ مین ملا جہان آزاد فروکش ہوئے تھے۔ اونسے انکی وحشت دیکھکر رونکو روکا اور کہا خیر باشد۔ یہ اس وقت کہان لپکے ہوئے جاتے ہو پسینو نین تر تبر ہانپتے ہوئے خیر تو ہے۔ خواجہ صاحب خواجہ صاحب نے جواب نہ دیا صدائے برنخاست۔ وہ سوال کرتا ہے۔ بات پوچھتا ہے یہ قرولی دکھاتے ہین۔

خانسامان۔ آج تو آپ غریبون سے بات ہی نہین کرتے خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا جائیگی!!!
خانسامان۔ این! اسوقت تو خواجہ صاحب منے مین ہین

خوجی (آگے بڑھکر) گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔
خانسامان تو ایک ہی دنمین انکی خو بو وحشیانہ گفتگو اور مجنونانہ حرکات سے واقف ہو گیا تھا۔ سمجھ گیا کہ معمولی وحشت ہے۔
خواجہ صاحب قرولی ہاتھ مین لئے اکڑتے جانے لگے اتنے مین انکے ایک پرانے شفیق ملے۔
شفیق۔ اخاہ۔ کہو بھئی خوجی۔ اچھے تو رہے صاحب
خوجی۔ مرکھپ گئے ہم تو جناب خواجہ بدیعا صاحب ہین
شفیق۔ اللہ ری وحشت۔ روم روس ہو آئے مگر اس کرنکی کے صدقے۔ کہ کینیڈا ہی ہے ہم سمجھے تھے کہ آدمی بنکے آئے ہونگے۔ مگر وضعدار لوگ کہین وضع کے خلاف کام کرتے ہین۔ کیا مجال۔ پابندی وضع مقدم ہے۔
خوجی۔ ہرگز ناکس سے باتین کرنا ہماری شان سے بعید ہے
شفیق۔ بجا ارشاد ہوا۔ حضور کی شان کا کیا کہنا۔ ہم دیکھتے ہین وہان جانے سے اور بھی گاودی ہو کے آئے۔
خوجی۔ ہونھ۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔
شفیق۔ بہت ہی خاصے اس تھرکنے کے صدقے۔ ولایت جاکے یہ شوق بھی پیدا ہوا۔ اب اندر سبھا مین نام لکھوائیے پیرانہ سالی کے لئے اچھا شغل تجویز کر کے آئے ہو۔ از برائے خدا آدمی بنو یہ کیا حماقت ہے بات کا جواب دو ولایت کا کچھ حال بیان کرو۔ سوال از سلیمان جواب از آسمان ہم کہتے ہین آم۔ آپ کہتے ہین املی سوال دیگر جواب دیگر چہ خوش چرا نباشد۔ واہ اُستاد۔
خوجی۔ بس گھڑی دو مین مرلیا باجیگی!!!
شفیق۔ دماغ مین خلل ہو گیا ہے اور انسانمین حواس ہی حواس تو ہے اور ہے کیا جہان حواس مین فتور آیا بس غنائم وبہائم سے بدتر ہو گیا۔ گو آپکے مزاج مین جنونی قابلیت پہلے ہی سے تھی مگر وہان جاکے حضور خراد پر چڑھ گئے۔
خواجہ بدیع الزمان صاحب کو اپنی قرولی پر ناز تھا۔ ہرگز ناکس کے مُنھ لگنا خلاف وضع اور کسر شان سمجھے گرتے پڑتے ہوٹل مین داخل ہوے اور آزاد کو دیکھتے ہی مُنھ بنا کے سامنے کھڑے ہوئے۔
آزاد۔ ع۔ خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام۔
خوجی۔ (قرولی کو دائین ہاتھ سے بائین مین لیکر) ہونھ۔
آزاد۔ کیا! خدا خیر کرے۔ اے میان گئے تھے وہان؟
خوجی۔ (قرولی کو بائین ہاتھ سے دائین ہاتھ مین لاکر) ہونھ
آزاد۔ یا الٰہی۔ کچھ منھ سے بھی تو بولو میان۔
خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی!!!
آزاد۔ کیا! اسکے معنی کیا! جنون ہو گیا ہے کیا!
خوجی۔ بس۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔!!!
آزاد۔ حسن آرا بیگم کے ہان گئے تھے کسی سے ملاقات ہوئی کیا رنگ ڈھنگ ہے۔ تم تو مخبوط الحواس معلوم ہوتے ہو۔
خوجی۔ وہان گئے نہین تھے تو کیا جہنم مین گئے تھے۔
نہ جانا کیا معنی۔ جائین اور بیچ کھیت جائین۔ مگر
آزاد۔ اگر مگر کو تو رہنے دو۔ صاف صاف بتاؤ۔
خوجی۔ اس سے زیادہ صاف اور کیا ہو گا۔
آزاد۔ بھائی صاحب ہم نہین سمجھے۔ اور ہمین الجھن ہوتی ہے۔ خواہ مخواہ کے لئے طبیعت پریشان کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا۔
خوجی۔ از رقیبان خدارے کن بابائے من [illegible]

آزاد (درمیان کہا) (شرما کر) یہ کہتا کیا ہے۔
خوجی۔ کہتا نہین ہون سچ کہتا ہون۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔
آزاد (جھلا کر) خوجی اگر صاف صاف نہ بیان کروگے تو اسوقت بہت بُری ٹھہریگی۔ بس اب تم کو اختیار ہے۔
خوجی۔ اور اُلٹے مجھی کو ڈپٹتے ہو۔ مین نے کیا بگاڑا۔
آزاد۔ وہان کا مفصل حال کیون نہین بیان کرتے۔
خوجی۔ کیا بیان کرون حسن آرا بیگم سے باتین ہوئین۔ گھنٹون آپکا ذکر خیر رہا۔ اینجانب آپ جانتے ہین ایک کسان آدمی ہین نے جو شاعرانہ تقریر کی تو وہ سمان باندھا کہ حسن آرا بیگم اور اُنکی ہمجولیان آٹھ آٹھ آنسو روئین اور پھر ایک لطیفہ ایسا کہدیا کہ قہقہے پڑنے لگے۔
مس میڈا اور مس کلیرسا اور پولینڈ کی شہزادی اور کرڑی اور گیلی اور سبز پوش سب کے عشق کا حال بیان کیا۔ اور آپ کی پاکدامنی کا ثبوت دیا پورا پورا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جتنی مٹھی بھینچین دلین سب کی یہی خواہش تھی کہ آزاد ہمارے میان ہون تو بڑا لطف ہے۔
آزاد۔ یہ کیا واہیات گفتگو ہے۔ پرائی بہو بیٹی کی نسبت ایسی بات زبان سے نکالنا باجی پن ہے۔
خوجی۔ اجی ہم تو باتون سے اغارون سے تاڑتے ہین
آزاد۔ ابن وحشت کے صدقے۔ یہ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ اسکی خبر نہ نکلی۔ عجب بے تکے ہو واللہ۔
خوجی۔ سنتے جایئے مین نے آپ کا مفصل حال بیان کیا تو سب کی سب خوش ہوئین اور کہنے لگین کہ رجب علیبیگ سرور [illegible] جانِ امان سے بھی خواجہ بدیع بڑھ گئے اُنکی تقریر سے پھول جھڑتے ہین صورت تو کیسی مین نے دیکھی نہین مگر آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ انتہا کی حسینہ وجمیلہ ہین اور سب شوخ وشنگ چُلبلی۔
اسکے بعد خواجہ صاحب نے پھر منھ بنایا اور بکمال فصاحت اور بلاغت اُس واقعہ کا حال یون کہہ سُنایا (نا قلان نقل الم وحاکیان حکایت غم تابوت قرطاس مین بعض مضمون کو یون رکھتے ہین کہ اندرین زمانہ یگانہ رنج کاشانہ مین ایک مرد خدا عارف باللہ شرافت ونجابت دستگاہ معروف ومشہور جہان سبحان گیہان نامی خواجہ بدیع الزمان کہ شاعر اچھا اور منشی بہت اچھا تھا ایک پری کے باغ مین داخل شد) آزاد نے جو یہ بے تکی بانک سنی تو انکو اور بھی اُلجھن ہوئی کہا از برائے خدا مختصر طور پر کہو معلوم ہے کہ آپ سرور مغفور سے بھی اس فن مین بڑھ گئے۔ مگر نثاری کی لیاقت کے اظہار کا یہ کون موقع ہے۔
خواجہ صاحب نے بگڑ کے کہا یارون کی تو یہی تقریر مسلسل ہے جسکا جی چاہے سنے خواہ نہ سنے۔ یہ کہکر اپنی کہانی کا سلسلہ یون شروع کیا۔
(اُس باغ رشک راغ پُر از بلبل زاغ)
آزاد۔ خدا کی مار اس بھونڈی تک بندی پر۔
خوجی۔ بس قبلہ بس اگر کُل قصہ سننا ہے تو ٹوکئے نہین اگر ایکی ٹوکا تو وا للہ نہ کہونگا۔ ذرا دل لگا کر سنیے (اس باغ رشک زاغ پر از مینا وزاغ مین ایک چمپئی رنگ نرگسی آنکھون والی متوالی کہ حسن مین یوسفِ مصری سے خراج لینے والی تھی جہان جہان خرامان خرامان نظر آئی دیکھتے ہی مین نے کہا وہائی فریاد رس آلہی حسن اتفاق سے

لونڈون نے جو مجھے اُس گلبدن باکدامن پر لٹو دیکھا تو تک بندی کے ساتھ آوازے کسنے اور پھبتیان کہنے لگے مین اُس حسن کے ظلم سے خدا و کریم کی دہائی۔

لونڈے۔ ڈبیا دیا سلائی۔ ڈبیا دیا سلائی۔

مین۔ فریاد رس الٰہی۔ اخدا تیری دہائی۔

لونڈے۔ بس بونے پہلوان کی سچ مچ شامت آئی۔

مین۔ جو حسن اور تعدی جمال اور جفاے ادا کی دہائی

لونڈے۔ بیٹھے بٹھائے بونے کی شامت آئی۔ قضانے صورت دکھائی۔ ڈبیا دیا سلائی۔

اس تکرار اور طبیعت داری اور غل کی آواز سے وہ خفتۂ چار بالش ناز سراپا انداز بیدار ہو گئی۔

آزاد۔ اس بے تکے پن کے قربان کہان تو جان جان خرامان خرامان کہا تھا۔ کہان خواب ناز کا ذکر ہے۔ واہ

خوجی۔ کیا عجب آدمی ہین آپ بھی۔ چمن مین خرام کر رہی تھی۔ مگر نرگس مست من بدلیا دیکھتے ہی آنکھ لگ گئی۔ خیر اب سنئے کہ اُس نسرین بدن کے جلو مین ہزارہا پریان کوہ قاف کی تھین مگر تھوڑی ہی دیر مین ایک جوان کٹار بکف سامنے آیا اور مجھے للکارا تو اپنے زعم مین اینجانب اپنے آپ ہی گر پڑے۔

آزاد۔ (بہت خفا ہو کر) تمھاری انھین باجی پن کی باتون پر ہمین غصہ آتا ہے بس۔ بھلا دل لگی اور خرقہ بازی اور تک بندی کا یہ موقع کون ہے۔ مگر کہے اُس سے جو سمجھے۔

خوجی۔ اجی جناب صاف صاف یہ ہے کہ حسن آرا بیگم کے ایک اور چاہنے والے پیدا ہوے ہین اور انکی زنان خانے تک رسائی ہے باغ مین بند بیٹھا تھا اور باغ کے بنگلے مین حسن آرا بیگم اور اُنکی بہنین اور بیگمات اور عورتین بس۔ ایک جوان سامنے سے نمودار ہوا۔ اور بے دیکھے دیکھتے ہی آگ ہو گیا۔

آزاد۔ کوئی خوبصورت آدمی ہے۔ کم سن ہے۔؟

خوجی۔ نہایت حسین اور ابھی بالکل کم سن ہے بس بہت ہو تو پندرہ سولہ برس کا سن ہو۔ بس اس سے زیادہ نہین ہے۔

آزاد۔ اور ہاتھ پاؤن کیسے ہین۔ ڈنڈ پیل جوان ہے یا دُبلا پتلا۔ وہان کیا کرنے آیا۔

خوجی۔ بہت ہی نازک اندام تبلی کمر۔ ابالکل ہی بچہ ہے۔ کاہی بھی نہین۔ حلوان سمجھیے اُسنے کہا بھلا آزاد بیچارے کیا ہین۔ اور کل ہی تو اُنسے کھڑے کھڑے سمجھ لونگا۔ میری موجودگی مین حسن آرا بیگم پر کوئی نظر ڈالے کیا طاقت یہ کہکر دراتا بنگلے مین چلا گیا جہان وہ سب بیٹھی ہوئی تھین۔

آزاد۔ اسمین کچھ بھید ہے ضرور۔ تمھارے اُلو بنانے کے لئے شاید دل لگی کی ہو۔ مگر ہمین اُسکا یقین نہین آتا۔

خوجی۔ یقین تو ہمین مرتے دم تک نہ آتا مگر وہان تو قہقہے پڑ رہے تھے۔ اُس جوان خوبرو کے دیکھتے ہی بنگلے سے قہقہے کی آوازین آنے لگین اور جب مین اپنے زعم مین آیا تو اور بھی قہقہہ پڑا۔ اس سے تو بھائی جان مین بہت کھٹکا کہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے ورنہ نامحرم کو دیکھکر قہقہہ کیسا۔

خواجہ صاحب نے قسم کھا کر اور آزاد کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا آزاد اس سر کی قسم کھا کے کہتا ہون اور خدا اور خدا کا رسول گواہ ہے کہ بنگلے سے بیگمات نے قہقہہ لگایا میری آنکھون مین خون اُتر آیا اور مجھے یقین واثق ہوگیا کہ اس حسین جوان کی یہان بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے۔ ورنہ غور تو کیجئے بھلا نامحرم کسی شریف زادی کے زنانے مین بیدھڑک جاسکتا ہے اور ہان خوب یاد آیا یہ تو کہنا بھول ہی گیا تھا کہ اُنکے پیچھے پیچھے ایک نہایت کمسن اور طرحدار نواب زادی تھین خوب بنی ٹھنی بڑے ٹھسے سے چلے تو اُس جوان کو دیکھکر بہت ہی اُچھلی کودین اور غل مچایا اور مجھے للکارا کہ تم کیسے مردوے ہو کہ اِنکو منع نہین کرتے۔ یہ پرائے زنانے مین کہان گھس آئے ہین۔ اور پھر اِنکے ہاتھ مین ہاتھ دے کر زینے پر لے گئین وہ بھی بنگلے کی چھت پر داخل ہوگئین اور اُس جوان کو بھی لیتین گئین۔

آزاد۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اس بے سروپا کہانی کے کیا معنی ہین اگر ایسا ہوتا تو اب تک تمام ہندوستان مین خبر مشہور ہو جاتی۔ مگر خیر ع۔

سمجھین گے دلا شتاب کیا ہے

انشاء اللہ۔ فہمیدہ خواہد شد۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی خوجی۔ اور اُسنے وعدہ کرلیا ہے کہ آج ضرور آؤنگا اور آزاد کو للکارونگا کہ اس خیال خام سے درگذر ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا۔

آزاد۔ خیر آنے دیجئے۔ بہت ہی خوش ہوکے جائینگے۔

خوجی۔ ہون! گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔

آزاد۔ انشاء اللہ یہ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ کا یہ مطلب تھا یہ کہے مگر اب تک ہم کو یہ سب خواب خیال ہی معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

خوجی۔ بھائی سنودہ جوان اور جوان کا ہیکو حلوان تو واقعی ایسا حسین ہے کہ مردون کا خود جی چاہتا ہے کہ اُسکے لب شکر خا کا بوسہ لین نہ کہ عورتین۔ ہونٹھ واللہ یاقوت رنگ۔ رخسار تابان بوسہ فریب آدمی کیا پری ہے واللہ۔ ع

پیخانۂ او بہر تمرا بہ
دیوانۂ او بہر خدا بہ

اور چال و رفتار کا عالم کچھ نہ پوچھئے سبحان اللہ سبحان اللہ

زان عربدہ کہ در خرامم کردہ
صد زلزلہ فتنہ وام کردہ

اور زلف مسلسل تو خدا کی قسم بس مرغ دل کی گرفتاری کے لئے زنجیر اور دام سے بھی زیادہ تھی سچ کہتا ہون اُس زلف پرشکن دعنبر بار کا بھی کشتہ ہون ع۔

شب بھر تمھاری زلف مسلسل کی یاد مین
دو سانپ ہین کہ سینے پہ لہرائے جاتے ہین

اب ہم سوچے کہ اگر اسکے عشق کا اظہار کرتے ہین تو آزاد بگڑ جائینگے کہ واہ اچھے رہے گئے ہماری معشوقہ پریزاد کا حال دریافت کرنے اور وہان سے خود چرکا کھاکے آئے بیٹھے بٹھائے فضول عشق کے پھندے مین مرغ دل خوجی پھنسا آئے۔

آزاد۔ اس نصاحت کے قربان واہ خواجہ صاحب واہ

آزاد۔ خیر سمجھا جائیگا اب تو ہم کھانا کھانے جاتے ہین یہ کہکر آزاد اور وہ دونون گلرخان پریزاد طعام لذیذ

نہیں نوشجان کرنے گئے مگر خواجہ صاحب ہوٹل مین کھانا کھانے کے خلاف تھے انکا قول تھا کہ جب قسطنطنیہ تک مین مین نے حتی الوسع ان امور کا پرہیز کیا اور مین جنگ کی حالت مین کسی ایسے مقام کا پکا ہوا کھانا نہ کھایا تو اپنے شہر اور اپنے ملک مین آکے دس آدمیون مین مطعون کیون ہون۔ انھون نے ایک سرا مین جاکر جو ہوٹل کے ملحق تھی بھٹیاری سے کھانا پکوایا ماش کی دال روٹی اور سالن مگر اس وحشت کو ملاحظہ فرمائیے کہ بھٹیاری سے بھی بات بات پر یہی کہتے جاتے تھے کہ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔

اب حسن آرا بیگم کے ہان کا حال سنیے کہ ادھر خواجہ صاحب گرتے پڑتے وہان سے نفرو ہوئے اور اِدھر گھر بھر مین تہلکے کی آواز گونجنے لگی جانی بیگم کی کارستانی نے سب کو اس قدر ہنسوایا کہ پیٹ مین بل پڑ پڑگئے جس نے سنا لوٹنے لگا اور خصوصًا جب خوجی کا مارے ڈر کے گرنا یاد آیا تو اور بھی ہنسی ہوئی۔

حسن۔ افوہ۔ جانی بیگم ہین نے تو اسوقت لٹا دیا۔

بہار۔ مجھے تو اس موئے کودنے کی بوکھلاہٹ پر ہنسی آتی ہے۔ کیا دھم سے گرا ہے کہ توبہ ہے۔

جانی۔ اُفوہ۔ اسقدر گھبرایا کہ توبہ ہی بھلی۔

خواص لے حضور حواس نفرو ہوگئے ہوش غائب۔

مہری۔ اور دل لگی تو جب معلوم ہوئی جب گرے پھر اُٹھنے کا نام تک زبان پر نہ آیا۔ کس مزے سے لیٹے ہوئے تھے۔

نازک۔ اسوقت تو جی چاہتا ہے کہ جانی بیگم کو چوم لون۔

جانی۔ کیا مضائقہ ہے بسم اللہ پھر دیر نکرو بہن۔

پھر اب دل لگی ہو کہ وہ جاکے آزاد سے کہا چٹا کہدے

حسن۔ ہان یہ ہمین خیال ہی نہ تھا۔ مگر آزاد ایسے بچے نہین ہین۔ کوئی لاکھ کہے وہ کب ماننے والے ہین ہان تشویش تھوڑی دیر ضرور رہے گی۔

نازک۔ تشویش نہین شک ہو جائیگا۔

	باسایہ ترا منی پسندم عشق است و ہزار بدگمانے

حسن۔ پھر ایکا دفع دخل۔ خدا جانے وہ موا سٹری۔ سودائی کیا بکے۔ اور اُنکے دلمین کیا خیال آئے بُری ہوئی بہن۔ اب ہمین خود ایکطرح کی تشویش ہو گئی۔

پھر نہین باجی جان تشویش کا کوئی مقام نہین۔

بہار نہین سچ کہتی ہین۔ وہ نگوڑا دوانہ ضرور جاکے کہیگا اور اُسکو تو پورا یقین ہو گیا تھا کہ یہ مرد ہے اور گھڑی گھڑی کنار کی طرف دیکھے اور پیچھے ہٹتا جائے۔ اس کے کہنے سے آزاد کو چاہے پہلے یقین نہ آئے مگر یہ ممکن نہین کہ جب وہ قسمین کھائے اور یقین دلائے تب بھی اُن کو شک ہی رہے۔

حسن۔ پھر باجی جان آپ ہی سمجھئے۔ آپ نے اُنکو کیون اجازت دی اور جو اُنکے دلمین شک پیدا ہوا تو پھر کیسی ٹھہریگی

پھر اب اس وہم کا تو کوئی علاج ہی نہین ہے۔

نازک۔ ہان اگر شک کیقدر ہوا بھی تو رفع ہو جائیگا۔

پھر۔ آخر یہ ہو سکتا ہے کہ خوجی کو آدمی بھیج کے ہوٹل سے بلوا ؤ۔ جو آدمی بلانے جائے دو ہنسی ہنسی مین آزاد سے یہ بات کہدے۔

حسن آرا بیگم کی صلاح سے پیر مرد کو آزاد کے پاس بھیجا

کیجئے گا کہ کل امور مفصل بیان کرکے انکی تشفی کرین۔
پیر مرد آصف الدولہ کے وقت کا درباری لباس پہن کر کے ایک پرانے دقیانوسی میانے پر سوار ہوے اور ہوٹل مین پہونچکر اطلاع کرائی آزاد نے جو اس رفیق قدیم کو جو خاص تا عمر ملاقات اور ذریعۂ رسائی تھا دیکھا تو بڑے تپاک سے استقبال کیا اور مصافحہ کرکے برآمدے مین کرسی پر بٹھایا اور قریب کی کرسی پر خود تمکن ہوکر یون مکالمہ کرنے لگے
آزاد۔ گو دل تو گواہی دیتا تھا کہ خدا ہماری محنت ٹھکانے لگائیگا مگر کبھی کبھی ابر مایوسی بھی گلشن دل پر چھا جاتا تھا
پیر مرد۔ بھائی آزاد۔ وہ کام تم نے کیا ہے کہ دوسرے سے نہ ہوسکتا۔ مین نے اسوقت تمھین کیا دیکھا کہ آنکھون کو نور سے معمور کر دیا۔
آزاد۔ اخبار تو آپ کے پڑھنے مین آتے ہونگے۔
پیر۔ برابر تار بندھا ہوا تھا۔ اور مجکو تو سب سے زیادہ فکر تھی کیونکہ مین ہی ان امور کا باعث ہوا تھا جب مین نے تم کو دیکھا تھا معاً دل مین کھُب گئی کہ یہ رعنا شمائل زیبا خصائل جوان حسن آرا کے قابل ہے حضور اب چاہے آپ انکار کرین مگر یہ سب ہماری ذات سے ہوا ہے۔ اگر ہم اسوقت ڈھیل دیتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ پرندے کے تیر چلتے تھے انسان کی کون کہے۔ لوگون نے کیسے کیسے اڑنگے لگائے۔ در اندازون نے کیسی کیسی در اندازیان کین مگر میرے سبب سے ایک کی بھی دال نہ گلنے پائی۔ آخرکار حسن آرا بیگم تک رسائی ہوئی بحرون پر سوار ہوکر ہوا کھائی سیر دریا کر بھائی۔ دونون کی بن آئی۔ ایک وہ وقت تھا اور ایک یہ وقت ہے۔ ایک مرتبہ یہان خبر مشہور ہوگئی تھی کہ آزاد نے نصیب اعدا کسی نیچ قوم عورت کے ساتھ جو کسی ادنیٰ سے آدمی کی جورو تھی شادی کرلی۔ اور یہانتک گپ اوڑی کہ پہلے آزاد نے اوسکے میان کو سنکھیا دیکر مار ڈالا پھر شادی ہوئی اور خرابی یہ کہ یہ خبر ایک اخبار مین درج ہوئی اور وہ اخبار مفسدہ پرداز دن اور رنجینہ انداز دن نے جو انتہا کے شقی القلب اور ناخدا ترس ہوتے ہین کسی ترکیب سے حسن آرا بیگم کے نام بھیجا بیس اس مضمون کا پڑھنا تھا کہ آگ ہوگئین اور زار زار رونا شروع کیا۔ دنکو چین نہ راتون کو قرار لب پر فغان و نالہ آنکھین اشکبار دیوار کبھی گھر گلزار مین بادل زار پھرتی تھی مگر گھر ویرانہ اور باغ خارستان سے بدتر نظر آتا تھا پس اوسی روز دفور رنج و قلق سے نوبت ہانجا رسید کہ از بس ضعیف ہوگئین۔ نشست و برخاست کی طاقت نہین رہی اور آخر کار بات کرنا بھی دوبھر ہوگیا کیفیت رفتہ رفتہ ردی ہوتی گئی۔ حتکہ ڈاکٹرون اور حکیمون تک کو صحت مین شک ہوگیا اور ایک روز آنکھین پھیرین اور نصیب اعدا اوپر کے دم بھرنے لگین۔ سر بالین گھرام مچا ہوا تھا مین باہر اپنے کمرے مین دم بخود پڑا ہوا سسکیان بھر رہا تھا کہ یا خدا یہ کیا ہوا تو گل خندان پر اتنی جلدی اوس پڑگئی۔ کھلتے ہی مرجھا گیا۔ باد سموم نے غنچۂ دل کو پژمردہ اور چراغ طمانیت کو افسردہ کر دیا۔
آزاد سارے غضب یہ نوبتین پہونچین۔ الٰہی توبہ۔
پیر مرد۔ اسدن کا حال کچھ نہ پوچھیے بس ناگفتہ بہ ہے
آزاد۔ یہ کس ذات شریف نے کانٹے بوئے تھے۔
پیر مرد۔ یہ نہ پوچھیے۔ گذشتہ را صلوات۔ مضی ما مضے

آزاد۔ اگر ملین تو بایان قدم لون کہ واہ حضرت واہ۔
پیر مرد۔ خدا خدا کرکے ڈاکٹرون کی سریع التاثیر ادویہ سے
بمقدار افاقہ ہوا کہ معاً آنکھ کھول دی اور پانی مانگا تو لوگون
کے دلون مین ڈھارس ہوئی جان مین جان آئی۔
آزاد۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہماری ہی داستان مصائب بے پایان
سے کوٹ کوٹ کے بھری ہے مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ ادھر بھی
رقیبون اور عاسدون نے اپنے نزدیک کوئی دقیقہ اٹھا
نہین رکھا تھا۔
پیر مرد۔ آخر کار وہی چار روز گذرے ہونگے کہ اس مضمون
دروغ بے فروغ کی قلعی کھل گئی اور حسن آرا کو کامل یقین
ہوگیا کہ واقعی بالکل بے سر و پا بات تھی۔
آزاد۔ شکر خدا ہمین حیرت ہے کہ حسن آرا کو اس بات کا
کیونکر تیقن ہوگیا کہ آزاد سے ایسا فعل نا شایستہ سرزد ہوتا
پیر۔ طبیعت ہی تو ہے۔ دل مین سہی سمائی۔
آزاد۔ خیر اسکی شکایت ملاقات کے وقت کیجائیگی۔
پیر۔ وہ آپکے میان خوجی کہان ہین انکو بلوائیے وہ
تو نقل محفل ہین وہ اللہ۔
آزاد۔ آپکے یہان سے جو آئے تو نہایت ہی برہم اب مجھ سے
گفتگو نہین کرتے۔ نہ کسی بات کا جواب دیتے ہین ہر سوال
کے جواب مین یہی کہتے ہین کہ گھڑی دو مین مرلیا
جائیگی۔
پیر۔ حضرت وہ تو ایسے بنائے گئے کہ توبہ ہی بھلی۔
کم سنی آپ جانتے ہزار شوخیون کی ایک شوخی اور پھر
آپ ہر خط مین میان خوجی کی تعریف لکھتے ہی تھے
حسن آرا بیگم اور سپہر آرا اور روح افزا اور انکی سب

ہنون اور ہمجولیون کو دل لگی ہاتھ آئی اول تو ماشاء اللہ
ان بزرگوار کی قطع ہی ایسی ہے کہ صورت دیکھتے ہی انسان
کو بے اختیار ہنسی آئے آدمی کیا زعفران زار ہے۔
آزاد۔ حضرت اونسے تو وہ کہانی سنائی کہ میرے ہوش اڑ گئے
اگر سچ ہے خدا ہی حافظ ہے مگر خوجی کی بات کا جو یقین
کرے اس سے بڑھکر بے وقوف کوئی نہین۔
پیر۔ آپ تو خود دانا بینا آدمی ہین۔ آپ کو سمجھانا حکمت
لقمان آموختن سے کم نہین۔ ہوا یہ کہ انھون نے جو
بے تکی افیونیون کی باتین شروع کردین تو وہ سب سمجھ
لین کہ پرلے سرے کا احمق چرچرا اور گاودی اور مسخرا ہے۔
پھر کیا شگونہ ہاتھ آیا۔ اور حسن آرا کی وہ ہمجولیان بھی اسوقت
وہان موجود تھین۔ جانی بیگم اور نازک ادا بیگم دونون
کمال شوخ اور چلبلی ہین۔ انہین جانی بیگم نے وہ مذاق
کیا کہ خوجی کے آئے حواس غائب ہوگئے۔ کیا دیکھتے
ہین کہ ایک نوجوان کٹار ہاتھ مین لئے اکڑتا ہوا چلا
آتا ہے اگر خواجہ صاحب کو ذرا بھی عقل ہوتی تو صورت
ہی سے بھانپ لیتے کہ عورت ہے۔ مرد اور عورت کا قدو
قامت چال ڈھال وضع قطع بھلا کہین چھپی رہتی ہے مگر انکو
عقل سے تو کوئی بحث ہی نہین۔ دل پر نقش ہوگیا کہ یہ کوئی
جوان نازک اندام ہم سے لڑنے کے لیے آتا ہے اونکے
پیچھے پیچھے حسن آرا کی بڑی بہن بہار النسا بھی تھین اب
اگر ذرا بھی عقل سے کام لیتے تو سمجھ جاتے کہ سب دھوکا
ہی دھوکا ہے مگر یہ سمجھے کہ بہار النسا کی عدم واقفیت
مین وہ مرد خوبرو باغ مین گھس آیا ہے لگے غل مچانے
آزاد۔ ہا حول ولا قوۃ تو کیا جانی بیگم مرد کا لباس

بہن کر آئی تھین۔

پیر۔ جی ہان۔ لیکن صورت سے صاف معلوم ہوتا تھا۔

آزاد۔ بس اب میرا شک رفع ہو گیا۔ خوجی بھی عجب کمبخت آدمی ہے مجھ سے آنکے بات ہی نہین کی جو کچھ ہم پوچھتے ہین وہ سکے جواب مین یہی کہتا ہے کہ گھڑی دو مین مرلیا جاے گی آخر کار جب مین نے للکارا تو یہ کہانی کہی کہ حسن آرا بیگم کے ایک اور چاہنے والے پیدا ہوے ہین۔

پیر۔ لاحول ولاقوۃ۔ عجب خبط الحواس آدمی ہے۔

اتنے مین خواجہ صاحب بلوائے گئے آتے ہی کہا گھڑی دو مین مرلیا جاے گی۔ آزاد نے مسکرا کر کہا یہ صاحب آپکی زیارت کے لئے بڑی دور سے آئے ہین ان سے تو ملئے آپ کی لیاقت اور اخلاق اور ملنساری کے بڑے مداح ہین۔ خواجہ صاحب نے جھلا کر جواب بھی دیا تو وہی گھڑی دو مین مرلیا جاے گی۔ دھن کا پکا بھتو ایسا پیر مرد نے خوجی کی طرف مخاطب ہو کر بیان کیا کہ حسن آرا بیگم کو آپ سے ایک قسم کا لحاظ ہے اور اسی لحاظ کا سبب یہ کہ آپ آزاد پاشا کے رفیق اور ہمدرد ہین اور رملات تک آپ نے انکا ساتھ دیا تھا اوس روز آپ تشریف لائے تو بد دماغ ہو کر چلے گئے۔ لہذا آج مدعو ہین۔ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے کہ کئی قسم کی کھیر اور فیرنی اور قند کے چاول اور سفید اور رنگا اس کا پلاؤ اور کئی طرح کے مربے اور میٹھا اچار اور میٹھی چٹنی الغرض آپ کے لئے بڑی تیاری کی جائیگی اور آپ کی خاطر سے اعلے سے اعلے افیون بھی منگوائی گئی ہے۔ دعوت بہت معقول ہے مگر شرط یہ ہے کہ چانڈو نہ پینے پائیگا

ہان یہ خیال رہے اور فرمایا ہے کہ اگر افیون کی چسکی لگاتے ہوے اپنا اور آزاد کا حال دلچسپ بیان کرتے جائیے تو اور بھی مزید لطف و عنایت ہے۔

خوجی۔ حضرت سنئے۔ بندہ کوئی چرکٹا یا نفرہ تو ہے نہین جی۔ کوئی نکلچا یا ایسا ویسا آدمی نہین۔ جی۔ بندہ بھی خواجہ بدیع الزمان آبخانی کے بطن سے پیدا ہوا ہے

پیر۔ (ہنسکر) یہ نئی بات سننے مین آئی۔ سبحان اللہ۔

آزاد۔ (قہقہہ لگاکر) واہ حضرت واہ یہ آج ہی سنا کہ مردون کے بطن سے بھی لڑکے پیدا ہوتے ہین آپ کے ابا جان بھی عجیب الخلقت آدمی تھے۔ واللہ۔

خوجی۔ لاحول ولاقوۃ (تھپڑ لگاکر) ہم بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین۔

آزاد۔ خیر شکر ہے کہ اسکے آپ مقر تو ہوے بعد مدت سے

پس از سی سال ایں معنی محقق شد نجاقانی +
کہ پورانی ست با دنجان و بادنجانست بوانی

خوجی۔ کہنا چاہیے تھا والدہ شریفہ کے بطن مبارک سے مجھ سے کچھ نکل گیا۔ بس اسی طرح بعض اوقات کشتی مین بھی اپنے زعم مین آپ آرہتا ہون۔ خیر یہ تو سب کچھ ہوا اب کچھ اسکی خبر ہے۔ وہ مسلح ہو کر اونچی بنکر آیا ہے چاہتا ہے۔ آپ بھی لیس ہو رہیے۔ ورنہ گھڑی دو مین مرلیا جاے گی۔

آزاد۔ کیون صاحب آپکے ہان غریبون پر کیا بدعتین ہوتی ہین کٹار بازون اور زمانہ سازون کو بلوا بلوا کے شریفون سے بھڑواتے ہین۔

پیر۔ حضرت خواجہ صاحب کو خدا ہی نے بچایا۔ واللہ

آزاد۔ انھوں بڑا پرانا رفیق ہم سے چھٹ جاتا۔ مگر یہ تو ہم سے کہتے تھے کہ وہ جوان رعنا بہت پستہ قامت اور دبلا پتلا آدمی ہے اِنسے اُنسے اگر چلتی تو یہ اوس کو ضرور نیچا دکھاتے ہم کو تو اس مین شک نہین ہے۔

خوجی۔ اوہ اجی کیسا نیچا دکھانا۔ وہ کیا جانے کہ تلوار کیونکر استعمال مین آتی ہے ایک کیلی کر کے تلوار دلوا دو سب چھین لیتا قدر و عافیت معلوم ہو جاتی

آزاد۔ اچھا انکو جو لیجائے تو آج پھر اوذیجی کو بلوایئے

خوجی۔ (دلمین کانپ گئے) جی ہان۔ مگر کیون کسی کا مفت نقصان ہو۔ مین بے ہاتھ پانون توڑے نر ہونگا آپ دیکھ لیجئے گا۔

خواجہ صاحب تو اوس جوان خوشرو کی ڈیپٹ مین آکے گرہی پڑے تھے جب آزاد نے پیر مرد سے فرمائش کی کہ انکو پھر بلوانا تو انکا خون اور بھی خشک ہو گیا اور دعا مانگنے لگے کہ بار خدایا آج اُسکی صورت پھر نہ دکھلانا اوّل تو اُسکے پاس کٹار۔ دوسرے وہ ابھی نوعمر تیسرے ہم ضعیف۔ بھلا مقابلہ کیا خاک ہوگا۔ بات ٹال کر پھر کہا کہ ہمارے نزدیک ان کو بلوانا فضول ہے۔ مفت مین ٹھائین ٹھائین جوتی پیزار تکرار ہو اس سے کیا فائدہ۔ ہان اگر آپ لوگ اُس بیچارے کی جان کے دشمن ہوے ہین تو کیا مضائقہ ممکن ہے کہ مین مجلے کے ہاتھ پانون توڑ ڈالون اور یہ بھی ممکن ہے کہ مارے غصے کے ایسا زخمی کرون کہ عمر بھر بیکار پڑا رہے پھر کسی مصرف ہی کا نہ رہے۔ مگر مجکو اس سے فائدہ کیا ہوگا خواجہ صاحب نے یہ کہکر تھوڑی دیر کے بعد آزاد کو صلاح دی کہ پہلے پیر مرد سے کل حالات مفصل دریافت کیجیے اور پوچھئے کہ یہ کیا اسرار ہے۔ آزاد پاشانے خوجی کا شکریہ ادا کیا اور کل امور کے استفسار کو انھین کی راے پر محول کروا دیا۔

خواجہ صاحب نے ایک پرچے پر کئی سوال لکھے جو بجنسہٖ نقل کئے جاتے ہین وہو ہذا۔

سوالات باکمالات مستفسر من خوجی بدیع صاحب از پیر مرد بابتی جوان کی کٹار دست اندر آمد بود مدے

اول سوال آن جوان کہ آیا تھا کو دام آوے مین ہین

دوسرا۔ ایدا حسنار اکو کس قادر عرقی سے وقفیت ہے گی۔

تیسرا حسنا آر کو اور وہ کو حسنا آر اکا عشق ہین یا بالکل نہین ہین۔

چوتھا۔ اولس روز بروخت آنی اولس کے کیا وجیہ سب بیگ انت ہنس دیان تھا۔ اُلس سے بانی مرتا ہے انکا جواب دو کی تشفی فیہ ہووے۔ فقت آل راقم مستفسر من خوجی بدیع۔

یہ سوالات جن کے حرف حرف سے لیاقت اور لفظ لفظ سے اعلےٰ درجے کی قابلیت برستی ہے اور جسکے جملے جملے اور فقرے فقرے مین فصاحت کوٹ کوٹ کر بھری ہے لکھکر حضرت (مستفسر) خوجی بدیع نے آزاد کو دیے آزاد نے مسکرا کر پیر مرد کے حوالے کر دئے۔

انھون نے جابجا اسطرح نشان بنائے۔

۱-مستفسر۔ ۲-خواجہ۔ ۳-پیر مرد۔ ۴-بابت ۵-کہ۔ ۶-آمدہ۔ ۷-کدام۔ ۸-آدمی۔ ۹-ایضاً۔

۱۰- حسن آرا- ۱۱- کس قدر- ۱۲- عرصے- ۱۳- واقعیت ۱۴- بالکل- ۱۵- اُس- ۱۶- بروقت- ۱۷- اُس ۱۸- وجہ- ۱۹- بیگانات- دیان کیا معنے- ۲۱- کہ- ۲۲ کشفی- ۲۳- فقط- ۲۴- الراقم- ۲۵ مستفسران غلطیون کا نشان کرکے پیر مرد نے آزاد کی شہ سے اُسی وقت آزاد کے نام ایک رقعہ لکھا- خواجہ صاحب سوالات دیکر پانی پینے باہر چلے گئے تھے جب واپس آئے تو آزاد نے یون سرگوشی کی-

آزاد- آپ تو خود بھی ذلیل ہوتے ہین اور مجھے بھی ذلیل کرتے ہین-

خوجی- کیون کیون خیر باشد- کیا ہوا کیا حضرت

آزاد- سوال جو آپ نے لکھکر اُنکو دئے غلطیون سے مملو ہین- از سر تا پا غلط-

خود غلط بود انچہ من پنداشتم	

خوجی- کیا مجال- کوئی گیدی کیا کھاکے مقابلہ کرے گا

آزاد- نامعقول دیکھو پیر مرد نے اس رقعہ مین کیا لکھا ہے زبانی نہ کہا قلم دوات کاغذ منگوا کے رقعہ لکھا ہے اب چلو بھر پانی مین ڈوب مرو جاکے-

خوجی نے رقعہ لیکر پڑھا تو آگ ہو گئے رقعہ ملاحظہ فرمایئے

مصدر فیض و کرم مظہر الطاف اتم ذی جودت خوش نہاد محمد آزاد دالا نژاد دام بالاعزاز- بعد ما یلیق بشانکم شے آنکہ تعجب کا مقام ہے کہ جو شخص آپ کی صحبت مین برسون رہے وہ بہ فحوائے مثل ہندی اسکے کی دُم بارہ برس نہ مین مین گاڑی مگر میڑھی ہی نکلی) گاودی اور گدھا بنا ہے

خوجی کی تحریر اس وقت نظر سے گذری-

رمضانی گسان مے آیند	

اُسنے معاً جواب دیا پیر مرشد-

ناگسان پیش گسان مے آیند	

یہ شخص تو بالکل جاہل ہے بیش پا افتادہ الفاظ کے املا مین ہزارون غلطیان-

خواجہ بدیع الزمان صاحب نے غلطیان پھر ملاحظہ فرمائین اور کہا خیر جاے استاد خالی (نیست)

آزاد- پھر بے تکی- مجھے کوئی کہان تک سمجھائے بدبخت

پیر مرد حضرت شیخ علی حزین کا خدمتگار اُنکی صحبت مین شاعر نامدار ہو گیا تھا- رمضانی اُسکا نام تھا-

ایک دن لکھیون نے دق کیا تو اُنھون نے یون آواز دی

اُسنے معاً جواب دیا پیر مرشد-

اور شیخ مبارک نہاد شیراز کی نسبت مشہور ہے کہ اُنکی لونڈی اُنکی صحبت مین حاضر جواب ہو گئی تھی ایک روز ایک شخص نے دروازے پر آکر کہا- سعدی سے کہدو (عبد اللہ آمدہ است) کنیز باتمیز نے دیکھا تو واحد الاعین ایک کونا آباد- شیخ سے جاکر عرض کیا- عبد اللہ آمدہ است وہ متحیر ہوے عبد اللہ کیا معنی- پوچھا عبد اللہ کہا ہوگا عبد اللہ چہ معنی دارد- لونڈی نے برجستہ جواب دیا بر عین او نقطہ واقع است تو جناب اُنکی صحبت مین لونڈی اور خدمتگار آدمی بنکے جایئے تھا کہ آپکی صحبت مین یہ آدمی بنتے- مگر افسوس-

خوجی- بجا ارشاد ہوا مگر مجھے آپ کا بہت شکر گزار ہونا چاہیئے کہ آپ نے لونڈیون اور غلامون سے مثال دی بس (بگڑکر)- ملو تو اتنی قردلیان بھونکی ہونگی گیدی کہ یاد ہی کریگا- اور سنیئے ایک تو ہم یون ہی اپنی پریشانی

مین ہین کہ ولایت کے جانے سے ریاست پر دوسرا آدمی قبضہ کرکے بیٹھا ہے۔ ملکیت پرایرے غیرے پچکلیان قابض ہوگئے روپیہ جہان دفن کیا تھا وہ مقام نہین یاد۔ باغ کی زمین ریل کی سڑک مین آگئی پار کے مکانات دریابرد مین گئے امام باڑہ تھا اُسمین اسپتال ہے دوسرے امام باڑہ مین مدرسۂ اسلامیہ اُن لوگون کو نکالین تو کافر بنین کرایہ مانگین تو بے حیثیت قرار پائین یہی فکر کیا کم تھی کہ آپنے اُن کے املاک کی غلطیان بیان کرنا شروع کین اور سپر طرہ یہ کیا کہ لونڈی غلامون کی کہانیان کہکر ہمارا نے مقابلہ کیا۔ اچھے ملے بس اب خاموش رہیے بس۔

آزاد۔ بھئی تم تو منھ پھٹ زبان دراز آدمی ہو صریح جانتے ہو کہ ہماری سسرال سے آئے ہین اور تم سے کہہ چکے تھے کہ ہم اُنکے کمال شکر گزار اور ممنون ہین مگر کم کسیکی سنتے ہی نہین اب اِنکے ہاتھ جوڑ دو ورنہ مین بد دماغ ہو جاؤنگا اسکے معنی کیا یہ تقریر ہم کو سخت ناپسند آئی۔

خوجی۔ کیا آپ خفا ہوئے پیر مرد۔ واللہ بڑا افسوس ہوا آپ ایسے اور ایسے اور آپ چار دمڑی کے ڈبل پیسے

از تلامیذ تو ابلیس بگے کند سواد وز مریدان تو محمود بگے حلقہ بگوش	

اب بُرا نہ مانیے۔ میرا دل ہی مذاق کا خوگر ہے مین کیا کرون اُسکو اگر بُرا مان گئے تو سرما و پا پوش ما۔ یا سر شما۔ وہ۔ لاحول معاف کیجئے پا پوش ما و سر شم وہ لاحول پھر بھولا۔ اجی پا پوش ما یان و سر مدعیان۔

خدایا تو بے چیز تا چیز کن	سرزہاے جہان تیز کن

پیر۔ آپ کے مکان پر سوقت آیا ہون۔ مکان نہین۔ مقام قیام سہی قیامگاہ سہی جسطرح چاہیے مین آپ سے یہ تو کل باتین آپ کے ادب اور تمیز پر محمول ہون گی مجکو کیا غم ہے اور ہم تو زیر دست کیطرف ہین ہی۔ ورنہ آپ تو کیا بیچارے تھے جو اتنی ٹیڑھی بات کرتے۔

خوجی۔ آپ سچ مچ خفا ہی ہوگئے (دست بستہ) ناباباً من بدلیغ سابق کیمدان دگلے والی پلٹن۔ برمن رحمے و برما رحمے و دگر ہیچ۔ رحم برکن و باقی ہیچ نمی خواہم بس بابا

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ بیرا نے آن کر اطلاع دی حضور ایک گاڑی پر عورتین آئی ہین۔ گاڑی بند ہے ایک خدمتگار جو گاڑی کے ساتھ ہے حضور کا نام لیا اور کہا انکو اطلاع دو کہ ذرا مہربانی کرکے یہان تک تشریف لائین۔

آزاد متحیر ہوے کہ یا الٰہی کون ہے۔ تھوڑی دیر غور کرکے خوجی کو بھیجا کہ کل امور دریافت کرکے اطلاع دین خواجہ صاحب ہی مصنوعی قردلی لیکر اکڑتے ہوے سامنے کھڑے ہوئے مگر گاڑی سے دس قدم الگ اور خائف

خدمتگار۔ حضرت آپ یہان کس کام کے لئے کھڑے ہین اس وقت۔

بیرا۔ اُنھون نے اِنکو بھیجا ہے کہ جاکے دریافت کرو کون ہین۔

آواز۔ گاڑی کے اندر سے اے تو سامنے بلواؤ اِنکو۔

خدمتگار۔ حضرت ذری سامنے یہانتک آیئے۔

خوجی۔ (چونکنے ہوکر) اوگیدی۔ کیا مجال بھلا گیدی بھلا

خدمتگار۔ (ہنسکر) این! کیا یہ کھپکھیان ہین بیرا خفقان

بیرا۔ کیا جانے باتین تو ایسی ہی کرتے ہین سر نہ پیر۔

آواز۔ اے ادھر بلاؤ اِنسے گاڑی کے قریب آنیکو کہو۔

خدمتگار۔ اجی صاحب آپ سے ہمین بیر کہہ چکے آپ نہین آتے یہ کیا۔

خوجی۔ الگ گیدی (قرولی تولکر) الگ خبردار۔

بیرا۔ این۔ انکو ہوا کیا ہے۔ جاتے کیون نہین سامنے

خوجی۔ واہ جی تم عجب آدمی ہو۔ جانو نہ بوجھو آئے ہان سے کیا ہماری جان فالتو ہے جو گاڑی کے سامنے جائین

خدمتگار۔ اجی تم انھین سے جاکے کہو کہ ذری یہانتک تکلیف کرین یہ کوئی مسخرہ سا معلوم ہوتا ہے دیوانہ پاگل

خوجی۔ (آگ ہوکر زبان سنبھال گیدی زبان سنبھال (دو قدم پیچھے ہٹ کر) کہدیا بس ورنہ اتنی قرولیان بھونکی ہونگی کہ یاد ہی تو کرے گا۔

اتفاق سے آزاد نے انکی آخری بے تکی ہانک سن لی تو فوراً باہر آئے کہ کہین کسی سے لڑنہ پڑے۔ باہر آئے تو دیکھا کہ ایک گاڑی برآمدے مین کھڑی ہے اور اُس مین زنانی سواریان ہین اور خواجہ صاحب سامنے پیتیرے بدل رہے ہین پوچھا خواجہ صاحب یہ آپکس سے بگڑے ہین۔ جواب ندارد وہان سے جھپٹ کر آزاد کے پاس آئے اور اُنکے (اردگرد) قرولی گھماتے ہوے پیتیرے بدلنے لگے۔ آزاد متحیر۔ پیر مرد حیران۔ ہوٹل والے مسکرانے لگے۔ اور گاڑی سے قہقہے کی آواز آئی۔ واہ رے خوجی۔

آزاد۔ خود بھی ذلیل ہوتے ہو اور اور کو بھی ذلیل کرتے ہو

خوجی۔ ہو (گاڑی کیطرف اشارہ کرکے) اب کیا ہوگا۔

آزاد۔ یہ تو بکتا کیا ہے (جھلاکر) ہوگا کیا۔

خوجی۔ ہوگا کیا۔ اگھڑی دو مین مُرلیا باجیگی۔

اتنے مین خدمتگار قریب آنے کو تھا کہ خوجی نے وہ غل مچایا اور اسقدر اُچھلے کودے کہ الامان الامان آزاد سے کہا کہ اِس سے کہدو دور ہی دور سے باتین کرے ورنہ گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی۔

خدمتگار نے بیان کیا کہ حضور انھون نے آتے ہی پیتیرا بدلنا اور یہ کاٹھ کا کھلونا نچانا شروع کیا اور بات بات پر مجھے گیدی بنایا نہ میری سنتے ہین نہ اپنی کہتے ہین۔ بس فقط پیتیرے ہی بدلتے جاتے ہین۔ اور کچھ نہین خواجہ صاحب آزاد کو علیحدہ لے گئے اور کان مین کہا کہ میان خوب یاد رکھو اور لکھ رکھو کہ اس گاڑی پر عورتین نہین ہین اسپر وہ ہین جنکی ذات سے گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی آزاد بے اختیار ہنس پڑے تو خوجی اپنا سر پیٹنے لگے اور پھر سمجھایا کہ وہ جوان رعنا جو حسن آرا کے ہان اُس دن بیڑا اُٹھاکے آیا تھا وہی بنداُس مین ہوکے آیا ہوگا۔

راوی۔ اللہ اللہ اب خبر کھلی۔ حضرت کے دلمین تو یہ بات جمی ہوئی تھی تاکہ وہ جوان ضرور مقابلہ کو آئیگا۔

آزاد نے انکو جھڑک دیا اور کہا خواجہ صاحب بس آپ زیادہ ہمدردی میرے ساتھ ظاہر نہ کیجئے اور الگ جاکے بیٹھیے مگر خوجی کے دلمین تو کھب گئی تھی کہ اس گاڑی مین وہی جوان چھپ کے آیا ہے اِنھون نے رونا شروع کیا۔ اب آزاد لاکھ لاکھ سمجھاتے ہین کہ دیکھو ہوٹل کے اور مسافروں کو بُرا معلوم ہوگا تم ناحق غل مچاتے ہو مگر خواجہ صاحب نے کہا یا تو جو اسپر سوار ہون وہ بے تامل تر آئین یا مین پہلے دیکھ لون پھر آپ جائین۔ ورنہ گھڑی دو مین مُرلیا باجیگی

آزاد۔ (خدمتگار سے) اگر وہ منظور کرین تو یہ بوڑھا آدمی جھانک کے دیکھ لے یہ مٹری سودائی تو ہے ہی اسکو شک ہوا ہے کہ اس مین کوئی اور بیٹھا ہے اور وہم کی دارو لقمان کے پاس بھی نہ تھی۔

خدمتگار۔ مین جاکے دریافت کرلون تو عرض کرون

آواز۔ (گاڑی ہی سے سن رہی تھین) منظور ہے۔

خدمتگار۔ لیجے حضور ہماری سرکار سن رہی تھین چلیے

خوجی۔ (سب سے رخصت ہوکر) دنیا تجھ سے رخصت ہوتا ہون آزاد خدا تم کو شر فوائب سے مصئون رکھے اور فائز بمرام رکھے

چھٹتا ہے مقام کوچ کرتا ہون مین	
	رخصت اے زندگی کہ مرتا ہون مین
اللہ سے لو لگی ہوئی ہے میری	
	اوپر کے دم اس واسطے بھرتا ہون مین

آزاد۔ خواجہ صاحب اب آپکا دم واپسین ہے۔

خوجی۔ خدا تم کو سلامت رکھے۔ تمھاری بدولت بڑے چین کیے واللہ اب جان نثار کیے دیتے ہین اسیدم من بدیع

پیر۔ ع۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

خوجی۔ یا خدا ما را بہ حشر ہمراہ نیکان شود۔ یا اللہ۔

خدمتگار۔ اب آخر مرنے تو جاتے ہو ذری قدم بڑھائے نہ چلو۔ جیسے اب مرے ویسے آدھ گھڑی کے بعد ایک ہی بات ہے

خوجی۔ بس گیدی۔ اسوقت جلال مین ہون۔ خبردار

آزاد۔ کیون مردے کو چھیڑتے ہو جی۔ خواہ مخواہ۔

بگھی سے اس قدر قہقہون کی آوازین آتی تھین اور رسد رجہ کھلکھلاتی تھین کہ خوجی اور بھی جھلائے مگر دم بخود ہو جاتے تھے

اتنے مین خواجہ رئیس الزمان صاحب سامنے سے نمودار ہوئے اور انکو دیکھتے ہی خواجہ صاحب نے ہانک لگائی

خوجی۔ اے بیا برادر بزرگ بابائے من۔

رئیس الزمان (دوڑکر) خیریت برادر ہے۔ ہے برادر خیریت ہے خیر برادر۔

رادی۔ اس وحشت کے قربان۔ آخر خوجی کے بڑے بھائی ہین تو یہ وحشت تو خلقی اور جبلی تھی۔

خوجی۔ (گلے ملکر) بابائے بزرگ من بدیع برائے موت رفتہ شدہ ام۔

رادی۔ رفتہ شدہ ام در آمدہ شدہ بودندے اور گفتہ شدہ کردہ بود یہ بندی تلی چوٹین ہین حضور کی۔

رئیس۔ کیا بات کیا ہے کچھ ہم تو سنین صاحب۔

خواجہ صاحب نے اپنے بابائے بزرگ برادر بابائے بدیع کے کان مین کچھ کہا تو دونون پھر گلے مل مل کر خوب روئے

آزاد۔ یک نہ شد دو شد ع۔ خوب گذرے گی۔ الخ۔

پیر۔ دونون جبلی ہین۔ واللہ عجب مسخرہ ہے بھئی۔

خدمتگار۔ ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے حضور کہ۔

پیرا۔ ہم نے بھی تو کہا تھا کہ پاگل ہے کوئی۔

بھائی سے گلے ملکر خوجی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ گاڑی کے قریب جاکر خدمتگار سے کہا کھول دے۔ جیسی ہی گردن اندر ڈالی دیکھا دو عورتین صدر مین بیٹھی ہین اور دو سامنے گردن ڈالتے ہی انھون نے انکا عمامہ فضیلت پھینک کر کھوپڑی پر دو چپتین لگائین خوجی کی جانمین جان آئی فوراً ہنس دئے آزاد کو اجازت دی کہ اب آپ جائین کچھ مضائقہ نہین ہے آزاد نے اُن لوگونکو جو وہان ادھر ادھر کھڑے ہوئے تھے ہٹا دیا اور اُن بتان غیرت حرکات سے بائین کرنے لگے

آزاد۔ ارشاد۔ آپ کون صاحب ہین۔

آواز۔ آدمی ہین۔ سُنا کہ آزاد پاشا آئے ہین عرصۂ دراز سے آپ کی تعریف سنتے تھے تو بسطرح پر ملنا خلاف وضع اہل آبرو ہے مگر دل نے نمانا کہ آپ سے مشہور آدمی آئین اور ہم زیارت سے محروم رہین۔

آزاد۔ زہے نصیب کہ آپ میری نسبت ایسے کلمے زبان پر لائین مین صحیح عرض کرتا ہون کہ میری ہمیشہ یہی خواہش تھی کہ اپنے وطن اور اپنے برادران قومی کے لیے اپنی جان دون روم گیا اور وہان جنگ روم مین بھی شریک ہوا مگر یہ آرزو نہ برآئی۔

آواز۔ اے خدا خدکرد۔ تمھاری جان تمھارے وطن اور برادران قومی کو بہت عزیز ہے۔ اس قیمتی جان کے تم مالک نہین ہو۔ یہ تو مال وقف ہے یہ وہ جان ہے جو سب کے گاڑھے وقت کام آتی ہے۔

آزاد۔ سُبحان اللہ۔ سُبحان اللہ۔ بخدا دیدہ مشتاق حصول لقا ہون اب جو آپنے تکلیف کی ہے تو مہربانی کرکے یہانتک قدم رنجہ فرمائیے اور نقاب دور کیجیے مین راست باز ہون۔ ؎

طالب نظارہ ام پردہ برافگن بررخ	
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن	

آواز۔ اچھا پیٹ سے پانون نکالے۔ ہاتھ دیتے ہوے یہونچا پکڑ لیا۔ چہ خوش۔ ہوش کی دوا کیجیے۔

آزاد۔ اب مجھے یہی شعر خواہ مخواہ پڑھنا لازم آیا۔ ؎

دیدارے نمائی و پرہیزے کنی	
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی	

آزاد۔ آخر آپ کی نیت کیا ہے۔ کچھ عشق کے طور معلوم ہوتے ہین تمپر یہ زیبا نہین۔ اپنے نام کا اب خیال کرو صاحب

آزاد۔ عشق کا لفظ تو مین نے آج سُنا ہی صاحب ؎

مجھ سا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے

آواز۔ رنج ادائی کے ساتھ ہی ہے ایسے تھے بیچارے آپکے عشق کا آوازہ سارے جہان مین پھیلا ہے۔

آزاد۔ اس دل سے خدا سمجھے جس نے ہمین بدنام کیا ؎

بدنام کیا بُرا ہو تیرا اے دل	ناکام کیا بُرا ہو تیرا اے دل
مومن کو بتون سے کیا سروکار بھلا	کیا کام کیا بُرا ہو تیرا اے دل

آواز۔ اچھا اب رخصت۔ زہے نصیب کہ تم کو دیکھا۔

آزاد۔ اگر مضائقہ نہو تو تشریف لائیے خانہ بے تکلف ہے پردہ ہو جائیگا ورنہ آپ کو اختیار ہے میری دلشکنی ضرور ہوگی اتنا سمجھ لیجیے۔

آواز۔ ای ہان خوب یاد آیا وہ جو دو فرنگنین آپکے ساتھ آئی ہین وہ کہان ہین ذری بلا لو انکو بھی دیکھ لین۔

آزاد۔ وہ شاید یہان آنے سے انکار کرین۔

آواز۔ اچھا پردہ کرا دو۔ ہم اونسے ضرور ملین گے۔

آزاد۔ بہت خوب۔ لیکن خاکسار ہو یا نہو۔

آواز۔ ضرور تم سے کیا پردہ ہے۔ بندوبست کرو۔

آزاد نے فوراً پردہ کرایا اور اون دونون گلبدنان مہ جبین کو اطلاع دی۔ ادھر گاڑی سے چار عورتین اتریں اون مین دو ادھیڑ تھین اور دو کم سن کمرے مین آئین مسوں نے اون سے ہاتھ ملایا۔ مگر یہ انکی گفتگو سمجھین نہ وہ انکی گفتگو آزاد نے سمجھانا شروع کیا۔ اور بہت اچھی طرح سے بسلاست گفتا سمجھانے لگے

اونمین سے ایک چست و طرار نے جس نے اپنا نام قمر طلعت بتایا تھا آزاد سے کہا کہ ہماری طرف سے مزاج پرسی کیجیے اور کہیے ایک روز آپ کو غریب جلنے پر بھی قدم رنجہ کرنا پڑے گا۔ مس ہیڈا اور کلیرسا نے شائستگی کے ساتھ اسکا جواب دیا دو گلرخان سمنبر کرسیونپر متمکن ہوئی تھین اور دو پیش خدمتین سامنے کھڑی تھین۔ مس کلیرسا نے آزاد کے ذریعے سے اون دونون کے نام دریافت کے ایک نے کہا ہمارا نام پرکالۂ آتش۔ دوسری زیرلب تبسم کرکے بولی فتنۂ بیدار آزاد نے کہا آہستہ سے خدا ہی خیر کرے۔ برا سا نام ہی بھلا انسان ضعیف البنیان کی کیا اصل و حقیقت ہی کہ پرکالۂ آتش کی آنچ سے بچ سکے یا فتنۂ بیدار سے اوسکا بخت خفتہ مقابلہ کرے۔ مس ہیڈا اور کلیرسا کو ترجمہ کرکے سمجھا دیا کہ ان دونون نے اپنا اپنا نام چھپایا اور مصنوعی نام بتایا ہی مگر وہ بھی خالی از مذاق نہین۔ فتنۂ بیدار نے یون سلک بیان مین موتی پروئے؛

آزاد ایک مدت سے تمھارا نام سنتے تھے اور آنکھین تم کو ڈھونڈھتی تھین۔ بارے شکر ہے کہ خدا خدا کرکے بعد مدت زیارت نصیب ہوئی۔ مجھے بڑا شوق و دلی خواہش تھی کہ تم سے دو بدو گفتگو کرون مگر سچ کہتی ہون جیسا سنا تھا اُس سے کہین زیادہ پایا۔ حسن مین خوبی مین رعنائی مین برنائی مین اخلاق مین گفتگو مین ہر شے مین تم کو یکتا پایا ہے

مے شنیدم کہ راحت جانے
چون بدیدم ہزار چندانے

مین نے پیشتر کبھی تمھاری دلبر طنازی سرمست خوبی و ناز معشوقۂ عشقباز حسن آرا کو نہین دیکھا تھا مگر جیسے تمھارے سبب سے وہ اور اون کے سبب سے تم مشہور ہو بے اختیار جی چاہا کہ دیکھین حسن آرا کیسی ہین دیکھا تو چندے آفتاب چندے مہتاب۔ لیکن خوب یاد رکھنا آزاد کہ جسطرح تم اوسکے عاشق زار ہو اوسیطرح وہ بھی دل و جان سے تمپر نثار ہے تم نے بڑی بڑی سختیان اٹھائین مصیبتین جھیلین مگر یہ نہ سمجھنا کہ وہ تمھاری جدائی مین تم سے کم مصیبتین جھیلی ہین

عاشق ستی کہ دیدہ از عشق	معشوق ہمان کشیدہ از عشق
عاشق چہ سہ کہ بر فغان بست	معشوق ہمان چو بن بجان بست
عاشق قدحے کہ بر جگر زد	معشوق ہمان قدح بسر زد
عاشق قدمے کہ شام غم زد	معشوق برہ ہمان قدم زد

عاشق خلشے کہ در نہان یافت
معشوق ہمان خلش بجان یافت

اسکے بعد پرکالۂ آتش نے آزاد سے یون مکالمہ کیا۔ ہماری بہن نے جو کچھ کہا اُس سے ہمین اتفاق ہی ہم دونون گھنٹون ہر روز تمھارا ہی ذکر خیر کیا کرتی تھین بجز اسکے اور کوئی تذکرہ ہی نہ تھا۔ لیکن اتنا بتا دیجیے فرمائیے بندہ پرور کہ حسن آرا ہی سے عقد ہوگا یا یہ دونون زاہد فریب بھی اس اقرار سے آئی ہین آزاد نے مسکرا کر کہا۔ جی نہین یہ غلط مشہور ہوا تھا۔ جس روز حسن آرا سے اقرار کرکے گیا اور ساری خدائی مین مشہور ہوا کہ آزاد حسن آرا کے حکم کے بموجب روم گئے ہین اُنکی دلشکستی وضع کے خلاف ہے اور حق یہ ہی کہ جو بات حسن آرا مین ہے وہ اونمین کسی مین نہین ہے ع

	جو ہر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

دونون کلعذار کمال خوش ہوئین اور آزاد کی عرصے تک تعریف کرتی رہین کہ کس قدر پاکباز جوان صالح ہین۔ اتنے مین پیر مرد نے آزاد کو بلوایا اور کہا مجھسے دو دو باتین سن لیجیے پھر آپ دن سے باطمینان تمام گفتگو کیجیے بات یہ ہے کہ حسن آرا بیگم نے مجھے دو امر کے لیے آپکے پاس بھیجا تھا ایک یہ کہ آپ خوجی کی باتونمین نہ جائیے آپکے دلمین ضرور ایک قسم کا خیال آیا ہوگا کہ حسن آرا بیگم کے ہان کسی نامحرم کا کیونکر گذر ہوا خیر اس سے تو آپ مطمئن رہین دوسرا امر یہ ہے کہ مس مینڈا کے ساتھ آپ کی شادی ہوگی یا نہین آزاد متحیر کہ یا خدا ہان کہون یا نہین کہون مگا سمجھ گئے کہ حسن آرا رخنہ انداز ہونگی۔ اونسے دیکھا نہین جائیگا کہ جس الفت اور رشتے سے اونکے پلنگ پر بیٹھون اوسی الفت سے کسی اور کے پلنگ پر بھی بیٹھ سکون۔ گو ابھی تک مینڈا کے ساتھ شادی نہین ہوئی مگر حسن آرا کو ابھی سے رشک ہونے لگا اب کہین تو کیا کہین۔ مینڈا شادی سے انکار کر چکی تھین صاف کہدیا تھا کہ عمر بھر شادی نہ کرین گی۔ لیکن آزاد کے دل مین اس ناظورۂ ملائک نظر فریب ہمہ زیب کے عشق نے بھی جگہ کرلی تھی اور ابھی انکو موقع بھی تھا کہ مس مینڈا کو سمجھائین اصرار کرین کلیر سا سی سفارس اٹھوائین اگر حسن آرا کو کہلا بھیجتے ہین کہ مینڈا کے ساتھ شادی نہ ہوگی تو پھر ممکن نہین کہ اپنے قول کے خلاف کرین اور اگر اقرار کرتے ہین تو شاید مینڈا پھر انکار کر جائے اور حسن آرا کے خلاف گذرے کہ ایک میان دو تیغ میان۔ بڑی دیر تک غلطان پیچان رہے کہ کیا جواب دین پیر مرد سے باتون باتون مین پوچھا کہ آخر اونکا کیا منشا ہے اگر مجھے معلوم ہو جائے تو کوشش کرون کہ اونکو خوش رکھون اور یہ بات میرے امکان مین ہے پیر مرد نے جواب دیا حضرت یہ اختیار نہین ہے کہ انکے دل کا حال آپکو بتا دین مگر ہان جو کچھ آپ جواب دینگے اوسکو عمدہ طرز سے بعنوان شایستہ اونسے کہدونگا۔ آزاد نے کہا جناب مس مینڈا کے احسان میری گردن پر ہین کہ سر نہین اٹھا سکتا بار احسان سے سر اٹھانا محال ہے یہ نام یہ عہدہ یہ خطاب یہ عظمت انھین کی بدولت حاصل ہوئی ہے اور صاف تو یون ہے کہ روپیہ بھی انھین کی مہربانی سے ہم نے پایا ورنہ من آنم کہ من دانم جسوقت وزیر جنگ نے میرے نام پروانۂ تقرری بھیجا میرے ہوش اوڑے ہوے تھے کہ یا خدا سامان اور تیاری کے لیئے زر کسکے گھر سے لاؤن بڑی دیر تک مارے بدحواسی اور ضعف کے بری حالت تھی یہ کیفیت اور حالت زار دیکھکر اوس قمر خسار تدرو رفتار نے مجھے تشفی دی اور اپنے پدر پیر سے جو مقبول آدمی ہے زر خطیر لاکے مجھے دیا۔

پیر مرد نے کہا بس اسی تقریر کا خلاصہ مین عمدہ طور سے بیان کردونگا اور جو کچھ وہ فرمائین گی وہ آپ سے آنکے کہدونگا چلو چھٹی ہوئی۔ خدا حافظ۔ یہ کہکر پیر مرد رخصت ہوے اور آزاد کمرے مین آکر اُن گلبدنون سے باتین کرنے لگے پرکالۂ آتش نے فرمائش کی کہ یہان بیٹھے بیٹھے جی پر کلفت ہے اگر پردے کا مقام کوئی مقام سبزہ زار ہو تو چلیے سیر حسن کرین آزاد نے مسکرا کر یہ شعر پڑھا ؎

چشم نرگس بند نظر ہے اور گل بے اختیار	ہیو فا سیر گلستان کیا کریگا دیکھکر

پرکالۂ آتش نے کسیقدر شرماکر گردن نیچی کرلی مگر فتنہ بیدار نے تیکھی چتون اور شوخی کے ساتھ کہا۔ اہ واہ بہن یہ شرمانا لجانا کیسا ابھی بالکل انیلی ہی ہو نہ ؎

ہے ہے تمیز عشق و ہوس آجتک نہین
وہ چھپتے پھرتے ہین مجھے بیتاب دیکھکر

پرکالۂ آتش بولی عشق و ہوس آپ ہی کو مبارک ہے یہان استاد نے یہ سکھایا ہی نہین کیسا عشق اور کسکی ہوس ہان تم البتہ اس مین برق ہو۔ مگر تمھاری داستان بھی حسرت سے بھری ہے۔ فتنہ بیدار نے آہ سرد کھینچی اور یہ مسدس کا بند زبان پر لائی ؎

نہوا عشق مین اس شوخ کے آرام کبھی
نہ دیے دست نگارین سے مجھے جام کبھی
لب شیرین سے سنا ایک دشنام کبھی
نہ ملی لذت عرض ہوس کام کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

کھو دیا مفت مین دل مین نے کہ کچھ ہی پایا
قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے گھبرایا
پردہ پرفن نہ ملایون ہی سدا ترسایا
نہ وہان مجکو بلایا نہ یہان آپ آیا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

آزاد تاڑ گئے کہ اس معشوقۂ طناز کا دل بھی چوٹ کھایا ہوا ہی عشق نے طبیعت کو گداز کر دیا ہی۔ کسی جوان نے یا اندام کے عشق کا دم بھرتی تھی مگر وصل کے عوض مفارقت نصیب ہوئی اشعار مسدس ترجمان دل ہین۔ انھون نے بلجاجت دریافت کیا کہ اپنے نام سے ابتو اطلاع دیجیے۔ جب یہانتک تشریف لائین قدم رنجہ فرمایا تو اب بے تکلفی کے ساتھ باتین کیجیے۔ مگر اس ستم رسیدہ کو خدا جانے اسوقت کیا یاد آگیا تھا کہ ایک بات کا بھی جواب نہ دیا اور رو رو کر یہ شعر پڑھا ؎

تیرہ روزی کی رہی جلوہ فزائی ہر سو
طالع بد کی یہ خوبی نظر آئی ہے ہے

جب آزاد اور اون دونون مہ ہوس مسون نے اس خاتون رشک قمر کو زار زار روتے اور آنسو بہاتے دیکھا تو ان سب کا دل بھر آیا اور بہت کچھ سمجھایا کہ صبر کرو دل کو مضبوط رکھو۔ کچھ حال تو کہو۔ سمجھ ہی مین نہین آتا۔ اشک اضطراب فروش نے یہ سنکر اس مہ پارۂ عابد فریب نے کہا۔ یہان تو دن رات کا رونا ہی۔ تم کب تک سمجھاؤ گے روز شب یہی کیفیت رہتی ہے۔ ؎

تقدر رواں اشک کا ہی صرف روز و شب
یا قوت لخت دل کا یہان خرچ ہی غضب
وہ درِ بے بہا جسے رکھین عزیز سب
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

آزاد نے قریب جاکر کہا حضرت آخر کس نے دکھ دیا ہی کون ایسا بیرحم ظالم ہی جس نے اسقدر جلد پریشان کیا ہی اسپر کسیقدر جھلا کر اوس معشوقۂ نازنین نے کہا ؎

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اُلٹا
خیر صاحب ستم اُلٹا ہے زمانہ الٹا

یہ گرم گرم شعر سنکر آزاد کے ہوش اڑ گئے ہین آپ ہی

ظلم کرو۔ آپ ہی شکوہ الٹا۔ این چہ معنی دارد۔ خدا خیر کرے۔ غور کرکے دیکھا کہ یا الٰہی یہ کون ہے ثریا بیگم سے بالکل صورت نہین ملتی۔ اوسکے ہونٹھ اس سے زیادہ سُرخ ہین زیب النسا سے شکل مین بہت اختلاف ہے وہ نارک کمر زیادہ ہے۔ اختر النسا کے بال بھورے ہین حسن آرا کی تصویر ہر دم آنکھونکے سامنے رہتی ہے وہ بات کہان بھلا پھر یہ کون ہے خداوندا۔ اب انکو شک کے عوض کامل یقین ہوگیا کہ یہ ہماری ہی شکایت کرتی ہے اور اوس نے شعر ہی ایسا پڑھا تھا اب انکی جرأت نہین ہوئی کہ اس سے کوئی سوال کرین واللہ اعلم کیا کھ بیٹھے اور دیکھتے ہین نوجوان اور نوعمر حسین گل اندام۔ سرو قامت مہر طلعت مگر دم بخود اور اوسکی یہ کیفیت کہ آنکھین برابر اشکبار ہین۔ ؎

مرا سیماب اشک از دیدہ ہر دم کم نمی باشد
بیاض دیدہ ام صبح ست بے شبنم نمی باشد

جب کبھی آزاد نے ڈرتے ڈرتے سمجھایا پکارا آتش نے کہا بہن مایوس کیون ہوتی ہو شاید کہ نہین بیضہ برآرد پرد بال۔ عنقا گردد۔ تو اس بیت کو ترجمان دل کیا ہے

ناامیدی بر دہد اشکے کہ می کاریم ما
رزق قارون مے شود تخمے کہ می کاریم ما

آزاد دنگ کہ یا خدا اس آہو چشم سے مجھسے کب آنکھ لڑی تھی حضرت غور کرکے دیکھتے مگر بے سود۔

اتنے مین مس مئیڈ نے فرانسیسی مین اُنسے پوچھا کہ کیا حسن آرا یہی ہین انھون نے گردن ہلائی۔

یہ محبوب تیز طبع گو فرانسیسی سے مطلق واقف نہ تھی مگر تاڑ گئی کہ مئیڈ نے کیا سوال کیا اور آزاد نے کیا جواب دیا۔ اور یہ رباعی زبان پر لائی۔

میکردو لم نہان بچشم پر آب
در یاد کسے گریۂ بیرون حساب
باشوق تمام دیدہ ام گفت بہ دل
من ہم اشکے بریزم اے خانہ خراب

مجبور ہوکر آزاد بادل ناشاد اوس پریزاد کو دوسرے کمرے مین لے گئے اور وہان کرسیون پر بیٹھکر یون مکالمہ شروع کیا۔

آزاد۔ از برائے خدا بتاؤ تو یہ ماجرا کیا ہے۔

فتنہ بیدار۔ پہلے لب لعل کا ایک بوسہ دو تو کہون پھر حال کہون۔

آزاد۔ بسم اللہ۔ مگر تمھین کسی اور کا دھوکا تو نہین ہوا

فتنہ۔ سبحان اللہ کیا سب تمھارے ہی سے بے وفا ہین۔

آزاد۔ مجھے تم نے کہان دیکھا تھا اور مجھپر عاشق کب ہوئی تھین۔

فتنہ۔ بجا ہونھ! ہم سے اڑتے ہو عاشق کب ہوئی تھین۔

آزاد۔ یا الٰہی تو آخر مجھے بھی بتا دیجئے از برائے خدا۔

فتنہ۔ (بوسہ لے کر) اب بھی یاد نہین آتا واہ رے تم۔

آزاد۔ قسم خدا کی اسوقت میرے ذہن مین نہین آتی یہ بات۔

فتنہ۔ ایک اور بوسہ لیکر روتے ہوے یہ شعر

پڑھکر سُنایا۔

آنکہ رحم از دل برقاتیر فریاد منست
وآنکہ نسیان آورد خاصیت یاد منست

راوی۔ آزاد نے اِس حسرت آلود شعر کی بڑی تعریف کی۔

فتنہ۔ آزاد۔ خدا کے لیے تم بھی ایک بوسہ لے لو۔ نہ۔ ترساؤ۔

آزاد۔ گو مگو کا معاملہ ہے۔ ایک نہین مجھے کیسے ہزار بوسے لون مگر آخر مین سمجھ بھی تو لون کہ اس بوسہ بازی سے مجھے فائدہ کیا ہوگا۔

فتنہ۔ ہائے افسوس۔ ایسا ظالم ستمگر نہین دیکھا وائے ستم۔

نہ کیونکر بس مواجاؤن کہ یاد آتا ہے رہ رہ کر
وہ تیرا مسکرانا کچھ مجھے ہونٹھون مین کہہ کہکر
کہان لخت جگر ہین سیل گریہ مین چڑھا دیا
چلے آتے ہین یہ ڈوبے ہوونگے لاشے بہہ کر
نوید اے دل کہ رشک غیر سے چھوٹا وہی ہمنی
ستم کا کر دیا خوگر جفا وجور سہ سہ کر
بہار باغ دو دن ہے غنیمت جان اے بلبل
ذرا ہنس بول لے ہو زمزمہ پرداز چہچہ کر
سم اے شدت گریہ سرایت خون کی ہر
رکھے رومال چشم خون فشان پر لاکھ تہ تہ کر

آزاد۔ یہ میرا گھر نہین ہوٹل ہے بس سمجھ جائیے۔

فتنہ۔ مین بے بوسہ لیے اور دیے نہ جانے دونگی۔

آزاد۔ لے تو چکین۔ دوسری امر کا مجھے اختیار ہی۔

فتنہ۔ تم بھی بوسہ لو۔ اور ہم بھی بوسہ لین دونون

آزاد۔ میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ کیا اسرار ہی خدایا

فتنہ۔ دل چھین کے باتین بناتے ہو بندہ پرور سے
ہم سمجھتے تھے گھر گھر کی آبادی
تو نے کی ہائے خانہ بربادی
آرزو تھی کہ نکلین گے ارمان
کہ خدائی کے کرتے تھے سامان
اس توقع سے اب ہوے مایوس
آگیا حرف بات مین افسوس
کب تلک در گذر بھلا ہووے
کیا کیا عشق کا بُرا ہووے

آزاد۔ اب مجھے فرصت نہین ہی۔ پھر کسی روز شرف لائیے گا۔

فتنہ۔ اچھا ایک بوسہ لو تو فوراً پھر مین چلی جاؤن۔

آزاد۔ یہ میری وضع کے خلاف ہے جان نہ پہچان بوسہ لینا کیسا۔

فتنہ۔ (رو کر) ہائے جان نہ پہچان۔ اے دل سا گھر تو نے غارت کر دیا ستمگر اور اب کہتا ہے جان نہ پہچان!!! یا خدایا۔

میری ہر زہ گردی ٹھکانے لگے
کسی شوخ کو رحم آنے لگے

آزاد۔ (مجبور ہوکر بوسہ لیکے) بس اب وعدہ وفا کیجیے

فتنہ۔ (ہاتھ پکڑکر) کیا وعدہ۔ کیا فرمے مین بوسہ لیا اور اب رخصت کی سُنائی۔ یہ وہ رخسار نہین ہین جنکا بوسہ مفت مل سکے نقد جان اِس سودے کی قیمت ہی۔

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

آزاد - یا خدا کس ضغطے مین جان پڑی - اب آپ تشریف لیجائین - خدا حافظ ہے -

فتنہ - اچھا اب کب ملوگے کل ضرور آؤنگی یہان -

آزاد - ضرور لے اب خدا حافظ ہے - بندگی -

آزاد فتنہ بیدار سے رسیان توڑا کر چلے آئے اور انکے بعد وہ بھی اٹھلاتی ہوئی آئی تو مس ہیڈا اور کلیر سا کیا دیکھتی ہین کہ اُسکے بال بکھرے ہوے ہین اور رخسار پر شیر سے کہین زیادہ سرخ - ان دونون نے ایک دوسرے پر نظر ڈالی اور بکمال حیرت خاموش ہو رہین لیکن اس شوخ بے شرم نے آزاد کو بے نقط سنانا شروع کیا -

فتنہ - سب گواہ رہنا مین تنہا اس وقت انکے ساتھ گئی اور وہان سے ہم ایک گھنٹے کے بعد آئے اور میرے بال اسوقت بکھرے اور زلف پریشان ہی اور انھون نے اسقدر بوسے میرے گالون کے لیے کہ اور بھی سرخ ہوگئے -

پرکالہ آتش - ہان بہن گواہ ہین خدا کو منہ دکھانا ہی بیشک تم اونکے ساتھ گئین تھین اور اکیلی -

فتنہ - اور بوسون کا ثبوت بھی ہم نے دیدیا یا نہین

پرکالہ - بیشک ثبوت کامل ہی بہن - یہ گوری گوری گال اسقدر جلد ایسے لال لال کیون ہوے - بوسون ہی کے سبب سے -

فتنہ - اب فرمایئے میان آزاد صاحب -

آزاد - (چہرہ سرخ) اب آپ جایئے -

فتنہ - اب مین جاؤن !!! اب کسکی ہوکے رہون -

آزاد - مارے غصے کے کانپنے لگے - بس خبردار -

فتنہ - ای ہے ہوش کی دوا کر مردوے -

کلیرسا - (فرانسیسی مین) یہ کیا ماجرا ہے آزاد -

ہیڈا - ہماری خود ہوش اڑے ہوی ہین - یہ ہے کیا -

فتنہ - دوران - اب دونونکی گواہی ہوئی ہو تو سہی -

آزاد پاشا کے ہوش پران - حواس ففر وکہ یا خدا اچھے گھر بیجانہ دیا اور وہ چمک چمک کر یہی کہتی تھی کہ اچھا تھین قسم کھاؤ کہ تم نے مجھے چوما یا نہین - آپکو ان چومنے والے تھے جو ہمارے میان دیکھ لیتے اسکو بھی جانے دو یہ دو گھنٹے تک اکیلے کمرے مین آپکے بیٹھے -

آزاد - اب ذلیل ہوکے یہان سے جاؤگی تم -

فتنہ - زبان سنبھال کے بولنا بہت چل نہ نکلو -

آزاد - عجب مصیبت مین جان پڑی ہی - توبہ توبہ -

فتنہ - ای ہے اب مصیبت یاد آئی پہلے کیا سمجھے تھے

آزاد - بس بس خبردار - اب زیادہ نہ بڑھنا -

فتنہ - اوس سے کہو گاڑی برآمدے مین لائے اور ابھی لائے

آزاد - ہان خدا کے لیے تم یہان سے جاؤ -

فتنہ - جاتی تو ہون مگر دیکھو تو کیا ہوتا ہے -

آزاد - خیر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا - دیکھ لینگے -

فتنہ - بس دیکھ لینگے عدالت مین قلعی کھلیگی -

آزاد - اچھا عدالت پر رکھو - بس یہی سہی -

فتنہ بیدار مع پرکالہ آتش کے گاڑی مین روانہ ہوئی اور دونون خواصین سامنے بیٹھین اور گاڑی روانہ ہوئی - اور خوجی نے یہ اشعار پڑھے - ؎

کھول دی ہے زلف کس نے پھول سے رخسار پر	
چھا گئی کالی گھٹا سی پھول سے رخسار پر	

کیا ہی افشان ہے جبین و ابرو خمدار پر
ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر
نقش پا سے بچشباخہ قبر پر روشن کرو
مر گیا ہون مین تمھاری گرمی رفتار پر
چشم بد دور آج ہے یہ کون گلرو جھانکتا
چشم نرگس کا ہے عالم روزن دیوار پر
ہم ازل سے انتظار یار مین سوئے نہین
آفرین کہیے ہمارے دیدۂ بیدار پر

گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

آزاد۔ ارے میان خوجی آج تو غضب ہو گیا بھائی

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

آزاد۔ بھئی واسطے خدا کے سنو تو غضب ہو گیا۔

خوجی۔ اجی صاحب گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

آزاد۔ بھئی مرلیا تو بج چکی۔ اب کیون بار بار وہی بک رہے ہو

خوجی۔ بھئی ابھی کیا ہے ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

ابھی تو ابتدا ہی ہے۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی

آزاد۔ تم نے کچھ سنا بھی وہ تو بڑی گرگی نکلین۔

خوجی۔ اجی جو تمھارے دلمین وہ میرے ناخن مین ہے

آزاد تم انکو جانتے ہو کہ یہ کون تھین دونون۔

خوجی۔ جی گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

آزاد۔ خدا کی مار تمپر نہ درد کے شریک نہ غم کے شریک خدا تم ایسون سے سمجھے۔ ابے نامعقول۔ افسوس

خوجی۔ میان صاحب یہ دونون بڑی کلان ہین۔

ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ نہ ملو نہ ملو نہ مانا نہ مانا تو اب بھگتو

آزاد۔ بھئی ہمین کیا معلوم تھا کہ ایسی بدذات نکلیگی۔

خوجی۔ سنیے یہان تھوڑے فاصلے پر ایک کٹنی رہتی ہے کندن یہ دونون اوسی کی چھوکریان ہین۔ اور وہ دونون ایک ہی بدوضع شوخ طرار کافر ہین اور کندن نے انکو سکھا پڑھا کے بھیجا تھا دونون کو لڑکپن سے جانتا ہے بندہ ؎

نام خدا ابھی سے یہ طفلی مین حسن ہے
آیا ہے اوسکو دیکھ کے پیر و جوان کو غش

آزاد۔ واللہ تم۔ کندن کو کیا جانو۔

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ ؎

مجھکو فارغ کر دیا حیرت نے اوسکی دید سے
خود وہ پردہ ہو جو مین نور نظر پیدا کرون

عجب نازک ادا نازک اندام نازک انداز ہے۔ ؎

یہ ہے مژگان کی جنبش آہ یا ہی ناوک اندازی
کشش ہے یہ کمان کی یا رنے تیوری چڑھائی ہی

آزاد۔ افوہ۔ ارے یہ کندن کی کارستانیان ہین

خوجی۔ آپ ہین ابھی لونڈے۔

آزاد۔ تو بدبخت پہلے اس فاحشہ کا نام لیا ہوتا۔

خوجی۔ ہونھہ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔ ؎

جلد دنیا سے اٹھالے ای فلک چشم عالم سے گرے جاتے ہین ہم

ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر
لاکھ شکلین دلکو دکھلاتے ہین ہم

خوجی نے آزاد سے کہا کہ یہ کندن ایک بڑی مشہور کٹنی ہے اور اوس کے یہی ہتکھنڈے ہین کہ بھلے مانسون کو پھانسنے

اور ان کو بلٹائے اور دھمکا دھمکا کے ان سے روپیہ لے
چنانچہ یہ دونون چھوکریان اسی کے سکھانے سے آئی تھین
اب یہ سارے شہر مین مشہور کرین گی کہ آزاد ہم سے
ملتفت ہوگئے ہین اور عجب نہین کہ عدالت سے بھی چارہ
جوئی کرین بہت بڑے پھنسے۔

آزاد۔ بھلا تم کو اس کا حال کیونکر معلوم ہوا۔

خوجی۔ اجی ہم کو کیا نہین معلوم ہے یہ اچھا سوال ہے۔

آزاد۔ اچھا پھر اب اس کا کچھ توڑ بھی ہے۔

خوجی۔ ہان غور کرینگے کسی سے کچھ پوچھین پھینگے۔

آزاد۔ کندن کو تو مین جانتا ہون۔ اسکے ہان ایک روز
گیا بھی اور سب رنگ ڈھنگ دیکھ آیا ہون مگر اس کے
اس پاجی پن کا حال کیا معلوم تھا۔

خوجی۔ اخاہ۔ جب ہی وہ پتا لگاکے یہانتک آئی۔ ؎

گر جور و ستم پر طبع آئی اچھا	ہے شوق محبت آزمائی اچھا
یان روز جزا کی آس ہے روز فزون	کر لیجئے جو ہو سکے برائی اچھا

آزاد۔ خواجہ صاحب۔ اس وقت ہمین بڑی الجھن ہو رہی
ہے از برائے خدا کوئی تدبیر سوچو یہ شعر شاعری کا موقع
نہین ہے۔

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا بلجے گی۔

ہے بسکہ کلام میرا مشکل اے دل	
سن سن کے اسے سخنوران کامل	
آسان کہنے کی کرتے ہین فرمائش	
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل	

سو جناب بندہ تو پابند وضع ہے۔ مگر اس کی
سہل ترکیب ہے۔

اتنے مین ایک شخص نے آنکے آزاد کو خط دیا اور کہا
حضور فتنہ بیدار کا خط ہے۔ اس کا جواب مانگا ہے۔ آزاد
نے خط لینے سے انکار کیا اور قریب تھا کہ اس خدمتگار کو
ڈانٹ بتائین مگر خوجی نے خط لے لیا اور اشارے سے
آزاد کو سمجھایا کہ خط پڑھ لو۔ پڑھا تو مطلب اول جلول ذرا
سُنیے دیگر ازان پنج زن متکفل مہم برهمن شده بخانه خود
برد و شوہر را گفت کہ امروز زن فلان بقال و مجمع خاتونان
مشر شوہر خود را ستوده گفت کہ اگرچہ کمالات و اندازہ حصا
خارج ست و فضائل او از شرح و بیان مستغنی ہر فرش
گنجینۂ مضامین و معانیست و سخن غیر را با کلامش نسبت
ہذیانات و آیات قرآنی۔ ایک را ہر چند صفوت کدہ دل
بنور توحید دور گیتے پرورد۔ ؎

سینے کے سارے آبلے ناسور ہو گئے	
اے دست عیش وصل کا ماتم کہان تلک	
ہر کیف محفل آراستہ و بزم طرب پیراستہ ہو۔ ؎	
یکے محفل آراستہ از رود و مے	
کہ میسوز شرمش برآورد خوے	
نشستہ بہ رامش زہر کشورے	
غریب اوستادے ورامشگرے	
اگر کانٹون مین الجھنا منظور ہو	
۶ - تھوڑا لکھنا بہت سمجھنا	

الراقمہ آثمہ خادمہ
فتنہ بیدار

آزاد۔ یہ کیا انا پ شناپ بکی ہے آثمہ کیا!۔

خوجی - بالکل بے معنی - بے کار بے تکی بات لاحول ولا -

آزاد - پھاڑ کے پھینکدو کاغذ - اسی دم -

خوجی - نہ نہ تم بھی اسکے جواب مین بے تکا جواب دو -

آزاد - کوئی کاغذ اٹھالو - یا پنساری کی دوکان سے منگوالو بس چٹھی ہوئی وہی پرچہ دے دو ذرا خدمتگار سے تو حال دریافت کرو -

خوجی - ہائے افسوس بس یہی تو کہتے ہین کہ ابھی صاحبزادے ہو - ان لوگون کے خدمتگار گالی دی ہوا کرتے ہین -

آزاد - شاید باتون باتون مین اُگل پڑے -

خوجی - واہ مجھے اور آپ کو دونون کو بیچ لائے جناب اور کہا خدا ہماری مشکل آسان کرے - یا ربّ تعالےٰ آمین -

رحمتِ حق آئینہ دار شماست	
	وقت بذیر فتن یک یک دعاست
ذوق ببالید و بیش ساز کرد	
	حیرت دل بخود ے آغاز کرد
راست چو گل خندہ زنان خواستند	
	دست فشانان دومان خواستند

خدمتگار کو خوجی نے ایک پھٹا پرانا کاغذ دے کے کہا لو یہ جواب ہے جواب لے کر خدمتگار نے اپنی راہ لی اور خواجہ صاحب نے قہقہہ لگایا اب ہنسی کم ہی نہین ہوتی اکڑ گئے کہ آپ سے ایک کار نمایان سرزد ہوا اور اسکی تدبیر سوجھی جب ہنستے ہنستے تھک گئے تو زور سے ہانک لگائی - گھڑی دومین مرلیا باجے گی - دوبار باجی اب پھر باجے گی - گھڑی دومین مرلیا باجے گی -

آزاد - ارے تم نے یہ کہہ کہکر اور بھی تڑکا ہی دیا -

خوجی (ہنسکر) گھڑی دومین مرلیا باجے گی -

آزاد پاشا نے خوجی سے ساری داستان بیان کی - کہ فلان روز فلان شہر کی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر گذر ہوا تو دنگ ہوگیا معلوم ہوا کہ بی کندن کون ہین مگر وہ تو اس دن گرفتار ہوگئی تھی خوجی نے کہا حضرت گرفتاری کی نہ کہئے وہ ہر روز گرفتار ہوا کرتی ہے اور روز رہائی پاتی ہے اس کی دور دور تک رسائی ہے - مین بھی سوچتا تھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ بے جانے بوجھے اُسنے ان دونون کو اس قدر بے دھڑک بھیجا ہے - اب حال معلوم ہوا بہت بڑے گھر بیعانہ دیا ہے - بھائی صاحب خدا ہی حافظ ہے واللہ -

آزاد - واللہ ہوش اُڑے ہین مین بدنامی کو ڈرتا ہون -

خوجی کیسی کچھ بدنامی بس توبہ ہی بھلی ہے صاحب -

آزاد - لاحول ولا قوۃ - کیا مصیبت ہے واللہ -

خوجی - اور ناکردہ گناہ - مین سچ کہتا تھا کہ گھڑی دومین مرلیا باجیگی - آپ سمجھتے ہی نہین -

آزاد - اب اس سے خدا جانے آپ کا کیا منشا تھا پہلے آپ نے کہا ایک جوان رعنا تم سے لڑنے آتا ہے گھڑی دومین مرلیا باجے گی - یہ معنی بتائے - اب دوسرے معنے بتاتے ہو خیر صاحب مگر اس بلائے بیدرمان سے نجات پانے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین -

خوجی - صاف صاف یون ہے کہ مجھے خود اس کا کچھ حال نہین معلوم تھا یہان کے ایک خانسامان نے کہا کہ ان دونون کو جو آئی ہین آپ پہچانتے ہین مین نے کہا نہین پوچھا آزاد پاشا سے ملاقات ہے مین نے کہا کبھی کی نہین

کہان کا ہو بیلیون مین جانا اچھا نہین ہے۔ تب تو میرے کان کھڑے ہوے۔ این! اس کے کیا معنی۔ کہا یہ دونون چھوکریان بی بی کندن کے ہان سے آئی ہین۔ اور ان کا آنا جو کچھ سے خالی نہین ہے کوئی نہ کوئی خرابی ضرور پیدا ہوگی ہوش اُڑ گئے جھانک کے دیکھتا ہون تو قہقہے پڑ رہے ہین۔ فوراً سمجھ گیا کہ دونون نے رنگ جالیا چلیے آخر یہ گل کھلا اب مین پتا لگانے جاتا ہون۔ اب میری کارگزاری اور کارستانی دیکھیئے انشاء اللہ۔ مگر تم تبلاتے جاؤ مین لکھتا جاؤن ہر ایک کا نام لکھوا دو معشوق کے نام۔

آزاد۔ اس سے مطلب کیا۔ نام کیا ہوگا۔

خوجی۔ بالکل صاحبزادے ہی ہو تم کو اس سے کیا۔

آزاد۔ آپ ہی لکھیئے۔ آپ جانے آپ کا کام جانے۔

اے گل گلستان رعنائی	نوبہار ریاض زیبائی
اے مہ آسمان حسن و جمال	بے نظیر جہان وہم و خیال
اے دُرِ شاہوار ناسُفتہ	گوہر آبدار ناسنتہ
اے گل تا بسر نیامدہ	اے نہال بہ بر نیامدہ
غنچۂ باصبا نجوشیدہ	رنج گلچین ہنوز نادیدہ
اے دل دوین بیک نگہ بردہ	خون بیچارہ عاشقی خوردہ
اے بت رو بدہر ننہادہ	در کف کافرے نیفتادہ
اے تغافل شعار بے پروا	حال معلوم کیا تجھے میرا
تجکو دلان لات کبریائی ہی	بیان بلادین و دلبہ آئی ہی
تجکو دعوی ہی بے نیازی کا	حوصلہ کس کو پاکبازی کا
کیون یہ دعوا ے لن ترانی ہی	
آخر اک دن قیامت آنی ہے	

خوجی۔ واہ خوب اشعار یاد آئے۔ دیکھو تو سہی۔ انشاء اللہ۔

آزاد۔ ہان چلیے۔ اب مطلب بیان کیجیے تو لکھون۔

خوجی۔ اب بندہ مطلب خود روان کر لیگا لے سنیے جانِ من بلکہ بہتر از جان ناتوان من بعافیت باشند۔

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم	
	پس از انکہ من نمانم بچکار خواہی آمد

آزاد۔ اہو ہو سبحان اللہ بھئی کیا خوب لکھا ہے اُستاد۔

خوجی۔ اب اسکے بعد اور تو سنیئے۔ اگر کل اشجار جہان بحکم مسرت قلم اور کل دوات ہاے دنیا سمندر ہو جائین تا ہم۔

	نیارم گو ہر شکر تو سفتن
	سر موے ز احسان تو گفتن

جان من اشتیاق دیدار کی اور شوق ملاقات کا پایان نہین ہے بس اشتیاق یہ ہے اور شہرۂ آفاق یہ ہے۔

الغرض خواجہ صاحب بڑا اُٹھا کر گئے کہ بی کندن کا پتا لگائین گے اور اُس کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائین گے ادھر میان آزاد اُن دونون سیم بدنون کے پاس آئے تو دیکھا اُن کے بشرے کی کیفیت اور ہے۔ شرم غیظ و غضب غصہ حیرت چہرے سے نمودار تار گئے کہ یہ سارے کانٹے فتنۂ بیدار کے بوئے ہوے ہین۔ دم بخود ہو رہے میڈانے منہ پھیر لیا کلیر سا ایک ناول پڑھنے لگین۔ ان دونون کو یقین ہو گیا کہ یہ زن خوش جمال یا تو بیاہتا آزاد کی بیوی ہے جس کو چھوڑ کر حسن آرا کے عشق مین آزاد روم چل دیے یا آزاد سے اور اس سے صرف ملاقات ہی ہو پس دونون صورتون مین آزاد کا فعل قابل نفرت تھا

اِن دونون مین بڑی دیر تک گفتگو رہی تھی اگر یہ جان پہچان نہوتی تو اس بے تکلفی سے باتین نہ کرتی۔ اور نہ اس کمرے مین تنہا جاکے بیٹھنے کی دونون مین سے ایک کو بھی جرأت ہوتی سخت حیرت اُن کو یہ تھی کہ زلف کا پریشان ہونا اور بکھرے بالون سے فتنہ بیدار کا باہر آنا کیا معنے۔ الغرض جس قدر زیادہ غور کرتی تھین معاملہ خالی از رشک نہین نظر آتا تھا عرصے تک بالکل سکوت کا عالم رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد آزاد نے خود ہی سکوت کا طلسم توڑا اور کہا کسی نے سچ کہا ہے کہ توڑو اور نہ کرتو خدا کے غضب سے ڈرو۔ مین نے اِن دونون عورتون کی جو ابھی یہان سے گئی ہین صورت بھی نہین دیکھی تھی اسوقت بلا کیطرح نازل ہوئین انسان کا قاعدہ ہے کہ نئی بات کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے شامت اعمال اتنا زبان سے نکلگیا کہ اگر تکلیف فرمائی ہے تو مہربانی کرکے تشریف لائیے۔

دیدارمے نمائی و پیرہنیرمے کنی
بازار خویش و آتش ماتیزمے کنی

گفتگو اس قدر شستہ و رفتہ سنی کہ دل کو اور بھی یقین ہوگیا کہ واقعی کوئی بڑی معالی دودمان ہین۔ ان کی خاطر کرنی چاہیے دونون حاضر جواب دونون زبان دراز بات کی نہین کہ جواب برجستہ موجود۔

الغرض باصرار تمام دعوت وساحت یہانتک لائے یہان اُنھون نے گل کھلایا۔ پہلے باتون باتون مین پرانے عشق اور قدیم ملاقات کا اظہار کیا بعد ازان تخلیے کی صحبت پر اصرار کیا اور ان سب باتون کے بعد لے مری فرد اس درجہ مکارہ وعیارہ وبدوضع عورت تو نظر سے نہین گذری واللہ۔ اور ابھی بچپا تھوڑا ہی چھوڑا ہے ابھی تک

وہی کیے ہی جاتی ہے۔ خدا خیر کرے۔ عجب تماشے مین جان ہے۔

آزاد کی یہ تقریر مسلسل اِن دونون نے گوش ہوش سے سنی اور دونون کے دلپر مختلف اثر ہوا۔ مسٹر ڈا سمجھی کہ یہ گریزین اور برات تہمت عین ثبوت جرم ہے پیشتر کی ملاقات ضرور ہوگی۔ کلیرسا کو شک کی جگہ یقین ہوگیا کہ ہم دونون کے سبب سے شرما کر یہ کہانی بیان کی ورنہ اگر ہم نہ ہوتے تو اسوقت نہ جاتی۔ اِنکو یقین تھا کہ صرف ملاقات ہی نہین بلکہ نکاح ہوگیا ہوگا جب ہی وہ اس قدر شوخ اور بیباک تھی آزاد کی اس طویل وعریض داستان کا کسی نے جواب نہ دیا وہی پیشتر کی سی خاموشی۔ اب آزاد کے رہے سہے حواس بھی غائب ہوگئے کہ یا خدا خیر کیجیو۔ اب خیر نظر نہین آتی۔ ان دونون پری پیکرون کے آئینہ دل پر غبار آگیا ہے۔ اور ان کو گنجائش شکوہ سنجی بھی ہے کہ ان کے سامنے اِن کی موجودگی مین ہم ایک زن جادو جال دونون خیر کو اس بے تکلفی سے تخلیے مین لے گئے اور وہان بوسہ بازی کی اور پھر جب وہ وہان سے آئی تو بال بکھرے ہوے۔ الغرض انکو سخت قلق تھا کہ اُس مُرفن زن محتالہ نے اِن کو ایسا چکما دیا کہ جس کا جواب نہین۔

اللہ اللہ آزاد اور ایسا بھونڈا چکما کھائین مس میڈلاڈر مس کلیرسا کے اُسکے لوحۂ دل پر اس نے منقوش کر دیا کہ آزاد اُس کے چاہنے والون مین ہین۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ بس انتہا ہے۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ مس کلیرسا اور مس میڈلاڈ دونون اُن کی طرف مخاطب ہی نہین ہوتین اور ان کی بات کا جواب ہی نہین دیتین تو

کچھ عرصہ تک ضبط کیا آخر کار اُن سے نہ رہا گیا۔

آزاد - مس میڈا۔ تم نے ہندوستان کی مکار عورتین دیکھین مگر خدا کا شکر ہے کہ اس ملک مین ایسی شیشہ شکن ناموس بہت کم ہین۔

میڈا - ہو مجھے اِن باتون سے کیا سروکار ہے۔

آزاد - (شرمندہ ہوکر) اسکی کارستانی دیکھی۔

میڈا - مین اور کام مین اُسوقت مصروف تھی۔

آزاد - مس کلیرسا تم کچھ سمجھین یا نہین۔

کلیرسا - مین نے کچھ خیال نہین کیا کچھ سوچ رہی تھی۔

آزاد - اس زن بدسرشت سے خدا سمجھے لاحول ولا۔

میڈا - (کتاب کھول کے غور سے مطالعہ کرنے لگی)۔

کلیرسا - بدستور ناول پڑھ رہی ہین۔ بات کا جواب ہی نہین

آزاد - ہمارا سا سادہ لوح بھی کوئی کم ہوگا۔

کلیرسا - خود کردہ را چہ علاج۔ جیسا کیا ویسا بھگتو۔

آزاد - ہائے یہی تو مین چاہتا تھا کہ کچھ کہو تو سہی کلیرسا صحیح کہتا ہون باور کرو۔ جو کبھی پیشتر اُسکی صورت دیکھی بھی ہو اِن چارون سے کبھی کی ملاقات نہین ہی کبھی دیکھا ہی نہین مگر اِس مکارہ نے وہ داؤن پیچ کیا کہ ہم بالکل احمق بن گئے اب تو ایک بات ہوہی گئی۔

کلیرسا - ایک بات ہوہی گئی کیا معنی۔ اول تو یہ کسی کو شادی کیقین آئیگا کہ جان نہ پہچان اور اس تپاک کیساتھ تم اُس کو علیحدہ کمرے مین لیجاتے اور پھر اس قدر عرصے تک بیٹھنا اور اس حالت مین باہر آنا اور اسکا اظہار عشق و بیقراری اور بھی شک پیدا کرتا ہی۔ لیکن تم نے جو بیان کیا کہ کبھی پیشتر کی ملاقات ہی نہ تھی اِس سے ہم کو حیرت ہوتی ہی کہ تمھین یہ ہو کیا گیا جس وقت اُس نے اظہار عشق کیا تمھین لازم تھا کہ فوراً یہان سے چلے جاتے یا صاف صاف اُس کو سمجھا دیتے۔

میڈا - وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب آیندہ کے لئے کیا فکر کی ہی۔ اُسکی چتون اور تیور اور بات چیت سے پایا جاتا تھا کہ وہ نالش کریگی ہماری سمجھ مین اُس کی گفتگو تو آتی نہین مگر اُسکے طرز کلام سے کچھ کچھ سمجھے اور تم کبھی کبھی فرنسیسی مین اُس کی بات کا جواب بھی آہستہ سے دیتے۔

آزاد - مین نے خوجی کو بھیجا ہی اُسنے مجھسے ایک ایسی بات کہی کہ میرے رہے سہے ہوش بھی اُڑ گئے۔ اب خوجی گئے ہین کہ شاید معاملہ روبراہ لائے۔ یہان ایک عورت رہتی ہی کندن بوڑھی ضعیفہ عورت۔ ایک ہی بدکار ہی۔ خدا کی مار اُس پر اُس کے یہ تیکھنڈے ہین کہ اِدھر اُدھر سے چھوکریان پکڑ لاتی ہی ایک طول طویل داستان ہی خلاصہ یہ کہ یہ زن مکارہ اُسی نے بھیجی تھی اب خوجی بیڑا اُٹھا کے گئے ہین کہ اُسکا پتا لگائین اور اُسکو دھمکائین۔

میڈا - واہ بھیجا بھی کسے۔ خوجی موے مسخرے کو۔

کلیرسا - جو بات بنتی بھی ہو بگڑ جائے اُلٹا دھردا دے عجب خبط الحواس کو بھیجا۔ وہ وہان بھی قروبی نکالے گا اور بات بات پر گیدی گیدی غل مچائیگا ایسے شخص کو بھیجنا اپنے کو ہنسوانا ہی۔

آزاد - پھر اب اِسوقت اور کس کو بھیجتا۔ ع

گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است	

شاید خوجی کے ذریعے سے معاملہ روبراہ آئے۔

میڈا - اب کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ وہ جو آئی تھی اُسکا مکان

کہان ہی پہلے تو یہی دریافت کرنا تھا۔

آزاد۔ اب خواجہ صاحب آلین تو سب باتین معلوم ہون۔

اب سنیے کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع راجپوتانہ کی وضع کی ایک تبی باندھے قرولی مصنوعی ہاتھ مین لیے گرتے پڑتے تلاش مین نکلے جس خانساماں نے انسے کہا تھا کہ یہ چھوکریان بی کندن نے سکھا پڑھا کر بھیجی ہین اُس سے اُنھون نے یہ بھی دریافت کرلیا تھا کہ وہ یہان کس مکان مین مقیم ہے اور اُسی پتے سے ڈھونڈھنے نکلے ایک مقام پر تکیہ دیکھ کر کھڑے ہوگئے کہ کوئی رہرو نکلے تو اُس سے پوچھین اتنے مین ایک بوڑھی عورت سامنے سے نظر آئی۔

خوجی۔ کیون بوا۔ یہ تکیہ کس کے نام سے مشہور ہے۔

بوڑھی۔ کیس کے نام سے مشہور ہی! جس کا تکیہ ہے اُسی کے نام سے مشہور ہی عارف شاہ کا تکیہ ہی حاجی نصرت کے بھائی۔

خوجی۔ تمھارا مکان کہان ہی مائی۔ ہم بھی فقیر ہین۔

بوڑھی۔ فقیر۔ فقیر تو نہین تم تو بہروپیے معلوم ہوتے ہو۔

خوجی۔ ارے رے رے۔ لاحول ولاقوۃ۔ لاحول ولاقوۃ۔

بوڑھی۔ سر پر تبی پانون مین چمڑ دھا جوتا۔ ہاتھ مین کاٹ کی قرولی یہ تو بہروپیا پن ہی۔ فقیرون کو تہمت کے سوا اور کسی لباس سے کیا مطلب۔

خوجی۔ ہاے ہاے۔ تم سمجھی ہی نہین ؎

حاجت بکلاہ برکی و شملہ نیست	درویش صفت باش و کلاہ تری دار

بوڑھی۔ مین مورکھ ہون نہ۔ کیا سمجھون بھلا۔

خوجی۔ اِسکے معنی یہ کہ گرہستی مین جو شخص فقیری کا برتاؤ کرے وہ مقبول بندہ ہی۔ کچھ فرض تھوڑا ہی ہے کہ گھر بار چھوڑ کر جنگل مین جا بیٹھے نہ۔ یہ چیزین دل سے تعلق ہین خیر یہ تو ہوا کریگا۔ اگر ذرا سی آگ ہمین سے لادو تو ہم ایک دم لگائین۔

بوڑھی۔ سامنے چلے جاؤ وہان آگ بہت سی ہے۔

خوجی۔ اِس محلے مین کون کون رہتا ہی کچھ معلوم ہے۔

بوڑھی۔ ہان ایک تو رفوگر رہتے ہین وہ سامنے والے مکان مین اور بغل مین ایک رنگریز ہے۔ اِدھر کی لین مین دھوبی رہتے ہین اور سامنے والے مکان مین ایک عورت آکے رہی ہے بدکار سی معلوم ہوتی ہے۔

خواجہ صاحب سمجھ گئے کہ سامنے والے ہی مکان مین بی بی کندن آنکے رہی ہین۔ جھومتے ہوے دروازے پر گئے اور تھوڑی دیر تک چپ چاپ بیٹھے تو اُنھون نے سنا کہ چند عورتین باہم باتین کر رہی ہین سوچے کہ شگون اچھا ہی فال نیک ہی شاید آزاد ہی کی نسبت گفتگو ہو کان دھر کے سنا تو یہ باتین گوش گزار ہوئین۔

"کچھ ہونا ہوانا تو ہی نہین مفت کی ٹھائین ٹھائین ہے"۔

"ای ہٹو بہن۔ ہوا دریچ کھست ہو۔ ایسی بات ہے"۔

"دیکھ لینا جو کچھ بھی ہو۔ وہ کیا ایسے گنوار ہین"۔

"بیٹا تم تو سمجھتی ہی نہین ہو بدنامی کتنی بڑی ہی"۔

"تو اماجان ایسی ہی بدنامی کا لحاظ ہو تو سب ہی نہ دب جایا کرین"۔

دبتے ہی ہین۔ اِس پلٹن کے صاحب نہین کھڑے کھڑے نکلوائے۔

"تو وہ تو موقوف ہو جاتا۔ اُس کو تو یہ خوف تھا"۔

"اور ان کو یہ ڈر ہے کہ حسن آرا نہ بھڑک جائین لوگون مین مشہور نہو ورنہ بے عزتی ہوگی"۔

"اچھا تم نالش کس بات کی کروگی یہ بتاؤ"۔

"نالش کرینگے کہ ہندوستان سے جانے کے چلے شادی کا وعدہ کرگئے تھے دس بارہ عورتین گواہ ہین اور کہہ گئے تھے کہ تم خبردار خبردار کسی کے ساتھ شادی نہ کرنا اور یہ بھی کہا تھا کہ کسی اور کے ساتھ نکاح ہوا تو بجکو اور اس کو دونون کو قتل کرڈالون گا۔ اِس خوف کے سبب سے شادی نہین ہوئی اب جوان کے آنے کی خبر سنی اور لوگون نے کہا کہ وہ میمونکو بیاہ کے لائے ہین تو آگ ہوگئی کہ اُسنے تو اپنی جوانی کھوئی اُن کے نام پر سہارا کرکے بیٹھی رہی اور یہ دھان سے بیاہ لائے۔

"اس مین نصیحتی ہوگی اما جان مگر ان تلون تیل نہین"

"تیل ویل کا نام نہ لو بدشگونی بُری بات ہے"

"اچھا اما جان تمھین اختیار ہے مگر نتیجہ اچھا نہوگا"

"بیٹا تم ابھی ناکردہ کار ہو۔ جمّا جمّا آٹھ دن کی پیدائش چھوٹا مُنھ بڑی بات۔ دخل درمعقولات۔ تو کندن جو نگنی کا ناچ نہ نچاؤن مجھ سے سیانا سودوانا"

خواجہ صاحب سنتے سنتے تھک گئے۔ اگر عقلمند ہوتے تو چپ چاپ سنتے جاتے اور گھر کی راہ لیتے یا بی کندن کے ہمدرد بنکر بظاہر اُس سے ملجاتے اور اُس کو صلاح دیتے مگر یہ دشمن عقل انکو عقل سے کیا واسطہ جھلا کر ایک مرتبہ ہانک لگائی او گیدی نکل تو آ۔ دیکھ تو کتنی قرولیان بھونکتا ہون کیا بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہی نالش کریگی اور بدنام کریگی اور روپیہ لے مریگی۔ روپیہ کسی بزدل سے لے مری ہوگی۔ بڑی وہانسے بن کے آئی ہی۔ بی کندن نے جو یہ آواز سنی تو کوٹھے پر سے جھانکا دیکھا تو ایک پستہ قامت زمین دوز آدمی اکڑکر برا رہا ہی خادمہ سے کہا دروازہ کھولدے اور بلالے۔

خادمہ۔ (دروازہ کھولکر) کون ہے آیئے آیئے۔

خوجی۔ او گیدی آنا جانا کیسا خون کا پیاسا ہون۔

خادمہ۔ یا میرے اللہ میان کیا گرو دماغ پر چڑھ گئی ہے۔

خوجی۔ بس بس جو کوئی آزاد کو کچھ کہیگا وہ کچھ سنیگا بھی۔

خادمہ۔ اوئی ہوش کی دوا کرمردوے کیا ہذیان بک رہا ہی۔

خوجی۔ دروازے کے باہر آؤ تو بتاؤن جی۔

خادمہ۔ (دروازے کے باہر آکر) کیا کھول کے پی جائیگا۔ ابھی ایک پھونک مارون تو بیس لڑھکنیان کھائے چلا ہی ہانسے بلیتن بنانے نگوڑا۔ مونڈی کاٹا۔ کلمہ موا۔ اپھیمی۔

خوجی۔ عورت کے کیا مُنھ لگون۔ ورنہ شیر بھی مقابلے کو آئے تو ایک پہر مین چین بول جائے۔ تو کیا ہے۔

خادمہ۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ چلے ہین چین بلانے بڑا مردوا بنا ہے۔ ذری ہاتھ تو اُٹھا۔ دیکھ اسی جگہ دفنائے دیتی ہون کہ نہین۔

اتنے مین بی کندن نے ایک عورت بھیجی اُس نے آنکے کہا یہ کیا دروازے پر غل مچا رکھا ہے۔ محلے والے سنین گے تو کیا کہین گے اوئی کیسا دیدہ دلیل ہے عورت کیا سودا ہوا ہی مردون کے منھ لگتی ہی۔ میان تم اپنی طرف دیکھو یہ ایسی ہی کلہ دراز ہی۔ آخر ہوا کیا۔ یہ بات کیا ہی۔ خواجہ صاحب گدھے تو تھے ہی سمجھے کہ یہ عورت اُن کا جنبہ کرتی ہی۔ فرمایا کیا بتاؤن کیا ہی خواہ مخواہ غصہ دلاتی ہے جی چاہتا ہے کہ بُھٹے کی طرح سر اُڑا دون مردار کا۔ خادمہ اس فقرے پر بہت اُچھلی کودی توبہ تلا کے بعد اُس عورت نے سمجھایا اور تتو تھمبو کرکے ان کو اُلو بنا کر مکان مین لے گئی خواجہ صاحب اکڑکر ایک مونڈھے پر بیٹھے۔ بیٹھنا ہی تھا کہ ٹانگین اوپر سر نیچے دھڑا دھر مین گھر بھر مین تہلکہ پڑا اور خادمہ نے آواز بلند سے کہا (سزا

اور لے ہاتھ تیرے کی بہزار خرابی خواجہ صاحب سنبھلے اور سنبھل کر دوسرے مونڈھے پر چوکنا ہو کر بیٹھے۔ خواجہ صاحب لڑھکنی کھا کر مونڈھے پر تو بیٹھے اور اب کی اور بھی اکڑا کر مگران کو شک ہوا کہ مبادا یہ عورتین ساحرہ ہون کیونکہ پہلی مرتبہ جب مونڈھے پر بیٹھے تو ان کو معلوم ہوا کہ کسی نے انکو پیچھے کھینچ لیا اور دوسری بار بھی مونڈھے کے پیچھے ایک ہاتھ نظر آیا۔ دو چار منٹ کے بعد بی بی کندن سامنے آئین اور آتے ہی ایک دو تھپڑ خوجی پر لگا کر کہا جوتھے کی جڑ مین جاے ایسا میان۔ برسون کے بعد آج صورت بھی دکھائی پر بھیس بدل کر کے آیا۔ سچ کہتے ہین بہروپئے کی جورو ہر دم خطرے مین رہتی ہے مجھے موت آئے نگوڑے تیرا جنازہ نکلے۔ یہ ابتک تو تھا کہان۔ خواجہ صاحب کے آئے حواس غائب۔ زبان بند۔ ہاتھ پانون کانپنے لگے اُس نے ایک اور دھپ لگا کر انکے کان پکڑے اور کہا کیا چپ چاپ سن رہا ہے ٹک ٹک دیدم۔ دم نہ کشیدم۔ لو اور سنو مو اُمنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے گویا کتیا بھونک رہی ہے۔

خوجی۔ یہ دل لگی بازی ہم کو پسند نہین ہے۔

کندن۔ (دھپ لگا کر) شادی کیا سمجھ کے کی تھی۔

خوجی۔ تو شادی اسی لئے کی تھی کہ جوتیان کھائین۔

کندن۔ جوتی خورے (دانت کٹکٹا کر چکٹ دیا)

خوجی (تڑپ گئے) ہائین! یہ عورت کیا ڈائن ہے۔ مار کے گوشت اوڑا لیا یا خدا کیسا بُرا پھنسا خدا ہی خیر کرے۔

کندن۔ خیر نہین اب یہان سے جانا دل لگی نہین ہے تیرا کون اعتبار موے جس طرح ادھر دو تین برس چھوڑ کر چل دیا۔ خدا پر اُسی طرح اب بھی چلدے تو کون روکنے سمجھانے والا ہے۔

خوجی۔ کیا ہر گھڑی چل ہی دیا کرونگا۔

راوی۔ واہ خواجہ صاحب واہ۔ گھبرا کے شوہر ہونا قبول دیے۔ ہم تو اس کے قائل ہین۔ عمرت دراز باد۔

بی بی کندن نے کے جائز دلیا۔ جیب ٹٹولی۔ تین روپیہ اور سات آنے انکے پاس نکلے وہ نکال لیے اور دو دھپین دین یہ بیچارے خاموش۔ گھر بھر مین قہقہہ پڑ رہا تھا اور یہ دم بخود دل ہی دل مین جل رہے تھے۔ تھوڑی دیر مین اُس مکارہ نے انکی تبی بھی اُتار لی اور مصنوعی چوٹی قرولی بھی چھین لی اور کہا یون نہین تو بی کندن کہ عدالت سے ایک ایک جبہ مہر کا وصول کرلون خوجی جاتا کہان ہے تو دیکھ تو سہی۔

خواجہ صاحب جان چھوڑا کر وہان سے بھاگے اور ہوٹل مین داخل ہوے مگر ناک بھون چڑھائے ہوئے۔

آزاد۔ مرحبا مرحبا۔ کہو۔ فتح! این! آثار بُرے ہین۔

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ گھڑی دو مین۔

آزاد۔ خدا خیر کرے۔ پتا لگا تھا۔ کیا بات چیت ہوئی۔

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔ افسوس۔

آزاد۔ کیا نالش جڑدی یا اس سے بھی بدتر نیت ہے۔

خوجی۔ بیوی گئی تھین روزے بخشوانے نماز بھی گلے پڑی ہم گئے تھے کہ آپ پر شوہریت کا دعویٰ نہ کیا جاے اُلٹے خود دھر لے گئے وہ بوڑھی عورت مجھے لئے مرتی ہے۔ جلتے ہی کہنے لگی۔ اب تک کہان تھا مونڈی کاٹے نگوڑے ایسے میان کا جنازہ نکلے۔ برسون سے خبر ہی نہین لی۔ لیجئے اور سینئے خوب دھپین لگائین۔ تھپڑ دیے۔ بُرا بھلا کہا گالیان دین تین روپیے سات آنے جیب سے

نکال لیئے قرولی ہضم کرلی اور کہا چھنے دور رہو۔ تو
نخما ہے اب سرکار سے اپنے مرکا دعوی کرونگی۔ سو حضرت
گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

اب سنیے کہ ادھر تو آزاد کو یہ تشویش تھی کہ دیکھین وہ
مکارہ عیارزن بدسرشت وبدوضع کہان کہان بدنام
کرتی ہے اور اُسکی حرکات نالائم سے کسقدر نقصان عائد
ہوتا ہے اور اُدھر یہ خیال تھا کہ مس ہیڈ نے شادی سے انکار
کیا ہے اُسپر طرہ یہ ہوا کہ خواجہ صاحب کی کارگزاری اور بھی
اُنکے خلاف ہوئی اور اس سے بڑھکر ایک اور دقت خیر بات سنیے
مین آئی۔ آزاد پاشا مس ہیڈلاد کلیرساسے اپنی پریشانی
کا حال بیان کررہے تھے کہ خواجہ صاحب نے آواز دی۔ آزاد
باہر گئے دیکھا کہ پیرمرد گردن جھکائے ایک پٹائی پر بیٹھے ہین
مگر کمال افسردہ پژمردہ آزاد کے ہوش اُڑ گئے۔ خدا ہی خیر
کرے اُنکو تو خوش خرم آنا چاہیے تھا یہ اس قطع سے پژمردگی
کے ساتھ دبکے دبکائے کیون بیٹھے ہین اور وہ اسدرجہ محو غم
اور صید الم تھے کہ آزاد باہر آئے اور انکو اُنکے آنیکا حال بھی
معلوم ہوا تاہم وہ گردن جھکائے ہی بیٹھے رہے۔ آزاد نے
خوجی کو اشارے سے علیحدہ بلایا اور کہا یار یہ تو اسوقت اسطرح
بیغم کیصورت بنائے ہوئے بیٹھے ہین کہ مجھے خوف ہے مبادا کوئی
بری خبر لائے ہون جرأت نہین ہوتی کہ انسے کچھ پوچھون۔ کوئی
ایسی ہی بات ہے جسکے سبب سے یہ اسقدر افسردہ ہین اور گردن
جھکائے غم مین بالکل مستغرق ہو کر بیٹھنا اس بات کی دلیل
ہے کہ جسطرح مجھے استفسار حال کی جرأت نہین ہوتی اُسیطرح
اُنھین اظہار حال کی جرأت نہین تم سے کچھ بات چیت ہوئی
تھی خوجی نے ہنستے ہوئے جواب دیا قبلہ بے وقوفون بے

وقوفون کی دون ہے۔ اِدھر اینجانب اُدھر یہ ہماری
آنکی اچھی جوڑ چھپکی گئی

خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

وہان سے آکے مجھے علیحدہ بلوایا اور کہا غضب ہوگیا سنیے
ہی ہوش فغرد۔ کہو تو کیا ہوا خدانخواستہ کیا بجلی گری آفت
آئی۔ کیا ستم بپا ہوا کچھ کہو گے بھی فرمایا۔ حسن آرا بیگم نے
پیغام بھیجا ہے کہ مس ہیڈ کے ساتھ شادی نہ ہوگی تو لوگ
مجھے بُرا بھلا کہینگے۔ آزاد پہلے اِن بات کی کوشش کرین
کہ مس ہیڈ اپنے ارادے سے باز آئین اور یہ امر محال ہے
لہذا بڑی دقت واقع ہوگئی مگر بھائی صاحب آپ چاہے
مانین چاہے نہ مانین اسمین ذرا شک نہ سمجھئے گا کہ یہ سب
کارستانی اُسی خوبرو کی ہے جو کٹارے کر آیا تھا اور وہ
وہان از بس وخیل ہے اگر مجھے مہلت دیجیے تو مین جاکر پہلے
اُسکا فیصلہ کردون مگر بڑی خرابی یہ ہے کہ آپ تو مجھے قرولی
خریدنے ہی نہین دیتے۔ آپ ایک کام کیجیے کہ پہلے اپنی
تشفی کرلیجیے کہ وہ جوان خوبرو وہان آتا ہے یا نہین اگر آتا
ہو تو بس سمجھ جائیے کہ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔ ورنہ اور
تدبیرین اور ترکیبین ہین بھائی جان عشق بدبلا ہے بس اتنا
یاد رکھیے کہ عشق کا آغاز جیسا سخت ہوتا ہے ویسا ہی انجام بھی
سخت ہے مگر ہان فرق کیا ہے کہ انجام مین مزیدار یان ہین آغوش
گرم بستر نرم۔ آزاد کی سمجھ مین نہ آیا کہ صرف اتنی سی بات کیلیئے
یہ پیرمرد اسقدر مغموم وملول کیون ہوتا قریب جاکر کہا کیون
صاحب خیر باشد۔ آپ اسوقت افسردہ خاطر کیون ہین پیرمرد
نے استادہ ہوکر کہا مجھے آپسے کچھ عرض کرنا ہے مگر تخلیے مین۔ یہ مقام
ایسی نازک تقریر اور اہم امور کی بحث کا نہین ہے آزاد ایک

خالی کمرے مین پیر مرد کو لے گئے اور خوجی کو بلوایا تین کرسیان بچھین تینون آدمی بیٹھے آزاد نے کہا پہلے تو یہ فرمائیے کہ حسن آرا بیگم کا مزاج کیسا ہی صحت مقدم ہی پیر مرد نے جواب دیا کہ فضل الٰہی سے بہت اچھی خوش و خرم ہین اور جب سے آپکے آنیکی خبر سُنی تب سے اونکی خوشی اور مزاج کے حال کا کیا کہنا اس سے مطمئن رہیئے اسکے بعد آزاد نے دریافت کیا کہ آپ اونکی جانب سے کوئی پیغام لیکر آئے ہین اُنھون نے کہا جی ہان - انھون نے آپکے پاس مجھے بھیجا ہی - اُنکو جسطرح خیال تھا کہ اگر آزاد کے ساتھ نکاح ہو تو کوئی یہ طعنہ نہ دیسکے کہ آزاد ایک گمنام آدمی پر ایسے معزز دودمان کی صاحبزادی نے کیطرح اب انکو یہ بھی خیال ہے کہ جو احسان مس ہیڈ نے کیا ہی اُنکا اُنکو پورا پورا انعام ملے اور چونکہ مس صاحب آپسے ہی اقرار کرکے آئی ہین کہ حسن آرا کے نکاح کے بعد پھر اُنکے ساتھ بھی شادی ہوگی لہذا اونکو اس سے محروم رکھنا احسان فراموشی ہی وہ کہتی ہین کہ مین تو دل و جان سے آزاد پر عاشق ہون جس دوشیزہ یوسف لقا نے آزاد کے ساتھ اس قدر سلوک کیا کہ قید سے رہائی دلوائی عہدہ فوجی کے لیے سفارش کی پاشا کا خطاب اور لفٹنٹی کا عہدۂ جزیلہ دلوایا زر خطیر سے معین ہوئی اور اسکے ساتھ نوبتون نبون اور جگمگون جگمگون اور رتھ و دق میدانون اور رزمگاہون اور ولایت غیر مین فوج عشق سے گئی اور جس نے آزاد کی جانی دشمن کلیر ساسی سنگدل کو ایسا موم کردیا کہ اونسے اُنکی جان بچانیمین اسقدر مدد دی اُسکو آتش غم مین جلانا بالکل احسان فراموشی اور زناٹے کو ہتی ہی مین تو اسقدر مس ہیڈ کی شکر گزار ہون کہ بدن کا رونگٹا رونگٹا اونکو دعا دیتا ہی - اگر میرے سبب سے وہ اب انکار کرتی ہین تو جائز نہ رکھونگی کہ وہ اس قدر جبر اپنے اوپر سہین کون نہین جانتا ہی کہ سوتیا ڈاہ بُری ہوتی ہی مگر یہان تو بات ہی اور معاملہ ہی اور ہی - مین تو خوشی سے اجازت دیتی ہون ضرور شادی ہو ہم دونون بہنون کی طرح رہینگے - پیر مرد نے اس خوبی اور خوش اسلوبی اور صفائی کے ساتھ گفتگو کی کہ آزاد عرصے تک دم بخود سوچا کیے - اتنے مین خواجہ صاحب نے بھی زبان کھولی اور وہ بے تکی ہانک لگائی کہ آزاد اور پیر مرد دونون ہنس دیے -

خوجی - بابای من بدلیا - گھڑی دومین مرلیا یا جیگی -

پیر مرد - کیا مرلیا باجے گی - بھئی خواجہ بدیع صاحب -

خوجی - گھڑی دومین مرلیا باجیگی وہی بات -

آزاد - تمہارا سر - پاگل - خبط الحواس - چپ رہو -

خوجی - ہماری بلا کو کیا غرض پڑی ہے - بھگتو گے تم کہ ہم ہم نے اپنا حوالہ کردیا - بس چھٹی ہوئی مانو تو فہو المراد نہ مانو تو تم کو اختیار ہے ہم تو یار شاطر ہین بار خاطر نہین -

مانو نہ مانو جان جہان اختیار ہے
ہم نیک دیے حضور کو سمجھائے جاتے ہین

پیر مرد - ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ خواجہ صاحب کا منشا کیا ہے

خوجی - (بگڑکر) تمھین ایسون نے ہماری حضور کا مزاج بگاڑ دیا - ٹھگون کی بڑ میون سے کچھ کم تھوڑا ہی ہو - اور آزاد دیکھ لینا گھڑی دومین مرلیا باجے گی - ہندو فقیرون کا بہت ساتھ رہا ہے ہمارا بلا ہاری اوس گرو کے جو اسی دنیا میں اسکے درشن دکھادے - سوچ بچار کے جاگت رہو اِک دن رب کو منہ دکھانا -

پیر مرد - معقول آپ صوفی بنگئے - سبحان اللہ -

آزاد- اچھا مین اسکا جواب غور کرکے دونگا۔

پیر مرد- بہت خوب آپ اچھی طرح غور کرلین۔

خوجی- بھائیصاحب سے رخصت ہوتا ہی- ورنہ آپ اس اہم بات کا توڑ کیجیے- بھئی تمھاری عقل کو ہندوستانین آنکے کیا ہوگیا ہی یارہائی افسوس وہائی افسوس ہی ہی انسان کی عقل آب و ہوا پر منحصر ہے مگر واہ ری مین اور واہ ری میری عقل سادون ہری نہ بھادون سوکھی- جس ملک مین گیا دھتا نہ لگا سمندر اور خشکی دونون سے عقل کو ضرر نہ پہونچا عقل اسکے معنی ہین اور عاقل اسے کہتے ہین۔

آزاد- آپ کی عقل آپ ہی کو مبارک ہی- پاگل-

پیر مرد- آخر انکی رائے سے مجھے بھی تو اطلاع ہو-

آزاد- اجی مجنون ہی مردک- کہتا ہی اُسی جوان خوبرو نے سکھا پڑھا کے بھیجا ہوگا- اس خبط کو دیکھیے-

پیر مرد- لاحول ولاقوۃ- ای توبہ استغفراللہ- ہونہہ

خوجی- (چڑھاکر) لاحول ولان قوۃ- این توبانھا این توبانھ- توبانھ- استغفر- لاحول- لاحول-

آزاد- این کیا دماغ پر گرمی چڑھ گئی- خبط ہے-

پیر مرد- وہ تو آپکے بنانے کے لیے دل لگی تھی- بس-

خوجی- بجا اس بات کا یا تو اِن کو یقین آجیگا یا ہندوستان کے بھولے بھالے پوٹڑون کے رئیسون کو دل لگی لائے ہین وہان سے-

پیر مرد- خیر صاحب آپ خاموش رہین ہم سمجھ لینگے-

خوجی- اجی تم سمجھ کیا لوگے تم تو انکو بلبلا دوگے-

یہ کہکر خواجہ یہان سے جھلا کر باہر چلے گئے- اور وہان ایک درخت سایہ دار کے نیچے دری بچھا کر گھانس پر بیٹھے اور یون لکھنا شروع کیا-

حضرت شامخ حمق آزاد دمق (برائے وزن شعر) سلامت خوجی بدیعا مازول (معزول نوشتہ بودہ می آید) ماشاءاللہ موج موجب موجل بموداے مودعہ و دمق وقاق مالیل آنکہ اگرچہ ورق قضا و قدر و رای مادر غلانیدن درع بورطہ: ودیعت دارد ماگذشتہ آمدہ بودمدے کہ جوان سیم تن نازک ادا نازک اندام قامت قدیس یار بلند دار دبرای گھوریدن حس ان آرای عالما راگفتہ است و بندہ بدیعا دیدہ بودہ آید الغرض غلات و غلام غصبہ غشاوہ عزامت غالیچہ عقل ترا از سرتاپاے وازتاپاے ناجای برداشتہ اگر چشم (روا) کن و دیدہ شوی فہمیدہ بودہ ای کہ کی خارہی ہے تخم ریزی کردہ شدہ ہست (یعنے کانٹے سب ادسی کے بوے ہوے ہین) این پیر مرد مردود عروق عریان عریض غرغر اعزاریل غرب غزاریل غزل عسس عسکرت والافلا- الی آف تابی خجالت رجالت تابندہ باد-

من درویش را کشتی بغمزہ کرم کردی الٰہی زندہ باشے

حررہ خاکپاے مہمات مہمان مہیب میادین

خواجہ بدیع الزمان شعر گوے رنگین

لفافے پر خواجہ صاحب نے یہ عبارت درج کی-

حق تالے (تعالے) کردہ بودست باشد کہ لیفافاے ہازا (لفافۂ ہذا) در حویلی (ہوٹل) برسد- و بعد برسد از انجا در دست پاک نام دران نامین (نامی) آزاد پاشاے تایاے من بدیع برسد و از انجا ہاز الیفافہ نیز بیت برسد جہان جاتے ہو پیک صبا کے ہوش اُڑاتے ہین-

لفافہ لیجلا ہے حوصلہ دیکھو کبوتر کا
بخیریت تمام من بدیعا گلکاری کردہ بودہ است

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

شنیدم کہ در روز امید و بیم ۔ بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

حفی اللہ عنہ

بوقت بیک رسد یارب

خط دنیا سے نرالا تو لفافہ سازی خدائی مین انوکھا برسد ہزار مقام پیدا اور آخر مین عفی اللہ عنہ کسقدر موزون ہے ماشاء اللہ۔ اور پھر برسد یارب۔ لفافہ کیا خواجہ صاحب اپنی نزدیک گویا کتاب لکھنے بیٹھے تھے۔ ع ہر کہ خواند دعا طمع دارم بھی موجود اور اشعار بھی جا بجا اور لیفافے ہا زائی لفافے کے جون کو اور پھیر کا دیا۔ واہ خواجہ صاحب یہ لفافہ لکھکر خواجہ صاحب نے خط بند کیا اور اوپر سرجلی قلم سے لکھا۔ چوہتر لفظ بدیگران۔ آنکہ لیفافے ہا زا تراشد بودہ ۔ یعنی جو شخص یہ لفافہ کھولے اوپر سہ ۔ تراشیدن کے معنی اِنکے آمدنامے مین کھولنے کے ہین ہوٹل کے خانسامان کو دیا اور کہا ذری آزاد پاشا کو جاکے دیدو ہوٹل والے تو انکو مسخرہ بناتے ہی تھے خانسامان نے کہا خواجہ صاحب آج تو بہت کچھ لکھ ڈالا آپ مین کیا لکھا ہے

خوجی۔ بولو نہ۔ میلن۔ گھڑی دو مین مرلیا جائیگی۔

خانسامان۔ ہان راستے مین بھی یہی کہا تھا آپ نے اسکے معنی کیا ہین۔

خوجی۔ بس اسکے معنی یہی ہین کہ گھڑی دو مین مرلیا جائیگی

خانسامان۔ واللہ ہم نہین سمجھے۔ کیا آپ کچھ آنے والی ہے

خوجی۔ (ڈرکر) اے لاحول ہم لوگ کمین دینے والے ہین بھلا۔

حسرتا کیونکر لکھون اس غم کا حال ۔ کی فلک نے سخت بیحد بیچ چال

اس کو کسنے ایسا سکھلایا غضب
راستہ کس نے یہ بتلایا غضب

ہم کسی زمانے مین ہزارون آدمیون مین ہنسی پھاند پڑتے تھے اور نلوے بیچ کے نکل آتے تھے۔ اب بوڑھے ہوے مگر سپہ گری کا وہی شباب ہے وہی آب و تاب ہے وہی لطف و کیفیت لاکھ بوڑھے ہون تو کیا۔

خانسامان۔ حضور نوابی مین کہان تھے۔ کسی پلٹن مین

خوجی۔ جی ہان وگلے والی پلٹن مین کمیدان بہادر تھا

خانسامان۔ اور آزاد پاشا تو کہتے ہین کہ انڈے بیچا کرتے تھے اور آپکی اکثر ہجو کیا کرتے ہین ہم نے بلکہ کہا بھی کہ صورت سے تو رسالدار معلوم ہوتے ہین مگر وہ سنتے کسکی ہین۔

خوجی۔ بس واللہ انمین یہی عیب ہے۔ کیا کہتے تھے؟

خانسامان۔ انسے نہ کہدیجئے گا ناحق خفا ہو جائینگے۔

خوجی۔ اجی انکو تو مین نے ایسا ایسا چھپایا ہے کہ یاد ہی تو کرتے ہونگے انھون نے تو (آہستہ سے) میری دوہال مین پرورش پائی ہے جی۔

اتنے مین ایک فقیر ہوٹل مین آیا۔ خواجہ صاحب کو درویشون کا بڑا عقیدہ تھا اٹھکر آداب عرض کیا۔ دری پر بٹھایا درویش نے انکو معتقد دیکھکر بنانا شروع کیا۔ پہلے یہ اشعار پڑھے۔

ای شدہ غافل ز جہان ہوش کن ۔ بادۂ انجرف زمن نوش کن
شعبدہ بازان قضا و قدر ۔ تا شدہ از کتم عدم جلوہ گر

آبی دخاکی بہم آمیختند | ہین کہ چہ نقش عجب انگیختند
بہ کہ چو عنقا ز جہان گوشۂ | گیری و گیری زرہ فاقہ توشۂ
نیست جہانرا خبرے از وفا | اہل جہان را اثرے از وفا
باہمہ کس نرد وفا باختہ است | باختہ است ہر کہ بدو ساختہ است

الحذر از بازے این حقہ باز
مہرۂ خود کردہ ازین حقہ باز

خواجہ صاحب نے ترسے ایک اٹھنی نذر کی درویش نے بیٹھ ٹھونکی اور بچہ خوش رہ آباد کہکر لی اور قلم دوات کاغذ منگوا کر ایک پرچے پر یہ شعر لکھا۔ ؎

چار بودم سہ شدم اکنون دوم
از دوئی چون کم شدم یکتا شدم

خوجی کو یہ کاغذ دے کر کہا اسکا مطلب سمجھا اور اسپر غور کر خواجہ صاحب کو رے بھلا اسکا مطلب کیا سمجھین جب عاجز آگئے تو درویش نے کہا۔ چار بودم یعنی نیست ن ی س ت چار حروف ہین سہ شدم یعنی ہست ہ س ت اکنون دوم یعنی من۔ م ن دو حرف از دوئی چون کم شدم یکتا شدم یعنی وحدانیت مین مل گئے یہ اہل تصوف کا قول ہے۔

خوجی۔ قربان ایسے فقیر کامل کے ارے یار ہمارے پاس تو اب کچھ نہین ہے۔ خانسامان جی تم ہوٹل سے کچھ کھانا لاؤ

خانسامان۔ واہ جس مین ہمپر جوتے ہی پڑنے لگین

درویش۔ فقیر کی مذمت نہ کر بچہ۔ فقیر کا گھر بڑا۔

خانسامان۔ شاہ جی یہان صاحب لوگ ملکے ہین ذرا غل مچاؤ گے تو وہ بخوبی عزت کرینگے یہان سے راہ لیجئے

خوجی۔ بڑے بدتمیز ہو جی۔ فقیرون سے یہ گفتگو۔

درویش۔ لے بابا جاتے ہین کیون ہوتا ہے بچہ خفا خواجہ صاحب بھی فقیر کے ساتھ ساتھ چلے اور بازار مین آنکر ایک لالہ سے کہا میان لالہ جی دو پیسے لو اور ایک خط لکھدو عبارت ہم بتاتے جاتے ہین۔

محمد آزاد پاشا صاحب دام ظلہ

چار بودم سہ شدم اکنون دوم
از دوئی چون کم شدم یکتا شدم

اسکے معنی حل کیجیے تو جانین آپ بڑے فاضل ہین اور واضح ہو کہ اگر اسکا حال لکھکر املی بازار کے برگد کے درخت کے پاس پھینک دیجیے گا تو ہم پا جائین گے۔

راقمہ بڑی بیگم عرف کریم النسا

یہ خط لکھوا کر ہوٹل کا پتہ لفافے پر لکھوایا اور ڈاکخانے مین خط ڈالدیا کہ آزاد ہمکو ضرور دکھانیگے ہم فوراً اوسکا حال بتادین گے خواجہ صاحب اور پیر مرد اور آزاد کو تو یہان چھوڑا اب حسن آرا بیگم کے پرتخانے کا حال سنیے۔ میم صاحب نے انسے آنکے کہا کہ مس ٹیڈا نے شادی سے قطعی انکار کر دیا تو انکے دلمین طرح طرح کے خیال آئے اخبارون مین یہ پڑھ چکی تھین کہ یورپ کی اکثر دوشیزگان جادو جمال نے ہماری حسد اور رشک قابت سے ایسے ایسے کام کیے ہین جنکے سنتے اور پڑھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوے انکو خوف تھا کہ مبادا مس ٹیڈا خودکشی کرے یہ رنج نہ سہ سکے کہ ولایت غیر اور ملک دور دراز سے شادی کا اقرار کر کے آزاد لائے اور یہان اس بے اعتنائی سے پیش آئے۔ علاوہ برین چونکہ اس ماہ طلعت نے آزاد کا ساتھ دیا تھا اور بڑی بڑی سختیون

سے بچایا تھا اور ہر مقام پر انکے کام آئی تھی اس سبب سے
حسن آرا مس مینڈا کو ویسا ہی چاہتی تھین جیسا اپنی بہنون
کو عزیز رکھتی تھین - رات کو جب پلنگ پر استراحت
کی تو انھین خیالات مین غلطان پیچان ہین پہلے یہ
کہ کسی ترکیب سے مس مینڈا سے ملون - پھیس بدل کر
آزاد کو ذرا بھی نہ معلوم ہونے پائے اور مین باتون باتون
مین سمجھاؤن کہ بہن تمھین تمھاری بدنامی ہوگی کوئی
کہے گا آزاد نے نکاح کر کے گھر ڈال لی ہے کوئی کہے گا اڑھا
ہے تم بھی مطعون ہوگی اور آزاد کو بھی بدنام کروگی
اس سے بہتر ہے یہی کہ ادھر حسن آرا سے نکاح ہو ادھر
تمھارے ساتھ شادی ہو جائے اگر وہ یہ عذر پیش کرین
کہ حسن آرا ہم سے لڑین گی روز جھگڑا ہوا کرے گا تو مین
کہونگی ہرگز نہین ایسا کبھی نہین ہو سکتا مین خود حسن آرا
سے اس بارے مین گفتگو کر چکی ہون - وہ کہتی ہین کہ
مینڈا نے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا ہے تا دم مرگ اس
احسان سے سبکدوش نہو سکون گی پھر سوچی کہ بھیس بدل کر
جانا اچھی بات نہین ہے - شاید افشاے راز ہو جائے تو مفت
مین جگت ہنسائی ہو کہ اس چھوکری کی ڈھٹائی تو دیکھو
ہوٹل سے مقام مین گئی جب ابھی سے یہ حال ہے تو بڑھ کے خدا
جانے کیا کرے گی - اس سے خدا پناہ مین رکھے اللہ - دوسری
تدبیر یہ سوچی کہ کسیطرح سے انکو خود بلائین اور یہان
تواضع و تکریم سے دعوت کرین تاکہ اس کے دل مین
یقین ہو کہ حسن آرا مجھے اپنی بہن کیطرح عزیز سمجھتی
ہے - ایک دفعہ مجھے بچائین پھر ممکن کیا کہ انکے
دلمین کوئی شک بھی رہ جائے - مین تو ہاتھ جوڑون

پاؤن پڑون کہ بہن از براے خدا ہمارا خیال نہ کرنا
ہم تم بہنون کیطرح رہین گے - جب مین اسطرح کہونگی تو
ممکن نہین کہ اسکا دل نہ پسیجے اس خیال کے بعد انکو
وہ کارروائیان یاد آئین جن کے ذریعے سے مس مینڈا نے
آزاد کی جان بچائی تھی اور جنکے سبب سے انھون نے اسقدر
شہرت پائی تھی - اللہ اللہ جنگلون اور خارستانون مین جانا اور
آزاد کو صدہا آفات سے محفوظ رکھنا اور اپنی جان کو معرض
خطر مین ڈالنا یہ ہر کسی کا کام نہین ہے یہ مینڈا ہی کا کام تھا
پھر جس مینڈا نے آزاد سے عزیز کو مصیبت کے وقت اپنی
جان پر کھیل کے مدد دی اوس کو ہم عزیز کیون نہ رکھین
پتلیون کا تارا بنا ڈالین - آنکھون مین جگہ دون اگر مینڈا
وہان ہوتین تو عمدہ فوج انکو کاہے کو ملتا اور ملتا بھی تو
جامہ ندارم دامن از کجا آرام روپیہ تو پاس تھا ہی نہین تیاری
کیونکر کرتے اسکو بھی جانے دو اگر مس مینڈا مدد نہ دیتی تو
روس سے چھٹکارا کیونکر ہوتا پولینڈ کی شاہزادی کے مہان
بھیس بدل کر جانا اور مردانے کپڑے پہنکر انکو چکما دینا
جرأت کا کام تھا ورنہ آزاد خدا جانے نصیب اعدا کس
میدان برفستان مین پڑے ہوتے - ایسی مینڈا کے ساتھ
اگر مجھے ہمدردی نہو تو آدمی نہین -

جب بڑی دیر تک نیند نہ آئی تو مغلانی سے کہا - ای ہے
آج کیا سبب ہے کہ آنکھ رات بھر آئی اور آپکی پلک نہین جھپکتی
مزاج تو اچھا ہے خدانخواستہ نصیب دشمناں طبیعت تو بی چین
نہین ہے حسن آرا نے کہا نہین بی مغلانی آج ذرا
آنکھ جھپک گئی تھی اس سے ابھی تک نیند نہین آئی یہ
فقرہ حسن آرا کہہ ہی چکی تھین کہ یہ آواز آئی او اسب

جھوٹی باتین نیند اس سبب سے نہین آتی ہم سے ہمسے سنو۔
نیند کیا آئے۔ وہ چاہتی ہین کہ آزاد بغل مین ہون
حسن آرا۔ یہ کون بولین۔ یہ کسکی آواز تھی مغلانی۔
مغلانی۔ (ہنسکر) حضور مین بھی نہین کچھ۔
حسن۔ بس یا جانی بیگم یا نازک دا بیگم دو مین سے ایک ہے
مغلانی۔ مجھے تو سر کار نازک دا بیگم صاحب معلوم ہوتی ہین
حسن۔ انکے سوا اور اسقدر بے تکلف کون ہے یہان
آواز۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے۔ آخر پھر نیند کیون کھوئی
حسن۔ کیسکا اجارہ ہے اچھا یون ہی سہی۔ بس۔
آواز۔ اب نیند کہان اب تو اس کروٹ سے اُس کروٹ اور اُس کروٹ اِس کروٹ رات کاٹنی ہے
حسن۔ خیر آپ کی بلا سے۔ دیکھو پھر وہی چھیڑ خانی
نازک۔ آخر بہن یہ تو کوئی بگڑنے یا بُرا ماننے کی بات نہین ہے اگر یہ خیال نہین تو پھر کاہے سے نیند نہین آتی۔ کوئی وجہ بھی تو بیان کرو۔
حسن۔ یا تو تکلیف کرکے یہان تک خود آئیے۔
نازک۔ اچھا آتی ہون (بستر سے اُٹھکر) سنون تو کیا بات ہے۔ دیکھ لینا وہی جھگڑا بیان کروگی مین تو یہ پاڑ پیل چکی ہون نہ (حسن آرا کے پلنگ پر بیٹھکر) ہان بہن نیند نہ آنے کا کیا سبب ہے۔
حسن آرا۔ مین یہ سوچتی ہون کہ مس ہیڈ اجو اسقدر فاصلے سے انکے ساتھ آئی ہے اور اب یہان آکے شادی سے انکار کرتی ہے اسکا کیا سبب ہے۔
نازک۔ اب بہن جب تک ہیڈ اسے نہ ملین بات چیت نہو تب تک کیونکر بھلا کوئی راے قائم ہوسکتی ہے تمہین اس کی کیا فکر ہے۔
حسن۔ مین تو کل سے اسی خیال مین غلطان پیچان ہون
نازک۔ تم کو اس جھگڑے سے کیا سروکار ہے بہن۔
حسن۔ کل مین نے پیر مرد کو بھیجا تھا۔ مگر وہ وہان سے دیر کرکے آئے ابھی کچھ حال نہین معلوم ہوا آڑکے ہی بلوا کے پوچھونگی۔
نازک۔ تمھارا منشا کیا ہے۔ دیکھو حسن آرا آزاد پر ہیڈا کا بڑا احسان ہے اس مین ذرا شک نہین۔ جو برابر فرق نہین۔ اور اب تمھاری یہ فکر کہ ہیڈا محروم رہے انصاف کے خلاف ہے دیکھو بہن جو بات ہمارے ذہن مین آئی ہم نے صاف صاف بتادی۔ اب تم کو اختیار ہے نشیب و فراز سمجھ لو ہیڈا نے آزاد ہی سے سلوک نہین کیا تم سے بھی۔
حسن آرا چپ چاپ سنتی گئی اور اپنے دل مین بہت ہی خوش ہوئی کہ نازک دا بیگم کی بھی یہی راے ہے۔ اگر بہنون یا ہمجولیون مین سے کسی نے اختلاف بھی کیا تو ایک ہماری طرف سے بھی بولنے والی ہے جو ہمارا جنبہ کریگی۔
نازک۔ تم تو اسوقت غوطے مین ہو جیسے۔
حسن۔ نہین۔ مین آپکی باتین سن رہی تھی۔
نازک۔ مین۔ تو اسوقت باتین نہین کر رہی تھی۔
حسن۔ آپنے جو فرمایا اُس پر مین غور کر رہی ہون۔
نازک۔ اچھا اپنی راے سے بھی تو اطلاع دو بہن
حسن۔ ہماری راے وہی ہے جو آپ سب کی راے ہو
نازک۔ اگر تمھاری طرف سے اس بات کا اصرار ہوگا کہ آزاد اُس مس کے ساتھ شادی نہ کرین تو ہمین سخت رنج ہوگا
حسن۔ اچھا بہن ایک کام کرو۔ بہار النسا بہن سے

باتون باتون مین پوچھو۔ دیکھو وہ کیا کہتی ہین اور امان جان کی کیا رائے ہے۔

نازک ۔کیسی بچون کی سی باتین کرتی ہو واہ واہ۔

حسن ۔ یہ کیون۔ یہ کیون کیا اُن سے نہ پوچھون

نازک ۔تم آزاد کے ساتھ شادی کرتی ہو یا انکو مول لیتی ہو۔ کسی نے بھی آجتک یہ قول و قرار کیا ہے کہ ضرور دوسرا نکاح نہونے پائے غلام بچے میان آپکی اور اما جان اس مین کیا کرین گی بھلا۔

حسن ۔ اچھا پھر جو آپ کی صلاح ہو وہ کرون بس

نازک ۔صلاح کی اس مین کیا ضرورت ہے تم خبر بھی ہو

حسن ۔صاف صاف یون ہی بہن ہم نے سنا ہے کہ ہمارے سبب سے بیڈا اب شادی سے انکار کرتی ہین اور ہم کو یہ پسند نہین سچ تو یہ ہے۔

نازک ۔ ہان!۔ انکار کرتی ہے۔ یہ نئی بات ہے

حسن ۔میم صاحب نے پرسون کہا نہین تھا۔ یہان آن کے۔

نازک ۔ ہم نے نہین سُنا۔ اب دریافت کرنا چاہیئے کہ وہان سے یہان تک آنکر اب انکار کرنا کیا معنے اس مین کچھ فی ضرور ہے۔

حسن ۔ پھر کیونکر دریافت ہو۔ مشکل تو یہ ہے۔

نازک ۔ ہم بتائین اسی موے بونے خوجی کو بلاؤ اُسکو افیم پلاکے ایسا اندھا کردو کہ سب باتین بک چلے پہلے کل صبح کو اُنسے پوچھ لو کہ تم نے وہان جاکے کیا سُنا کیا دیکھا بھالا۔ بیڈا کارو یہ کیسا ہے آزاد کے ساتھ نکاح پر راضی ہے یا نہین۔ یہ سب باتین معلوم ہو جائین تو پھر اس مین ہاتھ ڈالا جاوے ویسی ہی تدبیر کرنی چاہیے بیڈا کو تو پیار کرنے کو بھی جی چاہتا ہے

اتنے مین بہار النسا کی آنکھ بھی کھل گئی کہا یہ کیا بک بک لگائی ہے اتنی رات آئی انکو نیند ہی نہین آتی یہ کون ہے نازک ادا نے کہا۔ اگر ایسی ہی بڑی مزاحدار ہو تو الگ جاکے سو رہو نہ تم کو تو سوا سے سونے اور کھانے کے اور کوئی کام نہین ہے۔ چھ بجے سے سوؤ اور چھ بجے اٹھو۔ چراغ مین بتی پڑی اور انھون نے لمبے تانے

بہار النسا ۔ توبہ اتنا کہنا اور بھی ہمارے حق مین بُرا ہوا

نازک ۔جو کہے گا وہ سنے گا بھی۔ کہو کیون کیسکو بے اب ذری ادھر آن کے ایک جھگڑا تو طے کردو۔

بہار ۔ ہم کو تو نیند آتی ہے۔ بہن۔ سونے دو۔

نازک ۔ مین خل مچاؤنگی (سرہانے بیٹھکر)

لگا کر دل بتِ آشنا سے — عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے
سوال بوسہ لب سے رُکے تم — لگے پڑھنے فقیر دنکی دعا سے
ملایا مہر و مہ نے بارہا منہ — نہین نسبت تمھارے نقش پا سے
ذرا دیکھو تو اللہ ری نزاکت — قدم اُٹھتا نہین بار حیا سے
ہزارون ہو گئے ٹکڑے گریبان — چلے دامن اُٹھاکے اس ادا سے
مسلمان بھی کری سجدہ تو تونکو — دعا مانگی تو یہ مانگی خدا سے

بہار ۔ ہان بہن از برائے خدا یون ہی گاتی جاؤ۔

نازک ۔ اٹھو بیٹھو ذری یہ کیا خوست کی نشانی ہے

بہار ۔ (اٹھکر) اچھا اب نہ سوئینگے۔

نازک ۔سنو یہ غزل سنو۔

عطر مٹی کا لگانا چاہیے پوشاک مین۔
خاک سے رغبت رہے ملنا ہو اگر خاک مین

سارا عالم ہے تری دام محبت کا اسیر
صید کیا صیاد بندھتے ہین تری فتراکمین
کام کیا مجھ مست کو تیری گل و گلزار سے
باغبان بیٹھا ہو نمین بنت العنب کی تاکمین
مین وہ ہون صید ستم دیدہ کہ مجھکو دیکھکر
اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین
ضبط اسے کہتے ہین قطرہ اشک کا گرتا نہین
ورنہ یان دریا بھرا ہی دیدۂ نمناک مین

حسن - جب ہی تو باجی اُٹھ بیٹھین ورنہ یہ سویرے کے بغیر نہ اُٹھتین - نیند کے ہاتھ بک گئی ہین بالکل -

اِسکے بعد نازک ادا نے وہ ذکر چھیڑا - کہا بہن ہم نے سنا ہی کہ مس ہیڈا جو آزاد کے ساتھ آئی ہین وہ اب شادی سے انکار کرتی ہین شاید اونکے دلمین اب یہ خیال ہوگا کہ مبادا حسن آرا سے نہ بنے وہ بھی رئیس زادی بڑے امیر کی لڑکی ہی - اُسکا باپ بڑا صاحب ثروت ہی - اسی نے تو آزاد کو روپیہ سے مدد دی تھی جب وہ جنگی عہدی کی تیاری کر سکے ورنہ بغیر روپیہ کے کیا ہوسکتا - لیکن مین اتنا جانتی ہون بہن کہ تمہاری سب کی بڑی بدنامی ہوگی اور اگر انکو یہ معلوم ہوگیا کہ حسن آرا کے سبب سے شادی مین کھنڈت ہوئی ہے اتنا سوچ لو بس - اور یون اختیار ہے - بات یہ ہے کہ آزاد کی نیکنامی سب ہیڈا کے دم سے ہوئی اگر ہیڈا امداد نہ دیتی تو کچھ بھی نہ ہوتا - شہزادی کے ہان سے انکو کون لاتا - اور کلیر سا بھلا اپنے معشوق کے قاتل کا ساتھ دیتی اے توبہ مگر ہیڈا کا ہونا اکسیر ہوگیا - اب تو حسن آرا کو چاہیے کہ اس ہیڈا کی قدر کرین کہ اُسکو اپنی بہن سمجھین - آئندہ جو سب کی راے ہو - بہار النسا یہ تقریر سنکر بولی - بھلا اس بحث کا یہ کون وقت ہے - خواہ مخواہ بے وقت کی شہنائی بجاتی ہو یہان ماری نیند کے طبیعت بیچین ہے - انکو مس ہیڈا کی پڑی ہے - ہمکو ہیڈا سے کیا مطلب - آزاد چاہین ایک چھوڑ دس نکاح کرین - ہم کوئی مزاحم ہین - یہ حسن آرا کی لیاقت ہی - کہ آزاد کو اپنا عاشق کرلین کہ اِنکے سوا اور کسی پر انکا دل ہی نہ آئے اور خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا - باقی رہا ہیڈا کا بھگڑا آزاد جانین اور ہیڈا جانین - وہ دونون باہم سمجھ لین ہم بیچ مین بولنے والے کون - اور اس سے تو کوئی انکار ہی نہین کرسکتا کہ آزاد پر ہیڈا کا بڑا احسان ہی - اسنے کئی مقام پر سلوک کیا ہی اور اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ جان بچائی اور روپیے سے ذرا دریغ نہ کیا آزاد اگر اسکے ساتھ عمداً اور قصداً نکاح نہ کرین تو بڑے احسان فراموش ہین - لوگ حرف رکھین گے کہ جس نے تمکو پاشا اور افسر بنایا جس نے مصیبت سے بچایا جو گاڑھی وقت آڑے آئی اُسکے ساتھ جب تم نے اس درجہ بدسلوکی کی تو اورون سے بھلا کیا سلوک کروگے آزاد اِسکا کیا جواب دین گے بھلا کچھ بھی نہین مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ مس ہیڈا نے از خود انکار کیا یا تو اس درجہ عشق تھا کہ جھلا کے جیلخانے بھجوادیا اور فرط ترحم سے وہان جاکر قول لیا اور عہدہ اور زر کثیر سے مدد دی اور پھر دور دراز راستہ طے کیا اور روس کے ملک مین جان پر کھیل گئی اور آزاد کو نلوہ نکال لائی - ایسی عورت کو جو دل و جان سے عاشق ہو اور جسنے اسقدر سلوک کئے ہون اسکو آنکھو نہین بلکہ دل مین رکھنا چاہیے مگر تمکو اس سے کیا بحث ہی ہمسے اسطرح کیا ہماری طرف سے کوئی پیغام اس مضمون کا نہین گیا کہ مس ہیڈا کے

ساتھ شادی کرینگے تو حسن آرا سے نکاح نہو گا ہم نے تو کبھی
اس امر کا ذکر ہی نہین کیا۔ اسمین کوئی سبب خاص ضرور ہے
نازک ادا۔ بولین بس یہی ہم بھی چاہتے تھے کہ مسٹر ایڈا سے
یہان گھر بھر مین کسیکو ذرا رنجش نہو۔ بلکہ ہم سب کو اُسکا
شکر گذار ہونا چاہیے کہ وہ ہمارے کام آئی باقی رہا
یہ امر کہ سوتیا ڈاہ اور بیبیون مین نہین بنتی۔ یہ شرفا کے ہان
کی باتین نہین ہین۔ آزاد کیا ایسے نادان ہین۔ یا مس
مینڈا جو ہزارون کنوؤن کا پانی پی چکی ہے کوئی ناسمجھ ہے۔ یا
حسن آرا بدتمیز ہین جبکہ دل سے مینڈا کو چاہتی ہین اور آزاد
انکے دلی عاشق اور انکے شکر گذار ہین پھر ایسمین بگڑنا کیا معنی
یہ تقریر ہو کے بہار النسا نے کہا بہن اب سو رہو۔
نہین صبح کو آنکھ نہ کھلیگی اور نماز قضا ہو جائیگی ادھر یہ
اُدھر وہ دونون سو رہین۔ اسی مین جانی بیگم کی آنکھ کھلی
مغلانی جاگتی تھین پوچھا یہ اسوقت کس نے داستان چھیڑی
تھی یہ تینون تھین مگر کچھ کچھ سن بھی تھی کیا باتین ہوئی تھین
مغلانی کہا حضور اسی فرنگن کی باتین ہوتی تھین کہ اسنے
محمد آزاد پر بڑا سلوک کیا ہے اور اگر وہ مدد نہ دیتی تو آزاد کچھ
نہ کر سکتے اول تو انکے پاس روپیہ تھا دوسرے پردیس
اجنبی کسی سے ملاقات نہین اور جنگ کا وقت مینڈا نے
انکو ہر بات مین مدد دی تو اسکا کتنا بڑا احسان ہے۔ جانی بیگم
نے نازک ادا کو دو تین بار آواز دی مگر صدا بر نخاست
حسن آرا کو جگایا وہ بھی بولین جھلا کر اٹھین اور نازک ادا کی
چادر منہ سے ہٹا کر کان کے پاس پانی کے قطرے ٹپکانے
شروع کئے وہ چونک کے اٹھ بیٹھین دیکھا تو جانی بیگم پانی
لئے سرہانے کھڑی ہین۔ کہا ای ہے۔ دو گھڑی سوتی ندیا
ابھی تک تو جاگتی ہی تھی بہن! ایک گھنٹہ تک کہ اربک بک ہی
ابھی آنکھ لگی تھی۔ مگر تمھاری ساتھ صدا سے ہم نے جگا دیا تھوڑی
دیر تک دونون مین باتین ہوئین اسکے بعد انچہ پلنگ پر
آرام کیا۔ اب سینے کہ سویرے نور کے تڑکے حسن آرا کی
آنکھ کھلی منہ ہاتھ دھو کر پاک صاف ہو کر نماز پڑھی اور بعد
ادائے نماز فوراً پیر مرد کو بلوایا اور یون گفتگو کی۔
حسن۔ کل تم بڑی دیر کے بعد آئے وہان سے۔
پیر مرد۔ ہان بہت عرصہ ہو گیا تھا۔ کوئی سات بجے تھے
حسن۔ ہان کیا بات چیت ہوئی معاملہ روبراہ ہے۔
پیر مرد۔ نہین آزاد تو پیغام سنتے ہی خاموش ہو رہے۔
حسن۔ کیا مس مینڈا نے از خود شادی سے انکار کیا ہے
پیر مرد۔ ہان ہان۔ اسکی تو مین خوب تحقیقات کر چکا ہون۔
حسن۔ آخر اسکا سبب کیا ہے کایا پلٹ ہو گئی دفعتہً۔
پیر مرد۔ طبیعت ہی تو ہے طبیعت کا کون ٹھکانا ہے۔
حسن۔ آزاد سے اور تم سے باتین کیا ہوئی تھین۔
پیر مرد۔ آزاد پہلے تو بالکل سکتے کے عالم مین تھے۔
حسن۔ تو بہ تو بہ یہان آنکے بھی خوش نہوے۔
پیر مرد۔ اب خوش کیونکر ہون بھلا۔ تم ہی بتاؤ۔
حسن۔ انکی باتون سے یہ پایا جاتا تھا کہ مس مینڈا سے
وہ اصرار بلیغ کرینگے اور مجبور کرینگے کہ شادی پر راضی
ہو جائے یا وہ بھی اب کشمکش مین۔
پیر مرد۔ انکی تقریر سے صاف صاف کوئی بات ظاہر
نہین ہوئی مگر اسقدر البتہ بشرے سے پایا جاتا تھا کہ بڑا
رنج ہوا مین تو جانتا ہون کہ مس مینڈا حشر تک شادی نہ کرینگی
بڑی آن بان کی عورت ہے ایسی ویسی نہین ہے۔

حسن - اچھا مین یہ سوچتی تھی کہ مس ملیڈا کو یہان بلوا لون اور خود دو بدو گفتگو کرون اور سمجھا ؤن -

پیر مرد - ہان شاید رائے بدل دین - آز ماؤ -

حسن - تم آج جا کے آزاد سے اِسکا ذکر چھیڑو -

پیر مرد - اچھا مین ابھی جاتا ہون تدبیر تو عمدہ ہی -

حسن - مین اِسطرح ملونگی جیسے بہن بہن سے ملتی ہے -

پیر مرد - اگر اُنکے انکار کا یہی سبب ہے کہ آزاد اور تم دونون محمدی مذہب رکھتے ہو اور وہ عیسائی ہین - اور آزاد نے پہلے تمھین سے شادی کا وعدہ کیا تھا - شاید اس سے وہ یہ سمجھی ہون کہ حسن آرا کی زیادہ قدر و منزلت ہوگی - لیکن جب تم اُنکے ساتھ اخلاق اور لطف سے پیش آؤ گی تو خواہ مخواہ اُنکے دل پر اثر ہوگا اور جو کچھ وہ سوچتی ہین وہ بھول جائینگی اور جب تم اُنسے اصرار کروگی تو اور بھی زیادہ اثر ہوگا - بہرکیف اِس امر کی آزمایش ضرور کرنی چاہیے -

حسن - اور جو وہ نہ آئین تو بات ہی جاے مفت مین -

پیر مرد - پہلے آزاد سے بطور خود مشورہ کر لیا جائیگا -

حسن - ہان اُنسے اسقدر کہدینا کہ اگر مس ملیڈا کو یہان آنے پر مجبور کر سکو تو ذکر کرو ورنہ ہم یہ نہین چاہتے کہ بات جائے

بس نازک ست شیشۂ دل در کنار ما

یہ بھی کہدینا کہ اگر ملیڈا یہان تکلیف کر کے آئین تو نہایت مسرور و محظوظ جائینگی اور ہم اور وہ ایک ہی جگہ ملاقات مین ایک جان اور دو قالب ہو جائین گے -

پیر مرد - ہان خوب یاد آیا اگر دوسری میم اُنکے ساتھ آئے تو ہرج تو نہین ہے میرے نزدیک اُسکا آنا اور بلوانا بھی ضرور ہی - پیر مرد کپڑے بدل کر میانے پر سوار ہوے - اور کہار دوڑتے

ہوٹل چلو - آزاد کے پاس آئے دیکھا کہ برآمدے مین بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہین میانے سے اُترے - کرسی کے قریب آئے مگر آزاد کو مخاطب نہ پایا - تو آہستہ سے کہا بندگی عرض کرتا ہون آزاد نے استادہ ہو کر ہاتھ ملایا اور کہا معاف مائیے گا مین اِس وقت خط پڑھنے مین مصروف تھا

پیر مرد - یہ کہان سے آیا ہی - ڈاکخانے سے آیا ہی یہ تو -

آزاد - جی ہان کر تو ڈر اور نہ کر تو خدا کے غضب سے ڈر -

پیر مرد - خیریت ہی - اِسکے کیا معنی - کیا کوئی خطرناک بات خدانخواستہ درج ہی - اندیشہ کا مقام تو نہین ہی تو بتا دیجیے پہلے

آزاد - جی نہین مگر کسیقدر اندیشہ کا مقام ہے بھی -

پیر مرد - فرمائیے - کچھ دفع دخل کیا جاے - کیا کوئی ایسی مشکل بات ہے کہ دفعیہ محال ہی - کچھ سنین تو کہ کیا ہی آخر

آزاد - حضرت یہ فرمائیے کہ بی کندن کا نام آپنے سُنا ہے -

پیر - (چونک کر) اتوہ بھائی کہین اُسکے پھیر مین نہ پڑنا - وہ تو ایک ہی روسپی نشر اور مکارہ زن بدوضع ہی ہزارون آدمیون کو اُسنے زخمی کیا ہے - اسّی برس کا سن ہی بڑی خرانٹ تجربہ کار عورت ہے -

آزاد نے خط دیا اور کہا پڑھیے پڑھا تو یہ مطلب تھا -

اے چارہ گر مریض بیتاب	اے نور فزاے چشم بیخواب
مرحم نہ زخمہاے عاشق	درد عاشق و دواے عاشق
اے نبض شناس جان مضطر	ناسور زداے دیدۂ تر
اے مایۂ لطف زندگانی	جان بخش وفاے جاودانی
دھیان آپکا اندنون کیے ہے	کچھ حال کی میرے بھی خبر ہے
بیمار ہون اور قریب مردن	ہر دم ہے عذاب جان پیرن
ہے گرم اداے دل فریبی	جان سوز حرارت عزیزی

اک آگ سی لگ رہی ہے تن مین — شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین — کیا شکوہ جفاے آسمان کا — مین آپکو دور کھینچتا ہون

بستر کئی بار سب جلا یا — اِس آگ نے خاک مین ملایا — بی کندن کا خط پڑھکر پیر مرد نے کہا مین ابھی جاکے اِسکو تنبیہ کرتا ہون - اُسکی کل میرے ہاتھ مین ہے مجال

گر یون ہی جلا کیا مین ناکام — تو فرش زمین ہے اور آرام — کیا ہے کہ ذرا چون کر سکے یہ کہکر پیر مرد کندن کے ہان گئے -

کیا عضو گداز یان کہو نمین — انگشت نماے شمع ہون مین — اب اُدھر کا حال سنیے کہ حسن آرا اور نازک ادا نے جو

بیتاب طبیب دور سے ہین — ہمسایون کے گھر تنور سے ہین — مینڈا کا ذکر جانی بیگم سے کیا تو وہ تنک گئین - نازک ادا

مونس دلسوز آزاد کو اُسکی چاہتی بیوی بزم آرا کی طرف سے معلوم ہو کہ -

اور جانی بیگم اور حسن آرا مین مس مینڈا کی نسبت گفتگو ہونے لگی جانی بیگم بولین ہن سنو اللہ والے لوگون کا تو ذکر ہی نہین

انچہ کردی توبہ من ہیچ ایمان نکند — مرگ با جان نکند کفر با یمان نکند — وہ تو ہر بات کو آمنا و صدقنا تسلیم کر لیتے ہین - اُنسے کہدو

آزاد جو تم نے ہمارے ساتھ کیا وہ دشمن بھی دشمن کیساتھ نہین کرتا او ستمگر ظالم خونخوار - مردم آزار - کیا یہی

بیری کے درخت مین آم پھلے اُنکو یقین آجائیگا - اُنسے کہدو سنجبین کی کلھیا مین دو من چاول پکے وہ فوراً باور کرینگے

شرط محبت تھی سبحان اللہ ہم نے خدائی بھر سے منھ موڑا اور ایک تم سے ناتا جوڑا مگر -

مگر عقل بھی آخر کوئی شے ہے بھلا دنیا مین کسیکو بھی یقین آئیگا کہ نازک بدن اور متوالی چھوکری منزلونکی راہ طے کرکے آزاد

لگا کر دل بُت نا آشنا سے — عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے — ایک اجنبی کے ساتھ اتنی دور آئی اور عفیفہ ہی بنی رہی -

ہاے اکدن وہ تھا کہ تم نے قسم کھاکر کہا تھا کہ بزم آرا

کوئی قرآن کا جامہ بھی پہنے تو ہم کو یقین نہ آئے چلبلی - چنچل - شوخ - مست - اٹھتی جوانی دیوانی ہو ہی وہ یہانتک

خدا اور خدا کا رسول گواہ کہ مین جبتک زندہ رہونگا بجز تیرے اور کسیکا نام بھی زبان پر نہ لاؤنگا مجھے ساری

آزاد کے ساتھ پارسا ہی بن کے آئی ہین حسن آرا تو ابھی ناکردہ کار کل کی چھوکری ہین مگر یہ نازک ادا کو کیا ہوا -

دنیا مین کوئی معشوق پسند ہی نہین ارے ظالم ایک دن پچھلی باتین یاد کرکے میرے پاس تک آ -

آخر تم کچھ سوچتی بھی ہو کہ جو نوخیز لڑکی دوشیزگی کے عالم مین وطن اور گھر بار اور عزیز اقربا چھوڑکر ایک جوان کیساتھ چلی

تشریف لے جان نہ لا ذا افسوس افسوس — تم نے تم بھی نہ آئے افسوس افسوس — آئی وہ کتنی جھجھکتی چربانک لے شرم ہوگی - وہ اور شادی سے

رہے بیگن دل کی حسرت دل ہی مین رہی — افسوس افسوس ہاے افسوس افسوس — انکار کر دے تیری قدرت - ستر جوتے کھاکے بلی حج کو چلی

اس بیوفائی پہ خدا تجھے آزاد — ایسی ہی ہو تین مار پڑی نہ گھر کی نہ گھاٹ کی - تین کالے سر کا ایک تو انسے بچا

ہجر مین زیست بھی کیون چاہو — جان دادہ کا شوخ بے وفا ہون — نہو گا - جب تو آزاد پر رحم کھاکے اور مرد کے ساتھ ہولین اور اپنی وضع بیوا

گویا کہ مین اُنکا مدعا ہون — کو اپنے گھر بلوانا چاہتی ہین نہین ہم تو صلاح نہ دینگے کہو دعا مانگتی ہے

کہ خدا اسے کامل بھر جائے تو کہ اسے ملے تم اُنکو مجبور کرو
دونون بیچ کہ کل ہون یہ جو دوسری ساتھ ہے۔ کلیر سادہ
بھی بلا کی چھوکری ہوگی جس کے کاٹے کا منتر نہین۔ پہلے ایک
اور ملیٹن کے جوان پر دل یا تھا پس اسکو ہضم کر چلین ڈکار
تک نہی اور آزاد کی صورت دیکھکر پھسل پڑی۔ وہان سے
انکے ساتھ آئین ماتو اُسکا ایسا عشق تھا کہ قبر پر ہر روز
جاتی تھین یا ایسی کا پلیٹ ہوئی کہ اُسکے قاتل سے محبت
بڑھائی۔ ان ہر جائیون کا کوئی اعتبار ہی نہین۔ ہمارے
نزدیک تو جو اعتبار کرے اُس سے زیادہ کوئی دیوانہ نہین
کیا روم روس مین آدمیون کی کمی تھی پھر گھر بار کو خیرباد کہکر اس
ملک مین بے حجابی سے آنا کیا معنی۔ اسکے صاف یہی معنی ہین
کہ دنیا مین کوئی کہنے سننے والا نہین جو جاہتی ہین سو کرتی
ہین اور آزاد بھی مجھے شاید پرست معلوم ہوتے ہین روم
سے ایک لائے پھر روس سے ایک لائے اور جو کہین مصر مین
کچھ دن ٹک جاتے تو ایک اور لاتے۔ یہ باتین تو سمجھتی نہین ہو کسی
نے جھوٹ موٹ کہدیا کہ میڈا نے آزاد کو بھر پور روپیہ دیا تھا
اور تم نے مان لیا یہ سب گپ ہے پیار اپیسا نکالنا ذری۔
دل لگی نہین ہے منھ سے کہنا اور بات ہے کوئی ہیلیان کیسکو اٹھا
لے تو ہم جانین بڑے باپ کا بیٹا یا بڑے باپ کی بیٹی ہے اس
خیال خام سے دور گذرو ہین اور میڈا کے پھیر سے آزاد کو
بچاؤ۔ وہ بڑی دور ہے ہزارون کنوؤن کا پانی پیا ہے
جانی بیگم کی تقریر نے نازک ادا کے دل پر بڑا اثر کیا حسن آرا
کی طبیعت بھی میڈا کی طرف سے کسی قدر پھر گئی جانی بیگم نے
پھر فصاحت و لطافت سے بیان کیا کہ میری سمجھ مین یہ آتا ہے
ہین کہ آزاد نے آپکی تعریفون کی خود شہرت دی تا کہ اُنکے اِس

تحمل کو کہ دھوکہ کر کے تم سے گئے اور وہان سے ایک اور کو
آئے کوئی قابل اعتراض قرار دیسکے اسی سبب سے انھون نے
بھی مشہور کیا کہ میڈا کی بدولت آزاد نے نوکری پائی اور میڈا
ہی کے وجہ سے روپیہ ملا اور جان جوکھون کے وقت بھی ہی کام
آئی بھلا کوئی آدمی جسکو خدا نے ذری سی بھی عقل دی ہوگی
اس بات کا یقین کرے گا کہ میڈا کل کی چھوکری اور کیسی چھوکری
متوالی نوخیز چنچل وہ روس جاکے آزاد کو ڈھونڈھ نکالے اور
راستے مین آزاد کی جان بچائے ایسی موئی بیسوا ئین دن
بھر مین ستر کو راستہ بتاتی ہین اسمین آزاد ہو چاہے قادر داد
کسے باشد اُسکو ایسی ہی توپڑی تھی کہ آزاد کے ساتھ اس قرار
پر یہان آتی کہ جب پہلے حسن آرا سے نکاح ہو جائے پھر اس
سے نکاح ہو۔ کیا سیدھی سادھی عورت ہے بیچاری یہ تو تمھین ایسے
جو توفون کو یقین آئیگا کہ وہ اب تک بن بیاہی ہے جو اسقدر بیباک
ہو کہ غیر مرد نامحرم کیساتھ روم سے یہانتک چلی آئے وہ جو نہ کرے
تھوڑا ہے لہن۔ مگر تم کسے کہے کون اور یہ جو مشہور ہے کہ مسن میڈا شادی
نہ کرینگی یہ سب باتین ہین جو ذری بھی ان باتون کی اصلیت
ہو شادی نہ کرنا کیا معنی شادی تو ہو چکی اب شادی کیسی غلط
خیال دل ٹٹولتے ہین کہ دیکھین حسن آرا کتنی ہین اور تم سیدھی
تو ہو ہی اور صلاح کار ملین بی نازک ادا بیگم ایک تو کڑوا کریلا
دوسرے نیم چڑھا ہم تو اُنکو آدمی ہی نہین سمجھتے کہ انکی زبان تو
البتہ چلتی ہے مگر زبانی ہی داخلہ ہے باقی اللہ اللہ خیر صلا
قرآنے اوڑانے کو کہو زمین آسمان کے قلابے ایک کر دین
مگر مطلب کی بات ندارد اس سے بحث اور سر کار ہی نہین
رکھتی غضب خدا کا وہ تو وہان سے دو لائے اور دونون کافر پر کالا آتش
بلا کی طرحدار اور ابھی تو عمر پہ سمجھتی ہین کہ وہ بڑے

اللہ والے لوگ ہین عقل پر تھپر پڑنا اسی کو تو کہتے ہین جن بڑا
تو خیر ابھی یہ باتین کیا سمجھین گی لاکھ ذہین اور طبیعت دار
ہین کیا ہوا مگر ہین تو آخر عقل پر رونا آتا ہے۔ یہ جو اپنے کو
بڑا سمجھتی ہین۔ میڈا میڈا۔ رات کو پچھلے سے مغز چاٹ
گئین نیند حرام کردی جی مین آتا تھا بولون اسی وقت مگر اسکے
غصہ کے غلبے کے بولا نہ گیا۔ نازک ادا بیگم نے نیچی گردن کرکے
ان سب باتون کا جواب یون دیا کہ بہن تم نے جو کچھ کہا وہ
سچ مچ بڑی دور کی بات ہے مگر اس بات کا دریافت ہونا
کہ میڈا کنواری ہے یا نہین کچھ مشکل بات نہین ہے چٹکیون مین
معلوم ہوسکتا ہے انکی عورت کرو انکو بلواؤ دیکھو ہم بتا دیتے ہین
کہ انکی شادی ہوئی ہے یا نہین۔ بن بیاہی بھی کہین چھپ
سکتی ہے۔ یہ تو بہت آسان بات ہے۔

نازک ادا کی رائے ہوئی کہ دیوان حافظ مین فال
دیکھو کہ میڈا نیک عورت ہے یا بد ہے حسن آرا تو فال کی
قائل نہ تھین انھون نے کہا بہن ہم فال وال کو نہین مانتے
ہم تو صلاح کے البتہ قائل ہین جو صلاح معقول دو وہ بجا
لائین اسکے مطابق کام کرین۔ نازک ادا نے کہا اچھا دیوان
حافظ تو منگواؤ تم نہین قائل ہو ہم تو قائل ہین۔ تم دنیا مین
کسی بات کی بھی قائل نہین ہو۔ اسپر بہار النسا اور گیتی آرا اور
انی بیگم نے انکو آڑے ہاتھون لیا۔ یہ لڑکی خدا جانے کس کی
پڑھائی ہوئی ہے جو بات کہو اسکی نہین قائل۔ واہ ابھی جمعہ جمعہ
آٹھ دن عقل کے دانت تو آئے نہین ہین چلین وہان سے ہمتو نہین
قائل ہین۔ حسن آرا نے ہنسکر کہا بہن یہ بھی کوئی زبردستی ہے
ایک چیز ہماری سمجھ مین نہین آتی تو ہم خواہ مخواہ کیونکر
مان لین تم ہم سے کہو کہ آفتاب کالا ہے اور چاند آفتاب سے
بڑا ہے تو ہم کیونکر مان لیں گے۔

نازک۔ اے تو اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ ہے۔

حسن۔ خیر صاحب مین اب کچھ نہ بولون گی۔

بہار۔ اے تو دیوان منگوا لو حجت کیون کرتی ہو۔

مغلانی۔ (کتاب لاکر) حضور یہ ہے وہ نہین ہے۔

نازک۔ اچھا یہی سہی۔ جو کچھ ہو ہم اسی مین دیکھین گے
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا خدا ہماری فال سچی نکلے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بتیاری و من از فراق تل و آوارگی
برہمنان در تلاش او۔

بہار۔ بس بند کردو کتاب کو ہم ایسی فال سے درگذرے

جانی۔ اے ہان بتیاری اور آوارگی اور تل اور رومن

نازک۔ اے ہے آگے بھی تو سنو (دوسراغ یافتن ازو)

بہار۔ اسکے کیا معنی۔ سراغ کیا۔

نازک۔ اسکے معنی یہ کہ پتا مل گیا۔ اور کیا معنی۔

طوفان بلا کشائے عشق است	سیلاب خرد برائے عشق ست
چون جوش زند موج غوغا	نے شہر شناسد و نہ صحرا

بہار۔ چلو بس نازک ادا۔ ایسی فال ہمین پسند نہین ہے

جانی۔ اسکے معنی تو سن لو۔ ہم تو نہین سمجھے بہن۔

راوی۔ حسن آرا گو ضعیف الاعتقاد نہ تھین مگر ان کے
چہرے کا رنگ بھی فق ہوگیا یہ طبیعت کا خاصہ ہے کہ گھڑی
مین کچھ اور گھڑی مین کچھ۔

نازک۔ ذری دو چار شعر اور پڑھنے دو بہن۔

آمد جو دمن بخانۂ خویش	پیچیدہ بخون ترانۂ خویش

بہار۔ یہ کون کتاب ہے خون اور آوارگی اور
یہ اور وہ۔

نازک۔ تم ایک امر سے واقف ہی نہین ہو۔
جانی۔ کیا جو کتاب ہو اُس مین فال دیکھ لے۔
حسن۔ حافظ کو لسان الغیب کہتے ہین۔ اس سے دیوان حافظ مین فال بھی دیکھی جاتی ہے۔ سب کے کلام کو تھوڑے ہی خدا نے یہ تاثیر دی ہے۔
نازک۔ تم سب بیٹھی جاؤ پھونکا کرو

جا داد پدر بقصر باغش	تا تازہ شود ز گل دماغش
بشتاب زیارمن خبر گیر	در ابر بہارمن خبر گیر
ز دوشت زباد تند خیزد	برگ و بر سیم بریزد
مادر بہ پدر شگافت رازش	تا راہ برد ببرگ وسازش
سر داد بر ہمان دانا	در پویہ چو آرزو توانا

جانی۔ یہ تو اچھی فال ہے۔ مگر مجھ مین تو آتا ہی نہین۔
حسن۔ جہ خوش پھر اچھی بُری کیونکر سمجھین بہن۔
بہار۔ ہان رائے ضرور لڑائین گی۔
نازک۔ (مسکرا کر) سچ کہتی ہین وہ

برخاست پدر بہ دلنوازی	بر بست کہ بچارہ سازی
بر چیدۂ جو ئبار پویان	زان تشنہ جگر خمود جویان

ہر جا کہ شوند بلبلان جمع
ریزند گل نثارہ بر جمع

نازک ادا نے جملے کہا یہ تو خط اول جلول ہے آؤ ساتوان ورق دیکھین شمار کر کے ساتوان ورق کھولا

جنبش موکب از شہر و من بہ تخت گاہ۔ بگردش قرعہ اقبال نقد باختہ از حریف کجباز گرفتن و اورنگ دولت را بسرایۂ نو دادن۔

روزے کہ بر دیت مناظر	الطالع بہ سجود بود منظر
بر بیں گل طرب بکف بود	خور شید بخانۂ شرف بود
مہ با نظرات سعد منظور	در قطب بلین زاید النور

افوہ۔ یہ تو ملا کے سوا کوئی نہ سمجھے گا۔

پیدا ہمہ صلح در نہان جنگ	بیرون ہمہ موم در درون سنگ

سمجھین مطلب یہ کہ بیڈا ظاہر مین تو موم دل ہے مگر باطن مین سنگ اور فولاد۔

ہمپائے زمانہ فسون ساز
ہم دست ستارۂ دغل باز

بہن اسکا مطلب ہم لوگون کی سمجھ مین نہ آئے گا۔
حسن۔ ہمین کیون مشکل ہی کیا ہے ہمپائے کے معنی برابر یعنے زمانہ تو فسون ساز ہے نا فسون سازی مین وہ بھی زمانے کے برابر اور مقابل کا تھا اور ستارۂ دغا باز سے دغا بازی مین مساوی تھا ہمدست اور ہمپائے کے ایک معنی ہین
نازک۔ شاباش۔ جب ہی تو آزاد اور ریجھے۔

صد شعبدہ در نظر نہفتہ
شورا بہ گل شکر نہفتہ

اس سے کیا مراد ہے بہن۔ شورا بہ کیا۔
حسن۔ اس سب سے مطلب یہی ہے کہ ظاہر آباد باطن خراب یہ نظر مین شعبدہ چھپا ہوا تھا جسے فسون نظر بند کہتے ہین۔ اور یہان شاید ڈھٹ بندی بولتے ہین اور گل شکر میٹھی شے ہے مین شورا بہ ملا ہوا یعنے مطلب یہ کہ ظاہر مین دوست اور باطن مین دشمن۔
نازک۔ اچھا پھر اُس سے ہمارا مطلب کہان نکلتا ہے۔

گفت آن لبر و غ لعل خوشاب
ما و تو ریک گل و ریگ آب

حسن بیکار کی تضحیع اوقات ہے اور کچھ نہین مفت کی خاطر ثمائین۔ اس سے مطلب کیا۔ دیوان حافظ کے شعر تو ایسے ہوتے ہین کہ اُسمے کچھ مطلب بھی نکل آتا ہے جاہے جو شعر ہو اپنے اپنے مطلب کو سب نکال لیتے ہین۔ مگر یہان تو مطلب غت ربود ہے کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا۔

اتنے مین بڑی بیگم صاحب نے حکم دیا کہ مغلانی سبکو اوپر سے بلالو۔ کہو آج یہین آکے کھانا کھائین۔ مغلانی نے حکم حضور سے اطلاع دی حیرت ہوئی کہ یا الٰہی یہ کیا سبب ہے سب مل کر گئین تو دیکھا کہ بڑی بیگم ایک عورت سے باتین کر رہی ہین۔ اب اِدھر آزاد اور خواجہ صاحب کا حال سنیئے ڈاک کا ہرکارہ ہوٹل مین وہ خطے کر آیا جو خوجی نے کریم النسا کے فرضی نام سے بھیجا تھا۔ آزاد کو خط دیا۔ اُنھون نے پڑھا اور مسکرا کر خوجی کو بلایا۔

آزاد۔ خواجہ صاحب بھلا اس خط کے معنی بتایئے تو جانین

خوجی۔ خط کے معنی کیا معنے بے معنی بات ہے۔

آزاد۔ تسلیم جاے اُستاد خالی ست۔ مطلب یہ تھا کہ اُس مین ایک چیستان درج ہے اسکو حل کیجئے تو جانین آپ بڑے قابل آدمی ہین۔

خوجی۔ حضرت طبیعت پر منحصر ہے۔ ذہن لڑجائے تو سبحان اللہ بدر چاچ کے اشعار بھی پانی ہین مگر اسوقت ذہن بدی پر نہین ہے وہ معنی بتا دین کہ پھڑک جاؤ اور کہہ اُٹھو کہ

ہے لیج سخنور ذہن نائق خواجہ	ذی فہم فکی ذہن لائق خواجہ

ہمیا یہ جرخ ہے تری شکر بلند
حلال غوامض دقائق خواجہ

آزاد۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ واقعی اسوقت ذہن تاہ مین ہے اور معنی بتا دوگے اگر ذہن نرس ہو تو کچھ بتا نہ ہون کیا رباعی ہے کسی اُستاد کی۔

خوجی۔ جملے کی ایسی تیسی۔ پیش باد اُستاد کیا کہے گے گا۔ یہ اسی دم پر جستہ موزون کی ہے۔ مگر گھر کی مرغی دال کے برابر۔

آزاد۔ معاے حل طلب یہ ہے۔ مگر ذہن لڑا کے حل کرو تو جانین ورنہ کیا۔

چار دو دم سہ شدم اکنون دو ام
از دوئی چون کم شدم یکتا شدم

خوجی۔ کیا ذری پھر پڑھیے گا (منہ بناکر) کیا شعر ہے کچھ مطلب ہی سمجھ مین نہین آتا ہے۔

آزاد۔ جی جناب خواجہ صاحب دل لگی نہین ہے۔

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام

خوجی۔ ٹھہر جاؤ۔ ع چار بودم سہ شدم اکنون دو ام چار و سہ و دو۔ چار اور تین اور چار اور تین سات اور سات اور دو دس۔

آزاد۔ (ہنسکر) ماشاء اللہ۔ سات اور دو دس تو آپ خوب حل کرینگے۔ بس بندہ نواز کیا خالہ جی کا گھر ہے اے سبحان اللہ۔

خواجہ۔ اچھا دوسرا مصرع پڑھو۔ کیا یاد کروگے کہو تو سہی کچھ۔ دوسرا مصرع پڑھو۔

آزاد۔ ع از دوئی چون گم شدم یکتا شدم۔ پھر شعر کا شعر پڑھ کے سُناؤن۔

خوجی۔ بس از دوئی چون کم شدم۔ لیجئے لیجئے۔

راوی۔ خواجہ صاحب بھی مطلب بھول گئے۔ اب

جملا ہے مین یعنی یعنی کہ کہکے رہ جاتے ہین آگے آیت آئے حواس غائب۔

خوجی۔ مطلب یہ کہ۔ از دوئی چون کم شدم یعنی ملعنی از دوئی۔ لاحول۔

آزاد۔ اے لعنت خدا۔ بڑا دعوے کرکے آئے تھے۔

خوجی۔ ٹھہرو صاحب! کیا مُنھ کا نوالا ہے۔ آہ

آزاد۔ اتنی دیر غضب خدا کا۔ کچھ ٹھکانا ہے۔

خوجی۔ لاحول ولاقوۃ۔ انھون نے اور بھی جان کھائی

آزاد۔ بجا۔ اب آخر کے برس مین حل کروگے۔

خوجی۔ چار بودم یعنی چار تھا سہ شدم یعنی تین ہوا مین اکنون دوم۔ یعنی دو ہون مین ایک شخص۔

راوی۔ واہ خوجی۔ کیون نہو۔ ڈنڈل دو اسکے۔

آزاد۔ سبحان اللہ۔ حضرت کیا معنی پیدا کیے ہین آپ نے۔

خوجی۔ (جھلاکر) اس وقت مجھے یہ کیا ہوگیا۔

آزاد۔ بنی جی بھیجو مدد امام حسین کی۔

راوی۔ یہ تو آزاد نے بے پتے کی کہی۔

خوجی۔ چار بودم یعنی فانی تھا۔ ن۔ ان۔ ی فانی۔ اور یعنی۔ چار بودم۔ فانی۔ یعنی۔

راوی۔ کچھ کچھ مطلب یاد آیا۔ مگر (نیست) نہ یاد آیا اسکے عوض فانی کہا۔ خیر آگے چلئے۔ اب پھر آیت۔

خوجی۔ چار فانی سے مراد ہے۔ سہ شدم یعنی پیدا شدم ہوا مین۔

آزاد۔ پیدا مین تین حرف ہین پ اور ی اور واو الف۔ مگر حرف چار ہی ہین۔ اے سبحان اللہ

خوجی۔ (مارے غصے کے گالون پر دو ہتڑ لگاکر) اے تو یہ خدا کی مار۔ میری بھول پر شیطان کی پھٹکار

آزاد۔ بھول کیا معنی۔ کیا کسی سے یہ شعر پڑھ آئے تھے۔

راوی۔ پھر میان آزاد نے بے پتے کی کہی مگر خوجی کب سمجھنے والے تھے عقل کہان سے لاتے۔

الغرض بعد خرابی بصرہ خواجہ صاحب نے ایک گھنٹے کی مہلت طلب کی انکا قاعدہ تھا کہ جب کوئی بات بھول جاتے تھے تو جس مقام پر اُس بات کا وقوع ہوتا تھا وہان جاکے بیٹھتے اور غور کے ساتھ فکر کرتے تھے چنانچہ دری گھاٹ پر سایۂ درخت مین بچھائی اور یاد کرنے لگے تو ذہن نے بڑی مدد دی۔ اور اُسی دم اُٹھکر آزاد کے پاس آئے اور کہا لیجیے حضرت بسم اللہ۔ اب شعر کے معنی دست بستہ حاضر ہین

آزاد۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ فرمائیے۔ کیا حل کیا۔

خوجی۔ چار بودم سہ شدم اکنون دوم ہے۔ یعنی چار تھا۔ مین اب دو ہون مین چار سے مراد نیست سے ہے ن ی س ت۔ یعنی عدم سے دنیا مین آیا تو سہ شدم یعنی تین ہوا مین یعنی ہست ہ س ت۔ تین حرف جب دنیا مین آمدم تو سہ شدم (ہست) سمجھے اور پھر شاعر گفتہ بود ہ است کہ اکنون دوام یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ یعنی اب دو ہون مین رہو کیا یعنی من۔ م۔ ن۔ زیر من یعنی مین نیست سے ہست ہست سے من۔ چار سے ہین۔ تین سے دو پہلے مصرعے کے معنی حل ہوگئے۔

آزاد۔ بارک اللہ۔ واہ خوجی واہ کیون نہو سبحان اللہ

خوجی۔ افسوس۔ پھر بھی خوجی ہی رہے۔ خوجی کی ایسی تیسی۔ مردود کی۔ خوجی۔ لائے وہان سے۔ کوئی دوسرا

معمہ کو حل کرتا لو فون تو کہنے لگتا۔

آزاد۔ اب دوسرے مصرعے کے معنی بھی لگے ہاتھون بتا دیجئے

خوجی۔ از دوئی چون گم شدم یکتا شدم۔ اندرین من ہم گم شدہ بودہ ام از دوئی چون گم شدم۔ از دوئی چون گم شدہ بودہ ام بندہ تو اندر معنی این شعر گم شدگی ست (جھلا کر) پھر بھولا۔ لاحول ولا۔

آزاد۔ یہ بھولا کیا معنی حضرت کیا کسی سے پڑھکے آئے تھے۔

خوجی۔ آپکی بلا سے۔ از دوئی چون گم شدم۔ اچھا صاحب

آزاد۔ اب آپکی عقل بھی کام نہین کرتی اسمین۔ ہان۔

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام از دوئی چون گم شدم یکتا شدم

خوجی۔ دہ مار یعنی جب من کی دوئی سمائی تو یکسوئی کجا دوئی سے گم ہوا تو بالکل یکتا ہو گیا۔ دو سے کم ایک ہے اور یکتا ہوا یعنی وحدانیت کا خیال آیا اور آدمی بن گیا

از دوئی چون گم شدم سبحان اللہ سبحان اللہ

اب تو خوجی کا دماغ فلک الافلاک پر تھا مارے غرور کے اکڑتے تھے کہ ہمچو من دیگرے نیست۔ کیا مجال ہے کہ اس ملک مین کوئی دوسرا بجز ہمارے اس چیستان کو حل کر دے ٹانگ کی راہ نکل جاؤن۔ آزاد نے کہا یہ نہ کہو فضلنا بعضکم علی بعض کچھ تمہین اکیلے تو یکتا نہین ہو اور بھی بہت سے بندگان خدا ہین جنکو ہمہ دانی کا دعوے ہے پھر ایک شعر کے معنی بتائیے پر اس قدر غرور یعنی چہ۔ ؎

غرور زیر فلک چاہیے بشر کو نہین جنہین غرور ہے چلتے ہین سر جھکائے ہوئے

اسمین آپکے کمال کیا ظاہر کیا کہ ایک شعر کے معنی بتا دیئے

اگر ہم ذرا بھی غور کرتے تو بتا دیتے۔ اسمین مشکل کون سا تھا بے خواہ مخواہ کے لئے غرور کرنا اور ڈینگ کی لینا کون دانائی ہے اس سے تو اوجھا پن اور گھمنڈ پن پایا جاتا ہے بس اور کچھ نہین

خوجی۔ اب تو بڑھ بڑھکے باتین بناؤ ہی گے پہلے تو سنائے مین مے کہ اب کیا کرین شعر مشکل ہے مطلب کچھ سمجھ مین نہین آتا اور اب غراتے ہو۔

آزاد۔ واللہ ایک ادنی آدمی اسکے معنی بتا دیسکتا ہے۔

خوجی۔ بھلا پوچھئے تو کسی سے۔ کچھ کچھ شرط سہی۔

آزاد۔ کوئی ہے خالسامان کو بلاؤ۔ خالسامان یہان آؤ

خالسامان۔ خداوند کیا حکم ہے حاضری چنون مینہ پر

آزاد۔ اے میان تم بھی تو کچھ پڑھے لکھے ہو یا بالکل ان پڑھ جاہل ہی ہو تو ایک شعر ہم پڑھتے ہین اسکے معنی بتاؤ۔

خالسامان۔ حضور یون ہی شد بد کچھ جانتا ہون۔

آزاد۔ اچھا۔ خوب غور کر کے اس شعر کے معنی بتاؤ۔

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام از دوئی چون گم شدم یکتا شدم

خوجی۔ جیسے جتا ہی تو دیکھے۔ اجی وہ تو خالسامان کھانا پکانا اور پلیٹین میز پر رکھنا اور انڈے اُبالنا جانے۔ اب آپ اپنی تو کہیئے پہلے۔ ہونہہ!۔

خالسامان۔ حضور یہ تو صوفیون اور موحدون کا قول معلوم ہوتا ہے اور مین تو خداوند پڑھا لکھا کم ہون مگر صحبت اچھے اچھون کی رہی اسکے یہ معنی ہون تو ہون کہ ایک شاعر نے معنی بتائے تھے چار تھا اب بہت ہوا تو تین ہوا اب دوئی جاتی رہی تو پھر کیا ہے۔ موحد ہو گیا۔

خواجہ صاحب پر سیکڑون گھڑے پڑ گئے اور عرق عرق ہو گئے

کو اس خانساماں نے ہماری بگڑی کردی ہم تو اپنے کو دے
تھے کہ ہمچو من دیگرے نیست اور اس کمبخت نے اُن کے شعر
کے معنی حل کردیے بڑا ہی غضب ہوگیا۔ حیرت تھی کہ ایک
جاہل ان پڑھ کمینہ ناتراش نے ایسے ادق اور مشکل کلام
کے معنی کیونکر بتادیئے سوچتے سوچتے انکو یاد آیا کہ جسوقت
اُس درویش نے اس شعر کے غوامض سے ہمین اطلاع
دی تھی یہ خانخراب بھی بیٹھا سُن رہا تھا اور آدمی ہے
ملبیعت دار۔ پس دلپر نقش ہوگیا غور کرکے دیکھا تو بخوبی یاد
آیا کہ خانساماں نے درویش سے زبان دانی کی تھی ٹوپی
اتار کے اپنے سر پر ایک دو ہتڑ دیا اور بہت روئے۔ آزاد
اور خانساماں اور دو ایک اور ہوٹل والے قہقہے لگانے
لگے اس سے خواجہ صاحب اور بھی جھلائے اور خانساماں
کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور گیدی خرگربۂ مسکین بنا ہوا بیٹھا تھا
اور اُنکو گالیان دیتا تھا اور اب بان سے آیا ہے بڑا وہ بن کے مطلب
بیان کرنے۔ بھلا گیدی خر بھلا۔ اچھا فہمیدہ خواہد شد۔ بچہ جی
ہائے۔ اگر اسوقت معلوم ہوتا کہ یہ بلی گھونسا ہے تو قرولی سے مرد کا
کام تمام کردیتا خیر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد
اتنے مین آزاد نے کہا گھڑی دو مین مُرلیا باجیگی خانساماں
نے بھی یہی کہا تب تو خوجی کسی قدر چوکنا ہوے کہ شاید آزاد
سے بھی اُس مردود نے کچا چٹھا بیان کردیا ہے اور بھی جھلائے
اور پیٹنے لگے کہ غضب ہی ہوگیا ہمنے تو لالہ کو دو پیسے دیے خط
لکھوایا۔ یہ سب پاڑ بیلے اور سمجھے تھے کہ اب ہمین ہم ہین
یقین ہوگیا تھا کہ آزاد کی کو ربھی ہے دیگی اور اب انجانب کو
بھی فنی سمجھین گے مگر قسمت کے ہیٹے ہی رہے۔ اگر اوس
خانساماں کو اسوقت پاتے تو کچا ہی کھا جاتے خوجی بیچارے
دو گھڑی بھی تنخی نہ کرنے پائے ذرا موقع نہ ملا تھا کہ ڈینگ کی
لین کہ دفعۃً خانساماں نے اُنکی شیخی خاک مین ملادی۔ دل کی
دل ہی مین رہی اور اُسپر طرہ یہ ہوا کہ آزاد نے (گھڑی دو مین مُرلیا
باجیگی) کا آوازہ کسا۔ اور بھی ستم ہوگیا۔

آزاد۔ میان خواجہ بدلیا صاحب داد کیا خوب معما حل کیا ہے اور
طرفہ یہ کہ کسی نے معنی بتائے نہین خود ہی ذہن لڑایا۔

خوجی۔ ہم اس بارے مین گفتگو نہین کرنا چاہتے ہین ہمکو اگر
بات کرنا ہو تو گفتگو کیجئے۔ ورنہ بس سکوت۔

آزاد۔ گفتگو سے! بہت ہی خاصے پہلے زبان کی شستہ شوے
کرو۔ میان۔ پھر گفتگو کرنا۔ ہونہہ!

خوجی آپکے مزاج مین تو مذاق بھرا ہے اور بندہ آدمی نہین ہے
مجسّم سنجیدگی۔ زمین آسمان کا فرق۔

آزاد۔ اجی حضرت (گھڑی دو مین مُرلیا باجیگی) ابھی ایک
بات کہدون تو مُرلیا بجنے لگے۔

خوجی۔ (اُٹھکر جانے لگے) یہان تو وہ بیٹھے جس کو منظور ہو کہ
ذلیل ہو بس اور دوسرا تو بیٹھنے سے رہا۔

آزاد۔ اب زیادہ بڑائیے گا تو مُرلیا بجنے ہی لگے گی کیون صاحب
درویشون سے معنی پوچھکر ہم کو دھمکانا اور غبا دینا اور
کریم النسا کے نام سے خط بھیجنا۔ کیون بچہ بھلا گیدی بھلا اچھا۔

خوجی۔ (سر پیٹکر) اب خرابی یہ ہے کہ تم کو کسی بات کا یقین ہی
نہ آئیگا اچھا مصر کے کالنل کے نام جو خط لکھا تھا وہ کس سے
لکھوایا تھا اُسمین کیسی لیاقت صرف کی تھی مگر بھائی میان
اب تو چور بنگئے (رہ کر) خیر ہمارا بھی خدا ہے مضلی ما مضے
آیندہ سہی۔ انشاء اللہ۔

آزاد۔ اب صاف صاف کہدو کہ ہم قیافہ شناس ہین یا نہین ہین

یا اسمین بھی کچھ شک ہے کیون کیسی جلد تاڑ گئے کہ کسی سے پوچھ کے آئے ہین اور تم نے غضب کیا خط بھی اُڑا دیا اور نہ سمجھے کہ آزاد پرانا خرانٹ ہے بھلا خوجی گیدی اور ہمین چکما دے سکے۔ کیا مجال گیدی کی۔ ایسے ایسے خوجی ہمنے بہت دیکھے ہین بڑا خوجی جنکے آیا ہے شہید دردون سے بھی دل لگی۔ کان پکڑو۔ اور توبہ کرو خبردار۔ اب آج سے اگر کوئی ایسا فعل سرزد ہوا تو تم جانو گے کان پکڑ گیدی۔ ہمسے اور چکما۔ ہان اتنے آپ ہوئے۔ خوجی۔ شان خدا۔ شان خدا۔ لے تیری قدرت۔

خواجہ صاحب سخت ذلیل ہوئے گردن نیچی کرلی۔ اس قدر خفیف ہوئے کہ قولی اور گیدی اور کمیدانی اور رسالداری سب بھولے آخرالامر اس درجہ نادم ہوئے کہ آزاد کے ہاتھ جوڑے اور کہا حضرت قصور۔

اب اِدھر کا حال سنیئے کہ بعد انفراغ طعام سب ہمجولیان سجے سجائے کمرے مین جھت پر آن کر بیٹھین اور مزے مزے کی باتین ہونے لگین۔

نازک ادا۔ لے اب اسوقت سب جمع ہین سب کی سنا لینی چاہیئے جانی بیگم نے تو اُسوقت ایسی تقریر کی کہ ہمارے ہوش اُڑ گئے۔

بہار النسا۔ کیا بات ہے یہ میری سمجھ مین کچھ نہین آیا۔

نازک۔ تمسے اُمید بھی نہین کہ کوئی بات سمجھ سکو۔

بہار۔ بجا ہے مین ایسی ہی بیغیرتی اور بیوقوف ہون۔

نازک۔ وہ بات کون مشکل ہے جو سمجھ مین نہین آتی۔

بہار۔ میڈا ہی کا ذکر ہے نا اچھا اسمین کون بات غور کی ہے

حسن۔ میڈا کون ہے۔ بد وضع ہے یا نیک وضع ہے۔

بہار۔ وہ بد وضع ہے تو ہے اور نیک ہے تو ہے۔

جانی بیگم۔ (ہنسکر) چہ خوش۔ کیا بات کہی ہے۔ واہ بہن گیتی آرا۔ بعض وقت ایکی باتین ایسی ہی ہوا کرتی ہین۔

بہار۔ تم تو سمجھتی ہی نہین ہو مطلب کہ اگر نیک وضع ہے تو وہ جو کچھ ہے اتو اُس سے بنا بنایا ہے۔ بس چھٹی ہوئی۔ آزاد پر اُسکا احسان ضرور ہے اور جو آزاد اُسکا احسان نہ مانین تو سمجھ لو کہ وہ کوڑی کے آدمی ہین جب اُسکا احسان فراموش کرگئے تو پھر اور کسی کو کیا مانینگے بھلا۔ اُنکو تو چاہیئے کہ جب تک زندگی ہے اُسکو پُتلیون کا تار بنائے رکھین۔

گیتی۔ ہے تو ایسا ہی بہن۔ کیسا کچھ سلوک کیا ہے اُسنے۔

بہار۔ ہان تو یہی تو مین بھی کہتی ہون۔ نا بیشک۔

جانی۔ ہماری سمجھ مین آجتک نہ آیا کہ وہ سلوک کونسا کیا ہے یہی نہ کہ آزاد کو نوکری دلوادی۔ اُسکا کیا ثبوت ہے۔

بہار۔ اور سنو۔ خود آزاد کہتے ہین اُس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہوگا۔ آزاد نے خود میرے مرد سے بیان کیا۔ میم صاحب سے کہا۔

جانی۔ آزاد کے کہنے کا تو اس بارے مین کچھ ٹھیک نہین ہے وہ تو ایسے رنگے ہوئے ہین اور اپنے ساتھ بُرے سے لگا لئے ہین وہ جو کہین غلط ہے۔

بہار۔ اب اسکی تو بات ہی اور ہے بہن۔

جانی۔ کوئی ہمکو قائل کردے ہم خاموش ہو رہین۔ بس۔

نازک۔ بہار النسا تمھاری اسوقت کی تقریر نہین سُنی۔

جانی۔ ہم کہتے ہین بہن کہ ایسی کم سن عورت کوئی سترہ اٹھارہ برس کا سن اور اس قدر خوبصورت اور ایسی امیرزادی جیسا لوگون نے مشہور کیا ہے اُسکو کون سی بلا ہی آئی تھی کہ اتنی دور دوڑی آئی۔ اور بیوجہ بے سبب۔ اور پھر اگر ایسی پاکدامن ہوتین تو بس زبان بند کھلواؤ۔ ایسی موئی ہر جائی عورتین کہین پاکدامن ہوا کرتی ہین۔ مگر تم لوگون کا تو۔

تو مین نے جب قاعدہ دیکھا ہو کہ جسنے جو کہا آمنا وصدقنا تسلیم کرلیا۔

بہار النسا۔ یہ تو تم نے نئی بات کہی بہن۔ یہ کچھ فرض نہین کہ جو کہہ مین عورت پاکدامن ہو وہ باہر نکلے ہرگز نکلے اور اسکے ہان تو پردہ مطلق نہین ہے۔ یہ تو جانتی ہی نہین کہ پردہ کسکو کہتے ہین پھر بیچارہ میڈا بیچاری کو ہرجائی اور اور وہ کہنا کیا معنی۔ اور اسے تو کو تو تم مین دیکھتی ہون بالکل ہی ایسا ویسا سمجھتی ہو۔ وہ۔

حسن۔ ہان یہ تو انکی تقریر سے پایا جاتا ہے۔ باجی نازک۔ ہان۔ یہ سمجھتی ہین کہ آزاد نے میڈا سے ہین شادی کرلی ہے اور اب حسن آرا کے بہکانے کے لیے یہان آنکے یہ مشہور کیا۔

سپہر۔ یہ سب واہیات باتین ہین بالکل خرافات۔

حسن۔ ہان اسمین شک کیا ہو۔ آزاد ایسے نہین ہین

سپہر۔ کوئی کرور کہے ہم کو ہرگز ہرگز یقین نہ آئیگا۔

حسن۔ علی ہذا القیاس یقین آنے کی کوئی بات بھی ہو۔

جانی۔ پھر جہان تم سے بیوقوفی ہوگی وہان۔

سپہر۔ اچھا یہ تم نے کاہو سے جانا ہین کہ آزاد کی شادی ہوگئی میڈا کے ساتھ یونہی بے سبب بلا ثبوت کوئی سبب بھی ہے

جانی۔ سب سے بڑا سبب تو یہی ہے کہ ایسی مست عورت کو کوئی اپنے ساتھ کا ہیکو لائیگا جب تک اُسکی نیت ڈاوان ڈول نہوگی۔ اب ہم اسکا ذکر ہی نہ کرینگے۔ تم بالکل بیدھی ہو سب کی سب کچھ اور باتین کرو۔

وصل کی شب شام سے ہی ہوگیا	بھاگتا پھرتا ہجران کا بلا ہوگیا
ہین تو جان ہی کچھ نہ تھے	ہے تو نہ جانے کہین تو گیا

شوخی قاتل کے ہین قربان ہون
کہتے رہے سب یہ گیا وہ گیا

انکی دیکھا دیکھی نازک ادا بھی گنگنانے لگین

اجل سے خوش ہون کسطرح ہو وصال نہو
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے

بہار۔ یہ وہی شعر پڑھینگی جو اماجان کی چہیتی ہے۔

جانی۔ لے ہان کوئی خوشی شادی عیش کا شعر پڑھو نازک۔ یا انکی بات بات پر زبان کٹتی ہے۔

ہے جلوہ ریز نورِ نظر گرد راہ مین
آنکھین ہین کسکی فرش تری جلوہ گاہ مین

اتنے مین میم صاحب کی آمد آمد کی خبر ہوئی اور تھوڑی دیر مین تشریف لائین آتے ہی اُنھون نے حسن آرا کیطرف مخاطب ہوکر کہا بیگم صاحب یہ بجب زبردستی ہو ایک عورت پر ظلم کرنا کہ خواہ مخواہ فلان مرد کے ساتھ شادی کرے انوکھی بات ہو۔ تم کون کہنے والی ہو کہ میڈا آزاد کے ساتھ ضرور ہی شادی کرے اُسکی طبیعت اُسکا دل گواہی قرار یہی کیا تھا کہ آزاد سے شادی ہوگی مگر اب اُس نے اپنی رائے بدل دی وہ کہتی ہے کہ ہم اب شادی ہی نہین کرنا چاہتے اسمین کسیکا کیا اجارہ ہو۔ تم جو خواہ مخواہ اُسکو دق کرتی ہو اور آزاد کو بھی دو دن سے پریشان کردیا ہو اس سے کیا فائدہ سوچی ہو۔ بیکار کے لیے کسیکو رنج دینا ہماری تو خلاف ہو۔ حسن آرا نے مسکراکر کہا۔ تو یہ کہیے کہ آپ اُن دونون کیطرف سے سفارش کرنے آئی ہین۔ خیر کیا مضائقہ ہی ہماری طرف سے تو دکالت کی نہین اُنسے دو رونکی ملاقات اور وہ بھی سرسری طور کی اُنکا جنبہ کرنے لگین واہ واہ

میم صاحب نے کہا۔ ہان خوب یاد آیا۔ صنم نے دل کے اُس سڑی سودائی خوجی کو اور بھی دیوانہ بنا دیا۔ ایک تو یون ہی وہ پاگل ہو دوسرے تم نے اُسکی رہی سہی عقل اور بھی غائب غلہ کردی۔ وہ وہان جاکے اسقدر بکا اسقدر بکا جسکی حد نہین اور خدا جانے کیا کیا کہا۔ اُسکو تو یقین ہوگیا کہ حسن آرا کا دل کسی اور پر آیا ہے۔ مجھسے جسوقت آزاد نے ذکر کیا۔ مارے ہنسی کے برا حال ہوا اور مین قیاس سے بھی سمجھ گئی تھی کہ یا نازک ادا بیگم ہونگی یا جانی بیگم ان دو مین سے ایک کا کام ہے ممکن نہین کہ تیسرے کو یہ جرارت ہوئی ہو اور مین نے سنا کہ خوجی مارے ڈر کے گر بھی پڑے تھے۔

روح افزا۔ اسے ہے کچھ نہ پوچھو۔ مارے ہنسی کے لوٹ لوٹ گئے

حسن۔ جیسے ہی اُنھون نے ڈانٹ بتائی پیچھے ہٹا مگر بکتا گیا اور اکڑتا گیا۔ اکڑتے جاتے اور پیچھے ہٹتے جاتے ایک دفعہ ہی ڈھم سے گر پڑا۔

بہار۔ اُسکو یقین ہوگیا تھا کہ یہ کوئی مرد ضرور ہے۔

جانی۔ پھر کیا کچھ جھوٹ تھا۔ اسکے مرد ہونیمین کون شک ہے

سپہر۔ مرد کی کیا حقیقت ہے تم تو سوا مرد ہو بہن۔

میم۔ آزاد کے دل مین بھی کسی قدر شک پیدا ہوا تھا مگر یون ہی سا۔ وہ یہی سوچتے تھے کہ یا خدا خوجی اگر غلط بیان کرتا ہے تو کہانتک

حسن۔ وہ تو جب ہمارے ہان سے پھر مرد گئے تب اُنھون نے کل حال کہ سنایا ورنہ شک تو اُنکے دل مین پیدا ہو ہی گیا تھا میم۔ اُنے جاکے کہا کہ وہ جوان ڈرتا ہوا بنگلے کی چھت پر چلا گیا اور وہان سے قہقہے کی آواز مین آئین ہان ہان کالا ضرور ہے ۔۔۔ ممکن نہین کہ کالا ہو

یہ بھی بیان کیا کہ ایک کم سن بیگم صاحب اُسکے پیچھے پیچھے تھین بہار النسا بیگم تھین شاید۔ اور اپنے گرنے کا حال بھی بیان کیا مگر خوبصورتی کے ساتھ۔ کہا کہ مین نے غم مین اپنے آپ کو گرا دیا۔ آزاد کو اس فقرے پر بڑی ہنسی آئی وہ سمجھے کہ خوجی پٹ گئے کئی بار آزاد سے کہا بھائی جان اب خیر نہین نظر آتی۔ وہان کچھ اور ہی رنگ ہین۔ ابتو نامحرمون کی دید پر مذاق اور دل لگی ہوتی ہے آپ ہین کس پھیر مین گو آزاد نے کئی مرتبہ جھڑکی دیا اور کہا بس اب خبردار جو اس قسم کی گفتگو کی ہو مگر وہ کسکی سننے والے تھے۔ مرغے کی ایک ٹانگ قائم رکھی۔

حسن۔ بہان تو اُس نے بڑے تماشے کیے۔ اکڑتا جائے گرتا جائے ڈر کے پیچھے ہٹتا جائے اور کانپنے لگا تھا۔ جب اڑا اڑا کر گرا تو اب اُٹھنے کا نام نہین لیتا پڑا ہوا ہے اور پڑے ہی پڑے بک رہا ہے کہ ہم کپتان ہین اور ہم نے رسالداری کی ہے اور این وآن اور جنین وجنان اسپر اور بھی ہم سب کو ہنسی آئی ہم ہنسین اور وہ جھلائے تو سبب کیا۔ وہ سمجھے کہ اس مرد کے آنیسے یہ سب اسقدر خوش ہوئی ہین کہ جامے مین پھولے نہین سماتین اور اُسکو یہ خیال کہ ایسا نہو آزاد یون ہی وہ جائین بڑے غصے مین یہان سے گیا تھا۔ اور پہلے تو کوئی آدھ گھنٹے تک آزاد سے کسی امر کا ذکر ہی نہ کیا۔ منہ پھلائے رہا اور خدا جانے آزاد نے کون مثل کہی تھی کہ ہاتھ دے دے پکا اور آنکھین نیلی پیلی ہوگئین اور غصے کے سبب سے کانپنے لگا۔ مگر آزاد نے سمجھا یا کہ خاموش رہو اب کبھی کسی سے ذکر نہ کرو۔ سمجھا جائے گا

حسن۔ اُنھون نے کہا ہم سب جھوٹ ہی بکا کرتے ہین

ماں جان سے جا کے سارا حال بیان کر دینا کافی ہے اسپر سب نے قہقہہ لگایا اور کہا کہان تو خوجی کا ذکر ہوا تھا کہان یہ میڈا کا حال ماں جان سے کہنے گئین مگر روح افزا نے کیسکی نہ سنی اور جا کے یون ہمکلام ہوئی۔

روح۔ ماں جان۔ آج ایک نئی بات سننے مین آئی۔

بڑی بیگم۔ خیر تو ہے بیٹا۔ بری بات تو خدا نخواستہ نہین ہو گئی کہی۔ کسکی سنی۔ خدا خیر کرے۔

روح۔ اماجان سنتے ہین کہ آزاد کے ساتھ۔

بڑی۔ کیا کیا۔ آزاد کے ساتھ۔ بس خاموش ہو رہین

روح۔ سنا کہ اُنکے ساتھ کوئی ولایتی میم آئی ہے۔

بڑی۔ ہان! ہون! یہ کس نے کہا۔ اُسکا نام بتاؤ۔

روح۔ اسی بڈھے کو بھیجا تھا۔ انھون ہی نے کہا ہے

بڑی۔ یہ تو ہم پہلے ہی سن چکے تھے نئی بات کیا ہے

روح۔ نہین ماں جان سنا اُسکے ساتھ شادی بھی ہو گئی۔

بڑی۔ پھر تمھین کیا اندیشہ ہے آزاد کو اختیار ہے۔

روح۔ ہان۔ تو آپکی اجازت ہے اماں جان۔

بڑی۔ بیشک۔ آزاد بے سمجھے بوجھے کوئی کام نہ کریگا۔ اسمین بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہو گی۔

روح۔ اور جو وہ اُس فرنگن کو زیادہ چاہنے لگے۔

بڑی۔ واہ یہ کیسی باتین کرتی ہو بیٹا۔ آزاد اس نمط کا آدمی ہی نہین ہے۔ مین نے اُسکا حال بخوبی دریافت کر لیا ہے۔ ایسا ہو گا۔

روح۔ تو آپ کو یہ کہان سے معلوم ہو گیا ابھی سے

بڑی۔ اچھا تم کو تقریر سے کیا مطلب ہے۔

روح۔ اگر آزاد وہان سے خوش خوش کوٹھے پر آئین

کہا لو مبارک اماں جان نے بھی اجازت دیدی۔ کہا آزاد کو اختیار ہے تم کون بیچ مین بولنے والی ہو وہ تو اب آزاد کا دم بھرتی ہین۔ کہتی ہین وہ بے سمجھے بوجھے کوئی بات ہی نہ کریگا۔ اور بڑی دیر تک تعریف کیا کین

سپہر آرا اور روح افزا کی میڈا کے بارے مین ایک رائے تھی۔ چنانچہ اِن لوگون نے صلاح کر کے حسن آرا کو علیحدہ بلوایا۔ اور یون سمجھایا۔

روح۔ حسن آرا تم یہ کیا بچپنے کی باتین کرتی ہو۔

سپہر۔ مجھے خود حیرت ہے کہ باجی جان کیا کر رہی ہین

حسن۔ اسکے کیا معنے کسی سے بھی صلاح مشورہ نہ لون

روح۔ کس بات کا مشورہ وہ بات ہی کیا ہے۔

حسن۔ اے لو چہ خوش کوئی بات ہی نہین ہے۔

روح۔ بہن مطلب یہ کہ آزاد اپنے فعل کے مختار ہین اگر میڈا کے ساتھ شادی کرین تو اچھا۔ تم کون ہو۔

حسن۔ کیا! آپکی تو باتین ہی سمجھ مین نہین آتین۔

روح۔ چلو جاؤ۔ لیکے ہلڑ مچاؤ یا خواہی نخواہی

حسن۔ (مسکرا کر) اور سنو سنتی ہو سپہر آرا۔

سپہر۔ باجی اسمین تو ہم روح افزا بہن سے متفق ہین

روح۔ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا۔ اے واہ۔

حسن۔ مطلب یہ ہے کہ بہن سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے سمجھین۔ وہ بات کیون کرین جس سے تیجھے ہم سے اور میڈا سے کھنچ ہو۔

روح۔ تو میڈا مردار کا بھی ذکر ہی کیا ہے۔

حسن۔ آخر بنا بنانا تو ہم کو بگڑے گا اُس سے کہ تم کو

روح۔ تاہ واہ جو وہ چاہین گے وہی ہو گا۔

آپ دانا کند کند ناداں	ایک بعد از خرابی بسیار

آخر کار تم بھی مجبور ہو کر وہی کرو گی جو آزاد کی رائے ہوگی گر وہی بیوقوفی کے ساتھ۔

حسن۔ وہ تو روٹھے ہوئے ہیں ہم منائینگے۔

کیا کیجے ہمیں ناز اٹھانا نہیں آتا	
روٹھے کو منانے پہ منانا نہیں آتا	

روح۔ یہ! یہ بھی یقین ہو گیا کہ وہ روٹھی ہوئی ہے۔

سپہر۔ کچھ ہی نہیں۔ وہ روٹھی ہے یا نہیں ہم سے واسطہ

روح۔ جب اتنی عقل بھی ہو پوچھو تم سے مطلب۔

حسن۔ اچھا نہیں مطلب تو نہ سہی۔ بس اور نہیں تو۔

روح۔ جو کوئی سمجھائے عقل کی بات بتائے تو الٹا اسی سے لڑنے پر آمادہ ہو جاتیں۔ مگر یہ لاکھ خفا ہوں ہمتو انکے بھلے کو کہتے ہیں۔

حسن۔ یہ سب باتیں دل کے ساتھ ہیں۔

درد طلب و غم جدائی	دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی
دیکھا نہ گئی یہ دل کے ہمراہ	ظاہر ہوئی جان کی بیوفائی
دی چرخ نے کسطرح سے ہمکو	آسودگی شکستہ پائی
پروانہ فدائے گل ہے شاید	دیکھا ترا پنجۂ حنائی

حسن آرا بیگم کی یہ کیفیت مشاہدہ کر کے روح افزا کو سخت رنج ہوا اور سپہر آرا سدرجہ ملول ہوئی کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ جب آرا نے جو یہ حال دیکھا تو کہا مجھے خواہ مخواہ سب مل کے دق کرتی ہیں۔ میری طبیعت میری رائے کے خلاف کیسکا کیا جاوے ہے۔ سپہر آرا یہ تقریر سنکر اُنکے پاس گئی اور کہا بی جان از براے خدا تم اس وقت ذری منہ دھو ڈالو ٹھنڈا پانی پی لو سپہر بھی ٹال ہو جائیگی کہ اتنا کہکر خود سونکو حکم دیا آب سرد سے منہ دھلا کر پنکھا جھلنے دیے تھوڑا سا پانی پیا اور سونپ دیا۔ اتنے میں سپہر آرا نے بہار النسا کو بلایا اور تخلیے میں مشورہ کرنے لگیں

روح۔ اسوقت کی بہکی بہکی باتیں حسن آرا کی سنیں۔

بہار نہیں۔ کیوں کیوں۔ خیریت تو ہے۔

روح۔ ہمیں تو خوف معلوم ہوتا ہے۔ باجی جان۔

بہار۔ اے تو کچھ کہو تو۔ کیا کہتی کیا نہیں۔

روح۔ سپہر آرا سے سب باتیں دریافت کر لو بس۔

بہار۔ سپہر آرا سے کیا پوچھوں تم کیوں نہیں بتاتیں۔

روح۔ مجھے رنج ہوتا ہے۔ مجھسے نہ پوچھیے باجی جان۔

سپہر۔ اُنھوں نے اور ہم نے سمجھایا کہ بہن تم کیوں خواہ مخواہ مینڈا کا ذکر کر کے کڑھتی ہو۔ شادی ہو تو تم کو کیا اور نہو تو تم کو کیا۔ بس اسپر لگیں واہی تباہی بے مطلب شعر پڑھنے ہم نے لاکھ لاکھ کہا مگر انھوں نے ایکبات کا بھی جواب نہیں دیا بالکل سکوت کا عالم۔ خاموش۔ تب تو ہم نے کہا کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ جواب تو دو۔

روح۔ اور جواب دیا بھی تو بے تکا بالکل۔

سپہر۔ اب روؤ جا کے وہاں جا کے سو رہی ہیں بیوقوف

روح۔ توبہ توبہ میرے تو ہوش اُڑ گئے تھے۔

بہار۔ آخر یہ مینڈا کو نے کر بگی کیا انکو ہوا کیا ہے۔

سپہر۔ اللہ جانے باجی۔ عقل ہی نہیں کام کرتی ہے

روح۔ جنون ایک ہی طرح کا تھوڑا ہی ہوتا ہے کچھ

بہار۔ آخر تقریر سے کیا معلوم ہونا چاہتی ہو کہ اسکے شادی نہو یا ہوتی ہے کہ اسکے ساتھ [illegible]

سپہر [illegible]

روح - وہ تو کہتی ہین کہ ضرور شادی ہو۔
بہار - یہ الٹی سمجھ - یہ سمجھ کا پھیر کہلاتا ہے بس -
روح - جیسے کوئی سیدھی بات کی نہین -
سپہر - صبح کو آج زینے پر روز ہی تھین - مین نے کہا کیون کیون خیر ہے - بتائیے تو یہ ہے کیا ماجرا - تو ٹھنڈی سانس بھر کے یہ شعر سُنایا -

موت مانگون تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

روح - بھلا یہ کون بے موقع شعر تھا اول جلول -
بہار - ہان - مگر دھن جو سمائی بس وہ سمائی -
سپہر - اب آرام کرکے اُٹھین تو ذری تم سمجھانا -
بہار - اے ہے - نہین نہین ایسا غضب بھی نہ کرنا -
روح - اتو اس بات کو بھلا ہی دنیا چاہیے -
بہار - ہان جیسے کچھ ذکر ہی نہین ہوا تھا -
سپہر - مگر اُنکے دل سے بھی جائے جب مقدم تو وہ ہو -
بہار - وہ چاہے جو ہو - ہم تو اپنی طرف سے نہ کہا چاہین -
سپہر - ہان آہین کیا شک ہے جہانتک بھولین اچھا اتنے مین مغلانی کو حکم دیا کہ جاکے دیکھو حسن آرا سوتی ہین یا ہماری باتین سن رہی ہین - اُسنے آنکے کہا حضور بالکل غافل سو رہی ہین اور خواص نے اشارے سے کہا کہ آہٹ نہ معلوم ہو آرام مین ہین سپہر آرا نے کہا چلو اچھا ہوا ذرا تھوڑی دیر سو رہین تو طبیعت ہلکی ہو جائے اُسوقت نصیب اعدا بڑی بُری حالت تھی - نازک دانے جو دیکھا کہ بہار النسا اور روح افزا اور حسن آرا اور سپہر آرا سب غائب ہین تو اپنی پیش خدمت کو بھیجا اور کہا کہ بدیناع مطاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت ماشاء اللہ آؤ تو آؤ نہین ہم جاتے ہین جے خوش - اسپر بہار النسا نے انکو بھی بلوا لیا اور آہستہ سے سب حال بیان کیا کہ اتنے مین ایک خادمہ نے اشارے سے کہا کہ حسن آرا بیگم بیدار ہوئین - مغلانی کو بھیجا تو اُسنے آنکر کہا حضور خواص نے کہا کچھ لکھ رہی ہین - ذری ٹھہر کے آؤ - منہ دھو کے کچھ لکھ رہی ہین - سپہر آرا نے ولایتی انار کے دانے اور سیب کی قاش ایک پلیٹ مین بھیجی اور حسن آرا نے بڑی خوشی سے کھائی - خط لکھکر خواص کو دیا اور کہا خبردار کھونے نہ پائے - حفاظت سے رکھنا - تھوڑی دیر کے بعد پیر مرد کو بلوایا چپکے سے بلوایا اور کہا یہ خط تم ہوٹل مین جاکے خوجی کو ہمارے طرف سے دینا اور اسکا جواب لانا یہ کہکر حسن آرا بیگم نے دروازے کھلوا دیے اور ایک کتاب کا مطالعہ کرنے لگین بہار النسا آہستہ آہستہ گئین -

بہار - یہ آج بیوقت آرام کرنا کیا معنے -
حسن - طبیعت ذری بے لطف تھی اس سے سو رہی -
بہار - کیون خیر باشد - اب کیسی ہو - دیکھون -
حسن - اب اچھی ہون فضل الٰہی ہے باجی -
بہار - مگر آواز کسیقدر بھاری ہے کیا زکام ہے -
حسن - ہان ریزش کی شکایت پائی جاتی ہے -
بہار - تو آج چارپی لو - یا صبح کو بنفشہ کشمیری -
حسن - بہت اچھا - اتو فضل الٰہی ہے -
بہار - حسن آرا ریزش کی شکایت نہین - خدانا کردہ تمھارے دل پر کچھ اثر ہے - ہان ہم سے نہ اڑو بہن جو کچھ ہو بیان کردو -
حسن - جی نہین - کچھ نہین - دل کی ایک ہی کہی -

بہار ۔ ایک ہی کہی ۔ مین ایک تو مانونگی نہین ۔
حسن ۔ یہ تو بات جی اور ہے باجی جان (مسکراکر) ۔
بہار ۔ بارے ہزار شکر کہ تم مسکرائین تو اسوقت ۔
حسن ۔ اے تو کیا مین کچھ روتی ہون ۔ واہ واہ ۔
بہار ۔ اُسوقت جو مین نے تمکو دیکھا پریشان پایا ۔
حسن ۔ طبیعت ہی تو ہے بہن گھڑی مین تولہ گھڑی مین ماشہ
بہار ۔ تو چلو اب باہر چلو یہان کیا کر رہی ہو ۔
حسن ۔ اچھا آپ چلین ۔ مین ابھی حاضر ہوتی ہون ۔
بہار ۔ واہ یہ تو وہی مثل ہوئی تو چل مین آتا ہون ۔
حسن ۔ (ہنسکر) جب انسان کی طبیعت اچھی نہین ہوتی تو کوئی بات اچھی نہین معلوم ہوتی کسی بات کو جی ہی نہین چاہتا
بہار ۔ اللہ نہ کرے ۔ واہ یہ کیسی باتین کرتی ہو ۔
حسن ۔ این ! اور سنو اگر آپ کے دلمین کوئی شک پیدا ہوتا ہے تو چلیے جہان کہیے چلی چلون ۔ میرا اسمین کون سا حرج ہے
بہار ۔ اچھا کچھ اچھے اچھے شعر پڑھو ۔ معشوق کی رفتار کی تعریف مین یا اور جو چاہے ۔
حسن ۔ بہت اچھا ۔ اسوقت کیا شوق ہوا باجی ۔

سر در اشرم قدت سلسلہ در پا انداخت
دیدہ تا طور خرام تو زرفتار افتاد

بہار ۔ اچھا حسن و جمال کی تعریف کے شعر پڑھو ۔
حسن ۔ رفتار سے حسن و جمال پر آرہین ۔ اچھا ۔

در تماشاے جمال او سراپا دیدہ ام
یک سر موبرم بے لذت دیدار نیست

بہار ۔ کوئی شعر ایسا نہین جو پھڑکا دے ۔ اُردو شعر ہوتا تو ہم سمجھتے فارسی کیا سمجھین ۔

حسن ۔ لے اب چلیے جہان چلنا ہو اب طبیعت چاق ہے
بہار النسا اور حسن آرا اُس چھت پر آکر متمکن ہوئین جہان اُنکی اور سہیلیان بیٹھی تھین ۔ حسن آرا نے آہستہ سے یہ شعر پڑھا

چنان لبریز ذکر نام جانان شد لبم
کہ گر بوسم لب لعلش نگین نام او گردد

نازک ۔ اللہ اللہ معلوم ہوتا ہے خواب مین وہی صورت زیبا نظر پڑی اور کیون نہ آئے ۔ محویت بھی تو ہے ۔
حسن ۔ اچھا پھر اسمین تعجب کی کون بات ہے ۔
نازک ۔ کچھ نہین ۔ بلکہ ایسا نہو تو تعجب کی بات ہے ۔
حسن ۔ پھر تم ہی جانو ۔
بہار النسا نے کہا اس گفتگو سے کچھ حاصل نہین حسن آرا تم اُردو کے شعر پڑھو کسی اُستاد کے جو ہماری سمجھ مین آئین
حسن ۔ بہت اچھا سنیے ۔

ہون خاکِ در اُسکا جب فلک نے
گردن مری سامنے جھکائی

امید نہین رہی کہ دل کی
ایسے سے ہو کسطرح رہائی

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

دوسرے دن صبحکو آزاد فرخ نہاد بعد غسل ہوٹل کے ایک چمن مین چہل قدمی کرتے تھے کہ دفعتہً منحوس الزمان خواجہ بدیعا صاحب بدیع آبخانی کی صورت پلید نظر آئی خواجہ صاحب نے نہایت ادب کے ساتھ فارسی سلام کیا اور کہا پیر مرشد خداوند سے کچھ عرض کرنا ہی غلام کو اگر گوش ہوش سے سنیئے تو چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ خانۂ احسان آباد بندہ یار شاطر ہی نہ بار خاطر ع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ۔ آزاد نے مسکراکر اشارہ کیا کہ جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے اُسپر خواجہ صاحب

کے تیور بد دماغ ہوے۔ فرمایا بچہ خوش ابتک تو آدمی کی طرح بولتے چالتے اور اخلاق سے پیش آتے تھے اب اشارون اور آنکھون سے باتین ہونے لگین۔ ابھی کیا ہی یا وحشت تیرا ہی سہارا ہی خدا نے چاہا تو دو دنمین آنکھون سے بھی جواب نہ ملیگا۔ کوئی کہیگا آداب عرض ہی۔ خداوند مبرا مرشد آداب بجالاتا ہی غلام۔ پیر و مرشد ہین کہ ع جواب ندارد کمند ہوا۔ وہ آپ کیا کیجیے آپکا کیا قصور ہی وہ تو اس زبانکو خدا نے تاثیر دی ہی۔ یہ تو کچھ صاحب لوگون کا ہی ظرف ہے ورنہ اس ملک کا آدمی تو معاذ اللہ زمین پر قدم نہین سکتا بات کرون کیا۔ دماغ ہی نہین ملتا۔ لو صاحب غضب خدا کا ہمتو جھک کر سلام کرین جسطرح کوئی بادشاہ وزیر کو سلام کرتا ہی اور آپ ہاتھ تک نہ اُٹھائین گردن تک کو جنبش نہ دین۔ خیر آپکو اختیار ہی۔ مگر یاد رکھو غرور جناب کے خلاف ہی تواضع۔ بڑے کی تعظیم معزز آدمیون کی تکریم۔ علما کی قدر و منزلت یہ باتین سعادت مین داخل ہین نہ کہ غرور و تکبر جو لعنت خدا۔ جب خواجہ صاحب بحر طویل ختم کر چکے آزاد نے حکم دیا کہ جو کچھ عرض کرنا ہو دست بستہ عرض کر۔ خواجہ صاحب بہت ہی اُچھلے کودے۔ واہ ہے۔ واہ۔ رے تیری ڈانٹ ڈپٹ خچہ خوش چرانہ باشد یہ دھمکی۔ جو کچھ عرض کرنا ہو دست بستہ عرض کر عرض کرا!! اے تیری قدرت را در پھر کوئی نفرا ہو یا کوئی ایسا ویسا ہو تو خیر مضائقہ نہین بندۂ درگاہ۔ عالیخاندان معالی و دودمان۔ دگلے والی پلٹن کے کپتان شاہی کے بانکے رسالہ دار گل چلے شہسوار باپ کیسے دادا کیسے مشہور۔ خاندان کیسا نجیب الطرفین و شریف الجانبین حسب نسب سے درست ہماری شان مین یہ کلمہ کہ عرض کر۔ یعنی او نفرے غلام عرض کر۔ خیر۔ انقلاب زمانہ اسی کو کہتے ہین۔ آزاد کا جی چاہتا تھا کہ اُسوقت خواجہ صاحب کو خوب چھیڑین ذری دو گھڑی دل لگی ہو۔ اُنھون نے کلا تمین سنکر جواب دیا۔ حضرت سلامت سُنیے آپ بدیع الزمان۔ بھائی رئیس الزمان باپ فصیح الزمان دادا آپ کے نفیر الزمان عم بزرگوار سفینۃ الزمان۔ آپ نواب آصف الدولہ بہادر کے خاندان سے سہی۔ بس مگر یہ کیا سبب ہے کہ مسن مینڈا کے ہان آپ بانس والے بنگئے اور جب آپ سے اور آپکے بڑے بھائی خواجہ رئیس الزمان سے ملاقات ہوئی تو آپکے باپ کی قلعی کھل گئی کہ وہ انڈے بیچا کرتے تھے۔

یہ سُننا تھا کہ خوجی آگ ہوگئے۔ بدن کانپنے لگا۔ چہرہ سرخ قہر آلود نظر سے آزاد کو گھورنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کیکو کھا جائین گے۔ اللہ رے عتاب! آزاد کا ہنس دینا اور بھی غضب ہوگیا۔ خواجہ صاحب سے اب ضبط نہو سکا اور دانت پیسکر غل مچاکے کہا۔ یا خدا یا مجھے موت دے یا ان کو عقل دے۔ ہم شہزادے ہین سُنا آصف الدولہ۔ نہین ہم شاہ عباس کی نسل سے ہین جنکے ہان طاہر وحید نوکر تھا اور ہمارے دادا کو طاہر وحید نے پڑھایا ہی۔ سمجھا ہم وہ لوگ ہین۔ مگر۔

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست بہ کشورے کہ در و کو و کان خداوندا ند

اگر کسی دوسرے کے ساتھ اسقدر ریاض کیا ہوتا تو بزرگ سمجھتا اور آنکھو نہین جگہ دیتا مگر تم سے کون کہے تمھارے سامنے رونا اپنی آنکھین کھونا ہی آزاد نے مسکراکر جواب دیا۔ خواجہ صاحب یاد رکھیے گا ایک ہوئی۔ آپنے

دربردہ ہمین اندھا بنایا ہے۔ ہم بھی غور کر کے
اسکا جواب دین گے۔ خوجی بولے۔

غور ندانم کہ کرا گفتہ است خواجہ بدیع بر ملا گفتہ است	

آزاد نے اس شعر پر فرمایشی قہقہہ لگایا۔ واہ خواجہ
واہ وہ غنیمت ہی مگر شعر وہ برجستہ پڑھا جسمین عروض کا بھی
قافیہ تنگ کر دیا ہی۔ اول تو خواجہ بدیع ہین۔ سقوط عین
ضرور ہی چاہیے کیونکہ مذکور آنکھون کے اندھے کا کیا خوجی
عقل کے اندھے ہین دوسرا حسن یہ ہے کہ سارا زمانہ برملا فحرزن
ہر بلا باندھتا اور بولتا ہی اور ہمارے خواجہ بدیعاً اسکو مشدد
باندھتے ہین (برملا) اے سبحان اللہ تو آج سے ہم بھی آپکو خواجہ
بدیع کے عوض (برملا) ہمیشہ خواجہ بدیع کہا کرینگے۔
اس تقریر کے بعد آزاد ایک روش مین کرسی پر متمکن
ہوے اور وہ دونون شاہدان مہ پارہ پر بچہرہ نازوادا
کے ساتھ آئین اور سامنے کرسیون پر بصد شان برنائی دیکھ
ادائی بیٹھین۔ خواجہ صاحب کو دیکھا تو دونون غنچہ لب
بے اختیار ہنس دین اور خواجہ صاحب نے آزاد کے سنانے کے
لیے اُردو مین کہا۔ واہ رے مین اور واہ رے میرے چھے
اور واہ ری میری وجاہت اور واہ رے میرے حسن۔
ہر شے مین برق ہون اور بقول ایک پنڈت کے میرے پاس
موہنی ہے یا خدا جانے کیا اُسنے کہا تھا جو دیکھتی ہے
چاہے دوسو برس کی کھپٹ پیر زال ہو جاہے تیرہ چودہ برس
کی پانزدہ شانزدہ سالہ ہو مجھے دیکھا اور باچھین کھل گئین
یہ خدا کی دین ہی۔ مین خوب جانتا ہون کہ لوگ حاسد ہین
اور بعض بعض کو یہ بھی خبط دامنگیر ہے کہ ہم بڑے حسین ہین مگر
اس جنون کی انتہا ہی نہین اس سن وسال مین شجرت سے
رخسارے ہین اور آنکھون سے خون برستا ہے۔ مینڈا کو بھی
بندہ راہ پر لے ہی آیا تھا مگر چغلخورون نے چغلی کھائی۔
مس روز تو ہزار جان سے اینجانب پر شیدا تھین تو سبب
کیا کہ وہ خود کشیدہ قامت تھی اور میان دراز قد ہی ڈھونڈتی
تھی لہذا اینجانب کو پورا جوان فوج کے قابل پا کے رجھ
گئی اور گیل الگ مرتی تھی۔ سبز پوش الگ جان دیتی تھی
الغرض واہ رے خواجہ بدیعا اور اُف رے تیرا حسن۔
یہ خدا کی دین ہے کبھی کم نہوگا۔ اُسکو روز بہ ترقی ہی۔
خزان کی کیا حقیقت ہی۔ یہ سدا بہار چمنستان ہی۔ خزان
کا خوف نہ صرصر کا ڈر۔

گل ہمین پنج روز دمشش باشد دین گلستان ہمیشہ خوش باشد	

مس مینڈا اور مس کلیر سا نے جو انکو آپ ہی آپ اول
جلول بکتے دیکھا تو قہقہے پر قہقہہ لگایا یہ جامے مین پھولے
نہین سماتے تھے کہ یہ دونون گلرخان فرنگ اس حسن گلو
ریز پر ایسی شیدا ہوئی ہین کہ اظہار عشق کر دیا۔ ضبط نکر سکین
مینڈا۔ آزاد یہ آخر اسوقت بک کیا رہا ہے۔
آزاد۔ بالکل اول جلول محض بے تکی باتین بکتا ہے۔
کلیر سا۔ ہم جانتے ہین اسکو کسیقدر خلل دماغ بھی ہی۔ یا نہین
آزاد۔ کسی قدر کو ستی ہو۔ خاصہ دیوانہ خبط الحواس
مینڈا۔ اسکو اللہ نے اسی لیے بنایا کہ اس کو دیکھ
کے لوگ ہنسین۔
کلیر سا۔ ہان میرے دل کی بات کہی عجب مسخرہ ہی۔
مینڈا۔ ہاتھ پاؤن آنکھ ناک منھ لباس سب نرالا۔

کلیرسا ۔ اور بائین! کبھی ختم ہی نہون ۔ اور بے طلب
آزاد ۔ اب انتہا یہ ہے کہ دن بھر بکتا رہے مگر ممکن نہین
کہ ایک بار بھی سچ بات زبان سے نکالے جو کیگا خرافات
بے سر و پا کہانی ۔

کلیرسا ۔ انکو ذرا چھیڑ دو ۔ دیکھو تو کہتے کیا ہین ۔

میڈا ۔ جو اپنی خرابی آئی ہو تو چھیڑو ۔ ورنہ سڑی سوائی
کے منھ کون لگے ناحق ۔ کچھ بک اُٹھے ۔ گالی دے بیٹھے
کون ٹھکانا ہے ۔

آزاد ۔ (ہنسکر) ایسا سڑی نہین ہی خوجی (اُردو مین)

دیوانہ بکار خویش ہشیار	

خوجی ۔ (آہستہ سے) خوجی کی ایسی تیسی مردود کی اور
کہنے والے کو کیا کہون ۔ خوجی کسی بھیڑیے کے بھٹ مین بتا بگا
کلیرسا ۔ کیا کہتا ہی ۔ تم نے اُردو مین کچھ کہا تھا وہی سن کے
کسیقدر بگڑا ہوا ہے شاید ۔ ہان ۔ مگر کہا کچھ آہستہ ہی
سے بہت آہستہ سے ۔

آزاد ۔ مین نے جو خوجی کہا تو بہت بگڑے کہ خواجہ صاحب
کیون نہین کہتے ۔ ہم تو خوجی ہی کہینگے ۔ جسکا باپ انڈے
بیچتا تھا اُسکو خواجہ صاحب کوئی اور کہتے ہونگے لہول
کے شہیدون مین داخل ہونا چاہتے ہین بچہ ۔ چہ خوش
اور اوپر سے لڑاتا ہے اگر اچھی طرح رہنا ہی تو رہ نہین کھڑے
کھڑے نکال دون گا مردک کو ۔ اور سینے ؟ برابری کا
دعویٰ کرتا ہے ۔

خوجی ۔ (کندے تول کے) کیا! ۔ کیا کہا ۔ کیا؟!

آزاد ۔ (کلیرسا سے) اب بہت ہی تیکھا ہوگا اور بکیگا

خوجی ۔ اِدھر چار آنکھین کرو صاحب ۔ ہم کو نکال دوگے

خانساماں ۔ کیا ہی خواجہ جی صاحب کیا ہی کیون بگڑ گئے

خوجی ۔ تو چپ رہ قلی ۔ خواجہ جی ۔ اور سینے گا ۔

خانساماں ۔ مین نے تو آپکی عزت کی کہ خواجہ صاحب کہا

خوجی ۔ آپ ہمین کچھ نہ کہیے ۔ ہم درگذرے جناب ماشاءاللہ
ادنی سا خانساماں اور ہم سے اسطرح پر پیش آئے گرم کیا
کرو بھئی ہمارا زمانہ ہی بکام نہین ہی ۔ تم بھی مجبور خیر جو چاہو
سناؤ ۔ اب ہم یہان سے کوچ ہی کرتے ہین ۔ جہان ہمارے
قدردان ہین وہان جائین گے ۔

خانساماں ۔ اور یہان سے بڑھ کے آپ کے قدردان
کہان ہین خواجہ جی صاحب ۔ کھانا آپ کو دین ۔ کپڑا
بنوا دین مردت سے پیش آئین پھر اب اور کیا چاہتے ہو
کیا کوئی کسیکو اپنا گھر اُٹھا دیتا ہے ۔

خوجی ۔ بیچ ہے بھائی جان سچ ہے ۔ ہم اِنکے دست نگر
ہین انھین سے قسم لو اور اُنسے کہو کہ قرآن اٹھائین انکے
باپ دادا ہمارے بزرگون کے دست نگر تھے یا نہین
مگر شیخ گفتہ است ۔

آدمی را بچشم حسال نگر	
از خیال پری و دی بگذر	

آزاد ۔ یا حضرت ۔ ذرا اِدھر ملاحظہ فرمائیے گا ۔

خوجی ۔ سو سُنار کی تو ایک لُہار کی ۔ جی حضرت ۔

آزاد ۔ ہمارے باپ دادا آپ کے دست نگر تھے ۔

خوجی ۔ جی ۔ کیا اسمین کچھ شک بھی ہی ۔ ورین بیچ
شکے وشبہہ وشک وبے شائبہ ریب نیست بابائے
من بدیع کہ گفتہ اند ۔

جہان لے برادر نماند بکس	

دل اندر جہان آفرین بند و بس
اللہ باقی من کل فانی - افسوس

آزاد - اور آپ کے بڑے بھائی کہان غائب ہین -

خوجی - وہ اللہ والے لوگ ہین اُنکا ذکر نہ کیجے -

آزاد - بجا ارشاد ہوا تو اللہ والے لوگون کا ذکر کرنا گناہ ہے اچھے اللہ والے لوگ ہین -

خوجی - آپ تو ہم لوگون کو حقارت سے دیکھتے ہین مگر

خاکساران جہان را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

اتنے مین خانسامان نے دور سے کہا - حضور خواجہ صاحب کو ایک شعر یاد ہے اُسکے معنی سب سے پوچھتے پھرتے ہین - کل ساری بازار مین جو ملا اُس سے اُسی شعر کے معنے پوچھے اتنی بار پڑھا کہ مجھے یاد ہو گیا -

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام
از دوئی چون کم شوم یکتا شوم

اتنا سننا تھا کہ خوجی آگ بھبوکا ہو گئے اور ایک توا جو سامنے رکھا ہوا تھا اُٹھا کر خانسامان کیطرف دوڑے دوڑنا ہی تھا کہ منہ کے بل گرے اور تڑپنے لگے - تو اتفاق یا یون کہین کہ خوجی کی شامت اعمال سے اسقدر گرم تھا کہ الامان اُٹھا کے دوڑنے بھی نہ پائے کہ ہاتھ جل گیا اِدھر خود گرے اُدھر توا گرا -

خانسامان - (دوڑکر) یا علیؑ - بچائیو - ارے!!! بیرا - تو تو جل رہا تھا - ہاتھ جل گیا ہو ہیے -

آزاد - خواجہ صاحب خیریت تو ہے - کیا تو اگرم تھا -

خانسامان - حضور مثال بھٹی کے جل رہا ہے تو بہم

آزاد - (قریب جاکر) سینک دو - سینک دو - آگ لاؤ -

میڈا - (افسوس کرتی ہوئی) ڈاکٹر کو فوراً بلاؤ آزاد

کلیرسا - (رقت کے ساتھ) بیچارہ خوجی! ڈاکٹر کو بلاؤ -

خانسامان - جی ڈاکٹر کا کچھ کام نہین ہے حضور -

آزاد - ایک آدمی کو بھیجدو کہ نیٹو ڈاکٹر کو بلا لائے -

خانسامان - خواجہ صاحب - کیسے کیسدان ہو جی -

آزاد - ارے میان مرد ہو یا چھوکری ہو اُٹھ بیٹھو -

خانسامان - بسم اللہ - اُٹھ بیٹھو - بھائی - شاباش

آزاد - خوب سیکو - خوب سیکو خدا نے بچالیا -

خانسامان - جسوقت گرے تھے اُسوقت اگر توا خواجہ صاحب کے سر پر گرتا تو کھوپڑی جل بھن کے خاک ہو جاتی -

آزاد - (چھیڑنے کے لیے) یہ تو اِنکے پاس کیون آیا -

خانسامان - (مسکراکر) خدا جانے کیا سوجھی تھی اِنکو خواجہ صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ سرخ کاٹو تو لہو نہین بدن مین - خانسامان نے برآمدے مین ایک پلنگ بچھایا اُسپر بستر لگایا اور دو آدمیون نے ملکر خواجہ صاحب کو اُٹھایا کہ وہان سے لاکر برآمدے مین لیجائین - جسوقت اُنکو ہاتھون ہاتھ لیچلے ایک ظریف بول اُٹھا کلمہ نبی کا دوسرے نے کہا لا الہ الا اللہ - آزاد کو اسقدر ہنسی آئی کہ ضبط نہ کر سکے - علیحدہ جاکے خوب ہنسے اور خوجی عقل کے دشمن تو تھے ہی اِنکو یقین ہو گیا کہ دم واپسین ہے رہے سہے حواس غائب غلہ - اب اوپر کے دم بھرنے لگے آزاد نے جو اِنکی یہ کیفیت دیکھی تو اِنکو سخت تعجب ہوا کہ جلتے توے کے اُٹھانے اور دم نکلنے سے کیا واسطہ - نبض دیکھی تو خاصے بھلے چنگے صحیح آدمیون

کی طرح چل رہی ہے۔ خانساماں اور ہوٹل کے اور ملازم ادھر ادھر کھڑے انکو بنا رہے تھے اور خود منیجر کو ایک دل لگی ہاتھ آئی تھی۔ لیکن آزاد کے لحاظ سے منیجر علیحدہ کھڑا ہوگیا اور بیرا وغیرہ برابر خوجی کو بناتے ہی گئے۔

بیرا۔ ابھی بھی بچ رہا اچھے تھے۔ ہائے ہائے۔

خانساماں۔ بھائی دنیا اسی کا نام ہے۔ زندگی کا اعتبار کیا ہے۔

دوسرا۔ ان بیچارے کی مٹی اُن کو یہاں کشان کشان لائی تھی۔

محرر۔ اور ابھی نوجوان آدمی ہین سن ان کا کیا ہے۔

خانساماں۔ جی اور کیا مگر موت سے کوئی لڑ سکتا ہے

محرر۔ کوئی نہین۔ اجل سے کسی کی بھی چلی ہے۔ توبہ توبہ۔

آزاد۔ کیا حال کیا ہے۔ میان۔ خوجی کیسے ہین۔

محرر۔ خداوند خوجی بیچارے کا بہت پتلا حال ہے۔

راوی۔ خوجی کا لفظ سننا تھا۔ کہ رنگ مارے غصے کے متغیر ہوگیا۔ مگر چونکہ عالم نزع اور دم واپسین تھا لہذا کچھ بول نہ سکے۔

محرر۔ حضور اب ان کے گور گڑھے کی فکر فرمایئے۔

راوی۔ گور گڑھے کے لفظ پر خوجی اور بھی جل گئے۔

آزاد۔ کسی مولوی کو بلاؤ خواجہ صاحب کا دم آخری ہے۔

محرر۔ واہ خداوند۔ یہ نہونے کا۔ ہم نے کبھی انکو نماز پڑھتے نہین دیکھا۔ نماز جنازہ کوئی کاہے کو پڑھنے لگا۔

آزاد۔ نہین بھئی۔ اب اسوقت یہ ذکر نہ کرو میان محرر۔ خداوند حضور مالک ہین مگر یہ مسلمان نہین ہے

آزاد۔ اچھا پھر اتو اس بیچارے پر رحم کرنا چاہیے۔

راوی۔ خوجی کا اگر بس چلتا تو محرر کی بوٹیان نوچ لیتے مگر اسوقت تو وہ اپنے نزدیک اوپر کے دم بھر رہے تھے۔

خانساماں۔ گورکن کو بلاؤ۔ انمین اب کیا ہے۔

دوسرا۔ یہی سلانے والے تکیے مین انکو توپ دو۔

راوی۔ خوجی کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ مگر مجبور۔ توپ دو یہ کلمہ بے ادبی۔ یہ نہین کہتے کہ جناب خواجہ ربیع الزمان صاحب کو کہ مرد باکمال تھے مزار مین دفنا دو۔ بہت ہی خاصے۔

آزاد۔ ڈاکٹر کو آنے دو شاید زندہ ہو جائین۔

محرر۔ اجی حضور مردے بھی کہین زندہ ہوئے ہین بھلا۔

آزاد۔ افسوس ہے۔ کیا خوب آدمی تھا خوجی بیچارہ۔

خانساماں۔ لاکھ سڑی سودائی جنطی تھے۔ مگر نیک دل۔

بیرا۔ تنک تنک ہی مدا تنک ہی تنک۔

راوی۔ خوجی اپنا خون پی کے رہ گئے۔ مجبوری۔

آزاد۔ اتو نبض صحیح ہے۔ (نبض دیکھکر)۔

محرر۔ جی نہین اب انکو ل کے توپ ہی دیجیے۔

آزاد۔ اور نماز جنازہ اور غسل۔ اور کفن!

محرر۔ ان ایسے بے وارثون کو کفن اور غسل اور نماز جنازہ سے کیا واسطہ جہان چاہیے توپ دیجیے۔

آزاد۔ نے محرر کے کان مین آہستہ سے کہا اور محرر نے جاکے آہستہ سے کہا (گھڑی دو مین مرلیا جیگی)

خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع دم بخود سب کی سنتے تھے مگر خون پی کے رہ جاتے تھے جسوقت محرر نے اُنکے کانمین جاکے کہا (گھڑی دو مین مرلیا جائے گی) اگر بس چلتا تو محرر کی بوٹیان نوچ نوچ کے چیلون کو دیتے دو گھنٹون چیل چلور پکارا کرتے مگر بیچارہ مجبور تھا۔ کرتے دھرتے کچھ بن ہی نہ پڑتی تھی اور گھڑی دو مین مرلیا جائیگی کا سنّاٹا تھا کہ اور بھی ستم ہوگیا۔

بیرا۔ خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا جائے گی۔

خانسامان۔ خواجہ جی کیسے اب کتنی دیر مین مرلیا جائیگی

آزاد۔ اب اسوقت کیا بتائین بیچارے افسوس ہے۔

خانسامان۔ افسوس کاہے حضور۔ اب مرنے کے تو دن ہی تھے جوان جوان مرتے جاتے ہین یہ تو اپنی عمر تمام کرچکے۔ اب کیا عاقبت کے بوریے بٹورین گے۔

آزاد۔ ہان ہے تو ایسا ہی مگر جان بڑی پیاری ہوتی ہے چاہے دو سو برس کا ہو کے مرے مگر مرتے وقت تمنا رہ جائیگی کہ ہائے دس برس اور زندہ رہتا۔

خانسامان۔ تو حضور یہ تمنا تو اُسکو ہو جسکا کوئی رونیوالا ہو انکے ہے کون بے وارثے آدمی۔

آزاد۔ لو اور سنو۔ انکے کوئی ہے ہی نہین۔ بھائی ہین

خانسامان۔ وہ اُنسے بڑھکر خبطی ہین۔ بالکل سٹرن

اتنے مین ہوٹل کا ایک بیرا ایک شخص کو حکیم بناکر لایا

آزاد۔ سمجھ گئے کہ مصنوعی حکیم صاحب آئے ہین کرسی لاؤ کچھ بیٹھنے کو حاضر کرو حکیم صاحب آئے کرسی بچھائی گئی۔

آزاد۔ کرسی پر بیٹھیے جناب حکیم صاحب قبلہ۔

حکیم۔ واہ یہ گستاخی مجھ سے نہ ہوگی۔ حضور بیٹھین۔

آزاد۔ تعظیم کاریگران معاف۔ آپ تشریف رکھین۔

حکیم۔ جی مین ہرگز نہ بیٹھون گا۔ بے ادبی ہوگی

آزاد۔ حکیم صاحب مریض کی جان جاتی ہے اور آپ تکلف کرتے ہین۔

حکیم۔ چاہے مریض مرجائے مگر مین وضع کا پابند ہو

راوی۔ خوجی اس تقریر سے بہت ہی خوش ہوا حکیم صاحب نے آتے ہی اچھی سُنائی۔ چاہے مریض مرجائے مگر وہ تکلف نہ چھوڑین گے۔ اچھے حکیم صاحب سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مریض کے منھ پر بے تکلف تڑسے کہہ اُٹھے کہ (چاہے مریض مرجائے) حکیم کی صورت سے خوجی کو نفرت ہوگئی۔

آزاد۔ اب آپ تکلف تکلف مین مریض کی جان لین گے۔

حکیم۔ اگر قضا ہے تو مرے ہی گا۔ مین وضع کیون چھوڑون۔

آزاد۔ (دوسری کرسی پر بیٹھکر) ابتو بیٹھیے حضرت

حکیم۔ (کرسی پر متمکن ہوکر) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

آزاد۔ (خوجی کے کانمین زور سے) حکیم صاحب آئے ہین خواجہ صاحب نے حکیم صاحب کو سلام کرکے ہاتھ بڑھائے۔

حکیم۔ (نبض پر ہاتھ رکھکر) اب کیا باقی ہے۔

آزاد۔ ہائے افسوس کیا خوجی چل بسے۔ ارے میان خوجی۔

حکیم۔ ابھی تین چار دن کی نبض ہے۔ مگر اسوقت انکو آپ سرد سے غسل ہو تو بہتر ہے۔ بلکہ اگر پانی مین برف

حاضر کرنے کی ہے۔

آزاد۔ بہت خوب ابھی اسی دم برف منگوالو۔

حکیم۔ برف جیسا کوئی بس ہان دو من تک ہو۔

محرر۔ اچھی تدبیر کی حکیم صاحب نے۔ دیکھا کہ تین چار دن کی نبض ہے لہذا وہ فکر کی کہ اُسی دم اینٹھ کے سرد ہو جائے

	سانس دیکھی تنِ بسمل مین جو آتے جاتے اور چرکا دیا جلادنے جاتے جاتے

حکیم صاحب نے اُنکی خوب ہی فکر کردی۔

خانسامان۔ اب غسال بلایا جائے۔ حضور والا نہین۔

محرر۔ ہمین کیون تکلیف دیتے ہو خواجہ صاحب! اب مرد

آزاد۔ یہ بھی اپنا اختیاری امر ہے کچھ۔ افسوس والے افسوس

حکیم۔ افسوس کی کون بات ہے۔ مرنے دو مردود کو۔

راوی۔ خوجی نے دانت پیسنا شروع کیا ہائے نہوئی قرولی

خانسامان۔ بھلا گیدی بھلا۔ دانت پیستا ہے کیون۔

اتنے مین مس مینڈا نے آزاد کو بلوایا اور کہا تم اتنے بڑے تجربہ کار آدمی ہو کر یہ تم کو کیا سوجھی کہ خواہ مخواہ بھلے چنگے آدمی کو مارے ڈالتے ہو ایک تو وہ یون ہی انتہا سے زیادہ خبطی ہے۔ دوسرے تم نے اور بھی اُلو بنالیا۔ دیوانہ را ہوشیار است جب اُس سے جان بوجھ کے کہتے ہو کہ اب اسمین کیا باقی ہے۔ ہائے افسوس بیچارہ چل بسا۔ تو وہ مرتا نہو تو مرجائے ایک کہتا ہے خوجی اب مرد۔ ہمکو کیون تکلیف دیتے ہو۔ دوسرا کہتا ہے اجی ان کو چلکے کہین توپ دو۔ اسپہ ان اللہ تیسرا کہتا ہے۔ اِس بے دارثے کا مرنا ہی اچھا۔ خواہ مخواہ کسی کے قتل سے کیا فائدہ ملیگا۔ سوچے تو اپنی لغو حرکت پہ بڑا ہی کمال شرمندہ اور سخت نادم ہوئے کہ واقعی اسطرح پر تو اچھا بھلا چنگا صحیح تندرست ذی فہم آدمی بھی مرجائے تو عجب نہین۔ نہ کہ خوجی سا مخبوط الحواس۔ دشمن عقل جب سب کے سب چوطرفہ سے یہی کہین گے تو خواہ مخواہ اُسکو یقین ہو جائیگا کہ اب دم واپسین ہے کلیر سا نے بھی اُنکو خوب آڑے ہاتھون لیا۔ لے واہ۔ بالکل بچون کی سی باتین دو چار ہوٹل والون کو جمع کرکے خوجی بیچارے کا خون اپنی گردن پر لینا کون سی دانائی ہے بھلا۔ اور جو مار۔ وہم کے مرجائے تو عذاب کسکے سر ہو۔ اُس بیچارے کو جب سب نے لگے چھیڑا تو جھلا کے تو اسے کے مارنے کو دوڑا وہان لینے کے دینے پڑے اب اُسکی دوا کی تو کوئی فکر نہین کرتا سرہانے کھڑے کہہ رہے ہین کہ اب جان نکلی اور دم نکلا آزاد نے مسکرا کہا۔ دوا سے تو ہم بنکر نہ تھے دوا تو لگائی گئی ہے مگر ہان اسکی حماقت دیکھکر یہ البتہ جی چاہا کہ تھوڑی دیر اسکو بنائین یہان سے اُٹھکر آزاد خوجی کے پاس گئے تو دیکھا کہ خواجہ صاحب نے کروٹ بدلی ہے اور آرام مین ہین۔ خانسامان نے کہا حضور برف کا پانی تیار ہے۔ اگر حکم ہو تو انیر تر ڈیرے ڈالے جائین۔ اسقدر سُنا تھا کہ خوجی کی آنکھ کھل گئی اور بڑی حقارت کی نظر سے خانسامان کو دیکھا۔ آزاد نے کہا اب آپ اچھے ہین جناب خواجہ صاحب برف کے پانی کی مطلق ضرورت نہین ہے۔ اب آپ آرام فرمائین یہان سے چارپائی اُٹھاکر خواجہ صاحب کو اُس برآمدے مین لائے جو آزاد کے کمرون کے قریب تھا اور خواجہ صاحب آرام کے ساتھ سوئے۔ آزاد کے کمرے مین جاکر ایک پلنگ پر لیٹے تو آنکھ لگ گئی۔ مس مینڈا اور کلیر سا بھی دوسرے کمرے مین سو رہین۔ حسن اتفاق سے آزاد اور خوجی

دونون نے اپنے اپنے طرز کا خواب دیکھا۔

خواجہ صاحب خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک بہت بڑی کوٹھی مین حضور مدعو ہین اور قد آدم تھال مٹھائی کے آنکے اردگرد چنے ہوے ہین۔ امرتی اور جلیبی اور برفی اور گلاب جامن اور لڈو اور پیڑے اور حلوا سوہن اور کھاجا اور دودھ اور کئی قسم کی کھیر۔ کمر بھر میٹھی چیزون سے ٹپا پڑا ہے اور مکھی کا نام نہین اور خواجہ صاحب برابر مٹھائی چکھ رہے ہین سامنے قرولی رکھی ہے۔ ایکطرف قرابینچہ اور مس روز کی آمد کی خبر ہوئی۔ یہ استقبال کے لیے گئے۔ اُنکو ساتھ لے کر کمرے مین گئے معشوقۂ پریزاد سے خواجہ صاحب میٹھی میٹھی باتین کرتے جاتے تھے کہ ایک سپاہی تلوار ہاتھ مین لئے داخل ہوا پوچھا کیون۔ کہا مس روز کے چاہنے والے۔ خواجہ صاحب نے جھلا کر مس روز کی طرف دیکھا۔ اُسنے سپاہی کو اشارے سے بٹھایا تو یہ آگ ہو گئے۔ کہا کون ہو جی۔ اُس نے پھر وہی جواب دیا کہ مس روز کے چاہنے والے۔ اِسپر خوجی نے غل مچا کر کہا او گیدی۔ گیدی کا کہنا تھا کہ آنکھ کھل گئی اور گھبرا کر چارپائی سے اُٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک گاڑی آہستہ آہستہ آرہی ہے مگر بند۔ غور سے دیکھا تو کوچ بکس پر وہی خدمتگار بیٹھا تھا جو بی کُندن کی گاڑی کے ساتھ اُس روز آیا تھا۔ ہوش غائب ہو گئے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھا اتنے مین گاڑی قریب آئی۔

خدمتگار۔ خوجی۔ اُٹھ۔ بیگم صاحب بلا رہی ہین۔

خوجی۔ یہ اُٹھ کیا معنی ہے۔ کیا ہم نفرے ہین کچھ معقول بیگم۔ اب آتا ہے مونڈی کاٹے یا نخرے کرتا ہے۔

خوجی۔ بہت ہی خوب یک نشد دو شد۔ کیا ہے کیا

بیگم۔ یہان تک آمد ہے کیا اُٹھا نہین جاتا ہے۔

خوجی۔ یا الٰہی آخرش کیا ہو گیا۔ آپ کون ہین معلوم تو ہو

بیگم۔ خادر پکڑلا اسکو۔ اور سنو مواٹڑا سے بات کرتا ہو۔

خوجی۔ (اُٹھکر دیکھون تو بھئی کیا ماجرا ہے ارشاد حضور

بیگم۔ سامنے آجان کا ہو کو نکلی جاتی ہے۔ موئے۔

خوجی۔ سنو صاحب۔ من من بدیع کمیدان ست خام بات نہین شنیدہ بس اس مین مرد ہو یا عورت۔ کسی باشد آدمیت سے گفتگو کرو۔

بیگم۔ (گاڑی سے ہاتھ نکال کر خوجی کے کان گرما دیے)

خوجی۔ اسی واسطے بُلایا تھا۔ خیر۔ کیا مضائقہ۔

عاشقان کشتگان معشوق اند بر نیاید ز کشتگان آواز

بیگم۔ خوجی تیرے مزاج سے یہ وحشت کب جائیگی۔

خوجی۔ بیگم صاحب جتنے آدمی حسین ہین سب کا یہی قاعدہ ہے

بیگم۔ کہ وحشی ضرور ہونگے۔ واہ اچھا قاعدہ نکالا ہے۔

خوجی۔ مین مردک کون قاعدہ نکالنے والا ہون صاحب

بیگم۔ اچھا گاڑی مین آؤ تو معاملے کی باتین کرلین۔

خوجی۔ آپ وہان بھی چپتیا دیگا۔ یہان تو آپ نے کان گرما ہی دیے وہان تو شاید مار ہی ڈالیگا۔ آپ معشوقون کا اعتبار کیا ہے۔ مگر خیر فہ در دلیش بر جان درویش راوی۔ یہ کہکر خواجہ بدیعا صاحب گاڑی کے اندر گئے دیکھا ایک سمت صدر مین بیگم صاحب بصد ادا بڑے ٹھاٹھ سے نکھار کر کے بیٹھی ہین اور دوسری سمت دو خادمہ ادب کے ساتھ۔ خواجہ صاحب صدر کی خالی جگہ مین بیٹھنا اپنی حیثیت اور رتبے سے بڑھکر سمجھے

لیا کھڑے ہوے۔ بیگم نے ایک خادمہ کو جو صاف ستھرے کپڑے پہنے تھی اپنے قریب بٹھالیا اور سامنے کی جگہ خالی مین بیٹھنے کی خوجی کو اجازت دی اور یون ہمکلام ہوئی سنو خوجی۔ انسان کے یہ معنی ہین کہ کوئی بات خلاف عقل نکرے

چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

آزاد گو بڑے جیوٹ کے آدمی ہین۔ جری ہین۔ جیالے ہین۔ بانکے ہین۔ فوج مین نام کیا غنیم کو نیچا دکھایا۔ پڑھے لکھے عالم فاضل آدمی ہین۔ تجربہ کار بھی مگر عاقبت اندیش نہین ہین اُنکی منکوحہ بیوی ہون۔ تم کوئی ایسی فکر کرو کہ وہ اس مسودے کی نقل کرکے اپنے ہاتھ سے اُسپر دستخط کردین۔ پس اگر یہ فکر کرو تو جو روپیہ اُسدن تمھاری جیب سے نکال لیا گیا تھا وہ تم کو واپس ملے اور آزاد کو ہم بدنام بھی نہ کرین اور تمکو کچھ رشوت بھی دین خوجی دشمن عقل تو تھے ہی بے سمجھے سوچے کاغذ لے لیا اور کہا ابھی نقل کراکے لاتا ہون آزاد کے دستخط تمھارے سامنے ہونگے۔ مگر پھر تم اُس بیچارے کو بدنام نہ کرنا اور اُس عورت سے کہدینا کہ بھپر شوہریت کا دعویٰ نہ کرے از برائے خدا۔ بیگم بولی خوجی تم تو غبطی ہو۔ ارے نادان اُس عورت نے فقط تیرے بنانے کے لیے کہا تھا۔ مگر آزاد نے مجھے کمین کا نہ رکھا اور خوب دل رکھنا کہ اگر آزاد نے اس کاغذ کی علیحدہ نقل کرکے اپنے خاص دستخط نہ کردیے تو مین کل ہی تو نالش جڑ دونگی۔ خواجہ نے کاغذ لیا اور آزاد کے پاس گئے۔ دیکھا تو سو رہے ہین۔ پانؤن دباکر کہا۔ حضور اب اُٹھین۔ بس بہت آرام ہوچکا۔ یہ خواب غفلت کبتک آزاد نے آنکھ کھولی انگڑائی لیکر دیکھا تو خواجہ صاحب۔ این دلے میان تم پھر زندہ

خوجی۔ بس اُسوقت کی باتین رہنے ہی دیجیے جناب

آزاد۔ واللہ مین تو سمجھتا تھا کہ آپ شہید ہوگئے ہونگے

خوجی۔ پھر وہی لاطائل تقریر۔ بسنت کی بھی کچھ خبر ہے

آزاد۔ اب کہیے آپ کے مزاج کا کیا حال ہے۔

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ بس سمجھ جاؤ۔

آزاد۔ خدا ہی خیر کرے۔ پھر کوئی خبر بد لائے ہو۔

خوجی۔ بس کہدیا گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

آزاد۔ خدا تم سے سمجھے خوجی۔ بڑے منحوس آدمی ہو۔

خوجی۔ (مسکراکر) اور جب گھڑی دو مین مرلیا باجیگی

آزاد۔ پہلے تمھارے قتل کی بخوبی فکر کرلین گے ہم۔

خوجی۔ اختیار ہے۔ جان حاضر۔ دل حاضر۔ خواجہ بدیع حاضر جان لو چاہے دل لو چاہو خواجہ بدیع کو لو۔ اختیار ہے

آزاد۔ فرمایئے۔ اب کیا خبر لائے۔ ایک ہی منحوس آدمی ہو

خوجی۔ اجی حضرت گھڑی دو مین مرلیا باجیگی (دروازے کی طرف اشارہ کرکے) یقین نہ آئے چلو دیکھ لو۔ جی مین آئے

آزاد نے شیشے کے دروازے سے دیکھا تو وہی اُسدن والی گاڑی اور وہی کوچمین۔ سمجھ گئے کہ وہی مکارہ آج پھر دق کرنے آئی ہے۔ خوجی سے کہا تم جاکے اُس گاڑی والے کو ڈانٹ دو اور کہو خبردار جو آج سے پھر گاڑی یہان لایا تو جانے گا۔ خوجی نے کہا۔ بھائی جان پہلے سن تو لو آج ایسی نکر کے آئی ہے کہ مین کیا عرض کرون واللہ دیکھنے کے قابل حسن ہے اور دیکھو ہم تجربہ کار آدمی ہین جو کہتے ہین وہ باور کرو اس معاملے کو آسانی کے ساتھ رفع کردو مجھے مین کیا کہہ رہا ہون بہت دور کی بات اگر مینے کل سوچ لے کر دیے فقط اتنی سی بات باقی ہے کہ اس کاغذ

کی نقل دوسرے کاغذ پر کر دو۔ بس پھر تم سے کوئی مواخذہ نہ کرے گا۔ سمجھے۔ ورنہ وہ کہتی ہین کہ اگر ایسا نہوا تو ہم کل ہی نالش کرینگے اور اُسمین بڑی بدنامی ہوگی۔

آزاد نے خوجی سے وہ کاغذ لے کر دیکھا تو یہ عبارت نظر سے گذری۔ وہو ہذا۔

منکہ محمد آزاد ساکن۔ ہون۔ جو کہ مین نے مسماۃ مولا بیگم عرف جعفری بیگم بنت نواب حفیظ الدین حیدر بہادر ولد نواب شمس الدین حیدر بہادر طاب ثراہ کو اپنے عقد نکاح مین لایا اور اقرار کیا ہے کہ تا دم مرگ اُسکو جدا نہ کرونگا اور اب اپنے نام کے لیے مرزبوم روم کو جاتا ہون لہذا لکھے دیتا ہون کہ بعد واپس آنے کے نواب مولا بیگم کو بدستور سمجھونگا اور بالفعل اُنکے گذارے کے لیے ایک جوڑی کنگن طلائی اور دو ہزار روپیہ نقد اور ایک ہزار کی اشرفی اور ایک اسپ سمند سیاہ زانو دیے جاتا ہون کہ وقت ضرورت اُسکو فروخت کرکے کام مین لائین اور چار ہزار روپیہ میرا جو لالہ گھن لال۔ گنیشی رام مہاجنان چوک کی کوٹھی مین جمع ہے اسمین بھی اختیار ہے کہ مولا بیگم وقتاً فوقتاً یا یکمشت منگوالین لہذا یہ چند کلمے لکھدیے کہ سند رہے۔ العبد

آزاد۔ آپ نے اسکا مطلب بھی پڑھا تھا خواجہ صاحب

خوجی۔ لاحول ولا۔ تم تو بس مطلب ہی مین پڑے رہوگے وہ مطلب اچھا ہے یا بُرا ہے۔ اِس سے کیا واسطہ بھائی جان

آزاد۔ تو مین نقل کرکے اِسپر دستخط کر دون نا۔

خوجی۔ بس چھٹی ہوئی جھیلا تو باقی نہ رہے گا۔

آزاد۔ اچھا پھر جو آپ کی رائے ہو آپ تجربہ کار ہین

خوجی۔ کہدیا نا اُس سے بڑھکر اور کوئی خیال ہی نہین۔

آزاد۔ حضرت یہ تو خوب آسان ترکیب نکالی آپ نے۔

خوجی۔ اجی ہم سے بڑھکے سیانا سو دیوانہ۔ جی!!!

آزاد۔ اگر ہماری خاطر سے ذرا مسودہ پڑھ تو لو۔

خوجی۔ مسودہ پڑھا تو کیا لطف ہوا عقل کے یہ معنی ہین کہ مسودہ بے پڑھے بتا دے اب کہ معاملہ رو باصلاح ہے۔

آزاد۔ بھئی خوب سوجھی۔ اچھا تو ہے۔ ہم اُسکی نقل کرکے اسپر دستخط کرکے اُسپر دستخط کر دین۔ اور کاغذ انکو دیدین

خوجی۔ چلو بس جھگڑا مٹا۔ مفت کی ٹھائین ٹھائین۔

آزاد۔ اور کیون خواجہ صاحب اگر مہر ثبت کر دین تو۔

خوجی۔ اب آپ تو ہندی کی چندی نکالتے ہین۔ واہیات۔

آزاد۔ ابے مخبوط الحواس دشمن عقل۔ دیکھ تو اس مین لکھا کیا ہے (کاغذ دیکر) ہاتھ کاٹ دون اپنے۔

خوجی۔ (کاغذ پھینک کر) تم تو خارج از عقل ہو۔

آزاد۔ جی چاہتا ہے اِسوقت گن کے دو سو لگا دین۔

خوجی۔ بلکہ چار سو۔ دو سو میری خاطر سے۔ ایسا ہی قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے نیکی کرن و بہ آب انداز واہ رے زمانے واہ۔

آزاد۔ یہ تم نے ہمارے ساتھ نیکی کی ہے نامعقول۔

خوجی۔ اچھا پھر دیکھنا کیسی دھوم دھڑلے کی نالش ہوتی ہے اور کیا گھن گرج چوٹین چلتی ہین۔

آزاد۔ از برائے خدا تم اِسکی عبارت تو پڑھو۔

خوجی۔ (منہ پھیر کر) گھڑی دو مین مریا جیگی۔

سخندان پرور دہ پیر کہن	بہ اندیشد از نگہ گوید سخن

مین عبارت دیکھ کے کیا کرون ۔ مطلب تو یہ ہے کہ اگر یہ کارروائی ہو تو بالفعل اُسوقت بلا ٹل جائے آیندہ فہمید خواہد شد ۔ مگر ۔

مزاج مقدس تولا اُبالی ہے ۔

پوچھیے ذرا سے لکھدینے مین جو اتنی بڑی بلا ٹل جائے تو کیا ہرج ہے مگر کہے کس سے ۔ کوئی آدمی ہو تو اُس سے کہے اور آدمیت سے جو خارج ہو اُس سے بلا کے خود ہی بھگتاؤ گے ہمارا کیا جائے گا ۔

مراد ما نصیحت بود دگفتیم | حوالت باخدا کردیم و رفتیم

ہم آج یہان ہین کل جدھر سینگ سمائینگے چلدینگے ۔ ہم سے یہ نہ دیکھا جائیگا کہ اتنا نام کرکے آزاد بدنام ہون ذرا سی بات مین اسوقت فیصلہ ہوا جاتا ہے ۔

یہ باتین ہو ہی رہین تھین کہ بیرا نے خوجی کو آواز دی یہ باہر آئے تو خدمتگار نے اشارے سے بلایا اور بیگم صاحب نے کہا کہ منظور کیا یا نہین خوجی نے بگڑی ہوئی بات بنائی ۔ کہا نیم راضی ہین ۔ دو سطرین لکھکر اب بھیج رہے ہین مگر آپ آج جائیے کل پہلے خدمتگار کو بھیجیے پھر خود آیئے ۔ اُس سے کہدیجیے کہ کل ٹھیک دس بجے بخطر رہت ہمارے پاس آئے اور جو ہم حکم دین وہ بجالائے ایسا نہو کہ ہم کچھ کہین اور وہ کچھ کرے ۔ ہان آدمی ذرا بے ادب اور بڑا ہی ہے ۔ بیگم صاحب بولین ۔ کیا مجال جیسا ہمارا نوکر ویسا آپکا ۔ سنا قادر کل ٹھیک دس بجے خواجہ صاحب کے پاس آنا اور جو حکم دین بجالانا ۔ اگر کہین آگ مین پھاند پڑو تو پھاند پڑنا قادر نے عرض کیا سرکار غلام کو بھلا عذر کیا ہے ۔ جو حکم دینگے بسر و چشم بجالاؤنگا ۔ میرا ہرج ہی کیا ہے

بیگم صاحب نے قادر اور کو جمین کو ہٹاکر خوجی سے کہا ۔ میان اگر عظمت چاہتے ہو تو خدمت کرو بے خدمت کے عظمت کہان بس اتنا سمجھ لو مقدم خدمت ہے اُسکے بعد عظمت ۔ آزاد کو خوب سمجھا دو کہ مفت کی بدنامی کیون لیتے ہو اک ذری سے کاغذ کے ٹکڑے پر دو حرف لکھدو اللہ اللہ خیر صلاح ۔ ورنہ فضیحتی ہوگی اور تم کو مین گواہ بدونگی اور پھوہڑا تنے بڑے کہ دوسرے کمرے مین لیجاکر چوبازی کر رہے ہین ۔ وہان اُن دونون کو معلوم ہوگیا کہ بوسہ لیا ۔ ردم جا کے چاہیے تھا تجربہ کار ہو کے آتے مگر یہ اور بیوقوف ہی ہو کے آئے ۔ تم بھی اُسوقت وہان ہوتے تو تعجب کرتے کہ یہ کیا ماجرا ہے ۔ کوئی ایسا جامے سے باہر ہو جاتا ہے مگر کہے کس سے جب کوئی اپنے آپے مین ہو وہ تو جامے سے باہر تھا ۔ اور خواجہ صاحب یاد رکھنا ہم شریف زادیان جاہی فاقہ کرین ۔ مرمٹین ۔ مگر ناموس مین فرق نہ آنے دینگے ۔ آخر ہم مین کوئی تو بات ایسی ہے جسکا ہمکو خیال ہے پوچھو وہ کیا ۔ اپنے باپ دادا کے نام کا خیال ہے کہ ہم شریف زادے ہین مگر افسوس خواجہ صاحب کہ آزاد نے ہماری قدر نہ کی اور ہمارا کلیجہ پکا دیا ۔ لیکن شرافت کے یہ معنی ہین کہ اُف تک نہین کرتے ۔ اسوقت جی جل رہا ہے کہ ہم گاڑی پر یہان باہر جھک ماریں اور آزاد وہان رہین ۔ مگر کیا مجال کہ اُف کرین ۔ دم بخود ۔ خواجہ صاحب کے دلپر اس تقریر نے بڑا اثر کیا ۔ گو خوب جانتے تھے کہ یہ بیسوا زانے بھر کی چھٹی ہوئی عورت ہے اور خاص آزاد کے دق کرنے اور کچھ لے مرنے کے لئے آئی ہے مگر اس مکارہ کی تقریر نے جادو کا کام کیا اور خوجی نے ٹھان لی کہ آزاد

کو لعنت ملامت کرینگے کہ وہ تو ہزار جان سے تمپر عاشق ہے اور تم اسقدر بے اعتنائی کرتے ہو۔ بیگم کو سمجھایا کہ حضور کیون گھبراتی ہین۔ مین آج آزاد کو اسقدر آڑے ہاتھون لونگا کہ جسکا حق ہے۔ دیکھیے تو کس فصاحت سے کہتا ہون اور کیسا رنگ پر لاتا اور جنگ پر چڑھاتا ہون کہ آپ بھی خوش ہوجائین اور بیگم صاحب خدا گواہ ہے کہ مین آپکو اپنی ماں بہن کے برابر سمجھتا ہون۔ حضور جھوٹ کہتا ہون تو آسمان پھٹ پڑے واللہ مین نے اسوقت جاکر عرض کیا تھا کہ آزاد آج اسقدر نکھر کے آئی ہین کہ دیکھنے اور نظارہ بازی کے قابل ہین۔ گر وہ شخص ذرا مخاطب نہوا۔ آپکے حسن وجمال کا کیا کہنا اللھم زد فزد۔ اور بیگم صاحب برسون سے انکے ساتھ ریاض کیا ہی خدا کی قسم اگر اور کے ساتھ اسقدر ریاض کرتا تو دل وجان سے عاشق ہوجاتا اور اگر خدا کی بندگی کرتا تو ولی ہوجاتا۔ مگر واللہ ہے کیا دیکھیے بے فیض مین نے تو جھلا کے ایک دن کہدیا کہ۔

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست	بہ کشوری کہ درد کودکان خدا وندند

بہت بگڑے۔ مین نے کہا بس۔ بگڑیے گا نہین۔ بندہ صاف صاف کہتا ہے کہ آپ ایسے لونڈون کی صحبت مین پڑکر ہماری مٹی خراب ہوئی۔

بیگم۔ تو اب ہم جائین۔ خوجی تم ذمہ دار ہو۔

خوجی۔ ہم ذمہ دار بیچ کھیت۔ یہ کیا بات ہے۔

بیگم۔ اچھا تو خدا حافظ ہے۔ تم جانو اب۔ سلام۔

خوجی۔ آداب عرض ہے حضور۔ فی امان اللہ بسم اللہ۔ قادر۔ تو مین کل ساڑھے نو بجے حاضر ہوجاؤنگا۔

خوجی۔ ہان بس کوئی دس بجے تک اور جلدی کیا ہے۔

گاڑی روانہ ہوئی اور خواجہ صاحب لوٹ جکتے ہوئے آزاد کے پاس گئے آزاد نے کہا اگر اسوقت آپ آدمی ہون تو ذرا اُس عبارت کو ملاحظہ فرمایئے۔ خواجہ صاحب کو تو اس زن بدنہاد نے کلام سحر التیام سے سحر کرلیا تھا۔ یہ بھلا آزاد کی کب سننے والے تھے۔ بگڑ گئے بس بس آپ مین ذرا آدمیت نہین ہے غضب خدا کا۔ اسطرح کی پری چہرہ بیگم۔ یوسف جمال مشتری خصال حاضر جواب چندے آفتاب چندے مہتاب اور آپ اس بے اعتنائی سے پیش آئین۔ جملہ خوبان جہان ہندوے این زن ہستہ بودہ شدہ اند۔ آزاد نے کہا جی ہان مین سمجھا سمجھا یہ مصرع آپکو یاد ہوگا ع۔ جملہ ترکان جہان ہندوے تو۔ اسکو آپ نے نثر مین یون ادا کیا۔ مگر وہی عقل کے خالی۔ ہستہ بودہ شدہ اند۔ اور ہستہ شدہ بودند اور کردہ بودہ گفتہ شدہ آمدندے۔ عجب گدھا ہی یہ شخص فرمایشی گدھا خوجی نے کہا۔ کس مردک نے یہ مصرع سنا بھی ہو اچھا اُسکا اوپر کا مصرع تو فرمایئے۔ کسکا شعر ہی یہ۔ آزاد نے کہا

ترک من این غلام ردوے تو	جملہ ترکان جہان ہندوے تو

یہ اسقدر مشہور غزل ہے کہ بچے تک جانتے ہین۔ آپ ہندوستانین اتنے بڑے ہوے آپکو نہین معلوم یہ خسرو کی غزل ہے

چندمی پرسی کہ خسرو را کشت	غمزۂ تو چشم تو ابروے تو

خوجی۔ ہاے یہ شعر بیگم صاحب کے حسب حال ہے۔

آزاد۔ کون بیگم۔ کیا کسی سے آپ سے بھی لسر کا ہی کچھ۔

خوجی۔ اجی نہین یہ جو ابھی آئی تھین جعفری بیگم۔

آزاد۔ واللہ کیا اسقدر حسین ہی دکھائی بھی نہ تم نے۔

خوجی۔ بھوک پیاس دیکھنے سے بند ہوجاتے جی۔

آزاد۔ پھر اچھا ہم کو بھی بیچلے ہوتے وہ بات ہی کیا تھی

خوجی ۔ خدا کی قسم اس مرتبہ اگر تم سے چھیڑخانی کرو گے آزاد تو ہم سے نہ بنے گی سم بھر نہ بنے گی باللہ العظیم ۔

آزاد ۔ اب میں تم کو درست کر دونگا ۔ نامعقول شرمائے نہ شرمانے دے دیکھ تو اس کاغذ میں کیا لکھا ہے ۔ ابھی پڑھ

راوی ۔ مار کے آگے بھوت ناچے ۔ خیر ی کے درجے خوجی کو پڑھنا پڑا پڑھا تو بہت خوش ہوے اور یوں گفتگو کی ۔

خوجی ۔ برادر ۔ بابای من بدیع ۔ انیکہ گنیشی رام نام داشتہ بودہ شد چہ مردم ہست ۔ این مہاجنان ست یا دلالان کدامے ہست ۔

آزاد ۔ اب فارسی کی ٹانگ نہ توڑیے ۔ پڑھ لیجیے

خوجی ۔ وای برادر بابای بدیع ۔ از پاتا فرقدان خواندیم وخندیدم بس مگر الا این مہاجنان کدام چہ کس بودہ ست ۔

آزاد ۔ اب بتاؤ دستخط کردوں ۔ کیا رائے ہے تمھاری

خوجی ۔ بھائی جان بالفعل تو وہ کام کرو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے بس

آزاد ۔ اور جو کل کو وہ سب کو یہ کاغذ دکھاتی پھرے دست آویز تو اُسکے ہاتھ میں ہوا در ہم اپنے ہاتھ کاٹ دیں چہ خوش واہ ری عقل ۔ نالائق ۔

خوجی ۔ جی ہاں ابھی کیا ہے ۔ جب قائل ہوئے تو گالیاں دینے لگے پانی پی پی کے کوسو صاحب ۔ اے توبہ واہ ۔

آزاد ۔ خدا کی قسم تم بالکل عقل سے بے بہرہ ہو ۔

خوجی ۔ خیر اپنی اپنی سب بھگت لینگے ۔ آپکی بلا سے آپ تو بڑے عقلمند ہیں مگر شاعر نے خوب گفتہ است ۔

زاہد بہ نماز و روزہ ربطے دارد	فاسق بہ دو سالہ ضبطے دارد
معلوم نشد کہ یار مصروف بہ کیست	ہر کس بخیال خویش ضبطے دارد

آزاد ۔ سبحان اللہ ۔ اصلاح دیے بغیر تو جوان رہتا ہی نہیں تین مصرعہ خدا خدا کر کے پڑھے تو چوتھے مصرعہ میں ٹٹے اصلاح دیدی ع ہر کس بخیال خویش ضبطے دارد ۔

لے لعنت خدا ۔ یوں کہو ع ہر کس بخیال خویش ضبطے دارد ۔ شعر پڑھنا ہی کیا ضرور ہے ۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد

خواجہ صاحب نے غور کر کے کہا کہ اول تو سوال یہ ہے کہ اگر آپ اُسپر دستخط کر دیجیے تو یہ عبارت ایسی ہے کہ آپ پر نالش ہو سکے یا نہیں ۔ کیا معنی کہ اگر کسی قانون دان کی لکھی ہے تو نالش ضرور ہو سکتی ہے اور اگر قانون دان کی نہیں لکھی ہے تو پھر نالش کیا ہو سکیگی ۔ خاک ۔ بس اتنا سمجھ لیجیے اور پھر وہ گنیشی رام کون ہے اور اسپ سمند کا کیا پتا ہے اور اشرفیاں کیسی اور اسکا کیا ثبوت ہے کہ جعفری بیگم سے آپ کا نکاح ہوا تھا ۔ سب خرافات ہمتو فوراً دستخط کر کے حوالے کر دیتے واللہ مگر آپ کے مزاج میں وہم ہے اور ۔

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آنکے پاس	
بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس	

یہ تو بات ہی دوسری ہے ۔

آزاد ۔ عجب گدھے ہو ۔ وہ بدنام تو کرے گی ۔

خوجی ۔ ہیچ خوف نہ ۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک	
زنند جامۂ ناپاک گاذران بر سنگ	

آزاد ۔ پھر اگر بدنامی کا خیال نہیں تو پھر کس چیز کا

خیال ہو۔ پھر کیا پوچھنا ہو خیال تو انسان کو بدنامی ہی کا ہوتا ہے۔

خوجی۔ سنا نہین۔ خواجہ میگوید دادائے من بدیع۔

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان
نامی خواہیم ننگ و نام را

آزاد۔ حافظ شیراز آپ کے کون تھے خواجہ صاحب۔

خوجی۔ ہمارے دادا کے دادا کے دادا۔ یہی رشتہ تھا

آزاد۔ جب ہی آپ کی طبیعت بھی موزون اور رنگین ہے

خوجی۔ اور نہین تو کیا ناخلف ہو کوئی یہان۔

پدرم روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت
ناخلفم باشم اگر من بجوے نفروشم

آزاد۔ اور آپ کے باپ تو لالہ سرب سنگھ تھے۔

خوجی۔ کون کون۔ کیا کہا۔ لالہ کون۔ فرمائیے نہ۔

آزاد۔ بھئی ایک بات نہین معلوم ہو پوچھتا ہون۔

خوجی۔ ہان ہان پوچھیے۔ کوسیئے۔ گالیان دیجیئے۔

آزاد۔ حافظ جو آپ کے دادا تھے اُنکے کلام مین سب سے زیادہ کون شعر آپ کو پسند آیا وہ پڑھکر سنائیے۔

خوجی۔ ہمین تو اپنے دادا کا کل دیوان اچھا معلوم ہوتا ہے واللہ۔

مزرع سبز فلک دیدم و داس مہ نو
یادم از کشتۂ خود آمدہ ہنگام درو

آزاد۔ کوئی اور شعر فرمائیے تو۔ مگر معرفت کا ہو۔

خوجی۔ اُہو ہو ہو معرفت مین ڈوبا ہوا تھا۔ واللہ۔

من و انکار شراب این چہ حکایت باشد۔

خالیا اینقدرم نقل کفایت باشد
من کہ شبہارہ تقوی زدہ ام با دف و چنگ

این زمان سر برہ آرم چہ حکایت باشد

آزاد۔ آپ کے باپ کیا تخلص کرتے ہین جناب۔

خوجی۔ محفوظ۔ ہمارے خاندان کے تخلص ایسے ہی ہوتے ہین۔

آزاد۔ بھلا حفیظن آپ کے ہان کسکا تخلص تھا۔

خوجی۔ کیا حفیظن۔ ہان کسی عورت کا ہوگا۔

آزاد۔ ہم نے تو سنا کہ آپکی والدہ بھی شاعرہ تھین خواجہ صاحب

خوجی۔ اجی جناب وہ دن ہی نہین رہے۔

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

عالم پیرانہ سالی اور قلت فارغ البالی اور پیرزالی اور عقامرفہ حالی اور خواجہ بدیع خوگر راحت۔ خوردہ چٹنی شیرین و اچار و مربائے شیرین و نان نعمت و شیرہ تمباکوے نوشیدنی۔

آزاد۔ تمباکوے نوشیدنی یعنے گھول کے پی گئے۔

خوجی۔ کیا ایک تمباکوے خوردنی۔ دوسری نوشیدنی اس کو شیدنی بولتے ہین۔

آزاد۔ جی اسکو نوشیدنی نہین کہتے ہین۔

فخر حمقاے زمان خواجہ بدیع الزمان کے دل مین تو کھُب گئی تھی کہ آزاد برسر غلط ہین لہذا اُنھون نے باتون باتون مین آزاد کو یون سمجھانا شروع کیا دیکھو بھائی دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے اس کی بھول بھلیون مین وہ نیچ ہے کہ خلاصہ یہ کہ دنیا بھی ہیچ ہے۔

دنیا ہیچ اوکار دنیا بھی ہیچ
اے ہیچ زہر ہیچ در ہیچ ہیچ

آزاد یہ اول جلول تقریر سنکر نہایت ناراض ہوئے کہا بھئی تم کو قافیہ پیمائی اور عبارت آرائی ضلع جگت استعارہ و رعایت لفظی دفترہ بازی سوجھتی ہے۔ ہمین الجھن ہوتی ہے پھر ہم سے آپ سے کیونکر بنے۔

خوجی تنکھے ہوکر بولے۔ کرنے نہ کرنے کا تمھین اختیار ہے۔ اختیار بدست مختار ہے۔ باباے من بدیع مجبور ولاچار ہے مگر چونکہ محبت سامی کا دم بھرتا ہون لہذا دست بستہ عرض کرتا ہون کہ وہ محبوب جسکے تم شوہر مطلوب ہو اگر تم کو مرغوب ہو تو بہت ہی خوب ہو مگر تم تو مرعوب دہ دیرانے کو گلشن کریگی اور چراغ گھر تمھارے روشن کریگی ؎

چیرائے کہ روشن کند خانہ ام
تو گوئی منش نیز پروانہ ام

جس گڑگڑانے اور لجاجت عاجزی اور سماجت سے اُس زن جادو۔ ولیلی ہونے مجھے تمھاری نسبت متواتر کہا سُنا دل داند۔ یا خداے من بدیع دیدہ شدہ بودہ است

آزاد بے اختیار ہنس پڑے۔ کہا آپ نے تو بڑے بڑے فصحا کو مات کردیا۔ ماشاءاللہ کیا مسلسل تقریر ہے۔

خوجی اکڑکر بولے ہم بلیغا تو یون ہی خوش بیانی کرتے ہین۔

زلطفم بگفتار خوان می نہم | سخن را شکر در دہان می نہم
زلطفم بہ ہستی خبر میدہم
بریگ روان دجلہ تر میدہم

مطلب ہمارا یہ ہے کہ اُسکی عبرت بھری داستان بھی سنئے وہ کہتی ہے کہ مین شریف زادی ہون میرا یہ شعار نہین کہ مصیبت کے وقت غل مچاؤن یا محلے والونکو خواب راحت سے جگاؤن مگر آزاد نے مجکو بے موت قتل کیا اگر ذرا

پیر دلکھدین تو چشم ماروشن دل اشاد لیکن بقول اُس مستانہ جانکے

حال دل کبھی اُس سے اگر کہون تو کہتا ہے — اور ہمنے سُنے ہے یہ بھی اک کہانی ہے
پوچھتا ہے کیا ہمدم حال زندگانی کا — جب جدا ہوا جانان خاک زندگانی ہے
سبکو ہے یقین کامل رخ پہ پاسبان کا — اُسکی جو قبا کا رنگ آج آسمانی ہے
وہ لگاتے ہین مہندی ہم بھی ہین لہو تے — واں ہے مشق خونریزی یان بھی یہ نشانی ہے
میری بیقراری سے اور میرے رونے سے — برق شک ہے نوان ابر بانی پانی ہے

زخم کھاکے بازو کی مچھلیان ہون مین زندہ
آب تیغ اے قاتل آب زندگانی ہے

آزاد۔ اُس تقریر کا خلاصہ تو بیان کیجیے جناب۔

خوجی۔ چہ خوش۔ زلیخا زن بود یا مرد۔

آزاد۔ ہم بے عقلون کی سمجھ مین تو یہ پیچیدہ تقریر آنے سے رہی پھر آپ ہی اسکا لب لباب بیان فرمائیے۔

خوجی۔ ایک دفعہ اُس معشوقۂ رنگین ادا سے باتین کر لیجیے

آزاد۔ ایک دفعہ باتین کرکے خوب منے پاچکا ہون۔

خوجی۔ دوسری مرتبہ ہماری خاطر سے سہی۔

آزاد۔ معاف فرمائیے آزمودہ را آزمودن جہل ست

خوجی۔ اگر سامنا ہو تو واللہ ارخودرود ؎

نالۂ جان سوز لاؤن لب تلک گر بزم مین
بھاگ جائے سامنے سے میرے بیتابانہ شمع

اگر پیر فرتوت دیکھے تو وہ بھی جوان ہوجائے ؎

حسن روز افزون دکھائیگا جو وہ یوسف جمال
پیر مانند زلیخا پھر جوان ہو جائے گا

اور وہ تو بجز تمھارے فرشتے پر بھی نظر نہ ڈالے ؎

آنکھون مین چھا رہا ہے کس انسان کا خیال
آتے نہین فرشتے بھی اپنے خیال مین

خوجی سمجھ گئے کہ آزاد کو سمجھانا اپنا منھ تھکانا ہی مگر چونکہ اُس عابد فریب تمام زیب معشوق نے جادو بیانی کے ساتھ اپنی مصیبت کا حال کہہ سنایا تھا اُنکا دل بالکل بھر آیا تھا اور جعفری بیگم کے ساتھ اُنکو ایک قسم کی محبت ہوگئی تھی کئی مرتبہ بڑی فصاحت سے بہت زور دیکر آزاد کو سمجھایا مگر وہ کب ماننے والے تھے آخرکار خفا ہوگئے اور کہا تم اِس قابل نہین ہو کہ کوئی بھلا مانس تم سے گفتگو کرے غضب خدا کا ہماری مانتے ہو نہ جیتی۔ ہم نے آخرکار جو کچھ کہا تجربے سے کہا یاد رکھو بوجھے تمھارے دوست ہین یا دشمن۔ بولو۔ دوست ہین نہ اچھا پھر دوست کی بات کا نہ ماننا دوستی کے خلاف ہے یا نہین خیر۔ آزاد ہم تو اب جاتے ہی ہین۔ مگر یاد رکھنا پچھتاؤگے واللہ روؤگے کہ ہاے خوجی کہان چلدیا اور خوجی تم سے بات تک نہ کرینگے۔ خواجہ بدیع کی نظرون سے جو گرا بس گرا۔ پھر یہ کسکے اپنا نہین ہین۔ جبتک دوستی ہے سب کے خادم ہین جسدن دوستی نہین رہی دشمن بنینگے۔ مگر بات نہ کرینگے صورت نہ دکھینگے

آگیا جی آجی یہ جی ہی تو ہے +	
بددعا دے دی خوجی ہی تو ہے	

یہ کہکر خواجہ صاحب منھ پھلاکر الگ جاکے بیٹھ رہے۔

اب سنیے کہ معشوقہ یوسف لقا رنگین ادا حسن آرا بیگم کے دل مین آپ ہی آپ کھب گئی کہ اگر مس میڈا کے ساتھ آزاد کی شادی نہوئی تو دو شخصون سے خالی نہین یا تو میڈا کو تش کریگی کہ مجھے قتل کر ڈالے کیونکہ وہ اتنی دور سے اسی نیت پر آئی تھی کہ آزاد کے ساتھ شادی ہوگی اُسکو یقین کامل ہوجائیگا کہ حسن آرا سد باب ہوئی ہوگی اور یورپ کی ایسی بیباک اور آزاد چھوکریان اکثر جان دینے اور جان لینے دونون مین مشاق ہوتی ہین اگر اُسنے اپنی جان دی تو بڑی بدنامی ہوگی اور مجھے لوگ خونی بیگم کہنے لگین گے۔ اور اماجان ستم ڈھائینگی کہ کیا غضب کیا اُنکا قاعدہ ہے کہ جب کوئی پاس پڑوس مین مرجاتا ہے تو وہ ڈرا کرتی ہین کہ مبادا بھوت بن کے چمٹے نہ کہ میڈا۔ اے توبہ اول تو خدا نہ کرے کہ یہ نوبت آئے مگر اتفاق ہے ع۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ اور اگر میڈا نے نہ اپنی جان دی نہ میری جان کی گاہک ہوئی تو لوگ حرف رکھینگے طعنے دینگے۔ اُنگلیان اُٹھائینگے بُرا بھلا کہینگے کہ جسکی بدولت آزاد نے نوکری پائی جسکے طفیل مین اتنا نام پیدا کیا اُسی پر سب سے پہلے اُنھون نے ہتھ صاف کیا۔ الغرض گو مگو کا معاملہ ہے نجومیون نے جب اُنکی کیفیت اسقدر فیر اور دگرگون دیکھی تو اُنکو پھر از سر نو سمجھایا۔

نازک ادا۔ اب یہ خیال کب تک رہیگا بہن آخر۔

حسن۔ جب تک کوئی تھلبیڑا۔ خاموش ہوگئین۔

بہار۔ یہ انوکھا عشق ہے کوئی اور تو پیچھے کہیگا پہلے ہم خود ہی کہتے ہین کہ یہ انوکھا عشق ہے جسپر عاشق ہوا سکی بغل مین دوسری نہو وہ اچھا یا ہو وہ اچھا۔

حسن۔ آپ تو سمجھتی ہی نہین ایک بات۔

بہار۔ ہان سچ ہے۔ تجربہ کار اور عقلمند تو تم ہو بس۔

حسن۔ جو مین کہون وہ بھی سن لیجیے۔ بس پھر رائے دیجئے

بہار۔ اچھا جو کچھ کہنا ہے وہ کہہ لو۔ ہم سنتے ہین۔

حسن۔ میڈا جو منزلون مہینون برسون کی راہ طے کرکے یہان آئی ہے اُسکا اِس سے کیا منشا ہے۔ بولیے یہی نہ کہ آزاد سے عشق ہے اور اُسکی خواہش ہے کہ آزاد کے

ساتھ شادی ہو۔

جانی بیگم۔ ہم سے تو بے بولے نہین رہا جاتا۔

نازک۔ سن لو پہلے یا اچھا کہو تم ہی کہہ لو پہلے۔

جانی۔ اگر میڈم مردار سچ مچ آزاد پر ترکھی ہے اور آزاد کا بھی اُسپر دل آیا ہے تو تم کو اور کوشش کرنی چاہیے۔ کہ میڈم کی طرف سے آزاد کا دل پھر جائے۔

گیتی۔ اور کیا۔ نہ کہو یہ اور اُلٹی اُسی کی طرفداری پر کمر باندھے ہوے ہین یہ انوکھی بات ہی۔ بھلا دنیا مین کوئی بھی چاہے گا کہ جسپر ہم عاشق ہین اُسکا کسی اور پر دل آ کے یہ توانوکھی بات سننے مین آئی۔

مغلانی۔ (بوڑھی) حضور ہمین بولنے کا منصب نہین ہے مگر کہتی تو آپ سچ ہین یہ تو بالکل انوکھی بات ہی خدائی مین ایسی کوئی

حسن۔ اچھا پھر جو سب کی راے ہو وہ کرون۔ چاہے شادی ہو یا نہو مین خاموش رہون نہ۔ یہی مطلب ہے، اچھا یون سہی مین یون ہی خاموش ہون۔

سپہر۔ بس اب راہ پر آئین۔ کیسکا کہنا تو مانین۔

جانی۔ مین ایسی ہوتی تو میڈا کو کھڑے کھڑے نکلوا دیتی

بہار۔ وہ نہ نکلوا دین نہ سہی۔ مگر زبردستی تو نہ کرین کہ خواہی نخواہی شادی ہو۔ جسکے سامنے کہو گی اُسکو ہنسی آئیگی۔ جو مفت مین بیٹھے بٹھائے ہنسوانا چاہتی ہو تو بسم اللہ کیا مضائقہ ہی۔ اختیار ہی۔ جسکو تم سب سے زیادہ عزیز رکھتی ہو اُس سے پوچھو تو دیکھو کیا کہتی ہے۔

حسن۔ آپ سے اور بھی کوئی عزیز ہے باجی جان۔

بہار۔ تو پھر ہمارا ہی کہنا مانو۔ یون ہی سہی۔

حسن۔ مانتی تو ہون۔ کہہ تو دیا کہ جو کہیے اُسکے مطابق کارروائی کرون آپ میری بھلائی کی خواہان ہین۔ نہ بدی کی۔ بس چھٹی ہوئی۔

بہار۔ اب قسم کھاؤ کہ آج سے کبھی اِس قسم کا جرچا نہ کرو گی اسکے معنی کیا کہ ہنسی خوشی کے دنو نمین چہرہ اُداس کیے ہوے بیٹھی ہین۔ اے واہ۔

حسن۔ نہین اب اداس ہون تو جرمانہ کیجیے۔

نازک۔ لے بس اب ڈومنیون کو بلواؤ۔ ؎

گل نہ ہنستے تری فریاد پہ یون اے بلبل	
	میرے نالون کی اگر طرز اُڑائی ہوتی
سایہ افگن مری تربت پہ وہ مہ رو ہوتا	
	اسطرح چادر مہتاب چڑھائی ہوتی
دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی	
	اُس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی
بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے	
	مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی
تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد	
	بعد مرنے کے مری خاک اُڑائی ہوتی

اتنے مین بمبئی کی بیگم صاحب جو اپنے میان مرزا صاحب کے ہمراہ کسی مقدس مقام کی زیارت کے لیے گئی تھین تشریف لائین اور سب نے راے دی کہ انکو ابھی اس امر کی مطلق آگاہی نہین ہی انسے راے لو دیکھو وہ کیا کہتی ہین حسن آرا بولی آنے دیجیے۔ یہان آئین بیٹھین۔ خیر و عافیت معلوم ہو ایسی جلدی کیا ہی۔ بیگم صاحب آئین۔ پہلے تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی گفتگو رہی بعد ازان اُنھون نے حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

بیگم - کچھ مٹھائی کھلاؤ تو ایک خوشخبری سُنائین -
حسن - ضرور - دکان کی دکان حاضر ہو جائیگی -
بیگم - اسکے پہلے مٹھائی منگوالو -
حسن - یا آہی تو کیا کوئی بدنیت ہے باجی جان -
بیگم - روپیہ خرچنے کے وقت نیت ٹھیک نہین رہتی -
حسن - اچھا ہم کسیکی ضمانت دین - مانوگی -
بیگم - ہان سوائے گیتی آرا کے - اسکا اعتبار نہین -
گیتی - چہ خوش - مین نے بیچاری نے کیا بگاڑا ہے بہن
بیگم - اُسدن چھوٹی بیگم کی ضامن ہوئین آجتک وہ روپے
لئے ہی ہین کوئی اور ضمانت کرے تو کیا مضائقہ -
گیتی - اچھا ہم کسی کے پاس نقد داخل کردین؟ یون سہی
بیگم - ہم کو اسکا بھی اعتبار نہوگا تم پھول کے جلی روپے
دوگی ہم کیونکر اعتبار کرین بھلا -
حسن - یا میرے اللہ - نازک ادا بیگم ضامن ہون
بیگم - ہان اگر نازک ادا بیگم ضامن ہون تو کیا حرج ہے
کیون تمہین ضمانت کرتی ہو نہ اُنکی -
نازک - بہن سُنا نہین - زردے ضامن نہو -
بیگم - اے لو یہان بھی پھٹا کا ہوگیا - اب بولو -
سپہر - اجی ہم ضامن ہوتے ہین - واہ کیا کچھ بے اعتبار ہین
بیگم - اچھا سو روپیہ کی ضمانت کرو -
سپہر - پورے سو - ایک کم نہ دو زیادہ - !!! -
حسن - واہ ہے یہ تو کوئی بہت بڑی خوشخبری ہے -
بیگم - ایسی خوشخبری ہے کہ سنوگی تو پھڑک جاؤگی -
حسن - ضمانت کرلو بہن - سو نہین دو سو تک کی سہی
بیگم - ہان کیون نہین - خوشخبری تو ایسی ہی ہے کہ ہزار
دو ہزار دس ہزار قربان کردیے جائین تو کوئی بات نہین
سپہر - اچھا ہم نے سو روپے کی ضمانت کرلی باجی کیطرف سے
بیگم - مین لونگی - دیکھو سب کے سامنے اقرار ہوا ہے -
سپہر - آہی وہ کون بڑی لمبی چوڑی رقم ہے -
بہار - دیکھو سب کے سامنے قبولی ہو - روپیہ لیا جائیگا
ایسا نہو پیچھے جھگڑا ہونے لگے -
حسن - اور جو خوشخبری نہوئی تو کون ذمہ دار ہے -
نازک - بڑی بیگم - اپنی آماجان سے پوچھنا - نہ انکے
پوچھنے کی ہو ہم سب راے دینگے - کیا کچھ شرشلہ ہے -
حسن - اچھا منظور - اب ضمانت ہوگئی بتائیے -
بیگم - دیکھو مین پھر کہے دیتے ہون کہ سپہر آرا سے بھرلونگی
حسن - لے ہے - وہ کون بڑی بات ہے خواہ مخواہ کیلیئے
غل مچا رہی ہو واہ - بتاؤ تو سہی خوشخبری کیا ہے -
بیگم - ہم نے راستے مین دو جگہ سُنا اور معتبر معتبر لوگون
سے سُنا - ایسے معتبر آدمی کہ حسن آرا خود اُنکو معتبر سمجھین یقین آئے
حسن - یا خدا یہ نہ معلوم ہوا کہ کیا سُنا -
بیگم - تم مٹھائی نہ دوگی تو بڑا ہی ہرج ہوگا -
حسن - لے تو خدا کے واسطے کوئی سمجھاؤ انھین -
سپہر - کیا بے اعتباری ہے کہ تو بہ ہی بھلی -
بیگم - بہن زمانہ نازک ہے -

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونون ہاتھون سے تھام لو دستار

نازک - تو بہن تمھارے بمبئی مین جوہری بستے
ہین کیا -
بیگم - ہمارے بمبئی مین تو چور نہین بستے ہین -

نازک ۔ لے تو سب قول قرار ہو گیا ۔ ضمانت ہو گئی سو روپے پر توڑ کر لیا گیا پھر یہ جھگڑا کاہیکا رہا ۔
بیگم ۔ اچھا ایک اور ضمانت ہو جائے دو ضمانتین ہون بہار ۔ یا اللہ اُنکو کسی کا یقین ہی نہین ہے ۔
جانی ۔ ہم ضامن ہوتے ہین پورے سو روپے کے ۔
حسن ۔ لو اب دو ضامن ہو گئے ۔ اب بتاؤ ۔
بیگم ۔ اچھا خور کرون ۔ انسے وصول ہو گا یا نہین ۔
نازک ۔ ہم تو تھک گئے سنتے سنتے ۔ (گا کر) ۔

طبیعت آگئی ہے اِن روزون اِک طفل برہمن پر
گمان ہو نالۂ ناقوس کا اب میرے شیون پر
ہوا یہ رتبہ زلف یار کا کنگھی کے کرنے سے
ہوا پر ہے اڑی جاتی لگا شانے کے ناگن پر
ہمیشہ مارا ورطاؤس مین ہے دشمنی دیکھی
دل پر داغ کیون شیدا ہوا ہے زلف پرفن پر
نظر آتی ہے مستی کی دھڑی پر پان کی سرخی
کسی نے برگ گل کو رکھ دیا ہے برگ سوسن پر
ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اُس غیرت گل کو
طلب کرتا ہے اُڑ جانے کو ہر بلبل سے گلشن پر
شب مہتاب مین ہنسنا تمھارا لائیگا آفت
گرے گی ایک دن بجلی مہ تابان کے خرمن پر
تبسم دیکھکر اُس شعلہ رو کا جل رہے ہین گل
بجا ہے گر گرین بجلی گری پھولونکے خرمن پر
دھوان جب دل سے اُٹھتا ہے تو بن سیر کرتے ہین
تو اک کالی گھٹا سی یار چھا جاتی ہے گلشن پر
نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین

طبیعت آگئی ہے اِک نگاہ نازک افگن پر
ہوا نازک مگر مین رشتۂ زنار کا عالم
ہماری آنکھ پڑتی ہے جو اک طفل برہمن پر
بنایا ہے زمین کو آسمان اُن شہسوارون نے
مہ نو کا ہے عالم ہر نشان نعل توسن پر

نازک ادا بیگم نے اُسوقت خوب دل لگا کر گایا تو سب لوگ سب عش عش کرنے لگین اور بہار النسا کے دل کا تو عجب ہی حال تھا ۔ پھر آرا بولین اللہ جانتا ہے کیا نور کا گلا پایا ہے جو سنتا ہے جی چاہتا ہے برسون سنا ہی کرے اور آواز کتنی پیاری اور نازک ہے کہ مین کیا کہون ۔ نازک ادا نے کہا کسی روز سناؤنگی تو پھر کیفیت دیکھنا ۔

اُس چمن مین خار چشم ہر گل نرگس ہو نہین
ہان مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے

ہان مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے ۔
بیگم ۔ بہن یہ خداداد بات ہے ۔ اللہ کی دین ۔
نازک ۔ واہ اللہ کی دین کیسی ۔ ہم نے برسون سیکھا ہے ۔
بیگم ۔ سیکھا ہے سیکھا کس سے ڈومنیون سے یا ۔
نازک ۔ ڈومنیون سے نہین قوالون سے ۔ کیا کچھ اسمین ہرج ہے ۔
اسپر قہقہہ پڑا اور بڑی دیر تک چہل ہوتی رہی ۔
اب ایک نیا گل کھلا ۔ ایک مغلانی ڈولی پر سے اُتری اور بدحواسی کے ساتھ گھبرائی ہوئی آئی اور آتے ہی کہا بیوی آج تو بڑی بُری خبر سُنی ۔ جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ اللہ نہ کرے کسی کا بچہ اسطرح مارا جائے اُف یہ چور موے کیسے موذی بیرحم سفاک ہوتے ہین

رہ شہر پناہ مین رکھے - ہمارے مکان کے پڑوس ایک لالہ
رہتے ہین - ایسری داس - بوڑھے آدمی ہین بچارے کوئی
اسی پچاسی برس کے ہونگے - ایک لڑکی - لڑکے سے زیادہ
ناز و نعمت سے پالی - ہزارون روپیہ اُسکے اوپر سے نچھاور کردیا
کھلائی آتا یہ وہ نوکر رکھے - جب ذری سیانی ہوئی شادی کی
اور بڑی دھوم سے شادی کی کئی دن تک برات ٹکی رہی - لڑکا
بدا کیا - اسکے بعد پھر بلوایا - ابکی جو لڑکی آئی تو ایک بچہ گود مین
کھیلتا تھا اُسکو لالہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ساری دولت
اسی کے نام لکھدی اور کوئی وارث ہی نہ تھا - لڑکا ہر وقت ہزارون روپے
کا زیور پہنے رہتا تھا - اور سب زیور سونے کا اور جڑاؤ - اور جواہرات
سے لدا ہوا بس کل ایک کہاری اُسکو باہر لیکے نکلی اور گنا
نکال کے بچے کو ہوئین ڈالن نے باؤلی مین ڈالدیا -

اتنا سننا تھا کہ بہار النسا اور سپہر آرا کی آنکھون سے
اشک جاری ہوگئے اور جس نے سُنا سخت افسوس کیا کہ یہ کیا
غضب ہوگیا -

مغلانی نے بیان کیا کہ جب دیر تک لڑکا گھر مین نہ آیا
تو فکر پیدا ہوئی - ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا - کہین نہ ملا
آخر کار ایک گونگے نے سر پیٹ کر اشارے سے باؤلی کیطرف
بتایا - کنوئین والے اُتارے گئے تو اُس معصوم بچے کی لاش
نکلی - اس فقرے پر پھر سناٹا ہوگیا اور جتنی بیٹھی تھین
ٹھنڈی سانسین بھرنے لگین - مغلانی نے کہا حضور جسوقت
لاش برآمد ہوئی وہ کہرام مچا ہوا تھا کہ توبہ ہی بھلی - گھر کی
عورتین تڑپ تڑپ کے باہر نکل نکل آئین محلے بھر مین وہ
بین ہو رہا تھا کہ مین کچھ عرض نہین کرسکتی - آخر کار پولیس
کے سپاہیون نے اس کمبخت کا پتا لگایا - اسکی گردن پر تو
خون سوار تھا زیور لے کر پہلے نخاس گئی اور وہان ہاتھ کے
کڑے بیچنے کھڑی ہوئی -

حسن - ادئی ! - اتنی ڈھیٹ بچہ بازار مین بیچنے لگی
بہار - بہن خون سر پر سوار تھا - یہ چھپتا تھوڑا ہی ہے -
مغلانی - توبہ توبہ - خونی اور دیوانہ ایک ہوتا ہے -
نازک - ہان یہ تو سچ کہتی ہو - کوئی پوچھے دیوانی تو نخاس
کیا کرنے گئی - مگر وہ تو خون سر پر چڑھا تھا - اُسوقت وہ اپنے
آپے مین تھوڑا ہی تھی -

مغلانی - حضور ایک تو دل چور دوسرے کُتے کو گھی نہین
ہضم ہوتا ہے کتنے کی اوقات اور مال ملگیا اتنا - اور جھاڑ
سونے کا زیور - بس بدحواس ہوگئی نخاس مین جا کے
کھڑی ہوئی تھی کہ برقندازنے بھانپا اور گرفتار کرلیا - تلاشی
لی گئی تو اور زیور نکلا - اور کان کی بالیون مین ذرا سا
خون بھی لگا ہوا تھا - بس وہ سمجھ گیا - اتنے مین اور لوگ
جمع ہوگئے چوکی پر لے آئے - تھانے پر رپٹ لکھوائی -
معلوم ہوا کہ لالہ ایسری داس کے ہان کا زیور ہے -

حسن - اب پھانسی پائیگی مردار یا بچ جائے گی -
مغلانی - پھانسی پائے چاہے کھڑی چنوا دیجائے
بچہ پھر اب پیدا ہونے سے رہا - وہ بچارہ جہان کا تھا
وہان سدھارا اب اُسکے لیئے چاہے سو ہو -

حسن - مگر زیور نچھانا نہ چھوڑینگے نہ چھوڑینگے -
نازک - ہی ہی - اس مہری کی صورت نہ دیکھنی چاہیے
سپہر - اُس بچے بچارے کا کیا حال ہوا ہوگا - ہی ہی -
حسن - چلو بس اب ذکر نہ کرو - مگر بچے کو زیور پہنانا ہی
بڑی بُری بات ہے کوئی مانتا نہین اور ہندؤن کی دیکھا

دیکھی ہم لوگون مین اسکا رواج ہوگیا ہے۔ لڑکیون کو تو پہناتے تھے اب لڑکون کو بھی پہنانے لگے۔

نازک۔ اگر یہ سب سے اچھے اُنکے ہان زیور دیورسے وسطہ ہی نہین رکھا۔ صرف صفائی سے مطلب ہے۔

ہم لوگ بچون کی جان خود خطرے مین ڈالتے ہین۔

سپہر۔ جب ہی تو بھگتتے ہین اور آئے دن ایسی خبرین آتی ہین۔

مغلانی۔ حضور نیت بدلتے کچھ دیر نہین لگتی۔ سارا کھیل نیت کا ہے۔ آدمی کی طبیعت کا کچھ ٹھکانا نہین۔ لوگ کہتے ہین کہ اُس عورت نے دو تین آدمیون کا نام لیا ہے کہ وہ اُس بچہ کے قتل مین شریک تھے۔ مطلب یہ کہ انھون نے مہری کو مدد دی تھی مگر وہ قطعی انکار کرتے اور کہتے ہین کہ یہ جھک مارتی ہے۔ تھانہ دار اور انسپکٹر اور صاحب لوگ سب دروازے پر جمع ہین اور بڑی تحقیقات ہو رہی ہے اور لالہ بیچارے چپ زبان بند کرلی ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین اور زبان سے اُف نہین کرتے۔ اُنکے قلب پر بڑا صدمہ ہے۔ اور دیکھ لیجیے گا۔ صبح شام مرجائیگا اس سن مین یہ دھچکا افوہ برداشت کرنا محال ہے۔

حسن آرا کے دل پر اس خبر نے بہت بڑا اثر کیا اور سہ پہر کے وقت جب اُنکی ہمجولیان آرام مین تھین انھون نے بچون کے زیور پہنانے کے مضار کے خلاف ایک مضمون لکھا۔

دوسرے روز روح افزا کی سالگرہ کی تقریب مین بڑی بیگم نے اپنے اعزہ کی دھوم دھام سے دعوت کی جب روح افزا بیگم پیدا ہوئی تھین تو اُنکی زندگی کی اُمید نہ تھی۔

بڑی بیگم سے ایک عورت نے جنکو یہ بہت مانتی تھین کہا کہ اسکی ہر سالگرہ کے دن خوش روزہ کرنا اور مسجد مین اپنے ہاتھ سے سونے کے چراغ مین گھی جلانا اس مجذوبہ کی نصیحت اُنکو اب تک نہین بھولی تھی۔

الغرض دوسرے روز سویرے ہی مہمانون کی آمد آمد شروع ہوئی اور دس گیارہ بجے تک حسن آرا کی ہمجولیان بڑی کثرت سے جمع ہوئین۔

نازک۔ حسن آرا کے بشرے سے آج ایک نئی بات پائی جاتی ہے۔

قمر النسا۔ فرمایئے بات کیا ہے بہن۔ ہم بھی تو سنین۔

نازک۔ اگر عقل خدا نے دی ہے تو خود ہی سمجھ جاؤ۔

قمر۔ یہی تو افسوس ہے کہ عقل خدا نے نہین دی بہن۔

نازک۔ اسکا افسوس تمھین ہوگا یا تمھارے میان کو۔

قمر۔ تمھارے میان بڑے خوش نصیب ہین کہ تمھاری سی حاضر جواب بی بی پائی اُنکو تڑسے جواب دیتی ہو یا دب جاتی ہو۔

نازک۔ نہ دبنے کی کون سی بات ہے معلوم ہوتا ہے تم ڈرتی اور کانپتی رہتی ہو میان کے سامنے تو تمھارے دلمین چور ہے

قمر۔ دل مین چور کیسا۔ یہ کہتی کیا ہو بے تکی باتین۔

جانی۔ سمجھو تو بہت کچھ کہہ گئین نہین تو کچھ بھی نہین۔

نازک۔ یہ لڑواتی ہین۔ انکی یہ عادت ہے بہن۔

قمر۔ لڑوائے تو اُسکو جو تم کو جانتا نہو۔

نازک۔ تو ہم مین کون بات ہے بہن۔ دیوانی ہون کسیکو گالیان دے بیٹھتی ہون یا اُٹھتی بیٹھتی۔ برا بھلا کہتی ہون آخر کچھ سنون تو۔

قمر۔ تمھاری بات کا کون جواب دے بہن۔

بہار۔ جسکو بے نقاسنا ہو۔ ایک کہو ہزار سنو۔

قمر۔ اے ہے پانچ پڑین ہزارون لاکھون باتین کہہ ڈالین۔

نازک۔ لے ہے۔ کیا ننھی بنی جاتی ہین۔ اور ابھی ایک بات کہون تو بگڑ کھڑی ہون۔ کہون۔

راوی۔ سب کے دل مین شک ہوا کہ کوئی بڑی ہی بات ہوگی اور کمال اشتیاق سے اس بات کے سننے کی منتظر ہوئین قمرالنسا نے ہنسکر کہا تم جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو تمھاری معافی ہی اتنے مین ایک اور بیگم صاحب آئین۔ اور ادھر اُدھر کی باتین کرکے اُنھون نے اس بچے کا ذکر چھیڑا۔

بیگم۔ برسون کا حال سنا ہی ہوگا۔ بڑا غضب ہوگیا۔

بہار۔ ہان وہ بچے کا حال نا۔ زیور کی چوری کا۔

بیگم۔ لے بہن بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ ہی ہی۔

گیتی۔ اس مہری نگوڑی کو غارت کرے خدا۔ اُس کے لیے کیا سزا تجویز کی گئی۔ کچھ سُنا ہے۔

بیگم۔ ابھی کچھ نہین ایک مہری ہی تھوڑے ہی تھی۔ اسمین تو کئی شریک ہین۔ ہمارے تو پڑوس کا ذکر ہے۔ ہر روز صبح سے شام تک تھانے کے لوگ اور کوتوال اور شہر والے جمع ہوتے ہین اور لوگ پکڑے جاتے ہین۔

مغلانی۔ حضور وہ لالہ بڑے امیر ہین۔ مگر مرمٹا بیچارہ

بیگم۔ لالہ! وہ حیکلہ دار تھا شاہی مین اب بھی اُسکے ہان ایک ہاتھی ہے۔ مگر قسمت کا ہیٹا۔ اولاد نہین ہوئی بس ایک لڑکی ہے سو وہ بھی بڑھاپے مین ہوئی تھی اُسیکا بچہ تھا بڑا ستم ہوگیا۔

سپہر۔ تم نے تو لڑکا دیکھا ہوگا۔ بڑا سی ہی ہین۔

بیگم۔ ایسا ہنس مکھ اور گورا چٹا لڑکا کہ مین کیا کہون

مگر خدا اُسکو غارت کرے۔ لوگ کو ایسی بیرحم کہ زیور اُتارکے اندارے مین پھینک دیا۔ اُف (کانپ کر) عورتون مین بھی ایسی ایسی ظالم ہوتی ہین۔

مغلانی۔ وہ تو کہتی ہی کہ زیور اُس سادھو نے اُتارا تھا اور بچے کو لالہ کے ہان کی ماجی نے کنوئین مین پھینک دیا۔

بیگم۔ بچون کو زیور نہ پہنانا چاہیے یہ تو بڑی بُری رسم ہے۔ آئے دن سننے مین آتا ہے کہ فلانے آدمی کے لڑکے کو کسی نے مار ڈالا اور زیور اُتار لیا۔ مگر لوگ نہین مانتے اپنے بچون کے اپنے آپ دشمن ہوئے ہین اور پھر یہ بھی تو ہی کہ جو عورت برسون سے نوکر ہو اور جسپر اعتبار ہوگیا ہو اُسپر یہ کیونکر شک گذرتا ہی کہ خواہی نخواہی اُسے مار ڈالا ہوگا

مغلانی۔ بڑا نازک زمانہ ہے حضور توبہ ہی بھلی۔

نازک۔ اب مہرین کا اعتبار بالکل جاتا رہے گا۔

مہری۔ حضور سب انگلیان تھوڑا ہی برابر ہین۔

نازک۔ سُنا نہین کھانے کے وقت سب برابر ہو جاتی ہین پانچون انگلیان برابر جو بھر فرق نہین۔

اب سنیئے کہ جب چالیس پچاس ہمجولیان جمع ہوئین اور عرصۂ دراز تک اُس بچے ہی کا ذکر رہا۔ تو بمبئی کی بیگم صاحب نے جنکو حسن آرا نے مضمون سُنایا تھا اُسکا ذکر کیا اور چونکہ حسن آرا کی طباعی سے سب واقف تھین اُنھون نے اصرار بلیغ کیا کہ مضمون پڑھکر سُنائین۔ حسن آرا نے پڑھکر سُنایا۔ وہو ہذا۔

جسطرح انسان کی شکل وصورت طرز معاشرت تراش خراش وضع چال ڈھال ایک سی نہین ہوتی کوئی گورا ہوتا ہے اور کوئی کالا کوئی صبیح کوئی ملیح اسیطرح اُنکے خیالات

ہین بھی اختلاف ہی دیکھو بعضان مین چھوٹے پاؤن کو حسن و جمال کا جزو اعظم سمجھتی ہین ادھر کسی شریف خاندان مین لڑکی پیدا ہوئی اُدھر انھون نے اُسکے پاؤن کو شکنجے مین کس دیا۔ انگلستان کے حسینان ماہ رو اور خوبان پریچہر کمر کی لچک کو عین انداز دلربائی تصور کرتے ہین اور مصنوعی چیزون سے کمر کو اسقدر باریک کرنا چاہتے ہین کہ کمر اور بال مین سر مو فرق نہ رہے۔ فرانس کے نازنینان زہرہ جبین مصنوعی بالون سے زلف کو طول مل سے بھی طول زیادہ دیتے ہین تاکہ چوٹی ایڑی تک لٹکے تو کمر ہزار جگہ سے لچکے۔ ہندوستان جنت نشان مین صنام نازک اندام سبزہ گلگون ناز و انداز کرشمہ سے سبز باغ دکھاتے ہین گاؤن کی۔ عورتین اودی اودی گھٹا مین دھانی دوپٹہ اوڑھ کر اتراتی ہین۔ ڈھامی کے باشندے دانتون کو زلف خوبان سے بھی زیادہ سیاہ رکھتے ہین۔ کوئی بادشاہ ناج رنگ مین روپیہ ضائع کرکے اپنی عجب گت کرتا ہی کوئی غذائے لذیذ پر جان دیتا ہی۔ غرضکہ جسطرح صورتین گوناگون ہین اسی طور پر خیالات بھی بوقلمون ہین مگر بعض امور ایسے ہین کہ اُنکی خوبیون اور عیوب کو طبع سلیم فوراً تسلیم کرلیتی ہی منجملہ ان امور کے بعض باتین ایسی ہین کہ اگر مبصر اُنکو بغور و تعمق چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائینگے تو مین علم الیقین سے کہہ سکتی ہون کہ ایسی بیہودہ باتون کو ہرگز ہرگز جائز نہ قرار دینگے مثلاً بچونکو زیور پہنانا۔ مستورات کا تو اس مقام پر تذکرہ نہین مگر ہان ذکور مین سے جو صاحب بچون کو گہنا پہنانا کو موجب فخر تصور کرتے ہین اُنکو ہم ایک قسم کا مریض سمجھتے ہین اور نصیحت اور فہمایش کو دارو۔ دوا چاہے کیسی ہی شیرین کیون نہو مریض کو اسکی حلاوت ہمیشہ تلخ گذرتی ہی اور بڑی ترش روئی سے اسکو پیتا ہی لیکن ارباب فہم و فراست خوب جانتے ہین۔

ع کہ داروے تلخ ست دفع مرض۔

اکثر صاحبون کا یہ مقولہ ہے کہ لڑکون کو زیور پہنانے سے دو فائدے ہین ایک یہ کہ لڑکے خوبصورت معلوم ہوتے ہین دوسرے اظہار دولت۔ اسمین اصلا شک نہین کہ لڑکون کو صفائی سکھانی چاہیے کہ ہمیشہ صاف ستھرے رہین غسل کیا کرین لباس کو حتی الوسع بے احتیاطی سے میلا نہ کرین بالون کو پریشان نہ رکھین مکان کو گندہ نہ کرین کیونکہ جسم اور لباس اور مکان کی صفائی تندرستی اور صحت سے ویسی ہی مناسبت رکھتی ہے کالملح فی الطعام۔ صفائی جسم اور تندرستی لازم ملزوم ہین لیکن حضرت نظر انصاف سے دیکھیے کہ زیور سے کیا صفائی ہوتی ہے۔ لڑکا کیسا ہی خوبصورت ہو کپڑے پہنا دیجیے۔ پاؤن کالے ہوجائینگے بالیان پہنا دیجیے بد قطع معلوم ہونے لگیگا۔ سوائے اسکے زیور اس قسم کے ہوتے ہین کہ ان مین نفاست اور نزاکت کا نام نہین بلکہ عموماً بھدے اور بھونڈے ہوتے ہین مثلاً بھلا ہنسلی مین کیا خوبی ہی ظاہر ہے کہ ایسا بھدا زیور گھوڑے اور بیل کے لائق ہی یا بچون کے قابل (معقول سبحان اللہ کیا کیا زیور ہین (ای صل علی) کپڑے کیسے بھدے ہوتے ہین کہ خدا کی پناہ۔ الامان سردست کسی لڑکے کے ہاتھ مین سونے کے کڑے پہنا دیجیے دیکھیے اُسکی پھرتی رفو چکر ہوجاتی ہی یا نہین بھلا ایسے زیور سے لڑکا کیا بھلا معلوم ہوگا۔ جبتک لڑکے کا سبزہ آغاز نہین ہوتا تب تک اکثر لوگ سبزہ پہنائے رکھتے ہین بچون کو چاندی کے کڑے پہننے سے سخت دقت ہوتی ہی بچپن کے

دن اُنکے کھیلنے کودنے اُچھلنے پھاندنے دوڑنے دھوپنے کے ہین کپڑے پہناکر اُنکو ایک قسم کا مقید کرنا کب قرین مصلحت ہے طرہ اُسپر یہ کہ بعض صاحب مجھ پر کٹی اُڑاتے ہین گورے گورے پاؤن کو کالا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خوبصورت معلوم ہوتے ہین اے کیون نہو واہ ع - برعکس نہند نام زنگی کافور -

ہان یہ امر صحیح ہے کہ جو لوگ زیور پہنانا نہ دل سے پسند کرتے ہین انمین عشر عشیر ایسے لوگ ہونگے جنکو اظہار دولت کا خیال نہ گدگداتا ہوگا غرضکہ یہ فعل لوگ عموماً اسلیے اختیار کرتے ہین کہ ہم کو اور ہمارے لڑکون کو دیکھنے والے غریب اور مفلس نہ سمجھین بلکہ یہ کہین کہ لڑکا گوندنی کیطرح لدا رہتا ہی -

اے حمیت قومی جوش مین آ اے حب الوطنی خروش فرما اے طبع سلیم ایک نظر ادھر بھی - افسوس صد افسوس اگر اسی کا نام اظہار دولت ہی تو ایسے اظہار - اور ایسی دولت اور ایسی خودنمائی کو ہم جھک کر سلام کرتے ہین - صاحب اگر آپ دولتمند ہین تو لڑکے کو اعلےٰ درجہ کی تعلیم دیجیے - انگریزی فارسی سنسکرت وغیرہ السنہ مروجہ اور منطق - معانی فلسفہ - ریاضی - تواریخ طبیعیات وغیرہ علوم غریبہ سکھایئے شہسواری تیراندازی - بانک - لکڑی وغیرہ مفید ہنر کی طرف اُنکی طبیعت کو مائل کیجیے - اخلاق کی باتین بتایئے تاکہ اُنکی رائے زرین ہو فکر متین ہو - یہ نہین کہ آج لڑکا پیدا ہوا کل اُسکی ناک کان چھید کر بالکھدا غلام بنا دیا - ابتدا سے اُسکو انتہا کا خودنما کردیا طوق ہیکل وبھی وغیرہ زیور سے گھوڑے کی زیبایش ہو تو ہو حضرت انسان کی زیبایش اور خصوصاً شرفا کے لڑکون کی آرایش تو علم و ہنر سے ہے - ایک عالم کا مقولہ ہے کہ لڑکون کو لباس گران بہا اور غذاے پر تکلف کا عادی نہ کرنا چاہیے ورنہ بڑھکر وہ اُنھین چیزون کو سب سے بہتر سمجھین گے والے برحال ماہند یان کہ بچپن ہی سے اُن کو ایسی باتون کیطرف راغب کرتے ہین علم و ہنر سکھانا بالاے طاق کرکے اور گھنگرو پہنانا خوب سکھاتے ہین -

زیور پہنانے مین ایک فائدہ تو صریح ظاہر ہی کہ اکثر لڑکون کی جان خطرے مین رہتی ہے بلکہ مہینے مین دو چار بار اخبارات دیار و امصار مین ہم بڑے افسوس سے پڑھا کرتے ہین کہ فلان شہر مین ایک لڑکے کو ایک شقی القلب نے چار روپے کے زیور کی طمع پر مار ڈالا یا دو روپے کا گہنا اُتار لیا اور پھانسی دے دی دعورتون مین اکثر زیور اُتر جاتا ہے خادمہ فوراً لیتی ہین آپ کی آنکھ چوکی اور اُنھون نے مال ہضم کیا بالی کھوئی بالی کھوئی کی آواز گونج رہی -

اگر کچھ بھی چشم انصاف سے غور فرمایئے تو لڑکون کو زیور پہنانا گویا درحقیقت خود عمداً اور ارادۃً قتل اطفال ہین لوگون کو ترغیب دینا اور شاید از خود بحضور دار الدادعات قتل انسان کے جرم کا مجرم بنکر مواخذۂ سخت مین مبتلا ہونا ہی اور ان بیچارے بیگناہون کی جان کھونا ہی -

جلوہ راز یور نیاید چون بآئین سرخ	عار دارد از خدا بائے کہ رنگین میرود

بعض کا قول ہی کہ ہم بیش بہا زیور کس کے گھر سے لائین ہمارا زیور کس گنتی مین ہی - ہمارے پاس نہ مال ہے نہ دارید - نہ جگنو - نہ طوق - ہمارا پہنانا نہ پہنانا برابر ہی - ہان رہے بدلے اگر ہمین انتظام کرین اور بچون کو گہنا نہ پہنائین تو ہم اُنکا متبع کرین ان شاء اللہ اس اعتراض کو لوگ ایسا مدلل سمجھتے ہین کہ اُنکی رائے مین یہ اعتراض لاجواب ہی ع صاحب ہم سے جواب سنیئے -

بچون کو گہنا پہنانا ہوجہ سے بڑا سمجھا گیا ہی کہ اول تو اس سے

کوئی فائدہ نہین سوا اسکے کہ جان خطرے مین رہتی ہو اگر گہنے کے بچانے سے نہ نقصان ہوتا نہ فائدہ تو بھی خیر ہم یہ سمجھتے کہ گو فائدہ نہین مگر نقصان بھی نہین ہو لیکن زیور کھو جانے اور روپیہ ضائع ہونے کے علاوہ سب سے بڑا نقصان یہ ہو کہ بات کی بات مین جان کے لالے پڑ جاتے ہین چاہے زیادہ زیور بچایا جاے یا کم ہزار کا گہنا ہو یا پانچ روپے کا خوف و خطر دونون صورتون مین برابر ہو بلکہ غریب آدمیونکو تو کبھی زیادہ اندیشہ ہو۔ امیرون کے صاحبزادے تو اکثر خدمتگار کمار۔ چھوکرے۔ ماما۔ چھوچھو کے ساتھ رہتے ہین ہر وقت ہاتھون ہاتھ رہتے ہین۔ مگر غریب کے بچے اکیلے گہنا پہنکر۔ مارے مارے پھرین تو خطرہ کیونکر نہو۔ آنکھ چوکی مال غائب لڑکا چاہے دس تولہ سونا پہنے ہو یا چھ ماشے سونا چور کی ہر طرح چاندی ہے بس یہ کہنا کہ ہمارے لڑکے تو یون ہی سا گہنا پہنے ہین ہم کو کیا خوف ہو ہرگز صحیح نہین ہے بس غریب یا اوسط درجے کے لوگون کو تو سب سے پہلے بلا انتظار امیرون کے باستقلال تمام ازراہ عاقبت اندیشی اپنے پیارے بچون کے حال پر رحم کرکے اس رسم مضر و جانکاہ طفلان سے احتراز فرمانا واجب ہے

ہمکو تو یہ رسم بد دل سے ناپسند ہو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ عورتون کے زیور پہننے پر مین طعن کرتی ہون۔ توبہ توبہ زیور تو عورتون ہی کے لیے ہو۔ مگر معصوم بچون کو گہنا پہنا کر انکی جان مفت معرض خطر مین ڈالنا نشان بالغ نظری نہین ہو۔ ہمارے ارباب قوم مین ایسے لوگ کم ہونگے جو لڑکون کے زیور پہنانے کو ذریعہ افتخار و اعزاز سمجھتے ہون اگر ایسے دانشمند ہون بھی تو سو مین دس ہان مستورات زیور پہنانے پر البتہ لوٹ ہین۔ کچھ ہماری قوم پر خصوصیت نہین بلکہ ہندوستان کے ہر ایک فرقہ کی عورتین کم و بیش اسیطرف مائل ہین۔ ہم لوگ یہ بات بھی خوب جانتے ہین کہ ہند کی عورتین محض ناخواندہ ہوتی ہین پس اُنکی رائے صائب نہین ناقص ہو اور رائے ناقص کی پابندی کرنا خلاف مصلحت ہو۔ اس صریحی نتیجہ یہ نکلا کہ بچون کو زیور پہنانا خلاف مصلحت ہے اور جو چیز خلاف مصلحت ہو۔ اُسکے خلاف لکھنا عین مصلحت ہے پس آپ اور آپکے وقائع نگارون اور معاونون پر فرض ہے کہ اس رسم ناشایستہ کی ہجو کرین اور اسکے پسند کرنے والون کو خوب آڑے ہاتھون لین۔ عجب نہین کہ پڑھتے ہی ناظرین عاقبت اندیش کے دلونپر ایسے مضامین مفید جلد اپنا اثر دکھاوین اناث ہند جنکی عقل حلیۂ عاقبت اندیشی سے عاری ہے اُنکا یہان تذکرہ نہین۔

کیا خوب بات ہو کہ جو جو اس امر مین ہم سے اتفاق کرتے ہین وہ عند الملاقات اپنے ہمجولیون سے اسکی خرابیان بالتفصیل والتوضیح بیان فرمائین تاکہ اُنکے دل پر اُسکی برائیون کا نقش بخوبی منقوش ہو۔ یعنے ان باتون کو تہ دل سے برا سمجھنے لگین اسمین شک نہین کہ بڑی بوڑھی عورتین جو ہماری رائے پر اعتبار کرنا پسند نہین فرماتی ہین اسوجہ سے ہم لوگ ایسے معمول مین دست اندازی نہین کر سکتے لیکن ایک تدبیر نہایت ہی معقول ہے اور اُسکا تجربہ بھی ہوا ہے مین اکثر ایک چھوٹے لڑکے سے جسکی عمر پانچ برس سے زیادہ نہین گہنے کی باتین کرتی اور شوق دلاتی تھی کہ گہنا نہ پہنا کرے مگر اُسنے ایک بات نہ مانی اور زیور کا بدرجہ غایت شائق ہو گیا۔ آخر کار مینے اس سے ہر روز کھیلتے کھیلتے یہ کہنا شروع کیا کہ دیکھو آج فلان لڑکا مار ڈالا گیا کہ گہنا

وہ بہت سا گہنا پہنے تھا۔ فلان لڑکے کے کان سے چور نے اس زور سے بالیان نکال لین کہ اُسکا کان کٹ گیا۔

فلان شخص کے بیٹے کو ایک اُچکے نے بہت لاٹھیان لگائین اور ہاتھون سے کڑے نکال لیے۔ یہ سب باتین وہ چھوٹا بچہ کان دھر کے بڑے غور سے سنتا تھا رفتہ رفتہ گہنے سے اُسکو نفرت ہو گئی اب گہنے کا اُسکو مطلق شوق نہین۔ پس اس حکمت عملی سے اُسکی طبیعت زیور کی طرف سے ہٹا دی گو اب بھی وہ بچہ کبھی کبھی عورتون کے خوف سے گہنا پہن لیتا ہی۔ مگر جب چور و نکی باتین اُسے یاد آجاتی ہین تو فوراً اُتار ڈالتا ہے۔ ایسی ہی تدبیر دن سے یہ رسوم مذموم ترک ہو جاوین تو عجب نہین خدا کرے یہ رسم جلد دور ہو۔ آمین۔

حسن آرا بیگم کی اس جادو بیانی نے سب کے دلون پر پورا اثر کیا۔ مگر ایک ہمجولی نے جو قصبے مین عرصۂ دراز تک رہی تھین کہا کہ بہن بعض باتین ہماری سمجھ مین نہین آئین۔

حسن۔ لے ہے سچ کہو بہن۔ وہ کون باتین ہین۔

نازک۔ تم سمجھتی نہین۔ یہ گنوارن ہین نا۔

جانی۔ یہ کس پر عنایت ہوئی۔ کریمن پر۔

نازک۔ اہو ہو ہو۔ نام کتنا پیارا ہے۔

بہار۔ حسن آرا نے چشم بد دور بڑی ترقی کی ہے۔

قمر۔ اسمین کیا شک ہے۔ مردون کے کان کاٹے۔ اس شہر مین گیا معنے ہم جانتے ہین لیکون لیکون ڈھونڈو تو انکا جواب ملے گا

وزیر۔ جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی پایا انکو۔

نظیر۔ بس ذرا بعض بعض باتون مین تو البتہ دنیا سے نرالی ہین باقی پڑھنے لکھنے مین تو جیسی برق ہین سارا زمانہ جانتا ہے

بہو۔ ہان رواج کے خلاف بعض باتین ہم نے دیکھین

نازک۔ اب کنواری لڑکی کون سی ہوگی بھلا۔

بہو۔ یہ جو کرین زیبا ہی۔ اللہ نے عقل مین ہم سب سے بڑھ بنایا ہی۔ پھر غیرت دار۔ باسلیقہ۔ تمیز دار۔

سپہر۔ کریمن بیچاری کی سمجھ مین جو نہ آیا ہوگا سمجھا کہ یہ بیچاری کیا سمجھے گی

نازک۔ روئین اُنکے دشمن۔ کیون کوستی ہو۔

سپہر۔ تم لڑوائے بغیر تو رہو گی نہین بہن۔

نازک۔ اب آخر کس زبانمین حسن آرا بات چیت کرین جو کریمن کی سمجھ مین آئے۔ ہماری تو یہی بولی ہی۔

حسن۔ ہان بہن اب گنواری بولی تو آنے سے رہی۔

نازک۔ عربی فارسی کے لفظ جو عام فہم تھے وہ لکھے ہین۔ اسمین مشکل کون بات ہی اور اُسکی ٹھیٹھ ہندی تو کوئی لکھ ہی نہین سکتا۔ دو چار دس پانچ اسطرح کے لفظ ضرور آجائینگے۔

حسن۔ واہ یہ نہ کہو بہن۔ کیا مجال جو اُردو فارسی کا ایک لفظ بھی آنے پائے۔ کیا ہم لفظون کے ہاتھ بک گئے ہین کچھ۔

نازک۔ اگر دس سطرین بھی ایسی لکھدو تو بیس روپے ہارتی ہون جتنی سطرین لکھو اُسکے دونے روپے گنوالو۔ چلو یون ہی سہی۔

حسن۔ ہار جاؤگی اور مین روپے لے ہی لونگی۔

نازک۔ ایک سطر تو لکھو بھلا۔ لکھ کے دیکھ لو۔

حسن۔ مہری قلم دوات کا غذ لاؤ جا کے۔

حسن آرا نے مضمون لکھنا شروع کیا

لڑکون کو گہنا پہنانا

میری پیاری بہنو۔ بہت دنون سے میرا جی چاہتا ہی کہ لڑکون کے گہنا پہنانے سے جو جو برائیان ہوتی ہین وہ لکھون۔ سو اب لکھتی ہون۔ جی چاہے تو جی لگا کے پڑھو۔ اور جو پڑھو تو غور سے دیکھو کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہین۔ اور پڑھ کے یہ دیکھنا چاہیے کہ لڑکون کو لوگ گہنا کیون پہناتے

ہین کوئی [redacted] سے سب لوگ ہنکر دیہے ہوئے
کہین گے۔ کوئی [redacted] سے ہمارے لڑکے اچھے اور گورے
چٹے دکھائی دینگے جنکے پاس روپیہ نہین ہے وہ اسلئے اپنے لڑکے
بالون کو نہیں بناتے ہین کہ جو نہ بنائینگے تو ہمارے بھائی اور جان
پہچان والے کنگال کہینگے سیکڑون نے چاہا کہ ہندوستان سے یہ بری
ریت چھوڑا دین آجتک کچھ نہو سکا۔ ابھی دلی سیکڑون کوس
ہے بہت دن سے لوگ یہ بات چاہتے ہین تبسر آج پہلا ہی دن ہے۔
ہم سنا کرتے ہین کہ آج اُس جگہ ایک لڑکے کو کسی نے
گنے کے لالچ سے مار ڈالا۔ دس بارہ دن ہوے اس بستی مین
کوئی دو لڑکون کو جو گہنا پہنے تھے بھگا لیگیا اس کان سے سنتے
ہین اُس کان اُڑا دیتے ہین جس دن کوئی ایسی بات سنتے
اُسدن تو کڑھتے ہین۔ جان دو تین گھنٹے ہوگئے۔ پھر جب بہ
جاتے ہین ہم یہ کبھی نہ مانین گے کہ گہنا پہنانے سے چھوٹے
آنکھون کو اچھے دکھائی دیتے ہین اور جو اسلیے بنایا جاے کہ
اُنکے ماں باپ روپے والے سمجھے جائین گے یہ بھی کچھ ٹھیک نہین
جو روپیہ ہی دکھانا ہی تو یہ کیون نہ کرے کہ اچھے کپڑے پہنائے
ہر گھڑی لڑکون کے ساتھ کہار یا چھوکرا رکھے چڑھنے کے لیے
پالکی ہو مانگھن ہاتھی کا پاٹھا۔ چھوٹی سی بگھی ہو جو کیسکو یہ سوجھے
تو بچاسون باتون سے مٹ سکتا ہی۔ دیکھو انگریز لوگ کبھی ایسا
نہین کرتے۔ کوئی کہہ تو دے ہم نے انگریزون کے لڑکون کو کڑے
یا ہنسلی یا کوئی اور گہنا پہنے دیکھا۔ کبھی نہین۔ وہ لوگ ان باتون
کو بُرا سمجھتے ہین۔ ہان پڑھانے لکھانے کو گہنا پہنانے سے کیا اچھا
جانتے ہین ہمکو گو نہین بھی لڑکون کو کڑے اور ہنسلی اور ہاتھ پہنانے
ہین ہندوستانین سب ایسا ہی کرتے ہین۔ ادھر لڑکا ہوا ادھر جھٹ
اُسکے کان ناک چھید کے نک چھدا بنا دیا اور چٹ کالا ڈورا پہنا دیا

پھر تھوڑے دنون مین چاندی سونے کی بالی پہنائی گئی ننھے
لڑکون کو اس سے بڑا دکھ ہوتا ہی۔ کیا کرین۔ بول نہین سکتے
تسپر بھی چلاتے ہین چیختے ہین۔ روتے ہین۔ جب ہم دیکھتے
ہین کہ دو چار برس کا لڑکا سر سے پیر تک گہنے سے لدا ہی اور چل
نہین سکتا۔ کان پک گئے۔ کڑے کی چاندی سے ٹخنے کالے کو یا سے
ہو گئے تو بہت جی دکھتا ہی۔ یہ کتنی تھوڑی بات ہی کہ گہنا پہنانے سے
لڑکے جو گھر مین رہتے ہین۔ کہار۔ چھوکرے اور کہاریان بھی کبھی کبھی
اُتار لیجاتی ہین جو آنکھ چوکی اور چٹ گہنا جو کچھ ملے کے چمپت ہوئے

حسن آرا نے مضمون لکھکر کہا ہین اسمین ۴۲ سطرین ہین
فی سطر دو روپے کے حساب سے ۸۴ روپے ہوئے۔

نازک۔ چہ خوش گھر گھوڑا نخاس مول۔

بہار۔ اُنکے حوالے کردو۔ وہ خود گن لینگے۔

نازک۔ پہلے دیکھون تو شرط پوری ہوئی بھی۔

بہار۔ شرط تو ضرور پوری ہوئی ہوگی ہن

نازک۔ کیا مجال۔ مین دیکھون تو سہی۔

قمر۔ ہمکو تو یقین نہین ہی کہ پوری ہوئی ہو۔

بہار۔ اچھا آؤ ہم تم الگ بدلین۔ ایک ایک اشرفی۔

قمر۔ منظور۔ دو صاحب ہم تو نازک ادا کی طرف ہین اور
یہ حسن آرا کی طرف۔

حسن آرا نے نازک ادا کو مضمون دیا اور وہ
پڑھنے لگین۔

نازک۔ پیاری بہنو۔ پیاری فارسی نہین ہی؟

حسن۔ لے کچھ خیر ہے۔ لو اور سنو ہوش کی دوا کرو۔

نازک۔ اچھا روپیہ فارسی ہی چلیے اب شرط فسخ ہو گئی
اور ہم جیت گئے روپیہ اُسکی جمع ہی۔ فارسی ہی یا نہین

حسن - کچھ خیر ہے - روپیہ کا لفظ ایرانی کلام مین آیا ہو
وہان تو دینار و درم سکے ہین -
نازک - اچھا یہ لفظ (کہ) کیا ہو - کاف بیانیہ -
حسن - یہ ہندی فارسی دونون ہو - اسکی ہندی کیا ہو
یہ بتایئے آخر فارسی ہو تو اسکی ہندی کیا ہوگی -
نازک - (اچھا کہ) اور (روپیہ) (اور پیاری) یہ
تینون لفظ کسی سے پوچھو دیکھو کیا کہتا ہے مگر کوئی
شاعر ہو -
بہار - باہر مولیصاحب سے پچھوا منگواؤ -
نازک - مولوی کیا جانے - کسی شاعر سے پوچھو -
حسن - اب پھر بدلو - اب کی ایک اشرفی لفظ -
نازک - نہین بس اب اسکوطے ہونے دو پہلے - گر شاباش
ہین - اللہ جانتا ہو بڑا کام کیا - ہمین امید نہین تھی سچ تو یہ ہے
کہ تمھارا ہی کام ہو جب ہی تو یہ بات حاصل ہوئی یہ سب
تو ان پڑھ جاہل ہین جیسے گاؤن کی عورتین ویسے یہ - اگر
کوئی سمجھتی تو ضرور داد دیتی - شاباش شاباش -
حسن - غریب کی جگہ مین سوچتی تھی کیا لکھون مفلس قلاش
بے زر کوئی لفظ نہین لکھ سکتی تھی - آخر کو کنگال لکھا -
سپہر - اب روپیے تو گنیے بائین ہاتھ سے -
بہار - گنوا لو چہرہ شاہی سکے - اور قمر النسا بہن اشرفی نکالو
بدکے مکر جانا اچھا نہین ہوتا -
قمر - واہ نازک ادا - واہ - لے کے ہر دا دیا -
نازک - تو بہن ہمین کیا معلوم تھا کہ یہ ایسی تیز طبیعت
ہین - اُنھون نے تو وہ کام کیا جو کسی سے نہو سکیگا -
بہار - تو پڑھ کے سُناؤ تو سمجھ مین آئیگا پیاری !

نازک - ہے - تو تم دیکھ لو کہ کیا لکھا ہے -
حسن - ایک لفظ بھی ایسا نہین جو کسی کی سمجھ مین نہ
آئے - کسی گنوارن ہندنی کو بلوا یئے - دیکھیے تو سب
سمجھ لیتی ہے یا نہین -
قمر - مفت مین بیٹھے بٹھائے اشرفی ہاتھ سے گئی -
نازک - تم اشرفی دو بہن تم امیر ہو مین بیچاری کس کے
گھر سے لاؤن -
محبوب رنگین قبا نازک ادا بیگم نے مسکرا کر کہا بہن
لینے دینے مین مغائرت پائی جاتی ہو انسان کو وہ بات کرنی
چاہیے جس سے محبت دن دونی رات چوگنی ترقی کرے اگر
ہم نے چودہ روپے کے عوض چودہ اشرفیان بھی دے دین
تو کیا مطلب نکلیگا - بھلا - اور یون تو - ہمین یاد رہیگا -
کہ دیکھو حسن آرا بہن سے ہم سے اسقدر محبت ہو کہ شرط
بدی بھی ہار بھی گئے مگر کچھ نہین لیا - سپہر سب ہمجولیون نے
قہقہہ لگایا - اور کہا شرط مین کسی کا اجارہ نہین ہوا کرتا ہو
حسن آرا بیچاری کون ہین - ہم کاہیکو ماننے لگے - یہ چاہے
مان بھی لین ہم تو نہ مانین گے - چوراسی روپیہ یکمشت
ملتا ہو - ایک دن خوش روزہ ہوگا مزے سے - لاؤ اب
بائین ہاتھ سے روپیہ لائیے - ہم ایک نہ مانینگے - ادھر
قمر النسا بیگم کو آڑے ہاتھون لیا کہ اشرفیان نکالیے
بدنے کے وقت تو بڑی سخی داتا بن گئی تھین اور بار بار
غل مچاتی تھین کہ ہم لے لین گے - ہم ضرور لے لین گے
اب اپنے داؤ خبر ہی نہین ہوتین -
الغرض بڑے جھگڑے کے بعد نازک ادا نے پچاس
روپے دیے اور قمر النسا نے ایک اشرفی گھر سے منگوا دی

اب باہر سے ملنے جلنے والے اور دوست مہمان بلائے جانے لگے
رات بھر دھما چوکڑی مچی اس روز اتفاق سے بڑی بیگم
صاحب رنگ لائین - درد سر نے ایسا پریشان کیا کہ
گھر بھر کی نیند اڑ گئی - پھر شدید تپ نے اس درجہ
وقت کیا کہ رات کو دو تین بار حکیم صاحب بلوائے گئے -
خدا خدا کر کے پچھلے سے ذرا ذرا سکون ہوا -

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

رخید نسترن بنا گوش مہ پارہ پر بچہرہ زاہد فریب صنم گو
ابرو ماہ سیما حسن آرا بیگم کے مضامین نادر دلربا ایک بھولی
نے انسے تھوڑی دیر کے لیے مانگ لیے اور شام کو قفس پر
سوار ہو کر اپنے گھر چلدیں - حسن آرا کو یاد نہ رہا کہ ہمارے
مضامین انھین کے پاس ہین اس پر کالۂ آتش نے وہ
مضمون اپنے بھائی کو دکھائے اور اسکے بھائی نے
نقل کر کے ایک اخبار مین معاً چھپوا دیے - دوسرے
روز صبح کو حسن آرا بعد نماز مناجات پڑھ رہی تھین
جب یہ شعر پڑھا -

قافلہ شد و اپسی ما بین | اے کس ما بیکسی ما بین

پیر مرد نے (ضروری ہی) کہکر ایک اخبار حسن آرا
کو دیا - اور انھون نے مناجات ختم کر کے اخبار پر نظر
ڈالی تو یہ گرما گرم فقرے نظر سے گذرے وہو ہذا -

بجانا حیات یافت ز حسن کلام تو
ورنہ بلب چہ میرسد ز شیر من نہادۂ

- ملت تو خدا کی خدا ئی مین ایک سے ایک طباع
اور ذہین عورتین گذری ہین مگر جب کبھی ہم کسی خاتون حضرت کوشش کی
کی نسبت سنتے ہین کہ علم و فضل مین انھون نے تائید ایزدی
سے پایۂ بلند حاصل کیا ہی تو باچھین کھل جاتی ہین - ہمارے
ملک مین آجکل ایسی عالی دماغ اور تربیت یافتہ مخدرات
کہان ہین جو فرنگستان کی لیڈیون سے عقل و فہم مین مقابلہ
کر سکین - فقط مقابلہ ہونا درکنار یہ تو بہت مشکل بات ہی ہم
کہتے ہین انکے عشر عشیر لیاقت نہین حاصل ہے - لیکن کبھی
ایسے زمانے اور ایسے ملک مین ہم سنتے ہین کہ کسی خاتون
پاک نظر نے علم و فضل مین درجۂ اعلےٰ حاصل کیا تو روح
فرحناک ہو جاتی ہے - چنانچہ آج ایک اخبار کے ذریعے
سے بچون کے زیور بنانے کے مضامین بیشمار کی نسبت
ایک بڑے گھر کی نوجوان اور عفیفہ بیگم صاحب کے
خیالات یہان تک آئے ہین جن کو ہم کمال فخر کے ساتھ
زیب اخبار کر کے خدا کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ ہمارے
ملک مین بھی ایسی ایسی مخدرات موجود ہین وہو ہذا
اسکے بعد وہ مضمون کسی قدر جلی قلم سے درج تھا
اور آخر مین لکھا تھا -

چہ نامے کہ مولےٰ نام توام | ورم ناخریدہ غلام توام

اس کے ساتھ ہی ایک رقعہ بھی تھا جسکی عبارت
درج ذیل ہے -

بیگم صاحب - کورنش - تعلیم النسا نے آپ کو رنگین
طبع بنا دیا مگر خدا کے لیے قوم کی اور نوجوانون کو اسکی
ترغیب نہ دیجیے کہ وہ بھی پڑھنے کی طرف مخاطب ہون
اتنی عنایت کیجیے -

اسکے جواب مین حسن آرا نے یہ مضمون فوائد تعلیم
النسا کی نسبت قلمبند کیا -

مے گو برو نکتہ بحافظ مفروش | ملک ما نیز زمانے دریانی دارد

تہذیب اور شایستگی محبت اور ہمدردی حب الوطنی اور دلسوزی یہ افعال حمیدہ اور صفات پسندیدہ علم سے حاصل ہوتے ہین - یا یون کہین کہ علم ایک شجر ہے جسکی سرسبز اور شاداب شاخون مین محبت اور ہمدردی کے میوے لدے ہوے ہین مگر جسطرح سیب کا درخت فرنگستان مین نشو ونما نہین پاتا اسیطرح ہندوستان کی آب وہوا شجر علم کے لیے کچھ ایسی ناموافق ہوگئی ہے کہ خدا کی پناہ بدشوقی کا پالا مارجاتا ہے سستی کی صرصر تندمرجھادیتی ہے محنت کا آفتاب اسپر شعاع نہین ڈالتا - کاہلی کے سایے مین ٹھٹھر جاتا - کھلا جاتا ہے یہ بھی یون کہو کہ علم ایک دریاے زخار و ناپیدا کنار ہے جسکی تہ مین لاکھون اور تہذیب کے لولوے لالا لاکھون بلکہ کرورون پڑے ہین لیکن افسوس ہے کہ یہ دریاے قہار اپنے پرانے ڈھرے کو چھوڑکر کہان سے کہان پہونچا اللہ اللہ ہند سے انگلستان پہونچا - اب ہمارے ملک مین بعض آدمی اسکی بڑی چاہ کرتے ہین مگر یہ یورپ ہی مین لہرین مارتا ہے یہ وہی دریا ہے جسکے پانی کی تاثیر سے راجہ بھوج اور بکرماجیت کے زمانے مین بڑے بڑے علما متجر گذر گئے ہین جو افتخار قوم اور یادگار قوم تھے یہ وہی دریا ہے جسکے آب شیرین کے اثر سے ابوالفضل فیضی سے مدبر اور بلند پایہ دفضحا گرانمایہ کا کلام ابتک فرنگ اور ایران مین قدر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے - یہ وہی دریا ہے جسکی بدولت ہندیون نے جبر و مقابلہ مین مصریون اور یونانیون کو شرمایا - منطق مین کوس لمن الملک بجایا یہ وہی دریا ہے جسکے فیض نے لوگون کو ایسا شایستہ کردیا کہ مرد تو مرد عورتین تک تربیت یافتہ ہوتی تھین - یا اب ایک زمانہ ہے کہ ذکور ہی ناخواندہ ہوتے ہین تو اناث کی کیا کہنی ہے - ہان ہندوستان کے بعض صوبون مین ایک شاخ نکل آئی ہے اسی سوتے نے اہل بنگال کو خواب غفلت سے بیدار کیا مگر اودھ اور پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی کے باشندے ابھی کورے کے کورے ہی ہین - جب ہم بنگالیون ہی کا مقابلہ نہین کرسکتے تو اہل انگلستان کا بھلا کیا مقابلہ کرینگے - ہمارا اور انگریزون کا مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کوہ ہمالیہ اور لوارد گی پہاڑیون کا مقابلہ! یعنی کچھ بھی نہین!!!

واقعی ہندوستان مین تعلیم نسوان کی بدرجہ غایت ضرورت ہے تعلیم نسوان سے صرف عورتون ہی کو فائدہ نہوگا بلکہ مرد بھی فوائد عظیم حاصل کرینگے - ایک یہی فائدہ کیا کم ہے کہ اگر عورتین تربیت یافتہ ہونگی تو مردون کو مارے شرم کے ضروری پڑہنا پڑیگا - ناظرین حق مین خود خیال کرلین کہ اگر بیوی پڑھی لکھی ہون اور میان ان پڑھ گنوار جاہل تو انکا کیا حال ہوگا - تحصیل علم کا ضرور خیال گدگدائے گا -

مرد اپنی ناقص العقلی سے عورتون کو ناقص العقلی کا مفت مین الزام دیتے ہین ورنہ بڑے بڑے علما کا کلام اس قول کا شاہد ہے کہ عورتین ذکاوت اور ذہانت مین مردون سے کم نہین ہین بلکہ فوق لیگئی ہین - جس عمر تک بچے لڑکے اور لڑکیان کھیلتی ہین اُنکی ذکاوت اور طبیعت داری مین اصلا فرق نہین معلوم ہوتا بلکہ لڑکیان اکثر لڑکون سے تیز ہوتی ہین لڑکے جب سات برس کی عمر سے مکتب خانے جاتے ہین - علما کی صحبت مین بیٹھتے ہین علم پڑھتے ہین تو اناث کے بجز بعض اہل کمال

اسکے برعکس لڑکیان دولت علم سے محروم رکھی جاتی ہین گڑیون سے کھیلنا اور کچھ سینا پرونا سیکھنا۔ وہ پڑھ کر عالم فاضل منطقی فلسفی مدبر محرر خوش لیاقت اور خوش تقریر ہو جاتے ہین اور یہ بیچاریان جاہل ہی رہتی ہین۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا

خلاصہ کلام یہ کہ عورتون کی ناقص العقلی خلقی نہین ہے نہین صرف ذکور کی عدم توجہی اُنکو ناقص العقل کر دیتی ہے افسوس ہے گو اُنمین تحصیل اور اکتساب دانش کی قابلیت موجود ہے مگر مردون کا حسد اُنکو اُنکی تحصیل سے باز رکھتا ہے۔

حسد کی لفظ سے شاید ناظرین متحیر ہون۔ مگر یہ اصلا مقام حیرت نہین ہے کیونکہ اسمین ذرا بھی شک نہین کہ مرد عورتون کو قریب قریب غیر جنس سمجھتے ہین۔ یہ وہ نہین چاہتے کہ عورتین اُنکی برابری کرین۔ جو لوگ ناخواندہ ہین وہ تعلیم النسا کے اور بھی دشمن ہین جسطرح شکل وصورت مین اختلاف ہے اسی طرح اُنکے خیالات بھی مختلف ہین بعض اصحاب یہ تصور کرتے ہین کہ ذکور پر فرض ہے کہ اُناث سے زیادہ لائق ہون۔ اچھا چشم ما روشن۔ مگر کیا تماشے کی بات ہے کہ اپنی کاہلی کی ملامت عورتون پر ڈالین۔ توبہ توبہ اس خود غرضی سے خدا کی پناہ معاذ اللہ کیا بے حمیتی ہے عورتون سے زیادہ لائق ہونے کا کیا سہل نسخہ ہے کہ اُنکو تعلیم سے بے بہرہ رکھو آپہی بیوقوف بنی رہین گی۔ سبحان اللہ۔ ع

برین عقل ودانش بباید گریست

یہ کہنا کہ نسوان کو پڑھنے لکھنے کا وقت نہین ملتا محض ایک عذر گناہ بدتر از گناہ ہے بعض عورتین جو گھر کی اکیلی ہین البتہ کسیقدر عدیم الفرصتی کا عذر پیش کر سکتی ہین مگر یہ عذر عام نہین اور یہ قاعدہ سب پر اطلاق نہین کر سکتا بہت عورتین ایسی ہین جنکو ع بجز خفتنی با زیا خوردنی اور کوئی کام نہین سوائے ازین ہمارا یہ منشا نہین کہ نسوان علم برق مین برق ہون یا جر اثقال سیکھین۔ ہان اخلاق کی نادر نادر کتابین پڑھین کفایت شعاری کے رسالے مطالعہ کرین۔ مذہبی کتب معقول کو غور سے دیکھین۔ ضروری حساب کتاب ضرب تقسیم کسوار بعہ سے واقف ہون گھر کا خرچ آسانی سے لکھ سکین۔ چھوٹے چھوٹے بچون کو ابتدائی کتابین پڑھا سکین۔ کیا اسقدر تحصیل کے لیے خضر والیاس کی عمر درکار ہے یہ سب باتین تین چار برس مین بخوبی تمام حاصل ہو سکتی ہین اسمین ذرا شک نہین کہ اگر بیوی پڑھی لکھی ہو تو میان کو زیادہ خوش رکھ سکتی ہے ناخواندہ عورت دوست جاہل ہے تربیت یافتہ عورت مونس دانا پڑھی لکھی عورتین عموماً گھر کا انتظام اس خوبی وخوش اسلوبی سے کر سکتی ہین جیسے اچھے مدبر ملک کا انتظام کرتے ہین لڑکے جب تک کہ عمر ہوتے ہین کنار مادر ہی مین تعلیم پاتے ہین پس جاہل عورتون کے پاس وہ جہل کی باتین سیکھین گے بڑے خوش نصیب وہ لوگ ہین جنھون نے لائق اور تربیت یافتہ ماؤن کے کنار مین تعلیم پائی ہے کہ سنی مین بچے ماں کی خوبو ماں کی عادت ماں کے رنگ ڈھنگ کا متبع کرتے ہین اور یہ خوبو بڑھکر قریب قریب طبیعت ثانی ہو جاتی ہے۔

مردون کا قاعدہ ہے کہ عورتون کو ہمیشہ ذلیل سمجھتے اور نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ ظرفا بصرہ مین سے چار صاحب جن مین ہر ایک بذلہ سنجی مین طاق اور لطیفہ گوئی مین مشاق تھا رابعہ بصری کے پاس گئے۔ ایک نے کہا اے رابعہ ذکور کامل العقل ہین اور اناث ناقص العقل۔ انکے نقصان

عقل کی یہ کافی دلیل ہے کہ ازروی شرع دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر سمجھی جاتی ہی - دوسرے صاحب نے فرمایا کہ عورتین ناقص الدین ہین اور اسکا ثبوت یہ کہ وہ مہینے مین تین دن روزہ و نماز سے باز رہتی ہین - تیسرے صاحب بولے کہ آجتک کسی عورت نے پیغمبرون کا درجہ نہین حاصل کیا چوتھے صاحب نے شیخت مین آکر فرمایا کہ بس دلائل متذکرہ بالا سے ظاہر ہے کہ مرد عورتون پر فضیلت رکھتے ہین -

رابعہ نے مسکراکر کہا کہ آپ کے دلائل ساطعہ ہمارے سر آنکھون پر لیکن تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا معاملہ ہے اگر کسی عورت سے پوچھیے تو وہ بھی عورتون کی تین فضیلتین بیان کرسکتی ہی جو مردون کو نصیب نہین - مجھے سُن لیجیے نہ -

اولاً - عورتون مین کوئی مخنث نہین سنی گئی -

ثانیاً - آجتک کسی عورت نے خدائی کا دعوی نہین کیا یہ بے ادبی مردون ہی سے سرزد ہوئی -

ثالثاً - انبیا اور اولیا اور صلحا اور صدیقون نے عورتون کے بطن مین پرورش پائی ہی اور اُس سے کوئی انکار نہین کرسکتا -

پس ظاہر ہے کہ مردون کو عورتون پر اسقدر فضیلت نہین ہے جسقدر وہ سمجھتے ہین -

یہ فی البدیہہ اور دندان شکن جواب سُنکر اُن چارون کے حواس مختل ہوگئے اور اپنا سا منھ لے کر رہ گئے اِس بحث مین کئی باتین غور طلب ہین -

اولاً - کیا تعلیم النسا ہندؤون یا مسلمانون کے مذہب کی رو سے ممنوع ہی - اگر ہے تو ثبوت -

ثانیاً - ہمارے اسلاف جنت آرامگاہ کے وقت مین تعلیم نسوان کا رواج تھا یا نہین -

ثالثاً - اگر تعلیم نسوان کا رواج زمانہ سلف مین تھا تو کیون موقوف ہوا اور اُسکا سبب خاص کیا تھا -

اب صاف ظاہر ہے کہ مذہب اسلام کی رو سے تعلیم نسوان ہرگز ممنوع نہین ہے ؎

طلب کردن علم شد بر تو فرض دگر واجب ست از پیش قطع ارض

اور بے علم انسان خدا کو نہین پہچان سکتا ع

کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

اور امر دوم کی نسبت بھلا کوئی مسلمان بھی کہہ سکتا ہی کہ آگے ہماری سی عورتین ایسی ہی جاہل ہوتی تھین - اہل اسلام مین ایسی ایسی ذی لیاقت مخدرات گذر گئی ہین جنکے نام سے علم کو فخر حاصل ہی - باقی رہی ہندو - گو ہمین اُنکے ہان کے حالات سے چندان واقفیت نہین مگر خود ایک ہندو کا قول درج ذیل ہی -

(یہ امر بخوبی ثابت ہی کہ زمانۂ سلف مین تعلیم نسوان کا رواج تھا - منتری جی جو جاگ ولک رکھیشر کی استری تھین پڑھی لکھی تھین مہاراجہ دھرترا اسٹ کی استری گندھاری جی کا علم و فضل مین وہ پایہ تھا کہ بیاس جی سے عالم باعمل سے اور اُنسے بحث ہوا کرتی تھی - رکھمنی جی کا تعلیم یافتہ ہونا اُس سے ظاہر ہے کہ اُنھون نے اپنی شادی کے قبل مہاراج سری کشن جی سوامی کے نام اپنے ہاتھ سے خط لکھکر بھیجا تھا اُنکے بعد بھی راجہ بھوج کے عہد دولت مہد مین دویا دھری نامے ایک بڑی عالمہ وحید العصر یکتاے روزگار گذر گئی ہین جن کو مہاراجہ محتشم الیہ نے مدارس نسوان مین ناظمہ اور معلمہ مقرر

کیا تھا۔ راجہ موصوف کی مہارانی لیلاوتی جی کی لیلا بھوج پر
بندھ مین درج ہی۔ اگر تعلیم نسوان خلاف عقل اور منافی اصول
دھرم شاستر ہوتی تو کیا یہ ممکن تھا کہ ایسے ایسے مہاراجہ اور
رشی اور منی جن پر ہم کو ابتک فخر ہی اپنے زمانے مین اسکو
رواج دیتے ہرگز نہین۔

رکھیشر لوگ اُن مرتاض اور ممتاز بزرگون سے مراد لیتے
ہین جو اپنے وقت کے صاحب قدرت عابد تھے۔ اور اوقات
عزیز کو یاد الٰہی مین صرف کرتے تھے اور استری یہان بیوی
منکوحہ سے عبارت ہی۔ پس پر ظاہر ہی کہ ہندو اور مسلمانون
دونون کے تعلیم نسوان از روے رواج سابق و قواعد
مذہبی ممنوع نہین ہی وہو المطلوب۔

افسوس ہی کہ چار دانگ ہند مین بوڑھے اور جوان پڑھے
اور بے پڑھے سب کے دلون مین عموماً یہ خیال باطل جما ہوا
ہے کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین۔ اب البتہ بعض بعض صاحب
سمجھنے لگے کہ عورتون کو ناقص العقل کہنا خلاف عقل ہی اگر غور
کیا جاے تو صاف ثابت ہو کہ جس ملک مین صرف مرد ہی پڑھے لکھے
ہین اور عورتین جاہل وہ کبھی قرار واقعی ترقی نہین کر سکتا
کیونکہ بچے جو کم سنی مین ماں کے پاس رہتے ہین وہ ماں کی
جہالت سیکھتے ہین اور پھر وہ جہل کی باتین ایک قسم کا خمیر ہو جاتی
ہین۔ افسوس ہی کہ ہمارے اہل وطن ان امور پر نظر نہین
ڈالتے ہین۔

ایک اخبار مظہر ہے کہ زمانۂ سلف مین جب کہ ہندون
کی عملداری تھی ایک مرتبہ راجہ بھوج جو علم دوست فصیح نکتہ
پرور اور قدردان علم و ہنر تھے خود بہ نفس نفیس پاٹ شالے
مین ایک طالب علم کی ذکاوت اور فہم و فراست دیکھکر
دنگ ہو گئے اُس آفت کے پتلے نے جو اُس وقت صرف
پانچ ہی برس کا تھا ایک اشلوک راجہ بھوج کی مدح مین
بفصاحت تمام پڑھا اور زبان سنسکرت مین گفتگو کی۔ راجہ
موصوف لجۂ حیرت مین مستغرق ہوا کہ اتنا سا لڑکا اور یہ کاوت
بڑے بڑے طلبہ کے دانت کھٹے کر دیے عند التذکرہ معلوم
ہوا کہ یہ کارگزاری پنڈت جی کی نہ تھی بلکہ اُنکی نیک و لائق
استری کی حسن کارگزاری کا نتیجۂ خیر تھا جب سے وہ لڑکا پیدا
ہوا اُسکی ماں ہمیشہ سنسکرت ہی مین گفتگو کرتی تھی۔ چنانچہ
راجہ موصوف کے روبرو اس عالمہ دانش آگاہ نے ایک
اشلوک پڑھا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جسطرح کمہار چاک سے چھوٹے
بڑے برتن اپنی مرضی کے موافق بناتا ہی اور اُتارتا ہی اسطرح
لڑکے کی ماں اپنی مرضی کے مطابق اپنے لڑکون کی اصلاح
کر سکتی ہی۔

مین نے ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ بنگال اور مدراس کے
صاحب جو سررشتۂ تعلیم کے افسر ہین اُنکی رپورٹ سے واضح ہوا
کہ مدارس نسوانیہ مین لڑکیون نے بہت جلد ترقی کی اور بعض امور
مین لڑکونکے بھی کان کاٹے۔ پس عورتون کا ناقص العقل ہونا
مردون کی سستی اور کاہلی کا نتیجہ ہی اور مردون ہی کے نقص عقل
کی دلیل ہی کہ اُنکو لجۂ جہالت مین غرق ہوتے دیکھتے ہین اور مدد
نہین کرتے۔ عورتونکے تعلیم یافتہ ہونے سے ایک یہی فائدہ کیم
ہے کہ مرد مارے خفت اور شرم کے توسیع استعداد و تحصیل علم
مین سعی بلیغ کرینگے ہمیشہ خوف دامنگیر رہیگا کہ مبادا عورتین ہم
سے بڑھ جائین اور ہمارا رتبہ علم و فضل مین اُنسے کم ہو جاے اور
تھوڑی دیر کے لیے ہم مردون کی خاطر سے یہ امر تسلیم ہی کر لین کہ
عورتین ناقص العقل ہوتی ہین تو کیا پڑھنے لکھنے سے یہ نقص

رفع نہین ہوسکتا۔ جبکہ تعلیم سے مردون کو فائدہ پہونچتا ہی تو عورتون کو کیون نہ پہونچ سکیگا ۔ ذکور تحصیل علم سے متقی اور پرہیزگار ہوتے ہین اور عورتون کو اجازت نہین دیتے کہ ان نعمتون کو کام مین لائین ۔ ؎

انسان کو علم فائدہ دیتا ہی	آئینۂ عقل کو جلا دیتا ہے

دنیا مین جو عظمت ہی تو عقبے مین بہشت
یہ دونون جہان مین مرتبا دیتا ہے

یہ مضمون حسن آرا بیگم نے زبدۃ الاخبار مین چھپوایا اور بھیجنے کے قبل ہمجولیون کو سنایا ۔

نازک ۔ چشم بد دور بہن اپنا ثانی نہین رکھتی ہو ۔

قمر ۔ مگر عورتون کے پڑھنے مین خرابیان بھی ہین ۔

حسن ۔ کوئی خرابی ہم بھی سنین ۔ کیا بات نکالی ہے ۔

قمر ۔ عشق کے خط آتے ہین اور بڑا فتور ۔

حسن ۔ پڑھا جاتا ہے درست ۔ عشق کے خط ضرور آئین گے ۔

قمر ۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے ہزارون مثالین ہین ۔

نازک ۔ کوئی مثال ہم بھی سنین بہن ۔ دو ہی چار مثالین دو ہزارون کی جب بات ہی تو تم دو ہی چار کی مثالین دو ہم بھی تو سنین ذرا ۔

قمر ۔ کسیکا نام کاہے کو لین خواہی نخواہی ۔

بہار ۔ بس اسی خبط نے تو ہم سب کو جاہل رکھا ۔

نازک ۔ ایک تو شرماتی نہین قمر النسا کہ جیسی مہری ویسی تم وہ بھی ان پڑھ جاہل تم بھی ۔ تم مین اُسمین فرق کیا ہی دونون اور اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کہنے لگین عشقیہ خط آتے ہین تمھارے پاس آئے ہونگے تمھارے میان کی قسمت ۔ اِسکو کوئی کیا کرے گیتی ۔ دیکھو حسن آرا کی لیاقت کی سب مین تعریف ہوتی ہی ۔

نازک ۔ مگر قمر النسا جاہل ہی رہنا پسند کرتی ہین بارسا ہین جو پڑھی لکھی ہونگی تو مردوے اُنکو خط نہین گا لیان دینگے بے تکی باتین ۔ !!!

حسن ۔ (ہنسکر) آپ نے نہین کچھ کہا (جانی بیگم سے)

جانی ۔ نازک ادا کی زبان رکے تو مین کچھ کہون ۔

حسن ۔ اُنکی زبان رک چکی ۔ ایسی زبان نہین ہی جو رُکجائے سمندر ہے زبان کیا ہی ۔ سمندر کی لہرین بھلا کس کے روکے رُکی ہین ۔ لے توبہ ۔

نازک ۔ شکل صورت تو دیکھو ۔ اسی صورت پر کوئی بوجھے گا سمجھنی مین ہمسے بڑھکر کوئی خوبرو اور حسین نہین ہی ۔ شکل چڑیلون کی نام پریون کا

اتنے مین ایک مہری نے آکر دو اخبار دیے اور چار خط ۔ اخبار نازک ادا پڑھنے لگین اور ایک خط جسکا لفافہ معنبر و معطر تھا حسن آرا نے کھولا اور پڑھا تو سخت حیرت ہوئی کہ یا خدا اِسکا کاتب کون ہی ۔ آسمان جاہ فہرہی نام ہے یا اصل مین کوئی آسمان جاہ ہے عبارت سے عشق پایا جاتا ہے مضمون سے پریشانی ۔ خدا ہی خیر کرے دیکھیے یہ کیا ستم ڈھاتے ہین شہسوار نے تو ایک کی جان لی ۔ ہمارا خدا حافظ ہے ۔ پورا خط از سر تا پا پڑھا عبارت خط درج ذیل ہے ۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے گا این گل دیگر شگفت ۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

مصباح مجالس رعنائی ۔ مفتاح خزائن دلربائی صیقل مرات حسن و جمال ۔ زہرہ تمثال مشتری خصال معشوقۂ ماہ سیما حضور نواب حسن آرا بیگم ۔

حسن تو همیشه در فزون باد
رویت همه ساله لاله گون باد

لآلی متلالی حمد فراوان و جواهر زواهر ثنای بے پایان نثار بارگاه حضرت آفریدگار جل جلاله که گلشن نکته دانی از سحاب کرمش سرسبز و شاداب است و گلشن خوش بیانی به آبیاری عنایت بے غایت وے سراپا بهار و سیراب - کرنگ سرنگ خامهٔ عجز ختامه در جولانگاه تحمید و تقدیسش نعل مے افگند و سکندر رهای پیاپے میخورد و نقرهٔ خنگ کلک عبودیت سلک دریته های ثنائے پاکش همچو صید خائف دلقامی رود و خس بدندان می نهد - قلم دوزبان را کوتاب و توان که شکر عشر عشیر نوازشات رب قدیر عم نواله بجا آورد - معاذالله محال - و زبان عجز بیان را چه زهره که از عهدهٔ شکرش بدر آید استغفرالله زبان ناطقه لال - قرار عجز از حقیقت معرفت وے عین معرفت ست و معترف بودن به تقصیر در حمد و ثنایش غایت محمدت منتهاے قرب مشتاقین در حضرت جمالش حیرت است و عقل جمیع عقلا در مبادی اشراق شمس عظمت و اجلالش دهشت ازینجاست که حکیم بے بدل فاضل اکمل عارف بالله ولی حق آگاه بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سره و نورالله مرقده گفته و الحق چه در فصاحت در سلک بلاغت سفته قوله

اے برتر از قیاس و خیال گمان و وهم
وز هرچه گفته ایم و شنیدیم و خوانده ایم

دفتر تمام گشت و به پایان رسید عمر — ما همچنان در اول وصف تو مانده ایم

فلهذا ازان درگذشته به مطلب مدعای گراید و بر میگوید فقیر حقیر سراپا تقصیر اذل خلائق روسیاه قمرالدوله آسمان جاه مستهام شهزاده برلے نام که دی سحرگاه که از ماه بست و هفتم بود جانانهٔ دلربا بلیغ شیرین ادا ناظورهٔ دلفریب آتش زن کالاے شکیب در پرند شک اندود جلوهٔ معشوقانه نمود -

نگارے خوبرو زیبا شمائل — ببوے خوش ز سر تا پا معنبر
نهاده کج کلاهِ خود نمائی — ز سر انداز معشوقانه بر سر
خرامان و جهان با صد تجمل — درآمد از درم چون ماه انور
عجب حسن صبیحش دلفریبے — تعالے شانه الله اکبر
سراپا مطلع دیوان خوبی — عجب مضمون نو در همچو زیور
ز عنوانش عیان دل بستگیها — عبارت صاف و خوش چون آب کوثر

بدو گفتم که جایت بر سر و چشم
شبستانم خوشا کردی منور

اعنی مضمون لطافت مشحون چکیده کلک گهر سلک بنده چاربالش والاشکوهی صدرنشین مسند دانش پژوهی فخر خواتین هندوستان خرد ور عالیشان فرزانهٔ تحریر سپهر لیاقت را مهر منیر در صحیفهٔ زبدة الاخبار بنظم در رسید و سواد آن نامهٔ عنبرین بدیدهٔ دل این گرسنه چشم نادره مضامین توتیا ساگردید - بنام ایزد ے هے نامهٔ فصاحت بارکه از هر لفظش ذوق شناسا گری و هنر پروری در چکیدن ست و از هر دانه نقطه اش بوته شوق علم دوستی و حقیقت پژوهی ببالیدن - چون بر آن گلستان بلاغت برنگ بهار سرتاسر گذر کردم و بپاے چشم گلگشت آن بوستان حکمت نمودم دریافتم که آن ناظوره ملائک فریب بمقتضاے حب الوطن و وهمدردی مضمون نصیحت مشحون بذریعهٔ صحیفهٔ مذکور شائع نموده از کلیم کلامان ایران زمین که ید بیضا در آستین دارند گوے سبقت ربوده -

فرخا لے دلبر فرخ نہاد — مرحبا معشوقۂ عالی نژاد
گشتہ با عندلیبان ہم صفیر — وہ چہ خوش گفتی کلام دلپذیر
طرز و ایجاد شگرفش دمبدم — در جہان وحدت افراز و علم

بارک اللہ غنچۂ سربستہ ایست +
نے غلط گفتم عجب گلدستہ ایست +

بمطالعہ اش چشمے آب دادم - دخلے وافر برداشتم و ہر سطر را بجاے خود حرز بازوے آتش و امتیاز ساختم جذا مضمون لطافت مآثر کہ نورس چمنستان محبت گفتنش روا دفتر خار سالہ پر بہار کہ گل سرسبد مودت خواندنش بجاست و خواندنش ہمان بودو گل شگفتن و گلبن خاطر اطراوت تازہ گرفتن ہمان للہ الحمد و المنۃ کہ در شہر ما ہم خاتون پریزاد و حور نژاد بواسطۂ محبت خالص نصرت کثیرہ ہرچ اوقات عزیز خود در ہیچ امور کہ باعث فلاح و صلاح حال و استقبال باشند بر خود گوارا فرمودہ و سعی وافر کوشش متکاثر نمودہ اگر نصائح دلپذیر آن مہر منیر سپہر برنائی بے اثر مانند مقام حیف ست کہ با وصف این ہمہ جانفشانی و عرق ریزہا اہل وطن مایان در ظلمت جہل مرکب مبتلا باشند - اگر احیاناً کسے از مردمان تہی از خرد اندرین خصوص آن محبوب شیرین ادا را بباعث دوشیزگی و ہیچ بیباکی مورد الزام نماید داز سخت و ترش بانی بر رود آید اصلا بے دل نشوند و ازین ارادۂ خیر و کوشش حسن کہ منبع حسنات دینی و دنیوی ست پہلو تہی نسازند چہ کہ پر ظاہر ست کہ ہر حکیم بسبب امور نوایجاد خود کہ لامحالہ خلاف طبائع ہمعصر بودہ باشد در عہد خود جہا سخ و مصیبت کشیدہ بلکہ اکثرے دست از جان شستہ احوال شدید و تکالیف عدیدہ کہ درین روزہا تمامی اہل فرنگ بلکہ کل اہل عالم فاضل

مرحبا معشوقۂ عالی نژاد
وہ چہ خوش گفتی کلام دلپذیر
در جہان وحدت افراز و علم

و پیرو او امروز روشن ست و قتل شدن او از دست یونانیان مبرہن ہرگاہ کہ حضرت انسان نسبت پیغمبران و فرشتگان بلکہ نسبت خاص وحدہ لاشریک بہزار بہتان و ہزار امی گاید ما و شما را چہ یارا کہ از ناگفتنہاے اینہا خود را وارہانند سبب الاسباب سببے سازد کہ ضیاے خورشید مضمون مذکور اطراف و اکناف ہندوستان فراگیرد و این بشیر فرخ پے خضر راہ آوارگان دشت جہل داد بارگردیدہ ہمہ را بسر منزل قبال و آگہی رساند - رجاکہ ہمبرین نسق با جرلے چشمۂ فیض خیالات نادرہ متعطشان زلال مضامین را سیراب و مزارع مشتاقان اخبار اخیار را مضامین لطافت بار را بر شحہ کلک گوہر سلک سرسبز و شاداب خواہند فرمود من و ایزد تو انا کہ عبارت نگینش تازہ تر از بہار کشمیر و دلکشا تر از برشکال ہند بود -
حالا از جناب باری ہمین التجا ست کہ آن شاہد رعنا و معشوق رنگین ادا زیب آغوش این عاشق زار شود بالنون و الصاد تا کہ این اشعار آبدار ترجمان خاکسار شوند -

روز عیش و طرب بادۂ جام ست امروز
کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز
آنچہ میخواستم از حضرت باری شبہا
للہ الحمد کہ حاصل بتمام ست امروز
آفتاب حسن گلو سوز تا بان باد
مشتاق بوس و کنار
مرزا آسمان جاہ عرف قمر الدولہ

یہ خط پڑھکر حسن آرا کا چہرہ سرخ ہو گیا -
نازک - خیر باشد کیا لکھا ہے بہن کسکا خط ہے -

حسن ۔ خدا جانے کس سہمے شہدے بچے کا خط ہے ۔

نازک ۔ کیا گالیان لکھی ہین چاک کر ڈالو بہن ۔

حسن ۔ دنیا مین بیفکرون کی کمی نہین ہی افوہ ۔

نازک ۔ ہان خوب یاد آیا ۔ وہ جو تم نے دبدۃ الاخبار مین مضمون دکھایا تھا وہ وہان کیونکر پہونچا ۔

حسن ۔ تم سے مین نے نہین بیان کیا تھین معلوم ہی نہین ۔

نازک ۔ مطلق نہین مین اسی حیرت مین ہون تب سے ۔

حسن ۔ یہ نواب وزیر محل کی عنایت ہوئی ہے ۔

نازک ۔ وہ کیا پڑھی لکھی ہین کچھ اُنکو کہان سے معلوم ہوا

حسن ۔ اُسدن وہ بیٹھی بھی تھین ۔ مجھ سے مانگا مین نے دیدیا

نازک ۔ یہ وزیر محل کا فساد ہے اچھا آنے تو دو ۔

حسن ۔ تم کچھ نہ کہنا بہن ۔ اُنھون نے جو کچھ کیا اچھا کیا ۔

نازک ۔ نہ کہنا کیا معنے دیکھو تو سہی جاتی کہان ہے ۔

حسن ۔ (خط لے کر) اسکو بھی اک نظر پڑھ لیجیے ذرا ۔

نازک ۔ (خط لے کر) اخاہ کسی خوشنویس کے ہاتھ کا ہے ۔

آسمان کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

نام کسکا لکھا ہے ۔ کون ۔ آسمان جاہ ۔ واہ ہی ہمارا دوسرا نام چورا لیا اور سُنو مشتاق بوس وکنار ۔

حسن ۔ ابھی پڑھو تو سرے سے ۔ دیکھو کیا لکھا ہے ۔

نازک ۔ خوش تو نہوئی ہوگی کہ سارا زمانہ بوس وکنار کا مشتاق ہی ۔ یہ آسمان جاہ وہ تو نہین ہین آقا کی سرا کے پاس جو رہتے ہین ۔ دو بھائی ۔ انور الدولہ اور قمر الدولہ شہزادے ہین ۔

حسن ۔ ہان قمر الدولہ تو نام لکھا ہے ۔ عرف آسمان جاہ

نازک ۔ یہ تو ہمارے ہان بہت آیا جایا کرتے ہین ۔

حسن ۔ تمھارے میان سے دوستی ہوگی کہین ذکر نہ کرنا

نازک ۔ نہین اور سُنو ۔ یہ کوئی ذکر کرنے کی بات ہے ابھی کم سن ہین بہت ۔ کوئی اکیس برس کا سن ہوگا ۔ اور خوبصورت آدمی ہین ستار بہت بجاتے ہین ۔ مگر پڑھے لکھے خاک نہین یہ کسی سے لکھوا کے بھیجا ہوگا دو شادیان کی ہین اور آوارہ مزاج ہے بالکل ۔ آخر کا فقرہ (حالا بجناب باری ہمین التجاست کہ آن شاہد رعنا و معشوق رنگین ادا زیب آغوش این عاشق زار شواد بالنون والصاد ۔ تا این دو اشعار آبدار ترجمان دل خاکسار شوند ۔) پڑھکر نازک ادا بہت ہنسین اور کہا بہن کیا ہرج تھا وہ بیچارہ اسقدر مشتاق ہے تو اُس کو کیون محروم رکھو حسن آرا مسکرا کر خاموش ہو رہین کہنے کو تھین کہ اگر ایسا ہی رحیم ہے تو خود ہی مبادرت اور اقدام کرو مگر ادب مانع ہوا لہذا مسکرا کر سکوت کیا ۔ نازک ادا نے کہا کہین کہین ہماری سمجھ مین نہین آتا ہے حسن آرا نے خط کو لفافے مین بند کر کے مغلانی کو دیا کہ اپنے پاس رکھے اور نازک ادا کی طرف مخاطب ہو کر بولین کہ مطلب ندارد لفظ بہت سے بھرے ہوے اور وہی پرانا ڈھرا شعر گفتن چہ ضرور اُردو ہی مین لکھتے اتنے مین بہار النسا آگئین اور حسن آرا نے بات ٹال دی اور گانے لگین اُن کا گانا سُنکر اُنکی سب ہمجولیان آئین اور اس مرتبہ نازک ادا نے وہ غزل شروع کی جس سے سب کو پھڑکا دیا ۔

بڑے نازون سے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جس نے بنایا ہی وہ صاحب خانہ آتا ہی

خدا کے واسطے منھ سے لگا دے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے
نکلتی ہے کسی پر جھوم کر وہ مجھ پہ گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے
لب میگون کے بوسے مجکو اب تک یاد آتے ہین
مین رو دیتا ہون جب ہونٹون تلک پیمانہ آتا ہے
بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی بڑھانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

اب سنیے کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع کو ایک روز شوق چرایا کہ بعد مدت کے چل کے چانڈو خانے مین چھنٹے اڑائین۔ آزاد کو دم دے کر کہ اپنے بھائی خواجہ رئیس الزمان سے ملنے جاتا ہون ایک نامی چانڈو خانے مین پہونچے تو وہان ایک ذکر سُن کر اُنکے کان کھڑے ہوئے اُنھون نے سُنا کہ کوئی شخص حسن آرا اور آزاد کا تذکرہ کر رہا ہے اور یون کہہ رہا ہے بھئی اس سے بڑھ کے اور کوئی دلچسپ خبر نہوگی اور آجکل شہر مین جا بجا اسی کا تذکرہ ہی۔ مگر واللہ اُس بیگم کا بایان قدم لے بچا سون ہی گھر گھاٹے۔ ہمایون فر کی جان ہی لی۔ اب شہسوار پھانسی پائیگا۔ آزاد کو توپ کے مہرے بھجدیا۔ وہ تو کہیے خدا نے جان بچائی ورنہ اُنھون نے تو کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا۔ اِن میان کو مہینون الو بنایا۔ وہ ہین نہین وضعدار سے۔ چوگوشیہ ٹوپی دیے رہتے ہین۔ عسکری۔ عسکری۔ محمد عسکری۔ خوب یاد آیا۔ اور اب سُنا ایک شہزادے عاشق ہوے ہین۔ شہزادہ قمر الدولہ بہادر وہ جان دیتے ہین سُنا بڑی قبول صورت ہے اور کروڑون انتخاب ہمارے محلے مین ایک بہشتی رہتا ہی کریم بخش کہتا تھا کہ میان چاندنی رات ہی اُسمین داغ نہین۔ اور ایک مہری ہی عباسی عورت کیا پارہ ہی برق دم ہے اُنکے ہان نوکر ہی کہتی تھی اور قسمین کھا کھا کر بیان کرتی تھی کہ ایسی صورت آجتک نہین دیکھی۔ پھر بھلا شہزادے اور امیر لوگ اُسپر دل و جان سے کیون نہ عاشق ہون۔

اُسپر دوسرے چانڈو باز نے کہا میان یہ حال ہمسے پوچھو کیا ہم سے بڑھکے ٹوہیے ہو تم ہمایون فر کو جس نے قتل کیا وہ اور ہی ہین وہ چھوٹی بہن ہین اور جس نے آزاد کو گھائل کیا وہ بڑی بہن ہین ایک لطیفہ باز نے مسکرا کر کہا واہ چھوٹی اور بڑی کی ایک ہی کہی۔ ارے میان دونون کلان ہین اُسپر بڑا فرمایشی قہقہہ پڑا۔ اور بڑی دیر تک ہنسی رہی۔

خیر جب چانڈو باز نے پھر حسن آرا کا ذکر چھیڑا تو ایک سفید پوش جو لیٹے ہوے چھنٹے اڑا رہے تھے بگڑ کر اُٹھ بیٹھے۔ کہا بس اب زیادہ نہ بکنا زمانے بھر کا جھوٹا۔ شریف زادیون کا نام بدکرتا ہے۔ تو کیا جانے اِن باتون کو ٹکے کا آدمی۔

چانڈو۔ ہم تو سُنی سُنائی کہتے ہین صاحب اور کیا۔

سفید۔ کیا جھک مارتا ہی۔ سُنی سنائی کہتا ہے۔

چانڈو۔ اب شہر بھر مین مشہور ہے کہ قمر الدولہ بھی عاشق ہوئے ہین آپ کس کس کی زبان روکیے گا۔ اور قمر الدولہ نے اُن کے نام خط بھی بھیجا ہے۔

سفید۔ اچھا اس مین اُس بیچاری کا کیا قصور ہی۔

چانڈو۔ تو حضور مین کیا کچھ کہتا ہون مجھے مطلب کیا۔

سفید۔ ایسی باتونمین آدمی ذلیل ہو جاتا ہے۔

چانڈو۔ ہم نے تو حضور بس یہ سُنا تھا کہ قمر الدولہ عاشق ہوئے

سفید۔ بھلا قمر الدولہ کس گنتی مین ہین بیچارے۔

چانڈو ۔ اچھا ہم جھوٹ کہتے ہین تو عیدو سے پوچھ لیجے ۔
عیدو ۔ ہم نے تو یہ سنا تھا کہ بیگم صاحب نے کچھ لکھا تھا خبر کے کاغذ مین سو وہ شہزادے نے پڑھا اور عاشق ہو گئے اور خط لکھا اور تڑپ رہے ہین کہ اُنھین کے ساتھ نکاح ہو اور شاید بالکو چوٹے کو مقرر کیا ہے کہ آزاد کو قتل کرڈالے خدا جانے سچ ہے یا جھوٹ ۔
سفید ۔ (منجھر ہوکر) ہان تو آزاد کو اطلاع کر دینی چاہیے یہ قمرالدولہ کو کیا سوجھی وہ تو مریخ مرنجان آدمی ہین ۔
عیدو ۔ اجی صاحب دو دن سے روٹی نہین کھائی ہے ۔
خو ۔ کیون میان کس خبر کے کاغذ مین بیگم صاحب نے لکھا تھا اُس کا نام بھی کچھ یاد ہے ۔
عیدو ۔ اب ہے ہم کچھ پڑھے لکھے تھوڑا ہی ہین ۔
خو ۔ بھلا کچھ پتا بتا سکتے ہو کہان چھاپا جاتا ہے ۔
عیدو ۔ جی ہان ست کھنڈے کے پاس تالاب کے اوپر
خو ۔ ہم بھی مشتاق ہین کہ دیکھین کیا لکھا ہے بھئی ۔
سفید ۔ قمرالدولہ وہی جو ستار خوب بجاتے ہین ۔
عیدو ۔ جی ہان وہی وہی شہزادے ہین وثیقہ پاتے ہین
خو ۔ مکان کسجگہ پر ہے میان ۔ رہتے کہانپر ہین ۔
عیدو ۔ لال اندارا پوچھتے چلے جاؤ ۔ بس وہین ڈیوڑھی ہے بڑے امیر ہین ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑے اور فٹن اور بگھیان اور یہ اور وہ ۔ سبھی کچھ ہے چودہ سے کا وثیقہ بھی تو ہے ۔
خو ۔ سن کیا ہوگا جوان ہین یا بوڑھے ۔
عیدو ۔ اجی ابھی گبھرو ہین کوئی اُنیس بیس برس کے ۔
خو ۔ ہان اور بیگم کا کیا سن ہوگا ۔ یہ بیگم کون ہین ۔
عیدو ۔ اب اُنکے سن کا حال کیا معلوم ۔ یہی ۱۵ یا ۱۶ ۔
خو ۔ برس پندرہ یا کرسولہ کا سن
سفید ۔ تو آزاد کے ایسے دشمن ہین وہ ۔ الامان ۔
عیدو ۔ سنی ہوئی کہتا ہون مجھے کیا معلوم مگر جس نے کہا وہ اُنکے بان کا خواص ہے ۔
سفید ۔ بان تو ضرور سنسنی خبر ہوگی ۔ افسوس ہے ۔
عیدو ۔ اور آزاد سنا کسی صاحب لوگ کے ہان ٹکے ہین ۔ خواجہ صاحب کو یہ تقریر ناگوار گذری اور ڈپٹ کے چانڈو باز سے کہا سنا میان چل کے تھانے پر گواہی دینی ہوگی ۔ دل لگی نہین ہے ۔ اسکا ثبوت دو کہ قمرالدولہ نے بالکو چوٹے کو آزاد کی جان لینے کے لیے مقرر کیا ہے ۔ ابھی تو مچلکا لکھوایا جائے اور کوئی کیا کھکے آزاد کے منھ چڑھیگا آزاد قوی ہیکل سُرخ و سفید جوان طناز مرد میدان ۔ شہ زور طاقت ور آدمی ہے ۔ ورزش کا شوق بانکے پٹے نبوٹ مین برق تم لوگون کی طرح تھوڑا ہی ہے کہ چہرے زرد بالکل سرد ۔ پندرہ برس کا سن عنفوان شباب کے دن ۔ مگر آنکھین مانگنے لگے ضعف معدہ کا عارضہ ہوگیا ۔ گدر اور جوڑی کیا مونگر بان تک نہ اُٹھا سکین آج پیچش ہے کل سوء ہضم پرسون درد شکم ۔ بیسوان سال ہے مگر زندگی وبال ہے بدن کی ایک ایک ہڈی گن لیجیے ۔
عیدو ۔ آپ البتہ ماشاء اللہ بڑے بھاری جوان ہین ۔
گنیشی ۔ اجی تمھارا کنیڈا ہی کے دیتا ہے صاحب ۔
خو ۔ ہان واللہ تم بڑے فہمیدہ آدمی ہو بھئی ۔
عیدو ۔ کیون اُستاد کتنے ایک شاگرد ہونگے ۔
خو ۔ یہان سے لے کے تابہ روم اور شام تلک ۔
عیدو ۔ اللہ اللہ سب آپ ہی کے بچے ہین اور آپ ۔

گنیشی - ہم کو تو یہ اُلو کے پٹھے معلوم ہوتے ہین -

خو - (جامہ بند کرکے) اوگیدی بھوک دون -

گنیشی - (ہنسکر) بہ خوش داہ اُستاد واہ -

خو - اور آزاد سے کوئی چار آنکھین تو کرے پہلے -

تمرالدولہ کو ہیوان سال ہو مگر زندگی وبال ہے شام کو ذری سا شوربا اور دو چپاتیان کھاتے ہین تو سویرے تک ہضم نہین ہوتین - گربہ مسکین نے میاؤن کیا اور دو چوہے - بس ڈھونڈھنے لگے بلی پر حربہ کیا اور ہانپ گئے غش آگیا یہان گواسی اور چار چوراسی برس کا سن ہے مگر لکڑی ہاتھ مین دیجئے پھر دیکھیے

عیدو - کیا آپ پچکیت بھی ہین میان صاحب -

خو - میان صاحب کا مقبرہ بنا ہو - زبان سنبھال کے بول

عیدو - ماشے بھر کا تو حضور کا قد اور دعوی یہ -

خو - ہمارا قد چور ہے - جسوقت گتکہ لے کے ہم کھڑے ہوتے ہین بس تو یہی بھلی ہے اور طمانچہ تو بلا کا عمان ہو کہ آجتک کوئی روک ہی نہ سکا - للکار دیا - کہدیا - جتا دیا - کہ دیکھ طمانچہ روک یہ آیا - وہ آیا سنبھل - ہوشیار ترڑ - ہاتھ کیا دست چل ہو

طمانچہ روک لے کوئی بھلا یہ کسکی طاقت ہے
بڑے بڑے استادنے ہم کو سکھایا ہی پھری گدکا

خانہ جنگیان ہم نے لڑین - تلوار ہم سے چلی - میدانون مین ہم لڑے کمیدانی ہم نے کی رسالدار ہم رہے کرنیلی در ہم کھلائے - جنرل کا خطاب ہم نے پایا جسکو تم لوگ جنڈیل کہتے ہو

لوایم خانہ ولفظ ست لشکر
بمیدان آمدم اللہ اکبر

عیدو - سچ ہو میان جو کہو بجا ہو - آجکل پاجیون ہی کا زمانہ ہے شریفون نادے بیچارے ڈرتے رہتے ہین باجی اگر تے بھرتے ہین

گئی قدر شرافت یہ زمانے کا چلن بگڑا
رذالے اینڈتے پھرتے ہین ایسا بانکپن بگڑا

خو - (بگڑکر) ہون! یہ کس پر کہی تو نے -

عیدو - آپ پر اور کس پر - کیون کچھ دعوی ہے -

خو - گیدی پلٹن لے کے آتا تو مقابلہ مین بند نہین -

منم آن پیل دمان و منم آن شیر ژیان
نام بہرام مرا و پدرم بوحیلہ +

راوی - سبحان اللہ - شاعری حضور پر ختم ہے -

خو - کوئی بانکا اتنا کہتا تو دو چ ہی بیٹھتا -

حشر مین جب حساب مانگینگے	الامان شیخ و شاب مانگینگے
اپنے ساقی کی بالیان سے	رندوان بھی شراب مانگینگے

ہم تو بات بات مین بجبیتی اور بھگیتی اور نبکیتی کی لینگے وجہ کیا لڑکپن سے یہی سپہگری کے پیشے سیکھے ہین نہ اور باپ دادا سب بانکے تھے - ے -

بچۂ بط اگر شنبینہ بود +
آب دریاش تا بہ سینہ بود +

عیدو - آپ بط کے بچے ہین - ہم کو جھینگا مچھلی کے انڈے معلوم ہوتے ہو بڑا نہ مانا استاد -

خو - (مسکراکر) سسرے کی گالی ہے یہ تو -

عیدو - ایک ہوئی پھر اپنے داؤن نہ روئیگا -

خو - کیا طاقت - روتے کوئی اور ہونگے حضرت -

خواجہ بدیع الزمان کل باتین دریافت کرکے یہان سے روانہ ہوئے اور پتا پوچھتے ہوئے لال اندارے

کی طرف چلے مگر ہاروگن نے اُنکو پھبتی زیب بھیکر خوب غوب آوازے اُپر کسے اور کسی نے پورب سے پچھم بتایا۔ آخرکار ایک بوڑھی عورت سے ٹھیک پتا دریافت کرکے چلے اور خدا خدا کرکے لال اندارہ نظر آیا۔ دیکھا تو صدہا سنتے اور برہمن اور عوام بانی بھر رہے ہین۔

خو۔ کیون بھئی یہ اندارہ تو آجتک نہین دیکھنے مین آیا تھا اور عمر بھر اس شہر مین رہے وہ عمر بھر نہ سہی۔ پندرہ بیس برس تک سہی۔ یہ کیا کم زمانہ ہے۔

سقہ۔ کیا کہین باہر گئے تھے آپ کیا۔

خو۔ ارے میان ہمین بڑا تعجب ہوا ہے بھئی۔

سقہ۔ اجی صاحب ابھی چار مہینے تو بنے ہوے۔

خو۔ اہا۔ یہ کاہ بھلا کسنے بنوایا ہے۔

سقہ۔ نواب قمرالدولہ بہادر شہزادے نے۔

خو۔ وہ کہان رہتے ہین کیا امیر آدمی ہین۔

سقہ۔ امیر نہوتے تو لاکھون روپیہ صرف کرتے۔

دوسرا۔ ارے میان کس کے منہ لگتے ہو بھئی ہوتھ۔

خو۔ اسکے کیا معنی۔ کچھ بدھا تو نہین ہوا ہی۔

سقہ۔ جانے دیجیے آپ اپنی طرن دیکھیے۔

دوسرا۔ (مسکراکر) بڑا ٹیکھا ہے بڈھا بھئی یہ۔

سقہ۔ اسمین کیا شک ہی۔ حضور کا نام۔

خو۔ جناب خواجہ بدیع الزمان صاحب بہادر۔

سقہ۔ بہادر! ہونہہ! باپ مارے پیڈری اور بیٹا تیراندار خدا کی شان آپ اور بہادر! کہان کے بہادر ہو میان

خو۔ (ہنسکر) جتنے بانکے ہین سب منکسر مزاج۔

سقہ۔ آپ بانکے بھی ہین خیر سے واہ!!!۔

خواجہ صاحب نے پتا پوچھکر نواب قمرالدولہ کے محل اور محلسرا اور ڈیوڑھی اور امام باڑہ اور مسجد اور باغ اور املاک سب کا باہر ہی باہر جائزہ لیا اور چلے مگر پھر پلٹے اور ایک دربان سے علیک سلیک کرکے یون ہم کلام ہوے۔

خو۔ سلام علیکم۔ بھائی چوبدار صاحب۔

دربان۔ وعلیکم بھائی۔ حکم کہیے۔

خو۔ کچھ نہین نوکری کی تلاش مین ہین۔

دربان۔ داروغہ صاحب سے کہیے شاید مطلب نکلے۔

خو۔ شہزادے تک رسائی ممکن ہے یا نہین۔

دربان۔ ہونہ! پرندہ پر نہین مار سکتا میان۔

خو۔ درویشون کی بھی روک ٹوک ہی کیا۔

دربان۔ یہان سب کی روک ٹوک ہی صاحب۔

خو۔ اچھا پھر داروغہ صاحب سے کب ملین۔

دربان۔ اُنکے مکان پر جایئے اور کچھ چڑھایئے۔

خو۔ یہ بات ہی۔ بھلا شہزادے کو سلام کرلین۔

دربان۔ یہین بیٹھے رہو۔ جب گاڑی پر سوار ہوکر نکلین تو جھک کے تین بار سلام کرلو۔ یون ہی دس پندرہ دفعہ سلام کرو۔ شاید کوئی بات نکلے۔

خو۔ کس وقت سوار ہوتے ہین۔ بھائی جان شام کو۔

دربان۔ جی کوئی دو گھڑی دن رہے کے وقت۔

خو۔ اچھا تو ہم جاتے ہین۔ پھر آئینگے۔

دربان۔ اگر کوئی اچھی صورت دکھاؤ تو پو بارہ ہین۔

خو۔ اچھا پھر گفتگو ہوگی۔ اب اسوقت جاتے ہین۔

دربان۔ ایک دفعہ جان جائین بس پھر کیا ہی۔

خو - اجی ہم بڑے کمال کے لوگ ہین میان -

غنچہ دش از ہم نفسان لب بہ بند	خیرہ چو گل بر رخ ہر کس مخند
گفتن لبیار نہ از تغزی است ولولۂ بلبل زبمغزی است	

کیا شہزادے کی شادی ہو گئی ہے -

دربان - ایک! ہونھ ایک چھوڑ دو دو - اور پھر بھی ہر روز دھما چوکڑی مچی رہتی ہی اور خوشامد کرنے والے گھیرے رہتے ہین -

خو - اچھی بات ہی - کسیکا بھلا تو ہو جاتا ہی -

دربان - اجی امیر آدمی ہین - لاکھون روپیہ پاس ہی - خواجہ بدیع الزمان وہان سے سوار ہونے ہی کو تھے کہ ایک شخص نے جو شہزادہ قمر الدولہ بہادر کے پاس سے آتا تھا دربان سے کہا سرکار کو تو بس یہی دُھن ہے کہ حسن آرا پر جادو کر دو - اِسوقت شہر کے حسینان پری تمثال جمع ہین - مگر کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتے اور طرہ یہ کہ حسن آرا کی صورت بھی کبھی نہین دیکھی مگر عاشق زار ہو گئے - ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد +	

اور دل لگی یہ کہ رفیق لوگ اور چنگ پر چڑھا رہے ہین اور اُسکے حسن کی وہ وہ تعریفین کر رہے ہین کہ مین کیا عرض کروں -

خو - حضرت اگر ہماری رسائی - وہانتک ہو تو دیکھیے ہم کیسی کایا پلٹ کر دیتے ہین کہ حسن آرا کا نام تک نہ لین

شخص - آپ کون صاحب ہین اسم شریف آپ کا

خو - بندے کو بدیع الزمان بدیع کہتے ہین -

شخص - آپ شاعر بھی ہین وطن کہان ہے آپکا -

خو - شاعر بھی ہین کیا سمجھے - بس ایک شاعری - شاعر نثار - ہجو گو - ہزل گو - غزل گو - قصیدہ گو - بنوٹیے - بنکیت - پہلوان - گل چلے - قادر انداز - تیر انداز - شہسوار - پیراک - بذلہ سنج - علم موسیقی کے عالم ستار باز شاطر بے بدل - سب ہنر ہم مین فضل الٰہی سے ہین -

شخص - آپ تو مجھے کوئی دیوانے سے معلوم ہوتے ہین

خو - واہ ری قدر دانی داد حضرت واہ - سبحان اللہ -

دربان - اب آپ جائیے کہان ہین شیخ جی صاحب اِس وقت -

شیخ - حکم ہوا ہی کہ کسی رمال کو بہت جلد حاضر کرو -

خو - ہم کو لیچلو - واللہ شہزادے کمال مسرور ہون -

شیخ - لے تو چلین مگر آپ رمل کیا جانین - آپ تو گل چلے اور شاعر اور بنوٹیے اور الم غلم ہین - رمل کا تو آپ نے نام ہی نہین لیا حضرت -

خو - (کان پکڑ کر) یہ زبان جو چاہے کرے ہاے ہاے اگر رمال کہہ دیتا تو وہان تک مزے سے رسائی ہو جاتی

خواجہ صاحب نے ٹھان لی کہ فوراً چل کے آزاد کو اِس خبر سے مطلع کرنا چاہیے - ایسا نہو کہ وہ غافل و بیخبر رہین اور یاردن کا چکمہ چل جائے گرتے پڑتے بعد خرابی بصرہ آدھی دور پہونچے تھے کہ ایک پرانے دوست سے مڈبھیڑ ہوئی - خوجی کو اُنھون نے روکا اور دونون بغلگیر ہوئے تھوڑی دیر تک خواجہ صاحب نے اپنے سفر و فتح و ظفر کا حال بڑی

بڑی شدومد سے بیان کیا جگدا ان کہا کہ یار ہم ایک نئی مصیبت مین گرفتار ہین۔ اگر ہمکو مدد دو تو عین نوازش ہو ورنہ بڑی خرابیان واقع ہونگی۔ اس شہر مین ایک قمرالدولہ رہتے ہین بشہزادے۔ سنا بڑے روپئے والے ہین وہ اتفاق سے حسن آرا بیگم پر عاشق ہوے ہین اور اُنکا قصد ہو کہ آزاد کو قتل کرواڈالین جب سے یہ خبر سُنی ہو ہوش اُڑے ہوے ہین سو مرزا جی اگر آپکے امکان مین کوئی بات ہو تو بتائیے۔ مرزا صاحب نے کہا میان ہوش کی دوا کرو۔ خدا کو دیکھا نہین مگر عقل سے تو پہچانا ہو۔ کجا آزاد کجا قمرالدولہ سع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قمرالدولہ کی بھی کوئی حقیقت ہو۔ آزاد کے مقابلے مین چلے ہین اور جو آپ نے سُنا ہو کہ آزاد کے قتل کی فکر ہو۔ یہ سب گپ باداری ہو۔ انگریزی مین قتل کرنا یا قتل کرانا دل لگی بازی نہین ہو کہ کاتا اور لے دوڑے۔ ہمارا تو قمرالدولہ کے ہان اسم ہو۔ زمانے بھر کے بودے۔ ڈرپوک۔ بھلا وہ کیا مقابلہ کرینگے بیچارے لاحول ولاقوۃ۔ خواجہ صاحب نے جو سُنا کہ مرزا جی اُنھین کے ہان نوکر ہین تو ہاتھ جوڑکر بعد عجز عرض کیا کہ بھائی ہمکو بھی لے چلو۔ ہم رئیسون کی صحبت مین برسون سے ہے ہین۔ دو باتون مین رنگ پر لے آئین تو سہی۔

مرزا صاحب اُنکو لیکر قمرالدولہ کے ہان آئے خواجہ صاحب جاکے فراشی سلام کیا اور ادب کے ساتھ بیٹھے دیکھا تو حوالی موالی رفیق مصاحب سفید پوش زرق برق تختون کی نشست ہو کچھ آدمی مونڈھون اور کرسیون پر بیٹھے ہین شہزادہ قمرالدولہ بہادر مسند پر متمکن پیچوان پی رہے ہین اور رفقا بلبل کی طرح چہچہے ہین۔

آغا۔ حضور اگر حکم ہو تو تارے آسمان سے اُتار لون۔

منے۔ حق ہو ایسا ہی رعب ہو ہماری سرکار کا۔

مرزا۔ خداوند اب حضور کی طبیعت کا کیا حال ہو۔

آغا۔ فضل الٰہی ہے۔ بس وہی بات ہو اور خدا نے چاہا تو صبح شام شہ لڑا ہی چاہتا ہو حضور کا نام سُن کے اور کوئی نکلح سے انکار کریگا۔ بھلا۔

منے۔ اجی پرستان کی حور ہو تو لونڈی بنجائے۔

مرزا۔ درین چہ شک باغ مین کچھ کیفیت دیکھی تھی۔

منے۔ این! اسقدر بیخود ہوگئی وہ عورت۔ اللہ!۔

مرزا۔ وہ کیا بیخود ہوئی حضرت یہ حُسن عجب شے ہے۔

قمر۔ (مسکراکر) واہ حُسن بیان کہان!۔

خو۔ خدا گواہ ہو کہ شہر مین دوسرا رئیس ٹکر کا نہین ہے یہ معلوم ہوتا ہو کہ جناب باری نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو اور قدرت کے سانچے مین ڈھالا ہو۔ اور باریک بینون کے سمجھنے کی بات ہو۔ کرور روپے کی بات ہو عرض کرتا ہون خداوند حضور کا حسن حسن مردانہ ہو۔

رفقا۔ سبحان اللہ۔ واہ خانصاحب واہ سچ ہو۔

مرزا۔ خانصاحب نہین۔ یہ خواجہ صاحب ہین۔

رفقا۔ اجی وہ کہے باشد خواجہ صاحب نہین شیخ جی سہی ہم تو انصاف کے لوگ ہین خدا کو مُنھ دکھانا ہے کیا بات کہی ہے۔

خو۔ این سخن باید بہ آب زر نوشت۔

رفیق۔ خواجہ صاحب آپ تو آج اوّل مرتبہ اس صحبت مین بیٹھے ہین۔ رفتہ رفتہ دیکھئے گا کہ حضور کے مزاج کی کیا کیفیت ہو۔

دوسرا۔ بوڑھون مین بوڑھے۔ جوانون مین جوان۔

خو۔ مجھ سے کہتے ہو۔ شہر کا کون رئیس ہے جس سے خواجہ بدیع نہین واقف۔ واللہ انکا ثانی نہین ہے۔ کوئی یہ اپنا جواب نہین رکھتے۔

آغا۔ بھئی مرزا ہم نے تو بڑا کام کیا۔

مرزا۔ ہان اب صورت کیا قرار پائی۔

آغا۔ اُس واہی سے تعلق قطع۔ اور ادھر رجحان۔

مرزا۔ (خوش ہوکر) واللہ! ہاتھ لائیے گا۔

آغا۔ (ہاتھ دیکر) مردون کا وار خالی جائے۔

مرزا۔ کیا مجال۔ اور یہ سب حضور کا اقبال ہے۔

قمر۔ مین تو مرچ رہا تھا۔ زندگی وبال تھی۔ مگر اُنھون نے آن کے بیان کیا کہ مشاطہ کہتی ہے۔ معاملہ روبا صلاح ہے وہ صرف اپنی بدنامی کو ڈرتی ہین ورنہ سُنا تو یہی ہے کہ ادھر اب رجحان زیادہ ہے۔

مرزا۔ بیشک بیشک۔ اے حضور ہزار جان سے عاشق ہوجائے یہ شکل یہ صورت یہ چاندسی طلعت یہ نفاست یہ شیر مرد ایسا پائے کہان اور پھر ابھی سبزہ آغاز۔ کردون لاکھ پیچ پائین ہزارون نمک خوار حسب نسب کو دیکھئے خاندان کو دیکھئے وہان کیا ہے۔

خواجہ صاحب متحیر کہ یا خدا یہ کیا سننے مین آیا حسن آرا بیگم کو یہ کیا ہوگیا کہ قمرالدولہ پر رجھین کبھی یقین آتا تھا کہ یہ سب صحیح بیان کیا ہے مگر کبھی شک ہوتا تھا کہ شاید غلط ہو اُنکی تقریر نے قمرالدولہ کے دلمین جگہ کرلی اور اُنھون نے کئی بار اُنکو دیکھا۔ خوجی روسا عظام کی صحبت مین تو بارہا رہ چکے تھے اور برسون امرا کی خدمت مین رہے تھے رنگ جمالیا۔

آغا۔ خواجہ صاحب آپکا مکان کہان ہے۔

مرزا۔ اے کیون نہین۔ تا بہ لندن نکب۔

خو۔ کہہ دیا نہ بھائی جان کہ دوسرا نظر نہین آتا۔

قمر۔ (آغا سے) یہ کہان رہتے ہین اور کون ہین۔

آغا۔ غلام نہین واقف ہے۔ آپکا مکان کہان ہے۔

خو۔ غلام کا کفش خانہ مرغی بازار مین ہے۔

راوی۔ آگئے مسخرہ پن پر۔ بس پو بارہ ہین۔

آغا۔ جب ہی آپ کرک رہے تھے کیون صاحب۔

خو۔ مجھے تو آغا صاحب مرغی میجر معلوم ہوتے ہین۔

مرزا۔ ہان انڈے بیچتے تو ہمنے بھی دیکھا تھا۔

خو۔ اجی یہ صدر بازار مین ٹہلا کرتے ہین۔

قمر۔ ماشاءاللہ۔ خواجہ صاحب ضلع جگت مین طاق ہین۔

خو۔ (آداب کے ساتھ سلام کرکے) قدردانی ہے۔

قمر۔ نہین واللہ بہت لطیفہ باز اور خوش تقریر ہو۔

خو۔ (پھر سلام کرکے) یہ حضور کی قدردانی ہے۔ ؎

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

حضور اگر اجازت دین تو ایک قصیدہ کہہ لاؤن۔

قمر۔ کیا آپ شاعر بھی ہین کچھ کلام سنائیے۔

خو۔ بندۂ خواجہ بدیع یعنی بدیعا برمی گوید کہ کم گوید قابل سماعت خادمان من بدیع نیست مگر الامر فوق الادب فارسی گوید یا اُردو ے۔

راوی۔ اے سبحان اللہ۔ اُردو ے کی پے نے جان ڈال دی اور خادمان حضور بھول کے حنا دمان من بدیع کہنے لگے۔ اے سبحان اللہ۔

آغا۔ فارسی بھی خوب بولتے ہین آپ۔ ماشاءاللہ

خو۔ حضور بندہ حیران وین سفر بودہ شدہ آمد۔
قمر۔ پھر کچھ کلام تو سناؤ صاحب کوئی غزل کہیے۔
راوی۔ اسمین خواجہ صاحب برق پیش ملا شاعر و پیش شاعر ملا۔ و پیش ہر دو پیچ و پیش پیچ دو غزلین صدہا یاد تھین۔
خو۔ حضور ایک مخمس سناؤن آصفی کی غزل پر۔
راوی۔ آغا صاحب تو کچھ جانتے بھی تھے مگر قمر الدولہ کے فرشتے خان نے بھی کبھی نہین سنا تھا کہ مخمس کس جانور کا نام ہے خواجہ صاحب نے یہ مخمس سنایا۔

تا کجا شرح دہم قصۂ طولانی را | تا بکے باز نمایم غم پنہانی را
چند بر راہ نہم دیدۂ حیرانی را | ساز آباد خدایا دل ویرانی را
یا مدہ مہربتان ہیچ مسلمانی را

ای خدائے دو جہان بہر غلامان رسول | گوشۂ چشم سوئے گوشہ نشینان خمول
عرض حاجت بکنا تے نہ ہیچ ست فضول | میتوانی کہ دہی فوق مرا لعل قبول
آنکہ در ساختہ قطرۂ بارانی را

یارب از دست فلک چند بنالم شب و روز | از کرم دیدۂ شام شب ہجران بفروز
مفگن بسمر بخ فراق جانسوز | چہرۂ لالہ رخان بہر عتابم مفروز
بر من آتشکدہ مسند گلستانے را

آغا۔ واہ وا۔ سبحان اللہ حضور اچھا کلام ہے۔
قمر۔ ہان خوب کہتے ہین خواجہ صاحب۔ فارسی ہے۔
راوی۔ خوب سمجھے۔ اس طبیعت داری کے صدقے دوسرا نہ بتا سکتا مگا کہدیا کہ فارسی کلام ہے۔ اور کوئی ہوتا تو عربی یا انگریزی سمجھتا۔
مرزا۔ صاحب خوب ہی فرماتے ہین۔ کیا کلام ہے۔
قمر۔ یہ بیس شعر تھے جو اسوقت خواجہ صاحب نے کہے۔
راوی۔ اعجاز عجز عقل کی رسائی اسے کہتے ہین۔
مرزا۔ جی ہان خداوند سب اشعار تھے۔ اور چیدہ۔
قمر۔ ہان کچھ اور پڑھیے۔ مگر وہی چنندہ ہون۔
خو۔ حضور ایک مشاعرے مین غزل پڑھی تو دھوم مچ گئی مطلع ایسا ہوا ہے کہ مجھکو اسپر ناز ہے۔
قمر۔ فرمائیے فرمائیے۔ مگر جی خوش ہو جائے ایسا ہو۔
خو۔ انشاء اللہ۔ ذری داد دیجئے گا خداوند ع۔

گیسو کا تمھارے لقب اعجاز بنا ہے

آغا ع بل کھائے تو اژدر ہے نہ کھائے تو عصا ہے۔
راوی۔ خوجی سخت نادم ہوئے چوری پکڑی گئی آپکی۔
خواجہ صاحب قمر الدولہ کی نظر و نمین جچ گئے۔ چاہتے تھے کہ کچھ عرصے تک اور بیٹھین اور ٹوہ لین مگر سوچے کہ جانا دور ہے لہذا اجازت کے طالب ہوئے۔ مرزا صاحب کو بھی لیا اور اثنائے راہ مین اُنسے کہا کہ ایک ماتم کا مضمون لکھ دیجئے این! یہ ماتم کا مضمون کیا ہوگا۔ فرمایا کہ ابتدائی چند سطرین لکھ دیجئے اور جنین چنان اسوقت نہ کیجئے کہا اس وقت قلم نہ دوات نہ کاغذ لکھون تو کیونکر لکھون خواجہ صاحب نے معا ایک عطار سے کاغذ خریدا اور اُسی کی دوکان پر چند سطرین مرزا صاحب سے لکھوالین مرزا صاحب نے تمہید کے فقرے قلم برداشتہ یون لکھ دیے۔

گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست
این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد

ہیہات ہیہات یہ کیا سانحہ حیرت خیز ہے اور کیا واقعہ عبرت انگیز کہ قلم خونین رقم صفحۂ قرطاس پر اشکبار رہے

اور دل حزین منزل سراپا مضطر و بیقرار۔ دنیا کے دون کا حال قابل عبرت ہی۔ اور نوجوانان نوخیز کی وفات کا اندوہ و ملال لائق حسرت گردون دون کی کجرفتاری سے زمانہ عاری ہی۔ رنج و الم کی گرم بازاری ہی۔ محیط غم کی طغیانی ہی۔ رود بار ماتم کی روانی ہی یون تو ہر صغیر و کبیر کی وفات کی خبر وحشت اثر سنکر دل بھر آتا ہی لیکن جوانان صالح کی وفات کا صدمہ بڑا ہی ستم ڈھاتا ہی۔ ہو بصر صر غم سے غنچہ خاطر پژمردہ ہی اور دل اندوہ منزل ملول و افسردہ۔ گلزار عیش و نشاط پر خزان الم نے قبضہ پایا۔ بلغ انبساط پر ابر غم چھایا۔ ازہار خاطر پژمردگی ہی۔ ہر فرد بشر کے دل پر افسردگی ہے۔ چنار آتش غم سے جلتا ہی۔ آبشار و فور غم سے سنگ پر سر پٹکتا ہی۔ وا دردا واحسرتا۔ وا مصیبتا۔

خو۔ (پڑھکر) چند اشعار ماتم بھی درج کر دیجئے۔

مرزا۔ بہت اچھا ذرا یاد کر لون۔

آہ کین چرخ ستمگر پرور کین — عالمے را کرد با غم ہمقرین
یعنے از مرگ جوانان پر خرد — حشر برپا گشت بر روی زمین
جامۂ تہذیب مون زون بر قدش — خاتم اخلاق نامش بر نگین
فیض تاثیر شکر گفتارش — بر لبش کردہ سخنہا شکرین
مرکب ادراک او افلاک سیر — مرغ فکرش از ثریا دانہ چین
چون قضای ایزدی آمد بسر — دفعۃ شد زین جہان رحلت گزین
از فغان گوش ملایک گشت کر — نالہ بر شد بر سر چرخ بریں
یکطرف خیل عزیزان سینہ چاک — دوستان کیسو بدل اندوہگین

زین الم بس دیدہ ہا پر خون شدہ
صد ہزاران جان زہرش دل حزین

خو۔ بس آداب عرض ہے اب بندہ رخصت ہوتا ہی۔

مرزا۔ آخر یا سکو کر دگے کیا تمھاری وضع ابھی تک نہ گئی روم سے واپس آئے ہزارون کنوئون کا پانی پیا دنیا دیکھی مگر کورے کے کورے ہی آئے۔

خو۔ تم ان باتون کو کیا جانو عقل بھی ہو جب۔

مرزا۔ ایک تو شکر گذار نہین ہوتے کہ وہان تک سائی ہوئی آپکے تو فرشتے خان کا بھی گذر وہان تک محال تھا۔

خو۔ بارہا جب ہی کہ اُسکو نیچا دکھائین کسی طرح۔

مرزا۔ بھائی صاحب آزاد پھر آزاد ہی۔ کجا وہ کجا یہ۔

خو۔ تم نے آزاد کو دیکھا کہان ہی بھلا۔

مرزا۔ نام تو سنا ہی۔ انکو کون نہین جانتا۔

خو۔ شیطان سے زیادہ مشہور ہوئے ہم دونون۔

مرزا۔ آپکو تو کوئی خال ہی خال جانتا ہی۔

خواجہ صاحب اُنسے رخصت ہو کر روانہ ہوئے ہوٹل مین پہونچے تو آزاد کو پیر مرد سے باتین کرتے دیکھ کر للکارا من بدیعامی آیم۔ بابای من۔ آزاد نے کہا غل نہ مچاؤ یہان خدا جانے کیا مشورہ کر رہے ہین تم کو کیا تم بیگیرے ہو۔ کچھ بسنت کی بھی خبر ہے۔ ایک نیا گل کھلا خوجی نے کہا ہم کو سکھاتے ہو ہم سے بڑھکے ٹوہی ہو سکتے ہین گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ یہین بھی عشق عاشقی کا حال معلوم ہوا ہے۔ آزاد کو حیرت ہوئی کہ خوجی سے کس نے کہا خواجہ صاحب ڈپٹ کر بولے ہم سے بڑھ کر شہر خبرا کوئی ہو تو لے پہلے چلیے۔ چاہے قمر الدولہ ہو۔ قمر الدولہ ابھی وہین سے آتا ہون خاص انھین کی صحبت سے زانو بزانو بیٹھا تھا۔ جیسے ہی خبر پائی کہ حسن آرا کے ایک اور عاشق پیدا ہوئے مگا قمر الدولہ کے

کے بیان سے بخوبی حال تو دریافت کرون اور وہان یہ لوگ بھڑے دے رہے ہین کہ حسن آرا کا میلان طبع اب حضور ہی کی طرف ہی۔

خواجہ صاحب نے قمر الدولہ کے مکان کا پتا بتایا شکل وصورت کا حال بتایا اور کہا کہ کامل ایک گھنٹے تک ہمسے اُنسے بات چیت رہی۔ اور ہماری تقریر سے نہایت ہی محظوظ و مسرور ہوئے اور عجب نہین کہ مصاحبون مین نوکر رکھ لین مگر اُنکے کل رفیق بھی کہتے تھے کہ حسن آرا بیگم اب حضور کی جانب زیادہ رجوع ہین اور مجھے ہنسی آئی پہلے تو یون ہی سا یقین ہوا تھا کہ شاید ایسا ہی ہو لیکن پھر مین سوچا کہ خواجہ بدیعا کدھر تیرا خیال ہی اور اسقدر مبالغہ لوگون نے کیا ہی کہ خدانخواستہ وہ آدمی مقرر کر چکا ہی کہ قتل کروا ڈالے ہی۔ اور جب ہی تو مین تڑپ کر بھاگا کہ چل کے خبر تو لون بھئی یہ کیا معاملہ ہی بیٹھے بٹھائے اچھا فکوفہ چھوڑا آدمی تو خبطی سا ہی۔ اور جاہل مطلق۔ ان پڑھ لیکن خوشرو ہے اور اُسکے اُمیہ ہونے مین تو شک ہی نہین مگر خدا کی قسم تمھارے سامنے کھڑا ہو تو خود ہی شرما جائے مگر ہم سمجھتے تھے کہ تم کو ابھی اطلاع ہی نہ ہوئی ہوگی اور یہان آئے تو تم کو سب سے پہلے خبر ہوگئی آخر یہ اسرار کیا ہے حسن آرا کو اُسنے کہان سے دیکھ لیا۔ چھوکری ہی چلبلی سی کوٹھے پر گئی ہوگی۔ پس چھوکری کی لفظ پر دونون ہنس پڑے پیر مرد نے مسکرا کر کہا کہ چھوکری کا لفظ تو بڑی تعظیم کا ہی چھوکرا کہا ہوتا۔

اسکے بعد آزاد نے اُنسے کچا چٹھا بیان کیا اور کہا تمسے اگر کوئی پوچھے بھی تو تم کہنا کہ ہمین نہین معلوم یہ خبر مشہور ہوئے دو خواجہ صاحب نے اُنکی راے سے اتفاق کیا اور یون کلمات نصایح آمیز زبان پر لائے۔

برادر! بابای من بدریع یہ دنیا جاے دم زدن نہین ہے ع

کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است

اور پیر مرد صاحب آپ اُنسے کہدیجئے سمجھا دیجئے کہ ناحق کاہے کے واسطے خواہی نخواہی اپنے کو مطعون کرتی ہین ایک مقام پر خدا جانے لوگ کیا کیا شک کر رہے تھے۔ کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ۔ آپ کس کس کی زبان روکین گے اب آپکو لازم ہے کہ اُنکو کوٹھے تک نہ جانے دین بلکہ اگر موقع ملا تو اب مین وہین رہا کرونگا۔

آزاد نے اِس راے سے اتفاق کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ (بشرطیکہ عقل سے کام رکھیے) وہان لوگ آپکو اُلو بنائینگے۔ اور آپ خواہ مخواہ سب سے جھگڑے پر آمادہ ہو جائینگے یہ کون سی دانائی ہی بھلا سوچیے تو سہی اِس سے نتیجہ کیا نکلے گا خاک۔ اور ذلت ہوگی کہ آزاد کے رفیق ہین۔

خواجہ صاحب بہت بگڑے۔ اجی آپ جب دیکھو ترچھے ہی ہو کر باتین کرتے ہین کیا کوئی آپ کا دیا کھاتا ہے یا آپکا دبیل ہے۔ خدا واسطے کا جھگڑا بڑے عقلمند آپ ہی تو ہین ایک۔

اب سُنیے کہ دوسرے روز آزاد پاشا کے پاس ایک نوٹس آیا انگریزی عبارت مین درج تھا کہ آج شب کو سات بجے سے مسٹر ایڈسن صاحب ہندوستان کی سوشل حالت کی نسبت لکچر دینگے امید ہی کہ اصحاب علم دوست ضرور قدم رنجہ فرمائین اور دو گھڑی دن رہے

ہوٹل مین ایک فٹن پر ایک معزز یورپین جنٹلمین آئے اور دریافت کیا کہ آزاد پاشا کہان فروکش ہین۔

آزاد نے جو اپنا نام سُنا تو آگے بڑھے اور صاحب ممدوح فٹن سے اُتر کر مصافحہ کر کے یون ہمکلام ہوئے۔

صاحب۔ مجھے یہ امر دریافت کرنے کی حاجت نہین ہے کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے۔ گریفگ۔ اور لندن نیوز مین آپکی تصویرین چھپ چکی ہین۔

آزاد۔ بجا ارشاد ہوا۔ جناب کا اسم مبارک صاحب۔

صاحب۔ کرنل فرنوال۔ مین دورے پر تھا ورنہ آپ سے ضرور ملتا۔ کل ہی واپس آیا ہون۔

آزاد۔ آپ یہان کس عہدے پر ممتاز ہین۔

صاحب۔ مین اِس قسمت کا کمشنر ہون۔ دو برس سے

آزاد۔ مین کمال ممنون ہوا کہ آپ نے اسقدر تکلیف کی میرا خود قصد تھا کہ یہان کے حکام سے ملون۔

صاحب۔ مین چاہتا ہون کہ آپ اسوقت میرے ہمراہ چلین لیکچر کا وقت بھی قریب ہے۔ مین نے خود آپکے ہان نوٹس بھیجا تھا اور مین چاہتا ہون کہ آپ بھی کچھ تقریر کرین۔

آزاد۔ بسر وچشم۔ سوشل حالت ہندوستان بہت خراب ہے۔

صاحب۔ انتہا سے زیادہ خراب ہے۔ اِس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ مگر بہت خرابی یہ ہے کہ لوگ مانتے نہین اور کہتے ہین کہ ہمین بدلنا نہین سکتین۔

آزاد۔ مین اُسکی تردید کرونگا۔ وہ بالکل غلط کہتے ہین۔

صاحب۔ آپ نے تمام دُنیا مین دورہ کیا ہے۔ ہر ملک مین اخبارون کی اشاعت ہے وہان چھوٹے بڑے سب آپ سے واقف ہونگے۔ اور واقعی آپ بڑے جیالے اور لائق اور جوانمرد ہین۔

اتنے مین حسن اتفاق سے مس کلیرسا چق اُٹھا کر باہر آئین تو اجنبی کو دیکھ کر کسی قدر جھجکین۔ مگر آزاد نے فوراً مس کلیرسا اور کرنل فرنوال کہکر اِن دونون مین باہم مصافحہ کرایا اور کرنل صاحب سے مس کلیرسا روسی زبان مین گفتگو کرنے لگین یہ صاحب عرصۂ دراز تک روس مین رہ چکے تھے اور روسی زبان مین انکو پوری پوری مہارت حاصل تھی کچھ دیر تک مس کلیرسا اور کرنل صاحب مین باہم گفتگو رہی بعد ازان آزاد اور کرنل صاحب کے اصرار سے) مس ٹیڈ اور کلیرسا لکچر سننے کے لیے روانہ ہوے۔

آزاد۔ یہ اوّل مرتبہ ہے کہ اِس ملک کے جلسۂ علم مین یہ دونون لیڈیان جاتی ہین۔ آپ تو اِن دونون کے نام سے بیشتر ہی سے واقف ہونگے۔

کرنل۔ اِسمین کیا شک ہے مجھے اِسوقت دلی مسرت حاصل ہوئی کہ مین نے آپ سب کو دیکھا جن کا ذکر خیر اسقدر عرصے تک اخبارون کے ذریعہ سے نظر سے گذرتا تھا اُن کو اب آنکھون سے دیکھا اِس سے زیادہ مسرت اور کیا ہوگی۔

آزاد۔ یہ مسٹر اینڈسن کون بزرگوار ہین۔

کرنل۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے۔ بیکلر۔ لم۔ اے۔ اور بہت عالم فاضل آدمی ہین۔ ہان تب اب آپ کے

سامان ایک مسخرہ تھا جوجی۔
کلیرسا۔ (ہنسکر) پرلے سرے کا مسخرہ ہے۔ خوجی۔
مُیدا۔ بس اسکی صورت دیکھ لیجئے۔ فوراً معلوم ہو جائیگا کہ مسخرہ ہے۔

الغرض جب لکچر کے کمرے مین داخل ہوئے تو مسٹر ایڈیسن صاحب نے تھوڑی دیر مین لکچر شروع کیا اور اسکی تائید مین آزاد یون ہمصفیر ہوئے۔

رسوم مذموم کا چھوڑ دینا یا بُری باتون کے عوض نئی اور عمدہ باتون کا سیکھنا نہ غیر ممکن ہے نہ بے ادبی۔ یہ تو بدیہی اور ضروری ہے کہ حکماے متقدمین نے علم حکمت کو دو حصون پر منقسم کیا ہے۔ اولاً حکمت نظری۔ ثانیاً حکمت عملی حکمت نظری مین علم مابعد الطبیعت کا تذکرہ ہے اور حکمت عملی کی تین قسمین ہین۔ تہذیب اخلاق۔ تدبیر منازل۔ سیاست مدن۔ اور سب باتون سے قطع نظر کرکے ہم اخلاق کی رو سے ثابت کرنا چاہتے ہین کہ انسان نیک سے بد اور بد سے نیک ہو سکتا ہے۔ خلق کی دو قسمین ہین خلق طبیعی۔ اور خلق کسبی۔ خلق طبیعی اُس کو کہتے ہین جو طبیعت سے تعلق رکھتا ہے۔ (یعنے ہنسنا) اور خلق کسبی وہ ہے جو عادت سے متعلق ہو مثلاً (تڑکے اُٹھنا) خلق طبیعی غیر ممکن الزوال ہے۔ اور خلق کسبی سریع الزوال ہے معلم اوّل یعنی ارسطاطالیس کا مقولہ ہے کہ خلق کوئی طبیعی نہین ہے اور شاید معلم ثانی ابو نصر فارابی کا قول ہے کہ انسان اصل مین مجسم شر ہے لیکن تعلیم و تلقین سے اسکی طبیعت اخلاق کو قبول کر لیتی ہے۔ جالینوس اور بطلیموس کی یہ راے ہے کہ بعض انسان بالطبع اہل شر ہین اور بعض بالطبع اہل خیر ہین اور بعض بالطبع اہل شر ہین حکماے متاخرین مین سے محقق طوسی نے یون تحریر کیا ہے کہ ہر ایک خلق قابل تغیر ہے اور جو شے قابل تغیر ہے وہ طبیعی نہین پس کوئی خلق طبیعی نہین ہے۔ محقق دوانی نے لکھا ہے کہ اگر خلق قابل زوال نہین ہوتا تو خدا قوت متخیلہ اور قوت متمیزہ نہ پیدا کرتا غرضکہ خلاصہ اُن سب کا یہ ہے کہ اخلاق قابل زوال ہین۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ رسم کو اخلاق طبیعی سے تعلق ہے یا کسبی سے۔ ہمارے علم و یقین مین رسم کو طبیعت سے مطلق مناسبت نہین۔ مگر دعویٰ بے دلیل کے مہمل ہوتا ہے پس ہم شکل بدیہی الانتاج قائم کرکے چٹکیون مین ثابت کیے دیتے ہین کہ رسم اجرا خلق کسبی مین داخل ہے صغریٰ رسم ممکن الزوال ہے۔
کبریٰ۔ جو ممکن الزوال ہے طبیعی نہین۔
نتیجہ۔ پس رسم طبیعی نہین۔

دوسرا ثبوت۔ طبیعت جوہر ہے اور رسم عرض یہ ہے جوہر بالذات اور عرض بالصفات پس رسوم جو متعلق عادت ہین۔ بالصفات ہین۔ بالذات نہین۔ اب اگر کوئی صاحب یہ فرمائین کہ در حالیکہ رسوم کا تغیر ممکن ہے اور اکثر اصحاب کوشش بلیغ کر رہے ہین تو پھر مراسم شائستہ کا اجرا اور افعال ناشائستہ کا ترک کیون عمل مین نہین آتا اسکا جواب بصد عجز یہ ہے۔

اولاً۔ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ علما کا قول فیصل ہے بعض رسوم ایسی ہین کہ وہ ہماری طبیعت کے ساتھ خمیر ہو گئی ہین اور شکر و شیر کی طرح مل گئی ہین اُنکا چھوڑنا دفعۃً غیر ممکن ہے

ثانیاً اگر ایک خالی گھڑے کو اندھا کے پانی مین ڈباوین تو وہ پانی سے بھر نہ جائیگا۔ کیونکہ ہوا اُسمین موجود ہے اسی طرح جب تک ہم لوگون کے دل سے پُرانی رسمون کی خوبیون کا خیال نہ جاتا رہے گا تب تک نئی باتون کا ذہن نشین ہونا علم طبیعات کے مسئلہ امتناع تداخل سے غیر ممکن الوقوع ہے۔

ثالثاً۔ علم حرکات اثقال سے ثابت ہو کہ اگر دو مساوی قوتین ایک جسم پر ایک ہی سمت مین عمل کرین تو اُس جسم کی رفتار دوچند ہو جائیگی اور اگر دو مساوی قوتین سمت مقابل مین عمل کرین تو جسم مذکور ساکت رہیگا۔ اور جو غیر مساوی قوتین کسی جسم پر سمت مقابل سے عمل کرین تو جو قوت زیادہ ہوگی اُسکا عمل ظہور ہوگا فرض کیجیے کہ قوم ایک جسم ہی جس پر دو قوتون نے اپنا عمل جاری کیا اس طور پر ایک قوت چاہتی ہو کہ جسم مذکور کو ملکات فاضلہ کی طرف بھیجے اور دوسری بالعکس تو جو قوت زیادہ ہوگی اُسکا عمل بقدر زیادتی ظہور مین آئے گا۔

رابعاً۔ بڑے بڑے تجربہ کار آدمیون کا قول ہو جس چیز کو ہم عرصہ دراز سے کرتے آئے ہین وہ چاہے ایسی ہی خراب ہو بھلی معلوم ہوتی ہے چنانچہ آیرلینڈ کے مشہور اور لایق نثار اور شاعر نے لکھا ہو کہ فرانس کے بادشاہ نے ایک مرتبہ ایک قیدی کو رہا کر دیا جو ساٹھ برس تک قید خانے مین رہا تھا وہ جاکر بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور یہ دعا دے کر التماس کیا کہ مین ساٹھ برس سے قید خانے مین رہنے کا عادی ہون مجھے وہی پسند ہے اور چاہتا ہون کہ پھر قید خانے مین جاؤن۔ اسی طرح پُرانی رسمون کا بھی حال ہو کہ اپنے بیان کی رسمین اصل مین کیسی ہی خراب ہون مگر بھلی معلوم ہوتی ہین باقی رہا یہ امر کہ جو لوگ اوقصبون مین ہین وہ اپنے لڑکون کو کیونکر تعلیم دین اس کی نسبت ہماری راے یہ ہے کہ اگر دال روٹی سے خوش ہون تو ممکن ہے۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین ایک مشہور و معروف عربی جملہ ہے جسکے معنی یہ ہین کہ اگر علم چین مین ہو تو وہان جاکے سیکھو۔ شاید کوئی صاحب چین بجبین ہون کہ تحصیل علم کچھ چین ہی پر منحصر نہین ہے جہان علم ہو وہان سیکھنا چاہیئے پھر چین کی کیون خصوصیت کی اس مین کیا سرخاب کا پر ہے۔

حضرت یہ ایک نکتہ ہے۔ ذرا کان دھر کے سنیئے چین براعظم ایشیا کے شہرون مین ہے اور عرب عربی مین مطلب یہ ہے کہ اگر بعد المشرقین ہو تو بھی قصر ہمت نہ کرو۔

طلب کردن علم شد بر تو فرض دگر واجب ست ارمیش قطع ارض	

اب ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ ہم لوگ تحصیل علم کے لیے قطع ارض کرتے ہین یا نہین۔ صاف ظاہر ہے کہ گھر سے اسکول تک جانے کو ہم لوگ عموماً بڑی منزل کا سفر کرنا سمجھتے ہین مگر بعض علم دوست ایسے بھی ہین جو اپنے لڑکون کی تعلیم مین سرگرم رہتے ہین لیکن تسبب بھی بعض اتفاقات کے سبب سے انکی آرزو بر نہین آتی اکثر لوگ زبان انگریزی سے ناواقف ہین اور اگر چہ لڑکون کو اسکول

بھیجتے ہین مگر انکی تسلی نہین ہوتی چھوٹے چھوٹے قصبون مین بسر روزگار ہین جہان اچھا مدرسہ مفقود ہے بس لڑکے مفت مین تعلیم سے محروم رہتے ہین۔ ہم ایک نسخہ بتائے دیتے ہین یہ نسخہ لاکھ روپیہ کا ہے اگر کوئی صاحب اُس پر عمل کرین تو ہم پر احسان نہین عنایت نہین نہ عمل کرین تو حاشا ہم کو شکایت نہین وجہ یہ ہے کہ اپنے صاحبزادون کو کسی ایسے رشتہ دار کے پاس بھیجین جسکی لیاقت اور متانت پر انکو پورا بھروسا ہو اور جو طرز تعلیم مین کماحقہ تجربہ رکھتا ہو عام اس سے کہ وہ کسی شہر دور دراز فاصلے پر ہو جو لوگ درس سے شوق اور تدریس سے ذوق رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ طرز تعلیم ایسا سہل نہین ہے جیسا لوگ سمجھ بیٹھے ہین یون تو ہر فرد بشر کو اپنی جگہ پر زعم ہوتا ہے کہ مین طرز تعلیم سے خوب واقف ہون ارسطو کو اپنے سامنے طفل مکتب سمجھتا ہون۔ مگر جو لوگ بغیر تجربہ کے اس مشکل کام کے جاننے کا دم بھرتے ہین انپر یہ مثل صادق ہے۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

بہرحال اپنے لڑکون کو اپنے اعزا اقربا مین سے اُنھین لوگون کے سپرد کرین جو انگریزی مدرسون اور مکتبون دونون کے طرز تعلیم سے واقف ہون اور خود بھی کبھی ماسٹر رہ چکے ہون تو۔ نور علی نور۔ بہرحال اگر والدین اپنے لڑکون کی تعلیم کو دل وجان سے پسند کرتے ہون تو اس نسخہ سے شکایت مندرجۂ بالا رفع ہو سکتی ہے۔

بہتیرے اکثر محبت کی وجہ سے اپنے پاس سے لڑکون کا دم بھر جدا ہونا پسند نہین کرتے مگر مردون کو چاہیے کہ انکو دلائل عقلی سے معقول کرکے اسطرف توجہ دلائین اور تعلیم کے لیے اپنے لائق اور تجربہ کار رشتہ دارون کے پاس بھیجتے رہین دریغ توجہ نہ فرمائین۔

ایک شخص نے جو بالکل پرانے فشن کا تھا استادہ ہوکر کہا کہ اس قسم کی بحث اور ایسی کمیٹیون سے کوئی نتیجہ نہ نکلا ہے نہ نکلیگا جسکو جس امر مین ترقی کرنی ہو وہ خود کر دکھائے ورنہ خالی خولی ٹھائین ٹھائین سے کیا فائدہ نکلتا ہے اور کمیٹی مین بحث کرنے کے لیے اتنی باتین اور امور متنازعہ کہان سے آئین گے۔

آزاد نے اس اعتراض کا جواب یون دیا۔

کمیٹی اس جلسۂ عام سے عبارت ہے جسمین دس یا پانچ آدمی کسی خاص امر کے فیصلے کیلیے یکجا بیٹھ کر بحث کرین یہ کہنا کہ استقلا امور متنازعہ یا غور طلب کہان سے آئین گے کہ بہر حیلے مین اُنکی ضرورت اور کمیٹی کے انعقاد کی حاجت ہو گویا اپنی عدم واقفیت کا ثبوت دینا ہے بیشمار باتین ایسی ہین کہ برسون سے اُنپر بحث ہو رہی ہے لیکن ہنوز زرد زادل ہے اس سے کہین کوئی صاحب غلبۂ ذکاوت سے یہ نہ سمجھ بیٹھین کہ بحث سے کوئی عمدہ نتیجہ نہین نکلتا بلکہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ علما و فضلاے روشن ضمیر اور مدبران الاتدبیر کس خوبی اور خوش اسلوبی سے ایک دوسرے کے کلام کی تردید کرتے ہین کہ باید و شاید اور اس سے کیا کیا عمدہ نتائج پیدا ہوتے ہین کہ صل علے شلاً پارلیمنٹ مین روس کی بحث چھیڑی گئی۔

فلان لارڈ نے بیان کیا کہ دریاے عمان پر ہماری ایک چھاؤنی ہونا چاہیے۔ کسی ممبر نے کہا کہ سرحد کابل

ایک رزیڈنٹ منجانب سرکار انگلیشیہ مقرر ہو کسی نے رائے
دی کہ ریزولیوشن سے امر متنازعہ فیہ کی نسبت صاف صاف
دریافت کیا جائے کہ انکا فی الضمیر کیا ہے۔

الغرض بالغ خردان ذی ہنر اور مدبران بلند خیال
نے جو امور پولٹیکل مین یدطولی رکھتے ہین بدلائل قاطعہ اور
براہین ساطعہ خوب دل کھولکر بحث کی۔ اصحاب رد شنضمیر
کے آئینہ دل پر روشن ہو کہ اگر مدبران ذی فہم و فراست
گھر بیٹھے بیٹھے اپنے اڑھائی چاول گلاتے تو انکی دال نہ
گلتی اسیطرح ہندوستان مین جو صاحب زیور کیاست سے
متحلی ہین وہ اگر گھر بیٹھے انتظام کرنا چاہین تو معلوم۔

ناگیا۔ نفس امارہ نے جو عموماً نفس مطمئنہ پر غالب ہوتا ہو
انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہو اور کان مین یہ بات
پھونک دی ہے کہ تم کان عقل اور اپنی قوم کی ناک ہو اس
زعم باطل مین انسان اپنے کو ارسطوے دہر اور جالینوس سمجھنے
لگتا ہو اور اپنے کو من کل الوجوہ قابل تسلیم تصور کرتا ہو لیکن
جلسۂ عام مین رائے ظاہر کرنے سے شمشیر لیاقت کے جوہر کھل
جاتے ہین اپنی رائے کے قبح اور اور ممبرون کے خیالات
نادرہ سے آگہی پاتا ہو جلسۂ عام مین بحث اور گفتگو کے
بعد جو رائے قرار پاتی ہو وہ ایک متنفس کی رائے سے زیادہ
وقعت رکھتی ہو۔ بس اگر بڑے بڑے ضلعون مین چند
دانشمند بھی ترقی قوم کے لیے باہم مشورہ کیا کرین تو
پھر ممبرون کی جادو بیانی دیکھین۔

ثالثاً۔ جو نسبت ملک کو بادشاہ سے ہے وہی قوم کو
کمیٹی سے ہے قوم شخصی سلطنت نہین ہو بلکہ جمہوری سلطنت
ہے افسوس کا مقام ہے کہ ہم لوگ اپنی قوم کی سلطنت جمہوری
کی بدانتظامیان دیکھتے ہین اور انپر قہقہہ اڑاتے ہین مگر یہ
کوشش نہین کرتے کہ یہ بدانتظامی خوش انتظامی سے
مبدل ہو جاے۔ رسوم مذموم ہماری قوم کی شمع عقل کے آگے
کافور ہو جائین اور اتفاق کے شیر ببر کی صورت دیکھتے ہی
روباہ نفاق منزلون پٹا توڑ بھاگے بعض صاحبون کا یہ
مقولہ ہو کہ اجی کیسی قومی ترقی۔ کہان کی حب الوطنی ہمدردی
کی ایسی تیسی۔ ہماری قوم کی اصلاح ممکنات سے نہین
محالات سے ہے قوم کے ذریعہ سے مہذب بننا اپنے تئین
بنانا ہے ہم پوچھتے ہین کہ یونائیٹڈ اسٹیٹس مین کون بادشاہ
ہے اب فرمائیے اسکا کیا جواب ہے بجز اسکے کہ وہ سلطنت
جمہوری ہے۔

رعایا خود اپنے طرز پر انتظام کر لیتی ہے کیا خوش
انتظامی اور تہذیب اور شائستگی مین وہ ملک دنیا کے
پردے پر کسی سے کم ہے۔ نہین صاحب ہرگز نہین آزادی
دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے علم و عمل نے وہ
ہاتھ پانون نکالے ہین کہ لیڈیان تک زیور عقل و علم
سے بازیب و زین ہین تا بہ ذکور چہ رسد۔

تہذیب کی ٹکسال ہے انتظام ملکی ایسا عمدہ ہے کہ
صل علےٰ۔

جب آزاد پاشا نے تقریر ختم کی اور بیٹھے تو اکثر لوگ اُنکے
مداح ہوئے اور کئی پورپین جنٹلمین نے اُن کی تعریف کی
اور ایک صاحب نے جو اُنکے نام کے حافظ زار تھے پورے
ایک گھنٹے تک اُنکی مدحت سرائی کی۔

اب سنیے کہ دو آدمیون مین اُن کے حسن کی نسبت
کیا باتین ہونے لگین۔

ق - سچ کہنا ایسا خوبصورت آدمی کبھی نظر سے گذرا ہے -
آ - خداوندیون کہیے جھوٹے کہدون ورنہ -
ق - اللہ اللہ - جو عضو بدن ہی سانچے کا ڈھلا ہوا -
آ - اس مین کیا شک ہی - اور حضور آنکھ ناک کان رخسار ہونٹھ ہاتھ پاؤن نک سک سب سے درست ہی - شیر معلوم ہوتا ہی - شیر -
ق - کیون صاحب دنیا مین اس سے بڑھکے نہوگا -
آ - حضور بس عرض کر دیا - لاکھو نہین ایک -
ق - اور خوش تقریر کتنا ہی کہ سبحان اللہ -
آ - بس حضور یہ سمجھ لیجیے کہ خدا کی اُسپر جسقدر عنایت ہے اسقدر بادشاہ وزیر پر بھی نہوگی - بس انتہا کی بات مین نے کہدی -
ق - ہان پھر حسن تو خدا کی دین ہی ہے -
آ - اور حسن بھی کیسا - عالم آشوب ہے -
ق - کیون صاحب جب ہم مردون کا یہ حال ہے تو عورتون کی تو عجب ہی کیفیت ہوتی ہوگی - واللہ - ہی ہے خدا جانے کیا گذرتی ہوگی -
آ - سرکار عورت کیا پری عاشق ہو جائے -
ق - اجی وہ خود رشک پری ہے اور مردانہ حسن -
آ - درین چہ شک ست شیر ببر ہے حضور -
ق - کلائی تو دیکھیے اور گوری چٹی کیسی ہے -
آ - کیا پوچھنا ہے - اے سبحان اللہ سانچے کی ڈھلی ہوئی ہے سنگین گول - گوری اور پھر شیر کی کلائی نظر آتی ہے -
ق - ذری دریافت تو کیجیے یہ کون صاحب ہین -

اتنے مین ایک پیر مرد جو انکے قریب بیٹھے تھے انھون نے کہا حضرت آزاد پاشا جو آپ نے سنے ہون یہی ہین -

ناظرین غالبًا سمجھ ہی گئے ہونگے کہ یہ دونون صاحب کون تھے ایک قمر الدولہ دوسرے انکے رفیق آغا صاحب آزاد کا نام سنتے ہی دونون کے آئے حواس غائب غلہ ہو گئے - اور جس پیر معمر نے آزاد کا نام بتایا تھا اُسپر غور سے نظر ڈالکر قمر الدولہ نے پوچھا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ آزاد پاشا یہی ہین - پیر مرد نے مسکراکر جواب دیا چہ خوش ہم کو نہ معلوم ہوگا تو اور کسکو معلوم ہوگا - ہم تو بڑی بیگم صاحب کے ہان کے خانہ زاد ہین - حسن آرا بیگم کو خدا سلامت رکھے گودیون کی کھلائی ہے - قمر الدولہ نے جو حسن آرا کا نام سُنا اور اُنکو معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد اُنھین کے ہان نوکر ہین تو اور بھی ملول ہوئے اور فرط بیتابی و غم سے آنکھین اشکبار ہو گئین -

پیر مرد نے اُنکا یہ حال دیکھا تو یقین واثق ہو گیا کہ اس شخص کو سچا عشق ہے مگر آدمی تھا جہاندیدہ - دل پھیرنے کے لیے کہا - حضور ناحق اس پھیر مین پڑے ہین -

حسن آرا کی تمیز اور سلیقے اور لیاقت مین شک نہین - مگر میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ آپ کس ادا پر عاشق ہوئے ہین - اول تو کچھ ایسی حسین نہین - بلکہ اُن سے تو اُنکی چھوٹی بہن ہزار درجے اچھی ہین پھر کوئی ادا ایسی نہین جو دل پر اثر کرے - آخر یہ آپ جو اسقدر پریشان ہوتے ہین اس کا سبب کیا ہے اور حضور مین صرف اسوجہ سے کہتا ہون کہ حضور ہمارے بادشاہ اس ملک کے شہزادے ہین - بیکار اپنا نام بدکرنا اور ایک ایسے شخص کے مقابلے مین نیچا دیکھنا جو رئیس تک نہین ہے مین تو حضور

کو منع کردینگا۔ آیندہ اختیار ہے اور جو یہ لوگ حضور سے جا جاکے کہتے ہین کہ حسن آرا بھی حضور کا نام سنکر عاشق ہوگئی ہین یہ سب غلط ہے۔ اُنکو خبر بھی نہین۔ وہ تو آزاد پر ہزار جان سے عاشق ہین اور اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو ایسا خوبرو جوان رعنا اس شہر مین کیا معنے تمام ملک مین نہوگا۔ ہم نے آجتک ایسا جوان اور ایسے کلے ٹھلے کا آدمی نہین دیکھا۔ جوان اچھے اچھے دیکھے مگر یہ کس بل یہ کرارا پن یہ ہاتھ پانون یہ بھرے بھرے شانے یہ چوڑا سینہ یہ کلائی یہ چاند سا مکھڑا دیکھا نہ سُنا پھر ایسے شخص کے مقابلے مین کسی عورت سے عشق کا اظہار کرنا ہمارے نزدیک عقل کے خلاف ہے۔ ہم نے حضور کے باپ دادا کا نمک کھایا ہے وہ جوش کر رہا ہے۔ ہم اسوقت سچی سچی رائے ظاہر کرینگے بھلا جسکو یہ چاہے اور جو اُسپر دل وجان سے فریفتہ ہو وہ کسی پری پر ساری خدائی مین عاشق ہوسکتی ہے۔ کیا مجال حضور اب اس امر کا خیال ہی نہ کرین۔ آزاد کی تصویر ہر دم وہر لحظہ حسن آرا کے پاس رہتی ہے۔ ممکن کیا کہ کسی اور کا خیال بھی دل مین آئے میان عسکری نامے ایک شخص نے بڑے پاپڑ بیلے اور آزاد پاشا کی جھوٹی ہجو جا بجا چھپوانی شروع کی مگر حسن آرا کا عشق کم نہ ہوا یہ عشق تو رگ رگ مین پیوست ہے مین تو دن رات دہین رہتا ہون مجھ سے بڑھکر کیفیت کوئی کیا جانے گا بھلا بچھنے سے کھلا یا ہے وہ کسی کا کہنا سُننا اس بارے مین نہین مانتین اور اگر اُن کو یہ معلوم ہوجائے کہ کوئی فرد بشر آزاد کے علاوہ اور بھی اُن پر عاشق ہوا ہے تو معاذ اللہ تو یہ بھلی۔ جانی دشمن اُنکی ہوجائین اور اُس کی صورت کیا معنے نام سننے تک کی روادار نہ رہین۔ اسقدر عناد ہوجائے۔ جب آزاد روم مین لڑائی پر گئے تھے مہینون کھانا نہین کھایا صبح کو کھایا تو شام کو غرہ اور شام کو کھایا تو دوپہر کو دو چپاتیان بہزار خرابی کھائین۔ حضور اسقدر عشق تو مجنون کو لیلےٰ اور فرہاد کو شیرین کا بھی نہوگا۔ اور یاد رکھیے اُنکا عشق بھی ایسا مشہور ہوگا کہ لیلی مجنون اور شیرین فرہاد کی طرح اُن کے عشق کی کتابین بھی چھپینگی۔

قمرالدولہ کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا اور آغا صاحب بھی چپ چاپ سنتے گئے اِدھر لوگ لکچر دے رہے تھے اسپیچین کہتے تھے۔ تقریرین کرتے تھے اِدھر پیر مرد قمرالدولہ بہادر کو اور ہی فشن کا لکچر سُناتے تھے۔

الغرض جب جلسہ برخاست ہوا قمرالدولہ نے پیر مرد کا شکریہ ادا کیا۔ کہان قمرالدولہ کے دل مین یہ بات جاگزین تھی کہ حسن آرا بیگم ہم پر ہزار جان سے عاشق ہوگئی ہین اور آزاد کو چھوڑکر ہمارے ساتھ شادی کرلینگی۔ کہان اب اپنی حماقت اور بیوقوفی پر نادم تھے اور سوچتے تھے کہ کجا آزاد اور وہ پریزاد۔ کجا مین وہ عالم پاک تو مین خاک بھلا میرا اور آزاد کا مقابلہ کیا تمام راستے بھر مین یہی سوچتے جاتے تھے آغا صاحب کو اصلا جراءت نہوئی کہ بات کرین یا قمرالدولہ بہادر کی خاموشی کا سبب دریافت کرین اور شہزادے کو تو اُسکی صورت سے نفرت تھی۔ جب گھر پہونچے تو مصاحبون نے سر دقد تعظیم کی اور پایہ پایہ بیٹھے۔ ایک بے تکے رفیق نے گپ ہانکنا شروع کی خداوند آج تو مضمحل

بیٹھا کیجیے وہ خوشخبری سناؤن کہ پھڑک جائیے واللہ وہ رفیق نے کہا اس مین کیا فرق ہے۔ حضور واقعی آج تو یہ ایسی ہی خبر لائے ہین۔ کہدو میان انعام تو یون بھی ملے گا۔ رفیق نے یون بیان کیا حضور اُنکے ہان ایک مہری نوکر ہے۔ وہ مجھسے کہتی تھی کہ آج آپ کے سرکار کی تصویر اور آزاد کی تصویر کا مقابلہ کیا تو ایک ہمجولی سے کہا بہن سچ کہنا قمرالدولہ کی کتنی بھولی صورت ہے اور ناک بھون چہرہ کس قدر صاف ہے کہ بے اختیار جی چاہتا ہے تصویر ہی کو چوم لون۔

حاضرین نے خوش ہوکر غل مچانا شروع کیا حضور مبارک ہو رقیب مقابل مین ٹھہر نہ سکا۔ اور واقعی کیونکر نہ پسند کرتین حضور کا حسن وجمال دور دور تک مشہور ہے کوئی ایسا دکھادے تو جانین۔ کیا مجال بس اپنے آپ ہی نظیر ہین۔

آغا صاحب سکوت مین تھے۔ وہ سوچتے تھے کہ یہ بک کیا رہے ہین۔ آزاد کی صورت دیکھکر تو میان کے ہوش اُڑ گئے اور گھنٹون تعریف کیا کیے اور یہ لوگ آزاد کو بالکل گرد کیے دیتے ہین۔

قمرالدولہ چپ چاپ ان حضرات کی زبان درازی اور چاپلوسی اور تملق کی باتین سنتے جاتے تھے اور دل ہی دل مین سوچتے تھے کہ ایک سرے سے سب موقوف ہونے کے قابل ہین۔

اتنے مین ایک رفیق (رونق علی) کی شامت آئی اور آغا صاحب کی طرف مخاطب ہوکر اُسنے کہا کہ یہ آج آغا کیون مسٹ مارے بیٹھے ہین۔ اسوقت تو بجز دشمن کوئی اور نمک حلال خانہ زاد ایسا ملول ومغموم نہ بیٹھے گا اے میان تم بھی چمکارو۔ آج خوش روزہ مناؤ کہ رقیب کی تصویر نظرون سے گر گئی۔ اُلو کی طرح چپکے بیٹھے ہین۔

آغا صاحب نے جواب نہ دیا اور نہ قمرالدولہ نے کچھ اُسپر رفقا سمجھے کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہے یہی دونون سوار ہوکر گئے تھے اور جب سے آئے ہین بالکل خاموش ہین اسکا کوئی سبب خاص ضرور ہوگا۔ یہ بات یونہی نہین ہے۔ سوچے کہ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے۔ باہم اشارون سے باتین ہونے لگین آخر کار میان رونق علی کسی بہانے سے اُٹھے اور اشارے سے آغا صاحب کو بلایا مگر یہ تو خوب جانتے تھے کہ آج قمرالدولہ بہادر آگ بگولا ہوکے آئے ہین۔ اگر ذرا کوئی بیضا بطگی ہوئی تو مجھے تو مار ہی ڈالین گے کہ یہ کمبخت گھر بیٹھے باتین بناتے ہین تو تو اپنی آنکھون سے آزاد کو دیکھ آیا ہے۔ تو کیونکر اُن سے ہمصفیر ہونے کی جرأت کرتا ہے آغا صاحب نے رونق علی کی طرف دیکھا ہی نہین اور جانب دیکھنے لگے۔

اب سُنئے کہ شامت اعمال سے دو مصاحب آئے کے ساتھ ہی بے تکی ہانکنے لگے۔ حاضرین تو سمجھ گئے تھے کہ اس سکوت اور خاموشی کا کوئی سبب خاص ضرور ہے ان دونون کو کیا معلوم۔ آتے ہی گپ اور جھوٹ کے پُل باندھ دیے۔ ایک کا نام ٹھاکر بخش تھا دوسرے کا نام امیر۔

امیر۔ حضور آج تو معتبر آدمیون سے سُنا کہ آزاد کو اُنھون نے جواب دیا۔ صاف صاف کہدیا کہ ہم نواب قمرالدولہ

کو چاہتے ہین جن کے سامنے تمھاری کوئی اصل حقیقت ہی نہین ہے۔

ٹھاکر۔ ہان یہ تو مجھ نے بھی سُنا ہے خط لکھ بھیجا کہ اب تم اس خیال سے درگذرو۔ تمھارا اور شہزادون اور نوابون کا مقابلہ کیا!۔

امیر۔ حضور ایک میوے والی بیان کرتی تھی کہ ایسی نازک اندام اور گلفام حسینہ ساری خدائی مین نہوگی۔

ٹھاکر۔ مشہور بات ہے بھئی کون نہین جانتا۔

نواب صاحب نے خدمتگار سے گلوریان مانگین اور مجلس اکی طرف روانہ ہوئے۔ چلتے وقت آغا صاحب سے اسقدر کہہ گئے کہ دیکھو خبردار کسی کو کچھ حال معلوم نہونے پائے آغا صاحب نے کہا کیا مجال خداوند توپ کے منہ سے اڑا دیجیے مگر حضور ایک عرض ہی غلام کی۔ (قریب جاکر) اب یہ خیال ہی دل سے اڑا دیجیے قمر الدولہ نے مسکرا کر جواب دیا ماشاءاللہ۔ آپ اور ہم کو سکھائین۔

ادھر نواب صاحب مجلس تشریف لے گئے اِدھر رفقا نے آغا کا ٹیٹوا لیا۔ اے میان بتاؤ تو کیا ماجرا ہے کیا سبب ہے بھئی کہ سرکار آج اسقدر بددماغ ہین۔ آغا صاحب نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بس کچھ نہ پوچھو۔ ع گویم مشکل وگر نگویم مشکل۔ گو مگو کا معاملہ ہے اگر نہین بیان کرتا تو تم لوگون کے خلاف ہوگا اور بیان کرتا ہون تو ممکن نہین کہ اُن تک خبر نہ پہونچے وہ مجھ سے خفا ہوجائینگے۔

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کا نقشہ ہے

اسپر مرزا صاحب اور شیدی سنبل نے آغا صاحب کا ہاتھ پکڑا اور ایک کونے مین لیجا کر کہا کہو تو ہوا کیا۔ اور چلتے وقت اسقدر اصرار کے ساتھ منع کیون کر گئے کہ خبردار افشاے راز نہ کرنا۔ اتنے مین اور رفقا بھی مارے شوق کے چلے آئے اور باہم یون گفتگو کرنے لگے۔

سنبل۔ ہم جانتے ہین کہ سرکار وہان گئے ہین اور اس زعم مین کہ وہ ہمپر عاشق ہین کوئی بیغنا بطگی ہوئی ہے۔

مرزا۔ اور ہماری راے ہے کہ وہان سرکار اور آغا صاحب دونون پٹے ہین واللہ سچ کہتا ہون۔

رونق علی۔ قہقہہ لگاکر۔ اجی قسم خدا کی عجب نہین کہ جوتے پڑے ہون مگر یہ کاہے کو بتانے لگے۔

ٹھاکر۔ ہی کچھ ایسا ہی معاملہ یار۔ کوئی بات ایسی ہوئی ہے جسکو مارے شرم کے بیان نہین کرتے۔

امامی۔ واللہ ہمین بھی یقین ہوگیا۔ وہ سمجھتے تھے۔ ناک حسن آرا دل وجان سے عاشق ہوگئی ہین بس اسی زعم نے اِنکو بلٹایا اور آغا صاحب اور بھی پرچک دیتے جاتے ہونگے کہ حضور وہ تو آزاد کے نام سے بھاگتی ہین اور جب سے آپ کا ذکر سُنا ہے انتہا سے زیادہ بیقرار اور بیچین ہین اور اس زعم مین وہان بھی چلے گئے ہونگے اور وہان پڑے ہونگے بے بھاؤ کے افسوس۔

آغا۔ کیا کیا بیفکرے جمع ہین۔ واللہ نہ یون چین نہ دُون چین انوہ۔ پناہ خدا۔

امامی۔ اچھا پھر آپ جو مسٹ مارے بیٹھے رہے سرکار کے خلاف معمول لب تک نہ ہلایا اسکا کیا سبب ہے اور چلتے وقت کہہ گئے خبردار آغا دیکھو کسی کو معلوم ہونے پائے

ٹھاکر۔ اسکے معنی صاف یہ ہین کہ کسی سے یہ نہ کہنا کہ پیٹ کے آئے ہین بس اور کیا صاف تو ظاہر ہے اب بار بار کیا پوچھتے ہو ہم سے پوچھو ضرور ٹھونکے گئے ہین۔

آغا۔ اچھا صاحب ٹھوکے ہی گئے سہی بس چلیے خیر۔

مرزا۔ آغا صاحب ہمکو تو ضرور اطلاع دو۔ ہم اُن لوگون مین نہین ہین جو راز کو افشا کردین۔ سو اسکے جانتے ہین کہ وہ جو شخص کل آیا تھا کتنا بڑا دوست ہے ہمارا اُسکو کیا چھپا معلوم ہوگا۔ اسیوقت جاکے کل حال دریافت کرلونگا۔

آغا صاحب نے کسی سے حال نہ بتایا اور لوگ گالیان دیتے ہوئے چلے گئے۔ صبح کو قمر الدولہ بہادر نے حسن آرا کے نام گمنام خط بھیجا اور اسمین اسقدر لکھا کہ گو مین تمھاری تعریف سُنکر ہزار جان سے تمپر عاشق تھا مگر جب سے مین نے آزاد کو دیکھا ہے مجھے یقین ہوگیا کہ جو عورت آزاد سے خوش رو جوان پر ریجھی ہوگی وہ دنیا مین اور کسیکو پسند نہ کریگی۔ لہذا ہم شرم اور خفت سے تم سے معافی چاہتے ہین۔

حسن آرا نے یہ خط فوراً پیر مرد کے ہاتھ بھیجدیا اور جب اس خط کا مضمون اِدھر اُدھر لوگونکو معلوم ہوا تو آزاد کا بڑا شہرہ ہوا۔

قاتل الرقیب

پیر مرد فرخ نہاد نے جسوقت آزاد کو قمر الدولہ بہادر کا خط دکھایا اور کہا حسن آرا نے یہ خط آپ کے ملاحظہ کے لیے بھیجا ہے اور آپکو مبارکباد دی ہے کہ آپکا رقیب خود آپپر بدرجہ شیدا اور فریفتہ ہوا ہے حسن آرا کی خواہش ہے کہ یہ خط بھی کسی اخبار مین ضرور درج ہونا چاہیے۔ آزاد نے مسکراکر جواب دیا خط تو چھپ جائیگا۔ مگر مین یہ نہ چاہونگا کہ کوئی شخص علانیہ طور پر میرا رقیب مشہور ہو اُسکے لیے فخر کا مقام ہے اور میرے لیے باعث ننگ۔ پیر مرد یہ جواب باصواب سُنکر بہت ہنسا کہا واقعی کیا خوب توڑ کیا ہے سبحان اللہ۔

آزاد نے دریافت کیا کہ اسکی اصلیت کیا ہے پہلے کیونکر عاشق ہوا اب کسوجہ سے طبیعت پھر گئی۔ مجھے کہان دیکھا پیر مرد نے بیان کیا کہ جسدن آپ لکچر سُننے گئے تھے اور آپ نے خود بھی عمدہ تقریر کی تھی قمر الدولہ اور اُنکے ایک مصاحب میرے قریب ہی بیٹھے تھے اور آپکو دونون دیکھکر عش عش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا صورت زیبا پائی ہے ایک نے کہا خداوند سچ کہتا ہون ساری خدائی مین ایسا جوان خوبرو دوسرا نہوگا دیدہ ہی نہ شنیدہ۔ لاکھونمین انتخاب کرورونمین لاجواب۔ آقا بولے جو عورت حسین ایسے جوان رعنا پر عاشق ہوگی وہ پھر اور کی طرف مائل ہو چکی۔ مجھے بڑی ہنسی آئی نواب صاحب نے کہا کسی سے دریافت تو کرو یہ کون صاحب ہین مین نے کہا مین بتاؤن یہ آزاد پاشا ہین۔ بس اتنا سننا تھا کہ رنگ فق ہوگیا۔ اور ع۔

کاٹو تو لہو نہین بدن مین	

ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا۔ اور دونون کے چہرے پر ہوائیان اُڑتی تھین۔ خیر خدا خدا کرکے ایک نے پوچھا وہی آزاد جو روم گئے تھے مین نے کہا ہان۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب کے آنیکی خبر ہوئی اور آزاد نے ہوٹل کے بیرا کو حکم دیا کہ تشریف لانے دو۔ ایک صاحب جوان خوبرو کم عمر کہ سن بُرخ و سفید سپاہی وضع بانکے تشریف لائے اور بانکین کے ساتھ آزاد سے ہاتھ ملایا اور بیٹھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

گو نہین پوچھتے ہر گزدہ مزاج	ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین

یہ عجب تماشہ کی بات ہو کہ ایک صاحب تو دریافت ہی نہین کرتے

کہ مزاج اقدس - مزاج معلے - مزاج انور - مزاج شریف اور دوسرے صاحب گلا پھاڑ پھاڑ کر غل مچاتے ہین کہ الحمدللہ اچھا ہون فضل خدا سے دعاے خیر عرض کرتا ہون گو آپ کی خدمت مین نیاز نہ حاصل ہو مگر آپ کا ذکر خیر اور نام نیک سُنکر بے اختیار جی چاہا کہ ملون - اور امید ہے کہ خلاف طبع مبارک نہوا ہو - آزاد نے کہا آپنے کمال احسان کیا کہ مجھ ایسے ناچیز گنام آدمی کی ملاقات کے لیے آپ اسقدر وقت اُٹھاکر تشریف لائے اور گو مین بوجوہ چند در چند عدیم الفرصت رہتا ہون لیکن آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوا - جناب کا اسم مبارک - کہا بندے کو قاتل الرقیب کہتے ہین - اسپر آزاد نے کان کھڑے کیے اور کہا یہ تو انوکھا نام ہے - اُس جوان نے یہ کہکر بات ٹال دی کہ اسکا سبب اور وجہ تسمیہ پھر عرض کرونگا - انشاءاللہ مگر آپکو خدا نے واقعی وہ جوہر عطا کیا ہی کہ صاحب سیف بھی ہین آپ اور صاحب قلم بھی ماشاءاللہ کتنی عمدہ تقریر کی اُسدن کہ کل سامعین پھڑک گئے حضرت میری غرض خاص آپکے پاس حاضر ہونے سے یہ ہی کہ شادی بیاہ کی رسم مین جو کرورون امور مانع ترقی ہین وہ دفع ہون - اسمین بڑی کوشش کر رہا ہون ہم لوگونمین تو یہ عیوب کم ہین مگر اہل ہنود تو معاذ اللہ اِن رسم مذموم کے ہاتھ بالکل بک گئے ہین - اب اس زمانے کے موافق سب کے خیال ہون تو سبحان اللہ اس دار ناپائدار مین ہر وقت انسانی خیال موافق زمانے کی حالت کے ہوا کرتے ہین اور اُنکی بھلائی اور بُرائی اسی وقت اور زمانہ کی بنا پر مبنی ہوا کرتی ہی یہ ضرور نہین کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے عہد مین ہوا کرتا تھا وہ اِس زمانے کی حالت کے ساتھ مناسبت کلی رکھتا ہو کیونکہ ہر زمانے مین بمقتضاے تبدیل تاثیرات آب و ہوا و نیز دیگر وجوہ جلی اقسام و اشیا کے خواص بدلتے رہتے ہین اور اُنکی کیفیت اور کمیت مین ہر ایک نوع کا فرق پڑجاتا ہے چنانچہ یہ بات قدیم تحریر سے ثابت ہی کہ زمانۂ سابق مین آدمیون کی عمرین زیادہ ہوتی تھین اور بہت آدمی اپنی عمر طبیعی کو فائز ہوا کرتے تھے بخلاف اِسکے اب سو برس کی عمر کا ڈھونڈھا جائے تو شاید شاذ و نادر کہین دستیاب ہو جب یہ بات مسلم ہوچکی کہ ہر وقت مین زمانہ کا تغیر واجبات سے ہے اور اُسکا قیام و قرار ایک حالت پر ممکن نہین تو لازم ہوا کہ ہم بھی ایک قدیم خیال پر جسکو اب کے زمانے کی حالت کے ساتھ مطابقت نہین ہی قدم گذار نہون -

خلاصہ کلام یہ ہی کہ اگر اسی طرح کسی زمانہ کی حالتون کے ساتھ صغر سن مین لڑکے لڑکیون کی شادی مفید تھی اُسپر کوئی مقام اعتراض نہین ہی شاید اِس زمانے کے ساتھ اُسکا برتاؤ احسن تصور کیا گیا ہو مگر فی زمانہ اِس فعل مین بجز حیرانی اور کوئی امر متصور نہین بلکہ اُسکے تبائج پر جو نظر کیجاتی ہی تو ایک بڑا عبرت انگیز معاملہ دکھائی دیتا ہی اور طرفہ تر یہ کہ اہل دولت نے اُس کو ایک اعلیٰ درجہ دولت مندی کا تصور کیا ہی اِس نظر سے کہ لوگ بات کہین فلان شخص نے اپنے لڑکے لڑکی کی شادی پانچ برس کی عمر مین کردی اور پنڈتون نے جو اس امر مین فرمایا تو انکی غرض صرف اپنے اخذ مطلب پر تھی واللہ اعلم بالصواب

تا سال دگرمے کہ خورد زندہ کہ ماند

جو مطلب اسوقت حاصل ہوسکے اُسکے حصول مین توقف کرنا خلاف عقل ہی اُنکا قول اِس منشا کو واضح کرتا ہی کہ مردہ بہشت مین جائے یا دوزخ مین ہمکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے اب دیکھنا چاہیے کہ اگر ناعاقبت اندیشی سے اِس فعل کا

ارتکاب ہوا تو کس قدر شور و گزار مین جا پڑا جسمین ہزارہا دود و وہم خاطر اور اندیشے کے رہزن ہین نعوذ باللہ با خود منزل مقصود کی راہ مین جو کوئی ماجرا پیش آگیا اِدھر کے ہوئے۔ نہ اُدھر کے ہوئے بجز کف افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ نر ہا اپنے کیے کو پچھتانا پڑا اور ایک مثال سُنیے اِس فعل کا ناجائز ہونا ذہن نشین خاطر احباب کرتا ہون یقین ہی کہ اِس سے بخوبی تصدیق کلام بالا ہو جائیگی اور کوئی اعتراض باقی نرہے گا۔

واضح ہو کہ بالفعل سرکاری تحقیقات سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ دنیا مین جسقدر بوڑھے سن رسیدہ انسان شربت موت چکھتے ہین اُسی قدر بچے خرد سال بھی قضا کرتے ہین۔ مساوات حساب اسطرح پائی جاتی ہی کہ پانچ برس سے دس برس تک عمر کے اطفال کی وفات کا فیصدی اوسط چالیس سے پچاس تک عمر کے آدمیون کی وفات کے فیصدی اوسط کے برابر ہے درحالیکہ یہ دونون عمرین حیات ممات مین مطابقت تام رکھتی ہین اور چالیس سے پچاس برس تک کی عمر والے انسان کے ساتھ شادی مقبول و منظور نہین ہوتی تو پانچ برس سے دس برس تک کی عمر والے کے ساتھ کیونکر جائز ہو سکتی ہی۔ الغرض اگر گیارہ بارہ برس سے کم عمر مین شادی بیاہ کے مراسم مطلقاً ترک منظور ہون تو انسب و احسن ہی میرے ناقص العلم یقین مین سب سے زیادہ کارگر یہ تدبیر ہوگی کہ ہمارے اہل وطن جو تربیت یافتہ ہین باہم ملکر گورنمنٹ سے استدعا کرین کہ کس عمر مین شادی ہونا چاہیے اِسکا گورنمنٹ سے فیصلہ ہو جائے۔ اور ایک قانون شرف نفاذ پائے کہ اُسکے خلاف اگر کوئی عمل مین لایا تو جرمانے کا مستحق ہوگا۔

آزاد نے کہا صرف جرمانے ہی کی سزا سے کام نکلے گا

ممکن ہی کہ بعض دولتمند آدمیون کو اسی نوے برس کے سن مین بفوائے

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت ست	از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست

شوق چرائے کہ بارہ تیرہ برس کی بیوی بیاہین۔ اور دولھا بنین۔ اُنکو جرمانے کا خوف مطلق نہوگا وہ سمجھین گے کہ شوخ و خوبرو اور کم سن بیوی پر سے سو دو سو جرمانے کی نام سے بھی نچھاور کر دینگے۔ اگر قید کی سزا کا بھی خوف دلایا جائے تو سبحان اللہ مگر گورنمنٹ آہمین غالباً دخل ندے۔

جوان رعنا نے کہا اگر ہم کسی سلطنت کے وزیر ہون تو ہم تو حکم دے دین کہ جو شخص چالیس یا انتہا پینتالیس برس کے بعد شادی کرے فوراً اُسکی بیوی ضبط کر لیجائے۔ مگر ہان دو باتون کا خیال آہمین ضرور ہی اب یہ کہ کس ملک کا ہی۔ اگر کسی ایسے ملک کا ہی جہان کے لوگ طاقتور اور توانا ہوتے ہین تو خیر کچھ رعایت کیجائے اور آہمین پورے بھی شریک ہون۔ کیونکہ وہ عموماً اِن امور مین حکمت کا برتاؤ کرتے ہین۔ اِس گفتگو کے بعد آزاد نے باتون مین اُنسے قاتل الرقیب کی وجہ تسمیہ دریافت کی کیونکہ یہ نام اُنکو بہت کھٹکتا تھا اُنھون نے مُسکرا کر کہا۔ حضرت وجہ یہ کہ جس روز خاکسار پیدا ہوا جناب والد کے ایک بہت بڑے رقیب کے مرنے کی خبر آئی۔ تو والد مرحوم نے قاتل الرقیب نام رکھا۔ آپ اِس نام پر اسقدر پریشان کیون ہوئے۔ یہ فقرہ سُنکر آزاد کا چہرہ سُرخ ہوا اور جسطرح شیر ڈکارتا ہی اُنھون نے باآواز بلند کمال بے پروائی کے ساتھ جوابدیا کہ ؎

والد الزنا ست حاسد من آنکہ طالع من	ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی

مین اور پریشان ہون کہ ہونھ! دیو بھی اگر آجائے تو صورت دیکھ کے سہم جائے۔ شیر ببر کان دبا کے بھاگے۔ اِس پر وہ جوان بھی سُرخ ہو گیا مگر جواب نہ دیا خاموش رہا۔

پیر مرد نے جو یہ کیفیت دیکھی تو اُنکو خوف ہوا کہ مبادا یہ دونون

اسوقت کٹ مرین کیونکہ اس جوان رعنا کی تقریر سے آزاد ایسے برہم ہو گئے تھے کہ مارے غصے کے چہرہ سرخ ہو گیا اور اسکے پاس سروہی بھی ہے اور پنجے کی جوڑی بھی لگائے ہوئے ہے ایسا نہو کہ بات بڑھے اور تلوار سوت کے کھڑا ہو جائے یا پنجہ چلائے یہ موقع نہ تھا کہ کسی کو باہر سے بلاتے۔

خوجی کا پتہ نہین کہ آزاد کے لیے بھی چپکے سے تلوار یا کٹار لاتے۔ سوچتے سوچتے یہ سوچے کہ پانی منگواؤن خواہ مخواہ کوئی آئے ہی گا ایک سرو بھلے آزاد سے کہا حضرت پیاسا ہون اُنھون نے فوراً گھنٹی بجائی اور بیرا آیا پانی مانگا اُلٹے پانؤن گیا اور پانی لے کر واپس آیا۔ پیر مرد نے پانی لیکر گلوریان طلب کین بعد ازان حقہ ایک خدمتگار سے بھروایا۔ اتنے مین اُس جوان نے آزاد سے گفتگو شروع کی۔

جوان۔ بھلا کبھی ہمسے آپ سے کہین ملاقات ہوئی تھی

آزاد۔ (غور سے دیکھکر) مجھے یاد نہین آتا۔

جوان۔ مین بھی ایک بانکا آدمی ہون حضرت۔

آزاد۔ پھر ہم آزادون کو اس سے کیا واسطہ۔ ہم بانکونکی کچھ اصل حقیقت بھی جب سمجھین۔ ہم تو بانکونکو لونڈا سمجھتے ہین۔

جوان۔ اور ہم اپنے مقابلے مین کیسکو سمجھتے ہی نہین۔

آزاد۔ شیطان کان مین پھونک گیا ہو گا بس۔

پیر مرد۔ اس گفتگو سے آخر حاصل کیا ہی۔ اگر آپ انکا نام پتہ مکر ملنے آئے ہین تو دوستانہ طور پر ملیے۔ یہ کون گفتگو ہے۔

جوان۔ اب ہم رخصت ہوتے ہین مگر یاد رکھنا آزاد ہم بڑے مرد میدان ہین اسکو باد رکھیے ورنہ اختیار ہے۔

آزاد۔ اچھے اچھون کو میدان سے باہر کر دیا ہی اور سبکو بجاے خود یہی زعم باطل تھا مگر دال نہ گلی۔

جوان۔ خیر اب بحث سے کیا واسطہ۔ آداب عرض

آزاد۔ تسلیم۔ گر سپاہیون کو تو استدر کے خلق ہونا چاہیے سپاہی تو بڑے خلیق ہوتے ہین۔

جوان۔ ہم تو سب سے زیادہ خلیق ہین مگر اکھڑ۔

آزاد۔ مجھے خود یاد آتا ہی کہ کہین ملاقات ہوئی ہے مگر سوچتا ہون کہ کب اور کہان ملا تھا۔

جوان۔ اسکا ذکر جانے دیجیے۔ رنج ہوتا ہے۔

آزاد۔ کون شخص ہی۔ بھئی یہ۔ اسم شریف۔

جوان۔ نام تو ہم نے بتا دیا صاف صاف قاتل الرقیب

آزاد۔ ہان صحیح ہی۔ آپ کے بشرے سے پایا جاتا ہے کہ۔

جوان۔ ہان کیا کیا فرمائیے۔ کیا بشرے سے پایا جاتا ہی

آزاد۔ کہ آپنے خون ضرور کیا ہی۔ اسمین شک نہین۔

جوان۔ (سرخ ہو کر) ایک اگر بھر کیا کیے۔

آزاد۔ مگر جیالے آدمی نہین ہو۔ بودے ہو۔

جوان۔ مقابلے کے وقت اسکا حال معلوم ہوگا۔

آزاد۔ ہم تو اسوقت حاضر ہین۔ بسم اللہ۔

جوان۔ کیون جان کے دشمن ہوے ہو میان۔

آزاد۔ خدا کی قسم تم بیدھے ہوئے ہو اور اسوقت تمھاری قضا تمھارے سر پر کھیل رہی ہی۔ مین کیا کرون مجبور ہون۔

پیر مرد۔ ہم جانتے ہین آپ اب تشریف لے ہی جائین۔

جوان۔ اسطرح جاؤن جیسے بجلی چمک جاتی ہے۔

آزاد۔ خدا حافظ ہی۔ فی امان اللہ مسکرا کر۔

جوان۔ آداب عرض ہی جینگے تو پھر ملینگے۔

آزاد۔ انشاء اللہ۔ اور جب فرمائیے۔ جہان کہیے۔

جوان۔ (گھوڑے پر سوار ہو کر) قضا کہین کھسکاتی ہی لب

رخصت ہوتا ہون اور پھر کبھی نہ آؤنگا۔

آزاد نے چاہا کہ ایک کے گھونسے کی باگ لین مگر پیر مرد نے روک لیا کہ اگر تینچہ مارد ے یا تلوار لگا بیٹھے تو کیا کرلوگے وہ تو ہوا کے گھوڑون پر سوار ہے۔ اتنے مین گھوڑا ہوا ہوا یہ جا وہ جا۔ آزاد اور پیر مرد دونون دیکھتے ہی رہ گئے۔

پیر مرد نے کہا حضرت یہ شخص واقعی بڑا خونخوار معلوم ہوتا ہے اسکی صورت سے برستا ہے کہ رحم اور خوف خدا مزاج سے سنزلان دور ہے۔ مگر یہ قاتل الرقیب کا فقرہ اُسنے کیون کہا اور اُس سے اسکا کیا مطلب ہے کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔

آزاد انکو کمرے مین لے گئے اور وہان بیان کیا کہ جسوقت اُس شخص کی زبان سے قاتل الرقیب کا لفظ نکلا مین فوراً کھٹک گیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ شخص بھی حسن آرا کے چاہنے والونمین سے ہے اب مین سوچتا ہون کہ اگر اُسنے تلوار نکالی تو خیر مین جواب دے لونگا اور انشاء اللہ تلوار میرے ہاتھ مین ہوتی اور خود بدولت تڑپ رہے ہوتے۔ لیکن تینچے کا کیا جواب دیتا۔ اور اسقدر دعوی تھا کہ اگر تینچہ چلائے گا تو جبتک نکالے اور ادھر رُخ کرے مین ٹیٹوا اُچک کرلونگا مگر چہرے سے مین نے ثابت نہونے دیا آخرکار پوچھنا لازم آیا کہ اُس نام کی وجہ تسمیہ کیا ہے پس اسپر بات بڑھی و تکرار ہونے لگی پیر مرد نے کہا مین نے ایک بات غور سے دیکھی ہے جیالا وہ بھی ہے ورنہ اسطرح کی بے جھجک گفتگو نہ کرتا۔

آزاد۔ جیالا تو ضرور ہے مگر جانسے بھی ہاتھ دھو چکا ہے زندگی اب دوبھر ہوگئی ہے۔ کوئی سبب ہوگا۔

پیر مرد۔ ہان یا تو یہ سبب ہے اور یا بڑا جری ہے۔

آزاد۔ اُس شخص نے کوئی خون ضرور کیا ہے۔

پیر مرد۔ یہ کیونکر معلوم ہوا آپ کو۔ اسکا ثبوت۔

آزاد۔ ایسے ہمارے ناخونین لکھے ہین یہ واقعی قاتل ہے اور عجب نہین کہ آپتہاری مجرم ہو۔ ہم سے بڑی چوک ہوئی کہ گرفتار نہ کرلیا۔ افسوس ہے واللہ۔

پیر مرد کو سخت حیرت تھی کہ اس شخص کو اسقدر بیباکی کے ساتھ پرائے مکان پر کیونکر گفتگو کرنے کی جرأت ہوئی آزاد خوب غور کرتے ہین کہ یا خدا مین نے اس کو کہان دیکھا تھا مگر سمجھ مین نہین آتا۔

آزاد۔ آج حافظے نے بڑا ہی دھوکہ دیا واللہ

پیر مرد۔ خوب غور کیجیے۔ یہ آدمی خطرناک ہے۔

آزاد۔ افوہ۔ خطرناک نہین۔ قاتل سفاک ہے۔

پیر مرد۔ قاتل الرقیب اچھا نام بتایا۔ قاتل الرقیب۔

آزاد۔ اور اسوقت خوجی بھی نہ تھے شاید وہ پہچانتے ہون کس سے دریافت کرون ہوٹل کے لوگون سے پوچھیے شاید کوئی واقف ہو۔

پیر مرد نے سب ہوٹل کے آدمیون سے دریافت کیا اور سب نے متفق اللفظ ہوکر کہا ہم نے کبھی پیشتر اس شخص کو نہین دیکھا۔ ایک بیرا نے بیان کیا کہ جسوقت گھوڑا کڑکڑاتا ہوا وہ سوار ہوٹل مین آیا آنکھون سے خون ٹپکتا تھا اور یہی معلوم ہوتا تھا کہ کسیکو قتل کریگا۔ آتے ہی حضور کا نام لیکر کہا کہ وہ یہان ٹکا ہے۔ ہمکو بڑی حیرت ہوئی کہ اس بے ادبی کے ساتھ پوچھا۔ ٹکا ہے۔ ہم نے کہا اس کمرے مین ہین دانت پیستا ہوا گھوڑے سے اُترا اور بار بار دانت کٹکٹاتا تھا دوسرے بیرا نے کہا حضور مین نے اس شخص کو اب پہچانا مین سوچتا ہون کہ یا خدا مین نے اُسکو کہان دیکھا تھا سوچتے

سوچتے یاد آیا حضور یہ راجپوتانہ کی ایک ریاست ہین نوکر تھا ترک سوار وہین وہان اُسنے چند بدمعاشون کو ساتھ لیکر ڈاکہ مارا۔ تیئیس آدمی مجروح ہوئے دو جان سے گئے۔ وہان سے بھاگ کے جنار گڈھ مین آیا اور یہان ایک رئیس کی نوکری کی۔ میان رئیس کے ایک عزیز کا گلا کاٹ ڈالا اور زر و جواہر لے کر چلدیا۔ یہ وہی شخص ہی۔ اسمین ذرا شک نہین یہ سُنکر پیر مرد کے ہوش اُڑ گئے۔ آزاد کو علحدہ لیجا کر کہا۔ بھائی جان یہ تو بیڈھب بات ہی خدا جانے کس پھیر مین تمھارے پاس آیا تھا۔ تھانے پر لکھوا دینا چاہیے۔ تاکہ وہ اِس شہر مین ٹکنے نہ پائے اور اگر رہے تو گرفتار کرلیا جائے ورنہ ممکن ہی کہ کسی روز بُری نیت سے آئے جب قتل انسان اِسکے بائین ہاتھ کا کرتب ہی تو اس سے تعجب کیا ہی کہ خاص اسی نیت سے مستعد ہو کر آئے۔ ہمارے نزدیک اس موذی کی جلد فکر کرنی چاہیئے۔ ورنہ پھر وہ بہت دق کریگا اور خدا جانے اِس سے کون کون فعل سرزد ہون۔

پیر مرد نے اُنکو صلاح دی کہ دروازے بند کر کے بیٹھین اور ہر وقت پہرا رکھین کہ اگر اُسکو آتے دیکھے تو پہرے والا فوراً اطلاع دے اور اب آپ اُس سے ہرگز ہرگز نہ ملیے گا مانا کہ فنون سپہ گری مین آپ اُس سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین مگر ایسے شخص سے تو وہی مقابلہ کرے جسکو جان دو بھر ہو۔

آزاد نے پہرہ مقرر کردیا اور مسلح ہو کر بیٹھے کہ اگر احیاناً وہ ترک سوار آجائے تو وقت پر ہم بھی لیس ہون اور اُس سے اچھی طرح مقابلہ کرسکین۔

پیر مرد نصائح و پند کے بعد روانہ ہوئے اور گھر پہونچتے ہی حسن آرا کے پاس جاکر یون بیان کیا بابا آج تو ایک عجیب گل کھلا۔ قمر الدولہ [illegible] مگر اب ایک بید اہوی اسوقت ین آزاد کو مضروب چھوڑ کر آیا ہون مجھسے اور اُنسے قمر الدولہ کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شہسوار آیا۔ گھوڑا نہایت تیز دوڑاتا ہوا۔ کمر بھر کرتا ہوا آیا۔ گھوڑے سے اُترا۔ آزاد سے ملا تو خونخوار آنکھین خون کبوتر کی سی سُرخ لال انگارا جوان بڑا کرارا اور کسیلا ہے۔ چہرے اور وضع سے سپہ گری برستی تھی۔ آزاد نے نام پوچھا تو کہا قاتل الرقیب اُنکو حیرت ہوئی کہ اس انوکھے نام کے کیا معنی ہین اور چونکہ یہ اُنکو خوب معلوم ہے کہ ایک زمانہ ہی کہ حسن آرا پر شیدا ہی لہذا اُنکو اور بھی زیادہ خیال ہوا۔

اب سنیے کہ وہ مسلح۔ پنجے کی جوڑی کل پر چڑھی ہوئی ہاتھ مین سروہی بغل مین کٹار۔ آٹھون گانٹھ کمیت۔ اور آزاد نہتے اور اُسکی خونخواری کا یہ حال تھا کہ الامان الامان بات کی اور انگارے برسنے لگے۔ منھ سے شعلے نکلتے تھے اور مین لرزان بید کیطرح کانپون کہ یا خدا کیا ہوگا مجھے یقین ہوگیا تھا کہ اب اُسنے پنجہ سر کیا اور اب تلوار چلائی۔

اتنے مین مین نے آدمی سے پانی مانگا دو سے تین ہوئے آزاد نے قاتل الرقیب کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو مسکرا کر بولا کہ آپ میرا نام سُن کر اسقدر خائف کیون ہوئے بس اتنا سُننا تھا کہ آزاد بدماغ ہوگئے اُنھون نے کہا خائف کوئی اور ہوتے ہونگے۔ ہم سرکوب صف شکن ہین معرکے لڑے ہوئے۔ اچھے اچھے گردان گردن کش کو ہم نے نیچا دکھایا ہی۔ ہم اور خوف۔ اے لاحول۔ ہم مرد میدان شیر مرد شیر دل شیر شکار ہین پھر وہ خونخوار بھی سخت غیظ و غضب مین آیا اور اسطرح ڈکارنے لگا جیسے شیر کچھار مین ڈکارتا ہے۔ میرے

ہوش بران - ان خوب یاد آیا اور اُسنے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمسے اور آپسے ملاقات ہوئی ہی آزاد بھی کہتے ہین کہ ملاقات تو ہوئی ہی مگر یاد نہین آتا کہ کہان ملے تھے - بڑی دیر تک دونون مین گرما گرمی کی باتین رہین چلتے وقت وہ بہت سخت کہہ گیا جسکا مطلب قریب قریب یہی تھا کہ زندہ نچھوڑونگا -

حسن آرا نے آہ سرد کھینچکر کہا - ہاے ستم - کیا غضب کی بات سُنائی ازبراے خدا یا بوکسوا کے ابھی آزاد کے پاس جاؤ اور کہو پولیس کا ایک گارد سرکار سے مانگین اور باہر نہ نکلین جان کو عزیز رکھین - ایسے شہدون کے مُنھ لگنا کوئی بہادری نہین ہی (کف افسوس ملکر) ہی ہی اُسکو ناحق نکل جانے دیا اور افسوس ہی کہ تم بھی نہ سمجھے وہ کون موذی تھا ارے وہ تو صاف صاف کہہ گیا تم لوگ نہ سمجھو تو وہ کیا کرے قاتل الرقیب ایک پتا دیا دوسرا پتا یہ بتایا کہ کہین ملاقات ہو چکی ہی - اب اس سے صاف صاف اور کیا کہتا - یا اللہ آزاد کو کیا ہو گیا اتنے بڑے عقلمند کو دھوکہ دیجائے -

پیر مرد نے کہا مین ابتک نہین سمجھا کہ تم کو کس پر شک گذرا ہے

حسن آرا بولی شک کیسا وہی تھا قاتل الرقیب اللہ کرے بجلی گرے موے پر - اسی اٹھوارے مین لاش نکلے - ارے وہ شہسوار تھا - وہی موذی جسنے ہمایون فر کی جان لی اور اب آزاد کے دشمنون کے خون کا پیاسا ہے -

حضرات ناظرین غالبًا اکثر اصحاب بالغ خرد پہلے ہی سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کون ذات شریف تھے جنھون نے اپنا نام قاتل الرقیب بتایا - یہ وہی خونخوار شہسوار ہے جس نے شہزادہ فریدون مرتبت مرزا ہمایون فر بہادر کو قتل کیا تھا - آزاد سے اور اُنسے حسن آرا کے ہان ایک مرتبہ دو بدو بات چیت ہوئی تھی - مگر اکثر صاحبان کو استعجاب ہوگا کہ شہسوار تو قید ہو لیا تھا - وہان سے بھاگ کے کیونکر آیا اور اگر قید خانے سے نکل بھاگا تو اسقدر جرأت کیونکر ہوئی کہ دن دہاڑے لوگون کو جا جا کے دھمکائے سپہر آرا اور روح افزا اور بہار النسا اور گیتی آرا اور بمبئی کی بیگم صاحبہ کو اس معاملہ خوفناک کی خبر ہوئی اور سب نے کمال افسوس تم کیا کہ غضب ہو گیا - فوراً چو طرفہ آدمی دوڑائے گئے پیر مرد آزاد کے پاس پہونچے چوبدار سپہر آرا کی سسرال بھیجا گیا کہ خبردار رہنا بڑی بیگم نے نواب رونق علیخان بہادر اور شہزادہ والاجاہ کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ فوراً آزاد سے ملو اور اُسکی حفاظت کرو اور صاحب لوگون سے جا کے کہو کہ یہ کیا اندھیر ہے - اب کیا دو ایک کی اور جان لوگے - تمام شہر مین خبر مشہور ہو گئی کہ شہسوار قاتل ہمایون فر اب آزاد پر وار کرنے والا ہی نواب صاحب اور شہزادہ جنکو بڑی بیگم نے بلوایا تھا بکمال سراسیمگی ہوٹل گئے اور آزاد سے ملے - مصافحہ و معانقہ کے بعد بڑی بیگم کا پیغام سُنایا اور یون باہم گفتگو ہوئی -

نواب - یہ آپ کے پاس کون بزرگوار آئے تھے -

آزاد - مین انھین پہچانتا نہین مگر آدمی خونخوار ہے -

شہزادہ - آپ نے کہین کبھی پیشتر بھی اُسکو دیکھا تھا -

آزاد - جی ہان خیال تو ہے مگر یاد نہین آتا -

نواب - حضرت بہت حفاظت رکھئے وہ سفاک ہی -

آزاد - کیا آپ صاحبون کو اُسکا نام معلوم ہے -

شہزادہ - یہ موذی ہی بدبخت سواد الوجہ مردود ہی جس نے ہمارے لخت جگر نور بصر ہمایون فر کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کیے تھے

آزاد - (چونک کر) این !! افوہ ! ہان !!! -

نواب - حضرت شاہ کہیے کہ ایسے شخص سے مقابلہ کرنا نہایت جہالت اور نادانی ہے - وہ تو جان بکف ہے -

شہزادہ - مگر سمجھ مین نہین آتا کہ جیل خانہ سے کیونکر بھاگا -

نواب - ہم جانتے ہین دھوکا ہوا ہی اگر جیل خانے سے نکل بھاگتا تو اتبک زمانے بھر مین شہرت ہو گئی ہوتی -

آزاد - جناب اسمین ذرا شک نہین کہ وہی سفاک قاتل ہی مین اسکو ایک بار دیکھ چکا ہون مجھے اب خیال آیا -

شہزادہ - چلیے کپڑے پہنئے - چلین حکام کے یہان -

آزاد - ضرور اسکی تحقیقات ہوگی گرفتار کرانا چاہیے - ورنہ خدا جانے کس کس کی جان لے اور کیا کیا ستم ڈھائے -

نواب - محمد آزاد صاحب کا چلنا مصلحت نہین ہی -

شہزادہ - جی نہین - پالکی گاڑی ہی بند - اور پھر دو گلچلے بندوقین بھرے ہوے ساتھ ہین کوئی خوف نہین ہے -

نواب - اُنسے کہدیجیے کہ چوکس رہین - ہر دم چوکنا -

شہزادہ - جی ہان - سپاہی آدمی ہین کٹ مرنے والے اب دیر نہ کیجئے وقت تنگ ہے -

اِن دونون کے ساتھ آزاد پاشا حکام ضلع سے ملنے اور شمسوار کا حال بیان کرنے گئے -

اب دوسری کیفیت سنیے - مرزا ہمایون فر کے بڑے بھائی کے پاس جنسے سپہر آرا کا نکاح ہوا تھا ایک خط آیا اُنھون نے کھولا یہ مضمون پڑھا (مرزا ہمایون فر کے نام من بستی پر تو مین نے بجلی گرائی اب تم ہوشیار رہو سپہر آرا اور تمھاری جنل مین ہاے ستم - مین اس معشوقۂ رنگین طبع کین

	بدان ماند کہ بستی بہ بوسہ ہم کسی را بعد بہ خون کہ در زلم افتد دہ جام و نقد

یا تو سپہر آرا کو ہمارے حوالے کرو اور یا اپنی جان دو ایک تو لاکھون آدمیون کی بھیڑ مین قتل کر چکا ہون اب کی خدا نے چاہا تمھاری گردن اور میری تلوار ہو - سپہر آرا کے فراق مین عیش و عشرت و آرام و راحت سب سے منھ موڑا پھر اب کس زندگی کے لیے یہ بات اُٹھا رکھون - تمھین انصاف کرو کہ جس معشوق پر دم نکلتا ہو جان جاتی ہو اُسکی جدائی مشاق گذرے یا نہ گذرے اور اُسکو دوسرے کے آغوش مین دیکھکر قلق ہو یا نہو - یا تو سپہر آرا کو تحذار ہتین یا ہمارے آغوش کو زیب دہنین - ہمارے خوش کرنے کی تیسری اور صورت نہین ہے - اب -

	کانٹون مین اگر ہو اُلجھنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

مین قتل کرنے مین اسقدر مشاق ہون کہ کروڑون مین گردن مارون اور ممکن کیا کہ میرا بال بھی بیکا ہو سکے - کیا مجال - ایک ہمان فر پر کیا فرض ہی - خدا جانے کتنے آدمیون کی جان لی - تم بیچارے کس کھیت کی مولی ہو تمھاری تو مین کچھ ہستی ہی نہین سمجھتا - اور یاد رکھنا کہ اگر خط تم نے مشتہر کیا تو کتے کی موت مارونگا بس اپنے ہی تک رکھو آیندہ تمکو اختیار ہی میرے سفاک ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین ہی لیکن ایک وصف بھی ہی کہ بلا اطلاع نہین قتل کرتا ہمایون فر کو اطلاع کر دی تھی کہ اگر نہ آؤ گے تو گھر پھونک دونگا اُسنے نہ مانا مین نے آگ لگا دی پھر للکارو یا کہ سپہر آرا کے چاہنے والے ہم ہین اگر تم عقد کرنے ہمارے ہاتھ سے لائے تو قتل ہوگے نہ مانا

عین برات سے دولہن فرار کیا

بھاگے ہے تجھ سے تجھ مین مرد کا تو
اب مان نہ مان تو ہے مختار

راقم آثم قاتل الرقیب شہسوار

یہ خط پڑھتے ہی شہزادے کا رنگ فق ہوگیا اور رشید بڑی بیگم کا چوبدار آیا۔ سات بار جھک کر فراشی سلام کیا اور کہا حضور آج تو شہر مین بڑا اتلاطم ہوا ہی خدا اُس شہسوار کو غارت کرے جیل خانہ سے نکل بھاگا اور اب بدی پر ہے۔ بھیس بدل کر محو آزاد پاشا کے پاس گیا تھا اور اُنسے کہہ آیا کہ ہوشیار رہنا۔

شہزادے نے جواب دیا کہ مین اسوقت اُسی بدعمال دوزخی کا خط پڑھتا تھا میرے نام خط بھیجا ہے کہ یا تو سپہر آرا کو چھوڑ دو اور یا اپنے قتل کی تیاری کرو مگر بہت جلد پکڑا جائے گا۔

چوبدار۔ خداوندوہ بڑا کلان کار ہے۔

شہزادہ۔ اسمین کیا فرق ہی۔ قید خانے سے نکل بھاگا۔

چوبدار۔ خونی مجرم۔ اتنے بڑے شہزادے کا خون کیا ہی وہ اور جیلخانے سے بھاگ نکلے۔ افوہ۔

شہزادہ۔ بڑی غفلت ہوئی اللہ اکبر۔

چوبدار۔ خداوندوہ تو کہیے یہ خیریت ہوئی کہ اُسنے سبکو اطلاع دے دی۔

شہزادہ۔ یہ بھی لکھا ہی کہ مین بے اطلاع دیے کسی پر حملہ نہین کرتا۔ وہان تو یہ دعوی ہی مگر آزاد پاشا ایسے جرمی آدمی۔ اُنھون نے گرفتار کیون نہ کرلیا جانے کیون دیا۔

چوبدار۔ سرکار اُنکو وہ حال کیا معلوم تھا۔

شہزادہ۔ شکر ہے خدا کا کہ اطلاع تو کر دی۔

چوبدار۔ گھر بھر مین کھل بلی پڑگئی کہ اب کیا ہوگا اور اس سے کیونکر نجات ملے گی۔

شہزادے نے چوبدار سے کہا کہ تم جاکے بڑی بیگم صاحب سے عرض کرو کہ آپ مطمئن رہین وہ بداعمال سفاک امیر ابا تک بیکا نہین کرسکتا۔ میرے بان تین تین پہرے ہین اور اب قطعی حکم دے دیا ہے کہ بلا اطلاع و منظوری خاص کوئی نہ آنے پائے اور مین باہر نجاؤنگا۔ اور یہ بھی کہدیا کہ پولیس کے افسرون اور صاحب ضلع کو مین ابھی بلواتا ہون کہ بہت جلد تحقیقات کرین اور اُسکو فوراً گرفتار کرلین۔ چوبدار جھک کر سلام کیا اور ادب کے ساتھ روانہ ہوا۔

اب سُنئے کہ ادھر آزاد پاشا نواب صاحب اور شہزادہ باوقار کے ساتھ صاحب ضلع کی کوٹھی پر پہونچے اور اُدھر صاحب نے بکمال حیرت کہا آپنے کچھ سُنا۔ جیلخانہ سے مرزا ہمایون فر کا قاتل بھاگ گیا۔

نواب۔ معلوم ہی۔ یہی خبر سُن کر تو ہم آئے ہین۔

شہزادہ۔ محمد آزاد پاشا آپ ہی ہین۔ لیجیے۔

صاحب۔ (نہایت تعظیم کے ساتھ ہاتھ ملاکر)۔

آزاد پاشا ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے آپ بہت بڑے شخص ہین۔ واقعی جو کام آپنے کیا وہ کسی سے کم ہوگا۔

شہزادہ۔ اب آج کا واقعہ تو سُنیے۔ آپ ہوٹل مین فروکش تھے کہ ایک صاحب تشریف لائے گھوڑے سے اُترے۔ ملے مگر اینڈتے ہوئے۔ پوچھا نام۔ کہا قاتل الرقیب اسپر آپ ذرا چونکے ہوئے تو اُسنے کہا آپ اِس نام سے خائف کیون ہین بس خائف کا لفظ سنتے ہی آزاد آگ ہوگئے۔ اور دونون باہم تکرار

ہوئی جب وہ چلا گیا تب لوگونکو شک ہوا کہ یہی شمسوار ہے۔

صاحب - ہم ابھی ہوٹل چلتے ہین وہان تحقیقات ہونی چاہیے اور خوب یاد رکھیے فوراً گرفتار ہوجائیگا۔

اتنے مین کوتوال شہر کو اطلاع ہوئی اور اُنھون نے آتے ہی کہا حضور مرزا ہمایون فرکا قاتل بھاگ گیا اور میرے نام یہ خط بھیجا ہے صاحب نے یہ خط پڑھا اور یون اسکا ترجمہ کیا انسپکٹر ہم جیلخانے سے چلے آئے ہم آزاد ون کا دل وہان کیونکر لگتا - نہ کوئی شغل نہ دل لگی نہ چہل پہل۔

شہزادہ - ہان جیلخانہ کیا گھر تھا - گویا وہان دل لگی کی بھی فکر تھی۔

نواب - اور اس غضب کو دیکھیے کہ کوتوال کو کس دھوم دھڑکے سے اطلاع دی ہی ایک ہی بیباک شہدا ہے۔

صاحب - اور سنیے اسکے بعد لکھا ہی کہ اگر تمکو یہ منظور ہو کہ تمھاری سرکوبی ہو اور جان جائے تو ہماری تلاش کرو ورنہ اس خیال خام سے درگذرو اور ہمارے محل نہو ہم سپہر آرا کو کسی اور کی بغل مین نہین دیکھ سکتے۔ ایک روز تم سے بلین گے بھی اور ہم مرد میدان ہین۔

صاحب ضلع نے آزاد سے کل کیفیت دریافت کی تو انھون نے ایک اخبار کا حوالہ دیا جسمین کل امور شمسوار اور آزاد کی نسبت درج تھے صاحب ضلع نے وہ اخبار مالک مطبع کے ہان سے منگوایا جب اُسکا فیل اُنکے روبرو آیا اُنھون نے دو پرچے نکالے جن مین کل امور درج تھے نواب صاحب نے مضمون پڑھکر سُنایا وہ ہذا۔

ہمارے شہر مین ایک مہ پارہ شوخ و شنگ رشک پری رخان فرنگ پر دو نوجوانان گلبدن عاشق ہوئے ہین - دونون پستہ دہن دونون رو ئین تن - دونون شیر مرد - جرأت و بسالت مین فرد - عالم و فاضل - ذکی و عاقل - ایک کا نام آزاد ہی آدمی کیا ہیچ تو یہ ہے کہ پریزاد ہے - دوسرا شمسوار مسلم شکار - یہ اس شمع رو کے رخسار آتشین پر پروانہ وہ والہ و دیوانہ جب شمسوار کو معلوم ہوا کہ وہ پری فشان جبین دلبری و رعنائی آزاد پر عرصہ دراز سے عاشق و فریفتہ شیدا و شیفتہ ہے اور شہر مین بھی خبر گرم تھی کہ -

نگارین دختری برداز سرش تا پا هوش	چه دختر تا قیامت دوش بر دوش
نهان در گیسو او لیلة القدر	عیان از جبهۂ او مطلع الفجر
غزال چشم تکلیف برم هوش	نگاه مست صد میخانه در جوش
دراز زلف او عمر تسلسل	عیان از هیچ و تابش مرگ سنبل
لبش با آب حیوان در تکلم	نموده عرض جانها در تبسم

خانۂ پنجہ اش خورشید دلہا
ہلال ناخنش عید تماشا

آزاد تو دل و جان سے اُسپر عاشق تھے ہی شمسوار نے جو رخ انور کی جھلک دیکھی تو یہ بھی تیغ ابرو کے گھائل ہوگئے یہ میان آزاد کو نظر قہر آلود سے گھورنے لگے اور میان آزاد اُنکو دونو کی آنکھون سے خون ٹپکتا تھا - منھ سے انگارے برستے تھے - پیر مرد بیچارے جسنے اس ناز پرور و درشت شکر لب کو لڑکپن مین پالا تھا یہ کیفیت دیکھکر مثل بید لرزان ہوا اور سمجھا کہ اب خون ہوا ہی چاہتا ہے زخمی دونون ہونگے اور عجب نہین کہ ایک کی جان مفت مین ضائع ہو۔ دونون محرور المزاج دونون مسلح - دونون تلے ہوئے کہ رقیب کو تہ تیغ کرین - پیر مرد نے لاکھ کوشش کی کہ وہ اُدھر کھڑے ہون یہ ادھر - مگر نہ ٹلے

سیہ ہٹے دونون ہٹ گئے۔

اب سُنیے کہ اس شہسوار کی کمک کو ایک اور سوار آیا مسلح۔ پہلوان۔ فنون سپہ گری مین طاق۔ سرخ سفید اب وہ دونون گھوڑون پر سوار سوچ رہے ہین کہ آزاد کو قتل کرین یا سمجھا دین کہ یہان سے ہٹ جا اور آزاد کے چہرے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان دونونکی کچھ ہستی ہی نہین سمجھتے اتنے مین پیر مرد نے کہا حضرت گھوڑون سے اُتریے تشریف لائیے۔ دم لیجیے بسم اللہ کہکر دونون گھوڑون سے زمین پر آئے۔ اب پیر مرد سے باتین ہونے لگین۔

پیر مرد۔ حضرت اگر ان بتان جادو جال پر دل آیا ہی تو اِسکے لیے صبر و استقلال لازم ہے۔

سوار۔ (تیکھا ہوکر) کیا! کیا بکتا ہے اے بوڑھے صبر کیسا اور استقلال کیا۔

دوسرا۔ داغ دے دُھوان اُس پار ہو صبر لایا ہی وہان سے اور استقلال ہونھ۔

پیر مرد۔ جبتک وہ آپ کے حالات سے واقف نہون تبتک کیونکر آپ شاد مراد سے ہم آغوش ہو سکتے ہین مقدم تو یہ ہے کہ وہ آپکو اس قابل سمجھین۔

سوار۔ (تلوار میان سے نکال کر) کیا۔ کیا۔ کیا۔

دوسرا۔ (تیغہ کھینچکر) کیون قضا آئی ہی۔ بوڑھے۔

جب پیر مرد نے دیکھا کہ دونون کے دونون میرے قتل ہی کے درپے ہین اور قریب ہے کہ گولی یا تلوار سے مار ڈالین تب تو وہ بھی بگڑ اٹھا بس بہت بانکپن کی نہ لو۔ اگر بانکے ہوتے تو مجھ اسّی برس کے بوڑھے پر اتنے تیکھے نہوتے مجھے للکارتے اور تلوار دکھاتے ہو۔ بانکپن اور ہی ہے۔ بانکا تو ہم سے مخاطب بھی نہوتا اگر دس گالیان بھی ہم دیتے تو مسکرا کر خاموش ہو رہتا بانکپن کے یہ معنی نہین ہین کہ پیر نودسالہ پر چھری تیز کرے۔ اب ہم لڑنے بھڑنے کے کاہ کے ہین بھلا۔ اسپر وہ دونون ٹھنڈے ہوے۔

ایک۔ معاف کرو بھئی۔ اسوقت اِس جوان کے سبب سے ہم اسقدر تیز ہوئے ورنہ تم سے نہ بولتے۔

دوسرا۔ واقعی تم کو قتل کر کے کیا نتیجہ نکلے گا تم بوڑھے ہم جوان۔

پیر مرد۔ انسانیت کے یہ معنی ہین کہ درخت کے سائے مین اُترو اور وہان تھوڑی دیر دم لو اور بیٹھو باتین کرو۔

سوار۔ یہ کون شخص ہے اِسکا نام کیا ہے۔

پیر مرد۔ یہ بڑے مشہور بانکے ہین محمد آزاد۔

سوار۔ ہاتھ پانون تو اچھے ہین مگر بانکپن کا حال خدا جانے شاید ہو۔

پیر مرد۔ شاید نہین اِنکی رگ رگ مین بانکپن کے پیچ کوٹ کوٹ کر بھرے ہین۔

سوار۔ اچھا پھر بلوائیے۔ ذرا ہم بھی تو دیکھین۔

پیر مرد۔ اگر میرا یہ منشا ہو کہ آپ یا وہ دو مین سے ایک مارا جائے تو صلاح دون کہ کٹ مرو۔ مجکو اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ باقی یہ کہ آپ برسر تیغ اپنا مطلب نکالین ہمارا کیا ولا۔ کیا دل لگی ہی۔ دو سو جوان اسوقت اِس ڈیوڑھی پر موجود ہے ایک سے ایک بڑھا ہوا بانکا جیالا سپاہی۔

محسن آرا بیگم نے ایک مصرع بھیجا اور پیر مرد نے کہا اِس مصرع پر دونون صاحب مصرع لگائین۔

	شب چو آمد ماہ بر بام ما

اسپر شہسوار نے پہلے مصرع لگایا اور یون کہا۔ ؎

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما پر شدہ از جوہر دل جام ما

آزاد نے کہا الغلط۔ شراب کو فصحاے طلیق اللسان نے جوہر روح باندھا ہی جوہر دل نیا محاورہ ہی۔ لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کا شعر سنیے۔ ؎

بدہ ساقی آن جوہر روح را دوائے دل ریش مجروح را

دیکھو مصرع یون لگاتے ہین۔

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما خندہ زد بر صبح روشن شام ما

نواب۔ واقعی بہت خوب مصرع لگایا ہی۔ آپنے۔

آزاد۔ (مسکراکر) جی ہان۔ جھیپ گیا اُسوقت۔

شہزادہ۔ واقعی کیا خوب فرمایا ہی۔ نہایت موزون۔

آزاد۔ اس اخبار مین ایک بات لکھنا بھول گئے۔ مجھسے حسن آرا نے فرمایش کی کہ فرض کیجیے ایک بوڑھے کو شادی کرنے کا شوق چرایا اور ایک کم سن لڑکی سے نکاح ہوا۔ مادہ تاریخ موزون فرمائیے۔ مین نے پوچھا سن تو بتائیے۔ کہا۔ سنہ ۱۲۹۶ھ معاذ ہن لڑگیا۔ اور مین نے کہا (پیر نابالغ) نہایت ہی خوش ہوئین۔ پورے بارہ سو چھیانوے۔

صاحب۔ خیر اب ہمکو کل حالات معلوم ہوگئے چلیے ہوٹل

جب ہوٹل مین داخل ہوئے تو لوگون کے اظہار لیے گئے پہلے ایک بیرا نے یون اظہار دیا۔

مین اس کمرے کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ سے باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین دور سے ٹاپون کی آواز آئی اور دیکھا کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار دڑاتا ہوا چلا آتا ہے آتے ہی پوچھا آزاد یہان کہان ٹکے ہین مین دوڑ کر قریب گیا کہا آزاد کو اطلاع دو۔ حضور کے پاس گیا۔ فرمایا کہ بلالو۔

اسوقت ایک بوڑھے سے آدمی اُنکے پاس بیٹھے تھے سوار دڑاتا ہوا اندر گیا۔ پھر مجکو نہین معلوم کیا بات چیت ہوئی مگر مین نے اتنا سُنا تھا کہ جب رخصت ہو کر وہ جانے لگا تو آزاد سے سخت کلامی ضرور ہوئی تھی۔ صاحب نے سوال کرنا شروع کیے۔

سوال۔ کبھی پہلے بھی اس سوار کو دیکھا تھا تم نے۔

جواب۔ نہین خداوندا اور کبھی نہین دیکھا تھا مجھنے۔

سوال۔ اب اگر دیکھو تو پہچان لوگے وہی شخص ہے۔

جواب۔ لاکھ آدمیون مین پہچان لون حضور فوراً۔

سوال۔ حلیہ بتاؤ۔ سن۔ شکل۔ صورت۔ وضع۔

جواب۔ کوئی چھ فٹ کا قد ہی۔ یا شاید پونے چھ ہو نہایت سرخ و سفید۔ بدن نہ دُھرانہ چھریرا۔ مگر کسیلا ڈیل چوڑی سینہ فراخ۔ سپاہی آدمی ہے۔

اسکے بعد دوسرے بیرا کے اظہار لیے گئے جسنے بیان کیا تھا کہ شہسوار کو پیشتر بھی دیکھا تھا۔ اس کے اظہار صاحب نے بڑی احتیاط سے لکھے۔ اُس نے بیان کیا پہلے سوار مذکور راجپوتانہ کی ایک ریاست مین ترک سوار تھا۔ وہان ڈاکہ زنی کی اور کئی آدمیون کا خون کرکے زر و جواہر اور اسباب گران بہا لوٹ کے وہان سے بھاگا۔ بعد ازان ایک اور رئیس کے ہان نوکر

ہوا۔ وہان اُسکے ایک عزیز کو قتل کیا۔ مین نے اِس شخص کو دوبار دیکھا تھا۔

سوال ۔ راجپوتانہ کی کس ریاست مین نوکر تھا۔

جواب ۔ یہ مجھے نہین معلوم اُس ریاست کا نام کیا ہے۔

سوال ۔ وہان سے ڈاکہ زنی کے بعد پھر کہان نوکر ہوا۔

جواب ۔ اُس رئیس کا نام بھی میرے تئین نہین معلوم۔

سوال ۔ پھر تم کو یہ کیونکر معلوم ہوئین سب باتین۔

جواب ۔ حضور غلام اِنکے پاس نوکر تھا۔ کہا کرتے تھے کہ پارسال ہمنے فلان شخص کو قتل کر کے دریا مین ڈبو دیا تھا کبھی کہتا تھا کہ ہمنے ایک دِن مین تین تین چار چار آدمی قتل کیے ہین اور حضور ایک بار میرے سامنے بھی ایک بچے کو قتل کیا تھا۔ مین تو اُنکو خوب جانتا ہون۔

سوال ۔ تم نے اُن کو گرفتار کیون نہ کر لیا اُسی وقت۔

جواب ۔ مجھسے اُن سے ہوٹل مین ملاقات نہین ہوئی ہوٹل کے باہر ملا تھا۔ گھوڑا روک کے مجھسے کہا کہ اچھے ہو سب حال پوچھا مین کام کو جاتا تھا۔ رخصت ہوا پوچھا حضور یہان کہان ٹکے ہین کہا پارسی کے ہوٹل مین۔

اسکے بعد پیر مرد کے اظہار لیے گئے۔ اُنھون نے بیان کیا کہ مین آزاد پاشا کے پاس بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ ایک شخص کی اطلاع کی گئی۔ دیکھا تو ایک سپاہی جوان پہلوان۔ گورا چٹا۔ نہایت خوبرو۔ تھوڑی دیر تک تو اچھی طرح باتین کین بعد ازان اپنا نام قاتل الرقیب بتایا آزاد نے متحیر ہو کر کہا قاتل الرقیب کے کیا معنی۔ دوبارہ پوچھا تو اُس نے کہا۔ آپ گھبرائے کیون یہ نام سُنکر کچھ خوف کا مقام نہین ہے اِس پر آزاد آگ ہو گئے این خوف اَخوف کیا چیز ہے۔ خوف تو کبھی ہم جوانمردون کے پاس نہین آنے پاتا۔

سوال ۔ آپ کو یقین تھا کہ وہ آزاد سے لڑ پڑتا۔

جواب ۔ اگر ذرا اور بڑھتی تو ایک نہ ایک کا خون ضرور ہی ہو جاتا۔

سوال ۔ کبھی پیشتر اُسکو دیکھا تھا آپ نے یا نہین۔

جواب ۔ کبھی خواب مین بھی نظر سے نہین گذرا تھا۔

آزاد ۔ (مسکرا کر) بہت ہی خوب۔ خواب مین بھی نظر سے نہین گذرا۔ کبھی عالم رویا مین۔ یا کبھی ایسی صورت کا تصور بندھا تھا۔

پیر مرد ۔ اب البتہ تصور بندھا ہے اُس صورت کا۔

سوال ۔ جسوقت آزاد سے اُسنے بدزبانی کی اُنکو اُسکی گرفتاری کا موقع حاصل تھا یا نہین۔ اُسنے کوئی ایسی بات سخت کی یا نہین جس سے ہر فرد بشر کو غصہ آجاتا۔

جواب ۔ ہان ایسی باتین ہوئین کہ گرفتاری کا سخن نہ تھا وہ بھی کہتا تھا۔ یہ بھی کہتے تھے۔ اُسنے کہا ہم باتے ہین یہ بولے ہم بانکون کو لونڈا سمجھتے ہین۔ بانکے کس شمار قطار مین ہین بیچارے۔ اُسنے کہا ہم انسان کی کچھ ہستی ہی نہین سمجھتے یہ بولے ہم دیو کی ہستی نہین سمجھتے انسان کس کھیت کی مولی ہے۔

سوال ۔ جب وہ یہان سے جانے لگا اُس وقت

کیون نہ گرفتار کرلیا۔ وہ اکیلا تم اتنے۔

جواب۔ اُسوقت موقع نہ تھا۔ گھوڑے پر سوار ہوکر اُسنے چند کلمات کہے اور بس راہی ہوا۔ گھوڑا بھلا کسکے روکے رُکا جاتا۔ اور پھر شہسوار کا گھوڑا جو اس فن کا نقاد ہے۔

اسکے بعد آزاد پاشا کے اظہار لیے گئے۔ اُنھون نے کل امور مفصل بیان کیے اور کہا کہ مین اِس کمرے مین بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ مولوی پیر بخش صاحب یعنی (پیر مرد تشریف لائے) اخبار کو چھوڑ کر مین اُنسے باتین کرنے لگا۔ اتنے مین اس بیرانے آن کے کہا حضور ایک صاحب آئے ہین گھوڑے پر سوار کسی فوج کے رسالدار معلوم ہوتے ہین آپ سے ملنا چاہتے ہین۔ مین نے اجازت دی کہ اچھا آنے دو آئے تو مین دیکھکر بہت خوش ہوا۔ نہایت خوبرو جوان طرحدار۔ شکیل۔ اوچی بنا ہوا۔ مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی خاص فوج یا رسالے سے اُسکو تعلق نہین ہے آدمی سپاہی اور ہتھیارون کا شوقین ہے۔ باتین ہونے لگین مین نے نام پوچھا کہا قاتل الرقیب۔ یہ انوکھا نام جس مین قتل کا لفظ شامل تھا سُنکر مجھے حیرت ہوئی۔ اور مین سمجھ گیا کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ مگر مین نے اس طرح پر بات ٹال دی کہ گویا سُنا ہی نہین تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی گفتگو رہی بعد ازان اُسنے خود کہا کہ قاتل الرقیب اِسوجہ سے نام رکھا گیا کہ اُسکی پیدایش ہی کے روز اُس کے باپ کے قاتل نے وفات پائی۔ مگر میری تشفی نہوئی اور کئی وجوہ سے مین سمجھا کہ بیان غلط ہے اسپر زہر خند کرکے مجھسے پوچھا کہ آپ یہ نام سن کر ڈرتے کیون ہین بس مین آگ بھبوکا ہوگیا اور مین نے جواب دیا کہ ڈرنا کیا معنی اور ڈر کس شے کا نام ہے ہمکو کسیکا خوف کیون ہونے لگا ہم اچھے اچھے گردن کش اور پٹھان نامدار کی سرکوبی کے لیے ہر دم مستعد رہتے ہین اُسکا بھی چہرہ سُرخ ہوگیا۔ اور اب وہ بھی ویسی ہی باتین کرنے لگا مجھے تاب کہان مین اور بڑھتا۔ اب مجھ سے پوچھتا ہے کہ کبھی آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ مین نے کہا ہان کچھ خیال تو ہے مگر یاد نہین آتا۔ بس پھر کسیقدر گرما گرمی کی باتین ہوئین اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا مجھے یہ خیال کہ اگر اُسنے وار کیا تو مین اِس قابل تو ہون کہ اُسکا وار روک لون۔ وہ مسلح آمادہ۔ تلا ہوا۔ مین ہاتھ پانون پر لڑنے والا۔ میرا اُس کا مقابلہ کیا۔ کچھ بھی نہین۔ مگر مین تلا ہوا تھا کہ اگر ذرا بھی اُسکی طرف سے پہل ہوئی تو اُسی کی تلوار سے اُسکی گردن کاٹونگا اور اِسی کے پنجے سے اِسکی جان لونگا باہر گیا اور بڑے غیظ و غضب کے ساتھ کہا کہ اچھا تو سپاہی کہ جان لون تیری۔ مین اُسوقت کی کیفیت بیان نہین کرسکتا اِدھر یہ کہہ کے اُسنے گھوڑا بڑھایا اِدھر مین دوڑنے ہی کو تھا کہ پیر بخش صاحب نے روک لیا اور کہا وہ اسوقت ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے اگر تینچہ سر کردے تو کیا کرلوگے۔ وہ سوار تم پیدل۔ سوار اور پیدل کا ساتھ کیا۔

سوال۔ آپ نے اُس کو پہلے پہچان لیا تھا کہ نہین۔

جواب۔ مطلق نہین۔ ذرا بھی شک نہین ہوا۔

سوال۔ اور جب اُسنے یاد دلایا تب پہچانا۔

جواب - اتنا یاد آیا کہ کہین اُسکو دیکھا ہے۔

سوال - اب یاد آتا ہے کچھ کہ کہان دیکھا تھا پہلے۔

جواب - اب تو بخوبی یاد ہے - وہی شہسوار ہے۔

سوال - وجہ کیا کہ آپ ایسے جری - اور جان باز جنرل معرکے دیکھے ہوئے جنگ مین لڑے بھڑے ہوئے اتنے نامی گرامی آدمی اور یون خاموش ہو رہین۔

جواب - مین ہر ایک شخص سے بھڑ نہین پڑتا - ہان اگر ایسی ہی مجبوری ہوئی تو خیر ورنہ حتی الوسع طرح دیتا ہون

سوال - اُسوقت اُسکی بات چیت سے آپ کو کچھ معلوم ہوا تھا کہ حسن آرا بیگم یا اُنکی بہن کے پُرانے عاشقون مین سے ہے اور چونکہ اُس در سے ناکام آیا لہذا آپ کا دشمن جانی ہو گیا ہے۔

جواب - مطلق نہین اے ہے جو یہ معلوم ہوا گر ذرا شک بھی ہو تو معاذ اللہ دیو کے لشکر سے تو مقابلہ کرتا۔ اب انسپکٹر کے نام جو خط بیرنگ آیا تھا وہ بغور معائنہ کیا گیا اسپر صدر کے ڈاکخانے کی مہر تھی - وہان جاکر تحقیقات کر ہی رہے تھے کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس بھی آن پہونچے اور اس واقعہ کا حال سُنکر اُنکو سخت حیرت ہوئی اِسکے بعد ڈاکخانے والون سے دریافت کیا گیا کہ یہ خط جو انسپکٹر صاحب کے نام ہے ڈاکخانہ مین کیونکر آیا اُنھون نے لاعلمی ظاہر کی اور کہا حاشا ہم واقف نہین ہین جہان اور خطوط ڈاک کے نکالے گئے یہ بھی نکالا گیا ہوگا - ہم نہین جانتا کہ اسکا راقم کون ہے اور یہان کون لایا اور نہ ہم اُس کے ذمہ دار ہین یہان کیا پتہ ملتا - یہان سے ہوٹل گئے اور وہان تحقیقات ہونے لگی - صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے ہوٹل والون سے دریافت کرنا شروع کیا۔

صاحب - (مینجر سے) آپکے ہان کوئی اجنبی آنکے ٹکا تھا - آج کل یا دو چار روز ہوئے ہونگے۔

مینجر - ہوٹل تو اجنبی کے واسطے خاص کر موزون مقام ہے اور یہان جو آن کے ٹکتا ہے - اجنبی ہوتا ہے - شہر والے کیون رہنے لگے - اپنے اپنے مکان سب کے پاس موجود ہین - لیکن اگر خاص آدمی کا پتا دیا جائے تو شاید مین بتا سکون۔

صاحب - کوئی ہندوستانی جنٹلمین آن کے ٹکا تھا۔

مینجر - ہان ایک سپاہی آن کے ٹکا تھا - مدراس کے کسی رسالے کا افسر - رسالدار محمد جانفشان خان نام تھا

صاحب - پستہ قامت آدمی ہے یا دراز قد۔

مینجر - کشیدہ قامت آدمی ہین نہایت خوبرو جوان بہت حسین اور بڑے کرارے رسیلے جوان۔

صاحب - یہان آپ سے کبھی بات چیت ہوئی تھی کچھ۔

مینجر - مجھ سے ایک بار اُنھون نے بیان کیا تھا کہ اُنکے بھائی لڑکے جری آدمی اور بڑے جیالے تھے اور اکثر شجون مارے اور کئی آدمیون کو شاہی کے زمانے مین قتل کیا مجکو ان باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ درشت مزاج بہت ضرور ہے۔

صاحب - کتنے دن آپ کے ہان رہے اور کب گئے۔

مینجر- یہان ایک شب ہے بس پھر چلے گئے۔
صاحب- اب کسطرف گئے ہین یہان سے ریل پر گئے یا اسباب اُٹھوا منگوایا تھا۔
مینجر- یہ مین نہین کہہ سکتا کہ ریل پر گئے یا نہین۔
صاحب- کسی اور آدمی سے دریافت کیجئے۔
مینجر- نور محمد کو بلواؤ تم کو معلوم ہے کہ وہ رسالدار صاحب یہان سے اُٹھ کے کہان گئے۔
نور محمد- حضور وہ تو جاتے جاتے ایسے بگڑے کہ الامان الامان اور کہتے تھے کہ مجھ سے اگر بولے تو دم مین قتل کرڈالون گا کیا مجال ہے کہ کوئی ذرا چون بھی کرسکے اے لاحول اور حضور اسقدر خونخوار تھا کہ انوہ۔
صاحب- کیا کہتا تھا کہ ہم قتل کروانے والے ہین
نور محمد- ہان حضور مُنھ سے آگ برستی تھی بڑا سپاہی آدمی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ دیوانہ ہے یا جھک ہے۔
صاحب- ہان! باتون سے وحشت ظاہر ہوتی تھی
نور محمد- حضور مجکو تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص پاگلخانے سے بھاگ آیا ہے۔ یا کسیکو اُس نے قتل کیا۔ یا اب کسیکو قتل کرے گا۔
صاحب- بھلا کسی سے دریافت ہوسکتا ہے کہ یہان سے لدپھند کے کہان گیا۔
نور محمد- حضور ایک قلی کے کاندھے پر اسباب لے گیا تھا اِس سے جاکے ضرور دریافت کرلونگا اور حضور کو اطلاع دیتا ہون۔
صاحب- ابھی دریافت کرکے بتاؤ تم کو بہت کچھ انعام ملے گا۔ اور ہم تمکو خوش کرینگے۔

نور محمد- جاکے اُس قلی کو بُلا لایا۔ اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اُس سے سوال کرنے شروع کیے
سپرنٹنڈنٹ- تم رسالدار صاحب کو یہان سے کہان لے گئے تھے۔
قلی- ہان سرکار رسالدار صاحب ہٹے۔
سپرنٹنڈنٹ- دل یہان سے کہان گیا۔ رسالدار صاحب
قلی- صاحب ہم سر بوجھیے ہین ہانصاحب۔
سپرنٹنڈنٹ- تم پاگل ہے۔ یہان سے رسالدار کہان گیا۔
نواب- ارے پوچھتے ہین کہ یہان سے رسالدار کہان گئے آج جنکو سویرے لے گئے تھے۔ وہ رسالدار۔
قلی- ہجور کالے پہاڑون تک گئے۔ وہان کپڑے بدلے اور ایک میانے پر سوار ہوئے پس چلے گئے۔
سپرنٹنڈنٹ- اُس میانے کے کہار کہان گئے تھے!
قلی- صاحب کیا جانے لے۔ وہین گئے ہونگے۔
سپرنٹنڈنٹ- انسپکٹر صاحب اور ایک ڈپٹی انسپکٹر اور دس برقنداز وہان جاکے فوراً دریافت کرین۔
قلی- دس روپے دیے اور کہا جائیگا تم کسی سے مت بولنا کہ کہان گیا۔ ہم نے سلام کیا چلے آئے۔
سپرنٹنڈنٹ- تمنے وہ دس روپے کیا کیے کسکو دیے
قلی- اپنے پاس رکھے اور کسکو دیئے۔

اسکے بعد انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹر اور برقندازون نے کالے پہاڑون کی راہ لی اور تھوڑی دیر مین صاحب ڈسٹرکٹ

سپرنٹنڈنٹ نے صاحب ضلع کو اطلاع دی اور یہ دونون حکام مع آزاد اور دونون روسا و نامدار اور برقندازون کے خود بھی کالے پہاڑ کی طرف چلے اور راہ مین تحصیلدار کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کالے پہاڑون پر ہم سے ملو۔ ایک گھنٹے کے عرصے مین کالے پہاڑ پر تحقیقات شروع ہوگئی پہلے تو بڑی دیر تک ذرا بھی تیانہ ملا۔ کسی نے نہ بتایا آخرکار ایک بوڑھے فقیر نے آکر یون بیان کیا۔

فقیر۔ مین یہان برسون سے رہتا ہون۔ سامنے ایک مکان مین ایک عورت رہا کرتی ہے۔ اندھیر مگر حسین اور رنگین اُسکے ہان کبھی کبھی ایک جوان آیا کرتا تھا۔ بانکا سپاہی نہایت خوش رو اور رنگا سیاہی ایک روز شراب کے نشے مین چور تھا مجھ سے تشنے کی ترنگ مین اپنا کل حال کہہ سنایا اور قسمین کھا کر کہنے لگا کہ مرزا ہمایون فرکو مین ہی نے قتل کیا ہے۔ لیکن مین یہ سمجھتا تھا کہ نشے مین بیہودہ بکے تی باتین بک رہا ہے اور مجھے اب تک نہین معلوم کہ ہمایون فر کا قاتل یہی ہے یا کوئی اور۔

صاحب۔ وہ عورت اب کہان ہے کہین اُس کا پتہ ہے۔

فقیر۔ سرکار مجھے نہین معلوم شاید وہین ہو۔

صاحب۔ (انسپکٹر سے) جسطرح ممکن ہو فوراً وہ مکان گھیرو کسی کو آنے جانے نہ دو۔ فوراً بڑھو۔

یہ سننا تھا کہ فوراً انسپکٹر چھ برقندازون کو لیکر اُس مکان پر گیا اور ہر سمت سے گھیر کر آواز دی۔ اندر سے ایک بوڑھی عورت بولی (کون ہے) برقندازون نے کہا یہان آؤ۔ دروازے پر آؤ اُسنے پوپلے منہ سے کہا۔ اوے بیٹا یہ للکارنا کیا معنے۔ ہم شریف زادیان ہین۔ دروازے پر کوئی مالزادیان جاتی ہونگی۔ ایسی ویسی۔ خبردار پھر نہ کہنا اور سُنو دروازے پر بلاتا ہے مواد دانہ چل دور ہو یہان سے۔

برقنداز۔ تو نیکبخت یہانتک آؤگی یا وہین سے باتین بناؤگی۔ تم نہ آؤگی اور کو بھیجدو۔

عورت۔ کیا کچھ سودائی تو نہین ہوگیا ہے۔

برقنداز۔ بڑی چڑچڑی بڑھیا ہے۔ تمھارے ہان کوئی اور ہے یا نہین ہے۔ بس تمھین اکیلی ہو۔

عورت۔ ہین کیون نہین کیا نگوڑے ناٹھے ہین کچھ جوان جوان لڑکیان ہین۔ انکو کیون بھیجین۔

اتنے مین ایک نہایت ملیح و نوجوان عورت عمدہ لباس زیب بدن کیئے ہوئے دروازے کے پاس آئی قطع سے مہری معلوم ہوتی ہے۔ انسپکٹر نے یون گفتگو کی۔

انسپکٹر۔ ہم جانتے ہین تم باہر ہوتی ہو۔ دروازے چھوڑکے باہر آؤ اور جو کچھ دریافت کیا جائے وہ بتاؤ صاف صاف۔

عورت۔ ای حضور ہم بہو بیٹیان ایرے غیرے کے سامنے نہین ہوتین۔ ہم تو پردہ نشین گھر گرہست ہین

انسپکٹر۔ تم مہری معلوم ہوتی ہو اور مہری چھوکریان برابر باہر نکلتی ہین۔

عورت۔ زبردستی کی بات ہی اور ہے۔ ہمکو بھی کیا کم

شاق ہی کہ اسوقت ہم یہان آن کے آپ سے باتین کرین۔ بھائی تک تو ہماری صورت سے واقف نہین
انسکپٹر۔ اس مکانمین اسوقت کون کون ہے۔
عورت۔ اے حضور مین ہون۔ امی جان۔ خالو ابا ہین۔ میری دو بہنین ہین۔ میری ایسی جوان جوان اور نگین اور ایک لونڈی ہی۔ ایک ماما ہی ایک مہری ہے۔
انسکپٹر۔ عورتون سے کہو پردہ کرین۔ اندر تلاشی لی جائیگی فوراً پردہ ہو جائے۔
عورت۔ (اندر جاکر غل مچاکر) اے خالو ابا اٹھو تو یہ اندھیر تو دیکھو دوڑ آئی ہے۔ تلاشی لیجائیگی۔ صاحب لوگ اور سپاہی اور چوکی کے لوگ دروازہ گھیرے کھڑے ہین
انسکپٹر۔ کچھ گھبراؤ نہین۔ کوئی بڑی بات نہین ہے فقط تلاشی لیجائی گی۔
بوڑھی۔ اللہ کرے ایسی ہی اچھی بات تیری ہان بھی ہو۔ موئے خدا کرے تیری ماں بہنین بھی یون ہی بے پردہ کیجائین۔ موا کہتا ہے فقط تلاشی لیجائیگی اور یہ کوئی بڑی بات نہین ہے اور اب اس سے بڑھ کے کیا ہوتا آخر۔ تلاشی سے بڑھ کے اور کیا سختی جھیلتے۔

اتنے مین اُس زن کے خالو ابا جنکا سن ستو برس سے متجاوز تھا لاٹھی ٹیکتے ہوئے آئے اور کوتوال کو سلام کرکے صاحب لوگون کو بہت جھک کے سلام کیا اور کہا حضور آخر کس جرم کی سزا دیجاتی ہے۔
صاحب۔ تم بتاؤ کہ تمھارے ہان کوئی سوار کبھی کبھی آتا تھا ٹھیک ٹھیک بولو۔
خ۔ خداوند مین تو اس مکان مین سن سے رہتا ہون ۷۰ تاریخ کو آیا تھا۔ آج ۱۷ ہی۔ اندر جاکے دریافت کرتا ہون شاید کسیکو معلوم ہو۔
صاحب۔ دیکھو کہ دوکہ اگر سچ سچ بتا دوگے تو تم کو کوئی نقصان نہ پہونچائیگا نہین تو تمھارے حق مین بھی مضر ہے آیندہ تم کو اختیار ہے۔
خ۔ (اندر جاکر) یہان کوئی سوار آتا تھا۔ اسی کو ڈھونڈھتے سب کے سب آئے ہین۔
عورت۔ (دہی ملیح) مین چل کے جوابدہی کیے لیتی ہون (دروازے کے پاس آکر) کیا پوچھتے ہو کوتوال صاحب جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے دریافت کرلو۔
انسکپٹر۔ تمھارے مکان مین کوئی شہسوار آیا کرتا تھا اور کل بھی وہ یہان ہی تھا۔
عورت۔ حضور یہان ہر قسم کے لوگ آیا کرتے ہین مگر جنکا ذکر آپ نے کیا شہسوار کا نام لیا وہ دوسرے تیسرے مہینے ضرور آتے تھے۔ اور اب کی بھی آئے ہین مگر صبح سے اُن کا پتہ نہین ملتا۔
انسکپٹر۔ کچھ کہہ گئے ہین کہ کب تک آئینگے۔ دوپہر کو شام کو۔ انسکپٹر متحیر ہوا کہ یہ عورت اسقدر طرار ہو کر ایسی صفائی کے ساتھ کیونکر حال بتانے لگی۔ اُنھون نے اور بھی سوال کیے اور اُسنے اُنکے دل کے موافق جواب بھی دیے ایکبار اُنھون نے دریافت کیا کہ تم سے کبھی مرزا ہمایون فرکا ذکر تو نہین کرتا تھا۔ عورت نے کہا۔ ایک مرتبہ مجھ سے اسقدر کہا تھا کہ جان من سوای تمھارے اور عورت سے بات چیت بھی نہین کی مگر ان حسن آراء سپہر آرا نامی معدودن بیگمون پر البتہ

ہر ہر جان سے عاشق ہون اور سپہر آرا جان دیتی ہے مرزا ہمایون فر پر اُسکا قتل ضرور ہے۔

ایک مرتبہ بیڑا اُٹھا کر گئے تھے کہ آج ہمایون فر کو ضرور قتل کرونگا۔ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے کچھ پروا نہین اور اُسی دن خبر سُنی کہ ہمایون فر قتل کروا لے گئے ابکی یہان آنکے بہت روئے کہ ہمایون فر کی جان گئی۔ آدمی۔ بڑا جی دار ہے۔

انسپکٹر۔ تم کو یہ کب معلوم ہوا کہ ہمایون فر کو اُسنے قتل کیا تھا اُسی روز یا کئی دن کے بعد۔

عورت۔ کس نے قتل کیا تھا۔ اُنھین نے قتل نہین کیا وہ گئے تھے اِسی دعوی سے مگر قتل کسی اور نے کیا۔

انسپکٹر۔ یہان کیا کرنے آتے تھے اور اب کی کیا کام تھا۔

عورت۔ (گردن جھکا کر) حضور عشق عشق تو وہ بلا ہے۔ خدا اس سے نجات دے اور سب کو بچائے۔

انسپکٹر۔ عاشق کس پر ہوئے شاید تم پر ہونگے۔

عورت۔ (گردن نیو ہڑا کر) حضور عشق کیا معنے میرے اوپر جان دیتے تھے اور ایک ایک ادا پر لوٹ تھے۔

انسپکٹر۔ واقعی تم تو ہو بھی اسی قابل۔ بھلا تم سے کبھی یہ بھی کہا تھا کہ قید خانے گئے تھے۔ بڑا سورما ہے مگر ہم نے خبر پائی ہے کہ اسکو کسی نے زخمی کیا ہے۔ پتا نہین ملتا۔

عورت۔ نہین حضور غلط ہے۔ وہ زخمی ہونے والا آدمی نہین ہے۔ بڑا جیالا سپاہی ہے۔ وہ تو کسی ملک کے شہزادے ہین۔ مگر جہان کسی نے سپہر آرا کا نام لیا بس چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا۔

انسپکٹر۔ یہان سے کسوقت گئے سویرے تڑکے یا دیر کو۔

عورت۔ علی الصباح حضور نور کے تڑکے سب ہتھیارون سے لیس ہو کر۔ چلتے وقت ایک بوسہ لیا اور کہا سپاہی کی محبت بڑی نازک بات اور ٹیڑھی کھیر ہے۔ ؎

مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت

انسپکٹر۔ کو سخت حیرت ہوئی اور نواب صاحب اور دوست شہزادے نے بھی اس زن شیرین حرکات پر تحیر سے نظر ڈالی جب اُس عورت نے بیان کیا کہ ایک دن ہمایون فر کے نوکر نے ہمایون فر کے قاتل کو گالی دی اور یہ بگڑ گئے پھر کیا تھا خوب پیٹنا شروع کیا۔

نواب صاحب نے کہا۔ بیوی تم کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ ہمایون فر ہی کا آدمی تھا۔ عورت نے مسکرا کر جواب دیا نواب صاحب بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ اور ایسا سوال کرین کیا ہمایون فر کا نوکر یہان آئے تو بڑے تعجب کا امر ہے۔ اور آپ مجھسے دریافت کرتے ہین کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا اُنکے گھر بھر کا حال اُسی کے ذریعہ سے ہم کو معلوم ہوتا رہا ہے اور اُسی نے آن کے مجھ سے کہا تھا کہ ہمایون فر کے قاتل یہی ہین مگر مجھے یقین نہ آیا اُنسے اُس آدمی کا نام پوچھا گیا۔ اُنھون نے کہا مرزا محسن۔

نواب۔ این! مرزا محسن اور ایسے بدخواہ آقا!!!۔

عورت۔ حضور یہ شہر ایسا ہی ہے اور مرزا محسن کی کون اصل وحقیقت ہے اُنسے بڑھ بڑھ کے تکحرام پائیے گا۔

نواب ۔ مرزا محسن تو اُنکے بڑے رفیق تھے صاحب

عورت ۔ مجھے معلوم ہے حضور۔ اور مین اصل مین مہری ہی ہون۔ اب چھپانے سے کیا مطلب ۔ صاف صاف کیون نہ بیان کردون لگی لپٹی سے کیا واسطہ مین خود بھی دو بار ہمایون فر کے یہان ہو آئی ہون اور خورشید لقا بیگم کی نوکری کر آئی ہون مرزا محسن کی مجھپر نظر پڑتی تھی ۔ مین اُس شہدے سے خوب واقف ہون صاحب مجھے کوئی کیا سکھائے گا۔

انسپکٹ ۔ اگر آئین تو کہہ دینا کہ تمھارا دوست گیان سنگھ کوتوال آیا تھا سُنا تم زخمی ہوے ہو تو تمھاری کمک کو آیا۔

عورت ۔ اچھا مگر از برائے خدا اُس سے نہ کہنا کہ تمھاری مطبوعہ سے باتین ہوئین۔

اُس رنگین ادا زن ملیح نے بالکل بیحجاب و برافگندہ نقاب ہوکر اپنے یار وفادار شہسوار جرار کی جی داری و جیالے پن کی تعریف کے پُل باندھ دیے ۔ کہنے لگی ایک مرتبہ کسی پہلوان پر جھلائے تو ڈپٹ کر کہا سُن اوخر نامشخص ۔ ہم وہ لوگ ہین جنھون نے بڑے بڑے گردن گردن کش کی گردن توڑ کے دھر دی ہی تو اپنی پہلوانی پر بیکار بھولا ہے ۔ ہم کسی کے مان کے نہین ۔ دبنا اور دب کے چلنا ہماری وضع کے خلاف ہے اور اس قدر بہت چھٹ سپاہی ہین کہ بے جان لیے چین ہی نہین آتا اور انسان کو قتل کر ڈالنے مین وہ ملکہ حاصل ہی کہ واللہ کوئی جس طرح چیونٹی کو پانون تلے مل ڈالتا ہے اسطرح ہم انسان کو کچل کے دھر دیتے ہین ۔ کیا مجال کہ کوئی مقابلہ کر سکے ۔ توبہ ۔

کسی نے نظر بد سے دیکھا اور ہم نے آنکھین نکال لین پھر یہان تاب کہان کیا مجال کبھی ۔ کبھی ہمنے بھی زک پائی ہی مگر آجتک بانکپن کا کسی نے جواب ندیا ۔ اور یون ۔

دوران فلک کہ بے مدارست	زوگاہ خزان دگہ بہارست
این بادہ کہ روزگار دارد	یک مستی و صد خمار دارد
ہم مہرہ دہد بدست دہم دُرد	گہ شیشہ تہی کند گہے پُر

سیلاب غم ست در سر و رش
طوفان بلا ست در تنورش

صبح کو البتہ بہت اداس گئے اور کئی بار نغلگیر ہوئے اور بوسے لیے اور روئے بھی ۔ مین نے کہا ۔ ہائین سپاہی ہوکے رونا کیا معنی ۔ تم اور گریہ و زاری ! کہنے ۔ لگے ۔ دل ہی تو ہی اور رہایون فر کو یاد کر کے بڑی دیر تک رویا اور اشعار غم پڑھا کیے ۔ جنکو مین نے حفظ کر لیا ہی اشعار ۔

آتش غم نے گلستان مین کیا ہے وہ اثر
گل گلنار بھی سوزان ہے بہ رنگ اخگر
نہین سنبل پہ نظر آتا ہے گلزار مین جو
پھیلا ہے بلبل ناشاد کا بس دود جگر
برگ سوسن نہین ٹوٹے پڑے ہین گلشن مین
بیٹھنے کو صف ماتم کے ہے پھیلی چادر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اس سبز تہ گلگون زن ملیح کے جوش جوانی اور خوش بیانی اور طلاقت لسانی نے سامعین کے دلون پر جادو کا کام کیا یہان تک کہ شہسوار ناہنجار کی نسبت جو کچھ سچ جھوٹ اُس معشوقہ ملیح نے کہا سب نے آمنا و صدقنا

تسلیم کرلیا جب اُس جادو جمال نے دیکھا کہ نشۂ بادۂ عشق سے کوتوال بالکل طافح ہوگئے تو اُنکے دھوکا اور مزید فریب دینے کی غرض سے کسیقدر خود بھی اظہار عشق کیا اور غایت رنگین آدائی کے ساتھ اُس خوش بیانی سے گفتگو کی کہ کوتوال کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور طائر دل دام زلف دوتا مین پھنس گیا - وہ معشوقۂ جمیلہ انواع و اقسام کے ناز و ادا سے مُسکرا مُسکرا کر اُنسے ہمکلام رہی اور نشہ سرشار شراب عشق نے اُنکو اسقدر خراب و سرمست کیا کہ خانہ تلاشی اور تحقیقات سب کو بالاے طاق مرکھکر اب انکو یہ فکر پیدا ہوئی کہ جس طرح ممکن ہو اس کافر کا کلمہ پڑھین آنکھون سے اشک اضطراب و سرشک آتشین کی جھڑی لگی ہوئی تھی -

اتنے مین صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اُنکو بلاکر حکم دیا کہ برقندازون کا ایک دستہ لیجاکر اندر تلاشی لو اور دو معتبر عورتون کو بلاکر کہو کہ جہان مستورات چھپی ہون وہان جاکر بغور دیکھین کہ کوئی مرد تو عورت کا بھیس کرکے نہین چھپ رہا ہے - انسپکٹر نے تعمیل حکم مین کسیقدر تسامل کیا مگر اُس پر کالۂ آتش نے اشارے سے اُنکو ڈیوڑھی کے ایک گوشے مین بلاکر کہا کہ تم سپاہی آدمی شہر کے کوتوال ہوکر ایسے بدحواس ہوئے جاتے ہو - اگر تلاشی لی جائے تو بسم اللہ - اسمین کسی کا خوف یعنی چہ -

ہمارا دامن لوث سازش سے آلودہ نہین ہے پس پھر ہم کو اندیشہ کیا ہے - اس تقریر سحر تخمیر سے اُنکو قدرے تسلی ہوئی اکثر کانسٹبلون کو اِدھر اُدھر تعینات کردیا - اور کچھ برقندازون دروازے پر کھڑے ہوئے اور معدودے چند آدمی اپنے ہمراہ لے کر تلاشی کے لیے زنان خانے مین گئے - یہان اُنھون نے یہ چالاکی اور دانائی کی کہ ان سب کو صحن مین تعینات کرکے خود کوٹھے پر چلے گئے اور ہرچند برقندازون نے سمجھایا کہ حضور تن تنہا ایسے خطرناک مقام مین کیا کرنے جاتے ہین مگر اُنھون نے کسی کی نہ سنی اور کیونکر سنتے مطلب سعدی دیگر ست کوٹھے پر داخل ہوتے ہی اُنھون نے دیکھا کہ وہ سرو قد تذرو رفتار محبوب گل رخسار و نسترن بناگوش سیم بدن ہمجولیون کے ساتھ کہ چندے آفتاب چندے مہتاب تھین ایک تخت پر متمکن ہے -

تینون جواہرات اور زیور گران بہا سے آراستہ تھین -

لب لعلش چو لالہ دربستان	خندۂ شان بہار خورستان
دست ساعد پر از علاقۂ زر	
گردش و گوش پر ز لؤلؤ تر	

اس محبوب سامری کیش نے کوتوال کا ہاتھ پکڑا اور بصد کرشمہ و ناز ایک شہ نشین مین جو فرش مکلف اور شیشہ آلات سے مثل نوعروس آراستہ و پیراستہ تھی بٹھایا اور خود انکی بغل مین باہزاران ادائے رنگین متمکن ہوکر طوطی زبان کو یون زمزمہ سنج بیان کیا کہ اے جوان رعنا سرو قد سہی بالا جس شہسوار قمر رخسار پر میری جان جاتی ہے اور جسکی ایک ایک ادا پر مین فدا ہون وہ ہمایون فر کا قاتل اور بڑا نامی گرامی ڈاکو اور شاہین بادی چور ہے جس نے بیسون بندگان خدا کی مفت جان لی اور دم کے دم مین بڑے بڑے گھر تباہ و ویران اور صدہا آدمیون کی آرزؤن کا خون کیا مین ایک شخص کے ساتھ منسوب تھی پستہ قد اور گندم رنگ دُبلا پتلا آدمی - مگر حسن اتفاق سے ہمارے مکان کے

پڑوس اس شہسوار جوان ماہ لقا مہر طلعت نے بھی رہنا شروع کیا ایک روز میری مہری نے کہ بڑی رنگین طبیعت اور شوخ تھی مجھ سے آن کر کہا۔ بیوی پڑوس مین جو آن کے رہے ہین بس مین کیا عرض کروں دیکھنے کے قابل ہین۔ حضور یہ خوبرو جوان ہے جسکا ثانی ہفت اقلیم مین نہوگا عورت تو عورت مرد تک گھنٹون گھورنے کی آرزو رکھتے ہین۔ ممکن کیا کہ ایکبار کوئی اُسکے جمال کا نظارہ کرے اور ہزار جان سے عاشق و شیفتہ نہوجائے۔ اس کمبخت چلبلی عورت نے اُس جوان رعنا کے حسن و جمال کا حال اسطرح پر بیان کیا کہ مین بے دیکھے بھالے ہی اُسکے طرۂ زلف تابدار کی اسیر ہوگئی اور دست بستہ اپنی خادمہ سے کہا کہ اے نیکبخت ازبرائے خدا جس طور پر ممکن ہو مجھے اس جوان صنم فریب کی صورت دکھاوے ورنہ خدا جانے میرا کیا حال ہوگا جھٹ پٹے وقت مہری بے تحاشا ہانپتی ہوئی دوڑتی آئی۔ کہا حضور جلدی کرے مین تشریف لیجائین بس ذری توقف فرمائین ورنہ تیر از کمان جستہ و وقت از دست رفتہ کا نقشہ ہوگا۔ میرے کانون سینہ مین تو نائرہ عشق اور آتش شوق نظارہ جمال جوان یاسمین بدن مشتعل ہی تھا بجز استماع حال پائے چشم سے کمرے مین گئی تو کیا دیکھتی ہون کہ ایک عربی دور کا بے گھوڑے پر ایک شخص اس طرح چستی کے ساتھ بیٹھا ہے کہ معلوم ہوتا تھا کسی نے میخ گاڑ دی ہے۔ بس دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور چق اُٹھا کر بیحجاب گھورنے لگی دونون کی آنکھین چار ہوئین اور دلون مین محبت پیدا ہوگئی مین اُس جوان ماہ لقا پر اسقدر فریفتہ ہوئی کہ دوسرے ہی روز اُسکو بلوایا اور وقت مقررہ پر بکمال اشتیاق چشم در راہ انتظار تھی کوئی نہین جانتا ہے دنیا بھر مین مثل مشہور ہے۔ ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

اتفاق سے اُس روز میان باہر سے جلد آگئے اور مجھے اس درجہ ملال ہوا کہ جسکی حد نہین اُسکو کیا معلوم کہ یہ اسوقت کس فراق مین تھی۔ مین نے آہ سرد بھری اور علحدہ جا کے بصد حسرت و مایوسی لیٹ رہی دل کا عجب حال تھا۔ میان نے آنکے اختلاط کی باتین شروع کین اور میرے دلکو اور بھی رنج دیا۔ بڑی مصیبت مین پڑ گئی۔

میان ۔ آج کیسی طبیعت ہے از برائے خدا بتا دو۔

جواب ۔ فضل الٰہی ہے شام سے سر مین درد ہے۔ بات کرنے کو جی نہین چاہتا ہے کھٹی کھٹی ڈکارین بھی آئین۔ بڑی دیر سے بیچین تھی۔ اب خدا خدا کر کے آنکھ لگی۔ بڑی دعاؤن کے بعد ذری جھپکی لی تھی کہ تم غل مچاتے کھٹ پٹ کرتے آئے اور نیند اُچاٹ ہوگئی۔ اب کس سے کہون اور کیا کرون اب بھی ذرا خاموش رہو تو شاید آنکھ لگجائے۔

میان ۔ یہ ماجرا کیا ہے ذری ڈوپٹہ تو منھ سے اُٹھاؤ ہاتھ لاؤ مین تو دیکھون۔

جواب ۔ اے ہے تو نبض کیا کچھ بخار ہے۔ خواہی نخواہی نبض دیکھنا۔ اس سے فائدہ۔ صریحًا کہدیا سمجھا دیا کہ سر مین درد ہے سونے سے گو نہ آرام ہوتا ہے واہ نبض پر ہاتھ دوڑاتے ہو چلو ہٹو سامنے سے۔

اتنا کہنا تھا کہ میان سرہانے بیٹھ گئے اور کہنے لگے عجب اُلٹا زمانہ اور اوندھی عقل کے لوگ ہین۔ ہم تو مارے محبت کے

پوچھے ہین وہ پہاڑے کہاں ہین۔

اتنے مین مہری نے جو نیچے سڑک پر کھڑی تھی کہا ارے امامی جاگتا ہو۔ یا سوگیا۔ اِس اشارے کے یہ معنی تھے کہ وہ جوان ربیا اندام دروازے تک آن پہونچا۔ امامی تو مونڈا سکھایا پڑھایا تھا ہی اُسنے ترٹ سے جواب دیا۔ جاگتا تو ہون مگر سونے سے بدتر۔ چلی آؤ بس مین نے جو مہری کی آواز سُنی اور معلوم ہوا کہ وہ حور طلعت جوان خجستہ شمائل آیا ہی تو کلیجہ مُنھ کو آنے لگا اور جب مہری نے بصد یاس اس شیر مرد سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی اُنکے میان آگئے تو اُسنے ٹھنڈی سانس کھینچی اور بادل پر درد یہ شعر زبان پر لایا۔ ؎

تھیرا نہ آئے صدا کر چلے	میان خوش ہو ہم دعا کر چلے

ہاے ہاے اِس شعر نے مجھے اور بھی تڑپا دیا۔ اور ستم ڈھایا کوتوال صاحب ایسے محو ہوئے کہ دین و دنیا فراموش

اِس چالاک عورت نے ایک چھری ہاتھ مین لی اور قریب تھا کہ فوراً اُنکا کام تمام کردے کہ اتفاق سے اُنکی نظر پڑگئی اور فوراً چھری چھین لی۔ چھینتے ہی برقندازون کو آواز دی اور سب کے سب معاً کوٹھے پر آن پہونچے۔

ایک۔ کیا کہین جھلکی دکھائی ہی۔ ہی نبا کہین۔

دوسرا۔ ہوئیے سُسر کہین حیرو کرکے ہیین۔

تیسرا۔ اب کہان بھاگ سکتا ہی۔ ہوگا تو پکڑا جائے گا نہ ہوگا تو کیا ہو سکتا ہی۔ کچھ بھی نہین۔ مگر تلاشی ایک جگہ کی لینی چاہیئے۔

کوتوال۔ اِس کوٹھری کو کھولو اور دیکھو اسمین ہی۔

برقندار۔ حضور اسمین نہین ہی وہ بھاگ گیا صاحب۔

کوتوال۔ اچھا اِس کوٹھری کا قفل توڑ ڈالو فوراً۔

ضعیفہ۔ لوگو اِس اندھیر نگری کو تو دیکھو۔ ہے ہے مکان کے قفل توڑے جاتے ہین۔ ان موُون کے ہاتھ ٹوٹین اِنکا جنازہ نکلے۔

برقندار۔ چپ بڑھیا کیا کہتی ہی ڈھڈو چپ رہ۔

کوتوال۔ اُسکے مُنھ نہ لگو۔ اِسکو کہنے دو جو اسکا جی چاہے کہے تم اِس کوٹھری مین دیکھو۔ اور دس آدمی نیچے کے مکانون مین جاؤ۔ وہان تلاشی لو۔

برقندار۔ حضور اِس کوٹھری مین یہ تیغا کیسا دیا ہی۔

کوتوال۔ (کوٹھری مین جاکر) اِسکو بھی کھود ڈالو۔ بلاؤ بیلدارون کو اور حکم دو کہ فوراً کھودین کل گھر بھر کھود ڈالو۔

ضعیفہ۔ اللہ کرے تم بھی خانمان خراب ہو جاؤ۔

دوسری۔ آمین ساری دنیا مین کہین ٹھکانا نہ رہے۔

کوتوال۔ خیر سمجھا جائیگا۔ بالفعل تو کھوکے پھینک دین۔

ضعیفہ۔ یا اللہ ایسی مصیبت سوائے ان مونڈی کاٹون کے اور کسو پر نہ پڑے۔ یا اللہ اِنکا جنازہ ہی اٹھوارے مین نکلے اِنکے لڑکے یتیم ہو جائین اِنکی بیوی گورنڈا یا نصیب ہو اِنکے ماں باپ لاولد ہو جائین۔

عورت۔ (وہی زن ملیح) لے ہے اُما جان کاہے کو ناحق مین غل مچاتی ہو۔ دیکھو تو ہوتا کیا ہی۔ ذری دیکھتی ہی جاؤ کہ ہوتا کیا ہے۔

کوتوال۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب کیا باقی رہا۔

عورت۔ معلوم ہوگی قدر عافیت ٹھہر تو جاتو۔

کوتوال نے سر ٹیکا پٹانہ لگا۔ تھانے کے لوگون کو مقرر کرکے چلے گئے تو اثنائے راہ مین ایک مخبر نے اُنسے کہا کہ اگر سرکار پورا انعام دے تو غلام شہسوار کو گرفتار کرا دے مجھے

اِس بدبخت شقی القلب کا ٹھیک ٹھیک پتا معلوم ہوا ہو
اور بچشم خود دیکھ آیا ہون کہ ایک جوان زیبا طلعت جسکی جبین
سے نور جرات نمایان تھا باغ فرح بخش و دلکش مین مصروف
تماشاے ریحان و ضمیران ہو۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس
شخص کی سپہ گری کی تمام ہندوستان مین دھوم ہو مگر جہل
مرکب نے مزاج مین اسقدر دخل پایا ہو کہ کسی نے ذرا بھی خلاف
بات کی اور اُنھون نے تلوار میان سے باہر نکالی بولا اور
دہ ملا ہوا ہاتھ دیا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔
مین اُس سے ہمکلام ہوا تو زبان سحر بیان سے اُسنے
واقعی جادو کا ہی کام کیا۔

باغ پر فضا و دلکشا مین بہار روح افزا اور نسیم غالیہ بار اور
گلہاے معنبر اور بعتبان گل اندام نیکو منظر اور شاہدان مہر طلعت
پری پیکر اور ندیان بذلہ سنج اور رفیقان جلوہ طراز نکتہ پرداز
اور پرستاران چوروش برق کردار نغز گفتار قمر رخسار اور غلامان
بالادب سلیقہ شعار اور مطربان پریزاد اور قوالان خوش الحان
بار بد نژاد طیور ذی شعور کے چہچہون اور کبک دری کے قہقہون
چشمہ سار کی روانی آبشار کی کیفیت تازہ سے یہی معلوم ہوتا تھا
کہ جشن جمشیدی آنکھون سے دیکھ رہے ہین ایک سمت سیاہ چشمان
گلبدن دوسری جانب مہوشان پستہ دہن شراب ناب کا
شغل بزم فریدون سے زیادہ لطف صحبت مین ایک کچھ ہی
چکمے چکمے مین لوگون سے دریافت کر لیا تو معلوم ہوا کہ یہ شخص
کسی بڑے شہزادے گردون مدار و جم اقتدار فخر شہزادگان
روزگار کو قتل کر کے قید کر لیا گیا تھا مگر فطرت جبلی اور شرارت خلقی
کے سبب سے اِس طرح قید خانے سے نکل بھاگا جس طرح
تنگہ چشم سے باہر ہوتی ہے۔ گو کئی سپاہی اور پہرے والے
اِس مرد صنیغم شکار شیر افگن پیل شکن کی تاب مقاومت
نہ لا سکے کوتوال نے سپاہیون کو اشارہ کیا کہ اِس مرد مخبر کو
جانے نہ دین اور اِس طرح حراست مین رکھین کہ ناگوار طبع
نہ گذرے فوراً اُسکے اظہار قلمبند کیے اور کہا اگر آپ کے ذریعے
سے اُس لعین ناہنجار مرد نابکار کا پتا ملے تو سرکار بطیب
خاطر و خوشنودی مزاج انعام و اکرام عطا کرے لیکن پہلے
یہ بتائیے کہ اُس سواد الوجہ کا حلیہ کیا ہو۔ مخبر نے کہا حضرت
وہ جوان بلند بالا خجستہ شمائل شیر اندام فراخ سینہ ہزارون
مین لاجواب ہو اور چہرے سے پایا جاتا ہو کہ جرات
کوٹ کوٹ کر بھری ہے

بڑے بڑے سپہ سالاران روئین تن اور مبارزان نامی
صف شکن میدان نبرد و جنگ مین اُسکی تیغ خارا شگاف و سیف
خوش غلاف کے مقابل مین منہزم ہو گئے۔ کبھی خلی بادر فتا
پر سوار ہو کر لواے سپہر سایے سے پرے کے پرے صاف
کر دیے کبھی توسن عقاب طلعت کے ایک کاوے مین شمشیر لنگر وا
سے نامی گرامی نبرد آزماون کو نیچا دکھایا چنانچہ ایک بار
ہزار ہا آدمیون کی جماعت مین جہان اسقدر انبوہ کثیر تھا
کہ تھالی اُچھالتے تو سر ہی سر جاتی مردانہ وار گھس کر اِس
طلیعہ لشکر معرکہ بسالت نے اپنے کس دشمن کا کہ از بس نامور اور
امیر فریدون فر تھا ایک ہی وار مین کام تمام کر دیا اور اِس طرح
تلوار بچ گیا کہ نکسیر تک نہ پھوٹی اور یہ بھی سُنا کہ میرزا ہمایون فر
بہادر کی مجلسرا اور دیوان خانے اور شیش محل اور ایوان خاص
اور کوٹھی مین اُسی شخص کی سازش اور شرارت سے
آگ لگی تھی مین شتابان و دوان ہانپتا ہوا پہلے کوتوالی مین
آیا۔ بعد ازان جب سُنا کہ دوڑے گئے ہین تو اِس طرف

روانہ ہوا۔ شہسوار کا کل حال دو سکے ذریعے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ایک لکھن بھٹیاری جو تیلیون کی سرامین رہتی ہے۔ دوسری امیرن کی چھوکری بتا سکتی ہے جسکے ہاں آپ دو ڑے کر گئے تھے۔ کوتوال قرینے سے پہچان گیا کہ امیرن کی چھوکری غالباً وہی زن یاسمین بدن نازک ادا ہوگی جسنے ایک نظر غلط انداز اور ہزار ہا کرشمہ و ناز سے دل چین لیا تھا پوچھا کہ امیرن کی چھوکری کا حلیہ اگر حلیہ بتائیے تو شاید کہ سکون کہ مین اس سے واقف ہون۔ یا نہین۔ مخبر نے حلیہ بتایا معشوق سبزہ رنگ۔ شوخ و شنگ کشیدہ قامت حور طلعت نوجوان و نوخیز۔ طرار و تیز۔ مست و چالاک۔ عربدہ جو بیباک سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا عورت کیا حور فریب ہے۔ ہو تو ایک مہری ہی کی چھوکری۔ مگر امیرزادیون مین تربیت پائی ہو۔ سلیقہ شعار خواتین نامدار کی صحبت اُٹھائی ہو۔ چال ڈھال خوبو ادلے دلربا اور طرز کلام سے مستی و مذاق فوراً ظاہر ہو جاتا ہو۔ جسنے ایک بار دیکھا ہزار جان سے عاشق و شیفتہ دیوانہ و فریفتہ ہو گیا ایسا حسن برشتہ کہ لیلی دیکھے تو آتش حسد سے اُسکا دل بھی کباب ہو جائے اور لکھن پرانی بھٹیاری ہے جب کبھی کسی کو قتل کر کے آتا ہو تو پہلے پناہ کے لیے اُسی کے پاس جاتا ہو اور وہ مکار بداعمال ایسے مقامات تیرہ و تار اور ایسے کوچون اور گلیون مین اُسکو ٹکاتی ہو جہان شاذ و نادر انسان کا گذر ہو۔ کوتوال نے مخبر سے اُس باغ کا پتہ دریافت کیا جہان شہسوار کی محفل طرب اور بزم نشاط آراستہ تھی۔ مخبر نے مسکرا کر جواب دیا کہ پہلے سرکار سے کچھ اُمید منفعت دلائی جائے کہ میرا دل خوش و خرم اور فرحناک ہو تا کہ کچا چٹھا کہہ سناؤن اُسپر کوتوال نے بہت کچھ ڈھارس دی اور کہا یاد رکھو وہ نابکار اسقدر پاجی ہو کہ گورنمنٹ کے علاوہ اکثر شہزادے اور امرا اور عمائد شہر تمھارے دامن آرزو کو گلہائے مراد سے بھر دینگے۔ اور تمھاری جیب ہوس نقد و جواہر سے مالا مال ہو جائیگی۔ مخبر نے بیان کیا کہ کالے پہاڑ سے جہان آپ دوڑے کر گئے تھے کوئی چار کھیت کے پٹے پر ایک نالہ ہو۔ اُسکے بائین طرف نیشکر کے کھیت اور جانب راست ایک نہایت اونچا ٹیلا ہو اُس ٹیلے پر کسی رئیس نے شاہی مین ایک باغ بنوایا تھا اور گنگا کے میلے سے جب لوگ واپس آتے تھے تو اس باغ مین بڑا میلا جمتا تھا۔ عہد شاہی مین دریائے گنگ جانے کا یہی راستہ تھا اور اسی مقام پر مہندو مہاجن میلون کو گڑ اور گھی کھلاتے تھے یہ باغ بہت قدیم اور مشہور ہے مگر چونکہ اب ریل کے سبب سے راستہ بدل گیا اور اس طرف کا حصہ زمین بالکل ویران ہو گیا تو حضرت انسان کا ادھر برسون گذر نہین ہوتا صرف کسان اور کاشتکار جا بجا رہتے ہین۔ وہ بھی معدودے چند اور باغ مین تو پرندہ پر نہین مار سکتا۔ یہ باغ شہسوار نے مول لیا ہو اور جب باہر جاتا ہو تو امیرن کی چھوکری اُسکی نگران رہتی ہو۔ شہسوار نے یہ چالاکی کی ہو کہ ٹیلے کو بالکل ڈرانے کی صورت بنایا ہو۔ کوڑا اور کرکٹ اور اونچا نیچا اور کانٹے اور بدرو اور دلدل اور کیچڑ کے سبب سے نہایت خوفناک اور مضر صحت ہو گیا ہو اُسکے اردگرد چمار بسائے ہین اور اُنکو حکم ہو کہ سور ضرور پالین الغرض جہانتک کثافت متعلق ہو اُس مقام سے زیادہ کثیف تمام شہر مین اور کوئی جگہ نہین ہے۔ لیکن باغ کے اندر جاکر دیکھیے تو سبحان اللہ سبحان اللہ۔ عجب مقام دلکش ہو چمن بندی اور روشون کی کیفیت اور پیڑون کی صفائی اور سرخی کی کٹائی

اور سبزے کی تھرپر اور پھولون کی مہک اور درختون کی قطار
پھر بہار اور نہرون کی روانی اور مرغان خوش نوا کی چہکار
بس قدرت خدا ہر برگ و بار سے عیان اور لطف بیحد
ہر منجر و ثمر سے نمایان ہے۔ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

کوتوال کو سخت استعجاب ہوا کہ اسقدر عرصۂ دراز سے کوتوالی کرتا اور شہر کے چپے چپے سے واقف ہو گیا ہون مگر افسوس ہے کہ آج تک اُس باغ ہی کو نہ دیکھا۔ کمال غیظ و غضب مین پیچ و تاب کھاکر منجر سے کہا کہ تم نے اگر وہ باغ ہی دم نہ دکھایا تو ایسی سخت سزا دونگا کہ تمام عمر یاد کروگے منجر نے کہا۔ خدا نے آپ کو کوتوال شہر مقرر کیا آپکو غربا کے ساتھ بالطف و نرمی اور دغابازون جلبسازون کے ساتھ بہ درشتی پیش آنا چاہیئے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگز نہ کہ جراح مرہم نہ ست

میرے اوپر خفا ہوئیے مگر انصاف کیجئے۔ انصاف ہی کا مقتضی ہے کہ اسی دم سمند خوشخرام کی باگ موڑ دیجئے اور میرے ساتھ چلے چلئے ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے	

دیکھیے تو خدا کیا دکھاتا ہے۔

کوتوال چالیس برقندازون کو ہمراہ لیکر مع منجر کے اُس باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے نالے کے قریب پہونچے تو انکو شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ منجر دروغگو آدمی ہے اور اِس کذب بیانی سے اِسکا کوئی نہ کوئی ذاتی فائدہ ضرور تھا ڈپٹ کر کہا او جھوٹے بے حیا بے شرم چلو بھر پانی مین جا کے ڈوب مرو اب تیری کیا سزا ہے۔ زندہ نہ چھوڑونگا۔ منجر آگ ہو گیا اور چونکہ خود بھی بانکا اور شریف زادہ تھا کہا سنو میان کوتوال تم کو تو یہ خیال ہوگا کہ نوکری جاتی رہیگی اور یہان بالکل جنگل ہے لیکن اس وجہ سے چھوڑے دیتے ہین کہ تم ہمارے مزاج سے واقف نہ تھے۔ بس اب اگر ایک کلمہ بھی ہمارے خلاف زبان سے نکالا تو یا تم نہین یا ہم نہین اور اگر باغ نہ ملے اور جھوٹ بولتا ہون تو توپ کے مہرے اُڑوا دیجئے۔ کوتوال نے حسب مقتضائے مصلحت برقندازون کو حکم دیا کہ اُسکو گھیرے رہو شاید بھاگ نکلے اور اُسکے ساتھ ساتھ چلو دیکھون کہان باغ بتاتا ہے۔ برقندازون نے حکم کی تعمیل کی چلے تو اسقدر نشیب و فراز کہ راہ چلنا مشکل تھا ہر قدم پر خار اور اِس درجہ بو اور کوڑا کہ الحذر۔ جدھر دیکھتے ہین سور چر رہے ہین۔ آخر بہزار خرابی ایک جھاڑی کے اندر پہونچے اور وہان ایک چھوٹا دروازہ نظر آیا۔ اُس دروازے کو برقندازون نے توڑ ڈالا اور درّاتے ہوئے اندر دھنس گئے تو کیا دیکھتے ہین۔

باغ ہی پر عجب ہے یہ روداد نہ کوئی آدمی نہ آدم زاد	

باالٰہی یہ عجیب باغ ہے۔ کیاریان سینچی سنچائی۔ روشون مین پانی کی روانی۔ ہر شے قرینے کے ساتھ اگر آدمی کا یہان گذر نہین تو یہ طیاری کیسی ہے ایک روش مین سیاہ تختے پر کچھ اشعار نظر آئے پڑھا تو لکھا تھا وہو ہذا ؎

شکر خدا کہ تو طبیعت بحال ہے رنج فراق ہے نہ خیال وصال ہے	

ظرفِ رقیب ہے کہ کسی سے ملال ہے | اگلی شرارتون کا مگر فعال ہے

گنتا ہے جب کوئی کہ مزے اب بجا ہوا
ہوتا ہے جی ذلیل کہ ہم سے یہ کیا ہوا

مگر ہمایون فر کو جو مین نے قتل کیا یہ میرا قصور نہ تھا یہ اُسکی تقدیر کا قصور تھا میری خطا نہ تھی۔

بعد قتل ہمایون فرو رہائی خود نوشتہ شد

کوتوال ۔ حضرت آپ نے واللہ بڑا کارنمایان کیا ۔ اور بندہ پر احسان کیا ۔ بلکہ واللہ آپ نے مول لے لیا ۔

مخبر ۔ خیر شکر ہے کہ ابتو انسانیت کی بات کی ۔ اس جہالت کے صدقے کہ مانتے ہی نہین ۔

کوتوال ۔ اندھا جب پیتا ئے جب آنکھین پائے ۔ حقیقت حال تو یون ہے واللہ ۔

کوتوال نے کل باغ اور املاک کی تلاشی لی مگر انسان کی صورت نہ نظر آئی تو مخبر کی طرف مخاطب ہوکر یون گفتگو کی ۔

کوتوال ۔ عجب سنسان مقام شہر خموشان ہی صاحب ۔

مخبر ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو کسی گوینڈے نے خبر کردی ۔

کوتوال ۔ اللہ اللہ اسقدر پتا ملا ہی تو جائے گا کہان چالاک آدمی ہے اُفوہ ۔

مخبر ۔ مین کچھ عرض نہین کرسکتا ۔ آدمی کیا ہے بلا ہے ۔

کوتوال ۔ اچھا پھر اسقدر پتا ملا تو جائیگا کہان ۔

مخبر ۔ حضور اب میری خیر نہین ہے مجھے مار ہی ڈالے گا ہرگز ہرگز زندہ نہ چھوڑے گا ۔ آپ اب میری ذرا مدد نہین کرسکتے کوتوال صاحب ۔

کوتوال ۔ اجی خدا خدا کرو صاحب وہ کیا کرسکتا ہی چور کے پانون کتنے ۔ بھلا اُسکی کیا تاب وطاقت ہی کہ مقابلہ کرسکے ہم تمھارے مکان پر پہرا رکھین گے ۔

مخبر ۔ وہ ایک نہین دو آدمی اور دو سو بھیجدیگا ۔

کوتوال ۔ این ! سو خدا خدا کرو صاحب وہ ہی کیا بیچارہ ۔

مخبر ۔ اس بھروسے نہ رہیئے گا کوتوال صاحب اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین بلائے بیدرمان ہی ۔ اب مجھے اپنی زندگی کا حال معلوم ہوگیا ۔ اول تو یقین نہین کہ آج زندہ رہ سکون اور زندہ رہا بھی تو کل ۔ کل نہین پرسون ایک نہ ایک دن جان جانی ہے ۔

کوتوال ۔ (برقندازون سے) چاردن کو گرفتار کرلاؤ اور دہان برابر پہرا رکھو ۔ کوئی بھاگنے نہ پائے اور اُن سب کو حراست مین لاؤ ۔

مخبر ۔ یہ جتنے چار ہین سب کوڈا کو سمجھیئے ۔ یہ بنے ہوئے چار ہین اصل مین چار نہین ایک بھی نہین ہے ۔

کوتوال ۔ دیکھو تو کہتے کیا ہین آخر یہان رہکر یہ تو جانتے ہونگے کہ اس باغ کا مالک کون ہے ۔ ہم ابھی اظہار لیتے ہین ۔

مخبر ۔ حضور اگر انھون نے کہدیا کہ امیرن کی چھوکری کا باغ ہے تو ستم ہوجائے گا ۔ آپکا اُس پر دل آیا ہے آپ اُس سے مواخذہ کرین گے نہین ۔

کوتوال ۔ نہین اب ہمارا دل قابو مین ہے اسوقت

مخبر ۔ سپہ گری کے خلاف ہی یہ کہ عورت پر اور ایسی عورت پر جو ایسے مجرم کو عزیز رکھے کوتوال ہوکر عاشق ہوجائے ۔

کوتوال ۔ بیشک ہے تو سپہ گری کے خلاف ۔ لیکن ہم نے غور کیا تو ہمین خود افسوس ہوا کہ یہ ہم نے کیا کیا ۔ بہرکیف گذشت انچہ گذشت ۔ گذشتہ را صلوٰۃ ۔

مخبر ۔ اگر چپکے سے پچاس ساٹھ آدمی اسمین بندرہین

تو بڑا لطف ہو۔ وہ تو ہاتھ نہ آئیگا بڑا بانکا ہی مگر اور لوگ گرفتار ہو جائینگے۔

چار دن سے کوتوال نے علیحدہ علیحدہ دریافت کیا۔

کوتوال۔ تم یہان کتنے دن سے رہتے ہو۔

چمار۔ ہجور ہمکا اونچہ سنائی دیتا ہے۔

کوتوال۔ ارے تو یہان کتنے دن سے رہتا ہے۔

چمار۔ ہماری عمر پچاس برس کی ہوتی ہے۔

کوتوال۔ ہم عمر نہین پوچھتے تو کب سے یہان رہتا ہی۔

چمار۔ اب لے صاحب ہمکا معلوم۔

کوتوال۔ ابے تو یہان کتنے دنون سے رہتا ہی پاگل

چمار۔ ہمکا دوئی ماس بھئے صاحبو پر دوئی۔

کوتوال۔ تم کسکے بسے ہو۔ کسکے بسے ہو۔

چمار۔ جیئی ابیر۔ پارسال جوان مرگوا کبھار مان۔

مخبر۔ خداوند یہ سب بنے ہوئے ہین اور یہ سب کے سب شہسوار تگ خبر پہونچائین گے۔ اور مین نے آپ سے عرض کیا کہ۔ ممکن نہین کہ میری جان بچے۔

کوتوال۔ یہ شخص تو بہرا معلوم ہوتا ہے۔ ہین۔

مخبر۔ واہ جھک مارتا ہے۔ بہرا کاہیکو ہے۔ ارے تو اونچ سنت ہے۔ ادچار۔ بول۔

چمار۔ دوئی ماس سے جاڑ آوت ہے ہمکا۔ ہان صاحب

مخبر۔ بس جی چاہتا ہی قسم خدا کی اٹھا کے پھینک دون یا مار ڈالون یا کنوئین مین ڈھکیل دون لاحول ولا قوۃ جو بات ہی فضول۔ مگر ایسا سکھایا ہے اور وہ پٹی پڑھائی ہے کہ ممکن نہین ذرا کچھ قبولے۔

برقنداز۔ ارے او چمار اس باغ مین کون رہتا تھا۔

چمار۔ ہان صاحب ناؤن ہمار تو ناہی۔

برقنداز۔ این۔ ابے اس باغین کون رہتا ہی۔

چمار۔ ہجور ہمار کچھری دو ٹھائین ہین صاحب۔

کوتوال۔ بیشک یہ سکھائے ہوے ہین وہ تو بات چیت ہی نہین رہتی نا۔ سوال از زیمان جواب از آسمان ہم کہتے ہین آم۔ یہ کہتے ہین املی۔

چمار۔ اب ہم جائی اپنے سوریان چرائے کا۔

برقنداز۔ (گدا دے کر) آج بے ذبح کیے نہ رہونگا

چمار۔ تنک جل پوا ے دیو ہمکا آہ جون کھرنی چڑھت ہے۔ ہمکا۔ ہم بیاکل ہو جائیت ہے۔

کوتوال۔ ایک کام کرو یہان کون دیکھتا ہے ان سب کو درخت مین باندھ کے لٹکا دو اور کوڑے مارنا شروع کرو جب ہی مانین گے۔ بے اسکے نہ مانینگے۔

مخبر۔ اور کیسکو بلوائیے جسکو بلوائیے یہی کہیگا۔

کوتوال۔ اسکو لاؤ۔ وہ جو سامنے کھڑا ہی۔ او چمار ادھر آ یہ کسکا باغ ہے۔ اس باغ کا مالک کون ہے۔

چمار۔ (گونگا بنکر) اون اون آن۔

کوتوال۔ معقول یہ بغیر پٹے نہ مانین گے۔ انکو سخت سزا دینی چاہیے ورنہ یہ کبھی نہ سینگے۔ اور کوئی لاکھ سمجھائے ایک نہ مانین گے۔

اتنے مین ایک شخص نے جو کوتوال کے ساتھ آیا تھا آن کر کہا ذرا چل کے دیکھیے تو سہی آرا بیگم کی نسبت کیا رائے ظاہر کی ہے۔ کوتوال اُن کے ہمراہ گیا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑے سیاہ تختے پر یہ عبارت اور اشعار چھپے ہوے ہین دھوبا۔

ایسا خالق نے دیا ہے صنم خوش اسلوب
جسکو ہر طور سے ہو دوستی مجھ سے مطلوب
بھولے یوسف جو اگر دیکھے اُسکو یعقوب
ہووے تو اصل حقیقت مین سراپا مجوب
نکہت گل کیطرح ہوش اُڑا دے بالکل
سنبلین زلف کی بو سونگھ کے کھا دے سنبل
شوخی چشم پہ صدقے ہو غزال ختنی
لب جان بخش سے شرمائے عقیق یمنی
دانت اگر دیکھلے کھا جاے تو ہیرے کی کنی
قد موزون سے شب و روز ہوا عضا شکنی
ہووے رفتار سے محشر کی علامت پیدا
شور خلخال سے ہو شور قیامت پیدا

یا الٰہی سپہر آرا سے ہم آغوش کر۔ آمین آمین ثم آمین
یا الٰہی وہ دن اب کہان گئے جب سپہر آرا بیگم جھجک جھجک
کر بیحجاب عشاق زار کو جمال مبین دکھاتی تھین اور اس سے
واقف ہی نہ تھین کہ دل آشا کسے کہتے ہین شوخی اور جفا
کاری جانتی ہی نہ تھین کہ کہتے کسے ہین۔

وہ بھی کیا دن تھے کہ تم شوخ جفا کار نہ تھے
تیغ ابرو کی طرح خلق کے خونخوار نہ تھے
سر مو مثل سر زلف دل آزار نہ تھے
شوخ تھے گرم تھے اسطرح کے طرار نہ تھے
صورت برق جو رخسار چمک جاتے تھے
اپنے سائے سے بھی تم آپ جھجک جاتے تھے

اور یا اب وہ دن ہین کہ شنوائی بھی نہین ہوتی صحبت
اغیار پسند ہے خدا نے چاہا تو ایک دن مرزا ہمایون فر کی

گردن پر ہمارا خنجر ہوگا۔

کوتوال۔ این! آہ آہ۔ یہ تو برسون سے ٹھان چکا تھا

مخبر۔ اور کہین بھی آپ نے دیکھا تھا کہ دیوارون پر کل حالات
لکھے ہون۔ وہ مارے جوش کے ضبط نہ کر سکا واللہ عجیب
قطع کا آدمی ہے ہم نے تو ایسا آدمی ہی نہین دیکھا۔

کوتوال۔ سپہر آرا تو دیکھنے کے قابل ہونگی جب ہی تو یہ اسقدر مچلا تھا

مخبر۔ ادھر تو ملاحظہ فرمایئے۔ یہ کیا لکھا ہی (یا خدا سپہر آرا بیگم
خانہ آبادی ہو ہمایون فر سے اُنکو جھٹکارا ملے ہماری آغوش
گرمائین۔ دن عید۔ رات شبرات ہو۔

کوتوال۔ اب دن عید رات شب برات ہو چکی بس۔

مخبر۔ جو اب کی نہ ملا تو پھر قیامت تک نہ ملے گا۔

کوتوال۔ ہان اسکا تو ہم کو بھی یقین ہی مگر ملے اور پھر ملے

مخبر۔ مین نے تو وہ ٹھیک ٹھیک پتا بتا یا کہ آپ بھی خوش
ہوگئے ہونگے عین باغ مین لایا اب ملے تو سبحان اللہ نہ
ملے تو مجبوری ہے۔

اتنے مین ایک ڈولی باغ مین آئی اور مہری نے جو ساتھ تھی
کہا کوتوال صاحب کے پاس آئی ہین اور دو دو باتین
کرنا چاہتی ہین کوتوال کو شک ہوا کہ مبادا وہی زن
ملیح ہو جس نے کمال شقاوت قلبی سے چھری نکالی تھی لہذا
اُنھون نے ملنے سے انکار کیا۔ مہری کو الگ ہٹا دیا اور برقندازان
کو حکم دیا کہ ڈولی کو گھیر لین۔ پردہ اُٹھایا تو وہی معشوق
سبز رنگ وہی محبوب شوخ خنگ۔ گو کوتوال اس زن
عجیب الحرکات سے ڈرا ہوا تھا مگر اُسکے حسن نے ایسا
چونڈھیا دیا کہ پھر بصد شوق اسطرح پر ہمکلام ہوا۔

کوتوال۔ اسوقت حضور کچھ اُداس سی بیٹھی ہین۔

عورت ۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر بصد حسرت)

خبر کے اک اشارے پر اٹھ کے میرے پاس سے
اُس پہ مجھ سے پوچھنا بیٹھے ہو کیون اداس ہو

کوتوال ۔ ہاے اِس شرر فشانی اور خوش بیانی کے صدقے

عورت ۔ جی جلاتے ہو اور پھر باتین بناتے ہو ۔

کوتوال ۔ ہمتو جاندسے مکھڑے کے عاشق ہین ۔

مُنھ دیکھو حور ہووے جو ایسی بھین کے ساتھ
اُسمین کہان نکھار ہے اِس بانکپن کے ساتھ

عورت ۔ اَب آخر ہمکو جو وہان سے بلوایا تو کیون بلوایا اگر قتل کرنا ہی تو بسم اللہ اور اگر قصور معاف کرنا ہے تو سبحان اللہ مگر لگی لپٹی سے ہمین نفرت ہی ۔

کوتوال ۔ بلوانا کیا معنی ۔ ہمنے تو تکلیف نہین دی لیکن ۔

وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

عورت ۔ ایکدن سبکو اِس جہان فانی سے کوچ کرنا ہی کوئی بچ جائے یہ امر محال ہی مگر ایسی زندگی کیا کڑھ کڑھ کے مرے اور ایڑیان رگڑ رگڑ کر جان جائے اور یون تو سب آمادہ سفر ہین

کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یان سب یار بیٹھے ہین
بہت آگے گئے باقی جو ہین تیار بیٹھے ہین ۔

یہ کہکر اِس زن مکارہ نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا اسپر کوتوال سے مخبر نے کہا حضور یہ ایک ہی کائیان عورت ہی جسکے کاٹے کا منتر نہین ۔ آپ اسکے کہنے سننے مین نہ آئیے گا خود قتل کرنے اور جان لینے مین برق ہی مگر وہ صورت بنا پائی ہی کہ جادو کا کام کرتی ہی بات چیت ابرو اور سب مین سحر ہی بس جفا کار شیخ عیار نے پھر آہ سرد کھینچی اور رو کر یہ شعر پڑھا

دل ستم زدہ بیتابوں کے بولا
جا لے قبلہ کوئی ہیوان ٹوٹتا

کوتوال نے فرط محبت سے اشک پونچھکر اور رخسار زرد پر ہاتھ پھیر کر کہا ۔ جان من گو تمھاری سفاکی سے خون معلوم ہوتا ہے مگر دل نہین مانتا ۔ لاکھ کوشش کی تھی کہ تم سے نہ ملونگا نہ بات کرونگا مگر جب آنکھین چار ہوئین بے اختیار ہو گیا ۔

عورت ۔ یہ بناوٹ کی باتین رہنے دیجئے ۔ وہ تو فقط آزمایش ہی تھی ۔ مگر امتحان مین نہ ٹھہرے ۔

کوتوال ۔ اِس حسن سے خدا سمجھے جسنے ہمین بالکل چوپٹ دھیا دیا ہماری گردن کا خون تمھاری چھری مین لگا ہوتا ۔ اور ابھی تک قطرے برابر گرتے جاتے مگر خدا نے ہمکو بچا لیا ۔

عورت ۔ ہاے ہاے بس ایک کڑی رہ گئی ۔

عاشقان کشتگان معشوق اند
ہر نیاید زکشتگان آواز

شیخ سعدی کا کلام بھولے جاتے ہو

کوتوال ۔ مین نے تم کو ہرگز نہین بلوایا ۔

عورت ۔ ہمسے ایک برقنداز نے کہا کہ کوتوال صاحب آئے ہین اور تم کو اُنھون نے یاد کیا ہی اور حکم دیا ہے کہ ابھی ابھی بلا لاؤ ۔ اَب بتاؤ کہ یہان آنے سے کیا فائدہ ہوا ممکن نہین کہ وہ تمھارے ہاتھ لگے دو دو مہینے تک یہ باغ اسی قرینے سے رہتا ہی ۔ کوئی آدمی نہ آدم زاد اور پھر لطف یہ کہ روشین آراستہ پیرایان صاف شفاف اور کیاریان سینچی جاتی ہین یہ سب جادو کا کھیل ہی ۔

مخبر ۔ حضور اب یہان تو کوئی پتا نہ لگے گا ۔

عورت ۔ (کوتوال سے) اِن سب کو علیحدہ ہٹا دو تو کچھ کہون ۔ اب شہسوار تو آنے سے رہا اور مین کسی ایسے ویسے کے پاس جانے سے رہی اب تم سے

تو خیر اتنی باتین بھی ہو چکی ہین اور کسی سے بھلا ہم کب اس بے تکلفی سے گفتگو کرنے لگے۔ تم سے تو اسقدر بے تکلفی کے ساتھ اس سبب سے بولی کہ مجبوری کا درجہ تھا۔ ہم سوچے کہ دیکھین تو وہ کون کوتوال دوڑ لیکر آئے ہین جو ہماری ادا پر لوٹ نہو جائین۔ مین تو دعوی کرکے آئی تھی جب شہسوار ساخوبرو جوان رعنا بھگا تو پھر اور کسیکی حقیقت کیا ہی تم بھلا اُسکا کیا مقابلہ کر سکتے ہو مگر اُسکے بعد اب تم ہی سے لو لگائی ہی۔ اور خدا گواہ ہی دوسری ایسی نہ پاؤگے۔

کوتوال - یا خدا کس مصیبت مین گرفتار ہوا ہون نہ یون چین نہ دون چین۔ کیا مجبوری ہی اگر انکے عشق کا دم بھرتا ہون تو ستم ہی اول تو یہ خود ہی کہہ چکی ہین کہ وہ تم کو زندہ نچھوڑے گا۔ پھر اپنے منصب کے خلاف ہی اور اگر ضابطے کے موافق کارروائی کرتا ہون تو کی نہین جاتی گویہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ مجھے زندہ نہ چھوڑیگی مگر حُسن خداداد اور اقبال خدا آفرین نے ایسا جادو کر دیا اور وہ فسون پڑھدیا کہ کہین کا نہ رکھا۔

اتنے مین ایک برقنداز نے دور سے کہا حضور تو بڑے پھیر مین پھنسے یہ عورت تو آپ کو کہین کا بھی نہ رکھیگی اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین ہی یہ وہ کالی ناگن ہی جسکا مارا مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے۔ اور یہ بہت بڑا سنگین مقدمہ ہی شہسوار نے ہزارون خون کیے ہین اور آخری خون شہزادے کا تو اور بھی ستم تھا۔

کوتوال - پھر مین کیا کرون۔ یہان پہرا مقرر کرکے صاحب سے ملون اور اُنسے کل حالات بیان کرون۔

برقنداز - حضور اسکو گرفتار کر لیجیے۔ اسی سے تو سب پتا ملے گا مگر پہرے والون کو حکم دیجیے کہ اس گھر سے کسی کو باہر نہ نکلنے دین۔ یہ کیا غضب کی بات ہی کہ یہ فوراً مکان سے چلی آئی اور یہان مزے سے دندنا رہی ہی۔ کس نمی پرسد عجب اندھیر ہے۔

کوتوال - اچھا لے بی صاحب اب ہم رخصت ہوتے ہین

عورت - بسم اللہ دو چار پہرے اور بٹھلا جاؤ۔

کوتوال - منصبی فرض ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت - اچھا۔ تو بھی ٹھنڈا نہ رہیگی جی کے جلانیوالے۔ یا تو وہ بے تکلفی کی باتین اور عاشقی کی گھاتین تھین یا اب رکھائی اور طوطا چشمی۔ سچ ہے۔ ع

نگوڑے مردون کی دیکھی الفت گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے۔

کوتوال - اس باغ مین بھی پہرا رہے اور ہم ابھی جاکے صاحب سے مشورہ کرتے ہین یہان بہت زیادہ آدمیون کی ضرورت ہی کیونکہ شاید کسی وقت وہ مردود یہان آجائے اُسکے ساتھ بڑی جماعت ہوگی اور سب کے سب جان بکف آئینگے۔ مین ابھی جاکے بہت سے آدمی بھیجتا ہون۔

یہ کہکر کوتوال نے اُس زن ملیح کے رخسار تابان پر ایک ہاتھ پھیرا اور کہار رخصت ہوتے ہین۔ اُسنے کچھ جواب نہ دیا صرف ٹھنڈی سانس بھری اور کہارون سے کہا ڈولی اُٹھاؤ

برقنداز - ڈولی رکھدو کہارو۔ تم حوالات مین ہو۔

کوتوال - انکو انکے گھر بھیجدو وہان پہرا موجود ہی ہے مین پہرے والون سے کہہ جاؤنگا اور تاکید کر دونگا کہ خبردار کسی حالتمین چاہی کوئی کہے بلا حکم خاص کوئی آدمی اندر جانے نہ پائے نہ کوئی آدمی اندر سے باہر آنے پائے۔

برقنداز حضور مجھے اُس پہرے پر رہنے دین تو سبحان اللہ کوتوال - کیا مضایقہ ہی - ڈولی کے ساتھ چھ آدمی جائین بیگم صاحب کے ساتھ حفاظت کے لیے دس آدمی ہونے چاہئین - عورات - خدا کرے ایسی حفاظت تمھاری ماں بہن کی بھی کی جائے - اللہ تم سے سمجھے - بڑا بیمروت نکلا -

کوتوال صاحب گھوڑے پر سوار ہوئے اور چلے اُس مکان کے قریب جا کر پہرے والون کو بہت للکارا اور تاکید کر دی کہ خبردار اب کوئی اندر نہ جانے پائے اُنکو معلوم ہوا کہ برقنداز کے بھیس مین ایک شخص نے پہرے والون کو دھوکا دیا تھا - اُسی دم وہ محبوب بلقیس لقا نخچیر تیر جور و جفا نالان اور گریہ کنان مکان پر آئی اور بصد حسرت و یاس زار زار روتی ہوئی مکان کے اندر داخل ہوئی اور اپنی مادر ضعیفہ و الم رسیدہ کے پاس جا کر کہا - اما جان دیکھو اُسنے ہمارا کہا نہ کیا آخر کار خود بھی گرفتار پنجۂ بلا ہوا اور ہمکو بھی کہین کا نہ رکھا -

زانچہ در حضرت او کردم عرض	
ہیچ نہ شنفت بلے میدانم	

اب وہ ہمکو اور ہم اُسکو بھلا کہانسے پائینگے ہم دونون اسی آرزو مین مر جائینگے اور کچھ بھی نہوگا - چہرے سے شہزادگی بادشاہی ریاست برستی تھی دونون کیسے مست اور خود پرست تھے کہ دین دنیا کی خبر نہ تھی سچ تو جانتے ہی نہ تھے کہ کہتے کسکو ہین -

جشن و نشاط و خوشدلی و عشرت دلعم	
عیش و خوشی مین جہان سے خوش وقت ہو بہم	
فرخندگی بخت بہ نازان بھے اپنے بست	
ہر ایک نغمہ سنج تھا یا طوطی ارم	

فیض سحاب فرح سے تھی مرزع امید	
گل گل شگفتہ تازہ و شاداب سبز و نم	
بلبل کو یہ طرب نہو ہرگز بفصل گل	
غنچون کو یہ شکست نہین ہوتی صبحدم	
قمری کو وصل سرو کی اتنی نہو خوشی	
آہو کو یہ سرور نہو دے بوقت رم	

مگر کیا معلوم تھا کہ دم کے دم مین یہ ساری خوشی غت ربود ہو جائیگی ہائے شہسوار وائے شہسوار مجھے اور کوئی افسوس نہین ہی اگر ہی تو بس اسقدر کہ اب مین اس سے کیونکر ہم آغوش ہونگی اور ایسا پاکیزہ مشرب جوان زیبا اندام گلفام مجھے کہان سے دستیاب ہوگا اور کیونکر ملے گا -

اُس کی بوڑھی ماں نے سمجھایا بیٹا - وہ ایسا آدمی ہی نہین کہ کوئی زک دیجائے اور تم دیکھ لینا کہ وہ سب کو چٹیل کر کے اور اکثرون کو قتل کر کے نکل بھاگے گا اور کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پائے گا - وہ شہسوار ہے - ؎

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا	
پہونچے کب اُس پہ ہاتھ ہمارے غبار کا	

یہ کوتوال دو توال اور پانچ پانچ چھ چھ روپے ماہواری پانے والے سپاہی پیادے انکی تو کیا کائنات ہی اگر جنگی فوج اور بادشاہی پلٹن کے لوگ بھی مقابلے کو آئین تو بے نیچا دکھائے نہ رہے - ایسا کرارا سپاہی ہی - سو خوب یاد رکھو بابا کہ آٹھ دن کے عرصے مین وہ ان سب کو قتل کر کے آئیگا اور اسی مکان مین نہ آئیگا - ایسے سپاہی کو کوئی گرفتار کر سکتا ہی کیا مجال اُسکا تو بال تک بیکا نہین ہو سکتا -

زن بلیغ کو کسی قدر ڈھارس ہوئی کہا اما جان اب تو

دل بے قابو ہی اور طبیعت بیچین اور بازی ہری جاتی ہی۔
ایک شریر النفس برقنداز نے باہر سے کہا خوب گلے مل مل کے رولو۔ اب شہسوار کی لاش ادھر سے جائے گی جیتے جی اُسکی صورت دیکھ چکین تم۔ شہسوار شہسوار ماں بیٹی دونون کی دونون رو رہی ہین اور میرا بس چلا تو شہسوار کی بوٹیان ہی نوچونگا۔
اسپر زن طیش آگ بھبوکا ہوکر ڈیوڑھی مین گئی اور برقنداز کو اسقدر صلواتین سُنائین کہ عمر بھر یاد کرتا ہوگا مگر برقنداز سے جواب نہ دے سکا۔
اب سُنیے کہ کوتوال ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کے بنگلے پر گیا وہان صاحب سیٹی مجسٹریٹ اور صاحب ضلع اور دو یورپین افسر بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اور باہر آزاد پاشا اور وہ دونون روسائے نامدار اور کئی شہزادے اور انسپکٹر بیٹھے ہین اُنھون نے جاکر بیان کیا کہ خداوند آج تو ایک نئی بات دیکھنے مین آئی۔ ایک مخبر نے مجھسے کہا کہ وہ شہسوار تو برسون سے یہان رہتا تھا اور ایک باغ مین مین نے اُسکو دیکھا ہے۔ مین برقندازون کو لے کر بکمال حزم و احتیاط مخفی طور پر وہان گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ اس مکان سے جہان ہم اور حضور سب گئے تھے اور جہان اُس عورت نے ہم سے اُس شہسوار کا حال بیان کیا تھا اُس سے کوئی سو گز کے فاصلے پر ایک ویرانہ ملا۔ اونچا اور نیچا اور بیہڑ اور کانٹے اور جھاڑی اور بدبو۔ الامان الامان۔ چلتے چلتے ایک مقام پر دیکھا کہ چارون کی جھوپڑیان ہین سوریان چر رہی ہین۔ آگے بڑھکر ایک جھاڑی سے جو گذرے تو دروازہ ملا اور اُسمین دروازے کے اندر باغ۔ اب سُنیے کہ باغ مین سناٹا آدمی نہ آدم زاد۔ کوئی نہین۔ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا کوئی نہین مگر دیوارون پر جا بجا تختے لگے ہین کالے کالے بورڈ جیسے سوداگرونکی دُکانون پر ہوتے ہین۔ اور اُنمین کہین تو ہمایون فر کے قتل کا حال درج ہی کہین سپہر آرا کا ذکر کہین افسوس کہین لوگونکے قتل کرنیکا تذکرہ عجب عجب باتین لکھی ہین اور جا بجا اشعار بھی ہین۔ چارون سے جو بلاکر پوچھا تو ایک بہرا بنگیا اور دوسرا گونگا۔ کوئی دیوانہ۔ کوئی سڑی سودائی معلوم ہوا کہ اِن سب کی سازش ہی۔ باغ مین پرندہ تک پر نہین مارتا تھا اور لطف یہ کہ کیاریان سینچی ہوئین۔ پانی روشون مین جاری۔ گھانس جو کٹی ہوئی رکھی تھی وہ ہری ہنوز خشک بھی نہین ہوئی اور آدمی کا نام ونشان نہین۔
گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک برقنداز نے آن کر انسپکٹر کو خط دیا اور کہا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔
اُنھون نے مُنھ کھولا اور پڑھا تو یہ عبارت درج تھی۔
میان ابھی صاجزادے ہو۔ تم سپہ گری کیا جانو پولیس مین نوکری کیا کی زمین پر قدم ہی نہین رکھتے ایسی چربی آنکھون مین چھا گئی۔ مگر یاد رکھو مین تم کو لونڈا اور معشوق سمجھتا ہون ابھی مین نے خبر پائی کہ میری تلاش مین تم باغ مین پہونچے مگر مجھ گم شدہ کو نہ پایا نہ پایا۔

شمع رخسار بکف سوے من آئی پویان	
	نقش پاے من گم گشتہ زہر سو جویان
در تلاشم کنی بے صرفہ بصحرا جولان	
	ناگہان از من دل سوختہ یابی چو نشان
عذر تقصیر کنی تا بہ کریان باشی	

زان جفا ہا کہ نمودی تو پشیمان باشی

مجھے اور تم پاؤ۔ اے تیری قدرت ۔ ۶

این خیال ست محال ست وجنون

کجا تم کجا ہم بھلا کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے لاحول ولاقوۃ اور یاد رکھنا اگر محبوب جان پر نظر بد ڈالی تو اُسی دم تمھارا سر تن سے جدا ہو جائیگا وہ خود تم کو قتل کر ڈالے گی اور دیکھ لو اتنی ہی دیر مین دو چکمے دیے ایک یہ کہ محبوب جان کو تمھارے پاس باغ مین بھیجا اور گو تم پہرے بٹھا گئے تھے مگر کچھ بھی نہوا دوسرا چکمہ یہ ہی کہ نواب الماس علی خان کا خدمتگار بنا کر ایک آدمی کو بھیجا اور اب اُسکا پتہ بھی نہین اتنا بڑھنا تھا کہ کوتوال نے غل مچا کر کہا کوئی ہی۔ یہ خط کون لایا ہے اسلوبہا نے نہ دینا خبردار۔

برقنداز۔ ارے بھائی یہ خط کو لاوا ہے۔

دوسرا۔ چل دیا وہ تو۔ ابھی ابھی تو یہان تھا۔

تیسرا۔ ارے خط کون لایا تھا او جوان ۔ جواب دو۔

برادی ۔ صدائے برنخاست۔ کیسے الماس علیخان یہ خود شہسوار اپنے ہاتھ مین خط لایا تھا اور چکمہ دے کر چلدیا اور محبوب جان کے مکان پر بھی شہسوار ہی برقنداز کا بھیس بدل کر پہونچا تھا۔ واقعی اِس شخص کی جرأت مین ذرا شک نہین بڑا جیالا آدمی ہے ورنہ یہ ہر ایک کا کام نہین ہے۔

شہسوار کا خط ادھورا ہی پڑھا تھا کہ کوتوال گھوڑے پر سوار ہو کر اور برقندازون کو ساتھ لے کر اسکی تلاش مین روانہ ہوا اور ادھر باقیماندہ خط میان آزاد نے صاحب سیٹی مجسٹریٹ وڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو سنایا جسکا مطلب یہ تھا۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ تم اہل یورپ شیطان تک کے کان کاٹتے ہو مگر مین شیطان کے اُستاد کا بھی اُستاد ہون اور ابھی کیا ہے چند روز مین مجھے جو پھر کھلینگے جب تیری گردن کا خون میری شمشیر خمرابی سے ٹپکتا ہوگا اور جتنے آدمی دوڑ کے ساتھ تھے اِن سب کا سر بستر پر تن سے جدا نظر آئے گا اب بھی سر سلامت ہی کہ تیری جان بچا دون بشرطیکہ اُس نازنین زہرہ جبین نازآفرین کو مصیبت سے محفوظ رکھے مین سُن چکا ہون کہ اُسنے اپنا عشق ظاہر کر کے تمکو صید اولے دلربا کر لیا تھا اور تم اُسکے دام زلف چلیپا مین پھنس گئے تھے مگر عین اُس حالت مین جب کہ تمھارا تو سن شوق کلیلون پر تھا اُسنے چھری نکالی اور گردن پر پھیر ہی دی تھی مگر اتفاق سے تم نے دیکھ لیا۔ ہمایون فر کو ہزارون کی جماعت مین قتل ہی کر چکا ہون۔ اب اُسکے دوسرے بھائی کی جان باقی ہی انشاء اللہ صبح شام اُسکو بھی تہ تیغ کرتا ہون سب سے زیادہ اب آزاد کھٹکتا ہے اُسکا مقابلہ آسان نہین کیونکہ وہ بھی بڑا سپاہی ہے لیکن مجھ مین اور اُسمین فرق یہ ہی کہ مین ڈاکو قاتل سفاک بیرحم ظالم سنگدل ہون اور وہ رحم دل ہمدرد مین مردم آزار۔ وہ خدا ترس اُسکی کبھی کوشش نہوگی کہ مجکو مار ڈالے اور مین بیڑا اُٹھائے ہوئے ہون کہ بے قتل کیے ہوے نہ رہونگا اِس ہفتے کے اندر ہی اندر اِس بات کی کوشش کرونگا کہ محسن آرا اور سپہر آرا کو جاکے ایک نظر دیکھ آؤن۔ مین یہ نہین چاہتا کہ اُن دونون معشوقون کے خلاف کوئی امر سرزد ہو مگر تمنائے دلی ہے کہ ایکبار بوس وکنار کا لطف حاصل ہو۔

یارب این آرزوے من چہ خوش ست

تو بہ بن آرزو مرا ہرسان

اب تم ہماری تلاش کو نکلو۔ کنوون مین بانس ڈالدو چوطرفہ ڈھونڈھو۔ کیا مجال کہ چھانھ بھی پاؤ۔ اور شب کو ایک بار پھر گشت کرونگا۔ سلام۔ تمھارا دشمن خونخوار شہسوار

اتنے مین خبر آئی کہ شہسوار گرفتار ہوگیا۔ صاحب سیٹی مجسٹریٹ اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اور آزاد اور کئی آدمی گھوڑون اور بگھیون پر سوار ہو ہو کر مقام واردات پر پہونچے دیکھا کہ ہزارہا آدمی جوق جوق جمع ہین۔ اور تماشا لگا ہوا ہی۔ برقندازون نے بھیڑ چھانٹی اور لوگونکو ہٹایا تو کیا دیکھتے ہین کہ دس برقنداز ایک بڑے قوی ہیکل حبشی کو گھیرے ہوے کھڑے ہین حبشی کو جو دیکھا تو چہرہ انتہا کا مہیب اور رسیا ہی ایسی چمکتی ہوئی کہ آبنوس کی کیا حقیقت ہی تن و توش الامان الامان۔ بدن کٹا پٹا چست ہاتھ پانون کسیلے آدمی کیا۔ دیو زاد تھا صاحب سیٹی مجسٹریٹ نے کوتوال سے دریافت کیا کہ شہسوار یہی ہے اُسنے کہا ہان حضور یہی ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ اُسکی نسبت تو مشہور ہی کہ سرخ و سفید وجیہ و خوبرو آدمی ہی۔ اس حبشی کو اُنھون نے کیونکر پھانس لیا حلیہ ملایا تو صورت مین اختلاف۔ ہاتھ پانون ویسے نہین جن لوگون نے شہسوار کو دیکھا تھا وہ بلائے گئے سب نے متفق اللفظ ہوکر کہا یہ وہ شخص نہین ہی اتنے مین کئی گورے آئے اور ایک گورے نے قریب جاکر انگریزی مین کہا یہ تو (نگرہے) اتنا سننا تھا کہ حبشی نے ایک ڈگ دیا اور گورا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پولیس نے گوروں کو ہٹا دیا اور صاحب ممدوح نے حکم دے دیا کہ بھیڑ ہٹا دی جائے اُسکے قریب کوئی کھڑا نہ رہے۔

اب سنیے کہ اس سے جو کوئی گفتگو کرتا ہی یا کچھ پوچھتا ہے تو جواب ندارد آنکھین نیلی پیلی کرکے اُسطرف دیکھتا تھا اور خاموش ہورہتا تھا۔ صاحب ممدوح نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اگر اسوقت وہ ذرا بھی بھاگ جانے کی کوشش کرے تو اس قدر آدمیون کی جماعت وقت سے اُسکو روک سکتی ہے لہذا فوراً باہم مشورہ کیا۔

صاحب۔ (سٹی مجسٹریٹ) انسپکٹر تمنے کیونکر اُسکو گرفتار کیا۔

کوتوال۔ مجھسے لوگون نے کہا کہ نالے کے پل مین ایک آدمی چھپا ہی اُسکو گرفتار کرلو۔ مجھے شک ہوا فوراً نالے مین کیا۔ مگر یہ جرأت کیسکو نہوئی کہ پل کے اندر گھس جائے۔ یہ شخص مع پل سے نکلا۔ مین نے کہا کہ تم گرفتار کرلیے گئے ہمارے ساتھ ساتھ چلو یہ چپکے سے میرے ساتھ ہولیا ایک برقنداز نے بیوقوفی سے اسکا ہاتھ پکڑا بس ہاتھ پکڑنا تھا کہ یہ آگ ہوگیا اور اُٹھا کے اس طرح پھینکا کہ جیسے کوئی مٹی کا ڈھیلا پھینکتا ہی

صاحب۔ بھاگنے کی کوشش نہین کی ساتھ چلا آیا۔

کوتوال۔ مطلق کوشش نہین کی مگر بڑا کرارا ہے۔

صاحب۔ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ یہی شہسوار ہے۔

کوتوال۔ لوگون نے کہا یہی شخص ہی مجھے بھی شک ہوا۔

صاحب۔ اسکے پہچاننے والے تو کہتے ہین کہ یہ وہ شخص نہین ہے اُسکی قطع و وضع صورت نہین ملتی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

کوتوال۔ وہ پنساری جو سامنے بیٹھا ہے خوب پہچانتا ہے اُس سے اور شہسوار سے لین دین ہے۔

صاحب۔ اُسکو بلاؤ پنساری سے تم شہسوار کو پہچانتے ہو یہ شخص وہی شہسوار ہے۔

پنساری ۔ نہین حضور وہ سُرخ و سفید آدمی ہی یہ تو حبشی ہے ۔ کئی سال ہوئے بٹاسر کے میلے مین ہم نے اسکو دیکھا تھا یہ ہاتھی کی دم پکڑ لیتا ہی تو ہمنے نہین دیتا فرخ آباد کے کلکٹر صاحب نے ایک مرتبہ آزمایا ۔ ایک ہاتھی کسی ریاست سے منگوایا اور فیلبان سے کہا تم اِسکو آگے بڑھاؤ اور ادھر اسکو اشارہ کیا اُسنے دم پکڑی تو فیلبان نے لاکھ لاکھ کوشش کی مگر ہاتھی آگے نہ بڑھ سکا ۔ یہ حبشی ہی مگر ذرا دماغ مین خلل ہو گیا ہے انگریزی خوب بولتا ہے ۔

صاحب ۔ شہسوار کو تم کہان سے جانتے ہو ۔

پنساری ۔ خداوند ہمارے اور اُنکے باپ سے بڑا یارانہ تھا ہم اُنکو خوب جانتے ہین مگر یہ نہین سُنا تھا کہ قاتل ہے ہم تو حضور اُنکو بڑا مولوی سمجھتے تھے یہ کیا معلوم تھا کہ مولوی صاحب ایسے سفاک ہین ۔ پیر شو بیا موز ۔

صاحب سیٹی مجسٹریٹ نے مُسکرا کر کہا کہ شہسوار کا ایسا رعب چھا گیا کہ اب ہر در و دیوار سے اُسی کی صورت نظر آتی ہے ۔ کجا حبشی کجا وہ ۔ اس کالے کلوٹے کو جا کے پکڑ لائے بھلا اسمین کوئی مناسبت بھی ہے اتنے مین پولیس سپرنٹنڈنٹ مسٹر جیمس نے حبشی سے گفتگو کی ۔

جیمس ۔ تم بات کا جواب کیون نہین دیتے (انگریزی مین)

حبشی ۔ (منہ کھولکر) پھر بند کر لیا اور جواب ندارد ۔

جیمس ۔ تم ناحق اپنے کو مصیبت مین ڈالتے ہو بیکار ۔

حبشی ۔ خونخوار ہو کر اُنپر نظر ڈالی مگر خاموش ۔

جیمس ۔ اچھا ہم مجبور ہین ۔ تم خود بھگتو گے ۔

حبشی ۔ ہم کیا بھگتینگے ۔ تم زبردستی کر کے پکڑ لائے ہم خاموش کھڑے ہین اگر زیادہ سختی کرو گے دو چار کو مار ڈالون گا ۔ (انگریزی مین) ۔

جیمس ۔ ہمنے سختی نہین کی ۔ تم اس شک مین پکڑ آئے ہو کہ شہسوار ہو اگر ہو تو صاف صاف بیان کر دو بیگری کے یہی معنی ہین اور اگر نہین ہو تو اپنے بری ہونے کا ثبوت دو دو ہی باتین ہین ۔

حبشی ۔ مین افریقہ کا باشندہ ہون اور کئی جزیرون مین کاشتکاری کر چکا ہون ۔ ایک صاحب جنکا نام حافظ محمد عبد الستار ہے حج کے لیے گئے تھے مجھے اپنے ہمراہ لائے مین نے امریکہ مین انگریزی سیکھی تھی مجھے مفت مین اِس کوتوال نے گرفتار کر لیا اور مین چپ چاپ اسکے ساتھ چلا آیا ۔

کوتوال ۔ تم شہسوار کا کچھ حال جانتے ہو ۔

حبشی ۔ ہم کو کیا معلوم کہ شہسوار کون ہے اور کہان ہے ہم تو اس ملک مین بالکل اجنبی ہین مگر عجب ملک ہوا کہ جہان بیگناہ پکڑے جاتے ہین اور گناہگارون کو کوئی گرفتار بھی نہین کر سکتا اور اگر تم لوگ بڑے مرد ہو تو شہسوار کو گرفتار کر لو ۔

صاحب سٹی مجسٹریٹ نے اور حکام کے مشورے سے اس شخص کو رہا کر دیا اور دو دن تک برابر شہسوار کی تلاش رہی تیسرے روز خبر آئی کہ شب کو شہسوار اُس مکان مین گھس گیا جہان محبوب جان رہتی تھین پہرے کے برقندازون مین بعض مجروح ہوئے بعض کی جان گئی ۔ مکان کو پھونک دیا اور سب کو لے کر چل دیا شہر بھر مین تہلکہ مچا ہوا ہے کہ شہسوار کسی سے نہین ڈرتا جس وقت اہل پولیس کو اس واقعہ حیرت انگیز

کی خبر ہوئی مُعاد دوڑ گئی مگر اُسوقت پہونچی جب شہزادہ بالنفس
پوری کارروائی کر چکا تھا دیکھا تو دس جوان مارے
زخمون کے تڑپ رہے ہین اور تین کی لاشین پھڑکتی
تھین اور چھ آدمی زخم خفیف کے سبب سے پریشان تھے
ایک جان کنی کی حالت مین تھا دو کا ہاتھ اُڑ گیا مکان
جل رہا تھا۔

تحقیقات سے معلوم ہوا کہ آدھی رات کو جب آندھی
آئی تھی اور بجلی تڑپ رہی تھی ایک شخص نے آنکر کہا بھئی
یہ آج یہان جماعت کیسی ہے برقندازون نے پوچھا کون
ہو ادھر نہ آنا وہ متحیر ہوکر بولا خیر باشد یہ آج یہان روک
ٹوک کیسی ہے ان لوگون نے اسکو گرفتار کر لیا اور دریافت
کیا کہ تو کون شخص ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ مین اِس مکان
مین آیا ہون پہلے یہان نوکر تھا۔ میری دو روز کی تنخواہ
باقی ہے اور ایک آفتابہ اُٹھایا اور کہا مگر شہسوار آدمی
زبردست ہین اُن سے جب مانگتا ہون وہ گدا دینے پر
آمادہ ہوجاتے ہین برقندازون نے باتون باتون مین
حال دریافت کیا تو اُس نے کہا اِس مکان مین محبوب
جان نامی ایک بڑی حسین اور کم عمر عورت رہتی ہے
اُسپر شہسوار عاشق ہین اور وہ اُنپر جان دیتی ہے۔ ہم
ایک مہینہ بھر کے لیے اُنکے ہان نوکر تھے اِس عرصے مین
شہسوار فقط چار دن یہان آئے باقی اِدھر اُدھر رہے
پوچھا کہین نوکر ہین یا بیکار۔ اگر بیکار رہین تو معاش کیا
ہے۔ کہا یہ تو ہم کو نہین معلوم مگر اسقدر جانتے ہین کہ دال
روٹی سے خوش ہین اور محبوب جان کو دسوین پندرھوین
تین چار سو روپیہ دے نکلتے ہین اور فرمایش اور جوڑے

اور یہ اور وہ روزمرہ کا خرچ مزید برآن پوچھا بھلا کبھی
کسی آدمی کو اُنھون نے قتل تو نہین کیا تھا کہا جی نہین
قتل کیا مفے اور شاید ہو ہم نے تو بس چار دفعہ اُنکا کام
کیا ہے اللہ اللہ خیر صلاح پوچھا کبھی کسی شہزادے کے قتل
کا حال تو نہین سنا۔ کہا مرزا ہمایون فر بیچارے کو کسی نے
قتل کیا تھا اور اُنکی لاش سامنے والے درخت کے نیچے دفنا
دی تھی اِسپر برقندازون کو سخت حیرت ہوئی اور سب کے سب
مارے شوق اور استعجاب کے پہرا چھوڑ کر اُس شخص کے ساتھ
درخت تک گئے اور کھود کر لاش نکالی حالانکہ یہ سب کو
معلوم تھا کہ ہمایون فر کا مقبرہ بنگیا ہی مگر اُس نے اسطرح پر
بیان کیا کہ سب کو یقین آگیا اِدھر سب کے سب پہرا چھوڑ کر
روانہ ہوئے اُدھر پچاس آدمی مسلح ہوکر دوڑ پڑے
ارے ادائین دائین کی آواز گونجنے لگی۔ کوئی زخمی
ہوا کوئی مارا گیا۔ کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا پانون ندارد سب
گر پڑے اور ہمارے روبرو محبوب جان کو لیکر اور کل
عورتون اور مردون سمیت روانہ باشد۔ محبوب جان اُسوقت
مردانے کپڑے پہنے تھی اور نہایت ہی بشاش و خوش۔

صاحب۔ تم لوگون نے شہسوار کو کیونکر پہچانا۔

جمعدار۔ خداوند روشنی چہرے سے برستی تھی۔

صاحب۔ اُسنے کوئی بات کی تھی تم سے یا نہین۔

جمعدار۔ حضور کچھ بھی نہین بولا۔ آیا اور چل دیا۔

صاحب۔ تم لوگ سزا پاؤگے پہرا چھوڑ دیا۔

جمعدار۔ سزا کا تو ہم نے کام ہی کیا ہے۔

صاحب۔ محبوب جان کو کیونکر پہچانا تم نے۔

جمعدار۔ ہمنے اُسکو پہلے بھی یہان اُس روز دیکھا تھا

صاحب - شمسوار کا حلیہ اگر یاد ہو بیان کرو۔

جمعدار - حضور بڑا گران ڈیل جوان ہی کپڑے چست پہنے تھا گوالیار کی سی پگڑی سر پر تھی اور بدن سے معلوم ہوتا تھا کہ دو دو ہزار ڈنڈ روز پیلتا ہے اور اسقدر چست کہ کیا عرض کرون۔ بڑا طاقت ور آدمی ہی سُرخ و سفید چہرے سے شنجرف کا رنگ ٹپکتا ہے اور بڑا خونخوار ہے۔

صاحب - جو لوگ اُسکے ساتھ تھے اُنمین تم نے کسیکو پہچانا یا تمھارے کسی اور ساتھی نے۔

جمعدار - حضور سب ڈھانٹے باندھے ہوئے تھے اور تلوارین لیے ہوئے اور پندرہ آدمیون کے پاس بندوقین تھین باقی کے پاس تینچے۔

صاحب - تم لوگون مین سے کسی نے دوڑ کے ہمین کیون نہ اطلاع دی۔ کسی تھانے یا چوکی پر تو اطلاع کی ہوتی خاموش کیون رہے۔

جمعدار - حضور تر ہی ہمارے پاس تھی کوتوال صاحب دے گئے تھے۔ یہ نئے طرز کی بندوق ہی۔ انھون نے خود بنوائی ہی مگر تر ہی تو وہین رکھی رہی۔ ہم سب تو اسطرف چلے آئے تھے۔ اور پھر جب زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے تو جو لوگ بھاگ سکتے تھے وہ بھاگے مگر چوطرفہ گھرے ہوئے تھے۔ وہ تو اتفاق سے مہابت علیخان کسی جانب سے نکل بھاگے ورنہ آپ کو ابتک نہ معلوم ہوتا۔

صاحب - بھلا یہ معلوم ہے کچھ کہ کدھر گئے۔

جمعدار - حضور آئے تو اس طرح جیسے رات کو آندھی آتی ہے اور گئے اس طرح جیسے روح بیخبری مین نکل جاتی ہے۔

صاحب - بہت بڑی بدنامی ہوئی اور پولیس نے اپنے کو بالکل رسوا کر دیا۔ اب ہم منھ دکھانے کے قابل نہین رہے مگر مجبوری ہے۔ افسوس۔

جمعدار - خداوندیہ کاغذ شمسوار کی جیب سے گر پڑا تھا (جیب سے نکال کر کاغذ دیا)

صاحب - (آزاد سے) مہربانی کرکے ذرا پڑھکر سُنا دیجیے۔

آزاد - (پڑھکر) بہ ارشاد نسیم شوقش صومعہ داران گلشن خرقہ پوش - و بالہام شمیم ذوقش خلوت گزینان آشیان در فردوس - ؎

نمودہ بہ مستان سرود سمن	رہ خلوت ذکر در انجمن
کند روز و شب غنچہ حبس نفس	چہ سازد نہ پیچد نفس در قفس
بدمسازیش نغمۂ عندلیب	گرفتہ وطن در مقام غریب
یک جرعہ طوطی تنک ظرف شد	ز اسرار او بر سر حرف شد
کبوتر معلق زن میتش	ہوادار سرجوش پا بستیش
دل مرغ حق گو مگر خون شود	کہ از چنگش این نغمہ بیرون شود

شد از لطف او ساز روشندلی
مقامات ذکر خفی و جلی

برائے امتحان قلم نوشتہ شد

صاحب - اسکے کیا معنی۔ کچھ اس معاملے سے مراد ہی

آزاد - جی نہین یہ طغرا کے کلام سے لکھا گیا ہے۔

صاحب - ہمایون فر کے قتل یا اس واقعے سے کوئی سروکار ہے

آزاد - مطلق نہین صرف امتحان قلم کیا گیا ہے۔

جمعدار نے دوسرا کاغذ دیا اور کہا یہ بھی اُس کی جیب سے گر پڑا تھا پڑھا تو یہ لکھا تھا نسخہ خضاب

نسخہ خضاب مجرب - سیندور - مردار سنگ - کھرپا
گل اوچاق گل پلدول - چونہ ور ظرف سرب از دستہ
سرب در آب سائیدہ خضاب سازد واز برگ پان
بندش نماید - دیگر سیسہ - پاؤ بھر - گھندھک آدھ پاؤ -
سیسہ را در کراہی بر آتش نہند و آتش برافروزند چون
سیسہ آب شود بالائے گندھک اندازند و از چوب
بسایند تا سرمہ گردد و سپیدی نماند و سیاہی بدہد وقت
ضرورت موافق احتیاج برآوردہ نصف وزن سنگ جراحت
چونہ گرفتہ در کونڈی خوب بسایند و بکار برند -

صاحب سے آزاد نے کہا یہ خضاب کے دو نسخے لکھے ہوئے ہین - معلوم ہوتا ہے کسی بڑے تجربہ کار کے بنائے ہوئے ہین - اور ایک نسخہ خضاب حیدر بیگ خان کا بھی ہے مگر کاغذ اسقدر بوسیدہ ہو گیا ہے کہ پڑھا نہین جاتا اور لکھا بھی پنسل سے ہے - صاحب نے مع اہالیان پولیس مکان کے اندر جاکے چوطرفہ معائنہ کیا تو کئی مقامون پر زمین کھدی ہوئی پائی - شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ زیور یا اشرفیان یا روپیہ دفن تھا - پہرا بیٹھا کا بیٹھا ہی رہا اور حریف اپنا کام کر گیا ایک مقام پر دو پانچ آنے پڑے پائے ایک گران بہا زربفت کا دوسرا کمخواب کا نہایت قیمتی -

کوٹھے پر ایک کاغذ پڑا پایا جسمین ذیل کی عبارت درج تھی آزاد نے کمال غور سے یہ کاغذ پڑھا وہو ہذا ؎

زدست تو دل کباب تا کی	جان و رطلبت خراب تا کی
در بحر غمت غریق گشتم	این زندگی حباب تا کی
ظلم و ستم و جفات تا چند	وین غصہ و این عتاب تا کی
آخر بامید او بسازم	دل میکند اضطراب تا کی
از خون جگر رقم نوشتم	پیغام مرا جواب تا کے
	با غیر خوری شراب تا چند
	زین غصہ و غم کباب تا کے
	آباد نمائے خانہ آباد
	این کشور دل خراب تا کے

صاحب - کوئی بات اسمین پائی جاتی ہے -
آزاد - جی ہان - اسمین حسن آرا کا ذکر ہے -
صاحب - ہان اسکو پورا پڑھیے کیا لکھا ہے -
آزاد - مین خود کل از سر تا پا پڑھ جاؤن پہلے ؎

حسن آرا بیگم کی طرف مخاطب ہو کر یہ اشعار مین پڑھون تو می زیبد میرا خانۂ دل ویران ہو گیا اُسکی آبادی اُسیوقت ہوگی جب حسن آرا بیگم ہمپر مہربانی کرینگی اور لطف و کرم سے ہمارے ساتھ پیش آئین گی - فالے تا بکے ضبط فغان - کہون تو کس سے کہون ؎

	چو طفل مریضم بہ مہد زمانہ
	بہر عضو درد ے و گفتن ندانم

مگر ٹھان لی ہے کہ ہمایون فر اور آزاد دونون کو قتل اور ذبح کر ڈالون گا جانے کہان ہین - انشاء اللہ ایک تو یہان ہے دوسرا کبھی نہ کبھی واپس آئیگا - سمجھ لینگے - ع

	چور جاتے رہے کہ اندھیاری

جی چاہتا ہے کہ ایک روز بڑی بیگم کے گھر مین جاکے حسن آرا سے ملون اور سمجھاؤن کہ اس حرکت لغو سے کیا فائدہ نکلے گا مین آزاد کو قتل کیے بغیر ہرگز نہ رہونگا اور سپہر آرا کو بھگا لاؤن گا انشاء اللہ - ؎

گھبرانہ دلاشتاب کیا ہے
پھر سمجھینگے اضطراب کیا ہے

سمجھا جائیگا۔ جلدی کیا ہی۔ آج نہین کل
اسکے بعد صاحب ممدوح باغ کی طرف روانہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہین کہ گھوڑدن کی ٹاپون کا نشان بنا ہوا ہے اور باغ مین کئی گھوڑے گئے ہین۔ اندر جاتے ہین تو انتہا سے زیادہ حیرت ہوئی ایک سمت برنجی توپ کے ٹکڑے ایک طرف ٹوٹے ہوئے تپنچے۔ اور ایک سمت کھانا پک رہا ہی اور کچھ پکا پکایا تیار ہی شیرمال باقرخانی تنکی پراٹھے کئی قسم کے کباب قورمہ پلاؤ قند کے چاول بورانی تلی اردیان اور کٹلٹ چاپ بسکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے ہین انواع واقسام کے اچار و مربے لذیذ الغرض ایک لشکر کے لشکر کے کھانے کا انتظام ہے اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ میوہ چنا ہوا ہی۔ انار ولایتی۔ شریفے۔ سیب۔ چکوترے۔ بتابیان انناس۔ انگور۔ کوے۔ رنگترے۔ سنگترے۔ نارنگیان امرود۔ یا الٰہی یہ عجب بات ہے۔ آدمی نہ آدم زاد اور زمانے بھر کا سامان موجود ہے۔

صاحب ۔ یہ تو کچھ بات ہی۔ وہ جو اس ملک کی کتابون مین جادو اور طلسمات کا حال سُنا ہی وہی کارخانہ سب نظر آتا ہے۔

کوتوال ۔ اور حضور یہ تو ملاحظہ فرمائیے کہ نہرون مین پانی جاری ہی اور ادھر کھانا پک رہا ہی۔ کچھ پک چکا ہی اور کچھ پکنا باقی ہے۔

صاحب ۔ معلوم ہوتا ہی ابھی کوئی شخص یہانسے گیا ہی۔ اور اُسکے ساتھ صدہا آدمی تھے۔

کوتوال ۔ اور بیفکری کے ساتھ یہان آیا تھا۔

صاحب ۔ توپ اسیوقت کی ٹوٹی ہوئی معلوم ہوتی ہی اور تپنچے بھی۔ یہ کیا معلوم ہی اب جنگی کارروائی کے بغیر مطلب براری معلوم۔

جیمس ۔ تعجب تو سب سے زیادہ یہ ہی کہ ہم کو آجتک یہ حال معلوم ہی نہوا۔

صاحب ۔ اِسنے تو سیواجی مرہٹے کے بھی کان کاٹے۔

جیمس ۔ ہان بس ویسا ہی فطرتی اور دغاباز ہے۔

کوتوال ۔ اب یہان تحقیقات کیجیے کہ کیا کسطرف ہی۔

جیمس ۔ ایک کوس تک جو ملے فوراً پکڑ وامنگواؤ اور ہر سمت بیس بیس سوار اور ایک ایک افسر بھیجا جائے۔

صاحب ۔ اب جنگی کارروائی کیے بغیر بات نہ بنے گی۔

جیمس ۔ ایک توپ تو دیکھی ہے شاید اور ہون۔

کوتوال ۔ مجھے سخت حیرت ہی کہ توپ یہان آئی کیونکر اور جو لوگ پہرے پر مقرر تھے وہ یہان سے چل دیے۔

صاحب ۔ کیا پہرا۔ کیا یہان بھی پہرا تھا۔

کوتوال ۔ حضور دونون جگہ پہرا تعینات کر دیا تھا۔

صاحب ۔ پھر پہرے والے کیا ہوئے۔ ایک کا بھی پتا نہین ہی

کوتوال ۔ بڑا تعجب ہے کہ یہ کیا ہوا خداوندا۔

جیمس ۔ یہ سب ہماری ہی غفلت سمجھی جائیگی۔

کوتوال ۔ حضور معلوم ہوتا ہی سب کو مار ڈالا ہی۔

جیمس ۔ ہان مار نہین ڈالا تو کہان گئے پھر۔

اتنے مین ایک شخص نے آکر کہا حضور اس مقام پر بڑی بو آتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ مردون کی لاشین پڑی ہین اور وہان کچھ لکھا بھی ہی۔ اُسکے قریب گئے تو انتہا سے زیادہ

عفونت اور ایک تختے پر لکھا ہوا۔ ع

یادگار قتل جوانان ناہنجار

جنکو شہسوار جرار نے حسن آرا اور سپہر آرا کے سبب سے قتل کیا ہے۔ ؎

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کیلیے

چنین حسن و ملاحت بایں ملک نیست — ملک را حسن اگر ہست این نمک نیست
گل خوبان چو گلی عنبر سرشت ست — وے بوے وفا باہیچ یک نیست
مرا گر دروغ شکر ریی اے شوخ — ترا در بیوفائی ہیچ شک نیست
بہ کوے صبر عاشق رہ نیابد — رہ عشق و صبوری مشترک نیست

فلک ہرگز بمن اہلی نشد یار
مرا ہم چشم یاری از فلک نیست

نہو۔ نہ سہی چشم یاری فلک سے نہین ہی نہ سہی۔ کچھ پروا نہین۔ سمجھا جائیگا اس مقام پر خاکسار شہسوار جرار نے کل برقندازان ناہنجار کو قتل کیا اور قتل کرکے یادگار رہے اور لوگ پڑھین۔ یہ سب مفسدہ کیش حسن آرا کے حسن پر قربان کیے گئے۔ اب بھی اگر حسن آرا احسان نہ مانین اور بغل کو گرم نکرین تو افسوس ہے۔ ؎

نظری فگن کہ دارم تن زار و رو ے زردے
لب خشک و دیدۂ تر دل گرم و آہ سردے

اپنے ہاتھ سے ہمنے ان ملعونون کی گردن کاٹی اور اس کنوین مین توپ دیا۔ خوب شدہات تیرے کی۔ کنوئین مین جھانک کر دیکھا تو اسقدر بو آئی کہ دو تین آدمی سخت بیچین ہوگئے۔ لازم آیا کہ ان مقتول اور بیگناہ کشتون کو وہان سے نکالین۔ کنوئین کا منہ اُگارا گیا اور چونکہ اندھا کنوان تھا جب منہ کھولا گیا لاشین صاف نمودار ہوئین دیکھا تو کسی کا سر تن سے جُدا ہی۔ کسی کو کمر کے پاس سے دونیم کیا ہی اُنکے ورثا کو اطلاع دی گئی وہ اپنے اپنے مُردون کو لے گئے جو بے وارثے تھے اُنکی تجہیز و تکفین کی سرکار نے فکر کی۔

اب تمام شہر کے لوگ باغ مین آڈٹے اور سب متحیر کہ یا الٰہی ایسا آراستہ باغ شہر مین تھا اور آجتک کسی نے دیکھا ہی نہین یہ بنا کب اور آراستہ کب ہوا اور ہم لوگون کو ذرا بھی اطلاع نہونے پائی اور یہ بھی حیرت ہی اس کشت و خون اور شبخون نے شہسوار کو اور بھی مہیب کر دیا۔

بڑی بیگم اور شہزادی بیگم کے چار چار پہرے بیٹھے سو برقنداز انکے مکان پر اور دو سو اُنکے مکان پر کہ مبادا حسن آرا سپہر آرا کی تلاش مین چھاپہ مارے بیخبری مین جماعت کثیر لیکر آئے اور اونکی دونون کو چھین لیجائے تو بڑی بدنامی اور رسوائی ہو۔ دن مین چار بار اور رات کو چھ مرتبہ دس سوار دونون جگہ کی خیر صلاح دریافت کرتے جاتے ہین اور انکے مکانون سے ایک کھیت کے فاصلے پر ایک دستہ تعینات تھا کہ اگر فساد ہو تو فوراً حکام کو اطلاع دو اور جنگی فوج سے کمدیا گیا کہ پیکار کے لیے مستعد رہو کیونکہ اس سفاک نے دو مقامون پر پولیس والون کو ایسی فاش زک دی اور قتل کرکے اپنا کام کیا تو عجب کیا ہی کہ یہان بھی وہ ہی کاروائی کرے اور اس سبب خاص سے اور بھی خوف ہو گیا تھا کہ برنجی توپ باغمین موجود تھی یقین واثق تھا کہ اسکے ہمراہ بھی بدمعاشون اور سپاہیون اور پہلوانون اور پٹھان نامی کی جماعت کثیر ہی گورنمنٹ سے حکام پولیس کے نام بڑے سخت احکام جاری ہوئے اور صاحب کمشنر پولیس کو حکم ہوا کہ خود جاکے انتظام کرین انھون

آن کر بندوبست کیا کہ کل شہر کو گھیر لیا - رعایا محاصرے کی حالت مین تھی ہر ناکے پر فوج کا پڑاؤ - ہر محلے مین دستہ ہر مقام پہرے مقرر کیے گئے اور شہر کے باہر بھی پانچ کوس تک جابجا فوج کی جماعت تھی - تاکہ شہسوار نکلنے نہ پائے -

ادھر تو یہ بندوبست ہو رہا تھا ادھر شہسوار کی چٹھی صاحب سیٹی مجسٹریٹ کے نام آئی عبارت ذیل اسمین درج تھی -

اجی حضرت تسلیم کہیے مزاج کیسے ہین خوش تو بہت ہوئے ہوگے میان ہم لوگ ہین جو ساری خدائی سے مقابلہ کرنے کا دم رکھتے ہین - وہ حبشی جسکو تمنے گرفتار کیا تھا میرا ادنے چیلہ ہی اور مین نے اُسکو وہ پیچ سکھائے ہین کہ اگر سو آدمی بھی گھیر لین تو سب کو زخمی کرکے نکل بھاگے - بس میری طاقت کا ایک ادنی اندازہ یہ ہی کہ اُس ایسے چار کو مین لڑا دیتا ہون اور یون چٹکیون مین دم تو لینے نہ دون - پیچ کہنا کس صفائی کے ساتھ محبوب جان کو نکال لایا - اُس پر میرا دم نکلتا ہی اگر وہ مجھسے جدا ہوجاتی تو مین ابتک مرگیا ہوتا اگر تم اُس محبوب شیرین حرکات کو قید کرلیتے تو صرف اُسکے آخری دیدار کے لیے مین خود دوڑا آتا - مگر خدا کو اچھا کرنا منظور تھا اب مین مزے سے دندناتا ہون - باغ مین تم نے پہرا مقرر کیا تھا لاحول ولاقوۃ ایک کیا اگر دس پہرے ہوتے تو دسون کی ہی گت ہوتی میرے ساتھ سات سو جوان ہے اور سب لڑنے والے ہین - زندگی کو ہیچ سمجھتے ہین تین سو حبشی ہین اور چار سو مین دو سو ہندی دو سو مغل ہندیون مین راجپوت اور سکھ مگر دس جوان ایک پوری پلٹن کے مقابلے کے لیے کافی ہین - یہ تو ہمین یقین نہین کہ ہمکو کوئی گرفتار کرسکے مگر ہان یہ ممکن ہی کہ ہمارے ہمراہیون پر شاید آنچ آجائے جس مجرم دودنے تمکو باغ کا پتا بتایا اُسکی زندگی کا بیمہ نہ ہوگیا - اب چھلکا اور اب چھلکا کوئی دم مین سُن لینا کہ مارڈالا گیا اچھا ہمارے تمھارے بیچ شرط سہی تم مجرم کو ہزار پردون مین رکھو - اور ہم قتل کی فکر کرین - دیکھو کون بازی جیت جاتا ہی اور کوتوال کے ماتھے بھی جائے گی اُسکو بھی زک دون گا کیونکہ محبوب جان پر اُس بیوقوف نے نظر بد ڈالی ہی - راقم شہسوار جرار -

یہ خط پڑھکر صاحب ممدوح اُٹھنے ہی کو تھے کہ ایک سپاہی نے آن کر کہا خداوند جس مجرم نے باغ کا پتا بتایا تھا وہ مارڈالا گیا بڑی حفاظت سے اُسکو کوتوال صاحب نے کپتان صاحب کے حکم سے علیحدہ اور محفوظ مکان مین رکھا تھا لیکن خدا جانے کیا ہوا اور کیونکر قتل کیا گیا حضور اب پولیس کی بڑی بدنامی ہوگئی اور مجھے یقین ہے خداوند کہ سب کو وہ چُن چُن کے مارڈالیگا معلوم ہوتا ہی کہ پولیس والے بھی سب کے سب اُس سے ملے ہوئے ہین یا کوئی عمل اُسکو یاد ہے عقل کام نہین کرتی کہ کیا ہو رہا ہے -

شہسوار نے جب خبر پائی کہ پانچ کوس تک شہر برار محاصرے کی حالت مین ہی اور جابجا دستے اور چوکیان قائم ہوئی ہین اور جنگی فوج سے کام لیا جاتا ہی تو چکر مین آیا کہ اب کیا تدبیر کیجائے سوچا کہ کل ہمراہیون کو جو رستم ثانی اور اپنے وقت کے رؤمین تن ہین لیکر ایکبار حملہ کردون اور ہزارون کو مارکر مردون آخر ایک دن مرنا تو ہے ہی مگر لوگون نے سمجھا یا کہ ابھی جلدی کیا ہے کوئی آپ سے بولتا تو ہے ہی نہین اب آپ یہ مشہور کردیجیے کہ شہسوار اُسی شہر مین ہے تاکہ پولیس والون کو ہر دم خوف رہے اور آپ یہان سے رفتہ رفتہ سب

کو ادھر اُدھر منتشر کر دیجیے مگر خرابی یہ ہو کہ آپ کا حلیہ گلی کوچون مین چھپا ہوا ہو اور قریب قریب ہر بازار مین چار پانچ جگہ آپ کی تصویر آویزان ہو جس طرف آپ نکلینگے گرفتار کر لیے جائینگے پولیس کے لوگ بمبئی تک سے اس غرض سے آئے ہین کہ جان شہسوار ہو پتا لگائین آپ کا یہان سے جانا خالی از خطر نہین ہے۔ آیندہ اختیار بدست مختار۔

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

شہسوار نے کہا ہم بھی اسی فکر مین ہین کہ اب کیا کرین مگر دلی خواہش تو یہ ہو کہ ایک بار خوب دل کھول کر لڑین۔ یہ میرے ساتھ کے جوانان صف شکن وہ وہ کار نمایان کرینگے کہ جنکا حق ہو انشاء اللہ ذرا مین بھی تو دکھا دون کہ مرد کیسے ہوتے ہین اور مردون کے منھ چڑھنا کیسا ہوتا ہو مجھ کو تو میرے آدمیون نے مار ڈالا ہوگا۔ اب آزاد کا نمبر ہے اگر آزاد کو قتل کر ڈالون اور حسن آرا یا سپہر آرا کو بھگا لاؤن تو فہ المراد ورنہ جان حاضر ہے۔

شہسوار نے اپنے دوست ٹھاکر گیان سنگھ راجپوت کو بلوایا اور اُنسے مشورہ لیا۔

شہسوار۔ بھائی گیان سنگھ تم نرے راجپوت ہی نہین ہو پڑھے لکھے آدمی ہو لہذا ہم تم سے پوچھتے ہین کہ اب ہم کیا کرین۔

گیان سنگھ۔ ع۔ صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست۔

شہسوار۔ ہماری صلاح تو کچھ بھی نہین ہے۔

گیان سنگھ۔ بس پھر جہان ہو وہین بیٹھے رہو۔

قاتل الرقیب کی گرفتاری

ہوای انجمن آرا ئیم بسر افتاد
شراب خوارہ تنے چند خواہم از احباب

کہ می خورند چو از یادہ رخ برافروزد
بسوز رشک دل حاسدان کنند کباب

تو اے ندیم وتو اے ساقی تو اے مطرب
بسوز عود و بپیما مے و بساز رباب

کجائی اے مہ خورشید جلوہ بیں ساغر
کجائی اے بت ناہید نغمہ ہان مضراب

معاشران کو نام فرخی فرجام
پس از ادائے سپاس مفتح الابواب

بزم گاہ بیارید یک دو گلشن گل
بخاک او بپاشید یک دو جلہ گلاب

ز ہید بادہ گلفام و چون سلام کنیم
ہمان بہ بادہ سلام مرا دہید جواب

ایک گلزار بخیار سراپا بہار روکش بوستان فرخار مین جسکی ہر روش پر نگارستان چین اور ہر شاخ گل پر مہوشان ناز آفرین اور حوریان زہرہ جبین کا دھوکا ہوتا تھا شہسوار جرار و مرد آزاد اپنی معشوقہ جمیلہ و دلدار کے ہاتھ مین ہاتھ دیے مصروف گلگشت ہی۔ شہسوار عیار محبوب جان ستمگار۔ وہ آشوب دوران۔ یہ بلائے جسم و جان وہ صف شکن شیر افگن۔ یہ نسرین بدن پستہ دہن۔ وہ سرو قد یاسمن بو و سیم ساق عنبر مو۔ وہ شمشیر خون آشام سے بیگنا ہونکی جان لینے مین طاق۔ یہ تیغ ابرو سے عشاق کے بسمل کرنے مین مشاق۔ وہ بلبل چمنستان شیوا زبانی۔ یہ طوطی نوبہار جادو بیانی۔ وہ شیر دل جوان طنا زیہ سرمست خوبی محو ناز باغ نئی دلہن کی طرح سجا سجایا۔ چپہ چپہ رشک جنان زمین چہارم آسمان۔ آب و ہوا مین تاثیر مستی و جوش بلبلین گلون اور قمریان شمشاد سے ہم آغوش۔ ہر چمن جنت نظیر ہر روش غیرت کشمیر۔ درختان پُر میوہ کی شاخون کا زمین کو چومنا اور زمردین پر و بال موریلون کا فرط مستی مین جھومنا پھولون کی بھینی بو باس خوبرویان بناتی کا سبز سبز لباس

بھینی بھینی وہ ہوا اور زمین کی وہ بہار
اور پھولونکی وہ بوٹونکی ہر اک سمت قطار
ہو نسیم سحری جسپہ دل وجان سے نثار
نور کی بزم تھی روشن تھے کنول بوٹے دار
تھے چنگیر دن مین کہین بار کہین گلدستے
تھے کہین جام بلورین کہین کنڑے کے

وہ محبوب شمع بالا اور عاشق رعنا عین لطف وکیفیت مین بکمال مستی وجوش حسن پرستی مزے مزے کی باتین کرتی باصد ہزار کرشمہ لاجوردی زمین ارم تزئین پر قدم دھرتی روشون مین تماشاے ریحان وضمیران کرتی تھی۔

نے غم دزدو نے غم کالا

کوئی فکر نہین۔ غم والم کا ذکر نہین فرحناک ودل شاد خوش وخرم شادان وفرحان مست وغرلخوان۔ شہسوار کو یہ ناز تھا کہ اگر ساری خدائی مین مشعل آفتاب لے کر کوئی تلاش کرے تو ایسی رنگین ادا معشوقہ رعنا نہ ملے اور اُس زن ملیح کو یہ غرور تھا کہ ایسا شیر مرد تمام عالم مین پیدا نہوا ہوگا جیسا شہسوار جرار ہے۔

اس معشوق شمع قدبت عربدہ جونے اپنے عاشق شیر انداز جوان طناز کی طرف مخاطب ہوکر کہا اسوقت بادۂ طرب انگیز اور شراب ناب تیز کے نشے مین بے اختیار جی چاہتا ہی کہ خوب دل کھولکر گاؤن اور نغمہ دلکش سے روح کو وجد مین لاؤن۔ شہسوار نے اس رشید عیار روسیم بدن طرار وغنچہ دہن کے لب لعل شکر خا کا بوسہ جان پرور لیکر کہا بسم اللہ مگر اسقدر ضرور یاد رہے کہ

رواست شور شنیدو ترانہ مستان را
بشرط آنکہ نگویند راز پنہان را

اسکے بعد بعد حسرت یون بیان کیا کہ اے جان جان ہماری تمھاری کشتی عیش ودو آبہ امید وبیم مین ہے اسوقت لطف وکیفیت کے ساتھ اس گلستان بیخزان کے مزے اُڑا رہے ہین شہنشاہ ہفت کشور اور تاجدار بحر وبر کو بھی یہ عیش خواب مین نصیب نہوا ہوگا مگر جسوقت خیال آتا ہی کہ ع

اسطرف ساری خدائی ہی ادھر کچھ بھی نہین

سارا مزہ کرکرا اور عیش منغص ہوجاتا ہی یہ تو سمجھے ہوئے ہین کہ ایک روز تمسے جدائی ضرور ہوگی مگر تمھاری یاد ہی سے دل بہلائینگے۔ مرتے دم تک نہ ہم تمکو بھول سکتے ہین۔ نہ تم ہم کو۔

بہم از زمزمۂ یاد تو خاموش مباد
غیر تمثال تو نقش ورق ہوش مباد

اتنے مین ساقیان سیم ساق فتنہ دوران یعنی کنیزان بسم کنان غنچہ دہان نے مے کی گلابیان قرینے کے ساتھ چنین اور شہسوار نے اپنے ہاتھ سے جام بادۂ احمر دے کر کہا۔

بساز عود بدہ یک شراب وصل مرا
کہ من بسوختم از ہجر تو چو زآتش عود

محبوب جان نے نازوادا کے ساتھ مسکرا کر شراب کا پیالہ لیا اور پیتے ہی عین مستی مین اپنے عاشق شیر اندام کے رخسار تابان کے کئی سرجوش بوسے لیے شہسوار نے خود بھی شراب لنڈھائی اور باہم میٹھی میٹھی باتین ہونے لگین ناظورۂ زہرہ رخ نے عاشق فراخ سینہ نازک میان کی گردن مین ہاتھ ڈال کر کہا اس باغ کو تم نے ایسا سجایا ہے کہ بہشت مین بھی اس سے زیادہ کیفیت نہوگی آلہی یہ باغ ہے یا حضرت

سلیمان کا شہر زرین ۔ ؎

سوادش در نظر از قصر ایوان
بود چون شہر زرین سلیمان

اور املاک اور قصر سپہر تو امان یا اور منار فلک شکوہ کی وسعت لامکان سے زیادہ ہی مگر اُس مین ایک بات کی البتہ کسر رہگئی ہی کہ کوئی نہر جاری نہین ہی ۔ شہسوار نے کہا یہ کون بڑی بات ہی ۔ اس ٹھوارے کے اندر ہی اندر تمام باغ مین انہار لطافت بار جاری ہو جائین گی اور پانی کے عوض انشاء اللہ کیتکی کی شراب ہو تو سہی ۔

زن فتنہ جو نے کہا اسقدر شراب کی کیا ضرورت ہے ۔ ہم تم دونون بادۂ جوانی کے نشے مین مخمور اور چور ہین شراب کی کیا اصل و حقیقت ہے ۔

شہسوار نے بوسۂ چشم مست لے کر کہا ۔ ہم مخمور ہون یا نہون مگر یہ تو نرگس مخمور ضرور ہے بے مے مست اسی کا نام ہی تمھاری ایک ادا ہو تو جان دون دو ہون تو دل اور جان دونون کو نذر کرون جب ایک ایک ادا مین ہزارون ادائین نکلین اور اُن ہزارون مین لاکھون ادائین اور پیدا ہون تو کوئی کیا نذر کرے ۔ ایک جان تو بس ایک ادا کے لیے کافی ہے ۔ ؎

ترا صد خوبی در ہر یک صد دیدہ حیرانت
مرا یک جان و میخواہم شوم صد بار قربانت

اُس بت خورشید جلوہ نے طوطی زبان کو کمال جادو طرازی یون زمزمہ سنج بیان کیا کہ اے جوان شیر افگن جس روز مین نے تیری صورت زیبا اور مستانہ چال اور چشم ساقی مشرب دیکھی ہزار جان سے عاشق ہو گئی مگر سوچتی تھی کہ یا خدا بھلا کیونکر آرزوئے دلی بر آئیگی پہلے تو اُمید وصل منقطع ہو گئی اور سمجھی کہ ملاقات کی تمنا نہ نکلے گی ۔

طمع بوسہ ازان لعل شکر خا دارم
خبر از خانہ دربستہ تمنا دارم

مگر مسبب الاسباب نے میری فریاد سُن لی اور میری دعاے سحری و نیم شبی مستجاب الدعوات نے قبول کی کس زبان سے اُسکا شکریہ ادا کرون مجھے کوئی کھانا نہ دے کپڑا نہ دے مگر تو میری آغوش مین ہو تو کرورون آسایش کے اسباب سے زیادہ ہے اگر اصل مین دیکھو اور چشم بینا سے کام لو تو عاشق معشوق سب ایک ہین مگر عقل کا پھیر ہے ۔ اب ۔ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے

اور صاحب ظاہر ہی کہ اگر خدانہ کردہ تمھارے پاؤن مین پھانس چبھے تو مجھے اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ رنج ہو اور اگر میری طبیعت ناساز ہو جائے تو تم مجھسے کہین زیادہ بیتاب اور بیچین ہو اصل مین ہم تم یک جان دو قالب ہین ۔ ؎

در حقیقت دگرے نیست خدائیم ہمہ
لیک از گردش یک نقطہ جدائیم ہمہ

شہسوار نے پیاپے جام لنڈھائے اور معشوقہ زہرہ بناگوش کو بھی پلائے اور یہ مست ہو کر لسان الغیب خواجہ حافظ شیراز مضمار فصاحت یکہ تاز کے اشعار زبان پر لائے ۔

ساقیا برخیز و در دہ جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
مانمی خواہیم ننگ و نام را

اُس آہو چشم سے کہا آج یون تو تمھارے ہر عضو بدن پر
یوبن ہی مگر آنکھ کے دل چاہتا ہی کہ صبح تک بوسے ہی
لیتا جاؤن یہ کہکر دو تین بوسے لیے۔

محبوب جان نے دریافت کیا کیون شہسوار اگر خدانخواستہ
ہم گرفتار کرلیے جائین تو کیا ہو۔ شہسوار نے مسکراکر جواب دیا۔
ہو کیا ہزارون لاشین ادھر اُدھر پھڑک رہی ہون اور
کیا ہو۔ پوچھا اگر بھاگ چلو تو کیا کہا ایک بارہ ہمراہیون کے
آمادہ ہو چکے ہین مگر مصلحت کے خلاف سمجھکر درگذر کیا۔
محبوب جان نے صلاح دی کہ مع حشم وخدم اور مع حبشیون
اور سکھون اور معلون اور راجپوتون کے جانا تو صاف
پیغام جنگ دینا ہی بہتر یہ ہی کہ ہم اور تم زیل پر سوار ہوکر
چپکے سے کسی اور مُلک کو روانہ ہوجائین ہم نے سنا ہی کہ فرانس
ڈانڈے مین جسکا نام چندرنگر ہی مفر کی صورت نکل سکتی ہی
اگر چندرنگر مین بھاگ چلین تو کیسا وہان مزے سے زندگی
بسر کرین اور پھر قسم کھا لو کہ ڈاکہ زنی اور چوری اور جعل
فریب سے اجتناب کرون گا۔

شہسوار کو یہ بات پسند آئی۔ کہا ہی تو مناسب چپکے سے
تمکو لیکر چلدین اور وہان کھلم کھلا رہین۔ خدا نے کھانے کو
نان خشک دی ہی۔ میرے پاس اسوقت چالیس ہزار کے
جواہرات ہین اور کوئی بارہ ہزار کے نوٹ ایک شخص
غیر کے نام سے یہ رقم ہماری زندگی بھر کے لیے کافی
ہے۔ اب واقعی ڈاکہ زنی اور کشت وخون اور جعل و
فریب کرتے کرتے تھک گیا۔ اب دم نہین ہے۔ علاوہ
برین اگر مین پکڑا گیا تو ضرور ہے کہ پھانسی پاؤن۔ کئی
آدمیون کا خون میری گردن پر ہی اور جب مین نے
پھانسی پائی تو تمھاری زندگی بھی تلخ ہوجائیگی پھر تم کس کی
ہوکے رہوگی مجھے اپنی جان جانے کا تو خوف نہین ہے
مگر خوف یہ ہے کہ تم پھر یہ مزے یہ لطف یہ آرام کہان سے
پاؤ گی۔ تم کو اس طرح کیونکر عیش حاصل ہوگا توبہ کی
کان پکڑے کہ اب آج سے مردم آزادی نکرین گے مگر
جان من خوب یاد رکھو اب ہماری زندگی کا پیمانہ لبریز
بھی ہوگیا ہے چاہے یہان رہو چاہے چندرنگر جاؤ ممکن
نہین کہ جان بچے ہم کو تو یقین ہے کہ فرانس ڈانڈے
جاتے ہی گرفتار کرلیے جائین۔ کیا کرین اور کیا نہ کرین۔
کچھ سمجھ مین نہین آتا خدا ہی پر بھروسا ہے۔

	ما کار خویش را بخدا وند کار ساز بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

زن ملیح کو یہ کلمات سُن کر سخت رنج ہوا اور
شہسوار کے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا۔ اسوقت مین
نہایت شاد وخرم تھی مگر تمھارے اس بیان نے مجھے سخت
ملول اور افسردہ کردیا۔ اور مایوسی چوطرفہ سے صورت
دکھانے لگی۔ اب یاس ہی یاس نظر آتی ہی اس بیکسی مین
بجز خدا کے اور کون مدد دینے والا ہی مگر کتنے ایسی سفاکی کی
ہے کہ خدا سے بھی امید مدد نہین۔ پھر اب بھلا کون صورت
مفر ہے۔ ع

	اُسکا ہی کون جس کی مدد پر خدا نہین

جب خدا ہی مدد پر نہین تو اور کون مدد کرے گا۔

شہسوار معشوقہ گلعذار کو لے کر باغ کی محل سرا مین متمکن ہوئے
اور چونکہ دونون نشۂ بادہ احمر سے چور تھے باہم جوش و
خروش کی باتین ہونے لگین۔

شہسوار۔ تو لیلیٰ ہین مجنون و شیرین ہین فرہاد۔

زمین کان نمک گردیدہ است از شور سودایم	
بجائے گرد مجنون خیزد از دامان صحرایم	

معشوق۔ ہم اور تم دونون عاشق دونون معشوق۔ یک جان دو قالب۔ تم لیلیٰ ہم مجنون۔ ہم لیلیٰ تم مجنون۔ جب دروازے پر سرکاری پہرا تھا اور دوڑ آئی تھی مین اپنے دل کا حال نہین کہہ سکتی مگر مجھے اپنے حسن گلوسوز پر غرہ اور ناز تھا اور میرا دل گواہی دیتا تھا کہ میری پیاری صورت اور دلربا ادا دیکھکر کوتوال ایسا فریفتہ ہو جائے گا کہ مین اپنا مطلب حاصل کرلونگی اس تمنا کے پورا کرنیکی غرض سے مین خوب نکھری اور بناؤ چناؤ کرکے کوتوال کے سامنے گئی پس ہزار جان سے عاشق ہوگیا کوتوال نے پوچھا کہ تم غمگین کیون ہو۔ مین نے کہا۔ ؎

مردم زغم و غم علاج است	ناخود چہ کند کسے مزاج است

اتنا کہنا تھا کہ کوتوال نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا جان من تم پژمردہ و افسردہ کیون ہو شہسوار نہین سہی ہم تو ہین۔ مین نے اور بھی لگاوٹ کی باتین کین اور وہ بھی مرنے لگا کہا تم درد دل بتاؤ تو چارہ کردن۔ شہر کوتوال برسر حکومت ہون سارا زمانہ مجھسے ڈرتا ہی۔ کوئی میرا بال تک بیکا نہین کرسکتا مگر درد معلوم ہو تو درمان کرون مین نے کہا میرے دل کا درد کسی درمان کا محتاج نہین ہی۔ مین صرف یہ چاہتی ہون کہ شہسوار کے بعد اب کوئی اور جوان شیر اندام سپاہی پیشہ بانکا آدمی ملے اور آشنا ہوکے رہون یہ سُن کر کوتوال نے خود لگاوٹ کی باتین شروع کین اور کہا پیاری محبوب جان اگر ہماری ہوکر رہو تو چین بھی کروگی۔ تمام شہر تمھاری رعایا کوئی تمکو ٹوکنے والا نہین شہسوار تو ایک ڈاکو چوٹا تھا وہ کس مین ہی خان مین خان کے اونٹون مین اور ہم واقعی ایسی ہی معشوقہ طناز کی تلاش مین تھے جیسی تم ہو۔ مگر جو ہمسے دل ملے تو پھر قسم کھالو کہ کسی اور کی طرف مخاطب نہوگی ہمارے عشق کی قدر کرو تو ہم جان اور دل دونون قربان کردین اور جو معشوق قدر دل عشاق ہی نجانے اُس سے عاشقی اور معشوق کے برتاؤ مین بڑی مصیبت پڑتی ہی۔ ؎

کجا قدر دل عشاق را داند پریزادے	کہ دل زد پیش پای لالہ بیگانہ از گوشے

شہسوار جرار نے اس محبوب لالہ رو عنبرین مو سے از راہ مذاق دریافت کیا کہ کیون جان سچ کہنا کہ اُس ہنسی مذاق مین یہ توجی نہین چاہتا تھا کہ مین کوتوال ہی کے ساتھ بھاگ جاؤن اُسنے بھرے تو اچھے دیے کہ مین کوتوال ہون برسر حکومت ہون وہ اُٹھائی گیرا ڈاکو چور۔ بدمعاش۔ اور ظاہر ہی کہ کوتوال حاکم شہر ہی۔ کل شہر اُسکی رعایا ہی۔ شاید دو چار روز اور پٹی پڑھاتا تو بھرے مین آجاتین۔ یہ فقرہ سُن کر وہ زن جفا پیشہ بد دماغ ہوگئی اور چونکہ نشے مین چور تھی نہایت غیظ و غضب مین شہسوار کو صلواتین سُنائین اور کہا یہ بدگمانی مین تو جان دیتی ہون اور تو مجھے ایسی ہرجائی سمجھے جاتا ہی سچ ہی مرد سے خود ہردگی اچھے ہوتے ہین ایسا ہی سب کو سمجھتے ہین شہسوار نے بوسہ لیکر کہا اسوقت صرف ازراہ مذاق یہ کلمہ زبان پر لایا عجب ہی کہ ہنسی کی بات سے تمنے بُرا مانا۔ اسوقت خواہ مخواہ چیل اور دل لگی کیطرف طبیعت مائل ہی از برائے خدا بُرا نہ مانو۔ ؎

زمین ز سایۂ ابر بہار ہمدوش است	ز جوش لالہ و گل خون خاک در جوش است

اس جوشش بہار مین لطف بوس و کنار اور کیفیت ہم آغوشی عاشق زار و معشوق لالہ رخسار ہی۔ چمنون مین نوبہار کی گرمی بازار ہے طوطیان شکر بار۔ تدرو خوش رفتار۔ ؎

ہر سو دش رنگ محبت سے ہی گلشن معمور	اسی گلزار کے گلچین ہین گداو فقور

ذوق قدر نے کیا سرو کے قامت منظور
قدر گل جان بچو حکم ہوا بلبل کو

زلف کی طرح سے بلبل کو پریشان دیکھا
صورت آئینہ نرگس کو بھی حیران دیکھا

معشوق - تنے اسوقت ایسی بات کہی کہ طبیعت منغص کردی منھ پھیر کر کہا، تمھاری سزا یہ ہو کہ مدت بھر تمسے بات نکروں اور ترساؤں چاہو تڑپو چاہو زار زار روؤ۔

شہسوار - یہ بے اعتنائی - یہ کج ادائی - یہ عتاب الٰہی - مگر -

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اُسکا نہ دیکھنا تو التفات ہے

معشوق - خیر اگر یہ ہو تو تمھارا مزہ ہر طرح حاصل ہی -

شہسوار - جلاؤ اور کہو کہ شعلون سے ٹھنڈک پڑی - ؎

شیریں پہ طعن تلخی فرہاد کس لیے
مجھکو بھی کچھ مزہ نہ ملا تیری چاہ مین

معشوق - اچھا کنون تو ان دلارون کو پہونچے - (آہستہ سے)

شہسوار - یہ آہستہ آہستہ کہنا کیا لطف دیتا ہی -

نہ کیونکر بس مواجاؤن کہ یاد آتا ہے رہ رہ کر
وہ تیرا مسکرانا کچھ مجھے ہونٹون مین کہہ کہکر

معشوق - اب تم لاکھ باتین بناؤ اس شب کو بجز حسرت و ناکامی کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا تمھین -

شہسوار - بدگمان خود کام شعلہ مزاج معشوق سے پالا پڑا ہی ایک تو حسن صبیح آفت جان دوسرے ناز و عتاب اُسپر طرہ بلائے بے درمان اِن دونون نے دِل چھین لیا -

نخوان کہ دلبر خود کام سے پڑا ہی کام
حصول کام ہی بیکار و سعی بیحاصل

وہ تند خو کہ اگر جور سے پشیمان ہو
تو بہر عذر کرے ناز ہی تا بگسل

وہ بیوفا کہ نکر جاہی جان تسکین تک
کرے جو عہد وہ وز جزا دم بسمل

وہ شمع انجمن نازہی حوصلہ سوز
جو بجھے خواری مشتاق رونق محفل

وہ جنگجو کہ اگر بوے کوئی دشمن بھی
تو بیحیائی کہ ملنے ہون جاکے قاتل

وہ بیوفا کہ ذلیلی بھی گر رکاب مین ہو
نہ پھر کہے کہ کہان آئے ہی پس محمل

فتنہ کاری اور جفا کاری کوئی تمسے سیکھے ستم و آزاری کا سبق کوئی تم سے لے - از براے خدا اب اِس جور و ستم سے باز آؤ بیحجاب رُخ زیبا کی جھلک دکھاؤ - اللہ جانتا ہی اسقدر تاب دوری کو مین برسون کے ہجر کے برابر سمجھتا ہون خدارا کھڑا دکھادو - کیون بیگناہون کو قتل کرتی ہو - جفا جو ہونا معشوق کی تعریف ہے مگر اعتدال کے ساتھ اسوقت کا عتاب نیجان کردے گا -

شہسوار زار جسقدر اصرار اور جدوجہد بسیار کرتے تھے اُسیقدر زیادہ ادھر سے انکار اور غمزہ ہوتا تھا اِدھر بیقراری اُدھر بے نیازی ادھر حرکات مجنونانہ اُدھر انداز معشوقانہ ادھر حیرانی و پشیانی اُدھر چین و پیشانی شہسوار نے آہ سرد کھینچکر کہا محبوب جان یہ عتاب و جور تو عذاب جان ناتوان ہی مین تو اسوقت سورہتا کیونکہ خوب جانتا ہون کہ جو بات تیری زبان سے نکلی اُسکے خلاف ہونا محال ہے - مگر سویا بھی جائے -

چین آتا ہی نہین سوتے ہین جس پہلو ہمین
اضطراب دل غرض جینے نہ دے گا تو ہمین

اگر اسوقت بستر گل پر لیٹون تو شعلون کے سبب سے جو دل سے نکل رہے ہین وہ بھی جل بھن کے خاک ہوجائے اس سے سوز دل کا کیا ٹھکانا ہے -

اُف رے سوز عشق بریان دل کی تسکین کے لیے
خرمن گل پر جو لوٹا وہ بھی گلخن ہوگیا

ابھی یہ اختلاط کی باتین ہو رہی تھین اور اب یہ حال ہے ایسے جلد مزاج کا بدل جانا بھی ہماری جان کے لیے ستم ہے مگر کہین کس سے معشوق کے مزاج کا کیا ٹھکانا

ہے ظلم کرم جانا تجاہل پہ ادا کتنا
مشکل ہے مزاج اتنا اکبار بدل جانا
عشق اُنکی بلا جانے عاشق ہو تو پہچانے
تو مجھکو اطبائے سودے کا خلل جانا
کیا ایسے سے دعویٰ ہو محشر مین کہ مین نے تو
خونخوارہ قاتل کو احسان اجل جانا

ناحق اسقدر عتاب کرتی ہو۔ جو دم عیش مین گذرے اسکو غنیمت سمجھو۔ جانتی ہو کہ سرکاری پیادے اور کوتوال اس فکر مین ہین کہ گرفتار کرلین۔ سارا زمانہ دشمن ہے جب سے ہمایون فر کو قتل کیا تب سے دنیا بھر ہمارے نام پر لاحول پڑھتی ہے کسی کو ہمارے ساتھ ہمدردی نہین مگر پھر بھی نہین سمجھتین۔ ؎

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو | جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

معشوق۔ پھر یہ بدگمانی اور طعنہ زنی کیون کرتے ہو۔
شہسوار۔ شکر خدا کہ بات تو کی۔ الحمد للہ۔
معشوق۔ کوتوال موئے کو ایڑی چوٹی پر قربان کردن اسکی بھی کوئی اصل و حقیقت ہے۔
شہسوار۔ مجھے کہتی ہو میرا سا خوبرو جوان دنیا مین کوئی پیدا بھی ہوا ہے۔ کوئی نہین۔
معشوق۔ پھر یہ بدگمانی کیسی کہ سامنے سے بھڑکنے لگے۔
شہسوار۔ اب رات جاتی ہی یا آتی ہی خدا کے لیے صلح کرلو سویرے تک خدا جانے کیا ہو۔ یہان تو ایک گھڑی بھر کا بھی ٹھکانا نہین ہے۔
معشوق۔ اچھا توبہ کرو اور قسم کھاؤ کہ اب آیندہ ایسے کلمے زبان پر نہ لاؤنگا تو البتہ شاید کسی قدر عتاب کم ہوجائے ورنہ حال ہے۔
شہسوار۔ سبحان اللہ اگر توبہ کرون تو شاید کسی قدر عتاب کم ہوجائے یہ نہ کہا کہ گلے لگالون۔ عتاب صرف کسی قدر کم ہوجائیگا اور اسمین بھی شاید نگاہون سے۔ خیر۔

شاد باش اے دل کہ فردا روز بازار جزا
مژدۂ قتل ست گر چہ وعدۂ دیدار نیست

معشوق خوش الحان فخر حسینان جہان محبوب جان نے شہسوار کے خوش کرنے کے لیے یہ غزل لحن داؤدی اونچے سُرون مین گانا شروع کی۔

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے
خدا کے رشک سے کیون کر نہ آئے جوش مین خون
کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پائمال تو ہے
ذرا تھم اے دل مضطر کہ عنقریب وصل کرون
شب فراق نہ سہی خواب بھی خیال تو ہے
کہان تلک گلہ ہائے تغافل قاتل
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہے
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی
ہو آون حضرت عیسیٰ تک اتنا حال تو ہے
شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون
کہ گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہے
عبث ترقی فن کی ہوس سے مومن کو
زیادہ ہوئیگا کیا اُس سے بیمثال تو ہے

اتنے مین دو حبشی بے تحاشا دوڑے آئے اور کہا از برائے خدا اور رسول خاموش۔ ہو سرکاری آدمی آن پہونچے

غضب ہوگیا شہسوار نے فوراً بندوق ہاتھ مین لی اور کہا کچھ پروا نہین۔ آنے دو مگر محبوب جان بیچاری تھر تھر کانپنے لگی۔ خبشیون نے کہا ہمنے اٹاری پر سے دیکھا کہ دس بیس آدمی آہستہ آہستہ اس باغ کی دیوار کی طرف آرہے ہین اور دو کے پاس بندوق بھی نظر سے گذری اور اسیوقت آپ نے گانا شروع کیا اور بھی آئے حواس غائب ہوگئے کہ یا خدا اب کیا ہوگا۔ وہان سے بھاگین کیونکر۔ دوڑتے ہوئے یہان تک آئے اب ہمین نہین معلوم ہوا کہ وہ لوگ کس طرف چل دیے۔ مگر پچاس ساٹھ آدمی اٹاری اور دروازے کے پاس سے دیکھ رہے ہین۔

اتنے مین ایک مغل اور ایک راجپوت دوڑتا ہوا آیا اور کہا خاموش بالکل سکوت اختیار کرو۔

مغل ۔ وہی لوگ ہین اور جماعت کے ساتھ آتے ہین بالفعل کوئی دس بارہ آدمی ہین شاید انکے پیچھے اور لوگ بھی ہون۔

راجپوت ۔ ہمکو تو چور معلوم ہوتے ہین ہمارا مکان بانگر مین ہے اور ہمارے باپ دادا سب ڈاکو تھے اسطرح پر آنا ڈاکو ڈن ہی کا کام ہے۔

مغل ۔ یہ تم کیونکر سمجھے کہ چور ہین ایسا نہو اسی دھوکے مین رہو اور غضب ہوجائے۔ بخوبی غور کرلو اسوقت۔

راجپوت ۔ ہم اسطرح پر سمجھے کہ آتے ہی انھون نے سیار کی بولی بولی اور اس بولی سے ہم بخوبی جان گئے کہ یہ سیار نہین چور ہے ہمارا دھوکہ اس مین۔

مغل ۔ ہان! ہم اس ملک کا حال اسقدر نہین جانتے۔

شہسوار ۔ چلو ہم چلکر دیکھین تو مین کسطرف۔

محبوب جان ۔ یا خدا آئی ہوئی ٹل جائے پاک پروردگار۔

شہسوار ۔ این! ہماری صحبت اور یہ خوف۔ ڈر کیا ہے۔ سپاہی ہین یا عورت تلوار کے عوض چوڑیان پہن لون واہ وا۔

شہسوار نے کوٹھے پر سے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ سات آدمی ایک کھیت مین بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ کچھ باتین کررہے ہین۔ مسکراکر کہا راجپوت کا قول صحیح ہے یہ چور ہین اور اسوقت کسی بڑے آدمی کے ہان چوری کرنے جاتے ہین راجپوت سے کہا اگر تم اسوقت انسے جاکر ملو تو بڑی خاطر سے پیش آئین وہ پرانا ڈاکو اس فن کا نقاد تھا۔ فوراً ایک دریچی کی راہ سے کودا اور آہستہ آہستہ انکے قریب جاکر ایسے اشارے اور گفتگو کی کہ وہ سب انکو اپنا ہمدرد اور خرانٹ ڈاکو سمجھکر تعظیم کرنے لگے انھون نے دریافت کیا کہ یار اسوقت کسکا گلا کاٹنے جاتے ہو کہا ایک بہت بڑا مہاجن یہان سے دس کوس پر رہتا ہے۔ وہ اور اسکا لڑکا اور اسکی بہو اور لڑکیان آج تیرتھ کرکے جاتی ہین اور گھنٹے دو گھنٹے مین اس راہ سے نکلین گی۔ ہم اسی تاک مین ہین انسے روپیہ چھین لین اور زیور بھی کثرت سے ملے گا ہم سب بیس آدمی ہین مگر بیسون ایسے کرارے اور گلچھے اور تلوار ایسے کہ سو کا مقابلہ کرین راجپوت نے انکی گفتگو سُن کر اپنا راستہ لیا اور اس شخص کو اپنا ساتھی اور بانگر کا چور سمجھ کر انکو یقین ہوگیا کہ یہ ہم کو دھوکا دینگا پوچھا کہان چلے۔ ٹھہرو تو تم بھی کچھ لیتے جاؤ کہا ہمین اسوقت ایک بڑا ضروری کام ہے مگر ہماری طرف سے آپ خاطر جمع رکھین۔ یہ کہکر راجپوت نے اپنی راہ لی وہ لوگ تو اُن کی آمد آمد کے منتظر تھے ہی فوراً دروازہ کھول دیا انھون نے جاکر کل حال بیان کیا تو لوگون نے

رائے دی کہ ان سب کو یہان بیٹھے کا بیٹھا ہی رہنے دو تم دو تین آگے بڑھکر خود ہی ڈاکہ مارو اور زیور وغیرہ چھین کے لوٹ لو راجپوت نے کہا یہ ہمارے دھرم کے خلاف ہی سو مت ہم اگر ساتھ دین تو ان ڈاکوؤن کا ورنہ بانگر کے چور نہین ہم لوگونکا ایسا ہی بھرم ہی کہ انھون نے ہمسے کچا چٹھا بیان کردیا اور جب ہم چلنے لگے تو روکا نہین اب ہم اپنا بھرم کیون کھوین شہسوار نے کہا بیشک صحیح کہتے ہو مگر اُسکے علاوہ ایک سبب اور بھی ہی وہ یہ کہ اگر اس مقام کے قریب کہین ڈاکہ زنی ہوئی تو ہمارہی نقصان ہی کیونکہ یون تو یہان کوئی نہین آتا اور جب واردات ہوگی تو موقع دیکھنے کے لیے سب آئینگے اور ہماری جان معرض خطر مین پڑیگی۔ اس سے بہتر یہ ہی کہ ان لوگون کو سمجھا دو اور اگر نہ مانین تو ان سے کہو کہ جو کچھ جرمانہ چاہو ہمسے لے لو شاید مان جائین۔ راجپوت پھر انکے پاس گیا انھون نے کہا کہ ہمارے پاس خبر آئی ہی کہ اب وہ دوسرے راستے سے چلے گئے۔ لہذا ہم محروم واپس جاتے ہین شہسوار اور اسکے ہمراہی سب خوش ہوئے کہ بڑی بلا ٹلی اگر اُنسے مقابلہ کرتے تو گولی چلتی۔ دن ہوتا خبر چھپی نہ رہتی۔ وہ ڈاکہ مارتے تو یہ مقام محفوظ فوراً سب کو معلوم ہوجاتا اور دھر لیے جاتے

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ دستیان پھک رہی ہین اور سپاہی ساتھ ہین اور کئی رتھ اور گاڑیان آتی ہین اور ہر گاڑی اور رتھ کے ہمراہ ادھر ادھر ایک ایک جوان پرانے فشن کے توڑے دار بندوق لیے ہوئے چلا آتا ہی گنا تو دس گاڑیان چار رتھ تین گھوڑے ایک اونٹ تینتیس جوان بندوقین لیے ہوئے جو وہ سپاہی دس آدمی لٹھ لیے ہوئے تین سائیس ایک ساربان اٹھارہ گاڑی بان چار برہمن دس گھر کے آدمی مہاجن اُسکے دو لڑکے ایک داماد ایک بھائی تین اور رشتہ دار چار چوکیدار۔ اس جماعت کے ساتھ یہ لوگ آئے شہسوار نے کو کھے سے دیکھا تو کہا۔ افوہ بیس آدمیون کا ان کا مقابلہ ہوتا تو کچھ دیر تک چلتی۔ راجپوت سے کہا تم جاکے ذرا ان لوگون سے باتین تو کرو۔ حکم پاتے ہی وہ درختے کی راہ سے کودا اور ایک سپاہی سے اُسنے یون مکالمہ کیا۔

راجپوت ۔ کہان جاتے ہو بھیا گنگا جی کے میلے۔

سپاہی ۔ ہان راستہ سے الگ ہٹو سواریان آتی ہین۔

راجپوت ۔ ہمارے پاس کیا کچھ چھکڑا ہی یا فوج لیے ہین۔

سپاہی ۔ وہ چھکڑا ہو یا نہ ہو الگ ہٹ کے کھڑے ہو۔

راجپوت ۔ (مسکراکر) ہم غریب آدمی۔ غریب کی جورو سب کی سرہیج جوچا ہو سو کہہ لو۔ ابھی اگر چور یا ڈاکو ملجائین تو قدر عافیت معلوم ہوجائے میان صاحب جی۔

سپاہی ۔ کیا قدر عافیت۔ کچھ بیدھا تو نہین ہی چور تو ہماری صورت دیکھے بھاگتا ہی تو دھمکاتا ہی کیا۔

راجپوت ۔ ہان! اور جو ابھی ہم چوری کرلین تو کیا۔

دوسرا ۔ (سپاہی) کوئی سودائی ہی جی ایک گولی ماردن تو تیان ہی جان نکلجائے مگر ٹرائیگا ضرور۔ چل الگ ہٹ گدھا سور۔

اس فقرے پر راجپوت آگ ہوگیا آؤ دیکھا نہ تاؤ چٹ نیچے کود کل پر چڑھا کے گولی مارنے ہی کو تھا کہ ایک آدمی چلایا راجپوت نے دیکھا کہ یہ اب سب کے سب ملکر مجھے قتل کرڈالینگے فوراً نیچے باد ہوائی سر کردیا اور اس پھرتی سے بھاگا کہ کئی جوانون نے اسکا تعاقب کیا مگر بے سود ادھر یہ کیفیت دیکھکر وہ حبشی جو مسلح تھے اُسکی مدد کو گئے اور آئی گئی بات ہوگئی۔

اس معرکے کے بعد شہسوار عاشق زار نے اپنی معشوقہ باغ و بہار

طرار دلہ دار کو آن کر سمجھایا کہ اے جانجان اسوقت بیس آدمیون کا کھیت مین آکے چھپنا ستم ہوگیا تھا سب کو شبہ کے عوض کامل یقین تھا کہ سرکاری فوج آگئی اور کمینگاہ مین آکر چھپی ہی تاکہ موقع دیکھکر باغ کو گھیرے اور ہمکو گرفتار کرلیجائے اب گویا یہی وقت ہمارے تمہارے ابدی جدائی کا تھا۔ پھر اب کس زندگی کے لیے یہ نازو عتاب کرتی ہو۔ ع

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

ہفتے دو ہفتے سے زیادہ اپنے مسکن کا اخفا نہین کرسکتے پس جو کچھ دل کے حوصلے نکالنے ہون نکال لو خدا جانے کسوقت شاہد اجل سے مجھے ہم آغوش ہونے کا اتفاق ہو۔ ؎

رنگ لیان گل سے تو بجائے بلبل
شاد یا نے خوشی کے اب بجائے بلبل
آخر تو کھڑا ہی سر پہ صیاد قضا
دل کھول کے خوب چہچہائے بلبل

اسوقت پھر خیال آتا ہی کہ اگر اب خدا جان بچائے اور یہ مرحلہ بعنوان مناسب طے ہوجائے تو پھر ڈاکے اور چوری اور سینہ زوری اور زنا اور فسق و فجور سے کنارکشی اختیار کرونگا لیکن از برائے خدا تم تو چند روز کے لیے مجھے جیتے جی قتل نہ کرو۔ اُس زن ملیح نے عاشق طناز کا بصد ناز و ادا بوسہ لیکر کہا۔

ہم سمجھتے تھے گھر کی آبادی
تو نے کی ہائے خانہ بربادی
آرزو تھی کہ نکلینگے ارمان
ہر طرح کے بہم ہوئے سامان

پر توقع سے اب ہوئے مایوس
آگیا حرف بات مین افسوس

یہ کیا معلوم تھا کہ تم ان حرکتون سے اپنا یہ حال کروگے مگر افسوس ہی۔ کہ تمنے ہمارا بھی خیال نکیا۔ خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا کسی کے کیے سے اب کیا ہوتا ہی مگر جو ممکن ہو تو اب بھی بھاگ چلو بس فرانس ڈانڈے سے زیادہ آرام اور آسایش کا کوئی مقام نہین ہی۔ اور وہین مفر ہو سکتی ہی۔ تمہاری ان فضول حرکتون نے ہماری زندگی تلخ کردی۔ ؎

کھا گیا جی غم نہان افسوس
کھل گئی غم کہ لے جان افسوس
گل داغ جنون کھلے بھی نہین
آگئی باغ مین خزان افسوس

اب ہمارے گلشن دل پر خزان کا عمل ہی۔ مگر ع

شاید کہ ہمین بیضہ بہار و پر و بال عنقا گردد

جس طرح تم نے جوانمردی کے ساتھ ہمکو اُن ٹوٹے ہوئی پہرے والون سے بچایا اسی طرح شاید اب بھی مفر کی کوئی صورت نکلے۔

شہسوار۔ خدا بڑا مسبب الاسباب ہی محبوب جان۔

معشوق۔ ہان اسمین کیا فرق ہی مگر اب تو یاس ہے۔

شہسوار۔ نہین ابھی مایوسی کا درجہ نہین ہوا جان من۔

معشوق۔ تم مرد شیر افگن ہو ایسا کہا ہی چاہو۔

شہسوار۔ مین سچ کہتا ہون کہ سب کو مار کر نکل جاونگا مجھے تو ملک بھر کی پلٹنین بھی روک نہین سکتین کیا مجال۔ مگر کیا کہ ذرا بھی چوٹ کھاؤن۔ کیا طاقت ہزارون کے بیچ مین نکل جاؤن اور نلوہ برسون ریاض کیا ہی واللہ برسون ریاض کیا ہی اچھے اچھے اُستادون سے تلوار چلی۔ زخمی کیا اور الگ ساٹھ ساٹھ ستر ستر سو آدمیون مین گھر گیا اور بچ نکلا چھ چھ سات سات سو کی جماعت مین گھس پڑا اور پرے کے پرے صاف ہزار ہزار آدمیون کی بھیڑ مین جاکے شہزادون کو قتل کیا اور وجد مین آکر یہ شعر پڑھے۔

بیا ساقی بیا اے دلنوازم
کہ بے تو ہیچ سمع اندر گدازم
ولے دارم بغیر از می درین باغ
بر نگ لالۂ فانوس صد داغ
بمن یک جام دہ زان راحت جان
کہ بے او خاطرے دارم پریشان

دمی با من اگر باشی ہم آہنگ	نوائے برکشم صد پردہ چنگ
صدائی دلکشے ہر عیز دازمن	کہ رقصد از سا عشق روح ورتن

نوائے برکشم در نشۂ مے
باہنگ حجاز و نالۂ نے

محبوب جان نے شہسوار کو سمجھایا کہ جو کچھ ہونا ہو گا وہ ہوا کریگا چند روزہ زندگی کے لیے ہر دم دل کو مغموم اور طبیعت کو ملول کیوں رکھین اب اسوقت سے قسم کھالو کہ حرف جدائی زبان پر نہ لاؤنگا۔

شہسوار۔ کیا بات کہی ہے۔ خوشی کے شادیانے بجاؤ۔

معشوق۔ آتی تو ٹلیگی نہین پھر رونے سے کیا فائدہ۔

شہسوار۔ سچ ہے جو دم خوشی سے گذرے غنیمت ہے۔

معشوق۔ شاید خدا انجام بخیر کرے وہ مسبب الاسباب ہے۔

شہسوار۔ ابتک تو کسی سے دب کر نہین رہے ہین۔

معشوق۔ اللہ نے چاہا تو ہمیشہ اسی نوک کے ساتھ رہوگے۔

شہسوار۔ کسی کی بدی کا خواہان انسان کو نہونا چاہیے۔

راوی۔ بجا ارشاد ہوا۔ چاہے بیگناہ قتل کرڈالے۔

معشوق۔ تمکو اسکا خیال نہین ہے سیکڑون کو ماراپچاسون کو قتل کیا اب نیکی کی لیتے ہو اور میرے سامنے کہتے ہو۔

شہسوار۔ گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔

معشوق۔ مجھے حیرت ہے کہ آزاد ایسا کون خوبرو آدمی ہے کہ اُسکے مقابل مین حُسن آرا تمکو بھول گئین اور اُسپر رجھین یا تو اپنی اپنی طبیعت۔ یہ سبب ہوا اور یا وہ سچ مچ ایسا ہی حسین اور خوبصورت ہے۔

شہسوار۔ حق تو یہ ہے اے جان کہ آزاد سا خوبرو جوان دنیا مین پیدا نہین ہوا ہے مینے اس صورت زیبا کا آدمی ہی نہین دیکھا آجتک نک سک سے درست۔ پھرتی اور چستی اور چالاکی مین کسی سے دب کے رہنے والا نہین اور عالم وفاضل۔ نثار شاعر خوش مزاج۔ خوش پوش۔

معشوق۔ ہم بھی کسی طرح آزاد کو دیکھتے ذرا۔

شہسوار۔ (مسکراکر) عورت کا کیا ٹھکانا ہے۔

معشوق۔ اے ہوا سقدر بدگمانی کو آگ لگجائے۔

شہسوار۔ بدگمانی تو نہین ہے۔ اصل بات ہے۔

معشوق۔ اب کچھ سننے کو جی چاہتا ہے تمھارا کیا۔

شہسوار۔ آخر پھر کیا سبب ہے کہ آزاد کو دیکھا چاہتی ہو کوئی بات بے سبب تو ہوتی نہین۔ خوبصورت ہی سمجھکر دیکھا چاہتی ہو نہ بسم اللہ دیکھیے۔

معشوق۔ (مسکراکر) جیسے بدمرد ے خود ہوتے ہین ویسا ہی سب کو سمجھتے ہین جیسے تم ہو ویسی ہی ہمارے نسبت بدگمانی کرتے ہو۔

شہسوار۔ بھلا ہم بدی کیا کرینگے تمھاری سی سمتن بلورین ذقن کج ادا بلقیس لقا ہمین کہان ملینگی۔

معشوق۔ اور ہمکو تمھارا سا کوئی ملجائیگا بھلا۔

شہسوار۔ عورت کے دل کا کوئی اعتبار نہین معشوقون کے مزاج مین انتہا کا تلون ہوتا ہے۔ ؎

حسینون کی کیا بات کا اعتبار	
کدھر تھی طبیعت کدھر ہو گئی	

جسدن تمکو دیکھا اُسی دن سمجھ گیا تھا کہ یہ عورت ستم ڈھائے گی اور قیامت بپا کرے گی سراپا دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ حور جنان ہے۔

درانا زلیف او عمر تسلسل	عیان از پیچ و تابش مرگ جنبل

حنائی پنجۂ اش خورشید دلہا ہلال ناخنش عید تماشا

دیکھتے ہی دنگ ہو گیا کہ یا الٰہی یہ نور عالم افروز یہ حسن گلو سوز سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا۔

چشم بد دور نہین باغ سے کم باغ جمال سرو قد زلف ہی سنبل گل خندان عارض

اتنے مین ایک شخص نے آن کر کہا حضور باغ مین فلان مقام پر بزم طرب آراستہ ہی اور دور چل رہا ہی آپ کے لیے تینون محفلون سے تھوڑی تھوڑی شراب اور کچھ کباب بھیجے ہین۔ ع

اگر قبول اُفتد زہے عز و شرف

شہسوار نے کہا الحمد للہ کہ جیسے اور بزم طرب کی خبر تو آئی سب جوانان صف شکن اور گردان روئین تن سے کہدو کہ خوب شادیانے بجائین اور ہم خود بھی معشوق سیم تن گلنار سے معروف بوس و کنار ہین۔ مے کی گلابیان چنی ہوئی ہین۔ نغمہ و سرود و کشش سے جی بہلاتے ہین دور چلتے ہین جام پر جام لنڈھاتے ہین۔ بیڑے بھر سے کہدو کہ خوب دل کھول کر عیش کرلے خدا جانے ہاتھی چھوٹے گھوڑے چھوٹین۔ ع

سال دگرے کہ خورد زندہ کہ ماند

ایک دم بھر کی تو اُمید نہین ہی۔ سامنے دیکھو گورستان ہی ہزارون آدمی اسمین آن کے خاک مین ملگئے۔ انسان کا انجام بس یہی ہی۔ پھر اس دو روزہ زندگی کو لطف مین کیون نہ بسر کردیہ جتنے سوئے ہین ابد تک یون ہی پڑے رہین گے نہین کوئی شاعر عزا ہوگا مگر اب زبان بند ہوگئی۔

آنان کہ بصد زبان سخن میگفتند آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

کوئی ہزارون آرزوین دل مین لیکر روپوش ہوا ہوگا جسکی ایک تمنا بھی نہ بر آئی۔ ع

حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے آج وہ سب مرمٹے گور غریبان دیکھکر

محبوب جان نے کہا پھر تمنے وہی حسرت اور یاس اور گورستان کی باتین شروع کین جنسے ہمین نفرت کلی ہے کوئی اور ذکر چھیڑو۔

شہسوار۔ اب بادہ و مطرب کے سوا اور کیا ذکر کرون۔

معشوق۔ تو پھر ایک کام کرو تم ساقی ہو ہم مطرب۔

شہسوار۔ بہت خوب۔

معشوق۔ جو غزل کہو ایک سے ایک عمدہ یاد ہے۔

دل خون جگر میرا ہاتھون سے حنا سمجھے	مین اور تو کیا کو سون پر سے خدا سمجھے
تونے میرے چٹکی لی ایسی ہی دبا ٹھونکا	معقول جو خوش ہو واہ آپ اسکو ادا سمجھے
ہنگامۂ محشر بھی گر سامنے آیا تو	اسکو بھی تماشائی ایک انگنا سمجھے
بیخا نے کی جو باتین کین مین نے دلا تجھسے	اے عقل کے دشمن سو وہ تیری بلا سمجھے

شہسوار۔ سبحان اللہ چہ خوش چرا نباشد کیا غزل ہے۔

معشوق۔ کیون کیا بُری غزل ہی۔ اچھا اور سہی۔

شہسوار۔ بس اگر ہوس ست ہمین قدر بس ست۔

معشوق۔ اچھا اب تم کوئی اچھی سی غزل بتاؤ۔

شہسوار۔ آتش۔ ناسخ۔ مومن۔ صبا۔ گویا رند۔ کا کلام ہو۔

محبوب جان نے کہا جو غزل پسند ہو وہ سکھادو۔ مگر تم تو اڑاتی چڑیان پکڑتے ہو۔ ابھی اسوقت میرے کہنے پر کہ ہم آزاد کو دیکھتے تم اسقدر بدگمان ہوگئے کہ الٰہی تیری پناہ۔

شہسوار۔ وہ ہمارا قصور تھا یا آپ کا قصور۔

معشوق۔ اچھا کسی سے پوچھو جو بات وہ کہے وہی ٹھیک

شہسوار۔ [illegible] ہزار لاکھون مین۔
معشوق۔ اچھا ایک محضر تیار کرو اور سرخی یہ لکھو۔

تمھین تقصیر اس بت کی کہ ہی میری خطا لگتی
مسلمانو ذرا انصاف سے کیو خدا لگتی

شہسوار۔ ماشاء اللہ چشم بد دور کیا طبیعت پائی ہی۔
معشوق۔ پھر صحبت کسکی رہی ہی کہانتک طبیعت حاضر نہو۔
شہسوار۔ اسوقت بے اختیار جی چاہتا ہی کہ غل مچا مچا کے گاؤن اور آسمان کو سر پر اُٹھاؤن۔
معشوق۔ ابھی کیا ہی۔ ذرا اور گلے سے اُترے۔
شہسوار۔ غل مچا کر اور فرط مستی مین جامے سے باہر ہو کر۔

وہ پیچ و خم طرۂ طرار کہان ہی — وہ کشمکش کاکل خمدار کہان ہی
وہ ناز کی نرگس بیمار کہان ہی — وہ تازگی رونق رخسار کہان ہی
وہ لب خمار شکن سمن زار کہان ہے — وہ رنگ رخ غیرت گلنار کہان ہی

گلگونے سے چہرے پہ کدورت ہی نہین اب
بدلے گئے کچھ تم تو وہ صورت ہی نہین اب

معشوق۔ (ہنسکر) ماشاء اللہ کتنے خوش گلو ہو واہ۔
شہسوار۔ کیا جھوٹ بھی ہی کچھ۔ استاد فن ہون مین۔
معشوق۔ درین چہ شک۔ کوئی مقابلہ کرنیوالا نہین ہی۔
شہسوار۔ دوسرا ایسا گائے تو خون تھوکنے لگے جی۔
معشوق۔ اے خدا کی مار تیرے اس گانے پر۔!!!
شہسوار۔ این ماشاء اللہ بہت ہی خوب اور سنیے۔
معشوق۔ اسوقت تمھاری آواز بھی نکلتی ہی کہ گانے ہی چلے ہو بڑے خوش گلو بنے ہو۔
شہسوار۔ کھانس کر اچھا۔ اب سنو۔

تیری پابوسی سے اپنی خاک بھی مایوس ہے
نقش پا پر نقش پا ظالم کف افسوس ہی

ہاے یاد مرغ مجنون کی جنون افزائیان
میرے سر کو سایۂ بال ہما محسوس ہی

چشم دریا بار ہی کسکے خیال خط مین جو
فلس ماہی داغ افزاے پر طاؤس ہی

کیا یہ مطلب ہی کہ برعکس وفا ہو گی جفا
جو تمھارے عہدنامے مین خط معکوس ہی

غیرت آمد شد دشمن ہے نلوون سے لگی
جل بجھینگے اب کہ حال مشتعل معکوس ہی

نزع مین جی کا نکلنا تیرا آنا ہو گیا
بسکہ مرتے مرتے دل مین حسرت پابوس ہی

معشوق۔ از برائے خدا آپ اپنا گانا رہنے دین بس
شہسوار۔ (چسکی لگاکر) قدردان قدر۔
معشوق۔ اب زبان لڑکھڑانے لگی۔ بس اب نہ پیو۔
شہسوار۔ (ایک جام اور پی کر) بہت نشہ نہین ہی۔
معشوق۔ اب اس سے زیادہ اور کیا نشہ ہوگا۔ اب نہ پیو
شہسوار۔ (ایک جام اور پی کر) اسکی تاثیری ہوتی ہی۔
معشوق۔ اتنا ہوش ابھی ہی پھر کیون پیتے ہو اب۔
شہسوار۔ رہا نہین جاتا کچھ گاؤن اگر سنو۔
معشوق۔ اب گانا تو کر رکھیے بس اب سو ہی رہو۔
شہسوار۔ اسقدر پیو کہ ہوش نرہے بس پھر کوئی رنج قریب نہ آنے پائیگا۔ جب ہوش ہی نرہا تو رنج گیا۔ اب چاہے برقنداز آئین۔ یا آزاد۔ چاہی کوتوال۔ کچھ پروا نہین مگر ان مین دم کیا ہی۔

قطع امید سے سر کاٹنے کو کیا نسبت

انکا ساتھ دوگی۔ انکو چراغ سحری سمجھو۔ صبح ہین تو شام کو نہین اور شام کو ہین تو صبح کو نہین یہ گرفتار ضرور ہونگے اور پھانسی ضرور پائینگے۔ تم انکا ساتھ دوگی اگر انکا ساتھ دوتو کیا مضایقہ۔ محبوب جان نے یہ فقرہ سنکر بُرا حال کیا اور آٹھ آٹھ آنسو روئی اور کہا۔

بھری وہ آتش عشق اس دل نگار مین ہی
کہ لاکھ برق نہان جسکے ہر شرار مین ہے
یہ کون پھوٹ کے رویا کہ درد کی آواز
رچی ہوئی جو پہاڑونکی آبشار مین ہی

صبح کو شہسوار خواب غفلت سے بیدار ہوا تو محبوب جان نے شب کا واقعہ بیان کیا شہسوار نے شب کو اسقدر کثرت سے بادہ نوشی کی تھی کہ ابتک ہوش ٹھکانے نہ تھے۔

شہسوار۔ مجھے شب کا حال مطلق نہین یاد ہے۔

محبوب جان۔ غضب کیا ایک آدمی کی جان لی۔

شہسوار۔ اوہ بڑا غضب ہوگیا۔ وہ کون تھا۔

محبوب جان۔ ایک حبشی کو تمنے قتل کیا۔ وہ بھی نشے مین چور تھا بڑا بلوہ ہوگیا تھا۔

شہسوار۔ حبشی کو قتل کیا! افسوس مجھے اسوقت پیاس معلوم ہوتی ہو تھوڑا پانی پلاؤ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیون تو ہوش آئے ورنہ اسوقت پھنک رہا ہون۔

محبوب جان۔ اب یہ بتاؤ کہ انجام کیا ہوگا۔

شہسوار۔ بہت بُرا۔ صبح شام گرفتار ہونگے۔

محبوب جان۔ (روکر) ہمکو کیا صلاح دیتے ہو۔

شہسوار۔ تمھارے لیے بہتر یہ ہو کہ تم اب چلی جاؤ۔

محبوب جان۔ مین جاؤن بھی تو نہین جا سکتی ہون

شہسوار۔ کیون جا کیون نہین سکتی ہو۔

محبوب جان۔ مین بھی تو مجرمون مین ہون۔

شہسوار۔ ہم دس حبشی ساتھ کیے دیتے ہین۔

محبوب جان۔ تمھارے ساتھ محبت کرکے یہ نتیجہ نکلا اب یہ تو بتاؤ کہ کسکی ہوکے رہون۔ اور تمھارا سا ساتھی اب کہان ملے گا۔ دیکھیے منظور خدا کیا ہی۔

شہسوار۔ دنیا اسی کا نام ہے۔

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

محبوب جان۔ مجھسے کل ایک آدمی نے کہا تھا کہ اب تم یہان سے بھاگ جاؤ تو بہتر ہو۔ مگر میری محبت اسکی مقتضی نہین ہی۔ اب سوچتی ہون کہ جاؤن اور یا تمھارا ہی ساتھ دون۔

شہسوار۔ ہندوؤنکی عورتین میان کے ساتھ جل جاتی ہین مین نے اپنی آنکھونسے دیکھا ہو کہ ایک ٹھاکر کی بیوی ان کا سر اپنے زانو پر رکھکر بیٹھی اور گرد لکڑیونکا انبار کرکے جلادیا گیا اور وہ جیتے جی جل بھن کے خاک ہوگئی۔

محبوب جان۔ مین تو یہ چاہتی ہی نہین کہ تم کو چھوڑکے جاؤن مگر جیتے جی جل بھن کے خاک ہونا کرورون مین دو ہی ایک کا کام ہی اگر مین یہان رہی تو تمام عمر خراب جائیگی۔

شہسوار۔ مین یہ سوچتا ہون کہ اگر تم چلی نہ گئین تو قید کرلی جاؤگی اور تمام عمر کے لیے مصیبت مین گرفتار رہوگی۔

محبوب جان۔ مین تمکو چھوڑکر چلا جانا پسند نہین کرتی

اتنے مین ایک آدمی نے آکے کہا کہ حبشی سب بگڑے ہوئے ہین اور پٹھانون سے اُنسے جنگ ہونیوالی ہی آپنے کل شراب کے نشے مین غضب کیا کہ ایک آدمی کو مار ڈالا۔ شہسوار نے کہا کہ مرزا صاحب اب برائے خدا کوئی تدبیر بتائیے ورنہ کشتی ڈوبی جاتی ہی اب بچائے نہ بچیگی ہرگز۔

مرزا۔ اب آپ یہان سے بھاگنے کی فکر کیجیے۔

شہسوار۔ اس مین بھی کئی شقین ہین مرزا صاحب۔

مرزا۔ سب سے بہتر تدبیر یہی ہے کہ بھاگ جائیے۔

شہسوار۔ اگر گرفتار ہوا تو مصیبت مین پڑونگا۔

محبوب جان۔ اور نہ گرفتار ہونیکی بھی اُمید ہی۔

شہسوار۔ نہین۔ اگر اس حالت مین گرفتار ہوا تو لڑبھڑ کے پکڑا جاؤنگا اور دون تو اس طرح گرفتار ہوجاؤنگا جیسے بھیڑیا بندر کو پکڑ لیجاتا ہے۔

مرزا۔ آپ کو اختیار ہی ہماری صلاح تو یہی ہی کہ فوراً یہان سے بھاگ جائیے اور اس معشوق کی جان پر بھی رحم کیجیے۔

شہسوار۔ ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست

مرزا۔ پہلے تو حبشیون کے ہاتھ جوڑیے۔

شہسوار۔ واہ ہاتھ تو باپ کے بھی نہ جوڑین۔

مرزا۔ تو آپس ہی مین سب کے سب کٹ مرین۔

شہسوار۔ چاہی کچھ ہو۔ ہرچہ باداباد۔ سمجھا جائیگا۔ ہاتھ کمین سپاہی جوڑا کرتے ہین۔ کیا مجال۔

یہ گفتگو ہورہی تھی کہ ایک حبشی نے شہسوار کی طرف مخاطب ہوکر یہ گفتگو بکمال غیظ وغضب شروع کی۔

حبشی۔ اب نشہ دماغ سے اُترا یا نہین۔

شہسوار۔ یہان ہردم نشۂ نخوت مین چور رہتے ہین یہ نشہ اُترنے والا نہین ہی مرنے کے بعد تک نشہ رہے گا۔

مرے تو نشۂ الفت اُتر گیا عاشق وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نرہا	

حبشی۔ اچھا پھر آمادہ ہو رہو جنگ ہوگی۔

شہسوار۔ کیا! (بگڑ کر) جنگ ہوگی تو بسم اللہ ہو۔

حبشی۔ ابتدا آپ ہی کی طرف سے ہوئی ہی حضرت۔

شہسوار۔ اگر صلح کرو تو فہو المراد ورنہ خیر۔ یون سہی۔

حبشی۔ جو خون کیا اسکا بدلا کس سے لین۔

شہسوار۔ ہم وہ ہین جسنے شہزادونکو گھس گھس کے ہزارون آدمیون مین قتل کیا ہی۔ ہماری تلوار کے کاٹ کی تمام عالم مین دھوم ہی اور بانکپن کا ہرسمت شہرہ ہی۔

حبشی۔ کسی حبشی سے سابقہ نہین پڑا ہی۔

شہسوار۔ سب کو دیکھ لیا آخر قتل ہی کیا نہ۔

حبشی۔ خیر پھر اب جسکے بھروسے پر بھولے ہو اسکو بلوالو بسم اللہ آج معلوم ہوجائیگا کہ حبشی کیسے کرارے ہوتے ہین۔

شہسوار۔ ہمارے مقابلے کیلیے بڑے تلوریے کی ضرورت ہی دوسو تک سے تو ہم اکیلے لڑنے کے لیے تیار ہین۔

حبشی۔ ایک گولی مین بول جاؤ میان صاحب جی۔

شہسوار۔ محبوب جان اب تم تو رخصت ہو اور ہم اسی دم ان سب کو تہ تیغ کرتے ہین سمجھا جائیگا۔

محبوب جان۔ یہ آپس مین کٹ مرنا کسنے سکھایا ہی۔

شہسوار۔ یہ لوگ سپہ گری کے رموز کیا جانین۔

محبوب جان۔ تم تو جانتے ہو پھر تم ہی کچھ عقل سے کام لو اس تو تو مین مین سے کیا فائدہ۔

حبشی - اچھا اب خدا حافظ ہی۔

شہسوار - ہم ہردم مستعد ہین بسم اللہ جب مزاج مین آئے۔ اب سُنیے کہ حبشیون نے باہم مشورہ کرکے یہ راے قرار دی کہ کل ساتھیون کو جمع کرکے شہسوار کی ناک کاٹ لین اور صاحب مجسٹریٹ سے جاکر کہدین کہ خداوند شہسوار کا پتہ ہمنے لگایا ہی یہ راے قرار دیکر ایک حبشی روانہ ہوا ادھر ایک ٹھاکر نے شہسوار کو اطلاع دی کہ حبشیون نے یہ ایکا کیا ہی اور اب کچھ دیر مین دوڑ آیا ہی چاہتی ہی شہسوار گھبرایا اور محبوب جان زار زار رونے لگی۔ شہسوار نے آہ سرد بھر کر کہا فعل بد کا نتیجہ یہی ہوتا ہی ہم نے تمام عمر افعال قبیحہ کیے کبھی نیک کامون کی طرف مخاطب ہی نہین ہوے اب اسکا خمیازہ کھینچنا پڑتا ہی مرزا ہمایون فر کو اس بیرحمی سے قتل کیا کہ الامان اور ایک ٹھاکر کو اس طرح مارا کہ بیان کرتے ہوئے کلیجہ منھ کو آتا ہے۔

محبوب جان - اب پُرانی باتونکے ذکر سے کیا نتیجہ نکلتا ہی اب اسوقت سوچ کہ کیا کروگے۔

شہسوار - بیشک دوڑ آنیوالی ہی پھر اب کیا کرین۔

محبوب جان - پھر اب تو بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہین ہی۔ بھاگ چلو پھر وقت ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

شہسوار - اب تو ٹھان لی ہی کہ جسطرح ممکن ہوگا اسی دم فیصلہ کردینگے۔ کہانکا جھگڑا۔ ممکن نہین کہ ہم گرفتار نہ ہوجائین۔

محبوب جان - بس اب کھڑے ہو اور چلو۔

اتنے مین ایک شخص نے سمجھایا کہ اسوقت آپ بالکل سپہ گری کے خلاف کارروائی کر رہے ہین سپاہی کے معنی یہ کہ نہ ہرجائے مرکب تو ان تاختن و کہ جا ہا سپر باید انداختن۔ آپ نے ایک شخص کی جان لی کہ نہین اسنے کیا بگاڑا تھا۔ اب ان لوگونسے آشتی ملنا چاہیے نہ کہ بہ سختی۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است	ہمہ رگزن کہ جراح و مرہم نہ است

محبوب جان کو یہ صلاح بہت پسند آئی اور باصرار تمام کہا کہ تم جاکر حبشیون سے ملو اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ۔

گڑے سے جو مرے تو زہر کیون دے

کمیدان نے کہا جب وہ لوگ اسقدر خلاف اور آمادہ فساد ہین کہ سیٹی مجسٹریٹ صاحب سے پتا بتانے کی ٹھان لی ہی اور اسوقت گئے بھی ہین تو اب ہمارے نزدیک بچ نہ سکے اور چارہ نہین ہی کہ چلکے اس سے لجاجت پیش آئیے اور مصلحت وقت پر غور کرکے بنت و سماجت عرض کیجیے کہ آپ کو معاف کرین اور یا بھاگ جائیے شہسوار نے کہا یہ تو محال ہی کہ ہم جاکے کسی کے ہاتھ جوڑین یا کسی سے لجاجت کے ساتھ پیش آئین یا خوشامد کرین سپہگری کے معنی ہم اُجڈپن سمجھتے ہین اُجڈ آدمی کو ان باتون سے کیا واسطہ بھلا گر ہان یہ ہوسکتا ہے کہ بھاگ جائین یہ کہکر شہسوار نے جنگی لباس پہنا اور کہا کہ اب تیغ بدست و جان بکف اس باغ سے نکلتے ہین ہرچہ باداباد محبوب جان نے سمجھایا کہ اگر بھاگنا ہی تو بھیس بدلکے چلو اس قطع سے تو لوگ چٹکیون مین گرفتار کرلین گے شہسوار نے کہ اسوقت ہوش و حواس باختہ تھا لباس بدلکر اور پوشاک پہنی اور محبوب جان کو مردانہ لباس پہناکر ہمراہ لیا دو راجپوت اور دو پٹھان انکے ہمراہ گئے باغ کا ایک دروازہ چپکے سے کھولا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر چلے محبوب جان مردانہ چست گھٹنا ڈانٹے دکلا پہنے صندلی عمامہ زیب سر کیے ہوئے اکڑتی ہوئی جاتی تھین مگر

قدم قدم پر تھراتی تھین کہ ایسا نہو راز سربستہ کھلجائے برقندازونکی دوڑ آئے۔ شہسوار کے ساتھ خود بھی بیحد مصائب ہون شہسوار کے چہرے سے ذرا بھی ہراس عیان نہ تھا چارون ہمراہی اغل بغل مین ادھر اُدھر ساتھ تھے مگر کسی قدر فاصلے سے جاتے تھے تاکہ اپنپر کوئی شک نہ کرے چلتے چلتے ایک مقام پر شہسوار نے ایک آدمی سے پوچھا کہ سرا کتنی دور ہے۔ اُسنے کہا یہان سرا کہان حضرت شہر یہان سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے وہان البتہ کئی سرائین ہین یہانسے جمنا گنج سات کوس کے فاصلے پر ہے وہان بھی ایک سرا ہی اور مسافر یہین آرام پاتے ہین آپ کسطرف جائینگے شہسوار نے کہا ہمارے ایک دوست کے ہان برات ہے وہ مقام جمنا گنج سے تین کوس اُتر ہے اور اُسکا نام بی بی پور ہی اُسنے ہنسکر جوابدیا بی بی پور اس ضلع بھر مین کوئی گانون نہین ہی مین تو جمنا گنج مین ٹھاکر کے ہان لڑکے پڑھانے پر دو برس سے نوکر ہون مین نے آجتک بی بی پور کا نام بھی نہین سنا۔ یہ سیدھا راستہ نہین ہے۔ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بترکستانست

آپ کو دھوکا ہوا ہوگا جمنا گنج کی طرف بی بی پور کسی گانون کا نام نہین ہی اور آپ اُتر بتاتے ہین شہسوار نے پوچھا کہ شہر مین تو سب خیر و عافیت ہی کہا جی ہان فضل الٰہی ہی مگر آجکل وہ شہسوار جسنے ہمایون فر کو قتل کیا تھا بڑی بدعتین کر رہا ہی اور کمبخت کسی سے نہین ڈرتا چطرف اسکی تلاش ہو رہی ہی سُنا اُسنے کئی سپاہیون کو زخمی کیا اور کئی آدمی مار ڈالے مگر ابکی بڑی فکر کی گئی۔ کہ گرفتار کرلیا جائے۔ شہسوار نے ہنسکر کہا بھلا ایک آدمی کا گرفتار کرنا کون مشکل بات ہے کہ سرکار کو اس قدر دقت پڑی مگر معلوم ہوتا ہی کہ وہ بھی بلا کا آدمی ہی کہا اسمین کیا فرق ہی عجب طرح کا آدمی معلوم ہوتا ہی اور خدا جانے اسکے ساتھ کتنے آدمی اور ہین کہ وہ مقام پر شبخون مارا اور برقندازون کی لاشون کو کنوئین مین ڈالکر بھاگ کھڑے ہوئے تو دوسرے روز خبر ہوئی اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے محبوب جان اس پر شہسوار جان دیتا ہی وہ عورت اور کئی بدمعاش لیکر کسی طرف نکل گیا مگر مخبر خبر دیتے ہین کہ ابھی تک شہر ہی مین ہی اشتہار دیا گیا ہی کہ جو شخص اسکو گرفتار کرلائے گا اسکو انعام ملے گا شہسوار نے ہنسکر کہا خدا کرے آپ کو ملجائے مزے سے بھرپور روپیہ پائیے اور دندنائیے۔ کہا ہم مولوی آدمی لونڈے پڑھانا ہمارا کام ہی ہمکو ایسے انعام سے کیا سروکار ہی۔ اگر معلوم بھی ہو تو اغماض کرین ایسے آدمی کے سایے سے ننزلون بھاگتے ہین یہ لوگ قابل دار ہین جہنم مین بھیجے جائینگے ایسے مردودون کے لیے دوزخ ہے سنا بکار نے شہزادہ کو نا کردہ گناہ مار ڈالا مگر اتنا تو ہم بیشک کہین گے کہ چور ڈاکو گرہ کٹ ہو سپاہی آدمی نہین ہی سپاہی ہوتا تو یون قتل نہ کرتا سپاہی تو نتھے پر کبھی ہاتھ ہی نہین اُٹھاتے اگر اپنے پاس دو تلوارین ہوئین تو ایک اسکو دی اور کہا لو بسم اللہ اگر اسکے پاس تلوار نہوئی تو کبھی حملہ نکرین گے سپاہی آدمی نہین ہی سپہگری کے فنون وہ کیا جانے یہ کہکر مولوی صاحب رخصت ہوئے تو ایک عورت ملی۔ شہسوار نے اس سے پوچھا تم کون ہو نیکبخت کہا نواب ابوجعفر صاحب کے ہان کی ماما ہون کچھ سواریان رتھ پر جاتی ہین انکے ساتھ ہون یہان ایک موضع مین اُنسے عزیزداری ہی پوچھا شہر کی کوئی تازہ خبر تو بیان کرو کہا اور تو کوئی تازہ خبر نہین ہی سوائے اسکے کہ وہ موانگو ڈاشہسوار اللہ غارت کرے اسکو آجکل قید خانے

سے بھاگ آیا ہی۔ آسمان سر پر اُٹھایا ہی۔ موے کو موت بھی نہین آتی اور بدمعاشون کو لیکر پھرا کرتا ہی مقابلے مین تو آج تک کسی سے ٹھہرا نہین مگر چوٹونکی طرح بیخبری مین قتل کرتا ہے سب کہتے ہین کہ سپاہی نہین سپاہی ہوتا تو سامنا کرتا یہ کہکر ماما بھی چلدی اور ادھر محبوبجان نے انکو آڑے ہاتھون لیا۔

محبوب جان ۔ اسوقت تمھین کچھ غیرت آئی یا نہین۔

شہسوار۔ کہتے ہین انکو کہنے دو۔ کیا ہوتا ہی۔

محبوب جان ۔ مارے شرم کے ڈوب مرو چلو بھر پانی مین

شہسوار۔ بھلا کوئی بھی ایسا ہی جو ہم کو سپاہی نہ کہے۔

محبوب جان ۔ تمکو سپاہی کوئی نہین کہتا چور کہتے ہین۔

شہسوار۔ ہزارون آدمیون مین گھس کے قتل کیا ہی۔

محبوب جان۔ تم اپنے منہ میان مٹھو بنا کر دہم کو کیا

شہسوار۔ دل مین تو خوش ہوتی ہوگی محبوب جان۔

محبوب جان ۔ چلو بیٹھو پر مشہور ہوے تو کیا!!!۔

شہسوار۔ ڈاکو ہونے کے لیے بھی تو بہادری چاہیے۔

محبوب جان ۔ دونون نے دونون نے کہا کہ سپاہی نہین ڈاکو اور چور ہے اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا تمنے اسی مین تمام عمر صرف کی مگر اب تک چور ہی بنے رہے سپاہی ایک نے بھی نہ کہا۔

شہسوار۔ جی چاہتا ہی اس مولوی کو مار ڈالون۔

محبوب جان ۔ بس مار ڈالنا ہی جانتے ہو یا کچھ اور۔

شہسوار۔ کیا دل لگی ہی مار ڈالنا کیا آسان ہے۔

محبوب جان ۔ جیسا چوری کرنا ویسا مار ڈالنا۔

شہسوار۔ اچھا کسی اور سے پوچھو ہمارا حال۔

چلتے چلتے راہ مین ایکدراز قد شیخ صاحب علیک سلیک کے بعد شہسوار انکی طرف مخاطب ہوکر یون ہمکلام ہوے۔

شہسوار۔ اجی حضرت تسلیم عرض ہی۔ مزاج شریف

گو نہین پوچھتے ہر گز وہ مزاج ہمتو کہتے ہین دعا کرتے ہین۔

شیخ۔ یا حضرت مزاج اقدس مین نے آپ کو پہچانا نہین۔ مگر خیال آتا ہی کہ کہین دیکھا ہی۔

شہسوار۔ خاکسار کو غلام مرتضیٰ کہتے ہین۔

شیخ۔ بجا مین نے مطلق نہین پہچانا اسوقت۔

شہسوار۔ سچ کہون۔ ملا تو بہت تپاک سے مگر دھوکا ہوگیا مین نے خود آپ کو نہین پہچانا۔ ایک اور صاحب کا دھوکا ہوا۔

شیخ۔ کیا مضائقہ۔ جناب کا اسم مبارک۔

شہسوار۔ عرض کیا نہ غلام مرتضیٰ خان نام ہی۔

شیخ جی ہان آپ نے ابھی فرمایا تھا سہو ہوا۔

شہسوار۔ کوئی تازہ خبر فرمائیے۔ سُنی سُنائی ہوئی۔

شہسوار آجکل تو ایک مجرم کی خبر بہت گرم ہی جسنے مرزا ہمایون فر کو قتل کیا تھا وہ جیلخانے سے بھاگ نکلا ہی۔

شہسوار۔ حضرت ہے تو شقی مگر سپاہی آدمی ہی۔

شیخ۔ اے لاحول ولا قوۃ لوٹیرا چور ہی۔

شہسوار۔ کیا اسکی سپہ گری مین شک ہی آپ کو۔

شیخ۔ وہ سپہ گری کیا جانے بزدل چوٹٹا۔

شہسوار۔ سنا کئی ہزار آدمیون مین قتل کیا۔

شیخ۔ غافل بیخبر نہتے کو بھلا کوئی سپاہی کہین قتل کیا کرتے ہین اے لاحول کیا مجال۔

شہسوار۔ مگر سنتے ہین کہ بڑا نبوٹیا اور نکیت آدمی ہی اور تلوار کی لڑائی اور گولی چلانیمین ثانی نہین رکھتا بڑا گل چلا ہی اور آپ کہتے ہین کہ وہ سپاہی نہین ہی اب کسکا کہنا باور کرین

شیخ - اجی جناب سپاہی کو کبھی چوری کرنیکا ہی نہین سپہ گری کے اصول سے تو پہلے واقف ہوئے -

چلتے چلتے شام کو شہسوار مع محبوب جان اور اُن ہمراہیون کے ایک سرا مین فروکش ہوئے تو وہان بھی اپنا ہی ذکر خیر سنا - بھٹیارن کسی عورت سے کہہ رہی تھی شیخانی جی نہ معلوم کیا سبب ہو کہ کوتوال اور صاحب لوگ تک اُسکا پتہ نہین پاتے اور شہر بھر کو لوٹ رہا ہی - کئی دن سے لوٹ مار ہو رہی ہی مگر کس نمی پرسد اُس کی دادنہ فریاد - کل دو مسافر بھیس بدلکے یہان آئے تھے کہ اگر سرا مین اسکا پتا لگے تو گرفتار کر لیجائین - ادھر اُدھر چوطرفہ سب سے ٹوہ لی تو معلوم ہوا کہ اب پھر کسی باغ مین جا کے بستر جما یا ہی مین تو اسی شہر کی لڑکی ہون سوچتے سوچتے سوچی کہ وہ باغ جو یہان سے کوئی آٹھ کوس پر ہی اسمین ہوگا مگر مجھے کیا پڑی تھی کہ کسی کو پھانسی دلواؤن مین بھی سنکے چپکی ہو رہی شیخانی نے کہا ادئی نوج کوئی ایسا بیرحم ہو اُس موے کو تو ایسی جگہ قتل کرے جہان پانی نہ ملے ہمارے شہزادے کو موے نے قتل کیا ہی اور تمکو اُسپر ترس آتا ہی تم بھی انوکھی ہو بی بھٹیارن مین ایسی ہوتی تو اُسے دھرواتی - ایسے پر ترس کیا معنی -

اتنے مین شہسوار نے شیخانی کی طرف مخاطب ہوکر یون باتین کین -

شہسوار - کیون بی صاحب بھلا اسکی صورت کا حلیہ بھی کہین ہی ایسے آدمی کا تو قتل واجبات سے ہے جسنے شہزادے سے جوان کو قتل کیا -

شیخانی - لے میان قتل کیسا - زندہ چنوادے موے کو چورنگ کرے ایسے کو تو خوش ہون -

شہسوار - بھلا شکل صورت بھی اسکی کسی نے دیکھی ہے یا کوئی پہچانتا ہی نہین اُسے -

شیخانی - نہین پہچانتے کیون نہین ہین - پہلوان ہے بڑا زبردست جوان ہے -

شہسوار - جو ہمکو ملجائے تو قتل ہی کر ڈالین ہم تو - مگر ہے سپاہی آدمی -

شیخانی - اے نہین میان سپاہی گری وہ کیا جانے سپاہی اور ہی ہوتے ہین -

محبوب جان - کوئی بود انبُردلا ہے سپاہی بنا ہے سپاہی کہین چوٹے ہوتے ہین -

شیخانی - (غور سے دیکھکر) میان تمہارا کیا نام ہے ذرا ہم بھی تو سُنین -

محبوب جان - ہمارا نام معشوق علی خان - کیون ہمارا نام تمنے کیون پوچھا تھا تمہارا نام کیا ہے - بیوی ہم نے تمکو نام بتایا تم ہمکو بتاؤ -

شیخانی - (مسکراکر) ہمارا نام عاشق علی خان ہے (ہنسکر) دونون نام بہت ملتے ہین - ہی نہ - عاشق علی اور معشوق علی -

شہسوار - تمہارا کہان مکان ہی بی صاحب - اسی گانو نکی رہنے والی ہو یا کہین اور کی بات چیت سے تو معلوم ہوتا ہی - کہ شہر کی ہو - گانو نکی عورتین بھلا یہ کیا جانین -

شیخانی - حضور ہم تو شہر مین رہے شہر مین بڑھے شہر مین نوکری کی گانون کا حال ہمکو کیا معلوم - مگر اب دس بارہ دن سے یہان ایک کام کو آئے ہین - سو ہر دم خوف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گرفتار نکر لے جائے - یہان بات بات پر زبان کٹتی ہی

ابھی پرسون ہی ایک مسافر کو تھانے دار گرفتار کرلے گئے کہ یہی شہسوار ہی۔ اور وہ بیچارا ایک بھلا مانس برسون کا یہان کا رہنے والا۔ مگر کسی نے شنوائی نہین کی کہ کون ہی اور کیا کہتا ہی۔ مین غریبن کوئی پکڑ لیجائے تو اسکا کیا کرونگی۔

ایک سوار جو پنشن لیکر اسی شہر کو اپنے گھر جاتا تھا جہان سے شہسوار بھاگے تھے یہ باتین سنکر بولا کہ مارنے کا کوئی ہاتھ نہین پکڑ سکتا اس مین چاہے بودا آدمی ہو چاہے کرارا ہو جب جان پر کھیل گیا تو کوئی اسکا کیا کرسکتا ہی مگر ہمنے بھی شہسوار کا حال سُنا وہ ڈاکو ہی سپاہی نہین ہی مگر ہان اتنا کہین گے کہ بانکا آدمی ہی لیکن سپہ گری نہین جانتا۔ سپاہی تو کبھی اس طرح پر کسی کو قتل ہی نکرتا جس طرح اس کمبخت شہسوار نے ہمایون فر کو بیخبری مین مارا۔ توبہ توبہ سپاہی کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا مگر ہان ڈاکو چور جلاد یہ کہو تو ٹھیک ہی باقی سپاہی لوگ اور ہوتے ہین۔ سپاہی آزاد ہی۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

شہسوار نے کہا کیا آزاد کے سر پر دو سینگ ہین آزاد پر کیا فرض ہی جو سپہ گری کا برتاؤ کرے۔ وہ سپاہی آزاد کس گنتی مین ہین۔ ایک گولی لگتی گر پڑتے سپہ گری رکھی رہتی۔ اور شہسوار کی تو سنا ہی کہ اسنے آتش حسد کے مارے کئی گھر پھونک دیے ہین۔

سر شکستہ ہون کہ بس ہم بھی ہون گھر بھی نہ	دھیان جسوقت آتا ہی کہ وہ برہمن نہین

اور آزاد سے ہرگز حسن آرا کو لطف نہین ہی بھلا کسی نے بھی آجتک یہ کہا ہی کہ جنگ پر جاؤ اور وہان جاکے لڑو اور کٹو مرو یہ تو عداوت ہی اور عداوت دوستونکا کام ہے بھلا۔

دشمنی دل شکنی شیوۂ احباب نہین	عشق کیون درپے جان شوق ہی کیون سینہ شگاف

سوار نے کہا تم رہ گئے پیچھے آدمی عاشق معشوقی کیا جانو شہسوار مرد دو کو دُنیا مین کوئی سپاہی نہ کہے گا۔ لیڈرا۔ چہ۔ بزدل آدمی کہین سپاہی ہوسکتا ہی کجا شہسوار۔ کجا آزاد اسنے روم مین وہ کام کیا کہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

شہسوار نے آہ سرد کھینچکر محبوب جان سے آہستہ سے کہا اسوقت جی چاہتا ہی اس مردود کو دو نیم کردون مگر کسکے لیے حسن آرا ہماری دشمن۔ پھر آزاد دوسرے کی نقل مین ہی اب ہم انکو اس قابل ہی نہین سمجھتے۔

دل قابل محبت جانان نہین رہا	وہ ولولہ وہ جوش و طغیان نہین رہا
ٹھنڈا ہی گر مجوشی افسردگی سے جی	کیسا اثر کہ نالۂ و فغان نہین رہا
گر بید باغ ہین گل تر پیرہن نمط	از بس داغ چاک گریبان نہین رہا

یا تو ہم اس قابل نہین کہ ایسے معشوق کے سزاوار ہون یا وہ اس لایق نہین کہ ہم ایسے جوان انکو معشوق بنائین بہرکیف شکر و شکایت دونونکا ہمین موقع ملا ہے مگر وصال کی تمنا دل سے نکل گئی۔ ؎

نا کامیونکا گاہ گلہ گاہ شکر ہے	شوق وصال اندہ ہجران نہین رہا

محبوب جان نے مسکرا کر کہا۔ ای از برای خدا ایسا نہ کہو۔ وہ اسکو مجبور کرتی ہین کہ ہمکو معشوق بناؤ اور تم نہین بناتے۔ اے پٹھکا رکیا دل کو ڈھارس دیتے ہین۔ یہ کیون نہین کہدیتے کہ انگور کھٹے ہین۔ چلو بس چھٹی ہوئی وصال کی تمنا نہین ہونہہ۔ شہسوار نے کہا خوبصورت ہو معشوق ہو شیرین حرکات گلبدن ہو۔ جو چاہو کہہ لو۔

حسنت نمک آمیز لیبت شیرین ست	کان نمکی ہر چہ تو داری نمکین ست
ابروی تو ابروی دو محراب مراد ست	چشم تو رہ دین زدو گوشہ نشین ست

محبوب جان۔ کس مزے سے کہتے ہین تمنا نہین رہی اب

شمسوار۔ جلے ہوئے کو اور جلانا کب جائز ہے۔

محبوب جان۔ ہمارے سامنے کسی اور معشوق کا ذکر۔

شمسوار۔ ہم تو صاف کہنے والے ہین مگر یہ عورت سمجھ گئی ہو کہ تم مرد نہین ہو عورت مرد کے بھیس مین ہو۔ عجب نہین کہ تاڑ گئی ہو۔

محبوب جان۔ تاڑنے والے تو ایکدم مین تاڑ جاتے ہین۔

شمسوار۔ تمکو بولنا ہی کیا فرض تھا۔ لاحول ولا۔

محبوب جان۔ شامت اعمال ایک کام نکرو مین پردہ نشین عورت ہون اور تمھارے ساتھ رہون ایک گاڑی کرایہ کرلو۔ ہم تم دونون اسی پر بیٹھ لین اور یون ٹٹو دن کی سواری پر الگ کب تک چلین گے اور ضرور کھلجائے گا کہ عورت مرد کے بھیس مین ہی۔

شمسوار۔ ہمارے تو حواس اسوقت بجا نہین ہین ہائے۔

بشنو ای ہجر الامان کسے	رحم بر حال من بجان کسے
جانان غیر باش بگو جان کیستی	جانہا فدای درد تو درمان کیستی

ہائے کیا مصرع کہا ہی ع جانہا فدای درد تو درمان کیستی

محبوب جان۔ اب لوگون سے باتین نہ کرنا تم۔

محبوب جان کو تو کھٹکا ہو ہی گیا تھا کہ بی شیخانی تاڑ گئین ہین اور چونکہ شمسوار سے نفرت ظاہری کر چکی تھی۔ انکو یقین ہو گیا کہ وہ مجرہی ضرور کرے گی۔ شب کو کئی بار شمسوار کو سمجھایا کہ دیکھو یہ عورت بڑی بد ہی اسکی باتون سے ہم تاڑ گئے کہ بد بلا ہی شمسوار اسوقت نشۂ شراب مین چور تھا۔ کہا۔ ہر چہ باداباد۔ اسوقت ہمین دق نہ کرو یہ کہکر محبوب جان کے ہاتھ جوڑے اور کہا جو کچھ کہنا ہو کل کہ لینا آج ہمین گانے دو۔

در شب ہجر ان دلم از بسکہ غوغا می کند	
بلبل سدرہ نشین ہم آہ و نالہ می کند	

مردۂ صد سالہ را بخشد حیات سرمدی	
یار من وقت تکلم کار عیسے مے کند	
بر طپیدن ہای بسمل گو بدا این سفاک من	
دہ چہ رقاصے کہ خیلے خوش تماشا میکند	

محبوب جان۔ گاؤ اور بغلین بجاؤ اور شرابین لنڈھاؤ۔

شمسوار۔ اور تم اسوقت ہمارا مزہ کرکرا کردو۔

محبوب جان۔ بدی کا نتیجہ بدہی ہوتا ہی۔ بس افسوس۔

شمسوار۔ یہانسے دو منزل نکل چلین پھر رادی چین لکھتا ہی۔

محبوب جان۔ ان لچھنون تو جانا بھی نظر نہین آتا۔

شمسوار۔ سویرے سویرے یہانسے نکل چلین اور فوراً گاڑی کرایہ پر کرین اور دو آدمی ساتھ ہون اور دو ادھر اُدھر اغل بغل آگے پیچھے۔ بس۔ مگر گاڑی کہان ملسکتی ہی ایک راجپوت نے ہمراہیون مین سے کہا حضور ہم موجود ہین گاڑی تڑکے حاضر نہ کرین تو جو چاہیے سزا دیجیے اس شخص کے پاس ایک تحصیل کی چپراس تھی جسپر (رونیو) کا لفظ کندہ تھا اور شالباف کا منڈاسا بھی تھا۔ سفید کپڑے پہنے شالباف کا عمامہ باندھا چپراس لگائی ایک پٹھان کو ہمراہ لیا اور کہا حضور مین تو انکو لیکر گاڑی پکڑنے جاتا ہون اور سویرے تڑکے حاضر کرونگا۔ شب کو شمسوار اور محبوب جان نے آرام کیا دو آدمی خفیہ طور پر پہرے کے لیے مقرر تھے۔ سحر کاذب کے وقت ادھر سرا کا پھاٹک کھلا اُدھر وہ لوگ گاڑی لیکر حاضر ہوئے شمسوار نے اندھیرے مین جھٹ پٹ محبوب جان کو سوار کر دیا اور روانہ ہوئے گاڑیبان سے کہا گیا کہ میان بیوی ہین اور ان دو آدمیون مین سے صرف ان دو کو ساتھی بنایا جو گاڑی لائے تھے شمسوار نے ریل کے ایک اسٹیشن کا نام بتایا۔ جو وہانسے دو منزل کے فاصلے پر تھا

گاڑیبان نے کہا بہت اچھا مگر میرے مالک سے صرف ایک منزل کا اقرار کیا تھا۔ اب مہربانی کرکے دو دن کا کرایہ دیجیے گا۔
راستے مین شہسوار نے حسب معمول گاڑیبان سے گفتگو کی اور یون باتین ہونے لگین پوچھا تمھارا مکان کہان ہے چودھری نے کہا ہجور سلیم گڑھ مین مکان ہی گلام کا پوچھا گاڑی تمھاری ہی یا کسی اور کی کہا ہمارے مالک کی ہی ہمین پانچ روپیہ مہینہ دیتے ہین پوچھا شہر کی طرف کب سے نہین گئے کہا ابھی پرسون ہی گیا تھا ایک مہاجن کے ہان کئی سواریان لیکر یہ سمجھ گئے کہ اسی مہاجن کے ساتھ گیا ہوگا جسکے لوٹنے کی فکر ہوئی تھی۔ کہا شہر کی کوئی تازہ خبر کہو اسنے کہا ہجور اور سب جیسا کا تیسا ہی مگر آجکل وہان بڑا ہلڑ مچا ہوا ہی جسنے نواب کو مار ڈالا تھا وہ پکڑا گیا تھا سو وہ جیل کھانے سے بھاگ آیا ہے اور سب کو مارتا پھرتا ہی شہسوار نے پوچھا کیا گولی سے مارتا ہی یا لٹھ سے کہا ہجور جان لیتا ہی۔ گولی تلوار لٹھ جو ملا۔ مار ڈالا اور بھاگ گیا۔ انھون نے محبوب جان کے چٹکی لیکر کہا معلوم ہوتا ہی۔ بڑا بہادر ہی۔ کہا۔ ناہجور۔ بھگوڑا ہی۔ سسرا۔ مکابلہ نہین کرتا کسی بھوسے چور کے کو مار ڈالا۔ بس بھاگ کھڑا ہوا سو ایسا آدمی بہادری کیا جانے۔ اب ہم چلے جاتے ہین کوئی آن کے پیچھے سے گولی مارے یا ایک لٹھ دے تو سر پھٹ جائیگا مرجائینگے۔ اُسکی ہمین کیا بہادری ہی بھلا۔ بہادری کے یہ معنی کہ یہ سامنا کرے مقابلہ کرکے لڑنے بھڑنے والا ہی نہین تو کچھ بھی نہین ہے۔ محبوب جان نے چٹکی لی اور ہاتھ کے اشارے سے کہا بس اب تو شرمائیے۔ شہسوار نے اسکے جواب مین چاہا کہ کچھ کہین مگر محبوب جان نے منھ ہٹا لیا۔ شہسوار کئی بار خفیف ہو چکے تھے اور بھی جھینپے اور خفت مٹانیکے لیے یہ شعر پڑھا۔

ہی سنان لطف و کرم چین جبین کی ہہ مین
ہان ڈپھی صاف ہو اک انکی نہین کی ہہ مین

اس مقام پر شہسوار کو اپنے سے خود نفرت ہو گئی کہ جو ملتا ہی تو مین ہی کے کلمے انکی زبان پر لاتا ہی کسی کی زبان سے بھی نہ نکلا کہ شہسوار بڑا سپاہی ہی اور گاڑیبان تک نے انکی ہجو کی سب سے زیادہ شرم انکو یہ آتی ہی کہ محبوب جان انکے ہمراہ تھین اور معشوق کے سامنے اپنی ہجو سُننا سب کو بُرا معلوم ہوتا ہی مگر قہر درویش بر جان درویش۔

چلتے چلتے دوپہر کے وقت ایک باغ مین دم لیا اور دوپہر منانے کے لیے ٹھہرے۔ منھ کو خوب لپیٹ لپاٹکر گاڑی سے اُترے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر زین پوش بچھائے گھاس پر بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہین۔ علیک سلیک کے بعد آپ بھی اُنکے زین پوش پر بیٹھے اور باتین کرنے لگے۔

شہسوار۔ کیا ملاحظہ فرما رہے ہین آپ دیوان ہی۔
پیر۔ جی۔ ایک بیاض ہی مجھے شعر و سخن کا عشق ہی۔
شہسوار۔ وہ تو ظاہر ہے کہ سفر مین بھی ساتھ ہے۔
پیر۔ جہان ہون۔ یہ تخیل ضرور رہے گا۔
شہسوار۔ کچھ اشعار آبدار ہمین بھی سُنائیے۔
پیر۔ امیر خسرو کا کلام سُنیے۔ مین عاشق ہون اسپر۔ ؎

از دست تو دل کباب تا کے — جان در طلبت خراب تا کے
در بحر غمت غریق گشتم — این زندگی حباب تا کے
ظلم و ستم و جفات تا چند — این غصہ و این عتاب تا کے
آخر با ہجر او بسازم — دل میکند اضطراب تا کے

شہسوار۔ مجھے اس غزل سے خود ایک قسم کا عشق ہی۔
پیر۔ ہا ہا ہا۔ کیا شعر کہا ہے کسی اُستاد بے بدل نے

تن عاشق ہماے لامکان ست	تو پندارے کہ مشت استخوان ست

اور سنیے گا سبحان اللہ کیا کہا ہی واللہ ۔ ؎

تو باغ حسنی صد عندلیب را زر است	منم کہ جز تو ندارم چو من ہزار زر است
مدام خون خورم از حسرت نرگس تو	شراب من خورد و چشم پرخمار تر است

یہ اشعار سنیے گا قلم توڑ دیے ہین بخدا ۔ ؎

مو بین و رخ ببین و لب جانفزا ببین	
آن چشم مست و آن نگہ دلربا ببین	
اجزاے حسن او ہمہ یک یک نگاہ کن	
وانگہ بیاد حال من مبتلا ببین	

آپ کس دیار و کہار سے آتے ہین اور آپ کا شعار و دثار کیا ہے ۔

شہسوار ۔ خاکسار ملک میواڑ سے آتا ہی اور طالبعلم ہے آجتک بجز طالبعلمی کے اور کوئی شغل نہین رہا ۔

پیر ۔ عربی کہانتک دیکھی ہے ۔ فارغ التحصیل ۔

شہسوار ۔ طلب الکل فوت الکل ۔ اور کیا عرض کرون ۔

پیر ۔ انگریزی مین کچھ مداخلت ہی یا نہین پڑھی ۔

شہسوار ۔ نہین قبلہ مطلق نہین صرف عربی فارسی ۔

پیر ۔ ابھی آج ادھر سے دو آدمی قید ہوکر گئے ہین اور برقنداز آتا ہی ہوگا کہ سب مسافرونکی صورت سے حلیہ ملائے خدا جانے کیا تباہی ہی اور بیگناہ پکڑے جاتے ہین مگر جسکی جستجو ہی اسکا کہین پتا ہی نہین لگتا اور وہ جس معشوق پر جان دیتا ہے اسکی طلب اور امید وصال مین کسی سے خائف ہی نہین ہی ۔

داغ تو اگر شود خریدار	آرند چہ سینہا ببازار

اور جب سے اسکو معلوم ہوا ہی کہ سپہر آرا اسکے خون کی خواہان ہین یعنی چاہتی ہین کہ وہ قتل کیا جائے اور اسکا خون گرے تب سے دعا اور بھی جان بکف ہی اگر معشوق کی یہی مرضی ہے تو بسم اللہ ۔ خون بہانا کون مشکل بات ہے ۔

شہسوار کے ہوش اڑ گئے اور چہرے کا رنگ فق ہوگیا اور لرزنے لگا پیر مرد نے پھر کہنا شروع کیا کہ حضرت خدا ہی خیر کرے مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا مجھے کوئی گرفتار کرلے یا آپ دھر لیے جائین شتر انبسخہ میگرند کوئی یہ نہ کہدے کہ این ہم بچہ شتر ست ۔ اپنے اوپر آپ پھبتی کہنے کو جی چاہتا ہی خدا ہی اس طوفان بے تمیزی سے بچائے ۔

پیر مرد نے انکو حقہ دیا اور کہا ہم نے شہسوار کی نسبت بڑی روایتین سنی ہین اور یہ بھی ہم کو معلوم ہوا ہی کہ اسنے کئی آدمیون کو بالکل بیوجہ اور بیگناہ قتل کرڈالا ہی افسوس کا مقام ہی اور سنا کوئی محبوب جان نامے عورت سے اُس سے رسم ہی اسکو لیکر نکل گیا ہی اور آج یہ خبر بھی مشہور ہوئی ہے کہ گاڑی پر سوار ہوکر دو سپاہی ساتھ لیکر اور محبوب جان کو ساتھ بٹھاکر بھاگا ہی ۔ یہ فقرہ سنکر محبوب جان کے ہوش اُڑ گئے یہ گاڑی مین سے ساری داستان سن رہی تھی شہسوار کے حواس غائب کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی اور یہ پیر مرد بیاض سے اشعار کسی قدر آواز بلند سے پڑھنے لگے ۔

مے کرد بر من گذر کیست این	نقاد آفتاب از نظر کیست این
ز شیرینی شور گفتار او	نمک آب شد در سفر کیست این
ظہوری صبوری سفر میکند	کسے آمدہ از سفر کیست این

شہسوار ۔ اب مین رخصت ہوتا ہون دور جانا ہی ۔

پیر ۔ مجھے معلوم ہی آپ کو بہت دور جانا ہی ۔

شہسوار ۔ اسکے کیا معنی حضرت مین سمجھا نہین مطلب ۔

پیر ۔ اسکا مطلب آپ خوب سمجھے ہوئے ہین قبلہ ۔

شہسوار۔ مگر لیکن۔

پیر۔ اسکی سند نہین ہو حواس مرتے دم تک قائم رہین۔

شہسوار۔ آپ نے شہسوار کو کبھی اپنی آنکھون سے دیکھا ہی۔

پیر۔ خدا اس مردود کو غارت کرے اور ایسے بدمعاش باجی کی صورت کسی بھلے مانس کو نہ دکھائے۔

شہسوار۔ ہان ہی تو ایسا ہی جناب۔ آدمی شریر ہی۔

پیر۔ شریر نہین صاحب ہزار پاجیونکا ایک پاجی ہی۔

شہسوار۔ اور سپاہی ہوکر یہ افعال اس سے سرزد ہوئے۔

پیر۔ سپاہی الاحول ولاقوۃ۔ سپاہیونکا ننگ۔

شہسوار۔ یہ تمبا کو حضور کہان سے منگواتے ہین۔

پیر۔ اب بات تو ٹالیے نہین مین بھی سمجھا ہون۔

شہسوار۔ آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بصد حسرت۔

ہزار حیف کہ گل کرد بینوائی کمن	بچشم آبلہ آمد برسنہ پائی من

پیر۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد اسکو لازم تھا کہ جیلخانے سے بھاگا تھا تو کسی ایسے ملک مین جا کر بستا جہان اسکو کوئی پہچانتا ہی نہوتا برعکس اسکے وہ مردود مطرود ہمارے آپکے پاس آتا جاتا ہی اور دیکھ لیجیے گا صبح شام دھرا جائیگا مگر ہمنے تحقیق طور پر سنا ہی کہ وہ بندیلکھنڈ کی طرف بھاگا ہی۔

راوی۔ سبحان اللہ اچھی گریزین ہین استاد۔

شہسوار۔ ہان یہ تو ہمنے بھی سنا تھا کہ بندیلکھنڈ گیا۔

پیر۔ اور بندیلکھنڈ ہی کی طرف اسکو لوگ ڈھونڈھنے بھی گئے ہین یقین نہین کہ گرفتار ہو کیونکہ اسنے اب اپنی ہیئت بدل ڈالی۔

شہسوار۔ جی ہان سنا ہی کہ آدمی بڑا کرارا ہی مگر پستہ قد۔

پیر۔ جی ہان پست قامت ہی مگر کٹا پٹا بدن ہی۔

شہسوار۔ اور سنتے ہین داڑھی بالکل سفید ہو گئی ہے۔

پیر۔ بالکل سفید بھون تک سفید ہی۔ بوڑھا ہی۔

راوی۔ شہسوار اس مرد ک کو سمجھے اور اب کسی قدر تردد رفع ہو گیا اور بے تکلفی سے باتین کرنے لگے۔ شہسوار عجب نہین کہ بندیلکھنڈ مین گرفتار ہو جائے۔

پیر۔ وہ بندیلکھنڈ نہین۔ رہیلکھنڈ سہی۔ جہان ہوگا۔

شہسوار۔ یہان کسی نے اسکو دیکھا ہی یا نہین۔

پیر۔ سنا ہی کہ کئی آدمی صورت آشنا ہین اسکے۔

شہسوار۔ حلیہ بھی چھپ گیا ہوگا۔ مشکل ہے بچنا۔

پیر۔ اسکی محبوب جان تک کا حلیہ چھپ گیا ہی وہ چھڑیل کہان بچکر جائیگی۔ نکلی اور پکڑی گئی۔

شہسوار۔ محبوب جان اسکی منکوحہ بیوی ہی یا۔

پیر۔ جی ان بازاری عورتون کا کون ٹھکانا۔ منکوحہ کیسی خدا جانے کون ہی۔ بازاری تو ہی ہی۔

جب کچھ دیر کے بعد شہسوار یہان سے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ مین انکو ایک عجیب الخلقت آدمی ملا بتیل کی ٹوپی سر پر اور کھڑاؤن پانؤن مین اور ہاتھ مین لمبو سوکھا ہوا ایک درخت مع جڑ کے لیے ہوئے تھا انھون نے جو اس عجیب الحرکت کو دیکھا تو بے اختیار ہنس پڑے۔ اور محبوب جان سے کہا تم بھی دیکھو انھون نے پردے مین سے دیکھا تو یہ بھی بہت ہنسین اور شہسوار ان سے ہم کلام ہوئے۔

شہسوار۔ بندگی عرض ہی کیے ہمین پہچانا یا نہین۔

جواب۔ اخاہ بندگا مجاز سر پہ آپ کا۔

محبوب جان۔ اے تم کیا اسکو سچ مچ پہچانتے ہو۔

شہسوار۔ نہین دل لگی کرتا ہون۔ خدا جانے کون ہی اسکی طرف مخاطب ہوکر۔ کہیے ابتک کہان رہے مین آپ کا نام بھول گیا اسوقت کچھ اشارہ دیجیے تو شاید یاد آجائے۔

جواب۔ اشارہ محبوب نام شیطان کی آنت۔

شہسوار۔ محبوب! مین! ابھی نہین سمجھا حضرت۔

جواب۔ میرا نام ہی زین العابدین آغا طاہر الزمان محمد حفیظ الدین احمد حیدر قادر بخش عاشق محبوب جان حسین جہان فخر حسینان گیہان نوجوان معشوقہ شہسوار بزدل دوران۔

یہ جواب سنکر میانصاحب کے کان کھڑے ہوئے محبوب جان کے عاشق اور شہسوار کی معشوقہ اور شہسوار کو بزدل دوران کہا۔ خیر۔ فہمیدہ خواہد شد۔ اس مین کوئی لم ضرور ہے۔ محبوب جان نے آہستہ سے چٹکی لی اور کہا کچھ سنا بڑے غضب کی بات کہی۔ شہسوار کو یقین ہوگیا کہ کسی زمانے مین محبوب جان پر یہ شخص ضرور عاشق تھا پوچھا کیون محبوب جان سچ سچ کہنا کبھی اس شخص سے تمنے عشق ظاہر کیا تھا۔ وہ قسمین کھانے اور کہنے والے کو گالیان دینے لگی کہ حاشا مین اسکی صورت تک سے واقف نہین ہون۔ یہ کوئی گوینده ہی اب تم اسوقت ہوشیار رہو ایسا نہو اسکے ساتھ ادھر اُدھر کچھ اور لوگ ہون۔ سرامین نشانی ہمکو پہچان گئی تھی کہ عورت ہی اور آج اس زین پوش والے بوڑھے نے بھی صاف صاف کل باتین بیان کردین اک ذری اُتر پڑو اور اُتر کر دیکھو کہ ادھر اُدھر کوئی اور تو نہین ہی شہسوار نے گاڑیبان سے کہا گاڑی روک لے ہم ذرا اُترینگے۔ اُتر کے دیکھتے ہین تو کوئی بھی نہین صرف وہ عجیب الخلقت آدمی ہی اور چارون ہمراہی اغل بغل پھٹکے پھٹکے چلے آتے ہین اور دو ایک گاڑیان چرخ چون کرتی آرہی ہین۔ دو چار مسافر بھی ادھر اُدھر چلتے ہین۔ گاڑی پر شہسوار سوار ہوا اور محبوب جان سے کہا کوئی بھی نہین وہم ہی وہم تھا اتنے مین اس عجیب الخلقت آدمی نے پکار کر کہا او بھائی گاڑی والے مسافر ہمارے شعر سنو گے انھون نے کہا ہان سنینگے مگر ایسے ہون کہ جی خوش ہوجائے وہ بولا جی خوش ہوا تو کیا سر خوش ہوجائے۔ کان دھاد ین زبان سُنے۔ ناک داد دے۔ گردن ہلنے لگے۔ مگر ہم موزون شعر پڑھنا جانتے ہین تم لوگونکی طرح سے غیر موزون اور سکتا شعر نہین پڑھ سکتے۔ سُنو۔

اک شہسوار مرد بزدل — قاتل شہزادہ ہمایون فر
ملا ایکروز مجھکو تا در خانہ — ہاتھ مین گاڑی پاس شانہ
محبوب جان اندرون بغلش — گفتم کہ اے شہسوار اغلش
اُترا گاڑی سے جستجو کے لیے — مین نے جھانسا دیا کہ کھاگئے

مندر مین کوئی بر اجے گی
گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی

محبوب جان نے یہ اشعار مضمون خیز سُنکر شہسوار کیطرف دیکھا اور شہسوار نے محبوب جان پر نظر ڈالی اور ہمراہیون مین سے جو شخص قریب تھا وہ یہ مضمون سُنکر سرد ہوگیا کہ یہ شخص تو سب صاف صاف کہہ گیا مگر وہی ایک مڑک کے ساتھ شہسوار کا لفظ بھی آیا۔ گاڑی کا بھی ذکر ہی۔ بزدل بھی کہا شہزادہ ہمایون کا بھی نام ہے۔ محبوب جان اور بغل کا تذکرہ بھی کیا۔ اور پھر یہ فقرہ غضب کا کہدیا کہ (گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی) اسکے کیا معنی کہ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔ دونونکا رنگ

ق ہوگیا اور شہسوار نے کہا افسوس ہی کہ باغ کو چھوڑ دیا دہان دل کا حوصلہ تو نکال لیتا۔

اب سنیے کہ شہسوار استقدر بدحواس ہوا کہ محبوب جان سے بے تکلف صاف صاف ان امور کی نسبت کل حالات بیان کردیے اور یہ خیال نہ رہا کہ گاڑیبان سُن رہا ہے جب کہ گاڑیبان کو انکی تقریر سے معلوم ہوا کہ یہی شہسوار ہین تو لرزنے لگا کہ یا الٰہی کہین ایسا نہو کہ مجھے بھی قتل کرڈالے۔

اتنے مین دفعۃً محبوب جان کو خیال ہوا کہ چودھری سُنتا جاتا ہی اشارے سے دیکھا تو شہسوار نے دانتون کے تلے اُنگلی دبائی۔

شہسوار۔ کہو بھئی گاڑیبان خاموش کیون بیٹھے ہو۔

چودھری۔ بہرے بن گئے جواب ندارد!!!

شہسوار۔ ارے میان چودھری۔ او ہو ہو۔ گاڑیبان۔

چودھری۔ جات نگریا مین بھولی ڈگریا۔ اے جات نگریا۔

شہسوار۔ این! گاڑیبان ارے بولتا نہین۔ او۔

محبوب جان۔ اونچا سنتا ہی کیا ذری پکارو تو اسے۔

شہسوار۔ پردہ اُٹھاکر۔ او گاڑیبان کیا بہرا ہے۔

چودھری۔ صاحب۔ حکم۔ شام کے پہلے سرا پہونچے گا۔

شہسوار۔ (مسکراکر) کیا تم اونچا سنتے ہو گاڑیبان۔

چودھری۔ مجبورا تو ہمارے بیل اس سے زیادہ کیا چلین۔

محبوب جان۔ (قہقہہ لگاکر) ای ہی سچ مچ یہ اونچا ہی سنتا ہی

چودھری۔ ہجور دوئی گھڑی دن رہی سرا ملجائے گی۔

محبوب جان۔ چلو یہ بھی اللہ کو کچھ اچھا ہی کرنا منظور تھا کہ یہ موا بہرا ہی نہین تو آج اسکے ہاتھ تک ہی گئے ہوتے مگر پھر آزمالو اچھی طرح کہ اونچا سنتا ہی یا بنتا ہی ایسے بھی لوگ ہوتے ہین۔

چودھری۔ صاحب اب کوئی دوئی بجے ہونگے یا تین۔

محبوب جان۔ ارے دو بج گئے ہونگے تیز تیز چل اب۔

شہسوار۔ کہتی کس سے ہو وہ سنتا کسکی ہو بہری بلا۔

محبوب جان۔ اگر سنتا ہو تو بڑی مصیبت پڑجائے۔ ہی نہ

شہسوار۔ لاحول ولاقوۃ۔ اگر اسوقت یہ معلوم ہوتا کہ بہرا ہی تو مین آج رات کو اسے قتل بھی کرڈالتا۔ زندہ نہ چھوڑتا۔ یہ تو بائین ہاتھ کا کرتب ہے جسوقت دیکھتا کہ نو دس بجے ہین اور کنوئین پر کوئی نہین فوراً کہتا کہ پانی بھرلا خود ساتھ جاتا۔ اور ڈھکیل دیتا اگر کوئی دوڑ پڑتا کہ کیا ہوا تو صاف کہدیتا کہ پانون پھسلا کنوئین مین گر پڑا اور بہت کچھ افسوس کرتا۔

گاڑیبان نے جو اپنی اس گت کا حال سُنا تو کانپ اُٹھا اور رہے سہے حواس بھی غائب غلہ ہوگئے بدحواسی مین قصد کیا کہ شہسوار کے قدمون پر گر پڑے اور ہاتھ جوڑ کر کہے کہ عمر بھر کسی سے اس راز کا حال نہ بیان کرونگا مگر پھر سوچا کہ مبادا اسکا نتیجہ یہ ہو کہ جان جائے اس سے بہتر یہی ہو کہ بہرا بنا رہون۔

شہسوار کو جب تسلی ہوئی تو محبوب جان کے خوش کرنے کے لیے آپ نے اشعار پڑھنا شروع کیا۔

وشنام یار طبع حزین پر گران نہین	ای ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب	تھا ساز گار طالع بیدار دیکھنا
بد کام کا مآل برا ہی جزا کے بعد	حال سپہر تفرقہ پرداز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو	بیطاقتی پہ سرزنش ناز دیکھنا

کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا اے مسیح
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا

محبوب جان نے مسکراکر کہا اب ذرا دل کو ڈھارس ہوئی تو شعر خوانی کی سوجھی سچ ہی کہ بیفکری بھی کیا چیز ہی مگر تم نے قدر نہ کی۔ افسوس۔ اگر اسقدر بدعتین اور اتنے خون نہ کرتے تو ان دہاڑون کا ہیکو پہونچتے۔ مگر خیر۔ اب تو جو ہوا وہ ہوا مجھسے اس کیدان نے کہا تھا کہ تم اُنکے سبب سے اپنی جان کی کیون دشمن ہوئی ہو ساتھ چھوڑو مگر ؎

اثر ہوتا ہے کب ہمسے وفادارونکو اے ناصح
فغان سے پیشتر تم خجلت تقریر تو کھینچو

شہسوار نے جواب دیا کہ سنو محبوب جان تمھاری وفاداری کا نقش تو ہمارے لوحۂ دل پر مرتسم ہی باقی رہا ہماری عجلتین اور پاجی پن کی باتین انکا ذکر کرنا فضول ہی۔ اس دنیا مین کوئی جیتا بچا ہی اور نہ بچیگا۔ اچھے بُرون مین کوئی باقی نرہے گا۔

آسمان فتنہ کچھ ایسا نہین اے اہل جہان
کوئی باقی نہین رہنے کا امان ہونے تک

محبوب جان نے آہ سرد کھینچی اور کہا سچ تو یہ ہی کہ ایسے موقع پر شاید مین خود ثابت قدم نرہتی اور چلی جاتی مگر دل گواہی نہین دیتا کہ تمکو چھوڑکے چلدون کیونکہ تمھارے بغیر تو زندگی وبال ہوجائیگی اگر بھاگون بھی تو بھاگ نہین سکتی ہان تنہا البتہ جانتی ہون کہ تمسے جدائی ضرور ہوگی خدا مالک ہے جو اسکی مرضی ہو۔

ادھر یہ گفتگو ہوتی تھی اُدھر گاڑیبان کو یہ سوجھی کہ بیٹھے بیٹھے تھوڑی دیر مین بول اُٹھتا تھا۔ محبوب جان اپنی تقریر ختم ہی کرنے پائی کہ آپ پکار اُٹھے۔ کہ ہجور چل تو رہا ہون۔ محبوب جان اور شہسوار دونون ہنس پڑے۔

محبوب جان - اچھا ملا چاہی کیسے ہی غم مین انسان ہو۔ اسکی باتون سے غم غلط ہوجائیگا۔ چونک اُٹھتا ہے۔

شہسوار - ارے میان چودھری کیا ہی۔ کہتے کیا ہو۔

چودھری - جواب ندارد۔ بالکل سکوت اختیار کیا۔

شہسوار - گاڑیبان (پردہ اُٹھاکر) ہوت۔

چودھری - چونک کر، گھداوند۔ دو گھڑی دن رہی دا کھل ہوجائیے گا بس۔ ادھر چلے۔ ادھر وا کھل سرا مین ٹکیے چل کے۔

شہسوار - بھلا سرا مین دروازے بھی ہین - یا بس کھلی ہوئی ہی پھاٹک ندارد۔ اچھی سرا ہے۔

چودھری - کون؟ ہم؟ ہم ہجور پلاؤ کہان پائین۔

محبوب جان - (قہقہہ لگاکر) بلی کے خواب مین چیچھڑے ہی چیچھڑے۔ پلاؤ کھانے کا جی چاہا ہے۔

چودھری - اور ہجور رہی شہر ہی مین مل گریب آدمی پلاؤ کھانا کیا جانین ہجور موٹی روٹی اور نون۔

شہسوار - کھالیا اور پانی پی لیا اور لمبی تان کے سو رہے

چودھری - تاوان لگانا ہم کو نہین آتا ہجور۔

محبوب جان - تمنے جو کہا کہ لمبی تان کے سو رہی تو سمجھا تان لگانیکا حکم دیتے ہین۔ اب معلوم ہوگیا کہ اصل بہرا ہی۔

چودھری - (اپنے دل مین) بہرا تو ایسا ہون کہ دو چار کو بہرا بناکے چھوڑ دون۔ ذرا سرا مین تو چلو۔

شہسوار - چودھری تم گدھے ہو یا آدمی۔ ہو۔

چودھری - کیا ہجور۔ یہ بیل یہ ادھر والا ساٹھ روپیہ کو لیا تھا اور اُدھر والا پینتالیس کو۔

محبوب جان - آگ لگے اس بہرے پن کو توبہ۔

الغرض شہسوار اور محبوب جان کو قرین مصلحت ہی معلوم ہوا

کہ سرا مین محفوظ طور پر دو چارون رہکر کسی خاص شہر مین قیام مستقل کی فکر کرین گا ڑیبان اس اثنا مین بہراہی بنا رہا اور اسکے لیے مقتضاے مصلحت یہی تھا ورنہ شہسوار خونخوار بیشک اور بلاشبہ اسکو تہ تیغ کر ڈالتا جب اسکو معلوم ہوا کہ شہسوار مع اپنی معشوقہ طرحدار کے دو چار روز سرا ہی مین قیام کرنیوالے ہین اسکو خوف ہوا کہ مبادا کسی روز اپنر کھلجائے کہ یہ بہرا نہین ہی تو معاً قتل کر ڈالین لہذا اسنے جس سے گفتگو کی بہراہی بنا رہا۔ بھٹیاری سے گفتگو ہوئی تو بھی دو چار مرتبہ آم کے عوض املی اور املی کے عوض آم اناپ شناپ بکنے لگا یہانتک خوف دامنگیر تھا کہ جس سے ملا بہراہی بن کے ملا۔

اب سُنیے کہ وہ پیر مرد جو شہسوار کو راہ مین ملا تھا سرا مین انھین کے قریب آن کے ٹکا۔

محبوب جان نے شہسوار سے کہا کہ اب سفر کی صورت نہین ہی یہ شخص پھر ہمارے ہی پڑوس سرا مین آن کے فروکش ہوا ہی اور ہمین خوف ہی عجب نہین ہی کہ یہ شخص پولیس کا آدمی ہو اور بھیس بدلکر آیا ہو شہسوار کے ہوش اُڑ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پیر مرد کے قریب جاکر کہا کہ آپ سے ہمین کچھ تخلیے مین عرض کرنا ہی۔

پیر۔ بسم اللہ یہان بھی تخلیہ ہی ہی۔ فرمائیے۔

شہسوار۔ آپ کون صاحب ہین اور یہان کیا کام ہی۔

پیر مرد۔ بس وہی ہون جو آپ ہین دونون مسافر۔

شہسوار۔ میرے اور آپ کے سفر مین بہت فرق ہے۔

پیر مرد۔ مجھے یہ نہین معلوم تھا۔ وہ فرق کیا ہے۔

شہسوار۔ مین آدمی ہون زبردست اور ظالم اور قاتل اور سفاک اور تم چھٹے اور آپ ضعیف بوڑھے کم طاقت آدمی۔

پیر مرد۔ اگر آپکا یہ خیال ہی تو مین اب حاضر ہون۔

شہسوار۔ (مسکراکر) ہان یہ خم و دم!!!

پیر مرد۔ مین تو پیر حقیر ہون اور آپ جوان طاقتور پیر آپ کا مقابلہ کیا۔ مگر دل تو ہی۔ اب اسبارہ مین زیادہ گفتگو نہ کیجیے۔ بیکار طول دینا فضول ہے۔

شہسوار۔ طول دینا کیا معنے مین آپکو ٹھیک بنا دُن گا ممکن نہین کہ آپکی قرار واقعی مرمت نہ کرون۔ مگر خیال فقط اسقدر ہی کہ آپ پیر مرد ہین ورنہ اگر کوئی برابر والا اور جوان ہوتا تو ابھی دم کے دم مین تہ تیغ کرتا تمکو اسوجہ سے چھوڑ دیا کہ تم بوڑھے آدمی ہو۔

پیر مرد۔ اگر آپ کو اپنی طاقت اور سپہ گری پر اسقدر زعم ہی تو بسم اللہ بندہ اب حاضر ہے۔ اس سے کیا فائدہ۔

شہسوار۔ ہمکو یقین ہوگیا کہ آپ ہمارے دشمن جانی ہین اور آپ اسی سبب سے ہمارے ساتھ ساتھ رہتے ہین کہ کسیوقت ہمکو زک دین اور یہ امر محال ہی ممکن نہین کہ ہم کسی سے دب کے رہین اور پھر جبکہ ہم اسقدر کرارے جوان ہین اور آپ اسدرجہ پیر ناتوان۔

پیر مرد۔ ذرا مجھسے ہاتھ تو ملائیے آیئے بسم اللہ۔

شہسوار۔ ہنسکر۔ کیا ہاتھ پاؤن تڑوانے کو جی چاہتا ہے قضا کھیلتی ہی۔ شامت آئی ہی۔ تو اور ہمسے ہاتھ ملائے۔

بت کرین آرزو خدائی کی ؟	شان ہے تیری کبریائی کی

پیر۔ اچھا ہاتھ تو ملاؤ۔ ہمارا کس تو آزماؤ۔

شہسوار۔ (ہاتھ ملاکر) یہ پنجۂ اجل ہی توڑ دون۔
پیر مرد۔ اگر تمھارے امکان مین ہی تو بسم اللہ۔
شہسوار۔ مجھے بھی اب تیری حالت پر رحم آتا ہے۔
پیر مرد۔ اب یہ بتاؤ کہ تم زور کروگے یا نہین۔
شہسوار۔ (مسکراکر) نہین پہلے آپ ہی زور کرین
پیر مرد۔ اچھا پھر یون ہی سہی۔ ہے اجازت۔
یہ کہکر پیر مرد نے ذرا زور کیا تو شہسوار کی انگلیان ٹوٹنے لگین تب تو یہ بھی سنبھل بیٹھے اور زور کرنے لگے مگر جسقدر زور کرتے تھے اسیقدر زیادہ مغلوب ہوتے جاتے تھے پیر مرد نے کہا ناحق مجھسے جھگڑتے ہو مین انگلیان توڑ کے دھر دون گا مجھے کوئی ایسا ویسا نہ سمجھنا گو بوڑھا ہون مگر تم ایسے لونڈون کو ہزارون مین نیچا دکھا سکتا ہون یہ کہکر پیر مرد نے زور کرنا چھوڑ دیا اور کہا بس اگر ہوس است ہمین قدر بس است۔
شہسوار نہایت ہی خفیف ہوا اور سخت متحیر تھا کہ یا الٰہی یہ اسقدر ضعیف اور مسن ہوکر اسدرجہ طاقتور ہی اب انکے رہے سہے حواس اور بھی غائب ہوگئے کہ اگر مقابلہ کرتا ہون تو بھی یہ شخص غالب رہیگا۔ اُٹھے اور بکمال ندامت اپنی قیام گاہ مین جاکر بیٹھے۔
محبوب جان۔ کیا باتین ہوئین اس بوڑھے سے۔
شہسوار۔ فرط خجلت سے زبان بند ہوگئی۔
محبوب جان۔ آخر یہان تمھارے پیچھے پیچھے کیون آیا۔
شہسوار۔ خدا جانے کیا سبب ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ مجھسے تو کہا تھا کہ شہر جاتا ہون۔ اب یہان کیا کرنے چلا آیا۔
محبوب جان۔ آخر تمنے کچھ بات چیت کی یا نہین۔
شہسوار۔ وہ تو ہوا کے گھوڑون پر سوار ہی سنتا کسکی ہی۔
محبوب جان۔ جہان تمنے اور صدہا آدمیونکا خون کیا اسکو بھی قتل کرڈالو۔ ہماری تو یہی آرزو ہی ایسے شخص کا ساتھ رہنا ہر گھڑی خطرے مین جان ڈالنا ہی۔
شہسوار تو اسکا لوہا مانے ہوئے تھا۔ یہ کیا کہتا کہ پیر مرد سے ہاتھ ملاتے ہی انگلیان ٹوٹنے لگین محبوب جان کے سامنے کرکری ہوتی۔ خاموش ہورہا اور کہا اسوقت سونیکو جی چاہتا ہے۔ رات بھر جاگا کیا ہون۔ یہ کہکر سو رہا
ادھر پیر مرد نے اشارے سے گاڑیبان کو بلایا اور کہا ہم تمسے ایک بات پوشیدہ طور پر کہنے والے ہین اگر مانو تو بہتر ورنہ تمھارا ہی نقصان ہے اور اگر تمنے اس شخص کو اطلاع دی تو معًا قتل کیے جاؤگے۔ اول تو یہ بتاؤ کہ یہ کون آدمی ہی اور تمکو کہان ملا اور تم اسکو کیسے جانتے ہو یہ گاڑیبان بولا۔
صاحب ہمکو تو یہ دو آدمی پکڑ لائے وہ جو سامنے بیٹھا روٹی پکاتا ہی۔ اور یہ دوسرا جو ادھر لیٹا ہوا ہی۔ مگر مجکو کچھ دال مین کالا کالا نظر آتا ہے۔
پیر مرد۔ ارے بدبخت تو بھی انکے ساتھ رانا جائے گا اب بھی سویرا ہے بھاگ جا گاڑی لے کے۔
گاڑیبان۔ حجور یہ جبردست ہم گریب آدمی ہین۔
پیر مرد۔ ہم تمکو مدد دینگے اور تم ابھی ابھی جاؤ۔
گاڑیبان۔ حجور ایسا نہو کہ ہم کچھ کہین اور وہ مارچلین جو حجور مدد دین تو مین لڑون۔
پیر مرد۔ ابے مدد کیسی تو گاڑی لے کے بھاگ۔
جب شہسوار کے ہمراہیون نے دیکھا کہ پیر مرد آہستہ آہستہ گاڑیبان سے باتین کررہا ہی تو انکے دلون مین بھی کھٹکا پیدا ہو

کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی اسکا سبب کیا ہی کہ اسقدر آہستہ آہستہ باتین ہوتی ہین۔

ایک پٹھان نے فوراً شہسوار کو جگایا اور کہا اب سونیکا وقت نہین ہی یہ بوڑھا جو برابر والی کوٹھری مین کروٹ کے ساتھ ٹکا ہے گاڑیبان سے کچھ باتین کر رہا تھا انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ ہی کے بارے مین ذکر تھا۔ شہسوار نے کہا گاڑیبان تو بہرا ہی جبتک زور سے بات نکرین ممکن نہین کہ کچھ سُن سکے اگر آواز بلند سے گفتگو کی تو تم بخوبی سُن سکتے تھے اور اگر آہستہ آہستہ بات چیت ہوئی تو یہ کیونکر سُن سکتا اور یہ بھی ممکن نہین کہ وہ زور سے باتین کرتا لہذا ہماری سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا معاملہ ہی۔ پٹھان نے کہا اور سب سے بھی آپ دریافت کر لیجے کہ یہ بات صحیح ہی۔ یا غلط۔ یہ شخص بہرا نہین ہی صرف بنتا ہی شہسوار نے اس امر کو باور نہین کیا۔

اب سُنیے کہ شام کو دو مسافر پیادہ پا سرا مین آئے اور انکے ساتھ دو گھوڑے پیچھے پیچھے اور دو گاڑیان جن مین سواریان تھین یہ بھی شہسوار کے قریب اُترے انمین ایک شخص جو بڑا گران ڈیل جوان اور کرارا اور خوشرو تھا ڈھاٹھا باندھکر شہسوار کے پاس آیا اور باہم لطف و مذاق کیساتھ دونون مسافرون مین گفتگو ہونیلگی شہسوار اور مسافر دونون خوش مذاق اور لائق آدمی تھے۔

مسافر۔ سرا مین جی گھبراتا ہی کس سے بات چیت کرین اور رات کیونکر بسر کرین۔ سرا کی باتین پہاڑ ہو جاتی ہین۔

شہسوار۔ دلبر ہمخوابہ کے بغیر لطف زندگانی نہین ہی۔

مسافر۔ (مسکراکر) سرا مین دلبر ہمخوابہ! معقول جیسی روح ویسے فرشتے معاف فرمائیے گا۔

شہسوار۔ واللہ مین ایسے بذلسنج احباب سے خوش ہوتا ہون اور مین خود بھی بے تکلف آدمی ہون۔

مسافر۔ اسم مبارک جناب کا دریافت کر سکتا ہون۔

شہسوار۔ خاکسار کو محمد عطاء اللہ خان احمدی کہتے ہین۔

مسافر۔ بہت چھوٹا سا نام ہی آپکا۔ بالکل ذرا سا۔

شہسوار۔ حضور کا اسم شریف بھی ایسا ہی کچھ ہوگا۔

مسافر۔ بندے کو نوازش علی کہتے ہین مخلص فرقت۔

شہسوار۔ آپ شیخ سید مغل پٹھان کیا ہین اور۔

مسافر۔ جی بندہ مظلوم ہی ظالم سے خدا سمجھے۔

شہسوار۔ اخاہ آپ سادات ہین لے مصافحہ کرون۔ سادات کریم کی تعظیم واجبات سے ہے۔

مسافر۔ ہان اگر خدا توفیق نیک عطا کرے تو۔

شہسوار۔ آپنے ورزش بہت کی معلوم ہوتا ہے۔

مسافر۔ جناب وہ دن گئے وہ جوش جوانی اب کجا۔

شہسوار۔ یہ کیون آپ ابھی پورے بیس بائیس برس کے ہونگے آپ کا سن ہی ابھی کیا ہے۔

مسافر۔ ورزش سے کیا ہمین سروکار مولوی آدمی۔

شہسوار۔ آپنے شہسوار کا بھی ذکر سنا ہے سنا ایک باغ مین خوب جشن کر رہا ہی۔ شراب بھی ہی معشوق بھی ہی باغ کو پرستان بنا دیا ہے۔

مسافر۔ شہسوار وہ جو قاتل ہمایون فر تھا۔ حضرت حق تو یہ ہی کہ وہ بلا کا آدمی پر کالۂ آتش ہی۔ اسکا ثانی جہان کوئی نظر نہین آتا سپاہی آدمی ہی۔

شہسوار نے جو اپنی تعریف ایسے بانکے اور کرارے آدمی کی زبانی سنی تو باغ باغ ہوگیا اور اسکو حقہ دے کر فوراً محبوب جان کے

پاس گیا اور کہا تو تم ابتک ہمکو للکارا کرتی تھین کہ لوگ تمکو نوٹیرا اور بدمعاش کہتے ہین اب ایک سپاہی اور بانکے آدمی کی زبانی سُن لو کہ کیا کہتا ہی محبوب جان نے مُسکرا کر کہا مین سُن رہی تھی ایک اسی کی زبانی تمھاری تعریف سُنی باقی تو اور کسی نے بھی تعریف نہین کی شہسواران کو قسمین دیکر کہ اس شخص کی تقریر غور سے سُننا باہر آئے اور آتے ہی کہا حضرت آپ تو اس مردک کے بڑے مداح معلوم ہوتے ہین مگر یہ بتایئے کہ سفاک کسدرجہ ہی۔ مسافر نے کہا حضرت اسمین کیا شک ہی مگر اسکی سپہ گری اور بانکپن اور جوانمردی مین کوئی شخص شک نہین کرسکتا ہزارون آدمیون کی صفون مین گھس بیٹھکے قتل کرنا دل لگی نہین ہی اسکے علاوہ جس مقام پر گیا کامیاب ہی آیا جو کام کیا سرخروئی کیساتھ کسی امر مین ہمنے اسکو دبکے رہتے نہین دیکھا بڑا جیالا آدمی ہی اتو بالفعل کوئی اسکا جوابدینے والا نظر نہین آتا بیمثل ہی ثانی نہین رکھتا۔

مسافر نے شہسوار کے دل مین جگہ کرلی اور کہا کہ اگر آپ کے خلاف نہو تو ازراہ نوازش آپ یہین رہین۔ ع

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ہمسے اور آپسے خوب بنے گی اور ہم آپ کو کچھ پیچ ایسے سکھلادینگے کہ عمر بھر یاد کیجیے گا۔ مسافر نے جھک کر آداب عرض کیا اور کہا اگر مجھے سکھانا چاہتے ہین تو مین بڑے شوق سے ہمراہ رہونگا۔

شہسوار۔ اچھا آؤ ایک پیچ تو اسوقت بتاتے ہین۔

مسافر۔ اب اسوقت تو رہنے دیجیے یہ کون موقع ہی مگر یہ فرمایئے کہ آپ ہمایون فر کے طرفدار ہین یا شہسوار کے اور مجھسے قسم کھایئے کہ آپ سچ امر حق بیان کرینگے۔

شہسوار۔ (ذرا تامل کرکے) ہم کسی کے طرفدار نہین۔ اچھا آؤ یہان ایک پیچ سیکھتے جاؤ۔

یہ کہکر مسافر اور شہسوار مین باہم داؤن پیچ ہونے لگے اور مسافر نے اس زور سے پیچ کا ٹھا کہ شہسوار کے ہوش اُڑ گئے جب مسافر نے دیکھا کہ شہسوار میرے قابو مین آگیا تو سیٹی بجائی اور سیٹی کی آواز سنتے ہی سو آدمی بھڑ بھڑا کے ٹوٹ پڑا لینا لینا مار لیا ہے۔ جانے نپائے۔ گرفتار کرلو جاتا کہان ہی وہ مارا خوب زور سے مشکین کس لو۔ پیر مرد نے قہقہہ لگایا بی شیخانی بھی ایک گوشے سے نکلین اسکے چارون ہمراہیون نے جو یہ کیفیت دیکھی تو انکی جرأت نہوئی کہ مدد دین سوچے کہ اب مدد دینا اور معین ہونا بیکار ہی لہذا خواہ مخواہ اپنی جانکا دشمن ہونا اس سے کیا فائدہ دونون بھاگ گئے اور باقیماندہ دونون پکڑ لیے گئے۔ گاڑیبان بھی خوش ہوا اور کمال مسرت کے ساتھ کہا کہ آج میری آرزو بر آئی۔

انکو گرفتار کرکے اہل پولیس لیچلے اور مسافر نے محبوب جان محبوب جان کہکر پکارا اور رحم کرکے اسکو چپکے سے رہا کردیا۔

شہسوار نامہنجار کا پھانسی پانا

شاہد ملکست در عقد کسے کز روی جہد

دست در آغوش با شمشیر و خنجر میکند

آنکہ یار ابر سر ناز و تنعم می نہد

کردگارش در جہان سردار و سرور میکند

بادشاہی در چمن دادند گل راز انکہ گل

با وجود نازکی از خار سر بر میکند

مبارز صف شکن شجاع روئین تن آزاد پاشا کی بہادری اور جرأت کا آوازہ چار دانگ ہندوستان بلکہ تمام آفاق مین

یون ہی بلند تھا اب اس شجاعت سے اور بھی صیت تہور قطار جہانین منتشر ہوا کہ سرہنگ عیار پیشہ اہل فتنہ وشر کے سردار گرانمایہ شہسوار عیار کو باسانی تمام وجرات مالا کلام اس طرح گرفتار کرلیا جیسے عقاب کسی ادنی سے جانور کو دبوچ بیٹھے یا شہباز کسی کمزور طائر کا شکار کرے۔

اب ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ جس مسافر پلیتن مرد شیر افگن نے شہسوار سے پیچ سیکھتے ہوئے عین شاگردی کی حالت مین اس مکار جفا پیشہ پر پیچ گانٹھا اور اسکو نیچا دکھایا وہ آزاد پاشا ہی ہین۔ گو شہسوار کی گرفتاری بمقابلۂ معرکہ ہائے روم ونبرد آزمائی میدان حرب کوئی وقعت نہین رکھتی مگر چونکہ اس مردم آزار کا ڈاکہ زنی مین بڑا شہرہ ہوا تھا اور جیلخانے سے باوصف حزم واحتیاط سپاہیان سرکاری بڑی بہادری اور عیاری کے ساتھ نکل بھاگا تھا اور مزاہمایون فرید دون کمر سے شہزادۂ جمجاہ ثریا بارگاہ کو عین بارات مین بیرحمی سے قتل کیا تھا اور باغ مین برقندازون کو تہ تیغ کرکے انکی لاشین کنوئین مین ڈال گیا تھا اور ساری خدائی کو اسکی جستجو تھی لہذا آزاد پاشا کا بڑا نام ہوا شہسوار کو انتہا کا ملال تھا کہ گرفتار بھی ہوے تو رقیب کے ہاتھون اور آزاد جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ سپہر آرا کے پیارے ہمایون فر کے قاتل اور اپنے رقیب وعدوی دلی کو مغلوب کیا حسن آرا انتہا سے زیادہ محظوظ وفرخناک ہوتی ہون گی کہ شہسوار کو جوانکے خاندان کا اتنا بڑا مہیب دشمن تھا ہم ہی نے گرفتار کیا۔ ان خیالات سے آزاد اور بھی زیادہ خوش ہوتے تھے اور شہر مین دھوم پڑی تھی کہ فتح ونصرت آزاد کی دواخانہ زاد لونڈیونکا نام ہی۔ جہان گئے فتح پائی جس پر حملہ کیا اسکی شامت آئی۔

ہر کجا عزم جہانگیرش گران سازد رکاب
فتح ونصرت رابدان جانب سبک گردد عیان
رمح دولت پرورش را ملک وملت در پناہ
تیغ نصرت گسترش را دین دولت در امان

آزاد نے اس مرد عیار ومکار قاتل شہزادۂ جم اقتدار یعنی شہسوار نابکار کی طرف مخاطب ہوکر بآواز بلند وبدبہ وشوکت کے ساتھ کہا کیون دوسری بار پھر مغلوب کیا اور اسکی ایسا نیچا دکھایا کہ تمام عمر پینے نپاؤگے۔ میدان کارزار اور معرکہ حرب وپیکار مین ہماری تیغ الماس بار دشمن کے خون کی پیاسی ہوجاتی ہی اور فتح پتہ پوچھتے ہی دوڑی آتی ہی میدان جنگ مین گرز گران سنگ اور توپ وتفنگ ہمارا نام سُنتے ہی لرزنے لگتے ہین جاندار اور بیجان دونون کانپ اُٹھتے ہین روز مصاف ازروس تا کوہ قاف زلزلہ آجاتا ہی کہ آزاد پاشا تیغ شرربار سے جان عدو پر آگ برساتا ہے۔

یکایک تیغزن چون نرگس یار — سراسر صف شکن چون لاف دلدار
ولایت گیر چون حسن حسینان — غبار انگیز چون جور رقیبان
ہمہ چون شعلہاے عشق جانسوز — ہمہ چون غمزۂ دلبر جگر دوز
ہمہ چون چشم خوبان فتنہ انگیز
ہمہ چون ہجر مرد انداز وخون ریز

اب تجھے معلوم ہوا ہوگا کہ حسن آرا نے ہمکو تجھپر کیون ترجیح دی ہم وہی ہین جنسے تمکو پیشتر بھی ذلیل کیا تھا اور اب پھر خفیف کیا ہم شجاعت کے نہنگ بحر آشام ہین تم ڈاکو چور متبذل حالت کے آدمی۔ کجا مرد میدان کجا وزدبے ایمان کہان سپاہی کہان چور ہم معرکے لڑے ہوئے

جنگ آزما صف شکن - تو دم آزار بیرحم چوٹیا - ہمارا تیر اقتفا بلکہ کیا شہسوار بیچارہ گربہ مسکین بنا ہوا چپ چاپ بیٹھا سنتا جاتا تھا۔

اتنے مین ایک شخص نے انسپکٹر سے کہا حضور اسکے ساتھ ایک عورت بھی تھی مگر ہلڑ مین کہین بھاگ گئی اسی کی بدولت کئی برقندازون کی جان گئی۔

آزاد نے انسپکٹر سے بیان کیا کہ مطلب تو اس مردک سے تھا اسکو ہمنے گرفتار کر لیا اگر اسکے ہمراہ سو آدمی بھی ہوتے تو کیا کر سکتے تھے مگر مین نے جو دیکھا تو سرا کی کوٹھری مین اسکے ساتھ صرف ایک عورت تھی اس عورت کو دیکھتا ہون تو سبحان اللہ سبحان اللہ چندے آفتاب چندے مہتاب اسطرحکی ملیح عورت آجتک نظر سے نہین گزری جوانی پھٹی پڑتی ہے اور شوخی کا وہ عالم کہ چلبلے پن کے سبب سے ذرا قرار نہین - اس حالت مین بھی بجلی کی طرح چمکتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ برق شرر افشان ہی طرارہ بھرا وہ ہو رہی اور زبان ایسی شستہ و رفتہ اور صاف کہ الامان الامان ایک لفظ بھی ایسا نہین جو گالی سے خالی ہو - بات بات پر گالی اور چمک چمک کر ہاتھ پھیلا کے مجھے اور سرکاری پیادون کو گالیان دیتی تھی مجھے اسکی حالت زار پر رحم آیا اور مین نے چھوڑ دیا - اسقدر البتہ کہدیا تھا کہ تمھارے حسن ملیح نے اسوقت ہمین چوندھیا دیا فقط حسن کی بدولت چھوڑے دیتے ہین مسکرا کر کہا از برائے خدا اس جوان رعنا کو صید مصائب کرو میری روح پر صدمہ ہی یہ اس ادائے دلربا سے بیان کیا کہ مجھے اور بھی رحم آیا اور رگ ترحم جوش زن ہوئی مگر سوچا کہ اب اس کے ساتھ زیادہ رعایت کرنا دلیل جبن ہی وہ سپاہی کیا جسکے مزاج مین سفاکی کے ساتھ بیرحمی نہو - محبوب جان آپ جانیے ایک ہی عیار لگی لگاوٹ بازی کرنے حق تو یون ہی کہ ایسی آہو نگاہ آجتک نظر سے نہین گذری اس طرح کی باتین کین کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔

محبوب جان - خدارا ذرا رحم کرو اللہ جانتا ہی خانون جنت کی قسم عمر بھر لونڈی ہی رہون گی۔

مین - محبوب جان ہم لوگ قلعہ شکن اور صف شکن ہین ممکن کیا کہ کوئی زن حسینہ و ملیحہ ہمارا دل ہمسے چھین سکے اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اسوقت شہسوار کے تکے تکے اڑا دیتا مگر ہمتو سپاہی ہین جو شخص اپنے پنجے مین آگیا اُسپر کیا ظلم کرین۔

یہ بازوان تو انا و قوت سر دست خطاست پنجہ مسکین و ناتوان بشکست

محبوب جان - اگر رنگین مزاج اور چمن طبع ہوتے تو اسوقت شہسوار کو پھنسا کر ہمین اپنے گھر ڈال لیتے مگر تم آدمی روکھے پھیکے معلوم ہوتے ہو۔

مین - محبوب جان قسم خدا کی تمھاری باتین سُن سُن کے بے اختیار جی چاہتا ہی کہ دو گال ہنس بول لین مگر فرض منصبی اسی کا مقتضی ہی کہ تمکو بھی اسکے ساتھ گرفتار کرین۔

محبوب جان - بسم اللہ مگر ایک شرط سے ہم اور شہسوار قیدخانہ مین بھی ساتھ رہین - ہاے اگر اس طرح کا حکم ہو تو ہم خدا سے دعا مانگین کہ بارالہا ہمکو بھی شہسوار کے ساتھ قید نصیب ہو ورنہ دردہجران اور صدمۂ جدائی مار ڈالے گا۔

مین - بس اب لیچلو - گرفتار کر کے لیچلو - محبوب جان خدا کیلیے کسی طرف سے بھاگ جاؤ - ہاے ستم - ولے ستم غضب کرتی ہو ہمارا کہا نہین مانتین خواہ مخواہ کیلیے اپنے کو مصیبت

مین ڈالتی ہو۔ فوراً قید ہوجاؤگی یہ جوبن اور یہ جوش جوانی سب بالاے طاق رہے گا۔

محبوب جان۔ ہاے مین کیا کہون۔ اور کیونکر دل کو تسکین دون اور شہسوار کی جدائی کس طرح گوارا ہو۔

مین۔ اے ہی۔ شہسوار کی جدائی تو اب لابدی ہی کیا عمر بھر تمھارے ساتھ رہے گا۔ اب تم الگ۔ وہ الگ۔

محبوب جان۔ خیر خدا حافظ ہی مگر آزاد جی نہین چاہتا۔

مین۔ دیوانی ہو۔ کوئی اور مرد خوبرو تجویز و۔

محبوب جان۔ اے توبہ کیا مجال یہ تو ممکن ہی نہین۔

مین۔ پھر پچھتاؤگی اور جوانی خراب جائیگی۔

محبوب جان۔ اب خرابی مین کیا رکھا ہی تباہ ہوگئی۔

مین۔ ہماری صلاح تو یہ ہی کہ کوئی خوبصورت آدمی تلاش کرو اور اس سے تعلق کرلو۔

محبوب جان۔ (گلے مین ہاتھ ڈال کر) پھر تم سے زیادہ اور کون ہی۔ تم شہسوار سے کسی امر مین کم نہین ہو جرأت مین شجاعت مین مردی مین۔

مین۔ خیر اس عنایت سے تو مجھے معاف رکھیے۔

محبوب جان۔ اچھا اب کبتک سر مغزن کرون۔ ہر چہ باداباد مگر جب کبھی ہم ذرا بلوائین تو ایسا نہو کہ آپ کے مزاج نہ ملین۔

مین۔ ہان اگر اسقدر معلوم ہوگا کہ گورنمنٹ کو تمھاری تلاش نہین ہی تو ہم کبھی ملا کرینگے۔ مگر وضع کے ساتھ۔

یہ کہکر آزاد نے کہا خدا حافظ اور شہسوار گرفتار ہوکر اہل پولیس کی حراست مین چلے ادھر محبوبجان کمال قلق و انتشار مین بصد حسرت و حرمان سراے روانہ ہوئی اور شہسوار کی حالت زار دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو زار زار روئی

شہسوار نے آہ سرد بھری اور آزاد پر نظر قہر آلود ڈال کر دانت پیسنے لگا اسکے جواب مین آزاد نے کہا اب دانت پیس پیس کے رہ رہ جاتے ہو اسوقت مین ہمین تیغ سکھاتے تھے سچ کہنا بنوٹ کو بھی خدا نے کیا رتبہ بخشا ہی۔ شان خدا آپ اور ہمسے پیچ کی لین۔ ؎

السیف والخنجر ریحانتنا	اف علی النرجس والآس
شرابنا من دم اعدائنا	وکاسنا جمجمۃ الراس

اور ہمنے آجتک سنا ہی نہین کہ بدوضع بدکردار بے ایمان آدمی ان لوگون پر غالب آئین جو سچے شجاع ہین الملک والایمان توامان۔ کشور کشائی کے لیے صدق دل اور نبرد آزمائی کے لیے صفائی طینت لازم و ملزوم ہے۔

شہسوار نے آہ سرد کھینچکر یہ شعر پڑھا۔ ؎

بلبلو کسکو دکھاتی ہو عروج پرواز	ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی

اب سنیے کہ جب آزاد نے شہسوار کو گرفتار کیا تو معاً حسن آرا اور مرزا ہمایون فر کے ہان لوگون نے خبر پہونچائی اسوقت معشوقہ رنگین ادا حسن آرا بیگم اور انکی گلفام و نازک اندام بہنین اور بجولیان ایک عالیشان کمرے مین بیٹھی مزے سے باتین کر رہی تھین اور جانی بیگم کی طراری و لسانی سے لطف صحبت دوبالا تھا۔ ایک بڑی بوڑھی عورت جسنے شاہی کے زمانے مین خوب عیش کیے تھے ابان سبکو طرح طرح کی گفتگوے مذاق اور مسخرے پن سے ہنساتی تھی حسن آرا نے پوچھا کیون مولا سچ کہنا تمھارے کتنے میان تھے تالیان بجاکر جواب دیا۔ پہلی مرتبہ تو ایک پٹھان کے ساتھ نکاح ہوا۔ دوسرے مہینے وہ خفا ہوکے چلدیا۔ ہمارے ہان ایک ٹوپی والا آتا تھا پارچہ والی گلی مین اسکی دکان تھی اور مجھے پسند دل وجان سے

عاشق زار اور میان اُن سے کھسکین - مین نے سمجھا دیا کہ میان اسکو آنے دیا کرو - لڑکپن مین یہ ہمسے کھیلا کیا ہی مین اسکو شل بھائی کے سمجھتی ہون - مگر آنکے خلاف مین نے وہان سے اپنی راہ لی اور ایک نواب کے ہان نوکری کی وہان پہلے ایک مصاحب کے ساتھ نکاح ہوا بعد ازان ایک داروغہ کے گھر پڑگئی - اسکے بعد پڑوس کے ایک مرد آدمی کے ساتھ نکاح پڑھوایا مجھے بڑی تمنا تھی کہ لڑکا ہو مگر آجتک نہ جنی نہ جنی یہ شہسوار جو آجکل خون کر رہا ہے اسکو مین نے دیکھا ہی -

اتنے مین ایک مغلانی نے کمرے مین آکر کہا حضور مبارک ہو وہ مواسوار پکڑا گیا - یہانسے کئی کوس پر کسی سرائے مین ٹکا تھا وہان لوگون نے جاکر کل گرفتار کیا آج یہان آیا ہی کہتے ہین دوسو سوار اُسکے ساتھ ہین اور پچاس آدمی ننگی تلوارین لیے ہوئے آئے ہین اور مشکین کسدی گئی ہین -

حسن آرا - (فرط طرب سے استادہ ہوکر) سچ !!!

مغلانی - اے حضور عسکری میان خبر لائے ہین -

سپہر آرا - (متحیر ہوکر) ذری بلاؤ تو اُنکو -

عسکری - (صحن سے) بہن مبارک ہو گرفتار ہوگیا -

سپہر آرا - شکر ہی خدا کا - سُن لی پروردگار نے -

حسن - اے ذری دریافت تو کرو کہ ہی کہان -

سپہر آرا - یہان ہی گرفتار ہوکے آیا ہے نہ -؟

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ سپہر آرا کی سُسرال سے ایک مہری آئی اور ڈیوڑھی سے اُسنے غل مچانا شروع کیا کہ مبارک مبارک - بڑی بیگم صاحب کے پاس جاکر جھک کر سلام کیا اور کہا حضور ہماری بیگم صاحب نے بھیجا ہی وہ موندی کاٹا سوار اللہ کرے اُسپر آسمان پھٹ پڑے کسی گانون مین پکڑا گیا - کوٹھے پر سب کی سب آڑ مین کھڑی ہوکر کان دھر کے سننے لگین - بڑی بیگم نے کہا ہان مین سن چکی اور مجھے بڑی خوشی ہوئی لیکن ڈھارس تب ہو جب اُسکی لاش پھڑکتی ہوئی دیکھون - مہری بولی سرکار اب بے پھانسی پائے تھوڑا ہی رہتا ہے -

بیگم - بوٹیان نوچ نوچ کے چیلون کو دیجائین تو میرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے -

مہری - اور حضور ہان یہ تو کہنا بھول گئی تھی حضور نے کچھ سُنا کسنے گرفتار کیا -

بیگم - کسی سپاہی نے پکڑا ہوگا - دوڑ گئی تھی -

مہری - اے حضور میان آزاد نے گرفتار کیا -

سپہر - خوش ہوکر - ہان ؟ یہ کسنے کہا -

مہری - سب مین مشہور ہی سرکار سب کہتے ہین -

حسن - اے پوچھو تو کہ آزاد کے تو چوٹ نہین آئی یہ کسکی زبانی سُنا -

سپہر - بھلا آزاد کے تو چوٹ نہین آئی -

مہری - جی نہین ہوا یہ کہ وہ موا اللہ اُسپر برق غضب گرائے ایک سرا مین کسی بیسوا کوٹے کے بیٹھا تھا کہ ٹوہ لگاکے مخبرون سے سنکے یہ بھی وہان پہونچے اُسنے جو انکو دیکھا تو رات کا وقت تھا پہچانا نہین مگر خوبصورت جوان اور مرد توانا اور اچھے ہاتھ پانون دیکھے تو بہت خوش ہوا اور کہا کیون بھئی جوان کس ملک سے آنا ہوا - انھون نے وہان فقرہ چست کیا اور نوبت باینجا رسید کہ اُس نگوڑے نے اپنے آپ ہی اپنا ذکر چھیڑا اور اُنسے پوچھا کہ شہسوار کا حال تو نہین سُننے مین آیا - انھون نے اسطرحکی بات چیت کی کہ شہسوار کے ہمدرد معلوم ہوئے - اور بہت ہی

خوش ہوا اور کہا اگر تم ہمارے ساتھ ہو تو ہم تمکو بانک اور پٹے مین طاق کر دین - یہ راضی ہو گئے اور وہ بیٹھ کے انکو دانون سکھانے لگا - بس موقع پا کر انھون نے دبوچا اور سیٹی بجائی تو لوگ ادھر اُدھر کھڑے ہی تھے دوڑ پڑے اور گرفتار ہو گیا -

حسن آرا اس خبر فرحت اثر سے بدرجہ غایت مسرور ہوئی اور جانی بیگم انکے گلے مین ہاتھ ڈال کر بولین بہن اسوقت تو جی چاہتا ہے کہ جشن کرین سوچو تو کہ آزاد اپنے دل مین کسقدر خوش ہوئے ہونگے کہ اپنے رقیب کو نیچا دکھایا مگر اب تمھاری جدائی انکو شاق گذرتی ہوگی -

حسن آرا - اب جدائی کے دن گئے بہن اب جدائی کہان -

ہو نہ بیتاب غم ہجر بتان مین مومن
دیکھ دو دن مین تو اب فضل خدا ہوتا ہے

جانی بیگم - ہمکو تو اب اُسکی حالت پر افسوس آتا ہے -

آتا ہے بیکسون پہ تو جلاد کو بھی رحم
روتی ہے آپ شمع سر کشتگان شمع

سپہر آرا - اللہ اللہ آج تو اسوقت آپنے بھی شعر پڑھا -

جانی بیگم - اے کیون ہم کیا شعر جانتے ہی نہین -

حسن - افوہ آزاد کا دل کسقدر خوش ہوگا -

جانی بیگم - اسمین کیا کہنا ہی - وہ سوچتے ہونگے نہ کہ

حسن آرا اب اور بھی زیادہ مسرور ہو گئی -

اتنے مین نازک ادا بیگم نے بات کاٹی اور گنگنانے لگین -

ہی جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
کیا کم کھاکے غیر نے دی تھی دعا وصل
جاوے چارہ گر شب ہجر مین مت بلا
ظالم وہ بیوفا ہی عدو ہے کسکے رشک سے

آنکھین ہین کسکی فرش رہ جلوہ گاہ مین
ظالم کہان دگرنہ اثر میری آہ مین
وہ کیون شریک ہون مرے حال تباہ مین
اتنا کچھ آگیا خلل اپنے نباہ مین

اس منھ پہ اس سے دعوی حسن اک ذرا نہین
ظالم کہین یہ وہ نہین عاشق سے اعتراز

اے مہر روشنی مری روز سیاہ مین
کہدی اگر ہو شک سخن دلخواہ مین

ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
جادو بھرا ہوا ہی تمھاری نگاہ مین

بڑی بیگم صاحب جریب ٹیکتی ہوئی صحن مین آئین اور لڑکیون کی طرف دیکھکر مسکرائین - آج برسونکے بعد ان کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو روح افزا جو بڑی بیگم کی بہت پیاری تھین ہنسکر بولین - اماں جان آج آپ بھی بہت خوش ہین اور ہم بھی آج تو خوش روزہ منائین انھون نے کہا تمھین اختیار ہی - اسمین دریافت کرنیکی کیا ضرورت ہے - بہار النسا بیگم نے جو نازک ادا بیگم کے گانے پر عاشق تھین اصرار کیا کہ کوئی غزل پھر سنائین - اُسوقت یہ موجود نہ تھین نازک ادا نے یہ غزل شروع کی

تا نہ پڑے خلل کہین آپکے خواب ناز مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین

اور ہی رنگ آج ہی عارض گلعذار کا
خون دل اپنا تھا مگر گو نہ رح طراز مین

اُسسے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
سنکے مرا مبالغہ منت احتراز مین

پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری نہو کہین
ہوتی ہین بے حجابیان جان نہفتہ راز مین

یہ خبر سنکر فنسون پر فنسین اور سکھپال پر سکھپال آنے لگے مشہور ہو گیا تھا کہ خود آزاد ہی نے اُسکو گرفتار کیا تو ہجولیان سوار کبا دینے آئین اور سواریون پر سواریان اُترنے لگین -

جعفری بیگم - ہمتو حسن آرا کی شناخت کے قائل ہین -
جانی بیگم - ہمین کیا فرق ہی بہن آزاد ایسے ہی ہین -
جعفری - ایک تو یون ہی دھوم تھی اب اور بھی زیادہ -
جانی - آگی روز بروز شہرت ہی ہوتی جائیگی -
جعفری - اللہ کی دین ہی - یہ کسی کا اجارہ ہی - ؟
جانی - حسن مین شجاعت مین سب مین طاق ہین -
جعفری - بڑی خوش قسمت عورت ہین حسن آرا -
بہار النسا - اب اللہ کرے انکی جوڑی برقرار رہے -
سپہر آرا - مین دیکھتی ہون سالے مین مشہور ہوگیا ہی -
بہار - اے لو وہ عباسی خانم آگئین - سلام بہن -
عباسی خانم - آزاد اور حسن آرا کا حال اور مشہور نہو -
بہار - یہ بیچاری کس گنتی مین ہین اور وہان آزاد کو خدا صدو سی سال کی عمر عطا کرے اُنکے سبب سے البتہ انکی شہرت ہوئی ورنہ یہ کس مین ہین -
عباسی - نہین یہ تو ہم کہین گے - انھون نے بھی نوک کی بات کی عشق مین ضبط بڑے وضعدارونکا کام ہے -
بہار - آزاد نے تو جادو ہی کر دیا ان پر -
نازک ادا - ان پر - خالی انھین پر! اے یون کہو کہ سب پر جادو کر دیا حسن آرا نے تو بھلا آنکھون سے دیکھا ہے جنھون نے فقط نام ہی سنا ہی اُن سب پر آزاد نے جادو کر دیا ہی -

یہ کسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی
طلسم جادو بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

عباسی - اب تمتو پڑھی لکھی ہو - ہم یہ کیا جانین -
نازک - ہمنے تو سنا ہے عباسی خانم بھی آزاد کی تصویر دیکھکر لوٹ ہوگئین اور اب اپنے میان کو چھوڑکر آزاد کے ساتھ نکاح پڑھوانے والی ہین -
عباسی - اے ہٹو بھی - جھوٹے پر خدا کی سنوار - واہ
نازک - کیا جھوٹ ہی بہن لے ہمین کیا معلوم -
عباسی - ہمنے تو تمھین البتہ سنا تھا کہ آزاد پر ریجھی ہین تم اورون کو کاہے کو بدنام کرتی ہو -
نازک - ہمنے تو پیغام بھیجا ہے آزاد کے پاس -

کیا مرے قتل پہ حامی کوئی جلاد بھرے
آہ جب دیکھ کے تجھسا ستم ایجاد بھرے
خون دل پیتے ہین خو کردۂ محنت اے کاش
ساغر دہر مین ساقی مے بیداد بھرے
چارہ گر اُسکی خطا کیا مرے تن مین نرہا
خون آنا کہ سر نشتر فصاد بھرے
کہین ہوجائے وصال آہ بلا سے چھوٹون
ہجر کا دکھ کوئی کبتک دل ناشاد بھرے

بہار - اچھی بات ٹال دی - چلو بڑا احسان کیا -
روح افزا - عباسی خانم تو ان سے پیش نہین پا سکتین -
عباسی - اے توبہ میرے تو ہوش اسوقت اُڑ گئے -
نازک - ایسی ننھی - اے ہی - ہوش اُڑ گئے - ہونھ -
عباسی - ہاتھ جوڑکر مین تمھارے منھ نہین لگتی -
بہار - چلو اب تو تو مین مین سے کیا واسطہ -
خیر یہ تذکرہ تو یہان پر ختم ہوا - اب سُنیے کہ جسوقت شہسوار پولیس گرفتار ہوکر شہر مین آیا تو حکام اُسکے دیکھنے کے لیے جوق جوق جمع ہوگئے اور سب نے

متفق اللفظ ہو کر آزاد پاشا کی تعریف کی صاحب ضلع نے کہا مسٹر آزاد آپ نے وہ کام کیا ہی کہ مین منجانب لوکل گورنمنٹ آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

| این کار از تو آید و مردان چنین کنند |

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ ع آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو انکے اسسٹنٹون نے بھی انکی تائید کی اور کہا آزاد تمنے وہ کار نمایان کیا کہ جسقدر تعریف زیادہ کرین میزید اپنے رقیب کو اور ایسے رقیب کو جو اس قدر بہادر اور جری اور ڈھیٹ ہی نیچا دکھانا اور موقع پر اُسکا پتہ لگانا واقعی تمھارا ہی کام تھا۔ پولیس کے افسران اعلیٰ نے بھی انکا شکریہ ادا کیا۔ کہ تمھارے سبب سے ایک بہت بڑا مہیب مجرم ہاتھ آیا جسنے بدعت پر کمر باندھی تھی اور جسکے سبب سے تہلکہ مچ گیا تھا۔ سبکی یہی رائے تھی کہ اگر آزاد اسقدر مستعدی کو کام مین نہ لاتے تو شہسوار سا مجرم جرار ہرگز گرفتار نہوتا آزاد نے بکمال انکسار جو اس قسم کے اولوالعزم اور سچے بہادرون کا شیوہ ہی نہایت متانت اور عاجزی سے جوابدیا کہ جو کچھ مین نے کیا وہ میرے فرائض مین سے تھا اور ایک مچھر کیا فرض ہی ہر انسان اسکو فرض سمجھے گا کہ جس شخص کے سبب سے ایک شہزادۂ نوجوان کی جان گئی اور جسکے ہاتھون پچاسون آدمیون کا خون ہوا اُس کو حتی الامکان زیر کرلے۔ مین نے بھی بمقتضاے انسانیت ایسا ہی کیا مین ان کلمات توصیف تو آپکی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون۔ ورنہ من آنم کہ من دانم مجھے اس امر کا بھی کھٹکا تھا کہ مبادا وہ مجھے قتل کر ڈالے گو مین خوب جانتا تھا کہ وہ مجھسے پیش نہ پائے گا اور یہ بھی مجکو کامل یقین تھا کہ اگر اُسکے سے دس آدمی بھی مقابلہ کو آئین گے تو اُنکے رخ چھوٹ جائینگے اور وہ ضرور نیچا دیکھین گے مگر خوف وامنگیر تھا کہ اگر احیاناً دھوکے مین مجھے مار ڈالا تو مفت مین جان جائیگی لہذا مین نے اِس مردود معلود کی گرفتاری مین جو پاپڑ بیلے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے تھے۔ اور چونکہ میرا دامن لوث عصیان سے پاک ہے اور مین نے سُنا تھا کہ ان اللہ یحب الشجاع لہذا میرے خیال کو اور بھی تقویت ہوئی اور مین نے اپنے ارادہ کو اور بھی مضبوط کرلیا اور خدا کی مدد پر بھروسا کرکے مین اپنے کام کے لیے روانہ ہوا پس مین ہرگز اپنے کو کسی خاص توصیف کا مستحق نہین سمجھتا بجز اسکے کہ مین شہسوار کی نسبت جری ہون اور اس سے زیادہ فنون سپہ گری مین واقفیت رکھتا ہون وگرنہ ہیچ۔

صاحب ضلع نے انکی اور بھی تعریف کی اور کہا کہ یہ انکساری بھی فی الحقیقت کمال ہی اسکے جواب مین شہسوار نے کہا گو مین انگریزی بول نہین سکتا مگر کسی قدر سمجھ سکتا ہون۔ آزاد بدبخت کے سپاہی ہونے مین کوئی شک نہین مگر اسنے مکر سے مجھے گرفتار کیا اور مین اُسوقت نیک نیتی کیساتھ اُسکو بیچ سکھا رہا تھا۔ اسنے مکاری سے مجھے گرفتار کیا اور ہم سپاہیون مین مکر سے کام لینا وضع کے خلاف سمجھا جاتا ہی۔ یہ سپاہی نہین مکار آدمی ہی۔ اور ہم سپاہی ہین آزاد یہ تقریر سنکر آگ ہوگئے اور بکمال غضب اُنھون نے کہا سن اوڈاکو چور دغاباز تو سپاہی پن کیا جانے تو اُٹھائی گیرا ہے۔ سپاہی ہم ہین اور فنون سپہگری مجکو برسون بلکہ تمام عمر سکھائین اور مکر کی نسبت

جو فضول بک رہا ہی۔ اے لاحول۔ عرب مین خدع کروہ نہین ہی الحرب خدعۃ ایک بچہ بھی جانتا ہی تجھ ایسے سفاک اور قاتل خونخوار کو پکڑ اور جیلے اور حیلے سے گرفتار کر لینا عین سپہ گری ہی اور دلیل بخردی۔

شہسوار۔ ابتو تمھارے بس مین ہین جو چاہو بنکارو مگر یاد رکھو کہ چھوٹتے ہی مار ڈالونگا۔

آزاد۔ (مسکراکر) خدا کیلیے مجھ بیکس کی ننھی سی جان پر رحم کرنا بھائی از برائے خدا۔

شہسوار۔ خیر ہنس لو مین قیدر ہون کیا مجال مگر تیری خیر نظر نہین آتی۔

آزاد۔ غریبون کے ساتھ سختی سے پیش آئے تو کیا ہمتو بے بس اور مسکین ہین۔

شہسوار۔ اسوقت دل کا عجب حال ہے مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا نقشہ ہی۔ خیر۔

آزاد۔ اگر یہ بکتے ہو تو مین اب اسوقت حاضر ہون ابکی پھر سہی بسم اللہ۔

صاحب۔ اوہ۔ ہرگز نہین۔ اب نہین۔ اب سرکار کا مجرم سرکار کی حراست مین ہے۔

شہسوار۔ حراست مین رہ نہین سکتا مجرم سن لیا اور تجھ سے کہدیا ہی کہ ہم کل یا پرسون بھاگ جائینگے دس ہزار فوج ہمارے ساتھ ہی۔ ہم جیل مین رہین کیا طاقت۔

صاحب۔ دل اگر تمھارے پاس دس لاکھ فوج بھی ہی تو ہمارے پاس بتیس کروڑ آدمی ہندوستان مین ہے،

شہسوار۔ (قہقہہ لگاکر) ہان زن و مرد اور بچے سبکو گن لو تو بیشک صحیح ہے۔

صاحب۔ ہان!!! اچھا اب تم بھاگ جاؤ ہم معمولی پہرے سے زیادہ نہین تعینات کرینگے مگر تم کیا تمھارے فرشتے خان بھی نہین بھاگ سکتے۔ ہش۔

شہسوار۔ یہ ہش اور پیش کی تقریر تو ہم نہین سمجھتے مگر ہمارے ساتھ اس طرح پیش آؤ جس طرح کوئی کسی سپاہی کے ساتھ پیش آتا ہی ہمنے یورپ کی کئی تاریخونکا مطالعہ کیا ہی۔ یاد رکھو جو پایہ اور اعزاز یورپ کے سپاہیون یعنی جنرلون مین ہلنیال اور ٹالی اور جولیس سیزر اور نپولین اور لنکٹن کا تھا وہی ہمارا درجہ اور پایہ ہی۔ کون نہین جانتا کہ نپولین بونا پارٹ جسکے شمس سلطنت کی شعاعین اطراف واکناف عالم مین مخفی نہین اُسکو ایک گمنام آدمی نے جسکو لوگ ولنکٹن کہتے ہین زیر کر دیا اور نپولین وہ شخص ہے جسکے نام سے تمام یورپ تھراتا تھا مشہور ہی کہ اگر اسکا کوٹ کسی درخت کی شاخ مین لٹکا دیا جاتا اور فوج سے کہا جاتا کہ وہ نپولین آگیا تو ساری فوج کے قدم اُٹھ جاتے ہین جو شہسوار ہون مثل نپولین کے ہون اور یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی اور آزاد میان آزاد مسٹر آزاد اور آزاد پاشا کے نام سے مشہور ہوا ہی مثل ولنکٹن کے ہے۔ مگر افسوس ہی کہ کمسن چھوکری ہین اسکو چھوکری ہی کہونگا کیونکہ وہ بالکل ناتجربہ کار ہی۔ آزاد کا نام سنکر بہت خوش ہوگی ہاے افسوس واے افسوس ہین خوب جانتا ہون کہ میرے عدو یعنی آزاد نے مجھے گرفتار نہین کیا بلکہ میرے اوپر احسان کیا۔

وہ علی الرغم عدو مجھ پر کرم کرتے ہین | ہم نشین لطف کے پردہ مین ستم کرتے ہین

طلب وصل کس انداز سے ہم کرتے ہین
شوق نامہ اسی وصلی پہ رقم کرتے ہین
جب ترے کوچہ کا بیتابی دل سے پھرنا
یاد آتا ہے زمین بوس قدم کرتے ہین
نیم بسمل کو نہ چھیڑ اے تپش دل کہ ابھی
روے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہین
اے اجل کاش اٹھائین شب ہجر انمین
وہ دعائین کہ تری جان کو ہم کرتے ہین
محضر قتل ہے مکتوب گنہ گارون کا
سر قاصد کو وہ فتوے سے قلم کرتے ہین
دیکھنا اس دہن تنگ کے بوسے کا مزا
کہ ہو سناک تمناے عدم کرتے ہین
کشتۂ یار ہون اس شکل سے مرتا ہے جہان
وہ بھی کیا ہین جو مری موت کا غم کرتے ہین
کیا ہی بیزار ہے اس زیست سے جی ہاے ستم
قتل کرتے نہین وہ اور ستم کرتے ہین

صاحب ۔ مگر تمکو ہمنے بڑا مستقل مزاج پایا ہی ۔

شہسوار ۔ ہمیشہ پائیے گا ۔ تلون کیا شے ۔؟

صاحب ۔ اس حالت مین اور استقلال مشکل ۔

شہسوار ۔ پھانسی کیوقت استقلال ۔ دیکھنا بس ۔

صاحب ۔ بہت جلد وہ دن آنیوالا ہی ۔ دس بارہ روز بس انتہا ہی یا ایک مہینہ ۔

شہسوار ۔ ہاے افسوس ۔ کون ۔ دن ۔ موت کا ؟ تمکو کیا معلوم کہ وہ دن کب ہوگا ۔

صاحب ۔ خفا ہو کر، وہ دن ہمارے قلم کی گردش ہین ہی ۔ بس سمجھا ۔؟

شہسوار ۔ تنی چڑھ گئی ہی ذرا خدا سے ڈرو میان ۔

صاحب ۔ خدا جانے تم کس فکر مین ہو ۔ اے افسوس ۔

شہسوار ۔ ہمکو افسوس تمھاری فہم و خرد پر ہی ۔

صاحب ۔ خیر معلوم ہو جائیگا ایک مہینے مین ۔

شہسوار ۔ ایک مہینے کی اگر مہلت ملے تو ٹھونک بجا کے بھاگ جاؤن اور اسطرح جیسے بوے گل چمن سے نکلجاتی ہی افسوس ہی تو اسقدر کہ جان جائیگی مگر حسرت نجائیگی ۔ واے بیکسی ۔ اگر آزاد کو بھی مار ڈالتا تو ڈھارس پڑتی مگر یہی امر محال ہے ۔

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق
یہ قلق ہی کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق
کسی کے خرام کی یاد مین ہے خاک بھی یہ رہا قلق
کہ زمین کو زلزلہ آئے ہے جو لٹائے مجکو ذرا قلق
پے ہم ہی حالت جان کنی غرض ابتو جان پہ آبنی
یہ عذاب مرگ ہی یا پیش یہ خدا کا قہر ہے یا قلق
یہ کہانکی جی کو بلا لگی مری ہاے کیونکہ ہو زندگی
کوئی کیا جیے جو ہوا یک سا شب و روز صبح و مسا قلق
شب ہجر روز وصال کی تری شوخیان بھی نظر مین ہین
کہون کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق

صاحب ۔ اب تم شعر پڑھے یہان بس ۔

آزاد ۔ جی ہان اور کیا کر سکتا ہی ۔!!!

شہسوار ۔ ذرا چھوڑ دو تو مزا دکھادون ۔ ہان ۔

صاحب ۔ اب پھانسی کیوقت تم چھوڑ دیا جائیگا ۔

شہسوار ۔ اللہ تمھارا بھلا کرے کہ اسوقت تو تم

رحم آئیگا شکر ہی خدا تمھارا بھلا کرے ہم اسکو غنیمت سمجھتے ہین اسکے بعد شہسوار نے جناب باری سے دعا مانگی - یا خدا تو خوب جانتا ہی کہ مین کیسا بندۂ گنہگار واجب الدار ہون مگر

شنیدم کہ در روز امید و بیم	ببذر ابہ نیکان بخشند کریم

مین امیدوار عفو ہون مجھے معاف کر اور میرے گناہ بخشدے

آزاد - خدا ایسے بدطینتو نکی کبھی نہ سنیگا -

شہسوار - آزاد خاموش - تم کون دخل دینے والے ہو -

آزاد - ہم اپنی راے ظاہر کرتے ہین جو کچھ ہو -

شہسوار - قسم خدا کی تم ہمارے مقابل مین لونڈے ہو -

آزاد - امتحان ہوچکا اب لاف زنی فضول ہے تو کیا تیرے سے دس ہزار ہون تو کیا پروا ہے -

شہسوار - ہان مین یا بجولان تم آزاد مین اسیر تم جہان چاہو جاؤ مگر وہی شعر - ہاے -

بلبلو کسکو دکھاتی ہو عروج پرواز	ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی

آزاد - جب دیکھیے تب کیا تھے - ڈاکو چور -

شہسوار - اور حضور شاہ تھے - بدمعاش -

آزاد - اب تم پانی پی پی کے کوسو بھائی -

شہسوار - بھائی !!! پھونک دیا - اُف اُف - !!!

آزاد - اب اس جرأت اور سپہ گری کو چھوڑ دو -

شہسوار - کیا طاقت جان کے ساتھ ہی یہ -

آزاد - ہان - تو خیر تمکو اختیار ہے - مگر - ؎

من نگویم کہ این مکن آن کن	مصلحت بین و کار آسان کن

شہسوار - میان ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

آزاد - والسلام مع الاکرام آپ کو اختیار ہے -

شہسوار - آپ میرے مشیر نہ بنین - خیر قسمت مین یہ لکھا تھا روز ازل سے کہ شاہد مراد سے ہم آغوش نہونے پائین یون ہی سہی - ؎

بادصبا پیغام نہ لاوے	مرغ سلیمان اُڑنے نپاوے
تا دم مرگ ارمان نہ نکلے	نزع بھی ہو تو جان نہ نکلے
ضعف سے غش بھی ہونے نپاؤن	طاقت کیا جو آپ سے جاؤن
جی کی تباہی کیسے کہانتک	صبر نہ آوے قید یہانتک

خیر پھر اب اے جان ملینگے
جیتے رہے تو آن ملینگے

شہسوار نے اس وقت کے ساتھ یہ اشعار پڑھے کہ آزاد پاشا کی آنکھین پُرنم ہوگئین اور کہا خود کردہ را چہ علاج -

اب سنیے کہ ادھر یہ گفتگو ہوتی تھی ادھر ایک مرد کشیدہ قامت سرخ و سفید ایرانی کپڑے پہنے ہوئے آیا اور صاحب ضلع سے کہا کہ ہم شہسوار کے دوست ہین اور اُس سے ملنا چاہتے ہین صاحب نے اس اجنبی آدمی پر ازسرتاپا نظر ڈالی اور یون ہمکلام ہوئے -

صاحب - آپکا نام کیا ہی اور آپ کون ہی اور اس مجرم سے کیون ملنا چاہتا ہے -

جواب - میرا نام سلطان علی خان ہی - اور مین شہزادۂ ایران ہون اور اس مجرم سے مین اپنے روپے کے بارے مین کچھ کہنا چاہتا ہون -

صاحب - آپ کو اس شہر مین کوئی جانتا ہی کسی سے آپ سے ملاقات بھی ہے -

جواب - ہان - مجکو وہ جانتا ہی جو ساری کائنات کو جانتا ہے اور جسکو ساری خدائی جانتی ہے وہ مجھسے بخوبی واقف ہے -

صاحب - ہم نہین سمجھتا کہ وہ کون ہی - آپ صاف صاف بیان کرے کہ وہ کون شخص ہے -

جواب - (آسمان کی طرف دکھا کر) وہ -

صاحب - خدا؟ خدا سے مراد ہے - مگر وہ تو یہان گواہی دینے نہین آئے گا -

جواب - بیشک دیگا اور وہ ہمکو بچائیگا ہمکو ذات باری پر بڑا بھروسا ہے -

صاحب - (انسپکٹر پولیس سے انگریزی مین) یہ پولیس کے سپرد کیا جائے - جہان جاے لوگ اسکے ساتھ رہین -

انسپکٹر - اسکو اب یہان زیادہ باتین نہ کرنے دیجیے آدمی مشکوک ہے -

اس مردکشیدہ قامت نے سلام کیا اور شہسوار کی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا -

بے سبب کیونکہ لب زخم پہ افغان ہوگا
شور محشر سے بھلا اُسکا نکہدان ہوگا

سب کو سلام کرکے یہ شخص جسکے چہرے سے ریاست کے آثار عیان تھے روانہ ہوا اور پولیس والے ساتھ ہولیے -

تحقیقات سے واضح ہوا کہ شہسوار کی مدد کیلیے سات آٹھ سو آدمی دل وجان سے مستعد تھے اور اُنھون نے ٹھان لی تھی کہ اپنی جان دیکر شہسوار کو قید سے بچائین گے حکام نے بڑا اہتمام بلیغ کیا کہ اس مجرم تک کسی کا گذر ہی نہو تین تین گھنٹے کیلیے اسکی کوٹھری کے ارد گرد دس سپاہی کرچین لیے ہوئے پہرا دیتے تھے اور جیلخانے کے پھاٹک پر پچاس آدمی بھری ہوئی بندوقین لیے ٹہلا کرتے تھے اور حوالات کے اِدھر اُدھر ننگی تلوار لیے ایک گارد ہر وقت مقرر رہتا تھا - جو آدمی ایرانی کی وضع مین آیا تھا وہ بھی زیر حراست پولیس تھا کیونکہ علاوہ سازش کے اسپر ایک جرم یہ بھی قائم ہوا تھا کہ پولیس والون نے اسکے گھر سے کئی تلوارین برآمد کین مگر لیسنس ایک کا بھی نہ تھا اس شخص نے صاحب ضلع سے صاف صاف کہدیا کہ آپ لاکھ انتظام کیجیے ممکن نہین کہ شہسوار - دو یا تین روز مین رہا نہ کردیا جائے - اُسکو کوئی قید مین نہین رکھ سکتا -

صاحب - دو تین دن کے عرصے مین تو وہ پھانسی پائے گا اور تم اُسکے ساتھ ساتھ سزایاب ہوگا - رہا کرنا کیا معنی ہین -

شخص - معلوم ہو جائیگا جب ہملوگونکی کمکی فوج دوڑ پڑیگی اور چوطرفہ سے گھیر کے جیلخانے کو مسمار کردے گی -

صاحب - تم بالکل پاگل ہی - سرکار کو بھلا کسی ایسے ویسے آدمی سے کیا ڈر -

شخص - شہسوار وہ شخص ہی جسکو خدا کی خدائی مین کوئی ضرر نہین پہونچا سکتا اور معاذ اللہ چھوٹا منہ بڑی بات خدا سے بھی اُسکو خوف نہین ہے -

صاحب - تمھارے دماغ مین گرمی چڑھ گئی ہے -

انسپکٹر - حضور یہی لوگ تو ایسے بدمعاشون کو اور بھی خیرہ کردیتے ہین -

شخص - چپ رہ ہمارے آقا شہسوار کی نسبت اگر کوئی کلمہ زبان سے نکالا تو زبان کو داغ دونگا -

انسپکٹر - اب اسوقت جو چاہو سو کہو لیکن یہ حکم تو ہے نہین کہ مار پیٹ کرنے مین گرفتنے خود اپنے آپ ہی اپنے کو مجرم کردیا ہے - اسکا خمیازہ اُٹھانا پڑے گا - کہ کردکہ نیافت

شخص - نمیدہ خواہد شد - ایک روز تو جان جانی ہی جیسے آج مرے ویسے کل مرے یکسان -

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

یہ بات چیت ہوتی ہی تھی کہ دو برقندازون نے آکر اطلاع دی کہ جیلخانے کے پاس پچیس آدمیون نے بلوا کیا تھا چنانچہ نمبر پلٹن کے سپاہیون نے اُنسے مقابلہ کیا اور دس آدمی مقتول ہوئے اور پندرہ آدمی زخم شدید کے سبب سے تڑپ رہے ہین مگر اس جرأت کے ساتھ لڑے کہ واہ واہ اگر اسی طرح شہسوار کیطرف سے آئینگے لوگ تو شہر مین بلوا ہو جائیگا اور بدمعاش اور بھی زیادہ خیرہ ہو جائینگے -

صاحب ضلع نے مقام واردات پر جا کر دیکھا تو سخت متحیر ہوئے جس جوان کو دیکھا چھ فیٹ اور اسقدر چوڑی اور کٹا پٹا بدن کہ ہر ایک پہلوان تھا - ایک پٹھان سے جو مجروح ہو گیا تھا انھون نے حال دریافت کرنا شروع کیا -

صاحب تم لوگ کون ہو اور کہانسے آئے ہو -

پٹھان - ہم بہادر لوگ بہلوستان سے آئے ہین -

صاحب - بہادرستان تو نیا ملک سننے مین آیا -

پٹھان - ہر روز پچیس پچیس سوار یون ہی آئینگے -

صاحب - اس سے کیا نتیجہ نکلے گا - کوئی فائدہ !

پٹھان - افسوس اسوقت یہ ہے کہ ہملوگ زندہ کیون ہی ہملوگ بیڑا اُٹھا کر آئے تھے کہ جیتے نہ ہینگے مگر مقام حیف ہے کہ پندرہ آدمی جیتے بچے - ہاے ان بہادر آدمیونکی روح اسوقت وجد کر رہی ہوگی جنکی لاشین ہمارے سامنے پڑی ہین -

صاحب - اگر تم ہمکو بتا دو کہ یہ سب لوگ کون ہین اور کہان سے آتے ہین اور تم سب کی جماعت کہان ہے تو تمکو جاگیر عطا ہو -

پٹھان - (ہنسکر) کچھ خیر ہے - ہونہ !!!

صاحب - اچھا تم ذرا ادھر آؤ ہم تخلیے مین کچھ کہینگے تم اگر عقلمند آدمی ہو تو فوراً منظور کر لوگے -

پٹھان - ہمتو بجز موت کے اور کسی چیز کے خواہان نہین ہین شاہنشاہ ہفت اقلیم بھی بلائے تو نہ جائین -

دنیا اگر دہند نہ خیزم ز جاے خویش
من بستہ ام حناے قناعت بپاے خویش

صاحب ضلع نے لاکھ کوشش کی مگر مطلب نہ نکلا اور اس پٹھان نے بجز اسکے کہ اپنے گرفتار ہونیکا افسوس کرے اور کوئی ذکر ہی نہین کیا اتنا البتہ کہا کہ پھانسی کے دن اتنی بڑی لڑائی ہوگی کہ دریاے خون چوطرف بہتے ہونگے اور بہت بڑا معرکہ عظیم ہوگا - شہسوار بہت بڑا شخص ہے - اور بڑا نامی گرامی آدمی - کسی ایسے ویسے سے مقابلہ نہین ہے بہت مشکل ہے -

تمام شہر کو یقین ہو گیا تھا کہ پھانسی کے روز بڑا تہلکہ مچے گا - مگر دوسرے ہی دن شہسوار نے حوالات مین صاحب ضلع کو بلوایا اور کہا کہ مین اب اپنے جرم کا معترف ہون مگر مین خوب جانتا ہون کہ میری طرف سے کئی سو آدمی جان دینے کے لیے مستعد ہین - بہتر یہ ہے کہ مین اپنے دستخط سے ایک اشتہار لکھون اور اُسمین اپنے کل احباب جانباز کو آگاہ کر دون کہ اب میری رہائی کی کوشش فضول ہے باز آؤ -

صاحب - ہم آپ سے بہت خوش ہوے - آپ ضرور لکھین اور اپنے دستخط سے مشتہر کر دین - تاکہ نہ آپ کے

احباب کی جان جائے نہ سپاہیون کی۔

شہسوار۔ جی ہان مصلحت اب اسی مین ہی۔

صاحب۔ آپ جس سے ملنا چاہین ملسکتے ہین۔

شہسوار۔ پہلے مین اشتہار لکھدون پھر گفتگو ہو۔

صاحب۔ نہین اب ہمکو آپ کا پورا اعتبار ہے۔

شہسوار۔ وہ سپاہی کیا جسکی بات مین فرق آئے۔

صاحب۔ آپ کس سے ملاقات کرنا چاہتے ہین۔

شہسوار۔ اپنی معشوقہ گلعذار محبوب جان سے۔

اے دلبر عشوہ ساز احسنت احسنت | یاد عمرت دراز احسنت احسنت

دیدی مارا و گفتی انشاء اللہ
احسنت احسنت باز احسنت احسنت

گو مین بڑا گنہ گار ہون مگر دل کو یہ تسکین ہے کہ مین نے آزادی کی حالت مین خیرات بھی بہت کی ہی اور خدا پر بھروسا ہی۔ ؎

ہر چند گناہ بس عظیم ست مرا | از سر تا پا تمام بیم ست مرا

انشاء اللہ ہیچ تشویشے نیست
ہر دم سر و کار با کریم ست مرا

صاحب۔ بس اب خداوند کریم کو یاد کرو۔

شہسوار۔ اب وقت مصیبت خدا کو یاد کیا تو کیا کیا اللہ میان کو پھسلانا کون دانائی ہی۔ مگر

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

یہ کہکر شہسوار نے قلم دوات اور کاغذ طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے اشتہار کی عبارت یون لکھی۔

ہلا دے موجۂ آہ سرد کو ہر گام | کہ دل کو آگ لگا کر ہوا ہوا آرام

و وصال دل آرام دعدۂ سامع | مراد مرحلہ گرد سادس ادہام
الم مولد سودا و درد دگرد اگرد | سواد دورۂ صحرا مصور دوام

وہ گرد سورۂ الماس کل ہلا ہل وار
ہوا کا جال محل ہلاک در طمہ سام

شہسوار جبار کے کل متعلقین و متوسلین و احباب و تابعین کو اطلاع دیجاتی ہی منجانب شہسوار کہ اب ہم بدست پولیس گرفتار ہین اور اب ہم مین اسقدر یارا نہین کہ بمقابلۂ سرکار آمادۂ حرب و پیکار ہون لہذا بدرجۂ مجبوری ہمکو لکھنا اور مشتہر کرنا پڑتا ہی کہ جو اشخاص ہماری طرف سے جان بکف ہماری رہائی کے لیے آمادہ ہین وہ از براے خدا اس ارادے سے باز آئین اور میرے اوپر احسان کرین سب صاحبون کی خدمت مین التماس ہے کہ امور مندرجۂ ذیل پر ضرور لحاظ کرین۔

۱۔ پھانسی کے دن میرے مقتل مین نہ آئین۔

۲۔ جوش و خروش اور محبت سے کام نہ لین۔

۳۔ مجھے مردہ سمجھکر رہائی کی فکر نہ کرین۔

۴۔ دعا دین کہ خدا میرے گناہ معاف کرے۔

۵۔ میرے انجام سے خود عبرت حاصل کرین۔

۶۔ جن افعال نے مجھے یہ دن دکھایا اُنسے احتراز کرین اور کبھی کسی فرد بشر کا دل نہ دُکھائین ورنہ۔ ؎

گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود
دل را شکستہ کہ نہ گوہر شکستہ

۷۔ محبوب جان جہان ہو اُسکی مدد کو ضروری سمجھین۔

۸۔ اگر محبوب جان کے خلاف کوئی شخص ہو تو اُس سے سمجھ لین اب جسکو میری محبت کرنی ہی وہ محبوب جان

کی مدد کرے اسکو شر آفات سے بچائے۔
۹۔ بقدر وسعت محبوب جان کے ساتھ سلوک کرین۔
۱۰۔ میری رہائی کیلیے ہرگز ہرگز اپنی جان نہ دین ورنہ مجھے کمال رنج ہوگا اور جسقدر آدمی اس کوشش مین مارے جائینگے اُن سب کا خون ہماری گردن پر ہوگا۔
۱۱۔ ہم یون ہی صید مصائب ہین اور صدہا خون ہماری گردن پر ہین اب اُنکی تعداد بڑھاتے ہوئے روح لرزتی ہے از براے خدا اب ہمین یون ہی رہنے دو۔
۱۲۔ آزاد پاشا جو مسلمانون کے بڑے حامی ہین اُن سے خبردار ہرگز ہرگز دشمنی یا عداوت یا تعصب نہ رکھنا۔
۱۳۔ اگر میرے گروہ مین سے کسی کے سبب سے آزاد کا بال بیکا ہوا تو میری روح کو صدمہ ہوگا۔
۱۴۔ میرے کل دشمنونسے کینہ نہ رکھو۔ مضی ما مضیٰ۔

مشرب رندانہ می داریم و می جوشیم ما	
	با تیمم تندے چون خم ہم آغوشیم ما
طاعت و تقویٰ بہ باشد زاہدی را ہدیہ چیز	
	عاشق آوارہ ایم و مست و مدہوشیم ما
اے خوشا غفلت کہ از رفتن ہنوز آگہ نیم	
	اینقدر با درمیان خواب خرگوشیم ما

حررہ عاصی پُرمعاصی اضعف العباد و خلائق
شہسوار جرار کہ رہ یہ کہ ہم اب بھی اپنا نام ظاہر کرنا نہین چاہتے۔ بس اشارۂ شہسوار کافی ہے۔

اب فکر یہ ہوئی کہ اسکے جسقدر ساتھی ہین اُن سبکو گرفتار کرنا چاہیے مگر یہ امر محال تھا۔ الغرض اس اشتہار کی نقلین منتشر ہوئین اور اخبارون مین بھی اسکا حال درج کیا گیا اور ایک مقام پر خاص اشتہار محررۂ شہسوار چسپان کیا تھا کہ جسکا جی چاہے آن کے پڑھلے باغ سے اسکے ساتھی پہلے ہی سُبک ہو گئے تھے صرف چھ آدمی گرفتار ہوئے۔

ایک ہفتے تک بڑی سرگرمی سے پولیس نے تلاش کیا کہ شہسوار کے رفقا اور ساتھیون مین سے کوئی ملجائے مگر بجز ان چھ آدمیون اور زخمی سوارون اور ایرانی کے کسی کا پتہ نہ ملا اور گو حسب اصرار و لجاجت شہسوار محبوب جان کی تلاش کی گئی مگر وہ بھی نہ ملی۔

اب سنیے کہ ایک روز آزاد پاشا اور صاحب ضلع اور کئی اور حکام اور نواب صاحب ایک جلسے مین شہسوار سے چند امور دریافت کرنے گئے جیسے ہی شہسوار سے چار آنکھین ہوئین ایک صاحب نے غل مچا کر کہا او گیدی خر مردک مردکان مردود و خرخران مطرود دام لعنتہ۔

صاحب ۔ یہ کون ہی۔ تم کسکے ساتھ یہان آیا۔

جواب ۔ (شہسوار کی طرف) کیون بے مردک۔

جیلر ۔ یہ کون شخص ہی۔ تم کون ہے بولے۔

جواب ۔ بولا کہان ہی۔ ارے ہمارا بدن چور ہے اور قد بھی چور ہی اور ہم شاہی کے کپتان ہین۔

صاحب ۔ یہ کوئی پاگل ہی۔ تم کہانسے آئے ہو۔

جواب ۔ کون؟ ہم؟ آئے کہانسے ہین۔

جیلر ۔ (مسکرا کر) خداوند یہ سڑی ہی کوئی۔

صاحب Send him to the Lunatic Asylum.

دیکھو سپاہی اس آدمی کو پاگل خانے لیجاؤ ناظرین

سمجھ ہی گئے ہونگے کہ یہ ذات شریف کون بزرگوار ہین یہ جناب خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع آبخمانی ہین جب پاگل خانے کا لفظ سنا تو چکرائے آزاد کی طرف دیکھا تو یہ مسکرا رہے تھے۔

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال است
بکشورے کہ در و کودکان خدا وندند

صاحب - یہ کون ہی مسٹر آزاد مین اس سے واقف نہین -

آزاد - خواجہ بدیع الزمان بدیع یہی ہین -

صاحب - کون ایہ کہین خوجی تو نہین ہی جو تمھارے ساتھ روم گیا تھا - بیشک وہی ہوگا -

آزاد - جی ہان وہی ہی بہت معقول آدمی ہین -

صاحب - مت بھاؤ پاگل خانے مزاج اچھا آپ کا -

خوجی - حضور نے تو اسوقت غضب ہی ڈھایا تھا -

صاحب - ہمنے آپکی بڑی تعریف اخبار مین پڑھی تھی -

خو - وہ میری لیاقت سے بہت ہی کم ہے -

صاحب - آپ کی لیاقت کا کیا پایہ ہے -

خو - حضور مین ذی علم ہون اور شاعر بھی ہون اور شکار بھی ہون اور مین پہلوان اور سابق کپتان اور رسالدار اور فنون جنگ مین تجربہ کار اور شہ زور اور بین کار اور حکیم اور شہسوار ہون اور روم کی لڑائی میرے ہی سبب سے اتنی دیر تک ٹھہری ورنہ پہلے ہی ستم بپا ہوگیا ہوتا -

صاحب - تو آزاد پاشا کا نام آپ کے سبب سے ہوا -

خو - درین چہ شک اسمین کیا فرق ہی - میری وحشت نے آزاد کو آدمی بنا دیا جناب والا -

کلام نخستین وحشم از سدرہ بالا تر زند
سوزد فروغ نور اگر جبریل آنجا پر زند
دود از نہادم میرود چون سحاب ہی برق وش
در سینہ نار طاقتم اے کاش آتش پر زند
خیز و صدائے ہائے و ہو از مجمع کروبیان
در عالم مستی اگر رندی بساغر سر زند
یارب وگر نشیندہ ام مشک شمیم سنبلش
باشد گلے از چشمۂ خورشید خاور سر زند
بر آفتاب روی تو خواہد پسند آسمان فلک
تا سبعۂ سیارہ را یکمشت در مجمر زند

صاحب - ہم اسقدر فارسی نہین جانتے ہین -

خو - حضور مصر کے کانسل کو جو مین نے اپنی فارسی سنائی تو پھڑک گئے - کہا سبحان اللہ سبحان اللہ - چک چانہ یہ لفظ نہین سمجھے مین نے فوراً سمجھا دیا اور پوچھا گل وکر دیا معنی - سمجھا دیا اور -

اے قبای بادشاہی راست بر بالائے تو
مصرع ثانی حذف کردم - والائے تو

یہ شعر سرخی پر لکھا تو اور بھی پھڑک گئے -

صاحب - آپ نے وہان مس روز سے شادی کرنا چاہا مگر ہمنے سنا کہ وہ آپ کو نیچ قوم سمجھ کے -

خو - افوہ - (اُچھل کر) افوہ!!! ہائے ہائے -!

آزاد - خیر باشد - جناب خواجہ بدیعا صاحب -

خو - ع - اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست

صاحب - شاید بانس والا آپ کو کہا تھا یا -

خو - بہت ہی خفا ہوکر ہائے ستم - اُف غضب

ستم ہوگیا واللہ یہ سب انکے (آزاد کی طرف اشارہ کرکے) کانٹے بوئے ہوئے ہین۔

وی والۂ تو تذکرۂ آہ سرد کرد	موج نسیم منتشر اوراق درد کرد

آزاد۔ مجھسے کیا سروکار ہی بھئی۔ اخبار مین پڑھا ہوگا اسمین میرا کیا تصور ہی۔ دریافت کرلو۔ صاحب کی طرف مخاطب ہوکر انکو شک ہی کہ مین نے آپ سے ذکر کیا ہے۔

صاحب۔ ہمنے اخبار مین پڑھا تھا۔ اور ابھی تک وہ اخبار یہان موجود بھی ہی۔ ہم آپ کو دکھا دینگے۔

خو۔ حضور خاکسار کا خواجہ بدیع الزمان اور بھائی صاحب کا نام خواجہ رئیس الزمان اور جناب والد کا نام خواجہ بلیغ الزمان اور دادا کا نام خواجہ شریف الزمان۔

آزاد۔ اور مورث اعلی کا نام خواجہ رذیل الزمان رذیل۔

خو۔ جو پاجی ہوگا وہ پاجی کے نام چڑھے گا۔ بی بی کو کسی نے کہا لونڈی وہ ہنسنے لگی۔ لونڈی کو کہا وہ بگڑ گئی ہم شرفا ہین پاجی کے نام سے نفرت ہے۔

آزاد۔ مگر شریف کو آجتک یہ غل مچاتے نہین دیکھا کہ ہر ایک سے کہتا پھرے بندگی عرض جناب تسلیمات عرض کرتا ہون۔ مین شریف زادہ ہون اور جناب والد بھی شریف تھے اور دو قدم آگے بڑھے۔ جناب شیخ صاحب آداب عرض ہی حضرت یہ بات وہ بات این و آن اور چنین وچنان اور یہ اور وہ بندہ شریف ہی اور شریف زادہ بھی ہی اور کوئی ملا صاحب سلامت بھی مارے۔ بوکھلاہٹ کے بالائے طاق رکھی اور کہنا شروع کیا جناب بندہ نیجانب کو پاجیونسے پوری پوری نفرت ہے اور مجال کیا کہ پاجی ذرا ہمارے سامنے بھی آسکے وجہ یہ کہ ہم

شہ و شہزادہ ہا کرسی بکرسی

ہین اور ہمارے باپ دادا تک سب شریف تھے۔

خو۔ خوجی تو ان لوگون مین کوئی اور ہونگے ہمتو اپنی شرافت مخفی رکھتے ہین اور کسی سے کہتے بھی نہین کہ ہم شریف زادے ہین اور کیون کہنے لگے ہمین فائدہ کیا خواہ مخواہ کیلیے اپنے کو کیون نکو بنائین ورنہ ہمارا خاندان از ایران تا توران روم سے شام تک مشہور ہی ہمین کو نہین جانتا کہ یہ شخص کیسا نامی خاندان والا ہی اس زمانے مین کوئی کسی کو پوچھتا نہین۔ بس یہ خرابی ہی عقل اور فہم و فراست اور دانائی کو کس نمی پرسد۔

اندرین عصر اگر حضرت لقمان باشد بہر یک لقمۂ نان تابع دو نان باشد

جناب والد کو پاجی سے نفرت تھی۔

آزاد۔ مگر خدا چاہے پاجی بنائے لیکن پاجی کی صورت نہ بنائے اور جو چاہے بنائے۔

خو۔ جناب والد کہا کرتے تھے کہ خواجہ بدیعا بیٹا تیرا قد چور ہی اور بدن بھی چور ہی مگر تو سب سے شہ زور ہے۔

نشے مین آکے جو کل مرشد مغان سے لڑے تو بس یہ سمجھو کہ ہم سارے ہی جہان سے لڑے

اور جناب والد مبرور پہلوان بھی تھے اور بچپیت بھی۔

آزاد۔ جی ہان مجھے یاد ہی۔ مین نے سنا تھا کہ ایک خاکروب نے انکو اٹھا کے دے مارا تھا۔ مگر وہ چت نہوئے۔ پٹ ہی گرے۔

صاحب۔ خاکروب کون یہ جو حلال خور ہوتا ہے۔

آزاد جی ہان انکے باپ ایک ذلیل آدمی تھے۔

خوجی - بس میان آزاد بس بس اتنے ہی مین خیر ہے۔ اور اب ذرا آگے بڑھے اور ہمنے سختی کی۔ کیا دل لگی ہے۔

دل مین بدولت آپکے اک درد ہے سو ہے
وہ آہ سوزناک و دم سرد ہے سو ہے

آزاد - اب آپ کے منھ کون لگے پاجیون کے۔

صاحب - آپ کی صورت سے تو۔

خوجی - بس یہی تو غضب ہی حضور کہ صورت پاجیون کی سی ہی مگر سیرت مقدم ہے۔

باہر سے ملا تا کون یان اعراض کا جوڑا
یہ ہی باندھا ہوا خود مبدء فیاض کا جوڑا

چھ روز کے بعد ششن سے شہسوار کی نسبت پھانسی کا حکم ہوا اور پانچ تاریخ اسکے لیے مقرر کیگئی۔ چوتھی کی شب کو شہسوار کے دلمین طرح طرح کے خیالات آئے کبھی سوچتا تھا کہ اگر افعال قبیحہ کی سزا اور افعال احسن کی جزا صحیح ہے تو ہم نار جہنم مین ضرور جلائے جائینگے اور قعر دوزخ ہمکو ضرور دیکھنا پڑے گا۔ کبھی سوچتا تھا کہ ایسے حرکات شیطانی سرزد نہوئی ہوتین تو اس مصیبت مین بھلا کاہے کو گرفتار ہوتا۔ کبھی شہزادہ مرزا ہمایون فرکا سفاکانہ قتل یاد آتا تھا۔ کبھی ڈاکہ زنی کا خیال خون رُلاتا تھا مگر قہر درویش برجان درویش ایک بار سوچے کہ باغ سے ناحق ہی نکل بھاگے اگر وہان بدمعاشونکے گروہ مین ہوتے تو کاہیکو اس طرح چپ چپاتے گرفتار کرلیے جاتے۔

ادھر اُدھر دونون طرف کے ہزارہا آدمی مقتول و مجروح ہوتے مگر پھر ایک دفعہ یہی خیال آیا اور کہا افسوس اب تک ہمارے دل سے یہ خیال فاسد نہ گیا اب مرتے دم بھی یہی خیال ہے کہ صدہا آدمی زخمی ہوئے اور صدہا قتل کیے جاتے شہسوار کے دل مین ان خیالات نے اسقدر اثر پیدا کیا کہ اپنے اعمال بد پر بے اختیار رونا آیا مگر اس حالت تنہائی مین کوئی سمجھانیوالا یا کہنے سننے والا نہ تھا کہ سمجھاتا یا پچھلی بداعمالیون پر اور بھی غیرت دلاتا۔ الغرض جسقدر اوباشی اور بدمعاشی اور بدوضعی اور بدکرداری شہسوار نے اپنی زندگی مین کی تھی اُس نے نکو کمال منغض کر دیا اور جسقدر خوشی تمام عمر مین حاصل نہین ہوئی تھی اُس سے زیادہ رنج ہوا۔ اس ہجوم رنج و کثرت افکار مین انکی آنکھ لگ گئی مگر خواب مین بھی یہی دیکھا کہ جلاد سامنے کھڑا ہے اور برقنداز انکو پھانسی کے قریب لیے جاتے ہین فوراً چونک اُٹھے اور آنکھ کھلگئی تو اور بھی زیادہ صیدالم ہوئے۔

صبح کو ایک شخص نے آنکر انسے کہا کہ آزاد نے آپکے پاس چپکے پیغام بھیجا ہی۔ مین نیمجر جیل ہون مجھسے کہا تھا کہ شہسوار کو ہماری طرف سے تسلی دو اور کہو کہ تم نے تو افعال بد کی سزا سے بد پائی مگر دو باتون کا ہم تم سے اقرار کرتے ہین ایک یہ کہ محبوب جان کا بال بیکا نہوگا اور وہ ہمیشہ عزت و توقیر کے ساتھ زندگی بسر کرے گی دوسرے یہ کہ تمھاری قبر بنواد ونگا اور بعد وفات کوئی شخص تمھاری لاش کی بیعزتی نکرنے پائے گا۔ شہسوار نے اسکے جواب مین کہا اسوقت مجھے محبوب جان کا مطلق خیال نہین ہی۔ باقی رہا یہ امر کہ بعد وفات لاش کی بیعزتی نہوگی اسکی بھی کچھ پروا نہین اور قبر بنوائین یا نہ بنوائین۔ قبر تو نام کے لیے بنتی ہی۔ ہمارا نام ہوا تو کیا اور نہوا تو کیا۔ کہان کے بڑے بہادر سپاہی یا نامور جنرل ہین۔

رہتا ہی آدمی کا نشان اس جہان مین | بنتی ہی قبر بعد فنا نام کے لیے

ہم نام نہین چاہتے - قبر کا بنوانا محض فضول ہے - جب ہمین نہ رہے تو قبر کتنک رہے گی - ؎

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے | نہ خاک ہمتو اکیلے رہے

منیجر - تو مین بھی آزاد سے کہون گا -

شہسوار - جی ہان اسوقت ہوش کسے ہے -

منیجر - آپ کی حالت افسوس کے قابل ہے -

شہسوار - ہرگز نہین میرے اعمال کا یہی انجام تھا -

منیجر - اب اسوقت اعمال بد کا کمال افسوس ہوگا -

شہسوار - مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلّہ خود باید زد

اب افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہے بھلا -

منیجر - آپ کے پھانسی پانے سے سب کو عبرت ہوگی -

شہسوار - خصوصًا بد اعمال اور بد معاشون کو -

منیجر - مگر آپنے واقعی بہت بُرا کیا کہ مرزا ہمایون فرسے شہزادے کو جو ہر دل عزیز تھا قتل کر ڈالا ہاے افسوس -

شہسوار - اب اسوقت آپ چرکے پر اور چرکا لگاتے ہین از برائے خدا یہانسے دفان ہوجیے - اب وقت آخری ہے -

منیجر - اب توبہ کیے سے کیا ہوتا ہے مکائد و حیل سے کہین خدا کو کسی نے راضی کیا ہے -

شہسوار - خیر دل کو کچھ ڈھارس ہوگی -

منیجر - سارا زمانہ خوش ہے کہ تو پھانسی پائے گا - دنیا مین کسی کو تیرے ساتھ ہمدردی نہین -

شہسوار - اسکے اظہار کی کیا ضرورت ہے -

منیجر - تاکہ تو اور بھی زیادہ ملول و مغموم ہو - بس اور کچھ نہین موئے پر سو درّے -

سات بجے کا وقت پھانسی کے لیے مقرر ہوا تھا اور چھ ہی بجے سے جیلخانے کے ارد گرد اس کثرت سے تماشائی تھے کہ دور تک سر ہی سر نظر آتے تھے اور جوق جوق آدمی جمع ہوتے جاتے تھے - حکام نے بڑا انتظام کیا تھا کہ بلوہ نہونے پائے - فوج پیادہ کی ایک کمپنی مقتل مین پر ا جماکر کھڑی تھی - بندوقین ہاتھون مین اور سنگینین چڑھی ہوئین اسکے بعد ایکسو سوار شمشیر برہنہ لیے ہوئے صف باندھکر استادہ تھے - پھاٹک پر پچاس سپاہی مسلح مستعد اور تماشائیون کے ہجوم مین جا بجا دس دس سوار اور دس دس پیادے ہتھیار باندھے ہوئے تعینات تھے - اسکے علاوہ دو سو پولیسمین دو رویہ دور تک لین جمائے ہوئے تھے - آدمی پر آدمی اور تماشائی پر تماشائی ٹوٹا پڑتا تھا اور پھانسی دیکھ دیکھکر سب کو عمومًا عبرت ہوتی تھی مگر بدوضع اور بدمعاشونکے کلیجے دہلتے تھے اور چہرے کا رنگ فق ہوگیا تھا -

اتنے مین شہسوار کے آنے کی خبر گرم ہوئی پچاس سوار پچاس پیادے اُسکو گھیرے ہوئے تھے - تاکید اکید کردی گئی تھی کہ تماشائیون مین کسی کے پاس بندوق یا تپنچہ نہو اُسوقت شہسوار بھیگی بلی کی طرح دبکا دبکا یا آہستہ آہستہ آیا اور ایک مقام پر کھڑا ہوکر تماشائیونکی طرف دیکھنے لگا کہ اتنے مین غول سے کسی شخص نے تپنچہ سر کیا اور شہسوار کے بازو پر گولی لگی مگر چھچلتی ہوئی - تپنچے کے سر ہوتے ہی تلکہ مچ گیا اور جس شخص نے گولی چلائی تھی وہ گرفتار ہوا گولی چلاکر اُسنے بھاگ جانے کی کوشش کی تھی مگر ایک سوار نے تلوار سے روکا اور اس کوشش مین

مجرم مجروح بھی ہوا اور قبل اسکے کہ شہسوار پھانسی پائے مجرم کی طرف سب مخاطب ہوئے اور وہ گرفتار کرکے جیلخانے مین لایا گیا تو شہسوار نے اُسکی طرف مخاطب ہوکر یون گفتگو کی۔

شہسوار۔ اس سے کیا فائدہ ہوا اور کیا نتیجہ نکلا۔

مجرم۔ ہمنے بھی تمھارا ساتھ دیا۔ اسوقت۔

شہسوار۔ افسوس تم لوگ بالکل دشمن عقل ہو۔

مجرم۔ گولی اسلیے چلائی تھی کہ پھانسی سے بچ جائیے۔

شہسوار۔ واہ واہ۔ کیا عقل و خرد ہی۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

مجرم۔ خیر اب تو ہم بھی مجرم ہو گئے۔!!!

اتنے مین صاحب ضلع نے تماشائیونکا اور بھی بلیغ انتظام اور اہتمام مزید کیا تاکہ کسی کے پاس آلۂ حرب نہ نکلے اور ادھر شہسوار نے تماشائیون کی طرف خطاب کرکے یون کہا یار کوئی حسن آرا اور سپہر آرا ان کافر اور ظالم اور ستمگر معشوقونکو اتنی تو خبر کردو کہ تمھارا عاشق زار شہسوار جرار اب اس جرم مین پھانسی پاتا ہی کہ تمھارا عاشق دلی تھا از برائے خدا ذرا مقتل تک آؤ۔

بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست	
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست	

آنسے کہدو کہ خدارا بیحجاب آؤ اور رخ انور سے عاشق کے دم واپسین نقاب اُٹھاؤ اور چہرۂ زیبا دکھاؤ ہم مرنے سے جی نہ چُرائینگے اپنے ہاتھ سے سولی پر چڑھ جائینگے ایک جوان طنّاز پر نظر پڑی ہی مگر افسوس کہ نظر ڈالتے ہی اُسنے آنکھین نیچی کرلین۔

دزدیدہ نظر ہی کیون دم قتل اگیا مرنیسے جی چُرائینگے ہم

مجھ مین اب اسقدر طاقت بھی نہین کہ دو قدم چل سکون ورنہ ان سب سے مقابلہ کرکے اپنی معشوقہ زاہد فریب طاؤس زیب سے دم آخر بھی ضرور ہم آغوش ہولیتا مگر طاقت نے جواب دیا۔ ع

وہ صیدنا توان ہین کہ اس اضطراب پر
اُچھلے نہ آب تیغ کی طغیانیون مین ہم

مین تو سمجھا ہی تھا کہ اجل کے وصال کے وقت اُنسے بھی وصل ہوگا۔ اے تو بہ وصل کجا۔ دور دور سے چار آنکھین ہو گئین مگر صد حیف کہ ہماری برسونکی صحبت مین بھی ابھی یہ حال ہی کہ آنسو ڈبڈبا آئے۔ جان جان تمھارے آنے سے تو مین خوش ہوا کیونکہ آخری دیدار نصیب ہو گئے۔ مگر اتنا نقصان البتہ ہوا کہ جان زار دیر مین نکلے گی اور روح بڑے جھگڑونکے بعد مفارقت کرے گی۔

صد بار پیش مردم از شوق نام تو
جان منتظر نشستہ بکنج لبم ہنوز

محبوب جان اب وہ آنسو کہان گئے۔ اللہ اللہ اسقدر جلد خشک ہو گئے کہ ابھی پٹ پٹ آنسو گرتے تھے اور اب کہین پتا ہی نہین تو وجہ کیا۔

در وداع دوست چشمم اشک بارانی نکرد
آب کمتر میچکد چون پختہ می گردد کباب

مین نے تمام عمر مین کوئی کار نیک نہین کیا بجز اسکے کہ ایک بیوہ جو کمال عفیفہ تھی اُسکو ایک شہوت پرست جوان کی بدعت سے بچایا اور اُسنے مجھے لاکھون دعائین دین مگر کوئی دن میری زندگی کا ایسا نہین گذرا کہ مین نے مردم آزاری

نہ کی ہو۔ میری سوانح عمری کا ادنے نمونہ یہ ہے۔
۱۔ دس برس کی عمر مین مین نے ایک ہمسن بچے کو جس سے مجھسے بڑا یارانہ تھا کنوئین مین ڈھکیل دیا اور بہت خوش ہوا کہ مجھسے یہ کارنمایان سرزد ہوا۔
۲۔ دو مہینے کے بعد مین نے اپنی ایک بہن کو کہ مجھسے بہت محبت کرتی تھی پکڑکر چولھے مین جلایا اور جب وہ غل مچانے لگی تو مین گھر سے بھاگ گیا اُس روز سے آجتک گھر نہین گیا۔
۳۔ فوج کی نوکری مین مین نے ایک شب کو دل لگی دل لگی مین چار سو گھوڑونکو جو رسالے کے تھے تلوار سے زخمی اور مقتول کیا کسی کا سر الگ اور کسی کا کان ندارد اور کسی کی دم کٹی ہوئی اور کسی کی تھوتھنی نہین۔
۴۔ ایکبار مین نے ایک بوڑھی عورت کے جوان لڑکے کو جسکا مین کئی سبب سے احسان مند تھا۔ صرف بنظر تفریح طبع گولی سے مار ڈالا اور اس عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالے کہ پھر کوئی کام نکر سکے تاکہ ایڑیان رگڑکے مرے۔

تماشائی۔ اے لعنت خدا کا فرمردود۔

دوسرا۔ خدا کی مار۔ شیطان کی پھٹکار۔!!!

تیسرا۔ اسکو تو کھڑا چنوا دینا چاہیے۔ بدبخت کو۔ خدا کی مار لعنت!!! اے لعنت خدا!!!۔

شہسوار۔ مین نے ایکبار مؤ کی چھاؤنی کے پاس ڈاکہ مارا اور دس مردون چھ عورتون دو بچون اور بارہ آدمیون کو قتل کیا اور انکا سب مال واسباب چھین لیا اور پھر ایک ڈاکہ مارا اسمین عورتین اپنے مردون سے جدا ہوگئین اور بچے بلک بلک کے مرے۔ اور انکا بلکنا اور تڑپنا دیکھکر مین ہنسا اور خوش ہوا۔

تماشائی۔ کیا فخریہ بیان کر رہا ہے۔ اے لعنت۔

دوسرا۔ اگر میرا بس چلے تو ہاتھی کے پانؤنکے تلے روندوا ڈالون۔ یہ اسی کے لائق ہو مگر پھانسی اسکے لیے کافی سزا نہین

تیسرا۔ اب اسوقت کل باتین یاد آرہی ہین۔

شہسوار۔ مرزا ہمایون فر کا قتل بھی یادگار رہے گا۔

تماشائی۔ اخ تھو دور ہو کمبخت نامعقول۔

دوسرا۔ خدا کی قسم یہ شخص اس قابل ہی اسکو سرد مہری سے اس طرح قتل کرے کہ اسکے ٹکے ٹکے کیے جائین اور تڑپ تڑپ کے مارا جائے۔

شہسوار۔ اگر پھانسی سے تشفی نہوی تو بھی سہی۔ مرزا ہمایون فر کے قتل کا تو مجھے بھی رنج ہوا اور محبوب جان نے جو میرے سامنے اسوقت کھڑی ہی بہت کچھ لعنت ملامت کی ہاے۔ آہ سرد ترجمان دل ہی مگر ضبط کر رہا ہون۔

رحمت آہ وہم کردل شیدائی را | آتشے درزنم این گنبد مینائی را

مگر میری اس حالت زار اور انجام سے سب کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ خصوصًا ان لوگونکو جو میرے سے قاتل اور ڈاکو اور سفاک ہین مین اپنے بیشمار احباب کو ہدایت کرتا ہون کہ حتی الوسع آزاد پاشا کی خدمت کرین اور انکو بہادر سپاہی سمجھ کر تعظیم کے ساتھ پیش آئین اور محبوب جان کو دامے درمے قدمے سخنے مدد دین۔ اللہ بس باقی ہوس ہمنے جو کیا اسکا پھل پایا کہ کروکہ نیافت جو جیسا کریگا ویسا پائیگا۔

یہ کیا الم ہی جو ہی چاک جیب محشر | یہ کیا الم ہی جو خورشید ہی برہنہ سر
ہی چاندنی مین و لاسیل اشک کا عالم | وفور گریہ سے اب ہی سفید چشم قمر

سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود | بنا ہی چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم
وفور غم سے تعجب نہین اگر مرے یخ | نظر مین گنبد گردون ہے گنبد دخمن

ہائے اگر حسن آرا کے ہاتھ سے مارا جاتا تو کس لطف کے ساتھ جان جاتی اور کسقدر مزا حاصل ہوتا۔

درد ہوتا مرے زخمون مین تو میٹھا میٹھا | اس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوتی

اور اگر سپہر آرا کے دست نازک سے جان جاتی تو سبحان اللہ سبحان اللہ۔

عمر بھر مین نہ زخم سے خندان ہوتا | اسنے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی

مجھے اس مرتے دم بھی اسی زلف چلیپا کی یاد ہے۔ اللہ رے عشق اگر کبھی وہ زلف چھوئی ہو تو کالے ڈسین مگر جب یاد آتی ہی تو کلیجے مین سانپ لہرانے لگتے ہین۔

خیال زلف ہی یون عاشقون کے سینون مین
کہ جیسے سانپ ہون بیٹھے ہوئے خزینون مین

یارو اسقدر مجھپر احسان کرنا کہ میرا جنازہ حسن آرا کے مکان کی طرف سے لیجانا اور اگر سپہر آرا میرے لاشے پر نظر ڈالے تو سبحان اللہ۔ مگر۔ ؎

جنازہ میرا گلی مین انکی جو پہونچے ٹھہرا کے اتنا کہنا
اٹھانیوالے ہوئے ہین باندی سو ٹھک کے کاندھا بدلا رہے ہین

مجھے اس عشق اور حسن گلوسوز نے مار ڈالا نہ سپہر آرا پر دل آتا نہ ہمایون فر کو قتل کرتا نہ پھانسی پاتا۔ مگر سپہر آرا کا اسمین کیا قصور ہے۔ ؎

من نگویم کہ یار کشت مرا | دل بے اختیار کشت مرا
خود کردہ را چہ علاج۔ جو ہوا سو ہوا۔ مگر لعل بیگ

انجام بد ہی گو مرنے کو کروڑون مرے اور کروڑون مرینگے اور مرتے جاتے ہین مگر جس تحکامی سے میری جان جاتی ہی وہ کبھی کسی کو نہوئی ہوگی جن جن کو مین نے قتل کیا ہی انکی صورت اسوقت روبرو ہے۔

۱۔ بھالا ہاتھ مین لیے ہوئے وہ بچہ جسکو مین نے کنوئین مین ڈھکیل دیا تھا سامنے کھڑا ہے اور بھالا دکھا کر کہتا ہی عین پھانسی کے وقت بھوکونگا۔ (کانپ کر)۔

۲۔ وہ ضعیفہ جسکے جوان لڑکے کو مین نے قتل کیا تھا تکلا دکھلا رہی ہی اور کہتی ہی کہ پھانسی پر چھوڑ دونگی۔ تاکہ جان کنی مین اور بھی صدمہ ہو۔

۳۔ اسکا لڑکا تلوار سے مجھے دھمکاتا ہے۔

۴۔ ڈاکے مین جن لوگون کو قتل کیا تھا وہ مجھے گھیرے ہوئے ہین اور ہر چہار طرف سے ڈراتے ہین۔

۵۔ ایک عورت بیطور میری دشمن ہی مگر مین پہچانتا نہین کہ کون ہی یا خدا یہ کون ہی اسکے ہاتھ مین انگیٹھی ہی اور وہ کہہ رہی ہی کہ عین اسوقت جب جلاد پھانسی پر چڑھائے گا تیرے جسم کو جھلسا دونگی ہائے ہائے مین کیا تھا اور اب کیا ہون کیسا چین کرتا تھا اور اب کس افسوس کی حالت مین ہون

آن بلبلم کہ در چمنستان بشاخسار | بود آشیان من شکن طرۂ بہار
آن سا ختم کہ از اثر رشحۂ کفم | خمیازہ را بموج گل بنا شتی خمار
آن مطربم کہ ساز نوای خیال من | تیر از کمند جاذبۂ دل ندا شت تار
آن کوکبم کہ در تب و تاب رو شوق | روح من اندر سیدن می یافتی قرار
آن ریشۂ نگاہ امیدم کہ بیدرم | بود از نم ہوا دت دل شور قم آبیار

ہر غنچہ اندرم بتقضائے شگفتگی
فیض نسیم و جلوۂ گل داشت پیشکش

اگر اب اسوقت ہر در و دیوار سے حسرت نظر آتی ہے
اور جسقدر افعال بد مجھسے سرزد ہوئے وہ میری روح کو
کمال صدمہ پہونچا رہے ہین۔ ؎

داغ تلخ گویا نم لذت سم از من پرس محو تند خویا نم حیرت رم از من پرس

گو یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ مرنے کے وقت انسان
کے خیال کیسے ہوتے ہین مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو
میرے دل کا حال ہی وہ کسی کا نہوگا۔
نگاہ مجھے اسوقت پریشان کر رہی ہی لیکن تعجب ہی کہ
مرزا ہمایون فر کی صورت نظر نہین آتی ہی اور جس جس کو
قتل کیا سب آمادہ کھڑے ہین کہ پھانسی کے وقت
ضرر رسانی کرین۔
تماشائی۔ وہ قدسی صفات لوگ تھے بادشاہ کی اولاد
انکو ضرر رسانی سے کیا مطلب۔ انکی طرف سے خدا کا قہر
تجھپر نازل ہوا۔
دوسرا۔ پھانسی کے وقت سب گناہ تجھے اور بھی پریشان
کرینگے گو وہ پریشانی ایک ہی ساعت کی ہوگی۔
جو صاحب اس پھانسی کی نگرانی کیلئے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے
تھے انھون نے چپ چاپ شہسوار کی تقریر سنی اور کہا
اب زیادہ وقت ضائع نہین ہوسکتا۔ چلو اور پھانسی فوراً
دیجائے۔ یہ سنکر شہسوار رونے لگا بدن تھر تھر کانپتا تھا اور
ایک ایک قدم پر گرا پڑتا تھا تماشائیون مین ایک شخص نے
کہا دیکھو بھائی یہ گنہگار اسکو اسوقت کسقدر رلا رہا ہی
کہ ایک ایک قدم پر اسکا پانون لرزتا ہی اور کانپ رہا ہے
اور اسقدر گریہ و بکا کرتا ہی جسقدر گناہ اس سے سرزد
ہوئے ہین وہ سب اسوقت پریشان حال کر رہی ہین۔
اب سنیے کہ ادھر تو مچل مچل کر شہسوار پھانسی کے رخ
جاتا تھا ادھر تماشائیون کے ہجوم مین ایک آدمی سیاہ عمامہ
بانکا باندھے ہوئے سب سے زیادہ آہ شیون زار کھینچکر
روتا تھا ٹانگون مین چست گھٹنا سر پر عمامہ سیاہ اور
گرنٹ کا دگلا اتو کیا ہوا اور جامہ وار کی رضائی اوڑھے۔
آزاد پاشا نے جو اسپر نظر ڈالی تو سمجھ گئے کہ کون ہی۔ لوگونکو
حیرت تھی کہ یا الٰہی یہ کون شخص ہی حسن نمکین و برشتہ ایسا
کہ لاکھون مین انتخاب اور نک سک سے درست۔ بوٹاسا
قد مگر داڑھی مونچھ ندارد اور کیفیت یہ ہی کہ ساتھ کے دو دو
آدمی سنبھالتے ہین مگر نہین سنبھلتا۔ دل بے اختیار ہوا
جاتا ہے۔ پھانسی کے قریب پہونچکر شہسوار نے نعرہ
مارا اور یہ اشعار زبان پر لایا۔

مرد عشق ستیزہ کار ہی دل بسکہ مشتاق ناز یار ہی دل	ملک الموت سے دوچار ہی دل ستم آموز روزگار ہی دل

دخیل جانان کہان سوائے خیال ہم ہین مایوس امیدوار ہے دل

یہ حسرت بار اشعار سنکر وہ سیاہ عمامہ والا جوان
ایسا بیقرار ہوا کہ دھڑ سے گر پڑا اور آزاد نے جھپٹ کر
اسے اٹھایا تو غش آگیا پانی چھڑکا۔ بھیڑ سے ہٹانے کو
تھے کہ ہوش آگیا اور کہا۔ لوگو۔ مجھ نصیبون جلی کو یہانسے
لیچلو۔ ہائے ہائے۔ ارے میرے بانکے شہسوار یہ محبوبجان
تیرے مقتل سے اب جاتی ہے۔ ادھر قریب تھا کہ شہسوار
پھانسی پر چڑھایا جائے۔ کہ اسنے ایک مرتبہ کانپ کر کہا اے
خدا کیلئے مجھے نہ کوچو۔ ارے یہ بھالا لیے ہوئے لونڈا آیا ہے

ہاے کونج رہا ہے۔ یہ تکلا لیکر بوڑھی عورت آئی ارے آنکھ بچا نیکبخت دہائی سرکار کی ازبراے خدا مجھے جلد پھانسی دو۔ دہائی سرکار کی ازبراے خدا مجھے جلد پھانسی دو دہائی سرکار کی ارے یہ سب کے سب مجھسے بدلا لے رہے ہین فوہ ہاے مرا یہ آگ کی انگیٹھی سے میرا بدن جلایا جاتا ہے

سامعین یہ تقریر سنکر کانپ رہے تھے کہ اللہ رے انقلاب اور مکافات عمل یہ وہ شخص ہے جسنے ہزارون آدمیونکو ایذا پہونچائی اور صدہا کی جان لی اور پچاسون کو قتل کیا تھا اور ہزارون کے معرکو نہین معدودے چندے چھاپہ مارتا تھا اور سرخرو آتا تھا اور کبھی کسی سے دب کے نہین رہا اور ایک وقت آج ہے کہ تھرا رہا ہے اور گریہ وبکا کرتا ہے اور جن بیگناہونکو اسنے قتل کیا ہے انکی صورت ہر در و دیوار سے نظر آتی ہے۔ افسوس صد افسوس ہزار افسوس خدا نہ کرے کہ ایسا انجام کسی کا ہو کوئی اسکے دل سے اسوقت پوچھے کہ اسپر کیا گزرتی ہے تمام عمر جسقدر عیش کیا ہے اُسکا ہزار گونہ اسوقت رنج ہے۔

شہسوار۔ اے زندگی اب تجھسے رخصت ہوتا ہون۔

آواز۔ جاجہنم مین مردود۔ دور ہوکمین۔

شہسوار۔ اُف اُف۔ صاحب اب ہمکو نجات دو۔ ارے یہ صدہا تیرون کی مچھر بوچھار ہو رہی ہے۔

آواز۔ موے پر سو درے۔ تو ایسا ہی بداعمال اور بدوضع اور بدکردار ہے۔ اگر میرا بس چلے تو اسوقت تیری ایک ایک بوٹی نوچون۔

شہسوار۔ اُف۔ ہاے مرا اے اوہیرحم اب زیادہ نہ بدن جلا ہاے۔ اسکے بعد شہسوار تختے پر چڑھا دیا گیا اور جلاد نے رسی کھینچ لی اور پھانسی لگ گئی۔ بہت تڑپا ہاتھ پاؤن جھٹکے اور تڑپ کے سرد ہوگیا گلے سے رسّی کھول لیگئی سول سرجن نے آنکر دیکھا اور کہا دم نکل گیا جسوقت جلاد نے کھاروے کا ٹوپ پہنایا شہسوار نے نعرہ بلند کیا کہ اکثر آدمی کانپ اُٹھے اور جلاد دوڑکر بھاگنے لگا تو صاحب نے للکارا۔ اب سنیے کہ تماشائی اس سانحے اور عبرت ناک معاملے کو دیکھکر باہم یون گفتگو کرنے لگے۔

۱۔ بُرے کام کا برا نتیجہ ہے بھائی۔

۲۔ اسی سے کہتے ہین کسی کا دل نہ دُکھائے۔

۳۔ تھا تو یہ بدبخت بس اسی لائق۔

۴۔ بلکہ اور اس سے زیادہ سزا کے لایق۔

۵۔ دیکھا کس حسرت کے ساتھ یہ بدبخت مرا۔

۶۔ اُف اُف بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔

۷۔ اس مین کیا فرق ہے۔ یہ گناہ کا انجام ہے۔

۸۔ یا خدا ہر آفت سے بچائیو۔ یا باریتعالے۔

۹۔ کر تو ڈر۔ نہ کر تو خدا کے غضب سے ڈر۔

۱۰۔ ہم اسکے قائل نہین ہین۔ بیگناہ کو خوف کیا ہے۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

۱۱۔ افوہ ایک وہ دن تھا کہ سرکار اور حاکم لوگ اور پولیس والے اور بڑے بڑے آدمی سب اس سے خائف تھے۔

۱۲۔ جی ہان اور ایک دن آج ہے۔ واہ۔

۱۳۔ افوہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ واللہ۔!!

۱۴۔ عبرت۔ عبرت۔ کیا خراب انجام ہوا۔

۱۵۔ خدا دشمن کا بھی ایسا انجام نہ کرے۔

۱۶۔ ہاں سرکشی کا نتیجہ یہی ہے۔ خدا کو بڑا معلوم ہوتا ہے اسکے بندون

کی مفت مین کوئی جان لے۔ ؎

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اس سے بڑھکر اور سرکشی کیا ہوگی الامان الامان صدہا خون اسکی گردن پر ہین۔

۱۷۔ پھانسی پاتے بہتون کو دیکھا مگر اس حالت زار مین جان دیتے کسی کو نہین پایا۔

۱۸۔ حق ہی حق ہی۔ یہ اعمال بد کا نتیجہ ہی۔ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

کہ کرو کہ نیافت۔ خوب ہوا۔ واللہ خوب ہوا۔

۱۹۔ خدا کسی کو یہ وقت نہ دکھائے مگر مین تو واللہ خوش ہوا مرزا ہمایون فر کو اس دوزخی نے قتل کیا یہ تو اگر اسطرح پر مارا جاتا کہ پتھرون سے اسپر نشانے لگائے جاتے تو مین از بس محظوظ ہوتا واللہ۔

شہسوار کی لاش محبوب جان کی نگرانی مین اٹھوائی گئی اور اسی وقت تجہیز و تکفین کی فکر کی گئی۔ جنازے کے ساتھ آزاد پاشا بھی تھے اور ہر مقام پر جوق جوق آدمی ساتھ ہوتے تھے اور یون باتین کرتے جاتے تھے

۱۔ اللہ اللہ کیا شورہ پشت آدمی تھا۔ اُف۔!

۲۔ جی ہان سب کا یہی انجام ہے حضرت۔

۳۔ خدا نہ کرے کسی کا انجام ایسا ہو۔ توبہ۔

۴۔ مطلب یہ کہ ایک دن مرنا سب کو ہے۔

۵۔ یہ سچ۔ مگر ایسی موت خدا نہ کرے کوئی مرے۔

محبوب جان۔ ہاے شہسوار۔ وے شہسوار ہمین چھوڑ گئے

اگر زنجیر کش سوے بیابان اپنی وحشت ہو
تو پاے قیس کا ہر ایک چھالا چشم حیرت ہو
ہمارے قتل سے قاتل نہ کیون غیرون کو عبرت ہو
بہم جوہر سے جوہر تیغ کا جب دست حیرت ہو
کسی کے ابرو خوش خم کا گشتہ ہون نجب کیا
جو میری خاک سے تعمیر محراب عبادت ہو
بجاے سبزہ نکلے خاک سے میری زبان ظالم
دل نالان پس مردن جو سرگرم شکایت ہو

یہ شعر اکثر ورد زبان رہتے تھے اور مجکو بھی کچھ کچھ فارسی پڑھائی تھی۔ ہاے جسدن مرزا ہمایون فر کو قتل کیا۔ میری عجب حالت تھی مگر وہانسے بھی بھاگ کے نکل آیا تو مین نے بڑی خوشیان کین۔ ہاے ایکبار مجھسے کہا محبوب جان ہمین ایک بوسہ تو دو مین نے کہا بس اب بوسے رہنے دیجیے۔ کہا۔ ؎

دے دیا جسکے بوسہ طلب اول پر
سچ کہا ہے کہ مزا حرف مکرر مین نہین

آزاد۔ بڑا بد اعمال آدمی تھا بدبخت۔

محبوب جان۔ انتہا سے زیادہ میان اور نیت ہمیشہ بدی کی طرف رہتی تھی۔

آزاد۔ افوہ کس حالت مین اسکی جان نکلی ہی۔

محبوب جان۔ میان رونگٹے کھڑے ہوتے ہین ہاے اب کیسے چپ چاپ پڑے ہین۔ آرزو دے دلی یہی تھی کہ سو دو سو کو مار کے مرے مگر تمنے اس طرح پیر غنڈو کیا کہ بالکل بس ہی مین کر لیا۔

آزاد۔ مین تو جانی دشمن تھا اسکا۔

محبوب جان - اے کاش میرے پاس نہ آتا تو شاید بچ جاتا گرفتار نہوتا - ؎

تڑپتا ہی پڑا شوق شہادت خاک اور خون مین
اگر اک وار مین تیرے یہ لہو کسکا زمین پر ہی

شہسوار کے جنازے کے ساتھ جسقدر آدمی تھے اُنپر لعنت بھیجتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ملحد و نکا یہی انجام ہی کوئی کہتا تھا کہ یہ مرد نماز روزہ اور عبادت خدا سے بالکل غافل تھا اور منہیات و معصیات کا مرتکب ہوتا تھا - لہذا یہ روز بد دیکھنے مین آیا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو کلمۂ خیر سے یاد کرتا - دفن کیوقت نماز جنازہ نہین پڑھی گئی کیونکہ محبوب جان نے صاف صاف کہدیا تھا کہ یہ شخص مسلمان نہ تھا بلکہ معبود حقیقی کی شانمین اکثر کلمات بے ادبانہ زبانپر لاتا تھا -

اب سنیے کہ حسن آرا بیگم کے ہان کئی آدمیون نے جاکر شہسوار کی پھانسی کا حال بیان کیا -

عسکری - (بڑی بیگم سے) الامان الامان جسپر مصیبت اور سختی سے اس ناہنجار کی جان نکلی - خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے -

بڑی بیگم - نا بابا - کوئی ایسا کلمہ کفر کا کہتا ہے - !!!

بہار النسا - اسکے ساتھ رحم کرنا تو امان جان ستم ہی -

بڑی بیگم - وہ جیسا تھا ویسا اسکا انجام ہوا - ہم عبرت پکڑین یا خوشی ہون خوشی کیسی ہمین عبرت ہونی چاہیے -

بہار النسا بیٹا - اس ہاتھ دے - اُس ہاتھ لے - سمجھے

بہار النسا - مین تو دیکھتی تو بہت ہی خوش ہوتی اماجان

عسکری - جس جس کے ساتھ اُسنے بدی کی تھی اُن سبکی صورت اُسکو سامنے نظر آتی تھی اور غل غلا چا چا کر کہتا تھا کہ ایک بچہ جسکو مین نے کنوئین مین ڈھکیل دیا تھا اسوقت بھالا لیے ہوئے کودنچ رہا ہے -

اتنے مین عباسی مہری آئی - اُسنے کانپتے ہوئے کہا حضور اُف اُف توبہ توبہ (ناک پر مٹی لگا کر) اللہ دشمن کو بھی ایسا دن نصیب نہ کرے -

سپہر آرا - پھانسی کیونکر لگائی جاتی ہی باجی جان -

حسن آرا - چہ خوش جیسے مین نے پھانسی لگائی ہی -

عباسی خانم - مین عرض کرون ایک اونچے تختے پر آدمی کھڑا ہوتا ہی اور اسکا گلا رسّی مین ڈالا جاتا ہے - بس تختہ کھینچ لیا اور لٹک گیا -

حسن - افوہ (کانپ کر) چلو اب اسکا ذکر نہ کرو -

روح افزا - ای ہان گیا وہ مواجہنم مین - اب اسکا بار بار ذکر کیا ہی - طرح طرح کے خیال آتے ہین -

عباسی - اُسکا بوڑھا باپ کسی بہانے سے اُسکی جگہ جیلخانے مین جا بیٹھا تھا - وہی بوڑھا یاد ہوگا -

سپہر آرا - تو کیا جوان اور بوڑھے مین فرق نہ کیا -

عباسی - جب پولیس کے لوگون نے دیکھا تو تلاشی لی گئی اور ادھر شہسوار اپنے آشنا کے ہان جا نہانے لگا -

روح افزا اور جانی بیگم کے اصرار سے یہ تذکرہ موقوف کر دیا گیا اور دوسرا ذکر چھیڑ دیا -

اب سنیے کہ ثریا بیگم جو اسی شہر مین وارد تھین جب انھون نے یہ حال سنا تو بچہ لیون سے اپنے اور شہسوار کے حال اور بات چیت کا ذکر چھیڑا اور کہا مجھ سے اور اُس سے عرصے تک مکالمہ رہا -

مین اُس زمانے مین کسی اور نام سے مشہور تھی یعنی

جوگن جب ایک مقام پر ملا تو جوگن سمجھکر یون گفتگو کی۔
شہسوار۔ مین نے کل سے دل مین ٹھان لی ہی کہ تارک الدنیا ہو جاؤن۔
جوگن۔ تارک ہونا خالہ جی کا گھر نہین ہے۔
شہسوار۔ یہ سچ مگر مین بوالہوس نہین مستقل ہون۔
جوگن۔ شاید کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہے۔
شہسوار۔ خوب یاد رکھیے مجھے دنیا سے نفرت ہوگئی جس ماہرو کو پیار کرتا تھا اور جسکے عشق کا دم بھرتا تھا اُسنے میرے سامنے میرے رقیب کو منھ لگایا اور مجھے آتش غم مین جلایا۔ ؎

رقیبا از انش ہجر تش من مہجور میسوزم
تیسوزی تو از نزدیک و من از دور میسوزم

جوگن۔ رقیب کون۔ رقابت کا کیا ذکر ہے۔
شہسوار۔ وہی جوان رعنا جسکا نام آزاد ہی۔
مین۔ آزاد کا نام سنکر پھر ملول ہوگئی شہسوار سے پوچھا کہ وہ آجکل ہے کہان شہسوار نے کہا واللہ اعلم مگر سنا روم گیا ہے۔
جوگن۔ وہ کون ایسا پرکالہ آتش خو برد جوان ہے جسکے سامنے تم ایسے گلبدن کی دال نہ گلی۔
شہسوار۔ ایمان سے کہون یا لگی لپٹی بناوٹ کے ساتھ
جوگن۔ لگی لپٹی کیا معنے۔ اللہ لگتی کہو۔
شہسوار۔ مجھسے وہ کمبخت ہر طرح اچھا تھا واللہ باللہ کمبخت کا لفظ جو آزاد فرخ نہاد کی شان مین شہسوار کی زبان سے نکلا تو مین آگ بھبھوکا ہوگئی۔ قریب تھا کہ شہسوار کو نکلوا دون مگر سوچی کہ جھگڑے فساد سے کیا واسطہ۔ جب جوگن کے بھیس مین رہنے اور انواع و اقسام کے مصائب سہنے لگی تو اب غم و غصہ کیسا۔ شہسوار بولا کہ دم گئے تو ہین چڈا مگر خدا ہی ہی جو واپس آئین۔ میرے شیشۂ دل کو ٹھیس لگی مگر اظہار ملال خلاف وضع سمجھی
شہسوار۔ واہ کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہی
کہ لاکھ برق نہان جسکے ہر شرار مین ہے

جوگن۔ آزاد ہاے آزاد (ٹھنڈی سانس بھرکر)۔
شہسوار۔ نے بگڑکر جوگن پر نظر ڈالی تو اس شوخ شنگ نے بات ٹالی اور کہا آزاد ہی نے تمھین خراب کیا ہی کانٹے اُسی کے بوئے ہوئے ہین شہسوار دل مین ازبس خوش ہوا کہ اس بہانے میرے ساتھ ہمدردی کی اور میری بیقراری دیکھکر آہ سرد کھینچی۔ مسرور ہوکر مزید آزمائش کے لیے یہ شعر پڑھا۔ ؎

ملنے پر حجاب باقی ہے — فکر ناز و عتاب باقی ہے
بات سب ٹھیک ٹھاک ہی لیکن — کچھ سوال و جواب باقی ہے

ناظرین کو یہ بات چیت ضرور یاد ہوگی۔
الغرض شہسوار کی پھانسی کا حال اور آزاد کی جرأت کا ذکر گھر گھر مشہور ہوا اور حسن آرا کے ہان سب کو انتہا سے زیادہ خوشی ہوئی کہ ہمایون فر کے قاتل اور آزاد کے جانی دشمن نے پھانسی پائی۔ ثریا بیگم بھی کمال محظوظ تھین کہ آزاد کو اب کوئی کھٹکا نرہا اور جو شخص اُسکا رقیب تھا وہ دنیا سے اُٹھ گیا۔ شہزادی بیگم کے ہان گھی کے چراغ جلائے گئے کہ شہزادے کے قاتل کی جان گئی۔ دونون بہنین خوش تھین کہ انکے بھائی کی جس شخص نے جان لی تھی وہ کتے کی موت مارا گیا

اس پھانسی سے سب سے زیادہ خوشی سپہر آرا اور حسن آرا اور شہزادی بیگم اور مرزا ہمایون فر کے بھائی کو تھی۔

اب سنیے کہ دوسرے روز خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع نئے ٹھاٹھ اور نرالی دھج سے پانوں مین کمخت کا چڑھوان جوتا۔ ٹانگون مین بہت بڑا ڈھیلا پائجامہ زنگاری رنگا ہوا کوٹ کھاروے کا وردی کی طرح کا ٹوپی گرنٹ کی اور بیل کے عوض پیتل۔ یون تشریف لائے۔

مہری نے محلسرا مین دوڑتے ہوئے آکر باواز بلند کہا

مہری - بیگم صاحب ذری کمرے مین چلکر دیکھیے گا یہ کون آئے ہین۔

حسن آرا - کون ہی - اری کون آئے - کون ہین۔

مہری - (ہنسکر) حضور چلکر دیکھ لیجیے۔

جانی بیگم - ادئی آخر معلوم تو ہو کہ کون ہے۔

مہری - دست بستہ حضور ذری تکلیف کرکے خود ہی چلکے دیکھ آئیے۔ حسن آرا نے کمرے مین جاکے دیکھا تو بے اختیار ہنس پڑین اور سب ہمجولیون کو بلایا۔ خواجہ صاحب کی انوکھی قطع دیکھکر سب کی سب کھلکھلاکر ہنس پڑین۔

حسن آرا - یہ موا بڑا مسخرہ ہی قطع تو دیکھیے۔

روح افزا - اور یہ ٹوپی کاہے کی دیے ہوئے ہے۔

بہار النسا - پیتل ہے کیا۔ ؟ اور یہ کالی کالی کیا چیز ہے اور یہ دگلا ہے یا کیا جانے کیا بلا ہے۔

خواجہ صاحب ڈیوڑھی پر آنکر کہا۔ مہری صاحب ذری یہان تشریف لائیے۔ ایک مہری باہر گئی۔ کہا ہماری جانب سے بڑی بیگم صاحب کی خدمت مین آداب عرض کرو اور کہو حضور کے اقبال اور دعا سے اب آزاد پاشا کو کوئی کھٹکا باقی نہین رہا ہے۔ مہری نے جاکے بڑی بیگم سے کہا انھون نے دعائین دین اور کہا ہماری طرف سے اسقدر کہدو کہ خدارا اب کسی سے لاگ ڈانٹ نہ رکھنا اگر کوئی دو باتین کہے تو سن لینا۔ خواجہ صاحب نے کہا اے حضور رئیسہ و امیرہ حاضر بندۂ بندگان اما بعد بر میگوید من بدیع الزمان خواجہ۔ کہ ؎

جب اپنا دوست لایق لطف و کرم نہین
ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہین

راوی - سبحان اللہ۔ واہ واہ۔ کیا خوب جواب دیا ہی ناصح کی دوستی۔ ماشاء اللہ۔

خوجی - خط غلامی آزاد کو اچھے اچھے پہلوانون نے لکھدیا ہی یہ وہ آزاد ہین۔ جی۔

مہری - اب آپ باہر بیٹھکر حقہ پئین۔

اتنے مین پیر مرد آئے اور خواجہ صاحب کو باہر لے گئے اور لطف و کرم کے ساتھ حقہ پلوایا اور خواجہ صاحب نے شہسوار کی پھانسی کی مبارکباد دی۔

خیر شہسوار کا تو یہان خاتمہ ہوا۔ اب دوسرا ذکر سنیے۔

مس مینڈا اور مس کلیرسا

ان دونون پری پیکر لیڈیون نے دونون مین ٹھان لی تھی کہ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے ہم تمام عمر دوشیزگی ہی کی حالت مین بسر کرین گے۔ کلیرسا نے تو قسم کھائی تھی کہ اب کسی کے ساتھ شادی کرنے کا خیال دل مین نہ لاؤن گی مگر مس مینڈا خاص اسی غرض سے آئی تھین کہ یہان شادی ہو گی لیکن مس کلیرسا کی جادو بیانی نے بڑا

اثر کیا یہانتک کہ مئیڈا بھی اُنھین کی ہمصفیر ہوگئین شہسوار کی گرفتاری اور بلوے اور دھر پکڑ اور ہلڑ کے زمانے مین جبکہ میان آزاد اپنے ہوٹل مین بہت کم رہتے تھے اِن دونون نے امریکن مشن کی لیڈیون کے پاس جانا شروع کیا اور اُنسے کہا کہ ہم بھی آپ کے گروہ مین شریک ہونے آئے ہین لیڈیان بہت خوش ہوئین - کہ جن دوستونکا حال اسقدر عرصۂ دراز سے سننے مین آتا تھا وہ اب ہمارے کارِ تعلیم مین خود شریک ہوجانا چاہتی ہین لہذا اُنکی بڑی خاطر اور تواضع کی اور اُنسے ناظمہ امریکن مشن نے چند سوال کیے -

ناظمہ - آپ دونونمین کسی کی شادی ہوئی ہے یا نہین ہوئی -

مئیڈا - نہ ہوئی ہے اور نہ خواہش ہے کہ شادی ہو -

کلیر سا - مین نے تو پیشتر ہی سے ٹھان لی ہے -

ناظمہ - آپ کس قسم کی شرکت کرنا چاہتی ہین -

کلیر سا - جس سے اِس ملک کی لیڈیون کو فائدہ ہو -

مئیڈا - ہم بہنون کو اپنی گمراہی اور ذلت کی حالت مین نہین دیکھنا چاہتے ہین ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اُن کو سیدھے ڈھرے پر لائین اور کوشش کرین کہ اُنکے دلون مین پڑھنے لکھنے کا شوق خود بخود پیدا ہو -

گو امریکن مشن کی لیڈیان اِن دونون کم سن مسون سے بخوبی واقف تھین اور اُنکے حالات مختلف اخبارونمین پڑھ چکی تھین تاہم ناظمہ نے اُنکو محک امتحان پر کسا اور مختلف سوال کیے - دونون فضل خدا سے علم و ہنر مین برق تھین - اعلےٰ درجے کی تربیت یافتہ اور ہوشیار اور اچھی اچھی صحبتون مین رہی تھین ہر سوال کا جواب اس قابلیت کے ساتھ دیا کہ سامعین پھڑک گئے اور عش عش کرنے لگے -

اِسکے بعد اُنھون نے اُنسے باصرار کہا کہ آپ اسوقت ہمارے ہی ساتھ ماحضر تناول فرمائین اور مس مئیڈا اور کلیر سا نے خوشی سے اِس بات کو منظور کرلیا -

کھانا کھانے کے وقت اکثر لیڈیون نے اُنسے اصرار کیا کہ جنگ کے حالات بیان کرو - چنانچہ مس کلیر سا نے جو خود میدان حرب مین گئین اور شریک مصاف ہوئی تھین آزاد کی توصیف کی اور در پردہ اپنا بھی ذکر کیا -

ناظمہ - ہم نے تمھارا حال کئی اخبارونمین پڑھا -

کلیر سا - مین کیا بیان کرون کہ کن کن مصیبتون سے دوچار ہوئی کھانا کھانے کے بعد یہ دونون رخصت ہوئین -

مس کلیر سا اور مس مئیڈا نے باہم مشورہ کرکے یہ بات تجویز کی کہ جہانتک مذہبی امور متعلق ہین یہ اُنسے علق سروکار نہ رکھین صرف تعلیم نسوان کی ترقی اور نیکی کی اشاعت کے مسلک کی سالک ہون اور ہندوستان کی لیڈیون اور شریف زادیون کو راہ راست بتائین اور اُنکو سکھائین کہ بچون کی پرورش اور تعلیم کا کون آسان ذریعہ ہے اور پڑھی لکھی مائین بچون کو کسقدر فائدہ کثیر پہونچا سکتی ہین - اِن دونون نے پہلے اُردو اور ہندی سیکھی اور تھوڑے ہی عرصے مین اُردو ہندی پڑھنے لکھنے مین طاق ہوگئین بعد ازان شریف زادیون کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئین شہر مین اُنکی عفت اور پاکدامنی کی اسقدر دھوم مچی کہ اُنھون نے ایک مدرسہ قائم کیا جس مین کئی مسلمان اور ہندی عفیفہ لیڈیان تعلیم کے لیے مقرر کی گئین جہان اعلےٰ درجے کی تعلیم دی جاتی تھی - مسلمان لڑکیون کی تعلیم کے لیے اُردو - اور ہندو لڑکیون کے لیے ہندی

اور ناگری تجویز کی گئی تھی - اور انھین زبانون کے ذریعے سے اُنکو حساب مین تعلیم دیجاتی تھی اِس مدرسے کی لڑکیان سینے پرونے اور کاڑھنے مین بھی مشاق تھین مس کلیرسا نے ہندی زبان مین اسقدر مداخلت حاصل کی کہ بہت تھوڑے زمانے مین کتابین تصنیف کین اور کبتائی اور دُہرون کی تصنیف مین درجہ اعلےٰ حاصل کیا اور مس مُیڈا نے زبان اُردو مین دستگاہ کامل بہم پہونچائی - مس مُیڈا اور مس کلیرسا سے ہندو مسلمان عیسائی ہر فرقے کے لوگون کو دلی ہمدردی تھی -

ان دونون ہمدرد لیڈیون نے کوشش بلیغ کر کے ایک ایکٹ پاس کرایا کہ شہر کے بڑے بڑے اور خاص خاص بازارون مین فاحشہ اور بدوضع عورتین نہ رہنے پائین - اُنکی کوشش سے تمام ہندوستان مین ایک خاص مقام اِس قسم کی عورتون کے لیے مقرر ہوگیا جو شہر خاص سے علٰحدہ تھا اور جہان اُنکے سوا کسی اور کو بود و باش اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی - جن بازارونمین دورویہ مکرون پر بدوضع عورتین دو گھڑی دن رہے نکھر نکھر کے بیٹھتی تھین وہ اِس فرقہ پلید سے پاک کر دیے گئے اور اس سے ملک کو بڑا فائدہ حاصل ہوا - ان دونون مسون نے اپنی جادوبیانی سے اِس ملک کے مردون اور عورتون کو افعال بد سے باز رکھا اور اُنکی تعلیم کا یہانتک اثر ہوا کہ نیکی نے دن دونی رات چوگنی ترقی پائی - اُنکے اعتبار اور عفت کے بھروسے پر اکثر شرفا نے اپنی صاحبزادیون کو انکے ذریعے سے تربیت دلوائی اور بہت سی کم سن شریف زادیان لکھنے پڑھنے سینے پرونے مین طاق ہوگئین گو مس مُیڈا ابھی نیکی اور امور خیر مین کلیرسا سے کم نہ تھین مگر یہ شیوہ اُنھون نے کلیرسا ہی کی تلقین و صحبت سے حاصل کیا اور چونکہ امور مذہبی مین یہ مطلق دخل نہین دیتی تھین لہذا اور لیڈیون سے زیادہ عوام کو اپنر بھروسا تھا اور اُنکو ہندو مسلمان مثل اپنے ملک کی شریف زادیون کے سمجھتے تھے باہم ذرا مغائرت نہ تھی - مس کلیرسا اور مس مُیڈا نے ہندیون کا طرز معاشرت اور طریق نشست برخاست اور ملنے جلنے کا طریقہ اور اس ملک کی رسوم اور اخلاق مین ید طولیٰ حاصل کرلیا تھا اِس سبب سے اور بھی زیادہ اُنکی قدر ہوتی تھی اور عوام کے دلون مین اُنکی جگہ ہوگئی تھی - کون جانتا تھا - کہ مس مُیڈا جو کوہ قاف مین پیدا ہوئی اور چارجیا کی رہنے والی تھی ہندوستان مین آکر یہان کی لیڈیون کو تعلیم دی گئی - کون جانتا تھا کہ مس مُیڈا کہ جن پر صدہا امرا فرنگ تہ کول سے عاشق تھے آزاد کے ساتھ شادی کرنیکا اقرار کرکے ہندوستان مین آئینگی اور یہان نیکی کا خیال اُنکے دلمین اسقدر جاگزین ہوگا کہ شادی بالائے طاق تعلیم کیطرف مخاطب ہونگی کون جانتا تھا کہ مس کلیرسا جو آزاد کے خون کی پیاسی تھین اور جنھون نے آزاد کی جان لینے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا تھا وہ آزاد سے اسقدر مل جُل کے رہین گی اور اُنھین کے سبب سے آزاد کی جان بچے گی اور وہ آزاد کی طرف سے سینہ سپر ہوکر روس سے اُنکو نوہ بچا لائینگی اور اپنا وطن مالوف چھوڑ کر اُنکے ہمراہ ہندوستان آئینگی - اتوار کے دن گرجا کے بعد صبح کو اُنکے مکان مین اکثر یورپین لیڈیان جمع ہوتی تھین اور یہ دونون اُنکو ترغیب دیتی تھین کہ جہانتک ممکن ہوسکے اِس ملک کی لیڈیون کو مدد دینا چاہیئے - اُستانی جی سے

بھی اُنکو بڑی مدد ملتی تھی چنانچہ ایک بار کا مکالمہ لکھنے کے قابل ہے۔

اُستانی۔ آپ دونو نکی جانفشانی قدر کے قابل ہی اور ہم سب آپ کے مداح ہین۔

کلیرسا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ اس ملک کی لیڈیان جنٹلین عورتون کے حقوق سے واقف ہون اور کوشش کرین کہ عورتین زیور تربیت سے متحلی ہو جائین۔

اُستانی۔ آفرین بیشک یہان اُسکی بڑی ضرورت ہے

کلیرسا۔ اس ملک کو عورتون کی جہالت سے نقصان پہونچتا ہے۔

ملیڈا۔ اور مردونکی تربیت یافتگی کماحقہ نتیجہ نہین دیتی۔

اُستانی۔ جبتک دونون ترتیب یافتہ نہون یہ محال ہے۔

ملیڈا۔ اسی سبب سے یہان تعلیم نسوان کی اشد ضرورت ہے۔

کلیرسا۔ بڑی خرابی ہی کہ مرد تربیت یافتہ اور عورتین جاہل ہون کیونکہ پھر اُن دونونمین اور بھی نہ بنے گی۔

ملیڈا۔ یہی سبب ہی کہ اِس ملک مین مردون اور عورتون کے خیالات مین زمین اور آسمان کا فرق ہے مرد چیچک کو عارضہ سمجھتے ہین اُنھون نے تعلیم پائی ہے کہ چیچک بھی منجملہ امراض کے ہے مگر ہندؤن کی عورتین اُسکو اور امور مذہبی پر منحصر رکھتی ہین مرد ٹیکا لگانے کو ضروری اور مقدم سمجھتے ہین عورتین خائف ہوتی ہین کہ ایسا نہو دیبی اُس سے ناراض ہو جائے اسکے علاوہ اور بھی بہت سے امور مین اختلاف ہین۔

اُستانی۔ مین نے اکثر لڑکیون کو فارسی اور اُردو سکھائی اور نماز پڑھنے کی ہدایت کی اور نیکی کی باتین سکھائین اور یہ بھی ہدایت کی ہے کہ ہر صبح کو اُٹھکر اخلاق کے قطعے اور رباعیان اور اشعار پڑھکر جنمین سے چند بطریق نمونہ سناتی ہون۔

۱۔ اے تازہ جوان بشنو از ین پیر کہن
یک نکتہ کہ ہست بیگمان اصل سخن
باحق بادب باش وعبادت می ورز
باخلق برفق باش ونیکی مے کن

۲۔ نکوئی کن چو اکنون میدہد دست
بدی بگذار اگرچہ قدرتت ہست
کہ نیکوئی نکوئی آورد پیش
دگر بد میکنی بد آیدت پیش

۳۔ مشو مغرور مال وجاہ و دینار
کہ دنیا یار دارد چون تو بسیار
ما وم بگذرے دور گذاری
بدشمن ہر چہ داری وہر یاری

۴۔ نشیند گو لطیف وکامل ست
راحت روح ست وآرام دل ست
وآنکہ نادانی وغفلت وصف اوست
صحبتش مانند زہر قاتل ست

۵۔ ہر کس کہ امان دین ودنیا طلبید
بے بدرقۂ حزم بمنزل نرسید
آئینہ فکر۔ ابزن صیقل حزم
تا روے مراد اندران بتوان دید

۶۔ ہر کرا مایۂ ادب بالا شد
اگر بجاے رسید عجب نبود
چون ادب ہست از حسب کم نیست

هیچ شے بہتر از ادب نبود

کلیر سا - آپ اگر ان قطعون اور رباعیون کا اردو نظم مین ترجمہ دے سکین تو مہربانی ہوگی مگر کم سے کم دو سو ہون -

مُیڈا - ہماری خواہش یہ ہی کہ ہم اُردو کو فارسی سے زیادہ ترقی دین فارسی زبان مین محنت کرنے سے کیا فائدہ ہے -

اُستانی - مین نے آجتک کسی لڑکی کو کریما مقیمان خالق باری وغیرہ کتابین پڑھائی ہی نہین - فارسی کی وہ کتابین پڑھائین جو سررشتہ تعلیم کے درس مین ہین -

کلیر سا - بالفعل ہم اسی کو ضروری سمجھتے ہین کہ حساب سے لڑکیان واقف ہوجائین - اور اُردو آسانی سے لکھ پڑھ سکین -

مُیڈا - یہ کافی ہی - انگلستان اور امریکہ مین عورتین ڈاکخانہ اور ریل اور تار کے دفترون مین برابر نوکریان کرتی ہین اُنکو زیادہ تحصیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے -

کلیر سا - اس ملک مین ایسا ہرگز نہین ہوسکتا ہے -

اُستانی - اور نہ میری یہ خواہش ہی کہ عورتون کو اس درجہ آزادی دیجائے ہر شے مین اعتدال اولیٰ اور انسب ہی اور زیادہ مطلق العنانی خلاف اصول عفت سمجھی جاتی ہے -

مُیڈا - عورتون کو عموماً نوکری کرنے کی ضرورت نہین اسمین وہ عورتین شامل ہین جو شریف زادیان ہین -

اور قسم کی عورتین تو یہان بھی سینے اور کاڑھنے اور خدمت کرنے مین بند نہین -

ان دونون لیڈیون نے کچھ دن کے بعد اپنی پوشاک بھی بدل دی اور ہندوستانی لباس پہننا اختیار کیا تاکہ اس ملک کی لیڈیون سے اور بھی یکجہتی اور ربط ضبط کے ساتھ رہین -

آزاد پاشا سے اُنکو بڑی مدد ملتی تھی اور وقتاً فوقتاً اکثر اخلاقی باتون کی نسبت اُردو نظم سلیس زبان مین وہ تصنیف کر دیتے تھے -

رفتہ رفتہ ان کی نگرانی مین تعلیم نسوان کے لیے ایک کالج مقرر ہوا جس مین حسب شرائط ذیل لڑکیان تعلیم پاتی تھین -

۱ - پانچ برس سے کم اور سات سال سے زیادہ لڑکی نہو -

۲ - اگر کسی کے والدین کی خواہش ہو کہ سات سے زیادہ سن کی لڑکی کو کالج بھیجے تو اُسکے لیے خاص انتظام کیا جائیگا -

۳ - اس کالج مین تعلیمی ڈپارٹمنٹ مقرر ہوے - ایک امرائے عظام کی صاحبزادیون کیلئے - دوسرا عوام شرفا کی لڑکیون کیلئے تیسرا درجہ ادنےٰ کے واسطے -

۴ - فیس بہت ہی قلیل برائے نام -

۵ - اُردو اور ہندی اور ناگری کی تعلیم ہوتی تھی اور کسی قدر فارسی اور کچھ یون ہی سی سنسکرت اور حساب - سینا - کاڑھنا - پکانا -

۶ - پکانا سکھانے کے لیے ہفتے مین دو دن مقرر تھے - مگر اُس مین چند ہی لڑکیان شریک ہوتی تھین -

۷ - ہر لڑکی کے ساتھ ایک خادمہ کا رہنا فرض ہے -

۸ - اگر درجہ ادنیٰ کی لڑکیون کے ساتھ کوئی خادمہ آئے تو مضائقہ نہین درجہ اوسط کے لوگ یہ بندوبست کرین تو فی محلہ جہان سے لڑکیان آتی ہون ایک خادمہ مقرر کردین مگر امرا زادیون کے ہمراہ کہاری یا مغلانی یا اُستانی کا ہونا ضروری تھا -

۹ - انکی نگرانی مین اعلےٰ درجہ کی احتیاط ملحوظ خاطر تھی -

۱۰- دس بجے کالج کے سب دروازہ بند کر دیے جاتے تھے۔
۱۱- ہر درجے مین تاکید تھی کہ کوئی لڑکی کلاس کے باہر نہ جانے پائے اگر کوئی ضرورت واقع ہو تو خادمہ ساتھ جائین اور فوراً واپس لے آئین۔
۱۲- عیسائی اور ہندو اور مسلمان لڑکیون کو سکھایا جائے کہ بلا لحاظ مذہب ایک دوسری کو اپنی بہن سمجھین۔
۱۳- ممکن نہین کہ کوئی مرد کالج کا معائنہ کر سکے۔
۱۴- اگر کوئی شریف زادی چاہے کسی مذہب اور قوم کی ہو کالج کا معائنہ کرنا چاہے تو اُسکو لازم ہے کہ ایک روز قبل سے ناظمۂ کالج کو اطلاع دے۔
۱۵- مذہبی امور سے کالج کو سروکار نہین ہے۔
۱۶- انگریزی سنسکرت فارسی کی اخلاق کی باتون اور مسئلون اور کلام منظوم کا آسان زبان ہندی اور اُردو مین ترجمہ ہوا۔
۱۷- کتابین وہی شامل کورس کی گئین جو اخلاق سے مملو تھین۔
۱۸- اُستانی جی سے اُنکو بڑی مدد ملتی تھی لہذا اُنکو آزادی حاصل تھی کہ جب چاہے چلی آئین۔
۱۹- چوتھے مہینے مس کلیرسا اور مس ہیڈ اکسی حاکم جلیل القدر کی میم صاحبہ کو ضرور یہان لاتی تھین تاکہ عوام مین اُس کالج کی قدر و منزلت ہو اور اُنھین کے سبب سے اکثر معزز معزز لیڈیان یہان آیا اور انعام دیا کرتی تھین۔
۲۰- سینا سکھانے کے لیے ایک بہت لائق مغلانی مقرر تھین۔
۲۱- قس علی ہذا کھانا پکانے کی تعلیم کے واسطے بھی۔

الغرض مس کلیرسا اور مسٹر ہیڈ اِس درجہ ہر دلعزیز تھین کہ عوام اور خواص سب نے اُنکے ساتھ انتہا کی ہمدردی ظاہر کی اور اِس کالج نے وہ فروغ روز افزون پایا کہ باید و شاید۔

یہان سے روس اور انگلستان تک اِن دونون کی دھوم پڑ گئی تھی کہ ہندوستان مین جاکر اِن دونون نے وہ نام نیک حاصل کیا اور وہ بات پیدا کی کہ سبحان اللہ گو مس کلیرسا سے روسیون کو ہمدردی نہ تھی مگر یہ سنکر کہ یہان اُنکے ملک کی نوجوان امیرزادی نے اپنا چال چلن درست رکھا تھا وہ بھی نہایت خوش تھے۔

شادی کی چھیڑ چھاڑ

سُنا ساقیا اب نوید مبارک — پھرے دن کہ آئی مرادون کی رات
یہی عاشقون کی شب قدر ہے — یہی حسن مین لیلۃ البدر ہے
عجب وقت ہے اور عجب فصل ہے — شب وصل ہے یہ شب وصل ہے
وہ بادہ پلا ساقی مہ جبین — کہ دے لذت جرعۂ اولین
فرح بخش خاطر ہو وہ جام دے — طبیعت ہے پُرکسل آرام دے

قدح کش ہین عشرت کی اُمید مین
مئے ناب دے جام جمشید مین

آج مضمون کا دماغ عطر عشرت سے آسودہ ہے اور کیون نہو برسون کے بعد مسبب الاسباب نے بچھڑے ہوؤن کو باہم ملایا عاشق و معشوق کو ہم آغوش پایا۔ شہسوار کے پھانسی پاتے ہی حسن آرا بیگم کے اعزہ و اقربا اور آزاد کے احباب سنجیدہ اور اصحاب فہمیدہ نے یہی رائے دی کہ اب شادی اور آزاد کی خانہ آبادی مین تساہل و تعویق امر فضول ہے جسقدر جلد ممکن ہو شادی کی تقریب سعید انجام پائے۔ دولھا

دُلھن کی بھائی عاشق کی آرزو دل بر آئی ادھر حسن آرا کی افزونی اشتیاق - برسون کی جدائی اور باہم کا فراق ادھر آزاد کی بیقراری کہ یا خدا جلد دُلھن کی صورت زیبا دیکھون اور سالہا سال کی مشقت کے بعد لطف اُٹھاؤن -

اب سنیے کہ شہسوار کے پھانسی پانے کے تیسرے روز حسن آرا بیگم اور اُنکی نازکبدن بہنین اور غنچہ دہن ہمجولیان ایک فراخ و فرحبخش کمرے مین کوٹھے پر بیٹھی ہوئی چہل اور مذاق مین مصروف تھین اور حسن آرا کی شادی ہی کی باتین ہوتی تھین -

بہار النسا - بس اب شادی ہوئی داخل ہے -

جانی بیگم - ہم آزاد کے دھول ضرور لگائین گے -

مغلانی - اے ہے یہ کہین ایسا خیال بھی نہ کرنا -

جانی - یہ کیون جو ریت رسم ہمارے ہان کی ہے وہ ادا ہو گی - وہ کیا مسلمان نہین ہین -

مغلانی - مگر آدمی آدمی کو دیکھ لینا چاہیے -

جانی - حسن آرا ہماری بہن ہین یا نہین ہین -

مغلانی - حضور بیشک ہین مگر آزاد تو اور طرح کے آدمی مشہور ہین اُنکے ساتھ یہ باتین نہ چاہیین -

وہ سپاہی آدمی ٹھہرے -

جانی - سپاہی پن سب رکھا رہے گا جسوقت ہماری ملائم اُنگلیان اور نازک ہاتھ سے دھول پڑے گی اُسوقت سپاہی پنا سب رکھا رہے گا -

نازک ادا - اہا حسن آرا ذری ہوشیار رہنا -

جانی - وہ ہم کو سب جانتے ہین اِس بات کی تو ہمکو پرواہ ہی نہین ہے -

پسہر آرا - تم کو پرواکس بات کی ہے وہ تو معلوم ہو -

جانی - اگر ہمارا سا وہ تنگ اور کھڑا کبھی دیکھا ہوتا تو آزاد حسن آرا کی طرف کبھی رُخ بھی نہ کرتے -

غنچہ سان خاموش بیٹھے ہین سخن کی فکر مین
قافیہ کیا تنگ ہے وصف دہن کی فکر مین

روح افزا - برات تو یقین ہے بڑی دھوم سے آویگی -

جانی - لے کواسمین بھی کچھ شک ہے کیا - آئے ہی گی -

بہار - ہمکو اِس سے کیا - یہ اُنکے اختیار مین ہے -

پسہر آرا - تو ابھی کوئی دن تو قرار پایا ہی نہین -

مغلانی - وہان مشورہ ہو رہا ہے باہر - ایک دن مقرر ہوا تھا مگر بڑی بیگم صاحب نے منظور نہین کیا - اب کوئی اور دن مقرر ہو گا -

پسہر آرا - اماجان کے مزاج مین تو اسقدر شک ہے کہ بس کیا کہیے اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر دم یہی خیال رہتا ہے اور نکاح کے وقت دیکھنا گھر مین کسی کو بات تک تو کرنے نہ دینگی -

جہان آرا - کوئی آیا ہے - گاڑی ڈیوڑھی پر رُکی -

مغلانی - چق سے جھانک کر حشمت ہو آئی ہین -

حشمت ہونے آکر بڑی بیگم کو مبارکباد دی کہ آزاد کا جو کھٹکا تھا اب جاتا رہا - اسکے بعد اِدھر اُدھر کی باتین کر کے کہا آپ نے سُنا ہی ہو گا کہ آزاد شرعی نکاح چاہتے ہین وہ کہتے ہین کہ میری برات مین انگریزی باجے کا غول اور شہنائی اور ڈھول اور تاشا اور ہاتھی اور گھوڑے کچھ نہونگے شرعی نکاح چپ چپاتے پڑھوا لیا جائیگا - اسمین کچھ لوگ تو اُنسے اتفاق کرتے ہین اور کچھ اُنکے خلاف ہین -

مگر وہ دھن کا پکا ہے بڑی بیگم بولین ہمکو اسمین ذرا حرج نہین ہے چاہے جس طرح نکاح ہو۔

حسن آرا بیگم یہ باتین اور نکاح کا ذکر سن کر دل ہی دل مین خوش ہوتی تھین اور دعا مانگتی تھین کہ یا خدا چاہے دھوم سے برات آئے چاہے شرعی نکاح ہو مگر اب ایک ایک دن ایک ایک سال کے برابر ہے برسون سے آزاد کو دیکھا نہین ہے اور بغوائے۔ ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

دل اور بھی زیادہ بیقرار اور آنکھین دیدار کے لیے ترستی ہین اوھر اپنے دلمین حسن آرا یہ سوچ رہی تھین اُدھر نازک ادا بیگم نے ٹوکا اور کہا حسن آرا بھلا جب جانین کہ جو باتین اسوقت ہو رہی تھین وہ بتا دو۔ بجولیون نے پوچھا اسکے معنی کیا خدانخواستہ انکے دشمن بہرے ہین۔ نازک ادا نے کہا تم لوگ یہ باتین کیا جانو۔ ہم تو اللہ کی عنایت سے قیافہ شناس ہین چتونون سے تاڑ لیا کہ اسوقت یہ تو یہان بیٹھی ہین مگر انکا دل کہین اور ہی ہے۔

حسن آرا۔ آپ کی ایسی ہی باتین ہین!!!

نازک ادا۔ اچھا پھر کہو نا۔ کیا باتین ہوتی تھین۔

حسن۔ ایک آدمی تو بولتا نہین تھا۔

نازک۔ کیا۔ چہ خوش۔ اسکے معنی کیا ہین۔

حسن۔ اچھا جو آپ سوچی ہین وہی سچ سہی۔

بہار النسا۔ اسوقت بیشک حسن آرا کسی سوچ مین تھین۔

گیتی آرا۔ پھر اسمین تعجب کی کون سی بات ہے۔

حسن آرا۔ مین تو کچھ نہین سوچتی تھی۔ سوچ کیا ہے۔

نازک۔ بہن ابھی کل کی لڑکی ہو۔ ہم سے فقرہ بازی تم یہ سوچتی تھین کہ ابتو صبح شام نکاح ہو جائے تو بہتر ہے۔

جانی۔ ہمارا بھی اسپر صاد ہے۔ یہی سوچتی تھین۔

حسن۔ (مسکرا کر) اب یہان تو جو ہے بقراط ہی ہے اپنے وقت کا بہار۔ تمہارے مسکرانے اور شرمانے سے تو پانی مرتا ہے۔

حسن۔ چلیے یک نشد دو شد۔ صحیح ہے۔

نازک۔ اللہ جانتا ہے ہماری رائے صحیح۔

سپہر۔ تو آخر اسمین حیرت کا کون مقام ہے۔

نازک۔ بولین بہن کی طرف سے نہ آخر۔

بہار۔ ذری انسے بھی تو پوچھو شرعی نکاح چاہتی ہین یا نہین۔

روح افزا۔ واہ واہ انکو اس سے کیا واسطہ۔ انکو تو آزاد سے مطلب ہے۔ نکاح سے سروکار ہے۔ وہ شرعی ہو تو کیا ہرج ہے اور دھوم دھام سے ہو تو انکو اسمین کیا ملجائے گا۔

نازک۔ انکو تو خواب مین بھی نکاح سوجھے گا۔

جانی بیگم۔ بیشک چونک چونک پڑینگی اب۔ ؎

آتا ہے خواب مین بھی تری لف کا خیال	بیطور گھر گئے ہین پریشانیون مین ہم

بہار۔ تم سب اپنی اپنی بیتی بیان کر رہی ہو۔

نازک۔ ہان۔ ہان۔ اسمین کیا فرق ہے مگر آپ اپنے کو کیون اس سے مستثنیٰ کیے دیتی ہین۔

بہار۔ خواہی نخواہی کیسکو چھیڑنا کیا معنے۔

جانی۔ ابھی چھیڑ کہان ہے۔ آزاد کے سامنے چھیڑا ہو تو سہی

حسن۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ ہمارا اسمین کیا ہرج ہے۔

نازک۔ واہ بات تو ادھوری ہی رہ گئی۔

سپہر۔ اما جان جانین۔ بزرگ جانین ہمکو اس سے کیا مطلب یہ کہ برات دھوم سے آئے یا شرع کے موافق نکاح

بڑھوایا جائے۔

بہار النسا - یہ سب دکھانے کی باتین ہین۔ کسی سے دو ہاتھی مانگ کسی سے دس بیس خاص بردار۔ کہین سے سپاہی آئے کہین سے برچھی بردار۔ لو صاحب برات آئی ہے مانگے تانگے کی برات سے فائدہ؟

نازک ادا - اخاہ - اب یہ ساری خدائی کی رسم پر منھ آنے لگین دنیا مین برات یون ہی جاتی ہے۔

بہار - ہان انگریزون مین بھی اونٹ اور ہاتھی اور نشان کا ہاتھی اور تاشا اور باجا ہوتا ہے۔

مغلانی - حضور کانون کان خبر نہین ہوتی کسی کو۔

سپہر آرا - دیکھون اماجان کیا کہتی ہین۔ اُنکی راے کیا ہے جو اُنکی راے ہوگی آزاد پاشا کو ماننی پڑے گی۔

نازک - عدول حکمی کر سکتے ہین بھلا۔

بہار - حسن آرا کی راے سب پر مقدم ہے۔

سپہر آرا اُٹھکر بڑی بیگم صاحب کے پاس گئین اور اُنسے کہا اماجان اب تو ڈھیل نہ کرنی چاہیے جہانتک ممکن ہو سکے جلد نکاح ہو جائے تو بہتر ہے۔ وہ بولین چشم ما روشن دل ما شاد اس سے بہتر اور کیا ہو مگر زیادہ جلد بازی بھی نہین چاہیے دولہا کو بلایا ہے جو سب کی صلاح ہوگی ویسا کیا جائے گا۔ بہرحال یہ مہینہ ٹل نہین سکتا بیٹا اسمین چاہے جو ہو۔ نکاح خدا نے چاہا ضرور ہو جائیگا۔ خدا اُنکی جوڑی برقرار رکھے بڑی بڑی سختیان دونون نے سہی ہین۔ سپہر آرا نے کہا اماجان ہم سب کی خواہش تو ہے کہ دھوم دھام سے شادی ہو۔

بڑی بیگم - بیٹا۔ اگلے وقتون مین یہ بال کی کھال کوئی نہین نکالتا تھا اب دن بدن ایک ایک بات بڑھتی ہی جاتی ہے۔ شرع کا کسی کو خیال نہین۔

سپہر - لے تو اماجان چپ چاپ شادی ہوئی تو کیا۔

بڑی - بہت سی رسمین واہیات ہین مانجھے کے کپڑے پہنانا کیا معنے۔ مولوی لوگون کے ہان یہ رسم کبھی جائز نہ رکھی جائے گی۔

سپہر - نوشہ اور اورون مین کچھ تو فرق ہو۔

بڑی - واہ کیا اچھا فرق ہے۔ ہونھ۔

سپہر - تو کیا اب باجا بھی نہوگا۔

بڑی - مجھے تو باجے اور ڈھول دمامے اور شہنائی اور قرنا اور انگریزی باجے کی کوئی فکر نہین ہے مطلب تو اس سے ہے کہ شرع کی رو سے شادی ہو جائے۔ بس۔

سپہر آرا یہ تقریر کر کے اوپر آئی اور کہا لو صاحب اماجان بھی اُنکی راے سے متفق ہین وہ کہتی ہین مقدم تو شرع کا خیال ہی باجا اور ہاتھی اور گھوڑے ساتھ ہوئے تو کیا اُنھون نے بڑی بوڑھیون کو بلوایا ہی۔ ساعت سعید مقرر ہو جائیگی۔

نازک ادا - نے کہا - انشاء اللہ۔ اللہ کرے بہت جلد کی ساعت نکلے یا میرے پروردگار۔ اہ تو حسن آرا کو کوئی بات بھاتی ہی نہین بس ایک آزاد کا خیال ہی اور کوئی شے بھاتی ہی نہین۔

نہ کوئی زہرہ جبین بھاتا ہے	نہ کوئی لعبت چین بھاتا ہے
نہ کوئی شوخ جبین بھاتا ہے	کوئی انداز نہین بھاتا ہے

اور کوئی بھائے کیونکر بھلا - آدمی کا ہیکو چاند ہی بلکہ چاند مین بھی میل ہے اُس مین میل نہین۔ ؎

آنکھ مین اک سرور ہے حسن جمال کا	اگر جانتے ہے یہ ناز ہے اپنے کمال کا

ہمتو جانتے ہین جو عورت اُسے دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو جائے جانی بیگم نے تنگ ہو کر کہا تم ایسی عاشق ہو جاؤ تو ہو جاؤ

بھو۔ بیٹیون کو عشق سے کیا واسطہ۔ نازک ادا نے کہا
یہ نہ کہو بہن۔ حسن عجب شے ہے۔ ؎

وہ نازنین سے آنکھ ملا کر نکل گیا | چلائی وہ یہ کون کلیجے کو مل گیا
جس گل سے کچھ مزاج ذرا بھی بدل گیا | اک شوخ اور بھانس لیا جی بہل گیا
رو تا تھا اپنی جان کو چرخ کہن پڑا
اقبال تھا جو کام کیا خوب بن پڑا

بوڑھی مغلانی نے مسکرا کر کہا حضور نے کہین آزاد کو دیکھا بھی ہے کہ حسن و جمال کی توصیف ہی کرتی ہین۔ کہا۔ اوئی اور سنو۔ نہ دیکھنا کیا معنی باتین ہو چکی ہین۔ بیگمون سے پوچھا اُنکا کیا اسم مبارک ہے۔ مین نے کہا نازک ادا بیگم فرمایا مین نے آپکی بڑی تعریف سُنی تھی۔ کہ آپ لگاوٹ باز ہین مین نے کہا۔ ؎

مجکو بھی کچھ حضور کے معلوم حال ہین | مشہور ہے کہ آپ بھی یوسف جمال ہین
گانے مین اور ستار مین بھی بمثال ہین | مین سن چکی ہون آپ بھی اہل کمال ہین
رکھتی ہون التماس اگرچہ نہ بست ہو | مشتاق مین بھی ہون جو طبیعت درست ہو

مسکرا کر کہا بسم اللہ فرمایئے۔ مین نے کہا مین نے سنا ہے آپ

عزیز و حق تعالےٰ کبریا ہے

اُسکو خوب گاتے ہین۔

اِس فقرے پر قہقہہ پڑا اور روح افزا نے کہا۔ دوسری عورت کی زبانی کبھی یہ تقریر نہین سننے مین آئی تھی کہ فلان مرد نے ہمکو لگاوٹ سے باز رکھا۔ افوہ۔ اللہ جانتا ہے بڑی بیباک ہو کچھ ٹھکانا ہے اور کوئی تم کو جانتا نہو تو اُسکو یقین آجائے کہ یہ سچ کہہ رہی ہین اور آزاد سے اُنسے ضرور باتین ہوئی ہونگی مگر ہم تو اُنکے رگ و ریشے سے واقف ہین۔

بڑی بیگم نے اپنے ہان اعلےٰ درجے کی تیاری کی اور اپنے کل اعزہ و اقربا کو بلوایا۔ دو تین دن مین مہمانون کی کثرت سے ایوان سپہر تو امان مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی اور حسن آرا کی ہمجولیان اور بہنین اِسقدر شاد و خرم تھین کہ دن رات قہقہے اور چہچہے تھے۔ دن عید رات شب برات اور طرح طرح کی مذاق انگیز باتون سے بزم طرب مین ہر دم چہل پہل رہتی تھی ایک رشک قمر نے باتون باتون مین پوچھا وہ جو دو بیبیان ساتھ آئی تھین اُنھون نے شادی سے کیون انکار کیا اُسپر نازک ادا بیگم سے بحث ہونے لگی اُنھون نے کہا اُنکے دل کی خوشی۔ اِس مین کسی کا اجارا تو ہی نہین بیگم صاحب نے یون جواب دیا۔

بیگم۔ اگر حسن آرا بیگم اُنکے احسانات پر نظر ڈالکر رنج رقابت گوارا کرین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔

نازک ادا۔ پہلے اصل حال تو سن لو بہن۔

بیگم۔ ہم نے تو یہی سنا ہے کہ حسن آرا نہین مانتین۔

نازک ادا۔ غلط ہے سارا زمانہ جانتا ہے۔

بیگم۔ اچھا پھر کیا سبب ہے کہ شادی سے انکار ہوا۔

نازک۔ اول تو یہ بالکل غلط ہے کہ مُیڈا اور کلیرسا دونون سے شادی ہونے والی تھی۔ کلیرسا سے تو شادی کا ذکر ہی نہین آیا مُیڈا سے البتہ وعدہ ہو گیا تھا مگر اب یہان آن کے مُیڈا نے بھی انکار کر دیا۔

بیگم۔ کیا قیامت ہے کہ ایک پریوش حور نژاد اپنا ملک و مال چھوڑ کر ایک تمنا مین ہزارون مصیبتین اُٹھائے روم سے ہندوستان آئے اور یہان آکر شادی بالائے طاق۔

اُستانی۔ بجائے کلیرسا اگر معلمہ بجائے تو خیر مضائقہ نہین۔

نازک۔ اللہ جانتا ہے وہ مانتی ہی نہین ہین۔

بیگم - اُنکا ارادہ تو ہمدردی اور خوش نیتی پر مبنی ہے - مگر یہ آزادی بعد شادی بھی حاصل ہوسکتی ہے - وہ اپنے گھر پر لڑکیون کو تعلیم دین یا دوسری مس کو مدد دین - شادی نہونا کیا معنے -

نازک ادا - ہم سے ملاقات ہو تو ہم صلاح دین کہ دونون کے دونون مشرف باسلام ہوجائین - علاوہ برین مسلمانون کے مذہب مین اہل کتاب کے ساتھ اکل و شرب اور نکاح مباح ہی اس مین کیا قباحت ہے مسلمان چاہے نہون مگر شادی تو ہو -

بیگم - اس مین کوئی لم ضرور ہے بے سبب شادی سے انکار نہین کیا ہے -

نازک - مشہور تو یون ہے کہ کلیر سا نے سمجھایا ہے -

بیگم - اور وہ ثریا بیگم اب کہان ہین - جوگن -

نازک - ثریا بیگم کا حال سُنا ہے مگر جوگن کون -

بیگم - ہم سے ایک مہری نے کل حال بیان کیا - وہ جوگن ہوگئی تھین - یہ دلدادہ حسن آزاد ہین اور جنگل جنگل گھومین - صحرا مین رہنا اختیار کیا -

نازک - آزاد نے خدا جانے کتنے گھر گھالے -

بیگم - مگر عشق صادق حسن آرا ہی سے ہے -

نازک - خدا کرے اب جلد نکاح ہوجائے - ؎

خرم آنروز کہ مشتاق بہ یار برسد	آرزومند نگارے بہ نگارے برسد

ہم نے سُنا تھا کہ کسی زمانے مین آزاد آپ پر کچھ کچھ ریجھے تھے

بیگم - کیا! اے واہ ماشاء اللہ سے کیا زبان صاف ہے آپکی ہم اس تقریر کے عادی نہین ہین -

نازک ادا - تو آپ خفا کیون ہوتی ہین - اللہ رے غرور

یہ گھمنڈ آپکو ہے شان خدا کی کیا خوب	بات کرنا بھی سمجھتی ہو جسے معیوب

روح افزا نے آن کر کہا - لو بہن مس کلیر سا اور مسٹر ڈا کی خبر آگئی کہ وہ دونون ایک کوٹھی کرایہ پر لیکر اسمین رہتے ہین اور سُنا بڑی لکھ پتی ہین اور بہت اُجلا خرچ ہے - اماجان کے پاس ایک عورت آئی تھی اور آزاد کی طرف سے پیغام لائی تھی کہ دونون مسین برات کے دن یہان آئینگی - اُنسے اچھی طرح اخلاق کے ساتھ پیش آیئے گا اماجان نے کہا - آئین بسم اللہ - اُنکا گھر ہے جیسی ہماری اور لڑکیان ہین ویسی وہ ہین وہ عورت چلی گئی - کہتی تھی کہ دونو نکی دونون بول صورت اور خوبرو ہین - چاند مین داغ ہے اُنمین داغ نہین ابھی اُردو نہین سمجھتی ہین مگر قصد ہے کہ سیکھین تعجب کی بات ہے کہ اسقدر کم سن اور نوعمر ہوکر شادی نہ کرین اور آزاد کی پاکدامنی کی بھی قسم کھانی چاہیے کہ بدی کیطرف مائل نہوے بہت مشکل ہے ورنہ یہان کے رئیس زادے تو معاذ اللہ دو چار دس بیس پر بند نہین - دو گھر ڈالین چار کا ساتھ ہے تین نکاحی ہین - کوئی حد ہی نہین اور پھر بیسوا ئین الگ -

حسن آرا نے یہ باتین سنکر بیگم صاحب سے اپنے طور پر کہا - بہن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ ہماری سازش سے آزاد نے مس مُیڈا سے شادی نہین کی ظاہر اتو کوئی نہین معلوم ہوتا آپ کو تعجب ہوگا کہ مین نے کئی دن اصرار کیا تھا کہ ضرور شادی ہو - مین احسان فراموش نہین ہون اسکے علاوہ کسی کی دل شکنی اپنی وضع کے خلاف ہے -

مجھسے کیسی دلشکنی ہو نہ عندلیبا	توڑون کبھی پھول چمن مین گلاب کا

نازک ادا - بیگم بولین ہم سمجھ گئے تم دونون آپس مین کیا گفتگو

کر رہی ہو ہمارا ذکر کرتی ہوگی کہ یہ بڑی بیباک ہی۔ ہم نے تو میان سے کہدیا ہی کہ آزاد سے ہم ضرور باتین کرینگے۔ پھر کسی کو کیا۔ اول تو ہمکو جانتے ہی ہو کہ مین بڑی پاکدامن ہون دوسرے اگر تم کو یہ گمان ہو کہ یہ ایسی نہین ہی تو کیا پرواہے۔ ؎

یہی نہ غیر سے کی ہم نے محبت تمھین کیا
جا و بیجا ہے اگر خلق و مروت تمھین کیا
جو کیا خوب کیا پھر مری رغبت تمھین کیا
اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمھین کیا
کیا زلیخا کی طرح عشق کیا تھا تم نے
مثل یوسف مجھے کیا مول لیا تھا تم نے
ہم توجہ نہین کرتے تھے ذرا تم ہو وہی
چوم سکتے نہ تھے نقش کف پا تم ہو وہی
ہاتھ کیا باندھنا وہ بھول گیا تم ہو وہی
ناک رگڑا کیے پاؤن پہ سدا تم ہو وہی
ایک بوسے کے لیے کرتے تھے منت میری
لاکھون لیتے تھے بلائین بہ سماجت میری

بیگم - کیا میان سے تقریر ہو رہی تھی!

نازک ادا - کیون کیا میان کے ہاتھ کوئی بک گیا ہے۔

روح افزا - اے بہن یہ اُنکی باتین ہین سُنا کرو۔

نازک - انھین یقین ہی نہین آتا۔ اسکو کوئی کیا کرے۔

بیگم - اگر سچ مچ تم نے یہی کہا تو اللہ کی سنوار۔

نازک - ہم تو اپنی ہی تقریر کرتے ہین بہن۔

بہار - ایسی تقریر کرو تو۔ اب کیا کہون میان جو چاہو باتین بنالو۔

بیگم - ہمین تو تعجب ہوتا ہے کہ اُنکی زبان سے یہ کلمے ہم سب کے سامنے کیونکر نکلے۔

روح افزا - انکی ایسی ہی زبان درازی ہی بہن۔

بہار - مگر یہ میان آپس ہی مین ایسی باتین کرتی ہین بس۔ انکے سامنے بھلا یہ کیا کہتین کہ جو کیا خوب کیا پھر میری رغبت تمھین کیا۔

سپہر آرا - لے ہی۔ چون کا میان بھی نہ سُن سکے۔

نازک - حسن آرا کیا سوچ رہی ہو۔ کس فکر مین ہو۔

گیتی آرا - فکر ہو انکے دشمن کو۔ فکر کیسی ہوتی ہے۔

نازک - انکو یہ فکر ہے کہ دن جلد جلد ختم ہون۔

بے تو بر من ماہتاب امشب تبے دیگر شد است
نور چشم چون طلائے کشتہ خاکستر شد ست

اچھا یہ اسوقت ایمان سے کہدین کہ یہی سوچ رہی تھین یا نہین آزاد کے نام سے انکو عشق ہو اگر کوئی آزاد کا نام لے تو اِنکا جی چاہے کہ اُسکے بوسے لے لین۔

بیا بوسم بہر دم دلم صد بارے آید
بچہ منتہا کہ از نام تو بر کام و زبان دارم

آزاد کی خانہ آبادی جسقدر جلد ہو اُسیقدر بہتر ہے۔ بزرگان گفتہ اند۔ کہ ہر کہ پدر ندارد۔ سایۂ سر ندارد۔ و ہر کہ برادر ندارد قوت بازو ندارد۔ و ہر کہ زن ندارد۔ آرام تن ندارد و ہر کہ ہیچ ندارد۔ ہیچ غم ندارد۔

بیگم - و ہر کہ پسر ندارد نور بصر ندارد۔

نازک - ہان یہ رہ گیا تھا۔ جاے اُستاد خالی ست۔

روح - بہت بڑے دشمن شہسوار سے نجات پائی۔

نازک - تھا وہ بدبخت اسی قابل خوب ہوا۔ ؎

ہوا آغاز ہی مین ہاے افسوس | اُسے بھی رہ گئی حسرت جفا کی
ابتداے عشق ہی مین جان گئی اُس کی

حسن آرا۔ اب اُس موے کے ذکر سے کیا مطلب ہے۔ ازبراے خدا اُسکا بالکل ذکر ہی نہ کرو۔

بہار النسا۔ مین کہنے ہی کو تھی ہنسی خوشی کی باتین ہونی چاہئین کہ رنج کی تھوڑا غم کیا ہے۔

اب سُنیے کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع آزاد پاشا کا پیغام لے کر آئے اور پیر مرد سے کہا ذرا جاکے حضور لامع النور فیض گنجور نواب بڑی بیگم صاحب سے عرض کر دیجیے۔ کہ کیدان خواجہ بدیع الزمان آئے ہین اور اُنکو کچھ عرض کرنا ہی پیر مرد نے اُنکے واسطے حقہ بھروایا اور بڑی بیگم صاحب سے پیغام کہا اُنھون نے کہا جو کچھ کہتے ہین سن لو اور مجھے اطلاع دو۔

پیر مرد۔ آپ فرمائیے مین جاکے اطلاع کردون گا۔

خوجی۔ عرض کرنا یہ ہی مگر لفظ بلفظ کہیے گا کہ لیکن خدا کے واسطے کوئی لفظ رہ نجائے عرض یہ کرنا ہی کہ یار تم نہ کہو گے۔

پیر مرد۔ یا خدا کچھ کہو گے بھی۔ لاحول ولا۔

خو۔ آپ پڑھے لکھے آدمی تو ہین نہین۔

پیر مرد۔ مین تو بالکل مگر ہا ہی ہون۔ ماشاء اللہ۔

خو۔ اچھا تو پھر لفظ بلفظ یون کہیے گا۔ اول تو حسن آرا بیگم سے فرمائیے کہ ان معماے خوب و مرغوب کو حل کیجیے۔

۱کیفیت وصال بس اب کچھ نہین رہی	کیونکر کہون لبون مین شب کچھ نہین رہی
۲بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا	ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

پیر مرد نے یہ دونون شعر کاغذ پر لکھ لیے اور حسن آرا کے پاس بھیجے وہان صرف حسن آرا اور نازک ادا اور سپہر آرا پڑھی لکھی تھین اور دو اور صرف حرف آشنا۔

بہار النسا۔ رہ نجانا حسن آرا خبردار۔

نازک ادا۔ یہ انوکھی شادی اور نئی ریت ہی۔

روح افزا۔ کے سے انوکھی انوکھی باتین ہوئین۔

حسن آرا۔ یہ تو چیستان ہین جنھین پہیلی کہتے ہین۔

کیفیت وصال بس اب کچھ نہین رہی

اس سے کیا مطلب ہی۔ یا خدا یہ تو ہماری سمجھ مین نہین آتا مگر دوسرا شعر ذرا سہل ہے۔

ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

ہمکو اُلٹو۔ مہ ہوا۔ بات کو اُلٹو تاب ہوا۔ یار کو اُلٹو راے ہوا۔ سب ملاکر مہتاب راے ہوا۔ یہ مہتاب راے کے نام کا متما ہے۔

سپہر آرا۔ بہت ہی خوش ہوئین اور نازک ادا کے بیٹھ ٹھونک کر کہا شاباش بہن۔

بنے کیونکر کہ ہی سب کار اُلٹا	ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

مگر جب جانین کہ پہلے شعر کو بھی حل کردو۔

پیر مرد کو بلاکر کہا۔ جاکے یہ رقعہ دیدو۔ اُسمین حل معما ہے اور کہدینا کہ ایک منٹ مین حل کیا ہی اور دوسرا شعر املا کی غلطیون سے مملو ہی۔ وصال سین سے اور کیفیت ین کے الگ اور رفیت الگ درج ہی پیر مرد نے خواجہ صاحب کو رقعہ دیا اور پیغام کہا۔ یہ یہان سے رخصت ہوئے اور آزاد کے پاس آئے۔

آزاد۔ کہیے حضرت کیا خبرین ہین وہان کی۔

خو۔ چٹکی بجاتے معما ذرا حل کردیا جی۔

آزاد۔ کہین حل نہ کردیا ہو۔ تم کیا جانو۔

خو۔ اجی روشن مثل مہتاب راے ہے اُنکی۔

آزاد۔ ہنسکر۔ بھئی یہ تو بہت صحیح ہے۔

خوجی - دوسرا شعر نہ حل ہو سکا۔ ٹالدیا اُسکو۔

تجھے ریشم کے نہ ہاتھونمین پہنن	لو یکھ نازک ہے کلائی تیری

راوی - بہت ہی خاصے۔ یہ بھی برجستہ شعر پڑھا۔

آزاد - رقعہ پڑھا تو یہ مطلب درج تھا

ہی لطف بناوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہین	یہ طور لگاوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہین

چیستان مین کوئی اور الجھتے ہونگے۔ مگر خدارا اب اس طرح بے جھجک نامہ و پیام سے درگذر کرو۔ ماضی ما مضی ہمجولیونمین کیون بیکار ہنسواتے ہو۔ بھلا یہ حل چیستان بھی کوئی رسم شادی ہے شعر اول تو مہمل ہے اور املا کی غلطیون سے مملو۔ دوسرے شعر کا مطلب کہدیا گیا۔ یہ عتاب راے کون ہین شرمائے تو ہو گے کوئی مشکل معما بھیجا ہوتا اتنے مین بازار سے ایک آواز آئی جس نے سب کو اپنی طرف مخاطب کرلیا ایک آدمی یہ اشعار گاتا جاتا تھا۔

وہ نوجوان عابد و زاہد کہ سب جسے	کہتے تھے مومن اور بہت دیندار تھا
کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہون	جو تھا سو اُسکو دیکھ کے زار و نزار تھا
عزت کی جا ہی یون صنمون نے کیا خراب	ملنے سے جنکے معتقد تنگ و عار تھا
بیمار کر دیا شب ہجر بتان نے آہ	کیا ہو گئے وہ روز کہ پرہیز گار تھا
یا تو ہمین ڈراتے تھے خورشید حشر سے	یا اپنے سر پہ داغ جنون شعلہ بار تھا
اختر شماری شب غم نے بھلا دیا	جتنا خیال پرسش روز شمار تھا
ہر ایک کی طرف نگہ بیکسانہ تھی	کسکی نگاہ لطف کا امیدوار تھا
ہمت سے اور ناز اُٹھانے کی آرزو	باقی تھی گو کہ ضعف سے جینا بھی بار تھا

آزاد نے اُس شخص کو بلوایا اور کہا بھئی تم اسوقت بڑے خوش معلوم ہوتے ہو اُسنے کہا حضور ہم ایک بہت بڑے رئیس کے لڑکے ہین مگر طبیعت مین آزادی ہے گھر بار چھوڑ کر اس قطع سے تمام دنیا کی سیر کرتے پھرتے ہین عاشق تن آدمی ہین۔

بسکہ طبیعت مشغلہ جو تھی	اپنی سدا سے چاہ کی خو تھی
اہل جفا مین دھوم تھی اپنی	جور کشی معلوم تھی اپنی
شوق نہان مشہور تھا اپنا	دیکھو جہان مذکور تھا اپنا
بچپن سے چاہ کا پکا	عشق و دل جانکاہ کا پکا
مہروشون سے لاگ تھی دلکو	گرم رکھے اک آگ تھی دل کو
جسنے ہمین نا کام کیا ہے	سچ تو یہ ہے کیا کام کیا ہے

ہماری خوشی کا سبب کچھ نہ پوچھیے۔ جب سے سُنا ہی کہ آزاد نے شہسوار کو گرفتار کر لیا اور وہ قید ہو گیا تب سے روح غمناک ہی اور ادھر اُدھر گاتا بجاتا پھرتا ہون اور خدا سے دعا مانگتا ہون کہ آزاد مع اپنی معشوقہ پریرو کے خوش و خرم رہین۔ پہلے ہم بڑے پارسا تھے۔ پانچون وقت کی نماز پڑھتے تھے تیسون روزے رکھتے تھے اور وظائف بھی شروع کر دیے تھے۔ صبح کو مناجات بھی پڑھتے تھے۔ مگر ایک روز ایک بُت عربدہ جو تند خو کی تصویر دیکھی اور سُنا کہ جس گلبدن کی تصویر ہے وہ اسی شہر مین رہتی ہے بس دل ہاتھ سے جاتا رہا اور پارسائی سے کنارہ کش ہوے۔

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا	کہ بخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیریں کی

لوگون سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ کوئی بڑی بیگم ہین اُنکی بیٹی یا نواسی یا شاید پوتی کی تصویر ہے دوبار اُس بت پندار کو خود بھی دیکھا مگر ایک علت مین ماخوذ ہوے بلوے کا جرم ہمپر قائم کیا گیا۔ قید ہو گئے۔ برس بھر بعد رہا ہوے سیاح بنے مگر اُنکا پتا نہ ملا۔

آزاد - اُس بت پندار کا نام یاد ہے۔

سیاح - نام تو اسوقت ذہن سے اُتر گیا۔

آزاد - اکیلی ہے یا کوئی بڑی چھوٹی بہن بھی ہے۔

سیاح - ہان ایک بہن بھی اسکی ہی اُسکا نام البتہ یاد ہی دیکھیے

بھولا جاتا ہون۔ بھلا ہی سا نام ہی۔ ہان یاد آیا اُنکا نام سپہر آرا بیگم ہے دونون بہنین خوبصورت ہین غضب کی ادا ہے حضور مگر حسرت ہی حسرت رہ گئی۔

کشتۂ حسرت یدا رہین یارب کسکے ۔ نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان جہانی دونون مہانے کھسکے ۔ اسکو تھامون کہ اُسے یا نون ریڑھون کس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

ایک مہری نے جسکا میان ہوٹل مین نوکر تھا روح افزا بیگم سے کہا کہ یہ جو بونے آج آئے تھے اُنسے آزاد مشورہ کر رہے تھے کہ نکاح پڑھوا کر ایک باغ مین جا کے رہین گے شہر سے کوئی دو کوس ہوگا۔ للہ مہتاب راے بخشی کا باغ ہی سُنا اُس سے بہتر یہان کسی اور کا باغ نہین ہے۔ سات دن اُسی باغ مین رہین اور حسن آرا بیگم بھی وہین رہین گی۔ اسکے بعد پھر اور کوئی کوٹھی لینگے روح افزا بولین اُن سے کچھ بعید نہین کیونکہ جتنی باتین ہین سب انوکھی ہین بالکل نرالی اور ادھر عنایت ایزدی سے حسن آرا نے وہ باتین کین جو آجتک دیکھی نہ سنین۔ دونون اچھے ملے۔ مگر ہی کیا کہ دنیا اِن دونون کے خلاف نہین ہے روح افزا نے اور سب سے بھی یہ حال کہا۔ اُسپر بڑا قہقہہ پڑا اور سب نے ملکر حسن آرا کو بنانا شروع کیا۔

بیگم۔ دولھا دُلھن باغ مین رہین گے۔

روح افزا۔ اب حسن آرا جانین اور وہ جانین۔

گیتی آرا۔ ہمارے نزدیک کلکتے چلے جائین تو اچھا۔

نازک۔ ہان دو کوس پر باغ مین رہے تو کیا۔

روح۔ اور جو لندھن چلے جائین تو کیسا۔

سپہر۔ واہ کیا کہنا انوکھی شادی ہوگی۔

نازک۔ اول تو میان بیوی کی شادی کے قبل یہ باتین ہی نہین سنین کہ تم روم جاؤ اور وہان جنگ کرو اور واپس آؤ

بیگم۔ (ہنسکر) نکاح کی شرطین ہی تو ہین۔

نازک۔ ایسی کڑی شرطین کم سُنی ہونگی۔

جانی بیگم۔ اور مہر کا حال تو بتاؤ کسقدر ہے۔

نازک۔ یہی لاکھ روپیہ اور کیا؟ بہت ہے۔

سپہر آرا۔ شریفون مین اسپر زیادہ جھگڑا نہین ہوتا۔

نازک۔ یہ نہ کہو بہن جیسی جسکی راے ہوئی اب ثریا بیگم کا مہر نواب سنجر سطوت نے چھ لاکھ باندھا ہے۔

سپہر آرا۔ تو انکو ہم کب بڑی عفیفہ سمجھتے ہین۔

بیگم۔ ہائین! خبردار پھر کبھی ایسا نہ کہنا بہن۔

جانی۔ خدا گواہ ہی ایمان کی قسم کھا کر کہتی ہون ممکن نہین کہ ایسی عفیفہ کوئی اور ہو۔

سپہر۔ جب ہی جوگن ہو کے پھر شادی کر لی۔ ہونھ!

نازک۔ سُنو سُنو۔ وہ تو مرتے دم تک نکاح کا قصد اور خیال ہی نہ کرتین مگر کیا کرین مجبور ہو گئین۔ سوچین کہ آزاد سے تو نکاح کسی طرح نہین ہو سکتا یہ تو امر محال ہے پھر کیا کرتین۔

جانی بیگم۔ اور بہن مصلحت بھی اسی مین تھی۔

نازک۔ ٹھان لی تھی کہ اب شادی نہ کرینگے لیکن پھر عقل نے ہدایت کی کہ اِس سے بجز مصیبت کے اور کیا نتیجہ نکلے گا۔

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملین گے کسی سے ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

مہری نے کہا اور وہ کہتے ہین کہ ہم حسن آرا کو انگریزی ضرور پڑھوائین گے۔

روح افزا۔ کیا۔ ہان مبارک ہو۔ بسم اللہ۔

نازک ادا۔ تو بہن اب سایہ پہنو اور میم بنو۔

سپہر آرا۔ یہ کیون انگریزی پڑھنے سے کچھ ضرور ہے کہ سایہ ہی پہنے اور میم صاحب ہی بنجائے۔ اے واہ۔

نازک۔ اچھا اسکول مین تو جایا ہی کروگی۔

سپہر۔ کیون یہ مس ہیڈ اور کلیر ساکس لیے ہین۔

روح افزا۔ ہان سچ کہتی ہو بہن یہ دونون انکو برق کردینگی۔ اول تو اللہ کی عنایت سے خود ہی ذہین ہین اُسپر طرہ یہ کہ تعلیم ایسی اچھی ہوگی۔

نازک۔ ہم بھی پڑھین گے۔ ہم آزاد سے پڑھین گے۔

اُسپر فرمایشی قہقہہ پڑا اور بعض نے جو از بس تعلیق پھین دانتون کے تلے اُنگلی دبائی اور کہا اوئی نوج کوئی ایسی بیباک ہو زبان مین لگام ہی نہین جو منھ پر آیا تڑسے بک دیا واہ واہ۔ بالکل کسی کی حیا ہی نہین ہے۔

اب سُنیے خواجہ صاحب نے بڑی کوشش کی کہ وہ شعر جو حسن آرا سے نہین حل ہوسکا تھا اُسکو حل کردین۔ مگر حضرت کی قابلیت کا حال ناظرین پر روشن ہی۔ بڑی دیر تک اُلجھے رہے لیکن خاک سمجھ مین نہ آیا ناچار آزاد کے پاس آئے اور کہا جناب دو گھنٹے کامل سے کوشش کر رہا ہون مگر حل نہین ہوتا لیکن خدا نے چاہا تو صبح شام یہ شعر کیا معنے ایسے ایسے دس حل کرڈالونگا اور جو کوئی شے ہی نہین جس شخص نے بدر چاچ پر حاشیہ لکھا ہو اور قصائد شاعر موصوف سے بھی گوے سبقت لیگیا ہو اُسکو بھلا کوئی دھکا سکتا ہی آزاد نے کہا بھائی صاحب یون کہنے کو آپ جو چاہے کہین مگر اسمین شک نہین کہ جسکا کام ہوتا ہی وہی خوب جانتا ہی ہر کارے و ہر مردے۔

ہر سخن جاے و ہر نکتہ مکانے ندارد

آپکے ہان کوئی پڑھا لکھا پہلے کا ہے کو تھا اب البتہ کچھ شُد بُد جاننے لگے۔ اُسپر خواجہ صاحب بہت ہی خفا ہوے اور بکمال غیظ و غضب یون جواب دیا۔

خوجی۔ ہم سے اور غرور قابلیت اِشان خدا۔!

آزاد۔ واہ بس خاندان بھر کو دیکھ لیا۔

خو۔ بجز ہمارے اور کسی شخص کو آپ نے کہان دیکھا۔

آزاد۔ بجا ارشاد ہوا۔ خواجہ رئیس الزمان۔

خو۔ وہ ہمارے حقیقی بھائی نہین ہین سوتیلے ہین۔

آزاد۔ یعنے سوتیلے کیا معنی جناب۔

خو۔ مطلب یہ کہ سگے بھائی وہ نہین ہین ہمارے۔

آزاد۔ آپ کی اُنکی والدہ تو ایک ہین نا۔

خو۔ (جلدی مین) جی ہان والدہ ہماری اُنکی ایک ہین۔

آزاد۔ (قہقہہ لگاکر) تو والد دو ہونگے۔

خو۔ (دانت کے تلے اُنگلی دباکر) ارے ارے۔

آزاد۔ بس اب یاد رکھیے گا حضرت۔ آداب۔

خو۔ لاحول ولاقوۃ۔ بہت بُرے پھنسے واللہ۔

آزاد۔ آپ نے جو کچھ کہا اپنے ہی منھ سے کہا۔

خو۔ ذکر تو قابلیت کا تھا اُس مین ہم کسی مرد سے کم نہین اور یہ آپ نے کیا فرمایا کہ ہمارے ہان کوئی پڑھا لکھا ہی نہ تھا جناب والد صاحب شاعر اتھے اور شعر تخلص کرتے تھے۔

آزاد۔ تخلص کیا تھا آپ کے والد کا۔ خر؟

خو۔ دیکھیے۔ ایک ہوئی۔ ہان اب کلام سُنیے مخلق کہتے تھے۔

فرماتے ہین - ؎

من آن غلیشق چقاقم کہ ضدیف ازل دارم	
	ولیکن صنعت توشیخ ہم اندر بجل دارم
اگر مولوی بدیدے مودت باج خواہ آید	
	بہم در کنتق معنے عجائب در بغل دارم

آزاد - شاعر کاہے کو پوج گوتھے - لاحول -

خوجی - بس قابلیت عالم بالا معلوم شد - خوب سمجھے -

آزاد - کنتق کیا معنی اور غلیشق کرامی گوئید -

خو - آپ کیا جانین - ہم گڑھیا مین کنول کھلے ہین جی جناب -

آزاد - (قہقہہ لگاکر) اے سبحان اللہ بہت ہی خوب یعنی آپکا خاندان گڑھیا تھا اور آپ اُسمین کنول کھلے ہین -

خو - ارے (تھپڑ لگاکر) لاحول ولا قوۃ !!!

آزاد - اسکے یہ معنی کہ آپکے باپ دادا اور کل آباواجداد سب کے سب گدھے تھے ایک آپ کنول کھلے ہین - اے لعنت خدا -

خو - اِس زبان کو کیا کرون - کاٹ ڈالون - کیا کرون کچھ سمجھ مین نہین آتا - خیر فہمیدہ خواہد شد - ہائے افسوس مین اس سے کچھ اور مطلب سمجھا تھا مگر لینے کے دینے پڑے -

آزاد - اب یہ فرمائیے کہ ہماری شادی کی کون ساعت قرار پائی ہی - ہم تو باجے اور جلوس کے دشمن ہین -

خو - این ماشاءاللہ ابھی واہ ہی - روس تک مین تو ہمنے دھوم مچادی تھی - نہ کہ خاص ہندوستان مین - سونی برات کس کام کی - آرایش ہو - آتشبازی ہو - گھوڑے ہون ہاتھی ہون - اونٹ ہون - سانڈنیان ہون - ٹانگھن ہون خاص بردار ہون - بلم بردار - جھنڈی بردار فوج کے سپاہی ساتھ - لال لال کرتیان چکمین تب البتہ برات کا لطف ہے بڑی بیگم صاحب نے ٹھان لی تھی کہ اس تقریب مین زر کثیر صرف کرین اور بعدمدت دل کا حوصلہ نکالین یہ تقریب اُنکی عمر کی آخری تقریب تھی کئی بڑی بوڑھی بیگمین قریب بیٹھکر باتین کرنے لگین -

بڑی بیگم - اب کیا مین دوبارہ زندہ ہونگی -

۱ - اے توبہ کرو بہن - اس زندگی کا کیا اعتبار ہے -

۲ - ایک دم بھر کا تو اعتبار نہین ہے انسان کو -

۳ - حسن آرا اور سپہر آرا صدوسی سال کی ہون اب اُنکی تقریب سعید مین آخری وقت دل کا حوصلہ نہ نکالوگی تو پھر کب -

بڑی - ہم غریب آدمیون کا حوصلہ ہی کیا -

۱ - وہ جسکی جو حیثیت ہی اُسکے مطابق کرتا ہے -

۲ - اگر ایسے ہی ایسے دو چار اور غریب ہون تو شہر بھر امیر ہو جائے -

۳ - مگر لطف تو یہ ہے کہ دونون طرف سے دھوم ہو -

۴ - اور یہان طرف ثانی سُست ہی -

بڑی - ہم کو تو یہ تمنا نہین ہے کہ برات دھوم ہی سے دروازے پر آئے مگر جو شخص اپنے لاکھون روپے صرف کرے گا وہ یہ ضرور چاہے گا کہ دوسری طرف سے بھی دھوم دھام ہو -

۱ - اور وہ مولوی آدمی شرع کے پابند -

۲ - یہ سپاہی پن اور مولوی پن سے کیا نسبت ہے -

۳ - اے بعض مردونکی یہ عادت ہوتی ہی کہ خواہی نخواہی شرع کی آڑ مین اپنی ہی سی کرتے ہین بہت کی دھوم

لوگونکے ہجوم اُنکے خلاف ہونگے چلو شرع کا بہانہ کر دیا۔
۴ چلتو اسی مین ہے کہ دروازے پر باجے کی آواز سے دھوم
مچ جائے کان پڑی آواز نہ سُنائی دے۔
بڑی بیگم۔ ہم لوگون کی تو گھٹی مین یہ بات ہے۔
۱۔ پھر ایک کام کیجیے۔ لکھ بھیجیے اور سمجھا دیجیے۔
۲۔ سمجھانے سے کام نہ چلے گا۔ وہ ماننے والے نہین ہین
اِس طبیعت کے آدمی کسیکی سُنتے ہین بھلا۔
بڑی۔ اچھا آؤ خط لکھوا کے بھیجدین مذری عسکری کو بُلاؤ
محمد عسکری صاحب تشریف لائے وہی گلبدن کا پائجامہ
ڈھیلے پائینچون کا۔ سبز اطلس کا اتو کیا ہوا دگلا اُسپر سیاہ
گرٹ کی صدری چوگوشیہ ٹوپی۔ وارنش کا بوٹ اس
قطع سے آئے بڑی بیگم صاحب کو سلام کیا اور باادب
بیٹھے بڑی بیگم صاحب نے کہا عسکری ایک خط آزاد کے
نام اپنی طرف سے لکھو کہ آپ مہربانی کرکے اِس آزادی سے
درگذرین کہ بالکل شرع ہی کے مطابق کارروائی ہو۔
عسکری۔ بہت اچھا۔ مگر وہ ماننے والے نہین ہین۔
بڑی۔ ہان دُھن کے پکے ہین مگر لکھو تو سہی۔
عسکری۔ تو اپنی طرف سے لکھون یا آپ کی طرف سے۔
بڑی۔ میری طرف سے لکھنا فضول ہے۔ تم ہی لکھو۔
عسکری۔ بہت خوب (قلم دوات کاغذ لیکر لکھنا شروع
کیا مگر وہی پرانے فشن سے۔)

جناب برادر صاحب عنایت فرمائے مخلصان
محمد آزاد پاشا صاحب دام مجدکم۔ بعد اداے مراسم
تسلیم عرض آنکہ خارجًا سنا گیا کہ جناب کو اس امر مین کد ہے
کہ برات مین دھوم دھام اور باجا اور ہجوم مردمان کہ

سلف سے خلف تک رسم ہے نہو اور محض بہ پابندی شرع
متین کہ احسن اوسے ہے کارروائی عمل مین آئے۔ لیکن گو۔

من نگویم کہ این مکن آن کن	مصلحت بین و کار آسان کن

ازانجا کہ طرف ثانی کی دلجوئی باعث سعادت عزیزان ہے
لہذا لکھا جاتا ہے اور آپ خود بقول شخصے کہ دانا و بینا ہین
لکھنا اِسکا امر فضول ہے اور سب پر مبرہن ہے کہ آپ
کیسے ہین اور دانائی مین فرد ہین۔ مگر

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم	انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینونکو

اور یہان سب کی یہی خواہش ہے کہ واسطے دکھانے مردمان
کے اور بنا برازدیاد کرنے محبت کے اور نیز بجہت وصول
نیک نامی و شہرت حاصل کرنے کے آن شفیق نرور
برات کو منظور اور دھوم دھام کی تیاری فرمائین۔

راقم آثم
ننگ کائنات محمد عسکری عفی اللہ عنہ

پرانے فشن مین یہ خط لکھکر محمد عسکری صاحب نے
ایک چوبدار کے ہاتھ بھیجا۔ اُس نے سلام کیا اور ادب
کے ساتھ میان آزاد کو خط دیا اُنھون نے پڑھا تو مسکرائے
اور یون مختصر و موزون جواب لکھا۔

حضرت سلامت مین کروفر کی برات کو ناپسند کرتا ہون
یہ صرف بچون کا کھیل ہے۔ مگر نکاح اور شادی بازیچۂ
اطفال نہین۔ نیازمند آزاد

حسن آرا کی ہجولیون نے اُنکو آنکر خبر دی کہ آزاد کے نام
خط بھیجا گیا ہے اور آزاد نے اُسکا جواب بھی لکھ بھیجا۔
حسن آرا نے خط منگوایا اور جواب پڑھکر کہا ناحق
لکھا تھا بھلا اِس سے کیا ملا۔ مگر اماجان کی راے۔

روح افزا۔ تم کو اِن باتون مین کیا دخل ہے۔
بہار النسا۔ اے ہان اب دو دن تو دُلھن کی سی باتین کرو بہن۔
حسن آرا۔ بہت اچھا اسی وقت سے سہی۔
نازک ادا۔ واہ بن چکین۔ دُلھن کہین سکھائے سے یہ باتین سیکھتی ہے۔
بہار۔ آتنا اچھا ہے کہ یہان کی بات کوئی جا کے اِدھر اُدھر نہین کہتا۔
نازک ادا۔ تو وجہ کیا۔ سب کی سب شریف زادیان ہین
جانی بیگم۔ سب مین تو تم بھی آگئین بہن۔
نازک ادا۔ بس ایک جانی بیگم کے سوا اور سب شریفون کی بہو بیٹیان۔ اور ہمکو کوئی کیا کہے گا۔ کوئی ڈومنی کا تو مقابلہ کرلے۔ ؎

ہے چشم بند تو بھی سے آنسو رواں ہنوز — جی سرد ہوگیا ہے دلی دل طپان ہنوز
یہ دن دکھائی ہین شب فرقت نے ہمکو اور — وہ رشک آفتاب نہین مہربان ہنوز
مر بھی گئے جدائی مین پر دفن نہین کہ پر — آیا نہین زبان پہ دردِ نہان ہنوز
ہم تیرہ بخت خاک مین بھی مل گئے ولے — کچھ کم نہین غبار دلِ آسمان ہنوز
یان امتحان مرگ سے غافل ہوئے ہیں ہا — واں اپنے جی سے آپ گذرنے کا ہے امتحان ہنوز

باغ جہان مین گو مہ خرداد آگیا
یان ہے اُسی بہار پہ فصل خزان ہنوز

اب تو ہر روز دھما چوکڑی مچے گی۔ بھلا کوئی ہمارے مقابلے مین گائے تو آن کے۔
بہار۔ ہمین تمہاری آواز سب سے پیاری معلوم ہوتی ہے۔
نازک۔ اور ہمین اپنے میان کی آواز۔ سنو گی۔
بیگم۔ آپ کے میان کی آواز آپ کو مبارک رہے۔

اب سُنیے کہ بڑی بیگم صاحب کو جو اُنکی بجولیون نے بہکایا تو اُنکو بھی کد ہوئی کہ جبتک دھوم سے برات نہ آئیگی تب تک شادی ہونا محال ہے۔ محمد عسکری سے خط لکھوایا جسکا مضمون یہ تھا۔

جناب برادر صاحب کرم گستر بندہ پرور دام مجدہٗ
بعد کورنش معروض رائے فیض انجلائے گردا یندہ می آید کہ احوال این بفضل ناتناہی الٰہی مقرون خیریت ست و مژدۂ اعتدال مزاج وہاج از بارگاہ خداوند کریم مستدعی حال یہ ہے کہ عنایت نامہ سامی حضور بڑی بیگم صاحب کو حرف بحرف سُنادیا اور انھون نے سُنا و کہا کہ پھر اُنکو سمجھاؤ کہ مرضی ہماری بنا بر دھوم و تیاری برات کے ہے اور چونکہ تم خرد اور چھوٹے ہو ہم سے۔ لہذا کارروائی کرنا مطابق رائے ہماری کے تم پر فرض ہے۔ بس اب لکھا جاتا ہے کہ آن برادر ازراہ عنایت منظور فرمائین تو عنایت ہے ورنہ موجب اُنکی ناراضی کا ہوگا جسکو آن شفیق ہرگز منظور نہ کرینگے۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید — نویسندہ را نیست فردا امید

العبد العاصی پُر معاصی محمد عسکری عفی اللہ عنہ۔
راوی۔ بہت ہی خاصے۔ آخر مین یہ سطور پڑھائین۔ مکرر آنکہ بنا بر انصرام برات و جلوس اگر آن مشفق کو وقت ہو لکھدیا جائے کسی اور صاحب سے جو ان امور مین دخل رکھتے ہین جواب طلب ضروری۔ ع

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

جواب ہمدست حامل مطلوب ست۔
یہ خط پھر آزاد کے پاس بھیجا گیا۔ اُنھون نے جواب لکھا بندہ نواز۔ اس امر مین اصرار فضول ہے۔ برات کا کروفر

وضع کے خلاف۔ بچون کا کھیل ہے اور مجھے اس سے نفرت ہے بڑی بیگم صاحب کے حکم کی تعمیل مین عذر نہین مگر اس امر خاص مین معذور و مجبور ہون۔ لہذا معاف فرمائیے۔

جب حسن آرا بیگم نے سُنا کہ بڑی بیگم نے مکرر آزاد کو لکھا اور اس مرتبہ اصرار بلیغ کیا کہ آپ اپنے ارادے سے دیر گذرین تو اُنکو بڑا رنج ہوا اور بہار النسا بیگم سے اُنھون نے یون کہنا شروع کیا۔

حسن آرا۔ باجی ہمین بڑی شرم آتی ہے۔

بہار النسا۔ پھر اب اُنکو کون سمجھائے بھلا۔

حسن۔ روح افزا بہن کو بھیجیے وہ سمجھائین۔

روح افزا۔ وہ اگر برات مین دو گھوڑے زیادہ ہوے تو کیا۔

بہار۔ واہ وا اس مین تو ہم کو بھی کد ہے۔

گیتی آرا۔ ہمارے خاندان مین کبھی ایسا ہوا ہی نہین

حسن۔ تو مذہب اور شرع کے خلاف تو نہین ہے۔

گیتی۔ اس سے کیا مطلب مذہب کا حال مولوی جانین

بہار۔ چپ چپاتے دولھا آیا نکاح پڑھوایا گیا چلو صاحب شادی ہو گئی۔ واہ سارا زمانہ طعنے دے گا۔

روح۔ اب سارے زمانے کا حال تو تم کو معلوم ہو گا۔

بہار۔ اچھا کسی کا نام تو بتاؤ کہین بھی ایسا ہوا ہے کہ یون شادی ہوئی ہو ہم نے تو آجتک نہین سُنا۔

گیتی۔ دھنیے جولاہون کے ہان تک تو انگریزی باجا برات کے ساتھ ہوتا ہے اور کسی کا کیون ذکر کرو۔

اُسپر قہقہہ پڑا اور نازک ادا نے کہا ماشاءاللہ سے کیا اچھی مثال دی ہے۔ مگر ہم تو اس بات پر عش عش کرتے ہین کہ ان دونون کی راے ایک۔ خیال ایک بات ایک ہے جو وہ کہتی ہین وہ یہ بھی کہتی ہین۔

اثر حسن و عشق تھا بے مثل	تو مرا مین ترا عدیل ہو

دونون کی ایک طبیعت ہے۔ شان خدا۔

حسن۔ پھر اسمین بھی کوئی بُرائی یا عیب ہے۔

نازک۔ اے ہے کیا خفا ہو کے پوچھا ہے۔ ؎

پنجۂ شانہ سے تو زلف گرہ گیر کھینچ	دل دیوانہ کو مت چھیڑ یہ زنجیر کھینچ

دیوانہ راہوئے بس ست۔ اسوقت تو یہ اُس سے خوش ہون جو اُنکی سی کہے۔ بس۔ جو یہ کہین وہی کہے۔ بہار النسا بیگم کی راے سے تو ہمین ذرا بھی اتفاق نہین ہے کہ برات دھوم سے آئے اور دروازے پر خوب زور زور سے باجا بجے اس سے فائدہ شادی وہ جو شرع کے مطابق ہو۔

حسن۔ گویا اپنے حساب ہم کو بنا رہی ہین (مسکرا کر)۔

نازک۔ بہار النسا اور گیتی آرا کی راے بالکل غلط ہے۔

حسن۔ نہین نہین برات وہ جسمین پچاس ہاتھی بلکہ فیلنا کا فیلنا نہ ہو۔ اور سانڈنیون کی قطار دو محلے تک جائے اور شہر بھر کے گھوڑے اور پالو اور ہوادار اور تامدان ہون اور کئی رسالے اور برقندازون کی پلٹنیان اور گھوڑون کا رسالہ بلکہ توپ خانہ بھی ضرور ہو اور قدم قدم پر آتشبازی چھوٹتی ہو گولے دغ رہے ہون اور معلوم ہو کہ برات کیا قلعہ فتح کیا جاتا ہے اور دروازے پر فیلبان توشہ کو اُترنے نہ دے کہ ہمارا انعام پہلے لائیے پھر کوئی بات کیجیے گا۔

نازک۔ یہ گویا بُری باتین بیان کر رہی ہین۔

حسن۔ جی نہین۔ خدا نہ کرے بُری کاہیکو ہین۔

نازک۔ اچھا وہ جانین اُنکا کام جانے ہمین کیا۔

حسن۔ (تنک کر) پھر آپ کیون دخل درمعقولات دیتی ہین بے وجہ۔

نازک ادا۔ اُف رے غصّے۔ اللہ اللہ مگر۔ ؎

لگتی ہین گالیان بھی ترے مُنھ سے کیا بھلی
قربان تیرے پھر مجھے کہدے اسی طرح

حسن۔ (مُسکراکر) اب مین آپ سے سوال جواب تو کرنہین سکتی جو چاہیے کہہ لیجیے آپ کو اختیار ہے۔

نازک۔ ابھی کل کی لڑکی ہو باجانہو اور یہ نہو اور وہ نہو۔ واہ کیا کیا باتین۔ کیون نہو باجا ضرور ہوگا کیا یہان خانہ جنگی کرنیگے آن کے۔

آزاد۔ گھر مین نہین چلتی ہے کسی کی۔

مقدمۂ جریدۂ افتراح و کامرانی۔ شاہ بیت دیوان نشاط و شادمانی یعنی مانجھے اور ساچق کے جشن جمشیدی کا انعقاد اور بتان سیم بر کا جھرمٹ اور ہجوم مہوشان پریزاد

وحش اللہ کہ زجوش گل کہ دہد	عرض گنجینۂ صاد و شمال
بخت گوید بچرے کہ بناز	عیش پیچد بتبازگی کہ ببال
رنگ را بو رسد بغدر قدم	لالہ را گل دود باستقبال
ہمہ مے میچکد زمغز غبار	ہمہ گل میدمد زشاخ غزال
باغ از نقشہاے رنگا رنگ	نیکوان راست نامۂ اعمال
سروہا در ہجوم جنبش شاخ	قمریان زمردین پر و بال
شاخہا در نمایش شبنم	حلہ پوشان گوہرین تمثال
دہر گوئی شدست سرتاسر	بزم طوبیٰ جوان باقبال

بڑی بیگم کے خانہ طرب کاشانہ مین ہر سمت سامان شادمانی و اسباب کامرانی مہیا تھے خواتین نسرین بدن و مہوشان غنچہ دہن کا جھرمٹ۔ بانکین اور رنگین ادا۔ خوبرو ماہ لقا۔ طرار حاضر جواب لگاوٹ بازی مین انتخاب۔ خوش پوش نسترن بناگوش۔ قیامت کبریٰ سے دوش بدوش۔ ہر طرف گلبانگ مبارکباد اور صداے تہنیت بلند تھی۔ بزم طرب کی کیفیت جشن جمشیدی سے بھی ہزار چند تھی۔ عرائس سیم ساق سیم غبغب و عرائس شیرین حرکات شکر لب کی چہل پہل! اور چہل پل نے محفل کی رونق کو دوبالا کردیا تھا۔ مغلانیان سلیقہ شعار پختہ کار مہریان پرفن و عیار۔ پیش خدمتین سمن غذا اور خواصین باغ بہار۔ شہر کی نامی نامی ڈومنیان بلوائی گئین تھین ایک ایک ڈومنی علم موسیقی مین فرد اور لاجواب دلربائی اور رنگین ادائی مین انتخاب۔ ایک ایک تان پر بسامعین وجد کرین اور عاشق تن مردہ اُنکے عشق کا دم بھرین نغمۂ دلکش سے صورت باریدی آشکار۔ لحن داؤدی ہزار جان سے نثار جو تھی ناہید نغمۂ جاودان۔ تیز طبیعت شیرین سخن۔ ادائین دلپذیر و حسن بے نظیر۔

بڑی بیگم نے جہیز کی بڑی دھوم سے تیاری کی تھی اور حسن آرا کے لیے زیور و لباس بڑے حوصلے سے برسون سے آراستہ کر رکھا تھا اور کئی غنچہ لب و ماہ طلعت خواصین ہمراہ جانے کے لیے نوکر رکھی تھین کہ حسن آرا بیگم کی شادی جنکا ساری خدائی مین اسقدر نام ہوا شہزادی کی طرح ہو۔ اور واقعی وہ تھی بھی اسی قابل۔ اول تو نواب زادی عالی نصب والا حسب نجیب الطرفین شریف الجانبین امیر کبیر۔ لاکھون کی حیثیت زر و جواہر کی انتہا ہی نہین۔ بنگلے کوٹھیان۔ باغ و دریان۔ محلسرائین املاک باغ کثرت سے بڑی بیگم کے پاس تھے اور حسن آرا کے حسن لاثانی

فریب طاؤس زیب ادا سے دلربا اور اعلےٰ درجے کی خوبصورتی
مین جو شک کرتا وہ کافر سمجھا جاتا سراپا گویا سانچے کا ڈھلا
ہوا اور ان سب باتون اور خوبیون پر طرہ یہ کہ خواندہ و تربیت
یافتہ اور شاعرہ عفت و پاکدامنی اسپر بھی مستزاد۔ روح افزا نے
کان مین جھک کے کہا۔ بہن وہ دن یاد ہی جب اخبار مین
کوئی خبر پڑھی اور دنیا سے جی ہٹ گیا تھا ایک وہ دن تھا
جو خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے اور ایک آج کا دن ہی
حسن آرا نے کہا۔ ؎

روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد	زدہ ام فال گذشت آخر و کار آخر شد
آشنہ ناز و تنعم کہ خزان میغرمود	عاقبت در قدم باد بہار آخر شد
شکر ایزد کہ باقبال جگر گوشۂ گل	نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد
صبح امید کہ بد معتکف پردۂ غیب	گو برون آے کہ کار شب تار آخر شد

حسن آرا نے اس افتراح اور خوشی سے یہ مبارک شعر پڑھے
کہ روح افزا نے مسکرا کر کہا۔ بہن اسوقت تمہارے لبون کی
جنبش اور آنکھون اور ہر ادا سے انتہا کی بشاشت برستی
ہے اللہ یہ خوشی برقرار رکھے۔ آمین آمین حسن آرا زیر لب
تبسم کرکے بولین پھر آمین آپکو تعجب کیا ہی اسوقت خوش
ہونگی تو پھر کب خوش ہونگی۔ اتنے مین نازک ادا بیگم انکو
آہستہ آہستہ باتین کرتے دیکھکر قریب آئین اور حسن آرا
کے حسن گلوسوز کی تعریف مین رطب اللسان اور عذب البیان
ہوئین۔ کہا بہن۔ سچ تو یون ہے کہ یہان اسوقت خدا کے
فضل سے اتنی خوبرو اور کم سن بیٹھی ہین اور سب کی سب
اللہ کی عنایت سے روپے والی متمول اور نیک سک سے
درست ہین ایک سے ایک بڑھکر مگر جو بات تم نے پائی ہے
اللہ جانتا ہی وہ ایک مین نہین ہی۔ اللہ جانتا ہی جواب
نہین رکھتی ہو۔ ؎

آگے تیرے جو ہو کھڑا شمشاد	جان دیدے وہ صورت فرہاد
اور سنبل جو رو کرے یک سو	پیچ کھائے وہ صورت گیسو
سرخی پان کو دیکھکر منہدی	روئے خون اور اپنا دیوے جی
کے شبنم نثار در شب بھر	جان تصدق کرے مہ انور

مشاطگان سلیقہ شعار نے جو سلاطین باوقار کی سرکارون
خواتین نامدار کی خدمت مین برسون باریاب رہی تھین
دلھن کو ہر ہفت آرایش سے ایسا مزین کیا کہ ایک ایک
عضو بدن سے اور بھی زیادہ جوبن ٹپکنے لگا غیرت بتان
لندن و جرمنی۔ رشک نگار رومی روکش لعبتان فرخار
شمع قد گلعذار۔ سرمست بادۂ ناز۔ سرو سرافراز۔ یاسمن
بدن حور فریب۔ زہرہ رخ طاؤس زیب حسن عالم آشوب
وشوخی جلوۂ آتش زن کالاے ہوش۔ رخسارۂ تابان
شنگرف رنگ گلپوش۔ خوش منظر۔ خورشید پیکر۔ آنکھین
آہو فریب خدنگ افگن۔ ساقی مشرب غمزہ زن۔ شور
انگیز۔ سرمہ بیز۔ لبہاے شگفتہ جرعہ نوش مے چکان۔
یاقوت خام شکر فشان۔ گردن دستۂ عاج فوارۂ
نور بقول میر آلہی مبرور۔ ؎

رشک آئینہ گردن دستۂ عاج	پریرویان بآن آئینہ محتاج

ساق سیمین و نگارین۔ ساعد پر نور بلورین۔ ؎

کے دیدہ میکشایم بر چشمہ سارہا ہی	از ساعد تو دارم ذوق تماشا رہا ہے
از چاک آستینت بینم چو حسن ساعد	از تاب شمع افتد آتش بنخا رہا ہی

زلف عطر باش عنبر پوش سیہ بہار۔ زنار فروش۔ آلہی زلف
سر انداز ہے۔ یا چنگل شہباز ہی۔ نہین نہین یہ نسخہ عمر دراز ہی یا
آلہی یہ زلف فتنہ گر ہے یا مار ہفت سر ہی سچ یون ہے کہ صبح

کی بلطاق ہی اور ان اشعار کی مصداق ہے۔ ؎

چہ زلفے ہندوے زایمان رمیدہ	سیاہے پائے بر مصحف کشیدہ
چہ زلفے دود آہے تار و مارے	بگنج حسن مارے بیقرارے
چہ زلفے کو برنگ دود آید	کزو بوے کباب دل برآید
برشتہ سوختہ چون آہ دلسوز	چو خطِ دفترِ سنبل نو آموز
بہر عمرے درازی دام دادہ	بصیاد ان گیتی دام دادہ
بخود پیچیدہ عمرے پیچ بر پیچ	بلندی کم نگردیدہ از ہیچ

ابروان سیہ تاب مطلع دیوان رعنائی شاہ بیت تصیدۂ شیرین ادائی۔ ؎

دو شمشیر اند در یک قبضہ ابروے سیہ تابش	
کہ ہر دم میدہد آن تند خو از زہر چشم آبش	

اتنے مین اُستانی جی آئین اور حسن آرا کے پاس آکر بیٹھین کہا مین بھی جاکے آزاد کو دیکھ آئی۔ گویا اللہ نے یہ جوڑی اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ دونون نے عجب صورت زیبا پائی ہے جب مس ئیڈا کا آزاد پر دل آیا تو پولینڈ کی شاہزادی روس کے اخبارون مین اُنکے عشق کا حال پڑھ پڑھ کر ہنستی تھین مگر جب خود آزاد کو دیکھا تو خود دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ ؎

اے ناصحو آہی گیا وہ فتنۂ ایام لو	ہم کو تو کہتے تھے بھلا اب تم تو دیکھو تھام لو

اب سُنیے کہ آزاد پاشا کے اوصاف حمیدہ مین سب سے زیادہ دو صفتون کی تعریف ہوتی تھی۔ شجاعت اور حُسن مگر بعض بعض مرد اُنکے حُسن کی تعریف سے اسقدر بدگمان ہو گئے تھے کہ برات کے روز دلھن کے ہان اپنی بیوی کا بھیجنا پسند نہ کیا چنانچہ نازک ادا اور اُنکے میان نواب انور علی خان کی نوک جھونک لکھنے کے قابل ہی۔ نواب صاحب کسی فقرہ باز نے کہ دیا تھا کہ آزاد بڑے خطرناک آدمی ہین اور گھر گھر اُنکے حُسن خداداد کا چرچا ہے۔ جب نازک ادا بیگم نے آزاد کے جمال عالم آشوب کی انتہا سے زیادہ تعریف کی تھی تو یہ اور بھی بدظن ہو گئے۔

نازک ادا۔ آزاد پاشا کی تصویر دیکھیے کیا حُسن پایا ہے

انور۔ ہمین خوف ہوتا ہے۔ مبادا۔

نازک۔ یہ کسی اوباش سے خوف ہو تو ہو۔

انور۔ تکو آزاد کے حسن سے کیا مطلب۔ واہیات!!!

نازک۔ اللہ ری بدگمانی! کچھ ٹھکانا ہے۔

انور۔ ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مگر تم جانے نہ پاؤ گی یہ آن ہونی بات ہے۔ واہ رے زمانے لاحول۔

نازک۔ ہم تو بیچ کھیت جائین اور پھر جائین۔

انور۔ اچھا پھر ہم بھی دیکھتے ہین کون جاتا ہے۔

نازک۔ کیا کوئی ہمارا اتالیق ہی۔ خدا کے واسطے۔

انور۔ اور اوپر سے اور ضد کیے جاتی ہو۔ چُپ رہو۔

نازک۔ آخر تمھاری اِس بدگمانی کا علاج کیا ہے۔ بدگمانی کا ہیکو ہی۔ یہ تو خاصہ جنون ہے۔ ابھی آس پاس اڑوس پڑوس کے لوگ سنین تو کیا کہین گے بھلا۔

انور۔ ہمنے آجتک کسی بہو بیٹی سے کسی نامحرم کے حُسن کی اسقدر تعریف سُنی ہی نہین۔

نازک۔ تو غیر مرد سے پرہیان کس کے دشمن پھسل پڑے تھین یہ ہوا کیا بیٹھے بٹھائے ناحق کا جھگڑا مول لیتے ہو۔

انور۔ تمھاری نیکی عفت پارسائی مین شک نہین مگر۔ ہزار بات کی ایک یہ ہے کہ ع

عشق ست و ہزار بدگمانی	

نازک ادا - اسکا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہ تھا۔
انور - اچھا آخر تمھین اسقدر اصرار کیون ہے۔
نازک - مین نے اس بات پر ضد کب کی تھی پہلے۔
انور - تم در پردہ قبول دین کہ آزاد کا عشق ہے۔
نازک - لے ہی اس جھوٹ کو آگ لگے تم حلف اُٹھاؤ گے کہ مین نے عشق کا مقبولہ کیا کوئی سونے کا بن کے آئے تو ہم اُدھر رخ نہ کرین۔ تم جھٹ کوئی اور بھلا یہ تہمت ترا سے تو دل لگی دکھادون۔
انور - اچھا ایکی بار ہمارا ہی کہنا مان لو۔ یون سہی۔
نازک - ایک نہین ہزار باری۔ مگر ہم بہو بیٹیان اس طرح کی باتین نہین سننا چاہتی ہین ہمارے پردۂ گوش کو صدمہ پہونچتا ہی۔ اس سے بڑھکر رسوائی شریف زادی کے لیے اور کیا ہے کہ میان ہی بدگمان ہوجائین اور اُسکی عفت کے شیشے پر ٹھیس لگے مگر اس بدگمانی کا کیا علاج۔
انور - نہین ہم نے تو یہ نہین کہا۔ سپاہی کہین برداشت کرسکتے ہین اگر بیوی بچہ حور بھی ہو تو ایک ضربت شمشیر مین کام تمام کرڈالین۔ ان باتون کا جواب شریف زادے زبان سے نہین دیا کرتے ہین۔ ان باتون کا جواب تلوار سے دیتے ہین۔
نازک - پھر بسم اللہ گردن حاضر ہے لیجیے۔
انور - ہائین! لاحول ولاقوۃ! کچھ خیر ہے۔ واہ۔
نازک - (روکر) بس اب ہم اپنی جان دے دینگے۔
انور - ہائین! ہائین! تمکو یہ ہوا کیا ہے کیا دشمنون کو جنون ہے۔ واہ! خدا کا واسطہ یہ کیا ماجرا ہے۔
نازک - آپ ہی ظلم ڈھاؤ اور آپ ہی دیوانہ بناؤ اچھا انصاف ہی۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔
انور - تو از برائے خدا آنسو تو پونچھو۔
نازک - دل بھر آیا ہی تم نے ان باتون سے دل کو جلا دیا اب دھوان نکلے یا نہ نکلے۔ اس ظلم کا بھی کچھ ٹھکانا ہے لوگو کہ دل جلون پر تاکید ہے کہ دھوان نہ نکلنے پائے۔
انور - لے منھ دھوڈالو۔ اب ہمارا دل تمھاری طرف سے بالکل صاف ہے واللہ۔ بس اب تو صفائی ہوگئی۔
نازک - اگر سلامتی سے تلون کا یہی حال ہے تو ہر وقت نہین کل پھر اس سے زیادہ بدگمانی ہوگی۔ لو صاحب اب اپنے گھر مین کوئی کسی کا ذکر بھی نہ کرے۔ بات کرتے زبان کٹتی ہے سبحان اللہ۔
انور - کتنی سادہ مزاج ہو با اینہمہ شوخی و شرارت جو رگون مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے یہ سادگی حیرت انگیز! کچھ ٹھکانا ہے۔
نازک - وہ بات کون تھی جسپر تم اتنے بگڑے۔
انور - اول تو بھل منسی کے خلاف ہی کہ میان کے سامنے کسی مرد غیر کی تعریف کرے۔ اگر یہ کہے۔ کہ فلان شخص بڑے عالم و فاضل یا مولوی ہین۔ یا فلان آدمی ستار خوب بجاتا ہی یا بڑا سپاہی ہی تو خیر مگر کسی نامحرم کے حسن کی تعریف کرنا اپنے کو چور بنانا ہی وہ صاف سمجھ جائیگا کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہے۔

یا سایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی

نازک - اے توبہ کتنے شکی ہو۔ اُف ری بدگمانی۔
انور - مگر اب ہم بالکل صاف ہین۔ واللہ باللہ۔
نازک - یہان تو طبیعت ہی نگوڑی ایسی نہین پائی ہی کہ ایسی ویسی بات کا دھیان آئے مگر جب تم ہی خلاف ہوجاؤ

تو پھر ہم کسکے سامنے روئین اور کس سے انصاف چاہین یہ وقت تمنے ہمارا دل دکھایا۔

انور۔ اچھا اب جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ گذشتہ را صلوات۔ مگر چلو صفائی تو ہوگئی۔ یا اب بھی خلش باقی ہے۔

معشوقہ۔ ماہیسا نازک ادا بیگم نے اس ناز و انداز اور حرکات شیرین سے روٹھکر باتین کین کہ انور علی خان بہادر کا دل لخت پسیج گیا اور کہان تو بدگمان ہو گئے تھے کہان اُلٹے خود منانے اور صفائی جتانے لگے۔ اور بیگم صاحب کے رخسار گلگون پر قطرہائے اشک دیکھکر اسقدر مضطر ہوئے کہ گلے لگا کے پیار کیا اور کہا جانِ جان۔ اللہ جانتا ہے کہ ہمارا منشا وہ نہ تھا جو تم سمجھین۔ اب خدا کے لیے ذرا ہنس دو دو روزہ زندگانی مین یہ لڑائی فساد انسان کو نازیبا ہے۔ تم خوشی سے جاؤ روکتا کون ہے ہم تمھاری عادتون سے بخوبی واقف ہو گئے ہین تسپر بھی بھول جاتے ہین پھر آخر مین پچھتاتے ہین سُنا۔ نازک ادا ناز سے بولین۔ بس بس اب جانے آنیکا نام نہ لینا۔ جا چکی۔ کیا کچھ زندگی وہین جانے پر منحصر ہے۔ یہی ناکہ دو گھڑی ہمسنو نمین جی بہلاتی ہجو لیو نمین ہنس بول آتی دُنیا کا یہی کارخانہ ہے۔ اگر سب کے سب اپنی اپنی عورتون کو بد سمجھکر بٹھا رکھین اور گھر سے باہر نہ نکلنے دین تو مکان قفس اور قید خانہ ہو جائے۔ چلو خیر اب ٹھائین ٹھائین کاہے کی ہے۔ ہمکو اپنی طبیعت پر اختیار ہے ہم نہین جاتے۔ اس پیرخی نے انکو اور بھی مجبور کیا کہ اب جانے کا اُلٹا اصرار کرین۔ پھر گلے لگایا اور بوسے لیکر کہا خدارا اب بات کو نہ بڑھاؤ۔ سکھپال نکلواؤ اور جاؤ۔ نازک ادا تو لگاوٹ بازی مین طاق تھی۔ جھڑک کر بولی۔ صاحب اس جھنجھٹ سے کیا واسطہ۔ دبے تو وہ جو ڈراتی ہو جسکے دلمین چور ہو کہ ایسا نہو بات کھلجائے اور جب دل صاف ہو تو ہمین کسکا خوف ہے۔ تین ہی طرح کا عورت کو خوف ہوتا ہے۔ ایک تو اپنے میان کا خوف۔ دوسرے اللہ میان کا خوف تیسرے دنیا مین رسوائی کا خوف۔ پھر جب ان تینون مین ایک کا بھی خوف نہین تو اور کسکا ڈر ہوگا۔

انور۔ (ہنسکر) تمکو زبان سے بھی لہنا نہین ہے۔ اسکے یہ معنی کہ نہ خوف خدا نہ خوف شوہر نہ خوف دنیا کی رسوائی کا پھر جسکو کسی کا خوف ہی نہین وہ کیون نہ کھل کھیلے گی۔

نازک۔ (زیر لب تبسم کرکے) الٹے ہی معنی پہناتے ہو۔

انور۔ (پھر گلے لگاکر) وہ ہنسی آئی شکر ہے شکر ہے۔

نازک۔ تم نے جو یہ کہا کہ جب کسی کا خوف نہین تو خواہی نخواہی کھل کھیلے گی یہ غلط ہے۔ خوف ہونے کیون لگا خوف تو جب ہی ہوگا جب کوئی جرم کرے جب ہم صاف ہین تو ہم کو خوف کس بات کا ہے۔

انور۔ مگر یہ کیا سبب ہے کہ سب خوفون سے بڑھکر تم نے میان کا خوف بتایا۔ اور خوف خدا کو دوسرا درجہ دیا۔

نازک۔ خوف خدا تو کسی کو کم ہوتا ہے۔ یہ سب جھوٹی باتین ہین۔ بڑا خوف تو رسوائی اور جگت ہنسائی کا ہے۔

انور۔ اب ہم چوک جاتے ہین۔ ہمین دیر ہوتی ہے۔ تم اگر نہ جاؤگی تو ہمین کمال رنج ہوگا۔ اور خدا کی قسم کھاکے کہتا ہون آج سے تم کو صورت نہ دکھاؤنگا۔

یہ کہکر نواب صاحب باہر جانے لگے۔ ادھر نازک ادا نے ہزارون قسمین دین۔ اگر واپس نہ آئے تو ہمین کو روئے۔

عظمت النسا۔ آخر یہ ہمارا نساسے پردہ نہین تو ہم سے کیون پردہ کرتی ہو۔ ہم سے تو آؤ جی کہکر چپکین تھین کہ نازک ادا بیگم کے

پڑوس مین کوئی ڈومنی رہتی ہی جب اُنکے میان چلے جاتے تھے تو وہ ڈومنی کوٹھے پر سے اُنکے ہان آتی تھی اور اُن کو گانا سکھاتی تھی۔

نازک ادا۔ اس جھوٹ پر خدا کی سوار۔ واہ۔ وا۔

عظمت النسا۔ اچھا بہار النسا بہن جو کہدین وہ سچ۔ یہ ہماری بڑی بہن ہین اور ہم اُنکو باجی جان کہتے ہین۔

نازک۔ آپکی باجی جان کیطرف مخاطب ہوکے کہتے ہین۔

تم بڑی قہر ہوے باجی جان | اتنے تم سی کوئی چھپتیسی ہوئے

عظمت۔ اے لو اور سنو۔ یہ تو گالیان دینے لگین۔

زینت النسا۔ اے ہے یہ نہ سمجھنا۔ یہ بہت بڑھی ہوئی ہین مگر بڑی سمجھتی ہین۔

نازک۔ بڑی بات کہ آپ نے کوئی ملنے کی بات نہین کی۔

عظمت۔ اب بات تو ٹالو نہین۔ ہم کو کچھ سنادو۔

نازک۔ حسن آرا کے پاس چل کے بیٹھو وہین سنادینگے وہ سب کہتی ہونگی کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ یہ تینون کی تینون وہان کیا مصلحت کر رہی ہین۔

عظمت۔ تین کیون چار نہین۔ ہم تم۔ یہ اور یہ۔

زینت۔ اے بہن ذرا سے گانے پر اور یہ مان ؟۔

نازک۔ خدارا اب اسکا ذکر نہ کرو۔ کسی دن کسی موقع پر سنادونگی۔ اب یہ کوئی موقع ہے بھلا مجھے شرم آتی ہے اپنی جان پہچان ہجولیان ہون جنسے ملاقات ہے تو خیر کچھ پروا نہین مگر اجنبیون کا ساتھ ہو تو مجبوری ہی۔ ناحق اپنے کو بدنام کرنا اور نکو بنانا کس نے بتایا ہے۔

یہ باتین کرکے یہ چارون معشوقان پری وش ماہ رخ وہان سے اُٹھکر حسن آرا کے پاس آکر باتین کرنے لگین۔

نازک ادا بیگم نے کہا۔ آج حسن آرا کا چہرہ اسقدر سرخ ہے کہ افوہ جیسے گلاب کا پھول اور آنکھون سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایتی۔ (نام نہ لونگی) کی پوری بوتل چڑھائی ہے خون ٹپکتا ہی اور شباب کا خمار اُٹھتی جوانی ہی جوبن پھٹا پڑتا ہی ایک تو یون ہی جوبن تھا اب لے خوشی کے اور بھی دوچند ہی۔

حسن آرا۔ حد کی صاف گو اور بیباک ہین۔

نازک۔ اچھا پھر ہم بیباک ہین تو اُسکی فکر ہمارے میان کو ہوگی۔ تم کون ٹوکنے والی ہو ہمارے میان ہم سے خوش ہم اُن سے راضی اب کیا کرے گا قاضی۔

روح افزا۔ اتنی دفعہ زینے چڑھو اُترو تو معلوم ہوجائے اور یون باتین بڑھ بڑھ کے بنانا اور شے ہی۔

نازک۔ کسکی للک پر وہان جاتی ہو بہن سچ کہنا۔

روح۔ ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ بہت ہی خوب!! (بہار النسا سے) بی بی اماجان نے تو خزانون کے منہ کھول دیے روپیہ اشرفیان لٹائے دیتی ہین۔ ایک اور کوئی آئی ہین کوئی سو بلکہ خدا جھوٹ نہ بلوائے سوا سو برس کی ہون گی۔ آتے ہی کہنے لگین۔ اللہ کرے خیر وعافیت سے نکاح ہوجائے تم بھی اس فرض سے بیتے جی ادا ہوجاؤ۔ اماجان نے کہا اور سب فرضون سے تو سبکدوش ہوگئی۔ اب یہی ایک اللہ اسکی عمرین برکت دے اور اُسکی جوڑی برقرار رکھے اس کی شادی باقی تھی۔ اللہ آمین کرکے اتنی بڑی ہوئی ہین ابھی کل ہی کی بات ہی کہ گھر بھر مین کہرام مچا ہوا تھا کبھی کچھ سنا کبھی کچھ۔ طرح طرح کی متوحش خبرین آتی تھین۔ مگر بخیر گذشت۔

اے برآرندۂ مراد جہان | اے کشایندۂ در احسان
کس زبان سے ادا کے شکر کروں | عرض کیا میں ہوں اے شکر کردن
واہ کیا رحم کیا عنایت ہے | اپنے بندوں پہ کیا ہی شفقت ہے
یہ فقط بندہ پروری ہی تری | ورنہ میری بھی یہ حقیقت تھی
مجھ گنہگار پر عنایت کی | روسیہ کی دعا اجابت کی

اسی طرح کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اور خدا جانے کن وقتوں کا ذکر کرتی ہیں غازی الدین حیدر کے وقت میں یہ ہوا تھا اور نصیر الدین حیدر کے زمانے میں یہ ہوا تھا اور محمد علی شاہ یوں تخت پر بیٹھے۔ مگر وہ جو آئی ہیں وہ شہ دے رہی ہیں کہ چپ چپاتے ہوئے تو مزہ نہ نکلے گا۔ بھلا کم سے کم پچاس ہاتھی تو ساتھ ہوں۔ گنگا جمنی اور سونے چاندی کے ہودے ہوں اور فیلبان بھاری بھاری جوڑے پہنے ہوئے جواہر نگار رگمگا کین لیے برچھی دھت میل کرتے ہوں اور قدم قدم پر نشان کے ہاتھی کے سامنے پھلجھڑی و انار اور ہزارے چھوٹ رہے ہوں اور رتھا بین روشن ہوں۔ کار چوبی جھولین پڑی ہوں اور گھوڑے زیور سے آراستہ چھم چھم کرتے نکلیں۔ ادھر اُدھر جو دیکھے عش عش کرے۔

حسن آرا۔ افوہ۔ ایسا ہوا جان پھر بدل جائیں۔

نازک ادا۔ عجب کیا ہے اور لطف بھی اسی میں ہے۔

روح افزا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسمیں کیا لطف ہے۔

نازک۔ تم روکھی پھیکی اس لطف کو کیا جانو بھلا۔

عظمت النسا۔ آخر پھر روپیہ اللہ نے کس کام کے لیے دیا ہے۔

نازک۔ ہاں کیا بات پوچھی ہے سہن۔ جواب دو۔

روح۔ واہ ری عقل۔ بس روپیہ اسی لیے ہے کہ آتشبازی چن پھونکے یا آرائش میں لٹائے۔ اور کوئی کام ہی نہیں۔

نازک ادا۔ اور آخر کیا کام ہے۔ گودڑ کی دکان کھولے گدڑی بازار میں پرچون کی دکان کرے۔ بیچے بچے۔ کچھ معلوم تو ہو کہ روپیہ کس کام میں صرف کیا جائے۔ یہی باتیں ہیں۔ پس دل کا حوصلہ اور کیونکر نکالے۔

روح۔ اپنی اپنی سمجھ اور اپنے اپنے خیالات ہیں۔

نازک۔ اللہ نہ کرے کسی کی ایسی اُلٹی سمجھ ہو جیسی تمہاری ہے لو صاحب اب برات بھی گناہ ہے۔ ہاتھی گھوڑے باجا سب عیب میں داخل ہے۔

حسن۔ اِن سے بحث ہی نہ کیجیے روح افزا ہیں۔

نازک۔ ہاں ہاں سچ کہا ہم تو بیوقوف ہیں سب۔ اور سب جو برات نکالتے ہیں سب اگدھے ہیں ایک تم اور دوسری حسن آرا اور تیسرے میاں آزاد۔ ذری آنے تو دو میاں کو ساری شیخی نکل جائے تو سہی۔

روح۔ ہمیں تو شک نہیں تم کو تمہیں ٹھیک بناؤ گی۔

بہار۔ بہت لڑائیاں سر کیں جب جانیں کہ تم سے جیت سکیں آزاد۔

روح۔ اے توبہ کرو کیا طاقت ہے۔

بہار۔ اسکی کیا مجال کہ کوئی نازک ادا بیگم سے مقابلہ کرے اور مقابلے میں غالب ہو جائے۔

نازک۔ اچھا پھر جب آئیں گے تو خود ہی دیکھ لینا۔

اتنے میں ایک ڈومنی نے گانا شروع کیا اور سب کی سب مخاطب ہو کر سننے لگیں۔ ؎

بیاؤ درد ہجراں را دوا دادہ | ز شربت خانۂ وصلم شفا دادہ
ترا کان ملاحت آفریدند | ازیں کان نمک بخشش بما دادہ
صفائے کعبہ را با کعبہ بگذار | بیا دخانۂ دل را صفا دادہ
بہ تلخی کوہکن می مرد و میگفت | الٰہی جان شیریں را بقا دادہ

بخوبان ہمعنان پلی چوگردی | عنان دردست تسلیم ورضا دہ

نازک - آواز تو اچھی ہی مگر فارسی کی غزل ڈومنی کی زبان سے اچھی نہین معلوم ہوتی۔

ڈومنی - (سلام کرکے) یہ حضور کی قدردانی ہے۔

نازک - کوئی اُردو کی غزل کہو مگر اچھی ہو۔

ڈومنی نے اُردو کی غزل گائی اور بزم طرب مین چہل پہل دونی ہوگئی۔

اب اُدھر کا حال سُنیے کہ خواجہ صاحب بہادر آزاد کے پاس گئے اور کہا کہ حضرت اگر فارسی مین کچھ دخل ہے تو ہماری قدر کیجیے گا لال رقعے چھپواؤ گے یا نہین۔ اسکے لیے عبارت لکھنا ذرا مشکل ہی مگر آدھ گھنٹے کے غور مین لکھا ہی فارسی بالکل ایرانیون کی سی ہے۔ داد دیجیے اور سُنیے بسم اللہ۔

الحمد للہ الذی الذین جل شانہ درین زمان فرخ توامان سروش غیبی مژدۂ نوروز سرور بمشام جان رسانید کہ باہتزاز نسیم بہار شاخسار مہید گل گل شگفت ودماغ مشتاقان بترانہ سنجی بلبل و نغمہ پردازی غنچہ وگل بفلک ہفتم رفت۔ باستماع غلغلہ جلیسہ نشاط زہرہ باساز سرود سماع دلکش برقص درآمدہ بکمال خوش ادائی نوید مبارکباد بعالمیان داد ودر دست حنا دل داد شیفتہ جمال گل رخان گلگون بدنان باغ باغ گردیدہ دست بستہ ساعد بپنجۂ رنگین عروس نہاد۔ باغبان فلک سبدہاے مینا رنگ چمن چمن بسر وچشم نہادہ نوالے حنابندی پیشکش طالب مطلوب نمودہ نازنینان چمن لباس نگارنگ وپیراہن گلرنگ زیب بدن کردہ گلبازی افزودہ بمشک بیزی نسیم بہار مشام قدسیان معطر وچشم انتظار بسرافرازی احباب صداقت آب منور ساخت ترصدکہ تباریخ یوم۔ سرشام قدم رنجہ فرمودہ بتقریب حنابندی ہمشیرہ عزیزہ شریک شدہ ماحضر بہ عزیمخانہ تناول فرمایند وبشرکت ہمراہی مہندی نیازمندرا مرہون منت ورہین عنایت نمایند۔

العبد

ہیچمیرز ضعف العباد خواجہ بدیع الزمان کیدان پلٹن گلے والی عفی عنہ

آزاد نے یہ سب پڑھکر قہقہہ لگاکے کہا۔ تصنیف تو خیر مگر نقل کرنے کی بھی لیاقت نہین ہی۔ اے بدبخت اسمین سے ہمشیرہ عزیزہ کا لفظ تو نکال ڈالا ہوتا۔ اے لعنت خدا میری شادی ہی یا آپ کی ہمشیرہ عزیزہ کی۔ اور یہ آپ العبد کے بعد اپنا نام لکھنے والے کون ہین۔ جی چاہتا ہے بیس لگاؤن نکال کے بدمعاش کہین کا۔

خواجہ صاحب بگڑ گئے کہ قدردانی دنیا سے اُٹھ گئی۔ اب کوئی جوہرشناس نہین ہی۔ آپکو بڑا غرہ اپنی فارسی دانی کا تھا مگر قدردان ہوتے تو میرے سامنے زانوے ادب تہ کرتے اگر اسکا جواب لکھ دو تو ٹانگ کی راہ نکلجاؤن۔ آدھ گھنٹے تو ن جگر کھایا ہے۔ دل لگی بازی نہین میان صاحب کیا زمانہ آگیا ہی جہلا کا زمانہ ہے۔ واللہ افسوس۔

آزاد - سبد مینا رنگ کے کیا معنی ہین بتاؤ۔

خوجی - اجی بس جاؤ بھی خبط الحواس۔ چلے وہان سے سبد مینا رنگ کے کیا معنی ہین تم کیا جانو۔ سبد کسے کہتے ہین اور مینا رنگ کے کیا معنی ہین۔

آزاد - دزد حنا والا فقرہ تو سمجھا ؤ ہمین!۔

خو - ہان اسی بہانے سب پوچھ لو - ہونہہ!

آزاد - جی چاہتا ہے پیٹتے پیٹتے بیدم کردون۔

خو - قصور تو ایسا ہی کیا ہی - یہی صلہ ہی۔ ؎

حقوق غدمت سیدالعبدالطفال است | بگستوے کہ دردکودکان خداوند

لونڈون سے کسی بات کی امید کرنا یا اُنپر اعتبار کرنا بیوقوفی اور حماقت کی نشانی اور انتہاے نادانی ہے۔

آزاد پاشا خواجہ صاحب سے باتین کرتے تھے کہ ایک کم سن مہری نے جو عمدہ لباس پہنے ہوے تھی جھک کر سلام کیا اور کہا حضور کی خدمت مین مجھے کسی نے بھیجا ہی اور خط دیکر کہا یہ خط دیا ہی حضور تخلیہ مین ملاحظہ فرمائین۔ آزاد نے خط لیا تو دیکھا نہایت قیمتی لفافہ ہی۔ عطر مین بسا ہوا اور سنہرے حرفون سے اُس پر آزاد پاشا کا نام لکھا تھا کھولا تو یہ عبارت نظر سے گذری

آزاد۔ چچا سعدی کا قول بھول گئے۔ ؎

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن	کہ جا ہا سپر باید انداختن

مانا کہ تمھارے خیالات اعلی ہین۔ مگر راہ رسم مین خواہی نخواہی دخل دینے سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ اماجان اصرار کرتی ہین اور تم انکار۔ خدا ہی خیر کرے۔ بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ ازبراے خدا ہماری خاطر سے مان لو اور جو وہ کہین وہ کرو۔

یہ خط پڑھکر آزاد نے کئی بار چوما اور یون جواب لکھا۔

جان آزاد۔ قسم لو جو مہری سے تمھارا نام پوچھا ہو۔ عبارت ہی سے معلوم ہوا اور ہمنے تاڑلیا کہ حسن آرا بیگم کا خط ہے اگر اسمعلوم مین ذرا عذر کرون تو سزاوار سزا۔ آزاد۔

مہری سے کہا لو یہ خط دے دینا اُسنے مسکراکر خط لیا اور جھک کر سلام کرکے روانہ ہوئی۔ یہان آکر حسن آرا بیگم سے کہا حضور جواب لائی ہون اور اللہ نے چاہا تو بالصواب ہو۔ خط پڑھکر کئی بار بوسے لیے حسن آرا نے خط پڑھا تو تسکین ہوئی۔

حسن آرا۔ (نازک ادا سے) ہون جواب آگیا۔

نازک ادا۔ فتح ہو دل بیچا یا نہین بیچا آزاد کا۔

حسن۔ خدا نتا کیا معنی ہین بھلا!!!

نازک۔ چلو اب اماجان کی بھی تسکین ہو گئی۔

حسن۔ مفت کا جھگڑا بڑھانے سے کیا فائدہ تھا۔

نازک۔ (حسن آرا کو سینہ سے لپٹاکر) خوب ہوا۔

مہری۔ حضور خط پڑھتے ہی چومنے لگے۔

نازک۔ اے ہو ابتک تو خط ہی چومتے ہین اب فتہ رفتہ گال چومین گے

حسن۔ (جھیپ کر مسکراکے) توبہ توبہ!!!

نازک۔ این توبہ کاہے کی ہے۔ ہان۔

بہار۔ کتنا صاف روزمرہ ہے اُنکا۔

نازک۔ کیا کہا۔ ہمارے شہر کو سب شہرون پر سبقت ہی۔

بہار۔ اسوقت ہمین بڑی خوشی ہوئی بہن۔

نازک۔ کیسی کچھ پہلے ہی پہل جھگڑا شروع ہوا تھا۔

آج اتنی پلاے سرجوش	سرو پا کار ہے نہ مطلق ہوش

مہری۔ حضور عطر مین تو لفافہ بسا ہوا تھا کہنے لگے یہ جوئی کا عطر ہماری دلجوئی کیلیے لگایا ہی۔ مگر آدمی بڑے مذاق کے معلوم ہوتے ہین

مغلانی۔ اُنکی لیاقت داری مین کیا شک ہی۔

نازک۔ مگر ذری خود کام ضرور ہین آزاد۔

مغلانی۔ اور پاس آبرو بہت ہے با وضع ہین آزاد۔

سپہر۔ بی مغلانی ابھی تم نے دیکھا کیا ہے۔

مغلانی۔ اے لو اوئی مین نے کچھ نہین دیکھا۔ آپ بڑی جہاندیدہ ہین دو کم پچاس برس کی عمر ہونے کو آئی مین نے کچھ دیکھا ہی نہین۔

سپہر۔ اے ہو مین نے یہ نہین کہا بی مغلانی۔

نازک۔ اُنکا مطلب ہو کہ آزاد کا حال تمنے ابھی دیکھا ہی نہین ہے

[illegible] تعریف کروگی۔
سپہر۔ کیا اسنے کچھ تمہارا کہکر مخول کرڈالا۔
نازک ادا۔ اب کاٹنے سے جی بھر گیا ہی سب کا۔
ڈومنی۔ (حیدری) کیا حضور ہم سے خفا ہین۔
نازک۔ تم امیرون کے یان جایا چاہو۔ ہم غریبونسے کوکیا سروکار ہی بھلا۔ بگڑے بگڑے بولتے عار ہی ہوگے اور تم تو ہین رئیس۔
حیدری۔ لے حضور نہ آنا کیا معنی۔ سر کے بھل آنکھونکے بھل حاضر ہون۔ ذری سُن گُن پہونچ جائے سر کے بھل دوڑے آئین مگر مین اُسدن بہت علیل تھی اور پرسون تک طبیعت ناساز رہی۔ ہمارا اللہ جانتا ہی۔ اِس بات کو۔ اور نریب وامیر کیا معنی حضور کو اللہ نے وہ بات دی ہے جو اچھے اچھون کو نہین حاصل ہے۔ ہماری کیا اصل حقیقت ہی بھلا جو آپ سے استادگی کرین ہمارا کام تو افتادگی ہی آپ ہی کا دیا تو کھاتے ہین واللہ۔
نازک۔ باتین تمھاری کوئی بیٹھا سُنا کرے۔
حیدری۔ (مسکراکر) یہ بھی حضور کی ہی جوتیون کا صدقہ ہے جب اسقدر آبرو دی کہ پاس بٹھایا تو ؎

جمال ہمنشین در من اثر کرد | وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

جب سمدھنین سمدھین تو گلوریان دیگئین اور میراثنون نے خوب دل کھول کر گالیان دینا شروع کین۔
سپہر۔ (روح افزا سے) یہ کیا خراب رسم ہے۔
روح۔ ہان اس گالی گلوچ سے ہمین بھی نفرت ہے۔
سپہر۔ اور گالیان کھاکے پھر انعام دینگے۔
روح۔ اُنکو سمجھادو کہ بس اب نہ واہیات بکین۔
نازک۔ واہ۔ ریت رسم مین کیا دخل ہے۔
روح۔ بس تمھین اِنھون کے سبب سے تو یہ باتین ہوئین۔
نازک۔ پہر بس چلے تو تم دونون کو گالیان دلوا ؤن۔
روح۔ گنجے کو خدا ناخن نہین دیتا ہی بہن۔
نازک۔ (کان مین) حسن آرا دیکھو اب کچھ سنیگی۔
روح۔ ہان ہان ضرور میراثنین۔ سمدھنون کو گالیان دیتی ہین۔ تم ہمکو گالیان دو۔
حسن۔ (مسکراکر خاموش ہورہین اور ہنسی ضبط کی)۔
نازک۔ جب جانین کہ اِسوقت حسن آرا بیگم کچھ کہین۔
سپہر۔ اب واسطے خدا کے اُنکو ہنساؤ نہین بہن۔
نازک۔ ہم تو منگنی کے دن کھل کھلاکر ہنستے تھے۔
سپہر۔ تمھارا کیا کہنا۔ تمھاری کل باتین انوکھی ہین کوئی نئی تھوڑا ہی ہے اور تم نہ ہنستی ہو تو تعجب ہے۔
روح۔ بھلا پہلے ہی روز میان سے بولی تھین۔
نازک۔ کیون انہ بولنا کیا معنی۔ کیا میان سے بولنا بھی گناہ ہے کچھ۔ وہ بھی نامحرمون مین ہے کوئی۔
روح۔ مطلب یہ کہ سب کے سامنے بولی تھین۔
نازک۔ ہان ہان سب کے سامنے۔ اُدھر سسرال مین داخل ہوئی اور میان سے گفتگو کی وہ جھیپتا تھا۔ مگر مجھے اُسکی کچھ پروا نہین میان تو ہمارے ہین بولیگا کون۔
روح۔ تو بہن جب ایسا دیدہ دلیل ہونا۔
نازک۔ وہ عورت کیا جو میان سے بولتے ہوئے شرمائے۔
خیر جب میراثنون نے گالیان دینے سے فراغت پائی تو لڑکے والون نے انعام دیا۔ اسکے بعد جہان دُلھن بیٹھی تھی وہان سمدھنین چڑھاوا لیکر گئین۔ دولھا کی بہنون نے دلھن کو مصری کھلائی۔ جوڑا پہنایا دُلھن کو رونمائی دی

اور بہت ہی مسرور ہوئین کہ حسن آرا بیگم اس درجہ حسین اور جمیلہ ہین یہ گردن جھکائے چپ چاپ بیٹھی رہین۔ نازک ادا نے کئی بار چھیڑا مگر حسن آرا کو ہنسی آئے مگر وہ بالکل چپ بیٹھی رہین اور جوڑا اور پھولون کا گہنا پہنایا گیا۔

آزاد پاشا کی والدہ معظمہ اور اُنکی بہنون کو معمولی خوشی سے زیادہ مسرت تھی کیونکہ آزاد کی آزادی سے اُنکو یقین نہ تھا کہ وہ اپنی تقریب شادی مین بلوائینگے۔ سب نے دُلھن کی تعریف کی اور کہا آزاد ہی کے قابل ہے۔

اس گفتگو اور مذاق کے بعد سمدھین رخصت ہوئین اور اُسی روز دلھن کے ہان سے دولھا کے لیے چڑھاوا بھیجا گیا سات طرے بدھی۔ پھولون کی چھڑیان۔ پھولون کے ہار جھوٹی مصری۔ گلوریان اور پان بھی وہی رسمیں ادا ہوئین۔

دوسرے روز بڑی دھوم دھام اور بلیغ اہتمام سے بانجھے کی تیاری ہوئی۔ جسکو دیکھکر باوصف پیرانہ سالی پیر فلک کی عقل عاری ہوئی۔ سمدھیانے مین بھی خوجی مہتمم اعلےٰ تھے آنحضرت نے پرانے فشن کی زربفت کی چپکن زیب بدن کی دستہ لگا ہوا جیب کٹی ہوئی۔ قیمتی بیل ٹکی ہوئی سر پہ حضور نے ایک بہت بڑا شملہ رکھا گلبدن کا پائجامہ۔ کاندھے پر کشمیر کا سبز رنگ دوشالہ۔ پاؤنین دہلی گھنتلا جوتا سات روپے کی ہوگی۔ ہاتھ مین سیاہ جریب یہ کپڑے پہنکر اپنے کمرے سے باہر آئے تو لوگون نے تالیان بجائین اور خواجہ صاحب بہت ہی خفا ہوکر بولے کہ واہ یہ ہیجڑے تالیان نہین بجاتے ہو یہ اپنے باپ دادا پر تالیان بجاتے ہو یہ خاص اُنکی وضع ہے۔ ایک صاحب نے ہنستے ہنستے کہا خداوندیہ شملہ تو بہت ہی چھوٹا ہے۔ ذرا اس سے بڑا شملہ سر پر رکھ لیجیے۔ فرمایا۔

نہین نخلہ بقدار علم۔ گنج علم کی مقدار کا تخلہ کس کے گھر سے آئے لہذا ہم نے اسی پر قناعت کی۔ لونڈیان اور کم سن لڑکون نے اُنکے سر پر ہنسنا شروع کیا اور قریب تھا کہ ایک آدھ شریر لڑکا پگڑی اُچھال دے مگر دو چار صاحبون نے سمجھایا اور اُنکو اس حرکت سے باز رکھا خواجہ صاحب قلم دوات کاغذ دست مبارک مین لیے ہوئے جلوس کی فہرست لکھ رہے تھے مگر غلبۂ ذکاوت سے سب اُلٹا پلٹا۔ فیل کے لیے (وہ راس فیل بلکہ افیال از مبلغ نواب نوازیش) اے سبحان اللہ۔ اس گدھے پن کو دیکھیے کہ ہاتھی کے لیے راس جو گھوڑے کے لیے لکھتے ہین اور فیل لکھکر پھر افیال بنایا۔ فیلخانہ کے لیے مبلغ لکھنا بھی آپ ہی کا کام ہے نواب کے ہجے کتنے صحیح لکھے ہین۔ اور نوازش علی خان کے لیے نوازیش کا شارہ بھی ماشاء اللہ کسقدر جامع ہے۔ اب گھوڑے قلمبند کرنے لگے۔ (ہشت عدد اسپ) اے سبحان اللہ دم کی کسر ہے۔ سانڈنیون کو عجب ٹھاٹھ سے لکھا (پنج زنجیر بعیران) ہوا ہوا ہو۔ زنجیر ہاتھی کے عوض اونٹ کے لیے۔ ماشاء اللہ حضرت کی بھی کوئی کل درست نہین ہے اور سانڈنی کو مونث سمجھکر بعیران کردیا۔ واہ رے شتر غمزے ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ خاص برداروں نے کہا حضور یہین فہرست پر چڑھائیے۔ مسکراکر ایک لطیفہ گو بولے کہ اب آپ گدھے پر چڑھائے جائینگے اسپر کسی نے ٹیسو کی پھبتی کہی کسی نے کہا۔ تو تو نائی معلوم ہوتا ہے مانگے کے کپڑے پہنکر آیا ہے یا کہین سے انعام ملا ہے مگر جوتا چوری کا ہے۔ کوئی ادھوڑی استر کا چور ہوتا ہے یہ ٹاٹ بافی اوگی کا چور ہے خواجہ صاحب نے فہرست کی تمہید مین یہ دیکھکر ابتدائی سطرون لکھی فہرست (فہرست تعداد جلہ) جملہ اس باب (اسباب

برائے مان جہان (مانجھا) بکرہ مغل نواب (نواب) بڑی بیگم صاحب بعافیت باشند کہ درین فہرست امیال و گھوڑے (بعیران) و مردمان و اخامیان (اسامی) ہمہ حسب ذیل تسوح نمودہ شدہ بودہ است۔

ماشاء اللہ کیا کہنا ہی کیا بات ہی۔ املا درست۔ نقرے چست غلطی سے کوئی واسطہ ہی نہین۔ آدمی کیا کان صحت ہے

اب مانجھے کا سامان باہر آیا۔ پانچسو کی گنگا جمنی چوکی نہایت خوبصورت بنی ہوئی سات سو کا مرصع لوٹا۔ مرصع بام اور کٹورا چاندنی کی سلفچی اور آفتابہ اور لگن نقرئی چنگیر دان اور پاندان لالجی سنار تجربہ کار کے اہتمام مین یہ کل اشیا نہایت صفائی اور آب و تاب کے ساتھ تیار ہوئی تھین اور اکثر معمر آدمیون کا قول تھا کہ ہم نے اپنی عمر مین اس گرہست کی اشیا نہین دیکھین سب مین مشہور تھا کہ بڑی بیگم نے اس شادی مین دل کا حوصلہ خوب نکالا ہے مرصع لوٹا اس مرتبہ لالہ سانول داس نے ایک نئی ترکیب سے بنوایا تھا جسکے دیکھنے کے لیے تمام شہر امنڈ آیا تھا۔ اب پارچے اور زیور کا حال سنیے گنگنا مرصع مع مروارید۔ دو ہزار کا سونے اور چاندی کے چھلے گنگنے مین ڈالے گئے۔ پانچ سو کی یاقوت کی انگوٹھی نیمہ جامہ ململ کا۔ بیش بہا بنارسی پٹکا زربفت کا پائجامہ انگرکھا۔ تاج مندیل دوشالہ۔ رومال۔ جیغہ۔ سرپیچ نورتن۔ ہار دست بند سات سفید ریشمی رومال جوڑا کشتیون مین اور پینڈیان خوانون مین لگائی گئین خواجہ صاحب شرف ہر دو کہتے ہوے اس طرف سے مصروف انتظام تھے۔ اور اسطرح دل سے انتظام مین مشغول کہ کسیکی سنتے ہی نہ تھے۔ اپنے کام مین بالکل محو تھے۔ ہمہ تن مستعد۔

خوجی۔ ہاتھیون کو اُس جانب رہنے دو۔ خبردار۔

ایک۔ اجی خواجہ صاحب آداب عرض ہی۔ اجی حضرت۔

خوجی۔ ہاتھی اِدھر بڑھا لاؤ جلدی سے۔ فوراً۔

دوسرا۔ یا الٰہی اے صاحب نواب صاحب کیا پوچھتے ہین۔

خو۔ بس اسی لین مین ہاتھی لگا دو لا کے تم بھی لاؤ۔

لوگ۔ ماشاء اللہ سب کا بھرتا بنائین گے۔ آپ۔

خو۔ دیکھو کچھ گڑبڑ نہونے پائے۔ خبردار یارو۔

لوگ۔ خواجہ صاحب چشم بددور کیا انتظام ہی۔!!!

خو۔ (مسکرا کر) آداب عرض ہے قدردانی آپ کی۔

لوگ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ واہ جی واہ اے لاحول۔

خو۔ (آگ بھبوکا ہوکر) کیا کہا (اکڑ کر) منھ پر کوئی کہے تو دیکھ لین۔ اتنی قرولیان بھوکون کہ یاد کرے۔

لوگ۔ منھ پر نہین تو کیا پیٹھ پیچھے کہا ہی۔ پھر کہین۔

خو۔ اتنی قرولیان بھوکو تگا کہ یاد کرو گے بچہ۔

لوگ۔ حضور سواریان تو اُتروائیے جاکے وہان۔

خو۔ سب انتظام ہوا جاتا ہے ابھی دم کے دم مین۔

لوگ۔ مگر آپ کا رعب سب مانتے ہین جناب خواجہ صاحب

خو۔ ارے میان ہم ذرہ بمقدار ہین بھائی جان۔

لوگ۔ واہ آپ آزار کے جنرل نوکر ہین۔ خواجہ صاحب۔

خو۔ نوکر! ماشاء اللہ۔ دوست یا نوکر۔ ہونہہ!!!

لوگ۔ آپ اور آزاد دوست دوست ہین بجا ارشاد ہوا۔

خو۔ بیشک نوکر تو ہم اُس رئیس کے ہین۔

باداے ادب سپہر شکوہ	بہ صداے کرم سحاب نوال
بزمش از دلکشی بہشت نظیر	قصرش از برتری سپہر مثال

بطراز درقم سلیمان جاہ

اُسکے نوکر ہین - شہزادہ بلند ارادہ - ہنر برزرمگاہ وغا
بلندی و برتری فرش میدان سخاگستری و سروری شاہ
فلک دعرش پایگاہ بعافیت باشند -

لوگ - سبحان اللہ ہنر برکس کے رزمگاہ کے - واہ -

دوسرا - فرش بنادیا یعنی چوپائے ہین - ماشاء اللہ -

تیسرا - سخاگستر وسروری کتنی عمدہ بندش ہی ماشاء اللہ -

چوتھا - اور فلک دعرش دونون کے دونون پایگاہ -

پانچوان - مگر اسقدر بڑھا کے گھٹایا بھی خوب آپ نے -

چھٹا - جی ہان - خلد اللہ ملکہ ودولتہ نہین کہا -

ساتوان - بعافیت باشند - اس سے بڑھکر اور کیا دعا ہوگی - واہ جناب خواجہ صاحب بہادر چرا نباشد -

خواجہ صاحب - مجکو سب سے سب میرے مداح ہین بہت ہی مسرور ومحظوظ ہوے اور اکڑکر کہنے لگے - بابائے من بدیع بندہ فارسی گوید واُردو نگوید کہ اُردو از پوچ است و فارسی بہتر ازان گفتہ اند - ؎

اسپ لاغر میان بکار آید
روز میدان نہ گاؤ پرداری

جلسۂ شادی آزاد ہی - لہذا کام کی کثرت وگرنہ آج اسوقت سے فارسی بولتا تو دس دن تک برابر فارسی ہی بولتا جاتا اور کون فارسی لیٹا فرستادہ ہوتی نرسید - نہین عجم کی فارسی اور قصیدہ تو آزاد کی شادی کا کہنا شروع کیا ہی - مطلع سنیے -

شادی زوجۂ خوش بخت مبارک باشد
مبارک سلامت سلامت مبارک باشد

گلے سے بھی کرتا ہون - بین کار بھی ہون اور شاعر بھی ہون اتنے کمال جناب باری نے مجھ عاجز میں عطا کیے ہین -

الغرض نہایت تزک واحتشام اور بڑی دھوم دھام سے بانجھا خانہ طرب کاشانہ مین پہونچا - سواریان اُترین رسم ادا ہوئی - میراثنون نے سمدھنون کو گالیان دین اتنے مین ایک منلانی نے کہا حضور اس دھوم سے بانجھا آیا ہے کہ مین کیا بیان کرون - دو ہزار خون - سوا سو کشتیان ساتون باجے اور نقیب ٹھاٹھ سے کہتا آتا تھا کہ سواری ہے شیر ان بہادر کی - بڑھائیو عمر دولت کو دور باش -

اب سنیے کہ میان آزاد باہر سے بلوائے گئے اور اُنسے کہا گیا کہ منڈھے کے نیچے بیٹھیے - آزاد تو ان مراسم فضول کے خلاف تھے اُنھون نے کہا یہ تو نہ ہونیکا - مگر عورتون نے ایک نہ سنی اور مجبور کرکے اُنکو بٹھایا - اُنکی بھاوج نے کہا یہ روم روس کی جنگ نہین ہے - یہی بیاہ کے لانا ہنسی ٹھٹھا نہین کچھ خیر ہے - دولھا زیر شامیانہ اُس چوکی پر بٹھائے گئے جو دُلھن کے میکے سے آئی تھی - اور اب اصرار ہونے لگا کہ بانجھے کا جوڑا پہنو یہ جھنجھلا اُٹھتے تھے اور جھلاتے تھے مگر عورتین قہقہے لگاتی تھین -

بھاوج - اب چپ چپاتے پہن لو بس - یہ لو -

آزاد - لاحول ولاقوۃ !!! کیا رسم فضول ہے -

بھاوج - این! لاحول کیا معنی - کوئی نظر پڑگیا -

آزاد - صاحب آخر یہ کوئی پابندی شرع ہے -

بھاوج - شرع سے کیا واسطہ - ہماری رسم ہی شرع ہے -

آزاد - تو ہم اُن مسلمانون مین نہین ہین صاحب -

بھاوج - تم نہین ہو - ہم تو ہین - لے اب پہنتے ہو یا بات کو خواہی نخواہی بڑھاؤگے ہم سے جز یلی نہ چلے گی -

ڈومنی - اے حضور جن بڑے بڑے ملاؤن کے بیاہ ہوتے ہین بیلے پر ہاتھ رکھنے کی اجازت نہین ہی اُنکے بیاہ تک تو ڈنکے اور نقارے ہوتے ہین اور کسی کی کون کہے۔

بیگم - بھلا یہ بھی کوئی بات ہی کہ مانجھے کا جوڑا نہ پہننگے۔ واہ۔

آزاد نے کہا اچھا خاطر ہے۔ لاؤ ٹوپی دے لون بس اب آگے خیر صلاح ہے۔ خیر جب اُنھون نے کسی کا کہنا نہ مانا تو دُلھن کی جھوٹی مصری کھلائی گئی گلوری کھا کر آزاد اُٹھنے ہی کو تھے کہ اُنکی بہنون اور بھاوجون نے ہزارون قسمین دین اور کہا جب تک مانجھے کا جوڑا پورا نہ پہنوگے چوکی سے اُٹھنے نہ پاؤگے۔ آزاد نے دیر تک ہاتھ جوڑے اور گڑگڑائے گڑگڑاکر کہا کہ خدارا میرے اوپر رحم کرو۔ بحق محمد و آل محمد۔ مجھے اِس زرد جوڑے سے بچاؤ۔ مگر اُنھون نے ایک نہ سنی۔ انگرکھا پہنایا۔ کنگنا باندھا۔ کل باتین خاطرخواہ ہوئین درجۂ مجبوری تھا۔

اسکے بعد سمدھنون کو شربت پلایا۔ کشتیان نکالی گئین الائچی چکنی ڈلی گلوریان آئین۔ عطر ملا گیا۔ چہل ہونے لگی۔

میراثنون نے گالیان دین۔ انعام پایا۔

آزاد نے باہر ڈیوڑھی مین جوڑا اُتارا اور کپڑے بدلکر باہر گئے وہان دل لگی ہونے لگی۔

احباب بے تکلف نے اُنسے کہا کیون حضور اب تو جوڑا زیب بدن تھا وہ چاہے ڈیوڑھی مین اُتارو۔ چاہے باہر مگر پہننا تو پڑا۔ کہتے تھے کہ باہنون مین رہکر یہ ہیکڑی نہین چلتی۔ برسون سے مان بہنون سے علحدہ تھے جب دیکھو اپنی ہی ضد کرتے تھے اب بتائیے۔

آزاد نے کہا۔ جی ہان اب اسوقت تو آپکی چڑھ بنی ہی جو چاہے کیجیے اختیار ہی۔ مین تو ہرگز نہ مانتا مگر عورتون کے اصرار نے مجبور کر دیا اور سوانگ بننا پڑا۔ ایک بذلہ سنج دوست نے جواب دیا۔ یار کیون ناشکری کرتا ہے۔ ارے مردہ حُسن آرا سی دُلھن کے لیے تو انسان زرد جوڑا کیا معنے اگر اصل مین سوانگ بنایا جاے تو ہنسی خوشی بنے ہم کو اگر ایسی پری چہم عروس قمر طلعت سیم برحور پیکر ملے تو واللہ کس مردک کو سوانگ بننے مین عذر ہو مگر آپ نے عجب طبیعت پائی ہے۔

مانجھے کی تقریب تو بخیر و عافیت ہنسی خوشی ادا ہو گئی اب سنیے کہ بعض خواتین کو شوق ہوا کہ بڑی بیگم صاحب کے باغ دلکشا کی روح افزا بہار دیکھین اور نسرین و نسترن اور نظارۂ جمال سبزان چمن سے آنکھون کو نور بخشین جا کر دیکھا تو روشین دودھ کی دھوئی ہوئی نحس خاشاک کا نام نہین۔ ؎

لالہ برکف گرفتہ جام شراب	نرگس از مستی اُفتادہ بخواب
گستہ باد از شگوفہ عنبر بوے	سبزۂ نو دمیدہ بر لب جوے
سو بسو از درخت میوہ قطار	شاخ سر بر زمین فتادہ زبار
ہر کجا گام زد جہانے دید	پیش ہر صفحہ بوستانے دید
ہر نمونہ عمارتے پر کار	گلشنے بود صد ہزار بہار
دیدہ در باغ سو بسو تمثال	کادمی را نہ گنجد آن بخیال

گر فرشتہ در آمدے در باغ
ہمچو پروانہ سوختے بچراغ

اِس گلزار سراپا بہار مین وہ معشوقان لالہ عذار و بعتان طرار رشک خوبان فرخار ادائے دلربا شاہدانہ سے اِدھر اُدھر چمنون اور روشون مین خرام ناز سے فتنے

ڈھانے لگین۔ گیتی آرا نے شوخی سے ایک پھول توڑکر جانی بیگم کی طرف پھینکا اور اُس زہرہ بنا گوش نے پھول دونون ہاتھون مین روک کر اُپر تاک کے مارا تو آنچل سے لگتا ہوا چمن مین گرا۔ پھر کیا تھا باغ مین ہر سمت گلبازی ہونے لگی۔ ہر خاتون زہرہ تمثال پر پرستان کی پری اور گلشن بیخار پر بہشت برین کا دھوکا ہوتا تھا گیتی آرا۔ ابرو ہلال۔ روح افزا جادو جمال۔ سپہر آرا سیم ساق۔ دلبری وعشوہ گری مین طاق۔ بہار النسا سرو صنوبر خرام سمن اندام۔ جانی بیگم حاضر جواب لالہ بدن نازک ادا زبان دراز پر فن گلشن آرا رنگین مزاج غنچہ دہن مبارک محل جادو نگاہ غیرت صرر شک ماہ۔ جو تھی سرو چمن طراز۔ جوان طناز۔ غمزے سحر آفرین اسلام دشمن۔ ادائین جادو فریب نشتر زن۔ خرام ناز سے زاہدون کے دل پائمال کرین مسیحان ملاء اعلیٰ اُنکے عشق کا دم بھرین۔

بہر چمن قد موزون او خرام کند
ز طوق فاختگان سرو چشم دام کند

کسی نازک میان کی کمر سیکڑون بل کھاتی تھی کوئی گلون کی مستی مین جھومتی جاتی تھی کوئی اٹھلاتی تھی کوئی گلون کو شرماتی تھی۔ کسی نے ناز دلربایانہ سے گلاب کا پھول توڑکر کہا۔ دُلھن اُسکی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہے۔ کسی نے چھوئی موئی کو چھوکر قہقہہ لگایا اور کہا لے ہے اس موئی کے بھونڈے غمزے تو کوئی دیکھے۔ کسی نے گیندے کے پھول کو توڑکر الڑھ پنے سے کچکڑی دانتون کے تلے دبائی۔ کسی نے باغبان سے فرمایش کی کہ ہزارے کا گلدستہ بنادے۔ کسی نے حکم دیا ہمین بیا کا جھونجھ ڈھونڈھ کے لادے۔ (سپرد داجی نے کہا اسے یہ بی بھلا خانہ باغ مین بیا کا جھونجھ کہان۔ وہ تو جنگلون مین ہوتا ہے۔ بول کے درخت پر کبھی تاڑ یا کھجور مین جہان ہندریا اور جنور نہ پہونچ سکین باغبانون سے پردہ نہ تھا۔ وجہ یہ کہ ان موؤن کی آنکھین نہین ہوتین۔ اور وہ بیچارے مارے خوف اور رعب حسن کے خود ہی نیچی نظر کیے ہوے رہتے تھے کیا طاقت کہ آنکھ بھر کر دیکھ سکین۔

نازک ادا۔ یہ مالی موے بڑے مزے لوٹتے ہین۔

سپہر آرا۔ اے چپ رہو بہن۔ بے ادب ہو جائینگے۔

نازک۔ اے ہے ہمارا بس چلے تو اُنکی آنکھین نکلوا لیں ایسے خوش نصیب ہین۔

سپہر۔ (ہنسکر) خدارا خاموش رہو بہن۔

نازک۔ کیا نگوڑون کا ڈر پڑا ہے کچھ۔

سپہر۔ تو اُنسے دل لگی بازی کیسی واہ!

نازک۔ تم مالنون کو کیون نہین نوکر رکھتی ہو۔

سپہر۔ تمہارے میان کے باغ مین مالنین ہی نوکر ہونگی مالی کوئی نہوگا۔

نازک۔ (ہنسکر) ایک بات کہنے کو تھی مگر نہ کہونگی جانے بھی دو۔ بیکار بیکار خفا ہو جاؤگی۔

جانی۔ اے ہے ذہن نہ کند کرو۔ کہہ ڈالو۔

نازک۔ نا بہن۔ بہت اچھلین کودینگی یہ۔

سپہر۔ تو پھر از برائے خدا وہ بات رہنے ہی دو۔

اتفاق سے اُسوقت کسی کی برات کے لیے نشان کا ہاتھی جا رہا تھا نشان دیکھکر سپہر آرا کو خدا جانے کیا یاد آیا کہ بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور رونے

لگین اُنکی بجولیون کی سمجھ مین نہ آیا کہ اس گریہ وبکا کا کیا سبب ہے مگر عباسی سمری اور ایک مغلانی نے بخوبی سمجھ گئین اور آہستہ آہستہ سمجھانے لگین کہ حضور اب آج تو کسی اور بات کا خیال ہی نہ کیجیے جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اور خصوصاً اب تو آپکو وہ سارا قصہ بھلا دینا چاہیے سپہر آرا نے پانی منگوا کر مُنھ دھویا۔ اُنکی بجولیان اور مہمان خاتونین جو باغمین سیر کرتی تھین یہ حال دیکھکر دنگ ہوگئین اور اصرار کرنے لگین کہ اصل کیفیت کیا ہی روح افزا نے اشارے سے منع کیا کہ اس امر مین اصرار فضول ہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک روز دو گھڑی دن رہی حسن آرا اور اُنکی نوجوان اور خوبرو بہنین بڑی شوخی سے اُسی خاص باغ مین گیند کھیل رہی تھین کہ ناگاہ ایک خاتون پری پیکر نے دیکھا کہ دیوار باغ کے قریب کوئی رئیس زادہ فیل فلک شکوہ پر سوار سبکو دیکھ رہا ہی۔ جیسے ہی اس محبوب دلربا کی نامحرم پر نظر پڑی فوراً ادائے دلربا کے ساتھ جھپٹ کے ایک طرف بھاگی اور اُسکی کیفیت دیکھکر اور خاتونین بھی ادھر اُدھر جھپ گئین کوئی بدحواسی مین پائینچے اُٹھائے شرم کے مارے اُسی رُخ گئی جہان رئیس موصوف اور بھی اچھی طرح گھور سکتے۔ کوئی گھبراکر چلی تو ڈوپٹہ سر سے کھسک کر گر پڑا اور اُسوقت جسم کو چھپا کر نازو ادا سے جھپٹنا اور سمٹنا اور بھی ستم ڈھانے لگا سپہر آرا اور اُس رئیس باوقار کی چار آنکھین ہوئین تو دونون نے دیدے مزے لوٹے۔ ادھر اظہار شرم وحیا۔ اُدھر اشارۂ وصل معشوق دلربا۔ ادھر استغنا۔ و بے نیازی اُدھر گرمی ہنگامۂ عشق وتظارہ بازی۔ ادھر غرور حسن وجمال اُدھر آرزوے وصال۔ اور اُنکے ساتھ

سپہر آرا بھی بدن چرائے ہوئے ایک طرف جھپٹ گئی۔ یہ رئیس زادہ جو بڑی آرزو سے فیل آسمان رفعت پر سوار ہوکر قریب دیوار باغ آیا تھا شہزادۂ ہمایون فر تھا۔ جسنے بڑی دیر تک باغ مین اِن پریون کی چہل پہل کے مزے لوٹے تھے ہاتھی دیکھکر سپہر آرا کو وہ سمان یاد آیا اور بے اختیار اشک اضطراب فروش جاری ہوگئے۔ الغرض عرصے تک یہ گلبدنان گلپوش خانہ برانداز ہوش باغ مین گلگشت کرتی رہین جو تھی شوخ وچالاک مست وبیباک۔ ؎

زلف شان مشک سمن بزان	زیر ہر موے صد دل آویزان
نرگس مست شان بہ فتنہ زفن	پارسا سوز بلکہ توبہ شکن
ہر یکے شوخئ دستگارے	خانہ ویران کنی دخونخوارے
ہر یکے ناز آفرین گلپوش	گیسو عنبرین کشیدہ بدوش
خانہ ویران کن ہزاران دل	گر زنا ربند سجہ گسل

غمزہ را تیغ کافرے دادہ
ناز را شغل دلبرے دادہ

بہار النسا اور نازک ادا سب سے علحدہ ایک روش مین کرسیون پر بیٹھکر باتین کرنے لگین۔ نازک ادا نے کہا اسوقت سپہر آرا کی یہ حرکت ہمکو بہت ناپسند ہوئی مجھسے حسن آرا کہہ چکی ہین کہ ایک دن باغ مین ہاتھی پر سوار ہوکر آئے تھے اور سبکو بے حجاب دیکھ گئے ہین۔ بہار النسا بولی باغمین تو نہین آئے تھے مگر باغ کی دیوار کے قریب تک آگئے اور سپہر آرا کو تو ہم کئی بار سب کے سب سمجھا چکے ہین اور وہ خود بھی سمجھتی ہین مگر بعض اوقات پچھلی باتین یاد کرکے ضبط کرنا مشکل ہوجاتا ہی۔ خیر اس ذکر کو جانے ہی دو کچھ گاؤ بہن نازک ادا نے کہا۔ تم مین یہ بہت بڑا۔

عیب ہی کہا جیا فرمایش کرتی ہو اور جو وہ سب سُن لین تو ایک تو یون ہی کہتی ہین کہ نازک ادا بڑی اوباتی ہی اداب اور بھی زیادہ طعنے دین مگر تمھاری خاطر ہی۔ دو ایک شعر سنائے دیتی ہون۔ یہ کہکر نہایت نازک آوازی سے گانے لگین۔

نہین کچھ غم گلستان سے جو فصل گل روانہ ہے
وہ بلبل ہون کہ گل کھا کھا کے تازہ گل کھلاتا ہی
کہو اُس برق وش سے آج لازم ساتھ جاتا ہی
خدا رکھے ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے
گریبان پھاڑکر دستِ جنون سے ہوگئی کب فرصت
ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اُڑانا ہے
چلو نگاہ سر کے بھل شوق شہادت دستگیری ہی
جہان تلوار چلتی ہے اُسی کوچے مین جانا ہے

بہار۔ جی چاہتا ہے تمھاری آواز کے بوسے لون مگر یہ ممکن نہین۔ کیا گلا ہے ماشاء اللہ۔

نازک۔ اور میرا جی چاہتا ہی کہ تمھاری تعریف کو چوم لون مگر یہ محال ہے یہ کہان ممکن ہے بھلا۔

بہار۔ اتنی ڈومنیان ہین مگر ہمین ایک کی آواز پسند نہین۔ سوائے تمھارے۔

نازک۔ (مسکراکر) بندگی۔ کیا اچھا لطیفہ کہا ہی تو ہم بھی ڈومنیون مین ہین۔

بہار۔ نہین اوئی تمھارے دشمن ہون ہم نے یہ تھوڑا ہی کہا کہ تم خدانخواستہ ڈومنی ہو۔ (ہنستو) تمھاری آواز کے عاشق ہین۔

نازک۔ آپکی عنایت مہربانی مگر کوئی خوبصورت مرد عاشق ہو تو بات ہی تم ہمپر رجھین تو کیا۔ کچھ بھی نہین۔

بہار۔ بس انھین باتون سے لوگ انگلیان اُٹھاتے ہین اور تم نہین چھوڑتین۔

نازک۔ زبانی واخلے سے بھی گئے گذرے ہین۔

بہار۔ انھین باتون پر لوگ کہتے ہین کہ بڑی بیباک ہی مگر یہ اُنسے نہ چھوڑی جائینگی۔

اُسوقت باغ کی ہر روش مین نہالان چمن نہال تھے اور جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ پریزادون نے قدوم میمنت لزوم سے باغ کو زیبایش بے اندازہ اور آرایش تازہ بخشی ہے۔ گلون پر عنادل چہچہہ زن تو روشنین کبک دری قہقہہ زن۔ سروشمشاد پر قمری و فاختہ کی دستک زنی عجب لطف دکھلاتی تھی۔ بہار رضوان بھی اس بہار سے شرماتی تھی پٹریون کے اِدھر اُدھر دورویہ دوب کی سبزی اور بیچ مین سرٹک کی سُرخی سے آنکھون کو نور حاصل ہوتا تھا تو روح کو سرور موفور ہر سمت ساز خرمی مہیا۔ ہر طرف عیش و طرب ہویدا۔ ؎

دربزم گہش فرش بود اطلس گل	افروختہ شمع لالہ از آتش مل
استادہ ہزار سرو در جای خواص	ساقی شدہ طفل غنچہ مطرب بلبل

ادھر شاہدان لالہ روقوس ابرو کا گلزار بخار و چمنستان پہ بہار مین اٹھلانا اور ہرن کی سی چھل پھل دکھانا اور اُدھر بزم طرب مین میر اثنون کا دلربا اور دلکشا تانین لگانا اور صورت باربدی و نغمۂ دلکش سے سامعین کو وجد مین لانا عجب سمان دکھاتا تھا خوشی اور طرب کو خود حال آتا تھا۔ ؎

صدائے مطربان با نغمہ و ساز	درین بزم طرب گردیدہ دمساز
برقص افتادہ ہر سو شوخ و شنگی	بکار دلربائی تیز چنگے

بگلبن دہان نغمہ تے سے	چو مینا از سرود قلقل سے
اصول شاہدان رقص پرداز	دو صد دل پیر باید در یکانداز
زدست افشاندن رقاص دلکش	رمیدہ از چراغ صبر آتش
تزرد نغمہ از ہر سو بہ پرواز	گسستہ آشیان از شاخ آواز

زمین تا آسمان در راگ و رنگ است
خموشی را مقام جلوہ تنگ است

راگ اور راگنی گویا دست بستہ حاضر تھے اور چونکہ ڈومنیون کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہان اکثر ایسی بیگمات تشریف رکھتی ہین جنکو علم موسیقی مین کمال دخل ہی اور جو خود بھی گلے بازی کرتی ہین لہذا اور بھی دل لگا کر گاتی تھین اور فہمیدہ بیگمات موقع اور محل پر داد دیتی جاتی تھین۔

نازک ادا۔ ماشاء اللہ کیا اچھی لیاقت حاصل ہی سبحان اللہ سبحان اللہ اور آواز بھی خوب ہے۔

ڈومنی۔ (ادب کے ساتھ سلام کرکے) حضور کی قدردانی ہی۔

نازک۔ معنی ہی ہین کہ جہان جائے کچھ اپنا ہی کرے۔

ڈومنی۔ یہ سب حضور کی قدردانی ہے ہم لوگ تو پیٹ پالنا جانتے ہین۔ مگر حضور ماشاء اللہ سمجھتی ہین۔

دوسری۔ یہ آپ نے ہماری قدردانی کی کہ اسقدر تعریف فرمائی ورنہ ہم لوگ کس لائق ہین

جانی بیگم۔ خوش آوازی کو بھی خدا نے کیا رتبہ بخشا ہے۔

نازک۔ کیا کہنا۔ ہم جانتے ہین اب دو ہی چیزون مین تاثیر باقی ہے۔ ایک علم موسیقی۔ دوسرے حسن بس باقی اللہ اللہ۔ خیر صلاح حسین کو دیکھکر سب کی نظر پڑے گی چاہے مرد ہو چاہے عورت جو دیکھیگا عش عش کرنے لگیگا۔ کہ واہ اللہ نے کیا صورت پیدا کی ہے کیا حسن عطا کیا ہے۔ یہ حسن ہی کی تاثیر ہے۔ یہ حسن ہی کا اثر ہے کہ آزاد پاشا روم تک دوڑے گئے اور روہان جان کو ہتیلی پر لیے رہے ورنہ ممکن تھا کہ روم کا قصد کرتے یہ حسن ہی کا اثر ہے کہ حسن آرا اسی پریزاد پر ریجھے پولینڈ کی شہزادی جسکا حال ابھی پرسون ہی بیان ہو رہا تھا آزاد پر کیون عاشق ہوتی۔ حسن کے سبب سے ہمارے بیان ہمپر کیون رجھیتے۔ اگر ہم کو اللہ نے ایسا حسن اور یہ جوبن عطا کیا ہوتا کہ چودھوین رات کا چاند ہمارے مقابل مین ماند ہے تو کاہے کو بیان کا دل ہم پر آتا اور ہم اپنے بیان کو کیون پیار کرتے۔ اور دوسرے گانے کا اثر اگر خوش گلو ہو اور دل لگا کر گاے تو سبحان اللہ کیسا ہی روکھا پھیکا آدمی کیون نہو ممکن نہین کہ اس کے کانون کو گانا بھلا نہ معلوم ہو۔

بہار النسا۔ ایک ہم ہی ہین کہ تمھاری نازک آوازی پر مٹے ہوے ہین اسی طرح اور بھی ہونگے۔

نازک ادا۔ تم کیا اچھے اچھے زاہدونکی جان جاتی ہے۔ ہمین اللہ نے اچھی صورت کے ساتھ اچھی آواز بھی عطا کی ہے

ساقی ہین یہ دنہاے گلشت	ہے غیرت باغ ہر بر و دشت
اب دور فلک سے دل ہو شاد	ہے نام حمل کا مہر آباد
ہین جلوۂ نو بہار کے دن	بدمستی بادہ خوار کے دن
زرین سمن کے ہین یہ ایام	گلگشت چمن کے ہین یہ ایام

کیسا رنگ چمن بہار پر ہے
عالم گل و لالہ زار پر ہے

کیون بہن سچ کہنا۔ مثنوی ہو چاہے غزل چاہے ٹھمری۔ چاہے پٹا جو ہو ہم سے کہو اسی طرح گائین اور پڑھین کہ کوئی کیا مقابلہ کرے گا مگر اس کے لیے سمجھ دار

چاہیے سو خدا کا نام ہے سمجھ دار کہان ہے
بہار النسا۔ کیون کیا یہان کوئی سمجھدار ہی نہین۔
نازک ادا ایک تم سمجھدار ہو۔ باقی خیر صلاح۔

نازک ادا بیگم اور جانی بیگم اور جہان آرا نے بڑی بیگم سے جاکے کہا کہ جہان آپ نے اسقدر زر کثیر صرف کیا ہے اتنا یہ بھی کیجیے کہ برات اور چالے تک ہر روز دس بار طائفہ نگا یا ہر بھی ناچ ہوتا رہے کیونکہ سب سے زیادہ نیکنامی اسی مین ہے۔ بڑی بیگم نے کہا بابا جو تمھارا جی چاہے دل کھول کے خرچ چوین روکتی کب ہون مجھسے کہلا بھیجو یا خود مجھسے کہو یا تم اپنے پاس سے خرچ کرکے مجھسے روپیہ لو اور کیا کروگی مجھے اب یہ روپیہ کس کے واسطے رکھنا ہے۔ سوائے حسن آرا اور سہر آرا اور اُن لڑکیون کے اور کون ہے۔ اتنے مین بمبئی کی بیگم نے آن کے کہا اماجان ذری سی کثر رہی جاتی ہے۔ لوگ شاکی ہین کہ اور تو سب کچھ اللہ کی عنایت سے عمدہ طرز سے انجام پا رہا ہے مگر مردانے مین فدی طائفے کم ہین۔

اتنے مین روح افزا نے آکے کہا۔ اماجان دولھا بھائی کہتے ہین کہ بنارس کی مُنّا بھی آئی ہے اور طائفے اور کمپنی سے آئے ہین۔ ان سب کی بڑی تعریف سنی ہے کہ گلے اور بجانے مین دونون مین طاق اور شکل وصورت بھی اچھی ہے تو آپ اگر اجازت دین تو کچھ دی بھیج دی جاوے۔ بڑی بیگم نے کہا بیٹا۔ یہ تمھارا کام نہین ہے۔ خورشید دولھا کو یہان بھیجدو تو اُنسے کہدون۔ مہری باہر گئی اور بلا لائی۔ بڑی بیگم نے اُن سے کہا کہ صاحب ادھر اُدھر کہنے سے کیا مطلب جس شے کی حاجت ہو مجھسے مانگو جسقدر صرف کرنا ہو مجھسے صرف کرنیکو روپیہ مانگو اور کچھ نہین روح افزا کے نام رقعہ بھیجدیا اور

انھون نے مجھسے فوراً روپیہ طلب کرلیا یا خود ہی آکے اور لے گئے۔ مین تو پکار پکار کہتی ہون کہ مجھے اب روپیہ کی اصلا ضرورت نہین ہے اور اللہ کا دیا بہت کچھ ہے نہ تو وہ خرچے جسکو امید ہو کہ آیندہ کوئی اور کام ضروری اگر آن پڑے تو کیا کیا جائیگا جو کچھ کہ ہے اسی مین صرف ہو۔ اور کہانتک صرف ہوگا۔ جب حسن آرا کو اس بات کی خبر ہوئی تو انھون نے اپنی اماجان کے نام خط بھیجا اور اسمین لکھا کہ اماجان فضول باتون مین روپیہ ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔

وہ کام کرو جس سے دس کا بھلا ہو اور خدا بھی خوش رہے ایک تو یہ کرو کہ پچاس ہزار روپیہ میری شادی کی یادگار مین جمع کرادو۔ پچاس ہزار کے نوٹ اگر چار فیصدی کے حساب سے ہون تو اُسکا دو سو روپیہ ماہواری سود ہوا اور یہ خاصی بھلی چنگی رقم ہے۔ یہ وظیفے کے طور پر ان طالبعلمون کو ملے جو عربی کے امتحان مین درآئین سگر کس طرح کا امتحان ہو یہ مین تجویز کردونگی یہ میری راے پر چھوڑ دیجیے۔

۲۔ پچاس ہزار روپیہ مسلمان شریف زادیون کی پرورش کے لیے جمع کرادیا جاے جو بیوہ ہوکر سخت مصائب برداشت کرتی ہین وہ بیوہ جو بالکل بیکس ہون اور بالکل بے بس۔ جنکا کوئی عزیز نہو۔ کوئی مددگار نہ کسیکا بھروسا سارے خدائی مین اُنکی پرورش کا کسیکو خیال نہو اُنکے لیے کھانے کپڑے اور رہنے کی فکر کیجائے اس سے زیادہ فائدہ اور کیا پہونچا سکتے ہین۔

اوھر یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر ایک نیا گل کھلا کہ صاحب مجسٹریٹ اور انسپکٹر پولیس دو برقندازون کو ساتھ لیکر آزاد کی کوٹھی پر گئے اور آنکے کہا آپ بہت چوکس

رہیگا کہ ہمارے پاس ایک خط آیا ہے اور اس مین خان بہت کچھ لکھا ہے آزاد نے مانگا۔

صاحب۔ خط تو موجود ہے مگر مخفی رکھیے گا۔

آزاد۔ بیشک اسکا اظہار فضول ہے۔ دیکھون۔

صاحب۔ کئی سبب سے اسکو پوشیدہ رکھنا چاہیے۔

آزاد۔ دلمن کے ہان تو اسکی خبر نہین ہوئی۔

صاحب۔ بالکل نہین مگر ہم اُنسے کہے یا نہ کہے۔

آزاد۔ مین پہلے خط پڑہون پھر عرض کرون۔

صاحب۔ خط کا مشاء غور سے پڑہیے اور سمجھیے۔

آزاد۔ اب کون میرا دشمن پیدا ہوا ہے بھئی۔

صاحب۔ دل۔ اب یہ خطہ لے کے آپ پڑہ لین۔

آزاد نے خط کھولا تو یہ مضمون اسمین درج تھا۔

قدشناسان چہ دانند درد ما چندش بود	
آنکہ دائم کار با دلہاے خرسندش بود	

تمنے تو تمام عمر لولیان شہر آشوب اور مہوشان غارتگر ہوش مین صرف کی جہان گئے دو ایک کم سن خاتونون کو گھائل کیا اور وہ کون ہی جنسے تمھین دیکھا اور ریجھی نہین مگر یہان حسرت اور تلخ کامی نے کہین کا نہین رکھا اور اب حسن آرا بیگم سے تمھاری شادی ہونیوالی ہے۔ خیر اور ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم یا خود چھری بھونک کے مرجائین یا تم کو بھونک دین۔ ؎

مشترہ بہ باسلیق شکایت فرو برم	
خون دل از رگ مژہ بر تر آورم	
مرہم زداغ تازہ بہ زخم جگر نہم	
پیکان زدل بہ کاوش نشتر برآورم	

اب صلاح یہ ہے کہ تم کو بھی ہمایون فر کی طرح قتل کرین شہسوار نے مفت پھانسی پائی۔ قاتل ہمایون فر تو خاکسار احقر ہے جس طرح اُسکو نیچا دکھایا اسیطرح انشاء اللہ تمکو بھی نیچا دکھاؤن گا۔ راقم آثم قاتل ہمایون فر۔

کانٹون مین اگر نہ ہو اُلجھنا	
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا	

آزاد پاشا نے کہا۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ کسی فقرہ باز کی فقرہ بازی ہے۔ اس شہر مین ہر قسم کے بیفکرے ہین بعض آدمی ایسے ہین کہ صرف دل لگی دیکھنے کے لیے خبر مشہور کر دیتے ہین۔ شہسوار اگر زندہ رہتا تو بیشک دم کا کھٹکا تھا اور اب تو گپ بازاری ہے۔ کسی بیفکرے نے خط اُڑا دیا بیرنگ۔ صاحب موصوف کو آزاد کی راے بہت پسند آئی اور کہا خیر اب ہم کو تشفی ہوگئی۔ مگر دلمن تک خبر نہ پہونچے ورنہ انکی جان کی رُوح سنتے ہی تحلیل ہو جائیگی وہ بہت ڈری ہین۔ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کے پیتا ہے۔ سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔

جب حسن آرا بیگم کے ہان شدہ شدہ خبر پہونچی کہ آزاد کی نسبت ایک گمنام خط آیا ہے اور شہسوار کی طرف سے کسی نے بھجوایا ہے تو گھر مین کھل بلی مچگئی اور سب کی سب انتہا کی پریشان ہوئین۔ بڑی بیگم صاحب کے ہاتھون کے توتے اُڑ گئے اور عجب کیفیت ہوئی۔ اُستانی جی سے کہا بہن ہم بھی کسقدر بدقسمت لوگ ہین کہ عین خوشی کے وقت جب دنیا بھر کی فکر انسان بھول جاتا ہی۔ اس وقت فلک کجرفتار دھتہ باہم کو چرکا لگاتا ہی۔ اب تو ایک نیا گل کھلا۔ اللہ کرے جھوٹ ہو یا خدا بالکل غلط نکلے

آمین - ہوش اُڑے ہوے ہین اُستانی جی عورت تھین مستقل مزاج - گو دل مین تو خود بھی گھبرائی تھین مگر بیگم کی یہ کیفیت دیکھکر سمجھانے لگین کہ اب خدا نخواستہ تشویش کا کوئی مقام نہین ہے - بڑا کھٹکا اس ہوی شہسوار کا تھا سو اُسکو پھانسی ہوگئی - لٹک کے تڑپ کے موا - اب یہ کسی دھوکے باز کا کام ہے اور یہ خبر اُوڑائی کس نے آزاد سے خود نہ دریافت کرلو یہ کہکر انھون نے قلم دوات منگواکر آزاد کے نام یون خط لکھا -

عزیزم مولوی آزاد پاشا صاحب سلمہ اللہ تعالے -

آج خارجاً سنا گیا کہ کسی بدبخت بدکردار نے تم کو خوف دلایا ہے کہ اگر حسن آرا کے ساتھ شادی کروگے تو تمھارے حق مین خدانا کردہ اچھا نہوگا اور سات قرآن درمیان ہمارے تم کا سا حال ہوگا دشمنون کا سخت ملال اور تشویش ہے کیا یہ امر صحیح ہے - مرسلہ اُستانی جی جواب طلب ضروری

یہ ایک خط چوبدار کے ہاتھ آزاد کے پاس بھیجا - پڑھکر سوچے کہ کیا جواب لکھون بعد غور جواب مین لکھا کہ افترا پردازون کی افترا پردازی اور مفسدون کی فتنہ انگیزی سے خود بھی بچیے اور مجھکو بھی بچایئے یہ کسی نے خبر مشہور کردی ہے خدا کی پناہ - کیا کیا فقرہ باز لوگ ہین - اب بھلا ہمارا دشمن کون ہے اور کون جانسے بیزار ہے کہ پھانسی پانے کی تیاریان کرے - گپ سے گپ ہے - معاذ اللہ آپ ان فقرون پر لحاظ نہ فرمایئے -

آزاد نے جواب باصواب دیا تو حسن آرا کو بڑی ڈھارس ہوئی - بڑی بیگم کی جان مین جان آئی - روح افزا اور سپہر آرا نے خدا کا شکریہ ادا کیا - بہار النسا نے مبارکبادی

دی آرا نے فوراً مٹھائی منگواکر تقسیم کی الغرض پھر وہی چہل پہل وہی رونق تازہ ہوئی بلکہ اگلی سے بھی زیادہ لطف بزم طرب تھا - ادھر صاحب مجسٹریٹ نے آنکر بڑی بیگم کے اعزہ و اقربا اور بمبئی والے مرزا صاحب اور نواب خورشید علیخان بہادر اور روح افزا کے بیان کو تشفی دی اور سمجھا دیا کہ اس خط کا مطلق خیال نہ کرین جب محلسرا مین یہ خبر ہوئی تو اور بھی زیادہ تشفی ہوئی مگر کسیقدر کھٹکا ضرور تھا دو گھڑی کے بعد نواب مبارک محل کے خواجہ سرا میان زمرد محلسرا مین آئے اور بڑی بیگم کے پاس جاکر آداب عرض کیا اور کہا حضور کے اقبال سے وہ شخص گرفتار ہوگیا جس نے آزاد کو فرضی نام سے خط بھیجا تھا - یہان ایک شخص بیدار اختر نامی مجنون ایک بار پاگل خانے جاچکا ہے - اُسکے دستخط سے ایک آدمی نے یہ ڈاک مین روانہ کیا تھا - مٹری تو ہی اُسکو ضبط کیا - فوراً زمانے بھر مین مشہور کردیا - معلوم ہوا کہ ممن نامے ایک جعلساز نے جو اکثر بندہ خدا کے نام سے گمنام عرضیان اُڑایا کرتا ہے فقط دل لگی دیکھنے کے لیے یہ شعبدہ کیا تھا -

بڑی بیگم اور بھی محظوظ ہوئین اور وفور طرب سے محلدار کو کچھ حکم دیا اور تھوڑی ہی دیر مین مہری ایک کشتی لائی جس مین چار سو روپے کا ایک نادر دوشالہ تھا اور ایک زردوزی تھیلی مین تخمیناً اسی روپیہ کا یہ انعام خواجہ سرا کو دیا گیا خواجہ سرا کی بن آئی - سات بار سلام کیا کشتی کو آنکھون سے لگایا اور دعا دی - بڑی بیگم صاحب کے حکم سے یہ خبر محل مین مشہور ہوگئی اور شادمانی دوچند زیادہ ہوئی سپہر آرا نے کہا بیٹھے بٹھائے ایک شکستہ دل مین ہوگئی تھی - بارے چلو

بیخبر گذشت۔

حسن آرا بیگم کے ہان نوجوان نازک بدن خاتونان پستہ دہن مین خوب چہل آپس مین ہوتی تھی کہ اتنے مین نازک ادا بیگم نے بہار النسا کو دلھن کے پاس بلوایا۔ اور وہ نگار چابک بانون کو سنوارتی ہوئی خوش ادائی کے ساتھ خرامان خرامان آئی۔ نازک ادا نے کہا اس خرام ناز کے صدقے کبک دری تم تو بہن غضب ڈھائی ہوگی سسرال مین چال تو ایسی مستانہ ہو کہ سارے زمانے کا دل اُسپر لوٹ ہو اور کمر ہزار بل کھاتی ہو۔ خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ یون تو عنایت ایزدی سے ہر ادا اور ہر عضو بدن قابل ہزار ہزار تحسین ہے مگر۔ ع

ہمتو عاشق ہین تمھاری چال کے

نازک ادا بیگم اسقدر وجد مین آئین کہ تالیان بجا بجا کر اس مصرع کو بار بار گانے لگین ع ہمتو عاشق ہین تمھاری چال کے۔ اب یہ خیال نہین کہ کوئی غیر تو نہین بیٹھا ہے۔ بہار النسا نے آہستہ سے چٹکی لی تو ہوش مین آئین اور دانتون کے تلے۔ انگلی دبا کر مسکرائین۔ اردگرد جو بیبیان بیٹھی تھین اُنھون نے قہقہہ لگایا۔ مبارک محل نے کہا بہار النسا مین یہ بات تو عرصے سے ہے کہ دنمین ہزار بار منھ دھوتی اور بناؤ چناؤ کرتی ہین اور ہاتھ تو باونپر ہر دم پھیرا جاتا ہے اور یہ جو نازک ادا نے کہا اس سے نہین بھی اتفاق ہے کہ انکی چال مارے ڈالتی ہے۔

نازک ادا بولی شکر ہے کہ ہمکو تو ان سب نے ملکے نکو بنالیا تھا بارے ہمارا جنبہ بھی کسی نے کیا۔ یہ چال کسیکو نصیب نہین ہوتی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مورا برکو دیکھکر مستی مین جھوم رہا ہے

طاؤس کو یہ بات کب نصیب ہوتی ہے جب گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے اور بادل صحن گلزار پر جھومتے ہوے آتے ہین اور یہان ہر دم چال کا یہی حال ہے۔

بسکہ جا بخشد خرام آن پری | سازد از نقش قدم کبک دری

بہار النسا نے مسکرا کر کہا اگر مین بھی تمھاری سی لفاظ ہوتی تو اسکا جواب دیتی اور آخر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہمکو بناؤ چناؤ اور دن بھر آراستگی مین کس نے دیکھا۔ نازک ادا نے کہا۔ بہن۔ دن بھر تو تمھارے میان دیکھتے ہونگے مگر ہان جب کبھی تم ملین یا ہمارے ہان آئین یا کہین اور ملاقات ہوئی ہم نے یہی دیکھا کہ تم کو بات بات پر بننے ٹھننے کا خیال رہتا ہے اور گو ہم سے دو تین سال بڑھی ہی ہوگی مگر بارہ برس کی بنی رہتی ہو۔ ہین تمھارے میان قسمت کی دھنی کہ بیوی ایسی پائی جو ہر دم پری کا سا جھمکڑا دکھائے نہین تو کسی بولے حیران سے پالا پڑتا تو دیکھتین بہار النسا نے کہا۔ سنو بہن ہماری رائے یہ ہے کہ اگر عورت فہمیدہ ہو اور تمیز رکھتی ہو تو مرد کی طاقت نہین کہ باہر کا چسکا پڑے۔ بیوی خود ہی خوش پوش کیون نہو خود ہی سولھا سنگار کرکے اپنے جوبن کو کیون نہ چمکائے۔ میان تو پانی بھرنے لگین۔ اسپر اور سب تو خاموش ہو رہین مگر گیتی آرا نے آہستہ سے اسقدر جوابدیا۔ بہن ذری ادھر تو چار آنکھین کرو بندگی پرالٹن صاحب بھی یاد ہین۔ اسپر سپہر آرا روح افزا اور گیتی آرا بہان آرا اور بمبئی کی بیگم سب کی سب کھلکھلا کر ہنس پڑین اور بہار النسا جھپ کر خاموش ہو رہین اور نازک ادا نے بھید لینا شروع کیا کہ یہ پرالٹن صاحب کون ہین۔

روح افزا۔ یہ باتین کسی سے کہنے کی نہین ہین بہن۔

نازک ادا۔ یہ جناؤ کی ضرورت تو ہے۔ یہ ہو کون۔
بہار النسا۔ کالا چور تم سے کیا مطلب ہے۔
گیتی آرا۔ بتا دون بہار النسا بہن کیا ہرج ہے۔
بہار۔ اے ہے۔ اے لو از برائے خدا کہین ایسا ستم بھی نہ ڈھانا۔ اوئی یہ ایک ٹھٹھول ہین۔
نازک۔ نہین اللہ جانتا ہے کسی سے نہ کہونگی بہن۔
روح۔ اچھا پھر کسی وقت کہدین گے تمسے۔
نازک۔ کچھ دال مین کالا ضرور ہے۔
جانی بیگم۔ کوئی صاحب انپر ریجھے ہونگے بس۔!
نازک۔ ہان خدا جانے کہان جھپک دیکھلی۔
بہار۔ روح افزا کی یہی باتین تو ہمین ایک آنکھ نہین بھاتین بھلا اس ذکر کے بغیر کیا ہرج تھا
روح۔ لین!۔ ای لو۔ مین نے کیا کیا۔ واہ وا کہا گیتی آرا بہن نے اور جھلاہٹ ہمپر۔ یہ خوب بات ہی۔ انکو کہو مجھ سے کیا مطلب یہ خاصی بات ہے
بہار۔ گیتی آرا کی یہی باتین ہین ابھی بچپنے کی بو نہین گئی ہے۔ بھلا کہنا کیا فرض تھا۔

آخر کار مجبور ہو کر روح افزا نے بہار النسا کی اجازت سے نازک ادا کو ایک کونے مین لیجا کر کل حال بیان کر دیا اور پرائن صاحب کی حقیقت حال سے مطلع کیا۔

پانچ دن کے بعد ساچق کی تیاری ہوئی۔ شب کو سامان اور جلوس آراستہ ہوا۔ ریت کا جوڑا اور چوتھی کا جوڑا کشتیون مین لگایا گیا چاندی کا پٹارا باہر آیا چوبکی شیشیان عطر کی شیشیان۔ کیوڑے گلاب کے کنٹر۔ ساتون گھنے ناڑا۔ یہ سب اسمین قرینہ کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔

خواجہ صاحب بار بار پٹارے کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھتے تھے کہ خبردار شیشیان نہ گرنے پائین۔ موتیے کا عطر خدا جانے کن دقتون سے لایا ہون یہ وہ عطر ہے جو آصف الدولہ بہادر کے ہان سے بادشاہ بیگم کے لیے گیا تھا۔
لوگ۔ (ہنسکر) اللہ اللہ یہ پرانا عطر ہے خواجہ صاحب حضور کو کہانسے ملگیا۔ اللہ ری تلاش۔!!!
خوجی۔ ہونہ! کہانسے ملگیا۔ مل کہانسے جاتا جو بندہ یا بندہ یہ شاہی کوٹھون کی چیزین بڑی تلاش سے ملتی ہین۔
لوگ۔ اور یہ برسون کا عطر چٹ نہ گیا ہوگا کچھ کہا ہے آصف الدولہ کے زمانے کا کوئی آدمی تو اب زندہ نہین رہا یہ عطر کہان سے مل گیا بڑی تلاش سے ملا ہوگا۔
خو۔ ہونہ! عقل بڑی کہ بھینس۔ یہ وہی مثل ہوئی اب گیدی بادشاہی کوٹھونکے عطر کہین چکٹا کرتے ہین یہ بھی اُن گندھیون کا تیل ہوا جو بیلا چمبیلی مستی پھلیل کہتے پھرتے ہین۔ طبلہ لیا اور چلے پھیری کو اور اسکے کیا معنی کہ آصف الدولہ کے زمانے کا اب کوئی آدمی ہی نہین رہا ہم دو ہزار دیکھا دین اور وہ آدمی رہے یا نہ رہے عطر تو وہی ہے جو خاص بادشاہ بیگم کے لیے آصف الدولہ کے ہان سے ساچق کے دن بھیجا گیا تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسی وقت پھولونکو توڑ کے عطر کھینچا ہے عجب بو باس ہے واہ رے موتیے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ تختہ کھل گیا جونپور اور قنوج سب کو گرد بر دکر ڈالا۔
لوگ۔ اور کیون صاحب یہ کیوڑا کہان کا ہے
خوجی۔ کیوڑا ستان ایک مقام ہی کجلی بن کے پاس وہانکے

کیلئے سے کھینچا گیا ہے۔ عجب کیوڑا ہے۔

لوگ۔ کیوڑستان! بتام تو آج ہی سنا۔

خوجی۔ ابھی تم نے سنا ہی کیا ہے ع

اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو

ایک۔ کیوڑستان ہی کا نام سن کے گھبرا گئے۔

لوگ۔ اور کیون حضور یہ کجلی بن کونسا ہے۔ وہی ناہمان گھوڑے کثرت سے ہین۔

خوجی۔ (ہنسکر) اب بناتے ہین آپ۔ کجلی بن مین گھوڑے ہین۔ کجلی بن خاص ہاتھیون کا جنگل ہے۔

راوی۔ ہنسے مچھی۔ خواجہ صاحب کو ہنستے ہوے لوگون نے آج ہی دیکھا ہوگا۔ ہم تو سمجھے تھے گیدی قرولی نکال لیگا مگر ہنس دیے الحمدللہ اب منھ ضرور برسے گا۔

لوگ۔ اور کیون جناب کیوڑستان سے تو کیوڑا آیا اور گلاب کہان کا ہے گلابستان کا ہوگا۔ شاید۔

خوجی۔ شاباش۔ دیکھو یہ ہمارا فیضان صحبت ہے کہ اپنے پرون اب آپ اڑنے لگے۔ گلابستان سے گلاب آیا ہے۔

لوگ۔ کیوڑا تو کیوڑستان سے آیا جو کجلی بن کے پاس ہے اور گلابستان کہان ہے۔

خوجی۔ گلابستان یہ کیا۔ ا۔ اجی نام لو۔ تو بکاؤلی مرد بکھیا کے پاس جہان کا جادو مشہور ہے۔

الغرض خواجہ صاحب نے انتظام بلیغ کیا کہ سب سامان نہایت قرینے سے آراستہ ہو چانڈی کی مٹکی مین دہی رکھا گیا اور سوہے سی مٹکی کا منھ باندھا گیا اسپر ناڑا باندھا گیا رپہلا سنہرا پچکا لگایا گیا اور ارد گرد گنگا جمنی مچھلیان پروئی ہوئی لٹک رہی تھین مصری کے کوزے قند کے کوزے بادام چھوارا۔ ناریل۔ انار سیب وغیرہ فواکہ خوانون مین لگائے گئے آرایش کے تخت اور جلوس قرینے کے ساتھ آہستہ ہوکر ساچق چلی قدم قدم پر آتشبازی کے انار چھوٹتے جاتے تھے اور مہتابین روشن تھین خواجہ صاحب کی نسبت دل لگی بازون نے تجویز کی کہ انکو بھی آرایش کے ساتھ ایک تخت پر بٹھائین اور انسے کہین کہ اوندھے پڑکے چانڈ دیتے جائین۔ مگر خوجی عقل کے دشمن تھے لیکن اتنے بڑے گدھے نہ تھے کہ آرایش کے تختون کے ساتھ خود بھی کاٹھ کے اُلو بنتے یہ ادھر اُدھر اچکتے پھرتے تھے۔ پنشاخے والیون سے اور انسے خوب جھوڑ ہوتی تھی ایک پنشاخے والی کا ہاتھ پکڑا اور کہا دوڑ ہمارے ساتھ وہ بگڑکر بولی دور موے ڈاڑھی جھلس دونگی ہان۔

آیا وہان سے برات کا دار و غہ بنکے موا بونا سوا سے وہی مرہے پن کے دوسری بات نہین۔ خواجہ صاحب طیش کھاکر اور بگڑ کر گالیان دینے لگے۔

خوجی۔ نکال دو اس حرامزادی کو یہان سے۔

عورت۔ نکال دو اس مونڈی کاٹے کو

خوجی۔ ارے کوئی ہے اس چڑیل کو نکالو۔

عورت۔ ارے کوئی ہے اس بھتنے کو نکالدو۔

خوجی۔ اب مین چڑی بھونک دون گا بس۔

عورت۔ اپنے پنشاخے سے منھ جھلس دونگی ہان موا دیوانہ عورتون کو راستے مین چھیڑتا چلتا ہے کچھ پی گیا ہے کیا یا بے وارثی سمجھا ہے۔

خوجی۔ ارے میان کانسٹبل اسکو دھکے مار کے یہان سے نکالدو چڑیل کو۔ جاتی ہی نہین۔ چرخا۔

عورت - تو خود کال سے پہلے - !!!

لتے مین ایک نواب زادے نے جو ساچق کے ساتھ تھے سمجھایا کہ جانے دیجئے - آپ اپنی وضع کی طرف دیکھیے - یہ بازاری عورتین اِس قابل نہین کہ اُنکے منہ لگے کوئی اب غصے کو تھوک دیجیے - خواجہ صاحب نے آہستہ سے کہا خداوند اگر اُسنے سزا نہ پائی تو اینجانب کی بڑی کر کری ہوگی اور بدرعبی ہو جائیگی - ادھر خواجہ صاحب باتین کرتے تھے اُدھر دکاندار تماشائی - رہرو - ساتھی قہقہہ لگاتے تھے یہ اور بھی جھلاتے تھے - آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ خواجہ صاحب اِس عورت کو نکال دین اور حضرت سرکس ٹوپی اُتار کے بڑے اہتمام کے بعد پنشاخ والی کیطرف جھپٹے جھپٹتے ہی اُسنے آدُ دکھا تاؤ معاً پنشاخہ سیدھا کیا اور کہا اللہ کی قسم نہ جھلس دون تو اپنے باپ کی نہین اور لوگون نے پھبتیان کہنی شروع کین -

۱ - اجی کمیدانصاحب اب تو ہاری مانی -

۲ - دگلے والی پلٹن کے کمیدان صاحب ہین -

۳ - اب اسوقت قرولی اور چھری کیا ہوئی -

۴ - لاحول ولاقوۃ - ایک پنشاخے والی سے نہین جیت پاتے بڑے سپاہی کی دم بنے ہین - چلو بس -

۵ - او گیدی سنبھل کر لڑ - یہ مرد دے بنے ہین - اے پھٹکارا رے میان عورت سے نہین جیت پاتے -

عورت سے کیا دل لگی ہے - ذرا جگہ سے بڑ ہا اور مینے داڑھی اور منہ دونون کو جھلسا دیا - پھٹے سے منہ - یہ مرد دا ہے - عورتون سے بدتر - جا چلو بھر پانی مین ڈوب مر -

تو جی - دیکھو سب کے سب دیکھ رہے ہین - کہ عورت بجھکر

ہم نے اُسکو چھوڑ دیا ورنہ اگر کوئی دیدہ ہوتا تو ہم قتل کیے بغیر نہ چھوڑتے اسوقت - ؎

لوایم خامہ و لفظ ست لشکر بمیدان آمدم اللہ اکبر

عورت - پہلے تو مین نے طرح دی کہ اِس شہدے کے منہ کون لگے مگر جب مین نے دیکھا کہ یہ مانتا ہی نہین ہے تو مین بھی اُسکے ساتھ شہدی بن گئی -

جب ساچق دلھن کے ہان پہونچی اور سواریان اُتریں تو دلھن کی بہنون نے صندل سے سمدھنون کی مانگ بھری اور سمدھنین آن کے دُلھن کے کمرے مین بصد ناز و انداز بیٹھین حسن آرا کا نکھار اسوقت قابل دید تھا جسنے دیکھا پھڑک گئی - دلھن کو پھولون کا گہنا پہنایا ایک تو عروس نازنین یون ہی گلفام و گلبدن تھی - اس پھولون کے گہنے نے اور بھی جوبن کی آگ بھڑکائی اور اس درجہ پھبن تھی جسطرح ایک گل پر عنادل کا ہجوم ہوتا ہے اسیطرح خواتین نوخیز اس گل نوشگفتہ چمنستان رعنائی کے ارد گرد کھڑی تھین اسکے بعد جواہرات کا گہنا پہنایا گیا سو اشرفیان دُلھن کو دین اور چھڑیون کی مار ہونے لگی ڈنڈیون پر چاندی چڑھی ہوئی تھی - نازک ادا اور جانی بیگم اور بہار النسا کے ہاتھ مین مقیش اور پھولون کی چھڑیان تھین سمدھنون کی اس درجہ چھڑیان پڑین کہ بعض ان مین سے اُٹھ اُٹھ کھڑی ہوئین نازک ادا نے کہا بہن یہ ماتھے کے دن کا بدلا ہے - ہم تو سمجھاتے تھے کہ یہ وقت یاد رکھنا تم نے ایک نہ سنی - الغرض تھوڑی دیر تک چھڑیون کی مار رہی - فراشیون اور مہریون وغیرہ نے

اسقدر پاگل ہوئی کہ کہین میر افسون نے گلیان مین گانا شروع کیا اسنے افسون کو ضربت پلایا اور وہ رخصت ہوئین جب سعد حسین چلے گئین تو بہار النسا نے عباسی مہری کو بلایا اور کہا تم نے آج بڑی بدتمیزی کی کہ سعد افسون کی کہاری سے لڑ پڑین اسنے کہا حضور جو میری خطا ہو۔ تو جو سزا چاہیے دیجیے مگر مین مجبور ہوگئی۔ مجھے کہنے لگی کہ بڑی بیگم ہین کیا بچاری ہم انکی اگواڑے نہ پچھواڑے لینے مین نہ دینے مین کیا کچھ ہم انکا دیا کھاتے ہین۔ مین نے آپ تک سے نہین بیان کیا۔ حضور نے پوچھا یہ کیا کہتی تھی مین نے منہ پر بھی نہین رکھا مگر وہ خواہی نخواہی بے سمجھے بوجھے اُلجھ پڑی پھر سرکار مین بھی انسان ہون اور ضبط کی بھی کوئی حد ہے۔ مجھسے نہین رہا گیا اُسوقت مین آگ ہوگئی مگر اللہ نے کچھ دل مین ڈال دیا کہ مین پھر پہلے سے ٹل گئی۔

نازک ادا۔ تم بڑی طرار تھین وہ تم سے بڑھ کے نکلی۔

عباسی۔ اے حضور ہین تو اُسنے گھاتے مین بٹھال دیا بڑے بلون پر ہے۔ ایسی عورت ہی ہم نے نہین دیکھی۔

نازک۔ اب تم اُسکے منہ نہ لگنا۔ وہ میر کے پالے سے ہی ایسے ویسے کی مہری نہین ہی۔ دُولھا کی بان کے مہری ہی۔

روح افزا۔ اماں جان سن لیتین تو موقوف کر دیتین

اتنے مین ایک فراشن نے آکے کہا حضور مانجھے کے دن تو دولھا کے ہان بڑی دل لگی ہوئی۔ مانتے ہی نہ تھے کسیطرح نہین مانتے تھے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر نہ مانا نہ مانا جب تو انکی بھاوج نے آڑے ہاتھون لیا اور کہا بھلا دیکھین تو کیونکر جوڑا نہین پہنتے ہو۔ نہ پہننا کیا معنی یہان آپکی ایک نہ چلے گی۔ تم ہو کیا بیچارے۔ بڑی دھینگا مشتی کے بعد ٹوپی دے لی مگر انکی بھاوجون اور بہنون نے بندر دستی چھپایا۔ مگر حضور کیا کہا ہے نور برستا ہے چہرے سے اللہ نے اپنے ہاتھ سے صورت بنائی ہے۔ جسنے تو اس سن مین ایسی صورت نہین دیکھی اور آنکھین مین کیا بیان کرون بس چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ جب دولھا دولھن کے پاس بیٹھے ہونگے چاند سورج کی جوڑی معلوم ہوگی۔

نازک ادا نے دُلھن کو گدگدا کر کہا دلمین تو خوش ہوتی ہوگی وہ ہنس دین۔ بہار النسا بولی خوش ہونیکی بات ہی ہے فراشن سے پوچھا گیا کہ اب برات کی نسبت کیا کہتے ہی۔ کہا حضور سب کچھ ہوگا۔ یہ سب نخرے بازیان تھین مان سے لڑے بہنون سے لڑے۔ بھاوجون سے لڑے زمانے بھر سے لڑ بڑے لیکن دُلھن کے ایک خط نے موم کر دیا۔ بھاوجین تو ہنستی ہین۔ کہ ہمارا کہنا نہ مانا اور بیوی کا کہا اتنی جلد مان لیا اسقدر کا خوف ہے۔

حسن آرا کو فراشن کی یہ تقریر از حد بری معلوم ہوئی آہستہ سے بہار النسا کے کان مین کہا۔ باجی جان ایسا نہو کہ یہ بھی سارے زمانے مین مشہور ہو جائے کہ دُلھن نے شادی کے قبل دُولھا کو خط بھیجا ہے۔ بہار النسا مسکرا کر بولی چلو بس اب ان باتون کا خیال نکرو۔ تمکو اور آزاد کو کوئی کچھ نہ کہیگا کون نہین جانتا کہ یہ شادی مان باپ کے ذریعے سے نہین ہوئی۔ خود بخود دولھا دولھن نے راضی ہو کر وعدہ کر لیا اور اگر مشہور ہوا بھی تو کیا آج اللہ کی عنایت سے ساری خدائی مین تم دونون مشہور ہوا اور سب تمھاری تعریف کرتے ہین یہ ادنی سی بات ہی کہ خط بھیجا یا نہین بھیجا اس سے کیا ہوتا ہے۔ نازک ادا نے باصرار

دریافت کیا کہ دلھن کس امر کی نسبت تذکرہ کرتی ہین اگر مضائقہ نہو تو ہم بھی سُنین - بہار النسا نے کہا - اسوقت فراشن نے آکر کہا کہ دلھن نے خط بھیجا تھا اور بھاوجین طعنے دیتی ہین کہ ہمارا کہنا نہ مانا دلھن کے خط پر راضی ہوگئی نازک ادا بولی - اوہ جی یہ کون بات ہی - یہ فضول خیال ہین وہ سارے زمانے کو معلوم ہوجائے تو کیا اسکے بعد نازک ادا نے مثنوی کے اشعار آہستہ آہستہ پڑھنے شروع کیے -

منھ سے تو کچھ نہ بولی وہ پرفن	پاؤن سے پرو بالیا دامن
اُٹھتے اُٹھتے وہ ماہ بیٹھ گیا	گلے لپٹا کے پیار کر کے کہا
جانی اسوقت مجکو جانے دو	دن نکل آئیگا ہو آنے دو
تو بھلا جانجان تمھین بولو	جی مرا چاہتا ہے جانے کو
کیا کرون بس نہین مرا زور	ہاتھ سے آسمان کے ہون مجبور
مجھسے کچھ بے مزا ہو نا تم	دل مین اپنے خفا ہو نا تم

جسطرح ہو سکے تم اے گل تر
ٹال جاؤ یہ اور چار پہر

حسن آرا نے آہستہ سے کہا - بہن اس مثنوی مین ہم کو سب سے زیادہ یہی شعر پسند ہے جو آپ نے سب سے پہلے پڑھا تھا

منھ سے تو کچھ نہ بولی وہ پرفن
پاؤن سے پرو بالیا دامن

اور جہان جو ذکر کیا ہے نیا اور نرالا - نازک ادا بولی ہمنے تمھارے آزاد کی بڑی تعریف سنی ہی - وہ وہ شعر پڑھون اور سناؤن کہ پھڑک پھڑک جائین - حسن آرا نے کہا بہن بس انھین باتون سے تم بدنام ہوتی ہو - اور سب زبانی داخلہ - بھلا تم اُنکے سامنے شعر پڑھوگی اسکا تم کو یقین ہی پھر اپنے کو سخت مین مبتلا کرین کرتی ہو -

ایک روز شام کو محمد عسکری بیگ کے پاس دوڑے آئے اور تخلیہ مین کہا - چچی جان نواب محمد حسین خان اور آغا نیو صاحب اسوقت باتین کرتے تھے کہ اب حسن آرا کو کسقدر سمجھا دینا چاہیے کہ جسطرح مسلمان شریف زادیان دلھن بن کے زمانے مین برتاؤ کرتی ہین ازبسکہ خدا اسیطرح برتاؤ کرین اُنسے کسی نے کہا ہی کہ حسن آرا نے کوئی خط حال مین آزاد پاشا کے نام بھیجا ہی یہ بُری بات ہے آپ سمجھا دین - بڑی بیگم کو سخت حیرت ہوئی کہ کیا خط - کس امر کی نسبت - کس نے بھیجا - کب بھیجا - بہار النسا کو بلا کر دریافت کیا - یہ قبول دین کہ ہان جب آپ نے اصرار کیا تھا کہ برات اُسی طرح سے آئے جسطرح نواب زادون کے ہان جاتی ہے تب مجبور ہوکر اُنھون نے آزاد کو بہت پوشیدہ طور پر خط بھیجا تھا مگر کیا معلوم یہ بات کیونکر پھوٹی آپ سے کس نے بیان کیا اُنھون نے محمد عسکری کی طرف اشارہ کیا اور کہا ابھی اُنھون نے آن کر مجھسے بیان کیا منع کر دو کہ اب یہ لڑکپن نہ کرین اس سے بڑھکر اور بیباکی کیا ہوگی آج تک کہین ایسا بھی ہوا ہے بہار النسا نے اُن کی تشفی کی کہ امی جان آپ اب اسکا خیال نہ فرمائین کوئی امر اب آپ کی مرضی کے خلاف نہونے پائیگا - آپ اطمینان رکھین اور ادھر اشارے سے محمد عسکری کو علیحدہ بلا کر ڈانٹا -

بہار النسا - واہ واہ واہ - تم اب بھی نہین باز آتے -

محمد عسکری - نہین بہن آپین میرا قصور نہین ہے -

بہار النسا چلو بس سُن چکے یہ باتین ہم نہین سنتے -

عسکری۔ تو سن لیجیے۔ پہلے میری تو سن لیجیے۔
بہار النسا۔ تمکو بڑی بیگم سے پوچھ لینے کی کون سی ضرورت تھی۔ کہدیتے دکھانا ہضم نہوتا۔
عسکری۔ مجھے خورشید دولھا اور نواب محمد حسین خان ہون آغا نبو صاحب نے ذکر کیا کہ تم جاکے بڑی بیگم صاحب کو سمجھا دو۔ مین نے کہدیا۔
بہار۔ تو تم ان باتون مین دخل دینے والے کون۔
عسکری۔ اچھا صاحب قصور ہوا معاف فرمایئے بس۔
بہار۔ تم کو تو بالکل دخل ہی نہ دینا چاہیئے۔
عسکری۔ آج سے اگر دخل دون تو باجی سمجھو بس۔
بہار۔ یہ باتین ہمین ایک آنکھ نہین بھاتی ہین۔
عسکر۔ توبہ انکی عقل مین آن کے خواہ مخواہ اُلو بنا۔
اب کان آئے ہے۔ کون مردک اپنے حساب کسی بات مین دخل دے۔ توبہ توبہ۔ ع

	بات پر جب زبان کٹتی ہے

بہار۔ زبان نہین۔ تمہارا کلام کوئی باور نہ کرے گا یہان ایک دفعہ کے جلے ہوے ہین تم وہ شخص ہو۔
عسکری۔ جب آپ بڑی بہن ہوکر ایسا کہین گی تو بس پھر اور کسیکو کون کہے۔ خدا جانے ہماری قسمت نے کیسا پلٹا کھایا اچھا کام کرتے ہین تو بُرا ہوجاتا ہے۔ ؎

صورت گردون گردان خود بخود پھرتا سدا	
	ہون وہ سر گردان جو مٹی میری ملتی چاک مین

بہار۔ اب خدا کے لیے اور کوئی شگوفہ نچھوڑنا۔
عسکری۔ قسم کھائی کہ اب مین یہان قدم نہ رکھونگا۔
بہار۔ بے جسمین لوگونکو اور بھی قوی بدظنی ہو۔
عسکری۔ نہ یون نہین ہرگز نہ دون نہین ہے۔ لاحول۔
بہار۔ امی جان کی چور سے خط گیا تم جاکے جڑ دینے والے کون اور جسکا جی چاہے کہ تم کو کیا پڑی تھی۔
عسکری۔ اچھا اب یہ قصور معاف ہونے کے قابل ہے یا نہین۔ اگر معاف ہونے کے قابل ہے تو خیر ورنہ سزاوار۔
یہ کہکر محمد عسکری اپنا سا منہ لیکر روانہ ہوئے اور باہر جاکر کہا کہ حضرت آپ سب نے اچھا دھروا دیا۔
جب مانجھے اور ساچق کی رسم ادا ہوچکی تو ایک دن بی عباسی نے آن کر یون بیان کیا کہ مین اسوقت دولھا کے ہان سے آتی ہون بڑی مجتمین ہو رہی تھین مگر اور دونون کی نسبت آزاد پاشا آج سرخوش بادہ مسرت تھے اور کہتے تھے کہ عقل منصلحت آموز کی رہنمونی سے ہمکو مقتضاے خردمندی یہی معلوم ہوا کہ بود و باش اور تمہیر منزل مین انگریزون کی تقلید کرین۔ نازک ادائی قہقہہ لگاکر کہا۔ تو اگر یہ خیال ہے تو پھر حسن آرا بیگم کا جمال جہان آرا بھی لوگونکی نظر سے گذرے گا۔ اور تماشائی اُنکے حسن بالغ عیار اور اُنکے جوبن کا نظارہ کرینگے جو اسقدر انگریزیت ہے تو انکو باہر ہوا کھلانے ضرور لیجائین گے۔
ایک فٹن پر صدر مین بی حسن آرا بیگم اور سپہر آرا بیٹھی ہین اور سامنے غلام بنے ہوے آزاد پاشا ہاتھ جوڑے بیٹھے ہین اور عاشق تن جوانان طناز باہم کہہ رہے ہین کہ واللہ کیا حور سرشت خاتون ہے۔
حسن بالغ عیار کا کیا کہنا اور گلبرگ رخسار کے مقابل مین گل ترجمل ہے ایزد جمال نے کیا رخ زیبا عطا کیا ہے جو دیکھتا ہے عش عش کرتا ہے اور عاشقی کا دم بھرتا ہے۔ ہر عاشق

تنور سینہ مین طوفان جنون جوش زن ہوگا۔ اور آزاد
پریا کو بغل مین بٹھائے ہوا سے باتین کرتے جاتے ہونگے
اور کوٹھیون مین لیجاکر سیر دکھائین گے اور شرابین پلائینگے
اس فقرہ پر حسن آرا نے تنگ ہوکر کہا۔ اللہ کرے اے
واہ کیا اچھی باتین کرتی ہو۔ کالا پانی ہمارے دشمنونکے حصہ
مین آئے۔ نازک ادا بولی کیا آزاد نہین پیٹے ہین۔ تمکی
طرف سے قسم کھاؤ گی۔ انھون نے جواب دیا کہ پیٹے کی
نکھو مگر سنا نہین۔ ؎

آدمی را بچشم حال نگر از خیال پری دوئی بگذر	

اب توبہ کرلی۔ پھر التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

کی مے سے جو ایک بار توبہ اے ساقی وائے بہار توبہ	
بس کیجے معاف مجھ سے تقصیر ہوئی	
توبہ توبہ ہزار توبہ توبہ	

نازک ادا نے تو یہ تقریر چھیڑنے کی غرض سے کی تھی
حسن آرا کہہ چکین تو انھون نے از سر نو ذکر چھیڑا کہ بہن
تم تو ذری سے بن بگڑ جاتی ہو۔ بھلا یہ ممکن کب ہی کہ آزاد
اور تم کو پردے مین رکھین اور وہ تو کہہ ہی چکے ہین کہ
پردے کی کیا ضرورت ہی بڑا پردہ تو اپنے دلکا ہی دلکی صفائی
عبادت روزے نماز سب سے ہندو مسلمان دونون کے
مذہب مین مقدم ہی پھر جسکی یہ رائے ہو وہ اپنی بیوی کو
کب سات پردونمین رکھیگا اور تم ابھی ہو کیا جمعہ جمعہ آٹھ
دن کی پیدایش۔ یہان خدا جانے کیا کیا دیکھ ڈالا۔ ؎

عالم کے بھی ہم نے طور کیا کیا دیکھے	

مشوقون کے لطف و کرشمہ کیا کیا دیکھے	
شادی و غمی وصل و جدائی کیا کیا دیکھے	
کیا کیا دیکھینگے اور کیا کیا دیکھے	

روح افزا نے کہا۔ تم آخر اپنے کو سمجھتی کیا ہو۔ انکی تو
جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش ضرور ہی تم اپنی تو کہو آخر تمھارا
سن کیا ہی۔ تم بھی تو انھین کی ہمسن ہو کچھ اور دو تین برس
کی چھٹائی بڑائی بھی کس گنتی مین ہے۔ نازک ادا نے کہا
بجا ارشاد ہوا۔ دو تین برس آپ کے نزدیک کچھ ہوی ہی
نہین اور برسون کو جانے دو ہمارا تجربہ اِنسے کہین بڑھا
ہوا ہے۔ کجا یہ ناکردہ کار کجا ہم پختہ مغز۔ زمین اور آسمان کا
فرق ہے۔ یہ کیا جانین کہ دنیا کسے کہتے ہین ہمارا اور انکا
مقابلہ کیا ہوسکتا ہے۔

اب سنیے کہ جب گمنام خط کی خبر آئی تھی بڑی بیگم کے ہان
سب کے سب گھبرا گئی تھین کہ مبادا خدانخواستہ ہمایون کیطرح
آزاد کی برات مین بھی بھر بھنڈی ہو جائے بڑی بیگم اور
بہار النسا نے منت مانی تھی کہ اگر یہ تشویش رفع ہو جائیگی
تو ہم امام جعفر طیار کا کونڈا کرینگے ساچق کی رسم کے بعد
اس فرض سے بھی ادا ہوے۔ ترحلوا پکا سادات اور
مومنین کو کثرت سے کھلوایا گیا۔ نازک ادا نے کہا ہم تو شیخ
سدو کو بکرا چڑھاتے وقت پردہ ضرور ستاتا ہے۔ اسپر غلامی
نے کہا وہ کوئی اما مومنین تھوڑا ہی ہین۔ ابھی جیت مین مین
بھی کر چکی۔ لڑکی کی شادی کی تھی۔ دو مہینے کے بعد بکرا شیخ سدو کی
نذر کیا اور نہ کرتی تو کیا کرتی دوسرے روز بڑی بیگم نے
آنے کی چوکھ نبوائی۔ مہری نے اسمین تیان نازے کی
بنی ہوئی رکھین مگر بڑی بیگم نے حکم دیا کہ کوری روٹی کی

نہیں ہوں۔ بجائے ان لڑکے کی تیاں نہیں رکھتے ہو کہ
ہیں کی ڈالا کیا بازار سے پیر بس منگوائے سہرا آرا اور روح افزا
کو تو ان باتوں کا خیال نہ تھا۔ بہار النسا بیگم اور گیتی آرا چوکھ
لیکر مسجد گئیں یہ بڑی بیگم کے ایک باغ میں تھی۔ اسپر نذر دلوائی
چراغی چڑھائی۔ مسجد کے طاق کے لیے سہرا لے گئی
تھیں نذر دلوا کر سوار ہوئیں اور گھر آئیں۔

روح افزا۔ کہو باجی جان ہو آئیں مسجد سے۔

بہار النسا۔ ہاں یہ فرض ادا ہو گیا بہن۔

روح۔ باغ تو آجکل خوب آراستہ ہوگا۔

بہار۔ کیا معلوم۔ رات کے وقت کون جائے ہمتو
بس مسجد گئے اور سوار ہوئے۔ رات کو میوہ نہیں توڑ سکتے
پھول توڑ نہیں سکتے پھر اندھیرے میں جا کے کیا کریں۔

سپہر آرا۔ ہم تو رات کے باپ ہیں پھول توڑیں۔

بہار۔ تم بہادر ہو۔ اپنی نہ کہو۔ تم ہوئیں۔ روح افزا
ہوئیں اور تم سب کی اُستاد حسن آرا ہیں وہ تم دونوں سے
بڑھی ہوئی ہیں۔ وہ کچھ بھی نہیں مانتیں۔

بڑی بیگم کے اعزہ میں ایک لڑکے کو جو اپنی ماں کے
ساتھ انکے ہاں مہمان تھا کئی روز سے تپ آتی تھی جب حکیم
صاحب کے علاج سے خفت ہوئی تو بڑی بیگم نے کئی
ٹوٹکے کیے۔ پہلے گڑی منگوا کر چودہ تار گن کے اس بچے
کے گلے میں ڈالدیے دوسرے روز قدرت خدا سے وہ بچہ
اچھا ہو گیا۔ اور تیسرے روز بخار نے بالکل مفارقت کی اتو
بڑی بیگم اور بھی شیر ہوئیں۔ کہا لے اب روح افزا اور
حسن آرا سے کہو کہ دیکھو ہم نے ایک دن میں اچھا کر دیا میری
یہ باتیں آزمائی ہوئی تھیں بڑوں اور بزرگوں نے
کوئی بات بے سوچے سمجھے بغیر آزمائے تھوڑا ہی پسند کی ہے
حکیم جی کے علاج سے کیا ہوا کچھ بھی نہیں۔ اور ہم نے
چٹکیوں میں اچھا کر دیا اگر یہ تدبیر نہ ہوتی تو نہ معلوم آجتک کیا
ہوتا۔

روح۔ تو میں آپ کے خلاف کبھی کہتی ہوں۔

نازک ادا۔ یہ سب اچھی باتیں ہیں خلاف کہتی نہیں تو بات
کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ ویسے جو بات ہو اُسکی سند ہے۔

روح۔ تو یہ کیونکر معلوم ہو کہ دل سے نہیں پسند ہے۔

نازک۔ من خوب می شناسم پیران پار سارا۔

اُسپر اُستانی جی نے ہنسکر کہا بیٹی یہ تو بڑی بیگم پر ہوتی ہے

من خوب می شناسم پیران پار سارا

بڑا قہقہہ پڑا اور نازک ادا نے کہا۔ جی نہیں میں آپکی
بے ادب نہیں ہوں مگر بعض اوقات زبان سے بے تکی
بات نکل جاتی ہے اور پیچھے پچھتانا پڑتا ہے۔

روح۔ اچھا ہوا سزا۔ اور ہمارے خلاف کہو۔

بڑی بیگم۔ نہیں روح افزا تو اسقدر نہیں مگر حسن آرا
کی باتیں ان معاملوں میں سنو تو بس دنیا سے نرالی ہیں۔
مغلانی۔ حضور کیسا ہی بخار کیوں نہ ہو ٹھہر نہیں سکتا۔
مہری۔ یہ تو ہم نے بھی آزمایا ہے کئی بار کبھی فرق نہیں پڑتا
بہار۔ اور ایک بات اور آزمائی ہے اگر کسی دن دو بجے
یا تین بجے ضرور ضرور اُٹھنا ہو تو سہل ترکیب یہ ہے
کہ سونے کے وقت تکیے سے کہدے کہ تکیے مجھے فلاں
وقت جگا دینا ہزار بار آزمایا ہے جسوقت کہا کھٹ سے
اُسیوقت آنکھیں کٹورا سی کھل گئیں۔

نازک۔ تکیے سے نہیں ہمزاد سے کہکے سوتے ہیں۔

روح - اور اگر آنکھ ہی سے کہدے کہ آنکھ بچھا
بچے جگا دینا تو اور بھی وقت پر آنکھ کھلجائے۔

اسپر پھر فرمائشی قہقہہ پڑا اور بڑی دیر تک ہنسی
رہی۔ بہار النسا بولی۔ امی جان اُنسے کچھ نہ کہو۔ ابھی جمعہ
جمعہ آٹھ دن کی پیدائش ہے۔ اور دعویٰ یہ کہ ہم سن
دیگرے نیست۔ ہمہ دانی کا دعویٰ ہے ان لڑکیون کو
بڑی بیگم ان سے بہت خوش تھین بڑی تعریف کی شاباش
بیٹا اللہ نہ کرے کہ ان معاملون مین تمپر بھی انکا سایہ پڑے
دوسرے روز ڈھائی سیر کے دو میٹھے روٹ پکوائے
سوا سوا سیر کے یہ روٹ تنور مین پکوائے گئے تھے اُنپر نذر
دلوائی اور برادری مین بانٹے گئے اور خود بھی باہم ملکر کھائے
کھانا کھانے کے بعد حسن آرا بیگم اور نازک ادا بیگم اور
روح افزا بیگم ایک کمرے مین علیحدہ جا کر بیٹھین اور جوش و
نشاط بادہ نشاط مین باہم یون گرم گفتار ہوئین

حسن آرا۔ (نازک ادا سے مخاطب ہوکر) باجی جان آجکا دن
تو نگوڑا پہاڑ ہی ہوگیا کسیطرح کٹنے ہی نہین آتا اللہ کرے
صبح ہوئی ہے کچھ ٹھکانا ہے دن کیا ہے روم روس کی
لڑائی کا سلسلہ ہوگیا۔

نازک۔ (مسکراکر روح افزا کی طرف کنکھیونسے دیکھتے
ہوئے) ہان بہن تمھاری آنکھونمین دن کیونکر پہاڑ نہ معلوم
ہو اور ابھی کیا ہے آج تو دن ہی پہاڑ معلوم ہوتا ہے آج کا
دن گذر جانے دو پھر دیکھنا کل کے دن کی گھڑیان برس
معلوم ہونگی۔

روح۔ (نازک ادا سے) تم کل دن کی گھڑیون کو کہتی ہو
مین کہتی ہون دیکھیے آج کی رات خدا کیونکر کاٹتا ہے
کل دن کی گھڑیان اگر مہینون ہونگی تو آج رات کے منٹ
گھنٹے بھی ضرور ہی سمجھو اور کسون نوحہ کیا سبب ہے۔

	وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

حسن آرا۔ (کھسیانی ہوکر روح افزا سے مخاطب ہوکر)
واہ باجی واہ۔ نازک ادا تو تھین ہی آپ اللہ رکھے آپ سے
بھی بڑھ گئین سچ ہے خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا
ہے بھلا ان واہیات خرافات باتون مین وقت ضایع کرنے
سے کچھ فائدہ اس سے تو کچھ شعر ہی پڑھو تو بہتر ہے۔

نازک۔ کیا شعر پڑھین اچھا تو شعر پڑھتے ہین۔

	وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

روح (نازک ادا سے) ہان باجی جان کیا خوب شعر ہے
ذرا پھر پڑھنا۔

نازک۔ وعدۂ وصل۔

	وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

روح۔ کیا پیارا مضمون ہے میرا تو یہ جی چاہتا ہے
کہ بس کوئی اس شعر کو پڑھتا رہے اور مین سنا کرون۔

نازک۔ ہان بہن شعر تو یہ ایسا ہی ہے۔ ہمین بھی
بہت پسند ہے۔

روح۔ بہن چلو جیدری (ڈومنی) کو بلوائین اور اس سے
فرمایش ہو کہ انعام لینا ہو تو اس وقت اس شعر کو گاؤ
اور جہان یک بڑھ گھٹ سکو اسی مین گھسوڑ دو۔

حسن آرا۔ ہو ہو کیا کہنا ہے ایا شاء اللہ اللہ اللہ دیکھنا باجی

کہین شعر پڑھے پڑھے وہ من جلنے نہ لگین۔ مرا کی شان
شعر کے معنی تک سمجھے ترنگ یہ شعر تمھین بہت پسند ہی۔
روح۔ آخر تم اتنا کیون تنکتی ہو تمھین آخر اس شعر سے
اتنی نفرت کیون ہوتی ہے۔
نازک ادا۔ (روح افزا سے) کیا نفرت۔ نفرت کیسی یہ
نہین کہتی ہو کہ جون جون یہ شعر پڑھا جاتا ہی دون دون
انکا شوق بڑھتا جاتا ہے مگر شرمندگی مٹانے کو اتنا بھی نہ
نہین اتنی بھی نہ بگڑین۔
حسن آرا۔ ہمکو اور آپ بنائین۔ خدا کی قدرت ہے
پہلے ساری محفل ملکے تو ہمکو بنالے پھر آپ بنائیگا۔ ہان اسکی تو
بات ہی اور ہی کہ تم کچھ کہو اور ہم تمھارا بڑا پن مان کے چپ
ہو رہین جواب نہ دین یا جان بوجھ کے شرمندہ جیسی بن
بیٹھین ورنہ کیا آپ اور کیا روح افزا بہن اور کیا کوئی ہم ایسے
بیوقوف نہین کہ ایسی ایسی باتون مین جھیپ جائین نہ کوئی
روتے ہین کہ ہنسی مین لڑنے لگین یا منھ پھلا بیٹھین ہمنے
تو ایک بات کہی تھی کہ بیکار کی دل لگی سے تو شعر شاعری کی
بحث اچھی ہوتی ہی۔ تو تمنے پھر وہی ہنسی مین بات کو ڈالدیا۔
روح۔ ہان صاحب جانتے ہین کہ آپ بڑی شاعرہ ہین
بڑی شعر فہم ہین اچھا لیجے شعر شاعری ہی کی بحث سہی لیجے
اب دل لگی موقوف ایک حقانی غزل کا ایک مصرع پڑھتے
ہین جب جانین اسپر مصرع لگا دیجیے۔
حسن۔ بسم اللہ پڑھیے ہمین دعوی تو ہی نہین ہان جو کچھ
سمجھ مین آجائیگا تو لگا دین گے۔
روح۔ سنیے ع

جدائی کا تو اک دن اک برس ہی

حسن۔ باجی تم بڑی شوخ بڑی بیباک ہو یہ بات دہان
لگا دھر سر ساتھ وہی دل لگی شروع کر دی مصرع
بھی پڑھا ہی تو کیسا۔ اور اسپر مصرعہ کیا لگائین یہ غزل
تمھین بھی یاد ہی ہمین بھی یاد ہی تراب شاہ کی غزل ہی وہ
جو کاکوری مین سے پہونچے ہوے فقیر کا مصرعہ ہی دلپر نقش ہی ع

انہین کاٹے سے کٹتی ہجر کی رات

مگر دوسرے مصرعہ مین تم نے خاص میرے چھیڑنے کیلیے
(دم) کی جگہ (دن) داخل کر دیا۔
روح۔ توبہ بہن یہ تو بڑی خرابی ہوئی مجھے تمھاری طرح
سے نکتہ چنیان تو آتی نہین بہن مجھے جسطرح یاد تھا اسطرح
پڑھ دیا تم نے اُسمین ایک پے لگا دی تمھاری سی لیاقت
مین کہان سے لاؤن کہ ہندی کی چندی کر کے تمھین
قائل کرون۔ ہان نازک ادا بہن تم سے خوب نپٹینگی جیسی
تم ویسی وہ۔
نازک۔ باجی اب زیادہ نہ چھیڑو ایسا نہو کہ حسن آرا آزردہ
ہو جائین۔
روح۔ (گالون پر آہستہ سے تھپڑ لگا کے) اچھا باجی
تو اب توبہ ہوئی اور کچھ باتین کرو۔
اب اُدھر کا حال سنئے کہ خواجہ صاحب بہادر آزاد کے
پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ حضرت اگر اجازت ہو تو
اور کوئی رقعہ تہنیت فارسی مین لکھون لیکن اگر کچھ
قدردانی کیجئے۔
آزاد کی طبیعت گو اُسوقت شگفتہ نہ تھی لیکن
خواجہ کے اس فقرے سے کسیقدر شگفتہ ہو گئی اور یون
جواب دیا۔

آزاد - بھلا ہم اور قدردانی نہ کرین کیا ہم سے بڑھ کے
کوئی آپکا قدردان ہے مگر ابھی تو حضور نے ابتدا مین جو
رقعہ شادی لکھا تھا اُسی کے غوامض ہم اچھی طرح نہین
سمجھے ہین دوسرے کا کیا ذکر ہے اور صاف تو یہ ہے
کہ آپ کے مضامین اور آپکی انشاپردازی ہماری سمجھ
سے فوق ہے حق یہ ہے کہ جیسے آپ لاجواب ہین ویسی ہی
آپکی فارسی بھی لاجواب ہے اے سبحان اللہ -
آزاد کے ان کلمات سے خوجی سمجھ گئے کہ آزاد درپردہ
ہمین بناتے ہین - بس بگڑ گئے اور کہنے لگے خیر یون کہنے
کو جی چاہے کہیے لیکن ہان جسطرح ہمنے قلم برداشتہ
لکھدیا تھا اُسیطرح لکھو تو جانین کہ ہان بڑے تیز ہو بندہ پرور
حسن آرا کا عشق نہووے روم روس کی لڑائی نہووے
حضرت فارسی کی انشاپردازی مین عمرین گذر جاتی ہین اور آپکی
یہ نہین سمجھتا کہ گردن کا استعمال کہان ہوتا ہے اور سلخ تن
کا کہان اور نمودن کا اس معنی مین کن کن موقعہ پر دیلگی
بازی تھوڑا ہی ہے برسون ایرانیون کی جوتیان سیدھی کی
ہین جب جاکے کہین یہ ملکہ حاصل ہوا ہے اور اگر سچ پوچھیے
تو جو حق فارسی دانی ہے اُسکی ابھی تک ہوا بھی نہین لگی ہے -
جب یہ تقریر ختم ہوئی تو آزاد پاشا نے قلم برداشتہ ایک
رقعہ تہنیت لکھا اور خواجہ صاحب کو سناکر کہا دیکھیے رقعہ
تہنیت یون لکھتے ہین خوجی بھڑک گئے اور ایک سہری
کو وہ رقعہ دیکر کہا کہ کل نور کے تڑکے یہ رقعہ اور ہمارا خط
حسن آرا بیگم کے پاس لے جاکر چپکے سے پڑھکر سنا دو -
دوسری صبح کو کہ مثل دل عارفان خدا آگاہ خدا شناسان
معرفت دستگاہ نورانی تھی محبوبہ یوسف لقا جانانہ شیرین ادا

حسن آرا بیگم مرغ سحر کی آواز سنکر محراب [illegible]
اور لا الہ الا اللہ کہکر بستر سے اُٹھین وضو کیا منہ دھلایا نماز
کہکے نماز صبح پڑھی اور حضرت فریدالدین عطار کی مناجات
پڑھنے لگین - اتنے مین سپہر آرا اور بہار النسا بھی بیدار
ہوئین اور سپیدہ طلعت نشان صبح نمودار ہوا حسن آرا
اور روح افزا مناجات کے اشعار نازک آواز سے پڑھتی ہوئی
خانہ باغ کیطرف بصد ناز دلربا چلین اور روان جاکر روشون
مین مثل نسیم سحر سبک خرامی کے گلگشت کرنے لگین - دونون
کے دل فرحناک - دونون شوخ و چالاک دونون سرخوش
بادہ نشاط دونون کے دامن پر از گلہاے انبساط دونون
شادان و خندان دونون خوش و غزلخوان روح افزانے
اِدھر اُدھر کی باتین چھیڑین اور کہا یہ شادی بھی یادگار
رہیگی ہمارے خاندان مین ایسی شادی کم ہوئی ہوگی کہ دولہا
دلہن پہلے سے ایکدوسرے سے واقف ہون - مگر سلیم کو آپنے
کیا - اگر ذرا سی بات کوئی سن لیتا ہے تو مدتون طعنے دیتا ہے
مگر واہ ری حسن آرا کسی نے آج تک یہ بھی نہ کہا کہ کیسی
شوخ لڑکی ہے کہ بوڑھی ماں کو خبر ہی نہین اور آزاد سے
وعدہ نکاح کر لیا اور کوئی کہے تو کیونکر کہے - بے وجہ بے سبب
کوئی کہہ سکتا ہے بھلا - عشق صادق اسیکا نام ہے کہ آزاد
اسقدر خطرون سے نکلوہ بچ گئے اللہ کی عنایت سے دلمین
آئے بہار النسا یہ باتین سن رہی تھین - انھین نے کہا
بھلا عشق صادق کے اثر کی تو قائل ہو مین کسی امر پر تو
عقیدہ جمانے آدمی جو خدا اور خدا کے رسول کو تہ دلسے
مانتے ہین اور پاک پروردگار کو معبود حقیقی اور مسبب
الاسباب جانتے ہین اِنکا قول ہے کہ اگر آگ مین

چاند پڑین تو ممکن ہی کہ ایک رونگٹا تک جلے ہمنے خود دیکھا ہی کہ توے کا جلتا جلتا کوئلہ ہاتھ مین لے لیا اور ہاتھ کو ضرر ذرا نہ پہونچا صدق دل کو خدا نے یہ رتبہ اور یہ درجہ اعلےٰ بخشا ہے مگر تم تو دنیا مین کسی کو مانتی ہی نہین

حسن آرا بولی باجی جان ہم خدا کو اپنا خالق اور جناب رسالت مآب کو نبی اور پیغمبر خدا جانتے ہین اور اونکی تعظیم کرتے ہین اور جسقدر بزرگان دین گذر گئے ہین اُن سبکو اچھا سمجھتے ہین بس باقی اگر فال کو ہم نے نہ مانا تو کون بات ہی۔ اہل حکمت خواب کو نہین مانتے مگر کیا کوئی انکو بے ایمان کہہ سکتا ہے اور یون تو جس زمانے مین چیچک کا زور رہتا ہی اچھے اچھے پڑھے لکھے مولوی ہندو ونکی طرح رسمین کرتے ہین اور اُنکے گھر مین مانتے برابر جایا کرتی ہین یہ پریشان حالی اور گھبراہٹ کی بات ہی پس اور کچھ نہین جنکو خدا نے عقل سلیم دی ہے وہ چیچک کو مرض سمجھتے ہین اور کبھی کوئی پکا مسلمان یہ نکرے گا کہ گدھے کو چنے کھلائے مگر ہان ایک بات ہی کہ انسان کا دل بیقرار ہو جاتا ہے اور اولاد کی ماننا تو بہت بُری ہوتی ہی۔ ایک مولویصاحب کا ذکر ہے کہ اُنکے نواسے کو چیچک نکلی بیوی نے کہا۔ مولویصاحب چوراہے پر جاکے گدھے کو چنے کھلاؤ۔ مولوی صاحب فوراً اٹھ کھڑے ہوے اور گدھے کو لیکر چوراہے پر چنے کھلائے اُنکے مرید سب بگڑ گئے اور کہا آپنے ہمکو بھی غارت کیا اُنھون نے سمجھایا بھائی ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے اگر مین نہ جاتا اور لڑکا مرجاتا تو خواہ مخواہ یہ سب عورتین مجکو بُرا بھلا کہتین اور یہ کلمات کفر زبان پر لاتین کہ مولوی صاحب نے گدھے کو چنے نہ کھلائے اسی سبب سے لڑکا مر گیا

ورنہ مجھے اور اس امر کا عقیدہ ع

این خیال ست ومحال ست وجنون

اتنے مین ایک مہری آئی اور اُسنے ادب کے ساتھ کہا حضور یہ کاغذ ملاحظہ فرمایئے حسن آرا نے کاغذ لے کر کھولا اور پڑھا تو مسکرا کر روح افزا کو دیا۔ کہا خوجی مسخرے نے خط بھیجا ہے خط پڑھکر سنایا تو یہ عبارت تھی۔

مخدرات من بدیع بزرگہ سلمہا۔ من بدیع حسب فرمائش آزاد صاحب کہ گل گلدستہ عنایت وشوہر عروس باجمال وزین ست گفتہ کہ خط رقعہ رنگین بنام محبوبہ رنگین بہ فرست صیتش اینست کہ مین نے ایک رقعہ بنام ارباب قوم نسبت شریک ہونے واسطے شادی کے لکھا تھا اور جو کہ یہ رقعہ فارسی مین تھا لہذا آزاد کو بُرا معلوم ہوا کہ یہ اور فارسی زبانین لکھے لہذا اُنھون نے بھی ایک رقعہ تہنیت لکھا اور مجھے ہدایت سراپا بلکہ سراسر افادت دی کہ حسن آرا بیگم کو لکھ بھیجو کہ ہمنے تمھاری اسقدر تعریف کی ہی یہ رقعہ آزاد نے قلم برداشتہ لکھا ہے ع گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

[راقم خواجہ بدیع الزمان مبرور سابق کمیدان لوگلے والی پلٹن سلمہ اللہ تعالےٰ۔

حسن آرا۔ (ہنسکر) مبرور کے معنی نیک کیا گیا۔ برے کے معنی نیک۔ مرحوم کی جگہ مبرور لکھتے ہین۔ مردے کیلیے بے سمجھے بوجھے الفاظ استعمال کرنا بھی گدھے پن کی دلیل ہے اور پھر اپنے کو سلمہ اللہ تعالےٰ لکھنا اور بھی گدھے پن کا ثبوت دیتا ہی۔ یہ مواتر کی ٹانگ ضرور توڑے گا۔

روح افزا۔ اس مین لکھا کیا ہی آخر کچھ معلوم تو ہو۔

حسن۔ رقعہ شادی کے لئے وہی جو سرخ کاغذ پر چھپ کے

بھیجا جاتا ہے اُسکے لیے آزاد نے عبارت لکھی ہے رقعہ پڑھکر سنایا۔ ؎

ہوا عبیر فشانست ابر گوہر بار — جلوس گل بسر چمن مبارکباد
رباب نغمہ نوازست و چنگ نالہ فروش — خروش زمزمہ در انجمن مبارکباد
بہ بزم نغمۂ چنگ و رباب رزانی — بباغ جلوۂ سرو و سمن مبارکباد

زہرہ در رقص بصد ناز و طرب زین شادی
چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارکبادی

چون قاضی قضا روح مجرد را بکابین تندرستی عقد بستہ عروس روح بہ جلوۂ تمام در حسن آرائش پیوستہ امروز در شش جہت عالم نخ نوبت طرب مے کوازند و بہ نوائے جان افزائے سازِ تہنیت دلہائے عالمیان را بزم عیش میسازند ابر بہار نزہت بار خرگاہ گوہر نگاہ برافراختہ و زمین از گلہائے رنگارنگ فرش قالین انداختہ۔ سقائے سحاب آبہائے باران گرد و کلفت از ساحت گیتی دور کردہ و فراش بہار بگسترد بساط زرنگار ریاحین عرصۂ زمین را پر نور کردہ مرغان ہمایون فال بر ہوا برنگ طائر شوق سرگرم بال افشانی و نظارۂ باران بہار لبسان گوہر غلطان پر آب و نورانی۔ کاردان صبا باز نافہائے ختن در صحن چمن عالم کشادہ و عطار نسیم عطر روح افزائے ریاحین بجہانیان در دادہ۔ زبان بنفشہ را گلستان قدرت ایزدی بر زبان دگوش گل باستماع مضامین روح افزائش سرمایۂ دار و یاد کنان مرغان خوش آہنگ آواز صلائے بربط و چنگ دادہ و شاہدان چمن از فرط ناز و ادا پہلو بہ پہلو ایستادہ عنادل بلند صفیر بہ ترتیب زیر و بم در ترنم و غنچہ ہائے ناشگفتہ از ہبوب نسیم در تبسم سرد آزاد و اسیل علی

گردن قمری فتادہ۔ زبان سبزہ کاشف رازہنہان۔ و دہان غنچہ مغز اوراق گلستان بنفشہ از فرط مستی بپائے سرو غلطیدہ و لالہ از وفور شادی در پوست نہ گنجیدہ سرخی شگوفہ ہائے بادام پیشمک زن نرگس مخمور نازنینان گلفام۔ زبان سوسن آزاد بہ توصیف و ثنائے سلطان بہار گویا و خطیب عندلیب بر سبز شاخ بہ ثنا خسرو گل گرم نوا ساکنان ملاء اعلیٰ از تنگی زمان متوجہ بسیط زمین و زہرہ بآہنگ رقص و سرود بہ تہیہ رونق افزائے محفل بہشت آئین فلک با ہزاران دیدۂ تماشائی بہار در مرغزار زرین خورشید بہ فرود آمدن بال افشان اضطرار ؎

جہان را مقدم باد صبا گلستان است — زمین لالہ و گل رشک بانج رضوان است
گل نشاط و طرب رنگ نازگی دارد
کہ کار جملہ جہان خوش بساز و سامانست

در چنین وقت سعید و ہنگام حمید کہ ماہ و مشتری را قران است بساعت ہمایون تر از روز وصال زمانہ فرخندہ تر از حصول امال انعقاد جشن شادی و انتظام محفل امادی عاشق دلدادہ و شیدائے دربند وصال افتادہ محو دیدار زیبا نگار در آئینۂ خیال مشتاق سبق خوانی صحیفۂ جمال دست پرورد رنج عنا در آرمیدہ آغوش تمنا سر خیل برہنہ پایان وادی نامرادی پیشوائے پس ماندگان منازل مسرت و شادی فشرشکستہ غمزۂ مجروحان دلربا در رگ جان۔ مجروح تیغ نگاہ خوبان تغافل تو تا کی گر مرد صحرائے آفت زای درد محنت یکہ تاز میدان محشر نشان رنج و کلفت آبلہ پائے بادیۂ وحشت زائے رنج و محن۔ سینہ فگار پیکان دلشگاف جگر شکن نور نظر آبائے دلہمات عشق و محبت تخلگیر دالدین سوز الفت بوم افروز یکجہتی اتحاد و گرفتار دام محبت میان آزاد عمرش چون طوال ال و راد دولتش چون ہمت عالیش بلند باد

با جمیلہ و دودمان دلربائی سایہ پرور دامہات رنگین ادائی
کہ فگن زلف گرہگیر در گردن عاشق سراپا اضطرار ناوک
انداز نگاہ در سینۂ دلہائے خستگان محو دیدار۔ بہ تاب ابرو
خمدار خنجر خونریز در سینۂ دل دادگان فرو بردہ و بہ آب تیغ نگاہ
دلہای مسلمان را لخت لخت کردہ صفوف مژگانش بر خیال
ہوش و حواس طالبان ناوک فگن و جیوش غمزہ بر لشکر قوای
عاشقان تیغ زن۔ دلہائے سلانک بدام محبتش اسیر و دیدہ ہائے
کواکب محو دیدار رخسار پر تنویر۔ دست نگارینش پنجۂ آفتاب
را تاب دادہ۔ در خسار نور آگینش داغ کلفت بر دل ماہ نہادہ
حسن خداداد شش بندہ ہای خدا را پابندہ حلقۂ زنجیر زلف تمو
دلہای جانفزائش خضر را اسیر چاہ ذقن فرمودہ ز اکت پناہی
کہ برگ گل بر فرق ناز کشش بار گران ست و لطافت دستگاہ
کہ خوابگاہ مخمل جسم لطیفش را سخت تر از خار مغیلان۔ از چشم
نیم خوابش سرمہ خموشی در گلوے عشاق و شور خندہ نمکینش
در اطراف بلاد و آفاق۔ سواد چین در قبضۂ زلف مشکینش و دیار
سارا مسخر خط عنبر آگینش۔ فرش راہش دیدۂ دیدہ وران
و خاک پایش نور نظر جاجیان حنائے پنجۂ نگارینش از خون
دل مجروحان نیم بسمل۔ و سرمۂ چشم فتنہ آگینش از خاک قتیلان
سوختہ دل۔ جانہائے شیرین شیفتۂ طرز کلامش خوبان فرخار
مولائے نامش۔ صد نافہ مشک ختن در چین زلف پیچانش
ہزار عطر جان پرور آکودہ در جیب و گریبانش جلوہ طراز و
وسادۂ دلبری۔ زینت افزائے بزم خوش منظری مرزبک
دیدہ عفت و حیا۔ نور العین لطافت و صبا معشوقہ عاشق
مزاج محبوبہ محبت امتزاج رغیز رنگین ادا و مخدرۂ ماہ سیما عشرت آبا
قرار پذیرفتہ تاریخ جشن برات تعین یافتہ چشم داشت

از ارباب چشم عشق محبت و اصحاب سوز و الفت و امید
از ہوا خواہان و فا شعار و حسن پرستان محو دیدار در جاز
عشق بازان صحرا نشین و عاشق مزاجان رنگین و ترصد
از پیمانہ کشان میخانۂ محبت و سرجوش زنان مصطبۂ الفت
کہ بر لوحۂ دل نقش تعشق نگاشتہ شیفتہ حسن بیا
پرور دید بر نقش پائے خوبان دوختہ در گرد محبوبان نیکو منظر
ندا آنست کہ بمقتضائے خوش ہمدردی و محبت وطنیان جلوہ
و فور شفقت ہا قافلہ شوق و تمنا و جمیعت آرزو دید عاشقش
آوردہ بزم شادی را زیب و زینت تازہ و نور ضیائے
بے اندازہ بخشند۔ ؎

قدمے رنجہ نما چشم بہ راہت داریم	اے فدائے کف پائے تو سر منزل ما

رفتن منہدی از خانہ عروس یا فوت لب پریزاد
بطرب کاشانہ داماد فرخ نہاد

بیا ساقی اے درخت صد بہا	مے سرخ در ساغر زرنگار
بمن دہ کہ از رنج یابم فراغ	بیک جرعہ می شوم تر دماغ
بیا ساقی اے من سگ کوی تو	بدہ می کہ شاید بہ نیروے تو
شرابی کہ دل را دہد شست و شو	از و چاک خمیازہ یابد رفو
پر رنگے کہ بر د آبروے بہار	بہ نشۂ کہ شد خونہائے خمار
دہد صبح را پرتو او جواب	بود عطسۂ شیشہ اش آفتاب
خرد گردد از جام مے در جنون	شفق غلطد از سرخی او بخون
بیا ساقی آن آبجوے بہشت	در افگن بآن جام آتش سرشت
از ان آب آتش بپیچان بہم	بمن دہ گزان آب آتش بزم
بیا ساقی از شربت نوش ناز	یکے شربت آمیز عاشق نواز
بہ تشنہ دہ آن شربت دلفریب	کہ تشنہ ندارد ز دریا شکیب
بیا اے بخوبی قباد احتشام	محبت کمترین بندہ بردا جام

آج عروس دہر پر اس غضب کا جوبن اور ستم کا نکھار ہے کہ قاضی و عابد شیخ و زاہد تک کو نشہ سے کا خمار ہے۔ حسین عرائس مست و طناز کہین مطربان خوش ادا و نازنین رقاص اور پریرویان گلزار خد برنگ شمشاد و دستگارین مین گلدستہ ہاے رنگین لیے ہوے بہزاران ناز خرامان و بہنایت انداز جہان جہان صحن خانہ مین مستی کے ساتھ جلوہ افگن تھین ؎

رخ آراستہ دستہا پر نگار | بشادی و دیدند از ہر کنار
مغانہ مے لعل برداشتہ | بیاد مغان گردن افراشتہ
ہمسکارشان شوخی و دلبری | گہ افسانہ گوئی گہ افسون گری
ہمہ افسون چراغی نیفروختند | ہمہ افسانہ چیزے نیاموختند

فرو ہشتہ گیسو شکن بر شکن
یکے پاے کوبد یکے دست زن

دلھن کے ہان بزم طرب بھی دلھن بنی ہوئی تھی اور محفل رشک ارم مین اشیاے سرخ کی کثرت سے گل لالہ کھلا ہوا تھا کمرے آراستہ۔ سامان دل خواستہ۔ ہانویان پریزاد روکش خوبان فرخار اور سامان شادی پر جشن جمشیدی و بزم فریدونی نثار۔ ؎

گلاب صفاہان و مشک و طراز | سرانہ دوستہ را کردہ باز
یکے مجلس آراست از رود و مے | کہ مینو ز شرمش برآوردہ جوے

شفق سرخ گل گشت بر سور شاہ
طبق پر شکر کرد خورشید و ماہ

معشوقہ پریزاد نازک ادا بیگم با دل شاد بار بدنژاد دوستون سے فرمائش کرتی جاتین اور سامعین کو بار بار وجد مین لاتی تھین دلھن کا حسن عالم آشوب خداداد تھا رشک جمال خوبان نوشاد تھا نازک ادا نے بہ کمال ناز یہ غزل

امشب این مجلس رنگین ز حنابندان ست
یہ خوشی ولولۂ شوق چہ دہ چندان ست
دیدہ چون روشنی دست نگارین آن ماہ
نچہ مہر بصدر شک بخود لرزان ست

کمرے کی دیوارین شنجرف اور گوند سے اسطرح رنگی ہوئی تھین کہ دیکھنے والونکی نظر نہین ٹھہرتی تھی۔ یہ خود بڑی بیگم کی فرمائش سے منون شنجرف اور صرف کثیر سرمایہ خطیر سے رنگی گئی تھین اور چھت گیری عوض گران بہار سرخ زربفت لگا یا تھا اور سنہری کلابتون کی جھالر چمکتی تھی سرخ کاشانی مخمل کی کارچوبی مسند سمین سنہری مقیشی جھالر لگی تھی اور تکیے سرخ مخمل کے اور اُنپر کارچوبی کام بنا ہوا ؎

درخشندہ ہر شغف دالان کی | ہو دیوار جیسے چراغان کی
کسیکو ہو جس چیز کا اشتیاق | نظر آئے وہ چیز بالاے طاق
مکانو نمین مخمل کا فرش و فروش | بخط سلیمانی اُنپر نقوش

ریاحین و گل اُسمین انواع کے
طلسمات گل اُسمین انواع کے

اسپر بڑی بیگم نے یہ بات ایجاد کی کہ سرخ کریب کا ہلکا پھلکا شامیانہ نصب کیا تھا۔ اُسکی جھالر بھی سنہرے بادلے کی تھی سنہرا چکا اور سنہری کرن ٹکی ہوئی۔ چٹکی کا جال کیا ہوا شامیانہ بڑے اہتمام بلیغ سے بنوایا گیا تھا اور سونے کی چوبین اُسمین لگی ہوئی تھین اس ایجاد کا یہ اثر ہوا کہ اور شہزادون نے بھی اُسکا تتبع کیا اور مسند کے لیے شامیانہ ہر مقام پر جاری ہو گیا فرش بھی سرخ مخمل کا تھا اور کہین پشمینے کے سرخ غالیچے بچھے ہوئے تھے اور کہین ریشمی بیش قیمت سرخ دریان زینت بزم تھین۔ پشمینے کے غالیچون پر

عجب چمن تھا۔ جھاڑ اور کنول اور مرد نگ ہانڈیان سب سے خاص اور سرخ ریشمی ڈوریون اور طلائی زنجیرون سے لٹکائی گئی تھین دیوار گیریان سرخ شیشے کی۔ کمرے کو شیش محل کر دیا تھا خواصون مغلانیون پیش خدمتون حبشنون محلداردن کو گرنٹ اور گلبدن اور کمخواب تک کے جوڑے ملے تھے۔ الغرض جہانتک نظر جاتی تھی ہر شے سرخ ہی سرخ نظر آتی تھی اور خواتین سیم غبغب شکر لب کے رخسار تابان سے بزم نشاط اندر کے اکھاڑے اور پرستان پر رشک زن تھی۔ ؎

سر و سر کردۂ خوبان کشمیر — صباحت از لب جانان گرفتی
لب چون غنچہ لبریز تبسم — دہان را خندیدن در دگر
سخن از تنگی راہ دہانش — بلب می آمد از اظہار جانش
لبشان گر نمی شد خندہ آلود — ملاحت تا قیامت بی نمک بود
پے نظارہ مہر از تاب آزرد — گرفتہ دست را بالائے ابرد

نزاکت بستۂ موے میانش
عدم گم گشتۂ راہ دہانش

جو بانوی مقبیں مرتبت اس محفل مینو آئین اور بزم رنگین میں آتی تھی اُس کر و فر کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتی تھی۔ ؎

نگاہم از تماشا گشت گلگون
بہار این چنین خون میکند خون

اتنے مین ایک سکھپال لیکر مہریان صحن محل سرا مین آئین اور سب کی نظر اُسی رخ تھی کہ ایک شہزادی قمر طلعت زیبا اندام نازکخرام ادائے رنگین سے اتری اور کبک دری کو پامال خرام ناز کرتی ہوئی چلی۔ ان بیگمصاحب کو بجولیان پری بانو کہتی تھین۔ پہلے بڑی بیگم سے ملین

بعد ازان دلھن کے پاس آئین دلھن کو دیکھکر مسکرا کے کہا ؎

برس پندرہ اک کا سن سال — نہایت حسین اور صاحب جمال
وہ مکھڑا جسے دیکھ مہ داغ کھائے — وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت آئے
جو کچھ چاہیے ٹھیک نک سک سے دھنگ — نزاکت بھرا سیوتی کا سا رنگ
کچھ ایک نمکنت اور کچھ بانکپن — غرض ہر طرح مین انوکھی پھبن
وہ ابرو کہ محراب ایوان حسن — جھکے شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہو جائے لال — اگر آ سپہ بوسے کاغذ رخیال
وہ دست حنا بستہ خوبی کا باب — شفق مین جون ہو پنجہ آفتاب
نہین رطب و یابس کا یان کچھ حساب — بیاض گلو سب کے سب انتخاب
قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام — قیامت کرے جسکو جھک کر سلام
تغافل حیا ناز و عشوہ غرور — ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور

نگہ آفت و چشم عین بلا
مژہ دین صفون کو اکٹ بر ملا

سپہر آرا۔ ہان اب نازک ادا بہن کی جواب دینے والی آگئین برابر کی جوڑ ہے۔ یہ کم نہ وہ کم۔
روح افزا۔ ہان اور صورت بھی دونو کی ملتی ہی۔
نازک ادا۔ کیا اچھے شعر پڑھے ہین پری بانو نے۔
روح افزا۔ اے انکا کیا نام ہے۔ پری بانو پری بانو سب کہتے ہین مگر نام تو پیارا ہے۔
نازک۔ پیارا کیون نہو۔ انکے میان نے یہ نام رکھا ہی
پھر پیارے کا نام رکھا ہو کیون نہ پیارا ہو۔
پری بانو۔ اور تمھاری میان نے تمھارا نام کیا رکھا ہی
ہم تو جانتے ہین چہ بانک محل نام رکھا ہوگا۔
جانی بیگم۔ کیون پری بانو سچ کہنا کیسا مکر اسجا یا ہی
پری۔ بڑی بیگم بڑی ذی حوصلہ ہین۔

جانی - اسوقت بیان دو دلھنین ہین بتاؤ کون کون
پری - ایک تم دوسری حسن آرا بیگم یہی دونا -
جانی - واہ - تم کیا بوجھوگی بیچاری عقل بڑی کہ بھینس
پری - نہین آپ بھی اپنے کو کوئی چیز سمجھتی ہین -
جانی - ایک دلھن حسن آرا دوسری دلھن محفل -
نازک - اسوقت جو خوشی ہمن ہے وہ بیان نہین ہوسکتی

تری آنکھین ہین دو پیمانے — بھرے ساقی ہین ہم دیوانے
تو بھر دل سے بھرین تیون سر و آنین — لڑین کچھ دم تنکا ہونے نگاہین
نشیلی دو سی ہون جب چار آنکھین — نہ جھپکین شوق مین زنہار آنکھین
اگر یون پیے ہو جائین سرشار — نہ دین تکلیف ساغر تجکو زنہار
چرانا آنکھ کا ساقی غضب ہے — مناسب مہربان یہ تجکو کب ہے
بدل ہم سے نہ دم بھر اور تیور — کہ رکھتے ہین ابھی امید ساغر

پلا ایسی کہ بھولین دو جہان کو
کرین یون زیب لب حرف بیان کو

پری - ہمارے ہان ایک قلماقنی کل کہتی تھی کہ آرا نے جوڑا پہننے سے انکار کیا تھا - سنا پہلے بہت رنگ لائی تھے ساچق کے روز - مگر جب بہنون نے قسمین دین تو مجبور ہوکر پہنا ہی پڑا اور مانجھے کا جوڑا پہن کے جلدی سے اُتار ڈالا - انگریزیت مزاج مین بہت ہے -
نازک - بھلا انکے حسن کی نسبت قلماقنی کیا کہتی تھی -
پری - کچھ نہ پوچھو اتنی تعریف کی کہ مجھے انکی دید کا اشتیاق ہوگیا - اور نکاح کے دن ضرور دیکھونگی اگر نہ آسکی تو بارات تو دیکھون ہی گی -
نازک - جو جاتا ہے اور جو دیکھتا ہے وہ حسن کا مداح آتا ہے اور کہتا ہے - ع

کیا اندا و حسن پایا ہے

پری - شبو جان نے انکی تصویر کہین دیکھی تھی وہ تصویر دیکھکر عاشق ہوگئین - کہتی تھین ہمنے ایسا حسین جوان آجتک دیکھا ہی نہ تھا ع

چندے خورشید چندے مہتاب

نظر نہین ٹھہرتی ہے رخ انور پر - یہ نور ہے
جانی - حسن آرا اسوقت اپنے دلمین خوش ہوتی ہونگی کہ جو آتا ہے آرا کے حسن کی تعریف کرتا ہے -
جانی بیگم کی مہری عید وانکی گنگا جمنی گڑگڑی لیکر آئی تو تمام بارہ دری مہک اٹھی - تین سو کا حقہ سچے سلمے کا نیچہ یاقوت کی نئی گڑھت کی مہنال - عدیم المثال - کل بیگمات کی اُس گڑگڑی پر نظر پڑی اور تمباکو کی خوشبو نے دماغ کو طبلۂ عطار بنا دیا - نازک ادا نے گڑگڑی لیکر یہ شعر اُنکے کان مین پڑھے - ؎

جب سے اس بزم مین آیا ہے قدم حقے کا
حقہ کش جتنے ہین سب بھرتے ہین دم حقے کا
چرخ چارم سے جو خورشید زمین پر آوے
زیر انداز ہے تیرا ہی صنم حقے کا
دانت مہنال پہ تم رکھتے ہو مین ڈرتا ہون
اس ادا ہی مین نکل جائے نہ دم حقے کا
دمبدم بوسے یہ لیتا ہے لب جانان کے
ہم سے دیکھا نہین جاتا ہے ستم حقے کا
گرچہ ہم تم نہ نکالو تو کہون اک پھبتی
پیچ کاکل کے دھوئیں ہار ہین خم حقے کا
دستگی جلد ابھی جاکے بنالا ے پری

جو روش تم کو جو ہو شوق بہم حقے کا

نازک ادا نے یہ اشعار پڑھ کے ایک کش لیا تو وجد کرنے لگین کہا بہن یہ کس دکان کا تمباکو ہی۔ واہ کیا بو باس ہی دھوین کی سیاہی رشک زلف خوبان خلخ و نوشاد ہے گرمگڑی پر نزاد ہی جانی بیگم بولین تمباکو تو اچھا ہی مگر دام بھی اچھے ہین دو روپیہ سیر کا تمباکو ہے۔ اس شہر کے بڑے بڑے شہزادے دو سیر سے زیادہ نہین پیتے۔ جو دو ایک بڑے شوقین مشہور ہین وہ روپیہ سیر والا پیتے ہین۔ پوچھا کس دوکان سے منگواتی ہو۔ کہا دکانین تو یون شہر مین بہت ہین مگر سچ پوچھو تو محمد علی اور اعظم علی لکھنوی کی دکان کو ان سب سے وہی نسبت ہی جو ستارون کو چاند سے وہ ستارے ہین تو یہ چاند۔ اس دکان کا تمباکو مہینون کی راہ جاتا ہے اس ملک کے جتنے نواب اور رئیس شوقین ہین منون تمباکو یہان سے منگواتے ہین۔ اور اسکی بو باس پر عاشق ہین لطف اسمین یہ ہے کہ اول سے آخر تک ایک ہی طرح کا دھوان آتا ہے چاہے جل جائے سوختہ ہو جائے مگر رنگ نہین بدلتا پارسال ایک آدمی دلی سے تمباکو لایا تھا اور اسّی روپیہ تولہ بیچا تھا چھوٹی شہزادی کے مکان کے پاس دکان ہے۔

نازک۔ اسّی روپیہ تولہ۔ (سخت متحیر ہوکر)

جانی بیگم۔ ہان ہان اسّی روپیہ تولہ سیر نہین۔

نازک۔ اسمین کیا بات تھی جواہرات کوٹ کے ملا دیے تھے یا کوئی نسخہ ملایا تھا۔ جالینوس سے کسی ترکیب سے بنوایا تھا آخر بات کیا تھی اسّی روپیہ تولہ۔

جانی بیگم۔ بات یہ تھی کہ توے پر ایک لکیر کھینچ دی اور آگ سلگا دی اور پینا شروع کیا۔ خوش مزہ تو ضرور تھا مگر امیرون کا چونچلا۔ جو بات اسمین ہے وہ اسمین کہان زمین آسمان کا فرق۔ کجا یہ کجا وہ۔

نازک ادا بیگم نے تمباکو کی بڑی تعریف کی اور اور ہمجولیون کو جو حقہ پیتی تھین گرگڑی دی اور سب عیش عیش کرنے لگین تو نازک ادا نے کہا بہن ہم کو بھی منگوا دیا کرو جانی بیگم بولین ہمارے ہان کا رونا جا کے آٹھوین دن لاتا ہے۔

۱۲۔ بجے شب کو مہدی روانہ ہوئی۔ محلسرا سے سوا سو کشتیان باہر نکالی گئین اور انمین دوطھا کا جوڑا لگایا گیا تاج مرصع مع جیغہ و سرپیچ و کلغی و پرہا جادانی کا انگرکھا گلنار رنگا ہوا۔ نبت اور لچکا ٹکا ہوا کریب کا جامہ کارچوبی پٹکا اور پائجامہ۔ آرام پائی زرد وزی اور پھندنا اور شمسہ دوشالہ خاص کشمیر کے پرفن اور مسلم الثبوت کاریگرون کا بنایا ہوا۔ دو دو رومال سرخ گرنٹ کا حنا بندرنگ اور شوخی مین یاقوت سے دو چند۔ ایک طرف نازار کھا گیا پھولدار مقیش کی چھڑیان۔ چنگیر دانون مین بدھی اور طرہ چاندیکا پان دان زیور و نگین نورتن روکش در عدن۔ بھج بند بیش بہا۔ دست بند اور دُلڑا پاکلو بند۔ وغیرہ وغیرہ جب جلوس سجا گیا تو خواجہ صاحب آن موجود ہوے اور آتے ہی غل مچانا شروع کیا۔ سب شے قرینے کے ساتھ لگاؤ اور اہتمام اور دھوم دھام سے جلوس بڑھاؤ اور خبردار زنہار بلا حکم خواجہ صاحب شاعر باوقار شاہی کے رسالدار اور کمیدان جرار یعنی بندہ بدیع سلیقہ شعار کے کوئی فرد بشر از قسم اناث و مرد و مذکر و مؤنث و نر

وہ وہ بہرا ہی بغیر اجازت خواجہ سرا کوئی کام از قسم
انتظام و اہتمام و انصرام نہ کرے ورنہ مستوجب سزا
اخراج قہیدہ شدہ خواہد بود، اے سبحان اللہ۔!!!
آرائش کے تخت بڑی بڑی کاریگرن سے بنوائی گئی تھی
جسنے دیکھا دنگ ہوگیا اور تعریف کے پل باندھ دیے۔
۱۔ یون تو ہر شے بے نظیر ہے مگر تخت سب سے بڑھ چڑھکر
ہین۔ واہ واہ بڑی کاریگری کی ہے۔
۲۔ کمال صناعی ظاہر کی ہے۔ ہر تخت بے بدل ہے۔
۳۔ بڑار روپیا انھون نے بھی صرف کیا ہے صاحب۔
۴۔ پیرون کی سوگی کا لطف آتا ہے۔
۵۔ درین چہ شک، پھول کیسے شاداب بنے ہین۔
۶۔ بس انتہا یہ ہی کہ سچ مچ کے پھول معلوم ہوتے ہین۔
۷۔ معلوم ہوتا ہے ابھی کلیان چٹکی ہین۔ اے سبحان اللہ
اور اس سرو کو دیکھیے گا۔ سرو کیا بہار کا چوبدار ہے۔
۸۔ چاندی کے تخت بڑے لطف کے بنے ہوے ہین۔
۹۔ ارے یار چانڈو بازونکے تخت کہان ہین۔
۱۰۔ چانڈو بازون کا تخت کجا یہان۔ یہان پھول باغ
سرو بہار آبشار ہاتھی گھوڑے اب کل کو آپ کہین کے
کہ شراب خوارون دھوبی کہارون اور مدکیون اور
چرسیون اور گنجڑیون اور بھنگیڑیون کے تخت ہون
آپکی بھی کیا عقل ہے ماشاء اللہ۔
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ چانڈو بازونکا تخت بھی
نظر سے گذرا اور قہقہہ پڑا۔ لوگون نے کہا۔ دیکھیے
چانڈو بازون کا تخت بھی آگیا۔ اہو ہو سب کے سب
اوندھے پڑے ہین بجت نگونگی طرح خود بھی واژگون ہین
اور ان نیکبخت کو تو دیکھیے کس لطف سے مردے کا سر زانو
پر رکھے ہین۔ دوسرا بولا اجی یہ بھی تین چار چھنٹے اڑا
چکی ہونگی آنکھون سے چانڈو بازی کا حال نظر آتا ہے
مگر خدا کی قسم تصویر کھینچ دی ہے کمال کے معنی یہ ہین ہی
معلوم ہوتا ہے کہ سچ مچ چانڈو خانہ ہی ہے اور وہ دیکھیے
کہ پونڈا کس مزے سے چھیل رہے ہین ایک شخص نے پوچھا
بتائیے یہ سامنے کیا بنا ہے کئی آدمیون نے تشخیص کی مگر ایک
دبلے پتلے آدمی نے کہا۔ یار وہ ہم بتا سکتے ہین اور کوئی
نہین بتا سکتا۔ ہم تو خود چانڈو باز ہین۔ یہ پونڈے کے
چھلکے ہین حضرت انکی پیٹھ ٹھونکی گئی اور بڑی تعریف
ہوئی اور چانڈو باز صاحب اکڑنے لگے فرمایا دیکھیے اس
شہر مین وکیل بھی ہین اور عدالتین بھی ہین اور تاجر بھی ہین
اور دکانین بھی ہین اور سب کچھ ہین مگر تخت ہمارا ہی بنایا
گیا اور کوئی کیسکو نہین پوچھتا۔

کس نمی پرسد کہ بھیّا کون ہو ایک ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو	

تو سبب کیا۔ چنڈو باز تو مقبول بندگان خدا ہین
اتنے مین ایک تخت پر بہت بڑا ہاتھی بنا ہوا سامنے
آیا اس ہاتھی مین بڑی صناعی کیگئی تھی۔ اسکے بعد ترک
سوارون کا تخت آیا گھوڑے طاؤس دم زرین لگام
تیندخو آہو خرام۔

آتش مزاج و کوہ توان و ہوا نہاد	
کشتی گذار و بحر نورد و زمین سیر	
ہر اگاہ این اسپ آہو شکم رمیدہ ز شمشیر گی ارم	

ترک سوار گردان گردن کش جوانان رعنا کرتبان
سرخ پوشاکون کی لالہ زار کھلا ہوا سر پر بانکے ترچھے خود
اونکے اوپر کلغی لگی ہوئی بوٹ چڑھائے ہوئے ننگی تلوارین ہاتھ
مین لیے ہوے یہی معلوم ہوتا تھا کہ رسالہ نے اب دھاوا کیا
اور اب دھاوا کیا باگین اُٹھائے ہوے بگٹٹ دوڑایا ہی چاہتے
ہین بعد ازان ایک تخت پر ہوادار نظر آیا آٹھ کہار ساتھ تین
تین ادھر اُدھر ہوادار اُٹھائے ہین اور ایک ایک کاندھا بدلنے
کے لیے ہمراہ ہوادار بالکل چاندی کا بنا ہوا نظر آتا تھا اور
اسمین پرانے فشن کے ایک نوابصاحب متمکن تھے خدمتگار کے
ہاتھ مین حقہ بیجوان پیتے جاتے ہین کھارونکی ہری وردی
اور لال لال پگڑیان اور مچھلیان دور سے بعینہ اصلی ہوادار
ہی کا دھوکا ہوتا تھا۔ بعد ازان ایک فنس آئی مہربان ادھر
اُدھر ہمراہ اور سواری کے ساتھ چار سپاہی بانکی بتیان
دیے اور ایک فقیر گویا دوڑتا ہوا ساتھ جاتا تھا۔ ایک مہری
کے چتون اسدرجہ تنگ تھی کہ نقل کو اصل کر دکھایا یہ گویا
فقیر کو ڈپٹ رہی تھی کہ دور موے کان نہ کھا الگ لگ آ
سواری پر کیون بلا پڑتا ہے۔

خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع نے للکارنا شروع
کیا کہ لال مہتابین برابر روشن رکھو تاکہ چوک مین ادھر
اُدھر کمرونپر جھمکڑا نظر آئے اہم چوک کے کمرون ہی کو تکتے
ہوئے نکلے۔ اُس جلوس بیمثل مانوس کے ساتھ رنگین طبع
جوان رنگیلے آدمی بہت ہین روشنی ایسی ہو کہ دنکومات
کرے روز روشن گرد برد ہو جائے پنجشاخے چڑھاؤ
پنجشاخے والے بڑھاؤ۔ باجے بجاؤ گھوڑون کو چمکاؤ
ہاتھی ڈٹاؤ۔ مگر اس پنجشاخے والی کو نہ آنے دینا خبردار
خبردار کہدیا ہے۔ مگر آج آئی تو کچے ہی کاٹ ڈالونگا اُس
روز اسکی موت نہ تھی ورنہ دمکے دم مین قتل کرڈالتا
اوشعلچی اِدھر مشعل لا اُدھر دکھا۔ دیکھو ہر سواری کے
ساتھ دو دو ایک ایک پنجشاخے والی رہین ہوادار کے
ساتھ ایک اِدھر ایک اُدھر مگر گھوڑون کے ہمراہ دو
دو اِدھر اور دو دو اُدھر چار چار مشعلچی۔ آگ لگا دو بازار
مین سب بھکا ہوا نظر آئے۔ لالہ زار چراغان کی چکا چوند ہو

	مرجان کے دیکھ روشنی کو مہندی کیطرح مین لیگیا ہون

اور جسقدر سائیس ہین سب کو تاکید کیجاتی ہے کہ فوراً
اور معاً گھوڑونکو چمکائین اور ہر مقام پر گھوڑے چالاکیان
دکھائین۔ ؎

	جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا تو سن جانان سمند عمر سے چالاک ہے

اور فیلبانون کو حکم دو کہ وہ ہاتھیون کو ذرا آتشبازی
کے پاس لیجائین جس مین خوب بھڑکین لوگون نے
بنانا شروع کیا۔

لوگ۔ ہاتھی بھڑکین تو خوب ہی لطف ہو خواجہ صاحب
خوجی۔ اس سے زیادہ لطف خدا کا نام ہے جناب
لوگ۔ بجا ارشاد مگر ادھر بھی جایئے گا۔
خوجی۔ کیا مجال ادھر جانیکی ایک ہی کہی آپ نے
لوگ۔ ہاتھی بھڑکین اور دو چار سو آدمیون کا خون
کرین اور سو دو سو بلکہ ہزار دو ہزار مجروح ہون تو
دل لگی دیکھیے۔
خوجی۔ سب ہاتھی تو بگڑنے سے رہے۔ اگر دو تین بھی بگڑے

تو کچھ پروا نہین دم پکڑ لون تو ہمس نہ سکے۔
لوگ۔ تو دم ایک ہی کی پکڑیے گا اور باقیماندہ کو کیا کیجیے گا۔ حضرت۔
خو۔ ایک کی دم۔ ایک کی سونڈ اور ایک کو ڈانٹ بتائی بھلا بے بھلا خبردار جو آگے بڑھا۔ خبردار بس مجال کیا کہ بڑھ سکے اور کیا چنگھاڑ کے منزلون بھاگے لوگ۔ تو پھر ایک آدھ ہاتھی کو پیل دیجیے نا۔
خو۔ نہین صاحب آج نہین۔ اب اپنی شادی کے دن

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدرہا

جلوس کے ساتھ باد بہاری نے عجب لطف دکھایا بینڈ نوازون کا اعجاز۔ بگل والونکی خوش آیند آواز سامنے ماہی مراتب عالیشان ادھر اُدھر ذوالفقار محرابے لنگردار۔ کلہ شیر دلیر مچھلی لٹو۔ ایک تلنگا کوس پیٹتا ڈھکیلتے جاتا تھا اور نقیب کی آواز دور باش وادب سے شان اور بھی دوبالا تھی۔ سواریون کے آگے ڈنکا بیگمات عصمت سمات اور خواتین عفت مآب سکھپال پنج کلسے بوچے پالکیون مین سوار ادھر اُدھر خواص خاص بردار مہریان طرحدار۔ طرار پیچھے رتھون پر خواصین مغلانیان پیش خدمتین۔ اسطرح پر دولھا کے ہان پہونچین۔ دولھا کی بہنین اور بھاوجین اور چند اور رشتہ دار بیگمات نے

کی تا در خانہ پیشوائی

اور حسب رواج صندل کی گلی ٹیکیون سے مانگ بھری پھولونکے ہار گلے مین ڈالے جب سعد عنین۔ اترین تو سہر آرا بیگم اور مبارک محل کے بوچے ڈیوڑھی تک آئے اور سہر لون نے بوچے اُٹھائے اور محل کے اندر لائین۔ جب سعد عنین بیٹھین تو ڈومنیون نے مبارکباد گائی اور پھر گالیون کی بوچھار ہونے لگی۔ آزاد پادشا کو جو خبر ہوئی تو بہت ہی بگڑے۔ بھاوج سے کہا از برائے خدا انکو منع کرو ہمارے گھر مین اور گالیان۔ گو بہت ہی خفا ہوئے مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ اور جب ڈومنیان گالیان دی چکین تو انکے پھسلانے کے لیے کہا اب اگر گالیون کی آواز تمھارے کان مین آئے تو جب ہی کہنا۔ آزاد اس رسم فضول کے خلاف تھے ان کو سخت افسوس ہوا مگر مجبوری تھی اُس روز انھون نے مارے رنج کے مہندی کا جوڑا نہ پہنا فقط تاج سر پر رکھ لیا اور فوراً اُتار ڈالا۔ بہ اصرار تمام بہنون اور بھاوجون نے مجبور کیا کہ مہندی لگائین اور عروس شیرین ادا دلبر رنگین قبا سہر آرا بیگم نے اپنے پیارے پیارے ہاتھ تو لنسے دائین ہاتھ مین مہندی لگائی اور اُنکے بعد روح افزا بیگم نے دوسرے ہاتھ مین سہر آرا بیگم کو تمام عمر مین اسقدر خوشی نہین ہوئی تھی جسقدر خوشی اسوقت ہوئی جب آزاد پاشا کے ہاتھ مین مہندی لگائی گو آزاد پاشا کا ارادہ تھا کہ صرف ایک ہی انگلی مین مہندی لگائین مگر سہر آرا کے ہاتھ سے مہندی لگانا ایسا نہ تھا کہ اونکو وہ خیال آئے یا اسقدر جرأت ہو کہ ہاتھ کھینچ لین ہنسی ہنسی مین اُنھون نے کہا ہندؤن کی دیکھا دیکھی ہم لوگون نے بھی یہ رسم سیکھی ہے ورنہ عجم اور عرب اور روم اور شام اور کابل اور ماوراء النہر مین مہندی لگانا کیا معنی مرد کو حنا سے کیا کام سہر آرا تم کو اسطرح پر دیکھکر کوئی ہنس نہین سکتا۔
آزاد۔ جب ہم اورونکو ہنسینگے تو وہ ہمین کیون نہ ہنسین گے

مرد کے ہاتھ مین مہندی سخت معیوب ہے۔
سپہر۔ جن ہاتھون سے تم نے شمشیر چلائی اور جن ہاتھون سے بندوق سر کی اور جن ہاتھون سے دشمنون کے سر قلم کیے اور جن ہاتھون سے خنجر چلائے اُن ہاتھون کو کوئی ہنس نہین سکتا سپاہی کو کون ہنسیگا بھلا۔
روح۔ کیا بات کہی ہے جواب دو تو جانین۔
آزاد۔ اب مقام غور ہے کہ جس شخص نے تلوار اور —
سپہر۔ قطع کلام ہوتا ہے آجکے دن تو ہم تمھاری ایک نہ سنینگے اگر تم ذرا انکار کرتے تو مجھے بڑا رنج ہوتا۔ برسون کی سختیون اور پریشانیون اور مصیبتون کے بعد آج خدا نے یہ دن دکھایا ہے آج جھگڑے کو تہ کر رکھو۔
روح۔ مہندی لگانا مرد معیوب کیون سمجھتے ہین۔
سپہر۔ معیوب ہے۔ مگر کن مردون کے لیئے۔
آزاد۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ اچھا اچھا ہپ ہپ بُرا بُرا تم تھو۔ مرد مرد سب ایک۔ جو بات ایک مرد کے لیے معیوب ہے وہ دوسرے کے لئے کیون نہ معیوب ہو۔
سپہر۔ سکھ اور پنجابی جری ہوتے ہین یا نہین پھر وہ زیور کیون پہنتے ہین سونے کے کڑے وہ پہنین۔ بالے وہ پہنین اُنکو کون ہنس سکتا ہے سب جانتے ہین کہ یہ زنان پن کے سبب سے زیور استعمال نہین کرتے۔ انکی جو وضع ہے وہ بانکپن اور سپہ گری کی ہے۔
آزاد۔ اُنکے ہان تو یہ رسم ہے کہ زیور پہنین۔
سپہر۔ (ہنسکر) اے تو یہ تمھارے ہان کی رسم نہین ہے وہ اُنکے ہان کی رسم یہ تمھارے ہانکی رسم ہے۔
آزاد۔ خیر صاحب ہم ہارے تم سب جیت گئین۔
سپہر۔ ہم اپنے ہاتھ سے مہندی لگائین اور تم اُسپر اعتراض کرو تو بھلا رنج ہو یا نہو۔
آزاد۔ تو جب ہم اعتراض کرین نہ ہم تو اعتراض ہی نہین کرتے تم کو اختیار ہے۔ آج ہی تو تمھارے بس مین ہین آزاد و باشا کی بہنون اور بھاوجون نے لطف دینے شروع کیئے کہ ہمارے کہنے سے نہ مانا۔ سالی کے کہنے سے فوراً مان لیا
سپہر۔ تو یہ وجہ ہے کہ ہم سے تو پہلا ہی سابقہ ہے نا۔
بہن۔ نہین یہ سبب نہین ہے کہ پہلا ہی سابقہ ہے۔
سپہر۔ ہم تو غیر دن مین ہین تم بہن ہو۔
بہن۔ سالی کی محبت بہنوسے زیادہ ہوتی ہے۔
سپہر۔ اسکی شکایت ہے تو یہ شکایت ہے۔
بہن۔ کل سے گھر بھر ایک طرف تھا اور یہ ایک طرف کہتے تھے کہ نہ مہندی لگاؤنگا نہ جوڑا پہنونگا۔ مگر اسوقت چپ چپاتے ہاتھ بڑھایا سالی کی محبت ہوتی ہے۔
آزاد۔ تم سے تو یہ خوف نہ تھا کہ تم بُرا مانوگی اور یہ تو بُرا مان جاتین۔ بس یہی فرق ہے۔
سپہر۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم کو غیر سمجھے۔
آزاد۔ جو خوش۔ تم بھی ناخوش وہ بھی ناخوش۔
سپہر۔ ہماری خوشی تو ہو گئی۔
اسکے بعد سپہر آرا اور روح افزا کو نیگ کی دو دو اشرفیان دین رسد ھنون کو شربت پلایا اور وہ رخصت ہوئین۔
اب باہر کا حال سنیئے کہ یہان محفل طرب بعنوان مناسب آراستہ تھی اور ایک شاعرہ ڈومنی۔ اس غزل سے لوگون کو وجد مین لائی۔ ؎

بخون گل آبینے کمرای دلربا بتی	کہ دست صد گلستان ازا بگا کان تغالبتی

ہمدے آہنیت زعرش تا فرش زاین آمد	خالستی خالستی خالستی خالستی
پیلش تند خوی رجہان گرنمی بینم	کشایم تاگرہ زابرجبین بند قبالستی
بمن از حسرت رنگینی نازتوی شود	زوی آتش بگلخن تا بدست خ وخالستی
فروغ طرۂ خورشید را برخاک افگندے	بسی تاطرۂ زرتار اے گلگون جمالستی

نہ بودہ شاہد دیگر بہ بیداد تو اے ظالم
شکستی از جفا عہدی بہ غالب گرو فالستی

جب عروس شوخ و طناز مست خوبی محو ناز لیلی القاب حسن آرا بیگم کے پیارے پیارے گورے گورے ہاتھوں میں مہندی لگائی گئی تو جوبن اور بھی دوچند ہو گیا۔ ؎

لطافت جلوہ آرائے بر و دوش	زلال نازکی در موج آغوش
خمار آلودہ چشم مست و بیمار	در آوردہ بگردش جام سرشار
گلہ در صید مرغ دل چو شہباز	برآوردہ زمژگان بال پرواز
لبے چون مصحف یاقوت خوشحرف	شدہ از زنگ پالش مشجرف
مسو چون کشد زان چہرہ تمثال	بگنج لب گذارد نقطۂ خال
بہ پیمائی مسی مالیدہ دندان	چو انجم در شب تیرہ نمایان
سیاہی ہائے دندان از تبسم	شدہ در دیدہ آئینہ مردم

درخشان ساعدی چون شعلۂ طور
کفے چون پنجہ خورشید پر نور

اس شب کو آزاد نے احباب اور روسائے اولوالالباب کی دعوت بھی کی تھی اور انواع و اقسام کے اغذیہ لطیفہ پکوائی تھیں جب حسن آرا نے اس دعوت کا ذکر سنا تو دوسرے روز قلم برداشتہ یہ چند سطور لکھیں۔

صفت۔ مائدہ گستردن دوستر خوان کشیدن بخورش ہائے گوناگون شیرین کلامان پختہ سخن خوان گفتار را بنکدان معنی چنین آراستہ اند کہ چون گردۂ تفتان خورشید از سپیدہ صبح خیال گردید شیلانی کہ بنجہ کش نعمت خوان بو قبقۂ دوستان نکتہ شناس را طلبیدہ تا بر سر دستر خوان حاضری جویند و آنگہ از مائدۂ نعمت ادبرہ وا برچند آفتاب روبہان آفتابہ وار آب دستان آوردند بہ آب دستان شستند و برین آب دستان کردند عقب آن چپکاران در صحن مجلس بہشت آئین خوان کشیدہ مائدہ الوان نعم درمیان آوردند از ہر سو صدائے حی علی المائدہ بلند بود و بگوش ارباب مذاق گلواد اخیر بوا دل پسند۔ ؎

خوانی آراستہ چو صحن بہشت	مائدہ جان فزا و روح سرشت

قرص چون روئے محبوبان گندم گونی دلفریبی کرد اشکستہ چون خوبان نمکین شایستہ مذاق آمد سمبوسہ را سعادت بہ تثلیث دست داد۔ گردہ سرمایۂ لذت گردگرد۔ خیرمال باوجود شیر خوارگی پختگی اظہار کرد کہ سنگ لیشت از بردبائے سنگ خوشنود۔ ؎

مایۂ نان چو پنجہ کش افرود	پنجہ از قرص آفتاب ربود

نان خمیر کہ از آب کوثر خمیر کردہ بودند جان کہ نرم و بامزہ بود و ہنا و مرئا اظہار مینمود۔ لوزینہ موجب زینت خوان گردید مغزی حاشیۂ سفرہ را آرائش بخشید۔ آب دندان حریف آب دندان شد پشنگ مغزی سن قند را مو بو شرح داد کعب غزال دلہا را بقید خویش نہاد ساق عروسان جانہا پابند خود ساخت۔ مقراضی شکر خندۂ خیال شیرین لبان از دل در باخت۔ دماغ کلہ سر بلند شد و مایۂ نہاد سیر مایہ چنان کہ در ذائقہ شیرین و نمکین بود خسرو منشا نراد پسند

زان خورشہائے حلاوت آمود	کام امید ہمہ شیرین بود

عسل کہ کایت حلاوت درشان اوست نوش دارے
جانہا گفتہ زبدہ کہ خلاصہ خورشہاست در بردن دلہا
چرب دستی نمود شیر کہ ہمشیر امین من انہار مصفی بود سفید
کاری خود آشکار گردانید پنیر اداہاے نمکین سرکردہ شکوہ
تلخ اوراق را بشکر رسانید۔ حلوہ سوہان دندان شکر شکنان
را تیرہ ساخت۔ چرب دستان جنگ در خوردن زدند دالیدہ
را بہ چرب دستی تمام مالشہا دادند۔

ذائقہ سنجان حلاوت اثر گشت ہمہ چرب تر از یک دگر

رشتہ ماہیچہ چون رشتہ جان بشیرینی موصوف گردید
قبولی مقبول بمالئ گشت۔ مرغفر و یخنی و پیر پیچ و جملہ
اقسام برنجی سر رشتہ حلاوت برنج بچنگ آوردہ۔
دوپیازہ بہ تمکینی اداہا در عرصہ ظہور خیمہ زد و کوفتہ کوفت
از دل باد بر دو برنج زردہ چنان برنگ زعفران
سبق بردہ کہ گوئی زردہ دہی پیشش زرد روئی کردہ
وسفیدہ کہ ہر دو بخش مانند سفید بختان شیرین کار ملاحت
ذائقہ افزودہ یا سفیدی او مثل سفیدی دندان پریوشان
چہرہ روشن نمودار نمودہ۔

ملاحت ہم نمک پروردۂ او

بالجملہ چون کارگزاران خوان برداشتند برگ
تنبول از بہر رنگین ساختن مجلس برہ برداشت

نہ بان مشک و جان سخن پروران عقیق سہیل لب دلبران

ہر یکے از مجلس نشینان ایر لتیم از بہرہ تنبول کشادند
کہ گوئی لبتیم از میان سنبران زنار گسختند و چون راگ از
برگ پان بیرون کشیدند پنداری بہ نیرنگ موے از میان بر دند
ہلال لبہا شفق گون گردید و گوہر دندان ہمرنگ دانہ جان گردید
دہان از رنگ لبے کہ تنبول ابرنگ غنچہ شکفتہ رنگین و بوی با
بنام ایزد چہ تنبول گلگونہ کش لبہاے پریرخان بود چو نہ
از سفید کاری خود را نیش او سفید کردہ و فنل از
جانسپاری در دل جاے ساختہ طرفہ زمردی کہ سونش
مروارید در بغل گرفتہ و عجب طوطی کہ سینہ باز را در
شکم پنہان کردہ۔

طراوت را ازو گردد چمن سبز شود ناگفتہ در وصفش سخن سبز

بہ لعل دلفریب نوشخندان	چو او بنبود حریف آب دندان
بود بازار رنگ از رنگ او تیز	کہ برگش آب یاقوت است لبریز
ازان در تازہ روئی چون بہار است	کہ چون نوشیدنش سم و شعار است
شود آخر رخ او زعفرانی	بے گل میکند خون نہانی
بود او خضر و سبزی کاتش	لب نوشین لبان بحیاتش
شدہ آئین قتالش بزم سازی	بخوبان کرد طرح بوسہ بازی
زرنگش لعل خوبان را بود قوت	خط ریحان او سرخط یاقوت
از اول سبز بختیش بود اگر نام	شد آخر سرخ رو از حسن انجام
زبان گل چین شود از صحبت او	سخن رنگین شود از مدحت او
زلب راندم سخن از حسن آن سبز	زبان چون بستہ ام شد در دہان سبز

بوصفش معنی سنجیدہ بستم طلسم پیرہ اش پیچیدہ بستم

چون رنگین طبعان ظرافت نشان لطافت توامان
از دست کارکنان خندۂ جبین اول این بیت اندوہ
مذاق ظاہر و باطن را صفائی بخشیدند۔

ز برگ پان چسان ممنون احسان ہو بگشتم
بباطن قوت دل شد بظاہر سرخرو گشتم

بکمال خندہ روئی و سرخروئی لطیفہ ہائے روح افزا و بذلہ ہائے لطیف و نرم زا بکسب برگزیدہ باہم گویان و بکمال خوشوقتی مانند نذر و قہقہہ زنان و ہمچو مہوشان آزاد روش خندہ کنان در سخنان پیوستند و تا در دولت عروس کہ حور العین از لب شیرین او شکر خورد بصد ناز و انداز احرام کعبۂ حرم بستند و دیدند چہ دیدند در بادی النظر آثار حرمی دیار کاشانۂ دولت مدار بہشت شعار باین مضمون گزرید

زہے صفائے عمارت کہ در تماشائش
بہ دیدہ باز نگردد نگاہ از در و دیوار

یہ عبارت حسن آرا نے خوشخط لکھکر آزاد کے پاس بھی پیر مرد نے جاکر سلام کیا اور کہا حسن آرا بیگم نے ایک تحفہ بھیجا ہے۔

آزاد نے مسکراکر خط لیا۔ لفافہ کھولا تو وہ عبارت نظر سے گزری نہایت مسرور و محظوظ ہوئے۔

آزاد۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا خوب عبارت ہے

پیر مرد۔ حضور یہ اس رقعۂ تہنیت کا جواب دیا ہے۔

آزاد۔ (مسکراکر) ہاں یہ کہیئے۔ خیر۔ بہتر۔

پیر مرد۔ ہے کچھ عبارت عمدہ یا نہیں۔

آزاد۔ کیا کہنا۔ نہایت عمدہ عبارت۔ فقرے چست و درست۔ ع۔

ہاتف آور د این سخن یا جبرئیل
گشت با عندلیبان ہم صفیر

وہ چہ خوش گفتی کلام بے نظیر

لطف و ایجاد شگرفش مبہم | در جہان دولت افزا ن بقا

بارک اللہ خوب سر بستہ ایست
وہ غلط گفتم بجیب گلدستہ ایست

یہ اشعار لکھکر اسکے جواب میں بھیجے اور اپنے ایک دلی دوست سے کہا یہ عبارت آپ کے نزدیک کیسی ہے اُن کے دوست نے بڑی تعریف کی۔

آزاد۔ یہ حسن آرا بیگم کی طبع مواج کا اثر ہے۔

دوست۔ واللہ!!! اللہ اکبر بڑی طبیعت دار ہیں

آزاد۔ اب طبیعت داری کا حال تو ظاہر ہی ہے۔

دوست۔ مگر آپکو یقین ہے کہ ضرور انھیں کا لکھا ہوا ہے

آزاد۔ این و در چہ شک۔ اسمیں کیا فرق ہے

دوست۔ پان کا لفافہ بھی خوب لکھا ہے۔

ز برگ پان چسان ممنون احسان ہو بگشتم
بباطن قوت دل شد بظاہر سرخرو گشتم

کیا خوب شعر ہے۔ شکر ہے کہ اُس ملک میں ایسی خاتون طبیعت دار بھی ہیں مگر وہی ایک بلکہ شاید دوسرے کوئی نہ نکلے یہ تو بے نظیر ہیں کیا حسن کلام ہے۔

پیر مرد نے جواب لیا اور گھر آکر کہا کہ بڑی تعریف کی اور یہ جواب دیا ہے۔ حسن آرا نے کاغذ کھولا اور اشعار توصیف پڑھکر مسکرائیں۔ پوچھا وہاں کوئی اور بھی تھا کہا ہاں ایک انکے دوست تھے وہ بڑے مداح تھے دوسرے روز بھی محل میں دھما چوکڑی مچی اور صناع نازک اندام وہیں گلعذار باغ میں دو تین گھنٹے دن رہے سیر اور گلگشت کرتے رہیں۔

سمان فرمان دیگر آں کہ بایدچمن بہ چمن گلستان کا

ادا و بیان اور خلاف سان	ہیں ہر طرف ایسی جلوہ کنان
ہر اسو نکار اور ٹھرو کا جو م	محل کی چھلیں دیکھ کی دھوم
تکلف کے بہشت بریں سب لباس	ہیں رشک حسن آرا کے پاس
نگیلی کوئی اور کوئی شام سویا	کوئی چست لگن اور کوئی کلم دیبا
کوئی کتھکی اور کوئی گلاب	کوئی مہرتن اور کوئی ماہتاب
کوئی سوتی اور نیس کمر کوئی	کوئی دل لگن اور رتن سلم کوئی
کہیں چنچلیاں دکھیں تالیاں	کہیں قہقہے اور کہیں گالیاں

ادھر اور اُدھر آئی جاتی تھیں وہ	
بصد ناز جوبن دکھاتی تھیں وہ	

ان بتان جادو جمال اور بعبتان زہرہ تمثال نے گلشن کو خیال کر دیا تھا کوئی روش ایسی نہ تھی جس مین دس بارہ کم سن اور نازک بدن اور متوالی پریان مستی کے ساتھ جھومتی نہون اور چونکہ عیش و نشاط کی گرم بازاری تھی اور کم سنی اور سیہ مستی نے اور بھی گدگدایا تھا ہر پری پیکر ایک نئی ادا اور انداز دکھاتی تھی کوئی دلربائی مین طاق کوئی کج ادائی مین شہرہ آفاق کسی کو غرور حسن و جمال کسی کو لگاوٹ بازی مین کمال کوئی مست بادۂ جوانی کوئی قمری سرو ستان نکتہ دانی کوئی بذلہ سنج حاضر جواب کوئی تیز طبیعت لطیفہ گوئی مین انتخاب۔ کوئی مہر سپہر صفات کوئی بدر منیر آسمان طاحت کوئی سہر مست خوبی کوئی طوطی نوبہار محبوبی کوئی بادۂ نوجوانی کے نشے مین چور کوئی بے پیے مخمور کوئی دل لگی باز کوئی زبان دراز کوئی مصروف ترنم و ترانہ کیکی زبان پر اشعار عاشقانہ ؎

گلابی پیالون سے ساقی ہو گلرنگ	کہ دلکو نظم رنگین کا ہے آہنگ
وہ لائے رنگ ہیچ آہنوسی	بنے یہ بزم مے بزم عروسی

دلمن کا حسن و خجت ز دکھائے	یہ باہر خلوت شیشہ سے آئے
لب ساغر ہون ہمرنگ گل تر	کھلین تصویر موجے کے جوہر
پڑے جو رنگ کا پھر ہاتھ ساقی	ہے لشکر گردن مینا مین باقی
بطے ہے شکار ناوک شوق	زبانکو ہے شراب نظم کا ذوق

نازک ادا۔ اللہ جانے اس کلے پانی مین خدا نے کیا تاثیر بخشی ہے جسے دیکھو اسی کا عاشق ہے یہ عذر اتو وہ دامق ہے لسان الغیب حافظ شیراز میدان سخن کے یکہ تاز تھے مگر پیر مغان کے ہم دم و ہمساز تھے اور شاعری تو اسکے بغیر محال ہے شاعر بادہ گسار نہو یہ خواب و خیال ہے۔

پلا آتشین آب پیر مغان	کہ بھولے مجھے سرد و گرم جہان

یا خدا اس مردار پر لوگ کیون مٹے ہوئے ہین۔

جانی بیگم۔ بہن جو رنگ بدلا نظر آتا ہے خدا خیر کرے۔

تعریف بیڈھب کی اسمین کوئی فیہ ضرور ہے اللہ تمکو بچائے

نازک جس طبیعت مین گداز نہین وہ کیا کچھ نہین۔

جانی۔ کیا خواجہ حافظ نے مرنے کے بعد بھی رنگ جمایا ایسا نہو آس پاس کے لوگ اڑوسی پڑوسی حرف رکھین

نازک۔ نہایت استغنا اور بے پروائی کے ساتھ۔

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان	
مانی خواہیم ننگ و نام را	

ہمکو ایکرات اسوقت یاد آئی ہے بہن ناکردہ کاری بھی کیا بری چیز ہے عجیب قیامت کی رات تھی

شب گہوارہ روز قیامت	
اگر وجون دخیز انگیز قامت	

بہ رنگ آہ عاشق ہیچ در ہیچ	
شفنج تار و سواس و دگر ہیچ	

جانی۔ اسوقت یہ خیال کیون آیا ہین۔ کوئی سبب خاص وجہ ہے مین ہرگز نہ مانونگی۔

نازک۔ حافظ کا ذکر جو ہوا تو مجھے یہ شعر یاد آیا۔ ع
اگرچہ بدنامی ست نزد عاشقان + الخ اور اسی کے ساتھ اس شعر کا خیال آگیا۔ ؎

ایصنم بند قبا را باز کن	شوق ہا افزاید از پہلوی تو

اتنے مین ایک ڈومنی نے آن کے کہا حضور نے کچھ دینے کو فرمایا تھا وعدہ وفا ہو ہملوگ اسی دن کے منتظر رہتے ہین

	کہا میرا مجرا ہے اب لائیے جو وعدہ کیا تھا سو دلوائیے

نازک ادا بیگم نے کہا ہم باہر تھوڑا ہی ہین جو تول یارے اُسکا خیال ہر دم رہتا ہے اور تمھارے انعام مین بھلا کونسی کسر کرسکتا ہے یہ کہکر ایک خواص کو اشارہ کیا اور اُسنے اسیدم ایک اشرفی ڈومنی کو انعام دی۔ ڈومنی نے اشرفی لیکر سلام کیا اور دعائین دینے لگی نازک ادا بولین تمنے اسوقت ہمین خوش کردیا اور ہماری فرمائش کو اسطرح پر ادا کیا کہ باید و شاید جی خوش ہوگیا ڈومنی نے پھر جھک کر سلام کیا اور کہا حضور کے خوش کرنے کی تو لیاقت نہین ہے اور نہ اسقدر کاریاض کیا ہے کہ دعوی کرکے بیٹھون کہ حضور کو خوش ہی کردونگی باقی ہان حضور کا اقبال اور ہن بڑے کی بات ہے کئی ڈومنیون نے نازک ادا بیگم کی تعریف کی اور کہا حضور کی ہی پرورش کرنا یہی امر محال ہے۔

مہندی کے دوسرے دن سب کو دو بجے کے وقت کچھ کھٹکا سا ہوا تو قلماقنی جو پہرے پر تھی اُسنے غل مچاکر کہا کون ہے ارے کون ہے اتنا کہنا تھا کہ اندر باہر جاگ ہوگئی اور سب کے سب بیدار ہوکر اوسر اُدھر دیکھنے لگے۔ قلماقنی سے پوچھا کہ کس قسم کا کھٹکا ہوا تھا بیان کیا کہ پرب کی خرنشین مین ایک آدمی نظر آیا چپ چاپ اس آدمی کے چلنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو مین اُسطرف گئی وہان کی جمعدار پہرے پر اونگھ رہی تھی جیسے ہی مین وہان پہونچی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے قہقہہ لگایا۔ میرا پاؤن آگے نہ بڑھا مگر مین وہانسے ہٹی نہین اتنے مین جاگ ہوگئی جب یہ حال معلوم ہوا تو اب شہ نشین کی طرف کوئی رخ نہین کرتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مبادا چور ہو اور ہاتھ چلا بیٹھے لہذا باہر سے خورشید بدولھا اور بیبی کے مزاحب اور چار پانچ سپاہی مسلح ہوکر آگئے اور شہ نشین کی سمت جانے لگے شہ نشین کے قریب پہونچے ہی تھی کہ ایک گوشے سے پھر قہقہے کی آواز آئی اور یہ ذرا اُدھر گئے کہ اتنے مین کسی نے ناک سے غنغنا کر کہا خبردار اِدھر کسیطرف نہ آنا بہار النسا بیگم نے کوٹھے پر سے کہا یہ تو روح افزا کی سی آواز ہے اسپر ایک قہقہہ پڑا آخرکار قلماقنی آگے بڑھی اور ہنسکر بولی واہ حضور گھر بھر مین خدانخواستہ تہلکہ ڈال دیا۔ نواب صاحب کی طرف مخاطب ہوکر کہا حضور آرام فرمائین صرف مذاق ہی مذاق تھا۔

نواب صاحب اور مرزا صاحب اور سپاہی باہر گئے اور اُدھر روح افزا اور نازک ادا اور گیتی آرا کھلکھلاتی ہوئی گوشہ شہ نشین سے باہر آئین معلوم ہوا کہ گیرو لگول کے کئی مہریون اور جمعدارنون کے منھ بجھری مین رنگے تھے اور اب پہریوالی کی فکر مین تھین کہ اتفاق سے آسین بیگم بڑی بیگم۔ واہ وا۔ کوئی بچہ ہو تو خیر ہمین اسکے ہنسی کی

افسانۂ محبت تھا کو پہونچی ہو مگر لوکین نہین جاتا۔
روح افزا۔ امی جان یہ پھر یوالیان سب اوٹھا کرتی ہین انپر کسی پہ پھر وسانکرنا یہ سب خرافات لے رہی تھین ایک نہین جاگتی تھی۔
قلیا قنی۔ حضور اگر مین سوگئی ہوتی تو جاگ کیونکر ہوتی جیسے ہی آہٹ پائی غل مچادیا کہ چور ہے چور ہے۔
روح۔ ہم ایک گھنٹہ بھر سے یہان ہین اور چوطرفہ بارہ دری مین ہو آئے کوئی منکا تک نہین۔
گیتی آرا۔ مین نے ان کو منع کیا تھا۔ مگر یہ سنتی کب ہین۔
روح۔ بس بہن یہ جھوٹ ہی تو بُرا معلوم ہوتا ہے۔
گیتی۔ اچھا گیرو کسنے پیسا اور کسنے گھولا تھا۔
روح۔ تمھاری مہری نے پیسا اور اُسی نے گھولا۔
اب سنیئے کہ جن جن کے مُنھ رنگے گئے تھے جب اُنکو یہ حال معلوم ہوا تو بہت ہی جھینپین اور دو ایک بڑی بیگم صاحب کے پاس گئین اور کہا حضور سر خرو ہوئے بہتیرے کے دوسرے دن روح افزا بیگم صاحب نے مُنھ پر گیرو ملا انھون نے آہستہ سے کہا روح افزا کو تو ان باتون کا خیال بھی نہین ہے یہ سب نازک ادا کے ہتھکھنڈے ہین مگر چلو خیر اُنکی خوشی۔ جب ہمارا اُنکا ساسن تھا تب ہم بھی یہی چھیلین کرتے تھے۔ یہانتک تو خیریت تھی کہ مہرون اور جمشنون کے مُنھ پر گیرو پھیرا گیا۔
اب سنیئے کہ جانی بیگم جو یہ آواز اور شور و غل سُنکر اٹھین اور مجولیونکی اُن پر نظر پڑی تو اور بھی قہقہے پڑے جانی۔ یہ آج ماجرا کیا ہے۔ محل زعفران کا کھیت بنا ہوا ہے ہر کوئی دیوار قہقہہ ہے۔
روح۔ گھبراؤ نہین ابھی معلوم ہو جائیگا۔
نازک۔ جس سے ڈری وہی منھ پر آیا۔
گیتی۔ جانی بیگم کو مُنھ دیکھنے کی بس محبت ہے۔
سپہر آرا۔ اچھا گل کھلا کچھ بسنت کی بھی خبر ہے۔
جانی۔ کیا یا قوتی کسی نے کھلادی یہ ہے کیا۔
سپہر۔ ہنے یا قوتی اور تم نے منھ کی کھائی۔
گیتی۔ یہ مُنھ (اشارہ کرکے) یہ منھ کھائے چولائی۔
نازک۔ کوئی بتاؤ نہین خبردار جو کوئی بتائے۔
مبارک محل۔ کچھ اپنے چہرے کی بھی خبر ہے بہن۔
نازک (قہقہہ لگاکر) تم اپنے چہرے کی تو خبر لو۔
اتنے مین جانی بیگم کی نظر مبارک محل پر پڑی تو اُنھون نے فرمائشی قہقہہ لگایا اور ادھر مبارک محل نے اُن کو ہنسنا شروع کیا اور یہ نہین معلوم کہ دونون ایک ہی رنگ مین تھین جب ہی نازک ادا بیگم نے قہقہہ لگاکر کہا تھا کہ تم اپنے مُنھ کی تو خبر لو جب جانی بیگم نے مبارک محل کے ایک رخسارے کو رنگا ہوا دیکھا تو کہا بہن مبارک ہو اسپر مبارک محل سر ہوئین اور بولین یہ کیا۔ گال پر ہاتھ پھیرا تو سُرخ ہو گیا آئینے کے پاس جاکے دیکھتی ہین تو رخسار چپ رنگا ہوا آئینہ اُٹھاکے جانی بیگم کو دکھایا اور اسقدر قہقہے پر قہقہہ پڑا کہ بارہ دری گونجنے لگی آخر کار بڑی بیگم صاحب کے خوف سے قہقہہ بازی موقوف ہوئی اور جس جس کے چہرے رنگ گئے تھے۔ اُنھون نے مُنھ دھو ڈالا۔ جانی بیگم کی تو رگ رگ مین شوخی اور چلبلاہٹ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اسوقت تو سو رہین مگر تڑکا ہوتے ہی تیکھی ہو ہو کر باتین کرنے لگین۔ اچھا کیا

مضائقہ ہے۔ خیر مگر اچھے گھر بیاہ دیا۔ آج رات تو ہونے
دو انشاء اللہ ایسا بدلہ لون کہ یاد ہی کرین۔ جاتی
کہان ہین مجھکو بھی کوئی دیکھی ہین نازک ادا نے کہا
ہنسکر ہم دروازے بند کرکے سو رہین گے پھر کوئی کیا کریگا
جانی بیگم بولین ع جادو وہ جو سر پر چڑھکے بولے ہم سوچتے
تھے کہ یا اللہ کیسکی عنایت ہے بارے اتنا تو معلوم ہوگیا دروازے
بند کرکے سوے کوئی یا دس من کا قفل ہو ہم اُس سباہی سے
مُنھ رنگینگے جس سے جوتے صاف کیے جاتے ہین بڑھئی کو
بلایا ہو تو سہی۔ دروازہ چیر ڈالے قفل توڑ ڈالے چھت کاٹے
دیکھو تو کیا کیا ہوگا۔ نازک ادا نے کہا بہن از برائے خدا
معاف کرو۔ دو گھڑی کی دل لگی تھی اگر تم بڑھین تو بڑی
بیگم کے خلاف ہوگا اور یون ہم حاضر ہین جو تو نکا ہار
گلے مین ڈالدو۔ بڑی دیر کے بعد جانی بیگم نے کہا
اچھا ہمنے معاف کیا اگر اتنی لجاجت اور منت وسماجت
نہ کرتین تو ہم ہرگز نہ مانتے۔

الغرض مہندی کی رسم بڑی بیگم کی خاطر خواہ بڑی
دھوم سے انجام کو پہونچی اور اب برات کے دن کی
تیاریان ہونے لگین ایک عورت نے بیان کیا کہ کل دولھا
کے ہان شہر کے سب معزز جمع ہونگے۔ اور انکی بڑی تعریف
کرینگے، بڑی بیگم نے ہنسکر جواب دیا۔ دولھا کا بابا آدم ہی نرالا
ہے جو بات سنتی ہون دنیا سے نرالی اور ساری خدائی سے
انوکھی کہوا بھی لو یون کے جمع ہونے کی کون سی ضرورت
ہے نکاح تو ہو لینے دیجئے مگر کون کہے جس بات کو اُن کے
بزرگ ان کی مان بہنون نے جایز رکھا اُس مین ہم
کون دخل دینے والے بھلا یہ بھی کہین سنا ہے کہ دولھا بانجھے
کے کپڑے نہ پہنے مہندی کے دن جوڑے کے اوپر ٹوپی
لے لے واہ اور سادہ اُسکو سوانگ بتاتا ہے کہا ہم سوانگ
نہین بنانا چاہتے۔ روح افزا بولی۔ امی جان سچ تو
یہ ہے کہ دولھا بانجھے کے کپڑے پہنکر سچ مچ سوانگ ہی
بنجاتا ہے۔

نازک۔ ساری دنیا کے دولھا بانجھے کے کپڑے پہنتے ہین۔
روح۔ ساری دنیا کے آدمی نہ کہو اس شہر کے امیر دمکا
چوچلا ہے اور تو کوئی قوم ایسی نہین ہے۔
نازک۔ سب مین دولھا کو خلعت پہنایا جاتا ہے ہندو
مسلمان سب کے ہان کا قاعدہ ہے۔ وہ دولھا کیا جس سے
اور لوگون سے فرق معلوم ہو۔
روح۔ انگریزون مین یہ کہان رسم ہے بھلا۔
بڑی بیگم۔ لے ہے لو وہ اور ملک کے ہم اور ملک کے
روح۔ تو مسلمانون کے کس ملک کی رسم ہے۔
بڑی۔ ابتو جہان ہو وہانکے رسم کی پابندی کرو۔
نازک۔ اور وہ کون ملک ہے جہان دولھا ننگا رہتا ہے
یا برات کے دن اُسکو قیمتی خلعت یا لباس نہین پہنایا جاتا ہے
ہر ملکے دہر رسمے۔ ؎

با ہمین مردمان بباید زیست	چہ تو انکر دمردمان آنند

ابتو ہندو مسلمانون کا جو لی دامن کا ساتھ ہے اس جھگڑے
تصفیہ اُستانی جی کی رائے پر چھوڑا گیا اُنھون نے بلبہت
تمام جواب دیا کہ ہمکو تو خود یہ ہم ابھی نہین معلوم ہوتی
مگر ہان کے امیرزادون مین کیسا ہی شرعی آدمی کیون
نہو عورتین ایک نا نینگی ہزارون لاکھون قسمین دین
خفا ہون بگڑا جائین دولھا کو پہننا ہی پڑیگا اور شرع کی پابندی

تو بہت مشکل ہے رسم و رواج کی پابندی البتہ مقدم ہے ہمین نہین جانتی کہ یہ اسمان جھکے جوڑے پر لوگ اسقدر کیون لوٹو ہین خاصی اچھی بھلی چنگی صورت کو شملے سے بگاڑ دینا کون عقل کی بات ہے۔ گدا بنانا اس سے خامذہ کیا آزاد تو بڑے نیسدہ ہین مگر انپر کوئی ایسا ہی زور ڈالا گیا ہوگا جب انھون نے مجبور ہو کر ماتھے کا جوڑا اپنا دیا ورنہ وہ ایک ماننے والے نہ تھے

نازک۔ ایلہ یہ بھی روح افزا کی طرف ہو گئین۔

روح۔ نہین تمھاری کہین جبکا سر نہ پیر۔

پہر۔ مہندی لگانے پر بھی دہان بڑے بڑے جھگڑے ہوئے تھے مگر پھر بھی کچھ بولے نہین انکی بہنون اور بھاوجون نے بڑے ملنے دیے کہ سالیون کے ہاتھ سے مہندی لگوائی اور ہمسے کہتے تھے کہ کیا مجال جو سوائے چھنگلیا کے اور کسی انگلی مین مہندی چھو بھی جائے۔

استانی جی۔ ہمین بڑی حیرت ہے کہ کیونکر مان گئے۔

روح۔ آپ کو۔ اے سب کو عجب ہے اسبات کا۔

پہر۔ اسکے کئی سبب ہین استانی جی بیوجہ نہین ہے۔

نازک۔ اب دیکھین برات کیدن کچھ سوانگ لاتے ہین یا نہین۔ اب کیا کہینگے بے خلعت پہنے ہوئے آنے بنائینگے اور کہین بھی ایسا ہوا ہے۔

اب ایک نیا حال سنیئے کہ آزاد پاشا مہندی کے دوسرے روز بارہ دری مین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکے سلام کیا اور خواجہ صاحب سے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو ہم آزاد پاشا صاحب سے کچھ عرض کرین پوچھا آپ کون صاحب ہین۔ کہا مجھے خواجہ محمد اسمعیل کہتے ہین آزاد نے اُنکو اجازت دی آپکو جو کچھ فرمانا ہو بسم اللہ ارشاد ہو کیے اُنھون نے مسکرا کر کہا خادم کو آپ نے کہین دیکھا ہوگا آپکو شاید یاد نہو گا مگر مجھے بخوبی خیال ہے کہ ایکبار آپ ہمپر ہنسے تھے مگر شکر ہے کہ اب ہمکو بھی ہنسنے کا موقعہ ملا آپکو یاد ہوگا کہ ایکروز مین نے کپڑے پہنے جاتا تھا اور آپ نے تہقہہ لگایا تھا کہ داڑھی مونچھ پر پٹھے کے کپڑے پہنے ہو اب یہ فرمایئے کہ حضور نے یہ بدپرہیزی کیون کی آزاد بہت ہنسے کہا مین گھر مین پہنتا ہون اور گھر ہی مین اُتار ڈالتا ہون ممکن نہین کہ باہر پہن کے نکلون اور مین واقعی اب بھی اس رسم کے خلاف ہون اور یہ رسم بھی پوچ ہے۔

القصہ بڑی بیگم اور آزاد پاشا دونون کے ہان بڑا لطف طرب اور دھوم دھام ہوئی۔

بیان اوصاف حمیدۂ آزاد زبانی علماء اعجاز نہاد

دم صبح ہے ساقی گلعذار	عنایت ہو جام مے خوشگوار
وضو کر کے کچھ ذکر و اذکار کرون	دہن مین زبان خشک ہے تر کرون
پڑھون میکدہ مین زبان آلہ	بنے خشت زیر بن خم سجدہ گاہ
جو سورہ پڑھون قل ہو اللہ کا	ہو لکنت سے قل قل کی پیدا صدا
کرون خیشہ آسا رکوع و سجود	ہوا اٹھنا قیام اور گرنا قعود

آزاد قدسی نہاد سے علماء اجل اور فضلائے اکمل اسدرجہ محظوظ و مسرور تھے اُنکے کارنمایان اور مہمات جلیلہ کا حال سنکر سرخوش بادۂ نشاط تھے کہ عین شادی کیدنون مین ایک جلسہ میمنت مانوس آزاد پاشا کے خانہ طرب کاشانہ مین منعقد کیا جسمین مولویان شہر اور علماء دہر اور تعلیق گویان خرد آگاہ و سیف زبان و شعراء سخندانان طلیق اللسان و جادو بیان انکی توصیف مین رطب اللسان اور تعریف مین غرب البیان تھے پہلے مولانا محمد عبدالودود صاحب محدث نے استادہ ہو کر یون بیان فرمایا کہ ہمارے

تمرۂ علما مین کہ زندگی درس وتدریس مین گذری اور تواریخ بھی پائے گردہ دانش پژوہ پر حتم ہے ایسا شخص شجاع صاحب جرأت وفتوت بوجب مصرعہ۔

انجھا دنیا مین بہادر کوئی دیکھا نہ سنا

الحق درست تو یہ ہے بیت۔

کف ہمت دم شمشیر جرأت چراغ ہوشمندی مغز فطرت

ذرا بھی غور سے دیکھو تو یہ روح شجاعت ہین کو قرآنمجید مین خلق الانسان ضعیفا خطاب حضرت آدم علیہ السلام ہوا مگر اصل ہے کہ حضرت انسان کو جناب کبریا نے وہ طاقت عطا کی ہے اور وہ قوت عنایت فرمائی ہے کہ ہیچدہ ہزار عالم اسکے روبرو سرنگون اور مقابل مین عاجز اور زبون کوہ کو کاہ مہر کو ذرہ قطرہ کو دریا کرکے دکھانا ادنی کام اس ضعیف اور ناتوان کا ہے جو غور سے دیکھو نہین نہین سرسری دیکھا جاتا ہے روبروئے چشم ظاہر ہو جاتا ہے اور روشن ہوتا ہے کہ اس انسان ضعیف البنیان نے وہ وہ کام کیے کہ وہم و گمان جن وملک سے باہر ہے علی الخصوص مرد آزاد کہ بفاریق الف ونقطہ آزاد کنایہ ہے یعنی زاد بہتر وخوش طبع مرد ہین اسنے ظہور ہوا فراسیاب ورستم واسفندیار وسہراب ایک ایک انکی تمثیل مین کنجشک بیش باز اور روباہ مقابل شیر انداز رکھتا ہے آیات بینات کہ مجاہدین دین کی شان مین خداوند خالق آسمان وزمین نے فرمائی ہین بے تضع وبے خوشامد ایسے ہی لوگ گنے ہین ان اللذین مجاہدون فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم یعنی جو ہمارے بندے خاص ہین اور ایمان لانے آمیز ش شک وشبہ سے پاک ہے لڑتے ہین وہ راہ خدا مین اور نہین ڈرتے ملامت کرنیوالون سے اونہین خوف کرتے ہین جان ومال سے ہم انکو دوست رکھتے ہین ایسے اشخاص مہاجرین اور انصار سے گزرے کہ جنسے خدا اور رسول خوش ہوا اور مخاطب رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے کیا یعنی خدا انسے خوش ہے اور وہ خدا سے راضی اور خوشنود دنیا اور عقبی مین مدارج اعلی ومعارج والا پائینگے اور اقوال وحدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی مجاہدین کے بارے مین ایسا ہی آیا ہے مہاجرین اور انصار کہ ایس بیالیس ہزار کس تھے کہ وہ جان نثار رسول تھے اور ہر دم کمرین باندھے رہتے تھے قصص وحکایات ان امور کی مشہور ومعروف ہین قلم دوزبان اگر صد زبان بلکہ ہزار زبان پیدا کرے ان قصص اور حکایات کو قلمبند نہ کرسکے اس مرد آزاد کی ذات نے ہزار ہا ہزار کا نمونہ ومصداق دکھایا دیکھو ایک حدیث ہے۔ کہ موتوا قبل ان تموتوا یعنی مرجاؤ تم قبل اسکے کہ موت آئے تمکو اور ایک جگہ فرمایا کہ رجعنا الی الجہاد الاکبر من الجہاد الاصغر ہم جہاد اصغر سے رجوع لائے اور پھر نا کیا ہمنے بڑے جہاد کی طرف چھوٹے جہاد کے یعنی نفس کا مارنا اور ہوا وہوس کا مٹانا جہاد اکبر ہے اور یہ جہاد کہ کفار اور منافقین سے لڑنا اور ملک گیری کرنا جہاد وجنگ صغیر اور چھوٹی ہے اس سے مطلب ہے کہ نفس کشی بھی بڑا جہاد ہے غور سے سمجھو کہ عشق اور محبت سے سب چیزین ہوتی ہین جیسا کہ مرد آزاد نے محبت ظاہری سے رجوع طرف محبت اور دوستی باطنی موافق حدیث شریف کی یعنی آمادہ ہوکر راہ خدا مین مشہور ہوا ایسا پائے ثبوت زمین کین مین گاڑا کہ کسی کے اکھاڑے پھر بدون فتح نہ اکھڑا اور جو کچھ داد جوانمردی اور بہادری اور

اور شجاعت اور ہمت بھی خود انہی اور ظاہر کی ۔

ایسا جہان علم و ذکا کیا تکو یاد نہین کہ عشق مجازی مظہر حقیقی ہے عشق و محبت ظاہری رفتہ رفتہ نردبان الفت باطنی ہو جاتی ہے۔ اس جوانمرد کریم النفس نے ریاضت و مشقت بدن و محنت و سختی و تکلیف راہ محبت و الفت کے روبرو آسان اور گوارا کی مصداق اسکا کہ جو راہ ظاہری سے طریق باطن پائی منت مین دین ملا دنیا کی بھی ناموری حاصل ہوئی ایسے ایسے لوگ مومن اور مسلمان ہین نہین رہنمائے اسلام ہین بلکہ دین کے ستون کرام ہین عرب و عجم مخالف و موافق مجردات و نباتات جمادات و حیوانات مین علی قدر مراتب شہرۂ آفاق ہوا سرخروئی اور علو ہمتی طلب حقیقت مین زیرنہ رواق طاق ہوا کہ ہر ایک ادنے و اعلے وضیع شریف ہزار دلسے مشتاق ہو اللہ اللہ جلشانہ وعم نوالہ ایسے ایسے بندہ یکتا جیسے کہ آپ ہین پیدا کیے کہ بہ نحوا ے جبک الشی یعمی و یصم دوستی شی کی اندھا اور بہرا کر دیتی ہے ناموری چاہے دنیا کی حاصل کی سرخروئی عقبیٰ کی ہے دونون دین و دنیا نقد کف آرزو تمنا مین حاصل اے سبحان اللہ ۔ ؎

تقدا کحد ہر انچیز کہ خاطر مینوست	آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

سبحان اللہ کسقدر ثابت قدمی کی کہ بیان سے باہر ہے طرفہ یہ بات سنو کہ عرب بھی اس شخص کی تعریف مین سرگرم ہین

کل عرب یقول فی مدحک	لیس فی الانس مثلک البشر

اور محققان فارسی اپنی زبان مین یون وصف کرتے ہین

ہمہ گردویان روی زمین	ہم شجاعان زیر خرچ برین ؛
ہم دلیران روم و روس و زنگ	گرد ہر یک ببازدش تحسین

علیک سلام اللہ فی کل لیلۃ	من اول مسا الی مطلع الفجر
بلغ عن امرء بجلادہ زینۃ	ہم انظروا ما کان عاقبۃ الامر
اتذکرنی علی کشاہر خطبۃ	لقد ایدک المولی بالایدہ النصر

انکے بعد قاضی محمد مظہر اللہ صاحب نے نہایت طہارت لسان و نظافت زبان سے یون فرمایا۔

احمد اللہ تعالی کہ علی رغم حسود	بر سر خیل عدو ہمت و جرات بنمود
صبح امروز خدایا بہ مبارک بدمید	کہ ہمی از نفسش بوئے عبیر آید و عود
مسیح الدہر بپیمود قلوب الاعمال	سمع الطیر بپیمود حصول المقصود
رحمت آب جلیلے کہ لطیف ست کریم	کرم بندہ نوازی کہ رحیم ست ودود
گر کسے شکر گزاری کند انعمت را	نتواند کہ ہمہ عمر برآید ز سجود
خیر آورد مبشر کہ درین معرکہ	وفد منصور ہمی آید و رفد مرفود
ہمہ النعمتے از غیب رسانا د خدارے	ترک آمدہ بر سر ہمہ ظل ممدود
شمس دین بہ آیہ آفاق جمال الاسلام	صدر آزاد و سر خیل سپہدار جنود
صاحب عالم و عادل حسن الخلق حسین	آنکہ در عرصۂ گیتی ز نظیرش مفقود
بجوانمردی و درویش نوازی مشہور	بہ تواضع دلی و نیک نہادی مشہود
بد نباشد سخن من کہ تو نیکش گوئی	ز رکہ ناقد بپسند و سر باشد منقود
در حسود از سر بے مغزیتش گوید	ظلمہ مریم چہ تفاوت کند از جغجود
حسرت مادگیتی ہمہ وقت آیون دست	کہ نزاید چو تو فرزند مبارک مولود
من چہ گویم کہ گر اوصاف جمیلت شمرند	خلق آفاق بماند طرف نامعدود
ہمہ آن باد کہ در بندر رضائے تو رود	اہل اسلام و تو در بندر رضائے معبود
صدر دیوان امارت بتو آراستہ باد	بدسگالان ترا عاقبت نامحمود
بر روان پدر و مادر اسلاف تو باد	مدد رحمت ایزد عدد رمل و رزدد

اس قصیدے کے بعد حسب وضع دو چار صاحبون نے عبارت مترجم کے ہر فقرے اور ہر لفظ پر عقد ثریا اور سلک نثرہ نثار ہو بکمال ولولۂ شوق و غایت استیلائے ذوق پڑھی۔

یک صاحب نے فرمایا کہ این دولتیست کہ دیدۂ امید بر شاہراہ از منہ و دوار انتظار ساعت سعید میمنت و خیال کمال وقت نجستہ بنیاد میرود وصول این بشارت دل افروز بیشمر دلطیفہ دلنواز و مقدمہ بابرگ و ساز و رسطوع نیر جہان آرا ساعہ پیرا گشتہ فصحت کدۂ تمنا را بلواع حصول مامول نورانی گردانید و فضاے دلہا را بانوار ارق شادمانی فروغ جاودانی بخشیدہ فتاح حقیقی علم نصرت و نشان شوکت ترنام نامی و اہم گرامی از روز ازل و یوم اول نصیب گردانا و در چنین معرکہ ہنر بران شیر توان و رستم توامان مانند روباہ ناتوان جان بازی گوے سبقت بردہ و بچوگان دلاوری غلبہ چستین ہمت ست کہ ؎

این کار از تو آید و مردان چنین کنند بر تیغ و بازوے تو ہمہ آفرین کنند

صداے الامان الامان از جانب عدا بلند و تکبیر اللہ اکبر از طرف عساکر سلطانی دلپسند بر عالمان عالی مرتبت و ناظمان معانی منزلت کہ بعد اوتاد اندیشہ را گرد بر گرد فتادہ و حواس خمسہ آن منتشر و پراگندہ گردیدہ ہمچو خورشید علی رابعۃ النہار نور پذیر باد کہ انچہ در صفات انسان در کتب مذکور است و ازان مسطور در ذات بابرکات حضرت آزاد یافتہ ایم و عشق این شخص یکے از خردمندان دانش گستر و آگاہ دلان معنی پرور دبار یک بنیان دقائق علوم و دقیقہ شناسان و حقائق فہوم بودہ کہ معلم اول نظیر و ثانی خود مشمرد زانوے سبق خوانی رتبہ کردن سعادت سرمدی انگاشت و از لمعات انوار افضال سبحانی و اشعات اکرام ربانی بواطن قدس سواطنش جلاے وافر اندوختہ بود و از روشن ضمیرے و پاک نہادی چہا چہا تفاصیل خرد فرد خنان شایستہ و کلمات بایستہ بر کام بلند ہدایت افروختہ کہ گمراہان بادیۂ ضلالت و حیران تیہ بطالت مصابیح آگاہی بمشکوۃ دماغ مفرد و صورت حال و ماضی و استقبال در آئینہ خاطر متصور۔ آرے اگر آزاد تمام پیکر زیبای مجاہدات سخن بر انواع آفرینش نہ کشیدے نگارخانۂ عالم بنقوش بوقلمون این نقوش رنگارنگ بچشم شہود ندیدی و فسق و باطل در آئینہ دل ظہور نہ پذیرفتے فی الحقیقت این عیسی النفس روحانی مزاج از مریم فکر بہ فکر یکر نازک بلعان بعرصہ وجود قدکشیدہ و بہ ترتیب دابۃ الارض سمند زبان آرمیدہ۔ یوسف طلعتش بدل عزیزان عزیز سلیمان شوکتش پسندیدہ ارباب تمیز ثمین جوہری از ارکان قدسی برآمدہ و نادر گوہرے از قلزم تنزیہ سر برآوردہ این قدسی پیکر بہ رنگی بر می آید و این ہیکل روحانی ہر نفس بہ لباس دیگر جلوہ مینماید شریعت راجسم و طریقت را جان حقیقت را قالب معرفت را روان کمال بجواہر عنوان ادراک است و قرۃ العین افلاک طوبے عرش از رشتۂ متین و شہور تراز تر و البقاے حیات شیرین کامان آبجیات ممتاز تر عقل را جنون حیرت در دل افتادہ خرد را مالیخولیاے اندیشہ بدماغ راہ یافت کہ آبان این لیلی و لربا چہ صورت دارد کہ ہمہ کس مجنون وار خود را بشمارد۔ درین شیرین او انجیسان خاطر نشین است کہ ہر کس چون فرہاد مفتون او نقطہ سویدائے دل است یا مرکز پرکار حکمت ازل موج دریائے آگاہی ست یا سیل عمان فیضان نا متناہی۔ ؎

اگر زمست زلفین و حبابش	وگر زنم ست عیشان جانش

ہر جا کام کہ این شیر دل ہنر بر لوان بہ تندی و دلیری تمام

تیز خرام در میدان حرب راندہ عیش ہر اعدا تلخ کردہ پیادہ عمر
نشان بر پیری مرگ ناگہان دادہ شیشۂ حیات حساد را بر
سنگ سمات زدہ و خون شان چون جرعۂ بادہ بر خاک ریختہ
بدسگالان را بخرابی انداختہ در زمستان را پامال نمودہ چنانکہ
از صدمہ و ہیبت این مردیگانہ فرزانہ مغز از سر ہا چون پنبہ
از سر مینائے میخواران جدا گشتہ و پائے از رکاب برون رفتہ
دہر بار از تیغ سر افشان پلنگ افگنان کہ مدام بر شیر غران
آہو میگرفتند مثال گوئے بر زمین غلطانیدہ آفرین بر زور و
بازوے خود از جانب یلان اہدا شنیدہ۔

انکے بعد ایک سخندان سحر بیان فقید العصر وحید الدہر
نے شاہد سخن کو یون حلیۂ بیان سے آراستہ کیا۔

ایہا السامعین۔ آزاد فرخ نہاد نا خدائے کشتی مردت
و جوانمردی کہ تا میدان فتوت و شجاعت کی جوانمردی
کی توصیف اور مدحت سرائی کرنا حیز تقریر سے خارج اور
حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اہل ہند کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً
اس مرد میدان اور غازی ہنر ہر توان کا تہ دل سے شکر گزار
ہونا چاہیئے کہ اس شیر دلی سے صرف بپاس خاطر دین مبین و
مہیب سے مقابلہ کیا اور اس ثابت قدمی و استقلال سے لڑا
کہ دشمن تاب مقاومت نہ لاسکے یہی سبب تھا کہ دو خوبان
پریزاد و غیرت محبوبان نوشاد ہزار جان سے عاشق ہو کر
کلمہ اسکا پڑھنے لگیں۔ آزاد کے ہاتھ دیکھتے ہی ہوش و حواس
خیر باد و دائمی کہکر سدھارے۔

ببر از من روان سرور دلے	بتے خوش لطیفے دلستانے
مہے مہ رخے گلے مشکین عبیرے	نوشی خوے حبیبے مہربانی
فریبے دلبرے غمزہ دلیرے	نظر فیئے نازکے ابرو کمانے

لبیبے وارد ی در دلبرائے	تفنائے کنت رنج قرانے
کمند ناوک تیر خدنگے	امیرے بادشاہے پہلوانے
شریف شاہدے خمر و خماری	لطیفے سر کشے جان جہانے

اسکے بعد جناب مفتی میر محمد عبد الرؤف صاحب قبلہ نے
یون تقریر فرمائی کہ عالم اجل و فاضل اکمل تھے۔

اگر رزم است رنگین از حماسش	وگر بزم ست عیشستان ز جاسش

چون ہر دو صفات در ذات والا درجات اعلی سمات این
مرد آزاد ورد داود مصداق این آیت سراسر ہدایت و قل
رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من
لدنک سلطانا نصیرا یعنی اے پروردگار من در آر مرا در
آوردنی پسندیدہ درست روے و بے زحمت و بیرون آر مرا
از بیرون آوردنی ستودہ و استواری دہ مرا از نزدیک خود حجت
یاری دہندہ و قوتی اعانت کنندہ چنانچہ بمقابلہ ہزار ہا کس قیام
و ثبات پائے استقامت در زمین کین افشردہ بفجوائے۔

ہر آنکہ بہر خدا راہ نفس بند	ملک ز عرش بفرمان او کمر بندد

در ینوقت معرکہ آرائی موالید سہ گانہ در ربع مسکون و
شش جہت اقالیم کوس ناموری و نقارۂ جرأت پروری
و ہمت گستری را بلند آوازہ گردانیدہ و ہ نوبت و بلرے
از قصور بہشت جنت و نہ افلاک عقول عشرہ بگوش ہوش رسانیدہ
واللہ یعصمک من الناس یعنی ایخداوند تعالی کہ فتاح حقیقے
ست و بیدہ ازمۃ الاشیاء در دست او عنان جملہ چیزہا
ترا از آدمیان نگاہدار و در حفظ و امان خود ہنگام مقاتلہ
کہ تو کنند حافظ شود توکلت علے اللہ تعالی در ین معارکہ
مذکورہ بر زبان راندہ بقصد دل صادق و نیت واثق در ہر جا
و ہر مقام غلبہ بعبد صولت و استشلم براعدائے بد فرجام جستہ چنانچہ

در روایت است از ابی امامه آنجا که فرموده قال قال رسول الله صلعم من احب لله و ابغض لله و اعطی لله و منع لله فقد استکمل ایمانه یعنی گفت ابو امامه که گفت رسول خدا صلعم کسیکه دوست دارد کسی را محض برای خدا و دشمن دارد و بغض ورزد محض برای خدا و عطا کند و انعام نماید محض برای خدا و منع کند و محروم گزارد از عطیه محض برای خدا پس تحقیق کامل کرد ایمان خود را مراد اینکه این افعال اربعه جار و ناجار محض برای رضامندی داور داد ار و خوشنودی کردگار باشد و در وی هیچ شایبه غرض خود نباشد لاجرم ایمان کامل شد سبحان الله و الحمد لله و فضلناهم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا یعنی افزونی و فضیلت دادیم ایشان یعنی انسان را بر بسیاری از آنچه آفریده ایم افزونی دادنی چون علما را و تکریم انسان و تفضیل ایشان سخن بسیار و بشمار گان است اما در نیمقام به اندکی از بسیار اکتفا میرود باید دانست که کرامت ایشان بر دو قسم است جسدانی و روحانی جسدانی تمام ایشان را از مومن و کافر که تخمیر طینت انسان است بیدین و تصویر در رحم و حسن صورت و مزاج قریب به اعتدال و راستی قامت و اخذ بیدین و اکل با ضائع و تزیین لمجیه و ذوائب و تمیز بعقل و افهام نطق و اشارت و راه یافتن به اسباب معیشت و تمکن از حرفه و صناعت در روحانی دو قسم است عامه و خاصه اما آنچه عام است مومن و کافر در ان شریک اند چون نفخ روح در ایشان و اخراج از صلب و استماع قول الست بربکم و انطاق بجواب بلی و عهد بر عبودیت و ایدن بر فطرت و ارسال رسل بر ایشان و انزال کتب برائے ایشان و ترغیب به ثوبات جنانی و تخویف از عقوبات یزدانی و اظهار آثار قدرت و دلائل معجزات برائے ایشان اما کرامت روحانی خاصه

انبیا و اولیا و مومنان را بدان گرامی ساخت از نبوت و رسالت و ولایت و هدایت و ایمان و اسلام و ارشاد و جهاد و فی سبیل الله و اکمال اخلاق و آداب و سر الی الله و فی الله بالله و علو مقامات و ترقی در مضایق ناسوتی بجذبات لاهوتی و فنا از انانیت و لقا بهویت و کراماتی که در حد حصر نیاید علی الخصوص کرامات انسان بدرستی که حضرت نبی آخر الزمان محمد مصطفی صلعم ایشان است

الیشرف و دده آدم تبو	بدو شنی دیده عالم تبو
کیست برین خوان کریم تو	کیست در بیخانه که خیل تو نیست
از تو صلای به است آمده	نیست بهانی همت آمده

در اکثر کتب دیده شد که گفت خدا تعالی ما گرامی ساختیم آدمیانرا بمعرفت و توحید و برداشتیم ایشانرا در هر نفس و هر قلب درین مکانات لطیفه گفته اند بر آنست که ظهور دار و لقوت و صفا و بحر آنکه مستور است از حقایق ذات چنانچه در تاویلات کاشی مذکور است که بر عالم اجساد بود بحر عالم ارواح در داشتن ایشان در هر دو کتب انسان است از هر دو روزی دادیم ایشانرا از طیبات علوم و معارف و تفصیل رزانی داشتیم بر بسیر مخلوقات با آنکه ایشانرا بعیوب ایشان بنیاساختیم و مستثنی جنس ملائکه اند با خواص ایشان و علما را و تفضل ملک و بشر مباحث دور و دراز است اما آنچه جمهور اهل سنت بر اند آنست که رسل بنی آدم فاضل تر اند از رسل ملائکه در رسل ملائکه افضل اند از اولیائے بنی آدم و اولیائے آدم شریف تر اند از اولیائے ملائکه و علما و اهل ایمان افضل اند بر عوام ملائکه و عوام ملائکه بهتر اند از فساق مومنان امام تشیری گفته که مراد از نبی آدم و مومنان بعض و من بعض اند فرماله من مکرم یعنی

کسے راکہ خدا خوار کند دولت نماید از تکریم ہیچ نصیبے نیست
بوی و تکریم مومنان بدانست کہ ظاہرا بتوفیق مجاہدت بیارات
و باطن ایشانرا بتحقیق و تخصص مشاہدہ منور ساخت و از جملہ مرتبہ
رضا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ و درجہ محبت یحبونہم کحب اللہ
یحبونہ و یحبونہم و تشریف فاذکرونی اذکرکم پس بہر نوع این
آیت خاصۃ دلیل فضیلت انسان و جامعیت ایشان ست
کہ از ہمہ مخلوقات مرآت صافی جہۃ انعکاس صفات آلہی
ہمہ وست و بس چنانچہ از مضمون این ابیات حقائق سمات
معلوم و مفہوم توان کرد۔ ؎

گشت آدم جلاے این مرآت — شد عیان ذات او بجملہ صفات
مظہر گشت کلی و جامع — سر ذات و صفات زو لامع
نہ نمودند او بوجہ کمال — صورت ذوالجلال را لافضال
شد تفاصیل کون را مجمل — برمثال تعین اول
بوے این دائرہ مکمل شد — آخر این نکتہ عین اول شد

ایک صاحب نے بکمال جوش و خروش کہا کہ حضرات
سامعین بندہ اسوقت اسلیئے نہین آیا ہے کہ آزاد فرخ نہاد
کی شان مین کوئی قصیدہ پیش کرے یا کہ نظم مین ان کی
اوقات برگزیدہ کا حال معرض بیان مین لائے یا عربی
کے الفاظ ادق اور فقرات مغلق کے ذریعے سے ان
کی توصیف مین رطب اللسان ہو بلکہ خاص اس غرض
سے خاکسار اس جلسے مین شریک ہوا ہے کہ آزاد پاشا
کی سچی تعریف جسمین ذرا بھی مبالغہ یا اغراق غلو یا شاعری
نو بیان کرے لیکن اسمین اصلا شک نہین کہ ممدوح میری
مدحت سرائی سے مستغنی ہے جب بڑے بڑے پہلوانان بلاغت
خوان منازل فصاحت و نکتہ رانی نبرد آزمایان

معرکۂ بلاغت و شیوا زبانی آزاد کی تعریف مین عاجز ہے
اور یہ بھاری پتھر انسے نہ اٹھ سکا اور انھون نے چوم کے
چھوڑ دیا تو مجھ کج مج زبان اور ژولیدہ بیان کی کیا تاب
و توان ہے کہ اس میدان مین قدم رکھ سکون جلا بحر
بیدا کنار کی تعریف قطرہ اور خورشید عالم تاب کی توصیف
ذرہ کر سکتا ہے۔ کیا مجال ایسے ہر دل عزیز آدمی کا مداح
بھی ویسا ہی زبان آور فصیح البیان ہونا چاہیے نہ کہ آزاد
ساہر دل عزیز۔ ؎

جہیں کو بود محبوب دلہا — سر آغاز بہار آب و گلہا
خوش چندان گل خندان شگفتے — کہ غنچہ در شگفتن با نہفتے
زلعلش ہم سرچشمی گرفت — در معنی سر گوشی گرفت
بقلب عصمت میدان جانہا — بجوہر دادن تیغ زبانہا
کفش آدم کہ میغ تشنہ بارست — گہر خونابۂ ابر بہار است

جہانش خضر عمر جاودان باد
بجویش چشمۂ حیوان نہان باد

مین نے پیشتر عرض کیا تھا کہ مین شاعری اور لفاظی
سے کنارہ کرکے اصل حال ظاہر کرون گا۔ مگر

کجا بود منزل کجا تا ختم

میان آزاد وصف شکنونکی جان روح ہین سپہ سالارون
مین مغز و ممدوح مین ہر دشت بلا خیز مین جوانمردانہ
کام کیا کہ ہر جنگ مین اپنا نام کیا۔ جن جن مقامون مین
توپ اور تفنگ آتش بار تھی وہان انھون نے بکمال
بسالت فتح پائی ظفر اور نصرت جلوہ واری کے لئے قدم قدم
پر دوڑی آئی اس جنگ عظیم کا حال ہمین بخوبی یاد ہے آزاد
پاشا نے لشکر روسیہ کا مقابلہ اور تعاقب کیا تھا اور

روسیونکو مجبور ہوکر گھوڑے دریا مین ڈال دینے پڑے اور یہ وہ دریا تھا جو قلعہ معلی کے متصل بڑی عظمت وشان سے لہرین مارتا تھا اور جس سے نہرین کٹ کر قلعہ معلی کے اردگرد جاری تھین روسیون نے جسوقت دیکھا کہ ہم آزاد پاشا کے مقابل مین تاب مقاومت نہین لاسکتے اور مجبور ہوکر دریا مین گھوڑے ڈالے اسوقت ہمارے آزاد فرخ نہاد نے فوج کو حکم دیا کہ باڑھ مارو اسمقام پر روسی اسطرح بکمال شجاعت لپٹ پڑے جسطرح گولی کھاکر شیر لپٹتا ہے دوسرا جنرل ہرگز مقابلہ نہ کرسکتا مگر آزاد پاشا نے فوراً نصف سے زیادہ کالم کو فی النار کردیا اگر روسی دریا مین گھوڑے ڈال دیتے اور پھر اسی فکر مین رہتے کہ دریا کو عبور کرجائین تو ترکی ایکسوار کو بھی زندہ نہ چھوڑتے گھوڑے اور سوار سب طعمۂ نہنگ اجل ہوتے جب روسیون نے دیکھا کہ آزاد نے نصف سپاہ کو بھون ڈالا تو مرتا کیا نکرتا مقابلہ تلوارین سوت سوت کے چڑھ دوڑے اور ایک سوار جرار نے خاص آزاد پاشا کے گھوڑے کو زخمی کیا دوسرے نے گھوڑے کے پٹھے پر ایک اور چرکا دیا کہ آزاد نے اسیدم اس بدبخت کا کام تمام کیا تیسرا جھپٹا تو انھون نے ایسا تلا ہوا ہاتھ دیا کہ بھنڈارا لیک کھل گیا اسیطرح کئی سوارون روسیہ کو تہ تیغ کرکے فتح کامل پائی اور غنیم کو شکست فاش دی۔ آفرین پولینڈ کی قمر طلعت شہزادی جس کے رخسار تابان دیکھکر عابد شب زندہ دار کی قلیا تمام اور چشم بیمار سے آہوام ہوجائے۔ اس مرد خوبرو پر صرف تعریف لیاقت سن سن کر رشک بھی تھی سچ ہے ؎

نتہا عشق از دید ار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

انکی خوبی عنبرین بوی دلپذیر دلفریب نے اسکو ایسا مست کردیا کہ شادی کے لئے زبردستی کی جسطرح کاہری جناب باری نے انکو پیدا کیا ہے اسیطرح خوبصورتی بھی ازل سے انکے نام لکھدی ہے۔

بر گرد عارضت خط مشکین نوشتہ اند	یا بوستان بزیر گلستان نوشتہ اند

اور اسقدر رنجیدہ ہوئی کہ لب لعل کا بوسہ لے لیا یہ شہزادی واقعی پریستان کی پری ہی ہے ورنہ تو معاً پھسل پڑتا کلیر سانے صرف انکی جوانمردی ہی کے سبب سے روس کو چھوڑا اور انکے ہمراہ چلی آئی۔

الغرض ایسا جوان مرد شیر دل پیدا نہین ہوا جب یہ تقریر ختم ہوئین تو ایک مولانا صاحب نے آزاد کی طرف مخاطب ہوکر جلسہ عام مین کہا کہ اگر آپ زبان فارسی مین جنگ کا کچھ حال بیان فرمائین تو ہماری خوشی اور افتخار کا باعث ہوگا مگر ہم پرانے فیشن کے خیالات کے بموجب رنگین زبان اور مبالغہ جو یان کلام ہین ان دونونسے آپکی عبارت کو معرا نہین چاہتے آزاد نے کہا کہ مبالغہ میری عادت نہین مگر تعمیل ارشاد بسر وچشم منظور ہے اسکے بعد یون تقریر کی۔

شہرین گفتار لطافت شعار از زبان فصاحت نشان حضرت آزاد بانصرام کار فرہاد پیش طلسم تقدس بنیاد ذناظمان اعجاز نہاد و نثاران سحر ایجاد ہنگام زیر و زبر کردن اعدائے قریب داد و بکمال صدق و سداد بمحائے ذاتقدر وت بالعصا

ساقیا هر خیر خدا را بزرو
من که قدماره و جام تو ام
مرحبای عشق سلام علیک
وادی مراهبت و مردانگی
گوهر فرخنده کامی رسید
چون پی گوهر سود ریاضت
شاهد خلوت که غریب آرزوست
داد حقیقت بجوایم دهید
گرد چون این بند کشائی مرا
قطره ناچیز به بحر آرمید
رشته من از گره قید رست
گشت سلامت چو مرا اهل سلام
ناظر و منظور همین بود و بس
حسن زهر جا که زد از قصه سر
حسن زهر چهره که رخ برفروخت
حسن زهر لب که شکر خنده کرد
حسن بهر طره که آلم یافت
حسن چو از عشق بگیرد غرای
قالب جان اند بهم حسن و عشق
عشق دهد برگ کهی را شکوه
آب ده عشق شود خار گل
از ازل این هر دو بهم بوده اند
حسن ندانست که ماند نهان
حسن که در پرده مستوری ست
بستی ما هست و پیوندشان

هست مرا ساز خمارم فزود
بندهٔ ناچیز و غلام تو ام
روی و حسبی و فوادی لدیک
در همه عالم شده فرزانگی
سیر من آخر بمقامے رسید
هیچ گهر جز گهر خود نیافت
بود پے جلوه گری گرد چیست
گوش کرامت بخطابم نهید
داد ز هر بند رهائی مرا
هستی خود را همگی بحر دید
هر گرهم گوهر اطلاق بست
پیش گرفتم سبق احترام
سیر من این عرصه نه پیمودکس
عشق شد از جائے دگر جلوه گر
عشق ازان شعله دلرا بسوخت
عشق دلی را به غمش بنده کرد
عشق بے آمده در دام یافت
عشق هم از بوسے نگریزد بپائے
گوهر دکان اند بهم حسن و عشق
بست شود پیش بلندیش کوه
رو به وهد جز و شود همچو کل
جز تهم این راه نپیموده اند
گر هیچ بود پرده جهان در جهان
دخم هوس خورده منظوری ست
هست کشاده همه جز بند شان

حسن کسرا ز عشق گر فتانے
تا ز غم عشق چو شیدا نبود
سر مه ز خاک قدم عشق گیر
هر دو طرف اهل جهان ملتجی
داد دهاهر یکے مردان کار

جنس نفیس است خریدارنے
کو کبه حسن هوید انبود
زنده بزیر علم عشق میر
جارالی الحرف وثم الجبی
هم به نهانی وهم از آشکار

انچه بود درد و جهان احتیاج
همچو ظفر باد ترا از دواج

الحمد لله که جامع المتفرقین و واصل المهاجرین از
صدق دعاے سحری و مناجات نیم شبی این خیر اندیش
راستی کیش را باز بملازمت همگنان صداقت عنوان
و برخوری مخلصان و داد تو امان رسانید و باهم بزم
اختلاط و بساط انبساط گسترانید۔

اگر هر موے من گردد زبانے
نیارم گو هر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن

از کورانم بهر یک داستانی

هر انچه مصائب درین مدت فراق و زمانه افتراق
گذشت از صد یکے و از بسیار اندکے گزارش می رود
بموجب ؎

چو عشق است باعث محبت سبب
بهرام آزاد گشته لقب
محبت مسبب محبت سبب
که گردید از عشق کار عجب

هر چند از محبت دلی و الفت قلبی و عنایت خاص و
قدردانی باختصاص من موضعیف و نحیف را چندان
مستوند که برگ کاه را کوه گروانیدند و چنان فوق

وتفوق را بر روے کار آوردند که پستی ارض را به بلندی آسمان رسانیدند آری اینهمه حسن ظن بزرگان قدرشناس مدارج اساس است والا حقیقت حال بدین منوال کجا دفعه عین الکمال در صحن خانهٔ باغ از خار خس ناچار در کنارهٔ دریا از جلاف وخذف ضرور در کار به نهایت بردباری وحلم وزاری سوگند بجناب باری میگویم نه بطریق اعتلاء خودنمائی بنا بر آن بر اصحاب اولوالالباب وارباب والالقاب بلاغت خطاب فصاحت نصاب در احتجاب مبادکه ستائش ونیائش گوناگون او را سزاوار است که بادشاهان روے زمین برآستانه کبریائش وبزرگان زمین نهاده وخسروان پاک جبین بر درگاه جبروتش چون نقش سجود تن نیاکساری در داده - ؎

بلندی دهٔ افسر سروران | سری بخش تاج بلند افسران

طرازندهٔ بزم کارآگهے
فرازندهٔ چتر شاهنشهے

وسریر بلند پایه را بر مسند خلافت مربع نشانیده و تاج والا گهر را سرآمد سروران گردانیده وباهی خنجر آبدار فولاد انداخته ونهنگ شمشیر را گرفتار دام جوهر ساخته وفیل را در سیه مستی آورده وکمیت را مائل کاب گردانیده وتفنگ را صاحب خزانه نموده وتیغ را در بند مشت زر انداخته

شده تیز از غم او خشک چوبی | از ان گشته پیکان پستی کیش

کمان گردید دم سازی سا کیش
پئے طاعت شده زان حیله اندیش

آن خدائے که سعادت داران سپهر کوکبه را مایهٔ برافراخته وبلند اختران والا منزلت را اکلیل بر سر گذاشته بنا عیک

فیروزکنان خط اقبال کشیده وپردهٔ لشکر اقبال مندان را کلید فیروزمندی بخشیده وزره پوشان را مصداق آیینه تمثال صورت ظفر نموده وخانه نشینان زین را از حلقهٔ کمان در فتح کشوده - قندیل تیر را از روغن کمان برافروخته وچراغ ظفر را افروزش کسری آموخته سنبل جوهر را از آب تیغ طراوت ازلی داشته ودر زمین زرمگاه از خون گلگون سواران لاله کاشته - ؎

عرصهٔ نادر در نگین سازد از بهر تو آنکه
برزبان تیغ سر صیغهٔ اقتدار آورد

رایت بلند اختر افراز چون علم نور برافراخته وتیغ والا گوهران را چون مجرهٔ انجم آموز ساخته سیاهی لشکر شب را به تیغ رخشان خورشید از جا برده وقلب کوکبه کواکب را باه صاحب اکلیل سپرده از ماه تو بر سعد زنگی لب آماقه نهاده وچرخ متوس را شیوه کمانداری یاد داده وتیغ بهرام فلک رار وشن ساخته سماک رامح نیزه داری فرموده ومهر را آئین بادشاهان بلند پایه بر تخت روان فلک شاه وماه را بر کردار خسروان همایون بر اشهب سیاه شب سوار گردانیده وکمان هلال را از خط شعاعی زه بسته وتیر شهاب را چون تیر هوائی در هوا شکسته وسراب بحر را تیغ موج بر کف نهاده وکمان ابروے تیر قدان را بی زه فتنه توز کرده وتیغ غمزه محبوبان را بخون دلها آبے داده وکمند زلف خوبانرا از رشته جانها تابے داده در هر رزمے که میرسیدم بمدد آوردن وحمایت حافظ حقیقی یلان رستم توامان وگردان افراسیاب نشان که روبروی شان زهرهٔ فرامرز وسهراب آب میشد از هر سمت جوق جوق از

هر طرف حمله آور دو معرکه آرا میشد همچون شمشیر آبدار از
غلاف مثل برق خاطف این مورضعیف برآورد اعدا از
خوف لرزان شدند دهر جا بانوای دیا النصر الامن عندالله فتح
نمایان آشکار دنمودار می گردید چنانچه شمه از ان آنست که
چون نوری خورشید از زنگاری قفس سپهر برآمد این ناتوان
بروش اهل اسلام بر رخش اوج پرواز برگشت و زیبا
صورتان را بگرد ارسپهر ترکش برکمر بسته دقوی بالایان را چون
جعفر طیار در شاخ پربهار جا داده دبدبه سرشتان دیوسار
را کلاه سلیمانی برسر نهاده نوجوانان سروقد را بگرجوشن ساخته
فاخته گون کرده سرصف ها چون صف های کلنگ مرتب ساخته
ولشکر ابال مرغ رسانیده پرواز کنان بمیدان تاخت
جوانان نوخیز چون قمری برسر سرو زیبنده بود دهریکے از خود
آرائی خویش را در میدان رزم دانموده مبارزان پرعقاب
خدنگ صدپر را بکل سبزهای بال طاؤس ازهم می شگافتند
وبال مردانرا بگرد ارمرغان سپهر صد شاخ میگردانیدند طائر روح
برشاخ کمان آشیان می بست وشاهباز سرمرغ جان اعدا
را شکار میکرد و جانباز انکه هوای نادر دو در سرشان جا کرده
بود تیر را بر فرق اعدا چون تاج شاهانه برشاخ شاخ می تافتند
غازیان جوهر تیغ آبدار از تن بدسگالان سرخاب روان
میکردند. ظفر کیشان در ره بگرد ارمرغان بدام افتاده می
طپیدند. اندازهای تیرو زره تیغ دانان رزم سگال گره با میگرد
وسوفارهای خدنگ تن جوانان فارغ البال را در دام بلای انداخت

دران آشوبگه هر سوی تیر	فتادی در بریدن چشم بگیر

حلقه کمان بکل حلقه پرطاؤس میپریدو پیکان تیر برنگ
منقار لوطی مرغ میگشت و شهبازان رزم هزار داستان
میکردند بچندین عناصل می نهادند بعضے چون کبک بر
کوه تیغ فولاد جامی گرفتند و برخے چون بط در آب تیغ شیر شاوری میزدند
دلیران رزم فساد زاغ سیما را می پراکندند و بقدر منقار گنجشکی
فروگذاشت نمیکردند نیزه پایه سرداران را که بر سر نهاده
بودند می سنجید دشمن بے سنگ امن ترازو بال در میگردانید
سرهبازران از باد حمله چون برگ تاج خروس از صبا میپرید
وبال مرغان هوا چون پرطاؤس نگارین میگردید تیغ و بال
گرد سرها میگشت و تیر از جگرهای پران میگذشت کبوتر بر پای
زندگانی حکم عنقا پیدا کرده بود و مرغ روح از قفس تن پرواز
مینمود کرگس وزغن ازین گشتگان قوت می یافتند و تیهو و دراج
از رشک خستگان دانه نمیچیدند خون آنقدر بلند شد که
کنجشک سیاه اگر در هوا می پرید سرخ می شد و بر زمین
چندان خونریزی کرده بودند که از بقیه خاکی شراب
می برآمد ـ

همه بودند از آئین پیکار	چو بو تیمار دراندوه تیمار

پس هنگام آن فرا رسید که این تحفه برهمنوی بخت
تیره درونان کلاه فطرت را که چون ابجم مایه فساد بودند
بجهنم فرستد و آئینه ضمیران طوطی منش را که چون طوطیا نوش
دم از شیرین زبان میزدند شاد بهر گرداند ـ

بدام خویشتن ارد عدو را	زلین سازی بے پا مال کردن
سیه ساز دلیسان بلبلان وے	چو قمری طوقش انداز دبگردن

ناگاه مرغ زرین آفتاب باشیان مغرب شتافت و
طوطی ماه بال کشا گردید هردو لشکر به بنگاه خویش پرداز
و آهنگ فارغ بالی ساز کردند روز دوم چون لاعب
سپهر مهره خورشید از خانه مشرق براند هردو لشکر

ہر دو لشکر را در عرصہ میدان باہم مقابلہ روداد و اتفاق جنگ
روئے کار افتاد سواران چابک و پیادگان شاطر صفیر چوپہ
کبیر لباس ظفر در اندا ختند اسپ از چولان دادند خصم نماند
یلان فیل شکوہ را العرصہ آوردند و فیل بند پرداختند منصوبہ
انگیختند کہ بازی حریف قائم نماید پس فرزین نہادان بر لطف
تو پیری کج کج میخرامیدند شاہ سواران پیادہ مات میگشتند
پس این بازی آموز نزاد چرخ برین رود رمیدان نادر نہاد
گردانرا کہ پشت بہ پشت تیغون بودند یکسر فراہم آوردند۔

جمع شد لشکری تہمتن وش ۔۔۔ بر دل و چیرہ دست و گردن کش

زیر دستان قوی بازو کہ بر تیغ شان از ہیچ دست
جائے انگشت نہادن نبود بہ نیروی یداللہی دست بقبضۂ
شمشیر بردند و بحث مساعد بمنتہی را کہ بدعوی ہمدستی بدستہ
انامل گرد آمدہ بودند ناخن دار سر بریدہ بخاک سپردند۔

در سر عۂ مصاف نمودند دست برد ۔۔۔ بستہ کمر چو تیر ز شہر شکست خصم
انداختند در دم ہیجا بزور تیغ ۔۔۔ چون ناخن بریدہ کمانرا ز دست خصم

جوہر تیغ مانند زلف پیچان با شانۂ قوی پشتان آشنا گردید
و حلقہ کمند بکردار زہ گریبان گلو گیر گردن فرازان گشت
دشمنان بید ست و پا شدند و دست و پا انتادند پائے نتوانستند
قائم کرد۔ دست نتوانستند برداشت۔

حملۂ راست شہر از پیکار ماند ۔۔۔ کار رفت از دست و دست از کار ماند

دستہ آئینہ زانو ست خشک بوے گشت دوست کہ سر چشمۂ
جویبار سا عد سبک آب شد چشم چون حلقۂ رہگیر با سو فار ہمچشم
گردید و مژگان چون پر تیر با تیر پیوند گرفت۔ تیغ مجرا بی
در گردنہا حائل گردید و دلہا در صندوق سینہ سی پارہ گشت
سینہ آزرم را ناوک رہا کرد ۔۔۔ دل پیکان درون سینہ صاحب

پیکان از خون جگر لعل پیکانی شد و خط جوہر خط یاقوت
گردید تیغ زبان صاحب جوہر چون تندست در یکدیگر
گردند چون جوہر ہائے تیغ در یکدیگر پیچیدند زبانہا چون
پیکان خشک گشت و دہن ہا چون سوفار وا ماند جان
از زخم تیغ بلب آمدہ بود و دماغ از بوی خون بہ بینی رسیدہ
دلیران آبروی خود گوش میدانستند و میخواستند کہ از خون خویش
سرخروئی حاصل کنند پیکر سادہ رویان را ناخدکاغذ میبریدند
و سر نوخطانرا بقلم بکردار قلم قلم میکردند۔

پیکر سرکشان چو بال قلم ۔۔۔ می شد از تیغ شاخ شاخ ہمہ

القصہ این طلبگار دیدار الٰہی پہ تندی تمام کیست در میدان
راندند و ہمہ عیش بر اعدا تلخ ساختند پیمانہ عمر شان پر کرد
شیشۂ حیات حسادرا بر سنگ زدند و خون شان چون
جرعۂ بادہ بر خاک ریختند۔ بدسگالانرا بکیرانی انداختند بان
کیست سوار را انشار رزمسازی در سر افتاد و از صدمت
رزمستان راپا مال گردانیدند گرز مغز از سرہا چون پیمانۂ زرہا
مینائے میخواران جدا کرد و پائے از رکاب ما بیرون نہاد
سرہا بیرون شد۔ از نشار رزم مستانہ دشت کبادہ بے
تیر خمیازہ کش پلنگ افگنان کہ بر شیر آہو می گرفتند اسپ
آہو رفتار را بوست شیر پوشانیدہ جولان دادو تصیدۂ
اجسام حسادرا قطع قطع میکردند طیران فرو رادو بینی میساختند
و موصل را مقطع میگردانیدند از گوہر تیغ ترکیب چشم مورچہ
میشد و از صفت سیف مجسم تن مشجر میگشت۔

بر شیر افگنان چون رقم گیر شد ۔۔۔ نے خامہ در دست من تیر شد

بینی از ضرب گرز چون بینی کتاب فرو میرفت و گوش از زخم
تیغ چون گوش مکتوب بریدن می شد بعضے را دوات

مانند رگهای تن سیاه شده بود و بر خود قلم کرد از موی در تن
پیچ و تاب خورده سر با جنان میبرید که قلم را قطره مژگان تار
چنان می پیچیدیم که مکتوب را در نور و ندمع ـ

گشته با هوا گیر هزاران کمند	

سطح هوا صفوف نظر شد و این جود ضعیف که خط جنبش مضمون
فیروزمندی داشت بقلم یارنامه تمام سرکشان را مانند قلم
در خط کرده کنون نیاز ساخت و دو ریان را بکردار سطر
رشته بود گردن افگنده اسیر گردانند سیاه کارانی را که سر
از خط فرمان پیچیده بود تمه را سر بریدند آئین قلم در قلمدان
در یک تابوت انداخت در دو سیاهانی را که بیمان شکنی کرده
بود تمه خامه کاغذ دار افگنده بکردار خط شکسته دستی از سر گذشت

نیخت تم حیات اعدا	ز صفحهٔ روزگار بسترد

نزدیک بود که سرداران لشکر خصم را یک قلم مانند
نال قلم در پیچ و تاب افگنده و در پای حصار محبوس گردانند
ناگاه سپهر بوقلمون طومار روز در نوشت و سواد شام را
درمیان آورد و خط خورشید از صفحهٔ ایام سترده گردید و ظلمت
شب آسمان را سیه مداد ساخت هر دو لشکر استره گرمی در
نوشتند و بعنوان خط در نامهٔ جایگاه خویش آرمیدند روز سوم
چون شاه کبود جامه سپهر تیغ رخشان آفتاب را از نیام مشرق
بیرون کشید هر دو لشکر بمیدان نادر خش را جولان دادند و تیغ
گزاری آغاز نهادند ـ

گشتند به تیغ فتنه آندوز	هم عربده ساز و هم عدد سوز
بستند کمر بهر رزم سازی	گردند بخون خویش بازی

آلات رزم را در بازاری پدید آمد و اسلحه را قدر و قیمت
افزون گردید سپر مرد یک دار از عزت جای در چشم

یافت و کمان ابرو کردار از تعظیم بر سر دیده می نشست
و تیغ انداز بهزار گوهری از دیدهٔ خنجر بی قبضه زر بدست
نمی آمد مردم بر یک زره هزار چشم دوخته بودند و از انتظار چار
آئینه چار چشم گردیده یک تیر را بیک نیزه بالای زر نمیخریدند
کمند را مانند رشته جان جان بجان برابر میدانستند ترکشی بدست
می آورد که سهیل السعادت در طالع داشت و قوس کسی نمیافت
که مانند خم قوس با او بود و دستانه هرگز دست کسی داد این نحیف
سپاهی لشکر خویش را لاغر کردار پر دل ساخت و سپاه دار
ترکش در کمر بست چار آئینه پوشانرا ردشناس ظفر گردانید
و جوهر مانند روح در آئینه تیغ آورد و در جرم علم را چون کاکل
خوبان پیراست و پاه را بت چون رخ محبوبان آراست پای
در رکاب آورد و آتشین کمیت را در میدان راند ـ

پیاده شیر گیران در رکابش	چو موج باده تیغ شعله تابش

تهتنان جان را پدرود کردند و در دین تنان روئے بر تیغ
آهن می آوردند تیغ زنان بر جرم چندین فریدون را ضحاک
میگردانیدند و پلنگ افگنان چندین از شیر انرا بآئین
بهرام گور میگردند خون سیاوشان را از تیغ خونبار آبی
دادند و تن بر دوستانرا از پیکان تیر پرویزن میساختند
سپهدار اکیشان دران عرصه گاه اسکندری میخورد
در رشته جان سکندر آئینان تا دارائی تافته میشد از
قبضهٔ تیغ پور دستان با وجود زبردستی از دست میرفت و از
سیران تیره بهمن با وجود گران سنگی از زندگانی سیر میشد و
هنگام درخشیدن تیغ برق تاب چشم کسی تاب نمی آورد و خسرو
جان شیرین میداد و بلاهل دل بهلاک می نهادند ـ

شده کینه اندیش یکبارجوی	دران رزمگه پهلوانان همه

تیغ آزمائی کمر بسته چست | چو میدان کمان بیرمانان بهم

تیغ سوسن رنگ فالرخان از نهال قامت نوجوان
کهن قد بیرون میکشید و هر گل زینے را میساخت شاخ کمان
اجل باری آورد و از غنچه پیکان گل مرگ می شگفت ۔
هوادار ان رزم گلگون را صبا رفتار میساختند و ابرش را
قطره زن میگردانیدند شمشیر آبدار مثل جوے آب روان بود و از تحمل
سوسنے برنگ برگ سوسن جوهر موج میزد و لیران سخن خود
را سپر میساختند و حرف خود را آب میدادند تیر چون رگ ابر
رمح گرانی مینمود کمان چون توس قزح دلیل تیر باران بود

اندران عرصه نوجوانان را | تیر راشے درون سینه خزید
جاے پیکان گرفت در سوفار | غنچه گونی شگفت و گل گردید

باجمله آهنگ ها آراسته شد و براهنگی در گوشه ارمید
دران مقام که آویزه رزمسازی باوج رسیده بود پهلوانان
سد پهلوانان پیش میگرفتند کمان با صول ثقیل و حقیقت
پرداخت و تیغ ضرب الفتح برگزیدهٔ آوازه کرناے گوش هارا
کر ساخت و طبل نفیر فتح در پوست میزد و در دایرهٔ لشکر
کوچک و بزرگ بجنگ پیوستند بسبب مخالفان زیر و زبر
ابر کن گردیدند تیغ را کارفرمودند و از خنجر عمل نمودند پیش
روان رزم بمیان خانهٔ زین و سیر خانهٔ کمان درآمدند و دست
برنا سازان بستند و در هر گوچه به تیر کار بر کفار تنگ کردند
آئین موسیقار تیر هارا باهم جمع ساختند ۔

به دلهاے مردان خنجر گزار | نوائے ز تیر میکرد کار
چو دست دراز ان لشکر گزید | بزیر بغل بر یکے صد سپر
بهر سو هزاران یل ارجمند | چو تیر کمانچه اسیر کمند
ز افسر وفی لشکر پرستیز | نهان چون ره نغمه راه گریز

آواز جنگ بیگانگان را مغلوب گردانیده بود و صولت از نگاه
شیردلان دلهاے جگر ساخت رزم سازان تیر خدنگ افگن
گشاده و در اهاے کج آهنگان بیرون کشیده کمین هنگام
آن رسیده بود که این مورچه صفت مانند سلیمان جمیع مخالفان
را که اصل فتنه و پایهٔ فساد بودند بچنگ آورده روان خان
چون نفس را لشکران یاد بود تا بائید کار ساز کار راست
شود و از هر گوشه طنطنه بلند گردد ۔

زند مسازی کند بقانے | که شود جان دوستان مسرور
دشمنان را بپاے خر افتد | کاسهٔ سر چو کاسهٔ طنبور

ناگاه جرم خورشید که جلاجل زرین دایرهٔ سپهر تسبیح
در پردهٔ مغربی نهفت و هر دو لشکر آهنگ مقام خویش
کردند پس روز چهارم چون توسن زرین عنان خورشید در
عرصهٔ مشرق بجولانگری آمد هر دو لشکر تیغ آتش آمیغ بر
آهیختند و رخش بمیان نادریرا انگیختند ۔

گردید ز گرد بادپایان | یکسر همه آفتاب تیره
شیر علم ظفر سگالان | بر شیر سپهر گشت چیره

چون وصف عیاران لشکر سنجم اگر خامه در دست سنجم به
خاکی شود میسزد و چون سخن از سپاهی آن لشکر رانم اگر بجز
منت سپاهی رقم پذیر گردد می شاید ۔

سپاهی تو تیز ز فولاد بند | به بیباکی آزاد چون قوم هند
همه خانه زاد و کمان چون خدنگ | چو شمشیر چوهر نمارو ز جنگ
پے وصف این فوج نصرت صفات | سپاهی لشکر کنم در دوات
تو صف این فوج رزم آفرین | زبانم چو شمشیر شد آهنین
ز لبس کرد در خانهٔ زین سوار | تو گفتی کنا به بخط بحیار
هوا مایه گرد تاکی شده | کمان خانه اش برج خاکی شده

باد پیمان بکردار گرد در گرد نهان شدند و کید کنان بچرخ رزم آمدند - و گلگونان بائین مخلص رخ گشتند - واز سبک خیزی صبا رفتار گردیدند از غبار لشکر بیم آن بود که آب تیغ گل شود واز موکب جای آن داشت که آئینه جوشن تیره گردد و اشهب چون شهاب بیداری آتش زیر پا داشت که هر ساعت چراغ پا میشد و ابرش چون ابر گویم که هوای قطره موزون گرفته بود که هر نفس از یاد میگذشت ؎

بسکه می شد ز فرط خونریزی	همه جا چهرهٔ زمین گلگون
کاسهٔ سُم باد پایان بود	راست همچون حباب جلهٔ خون

رتبهٔ علم والا شد و به بیرق پایه دارائی یافت شیر دلان از خرمی افتادند و پلنگ افگنان شعر گوئی میکردند -

یکی میکرد از خونخواری تیر	ز غم قالب تهی مانند رهگیر
یکی از زخم تیغ گوهر آمود	لبسان لعل در خون غوطه زن بود

سران را شغل تیغ رانی بگردن افتاده بود و دلیران را هوای بلند پروازی در سر جا میکرد در چشمهای در جستن و اوبران بر بریدن گرفت گوشت از پوست گرگ آواز کشید و زهره پر آب گردید صیت کرنا از گوشهٔ بزخاست و گوشهای دیوان را کر ساخت من نحیف پا در رکاب گذاشته میدان مصاف را بکیفیت تمام پیراستم و میمنه و میسره بکمیت سواران جور اندیش آراستم طغرل نشان را بصفیهٔ فولاد بر سر گذاشتم تا بفراغ بال در جناح اسپان گرفتند و پردلان را دادم تا درمیان قلب جای ساختند ؎

گشت آماده لشکر خونریز	چون گهرهای تیغ گرم ستیز
هر همه رزم ساز و دشمن مال	هر همه تیغ بار و کینه سگال

مهرهٔ پشت قوی پشتان بائین تیر و تفنگ از هیبت بیرون افتاد - کمان چون ابروی دل آشوبان در فتنه نوردی طاق شد و پیکان چون چشم خوبان در خونریزی تر گردیده چه جرفها که از شاخ کمان سبز نمیشد و چه گلها که از غنچهٔ پیکان نمی شگفت جمعی بر آئین سمشیر تن پیوست هوسی در داده با عدای آهنی دل تیغ نشاند و مشتی بکردار خنجر در عریان جوهر خویش آشکارا کرده با حسود بدگوهر بدست بکمر چشم زره از آب پیکان تیر اشک آلوده شد و ابروی کمان از کشاکش تیر انداز ان جستن گرفت سر انگشت زبردستان از دم خنجر چون پیکان تیر آهنی شد و تن دلاوران از بیم تیغ خونی گردید - ؎

هنگام دغا تن دلیران	چون تیر ز تیر پر بر آورد

گل سپر از تیغ کماندار آن گل صد برگ شد و دامن زین از سیلاب چون دامن گلچین گشت چشم زه گیر از کمان رشتهٔ اشک گردید و نرگس بر آئین پوست پوستان از تیر الف با کشید - ؎

چکید از لب سوفار زهر خند عتاب	که بوی جسم زخمیازه کمان آمد
دل حیات خراشیده شد بسان هدف	چو زخم تازه لب عمر خونچکان آمد

تیغ زنان از هجوم تیغ چون جوهر در آهن وطن گرفتند و شیر دلان از هجوم تیر چون شیر در نیستان جا کردند شاخ کمان از سر انگشتان قبضه گران غنچه ها بر آورد و غنچهٔ پیکان از خون گلگون سواران گل کرد ؎

ریخت از بسکه خون گلرویان	تیغ را آستین پر از گل شد
آنچنان گشت تیر و روم زه	که سنانش زبان بلبل شد

سپهر بگشاده پیشانی در آمد و کمان بازوی فراخ جلوه گر گردید دل در سینه ها از هراس چون برگ بید لرزان شد و استخوان

درتن ها از صدمت استخوان خرد شکست - جوهر چار آئینه
از کاوش تیر حلقه زره گشت دزاغ کمان از خونریزی
سر خاب گردید و سیلاب خون از سر کلگون در گذشت و خانه
زین خانه رنگین گشت -

بگویم که آمد بهنگام کین | ز شمشیر آبی بروی زمین
زمین گشت با آب تیغ آشنا | درود دند صد گشت مردم گیا
ز کس خون گردنکشان تیغ ریخت | ز بیم اسپ خانهٔ زین گریخت
ز انداز پیکان بهنگام جنگ | گمان شد بقربان تیر خدنگ
هر آنکس که شد از کمان گوشه گیر | تن او زره گشت از زخم تیر
خدنگ جگر دور هنگام کین | بیفگند رحرف کسے برزمین

نزدیک بود که بتائید بخت بلند اختر کوکبه اعدا را بشکنم در عنایت
فیروزمندی باوج سپهر رسانم که ناگاه آفتاب سپهر انداخت
دسیاهی شکر شب گیتی را فروگرفت - هر دو لشکر رحمت
نمودند بمنزل خویش شتافتند پس روز پنجم چون خسرو انجم
تیغهای رخشان برآهیخت وخون هندوی شب برزمین
ریخت هر دو لشکر رو بعرصه رزم آوردند و تیغ زنی سر کردند

همه مانند تیغ تیز شدند | باهم از کینه در ستیز شدند

میدان جنگ از هجوم کماندران چون میدان کمان
تنگ شد و از تنگی جا ن تیر انداز انرا مانند زه کمان رگ از
تن جدا کردند افراس عقاب مهیت گرم عنان گشتند و توسنان
برق رفتار در جستن آمدند - موبر اندام دلیران صاحب جوهر از
جوهر موی بر تن خاست - اشهب سواران عنبرین توسن را
بوے مرگ بمشام جان رسید و بآن عنبرین دود هوا ے آتشین
در سر افتاد و آتش سنان علم چون شمع یکنیزه بالا رفت پیکان
تیر چون فتیله چراغ قندیل بر افروخت قبضهٔ دست

تیغ زنان مشت تیغ گردید و سر انگشت تیر افگنان
پیکان تیر گشت -

پیکر روان زرم آرا بهنگام ستیز | در زره پوشی بسان تیغ جوهر دار
تیغ تابدار چو زای قرطلعتان از آفتاب گردید و خنجر آبدار بحر
دست نهنگ صولتان را ماهی گشت تیغ جانگزا سے عمر
شان را بسر رسانید و تیر سرشگاف زندگانی سردارانرا
سیر میگردانید پیش سپاهی لشکر هیچ یکے سپید نتوانست شد
ونزد کبودی تیغ هیچکس حرف خود را سبز نیارست خواست
آتش طبعانی که مانند آب در آهن عرق بودند آتشین کمیت
را گرم رفتار ساختند و از تیغ آبدار آتش و آب و آتش انداختند
تیر از جا جست و کمان در کشمکش افتاد - از صدمت گرز
جوهر تیغ چون نفس در رنگین فرو رفت و از سهم تیر زه در
کمان چون رگ در پوست پنهان گشت - سپهر آفتاب
کردار از کاوش تیر تا تار گردید و علم شمع دار از آتش تیغ به
گداخت سلیمان از مورچه شمشیر بیداگشت و زوال زر
از آهنین خنجر در هراس بود و مبارزان خنجر را جون دشمنان
آب میدادند و تیغ را از دلهای سنگدلان برنشان میزدند
چون شانهٔ انگشتان دست نیردستان کار تیر میکرد و چون
دستهٔ آئینه گردن گردنکشان بار قولاد بر سر میگرفت آفتاب
واز هزاران رمح جلی از پنجهٔ دلیران بیخاست و آسمان کردار
زره هزار ریخی از تن مبارزان میرست تیغ اهل تجرید از پوست
برآمد و قطع پیوندها نمود و تیر چون اهل تقریر گرسنگی کرد و با ما جگاه
مقصود رسید پیکار جویان کے آسایش را بکشیدند و تیره جویان
بآستان اجل بخوابیدند چون ابرش سبکرفتار قطره میرداران
خودی بافزود و چون اشهب آتش عنان چراغ پای شد

شمع زندگانی سے برد۔ ؎

اجل را امیدواری از جنگ بود	ز جانہا ہولے قضا تنگ بود
دران عرصہ گہ داشت ہنگام جنگ	گمان گوشۂ خاطری پا خدنگ
کسے را چو با خانہ کارے نبود	بغیر از کمان خانہ داری نبود
ظفر با کمان گشتی الفت پذیر	ز رہ بینوری بسکہ چشمک بہ تیر
بہر دل کہ در نے زنا در ربود	دم تیغ افسون آن در ربود
ز فتح و ظفر با دل ہوشمند	تفنگ گرانمایہ کردی بلند
کمانرا بمرگ حسودان کمین	شدی چاشنی تربت واپسین

آب تیغ از جوہر در موج آمد و تاخ کمان از پرتو برگ آورد پیکان مانند غنچہ صد پارہ شد و سر بر کردار مانند گل از ہم ریخت شد بزاز رنگ خون گلگون گشت و گلگون از سیاہی مشکبر شبدیز شد آب تیغ از سر گذشت و آب سنان یک نیزہ بلند شد آشوب فتنہ تیغ گردید و فتنہ بفتون خنجر گشت

چنان ہنگامہ نادر شد گرم	کہ گردید آب خنجر آتش تیغ
ز فرط کینہ اندیشی ز جوہر	بہم پیچید رگہا در تن تیغ

دلیران آب تیغ را مانند شربت می نوشیدند و فنی تیر از مشکبر دار میخوردند و از چاشنی کمان جانبازان و خیر خواہان این ناتوان شربت شہادت میچشید و دوایام حیات را عیقبان میساختند گوہرہای تیغ در صندوق سینہ جا گرفت و زین آتش پایان از گرمی جنگ پر زین گشت بعضہ خود از نیروی گرزم بر شکست زرہ بر تن قوی بالایان مرغ روح را دام بلا گردید۔ شہیدان را با آب تیغ غسل میدادند کشتگان را از نیام تیغ در تابوت مے کردند جوہر خنجر ماہی ظفر را در دام مے کشید و آب تیغ سپاہی لشکر را فردے شست ؎

آئین یلان تیغ زن بود	پرخاش گری دز رسازی
گردند ز آب تیغ ہر دم	دامان حیات خود نمازی

بعضے چون کمان در کمند افتادند و برخے چون تیر پیکان فرو بردند سپاہی لشکر سر سے چشم ظفر گردید و غبار موکب و سمۂ ابروی فتح گشت۔

شد چنان اوج گزین بتیغ فیروزی من	کہ چمین گشت دل دشمن جرم دل دوست
تیر ز ایای نہ آمد بزمین از شادی	تیغ شد شاد بدانسان کہ نگنجید بپوست

القصہ نسیم ظفر وزیدن گرفت و شہپر فتح بہ گشتن در آمد جب آزاد پاشا نے تقریر ختم کی تو اکثر علما اور حاضرین نے طنطنہ سبحان اللہ بلند کیا اور محفل برخاست ہو لی۔

افیمیون کے دلی گھنگرو اور گرو گھنٹال چانڈو بازو نکے سرغنہ سگ زرد برادر شغال و گلے والی پلیٹن کے کمیدان میان خواجہ بدیع الزمان کی تقریر حماقت نخمیر

ہٹو بچو دور باش دادب حضرت خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع آبخمانی کی سواری آتی ہے۔ کون خوجی خواجہ بدیعا۔ خواجہ من بدیع خواجہ بدیع الزمان بدیع بدیعا بی چینا بیگم کے آشنائے دیرینہ۔ وگلے والا پلیٹن کے کمیدان انھوں نے جو دیکھا کہ آزاد کی چوطرفہ تعریف ہوتی ہے اور ہمیں کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہے

تو بہت ہی جھلائے اور کل شہر کے افیمیوں کو جمع کر کے انھوں نے بھی جلسہ منعقد کیا اور یوں اسپیچ دی۔

بیا ساقی مشک بو سبزہ رنگ	بدہ جام افیون مرا بید رنگ
بدہ ساقی آن مالوکی افیم	بنام خدائی غفور الرحیم
افیمے کہ بیہوش سازد مرا	غم دین فراموش سازد مرا

افیمی کہ باشد سیہ مثل زاغ — افیمی کزو گل شود ہر چراغ — زبانپر مرے ہے ترا نام خوش — پلا ساقیا مجھ کو اک جام خوش
بیا ساقی ای مایہ روح و تنم — افیمم بدہ تا دعایت کنم — کدھر ہے تو ای ساقی شب عذار — کہ ٹھنڈے سے آئی چمن مین بہار
شب جمعہ و روز آدینہ چیست — بدہ او پیم مالوا ہر کیست — بس آگے نہین تاب کچھ ہو رقم — کہ پینک مین اب جھومتا ہے قلم
پیا پے پیا پے پیا پے پیون — کہ تا حشر پینک مین مین غلطین رہون — بنام خدائے بصیر و سمیع — ہمین گفتہ بودہ است خواجہ بدیع
خدا کے لئے اٹھ ذرا ساقیا — مرے مُنھ سے دے جام افیون لگا — کہ در وقت سعد و زمان سعید — و ہنگام نیک و اوان حمید
ہوا بعد مدت کے فضل خدا — مجھے بھر کے افیون کی پیالی پلا — جوانے فلک رتبہ عالی مقام — جوانمرد و ہمدرد آزاد نام
کہ پینک مین تک سیر گلشن کرون — ترانے ذرا بلبلون کے سنون — گلے تازہ بوستان جمال — شہنشاہ اقلیم عز و جلال
مجھے جام افیون پلا بر ملا — کہ ہوتے ہین بچھڑے ہوے اکیجا — رئیس و امیر و غریبا نواز — زسر تا بپا خلق و انداز و ناز
بہت داستانین الم کی سنین — مصیبت کی اور درد و غم کی سنین — در درج دانش فلک بارگاہ — مہ اوج بینش فلک پایگاہ
دوا تو نہین گھول آگے افیون ناب — کہ کلک بدیعا ہو پیکر خراب — سمندیق یکران تعبوقہ — صحا نقال فندیق ناجوقہ
پلا ساقی افیون پینک فزا — بہت غم سے جی میرا گھبرا گیا — نفق پوش پولاد گردن کشان — بسنجوق طلطاق پیل دمان
مراحل مصیبت کے طی ہو گئے — افیمی بھی پینک مین سب سو گئے — نمیقال کژدم آوارگان — بنام ایزد آزاد آزادگان
قسم ملک چین کی تجھے ساقیا — مرے مُنھ مین افیون کے قطرے چوا — بفطرت فلاطون یونان زمین — بحکمت چو لقمان ابن یمین
وہ افیون کہ تیز یمن ہو رشک مسیح — وہ لونڈی کہ نصرت ہوا جسکا نام — کمر بستہ خدمت مین حاضر مدام
کہ چہرے سے چھلکے سیاہی مرے — بت سیمتن پر وہ عاشق ہوا — وہ عذرا ہوئی تو یہ وامق ہوا
دل عارفانکی سویدا ہے وہ — شب قدر کی شب سے پیدا ہے وہ — بت لالہ رو سیمبر دلبرے
وہ افیون جو ہو جان جانان ہند — خجالت وہ زلف خوبان ہند — بت گلبدن غیرت مہر و ماہ
کہ ظلمات ہو دیکھکر سیاہی دنگ — خجل آگے اسکے ہو زنگ لوکا رنگ — قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام
حبش کا سیہ رو بھی اسکو پیلے — یہ چشم کشمیر غیرت مین آئے — برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
بدہ ساقیا ساغر و بیم تو — دو شنام دہ من دعا کی منم — غضب کا نکھار اور ستم کی پھبن
مریجان پر ساقیا کر نگاہ — کہ معشوق میرا ہے مارسیاہ — وہ دست حنائی وہ پتلی کمر
سیہ مار بینی وہ افیون تر — بھگا دے جو پینک مین سو شیر نر — وہ بانوی سحر آفرین لالہ فام
پلا جام افیون پیر مغان — کہ پینک مین لکھ جاؤن اک دستان — مہ چارہ وہ دیکھکر شرم کھاے
بہت جلد ساقی پلا دو بیم — خراب و سیہ مست و تر دامنم — کہا اُسنے اکر و زای مرد نیک
کدھر ہے تو ای ساقی سبزہ رنگ — کہ افیون کی ہے میرے دلکو ترنگ — نداند ترا کس درین مرز و بوم — بہمن یہ کہ منزل گزینی بروم

شنیدستم از مردم نامور — کہ با تیغ و خنجر سنان و سپر
بہ روس بر معظم یورش نمود — عدو کی جفائین سنانے لگین
یہ باشد کہ بے حیلہ و ریو و رنگ — کہ ہر چہ تو ایسائی زاغ رنگ
بلا عذر و حجت ازین مرز و بوم — ہمین دم شوی عازم ملک روم
نیرد آزما شو ز مردان کار — خوشی سے پلا ساقیا اب فیم
چو آزاد شد مطلع زین خبر — کہ دورت مرے دل سے دھو ساقیا
ندیم خرد مند و فرخ نہاد — وہ چینی کی پیالی وہ افیون ناب
بفضل خدای بصیر و سمیع — افیم مخالص پلا ساقیا
بہ طلبید آزاد خاقان کلاہ — کہ جنرل خواجہ بدیع الزمان
بسان بزرگان بدادیم پند — ز ہندوستان تا باقصای روم
نصیحت کہ خالی بود از غرض — ہزارون پیادے ہزارون سوار
رسیدیم القصہ در ملک روم — وہ گھوڑے پر زرہ و ضرغام پر
طرب مسکن و پاک ملکے چنین — بڑھے سب کے آگے بدیع الزمان
ز حوران فردوس آراستہ — ظفر بول اٹھی مرحبا مرحبا
چہ حسن گلوسوز زاہد فریب — کہ کلے پہ ترکون کے فوج آگئی
بتان پری چہرہ جادو جمال — اکیلا لڑا سب سے خواجہ بدیع
ز سر تا بپا عالم نو رہے — وہ اٹھکھیلیان آپ رہوار کی
وہان مجمع دلبران جہان — پری تھی کہ گھوڑا بقول احسن
ہر اک شوخی و حسن مین بے نظیر — پرندون مین ہون کب تجھ بیان
بروز مصاف آن یل نامور — جو کہیے تو کہیے اسے بادپا
ندیم پہلوان خواجہ بدیع — نہ ٹاپے نہ بیمار ہووے کبھی
بڑھا فوج کے آگے جون شیر نر — نکھاوے نہ پیوے نہ سووے کبھی
سنی روسیون نے جو آواز شیر — کہ بھاگا ہے نامرد روسی غنیم
بیا ساقیا لالہ روز اغ فام — ملائی ہو حسین ذرا سی شراب
اب آیا ہے جی بیٹھے بیٹھے ہتنگ — ہوئے قتل لاکھون کرورون سوار

ہوی رو بیلونکے دہان سر قلم — پیادے رہے دس کرور اک پیم — بہین اشک حسرت کے اب آستین — کہ بھون دامن آبرو حریر
کہا رو سیون نے بھی بیخ و مرد — کہ ترکون نے ہمکو کیا گرد برد — مین قربان ترے ساقیا اٹھ شتاب — پلا دے برندیمین انیون ناب
ڈکارا مین اسنے کہ خاموش باش — لگے رونے روی اپنی ہی لاش — اٹھا ابر ساقی بہار آگئی — گھٹا گلشن و ہر پر چھا گئی
ہوے ٹکڑے ٹکڑے وہ سب نابکار — پیادونکے دو اور سوارونکے چار — گھٹا کالی کالی دھنک لال لال — کنہیا کے ابرو جیسے گلال
کہ اتنے مین ناگاہ دشمن کی فوج — کمینگاہ سے اُمڈی مانند موج — بھرا جام مین بادۂ پرتگال — بھرے رنگ قہقہے کے مثال
کمک کو جو آئے سواران روس — بجے دونون جانب سے لشکر مین کوس — بلائین مین لون تیری سر تا پا — پھرن گو تیرے رنگ صبا
پلا ساقیا ساغر مشک بار — کہ ہو گرم ہنگامۂ گیر و دار — ہون گل گل شگفتہ مین پھر گلکی صورت — کرون نغمہ سنجی مین بلبل کے طور
اجل پھر عدو کو ستانے لگی — پھر آواز توپونکی آنے لگی — کہ اس جنگ مین اب یہ ہی بندوبست — کہ پھر ہو عدو ایک حملے مین پست
دلاون کی رن مین پھر صدائین بلند — اڑے ہوش اعدا کے مثل پسند — پھر اکدم مین روسی ہون ارتباط — پھر اکدم مین دشمن بنین روسیاہ
بڑی طیش کھاکر سپاہ جری — تصبے مین دشمن کے لگا ہی صاف — کہ بھاگیگا بے شبہ روز مصاف
ڈپٹ کر جو جھپٹا بدیع الزمان — عدو کی طرف مثل پیل دمان — اٹھا لنگر کشتی سے اٹھا — کہ ہوتی ہی اب جنگ بحری بپا
سواردن نے ہتھیار سب رکھدیے — تفنگ اور تلوار سب رکھدیے — وہ فوجونکا مجمع لب جوئبار — وہ سبزہ وہ چشمہ وہ رنگین بہار
اسیر بلا ہوگئے نابکار — کیے قید دس لاکھ بیس ہزار — وہ ہر سمت توپ اور ہر سو تفنگ — وہ باجے ظفر کے وہ کوس اور چنگ
ہوے جب ظفریاب خواجہ بدیع — بفضل خدائے بصیر و سمیع — وہ قرنا کی آواز وہ دھوم دھام — سپہ کا وہ غٹ اور وہ اژدحام
نقیبونکو بلوا کے یہ کہدیا — کہ نقار خانے مین دو حکم جا — ادہر اور ادہر مورچے فوجکے — تماشے وہ دریا کے اور موج کے
کہ نوبت خوشی کی بجا دین تمام — خبر سن کے یہ شاد ہون خاص و عام — ادہر گولا انداز مغفر خسگاف — ادہر فوج کاسک دلیران قاف
یہ مژدہ جو پہونچا تو نقارچی — لگا ہر جگہ بادلہ اور زری — صدا ایک روسی نے دی ہی غنیم — نہین ہی ذرا تو عقیل و فہیم
بنا ٹھاٹھ نقار خانے کا سب — مہیا کرا سباب عیش و طرب — مقابل مین شیر ژیکے آتا ہی تو — لگے گتے ہاتھی سے کھاتا ہی تو
تصدق تمے جان و دل ساقیا — شب مہ مین مے آفتابی تو لا — جواب سکا مین نے دیا برملا — کہ خاموش اے مردک بیحیا
پلائی بہت تو نے انیون ناب — ہو پینیک یہ اسکی دو بالا شراب — مرے سامنے یون اکڑتا ہی تو — بھلا ہمسے کیا کھاکے لڑتا ہی تو
رہے دور جام وہ درمیان — برابر لگین شیشے کو ہچکیان — سکندر رہی اک میرا ادنی غلام — خدائی مین مشہور ہی میرا نام
مجھے وصل عشرت کی دارو پلا — کسیطرح مجھ نیم جان کو جلا — مین ہون رشک رستم دستان — نہین کوئی دنیا مین مجھ سا جوان
اپھیلنے لگی جان سے عیش و نشاط — ہوئین الغرض فوجین آراستہ — ادہر روسی ادہر روس دل باختہ
توجہ سے سب تیرے آسان ہو — سب انجام نصرت کا سامان ہو — لگے چلنے اتواپ اژدرد مان — زمین سے ہوا شور تا آسمان
جگر پر مرے داغ ہین بیشمار — سو آنکھونسے ہوا نکی ظاہر بہار — ہو گرد رہ جنگاہ رستخیز — صدائین اٹھین قاقلوا اور برین

برابر ہی ایک شب تک معاف | ہوا صبح کو سارا میدان صاف | یہ کیا عشق آفت اٹھانیگا | مرے دل کو مجھ سے چرائے گا
ہوی نصب جھنڈی لو ہر قوم کے | ادھر فتح کے شادیانے بجے | ملا میرے ساقی کو مجھ سے خدا | نہین تو مرا دل ٹھکانے لگا
ستارہ دیسون نے جو احوال جنگ | ہوا فتح اسیوقت ان سب کے رنگ | گئی چشم خونبار کا کچھ نہین | مراد دل ہی مجکو ڈبانے لگا
تجھے آفرین ای بدیع الزمن | کہ دشمن کو مارا بقول حسن | نہین مجکو دشمن سے شکوہ حسن | مرا دوست مجکو ستانے لگا
ہوی دیکھ یہ حال حیران کار | کہ یہ کیا ہوا مالے پروردگار | سنین حال یارا ن فرخندہ خو | کہ ایک بعد گلبدن خوبرو
کوئی دیکھ یہ حال رونے لگا | کوئی غم سے جی اپنا کھونیگا | زمرد کا مونڈھا چین مین بچھا | وہ بیٹھی عجب آن سے دلربا
کوئی بلبلایا سا پھرنے لگا | کوئی ضعف کھا کھا کے گرنیگا | کہ زانو پہ اک پاؤن کو دھر لیا | اور اک پاؤن مونڈھے سے لٹکا
کوئی سر پہ رکھ ہاتھ دلگیر تھا | کوئی بیٹھا ماتم کی تصویر تھا | نہ پوچھا اسکے پائے نگارین کا حال | زبان تھا دھنسا دھن مین جسکے لال
رہا کوئی انگلی کو دانتون مین داب | کسی نے کہا گھر ہوا یہ خراب | کفک و رفندق سے لالہ کو دفن | ہوا ایسی کیفیت پائین باغ
کسی نے دئے کھول سنبل کے بال | طمانچون سے جون گل کیے سرخ گال | طلائی کرسمہ اور کفک کا وہ رنگ | سنہری شفق جسکو ہم دیکھتے تنگ
کہان چھپ گیا ساقی لالہ فام | بلورین گلابی مین دے بھر کے جام | جواہر کے چھلے بھرے پور پور | زری کی تکی جیسے محمل پہ نور
کہ مے کی بدمست و بیخود رہون | سحر سے مسا تک برابر پیون | خماری وہ آنکھین وہ انگڑائیان | وہ جوبن کے عالم کی سرسائیان
مے نام کے خوب ڈنکے بجے | کہو جا کے ساقی سے کمرے سجے | جوانی کا موسم شروع بہار | وہ سینے سے انکے کچوکا ابھار
انیمی کجا اور کجا رزمگاہ | کجا چانڈو باز اور کجا فوج شاہ | خواصون ایک حصہ لیے بھی کھڑی | کہ لالہ کی پتی تھی اسمین پڑی
خوشا بیک خواجۂ پہلوان | خوشا بیشہ اور بیم بے گمان | وہ شیشے کا حقہ مرصع کا کام | مغرق زری کا وہ نیچہ تمام
اگرچہ ہی رنگت مین کالی انیم | مگر سب نشونے ہی عالی انیم | لب نازک اور پردہ مہتاب سہر | نکالے تھی پردیسے دو دیدگر
تو اجس پہ پکتی ہین سب روٹیان | ہی رنگت مین کالا ہی وہ بیگمان | اور ادھر ہر طرف تھی نگاہ | کیسکی کوئی جیسے تکتا ہو راہ
وہ مجنونکی معشوقہ رسیم بر | پریزاد و خورشرو و فرخ سیر | خواصین کھڑی تکے سب گوشہ وپیش | جو تھین اپنے عہدے پہ حاضر بہ پیش
سیاہی مین تھی مثل انیون سیاہ | ملاحت مین تھی غیرت مہر و ماہ | کوئی مورچھل لیے اور کوئی پیکدان | کوئی لے چنگیر اور کوئی پاندان
سیہ نرگسین اور مستی خراب | دوہندو بہ یغما دو جادو بخواب | رسیلی چھبیلی کوئی تنگ چست | لباس اور زیور سے ہر اگدرست
چھپا ہو کہر ساقی گلبدن | کہ ہے جنگ سے چور میرا بدن | کھڑی نیچی انکھین کیے باادب | اسی شرم سے پر قیامت غضب
گلابی خدا کے لیے لاشتاب | پلا دے مجھے جام شیرین شراب | کئی ہمدم اسکی جو تھین ماہرو | بچھائے ہوئے کرسیان سو بسو
کہ یا تھی نامورۂ گلبدن | وہ مسرور معشوق بستہ دہن | برابر پریزاد ہر اور ادھر | وہ گرد اسکے بیٹھین تھین بایکدگر
ہوا صید نخچیر تیر محن | بڑا عشق کا ہو بقول حسن | سمان اسکے میکا کہون کیا مین آہ | ستارہ مین تھا جلوہ گر ایکدا

غزل

بعد حمد یکون الا بعد برسیگوید اسعدک اللہ تعالے فی الدارین کہ معشوقہ مہر پرستم برای وزن بیت کم غم بی چنیا بیگم زاد عفتہا وہ محبوبہ سیہ تاب وسنبل رو کنھیا آبرو ہین کہ اگر من بدیعا ہزار بار جی کرے تو بھی ایسی دلھن نملے اس پر یہ دین اسقدر اوصاف ہین کہ بس گولکا معاملہ ہے ایک صفت ہو تو بیان کرون دو صفتین ہون تو عرض کیجائین تین صفتین ہون تو کہ چلون۔ چار صفتین ہون تو معرض بیان مین لاؤن جب اس قدر صفات حمیدہ ہون جس قدر ریت کے ریزے اور آسمان کے تارے اور دنیا بھر کے آدمیون کے سر کے بال اور درختون کے برگ ونہال کی چھال اور پانی کے حباب اور شعاع آفتاب تو پھر حیز بیان سے خارج اور حیطۂ التماس سے باہر کیونکر نہو۔ چنیا بیگم کو خدا بخشے (ماشاء اللہ کیا دی ہے) اکھاڑا بھی غنیمت ہے اور لطف یہ کہ ایک یہ اور ہزارون بلکہ لاکھون۔ ای توبہ حضرت کرورون آشنا جسے دیکھیے چنیا بیگم کا عاشق زار ہے۔ اسی لیلی سیہ فارم پر دل و جان سے نثار ہے۔ جو ہے اسی کی بلائین لیتا ہے اور دعائین دیتا ہے ایسی پیاری معشوقہ دیکھی نہ سنی سانولی رنگت سیاہی ہر بن مو سے جھلک رہی ہے چہرے سے لیلۃ القدر کی ضیا چمک رہی ہے اور کرورون حسن کا ایک حسن تو یہ ہے کہ جناب کی زوجہ مکرمہ ہین (ماشاء اللہ) جناب والدہ کی بھی بدیعا نے اس درجہ خاطرداری اور تعظیم نہین کی تھی۔

سامعین۔ آفرین۔ آفرین مرحبا خواجہ بدیع۔

راوی۔ یہ آواز جو بلند ہوئی تو بعض افیمی جو پینک مین اونگھتے تھے چونک پڑے دو ایک مارے ڈر کے بھاگنے کو تھے سب بکا بکا کہ یہ آواز کہان سے بلند ہوئی۔

الغرض خواجہ صاحب کی بڑی تعریف ہوئی کہ اپنی والدہ مگر مہ بی چنیا بیگم کی ماں سے زیادہ تعظیم کرتے تھے جب اور افیمیون نے سنا تو وہ بھی مداح ہوے اور متفق ہوکر سب نے کہا واہ برادر کیون نہو۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

وہ نام کیا کہ باید و شاید۔

ایک۔ اجی کل افیمیون کی ناک رکھلی۔

دوسرا۔ دیکھیے شک۔ اسمین کیا فرق ہے۔

تیسرا۔ مگر کوئی اب افیم کو برا کہے تو ہمارا ذمہ۔

چوتھا۔ برا کہے اہونہہ!!! اجی سب کے سب افیمی ہوجائین تو سہی وہ کام کیا ہے انھون نے۔

پانچوان۔ مگر یار ایک خرابی ہوگی ہان!!!

چھٹا۔ وہ کیا خرابی بھی تو ہم سن لین ذرا۔

جواب۔ یار افیم مہنگی ہوجائیگی گران بکیگی۔

ایک۔ تمھارے منھ مین خاک۔ ای لعنت خدا۔

دوسرا۔ ع۔ مزن فال بد کاورد حال بد۔

تیسرا۔ یہ نابکار اس قابل نہین کہ افیم پیے۔

چوتھا۔ افیم کا دشمن مہنگا ہو۔ افیم مہنگی ہوجائیگی۔ ہونہہ مہنگی کیون ہوجائیگی جب امیر رئیس حاکم محکوم سب پینگے تو چین سے زیادہ مانگ ہوگی ہر ملک مین افیم ہی افیم کھیتون مین برابر بوئی جائیگی۔

خوجی۔ سنین سب افیمی اس شخص نے ایک اعتراض بدولت واقبال پر کیا ہے کہ افیم ہمارے سبب سے گران بکیگی اکثر افیم دوست بزرگون نے اس کا جواب دیا۔ مگر علمی جواب نہ تھا اب علمی جواب ہم سے سنو اس کے کلام کا

اب اسکا جواب ہی کہ جب لوگ کثرت سے انمون کو شان ہیگے
تو گران ہونے لگیگی کیونکہ جس شے کی مانگ زیادہ ہوتی
ہی وہ گران بکتی ہی۔ سلنا۔ یعنی تسلیم کیا جسنے اسبات کو
مگر کیا خاصہ جواب ہے۔

سامعین۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا جوابدیا ہی۔

راوی۔ بہت ہی خاصے اس وحشت کے قربان
جواب ابھی سنا ہی نہین اور تعریف کے پل باندھے جاتا
اور لے دوڑی خیر خواجہ صاحب نے اسکے کلام کی یون
تردید کی جناب یہ ہی کہ سب سے زیادہ ضرورت دنیا مین
غلے کی ہی۔ غلہ کیا یعنی گیہون گندم اور چاول برنج اور
دال ہر قسم خورش اور گوشت لحم اور ترکاری بقولات
اور چنا خودا اور پونڈا یا گنا نیشکر۔

راوی۔ غلہ کا لفظ اسقدر وسیع تھا کہ جناب خواجہ صاحب
کو سمجھانا پڑا کہ غلہ گیہون اور چاول اور دال کو کہتے ہین
اور اس ذکاوت کے صدقہ کہ گیہون اور چاول کو ترکاری
اور گنے کا ترجمہ کرتے گئے اردو دان لوگ کم تھے لہذا فارسی
اور عربی مین ترجمہ کیا واہ گیدی کیون نہو اسکے بعد یون
فرمایا دنیا مین جسقدر ضرورت غلہ کی ہی اسقدر اور کسی شے
کی ضرورت نہین ہی اگر فروخت اور مانگ کی کثرت سے
اشیا گران ہو جائین تو غلہ بھی ایسک گران ہو جاتا مگر اسقدر
ارزان ہی کہ جولاہے اور تیلی اور خاکروب اور کوری اور
چمار سب خریدتے اور کھاتے ہین وجہ یہ کہ جب لوگون نے
دیکھا کہ غلہ کی ضرورت زیادہ ہی تو غلہ زیادہ بونے لگے
جب غلہ زیادہ ہوگیا تو ارزان ہوگیا اسلیے جب ایمی
کی خواہش ہوگی تو غلے کی مثل بوئی جائیگی اور سستی بکیگی

سامعین۔ اعجاز اعجاز۔ واہ برادر واہ۔

ایک۔ کرامت ہی تقریر نہین ہی یہ۔ یہ کرامت ہی۔

دوسرا۔ اجی ہمارے تو اس فن کے خدا ہین یہ۔

تیسرا۔ خدا نہین بلکہ اس فن کے پیغمبر اور اوتار۔

راوی۔ اور اسقدر درجہ بڑھا دیا ہی۔ خدا نہین
بلکہ اوتار اس ذکاوت کے نثار خیر سے ایمون نوشی کے
علاوہ محقق بھی زبردست ہین علم زد فرد۔

اب سنیے کہ جس شخص نے یہ خرابی بیان کی تھی کہ ایمی
گران ہو جائیگی اسکو لوگون نے ذلیل کرنا شروع کیا
اور کہا اس جواب سے تم پر سیکڑون جوتے پڑگئے خبردار اب
ایمی کی نسبت کوئی کلمہ بد زبان پر نہ لانا اسنے مجبور ہوکر
خواجہ صاحب کے پاس جاکر انکے ہاتھ جوڑے اور کہا خداوندا
قصور ہوا مین بھی ایمی آپ بھی ایمی فرق اتنا البتہ ہی کہ
آپ افتخار الایمونیان ہین اور بندہ ناچیز گر از بزرگان خطا
واز خردان عطا۔

راوی۔ ماشاء اللہ کتنی ٹھیک مثل یاد ہی خیر خواجہ صاحب
نے کہا کہ یہ شخص اسقدر منت و سماجت اور گریہ وزاری اور
فروتنی اور انکسار کے ساتھ میری درگاہ مین کہ مین اس
فن کا خدا اور پرمیشر ہون التجا لایا مین نے اسکو معاف کیا
کیون وہ شخص ہون کہ اگر اپنے لئے ایسا دولت و اقبال
کا جلہ بھی استعمال کرون تو می زیبد۔ مگر انکسار مانع ہی
مین تو اپنی زبان سے یہی کہونگا کہ مین بالکل ناچیز ہون
اور ذرۂ بیمقدار ہون اور اذل خلائق اور رو سیاہ اور
بدترین مخلوقات اور اضعف العباد اور ہیچمزاد ہیچمدان
اور کج زبان اور ژولیدہ بیان ہون مگر دنیا جانتی ہی کہ مین

کون ہون اور کیا ہون یون اپنی زبان سے تو یہی کہونگا
کہ مین بالکل حقیر ہون مجھے سر کے پہلوان نے اُٹھا کے
دے مارا تھا اور مین جان گیا پٹ کے آیا کہ بنا طاقت ہو
کہ خواجہ بدیع الزمان ساری خدائی کے پہلوانون کا سر یہ
ناز اور فخر یہ اعزاز ہو مگر اپنی زبان سے مین کیون
کہون مین تو یہی کہونگا کہ بوا زعفران نے مجھے جبشن نے مجھے
چپٹیا لیا یہ نہ کہونگا کہ بوا زعفران ایسون رنگ ہین اور
اس مشابہت رنگ نے مجھے کہین کا نہ کھا اسنے جو چغیان
کہین سب اٹھائین گرداورے مین اف تک نہ کی۔

سامعین۔ خدا بخشے آپکو کیا کہنا ہی اُستاد۔

ایک۔ پٹ گئے اور اُف تک نہ کی یہ انکسار۔

دوسرا۔ ہمارے ہادی حضور خواجہ صاحب نے مار کھائی مگر
ایسے کے لگانے کے سبب سے ذرا اف تک نہ کی اسکے یہ معنے
کہ گو پہلوانی مین بری اور یادگار ہین مگر جوتی خورونکے
بھی سردار ہین۔

سامعین۔ ع۔ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو۔

راوی۔ خواجہ صاحب کی اسدرجہ تعریف ہوئی کہ اگر
جاے مین بھولے نہ سمائین توے زید۔ اب اس سے
بڑھکر خوجی کی تعریف کیا ہوگی کہ جوتی خورونکے سردار
ہین یا وصف شجاعت و جوانمردی جوتے کھاتے ہین
مگر کسی کو ضرر نہین پہونچاتے ہین لیکن ہم تو اس صفائی
کے قائل ہین کہ کس مزے سے اپنی سوانح عمری بیان کی ہی
مانتا ہون استاد فرماتے ہین کہ گو ہم پہلوان ہین کہ ہم تو یہی کہینگے
کہ بوا زعفران نے ہمکو چپٹیا لیا گو یا اسمین کچھ شک بھی ہی اس
فقرہ پر بے اختیار ہنسنے کو جی چاہتا ہی اور دو بھول گئے کہ لوگ کہ

کا بچی ہوس دیکھنے تھے کا سبل نے للکارا تو حوض
مین گر پڑے اور جان گئے بے پٹے اور بے بھگے نہ آئے۔
اسکے بعد خواجہ صاحب نے یون تقریر کی اور سنین
برادران ایمن دوست کہ من بندہ اگر چہ اپنی شان مین
بہت کچھ کلمات توصیف کہہ سکتا ہو مگر جب کبھی یہ کہیگا کہ
بدیع کچھ کہتا یا عرض کرتا ہو تو یون ادا کریگا کہ من بندہ
اسوقت یہ جھک مارتا ہو اور جب اپنا ذکر کریگا تو یون
کہونگا کہ مین پاجی ہون مین فریب نہین ہون چنانچہ
ایکبار آزما دیا شاسے کہ چکا ہون کہ مین باتس والا ہون
یعنی مین یہ چاہتا ہون کہ میری عمارت مشہور رہو نہ کہ امارت
سنین سب بزرگان و پدران ایمن دوست کہ مین اپنی
شہرت نہین چاہتا مگر تشہیر ہونا چاہتا ہون تاکہ میرا نفس
مغرور نہ ہو اور ہمیشہ مجھکو ملامت کرتا رہے۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

سنین سب برادران ایمن دوست۔ سب سے بڑا
ریاض اور سب سے بڑی ریاضت سب سے بڑی نفس کشی ہی ہو جسنے اپنے نفس
کو مارا وہ بندۂ مقبول خدا ہو۔ اب مقام غور ہو کہ ایمن سے
زیادہ بہتر ذریعہ نفس کشی کا اور کیا ہو۔ کوئی مین کیسا ہی سرکش
اور مغرور اور متکبر آدمی کیون نہو ایک قطرہ خلق سے
اترا اور منکسر مزاج ہو گیا۔ اس زمانے مین عجز و انکسار
بڑی قیمتی اور نایاب شے ہے۔ ذرا لڑائے اور گئے گذرے
ذرا ٹیڑھی بات کی اور مرے گئے کسیکو ایک روپیہ
لگائی اور چالان ہو گیا اور مجسٹریٹ نے معاً دس روپیہ جرمانہ
کر دیا دو مہینے کی قید سخت اب سیکڑے ہوئے چکی پیس رہے

ہین بچایا مگر مگر۔

سامعین۔ اس ظرافت کے قربان واہ خواجہ بدیع الزمان شجاعت اور بہادری کے علاوہ بذلہ سنجی مین فرد ہین حضور۔

ایک بڑے پکے ظریف اور ہنس مکھ آدمی ہین۔

دوسرا۔ منھ پر کہنا تو خوشامد کرنا ہو درجۂ اول کے مسخرے ہین یا کہو کہ تمسخر ان سے پیدا ہوا ہی یہ مسخرے اور انکے باپ مسخرے۔

خوجی۔ یہ سب آپ لوگونکا حسن خلق ہی ورنہ من آنم کہ من دانم مین خوب جانتا ہون ؎

ریو ہین نہ دستہ کے نہ نیہ ہین کہ اتل کل انی ڈاھر کے نہ اُدھر کے	

من بدیع الزمان ان کلمات کو آپ کی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون کل ناچیز شرح بافیہ

از آنجا کہ جان بردن ترا دود کہ در دست	

سامعین۔ اگر ساری خدائی کے کھیت پوست کے کھیت ہو جائین اور ہر کھیت سے نوے کرور قلم اور توے کرور دوات بنین تو بھی آپ کی ثنا و صفت کا خلصہ ادا ہونا مشکل ہو جائے۔

خو۔ اے برادران افیون دوست اگر ایسے کلمات کہیگا تو مین مغرور ہو جاؤنگا۔ من بدیع ہیچ دانستہ و ہیچ ندانستہ شدہ بودہ است ہمہ ہمہ از نمک گفتہ احسان آن ہمہ بر گردن بدیع الزمان۔

سامعین۔ حضور کی زبان سے اوصاف و محاسن معشوقہ پری چہرہ چنیا بیگم سننا چاہتے ہین اگر تکلیف فرماکر حضور پُرنور کچھ فرمائین تو زہے نصیب۔

خوجی۔ مین فرط انکسار سے اپنے کو اس خطاب کے قابل نہین سمجھتا کہ آپ میری نسبت فرمائین کا لفظ استعمال کرین کہان یون کہیے کہ تو چمک مار۔

سامعین۔ تو چمک مار۔ اشدے انکسار۔

خوجی۔ داکٹر کہین وہ مرد شیر دل ہون جنے میدان وغا یعنی رن کی زمین مین کرورون کو نیچا دکھایا اور لاکھونکو خانمان خراب کیا اور پدمون کے سر اسطرح تن سے اُڑا دیے جیسے بُھٹا مین وہ ہون۔ ؎

منم فخر ہندوستان بلکہ دہر	منم افتخار ہر اک ملک و شہر
منم آن کہ از خنجر آب دار	تہ تیغ کردم ہزاران سوار
منم آن یل پیل تن ذیوقار	کہ از ہیبتم لرزہ اید کوہسار
بیک ضربت تیغ خارا شگاف	دو کردم عدو را ز سر تا بناف
بدیعا توی خواجہ خواجگان	بنامور فخر ہندوستان
منیزہ منم دخت افراسیاب	برہنہ ندیدہ تنم آفتاب

سامعین۔ کیا برجستہ شعر پڑھا ہو بارک اللہ بارک اللہ ایک۔ یہ بھی انکسار ہی ورنہ منیزہ سے بڑھکر انکی حیا کا فہرین تذکرہ ہو۔ وہ کیا تھی اسمین کون بات تھی جو ان مین نہین۔

سامعین۔ کیا بات کہی ہے حضور تو مجموعہ ہین ظرافت اور فصاحت اور لطافت کے افیمیو۔ فخر و مباہات کا مقام ہی افیمیو۔ ناز کرنیکا مقام ہی کہ ایسے شیر مرد دلیر دل۔ باذل لطیفہ گو تمہارے ہادی اور پیشوا ہین۔

ایک۔ یہ اس قابل ہین کہ ڈبیا مین بند کرکے انھین دوسلر۔ ڈبیا۔ افسوس اگر انکی خاک لیکر جائین اور اسکا تعویذ بنائین تو ہی سنو۔ یہ تو اس فن کے خدا ہین خوجی۔ ہاہی برادران سنو داستان از زبان بدیع الزمان

کہ میرا نفس ایسے سخنان سے متنفر ہو جائیگا۔
سامعین۔ اے سبحان اللہ کا قافیہ ہوے ہین آپ
برادران اور داستان اور سخنان اور کیا جانے الم غلمان
راوی۔ کیا خوب ایک سے ایک بڑھا ہوا ہے ؎

وزیر بے نظیر شہریاری چنان
جہان چون نگیرد قراری چنان

خوجی۔ قافیہ کا تو مین قافیہ تنگ کر دینے والا آدمی
ہون۔ مگر میرے مزاج مین انکسار ہی۔ مین شعر کے
بحر مین غوطے کھاتا ہون لیکن میرا بیت کہنہ ہے سنین
برادران ایمون دوست کہ مین نے اسوقت تلازمے
فن شاعری کے کہے قافیہ کا قافیہ تنگ شعر کے بحر مین
غوطے کھانا بحر کے معنے سمندر اور عروض مین بحر جسکو
کہتے ہین سب جانتے ہین اور مین نے جو کہا کہ بیت
کہنہ ہو تو بیت کے معنے دو ہین گھر اور شعر۔ مین بدیع
نے بے سوچے ہوئے اتنے الفاظ تلازمہ آگئے مگر
پھر بھی غرور نے دلمین جگہ نہین کی ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

مثلاً پان کا تلازمہ کوئی بولے ہم جواب
دیگے۔
ایک۔ حضور تو میدان جنگ سے بھی سرخرو آئے
خوجی۔ وجہ یہ کہ بنگلے کے ہم رہنے والے ہین
دوسرا۔ مگر ایسا نہو کہ بچے لم لگائین حضور کو۔
خوجی۔ یہ چکنی چپڑی باتین کام نہ آئینگی میان۔
جواب۔ آپکے گھر کی چار دیواری مین چونا لگا ہے

اور چونے سے سفیدی ہوتی ہے مگر مین تلازمہ کہتا۔
خوجی۔ ہشت۔ بالکل بے تکی کہی اسنے۔
سامعین۔ کمال تو اس بے تکے کو خداوند حضور
کا مقابلہ۔ کیا مجال۔ اے لاحول۔ توبہ توبہ۔
خوجی۔ ناہا۔ ثنای من مگو۔ من بدیع کہ از ہمہ ہنرہا
از ہر ہمہ در افیون بازی یکتا ہستم مگر میدانم کہ بندہ
حقیر است اگرچہ در ملک مصر کہ منسوب بہ پہلوانان است
ہمہ مردمان آنجا خوب منظر پہلوانان ہستند بندہ
در ہوٹل پہلوانے را۔ مگر قوم لوگ تو فارسی سمجھتے ہی
نہین۔ مطلب یہ کہ مصر وہ ملک ہی۔ جہان سب پہلوان
ہی پہلوان بستے ہین۔ مگر اتفاق سے مین نے ان سبکا استاد
کو اٹھا کے دے مارا۔ مین آپ جانیے۔ بڑا استاد
اکھاڑے مین جیسے ہی وہ آیا۔ مین نے ٹھوک کر کھڑا
ہو گیا۔ وہ دیو مین مرا ہوا آدمی۔
سامعین۔ واہ رے عجز۔ اور آف رے انکسار!!!
آپ مرے ہوے آدمی ہین اگر ایسے ہی دو ایک مرے ہوے
آدمی اور ہون تو شہر بھر پہلوانون کی کھان ہو جاے
خواجہ آفرین صد ہزار آفرین۔

آفرین خواجہ بدیع زمان
ہمچو تو کس ندیدہ است جہان

خوجی۔ کل انا بحر فیہ جانیہ۔
ایک۔ حضور عربی خوان بھی ہین اے سبحان اللہ
دوسرا۔ اس مین کیا تعجب ہی۔ وہ زبان کون
ہے جو نہین جانتے۔ فارسی۔ عربی۔
ترکی سیستانی۔ ماژندرانی۔ اردو۔

تیسرا۔ اردو۔ اردو لونڈی ہے انکے گھر کی۔

چوتھا۔ لونڈی! لونڈی کی لونڈی کہو صاحب۔

پانچوان۔ میان یہ سب چنیا بیگم کے دم کا ظہور ہی دگر ہیچ چنیا بیگم عجب خوبرو پاکیزہ خوبرق دم پری چہرہ نگار رعنا ہین۔

خوجی۔ اس شخص کی زبان چومنے کے قابل ہی۔

سامعین۔ جھک کے سلام کرادب کے ساتھ۔

خوجی نے کہا ہم مین اور اور انمیون مین فرق زمین اور آسمان کا ہی وجہ یہ کہ ہم تو چاندو باز زادے ہین کیونکہ اپنجانب کے پدربزرگوار سلمہ اللہ تعالے اسی نشے کی کثرت سے راہی ملک عدم ہوئے۔

راوی۔ اے سبحان اللہ خدا جانے حضور کے پدربزرگوار کب مرے کہے لیکن آپ ابھی تک سلمہ اللہ تعالے ہی کہے جاتے ہین۔

خوجی۔ اور دادا جان قبلہ بھی چنیا بیگم کے عاشق دلدادہ تھے اُنکے بعد والد عاشق ہوئے انکے بعد بندۂ درگاہ

سامعین ع۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔

ایک۔ حضور ہلوگ تو بس ایک ہی پشت کے انمی اور چاندو باز ہین ہم آپکے سامنے بھلا کس گنتی مین ہین۔

دوسرا۔ یہ حضور کے دم کا سب ظہور ہی۔

خوجی۔ بھئی نقل ہے سنین سب مروان انمون نے دست کہ ایکروز بازار نخاس مین ایک شخص بوم صفت چند رد نے ایک چوپار سے ایک الو کے دام پوچھے کہا آٹھ آنہ اسکے پاس ایک اور چھوٹا الو بھی تھا پوچھا اسکی قیمت کیا ہی کہا ایکروپیہ۔ تب تو گاہک نے کان کھڑے کیے اور کہا۔ این اتنے بڑے الو کے دام آٹھ آنے اور اس ذرا سے جانور کا مول ایک روپیہ۔ چڑیمار نے کہا۔ آپ تو ہین اُلو اتنا نہین سمجھے کہ اس بڑے اُلو مین صرف یہ صفت ہی کہ یہ اُلو ہی اور اس چھوٹے مین دو صفتین ہین ایک یہ کہ خود اُلو ہی دوسرے اُلو کا پٹھا ہے۔

سامعین۔ تعریف کا دونگڑا برسادیا۔

خوجی۔ تو سنین سب برادران کہ من بندہ صرف اُلو ہی نہین بلکہ اُلو کا پٹھا ہی۔

راوی۔ اس مین کیا شک ہی کسی مردود ہی کو شک ہوگا

سامعین۔ اللہ رے انکسار اور اُف لے تیری عاجزی

خوجی۔ جی انکسار کے یہ مدارج کوئی پاسکتا ہی لوگ فرط عجز سے اپنے کو ہیچمدان ہیچمیرز خاکسار خادم بندۂ احقر اذل خلائق اضعف لکھتے ہین مگر ہم اپنے کو جب لکھتا ہی اُلو کا پٹھا لکھتا ہی

ایک۔ ہم آج سے اپنے کو اُلو کی دم فاختہ لکھینگے۔

دوسرا۔ ہم اپنے نام کے ساتھ چوڑیکا لفظ لکھا کرینگے آج سے ہم انکسار سیکھ گئے۔

تیسرا۔ ہم تو جاہل آدمی ہین مگر جب اپنا نام لینگے تو گدھے کا لفظ ضرور بڑھا دینگے۔ چاہے جو ہو۔

چوتھا۔ ہم اپنے دستخط یون کیا کرینگے۔ بچہ تو رو سیاہ گیو

پانچوان۔ کوئی اپنے نام کے بعد عفی عنہ لکھتا ہی کوئی عفی اللہ عنہ۔ ہم دام دوزخہ اور دام جہنمہ لکھینگے اسکے یہ معنے کہ ہم اپنے کو بندہ گنہگار سمجھتے ہین اور اس امید کے سبب سے اُمید نہین رکھتے کہ ہماری قصور معاف ہون اس سے زیادہ انکسار خدا کا نام ہے۔

فوجی - ایہا السامعین - من بدیع الزمان ایک سپاہی نے جو جو کام کیا کوئی کرے تو جانین اور جو جو مصائب برداشت کیے کوئی برداشت کرے تو ٹانگ کی رگ کھچ آئین کوہستان کو ہم نے کاٹا اور بڑے بڑے پتھر اٹھا اٹھا کر دشمن پر پھینکے ایک روز چوالیس من کا ایک پتھر ایک ہاتھ سے اٹھا کر دو سو پنجہ مارا تو دو لاکھ چھبیس ہزار ہاتھ آدمی پچھلے گر گئے ایک - کیا خداداد زور ہے - ان دبلے ہاتھ پاؤن پر یہ طاقت!!! اللہ رے انکسار -

خوجی - (مسکراکر) کیا کہا دبلے پتلے ہاتھ پاؤن ابے تیری قدرت - ع -

شعر گفتن سہل باشد شعر فہمی مشکل ست

یہ ہاتھ پاؤن دبلے پتلے نہین ہین مگر بدن چوڑے ہے یہ بھی اللہ کی دین ہی دیکھنے مین تو معلوم ہوتا ہی کہ مرہوا آدمی ہی مگر کپڑے اتارے اور دیو معلوم ہونے لگا اسیطرح میرے قد کا بھی حال ہی کہ گنوار آدمی دیکھے تو کہے پستہ قد ہی مگر اس فن کے ببر خوب جانتے ہین کہ مین کس درجہ کشیدہ قامت آدمی ہون اور روم مین (مسکراکر) مجھے کہتے ہوے ہنسی آتی ہی روم مین دو ایک گنواردن نے جب مجھے بونا کہا تو بے اختیار ہنسی آگئی - یہ خدا کی دین ہی کہ ہون تو مین دراز قد - بالا بلند - مگر کوئی گلگپ کی کمونٹی کہتا ہی کوئی بونا بتاتا ہی ہون موٹا تازہ سنڈا بنا ہوا مگر جو لوگ ببر نہین وہ سمجھتے ہین نازک بدن ہی ہون شریف زادہ اور خود شریف ابن شریف ابن شریف تین پشت تک کا حال معلوم ہی کہ شریف زادہ ہون آگے پتا نہین چلتا بابا اپنی شرافت جو لوگ ناواقف ہین دیکھتے ہی کہتے ہین کہ یہ کوئی پاجی ہی ہے سپاہی ہین ہر سپاہی

مگر سپاہی اللہ نے وہ دی ہی کہ کسی شریف کے لڑکے نہین نصیب ہوئی عقل سو کوٹ کوٹ کر بھری ہی کہ اوالعزمی اگر زندہ ہوتا تو شاگردی کرتا اور لقمان زانوے ادب تہ کرتا یونان کے حکیم جو تیان من بدیع کی سپاہی کرتے مگر اسکی کرتب کے صدقے جو دیکھتا ہی کہتا ہی یہ شخص گدھا ہی اسکو عقل کہان ایک شخص نے مصر مین کہا کہ خواجہ بدیع تو عقل تقسیم ہونے کے وقت غیر حاضر ہو گئے تھے دوسرا بیچارہ بالکل سادہ لوح عقل سے خارج ہین اور مین دل ہی دل مین ہنسا کہ اللہ کی کیا دین ہی کہ بنایا عقل مجسم اور یہ لوگ گدھا سمجھتے ہین - اس بندہ نوازی کے قربان واہ میرے مولا واہ - صدقے اس بخشش کے -

خواجہ بدیع الزمان صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ اکڑکر کہا سنین سب برادران افیون دوست کہ نفس کشی جس سے من بدیع نے یہ درجۂ اعلی حاصل کیا کیا شے ہی اور اسکے فوائد کسقدر ہین واضح ہو کہ نفس کشی کے یہ معنی کہ اپنے نفس کو کش کرے یعنی قتل کش ماضی مطلق ہی مصدر اسکا کشیدن -

راوی - جھوٹے کی ایسی تیسی - کہو بیش باد -

سامعین - سبحان اللہ آمدنامے تک پر حاوی ہین

راوی - کیسے کچھ آمدنامے سے ادق اور مشکل کتاب کو بالکل محو کر دیا ہے - کش ماضی مطلق ہی کشیدن کا اے بیکار

خوجی - نفس کشی کے معنے نفس کا مارنا - مین نے آپین وہ ملکہ بہم پہونچایا ہی کہ تم لوگ سنکر دنگ ہو جاؤگے یہ جو دیکھتے ہو یہ من بدیع کا سر نہا مبارک ہی کیونکہ مین اس سر کو گو وہ مبارک ترین سر ہی نامبارک ہی کہونگا اور یہ بھی

انکسار اور نفس کشی ہو۔ خصوصاً سرنا مبارک سرجو تم دیکھتے ہو
ہو اسپر کہ سے کم سو دھولین تو نہ پڑی ہونگی ہزار چیونٹین
بھی نہ لگی ہونگی مگر قسم ہو جو ذرا اُف بھی کی ہو۔
سامعین۔ یہ تو کوئی تعریف کی بات نہین ہی دھولین
کھاتے کھاتے آپکو مشق ہو گئی۔
خوجی۔ اچھا۔ سلنا۔ یعنی تسلیم کی من بدیع نے یہ بات
کہ دھولین کھاتے کھاتے مشاق ہو گئے مگر اسکا جواب
کیا کہ ابتدا ابتدا مین تو کھو پڑی اسکی عادی نہ تھی کہ چپت کا
بنائی جائے۔ جب سعد ریاض کیا اور اتنی افیم پی تب
تو یہ بات حاصل ہوئی کہ اگر کوئی شخص جو تون سے
سرنا مبارک من بدیع کا پیٹے تو چون نہ کردن اور یہ درجہ
ہر افیمی نہین حاصل کر سکتا ہے۔

شرح مجموعہ گل مرغ سحر داند و بس
کہ نہ ہر کو ورقے خواند معانی دانست

علاوہ برین یہ بات بھی فرط انکسار سے حاصل ہے
کہ اگر کسی نے گالیان دین تو خوش ہو گئے۔ کسی نے کہا خواجہ
بدیع گدھا ہی۔ ہنسکر جوابدیا کہ صرف وہی نہین بلکہ من
بدیع کے والد بزرگوار بھی ایسے ہی تھے اور دادا جان بھی ایسے ہی
تھے جی یہ بات حاصل ہونی دل لگی نہین ہی۔ کچھ اس انکسار
سے من بدیع نے اپنے باپ کی روح کو بھی شاد کر دیا۔
راوی۔ ہونہار بیٹا ہو سے ہو کہ باپ کو بھی ایسے وقت پر
یاد کر لیا کرتے ہو۔ شاباش۔
خوجی۔ مگر رحمدلی اور نیکی اور انکسار کے ساتھ اینجانب
جری بھی پورے سرے کے ہین اور چونکہ سپاہی آدمی ہون
بات کی تا نہین۔ ادھر کسی نے اعتراض کیا اُدھر ہم نے
جانتا جڑا ہے

در تنی دزدی ہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح مہم نہ است

کسی نے ذرا ٹیڑھی بات کہی اور ہم نے سیدھا بنایا
او گیدی جاتا کدھر ہی۔ لانا قرولی۔ لانا قرابینچہ۔ سر کے
نامی پہلوان کو لڈا چار دن شانے چت۔ ایمی کمزور ہوا
کرتے ہین مگر یہ بات کسی ایمی مین دیکھی نہ سنی اور صاف یہ ہی کہ
گو جناب والد بھی تو ون ایم پیتے اور دن بھر چانڈو کی چینٹے
اڑایا کرتے تھے اور ساقونکی دکانو نیز چلمین بھرتے تھے مگر یہ
جرأت انکی بھی نتھی۔ بندہ گڑھیا مین کنول پھولا ہی ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

سنین برادران ایمون دوست و شائقین سلمہ
پوست کہ اس زمانے مین ایمی اور چانڈو باز مونا قابل
انسانیت ہے اسکی وجوہ موجہ سنئے۔
۱۔ اول تو چانڈو پینا بغیر اسکے کہ انسان لیٹ جائے
امر محال ہی اور ظاہر ہے کہ جس شے کی ابتدا لیٹنے
کی ہو وہ انتہا کے انکسار سے ملو ہی کہ اپنے کو گرائے اور
خاک مین ملا دے۔ ع

خاک شو پیش از انکہ خاک شوی

جو سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی اسکے معنے ہین کہ
قبل موت کے تو چانڈو پی اور مولانا روم نے مثنوی
مین بھی اسکی تعریف کی ہے۔

بشنو از نے چون حکایت میکند
واز جدائی ہا شکایت میکند

نے مراد ہے چانڈو کی نے سے گرانا سمجھنا مشکل ہی صرف

چاندو بازی ہی بھر سکتے ہین نہ کہ ایسے بے عوام سے

ہنر کشہ باریک تر زموا نجاست	
نہ ہر کہ سر تراشد قلندری داند	

الغرض فروتنی اسکا اول منظرہ ہی منظرہ کے منے زینہ اس منظرے پر چڑھے اور چاندو کے اسرار نہانی کا مشاہدہ ہونے لگا ہی۔ کہتے نہین کہ بھی فلان شخص ایسے نیک آدمی ہین کہ اگر انسے بیٹھنے کو کہو تو لیٹ جائین بس جبکہ بغیر فروتنی کے چاندو کا استعمال ہر محال ہی تو جاننا چاہیے کہ انکسار اور عاجزی اور فروتنی اس سے پیدا ہین اور چونکہ یہ ہمسے پیدا ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ خواجہ بدیع الزمان چاندو بازون کے قبلہ گاہ اور پشت پناہ ہین۔

سامعین۔ بیشک ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہین۔

ایکسا جی ہمارے قبلہ گاہ کے قبلہ گاہ سہی۔ بس۔

دوسرا۔ بلکہ اور اس سے بھی چڑھ بڑھکے سہی جبانکو اپنا باپ بنایا تو جیسے باپ ویسے دادا۔

خوجی باپ بنانا کیا معنی۔ یہ تو ہیر پھیری کہی۔ خیر ایک ہوئی۔ یاد رکھیے گا دسکرا کر باپ بنایا یعنی انسان وقت پر گدھے کو بھی باپ بنا لیتا ہی تو ہمکو گدھا بنایا مگر سے

مسکین خرا گرچہ بے تمیز است	
چون بار ہمی برد عزیز است	

۲۔ دوسری تناوصفت چاندو کی یہ ہی کہ ہر دم لو لگی رہتی ہی۔ جسکو ہندو جاگتی جوت کہتے ہین ہر دم لیمپ روشن۔ جب دیکھو چاندو خانہ عارفونکے دل کی طرح جگمگا رہا ہو

۳۔ اہم مین یہ بڑی صفت ہی کہ اسکی پھنک مین انسان بلکے قریب تم اور نظر آنے ہی نہین پاتے چھکی لگائی اور غوطے مین گئے مع تک دیر مین لیتے ہین۔

۴۔ ایمی شب زندہ دار بزرگوار ہین رات بھر نیند نہین آتی اور یہ نعمت ہر ایک کو نہین حاصل ہوتی۔

۵۔ ایمی سحر خیز ہوتے ہین تڑکا ہوا اور آگ لینے چلے اور سحر خیز ہونا ہزار تندرستیونکی ایک تندرستی ہی۔

۶۔ ایمی کی وہ غذا ہوتی ہی جو شرین شے ہے۔ پوندا گنا۔ کھارا۔ بالائی۔ ربڑی۔ گڑ۔ کھیر۔ فرنی۔ میٹھا چاول میٹھے ٹکڑے۔ دودھ۔ ریوڑیان۔ گوشت کا چندان شوق نہین۔ اور اس سے رحمدلی ثابت ہوتی ہی کہ اپنے ذائقے کے لیے کیسکی جان کیون لین۔

۷۔ ایمونی پرلے سرے کے بذلہ سنج ہوتے ہین۔ چنانچہ انکی مختلف کہانیونسے ظاہر ہے۔ اب اگر کسی کو کوئی شک ہو تو بسم اللہ بیان کرے۔

اسپر ایک پرانے خرانٹ ایمونی نے جو سن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ تھا۔ کہا کہ ہمین چند امور مین شک ہے اولا ایمیونکی عمر کم ہوتی ہی چنانچہ جو لوگ چین گئے ہین وہ کہتے ہین کہ وہان تیس برس سے زیادہ سن کا آدمی ہی نہین خواجہ صاحب نے مسکرا کر یون جواب دیا اول تو یہی غلط ہی کہ اس ملک کے لوگ چین گئے۔ آپلوگ بسم اللہ کے گنبد مین پڑے ہین آپ ان باتونکو کیا جانین۔ ہم سیاح اور جہان دیدہ ہین ہم سے پوچھے تو ہم بتائین۔ سنیے چین کے باشندے غیر ملک والونکو اپنے ملک مین نہین آنے دیتے۔ لہذا اول قائل غلط ہو گیا پھر یہ بھی غلط ہے کہ چین کے باشندے تیس برس کی عمر مین مر جاتے ہین مین سوخ اور سیاح اور جہاندیدہ جہان گردہون

ہون مجھسے سنئے چین مین افیون کی کثرت سے تیس برس اور پورے تیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

سامعین (کان کھڑے کرکے) کیا! افوہ!! تیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

ایک۔ اسکا تو کسی مردود ہی کو یقین آئیگا اپنے حساب۔

دوسرا۔ ہان ہان۔ ہوگا۔ اس مین یقین نہ آنیکی کون بات ہے میان مطلب یہ کہ جب تیس برس کی عورت ہوتی ہے تب کہین لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

خوجی۔ واہ وا۔ خوب سمجھے یہ مطلب نہین ہے مطلب یہ ہے کہ جب تیس برس عورت حاملہ رہتی ہے تب لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

سامعین۔ اُف رے جھوٹ۔ خدا کی مار اس کذب پر۔

خو۔ (بہت ہی بگڑکر) کیا کہا۔ یہ آواز کدھر سے آئی (غل مچاکر) ارے یہ کون بولا تھا یہ کس نے کہا کہ جھوٹ ہے۔

ایک۔ حضور اس کونے سے آواز آئی تھی شاید۔

خو۔ پھونکدو۔ جلادو۔ جھلسادو۔ اس کونے کو۔

دوسرا۔ خداوندیہ غلط کہتے ہین انھین کی طرف سے آواز آئی تھی کہ اس جھوٹ پر لعنت خدا۔

خو۔ قتل کرڈالو انکو ورنہ ان کے سب شرکا کو ہم اور جھوٹ مگر (انکسار کے ساتھ) ہم ہی چوکے۔ اس قدر غصہ نہ چاہیئے۔ اچھا بابا مے من بدلیع۔ ہم کاذب۔ ہم دروغگو ہم جھوٹے۔ بلکہ ہمارے باپ بے ایمان اور جعلساز اور زمانے بھر کے دغا باز۔ خیر۔ ع۔

کجا بود منزل کجا تا نشستم

مانا کہ افیم پینے سے کم عمر ہو جاتی ہے پھر اس سے مطلب سنا نہین ۵

کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہرچہ گیرید مختصر گیرید

افیون کی بدولت انسان کے قوائے مختلف کو بہ درجہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ باید و شاید۔ اسی سبب سے مرد پیر جوان اور جوان بچہ معلوم ہوتا ہے۔ بھلا کیا خیال کرتے ہین برادران افیون دوست نسبت عمر و سن و سال من بدلیعا کے۔

ایک۔ حضور کوئی چہل و شش ہونگے (ہنسکر)

دوسرا۔ ع چہل سال عمر عزیزت گذشت۔ الخ!

تیسرا۔ آپ کوئی پچاس کے پیٹے مین ہونگے بس۔

چوتھا۔ نہین نہین پچاس نہین حضور کوئی ستر کے ہونگے۔

خو۔ ایک ہوئی یاد رکھیئے گا حضرت جی۔

جواب۔ ہنسکر! ع

کرمہائے تو مارا کرد گستاخ

خو۔ ہمارا بدن چور۔ قد چور۔ لیاقت چور۔ عمر چور۔ سن و سال چور۔ ہمارا سن نہ پچاس کا نہ ساٹھ کا ہم دو اور پر سو برس کے ہین جس کو یقین نہ آئے وہ کافر ملعون دو اور پر سو برس کا سن ہمارا۔

جواب۔ اللہ اللہ دو اور پر سو برس کا سن ہے!

خو۔ جی دو اور پر سو برس کا سن ہے!!

جواب۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو وہ اعتراض اُٹھ گیا کہ افیمیونکی عمر کوتاہ اور قلیل ہوتی ہے حضور نے افیون کے سبب سے دو اور پر سو برس کی عمر پائی۔ اب بھی اگر کوئی افیم نہ پیے تو بس انتہائے حماقت ہے۔

خو۔ دو اور پر سو برس کا سن ہوا۔ اور ابتک وہی خم و دم ہے ذرا انگ نہین جھپکتی اور کوہ ہزار سے مقابلہ کرین کہو لاکھ سے

ہو کر دو سے مقابلہ کرین - اور آگ مین کود پڑنا تو ہمارا
خاص کام ہے جہان لاکھون کرورون تو مین دغ رہی
تھین اور ہزار ہا آدمی برابر ادھر ادھر گر رہے تھے ؎

پھر تو پکار تی یہ ادھر وہ ادھر گرا
یہ مورچہ وہ ہاتھ وہ گھوڑا اور دو سر گرا

اور مین نے پیرانہ سالی مین تھین ہاتھون سے ہزارون
سر قلم کیے اور لاکھونکو قتل کر ڈالا اور ہماری شمشیر خونخوار
تلوار ہے ؎

بولی یہ تیغ دم سر اعدا پہ لونگی مین
بخشش پکاری تو یہ ٹھہرنے نہ دونگی مین

اس سن رسیدہ کو دیکھیے اور اس حال کو دیکھیے
واہ رے مین اور واہ ری میری جرأت و ہمت آفرین
خواجہ بدیع الزمان صاحب نے اپنے سید افیم دوست
بھائیون سے کہا کہ جس جس مین جو جو صفتین ہون وہ
سب کے روبرو بیان کرے سب کے پہلے گوٹو صراف نے
کہا کہ ہم نے جب سونے سے افیم پیتا تھا استادہ ہو کر اپنی یون
تعریف کی بھائی بیچ مین کلوار ہون - مل سراب ہمارے
یہان نہین کہتی پسا پست (پشت ہا پشت) سے سو
ہمارے دادا اور بھائی بند سب صراپی کرتے ہین ہم جب
لڑکے سے تھے کوئی مسکر کے بارہ چودہ برس کی عمر ہوگی
سو تب سے ہم اپیم (افیم) پیتے ہین دن بدن ہمارا حال
یہ ہوا کہ اب کوئی چار باتین کہے تو جواب نہ دین - ایکدن
عین ہولی کے دن ہم گھر سے نکلے - اے بس ایک جگہ کوئی
پچاس ہون پینتالیس ہون اتنے آدمی کھڑے تھے اور کسیکے
ہاتھ مین پچکاری کسیکے ہاتھ مین لوٹا - اور چار پانچ گھڑے رنگ
کے اور گلال اور عبیر سب منون اور کمکے (تھیلے)
ہم ادھر سے جو چلے تو ایک آدمی نے پیچھے سے جوتا دیا تو
کھوپری بھاگ گئی - اور آگے بڑھا ہی تھا کہ ایک اور جوتا پڑا
تراق گراف نکی اگر جی کرتا تو ان سب کو ڈپٹ لیتا
مگر چپ ہو رہا - اور جس شخص نے جوتا مارا تھا اسکے قدمون پر
سر رکھدیا اور کہا بابا دو جوتے کسکے اور لگا لو بس جتنے
تھے وہ سب ہماری تعریف کرنے لگے اور سب نے
کہا واہ آدمی ہو تو ایسا ہو -
خوجی - شاباش ہم تم سے بہت خوش ہوئے گٹو -
گٹو - (سلام کرکے) ہجور کی دعا سے یہ سب ہے -
انکے بعد نور خان نامے ایک افیمی اٹھے - کہا صاحبو
ہم ہاتھ جوڑکے یہ کہتے ہین کہ ہمنے کئی سال سے افیم اور
چانڈو پینا شروع کیا ہے - ہم افیم اور چانڈو کے پینے سے
اسقدر منکسر مزاج ہوگئے کہ ایک روز ایک دل لگی یار آدمی
نے جسکے کھیت مین ہم بیٹھے بوٹ کھا رہے تھے ہمارے
کان پکڑے اور ہمکو کانچی ہوس لیچلا -
ایک - ہنسکر - کیا لدو ٹٹو سمجھا تھا آپ کو -
دوسرا - یا شاید دھوبی کا گدھا سمجھا ہو -
تیسرا - انکو گدھا ہی سمجھکر کانچی ہوس دکھایا -
چوتھا - مگر آپ بھی کان دبائے ہوئے خوب چلے
گئے -
خوجی - ہنسکر بابا ی من بدیع من ہم وقتے درہین حال بودہ
شدہ باشد مانند است مگر چون نکو - آخر کار یک جفادری
افیمی نے استادہ ہو کر سب کو مخاطب کرکے کہا کہ آجتک
ہمارے افیمی بھائیون مین کسی نے ایسا نام نہین

کیا تھا لہذا ہم سب پر فرض ہی کہ اپنے قبلۂ وکعبہ کو کوئی خطاب دین۔ سب نے ملکر نعرہ خوشی بلند کیا اور کھڑے ہوکر باواز بلند منظوری ظاہر کی اور ذیل کا خطاب حسب تجویز خواجہ صاحب دیا گیا۔

(چھیدتم) بدن چور۔ پیل توان سینہ زور۔ قبلہ وکعبہ افیمیان جہان۔ چنیا بیگم کے پکے شوہران من ہریا خواجہ بدیع الزمان بدیع شکن گیدیان جناب پینک آب لانا میری قرولی۔

افیمیون نے اس خطاب اور زبان کی بندش کی بڑی تعریف کی اور کہا بھی کل باتین اسمین آگئی ہین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ہی خصوصاً چنیا بیگم کے پکے شوہران کی سب سے زیادہ تعریف ہوئی۔

اور خواجہ بدیع الزمان صاحب نے پھر استادہ ہوکر شکریہ ادا کیا۔ (بہت اکڑے ہوے)

برادران جملہ افیمیان۔ حاضر وغائب وزندہ و مردہ پیدا شوندہ نحیف ضعیف من بدیعا کے خاندان مین آجتک کسی نے خطاب نہین پایا تھا بندۂ خاکسار اپنے خاندان مین فرد ہی۔ گویا گڑھیا مین کنول پھولا یا یون کہون کہ ولی کے گھر شیطان پیدا ہوا۔

راوی۔ آہو ہو ہو دونون تعریفین صحیح ہین!!!

خوجی۔ یا یون کہون کہ چورونکے گھر مین شاہ تولد شد بود بود ہمارے باپ تو اچھے تھے ہی مگر ہم انسے بھی بڑھگئے اور سچ یون ہی کہ ہم اپنے باپ کے بھی باپ ہین اگر وہ الھ کے بچھے تھے تو ہم الو کے باپ ہین اور اگر وہ چھوٹے گدھے تھے تو ہم بڑے گدھے ہین۔

سامعین۔ اللہ رے انکسار۔ یہ انتہاے عاجزی ہی

خوجی۔ یہ ان عاجزی ہی خدا کو پسند ہی۔ اسمین جائے جو ہو بس یہ نکتہ یاد رکھنا بھولنا نہین۔

ان سب تقریرون کے بعد سب نے چینی کی پیالیون مین افیم گھولی اور خواجہ کی تندرستی کی پیالیان پین اور غلین ہوگئے۔

کالج کے طلبہ کا ڈیپوٹیشن

دکھائے ساقیا پھر صورت شام — بھرا ئین رنگ تازہ شیشہ و جام
پھر آیا جھک کے ابر شام سر پر — ہوئی پھر بارش باران اختر
اے ساقی گیا دن آگئی شام — فراہم سب ہوے پھر شیشہ و جام
دکھائی شام پھر ساقی نے اکبار — ہوئی مہتاب سے روشن شب تار
کہان ساقی ہی اب پھر شام آئی — ضیا کی ماہ نے چادر بچھائی
پلا ساقی وہ جام آب گلگون — کہ ہو کچھ نشہ رنگین تازہ موزون
نیا گل بادۂ رنگین کھلائے — سر بزم آج ساقی رنگ لائے
یہ ذکر میکدہ در زبان ہی — ہر اک محفل مین اسکی داستان ہی
حنائی رنگ کا دے ساقیا جام — گرا خورشید پر پھر لشکر شام
پلا دے جام ساقی سحر آمیز — طلسم ہد ٹوٹے جس کے پر ہیز
پھر آئی ساقیا توبہ شکن شام — گلابی سے ملا دے اب لبالب جام
وہ مہکے پھول گلدستہ بنے جام — گلابی آب رنگین سے ہو گلفام
بہار گل تصدق جام مے پر — ہنسین گل کی روش بہاے ساغر

کہان تک انتظار جام ساقی
تمنا تھی ہوئی پھر شام ساقی

آزاد فرخ نہاد والا نژاد کا گھر گھر چرچا تھا جس بازار گلی کوچے برزن شزک پر نکل جایئے آزاد کی نسبت کچھ نہ کچھ ذکر خیر

ضرور سننے مین آئیگا - گو ؎

بلبل یہ زمانہ ایک گل کا نہوا	محکوم ائمہ و رسل کا نہوا
انسان کو عبث غرور یکتائی ہی	
اللہ پہ اتفاق کل کا نہ ہوا	

لیکن تائید ایزدی سے آزاد پاشا کا نام سب کی زبان پر نیکی کے ساتھ آتا تھا - مدرسے کے طلبہ نے ایک جلسہ کالج مین منعقد کرکے آزاد کی خدمتمین ڈیپوٹیشن بھیجا کہ ہم طلباء کالج کی طرف سے اس عرض کے اظہار کے لئے حاضر ہوئے ہین کہ جو جو کارنمایان آپ نے کیے انکی تعریف کرین اور آپ کو اطلاع دین کہ گو ہم لوگون کو بحیثیت طالبعلم ان امور مین چندان دخل نہین ہی لیکن چونکہ ہمنے مختلف اور متعدد اخبارات ولایت روم اور صحائف یورپ و ہندوستان مین آپ کے کارنامون کا ذکر خیر پڑھا اور چونکہ ان سب سے یہ ظاہر ہے کہ آپکی ذات سے نہ صرف آپ بلکہ کل اہل اسلام کا بڑا نام ہوا لہذا ہم اسکو عین فرض اور فرض عین بلکہ ذریعہ حصول سعادت دارین تصور کرتے ہین کہ آپکا شکریہ ادا کرین افسوس کہ ہمارے اہل وطن جو کسی زمانے مین اعلیٰ درجہ کے شائستہ تھے اور جنکی علمیت و تہذیب ساری خدائی مین ضرب المثل تھی جسکے خرمن قابلیت کے مصری خوشہ چین اور خوان علم و فضل کے حکمائے یونان زلہ ربا تھے وہ اب اوج لیاقت و شائستگی سے حضیض نادانی مین ہبوط کرتے جاتے ہین ایسے وقت مین جبکہ ستارۂ علوم چراغ سحری کی طرح ٹمٹماتا نظر آتا ہے ہم آپ کی ذات بابرکات کو ہزار غنیمت سمجھتے ہین کہ آپ نے اس ملک کا نام روشن کیا اور تمام عالم پر ظاہر کر دیا کہ ہند مین اب بھی ایسے لوگ موجود ہین جو بسالت لیاقت ہمدردی اور حکمت مین کسی سے دبکے رہنے والے نہین - آپ نے ہندیون کا نام روم سے شام اور ہندوستان سے تا باقصائے روس بلند کیا اور اب دنیا مین کوئی شائستہ ملک ایسا نہین ہے جہان آپکو لوگ نہ جانتے ہون - روسیون کے جرار سپاہیون نے آپ کا لوہا مانا - کاسک سے بہادر اور جیوٹ آپ کی شمشیر لیاقت کے جوہر دیکھ چکے بڑے بڑے سپہ لارون کو آپ نے نیچا دکھایا اور جس جنگ مین شریک ہوئے سرخرو اور فائز بمرام آئے پلونا کی جنگ عظیم مین جس پر کل محاربۂ روم کا دار مدار تھا اور جس مین طرفین سے لاکھون آدمی میدان کارزار مین تھے آپ نے وہ کارنمایان کیا جو آج تک غالباً کسی سپہ سالار نامدار سے شاذ و نادر ہی عمل مین آیا ہو - جناب باری نے آپ کی ذات مستغنی از صفات مین ہر قسم کے جوہر کوٹ کوٹ کر بھرے ہین علم و فضل و معقولات و حکمت عربی و فارسی و انگریزی و فرانسیسی السنہ کی قابلیت شعر و سخن کی لیاقت درجۂ اعلیٰ کے علاوہ فنون سپہ گری مین آپ کو وہ ید طولیٰ حاصل ہے کہ کل جنگ روم روس مین نہ سلطنت عثمانیہ کا کوئی افسر آپ کا نقطۂ مقابل تھا نہ روس کا کوئی جنرل آپ کی برابری کر سکا جو مہم آپ نے سر کین - اُس کی تصویر اس وقت ہماری آنکھون کے روبرو ہی جس مصاف مین آپ شریک ہوے روسیونکے سر اسطرح گرتے تھے جیسے جھڑی لگتی ہے - ؎

بسر بالینہ ہا انگشت بازان	دو میدان یکعلم از کاسہ بازان
ز سم تیز کز فرق آب میخورد	تا تاقہ سر بزیر آب میبرد
فرس در زیر باد نقش راکب	فگندی دست گندے کوچہ چپ
پلارک زخم بر الماس میدوخت	ببالائے ہوا چون شعلہ میسوخت

جانثار اینو بخی تیغ گشته | بہ نعل تو سمت گرفتم دم زد
بہ پیشانی ہلال رنگ غم زد

حکایت را ظفر شد حلقہ در گوش
غنیمت را قیامت موج سرجوش

جارجی وینس کے عقاب اور تباہی کے وقت جزیرہ پیرم کے قریب جو جوانمردی آپنے ظاہر کی وہ ابدالآباد تک یادگار رہیگی۔ اسوقت واقعی مصیبت مین بنی نوع انسان کی جان بچانے کے لیے اپنی جان کو خطرے مین ڈالنا ہر فرد بشر کا کام نہین۔ آپ ہی کا کام تھا ورنہ ایسے موقع پر اچھے اچھے بہادر آدمی اسقدر سراسیمہ ہو جاتے ہین کہ اپنی جان کا بچانا مشکل ہوتا ہو نہ کہ اپنی جان کا مطلق خیال کرنا۔ ع۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

ہمین امید کامل ہے کہ گورنمنٹ آپکی اس جوانمردی کا بہت جلد صلہ عطا کریگی۔ کیونکہ اوسنے سے ادنی کار نمایان جن لوگون سے سرزد ہوے انکو خطاب ملگئے ہین آپ تو انسے کہین زیادہ اعزاز کے مستحق ہین ہم آپکے رفیق اور صافی مذاق مرد باخدا حضرت خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع وگلے والی پلٹن کے کپتان اور شاہی کے رسالدار بہادر کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین اگر ہم اس مقام پر انکا ذکر خیر نہ کرین تو کفران نعمت ہے کیونکہ خواجہ صاحب نے باوصف کبرسنی وعدم واقفیت فنون جنگ میدان نبرد مین آپکا ساتھ دیا سب سے زیادہ توصیف کے قابل خواجہ صاحب کی وہ جرأت ہو جو آپنے ایک دریلے قریب کی جنگ مین ظاہر کی تھی اور ہزارون آدمیون کی جماعت کو تن تنہا منتشر کر دیا تھا خواجہ صاحب یہ تقریر سنکر آنکھ کھرے ہوے اور بگڑ کر بولے آپ سب صاحبان طالب علمان کا قطع کلام ہوتا ہو مگر بندۂ خاکسار را ضعف العباد ازل خلایق ناکار روسیاہ ہیچمدز خواجہ بدیعا اس قابل نہین ہے کہ آپان الفاظ سے یاد فرمائین یہ تو تعریف نہین ہجو قبیح ہے فرماتے ہین کہ باوصف کبرسنی وضعف وعدم واقفیت فنون جنگ بجا ہو کبرسنی کیا معنی یہ کیونکر معلوم ہوا کہ بندۂ درگاہ پیر فوت ہو ابھی مجھے یہ دعوی ہو کہ اچھے جوان بلند بالا اور قوی ہیکل کا ہاتھ پکڑلون تو چھڑا نہ چھوٹے کیا دل لگی ہو مصر کے پہلوان کو اٹھا اٹھا کے دے دے مارا اور جہان گیا ایک بھی ہم پلہ نہ ملا ضعف کی اچھی کہی۔ ہمارے ہی لیے اگر دو چار ضعیف اور ہون ہندوستانی دیو کہلانے لگین گر ہو کیا کہ ہمارا بدن چور ہو۔ اور پھر آپ فرماتے ہین کہ فنون جنگ سے عدم واقفیت ہے۔ ہونھ! کیسے ہم رہے رسالداریان ہمنے کین مصر کے پہلوانون سے ہم لڑے آخری اور نادری پلٹن اور ترچھا اور ہانکا رسالہ ان سب کے افسر ہم رہے کالے کانکڑی لڑائی ہم لڑے اور ابھی تک ہم ناواقف ہی ہین اس وہم کا علاج لقمان کے پاس بھی نہین تھا۔

اس تقریر پر بڑا قہقہہ پڑا اور طلبہ نے بلجاجت خواجہ صاحب سے معافی مانگی اور خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع نے استادہ ہوکر کہا شاباش۔ یہ نشان سعادت ہے من بدیع کا اعزاز کیا اور من بدیع کارہای سترگ کردہ شدہ بود دہ

اسکے بعد آزاد پاشا نے ڈیپوٹیشن کا جواب دیا اور بفصاحت اپنا عجز ظاہر کیا اور طلبہ کی قدردانی کا شکریہ اور نصیحت کی کہ دل لگاکر اپنی کتب درسیہ کو یاد اور اُنکے مطالب اور مغز اخذ کرو نی الذہن کرین افعال قبیحہ سے بچین اور اپنے

ملک کے کلام آئین آزاد فرخ نہاد نے بیان کیا کہ میرے ناقص علم و یقین مین اس ملک کے طلبہ کو امور مندرجہ ذیل پر کامل غور کرنا چاہیے۔ اولاً۔ اکثر اوقات تجربہ کیا گیا ہی کہ اس ملک کے طلبہ تھوڑی سی انگریزی پڑھکر فرط غرور سے زمین پر قدم نہین رکھتے اور سمجھتے ہین کہ ہمچو من دیگرے نیست ہزار ڈاکٹر کی ارتھ میٹک کے چند صفحے دیکھکر اپنے کو ریاضی دان اور محبلی خوان سمجھ بیٹھتے ہین حالانکہ علم ریاضی ایک بحر ز خار د ناپیدا کنار ہی جسکا اُور نہ چھور۔ مقام غور ہی کہ جو طالبعلم اربعہ متناسبہ تک حساب پڑھکر یہ دعوی کرے کہ ہم ریاضی دان ہین وہ بھلا کیا ترقی کریگا جغرافیہ طبعی کے دو چار ورق پڑھے اور علا روضلا اور نیوٹن اور ہرشن کا مقابلہ کرنے لگے انگریزی مین ایک خط بھی اچھی طرح نہین لکھ سکتے مگر خیال یہ ہی کہ ہم مکالے اور ایڈیسن سے بھی گوی سبقت لیگئے ہین مین نے ایک طالبعلم کی زبانی سُنا کہ فرانسیسی زبان ہم خوب بول سکتے ہین سمجھا کہ شاید کسیقدر واقفیت ہو ایک فقرہ زبان فرانسیسی مین بولا تو جواب ندارد۔ اُردو مین پوچھا آپنے فرانسیسی کہانتک دیکھی ہی کہا مین تین دن چندانگر فرانس ڈانڈے مین رہا تھا وہان کے دکاندارونسے گٹ پٹ کرتا تھا اب فرمایئے جو شخص تین دن فرانس ڈانڈی مین رہکر یہ دعوی کرے کہ ہم زبان فرانسیسی اچھی طرح بول سکتے ہین اسکے غرور کی بھی کوئی انتہا ہی

آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند	اونیز خر خویش بمنزل برساند
وانکس کہ بداند و بداند کہ نداند	اسپلرب از گنبد دوار براند
وانکس کہ نداند و بداند کہ بداند	در جہل مرکب ابدالدہر بماند

اس ملک کے طلبہ کو جانا چاہیے کہ اعلے درجے کے تربیت یافتہ یعنی جو لوگ کلکتہ اور بمبئی اور مدراس کی یونیورسٹیون مین ایم اے اور بی اے کے امتحان دیکر ڈگریان حاصل کرتے ہین ان تک کی تعلیم بمقابلہ طلبا دارالعلوم بوسٹن بالکل خام ہی اور ذرا وقعت نہین رکھتی ممکن کیا کہ ہند کی یونیورسٹیون کے ڈگری یافتہ وہانکے ادنی طلبہ کے سامنے زانوے ادب تہ نکرین ہمکو بجز کمسٹری اور کسیقدر علم ہیئت اور علم مثلث جغرافیہ طبعی وغیرہ کے اور کیا پڑھایا جاتا ہی کچھ نہین اور اسمین بھی ہمارے ملک کے طلبہ بالکل خام رہتے ہین علم ہیئت سے جو نتیجہ نکلنا چاہیئے وہ مفقود ہی یہ سب علوم ہمکو تصویر نیکل طور پر پڑھائے جاتے ہین نہ کہ پریکٹیکل طور پر یعنی عملاً اور جبتک عملاً انسے کوئی نتیجہ نہ نکلے انکا پڑھنا نہ پڑھنا ایک ہے جہازرانی اور علوم حیاتوجی اور اصول تجارت اور طرز تمدن سے ہمکو ذرا واقفیت نہین ہی ہمکو لازم ہی کہ صرف ایم اے اور بی اے اور بی ال کی ڈگریون ہی کے عاشق دلدادہ نہون بلکہ یہ صرف برائے نام خالی خولی عزت ہی۔ مقدم ہی کہ علوم دانستہ مین قابلیت اصلی حاصل کرین یونیورسٹی کے طرز تعلیم مین ایک بڑا نقص یہ ہی کہ اسکے طلبہ

Jack of all trade
and master of none

مصداق ہین کسی امر مین پختگی نہین حاصل ہوتی ہے

پیش قاضی شاعر وہ پیش شاعر قاضی و پیش ہر دو ہیچ و پیش ہیچ ہر دو۔ اچھے اچھے ایم اے عموماً انگریزی آسانی اور فصاحت اور صرف نحو کے لحاظ سے عمدہ نہین لکھ سکتے قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین اور ایک ایک سطر مین غلطیون پر غلطیان کرتے ہین بڑی کوشش اس امر کی کرنی چاہیے کہ

بیکاری حاصل ہو خالی نہ رہے۔

دوسرا امر جسکی طرف مین آپکو مخاطب کرتا ہون یہ ہے کہ اس ملک کے طلبہ عموماً نوکری کے عاشق و دلدادہ ہین اور یہ سخت عیب ہے ہر سال ہندوستان کی یونیورسٹیون سے ہزارہا طلبہ انٹرنس اور اف اے اور بی اے اور ایم اے کے امتحانون مین کامیابی حاصل کرتے ہین ممکن نہین کہ ان سب کو گورنمنٹ عہدے دیسکے ان لوگون کا دلی شوق یہی ہے کہ امتحان دیکر اکسٹرا اسسٹنٹی اور منصفی کے عہدہاے جلیلہ حاصل کرین اور یہ امر محال ہے اور مجنونانہ خیال ہے اب متمول لوگون اور مالدار رئیسون اور زردار مہاجنون اور اہل ثروت آدیمون اور نامدار تاجردن کے لڑکے اپنے معزز آبائی پیشونکو خیرباد کہکر اسی اوھیڑبن مین رہتے ہین کہ جسطرح ممکن ہو گورنمنٹ کی نوکری کرین منصفی اور ڈپٹی کلکٹری پاتا تو بخیر کوئی تیس روپیہ ماہواری کا لوکل نند کلرک ہوگیا کسی نے پندرہ بیس کی اسامی پائی۔ اب فرمایئے ان عہدہ پر امیرزادہ مکا نوکر رہنا الضیع اوقات ہے یا نہین۔ اگر اسکے برعکس وہ تجارت کی طرف متوجہ ہون تو سبحان اللہ دنیا کے پردے پر کوئی ملک ایسا نہین ہے جسنے نوکری کے ذریعہ سے ترقی پائی ہو فرانس کو دیکھو بعد جنگ تجارت کی بدولت وہ درجہ حاصل کیا کہ آج خدا کی خدائی مین کوئی ملک اسکا مدمقابل نہین ہے۔ ہر قسم کی ترقی ملک کو ثروت ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور ثروت کے حصول کا بہترین اور آسان ترین طریقہ تجارت ہے بڑی خرابی یہ ہے کہ پرانے فشن کے خیالات والے تجارت کو اچھا نہین سمجھتے تھے وجہ یہ کہ انکے وقت مین اس ملک مین نہ تو تجارت کا وسیلہ آسان تھا اور نہ ایسے اسباب جمع تھے کہ سوداگری فروغ پاتی اول تو سرکین ندارد دوسرے ڈاکہ زنی کی کثرت۔ ریل کا نام نہین اخبار و مکی اشاعت اور تار برقی جسپر تجارت کی ترقی کا بہت کچھ انحصار ہے انکے وقت مین بالکل مفقود تھا علاوہ برین جو مٹھی بھر تاجر انکے زمانے مین یہان تھے انکو وہ اس سبب سے بنظر حقارت دیکھتے تھے کہ وہ کم سرمایہ کے لوگ تھے اب وہ زمانہ نہین ہے اب تجارت کے اسباب اور وسائل ایسے آسان ہین کہ بایدو شاید جو لوگ کلکتہ اور بمبئی گئے ہین وہ تجارت کے بیشمار فوائد سے بخوبی واقف ہین اور وہ بخوبی جانتے ہین کہ تاجردن کے مقابلہ مین نوکری پیشہ کی کوئی وقعت ہی نہین ہے جو ثروت اور عزت اور آسودگی اور عیش تاجر کو حاصل ہین اسکے عشر عشیر کا دسوان حصہ بھی کسی نوکری پیشہ کو نہ حاصل ہے اور نہ حاصل ہوسکتا ہے بس ایسی شے کا عاشق دلدادہ ہونا غلطی ہے یا نہین۔ ہم کہتے ہین کہ یہ کیا فرض ہے کہ امیر کبیر و مہاجن کا لڑکا اپنے باپ دادا کے معزز اور زرخیز پیشے کو چھوڑکر پچاس روپیہ کی پیشکاری کو غنیمت سمجھے یا تاجر سوداگر جسکے باپکے پاس کرورون روپیہ ہے تجارت سے قطع تعلق کرکے ساٹھ روپیہ کی نوکری پر ناز کرے وہ شخص جسکے باپکے پانچ پانچ سو کے ایجنٹ نوکر ہین اگر خود ساٹھ ستر کی نوکری کی جستجو کرے اور اسکے لیے ہر ایک کی خوشامد کرتا پھرے تو مقام حیف ہے اس نوکری سے وہ ملک کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے تجارت سے ملک کی ثروت و ترقی رونق پاتی ہے اور ثروت سے آسودگی فارغ البالی آرام و عیش کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے ہان جن لوگونکے پاس اسقدر سرمایہ نہین ہے وہ البتہ مجبور ہین انکے لیے نوکری کے علاوہ اور کوئی ذریعہ حصول رزق

نہین ہے۔ مگر جن خوش نصیب آدمیونکو خدا نے متمول کیا ہے وہ اگر اس دولت سے محروم رہین تو دلیل او بار ہو اور اس

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے	

جب آپ لوگ سفر کرینگے تو آپکو معلوم ہوگا کہ تجارت کیا کرشمے ہین لکھ پتی جسکو اس ملک کے باشندے بڑا امیر کبیر سمجھتے ہین تاجرون کے نزدیک بالکل کم سرمایہ لوگ ہین انکی تجارتی مین کوئی وقعت ہی نہین اور کلکتے اور بمبئی کا ایک ایک تاجر کروڑپتی ہے جو دو دو ہزار روپیہ روز صبح شام صرف تار مین صرف کرتے ہین۔ صبح ہزار کی بتیلی لیکے ایجنٹ ریل گھر گیا اور شام کو خالی بتیلی لیے ہوے چلا آتا ہے اور بعض بعض ملکونمین اس سے کہین زیادہ صرف ہوتا ہے تجار کی کوٹھیونکو جاکے دیکھو تو سر بفلک کشیدہ کروڑونکا مال جمع ہے اور مختلف شہرونمین شاخین اور ایجنٹ ہین اور لاکھون آدمی پرورش پاتے ہین یہ شہر جسمین ہم اور آپ اسوقت موجود ہین مرکز دائرہ ادبار ہے جہان وہ شخص بڑا مالدار سمجھا جاتا ہے جسکے پاس پانچ سات لاکھ روپیہ ہو۔ ع۔

برین عقل و دانش بباید گریست	

اس امر کا بھی طلبہ کو خیال چاہیے کہ جس امر مین دخل نہو اسمین دخل نہ دین۔ دخل در معقولات یعنی جہ اس ملک کے نوجوانان تربیت یافتہ کا میلان طبع عموماً یہی ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف مضامین لکھین اور نکتہ چینی کرین کہ گورنمنٹ نے یہ غلطی کی اور وہ غلطی کی۔

مانا کہ گورنمنٹ کی نسبت اخبارون مین آزادانہ رائے دینا دلیل خوش فکری و تربیت یافتگی ہے مگر بے سمجھے بوجھے محض اس نظر سے رائے زنی کرنا کہ لوگ ہمکو بھی فی استعداد

قابل سمجھین اور یہ تصور کرلینا کہ جو شخص ایسا نہین کرتا وہ شائستہ نہین اور اسکی تعلیم خام ہے انتہا کی غلطی ہے۔

بڑا نقص ہمارے لوگون مین یہ ہے کہ ہم باوصف مقدرت و تمول اپنے لڑکونکو اعلے درجہ کی تعلیم سے بے بہرہ رکھتے ہین یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ملک عسرت کے سبب سے اعلی تعلیم نہین حاصل کرسکتا کیونکہ جو متمول طبقے کے لوگ ہین وہی عموماً تعلیم سے بے بہرہ ہین۔ مثلاً مہاجن۔ اس طبقے کے آدمی سوائے کیتھی اور مہدی کے اور کچھ سیکھتے ہی نہین اور بالکل ناخواندہ ہوتے ہین انکو بجز اسکے اور کوئی شوق نہین کہ روپیہ جمع کرین اور سود پر دین پڑھنے لکھنے درس و تدریس علم و فضل و شعر و سخن سے کوئی تعلق ہی نہین رکھتے امرا نازونعم سے اپنے صاحبزادونکو پرورش کرنا اسکو سمجھتے ہین کہ بارہ چودہ برس کے سن تک بے دوا چھوچھوے باہر نہ نکلنے پاے اور بعد ازان مولویصاحب کی سختیون سے بچے اسپر خفا ہون تو موقوف کردے

بادشاہے پسر بکتب داد	لوح سیمش در کنار نہاد
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جور استاد بہ ز مہر پدر

اسکے مفہوم پر مطلق نظر نہین ڈالتے روسا خود مختار اور تعلقداران کے لڑکے شاذ و نادر پڑھے لکھے ہین مگر بعض بعض ریاستون مین اب چند روز سے کچھ کچھ شوق تعلیم پیدا ہوا ہے۔

ایک امر ضروری کی طرف ہمارے ملک کے طالبعلمونکو ضروری توجہ کامل کرنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ انگریزی تعلیم کے سبب سے عموماً طلبہ کا میلان طبع نیچریت کیجانب ہے یعنی ہندو اور مسلمانونکے انگریزی خوان نوجوان عموماً مذہب مین آزادی پسند کرتے ہین اور قید مذہبی سے متنفر ہوجاتے ہین یہ امر

پرانے بزرگونکو سخت شاق گذرتا ہو وہ چاہتے ہین کہ ہندوؤن کے لڑکے بت پرستی کو بُرا نہ سمجھین چوکے مین کھانا کھانیکو عیب نہ قرار دین - پُرانونکے مسائل کے مطابق چلین اور ہندو دھرم مین جو باتین آجکل مروج ہین انکا متبع کرنا - علی ہذا القیاس اہل اسلام کی خواہش ہو کہ مسلمانونکے نوجوان د انگریزی خوان جناب رسالت مآب کو نبی سمجھین قرآن شریف کے کلام ربانی ہونے مین ذرا شک نکرین اور دہریت جو مزاجون مین دخل پارہی ہو دلون سے دور کرین مگر عموماً تجربہ ہوا ہو کہ ہنود کے تربیت یافتہ نوجوان اس امر کے مستعد نہین کہ ہنومان جی پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑ لائے ہون یا سمندر کے پار کود گئے ہون یا بتون کی پرستش سے دنیا عقبیٰ کا فائدہ متصور ہو نہ وہ اسبات کو مانتے ہین کہ مردونکے نام پانی دینا حکمانہ فعل ہے نہ وہ تناسخ کے قائل ہین وقس علےٰ ہذا مسلمان تربیت یافتہ نوجوانونکے ذہن مین یہ بات نہین آتی کہ شق القمر کیونکر ممکن تھا اور معراج کی اصلیت کیا ہے اور اصحاب فیل والی روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہو مین اسوقت کوئی مذہبی بحث کرنے نہین آیا ہون مگر اسقدر ضرور اور البتہ کہونگا کہ ہر طالبعلم پر فرض ہو کہ اپنے آبا و اجداد اور والدین اور بزرگونکا دل نہ دکھاے اور وہ امر نہ کرے جس سے اسکے بزرگونکے شیشہ دل پر ٹھیس لگے یہ تو کسیطرح ممکن ہی نہین کہ پرانے خیالات مین باہم مطابقت ہو لیکن تاہم اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ کوئی بات ایسی نہ سرزد ہو جس سے بڑے بوڑھے ہمکو نظر حقارت اور نفرت سے دیکھین

الغرض ہم یہ نہین کہتے کہ جو افعال اور خیالات آپکے بزرگون کے تھے بعینہ وہی خیالات آپکے بھی ہون ایک وہ زمانہ تھا کہ اچھے اچھے علما و اکمل زمین کو جسم ساکن سمجھتے تھے یہ ضرور نہین کہ آپ بھی اسی لکیر کے فقیر بنے مدعا سر انصاف یہ ہو کہ اگر ہم کو یہ امر معلوم بھی ہو کہ فلان باتون مین ہمارے بزرگ ہم سے کم ہین تو غرور اور تکبر کے ساتھ انسے دبیش آئین اور اپنے یہ نہ ثابت ہونے دین کہ ہم اپنے کو بلحاظ علم انسے بہتر سمجھتے ہین اگر تمھارا لڑکا تم سے زیادہ عالم ہو اور یہ ممکن ہے اور تمکو نظر حقارت سے دیکھے یا اسکے حرکات سکنات اقوال افعال سے ثابت ہو کہ وہ اپنے سے کم سمجھتا ہو تو تمکو رنج ہو یا نہو پس ع -

انچہ برخود پسندی بر دیگرے ہم پسند

اس ملک کے نوجوانونکی طبائع مین ایک سخت عیب یہ واقع ہوا ہو کہ وہ آزادی کے زعم مین بادہ گساری کے زیادہ شائق ہوتے جاتے ہین - حیف ہو کہ مذہبی قید اور شرع متین اور دھرم شاستر کو تو وہ مانتے نہین اور جبلکو اس امر کا عقیدہ نہین کہ شراب خواری کی سزا عاقبت مین پائینگے اور وہان اسکا خمیازہ کھینچنا پڑیگا تو وہ بیدھڑک شراب لنڈھاتے ہین اسکے دو نتیجے ہین - لغگوئی یا موت مطلب یہ کہ اگر مفلس ہوا اور شراب خواری کا عادی ہو گیا تو ستم ہو ضرور مقروض ہو جائیگا اور ہزارون لاکھون کو دن آدمی اسی کی بدولت تباہ ہو گئے اور بھیک مانگنے لگے اسیطرح کتنے نوجوانون نے اسکی بدولت جان دی ہو جہان منھ لگی بس غارت کر دیا - نشے کی حالت مین یہی جی چاہتا ہے کہ جام پر جام لنڈھاے اور برابر پیتا ہی چلا جاے انجام یہ ہوتا ہو کہ انسان صبح دوپہر سہ پہر شام آدھی رات ہر دم یہی جی چاہتا ہو کہ نشے مین غین رہون اور نشے بازی

سے آخر کار صحت مین فتور واقع ہوتا ہو اور انسان مرجاتا ہے بارہا سنا ہوگا کہ شب کو کثرت سے شراب پی تو صبحکو راہی ملک بقا ہوئے کا نقارا لگا دیگئے۔ مانا کہ اگر انسان اعتدال کے ساتھ پیے تو ان سب باتونسے بچ سکتا ہو مگر اسکا کوئی دعوی نہین کرسکتا کہ وہ اعتدال ہی کیساتھ شراب کا استعمال کریگا کیا ثبوت ہو کہ کسی زمانے مین وہ کثرت سے شرابخوار نہوگا جب ہم نے یہ تجربہ کیا کہ صدہا آدمیون نے جو بڑے عالم اور عاقل اور فاضل اور ادیب اور فلسفی اور منطقی اور مولوی اور پنڈت تھے شرابخواری مین دائرہ اعتدال سے باہر قدم نکالا اور تباہ اور روسیاہ ہوئے تو ہم کسی کے اس دعوی کو قابل اعتبار نہین سمجھ سکتے کہ وہ کسی حالت مین کثرت سے شراب نہ پیے گا بڑی خرابی یہ ہے کہ اردو اور فارسی کی کتب علم ادب مین بھی قدم قدم پر شراب ہی کا ذکر اور اسی کی تعریف ہو ساقی نامہ نہو تو مثنوی کا لطف نہین جو بیان شروع کیا اوسمین ساقی نامہ کے اشعار ضرور ہون ۔ ؎

صبوحی دے کہ ہون مخمور ساقی
طبیعت کسل سے ہے چور ساقی
نہ کیون ساقی سے ہو دست و گریبان
کہ دامنگیر ہے فصل گلستان
شگفتہ گل ہین سب جامے سے باہر
بچھا ہے فرش سبزہ کا زمین پر
چمن مین بلبلون کے دل ہرے ہین
مثال جام مستی مین بھرے ہین

جب یہ اشعار نوجوان کی نظر سے گزرتے ہین تو پڑھنے پڑھنے دل بھر آتا ہو کہ دیکھین تو اس بادہ خواری مین کیا مزا حاصل ہوتا ہو۔ اسکے لطف سے تو واقف ہونگے جس دیوان کو اٹھاتے ہین شراب کی تعریف موجود۔ ؎

من و انکار زے این چہ حکایت باشد
غالباً این قدم عقل کفایت باشد

گو اکثر اصحاب نے اسکے مضر اور قرار دیے ہین مگر یہ سب باتین ہین بندہ اسکا قائل نہین۔

انگلستان مین اب ہمدرد اور نیک نفس بزرگوار برابر کوششین کر رہے ہین کہ انسداد بادہ خواری کے لیے جلسے قائم کرین اور امریکہ مین بھی لاکھون آدمیون نے عہد کر لیا ہو کہ شراب نہ پینگے مجھے کامل امید ہو کہ آپ میری اس نصیحت دوستانہ پر ضرور لحاظ رکھینگے مین کمال افسوس اور حسرت کے ساتھ کہتا ہون کہ مین خود بھی کسی زمانے مین اسکا شائق تھا گو بہت ہی کم اور بہت ہی شاذ و نادر شراب پیتا تھا مگر مجھے عذر نہ تھا اب خدا کا شکر ہو کہ مین نے ایک قلم ترک کی اور توبہ کی کہ چاہے جان جاتی ہو اسکی طرف طبیعت نہ مائل کرونگا۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اسکے یہ معنی نہین کہ جوانی کے عالم مین بادہ گلگون پیکر رندی و مستی سے تمام عمر بسر کرے اور پیرانہ سالی مین توبہ پڑھے یہ تو گویا اللہ میانکو پھسلاتا ہے علاوہ برین یہ بھی ایمان دار آدمیونکی وضع کے خلاف ہے کہ لوگون کے دکھانے کیلیے توبہ پڑھ لی اور خفیہ طور پر برابر استعمال جاری رکھا اگر نوجوان تربیت یافتہ مذہب کی رو سے برا نہ سمجھین تو سوسائٹی کے لحاظ سے تو ضرور ہی اسکو برا اور مضرت انگیز قرار دینگے۔

حسن آرا پریزاد کی شادی اور نوشاہ آزاد کی خانہ آبادی

دم صبح ہو ساقی خوش جمال
وہ خوشبو کہ جام جس سے مدام
ذرا شیشہ و جام دھو دھا کے لا
مین قربان ساقی ذرا اٹھ شتاب
بچھاؤن مین ہمت عشرت کا فرش
دہ دوشن بلای کہ پر نور ہو
اٹھا ساقیا ساغر مشک بو
مرا خمزہ ہووے آبحیات
بلا ساقیا بادہ پرتگال
خوشی مین ہین مصروف سب خاص و عام

عنایت ہو جام مے پرتگال
معطر ہو رندونکا ساقی مشام
شراب صفا اچھوتی بلا
تو دے جام مہتاب مین آفتاب
زمین آسمان فرش ہو تا بعرش
ہر اک قطرہ جن شعلہ بطور ہو
کہ مستی مین برآئے سب کد و
خوشی مین لگون عیش و عشرت کی ہاش
کہ گل اور بلبل مین ہو گا وصال
مبارک سلامت کی ہو دھوم دھام

بلا ساقیا مجھ کو جام شراب
کہ ملتے ہین باہم مہ و آفتاب

اللہ اللہ۔ آج کس مجمعے سے گلزار دہر مین عروس بہار کی سواری رشک باد بہاری آئی ہے کہ رضوان تک بصد شوق دیدہ دل سے تماشائی ہے۔ سبحان اللہ کیا فیض بہار ہو کہ خوبرویان چمن پر قیامت کا نکھار ہے زلفہاے گل یوسف بلبل سے ہم آغوش ہو بحر مستی و عشرت پرستی کا جوش ہو ادہر گلون پر نکھار ادھر عنادل کی چہکار بوستان جہانپر نشاط و طرب کی گھنگھور گھٹا چھائی۔ رندون نے دھوم مچائی ؎

برق چشمک زن بہ طرف کوہسارا ن میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ یاران میرسد

زہاد صد سالہ پیا پے جام لنڈھا کر قید مذہب سے آزاد ہوئے شوالے اور مسجد کے عوض میکدے آباد ہوئے ہر شیخ و شاب مرید پیر مغان ہو حافظ جی کا خدا حافظ د نگہبان ہو شیخ جی ہا اینہمہ شیخ بخت بھیونپر ہو لیان گاتے برہمن چھپ چھپ کے مندر مین یا دہ گگلونکے جام لنڈھاتے ہین بانگ تکبیر اور آواز ناقوس کے عوض ہو حق کی صدا بلند ہو اور لطف طرب دہ چند ہے ؎

عیدست و نشاط و طرب و زمزمعام است
مے نوش گنہ برمن اگر بادہ حرام است

دھن کا خانہ طرب آستانہ رشک باغ ارم تھا ہر در و دیوار پر نور کا عالم تھا۔ سراپا طلسمات تھا غیرت دہ گلزار جنات تھا ؎

اس مکان کا وصف کسکے مُنھ سے ہو
یہ مکان ایسا سجا ہو بالیقین
اس مکان مین ہزاران انکسار
قدسیان آسمان اشتین
حسن اس شب کا لکھون کیا ہو بہو
خال رخسارہ ہو اسکا بیگمان
نور سے پر نور تھا ایسا مکان
ہو گئی وہ شب جو روشن مثل روز
شادیانے ہر طرف بجنے لگے
مہتمم تھین سب کی سب پستہ دہان
سیمتن نازکبدن پاکیزہ دوش
نارپستان سرو قد گلبرگ رنگ
دلفریب دستان و دلنواز
مہ جبین خورشید طلعت خوشخرام

سرسے صدقے جسکے زلف ماہرو
جیسے ہو آرائش خلد برین
پنجہ مژگان سے ہر سیل وضاد
ہوتے ہین جاروب کشی صد چنین
گلگ کو دیکھا تو سر سہ در گلو
مردم چشم بت ہندوستان
جیسے مہر نور سے سارا جہان
شب کہ رشک روز عید دلفروز
اہل گلشن ساز سب بجنے لگے
خوبصورت خوب سیرت نوجوان
غنچہ لب گل پیرہن عشوہ فروش
قتنہ گر آشوب دوران شوخ و شنگ
شعر و کاور بو عاشق گداز
حوروش عیسی نفس شیرین کلام

غمزہ بیباک سے گر تیر	غمزہ سنڈے ہوے پریشان سے کر
تو جوان کر عمر اور نو خاستہ	سر سے باکنگل خرد کا بستہ
تھا کسی کا ان لباس سرخ رنگ	دل سے عشاق کے تھا فرنگ
رنگ کیا اسقدر تھا جو بہار	دیدۂ نظارگی گرا یکبار
جا پڑے اسپر تو با للہ العظیم	آپڑے آنکھ نہیں دل ہی کو نہیں
اور کسی کا ان لباس زرد تھا	رنگ عاشق جسکے آگے گرد تھا
بہر تفریح قلوب عاشقان	تھی وہ کافر رشک کشت زعفران

صبح اس کافر کی شام عاشقان
بے تکلف رہزن اسلامیان

الٰہی یہ بارہ دری ہے یا روضۂ رضوان یہ خانۂ سعادت آستانہ ہے یا پرستان۔ مکان ہے نشان ہے یا فردوس برین رشک باغ نعیم غیرت ارم یا تزئین کا کمان گردون ہفتم شطر نجیونکی آب و تاب دیکھکر شرماتین چاندنیان اس صفائی سے بچھائین کہ فیاض نیر عالم افروز اور چاندنی اور دہ آئین آنکھین چرائین ؎

یہ ایسی خوشی کی رچی تھی بساط
کہ صدقے ہو جسپر سے ہر دم نشاط

تمامی سے منڈھے ہوئے دیوار و در۔ سونے کا گھر آئینہ بندی کی یہ شوکت و شان تھی کہ سکندر کی روح دیکھکر حیران تھی۔ موقع موقع پر جا بجا پڑاؤ پلنگ کمین مہربان خوشرنگ اوسپر ادپچے کسے ہوے نرمی باف کے رشک دینے والے آئینہ صاف کے پایوں چاروں طرف عیش کی دوریان اس لطافت سے کہ گوش ہوش خمیدہ نہ چشم حرص دیدہ۔

خیال اڑ جا یہاں سے	کہ یہ باغ رضوان کو چبھتا ہے

یہان ہے ہر طرف جا بید	خط شب رنگ ان کا رشک
گرا ہے قہر برخ آئنہ	خط و خال سیاہ ان پر ہیں
در و دیوار قصر خلد آئین	جمی ہے زار فانوس ہر طرف
گلستان کر دیا ہے جان شمع	ہے باغ آرزو شگفتہ سب
ز رشک غنچہاے گل کہ شد بار	ہوا غنچہ شد گل غنچہ شد بار

زمین آن ہ خاک این جہان است
تفاوت از زمین تا آسمان است

حسن آرا کا ابھرا ہوا جوبن اور ستم کا نکھار اگر حوران بہشتی دیکھ پائین تو ہزار جان سے عاشق ہو جائین اور پھر روضۂ جنان کا نام زبان پر نہ لائین۔

مطلع الشمس من وجہہا نبت الدر فی فیہا لقد الورد فی خدہا۔ مغرس الغصن فی قدہا۔ مبدء اللیل فی شعرہا النکاد العیون و القلوب تشربہا۔ خواتین ماہ لقا مہر سیما اور بانوان شیرین ادا دلربا کا جھرمٹ اور انکا نکھار اور سراپا جوبن طرحدار اور بیچ بیچ میں عروس گلعذار ؎

ہر روز ن بتے دل و زو دسرست
چو باد صبح در برگ لالہ تر دست

نازک ادا۔ بھئی آج تو دھادھی ناچ ہونا چاہیے
جانی بیگم۔ دولھا کے ہان میراثنین دھما چوکڑی مچا رہی ہین۔
نازک ادا۔ تو دھم کے طور پر ہوا ہی چاہیے ہین۔
جانی۔ پہلے تو ہم سنتے تھے کہ دولھا کے چہرے سے وہ جلال برستا ہے کہ ایکا ایکی کوئی جا انکھین نہین کر سکتا اور ناچنے مین ناچ گانے سے انکھین اسقدر کی نفرت ہے کہ جال سیکھ کوئی

دہلیز کے اس پار قدم دھرنے پائے نہ کہ اب سنتی ہون طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے غزلین ٹھمریان پٹے گائے جاتے ہین - جو آتا تھا یہی کہتا آتا تھا کہ انکے رعاب کے آگے کوئی چون نہین کر سکتا ہے -

مغلانی - کیا شک ہے - گابھن گابھ ڈالتی ہے -

نازک ادا - پھر یہ کایا پلٹ اتنی جلدی کیونکر ہوگئی -

مغلانی - دل ہی تو ہے حضور اور پھر دھن پانیکا شوق -

سپہر آرا - ہم نے مہندی لگائی تو ذرا بھی ادھر سے انکار یا تکرار کی بات نہوئی - مسکرا کر ہاتھ دیدیا -

نازک - ای تو سالیون سے بھی کوئی اتنی بیرخی کرتا ہی -

مغلانی - یہ نہ کہیے حضور جو کٹنے ہین وہ ایک نہین مانتے ساچق مانجھا وہان اسکا ذکر ہی نہین مرزا تقی نے کیا کیا خاص شرع کے مطابق شرعی نکاح پڑھوالیا -

بہار النسا - ہماری راے ہے کہ جس مین ان کا جی راضی ہو وہ کرین -

سپہر - مگر واہ رے آزاد کتنا قول پورا پورا نبا ہا ہی -

مغلانی - حضور سپہ گری کو انکے نام سے عزت اور شرف ہی -

نازک - تلوار کے منھ لڑنا انھین سورماؤن کا کام ہی -

مغلانی - ہم سے دو ایک عورتین کہتی تھین کہ حسن آرا کو جل دیکے خدانخواستہ چلے گئے مگر ہم نے کہدیا تھا کہ آئین اور بیچ کھیت آئین ہزارون لاکھون مین آئین ایسے مرد لوگ وعدہ خلاف ہوا کرتے ہین - قول مردان جان دارد -

سپہر - اتنے دنون مین دو مرتبہ باجی جان کا نصیب اعدا دو رازحال بڑا برا حال ہوا - ایکمرتبہ تو آزاد کو خواب مین دیکھا جب امان جان کو ان کی ہیکلی کا حال معلوم ہوا تو انھون نے ان کو سمجھانا شروع کیا - کہ ؎

کون کہتا ہے تم نہ پیار کرو
شوق سے جان تک نثار کرو
باغ کی سیر کو ذرا جاؤ
گل و بلبل سے دل کو بہلاؤ

نازک - ہم کو اس حال کی پہلے خبر نہ تھی بہن -

بہار النسا - اور ہم سمجھ گئے تھے کہ انہین کچھ بھوگ پڑا ہی -

سپہر - بس باجی بس زیادہ نہ کچھ کہیئے گا - ہونھ -

بہار النسا - ای اس باری کا ذکر نہین کرتی دوسری دفعہ کا تذکرہ ہے بہن -

سپہر - ثریا بیگم کا حال ہم نے کچھ کچھ سنا تھا اڑتی سی خبر پائی تھی مگر باجی جان سے سارا حال نہین بیان کیا -

بہار - اس مالزادی کا ہمارے سامنے ذکر نہ کیا کرو -

نازک (دانتون کے تلے انگلی دباکر) ایسا نہ کہو بہن -

جانی بیگم - ایسی پاکدامن عورت ہی کہ ایسا ہونا محال ہی -

نازک - یہ لوگ خدا جانے کیا سمجھتے ہین ثریا بیگم کو -

بہار - ای ہی سچ کہنا - ستر چوہے کھاکے بلی حج کو چلی -

نازک - فلک آوارون کی طرح در بدر اور شہر شہر گھومی بچاری -

بہار - بھلا ایسی ہرجائی کا کس کو یقین آئیگا

سپہر - بہن زمانہ ایسا نازک گزرتا ہی اور گناہ ہی قدر کا بڑھتا جاتا ہے کہ اب ذری سی باتون مین کلیجہ دہل جاتا ہے - اور یون تو جس کا دل صاف ہے اس کا دل صاف ہی اس کو کسی کا ڈر نہین سب سے نڈر ہے -

اتنے مین ایک قفس سے ایک بیگم صاحب اُتریں اور مع خواصون کے حسن آرا بیگم کے دیکھنے کے لیے آئین تو جانی بیگم اور نازک ادا بیگم مین باہم اشارے ہونے لگے بیگم صاحبہ ان خواتین سے ملین جنسے جان پہچان تھی - مگر حسن آرا کی بہنون مین سے کسی نے انکو نہ پہچانا کہ یہ کون ہین -

بیگم ہم نے کہا چلکے ذری دلھن کو دیکھ آئین -

روح افزا - اچھی طرح شگفتہ ہو کے بیٹھیے - یون آیے

بیگم - مین بہت اچھی بیٹھی ہون تکلف کیا ہی -

نازک - یہان تمکو ہمارے اور جانی بیگم کے سوا کوئی نہین جانتا -

بیگم - نہین کیون خورشید محل نہین ہین -

نازک - کیا یہ پہچانتی ہین اچھا کون ہین یہ -

خورشید محل - ہم سے پوچھتی ہو ہمارے پڑوس مین رہتی ہین ہم انکے زیر سایہ رہتے ہین -

روح - ہم نے بھی کبھی شاید نہین دیکھا تھا -

بیگم - مین تو ایکبار حسن آرا سے مل چکی ہون -

سہر - (غور سے دیکھکر) اور ہم سے بھی -

بیگم - ہان تم سے بھی ملی تھی مگر بتا نہین سکتے نہین -

سہر - کب ملے تھے اور کس مکان مین تھے -

بیگم - (بات بناکر) مین مذاق کرتی تھی -

نازک - نہ اب تم نے بات بنائی ہی بہن

بیگم - اے لو چہ خوش - بگڑنا بنانا کیا معنے مین خاصکر اوجہ سے آئی کہ دیکھون حسن آرا بیگم کیسی ہین جنکی اللہ کی عنایت سے اسقدر شہرت ہے -

روح - سو دور کے ڈھول سہانی کی مثل ہی -

بیگم - اے نہین اللہ رکھے ماشاء اللہ جسقدر تعریف حسن سنی تھی اس سے وہ چند پایا - اور ہم نے دو دفعہ کو بھی دیکھا پروردگار کی قدرت نظر آتی ہے -

نازک - کیا ہم سے زیادہ خوبصورت ہین -

اس لطیفہ اور سوال پر بڑا قہقہہ پڑا

بیگم - تمھارا تو مثل نہین ہی دنیا کے پردے پر -

نازک - بھلا دولھا سے آپسے بات چیت ہوئی تھی -

بیگم - بات چیت آپسے ہوئی ہوگی - مین نے تو ایکدفعہ راہ مین دیکھا تھا - مین چلون سے دیکھتی تھی تو ایک مہری نے کہا حضور آزاد یہی ہین -

نازک - بھلا دوسرا نکاح بھی منظور کرتے ہین وہ -

بیگم - اب یہ تو ان سے کوئی جاکے پوچھے -

نازک - تم ہی دریافت کرو بہن - اللہ کا واسطہ -

بیگم - اگر منظور ہو دوسرا نکاح تو پھر کیا - ؟

نازک - پھر کیا تمکو اس سے کیا مطلب ابھی سے -

روح - آخر دوسرے نکاح کے لیے کون تجویز ی ہی

نازک - ہم خود اپنا پیغام کرینگے تجویز ی کیسی -

روح - بس حد ہو گئی نازک ادا بہن افوہ -

نازک - ہماری بہن بھی ریجھی ہوئی ہین شاید کیون ؟

بیگم - تمکو نہین معلوم تم بالکل بیباک ہو -

نازک - اللہ جانتا ہی مین ساری قلعی کھول دونگی پھر

بیگم - (دانتونکے تلے انگلی دباکر) ہائین -

اس سے سب کی سب سمجھ گئین کہ دال مین کچھ کالا ضرور ہی ورنہ جسوقت نازک ادا بیگم نے کہا کہ قلعی کھلجائیگی

اسوقت انھون نے دانتون کے تلے انگلی کیون دبائی اور خوف کیون ظاہر ہونے لگا نازک ادا نے کہا مگر بہن استقلال کو تم نے ہاتھ سے دیدیا بیگم نے اس شعر کو ترجمان کیا

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

نازک - یہ سچ - مگر - خیر جو ہوا - وہ اچھا ہی ہوا اور بہن مصلحت بھی یہی تھی -

گیتی آرا - اتو پہیلیون مین باتین ہونے لگین -

نازک - یہ باتین ہر کسی کی سمجھ مین نہ آئینگی دل لگی بازی نہین ہے - یہ بھی وہی ہوا کہ کاتا اور لے دوڑی ذرا عقل چاہیئے -

گیتی - کچھ گول گول باتین ہو رہی ہین اسوقت -

نازک - یہ اشارے ہین بس رازدان سمجھتا ہے -

ع - کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی پوچھے تو کیا پوچھے

جو راز سے واقف وہ سمجھ جائے -

جانی - کیا اچھا شعر پڑھا ہے بالکل حسب حال -

روح افزا - دری بہن پھر تو وہ شعر پڑھ دینا -

بیگم - بصد حسرت دل آہ کھینچکر - ؎

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

اس شعر کا مکرر سننا تھا کہ دلھن تاڑ گئی سوچی کہ یا الٰہی آزاد کے ذکر مین نازک ادا نے یہ کیون اس بیگم سے کہا کہ بہن استقلال کو تم نے ہاتھ سے دیدیا اور اسکے جواب مین بیگم نے کہا - ع -

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا

سمجھ گئی کہ ہو نہو ثریا بیگم یہی ہے کنکھیون سے دیکھا اور گردن پھیر کر اشارے سے سپہر آرا کو بلا کر یون ہمکلام ہوئین -

حسن - انکو پہچانا - سوچو تو یہ کون ہین -

سپہر - اے باجی تم تو پہیلیان بجھواتی ہو -

حسن - تم ایسی طبیعت دار اور اب تک نہ سمجھ سکین -

سپہر - تو کوئی اڑتی چڑیا تو پکڑ نہین سکتا -

حسن - اس شعر سے طبیعت دار آدمی صاف مطلب سمجھ جائیگا -

سپہر - اخاہ (بیگم کی طرف دیکھکر) اب سمجھ گئی -

حسن - ہے عورت حسین اور شوخ و شنگ بھی ہے -

سپہر - ہان ہو - تمھارے مقابلے مین ٹھہر سکتی ہے -

حسن - سچ کہنا کسقدر جلد سمجھ گئی ہو - ہے کہ نہین -

سپہر - اسمین کیا شک ہے ثریا بیگم اور اللہ رکھی اور مس پالین اور جوگن اور شبو جان یہی ہین -

حسن - یہی ہین آزاد کی عاشق زار یہی ہین -

سپہر - یہ ہم تم سے کب ملین تھین بھلا کیون باجی -

حسن - اللہ کو علم ہے اللہ رکھی بن کے انکے فرشتے نہ آنے پاتے جوگن کے بھیس مین کوئی انکو پھٹکنے نہ دیتا مس پالین کا نام بھی ہم نے نہین سنا شبو جان کا یہان کیا کام -

سپہر - شاید میری دہری بنکے گذر ہوا ہو -

حسن - ہمکو انکا آنا یہان کھٹکتا ہے - سچ تو یہ ہے -

سپہر - نہین باجی جان اب وہ جوش کہا -

حسن - انکی پاکدامنی تو اسکی مقتضی تھی کہ آزاد کا نام سن لیتین تو وہان سے ہٹ جاتین نہ کہ ایسے مقام پر آنا

سپہر آرا۔ ای ہی ان سے یہانتک آیا کیونکر گیا۔

حسن آرا۔ دوسری ہو تو اُس کے دل مین بیقراری پیدا ہو جاے اور ایسی صحبت سے منزلون بھاگے۔ دل مین ایک ہول سا پیدا ہو کہ جو ہماری بغل مین سوتا اور جس کی بغل مین ہم سوتے وہ اب دوسرے کا ہوا۔

سپہر آرا۔ پھر اب اسکو تم کیا کرین اسکی صلاح ہو تو امان جان کو بلا عذر دو اور دولھا بھائی سے کہدو کہ ان تک بھی خبر ہو جائے۔

حسن آرا۔ ہین ایسا نہو کہ کوئی گل کھلے۔ ہان!

سپہر آرا نے بہار النسا سے مشورہ کیا اور کہا کہ باجی یہ جو بیگم ابھی ابھی آئی نہین ہین انکو پہچانا۔ بہار النسا نے اُن کو ازسرتاپا دیکھا اور کہا ہمنے انکو کبھی پہلے نہین دیکھا تھا۔ اللہ جانے کیا نام ہے کسی اور سے پوچھو۔ انھون نے جھک کے کان مین کہا ثریا بیگم ہی ہین تب تو بہار النسا کے کان کھڑے ہوے اور غور سے نظر ڈالکر بولین ماشاء اللہ کیا قبول صورت عورت ہے ایسی نمکینی بھی کم دیکھنے مین آئی۔

سپہر۔ باجی کو خوف ہے کہ مبادا کوئی گل کھلائین۔

بہار۔ گل کیسا کھلائینگی اب تو انکا نکاح ہو گیا۔

سپہر۔ ای ہی باجی نکاح پر نجانا یہ وہ کھلاڑ ہین کہ گونگھٹ کی آڑ مین شکار کھیلین۔

بہار۔ ای ہین کیون بچاری کو بدنام کرتی ہو۔

سپہر۔ ای لو جہ خوش بدنامی کی ایک ہی کہی کیا بڑی بدنام ہین کوئی پیشہ کوئی کرم ان سے نہ چھوٹا اور ابتک آپکے تردیک پاکدامن ہی بنی ہوئی ہین۔

بہار۔ حسن آرا کو سمجھا دو کہ از براے خدا طبیعت کو کلفت نہ کرد تہ دلی سے ہنسی رہو۔

سپہر آرا۔ لگاوٹ بازی مین انکی دھوم ہے۔ ہین۔

بہار النسا۔ ہم جب اس ڈھب پر آنے بھی دین۔

سپہر۔ وہ اشارون ہی سے سارا مطلب نکال لینگی

بہار۔ اوئی۔ تو ہو بیٹی کاہے کو ہین مالزادیون کے بھی کان کاٹے کیا باہر نکلجائینگی یا دولھا کو چمٹ جائینگی۔

سپہر۔ اچھا پھر جو راے ہو ہر چہ باداباد۔

بہار۔ کیا بڑی ڈاہ ہی۔ اب دلھن کے گھر مین گھس گئی کہ ایسا نہو کہ آزاد کے دل کو مسخر کرے۔

سپہر۔ یہ تو ممکن ہی نہین کہ حسن آرا کے مقابل مین آزاد کسی کو چاہین کوئی سونے کی بنکے آئے تو کیا ہوتا ہے۔

بہار۔ بس تو پھر کاہے کا غم ہی۔ خدانخواستہ۔

اتنے مین سپہر آرا نے ان سے پوچھا اے ہین ہمنے تمھین پہچانا نہین۔ معاف کرنا مسکراکر جواب دیا ہمارا نام ثریا بیگم ہی سپہر آرا ان سے باتین کرنے لگین تاکہ ان کو ذرا بھی معلوم ہو۔ کہ یہان انکے رازدانونکے سوا کوئی اور بھی اللہ رکھی اور جوگن اور مس پالین کے حالات سے واقف ہی ثریا بیگم ان سے بڑے تپاک کے ساتھ ملین اور کہا ہم نے کئی بار چاہا کہ تم سے ملین مگر اب تک اتفاق نہوا انھون نے اخلاق اور لطف کے ساتھ جواب دیا۔

نازک ادا بیگم نے باتون باتون مین ثریا بیگم سے تخلیے مین پوچھا کہ ہین یہ عقدہ آج تک نہ کھلا کہ تم بادری کے ہان کیون گئین اور وہان سے کیون نکل آئین ثریا بیگم نے کہا ہین اس ذکر مذکور سے رنج ہوتا ہے جو ہوا وہ ہوا اب اس کا گھڑی گھڑی تذکرہ کرنا فضول ہے لیکن جب انھون نے اصرار کیا تو انھون نے کہا بات یہ ہوئی۔ کہ

پادری بیچارے نے رحم کھاکر اور بیکسی کی حالت دیکھ کر مجھے اپنے ہان جگہ دی اور جس طرح کوئی خاص اپنی بیٹیون سے پیش آتا ہے اسی طرح مجھسے پیش آئے۔ مجھے پڑھایا لکھایا سلیقہ سکھایا مگر ہر روز دو تین گھنٹے تلقین کرتے تھے کہ تم عیسائی ہوجاؤ اور یہ یہان منظور نہین مین ہنس کے ٹال دیا کرتی تھی۔ ایک روز پادری صاحب تو چلے گئے کسی کام کو ان کا بھتیجا جو فوج مین لفٹنٹ ہے ان کے ہان آیا۔ پوچھا کہان گئے ہین۔ مین نے کہا گاڑی پر سوار ہوکے ابھی ابھی باہر گئے ہین۔ اس بس اتنا سننا تھا کہ اپنے بیگ سے برانڈی شراب کی بوتل لایا ایک گلاس منگوایا اور سوڈا کے ساتھ تین گلاس پیالے یکے بعد دیگرے پیے جب آنکھون مین لال لال ڈورے آئے اور نشے مین خوب چمکا تو میری طرف توجہ ہوئی کہا مس پالین ایک قطرہ تم بھی پیو۔ مین مسکراکر چپ ہورہی وہ سمجھا خاموش نیم راضی۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ مرد مین عورت وہ شہ زور مین نازک بدن مردوے سے کیونکر جیت پاؤن۔ سوچی کہ یا الٰہی کیا کرون کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتی ہاتھا پائی کرون تو کس برتے پر تنا پانی اس دیو سے مین بیچاری بھلا کیا جیت پاتی اچھا خاصہ جوان تو مقابلہ نہ کرسکتا۔ مین کس شمار و قطار مین ہون مین نے کہا لفٹنٹ صاحب تم فوج کے عہدہ دار۔ تلوار کے منہ لڑنے والے بجو بلی عورت سے دھینگا مشتی کرو تو اس مین تمھاری سبکی ہے نہین۔ ہاتھ چھوڑ دو دور سے باتین کرو اس [illegible] مین کہا اچھا تمہارا کہنا مانوگی سچ کہون اس وقت مین تھر تھر کانپنے لگی کہ خدا جانے کیا اینڈی بینڈی بات کہے ماننے کی ہو یا نہ ماننے کی مین کچھ کہنے کو تھی مگر مارے ڈر کے زبان سے ادا نہ کرسکی اتنے مین وہ موا سنڈا کھڑا ہوکے کہنے لگا اب تو ہم بے برانڈی پلائے نہین رہتے۔ ہی ہی ہی ع۔

کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔

خون خشک ہوگیا۔ اب کرون تو کیا کرون۔ سوچی کہ ثریا بیگم اگر کسی کو پکارتی ہے تو یہ اس وقت مار ہی ڈالیگا اور بیعزت کرنے پر تو تلا ہوا ہی ہے۔ رسوائی کی رسوائی ہوگی اور جگ ہنسائی کی ہنسائی۔ مفت مین بدنام ہوگی اب اس نے وہ بھرا ہوا گلاس خود پی لیا۔ پینا تھا کہ نشہ اور بھی تیز ہوا اور جھپٹا جھپٹی پر آمادہ ہوگیا۔ مین بے تحاشا دوڑ کے بھاگی اس نے جھپٹ کے گود مین اٹھا لیا۔ وہ کشیدہ قامت جوان بلند بالا مین دھان پان اس طرح مجبوری سے جانا پڑا جیسے چوہے کو بلی دبا لیجاتی ہے۔ کمرے مین چھوڑ کے کہا سنو مس پالین تم عیسائی ہوجاؤ تو ہم شادی کرلین میری کیفیت کہ لب خشک۔ منہ خشک۔ زبان خشک تالو مین کانٹے پڑے ہوئے اور رنگ فق کہ یا خدا آج کیونکر عزت بچے گی یاد کیا ہوگا۔ وہ تو نشے مین چور تھا ہی۔ بس اب کیا۔ کہون۔ مگر عزت آبرو کا بچانے والا اللہ ہے۔

اتنے مین پادری صاحب آن پڑے بس اپنا سا منہ لے کر رہگیا۔ اسکو تو کیا کہتے جب برابر کا لڑکا یا بھتیجا یا بھانجا کماتا، دھماتا ہو تو بڑا بوڑھا چشم پوشی کرجاتا ہے۔ مگر جب وہ بھاگ گیا تو میرے پاس آئے اور یون گفتگو کی۔

پادری مس پالین۔ اب تم یہان نہین رہسکتین۔

مین۔ پادری صاحب اس مین میرا ذرا قصور نہین۔

پادری - مین نے خود دیکھا کہ تم اور وہ ہاتھا پائی کرتے تھے
مین - وہ چاہتے تھے کہ زبردستی برانڈی پلائین -
پادری - نہین نہین تمکو ہم نیک عورت سمجھتے تھے -
مین - پوری سرگذشت سنیے پھر راے قایم کیجیے -
پادری - اب تم ہماری نظرون سے گر گئین - بس -
مین - میری شومی طالع - بدنصیبی - مگر پادری -
پادری - اسوقت سے کل تک تم کہین اپنا بندوبست کرلو
مین - درکنار مین آپکی کمال شکرگزار ہون -
پادری - مجھے افسوس ہی کہ مین نے تمھاری پرورش کی مگر خیر - ایسا دھوکا کبھی نہ کھایا تھا - میرا بھتیجا بڑا جوان صالح ہے دوسرے روز مین نے پادری صاحب کو صورت نہین دکھائی اور بھاگ آئی مگر پاک پروردگار کا ہزار ہزار شکر ہے کہ عصمت بچاکے آئی - صدقے اسکی کریم کے

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ ایک مہری نے جو سدھیانے کیطرف گئی تھی کہا حضور وہان تو بہت سے صاحب لوگ اسوقت جمع ہین اور بڑے جشن ہو رہے ہین -

خیال پیشہ ایسا ہی دل پر	نظر اب خواب مین آنے ہین ساغر
پلا دے ساغر گل مین مجھے پھول	کہ جاے خار خار من ہو پھول
نقط ساغر سے ہون مضمون پیدا	تمیاے ہر ورق ہو صفحۂ نور
شعاع مہر ہو ہر سطر روشن	دکھاے ہر ورق گلشن کا جوبن
طبیعت دختر رز سے پھنسی ہے	وصال اب اسکا وجہ زندگی ہی
نہ چھوٹے کیون مدت سے ہی بند	کھلے اب ساقیا تا دل ہو خرسند
گریبان گہ عشق دخت رز ہی	بھلا دامن کشی عاشق سے تا کے
نظر ہی محتسب کی آستین پر	نہو کسطرح دل جامے سے باہر

در میخانہ سے پردہ اٹھاے

بغل مین خت رز جلدی سلا دے

بڑی بیگم صاف ستھری مگر سادی پوشاک زیب بدن کیے ہوے مصروف اہتمام تھین اور بات بات پر کہتی جاتی تھین کہ اللہ آج تو بہت تھکی - اب بسرا یہ سن تھوڑا ہی ہی کہ اسقدر چکر لگاؤن - باغ سے کوٹھے پر اور کوٹھے سے باغ مین کبھی بارہ دری مین - کبھی شہ نشین مین مگر اللہ اس دوڑ دھوپ کا انجام بخیر کرے - استانی جی ساتھ ساتھ ان مین ہان ملاتی اور آہین کہتی جاتی تھین -

بڑی بیگم - استانی جی اللہ گواہ ہی آج بہت شل ہوگئی

استانی - پھر ہوا ہی چاہو ادہر سے ادھر ادھر سے ادھر

مغلانی - جناب فاطمہ کی قسم یہ فقط حضور کی خوش اقبالی ہے ورنہ دوسرا ہو تو بیٹھ جاے -

محلدار - اے توبہ - ہمس کے پانی تو پیے نہین -

مغلانی - اور بوا بے اپنے دیکھے بھالے کوئی انتظام نہین ہو سکتا - موکا ہے سے - وجہ یہ کہ ہملوگ تو اپنی عقل اور بساط کے موافق کیا چاہین -

محلدار - اب صبح سے شام اور شام سے صبح تک پھرنا ہنسی ٹھٹھا تھوڑا ہی ہے -

سپہر آرا - ایسا نہو خدانخواستہ دشمنونکی طبیعت ناساز ہو جاے گی آپ کیون اسقدر تکلیف کرتی ہین -

محلدار - اے ہان حضور ہم لوگ کسکے لیے ہین -

بڑی بیگم - اب ان دو تین دن تو نہ بولو پھر دیکھا جاے گا اسکے بعد پھر کرنا ہی کیا ہی -

استانی - یہ کیون سلامتی سے پوتون پوتیون نواسون نواسیونکی تقریبین بیاہے گا یہ کیسی باتین کرتی ہو بی -

بڑی بیگم۔ ہن زندگانی کا کون ٹھکانا ہی۔
استانی۔ مگر دنیا با امید قائم کون مشکل بات ہی۔
بڑی۔ ا بتو دعا یہ ہی کہ اس تقریب سعید کے بعد آخرت کے لیے توشہ جمع کرون جو جو فرض ہی ادا ہو جاے خیر یہ باتین تو ہوا ہی کرینگی ذری میان الماس کو تو باہر سے بلا لاؤ میان الماس علیخان آئے بیگم صاحب نے کہا اب برات وہان سے روانہ ہونے والی ہی کل سامان لیس رہے خرچ کا کچھ خیال نہ کرنا یہ روپیہ بچا رکھنے کیواسطے نہین ہی۔ خوب دل کھولکر صرف کرو۔ مگر ذرا کسی نے حرف رکھا اور مین نے تمہے مواخذہ کیا۔ خبردار جو ذرا بھی کسی بات مین ہیٹی ہو۔ میان الماس نے عرض کیا ا ہی حضور کیا مجال جتنے منتظم ہین شب شاہی کے وقت کے کوئی مقرب نصیرالدین حیدر رہبر ورہی کوئی معتمد مجدعلیشاہ مغفور غازی الدین حیدر اور نصیرالدین حیدر اور کل شاہون اور وزیرونکی آنکھین دیکھی ہین شہزادونکی شادیون کے انتظام کیے ہین۔ ہیٹی کے کیا معنی اور سارا زمانہ کہتا ہی کہ یہ شادی بھی یادگار رہیگی۔ حق تعالے دولہا دولھن کی عمرین برکت دے۔ سالہا سال کے بعد یہ انتظام ہوا ہی اور ادہر بھی بڑی دھوم سے ثروت کا انتظام ہے نواب محمد مرزا جان بہادر کا انتظام ہی پھر بھلا کون اسپر معترض ہو سکتا ہی سنا دور دور سے طائفے بلواے گئے ہین اور کئی دن سے برابر ہر وقت جلسہ رہتا ہی حکم دیجیے تو جاؤن اور کل امور کی پھر نگرانی کرون۔

آداب عرض کرکے میان الماس باہر آئے اور بارہ دری کو از سر نو جا بجا جو شے بے قرینہ تھی اُسکو قرینے سے لگایا اور ایک روتا دوڑا کہ دیکھو وہان برات سجی جاتی ہی یا نہین آسنے آن کے بیان کیا۔ خداوندا رے بھیڑ کے پھاٹک پر گذر محال ہی۔ آدمی پر آدمی ٹوٹ پڑا ہی اسقدر دھکم دھکا کہ توبہ ہی بھلی۔ کئی تماشہ بین کچل گئے۔ ہاتھی اور گھوڑے اور سانڈنیان اور یابو اور ہوادار اور تامدان اور پنچھیان اور پنج کلسے اور بوجے اور قنسین اور رتھ اور بگھیان اور خاص بردار اور چوبدار اور عصابردار اور نقیب اور بلم بردار اور برقنداز اور سپاہی اور گورونکا رسالا اور باجے والونکے غول اور شہنائی نوازین کہ عقل کام نہین کرتی۔ سناہت چکر کھاکے آ ٹھگی اور ابھی بڑی دیر ہے لاکھون آدمی برات دیکھنے کے مشتاق ہین۔

اب خبر نوشہ کے ہان کا حال سُنیے کہ برات کے روز وقت فرح بخش ہین دولھا کو بیگم صاحب نے محلسرا مین بلوایا ان بہنون نے خوشی خوشی نہلایا۔ ہری ہری دوب شاداب و خوب منگوائی ایک بین چانول اور دودھ لائی حسب رواج روپ درشن کی رسم ادا ہوئی عیش و عشرت دوبالا ہوئی کلس کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ڈالا گیا اور ان نے کہا بیٹا سسکی نہ لینا۔ کپڑے سے بدن پونچھا زنانے مین پردہ ہوا۔ اعزا و اقربا شادان و فرحان آئے خلعت بیش بہا لائے بہنوئی نے سہرا باندھا عزیزون نے خلعت پہنایا۔ بڑی بوڑھیون نے بلائین لین اور تہ دل سے دعائین دین دولھا باہر مردانے مین آیا محفل رقص درست ہوئی خوب رنگ جمایا ؎

زہرہ در رقص بصد ناز و طرب بین شادی
چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارکبادی

محلسرا مین تمام شب ناچ ہوا کیا۔ خواتین عالی مرتبت نے

میر اشخون کو پھر پورا انعام دیا سدھنو کی چوٹیان گندھین۔
ہر نعمت آرائش سے مزین ہوئین بیش بہا فوق البھرک جوڑے
زیب بدن کیے زیور پہنا مشاطگان کامل فن نے جوبن کو دوبالا
کیا اور نکھر نکھر کے آراستہ ہوئین۔

اب برات کے جلوس میمنت مانوس کا حال سنیئے کہ آدھی
رات سے شہزادگان گردون مدار اور نوابان جم اقتدار اور
امرار دار اور بان اور مہاجنان والاشان کے ہان سے
جلوس آنے لگا اور دو بجے تک اس قدر کثرت ہوئی کہ دورویہ بازار
مین دور تک تل رکھنے کی جگہ نرہی شانے سے شانہ چھلتا تھا ہوا
تک کو راستہ دقت سے ملتا تھا کہین فیلان فلک شکوہ
رشک کوہ کمنا اور ایک دنتا کنجل دل بادل گنگا جمنی اور
روپہلے اور سنہرے ہودج زرنگار فیلبان تجربہ کار سلیقہ شعار
کہین مہاجنون کے پری چہر گھوڑے افراس ہنر برشکار ادھر
تامدان اور ہوادار ادھر باجون والون کے غول اور
خاص بردار۔ ؎

کتنے بوچے تھے ساتھ نادرکار — کچھ ہوادار بھی صبا رفتار
وہ مغرق تمام نالکیان — رشک برج قمر وہ پالکیان
انگریزی باجے وہ بجتے ہوئے — فیلی نقارے بھی گرجتے ہوئے
دلربا یہ صدائے نوبت تھی — دل عالم کو جس سے فرحت تھی
کتنے شہنا نواز حور نژاد — سب بجاتے ہوئے مبارکباد
اتنے مین خاص بھی جلوس آیا — کچھ عجب لطف اسنے دکھلایا
جیسے باغ جہان مین آئی بہار — کھل گیا ایک تختۂ گلزار
وہ پریزاد برچھیون والے — جنکی مژگان پہ جگر بھالے
برق انداز باندازتمام — بھالے والے پری رخ وگلفام
خاص وبرعا رسب پری پیکر — خاصیان نور کی وہ کاندھو پر

سینگڑے سارسب مرصع کار — برق چمچاق قہر توڑے وار
آگے آگے نقیب کی للکار — باادب باملاحظہ ہشیار
ہو فزون عمر و دولت و اقبال — دولت خوش ادا علی وہین بالا
بعد ازین ہاتھیونکے غول کے غول — تیز رو اور سبک خرام تھجول
قد وقامت مین ایک ایک نخل — پیشہ تھا جنکے آگے دل بادل
چال مانند کوہ گردون تھی — مستک ایک ایک کی شفق گون تھی
کارچوبی وہ جھلی جھولین — رسے زرین پہ سون دل جھولین
وہ طلائی ٹکٹ مرصع کار — چاند و سورج کی مستکونکی بہار
چوڑے دانتونپہ یون تھی جلوہ فگن — جیسے گوری کلائی مین کنگن
فیلبانونکی تھی غضب کی نکھار — برمین ایک ایک کے قبا زرتار
سر پہ چیرے بندھے ہوئے گلنار — طرے اور گوشوارے نادرکار

وہ جواہر نگار کجاکین
حسن مین یادگار کجاکین

تارون کی چھاؤن مین آزاد کی برات بڑے کروفر
کے ساتھ روانہ اور عازم محل عشرت منزل جانانہ ہوئی
جب چوک مین اس عظمت شاہانہ اور سطوت خسروانہ سے
برات آئی۔ تو تماشائیون نے جو بصد شوق منتظر کھڑے تھے
گویا منھ مانگی مراد پائی۔ ؎

یون سواری جو چوک مین آئی
محو حیرت ہوے تماشائی

سب کے آگے نشان کا عرش شکوہ ہاتھی جھومتا
ہوا جاتا تھا اور نشان عظمت تو امان عجب شان دکھاتا
تھا ہاتھی کے سامنے قدم قدم پر آتشبازی کے انار چھوٹتے جاتے
تھے۔ جو ضیا مین مہر عالم افروز کو شرماتے تھے۔ بو منزلون دور
تھی گندھک مثل کبریت احمر کا نور تھی ادھر ادھر کمرون پر

بارہ بانکے چودہ چودہ برس کے اپنے بنکھر نکھر کے محو دید۔ حیرتی کہ آتی ہے رات چہار روز عید۔ ایک ایک سے ہمکلام ہو کر کہتی تھی۔ باجی اٹھو۔ نشان کا ہاتھی آتا ہے۔ اے بوا دیکھو ہزارہ چھوٹا جاتا ہے۔ مہتاب کی روشنی سے ماہ تابان کا رنگ فق تھا چرخی کی آن بان سے چرخ زنگاری کا کلیجہ شق تھا اور جوانان رنگین چوک کے کمرون کو تکتے تھے ادھر عباسی عباسی رنگ کا ڈوپٹہ اوڑھے اندازِ دلبرانہ سے کھڑی برات کا جلوس دیکھتی تھین۔ ادھر ہزارون عاشقان زار و کانون سے انکے جوبن کے مزے لوٹتے تھے کوئی گمراہ ایسا نہ تھا جسپر دو چار حوران طرحدار سولہ سنگار کر کے برات دیکھنے نہ آئی ہون۔

رنڈیان جا بجا جو تھین اُستاد ملکے گانے نگین مبارکباد	

کمرے پھٹے پڑتے تھے۔ تماشائی جگہ کے لیے باہم لڑتے تھے شوقین آدمیون نے آدھا چوک کرائے پر لیا تھا اور صرف ایک مجرے کے لیے زر کثیر دیا تھا۔ ماجنون کے طاؤس دم اور آہو سم گھوڑے زیور سے لدے ہوے چھم چھم کرتے جھوم جھوم کے شوخی کے ساتھ قدم دھرتے جاتے تھے ادھر اُدھر وہ سپاہی حفاظت کرتے آتے تھے جس وقت گورون کا باجا چوک مین پہونچا اور انھون نے بینڈ بجائی لوگ سمجھے کہ آسمان سے فرشتے باجا بجاتے اتر آئے وہ مست کرنے والی آوازہ صداے دلکش خوش آیند و دلنواز کبھی ملنگون کی کینیان رپ رپ کرتی آین کبھی جھنڈی برداران نے طرح طرح کی رنگ برنگ جھنڈیان دکھائین شہنائی نواز نے اس خوبی خوش اسلوبی سے شہنائی بجائی کہ میان غوثی تک کی روح وجد مین آئی۔

اتنے مین نکلے والی پلٹن کے کپتان میان خواجہ میخواران صاحب من بدیعا بدیع باتقابہ نے انتظام شروع کیا۔

خوجی۔ اُو شہنائی والو! منھ نہ پھلاؤ بہت۔

لوگ۔ آیئے آیئے۔ بس آپ ہی کی کسر تھی۔

خوجی۔ اُو دائین طرف کا شہنائی والا بازو باد حشت

لوگ۔ کوئی آپ کی سنتا ہی نہین خواجہ صاحب بھلاوا

خوجی ہم انکا بازو توڑیگا۔ میان بہت منھ نہ پھلاؤ۔ عیب ہے۔ غوثی کو ہمنے اسکے رکانے بتادیے مگر یہ تو سکھیے لوگ ان نکات کو کیا جانین۔

لوگ۔ خواجہ صاحب کچھ فرمایش تو کیجیے انسے۔

خوجی۔ اچھا۔ واللہ وہ سمان باندھون کہ باید و شاید۔

کرجوا مین درد اٹھی۔ کاسے کہون نندی مورے رام

کرجوا مین درد اٹھی۔ سوتی تھی مین اپنے منڈل مین

اچانک چونک پڑی۔ مورے رام کرجوا مین درد اٹھی

کیون کیا چیز ہے۔ خاص بھیرون اور سنیئے۔

جوبنوا ہو چار دنا چار دنا دینو ساتھ۔ جوبن رت جات سبھین نکے

مورت رے۔ کدر کو نہ پوچھے بات۔ جوبنوا ہو چار دنا دینو ساتھ

خدا بخشے صنم یہ کہکے انکو یاد کرتے ہین یہ پشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین	

لوگ۔ سبحان اللہ۔ شعر کو اچھی اصلاح دی واللہ۔

خوجی۔ من بدیعا بدیع۔ خالی خلی شاعر نے نشتر ہم سگید

و در قوالی گوے سبقت از بار بدونا ہید بردہ شدہ ام

کہ گفتہ اند علم در سینہ کہ در سفینہ۔

لوگ۔ مگر شہنائی والے اب تک آپکا حکم نہین مانتے

خوجی - نا بابا یکم تو مانین اور نہ مانین تمہین نکال نہ دون مگر بات اسمین یہ ہے کہ مجبور ہین ایک فے سے آگاہ نہین اور واللہ تو شاہ - اور ہم آج بدرجہ اتم خوش اور خرم اور مسرور و اکرم ہین -

راوی - ای سبحان اللہ - قافیہ بندی آپ پر ختم ہے -

خوجی - ذرا مجھے آنے مین دیر ہوئی اور سب ابتر -

لوگ - اور خواجہ صاحب آپ گدھے پر سوار نہ ہوئے -

خوجی - من بدیع بدیعا - اس قابل بھی نہین ہے -

لفمی - واہ رے انکسار حضور کیا عاجزی ہے -

خوجی - مین بدیع بدیعا - اپنے کو قابل تعریف بھی نہین سمجھتا - کیونکہ ذرۂ ہیچمدار ہون -

اتنے مین ایک شخص نے ازراہ مذاق خواجہ صاحب کے قریب جاکر ذرا شانے کا اشارہ کیا تو فوجی کیسقدر لڑکھڑائے اور انکے چیلے لفمی بھائیون نے اُسپر قہر کی نظر ڈالی -

ایک - (اینڈکر) ارے میان کیا آنکھون کے اندھے ہو -

دوسرا - (برر کر) اینٹ کی عینک لگاؤ میان -

تیسرا - اور جو وہ بھی دھکا دیتے تو کیسی ہوتی -

چوتھا - ہوتی کیسی - منھ کے بھل میان گرے ہوتے -

پانچوان - (بگڑکر) گرے ہوتے ! ہونھ ایسے نہین کہتے کہ انجر پنجر سب الگ ہو جاتے - پھونھ ! -

خوجی - ارے بھئی - اب اس سے کیا واسطہ ہو ہم کسی سے لڑتے جھگڑتے تھوڑا ہی ہین مگر ان دلیش مین آکر اگر کوئی کیدی ہم سے بولے تو جہان کا ہے وہین پہونچا دین - اتنی قرولیان بھونکی ہون کہ یاد کرے اور بدن سے خون کے شرابے بہین یا اگر فیر پچھ پاس ہو تو سے اور خون نے جی غرور

کے ساتھ -

منم رستم داستان بے گمان منم خواجہ خواجگان جہان	

اور جو لوگ منکسر مزاج ہین اُنکے ساتھ -

منم بندہ خواجہ بدیع الزمان حقیر زمان احقر احقران	

لوگ - ایک ذرا سے اشارے مین تو آپنے لڑھکنی کھائی اور زعم یہ کہ رستم دستان ہین اور خون نہ نکلے -

اور چنین اور چنان - سب زبانی داخلہ ! -

ایک طرار عورت نے چوک کے ایک کمرے سے آواز دی کسا (میان خوجی کہان ہین ای یہ مُوا یونان ان ننھے ننھے ہاتھ پاؤن پر اسقدر اترا تا ہے - خدا کی شان مرد تو مرد ہین عورت ہون - مگر یہ دعوے ہے کہ اگر ذرا پھونکا ماردون تو ستر لڑھکنیان کھائے) خواجہ صاحب نے کمرے پر نظر کرکے کہا ہین حکمو بچہ سمجھتا ہون واللہ - اسپر سامعین نے قہقہہ لگایا اور اُس شوخ طرار نے اُنکو انگلیو پر نچایا -

(اچانک) ! میرے ابا جان قبر سے اُٹھ آئے برسون کے بعد کیا صورت دکھائی ہے مین تمہاری لڑکی روز ترستی تھی کہ باخدا مجھے ابا کی صورت دکھا بارے شکر ہے کہ برسون کے بعد آج ابا جان کو آنکھون سے دیکھا - امان کہا کرتی تھین کہ تمہارے ابا کے ذرا ذرا سے ہاتھ پاؤن تھے مگر خدا کی شان جب کسیکی طرف نگاہ قہر آلود ڈالی تھرا اٹھا جسکو تان کے تھپڑ لگایا بھاگا گیا اور اسیطرح کی تیکھی چتونین نکی بھی تھی - خواجہ صاحب نے یہ تقریر سُنی تو معاً کمرے پر چڑھ گئے اور اُس سے کہا بیٹا - تمہاری ماں کی روح کی قسم مجھے خیال بھی نہ تھا - اب آج سے تم ہماری

بیٹی اور ہم تمھارے باپ - یہ کہکر خواجہ بدیع الزمان حماقت نشان کمرے سے اُترے اور آپ جانیے عقل مجسم تو تھے ہی سوچے کہ اب (اگر آزاد کبھی مُڑ آئینگے تو ہم بھی اکڑ کے کہینگے کہ اسقدر عورتین اور حسین حسین باندیان ہمپر عاشق تھین کہ ہر گلی کوچے مین ایک ایک اُس شخص کی لڑکی موجود ہے اور اس خوبرو نوعمر کو کھا کر کہونگا سچ کہیے گا جسکی لڑکی اس درجہ خوبصورت ہو وہ خود کیسی گلبدن نہ ہوگی راہ مین حضرت دو ایک مقام پر روئے بھی - کہ اُنکی بیوی یعنی اس بیسوا کی ماں نے انتقال کیا اور خوجی کو بیخ مفارقت دے گئین - جس جس نے یہ حال سُنا مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہوگیا کہ عقلمند ہو تو ایسا اور فہمیدہ ہو تو اتنا کہ ایک مال زادی کے ابا جان بن بیٹھے - بچھیا کے تاؤ ایسے ہی لوگ کہلاتے ہین -

نوشاہ فریدون کمر خاقان کلاہ ذی مرتبت و ثریا جاہ حسن مین غیرت مہر و ماہ گلگون قبا بادر فتار ضرغام شکار پر بصد طنطنۂ خسروی و دبدبۂ شاہی سوار ران پٹری جائے کمال شہواری دکھاتا جاتا تھا اور شبدیز سبک خیز ایک ایک گام پر نوجوان کے مزاج کی طرح بل کھاتا تھا اور آگے آگے نقیب با ادب پکارتا آتا تھا - یا ملاحظہ با ادب دُور باش سامعین خوش حاضرین بشاش کہ آزاد پاشا کی برات ہے یا جادو کا کارخانہ سُبحان اللہ ری لطافت - اُف رے جوبن - برات ہے یا دُلھن - پیچھے پیچھے پانچ چھ سو سپر بخارا کا درباری شہدا - جھولیان پیے ہوے ساتھ نچھاور کرنے والونکی طرف جھولیون پر ہاتھ پیچھے پر سے کمھارنے کھلونون کی ڈالی دکھائی اور معاذ سُرخ و سفید سے چھت بھر پور پائی - ہانکی ترچھی سبز رنگ کپڑون نے سقف مکان پر دکانین لگائین اور اشرفیون کی اس قدر بوچھار ہوئی کہ ایک ایک اشرفیان پائین - بیوہ ضعیفہ عورتون نے دعائین دین دُلھن کا سہاگ برقرار - دولھا سلامت حق تعالیٰ کرے جینِ جاگین جیتا ہو اُنھون نے بھی جیب و دامن بھرے طوائفون نے پیشوازین پہن کر کمرون ہی پر سے مبارکباد گائی اور بھیرون کی دُھن مین - ع -

ہمیشہ دلبرِ جان مبارکباد شد

کی ہر کمرے سے آواز آئی - طوائفون کے کمرون پر زرسرخ و سفید کی اس درجہ بوچھار ہوئی کہ بجز دکان در ایک ایک کمرے پر نثار ہوئی -

خوجی - اس کمرے پر بھی ایک ہاتھ اِدھر اُدھر -

لوگ - کیا کوئی اور آپ کی - پیدا ہوئین -

خوجی - اجی خدا جانے کس کس کو فیض بخشا ہے -

لوگ - خواجہ صاحب تم تو اشرفیان لوٹو -

خوجی - ہماری ہی دولت - ہم ہی لٹائین اور ہم لوٹین - واہ کیا انصاف ہے - ارے یہ سب ہمارا ہی تو ساختہ پرداختہ ہے آزاد ہمارے برات ہماری دولت ہماری - ثروت ہماری اور ہم ہی لوٹین -

الغرض تارون کی چھانون مین برات اس دھوم سے دُلھن کے خانۂ سعادت کاشانہ کے قریب پہونچی - عجب سہانا سماں تھا ہر در و دیوار نور فشان تھا ؎

شگفتہ گل ہین سب جا دی بہر	بچھا ہے فرش سبزے کا زمین پر
چمن مین بلبلو کچھ دل ہرے ہین	مثالِ جام مستی مین بھرے ہین
عروسانِ چمن کا ہے عجب حال	ہر اک جا پر بچھا پھولون کا ہے جال
صبوحی دے کہ ہون مخمور ساقی	طبیعت کسل سے ہے چور ساقی
نہ کیون ساقی سے ہون دست و گریبان	کہ دامنگیر ہے فصلِ گلستان

پلا ساقی وہ آتش رنگ کا جام	قلم منقار تھکس کا کرے کام
گریبان گیر عشق دخت رز ہے	بھلا دامن کشی عاشق سے تا کے
پڑی ہو جو شراب ون میں نایاب	پلا ساقی وہ اب دل ہے بیتاب
پلا ساقی وہ آفت جو ہو لال	لکھون اک عاشق و معشوق کا حال
صراحی کی طرح گردن اٹھائے	قلم سے اب مدد لے تو قلقل آئے
بنے ہر شعر موج بادۂ ناب	خط ساغر بنے ہر سطر خوش آب
پلا ساقی مجھے ٹپکے سو من	نشیلے ہون خط ساغر کے مضمون
دکھائے دخت رز اپنا یہ اعجاز	سر ہر کلک ہو بلبل کی آواز

پری مضمون ہون اڑنے مین چالاک
حیا سے کاغ بوتل کا ہو صد چاک

ادھر دُلھن کے ہان اطلاع آئی کہ برات قریب آگئی

مغلانی - حضور دیکھیے گا کہ کس تُھتے کی برات ہے۔

مہری - بس یاد نہیں کی برات تھی یا یہ دیکھنے مین آئی

مغلانی - وہ برات تو ہمین اچھی طرح یاد نہین ہے۔

مہری - اے ہے کیا ننھی بنی جاتی ہین ملے ہے۔

دوا - اے ہان ابھی تو کوئی بارہ ہی برس کی ہین۔

مہری - بلکن اس سے بھی اور کم - ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - اللہ جھوٹ نہ بلوائے ملکہ کو گودیون مین کھلایا ہوگا مگر دیہہ کی برات نہین یاد ہے۔

مغلانی - اب زبردستی سے قبولوایا چاہتی ہو۔ اللہ جانتا ہے ہمکو نہیں یاد ہے۔ ایسین جھوٹ بولنے سے ہمکو کیا ملجاتا

جب آزاد فرخ نہاد کی برات عروس پریزاد غیرت خوبان نوشاد کے ایوان عرش نشان عظمت توامان کے عالیشان پھاٹک پہونچی اس زور کے باجے بجے کہ گوش فلک بہرے ہوگئے اور انگریزی باجے نے وہ سمان باندھا کہ برنا و پیر سب وجد کرتے تھے۔ گوروں نے اپنا کمال دکھایا اور بھرپور انعام پایا دولھا کو دروازے کے قریب لائے اور دُلھن کا حمام کیا ہوا پانی فرس طوطی پر کے سمون کے تلے ڈالا۔ بعد ازان روغن زرد اور شکر ملا کر گھوڑے کے پانوئین لگایا اور نوشاہ ثریا جاہ خاقان کلاہ بصد آن بان محلسرا مین آیا۔ دولھا کی دو بہنین حور وش برق کردار فتک پرور خان فرخار بصد انداز معشوقانہ دولھا پر دوپٹے کے آنچل ڈالے ہوئے دولھا کو اندر لائین۔

دُلھن کی طرف سے عورتین ایک بڑا ہر قدم پر ڈالتی جاتی تھین اور یہ کلام زبان پر لاتی تھین (گلاب پانی گلاب پانی) اسوقت بیگمات عصمت سمات اور مخدرات کا ہجوم اور محل کی چہلین اور دھوم خوشی کے شادیانے طرب انبساط عصمت افتراخ و نشاط ہی کی گرم بازاری تھی۔ کوئی ہا ہم چہل اور دل لگی کرتی تھی کوئی مودیدار تھی۔ گو کل شہر نویان والا ودمان اور خاتونان عالی خاندان اور مخدرات عصمت سمات خصوصاً نوجوان اور شوخ مزاج بانویان قمر طلعت مہر لقا کم عمر بہار طبع خوبتین جادو جمال مہر سیما مس نیر سپہر سروری اور مہر مشتریان برتری تندوان رعنائی طوطی نوبہار یرنائی یعنی نوشاہ ذی جاہ فلک بارگاہ کو بصد شوق چھپ چھپ کے پردے سے دیکھتی ہین۔ مگر ایک کو سب سے زیادہ اشتیاق دید تھا اور اسکے لیے یہ دن بہتر از روز عید تھا۔ یہ پری بصد شان دلبری بڑے شوق اور غایت ذوق سے ان جوان رعنا کے حسن افروز پر نظر ڈالتی تھی۔ یہ بلبل شاخسار جمال زہرہ تمثال ہمجولی سے یون زمزمہ سنج بیان ہوئی۔

بیگم - بہن اسوقت خوشی اور رنج توام ہین۔

ہمجولی - اے اوئی - رنج کا نام نہ لو بہن - واہ -
بیگم - سچ کہتے ہین بہن اسوقت غم و شادی تو ام ہین -
ہمجولی - اب وہی باتین کروگی بہن کہ بڑی بیگم نکلوادین
بیگم - وہ کیا نکلوادینگی مین خود چلی جاتی ہون -
ہمجولی - اے آخر ش کچھ کہو تو بیٹھے بٹھائے یہ کیا سوجھی -
بیگم - بہن تم ہمارے دہدل کا حال کیا جانو -
ہمجولی - اوئی ! - آخر درد دل کا سبب کیا ہو - ! ! !
بیگم - (آبدیدہ ہوکر) ہمارا قلب اسوقت الٹا جاتا ہی -
ہمجولی - (علیحدہ لیجاکر) بہن ہم جانتے ہین تم سے اور آزاد سے ملاقات تھی - تھا کبھی رسم ضرور - ہم ایک نہ مانینگے
بیگم - مین کچھ کہہ نہین سکتی - میرے دل کا کیا حال ہے
بس ناگفتہ بہ - اب بہانے کیا بہانہ کرکے جاؤن -

ادھر تو یہ باتین ہو رہی تھین ادھر نیا گل کھلا یعنے دو چار کمسن جوان بس چمن طبع رنگین مزاج بلکہ کھلاڑ عورتین تھین دولھا کو جو دیکھا تو دیکھتے ہی ہزار جان سے بلبل شیدا کی طرح اس گل رخسار حسن پر عاشق و فریفتہ ہوگئین اور یہ خیال کرکے کہ ابتو آزاد کا نکاح حسن آرا کے ساتھ ہوگیا اور موقع نہ رہا از بس بیقرار ہوئین سے

کوئی دیکھ یہ حال رونے لگی | کوئی غم سے جی اپنا کھونے لگی
کوئی بلبلائی سی پھرنے لگی | کوئی ضعف کھا کھاکے گرنے لگی
کوئی سر پہ رکھ ہاتھ رونے لگی | کوئی بیٹھ ماتم کی تصویر ہو
کسی نے لیے گھول سنبل ہو لہا | طمانچون سے جون گل کے گال لال

کوئی رکھ کے زیر زنخدان چھری
رہی نرگس آسا کھڑی کی کھڑی

مگر یہ سب محلسرائے فراخ کے گوشون مین جا چکے تھے چھپکر روتی تھین تاکہ بڑی بیگم برا نہ مانین کہ آج عین خوشی کے دن انھون نے گریہ وزاری شروع کی اور پھر رسوائی اور جگت ہنسائی کا بھی خیال تھا کہ کوئی سن پائیگا تو بنائیگا کہ واہ بیوی واہ کیا جلدی سے پرائے مردوے پر پھسل پڑین - بہو بیٹیون کا یہی شعار ہے - پاس پڑوس کی عورتین طعنہ دین گی کہ اوئی ! اس بیسوا پر شیطان کی پھٹکار ذرا پاس ناموس نہین - سچ ہی اگر عورت کے منہ پر ناک نہ ہو تو خدا جانے وہ کیا کر گذرے نوج کوئی بہو بیٹی ایسی ہو -

ناظرین غالباً سمجھ گئے ہونگے کہ جن بیگم صاحب نے اپنی ہمجولی سے اظہار تشویش آزاد کیا تھا وہ ثریا بیگم ہین -

الغرض جب آزاد اندر آئے تو منڈوے کے تلے اس چوکی پر کھڑے کیے گئے جسپر دلھن بنائی تھی دلھن کے پاجامے کا کلاوہ ڈومنیان لیکر دوڑین اور دولھا کے گلے مین کلاوہ ڈالکر دونون سر لے اور یہ گانا شروع کیا -

ہریالا ڈورے ڈامیان چھوڑائے کوئی آئے

ہزار ڈورے ڈامیا چھوڑائے کوئی آئے - چھوڑائے تیری میا چھوڑائے تری بھینا جسے چاہ گھیری رے او ڈورے ڈامیان چھوڑائے کوئی آئے -

میراثنین جب ڈام چکین تو انکو زر کثیر انعام دیا ایک ڈومنی نے گوہر مقصود سے جیب و دامن بھر لیا گو انعام انعام اور اشرفیون پر اشرفیان دیجاتی تھین مگر میراثنین کب مانتی تھین - ایک بولی اے حضور آج ہی کا دن تو جھگڑنے کا ہی - دوسری نے کہا جب لڑے جھگڑے نہ ملے نہ تیسری نے جواب دیا اس سے کہین ہم لوگ نکا

پیٹ بھرتا ہے۔ اے آج تو ہم اسقدر زرد رنگ کے ساتھ نہین بلکہ ساٹھ پیڑی تک لکھ پتی کروڑ پتی بنے رہینگے۔

اسکے بعد میر شنون نے دلھن کے اپنے کا جو بانچھے کے دن سے رکھا ہوا تھا ایک بھیڑ اور ایک شیر بنایا اور چاندی کے چراغ روشن کرکے ڈومنی دولھا کے پاس لیگئی اور کہا کیہے یہ شیر ہین بھیڑ۔ دولھا بھیڑ۔ دلھن شیر پہلے تو میان آزاد خوب ہنسے اور کہا واہ ہم تو نہ کہنے کے مرد ہ کب مانتی تھین اسوقت کی چہل قابل دیکھی۔

آزاد۔ اچھا صاحب ہم شیر وہ بھیڑ۔ بس۔؟

ڈومنی۔ اے واہ یہ تو اچھے دولھا آئے ہین آپ بھیڑ وہ شیر۔

آزاد۔ اچھا صاحب یون سہی آپ بھیڑ وہ شیر

ڈومنی۔ اے حضور کیہے یہ شیر ہین بھیڑ۔ یون کیہے۔

اسپر بڑا فرمائشی قہقہہ پڑا اور عرصے تک سب ہنساکین

دوسری۔ (آہستہ سے) یہ تو اچھے دولھا ہین کیا مزے سے باتین کر رہے ہین۔ اے واہ

نازک ادا۔ دولھا بڑے نخرے باز معلوم ہوتے ہین۔

جانی بیگم۔ اور جب جوتی چرائی جائیگی تب کیا کرینگے۔

نازک ادا۔ جب بھی یہی نخرے بازیان کرینگے۔

جانی بیگم۔ چل چکپن نخرے بازیان کرینگے۔

نازک۔ اور جب غلام بنائے جائینگے تب کیا کینگے۔

جانی۔ اے یہ کہین اور انکے پیر کہین کسی کی صاحبزادی بیاہ کے لیجانا کیا دل لگی ہے۔

مبارک۔ معلوم ہو گیا۔ یہ بہانے راضی ہو کے جائینگے

نازک۔ ہان میرے دل کی بات کہی بھیڑ بننے مین نخرے

الغرض ہزار وقت آزاد نے کہا۔ ہین بھیڑ۔ یہ شیر جانی۔ (دولھا کی طرف والیون سے) دلھن کے ابا جان ہین دوسری۔ یہ تمھاری طرف والیونکے میان ہین۔ پہچان لو۔

ہمجولیان باہم چہلین کرتی تھین خوشی اور شادمانی کا دم بھرتی تھین۔ قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے کھلی جاتی تھین۔

وہ آپس کی خوش دل لگی اور ٹھٹھول	
رسیلے سلونے وہ میٹھے سے بول	
بجانا محب ناز سے تالیان	
سہانی وہ دنیا عجب گالیان	
وہ آپس مین کہنا کہ یان پر تو آؤ	
خوشی کی مری جان رسمین منواؤ	

اسکے بعد نوشاہ فلک بارگاہ اس مقام عشرت انجام مین گئے جہان عروس پری رخ نسترن بدن بڑے ٹھسّے اور جوبن سے سولہ سنگار کرکے متمکن تھی۔ آزاد والانثراد نے کنکھیونسے ادھر ادھر دیکھا تو نور کا عالم نظر آیا۔

لگاوان سے چھپ چھپکے کرنے نظر	
درختونسے جون ماہ ہو جلوہ گر	
جو دیکھی تو صنعت عجب ہے وہان	عجب چاندنی ہی عجب ہے سمان
عجب صورتین اور طرفہ محل	چلا دیکھتے ہی دل اسکا نکل
نظر آئی وان چاندنی کی بہار	کہ آنکھون نے کی خیر گی اختیار
مغرق زمین پر تمامی کا فرش	جھلک جسکی لے فرش سے تابعرش
سنہرے روپہلے ہون جیسے ورق	زمین کا طبق آسمان کا طبق

الغرض جب بیچ کے درسے دولھا دلھن کے کمرے مین جو خود دلھن کی طرح سجا سجایا تھا بلائے گئے اور

پر دیکے پاس وہان بٹھائے گئے تو دلھن کے داہنے ہاتھ مین تل شکری رکھی گئی اور دولھا کو چٹائی اس دست بسر فریب سے جو دولھا نے شکر اور تل کھایا تو آب حیات کا مزا پایا شکر حاشنی بخش کام جان رشک بجوان۔ تل خال رخسار خوبان پستہ دہان۔ اسی تل شکری کی آرزو مین آزاد کی روح برسون سے ترس رہی تھی اور اسی کے ذائقہ جان بخش کی تمنا مین جنگ کی تلخکامی سہی تھی۔ دولھا جامے مین پھولے نہین سماتا تھا اور پردۂ حائل کو دیکھ دیکھ کر زیر لب ڈرتے ڈرتے مسکراتا اور زبان حال سے یہ شعر سناتا

طالب نظارہ ام پردہ بر افگن زرخ
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

آزاد کا دل اسوقت اسقدر بیقرار تھا کہ جی چاہتا تھا کہ پردے ہٹاکے معشوقہ گلبدن کا جمال مشاہدہ کرین اور اس حور فریب کے نظارۂ حسن سے آنکھون کو نور بخشین عشق کو دعائین دیتے تھے جسکی بدولت یہ روز سعید نصیب ہوا کہ وصل ناظورۂ طاؤس زیب ہوا ؎

اے خوشا بخت اے خوشا قسمت — دولت عشق ہے عجب اکسیر
اسمین وہ لذتین اٹھاتے ہین — حظ زمانے کے بھولجاتے ہین
صدقے اس ایج پر ہزار آرام — نامور ہو جو اسمین ہو بدنام

اسکی تکلیف مین وہ راحت ہے
کیا کسی عیش کی حقیقت ہے

جب سب رسوم فرحت لزوم ادا ہو چکین تو دولھا کی بہنین اسی طرح پر آنچل ڈالکر اس خورشید مشرقستان جلال اور مشرقستان خورشید جمال کو دروازے تک لائین ادھر نوشہ محفل عشرت منزل مین گیا ادھر ڈومنون نے بآواز بلند گایا ان سنائین۔ ؎

دکھا پھر جام کا منھ ہمکو ساقی — کر راحت سے کٹے یہ عمر باقی
ابھی امڈا ہوا ہی بحر فکرت — برابر ہے وہی جوش طبیعت
وہ مے ہو رنگ جس مے کا ہو گلنار — وہ ساغر ہو طلائی جسمین ہو کار
اٹھانا تو ابھی کنٹر نہ ساغر — پلائے جا ہمین ساقی برابر
کدھر غم ہے کہان ساقی سبو ہے — بلا پھر کچھ کہ جوش آرزو ہے
چھلکتے خوب یہ ساقی چھلکائے — طلب جیسی کون ویسی بلائے
کرم کر اے مرے ساقی کرم کر — پلا دو چار ساغر پھر برابر
نہ آنے پائے تا لب نام بادہ — کہ ہو ساقی عنایت جام باد
رہے ہر دور مین ساقی ترا دور — پلا اس سے نشیلی تو مجھے اور
نہین ساقی یہ ہنگام توقف — پلا ہو جسطرح کی بے تکلف
غنیمت ہے بہار زندگانی — کہان پھر ہم کہان یہ مہربانی
اجازت تو اگر دیتا ہے ساقی — کہ رکھنا آرزوے دل نہ باقی
تو پھر اسکے سوا کیا التجا ہے — یہی مطلب یہی بس مدعا ہے
کہ جوش ہمت عالی مین آکر — کلید قفل میخانہ عطا کر
در میخانہ ساقی جلد وا کر — پذیرا اتنی عرض مدعا کر

سرور آنکھونمین گوش مین قلم ہو
نیا آغاز مطلب یون رقم ہو

جب خورشید ہمایون جاوید صبح محفل سپہر بریمند آرائے روزگار ہوا اور سورۂ نور چہرۂ پر نور روز سپیدہ دم کرنا آشکار بیاض سحر کا شیرازہ رشتۂ تار شعاعی سے بندھا اور پیشانی عروس کو نور تجلی فشان سے منور کیا حروف سطور بیاض خطوط مہر سے روشن رخسار گلزار نثار شگفتگی آثار عروس نور علے نور سے مبرہن۔

آئینہ گری طبیعت سے آئینہ سخن کو روشن کرتا تھا اور صیقل دہلا سے بھرتا تھا۔ نفس بلیغ کو خیال سرغندانی کلک گوہر سلک کو تصور انجم افشانی۔ جب دولھا محفل مینو مثال مین آیا تو سب نے سر و قد تعظیم کی۔ دولھا مسند پر متمکن ہوا اور ادھر گانا ناچ شروع ہوا ایکطرف زہرہ طلعان ماہ جبین برامشگری مین مصروف ایک سمت لولیان نرگس چشم عشوہ بازی مین مصروف۔ ؎

مطرب از جوش نغمۂ دلکش
عود زہرہ فگند بر آتش

پہلے لولیان شہر آشوب بلائے دل و جان سیم ساق غنچہ دہان نے بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی اور چلبلی چہارسے اہل محفل کو مسرور کیا۔ بعد ازان ایک زن نوجوان بلائے بے درمان دلربائی اور کج ادائی مین مشہور انام عباسی نام بصد ناز و انداز گران بہا پیشواز ہنگرین مین آئی۔ اس زاہد فریب کے آتے ہی محفل ارم تزئین غنچہ گل کی طرح کھلکھلائی۔ لطف صحبت دوچند ہوا۔ ہر گوشۂ انجمن سے آوازہ تحسین بلند ہوا نازک آوازی پر صورت بار بدی نثار گلے بازی سے لحن داؤدی آشکار۔ تان سین شاگردی کا دم بھرتا۔ بیجو نایک سنتا تو وجد کرتا۔ وہ صوت دلکش و روح افزا اور نغمات دلکشا کہ تمام حاضرین کی زبان پر آوازہ آفرین تھا اور ہر سمت شور تحسین ایک نواب صاحب نے جو بی عباسی پر رتجھے ہوئے تھے یون مذاق شروع کیا۔

نواب۔ بی عباسی صاحب آپ تو ایسی خوش گلو ہین واللہ کہ آپ کی تعریف ہی کرنا فضول۔ بالکل فضول ہے۔

عباسی۔ کوئی کسی تعریف کرے تو خیر علائی انا ربی نے تعریف کی تو کیا۔

نواب۔ اللہ رے غرور۔ ایسا صاحب ہم تو خود تعریف کرتے ہین

عباسی۔ شان خدا۔ آپ بھی اتنے ہوئے۔ اوہ تیری قدرت بھلا یہ بھاگ کا وقت ہو۔ یا دھنا سری ۱۲

نواب۔ یہ کسی ڈھاڑی بچے سے پوچھو جاکے۔

عباسی۔ (ہنسکر) ایلو اور سنو جو علم موسیقی کے نکات سمجھے وہ ڈھاڑی بچہ کہلائے اس عقل کے صدقے اے واہ امیرین نچلا ہی جو دو باتین بنا نتا ہو۔ گانا اور بجانا چاہے خود گلے سے نکرے مگر سمجھے تو وہ رئیس نہین۔ جو یہ نہ سمجھے پھر گنوار اور شہر والون مین فرق کیا رہا۔ اور جو کھائیگا اچھا وہ پکائیگا بھی اچھا۔ آپکے سے دو ایک گھاٹ رئیس شہر مین ہون تو تمام شہر بس جائے۔

نواب۔ ع۔ لگا زہنے دے جگر پہ لیدے تو باقی رکھے نہ تو ابھی ہر رگ گلو باقی

جو ایکبار بھی سیادہ گل گلے ملکر	تو بھینی بھینی مہینون ہی مہکتا باقی
ہلے پھول اٹھا کے وہ بولا غنچہ دہن	ابھی تک ہے محبت کی مہین بو باقی
فنا ہو سب کے لیے مجھ پہ کچھ نہین موقوف	یہ ٹھیک ہے کہ اکیلا رہیگا تو باقی
تو مین جبکہ گرے آہ مضطرب یہ صنم	رہی نہ عشق مجازی کی آبرو باقی

جو اس زمانے مین رہجائے آبرو باقی

نواب۔ ہان یہ سب سے زیادہ مقدم شے ہے۔

عباسی۔ مگر جیا داروں کے لیے۔ بگڑے باز دن کو کیا۔

حاضرین - اِس زور سے قہقہہ پڑا کہ نواب صاحب جھینپ گئے۔

عباسی - اب اور کچھ ارشاد فرمائیے حضور یہ سنکر یہ چہرے کا رنگ فق ہوگیا کیون۔

حاضرین - آپ سے نوابصاحب بہادر بہت ڈرتے ہین۔

نواب - جی ہان حرامزادے سے بھی ڈرا کرتے ہین۔

عباسی - اجی ہے یہ بھی آپ اپنے ابا جان سے اِس قدر ڈرتے ہین۔

حاضرین - اور زور سے قہقہہ لگا کر کیا کہی ہے واللہ کیا کہی ہے

بی عباسی کے سامنے آپ کی زبان بند ہوجاتی ہے ساری شیخی رکھی رہتی ہے۔

عباسی - اب زیادہ نہ چھپائیے۔ کیون نواب آجکل کوئی مقدمہ عدالت مین دائر ہے یا نہین۔

الغرض دیر تک محفل رقص آراستہ رہی ؎

وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازون کی	جوش صدائین وہ نے نوازونکی
وہ گلے نور کے وہ نور کے سر	گوش زہرہ سنے وہ دور کے سر
دلکش و دلربا وہ ہر نغمہ	لے مین ڈوبا ہوا وہ ہر نغمہ
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا	اُتر آئی ہے چرخ سے زُہرا
ہر پیچدار ایک ایک فقرہ تھا	صاف تصویر زلف لیلا تھا
مثل بلبل وہ گل نوا زن تھی	کوکنے مین برنگ ارغن تھی
لَے کا پتلا تھی وہ سراپا ناز	جس سے ہو ہوش بار بد پرواز

دلھن کو سات سہاگنون نے ملکر اس طرح سنوارا تھا کہ آتش حسن دوچند بھڑک اُٹھی جب کنگھی چوٹی سنواری مانگ نکالی یہ معلوم ہوا کہ قلب شب سے صبح صادق نکل آئی۔ مشاطۂ چابک دست یہ شعر زبان پر لائی ؎

ہو دسترس ہمارا جو گھڑے پہ یار کے	صدقے کرون مین چاند فلک سے اُتار کے

بوا فرحت افزا دولہا جان بخش سے مخاطب ہوکر یون ہمکلام ہوئین۔

فرحت افزا - تم کو خدا کی قسم ہے مین اپنی اکلوتی چوٹی دیکھون ایسی سہانی موہنی صورت اور ایسی بھاؤنی دلپسند مورت کبھی دیکھی نہ سُنی۔

جان بخش - اللہ رکھے کیا بھاؤنی مورت ہے۔

وہ واس ہے کچھ دلمین ہمارے کئی دنسے	صدقے نہین تیرے اُتارے کئی دن سے

محلدار تیسون کلام کی قسم بندی اندھی ہوجائے روزی نصیب نہو جو جھوٹ کہتی ہون یہ صورتین خواب مین بھی نہین دیکھنے مین آتین۔

جان بخش - بڑی روٹی اُٹھاتی ہون جو اس شہر مین کوئی دوسری اِس شکل کی اور نکلے۔

فرحت افزا - اس مین کیا فرق ہے در در ماری پھرون جو دُرجی بھی اس مین جھوٹ ہو کہ پرسون سکینہ بیگم اپنے منہ سے کہتی تھین کہ اگر ہم سے بڑھکے حسن ہے تو حسن آرا بیگم کا۔

جان بخش - یہ حسن خداداد ہے۔ اللہ کی دین مین کس کا اجارہ ہے

محلدار - بارے اللہ نے اتنی جھنجھٹ کے بعد یہ دن دکھایا یہ عالم عیش تقدیر سے نظر آتا ہے اور یہ دور دورا حسن تدبیر سے ظہور پاتا ہے۔

جان بخش - اللہ مبارک کرے دن دن شادی بڑھے۔

فرحت افزا - دوست شاد دشمن نامراد۔

جان بخش - زیور کو انکے جسم کے سبب سے رونق ہوتی ہے۔

فرحت افزا - اور کیا یہ زیور کی محتاج ہین بھلا۔

کب جوہر کو ہوتی ہے زیور کی احتیاج	ہر عضو عضو کا ہے حسن نور کا تاج

چاند ٹیکی اس چمک دمک سے زیب دیتی تھی جیسے چاند کے پاس سہیل نمایان یا بدر کے قابل مشتری جلوہ کنان پیچ و تاب زلف پر تاب رسن گردن آفتاب سے

زلف بنانا دکھانا مذاق الصلوٰۃ

زلف بنانا دکھانا مذاق الصلوٰۃ

رخ سادہ غضب آویختہ گلا غرسینہ آمیختہ الٰہی پسینہ ہی یا چشمۂ زرینہ یا یم گنجینہ سب رنگین سے شور غل اٹھاتی تھی گل خندان زار کے زخم جگر ریک چھڑکاتی تھی تبسم و خندہ کا لب شکر ریز سے نمود ہوا اسکے مقابل مین قند فرسود تھا قد قامت خرامندہ سرو و شمشاد قامت و محشر کی بنیاد ڈالنے اور بھی آفت ڈھائی۔ پھبن کی آگ وہ چند جھمکائی بجلیان بجلی گرانی ستم ڈھاتی تھین۔ جگنی اور دھکنی اور ڈھونا اور تلکڑی زیب گردن و گلو۔ جوشن اور نورتن آرائش مین ہم پہلو۔

اب نکاح کی رسم شروع ہوئی۔ قاضی صاحب اندر آئے اور دو گواہونکو ساتھ لائے اسکے بعد دریافت کیا گیا کہ آزاد پاشا کے ساتھ نکاح منظور ہی۔ الخ

دلھن نے فرط حیا سے جواب نہ دیا اور گردن نیو ہڑا کر سر جھکا کر چپ چاپ بیٹھی رہی۔

بڑی بیگم۔ اے بیٹی کہو خدا کا واسطہ۔

روح افزا۔ حسن آرا بولو بن۔ دیر کیون کرتی ہو۔

نازک ادا۔ بولو حسن آرا بس تم ہان کہدو۔

جانی بیگم۔ (آہستہ سے) ایسی ہی تو بڑی شرمیلی ہین۔

نازک۔ اے بیٹی اب کاہے کو دیر لگاتی ہو۔ ہاں ہی نہیں ہی

قاضی۔ آپ سمجھایئے انکی بہنین سمجھائین۔

جانی (آہستہ سے) بھروپیر سر کر چکین ہوا کھا چکین اور اب اسوقت یہ نخرے بگھارتی ہین۔

نازک۔ ازبرائے خدا بہن اسوقت نہ شرماؤ انھین جانی۔ نہین اللہ جانتا ہو مین یہ نخرے بازی نہین بھاتی ایک آنکھ خواہی نخواہی اپنے تئین بنانا۔

بڑی۔ بیٹی ازبرائے خدا کہدو سمجھاتے ہین۔

الغرض بڑی کوشش اور اصرار اور فہمائش کے بعد حسن آرا نے نہایت نازک آواز سے یون کہا۔

بڑی۔ لیجئے دلھن نے ہنکاری بھری۔

قاضی۔ ہم نے آواز نہین سنی تم نے سن لیا۔

بڑی۔ ہان ہم نے سن لیا بہت سے گواہ ہین۔

قاضی نور اللہ صاحب معہ گواہوں کے باہر آئے۔ ناچ رنگ موقوف ہوا دولھا کے شملے پر سہرا باندھا خطبہ پڑھا دولھا سے ایجاب و قبول کرایا۔

آزاد۔ جی ہان قبول کیا۔

قاضی۔ یون کہیے قبول کیا ہم نے۔

آزاد۔ (مسکراکر) قبول کیا ہم نے۔

قاضی صاحب تشریف لے گئے اور محفل مین لوگون نے ملکر مبارکباد کی گائی۔ ع۔

ہمیشہ دلبر جان مبارک باشد

شربت پلائی کے بعد دولھا کو رسم کرنے کے لیئے اندر بلایا سر پر آنچل ڈالے ہوئے بہنین لائین۔ مسند پر بٹھائے گئے بعد ازان عروس رشک ماہ غیرت مہر یوسف لقا پر بھپرہ کو بہنون نے لاکر اسی مسند پر بٹھایا اسوقت کے جوبن کا حال حیطۂ تحریر سے خارج ہو اور حیرت زدہ سے باہر دیدۂ چشم جادو اور اسپر سرمہ کی تحریر کا فرسکے ہاتھ مین ہو

شمشیر رخسار۔ گل نثار۔ زلف چلیپا سیہ مار کنجہ دار۔
گیسوی دو آسا کمند انداز رسن باز در پردہ جنگ ساز
غالیہ رنگ عمر دراز۔ مانگ کے دونون جانب بال بال موتی
پروئے ہوئے معلوم ہوتا تھا فلک پر ستارے درخشان
ہین مثل کہکشان یا ابر سیاہ مین برق جندہ غرر نشان
مسی ڈھری کے ساتھ پان کے لکھوٹے نے وہ رنگ جمایا کہ
معلوم ہوتا تھا کہ دامن شب آج شفق کے ہاتھ آیا۔

وہ جب کر چکی اپنا سارا سنگار | ہوئی مہر و مہ جان دلسے نثار

ہوئی حسن کی سارے عالم مین دھوم
فلک نے لیے دست مشاطہ چوم

دلھن بیٹھے ہی کو تھی کہ روح افزا اور کیتی آرا نے
کہا بہن جوتی تو چھواؤ دلھن سمٹی سمٹائی سر جھکائے ہوے
خاموش کھڑی رہی۔
جانی۔ واہ یہ تو خود پھر بنگیں اسوقت۔
سپہر آرا۔ حیا مانع ہو۔ آخر حیا بھی تو کوئی شے ہے۔
نازک۔ اے جوتی شانے پر چھوا دو بہن۔ واہ۔
اُستانی۔ اگلے وقتون مین تو سر پر پڑتی تھی۔
نازک۔ اس جوتی کا مزہ کوئی مردون کے دل سے پوچھے
جانی۔ اے جوتی خورے کے جوتی لگا دو بہن۔
جب دلھن نے ذرا جنبش نہ کی تو بہار النسا نے ہاتھ بڑھا
کر دلھن کے داہنے پانو کی جوتی دولھا کے شانے پر چھوا دی
میراثنون نے کہا اب دولھا کا ہاتھ دلھن کے ہاتھ پر رکھوائیے
آزاد نے بادل شاد معشوقۂ پریزاد کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا
ساچق کے دن کا شاک پڑ آیا۔ سات سہاگنون نے
چاندی کی کھرل مین سرمہ ساکر کے ایک چھوٹی زنگار جالی مین
رکھا اور چھپیلا ناگر موتھا کیوڑا گلاب عطر سہاگ اور اشرفیان
رکھکر دولھا کو یا دولھا نے سندل کی چکیا سے مانگ بھری۔
اسوقت حسن آرا کا رخسار نورانی شعلۂ طور تھا۔ اور ہر خط پیشانی
مشعل نور سامنے جماعت مطربان خوش گلو شہر کی ڈومنیان
خوبرو عنبر بو گانے مین طاق حسن مین پریزاد بار بد و نیکسا کی
استاد کوئی گاتی تھی کوئی ناچنے کے لیے کھڑی تھی گنگری گویا
مسلسل موتیونکی لڑی تھی ڈومنیون نے گانا شروع کیا نگ
پیسون جوتری پیسون بھر اکٹورا تجا۔ ہریالے بنے بھر اکٹورا
تجا۔ تیرا لاڈلا۔ اے نادان سب کچھ جانے لاڈلا دختر
بی بی کی بتیان جو شوآوے تجا۔
حیدری ڈومنی جو سب سے زیادہ خوبرو تھی اسنے اصرار کیا
کہ دولھا دلھن کیطرف مخاطب ہو کر کہین کہ تیرا بنرا ہونگا ری
میری نادان بنو۔ ڈولی کے ساتھ چلونگا۔
نازک۔ اور پاپوشین جھاڑ جھاڑکے دھرونگا۔
جانی۔ اور صراحی ہاتھ مین لیچلونگا اور چاندنی چوک
ڈولی کے ساتھ جاؤنگا۔
ڈومنی۔ تیرے بابا کا لیا۔ گھوڑے نخاس مین لیا۔
کھوٹے دامون سے لیا۔ میری نادان بنوکیے یہ دونون
ٹونے میری آنکھون سے لگین۔
آزاد۔ اے کیون ٹین ضرور کہونگا۔
نازک۔ اے واہ اچھا رنگ لائے۔
جانی۔ رنڈیونکے نخرے بہت سیکھے ہین۔
راوی۔ اس فقرے پر اسقدر قہقہہ پڑا کہ میان آزاد گو
ازبس طرار و حاضر جواب تھے مگر بہت ہی شرمائے
ڈومنی۔ اے حضور فرمایئے۔ یہ دونون ٹونے میری آنکھون سے لگین

کہنا تو پڑے گا۔

ٹونا میرا سلونا آنو آنوری مان ٹونا۔ اتوار منگل کا ٹونا
بہ مجبوری تمام دولھا نے کہا یہ ٹونے میری آنکھوں سے لگین۔

لاڈلی بیگم بصد انداز و امتیاز اکیس پان کا بیڑا لائی اور نوشاہ کو گلوری کھلائی پہلے منھ تک بیڑا لاکر ہٹایا اور ڈھکایا آزاد تو آزاد تھے ہی مسکرا کر بولے ہم کو ڈھکانا کیا سر نورنگ جانا کیا چکنی چکنی باتون سے لبھاتی ہو رنگ جاتی ہو ہم نے جان سپاری مین خیر خواہانہ بیڑا اٹھایا تھا۔

نوباتی بیگم اور مصری خانم نے رونین رونین سے نوبات چنوائی اور دولھا کی روح وجد مین آئی دلھن نے منھ مانگی مراد پائی۔ اس کے بعد سہرا آراسہا گالائی اور دولھا کے کان کی لو پکڑ کر جھک کر کہا۔ کہو سونے مین سہاگا موتیون مین دھاگا اور بنے کا جی نبی سے لاگا۔

میراثنین گاتی تھین سننے والون کو وجد مین لاتی تھین نوباتین چننے کا ہر بالا ہزار ایسا ٹونا کردے ری رہے بن رام کا غلام ڈیوڑھی بٹھا کر سلام۔

اس کے بعد رسم آراسی و مصحف بصد غرور شرف ادا ہوئی

حیدری۔ دلھن کی آرسی مین دولھا منھ دیکھے۔

نازک۔ اس مین حسن آرا کو آرسی آئیگی۔

دولھا اور دلھن کو سرخ دوشالہ اڑھایا ادھر حیا ادھر شوق وصل نے رنگ جمایا۔ عروس نازنین کا سہرا سرکایا منھ پر سے ہاتھ اتارے ٹھوڑی پکڑ کر منھ سے منھ ملایا بیچ مین دلھن کے نانوے آئینہ تمثال پر تکیہ رکھا۔

سکندر بیگم دوڑ کے آئینہ لائی ان دونون مہر و ماہ سپہر حشمت اور نونہالان گلزار فرحت کے درمیان مین آئینہ رکھا عکس جبین نور آگین عروس نازآفرین جس پر افشان چنی ہوئی تھی اور حیا سے قطرات عرق لوح پیشانی پر نمودار تھے گویا ستارے اوج فلک حسن پر نمودار تھے صاف ظاہر کہکشان کے آثار تھے اس گھڑی کا سہانا پن بھینی بھینی خوشبو ابھرا ہوا جوبن وہ واہ ایک برج مین جلوہ گر قران زہرہ و مشتری پیش نظر حیدری نے بصد شان دلبری کہا مبارک باشد آج چاند اور سورج آسمان سے زمین پر اتر آئے دلھن مانگ سواری پالکی کی آج تیاری دلھن مانگ سواری قرآن شریف لایا گیا۔

نوباتی بیگم۔ بی بی نبو جلدی آنکھ نہ کھولنا۔

نازک۔ جبتک اپنے منھ سے غلام نہ بنین۔

حیدری۔ کیسے بیوی مین غلام ہون۔

آزاد۔ مسکرا کر۔ بیوی مین غلام بلکہ درم ناخریدہ غلام ہون اور غلام کیا معنی تلام کا چولام ہون از برائے خدا منھ کھولو۔

بڑی بیگم۔ بیٹا اب تو کہو الیا۔ اب آنکھین کھول دو۔

حیدری۔ ایک ہی باری کے کہنے کی سند کیا۔

آزاد۔ بیوی تم پر نثار تمھارا غلام واسطے خدا کے منھ تو کھولو۔

نازک۔ ہمارے میان اس قدر اصرار کرتے ہو ہم۔

جانی۔ ہنسکر۔ ہان۔ ہان کہو۔ کیا کرتین۔

حیدری۔ ای حضور خوشامد کیجئے دلھن کی۔

آزاد۔ اب خوشامد سے نہ مانینگی زبردستی کے بغیر

نازک۔ اللہ جانتا ہے یہ تو سچ مچ آزاد ہی ہین۔

حیدری۔ آپ جو کہتے ہین اس کا خیال رہے دلھن کے غلام بنے رہیئے گا۔

جان نثار کنیز۔ میں نگرانی مرد کی باطن مین جدرک
نہین پہنچ۔ اسی سے دلھن خفہ نہین کھوتین۔
حیدری۔ یہ کھٹکے ہم بھنجے کے کپڑے نہ پہنینگے
جان۔ بڑے بول کا سر نیچا غلام تک تو بنے۔
دولھا۔ مجھے مول لو بیوی آنکھین کھولو۔
بڑی بیگم۔ بیٹا ستی دیکھو۔ بنا کو دیکھو۔ اب کہا مانو۔
دلھن نے آنکھین کھولین تو دولھا کی بہنین بولین
بھائے بھائی سے اسقدر خوشامد کرائی تب جا کے صورت دکھائی
حسینی بیگم نے مرزبانی دم کی اور مصحف ناطق بہت واثق
لاکے دولھا کے ہاتھ مین دیا اور کہا میان چہم کے سورہ
اخلاص نکالو کہ اللہ تعالے دونون اخلاص پڑھاے
حسن آرا اسوقت غیرت ماہ رشک مہر خورد شید پری
چہر لباس فاخرہ سے طلع تھی اسدرجہ معطر کہ مشام
روح طبلہ عطار تھا عنبر سارا خوشبو پر نثار تھا۔ آزاد اسوقت
فرط مسرت اور وفور طرب سے جامے مین پھولے نہین سماتے
تھے بیقرار ہوے جاتے تھے حسن آرا کی آنکھون سے پٹ پٹ
آنسو جاری ہوے لوگ سمجھاتے سمجھاتے عاری ہوے
مگر آنسو تھمے۔ آزاد نے بدرجہ مجبوری سر جھکا کر کان مین
کہا۔ این خیر ہے! دلکو خوب مضبوط رکھو ہم تم تمام عمر
مزے سے زندگی بسر کرینگے جو لوگ خوشی اور انتہا کی خوشی
کے وقت اعتدال سے نہین گزرتے وہ ضابطہ کہلاتے
ہین از براے خدا اسوقت ذرا دلکو قابو مین رکھو ورنہ
مین شادی مرگ ہو جاؤنگا مجھے دیکھو دل پر کس قدر
مین نے جبر کیا ورنہ واقعی فرط طرب سے مین مری جاتا۔
بڑی۔ نصیب دشمناں۔ دور پار۔ کنگا گوتی پار۔

بہار النسا۔ شادی سے وقت کوئی منہ سے وہ کلمہ نکالتا
ہے۔ جسکو شادی کے ساتھ مرکب کرتے ہین۔
روح افزا۔ حسن آرا الزبراے خدا ہمن منہ دھو ڈالو۔
عباسی بیگم۔ حضور کہا مانیے دیکھیے بڑی بیگم صاحب
اور روح افزا بیگم کھڑی گھگھیا رہی ہین۔
بہار النسا۔ اے کہی جان بواذری قرآن کے بھاؤ
سہر آرا۔ باجی اچھا ایک بات تو سن لو۔
بڑی بیگم۔ ہمین بھول ہوتا ہی ایسا نہو کہ روتے روتے
بہار۔ ناحق اپنے کو آپ ہلکان کرتی ہو۔ حسن آرا
اُستانی۔ بیٹا یہ نہین کرتے دل قابو مین رکھو
حیدری۔ پانی سے تر کر کے کپڑا منہ پر پھیرلے۔
اُستانی۔ تر کپڑے سے منہ پونچھکر۔ حسن آرا۔
بہار۔ بہن کہنا مانو ایسا بھی دل کے ہاتھ بک جانا کیا
اتنے مین حسن آرا کو غش آیا۔ کوئی نخامہ لائی کسی نے
عرق بہار سنگھایا۔ آزاد نے جھک جھک کے کان مین
کہا خدا کے لیے سنبھلو لوگ نام دھرینگے زود فریبی اور زود
لاغری کا دھبہ لگا لینگے حسن آرا کو ہوش آیا ادھر ادھر
دیکھکر کہا اماں جان کو نہ کوئی اطلاع دینا اسپر قہقہہ پڑا اور
بڑی بیگم بولین بیٹا کتنی سادی ہو تمہین نصیب بے غمنان
غش آتے اور یہ بات ایسی چپ چپاتی ہو جاے کہ سنو
بھی نہین عباسی اچھی طرح منہ دھونا۔
جب دلھن کا رخ اور دکھلا چکے اور دیکھا کہ اب عنایت
ایزدی سے جاتی ہو تو دولھا نے اس عروس پری پیکر
بدر دھر کو گود اُٹھایا شوق نے گدگدایا مسند سے پلنگ
پر بٹھایا۔ دو مینو کی فرمایش اور فہمایش سے سب

[illegible] جوں ہی غزال چاند سا مکھڑا [illegible]
جانی بیگم ہونے سے پہلی ۔

دل و جان ظرف دونا لے گئے ہے	
اٹک اب دیکھیے کیا لاگے ہے	

بہار النسا ۔ اے ہے جان ان کا ذکر نکرو اسوقت
جانی بیگم ۔ یہ تو بڑا نام شہر ہے ۔ دل و جان ظرف
نازک ادا ۔ (جانی بیگم کے منھ پر ہاتھ رکھکر) پھر وہی
اگنتی ہو ۔
جانی ۔ اسوقت جی چاہتا ہے کہ گلے لگاؤں ۔
نازک ۔ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ حسن آرا کو پیار کرو
جانی ۔ اور ثریا بیگم پر بھی نثار ہو ۔
نازک ۔ واہ اچھی چوٹی پر دار دی ۔
جانی ۔ کیوں کیا جو ٹھن نہیں ہو ۔ تمسے اچھی ہے ۔
نازک ۔ کہیں ہو نہ ہم سے اچھی جیسی سب ہیں
ویسی وہ بھی ہے ۔
جانی ۔ دیکھو کیسی ابلی گلی پھر رہی ہے پوٹا سا قد
پتلا سا منھ ملنسار اپنے دنوں سے صاف ۔
نازک ۔ اے ہے ملنسار (ملنسار نہ سمجھنا ایک ہی
اکل کھری ہو ۔ بس کی گانٹھ پیٹ کی ہلکی ۔ ان سے
کوئی بات کہو تو جانے کیسی ہی رانکی کہوں نہ ہو جاں
کیا کہ کھوٹ ایک ایک سے نہیں اور جو کہیں یہ کہہ دو
کہ ہیں کسی سے کہا نہیں تو پھر تمام محلہ میں ڈھنڈورا پٹوا دیں
جانی ۔ کیا مبارک محل کا پالکی بھاری ہے ۔
نازک ۔ تیری آندھی ہو کیا ابتا بھی نہیں ہو جاتا
ان کو اسنا ہے دیکھ لینا لڑکا ہوگا ۔

جانی ۔ ایک بات کا [illegible]
نازک ۔ ہاں سات جنے کا ہر کوئی اچھا کہتا ہے ۔
جانی ۔ اسے ہے جنے کا جانے [illegible]
نازک ۔ نہیں سر پر نہیں ٹھنڈی نکلی تھی ۔
جانی ۔ دولھا بھر گیا ابھی سہرا ہی ہے ۔
نازک ۔ (اور جانی بیگم دونوں نے ہنسکر منھ پھیر لیا
بھانک کے دیکھا نازک ادا نے کہا ہن بڑی بیگم کے اس
شادی ہن بھی وہ دھوم کی ہے کہ سارا شہر تھرا گیا
یہ تقریب اور دوسری تقریب نواب امیر محل کے
ہاں کی جب نواب امیر محل کی صاحبزادی کی شادی
ہوئی تھی تو انھوں نے بھی وہ دھوم کی تھی کہ آج تک
نام ہو گیا گیارہ ذیجہ کو دلھن کے ہاتھ بانچھا جلوس کے
ساتھ گیا بارہ جا اور جلوس اور علم اور برچھی خدا نہ نہیں
پیدل ہیں کوئی تین من اور تین ہزار روپیہ نقد اور ایک
کشتی ہیں مندیل شاہی سے کلغی چڑاؤ سر پیچ ایک میں کا چوبی
چھڑا پر زر چاندی کی چوکی اور لوٹا ایک کشتی ہیں گنگنا ۔
مغلانی ۔ حضور مجھ سے پوچھئے نہ ۔ میں عرض کروں میرے
تو پر تھن کا بندوبست کیا ہوا ہے ۔
نازک ۔ سنا کچھ ہیں حضور نے ایجاد کیا تھا ۔
مغلانی ۔ اے حضور گنگنا واہ بادشاہ کے بیاہ کا ہوگا خواہ
غریب ہو کے بیاہ کا کارچوبی ہی ہوتا ہے ۔ حضور نے گل گنگنا
طلائی بنوایا تھا ۔
نازک ۔ یہ تو بتا یہ جان بھی بندوبست ہوا تھا ۔
مغلانی ۔ ہاں تو تقلید ہی تھی [illegible] حضور
کی [illegible] امیر محل ہی کے ہاں ایجاد ہوا

تازک ... کی لڑکی ہوئی تھی۔

مغلانی ... چاندی سونے کے برتن تھے

سندری بھی نواب امیر محل نے بڑی دھوم سے بھیجی تھی آراستہ کے تخت اور روشنی کشتیون مین جوڑے پہنے دولھا کے لیے اور کارچوبی مندیل اور جوڑا سر پیچ کلغی کے اور کارچوبی ہار ایک بڑا قیمتی دوشالہ۔

تازک ... کے ہان بھی سب شہزادے آئے تھے۔

مغلانی۔ اے لو نہ آنا کیا منی۔ سب آئے تھے ایکا ایک شہزادہ تھا۔ جینر مین چاندی کا پنج کلسا سر طلائی ملمع ہاتھی کسی راجہ سے ہزار کو لیا تھا گنگا جمنی ہودا تھا ایک عربی گھوڑا مع تقریبی ساز کے لوٹا اور صندوقچہ اور خاصدان اور اگالدان سیمین۔ آئینہ پلنگ طلائی قلمدان۔ کوئی اسباب باقی نرہا۔

تازک ... خانون نے بھی جہیز کی تیاری دھوم سے کی ہے

مغلانی ... انکے ہان ایک ایک چیز کے دو دو تین تین عدد تھے جسی کے اسباب مین کوئی شے باقی نہین تھی ٹیلا۔ دُول۔ چرخلا۔ توا۔ کمر۔ لوہنی اُونٹ نیر۔ کمین۔ بارکمین

تازک ... بڑی بڑی دیگین تھے اور چینی کے متعدد اور بیشمار برتن منگوائے ہین اور جوڑے بھی بھاری بھاری ہین

مغلانی ... نواب امیر محل کے ہان سے جوڑے تیار ہوتے تھے چار سو سے تین ہزار تک کا کوئی جوڑا چار سو سے کم نہ تھا اور تین قسم کا کپڑا ایک اطلس کا دوسرا کمخواب اور تیسرا زربفت کا۔ اس زمانے مین ایسی دھوم کی شادی کم ہوگی۔ اچھے اچھے شہزادے تعریف کرتے تھے بارات کے روانہ ہونے کی تیاری دھوم دھام سے ہوئی تھی۔ دس بجے دن دولھا کے ہان سے بڑی دھوم دھام سے چوکی آئی۔ دس اشرفی نواب امیر محل کی طرف سے اور حضور نے بہت بھاری خلعت عطا کیا۔ اس کے ایک دوشالہ بیش بہا کارچوبی دوشالہ تھا۔ بعد ازان دولھا نے قاضی محمد اصغر علیخان بہادر یعنی دلھن کے پدر بزرگوار کو دس اشرفیان دکھائین اور قاضی صاحب نے ایک ہار جڑاؤ طلائی الماس کا عطا کیا۔ دولھا شہزادے ہین محمد علی شاہ کے پوتے ہین۔ انہون نے زمانے کے موافق شادی بیاہ مین روک ٹوک نہین تو آگے جب زمانہ بگڑ گیا تھا ایک ایک فراش سیکڑون کی چاندی لوٹ لیتا تھا۔ الغرض دولھا نے سہاگ پڑے سے مصالحہ نکالکر اپنے انگوٹھے سے دلھن کی مانگ بھری اور اس رسم کے بعد مردانے مین آبار خصت کے وقت دولھا کی ان نے انکو اندر بلایا۔ عروس پر پھیرہ کو گود مین اٹھایا اور سکھپال پر بٹھایا۔ ؎

ہوئی تجھ تک تو ایسا تی رسائی	اب آگے ہے مقدر آزمائی
مروت دی تو دی ہے تیری ہی ساقی	جو ہمت دے تو دے تیری ہی ساقی
اٹھا اے ساقی جو ٹھلیا ہی مجھکو	اجازت جلد دے دست کرم کو
بتا ساقی رہ میخانہ مجھ کو	خدا دے آب حیات خضر مجھ کو
دعا ہو ساقیا میخانہ جاری	کہ ہو چرخ کہن کو شرمساری
کھلتا ہے باغ دہر عزان دور	پھر آیا موسم گل دل ہی مسرور
ستارہ دخت رز کا نقطہ جما	پری نیکہان شیشے مین پھرا
طبیعت اپنی جیسا تی ہری ہے	کلائی ہے جب منھ تک بھری ہے
دعا مانگو کہ دن عشرت کے سو ہین	کھلے اب ساقیا تا دل ہو خرسند

گریبان چاک عشق وحدت مذہب
دریغا سے پردہ اٹھائے
دعا ہو ساقیا شام و سحر یہ
جہانین انقلاب ایسا کہیں ہو

بلا دین کشی عاشق صنم کے
قبل ہیں خانقہ زنار کو جلد ترجمے
تمنا ہے دل آنحضرت یہ
کہ میخانہ مرے زیر نگین ہو

اللہ اللہ برسون کے بعد آج خدا نے یہ دن دکھایا کہ آزاد فرخ نہاد عروس پریزاد کو بیاہ کر لیچلے۔ ؎

نہرہ در رقص بصد ناز و طرب زین شادی
چرخ چم گشتہ بہ تسلیم مبارکبادی

رخصت کے وقت سپہر آرا اور بڑی بیگم اور خورشید آرا اور بھاوج اور النسا اور اکثر مہاونکی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور حسن آرا کی آنکھین بھی پرنم ہو گئی تھین جب برات رخصت ہو گئی تو ہمجولیان باہم یون گفتگو کرنے لگین

روح افزا۔ اللہ کرے جیسی سختیان آزاد نے اٹھائی تھین ویسا ہی آرام پائین۔

عباسی۔ آمین آمین اور اللہ ایسا ہی کریگا۔

جانی بیگم۔ مگر آزاد کا سا دولھا بھی کسی نے کم دیکھا ہوگا۔

مبارک محل۔ لاکھون کنوؤن کا پانی پی چکے ہین۔

جانی۔ اسمین کیا فرق ہے کس مزے سے کہتے تھے بیوی ہین تمھارے غلام کے تلام کا جو لام ہون از برائے خدا ذری منھ کھولو کسی بات مین ذرا ہچکچاتے نہین۔

نازک ادا۔ بڑے خوش مذاق آدمی معلوم ہوتے ہین

سپہر آرا۔ کیسے کچھ ڈھکانے کے وقت بڑی دل لگی ہوئی

نازک۔ انسے کوئی جیت نہ پائیگا۔

جانی۔ ہماری بھی بیاہ سے ہے بہن۔

سپہر آرا مگر بابا بیگم کے آنے سے باجی جان خوش نہین

جانی۔ بالکل نہین مگر کیا معلوم وہ آئینگے یا نہین۔

سپہر۔ تم نے نہین سنا آزاد کی ماں نے جاکے دولھا میان کی ایک ڈومنی سے کہا کہ اگر ہمارا پیغام کہدو تو ہم ایک اشرفی دین۔ وہ بولی اب اس وقت ہمارا دولھا سے کوئی بات پوشیدہ طور پر کیونکر کر سکتی ہون سب سن لینگے باجی نکالن جانی۔ نہین تمکو ابھی تک اچھی طرح سے معلوم نہین ہے کہ ثریا بیگم کس مرتبے کی عورت ہین مگر دنیا بھت کو کوئی کیا کہے۔

سپہر۔ امید تو نہین ہے کہ پاکدامن ہون یا شاید۔

جانی۔ انسے زیادہ پاکدامن بس پیر اللہ کا نام ہے۔

سپہر۔ باجی کو تو اس نام سے نفرت ہو گئی ہے۔

جانی۔ یہ انکی بدگمانی ہے اور جہان میان بیوی عاشق معشوق ہوتے ہین وہان ایسا ہی ہوتا ہے۔

سپہر آرا۔ نازک ادا بیگم نے کہا تھا کہ یہ کرسٹان بھی ہو چکی ہین پھر ایسی آوارہ عورت کو کیا کر نسا اعتبار۔

جانی۔ اللہ نہ کرے کسی پر مصیبت پڑے مگر گو برسون اکیلی اور مطلق العنان رہین اور چاہتین سو کر گزرتین لیکن ہر قدم پر آبرو کا خیال تھا اور یہ اسی سے ظاہر ہے کہ آخر مین شادی کی۔

سپہر۔ (مسکراکر) یہ کیا اچھا ثبوت دیا ہے۔

نازک۔ اسوقت ہمین یہ ذکر ذرا نہین بھاتا۔ ہم سوچ رہے تھے کہ اسوقت حسن آرا کے دل کا کیا حال ہوگا اور دولھا کیسے خوش ہونگے مگر آنکھون سے جانا جانا ہے ہوتے ہین۔

جانی بیگم - اور انھین یہ کیونکر معلوم ہوگیا کہ پیرہوے آدمی کی آنکھین غلان رنگ کی ہوتی ہین -

نازک ادا - وہ شکل نہین سنی کہ دولھا نہین بنے مگر پرانے تو دیکھی ہین - کتابون مین تو پڑھا ہو کہ پیرکی آنکھین سرخ ہو جاتی ہین لال لال ڈورے آنکھون مین پڑ جاتے ہین

مری گرو نہ ہین ساقی کے احسان | یہ نہ بھولینگے ہو جبتک جسم مین جان
بہار فصل گل آتی ہی ہر سال | نیا رنگ اپنا یہ لاتی ہی ہر سال
گلابی سے بسر ہوتے ہین ایام | لیے رہتے ہین لب سے پھوٹکے جام
لیے ہو ہاتھ مین ساقی گلابی | پلادے بھر کے جام آفتابی
کدورت ہو دلونکی دور باہم | شرابین پی کے ہون مسرور باہم

پلا ساقی مجھے اس پھول کا جام
زبان کلک شاخ گل کا دے جام

جانی - تمھین دولھا کی کونسی صورت پسند ہے بہن - مبارک محل - اور سنو پسند کی ایک ہی کہی اس صورت کا دوسرا بھی پیدا ہوا ہے کوئی -

نازک ادا - ماشاء اللہ کروروکروڑ مین ایک ہین نام خدا آغاز شباب ہی چہرے پر ریاست برستی ہی بس کہدیا کہ حسن آرا کے لیے ایسا ہی شوہر موزون ہی اور آزاد ایسی ہی بیوی کے پانیکے مستحق تھے اسمین جو شک کرے وہ کافر -

جانی - انمین سب صفتین موجود ہین اول تو قسمتی پھر دوسرے سپاہی بے مثل - تیسرے خوبصورتی مین کسی سے کم نہین چوتھے ہر علم سے واقف ہر علم کے استاد ہر دل عزیز

نازک - چوتھی کے دن دیکھنا تاک تاک کے نشانے لگائینگے -

سپہر آرا - اسمین تو شبہہ نہین ہی اسمین بھی تیز ہین -

جانی - کون دیکھ لینا بہن اگر ہاری نہ لین تو جب ہی کہنا وہ اگر تیز ہین تو ہم بھی کم نہین -

نازک - بس دو ہی تو ہین ہم اور تم -

سپہر - اماں جان کو یہ دنگا اچھا نہین معلوم ہوتا -

نازک - ای بہن اُسوقت کوئی روکے چاہے کوئی غل مچاے ہم کسی کی نہ سنینگے -

روح افزا - دروازہ کھول کر - امی جان آج بڑی خوش ہین کہتی تھین کہ بس اب مجھے کوئی فکر نہین ہے اب بالکل سبکدوش ہوگئی ہون اُستانی جی سے باتین ہو رہی ہین دولھا کا جوڑہ دیکھا آنکھ نہین ٹھہرتی ہی بڑی لاگت آئی ہی اور ابھی امی جان کے دل کے موافق نہین ہی کسی نہ کسی تدبیر سے اور روپیہ ضرور خرچ کرینگی اور اب اُنکے بقول انکو طمع کسکی ہی -

پلا ساقی مے دوشیزہ ہمکو | کہ تا ہو برہمی سوز الم کو
چھلکے مینا صراحی پھر صدا دی | مزے کچھ اور عرض مدعا دی
سبو ہون جبہ سا بالائے ساغر | کف ہر رند مین ہو پائے ساغر
نیا شیشہ نیا خم اور بھرا | ارادہ دیکھ پھر میری ہوس کا
بہا نتک دے کہ مے پیکو دہن سے | برابر کیف آئے ہر سخن سے
کرآنکھین کیف مستی سے ہون پرنم | زبان ہو جانب مطلب گہربار
ادھر بھی تو ساقی مہربانی | کہ ہو آمڈا ہوا جوش جوانی
نگاہین دیکھتی ہین روے ساغر | بہکتی ہی توجہ سوے ساغر
غنیمت ہی دم مستی جو آئے | کہ بیتابی ذرا جوبن دکھاے
سرور افزا مزاج گفتگو ہو | بیان یون التماس آرزو ہو

جب برات دولھا کے گھر واپس گئی آزاد فرس پر نیزا

لے آئے سکھپال مہربان ڈیوڑھی مین لائین دولھا کی
بہنین آئین دروازہ بند کرلیا آزاد نے عروس نسرین
بدن غنچہ دہن کو سکھپال سے اتارا۔ گود مین اٹھایا پہلے
بہنون نے کئی منٹ تک دروازہ بند رکھا جب خلط خواہ
نیگ پاچکین دروازہ کھول دیا عروس مہ وش بارہ دری
مین آئی ماں کے ڈوپٹے پر دولھا سے نماز پڑھوائی کھیر آئی
دولھا نے سات بار اپنے ہاتھ سے چٹائی بڑی بوڑھیون نے
رونمائی دی۔

بیعت پھر ہوئی مے کی طلبگار — کہان ہے محسن رندان سرشار
کدھر ہو صاحب خم مالک جام — کدھر ہے یار مے نوشان بدنام
پلا ساقی لب مینا دہن سے — کہ وقت گفتگو ہے انجمن سے
بیعت کے ہین ساقی پھر افطار — کہ ہون اس پر دوا کی کے انتظار
کدھر ہو اے مرے ساقی کدھر ہے — کہ سامان اور ہی پیش نظر ہے
سنبھل جان پھر سنبھل دربان ساقی — کہ ہم پھر ہین ترے مہمان ساقی
نکلے منہ سے کچھ جرا سکے لاجام — نظر آئے نگین مستی کے آرام
دکھا ساقی ہمین پھر وہ کا جوبن — اسی متوالی خاطر شے کا جوبن
دے گلگونہ کا دم بھرتی ہے ساقی — ہوس اٹکھیلیان کرتی ہے ساقی

آزاد فرخ نہاد نے قطع منازل دطے مراحل صدہا سختیون
وانواع واقسام کے مصائب بعد خدا خدا کرکے یہ روز سعید دیکھا
کہ حسن آرا سی عروس کو بیاہ لائے دولھا دلھن دونون کا بحر جوش
شادمانی پر تھا دونون فرط طرب سے جامے مین نہین سماتے باغ باغ
ہوئے جاتے تھے دونون نشاط وغایت انبساط سے دونون کی آنکھین
مشک بار دونون چشم در راہ انتظار باخدا کہ ین لیلی مشکین پر زرنگار
بلو، گر ہو سریر عرش پر اجلاس بانوے تم ہو آغوش لبر نگار
مراد ہو۔ ادھر دولھا ادھر عروس پہلو بہ پہلو ہو آزاد

پاخانے حمام کیا اور لباس فاخرہ زیب بدن کرکے دیوانخانہ
مین آئے احباب یگانہ سنج مرنجان مرنج نے مذاق کرنا شروع
کیا وہ مہ وراز تک چل پہل رہی اور ادھر بارہ دری مین
رنگیلات شوخ طبع کچھ اور ہی فکر مین تھین۔

مہ لقا۔ آتا دق کرنا کہ پاؤن پڑنے کی نوبت آئے۔
گلشن آرا۔ وہ تو خدا ہی نے کہا رات تو ہونے دو۔
مغلانی۔ اے نہین کا ہے کو اسلے عیش مین خلل ڈالے
کوئی۔ برسون پاپڑ بیلے ہین دولھا نے۔
گلشن۔ تم مین تو بی مغلانی اب گرمی نہین رہی ہے تم تو سو
برس سے کچھ اوپر ہی ہوگی تمکو ہماری باتون مین کیا
دخل ہے۔
مغلانی۔ دیکھ لیجیے گا جو چھیڑ ینگی وہی پچھتائینگی۔
مہ لقا۔ خیر ایکی بلا سے بھگت لین گے۔
بی جان۔ آجکا دن تو دق کرنے کا ہے ہی۔
مہ لقا۔ کسی دروازے کی چول بودی ہو تو دل لگی ہے۔
گلشن۔ کمرے کے دروازے کی کنڈی ڈھیلی ہے مگر یہ اسطرح
کارروائی ہو کہ دولھا کانون کان سنتے نہ پائین ایسا نہو
پہلے سے کچھ بندوبست کرلین۔
مہ لقا۔ بی مغلانی سے قسم لو کہ کسی سے ذکر نہ کرین۔
اب سنیے کہ محبوبن اور لطیفن شہر کی دو مشاطگان
تھین نے جو اس پیشے مین کمال رکھتی تھین دولھن کو اس
لطافت سے سنوارا کہ کل حاضرین و ناظرین اور کل بیگمات
و مخدرات عش عش کرتی تھین اور اب سب متفق الرائے تھین
کہ جیسے کہ پور جہان آفرین نے لفظ کن سے دنیا کو خلق کیا
اور مایسا کو آشکار کیا حسن آرا کی سی حسینہ و جمیلہ دنیا کو

حور نمیرد و کش جہان تو شاد خلق مین خلق نہین ہین
ایک - خدا نظر بد سے بچاوے کیا شکل و صورت ہے -
دوسری - اللہ رکھے اس من کی کوئی دوسری دکھا
تو دے - ماشاء اللہ ماشاء اللہ -
تیسری - اسی صورت نے تو دولھا کو روم بھیجا تھا -
چوتھی - اس ملک مین تو انکا جواب نہین ہے بہن -
پانچوین - مگر اللہ جانتا ہے اگر جواب دینے والا کوئی ہے
تو دولھا ہے - مردون مین تو وہ عورتون مین یہ -

الغرض دولھا دولھن دونو کی مراد دلی بر آئی یعنی عامل
روز نے کوچ کی ٹھہرائی جب عروس جہان افروز مہر خلوتکدۂ
مغرب اور حجلۂ آرام مین متمکن ہوئی خاتون صدر آرای
انجمن ایجم یعنی ماہ سرایا رفاہ نے سر بر مینا کار سپہر پر جلوس
فرما کر مشعل نور تمامی آفاق پر پھیلائی اور لیلائے لیل نے بنوعی بر
وجہ جلوہ گری فرمائی آزاد فرغ نہاد خلعت ملوکانہ خوش قماش
سے ملبس اور انواع و اقسام کے عطر و خوشبو سے معنبر ہوے
ادھر وہ جادو جمال پری تمثال سحر مثال یعنی عروس
زلیخا لقا حسن آرا بیگم ہفت آرایش سے مزین اور جلی پرائش
سے مشین ہوئین کوئی بولی عورت کیا مجسم نور ہے کسی نے
کہا بہن یہ تو جنت کی حور ہے الٰہی یہ رخسار تابان ہے
یا قمر ہے عارض جانان ہے یا نگار خانۂ سحر - ؎

نگار خانۂ صبح ست این نہ رخسار است نگاہ کن ورق سادۂ چہ پرکار است

گو دولھن سر جھکائے گردن نیو ہڑائے بیٹھی تھی مگر اس
سکوت مین بھی عجب ادا تھی - ؎

نگاہ مست تو آنرا کہ مستفید کند

ہزار پیر خرابات را مرید کند

جانی بیگم نے مازک ادا سے کہا بہن جی چاہتا ہے گلے
لپٹ کر سیکڑون مچھیان لون پھر جب ہم عورتون کا
یہ حال ہو تو مردون کا حال ظاہر ہے -
آزاد دست بدعا تھے کہ یا خدا کہین جلد آفتاب پردہ
خفا مین منھ چھپاوے عروس ماہ سر بر سپہر پر جلوہ فرماے بحر طرب
و انبساط کا جوش ہو آزاد شاد شاد محبوب مطلوب سے
ہم آغوش ہو شب عروسی کا حال لکھتے ہوئے قلم کی باچھین کھلی
جاتی ہین ہر در و دیوار سے مبارکباد کی صدائین آتی ہین -
اللہ اللہ آج کیا سامان عشرت گیتی روکش باغ جنان ہے
جوش پر حسن بہار صحن گلشن قدرت پروردگار گلون کا جوش
بلبلون کا خروش ہوا مین لطافت پھولون مین طراوت نہرین
جاری بدو نیر لطف باری سبزۂ و گل کا دور فیض نامیہ سے
عالم معمور بلبلون کی صدا معجزۂ عیسوی سے زیادہ - پھولون کی
خوشبو جان بخشنے کو آمادہ طاؤس نگارین صحن گلشن مین
خوشخرام سبزۂ زمردین طائر روحکے لیے دام دست چنار
طلب ساغرین دراز شقایق مین ساقی کا انداز شبنم کے
موتیون سے گوش گل کو آرائش باران رحمت سے نباتات کی
افزایش مور دکی بہجت انگیز صدا - شاہدان چمن کی رنگین
ادا نرگس کی آنکھ چشم بد دور گلاب پر شبنم نور علی نور گل کے
نازک کرشمے آب صاف کے لبریز چشمے - غنچون کا
چٹکنا - پھولونکا مہکنا - آتش گل کی گرمی باد شمال کی
نرمی چار طرف عالم آب و دش فلک پر بادانی سحاب گل
کو وہ ابتہاج کہ جلمے مین نہ سمایا لالہ ایسا مست کہ
دستار کا ہوش نہ آیا سوسن کی سیمتی کس زبان سے

بیان کروں۔ نرگس کا خمار آنکھ سے دیکھتے ہی کیا بیان کروں شاہدان چمن کا نور ماشاء اللہ چشم بد دور خاک مین خاصیت اکسیر پانی مین آبحیات کی تاثیر۔ اب شبنم کا طغیان آتش گل کا طوفان بلبلونکی صفیر۔ اہتزاز بخش پر پرتاثیر حوض مصفا۔ آئینہ قدرت پروردگار دامن صحرا عکس ریاحین سے گلزار صورت دیوار نے تیور بدلے۔ ظاہر تصویر نے بال و پر نکالے موتیا کی خوشبو سے مردون مین جان آئی شاخ کمن پھل پھول لائی لطف ہوا نے اعجاز عیسوی دکھایا آہن دلونکو موم بنایا۔ نرگس کو خدا چشم بد سے بچائے سوسن گو زبان پر نہ چڑھائے۔ سورج مکھی آفتاب پر چشمک زن صحن چمن اسکے پرتو سے روشن۔ سبزی کے عکس سے کون و مکان ہرا بھرا۔ صرونکو دریائے اخضر کہیے تو بجا۔ دیدۂ دام صیاد لطافت ہوا سے نرگس پر چشمک زن چوب قفس نزاکت و نرمی سے رشک افزائے شاخ یاسمن کاتب قدرت نے نرگس نے قلم سے خط گلزار لکھا۔ باغبان بہار نے نافرمان کو حرف داغ لالہ سے مزین کیا۔

عالم مین ایسی شگفتگی آئی کہ دشمنونکے دل مین گرہ نہ پائی ہر شجر پر گمان نخل طور صحن گلشن عالم نوشناوتی کی زبان پر ارنی کا فسانہ برگ گل کے لبونپر لن ترانی کا ترانہ۔ جام لالہ بادۂ شبنم سے لبریز آتش گل آتش موسی سے تیز۔ کمال پر عروج بہار خزانکے دلمین حسرت کا خار گنہگار وںکی آملے دھو گئے سیہ کار سفید رو ہو گئے زلف سنبل کا شہ ختن مین گوہر شبنم کا چرچا عدن مین۔ زاغ سیاہ کا طاؤس گون۔ بوم شوم ہمارے ہمایون فتور عالم کہن گیا خارستان نسرین زار بنگیا۔

ادھر لیلائے مشکین پر ذخب بوم فلک مین جلوہ گستر ہوئی ادھر پیشکاران قانون دان اور خواصان باادب نے دولھا دولھن کی رکھائی کا اہتمام کیا عروس گل رخسار تدرو رفتار کو کہ ہر ہفت آرایش سے مزین تھی چاندی کی پلنگڑی پر سلایا اور آزاد غیور دل شیر مرد کو بلوایا۔ گل رعنا کو عندلیب شیدا کے سپرد کیا اور اپنا اپنا راستہ لیا۔ جب دولھا کو تنہائی مین چھوڑا تو حیا اور شرم نے منہ موڑا ادھر بانویان نوخیز و گلبدن ناک جھانک کرتی تھین عیش و نشاط کا دم بھرتی تھین آزاد کو اسوقت نشۂ بادۂ جوش نے ایسا مست کر دیا کہ تاک جھانک کی پروا نہ کی مگر دولھن نے کئی بار آہستہ سے ہاتھ جھٹک کر آنکھون کے اشارے سے منع کیا کہ عجلت کا نتیجہ پشیمانی ہے۔ تعجیل کار شیطانی ہے انکا امر اون کا انکار ادھر شوق کی افزائش۔ اُدھر حیا کی فہمائش۔ دُولھا کا بتیابانہ ہاتھ بڑھانا دولھن کا ہاتھ اور منہ کے اشارے سے سمجھانا۔

الغرض عجب مزیکی بات تھی زیادہ کیا لکھین بریلی کا بات تھی چوتھی کیدن عروس رنگین ادا حسن آرا بیگم کا چھوٹا بھائی دولھا دولھن کو لینے آیا۔ چوتھی بھی بڑی دھوم دھام اور کروفر سے آئی تھی۔ بیس پچیس فیل کوہ رفعت اسپ تیز گام عقاب ہیئت جلوس افتراح مانوس جب چوتھی آئی تو دولھا والون کی طرف سے میر آتشون نے گالیان دین دولھن کے بھائی کے آگے چوبدار کھا گیا۔ اسنے ڈومنیونکو نیگ بخشا بھرپور انعام دیا تھوڑی دیر کے بعد حسن آرا بیگم میکے تشریف لیگئین۔ جانی بیگم اور نازک ادا بیگم اور انکی بہنون نے قدم اور سپر آزاد اور بہار النسا اور جہان آرا اور گیتی آرا اور

مہمانون اور بیگمات نے لگے آنے سے دلی خوشی ظاہر کی
دیر تک چہل پہل رہی بعد ازان دولھن نے حمام کیا اور شاطر
ذی ہنر نے سنوارا دس بجے آزاد فرخ نہاد سسرال
آئے۔ بنیین حمانیان وغیرہ اعزہ ہمراہ تھین خانونین
مقیش کے گیند اور پھولونکے گیند آئے حسن آرا کے
دست نازک پر کھیر رکھی اور دولھا سے کہا چاٹ لو جیسے
ہی آزاد نے منھ بڑھایا نازک ادا نے کہ پردیکی پاس ڈھکا
کیلئے منتظر کھڑی تھین فوراً دولھن کا ہاتھ ہٹایا جب کئی بار
اسیطرح ڈھکایا تو بڑی دل لگی ہوئی اور سمدھنین
یون کہنے لگین۔

مبارک محل۔ ای ہی کیسا ندیدہ دولھا ہے لوگو۔
نازک ادا۔ اسکو کھیر کبھی نصیب ہی نہین ہوئی ہی۔
جانی بیگم۔ کس لالچ سے بچارا منھ پکاتا ہے۔
نازک۔ آجتک کبھی کھیر کھانے کی نوبت ہی نہین آئی
جانی۔ حلوا خوردن کار دے باید۔
نازک۔ یہ منھ کھائے چولائی۔ واہ رے ندیدے۔
بہن (دولھا کی) ندیدے بنتے ہو شرم نہین آتی۔
دوسری۔ اے ہان پکڑ لو۔ ہاتھ۔ ڈرتے کیا ہو۔
نازک۔ کیا ہنسی ٹھٹھا ہی۔ بھیڑین چکے ہین۔
جانی۔ بھلا کہین شیرونکے مقابل مین چل سکتی ہی۔
بہن۔ دولھا کی۔ اللہ جانتا ہی ہمین شرم آتی ہی۔
دوسری۔ اے ہان پکڑ نہین لیتے ہاتھ۔
دولھا نے منھ پھیلا کر ہاتھ بڑھایا مگر بے سود۔
نازک۔ (قہقہہ لگاکر) شرمائے تو نہو گے۔
جانی (کھلکھلاکر) بیحیا کی بلا دور۔

مبارک۔ ابکی تو مارے شرم کے عرق عرق ہو گئے۔
دولھا نے جھلا کے ہاتھ پکڑنا چاہا مگر نازک ادا نے
جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا۔
جانی۔ لینا بالکل ہی ندیدہ ہے اے ہے۔
بہن۔ دولھا کی، ای واہ تمھین شرم بھی نہین آتی۔
جانی۔ حیادار ہون تو شرم آئے۔ ندیدے کی طرح
کھیر پر گرے پڑتے ہین۔
بڑی بیگم۔ بس اب ڈھکا چلین زیادہ دق نہ کرو۔
اس رسم کے بعد دولھا نے سات بار پھولونکی چھڑیان دولھن
کے کاندھون پر چھوائین۔ مگر یہ ہی آہستہ آہستہ کہ جسم
نازک کو گران نہ گزرے۔ عروس گلبدن کی نزاکت
اسدرجہ بڑھی تھی کہ پھولونکی چھڑیان بھی ناگوار تھین اسکے
بعد دلھن کے ہاتھ مین چھڑیان دین اور نازک ادا نے
خوب زور سے میان آزاد پر ہاتھ صاف کیا اور ہنس
ہنس کے دلھن کے ہاتھ سے لگائین۔
بہن۔ دولھا کی۔ کیا مفت کا بدن پایا ہے۔
دوسری۔ اس بیرحمی کے قربان واہ صاحب واہ۔
نازک۔ کسی کی چاندسی بیٹی بیاہنا دل لگی نہین ہی۔
جانی۔ اور ایسے ہی تو دولھا نازک بدن ہین نہ۔
نازک۔ ای ہی بڑی بچاری دبلے پتلے انکے دشمن گھل گھل
کے ہاتھی ہو گئے ہین۔

اس فقرہ پر بڑا قہقہہ پڑا اور دولھا کی بہن نے کہا جی ہان
سچ ہی۔ پر آہن پر ایسی ہی سوجھتی ہی کسی پر ایک آدھ پڑے
تو قدر عافیت معلوم ہو۔ خیر اب پھولون کے گیند آئے
بعد ازان مقیش کے گیند سے کھیلا اور جب تر کاری

اچھلی تو بڑی دھینگا مشتی ہوئی نازک ادا اور جانی بیگم نے تان تان کے ترکاریان لگائین جب آزاد نے دیکھا کہ یہ دونون تبان شوخ اس زور سے ترکاری تاک تاک کے لگاتی ہین کہ چوٹ آتی ہے تو ان سے بھی نہ رہا گیا انھون نے بھی پردی مین بیگن پھینکنے شروع کیے کسی کی آنکھ پر پڑا کوئی کھڑی ہوگئی کوئی بھاگی کوئی مار کی گھبراہٹ کے گر پڑی۔

بڑی بیگم۔ بس بس ترکاریان ہٹا دو عباسی سنتی نہین

اُستانی۔ اے ہی کیا ہڑدنگا کھیل ہے اوئی۔

عباسی۔ حضور رونڈی کی تو کوئی سنتا ہی نہین۔

بڑی۔ ای از برای خدا نازک ادا۔ ہائین ہائین۔

جانی۔ دولھا کو تو ڈانٹے کوئی ہم کیا کرین۔

بہن۔ (دولھا کی) پہل کسطرف سے ہوئی۔

بڑی۔ اب کسی نہ کسی کے چوٹ ضرور آئے گی۔

ڈومنی۔ حضور اس چوٹ مین ذری بھی درد نہین ہوتا۔

اُستانی۔ ہٹا دو۔ ہٹا دو۔ بس اتبک اچھل گئی۔

جانی۔ جو بات ہم چاہتے تھے وہ تو ہونے ہی نہین پائی۔

آزاد۔ (جھلا کر) پردی کے باہر آیئے تو معلوم ہو۔

جانی۔ اخاہ گھولکر پی جائینگے جیسے زور سے ترکاری تاک کے لگائی تو رخسار چپ پر پڑی۔

آزاد۔ (جھلا کر) جواب دینے ہی کو تھے کہ یہ آواز آئی۔ ای واہ مردوی۔ عورتون اور کم سنون پر کوئی جھلاتا ہی۔

آزاد۔ مسکرا کر بیٹھ گئے اور ترکاریان ہٹا دی گئین اس سم اور چھل اور ہڑدنگے پن کے بعد دولھا نے دلھن کا کنگنا کھولا اور دلھن نے دولھا کا۔ دلھن کا کنگنا سات گرہ کا تھا اور دولھا کا صرف ڈھائی گرہ کا حسن آرا نے صرف پیر کا انگوٹھا لگایا ڈومنی نے دولھا کا کنگنا کھول دیا۔ مگر آزاد کو کسی نے مدد نہ دی بڑی دقت سے دیر کے بعد کھلا اسقدر سخت گرہ پڑی ہوئی تھین کہ کئی منٹ کا عرصہ ہوا۔ بعد ازان ساگ پڑی مین دودھ لیان دکھین لگن مین دوب پان کا بیڑا چاول ڈومنی نے پھینکا اور دولھا دلھن سے کہا رو کو دلھن کیطرف سے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر روک لیتی تھین اور دولھا کیجانب سے خود میان آزاد آہستہ سے روکنے کی کوشش کرتے

ڈومنی۔ ہماری دلھن عمر بھر غالب رہینگی۔

مبارک محل۔ اسمین کیا فرق ہی وہ تو ملا ہوا ہے۔

نازک ادا۔ میان سے تو ایک مرتبہ بھی روکا نہ گیا۔

جانی۔ تمام عمر دلھن کی جو نیان سیدھی کرینگے۔

آزاد۔ خیر سمجھا جائیگا۔ مطلب سے مطلب ہی۔

جانی۔ کیا مجبوری ہی۔ مسکرا کر۔ کیا ناچاری ہے۔

دولھا۔ ہم تو وہ بات کرتے ہین جسمین سب خوش ہون

جانی۔ غلامی کی سند لکھدو وہ مطلب یہ کہ اتنا لکھدو کہ ہم آجسے دلھن کے غلام ہوئے۔

حکم جو رویم بہ از حکم خلاست	ہر چہ جو رویم بفرمایہ رواست

یہ شعر اپنے ہاتھ سے لکھ دو۔

اس چھل پہل کے بعد دولھا باہر جانے لگے مگر جو تا ندارد

آزاد۔ ادھر ادھر دیکھکر۔ ابھی دل لگی ہے۔

رُوح افزا۔ مسکرا کر۔ کیا ہی کیا۔ کچھ گھبرائے سے معلوم ہوتے ہو

آزاد۔ خیر نیت تو معلوم ہوگئی۔ مسکراتے ہوئے۔

نازک۔ میان پہنکر گئے تھے یا پہنے ہوئے۔

بہن۔ وہ پہن کر گئے تھے یا نہین اس سے کیا غرض ہی مگر خیر دمڑی کی ہانڈی الخ

یوروپین کی دعوت

چوتھی اور چالون کے بعد میان آزاد نے اپنے یوروپین احباب کی دعوت کی اور اسٹیشن کے معزز حکام سول و فوجی اور یوروپین افسران سرکاری اور معزز جنٹلمین رونق افروز جلسہ ہوے کھانے کے بعد اسپیچین دین اور آزاد پاشا کی سبنے تعریف کی جس کے جواب مین آزاد نے یہ تقریر کی

اسپیچ

ایہا السامعین ان معزز جنٹلمینون نے جو تقریب اور تحریک جام نوشی میری تندرستی کی نسبت فرمائی ہے وہ ان الفاظ مین بیان کی جن پر مجھے فخر کرنا چاہیے اور جس گرمجوشی اور محبت سے آپنے جام تندرستی پیا اس سے مین اپنی نسبت خیال کرتا ہون کہ مین معمولی طرز کا آدمی نہین بلکہ کوئی فرشتہ ہون لیکن خوشی مثل گھڑی کے ہے جسمین تمام چیزین اسکے اسطرفکی انہی اندازہ اصلی سے بڑی معلوم ہوتی ہین اور آج کی میری مسرت یہ ایسی زیادہ ہے کہ اگر مین ان امور کی نسبت جو خود اپنے کانونسے سنتا ہون شک کرون تو بلا شک کفران نعمت ہے علی الخصوص ایسے امور کی نسبت جو بالکل میرے حق بجانب ہین قول مشہور ہے کہ کامیابی سے بڑھکر کوئی شے نہین الا میری حالت ایسی تھی کہ اگر ایک مرتبہ بھی ذرا چوکتا تو باعث بربادی اور خرابی کا تمام عمر کے لیے ہوتا علاوہ بران میرے حق مین ایک امر ایسا باعث اشتعالک بغوای مسلہ عربی کے کہ الامر فوق الادب اس سے بڑھکر مسلمان کے واسطے کون شے زیادہ تر باعث نیکنامی و فخر ہے کہ اپنے جوانی کے ایام بجا آوری خدمت اسلام مین صرف کرے جنگ حال جو مابین روس اور روم کے تھی اس سے صرف یہی غرض نہ تھی کہ روم کا مقابلہ روس سے بلکہ اس مین اور بڑے بڑے نتائج پیچیدہ متعلق تھے یعنی یہ امر ایسا تھا کہ زبردست کا مقابلہ زیردست سے آن پڑا تھا ایک طاقتور تھا اور دوسرا حق بجانب چنانچہ مین نے اپنا کار مفوضہ اسی طرح انجام دیا جیسے کہ آپ لوگ بحالت موجودہ حیثیت مین ادا کرتے۔ آپ اس جنگ کے حالات جو ظلم اور زور پر مبنی تھے برابر ملاحظہ فرماتے تھے اور جو کچھ نتیجہ جنگ برروے کار آیا وہ ویسا ہی تھا جو پیشتر سے خیال کیا جاتا تھا کہ ہوگا جس صورت مین کہ نفاق باہمی اور رشوت ستانی ایک فریق مین جاری تھی اور دوسرے فریق کی جانب فوج کثیرہ اور زر نقد بیحساب تو ملک روم کا کام آخر ہونے کے سوا اور کیا ممکن تھا ہر چند کہ روم کو شکست نصیب ہوئی لیکن نہایت وقت اور نیکنامی کے ساتھ مین خود ہر ایک معرکہ کارزار مین موجود تھا اور جنگ پلونا مین مین نے نامی گرامی سپہ سالار کا سکون کو نیچا دکھایا ان ہر ایک گھماسان لڑائیون مین میرے لیے یہ امر غیر ممکن تھا کہ ایک رومی سپاہی کو دوسرے سپاہی سے امتیاز کر سکون ایسے جری اور دلیر سپاہی عمدہ عمدہ فوج یورپ مین بھی نہونگے ایسا ممکن تھا کہ یہ آفت روم پر بوجہ مستعدی اور دلیری سپاہیان اور غیر مستعد افسران روم کے نہ آنے پاتی الا یہ سپاہی اور غیر مستعد افسر اکیلے جو کہ نالایق جرنیلون کی ماتحتی مین تھے روم کی بہتری کیلئے کیا کر سکتے مین نے رشوت ستانی اہل روم کی نسبت بہت کچھ پڑھا اور سنا تھا لیکن جو کچھ مین نے بچشم خود وہان جاکر دیکھا اس سے کہین بڑھکر خراب پایا۔ اکثر لڑائیون مین روم کو اس سبب سے شکست ہوئی کہ جنرل بطع زر روسیون سے

لگئے روسیون نے بزور تیغ کم مگر بزور زر زیادہ فتح پائی
مجکو روم سے محبت ہی اور اسی ہمدردی کے سبب سے مین
لڑا - اگر پھر ضرورت ہو تو مین ضرور اسکی طرف سے لڑونگا اور
میرا تیغ بست ہونا ویسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی شخص مرتا
کیا نکرتا کیونکہ ایسی قوم کی مدد کرنے سے جو خود اپنے لیے کوشش
اور مدد نہ کرے کیا ہو سکتا ہی - کانٹنل یورپ کے بادشاہون
نے روم کو آپسمین بانٹ لینے کیواسطے سیکڑون حیلے پیدا کئے
لیکن یہ کون کہہ سکتا ہی کہ اہل نے خود اپنی عادات کاہلی سے انکو
اس امر کیلئے شیر نہین کر دیا ہی - اس سلسلہ یا نہین کچھ تھوڑا
سا اظہار نسبت مہمان ان دو بہادر انگریزونکے بعید از انصاف
نہوگا جنھون نے فوج رومی مین بہت کچھ مستعدی اور
قواعد جنگی کے انتظام اور تعمیل کے نسبت کوشش بلیغ
کی - مجکو معلوم ہے کہ اہل انگلینڈ نے رومیونکے ساتھ جنگ
حالمین بڑی ہمدردی ظاہر کی اور اسمین کچھ شک نہین
کہ اسوقت رات کو ایسے صاحبان انگریز کے تشریف لانے
سے صاف ثابت ہی کہ کل قوم انگریزی کو رومیونکے معاملہ
مین اور انکے ساتھ ہمدردی اور محبت ہی میرے نزدیک اس
بیان کی چندان ضرورت نہین کہ سلطنت روم کے قیام
مین خاص انگلینڈ کے اغراض متعلق ہین مجکو یقین ہی اور اکثر
آیگوسٹو کو بھی یقین کا درجہ ہوگا کہ اغراض انگلیشیہ ممالک شرقی
مین بہت بڑھکر ہین مجکو اس امر کا بھی یقین ہی کہ روم کا
قیام یورپ مین صرف اسیصورت مین ممکن ہی کہ وہ انگلینڈ کے
اتحاد قائم رکھے اور اس اتحاد کو انگلستان سے اور زیادہ بڑھاوے
قوم انگلیشہ نے زیردست کی حمایت کی ہی -
الغرض پولیٹکل امور کی نسبت اسپیچ دیکر آگے زیادہ غور خراشی
کرنا نہین چاہتا ہون اگر بتہ اور مین آپ صاحبونکا شکریہ ادا
کرتا ہون کہ آپنے میرا اور میری بیوی کی نسبت دعائیہ کلمے بیان
فرمائے اور اسکے معاوضہ مین مین اپنی تمنا اس سے زیادہ آپکی
خوشنصیبی کیلیے بیان نہین کر سکتا جنکی آپ سے ابھی شادی
نہوئی ہو انکو اپنی معشوقہ کے ساتھ وصل نصیب ہو آمین ثم آمین

تولد فرزندار جمند مجستہ خصال بمشکوی دولت آزاد بلند اقبال

لیا ہی صبحدم اٹھکر ترا نام | رہی تا شام ساقی گردش جام
کہین بھر سخاوت جوش مین آئے | کہ ساقی آرزوی دل نکلجائے
کوئی ساغر عطا اے مہربان کر | دل پرغم کو ساقی شادمان کر
رہین جبتک تری محفل مین ساقی | پیے جائین سبی ہی دلمین ساقی
ہزارون کو بلای سیکڑون جام | رکھ ایسی دور مین ہمکو نہ ناکام

چار مہینے تک آزاد فرخ نہاد اور حسن آرا پر نہایت غور
و نہایت نشاط سے زندگی بسر کی انکی مسرت کا گلزار رشک ارم
مقدم بہار سے شاداب و سیراب رہا دونون نے عہد کر لیا تھا کہ
صدمۂ ہجر کی باتین زبانپر نہ لائینگے آزاد پر جو مصیبت میدان جنگ
مین پڑی تھی اور رنج فرقت نے بجلیان دیپر حسن آرا کے گرائی تھین
انکے ذکر مذکور کی ممانعت تھی - آزاد پاشا کی لوگون نے اسدرجہ
قدر کی کہ کئی جلسونکی میر مجلس مقرر کیگئے اور ایکبار امتحان یونیورسٹی مین
بی اے اور ایم اے کے ممتحن زبان فارسی کے مقرر ہوے
پانچوین مہینے انکے ہان نخل امید کے بارآور ہونیکا زمانہ آیا
ساتوین مہینے گود بھری گئی لال رنگا ہوا دوپٹا اور سبز
ریشمی پائجامہ پہنایا - سوہے کپڑے مین میوے اور
ترکاریان کھوپرا اور ناریل باندھکر بڑی بٹھانی نے
حسن آرا کی گود مین پوٹلی دی - حسن آرا نے

کھڑے ہوکر پیغمبرون کو سلام کیا بعدازان بڑی بوڑھیونکو بندگی کی جب دلھن سلام کرچکی تو پھولون کا گہنا پہنا یا گیا آئینے پر زردرنگا ہوا کپڑا رکھا اور دودھ سے دیکھا کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی۔

منی۔ (بوڑھی دائی) دیکھ لینا بیٹا ہوگا۔

پھندن۔ اللہ نے چاہا دو بیٹے ہون چاند سورج کی جوڑی۔

روح افزا۔ پوتی کی بیٹی بھی بیٹے کے برابر ہوتی ہے

بہارالنسا۔ بیٹی کسی اور کے ہان ہوتی ہوگی۔

تھوڑی دیر کے بعد حسن آرانے مسی لگائی بناؤ سنگار کیا سبز کانچ کی سات سات چوڑیان بڑی بیگم کی حکم سے پہنائین نوین مہینے خدا کے فضل سے توام لڑکے پیدا ہوئے دائیون نے میٹھے تیل کے سات چھاپے لگائے زچہ کے کپڑے بدلے گئے چھٹی کے دن ڈومنیان آئین اندر باہر خوشیان منائین زچہ کو گرم پانی سے نہلایا بچہ کی بھی دو نہلان رکھی گئی زچہ کے پانونکے نیچے اشرفیان رکھین چوک بھرا گیا ناک مین نتھ پہنائی زچہ کی گود مین بچہ دیا گہنا پہنایا افشان چنی گئی سرغام زچہ اور بچونکے سہرا باندھا اوتاری دکھانے چلے صحن مین ایک چوکی بچھی تھی زچہ کی گود مین سوچا ناریل اور ترکاریان دین حسن آرانے سات تاری گنے چاروں طرف پھیلین پھیکین چارون کونونکو سلام کیا جب حسن آرا کمرہ مین آئین دولھانے جو پلنگ پر تمکن تھے دلھن کو بیٹھنے نہین دیا سالیون سر ہجو نسے بھرپور حق لیا اسکے بعد آزادنے چھت پر مرغ مارا اور پلنگ پر دلھن کے پاس بیٹھے تو حسن آرانے گود مین بچونکو دیا۔ تمام شب جلسہ رہا۔

نازک ادا۔ ایک بات تو بھول ہی گئی بچون کے کان مین اذان نہین دلوائی۔

روح۔ امان جان سنینگی تو انکو بڑا خیال ہوگا۔

نازک۔ ای اب کسی کو بلوا کر اذان دلوا دو۔

عباسی۔ مین بیگم صاحبہ کو اطلاع دیے دیتی ہون۔

جب آزاد پاشا کی والدہ ماجدہ کو خبر ہوئی فوراً ایک بوڑھے مولوی صاحب کو بلوایا انھون نے دونون بچون کے کانون مین اذان دی۔ قند کا کوزہ اور چاول اور پانچ اشرفیان انعام دی گئین۔

حسن آرا۔ اب پھولون کا گہنا بڑھایا جاوے۔

روح۔ ہان دریا بھیجو کسی کے ہاتھ۔

الغرض بڑی چہل پہل رہی۔

خاتون مہ لقا مس میڈا اور تھیاسوفکل سوسائٹی

تین برس کے ریاض شاقہ کے بعد اس عفیفہ اور خوبرو نے اردو اور فارسی اور سنسکرت مین اسقدر قابلیت حاصل کی کہ ان سب السنہ مین آسانی کے ساتھ عبارت لکھنے اور لکچر دینے لگین مس کلیر سا اشاعت امور نیک کی غرض سے کلکتے کیطرف روانہ ہوئین اور مس میڈا بمبئی مین آئین پارسی لیڈیونسے ملین کہ دیکھین انھون نے کسقدر ترقی کی یہان جس جس کے مکان پر گئین اور جس جس امیرزادی سے ملین اس سے خاتون بلقیس منزلت میڈم بلوٹیکی کی بڑی تعریف سنی۔

لوگون نے ان سے کہا کہ یہ خاتون عالمہ اس ملک کے خاندان شاہی سے تعلق رکھتی ہین اور انھون نے

عزم بالجزم کرلیا ہو کہ ہندوستان کی لیڈیون اور جنٹلیون کی ترقی مین ساعی بالخیر ہونگی یہ خبر سنکر دوسرے روز مس میڈا سیڈم بلوٹیسکی کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا کہ آپکی انجمن تھیاسوفی کی مین نے بہت کچھ تعریف سنی ہے اسکے ذریعے سے جو فائدہ اس قلیل زمانے مین اہل ہند کو حاصل ہوے اور ہوتے جاتے ہین اظہر من الشمس ہین بنی نوع انسان اور خصوصاً اہل ہند کو اخلاق سکھانیکا عمدہ وسیلہ ہی اور سب ملکون سے ہندوستانمین باہمی اتفاق اور محبت کی بہت ضرورت ہی مذہب اور ملت اور قوم کا اختلاف کیا کم مضر ہے ہندوستان کے حقمین تھا کہ اسپر طرہ یہ ہوا کہ ہر ایک مذہب مین صدہا فرقہ اور ایک ایک فرقے مین بیسون شاخین پیدا ہوگئین اور ہوتی جاتی ہین - برہمنونمین پچاس فرقے ہین - گوڑ اور کان کبجہ اور سناڈ اور تیواری اور مصر اور سارسٹ اور چوبے اور دوبے اور ان سب مین بھی شاخین ہین -

اٹھ قنوجیا اور وچھلے کشمیر کے برہمن اور مرہٹا برہمنون مین اختلاف کا یہ تھا ہمنمین سب کا حصہ ایک نہین - ٹھاکرونمین صدہا فرقے - یا آپس کا نتیجہ صاف ہے کہ ایک کو دوسرے سے بالکل ہمدردی نہین یا کہ آپسمین ایک دوسرے کے درپے - تخریب رہتی ہین یہانکے حالات سے سنکر اور خرابیان بچشم خود دیکھکر دل جوشمین آتا ہی اور یہی چاہتا ہی کہ اپنی عمر کا بقیہ حصہ ہندوستانکی اصلاحمین صرف کرون اور اگر کامیاب نہ بھی ہون تو مرتے وقت یہ خیال تو اپنے ساتھ لیجاؤن کہ ایک عظیم کار خیر مین مین نے اپنی زندگی صرف کی اور گو میری کوشش کا فائدہ ظاہر نہو تمام اہل ہند کے دلون پر عمدہ اثر چھوڑ جاؤن اور خاتون ذکی کو بھی اپنی لائق گروہ مین شامل کرلیجیے کہ آپکی فیض صحبت سے تھیاسوفی کے عالی مضامین سے واقف ہو جاؤن اور بعد ازان اپنا مافی الضمیر جابجا اور لوگون پر ظاہر کرون اور یہ بات ثابت کردون کہ جس گروہ انسانی کو لوگ ضعیف العقل بتاتے ہین اسمین بھی قابلیت نہین کہ تعلیم اور تربیت کے زیور سے اپنے باطن کو آراستہ کرے بلکہ اپنی شایستگی کی روشنی سے اس گروہ کے ظلمتکدۂ دلکو منور کرے جو باوصف تاریکی اپنے کو روشنضمیر سمجھتے ہین اہل یورپ کو اپنے دلون مین یہ زعم ہے کہ ہیچمدان دیگرے نیست مگر ہندوستانکے علوم قدیم و نفیس جنسے قوای باطنی آراستگی پاتے ہین - انسے وہ لوگ بالکل محروم ہین - میڈم اس لیڈی کی یہ تقریر سنکر دلمین نہایت خوش ہوئین اور بڑے لطف سے متوجہ ہوکر یون جوابدیا - ای نوجوان سبن ہماری انجمن کی شرکت کیلئے ممکن ہو کہ مختلف خواہشین ہندوستانکی لیڈیونکو مائل کرین - مثلاً اگر کسی لیڈی کا شوہر یا بھائی یا اور کوئی عزیز قریب تھیاسوفی کی انجمن مین شریک ہو تو وہ لیڈی بھی ہماری انجمن کے اندرونی حالات دریافت کرنیکی غرض سے شریک ہونیکی خواہش کرے یا ایک محض نئی بات سمجھکر یا اس خیال سے کہ تھیاسوفی کے حالات معلوم ہو جاتے ہے مین اور لیڈیون کے مقابلے مین زیادہ عقلمند سمجھی جاؤنگی یا وہ کشف اور کرامت دیکھنے پاؤن گی اور مثل اور بڑے بڑے بزرگون کے خود بھی دکھانے

انکو نکی جنکی قدرت صرف ہندوستان کے بعض معاملوں کو
حاصل ہو یا دل سے یہ تمنا ہو کہ اپنی روحانی اور اخلاقی
قوتوں کو درست کرکے اپنے فرائض کو بہترین طریقے سے
ادا کرون ہاں بہن اگر تمھاری یہ آخر خواہش ہے
تو خیر ورنہ اس انجمن مین شریک ہونے سے تمھارا کوئی فائدہ
متصور نہین جب تک کہ تم اپنے دلمین یہ بخوبی سمجھ
نہ لو کہ ایک عمدہ بات محنت اور مشقت سے حاصل ہوتی
ہی اور اس محنت اور مشقت کو بخوبی گوارا کرو اس انجمن
مین ہزارون آدمی شریک ہین مگر محض شرکت سے
انکا کوئی فائدہ متصور نہین جبتک کہ وہ اسکے اصول
پر کاربند نہون اور اپنی خراب خواہشون اور عادات
پر غالب آنیکی کوشش نہ کرین اور اپنے دل کو پاک
اور صاف کرکے اورونکو فائدہ نہ پہونچائین بعض کا یہ
خیال ہو کہ ہم اپنی پرانی خراب عادات کو نہین چھوڑینگے
خود ہمکو کوئی کوشش نہ کرنی پڑے کسی قسم کی تکلیف
نہ اُٹھانی ہو کوئی۔ مہاتما ایسا معجزہ کردی کہ جس سے
ہماری خصلت خود بخود بدلجائے اور ہمارا باطن صاف
اور شفاف ہوجاوی یہ خیال ایک امر محال ہی ہر ایک مرد و زن
کو چاہیے کہ اپنی درستی اور اصلاح مین خود کوشش کرے
جبتک تمھارے دلمین یہ خواہش نہو کہ اپنی زندگی کو بہتر
اور زیادہ نیک بنائین تب تک ہماری انجمن مین شریک
ہونیسے کوئی فائدہ نہین اگر تمھارا یہ خیال ہو کہ تم دوست اور
دشمن اور امیر اور غریب کے ساتھ اپنا ویسا ہی برتاؤ قائم رکھو
برات اور دن عمدہ پوشاک اور زر و زیور کی فکر مین غرق نہ
اپنے چال اور چلن کو درست کرو اور نہ دین کے فائدہ کیلئے
محنت کرو تو ہماری انجمن مین شریک نہو کیونکہ جبتک دنیوی
دھبے اپنے دل سے صاف کرڈالنے کی کوشش نہ کروگی
تب تک اس انجمن کی شرکت سے ہمارا کوئی فائدہ نہین بلکہ
جو نیک مزاج اور صاف باطن لوگ ہماری انجمن مین شریک
ہین تمھاری شرکت سے انکے ضرر کا گمان ہے بعض کی
خواہش ہو کہ ہماری حالت بہتر اور ہمارا اخلاق زیادہ
درست ہو لیکن اسبات کے حاصل ہونیکے واسطے جو محنت
درکار ہے اسکے متحمل نہین جسطرح گنگا کے میلے مین بعض جاتری
تہر کے تڑکے ماگھ پوس کے مہینے مین دریا نہانے جاتے ہین
مگر سردی کے خوف سے کچھ دیر دریا کے کنارے ٹھٹھکے رہتے
ہین ادھر دل کہتا ہو کہ ثواب حاصل کرنیکا یہی وقت ہے
غوطہ لگاکر اپنے جسم و جان کو پاک و صاف کرلے ادھر جب
سردپانی کا خیال آتا ہی طبیعت بدلجاتی ہی اور انسان سوچتا
ہو کہ خدا معلوم نہانے سے کوئی فائدہ حاصل بھی ہوگا یا
نہین جلدی کیا ہی کچھ دیر تامل کرین آفتاب نکل آنے دین صبح
مین نہائینگے یہانتک کہ اسی قیل و قال مین متبرک وقت نہانے کا
گزر جاتا ہی اور وہ موقع پھر ہاتھ نہین آتا۔

مسٹر آنے میڈم کی یہ تقریر کسی قدر حیرت سے سنی اور دلمین بہت
خوش ہوئی تھوڑی دیر تامل کرکے بصد ادب ڈرتے عرض کی
کہ اے خاتون یہ سچ ہو کہ ہمارے دلونمین کبھی کبھی عمدہ خواہشین
پیدا ہوتی ہین اور اپنی بیقضع اوقات پر افسوس ہوتا ہو مگر کیا
عمدہ پوشاک اور جواہرات اور زر و زیور ہماری روحانی اور
اخلاقی ترقی کے مانع ہین ان اشیا سے ہمارے دل کو خوشی
حاصل ہوتی ہے اور بظاہر اس مین کوئی قباحت نہین معلوم
ہوتی کہ انسان سب چیزون کو یک قلم ترک کرے

اور ان کے ترک کرنے کے بعد گیروے کپڑے پہنے
میڈم نے میڈا کو سر سے پانون تک بغور دیکھا
اور کہا کہ اے بہن روح اور اخلاق کی ترقی کیلئے کسی
خاص رنگ کے کپڑے پہننے کی تخصیص نہین ہے نیک اور
صاف باطن لوگ لباس سے نہین بلکہ اپنی طبیعت اور یقین
کی عمدگی سے پہچانے جاتے ہین ہماری انجمن کے اصول نہین
کہ لوگ خواہ مخواہ تارک الدنیا ہو جائین بلکہ ہر شخص کو چاہیے
کہ اپنی شان اور مرتبے کے موافق اپنا ظاہر درست رکھے جس
سے اپنے شوہر کی نظر و نہین بھلی معلوم ہو غرض میرا نثار
یہ ہے کہ لذائذ نفسانی مین شب و روز غرق رہے ہر ایک
چیز سے موافق ضرورت کے کام لے اور باقی وقت اپنے
تئین عمدہ بنانے اور اور دن کی خوشی اور بھلائی
کے اسباب زیادہ جمع کرنے مین صرف کرے۔
میڈا نے نیچی نظر دنسے میڈم سے یہ سوال کیا
کہ آپ بالتفصیل بیان فرمائیے کہ مین کیا باتین اختیار
کرون اور کن امور سے اجتناب۔
میڈم نے کہا کہ یہ کوئی مشکل بات نہین ہے
اس عالم مین بہت سے اسباب خوشی کے ہین جن سے
حظ اٹھانا کوئی گناہ نہین ہے لیکن بالکل انکی فکر مین
غلطان پیچان ہو کر اپنی اوقات کو ضائع نکرد نیوی
اسباب عیش و آرام کے صرف ایک حد تک کام کے
ہین اس حد کے باہر ان سے نقصان ہے لیکن روحانی
اور اخلاقی دولت کی خوشی لازوال ہے یہ خوشی وقت
اور موت سے محدود نہین بلکہ بعد موت کے بھی
آیندہ ہر ایک قالب مین قدم قدم پر
ساتھ ہے۔
میڈا نے نہایت تعجب سے پوچھا کہ یہ مرنے کے بعد کا مسئلہ
اور آیندہ کی خوشی کا مسئلہ سمجھ مین نہین آتا ہے اسکو زیادہ
تصریح سے بیان فرمایئے میڈم نے کہا کہ صرف تمہاری ہی
سمجھ مین نہین بلکہ اور لوگون کی سمجھ مین بھی یہ بات نہین آتی
ہے اسکا سمجھنا آسان نہین ہے۔
میڈم ہان بہت لوگ ایسے بھی ہین جو اس محدود
زندگی کے دائرہ کے باہر کچھ نہین سمجھتے ہر چار طرف انکو تیرہ
و تاریک دکھائی دیتا ہے اس تماشا گاہ عالم مین چند سال
ہوا و ہوس مین بسر کرتے ہین اور آیندہ بجز قبر یا فنا کے اور
کچھ نہین سوجھتا ہے پس ماندون کو معلوم ہوتا ہے کہ بس زندگی
ختم ہو گئی مگر جو چل بسے دراصل چند روز کے لیے تمہارے
یان مہمان تھے ایک مقام سے دوسرے اور دوسرے
سے تیسرے مقام پر بھی بڑا سفر صعب انکو درپیش ہے تمکو
کیا معلوم اس دنیا مین جو نیک و بد افعال انسے سرزد ہوے
ہین انکا توشہ انکے آیندہ سفر مین ہمراہ رہتا ہے ہم سب
مسافر ہین چند روز یہان بھی مقیم ہین جب یہان سے
ہمارا کوچ ہوگا ہماری نیکی بدی ہمارے ساتھ ہوگی ہم
مین سے جو محض اس دنیا کے لذائذ پر مٹے ہین اور مثل
بہائم کے بسلان انکا ہے مرنیکے بعد بھی وہ تعلق انکو باقی
رہتا ہے اور اگر یہ تعلق زیادہ کثیف ہے تو ترقی کی عوض
تنزل ہوتا ہے اور ایسے مسافر ہمیشہ کے لیے پیچھے رہ جاتے
ہین نیچر کی عدالت مین بے انصافی کا نام نہین ہے اور
بھلائی کا کچھ کام نہین نیکی کا عوض نیکی اور بدی کا
عوض بدی پس جو نیچر کی سیڑھی پر چڑھنے کو مستعد

اور تیار نہین ہوتے نیچے گرتے ہین اور گرتے گرتے سخت اثری کو چلے جاتے ہین برخلاف ایسے لوگونکے جنکے خیالات لطیف اور خواہشین پاک وصاف ہین اور اپنی روحانی ہی ترقی ہمیشہ مدنظر رکھتے ہین وہ جب اس جسم ظاہر کی قید سے آزاد ہو جاتے ہین تو نہایت اطمینان اور خوشی سے اپنے باقی سفر کو طے کرتے ہین۔

میڈا۔ آپ کی تقریر سے تو معلوم ہوتا ہی کہ بہت سے لوگ تو اپنے افعال بد کی مکافات مین تحت اثری کو چلے جاتے ہین اور بہت سے آسمان پر چڑھجاتے ہین۔

میڈم۔ نہین انسان کی زندگی مین نیک وبد اس طرح باہم آمیز ہین کہ فرشتے اور شیطان بھی کل نیکی اور کل بدی کو علیحدہ علیحدہ نہین کرسکتے عذاب کے تحت اثری کو وہ لوگ جاتے ہین جنمین نیکی کا جزو باقی نہین رہتا اور جسم کی تکلیف سے وہی نجات پاتے ہین جو مجسم خیر ہو جاتے ہین اور باقی لوگ موافق اپنے اپنے افعال کے تناسخ کو یعنی آواگون کے مدارج بآسانی اور جلد یا بدقت طے کرتے ہین ہر ایک نیک کام کا پھل آیندہ نیچر کے قواعد کے موافق وہ کسی نہ کسی وقت ضرور ملتا ہی اور ہر ایک فعل بد کا نتیجہ مثل کانٹے کے کھٹکتا یا خلش سا بچے کے ڈستا ہی یا درکھو کہ اس عالم کے بحر زخار مین ہماری موجودہ زندگانی مثل ایکروز کے سفر بحری کے ہے اس سفر کی مصیبتین اور آفتین جھیلنا ہر ایک کا کام نہین کہ بآسانی جھیل کر بیڑا پار کر لیجائے گو ہر ایک کے اختیار مین ہے کہ اپنی کوشش اور سعی یعنی اپنے نیک افعال اور کردار کے ذریعہ سے بآسانی سفر طے کرتا چلا جائے۔

میڈا۔ پھر کیا کوئی مجنون ہی کہ اس چند روزہ زندگی کو آنکھ بند کرکے ضائع کردے اور عمر جاودانی کیواسطے تیار نہو افسوس بلکہ صد ہزار افسوس ہی۔

میڈم۔ سمجھنا شرط ہی جسکے ذہن مین یہ بات بخوبی آجائے کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا کرنا چاہیے اور جو ہر ایک کام اور دنیا کا تماشا دیکھتا ہوا سیدھا جاتا ہو اور ادھر ادھر دائین بائین نہ مڑے وہ راہ راست مین نیک خصلت کے جواہر بٹورتا ہوا مراحل طے کریگا۔

میڈا۔ اسمین تو کسی قدر خودغرضی کی بو آتی ہی ہر ایک کو محض اپنے ذاتی فائدہ کی ترغیب ہے اوروں کا فائدہ اس سے کیونکر ہوگا۔

میڈم۔ خاوند۔ ماں باپ۔ اولاد۔ اور عزیز اقارب دوست آشنا ان سب پر تمہارے افعال کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور پہونچتا ہی جو تم سے زیادہ قریب ہین انکی قسمت کا حصہ تمہارے اختیار مین ہی ماں کا اثر اسکے بچہ پر کیسا زبردست ہوتا ہی بچے ابتدا مین اپنی ماں ہی کی تقلید کرتے ہین پس اگر ماں عقلمند اور نیک ماں ہو ممکن نہین کہ اسکے بچے بھی نیک اور عقیل نہون اس سے ظاہر ہی کہ اپنی ذاتی بھلائی کے سوا ہم اوروں کے نیک بنانے کے بھی ذمہ دار ہین ہم سب کا نفع اور نقصان ایکدوسرے سے خلط ملط ہی۔

میڈا۔ اس صورت مین تو ممکن نہین کہ کوئی شخص محض اپنی کوشش سے بالکل پاک وصاف اور ہمہ تن نیکی ہو سکے

میڈم۔ بیشک جب تک روح اس جسم کثیف مین قید ہے اسکی کثافت سے بالکل پاک وصاف تو نہین ہو سکتی تاہم خلقی فرق مراتب ایسے پائے جاتے ہین

کہ بعض مین ابتدا ہی سے نیک خصائل کی طرف میلان خاطر ہوتا ہے اور بعض کی طبیعت برعکس اسکے بدی ہی کی طرف جلتی ہے الا اسمین بھی کچھ شک نہین کہ ہر ایک ہم مین سے موجودہ حالت سے بہتر ہو سکتا ہی مشکلات کا پہاڑ کیسا ہی بڑا کیون نہو رفتہ رفتہ استقلال سے ہم اسکی چوٹی تک پہونچ سکتے ہین اور کوئی کہ تو دے کہ مین نے سہولیت سے بالاستقلال کوشش کی اور باوجود اس کوشش کے کیقدر کامیابی بھی حاصل نہین ہوئی اور یہ مشکلات بھی جیسی بظاہر سخت معلوم ہوتی ہین دراصل ایسی سخت نہین ہین کسی عظیم الشان تعمیر کو دیکھو کہ ابتدا مین اسکا بنانا کیسا دشوار معلوم ہوا ہو گا مگر جب کاریگرون نے ایک ایک اینٹ جمانا شروع کردی اور مالک مکان نے قصد کرلیا کہ اسکو پورا کرین کچھ عرصہ مین نہایت تو دق عمارت بنکر تیار ہوگئی دل نہ ہارنا چاہیے جس کام کرنیکو دلمین ٹھان لو بہت سی شکلین تو اوسکی فوراً آسان نظر آتی ہین اور یہ بہت جلد تم خود اپنے دلمین کہوگی کہ ہم نہایت پست ہمت تھے کہ اسبات کو اتنا مشکل سمجھتے تھے۔

مئیڈا۔ اچھا پھر کرین کیا ہم۔

میڈم۔ ہر ایک آدمی کے دل پر نیک و بد کی تمیز کا نقش ہی تمکو دانعظ کی صرف اسقدر ضرورت ہی کہ وہ نیکی اور بدی کے نتائج سے تمکو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہے تم بخوبی آگاہ ہو جاؤ گے تمھارا دل خود تمھارا معلم ہوگا کون اپنے عیب نہین جانتا۔ سستی۔ فضولی۔ لالچ۔ تھتہ۔ غرور۔ حسد۔ وغیرہ کو حتی الوسع روکو اپنے دل مین نہ آنے دو۔

میڈم۔ بدی کا ثمرہ بدی اور نیکی کا ثمرہ نیکی ہی جو تمھارے افسر اور مالک ہین سچے دل سے انکی خدمت اور اطاعت کرو جسطرح تم چاہتے ہو کہ تمھارے نوکر تمھاری خدمت کرین اگر تم یا افسر یا حاکم ہو تو اپنے ماتحتون سے حلم و بردباری سے پیش آؤ بعض نوکر جھوٹ بولتے ہین بعض خیانت کرتے ہین اور اسیطرح اور بداعمال کے مرتکب ہوتے ہین اور اپنے فرائض سے غافل رہتے ہین انلوگونکی حالت افسوس کے قابل ہی انکی بدی کے پھل انکو ضرور ملینگے۔ اس بات کی کوشش کرو کہ وہ بھی مثل تمھارے واقف ہوجائین بلکہ اپنے نیک چلن کی نظیر سے ثابت کرو کہ ایمانداری صفائی اور سچائی سے کام کرنا یہان خوشی اور آیندہ بہتری کا باعث ہے

مئیڈا۔ اس ملک کے لوگون مین تعصب اور توہمات بہت ہین بعض اوقات ہنسی آتی ہی اور کبھی افسوس معلوم ہوتا ہے

میڈم۔ مگر انکا تمسخر اور ان سے نفرت جایز نہین۔ یہ سب بوجہ جہالت کے انکی اصلی حالت نہ معلوم ہونا کسی زمانہ مین یہ علامات بعض روحانی باتین یاد دلاتی تھین کہ کسی کا دل دکھانا اچھا نہین ہے۔

مئیڈا۔ ہندو لوگونکو دیکھتی ہون کہ پتھر کی مورتون پر چانول کے دانے اور پھول چڑھاتے ہین میری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ اس رسم سے انکی کیا اصلی غرض ہی۔

میڈم۔ چانول کے دانون سے نیک بات اور نیک کام مراد ہین جسطرح چانول کے دانے چھٹکتے ہین اسیطرح ہر شخص چاہے کہ اپنی نیکی چارون طرف چھٹکاوے پھولون سے یہ غرض ہے کہ ہمارے دل نیکی

اور محبت کی خوشبو سے نزدیک و دور سب کی شام جان معطر کرین۔ اسیطرح ہر ایک مذہبی رسم سے کوئی نہ کوئی عمدہ بات مراد ہو جو نیک نیتی اور سچے دل سے ان رسوم کو ادا کرتا ہو بیشک اچھا اجر پائیگا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کی بہت راہین ہوتی ہین جاہل سے بھی جاہل اگر چڑھنے کی راہ دل سے ڈھونڈھے ضرور پا جائیگا گو جلد نہ پائے اگر تمکو زیادہ لیاقت ہو تو رفتہ رفتہ اور ذکو بھی لائق بناؤ محض نفرت اور اظہار لیاقت سے فائدہ نہین بلکہ نقصان متصور ہو۔

مئیڈا۔ مین تو سنتی تھی کہ ہندوستانی شراب نہین پیتے ہین مگر یہان آکر دیکھا تو بہت لوگ برملا پیتے ہین۔

میڈم۔ ہان اب یہ عیب زیادہ پھیلتا جاتا ہو۔ مذہب کی قید کم ہوتی جاتی ہو اور اس کمی کے عوض کوئی عمدہ طریقہ اخلاق کا سکھایا نہین جاتا۔

مئیڈا۔ سوائے معمولی نقصانات کے کوئی اور بھی نقصان شراب سے ایسا پیدا ہوتا ہو جس سے مین نہ واقف ہون۔

میڈم۔ یہ تو اب بہت لوگ جانتے ہین کہ شراب سے غصہ اور تلون بہت بڑھجاتا ہے سوائے اسکے روحانی ترقی کا باب اسکے استعمال سے بند ہوجاتا ہو حیوانیت کا غلبہ ہوجاتا ہے

مئیڈا۔ آخر اسکے روکنے کی کیا تدبیر ہے۔

میڈم۔ جو اپنے نیک و بد کو بھی سمجھتا ہو اسکو چاہیے کہ خود نہ پیے اور پیتا ہو تو ترک کردے اور اپنے بھائی اور اولاد اور عزیز اور دوستون کو شراب کے استعمال سے باز رکھے لعنت ملامت کے ذریعہ سے نہین بلکہ علحدہ محبت سے سمجھائے اسطرح سمجھانے کا موقع عورتون کو زیادہ حاصل رہتا ہے۔ اب وقت تنگ ہے اور ہم کم و بیش اپنی اوقات ضایع کرتے ہین اور بعض تو تمام عمر بے سود ضائع کردیتے ہین اور کہین نہین اپنے اپنے گھر مین بھی اگر ہم محبت سے کام کرین اور سچے دل سے اپنے پیارون عزیزون کی روحانی بہتری مین کوشش کرین تو وقت بخوبی صرف ہو سکتا ہے اور سچ تو یہ ہو کہ اگر انسان دل سے چاہے تو باوجود موجودہ دقتون کے صدہا طریقون سے نیکی کر سکتا ہے۔

مئیڈا۔ اچھا اس سب کا نتیجہ کیا ہو۔

میڈم۔ اگر تم اسیرو غریب ادنے و اعلی ہر ایک ذی روح سے بہ محبت پیش آؤگی تو وہ بھی تم سے محبت کرینگے اور اس عالم مین تمکو اور تمہارے پیارے عزیزونکو اسکا وہ عمدہ پھل حاصل ہوگا جسکا تمکو وہم و گمان بھی نہین ہو۔ ہان کوشش شرط ہو۔

مئیڈا۔ مین عمدہ باتون مین کوشش کرنیکی نیت سے آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہون مجکو اپنی انجمن تھیا سوفی کا ممبر قبول فرمائیے اور مناسب ہدایت دیجیے۔

میڈم۔ اول ایک درخواست شرکت کی غرض سے جسپر دو تھیا سوفسٹ کی شہادت ہو کہ وہ تمکو نیک چلن جانتے ہین اس سوسائٹی کے پریسیڈنٹ کے نام بعد منظوری درخواست چند علامات اور الفاظ بطور راز و شناخت کے تمکو بتلائے جائینگے مس مئیڈا کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا اور دوسرے روز درخواست حسب ضابطہ میڈم بلوٹیسکی کی خدمت مین بھیجی چنانچہ خاتون موصوفہ نے انکی درخواست بطیب خاطر منظور کی اور دوسرے ہی روز سے مختلف

اخبارون مین شائع ہوا کہ مس میڈا بھی میڈم بلوٹیکی اور کرنل ال کاٹ کی بیعت لائین۔

جب آزاد پاشا نے بمبئی کے ایک اخبار مین پڑھا کہ میڈم بلوٹیکی نے مس میڈا کے دل کو اپنی سحر بیانی سے مسخر کرلیا اور یہ نوجوان لیڈی طیب خاطر کی ساتھ تھیوسوفسٹ ہوگئی تو انھون نے میڈا کی نام ذیل کا خط بھیجا مائی ڈیر مس میڈا آج ایک انگریزی اخبار بمبئی کے نوکل کالم مین مین نے پڑھا کہ تم میڈم بلوٹیکی کی بیعت لائی ہو مبارک باشد۔ مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس مذہب جدید مین تمنے کونسی خوبی دیکھی جس سے اس خاتون روس کے کہنے مین آگئین اسمین تو شک ہی نہین کہ بے سمجھے بوجھے تم نے یہ مذہب اختیار کیا ہوگا تبتک مجھے تعجب ہو کہ تم نے اس امر کی اطلاع بھی نہ دی اب بتاؤ گنجایش شکوہ سنجی ہو یا نہین کیا واقعی تمھارے نزدیک تھیوسوفی عاقبت بخشائیگی اگر ایسا ہو تو مجھے اور بھی زیادہ شکایت کا موقع ملا کہ خود تو بہشت مین جانے کی کوشش کرو اور مجھے محروم رکھو آزاد

مس میڈا نے اس خط کا جواب یون لکھا

میرے پیارے آزاد۔ مجھے دلی یقین ہو کہ تھیاسوفی عاقبت مین بخشائیگی اور یہ یقین حق الیقین کے درجہ کو پہونچا ہو باقی رہا یہ امر کہ تمکو کیون اس نعمت سے محروم رکھا تو حضرت اول خویش بعدہ درویش۔ آیا ذہن شریف مین اب حال سنیے کہ تمھاری بڑی غلط فہمی ہو کہ تم تھیاسوفی کو مذہب سمجھ بیٹھے ہو تھیاسوفی کو کسی مذہب سے بحث نہین افسوس ہو کہ تم اسکے ماحصل اور موضوع سے ذرا بھی واقف نہین ہو جیسا تمھاری تحریر سے ثابت ہوتا ہے اور با اینہمہ اعتراض جانے پر مستعد ہوگئے یہ امر تمھاری دانشمندی سے بعید ہے۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

مین برسون یہانسے روانہ ہونگی اور انشاءاللہ اسکی خوبیون کا نقش تمھارے لوحہ دل پہ بخوبی مرتسم کردونگی۔

تیسرے روز مس میڈا حسب اقرار روانہ ہوئین اور جب آزاد سے ملین تو مصافحے کے بعد یون گفتگو ہوئی۔

آزاد۔ ہنسکر۔ اب تھیاسوفسٹ ہین آپ۔

میڈا۔ مسکراکر۔ بیشک۔ اور مین خدا کی شکرگزار ہون

آزاد۔ خدا کا شکریہ ادا کرنیکی غرض سے تھیاسوفسٹ ہوئین

میڈا۔ اب مین کیا کہون کتنا پچھتانے کا سوال ہو۔

آزاد۔ تو یہ کہیے کہ اب آپ پر نور الٰہی نازل ہوا

میڈا۔ آفتاب عالمتاب سب کے لیے روشن یکسان ہو۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسی طرح نور الٰہی سب کے لیے یکسان فیاضی کے ساتھ تقسیم ہوا ہو مگر جو تاریک دل کے لوگ ہین وہ اس فیض نہین اٹھاتے پس تمھارا یہ کہنا کہ اب آپ پر نور الٰہی نازل ہوا۔ اسمین۔ اب۔ کا لفظ کھٹکتا ہے۔

آزاد۔ اس مذہب مین کون کون عالم اور فاضل شریک ہین

میڈا۔ کون مذہب!! مین تو خط مین لکھ چکی ہون کہ تھیاسوفی کوئی مذہب نہین ہو بس اسکے لیے جو کہ آپنے مذہب کا لفظ استعمال کیا یہ غلط ہو۔

آزاد۔ اب مذہب کا لفظ نہ استعمال کرونگا مگر یہ تو بتاؤ کہ اسمین سوائے چند آدمیونکے جو عقل سے بہرہ نہین رکھتے کوئی ذی علم بھی شریک ہی۔

میڈا۔ افسوس ہی آزاد کہ تم تھیاسوفی سے بالکل ناواقف ہو اسمین بڑے بڑے علماے اجل اور فضلاے گرانمایہ اور عقلاے دہر شریک ہین جنکی قابلیت کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین اور جہانتک مجھے معلوم ہے مین کہہ سکتی ہون کہ فرنگ کے اکثر علما کا میلان طبع اب اس طرف ہی۔

آزاد۔ تم اسکی بھی معتقد ہو کہ مرنے کے بعد انسان کے افعال کے مطابق اُسکو سزا یا جزا ملتی ہی۔

میڈا۔ اسکو تھیاسوفی سے کوئی سروکار ہی نہین ہی ہان میری پرایوٹ راے اگر دریافت کرتے ہو تو خوشی سے بیان کرونگی۔ مین بیشک اسکی معتقد ہون کہ مرنیکے بعد ہمارے افعال قبیحہ کی ہمکو سخت سزا ملیگی اور اگر افعال نیک ہم سے سرزد ہوئے ہین تو انکی جلد مین ہم عمدہ صلہ پائینگے۔

آزاد۔ اور پیشتر اس امر مین تمھاری کیا راے تھی۔

میڈا۔ پیشتر بھی میری یہی راے تھی جواب ہی۔

آزاد۔ تو مذہب تھیاسوفی نے تمھاری اس راے کو بدلا نہین۔

میڈا۔ غضب خدا۔ اتنے مرتبہ سمجھا چکی انکی سمجھ ہی مین نہین آتا کہ تھیاسوفی کوئی مذہب نہین ہی۔

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔ پھر چوکا۔ اب نہ کہونگا۔

میڈا۔ یہی تو بڑی خرابی ہی کہ لوگ بلا غور و خوض اعتراض کر بیٹھتے ہین اور اکثر آدمیونکو ایک قسم کا تعصب سا ہو گیا ہی۔

آزاد۔ ہمنے سنا ہی کہ تھیاسوفی کے پیرو شعبدہ باز بھی ہین میڈا۔ سنا ہوگا۔ ہمنے سنا تھا کہ آزاد پاشا نے ایک سائیس کو قتل کرکے اسکی بیوی کے ساتھ شادی کرلی تھی۔

رادی۔ ناظرین فسانۂ آزاد اس جواب کی خوبی کو بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ اچھا جواب دیا۔

آزاد۔ وہ تو حاسدون نے گپ اُڑائی تھی مگر۔

میڈا۔ اسکا کیا ثبوت ہی کہ یہ گپ دوستون نے اُڑائی ہی

آزاد۔ سارے زمانے مین مشہور ہی کہ تھیاسوفی والے روح سے باتین کرتے ہین یہ صحیح ہے یا غلط۔

میڈا۔ ای ہی کیا تم اسی کو شعبدہ بازی سمجھے ہوئے ہو۔

آزاد۔ یہ شعبدہ نہین تو اور کیا ہی شعبدہ اور کیسا ہوتا ہی۔

میڈا۔ اگر اسی کا نام شعبدہ ہی تو پھر نیوٹن اور بیکن اور ہرشل بھی بڑے شعبدہ باز تھے جنکو حکیم اور علماے حکمت قرار دیتے ہو۔

آزاد۔ چہ خوش کجا علم حکمت کجا تھیاسوفی معقول ہمنے سنا ہی کہ لوگون نے یہانتک مبالغہ کیا ہی کہ اسکے بانی غیب دان ہوتے ہین کوہ ہماچل کے باشندے بمبئی کے تھیاسوفسٹ سے باتین کرتے ہین اور جو تھیاسوفسٹ بمبئی مین رہتے ہین وہ کوہ ہماچل والون سے بلا کسی وسیلہ کے گفتگو کیا کرتے ہین ایک شخص کی زبانی سننے مین آیا۔ کہ جن تھیاسوفسٹ نے اپنے گروہ مین مدارج اعلیٰ حاصل کئے ہین وہ اس فرقے کے باشندگان کو وہ مذکور کے نام خط لکھکر میز پر رکھتے ہین اور موکل خط اٹھاکے پہاڑ پر لے جاتے ہین۔

مس میڈا نے کہا اسمین تعجب کی کونسی بات ہی فرض کیجئے

کہ ایک ملک مین ایسے وحشی آدمی بستے ہین جو لکھنے پڑھنے سے بالکل ناواقف ہین اور جنکو یہ بھی معلوم نہین کہ حروف کے ذریعہ سے انسان اپنے خیال ایکدوسرے پر ظاہر کرسکتے ہین اگر انکے سامنے کوئی شخص کاغذ پر اپنا حال لکھکر دوسرے کو دے اور وہ پڑھکر بیان کرے کہ اس کا یہ مطلب ہے تو وحشی آدمیونکو ضرور تعجب ہوگا وہ اپنی دلمین سوچینگے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے دلکی بات اسوقت تک نہین جان سکتا جب تک وہ خود بیان نکرے اور یہ خیال صرف بولنے یا کسی قدر اشارون کے ذریعے سے معلوم ہوسکتا ہے جسطرح آپ ان امور کو حیرت انگیز سمجھتے ہین کہ خط میز پر رکھا اور سو کوس کوہ ہمالچل کی چوٹی پر لے اڑے اسیطرح وہ بھی متحیر ہوتے ہین کہ دو آدمی چپ چاپ کھڑے ہین نہ بولتے ہین نہ جانتے ہین ایک نے کاغذ پر کچھ لکیرین کھینچدین اور دوسرا اسکا مافی الضمیر سمجھ گیا اگر گنوار دن یا وحشی آدمیون سے مثلاً اسکوٹیمو یا رڈ بو یا افریقہ کے اور باشندے سے یہ کہا جاے کہ کلکتے اور لندن مین تار کے ذریعہ سے خبرین آتی ہین اور مہینونکی راہ کی باتین بہردن مین معلوم ہوجاتی ہین تو کبھی باور نکریگا اسکی سمجھ ہی مین نہ آویگا کہ تار کے کھٹکھٹانے سے لندن والے کیونکر کلکتہ والونکی بات سمجھ سکتے ہین کوئی کروڑ دلیلین پیش کرے وہ ایک نہ مانیگے اب مقام غور ہے کہ اگر اس زمانہ مین تار برقی نہ جاری ہوئی ہوتی اور اہل یورپ سے کہا جاتا کہ ہندوستان نے اگلے وقتونمین اسقدر ترقی کی تھی کہ تار کے ذریعہ سے لکھنؤ کی خبر کلکتے مین دو ڈھائی گھنٹے کے اندر پہونچ سکتی تھی تو وہ ہرگز باور نہ کرتے اور جسطرح بہت سی باتون کو غلط قرار دیتے ہین ان باتونکو بھی محض خیال تصور کرتے اگر کسی ایسے شخص سے ریل کا ذکر کیا جائے جسنے کبھی ریل کو دیکھا نہو اور نہ کبھی اسکا حال سنا ہو تو ممکن نہین کہ اسکو یقین آئے وہ سمجھ ہی نہین سکتا کہ اسقدر تیز رو کون سواری ہوسکتی ہے میری بہن بس کلیر سانے کسی اخبار مین مسٹر اسمتھ سیاح جہانگی سوانح عمری مین انکا اور جنکے ایک وحشی کا مکالمہ پڑھا تھا سننے کے قابل ہے دریاے جابا کے کنارے ایک مقام پر سیاح سوصوف تھکے ماندے گھوڑے سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے تھے اور اس فکر مین تھے کہ گاؤن مین جاکر کہین کھائین اتنے مین ایک کالا بھجنگا حبشی انکے قریب آیا اور یون گفتگو کرنے لگا۔

حبشی۔ سفید آدمی تم یہان کس غرض سے آئے ہو۔

سیاح۔ مین اس غرض سے آیا ہون کہ اس ملک مین لوگونکو فائدہ پہونچاؤن اس ملک مین نہ ریل ہے نہ تار ہے لوگونکو بڑی دقت رہتی ہے۔

حبشی۔ ریل اور تار کیسی ہوتی ہے۔ نام بھی نہین سنا

سیاح۔ ریل وہ سواری ہے جو ایک گھنٹہ مین سولہ کوس جاتی ہے اور ایکدن مین ایک سو اسی کوس۔

حبشی۔ ایک گھنٹہ مین سولہ کوس!! جھوٹا ہے تو۔

سیاح۔ مین بہت صحیح عرض کرتا ہون وہ ایسی ہی تیز رو سواری ہے۔

حبشی۔ کوئی تیز گھوڑا اسقدر جلد نہین جاسکتا۔

سیاح۔ اسمین گھوڑے کا کیا کام ہے نہ گھوڑا اور نہ کوئی جانور کے چلتی ہے صرف ہوا اور پانی اور آگ کے زور سے چلتی ہے

جھنجی گھونسا مارکر تم اس قابل ہو کہ قتل کیے جاؤ
سیاح - پھر اگر میں کہا جانتا ہے کہ میں سچ کہتا ہوں
حبشی - ہوا کے زور سے آدمی اتنی دور اور اتنی جلد کبھی
نہیں جا سکتا - تیر ہوا کے زور سے جا سکتا ہے -
گرشت آگ کے زور سے بھونا جاتا ہے پانی میں مچھلیاں
رہتی ہیں سواری اسقدر تیز کیونکر جا سکتی ہے - ہمارے ملک
میں جو جھوٹ بولتا ہے اُسکو قتل کر ڈالتے ہیں تمہارے ملک
میں ایسی انوکھی سواری ہوتی ہے بالکل جھوٹا ہے -
مسٹر اسمتھ لکھتے ہیں کہ مجھے پھر جرأت نہوئی کہ
تار کا حال بیان کروں -
آزاد - ہنسکر - تار کا ذکر کرتے تو اور پٹتے -
مس - فوراً مار ڈالے جاتے پھر جیتے نہ بچتے -
آزاد - بڑی ہنسی آتی ہے یہ ریل کا حال بیان کرتے
ہیں وہ گھونسا تانتا ہے اور دھمکاتا ہے کہ قتل کئے جاؤ گے
مس - اسکی سمجھ میں کیونکر آتا کہ بغیر جانوروں کے کوئی
سواری اسقدر تیزی کے ساتھ جا سکتی ہے -
آزاد - افسوس ہے کہ تار کا تذکرہ نہ کیا بڑی
دل لگی ہوتی -
مس - اسیطرح تھیاسوفی کے رموز پر تمام لوگ متحیر ہوتے ہیں
آزاد - بہت ہی خوب - بہ خوش - اچھی مثال دی -
مس - اسمیں کیا کچھ شک بھی ہے واقعی اچھی مثال ہے
آزاد - افریقہ کا ایک حبشی اور روس ہم برابر ٹھہرے -
مس - بیشک جسطرح اسکو ریل کی سواری کا یقین نہیں
آتا اور جسطرح وہ جھوٹ سمجھا اسیطرح تم ہماری باتوں کو کذب
پر محمول کرتے ہو اور وہ جسطرح جھلایا اسیطرح تم لوگ
جھلاتے ہو اور ہم لوگوں کے مہذب اور معزز شرکا کو گالیاں
دیتے ہو اگر تعصب کو چھوڑ کر ریاضت کی طرف آمادہ ہو تو ان
باتوں کو دل سے قدر کرو -
آزاد - تم مسمریزم کی بھی معتقد ہو مس میڈا -
مس - میرے نزدیک کل عقلا اسکے معتقد ہیں -
آزاد - اور جو معتقد نہیں انکو جہلا قرار دیتی ہو -
مس - جو معتقد نہیں وہ دو وجہ شقوں سے خالی نہیں یا تو
متعصب ہیں یا انکی عقل کی آنکھیں بے نور ہو گئیں -
آزاد - خدا تمکو راہ راست پر لاوے اور کیا کہوں -
مس - (مسکرا کر) مجھے خدا راہ راست پر لایا اب میری
دعا یہ ہے کہ خدا تمکو سیدھے ڈھرے پر لگائے -
آزاد - آخر اس مذہب میں بُری کونسی بات ہے -
مس - سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی مگر تمنے مذہب ہی کہا
آزاد - خطا ہوئی لیکن یہ تم کیونکر باور کر سکتی ہو کہ تھیاسوفی
کے ذریعے سے قلب اسقدر صفائی حاصل کر سکتا ہے کہ غیب
کی باتیں انسان بتانے لگے -
مس - میں نے بچشم خود دیکھا ہے اور انشا اللہ دکھا دونگی
آزاد - سنا کہ میڈم صاحب نے ایک مرتبہ بند خط بغیر کھولے
ہوئے پڑھ لیا - ڈاک پر کسی کا خط آیا تھا اُنھوں نے لفافہ
پیشانی پر رکھا اور ایک ایک حرف پڑھ دیا -
مس - دیکھو آزاد بے سمجھے بوجھے کسی بات پر اعتراض
کرنا اور زبان ایراد کھولنا بڑا عیب ہے اسمیں ذرا شبہ نہیں
کہ لفافہ پیشانی پر رکھا اور کل مضمون پڑھ دیا اور ایک
نہیں ہزار بار لاکھ بار -
آزاد - میڈا تم ایسا کہتی ہو تعجب ہے -

مس - ہان ہان مین ایسا کہتی ہون ہندؤن کی علوم قدیم سب صحیح تھے اور ان علوم مین انھون نے بڑا ملکہ پہونچایا تھا مگر جب کاہلی کا زمانہ آیا تو وہ علوم مفقود ہوگئے وجہ یہ کہ بلا ریاض شاقہ اور محنت کے انکا حاصل کرنا محال تھا علاوہ برین جب تک انسان افعال قبیحہ سے کنارہ کش نہو تب تک قلب کی صفائی نہین ہوتی اور اور صفائی قلب حاصل کرنے کے بغیر ممکن نہین کہ مسمریزم اور اکلٹ سائنس اور اسپرچوالزم وغیرہ علوم پر حاوی ہو

آزاد - اب تم مسمریزم سے واقف ہوگئین -

مس - ہان اور ابھی برابر مشق کرتی جاتی ہون -

آزاد - کیا مسمریزم ذریعہ حصول مغفرت ہی -

مس - اس سے ایک فائدہ تو یہ متصور ہی کہ درد اور بیماری کی تکلیف کم ہوسکتی ہے اور ادھر انسان پر عمل ہوا ادھر دردوانے کے باہر کا حال بتانا شروع کیا

آزاد - اسکا تو ہمکو حشر تک یقین نہ آئیگا -

مس - مین نے تو کہدیا نا کہ اگر یہ غلط ہی تو ہرشل لاپلاس اور کل علماے ہیئت کا قول غلط ہے -

آزاد - کجا مسمریزم بے اصل چیز اور کجا علم ہیئت -

مس - ہمکو بھی یقین نہین آتا کہ زمین کے باشندے اور کرۂ شمس اور کرۂ قمر اور اجرام علوی کے حالات سے آگاہ ہوسکین یہ کیونکر ممکن ہی کہ لندن مین بیٹھکر کرۂ قمر کے حالات دریافت کرے عقل کبھی تسلیم نہ کریگی کہ کرۂ آفتاب کے اندرونی امور سے انسان واقف ہوجائے کجا زمین کجا آسمان ان علمانے زمین اور آسمان کے قلابے ملائے ہین

آزاد - آلات کے ذریعے سے ان کرؤن کا حال بآسانی دریافت ہوسکتا ہے - اگر وہ یہ کہتے کہ ہمنے آلات صناعت کرلیا تو بیشک انکا قول حکما کے نزدیک قابل اعتبار نہ قرار پاتا -

مس - کیا خاصی بات ہی کہ لوہے یا پیتل یا شیشے کے ذریعہ سے انسان کرؤرون میل کی چیزین دیکھ سکے اور پدرون کوسون کی باتین دریافت کرسکے آسکو تو آپلوگ تسلیم کرتے ہین اور اسکو باور نہین کرتے کہ جس عقل نے انسان کو اس قابل کیا کہ دوربین بناکر اجرام علوی کے حالات دریافت کرے وہ عقل اسدرجہ ترقی کرسکتی ہی کہ بلا امداد آلات انسان دلکی صفائی کے ذریعے سے کل اشیا کا مشاہدہ کرسکے - افسوس فرض کیجیے کہ علم ہیئت دنیا سے مٹجاے اور چار سو برس کے بعد لوگون سے کہا جاے کہ فلان زمانہ مین عالم ایسے زبردست تھے کہ علم ہیئت کے زور سے آفتاب اور قمر وغیرہ کرون کے حالات بتادیتے تھے اور کل کرؤنکا قد معلوم اور کرۂ ارض کو وزن کرلیا تھا تو ہرگز یقین نہ آئے وہ قہقہے لگائین اور کہین کہ دعوی بالکل پوچ ہی باور ہونا محض خیال خام ہے -

آزاد - اگر تم ذرا بھی غور کرو اور کتب تھیاسوفی پڑھو تو تمھارے خیالات اکثر بدل جائین - مین نے تھیاسوفی کی نسبت کچھ لکھا ہی - اگر سنو تو پڑھکر سناؤن -

آزاد - مین بڑی خوشی کے ساتھ سنون گا -

مس کلیرسانے اپنا لکچر حرف بحرف پڑھکر سنایا - وہو ہذا -

ہند کی تہذیب صرف سو برس اُدھر تک یورپ کی تہذیب سے بہت

بہت مختلف تھی کہ لوگ کہینگے کہ تہذیب تو ایک لفظ عام
فہم ہے اسمین اختلاف کیسا۔ مگر جس طرحسے زمانہ ایک ہے
لیکن شب و روز مین فرق ہے اسیطرحسے گو تہذیب لفظ
عام ہے لیکن باطنی تہذیب اور ظاہری تہذیب مین بیحد
فرق ہے ہند کے اس زمانیکا ذکر آجانے دو جبکہ یہانکے اہل
کمال اپنی ریاضت اور صفائی باطنی کیوجہ سے سقراط اور
افلاطون سے بھی زیادہ روشن ضمیر ہوتے تھے اس لئے
زمانے مین بھی اس خیال سے کہ اس کرۂ زمین پر ہماری
صرف عارضی سکونت ہے اور موافق ہمارے اعمال کے
بعد موت کے بدتر یا متوسط یا بہتر ہوگی اہل ہند اور کل
ممالک روے زمین کی نسبت اہل ہند کی توجہ تہذیب نفس
کی جانب کیسقدر زیادہ تھی اور علوم باطنی کے ماہر جابجا
ملتے تھے گو بعض بعض دھوکہ باز اور فریبی ہوتے تھے تاہم
بعض رہنماے صادق بھی موجود تھے یورپ مین بیحد ان
اسکے بوجوہ تہذیب ظاہری کی طرف زیادہ توجہ رہی
اور نفس پرستی کا غلبہ بوجہ کثرت استعمال شراب کے
اسقدر بڑھا کہ دل بالکل تیرہ و تار ہوگیا یورپ مین
جتنے نامی گرامی حکیم گذرے ہین سب کو شراب
خواری سے اجتناب رہا ہے۔
یہانتک کہ لفظ روح ایک لفظ بے معنی قرار دیا گیا
اور موت کو پایان حیات ٹھہراکر یہ کہا گیا کہ۔ ع

اسطرف ساری خدائی ہے ادھر کچھ بھی نہین

انگریزی علداری اور تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ خیال اہل ہند
خصوصًا نوجوان تعلیم یافتون کے ذہن مین روز بروز جمتا
گیا اور باب نفس پرستی کی تاریکی اسقدر بڑھا گئی کہ تہذیب باطنی کو
بیوقوفی اور نفس کشی کو جنون اور مالیخولیا لوگ سمجھنے
لگے کہان وہ روشن ضمیر کہان یہ تاریکی ع

یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

کرنیل آلکاٹ اور میڈم بلاوٹسکی جنکے نام نامی سے
بہت لوگ واقف ہین اہل ہند کو بیدار کررہے ہین جنانچہ
کرنیل صاحب ہند کے سچے بہی خواہ ایام سرما کے دورہ
مین اسی غرض سے اودھ اور ممالک مغربی اور شمالی مین
آنے والے ہین کہ خاص نشانہا سونی کا یہانکے تعلیم یافتہ
اور اہل خرد پر صاف ظاہر کرین اور جو توہمات بوجہ عدم
واقفیت بعض صاحبونکے مذہب مین جاگزین ہوے ہین
انکو دور کرین۔
واضح ہو کہ تھیاسوفی کے دو صیغہ ہین ایک ظاہری اور دوسرا
باطنی اہل ہند کے مختلف اقوام اور مذاہب اور فرقون مین باہمی
محبت اور اتفاق اور ہند کے علوم قدیمہ کی تحقیقات اول صیغہ سے
متعلق ہے قانون قدرت کے اسرار کی تلاش باقاعدہ اور تکمیل نفس
باطنی دوسرے صیغہ سے متعلق ہے ہر ایک دنیادار نیکخواہ اگر بظاہر
اسکا چلن درست ہو اور اپنے ہمجنسونکے نفع پہونچانیکی کچھ بھی خواہش
ہو وہ تھیاسوفی کے گروہ سے صیغۂ اول مین شریک ہو سکتا ہے اس
شرکت مین نہ کسی چیز کے ترک کرنے اور نہ کسی خاص ریاضت کی ضرورت
ہے۔ رفتہ رفتہ جسقدر خیالات زیادہ وسیع اور خود غرضی اور نفس
پرستی کم ہوتی جائیگی اوسی قدر دوسرے صیغہ مین کوشش کرنیکے
واسطے رغبت پیدا ہوگی ہان دوسرے صیغہ مین خصوصًا اسکے رکن
اعلی مین کوئی شخص داخل نہین ہو سکتا ہے جب تک تہذیب
نفس اور ترک لذات دنیوی اختیار نہ کرے کوئی کمال
بغیر ریاضت کے حاصل نہین ہوتا ہے اسرار قدرت

کا معلوم کرنا اور قوائے باطنی کی تکمیل نہایت مشکل امر ہے یہانتک کہ بعض علمائے یورپ کے نزدیک غیر ممکن ہے اسلئے وہی معدودے چند اس علم اور فن کو حاصل کرسکتے ہین جنکی خلقت طبیعت اس جانب راغب ہو اور اسکی ریاضت شاقہ کے متحمل ہوسکین پس بغیر دریافت حقیقت الامر کے یہ کہدینا کہ کرنیل صاحب یہ وعظ کرتے پھرتے ہین کہ دنیا اور دولت بالکل ترک کرکے اور ایک لنگوٹی باندھکر جنگل مین جاکر ریاضت کرو۔ سراسر راست بازی اور انصاف کے خلاف ہے۔ حقیقت تو یون ہے کہ کرنیل صاحب ہند کے لوگونکو نہایت دردمندی سے انکے بھلے نفع کی طرف متوجہ کرتے ہین بدلائل سمجھاتے ہین کہ اپنے قدیم علوم اور فنون کو جو سراسر حکمت اور دانشمندی سے مملو ہین ایک دفعہ پارینہ اور بے معنی نہ سمجھو سو باہمی مخصومت کے عوض مین آپسمین میل جول پیدا کرو۔ دیان ہزارون لاکھون مین اگر کوئی علم فنون باطنی کے حاصل کرنیکی خلقی قابلیت رکھتا ہے تو بیوقوفانہ پھرے بلکہ اپنی اس خلقی قابلیت کا فائدہ تمیاسوفی کی سوسائٹی کے ذریعہ سے ضرور حاصل کرکے اپنے بھائیونکو پہونچائے نہ کہ ترک اور تجرید اختیار کرے اور ذاتی نفع آیدہ مین کمال خودغرضی نہ بنجائے۔ خودغرضی ہر ایک قسم کی تکمیل کیلئے مضر ہے اور اپنی زندگی کو اپنے ہمجنسون کے فائدہ کیلئے صرف کرنا بہت مفید ہے۔

ہندستان کے پہاڑون پر اب بھی رشی اور منی اور جوگی لوگ بستے ہین جنکی فضیلت اس قابل ہے کہ انکا پتہ کرے خصوصاً نیلگری پہاڑ بلکہ کرن بن شرقی اور غربی گھاٹ کے درمیان تمام عجیب

بزرگونکا مسکن ہے۔ گر ہندی مین پہاڑ کو کہتے ہین پس یہ پہاڑ نیلگون ہونیسے اسکو نیلگیری کہتے ہین گو آج پچاس برس سے صاحبان انگریز کی آمد و رفت اس پہاڑ پر ہے بلکہ چند مقامات کو ہستان شمل اور نیلگیری کے بوجہ سرد ہونے آب و ہوا کے منتخب کئے گئے ہین اور صاحب گورنر مدراس ایام گرما اور بارش مین اس پہاڑ پر بمقام اوٹاکمنڈ تشریف رکھتے ہین مگر مفصل حالات اس پہاڑ کے آجتک کسی کو دریافت نہین ہوئے کتاب ایس کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ ۱۸۸۲ء مین ذیل کا تذکرہ دیکھنے مین آیا لہذا ہم ارباب دانش پژوہ کے ملاحظہ کیواسطے نہایت صحت کیساتھ لکھتے ہین کیونکہ بعض قدیم روایات کا ثبوت جنکو اس زمانے کے اکثر انگریزی خوان غیر ممکن اور وقوع نہ سمجھتے ہین اس محقق تذکرہ سے پایا جاتا ہے کہ پچاس برس بھی نہین گزرے ہونگے کہ دو انگریز دکاشیر کے شکار کو اسلئے نیلگیر پربت پر گذر ہوا اتفاقاً چند عجیب و غریب آدمی نظر آئے جنکی صورت اور بات چیت بالکل ہنود سے مختلف تھی انکی وجاہت اور شباہت سے بعض پادریون نے قیاس کیا کہ یہ لوگ یہودیون کی اقوام گم شدہ مین سے ہین یہ قیاس انکا صحیح نہین ہے بوجہ انکی خداداد وجاہت اور حسن کے اگر تشبیہ دین تو یہ کہنا چاہیے کہ صورت و شکل مین یونان کے قیاسی فرشتہ اعظم سے مشابہ ہین انسان مین انکا سا وجیہ اور خوبصورت تو دیکھنے مین نہین آیا اس فرشتہ صفت گروہ کو ٹوڈا کہتے ہین تعداد انکی کسی کو معلوم نہین کسی نے انکے لڑکون اور لڑکیون کو نہین دیکھا جو بچے انکے ساتھ رہتے ہین وہ فرقہ ایڈا جا کے بچے ہوتے ہین

یہ فرقہ گروہ ٹوڈا سے قوم اور رنگ اور بول چال مین
بالکل مختلف ہی بلکہ فرقہ ٹوڈا کو قابل تعلیم اور پرستش
کے سمجھا ہی اور دل وجان سے انکی خدمت کرتا ہی ٹوڈا
طویل القامت اور سنگ دروپ مین مثل یورپین
کے ہوتے ہین یعنی بھورے تابدار سر اور داڑھی کے بال
جنمین کہ روز پیدایش سے کبھی استرا نہین لگا کبھی کسی
شخص نے ۵ یا ۶ آدمی سے زیادہ انکو ایک مرتبہ مین
نہین دیکھا غیر شخص سے وہ بات تک نہین کرتے انکے
بلے اور چھپے مکانون مین بجز ایک دروازہ کے نہ
کوئی جھروکا ہی اور نہ کوئی روشندان اور نہ کوئی انکے
مکان مین اندر جانے پاتا ہی انکا مردہ یا بہت مسن
آدمی کبھی کسی نے نہین دیکھا ایام وبا مین چاروطرف
ہزارہا آدمی ہیضہ سے مرجاتے ہین مگر ٹوڈا قوم کے لوگ
بالکل محفوظ رہتے ہین کبھی لکڑی تک ہاتھ مین نہین
رکھتے اور باوجود کثرت شیر اور دیگر درندون کے کوئی
جانور انکو کسی قسم کا گزند پہونچاتا تو کیسا بلکہ موذی تک
نہین چھوتا۔ ٹوڈا لوگ کبھی شادی نہین کرتے اور شمار
مین تھوڑے معلوم ہوتے ہین کیونکہ نہ تو آجتک کسیکو
اتفاق انکو شمار کا ہوا اور نہ آیندہ ہوگا جب انکے مسکن تک
غیر لوگون کا گزر ہوتا ہی وہ اور ویران مقام کو چلے جاتے ہین
والدین انکے ٹوڈا نہین ہوتے بلکہ ایک خاص منتخب
گروہ کے بعض لڑکے ابتدائے سن سے واسطے ادائے
خاص فرائض مذہبی کے علیحدہ کرلیے جاتے ہین اور خاص
علامات کیوجہ سے اس گروہ مین بچپن ہی سے شناخت
ٹوڈا ہونیکی قابلیت ہوجاتی ہی۔ تین تین سال کے بعد
ہر ایک ٹوڈا ایک خاص مقام مین ایک میعاد معینہ کیواسطے
جاتا ہی۔ انکے متبرک مقامات مین کسی غیر شخص کا قدم نہین
جاتا گو اکثر مندر انکے نہایت عالیشان عمارات ہین ایسی
عجیب وغریب قدرت انکو حاصل ہی کہ گروہ بڑا جانکو پرستش
سمجھکر ہمیشہ انکی خدمت کیا کرتے ہین۔ انکے راز سے آجتک
کوئی واقف نہین۔ ہند مین ایسے اور گروہ بھی جابجا ہین
چونکہ عوام الناس سے ہمیشہ علیحدہ رہتے ہین اسلیے بہت کم لوگ
انسے واقف ہین یہانتک کہ اکثر لوگ انکے وجود ہی سے
انکار ہی۔ الغرض افسوس کہ ہندو اور مسلمان انگریزی پڑھنے
کے بعد خیالات مغربی اور شایستگی کے ایسے عاشق ہوجاتے
ہین کہ اپنے مذہب کی کتب کا مطالعہ کرنا انکو شاق گزرتا ہی
اور نہ قرآن پاک اور وید مین کیا نہین۔ مین دعوی سے
کہتی ہون بھگوت گیتا کو جو کہ مہابھارت کا ایک حصہ ہی
اور جسکو بیاس جی ایک بڑے متبرک رشی نے تصنیف کیا
ہی اور درحقیقت جو کہ ایک دُرِ بے بہا ہی سرسری طور پر
پڑھنے سے اور نیز موافق تعبیرات اور تاویلات بیعلم لوگ
یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین کثیر الازدواجی جائز تھی یعنی
ایک مرد کی کئی بیبیان اور چند شوہرونکی ایک مشترک بیبی
ہوتی تھی حالانکہ موافق شاستر کے یہ بالکل ناجائز اور ممنوع
ہی اور یہ ایک عمدہ ترین رموز اور مسائل حکمت ہین مگر اسکے
سمجھنے کیلیے کوئی شخص عقل سے کام نہین لیتا بلکہ بیعلم لوگ یہ
خیال خام ہی کہ ایسے مسائل حکمت مین عقل سے کام لینا بھی کفر
ہی بھگیتا مین لکھا ہی کہ کچھیتر کا جنگ ارجن نے تمام میدان آدمیون
کہ مورچہ سے بھی زیادہ تھے بھرا ہوا دیکھا اور اسمین دونو فوج
نیز قریب تراع اور اقربا بھی دیکھے اور یہ خیال کیا کہ جام زندگی

سب کا بریز ہو چکا ہو اور ایکدوسرے سے صدمہ اٹھے پھڑکنے
ہونگے اور یہ سب عزیز جانفشی مرگ چھینکے تو اسکو غایت
رقت آئی اور از حد افسوس اور نا امیدی ہوئی اور اسنے
اپنے دلمین یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ لڑنا اور اپنے بھائیونکے
خون مین اپنا ہاتھ آلودہ کرنا خلاف انسانیت ہی بلکہ
کہ مثل جوگیون کے اپنی بقیہ زندگی خوشی اور مسرت سے
پرمیشور کی یاد مین کاٹون لیکن بعلم لوگ (جو کہ ایک
لفظ کا بھی مطلب نہین سمجھتے) بجائے خود یہ خیال کرتے
ہین کہ کرشن جی نے ارجن کو اسکے عمدہ ارادے سے باز رکھا
اہل بصیرت کے نزدیک اسکے کچھ اور ہی معنی ہین اور اس سے
وہی لوگ واقف ہو سکتے ہین جو عقل سلیم سے کام لے سکتے
ہین۔ بیاس جی کی یہ مراد نہین ہی جیسا کہ لوگ سمجھتے ہین
بلکہ منشا ان رموز حکمت کا یہ ہی کہ ہو دھشٹر سے جسکو اوتار
وہم کہتے ہین زمین مطلب ہے۔ بھیم اوتار پون یعنی
باد۔ ارجن اوتار اندر یعنی اکاس یا جان سمدیو دنکل
اوتار اسونی کمار چونکہ اسونی کمار آفتاب کے لڑکے تھے اور
آفتاب چشمۂ آتش اور باعث بارش ہی اسوجہ سے انسے
مطلب آتش و آب ہی۔ غرضکہ ان پانچ بھائیونسے مراد
پانچ شے یعنی عناصر۔ اکاس۔ باد۔ خاک۔ آب۔ اور آتش
ہین گو اصل ہر ایک کی دہی مادہ ہی لیکن اسباب انکے وجود کے
مختلف ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور جدا جدا باب سے
مراد سبب مختلف ہی دروپدی اسکی بیوی سے غرض جوگ یا یا
خواب و خیال ہی چونکہ یہ کیفیت محض مادہ سے متعلق ہی اسلیے
پانچون بھائیون یعنی عناصر مین یہ ایک کیفیت مشترک ہی
اور لفظ کرشن سے مراد آتما یعنی روح ہی چونکہ ہفت طبقات

انسانی مین اکاس یعنی جان اور باد اور آتما یعنی روح قریب
ارجن اور درو پدی دونون کرشن کے عزیز قریب اور دلی
دوست ہین خاندان کورو سے مراد نفسانیت اور خواہشات
بد ہین۔ جب کرشن ارجن کو بھاتے تھے جیسا کہ اول بیان
ہوا کہ سلطنت نہین لیگی جبتک کہ تم اپنے پیارے اعزا اور اقربا
خاندان کو رد کو قتل نکروگے اس بیان سے یہ غرض ہی کہ جبتک خواہش
نفسانی کو نہ ماریگا تب تک روح کی نجات ممکن نہین ہر کچھ تیر کے بعد ارجن
جنگ مین ارجن کی مایوسی اور جوش محبت اعزا سے دافع
یہ مراد رکھی ہی کہ بعضے کثر لوگ کہتے ہین اور چاہتے ہین کہ نفس امارہ
پر غالب ہون لیکن موقع اور معرکے کیوقت طبیعت کے جوش
کو دبانا اور قدیم عادات بد کو ترک کرنا سخت مشکل ہو جاتا
ہی اور بڑی جوانمردی کا کام ہی ارجن کے رتھ سے غرض جسم
انسان ہی اور کرشن یعنی روح کو جان ہی رتھ مین ارجن کے
بیٹھنے سے غرض جسم مین جان کا ہونا اور اسکا چلانیوالا کرشن
یعنے آتما ہی۔ جب یہ پانچون بھائی معہ دروپدی کے بہشت کیطرف
چلے تو سب سے پہلے دروپدی یعنی مایا غائب ہوئی اور سب سے
پیچھے جد ہشٹر یعنے اجزای ارضی پیچھے رہ گئے۔

خیر یہ تو پرانے زمانے کا حال ہی۔ مین زمانۂ حال کی مثال دیتا
ہون۔ ہنود کا یہ مقولہ ہی کہ انسان تین چیزون سے مرکب ہی
مادہ۔ جان۔ آتما۔ اسی سبب سے جگناتھ جی کے مندر مین تین
مورتین ہین۔ بیدرا۔ عورت۔ بلرام مرد۔ اور جگناتھ جی
کہ جن پر کسی ذات کا اطلاق نہین ہو سکتا اور علاوہ بیدرا
جی کی مورت کے باقی دونون بیدست و پا ہین جس
سے یہ مراد ہے کہ اولاً ذلیل حالت مین انسان جسم
ارضی اور کثیف کا محتاج ہی اور بغیر اسکے اسکی زندگی

محال اور درحالت ترقی اور عظمت روحانی صرف جان اور آتما کافی ہو اور اسکو اس جسم کثیف کی ضرورت نہین یہ مقام ہنود مین ایسا متبرک اور مشہور ہو کہ اسکے قرب وجوار مین قومیت اور ذات کا لحاظ نہین رہتا اور وہان صدہا کوس سے جاتری ایک خاص تہوار پر آکر جمع ہوتے ہین اس روز ان تینون دیوتاؤنکی مورت ایک رتھ مین بٹھاکر شہر مین نکالتے ہین اور یہ ایک عام مقولہ ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ بھی اس جگناتھ کی جو کہ رتھ مین بیٹھتا ہی جھلک دیکھ لیگا وہ سیدھا بیکنٹھ کو سدھاریگا اور اسکا دوبارہ جنم نہوگا اور اسیوجہ سے وہان نہایت ہجوم ہوتا ہی لیکن اسکے معنی کوئی نہین سمجھتا وہ یہ ہین کہ جو شخص جگناتھ یعنی روح کو رتھ یعنی اسکے جسم خاکی مین دیکھ سکتا ہے اور نفس کشی کرسکتا ہی وہ ضرور بالضرور فائز المرام ہوگا۔

الغرض بوجہ جہالت کے اس خام خیالی مین جو شخص کہ اس رتھ کے نیچے کچل جائیگا اسکو نجات ہوجائیگی سیکڑون آدمی بوجہ اپنے حمق کے اپنی جان شیرین کھو دیتے ہین اور بجائے حصول مطلب اور ثواب کے وہ خودکشی کرکے گنہگار بنتے ہین اور اتنی جانونکا گناہ ان جاہل پجاریون پر ہوتا ہی جو اس روایت کے گڑھنے والے ہین کیونکہ یہ خودغرضی اور ذاتی فائدہ کے لیے لوگون کو گمراہ کرتے ہین حالانکہ مطلب اس دوسری بات مین یہ ہو کہ جس حالتمین کہ جگناتھ یعنی روح رتھ یعنی جسم مین رہتی ہو یعنی وہ آدمی زندۂ جاوید ہی جو اپنی خواہشات بد اور نفس امارہ پر قابض ہوجائے اور انکو بالکل نیست و نابود کردے تو بے شبہہ اسکی مکتی ہوجائے گی۔

جس شخص کا دیدہ بصیرت کسیقدر بھی وا ہی وہ اس مختصر بیان سے کہ مشتے نمونہ از خروارے ہے سمجھ جائیگا کہ مسائل مذہب قدیم اور اسکے اصول کیسے تھے اور اب چند جہلا نے کسقدر انکو تباہ اور برباد کردیا ہی اور دام تزویر پھیلاکر سیکڑون کو پھانستے ہین لارڈ بیکن کا مقولہ ہو کہ کسی بات کا مطلق نہ ماننا بدرجہا بہتر ہی اس سے کہ اسکو مانے اور اسکی نسبت ایسی لغو باتین بیان کرے کہ اسکی تضحیک ہو ہر فرد بشر کو چاہیے کہ تعصب کو ہرگز کام مین نہ لائے کیونکہ یہ بھی ہر ایک کو گمراہ کرتا ہے اور اس سے بھی انسانکی فہم اور رائے سالم مین خلل اور نقصان عظیم واقع ہوتا ہی ہم دیکھتے ہین کہ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے مقلدون سے نہایت دشمنی اور تعصب کرتے ہین یہانتک کہ دنگا اور فساد پر نوبت آتی ہے جیسا کہ ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ ملتان مین ہوا تھا اور بالفعل سیلم مین ہورہا ہے اس سے بجز نقصان کے اور کیا حاصل ہوتا ہے۔ لیکن

دولت ہمہ نزاع و نفاق خیزد	بے دولتی از نفاق خیزد

بس آدمی کو اپنے تئین ایسا عادی کرنا چاہیے کہ ہر چیز کو ہر سمت اور پہلو سے بغیر کسی تعصب کے دیکھے اور اپنے مذہب کے ان عمدہ ترین اصول پر چلے جنسے اور لوگونکا نقصان نہو اور کسی سے نفسانیت نہ رکھے۔ کیونکہ ع

بنی آدم اعضاے یکدیگر اند	

جو لوگ اس راہ راست پر چلتے ہین انھین کو فلاح ابدی حاصل ہوتی ہی اور وہی تمام دنیا مین نیکنام ہوتے ہین اور عقبیٰ مین نیک انجام۔

خیر پیشتر تو بمبئی اور جزیرۂ سلسٹا اور کلکتے کے عالم اس
جلسۂ علمی اور سچے بہی خواہ ہند مین شریک ہونا فخر سمجھتے
تھے مگر اب اسدرجہ دن دونی رات چوگنی ترقی جلسۂ خیر
طلب ہند کو خاص کرنیل الکاٹ کی خوش لیاقتی کی وجہ سے
ہو رہی ہی کہ ہند کے تاریکترین حصہ یعنی مدراس مین بھی
لوگونکو توجہ ہونے لگی یہانتک ہندوستانی عمائد نے بھی
نہایت تعظیم و تکریم سے کرنیل الکاٹ صاحب اور خاتون
بلاوٹسکی کا خیر مقدم پڑھکر سنایا ایک آنریبل مسلمان
جنٹلمین سی ایس آئی ممبر کونسل قانونی نے اپنے ہاتھ
سے پھولونکے ہار پہنائے اور حسب درخواست رؤسائے
شہر صاحب ممدوح نے تھیاسوفی کے متعلق ایک پرتاثیر
مضمون زبانی عام جلسے مین سنایا۔ ایک آنریبل صاحب
بہادر ممبر کونسل قانونی اس جلسے کے صدر نشین تھے
خلاصہ درج ذیل ہی۔

مذہب ایک نہایت عظیم حقیقت الامر اور جزو خلقت
انسانی ہی نفس الامر ہر ایک قدیم مذہب کا عمدہ ہی اور جو
توہمات اسمین داخل ہین وہ متعصب اہل مذاہب اور انکے
مخالفین کی کج بحثیونکے نتائج ہین علوم ان توہمات کے
خس و خاشاک کو قدیم مذاہب کی راہ راست سے
دور کر رہی ہین پس علوم کو ہر ایک راست مذہب کا دوست
اور معین سمجھنا چاہیے علوم امر حق دریافت کرتے ہین اور
حق ہی بنیاد ہر ایک سچے مذہب کی ہی ہر ایک قدیم مذہب
مین اول یہ بات مسلم ہے کہ جسم انسان مین ایک غیر مادی
شے بھی ہی دوم یہ غیر مادی شے بعد موت کے قائم رہیگی سوم
جتنی چیزین عالم مین ہین ان سب کی بنیاد غیر محدود
سبب اول پر ہی چہارم اس غیر مادی شے اور غیر محدود
سبب اول مین ایک خاص تعلق ہی اب علما اور متکلمین
دونو کو اسبات پر اتفاق ہی کہ کل ذوی الارواح مین درجہ
ادنی سے درجہ اعلی کی طرف ترقی ہی انسان کا امر حق مین
کوشش کرنا باعث اسکی روحانی ترقی کا ہی نفس ناطقہ
تفتیش امر حق بذریعہ حواس ظاہری کرتا ہی اسلیے امر
حق اسکو ایسا ہی نظر آتا ہی جیسے میلے شیشے مین دن کی
روشنی یا رات کی ستارے نظر آتے ہین یعنی امر حق بالکل صاف
صاف نہین معلوم ہوتا ہی حواس ظاہری سے محض مادی چیزین
دریافت ہوتی ہین مذہب بوجہ غیر مادی ہونیکے عقل سے
متعلق ہی جو لوگ اس روحانی قوت کو اپنے مین قوی نہین کرتے انکی
سمجھ مین نہین آتا کہ مذہب امر حق ہی انکے نزدیک مذہب
بھی محض عادت یا کیفیت دلی ہی بنظر موجودہ حالت ہر ایک
مذہب کی نسبت ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ کوئی ٹھیک ٹھیک راہ
راست پر چلتا ہو کیونکہ راہ راست مین ایکدوسرے سے تخالف
اور عناد کسان جو گروہ خود راہ راست پر چلیگا وہ اور رہروان
کو جو کسی قدر گمراہ ہین بنظر افسوس اور ترحم دیکھیگا نہ کہ مدعیانہ
اس سے صاف ظاہر ہے کہ امور مذہبی مین لوگ غیر ضروری کو ضروری
اور دھوکہ کو حقیقت الامر سمجھ لیتے ہین متکلمین کے جھگڑون سے
ذرا الگ ہو کر اس گروہ فرشتہ سیرت پر نظر ڈالیے جو اپنی قوائے
روحانی کی تکمیل مین مصروف ہین گو ابتدا مین انکا مذہب
ظاہری کچھ ہو لیکن اب بوجہ صفائی نفس کے انمین آپس مین
صلح اتفاق اور برادرانہ محبت ہی جسکے سبب سے انکے اصول
مذہبی ہمیشہ زندہ اور مضبوط رہتے ہین یہ لوگ درخت
انسانی کے پھول ہین اور کل نوع انسان سے برادرانہ

برتاؤ رکھتے ہین دبستان محسن قانی ملاحظہ
فرمائیے جسمین بارہ مختلف مذہب کے درویشونکا ذکر ہے
بعض لوگونکا قول ہے کہ تحقیقات علوم جدیدہ نے کل مذہب
کے دفتر پارینہ کو یکقلم دریامین غرق کرادیا لیکن ہمکو اس
قول سے مطلق اتفاق نہین - ہمارے نزدیک راستی علوم
جدیدہ اور راستی مذاہب قدیمہ دو مختلف راستیان
ہین اور یہ بات ثابت کرنا جلسۂ تھیاسوفی کا
کام ہے لیکن ہم علوم جدیدہ کی راہ مین مثل اندھونکے
چلنا پسند نہین کرتے غلطی سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے
خواہ وہ غلطی علوم کی ہو خواہ مذہب کی -

میرے نزدیک علم سے غرض نیچر کے کل حقائق جاننا ہے
اگر یہ بات صحیح ہو تو انسان ہی کی نسبت دیکھیے کہ بجز افعال
جو اس ظاہری اور بجز جسم انسان کے ہمکو اسکے
قوای روحانی کا کیا علم ہے علاوہ جسم و روح
کے اور ایک قوت درمیان ان دونونکی ہے جس
سے بہت کم لوگ واقف ہین یعنی انسان مین سوا اس
حصہ کے جو کہ جلا بہایا دفن کردیا جاتا ہے کچھ اور بھی ہے
حکماء طبیعی محض مادہ کے قائل ہین مگر حکمای ہند کے
نزدیک انسان مین سات مختلف طبقات ہین اور
ہر ایک طبقہ اعلیٰ کے سات ادنی طبقات ہین اصطلاحات
انکی ہندیمین اشہول شریر - اور جیوکا موپ من بدھی
آتما بمنزلہ چار انسانکی خلقت اوسط ہے بعض اسی کو انسانکا
ہمزاد یا بھوت یا دوسری پرت کہتے ہین - اب یہ بات
دریافت طلب ہے کہ یہ دوسری پرت ذیشعور ہے یا غیر
ذی شعور مادی ہے یا مجرد اور علمی ثبوت اسکے وجود
کا ہے یا نہین - جواب یہ مادی ہے اور لطافت اور
کثافت اسکی موقوف ہے ہوا اور اکاس کی کیفیت
پر کبھی بوجہ زیادہ لطافت کے نظر نہین آتی مگر وجود اسکا
صدا وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے - کبھی اور طرح مثل بنی جان
کے دکھائی دیتا ہے کبھی بالکل صاف جسم قابل لمس معلوم ہوتا
ہے - مردونکا کا موپ کبھی صرف دکھائی دیتا ہے - کبھی
بولتا ہے اور شعور ظاہر کرتا ہے اس قسم کے پانچسو یا اس سے
زیادہ ہین خود مین نے اور بہت سے لوگون نے امریکہ
مین دیکھے ہین پھر نظر کا دھوکا نہین تھا بلکہ اصول علمی
سے بخوبی جانچ کرلی تھی یہ بھوت خود انسان نہین ہوتا ہے
بلکہ مردونکی دکھائی صورت مین اجزای مادی مین اسکی لطافت
کا ایک حصہ باقی رہگیا ہے زندگی مین بھی ریاضت کیش
انسان اس کا موپ یا دنیاوی روپ کو اپنی مستقل
اور مضبوط مرضی سے اپنے جسم سے علیحدہ کرسکتا ہے -
چنانچہ شنکراچارج کا حال جسنے پڑھا ہے اسکو معلوم ہوگا کہ اپنی
جسم کو اپنی شاگردونکی پاس بیحس و حرکت رکھکر آپ ایک اہ
نئی لاشمین گیا اور کئی ہفتہ تک اسکو زندہ رکھا جنگ رام
اور راون مین اگست من عین معرکہ مین موجود تھے اور جسم انکا
صدہا کوس پر کوہ ہیلگری پر تھا - پانچال کا یوگ شاستر
ملاحظہ کیجیے کہ یوگ کے کاملین مین سے ہر ایک کو یہ قدرت
حاصل ہوتی ہے خود مین اسبات کی شہادت دیتا ہون کہ کئی
آدمیونکے ذیشعور سیعادی روپ کو مین نے اسنے جسم
سے صدہا کوس کے فاصلہ پر دیکھا ہے یہ امر قانون قدرت
کے خلاف نہین بلکہ عین اصول سے ہے جب مین مذہب
بودھ یا ہنود یا زردشت کی طرف سے گفتگو کرتا ہون میری کتاب

اندہ ہے اعتقاد پر مبنی نہ سمجھے جو خوبیان ان مذاہب کی ہین
بیان کرتا ہون مین خوب جانتا ہون کہ وہ اصول علمی
اور عقلی پر مبنی ہین ہفت طبقات انسانی مین اشہول
شریر یعنی جسم ظاہری نہایت کثیف اور مخلخل ہے اسکے
خلا مین ایک شریر ہے اور اس شریر کے خلا مین جیو۔
اسیطرح سے آتما تک جو کہ انسانکی آخری قوت ہے ہم یہ
کہ سکتے ہین کہ فلان شے آتما نہین ہے مگر خود آتما کو بیان نہین
کر سکتے ہین جب کوئی جوگی دیدۂ دانستہ کامروپ کو اپنے
جسم سے علحدہ کرتا ہے تو اسمین من اور بدھی اور آتما داخل
رہتے ہین اور جیو اور لنگ شریر جسم ظاہری مین رہجاتے ہین چونکہ
بمقابلہ جسم ظاہری کے کامروپ نہایت لطیف ہوتا ہے اسلیئے
اسکی قوت نقل و حرکت و حواس پر بہت تیز ہو جاتی ہے جو چیزین
مثل دیوار وغیرہ کے کہ جسم ظاہری کو روکتی ہین کامروپ کو
نہین روک سکتی ہین کیونکہ کثیف شے کی مسامات مین سے
کامروپ کے لطیف اجزا بلا تکلف گزر جاتے ہین۔
جسم سے علحدہ ہو کر کامروپ مثل خیال اور وہم کے تیز رو
ہو جاتا ہے علاوہ اسکے جوگی کو یہ بھی اختیار رہے کہ تصور کو
جاگر جہان چاہے اپنی غیر ذیشعور تصویر دکھا دے جسکا
جی چاہے اپنی ذات مین یہ کیفیت آزمائے مگر اصول کے
موافق تعلیم و ریاضت شرط ہے علم اسکا خاص کسی گروہ
یا فرقہ کیواسطے مخصوص نہین ہے مثل دیگر علوم کے ہر ایک
اسکو حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ اسمین قابلیت علم حاصل
کرنیکی ہو۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہین کہ مثل دیگر علوم کے
علم جوگ کے اصول بھی کیون نہین مشتہر کیے جاتے ہین ایسے
لوگون کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر شاگرد مجہول بھی بیٹھا ہے تو
استاد علوم طبیعی کے اصول ذہن نشین کر سکتا ہے لیکن علم
جوگ کا حاصل کرنا محض طالبعلم کی ریاضت پر
موقوف ہے کہ خود اپنے قوای روحانی کو ظاہر کر کے ترقی
دے استاد اور دوست اور عزیز دوسرون مین ان اوصافی
قوتون کو نہ ظاہر کر سکتا نہ دیسکتا ہے بلکہ یہ بھی کچھ ضرور نہین کہ تم
اپنی ریاضت سے خواہ مخواہ کامیاب ہو جسطرح سے بغیر اصلی قابلیت
کے ہر ایک شخص محض ریاضت اور محنت سے زباندان اور عالم
اور شاعر اور فلسفی نہین ہو سکتا بلکہ باوجود قابلیت کے ہر
شخص کسی علم طبیعی کا کامل نہین ہو سکتا علم روحانی تو اور
بھی زیادہ تر مشکل تر ہے اسیوجہ سے کرورون آدمیون مین
صرف ایکدو شخص علم روحانی مین کامل ہوتے ہین اور ایسے
کاملین انسان نہین بلکہ فرشتہ سمجھے جاتے ہین۔
بعض صاحب خیال فرماتے ہین کہ تھیوزافیکل سوسائٹی
کوئی جادو کا کلب یا اسکول ہے کہ دس روپیہ دیدینے سے
جسکا جی چاہے ایک روز مین کامل بنجائے جو لوگ محض
عجائب بینی کی نظر سے سوسائٹی مین شریک ہونا چاہتے
ہین اُنکے لیئے بہتر ہے کہ نہ شریک ہون اس سوسائٹی
مین ایسے لوگ درکار ہین جنکا پہلا یہ سوال نہین ہے کہ سوسائٹی
مین شرکت سے انکا کیا فائدہ ہے بلکہ وہ خود کیا فائدہ پہونچا
سکتے ہین وہ لوگ درکار ہین جو اپنے ملک کو نفع پہونچانیکی غرض
سے قومی عداوت اور مذہبی تعصب کو اسیطرح سے علحدہ کر سکتے
ہین جسطرح سے کوئی میلے اور بوسیدہ کپڑے اُتار کر پھینکدیتا ہے وغیرہ وغیرہ
اگر یہ مان لیا جاے کہ مبادی روپ کا وجود ہے اور
یہ جسم سے جدا بھی ہو سکتا ہے تو ترکیب اسکے
جدا کرنے کی ہے۔؟

کیا ہے جواب۔ میادی روپ کو جسم سے علحدہ کرنے کے قصد سے مرضی کی قوت کو بالاستقلال جمانا۔ بعض مین یہ استقلال خلقی ہوتا ہے اور اکثر کسبی۔ چونکہ میادی روپ مادی ہے اسلیے غیر فانی نہین ہے۔ یہ صرف مرتبہ آتما کیواسطے ہے اور جبتک اجزای مادی شریک ہین تب تک نجات مکتی پردان وغیرہ حاصل نہین ہوسکتا ہے اگر یہ مرتبہ کمال اس زندگی مین ممکن نہین تو آیندہ کسی اور زندگی مین کسی دوسرے عالم میں حاصل ہوجائیگا۔ ہان جسقدر ارضیت سے علحدگی اور روحانیت کی طرف توجہ زیادہ ہوگی اسی قدر جلد نجات حاصل ہوگی جو عالم اور فاضل ہین وہ یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ انسان دفعتہً پیدا ہوجاتا ہے بلکہ دور عالم مین بیشمار تغیرات کے بعد یہ مرتبہ پاتا ہے پس اسی قیاس پر یہ سمجھنا چاہیے کہ جو قوت انسان کو اس حالتین لائی ہے وہی طاقت اسکو بلند تر مراتب پر پہونچائیگی اور جسقدر تصفیہ ہوتا جائیگا اوسیقدر جدید اور حیرت انگیز قوی کا اظہار اور نمود و کمال حاصل ہوتا جائیگا حتی کہ بعد تصفیہ کامل یعنی جبکہ محض آتما صاف اور پاک باقی رہجائیگی وہ مرتبہ حاصل ہوجائیگا جسکو بعض نجات اور بعض مکتی وغیرہ کہتے ہین۔

آزاد۔ ہان آپکے اس بیان سے میرے اکثر شکوک رفع ہوگئے

ایڈیٹر۔ اگر دل لگاکے سنو تو تم بھی تھیاسوفسٹ ہوجاؤ۔

آزاد۔ خیر مگر لوگ اسکو جادو اور سحر پر محمول کرتے ہین اور انکا خیال ہے کہ یہ سب ساحر ہین۔

مس کلیرسا نے سنجیدگی اور متانت سے اس کا یون جواب دیا کہ عوام کے نزدیک سحر اور کرامات کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کا ظہور مین آنا جو قانون قدرت کے خلاف ہو غرضکہ جو بات جسکے ذہن مین نہین آتی اسکو عوام سحر کہتے ہین اور اگر وہ کسی ادنی درجہ کے خود غرض آدمی سے سرزد ہو تو اسکو سحر کہتے ہین اور اعلی درجہ کے بے غرض یا خیر خواہ عام سے ظہور مین آئے تو کرامات۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ خیال عوام الناس کا کہانتک صحیح ہے اگر کوئی شخص کسی ایسے کام کو دیکھکر کہ جو اسکی سمجھ مین نہ آئے اور نہ قبل اسکے اُسکے سننے مین آیا ہو۔ کہے کہ یہ خلاف قانون قدرت ہے گو وہ ایسی باتین بیشتر سے فرض کرلیتا ہے کہ جسکا کوئی ہرگز دعوی نہین کرسکتا ہے اور جسپر صرف خداوند کریم ہی حاوی ہے اول تو اس کہنے سے اسکا یہ منشا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص تمام قوانین قدرت سے واقف ہے کیونکہ اگر وہ واقف نہوتا تو وہ کسطرح سے یہ بات فرض کرلیتا کہ فلان بات قانون قدرت کے خلاف وقوع مین آئی اور دوسری بات یہ ہے کہ کوئی غیر معمولی واقعہ سحر یا کرامات ہے اب دیکھنا چاہیے کہ آیا یہ بات ممکن ہے کہ انسان تمام قوانین قدرت کو جانے جب خدا کی ذات غیر محدود ہے اور اسکے قوانین بھی اندازہ گمانین نہین آسکتے ہین تو انسان جو ایک محدود چیز ہے کیونکر اس وسیع کائنات کے سب قوانین قدرت کو جان سکتا ہے۔ علاوہ اسکے جبکہ ہم یہ فرض کرتے ہین کہ خدا کی قدرت لا انتہا ہے اور انسان کے احاطہ فہم مین نہین آسکتی اور بعد اسکے پھر یہ کہین کہ فلان بات قانون قدرت کے خلاف ہوئی اسمین اجتماع ضدین واقع ہوتا ہے ایک چیز کو ہم غیر محدود کہتے ہین اور پھر یہ کہتے ہین کہ کوئی چیز اسکے باہر واقع ہوئی تو اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ غیر محدود نہین ہے۔

اب دوسری بات یہ ہو کہ جو کوئی بات ایسی واقع ہو جو پیشتر کبھی واقع نہوئی ہو یا یہ کہ اسکے وقوع کی کیفیت تاریخ سے دریافت نہوئی ہو وہ داخل سحر یا کرامات ہو اس خیال مین بہت بڑی غلطی ہے تاریخ سے صاف ثابت ہو کہ بعض سوانحات ایسے ایسے واقع ہوئے ہین کہ جو دوبارہ پھر سیکڑون برس کے فصل کے بعد ظہور مین آئے تو کیا وہ کسی طرح سے قانون قدرت کے خلاف ہین ہرگز نہین البتہ بہت شاذ ظہور مین آتے ہین اب اگر اسی وجہ سے وہ داخل سحر یا کرامات ہین کہ وہ شاذ و نادر وقوع مین آتے ہین تو پھر زلزلہ کا آنا بڑے بڑے اولون کا پڑنا دمدار ستارون کا نکلنا یہ سب داخل کرامات ہین۔

جاننا چاہیے کہ خداوند کریم کے قوانین مثل قوانین نوع انسان کے نہین ہین کہ آجکے روز تو جاری ہوئے اور کل منسوخ ہوگئے انسان تو بوجہ محدود ہونے اپنی عقل اور علم کے اپنے کامونکے سب نتایج نہین دیکھ سکتا ہے اور جب کہ کسی بات کے حصول یا دفعیہ مین اسکی کوئی تدبیر قاصر ہوتی ہے اسوقت وہ مجبور ہوتا ہے اسبات پر کہ کوئی دوسری تدبیر کرے اور بوجہ اپنے ذاتی نقص کے کبھی اس بات مین کامیاب نہین ہوتا ہے کہ کوئی ایسا قانون بناے جو تمام دنیا کیواسطے کافی ہو اور جسکو کبھی منسوخ کرنیکی ضرورت نہو برخلاف اسکے خداوند کریم نے جو تمام نتایج سمجھتا ہے

کہ پیدا و پنہان ہمہ نزد شش یکیست	

وہ قانون بنا دئے ہین کہ جنکے منسوخ کرنیکی کوئی ضرورت نہین جنکے ذریعہ سے تمام کام دنیا کے نکلسکتے ہین ان قوانین کو ازل سے ابد تک قیام ہے انسانکی کیا مجال جو انکے خلاف کوئی کام کرسکے ہین لوگونکی نسبت یہ کہا جاتا ہو کہ وہ سحر کرتے ہین یا کرامات یعنی ایسی باتین انسے ظہور مین آتی تھین یا آتی ہین جو قانون قدرت کے خلاف ہین اگر وہ ادنی درجہ کے خودغرض یا بدنیت لوگ ہین تو خیر مگر اعلی درجہ کے مقدس لوگونکی نسبت ایسا کہنا کہ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہو ایک عظیم غلطی بلکہ گناہ ہی کیونکہ اس دنیا مین مقدس لوگونکا یہی سب سے اول مقصد رہا ہو کہ موافق قانون قدرت کے کام کرین اور عوام کو بھی ایسی ہی کامونکی طرف رغبت دلائین جو قانون قدرت کے مطابق ہون۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ جن عجیب باتونکا ذکر اکثر مشہور ہے آیا وہ صحیح ہین یا نہین اور اگر صحیح ہین تو کسطرح پر یہ بات ظاہر ہے کہ بعض باتین جو چند آدمی جانتے ہین اور ہر ایک سمجھ مین نہین آتین زمانہ گزشتہ مین جو مقدس لوگونکی بابت یہ لکھا ہے کہ وہ صاحب کرامات تھے اسکی اصلیت یون ہی معلوم ہوتی ہو کہ فرض کیا کہ کسی مقدس ہستی کو چند اصول کسی قسم کی بات کرنیکے معلوم ہوے کہ جو عوام الناس نہ جانتے تھے اور جبکہ وہ بات ظہور مین آئی تو اسکو عوام لوگ بوجہ اسکے عجیب و غریب ہونیکے خلاف قانون قدرت کے سمجھنے لگے لیکن جو کہ اس راز سے واقف تھے انکے نزدیک کوئی بات دشوار نہ تھی کوئی بات جو کہ عوام کے نزدیک عجیب ہو دوسرے کو بالکل آسان اور موافق قانون قدرت کے معلوم ہوتی ہو مثلاً اگر وحشت افریقہ سے ایک وحشی آدمی لائین اور اسکو ریل کی سڑک کے پاس کھڑا کرین اور ایک شخص انجن پر سوار ہو کر تمام ریل کو تیزی سے چلائے تو کیا اسکو یہ بات عجیب نہ معلوم ہوگی بلکہ اگر دیکھا جاے تو شاید ایسی عجیب اور غریب بات تو شاید کبھی دنیا مین

ہوئی ہوگی مگر کیا حقیقت مین یہ بات خلاف قانون قدرت کے ہو ہرگز نہین - جو لوگ اسکے اصول سے واقف ہین انکے نزدیک ریل چلانے مین کسی ایسی بات کی ضرورت نہین ہو جو خلاف قانون قدرت کے ہو -

مسمریزم ایک عمل ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان کو اپنی قوت برقی پر طاقت حاصل ہو جاتی ہے اور اُس قوت کا اثر دوسرے شخص پر وہ شخص پیدا کرسکتا ہو یعنی صرف دیکھنے سے دوسرے شخص کو بیہوش کر سکتا ہے صرف تصور سے بہت سے مرض دفع کرسکتا ہو اور لوگون سے بڑے بڑے راز جو وہ اپنے ہوش مین کبھی نہ کہتے دریافت کرسکتا ہو یعنی کسی آدمی کو بیہوش کر دینے کے بعد وہ اس سے دوسرے ملک کی کیفیت بخوبی دریافت کرسکتا ہے

اب دیکھنا چاہیے کہ اس سے بڑھکر اور کیا عجیب بات ہوگی کہ دیکھتے ہی کسی کو بیہوش کر دینا اور اس قسم کی باتین وقوع مین لانا مگر جو لوگ اسکے اصول سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ یہ سب باتین علم سے حاصل ہوسکتی ہین یہ بات سب جانتے ہین کہ پانی کا کام بجھانا ہو لیکن اگر کسی مقام پر پانی پڑنے سے کوئی چیز جلنے لگے تو کیسا تعجب ہوگا مگر ایسی چیزین موجود ہین جو پانی مین جلنے لگتی ہین مثلاً فاسفورس کو جب پانی مین ڈالتے ہین تو پانی کا آکسیجن اسمین ملتا ہو اور وہ جلنے لگتا ہو جو شخص اس اصول سے ناواقف ہو اسکے نزدیک یہ بات بھی عجیب ہوگی یعنی جب وہ اپنی لاعلمی سے اس جز کی خاصیت کو نجانیگا تو وہ اسکو خلاف قانون قدرت کے خیال کریگا پس انسان کو چاہیے کہ جب کوئی بات مضر پڑے تو اسکی اصلیت دریافت کرنے کی کوشش کرے نہ یہ کہ جو بات اپنی عقل اور علم سے بڑھی ہوئی دیکھے اسکو خلاف قانون قدرت کے خیال کرے ہر ایک انسان کو یہ انگریزی مسئلہ یاد رکھنا چاہیے کہ (نالج از پور) یعنی علم مین ہر طرح کی قدرت ہو اور مسمریزم بھی ایک علم ہے -

مس میڈ نے ایکروز بڑے بڑے علما اور حکما اور فصحا اور بلغا کی جماعت مین اپنی سوسائٹی کی نسبت سلیس اردو مین بفصاحت تمام یون تقریر کی -

واضح ہو کہ اس سوسائٹی کی بنا امریکہ مین ۱۸۸۲ء مین پڑی اور اصلی مقاصد اسکے انعقاد کے مندرجہ ذیل ہین مقصد اولی کہ نوع انسان کے دور کے لیے ایک مرکز محبت قائم ہونا چاہیے اس سے یہ مطلب ہو کہ ہر فرد بشر اپنے ہمجنس سے عموماً بھائی اور عین مان جائے کیطرح سے برتاؤ برتے کچھ یہ وہم دلمین نہ لائے کہ میری یہ ذات کا نہین میری اور اسکی قوم جدا - مین گویا کالا مقصد ثانی آریہ اور شرقی علوم کو ترقی دینا - اُن کے مذاہب اور انکے علوم انکے اہم نتائج پر فکر و خوض کرنا مقصد ثالث عقدہ راز فطرت (نیچر) حل کرنا اور خود انسان کے قوائے روحانی پر جس سے وہ محض لاعلم ہے خوض کرنا وہ انسان جو فی الحقیقت اپنی نوع سے انس صادق اور محبت واثق رکھے جو ذات اور قوم کے تعصب کو جو سخت سد راہ ترقی انسان ہو رہے ہین دل سے دور کرنا چاہتے ہین اور وہ جو عالم مین راستی اور صداقت کے دل سے خواہان ہین اور جہان کہین راستی ہو اسکے حاصل کرنیکی کوشش کرتے ہین

وہ حکما خواہ مشرقی ہون یا مغربی جنکو ہند سے الفت ہے اور جنکی مین تمنا ہے کہ ہند پھر دینی اور دنیوی ترقی حاصل کرے اور خصوصًا وہ لوگ جو دنیا کے سب ناپائدار لذائذ اور عیش و عشرت پر لات مارتے ہین اور روحانی خوشی اور علم علوی کے لمعہ کی حد سے زیادہ آرزومند ہین اور جو دنیا پر خاک ڈالکر روحانی روشنی کے حاصل کرنیکے لیے مستعد اور سرگرم ہین ان سب سے سوسائٹی کو نظر استمداد ہے سوسائٹی مذکورۂ بالا کوئی خاص دین نہین تلقین کرتی۔ کسی خاص قوم کی تائید نہین کرتی بلکہ برعکس اسکے ہر ملت کے ہادی اور رہنما کو بخوشی شامل کرتی ہے صرف اگر ممبر سے مطلب ہے تو یہ ہے کہ جیسا وہ اپنے مذہب اور یقین کو راست سمجھتا ہے علی ہذا القیاس ہر مذہب والا پس اتنا تحمل شرط ہے کہ کسیکے عقیدہ کی توہین نکرے۔ اس سوسائٹی مین وہ لوگ بھی ممبر ہوسکتے ہین جنکو حب نوع انسانی ہے اور جنکو اسکی روحانی ترقیات مین مذاق ہے اور نیز وہ جو مشرقی فلسفہ کو راست سمجھتے ہین اتنا کہ اسکے خوض مین عمر صرف کرتے ہین اور ان قدیمی علوم پر حاذق ہونیکے لیے اسے ذریعہ اور راہ سمجھتے ہین۔ جو سوسائٹی مین داخل ہونا چاہے اسکو لازم ہے کہ کم از کم دو ممبرونکی نسبت اپنے نیک چال چلن کی شہادت بہم پہونچاے اور وعدہ حتمی کرے کہ وہ علامات اور اشارات جنسے ممبر ایک دوسرے کو شناخت کرسکتے ہین ہرگز افشا نکرون گا اور ان معاملات کو جنسے سوسائٹی اسکو مطلع کرے بنظر اعتماد کلی ہرگز ظاہر نہ کرے۔

ذکور اور اناث دونون اس سوسائٹی کے ممبر ہوسکتے ہین انگریزی دانی کی کوئی قید نہین وہ لوگ جو ہیڈ کوارٹر یعنے صدر سے دور رہتے ہین اور ایک سوسائٹی کی شاخ بنانا چاہین تو انکو لازم ہے کہ وہ درخواست اپنی پریسیڈنٹ کو بھیجین جو بعد ملاحظہ ضوابط سوسائٹی کے انکو اختیار شاخ قایم کرنے کا دیگا مگر اسکے لیے ضرور ہوگا کہ کوئی ممبر وہان جاکر تعلیم ابتدائی حاصل کرآئے ہان اگر شاخ بڑی ہوگی تو خود کوئی نہ کوئی ممبر سوسائٹی کا واسطہ قائم کرنے اور تعلیم شاخ کے بھیجا جاے گا۔

سوسائٹی کے تین درجے ہین دو درجے اعلیٰ جن کے قواعد لکھنا ضرور نہین ہین جو صرف عام ممبر ہونا چاہتا ہے اسکے لیے وہ ذمہ داری اور جوابدہی ضرور نہین ہے جو کہ دو درجۂ اعلیٰ کے ممبرونسے متعلق ہے درجۂ سوم مین بہت ہوشیار لوگ شامل ہین اور اسکا ممبر جب سوسائٹی منعقد ہو شریک سوسائٹی ہوسکتا ہے اور حسب الایما پریسیڈنٹ معاملات سوسائٹی سے آگاہی بھی ہوسکتی ہے کتب خانہ کو سوسائٹی کے بھی دیکھ سکتا ہے۔

بروقت داخلہ کے دس روپیہ لیا جائیگا یہ روپیہ حسب الایما پریسیڈنٹ کے سوسائٹی کے مقاصد کی تکمیل مین صرف کیا جائیگا اگر زیادہ بچ رہیگا تو اور کسی کار خیر مین صرف ہوگا درجۂ سوم مین تین قسم کے لوگ ہین۔ ۱ منتظم ۲ اہل مراسلہ ۳۔ معزز اہل مراسلہ وہ لوگ ہونگے جو زیمقدور اور ذیعلم ہین اور جو سوسائٹی کے موافق ہر قسم کی اطلاع اور خبر دیسکتے ہین اور معزز وہ جو سوسائٹی کے علم کو بڑھانے اور جنسے کار خیر نمایان ہون وہ ممبر جو بوجوہ کامل اپنا تعلق

سوسائٹی سے عام طور پر ظاہر کرنا نہین چاہتا اسکو اس امر کے کرنے پر اختیار ہو اور بجز پریسیڈنٹ کے کوئی مجاز نہین ہو کہ وہ اسم ممبرون کے بتلائے جو سوسائٹی مین داخل ہون اگر کوئی ممبر بسبب جرم سرکاری کے سزایاب ہو تو بعد تحقیقات کے اگر فی الحقیقت وہ مجرم پایا جائیگا تو وہ سوسائٹی سے خارج کیا جائیگا اور نہین تو نہین۔

ذیل کے مجمع اس سوسائٹی مین داخل ہین بنارس کے پنڈتون کا جلسہ علی حسین پنڈت رام مصر شاستری معلم سانکھ فلسفہ متعلق بنارس کالج و میر مجلس ہین بنارس کی سنسکرت سبھا حسین بابو دیو شاستری میر مجلس اور پنڈت بال شاستری نائب میر مجلس ہین ہندو سبھا قائم کردۂ شنکر باصاحب بی اے نائب ریاست کوچین۔ علاوہ انکے اور بہت سی شاخین ہندوستان اور یورپ اور امریکہ اور لنکا اور دیگر جزائر مین قائم ہو چکی ہین اس شہر لکھنؤ مین بھی ایک بار آدر شاخ اس سوسائٹی کی قائم ہو چکی ہے اور اکثر لایق لوگ نہایت سرگرمی سے اس نیک کام مین شریک ہوتے ہیں ایک مہینے کے اندر ہی اندر بڑے لایق لایق تربیت یافتہ نوجوان نامی حامی خیرخواہ گورنمنٹ نے اس سوسائٹی کی ممبری اختیار کی اور مس میڈلاپر انڈیا تھیاسوفی کل سوسائٹی کی پریسیڈنٹ مقرر ہوئین انکی مساعی جمیلہ نے یہ رنگ اثر جمایا کہ انگریزی خوان جوانون کے دل سے زندیقیت کا خیال باطل مٹایا بڑے بڑے مشہور مرتد اور ملحد انکے لکچرون کے اثر سے راہ عرفان کی جویا ہوئے کچھ روز کے بعد مس میڈلا جزیرہ سیلون گئین اور جزیرۂ لنکا کے ہزارہا بودھی باشندے قوم سنگھالیز نہایت تعظیم سے پیش آئے اور مختلف طریقون سے اظہار اپنی خوشی کا کیا دو مہینے کے عرصے مین آٹھ شاخین اس سوسائٹی کی مختلف مقامات مین قائم ہو گئین وقت رخصت قوم کے معززین نے اصرار کیا۔ حسب وعدہ اپریل ۱۸۸۱ء مین پھر گئین اور اس مرتبہ نصف دسمبر ۱۸۸۱ء تک وہین رہین اس عرصہ ۱۲ مہینون مین ساٹھ تقریرین مختلف اسکولون اور کالجون وغیرہ مین کین چند کتب مفید مذہب قوم سنگھالیز ترجمہ اور تصنیف کرکے تقسیم کین اور واسطے قائم کرنے اسکے مذہبی اسکول کے سترہ ہزار روپیہ فراہم کرکے اسکول قائم کیا اس جزیرہ کے عیسائی اسکولون مین ۲۷۰۰۰ جو لنکا کے طلبا تعلیم پاتے تھے انمین سے قریب ہزار آدمی کے اب جدید اسکول مین اپنے قدیم مذہب اور اخلاق کے اصول کے موافق تعلیم پاتے ہین اگر روپیہ کافی ہو تو اور سب بھی اسی طرح تعلیم پا سکتے ہین کیا ہندوستان مین جو لوگ محض انگریزی تعلیم سے ناراضی ظاہر کرتے ہین مثل مدرسۃ العلوم علی گڑھ کے اپنی کوشش سے مدرسہ اور کالج قائم نہین کر سکتے ہین کلکتہ اور مدراس اور لنکا مین دورہ کرتے ہوئے کرنیل صاحب کا قصد ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک اضلاع مین اسی قسم کی کوشش کی جائے بھی خواہان ہند اگر اس کار خیر مین محض دمے دمے قدمے کوشش پر اکتفا نکرین بلکہ بجای خود وہ عمدہ عمدہ طریقہ سوچ رکھین کہ جن سے ترقی ہند زیادہ تر متصور ہے تو نہایت عمدہ بات ہے۔ کرنیل صاحب کا منشا ہے کہ جسقدر روپیہ جمع ہو ایک حصہ اسکا ہند کے قدیم علوم و فنون اور فلسفہ کی ترقی مین صرف ہو۔ قدیم سنسکرت کتابون کا بغیر سمجھے برزبان کر لینا مفید مطلب نہین ہے۔ کیونکہ اس قسم کر پنڈتونکا اخلاق عوام الناس کے اخلاق سے

اگر بہتر نظر نہین آتا ہان اگر مغربی علوم و فنون کے ساتھ مشرقی علوم کو جو خاص خوبی رکھے گا قدیم حکماے ہند کی عظمت اسکی نظر مین روز افزون ہوگی اور عوام بھی ایسے شخص کو نالایق نجانینگے اور جسطرح زمانۂ قدیم مین اور یونان کے علماء ہند کے حکما کی خدمت گزاری کیا کرتے تھے اسی طرح اب بھی ممکن ہو کہ علماء مغربی علوم باطنی مین اہل ہند سے سبق لین اور کالجون کے نوآموز طفل کتب یا تجل جی رشی کے علم تصفیۂ باطنی کو بہترین علوم سے سمجھین واضح ہو کہ جو کچھ روپیہ جمع ہوگا کوئی متنفس اس کل یا جزو روپیہ کا مستحق یا مالک نہین سمجھا جائیگا بلکہ چند مخزن اور لائق ہندوستانی اسکے امانت دار اور منتظم مقرر ہونگے اور مضبوطی اُسکی بندوبست و ہدایات قانونی کے ہوگی کرنیل صاحب کا ارادہ ہو کہ شہر بشہر اور گانون گانون جاکر بیان کرین کہ قدیم زمانہ مین یہ ہندوستان کیا تھا اور بالاتفاق کوشش سے اب پھر کسقدر ترقی ممکن ہو ایکروپیہ سے لیکر لاکھ روپیہ جو دیگا بخوشی لے لیا جائیگا انکا مین تو جو لوگ کم مقدور تھے اُنھون نے ایکروپیہ چار قسطون مین دیا اور جنھون نے دو روپے سے زیادہ دیا انکا نام ایک دیسی اخبار مین برابر چھاپے یا گیا زر وصول شدہ دس روپیہ فی صدی منافع پر لگایا نصف منافع تعلیم مین چہارم کتب و رسالجات مفیدہ کے چھاپنے مین اور چہارم دیگر متفرقات عمدہ کارہاے مفید عام ہند مین صرف ہوگا - بعض بہی خواہ ہند نے مختلف عمدہ رائین نسبت فروغ دینے ملک کے دی ہین

آنریبل محمد آزاد پاشا

آزاد فرخ حاد کے مضامین دلکش اور ارشاد دلنشین ملاحظہ ہوئے اور سوشل اور ظریفانہ آرٹیکل ہندوستان کے نامی اخباروں اردو اور انگریزی اور لندن کے بڑے بڑے مشہور اخبارون مین شد و مد کے ساتھ درج ہونے لگے - یہانتک کہ انکے خیالات پاکیزہ اور رای صائب صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ ہند اور وزراے انگلستان نے تسلیم کی اور حضور گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر انکو لیجس لیٹو کونسل ہندوستان کا ممبر مقرر کیا آزاد پاشا نے لیجس لیٹو کونسل کی ممبری بڑی مسرت دلی سے منظور کی اور دون مین ٹھان لی کہ کمال حزم و احتیاط سے مختلف امور پولیٹیکل کی نسبت راے زنی کرینگے اور کسی امر مین تعصب یا طلب منفعت ذاتی کو دخل نہ دینگے جب آزاد پاشا کی ممبری کی خبر مشتہر ہوئی تو اخبارات انگریزی و اردو نے اہل ہند کو مبارکباد دی چنانچہ بعض مشہور مشہور اخبارون کی راے کا لب لباب درج ذیل کیا جاتا ہو - ۱- گورنمنٹ گزٹ مطبوعۂ ۱۶ ماہ حال سے منکشف ہوا کہ محمد آزاد پاشا لیجس لیٹو کونسل ہند کے ممبر مقرر ہوئے ہین یہ صاحب استعداد نامور اور مشہور و معروف ہین کہ انکے صفات حمیدہ کی تعریف لکھنا تحصیل حاصل ہے - ہمین یقین واثق ہے کہ آزاد پاشا اپنی اعلیٰ درجہ کی قابلیت سے اپنے ہموطنونکو کثیر فائدہ پہونچائینگے اور ملک کی سربہبودی کا خیال ہر دم مدنظر رکھینگے - ۲- عرصۂ دراز سے ہماری دلی خواہش تھی کہ ہماری ملک کے لایق اور ذی لیاقت بزرگوار محمد آزاد پاشا جنکو ہند کا فخر و افتخار کہنا مبالغہ سے معرا ہے صاحب گورنر جنرل قلمرو ہند کی لیجس لیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے شکر ہے کہ ہماری آرزوی دلی بر آئی

اور گذشتہ پیجے گورنمنٹ آف انڈیا مین بیٹھنے کمال مسرت
ہوا کہ حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے بیطبق خاطر
آزاد پاشا کو ممبر کونسل موصوف مقرر فرمایا ہی - اس مین
اصلا شک نہین کہ بہت قریب ہی جب ہم سنینگے کہ مسٹر
آزاد نے لیجس لیٹو کونسل مین فوائد اہل ہند کے لیے مسودہ
پیش کیا - ۳ - یون تو اور وسیع اور آباد جزیرہ نما مین
کروڑون آدمی بستے ہین اور بنجواے فضلنا بعضکم علے
بعض ایک سے ایک بڑھکر ہے لیکن جہانتک قابلیت اور
لیاقت اور ہمدردی اور حب الوطنی اور آزادی اور
نزاہت خیالات متعلق ہے یہ دعوی کرکے کہہ سکتے ہین کہ
اپر انڈیا مین محمد آزاد پاشا اپنی آپ ہی نظیر ہین ایسے ہی
علم دوست اور خوش فکر اور عالی دماغ نر رگوارون سے امید ہے
کہ یہ ملک دن دونی اور رات چوگنی ترقی کریگا - جب سے ہم نے
سنا ہی کہ اس فخر ہند جنٹلمین کو گورنمنٹ ہند نے لیجس لیٹو
کونسل ہندوستان کی ممبری پر نامزد کیا ہی ہماری روح کو
بیحد مسرت اور دلی خوشی حاصل ہوئی ہی بیشک اور بلاشبہ
آپکی ذات سے ہمکو پوری پوری امید ہی کہ بہت جلد مفید عام
مسودہ قانون پیش کیے جائینگے اور چونکہ جناب باری نے
آپکو اعلی درجہ کی قابلیت اور دور اندیشی کے زیور سے
متحلی کیا ہے ممکن ہی کہ آپکی فکر متین فوائد ملک کے ساتھ
وہ کرے جو ابر بہار زراعت کے ساتھ کرتا ہے ہم دلی شوق سے
منتظر ہین کہ دیکھین آزاد پاشا کس قسم کی اسپیچین دیتے ہین
ہندوستان مین ایسا جنٹلمین کوئی کم ہوگا کہ صاحب السیف
والقلم ہو جو تحریر اور تقریر مین دونون مین عدیم النسیم ہو
اور جسکی جادو بیانی سامعین کے دلپر معاً اثر پہونچائے ہم اپنے

اہل ہم وطنونکو مبارکباد دیتے ہین کہ مسٹر محمد دوح ہماری
کونسل واضع آئین و قوانین کے ممبر مقرر ہوئے آج کا
مبارک دن ہندوستان کی تاریخ مین یادگار کے قابل
ہے کہ اس ملک کے ایک باکمال اور ذی علم محمد آزاد پاشا
کو جنکی قابلیت کا دور دور تک شہرہ ہے صاحب ویسرائے
و گورنر جنرل کشور ہند نے مجلس واضع آئین و قوانین ہند مین
شامل فرمایا اور ممبری کا اعزاز بخشا - حضور مغفری الیہ نے
اس تقرری سے کل اہل ہند کو مرہون منایت بے پایان
اور رہین منت بیکران فرمایا جو فوائد لاتعد و غیر محدود اس
ذکی الطبع اور بلند خیال بزرگ کی تقرری سے حاصل
ہونگے انسے ہم اور ہمارے ہموطن بخوبی واقف ہین
کون نہین جانتا کہ مسٹر آزاد نے اعلی درجہ کی تعلیم
انگریزی اور عربی اور فارسی مین پائی ہے اور سائنس
مین مدارج اعلی حاصل کیے ہین جنے ان صاحب کے
کئی مضمون انھین کالمونکے ذریعہ سے شایع کئی ہین اور
ہم کہہ سکتے ہین کہ جس آسانی سے شستہ زبان انگریزی
مین مسٹر آزاد اپنے خیالات ظاہر کرسکتے ہین غالبًا ممالک
مغربی و شمالی و پنجاب مین کوئی ہندی انکا نقطہ مقابل
نہین ہی انکے کئی آرٹکلونپر اکثر لایق فائق یوروپین کو
دھوکا ہوا تھا کہ کسی لائق انگریز کے لکھے ہوئے ہین
اور جب انکو معلوم ہوا کہ ایک ہندوستانی جنٹلمین
انکے مصنف ہین تو سخت حیرت ہوئی - آزاد پاشا کے
خیالات شایستہ اکثر رسالجات لندن مین بھی شایع
پاتے ہین اور حالمین جو مضمون رسالہ تین نیٹھ سنچری مین
آپنے زراعت ہندوستان کی نسبت درج کیا ہی وہ قابل دید

اس سے صاف ظاہر ہی کہ آزاد پاشا نے ہند کے مختلف
گروہ کی بہتری کی ہے اور ہزار مین کی حالت پر کامل غور
کیا ہو اسکے علاوہ سرشتہ تعلیم کے بارے مین جو آزادانہ
رائے ایک رسالہ مندرجہ مین آپ نے بکمال فصاحت وبلاغت
ظاہر کی تھی وہ آپکی قابلیت پر دال ہی پس ایسے ہندی کا مجلس
واضع قوانین مین شریک ہونا فال فرخ ہی اگر ایسے ہی
لائق اور فہیم اور واقف کار آدمی شریک لیجس لیٹو کونسل
ہون تو ممکن نہین کہ اس ملک کو دو چند زیادہ فائدہ نہ
پہونچے ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے کل ہمعصر اس تقریری سے بدبعد فائدہ
محظوظ ہوئے ہین اور جس اخبار یا جس صحیفے کو یہ اسمین انکی نسبت
مدح درج ہوگا بہت کچھ لکھا ہی۔ کوئی اخبار سبار کہا دیتا ہی کوئی کہتا ہی کہ آزاد
پاشا سے ممبری کو اعزاز حاصل ہوا کسکی رائے ہی کہ اس سے بہتر انتخاب نہین
ہوسکتا۔ کوئی انکے علم وفضل کا مداح ہی کوئی انکی قابلیت کا ثنا خوان ہی
کوئی انکی بہبودی کی تعریف مین عذاب البیان اور کوئی حب الوطنی
کی توصیف مین رطب اللسان ہی۔ محمد آزاد پاشا نے لیجس لیٹو
کونسل مین ایک مسودہ قانون پیش کیا جسکا منشا یہ تھا کہ
ہندوستان کے ان اردو اخبارون کی طرف گورنمنٹ کو توجہ
کرنی چاہیے جنکے ذریعہ سے فحش کی اشاعت ہوتی ہی پہلے ایک
اردو مین مضمون فصیل درج کیا اور بعد ازان ہندوستان کے
نامی گرامی اخبارات انگریزی مین اس مضمون کی تائید کی

فحش اخبارون کی اشاعت

خاطر خطیر جانبطبعان خردہ شناس ونذلہ سنجان لطائف اساس
پر مخفی ومحجب نہی کہ لغت مین مزاح کے معنی مین خوش طبعی کرنا اور
اصطلاح مین ایراد مقولات لطیفہ واستعمال نقلیات ظریفہ

بیہودگی کو جو تہذیب کو کھوتی ہی چنانچہ بجنسہ ظاہر ہی
انتہای تہذیب مزاح کو مطائبات وہباسلات کے کہتے ہین
اور استعمال اسکا من قسم ہمارے رضیہ فضائل مرضیہ قرار دیا گیا ہی
اور محافل سلاطین عظام ومجالس مقدسہ انبیای کرام علیہم السلام
مین جائز رکھا گیا تھا پس انقیاد آداب تہذیب سے ثابت ہی کہ
مزاح آداب تہذیب سے معرا اور فحشات سے علی ہو وہ مزاح نہین ہے
بلکہ بیباکی ورسنخرگی وہزل ہی انتخاب مزاح اور روایت احادیث صحیحہ
ورویات متبوعہ ثابت ومتحقق ہی کہ حضرت رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنی اولاد اطہار وازواج مطہرات واصحاب کبار کے
ساتھ مزاح فرمایا کرتے تھے اور اصحاب رضوان اللہ علیہم بھی آنحضرت
صلعم کے ساتھ بے تکلف مطائبہ کیا کرتے تھے اور گروہ کدورت اور ملال
انکے آئینہ خاطر مبارک سے بذریعہ مزاح رفع ودفع کیا کرتے تھے اور آنحضرت
صلعم کی مجلس مقدس مین شاعران خوش بیان اور راویان شیرین
زبان اشعار آبدار واستانہای فرحت آثار عرض کیا کرتے تھے اور آنحضرت
متوجہ ہوکر سماعت فرمایا کرتے۔ راوی معتبر عبداللہ بن حارث سے
روایت ہی کہ مین نے کبھی نہین دیکھا کہ کسی شخص نے پیشتر حضرت رسول صلعم
سے مزاح کی ہو ادبیہ جمیع خلائق سے آنحضرت صلعم متبسم تر اور خوشخو تر
تھے دانایان روزگار وواقفان اسرار نے ان جناب کے کلام لطافت
انتظام کو بسبب ہونے فقرہ ہای قل ودل کے جواہر الکلم تعبیر
کیا ہے اور ایک یہ امتیاز بھی یہ تھی کہ ایک ایک حرف ان جناب کے
کلام کا حق ہوتا تھا کذب کو مطلق اسمین دخل نہین ایک روز
بعض صحابہ کبار نے عرض کیا کیا حضرت اسقدر مزاح اپنے
متقدمین اور تابعین کے ساتھ کرنا مناسب منصب نبوت
کے نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ انی لا اقول الا حقا یعنے بیشک مین نگر

سخن راست پس اس قول جمیل رسول رب جلیل سے صریحًا عیان ہو کہ جس خوش طبعی مین فحش اور دروغ ہو وہ مزاح نہین ہے دیگر یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ مزاح کو دوست رکھتا ہے اور مزاح سے مواخذہ نہین کرتا ہے اور نیز فرمایا کہ وائے اُس شخص پر جو کلام دروغ کہکر آدمیون کو ہنساتا ہے اور دو مرتبہ فرمایا وائے وائے - اس حدیث سے بھی بوجہ اولیٰ ثبوت ہوا کہ مزاح اُس خوش طبعی پر صادق آئیگا جسمین دروغ و فحش دونون نہون ورنہ اللہ تعالیٰ کا دوست رکھنا معلوم اور یہ جو حدیث نبوی صلعم مین وارد ہوا ہو کہ برادران مومن کے ساتھ مزاح اور مجادلہ نکرو اس سے مراد یہ ہو کہ مزاح مین اسقدر مبالغہ نہ کرو کہ موجب رنجش و مجادلہ کا ہو اور مطائبۂ مزاح کو اپنا شیوہ و شعار نکرنا چاہیئے اسلیے کہ خندہ بسیار و مضاحکہ بتکرار موجب سختی دل و غفلت کا ہو پس جس حالتین کہ مزاح حد اعتدال سے گذر جاتی ہو تو ضرر پیدا کرتی ہو اور باعث عصیان ہوتی ہو لہذا مزاح بدرجہ اعتدال جائز بلکہ مستحب ہو تاکہ باعث تفریح و انبساط قلوب ہو وے و نیز حدیث صحیح مین وارد ہوا ہو کہ مرد مومن مزاح دوست اور شیرین سخن ہوتا ہو اور منافق ترشرو اور متین بابر وادر شیخ فریدالدین متخلص بہ عطار فرماتے ہین کہ

جو عیسیٰ باش خندان و شگفتہ	
کہ خربا شد ترشروے و گرفتہ	

لطیفہ فرمودۂ آنحضرت ایکروز ایک عورت اپکی خدمت سراپا سعادت مین حاضر ہوئی اور دست بستہ عرض کیا کہ یا حضرت میرے شوہر کو آپسے کچھ ضرورت ہو اور حاضر نہین ہو بوجہ علالت کہ وہ قائم نہو لہذا وہ اس امر کا طالب ہو کہ آپ اُسکے مکان ہی پر قدم رنجہ فرمائین تو اپنی ضرورت وہ آپکی خدمتین بالمشافہ عرض کرے آنحضرت اُسوقت بشاش تھے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی شخص ہو جسکی آنکھ مین سفیدی ہو اُسنے کہا واللہ یا حضرت میرے شوہر کی آنکھ مین سفیدی ذرا بھی نہین ہو آنحضرت متبسم ہوے اور اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیون صاحبو اسوقت اس عورت کا خیال کہ ہر ہر بھلا کوئی آنکھ ایسی بھی ہوتی ہو جسمین سفیدی نہو اصحاب تو ہنسنے لگے اور وہ عورت اپنی حماقت سے نادم ہوئی -

دیگر

ایکروز آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ کو بسبب کسی ضرورت کے بلانے کو دولت سرا پر تلاش کرایا مگر وہان اُس جناب کو نہ پایا آنحضرت صلعم نے خادمونکو ارشاد فرمایا کہ جا بجا جاؤ اور علی کو تلاش کرکے میرے پاس جلد لاؤ بنابر تعمیل ارشاد چند خادم بے دریغ روانہ ہوے اور جا بجا کوچہ بکوچہ جناب علی مرتضیٰ کو تلاش کرنے لگے مگر کہین بھی آنجناب کا پتا نہ پایا آخر الامر ایک خادم کو دریافت ہوا کہ وہ جناب مسجد مین ہین وہ خادم وہان گیا تو دیکھا اُسنے کہ جناب ہتر بالا لیٹے ہوے علی مرتضیٰ اُس مسجد مین بستر خاکپر کروٹ سے استراحت فرما رہے ہین کہ ایک رخسار اُن جناب کا آلودۂ خاک ہو یہ خبر اس خادم نے بجنسہ آنحضرت صلعم کی خدمتین پہونچائی اُس خبر کے سنتے ہی سرور عالم معًا استادہ ہو گئے اور ہمراہ اُس خادم کے اُس مسجد مین تشریف لیگئے دیکھے صحن مین جناب علی مرتضیٰ بر فرش خاک بے تکلف آلودۂ خواب تھے آہستہ آہستہ جاکر بالین پر بیٹھ گئے اور سر مبارک اِن جناب کا دست مبارک سے اُٹھاکر اپنے زانوے اقدس پر رکھا اور خاک اُنکے رخسار سے

پاک کرکے دو دفعہ مزاحاً فرمایا قم یا ابا تراب قم یا با تراب - اُس روز سے ابوتراب جناب علی مرتضیٰ کا لقب ہوا -

اقوال حکماے فلاسفہ نسبت مزاح

حکما نے فرمایا ہی کہ مزاح دارو ئے نافع واسطے دفعہ کلفت قلب کے ہی چنانچہ کسی شاعر حقیقت ماہر کا قول منظوم ہی کہ ؎

سخن خوش بہ نزد مرد حکیم	بہتر آید ز بخشش زر و سیم

ایک دوسرے حکیم کا قول ہی کہ خوش طبعی دوا ہی واسطے آزار مرض عداوت کے دل دشمنان سے ؎

لطافت سخن از سینہ گرد کین ببرد	زبان لطف زابر و سخشم چین ببرد

دیگر

گنجے است کلام خوش کہ گویند ازان	چندان کہ کرم نمود رونش نقصد

چونکہ سلاطین عالیوقار و سروران ذی اقتدار کے مطمح نظر ہمیشہ یہ امر رہتا ہی کہ امورات دینی و دنیوی ہمیشہ اُنکے ہاتھ سے بروجہ احسن و حسن انتظام و انتساق کے انجام ہوئین اور طبیعت مین کلفت اور کدورت کو دخل مطلق نہو لہذا حکماے دانش پژوہ اور قدماے اُس گروہ نے اوقات خبا نروزی بنظر انصرام مہمات و اصلاح طبیعت و انبساط قلوب اس نہج پر کی ہی کہ ایک وقت خاص پر طاعت و عبادت الٰہی مین صرف ہونا چاہیے اور وہ وقت صبح صادق کا ہی اسلیے کہ بعد راحت و استراحت چند ساعت وقت شب حواس ظاہری و باطنی انسان کے وقت صبح آلایش و اضطرار و کثافت و انتشار سے پاک اور مبرا ہوتے ہین اور توجہ خاطر الی اللہ الاکبر اقوی یا یہ کہنا چاہیے کہ نفس انسانی اسوقت شاغل سے فارغ ہوتا ہے اور روح اور دل علائق سے خالی

چنانچہ ناقلان سعادت آثار و راویان صداقت شعار نے لکھا ہے کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے جبرئیل امین مقرب رب العالمین سے پوچھا کہ عبادت خداے یکتا اور یگانہ کے واسطے کونسا وقت موزون و مناسب و فاضل تر ہے حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ زیادہ علم تو اس بارے مین مجھے حاصل نہین مگر اسقدر معلوم ہی کہ ہنگام سحر عرش اعظم الٰہی مین کیفیت وجد اور اہتزاز کی پیدا ہوتی ہی اور زمرہ روحانیات مین شورش و ولولہ پایا جاتا ہی و رہاے نیض و فتوح اسوقت کشادہ ہوجاتے ہین اور عاشقان درگاہ شاہد حقیقی کی زبان پر اسوقت خاص نالہ و آہ ہوتا ہی اور عابد و نکی زبان پر کلمات استغفار کسی عارف باللہ کا کلام منظوم ہم مطابق مضمون ہے -

چشم صاحب دولتان بیدار باشد صبحدم	
	عاشقان را ناله هاے زار باشد صبحدم
پرده بردارد سعادت هر سحر از رخ ولے	
	آن تواند دید کو بیدار باشد صبحدم

کتب معتبرہ مین سبب مشک نافہ پیدا ہونے کا اسطرح مرقوم ہے کہ آہوان بیابان چین مدت چالیس روز تک کیاہ ناپاک کھانے سے مجتنب رہتے ہین قدرتی خاشاک پاک کھا کھا کر بسر کرتے ہین بعد گزر جانے چالیسوین شب کے تا کتا لیسوین شب کی صبح کو مشرق کی طرف منہ کرکے منتظر رہتے ہین جسوقت کہ صبح صادق ہونے لگتی ہے اور باد نسیم سحری چلنا شروع ہوتی ہے اسوقت اہو منہ کھولکر اس نسیم معطر بار فرحت و برکت آثار کو منہ سے پینا شروع کرتے ہین وہ ہواے مبارک دم شکم مین

انکے قدرت خدائے عزوجل سے ادھر انکے حلق سے اُترتی جاتی ہو اُدھر خون انکے جسم کا نافہ مین جمع ہوکر منجمد ہوتا جاتا ہو حتی کہ ایک قلیل ہی عرصے مین خون انکا مقام نافہ مین منجمد ہوکے خاصیت و برکت بادِ سحری سے مشک ہو جاتا ہو جسکی شہرت تمام ربع مسکون مین ہو اور قدر و قیمت اُسکی معروف و مشہور خواجہ عطار اپنی مثنوی مین فرماتے ہین ۔ ؎

ازان دم مشک آید پدید آرد — وزان دم گردش خلقے خرید
چو خونے مشک گردد از دم پاک — بود ممکن کہ روحانی شود خاک
بے چون نور حق در جان درآید — منت خاکی برنگ جان برآید

اگر تو کیمیا سازی چنین ساز
ولے این کیمیا در راہ دین باز

اور کچھ اوقات مذاکرۂ علوم و کسب و فضائل مین صرف ہونا چاہیے اسلیے کہ تحصیل علوم و کسب فضائل واسطے تکمیل خلقت انسانی کے لازم ہے حکمانے انسان بے علم کو مردۂ بے جان کہا ہے دیگر فوائد تحصیل علوم کے صدہا کتابون مین مفصل تحریر ہین اگر واقفیت مدنظر ہو فلیرجع الیہ ۔ دیگر بعض اوقات معاملات دنیاوی مین بسر کرنا مناسب ہو مثل سیاست بدن و سیاست منزل وغیرہ کہ یہ بھی ضروریات سے ہے ۔

دیگر کسی قدر وقت سیر و شکار و گلگشت گلزار مین صرف کرنا حکما کی رائے مین عین مصلحت ہے کہ یہ بھی باعث دفعیۂ رنج و آلام کا صفحۂ خاطر سے ہوتا ہے ۔

بعد ازان کسی قدر سماع سرود و تقریب و صحبت معشوقان و عارت کنان صید و شکیب مین مشغول رہنا نیز چشم و گوش کو متلذذ کرتا ہے اور تفریح بخش خاطر ہوتا ہے پس ازان چند ساعت ہمدمان بے رنج و ندیمان بذلہ سنج سے اختلاط رکھنا انسب ہے اسلیے کہ واسطے ازالۂ مرض کلفت کے کلام خوش بہتر از ہزار دوائی ہے چنانچہ کلام حقیقت انضمام شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی مؤید مضمون ہذا ہے ۔ ؎

نظر کردم بچشم عقل و تدبیر — ندیدم بہ ز خاموشی خصالی
نہ گویم لب بہ بند و دیدہ بر دوز — ولیکن ہر مقامے را مقالی
زمانے بحث علم و درس تنزیل — کہ باشد نفس انسانرا کمالی
زمانے شعر و خط رنج و لطائف — کہ خاطر را بود دفعہ ملالی

خدایست آنکہ ذات بے خلالش
نہ گردد ہرگز از حالے بحالے

اس تمہید کے بعد آزاد نے ان اخبارونکے نام لکھے اور اکثر فحش فقرہ نکی نقل کی ۔

جب بخوبی معلوم ہوگیا کہ ہندوستان کے کل حکام بالا دست کی نظر انور سے انکے مضامین نسبت اشارات فحش گزرے اور سب کو توجہ ہوئی کہ انسداد فحش مین ساعی ہون تو لیجس لیٹو کونسل مین یہ مسودۂ قانون پیش کیا ۔

مسودۂ قانون

کچھ عرصے سے اس ملک مین پنچ کے نام سے چند اخبار جاری ہوئے ہین جنکے ذریعہ سے ہندوستانیون کے اخلاق مین فتور پڑنے کا احتمال ہے چونکہ آجکل اکثر اخبارون مین یہ بحث پیش ہو لہذا ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی آنریبل جنٹلمینونکو اسکی طرف مخاطب کرین ان حضرات کی بیہودہ تحریرون سے ہندوستان کو انتہا سے زیادہ

نقصان پہونچتا ہے یہ مسخرے گالیان بکنے اور رئیسون کو
بُرا بھلا کہنے اور کلمات فحش و نا ملائم کو اپنا جوہر سمجھتے ہین
تمسخر انکی کائنات ہی ایکدست کا یہ قول ہے ہمین اُنپر
پسند آیا ہندوستان کے ثقات متین اور مہذب بزرگوار ان
مسخرون کے نام سے نفرت کرتے ہین اور خوب سمجھتے ہین کہ
جو تہذیب اشاعت علوم عربیہ اور خیالات مغربی کے ذریعہ
سے ہمارے ہموطن حاصل کرتے ہین اُس کو ان مسخرون کے
شہد پن سے کمال ضرر پہونچے گا پس لازم آیا کہ رعایا اور
گورنمنٹ دونون انکی تحریر کے مضمار بیشمار کو میزان خرد
مین تولین اور دیکھین کہ انکے مضامین بیہودہ سے اخلاق
پر کتنا اثر پڑتا ہے اور انکی فحش تحریرات سے کس درجہ بد تہذیبی
پھیلتی ہے ان مسخرون کا یہ شیوہ ہے کہ جس کسی کو اپنے سے افضل
اور اشرف پایا اُسکی ہجو کرنے لگے اسکو بُرا بھلا کہا اور اپنی
بیہودہ تحریر کے ذریعہ سے اُسکا خاکہ اُڑایا۔ گالیان
دنیا کو سناسخت الفاظ لکھنا بد تہذیبی کی باتین درج کرنا
ان کے بائین ہاتھ کا کرتب ہے ان مسخرونکی روٹیان ایسی مسخرے
پن سے چلتی ہین حاصل عمر یہی ہے تمسخر اور فحش بکنے کو ان
شریر النفس آدمیون نے اپنا پیشہ مقرر کر لیا ہے ع
روٹی تو کہا کھائے کسیطرح مچھندر۔ اسکے سوا عمر بھر کوئی
اور کام ہی نہ کیا۔

ان مسخرونکی فحش تحریرون سے بہت خراب اثر پہونچا ہے اور
اب وہ وقت آگیا ہے کہ گورنمنٹ ایسے بے تکے آدمیون اور
مسخرون اور فحش بکنے والونکی نجر لے ورنہ اور بھی خراب اثر
ہوگا ان مسخرونکو بجز اسکے اور کوئی کام ہی نہین کہ بھونڈی
باتونکو خاص مذاق سمجھین اور مہینے مین تین چار امیرون اور
رئیسون اور مہذب اور متین آدمیونکو بے نقط سنائین یہ
ثقات کے پردہ گوش نوائے الفاظ فحش سے صدمہ پہونچاتا ہے
وہ ایسی مزخرف تحریرونکا پڑھنا داخل گناہ کبیرہ سمجھتے ہین
اور ان مسخرونکو نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور انکے نام پر لاحول بھیجتے
ہین ہان ممکن ہے کہ بعض شہدے یا لتے یا وہ لوگ جو تہذیب
اور متانت سے محض ناواقف ہین ایسی تحریرونکو پڑھکر محظوظ
ہون لیکن متین بزرگوار تو ہمیشہ ان سے منزلون دور رہینگے اور
سمجھ جائینگے کہ جن مسخرونکی تحریر سے بد تہذیبی کی بو آئے اور جو
شرفا کی نسبت کلمات نا ملائم تحریر کرین وہ ہرگز اس قابل نہین کہ انکی
تحریر پر کوئی شریف زادہ نظر ڈالے۔

ہم دعوی کرکے کہتے ہین اور انشاء اللہ اپنے دعوی کو ثابت
کر دینگے کہ ہندوستان کے کالجون اور مدارس اور مکاتب سے
جسقدر فائدہ اہل ہند کو ہوتا ہے اُس سے زیادہ نقصان
ان مسخرونکی قابل نفرت تحریرونسے پہونچیگا اور اسی سبب سے
ہماری یہ رائے ہے کہ گورنمنٹ انکی آنکھین کھولدے اور انکو ایسا
سبق دے کہ عمر بھر نہ بھولین اہل ہند پر یہی فرض ہے کہ ایسے مسخرونکی
سرپرستی اور حمایت سے کنارہ کش ہون سرپرستی اُسکی کرنی چاہیے
جو اس لایق ہے اور جس شخص کی نسبت یہ امر مسلم الثبوت ہو
کہ اسکو سوائے گالیان دینے اور فحش بکنے اور شریفونکے دھمکانے
کے اور کوئی کام نہین ہے اُس سے قوم کو انتہا سے زیادہ نفرت
کرنی چاہیے اگر ایسا نہوا تو ان مسخرونکی مضرت انگیز تحریرین ستم
ڈھائینگی اور ملک پر انکی بیہودگی کا اثر بہت خراب ہوگا
ان مسخرون نے اپنے پیٹ پالنے کا آسان طریقہ نکالا ہے
کہ شریفون کو گالیان دینا شروع کیا اگر انکے کل مضامین
پر نظر ڈالی جائے تو صاف ظاہر ہو کہ ایک حصے سے

ر دیجئے۔ مضمون قابل لحاظ و غور کے رہتے ہی جنمین سوا فحش باتون اور گالیون کے اور کچھ بھی نہین وجہ یہ کہ یہ سخنے کچھ پڑھے لکھے تو ہین نہین کہ انکی تحریر سے لیاقت یا علمیت کا ثبوت ہو اور پیٹ کسی نہ کسی طرح پالا ہی چاہین اب لکھین تو کیا لکھین سب سے آسان طریقہ یہ نکالا کہ گالیان بکنے لگے متین اور مہذب لوگ اور ثقات مقدس اور تربیت یافتہ صافی مذاق نہ پڑھین تو سہی شہدے اور لچے تو تعریف کرینگے پھر ظاہر ہے کہ انکی کلام کو وہی پسند کرینگے اور وہی داد دینگے انکو اس سے کچھ بحث نہین کہ متین آدمیونکی ہماری نسبت کیا رائے ہی وہ خوب جانتے ہین کہ ثقات مہذب انکو کبھی اچھا نہ کہینگے لہذا وہ اسی بات پر خوش ہوتے ہین کہ انکے فن کے لوگ انھین اچھا کہین اور انھین کی بدولت ان کی روٹیان چلتی ہین یا ان لوگون کے طفیل مین جو ع

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ	

پر عمل کرتے ہین۔

ناظرین باتمکین خوب سمجھتے ہین کہ تحریر جاہی جس قسم کی ہو اپنا اثر ضرور دکھائیگی اخبار کا خاص منشا یہ ہی کہ عمدہ عمدہ مضامین سے ناظرین کو خوش کرے اور اسکے ذریعہ سے ملک فائدہ اٹھائے اور جبکہ اخبار خاص اس منشا سے جاری کیا گیا کہ نئی صدی نئی مضمونون گالیان ہون اور بھنگیر خانے کی اصطلاحونکو ترقی دیجائے اور اشارہ اور کنایہ مین وہ وہ بیہودہ الفاظ لکھے جائین جنسے شرفا کو نفرت ہے تو فرمائیے ایسے اخبار کا اثر کیسا ہوگا جس طرح کتب اخلاق سے فوائد بیشمار لوگون نے حاصل کیے نیک و بد مین تمیز کرنے لگے واب وآداب سیکھا۔ نفس امارہ پر نفس مطمئنہ غالب آیا بدی خیر یاد کیکر سدھاری خیالات متین ہوئے رائے زرین ہوئی اسیطرح فحش مضامین سے یہ اثر ناظرین کے دلون پر ضرور ہوگا کہ انکا مذاق بھی بھونڈا ہو جاے اور وہ بھی اسی ڈھرے پر چلنے لگین اور سلک یاوہ گوئی کے سالک ہون جس مضمون مین دلیل اور حجت اور برہان سے واسطہ ہی نہ رکھا جائے اور جسکے ایک ایک لفظ سے رذالت کی بو آے اسکا نتیجہ پر ظاہر ہو ظریف وہ جو تہذیب و شائستگی کے ساتھ مزاح کا برتاؤ کرے جسکی تحریر اور تقریر سے سنجیدگی مترشح ہو جس سے عمدہ عمدہ نتائج نکلین اور جو اودھار کھائے بیٹھا ہو کہ ہم سوا فحش کلمات اور خیالات کے کوئی کلمہ زبان قلم پر نہ لائینگے اسکو کوئی ذی عزت ظریف نہ کہیگا بلکہ یہ سمجھیگا کہ پیر بجارا کے چھٹے ہوے شہدے ہین یہ بھی ہین شہدے اچھے اچھے رئیسونکو گالیان دیتے ہین مگر ان شہدونکی تحریر سے جو اثر بد پڑتا ہی وہ ان شہدونکے شہدے پن سے بھی بڑھ چڑھکر ہے متین اور مہذب اخبار نویس اس قسم کے فحش بکنے والونکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور وہ نہین چاہتے ہین کہ انکی بھونڈی روش کی تقلید کرین بلکہ انکے خیالات فاسد اور مضامین نفرت انگیز سے متنفر دور رہتے ہین اور خدا سے دعا مانگتے ہین کہ ہمارے ہموطن اس بلا سے جلد نجات پائین تاکہ اخلاق کی درستی و شایستگی و تہذیب کی اشاعت ہو۔ انھین سب معلوم ہی کہ بعضے جعفر زٹلی اپنے ملک کے دشمن ہین اور اپنی مفسدہ آمیز اور مزخرف تحرین کا اہل وطن کو بھونڈا مذاق سکھاتے ہین جو انکے حق مین زہر کی

خاصیت رکھتا ہی انکی سرپرستی کرنا فحش کو ترقی دینا ہی اور فحش کو ترقی دینا ملک کے حق مین کانٹے بونا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی نیک نفس خیر خواہ وطن یہ نہ چاہیگا کہ وہ اپنے پیاری ہموطنون کو خراب حالتمین دیکھے پس ثابت ہوگیا کہ تیرھوین صدی کی جعفر زٹلی اپنے وطن کے عدو ہین اور انکے افعال سے تنفر کرنا اہل ہند کے فرایض مین سے ہے۔

ہم پوچھتے ہین آخر انکی تحریر نے ملک کو کونسا فائدہ پہونچایا یا کس قسم کا فائدہ پہونچ سکتا ہی یا کسی طرح کی منفعت ہونے کی امید ہوسکتی ہے لاحول ولاقوۃ۔

ہاتھیون سے گنے کھانا رئیس زادون اور شریفون کو گالیان سنانا۔ خاکہ اڑانا۔ ہجو کرنا اور با اینہمہ خیر خواہی ملک کا دم بھرنا۔ ع۔

این خیال است ومحال است وجنون

مگر الحمدللہ کہ ان جعفر زٹلیونکی قلعی کھلگئی کاغذ کی ناؤ چلائے نہ چل سکی اب اکثر بزرگوارون پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ان حضرات کا منشا ترقی ملکی نہین بلکہ صرف یہ مقصد ہی کہ اورونکو گالیان دین دنیا بھر مین فحش بھیلائین اور

ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

مگر منھ دیکھین اب انھون نے اپنے حسد اور بغض اور مضامین فحش آگین سے خود ہی ثابت کردیا کہ وہ اس لایق نہین کہ مہذب آدمی انکو منہ لگائین اس سبب سے اب روز بروز انکی کساد بازاری ہوتی جاتی ہی اب وہ فقط لکیر پیٹتے ہین وہ لاکھ اپنی اڑہائی چاول پکائین مہذب آدمی اور معزز تربیت یافتہ بزرگوارونکی طبیعتین انکی دال نہ گلگی کیا مجال مردوانا انکے جال مین نہ پھنسینگے انکی کوشش بالکل بیکار جائیگی اتنے ہی دنون مین اپنے ظاہر ہوگیا کہ انکی بیہودی روش سے اصحاب بالغ نظر کی طبیعت نفور ہی اور کچھ دن مین وہ اپنی لغو تحریرون پر خود بہت افسوس کرینگے جب وہ دیکھینگے ساری خدائی انکے نام پر لعنت بھیجتی ہی۔

ہماری مہذب گورنمنٹ انکی طرف ضرور متوجہ ہوگی اور ان سے باز پرس ہوگی وہ وقت اب دور نہین ہی جب گورنمنٹ کے اراکین بالتوقیر انکی فحش تحریرات کو غور اور تعمق سے پڑھکر نتیجہ نکالینگے کہ اگر چندی وہ اپنی کوشش مین جو ضرر رسان ہے کامیاب ہوی تو بداخلاقی ہندوستان مین ہاتھ پاؤن نکالیگی۔ ممکن نہین کہ اس امر مین پہلوتہی ہو۔ قانون آزادی اخبار اچھا ہو یا برا لیکن ہمارے علم ویقین مین ایسے قانون کی اشد ضرورت ہی جسکو روسی فحش کی گرم بازاری سرد ہوجاے اور جو بدتہذیبی کا ڈھنگ تیرھوین صدی کے جعفر زٹلیون نے ایجاد کیا ہی اسکا ڈربا پھونکدیا جائے۔

اگر ذرا بھی غور کیا جاے تو ہماری راے قابل تسلیم قرار پائے۔ مہذب ملکون مین اخبارات کی اشاعت اس غرض سے ہوتی ہی کہ انکے ذریعے سے خیالات رعایا گورنمنٹ پر ظاہر ہون اور گورنمنٹ کے مقاصد کی رعایا اطلاع پائے مختلف امور پولیٹکل وسوشیل پر بحث ہو علما اور فضلا اور کملا اس بحث مین شریک ہون اور ہر پہلو سے امور ملکی واخلاقی کے حسن وقبح کو اپنے اپنے خیالات کے مطابق ثابت کرین تہذیب کو ترقی دین شایستگی کے نور سے ناظرین کے دلون کو منور کرین۔ رسوم بد کو آڑے ہاتھون لین نہ یہ کہ اسکے برعکس فحش حسد اور بغض کے سبب سے آج اسکو بتائین کل اسکا خاکہ اڑائین اور

اس قسم کے کلمات ناملائم سے مضمون کو مملو کرین جنکے پڑھنے اور سننے سے بجز نقصان خود اپنی فائدہ متصور نہو ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ایسے اخبارون کی روک گورنمنٹ کیون نہ کریگی جو خاص خشا اخبار ہو وہ انکے ذریعے سے حاصل ہونا محال ہو بلکہ اسکے برخلاف بدتہذیبی کو دن دونی رات چوگنی ترقی دیتے ہین پس افسوس کا مقام ہو کہ ایسی مہذب گورنمنٹ کی عملداری مین جعفر زٹلی اس درجہ دائرہ اعتدال سے قدم بڑھاتے پائین اور سرزنش سے محفوظ رہین۔

ہم دعوی کرکے کہتے ہین کہ کوئی مہذب گورنمنٹ اس قسم کی تحریرون کی اشاعت کو پسند نہ کریگی اور نہ جائز رکھیگی یہ وہ تحریرین ہین کہ جو تہذیب کی جان کے ساتھ موت کا کام کرتی ہین اشاعت تعلیم سے گورنمنٹ کو یہی مقصود ہی کہ رعایا مہذب ہو اور نور علوم غریبہ سے اہل ہند کے ظلمت کدۂ دل منور ہو جائین مگر افسوس صد افسوس کہ یہ غیر مہذب حضرات اپنی کوشش اور فاسد خیالات سے مہذبونکو غیر مہذب اور شایستہ آدمیون کو بدکردار کرنے مین سعی موفور کر رہے ہین پس لازم ہو کہ انسے مواخذہ کیا جائے۔ ہمین اس امر خاص مین ابھی بہت کچھ لکھنا ہو اور اگر فرصت ملی تو ہم اپنے دعوی کو جلد ثابت کر دینگے کہ تیرھوین صدی کے جعفر زٹلی اپنے ملک کے تباہ اور غیر مہذب کرنے مین حتی الوسع کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھتے۔ انگلستان کے ایک مشک میگزین مین لکھا ہو کہ چوتھا رکن سلطنت بعض ناہنجار اور نالایق آدمیونکے سبب سے بدنام ہو جاتا ہی یہ وہ شریرالنفس خبیث ہین جن سے ملک اور قوم کو کسی قسم کا فائدہ پہونچنے کی امید نہین بلکہ اکثر مسخرہ پن لچا پن بڑا تعاجب کے حرکات سکنات قول فعل تحریر تقریر سب سے مترشح ہو کہ وہ شریف نہین جسکی خو بو ذالت پر بو ظاہر ہے جو شہدون اور کمینون مسخرون کی طرح شرفا کو گالیان دیکر خوش ہوتے ہین ہم یہ بیگزین کی اس راے زرین سے ہمین اتفاق ہے اور کوئی ذی خرد جو طبع سلیم سے بہرہ کافی رکھتا ہو اس سے اختلاف راے نہ ظاہر کریگا۔

واضح ہو کہ چوتھا رکن سلطنت اخبار نویس مراد ہو اول رکن سلطنت ملکہ معظمہ یا شہنشاہ یا بادشاہ جو کوئی صاحب تاج و تخت ہو دوسرا رکن سلطنت ہوس آف لارڈز تیسرا رکن سلطنت ہوس آف کامنز چوتھا رکن سلطنت اخبار پس ضروری امر ہو کہ اخبار کا انتظام ایسے لایق فایق آدمیونکے سپرد ہو جو متین اور مہذب اور تربیت یافتہ ہین یہ نہین کہ ہر فرد بشر ایک کل پتھر کے برتنے پر شریف زادونکو برا بھلا کہنے لگا کل پتھر پاتے ہی عقل پر پتھر پڑ گئے اور جس کسی کو دولت مین ثروت مین عظمت مین لیاقت مین اپنے سے اشرف و افضل پایا اسکو بے نقط سنائین اس بیباکی مین کا انجام بہت برا ہوتا ہی یونتو اس سے زیادہ آسان اور کوئی بات نہین کہ جسکو انسان اپنے سے بہتر دیکھے اسکو گالیان دینے لگے لیکن پیچھے سے ان مسخرون کو اسکا خمیازہ کھینچنا پڑیگا اور قوم انکو نام سے اشد نفرت کریگی کہ انکی کمشکول گدائی مین صبح سے شام تک ایک جبنجی کوڑی بھی نظر نہ آویگی اور مسخرہ پن سب دم کے دم مین نکل جائیگا جو شے درجۂ اعتدال سے تجاوز کرتی ہو اسکا انجام بخیر نہین نظر آتا ان شریرالنفس مسخرونکی شرارت اور انکا کمینہ پن دائرہ اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہی لیکن ان عقل کے اندھونکی آنکھین تو ہین ہی نہین کہ وہ انجام بینی کر سکین خدا نے چاہا تو بہت جلد اپنی ناہنجاریونکا ایسا خمیازہ

اٹھائین کہ تمام عمر روئین۔

جب کبھی کسی مہذب اور متین اڈیٹر کو جو فن وقائع نگاری کے اصول سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہو ان ناہنجار مدعیان خرد و تہذیب سے پالا پڑتا ہو تو اسکی عجیب حالت ہوتی ہو اگر وہ بھی ان مسخروں کی طرح گالیان بکے اور انکو برا بھلا کہے تو وقائع نگار اور اہل الرائے اور ناظرین اخبار اپنے اپنے دلونمین کہنے لگین کہ یہ بھی فحش بکنے لگے۔ اور اگر خاموش رہین تو تاب کے وہ خوب واقف ہین کہ رمز کنایہ مین یا کھلم کھلا گالیان بکنا پاجیون اور شہدون کا کام ہے اگر وہ بھی گالیان بکین تو اہل آبرو انکی اس حرکت پر خوش نہونگے اس اصول معقول پر لحاظ کرکے وہ لوگ حتی الوسع خاموش ہو رہتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ بھیجے ہمارے مقابل مین خاموش رہے اتنا نہین سمجھتے کہ انسے بحث کرنا اور انکو مخاطب کرنا اور انسے جھگڑنا شرفا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے ہین ان مدعیان تہذیب کا ٹھیک بنانا کون مشکل بات ہو اب کچھ دن سے بدتہذیب بہت سر چڑھے ہین جسکا انجام یہی ہوتا ہے کہ یہ بھیک کا ٹھیکرا بھی ان کے ہاتھ سے جائیگا۔

ان دونون فطرت حضرات کا سرمایۂ ناز اور انکی ساری کائنات بس یہی مسخرہ پن ہی پیشہ یہی مسخرہ پن ہی کنیت انکی یہی مسخرہ پن ہے نام اس مسخرگی کی بدولت پیدا کیا ہو روٹیان اسی مسخرے پن کے طفیل مین چلتی ہین علمی بحث پولیٹکل معاملات سوشیل امور سے انکو کوئی واسطہ نہین ہمنے کبھی نہین دیکھا کہ کوئی عمدہ بات جس سے ملک کا فائدہ متصور ہو انکی قلم سے نکلی ہو جب لکھو تو اپنی شرافت کے ہی

مطلق فحش سے پرہیز ضرورت مضامین لکھو اور بموجب سوچ لیے نہ کہ

روٹی تو کہا کھائے کسی طرح مچھندر

پڑھو لکھو خاک نہین پیٹ بازو کی اصطلاحین لوگ زبان سے نکالتے ہین وہی لکھا جاہین تمام عمر کبھی نوکری نہ ملی جب جو جیان چبانے لگے تو یہ جو بھی کہ آوے بھئی مسخرے پن کی دکان کھولین اور فحش بکین لوگ کچھ نہ کچھ دے ہی نکلین گے۔

کوئی مضمون پڑھیے ممکن نہین کہ فحش سے مبرا ہو تو وجہ کیا عمر بھر تو لڑایا بھڑایا شہدون لچون کی صحبت مین رہے انکو مادہ کہان اور معلوم کیا کہ مضمون نویسی کسے کہتے ہین انکے نزدیک تو اس سے بڑھکر کوئی مزاح نہین جو جہلا نے اکبر اور بیربل کی طرف منسوب کیا ہو کہ بیربل نے یون کہا اور اکبر نے اسکا جوابدیا۔ صاحبو مذاق ہون تو سمجھین کہ مزاح ہو کیا شے اللہ اللہ شان خدا یہ مسخرے مدعیان تہذیب و خرد اور اپنے کو وقائع نگار سمجھین جو آزادی گورنمنٹ نے اخبار کو عطا کی ہو اسکے یہ مسخرے جانی دشمن ہین اور جو ماحصل اشاعت اخبارات کا ہو اسکے برعکس ان مسخرون کے شہدے پن کی تحریر سے نتیجہ نکلتا ہے۔ ان مسخرون کی تحریر کو شاید مسخرے ہی پسند کرتے ہین ورنہ کوئی ثقہ اور دور اندیش اور بالغ خرد آدمی انکے مضامین سنکر بجز لاحول کے اور کچھ نکہیگا۔ تیرھوین صدی مین ان جعفر زٹلیو نکا خروج تاریخی بات قابل یادگار ہو اور جب کبھی وقائع نگار دنکو اس صدی کے مسخرون اور جعفر زٹلیو نکے حالات لکھنے کی ضرورت ہوگی تو ان مسخرون کی تحریر سے انکو کافی مدد ملیگی لیکن وہ وقت اب بہت قریب ہے کہ ان بدتہذیب مسخرون کی تحریرون کی نسبت کوئی حکم منجانب گورنمنٹ شرف لفاذ پاے اور ان حشرات الارض کی قرار واقعی سزا ہو جائے۔

حاشا ہم صرف اسوجہ سے نہین لکھتے ہین کہ ہمارے نزدیک
ایسا ہونا چاہیئے بلکہ ہمین یقین واثق ہی کہ ایسا ضرور ہوگا
اور بالضرور ہوگا ورنہ انتہا کی بدتہذیبی ان سفلون کے
ذریعہ سے ملک ہندوستان مین پھیلے گی جسطرح شہدنکا
طبقہ شاہی مین رئیسون اور امیرون اور عمائد کو چن چن
کر گالیان دیتا تھا اور وہ صرف اسوجہ سے خاموش رہتے
تھے کہ ان کمینے شہدونکے منہ کون لگے اسی طرح تیرھوین صدی کے
جعفر زٹلی بھی روسا و نامدار اور امراء عمائد کو برا بھلا کہتے ہین
یہ نئی گروہ کے شہدے اپنے اسلاف پرانے شہدون کی
طرح خوب جانتے ہین کہ روسا اونکے منہ نہ لگینگے انسے
مخاطب ہونا اپنی شان کے خلاف سمجھینگے اونکو برا کہنا
ایسا متصور کرینگے جیسا کہ چھوٹے آدمی اور بازاری
شہدے کو برا کہنا۔ لہذا وہ اور بھی بڑھتے ہین کہ ہم ایسے ہین
اور اس غرور اور حماقت اور نخوت سے انکی رفتہ رفتہ
قرار واقعی تنبیہ ہوجاتی ہی انکی ناہنجاریان انکو خود ذلیل
اور خوار کردیتی ہین۔

مگر شکر کا مقام ہے کہ ان نابکار مسخرون سے اب قوم نفرت
کرنے لگی اور لوگ خوب سمجھ گئے کہ یہ انکا کاسۂ گدائی ہی
جسکے ذریعہ سے وہ صرف اپنا پیٹ پالنا چاہتے ہین انکا
منشا بس یہی ہی کہ مسخرا پن کرکے امیرونکا منہ چڑھاوین
فائدۂ ملکی درکنار انکی ذریعہ مضار بیشمار ہوپہنچتے ہین لہذا انکو
حقارت کی نظر سے دیکھنا لازم ہی۔ اگلے وقتون کے
لوگ جب کبھی تیرھوین صدی کے جعفر زٹلیونکی تحریرات فحش اور
مضامین خلاف تہذیب پڑھتے ہین تو انکو نکتہ چینی کا خوب موقع
ملتا ہی وہ پوچھتے ہین کہ نئی روشنی نے اخبارونکی اشاعت کیا اسی غرض سے
جاری کی ہی کہ اسقدر بدتہذیبی ملک مین پھیلے۔ ایسی شائستہ گورنمنٹ کی
عہد مین ایسے بدتہذیب لوگونکی جو فحش کو تمغای شرافت سمجھین ضرور
تنبیہ ہونی چاہیئے ورنہ انکی مزخرف تحریرات کا بڑا خراب اثر ہوگا
اوائل مین انگلستان کے اخبارونکی بھی یہی کیفیت تھی سترھوین صدی
کے اخبارات اور حال کے اخبارات انگلستان مین زمین و آسمان کا فرق
ہی اس زمانہ مین وہ اخبار بھی تیرھوین صدی کے جعفر زٹلیونکی طرح
گالیان بکتے تھے۔ واہیات تصویرین اسمین چھپتی تھین اور روسا
اور امراء کی ہجو کرنے کو ذریعہ افتخار تصور کرتے تھے تیرھوین صدی کے
جعفر زٹلیون نے یہ شیوہ اختیار کیا ہی کہ جب عمدہ عمدہ اور
چیدہ چیدہ مضامین لکھنے کی اپنے مین لیاقت نہ دیکھی تو اخبار کو
لوگونکی ہجو اور فحش الافاحش سے بھرنا شروع کیا لیکن اس شائستہ
گورنمنٹ کی عملداری مین بہت جلد ایسے بدوضع اور ناہنجار اخبار
نویسونکی خدمت مناسب کردیجائیگی ان جعفر زٹلیون نے یہ
شیوہ اختیار کرلیا ہی کہ جس رئیس کو باعزاز اور باوقار دیکھا
اسکی نسبت کہنا شروع کیا کہ ہمارے حاسد ہین اب ذی خرد
لوگ سوچتے ہین کہ ان میان کی پلی تو ٹکا ہی نہین انکی حیثیت
ہی کیا ہی کہ روسا اور امراء انکے حاسد ہون یہ کس چیز مین
افضل اور اشرف ہین کہ اپنکو محسود قرار دیتے ہین ناظرین تحقیقے
اور بڑاتے ہین کہ اللہ اللہ آپ بھی اتنی ہوی کہ روسا آپکے حاسد
ہوئے شان خدا ان مدعیان عقل کو شیطان نے یہ پٹی پڑھادی ہی
کہ مشہور و معروف بزرگوار اونکو اپنا حاسد کہو تو تمھاری وقعت اور
آبرو کے جھنڈے گڑجائین۔ اس زعم مین انھون نے قلم اٹھایا ہی صفحے
صفحے دھر گھسیٹے کہ ہمارے حاسد ہین۔ ہمارے حاسد ہین۔ مگر عاقلان نکتہ
نقل ہی کہ ایک بزاز نے جو کارسمساد سوتر لیکر دن بھر صبح سے
شام تک ادھر اودھر پھیری دیتا تھا ایک عالیشان کوٹھی

لب سڑک بیٹھی - بچہ اس کو کچھ دیر تک دیکھتا رہا - لوگون نے کہا کہ بچے کی عادت ہوتی ہے - گھڑی پھینک کر تاجر کو گالیان دینے لگا وہ بیچارہ اہرو اسکو سمجھانے لگے کہ بھئی تم خواہ مخواہ کسی کو گالیان کیون دیتے ہو - گاڑھی دھوتر والے نے کہا واہ آپکو کچھ معلوم بھی ہے اس سوداگر کو ہم سے حسد ہے سامعین نے قہقہہ لگایا اور کہا ای تیری قدرت آپ اور اس عظیم الشان تاجر زمیندار کے محسود ہین دو تھان کاندھے پر رکھلے صبح سے شام تک زمین کے گز ہی جب کہین چھ ٹکے پیسے ہاتھ آئے اور زعم یہ کہ اس عالیشان کوٹھی کا مالک حضرت کا حاسد ہے ؎

ہر ین عقل و دانش بباید گریست

ہم کئی بار لکھ چکے ہین اور پھر لکھتے ہین کہ ایسے بھونڈے مذاق کا انجام بہت برا ہوتا ہے مگر ہان اسمین شک نہین کہ تحریر کے ذریعہ سے انسان جواب اسی کو دیتا ہے جسکو مخاطب صحیح سمجھتا ہے ورنہ سکوت اختیار کرتا ہے - ظاہر ہے کہ جب کسی اخبار کا موضوع اور ماحصل یہی قرار پایا ہو کہ فحش بکو اور بجز گالیون کے اور کچھ نہ لکھو تو اس سے مخاطب ہونا اہل وضع کی آبرو کے خلاف ہے -

نقل ہے کہ ایک عالم کے پاس ایک شخص گیا اور جاکر یہان کیا کہ مین آپ سے بحث کرنے آیا ہون یا تو عامۂ فضیلت میرے سر پر رکھ دیجئے یا مجھے قائل کیجئے - عالم موصوف نے کہا مجھے علمیت کا دعم نہین اور نہ مین اپنکو بحث کے لایق سمجھتا ہون لیکن آپکو جو کچھ فرمانا ہو آپ فرمائین حضرت نے کہا کہ خدا نے آنکھین کیون بنائین عالم نے مسکرا کر جواب دیا تاکہ بامر کے ذریعہ سے انسان اشیاء کو دیکھ سکے - فرمایا بغیر آنکھ بصارت ممکن نہ تھی عالم نے کہا نہین اسپر وہ بہت جھلائے

اور جھلا کر فرمایا کہ آپ جیسے ماسٹر ہین مالک کو حضرت عامۂ فضیلت حاضر اور مدعی آپ ہی کہ سر پیک کے قابل ہو آپنے اسوقت ایسی عمدہ دلیل پیش کی کہ جی خوش ہو گیا اگر ہزار دلیلین بھی آپ پیش کرتے تو مین سب کی تردید کر دیتا یہ ایک دلیل جو بہت زور دیکر پیش کی کہ آپ جیسے ماسٹر ہین اس سے بہتر دلیل ہو ہی نہین سکتی ماحصل اس تحریر کا یہ کہ جب انسان دلیل سے ہار جاتا ہے اور جب کسی طور پر اپنے دعوے کا ثبوت نہین دے سکتا تو گالیان بکنے لگتا ہے اہل خرد خود ہی سمجھ جاتے ہین کہ بس اب اس شخص نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا اور ظاہر کر دیا کہ اب اسکے پاس اگر کوئی دلیل اپنے کلام کی صداقت کی ثبوت مین ہو تو یہی ہے کہ برہان اور حجت و دلیل سے واسطہ ہی نہ رکھے اور فحش بکنے لگے -

مسخرون اور سفلون کا تو پیشہ ہی یہ ہے کہ گالیان دین فحش بکین پھکڑ لڑین الفاظ فحش کو جوہر وقائع نگاری سمجھین حسد اور بغض کی آگ مین جل بھن کے خاک ہو جائین وہ اپنے اس پیشہ پر اتراتے ہین اور چونکہ اس فحش اور بدتہذیبی پر انکی زندگی کا دارومدار ہے لہذا وہ دون کی لیتے ہین کہ ہم یون لکھتے ہین ہم جب قلم اٹھاتے ہین مضمون کے مضمون بدتہذیبی اور فحش سے مملو کر دیتے ہین لیکن متین اور سنجیدہ وقائع نگار خاموش ہو رہتے ہین اور سوچتے ہین کہ اگر ہم نے بھی ایسا ہی کیا تو انمین اور ہم مین فرق کیا باقی رہیگا - ہم کو بھی لوگ انھین کی طرح برا سمجھین گے جب اس پائے اسی طرح خاموش ہو رہے تو مسخرے سفلے اور بھی اترائے اور سمجھے کہ بس اتنی دنیا ہے لیکن اسکا نتیجہ انکو ساتھ وہ کریگا جو مرگ انکے ساتھ کرتی ہے ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ جسطرح عوام الناس ان مسخرون

کی تحریرات کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین اسیطرح
اراکین سلطنت بھی انکے مضامین بحث سے آگاہ ہوکر کچھ نہ
کچھ تدارک ضرور کرینگے خدانہ کرے ان جعفر زٹلیون کی تحریر کا
اثر اور اخبارات ہندوستان پر پڑے اور وہ بھی انکا تتبع
کرنے لگین اسمین شک نہین کہ اگر تیرھوین صدی کے
جعفر زٹلی اپنی کوشش مین کچھ دن اور کامیاب ہوتے
تو انکے خیالات اور ناشایستہ طرز تحریر کا اثر بہت ہی خراب
ہوگا لہذا ضروری امر ہی کہ انکے کان کھولدیے جائین اور
درجہ اعتدال سے آگے قدم نہ بڑھانے پائین۔

انگلستان مین رفتہ رفتہ اخبارون کے نقص دور ہوتے
گئے مگر ہمارے ہندوستان یہان اتنے عرصے کے بعد
جعفر زٹلیون نے فحش تحریر سے اخبار کا نام بدنام کرنا
شروع کیا۔ افسوس صد افسوس ۱۸۵۸ء سے انگلستان کے
اخبارون نے رفتہ رفتہ خوب ترقی کی لیکن اس ملک
مین تیرھوین صدی کے جعفر زٹلی اپنے ملک کی ترقی کو تنزل سے
مبدل کرنا چاہتے ہین ہمارا خدا اور ہم کہتے ہین صدی کے جعفر زٹلیون
کی نسبت جو بحث ہم نے پیش کی ہی وہ سچی ہمدردی کے سبب سے
لکھی گئی ہمارا اصلی منشا اسکی اشاعت سے یہ تھا کہ ہمارے پیارے
وطن ہندوستان کے ظریفانہ اخبار حضیف مسخرگی سے اوج
مزاح کی طرف بلند پروازی کرین۔ ہمارے ملک کے ظریفانہ
اخبار ہماری ہم پیشہ نہین وہ اور سلک کے سالک ہین ہم اور
سلک کے ظریفانہ اخبارون کو باہم کدو کاوش کسی قسم کی ہو تو ہو

آزاد رو ہون اور مرا مسلک ہی صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہین مجھے

اور بقول مرزا نوشہ غالب دہلوی۔ ع

کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت نہین مجھے

آخر میل ممبرون کو خوب سمجھنا چاہیئے کہ اس مسودہ قانون
کے پیش کرنے سے ہمارا اصلی مقصد یہی تھا کہ ظریفانہ اخبارون
کی اشاعت خانہ برانداز اخلاق نہو ظریفانہ اخبار اگر اپنے
فرائض کو خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرین تو ہماری
مسرت کا باعث ہی مگر جو ڈھرا انھون نے اختیار کیا ہی وہ
واقعی خالی از خطر نہین۔ یا یون کہین کہ جس طرز پر مزاج
کے اخبارونکی اشاعت ہوتی ہی اس سے فائدہ در کنار نقصان
کثیر متصور ہی اور خوف ہی کہ اگر ان اخبارون نے اپنی حالت کو
درست نہ کیا اور شاہراہ واقفیت و آگہی سے بھٹکتے ہی رہے
تو انکی اشاعت سے اخلاق کی کساد بازاری ہوگی اور مسخرپن
دن دونی رات چوگنی ترقی اور رونق پائیگا۔

جب ہم اپنے ملک کے ظریفانہ اخبارون کو انگلستان کے
ظریفانہ اخبارون سے مقابلہ کرتے ہین تو زمین اور آسمان کا
فرق پاتے ہین شاید کوئی اعتراض جمائے کہ کجا ہندوستان
کجا انگلستان۔ وہ کان علم و فضل ہی یہان جہالت اور
ضعیف الاعتقادی نے البتہ پاؤن پھیلائے ہین پھر ہندوستان
اور انگلستان کا مقابلہ یعنی چہ۔ یہ سچ مگر ہمارا منشا کچھ اور ہی ہے
جسکو ہم صاف صاف طور پر ظاہر کرتے ہین مطلب یہ کہ اگر ہمارے
ملک کے ظریفانہ اخبار انگلستان کے اخبارونکی طرح نادر اور عمدہ
کارٹون نہ بنا سکین۔ اگر ہمارے ملک کے ظریفانہ اخبار انکی طرح
اعلے درجے کے پولیٹکل آرٹکل مزاح کے پیرایہ مین نہ لکھ سکین تو
مقام استعجاب نہین لیکن افسوس تو یہ ہی کہ ولایت کے ظریفانہ
پرچے ظرافت کا سچا برتاؤ کرتے ہین اور خوب سمجھتے ہین کہ
ظرافت کسے کہتے ہین۔ برعکس اسکے ہمارے ملک کے ظریفانہ

اخبار بتہدیبی کے ہاتھ لگ گئے ہین یہ مسخرہ پن سمجھ
سمجھ مین نہین آتا کہ سخرہ پن کے مضمون فروغ بازار
بیحیائی اور خانہ برانداز اخلاق مشہور ہین اگر ہندوستان
کے اخبارات ظریفانہ ظرافت کو سمجھین اور اسکے مطابق
لکھین اور عالمدر آمد کرین تو چشم ما روشن دل ما شاد ہان
اسمین شک نہین کہ انگلستان کے ظریفانہ اخبارونکے
مقابلے کیلئے عمرے باید مگر انکا تتبع تو کرین یہ نہین کہ وہ
تو ظریفانہ خیالات ظاہر کرین یہ مسخرے پنے کی کوشش کرین
اب شاید کوئی صاحب غلبۂ ذکاوت سے فرمائین کہ ہندوستان
کے ظریفانہ اخبارونکی اشاعت کو بہت ہی قلیل زمانہ ہوا
ہے رفتہ رفتہ ترقی کرینگے۔ ابھی تو ابتدا ہی۔ گو ابھی مسخرے
ہی سہی مگر آیندہ پکے ظریف ہو جائینگے اس خیال سے ہم
اتفاق نہین کرتے۔ مسخرہ کبھی ظریف نہین ہو سکتا۔ ظریف
اگر مرکز اعتدال سے تجاوز کرے تو مسخرہ ہو جائے۔ مگر
مسخرہ ہو کر پھر ظریف ہونا محال ہی مسخرہ پن نے طبیعت
مین دخل پایا تو پھر ظرافت جو ایک اعلیٰ درجہ کی صفت
ہے انسان کو حاصل نہین ہو سکتی۔ یہی تو افسوس ہی
کہ ہمارے ملک کے بعض اخبارون نے ظرافت کی مسلک ہی کو
چھوڑ دیا۔ مسخرہ پن مین اگر ترقی کی بھی تو کیا بد سے بدتر ہو گئے۔
اب سنیئے کہ ہمارے ملک کے ان اخبارون نے جو اپنے کو ظریف
مشہور کرتے ہین بعض نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ اُدھر اخبار
جاری کیا ادھر اعانت کے طالب ہوئے اور جب اعانت
نہ ملی تو گالیان دینے لگے جیسے چھٹے ہوئے شہدی ہوتے
ہین یا مڑھے ہم اسکا تحریری ثبوت دے سکتے ہین۔
ایک بیفکرے سائین راستے مین صدا کرتے جاتے ہین
کہ ایک پیسہ لین گے اور ایک گالی دین گے یار لوگون
نے دو گھڑی کی دل لگی سمجھکر ایک پیسہ پھینک دیا۔ سائین نے پیسہ اٹھا لیا اور کہا بولو
کسکو گالی دین۔ زید بکر۔ خالد جسکو کہیے گالیان دین
پس بعینہٖ اُس سائین کی سی کیفیت ہمارے ملک کے
بعض اخبارون کی ہے کہ ایک پیسہ لین گے اور ایک
گالی دینگے اب فرمایئے ایسے پست خیالات کے آدمیون سے
کیونکر یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے اخبار کے ذریعہ اپنے
ہم وطنون کو فائدہ پہونچائین گے۔

یہ مسخرے اخبار سمجھ بیٹھتے ہین کہ بُری بھلی تصویر اور فحش
اور بیہودہ مسخرے پن کے سوا ہمارا اور کوئی کام نہین مگر
ایسے اخبارات کے فرائض کا پورا پورا ادا کرنا بہت مشکل ہی
مسخرے پن کی دو چار باتون کو ان اخبارون نے جو ہنر
سمجھ لیا ہی مثلاً ایک سطر لکھی اور قہ قہ قہ قہ۔ خی خی خی
خی خی خی۔ خوخوخوخوخو۔ قہوقہوقہوقہو۔ قاہ قاہ
قاہ قاہ۔ اہاہاہا۔ اہو ہو ہو۔ بار بار لکھنا شروع کیا یہ
قہو اور خی خی اور خوخو۔

ان حضرات کے نزدیک بڑی دلگی کی بات ہی اور
سنیئے اجی مسٹر مولوی پنڈت قاضی مفتی حکیم کپتان میجر
کرنل رنج صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی
سی۔ ایس۔ آئی۔

یہ بھی اعلیٰ درجے کی ظرافت ہی مولوی مفتی پنڈت
حکیم کرنل۔ الم۔ غلم۔ یہ وہ ماشاء اللہ۔
گالی گلوچ شروع ہو گئی۔ ممکن ہی کہ کوئی اخبار بہت سے
اخبارون کے مبادلے کو اپنے نقصان کا باعث سمجھے۔

یہ فرض نہین ہو کہ ہر ایک اخبار سے مبادلہ کیا جاوے فرض کیجیے کہ ایک شخص لنڈن کے صوبہ مین ایک اخباری پرچہ شایع کرے تو کچھ فرض نہین ہو کہ ہمارے مزاد مین بیٹھ سجوری اور ہال مال بکٹ وغیرہ اخبار اُس سے ضروری مبادلہ کرین لیکن یہان یہ کیفیت ہو کہ اگر مبادلہ ہو تو خیر ورنہ ڈھین بن بجھے - اب اخبار چاہے کیسا ہی نامی اور دلربا اور مشہور کیون نہو وہ جب لکھنؤ کے خلاف ہی لکھین گے لندن کے ظریفانہ اخبار ہر سوسائٹی اور کتب خانے اور علمی انجمنون مین اور اخبارونکی طرح نیز پر چنے رہتے ہین کہ فرائض ضروری و منصبی کے بعد انسان انکی مضامین سے دو گھڑی دل بہلائے کیونکہ یہ انسان کے تجربہ مین داخل ہو کہ محنت اور مشقت کے بعد کوئی چیز اسکے دل بہلاتی اور غم غلط کرنے کیلیے ضرور ہو آن پڑھ جاہل گنوار تمام دنکی محنت کے بعد آلھا گاتے ہین اور اُس سے اپنا دل بہلاتے ہین بے سر و پا کہانیان کہتے ہین کہ ایک بادشاہ زادہ ایک بادشاہزادی کے عشق مین بیمار سے کود پڑا اور مر گیا اور بادشاہزادی نے ایک جادوگر کو بلوایا اور اُسنے مردے کو زندہ کر دیا کوئی چوسر اور شطرنج اور گنجیفے سے دل بہلاتا ہے کسی مقام پر قصے اور چیستان ہوتے ہین بست خیالات کے بد وضع آدمی ضلع جگت گالی بھکڑ سے دل بہلاتے ہین مگر جو بزرگوار ضخیم لطیف و رعنا یعنی کتب علمی یا انشا یا نظم و نثر کے شایق ہین یا اخبارات دیار و امصار کے ان کو دن بھر کی مشقت کے بعد اگر کتاب ملے یا اخبارات تو ملین تو طبیعت گھبرانے لگے ظریفانہ اخبار اُنکی دلبستگی کا باعث ہوتا ہو اور اسکے پڑھنے سے ناظرین کا دل خوش ہو جاتے

ہین مگر افسوس ہی کہ ہندوستان کے ظریفانہ اخبار اگر دس بیس مضحع آدمیونکو جو بیحی خوشی سے واقف نہین خوش کرتے ہین تو ہزار فہمیدہ و متین اور صافی مذاق بزرگوار دیکھکر دل کھاتی ہین بجز طعن و تشنیع اور ہجو اور مذمت اور فحش کے ان سے اور کچھ حاصل نہین ہو سکتا - ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہمکو افسوس ہی کہ مبادا مسخرگی اور فحش امر بیحیائی ان اخبارونکے ذریعہ سے اُس درجہ کو پہونچ جائی کہ ہمارے ملک کی تہذیب اور شایستگی اور خیالات کا انھین کی رو سے اندازہ کیا جاے اور ہندوستانی جو اہل یورپ کی نظر و نسے گرے ہوے ہین ان حضرات کی فحش تحریر دنسے اور بھی حقیر و ذلیل ہو جائین ہم دعوی کرتے ہین کہ جو فحش مضمون ہمارے ملک کے بعض مسخرے اخبارونمین لکھے جاتے ہین اگر انکا دسوان حصہ فحش بھی کسی انگریزی اخبار مین درج ہو تو اس اخبار کی بکری کم ہو جائے مشتری اسکی خریداری سے کنارہ کش ہون اور تمام ملک کے اخبار اُس فحش لکھنے والے اخبار کو نظر حقارت سے دیکھین -

مگر ہندوستان مین چونکہ ظریفانہ اخبار ایک نئی چیز ہے لہذا بعض مسخرے یہ مشہور کر کے اپنے کو بری کرتے ہین کہ یورپ مین بھی تو بیحی اخبار ہین - حالانکہ وہان کے بیحی اخبار بھولے سے بھی فحش کلمہ زبان قلم پر نہین لاتے کیونکہ وہ ظریف ہین - وہ مسخرے یا پاجی یا بد وضع یا بازاری آدمی نہین ہین کہ گالیون کو اپنے اخبار کی ترقی کا باعث قرار دین -

آخر مین ہم صدق دل سے اپنی رای ظاہر کرتے ہین کہ ہمارے

علم و یقین مین ہمارا ملک ابھی اس قابل نہین کہ ظریفانہ
اخبارون کی اشاعت سے ترقی پائے ابھی ہم لوگون نے
علم و فضل و شایستگی مین وہ درجہ نہین حاصل کیا جو اہل
یورپ نے حاصل کیا ہی اگر ایسے اخبارونکی طرز اشاعت نے
ترقی پائی تو خوف ہی کہ مبادا ناظرین اخبار کا مذاق خراب ہو جائے
اور پھر خوخوار قہقہوار لغویات اور مسخرگی کے سوا اور کسی
قسم کے مضامین کے پڑھنے کو جی نچاہے کچھ شک نہین کہ مسخرگی
ان اخبارون کی ذریعہ سے ترقی پائے گی تو پھر ناظرین کو وہ
مضامین پسند ہی نہ آئینگے جو متانت کے ساتھ لکھے گئے

ہون پھر وہ جستجو کرینگے کہ فحش مضمون کہان چھپتے ہین پھر
وہ ان آرٹکلون کو ہرگز مطالعہ مین نہ لائینگے جنمین گالی اور
بھکڑ نہین اس امر کی طرف ہمارے اہل وطن خصوصاً حضرات
رفارمر اور متین بزرگوارون کو ضرور متوجہ ہونا چاہیے ورنہ
ملک کے اخلاق پر مسخرگی اور فحش کا بڑا خراب اثر پڑیگا۔
ہم نے اتنک بہت طرح دی مگر اب تاب ضبط نہین ہم
اب نکلے بیٹھے ہین کہ اس فحش کا انسداد کرین اور گورنمنٹ
کو اسکی اطلاع دین۔ بس اسقدر لکھنا کافی ہی ہم ان شہدے
گالیان بکنا ہندوستان کے حق مین مضر سمجھتے ہین۔

ان اخبارونکو امراض ہیضہ و چیچک کی تشبیہ نہین چاہئے کیونکہ
اور اخبار بھی انکی تقلید پر آمادہ ہوتے ہین اور انکے طبایع مین
بھی ولولہ پیدا ہوتا ہی کہ ہم بھی انھین کی تتبع کرین اور اسکا
نتیجہ نہایت ہی خراب پیدا ہوتا ہی ان حضرات کا قاعدہ
ہی کہ جہان کسی کو اپنے سے بہتر یا زیادہ لایق یا متمول پایا
بس اسکے جانی دشمن ہو گئے اور ٹھان لی کہ جتنک اخبار جاری ہی
دوسرے کیسر اسکی نسبت فرد کوئی نہ کوئی مضمون ضرور

اور اسکو مغلظ گالیان مین شہدے لقمے لیے۔ اٹھائیگیر بدمعاش
بدوضع کمینے یا جی لوگ جنکو شرافت سے کوئی سروکار نہین ہے
انکی واہی تباہی تحریر اور خواہش پڑھکر بڑے قہقہے لگاتے ہین
اور چونکہ انکے طبایع مین جبلی یا جی پن بھرا ہوا ہی اس قسم کی
تحریر سے بہت خوش ہوتے ہین لیکن شریف زادے اور وہ
اصحاب بالغ خرد جو عقل سلیم سے بہرہ وافی رکھتے ہین ایسے
پرچون کو کبھی منھ تک نہین اور انکی خریداری کو خلاف وضع
اور خلاف شرافت سمجھتے ہین گورنمنٹ کو لازم ہی کہ ان اخبارونکے
مضامین کا کسی لائق انگریزی دان سے ترجمہ کرکر حکام ضلع کے
پاس بھیجے اور انسے رائے لی جائے کہ آیا اس قسم کے فحش آرٹکلون کی
اشاعت سے رعایا کو نقصان پہونچتا ہی یا نہین۔ جبکہ گورنمنٹ
نے کتب فحش کی اشاعت قانوناً ناجائز قرار دی ہی تو وجہ کیا
کہ اخبارون مین جو فحش درج ہوتا ہی وہ جائز رکھا جائے کون
نہین جانتا کہ یہ لوگ اشارون و کنایون مین کسقدر فحش بکتے
ہین اور بغلظہ گالیان لکھتے ہین جو جی چاہا تین چار نقطے بناکر
لکھدیا اسطرح پر... مثلاً نسارام کو گالیان دینا منظور ہی تو
یون لکھینگے گمنسا... یام... رام ناکہ قانونی اعتراض اور گرفت
سے بھی بچین اور اپنے مخالف کو گالیان بھی دین گورنمنٹ پر فرض
ہی کہ اس مرض کا جلد علاج کرے کیونکہ اسکے سبب سے اخلاق
کی گردن کند چھری سے ریتی جاتی ہی اور اسکا خون ہوتا ہی
جبکہ ہر فرد بشر کو اسقدر آزادی حاصل ہی کہ جسکو چاہے برا
بھلا کہے اور گالیان دے تو ممکن نہین کہ پاجی طبیعتون کے
آدمی جنکی خوراک ہی گالیان دینے اور فحش بکنے
مین کوئی دقیقہ اٹھا رکھین۔

لہذا میرے ناقص علم و یقین مین اب وہ وقت آگیا ہی

کہ گورنمنٹ اسکا پورا پورا انسداد کرے اور وہ اسطرح پر ہو سکتا ہے کہ ایک لایق افسر کہ جو انگریزی اور اردو اور ہندی اور گجراتی اور بنگالی اور فارسی السنہ سے بخوبی واقف ہو اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ وہ ان کل اخبارون کو پڑھا کرے اور جب کبھی کوئی کلمہ فحش یا کوئی لفظ خلاف تہذیب کسی اخبار مین نظر سے گذرے تو اس قسمت کے صاحب کمشنر کو فوراً اطلاع دے اور صاحب کمشنر خود یا کسی ماتحت افسر کے ذریعہ سے تحقیقات کرکے صاحب اخبار و نامہ نگار دونون کو سزا دے اگر فحش انتہا سے زیادہ مغلظہ ہو تو سزائے قید ضروری بھی جائے صرف جرمانہ پر اکتفا نہ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا جائیگا تو ان یاجیون کو اور بھی زیادہ جرأت ہوگی اور وہ دائرۂ ادب سے کہین زیادہ قدم باہر نکالین گے ایکٹ انسداد فحش کی اس ملک مین اُسیقدر ضرورت ہے جسقدر اشاعت علوم کی ضرورت ہے ورنہ سررشتہ تعلیم کے ذریعہ سے جو اثر نیک ملک کو پہونچتا ہے وہ بیکار ہو جاویگا اور اُن اخبارون کے ذریعہ سے خلقی اور بد تہذیبی دن دونی رات چوگنی ترقی پائے گی۔

ملک کے کئی سوروسا اور لایق فایق بزرگوار اور کئی متین اخبار اس امر مین خاکسار سے متفق الرائے ہین اور انکو سخت حیرت ہے کہ گورنمنٹ نے جو اخلاق اور تہذیب کی کان ہے اب تک ہندو نکی سرکوبی کیون نہ کی اور اگر اب بھی گورنمنٹ نے کچھ بندوبست نہ کیا تو انکو اور بھی استعجاب ہوگا پرانے فشن کے لوگ جو انگلش گورنمنٹ کے طرز تمدن اور سیاست مدن سے واقف نہین ہین اور جنکو یہ نہین معلوم ہے کہ اخبارونکا ماحصل اور اُنکے فوائد بیشمار کیا ہین وہ جب اُن مسخرون کا کلام دیکھتے ہین تو اخبارونکی بالکل خلاف ہو جاتی ہین ایسے ہی ایسے اخبارون کے مطالعہ سے انکا دل عموماً کل اخبارون کی طرف پھر گیا اور وہ رایزنی کرتے ہین کہ اخبار خامی اسی لئے شایع ہوتے ہین کہ تمسخر کو ترقی دین اور لوگونکو مسخرہ بنا سکھائین بزرگ لوگ اور ثقات تمین ان پرچون سے نوٹ کرتے ہین اور کبھی یہ پرچے اتفاق سے انکی نظر سے گذرتے ہین تو انکو سخت افسوس ہوتا ہے۔ یہ اخبار متانت کے دشمن تہذیب کے عدو۔ اخلاق کے قاتل۔ ادب کے خصم جانی ہین اور انکی تحریر خانہ برانداز متانت فروغ بازار بیحیائی ہے جبتک گورنمنٹ انکو سخت ترین سزا نہ دیگی تب تک یہ ہرگز نہ مانین گے اب وہ سمجھنے لگے کہ انکے فروغ کا ذریعہ یہی ہے کہ گالیان بکین اور پیٹ پالنے کیلئے مسخرہ بن کرین جب یہ خیال ہوا تو ممکن نہین کہ وہ سکوت اختیار کرین اور اس ڈھرّے کو چھوڑین تاوقتیکہ حکام ضلع کی طرف سے اینٹ کا جواب پتھر سے نہ پائین ان اخبارونمین فحش کلام کے علاوہ فحش تصویرین بھی چھپتی ہین

الغرض گورنمنٹ پر فرض ہے کہ امور مندرجۂ ذیل پر لحاظ فرمائے۔

۱ ایک افسر ضرور سنسر مقرر ہو مگر یورپین۔

۲ یا اگر ہندوستانی ہو تو لایق انگریزی دان۔

۳ اردو اور فارسی اور انگریزی مین عالم ہو۔

۴ اگر یورپین ہو تو ضرور ہے کہ اشارے اور کنائے سے ضرور واقف ہو۔

۵ ایک لایق میر منشی اسکی ماتحتی مین رہے۔

۶ میر منشی زباندان اور خود منشی ہو۔

۷ عوام کو اجازت دیجائے کہ جب کبھی کسی اخبار مین کوئی کلمہ فحش انکی نظر سے گذرے معاً سنسر کو اطلاع دین اور اخبار کا نام اور مضمون کی سرخی اور کالم بھی قلمبند کر دیئے جائین۔

۸ ان لوگون کے نام ہرگز ظاہر نہ کئے جائین۔

۹ صاحب سنسر فوراً وہ اخبار براہ راست صاحب کمشنر قسمت کے پاس بھیجدین۔

۱۰ صاحب کمشنر خود ملاحظہ فرمائین اور کسی مجسٹریٹ ذی اختیار کے سپرد کردین اور وہ اگر خود زبان دان نہین ہین تو کسی لائق حاکم زبان دان سے مشورہ لین۔

۱۱ سزا مین کئی قسم کی مقرر کیجائین اولاً جو اخبار انتہا سے زیادہ فحش کلمے لکھے اسکے لئے کم سے کم دو برس کی سزا اور جو اخبار کسی کی نسبت ایسے کلمات لکھین جنسے امن و امان مین فتور پڑے اور بلوے اور جھگڑے اور فساد کا احتمال ہو اُنکے لیے بھی دو برس کی سزا مثلاً اگر طبیعت کے برانگیختہ کرنے والے مضمون درج ہون اور صاحب مجسٹریٹ کے نزدیک یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے کہ راقم مضمون نے صرف مدعی کے دل دکھانے اور اسکے دل کو صدمہ پہونچانے کی غرض سے لکھا ہے اور اس سے جائز طور پر فائدہ عام یا فائدۂ خاص متصور نہین ہے اور علانیہ یا در پردہ کسیکو برا کہا ہے۔

۱۲ اشارے اور کنائے مین جو لوگ گالیان دین انسے بھی مواخذہ کیا جائے اور سزا دیجائے۔

۱۳ فحش لکھنے والا عام اس سے کہ وہ کسی کی نسبت ہو یا عام طور سے مستوجب سزا سمجھا جائے اور کوشش کیجائے کہ کوئی ایسا کلمہ ہرگز ہرگز درج اخبار ہونے پائے

۱۴ تا انفصال مقدمہ وہ اخبار بند رہے۔

۱۵ بعد انفصال مجسٹریٹ کو اختیار ہو کہ چھ مہینے کی مدت تک اخبار شائع نہ ہونے دے۔

۱۶ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اخبار کے مہتمم اور نامہ نگار کو عبرت ہوگی اور اس طرح سے کنارہ کش ہونگے

۱۷ نامہ نگار اور مالک اخبار دونون مستوجب سزا سمجھے جائین اور دونون سزا پائین۔

ہم آنریبل ممبرون اور گورنمنٹ کی اطلاع اور واقفیت کیلئے عمداً دو اخبارون کی بحث ذیل مین درج کرتے ہین۔ گو ہم یہ نہین چاہتے کہ اس مسودہ مین کوئی ایسا کلمہ حوالہ قلم کرین جس سے شرفا کے پردہ گوش کو صدمہ پہونچے مگر جبتک آنریبل ممبران بخوبی ان فحش اخبارون کی حالات سے واقف نہونگے ممکن نہین کہ اس مسودہ کی اصلاح ہو سکے وہ مضمون یہ ہے "لولو ہے دھتا دھتا لولو ہے بھاگا ہے بھئی بھاگا ہے بھگو کی دم مین دھاگا ہے دیکھا ہے لونڈی کے لونڈے استاد لوگ لون بھگا دیتے ہین اور یون آرٹسی ہاتھون ہاتھ لیتے ہین ہم سے اور مذاق شہید مردون سے دل لگی۔ بات تیرے کی۔ بچہ ابکی بولے تو کھوپڑی پہ بلبلی کردونگی۔ مرغی کے بچے تو اور مذاق بات تیری ایسی تیسی اگر ابکی پھر بولنے کی جرأت ہوئی تو گھر کی خبر لونگا۔ امن ٹینی باپ کا لنگ۔ جنکو بھی رنگ برنگ آپکی آجان کو ڈومنی معلوم ہوتی ہیں اور آپکا جان خدا جھوٹ نہ بلائے جہنم کے ہونگے۔ ای لعنت خدا زوف ہے تیری اوقات پر اور لعنت ہے تیری ہفادیشت پر ہم تیرے محسن ہین کیونکہ تیرے باپ کے باپ ہین۔ گر اصل بداز خطا خطا نہ کند۔ خدا جانے نکلا ہے۔ اپنے باپ کا تو نہین

معلوم ہوتا ہے تو۔ کہین شیخ بنتا ہے کہین پٹھان۔ اور مہنگی سمان مین سید بن بیٹھتا ہے۔ یہ پچھڑی بین کی عین دلیل ہے اسکے جواب مین فریق ثانی نے یہ گرما گرم فقرے لکھے اور یون زہر اگلا۔ بچہ تو تو تمھاری باپ کا نام ہے اور بھگو تمھارے دادا جان تھے۔ لونڈسی تو تمھاری امّا جان ہین۔ استاد بنے ہو۔ رنڈیون کے استاد جی ہوگے۔ ابے واہ بے ڈھارے بچے شہید مرد تو نہین مگر.... شہید تو ضرور ہو۔ دیکھا۔ میان ہی کی جوتی میان ہی کا سراس کو کہتے ہین۔ آگے بڑھ کر آپ لکھتے ہین (مرغی کے بچے) خوب بولا۔ تو اور ہمارا مقابلہ دیکھ تو یہ شعر تیرے لیے موزون ہوا ہے ؎

کہ ٹینی مرغے کا بچہ کھٹکتے ہی انڈا
حضور بلبل بستان کرے تو اسنجی

اور تو اپنے گھر کی خبر تو پہلے لے۔ اور یہ آج معلوم ہوا کہ آپ کی امّان ٹینی ہین اور آپ کے فرضی ابّا کلنگ۔ اپنی قلعی اپنے آپ کھولنے لگے۔

کیا لطف جو غیر پر وہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

تمھاری والدہ ڈومنی ہون یا میراثن۔ مارا چہ ازین قصہ اسکے بعد آپنے ایک مصرع اپنی شانمین لکھا ہے کہ ع۔

اصل بداز خطا خطا نہ کند

سچ ہے واللہ سچ ہے حق برزبان جاری۔ ؎

کیا سبب ہے کہا ہو نق سے
طینت باکسے وفا نکند

طیب کر صاف کہدیا اسنے | اصل بداز خطا خطا نکند

پھر میان ہی کی جوتی میان کا سر۔

اگر اسی طرح دو ایک بار اور بکے تو ہمارا جوتا اور تمھارا سر پڑیگے۔ تڑا تڑ اور پڑا پڑ۔ اب سنو کہ تمھاری والدہ سربانہ اپنے چھوٹے میان نیعنی تمھارے باپ کی شکایت مین یہ اشعار گاتی پھرتی تھی ؎

وہ کہان ساتھ سلاتی ہین مجھے | پاس غیرون کے بلاتی ہین مجھے
اک پڑوسی سے لگاتے ہین مجھے | وہ تو انگلی پہ نچاتی ہین مجھے
ڈھونڈکر یار کوئی کرلے تو | قسمین ہر روز کھلاتی ہین مجھے
اگر کوئی پوچھے کہ... ہی کہان | تو اشارے سے بتاتی ہین مجھے
جتنے ہین شہر مین عیاش وہ سب | اپنے نزدیک بلاتی ہین مجھے
آشنا میرے بڑی چاہت سے | خرد وصل سناتی ہین مجھے

مجکو بچے ایکن گے محفل مین ضرور
طور اچھے نظر آتے ہین مجھے

ایک اخبار نویس نے انکی دیکھا دیکھی راسخ الاخبار نامی ایک پرچے کو گالیان دینا شروع کین اور ابتداے مضمون یون لکھا۔

سنلے اور راسخ الاخبار والے۔ بچہ تمھارے باپ دادا تو سدا بازار مین مرغیان اور انڈے بیچا کرتے تھے اور تمھاری نانی اور خالہ جان اور خالو ابا روٹیان پکانے پر نوکر تھے اور تم دون کی لیتے ہو کہ من ہم چو من ہستم اور اللہ کی شان کہ آپ شاعری کا دعوی کرین ؎

طعامی بچۂ قصد شاعری کردہ
دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست

ہماری مضمون کا سمندر صرصر تک مارے ٹاپون کے تمھاری گھوڑی اور لدو ٹٹو کی کھوپڑی پلپلی کردیگا۔ تمھاری گھوڑیا بھلا کہین ہمارے گھوڑے کا مقابلہ

کر سکتی ہی اور جس حمایت کے بھروسے پھولے ہی اسکو بھی ہم نیچا دکھائین گے۔ اونٹ جبتک پہاڑ کے نیچے نہین آتا تب تک بلبلایا کرتا ہے۔

سمجھے تھے میرا اب کوئی سر کوب ہی نہین
فرعون کیلئے کوئی موسیٰ نہ آئے گا

راقم تمھارا اور تمھارے باپ کا سرکوب

راسخ الاخبار کے اڈیٹر نے جو یہ گرما گرم فقرے سنے تو آگ ہو گیا یا اکہی مجھے کون سا قصور ہو گیا جسکے جلد و بین انھون نے مجھے گالیان دین۔ آدمی تھے مہذب قہر درویش برجان درویش سوچے کہ اگر جواب ترکی بترکی لکھتا ہون تو مین بھی انھین ناہنجار غیر مہذبون کے زمرے مین سمجھا جاؤن گا۔ لہذا بہتر یہ ہی کہ سکوت اختیار کرون خاموش ہو رہے تو تیسرے پرچے مین پھر انھین ذات شریف نے انکو بیوجہ بے سبب اڑے ہاتھون لیا اور یون مضمون لکھا۔

... الاخبار زادہ چڑی مار صحیفہ نابکار کے نامہ نگار ناہنجار نے ابکی مرتبہ ایک مضمون حماقت مشحون بھلے مانسونکی پردہ دری مین لکھ مارا اور صفحہ قرطاس کو اپنے طالع نحس اور روے سیاہ کی طرح سیاہ کیا ہی مردود لکھتا ہی کہ اس ملک کی شریف زادیان ضرور بالضرور علم ادب مین تعلیم پائین تاکہ انکے دل جو ظلمت کدہ کے رشک ہین نور خورشید علم سے منور ہو جائین۔ بات تیرے بدبخت نالائق کی ایسی تیسی بھلا کوئی شریف زادہ بھی اس امر کو پسند کریگا کہ اسکی بہو بیٹی پڑھ لکھکر ادھر اودھر نامحرمونکے نام خطوط عشقیہ بھیجے اگر تو اسکو اچھا سمجھتے ہو تو پہلے اپنی بیوی سے بسم اللہ کرو اور اسکو چک مین کر دے دو اور منھ پر بٹھاؤ اور پڑھاؤ۔ اہ لعنت خدا۔ پھٹکار پھٹکار۔ بہو بیٹیون کا جو ہر عفت ہے یا علم و ہنر۔ کیا پڑھ لکھکر کوئی کرنگی۔ آپکی بیوی بڑی چرباتک معلوم ہوتی ہین اور انکے حسن کی تعریف بھی سنی ہو ہمارے نام بھی پیغام آیا تھا۔

تیری بیوی ہی ہے گلاب خجل
کف پاسے ہی ماہتاب خجل
یا پیتے ہین لہو آنکھون کے
چشم میگون سے ہی گلاب خجل
دیکھکر دانت آشنا بولے
انسے ہی گہر خوش آب خجل
برق نادم ہی بیقراری سے
چلبلاہٹ سے ہی سراب خجل

ذرا غلو بھی دکھا دیجے گا جسمین پھڑک جائین۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُنسے خط و کتابت بھی شروع کر دینگے۔

خط لکھین گے گرچہ مطلب کچھہ نہ ہو
ہم تو عاشق ہین بس اُنکے نام کے

اور ہم نے مصوری بھی انھین کی خاطر سے سیکھی گروہ بن بن کے بیٹھین اور نکھر کے اور سنور کے پری چہرہ بن کے اکڑ اور تن کے کھنچوائین تو ہم نے الفور تصویر کھینچ دین ؎

سیکھے ہین مہ رخون کیلئے ہم مصوری
تقریب کچھہ تو بہر ملاقات چاہیئے

اگر وہ دو ایک جلی کٹی بھی کہدین تو ہم ذرا بد مزاج نہ ہونگے انکے دشنام کی لذت کو ہماری دل ہی پوچھے ؎

ٹیڑھی سیدھی نہ کیون ہے اسکی
راست قامت کے لگا یا ہے

راقم ... الاخبار باپ
اور سوتیلا باپ۔

جب اڈیٹر راسخ الاخبار نے یہ مضمون پڑھا تو اور بھی بدماغ ہوگیا اور قصد کیا کہ اُس شخص کو قتل کرڈالے بے سبب کھلی کھلی گالیان دے رہا ہی اور لطف یہ کہ کوئی ذرا ادھر متوجہ نہین ہوتی - حالانکہ یہ انتہا کا فحش ہی - الامان - الامان - دو ہفتے کے بعد اس غیر مہذب نے پھر راسخ الاخبار کو گالیان دین - اور ابکی پھر فحش کلمات سے اخبار کو سیاہ کیا اور یون لکھا - ؎

ہم نہ کہتے تھے کہ بچنا ہے گا
گنے ہاتھی سے اگر کھائے گا

ہماری عدوے سیاہ اور دشمن بدخو کو اب معلوم ہوگیا ہوگا کہ ہماری قلم کا زور کیسا ہے اور ہماری طبع بلند کیا کچھہ کرسکتی ہے - ؎

ہست والایم از کون ومکان بگذشتہ است
بر فضائے لامکان پرمی زند عنقائے من

اب تو مدعیون کا جگر مثل کباب تر بھن رہا ہوگا ہم رند مشرب وحشی مزاج مجنونونکے منھ چڑھنا خالہ جی کا گھر نہین ہمارا کلام .... الاخبار والے کیلئے تازیانہ ادب ہے ہم جسقدر رحم دل ہین اُسی قدر سفاک بھی ہین جو ہم سے ملکے چلا ہم اُس سے دب کے چلتے ہین لیکن پاجیون اور حرامزادون کے ساتھ کفش و پاپوش سے پیش آتی ہین اور پھر اسکو یہی کہنا پڑتا ہی ؎

سر کٹے پر کرنہ چون رنگ ای مری جلاد بس
تا کجا ظلم وستم بس ای ستم ایجاد بس

اور دیکھ لینا وہی دن مین رونے نہ لگو تو سہی - اب ہمارے تمھارے تھوڑے دنون مین مکالمہ ہونے لگے

تم - حضور اب کھوپڑی بالکل پلپلی ہوگئی -
ہم - ابھی کیا ہی - ابھی روز اول ہے -
تم - خدا کے لئے اپنے جوتے پر رحم کیجئے -
ہم - مگر ہمارا جوتا تمھاری سر پر رحم نہ کریگا -
تم - از برائے خدا اب نہ سزاوار -
ہم - موے پر سو بلکہ ہزار بلکہ لاکھ دُرے -
تم - خدا کے لئے اب چھوڑدیں ہاری مانی -
ہم - توبہ کر - اور ناک رگڑ - اور کان پکڑ -
تم - (کان پکڑکر) بس اب تو خوش ہوئی آپ -
ہم - ابھی نہین - ناک رگڑ اسی دم -
تم - (ناک جوتے پر رگڑکر) لیجئے بس -
ہم - کوڑا لگاکر - توبہ کر توبہ -
تم - توبہ کی آج سے نہ بولون گا -

اگر ابکی مرتبہ چون وچرا کیا تو مار ہی ڈالون گا ؎

ذبح کرڈالونگا گر ابکی تو بولا شب وصل
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

العاقل تکفیہ الاشارۃ -

کرتے جون کو وہ نہین ہمتو سخن مین سبقت
پر وہ کچھہ ہمسے سُنے گا جو کہے گا ہم کو

اس مضمون کو پڑھکر راسخ الاخبار کے مولانا کو بھی غصہ آیا اور انھون نے تہذیب کو بالاے طاق رکھکر ایک مضمون جھلاکے لکھا - ؎

ولد... ست حاسدم [illegible] ولد... کش آمد چو ستارۂ یمانی

ناظرین حق بین و انصفت قرین خوب واقف ہین کہ ہم خشک فحش سے بالکل احتراز و اجتناب کرتے تھے اور ہمیشہ ایک ایک قلم

تہذیب کا خیال رکھتے ہماری دلی خواہش یہ تھی کہ
ہمارا دامن لوث فحش و بدزبانی سے آلودہ نہو مگر اب ہم مجبور ہو گئے

کند حمل کسیار مرد ادب بے قدر	کان چو تن بکشید دہد کہ باشد شور

ایک بدوضع بدکردار پاجی نے آجکل ہمکو بیوجہ گالیان
دینی پر کمر باندھی ہو اور چونکہ اسکے .... مین فرق ہو اور
اسکی بان کے کئی شوہر ہین لہذا بفحوائے ع -

اصل بداز خطا خطا نہ کند

وہ پاجیون اور حرامیونکی طرح سے بدزبانی پر آمادہ ہے لیکن

دہن خویش بدشنام میالا صاحب	کاین نقاب ہر کس کہ زنی باز دہد

آخر ضبط تحمل تا بکے - سکوت تا کجا - اول تو ہماری عادت
نہین کہ کسی کو گالی دین کیونکہ یہ شرفا کا کام نہین ناظرین
خود ہی منصف ہون کہ ہم کبتک گالیان سنین - اگر اس
مضمون کے بعد پھر اُس پاجی نے اپنی اصلیت اور پاجی پن کے
سبب سے ہمین کچھ لکھا تو ہم زبان قلم سے کام نہ لینگے بلکہ بیشک
اور بلاشبہہ مثل حرف غلط اُسکو صفحہ جہان سے معدوم کر دینگے
ہم اُسکے خون کے پیاسے ہین اور پکار پکار کر کہے دیتے ہین کہ
اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو ہم شمشیر و خنجر سے ضرور کام لینگے
اور اپنا انتقام لینگے مجھے افسوس ہو کہ ان لچر اخبارونکی یہ
پوچ فقرے جنکے ایک ایک سے پاجی پن کی بو آتی ہو مجھے
اس سودۂ قانون مین مصلحتاً درج کرنا پڑی اگر مین آنریبل
جنٹلمینون کے لئے صرف اسقدر کہتا کہ اس ملک کے نظر فریب
اخبارونمین ظرافت کی عوض فحش الفاظ کی بھرتی ہوتی ہو
تو انکو اسقدر صاف صاف طور پر حال معلوم ہوتا یمکن
نہین کہ گورنمنٹ کی مداخلت و قانونکی توسیع کے بغیر یہ فحش
بکنے سے باز رہین اسلئے لہذا مجھے امید کامل ہو کہ آنریبل ممبر
مجھسے اتفاق رائے کرینگے اور سودہ پاس ہو جائیگا
کیونکہ ملک کو اشد ضرورت ہو -

اس سودۂ قانون کو ممبران لیجس لیٹو کونسل نے اول پسند
کیا اور حضور وایسرائے گورنر جنرل بہادر نے بھی آنریبل
آزاد پاشا کی تائید کی - یہ سودہ تین بار کو رنمنٹ گزٹ
مین درج ہوا اور مختلف اخبارون مین اسکی تعریف بھی
انگریزی اخبارون نے رائے دی کہ آزاد پاشا نے ہندوستان
کی تو سلیج اخلاق اور انسداد فحش کی نسبت جو سودۂ قانون
لیجس لیٹو کونسل مین پیش کیا ہو اس قابل ہو کہ اسکا
ایک ایک حرف قانون مین شامل کیا جائے ہمین ہرگز
نہین معلوم تھا کہ اردو اخبارونمین اس کمینے پن کے ساتھ
فحش اور گالی جائز رکھی گئی ہو ہم آزاد پاشا کی رائے سے
من کل الوجوہ اتفاق کرتے ہین اور ہمین امید ہو کہ
حضور وایسرائے اس سودۂ قانون پر ضرور لحاظ کرین گے -

آنریبل ممبران لیجس لیٹو کونسل نے تو پہلے ہی اس سودے
پر صاد کیا تھا اور اخبارون کی اتفاق رائے سے اور بھی زیادہ
تقویت ہوئی اور سودۂ قانون پاس ہو کر شائع
کر دیا گیا اسکے چند روز بعد آزاد پاشا کو پھر معرکۂ جنگ
مین شریک ہونا پڑا جسکا حال آئندہ معلوم ہوگا -

جنگ نامہ

زمانہ ساقیا ہو بر سر جنگ	نہ رکھ تو دیدۂ سوزن بے دل تنگ
صبوحی دی دل عشاق ہین چور	جھکی پڑتی ہو ساقی چشم مخمور
پلا دے پھول لکی بیکلی جائے	عنایت تجھ پہ ساقی کیجائے
رہی پھیر نگاہ مہربانی	کہ ہو اس دخت رز سے زندگانی
مین ہونگا ساقیا تجھ سے رنجی	جب ان باتون مین ہوگی آرزش قاف

نہین مین شرع کا پابند ساقی | پلا دے مے جو ہو شیشے مین باقی
ہوا ے سرد ہے دے ساقیا جام | ہو آب آتشین سے دلکو آرام
بڑی جوبن پہ ہے فصل بہاری | ارے ساقی ہوا بر فیض جاری
چمن مین آج لطف میکشی ہے | عروسان چمن کا دل خوشی ہے
مرگلگون سے ہو گل رنگ ساغر | حیا سے آب ہو خون کبوتر

ایک روز سعید بہتر از عید آنریبل آزاد پاشا دو گھڑی دن رہے خانۂ باغ طرب وانبساط کے چشم وچراغ۔ دلکش ودلکشا فرح بخش وروح افزا مین صنم نازنین گل اندام مہ جبین شیرین ادا نواب حسن آرا کے ساتھ میٹھی میٹھی باتین کرتے چمنونمین خوشی خوشی قدم دھرتے قہقہے اڑاتے خرامان خرامان اور چمان چمان سیر کرتے جاتے تھے سبزان چمن قدم قدم پر ان دونون کی بلائین لینے آتے تھے حسن آرا کی چشم جادو نرگس شہلا طعنہ زن تھی ستم کا جوبن غضب کی پھبن تھی۔

آزاد۔ تمھارے حُسن سے خدا کی شان آشکارا ہے۔

حسن آرا۔ اے بس رہنے دو بنایا کسی اور کو کرو۔

آزاد۔ کیون صاحب ہم بناتے ہین۔ خیر یون ہی سہی۔

حسن آرا۔ کہے تو وہ جو خود خوبرو نہ ہو۔ تم ماشاءاللہ کروروں مین انتخاب ہو۔

آزاد۔ ہم دیو زاد آدمی۔ ہمارا حسن ہماری جوانمردی ہماری شجاعت اور ہمارا زور قلم ہے۔

حسن آرا۔ ہم شریف زادیان ہین ہمارا جوبن ہماری عفت ہے ہمارا حسن ہماری عصمت ہے۔

آزاد۔ حاضر جواب ہو تو ایسا۔ خدا تمھاری عصمت برقرار رکھے۔ واقعی عورت کا زیور عورت کا حسن عفت ہی ہے لاکھ بناؤ کا ایک بناؤ۔

زن نیک خوش سیرت دپاسا | کند مرد درویش را پادشا

حسن۔ اسمین تو شک نہین ہے پاکدامنی سے بڑھ کے اور کیا ہے مگر دل کی صفائی مقدم ہے اور اسی کا نام پاکدامنی ہے۔

آزاد۔ صفائی دل اور پاکدامنی مین فرق کیا ہے۔ کچھ نہین صفائی قلب اور عصمت ایک چیز ہے۔

جب رات ہوئی تو آزاد اور حسن آرا باغ سے چلے اور شب کی توصیف مین یہ اشعار آزاد کے ورد زبان تھے۔

شبے در نور چون جوئے بہشتی | کہ راندی برگ گل برباد کشتی
ہوایش بوی گل بالین بالین | گلش بلبل چو لا زنالہ نگین
شبے نوروز روز نوجوانی | غبارش آب حیوان در روانی
شبے با آب وگل گل برگ وشبنم | چو طبع کودکان شاداب وبیغم

شبے کز وے ہوا نقاش چین بود
عروس آسمان روی زمین بود

پرستاران گلفام اور خواصان نازک اندام جلو دار تھین سبکی سب نوخیز اور طرحدار تھین اور اس درجہ شیرین گفتار وطرار تھین کہ اگر کوئی ایکبار ہم کلام ہوتا تو بلبل شیراز کا دم بھرتا جب غنکی زیادہ ہوئی تو آزاد اور حسن آرا پری زاد بارہ دری کے ایک سجے سجائے کمرے مین متمکن ہو کر باہم یون ہمکلام ہوئے۔

حسن آج کی شب پر صبح نبارس بھی قربان ہو جائے

آزاد۔ لیلی شب کہو۔ اسپر دولھن کا سانکھا رہی۔

حسن۔ اور ہوا بھی کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے اسوقت۔

آزاد۔ تمھارے لباس اور زلف چلیپا کے عطر کی خوشبو جو ہوا کے جھونکے کے ساتھ آتی ہے اس درجہ مست کرتی ہے کہ دل ہی جانتا ہے اور ہوا بھی اسی رُخ کی ہے۔

حسن آرا - آہی یہ گل ہین یا طبلۂ عطار - یا یہ سمن و سنبل کے درخت ہین - یا نافۂ تاتار - سچ تو یون ہے کہ خوشبو بڑی مست کرنے والی چیز ہوتی ہے -

آزاد - گل و یاسمن اور گلزار چمن کا رایحۂ اسقدر روح افزا کجا یہ زلف عنبر یار کی فتنہ گری اور مشک بیزی ہے -

حسن آرا - اور یا تمھارے عطر شجاعت کی بو باس ہے -

آزاد - چاندنی نے کس جوبن سے سبزے مین کھیت کیا ہے -

حسن آرا - یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی عشوہ زاہد فریب آتش بن متاع تکسیب کے دھانی دوپٹہ مین روپہلی کامدانی کی بیل بنائی ہے

آزاد - سنا ثریا بیگم اور انکے میان سے چٹخ گئی ہے

حسن آرا - ہان حسینی خانم کہتی تھی کہ مارے رنج کے طبیعت بھی کچھ ناساز ہوگئی ہے - خدا جانے کیا بات ہے - کل تک تو سنا بھلی چنگی تھین -

آزاد - یہ انکے میان سے کس نے جاکے واہی تباہی باتین جڑدین کہ آزاد اور ثریا بیگم مین نکاح ہوچکا تھا -

حسن آرا - گلی کوچون تک مین تو مشہور ہے کہ دونون کو باہم عشق تھا تو اب سنجر سطوت کا سن گن پانا کون تعجب کی بات ہے - بھلا خیر تم ہر پھر کے اسی کا ذکر کرتے ہو اور عین لطف کے وقت اور مجھے رنج ہوتا ہے -

آزاد - (پیار کرکے) اُف فوہ - اللہ ری بدگمانی -

حسن آرا - بدگمانی ہوچاہے قطب ہوچاہے جنون ہو -

آزاد - اچھا اگر ذکر کرین تو جبھی کہنا -

حسن آرا - میرے کانون مین یہ بات پہلے بھی پڑی تھی -

آزاد - ہماری قسمت کا ستارہ چمک گیا کہ تم سی بیوی پائی مگر تم ہم سے اس قدر بدگمان ہو یہ غضب ہے -

حسن آرا - ناز و ادا کے ساتھ زیر لب مسکرا کر ؎

مزاج گل سے تو آگہ نہین ہے | کہ رنگ گل سے بھی نازک کہین ہے

بھلے بوے گل تر ہے گرانبار
کبھی چھوتی نہین مین عطر زنہار

آزاد - تمھاری سب بہنین ماشاء اللہ حسین اور حاضر جواب اور عفیفہ ہین مگر تم تو بس چیزے دیگری کا مصداق ہو -

حسن آرا - پولینڈ کی خوبرو اور نسترن بدن شہزادی ایسی تمہیر یکجی جیسے بلا تشبیہ لینجا کا دل حضرت یوسف کی چاہ مین ڈاون ڈول تھا مس میڈا ہزار جان سے تمہر فریفتہ ہوئی مس کلیر سا پر وہ افسون پڑھ کے پھونکا کہ دم بھرتی ہے ثریا بیگم فرقت کے صدمے نہ سہ سکی آخر کار جوگن ہوگئی مین بیچاری بھلا حسن و جمال کا دعوی کرون کس برتے پر تتا پانی -

آزاد - مین تو ان نکات شیرین کا عاشق ہون کہ کس لطف کے ساتھ اپنے حسن گلوسوز کی تعریف کی کہ جسپر ایسی ایسی گلبدن شاہزادیان اور ریشہ دہن مسین والا شیفتہ دلدادہ و فریفتہ ہین وہ ہمپر عاشق ہوگیا -

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث بیگمان

(بوسہ لے کر) اس عطر کی تسمیم جان فزا نے اب ایسا مست کردیا ہے دل ہی جانتا ہے خدا گواہ ہے روح مرے لوٹ رہی ہے لباس پر الگ نور پھٹا پڑتا ہے اور زلف و جسم الگ مہکتا ہے چلبلاہٹ ستم ڈھاتی ہے ناز ہر لفظ پہ قربان ہوتا ہے ؎

سراپا حسن تھی وہ غیرت حور | کہ رخ روشن مثال شعلہ طور
ہوا دل باختہ حسن و ادا پر | تصدق جان سے تھا دلربا پر
خدنگ اک دل پہ وہ مژگان زا را | ہوا غربال پہلو چھد کے سارا

دکھائے تیغ کے ابرو نے جوہر | نظر نے صاف پھیرا دل پہ خنجر
نہین چھپتی نگاہ عشرت آمیز | ادھر بھی آتش الفت ہوئی تیز

جب رات خوب بھیگی اور دونون کی آنکھین نیند کے مارے جھکنے لگین تو لیٹ کر بصد نشاط و طرب سو رہے ؎

صبوحی خفتگان زاہ سحر خیز | ز خواب مستی غفلت برانگیز
زمینا گردن مستانہ برکش | بطوق سجدۂ پیمانہ درکش

گرفتہ صبح بر کف شیشہ و جام
کشیدہ پیر میخانہ سر از بام

ادھر سپیدۂ طلعت نشان صبح نمودار ہوا ادھر آزاد پاشا اور حسن آرا بیگم کی آنکھ کھلی اور دونون خواب ناز سے بیدار ہوے خواصون نے منھ دھلایا اور مشاطہ کامل فن نے سنوارا اور حسن آرا بیگم نکھر کر آزاد کے پاس آنکر بیٹھین ؎

دہان از غنچہ جنت نہان تر | نگاہ از تیزی مژگان سنان تر
خراب نرگس مستش پیالہ | کباب عکس ردیش برگ لالہ
سر زنجیر زلف افگندہ بر دوش | کہ مالد والۂ و دیوانہ را گوش
شدہ خالش سپند روے آتش | کمان ابرو مژگان چار ترکش

سر فتراک او زلف سیاہش
بجانان باز آغوش نگاہش

حسن آرا۔ شب کو ہم سوے تو پھر صبح تک آنکھ نکھلی۔
آزاد۔ پچھلے پہر تو آرام کرنے کی نوبت آئی۔
حسن آرا۔ رات ہی ایسی فرح بخش و فرحناک تھی۔
آزاد۔ اور اُسپر نکھار اور جوبن کا اُبھار۔
حسن آرا۔ یہ تو کوئی نئی بات نہ تھی (مسکراتی ہوئی)
آزاد۔ اِس غرور کے صدقہ اور رہے بھی صحیح۔
حسن آرا۔ ہم مستغنی آدمی بھلا ہم کو غرور سے کیا سروکار۔
آزاد۔ حسین آدمی کو اپنے حسن کا غرور ضرور ہوتا ہی۔
حسن۔ تم کو ہوگا۔ ہم تو جانتے ہین حسین آدمی اسقدر بے نیاز ہوتے ہین انکو اپنے حسن کی خبر ہی نہین رہتی۔
آزاد۔ اس بارے مین تم ہم سے زیادہ مستند ہو۔
حسن۔ سر جھکا کر جو دولھا نہین بنے ہین اُنھون نے براتین تو دیکھی ہین گو ہم کو اللہ نے حسن نہین بخشا مگر سنی سنائی باتون اور تجربہ سے تو کہہ سکتے ہین۔
آزاد۔ اب ہم باہر جاتے ہین لوگ منتظر ہونگے۔

اتنے مین ایک مہری باہر سے خط لائی آزاد نے کھولا تو یہ مضمون درج تھا مائی ڈیر مسٹر آزاد مجھے ایک ضروری اور بہت ضروری امر کی نسبت آپ سے مشورہ کرنا ہے اگر فرصت ہو تو تشریف لائیے ورنہ مین خود آتا ہون۔

آپکا دوست جان گرنیٹ منیجر

حسن۔ یہ خط کہان سے آیا ہے۔ ثریا بیگم کے پاس سے۔
آزاد۔ تم خواب مین بھی چونک چونک پڑتی ہوگی۔
حسن (لفافہ سونگھکر) دیکھون خوشبو آتی ہی یا نہین۔
آزاد (ہنسکر) یا الٰہی جنون ہی کا نام ہے۔
حسن۔ اچھا سویرے سویرے یہ خط آخر کس نے بھیجا۔
آزاد۔ یہ عجیب بات ہے کہ تڑکے اگر خط آئے تو ثریا بیگم ہی کا ہو۔ یہ دو تین دن سے تم کو ثریا بیگم سے اِسقدر خوف کیون ہے۔
حسن۔ خوف خوف ہمین کاہے کا انسے ہونے لگا بھلا۔
آزاد۔ یہ صاحب ضلع کا خط ہے مجھے بُلایا ہے۔

یہ کہکر آزاد پاشا باہر جانے لگے تو بیگم صاحب نے ہزارون قسمین دین کہ از برائے خدا جلد آنا دیر نہ لگانا ہمین کچھ کام ہے

باہر جاکر۔ نئے کپڑے زیب بدن کیے اور گلگون خوشخرام تیزگام پر سوار ہوکر صاحب ممدوح کی کوٹھی پر گئے چپراسی نے اطلاع دی۔ صاحب باہر چلے آئے مصافحہ کیا اور کمرے مین لیگئے اور یون ہمکلام ہوئے۔

صاحب۔ آپ کو اسوقت تکلیف تو نہین ہوئی

آزاد۔ مطلق نہین یہ تو ہوا کھانے کا وقت ہی ہے۔

صاحب۔ سرحد کے جھگڑے کا حال تو اخبارون مین پڑھا ہوگا۔

آزاد۔ روز پڑھتا ہون بہت جی بھر بھر آتا ہے۔

صاحب۔ ہان چلیے ہمارے نام تو حکم آیا ہے۔

آزاد۔ کیا آپ لڑائی مین شریک ہونیوالے ہین۔

صاحب۔ میرے نام تو حکم ہے کہ اگر آزاد پاشا کی خواہش ہو تو سے کہا جائے۔ کہ مستعد ہون ہندوستان کے بعض مہاراجگان نامدار اور نوابان ذوی الاقتدار اور سردارون نے استدعا کی ہے کہ ہم دامی درمی قدمے سخنے ہر طرح حاضر ہین اور دو ایک نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ وہ بھی شریک جنگ کیے جائین۔

آزاد۔ مین نے تو کوئی درخواست نہین بھیجی تھی۔

صاحب۔ آپکی خوشی کی بات ہے مگر سوچ کر جواب دیجیے

آزاد۔ مین ضرور جاونگا مجھے تو اسکا دلی شوق ہے۔

صاحب۔ پھر جائیے اور مستعد ہو رہیے پرسون کوچ ہوگا

آزاد۔ دیکھنے ہم ہندوستانی لوگ سرکار کے کیسے جان نثار ہین

صاحب۔ اور اسمین کیا شک ہے۔ بڑے خیرخواہ۔

آزاد۔ جان اور مال دونون سے حاضر ہین۔ ہے کہ نہین

صاحب۔ ہم خوب جانتے ہین کہ ہندی بڑے مطیع لوگ ہین

آزاد۔ اور جس سے کہے گا وہ آپکی مدد کو حاضر ہوگا۔

صاحب۔ بالفعل باربرداری کیلیے اونٹونکی ضرورت ہے

آزاد۔ یہ کون مشکل بات ہے جان تک سے دریغ نہین

صاحب۔ اور سب انگریزونکی دلونپر اسکا نقش ہے۔

آزاد۔ جب کبھی ہمکو آزمایا کسوٹی پر کھوٹے نہ اترے۔

صاحب۔ ہان سوا ایکمرتبہ کے ۱۸۵۷ء والا واقعہ

آزاد۔ (افسوس کرکے) وہ تو ایک اتفاقی تھا بس۔

صاحب۔ بیشک اور اسوقت بھی ملک نے ہمارا ساتھ دیا۔

آزاد۔ واقعی ایک افسوسناک اور بڑا افسوسناک واقعہ تھا

صاحب۔ آپ کو مین کل امور کی نسبت آج شام کو اطلاع دونگا۔

آزاد۔ اور کسی امر کی نسبت مین اطلاع نہین چاہتا صرف نقل حکم بھیجدیجیے اور پرسون مجھے تیار پائیگا۔

صاحب۔ بہتر ہے آپ اس زمانے کے بڑے مشہور جنرل ہین۔

آزاد۔ آپکی قدردانی کہ آپ مجھے اچھا سمجھتے ہین۔ اب مین رخصت ہوتا ہون شام کو وہ بھیجدیجیے گا۔

صاحب۔ مین کل شام کو پانچ بجے آپکی کوٹھی پر آونگا۔

آزاد۔ بہت اچھا مین کہین باہر نہ جاونگا آپ آیئے۔

صاحب۔ اگر مضائقہ نہو تو شام مین کا پائنٹ کھلواؤن

آزاد۔ تسلیم مگر مین نے تو اب ترک کردی ہے۔

صاحب۔ آپ اتنا لایق آدمی اور ان باتون کو مانتا ہے۔

آزاد۔ اگر نہ مانون تو اہل اسلام مجھسے نفرت کرین۔

صاحب۔ تربیت یافتہ آدمی تو سب شراب پیتے ہین۔

آزاد۔ مین بھی شراب پیتا تھا مگر اب ترک کردی۔

صاحب - چرٹ منگواؤن چرٹ پیجیے گا کوئی ہی -
آزاد - مین چرٹ بھی نہین پیتا حقہ پیتا ہون -
صاحب - ہمین افسوس ہی کہ ہم کچھ تواضع نہین کرسکتے
آزاد - اسکا کچھ خیال نہ کیجئے عنایت کافی ہے -
مصافحہ کرکے آزاد پاشا گھوڑی پر سوار ہوکر روانہ ہوی
تو اثنای راہ مین سوچنے لگے کہ کہنے تو ہم کہہ آئے مگر
یہ خیال نہ رہا کہ حسن آرا سے تو استفسار کرلین خیر اگر
منظور کریگی تو چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ اگر نہ منظور
کیا تو بھی قول جان کے ساتھ ہی - تلون سے سپاہیون کو
عار ہے - مارا مار گھوڑا دوڑاتے ہوئے اپنے ایک دوست
کے ہان گئے اور باہم ہم کلام ہوے -

دوست ع خوش آمدی تو علیک السلام والاکرام -
آزاد - ارے یار ایک امر مین مشورہ لینے آئے ہین
دوست - مین سن چکا ہون مجھ سے سنو صاحب ؎

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئے

آزاد - ہی نہ تمھاری بھی رای - بلا دور رعایت کہنا
دوست - ضرور جاؤ صاحب - یہ کیا بات ہے -
آزاد - چاء پلواؤ دودھیا تو گھر چلین - مگر جلد -
دوست - چاء تیار ہی بسکٹ کے ساتھ کھائیے -
گرما گرم چاء اور بسکٹ پی کر آزاد پاشا گھوڑی پر
سوار ہوئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر گھر کیطرف
چلے پہونچتے ہی گھوڑے سے اُترے اور احباب سے کہا کہ
ایک ذرا معاف فرمائیے مین مجلسرا مین ہولون تو ابھی
آیا یہ کہکر زنانخانے مین تشریف لائی دیکھا کہ حسن آرا بیگم
فرش تکلف پر بیٹھی ہوئی اخبار مطالعہ کر رہی ہین -
حسن آرا (مسکراکر) خوب موقع پر آئے -
آزاد - کیون کیا کوئی تازہ خبر درج ہے -
حسن - نہین تازہ خبر کجا - اخبار مین خبر کہان -
آزاد - نہین (مسکراکر) یہ میرا مطلب نہ تھا -
حسن - غضب کرتے ہو بعض اوقات - دیکھتے ہو
کہ اخبار پڑھتی ہون - اور پوچھتے ہو کوئی تازہ خبر ہے
آزاد - صاحب قصور ہوا - کچھ جرمانہ لے لو -
حسن - صاحب نے کیا کہا - کوئی خاص کام تھا -
آزاد - نہین (مسکراکر) بلا وجہ بلایا تھا -
حسن - خیر (ہنسکر) یہ ہماری بات کا جواب تھا -
آزاد - تھا جواب شافی یا نہین - کیون -
حسن - درین چہ شک آپکی حاضر جوابی مین کیا شبہہ ہے
آزاد - ہان لیکن کچھ شک بھی ہی - بجا -
حسن - اسوقت باتین کرتے ہو مگر کچھ گھبرائی ہوئی سی
اسکا سبب کیا ہے کوئی وجہ خاص ضرور ہے -
آزاد - نہین - مطلب -
حسن - این - آلی - خیر - ہوش مین ہو یا نہین -
آزاد - (گویا ہر دم بے ہوش رہتے ہین اینجانب) ؎

ہوش کی خیر پی کے کچھ واعظ
آج رندون سے رنگ لائے ہین

حسن - تمکی اور نمک کھاؤگے اللہ جانتا ہی تمھارا
ہی انتظار تھا ہمکو تو نمک بہت بھاتی ہے -
آزاد - کوئی ایسا بھی ہے جسکو نمک برف آم
حلوا سوہن نہ بھاتا ہو -

حسن آرا۔ ایسے بھی بندگان خدا ہین بعض ایسے بھی ہین جو خرپزے کے ساتھ ٹمک کھاتے ہین۔

بعد فراغ طعام حسن آرا اور آزاد مین اخبار دنکی مختلف خبرون کی نسبت بحث ہونے لگی۔ اتنے مین آزاد نے کہا جنگ سرحد کا حال تو سنا ہی ہوگا حسن آرا بولی ہان پرسون ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ جنگ چھڑ گئی۔ آزاد نے دبے دانتون کہا چلین افغانستان کی بھی سیر کر آئین۔ حسن آرا نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ مگر بات ٹال کر پوچھا۔ اس جنگ کا کیا سبب ہی۔ آزاد نے کہا والی ملک اور اس کے ایک رقیب سے چھڑ گئی۔ برٹش گورنمنٹ نے والی ملک کو کمک دی ہی اور ہم بھی ابکی ذرا سیر افغانستان کے لئے جاتے ہین جب آزاد نے یہ مژدہ مکرر سنایا تو حسن آرا نے کہا یہ دوسرا مرتبہ ہی کہ تم نے یہ ذکر چھیڑا اسکے معنے کیا ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم کہتے کیا ہو اول تو افغانستان سیر و سیاحت کا مقام نہین۔ سیر کے لئے انسان لندن جائے پیرس دیکھے مصر جائے۔ امریکا سفر کرے۔ کشمیر کا لطف دیکھے یہ کابل مین کیا رکھا ہوا ہے اور پھر ایسے وقت جبکہ وہان آگ برس رہی ہے۔

آب آزاد کی عقل گم ہے کہ کس طرز سے اظہار مطلب کرین کیونکہ حسن آرا نے پہلے ہی سے تقدم بالحفظ کیا ہے اور بات کے ٹالنے کا موقع نہین۔ پرسون کوچ ہونیوالا ہی۔ اُن کی خموشی اور چہرے کے تغیر رنگ سے صاف کھل گیا کہ کچھ دل مین کالا ضرور ہے کسی قدر تنک کر کہا سنو صاحب یہ چیا چیا کے باتین کرنا تو رہنے دو پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ ماجرا کیا ہے اللہ جانتا ہے مین اب کہین جانے نہ دونگی اس بھروسے نہ رہنا مجھ سے اب صاف صاف کہدو از برائے خدا آزاد نے کہا مین قسم کھلانے کا عادی نہین ہون مگر سچ کہتا ہون کہ قول جان کے ساتھ ہے۔ ابکی تو جانے دو آئندہ تم کو چھوڑ کے کہین نہ جاؤن گا حسن آرا یہ کلام سنکر آب دیدہ ہوگئین اور کہا خیر خدا حافظ ہے۔ اپنے دل کا حال کس سے بیان کرون کہ اس وقت دلپر کیا گذرتی ہے بڑی دیر تک رویا کین اور گو آزاد نے بہت سمجھایا مگر دل کی بیقراری دور نہ ہوئی۔ دوسرے روز صبح کو آزاد بصد حسرت روانہ ہوئے صدمہ ہجر اور رنج مفارقت سے حسن آرا کا بُرا حال تھا کئی روز تک سیر آرا اور روح افزا اور بہار النسا انکے ہان رہین اور سمجھایا کین۔

آب سنئے کہ آزاد پاشا نے میدان جنگ مین ایک طرف کے کالم کی پوری کمان کی چار لڑائیان سر کر کے مخبرون نے خبر دی کہ یہان سے دو کوس پر ڈیرہ سوافا غنہ پڑاؤ ڈالے مقیم ہین۔ آزاد چند سوار لیکر بڑھے تو وہان دیکھا کہ کئی ہزار آدمیون کی جماعت ہے مقابلہ ہوا مگر انکی فوج تاب مقاومت نہ لائی لہذا یہ وہان سے مغرور ہوئے اور انھون سواران غنیم نے انکا تعاقب کیا۔ ؎

ببازو یش کمندے حلقہ بستہ	محرف بر سمندے برنشستہ
نشستہ مست برتازی سمندے	کہ جانش بود آتش تن سپندے
سمندے از مہ و ہفتہ رمیدہ	بروز آخر از تندی رسیدہ
زدو راد تسلسل گشت پیدا	زمکنیش تحمل گشت پیدا
صبا زیر و گل و شمشاد میرفت	دوبالائے سماع باد میرفت
ترازوے رکابش را بفرسنگ	شدہ در بادیجی عمر پا سنگ
خوشش مست و سمندش مست و رہ مست	غبار راہ را طرف کلہ بست
بگردون گرد راہ او سفر شد	چو می برجافرود آمد عرق شد

سرنگ ختلی خرام کو اُس دشت بلاخیز مین سرپٹ دوڑاتے جاتے تھے کہ دفعتہً ایک سمت سے گرد اٹھی۔ انھون نے شہب ضرغام پر کی باگ روکی اور غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فوج برٹش کے چند سوارون چار مارا مار فرس آہو شکار دوڑاتے چلے آتے ہین۔ ایک شجر بارور کے سایہ مین ضیغم طولی پر ٹھہر لیا جب وہ سوار قریب آئے تو یون گفتگو ہوئی۔

آزاد۔ فوج کی کیا خبر ہے۔ کچھ معلوم ہوا۔

سوار۔ پیوار۔ کوتل مین فوجین جمع ہین ادھر ہم ادھر وہ۔

آزاد۔ ہم کو تو آج خداوند کارساز نے بچایا۔

سوار۔ ہم پانچ آدمیون نے آپکو دیکھا ہی نہین۔

آزاد۔ آؤ چلو ہم تم کو ایک سیر دکھائین۔

سوار۔ سوا رہم دیکھتے آتے ہین چوبیس سر پڑے ہین۔

آزاد۔ مین اکیلا آدمی تھا اور چوبیس کا مقابلہ۔

سوار۔ سبحان اللہ ای سبحان اللہ بس اب واپس چلئے۔

آزاد۔ مین راہ بالکل بھول گیا بھٹکتا جاتا تھا آزاد پاشا ان سوارون کے ساتھ پیوار کوتل واپس گئے جب برٹش فوج نے انکو صحیح سالم پایا تو لوگ بہت خوش ہوئے اور اُن سے کہا کہ دو سو سوار آپ کی تلاش مین مختلف مقامات کو بھیجے گئے ہین یہان تہلکہ مچا ہوا تھا کہ آزاد کو خدانخواستہ افاغنہ نے مار ڈالا سب سخت افسوس مین تھے اور فوج بالکل بیدل ہوگئی تھی آزاد نے کہا خدا نے آج بہت بچایا ہم چودہ آدمی تیرہ سوار اور مین پہاڑی کے قریب گرد آوری کر رہے تھے کہ دفعتہً بلندی کوہ سے ایک سل لڑھکتی ہوئی آئی اور اُس سل کے ساتھ اور بھی بہت پتھر اور کچھ چھوٹی چھوٹی سلین گرین تین آدمی تو اُسی دم آخر ہو گئے اور میرے بائین ہاتھ کا یہ حال ہے کہ میرا خدا ہی جانتا ہے اس مصیبت سے سنبھلنے نہین پائے تھے کہ دائین بائین بندوقین چلنے لگین۔ یا الٰہی ایک نشد دو شد پیچھے پھر کر دیکھتے ہین تو کوئی ستر آدمی اور سب کے سب گلے پر آن پہونچے بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ بھاگین ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ‖ نہ ہر جا با سپر باید انداختن

مین اور دو سوار ایک طرف بھاگے اور باقی لوگ دوسری جانب اور ادھر بھی کچھ سوارون نے انکا پیچھا کیا اور کچھ نے ہمارا تعاقب کیا۔ ہم تین آدمیون نے سات سوارون عدو کو گرایا۔ وہ چوبیس آدمی تھے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ اب تک انکی لاشین پڑی ہین ہماری طرف کے دونون سوار اسوقت مارے گئے جب افاغنہ کے سات آدمیون کو ہم نے قتل کیا تھا آخرکار صرف خاکسار بچگیا۔ اب سنئے کہ جان راہ نہین ملتی اور کہر اس کثرت سے گرنے لگا کہ الامان مین گھوڑا پھینکتا ہوا کئی کوس نکل گیا کہ اتنے مین یہ سوار ملے ورنہ خدا جانے آج کیا ہو جاتا۔

آزاد۔ ان لوگون مین کوئی قواعد دان نہین۔

میجر۔ ہان مگر آلات حرب اچھے اچھے موجود ہین۔

آزاد۔ ہماری رائے ہے کہ آدھی رات کو حملہ کیا جائے۔

میجر۔ ہمکو عذر نہین۔ ہم کو حکم ہے کہ آزاد پاشا کی رائے کے مطابق کام کرنا اور آپ اللہ کی عنایت سے تجربہ کار بھی ہین۔

آزاد۔ پھر اب تو ہماری یہی رائے ہے کہ فوراً حملہ کیا جائے ممکن نہین کہ کامیابی نہ ہو شب کو گیارہ بجے کے وقت دس ہزار سوارون نے بسر کردگی آزاد پاشا اور میجر فائی پیوار کوتل پر

حملہ کیا - افاغنہ کو یقین کلی تھا کہ ابھی دو تین روز تک برٹش فوج حملہ آور نہ ہوگی - آزاد نے یہ کارستانی کی کہ تین ہزار سوار دکن کی طرف سے قلعہ کوہ پر جہان مقام مذکور واقع ہی روانہ کئے اور دو ہزار اُس مقام پر تعینات کئے جہان جنگل کی طرف سے بھاگ جانے کا اندیشہ تھا اور پانچہزار آدمی لیکر قلعہ پر چھاپا مارا - فوج قلعہ وناون کی آواز سنکر سخت متحیر ہوئی - ہاتھ پانون پھول گئے - اور ادھر فوج برٹش نے گولیون کی بوچھار کردی اور ملکی ملکی توپین جو ساتھ لیگئے تھے اُنسے گولے اُمارنے شروع کئے افاغنہ نے گولون کا جواب دیا - آخرکار جب دیکھا کہ میدان غنیم کے ہاتھ رہا چاہتا ہی تو فوراً قلعے کا پھاٹک کھولدیا اور شمشیر برآن لیکر آمادہ جنگ ہوئے لیکن گولون اور گولیون نے دم کے دم مین ستھراؤ کردیا آزاد پاشا نے اس جنگ مین بڑی نیکنامی حاصل کی اور قلعدار کو جو بڑا مغز رسپاہی سردار تھا خود بنفس نفیس گرفتار کرلیا دوسرے روز قلعدار موصوف نے جسکا نام شیرخان تھا آزاد کے پاس پیغام بھیجا کہ مین ملنا چاہتا ہون آزاد نے انکو بلوایا تو باہم یون باتین ہونے لگین -

آزاد - کیا کام ہے کچھ رشوت دینے کا قصد ہی -

سردار - ہای افسوس اسوقت چھرہ پاس نہین ہی -

آزاد - ہان ابھی تک جوش وخروش اور دم وہی ہے

سردار - ہم سپاہیون کا جوش وخروش گھٹ سکتا ہی

آزاد - اب آپ قیدی ہین سپہ گری کجا -

سردار - (دانت پیسکر) تمکو قتل نہ کرون تو پٹھان نہین

آزاد - بالفعل تو قیدی رہیے آیندہ سمجھا جائیگا -

سردار - اگر بڑا سپاہی ہی تو تلوار لے اور لڑ ہم سے

آزاد - لڑائی کے وقت تم نے کون بڑی جوہر دکھائی تھی

سردار (حملہ کرکے) ہاے ستم اسکو کیونکر قتل کرون

آزاد - (مسکراکر) سپہ گری بہت مشکل ہی خالہ جی کا گھر نہین

سردار - خیر اب تو ہم پھنس ہی گئے افسوس صد افسوس

آزاد - اب جب رہائی پاؤگے تو ہم سے سمجھ لینا -

سردار - ہم نہین تو ہمارے بھائی بند تمکو قتل کرڈالینگے

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

آزاد - (خیر سمجھا جائیگا) اب انکو یہان سے لیجاؤ -

سردار - (گالی دیکر) تم سیدھا جہنم مین جائیگا سؤر

اس فقرے پر دو سپاہی بہت بگڑے اور قریب تھا کہ سردار کو مار بیٹھین مگر آزاد نے منع کیا اور سردار کو پھر واپس لیگئے ایک ہفتہ کے بعد آزاد نے سو سوارون سے افاغنہ کی دو ہزار سپاہیون کا مقابلہ کیا اور اُس جنگ مین خاص اپنی شمشیر آبدار سے اٹھاون آدمی مقتول اور چون مجروح کئے مگر آخرکار گرفتار ہوگئے لوگ انکو خوش خوش جنرل کے پاس لے گئے -

جنرل - اپنی تلوار رکھدو اور لکھدو کہ بھاگنے کی کوشش نہ کرین گے تو خیر -

آزاد - ہم صاحب السیف والقلم ہین مگر تلوار رکھ کے قلم لینا وضع کے خلاف ہے -

جنرل - ابھی تک سپہ گری کا زعم نہین گیا دل سے

آزاد - سپہ گری رگ وپے مین پیوست ہی -

جنرل - خیر اب تو بالفعل قیدی ہو میان آزاد -

آزاد - یہ سپہ گری کا جوہر ہے قید سے کیا خوف ہے

جنرل - اسوقت اگر تحریری معاہدہ کرلو تو اچھے ہو -

آزاد - ہم تو پکار کے کہتے ہین کہ ہم نکل بھاگین گے
جنرل ہم بھی سپاہی آدمی ہین ورنہ اگر کسی جاہل پٹھان کے پالے پڑے ہوتے تو ابتک قتل کر ڈالتا -
آزاد - قتل ہونے اور جان جانی کا کسی بزدل کو خیال ہوتا ہوگا جب سپہ گری پیشہ ہو تو تلوار کی منھ مزا عین ہے
جنرل - خیر ابھی جبتک لکھ نہ دو گے ممکن نہین کہ پوری پوری آسایش تمکو دیجائے -
آزاد - اگر یہ ہی معلوم ہو جائے کہ قتل ہو جاؤن گا تو بھی تحریری معاہدہ نہ دونگا تم اگر سپاہی ہو تو مجھ سے اس طرح پیش آؤ جس طرح کوئی سپاہی سے پیش آتا ہے اور اگر ڈاکو اور لٹیرے ہو تو مین تمکو قابل خطاب نہین سمجھتا -
جنرل - خیر تمکو زمین کے فرش پر سونا ہوگا -
آزاد - وہ فرش بھی نہ ہو تو ہمارا ایسا کونسا حرج ہے -
جنرل - اور کھانا بھی وہ نہ ملیگا جو ہم جنرل کھاتے ہین -
آزاد - افسوس ہے کہ جہلا مین آن کے پھنسے ہین -

جنرل داؤد خان یہ تقریر کرکے اپنی خیمہ مین گئے اہتمام بلیغ کیا گیا تھا کہ آزاد پاشا کسیطرح سے نکلنے نہ پائین آفاغنہ شمشیر برہنہ کئے ہوئے چوطرفہ پہرے دینے لگے کہ اتنے مین ایک پٹھان آہستہ آہستہ اُنکے قریب آیا اور مصافحہ کرکے اُنسے یون باتین کرنا شروع کین -

پٹھان - آپ کے سرہانے پر میر ابھرا ہے آج -
آزاد - ہان پھر مطلب کہئے - پھرا ہے تو کیا -
پٹھان - مین ایک مژدہ طرب انگیز سنانے آیا ہون
آزاد - (مسکراکر) مین سمجھ گیا مژدۂ قتل -
پٹھان - نا - جنرل داؤد خان بڑا سپاہی ہے -
آزاد - مگر تم لوگ تو جاہل ہو -
پٹھان - خدا اور خدا کا رسول گواہ ہے کہ سب لوگونکو تم سے ہمدردی ہے مگر تمھاری سبب سے ہماری فوج کے اسقدر آدمی مقتول ہوئے ہین کہ بعض اوقات ہمکو مطلق ہمدردی نہین رہتی اور جی بے اختیار چاہتا ہے کہ تمکو فوراً قتل ہی کر ڈالین مگر مین تمھاری رہائی کی فکر مین آیا ہون
آزاد - مین سچ بولنے کو اپنا ایمان سمجھتا ہون - ع
راست می گویم و یزدان نہ پسند و جز راست - مجھے تمھارے قول و فعل کا اعتبار نہین ہے تم لوگ عموماً ان پڑھے ہوتے ہو اور کذب کو برا نہین سمجھتے ہو کیونکہ وحوش ہو ہان دو چار آخوند یہان ایسے ہین کہ انکو مین مقدس تصور کرتا ہون اور مولویون کے ذریعہ سے کوئی خبر ملے یا کوئی پیغام آئے تو فوراً باور کرلون -
پٹھان - اس شہر کی ایک رئیس زادی کا پیغام ہے -
آزاد - مین عورتون کا پیغام نہین سننا چاہتا ہون -
پٹھان - خدا جانے آپ کس قماش کے آزاد آدمی ہین
آزاد - اچھا آپ پیغام تو تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیے
پٹھان - آپ کی رہائی انکے ذریعہ سے ممکن ہے اور بآسانی مگر دو شرطین ہین -
آزاد - اگر وہ منکوحہ ہین تو کوئی ایسی شرط منظور نہین کر سکتا جو خلاف شرع ہے -
پٹھان - استغفر اللہ اگر ہم سے وہ اس طرح کا پیغام کہتی تو ہم پہلے ہی اسکا سر قلم کر ڈالتے -
آزاد - ہان تو بسم اللہ فرمائیے مین بخوشی سنونگا -
پٹھان - ایک امیرزادی نے جو غصیلہ مگر رنگین مزاج ہین

تم کو اُس حالت مین دیکھا تھا جب تم لڑ رہے تھے اور پھر بعد گرفتاری بھی دیکھا وہ تم پر عاشق ہوگئی ہین اور انکی خواہش ہے کہ تم کو صدمہ نہ پہونچے اور شرآفات سے مصئون رہو۔ ان کے امکان مین یہ ہے کہ بذریعہ رشوت تم کو آزاد کراوین اور تم فوراً رہا ہوجاؤ۔ مگر دو شرطین ہین۔

اولاً۔ بعد رہائی انگلش کی طرف سے جنگ مین شریک نہو۔

ثانیاً۔ انکی فوج کے کل امور سے اطلاع دیدو۔

آزاد۔ دونون شرطین منظوری کے قابل نہین ہین۔

پٹھان۔ پھر تم بھی رہا ہونے کے قابل نہین ہو۔

آزاد۔ بھلا اس کا کیا ثبوت ہے کہ مین جو شرط کرونگا پوری ہی ہوگی کہ مین اُن سے اقرار کر جاؤن اور پھر شریک فوج برٹش ہون۔

پٹھان۔ یہ ممکن نہین ہے وہ خوب جانتی ہین کہ سپاہی اپنے قول کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

آزاد۔ مجھے شرط اول کی تعمیل مین عذر ہے۔

پٹھان۔ اچھا تو ایمان کی رو سے بتا دو کہ انگریزون کا کیا مقصد ہے اور انکے پاس کسقدر فوج ہے انکا اصلی منشا کیا ہے۔

آزاد۔ انکا اصلی منشا یہ ہے کہ کابل کو غارت کر دین۔

پٹھان۔ اُسکے دفعیہ کی تدبیر بتا سکتے ہو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے اور دونون کا مطلب حاصل ہوجاے۔

آزاد۔ بہتر ترکیب یہ ہے کہ ہم کو اس دعوے پر رہا کردو کہ دونون سلطنتون کے درمیان صفائی کرآوینگے۔

پٹھان۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ ہم اسکا جواب صبح کو دین گے دوسرے روز صبح کو اس پٹھان نے موقع نہ پایا کہ اس امیر زادی کے جواب سے آزاد کو اطلاع دے مگر اشارون سے سمجھایا کہ معاملہ سب ٹھیک ہے۔

اس روز پھر جنرل داؤد خان اُنکے پاس آئے اور باہر ہی گفتگو کی مگر آزاد نے اُسی طرح مردانہ جواب دیا۔

جنرل۔ اب برٹش گورنمنٹ سے اور ہم سے معاملہ ہو رہا ہے۔

آزاد۔ معاملہ ہو رہا یا جنگ ہو رہی ہے۔

جنرل۔ جنگ موقوف اب اِس امر کا فیصلہ ہو رہا ہے کہ اگر جنرل داؤد خان یعنی خاکسار آزاد پاشا کو رہا کر دین اور چھوڑ دین تم خیریت اور صحت کے ساتھ فوج برٹش مین داخل ہوجاؤ تو جنگ بالکل موقوف ہوجائے اور پرانے عہدنامہ کے مطابق کما حقہ عمل مین آئے۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس۔ مگر ہمین اُمید نہین۔

جنرل۔ افسوس تم سپاہی نہین ہو۔ ہرگز سپاہی نہین ہو۔

آزاد۔ اب سپاہی تو ایسے ہین کہ تمھارا ہی دل جانتا ہوگا اپنے مُنھ میان مٹھو بننا ہماری وضع کے خلاف ہے۔

جنرل۔ سپاہی کبھی سپاہی کی بات کو جھوٹ نہین سمجھتا۔

آزاد۔ تو جب ہم تم کو سپاہی سمجھتے ہون۔

جنرل۔ (مُسکراکر) اچھا خیر۔ اسکا جواب دیا جاویگا۔

آزاد۔ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو ہم اخبار منگوایا کرین۔

جنرل۔ بجا اخبار منگوایا کرو۔ اور اخبارونمین یہان کی خبرین بھی بھیجا کرو۔

آزاد۔ افسوس کہ جنگ کا کچھ حال ہی نہین معلوم ہوتا۔

جنرل۔ حال یہ ہے کہ جن لوگونکی گردن پر چھُری پھری ہے وہ اور انکے بال بچے سب کے سب دعائین دیا کرتے ہین۔

آزاد۔ جنگ مین ہم نے کسی پر آجتک ظلم نہین کیا۔

جنرل۔ تم سے زیادہ ظالم کوئی شاید ہی ہوگا۔

آزاد۔ اگر ہم نے ظلم کیا تو خود بھگت لین گے۔

جنرل۔ تم کیا بھگتوگے ہم البتہ تم کو تلوار کے گھاٹ آتار نیگے ہزارون عورتین تمھارے سبب سے بیوہ ہوئین اور ہزارون بچے یتیم ہوگئے۔ اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہوگا۔ گر فہمیدہ خواہد شد سمجھا جاویگا۔

شام کو اسی ٹھان نے میان آزاد سے آن کے کہا کہ آج اس طرف کے پہرے پر جس قدر جوان ہین ان سب کو امیرزادی نے زر کثیر دیا ہے اب آپ مستعد رہین جس وقت موقع ملا ہم آپ کو اطلاع دینگے یہ کہکر ٹھان چلا گیا اور دس بجے کے وقت ایک پہرے والے نے آن کر کہا بسم اللہ اب تشریف لے چلیے آزاد نے کہا میری اس قدر اور بھی خواہش ہی کہ ایک تلوار مجھے ملجائے تھوڑی دیر مین پہرے والون نے جو امیرزادی کے طرفدار تھے ایک والایتی تلوار اور بندوق اور سنگین انکو دی اور آزاد مسلح ہوکر روانہ ہوے پہرے والے تو گھٹے ہوے تھے ہی روکنے کے عوض سب کے سب ساتھ ہوئے اور آزاد کو پہلے امیرزادی کے پاس لے گئے۔

آزاد۔ (ادب کے ساتھ سلام کرکے خاموش

امیرزادی۔ محمد آزاد۔ یہ تمھاری صورت زیبا نے اس وقت رہائی دلوائی۔ ہو قسمت کے دھنی۔

آزاد نے (امیرزادی) کو از سر تا پا دیکھکر سکوت کیا۔

امیرزادی۔ یہ خاموشی اور گھبراہٹ اور سکوت کیسا ہی

آزاد۔ سوچتا ہون کہ اپنی صورت زیبا کا شکریہ ادا کرون یا تمھاری عنایت کا کہ اس زندان بلا سے رہا ہوا۔

امیرزادی (آہ سرد کھینچکر) اگر رسوائی کا خیال نہ ہوتا تو تمھارے ساتھ ضرور ہی شادی کرلیتی کیونکہ تم بھی با ایمان مسلمان ہو۔

آزاد۔ شادی مین رسوائی کا خیال یعنے چہ۔ مگر ہان چونکہ میری شادی ہوگئی ہی اور مین دو بیویان نہین چاہتا۔ لہذا مجبوری اور افسوس ہی اگر مجھے اجازت دو تو دست مبارک کا بوسہ لون۔

امیرزادی۔ (ہاتھ دیکر) کیا مضائقہ ہے مگر یاد رکھنا اب زیادہ خونریزی نہ ہونے پائے۔

آزاد۔ اب تو مجھے آزاد ہی کیجیے تو بہتر ہے۔

امیرزادی۔ جاؤ خدا حافظ و ناصر ہے۔

آزاد پاشا کو ایک گھوڑا دیا اور راہ خدا پر چھوڑ دئے گئے۔ یہ بیچارہ حیران و پریشان اُس شب یلدا اور میدان جنون زا مین چلے جاتے تھے ہر چند انھون نے اس امیرزادی سے باصرار کہا کہ دو سوار میرے ہمراہ بھیجیے تاکہ ٹھیک ٹھیک راستہ بتا دین مگر اسنے کہا ہم یہ امر منظور نہین کرسکتے تین گھنٹے کا مل راستہ ناپا کیے دو گانون شتر راہ مین ملے ایک مین تو سناٹا پڑا ہوا تھا دوسرے گانون مین چند آدمی باہم باتین کرتے تھے کہ اگر آزاد رہا ہوے تو میکائل اور برٹش گورنمنٹ دونون کو مجبور ہوکر غنیم کا کہنا ماننا پڑے گا۔ آزاد نے اُن سے راستہ پوچھا اُنھون نے کہا اگر پیوار کوتل جاؤ تو اس جنگل کو پار کرنا پڑیگا اور اگر امیر کابل کی خیمہ گاہ جانا چاہو تو یہان سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اور سامنے چند سوار دھکا پڑاؤ ہے اس خبر نے انکو نکال مسرور و محظوظ کیا اور فوراً سوارون کے پڑاؤ کی طرف گھوڑا دوڑایا۔ قریب پہونچے تو ٹوکے گئے

انھون نے کہا ہم ہین محمد آزاد پاشا جو سوار پہرا دے رہے تھے فرط طرب سے اُنکے قریب آئے اور کہا آپ کی گرفتاری کے سبب سے یہان کل امور تہ و بالا ہو گئے تھے اب آپ دیر نہ کیجئے فوراً خیمہ گاہ امیر پر چلئے دس سوار اُنکے ہمراہ رکاب گئے اور نور کے تڑکے خیمہ گاہ امیر پہ داخل ہوئے۔ امیر کابل اسوقت نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فراغت پائی تو یوگون نے محمد آزاد کی اطلاع دی سنتے ہی باغ باغ ہو گئے اور آزاد پاشا کو گلے لگا کر کہا خوب آئے کل یہان معاملہ پلٹ ہو گیا تھا بڑی خیریت گذری ورنہ خدا جانے کیا کیا شرطین قبول کرنی پڑتین اب آپ اپنی بیتی سے مجھے مفصل بیان کیجئے آزاد نے کہا مین چاہتا ہون اپنے حمام کرون بعد ازان کچھ کھانا کھاؤن تو جی کے ساتھ کل حالات عرض کرون مگر اسقدر اطلاع دیجئے کہ جنگ کا کیا رنگ ہے امیر کابل نے کہا کہ بہتر ہے آپ اطمینان کے ساتھ بیٹھین تو گفتگو ہوگی بعد فراغ حمام آزاد پاشا نے کھانا نوش جان فرمایا اور یون گفتگو کی۔

یہ تو آپکو بخوبی معلوم ہی ہوگا کہ فریب کے سبب سے مین گرفتار ہو گیا تھا۔ جنرل داؤد خان نامی ایک سردار نے کہ حضرت یار خان کا عزیز ہی مجھ سے کہا کہ اگر تلوار ہمکو دو اور ایک کاغذ پر لکھدو کہ تم اس قیدخانہ سے بھاگنے کی کوشش نہ کروگے تو ہم اسقدر سختی کے ساتھ پیش نہ آئین مین نے کہا تلوار حاضر ہے جب قید ہوئے تو تلوار کیسی مگر کوئی تحریر ہی معاہدہ مین نہین کرنا چاہتا حسن اتفاق سے دوسرے روز پہرے والے نے مجھے مژدۂ طرب انگیز سنایا اسکے بعد آزاد نے پوری داستان بیان کی اور وہ اسکو سنکر بہت خوش ہوئے اسی روز کل افواج برٹش اور اور سیاہ کابل کو اطلاع دی گئی کہ آزاد پاشا مع الخیر والعافیت قیدخانۂ غنیم سے مردانہ وار نکل آئے اور اب امیر کابل کے خیمہ مین مزے سے ڈنڈ مار رہے ہین۔

جب غنیم کو معلوم ہوا کہ آزاد پاشا ہمارے اس حفاظت نگرانی قید سے بھاگ گئے تو سخت افسوس کیا اور یار خان نے جو باغیون کا سرغنہ تھا سر پیٹ لیا کہ افسوس ہمارے ہی آدمیون نے اور معتمدون نے ہمسے مکر و دغا کھیلی اور ہمارے ایسے قیدی کو رہائی دیدی جسکی قید سے ہم سخت ترین شرطون پر برٹش اور امیر کابل سے اپنی مرضی کے مطابق دستخط کرا لیتے ہم نے پہلے یہ حکم جاری کیا کہ داؤد خان جسکو خاص اس کام کی نگرانی کے لیے مقرر کیا تھا قتل کیا جائے اور جو جو سپاہی پہرے پر تھے وہ کھڑے چنوا دیے جائین۔ داؤد خان یہ خبر سنکر مع چند سپاہیون کے روپوش اور مفرور ہو گیا اور پہرے کے جوان تو پہلے ہی بھاگ کھڑے ہوے تھے۔

ادھر آزاد پاشا نے حسب مشورۂ امیر یہ کارروائی کی کہ ایکہزار برٹش اور تین ہزار کابلی سوار اور چھ توپین لیکر حضرت یار خان پر تاخت لائے وہ گھبرایا ہوا تو تھا ہی جب اس یورش کی خبر سنی تو اور بھی گھبرا گیا اور اپنے اسسٹنٹ سے یون مشورہ کرنے لگا۔

حضرت۔ افسوس کہ اس داؤد خان نے ہمکو کہین کا نہ رکھا

اسسٹنٹ۔ وہ تو جو ہوا سو ہوا اب کیا رائے ہے۔

حضرت۔ آزاد بلا کا جنرل ہے ایسا ویسا نہین ہے۔

اسسٹنٹ - سچ تو یہ ہی کہ اُس سے مقابلہ کرنا مشکل ہی
حضرت - جس شخص نے روسیونکی ناک مین دم کر دیا
اسسٹنٹ - اور کیسے کیسے معرکے سر کیے کہ الامان الامان
حضرت - پھر اب - ہرچہ باد اباد ما کشتی در آب انداختیم
اسسٹنٹ - اب بغیر اسکے اور کیا چارہ ہی کہ آزاد ہون چاہے کوئی ہو برابر مقابلہ کیا جائے -
حضرت - آزاد کے نام سے لوگ کانپتے ہین -
اسسٹنٹ - اسمین کیا فرق ہی وہ ایسا ہی جنرل ہے
حضرت - ہم کچھ اسبات کا خوف نہین کرتے کہ ہماری جان جائیگی - لاحول ولاقوۃ - جان کیا مال ہی اور ہم جان کو کیا سمجھتے ہین مگر خیال یہ ہی کہ وہ ہمسے کہین زیادہ قواعد دان
اسسٹنٹ - خیر اب کچھ ہو - خدا مالک و ناصر ہی -

جنرل آزاد بسر کردگی - سواران گردن کش حضرت یار خان کے مقام قیام پر دفعتاً دھر دھمکے اور یہان ابھی تک مشورہ ہی ہو رہا تھا جب طلایہ کے سوارون نے مار مار آنکر اطلاع دی کہ آزاد پاشا سواران تہتن صف شکن لیے ہوئے گلے پر آن پہونچے تو یہان اس درجہ کھل بل مچی کہ ہاتھ پاؤن پھول گئے اور ساری شیخی بھول گئے -

جنرل - اب قرین مصلحت یہی ہی کہ جان دیدین -
اسسٹنٹ - یہ جیتے جی گرفتار ہونا افغان کا کام نہین
جنرل - پھر جو کچھ انتظام ہو سکے معاً فکر کرکے مقابلہ ہو
اسسٹنٹ - اب فکر کیا خاک ہونا ہی بس - ع

دست بگردن سر شمشیر تیز

جنرل - پھر بسم اللہ تلوار سوت کے گھس پڑیے -
اسسٹنٹ - اسوقت ستر جوان روئین تن ساتھ ہین

جنرل - اور اُدھر ہزارون سوارون کی بھیڑ -
اسسٹنٹ - ع - اُس طرف ساری خدائی ہے اِدھر کچھ بھی نہین -
جنرل - یار اگر مصلحت ہو بھاگ چلین اور جان بچائین
اسسٹنٹ - ہان ہو تو مصلحت یہی ورنہ جان کو تھوکے کے جان دینا کون عقل کی بات ہے ؎

	نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

مگر افسوس ہی کہ ہمنے آزاد کو قتل نہ کر ڈالا -
جنرل - مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد
اسسٹنٹ - اور مین نے آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے ہرگز نہ مانا -
جنرل - گولے کی آواز آکے بند ہو گئی یہ کیا -
اسسٹنٹ - قلعہ دار سے کہلا بھیجا تھا نہ کہ ذرا توقف کرین تو غالباً صلح کر لین گے -
جنرل - افوہ تو شاید کوچہ گریز بھی بند ہے -

اتنے مین ایک آدمی نے اطلاع دی کہ قلعہ چوطرفہ گھر گیا اب بھاگنے کا رستہ بھی نہین ہے مگر اسوقت دو سو آدمی لڑنے بھڑنے والے موجود ہین جو جان دینے پر آمادہ ہو جائینگے اسوقت آزاد نے کمال شجاعت دکھلائی اور رسالت کی خوب داد دی یعنی یہانتک کہ قلعہ کے اردگرد کی فوج غنیم منتشر ہو گئی اور میدان انھین کے ہاتھ رہا اس فتح نے غنیم کی قلیا تمام کر دی چھٹے روز حکم آیا کہ آزاد پاشا واپس آئین اور حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے منجانب تاجدار انگلستان انکو شجاعت الدولہ

جنگ آور کے سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا فرمایا ہے جس روز واپس آئے ان کے گھر مین اس قدر چہل پہل تھی کہ خارج از حیطۂ تحریر۔

اختتام داستان

جب جنگ افغانستان سے آزاد پاشا واپس آئے تو حسن آرا بیگم نے مسجدون مین گھی کے چراغ جلائے اور خوشی کے شادیانے بجائے۔ آزاد پاشا نے جنگ کے حالات اور اپنی بسالت کی داستان چھیڑی تو انھون نے کہا ہر روز مختلف اخبارون مین جنگ کے حالات پڑھتی تھی اور اپنے بچون سے اپنا دل خوش کرتی تھی اور خدا سے دعا مانگتی تھی کہ یا باریتعالے ابکی بھی عزت رکھ لے خدا نے سُن لی اُسکی کریمی کے صدقے آزاد کی واپسی کے جشن جا بجا منعقد ہوئے۔ پہلی شب حسن آرا نے اپنے ہان رتجگا کیا۔ دوسری شب کو بڑی بیگم کے ہان رتجگا ہوا تین سال تک آزاد فرخ نہاد نے ہندوستان کی ترقی مین تدل سے کوشش کی۔ سررشتۂ تعلیم کو نئے طرز پر قائم کیا۔ کورس کی کتابین بدلین۔ یونیورسٹی کے قواعد مین اُنکی تجویز سے بڑا تغیر و تبدل ہوا مختلف اخبارون اُردو انگریزی مین انکے دلچسپ و چیدہ مضامین طبع ہونے لگے اور اُنھون نے دو چار عمدہ عمدہ آرٹیکل ولایت کے صحیفون مین بھی بھیجے۔ الغرض تین سال تک آزاد اور حسن آرا نے خوش خوش زندگی بسر کی اور اس کے بعد آزاد نے سیر و سیاحت کے شوق مین لندن کا سفر اختیار کیا چھ مہینے پاریس اور ایک سال لندن مین رہے اور اس عرصہ مین یورپ کے اور مقامون کی بھی سیر کی جب ہندوستان واپس آئے تو اس امر مین بہت زور دے کر سعی بلیغ کی کہ ہندوستان مین کپڑے اور کاغذ کے کارخانے قائم ہون ہندوستان کے نامی گرامی اخبارون مین انھون نے مختلف پیرائے اور ہر پہلو سے ثابت کر دیا کہ جبتک کلون کے ذریعہ سے صناعی کو ترقی نہ دیجائیگی ممکن نہین کہ ہندوستان تہذیب و دولت اور سرسبزی اور مرفہ حالی مین یورپ کے کسی شائستہ ملک کا مقابلہ کر سکے۔ کیا مجال۔

ان کی تحریرون اور فصاحت بیانی کا اس درجہ اثر ہوا کہ اکثر اولوالعزم بزرگون نے اس طرف توجہ کی اور آزاد پاشا کی تجویز کے مطابق ڈنکن کمپنی کے مشہور کارخانے سے کاغذ کی کل منگوائی چونکہ پیر پل کی تجویز کے آزاد پاشا بانی مبانی اور خود حصہ دار تھے لہذا ان کے نام سے اکثر روسار حکام اور امرائے عالی مقام اور والیان ملک اور حصہ دار ان سرکاری شریک ہوئے اتفاق سے پہلے سال اس مل نے کما حقہ ترقی نہین کی جس کے سبب سے بعض پست ہمت آدمی تہ دل سے ملول ہوئے اور خل مچانا شروع کیا کہ مل کے کوڑے کر کے رسدی حساب سے حصہ داران کو دیدیا جائے اور فوراً اونے پونے پر فروخت ہو جائے آزاد پاشا نے مع چند چیدہ اور برگزیدہ احباب کے اس رائے سے اختلاف ظاہر کیا اور بکمال سرگرمی دو سال کی محنت مین ساری خدائی کو دکھا دیا کہ عالی ہمم اور مستقل مزاج آدمی جو تجارت کے امور سے واقف ہین ان کارخانون کو کیونکر چلا سکتے ہین اگر آزاد نے استقلال مزاج نہ کیا ہوتا تو مل کی حالت تباہ ہو جاتی جس وقت کارخانہ کی حالت کسی قدر نازک تھی حاسدون